باپ کی خطا

مسعود کی ماں کی موت اس کے عیش و عشرت کی موت۔ اسکے ارمان کی موت اسکے مستقبل کی موت تھی جس وقت مسعود کی ماں نے حسرت بھری نگاہوں سے اپنے اکلوتے بچے مسعود کو دیکھکر دنیا کو الوداع کہا تھا۔ اس وقت اس کی عمر بارہ سال کی تھی مسعود کی ماں کے مرنے کے بعد محمود بیگ یعنی مسعود کے باپ کی تمام توجہات کا مرکز و اطمینان کی دنیا صرف مسعود کی ذات تھی لیکن باپ کی یہ محبت ایک سال سے زیادہ پائدار ثابت نہ ہوئی۔ محمود بیگ کی نئی شادی اور نوزائیدہ بچے نے مسعود کی محبت کو باپ کے دل سے فنا کر دیا۔ اور اب وہی مسعود جو کبھی باپ کے کلیجہ کی ٹھنڈک تھا۔ سوتیلی ماں کی کینہ پرور خصلت کی بدولت اس کی نگاہوں میں کانٹے کی طرح کھٹکنے لگا۔ جب باپ کی نگاہ کرم اپنی کسی اولاد سے ہٹ جاتی ہے تو یہ سمجھنا چاہئے کہ اسکے مستقبل کی تاریکیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ مسعود نے بارہ برس کی عمر تک جو کچھ پڑھا تھا وہی اسکی ابتدائی تعلیم بنکر رہ گئی اسکی تربیت کا مکتب ماں کے آغوش کے فنا ہو جانے کے بعد بند ہو گیا۔ اس کی دلداری ختم ہو گئی اور اب وہ یتیم و یسیر (?) بچہ کی طرح گلی گلی ٹھوکریں کھاتا پھرتا تھا اسکی عمر میں دو سال کا اور اضافہ ہو چکا تھا اور یہ وہ عمر ہے جسمیں انسان کا مستقبل خوار ہو جاتا ہے۔ لیکن باپ کی لاپرواہی اور سوتیلی ماں کے [illegible] نے اسے تاریکی کی طرف ڈالدیا اور وہ آوارگی کے طوفان میں اس طرح بہا جا رہا تھا جیسے ایک تنکا موجوں کے رحم و کرم پر بہتا چلا جاتا ہے آخر کار ماں کے ظلم نے اسے مجبور کیا کہ وہ ایک ایسا ذریعہ معاش تلاش کرے جو اسے خورد و نوش کا بھی خیال رکھے اور اسے لباس سے آراستہ کر سکے [illegible] حال کی خوشحالی نے [illegible] کی تلاش میں اسے مدد دی اور اب وہ [illegible] تاریکی میں زندگی گزارنے لگا اور ہمیشہ کے لئے اس نے اس گھر کو چھوڑ دیا جسمیں وہ پیدا ہوا تھا۔

۲

مراد آباد کی نمائش کی سیر کے ساتھ روزانہ تھیٹر میں شب گذاری اسکا معمول [illegible] فطری دلچسپی تھی۔ اور اسکی اس فطری دلچسپی اور کیرکٹر کی کمزوری [illegible] کے ایکٹروں نے اسکا تعارف کرا دیا۔ اوباش نوجوانوں کی زندگی ایک خشک پتہ کی مانند ہوتی ہے جو ہوا کے تیز جھونکوں کے ساتھ فضا میں [illegible] آخر [illegible] مسعود نے فیصلہ کیا کہ وہ کمپنی کے مستقل ممبروں میں اپنے آپ کو شامل کر لیا۔ [illegible] اس حال سے معلوم ہوئے [illegible] جو کمپنی ہی سے تعلق رکھتے تھے کمپنی میں ملازم کر دیا مسعود [illegible] سے ناواقف تھا اسکو گانے سے دلچسپی ضرور تھی لیکن قدرت نے [illegible] سوز و گداز نہیں عطا کیا تھا اس لئے وہ مالکان کمپنی کی نگاہ میں کوئی [illegible] نہ حاصل کر سکا۔ اگر اسکے خد و خال میں خوشنمائی نہ ہوتی تو شاید [illegible] گذارا مشکل تھا مسعود کی زندگی کے نہایت تلخ پانچ سال اسی [illegible] بدبختی زمانہ گذر گیا اور اسے کچھ خبر نہ ہوئی کہ وہ عمر کا بہترین [illegible] کر رہا ہے اس نے اس مدت میں مختلف شہروں میں گشت کیا [illegible] دماغ روشن تھا جہاں اسکے والدین سے [illegible] زیادہ مدت تک وہ کمپنی میں بھی نہ رہ سکا کیونکہ ایک شب [illegible] شعلوں نے خاک کی صورت میں بدل دیا تو تمام ایکٹروں کو [illegible] نے تتر بتر ہو جانا پڑا۔

۳

مسعود کوئی باکمال ایکٹر نہ تھا اب اسکی رعنائیاں [illegible] دوسری تھیٹریکل کمپنیوں میں پناہ لینا چاہی لیکن آخر کار اسے معلوم ہوا کہ [illegible] میں میری کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ وہ ٹھوکریں کھاتا پھر رہا تھا [illegible] تھی۔ بمبئی سوسائٹی نے اسکے خیالات کو پست کر دیا تھا۔ وہ مسلمان تھا [illegible] کی رنگا رنگی نے اسکے دل سے مذہبی احترام کو بالکل فنا کر دیا تھا۔ [illegible] بازاروں میں وہ ایک ہفتہ مسلسل فکر معاش میں [illegible] ایک مسلمان [illegible] کے سامنے اپنی سرگزشت سنائی۔ اب اسکی حالت [illegible] روٹی اور کپڑے کے سہارے پر اپنے آپ کو فروخت کر دینے کے [illegible] لیکن مسلمان تاجروں نے اسکی دردمندانہ صدا کو کان [illegible] مسلمانوں کے اخلاقی کمزوریوں نے اس کا دل پاش پاش کر دیا تھا [illegible] چاروں طرف سے تھک گیا تو ایک خیال اسکے دماغ میں آیا [illegible] آنے ہی اسکی تمام پریشانیاں تتر بتر ہو گئیں اب اس کے چہرہ پر [illegible] تھی اب وہ مطمئن نظر آتا تھا لیکن کسے کیا خبر تھی کہ آپ [illegible] کمزوری سوسائٹی کا عیب اور خیالات کی پستی [illegible] وہ تیزی کے ساتھ [illegible] چلی [illegible] طرف بڑھ رہا اور ایک خوفناک [illegible] مسلمانوں [illegible]

[illegible] تعلیم کر لیا۔

۴

دوسرے ہفتہ کے اخبارات نے جو اطلاع شائع کی وہ اس قابل تھی کہ اگر تمام مسلمان نہیں تو کم از کم مسعود کے باپ کو ندامت کے سمندر میں غرق ہو جانا چاہیئے تھا۔ ہندو اخبارات کی اطلاع یہ تھی کہ مرادآباد کے ایک مشہور رئیس محمود بیگ کے صاحبزادہ مسعود بیگ نہایت خوشی کے ساتھ شدھ ہو گئے اور ان کا نام دھرم ویر رکھا گیا۔ کسی کو کچھ خبر نہ تھی کہ اس تبدیلی مذہب میں کونسا راز پوشیدہ ہے۔ باپ کی لاپرواہی اور مسلمانوں کی بے رغبتی نے ... خیال نوجوان کو کفر کی آگ میں ڈھکیل دیا۔ لالہ دھرم ویر سابق مسعود بیگ کی معمولی تعلیم تھی لیکن وہ انتہا سے زیادہ طباع اور ذہین تھا۔ اس نے آریہ مذہب کی اشاعت کا کام اپنے ذمہ لیا اور ایک سال تک مسلسل دورہ کرتا رہا۔ اس دورہ میں اسے جابجا تقریریں بھی کرنی پڑتی تھیں اور کیونکہ وہ ایک ایکٹر کے فرائض انجام دے چکا تھا اسلئے وہ بغیر کسی جھجک کے اور نہایت موثر طریقہ پر گھنٹوں تقریر کرتا تھا۔ اس نے ایک مسلمان گھر میں پرورش پائی تھی اسلئے اسکی تقریر میں شیرینی کا ہونا کچھ تعجب انگیز نہ تھا۔ لوگ اسکی تقریر سنکر اسے حیرت سے دیکھتے تھے۔ اس دوران میں آریہ مذہب کے مطالعہ میں وہ برابر مصروف رہا اور آخرکار ... میں اس اسلامی گلشن کے پھول نے کانٹے کی صورت اختیار کر کے تمام پنجاب پر اپنی تقریر کا سکہ بٹھا دیا تھا۔ وہ تقریر کرتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک بلبل چہک رہا ہے۔ اسکی تقریر پر ہزاروں کا مجمع ہوتا تھا اور چاروں طرف ہجوم ہی ہجوم دکھائی دیتا تھا۔

۵

اسکی عمر ۲۲ سال سے تجاوز کر چکی تھی اور اب اسکی نگاہیں آریہ آشرم میں اپنے لئے کسی شریک زندگی کو تلاش کر رہی تھی کہ اسکی نگاہ ایک ایسی حسن کی مورت پر پڑی جسمیں وہ تمام خد و خال موجود تھے جنہیں وہ آج سے دس سال پہلے مرادآباد میں اپنے لئے انتخاب کر چکا تھا۔ دھرم ویر کے قدم جوں جوں اس حسن کی مورت کی طرف بڑھتے تھے اسکا دل بیتاب ہوتا جا رہا تھا۔ اس حسن کی مورت کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] مسعود ... کے علاوہ ... اور ان کے بے سہارا ... ایک اخبار میں باپ کی ... رئیس مرادآباد کا انتقال ہو گیا ... ہے کہ ایک لڑکا مسمی مسعود لاپتہ ہو گیا ... اس لڑکے کا پتہ معلوم ہو وہ اسے باخبر کرے کہ وہ باپ کی تمام جائداد پر قابض ہو جائے۔ مسعود نے اس اعلان کو پڑھنے کے بعد فوراً مرادآباد کی طرف رخ کیا اور اب دونوں میاں بیوی اسلام کے سچے حلقہ بگوشوں کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں ... گمراہوں کو اسلام کے حلقہ میں لا چکے ہیں۔

مسلمانوں کیلئے اعلان جنگ

ہر مسلمان کافروں سے مقابلہ کے لئے طیار ہو کر گلی میدان میں آجانے۔ یہ جنگ تیر و تلوار اور خونریزی کی جنگ نہیں ہے بلکہ زندگی کی جنگ مسلمانوں کو اس جنگ میں فتحیاب بنانے کے لئے ایک ولولہ خیز کتاب

صدائے صور

کے نام سے لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کا ہر حرف مسلمانوں میں زندگی پیدا کرنے کیلئے اور دشمنوں کو شکست دینے کیلئے غیر معمولی قوت کا کام دیگا۔ اس پروگرام کے مطالعہ کے بعد ہر مسلمان میں یہ باتیں پیدا ہو جائیں گی۔

(۱) دشمنوں کو شکست دینے اور ترقی کرنے کے ولولے پیدا ہو جائیں گے۔
(۲) دشمنوں کی فضول اور بیہودہ تعلیمات کا قطعی اثر نہ ہوگا۔
(۳) آپس میں دشمن ہوتے ہوئے باوجود بھی دشمن کے لئے متحد ہو جائیں گے۔
(۴) سارے اختلافات دشمنوں کے مقابلہ کے لئے ختم ہو جائیں گے۔
(۵) بڑے میدان میں آجائیں گے اور چھوٹی چھوٹی تیاریوں سے مقابلہ کریں گے
(۶) ہر مسلمان کا دامن آوارگی کے داغ سے پاک ہو جائیگا۔
(۷) مسلمان مالی معاملات میں بھی انہیں شکست دے دیں گے۔
(۸) ملازمت پیشہ مسلمان غیر استعداد کی بدولت ملازمت کی تلاش کر جائیں گے
(۹) تجارت کے معاملہ میں بھی مسلمان انہیں شکست دیں گے۔
(۱۰) مسلمان رشوت کا جائز مصرف کر جائیں گے اور کبھی ان سے غرض نہ لیں گے۔
(۱۱) شادی بیاہ اور غیر ضروری مصارف کے لئے کبھی سودی قرضہ نہ لیں گے
(۱۲) کیا ... کے معاملہ میں ... [illegible]
(۱۳) [illegible]
[illegible]

[illegible]

(۱) بہشت گم شدہ — ایک مشہور ... ساتھی کے بہت عیاشی ... ہوا ہو ... عشرت کرتا ہے مدت کے بعد ایک مشہور ... [illegible] پہلے ... دوزخ ... مطلب سمجھ کا ... ہوتا۔

(۲) انجام ہوس — ایک عیاش طبع نوجوان کا اپنے ہمسایہ کی بیوی پر عاشق ہونا اور پھر ہوکر ناکام ہونے کیلئے شطرنجی چالیں چلنا ... آخرکار پولیس کے ذریعہ سے کار ... ناکام رہنا عیاش طبع نوجوانوں کا حشر۔ نہایت عبرت انگیز ہے۔

(۳) کرشمہ تقدیر — ایک تعلیم یافتہ نوجوان کا دہقانی لڑکی پر عاشق ہونا اور بمشکل تمام لڑکی کے باپ کا شادی کیلئے رضامند ہونا شادی کے پہلے لڑکی کی تعلیم کا ... اور آخرکار لڑکی کا اس قدر ترقی کرنا کہ دنیا کا ہر شخص اس لڑکی کو واقف ہو گیا

(۴) نیرنگی تقدیر — دو بدنصیب میاں بیوی کی داستان مصیبت کا پہاڑ ... ستم کہنا آخرکار اس صبر کی بدولت ایک دن ... دنیا ...

(۵) عروج و زوال — ایک نہایت دولتمند شخص کا اپنی دولت پر مغرور ہوکر لوگوں کو حقارت سے دیکھنا آخر ایک دن ایک ایک پائی کے لئے محتاج ہو جانا اس کے بعد اپنے گناہ سے توبہ کرنا اور پھر اصلی حالت پر آ جانا۔

(۶) انتقام قدرت — ایک نفس پرست کا ایک حسینہ پر عاشق ہوکر اسے طرح طرح کے ظلم کرنا یہاں تک کہ اسکے خاوند کو قتل کروا دینا اس کے بعد حسینہ کو ایک سنسان جنگل میں ... خدا کی رحمت کا اترنا اور نفس پرست کی تباہی

(۷) ترکی ٹوپی — ایک سود خوار کے صاحبزادہ کی تباہی کا آغاز محض ترکی ٹوپی کی وجہ سے ہوا اس نے ابتدا میں ایک ترکی ٹوپی خریدی اسکے بعد فیشن میں قدم بڑھاتا گیا۔ آخرکار فیشن کی بدولت تباہ ہو جاتا۔

(۸) خونی گلوری — پان کے عادی کا پان کی عادت کے بدولت طرح طرح کی مصیبتوں میں گرفتار ہونا اور پان کھانے کی وجہ سے ... کا مقابلہ کرنا نہایت دلچسپ اور مفید افسانہ ہے۔

(۹) صلۂ طاعت — ایک نہایت دیندار شخص کا دنیاوی مصیبتوں میں مبتلا ہوکر بھی خدا کو نہ بھولنا۔ آخر اسکی مصیبتوں کا خاتمہ۔

(۱۰) پاداش گناہ — گناہ کی سزا اگر دنیا میں دیکھنی ہو تو یہ افسانہ پڑھئے جسمیں ایک ... نوجوان کے حالات نہایت عبرتناک انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔

(۱۱) چاہ کندہ را چاہ درپیش — اگر کوئی شخص دوسرے کے لئے کانٹا بوتا ہے تو وہ خود بھی تکلیف اٹھاتا ہے یہ افسانہ ایک نہایت دلچسپ ... واقعہ ہے۔

یہ گیارہ افسانے وہ افسانے ہیں جنکو سب نے انتہا پسند کیا گیا ہے جو اپنی دلچسپی اور عبارت آرائی کے ساتھ موثر بھی ہیں مفید بھی اور نتیجہ خیز بھی ان افسانوں کے مجموعہ کا نام درس عبرت ہے قیمت ایک روپیہ۔

[illegible]

(۱) حسن اتفاق — [illegible] کو تصویر حیرت بنا دینا ... [illegible]

(۲) وقت کی نیرنگیاں — ایک ... [illegible] ہونا ... اور اتفاق ... [illegible]

(۳) کشتگان رسوم — ... [illegible] لوگ بدنام اور ایک ایک پائی کے لئے محتاج ہو جاتے ہیں اس افسانے میں معاملات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

(۴) انجام بے احتیاطی — ... [illegible] کی نحوست ہو بے احتیاطی ... مصیبتیں نازل ہو جاتی ہیں جو کبھی وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتیں ... واقعہ جسکو پڑھنے کے بعد ہر شخص کے دل میں احتیاط پیدا ہو جاتی ...

(۵) گم شدہ فرزند — ایک بدحال کا ... فرزند ہے ... [illegible] ناکام ہونا ... غمزدہ باپ کا گم شدہ فرزند کو پانا نہایت دلچسپ افسانہ ...

(۶) بے گنہ گنہگار — رسم و رواج کی بدولت ... رخصت نہ ہونگی جیسے ... کے سیلاب کا دونوں کو دیوانہ کر دینا ... سے پہلے ... عبرت انگیز افسانہ۔

(۷) رنج و راحت — ہر مصیبت کے بعد ... میسر آتی ہے ایک ... مصیبتیں اٹھا کر عیش کا زمانہ دیکھنا۔

(۸) لیلائے سخن کا دیوانہ — ایک شعر و سخن کے ... شاعری کو ... تباہ و برباد کر لیا۔ نہایت دلچسپ اور عبرت انگیز افسانہ ہے۔

(۹) پیکر دیانت — ایک انتہا ... [illegible] اسکی افسردہ زندگی دائمی راحت سے بدل گئی۔

یہ نو افسانے وہ افسانے ہیں جنکو ہندوستان کے ... پسند کیا ہے جو دلچسپ ہونے کے ساتھ مفید ... کا نام تصویر معاشرت ہے قیمت ایک روپیہ ...

ملنے کا پتہ: [illegible]

مرد عورت کے تعلقات کیونکر خوشگوار ہو سکتے ہیں

ہر شادی شدہ شخص کی تمنا ہوتی ہے کہ اس کی زندگی شریک زندگی کیساتھ خوشگوار ہو اور وہ اس پر کیف زندگی کا پورا پورا لطف اٹھا سکے۔ لیکن مردوں کی ناتجربہ کاری اور ناعاقبت اندیشی ہمیشہ انہیں زندگی کے سچے لطف سے محروم رکھتی ہے اگر مرد چاہتے ہیں کہ وہ عورتوں سے حقیقی مسرت حاصل کریں تو کتاب

مرد عورت

کی ہدایتوں پر عمل کریں اس کتاب کے مطالعہ کے بعد مردوں کے تیئں عورتوں کے جذبات شناسی کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کتاب کی تدابیر کی بدولت وہ اس درجہ لذت یاب ہونگے کہ ان کی ناگوار زندگی قابل رشک زندگی بن جائیگی اور ازدواجی زندگی کی راحتیں میسر آنے کے بعد ان کو معلوم ہوگا کہ یہ کتاب شادی شدہ حضرات کے لئے کتنی ضروری ہے۔ اس کتاب کا زیادہ حصہ ایک تجربہ کار یورپین عورت کی مقبول عام تصنیف سے ماخوذ ہے جس میں عورت نے عورتوں کے جذبات کا نہایت آزادی کے ساتھ اظہار کیا ہے۔ اس کتاب کی مختصر فہرست مضامین یہ ہے:

پہلا باب
تمنائے وصال
انجیں زندگی ضرورت
عاشق مزاجوں کے جذبات
بے حس مرد اور عورتیں
عیش پرستی کا خیال
زوجین کی اتحاد کی تدابیر

دوسرا باب
زوجین میں ناگواری کیوں پیدا ہوتی ہے
جنسی مسائل سے ناواقفیت
آپس میں کشیدگی
شادی کے بعد مرد کی پریشانی
شادی کے بعد عورت کو ناکامی کا احساس
غلط کاری ازدواجی زندگی کیلئے زہر ہے
زوجین کا باہمی اختلاف
کیا شادی کرنا غلطی ہے۔
محبت کیونکر حاصل کیجائے۔

تیسرا باب
کیا عورت کے تلون مزاج ہے۔
عورت کے تلون سے مرد کی بے چینی
عورت کے تلون سے غلط فہمی
مرد کی جیتا بانہ کوشش
نفس پر قابو حاصل کرنے کی کوشش
عورت تلون مزاج نہیں ہے۔
عورت کی بے بسی
عورت کے شہوانی جذبات
نوعمر لڑکیوں کی واقفیت

بازاری مذاق کے مرد
بازاری مذاق کے مرد
بازاری عورت سے سبق حاصل کرو
مردوں کو مجبوری بدچلن بناتی ہے۔
پھر خام خیالیاں

چوتھا باب
شہوانی جذبات میں تلاطم
عورت کے جذبات میں تلاطم
عورت کے جذبات میں کمی
عورت کے جذبات کی بیداری
عورت کی شہوانی لہریں
تندرست عورت کو کب فطری خواہش ہوتی ہے۔
عورت کے جذبات شہوانی کا انتہائی عروج
شہوانی احساس میں اختلاف
فطرت کے مطالعہ کے بعد مواصلت کرو

پانچواں باب
جذبات میں تموج
مرد عورت میں موافقت
مرد کے شہوانی جذبات
انزال سے کیا نقصان ہوتا ہے۔
کس وقت مجامعت کیجائے۔
اگر مرد کے جذبات عورت کے جذبات سے تیز ہوں۔
عورت کی غیر معمولی خواہش
کثرت مجامعت سے بچنا چاہیے
عورت کو مجامعت کیلئے آمادہ کرنا۔

مجامعت کے لئے کونسی صورت اختیار کیجائے۔
نامکمل مباشرت کے نقصانات
عورت مرد کو اپنے جذبات کا اظہار کیا چاہئے

چھٹا باب
خواب اور اس کی طلسم کاریاں
مباشرت اور خواب نوشیں
تمنائے مباشرت میں عورت کی بیداری
مرد کی طرف سے مرد کی بیزاری
عورت کی طرف سے مرد کی بیزاری
آلات صنفی کا فرق جسم پر
عورت کے جسم کی وہ کیفیتیں جو عالم مباشرت میں ظاہر ہوتی ہیں۔
نامکمل مباشرت عورتوں کی بیماریوں کا سبب

ساتواں باب
حسن و عشق
عورت کے جسم کی دلاویزی
مرد عورتوں کو حقیقی لطف نہیں حاصل کر سکتے
مرد عورت علیحدہ رہیں

آٹھواں باب
محبت اور اس کے نتائج۔
عورت مرد کی محبت کی فطرت کا مقصد کیا ہے
استقرار حمل کس وقت ہونا چاہیے۔
مرد عورت کی بے تعلقی کے نتائج۔
حمل کے زمانہ میں مباشرت
زمانہ حمل یا رضاعت میں مباشرت کے متعلق ٹالسٹائی کی رائے۔

ایک بچہ کے بعد دوسرے بچہ کی پیدائش کب ہونی چاہیے۔ حاملہ کیلئے ہدایات تندرستی
زوجین کے اولاد کیوں نہیں ہوتی استقرار حمل کے لئے بہترین تدابیر
والدین کا اثر اولاد پر۔ کمزور اولاد پیدا کرنا
جو بچے بعد میں پیدا ہوتے ہیں وہ جلد مرتے ہیں

نواں باب
مرد عورت کا باہمی تعلق۔
مرد عورت کو یکجا رہنا چاہیے یا علیحدہ۔
موجودہ شادیاں اور ان کا اثر
باہمی تعلقات اور خیالات
رفیق زندگی اور امیدوں کا طوفان
دوسروں کی زندگی کا مطالعہ
زوجین میں عشق و باہمی ہونا ضروری ہے
فراق کے بعد وصال کی لذت
عورت کے نقطہ خیال سے محبت کی موت
عورت کو علمی آزادی دینی چاہیے
زوجین اور تجربات زندگی
عورت کو نفقت پسند بننا چاہیے۔
عورت کی غفلت کا نتیجہ۔
رفیق زندگی کی بے توجہی کے اسباب
زوجین کی خوشی کیونکر حاصل کر سکتے ہیں

دسواں باب
سربستہ لذتوں کا انکشاف
کائنات کا بیش قیمت خزانہ
نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ایک غیر معمولی قوت محسوس کرتے ہیں۔

اب کوئی لڑکا نا قابل نہیں رہیگا

پروفیسر مفتی شوکت علی صاحب فہمی کی بے نظیر تصنیف اولاد کی تربیت نوجوانوں کے دست و بازو میں نئی طاقت دل میں نئی ہمت دماغ میں نئی امنگ پیدا کرتی ہے۔ اس کے پڑھنے کے بعد خیالات میں حیرت انگیز انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ بدمزاج خوش مزاج، بدچلن نیک چلن، سست چست، کاہل محنتی، بددیانت، دیانتدار اور بے وقوف عقلمند بن جاتا ہے استاد کو چھڑا دیجئے۔ اتالیق کو موقوف کر دیجئے۔ لیکن اس کتاب کا مطالعہ جاری رکھئے پھر کچھ نہیں ہو سکتا کہ

اولاد کی تربیت

میں کیا ہے۔ شاید مندرجہ ذیل فہرست مضامین آپ کو کچھ بتا سکے

دیباچہ ۔ حمد	صاف پانی	امروز فردا	بائسکوپ	زیورات	سیونگ بنک
خدا کی قدرت	اچھی غذا۔ لباس	آنکھوں کے باوجود اندھو	تاش و شطرنج جوا	قرض کی بدعادت	نہیں کہنا سیکھو
خدا کی شکرگذاری	ورزش	آداب مطالعہ	والدین کے حقوق	روپے کا نقصان	بدزبانی
خدا کی عبادت	علاج و تیمارداری	اوقات مطالعہ	اطاعت	[illegible]	خود غرضی
تم دنیا میں کیوں آئے۔	بخار۔ ہیضہ	غور و خوض	ادب محبت	جھوٹ	نیکوکاری
تم اشرف المخلوقات کیوں ہو۔	طاعون	توجہ اور استغراق	بھائی بہن کے حقوق	بددیانتی	دوست اور ہمنشین
تمہاری زندگی	چیچک اور اس کا ٹیکہ	عزم و ہمت	خاندان کی محبت	متعلقین کی تکالیف	عادت
کیا تم مختار ہو۔	پرہیزگاری	مضمون کو ذہن نشین کرنا	استاد کے حقوق	قرض سے کیونکر بچ سکتے ہو	تعلیم نسواں
دل کا باغ	ایرکوائی گلاس	اپنے اوپر اعتماد	باقاعدہ حاضری	آمدنی سے کم خرچ	بڑی اور چھوٹی خیرات
زریں اصول	پاکبازی محنت	بار بار مطالعہ	باقاعدگی	آمد و خرچ کا حساب	چھوٹی خیرات
ضمیر کی آواز	اپنا کام آپ کرو	تحریر	محنت	نقد لین دین۔	نیکی خیرات
ضمیر	سستی	پابندی رسوم	نیک چلنی	غیر ضروری مصارف	وطن پرست
نیکی اور بدی	چستی و مستعدی	اخلاقی جرأت	سچائی		
عہد شکنی	استقلال	راستی	دیانت		
صحت جسمانی	ناکامی	تفریح و ورزش	قرض اور اسکے اسباب		
حفظان صحت کے اصول	تہذیب شائستگی	مکالمہ	عاقبت اندیشی اور شیخی کا نتیجہ		
صفائی	سلیقہ اور باقاعدگی	کتب بینی	شادی و غم کی تقریبوں میں حیثیت سے زیادہ خرچ کرنا۔		
تازہ ہوا۔	خودنمائی اور خودپرستی	تھیٹر رقص وغیرہ			

موجودہ زہریلی ہوا سے نونہالوں کو بچانے کے لئے بے حد مفید ثابت ہوئی ہے۔

قیمت ایک روپیہ

بچوں کی چھوٹی سی حدیث

جس میں سردار دو جہاں کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے وہ قیمتی اور چھوٹے چھوٹے جملے درج ہیں جنہیں پڑھنے کے بعد ہر بچہ دیندار بن سکتا ہے اور دیندار رہ سکتا ہے۔ اگر آپ بھی ملاحظہ فرمانا چاہتے ہیں دین کی باتیں پڑھئے۔ اس کتاب میں دین کی باتیں بھی ہیں اور دنیا کے معاملات بھی ہیں۔ اس صحابہ کرام اور بزرگان دین کے قیمتی مقولے بھی درج ہیں۔ یہ کتاب بچوں کے لئے ایک نعمت ہے لیکن شاید اس کتاب کے دیکھنے کے بعد آج کل کے بڑے بھی پڑھنے کی ضرورت محسوس کریں گے۔ اس میں دو دو باتیں تین تین باتیں چار چار باتیں پانچ پانچ باتیں چھ چھ باتیں اور اسی طرح نو نو باتوں کے عنوان سے بتایا گیا ہے کہ سردار دو جہاں اور صحابہ کرام کو کونسی دو دو چار چار باتیں مرغوب تھیں اور کون سی دو دو چار چار باتیں ناپسند تھیں سچ تو یہ ہے کہ وہ مجموعہ میں آپ کے ارشادات کا نچوڑ ہے قیمت ۸/

ملنے کا پتہ خواجہ بک ڈپو دہلی

اسلام کے دامن کو داغ نہ لگاؤ

ہماری خطرناک حالت اسلام کے دامن پر ایک بدنما داغ ہے ہم مسلمان کہلاتے ہیں مگر کافروں سے بدتر ہیں ہم نے آپ کو کہاں تک کہتے ہیں مگر ہماری حالت دیکھ کر جاہل بھی شرماتے ہیں ہماری معاشرت اور ہمارا تمدن اسلامی قانون کے ماتحت ہے لیکن کافروں کے میل جول اور حکومت کے اثر نے ہماری معاشرت کو کفار کی معاشرت سے بھی بدتر بنا دیا ہے جس کی بدولت ہمارے نامہ اعمال کی تاریکی دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔ اگر ہم مسلمان ہیں تو ہمارے لئے اسلامی معاشرت سے بھی عبادت کی طرح واقف ہونا ضروری ہے کیونکہ ہماری معاشرت کی کمزوریوں کی وجہ سے صدہا گناہ روزانہ ایسے عمل میں آ جاتے ہیں جن کی ہم کو خود خبر نہیں ہوتی بعض اوقات اس بے خبری میں ہم ایمان جیسی نعمت کو کھو بیٹھتے ہیں۔ ہماری اس تباہی کا سبب یہ نہیں ہے کہ ہم دیدہ و دانستہ گمراہ ہوتے چلے جا رہے ہیں بلکہ ہماری ناواقفیت ہی تباہی کی طرف لیجا رہی ہے۔ موجودہ تعلیم نے ہمیں مذہب سے ہٹا کر ہمیں اس قابل نہ رکھا کہ ہم عربی فارسی کی کتابوں سے فائدہ اٹھا سکیں اور اردو زبان میں کوئی ایسی کتاب نہیں جو اسلامی معاشرت پر حاوی ہو۔ اس نازک اور ناگفتہ بہ حالت کو دیکھ کر ہم نے کئی سال کی مسلسل کوشش کے بعد ایک ضخیم کتاب

اسلامی زندگی

قیمت ۲ روپے ۔ قیمت (سے ۲ر)

کے نام سے شائع کی ہے۔ یہ کتاب اسلامی معاشرت کی تمام ضروریات پر حاوی ہے حتیٰ کہ اس میں ان باتوں اور نازک معاشرتی مسائل پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے جن سے اس زمانہ کے علماء بھی ناواقف ہیں۔ اس کتاب کی مکمل فہرست مضامین کے لئے ایسے ایسے آٹھ صفحے درکار ہیں مختصر فہرست مضامین پیش کی جاتی ہے تاکہ کتاب کا خاکہ آپ ذہن نشین کر لیں۔ فہرست مضامین یہ ہے۔

خدا اور بندہ کا تعلق	کھانا کھانے کے آداب	منسوبہ کی طرف دیکھنا	مضاربت کا جواز	کیا کرنا چاہئے۔	وقف۔ شرائط وقف
رسول اور امتی کا تعلق	حسن وطن۔ مساوات	عورتوں کا پردہ عورتوں سے	مضاربت کی شرائط	کن لاوارث چیزوں کا لے	وقف کی جائز صورتیں۔
ماں باپ کی تابعداری	آداب مجلس	نامحرم مردوں سے پردہ	رہن کا بیان۔ رہن کا جواز	لینا جائز ہے۔	وقف کی ناجائز صورتیں
اولاد کی تعلیم و تربیت	کسی دوسرے کا خط پڑھنا	مخنثوں سے پردہ	رہن کی صورتیں	لاوارث بچہ	وقف علی الاولاد کا خلاصہ
پرورش یتامیٰ	معمولی چیزوں کو منع کرنا۔	نشہ کی چیزوں کا استعمال	کسی چیز کا عاریۃً لینا	لاوارث بچہ کا اٹھانا واجب ہے	قانون وقف علی الاولاد کا [illegible]
مومن کا مومن سے تعلق	سوتے وقت آگ بجھانا۔	شراب کا پینا	عاریت کا جواز۔ عاریت کی	اگر لاوارث بچہ کا کیا راز کھلے تو	مسائل نظر انداز
میاں بیوی کا تعلق	بے پردہ چھت پر سونا۔	شراب کی تجارت	ممنوع صورتیں۔ دوسروں	لاوارث بچہ کا کیا مذہب قرار	مرتد کسے کہتے ہیں
شوہر کے فرائض	قسم اور اس کا کفارہ	بینڈ اور منشات	کی چیز اپنی امانت میں رکھنا	دیا جائے	مرتد کے ساتھ کیا برتاؤ
بیوی سے محبت	نکاح	وہ چیزیں جن میں شراب کا جز ہو	امانت کا تاوان	گم شدہ کے متعلق احکام	کیا جائے۔
بیوی کے فرائض	نکاح کے مسائل	بچوں کو افیون	امانت کی حفاظت۔ امانت کب	حد بلوغ تفصیلات ہبہ	اگر عورت مرتد ہو جائے
پردہ شوہر کی محبت	کن عورتوں سے نکاح حرام ہے	مسائل خرید و فروخت	رہنی چیزوں کا استعمال	ہبہ اور عاریت کا فرق	کن اقوال اور کن افعال سے
سوکن کے ساتھ سلوک	مسئلہ ولایت	بیع کن صورتوں میں	ناجائز اشیاء کی امانت	وصیت۔ مسائل میراث	ارتداد پیدا ہوتا ہے۔
عورتوں کا نیم برہنہ لباس	طلاق	واقع ہوتی ہے	دوسروں کے مال پر ناجائز	حقوق ورثاء۔ وارث بالملک	جہاد۔
باہمی محبت۔ امداد باہمی	طلاق کی صورتیں	اگر بعد بیع مال ناقص	قبضہ۔ دوسرے کے روپیہ سے	حل۔ اگر وارث مفقود الخبر	جہاد کی حقیقت
بزرگوں کا ادب	رخصت اور خلوت سے پہلے	ثابت ہو۔	بے اجازت تجارت	ہو۔ مرتد کی وراثت	جہاد کی فضیلت
تحفہ اور ہدیہ بھیجنا	طلاق۔ تین طلاق	بیع کی ناجائز صورتیں	دوسرے کے ذکر سے کام لینا	اگر وارث کافر ہو	جہاد کے موانع۔
عیادت اور تیمارداری	خلع۔ خلع کی تعریف	نیلام۔ مسائل شفعہ	بے اجازت مُردہ کا دفن	اگر وارث قاتل ہو۔	جہاد کی غرض و غایت
سلام کرنا۔ مصافحہ۔ معانقہ	خلع کن صورتوں میں جائز ہے	سودی لین دین	حقوق عباد میں احتیاط	شیعہ سنی اور مقلد غیر مقلد	قصاص شرعی سزائیں
گھر میں داخل ہونے کی اجازت	اولاد کی پرورش کا حق	چاندی سونے کے زیورات	لاوارث اشیاء	کے باہمی ورثے	حرمت تصاویر
طلب کرنا۔	نامحرموں کی طرف دیکھنا۔	سود کے احتمالات سے اجتناب	رہن کی ناجائز صورتیں	عاق کی ہوئی اولاد	حرمت خمر
مصالحت و صفائی	میاں بیوی میں ہمبستگی	دوسرے کے سرمایہ سے کاروبار	لاوارث چیز اٹھانے کے بعد	ناجائز اولاد کا حق وراثت	خیرات

پ اپنی قوتوں سے ناواقف ہیں

...مت نے ایک زبردست روحانی قوت عطا کی ہے۔ اگر آپ بھی اس قوت سے فائدہ اٹھائیں اور اسے کام میں لائیں اور ابتدائی مراحل کو
...ال سے طے فرمالیں تو آپ میں بھی ایک محبوب کو ایک حاکم کو ایک امیر کو بلکہ تمام دنیا کو زیر و زبر کرنے کی طاقت پیدا ہو سکتی ہے۔ اس مقصد
کے لئے اردو زبان میں سب سے بہتر اور سب سے مستند کتاب صرف

عملیات

...پانچسو سے زیادہ ایسے مستند اور مجرب عملیات جمع کئے گئے ہیں جو اولیاء اللہ اور زبردست عاملوں کے زیر عمل رہے ہیں کتاب میں پہلے عمل اور وظیفہ
...کھنے کے ایسے طریقے بتلائے گئے ہیں جو بڑے بڑے عاملوں کو بھی شاید معلوم نہ ہوں گے اور پھر ایسے مجرب اعمال و وظائف اور نقوش درج کئے
...سالہا سال کی خدمت و ریاضت کے بعد کسی عامل سے حاصل کرنا ممکن ہے بعض کتاب کے ابواب نیچے درج کئے جاتے ہیں۔

...ب۔ اس میں عملیات کے متعلق تمام ابتدائی معلومات درج ہیں۔
...ب۔ اسمائے الٰہی کے اعمال و وظائف اس میں درج ہیں۔
...۔ اس باب میں محبت پیدا کرنے کے اعمال و وظائف درج ہیں۔
...ب۔ اس باب میں عداوت اور جدائی پیدا کرنے کے اعمال درج ہیں۔
...باب۔ اس میں کشائش رزق کے لئے مجرب اعمال درج ہیں۔
...ب۔ اس میں تسخیر خلائق کے اعمال و وظائف درج ہیں۔
...باب۔ اس میں سلاطین اور امراء کی تسخیر کے اعمال درج ہیں
...باب۔ اس میں تسخیر حکام اور کامیابی مقدمات و امتحان کے اعمال درج ہیں

نواں باب۔ اس میں چور کی شناخت اور مال مسروقہ کی بازیافت کے اعمال درج ہیں
دسواں باب۔ اس میں مفرور و گم شدہ کی واپسی کے اعمال وظائف درج ہیں۔
گیارھواں باب۔ اس میں مایوس مریضوں کے علاج کے عملیات درج کئے گئے ہیں۔
بارھواں باب۔ اس میں حصول اولاد کے متعلق عملیات درج ہیں۔
تیرھواں باب۔ اس میں آسیب زدہ کے علاج کے متعلق عملیات درج ہیں۔
چودھواں باب۔ اس میں مشکلات و حاجات کے حل کے متعلق عملیات درج ہیں
پندرھواں باب۔ اس میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا فالنامہ ملحق ہے
قیمت تین روپے (۳ عہ)

کیا واقعی ہمیں مرنا پڑے گا؟

اگر ایسا ہوگا تو ہماری روح اور جسم کا کیا حشر ہوگا ہم کہاں جائیں گے روح
کا جسم کے ساتھ کیا تعلق رہے گا جسم کے خاک ہو جانے پر روح کہاں رہے گی
ہم کیا دوبارہ اس دنیا میں آسکیں گے۔ دنیا کے حالات ہمارے کانوں تک
پہنچ سکیں گے یا نہیں ہم مرنے کے بعد اپنے عزیزوں اپنی اولاد اور اپنے
ماں باپ کو دیکھ سکیں گے یا نہیں اگر یہ معلوم کرنا ہے تو۔

تصور خیال

ملاحظہ فرمائیے جس میں زندگی کی حقیقت، قیدخانہ دنیا کی اصلیت قیدخانہ
سے جدائی۔ زندگی کے بعد موت کی طرف جانا۔ تماشائے اعمال عذاب الٰہی و غیرہ
پلصراط۔ دوزخی زندگی فردوسی زندگی کے حالات وغیرہ وغیرہ درج ہیں قیمت ۱۰

مینجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

...والوں نے زندوں کو لکھا ہے

...تمام آرائشوں کی عقبیٰ کی دلفریبی کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں ہے
...ان کچھ مرنے والوں کے منظوم خطوط کو پڑھنا چاہتے ہیں تو

جنت کے خطوط

...میں عقبیٰ کی دلفریبی اور دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور
...لوں نے نہایت سوز انداز میں ماتم کرنے والوں اور سوگ منانے والوں
...ی تعلیم دی ہے۔ یہ اپنے انداز کی پہلی لاجواب کتاب ہے جو دلچسپ بھی
...ہے اور چوٹ کھائے ہوئے دل کا علاج بھی ہے قیمت ۶؍

ملنے کا پتہ

مینجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

علامہ راشد الخیری کی لکھی ہوئی دلچسپ اور مفید کتابیں

الزہرا مولانا راشد الخیری کی لکھی ہوئی حضرت فاطمۃ الزہرا کی سوانح عمری یہ ہے وہ عالم کی اس بیٹی کی سوانح عمری ہے جس نے دنیا میں ایک مثال قائم کرنے کیلئے دنیاوی زندگی سے بڑی تکلیف اٹھائی اور نہ بان سے اف تک نہ کی اس میں آپ کی پیدائش سے لیکر آپ کی رحلت تک کے مفصل حالات درج ہیں قیمت ۱۲ر

امت کی مائیں اس میں امہات المومنین کے حالات جو مسلمانوں کی مائیں ہیں نہایت صاف اور شستہ زبان میں بیان کئے ہیں ابتدا میں حضور سرور عالم کی سوانح مبارک ہے اس کے بعد ام المومنین بی بی خدیجہ، بی بی سودہ ام المومنین حضرت عائشہ ام المومنین حضرت ام سلمہ ام المومنین بی بی زینب ام المومنین حبیبہ ام المومنین بی بی جویریہ ام المومنین بی بی صفیہ کے حالات درج ہیں قیمت عہ

صبح زندگی اس کتاب میں لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کو نہایت خوبی کیساتھ بیان کیا ہے۔ کھانا پکانا۔ سینا پرونا۔ کشیدہ کاری۔ گھر کا انتظام عزیزوں سے میل جول۔ خوش مزاجی چھوٹے بڑوں کے ساتھ برتاؤ وغیرہ وغیرہ غرض یہ کہ ایک لڑکی کے لئے شادی تک کے لئے مکمل تعلیم ہے قیمت ۱۲ر

شام زندگی یہ کتاب صبح زندگی کا دوسرا حصہ ہے جو عورتوں کو خانہ داری کی خدمت اور اطاعت سکھاتی ہے۔ شادی کے بعد خانہ داری کے جو کام ہیں وہ بھی اس کتاب کے مطالعہ کے بعد لڑکی اپنے سسرال والوں کو اپنا گرویدہ بنا سکتی ہے اور دونوں میاں بیوی کی زندگی خوشگوار زندگی ہوگی قیمت ۱۲ر

جوہر قدامت دنیا اس مطالعہ میں ہو کہ بعد یہ تہذیب نئی کی طرف بھاگ رہی ہے لیکن اس ناول میں دو ایسی سرپارہ لڑکیوں کا مقابلہ کر کے دکھایا گیا ہے جس میں سے ایک نئی دنیا کے سٹیج پر تھرکنے والی فیشن ایبل لڑکی ہے دوسری گزشتہ صدی کی عصمت اور باحیا خاتون ہے نہایت دلچسپ اور نتیجہ خیز ناول ہے ۱۲ر

نوحہ زندگی ایک نوعمر حسینہ بیوہ کے نکاح ثانی کرنے پر زمانہ حسینہ کے ماں اور کنبہ والوں نے اس غریب پر جو ظلم ڈھائے ہیں خاص میں کوئی بھی ماں باپ اور عزیز بیوہ کو سامنہ کریگا تمام قدرت مصیبت بیوہ کیلئے ہاتھ بڑھاتا ہے اور اسکی تمام تکلیف آرام کو بدل جاتی ہیں قیمت ۱۲ر

سراب مغرب عورتیں دن بدن مغرب تمدن کی تاریکی کی طرف قدم بڑھا رہی ہیں مغربی تمدن و معاشرت کی ظاہری خوش نمائی پر مٹ کر اپنی زندگی کو تباہ کر رہی ہیں۔ اس ناول کو پڑھنے کے بعد تمہیں معلوم ہوگا کہ ایک نو عمر لڑکی نے نئی روشنی میں آکر اپنی عزت دولت سب کچھ برباد کر ڈالا قیمت (۱۲ر)

موؤدہ لڑکی خدا کی رحمت ہے۔ لڑکی کسی صورت میں لڑکے کم قابل وقعت نہیں اسلام نے لڑکی کے جو حقوق مقرر کئے ہیں ان سے ایک قدم نہ ہٹنا چاہئے۔ یہ ناول ان بدنصیب مسلمانوں کی سرگذشت ہے جو لڑکیوں کو انہیں ترکہ سے محروم کرتے ہیں۔ قیمت ۸ر

منازل السائرہ ایک لڑکی کی عملی زندگی کا مکمل درس خانہ جس کے پڑھنے کے بعد وہ دنیا کے نشیب و فراز میں ایک تجربہ کار [illegible] کا مقابلہ کر سکتی ہے میکا اور سسرال دونوں کو خوش رکھ سکتی ہے خاوند کو اپنا دیوانہ بنا سکتی ہے کنبہ اور برادری میں عزت حاصل کر سکتی ہے۔ غرضکہ عجیب کتاب ہے قیمت ۸ر
حصہ دوم اس میں وہ تمام ضروری باتیں نہایت دلچسپ پیرایہ میں لکھی گئی ہیں جو حصہ اول میں درج نہ ہو سکیں۔ یہ مولانا کی بالکل نئی تصنیف ہے قیمت ۸ر

تائید غیبی ابوالحسن کی موت مستقبل کیواسطے ایک سبق چھوڑ گئی ہے ابو عبداللہ جس نے تخت سلطنت اور عیش پرستی باپ سے وراثت کی خوش نہ رہ سکا۔ وہ شہزادہ جس کی مدینۃ الزہرا اور قصر احمر جیسی عمارتیں گہوارہ بنی ہوئی تھیں دولت غرناطہ تو اس کے ملوں میں آخرکار اس عیش پرستی سے قدرت کی بے پناہ طاقت نے اسے محروم کر دیا نتیجہ خیز ناول ہے قیمت آٹھ آنہ ۸ر

دُرِ شہوار ایک ایران کی شہزادی کا واقعہ اس شہزادی کے حسن کی شہرت ایران سے لیکر سیستان تک پھیل گئی اس کے حسن نے تمام ملک میں ایک قیامت برپا کر رکھی تھی ہزاروں جانیں اس پیکر حسن پر قربان ہو گئیں اپنے اس حسن و جمال کی بدولت شہزادی نے بڑی مصیبتیں اٹھائیں۔ نہایت دلچسپ ناول ہے قیمت دس آنہ ۱۰ر

فسانہ سعید ہزاروں مصیبت زدہ بچیاں مردوں کی بدولت خم آلود رو رہی ہیں۔ یہ بھی ایک ایسی ہی مصیبت زدہ کی داستان ہے جس کے خاوند نے اپنی لاپرواہی سے اس غریب کو کے لئے گویں سلا دیا۔ قیمت ۸ر

بنت الوقت نئے زمانہ کی زہریلی فضا میں پرورش پائی ہوئی ایک نوعمر لڑکی کا عبرت انگیز افسانہ۔ جو عیسائی مشنری سے تعلیم حاصل کرکے اپنا مذہب۔ اپنی عزت اور خاندانی وقار سب کچھ کھو بیٹھی اور بے پردہ ہو کر ذلت و بدنامی کا داغ لگایا قیمت ۸ر

سات روحوں کے اعمالنامے اس میں سات روحوں نے سرگذشت بیان کی ہے مختلف لوگوں کے کیرکٹر ہیں اور ان کی حقیقت بھی اس کے مطالعہ کے عورتیں دنیاوی آرائشوں کو چھوڑ کر آخرت کو یاد رکھتی ہیں قیمت ۹ر

ملنے کا پتہ [illegible]

بدنصیب ہیں وہ بچے اور عورتیں

جو اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہیں اور کفار کی عورتوں کی طرح بالکل مذہب سے بے خبر ہیں۔ بدبخت ہے وہ اولاد جو مسلمان کے گھر میں پیدا ہو کر بھی مسلمان کہلانے کے مستحق نہیں۔ بے لامذہبوں کی طرح زندگی گذار رہے ہیں۔ خدا رسول اور ارکان اسلام سے بالکل بے خبر ہیں۔ سنی سنائی باتیں ان کا دین و ایمان ہے جب ایمان جیسی نعمت سے یہ محروم رہ گئے ان کا دنیا میں زندہ رہنا بیکار ہے۔ کیونکہ ایسی عورتیں اور ایسے بچے ایک دن اسلام کو بدنام کریں گے۔ اور اسلام کے دامن کو آلودہ کریں گے۔ اس افسوسناک حالت کو دیکھتے ہوئے خواجہ بک ڈپو نے صرف عورتوں اور بچوں کے لئے ایک نہایت کارآمد تصنیف عورتوں اور بچوں کے لئے۔

مذہبی معلومات

کے نام سے شائع کی ہے۔ اس کتاب کی عبارت کو خواہ مخواہ طول نہیں دیا گیا ہے۔ بلکہ نہایت مفصل طور پر مگر مختصر الفاظ میں ارکان اسلام کی روح کھینچ کر رکھ دی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ بعد بچے اور عورتیں ایک ہفتہ میں پوری طرح اسلام کے تمام عقائد سے واقف ہو سکتی ہیں۔ کتاب کی مختصر فہرست مضامین یہ ہے:

اسلامی عقائد۔ اسلام کے معنی۔ اور اس کی تعریف۔ ایمان کے معنی اور اس کی تعریف۔ اسلام اور ایمان کا فرق۔ کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت۔ ذات وصفات الٰہی۔ خدا کی توحید۔ خدا کا علم۔ خدا کے فرشتے۔ خدا کی کتابیں۔ قرآن مجید۔ خدا کے رسول۔ قیامت۔ قیامت کی نشانیاں۔ مرنے کے بعد زندہ ہونا۔ تقدیر۔ معصیت اور گناہ۔ کفر اور شرک۔ مرنے کے بعد کیا ہوگا۔ دعا۔ صدقہ۔ معجزہ اور کرامتیں۔ صحابہ کرام۔ اہلبیت۔ اطہار۔ مجتہدین اولیاء اللہ۔ شرعی اصطلاحات۔ فرض۔ واجب۔ سنت۔ نفل۔ مباح۔ حرام۔ مکروہ تحریمی وغیرہ وغیرہ۔ علم شریعت۔ تفسیر۔ حدیث۔ فقہ۔ اسلامی اعمال۔ نماز۔ نماز کے متعلق مفصل بحث کی گئی ہے اور ہر چھوٹی بڑی بات پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے بعد روزے کے مسائل بیان کئے گئے پھر زکوٰۃ کا بیان ہے اس کے بعد حج کا بیان ہے۔ آخر میں معاشرت سے تعلق رکھنے والے ضروری مسائل مثلاً تجہیز و تکفین۔ جانکنی کا وقت: میت کا غسل تیمم کا طریقہ۔ میت کا کفن۔ مرد کو کفنانے کا طریقہ۔ عورت کو کفنانے کا طریقہ۔ نماز جنازہ۔ دفن۔

قیمت ایک روپیہ

الفاظ میں کیا طاقت ہے

زبان سے نکلے ہوئے جملوں میں کیا کیا قوتیں پوشیدہ ہیں۔ اشعار اپنے اندر کونسی مخفی طاقت رکھتے ہیں اور انہوں نے انسانی قلب پر کیا کیا وار دائیں کی ہیں۔ اگر آپ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو

وجدانی نشتر

پڑھیے جس میں وہ دلچسپ واقعات بیان کئے گئے ہیں جن کا صرف ایک جملہ سنکر کفار ایمان لے آئے۔ اور مخالفین دوست بن گئے۔ اور وہ اشعار درج ہیں۔ جنہوں نے انسانی قلب کو تڑپا دیا ہے ہر شعر کے ساتھ واقعہ بھی درج ہے۔ اکثر اشعار تو اس میں وہ تاریخی اشعار ہیں جن کو سنکر اہل دل نے جان دیدی ہے۔ ہر شعر کے ساتھ صاحب کیفیت کا واقعہ بھی نقل کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے پانچ باب ہیں۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

ملنے کا پتہ: منیجر خواجہ بک ڈپو ...

...ائفوں کی دلچسپ زندگی کے سربستہ راز

...ئفوں کے وہ راز جو صرف طوائفوں ہی کے ... معلوم کرنا چاہتے ہیں تو یہ ناول پڑھئے۔ ہر ناول اپنی جگہ بے حد دلچسپ اور معلومات سے لبریز ہے۔ اس میں طوائفوں کے وہ راز جو صرف طوائفوں ہی کے ... ہو جاتے ہیں درج ہیں۔ آوارگی کو روکنے اور نوجوانوں کو تباہی سے بچانے کے لئے یہ ناول بے حد مفید ہیں۔ یہ تمام ناول قاری سرفراز حسین صاحب ...ستان و جاپان جیسے تجربہ کار کے قلم کا نتیجہ ہیں۔

...

اس میں ایک تعلیم یافتہ نوجوان کا ایک بازاری حسینہ کی زلف میں اسیر ہونا دکھایا گیا ہے۔ ایک طوائف کے جذبات، مکاری اور ...سحر کاریاں اگر دیکھنی ہوں تو یہ ناول پڑھئے۔ حسن و عشق اور طوائفوں کے ...نہایت پرلطف بحث کی گئی ہے۔ ناول اخلاقی حیثیت سے بہت اعلیٰ ...رنگین طبع نوجوانوں کے لئے یہ کتاب بے حد مفید ہے قیمت (۸ ر)

...ادت

اس میں دہلی کی ایک تعلیم یافتہ سلیقہ مند چلتی پرزہ خوبصورت طوائف کے حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ناچ رنگ کے جلسوں کے نظارے، حسن و عشق کی کرشمہ سازیاں ...ق کی صحیح کیفیات۔ طالب و مطلوب کے عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی ...محبت کا آخری صورت تک آکر راستی کی طرف رہنمائی کرنا غرض یہ کہ ...سپ چیز ہے قیمت آٹھ آنہ (۸ ر)

...بدر عنا

ظرافت آمیز انداز میں یہ ناول دنیائے ادب میں ایک چیز ہے۔ اس میں دہلی کے ایک نہایت اعلیٰ پایہ کی مہ پارہ طوائف کی منظوم سرگزشت بزبان خود عمری ہیں ...نے نہایت آزادی کے ساتھ اپنے فرقہ کی لطیف چالاکیوں پر روشنی ...ر بتایا ہے کہ یہ طبقہ کس طرح شریف نوجوانوں کو پھانس کر اپنا گرویدہ ...ے اور کن چالاکیوں سے ان کے مال و دولت پر قبضہ حاصل کیا جاتا ہے۔ اس ...پڑھنے کے بعد ہر شخص طوائفوں کی چالاکیوں سے اچھی طرح واقف ہو جاتا ہے اور ...دام میں نہیں آتا۔ بے حد دلچسپ اور مفید ناول ہے قیمت (۸ ر)

...ے عیش

اس میں دکھایا گیا ہے کہ عیاشی کیا ہے۔ عیاشی کا کیا نتیجہ ہوتا ہے مصنف نے اس ناول میں

...

نہایت قابلانہ طور پر فلسفۂ حسن و عشق پر بحث کی ہے۔ درحقیقت حسن و عشق کے فلسفہ کو اس قدر صاف اور سلجھی ہوئی زبان میں بیان کیا ہے کہ کم علم سے کم علم بھی اس فلسفہ سے واقف ہو سکتا ہے۔ اور جب اس فلسفہ سے واقف ہو گیا تو حسن و عشق کے جال میں پھنسنا آسان نہیں۔ نتیجہ نہایت خوشگوار دکھایا گیا ہے۔ قیمت دس آنہ (۱۰ ر)

انجام عیش

اس ناول میں پاکبازانہ زندگی اور مروجہ بدکاری اور آوارگی کے مختلف پہلو اس خوبصورتی اور اس قدر تحقیق و تصدیق کے بعد دکھائے ہیں کہ نوجوانوں کیلئے اس سے زیادہ دلچسپ اور سبق آموز ناول کا ملنا دشوار ہے یہ ناول نہیں ہے بلکہ ایک خوش ذائقہ دوا کا دور ہے جو مرض عیاشی کیلئے اکسیر ہے دلچسپی کے لحاظ سے یہ تمام ناولوں سے زیادہ دلچسپ ہے قیمت (۱۲ ر)

سراب عیش

طوائفوں کے طبقہ میں طوائف کی بوڑھی نائکہ بڑی اہمیت رکھتی ہے جب یہ تجربہ جوہر شوخی کی پوزیشن میں آتی ہے تو اس کی حرکتیں اس درجہ دلچسپ اور مضحکہ خیز ہو جاتی ہیں۔ شاید دنیا میں کسی شخص کی ہجو سوائے اس کے زیادہ دلچسپ نہیں ہو سکتی۔ اس ناول میں ان کی بڑی بی کا باجیانہ حرکتوں کی شان میں قصیدہ خوانی کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ بھی طوائف کی نکاح کرکے مونچھیوں تک لا کر ھانے پر نہایت دلچسپ اور [illegible] بحث کی گئی ہے۔ قیمت [illegible]

دل کا عجائب خانہ

یہ قاری صاحب کے نہایت شوق مصاحبت کا نمونہ ہے اس کے علاوہ [illegible] زندگی کے دلچسپ واقعات کو قاری صاحب نے فسانہ کی صورت میں [illegible] کو لکھا ہے قیمت [illegible]

...ل لڑکیوں کی کیا حالت ہے

...مذہب نے ان کے خیالات میں کس قدر تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ اگر آپ ان مختلف ...لڑکیوں کی معاشرت کو دیکھنا چاہتے ہیں تو انجام زندگی پڑھئے ...مشہور اہل قلم خاتون ضیا بانو کا لکھا ہوا دلچسپ ناول ہے جو مصنفہ نے ...مستورات کی زبان میں لکھا ہے یہ ناول زبان کی شیرینی اور دلچسپی ہی کے ...سے صرف دلچسپ نہیں ہے بلکہ اس کے پڑھنے کے بعد ہر لڑکی موجودہ ...ے نکل کر روشنی کی طرف آسکتی ہے قیمت (۸ ر)

مرد بہت جلد فریب میں آجاتے ہیں

وہ بازاری عورتوں کی دلفریبی پر ... ہو کر مست جاتے ہیں۔ نگاہ پر فن کی ایک گردش ان سے دین، ایمان، اطمینان، خاندان کی عزت سب کچھ چھین لیتی ہے اگر آپ ایسے گھرانوں کی تباہی دیکھنا چاہتے ہیں تو محترمہ ضیا بانو کا لکھا ہوا ناول فریب زندگی پڑھئے جس میں ایک خاندان کی تباہی کا دردناک نقشہ کھینچ کر یہ بتایا ہے کہ تباہی ایک بازاری عورت کو گھر میں ڈال لینے کی وجہ سے ہوئی ایک شریف لڑکی کی زندگی کی بربادی کا نقشہ بھی اس کتاب میں موجود ہے لیکن نتیجہ اچھا۔ زبان نہایت پیاری قیمت (۸ ر)

ملنے کا پتہ: منیجر خواجہ بک ڈپو دہلی

پہلے شادی کی قابل نوبھر شادی کرو

وہ - جن کی ابھی شادی نہیں ہوئی ہے اور شادی سے پہلے ہی لذتوں کو برباد کر چکے ہیں!
وہ - جو شادی تو کر چکے ہیں مگر شادی کے لطف سے محروم ہیں کی وجہ سے زندگی سے بیزار ہیں!

اگر اپنی تمام کمزوریوں کو دور کر کے چند ہی دنوں میں اپنے آپ کو چار ستاروں کے قابل بنانے کی تمنا رکھتے ہیں تو مندرجہ ذیل ادویہ کا استعمال کریں جس طرح دوربین دور سے دور مقام کو نزدیک کر کے دکھا سکتی ہے اسی طرح یہ کیمیائی اکسیر کھوئی ہوئی قوت کو یقینی طور پر واپس لاتے ہیں۔ قابل اطباء کی نگرانی میں یہ دوا تیار کی جاتی ہے یہ وہ دوائیں جنہوں نے ہزاروں اجڑے ہوئے گھروں کو آباد کر دیا ہے اور ہزاروں مایوسوں کو صاحب اولاد بنا دیا ہے [illegible] ناقابل برداشت ہوتی ہو [illegible] قیمت [illegible]

مقوی بے نظیر

یہ دوا اپنے افعال و خواص میں جواب نہیں رکھتی بڑے سے بڑے قیمتی نسخے اس کے سامنے بیکار ہیں اعضاء رئیسہ دل دماغ اور جگر کی [illegible] کو ہمیشہ کے لئے [illegible] کرتی ہے خون صالح پیدا کر کے بدن کو [illegible] قوی بناتی ہے [illegible] سرعت رقت اور کثرت احتلام کیلئے اکسیر ہے۔ مادہ تولید کو پیدا کرتی ہے [illegible] کے اس [illegible] اور [illegible] کرتی ہے کہ حیرت ہوتی ہے بعد فراغت زائل شدہ قوت کو واپس لاتی ہے کام [illegible] ضعف باہ [illegible] اختلاج قلب کے لئے بے نظیر ہے [illegible] خوراک کی قیمت علاوہ محصول چار روپے [illegible]

مقوی اعلیٰ

قوت [illegible] پیدا کرنے [illegible] مردوں [illegible] کے لئے بے مثال چیز ہے [illegible] دماغ [illegible] کو تقویت بخشتی ہے [illegible] تولید [illegible] کے بجھاؤ میں قوت اور [illegible] پیدا [illegible] جوش [illegible] [illegible] ان سب کی اصلاح [illegible] یوم کی خوراک کی قیمت علاوہ محصول دو روپے [illegible]

مغلظ اعلیٰ

عجیب و غریب برق [illegible] گولیاں ہیں [illegible] کا متواتر استعمال [illegible] دور کر دیتا ہے۔ سرعت۔ رقت [illegible] احتلام اور [illegible] کی تمام شکایات کے لئے [illegible] ہے مادہ کو غلیظ کرتی ہیں۔ [illegible] گولیوں کی قیمت علاوہ محصول [illegible]

طلائے بے نظیر

[illegible] طلاء میں بھی [illegible] جو قیمتی سے قیمتی طلاء میں ہوتے ہیں۔ [illegible] اجزاء کو اس [illegible] ہے مدبر کی گیا ہے کہ ان کی مضرت کا نام [illegible] نفع ہی نفع باقی رہ گیا ہے [illegible] کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی نہ بخار آتا ہے۔ عضو مخصوص [illegible] وغیرہ پیدا ہو نے [illegible] یہ دوا [illegible] کے مطلب میں استعمال ہوتی ہے اس کے استعمال سے عضو مخصوص کی تمام خرابیاں [illegible] لاغری۔ کجی اور طبعی طوالت کے نہ ہونے کے لئے اکسیر ہے قیمت علاوہ محصول فی شیشی تین روپے [illegible]

فولادی گولیاں

اگر خدانخواستہ آپ کمزور ہیں۔ رنگ زرد ہے۔ کھانا ہضم نہیں ہوتا ہے جگر کمزور ہے خون کی پیدائش کم ہے تو فولادی گولیاں استعمال کیجئے یہ معدہ اور جگر کی اصلاح کر کے آپ کے جسم میں کافی مقدار میں خون پیدا کر دیں گی جس سے آپ کا زرد رنگ نکھر کر سرخ و سفید بن جائیگا۔ اعصاب میں برقی قوت پیدا ہو جائے گی ثقیل سے ثقیل غذا کا ہضم کر کے خون میں تبدیل کر دینا ان گولیوں کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ قوت باہ کی اس قدر دوبالا ہو گی کہ آپ حیران رہ جائیں گے۔ ایک ہفتہ استعمال کرنے کے بعد آپ کی تندرستی آپ کو خود بتائے گی کہ ان گولیوں میں کون سی قوت پنہاں ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ

نشاط

جیسا نام ہے ویسا ہی کام ہے طرفین کی تمام راحتیں اسمیں موجود ہیں...... تشریح [illegible] سے منگا کے آزمائیے قیمت فی شیشی علاوہ محصول ایک روپیہ

تسخیر

[illegible] دنیا کی لذتیں حل کی ہوتی ہیں۔ دیوانہ بنا دیتی ہے اور [illegible] انسان کو کیا سے کیا بنا دیتی ہے قیمت فی شیشی علاوہ محصول عہ

تاخیر

گر آپ دنیا کی سب سے بڑی مسرت [illegible] لطف اٹھانا چاہتے ہیں تاخیر استعمال فرمائیے منٹوں [illegible] گھنٹوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ

سوزاک کی دوا

پرانے سے پرانے اور نئے سے نئے سوزاک دور کرنے میں یہ دوا عجیب الخواص ہے قطرہ قطرہ آنے اور پیپ کے روکنے کے لئے بیحد مفید ہے۔ بلا کسی تکلیف کے چند روز میں تندرست کر دیتی ہے قیمت فی شیشی علاوہ محصول ایک روپیہ عہ

محافظ معدہ

معدہ کی بڑی سے بڑی شکایت کے لئے اور پرانی سے پرانی بیماری کے لئے اکسیر ہے اگر معدہ کی اصلاح ہو گئی تو یہ سمجھ لیجئے کہ آپ کی تندرستی ایک نئی تندرستی ہو گئی کیونکہ تمام نظام جسم کا دارومدار معدہ پر ہے۔
قیمت فی شیشی علاوہ محصول (عہ)

ملنے کا پتہ۔ دواخانہ ہاشمی دہلی

[illegible] محبت [illegible] عشق [illegible]
[illegible] زیادہ [illegible]
[illegible] لکھائی چھپائی بہت بہتر۔ قیمت ۸/

میاں بیوی جدائی میں تڑپ رہے ہیں

لیکن قدرت نے انہیں وہ طاقت نہیں دی کہ خط کے ذریعے اپنے دل کی تڑپ کا اظہار کر سکیں [illegible] لوگوں کو چاہیے کہ **میاں بیوی کے خطوط** [illegible] اس کتاب میں میاں بیوی کی محبت کے سچے خط [illegible] عبارت میں [illegible] انداز کی دلکشی ہے یہ خطوط نویسی کی کتاب ہی ہے اور میاں بیوی کے تعلقات کو خوشگوار بنانے والی بھی ہے اس میں محبت کے خطوط کے ساتھ اصلاح کی بھی کوشش کی گئی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد [illegible] محبت میں ڈوبے ہوئے خطوط لکھنے کا سلیقہ آ جاتا ہے۔ قیمت ۸/

ایک روپیہ میں آٹھ دل کے ٹکڑے

آٹھ عشق و محبت سے بھرپور [illegible] کہانیاں ہیں **طوفان زندگی** [illegible] یہ کتاب [illegible] کہانیوں کا مجموعہ ہے۔ کہانیاں یہ ہیں (۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) ترک دنیا [illegible] کہانیاں محبت کی [illegible] زیادہ دلچسپ ہیں۔ قیمت ۱/

ایک روپیہ میں نو خون کے قطرے

محبت [illegible] **تصویر معاشرت** [illegible] کہانیاں [illegible] عشق و محبت کی [illegible] کہانیاں یہ ہیں (۱) [illegible] (۲) [illegible] انجام [illegible] قیمت ۱/

ایک روپیہ میں دس جگر کے ٹکڑے

[illegible] عشق و محبت [illegible]
زندگی کی صبح و شام [illegible] اس کتاب میں دس [illegible] کہانیاں [illegible]
[illegible] جذبات کے ساتھ دل ہلا دینے والے [illegible] قیمت ۱/

ایک روپیہ میں [illegible]

[illegible] عبرت [illegible]
کہانی [illegible] محبت کے ساتھ [illegible]
[illegible] انجام [illegible]
[illegible] قیمت ۱/

ایک روپیہ میں نو زبردست کارنامے

[illegible] اور ترقی کے جذبے کے تحت [illegible] **زندگی** [illegible] یہ کتاب [illegible] اور حیرت انگیز [illegible] کہانیاں [illegible] یہ سب کہانیاں [illegible] محبت کے جذبات کے ساتھ [illegible] قیمت ۱/

درکار ہیں چند بیکار

[illegible] بیکاری کو ملک کے افلاس سے نجات حاصل کریں [illegible] ایسے بیکاروں کو چاہیے کہ **معلومات تجارت** [illegible] اس کتاب [illegible] تجارت شروع کر کے اور تجارت کو کامیاب بنا کے [illegible] کامیاب تاجروں کی خدمت [illegible] تجارت [illegible] کتاب [illegible] قیمت فی جلد [illegible] روپے (عا)

ناکام تاجروں اور غلاموں کی ضرورت ہے

[illegible] ناکام [illegible] ملازمت یا غلامی [illegible]
[illegible] **دکانداری** [illegible]
[illegible] اس کتاب میں [illegible] تجارت کو کامیاب [illegible]
[illegible]

[illegible]

تصانیف مصورِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی مدظلہ

میلاد نامہ اسلامی تاریخ کا پہلا حصہ ہے اس میں محفل میلاد کے آداب اور حضور سرور عالم کے بچپن سے لیکر وفات تک کے حالات لکھے گئے ہیں اور حضور سرور عالم کی بابت سے متعلق کتب قدیم کی پیشینگوئیاں بھی درج ہیں قیمت ایک روپیہ عہ

محرم نامہ یہ اسلامی تاریخ کا دوسرا حصہ ہے اس میں حضور سرور عالم کی وفات چاروں خلفاء کے مفصل حالات، خلافت کے جھگڑے، یزید کی خلافت کا ذکر اور حضرت امام حسین کی شہادت کربلا کے دل ہلا دینے والے واقعات نہایت موثر الفاظ میں ہیں قیمت عہ

یزید نامہ اسلامی تاریخ کا تیسرا حصہ ہے اس میں قاتلان حسین سے انتقام یزید کی مصیبتیں، خاندان بنی امیہ کے تمام بادشاہوں کے حالات نہایت تصدیق و تحقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں قیمت ۱۲

طمانچہ برخسار یزید اگر خاندانِ بنی امیہ کے مردوں اور عورتوں کے شرمناک حالات دیکھنے ہوں تو یہ کتاب منگائیے عورتوں کو یہ کتاب نہیں دیکھنی چاہیئے قیمت عہ

سی پارہ دل حضرت خواجہ صاحب کے نہایت دلچسپ مضامین کا مجموعہ جو مذہبی، اخلاقی، معاشرتی تعلیم کا بہترین ذریعہ کہے جا سکتے ہیں قیمت ۱۲

گم تو موت اس کتاب کے پڑھنے کے بعد آپ ایک ایسی زندگی کی طرف قدم بڑھانا شروع کرینگے جسے کبھی قضا نہیں، اور آپ موت کو زندگی کہنے کے لئے مجبور ہوں گے عہ

مرگ نامہ موت کا یاد دلانا زندگی ہے موت کا بھول جانا مرنا ہے اس میں موت کے متعلق نہایت موثر مضامین اور افسانے درج ہیں۔ قیمت ۸

غدر دہلی کے افسانے

بیگمات کے آنسو (حصہ اول) اس میں دہلی کے مغلیہ شہزادوں اور بیگمات پر جو ظلم توڑے گئے ہیں اس کے واقعات نہایت دردناک پیرایہ میں ہیں قیمت ۱۲

انگریزوں کی بپتا (حصہ دوم) اس کتاب میں انگریز مردوں عورتوں اور بچوں کی ان مصیبتوں کا حال ہے جو ان کو غدر میں پیش آئیں۔ ۸

محاصرہ دہلی کے خطوط ان انگریزی خطوط کا ترجمہ جو انگریز افسروں نے دہلی کے محاصرہ کے وقت پنجاب کے افسران کو لکھے تھے۔ قیمت ۸

بہادر شاہ کا مقدمہ (چوتھا حصہ) دہلی کے آخری بادشاہ پر جو بغاوت کا الزام میں مقدمہ چلایا گیا تھا اس کے دردناک واقعات قیمت ۱۲

گرفتار شدہ خطوط (پانچواں حصہ) اس مجموعہ میں وہ تمام خطوط درج ہیں جو بہادر شاہ اور غدر کرنیوالوں کے درمیان ہوئی۔ ۱۲

غدر دہلی کے اخبار (چھٹا حصہ) اس میں غدر ۱۸۵۷ء کے ان اخبارات کے اقتباسات درج ہیں جو غدر کے زمانہ اور اس سے پہلے شائع ہوئے تھے انگریزی گورنمنٹ نے بہادر شاہ کا مقدمہ میں ان مضامین کو پیش کیا تھا قیمت ۱۲

غالب کا روزنامچہ (ساتواں حصہ) غدر کے متعلق غالب نے جو روزنامچہ لکھا تھا غالب کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے دستنبو کہا جاتا ہے اور غالب کی مشہور فارسی دستنبو کا اردو ترجمہ ۱۲

دہلی کی جانکنی (آٹھواں حصہ) اس کتاب میں اہل دہلی کے مصائب تک درج ہیں شاہ عالم بادشاہ کے زمانہ سے لیکر واقعات کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ عہ

دہلی کے آخری سانس (نواں حصہ) یہ نہایت دردناک حصہ ہے ابھی تیار ہوا ہے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

زنانہ تعلیم کی کتابیں

بیوی کی تعلیم۔ اس کتاب میں بیوی کی تعلیم کے لئے دلچسپ مفید تجویز سبق لکھے گئے ہیں خاوند سب نے سبقوں کی صورت میں بیوی کے لئے ایک مکمل کورس تیار کر دیا ہے قیمت ۱۲

بیوی کی تربیت اس کے پڑھنے کے بعد ہر عورت سلیقہ شعار خاوند کی خدمت گزار بچوں کی حقیقی معنوں میں ہمدرد بن سکتی ہے قیمت عہ

اولاد کی شادی اولاد کی شادی سے پہلے اس کتاب کو ضرور پڑھ لینا چاہیئے تاکہ شادی اولاد کے لئے جان بربادی کا باعث نہ بن سکے قیمت عہ

اتالیق خطوط نویسی (دوسرا حصہ) اس کتاب کے مطالعہ کے بعد عورتوں کو خود بخود لکھنا آ جاتا ہے۔ قیمت ۱۲

بچوں کی تعلیم کی کتابیں

آسان قاعدہ (حصہ اول) اس قاعدہ کے پڑھنے کے بعد بچوں کو عربی عبارت اور اردو عبارت پڑھنی آ جاتی ہے۔ قیمت ۸

تعلیم القرآن (حصہ دوم) اس میں قرآن مجید کے ضروری مضامین کا خلاصہ درج ہے اس کو یاد کر لینے کے بعد ہر قسم ہر شخص پر اسلام اللہ کی تعلیم پیش کر سکتا ہے قیمت ۸

اردو سبق (تیسرا حصہ) اس رسالہ کو بچے خود بخود خوشی خوشی پڑھتے ہیں اور شوق تعلیم کیلئے سب سے بہتر کتاب ہے۔ قیمت ۸

اولاد کے کان میں کہنے کی باتیں خواجہ صاحب کی نئی تصنیف ہے اس کتاب کے پڑھنے کے بعد بچے دنیا اور سعادت میں اتنے سمجھدار ہو جاتے ہیں جتنا ایک ہوشمند اور تجربہ کار شخص کو ہونا چاہیئے قیمت ۸

بچوں کی کہانیاں با تصویر اس کتاب میں وہ کہانیاں درج ہیں جو دہلی کے شرفاء اپنے بچوں کو سناتے ہیں بچوں کے ساتھ تصویریں بھی ہیں قیمت ۸

متفرق کتب

آپ بیتی یہ خواجہ صاحب کی خودنوشت وانکمری سوانح ہے لیکن اس وقت تک کے حالات ہیں چھوٹی بڑی بات کو ظاہر کر دیا ہے تاکہ پڑھنے والے اس سے نصیحت حاصل کریں۔ قیمت ۱۲

مرشد کو سجدہ تعظیمی تعظیمی سجدہ کے مباح ہونے کے دلائل قرآن شریف اور احادیث اور حالات علماء و مشائخ عظام سے جمع کئے گئے ہیں قیمت عہ

تسخیر مہر و قہر اس میں مشہور عالم کتب کے تمام عملیات درج ہیں جن کے ذریعہ سے ہندوستان کے مشائخ میں حاصل کئے سے مروج ہیں۔ قیمت عہ

امام الزماں کی آمد خواجہ صاحب نے دل و اقوام کی پیشگوئیاں امام الزمان اور اسلام کے آمد کی بابت کی روشنی میں جمع کی ہیں قیمت ۱۲

اردو و عاشقی [illegible] ۸

چٹکیاں اور گدگدیاں مضامین کا مجموعہ [illegible] مضامین درج ہیں۔ قیمت بارہ آنہ ۱۲

منیجر قومی بکڈپو نمبر ۱ متصل جامع مسجد دہلی

مفلسوں اور غریبوں کی سخت ضرورت ہے

بلکہ وہ اپنی مفلسی اور غریبی کو دور کریں اور ان کے پاس دولت نظر آئے ایسے لوگوں کو کتاب

فن اشتہار پڑھنی چاہیئے تاکہ وہ اس کتاب کی بدولت روپیہ پیدا کریں

اس کتاب میں اشتہار کے ذریعے سے تجارت کرنا اور اشتہار کی مدد سے تجارت کو

کامیاب بنانے کے وہ طریقے بتائے گئے ہیں جن پر عمل کرنے کے بعد ایک معمولی سرمایہ

والا بڑے سے بڑے سرمایہ والے سے دس گنا زیادہ آمدنی پیدا کر سکتا ہے۔ اس میں

اشتہار دینے کی صورتیں۔ اشتہار بنانے کے طریقے۔ اشتہار لکھنے کے اصول و مسائل و

اشتہارات اور دوسری چیزوں میں اشتہار دینے کے لئے وہ مشورے دئے گئے ہیں جو اکثر بڑی بڑی

بہار کرنے کے بعد حاصل ہوتے ہیں۔ یہ کتاب لاجواب ہے قیمت عہ

اصلاحِ تجارت

اس کتاب میں وہ تدابیر بتائی گئی ہیں کہ شخص میز کرسی اور قلم دوات سے ہم پہنچا کر ایک سمجھدار شخص صرف خط و کتابت کے ذریعے دولت سے ہزار ہزار روپے کا مال بنا سکتا ہے اور بغیر سرمایہ کے تجارت کو ترقی کی بالاترین منزل پر لیجا سکتا ہے۔ یورپ کی تجارتوں کے راز اس کتاب میں دفن ہیں قیمت ۱۲؍

بڑی سی بڑی موٹر کھلونا بن جائیگی

اور آپ موٹر کے ایک ایک پرزہ کو کھول کر آنکھیں بند کر کے فٹ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اگر آپ نے **تعلیمِ موٹر** کا بغور مطالعہ کیا۔ اس کتاب میں موٹر چلانے۔ موٹر کی مرمت کرنے۔ ایک ایک پرزہ کو کھولکر پھر انہیں فٹ کرنے کے اصول درج ہیں اس کے علاوہ تمام موٹر کے ضروری پرزوں کی تصاویر بھی ہیں۔ صرف اس ایک کتاب کے مطالعہ کے بعد معمولی سمجھ کا آدمی موٹر انجنیئر بن سکتا ہے جو موٹر کے مالک ہیں وہ بھی اسے خریدیں تاکہ وہ موٹر ڈرائیوروں کے محتاج نہ رہیں۔ اور جو موٹر ڈرائیور بننا چاہتے ہیں وہ بھی منگائیں۔ قیمت ۱۲؍

تمہاری جان اور مال خطرہ میں ہے

اگر تم کسی ایسے مکان میں رہتے ہو جو غلط بنا ہوا ہے تو تمہاری جان و مال خطرہ میں ہے اور اگر تم ایسی جائیداد کے مالک ہو جو ناتجربہ کار لوگوں کے ہاتھوں میں ہے تو تمہارا مال خطرہ میں ہے اس لئے تمہیں چاہیئے کہ بہت جلد **انجنیری** کی کتاب منگا کر دیکھو اس کتاب میں فن انجنیری کے تمام اصول بتائے گئے ہیں اور اس کتاب کو پڑھ کر ... ایک ... معمولی ... انجنیئر بن سکتا ہے اس میں ... یہ کتاب ... فن کی ... کو ... اس فن پر کتاب ... نہیں ہوئی قیمت ایک روپیہ دس

طوائفوں کے تیر اور انکے زخم

عقل کی ... اگر آپ ... ناول ... ہیں طوائفوں کی تمام مکاریوں کو ... تاکہ ... کے زور ... طبقے ... سکیں یہ ناول ... کا بہترین نمونہ ہیں۔

سعیدہ ایک تعلیم یافتہ نوجوان کا بازاری حسینہ کی زلف میں اسیر ہونا کی ناکامیاں۔ نوجوان کی حماقتیں اور بربادی کی صورتیں دلچسپ ناول ہے۔ قیمت ۸؍

سعادت چنتی ... خوبصورت ... کی زندگی کا مرقع۔ ناول جلسوں کے نغمے۔ جھوٹی محبت کی کرشمہ سازیاں ... غریب کی محبت کا نتیجہ۔ نہایت ہی دردانگیز ناول۔ قیمت ۸؍

شاہدِ رعنا ایک ... طوائف کی خود نوشت سوانحعمری جس ... بتایا ہے کہ میں نے بڑے بڑے عقلمندوں کو کیسے ... ہی اس ناول میں صد ہا عقل کے پتلے احمقوں کی طرح تڑپتے ہوئے دکھائے ہیں بے حد عجیب ناول ہے قیمت ۱۲؍

سزائے عیش اس ناول میں بتایا گیا ہے کہ عیاشی کیا ... کے دام میں کوئی کس طرح ... ہیں ایک نوجوان کی یہ داستان ہے جس کو عیاشی نے بالکل تباہ کر دیا ...

انجامِ عیش اس ناول میں پاکیزہ زندگی اور اس ... کا مقابلہ کر کے ایک نوجوان ... کی سرگزشت بیان کی گئی ہے قیمت ۱۰؍

سرابِ عیش بازاری ... کی ... کھولا گیا ہے اور ... کر دیا اور حسین طوائف نے مل کر ایک نوجوان کو کس خوبی سے لوٹا قیمت ۱۲؍

دل کا عجائب خانہ یہ نہایت شوخ مضامین کا مجموعہ بازاری طبقے کے دلچسپ فسانے ہیں مجموعہ بے حد دلچسپ ہے۔ قیمت ۱۲؍

اولستان اس میں نہایت دلچسپ ... ہیں ... دنیا میں ... مضامین انتخاب ... دلچسپ ہیں قیمت ۸؍ آنہ ...

لطفِ زندگی یہ ایک نہایت دلچسپ ... عشق ... اور ... کے حالات ... قیمت ... آنہ ...

منیجر ... پبلشنگ ...

ہفتہ وار اخبار

طاقت

دہلی

جو

مفتی شوکت علی فہمی کی ایڈیٹری میں عنقریب شائع ہونیوالا ہے

- یہ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت حکومت اور ہمسایہ قوموں سے کریگا۔
- یہ مسلمانوں کی بہتری کیلئے نہایت عمدہ اور اعلیٰ مضامین شائع کریگا۔
- یہ نہایت صحافت میں اتحاد و صداقت کی ایک مثال قایم کرکے دکھادیگا۔
- یہ ملک کے تمام اہم معاملات پر نہایت آزادی کے ساتھ تبصرہ کرے گا۔
- یہ ملک کی مزدور پیشہ جماعت کو سرمایہ داروں کے ظالمانہ پنجے سے بچائیگا۔
- یہ غریبوں کا سچا مددگار اور ملک کے امیروں سے زیادہ غریبوں کی حمایت کریگا۔
- یہ ہر ہفتہ تمام خبروں کا خلاصہ پیش کرکے ناظرین کو روزانہ پرچوں سے بے نیاز کردیگا۔
- یہ اخباری معاملات کیساتھ بہترین [illegible]
- یہ مردہ رگوں میں جوش پیدا کرنے والے تاریخی مضامین شائع کریگا۔
- یہ اعلیٰ درجہ کے اخلاقی اور اصلاحی مضامین سے آراستہ ہوگا۔
- یہ ہر ہفتے نہایت دلچسپ کہانیاں اور افسانے بھی شائع کریگا۔
- یہ افسردہ دلوں کے لئے ظریفانہ مضامین [illegible]
- یہ نہایت شوخ رنگ میں ملک کے دلچسپ واقعات [illegible]

یہ بیس صفحات کا اپنے رنگ کا پہلا اخبار ہوگا جو دلچسپ ہوگا مفید ہوگا شوخ مضامین سے آراستہ ہوگا جسکا کاغذ نہایت اعلیٰ دبیز اور چکنا ہوگا لکھائی چھپائی دیدہ زیب اور نظر فریب ہوگی

اپنے شہر کے اخبارات کے ایجنٹ سے کہدیجئے

[illegible]

اخبارات کے ایجنٹ [illegible]

منیجر اخبار طاقت خواجہ بکڈپو جامع مسجد دہلی

[illegible]

حسن کی ملکہ سے لطف اندوزی

کی غرض سے، اور بیوی سے محبوبہ کی طرح لطف حاصل کرنے کے لیے، اور مواصلت کی سچی لذتوں سے آشنا کرنے کیلئے ایک سال ہوا کہ کتاب

دولہا دلہن

شایع کی گئی تھی، واقعہ ناظرین کے خطوط کا بیان ہے کہ جنسی تعلقات پر آج تک اس سے بہتر کتاب نہیں لکھی گئی، یہ وہ کتاب ہے جو اخلاقی اور طبی لحاظ سے لاجواب ہے، اور انتہا سے زیادہ شوخ ہونے کے باوجود اعلیٰ درجہ کی مہذب اور شائستہ کتاب ہے۔ صدہا ناظرین نے لکھا ہے کہ اس کتاب نے ہماری زندگیوں کو پر کیف بنا دیا، اور ان لذتوں سے آشنا کر دیا جن سے ہم ابتک بالکل ناآشنا تھے۔ جن حضرات نے اس کتاب کو بغور پڑھا ہے انکی رائے ہے کہ یہ کتاب مواصلت کی لذت میں غیر معمولی اضافہ کرکے بیاہ حسن کی کھینچنے کا سلیقہ پیدا کر دیتی ہے اور اس کتاب کے مطالعہ کے بعد زوجین کی صحت پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے،

اس کتاب کو اسقدر مقبولیت حاصل ہوئی ہو کہ ایک سال کے اندر اندر اس کتاب کے ستا اڈیشن شایع ہو چکے ہیں اور پہلے ہی اڈیشن کے بعد دولہا دلہن کے دوسرے حصے کے لیے ناظرین کے پے در پے خطوط موصول ہونے شروع ہو گئے تھے، بعض حضرات نے تو ان کتابوں کی اشاعت میں مدد دینے کے لیے انتہا سے زیادہ ہمت افزائی کی، چنانچہ ناظرین کی ہمت افزائی اور ملک کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے چھ ماہ کی مسلسل کوشش کے بعد

دولہا دلہن کا دوسرا حصہ

قیمت فی جلد عہ

عیش و نشاط

قیمت فی جلد ۱۲

مصنفہ

مفتی شوکت علی فہمی مصنف دولہا دلہن

ہم پیش کر رہے ہیں۔ یہ کتاب ادبی لحاظ سے نہایت اعلیٰ ہے، اسکا اسلوب اور شوخ انداز تحریر دولہا دلہن سے بھی بہتر ہے۔ اور معلومات کے لحاظ سے تو یہ کتاب دولہا دلہن کے مقابلہ میں معلومات کا ایک سمندر ہے۔ اس کتاب میں وہ تمام باتیں درج کر دی گئی ہیں جو دولہا دلہن میں درج نہیں کی گئی تھیں، یا جن باتوں پر دولہا دلہن میں اتنی بحث نہیں کی گئی تھی، یہ کتاب دولہا دلہن کا دوسرا حصہ بھی ہے اور اپنی جگہ نہایت مکمل، نہایت عجیب اور مفید ایک علیحدہ کتاب بھی ہے، اس کتاب کے مطالعہ کے بعد صدہا وہ باتیں معلوم ہونگی جن سے ابتک شادی شدہ حضرات بالکل ناآشنا تھے، اس کتاب میں بیوی کو دلدادہ بنانے کے موثر طریقے، مواصلت سے لطف اندوز ہونے کے اصول، اولاد کی پیدائش کی تدابیر، حسب مرضی اولاد پیدا کرنا، اولاد کو اخلاق و شائستگی میں پیدا ہونے سے پہلے ہی رنگ دینا، غرض یہ کہ ازدواجی زندگی کی ہزاروں لذتیں اس کتاب میں پوشیدہ ہیں، مصنف کا دعویٰ ہے کہ دولہا دلہن اور عیش و نشاط کے پڑھنے کے بعد ہر شخص جنسی معاملات کا ماہر ہو جائیگا۔ اور اسے اس خاص معاملہ میں وہ تجربہ حاصل ہو جائیگا جو شاید ہزار برس کوشش کرنے کے بعد بھی کوئی شخص بطور خود نہیں حاصل کر سکتا، وہ حضرات جو دولہا دلہن منگا چکے ہیں جنسی معاملات کو مکمل کرنے کی غرض سے اس کتاب کا ضرور مطالعہ کریں، یہ کتاب نہایت لاجواب ہے تاپسند ہو تو واپس کی جا سکتی ہے۔ کتاب دولہا دلہن کے دوسرے حصہ کا خاکہ ذہن نشین کرنے کی غرض سے عیش و نشاط کی فہرست مضامین حسب ذیل ہے۔

منیجر خواجہ بکڈپو چاندنی بلڈنگ دہلی

فہرست مضامین کتاب عیش و نشاط

منیجر خواجہ بکڈپو۔ چاند بلڈنگ دہلی

سستا کتب خانہ

قال اللہ اسمیں تمام احکام قرآنی کا لب لباب نہایت وضاحت کے ساتھ سلیس اردو زبان میں عامیانہ طرز پر تحریر کیا گیا ہے۔ قیمت ۵ر

قال الرسول اسمیں احادیث شریف جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ کا لب لباب ایسے عامیانہ انداز و خوبی کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ آپ سمجھ لیجئے۔ قیمت ۴ر

دل کی پہچان اس کتاب میں قابل مصنف نے [illegible] نہایت خوبی کے ساتھ ظاہر فرمایا ہے [illegible] قیمت ۳ر

تحریم الخمر والزنا واللواطۃ والمعازف والعشق زنا، شراب، راگ اور عشق کے متعلق مفصل بیان ہے اور ان کی خرابیاں بیان کی گئی ہیں۔ قیمت ۴ر

گلدستہ فوائد اس رسالہ میں مفید اور مضر رسم و رواج پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ان کی خرابیاں بیان کی گئی ہیں قیمت ۴ر

اصلاح المومنین اسمیں تخلیق انسان کی غرض و غایت اور انسان کے فرائض بیان کرکے علاوہ شرک و بدعات [illegible] بیان کئے گئے ہیں ۳ر

اصلاح النفوس اسمیں بتایا گیا ہے کہ نفس کی اصلاح کیونکر ہو سکتی ہے قلب کی حالت کیونکر درست کیجاتی ہے استقامت کس طرح پیدا کی جائے۔ قیمت ۴ر

اصلاح اللعین اسمیں ترغیبات شیطانیہ و رسومات بدعت و شرک وغیرہ کی تردید نہایت خوبی کے ساتھ کی گئی ہے قیمت ۴ر

اسلام کی تعلیم اس کتاب میں قرآن مجید سے اصول و احکام اسلام کی تعلیم نہایت خوبی کے ساتھ دی گئی ہے۔ قیمت ۸ر

اسلام کی خوبیاں اسمیں روزہ نماز حج زکوٰۃ کلمہ کی خوبیاں اور ان کے فوائد دلائل عقلیہ سے بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت ۴ر

اسلام کا اتالیق اسمیں ناجائز رسم و رواج کو ترک کرنے کے متعلق زور دیا گیا ہے اور ان کے عیوب پر روشنی ڈالی گئی ہے قیمت ۲ر

اسلام کی ترقی اس رسالہ میں یہ بات نہایت قابلیت کے ساتھ بتائی گئی ہے کہ اسلام اور اہل اسلام کی ترقی کن تدابیر پر عمل درآمد کرنے سے ہو سکتی ہے قیمت ۲ر

اسلام کی صداقت دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے اس کے متعلق پورا پورا ثبوت دلائل عقلیہ و نقلیہ سے مخالفین اسلام کا منہ بند کر دینے والی کتاب ہے قیمت ۲ر

اسلام کی حمایت اسمیں بتایا گیا ہے کہ قوم کی اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے۔ قیمت ۲ر

اسلام کی گواہی اس رسالہ میں منہیات اسلام کفر و شرک و بدعت وغیرہ گناہ صغیرہ و کبیرہ کا بیان نہایت تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے۔ قیمت ۲ر

اسلامی حقوق عورت مرد اولاد والدین، استاد شاگرد، حاکم رعایا ہمسایہ وغیرہ کے حقوق اسلامی طریق پر بیان کئے گئے ہیں قیمت ۲ر

تعلیم الصیام اس رسالہ میں روزہ کے متعلق احکام کتب سے انتخاب کرکے درج کئے گئے ہیں قیمت ۱ر

تعلیم الاطفال بچوں کے لئے ابتدائی تعلیم۔ نماز کے متعلق نہایت مکمل کتاب ایک مسلمان بچے کی ابتدائی ضروری معلومات کا مجموعہ ہے ۲ر

حملہ صفدری آل نبی پر حملہ کرنے والوں کے لئے نہایت دلچسپ تصنیف ہے قیمت صرف آٹھ آنے ۸ر

الفوائد الضابطہ عمل رابطہ معمولہ صوفیہ کا ثبوت از مولانا شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی۔ قیمت ۲ر

مجموعہ خطب تمام خطبوں کا مجموعہ ہے قیمت ۴ر

تحفہ خیریہ اس میں شرائط جمعہ کے متعلق علمائے اسلام اور فقہائے کرام کے اقوال درج ہیں قیمت ۲ر

فلاسفی احکام اسلام اسمیں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام کی ہر عبادت اور ہر کام میں فلاسفی ہے۔ قیمت ۱ر

نماز اور اسکی حقیقت جسمیں مع دیگر دینی ضروریات کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ نماز تمام دنیا کی عبادات سے افضل و برتر اور نہایت مکمل عبادت ہے قیمت ۲ر

کفر توڑ جسمیں آریوں کے تمام اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے اور ان کی شرمناک حالت کی تصویر مہذب پیرایہ میں دکھلائی ہے۔ قیمت ۵ر

معراج شریف اس میں شب معراج کے حالات مفصل درج ہیں قیمت ۴ر

امام مالک امام الزمان حضرت مولانا ابو عبداللہ بن انس کے حالات زندگی سید سلیمان ندوی کے قلم سے قیمت ۴ر

میر درد اردو کے پہلے صوفی شاعر حضرت میر درد کے حالات زندگی قیمت ۴ر

زینت الریش ڈاڑھی منڈانے کی برائی اور ڈاڑھی رکھنے کے [illegible] بیان کئے گئے ہیں قیمت ۲ر

ہمارا طرز حکومت مولوی سید محمد صاحب کی نہایت دلچسپ [illegible]

بعد الموت مرنے کے بعد کے حالات کہ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے قیمت ۴ر

مناجات [illegible]

ملنے کا پتہ۔ مہتمم [illegible] دار الاشاعت دہلی

اب کے سردیوں میں

[illegible] دواخانہ کی وہ مجرب ادویہ استعمال کیجئے جو دہلی کے اطباء کی بیاض خاص سے حاصل کئے ہوئے نسخوں سے تیار کی جاتی ہیں

کہ آپ حیران رہ جائیں گے۔ ایک ہفتہ استعمال کے بعد آپ کی تندرستی آپ کو خود بتا دے گی کہ ان گولیوں میں کون سی قوت پنہاں ہے۔

مقوی بے نظیر

[illegible] افعال و خواص میں جواب نہیں رکھتی بڑے بڑے قیمتی نسخے اس کے سامنے بیکار ہیں۔ اعضائے رئیسہ دل و دماغ اور جگر کی تہی دستی اور کمزوری کو ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کرتی ہے۔ خون صالح پیدا کرکے بدن کو فربہ اور قوی بناتی ہے۔ جریان، سرعت، رقت اور کثرت احتلام کے لئے اکسیر ہے۔ مادہ تولید کو پیدا کرتی ہے اور غلیظ بھی کرتی ہے۔ بخیرافیون کے [illegible] اور نشاط افزا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ بعد فراغت زائل شدہ قوت کو واپس لاتی ہے۔ [illegible] لوار، بیتابی، زیادتی پیشاب، اختلاج قلب کے لئے بے نظیر ہے۔ بارہ یوم کی خوراک کی قیمت علاوہ محصول چار روپے للعہ

مقوی اعلےٰ

قوت مردمی پیدا کرنے اور جلق و جریان کے مریضوں کے لئے بے مثال چیز ہے۔ مایوس العلاج مریضوں کی زندگی کا سہارا ہے۔ دل و دماغ اور گردوں کو تقویت بخشتی ہے۔ مادہ تولید بکثرت پیدا کرتی ہے۔ پٹھوں میں قوت اور سختی پیدا کرتی ہے اور جوش کو برقرار رکھتی ہے۔ کثرت جماع اور غلط کاریوں کی وجہ سے جو عیب عضو مخصوص میں پیدا ہو جاتے ہیں ان سب کی اصلاح کرتی ہے تفریح اور شادمانی بخشتی ہے۔ چہرہ کا رنگ نکھارتی ہے۔ بارہ یوم کی خوراک کی قیمت علاوہ محصول دو روپے

مغلظ اعلےٰ

عجیب و غریب برق اثر گولیاں ہیں۔ پرانے جریان کو ان کا متواتر استعمال بالکل دور کر دیتا ہے۔ سرعت، رقت، کثرت احتلام اور دیگر تمام شکایات کے لئے نافع ہے۔ مادہ کو غلیظ کرتی ہیں۔ ۲۱ گولیوں کی قیمت علاوہ محصول ایک روپیہ

طلائے بے نظیر

اس طلا میں بھی وہی اجزا ہیں جو قیمتی سے قیمتی طلاؤں میں ہوتے ہیں۔ مگر ان اجزا کو اس طریقہ سے مدبر کیا گیا ہے کہ ان کی مضرت کافور ہو گئی۔ اور نفع ہی نفع باقی رہ گیا۔ ذرہ برابر کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ نہ چھالا آتا ہے۔ نہ عضو مخصوص پر دانے وغیرہ پیدا ہوتے ہیں یہ وہ طلا ہے جو دہلی کے مطب میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کے استعمال سے عضو مخصوص کی تمام خرابیاں چند دن میں دور ہو جاتی ہیں۔ لاغری، کجی اور طبعی حوالت کے نہ ہونے کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک فی شیشی تین روپے۔

فولاد کی گولیاں

اگر خدا نخواستہ آپ کمزور ہیں۔ رنگ زرد ہے۔ کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ جگر کی کمزوری ہے خون کی پیدائش کم ہے تو فولاد کی گولیاں استعمال کیجئے۔ یہ معدہ اور جگر کی اصلاح کرکے آپ کے جسم میں کافی مقدار میں خون پیدا کر دیں گی جس سے آپ کا زرد رنگ نکھر کر سرخ و سپید ہو جائے گا۔ اعصاب میں برقی قوت پیدا ہو جائے گی۔ ثقیل سے ثقیل غذا کو ہضم کرکے خون میں تبدیل کر دینا ان گولیوں کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ قوت باہ کی اس قدر زیادتی ہوگی

قیمت فی شیشی ایک روپیہ ۱ر

نشاط

جیسا نام ہے ویسا ہی کام ہے۔ مفرحین کی تمام صفتیں اس میں موجود ہیں۔ ۔۔۔۔ تشریح نامناسب ہے منگائیے اور آزمائیے قیمت فی شیشی علاوہ محصول ۱ر

تسخیر

اس دوا میں گویا دنیا بھر کی لذتیں بھری ہوئی ہیں۔ دیوانہ بنا دیتی ہے اور نہیں معلوم کہ انسان کو کیسے کیا بنا دیتی ہے۔ قیمت فی شیشی علاوہ محصول ایک روپیہ ۱ر

تاخیر

اگر آپ دنیا کی سب سے بڑی مسرت کو دیر تک قائم رکھنا چاہتے ہیں تو تاخیر استعمال فرمائیے۔ منٹوں کی مسرتیں گھنٹوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی علاوہ محصول ایک روپیہ

سوزاک کی دوا

پرانے سے پرانے اور نئے سے نئے سوزاک کے دور کرنے میں یہ دوا عجیب خواص کی ہے۔ زخم بھرنے اور پیپ کے روکنے کے لئے بے حد مفید ہے۔ بلا کسی تکلیف کے چند روز میں تندرست کر دیتی ہے قیمت فی شیشی علاوہ محصول [illegible] روپیہ

محافظ معدہ

معدہ کی بڑی سے بڑی شکایت کے لئے اور پرانی سے پرانی بیماری کے لئے اکسیر ہے۔ اگر معدہ کی اصلاح ہو گئی تو سمجھئے کہ آپ کی تندرستی ایک نئی تندرستی ہوگی کیونکہ تمام نظام جسم کا دارومدار معدہ پر ہے۔ قیمت فی شیشی علاوہ محصول ایک روپیہ

سیلان الرحم

سیلان الرحم جیسے موذی مرض کے لئے جو عورتوں کا دشمن ہے۔ یہ دوا اکسیر ہے۔ سیلان کے پرانے سے پرانے مریض بھی چند ہفتہ اس دوا کو استعمال کرنے کے بعد بالکل تندرست ہو گئے۔ اور ان کا کملایا ہوا چہرہ پھر گلاب کے پھول کی طرح شاداب ہو گیا قیمت فی شیشی علاوہ محصول ایک روپیہ

حسن افزا

رنگ کو صاف کرتا ہے۔ مہاسوں کو دور کرتا ہے۔ چند روز کے استعمال سے رنگ گلاب کی پنکھڑیوں کی طرح نکل آتا ہے۔ ہر وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام جسم عطر میں بسا ہوا ہے۔ قیمت فی بکس علاوہ محصول ایک روپیہ ۱ر

ملنے کا پتہ۔ دواخانہ ہاشمی۔ دہلی

مسلمانوں کی زندگی [illegible] کتابیں

سیر الصحابیہ اس جامع کتاب میں صحابیات کی مفصل سوانح عمریاں درج ہیں۔ تمام حالات نہایت تحقیق و تفتیش کے بعد لکھے گئے ہیں۔ قیمت پانچ روپے عہ

صحابیات اس کتاب میں حضور سرور دو جہاں کی ازواج مطہرات کی مفصل سوانح عمریاں ہیں اور دیگر ۸۰ صحابی خاتونوں کے حالات درج ہیں۔ قیمت عہ

خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی مفصل سوانح حیات بچپن سے لیکر وفات کے وقت تک کے حالات مفصل طور پر درج ہیں۔ قیمت دو روپے دس آنے

سیرۃ صدیقہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زندگی مبارک کے حالات آپ کے اقوال آپ سے متعلق احادیث اور ان کا ترجمہ۔ قیمت دو روپے دس آنے

تاریخ حرمین مکہ شریف اور مدینہ منورہ کی مکمل تاریخ اسکے علاوہ موجودہ معاشرت اور تمدن پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے قیمت عہ

مشاہیر اسلام دنیائے اسلام کے تمام باکمال صوفیائے کرام اور بزرگان دین کے حالات۔ قیمت ہے

سیرۃ الکبریٰ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی مفصل سوانح عمری جس میں آپ کی زندگی مبارک کے حالات نہایت دلچسپ پیرایہ میں لکھے گئے ہیں قیمت عہ

سیرۃ الحسین شہید کربلا حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کے حالات زندگی ولادت سے لیکر شہادت تک کے حالات تفصیلی طور پر درج کئے گئے ہیں۔ قیمت عہ

سیرۃ حضرت بلال حضرت بلال عاشق رسول صلعم کی زندگی کی دردناک حالات فرقت رسول میں حضرت بلال کا تڑپنا۔ قیمت ایک روپیہ تین آنے

دربار علم صدہا بزرگان دین اہل قلم کی صدہا کتابوں کا نچوڑ جس سے مطالعہ کے بعد ایک پوری لائبریری کے مطالعہ کی برابر ذہن میں رہ جاتا ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

رشد الراشدین بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کلام مجید میں رد و بدل ہو گئی ہے اسکی تردید۔ قیمت عہ

برزخ مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے انسان پر جو گزرتی ہے اسکو اس کتاب میں عام فہم طریقہ پر بیان کیا گیا ہے۔ قیمت عہ

تاریخ اسلام [illegible] مستند اور مکمل تاریخ جس میں تمام حالات [illegible] تحقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں۔ قیمت [illegible]

تاریخ افغانستان [illegible] افغانی کی تاریخ کا ترجمہ افغانستان کی نہایت صحیح اور مستند تاریخ۔ قیمت عہ

میزان عمل امام غزالی کی علامانہ تصنیف کا ترجمہ ہے جسکے مطالعہ کے بعد ایک مسلمان سچا مسلمان بن سکتا ہے اور علم کے عمل کی ضرورت پیدا ہوتی ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

شرح درود کبریت احمر حضرت غوث الثقلین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے جذبات کا اظہار حضور سرور عالم کے عشق میں۔ قیمت عہ

ہدایت الہدایت ایک مسلمان کی زندگی کا مکمل پروگرام ہے کہ اس کو کس طرح زندگی بسر کرنی چاہئے اور [illegible] معاشرت کے آداب کیا ہیں۔ قیمت عہ

کالا پانی ایک مسلمان بزرگ کی جس مسلمانوں کو وطن کے گناہ میں گرفتار کر کے کالے پانی بھیجا۔ جہاں بزرگ کی کالے پانی کے متعلق [illegible] سوانح ہے۔ قیمت آٹھ آنے

مشاہیر ہند ہندوستان کے تمام مشاہیر اور باکمال رہنماؤں کی سوانح عمری اور ان کے مفصل حالات قیمت عہ

اسلامی سپاہیانہ زندگی اس کتاب میں بتلایا گیا ہے کہ مسلمان کی زندگی کس طرح سپاہیانہ زندگی ہونی چاہئے، تمام معاشرتی زندگی میں تبدیلی پیدا کرنے سے رونما ہوتے ہیں قیمت عہ

یادرفتگان اسمیں مشہور اولیاء کرام و صوفیائے عظام کے حالات سوانح مفصل طور پر درج ہیں۔ قیمت بارہ آنے

میلاد النبی اگر آپ نئے قسم کا مولود شریف پڑھنا چاہتے ہیں تو میلاد النبی ملاحظہ فرمائیے اسمیں نظم بھی ہے نثر بھی ہے قیمت عہ

حیات سعدی حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی [illegible] مفصل سوانح عمری جسمیں آپ کے دلچسپ حالات نہایت دلاویز پیرایہ میں لکھے گئے ہیں قیمت عہ

شرح قصیدہ غوثیہ قصیدہ غوثیہ حضرت غوث الثقلین [illegible] کلام ہے کہ جسکے پڑھنے سے دنیا کی ہر مصیبت [illegible] ہوتی ہے۔ نہایت مشہور چیز ہے۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے

ملنے کا پتہ

منیجر خواجہ بک ڈپو دہلی

اللہ میاں کا پیام دنیا والوں کے نام

جسے

سردار دو جہاں دنیا میں لیکر آئے

اگر آپ پڑھنا چاہتے ہیں تو مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کی حمائل شریف خریدئیے جو اردو زبان میں بہترین ترجمہ با محاورہ ہے۔ صاف ہی سلیس ہے اور اسقدر شستہ ہے کہ معمولی سے معمولی عقل و سمجھ کا شخص بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حمائل شریف لکھائی چھپائی کے لحاظ سے دیدہ زیب ہے۔ نہایت خوبصورت چھوٹی تقطیع ہے۔ حاشیہ ہے۔ ابتدا میں کلام مجید کے مطالب کی فہرست بھی ہے جس کی مدد سے آپ ہر مسئلہ بغیر ورق گردانی کے ایک منٹ میں کلام مجید کے ذریعہ سے حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر اس جگہ محض فہرست ہی نقل کی جائے تو اس رسالہ کے چار صفحے درکار ہیں۔ ہر سورۃ کے خواص اور تعویذ وغیرہ بھی درج ہیں۔ کلام مجید کے اعمال بھی ہیں۔ نازک مسائل کو حمائل شریف کے حواشی پر مولانا کی تفسیر سے اخذ کر کے حل کر دیا گیا ہے غرض یہ کہ حمائل شریف کم سے کم قیمت میں بہتر سے بہتر چیز ہے۔ معمولی چمڑے کی جلد کی حمائل شریف کا ہدیہ [illegible]، نہایت خوبصورت چمڑے کی جلد کی حمائل شریف کا ہدیہ [illegible]

سیر آل عباس اگر آپ بنو عباس کی اصلی اور حقیقی تصویریں دیکھنا چاہتے ہیں تو یہ کتاب منگائیے اسمیں امیر المومنین منصور عباس تک کے واقعات نہایت مفصل طور پر درج ہیں قیمت [illegible]

صحیفہ زریں اگر جناب کو شعر و سخن سے کچھ دلچسپی ہے تو نواب سعد اللہ خاں غالب دہلوی کے شاگرد رشید نواب ضیاء الدین احمد خاں صاحب بہادر نیر درخشاں کا دیوان ملاحظہ کیجئے جسکا ہر شعر دل کو تڑپا دینے کے لئے کافی ہے۔ قیمت [illegible]

سکندر نامہ خسروی حضرت امیر خسروؒ کا سکندر نامہ۔ مولانا جامی کے سکندر نامہ کا جواب جس میں ۴ ہزار چار سو چالیس اشعار ہیں۔ اول سے آخر تک صوفیانہ رنگ میں۔ قیمت [illegible]

دیوان غرۃ الکمال اسمیں حضرت امیر خسروؒ کی خود نوشت سوانح عمری ہے جسمیں آپ نے اپنی تمام تصنیفات کا بھی ذکر فرمایا ہے اسکے علاوہ وہ عالمانہ دیباچہ بھی درج ہے جسکو حضرت امیر خسروؒ نے اپنے دیوان کے لئے تحریر فرمایا تھا۔ قیمت [illegible]

نہایۃ الکمال حضرت امیر خسروؒ کا دیوان جسمیں آپ کے قصائد غزلیات قطعات رباعیات و چیستان وغیرہ درج ہیں۔ قیمت [illegible]

بزم خسروی حضرت امیر خسروؒ کی فارسی غزلیات کا ترجمہ اردو غزلیات میں اس ترجمہ کے پڑھنے کے بعد حضرت امیر خسرو کی فارسی غزلیات اردو غزلیات سے بھی سہل ہو جاتی ہیں۔ قیمت [illegible]

جذبات [illegible] [illegible]

اور حالات وہ کے حالات بھی بیان کیے گئے ہیں۔ قیمت [illegible]

تعزیت نامہ ہندوستان کے مایہ ناز انشا پردازوں کے ان درد بھرے خطوط کا مجموعہ جو بیتابی کے عالم میں ان کے قلم سے نکلے ہوئے ہیں اگر آپ اپنی تحریروں میں درد اور سوز پیدا کرنا چاہتے ہیں تو اس کتاب کو منگائیے۔ قیمت [illegible]

کاشف الاسرار جن لوگوں کا دل اس دنیا سے بیزار ہو کر روحانی دنیا کے جلووں کا مشتاق ہے جو لوگ چاہتے ہیں کہ نور الٰہی انکے دلوں میں جلوہ گر ہو وہ یہ کتاب پڑھیں جو عالم نورانی کا ایک زینہ اور معلومات تصوف کا ایک خزانہ ہے۔ قیمت [illegible]

حیات داغ حضرت داغ دہلوی کے حالات ان کے کلام کا انتخاب بھی درج ہے۔ قیمت [illegible]

حالات حالی خواجہ الطاف حسین حالی کی زندگی کے حالات۔ اور ان کے کلام کا انتخاب۔ قیمت [illegible]

انقلاب کا دوسرا ورق مولانا ابو الکلام آزاد کے عالمانہ خیالات کا بہترین نمونہ۔ قیمت [illegible]

مجموعہ رسائل سماع [illegible] رسالہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی اور مختصر کتاب [illegible] غرضکہ مستند کتابوں سے سماع کے اعتراضات کا جواب ہے۔ قیمت [illegible]

صابون سازی اس کتاب میں [illegible] صابون میکنگ سب غرضیکہ ہر قسم کے صابون بنانے کے طریقے نہایت مفصل طور پر بتائے گئے ہیں قیمت [illegible]

افسانہ مجسم اگر دل بہلانے والا تاریخی افسانہ پڑھنا ہو تو افسانہ مجسم ملاحظہ کیجئے قیمت [illegible]

...رت خواجہ حسن نظامی کی چند مخصوص کتابیں

...عوت یہ کتاب اشاعت اسلام کی تاریخ ہے اسکے مطالعہ کے بعد اسلام کی ترقی اور بڑھنے کا راز سامنے آجاتا ہے۔ قیمت ۳ر

...ہویں نامہ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی کی مفصل سوانح اور گیارہویں شریف میں پڑھنے کے قابل معتبر کتاب قیمت ۱۲ر

...بیتی ہندوؤں کے مشہور رہنما مزاج اوتار سری کرشن کی سوانح قیمت ۱۴ر

...کی عیدی بچوں کو نصیحت آمیز باتوں سے بھری ہوئی عیدی جو کہ ہر خوشی کے موقع پر نہایت موزوں ہے قیمت ۲ر

...ان کا لطا ایک عبرت انگیز اور نہایت دلچسپ افسانہ قیمت ۲ر

...نامہ مصر و فلسطین خواجہ صاحب کا باتصویر سفرنامہ۔ جسمیں مصر بیت المقدس ملک شام اور حجاز کے مفصل حالات ہیں

...نامہ ہندوستان خواجہ صاحب کے ہندوستان کے سفر کے حالات جو تاریخی معلومات سے بھرے ہوئے ہیں قیمت ۱۲ر

...ی کا گھر خواجہ صاحب کے چھوٹے چھوٹے رسالے۔ توپخانہ۔ بندوق۔ مکھی کا میدان جنگ۔ ہوائی جہاز۔ مچھر کا اعلان جنگ۔ بم وغیرہ کا مجموعہ ۶ر

...ف احساس یہ کتاب ایسی تصوف کی معلومات سے بھری ہوئی ہے جو سالہا سال صوفیائے کرام کی خدمت کے باوجود بھی نہیں حاصل ہوتی قیمت ۸ر

...قبلہ نو شملہ حضرت خواجہ صاحب کا وہ خط جو سابق ویسرائے لارڈ ریڈنگ کے نام ہے۔ قیمت ۲ر

سیر دہلی اس کتاب میں دہلی شہر کی سیر اور شہر سے باہر کی پرانی عمارات دیکھنے کے لئے معلومات درج ہیں۔ قیمت ۱۲ر

...سا پر ستم سرور دو جہاں اور صحابہ کرام پر جو سختیاں کفار نے کیں اور جس ثابت قدمی سے ان کو برداشت کیا گیا اسکا تذکرہ قیمت ۲ر

...کی عیدیاں خواجہ صاحب کے نہایت دلچسپ مضامین کا مجموعہ جو بے انتہا پسند کئے گئے ہیں قیمت ۵ر

...کو نامہ اسمیں ترک سکرش اور ملک کی اقتصادی۔ مذہبی۔ اور علمی واقفیت۔ قیمت تین آنے (۳ر)

...وں کے ستر باجی جوتشیوں۔ سکھوں۔ اور اس کے علاوہ ایسے ہی ستر گروہوں کے نہایت دلچسپ حالات قیمت ۲ر

اردو سکھانے کے مضامین حضرت خواجہ صاحب کے وہ مضامین جنکے پڑھنے سے خود بخود اردو زبان کی عبارت پیدا ہو جاتی ہے قیمت ۶ر

...درویشوں کا تذکرہ اس میں حضرت خواجہ صاحب نے چار درویشوں کے حالات لکھے ہیں۔ قیمت ۲ر

...جہاد فاتح سلطان محمود غزنوی کے ان ستر حملوں کا تذکرہ جو ہندوستان پر ہوئے۔ قیمت آٹھ آنے ۸ر

دس سبق مسلمان بچوں کے لئے خواجہ صاحب کے لکھے ہوئے دس سبق ہیں جنکو بڑے ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں قیمت ۳ر

ہندو مذہب داعیان اسلام اور مسلمانوں کی معلومات کے لئے یہ کتاب خواجہ صاحب نے لکھی ہے اسکو پڑھ کر سارا ہندو مذہب سامنے آجاتا ہے قیمت ۵ر

حلال خور اس کتاب میں خاکروب فرقے کے تمام تاریخی مذہبی اور تمدنی حالات بہت محنت و تلاش کے بعد جمع کئے گئے ہیں۔ قیمت ۸ر

داعی اسلام اسمیں ہر مسلمان کو داعی اسلام بنانے اور حفاظت و اشاعت اسلام کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔ قیمت ۳ر

سکھ قوم سکھ قوم اور سکھ مذہب کے بانی کے نہایت موثر اور دلچسپ حالات قیمت ۲ر

اسلامی توحید قرآن مجید اور احادیث سے اسلامی توحید کو دوسرے مذاہب کی توحید سے برتر ثابت کیا ہے قیمت ۲ر

اسلامی رسول حضور صلعم کے وہ اخلاق و حالات جنکے پڑھنے سے غیر مذاہب کے لوگوں پر بھی اچھا اثر ہوتا ہے۔ قیمت ۳ر

جانباز مسلم مسلمانوں کی اسلام کی خاطر جان بازی کا تذکرہ۔ قیمت ۲ر

تاکید نماز نماز کا شوق پیدا کرنا ہو تو یہ کتاب منگائیے۔ قیمت ۲ر

اسلام کے ضروری عقائد اسلام کے عقائد نہایت آسان زبان میں بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت ۵ر

اسلام کیونکر پھیلا ہندوستان میں اشاعت اسلام کی تاریخ [illegible] کی مصنف گری کا جواب۔ قیمت ۳ر

ہندو کی نعت چودھری دتورام صاحب کوثری کی لکھی ہوئی نعتوں اور منقبتوں کا مجموعہ قیمت ۴ر

اسلام رسول کے معجزات حضور صلعم کے معجزات جو مستند کتابوں سے ماخوذ ہیں۔ قیمت چھ آنے

ہندوؤں کی تجارت مسلمانوں کی مالی اصلاح کی غرض سے ہندوؤں کی پرورش۔ اور تجارت کرنے کے طریقے۔ قیمت ۸ر

حلوائی کی تعلیم حلوائی کی دوکان کرنے کے لئے مفصل ہدایات اور ہر قسم کی مٹھائیاں بنانے کے طریقے قیمت ۸ر

پنواڑی کی دوکان پنواڑی کی دوکان کے مفصل طریقے و ہدایات قیمت ۲ر

تعلیم خدمتگاری اچھی خدمتگاری سکھانے کے اصول قیمت ۲ر

ترتیب حساب مسلمانوں میں حساب کتاب رکھنے کا شوق پیدا کرنا ہو تو یہ کتاب منگائیے۔ قیمت ۴ر

محمودی حملوں کا اسباب سلطان محمود غزنوی کے ہندوستان پر حملوں کے اسباب تاریخوں سے لکھے گئے ہیں قیمت ۸ر

محمد کی سرکار حضور صلعم کی سوانح مبارک ایک سکھ کے قلم سے۔ قیمت ۵ر

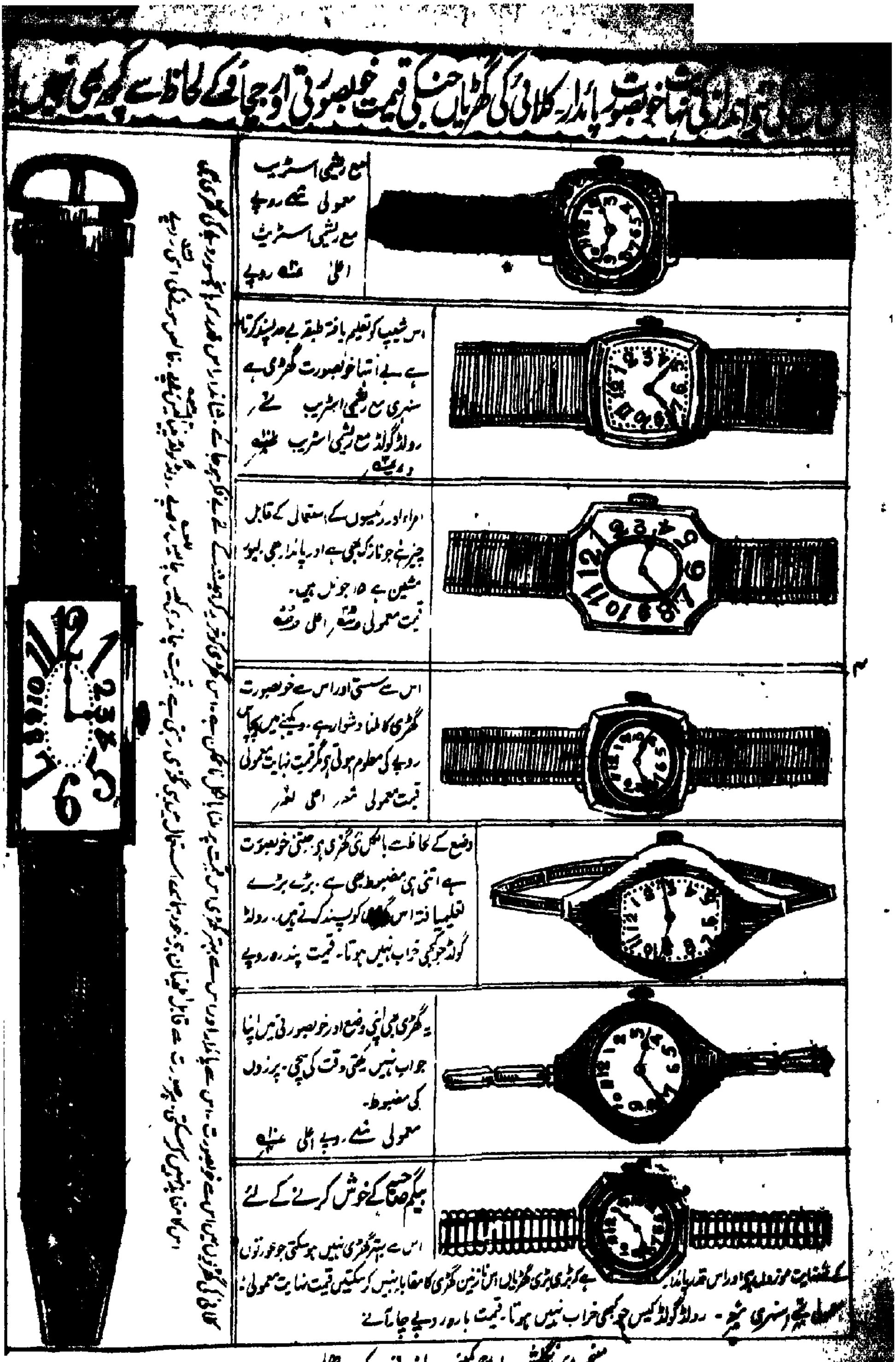
عیش کا چشمہ

عیش کا چشمہ بہہ رہا ہے چاروں طرف راحت وانبساط کا سبزہ لہرا رہا ہے۔ ہزاروں انسان اس چشمہ کے کنارے کھڑے ہیں۔ ان میں ایک
تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو اندھے ہیں۔ عیش کی تلاش میں تو ہیں مگر انہیں یہ چشمہ دکھائی نہیں دیتا۔ بعض ایسے لوگ ہیں جنہیں چشمہ نظر
آتا ہے۔ مگر سستی اور کاہلی کی وجہ سے بڑھ نہیں سکتے۔ اور بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اس چشمہ سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ جو کچھ دار و مدار
جنہیں خدا نے عقل دی ہے جو ترقی کا راز معلوم کر چکے ہیں وہ اس چشمہ سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ تم بھی اس چشمہ کے کنارے کھڑے ہو۔
بھی عیش چاہتے ہو۔ آرام چاہتے ہو۔ اطمینان چاہتے ہو مگر اس چشمہ سے بے خبر ہو۔ یہ چشمہ وقت کا چشمہ ہے۔ یہ آگے بڑھ رہا ہے اور گزر
چلا جا رہا ہے۔ مگر تمکو ذرا خیال نہیں۔ آگے بڑھو۔ اس چشمہ سے فائدہ اٹھاؤ۔ جنہوں نے فائدہ اٹھایا۔ جنہوں نے وقت کی قدر کی۔ قدرت نے
ان کی عزت کی۔ قدرت نے انہیں دولت دی۔ ایک شخص جو سو سال زندہ رہتا ہے مگر وہ اپنی زندگی کو بیکار رکھو دیتا ہے۔ اتنی عمر پانے کے
بھی اس کی عمر کم ہوئی اور وہ شخص جو پچیس سال کی عمر میں مر گیا مگر اس کے ۵ سال کارآمد ہوئے تو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ سو سال کے بڈھے سے زیادہ
قابل احترام ہے

اسلام ہمیں پابندی وقت کی تعلیم دیتا ہے۔ نماز کی پابندی ہمیں وقت کی پابندی کی تعلیم دیتی ہے۔ اگر آج ہم وقت کے پابند ہوں تو ہماری بہت
مشکلات کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ دنیاوی اور مذہبی ہر کام کے لئے وقت کی پابندی لازمی ہے۔ عبادت کے لئے اوقات مقرر ہیں۔ ملازمت میں
پابندی اوقات کی شرط ہے تجارت بھی وقت کی پابندی سے خالی نہیں۔ ہر کام کا سلسلہ وقت کی کڑیوں سے پیوست ہے مغربی قوموں نے
وقت کی قدر کی اور آج اس کا نتیجہ ہماری نظروں کے سامنے ہے۔ لیکن ہندوستان ابھی وقت کی قیمت سے آگاہ نہیں۔ لیکن اس میں صرف ہندوستانی
قوموں ہی کا قصور نہیں کیونکہ ان غریبوں کو صحیح وقت بتانے اور مدتوں تک خراب نہ ہونے والی گھڑیاں بھی مشکل ہی سے نصیب ہوتی ہیں
خرید کر لائے اور ادھر گھڑی سازی کی دوکان کی تلاش کی ضرورت پیش آئی۔ گھڑی خریدی تھی وقت بچانے کے لئے الٹا گھڑی کی مرمت
وقت صرف ہونے لگا۔ اگر اچھی گھڑیاں ملتی ہیں تو انکی قیمت اسقدر زیادہ ہے کہ غریب ہندوستانی گھڑی کیلئے سو دو سو روپے خرچ نہیں کر سکتے
ہندوستانیوں کے لئے جو گھڑیاں ہوں ان میں دو خوبیاں ہونی نہایت ضروری ہیں اول تو یہ کہ وہ کم قیمت ہوں دوسرے پائیدار ہوں۔ اس وقت
کرنے کے لئے ہم نے سستی اور مضبوط گھڑیوں کا ذخیرہ فراہم کیا ہے۔ ہر گھڑی پائدار ہے۔ ہر گھڑی وقت کی سچی ہے ہر گھڑی خوبصورت ہے۔ بعض بعض گھڑیاں
کہ پانچسو روپیہ کی گھڑی بھی ان گھڑیوں کا پائداری خوبصورتی اور وقت کی سچائی میں مقابلہ نہیں کر سکتی۔ وہ زمانہ بہت جلد آنے والا ہے
خوبیوں سے لوگ واقف ہو جائیں گے تو اس بے نظیر گھڑی کے کارخانہ کی گھڑیاں بھی ہر کس و ناکس خرید سکیگا۔ کیونکہ یہ ولایت والے شروع میں تو
مال اچھا اور سستا بھیجتے ہیں لیکن شہرت ہو جانے پر مال میں وہ خوبی نہیں رہتی۔ اور قیمت دوگنی اور چوگنی کر دیتے ہیں۔



ترکی سپاہی کی طرح مضبوط فرانسیسی عورت کی طرح خوبصورت
پاکٹ واچ
آٹھ سال کے بعد
بھی انشاء اللہ تعالیٰ گھڑی ساز کو دکھانیکی ضرورت نہ ہوگی نہایت خوبصورت وقت کی سچی گھڑی ہی ایکمرتبہ چابی دینے کے بعد آٹھ دن تک کے لئے بے فکر کر دیتی ہے۔
قیمت
سلور کیس
گھڑی میں دائمی جنتری
اگر دیکھنا ہو تو یہ گھڑی منگائیے یہ انگریزی تاریخ۔ قمری تاریخ اور دن بھی وقت کے ساتھ ساتھ بتاتی ہے بے نظیر گھڑی ہے۔ پائداری کے لحاظ سے سو گھڑیوں میں ایک
قیمت
سلنڈر پاکٹ واچ
رات کی تاریکی میں
شب چراغ
اس گھڑی کے حروف رات کو روشن نظر آتے ہیں۔ نہایت پائدار نہایت خوشنما جتنی خوبصورت ہے اتنی ہی مضبوط بھی ہے۔
قیمت معمولی
گارنٹی ۵ سال
پاکٹ واچ
لیور والی
پاکٹ گھڑی
کبھی نہ خراب ہونیوالی
لیور مشین گھڑی
قیمت معمولی
گارنٹی ۸ سال
لیور واچ
کم قیمت
ہونے کے باوجود قیمتی سے قیمتی گھڑی بھی اس گھڑی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔
قیمت
معمولی
اعلی
گارنٹی ۳ سال
سستی اور اچھی
گھڑی اگر خریدنی ہو تو یہ گھڑی خریدئے جسیں سلنڈر مشین ہے۔ نہایت مضبوط وقت کی سچی۔ قیمت معمولی
اعلی
سنہری کیس
گارنٹی ۴ سال
مینجر دی انگلش واچ کمپنی۔ چاندنی چوک دھلی



نہایت خوبصورت پائدار۔ کلائی کی گھڑیاں جن کی قیمت خوبصورتی اور اچھائی کے لحاظ سے کچھ بھی نہیں
مع ریشمی اسٹریپ
معمولی ۷ روپے
مع ریشمی اسٹریپ
اعلیٰ ۱۰ روپے
اس شیپ کو تعلیم یافتہ طبقہ بے حد پسند کرتا ہے سب سے انتہا خوبصورت گھڑی ہے
سنہری مع ریشمی اسٹریپ ۷ روپے
رولڈ گولڈ مع ریشمی اسٹریپ ۱۰ روپے
امراء اور رئیسوں کے استعمال کے قابل چیز ہے جو نازک بھی ہے اور پائدار بھی لیور مشین ہے ۱۵ جول ہیں۔
قیمت معمولی ۱۲ روپے اعلیٰ ۱۶ روپے
اس سے سستی اور اس سے خوبصورت گھڑی کا ملنا دشوار ہے۔ دیکھنے میں پچاس روپیہ کی معلوم ہوتی ہے مگر قیمت نہایت معمولی
قیمت معمولی ۶ روپے اعلیٰ ۱۰ روپے
وضع کے لحاظ سے بالکل نئی گھڑی ہے جتنی خوبصورت ہے اتنی ہی مضبوط بھی ہے۔ بڑے بڑے تعلیم یافتہ اس گھڑی کو پسند کرتے ہیں۔ رولڈ گولڈ جو کبھی خراب نہیں ہوتا۔ قیمت پندرہ روپے
یہ گھڑی بھی اپنی وضع اور خوبصورتی میں اپنا جواب نہیں رکھتی وقت کی سچی۔ پرزوں کی مضبوط۔
معمولی ۷ روپے اعلیٰ ۱۰ روپے
بیگم صاحبہ کے خوش کرنے کے لئے
اس سے بہتر گھڑی نہیں ہو سکتی جو عورتوں کے لئے نہایت موزوں ہے اور اس قدر پائدار ہے کہ بڑی بڑی گھڑیاں اس نازنین گھڑی کا مقابلہ نہیں کر سکتیں قیمت نہایت معمولی۔
سنہری ۱۲ روپے۔ رولڈ گولڈ کیس جو کبھی خراب نہیں ہوتا۔ قیمت بارہ روپے چار آنے
کلائی کی گھڑیوں میں اس سے خوبصورت۔ اس سے پائدار اور اس سے بہتر گھڑی اس قیمت پر ملنا بالکل ناممکن ہے۔ اس گھڑی کو خرید کر ہمیشہ کے لئے بے فکر ہو جائے۔ شاندار اس قدر کہ پانچسو روپیہ کی گھڑی بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ہر صورت سے قابل اطمینان ہر خود ہمارے استعمال میں یہی گھڑی رہتی ہے۔ قیمت چاندی کیس چالیس روپیہ۔ رولڈ گولڈ پینتالیس روپیہ۔ خالص سونے کی اسی روپیہ
مینیجر دی انگلش واچ کمپنی۔ چاندنی چوک دہلی۔



آج تک
گارنٹی آٹھ سال
قیمت ۳۵ روپے۔
اس سے محفوظ اور مضبوط گھڑی اور کیا ہو گی؟
گارنٹی ۵ سال
گھڑی کو بہت پسند کرتے ہیں۔
قیمت تیس روپے
رات کی تاریکی میں رہنمائی
کرینوالی
گارنٹی ۵ سال
وقت اس قدر سچا دیتی کہ ہفتوں ملانے کی ضرورت
نہیں ہوتی۔ بے نظیر چیز ہے۔
قیمت بیس روپے
پانی میں ڈال دیجئے مطلق اثر نہ ہوگا
گارنٹی ۵ سال


سخت جان وقت کی سچائی میں بےنظیر گھڑیاں
اگر آپ کفایت شعار ہیں
تو آپ کے لئے یہ گھڑی نہایت مناسب ہو کیونکہ یہ کم قیمت بھی ہے خوبصورت بھی پائدار بھی اور ان خوبیوں کے ساتھ ساتھ وقت کی نہایت سچی۔
نہایت پائدار
نکل کیس
سنہری سات روپے
ایسی وفادار محبوبہ
کم سے کم قیمت میں
بہتر سے بہتر سلنٹ واچ
آپ کی کلائی پکڑنے کے بعد آپ کے دشمن گھڑی سازوں کی شکل سے بیزار ہو۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو یہ گھڑی ہے جس کی قیمت معمولی مگر گھڑی بےنظیر۔ جس میں لیور مشین ہے۔ اور ریڈیم
نکل کیس سلور کیس رولڈ گولڈ
بیوی کیلئے کارآمد زیور
اگر خریدنا ہو تو یہ گھڑی خریدیے۔ جو خوشنما بھی ہے اور کارآمد بھی۔ عورتوں کی فطرتی بے احتیاطی کو مدنظر رکھ کر نہایت مضبوط بنائی گئی ہے
آپ کی بیوی کی نازک کلائی اس گھڑی کی ضرورت محسوس کر رہی ہے۔
عورتوں کیلئے مخصوص ہے اس میں نہایت خوشنما سنہری چوڑی بھی ہے۔
صورت کی اچھی وقت کی سچی
گھڑی اگر آپ چاہتے ہیں تو یہ میناکاری کے کام کی گھڑی خریدئے جو خوبصورت بھی اور پائدار بھی ہے۔ گھڑی کے ساتھ خوبصورت سنہری اسٹراپ بھی ہے۔ قیمت بہت کم
گارنٹی ۴ سال
یہ چاروں گھڑیاں اپنی نزاکت اور پائداری کے لحاظ سے بےمثل ہیں
سیپ کیس پانچ روپے آٹھ آنہ
فینسی اعلیٰ۔ سات روپے آٹھ آنہ
گارنٹی ۴ سال
گارنٹی ۴ سال
اعلیٰ قسم بارہ روپے
اعلیٰ گیارہ روپے
معمولی سات روپے
گارنٹی ۴ سال
سنہری۔ پانچ روپے آٹھ آنہ
گارنٹی ۴ سال
منیجر دی انگلش واچ کمپنی۔ چاندنی چوک دہلی


ان گھڑیوں کی گھڑی سازی
کم قیمت میں
بہترین مشین
سینا کاری کے کام
والی گھڑی
وقت کی سچی ہے مضبوط ہے۔ قیمت معمولی دس روپے آٹھ آنہ ۔ اعلیٰ بارہ روپے
قبر تک ساتھ دینے والی گھڑی
اس گھڑی کے متعلق سینکڑوں سرٹیفکٹ ہمارے پاس موجود ہیں۔ پائداری اور خوبصورتی میں اس گھڑی سے بہتر گھڑی آج تک ہماری نظر سے نہیں گذری
آپ کی بیوی کیلئے
ہاتھ کی بھی اور جیب کی بھی
نزاکت اور خوبصورتی کی تصویر
ایسی خوبصورت گھڑی
شاید ہی آپ کی نظر سے گذری ہو۔ اس قدر خوبصورت اور دلفریب ہے کہ اس کے مقابلہ کی کم گھڑیاں نظر سے گذری ہیں
منیجر دی انگلش واچ کمپنی چاندنی چوک دہلی

آپ گھڑی کیوں خریدتے ہیں

وقت کو پہچاننے کے لئے۔ پابندی اوقات کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے۔ شوق کے لئے۔ خوبصورتی کی غرض سے دوستوں کو تحفہ دینے کے لئے بیگمات کی نازک کلائیوں کو خوشنما بنانے کے لئے۔ مگر ان تمام باتوں کے لئے۔

ایک اچھی گھڑی کی ضرورت ہے

یہ ضرورت صرف ہم پوری کر سکتے ہیں کیونکہ خوشنما گھڑی کا ملنا آسان ہے۔ سستی گھڑی کا ملنا معمولی بات ہے۔ بچوں کی طرح خریداران کو خوش کر دینا نہیں ہوتا بلکہ ان کو قابل اطمینان مال دینا ہوتا ہے۔ ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ آپ ہم سے گھڑی منگا کر ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جائیں۔ بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے کارخانہ سے جو شخص مال منگائے وہ ہمارے کارخانہ کا زندہ اشتہار بنجائے۔ ایک مرتبہ گھڑی منگانے کے بعد آپ دوستوں سے ہماری تعریف کرنے پر مجبور ہونگے۔ آپ احباب میں تذکرہ کرینگے۔ اور ہمارا مقصد حاصل ہو جائے گا۔

ہمارے کارخانہ نے کس طرح ترقی کی

دہلی تشریف لائیے۔ چاندنی چوک میں ہماری دوکان دیکھئے وہ آپ کو بتائے گی کہ سچے دوکاندار کس طرح ترقی کرتے ہیں۔ ہم ان لوگوں میں سے تو ہیں نہیں جو کوڑیوں کے مول مال لٹا دینے کی صدا لگاتے ہیں۔ مگر ہاں اتنا ضرور ہے کہ ہم ولایت سے براہ راست مال منگاتے ہیں اسلئے دوسرے دوکانداروں کی نسبت ہمارے ہاں کی قیمتیں کم ہیں۔ ہزاروں گھڑیوں میں سے چند گھڑیاں انتخاب کر کے اس اشتہار میں درج کی گئی ہیں۔ اگر مکمل فہرست کی ضرورت ہو تو لکھئے انشاء اللہ فوراً روانہ کیجائیگی۔

چار باتیں

(۱) گھڑی کی گارنٹی گھڑی کے ساتھ روانہ کیجائے گی

(۲) ہر ایک گھڑی اچھی طرح جانچنے کے بعد روانہ کیجاتی ہے۔

(۳) گھڑی کا محصول بذمہ خریدار ہوگا۔

(۴) منی آرڈر روانہ کیجئے یا بذریعہ دی پی پارسل منگائیے۔

ملنے کا پتہ

مینیجر دی انگلش واچ کمپنی۔ چاندنی چوک دہلی

انڈے مرغی کی تجارت [illegible]

[illegible] دنیا میں ہر جائز تجارت خواہ وہ کسی چیز کی کیوں نہ ہو باعث عزت ہے ۔ [illegible] باعث فخر ہے ۔ [illegible]
[illegible] کم سرمایہ سے شروع کرنے کے ۔ دو جو ہزاروں روپیہ سالانہ کا منافع دے سکتی ہے ۔ [illegible]
[illegible] مشکلوں کو اپنے قابو میں کرکے چلی جا رہی ہیں ۔ [illegible] منافع بخش تجارت [illegible] اور ذلت کے سوال کو حل کرنے [illegible]
[illegible] سرمایہ کی ضرورت ہے ۔ اگر صحیح ہدایات [illegible] چلا جاتا جو انسان اس حقیر سرمایہ سے ہزاروں روپیہ پیدا کر سکتا ہے ۔ مرغیوں کی تجارت [illegible]
[illegible] بہت سی کتابیں [illegible] لیکن اردو میں کوئی قابل اطمینان کتاب [illegible] دنیا کے [illegible] کے سامنے پیش کر سکے ۔ [illegible]
[illegible] ماہر [illegible] ڈاکٹر طاہر حسین قریشی بی ۔ ایس ۔ سی ۔ فارم منیجر [illegible] پولٹری [illegible] نے ایک نہایت ضخیم کتاب "کلید مرغی خانہ" تالیف [illegible]
[illegible] انگریزی اور دوسری زبانوں کا عطر ہے ، اس سے بہتر اور مکمل کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی ۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہر معمولی سمجھ کا آدمی [illegible]
ماہر بن سکتا ہے ۔ [illegible] نسلوں کی قسمیں پالنے کے طریقے ، مرغیوں کی تجارت کے اصول ، علاج ، [illegible] غرضیکہ کوئی بات نہیں چھوڑی گئی ہے ۔ نیچے [illegible]
[illegible] کی فہرست مضامین پڑھ کر اندازہ کیجئے کہ کس قدر جامع کتاب ہے ۔

فہرست مضامین

[illegible] فہرست مضامین [illegible]
[illegible] ۔ قیمت فی جلد [illegible] (مطبع) [illegible]

صنعت و حرفت کی تعلیم کی کتابیں

تعلیم موٹر

اس کتاب میں موٹر کے تمام پرزوں کے متعلق معلومات موٹر کار درست کرنا بتایا گیا ہے کتاب کی فہرست مضامین بارہ صفحوں میں ہے اسلئے بعض ابواب صرف درج کئے جاتے ہیں۔ (۱) موٹروں کے پرزوں کے متعلق معلومات (۲) ڈائنمو اور موٹر کار (۳) انجن کا اسٹارٹ نہ ہونا (۴) انجن کا شور کرنا (۵) ایس کا جام ہو جانا (۶) ڈرائیوری کے متعلق ہدایتیں (۷) سپارکنگ سیقی کا شعلہ دینا (۸) آرمیچر کا زیادہ گرم ہو جانا کمیوٹیٹر اور برش کا بیان (۹) فیلڈ کوائل کا زیادہ گرم ہونا (۱۰) بیرنگ کا زیادہ گرم ہونا (۱۱) ڈائنمو کا بجلی نہ پیدا کرنا (۱۲) موٹر کا اسٹارٹ نہ ہونا (۱۳) موٹر کی رفتار زیادہ تیز یا سست ہونا (۱۴) مشین کا شور کرنا (۱۵) اسٹارٹر اور ریگولیٹر کا بیان (۱۶) بالائنیر انجن کا بیان (۱۷) ایک سے ایک زیادہ سلنڈر والے رنڈ کش موٹر اس کے علاوہ پرزوں اور انجنوں کی تصویریں بھی درج ہیں۔

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ۔

ملمع سازی

اس کتاب میں ملمع سازی کے متعلق نہایت مفصل طور پر بحث کی گئی ہے اور ہر قسم کا ملمع چڑھانے کے نہایت آسان اور آزمودہ طریقے بتائے گئے ہیں مختصر فہرست مضامین یہ ہے۔ بجلی کیونکر پیدا ہوتی ہے بجلی کی قسمیں۔ نمک کس طرح بنایا جائے۔ شورہ کا تیزاب کیونکر تیار کیا جائے۔ کاسٹک سوڈا کیونکر طیار کیا جائے چاندی پر ملمع چڑھانا سونے کا ملمع چڑھانا۔ تانبے پر ملمع چڑھانا۔ لوہے کی قلعی کرنا۔ وہ دھاتیں جو غیر مشہور ہیں پلاٹینم پلیڈیم نکل ایلومینیم کی قلعی۔ مرکب دھاتوں کی قلعی سے کام۔ کاغذ مٹی لکڑی وغیرہ چیزوں پر ملمع بنانا۔ سانچہ تیار کرنا گیوم کا سانچہ۔ لال کا سانچہ۔ پیرس کے پلاسٹر کا سانچہ۔ حیوانی چیزوں کے سانچے غرض یہ کہ ملمع سازی کے متعلق اس کتاب میں نہایت مکمل معلومات ہے قیمت بہت کم صرف ایک روپیہ (عہ)

روح انجنیری

فن تعمیر پر یہ ایک بے نظیر کتاب ہے جس کے متعلق ماہران فن تعمیرات کی رائے ہے کہ اس سے بہتر کتاب اردو میں آج تک شائع نہیں ہوئی فن انجنیری کی دس بارہ بے نظیر انگریزی کتب کا عطر ہے جس کی کہ کتاب کے اول میں فہرست درج ہے اس کتاب کی مختصر فہرست یہ ہے۔

دی الفوریمنٹ۔ ڈبل۔ دی الفوریمنٹ۔ قواعد مساحت۔ رقبہ آہنی سلاخوں اور سامان کا وزن مختلف سمت کا وزن کرنا۔ ایم کثرت دشمارہ۔ آہنی چھتوں اور ان کا استعمال وزن۔ رقبہ معلوم کرنے کے طریقے بند پانی میں سہنے والی دیوار معلوم کرنے کا قاعدہ۔ ڈاٹ کی موٹائی کا قاعدہ۔ پرانی سیلن کا علاج۔ ڈھیلے ہونے کے استعمال کرنے کا قاعدہ پتھر کی چھت ڈالنے کا قاعدہ۔ غرض یہ کہ تعمیرات کے متعلق تمام معلومات درج ہے اس کے عمارتوں کے نقشے کھینچنے کے قاعدے اور فوٹو گرافی کی تعلیم بھی درج ہے۔ آخر میں رنگ و روغن وغیرہ وغیرہ بنانے بتائے گئے ہیں۔

قیمت فی جلد ایک روپیہ دس آنہ (لعہ/)

رہنمائے ٹائپ پریس

یہ کتاب چند ہی دن میں آپ کو ٹائپ پریس کے کام سے اچھی طرح واقف کر دیگی اس میں اس فن کے متعلق تمام قواعد نہایت آسان زبان میں سمجھائے گئے ہیں تاکہ معمولی سمجھ کا آدمی بھی اس سے فائدہ اٹھا سکے کامل پندرہ سال تجربہ حاصل کرنے کے بعد مصنف نے اس کتاب کو لکھا ہے اس میں ٹائپ کو ڈسٹری بوٹ کرنا کمپوز کرنا پروف پڑھنا۔ پروف کا صحیح کرنا چھاپنے کے طریقے بیان کئے گئے ہیں۔ اور اس سامان کی تصاویر بھی دیدی ہیں جو اس میں استعمال ہوتا ہے پریس کے عملہ کی فہرست عملہ سے کام لینے کے طریقے دفتری خانہ کا انتظام بھی بتایا گیا ہے اس کے علاوہ ہندوستان سینکڑوں بڑے بڑے مشہور ٹائپ پریسوں کے پتے بھی درج ہیں۔ تاکہ کام سیکھنے کے بعد ملازمت کی تلاش میں کوئی دقت نہ ہو جو لوگ صاحب استطاعت ہیں وہ اس کتاب کی مدد سے نہایت کم سرمایہ لگا کر پریس قایم کر کے ہزاروں روپیہ کما سکتے ہیں۔

قیمت صرف آٹھ آنہ (۸/)

صابون سازی

اس کتاب میں ہر قسم کے انگریزی دیسی اور رنگ سوپ بنانے کے نسخے درج ہیں بہت مفید اور کارآمد کتاب ہے جلد منگائیے۔

قیمت صرف چار آنہ (۴/)

ملنے کا پتہ

منیجر خواجہ بک ڈپو دہلی

سالت میں محو ہو جا!

…رسالت کے …خاک کی صورت انسان، دونوں عالم کے شہنشاہ تاجدار مدینہ یعنی اپنے آقا کو دنیا کی دلفریبیوں میں پھنسکر فراموش نہ کر اپنے مغرور سر کو … کے سامنے جھکا۔ دل سے کہہ کہ وہ خاکی تن کو چھوڑ کر مدنی سردار کے قدموں میں لوٹے۔ آنکھوں کو ندامت کے آنسوؤں سے تر کر۔ اور مدنی پیارے [illegible] کے حالات پڑھ تاکہ آسمانی برکتیں تجھ پر نازل ہوں اور دنیا کی بے مثال ہستی کے مبارک حالات تیرے لئے رہبر بنکر تاریکیوں سے تجلیوں کیطرف رہنمائی کریں۔ یہ اس کے حالات ہیں جس کا سینہ ربانی جلووں سے منور تھا اور جسکی الفت ہزار عبادتوں سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے اگر خدا کے محبوب کا ذکر پڑھکر رحمت باری کا امیدوار بننا ہے تو خواجہ بک ڈپو کی اس مہینہ کی بالکل نئی تصنیف

قیمت مجلد ایک روپیہ

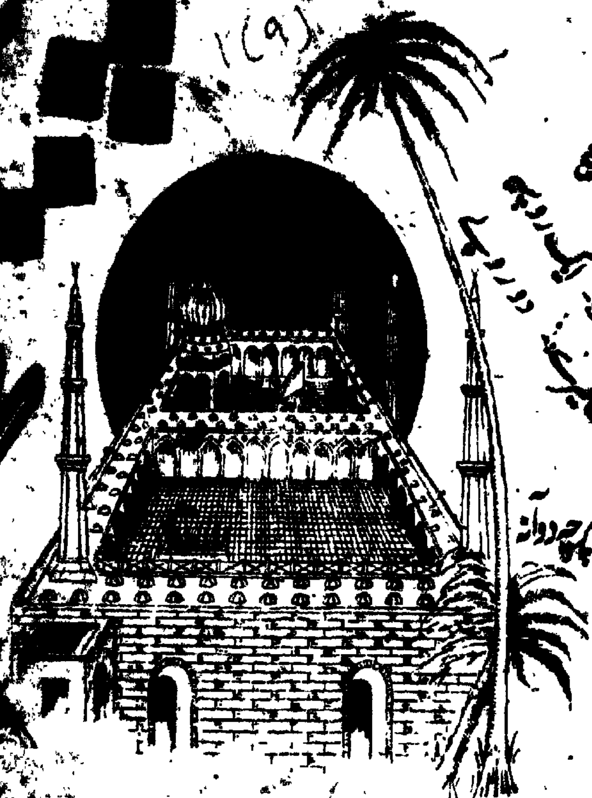
رسالت نامہ

قیمت غیر مجلد دو روپیہ

آنکھوں سے لگا لینے کی کشتی کے ناخدا کی آپ بیتی ہے۔ ابتداء سے لیکر وفات تک کے حالات ایک خاص انداز میں لکھے گئے ہیں۔ رسالت نامہ سردار دوجہاں کے حالات کو ایک نہایت انداز میں آغوش میں لئے ہوئے ہے۔ یہ اسلامی تاریخ بھی ہے۔ یہ میلاد شریف بھی ہے۔ سردار دوجہاں کی زندگی مبارک کا آئینہ بھی ہے نیچے لکھی ہوئی فہرست مضامین شاید نبی کی کالی کالی زلفوں کے دیوانوں کی وحشت کا علاج بن سکے۔

فہرست مضامین یہ ہے

ملنے کا پتہ:- مینیجر خواجہ بک ڈپو دہلی



قیمت فی پرچہ دو آنہ

ایک مذہبی تبلیغی، اصلاحی رسالہ اسلامی تعلیمات اور روحانی

ہر انگریزی مہینے کی ۲ تاریخ کو پابندی وقت سے شائع ہوتا ہے

مشاہیر اہل قلم کی تصانیف

شب عروسی سے پہلے اور شب عروسی کے بعد

[illegible]

فولاد الہند

[illegible]

عمر خیام

[illegible]

سرمد شہید

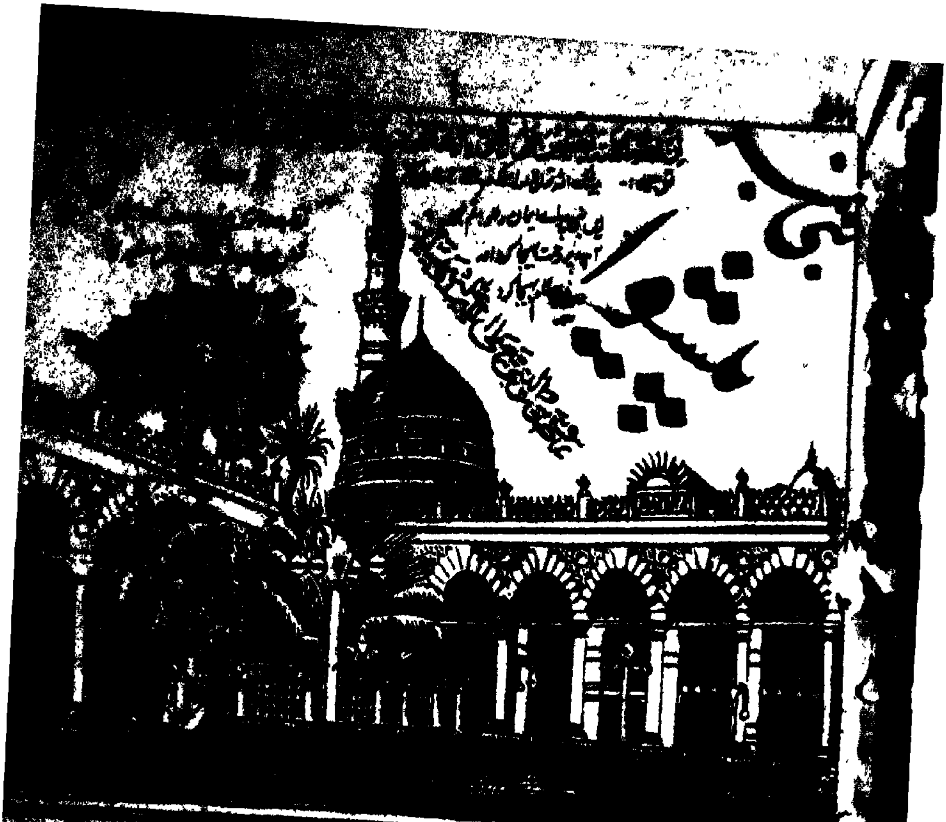
[illegible]

خوشنما حمائل شریف مترجم

[illegible]

غیر شادی شدہ اشخاص نہ منگائیں

[illegible]



جلد ۱ | دہلی یوم چہارشنبہ ۸؍ستمبر ۱۹۲۶ء مطابق ۲۹ صفر المظفر ۱۳۴۵ھ

(ادیب الملک جناب پروفیسر اکبر خاں صاحب)

ہر طرح احترام ہے تیرا | ہر مصیبت میں نام ہے تیرا

دل کے سب سے عمیق گوشے میں | تیرے سجدے مقام ہے تیرا

صبر کرتا ہوں ہر مصیبت پہ | یہ سمجھتا ہوں کام ہے تیرا

فکر دنیا و دیں گیا دل سے | ذکر اب صبح و شام ہے تیرا

یاد رکھ یاد اکبر محزوں

ایک ادنیٰ غلام ہے تیرا

(ادیب الملک جناب پروفیسر ...)

تیری ... | ...

... تیرا | ...

بہ دو ...

سلام بحضور خیر الانام

إن الله وملائكته يصلون على النبي يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما

(از عزیز حسن نقائی)

سلام ان پر جن کے مولود مسعود کی بشارت حضرت ابراہیمؑ، حضرت عیسیٰؑ اور سری کرشن اور دیگر تمام رسولوں، پیغامبروں، رشیوں اور اوتاروں نے دی۔

سلام انپر جنکی ولادت باسعادت کی خبر تمام الہامی اور آسمانی کتابوں میں تھی۔ اور جن کی ولادت کے وقت قصر کسریٰ کے کنگورے لرز گئے تھے۔

سلام ان پر جو پیدا ہونے سے پہلے یتیم تھے، اور ہوش و خرد سنبھالی متصل در یتیم ہوگئے۔

سلام ان پر جنہوں نے بچپن میں بکریاں چرائیں، اور جنکا سینہ مبارک چاک کرکے نور سے معمور کیا گیا۔

سلام عبد المطلب کے نور العین کو، سلام ابو طالب کے لخت جگر کو سلام آمنہ کے لال کو جو شب چراغ تھا، اور جس کی نورانی شعاعوں نے بُت پرستی کے ظلمتکدوں میں روشنی پہونچائی۔

سلام ان پر جن کے گھونگروالے بالوں کو والیل اذا یغشیٰ کہا گیا اور سلام انپر جن کو یا ایہا المزمل اور یا ایہا المدثر سے مخاطب فرمایا گیا۔

سلام ان پر جنکو دنیا کے لئے رحمت للعالمین بنا کر بھیجا گیا، اور جنکو لولاک لما خلقت الافلاک کا درجہ عطا فرما کر سر بلند کیا گیا۔

سلام اس مقدس آفتاب ہدایت کو جو غار حرا سے طلوع ہوا اور جنکی روشنی سے عرب و عجم کی تاریکی دور ہوئی۔

سلام اُن پر جنہوں نے ادائیگی فریضہ تبلیغ کے جرم میں طائف میں پتھر کھائے۔ اور تن نازنین سے لہو بہو جانے کے بعد بھی اللھم اھد قومی انھم لا یعلمون کہکر اس قطعہ زمین کو آسمانی عذاب سے محفوظ رکھا۔

سلام اس فخر الاولین والآخرین پر جو پیام توحید پہونچانے کے جرم میں شعب ابی طالب میں محصور ہوا، اور آف نہ کی۔

سلام اُن پر جنکو سبحن الذی اسری بعبدہ سے سرفراز فرما کر ان کے علو مرتبت کا اعلان کیا گیا۔

سلام ان پر جنکی رحمت حق پرستی کے ... آدھی رات ... [illegible]

اور جن کو وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ کا مژدہ سنایا گیا۔

سلام غار ثور میں ایک شب بسر کرنے والے اس محترم مسافر پر جبکا رفیق دشمنوں کی غار پر موجودگی سے خائف تھا، تو اس نے لا تحزن ان اللہ معنا کہکر خدائے قادر و توانا پر بھروسہ کرنے اور ہر مصیبت میں اس سے رجوع کرنے کی بے مثال عملی تعلیم دی۔

سلام اُن پر جو دنیا کے بہترین فیلڈ مارشل تھے، اور جن کے نقشے کبھی غلط نہیں ہوئے، اور جنہوں نے میدان جنگ میں آگے قدم بڑھا کر پیچھے مڑ کر کبھی نہ دیکھا، اور جو ایسے سپاہی تھے کہ اپنی فوج کے عام سپاہیوں کے ساتھ خندق کھودتے، پہرہ دیتے، اور جو خود کمانڈر ہوکر اپنی فوج کو للکار کر حریت و مساوات کا عملی درس دیتے۔

سلام ان پر جنہوں نے کبھی تلوار اٹھانے میں سبقت نہیں کی۔ جو صلح کے حامی تھے، مگر زیادتی اور پیش قدمی کرنے والوں کا بہ مجبوری مقابلہ کرکے ان کو کافی سزا دیتے تھے۔ اور زیادتی کرنے سے منع کرتے تھے۔

سلام عزم و استقلال کے اس کوہ وقار کو جو احد کے میدان کارزار میں ہجوم اعدا میں گھر جانے کے بعد احد کی چٹان سے زیادہ مضبوطی کیساتھ اپنی جگہ کھڑا ہوا اور شجاعت دے رہا تھا۔

سلام ان پر جنہوں نے فتح مکہ کے روز اپنے اشد ترین دشمنوں کو لا تثریب علیکم الیوم کہکر دنیا کے سامنے رحم و رافت کا عجیب بے نظیر نمونہ پیش کیا۔

سلام اُن پر جنہوں نے غیر مذاہب کے بزرگوں اور عبادتگاہوں کی عزت کا حکم دیا، اور جنہوں نے حالت جنگ میں بھی غیر مسلم قوموں کے بڈھوں، بچوں، اور عورتوں کے قتل اور دشمنوں کی کھیتیاں برباد کرنے سے منع فرمایا۔

سلام ان پر جنہوں نے عہد کی پابندی کا حکم دیا، اور جو مزدور کو فوراً مزدوری ادا کرتے تھے، اور عورتوں اور بچوں پر بہت مہربان تھے اور جنہوں نے دنیا کو پہلی مرتبہ جنس لطیف کی عزت سے آشنا کیا، اور جو یتیموں کے والی، غلاموں کے مولیٰ اور بیکسوں کے دستگیر تھے۔ اور ہر قوم کے ... [illegible]

سلام ... [illegible]

کے خطاؤں میں مجرم ہوتا تھا بیکر پل سے اور جن کی نگاہ کبھی غیر محرم پر نہیں پڑی اور جنہوں نے کبھی برہنہ جسم کسی کے نہیں دیکھا، اور جنہوں نے کبھی کسی نشہ کی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا اور جنہوں نے جوئے اور نشہ سے اپنی امت کو سختی سے منع کیا۔

سلام اس پر جس کی زندگی بے حد سادہ تھی اور جنہوں نے کبھی فضول خرچی نہیں کی اور جنہوں نے برادری کی ناک کی خاطر کبھی قرض نہیں لیا اور ان کو دنیا کی جھوٹی اور فانی دھوم دھام سے سخت نفرت تھی۔

سلام اس پر جس کو غیبت، چغل خوری اور سخت کلامی اور کاہلی اور بے کاری سے نفرت تھی اور جنہوں نے کبھی ہٹے کٹے محنت مزدوری کے قابل مسلمانوں کو خیرات نہیں دی اور سب مسلمانوں کو بھی منع فرمایا اور جن کو جھوٹ سے بے حد نفرت تھی۔

سلام اس محترم بوریا نشین کملی والے شہنشاہ کو جس کے غلاموں نے روم و ایران کی زبردست سلطنتوں کو زیر و زبر کر کے علم توحید نصب کیا۔

سلام اس بلند مرتبہ کو جو ساری ساری رات عبادت میں گزارتا تھا، مگر رہبانوں کی طرح ترک دنیا نہ تھا اور جس نے دنیا کے وسیع ملکوں کو تسخیر کیا مگر بادشاہوں کی مانند حکومت نہ کی کہ وہ تو دلوں پر حکومت کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔

سلام ان اصحاب عرب پر جو سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور [illegible] کے لئے تیل اور کپاس کے لئے چرخے تھے۔

سلام اے مولا! سلام اے [illegible]! سلام اے غلاموں کو آزادی کا شرف عطا کرنے والے سلام!

سلام اے کملی والے! سلام اے مدینہ کے شہریار! سلام اے دین و دنیا کے فاتح اکبر! سلام اے دنیا کے ہادی اعظم! سلام اے فرش چٹائی والوں کو شہنشاہ بنانے والے سلام!

سلام اے بابا! سلام اے داتا! سلام اے آقا سلام

سلام ان پر جن پر چالیس کروڑ مسلمان درود اور سلام بھیجتے ہیں اور جن پر پہاڑوں کی اونچی چوٹیاں اور جنگلوں کے درخت اور دریا اور ریگستان کے بے شمار ذرے اور آسمان کے لاتعداد فرشتے درود اور سلام پڑھتے ہیں اور جن پر خود خدا بے نیاز سلام بھیجتا ہے کہ وہ باعث ایجاد کل اور حیات ابدی ہیں۔

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ط

مسلمانوں کی بربادی کا آدھا باعث

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ نے کیسا درست فرمایا ہے کہ "مسلمانوں کی بربادی کا آدھا باعث رنڈیاں ہیں" خدا کا شکر ہے کہ محترم ڈربنگ اور مشہور مبلغ اسلام جناب قاسمی مرزا حسین صاحب بیگ مبلغ جاپان و انگلستان نے اس ضرورت کو محسوس کر کے حسب ذیل کتابیں اصلاح طوائف کے سلسلہ میں لکھی ہیں جو نہایت مقبول ہو چکی ہیں خود مطالعہ کریں اپنے دوست کو تحفہ دیجئے اور اپنی آنے والی نسلوں کو تباہی سے بچانے کے لئے ان کو ضرور پڑھیئے۔

سعید

یہ قاری صاحب کا عالم شباب کا لکھا ہوا ناول ہے ... [illegible] ادا ہے ... ہوتا ہے ... نوجوان مسلمان اور ایک پاک ... دل کا لالہ کھلا گیا ہے حسن و عشق و عشاق ... دلچسپ کتاب ہے [illegible]

سعادت

اس میں دہلی کی ایک تعلیم یافتہ سلیقہ مند خوبصورت و ضعدار طوائف کے حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے ... حسن و عشق ... وصال و فراق ... کا دلچسپ نقشہ کھینچا گیا ہے۔ عاشق و معشوق کی ... خط و کتابت ہوا اور انجام کار دونوں کو راہ راست نصیب ہوتی ہے۔ یہ بھی قاری صاحب کے ایام شباب کی دماغ سوزی کا نتیجہ ہوا اور ... [illegible]

شاہد رعنا

اس میں دہلی کی ایک ڈیرہ دار طوائف کی خود نوشت سوانح عمری ہے ... کلاس طوائف کی کسی سے ... ملک کی طوائف نہایت سنجیدگی ... لکھی گئی ہے۔ دہلی کی ٹکسالی زبان ... کیریکٹر کا سراپا کھینچا ہوا ... ناول بہت سے قسم کے رنگوں کا بیان ہے ... طبقہ کے مذاق کا طریقہ ... زبان نہایت سلیس ہے ... [illegible]

سزائے عیش

شاہد رعنا کا سیکوئل ہے اور سزائے عیش ترتیب ڈرامیٹک ... اگر انجام پر نظر ... ہی سے ... وتجربات ... فلسفیانہ ... گئی ہے مگر دلچسپ پیرایہ اور عام فہم زبان ... ایک دلچسپ ... ایک شریف ... [illegible]

انجام عیش

اس ناول میں پاکیزہ زندگی ... اور ... کے مخلصانہ ... تحقیق کے ساتھ ... کتاب ... [illegible]

جمال

(از مصرفات حضرت طریقت شیخ التبلیغ سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ)

اللہ جمیل
ویحب الجمال ــ وما ادراک ما الجمال
الم تر؟ الی وجود السمٰوات والارض
الم تر؟ الی الشمس والقمر والشجر والحجر
الم تر؟ الی الوحوش والطیور ـ والبشر الذی
احسن من کلھم واکبر واتم واجمل فانظر الی
افضل البشر

وھو محمد

وھل اتاک حدیث محمد ـ ماھو؟ نعم کان ھو
جمال الموجودات کلہ

سن رسے ساجن ـ سندر روپ ـ اہ عالم کی حقیقت کہ جب مجھ سے کہا گیا کہ اللہ جمیل ہے اور جمال سے محبت رکھتا ہے ـ اللہ خود جمال ہے اور جمال ہی اس کا محبوب ہے ـ اللہ خود حسن عالم ہے اور آئینہ کائنات میں اپنے ہی رُخ زیبا کو دیکھ رہا ہے تو مجھ پر حیرت طاری ہو گئی اور تیرے اپنے ملک اور اپنے خالق کے جمال کو دیکھنا اور سمجھنا چاہا کہ وہ کیسا ہے؟ کہاں ہے؟ کیونکر ہے؟ اور کسطرح اسکا پورا دیدار ہو؟

تو کاش ابی ـ آواز غیب نے مجھ سے کہا، کیا تو نے آسمان کو نہیں دیکھا؟ زمین کو نہیں دیکھا؟ سورج چاند کو نہیں دیکھا؟ نباتات جمادات وحیوانات کو نہیں دیکھا؟ اور ان سب سے اچھے اور اعلیٰ وافضل وخوبصورت انسان کو نہیں دیکھا؟

اور ان انسانوں میں بھی اس بڑے مہاسندر حسین کامل، مہاپرش، انسان کامل الشیہہ روپی، مظہر حسن الٰہی کو نہیں دیکھا۔ جو آدم کی نسل مگر آدم سے اول نوح ابراہیم، موسیٰ عیسیٰ کے بعد لیکن ہر ایک سے افضل ـ جو رام کرشن ـ گوتم ـ تعصف اگر ہر ایک کے اندر رہا ہوا ـ اور ہر ایک کی نظر پر چڑھا ہوا اور ہر ایک کے من کو بھایا ہوا ـ اور ہر ایک کے روپ سے ملا ہوا تھا۔

ہر موجود کی حقیقت اصلی اور ہر معبود کی صورت معنوی ـ اور ہر مسند کا ہیر کا ہیری ـ جو آسمانوں میں بلندی ..... میں روشنی جھل چاند ..... پہاڑوں ..... رنگ۔

اور باغوں میں ہر سبزی کی طراوت اور ہر پھل کی زیبائش اور ہر غنچہ کی مسکراہٹ اور ہر کلی کی معصومیت اور ہر شگوفہ کی تروتازگی۔

اور ہر گل لالہ کی لالی ـ اور نرگس کی اداۓ شرم وحیا ـ اور مولسری کی مہک اور کنول کا دل شادان۔

جن کا جسم بشری اور جن کی روح جلوہ الٰہی اور حسن ذاتی جن کا دیکھتا ایک آدمی کا دیکھنا، مگر جب ان کو سمجھنا تو حیرت میں پڑ جانا اور بے اختیار کہہ دینا کہ یہ آدمی نہیں یہ تو کچھ اور ہے اس کا تو کچھ دوسرا ہی طور ہے۔

سنو بھی ساجن ـ یہ کون ہیں ان کو دنیا کس نام سے یاد کرتی ہے یہ کہاں کے ہیں اور ان کے کرم کیا ہیں اور ان کو جمال کامل کیوں کہتے ہیں؟ سو کہنا ہی پڑا کہ ان کا نام اور ان کا کام

محمد

ہے ـ عربی لفظ عرب ملک کی بولی ـ معنی اس لفظ کے یہ کہ وہ سب کا ممدوح اور سب اس کی تعریف کرتے ہیں۔

یہ عرب نگر میں تھے اور یہ عرب نگر میں اب بھی ہیں اور یہ عرب نگر میں قیامت تک رہیں گے ـ کہنے کو ان کی وفات ہو گئی ـ ان کو قبر میں دفن کر دیا گیا ـ مگر ماننے میں اور دل کی آنکھ کو دیکھنے میں نہ یہ مرے نہ یہ مر سکتے تھے ـ نہ مرنا ان کے پاس آسکے۔

یہی جمال ہیں انہی سے اللہ محبت کرتا ہے ـ کیونکہ یہ اللہ کی محبوب مخلوق کا خلاصہ تھے اور اس لئے اللہ کی بنائی ہوئی ہر چیز سے محبت کرتے تھے اور سب میں اللہ کے جمال کا جلوہ دیکھ کر پھر اپنی آنکھوں سے سب کو دکھاتے تھے۔

ساجن ـ ادھر تو دیکھو ـ محمد جمال اکمل کے گن تو سنو۔

وہ دل اور من کی اشانتی (بے اطمینانی) دور کرنے آئے تھے وہ خدا کی یکتائی اور وحدانیت کا سبق پڑھانے آئے تھے اور خدا نے ان کو اسی پرمے کام کے لئے بھیجا تھا۔

وہ اس لئے آئے تھے کہ آدمیوں کو چاہے وہ عرب ہوں یا ایرانی مصری ہوں یا ہندوستانی افریقن ہوں یا امریکن ـ ایشیائی ہوں یا یورپین ـ گورے ہوں یا کالے ـ عقلی ہوں ـ یا نرے ایک خدا کے ..... پہچانتے ..... اور ان کو ..... سکے ..... سکھا .....

ان کو جاہلیت و غفلت اور ضد اور دنیا کی دشمنی کے پردے اپنی عقل اور آنکھوں سے ہٹا کر تھوڑی دیر کے لئے ذرا اس جمال عالم کی ذات پر غور کر لیں کہ اس سے سب کے احساس کی ست شکست میں کیا شان تھی۔

ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی، پارسی، یہودی سب ہی ایک دوسرے کے بھائی ہیں ایک صورت اور ایک ضرورت کے انسان ہیں۔ سب کا پیدا ہونا ایک ہے۔ سب کا جینا ایک طرح کا ہے۔ اور سب کا مرنا بھی ایک ہی قسم کا ہے۔ پھر وہ کیوں باہمی کدورت میں مبتلا ہیں۔ اور کیوں ایک دوسرے کی مخالفت پر کمربستہ ہیں۔ اور کیوں ایک دوسرے کی سچی اور اصلی بات کو سننا نہیں چاہتے۔؟

ہندوستان میں سب تو لڑ رہے ہیں ہاتھ سے۔ قلم سے۔ زبان سے یہاں تک کہ ان کے خیالات بھی اور ان کے دل و دماغ بھی لڑ رہے ہیں۔ مگر کس بات کیلئے اور کس مقصد کے لئے لڑ رہے ہیں۔ اس کی خبر خود ان کو بھی نہیں ہے اور یہ بالکل نہیں جانتے کہ اس لڑائی کو ایک دن موت آجائیگی اور عقل ایک دن ان سب کو ملا کر ایک کر دیگی۔ اس دن یہ افسوس کرینگے کہ ہم کیوں لڑے۔ کس بات پر لڑے اور اس لڑائی میں ہم نے کیسی کیسی بے عقلی اور غیر انسانیت کی حرکتیں کیں۔

اس دن ان کو بہت شرم آئے گی اور یہ بہت پچھتائیں گے اور افسوس سے دونوں ہاتھ ملیں گے۔ اس لئے آج ہی اُن کو کل کے آنے والی بات یاد دلاؤ۔ اور کہو کہ تم سب ایک دوسرے کے بزرگوں اور پیشواؤں کی عزت کرنی سیکھو اور ایک دوسرے کے رہنماؤں کی تعلیم پر غور کرو۔ اور ان کی زندگی کے اصل حالات پڑھو اور سنو تاکہ کل اس کے کے دن کہہ سکو کہ ہم نے کوئی غلطی نہیں کی۔ ہم نے اپنے دل اور دماغ کو اور اپنے عمل و کردار اور اپنی زبان و قلم کو ہر غلطی سے بچایا اور کسی خراب طریقہ میں نہ چلنے دیا۔

اور یہ جب ہی ہو سکتا کہ جمال کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو اور ان کے پیغام کو، اور ان کی زندگی کو، اور ان کی تعلیم کو بے تعصب ہو کر، ضد سے دستبردار ہو کر، غصہ سے بچ کر، نفرت و بیزاری سے نکل کر دیکھیں گے۔

ہاں اور یہ بھی کہ تو ہر قوم اپنے پیشوا کو سب سے اچھا کہتی ہے اور اس کو کہنا چاہیئے مگر محمد رسول اللہ کی ذات و صفات پر غور کریں اور ضد کو دل سے ہٹا کر غور کریں تو ہر قوم کا دل کہے گا کہ ذہن اقرار کرے کہ محمد یقیناً جمال عالم تھے۔

[illegible]

اور ایک دوسرے سے بچھڑے ہوئے انسانوں کو ایک دل اور ایک زبان کر دیا وہ سب کو عمل سکھلانے آئے تھے اور انہوں نے اپنا یہ فرض پورا کر دیا کہ خود بھی تمام عمر کیسے عمل فرماتے اور دوسروں کو بھی عمل کا [illegible]

وہ سچائی کا پیغام لائے تھے اور انہوں نے اپنے ہر کلام اور ہر عمل کو راستی اور صداقت سے معمور کر کے دکھا دیا اور جو شخص گمراہی اُن کی برکت سے اُن سب جانیں وہ بچ گئے جنہوں نے ان کی بات کو سنا اور مانا۔

وہ دنیا کو دکھ اور غم اور دل کی بے اطمینانی سے نجات دینے آئے تھے اور انہوں نے ہر دل کا دکھ اور غم اور بے اطمینانی دور کر دی۔

حق و صبر کی وہ زندہ صورت تھے ان کا تمام سراپا حق و صبر کا پیکر تھا اور حق و صبر ہی عالم حیات کا اصلی جمال ہے۔

حسین انہی کے نواسے اور فرزند تھے جنہوں نے حق و صبر کی شان کو اپنی جان دیکر اور اپنے بچوں کی جان دیکر نمایاں کر دیا۔

اے ساجن۔ یہ جمال عالم محض مسلمانوں کے نہ تھے۔ وہ تو سب انسانوں کے تھے انہوں نے تو ہر مسلم و غیر مسلم سے یکساں محبت کی اور وہ تو ہر اپنے پرائے کے کام آئے۔

میرے سجن۔ جمال ربانی اور حسن حقانی غریبوں اور مسکینوں کی ہمدردی میں پوشیدہ رہتا ہے اور اسی ہمدردی سے عیاں ہوتا ہے تو دیکھتا نہیں کہ محمد غریب اور مسکین انسانوں کے مددگار رہے اور ظالموں شریروں اور جفا کاروں کے ہاتھ سے ان کو بچانے کے لئے تلوار بکف کھڑے ہو جاتے تھے۔ تاکہ معلوم ہو کہ جمال رحمت و انصاف میں جمال ہے اور دائرہ باطل میں سراسر جلال و قہر ہے۔

یہ جلال و قہر بھی باطل شکنی کے لئے ایک جمال تھا کہ ظلمت میں چمکتا ہے۔ سفید جب ہی نمودار ہوتا ہے کہ کالا بھی ہمارے موجود ہو۔

محمد جمال عالم غریبوں مسکینوں کی طرح رہتے تھے اور غریبوں مسکینوں میں رہنا ان کو مرغوب تھا۔ وہ خود فرماتے تھے کہ خدا سے دعا کرتے تھے کہ یا اللہ مجھ کو مسکینی میں زندگی دے اور مسکینی میں [illegible] اور مسکینوں ہی میں میرا آخری حشر کر۔

ایسا ہی ہوا کہ وہ تمام عمر مسکینی و غریبی کی زندگی بسر کرتے رہے اور آخری وقت جب ان کے ظاہری جسم سے زندگی رخصت ہو [illegible] تو ان کے گھر میں دنیا کی دولت کا کچھ بھی موجود نہ تھا نہ چاندی سونا نہ وہ کپڑے تھے نہ [illegible]

[illegible]

سنو بہن صاحب! ایسے جمال عالم آرا کے حال سنو۔ جمالیت الرحمٰن کا نام ہے تم کو بے حد حیرت ہو گی۔ پیشانی درخشاں اور حسین تھی اور آنکھیں ریاست کی رسیلی نہیں۔ چہرہ ایسا تھا کہ کسی جمیل نے ایسا نہیں پایا۔ قد و قامت بیٹھے ہر انسان اپنی رعنائی پر شرما جاتا تھا جب اس قد و رعنا کو دیکھ لیا تھا۔ ان کے بول میٹھے تھے انہوں نے تمام عمر کسی سے سخت کلامی نہیں کی۔ گونجتی آواز بڑی شاندار اور مردانہ محاسن کی آئینہ تھی۔ اُن کی رفتار نیک اور سنجیدہ انسانوں کی تھی۔ وہ نظریں نیچی کر کے چلتے تھے اور بازار میں ادھر ادھر تاک جھانک کی ان کو عادت نہ تھی۔

اُن کو غصہ نہیں آتا تھا اور وہ غصہ کو ضبط کرنے کی نصیحت کرتے تھے۔ وہ اپنے نوکروں اور گھر والوں پر مہربان تھے۔ کبھی اُن پر سختی نہیں کرتے تھے بلکہ اُن کے ساتھ مل کر ان کا کام کراتے تھے۔

وہ کمزور عورتوں کے مددگار رہتے اور آخر وقت تک لوگوں کو یہی نصیحت کی کہ عورتوں کی مدد کا ہر وقت خیال رکھنا۔ اپنے گھر کی عورتوں سے کبھی سختی کا برتاؤ نہیں کرتے تھے ان کی غلطیوں کو معاف کر دیتے تھے اور ان کے خانگی کاموں میں خود حصہ لیتے اور جو ہو سکتا ہاتھ بٹا لیتے تھے۔ وہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے یہاں تک کہ اپنے کپڑوں میں خود پیوند لگا لیتے اور اپنی جوتی خود گانٹھ لیتے۔

وہ بچوں پر بہت مہربان تھے اگر بچے بازار میں اُن کا ہاتھ پکڑ لیتے تو وہ کھڑے ہو جاتے اور ٹھہر جاتے اور جب تک بچے اُن کا ہاتھ نہ چھوڑ دیتے وہ بھی ہاتھ نہ چھڑاتے اور وہیں کھڑے رہتے۔

انہوں نے زیادہ میوہ نہیں ہے۔ جو بندگی کا اپنے ذکر سے اور بہ ہر لمحہ پر رحم نہ کرے۔

وہ کبھی قہقہہ مار کر نہ ہنستے تھے وہ کبھی کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی برائی کہتے تھے وہ کبھی سے کج کر اور خفا ہو کر نہ بولتے تھے۔ وہ اپنے ساتھیوں میں اس طرح مل کر بیٹھتے تھے کہ ان کو پہچاننا مشکل ہوتا تھا کہ وہ کہاں بیٹھے ہیں۔

وہ اپنے دشمنوں پر مہربان تھے۔ جب دشمن اُن پر حملہ کرتے اور گرفتار ہو کر سامنے آتے تو وہ اُن پر عنایت کرتے اور جب اُن کے دشمن قید میں ہوتے تو قیدیوں کی تکلیف کا خیال کر کے یہ تمام رات بے چین رہتے اور نیند کا آرام ترک کر دیتے۔

وہ بیوہ اور بے کس عورتوں کی مدد کے لئے اُن کے گھر پر چلے جاتے اور بازار سے اُن کی ضرورت کی چیزیں خرید کر اپنے اوپر اسباب کا بوجھ اُٹھا کر اُن عورتوں کو دے آتے۔

وہ لڑائی میں خود کسی پر حملہ کرتے تھے۔ جب اُن پر وار کیا جاتا تھا تو اسکو روکتے اور بچاتے تھے۔

کیوں ساجن! کیا یہ جمال عالم نہ تھا۔ وہ جمال جن کی جمالیت ہر موجود پر چھائی تھی۔ تم نے کہا کہ وہ پورے جمال تھے اور ان کا جمال تمام دُنیا اور اس کے باشندوں کے لئے ایک نور تھا۔ ایک روشنی تھی جس سے جہالت کی تاریکی دور ہو گئی اور اس روشنی میں ساری دُنیا نے ہدایت کا سیدھا راستہ پایا۔ تو تم پر لازم ہے کہ اس جمال جہاں آرا کے حسن کی تبلیغ تمام دُنیا میں کر دے تاکہ جمال حقیقی کا جلوہ وہ بھی دیکھ لیں جو آج تک اس کی دید اور اس کے درشن سے محروم ہیں۔

نعتِ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات

(ادیب الملک جناب پروفیسر محمد اکبر خاں صاحب حیدری ایم اے)

اے رسولِ محترم اے مظہرِ نورِ خدا — تو نے خارستانِ دنیا کو گلستاں کر دیا
رہنمائی نے تری اے رہبرِ راہِ ہدیٰ — منزلِ دشوار کو آساں سے آساں کر دیا

تو نے دنیا کو بتایا زندگی کا فلسفہ — نظمِ دنیا کے لئے حقیقی کا ساماں کر دیا
تو نے سمجھایا کہ کیا ہے زندگی کا مدعا — تو نے انساں کو شریکِ بزمِ یزداں کر دیا

تو نے دنیا کو دیا حق آشنائی کا پیام — تو نے کفر و شرک کو دنیا سے ویراں کر دیا
دینِ برحق لا کے دنیا میں ترے اہتمام — پرچمِ توحید کو ہر سو نمایاں کر دیا

تو نے باطل کو مٹایا عالمِ اسلام سے — تو نے حق کی [illegible] کو دین و ایماں کر دیا
سر بسجدہ بت ہوئے فرصت ملی اوہام سے — تو نے کفر و شرک کے رازوں کو عریاں کر دیا

تو نے انساں کو سکھائی جادۂ [illegible] تمیز — امتیازِ حق و باطل کو نمایاں کر دیا
تو نے انساں کو دکھائی راہِ عرفانِ عزیز — تو نے عقل و ہوش کو دنیا میں عریاں کر دیا

خود بینی نے تیرے اے حق شناسِ زندگی — عقدہ ہائے زندگی کو خوب آساں کر دیا
ایک کملی کے لئے ٹھکرا دیا تاجِ شہی — جادۂ راہِ توکل کو نمایاں کر دیا

مال و زر سے جاہ و حشمت تو تو ٹھکرا ہی گیا — دین پر دنیا کی ہر دولت کو قرباں کر دیا
تاجدارانِ زمانہ تھے مگر زیرِ نگیں — قیصر و کسریٰ کو اپنے در کا درباں کر دیا

فقر و فاقہ کر کے دنیا کو نئی تعلیم دی — مشکلوں کو جھیل کر مشکل کو آساں کر دیا
[illegible] کو دوستی کی تعلیم دی — سرکشوں کو حق شناسِ لطفِ یزداں کر دیا

تو نے دنیا کو دکھایا سوزِ عشقِ کاملہ — [illegible] کر دیا
تو نے آنکھوں کو دکھایا حق پرستی کا جلال — کفر و شرک کی سرکشی کو پشیماں کر دیا

تیرے شیدائی تھے تیرے دوست اور دشمن تمام — دوستوں کو دین و دنیا میں [illegible] کر دیا
بے اولو العزمی تری پہ رحمتِ عالی مقام — دشمنوں کو سرنگوں [illegible] کر دیا

تیرے دشمن [illegible] تھے لیکن نہیں — تیرے اخلاقِ حمیدہ نے پشیماں کر دیا
سرکشی پر سب کے سب تیار تھے لیکن نہیں — تیرے عفوِ جرم نے [illegible] کر دیا

تیرے ڈر سے کانپ اٹھی قیصر و کسریٰ کی بزم — تیری ہیبت نے [illegible] کر دیا
تیرے استقلال سے [illegible] — تیری ہمت نے حریفوں کو گریزاں کر دیا

کس قدر جوہر کھلے تھے تری تعلیم کے — تو نے ہر گل کو بہارِ گل بداماں کر دیا
وہ ترے ادنیٰ غلاموں نے دکھائے جوہر — بادشاہوں کو غلام [illegible] کر دیا

جب کبھی سے تو رہا ابرِ عطا [illegible] — [illegible] کر دیا
جب ترا خنجر کھنچا تھا حمایت میں کبھی — [illegible] کر دیا

تیرے بزمِ ناز میں ہے اکبرِ خستہ حال — بدنصیبی نے [illegible] پریشاں کر دیا
دیکھ لے چشمِ کرم سے اے حبیبِ ذوالجلال — [illegible] کر دیا

ہر مسلمان متقی اور پرہیزگار بن سکتا ہے

اور اس کا آسان طریقہ ہے کہ [illegible]

[illegible]

شانِ محمدؐ

(از جناب علامہ ابو الفضل مولانا محمد احسان صاحب عباسی)

قرآن مجید میں ہے۔ وما ارسلنک الا رحمۃ العالمین اور اسی کی طرف حضرت جامی صاحب اپنی نظم میں اشارہ کر کے فرماتے ہیں ذاتِ نور رحمۃ العالمینی تو گویا آنحضرت رسول اللہ صلعم کا لقب مسلمانوں کے نزدیک رحمت اللعالمین تھا جس طرح حضرت آدمؑ کا لقب ابو البشر حضرت نوحؑ کا آدم ثانی یا کابی اللہ اور حضرت ابراہیمؑ کا خلیل اللہؑ حضرت موسیٰؑ کا کلیم اللہ۔ حضرت عیسیٰؑ کا روح اللہ اسی طرح نبی آخر الزماںؐ کا رحمۃ للعالمین تھا۔

تمام فلاسفہ عالم نے آفرینش عالم کے متعلق رائے زنیاں کی ہیں وید میں تحریر ہے کہ خدا نے سب سے پہلا ہرن گربھ پیدا کیا پھر پرجاپت کو بنایا۔ دارا شکوہ نے اپنی کتاب سر الاکبر میں ہرن گربھ کے معنی مجموعہ عناصر لطیف اور پرجاپت کے معنی مجموعہ عناصر کثیف بتائے ہیں۔ حکمار یونان ہرن گربھ کی جگہ پر عقل اول کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک سب سے پہلے نورِ محمدیؐ کی خلقت ہوئی۔ اول ما خلق اللہ نوری کا یہی منشا ہے۔ پھر عالم مادیات میں پیشانی آدمؑ میں نورِ محمدیؐ جلوہ گر ہوا اور پھر ذاتِ بابرکات محمد مصطفےٰ صلعم میں وہ نور نمایاں ہوا کائنات پاک رحمتِ الٰہی ثابت ہوئی۔ تمام انبیا رحمتِ الٰہی ہیں لیکن نبی آخر الزماں کو خصوصیت کے ساتھ اس لئے یاد کرتے ہیں کہ شریعت محمدیؐ تمام شریعتوں سے بالا تر ہے اور وجہ اس کی صرف یہ ہے کہ نبی آخر الزماںؐ کے وقت میں خلقت انسانی ایسی درجہ ترقی کر چکی تھی کہ اس کے لئے ایسا قانون بنانا جو قیامت تک قائم رہ سکے ممکن اور مناسب حال تھا۔ اسے یوں باسانی سمجھ سکتے ہیں کہ لڑکے جب پیدا ہوتے ہیں تو اُن کے کرتے ہر سال نئے بنتے ہیں لیکن جب وہ سن بلوغ کو پہونچتے ہیں تو ایسا کرتہ اُن کے لئے بنایا جاتا ہے جو ان کے اخیر عمر تک قائم رہے۔

آنحضرت محمد رسول اللہ صلعم کو یوں دیکھنا چاہیئے کہ وہ ایک رحمتِ الٰہی تھے یعنی ان کی تعلیم کی بدولت تمام عالم جہالت کی تاریکی سے نکل کر علم کی روشنی میں آیا۔ شرک کی غلامی مٹی۔ اور توحید کی حریت پھیلی ... ذلت کے پنجۂ غضب سے آزاد ہوا اخلاق درست ہوئے ... انسانوں سے دور ہوئے۔

... پیشوا الطور خود ہیں شک کتابیں پڑھیں گزشتہ و موجودہ ... کا مطالعہ کریں صحابہ رسولؐ کے حالات و اقوال پر نظر ... ہے کہ اہلِ ... خیال ہو گا کہ ہمارا رسلنک الا

رحمۃ للعالمین آپ کی شان میں بے مدیح ہے۔ اسی کی طرف ایک شاعر اشارہ کرتا ہے ؎

خدا سے پوچھیئے شانِ محمدؐ

یعنی آنحضرت محمد رسول اللہ کی صفت دریافت کرنا ہو تو قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنا چاہیئے۔ تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت محمدؐ کی سی ترقی دنیا میں کسی بشر نے نہیں کی اور کتب سے آپ کے حالات پڑھیئے تو معلوم ہوتا ہے کہ کامیابی کا سارا راز اخلاق محمدی میں ہے۔

"رسولِ امینؐ"

(از جناب مولوی محمود باسط علی صاحب)

حبیبِ خدا۔ خاتم المرسلیں — شہنشاہِ عالم شہنشاہِ دیں
ملے حق تعالیٰ سے معراج میں — زمیں سے گئے سوئے عرشِ بریں
ہو نامِ محمدؐ کی تعریف کیا — نبوت کا روشن ہو جس سے نگیں
فلک رتبہ کہتے ہیں اہلِ فلک — سمجھ پائیں کس طرح اہلِ زمیں
ہوا باعثِ خلقِ کون و مکاں — وہ فخرِ رسل ہے لامکاں کا مکیں
بنے عرش و کرسی و لوح و قلم — ستارے قمر شمس چرخِ بریں
نہ ہوتا اگر مصطفےٰؐ کا ظہور — زمیں ہوتی باسطؔ نہ اہلِ زمیں

محمدؐ سا دنیا میں کوئی امیں
نہیں ہے نہیں ہے نہیں ہے نہیں

دیانت میں مشہور تھے بالیقیں — لقب تھا اسی سے رسولِ امیں
چلے جبکہ مکہ سے ہجرت کی شب — مدینہ کی جانب شہ مرسلیں
امانت کا لوگوں کی آیا خیال — دیا حکم حضرت علیؓ کو وہیں
کہ اے شیرِ حق حیدرِ صف شکن — علی مرتضےٰ۔ بازوئے اہلِ دیں
امانت جو یہ اہلِ مکہ کی ہے — پہنچ جائے سب کو بطرزِ حسیں
جب اس کام سے تم کو فرصت ملے — مرے بعد آ جانا تم بھی وہیں
یہ خوبیٔ نیت۔ یہ حسنِ عمل — تصدق دل و زر و جاں حزیں

محمدؐ سا دنیا میں کوئی امیں
نہیں ہے نہیں ہے نہیں ہے نہیں

حضرت محمد رسول اللہ کی نبوت

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ

(از لسان القوم جناب مولوی حکیم محمد رکن الدین صاحب داناؔ)

وہ بھی عجیب وقت ہوتا ہے جبکہ یک بیک ہمارے ہی ابنائے جنس میں سے ایک شخص اُٹھ کر بہ آوازِ بلند پکارتا ہے کہ اے قوم میں خدا کا بھیجا ہوا نبی اور رسول ہوں، مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے، میرے پاس فرشتے آتے ہیں، اور مجھ سے خداوند عالم کلام کرتا ہے!

کل تک تو وہ ایک معمولی انسان تھا نہ اُس پر وحی آتی تھی، نہ اُس کے پاس فرشتے آتے تھے، نہ وہ خدا کا رسول تھا، نہ خدا اُس سے کلام کرتا تھا وہ ہمارے ہی ساتھ کھاتا پیتا، سوتا بیٹھتا، چلتا پھرتا تھا لیکن آج یہ کیا انقلاب ہے کہ ہم دیکھتے ہی رہے اور ہمارا ایک ساتھی یکایک خدا کا رسول ہو گیا، اُس پہ وحی اترنے لگی، اس کے پاس فرشتے آنے لگے اور وہ خدا کا مقرب نبی ہو گیا!

عرب کا مشہور خاندان قریش اپنے آبائی اعزاز و افتخار کے ساتھ اپنی جہالت اور کبر و نخوت میں بھی شہرۂ آفاق تھا، ابولہب اور ابوجہل اسی خاندان کے وہ وہ خشمند و گوہر تھے جن کے کبر و نخوت کے آگے آسمان کی سربلندی بھی ہیچ تھی اور جو خدا اور اس کے رسول کی دشمنی میں ایک ناقابلِ فراموش ہونے والی شہرت حاصل کر چکے ہیں اور جن کے معبود و مسجود لات، منات اور عزیٰ وغیرہ جیسے سرداران اصنام اور خدائے عرب تھے!

محمد بن عبداللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) اسی خاندان کے ایک شخص جو یتیم پیدا ہوئے اور لاوارث رہے۔ اسی غربت کے زیر سایہ بڑھے اور بڑھ کر جوان ہوئے ابولہب اور ابوجہل جیسے خدا پرستوں کی صحبت میں عمر گزاری، شکلِ انسانی قبول کرتے باپ نے چھوڑا، شیر خوارگی ختم کرتے ماں نے چھوڑا، طفولیت سنبھالتے سنبھالتے دادا نے چھوڑ دیا، رہ گیا خدا اسکے سوا کوئی بھی ان کا خبر گیراں تھا تو تنہا ان کے چچا ابوطالب جو بجائے خود کریم رحیم رفیق و شفیق تھے لیکن کیا چارہ کار تھا کہ وہ خود کوئی دولتمند رئیس صاحب مال و منال نہ تھے، ان ذی حوصلے اور [illegible] سے زیادہ اپنے بھتیجے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی کفالت [illegible] علی جعفر عقیل جیسی اولاد رکھتے تھے [illegible] لیکن وہ ان لڑکوں سے زیادہ [illegible]

طفولیت کا زمانہ ختم کر کے شباب میں آیا، ہوش اور دل کی نشو و نما شروع ہوئی، امنگ اور ولولے ابھرنے لگے، کیفیت دگرگوں ہوئی، آنکھیں کھل گئیں، پھر شباب چڑھتا جوانی آئی اور وہ تمام چیزیں اپنی پوری طاقت کے ساتھ نشو و نما پائیں!

آہ! جنون و وحشت خیز جوانی، عرب اور آل ہاشم کی جوانی، خودرو اور غیر محکوم جوانی، خونریزی اور قتل و غارت کرنے والی جوانی آئی اور بھرپور دھام سے آئی، اپنی تمام طاقت اور جاہ و حشم سے آئی لیکن وہ آئی بھی اور گئی بھی اور دیکھنے والوں کو یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ کب آئی، کہاں آئی، اور کدھر آئی؟

نہ اُس جوانِ بنی ہاشم کے اس جنون خیز اور پُر وحشت زمانہ میں کوئی واقعہ ہی ایسا گزرا جو اُس کے اس عہد کی یادگار رکھے جانے کا مستحق ہو سوا اس کے کہ جب جوانی اپنے معراجِ کمال کو پہنچی، کاسۂ شباب لبریز ہوا اور لبریز ہو کر چھلکا اور اُس نے اپنے پچیسویں سال میں قدم رکھا تو وہ عرب کی ایک چہل سالہ بیوہ خاتون (حضرت خدیجۃ الکبریٰ) سے بیاہا جاتا ہے اور اس طرح اس کو اپنی جوانی کا صلہ ملتا ہے اور اس کے پُر وحشت اور جنون خیز ایام ختم ہوتے ہیں اور وہ اپنی اسی معمولی اور ناقابلِ التفات حالت کے ساتھ اپنی چہل سالہ عمر تمام کرتا ہے اور اکتالیسویں سال کے آغاز میں یکایک فاران کی چوٹی پر نمودار ہو کر پکارتا ہے کہ اے قوم خدا ایک ہے اُس کا کوئی شریک نہیں ہے، اُس نے آسمان زمین دریا پہاڑ پیدا کئے وہی قادرِ مطلق ہے اور میں اس کا رسول ہوں تمہارے پاس اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ اُس کے عذاب سے ڈراؤں اور اُس کی رحمت کی بشارت دوں۔ تم جن بتوں کی پرستش کرتے ہو یہ جھوٹے اور باطل ہیں!!

خلاف توقع جب اعیانِ قریش نے ایسی باتیں سنیں [illegible] غضب سے بھر گئے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے [illegible] دوستی دشمنی سے بدل گئی!

ان واقعات کو اجمالاً ذکر کرنے کے [illegible]

... سے زیادہ سر د گزرا' جس نے

اپنی زندگی کا بیشتر حصہ صداقت' راست بازی' امانت' دیانت

اور سلامت روی کے ساتھ گزارا' جو بُت پرستوں میں رہا اور جو تم

خدائی کہتے سنا اور کعبہ کو بُت خانہ دیکھا' وہ اپنے امنگ اور حوصلوں کا

سالہا سال ختم کرنے کے بعد اپنے گرد و پیش کے خلاف بڑے بڑے

سرداران قریش کو جمع کر کے ایک ایسی بات اپنی زبان سے نکالتا ہے

جو عرب کے لئے بالکل نئی اور انوکھی ہوتی ہے اور جسکو سنکر سب

سب مبہوت ہوجاتے ہیں؛

کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ یہ باتیں اس کے دماغ میں کہاں سے

آئیں؟ انسان اپنے گرد و پیش سے متاثر ہوتا ہے' معلم اور مربی

سے سیکھتا ہے مطالعہ اور کتب بینی سے معلوم کرتا ہے' لیکن

یہاں ان میں سے ایک بات بھی نہ تھی' گرد و پیش بُت پرستی تھا'

مطالعہ اور کتب بینی معدوم' تعلیم و تربیت سے سارا عرب خالی اور کہیں

ہو بھی لیکن محمد بن عبد اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) تو بالکل اُمی اور ان پڑھ

تھے! پھر یک بیک ایسا انقلاب کیوں ہوا! مجبوراً کہنا پڑے گا کہ اُس پر

کوئی کیفیت طاری ہوئی' اُس میں کوئی شئے حلول کر گئی اور اس پر

کوئی خارجی پرتو پڑا جس نے اس کو اُبھارا' اس کی کثافتوں کو دور

کیا' اُس کے سینے کو علم کا مخزن خانہ بنایا اور اُس کے دماغ کو اسرار و

حقائق سے روشن کر دیا جس سے دنیا کے تمام مخفی علمی خزانے اُس پر

ظاہر ہوگئے' اسرار کھل گئے اور فلسفہ الٰہیات کی تمام مشکلات منکشف ہوگئیں

جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آن کی آن میں وہی شخص جو امی تھا ہم سب

سے بڑا فلسفی اور مقنن ہوگیا!

تم اپنے لفظوں میں جو کہو لیکن اس کیفیت اور اثر کو ہم مسلمان

اپنی زبان میں "رسالت" اور "نبوت" کہتے ہیں اور جس میں وہ کیفیت پیدا

ہوجائے وہ نبی اور رسول کہلاتا ہے!

اس لئے وہی محمد ابن عبد اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) جو ایک

حرت خاندان بنی ہاشم کے ایک مایہ اور ناقابل التفات سمجھے گئے تھے اس کے بعد

ہی وہ رسول اللہ' سرور دو عالم' شہنشاہ کونین رسول الثقلین' خاتم النبیین

سید المرسلین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگئے!

جو اس وقت بے سایہ تھے لیکن آج دنیا کے تمام خزانے ان کے نام پر

تصدق ہیں' جو پہلے لاوارث تھے لیکن آج دنیا کے چالیس کروڑ مسلمان

اُن کے لئے اپنی جان مٹا دینے والے ہیں' بس خوش خبری ہو اُس قوم

کے لئے جو حقیقت آشنا ہو اور جس کی آنکھوں سے تعصب کا پردہ اُٹھ

جائے اور جو کائنات عالم کی حقیقت کو سمجھے' اور عالم ہستی میں ہر چیز

کو حقیقت کی نگاہ سے دیکھے کہ آج تمام عالم میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کی رسالت اور نبوت سے زیادہ کوئی حقیقت روشن نہیں!

پس دنیا کا سب سے بڑا فلسفی وہ ہے جو محمد رسول اللہ کی رسالت کا

قائل ہے اور دنیا کا سب سے بڑا مقنن وہ ہے جو آپکو قانون کا ماہر ہے!!

سلموا یا قوم بل صلوا علی الصدر الامین
مصطفےٰ ما جاء الا رحمة للعالمین

(از لسان القوم جناب مولانا مولوی حکیم محمد رکن الدین صاحب داؔنا)

مژدہ اے مومن خصائص یا امام حرمین — حبذا تشریف لے آئے شفیع المذنبین
ظلمت غیبت گئی ظاہر ہوا ماہ مبین — مرحبا صد مرحبا اے خانہ دل کے مکیں

سلموا یا قوم بل صلوا

مونس ہم چارہ ساز زخم پنہاں آگیا — مژدہ باد اے درد فرقت دور دوراں آگیا
مرحبا اے خانہ دل تیرا مہماں آگیا — آگیا صل علی وہ شاہ ذی شاں آگیا

سلموا یا قوم بل صلوا

جسکے آنے سے جہاں میں اک اُجالا ہوگیا — جس سے ہر سو دین حق کا بول بالا ہوگیا
بات سنکر آپ کا ہر سننے والا ہوگیا — جس نے مانا آپ کو ادنیٰ سے اعلیٰ ہوگیا

سلموا یا قوم بل صلوا

آپ کیا تشریف لائے ... — فتنہ والا جس نے باندھا تھا کبھی ... کر
... — ...

کیا کروں تیری صفت اور ثنا سے بالا ہے تو — حق کے پیارے مومنوں کی خوف خطا ... تو
خوبیاں تجھ پر فدا ہوں خوبیوں والا ہے تو — سب سے اعلیٰ ہے اُس اعلیٰ ... ہے تو

سلموا یا قوم بل صلوا

آپکے آنے کا مژدہ تھا تورات میں — تھی نبوت کی علامت آپکی ہر بات میں
خوبیاں جملہ ہیں جمع آپکی اک ذات میں — آپ ہی بیکس کی تسکین قلب ہیں آفات میں

سلموا یا قوم بل صلوا

دل اگر دیوانہ ہے گو آنکھ نے پہچانا نہیں — اُس نے کیا جانا کہ جس نے آپکو جانا نہیں
آپ وہ شمع ہیں جس کا کون پروانہ نہیں — کیا کہا نیگا وہ جس نے آپکو مانا نہیں

سلموا یا قوم بل صلوا

اسے شہ ہر دو سرا محبوب رب ذوالمنن — ...
بیچے بخشش کیا ... — ...

عرضِ عقیدت

(از نتیجہ الکلام جناب مولانا ساغر صاحب نظامی مدیر پیمانہ)

پردۂ ناسوت پر جب کھنچ گیا نقشہ ترا — عالمِ لاہوت میں پھیلنے لگا سایہ ترا
خلوتِ جنت میں حور و قور ہیں صدقہ ترا — حوریں تیری تجلی نور میں جلوہ ترا
ہر نبی دنیا میں لایا تیرا پیغام و درود — جو پیمبر تھا خدا کا وہ پیمبر تھا ترا
تو کریم الخلق نکلا واہ رے شانِ کریم — تو عظیم الخلق تیرا خلق تھا ایسا ترا
تاجدارِ ہفت کشور ہے گدائے آستان — تاجدار و بندۂ درگاہ ہے کسریٰ ترا
ہر نفس میں ہے یدِ بیضائے موسیٰ کی جھلک — نام روشن کر رہی ہے ملتِ بیضا ترا
اشرف الآیات سے ثابت ہوا تیرا شرف — ہے عروجِ ذات "سبحان الذی اسریٰ" ترا
مست ساغرِ زندگی ہے صرف یہ وابستگی — ساقیٔ کوثر ہے تو ساغر ہے متوالا ترا

اب ترا ساغر کسی سے کیوں کرے عرضِ سرور
پی چکا خواجہ حسن کے ہاتھ سے پیالا ترا

گھر بیٹھے تجارت سکھانیوالی کتابیں

جن کے متعلق ماہرانِ تجارت کا خیال ہے کہ آجتک اردو میں ان سے بہتر کتابیں شائع نہیں ہوئیں۔ ہندوستان کی مشاہیر نے ان کتابوں کو بیحد پسند کیا ہے

معلوماتِ تجارت

بدنصیب تاجر جبتک کہ ہزاروں روپیہ اپنی ناتجربہ کاری کی بنا پر تجارت پر قربان نہیں کردیتے اسوقت تک وہ تاجر نہیں بنتے اس کتاب میں وہ تمام ضروری معلومات درج کی گئی ہیں جن کی مدد سے ایک ناتجربہ کار بھی ماہر تاجر بن سکتا ہے غرض یہ کہ ایک تاجر کیلئے جن جن باتوں کا جاننا ضروری ہے وہ سب کچھ اس کتاب میں درج ہے قیمت فی جلد دو روپیہ (عہ)

فنِ اشتہار نویسی

تجارت اشتہار کی محتاج ہے جو تاجر کہ اشتہار دینا نہیں جانتے وہ زیادہ ترقی کرنا نہیں چاہتے۔ اس کتاب میں عمدہ طریقے بتائے گئے ہیں جن کی مدد سے ایک معمولی تاجر بہت بڑا تاجر بن سکتا ہے اور ایک بیکار گھر بیٹھے ضروریاتِ زندگی پوری کرسکتا ہے۔ تجارت کرنیوالے اصحاب کیلئے یا ان اصحاب کے لئے جو تجارت کرنا چاہتے ہیں [illegible]

دوکانداری

ہزاروں دوکانیں ہندوستان میں ہیں اور ہزاروں معاملات ہیں۔ ایک نقصان اٹھاتا ہے ایک فائدہ۔ ایک ہندوؤں میں مکھیچند تھا اب ہو۔ ایک اٹھرکی پونجی لگا دیتا ہے کبھی ایک ہزار کما لیتا ہے سبب یہ ہے جو لوگ کہ دوکانداری کے فن سے واقف ہیں وہ ترقی کرجاتے ہیں اور جو ناواقف ہیں وہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ اس کتاب میں وہ تمام باتیں درج کی گئی ہیں جنکے ذریعہ سے معمولی دوکاندار آسانی سے ساہوکار بن سکتا ہے اس کتاب میں کامیاب دوکانداروں کے تجارب بیان کئے گئے ہیں اس کتاب کا مطالعہ کرلینا گویا صدہا سال کام کرکے تجربہ حاصل کرلینا ہے قیمت بارہ آنے (۱۲؍)

مراسلاتِ تجارت

اس کتاب کی مدد سے آپ معمولی نوکری اور تنخواہ دوات بیچ بیٹھے تجارت کرسکتے ہیں اس کتاب میں ہر پیشہ و ہر طریقہ کی تجارت کے راز بتائے گئے ہیں [illegible] ہوا آپ لاکھوں روپیہ کما لیں [illegible]

[illegible]

سیرت محمدیہ صلعم

(از جناب خان بہادر مولانا مرزا سلطان احمد صاحب بی اے۔ آر۔ ایم۔ اے)

قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وما ارسلنک الا مبشراً و نذیراً خداوند کریم فرماتا ہے کہ اے نبی ہم نے آپ کو دنیا میں بھیجا ہے بحیثیت ایک مبشر اور نذیر کے۔ گویا بحیثیت رسولِ عربی کے دو حصے تھے ایک حصہ بشارت اور خوشخبری کا۔ دوسرا حصہ ماتحت احکام الٰہی و احکام فطرت کا لوگوں کو ڈرانے اور راہِ راست پر لانے کا۔ گویا سیرت محمدیہ کے "دو" حصے تھے ایک امید دوسرا تنبیہ جب ہم رسول عربی کی لائف اور زندگی کے واقعات پر غور کرتے اور روشنی ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے رسول مقبول کی پاک زندگی انہی دو شقوں اور دو حصوں سے مضبوط اور وابستہ تھی۔ اگر ایک طرف وہ اس دنیا کے واسطے مبشر تھے تو دوسری طرف وہ نذیر بھی تھے۔

بشارت کا یہ عالم تھا کہ اسی ضمن میں دوسری آیت میں یہ بھی کہا گیا وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین جیسے کہ خدا کی رحمت ایک وسعت رکھتی ہے ویسے ہی رسول کا مبشر ہونا بھی ایک خاص وسعت رکھتا ہے اس سے زیادہ اور کیا وسعت ہوگی کہ بخلاف کل پہلی آسمانی کتابوں کے یہ فرمادیا کہ مجھ سے جو پہلے آئے ہیں ان میں سے بہت سے پاک بندے اور نبی تھے۔ اور ان کی معرفت یہ بھی قرآن میں کہا گیا کہ کوئی امت بھی نبی اور ہادی سے خالی نہیں رہی تھی۔ اس کے مقابلہ میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جو مجھ سے پہلے آئے تھے وہ سب چور اور بٹ مار تھے۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

مبشر ہونے کے واسطے یہ لازمی ہے کہ ایسا مبشر جس مخلوق کے واسطے مبعوث ہوا ہے اسی میں رہ کر جامہ انسانیت سے باہر نہ ہو سو ہمارے رسول مقبول کی زندگی کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش ہوا ہے نہ تو وہ انسانیت کے دائرے سے باہر نکلا اور نہ اس میں مبالغہ آمیز تخیلات سے کام لیا گیا صاف طور پر قرآن مجید میں کہا گیا کہ میں تو تمہاری ہی مانند ایک بشر ہوں۔ یہ استشہادات ثابت کرتے ہیں کہ سیرت محمدیہ کیسی اعلیٰ اور افضل تھی۔ باوجود رسول کی اعلیٰ درجہ کی عقیدت اور فرماں پذیری کے حالت گذر اوقات رسول مقبول کی یہ تھی کہ دو تین دن کے بعد آٹھ روز کا سامان گھر میں بالکل نظر نہیں آتا تھا وہ ہستی جس پر ... لاکھوں قربان اور فدا ہوں اور جس کے منہ سے ایک لفظ ... ہوں۔ اللہ اکبر

اس کے گذر اوقات کی یہ حالت اور یہ کیفیت ہو۔

بعض مباحثین حضور کی پاک سیرت کا مقابلہ نہیں کرتے اور دیکھتے ہیں کہ ایسی عظیم الشان ہستی کی زندگی کس طرح اور کس رنگ میں گذری بعض روائتی اور تاریخی غلطیوں کا انبار جمع کرکے نکتہ چینی پر طیار ہو جاتے ہیں لیکن جو باتیں صحیح اور دیکھنے کے قابل ہیں اُن پر غور نہیں کرتے اس سے زیادہ اور کیا اثر سیرت محمدیہ کے بہترین رنگ ہوگا کہ اب تک چالیس کروڑ انسان صبح اور شام جس پیرایہ اور جس پیار سے انہیں یاد کرتے ہیں کیا ایسی نذیر کسی دوسری امت کے پیشوا کی بابت بھی مل سکتی ہے حضرت رسول سے پیوستہ نبی حضرت مسیح علیہ السلام تھے جانے دو ان کی اُمت موجودہ کی تعبیرات اور کیفیات کو ہم سب سے اول ان کی زندگی کے واقعات گذشتہ ۳۳ سال پر غور کریں کہ وہ کیا تھے۔

حضرت مسیح علیہ السلام ایک طرف جمہور یہود کے پریشان اور معاندانہ خیالات کی وجہ سے زیر امتحان تھے اور دوسری طرف اُنکے شاگرد رشید تذبذب میں پڑ کر سعی رہے تھے کہ کیا رہیں آخر ایک شاگرد نے تیس روپیہ لیکر اپنے اس پیشوا کو گرفتار کرادیا جس کو وہ کبھی کبھی خدا کا بیٹا بھی کہتا تھا مقابلہ کرو اس واقعہ کے ساتھ متبعین محمد کا کہ کیا اخیر تک ان میں سے ایک شخص بھی ایسا نکلا کہ جس نے نام کو بھی دھوکہ دیا ہو یا بے وفائی کی ہو۔ اس واقعہ سے ناظرین قیاس کرسکتے ہیں کہ سیرت محمدیہ کیا کچھ خصوصیت اور عظمت رکھتی تھی یا رکھتی ہے ہم یہ کبھی نہیں کہیں گے کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح کی سیرت میں کچھ زور نہیں تھا یا کچھ صداقت نہیں تھی لیکن دونوں سیرتوں کو مقابلہ میں رکھنے سے آخر یہ کہنا ہی پڑیگا کہ رسول مقبول کی سیرت زیادہ تر مستحکم اور موثر تھی۔

یہ بات ظاہر اور ثابت کرتی ہے کہ سیرت محمدیہ مقابلۃً کیا اثر اور کیا کچھ قوت آخذہ رکھتی ہے بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ جب حضرت محمدؐ کی شان میں کوئی شخص کچھ بُرا کہتا ہے تو خواہ مخواہ ایک ادنےٰ سے ادنےٰ مسلمان بھی اسے غصے کے جوش میں آجاتا ہے

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

یہ بات محمد مصطفےٰ کی نہیں کچھ خوش ہو سکا ہے کہ حضرت ... ایک ... ...

نہیں سیکھا۔ اور اس سے ہم پر یہی اثر نہیں کیا بلکہ یہ بھی کہ ہم اسی سیرت کی بدولت اس دولت کشادہ دلی سے بھی مالامال ہو سے ہیں کہ ہم دوسری قوموں کے بزرگوں اور نبیوں کی عظمت سے بھی پہلو تہی نہیں کر سکتے

لانفرق بین احد من رسلہ

یہ کس کا اثر ہے اور کس کے خیالات اور کس کے شعار

زندگی سے ہم نے یہ سیکھا ہے کہ اگر ہمارے سامنے کوئی شخص برہما سری کرشن جی مہاراج اور سری رام چندر جی مہاراج کی شان میں برا کہہ یا زبان کھولے یا حضرت عیسیٰ یا حضرت موسیٰ کی شان میں کچھ برا کہے تو ہم پر ایک صدمہ گذرتا ہے اور ہم خاموش نہیں رہ سکتے اور یہ احترام ہم نے سیرت محمدیہ سے سیکھا ہے۔

مرے دل میں متاعِ حُبِّ ختم المرسلیں رکھدی

(از جناب مولانا مولوی محمود حسن صاحب اسرائیلی)

محمدؐ نے بنائے کعبۂ دینِ متیں رکھدی
درِ توحید پر کفر و ضلالت نے جبیں رکھدی

ازل میں کچھ نہ کچھ بخشا تھا خالق نے ہر انساں کو
مرے دل میں متاعِ حُبِّ ختم المرسلیں رکھدی

قدم چومے تھے جن ذرّوں نے اس نورِ مجسّم کے
فلک نے ان کی انجم میں ضیائے دلنشیں رکھدی

فضیلت کیا بیاں ہو اسکے مسکن کی کہ گردوں نے
اُٹھا کر عرش سے مسند کو اسکی زمیں رکھدی

بنا وہ گلکدہ جنت جہاں اُس کے قدم پہونچے
پڑی بُنیاد کعبہ کی جہاں اُس نے جبیں رکھدی

تری شوکت نے سر خم کردیئے گردن فرازوں کے
چھپائے تیر ترکش میں اُٹھا کر تیغ کیں رکھدی

سرِ محشر فرشتے ڈھونڈتے ہیں فردِ عصیاں کو
تری شفقت نے لیکر طاقِ نسیاں میں کہیں رکھدی

خوشا وہ گریۂ خجلت خوشا وہ سرمگیں آنکھیں
تری رحمت نے جن آنکھوں پر اپنی آستیں رکھدی

بنے ہیں انبیا بھی بادہ کش اُس جام میں تو نے
یہ بھر کر ساقیٔ کوثر شرابِ آبگیں رکھدی

سوئے مرقد لئے جاتے تو ہو محمودؔ کی میت
کچھ آنکھوں پر بھی اسکی خاکِ طیبہ ہمنشیں رکھدی

گلشنِ جنت

ایک ناتمام نظم

(از بلبلِ پنجاب جناب مولانا ابوالاثر صاحب حفیظ جالندھری)

وہ ملک جو ایک سمندر ہے لمبے چوڑے میدانوں کا
مجموعہ ریگستانوں کا اور ناہموار چٹانوں کا

اک صحرا جس کے سینے پر آتش کے شرارے بکھرے ہیں
اک ویرانہ جس میں سناٹے مارے مارے پھرتے ہیں

وہ سیر گہِ وحشت زا، جو عشرت گاہ بگولوں کی
سنسان بیاباں جس میں فوجیں آسودہ ہیں غولوں کی

وہ دشت جہاں پُر شور ہوائیں گردِ غبار اُڑاتی ہیں
مٹی کی چھاؤنی چھائی ہیں مٹی کا فلک بن جاتی ہیں

متلاطم ریگِ رواں جس میں زہریلے طوفان اٹھتے ہیں
لحظہ میں بھر کر کالے نیلے پیلے طوفاں اٹھتے ہیں

وہ وسعت ذرے ذرے کو جو وحشت بنائے بیٹھی ہے
گیتی کے گلستانوں کو دامن میں چھپائے بیٹھی ہے

وہ مٹی کے تودے جن پر کرنوں کی بارش ہوتی ہے
وہ ریت جو رات کی چادر میں تاروں کے نیچے سوتی ہے

ہاں ہاں وہ عرب جو گہوارہ ہے حدت اور تمازت کا
اس ہی میں چھپا رکھا ہے اللہ نے گلشن جنت کا

علامہ شبلی نعمانی کی شہرۂ آفاق کتابیں

الفاروق حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مفصل سوانحعمری کے علاوہ ان جملہ واقعات کی تشریح جو حضرت عمرؓ کے وجود سے متعلق ہیں ان تمام روایتوں کی تفصیل جو رسول خدا کے خلاف کفار عرب نے انجام دیں اور نیز حضرت عمرؓ کے عقلی و عملی کارنامے رسول خدا کی وفات حضرت ابو بکرؓ کی خلافت حضرت عمرؓ کی خلافت۔ اسلامی قانون کا اجرا، تمام محکمہ جات کی ایجاد، ڈاک کے سلسلے ٹیکس اور لگان کے طریقہ بالتفصیل درج ہیں کاغذ چکنا ولایتی سفید ضخامت ۸۰۰ صفحات قیمت عگ

سیرۃ النعمان حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفیؒ کے حالات اور فن فقہ پر تفصیلی ریویو کاغذ چکنا ولایتی سفید حجم تقریباً ۴۰۰ صفحے قیمت مجلد عصہ

المامون یعنی نامور فرمانروایانِ اسلام کا پہلا اور دوسرا حصہ کاغذ چکنا ولایتی سفید ضخامت دو سو صفحے۔ ہر دو حصہ ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

الغزالی امام غزالی کی ولادت۔ غزالی کی وجہ تسمیہ ابتدائی تعلیم امام صاحب کی یادداشتوں کا لٹ جانا۔ امام صاحب پر ایک قزاق کے حملہ کا اثر تکمیل تحصیل علم کی غرض سے نیشاپور۔ تصوف و حالات بغداد میں [illegible] سفید ۲۴۰ صفحات کے ماتحت ۱۹۰ مضامین پر قیمت عہ

[illegible]

مولانا کی پیدائش سے وفات تک کے مفصل حالات۔ شمس تبریز کا قتل نام مولانا قیمت عہ

سفرنامہ روم و مصر و شام حضرت شبلی کے حالات سفر ممالک اسلامیہ انہیں کے قلم سے قیمت عہ

اورنگزیب پر ایک نظر شہنشاہ عالمگیر پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں ان کا جواب نہایت تحقیق و استدلال سے دیا ہے قیمت ۸/

رسائل شبلی اس میں گیارہ رسالے ہیں ۱۴۰ صفحات قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

آغاز اسلام ترجمہ بدء الاسلام قیمت آٹھ آنے۔

بیانِ خسرو حضرت امیر خسرو کے کلام پر محققانہ ریویو اور پیدائش سے وفات تک کے حالات قیمت آٹھ آنے (۸/)

مقالات شبلی اس میں ۱۴ اعلیٰ مضامین ہیں قیمت ایک روپیہ (عہ)

مجموعہ نظم شبلی اس میں مولانا کی وہ تمام نظمیں موجود ہیں جو انہوں نے مختلف موقعوں پر کہی ہیں آخر میں مولانا مرحوم کے مختصر حالاتِ زندگی مرتبہ سید احمد صاحب دہلوی مؤلف فرہنگ آصفیہ اور مولوی عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی کے قلم سے نکلے ہوئے قیمت آٹھ آنے (۸/)

الہارون خلیفہ ہارون رشید کی مکمل سوانحعمری خاندان بنو العباس کا [illegible]

[illegible]

تعلیماتِ نبوی سے درسِ تنظیم

(از جناب مولانا مولوی حافظ امام الدین صاحب اڈیٹر رسالہ ترجمان مومن انصار بنارس)

تنظیم کے لغوی معنی مرتب کرنا کے ہیں، اور اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ انسان آپس میں منظم اور متحدہ و متفقہ زندگی بسر کریں۔ اور ایک دوسرے کے ہمدرد و غمخوار اور معاون و مددگار ہوں یہی وہ چیز ہے جو انسانی زندگی کو حیوانی زندگی سے ممتاز اور زندہ اقوام کو مردہ قوموں سے نمایاں کرتی ہے، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو ہم کو سبق ملتا ہے کہ آنحضرت کو توحید کی تبلیغ و تعلیم کے بعد سب سے زیادہ مسلمانوں کی تنظیم مدنظر تھی۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے وقت اہل عرب تنظیم سے بالکل محروم تھے، یہی وجہ تھی کہ زندہ اقوام میں ان کا کوئی درجہ نہ تھا۔ وحشی اور غیر مہذب شمار کئے جاتے تھے، دنیاوی اعزاز کے اعتبار سے ان کی کوئی باقاعدہ اور مرکزی حکومت نہ تھی، بیشمار شعوب و قبائل کی منتشر جماعتیں تھیں جن کے سردار ہر طرح کے سیاہ و سفید کے مختار تھے، یہ جماعتیں ہمیشہ لغو و بیہودہ باتوں پر آپس میں مصروف جنگ و پیکار رہتی تھیں،

دین کے اعتبار سے اس سے زیادہ تفریق و پراگندگی پھیلی ہوئی تھی، توحید جو تنظیم کا سنگ بنیاد ہے عرب میں مفقود تھی سارا ملک شرک و بت پرستی میں مبتلا تھا، لاتعداد اصنام و مجسمے تھے جو الگ الگ قبیلوں اور خاندانوں میں پوجے جاتے تھے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انشقاق و بدنظمی کی گرم بازاری میں سرزمین عرب پر سب سے پہلے جو صدائے توحید بلند فرمائی اور سب سے پہلے اہل عرب کو جو مژدۂ حیات سنایا وہ کلمہ طیبہ

لا الٰہ الا اللہ

تھا یہ عجیب و غریب کلمہ تھا اس میں علاوہ توحید کی دعوت موجود تھی اسی طرح تنظیم کا پیام بھی موجود تھا، اسی آسمانی بنیاد پر تنظیم کی وسیع ترین و سربلند عمارت تعمیر ہوئی جس میں دنیا بھر کے افتراق و تفریق کے مارے پناہ ملی، یہ تنظیم کا وہ پاک بیج تھا جس سے ایسا تناور درخت پیدا ہوا جس کی شاخوں نے عرب سے نکل کر تمام عالم کو اپنے سایہ میں لے لیا، جس کے عطر بیز پھولوں نے تمام دنیا کو معطر کر دیا، جس کے حیات بخش ثمرات نے نوع انسان کو ایک نئی زندگی عطا کر دی،

اس کلمہ طیبہ نے ایک زبردست مرکز تنظیم کا کام دیا جس پر تمام [illegible]

سے تنظیم کی وہ عالمگیر صدا بلند کی جو مشرق و مغرب اور جنوب و شمال کی انتہائی سرحدوں سے جا کر ٹکرائی اور دنیا بھر کی سرخ و سفید اور سیاہ قومیں تنظیم کی دیوانی ہو کر اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئیں،

مختلف القبائل اقوام عرب کو مرکز توحید پر جمع کرنے کے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جن اعمال و اخلاق کی تعلیم دی وہ وضاحت و صراحت سے تنظیم کا درس دیتے ہیں مثلاً نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، اخوت، مساوات، ایثار، ہمدردی، وغیرہ وغیرہ۔

سب سے پہلے نماز کو لیجئے جس کا اعمال اسلامیہ میں اول درجہ ہے نماز کے لئے وقت کی پابندی فرض اور جماعت واجب ہے۔ اور وقت اور جماعت کی پابندی تنظیم کا ایک زبردست عملی مظاہرہ ہے، نماز کی دیگر تفصیلات کو ملاحظہ فرمائیے، دن اور رات میں پانچ بار محلہ کی مسجدوں میں محلہ والوں کا اجتماع، ہفتہ میں جمعہ کے روز متعدد مسجدوں کے مسلمانوں کا جامع مسجد میں اجتماع، عیدین میں شہر اور مضافات کی بکثرت مساجد کے نمازیوں کا عیدگاہ میں اجتماع، حج کے موقع پر دنیا بھر کے مسلمانوں کا عظیم اجتماع، کیسا بے مثل تنظیمی نظام ہے جس کی نظیر دنیا آج تک پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اور دیکھئے۔ دس نمازی ہوں یا دس لاکھ ہوں یا کروڑ سب کا ایک امام ہوتا ہے، نمازیوں میں امیر ہو یا غریب، آقا ہو یا غلام، عربی ہو یا ہندی، حبشی ہو یا فارسی، مشرقی ہو یا مغربی سب ایک دوسرے کے شانہ بشانہ کھڑے ہوتے ہیں اور ایک امام کے حرکات و سکنات کے تحت سب حرکت و سکون کرتے ہیں، یہ نظام ساڑھے تیرہ سو برس سے قائم ہے اس عرصہ میں دنیا نے ترقی کی بے شمار منزلیں طے کی ہیں مشین آدمی کی امداد کر رہی ہے وہ حیرانی ہے، بجلی ہوا میں طیارہ اور پانی میں جہاز خود چلاتی ہے، ہزاروں میل کے فاصلہ سے دو آدمی منٹوں میں گفتگو کر لیتے ہیں اسی اعتبار سے انسان نے تہذیب و شائستگی میں بھی ترقی کی ہے بڑی بڑی مجلسیں اور سوسائٹیاں مرتب ہو گئی ہیں لیکن ان تمام باتوں کے باوجود آج تک اس پایہ کی کوئی مجلس یا سوسائٹی نہیں قائم ہو سکی جس میں ایسی اعلیٰ درجہ کی تنظیم کی ہو۔

زکوٰۃ پر ایک نظر ڈالئے۔ اس سے بھی تنظیم کا [illegible] سبق ملتا ہے زکوٰۃ کا اصول یہ ہے کہ امرا اور نادار [illegible] غرباء کو [illegible]

کا احق تھا جنہوں نے ایسی اعلیٰ درجہ کی وضع و تنظیم کی۔ آج ہم مسلمان تنظیم تنظیم چلاتے ہیں اور وقتاً ہم کو تنظیم کی ضرورت ہے تنظیم ہی سے محروم ہو کر ہم تباہی کے غار میں گر رہے ہیں، لیکن افسوس یہ ہے کہ ہم اس تیرہ سو برس کی قائم شدہ بہترین تنظیم سے کام نہیں لیتے جس کی دفعات بار بار کی آزمائی ہوئی ہیں اور جو کبھی غلط ثابت نہیں ہوئیں بلکہ ہر بار مفید و نفع بخش ثابت ہو چکی ہیں اگر آج مسلمان نماز اور زکوٰۃ کے پابند ہو جائیں تو ان کو معلوم ہو جائے کہ بغیر کسی نام نہاد مجلس و انجمن کے کیسی اعلیٰ درجہ کی تنظیم ان کے اندر موجود ہے۔

اگر تنظیم کے اہم مقاصد میں سے یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی ہمدردی و غمخواری کرے اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے مصائب و آلام میں کام دے تو روزہ ایک مسلمان کے اندر اس کی اہلیت پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، ایک خوش حال اور فارغ البال مسلمان روزہ کے ذریعے سے اپنے مفلس اور مفلوک الحال بھائی کی تکلیفوں کا اچھی طرح اندازہ کر سکتا ہے اور اس کے دفعیہ کی جانب مائل ہو سکتا ہے۔ حج کا تنظیمی پہلو تو اس قدر نمایاں اور واضح ہے کہ اس کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے، امسال تمام آزاد اور غیر آزاد اسلامی ممالک کے نمائندے مکہ معظمہ میں جمع ہوئے تھے۔ یہ حج ہی کا طفیل تھا، ورنہ آج مسلمان قوم ایسے آلام و مصائب میں مبتلا ہے کہ حج کا ذریعہ نہ ہوتا تو دو ملک کے نمائندوں کا بھی ایک جگہ جمع ہونا دشوار تھا۔ سال رواں میں ہم کو اس کا تجربہ بھی ہو چکا ہے، اکثر ملکوں میں یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ کس مقام پر مسلمانان عالم کی کانفرنس ہونی چاہیئے، اور اس کے لئے کبھی مصر کا نام لیا جاتا تھا کبھی افغانستان کا اور کبھی یمن کا لیکن دنیا کے کسی حصہ پر بھی دو ملک کے مسلمان اس غرض سے جمع نہ ہو سکے لیکن حج کا زمانہ آتے ہی خود مسلمانوں کا ذہن مرکز اسلام کی طرف رجوع ہو گیا، اور نہایت آسانی سے کانفرنس ہو گئی۔ اس سے بحث نہیں کہ کانفرنس کا نتیجہ کیا نکلا۔

بعض لوگ اسلام کے اعمال و ارکان کے فوائد کو تسلیم نہیں کرتے لیکن سطور بالا سے ان کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ دیگر فوائد کے علاوہ تنظیمی فوائد و مصالح بھی جو تنظیم اسلام کے اعمال و ارکان میں موجود ہیں، بلکہ اسلام کے اعمال و ارکان کے ذریعہ جیسی اعلیٰ درجہ کی تنظیم ہو سکتی ہے دوسرے ذرائع سے ناممکن ہے۔

اب ہم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اخلاقی ارشادات و تعلیمات کو پیش کرتے ہیں جن سے تنظیم کا سبق ملتا ہے، ایک [illegible] ان المسلم اخو المسلم [illegible]

بعض سے کر یکڑے ہوئے ہے۔ متعدد احادیث میں یہ بات وارد ہے کہ ان المسلم اخو المسلم "یعنی مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔"

مزید سبق آموزی کے لئے اس مضمون کی ایک پوری حدیث نقل کی جاتی ہے۔

عن ابن عمر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال المسلم اخو المسلم لا یظلمه ولا یسلمه ومن کان فی حاجة اخیه کان الله فی حاجته ومن فرج عن مسلم کربة فرج الله عنه کربة من کربات یوم القیمة ومن ستر مسلما ستره الله یوم القیمة۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، مسلمان مسلمان کو ستاتے نہیں نہ اس کو مصیبت یا دشمن کے ہاتھ میں سپرد کرے، اور جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی کرے گا خدا اس کی حاجت روائی کرے گا اور جو مسلمان مسلمان کے کرب کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے کرب کو دور کرے گا اور جو مسلمان مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

غور کرو ان ارشادات و تعلیمات سے تنظیم کے کیسے کیسے سبق ملتے ہیں، اسی مضمون کی دوسری حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ کل مسلم علی المسلم حرام دمه وماله یعنی ہر مسلمان کا خون اور مال دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ یہی وہ تعلیمات و ارشادات ہیں جن سے اہل عرب کی صدیوں کی خانہ جنگیاں ختم ہو گئیں اور وہ آپس میں بھائی بھائی ہو گئے جن کی آپس کی مہر و محبت پر خود خداوند قدوس نے شہادت دی کہ رحماء بینهم یعنی وہ آپس میں مہربان ہیں، اور انہیں تعلیمات و ارشادات کی برکت سے ان میں ایسی اعلیٰ درجہ کی تنظیم پیدا ہو گئی کہ انہوں نے وہ زبردست حکومت قائم کی جس نے دنیا کے جغرافیہ کو درہم برہم کر دیا، اور دنیا کی بڑی بڑی سلطنتوں کے تختے الٹ دیئے۔ آج بھی مسلمان اپنے ہادی برحق کے ارشادات و تعلیمات پر پورے طور پر کاربند ہو جائیں تو آج بھی ان کو وہی عروج و اقبال حاصل ہو سکتا ہے۔

ذخیر الوداد افغانی

(از جناب السید حمید صاحب کشتانی)

دل شیدا اسی کا مبتلا ہو [illegible]

[illegible]

کیا کہوں میں تجھے؟

(از خامہ جناب مولانا سیماب صاحب صدیقی وارثی اکبرآبادی)

تجھے رسولؐ کہوں مجتبیٰ کہوں میں تجھے
شفیع و رحمتِ ہر دو سرا کہوں میں تجھے

جو بھیگے رات تو بدر الدجیٰ کہوں تجھ کو
کھلے جو دھوپ تو شمس الضحیٰ کہوں میں تجھے

کہوں بناؤ تجھے قسمتِ پریشاں کا
دلِ شکستہ کا اک آسرا کہوں میں تجھے

سہیلِ طائف و خورشیدِ کعبہ تجھکو کہوں
سراجِ منزل و شمعِ ہدیٰ کہوں میں تجھے

یہ کوئی کہنے میں کہنا ہے، ضبط کرکے اگر
بشر کے بھیس میں شانِ خدا کہوں میں تجھے

اسی طرح سید الاولیا تجھے کہہ لوں
اسی طرح سید الانبیا کہوں میں تجھے

جمالِ ہستیِ تخلیق، تیرا نام رکھوں
کمالِ ہستیِ بے انتہا کہوں میں تجھے

یمینِ جادۂ خلوت اگر میں ہو جاؤں
تو خضر و راہبر و پیشوا کہوں میں تجھے

جو تیرا نام ہے، وہ پھر رہا ہے ہونٹوں پر
مگر کہا ہی نہ جائے تو کیا کہوں میں تجھے

"ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست"

مسلمان اپنے مذہب سے ناواقف ہیں

جسکی اصل وجہ یہ ہے کہ عربی زبان کی تعلیم مفقود ہو گئی۔ علوم دین کی باقاعدہ تحصیل نہیں کی جاتی۔ مسلمانوں میں نہ اتنی قابلیت ہے کہ بڑی بڑی مذہبی کتابوں کا مطالعہ کریں اور نہ اتنی فرصت ہے کہ علماء کی مجلس میں شریک ہو کر مذہبی معلومات بڑھائیں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ کسی زمانہ میں جن باتوں سے مسلمانوں کا بچہ بچہ واقف تھا آج ان سے وہ لوگ بھی آگاہ نہیں جو اپنے آپکو تعلیم یافتہ اور لکھا پڑھا سمجھتے ہیں اور کہ یہ بھی معلوم نہیں کہ ایک مسلمان کی زندگی کیسی ہونی چاہیئے۔ اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک بڑی ضخیم کتاب

فلاحِ دین و دنیا کے نام سے شائع کی گئی ہے یہ کتاب تمام دینی مسائل پر حاوی ہے جو مذہب کی انسائیکلوپیڈیا [illegible] ہے [illegible] زندگی میں ضرورت ہو سکتی ہے یہ نہایت مستند [illegible] تصنیف ہے اس اڈیشن پر مولانا [illegible] لگا دیے ہیں [illegible]

اسلام کے دامن کو داغ نہ لگاؤ

ہماری شرمناک حالت اسلام کے دامن پر ایک بدنما داغ ہے ہم مسلمان [illegible] مگر کافروں سے بدتر ہیں [illegible] آپکو کہا [illegible] حالت دیکھکر [illegible] شرماتے ہیں افسوس ہے کہ کافروں کے میل جول اور حکومت کے اثر نے ہماری معاشرت کو کفار کی معاشرت سے بھی بدتر بنا دیا ہے جسکی بدولت ہمارے نامۂ اعمال [illegible] [illegible] ہو اور دنیا [illegible] علماء بھی [illegible] بدولت [illegible] ایسے عمل میں آجاتے ہیں جنکی [illegible] بعض وقت ایسی خبریں [illegible] یقین ہے کہ ہم [illegible] دانستہ گمراہ [illegible] تاریکی کی طرف لیجا رہے ہیں [illegible] کتاب سے فائدہ اٹھا سکیں [illegible] معاشرت بتا دی ہے [illegible] ایک ضخیم کتاب

اسلامی زندگی [illegible]

رسول اکرم اور رواداری

(از جناب مولانا [illegible] ایل ایل بی وکیل)

[illegible] وحدت انسان رواداری کی تلقین سے

سنائی سب سے پہلے وحی رب العلمین ہے کہ

اسلام ابتدائے آفرینش سے موجود ہے، یہ خدائی دین ہے اس کو "سلام" یعنی خدا سے نسبت ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام" یہ نام خدا کا دیا ہوا ہے اور مسلم اور مسلمین کا امتیازی نشان یہ ہے کہ یہ نام بھی خدا نے مقرر کیا۔ سماکم المسلمین من قبل وفی ھذا۔ اسلام الہی دین ہے اور مسلین الہی جماعت۔

مرور زمانہ دین میں تحریف اور تحریف ہونے ہوتے یہ نسبت [illegible] نہ رہی۔ ہندوؤں کا ہندے، برہمن کا بدھ سے، یہودیوں کا حضرت موسیٰ [illegible] کا زرتشت اور عیسائیوں سے حضرت عیسیٰ سے انتساب ہو گیا عالمگیر اصول وحدت یعنی خدا اور اس اصول وحدت کے ماتحت وہ مرکزیت اور مرجعیت قائم نہ رہی جو توحید کو مستلزم اور شایان شان مسلم ہے۔ اپنے جاننے والوں میں زرتشتی، موسائی اور عیسائی وغیرہ تنگدل اور تنگ خیال ہو گئے، رواداری کم نہیں بلکہ نابود ہو گئی، مسالمت کا نام و نشان نہ رہا

ہم ہندوؤں کی تنگ دلی اور تنگ نظری کو جانتے ہیں کہ غیر ملکیوں کو گندے، ناپاک سمجھا گیا ہے نظام منو اور ذات پات کی زنجیریں شودر اور اچھوت اور دیگر ذاتوں میں گو نہیں ان سب باتوں نے مل ملا کر انسان کو نصف انسان سے جدا کر دیا بلکہ شودر اور اچھوت کا سایہ تک برہمن کو ناپاک کر دیتا تھا۔ اس پر اضافہ کر و تعصبات علمی کا کہ کوئی شودر وید پڑھنا تو درکنار سن بھی نہ سکتا تھا۔

اس انسانیت سوز [illegible] میں حضرت بدھ اٹھے اور منو [illegible] کے خلاف علم بغاوت بلند کیا لوگ جوق جوق حضرت بدھ کے پیرو ہو گئے تا کہ [illegible] کی آہنی زنجیروں سے مخلصی حاصل کریں۔ مگر آخر کار پھر برہمنی مذہب غالب آیا اور اسکی عدم مسالمت کا دور دورہ ہو گیا بہت تک بدھ [illegible] جو جلا وطنی کے عالم میں چین وتبت وغیرہ ملکوں میں نکل گئے۔ ہیونگ سانگ ایک چینی سیاح [illegible] ہند میں آیا اور یہ عبرت کی یہ دردناک داستان بیان کرتا ہے۔

[illegible] تعصب کی تنگ دلی اور تنگ خیالی بھی معلوم ہے کہ تمام تر اقتدار [illegible] طبقوں کو [illegible]

نہ تھا، کاروبار زندگی اور پیشیوں پر مدار تھا۔ ساسانیوں کے ان موجدہ پر مالیوں کا اضافہ ہوا اور ہم دیکھتے ہیں کہ نوشیرواں [illegible] وفات پر ذاتوں کا امتیاز بڑی شدومد کے ساتھ جاری تھا۔ ادنیٰ ذاتوں کے لوگ لکھنے پڑھنے سے محروم کیے گئے تھے ایک موچی نے اپنے لڑکے کے لئے پڑھنے کی اجازت مانگی۔ نوشیرواں نے یہ درخواست نامنظور کی، فردوسی شاہنامہ میں لکھتے ہیں

ہنر یابد از مرد موزہ فروش و سپارد بدو چشم بینا و گوش

بدست خردمند مرد نژاد نماند بجز حسرت و سرد باد

ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ چھٹی صدی کے اخیر اور ساتویں صدی عیسوی کے آغاز میں آئے دن ساسانیوں اور رومیوں میں ہنگامہ کارزار گرم رہتا تھا، کبھی رومی غالب آکر ایرانیوں کو بجبر عیسائی اور کبھی ساسانی غالب آکر رومیوں کے مذہبی آثار کی بے حرمتی اور ان کو جبراً مجوسی بناتے تھے۔ "ظہر الفساد فی البر والبحر" قرآن حکیم میں رومیوں کے مغلوب اور ایرانیوں کے غالب آنے اور پھر رومیوں کے غالب آنے کی پیشین گوئی کی گئی ہے۔

یہودیوں کی عدم مسالمت اور نامعاملہ طرز زندگی پر قرآن حکیم ناطق ہے کہ وہ اپنے آپ کو دنیا و جہان سے ممتاز اور مورد افضال ربانی سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ نحن ابناء اللہ واحباؤہ۔ انہیں قیصر جسٹی نین [illegible] وفات [illegible] میں شہری حقوق سے محروم کر دیا تھا ان کی کتابیں [illegible] گئیں اور ان کے سب جلسے ناجائز قرار دیئے۔ اسی سنہ میں [illegible] بجبر اپنی تمام قلمرو میں فلسفہ پڑھنے پڑھانے کی ممانعت کر دی [illegible] میں [illegible] نظام قائم ہوا جسکی جبر و استبداد کی داستانیں اور عدم مسالمت کی حکایتیں اور علماء و فضلا کا قتل عام ہر ایک تاریخ دان کو معلوم ہے۔

افلاطون [illegible] صناعوں، دستکاروں اور عورتوں کو حقوق شہری نہیں دیتا۔ ارسطو [illegible] اخلاق [illegible] کو [illegible] جب سکندر نے ایرانیوں کو حقوق شہریت دینے چاہے تو ارسطو نے [illegible] مخالفت کی کہ وہ وحشیوں کو یونانیوں کے ہم پلہ کرنا چاہتا ہے [illegible] قبل مسیح ایتھنز کی مردم شماری دس لاکھ تھی جہاں [illegible] شہریوں کے ہاتھ میں [illegible]

[illegible]

...ان سے:

عیسائیوں کی رواداری کا حال تو پوچھو اس کے راہبوں ایسے عیسائی
...یوں اور یہودیوں کے مذہب اخلاق اور انسانیت سوز حالات سے تاریخ
...یخ ہمیشہ شرمندہ رہے گی۔ ان صفحوں سے کس طرح بنی نوع انسان
...ن بہایا کس طرح شاہ فرانس اور علماء کا قتل عام کیا کس طرح پرانی حکومت
...الہ کو میلوں میل کا سپر باتیل کو کہا اور کس طرح یہ لوگ اور پاپا من
...کا اسرف بیٹھتے ہیں یہ بڑی لمبی داستان ہے جس کا اعادہ یہاں ممکن
...ل ہے۔

عظمت کا قبل از ظہور اسلام ایک خلاق اختشار محیط عالم تھا۔ دنیا
...ن سے جدا قبیلہ قبیلے سے جدا ہر ایک قبیلہ کا بت جدا۔ اگر کہیں برکت
...تو وہ جبر و استبداد کا مجسمہ۔ اصول وحدت نامعلوم اور اس سے وحدت
...ن مساوات اخوت محبت اور ہمدردی مواسات اور سب سے آخر مگر
...ت سے مقدم رواداری جو تعمیر فضائل کا سنگ بنیاد ہے نا پید تھی۔

اسلام آیا اور اپنے جلو میں توحید کے ماتحت ایک متناسب متوازن
...نوافق نظام تعمیر لایا جس نے قوت ارادی کی تربیت ایسی وسیع اور
...تعین طریقوں سے کی کہ تعصبات مذہبی علمی وطنی اور معاشرتی دور
...ملکہ رواداری کا دریا بہا جس کی ترقی یافتہ شکل جانیوں میں مساوات
...ایمانیوں میں اخوت ہے۔

اللہ رب العالمین کی ربوبیت اور الرحمان کی رحمانیت تامہ کے
...ت جو فاتحۃ الکتاب ہے دنیا میں نئے باب کا افتتاح ہوا جو رواداری
...رسالت کی راہوں سے سلام سلام اور امن کا کفیل ہو۔ اور اس
...مال نعمت کا مجلہ ہلال برکت کا سرچشمہ ہے" لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
...صلی اللہ علیہ وسلم سے ترادف۔

قارئین کرام کو زحمت ہو میرا مضمون اسلام اور رواداری جو
...نظام المشائخ میں شائع ہوا تھا پڑھیں جس میں کسی قدر تفصیل
...سالۃ اسلام کی تعلیم پر رواداری سے متعلق بحث کی گئی ہے۔

...رواداری کے متعلق حکم اسلام مرکز بحث کلام کرنے سے اس کتاب ... کو ایک مرکز پر جمع ہو جانے
...وحدت دینی کی تعلیمات کو عام کر دیا اور سب کا مدار ایمان اور عمل صالح پر رکھا
...کتاب کو طعام حلال کر دیا۔ لا اکراہ فی الدین کہہ کر لکم دینکم ولی دین [illegible]
...نا اہل [illegible] حالت میں مقدم رکھا اس طرح تعصبات مذہبی کو
...کر دیا۔ تعصبات [illegible] مسلمانوں [illegible]
...برکت [illegible] اسلامی [illegible] تعصبات وطنی
[illegible]

کر ذاتیات اور حسب نسب کے سب امتیازات مٹا دیئے کہ یہی تعصبات
مذہبی ملکی وطنی اور معاشرتی رواداری میں خلل انداز ہوتے تھے یک
ایک کرکے مٹا دیئے۔

رسول اکرم کی رواداری کے چند نظائر بیماروں کی عیادت، غریبوں، یتیموں، بیواؤں پر شفقت، دشمن
کو معاف [illegible] کو بھلائی [illegible] تعمیر کریں دشمنان جان
کو معافی، طائف میں ایذا دہی پر ان کے حق میں دعا کہ "اللھم اہد قومی فانہم
لا یعلمون"۔ غزوہ بدر میں اسیروں پر رحم۔ آخیر خطبہ حجۃ الوداع میں کہ
سب انسان مساوی، عورتوں اور غلاموں پر شفقت۔ جو کچھ خود دکھا دیا
غلاموں کو کہا وہ عملی مثال رواداری اور وحدت انسان کو جنگ موتہ میں
زید بن حارث اور شامیوں کے مقابلہ میں اسامہ بن زید سپہ سالار کرنا کہ
اور غلام زادہ بھی بصیرت فوقیت رکھتا ہے بلال، صہیب اور سلمان
فارسی ایسے معزز اور مکرم کہ سب صحابہ ان کو سیدنا کہہ کر خطاب کرتے تھے
(۱) سنہ ہجری سال وہ دور اور اقتدار اسلام تمام عرب پر مسلط سورۂ برأت
اس سال نازل ہوتی ہے اور اس میں ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر اگر
مخالف صلح پر مائل ہوں تو آپ بھی ان کی طرف "سلم" کا ہاتھ بڑھائیے
اللہ اکبر یہ اقتدار اور یہ آرزوئے مصالحت اپنی آپ نظیر ہے
(۲) تمام پیغمبروں کی عزت و تکریم "ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر" اور سب
قوموں میں پیغمبر "لکل قوم ہاد" اور "لا نفرق بین احد منہم"۔ یہ سب رواداری
اور حسن مدنیت کی تعلیم ہے تا امن و امان قائم ہو حقوق ہمسائگی بوجہ حق
ادا کئے جائیں۔ غرضیکہ کہاں تک لکھوں
تعلیم اسلام ساری کی ساری رواداری ہے فتح مکہ پر معافی وفد
بنو ثقیف کے ساتھ مسجد نبوی میں کمال درجہ کی رواداری۔
مدینہ میں یہود کے ساتھ صلح کا رواداری معاہدہ
وفد نجاشی کی خود بنفس نفیس تواضع۔ اس شخص کو معاف کر دیا گیا جس نے
زہر کھلایا جو خنجر لیکر بارادہ قتل آیا تھا۔ کافروں تک کو کہہ دیا گیا
"لکم دینکم ولی دین" بتوں کو برا نہ کہو کہ وہ تمہارے خدا کو برا کہیں گے
یہودیوں اور عیسائیوں کے معابد کی حرمت سجدہ پر مقدم، طعام اہل کتاب
حلال، مشرک الدین کی خدمت، ہر ایک قوم میں نبی، دنیا والوں کو دعوت با
دیکھو [illegible] کو پکارتا ہوا تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم [illegible]
رواداری کی ایسی تربیت کہ تعصبات مذہبی وطنی معاشرتی ملکی [illegible]
نجران کے قبیلے کے عیسائیوں کا وفد [illegible] رسالت میں جب
آیا انہیں مسجد نبوی میں [illegible]
[illegible]

گنبدِ خضرا کو دیکھکر

(از رئیس الاحرار مولانا حاجی محمد علی صاحب بی اے آکسن)

یہ وہ جذبات ہیں جو حضرت مولانا محمد علی صاحب نے مکہ کی دشوار گذار منزل کے اختتام پر اونٹ پر بیٹھے ہوئے دور سے گنبدِ خضرا کو دیکھکر سپر دِ قلم کئے تھے۔ میں خود شاعر نہیں ہوں۔ اس لئے حسنِ شعری پر کچھ نہیں لکھ سکتا مجھے تو انمیں خلوص و درد اور سوز و گداز معلوم ہوتا ہے اس لئے ان کو خاص پیشوا کے لئے حاصل کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ بقائی

سب سمجھتے ہیں کہ تو شاد ہے مسرور ہے آج
کون کہتا ہے دلا تو دلِ رنجور ہے آج

کلفتِ قطعِ منازل ہوئی کافور ہے آج
ہے مدینہ سے جو نزدیک تو سب دور ہے آج

اپنے پلے کوئی سوغات نہیں اس کے سوا
نقدِ جاں نذر کر اے دل یہی دستور ہے آج

سنگِ در تک تو بہر کیف رسائی بخشی
دیکھوں کیا کیا مرے سرکار کو منظور ہے آج

آرزو ہائے دو عالم تھیں اور اک دل کل تک
فقط اک تیری تمنا سے وہ معمور ہے آج

رقصِ بسمل کی ذرا دیر اجازت دیجئے
حسن مسئول نہیں عشق بھی مجبور ہے آج

عشق خود بدعت و سرمایۂ صد بدعت ہے
رحم کر رحم کہ عاشق ترا معذور ہے آج

اب بھی دیدار سے محروم ہی رہنا کہ نہیں
تھی جو اک حسرت پابوس بدستور ہے آج

بچ گیا بھی جو انا الحق سے تو انت الحق ہے
میرے نعرے میں بھی کچھ مستیٔ منصور ہے آج

لن ترانی کی یہاں بھی وہی آتی ہے صدا
بے گماں قبۂ خضرا شجرِ طور ہے آج

چھوڑ دی تھی کے لئے مسئلہ موت و حیات
ایک جلوہ ہے عیاں تھا کبھی مستور ہے آج

جس سے چہرے دمک اٹھتے تھے کبھی یثرب کے
دیکھو جوہر کی بھی آنکھوں میں وہی نور ہے آج

آپ کے ربیع الاول میں کیا ہوگا؟

میلاد نامہ اسلامی تاریخ کا پہلا حصہ ہے ۱۰۰ صفحات ہیں لکھائی چھپائی عمدہ ہے کاغذ سفید اور چکنا ہے۔ از خواجہ حسن نظامی

ایک ہی کے اندر دو حصے ہیں پہلا حصہ ۸۰ صفحے کا ہے جس کے اندر حسب ذیل بیانات ہیں۔ میلاد شریف کی فضیلت اور احتیاط۔ اسمیں محفلِ میلاد کے ادب کرنے کی خوبیاں اور بے احتیاطی کی برائیاں ہیں اور اس کے لئے نہایت موثر حکایات لکھی گئی ہیں۔ پھر دوسرے بیان میں صاحبِ میلاد کے بزرگوں اور والدہ و والد کا بیان ہے۔ پھر تیسرا بیان ولادت آنحضرت کا ہے جو ایسا موثر ہے کہ تمام محفلِ میلاد میں ذوق و شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ نثر میں بھی ہے اور نظم میں بھی۔ اس بیان میں ولادت سے لیکر جوانی تک کے حالات ہیں بچپن کی اور کیفیت جو ہے اور جوانی کی بھی بیان تک کہ بی بی خدیجہ سے شادی ہونے کا ذکر ہے اس کے بعد یہ حصہ ختم ہو جاتا ہے اور دوسرا حصہ رسول نبی کے خروج ہونے ... [illegible]

رد آریہ کی تین زبردست کتابیں

جلدی منگائیے دوبارہ طبع ہونگی

کفر توڑ جو بامبالغہ کئی لاکھ کی تعداد میں اسوقت فروخت ہو چکی ہے اسمیں ہندو مذہب کا کچا چٹھا ہے اور بتایا گیا ہے کہ ہندوستان میں اسلام صرف اس سے پھیلا کہ ہندو مذہب خرافات کا مجموعہ ہے یہ کتاب اسقدر دلچسپ ہے کہ جبتک ختم نہو جائے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا یہ کتاب جسقدر چھپیگی اتنی ہی چھپیگی آئندہ نہ چھپے گی اس لئے ناظرین کو اس کے منگانے میں عجلت کرنی چاہیے قیمت جرت فی جلد آٹھ آنے (۸؍)

بت شکن غازی محمود ہیلی کی لاہور والی تقریر جسنے پنجاب کے کیمپ میں آگ لگادی تھی اور بتایا ہے کہ ہندوؤں کی گورنمنٹ نے اس تقریر کے خلاف ... [illegible] اصل بت پرستی بہت ... [illegible]

مسر توڑ ... [illegible]

اٹھو

(از عزیز حسن بقائی)

پریشاں حال امت ہے محمدؐ مصطفیٰ اٹھو
بنی ہے مسلموں کی جان پر بہرِ خدا اٹھو
تمہارے روضۂ اقدس پہ اعدا کی نگاہیں ہیں
انہیں تم دو سزا بہرِ خدا اٹھو

اٹھو گیسوؤں والے! اٹھو آمنہ کے کلیجہ کی کرن اٹھو عبداللہ کے در یتیم! اٹھو ارضِ پاک کے تاجدار! اے خلاصۂ مخلوق کے جدِ حسنین! اٹھو اے رحم و رافت کے پیکر! اعظم اٹھو اور خواب راحت سے بیدار ہو کر اس کی سنو جو تمہاری بارگاہ کو آخری جائے پناہ سمجھ کر آیا ہے۔ اٹھو اے تسلیم و تاب و تسکین کے مالک! اے ارضِ پاک کے بوریا نشین شہنشاہ! اٹھو اے خلقِ عظیم کے مخاطب! اٹھو اے اکتشافِ اسرارِ ہو! اے پیکرِ رحمت للعالمین! اٹھو اے ہادیِ اعظم! اور اے سردارِ امم! اٹھو اے جمالِ مطلق کے جمال! اٹھو اے مالک کون و مکان! اور اس کی سنو جو [illegible] مایوسیوں اور ناکامیوں کے بعد تمہارے آستانِ کرم پر اپنے ٹوٹے ہوئے دل کی آخری فریاد لیکر حاضر ہوا ہے اور اپنے غم زدہ دل کی تسکین اور راحت کی ہر امید اسی آستانۂ پاک سے وابستہ کئے ہوئے ہے۔

اٹھو کہ عبدالمطلب کے لاڈلے! اٹھو بلد امین کے شہریار! خواب راحت سے بیدار ہو صاحبِ معراج! ہوشیار ہو عزم و استقلال کے کوہِ وقار! اٹھو اے یتیموں کے والی! غلاموں کے مولیٰ! بے کسوں کے آقا! اٹھو میرے مالک! اور اپنے غلام کی داستانِ درد سن کر اس کی نیازمندی اور بے چارگی کا سہارا صرف تمہاری ذات ہے، اور اس نے اپنی تمام آرزوئیں اے ارضِ حرم کے تاجدار! اسی آستانہ قدس سے وابستہ کر دی ہیں جو بےکسوں کا آخری ٹھکانہ ہے۔

دیکھو! ابلیس لعین کی فوجیں ہر طرف سے امڈی چلی آ رہی ہیں جنود الشیاطین نے تمہاری محبوب امت کو گھیر لیا ہے۔ آسمانی چاند کو انگشت کے ایک اشارہ سے دو ٹکڑے کرنے والے آقا! دیکھو کہ تمہارا پیارا اسلام اور وہ اسلام جس کی آبیاری کے لئے تم نے اپنے دندان مبارک سے احد کے میدان کو لالہ زار کیا تھا، مقدس خون سے [illegible] گرا رہا ہے جس کی سرسبزی کے لئے زلفوں والے حسینؓ نے دشت کربلا میں اپنے خاندان کو کٹا دیا اور جو پیارا اسلام آج [illegible]

[illegible]

کیا یہ وہ وقت نہیں [illegible] کے مرکز اردن کو دیکھو کہ وہاں تمہارے غلاموں پر کیسی بیت رہی ہے ریاست دمراکو کی سرسبز وادیوں پر نظر ڈالو کہ تمہارے نام لیوا حریت خدائے قدوس کے حکم کی سربلندی کے لئے شمشیر بکف ہیں۔ فلسطین کی حالت زار پر بھی توجہ ہو کہ کس طرح حریت و مساوات کے علم سرنگوں ہے اور وہ اسلام کی محافظ طاقتیں [illegible] ترکی کے نیاموں سے ابھر کر آج اسیر مغربی تمدن کا [illegible] ہے۔ افغانستان کے دیندار اور محافظ اسلام اور محبوب المسلمین اعلیٰ حضرت کو دیکھو جو تمہارے نقش قدم پر چلنا چاہتا ہے۔ مگر اغیار اس کے ملک کو حرص و آز کی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ زرخیز ایران کو دیکھو جو آزادی کے میدان میں دوڑنا چاہتا ہے مگر بیڑیوں کے شل ہو جانے کی وجہ سے دوڑ نہیں سکتا۔ ہندوستان کے [illegible] محکوم غلاموں پر ایک نظر ڈالو جن کو افتراق کی لعنت نے گھیر لیا ہے جن پر ارتداد کے بادل چھائے ہوئے ہیں جن پر افلاس و بے بسی کی موسلادھار بارش ہو رہی ہے۔

خدا کے بندے! اعمال کے [illegible] تمہارے نام لیوا ہندوستانی غلام بے چین ہیں! اور زندگی [illegible] وقت گزار رہے ہیں۔ [illegible] کس مپرسی کی حالت میں گزار رہے ہیں۔ تو پھر کیا اے مجسمہ رحم و کرم تم ان کی دستگیری نہ کرو گے!

اور ہاں اس سرزمین کو بھی دیکھئے جس کو آپ کی ولادت کا فخر ہے جسکو قرآن حکیم میں بلد الامین کہا گیا ہے کہ آج وہاں مسلمانوں کے لئے، آپ کے جانثاروں کے لئے، آپ کے پاک اسلام کے نام لیواؤں کے لئے امن نہیں رہا۔

ناہنجاروں نے تمام مقدس مقامات [illegible] مسمار کر دیئے، اور اس مقدس خطہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جسکو آپ نے جنت البقیع کا لقب [illegible]

[illegible]

... شیدہ ... سے گری؟ تاریخی مقام گرگئی متبرک ... میں رہا۔ اور عرب سے کہیں زبان سے عرض کروں کہ اب آپ ... بھی ان نام نہاد کتاب و سنت پر عمل کرنے والے لعینوں کی ... ہے۔

حضرت خاندان نبوت کے اس قافلہ کا جو کربلا کے بے برگ و بار ریگزار میں لٹا انتقام لیا جو کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں تمہاری آل کا بہا، حضرت حسین کے سر بریدہ جسم کا لحاظ نہ کیا گیا، اور اپنے غلاموں کی تباہ حالی مذہبی حالی کو ابھی ایک جنبش لب سے دور کر دو کہ اقبال سنری ان کے قدم چومے۔

اے ... فاروق اعظمؓ، حضرت خاتون جنت کے ان نیلوں کا ... بیٹے اور اپنی بیبیوں نے ان کے تن نازنین پر تھے، حضرت اویس قرنیؓ کی محبت اور حضرت بلالؓ کے تعلق، اور ان نجدی وحشیوں کو اپنے اس ہاتھ سے جس کو ہجرت کی رات خدائے بزرگ و برتر نے 'وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ' اور 'ید اللہ فوق ایدیہم' سے مخاطب کیا اور اپنی اس دست اعجاز سے جس کے ایک اشارے سے قمر شق ہوا، ان بے دین اور ملحد نجدیوں کو سزا دو۔ ورنہ یہ گستاخ تمہارے علم کے غلط معنی لیں گے اور قیامت آنے سے پہلے دوسری قیامت بپا ہوگی۔

شانِ رسول

(از جناب منشی احمد ... خاں صاحب ...)

ملک قصر خلد کیونکر ہو نہ ایوان رسول | جب ہیں جبریل امیں اک خادم دربان رسول
دونوں عالم میں بڑائی ہو حضرت شان رسول | ہے فرقاں میں خود ہی ثنا خوان رسول
کفر کی ظلمت جو پھیلی تھی وہ دم میں راست کی | جب ہوا روشن عرب میں ماہ تابان رسول
حشر میں جب ہو سوا نیزے پہ آئے آفتاب | یا خدا سر پر ہو مرے سایۂ دامان رسول
اے صبا ممنون احسان کیوں نہ ہو بلبل | آ رہی ہے دم بدم بوئے گلستان رسول
ہمکو بیداری میں تو جلوہ نظر آتا نہیں | خواب ہی میں دیکھ لوں ... رسول
قید فکر دین و دنیا سے اُسے مطلب ہی کیا | ہو گیا جو جا اسیر زلف پیچان رسول
روز و شب آ کر زیارت کرتے ہیں جن و ملک | اے زہے ... ایوان رسول
کیوں نہ حسرت سے کریں یہ ہر محل و گلزار کو | رشک باغ خلد ہیں گلزار و بستان رسول
کیا عجب قم کہہ کے مردے ابن مریم نے جلائے | ... کرتے ہیں ... رسول
ان کے جود و لطف سے ہے ذرہ ذرہ فیضیاب | ہر جگہ ہو ہر طرف جاری ہے فیضان رسول
غلط ہے ... حوریں پیشوائی کے لئے | جب در جنت پہ پہنچیں گے غلامان رسول

دیکھی ہے ساری دنیا چشم ... سے
جب سے اے صابر ہوا ہوں ... رسول

جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے

اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں انسانی طاقت ... مجبور ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں تدبیر ایک انسانی ختم ایک دوسری طرف ... رجوع ... اس کا نام **اوراد و وظائف ہے** یہی دنیا وی مشکل کا آخری ذخیرہ ہوا اور یہاں ہی سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان اور شہنشاہ زمانہ ایک حالت میں ہوتے ہیں۔ سنی المذہب فقیر کے پاس جس قدر خزینہ کرامات ہیں وہ سب انہی اوراد کی برکت سے ہے اور اسی سے ہزار ہا مصیبت زدوں کی جان بچ گئی ہے ان میں سے مخصوص **حضرت تاج العارفین مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ** کے وظائف الحمد ... بہترین ... اور ... سینہ بسینہ ... حضرت مولانا عرشی شاہ ... انہوں نے رفاہ عام کے لئے اس خزانہ کو ... کتاب ... صورت میں شائع کر دیا۔ عرشی شاہ صاحب کو یہ تحفۂ معرفت اسی سلسلہ سے ملا ہے اور اسی سلسلے سے آپکو اجازت ملی ہے۔

عرشی شاہ از حضرت سید ... صاحب از حضرت سید حمزہ صاحب از حضرت سید امیر علی شاہ صاحب از حضرت سید وزیر علی صاحب از حضرت سید باز علی صاحب از حضرت شہاب الدین صاحب از حضرت فتح محمد صاحب از حضرت سید نانا احمد شاہ ثانی از سید عبدالعزیز صاحب از حضرت شاہ عبدالحکیم صاحب از حضرت سید مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ اس کتاب کا نام **اوراد وظائف مخدوم جہانیاں جہاں گشت ہے**

... اور نقش ہیں اب ہر شخص کو ان کے عمل کی اجازت ہے بحب الٰہی محبت رسول۔ آئین کی حفاظت ... کی معافی عذاب قبر ... رزق کی کشائش اولاد پیدا ہونے کے لئے بچوں کی حفاظت تندرستی ... کے خاندانی ... بیماری ... کی ... دشمن مغلوب ہونے کے ... رزق ... [illegible]

[illegible]

انقلابِ عظیم

(از مورخ اسلام جناب مولانا مولوی شاہ [illegible] صاحب [illegible])

اس بات کو سب جانتے ہیں کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل دُنیا میں نہایت خوفناک تاریکی اور گمراہی پھیلی ہوئی تھی، اور دُنیا کا کوئی گوشہ اور زمین کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جہاں خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت اور پرستش ہوتی ہو۔

کہیں پتھروں کو پوجا جاتا تھا کہیں آگ کی پرستش ہوتی تھی کہیں آفتاب اور مہتاب کو لائق عبادت سمجھا جاتا تھا اور کہیں دہریت کا زور تھا۔ وہ خطۂ عرب جو آج تعظیم و تقدیس کا گہوارہ بنا ہوا ہے حضور کی بعثت سے قبل بے شمار بد اعتقادیوں اور اخلاقی خرابیوں کا مرکز تھا اور وہاں کے باشندے برائے نام انسان رہ گئے تھے۔ مورخ ابوزید بلخی (المتوفی سنہ ۳۲۰ھ) اپنی تصنیف "کتاب النوادر" میں لکھتے ہیں چھٹی صدی عیسوی میں تمام دُنیا ضلالت اور گمراہی میں مبتلا تھی مشرق اور مغرب میں باطل پرستی کی آندھی چل رہی تھی اور انسانی خباثتوں سے بحر و بر پناہ مانگ رہے تھے خصوصاً عرب کی اخلاقی اور اعتقادی حالت نہایت قابل نفرت اور لائق افسوس تھی اہل عرب بت پرستی کی لعنت میں گرفتار تھے اور دُنیا میں جتنے بُرے کام ہو سکتے ہیں اور جتنی بداخلاقیاں ہو سکتی ہیں وہ سب اہل عرب میں موجود تھیں، زنا، شراب خواری، ڈاکہ زنی، قمار بازی، بے حیائی، بے غیرتی، جہالت، گمراہی، سنگدلی، بے رحمی، یہ سب باتیں اہل عرب کی نمایاں ترین خصوصیات تھیں۔

ایسے تاریک وقت میں تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے اور آپ نے دُنیا میں زبردست انقلاب پیدا کیا، آپ کی مقدس تعلیم سے وہ لوگ جو زمانے سے زیادہ جاہل، بے وقوف، اُجڈ، غیر متمدن اور غیر مہذب، ظالم، سنگدل اور بے رحم تھے اعلیٰ درجے کے خدا پرست، روشن خیال، مہذب، متمدن، معتدل، متقی، پرہیزگار اور عابد و زاہد بن گئے۔

نہایت معتبر تاریخوں اور صحیح حدیثوں سے چند واقعات پیش کئے جاتے ہیں جن سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس اصلاحی جدوجہد کس قدر شاندار نتائج پیدا ہوئے [illegible] منظر [illegible] کر [illegible]

امام المتقین سیدنا حضرت علیؓ سے [illegible] خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف رکھتے ہیں اور صحابۂ کرام حاضر خدمت ہیں اتنے میں ایک اعرابی حاضر ہوا اور اُس نے تازہ خرمے حضور کی خدمت میں پیش کئے آپ نے اُس اعرابی کے حق میں دُعائے خیر کی اور اُن خرموں کو تقسیم کیا حضور نے ایک خرمہ حضرت علیؓ کو بھی دیا اور حضرت علیؓ نے جب اُس کو کھایا تو وہ نہایت لذیذ محسوس ہوا پس حضرت علیؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! مجھے ایک خرمہ اور مرحمت فرمائیے حضور نے فرمایا کہ نہیں اب تم کو نہیں دے سکتا دیگر حاضرین کو تقسیم کروں گا۔ یہ سنکر حضرت علیؓ کا سونا ختم ہو گیا۔ حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں صبح صادق کے وقت یہ خواب دیکھ رہا تھا جب مؤذن کی صدا میرے کان میں پہونچی تو میں بیدار ہو گیا اور صبح کی نماز کے لئے مسجد نبوی میں حاضر ہوا لیکن خدا کی قسم کہ عالم بیداری میں بھی خرمے کی لذت محسوس ہو رہی تھی۔ حسن اتفاق دیکھئے کہ جب سب لوگ نماز فجر سے فارغ ہوئے تو جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھا کرتے تھے اُسی جگہ حضرت عمرؓ بیٹھے اور تھوڑی دیر کے بعد ایک اعرابی حاضر ہوا اور اُس نے تازہ خرمے حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش کئے حضرت فاروقؓ نے وہ خرمے حاضرین کو تقسیم کر دیئے اور ایک خرمہ مجھے بھی عنایت کیا جب میں نے اس کو کھایا تو بالکل ویسا ہی خوش ذائقہ تھا جیسا کہ میں نے خواب میں محسوس کیا تھا پھر میں نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ مجھے ایک خرمہ اور عنایت کیجئے فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ اے علیؓ! اگر رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں ایک خرمہ زیادہ دیدیتے تو میں بھی تم کو دیتا لیکن جب حضور نے تمہیں ایک سے زیادہ نہیں دیا اس لئے میں بھی نہیں دے سکتا۔ یہ جواب سنکر حضرت علیؓ متعجب ہوئے اور سوچنے لگے کہ میں نے ابھی کسی شخص سے بھی اپنے خواب کا حال بیان نہیں کیا پھر حضرت عمرؓ کو خواب کا [illegible] ہو گیا حضرت علیؓ کو [illegible] فاروق اعظمؓ نے فرمایا [illegible] مستجاب [illegible] اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت سے اسرار منکشف کر دیتا ہے اور یہ صدقہ ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
یہ حقیقت ہے کہ [illegible]

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد وبارک وسلم

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز میں سے کچھ لوگ حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جب شام ہوئی تو حضور نے صحابہ کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ کوئی ایسا شخص ہے جو اللہ کے رسول کے مہمانوں کو اپنا مہمان بنائے اور ان کے قیام وطعام کا انتظام کرے؟

حضرت ابوطلحہ فرماتے ہیں کہ میں نے فوراً یہ کہا کہ یا رسول اللہ! میں اس سعادت عظمیٰ کو حاصل کرنا چاہتا ہوں حضور نے میری درخواست منظور کیا اور میں بھی مہمانوں کو اپنے ہمراہ لیکر مکان پر پہنچا، میں نے اپنی بیوی ام سلیم سے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمانوں کو اپنے ساتھ لایا ہوں اب یہ بتاؤ کہ گھر میں کھانا کتنا موجود ہے ام سلیم نے کہا کہ یا ابا طلحہ گھر میں صرف اس قدر کھانا ہے کہ میں اور تم اور اپنے کھا سکتے ہیں اس سے زائد نہیں لیکن مناسب یہ ہے کہ ہم سب فاقہ سے سو رہیں اور رسول اللہ کے مہمانوں کو کھانا کھلائیں حضرت ابوطلحہ نے کہا کہ مجھے بھی اس تجویز سے اتفاق ہے پس ام سلیم نے بچوں کو بھوکا سلادیا اور سب کھانا اٹھا کر مہمانوں کے سامنے رکھا جب مہمانوں نے کھانا شروع کیا تو ابوطلحہ نے ہی کہا کہ آپ بھی کھائیے ام سلیم نے فوراً چراغ کو مدہم کردیا اور اب ابوطلحہ بھی کھانے میں شریک ہوگئے کھانے تک ہاتھ لیجاتے اور منہ تک لاتے تھے اور منہ کو چلاتے بھی تھے لیکن خدا شاہد ہے کہ انہوں نے ایک لقمہ بھی نہیں کھایا اور دونوں میاں بیوی بھوکے سو رہے جب صبح کو ابوطلحہ مہمانوں کے ہمراہ نبوی میں گئے اور نماز سے فارغ ہوکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابا طلحہ تمہارے چند بچوں سے خدا کو اور اس کے رسول کو راضی کرلیا۔ ابوطلحہ نے کہا یا رسول اللہ یہ سب کچھ آپ ہی کا صدقہ ہے ورنہ ہم تو ایسے سنگدل

اصحاب بیعت کو نیزار اور صحیدوں تو در کنار ہم النساء نفوں گردنیں ناروا قتل کردینا ایک معمولی بات سمجھتے تھے۔

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد وبارک وسلم

جنگ یرموک کا واقعہ ہے کہ اس معرکے میں مسلمان بکثرت زخمی ہوچکے تھے اور زخمی میدان میں العطش العطش کی صدائیں بلند کر رہے تھے اس موقع پر حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مشک میں پانی بھرا اور زخمیوں کو پانی پلانے کے لئے میدان میں گئے، وہ فرماتے ہیں کہ قریب ہی ایک زخمی مجاہد ہائے پانی ہائے پانی کی صدا لگا رہے تھے میں دوڑ کر ان کے پاس گیا اور میں نے کٹورے میں پانی بھرکر اُن کو پلانا چاہا اتنے میں ایک اور زخمی مجاہد کی آواز آئی کہ ہائے پانی اس دردناک صدا کو سنکر پہلے زخمی نے آہستہ سے کہا کہ میں پانی نہیں پیونگا پہلے میرے بھائی کو پانی پلاؤ حضرت ابوحذیفہ دوڑ کر دوسرے زخمی کے پاس گئے اور پانی پلانا چاہا اتنے میں ایک تیسرے شخص کی آواز آئی کہ ہائے پانی اس آواز کو سنکر دوسرے زخمی نے کہا کہ میں پانی نہیں پیونگا پہلے میرے بھائی کو پانی پلاؤ حضرت ابوحذیفہ دوڑ کر تیسرے زخمی کے پاس گئے لیکن ان کے پہونچنے سے پہلے اُن کا وصال ہوگیا بھاگ کر دوسرے شخص کے پاس آئے تو ان کا بھی انتقال ہوچکا تھا پہلے سے دوڑ کر پہلے زخمی کے پاس آئے تو وہ بھی جان بحق تسلیم کرچکے تھے۔ اس موقع پر حضرت ابوحذیفہ نے کہا کہ اللہ اکبر کیا اثر ہے رسول کریم کی مقدس تعلیم کا کہ وہ لوگ جو نہایت بے رحم اور نہایت سنگدل تھے وہ اس قدر رحمدل اور ہمدرد بن گئے کہ زندگی کے آخری لمحے تک ایک دوسرے کی ہمدردی اور اعانت کا خیال رکھتے ہیں۔

اس قسم کے صدہا واقعات ہیں جنکو بیان کرنے کے لئے کافی وقت اور فرصت کی ضرورت ہے حق سبحانہ تعالیٰ دور حاضرہ کے مسلمانوں کو تاجدار دو عالم کی سیرۃ طیبہ اور صحابۂ کرام کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

عیسائی مستشرقین اور رسولِ عربی (صلعم)

(از جناب مولانا مولوی سید محمد جعفر قاسمی بی اے (جامعی) معاون مدیر اخبار [illegible])

برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی اس وقت تک انجیل کے تقریباً بیس کروڑ نسخے چار سو مختلف زبانوں میں ترجمہ کرا کے شائع کر چکی ہے۔

مسلمانوں نے تبلیغ اسلام کی راہ میں سب سے بڑی جو کوتاہی کی ہے وہ یہی ہے کہ انہوں نے اسلامی تعلیمات کو غیر ملکی زبانوں میں پیش کرنے کی طرف بہت کم توجہ کی۔ اسلام کو سمندر کی موج کی طرح بڑھتا ہوا دیکھ کر یورپ کے عیسائی مشنریوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ اسلام اور بانیٔ اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق کچھ لکھیں۔ چنانچہ اپنی ضرورت کے مطابق انہوں نے عربی سیکھی اور کتابیں لکھیں۔ ظاہر ہے کہ ان کا مقصد صداقت کا اظہار کرنا اور اسلام کے محاسن کو پھیلانا نہ تھا بلکہ وہ اسلام کو عیسائیت کے مقابلہ میں بدنام کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے ان مستشرقین اور مشنریوں کی کتابوں میں جیسا کچھ متعصبانہ مواد جمع کیا گیا ہے ظاہر ہے۔ اسلامی معلومات کے لئے ان عیسائی مؤلفین اور مصنفین کا جو ماخذ رہا ہے وہ وہی کتابیں ہیں جن پر علمائے اسلام بالکل بھروسہ نہیں کرتے کیونکہ ان کے علاوہ ان متعصب مشنریوں کو جھوٹے اور من گھڑت افسانے اور کہاں سے مل سکتے تھے۔

مشہور مستشرقین اور مشنریوں میں لوتھر، ڈینیل، میلنکتھون، اسپنیم، موسیو دہ اربیلو، ہاٹنجر، موسیو گانٹرے، رینان، کونٹ د بولین وی لیر اور اسکلے نے اسلام کے متعلق کتابیں لکھی ہیں جنہیں ان سب نے اسلام اور رسول عربی (صلعم) پر بھونڈے اور نہایت شرمناک اعتراضات کی بھرمار کی ہے۔ مرکی اور ڈاکٹر پریڈو نے بھی قرآن کریم اور آنحضرت (صلعم) پر کئی کتابیں لکھی ہیں۔ ان دونوں مصنفین کی کتابیں بھی غلط بیانیوں اور دروغ گوئیوں سے پر ہیں۔ مؤخر الذکر نے تو اس طرح کی مضحکہ خیز باتیں لکھی ہیں کہ اگر ایک معمولی پڑھا لکھا مسلمان بھی ان اعتراضات کو سنے تو ہنسے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جرمنی کے مشہور فلاسفر گئٹے، ژرلڈیک، لیبری اور ڈوزی نے بھی آنحضرت (صلعم) کی سوانح عمریاں لکھی ہیں لیکن ان سب نے بھی از سر تا پا غلط بیانیوں سے کام لیا ہے۔ ڈاکٹر اسپرنگر نے بھی جرمنی زبان میں ایک ضخیم سوانح عمری لکھی ہے جس کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے جو ۱۸۵۱ء میں الہ آباد میں طبع ہوا تھا۔ ڈاکٹر موصوف کا تمام تر ماخذ واقدی ہیں، حالانکہ علمائے اسلام نے واقدی کے متعلق متفقہ فتویٰ دیا ہے کہ اس نے نہایت [illegible]

ہیں۔ ہندوستان کی مجالس میلاد میں مختلف قسم کی روایتیں پڑھی جاتی ہیں اور مروجہ میلاد ناموں میں جن واقعات کا ذکر رہتا ہے وہ عموماً واقدی ہی سے منقول ہوتے ہیں۔

لیکن ہر قوم اور ہر ملک میں صداقت پسند دل اور حق شناس لوگوں کی بھی ایک جماعت ہوا کرتی ہے چنانچہ انہیں عیسائی مستشرقین اور مشنریوں میں ایسی ہستیاں بھی گزری ہیں جنہوں نے مذکورہ بالا مصنفین اور مؤلفین کی اچھی طرح بخیہ دری کی ہے۔ اور اسلام کی حقانیت اور رسول اللہ (صلعم) کی صداقت کا اقرار کیا ہے۔ ان سب میں سب سے زیادہ پُرجوش اور حق پسند مسٹر جان ڈیون پورٹ ہیں جو اپنی کتاب (قرآن اور محمد سے معذرت) کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ "اس کتاب کے لکھنے کا ناچیز لیکن مخلصانہ مقصد یہ ہے کہ محمد کی سوانح حیات کو جھوٹی تہمتوں اور ناروا الزامات سے پاک کیا جائے اور آپ نے مخلوق عالم کی فلاح و بہبود کے لئے جو کچھ کیا ہے اسے اچھی طرح آشکارا کیا جائے۔ ان مصنفین نے جنہوں نے تعصب کے جوش میں وحدانیت پرستی کے اس محافظ کی نیک نامی کو جو دھبہ لگایا ہے اس قسم کی غلطی کر کے صرف یہی ظاہر نہیں کیا ہے کہ ان میں خود اعلیٰ قسم کا کوئی جذبہ موجود نہیں ہے بلکہ انہوں نے انصاف پسند ممالک کو بھی خلاف کر لیا ہے"۔

اسی کتاب میں آگے چل کر آنحضرت کی صداقت کا اقرار کرنے کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ "محمد کی صداقت کی یہ بین دلیل ہے کہ سب سے پہلے جو لوگ آپ پر ایمان لائے وہ آپ کے عزیز ترین دوست اور اعزا تھے جو آپ کی اطوار و عادات سے بخوبی واقف تھے اور باوجود جستجو کے انہیں آپ میں کوئی ایسی برائی یا خامی نظر نہ آئی جو ایک دغا باز اور دھوکہ باز شخص میں ہو سکتی ہے"۔

جن عیسائی مشنریوں نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر (نعوذ باللہ) مکاری اور دھوکہ بازی کے الزامات لگائے ہیں اور آپ کی تعلیمات کو ناقابل اعتبار بتایا ہے ان کے جواب میں مسٹر جان ڈیون پورٹ اپنی اسی کتاب میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ

"میں سوال کرتا ہوں کہ کیا یہ خیال کرنا ممکن ہے کہ [illegible] ذات میں [illegible]

[illegible] رحم ہو کر شایا ہوا اور جھوٹ بولنے [illegible] ہوا اور جس نے شادی کے لئے آئین و قواعد بنائے ہوں کیا ایسی ذات جو ان اصلاحات کے لئے انتہا سے زیادہ کوشاں بھی ہو [illegible] اور دھوکہ باز خیال کی جا سکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ محمدؐ میں سوائے سچائی اور حقانیت کی تعلیم کے جوش کے اور کچھ نہ تھا..... "پھر آخر لوگوں کو یہ یقین کیوں نہیں آتا کہ وہ سچائی اور حقانیت کی تعلیم کے لئے بھیجے گئے تھے....؟"

لائق مصنف نے اپنی اسی کتاب میں عیسائی معترضین کے اُن الزامات کا مدلل جواب دیا ہے جو عیسائی معترضین عموماً آنحضرت (صلعم) پر کیا کرتے ہیں۔ مصنف نے تمام اعتراضات کو مندرجہ ذیل چار اعتراضات کی شکل میں قائم کیا ہے۔

"(۱) خدا کی طرف سے وحی کا حیلہ کر کے ایک نیا اور جھوٹا مذہب قائم کرنا حالانکہ وہ صرف (نعوذ باللہ) اپنی نفسانی خواہشات کو رنگ دینے کے لئے ایجاد کیا ہے۔

(۲) محمدؐ نے اپنا دین تلوار کے ذریعہ سے پھیلایا ہے۔ اس طرح سے انسانوں کی کثیر تعداد کا خون بہایا گیا اور ان پر مصیبتیں آئیں۔

(۳) اسلام میں بہشت کی پرتکلف نوعیت جس میں ہر قسم کا عیش مہیا ہوگا جیسا کہ قرآن میں بیان کیا گیا ہے۔

(۴) تعدد ازدواج کی اجازت دیکر نفس پرستی کی تعلیم دی گئی ہے جس سے نفسانی خواہشات کو زیادہ کیا جاتا ہے"

مصنف نے ان اعتراضات کا جو جواب دیا ہے وہ ہر اعتبار سے کافی اور معترض کو چپ کر دینے والا ہے۔ جوابات کا نقل کرنا طوالت سے خالی نہ ہوگا۔ اعتراضات کی نوعیت سے صاف ظاہر ہے کہ جواب کس پایہ کا ہوگا۔

ان اعتراضات کے علاوہ مصنف نے اپنی اسی کتاب میں بعض چھوٹے چھوٹے الزامات اور عیسائی مصنفین کی لغزشوں کا ذکر کر کے ان کی اصلاح کی ہے۔

یوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری بہت سے انگریز مورخین نے لکھی ہے لیکن جس شخص نے کسی قدر بھی حقگوئی سے کام لیا ہے اور اسلام کی سچائی اور حقانیت تسلیم کی ہے وہ انگریز مورخ ایڈورڈ گبن ہے۔
گبن نے خود اس کا اقرار کیا ہے کہ اس کی معلومات کا ذریعہ لاطینی، فرانسیسی اور انگریزی زبان کے تراجم قرآن ہیں، ان کے علاوہ مورخ مذکور کی [illegible] کا سارا انحصار [illegible]

ذکر کرنے کے علاوہ ایڈورڈ گبن نے جہاں جہاں اپنے ذاتی خیالات کا اظہار کیا ہے بڑی حد تک تعصب سے بالکل پاک ہے۔ یہ ضرور ہے کہ [illegible] وسیلہ اور حوالہ کی بنا پر گبن کی رائے میں کجروی پیدا ہو گئی ہے، تاہم اسلام کے متعلق اس نے صاف صاف کہا ہے کہ یہ مذہب شک اور ابہام سے بالکل مبرا ہے اور قرآن کریم، وحدانیت کی بین شہادت ہے۔

اسلام کے ابتدائی ایام کے ذکر کے دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد و ہدایت کے ذکر کے ذیل میں مصنف مذکور لکھتا ہے کہ "محمد (صلعم) کی زندگی نہ تو صرف قبیلہ قریش تک محدود تھی نہ مکہ کی چار دیواری تک۔ مقدس موسم کے موقع پر آپ اکثر (خانہ کعبہ میں) جایا کرتے تھے جہاں ہر قبیلہ کے لوگوں سے آپ ملتے اور ملاقات کرتے تھے اور ان سے انفرادی طریقہ پر بھی اور جلسوں میں بھی گفتگو فرماتے تھے اور انہیں ایک خدا کی پرستش کی تلقین کرتے تھے....... آپ ہر شخص کو اس کے ضمیر کی آزادی دیتے تھے، کسی سے درشتی یا زیادتی کا برتاؤ نہ کرتے تھے، البتہ عاد و ثمود کے واقعات سے انہیں عبرت کا سبق دیتے تھے۔"

آنحضور (صلعم) کی زندگی مقدس پر تبصرہ کرتے ہوئے مصنف مذکور آپ کی قناعت کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکا حالانکہ گبن نے تحریر کا وہ انداز اختیار کیا ہے کہ اس میں کہیں تعریف کے الفاظ نکل نہ جائیں، تاہم وہ لکھتا ہے کہ "مذہبی اور رسمی مواقع پر آپ اپنے احباب (صحابہ کرام) کو نہایت فیاضی اور کشادہ دلی سے ضیافتیں دیا کرتے تھے اور گھر میں بہتر سے بہتر جو کچھ کھانے کو ہوتا تھا اسے پیش کرنے میں کبھی دریغ نہ فرماتے تھے، لیکن اس کے مقابلہ میں آپ کی خانگی زندگی کے کتنے ہفتے ایسے گزرے ہوں گے کہ چولہے میں آگ تک جلنے کی نوبت نہیں آئی۔"

جان ڈیون پورٹ کے بعد جس کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے، ٹامس کارلائل نے سب سے زیادہ حق پسندی اور انصاف کا ثبوت دیا ہے۔ گبن اور دوسرے انگریز مصنفین کی طرح کارلائل نے اسلام اور آنحضرت (صلعم) کے متعلق اظہار خیال کرنے میں کبھی عیسائی مشنریوں کے ترجمہ پر انحصار نہیں کیا۔ کارلائل خود عربی جانتا تھا۔ کیمبرج یونیورسٹی میں کچھ عرصہ تک عربی کا پروفیسر بھی رہ چکا ہے چنانچہ جلال الدین ابن عربی کی کتاب سرور اللطائف کے ایک حصہ کا لاطینی زبان میں ترجمہ بھی کیا ہے۔
۱۸۴۰ء میں لندن میں "ہیرو اور ہیرو کی پرستش" کے عنوان سے اس نے تقریروں کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا۔ چنانچہ دوسرا لکچر رسول مقبول صلعم اور اسلام پر تھا۔ کارلائل نے آنحضرت (صلعم) کا دنیا کے دیگر مذاہب کے پیغمبروں اور مختلف مصلحین سے مقابلہ کر کے [illegible]

وہ صداقت کی بے داغ حق پرستی کا ثبوت ہے۔ وہ اقرار کرتا ہے کہ "محمد (صلعم) بلاشبہ تمام پیغمبروں میں سب سے بڑے پیغمبر تھے۔ میں خود آپ کی صداقت کا معترف ہوں۔ لوگوں نے مذہبی جوش میں آکر آپ کے متعلق جو غلط بیانیاں کی ہیں وہ ہم سب کے لئے نہایت شرمناک ہیں۔"

حضور کے ساتھ کارلائل کی عقیدتمندی کا یہ عالم ہے کہ ایک جگہ تو اس نے اس بات کا اقرار کرنے کے بعد کہ آپ جو کچھ فرماتے تھے سب وحی ہوتا تھا، یہاں تک کہہ دیا کہ آپ (نعوذ باللہ) خدا تھے۔ ایک دوسری جگہ لکھتا ہے کہ "آج خدا کی مخلوق کی ایک کثیر تعداد محمد کے فرمان پر ایمان رکھتی ہے وہ دنیا میں کسی اور چیز کو اس طرح ماننے کے لئے تیار نہیں جس طرح اسلام کے احکام کو۔ کیا ہم اسے یقین کر لیں کہ یہ سب کچھ ایک قسم کا مذہبی فریب ہے جسے خدا کے کروڑوں بندوں نے جس میں سے کتنے مر گئے اور کتنے زندہ ہیں، اسے قبول کر لیا ہے؟ میں تو سمجھتا ہوں کہ اس قسم کا خیال ذہن میں ہی نہیں آ سکتا۔ اور کچھ اگر کیا جائے تو شاید دھوکا یقین آ جائے لیکن اسے میں کسی طرح مان نہیں سکتا۔ اگر دنیا میں فریب اس قدر ترقی کر سکے تو کون بتا سکتا ہے کہ اس وقت دنیا کا کیا حال ہو جانے گا!" ...... "اس لئے ہم آپ کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتے کہ (نعوذ باللہ) آپ دھوکہ باز اور بازیگر تھے۔ آپ کے الفاظ باطل نہ تھے۔"

اسٹینلے لین پول نے بھی اسلامی تاریخ پر کئی کتابیں لکھی ہیں۔ ان کی کے متعلق بھی آپ نے کافی اظہار خیال کیا ہے۔ قرآن کریم کے اقتباسات کا انگریزی ترجمہ بھی آپ شائع کر چکے ہیں۔ ایک جگہ آنحضرت (صلعم) کے متعلق آپ لکھتے ہیں کہ "آپ نہایت جوشیلے تھے لیکن آپ کا یہ جوش نہایت شریفانہ تھا اور ایک پاک مقصد کے لئے تھا۔ آپ کی ذات ان چند افراد میں سے ہے جس نے ایک عظیم الشان پیام صداقت کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا ہو۔ وہ واحد خدا کے پیغامبر تھے۔"

سر ولیم میور نے اسلام پر متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ آنحضرت کی جو سوانح حیات لکھی ہے اس میں خود اقرار کیا ہے کہ تمام واقعات واقدی سے لئے ہیں حالانکہ خود ہی ڈاکٹر اسپرنگر پر اعتراض کرتے ہیں کہ چونکہ ان کا سارا ماخذ واقدی ہے اس لئے قابل تعریف نہیں۔ گویا واقدی پر سر ولیم میور کو خود بھی اعتماد نہیں ہے اس لئے ان کے متعلق اندازہ ہو جاتا ہے کہ ایک ... تاہم ایک جگہ آپ کی قلم سے بے اختیار [illegible] کے اقرار نکل گیا ہے کہ

تو حضرت ابراہیم کی نبوت سے ... آپ [illegible] جو زمانہ دراز سے جزیرہ نمائے عرب پر چھایا تھا۔ ... "اسلام میں تمام اجتماعی خصوصیات موجود ہیں۔ برادرانہ محبت اس مذہب کا خاص جزو ہے، یتیموں کے حقوق کی بھی حفاظت کی گئی ہے، غلاموں کے ساتھ اچھے برتاؤ کا حکم ہے اور سب سے بڑی چیز یہ کہ منشیات سے منع کیا گیا ہے جس کے لئے صرف یہی مذہب فخر کر سکتا ہے۔"

ایک مشہور برطانوی پادری جو آکسفورڈ کے ایک کالج میں پروفیسر بھی رہ چکے ہیں، ریورنڈ ڈاکٹر مارکس ڈاڈسن (سنہ [illegible]) نے بھی جو کچھ لکھا ہے ناقابل التفات نہیں۔

"کیا محمد پیغمبر تھے؟ ہاں! ان میں نبوت کی دو بڑی نشانیاں موجود تھیں۔ (۱) انہوں نے خدا کو پا لیا تھا جو عام انسانوں کو نہیں ملتا اور (۲) ان میں اس سچائی کے پھیلانے کی ایک غیر معمولی اندرونی قوت تھی۔"

پادری باسورتھ اسمتھ آنحضرت (صلعم) کی سوانح عمری لکھتے ہوئے لکھتا ہے کہ "وہ (آنحضرت صلعم) جس طرح ایک مذہب کے پیشوا تھے اسی طرح ایک حکومت کے سب سے بڑے سردار بھی تھے۔ وہ قیصر اور پوپ کا مجموعہ تھے۔ ان کے پاس کوئی مستقل فوج نہ تھی، باڈی گارڈ نہ تھے، کوئی قلعہ یا محل نہ تھا، ٹیکسوں کی آمدنی بھی نہ تھی تاہم ان کے ہاتھ میں ساری قوت تھی۔" ...... "خدا کی قدرت نے انہیں تین چیزوں کا بانی بنایا تھا، ایک واحد قومیت، ایک واحد حکومت اور ایک واحد مذہب" ...... "آخر وقت تک آپ ایک ہی چیز کی دعوت دیتے رہے اور یہی وہ سب سے اعلیٰ فلسفہ تھا جس کے سامنے، مجھے یقین ہے کہ ایک نہ ایک دن یہی عیسائیت کو سر جھکانا پڑے گا اور انہیں پیغمبر خدا کا پیغمبر تسلیم کرنا پڑے گا۔"

ریورنڈ ڈبلیو آر ڈبلیو اسٹیفنس لکھتے ہیں کہ "سب [illegible] صفائی کے ساتھ یہ تسلیم کر لینا چاہیے کہ محمد (صلعم) کم از کم اپنی پیروؤں کے لئے تو یقیناً بہت بڑی رحمت تھے۔"

فرانسیسی مصنف رینان (سنہ [illegible]) حضرت مسیح اور رسول مقبول (صلعم) کا مقابلہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "مسیح اور محمد خیال آرائی کرنے والے آدمی نہ تھے۔ دونوں عمل کرنے والے [illegible] دونوں نے اپنی اپنی قوم کے سامنے عمل پیش کیا۔ [illegible] ان میں مقبول اور ہر دلعزیز ہوئے۔"

[illegible] قرآن کریم [illegible]

... انہیں ایک ضابطہ اور دستور العمل مل گیا۔ اس پر عمل کرنے سے ان میں ایسی تبدیلی ہوئی کہ ان کا تمدن اور ان کی تہذیب بالکل بدل گئی۔ تجارت، صنعت اور حرفت میں وہ بات نہ رہی کہ انجانوں کی طرح اشیاء کا اشیاء سے تبادلہ کر لیا کرتے تھے۔ ...... نتیجہ یہ ہوا کہ افریقہ میں ایسے ایسے بڑے شہر قائم ہو گئے کہ جب وقت یورپ کے سیاحوں نے ابتداءً ان کا اپنی آنکھوں سے ذکر کیا تو لوگوں کو یقین نہیں آیا۔

پروفیسر ایڈورڈ مانتے نے ان اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے جو عیسائی مشنری مسلمانوں پر عیسائیت کی تبلیغ کی مخالفت کے متعلق [illegible] لکھتے ہیں کہ "آنحضرت کا مذہب (یعنی اسلام) سارا کا سارا ایسے اصولوں کا مجموعہ ہے جو تمام معقولیت پر مبنی ہے ......" آپ کی تعلیم کی سادگی اور صفائی درحقیقت وہ زبردست قوتیں ہیں جو اسلام کی ترقی اور تبلیغ میں برابر عمل کر رہی ہیں"۔

زمانہ حاضرہ کے انگلستان کے سب سے زیادہ ہر دلعزیز مصنف اور [illegible] مسٹر ایچ جی ویلس اپنے عقائد کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "قرآن کو یورپ کے رہنے والوں نے بہت کم پڑھا ہے۔ چنانچہ اپنی لاعلمی کی وجہ سے بہت سی ایسی باتیں اس سے منسوب کرتے ہیں جو اس میں سرے سے موجود ہی نہیں ہیں" .... اس کی تعلیم قوموں کو متحد کرنے والی اور اس کے ساتھ ان میں علم و ہنر اور دولت پیدا کرنے کا شوق دلانے والی تعلیم ہے"۔

ڈاکٹر جے اے کانڈی ایک مشہور اسپینی مورخ ہیں۔ اسپین کے عربوں کی جو تاریخ آپ نے لکھی ہے شاید اس سے زیادہ معتبر کوئی اور تاریخ نہ ہوگی۔ چنانچہ ان کی اس کتاب کا ترجمہ جرمن اور فرانسیسی زبان میں بھی ہو چکا ہے۔ مسز جوناتھن فاسٹر نے اس کا انگریزی ترجمہ کیا ہے جو ۱۸۵۴ء میں شائع ہوا تھا۔ مصنف مذکور نے ایک جگہ آنحضرت (صلعم) کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ "آپ اپنی تعلیم کی سچائی، بہادری اور عقلمندی سے اپنے مقصد میں ہمیشہ کامیاب رہے اور کبھی بہت زیادہ دقت سد راہ نہیں ہوئی۔ اگر کسی شخص کو ایسی [illegible] کہ آپ میں شجاعانہ خصائل، روحانی خصوصیات اس قدر موجود نہ تھیں کہ جن سے آپ دوسروں میں ممتاز تھے، تو وہ جامعہ اور [illegible] کو دیکھے"۔

یہ چند اقتباسات جن میں مختلف عیسائی مصنفین اور [illegible] اسلام اور بانی اسلام [illegible] مذہب کے متعلق [illegible] مصنفین [illegible] آنحضرت (صلعم) کی تعلیمات اور قرآن کریم کے احکامات پر نکتہ چینی کرنے کے باوجود اس کے محاسن اور خوبیوں کا اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکے۔ یہ ایک ناقابل انکار واقعہ ہے کہ عیسائی مصنفین نے اسلام اور بانی اسلام کو یورپ کے سامنے اس قدر مسخ شدہ صورت میں پیش کیا ہے کہ حقانیت اور صداقت کا ان سے پتہ لگنا ناممکن ہے۔ کاش ہمارے انگریزی دان حضرات اس طرف توجہ فرماتے اور اسلام کی صحیح تعلیمات کو انگریزی زبان میں پیش کرتے! افسوس کہ جو فرض مسلمانوں کا تھا، اسے اغیار ہی میں سے بعض افراد نے پورا کر دیا اور مسلمانوں کو اس کی توفیق نہ ہوئی۔

بارگاہِ رسالت میں ایک امتی کا سلام

(از جناب حافظ محمد باقر علی صاحب ثمین)

رسولِ اکرم سلامٌ علیک — نبیٔ اعظم سلامٌ علیک
شفیعِ دو عالم سلامٌ علیک — امینِ معظم سلامٌ علیک
سراجِ الہدایت علیک السلام — خلیقِ معظم سلامٌ علیک
مطاعِ خلائق متاعِ دو عالم — توئی فخرِ آدم سلامٌ علیک
علیم بہ علمِ لدن باطنا — بظاہر معلّم سلامٌ علیک
رسالت کی تقسیم ہو ختم تجھ پر — نبوت کے خاتم سلامٌ علیک
نزولِ کلامِ الٰہی کی منزل — تری ذاتِ اکرم سلامٌ علیک
تری شان عظمت کہ بعد از خدا — بزرگِ معظم سلامٌ علیک
خدا کے خزانوں کا مالک ہے تو — قسیمِ دو عالم سلامٌ علیک
ترا عزم عزمِ حقیقت نما — اولو العزم اعظم سلامٌ علیک
ملائک نے عرشِ بریں پر کیا — ترا خیر مقدم سلامٌ علیک
دُرِ شاہوار کانِ خفی — تزئینِ دو عالم سلامٌ علیک
مہک غنچہ و گل میں تیری ہی پنہاں — وسیمِ مجسم سلامٌ علیک
فلک پر زمیں پر کرشمے ترے تھا — وجودِ مکرم سلامٌ علیک
یہ عالم ترا پرتوِ حسن ہے — ضیائے مجسم سلامٌ علیک
ہے سرسبز گلزارِ عالم تجھی سے — نسیمِ دو عالم سلامٌ علیک

رو حق میں [illegible]
زباں پہ ہو پیہم سلامٌ علیک

کیا آپ کی مجلس میں [illegible]

پیشوائے اعظم کی ولادت و بعثت کی یادگار

سات کروڑ ہندو ایک سال میں مسلمان ہو سکتے ہیں

(از پیکر تبلیغ و تنظیم حضرت مولانا مولوی عبدالماجد صاحب قادری بدایونی)

شہر ولادت حضرت ختم رسالت آ گیا مسلمان اہل عقیدت مسرور ہیں
الس ذکر خیر کا التزام ہو گیا۔ جشن ولادت کے جلسے منعقد کئے جائیں گے۔
نیکڑوں روپیہ کی شیرینی عطر پھول بجور کا صرف ہوگا جو مستحسن اور مسلک
ل حق کے مطابق ہے اور کلّ زال اهل الاسلام یحتفلون بشهر
مولده ویعملون الولائم الخ کے حکم کے ماتحت معمول و مقبول ہے
بڑ کے غلغلے ہوا کے مناسب ہو مذہبی و قومی جرائد نبی نمبر۔ میلاد نمبر
سول نمبر نکالیں گے بہتر سے بہتر مضامین نظم و نثر بکا لکے جائیں گے
بلاشبہ یہ سب داعیات عقیدت اپنے اپنے مقام پر صحیح و مستحسن
رنگ۔ مگر کیا ان تمام مستحسنات و جذبات کے ساتھ منشاء ولادت و
بعثت "کو پامال کیا جائے گا اور دنیا کے سامنے عملی جشن ولادت
ش نہ کیا جائے گا۔ اور حقیقی عید بعثت "کی یاد زندہ صورت میں سامنے
کی جائے گی۔ اور کیا بھلا موش کر دیا جائے گا کہ ولادت و بعثت نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا تبلیغ دین " اشاعت اسلام " تھا دین
پھر کیا اس کا پیدا کرنا اور عید و جشن ولادت و بعثت کے موقعہ پر اسکی
لی یادگار قائم کرنا مسلمانوں کا حقیقی فرض نہیں ہے اور ضرور ہے"
بہ حقیقۃً یہی سچا جشن اور حقیقی عید بعثت ہے کہ مسلمان داعیہ ولادت
و بعثت کو مکمل کریں اور خصوصیت سے ایسے وقت میں جبکہ شدھی و سنگٹھن
شدھی کے بگل بجا ز اور گھر پلٹ یا مسلمانان ہند کو مرتد کرنا یا دیس نکالا
بنے پر آستینیں الٹے ہوئے ہیں۔ اور آئے دن مکر و فریب۔ جاہل بچے
عورت۔ مرد۔ خوف طمع زور و زر اغوا۔ فریب کے ذریعہ سے اسلامی حلقہ
اعت سے علیحدہ کئے جا رہے ہیں اور اشاعت و تبلیغ اسلام کا حق الاعلان
بحکم ادا کیا جا رہا ہے۔ گندے سے گندے نجس سے نجس دل آزار
دل آزار لٹریچر کے ذریعے اسلام و پیغمبر اسلام (ارواحنا فداہ)
[illegible] جا رہی ہیں۔ فساد ہیجان۔ کا زہر پھیلایا جا رہا ہے
ن و شکوں کو تباہ کیا جا رہا ہے مساجد کی حرمت پر حملہ ہوتا ہے۔
[illegible] پر احترام سنت کے بجائے ہیں احکام اسلام سے تمسخر ہوتا
[illegible]
[illegible]

خدارا سوچو اور حسبۃً لِلّٰہ بتاؤ کہ تمہارا کیا فرض ہونا چاہیئے!
یہ ہرگز نہیں کہ تم بھی انہیں جیسی شورش انگیز اور ہیجان افزا صورتیں
اور تدبیریں اختیار کرو کیونکہ تمہارا مذہب فساد ناروا ہیجان و شورش
سے تمہیں منع کرتا ہے۔ سنو سنو" ایسے جرائم "و قبائح" کے قریب تک
نہ جانا

"بلکہ سکون و خاموشی سے عید و جشن ولادت کی یادگار میں
خدا سے عہد کرکے ہر مسلمان ایک سال کے اندر ایک ہندو
کو مسلمان بنانے کا ارادہ و اقدام شروع کر دے اور یہ عمل
محض صداقت" تبلیغ دین حق کے اصول کے ماتحت ہو
جس میں طمع۔ خوف۔ جبر کسی ناروا چیز کی آمیزش نہ ہو"

اگر تم سچے دل سے جشن ولادت و عید بعثت کو عملی مسرت و تشکر کے رنگ میں
دکھانے والے ہو اور اگر تمہارے دل میں واقعی تشریف آوری سرکار
رسالت کی عزت و مسرت ہے تو اٹھو اور عملاً اسکو دکھا دو اور یاد رکھو
کہ نبی اکرم تمہاری اس دنیا میں "تبلیغ دین" و "اشاعت اسلام" کے لئے آئے
تھے اور آج بھی ان کی اور ان کے چاہنے والے رب کی رضا اگر تم
تلاش کرنا اور پانا چاہتے ہو تو وہ رسمی مجلس میلاد کے ٹھاٹھ اور شیرینی
کے زائد گیس کے ہنڈوں کی جگمگاہٹ اور تحریری و تقریری خطیبانہ
فصاحت و بلاغت میں تمکو ہرگز نہ ملے گی بلکہ اس کا سراغ اس کا
نشان اس کا حقیقی عرفان بلکہ حاصل کر لینا صرف تبلیغ و اشاعت اسلام
کی کوششوں میں مضمر ہے۔ اور اس کے لئے آسان سے آسان یہ
ترکیب ہے کہ اس ایک سال کے اندر دوسرے آنیوالے سال کے
ربیع الاول تک ہر مسلمان خدا سے عہد کرکے خاموشی سے ایک غیر مسلم
کو مسلمان بنائے اور اس طرح ایک سال میں سات کروڑ مسلمانوں کا
اضافہ اپنی جماعت میں کرکے خدا و رسول کی خوشی و رضا کا [illegible]
کرے اور تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے ہر مسلمان [illegible]
[illegible] ربیع الاول کو [illegible] تبلیغ کرے [illegible]

[illegible]

شذرات

(از ایڈیٹر)

شکر ہے اس خالق کائنات کا جس کی توفیق سے پیشوا کا نیا نمبر اس پریشانی اور بیماری کی حالت میں شائع ہوا کہ میں سخت انفلوئنزا میں مبتلا ہوں۔ مالی مشکلات قدم قدم پر نئے نمبر کی ضخامت بڑھانے میں سدراہ ہوتی تھیں، جی میں آیا کہ عام رسائل کی سنت کے موافق دو مہینہ کا یکجا پرچہ شائع کروں کہ اس میں دقت کی روپے کی اور محنت کی بچت ہو جائے گی مگر دل اس اخلاقی کمزوری کی طرف مائل نہ ہوا۔ اس کا اعتراف ہے کہ کاغذ جیسا میں نئے نمبر میں لگانا چاہتا تھا نہ لگا سکا، جس کا مجھے افسوس ہے مگر اس کی ذمہ داری کچھ قدر دانان پیشوا پر بھی ہے، جو اس کے اصلی مالک ہیں، اور جنہوں نے گزشتہ تین مہینے سے جدید خریدار فراہم کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی، جس کا اثر یہ ہوا کہ میں نے جو روپیہ یا جی پیشکار اخبار نکالنے کے لئے علیحدہ کیا تھا، وہ بھی پیشوا کی نظر ہو گیا، اور ہفتہ وار اخبار یا جی پیشکار انتہائی کوشش کے باوجود اب تک شائع نہ ہو سکا اگر پیشوا کے تمام ناظرین پروفیسر محمد میاں خانصاحب انبالہ (۴ خریدار) میر سید محمد صاحب بہرائچ (۴ خریدار) محمد منور حسین صاحب پٹنہ (۵ خریدار) عبد السمیع خانصاحب ملکنڈہ (۱۳ خریدار) ہیں اگر تمام ناظرین ان بھائیوں کی طرح اپنے فرض کو محسوس کریں تو مجھے بار بار مالی مشکلات کا تذکرہ نہ کرنا پڑے۔

بعض بھائی دریافت فرماتے ہیں کہ "ہم پیشوا کی امداد کیا کر سکتے ہیں بجز اس کے کہ ہم خود خریدار ہیں، اور اپنے احباب کی ایک تعداد کو پیشوا کا خریدار بنا چکے ہیں"۔ اپنے ان مخلص بھائیوں سے عرض کرتا ہوں کہ ابھی آپ کی ہمتوں کو پست نہیں ہونا چاہیئے کہ یہی وقت اصلی اعانت کا ہے آپ کو جس وقت کسی کتاب کی ضرورت ہو پہلے آپ دفتر پیشوا کو لکھئے، پوری بااعتمادی اور مستعدی سے آپ کی فرمائش کی تعمیل کی جائے گی آپ کو یہ معلوم رہنا چاہیئے کہ کتابوں کی آمدنی پیشوا کے نقصان کی کسی حد تک تلافی کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ آپ اپنے حلقہ اثر میں پیشوا کے لئے اشتہارات تاجروں سے اشتہار حاصل کر کے بھی پیشوا کی بنیادیں استوار کر سکتے ہیں۔ [illegible] دو تجویزیں ہیں [illegible] عمل کرنے کا تہیہ [illegible]

ہیں جو میں آپ سے پیشوا کی امداد کے لئے کر رہا ہوں۔

میں ان تمام بزرگوں اور دوستوں کا مشکور ہوں جنہوں نے اپنی دماغی محنت اور علمی قابلیت سے مجھے اس قابل بنایا کہ میں سالگرہ رسالہ میں عقیدت و محبت کا نذرانہ لے کر حاضر ہو سکا۔ امید ہے کہ جن حضرات نے کسی عذر کی وجہ سے اس گلدستہ میں کوئی پنکھڑی نہیں لگائی وہ آئندہ اپنے افکار عالیہ سے پیشوا کے صفحات کو زینت دیں گے۔

جوں جوں ۱۹۳۵ء قریب آتا جاتا ہے، ویسے ویسے برادران یوسف کی کوششیں انتخاب جداگانہ کے خلاف زیادہ تیزی اور دلچسپی کے ساتھ بڑھتی جاتی ہیں۔

ہندو معاندین کا بار بار بانگ دہل یہ اعلان کرنا کہ فسادات انتخاب جداگانہ کی وجہ سے ہو رہے ہیں، مسلمانوں کی سیاسی موت کا اعلان نہیں تو اور کیا ہے؟

شکست خوردہ الاابرین کی سرگرمیاں ہندوستان کے باہر انگلستان میں پوری مستعدی کے ساتھ شروع ہو گئی ہیں۔ انگلستان کی پارلیمنٹ اور انگلستان کے ساڑھے چھ سو اخبارات، اور ہر طبقہ کے لیڈر آج اگر ہندوستان کے کسی مسئلہ میں متفق ہیں تو وہ یہ ہے کہ آئندہ جب شاہی کمیشن ہندوستان میں جدید اصلاحات کی تفتیش کے لئے آئے تو وہ یہی رپورٹ کرے کہ مسلمانوں کے لئے انتخاب جداگانہ کی ضرورت نہیں۔ بدنصیب مسلمانوں میں دو قسم کے پیشوا ہیں، ایک حکومت کے غلام اور دوسرے ہندوؤں کے غلام۔ اگر اس بدنصیب قوم کا کوئی حقیقی پیشوا ہوتا تو آج اس کے لئے ناممکن العمل اور مجہول الاسم ترک موالات کی دلدل میں پھنسنے اور حکومت کی ہر جائز و ناجائز صدا پر آمنا و صدقنا کے نعرے بلند کرنے کی بجائے مسلمانوں کی سیاسی ہستی کی بقا کا فکر ہوتا کہ اگر یہ کہیں مسلمان انتخاب جداگانہ سے محروم کر دیئے گئے تو اس ہندوستان میں بحیثیت مسلمان کے ان کے لئے زندگی کے دن کاٹنے مشکل ہو جائیں گے۔

الہ آباد [illegible] کی تازہ سیاحت انگلستان سے [illegible]
کر [illegible] کے [illegible] منتقل کر دیا ہے [illegible]

مسٹر جناح کو سودا ت پاس سے عہد —

[illegible]ملہ حجاز میں اگر بزوں کے دریجہ ساتی کرنے سے زمست ہو
[illegible]لانا محمد علی صاحب کرنا محض انکی درک معاملات کی تبریج جلسے گئی
[illegible]ا ز بہلت ہے تو سن لیں کہ مسلمانوں کی ہستی کے بچاسے کا یہی وقت
[illegible]ز مذکورہ حضرات عموماً اور خصوصاً مولانا محمد علی سے اس پروگرام
[illegible]ی جواب نہ دیا تو مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب اور لکھنؤ پیکٹ
[illegible]ئمہ پڑھ لینی چاہیئے۔ اور پھر نہایت شانتی سے اپنے انجام پر
[illegible]رنا چاہیئے کہ جب انتخاب جداگانہ کی موجودگی میں قربانی گاؤ
[illegible]یہ قانون رد کی جا رہی ہے، اور ہندو ممبران اپنی مجاریتی سے
[illegible]رح مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے ہیں، تو پھر جب کونسلوں اور
[illegible]یل بورڈوں میں مسلمانوں کا جداگانہ وجود ہی نہ ہوگا تو ان کو
[illegible]کچھ نقصان پہونچے گا۔ مسلم لیگ اگر زندہ ہوتی۔ یا سر عبدالرحیم وغیرہ
[illegible]رات اس کو زندہ کرنا چاہیں تو اس کے لئے کام کرنے کا اور
[illegible]لمانوں میں سیاسی بیدار کرنے کا اصلی وقت یہی ہے ؎

اگست کے آخری ہفتہ میں دہلی میں پھر فساد ہوا، اور یہ فساد ایسی
[illegible]وجوہات پر فرقہ وارانہ صورت اختیار کر گیا۔ جو لقیناً تمام انصاف
دوست ہندؤں کے لئے شرمناک ہے۔

سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ پنجاب نیشنل بنک کا ہندو چپراسی
[illegible]ایک مسلمان دوکاندار کے پاس آیا، دوکاندار نے کہا کہ ذرا بابو جی سے
[illegible]یافت کردو کہ کس گاڑی کی ہے اسپر چپراسی سخت کلامی سے پیش آیا
[illegible]بنک سے مسلمان دوکاندار نے شکایت کی مینجر نے چپراسی کو معافی
[illegible]نگنے کے لئے کہا جس سے چپراسی نے انکار کیا، اس پر عدول حکمی کی بنا پر
[illegible]اسی کی علحدگی کی صورت میں دی گئی۔ چپراسی صاحب مفسد ہندوؤں کی
[illegible]جماعت سے کہ مسلمان دوکاندار کی دوکان پر حملہ آور ہوئے۔ جنگی
[illegible]ادکے لئے پیشہ ور ہندو مفسد بھی آگئے اور اس ذاتی جھگڑے
[illegible]نے ایک فرقہ وارانہ صورت اختیار کرلی، چاندنی چوک کے بڑے حصہ
[illegible]سنگ باری آتشزدگی شروع ہوگئی۔ اور بہت سے مسلمان راہگیروں
[illegible]مجروح ہوئے۔ تھوڑے عرصہ بعد مسٹر ٹنکن ڈپٹی کمشنر اور مسٹر اور
[illegible]بیر سپرنٹنڈنٹ پولیس آئے، جنہوں نے پوری دلیری اور مستعدی
[illegible]مفسد زدہ رقبہ میں گشت کیا اور فساد کی آگ میں کود کر فساد پر
[illegible]گھنٹوں میں قابو پالیا۔
[illegible]مقدمہ مسٹر ٹنکن کی عدالت میں نہ ہوتا تو میں مسٹر [illegible]
[illegible]

[illegible] سے احساس سے اپنی جانوں [illegible]
ڈالکر دہلی کو بڑے خطرہ سے نکال لینے کے باعث ہوئے ہیں۔

مگر سوال یہ ہے کہ ہندو اکابرین نے ہندو عوام کو زہریلی تقریریں
کرکے جیسا مسلمانوں کے خلاف بھڑکا دیا ہے، اس کی روک تھام کیونکر
ہوسکتی ہے، اس کی ایک ہی تدبیر ہے، اور وہ یہ کہ جس قدر صحیح معنوں
میں مفسد ہوں ان سے نہایت سخت قانونی سلوک کیا جائے، اور
جہاں فساد ہو، وہاں کے باشندوں پر تعزیری ٹیکس لگا کر تعزیری
پولیس قایم کی جائے اور وہاں کے باشندوں کو بقول سر تیج بہادر سپرو
میونسپل کمیٹی اور اسمبلی کی رائے دہندگی سے محروم کر دیا جائے اگر ایک
فساد زدہ مقام پر بھی اس طرح عمل کیا گیا تو یقیناً تمام دہلی کے شریف
ہندو مسلمان غنڈہ راج سے نجات پائیں گے ؎

پنڈت مالوی اور ڈاکٹر مونجے کے داخلہ کلکتہ پر جو پابندیاں گورنمنٹ
بنگال نے عائد کی تہیں، اور جنکے نہ ماننے پر ان دونوں شبھ چنتکوں کے
کے خلاف عدالتی کارروائی کا تماشہ شروع کیا گیا تھا، اس کا ڈراپ سین
گر گیا، اور طے شدہ پالیسی کے مطابق وکیل سرکار نے یہ کہکر مقدمہ واپس
لے لیا کہ چونکہ انہوں نے داخلہ کے بعد تقریریں کی ہیں اُن سے فساد
نہیں ہوا، اس لئے گورنمنٹ مقدمہ واپس لیتی ہے۔

یا للعجب دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کوئی جرم نہ ہو۔ اور پنڈت
مدن موہن مالویہ اور ان کے رفقائے اسمبلی وائسرائے سے شملہ میں
ملاقات کرنے کے بعد قانون کی تعزیر سے بے پرواہ ہوں، یہ تماشہ نہیں
تو اور کیا ہے! دنیا نے اس آئینی سلطنت کو آئین کے نام سے جھکتے ہوئے
بہت سی مرتبہ دیکھا ہے۔ مگر یہ تمسخر انگیز پالیسی تقسیم بنگال کی تنسیخ سے
بھی زیادہ قابل نفرت اور ملامت ہے۔

ملاپ کانفرنس کے موقع پر ہندوستان کے لامذہبوں کا ایک جلسہ
ہوا تھا، جس کا مقصد محض ہندو مسلم مذاہب کی تفریق مٹاکر اپنے مقاصد
کو حاصل کرنا تھا۔ یہ تحریک پانی کے بلبلے کی طرح اٹھی اور اسی طرح بیٹھ گئی
منصوری میں مولانا ابوالکلام آزاد اور پنڈت موتی لال نہرو کے
قیام کا نتیجہ انڈین نیشنل یونین کے قیام کا اعلان ہے۔ جس میں شرکت کی
پہلی شرط یہ ہے کہ مذہب اور قوم کے مفاد پر نظر نہ ہو۔ یہ یونین [illegible]
خواب کی تعبیر ہے جو [illegible] دیکھا گیا تھا۔
[illegible] ہوتی۔ [illegible]
[illegible]

... جل کر سونا بنا ...

... سے گذر کر مجبور فرش ہوتے ہیں اُن تاہم ہیے کی طرح کلکاریاں مارکر ہنستے ہیں کہ ہماری منزل مقصود یہی ہے۔

ہندوستان مشرق کا سب سے بڑا ملک ہے اور اس میں جو قومیں آباد ہیں ان کے سر پر مذہب کی بجائے لشیلزم کا بھوت سوار ہے یہ مقدس سرزمین اولیاؤں اور ابدالوں اور قطبوں کی آرامگاہ ہے۔ اسی مارز مجبوری سے ... اور معنی پیدا ہونے پھر یہ کیونکر ممکن ہو کہ مذہب پرستوں کی اولاد مذہب فراموش بنائی جائے حالانکہ مذہب ہی اسکا سرمایہ افتخار ہے۔

پس اگر ملک میں یہ عام خواہش ہے کہ ہندو مسلمانوں میں فساد نہ ہو جو اس ملک کے ماتھے پر ایک بدنما سیاہ داغ ہے اور وہ اس سیاہ داغ کو مٹانا چاہتے ہیں تو ان کا فرض ہو کہ پہلی شرط اس یونین کی قبری کی یہ ہو کہ ہندو مسلمان سکھ پارسی غرض کہ ہندوستان میں بسنے والی جملہ اقوام کے افراد اپنے اپنے مذہب کی پوری پابندی کیساتھ اس کے مسیر ہوں کہ دنیا کا کوئی مذہب آپس میں دشمنی اور عداوت کی تعلیم نہیں دیتا اور ہندوستان میں اور بالخصوص مسلمانوں میں کوئی تحریک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک مذہب کے نام پر ان سے اپیل نہ کی جائے کہ خوش نصیب مسلمان اپنا سب کچھ لٹا دینے کے لیے ابھی اتنے مستعد نہیں ہوئے ہیں کہ مذہب کو خیرباد کہنے کو تیار رہیں۔

جمیۃ علماء و خلافت کمیٹی کے وفود حجاز سے واپس آگئے مرحبا، اہلاً و سہلاً۔

الحمدللہ کہ جو توقعات ہیں نے خلافت کمیٹی کے وفد اور بالخصوص مولانا محمد علی صاحب کی ذات گرامی کے متعلق مسئلہ حجاز میں قائم کی تھیں وہ پوری ہوئیں۔ اور کیس وفد نے کراچی میں پہ قدم رکھتے ہی جن حقائق کا اعتراف کیا وہ حق پرستی کی ایسی اعلیٰ ترین مثال ہے کہ اس کی نظیر آسانی سے نہیں ملیگی۔ جن مولانا محمد علی صاحب نے کہ صدہا ہم مشرب بھائیوں کی مخالفت کی پرواہ کئے بغیر ابن سعود کی حمایت کی تھی وہی مولانا محمد علی چشم دید واقعات کی بنا پر اب ان تمام برائیوں کو تسلیم کر رہے ہیں جن سے شروع میں انہوں نے اختلاف کیا تھا اور جس طرح استقلال و قدر و صوفی مشرب گروہ کی مخالفت پروا نہیں کی اسی طرح اس وقت اظہار حقیقت میں ذرا بھر وہابیوں کی ناراضگی کا خیال دل میں نہ آنے دیا جو سچ سمجھا وہ کہا اور جو دیکھا اس کو بلا کسی پس و پیش کے نہایت دیانت داری کے ساتھ ظاہر کر دیا۔

ہندوستانی بھائیوں کی یہ روایتی دیانتداری ان کو تمام خود غرض لیڈروں ... ممتاز کر دیتی ہے۔ اور یہی ایک ایسا اعلیٰ اسلامی جوہر ہے جس پر وہ جتنا ... فخر کریں کم ہے۔

... جمعیت خلافت کی تقریر ... مزاق ...

... کے ممتاز ...

... میں پہونچا ہوں معلوم ہے کہ اگرچہ سعودی مظالم کی بربریت و وحشت میں سب متفق ہیں مگر اوکان جمعیت و خلافت کی رپورٹ میں اختلاف ہوگا، جو یقیناً افسوسناک ہے اختلاف کی وجہ بظاہر علما کا بین الاقوامی سیاست سے نابلد ہونا ان میں وسعت نظری کا فقدان ہے۔

جمیعت علماء کے وفد میں کوئی فرد ایسا نہ تھا جس پر صوفی مشرب جماعت اعتماد کر سکے، اس لئے کہ دیوبندی جماعت خود ایک طرح سے وہابی جماعت ہے اور جمیعت علماء کا دوسرا نام دارالعلوم دیوبند ہے اس لئے ظاہر ہے کہ قبے اور تاریخی یادگاروں کے متعلق نقطہ نظر اراکین وفد جمیعت کے وہ احساسات نہیں ہو سکتے جو ایک صوفی مشرب عالم کے ہونے چاہئیں اور جن کی ہندوستان میں سب سے بڑی جماعت ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ترک موالات میں کانگریسی مسلمانوں نے ان کو بیوقوف بنایا اور کانگریسی مسلمانوں کو بیوقوف بنا کر انہوں نے کچھ حاصل کیا ہے مگر سیاست دوسری چیز ہے جسکو سمجھنے کے لئے سیاست کی ابجد خوانی کی ضرورت ہے۔

بہرحال واقعات کا جہاں تک تعلق ہے اراکین جمیعت خلافت میں اسپر کامل اتفاق ہے، اور سب کے سب حرمات المقابر اور نجدی مظالم کے خلاف ہیں اور اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ پہلے وفود ہیں جنہوں نے صحیح معنوں میں مسلمانان ہندوستان کی ترجمانی کی اور نہایت دیانتداری کے ساتھ جو کچھ وہاں دیکھا تھا اس کو یہاں آکر بیان کر دیا اس لئے مسلمانان ہندوستان ان دونوں وفود کی رپورٹ کا بڑی بے چینی کے ساتھ انتظار کر رہے ہیں، اور میں اراکین وفد کو عموماً اور اپنے بزرگوں اور دوستوں کو ان کے پرصعوبت اور دشوار گذار سفر کی کامیاب واپسی پر مبارکباد عرض کرتا ہوں۔

سب سے زیادہ مسرت اسکی ہے کہ مولانا محمد علی کی قابلیت اور خلوص کا اعتراف آزاد اسلامی ممالک کا نمائندے بھی کیا اور یقیناً وہ مسلمانوں میں ہندوستانی سیاست اور بین الاقوامی پالیٹکس کے سب سے بڑے ماہر ہیں جس پر ہندوستان کے غلام مسلمان جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔

✻

ڈاکٹر کچلو صاحب کی تحریک پر ستمبر کے وسط میں دہلی میں ایک ایسی مسلم کانفرنس ہونے والی ہے، جو مسلمانوں کی باہمی فرقہ وارانہ جنگ کا خاتمہ کرنے کے لئے ہوگی۔ تحریک نہایت اچھی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس مفید تحریک کے لئے اس سے بہتر کوئی وقت نہیں مگر خود غرض شائع المطلب پرست مولوی خود پرست لیڈر اسکو اگر اپنی دوکانداری کے خلاف نہ سمجھیں تو کامیابی کی اُمید ہو سکتی ہے ورنہ بے کار مسلمانوں میں اور تفرقہ پیدا ہوگی۔

... صاحب ... مستقل ... ہونگا ... کو

ہندؤں کے لئے نقصان دہ سمجھتے ہیں۔

جن لوگوں کو لالہ لاجپت رائے کی تلون مزاجی کا حال معلوم ہے ان کو تو اس خبر سے کوئی حیرانی نہ ہوگی کہ لالہ جی کی زندگی کا ہر لمحہ ایسا ہی چیستان بنا ہوا ہے۔ مگر یہ واقعہ ہے کہ لالہ جی ہندو سبھا کے روح رواں کی حیثیت سے اب اور زیادہ مسلمانوں کی کھلم کھلا عداوت کے لئے میدان عمل میں آئیں گے۔

بدقسمتی سے مسلمانوں میں ان کی سی قابلیت اور بین الاقوامی سیاست کا ماہر اور مسلمانوں کا مخلص ہمدرد اگر کوئی ہو سکتا ہے، تو وہ مولانا محمد علی ہیں، جو ابھی ابھی تا گاندھی سے بیعت توڑنے کے لئے کسی قیمت پر بھی تیار نہیں۔ نہیں معلوم مسلمانوں کے برے دن کب ختم ہونگے، اور مولانا محمد علی کے لئے لالہ لاجپت رائے کی مسلم آزار تقریروں کا جواب دینے اور مسلم مفاد کی حفاظت کیلئے کونسل میں جانے کا وقت کب آئے گا! کیا ابھی وقت نہیں آیا ہے کہ علماء کرام ذرا وسعت نظر اور مصلحت وقت کو کام میں لاکر کونسلوں کے داخلہ پر غور کریں!!

یکم ستمبر کو مولانا مظہر الدین صاحب کو زیر دفعہ ایکسو ترپن الف دہلی گورنمنٹ نے گرفتار کیا۔ اور پھر وہ پانسو کی ضمانت پر رہا کر دیئے گئے۔ مولانا کی گرفتاری اس فتوی کی اشاعت پر ہوئی ہے جو متعدد علماء کا تھا، اور جو مدینہ میں شائع کیا گیا تھا، اور جس میں مسلمانوں کو ان کے مذہبی قوانین پر ہدایت کی گئی تھی کہ وہ ہندؤں کے ہاتھ کی چیزیں نہ کھائیں اور ان سے لین دین میں وہی برتاؤ کریں، جو وہ ان ہندؤں کیساتھ کرتے ہیں۔ یعنی چھوت چھات

ہندوستان ابھی اس مقدمہ کو نہیں بھولا ہے، جو کراچی میں ہوا تھا اور جس میں ایک مذہبی فتوی کی اشاعت کے جرم میں متعدد علماء اور سیاسی رہنمایان ملت ماخوذ تھے، اور غالباً حکومت نے بھی اپنی اس غلطی کا اعتراف کیا ہوگا کہ ان اسیران بے جرم کی گرفتاری سے تمام ہندوستان میں اس فتوی کی اشاعت ہوئی۔ اور شاید مسلمان اس دوسرے مقدمہ کو بھی یاد رکھیں گے جس میں ایک عالم دین کو صرف اس جرم میں گرفتار کیا گیا ہے کہ اس نے مذہبی احکام کیوں شائع کئے۔

مقدمہ عدالت میں ہے، اس لئے ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھنا چاہتے کہ یہ ہاتھ گریبان تک ہے ✦

اگست کے آخری ہفتہ میں سر ڈیمن نے ایک مسودہ بل پیش کیا جسکی رو سے گورنمنٹ آئندہ فرقہ وارانہ تحریرات کو ضبط کر سکے گی۔ مسلمان ممبران نے متفقہ طور پر کونسل آف اسٹیٹ اور اسمبلی میں دونوں جگہ اس قانون سے اتفاق کیا۔ اور ہندو ممبران نے کثرت سے ترمیمیں پیش کیں۔ اسی طرح مسلمان اخبارات بالعموم مسلمانوں کی [illegible] تسلیم کرتے ہیں لیکن ہندو اخبار

حت ہو رہے ہیں اور اس قانون سے اگر رنگیلا رسول اور ورتمان جیسی [illegible] اور اشتعال انگیز کتابیں دنیا سے ناپید کر دیں تو یقیناً یہ ملک کی سب سے بڑی خدمت ہوگی۔ جو اس قانون کے ذریعہ انجام پائے گی ✦

شمس العلماء مولانا نذیر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ دور آخر کے ان محدثین کرام میں سے تھے جنکے وجود پر اہل دہلی فخر کرتے ہیں، ان کا زہد و تقوی، ان کی وسعت نظری، آجکل کے پیشوایان اہل حدیث میں مفقود ہے، ان کے درس کو دیکھنے والے اس دہلی میں ہزارہا مسلمان ابھی زندہ ہیں۔ ان کی نسبی یادگار ان کے نواسے حضرت مولانا سید عبدالرؤف صاحب ہیں [illegible] ہیں، اور جنہوں نے عرصہ سے محدثین کرام کی یادگار میں ایک کتب خانہ قائم کر رکھا ہے، جسکا افتتاح مولانا ابو الکلام نے ہزارہا اکابرین دہلی اور صدہا علماء و مشائخ کی موجودگی میں گزشتہ سال کیا تھا۔

مسلمانان دہلی کے لئے عموماً اور دہلی کے اہل حدیث حضرات کے لئے خصوصاً کس قدر شرم کا مقام ہے کہ دہلی میں صرف وہی ایک اسلامی کتب خانہ ہے جو اہل حدیث کے مرکز میں واقع ہے۔ اور جس کی ملی حالت ایسی ناگفتہ بہ کہ کہتے ہوئے صدمہ ہوتا ہے نہ اس کتب خانہ میں کوئی چپراسی ہے، جو کتابوں اور اخبارات و رسائل کو درست طریقہ سے رکھ سکے، اور کتب خانہ کی عمارت کی جھاڑو دے سکے، نہ اس کے لئے چندہ کا کوئی ایسا انتظام ہے کہ حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب کرایہ مکان اطمینان سے ادا کر سکیں۔ نہ اس کتب خانہ کا کوئی سرمایہ ہے کہ اعلی تصانیف حاصل کی جا سکیں۔

اللہ اللہ ایک وقت تھا کہ اس شہر کی علم دوستی مشہور تھی، یا آج یہ دور الحاد و بیدینی ہے کہ مسلمان اپنے واحد اسلامی کتب خانہ سے اس قدر بیپرواہ ہیں کہ اس کے محترم منتظم چپراسی کی خدمت خود انجام دیتے ہیں۔

مجھے معلوم ہے کہ دہلی میں ہزارہا اہل حدیث ایسے ہیں جن میں سے ایک ہی اگر اس نیک کام کی طرف توجہ کرے تو مولانا سید محمد عبدالرؤف صاحب کو در بدر کی بھیک مانگنے کی ذلت سے نجات مل جائے۔

مولانا محمد علی کی واپسی حجاز سے ایک ہفتہ پہلے ظفر علی خاں کے پیٹ میں کچھ ایسا درد ہوا کہ وہ فوراً بلا اطلاع دیئے دہلی آئے، اور شیخ عبدالحمید صاحب سوت والے کے ہاں مقیم ہوئے، بڑے بڑے جغادری وہابی وہاں جمع ہوئے جن کے سامنے ظفر علی خاں نے کہا کہ مولانا محمد علی کی آمد پر بڑا فتنہ بپا ہوگا، اور ان کی تقریروں اور تحریروں کا جواب کیلئے زمیندار ہی دیکھتا ہے، اور کیونکہ زمیندار کو آجکل ابن سعود کی حمایت کی وجہ سے سخت نقصان ہو رہا ہے، اس لئے آپ حضرات کا فرض ہے کہ اس مصیبت کے وقت میرا ہاتھ بٹائیں [illegible]

[illegible] کر دیا جائے۔

[illegible] کہا کہ [illegible] دو ہزار کے سرمایہ سے اخبار جاری ہو سکیگا [illegible] سے آمادگی ظاہر کی اور یہ شہری اور دیہاتی تنظیموں کا غلام اپنے [illegible] سیدھا ابن سعود کی ایجنٹ سے ملکر یہ طے کیا کہ جسقدر [illegible] کو اخبار میں ابن سعود شائع کرائے جیسا کہ خدام الحرمین کے [illegible] ہندوستان [illegible] شائع کرایا تھا، تاکہ مولانا محمد علی کی مخالفت کے [illegible] جائیں۔ اور اس کے بعد آدم برسر مطلب۔ زمیندار میں [illegible] ورنہ بند ہو جائے گا" اور لوگ کہیں گے کہ ابن سعود [illegible] ہندوستانی حجاج سے مختلف ٹیکسوں کے نام سے [illegible] وصال نے کافی روپیہ کمایا تھا، اس لئے اس کے ایجنٹ نے نہایت [illegible] کے ساتھ پانچ ہزار روپیہ عنایت کیا۔ اس تمام گفتگو میں [illegible] دو گھنٹے صرف ہوئے ہونگے۔ اس لئے ظفر علی خاں دوسری [illegible] سے واپس لاہور آگئے۔ اور زمیندار پڑھنے والوں نے دیکھا کہ زمیندار کا [illegible] تھا۔ اب قریب قریب روزانہ ایک دو کالم مولانا محمد علی کے خلاف مختلف ناموں اور مختلف طریقوں سے شائع ہو جاتے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ کبھی عبداللہ صاحب کے نام سے کوئی مضمون شائع ہوتا ہے اور کبھی دفتر اہل حدیث کے کلرک حافظ محمد ابراہیم صاحب کے نام سے کوئی تحریر شائع کی جاتی ہے۔ اور مجھے تو اس کے ماننے میں بھی تامل ہے کہ وہ مراسلات وہیں سے اور مقام سے جاتی ہوں۔ بہت ممکن ہے کہ [illegible] ناموں سے مضامین لکھنے کی اجازت لے لی گئی ہو۔

بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ "زمیندار میں جب کبھی کسی صوفی کے خلاف کوئی مضمون شائع ہوتا ہے" تو خاتمہ اس پر ہوتا ہے کہ پیر صاحب فلاں [illegible] سے بھاگ گئے یا پیر صاحب کا فلاں عورت سے ناجائز تعلق تھا۔ میں نے جب زمیندار کے کئی مہینے کے فائل پر نظر ڈالی تو میری حیرت و [illegible] کی کوئی انتہا نہ رہی، جب مجھے کوئی دوسرا واقعہ کسی پیر کے خلاف [illegible] کے علاوہ نہ ملا۔ معلوم ہوتا ہے کہ واقعات تصنیف کر لئے جاتے ہیں [illegible] جو اپنا شن اخبار زمیندار کے انکار و عداوت کے ذریعہ [illegible] رہا ہے۔

بہرحال اگر میرا انکار و عداوت چاہیں تو میں ان کو دہلی رہنے دے [illegible] کی تصویر دکھاؤں، جو اس وقت بدنصیب مسلمانوں کی [illegible] ممتاز عہدوں پر سرفراز ہیں مانیں [illegible] تو کھلا ہوا آنکھیں دشمنی ہوئی، چہرہ [illegible]

[illegible] اکبر شام کو پڑھا ضرور رہتا ہے۔ یو پی کے رہنے والے ہیں، دس سال سے زیادہ عرصہ سے دہلی میں مقیم ہیں۔ پان بہت کھاتے ہیں۔ لیڈروں اور دوستوں کے دستر خوان کے ریزہ چین ہیں۔ صورت نہایت مسکین ہے۔ عادت نہایت مغرورانہ ہے۔ ہمیشہ ہندوؤں میں مقبول رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ متعدد رسائل، ہفتہ وار اور روزانہ اخبارات میں کام کر چکے ہیں۔ شراب بہت کثرت سے پیتے ہیں۔ ۱۲ سال کے عرصہ میں صرف ایک دفعہ پندرہ دن کے لئے گھر گئے تھے۔ بیوی اور والدہ کے خرچ کے لئے عیاشی سے کچھ بچتا نہیں، اس لئے نہ بیوی کو دہلی لاتے ہیں اور نہ وہاں کچھ بھیجتے ہیں۔ گزشتہ سال مولانا محمد علی کے اخبار ہمدرد سے تعلق ہوا تھا، تو مولانا ممدوح نے شراب چھوڑنے کے لئے ان کے آگے ہاتھ جوڑے، وعظ کہا۔ مگر انہوں نے شراب نہ چھوڑی حتیٰ کہ مولانا کے ہاں سے بیک بینی و دو گوش نکالے گئے۔ دہلی کی بڑی بڑی طوائفوں میں آمد و رفت ہے۔ آجکل ایک طوائف سے جو ہی جمال زادے کے حسن یوسف سے لطف اندوز ہو کر عارف باللہ بننا چاہتے ہیں۔ یہ لڑکا سوداح کا ہے اور مولانا شکر یزدان میں سے ہیرا تلاش کر کے لاتے ہیں۔ میرے ہمسایہ میں رہ چکے ہیں، جب مکان چھوڑا تھا تو ہم شراب کے خالی ادھے اور دو طلائے مجلوق کی شیشیاں چھوڑ گئے تھے۔ آلہ انگیٹھا بھی منگا چکے ہیں۔ تحریک ترک موالات کی ابتدا میں میرے ساتھ جیل میں بھی رہ چکے ہیں، وہاں بھی ایک سادہ مولانا پر فدا ہو گئے تھے۔ اس کے بعد ترک موالات کے شباب کے زمانہ دوبارہ ایک سال کی قید ہوئی۔ اے کلاس میں داخل کئے گئے۔ دہلی کی خلافت کمیٹی اور کانگریس کمیٹی سے روپیہ ماہوار پورے سال بھر تک [illegible] "اور یو پی کی جیلوں میں خوشامد [illegible] کے قائم مقام بن کر جیل کی زندگی کاٹی۔ اور لکھنؤ جیل میں ایک سبزہ آغاز لڑکے پر صدہا روپے خرچ کر چکے ہیں۔ سمرنا فنڈ کا روپیہ دس ہزار کے قریب ان کے ذمہ واجب ہے جسکا یہ کوئی حساب نہ دے سکے۔ قومی ضرورت کے سلسلہ میں یہ بمبئی بھی جا چکے ہیں، جانے کے وقت صرف ایک جوڑا ساتھ تھا، بستر تک اپنا نہ تھا۔ واپسی کے وقت لوگوں نے دیکھا تو اسی روپے کے تو صرف سوٹ کیس تھے، اعلیٰ قسم کے کپڑوں اور ضروریات کے تمام سامان سے کئی بکس بھرے ہوئے تھے۔ جس کپڑے کا چسٹر بنا ہوا تھا وہ کم سے کم ۲۰ روپے گز کا تھا۔ مرحلہ بمبئی کا یہ قومی دورہ ایسا چلا کر آج وہ ان لوگوں کے منہ آتے ہیں جن کے دستر خوان کے ٹکڑے برسوں کھائے۔ ان کی زندگی کے تاریک حالات میرے پاس محفوظ ہیں، ان کی اشاعت آئندہ کسی دن پر منحصر رکھی جاتی ہے۔ اگر ضرورت ہوئی تو ان کا نام بھی بتا دیا جائیگا۔ ورنہ آئینہ تو صاف ہے، آپ خود دیکھ لیجئے۔

دوسرے لیڈر جو دہلی کے نمائندے ہیں۔

کا آخری سیڑھی پر سوراج کی ڈولی میں بیٹھکر پہنچنا چاہتے ہیں ان ہو تیو
کا حلیہ یہ ہے کہ گورا رنگ گداز جسم لمبا نوکیلا چہرہ دلفریب آنکھیں
کبھی کوٹ پتلون پہنا جاتا ہے کبھی انگرکھا اور ادیب پاجامہ اور ٹوپی
دلی کبھی گاندھی جی کے اتباع میں سراپا کھدر میں ملبوس ہو سکتے ہیں اور
کبھی ہیٹ لگا کر نکلتے ہیں تو اینگلو انڈین معلوم ہوتے ہیں ان کو لیڈری کا
اور بڑا بننے اور بڑا آدمی کہلانے کا دورہ مرگی کے دورہ سے زیادہ
تیزی سے پڑا کرتا ہے کبھی چہرہ پر ڈاڑھی ہوتی ہے کبھی ڈاڑھی مونچھ
بالکل صاف کبھی ڈاڑھی معہ زلفوں کے موجود حکومت کے خلاف اور
ہندوؤں کی موافقت میں بہت روانی کے ساتھ بولتے ہیں صرف عقل
ہی نہیں بھی جھجھاتے اچھے پڑھے لکھے آدمی ہیں مگران کی اندرونی
زندگی یہ ہے کہ بچپن میں نہایت آوارہ تھے کان کے سنہرے بندے نے
ایک خاص رعنائی پیدا کردی تھی علیگ اسکول کے رنگین صفت حلقوں
میں بہت مقبول تھے اس زمانہ میں اس قماش کے لوگ ان کے گرد
بہت رہتے تھے اور یہ اپنے حسن سے نوازتے تھے۔ مشن کالج میں داخل
ہونے پر جاسوسی کا شریفانہ شغل اختیار کیا اور [illegible] پرنسپل کی
میز کی درازوں کی تلاشی لیتے ہوئے ذلیل ہو کر نکالے گئے اور اسی سلسلہ
میں [illegible] مسٹر کمار پرڈے کے ساتھ جاسوسی کے لئے ولایت بھیجے گئے۔
جہاں سے بیرسٹر بھی ہو گئے اور سرکاری خدمت بھی انجام دی اور ایک
مغربی گالے سے ناجائز تعلقات کی یادگار چھوڑ کر دہلی واپس آئے۔
مولانا محمد علی دہلی میں نئے نئے تشریف لائے تھے جنگ بلقان شروع
ہو چکی تھی اس وقت ان کے دوست سرچارلس کلیولینڈ نے سیکرٹ فنڈ
ان کے آگے پیش کیا۔ اب کیا تھا مولانا محمد علی [illegible]
نے ان پر اس قدر بھروسہ کیا کہ یہ ان کی پرائیویٹ چٹھیاں تک پڑھ لیتے۔
کھانا کھانا بالعموم انہی کے مکان پر اور انہی کے ساتھ ہوتا۔ بالآخر مولانا
کی ناعاقبت اندیشی رنگ لائی اور نظر بندی سے پہلے سرچارلس کلیولینڈ
کا خط غلطی سے کامریڈ آفس میں تقسیم ہو گیا اور یہ مولانا محمد علی کی غلطی
تھی ورنہ تجویز تو یہ تھی مولانا کی درازوں میں سے پستول برآمد کرایا جاتا۔
اگرچہ اس خط نے مولانا محمد علی اور ان کے رفقاء کی آنکھیں کھول دیں
پوسٹ مین پر دبال آیا دونوں بھائی نظر بند ہوئے۔ کامریڈ و ہمدرد
بند ہوئے اور یہ چھٹی ایک عرصہ تک مرحوم راجہ غلام حسین کے قبضہ میں
رہی اس کے بعد مولانا شعیب صاحب قریشی کے پاس رہی اور
اسوقت چھپائیں بخنبا اس کی نقل حاصل کی جاسکتی ہے۔ علی برادران کو
نظر بند کرنے کے بعد جب اس سرکاری خدمت کا صلہ ان کے توقع
[illegible] نظر بند ہوگئیں۔ ان کا

رہنمائی کے بعد ہوم رول لیگ کا دور دورہ ہوا۔ یہ صاحب نہایت چالاکی
اور ہوشیاری سے دہلی میں اس تحریک کے روح رواں ہو گئے اور نہایت
اشتعال انگیز تقریریں حکومت کے خلاف کیں اگرچہ حکومت کے ایک افسر
نے ان کی توضیح بھی کرائی اور انہوں نے معافی بھی مانگی۔ اور مسیح الملک حکیم محمد
اجمل خاں صاحب کے دروازہ پر سجدے بھی کئے۔ بیٹھے چلاتا تھا شراب
نوشی جاری تھی باپ دادا نے جو کچھ کمایا تھا طوائفوں اور شراب خواری
اور شورہ پشت یاروں کی نذر ہوا آستیہ گرہ کے بعد ترک موالات کا
آغاز ہوا علی برادران سے حکیم اجمل خاں صاحب اور مسٹر سروجنی نائیڈو
کے بیچ میں پڑ کر معافی منگوائی مگر علی برادران کے دل آج تک صاف نہیں
ہوئے۔ مری بچھیا برہمن کے نام والی ضرب المثل صادق آئی۔ ترک
موالات کا اعلان ہوا اور ڈھائی سو روپے ماہوار کا بار کانگریس فنڈ پر ڈالا۔
جسوقت حضرت خلیفۃ المسلمین کے محل پر یونانیوں نے توپیں لگائی
تھیں اور دار الخلافہ پر اتحادیوں کی فوجیں قابض ہو چکی تھیں اور تمام
ترک احرار گرفتار کرکے مالٹا میں قید کئے جارہے تھے تو یہ درد ناک حالات
ملک و ملت رمضان کی رات میں جبکہ جاہل مسلمان تراویح میں
مصروف تھے یہ مسلمانوں کے پیشوا شغل شراب نوشی میں محو تھے گانے
کی آواز تراویح میں مخل ہوئی لوگوں نے منت عرض کیا کہ تراویح کے
بعد گانا شروع کرائیے مگر یہ فرعون صفت کب ماننے والے تھے۔ بالآخر
آتش مسلمانوں نے مکان پر سنگباری کی جب باجہ اور گانا بند ہوا۔
رات کے آخری حصہ میں سحری کھانے کے بعد جبکہ غریب مسلمان مولانا
بے نیاز کے آگے گڑگڑا کر دعائیں مانگ رہے تھے تو یہ مسلمانوں کے
پیشوا شراب کے نشہ میں لڑتے جھگڑتے گالیاں بکتے۔ طوطے مینا کی
کہانی سناتے اس حالت میں نیچے اترے کہ کسی کا پائجامہ خطا ہو گیا
تھا اور کسی کا پیشاب جاری ہو گیا تھا۔ مسجدوں میں نماز کے لئے جانے
والے مسلمانوں کو گالیاں دینی شروع کیں میں بھی بوجہ ہمسائیگی
کے غل شور کی آواز سنکر باہر آگیا اور مسلمان رہنماؤں کی ذلیل حالت
پر درد آنسو گرائے اور ان مدہوش کو زبردستی گھر میں ڈال کر واپس
آیا اس کے بعد ایک لیڈی ڈاکٹر سے منہ کالا کرکے اس کو ملازم کرایا۔
اسلامی معلومات کی یہ حالت ہے کہ کلام اللہ کی کوئی چھوٹی سی
سورت ان کو یاد نہیں نماز کے ارکان اور طریقہ پوچھیے تو سر جھکوں پر تاؤ
دینے شروع کر دیں گے۔
اب آجکل ان کا یہ شغل ہے کہ پریکٹس شروع کردی ہے [illegible]
میں ۲ ہزار روپے کے قریب ایک ہندو طائفہ کو اس حالت میں دے
چکے ہیں جبکہ بیکس اور بدنصیب اندر [illegible]
کی مادری [illegible]

[illegible] اور حق ہونے سے پہلے اسکو چلتا کردیا جاتا
[illegible] اس کا علم اس علاقہ کے
[illegible] پیشواؤں کو [illegible] حسبِ موقع میں
[illegible] اس کا جو پیہ ابھی تک نہیں ادا کیا گیا۔
[illegible] بننے والے دو مسلمان پیشواؤں کی اندرونی
[illegible] یہ بد نصیب مسلمانوں کے نمائندوں کی حالت
[illegible] کے لیڈروں کی اخلاقی حالت ابھی کو غیر مسلم
[illegible] کا پیکر مل کر راست قائم کرتی ہیں اور یہی مد
[illegible] یہ حق مسیح الملک کو خوشامد کرکے حاصل ہوگیا ہو
[illegible] کے نمائندہ نہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے نام لیڈری
[illegible] کا پٹہ لکھا جا چکا ہے یہی وہ مسلمان ہیں جنہیں مسلمانوں کو
[illegible] نہیں مگر یہ اجارہ داران لیڈری اور ٹھیکیداران پیشوائی
[illegible] کے ذریعہ مسلمانوں کو فریب دیے جاتے ہیں۔ یہ
[illegible] آج چیلنج کرتا ہوں، اور اگر خدا کو منظور ہے تو انشاء اللہ دہلی
[illegible] ہندوستان کے ان جیبی لیڈروں اور خانہ ساز پیشوائوں کے
[illegible] حالات مفصل اور باہم کروں گا۔

*

[illegible] صاحب مہر تیج بہادر سپرو کو جنرل میدان [illegible] ایک [illegible] شہرت
[illegible] نظر آتے ہیں اور جنہوں [illegible]
[illegible] غیر معمولی ذکاوت
[illegible] زیادہ بدنام ہیں اور آخر
[illegible] اور جنہوں نے [illegible]
[illegible] اس وقت بھی یہ بات بن سے زائد
[illegible] بیان کیا جاتا ہے کہ [illegible]
[illegible] ریاست کی طرف سے انکی
[illegible] سے صیانت کرنا چاہتا ہوں
[illegible] مالی ریاست کو ریاست
[illegible] سے مدد لیا جانا یہ
[illegible] سے بہتر نہیں ہو سکتے۔
[illegible]
[illegible] تفصیل سے

[illegible]

[illegible] جمال تفریح کا [illegible] نے تعمیر [illegible]

ترکیا غازی مصطفیٰ پاشا غازی، رؤف پاشا غازی کاظم قرہ بکر پاشا وغیرہ [illegible]
[illegible] کیلئے امن نہ ہو وہ مرا انصاف نہیں انصاف کا بدترین نمونہ ہیں جنہوں نے
ایسے فدائیان ملک و ملت کو محض ایک فرد واحد کی (مصطفیٰ کمال) کی خوشنودی کیلئے
انصاف نہیں کیا اسلامی انصاف کا ادعا ہو کہ وہ مسلمان ہیں، اور ان کو انصاف کے معاملے میں
اس سے بلند و برتر ہونا چاہیئے تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ بدنصیب زمین ٹرکی کو ابھی اور
خاک و خون میں ملانا ہے، اور قدرت کو منظور ہے کہ غازی مصطفیٰ کمال کے بعد کوئی دیندار
مسلمان ٹرکی کے مسلمانوں کا پیشوا ہو اور شاید بادشاہ بننے کی حسرت مصطفیٰ کمال
کے بعد بھی وہ اپنے ساتھ لیجائیں گے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں ٹرکی کے
موجودہ مصائب کو جو خارجی مصائب سے زیادہ خطرناک ہیں۔ یاد رکھیں کہ یہ وقت ٹرکی پر
بے انتہا مصائب و آلام کا گذر رہا ہے۔

جس وقت تاجدار دکن نے ہمارا [illegible] شروع کیا تھا تمام ملک کے [illegible]
مسلمانوں، سکھ، پارسیوں کی ہمدردی ان کے ساتھ تھی، اور جو تاریخی اور معرکۃ الآرا خط
انہوں نے [illegible] کے نام لکھا تھا اس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ یہ ایک مسلمان کا جواب ہے
جو خدا کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتا۔ یہ ایک خود دار اور دلیر ملک کا جواب ہے جسکا ملک جرمنی
اور فرانس سے بڑا ہے، ایمپیریل گورنمنٹ کے وفادار دوست کا جواب ہے جسکی ان سے
[illegible] انڈیشی اور بے اعتمادی اور ضرورت سے زیادہ
[illegible] کی محبت نے آج یہ [illegible] واپسی تو ملک میں خود مالک محروسہ میں انکے
اختیارات پر ایک کاری ضرب لگائی گئی۔

جب حیدرآباد میں وزارتیں تبدیل [illegible] رہی تھیں تو ریاستوں کے پالیٹکس پر نظر
رکھنے والوں نے اسی وقت کہہ دیا تھا کہ خدا خیر کرے [illegible] اور افسوس کہ آج انکی اور [illegible]
[illegible] وقت ڈیلی میل کے نامہ نگار کی [illegible] شائع ہوئی تھی تو ہم نے اسی وقت کہا تھا
[illegible] ظاہر نہیں نظر آتی۔ ڈیلی میل کے نمائندے کے جواب میں
حکومت ہند [illegible] مگر اعلیٰ حضرت تاجدار دکن کا ایک فرمان صحیفہ میں شائع ہوا
جسکو پڑھنے کے بعد بے ساختہ [illegible] بے اختیار یہ ایک سرد آہ کھینچی کہ اس میں اور
دستبرداری میں کیا فرق ہے؟

اعلیٰ حضرت کی شخصیت حیدرآباد کیلئے بالکل ایسی ثابت ہوئی جیسی مغلوں کی سلطنت
کے لئے بیرم خان ترکمان تھا کہ مغل سلطنت کی بنیاد پر مستحکم کر گیا، مگر نتیجہ [illegible] اور
انجام بہت ہی تلخ ہوا۔ اعلیٰ حضرت کے [illegible] میدان کی [illegible] اعلیٰ حضرت
نے پبلک [illegible] کا اتنا کام کیا کہ ان سے پہلے کسی نظام نے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] نعمت نہ ہوگی۔

1(12



قیمت فی پرچہ دو آنہ

ایک مذہبی تبلیغی، اصلاحی رسالہ، اسلامی تعلیمات اور روحانی تسلی و تسکین کا

ہر انگریزی مہینے کی آٹھ تاریخ کو پابندی سے ... شائع ہوتا

ایڈیٹر

مشاہیر اہل قلم کی تصانیف

[illegible] سے پہلے اور شب عروسی کے بعد

[illegible] شب عروسی سے [illegible] اور [illegible]
[illegible] واقف ہونا نہایت ہی ضروری ہے [illegible]
[illegible] ضروری ہے اس مقصد کے لئے
[illegible] کتاب [illegible] زندگی کو رکیت بنا دیگی یہ کتاب [illegible]
[illegible] جس سے دنیا بالکل ناواقف ہو سکتا ہے [illegible]
[illegible] پوشیدہ راز حل ہوتا ہے [illegible] بڑے بڑے تجربہ کار بھی
[illegible] کے بعد باغ حسن کی [illegible]
[illegible] کتاب [illegible] کی ضرورت نہ رہیگی اس کتاب کی
[illegible] دونوں سے بالکل بے نیاز کر دیگی غرضیکہ اس فن میں یہ سب سے پہلی اور
[illegible] کتاب ہے اگر کوئی شخص [illegible] متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے اپنی زندگی
وقف کر دے اور اسکی عمر بھی پانچسو سال سے کم نہ ہو تب بھی ایسی کتاب تیار ہونا دشوار ہے اس
کتاب کی فہرست مضامین کی دو سو سطر [illegible] کو درج کیا جائے تو ایسے ایسے چار صفحہ درکار
[illegible] کتاب [illegible] ضروری ہے ورنہ وہ مرتے دم تک [illegible]
[illegible] نہ اٹھا سکیں گے یہ بالکل نئی تصنیف ہے جو پہلی مرتبہ شائع ہوئی ہے چھپکر تیار ہو گئی ہے
[illegible] قیمت ایک روپیہ چار آنے (عہ)

غیر شادی شدہ اشخاص نہ منگائیں

درحقیقت یہ کتاب میاں بیوی [illegible] احباب کیلئے لکھی گئی ہے لیکن کتاب ایسی
دلچسپ اور اسقدر علمی فوائد سے لبریز ہے کہ اس کتاب کا ایک ایک حرف نہایت ضروری تھا
[illegible] کتاب ہے جو اس موضوع پر لکھی گئی ہے اس میں زن و شوہر کے تعلقات [illegible]
[illegible] بہت سے لوگ اپنی بیوقوفی سے خلاف تہذیب سمجھتے ہیں بحث کی گئی ہے
[illegible] ایک شوہر اپنی بیوی کو کس طرح خوش رکھ سکتا ہے اور کس طرح اس سے
[illegible] ہو سکتا ہے یہ کتاب ان سربستہ رازوں اور لذتوں کی طرف
[illegible] شادی شدہ تجربہ کار بالکل ناواقف ہیں قیمت صرف ایک روپیہ
[illegible] اس کی [illegible] عمل کیجئے اور پھر دیکھئے کہ آپ
[illegible] آپ [illegible] کی خیر خواہی پیدا ہو جائیگی
[illegible] صاحب اور عزیز دل
[illegible] بعد ہر ایک تقریر کر سکیں گے
[illegible] دلوں کے دل پر حکومت کریگی۔

عمر خیام

[illegible] ہوئی [illegible] فلسفہ [illegible] جسکی ہر رباعی [illegible] تصویر [illegible]
کیا گیا ہو ہر رباعی میں فلسفہ و حکمت کا دریا بہا ہوا ہے۔ اس کتاب میں ہر رباعی کا ترجمہ
[illegible] میں [illegible] ہر کلام [illegible] جسکا
کاغذ سفید، شروع میں حکیم خیام کی ایک [illegible] تصویر [illegible] لطافت [illegible]

سرمد شہید

حضرت سرمد شہید کے کلام [illegible] رباعیات کا اردو ترجمہ
جس میں معرفت الٰہی کا اور تصوف [illegible] بہترین خزانہ ہو شروع
میں حضرت سرمد شہید کی سوانح عمری جن کو حضرت اورنگزیب کے حکم سے شہید کیا گیا [illegible]
شہادت [illegible] گئے ہیں لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کا کاغذ سفید قیمت بارہ آنے (۱۲؍)

خوشنما حمائل شریف مترجم

الکلیٹن خوشخط و کامل

[illegible] کلام الٰہی اور [illegible] یہ حمائل شریف خاص خوبیوں کیساتھ
بہت سی رعائتیں ملحوظ رکھکر چھاپی گئی ہے ایک آیت ان صفات کیساتھ کوئی حمائل شریف نہ
دیکھی ہوگی جو حمائلیں چھپی ہیں وہ یا تو بڑی تقطیع (سائز) ہیں کہ سفر میں ان کا ساتھ رکھنا مشکل ہے
اور یا اتنی چھوٹی ہیں کہ ان کا پڑھا جانا دقت طلب ہے اسکی تقطیع نہایت موزوں رکھی گئی ہے
کہ سفر و حضر دونوں میں پاس رہ سکتی ہے خط نہایت جلی و واضح اور جلی ہے کہ ضعیف نادر بھی بخوبی
تلاوت کر سکتے ہیں پارہ پارہ علیحدہ ہے ہر منزل پر نشان ہے زیر متن ترجمہ حضرت مولانا
اشرف علی صاحب تھانوی [illegible] ہے جو کہ نہایت معتبر اور مستند ہے حاشیہ پر مختصر مطلب
[illegible] تفسیر کبیر و ابن جریر و درمنثور، خازن، ابن کثیر، مدارک، ابن ابی حاتم، مسند
امام احمد و مرغوب القرآن . و فتح العزیز و صحاح ستہ مثل بخاری و مسلم و ترمذی وغیرہ وغیرہ سے
[illegible] کے حاشیہ پر چڑھائی گئی ہے اور اسکی تصحیح میں [illegible] اسکی صحت مطابق
مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے قرآن مجید کی گئی ہے جن حضرات نے اس کی
صحت کی ہے یا صحت کو جانچا ہے ان کے اسمائے گرامی سے آپکو تصدیق ہو جائیگی کہ یہ حمائل شریف
کیا ٹھیک ہے۔ سید [illegible] حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب [illegible] حضرت زید
صاحب [illegible] نقشبندی [illegible] حضرت مولانا شاہ
مختار احمد صاحب جانشین [illegible] صاحب قاسمی [illegible]
مولانا [illegible] صاحب مدرس [illegible] صاحب [illegible]
[illegible] مولانا عبد اللطیف صاحب [illegible]
[illegible] مولانا [illegible]
انصاری [illegible] عبد الرزاق صاحب [illegible] سلیمان صاحب [illegible] صاحب۔
چھپائی لکھائی نہایت نفیس کاغذ [illegible] مجلد [illegible] چار روپیہ (للعہ)

مولانا محمد علی کا اعلان جنگ

اور

خواجہ حسن نظامی کا بیان

الحمد للہ۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب ایڈیٹر اخبار ہمدرد نے سالہا سال کی بے چینی اور ناراضی کو جسے اس وجہ سے کہ عام طور پر مسلمان میرے ہمخیال ہیں چھپائے رکھتے تھے آج مجبوراً ظاہر کر دیا اور ۱۷ نومبر سے اپنے اخبار ہمدرد میں میرے خلاف اعلان جنگ فرما دیا۔

مجھے اس اعلان جنگ پر خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ حضرت مولانا نے جس چیز کو سالہا سال سے اپنے دل میں پوشیدہ رکھ چھوڑا تھا اور جس کو مخفی رکھنے کے لئے ان کو بہت زیادہ مخلصانہ اور بے تپاک ظاہرداری میرے ساتھ برتنی پڑتی تھی آج اُس کا پردہ فاش ہو گیا اب وہ بناوٹی میل کریں گے اور نہ مجھے ان کے ظاہر و باطن کا فرق معلوم کرنے کی کوشش کرنی پڑے گی۔

میں اس بات کو برسوں سے محسوس کر رہا تھا کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب میرے تبلیغی کام سے از حد ناراض ہیں۔ اور ان کی ناراضی کئی وجہ سے تھی ایک تو اس لئے کہ وہ اشدھی اور تبلیغ کی تحریکوں کو ہندوستان کے مقاصد آزادی کے لئے مخدوش سمجھتے تھے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ ان کو سیاسی مفاد کا مذہبی مفاد سے زیادہ خیال تھا۔ اگرچہ چند سال سے انہوں نے اپنی صورت و سیرت مذہبی بنا لی ہے لیکن درحقیقت ان کے اقوال اور ان کے افعال اور ان کی تحریرات سے کبھی ثابت نہیں ہوا کہ وہ مذہب کو سیاسیات پر مقدم رکھتے ہیں۔ انہوں نے اور ان کی پارٹی نے ہر بات میں شروع سے آجتک سیاسی ضرورتوں کو اسلام کی مذہبی ضرورتوں پر مقدم سمجھنے کی کوشش کی اور چونکہ میں اول دن سے آجتک مذہب کو سیاست پر مقدم رکھنے کی کوشش کرتا تھا اس واسطے وہ ہمیشہ دل ہی دل میں ناراض ہوتے تھے اور موقع ڈھونڈتے تھے کہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں کی نظروں سے گرائیں اور اپنی سیاست کی سڑک کو ایک مذہبی روڑے سے صاف کر دیں۔

تیسری وجہ یہ تھی کہ حضرت مولانا کسی دوسرے مسلمان کا یا کسی دوسرے ہندو کا رسوخ نہیں دیکھ سکتے۔ سیاسی آدمیوں کی طرح ہمیشہ ان کی خواہش رہتی ہے کہ کوئی آدمی ان کے مقابلہ میں زیادہ ہر دلعزیز دیکھا جائے چنانچہ مولانا ابو الکلام صاحب اور مولانا ظفر علی خاں صاحب وغیرہ بزرگوں سے اسی لئے ناراض رہتے ہیں کہ ان دونوں کا رسوخ [illegible]

[illegible]

پست اور زیر کرنے کی شاندار کوششیں کی تھیں۔

اور تو سب اپنی جگہ ہے مولانا محمد علی اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا عبدالباری صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بڑھتے ہوئے رسوخ کو بھی نہ دیکھ سکے اور جن پیر و مرشد نے علی برادران کو مسٹر سے مولانا بنا دیا تھا اور ہر موقعہ پر اندرونی طور سے ہزار درجے کے سلوک کئے گئے تھے آخر وقت پر اپنی پیر و مرشد کے خلاف انہوں نے اعلان جنگ کر دیا تھا اور مجبوراً پیر صاحب نے بھی ان کو عاق کر دیا اور مردود طریقت بنا دیا تھا۔

اپنے پیر و مرشد سے اعلان جنگ کرنا بھی محض دو وجہ سے تھا ایک وہی بنیادی چیز جس کو میں نے اوپر بیان کیا ہے کہ مولانا محمد علی سیاست کو مذہب سے مقدم رکھنا چاہتے ہیں اور چونکہ مولانا عبدالباری صاحب مذہبی آدمی ہونے کے سبب سیاست کو موخر اور مذہب کو مقدم رکھتے تھے اس واسطے مولانا محمد علی ان کے بھی مخالف ہو گئے اور دوسری وجہ محض یہ تھی کہ مولانا عبدالباری صاحب کا عروج اور رسوخ ان سے نہ دیکھا جاتا تھا۔

یہاں تک کہ ڈاکٹر انصاری صاحب اور حکیم اجمل خاں صاحب کے عروج اور رسوخ کو بھی یہ حسد اور رشک کی نظر سے دیکھتے تھے اور دیکھتے ہیں اور جب ڈاکٹر انصاری صاحب نے ان کی مرضی کے خلاف پنڈت موتی لال نہرو کی طرف اپنے میلان کا اظہار کیا تو دبی زبان سے انہوں نے ڈاکٹر انصاری کی مخالفت بھی شروع کر دی۔

اور یہ رشک و حسد محض مسلمانوں ہی کے ساتھ نہیں ہے بلکہ ان کو ہندوؤں کے ساتھ بھی ہے جس کے طفیل ان کی عزت بڑھی یعنی مہاتما گاندھی اور پنڈت موتی لال نہرو کے عروج اور رسوخ کو بھی یہ نہ دیکھ سکے اور ان کی مخالفت علانیہ کہا اور لکھا۔

میرا یہ کہنا کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب کو مذہب پیارا نہیں بلکہ سیاست پیاری ہے کچھ الزام و بہتان نہیں ہے بلکہ [illegible] بیان کر سکتا ہوں اگر پڑھنے والے صفحہ کو [illegible] شروع سے آخر تک ایک نظر ڈال جائیں تو [illegible] ہو جائیگا مجھے میرے ثابت ہوگا کہ انہوں نے خود [illegible] کوشش کی [illegible]

[illegible]

[illegible] ہیں انہی کے خیالات کی پیروی [illegible] جیسے مخالف اسلام ہندو کو بعض [illegible] کے کتر پر چڑھا دیا تھا اور جنہوں نے [illegible] وقت بیان شائع کیا تھا کہ قصور وار مسلمان [illegible] نے ہندو عورتوں کی چھاتیوں میں چھریاں ماریں اور انہی [illegible] کی وجہ سے بہت سے بے گناہ مسلمان جیل خانہ بھیج دیئے گئے [illegible] ہندوستان اور بیرون ہندوستان میں مسلمانوں کی بدنامی اور [illegible] حالانکہ یہ واقعہ محض غلط تھا اور مسلمانوں نے کسی ہندو عورت کی [illegible] چھاتی کاٹی تھی اس واسطے میں اسی دن خود حضرت مولانا محمد علی کے [illegible] حاضر ہوا اور میں نے نہایت ادب کے ساتھ عرض کیا کہ آپ کی [illegible] اطلاع صحیح نہیں ہے کسی مسلمان نے کسی ہندو عورت کی چھاتی نہیں کاٹی [illegible] بیان سے میرے دلی شہر کے بھائی بے گناہ پھنس جائینگے اور بہت [illegible] پھنس چکے ہیں اور مسلمانوں کے گھروں میں ان کی عورتیں اور بچے رو رہے ہیں اور اپنے وارثوں کی گرفتاری سے پریشان حال ہیں تو اس کے جواب میں مولانا نے ارشاد فرمایا کہ میری تحقیق یہی ہے۔ میں خود اسپتال میں جا کر نہیں دیکھ سکتا کیونکہ بیمار ہوں لیکن مجھے بتلایا گیا ہے کہ اسپتال میں ایسی ہندو عورتیں موجود ہیں جن کی چھاتیاں مسلمانوں نے کاٹیں۔

غرض مولانا محمد علی صاحب نے دمیرے بیان کی تحقیقات کی نہ اپنے بیان کی تردید کی اور نہ دہلی کے مسلمانوں کو اس مصیبت میں کچھ امداد پہنچائی اور نہ ان مسلمانوں کی تعریف کی جنہوں نے انجمن اسلامیہ بنا کر دہلی کے مسلمانوں کو سہارا دیا تھا کیونکہ انجمن اسلامیہ میں وہ مسلمان کام کر رہے تھے جن کا عروج اور رسوخ مولانا محمد علی صاحب کو ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا اور جن میں سے حضرت مولانا سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی کے خلاف تو مولانا محمد علی صاحب نے اپنی تمام طاقتیں خرچ کر دی تھیں اور کوئی دقیقہ امام صاحب کو رسوا اور بدنام کرنے کا باقی نہ چھوڑا تھا کیونکہ مولانا محمد علی صاحب دیکھتے تھے کہ میں دہلی میں آکر آباد ہوا ہوں اور یہاں تو میرا رسوخ پیدا نہیں ہوا اس واسطے دہلی کے ایک بارسوخ مسلمان کی [illegible] کر اپنے سر پر رکھ لوں تاکہ مجھے دہلی میں پاؤں جمانے کا موقع مل جائے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

بہرحال مولانا محمد علی صاحب نے میرے خلاف جو اعلان جنگ کیا [illegible] اس پر یقینا خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کیونکہ یہ اعلان جنگ دودھ [illegible] پانی کو پانی کر کے دکھا دے گا۔

[illegible] اعلان جنگ ہوا میں دہلی میں موجود نہ تھا کیونکہ ۱۸ نومبر کی [illegible] گیا تھا اور ۲۱ نومبر کو ایک بجے دہلی واپس آیا اور یہاں آکر [illegible] معلوم ہوا کہ کئی دن سے میرے اوپر ہندو اخبار سے [illegible] کہا کہ فوراً اس کا جواب شائع کر دوں مگر [illegible] میں مبتلا تھا اس واسطے [illegible] مقدم سمجھا

اور مولانا کی گوہر باری [illegible] جواب دو یا اس کے [illegible] تھا کہ مولانا اگر جو کچھ لکھنا ہو وہ سب لکھ لیں تب جواب لکھوں کیونکہ میں تو اس لڑائی کو جاری رکھنا نہیں چاہتا تھا مجھے تبلیغی کام کرنا ہے اور اس سے مجھے ایک منٹ کی بھی فرصت نہیں ملتی۔ مولانا تو یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح میں تبلیغ کا کام چھوڑ دوں اور ان کے محبوب و مطلوب ہندو دوستوں کو اطمینان کی نیند سونے دوں۔ چنانچہ حضرت مولانا پہلے تو بطور خوش طبعی کے جب مجھے دیکھتے تھے تو ہنس کر فرماتے تھے کہ آئیے خواجہ تبلیغ کے راجہ۔ اصحاب گوہر باری کے مضامین میں اس لفظ کو جگہ جگہ بطور طعن کے استعمال فرمایا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مولانا میرے تبلیغی کاموں کو نہایت ناپسند فرماتے تھے اور اس اعلان جنگ کی اصل اور بنیادی وجہ یہی تھی کہ کسی بہانہ اور حیلہ سے حسن نظامی مسلمانوں میں بدنام ہو جائے اور حسن نظامی کا تبلیغی کام رک جائے۔

اس اعلان جنگ کی نسبت دہلی میں مختلف چرچے ہو رہے ہیں کوئی کہتا ہے کہ چونکہ حسن نظامی نے سیاست پٹیالہ کی مخالفت کی تھی اور پٹیالہ میں فساد اور اتفاق کی بندشوں کی خبر سنکر مہاراجہ پٹیالہ کو الٹی میٹم دے دیا تھا اس واسطے گورنمنٹ پٹیالہ نے در پردہ مولانا محمد علی کو متوجہ کر کے حسن نظامی کی مخالفت پر آمادہ کر دیا ہے۔ اور کوئی کہتا ہے کہ آریہ سماج نے مولانا محمد علی کو ایک معقول رقم دی ہے تاکہ حسن نظامی کا تبلیغی کام مولانا کے ہاتھوں پامال کرا دیا جائے اور زیادہ آدمی یہ کہتے ہیں کہ مولانا محمد علی کو اعلیٰ حضرت حضور نظام سے کچھ حاصل کرنے کی توقع ہے۔ اس واسطے انہوں نے یہ اعلان جنگ کیا ہے۔

مگر میں ان میں سے کسی افواہ کو بھی سچا نہیں کہتا۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ انہوں نے محض تبلیغ کی دیرینہ عداوت کے سبب یہ مخالفت شروع کی ہے اور چونکہ ان کو میرا رسوخ اور ہر دلعزیزی ہر سال سے سوا ہوتی معلوم ہوتی تھی اور کوئی موقع مخالفت کرنے کا اور بدنام کرنے کا نظر آتا تھا اس واسطے انہوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔

مجھ سے کہا جاتا ہے کہ آپ مولانا محمد علی سے جنگ کریں گے یا نہیں؟ تو میں جواب دیتا ہوں کہ جس طرح آج تک میں نے آریہ سماج کے حملوں سے اسلام کو اور مسلمانوں کو بچانے کی کوشش کی اور خود آریہ سماج پر کوئی حملہ نہیں کیا اسی طرح سے میں صرف مولانا محمد علی کے الزامات کا جواب تو دوں گا مگر میرا ارادہ ان سے مسلسل بحث مباحثہ اور لڑائی جھگڑے کا نہیں ہے کیونکہ میں مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی کو مسلمانوں کے لئے زہر قاتل سمجھتا ہوں اور میری تبلیغ کا بنیادی اصول یہ ہے کہ مسلمانوں کے لڑنے والے فرقوں کو لڑائی سے باز رکھنے کی کوشش کروں اور ان کو یکسوئی اور اتحاد سکھا کر ملاؤں۔ اس واسطے میں مولانا محمد علی صاحب سے لڑنا اور اس لڑائی کو جاری رکھنا قطعی نہیں چاہتا۔ اگرچہ مولانا محمد علی سے لڑنے میں میری عزت ہے کیونکہ مولانا بخیال خود ہندوستان کے سب سے بڑے مسلمان لیڈر ہیں اور میں سب سے چھوٹے درجہ کا معمولی مسلمان ہوں۔ پس اگر مولانا کو میرے مقابلہ میں شکست ہوئی تو ان کی ساری لیڈری کا بھی خاتمہ ہو جائے [illegible]

[illegible] مسلمان بھائی ہو۔

مگر معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے میرے خلاف اعلان جنگ کر دیا مگر وہ دل ہی دل میں پریشان ہو رہے ہیں کہ دیکھئے کیا نتیجہ ہو اور حسن نظامی مقابلہ میں کس قسم کے ہتھیار چلائے۔ اسی واسطے حضرت مولانا نے اخباری مضامین سے ۱۹ نومبر کو جمعہ کے وقت جامع مسجد دہلی میں لوگوں کے سامنے پیش بندی شروع کر دی اور فرمانے لگے کہ خدا نے تمام گزشتہ قومی اور اسلامی گناہوں کو گن گن کر سنایا کہ تم سے میرے خلاف یہ کہا گیا اس لئے میں تم سب کے سامنے ان گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔

مجھے اس خبر سے بہت خوشی ہوئی کہ میری وجہ سے حضرت مولانا کو اپنی خطاؤں اور گناہوں کا خیال تو آیا اور انہوں نے خدا کے گھر میں جا کر توبہ کر لی۔ سوائے شردھانند تو اس کو مولانا کی شدھی کہیں گے۔ کیونکہ شدھی کے معنی پاک کرنے کے ہیں لیکن میں تو نہایت ادب کے ساتھ یہی کہوں گا کہ الحمد للہ الحمد للہ کہ حسن نظامی کی لڑائی کے طفیل حضرت مولانا نے اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا۔ اور توبہ بھی کر لی۔

اگر میں لڑنا چاہتا تو مولانا محمد علی صاحب سے اس وقت لڑتا جبکہ مولانا نے دہلی کی ملاپ کانفرنس میں مالوی جی ـ لالہ لاجپت رائے جی اور نہرو جی اور سب ہندو مسلمان لیڈروں کے سامنے ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے ان الفاظ کے ذریعہ اسلام کے دل و جگر پر چھریاں چلائی تھیں کہ۔

"اگر ہندو کعبہ کی بے حرمتی کریں، اور اگر ہندو قرآن شریف کے ٹھوکر ماریں، اور اگر ہندو مولانا محمد علی کی اہلیہ کی بے حرمتی کریں تب بھی محمد علی ہندوؤں پر ہاتھ نہ اٹھائیگا۔"

یہ الفاظ ہر مسلمان کے دل پر تیر ہو کر لگے اور مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے پنڈت موتی لال نہرو اور مسز سروجنی نائیڈو کی موجودگی میں چپکے سے مولانا محمد علی کے قریب جا کر عرض کیا کہ وہ ان الفاظ کی تلافی کر دیں کیونکہ مسلمانوں کو ان الفاظ سے بہت سخت صدمہ ہوا ہے مگر مولانا نے نہایت سخت اور کرخت لہجہ میں جواب دیا کہ

"میں تو یہی کہوں گا اور اسی طرح کہونگا"

اگرچہ مسز سروجنی نائیڈو نے بھی اسی وقت میرے سامنے مولانا کو سمجھایا کہ خواجہ صاحب تمہارے ہی فائدہ کی بات کہتے ہیں مگر مولانا کا غصہ بڑھتا ہی گیا اور انہوں نے تلافی کو ہرگز منظور نہ کیا۔

پس اگر میں مولانا سے لڑنا چاہتا تو ان ہی فقروں کی بنیاد پر ایسا ہو سکتا تھا کہ مولانا کی ساری لیڈری خاک میں مل جاتی مگر میں نے محض باہمی خانہ جنگی کے خیال سے اس کو کافی سمجھا کہ زبانی عرض کر دوں اور دوسری میں مختصر طور سے اس کا ذکر لکھ دوں تا کہ بات کو زیادہ نہ بڑھاؤں۔

اگر میں لڑنا چاہتا تو مولانا محمد علی صاحب سے اس بیان پر لڑ سکتا تھا جو انہوں نے میرے خلاف اور میرے رسالہ [illegible] اسلام اور تبلیغ [illegible] مگر میں نے محض [illegible]

[illegible]

مولانا نے [illegible]

مولانا بھی آپ [illegible] بڑی وجاہت [illegible] مجھے با حیثیت [illegible] سے مقابلہ [illegible] کا مسلمانوں [illegible] کسی قسم کی [illegible]

اور جب میں نے یہ خبر سنی اور خود مولانا محمد علی سے اس کی بابت [illegible] کی تو مولانا سراسیمہ سے ہو گئے اور فرمانے لگے کہ میں نے [illegible] کی نسبت یہ کہا تھا آپ کی نسبت نہیں کہا لیکن یہ [illegible] سے معلوم ہوئی تھی کہ میں نے مولانا محمد علی کے جواب کو [illegible] مولانا کی اس حرکت کو جو وہ اسلام کے ایک بڑے دشمن کے سامنے سب مسلمانوں کو ذلیل کرنے کی حرکت تھی محض اس وجہ سے معاف کر دیا کہ مولانا سے لڑائی نہ ہو جائے کیونکہ میں مسلمانوں کی خانہ جنگی کو اسلام کے سب سے بڑا جرم سمجھتا تھا اور سمجھتا ہوں۔

مولانا محمد علی کے اعلان جنگ کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ میں نے ان کے موجودہ حریف مولانا ظفر علی خاں صاحب سے اتنی جلدی صلح کیوں کر لی؟ اور ان کی صف میں کھڑے ہو کر مولوی ظفر علی خاں صاحب پر تیر اندازی کیوں نہ کرتا رہا؟ چنانچہ مولانا محمد علی نے اس اعلان جنگ سے پہلے میرے کئی دوستوں سے اس کی شکایت کی اور مولانا [illegible] صاحب اور مولانا ضیاء الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف [illegible] نے جو مولانا محمد علی کے مہمان تھے خود مجھ سے شکایت کی کہ ظفر علی خاں صاحب سے آپ کی صلح فلاں [illegible] ہے۔

میں اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ مولانا محمد علی صاحب کو جلال آیا ہے اور وہ اس صلح سے بہت ناراض ہیں اور سوچ رہے ہیں کہ میرے خلاف اعلان جنگ کرنے کے لئے کونسی بات کو بہانہ بنائیں اور اسی واسطے جب میں نے یہ سنا کہ تہذیب واکر کا خط اشاعت کے لئے ان کے پاس آیا ہے تو میں خود مولانا محمد علی کے پاس چلا گیا اور ان کو خط کی تمام حقیقت سمجھائی تاکہ وہ اس خط کو اعلان جنگ کا بہانہ نہ بنائیں ورنہ مجھ کو اس کی اشاعت کا ذرا خوف نہ تھا کیونکہ مولانا محمد علی کے پاس جو خط بھیجا گیا ہے اس سے پندرہ روز پہلے [illegible] پریس کے مالک شیخ فضل حسین صاحب کے پاس تہذیب واکر صاحب نے ان کے پریس میں چھاپنے کے لئے یہ خط بھیجا تھا اور چونکہ شیخ فضل حسین صاحب میرے [illegible] ہیں اس واسطے وہ خود میرے پاس [illegible] اور مجھ سے دریافت کیا کہ اس قسم کا لیٹر میرے پاس آیا ہے [illegible] میں نے شیخ فضل حسین صاحب سے کہا کہ آپ [illegible] چھاپ دیں [illegible]

[illegible]

[illegible] میں نے

[illegible] کا نام نہ

[illegible] کو خوفناک کہا نے

[illegible] پر جمع کر دینے ضروری سمجھتے تھے

[illegible] بیت ہی نہیں لکھا اس لئے شیخ فضل حسین کو

[illegible] کہ اس کو جواب دیں۔ مولانا محمد علی کے پاس خود جانا

[illegible] اشاعت سے باز رکھنے کی کوشش کرنا اس لئے نہیں

[illegible] خطرناک سمجھتا تھا بلکہ اس لئے تھا کہ میں مولانا محمد علی

[illegible] مسلمانوں کی خانہ جنگی بڑھانا اور خود اس آگ میں

[illegible] مسلمانوں کی موجودہ حالت کے لئے خطرناک سمجھتا تھا۔

[illegible] میں لکھا ہے اللہم اعز عزیز قوم ذل عزت کرو قوم

[illegible] جس کی عزت سلب کی گئی ہو مولانا محمد علی مجھے اس حدیث

کے مصداق نظر آتے تھے کیونکہ ان کی وہ عزت تھی کہ جب گھنٹہ گھر کے

[illegible] جہاز بنایا گیا اور میں نے دہلی شہر کی طرف سے ان کو ایڈریس

[illegible] کر سنایا تو چاندنی چوک کے بازار میں لاکھوں ہندو مسلمان ان کو

[illegible] جمع تھے اور یا ایسا انقلاب آیا کہ مولانا محمد علی کی محترمہ والدہ کا

[illegible] کے دو بجے انتقال ہوا اور رات کے دو بجے سے دن کے ۲ بجے

تک اشتہاروں اور رضاکاروں کے ذریعہ ہر ہندو مسلمان کو اطلاع

دی گئی کہ وہ جنازہ کی شرکت کے لئے آئیں مگر ڈھائی سو سے زیادہ آدمی

جمع نہ ہو سکے جن میں ہندو صرف تین تھے اور ان تین میں ایک گاندھی

[illegible]

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق مجھے ایک

[illegible] باختہ سردار قوم کے مقابلہ میں آنا اچھا نہ معلوم ہوا کیونکہ ان

کی موجودہ آبرو باختگی کا تقاضا یہ ہے کہ میں ان کی عزت کروں اور

کوئی بات ایسی نہ کروں جس سے ان کو صدمہ ہو۔

لیکن مولانا نہ مانے اور انہوں نے اعلان جنگ کر ہی دیا اب میں

[illegible] بھی کہ ان کے الزامات کا جواب دوں مگر اسی لہجہ اور انداز سے

[illegible] جو ایک سید کے لئے زیبا ہے۔ مولانا محمد علی کا طرز تحریر

[illegible] کیونکہ وہ طرز الہی کی ذات اور قومیت کو زیبا ہو چنانچہ

[illegible] اس جواب کے انداز تحریر سے خود سمجھ لینگے کہ میں نے

[illegible] کی طرح دامن پہ کوئی خانگی یا ذاتی حملہ کیا ہے نہ ایسے

[illegible] ہیں جو غیر سنجیدہ یا ناشائستہ سمجھے جائیں کیونکہ رسول اللہ

[illegible] کی حدیث میرے سامنے ہے

[illegible] نے اوپر لکھا .... کہ میں مولانا محمد علی

[illegible] چاہتا تھا اور صرف الزامات کی صفائی کرنی چاہتا تھا

[illegible] خاموش ہو جانے کا ارادہ ہے۔ لیکن اگر

[illegible] ساتھ اپنی موجودہ حرکات سے باز نہ آئے

[illegible] ختم نہ کیا ہو تو مجھا [illegible] سامنے

[illegible] کہ مولانا محمد علی

اور ان کے [illegible]

کامل مولانا کو سمجھ ہوتی اور کوئی اہل بصیرت [illegible]

کرتے جو ان کو مولانا کی موجودہ طاقت سے آگاہ کر دیتا [illegible]

مغالطہ ہو گیا ہے کہ میں اب بھی وہی ہوں جو پہلے تھا اس لئے جدھر جھکوں

گا اور جو لکھوں گا تمام ہندوستان سر جھکا کر اس کو قبول کر لیگا۔ مگر حضرت

مولانا کو معلوم ہو کہ موسم بدل گیا ہے خود ان کے گھر میں بھی سب لوگ

ان کے ہم خیال نہیں ہیں تو پھر باہر کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

حضرت مولانا کے اعلان جنگ کی تحریرات میں بار بار اس لفظ کی تکرار

ہے کہ وہ میری خواجگی اور برتری کو مٹانے کے لئے میدان میں آئے ہیں اور

انہوں نے غالباً رات کو پلنگ پر لیٹ کر یہ تصور باندھ لیا ہوگا کہ بس میرے

کہنے کی دیر ہے اور حسن نظامی کی خواجگی اور برتری کے ٹکڑے میدان پر نظر آئیں گے

مگر مولانا کو معلوم ہونا چاہئے کہ دنیا میں دوسروں کی سعی کے بغیر ہر شخص

کی عزت اور ہر شخص کی ذلت خود بخود فنا ہوتی رہتی ہے۔ سورج نکلتا ہے تو

رات کی عزت ختم ہو جاتی ہے۔ سورج چھپتا ہے تو دن کی عزت کا خاتمہ

ہو جاتا ہے۔ دنیا میں کس کی عزت رہی ہے جو میری عزت رہ جائے گی جب

گاندھی جی اور علی برادران کا عروج ختم ہو گیا جس کی دھاک سے دنیا گونج

رہی تھی تو پھر ایک معمولی آدمی حسن نظامی اپنی چند روزہ واہ واہ پر گھمنڈ

کرے تو یہ اس کی نادانی اور بے عقلی ہوگی۔ یہ غرور تو مولانا ہی کو مبارک

رہے کہ ہر شخص جلسہ میں ان کو آتا دیکھتے ہی بے اختیار کہتا ہے کہ "وہ آئے

مولانا جیندہ"۔ مگر پھر بھی مولانا محمد علی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ دنیا اب

تک ان کی غلامی میں دست بستہ حاضر ہے۔

حضرت مولانا اپنی زبان اور اپنے قلم کے ارمان حسن نظامی کی مخالفت

میں اچھی طرح نکال لیں انہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ ان کی کوشش سے

حسن نظامی کی خواجگی اور برتری مٹی یا نہیں جس کا مولانا کو بہت فکر

ہے اور یہ بھی دیکھ لیں کہ حسن نظامی کی کتابوں کا بکنا بند ہوا یا نہیں

اور اس کے ساتھ منسوب اخباروں اور رسالوں کی خریداری مسلمانوں

نے چھوڑی یا نہیں؟ جس کو مولانا نے اپنے مضامین میں نہایت رشک

و حسد کے ساتھ لکھا ہے اور وہ یہ بھی دیکھ لیں کہ ان کے قول کے بموجب

"حسن نظامی کے تبلیغی دام" سے مسلمان رہا ہونا چاہتے ہیں یا نہیں؟

مگر مولانا کے دل کو ابھی سے دھڑکا ہے۔ اور وہ فکر میں ہیں کہ دیکھئے

میری بات کا اثر مسلمانوں پر ہوتا ہے یا نہیں؟ چنانچہ اس سلسلۂ مضامین

میں ان کے دل کی یہ گھبراہٹ قلم کی زبان پر آ گئی ہے۔ ایک جگہ لکھتے

ہیں کہ مسلمان ایسے احمق ہیں کہ میری بات نہ مانیں گے اور حسن نظامی کی

گرویدگی ترک نہ کریں گے۔

مولانا کی شان رشک و حسد بالاتر ہونی چاہئے ان کو مسلمانوں کے

کی خصوصاً اپنے مددگار اور رفیق کار لوگوں کی ہر دلعزیزی اور ترقی سے

بجائے حسد کے خوش ہونا چاہئے۔ ہم تو خیر ان کے خیال میں بہت

بڑا لیڈر ہوں مگر مولانا مظہر الدین صاحب ایڈیٹر الامان تو ان کے جاں نثار

ہیں۔ شروع سے آج تک مولانا کی ہر خدمت کے لئے اور ہر حیثیت سے

[illegible]

پہلے بھیڑیئے ہرسوں کی طرح آگے آگے چلتے ہیں۔ اور جنہوں نے
مولانا محمد علی کا یہ خلاف اعلان جنگ سنتے ہی غیرکوشش کی فرد تعمیل اور
ختم کردی اور فوراً دہلی تشریف لے گئے اور فوراً ایک مورچہ تیار کرکے مولانا
محمد علی کی ہراول کی حیثیت میں اپنے الامان کے ذریعہ پر گولہ باری شروع
کردی۔ مگر افسوس ہے کہ ایسے فوری خلاف زاد جان نثار وفادار رفیق کا
احترام مظہرالدین کی ہردلعزیزی بھی آپ کو گوارا نہیں ہے چنانچہ آپ نے خود
مجھ سے فرمایا کہ میں نے سوامی شردھانند کے سامنے تم کو نہیں مظہرالدین
کو برا کہا تھا۔ اور اب جبکہ اخبار الامان پر ایک مذہبی فتوی شائع کرنے
کے جرم میں دہلی گورنمنٹ نے مقدمہ چلایا تو میں نے جو مولانا مظہرالدین
کی نگاہوں میں ہمیشہ سے معتوب تھا اور وہ اپنے اخبار میں ہمیشہ میرے
خلاف لکھتے رہتے تھے، منادی کے ذریعہ نہایت مضبوط مضامین مولانا
کی حمایت میں لکھے، اور اپنے مرید خشی شاہ نظامی سے ایک سو بیس روپے
مقدمہ کے لئے وصول کرکے مولانا مظہرالدین کی نذر کئے اور پھر واحدی صاحب
کو ہمراہ لیکر خود آپ کے یعنی مولانا محمد علی کے پاس حاضر ہوا کہ اس موقع
پر مولانا مظہرالدین کی امداد کے لئے آپ کو بھی کچھ کام کرنا چاہیئے تو آپ
نے ارشاد فرمایا کہ میں مولانا مظہرالدین کے مکان پر گیا تھا اور میں نے

اس فتوی کو دیکھا وہ فتوی نہیں ہے بلکہ ایک لغو مضمون

ہے اور مولانا مظہرالدین محض اپنی ہردلعزیزی بڑھانے کے لئے رات
دن ایسے [illegible] کام [illegible] اس واسطے میں مولانا مظہرالدین کی اس معاملہ میں کچھ بھی مدد نہ کروں گا۔
مولانا مظہرالدین اپنی خوش قسمتی پر فخر کریں یا افسوس ان کو اختیار ہے مگر مجھے مولانا
محمد علی صاحب کا یہ جواب سنکر حیرت ہوگئی۔ جب مولانا محمد علی اپنے اخص مقرب
حامیوں کی ہردلعزیزی سے رشک وحسد کرتے ہیں اور اڑے وقت پر اپنے
ماتحت کے کام نہیں آتے جو سرداروں کا شیوہ ہونا چاہیئے تو دوسرا آدمی
تو کس شمار و قطار میں ہے۔

بہر حال مجھے ثابت ہوگیا اور میں سمجھتا ہوں کہ گہری نظر سے اصلیت پر
غور کرنے والے ناظرین کو بھی اندازہ ہو گیا ہوگا کہ مولانا محمد علی صاحب نے
یہ خط محض اس وجہ سے شائع کیا ہے کہ ان کو میرا تبلیغی کام پسند نہیں ہے
اور وہ میری ہردلعزیزی سے رشک وحسد کرتے ہیں اس لئے انہوں نے اپنی
مجموعی طاقت کو آزمانے کے لئے مجھ غریب پر گولہ باری شروع کی ہے۔
ایک ہاتھی نے ناچیز چیونٹی کو اپنے پاؤں سے کچلنا چاہا ہے یقیناً چیونٹی
ہاتھی کے پاؤں کے نیچے زندہ نہیں رہ سکیگی۔ لیکن اگر ہاتھی نے چیونٹی کو حقیر
سمجھنے کے باوجود محض اس لئے کچلنا چاہا ہے کہ وہ اس کی جماعت میں چھوٹی
ہے اور سب لوگ باوجود اتنا چھوٹا ہونے کے اس کو دیکھ رہے ہیں مجھے
ہاتھی کو نہیں سمجھتے اس واسطے میں اس چیونٹی کو کچل ڈالوں گا تو بہت
جلد یہ نتیجہ ظاہر ہوگا لیکن ہاتھی اس سے غافل نہ رہے کہ چیونٹی بعض اوقات
ہاتھی کی سونڈ میں گھس جاتی ہے اور ہاتھی کو سر ٹپک ٹپک کر مرنا پڑتا ہے اور
چیونٹی کے ناک کا [illegible] مولانا نے سنا ہی ہوگا اور شاید اسی واسطے مولانا
[illegible]

[illegible]

[illegible]
جب کانفرنس [illegible]
حضور نظام سے [illegible] ایک [illegible]
پیچھا اسلامی [illegible] کا نام حکومت [illegible]
نظام کی سلطنت کو [illegible]
میں [illegible] حضور نظام [illegible]
بلکہ [illegible] ان کی [illegible] مولانا محمد علی [illegible]
حضور نظام کے خلاف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے آگے جا کر
میں جو دلیلیں میں نے بھی [illegible] وہ بالکل [illegible]
توڑ سے پاک ہیں لیکن انصاف کرنے والوں کے لئے کافی ہیں [illegible]
اسی مجھ [illegible] کہ میرا یہ خط درحقیقت حضور نظام کے مفاد سے [illegible]
اور [illegible] ان کی مخالفت سے کچھ بھی [illegible] نہ تھا۔

اس صفائی کے سلسلے میں بعض باتوں کا مجبوراً ذکر آگیا ہے
مولانا محمد علی کا بگڑنا اور ناراض ہونا لازمی ہے۔ میں نے وہ واقعات
کو بدنام کرنے کی نیت سے نہیں لکھے بلکہ اپنی صفائی کے لئے ان
ضروری اور لابدی تھا۔ تاکہ ناظرین مولانا کی تحریر اور مولانا کی عملی حا
اور اندرونی کیفیت کا اندازہ کرکے اس اعلان جنگ پر غور کرسکیں
ہم دونوں کے لئے پبلک ایک فیصلہ صادر کرسکے کہ کون حق پر ہے
ناحق پر ہے۔

اصلی الزام کا جواب

تمہید میں طوالت زیادہ ہوگئی کیونکہ
مولانا محمد علی کی نیت اور اس خط
کا مقصد صفائی سے اور وضاحت سے بیان نہ کیا جاتا تو اس وقت
ناواقف لوگ میرے جواب کا مطلب نہ سمجھ سکتے اب ان کو
تمہید کے ذریعہ مولانا محمد علی کا دلی مقصد معلوم ہوجائے گا تو [illegible]
میں آسانی ہوجائے گی۔ میرا جواب بہت طویل نہیں ہے خلاصہ جواب کا
نے اوپر لکھ دیا کہ میرا جو خط تہذیب ڈاکو سے حاصل کرکے مولانا محمد علی
نے شائع کیا ہے اور جس کو جاسوسی اور مخبری کے رنگ میں رنگا گیا
جاسوسی اور مخبری سے ذرا تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس میں ایک [illegible] خبر
اطلاع کا ٹکڑا ہے جو تہذیب ڈاکو کے بیان کے مطابق اعلیٰ حضرت
نظام کو مصیبت میں پھنسانے کے لئے کام کر رہا تھا [illegible]
کمشنر [illegible] اس شخص کی شکایت کی [illegible]
کے ذریعہ اس شخص کا [illegible] پنجاب [illegible]
مخبری اور جاسوسی کی بات نہیں تھی بلکہ ایک طرح کی [illegible]
سینکڑوں ہزاروں آدمی اپنے حکام سے [illegible]
مولانا محمد علی صاحب [illegible]
تاہم کے [illegible]
[illegible]

[illegible] اس [illegible] تحریک [illegible]
[illegible] کے لئے انہوں نے بیزار ہوں
[illegible] سوسی اور مخبری نہیں کی تھی اور

[illegible] خط بیان کیا گیا ہے اس پر مخبری [illegible] نہیں ہو سکتی۔ اگر پڑھنے والے ذرا بھی [illegible] کہ میرا چیف کمشنر کو اطلاع دینا جاسوسی [illegible] اسلامی سلطنت کو ایک غلطی سے بچانے کے لئے [illegible] اس تمام جھگڑے میں جس کو مولانا محمد علی نے چار پانچ دن [illegible] صرف تین باتیں ایسی ہیں جن پر غور کرنے سے معاملہ صاف ہو سکتا ہے۔ ایک یہ کہ میں نے چیف کمشنر دہلی کو جو اطلاع دی تھی وہ حضور نظام کی نسبت تھی یا مولانا ظفر علی خاں کی نسبت۔ دوسرے یہ کہ پان اسلامزم [illegible] والیان ریاست کے لئے ان کی مجبوریوں اور ذمہ داریوں کو ملحوظ رکھ کر علیحدہ یا مضر۔

تیسرے یہ کہ میرا یہ فعل کہ میں نے چیف کمشنر صاحب کو مولانا ظفر علی خاں کی نسبت اطلاع دی یا ان سے درخواست کی کہ وہ پنجاب گورنمنٹ کے ذریعہ ظفر علی خاں کو حضور نظام کے پاس سے علیحدہ کرا دیں جاسوسی تھی یا جاسوسی نہیں تھی۔

پس پہلی بات تو خط کی عبارت سے ظاہر ہے کہ چیف کمشنر سے مولانا ظفر علی خاں کی نسبت کہا گیا تھا حضور نظام کی بابت نہیں کہا گیا تھا کیونکہ خط میں یہ الفاظ ہیں۔

"اور نظام کو پان اسلامزم کے جو سبق دیئے جاتے تھے"

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ حضور نظام کو کسی دوسرے سبق پڑھانے والے کا ذکر ہے جو پان اسلامزم کے سبق دیتا تھا اور اسی کے خلاف کہا گیا تھا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے جیسا کہ مولانا محمد علی نے بھی کہا ہے کہ مولانا ظفر علی خاں کے خلاف بھی کیوں کہا۔ کیا یہ ایک مسلمان کے نقصان کی بات نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ میں نے مولانا ظفر علی خاں کی نسبت یہ نہیں کہا کہ وہ واجب القتل ہیں ان کو پھانسی دیدو۔ بلکہ یہ کہا کہ ان کی صحبت حضور نظام کے لئے مفید نہیں ہے۔ یہ کہنا بیشک مولانا ظفر علی خاں کے مالی مفاد کے لئے تو مضر تھا مگر ان کو اور کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ لیکن اگر ان کی صحبت کی وجہ سے حضور نظام کو نقصان پہنچ جاتا یا ان کی اسلامی سلطنت کو صدمہ [illegible] ایک شخص واحد کے ذاتی اور محض مالی نقصان سے کہیں زیادہ [illegible] ہوتا۔ اور اس سے دکن کے لاکھوں مسلمانوں کو مالی و جانی نقصان [illegible]

[illegible] بات یہ کہ پان اسلامزم تحریک اچھی چیز سمجھی اور اس [illegible] ہے یا برا۔ مولانا محمد علی فرماتے ہیں کہ یہ بہت اچھا [illegible] کو وحدت و اخوت اسلامی کے سبق دیئے جاتے [illegible] وحدت و اخوت اسلامی کی تحریک نہایت [illegible]

[illegible] تحریک ہے اور نہایت [illegible]
کو اس میں شریک ہونا اور حصہ لینا چاہئے۔

مگر اس تحریک کو آپ جیسے سیاسی لیڈروں نے [illegible] طریقہ سے دنیا کے سامنے پیش کیا کہ پان اسلامزم تحریک یورپ کی [illegible] قوموں کو خوفناک ہوا۔ اور یورپی اقوام کو کھل جانے کا موقعہ ملا [illegible] سب سے پہلے نوجوان ترکوں نے جن میں سے اکثر نماز روزہ کے تارک اور علانیہ شراب پینے والے اور اسلامی تعلیم کا مذاق اڑانے والے تھے بعض سیاسی اغراض کے لئے اس تحریک کو اپنا ہتھیار بنایا اور یورپی اقوام کو دھمکی دی کہ ہم تمام مسلمانان عالم کو تمہارے خلاف جمع کر دینگے۔

اس کے بعد ایران اور ہندوستان کے نوجوان مسلمانوں نے اس تحریک کو محض سیاسی رنگ میں چلانا چاہا۔ اس واسطے ہندوستان کی حکومت بھی اس تحریک کو بدگمانی کی نظروں سے دیکھنے لگی۔

اگر ترک اور ایرانی اور ہندوستانی مسلمان مذہبی رنگ میں اس تحریک وحدت اسلام کو چلاتے تو سب سے پہلے ان کو نماز باجماعت کی تحریک کرنی پڑتی کہ نماز باجماعت ہی اصلی بنیاد وحدت اسلامی کی ہے۔ مگر ان "روشن خیال" مسلمانوں کو جن کے ہاتھ میں یہ تحریک تھی نماز سے گھبراہٹ ہوتی تھی اور وہ اس تحریک کو مذہبی اصول پر کیونکر چلا سکتے تھے۔

مولانا محمد علی غالباً چند روز سے نماز پڑھنے لگے ہیں مگر سوائے جمعہ کے جہاں ان کو چندہ وصول کرنے کی ضرورت رہتی ہے اور بہت کم جماعت کی نماز پڑھتے ہیں بلکہ وہ نماز باجماعت کے لئے بلانے والے لوگوں کا مذاق اڑایا کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ۱۹۔ نومبر کو جامع مسجد دہلی میں میرے خلاف جو تقریر فرمائی تھی اس میں ایک الزام مجھ پر یہ بھی لگایا تھا کہ حسن نظامی اور اس کے ساتھی صبح کے وقت لوگوں کو جگاتے پھرتے ہیں کہ اٹھو نماز کے لئے اٹھو۔

اس طعن سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اخوت و وحدت اسلامی کے داعی مولانا محمد علی کے دل میں نماز باجماعت کی کس قدر وقعت ہے۔

پس جب پان اسلامزم نماز باجماعت کے بنیادی اصول سے جدا ہو کر بے نمازی اور محض سیاسی کارکنوں کے ہاتھ میں پڑی اور انہوں نے وحدت اسلام کا کام تو خاک بھی نہ کیا البتہ اس کے ذریعہ یورپین اقوام کو دھمکایا تو پان اسلامزم حکومت کی نگاہ میں نہایت خطرناک بن گئی۔

اب سوچنا کہ اگر حضور نظام کو پان اسلامزم سے کچھ دلچسپی پیدا ہونے کا شک انگریزوں کے دل میں پیدا ہو جاتا تو انگریز ان کو [illegible] دیتے اور کا اسلامی ملک حضور نظام کے قبضہ میں رہنے پاتا۔

لہذا میرا حضور نظام کو پان اسلامزم تحریک سے بچانا حضور نظام کی اصلی خیر خواہی تھی۔ اور ایک اسلامی سلطنت کو [illegible] بچانا تھا۔

اب تیسرا سوال باقی رہا کہ میرا یہ فعل جاسوسی تھا یا نہیں

اس کے لئے جاسوسی کی تعریف معلوم کرنی ہوگی کہ وہ کیا چیز [illegible]
عام طور پر جاسوسی خفیہ پولیس والوں کا کام [illegible]
کی خفیہ معلومات [illegible]

[illegible]

مگر [illegible] قومی ضروریات کے [illegible] کے پاس [illegible] میل جول [illegible] جاسوسی [illegible] مولانا [illegible] کفایت [illegible] سید [illegible] صاحب کی تمام زندگی حکام کے میل جول میں گزری ان کے [illegible] کی ہدایت کے بموجب تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی [illegible] پالیسی [illegible] رہی کہ وہ حکام سے میل جول رکھیں اور اپنی قومی ضروریات سے حکام کو آگاہ کرتے رہیں۔

مگر اس کے بعد جب ترک موالات کا دور آیا تو حکام سے ملنا جلنا قومی غداری بن گیا۔ جو شخص حکام سے میل جول رکھتا تھا اس کو جاسوس کا خطاب ملتا تھا۔ چنانچہ تارکین موالات نے اپنے خیالات کے ناموافق لوگوں کو ذلیل کرنے اور ان کی بدنامی و رسوائی بڑھانے کے لئے یہ ایک مؤثر ہتھیار بنا لیا تھا کہ جس کو بدنام کرنا ہوتا تو کہہ دیتے کہ یہ تو سرکاری جاسوس ہے۔ یہ تو مخبر ہے۔

شمس العلماء مولانا سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی جو ہمیشہ مسلمانوں کی ضروریات اور سفارشات کے لئے حکام کے پاس جاتے تھے انہی مولانا محمد علی کے ہاتھوں محض اس ہتھیار سے کہ امام صاحب جاسوس ہیں برسوں بدنام رہے۔ مگر جب مولانا محمد علی کا زور قدرت نے توڑ دیا تو مسلمانان دہلی کی آنکھیں کھلیں اور انہوں نے امام صاحب سے معافیاں مانگیں۔

میرے خلاف بھی سال ہا سال یہ مشہور رہا کہ میں سرکاری مخبر ہوں اور جب میں نے پہلی دفعہ اپنے مکان پر ٹیلیفون لگایا تو تمام دہلی میں شہرت دی گئی کہ خواجہ صاحب کو سرکار نے ٹیلیفون دیدیا ہے اور اب وہ گھر بیٹھے وائسرائے کو خبریں دیا کریں گے۔ اور جب میں نے روزانہ اخبار ریاست جاری کیا تو انہی مولانا محمد علی کی پارٹی نے افواہیں اڑائیں کہ یہ سرکاری اخبار ہے۔ اور پانچ ہزار روپے دہلی کے ڈپٹی کمشنر نے خواجہ صاحب کو دیئے ہیں لیکن جب دہلی میں پہلا ہندو مسلم فساد ہوا اور مولانا محمد علی یا ان کے معتقدین کی غلط بیانی کے سبب سینکڑوں مسلمان بے گناہ گرفتار ہو گئے اور ان پر قتل کے جرم لگائے گئے تو میں شملہ پر گیا اور وائسرائے کے پرائیویٹ سیکرٹری سے مل کر مسلمانوں کی مظلومیت دیکھیں۔ بیان کی تب دہلی کے حکام کے پاس احکام گئے اور سب ملزم جن پر قتل کے الزام تھے بری ہو گئے (اس سفر شملہ میں حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب اور حضرت مولانا احمد سعید صاحب بھی میرے ہمراہ تھے)

پس اگر حکام سے میل جول رکھنا ہی حرام ہوتا جیسا کہ مولانا محمد علی کا عقیدہ ہے تو [illegible] کتنے مسلمان [illegible] پر لٹکا دیئے جاتے۔

مگر مولانا محمد علی کو [illegible] سرکار [illegible] تو پہلی [illegible] اور [illegible] ہیں [illegible] سے [illegible]

[illegible] مسلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] جاسوس [illegible] کی [illegible] ہی [illegible] حکام سے [illegible] حکام سے ملتا ہوں۔ اگرچہ اب [illegible] نہیں رہی اور میں حکام کے پاس بہت ہی کم جاتا ہوں مگر میں حکام سے ملنا گناہ اور حرام نہیں جانتا اگر قومی مفاد کے لئے [illegible] ہو۔ [illegible] سے ملنا حرام سمجھتے ہیں مگر یہ ہیر پھیر صرف مخالفوں کے لئے ہے۔ [illegible] ہیں۔

مہاراجہ صاحب محمود آباد سر راس مسعود اور [illegible] حکام اور بالکل حکومت کے آدمی مانے جاتے ہیں۔ مگر مولانا محمد علی کے دونوں سرپرست ہیں اور [illegible] کی امداد سے مولانا کا کشکول گدائی بھرتا رہا ہے۔

ہز ہائنس سر آغا خاں خالص حکومت کے آدمی ہیں مگر خدا مولانا کو ایمان سے بتائیں کہ سر آغا خاں کی جیب ان کو کتنی مدت تک کمرہ اور قرضوں کے لئے امداد دیتی ہے۔ اور اگر نہ بتائیں تو مجھے اجازت دیں کہ میں ہی ایک ڈنکے جیسی بائیں ظاہر کر دوں!

اور مہاراجہ نابھ کے لئے تو سب کو معلوم ہے کہ مولانا محمد علی بذات خود ملنے کے سکرٹریوں کے پاس تشریف لے گئے (جس کی نسبت مولانا کو افسوس ہو کہ مہاراجہ کے آدمی نے ٹیکسی کا کرایہ بھی مولانا کو نہ دیا)

اب مولانا بتائیں کہ انہوں نے حکام سے ملاقات کیوں کی اور ایک ایسے فعل کے مرتکب کیوں ہوئے جس کو وہ حرام سمجھتے ہیں۔ اور یہ بھی بتائیں کہ ان حکام سے ملنا جاسوسی کی حد میں آتا ہے یا نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ان کی ملاقات جاسوسی کی حد میں ہرگز نہیں آتی وہ ایک حق پسند مہاراجہ کی امداد کے لئے حکام تک گئے اور انہوں نے بڑے ثواب کا کام کیا۔

مگر میں ایک اسلامی سلطنت کو خطرہ سے بچانے کے لئے حکام سے ملا اور حکام سے اس کو بچانے کی بات کہی تو جاسوس اور مخبر کہہ کر بدنام کیا۔

اب میں سب مسلمانوں اور مولانا محمد علی سے پانچ سوال کرتا ہوں۔ ہر شخص خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر اچھی طرح غور کر کے ان پانچ سوالوں کا جواب [illegible]

مولانا محمد علی سے

اور ہر مسلمان سے

پانچ سوال

(۱) کیا مولانا محمد علی یا ان کا کوئی شخص [illegible] ہے کہ [illegible]

[illegible]

(۲) [illegible]

[illegible]

[illegible] یا اور کوئی شخص حلف سے کہہ سکتا ہے کہ میں حکومت [illegible] کی مخبری کر رہا ہوں۔

[illegible] یا اور کوئی شخص حلف سے کہہ سکتا ہے کہ اس وقت [illegible] حضور نظام کی پیشی میں وہ میرے اس خط کی: جو سے پیش آئے ہیں۔

[illegible] مولانا محمد علی یا کوئی اور شخص حلف سے کہہ سکتا ہے کہ مولانا محمد علی [illegible] خلاف جن جذبات کا اظہار ہمدرد کے مضامین میں کیا ہے وہ سب اس خط کے دیکھنے سے پیدا ہوئے تھے اور پہلے سے کوئی جذبہ اشتعال ان کے دل میں میرے خلاف موجود نہ تھا۔

میرا دعویٰ ہے کہ اگر مولانا محمد علی مسلمان ہیں تو ان کا ایمان اور ان کا دل اور ان کا ضمیر لرز جائیگا اور وہ ایک بات کا اقرار بھی حلف سے نہ کر سکیں گے۔

اور کوئی مسلمان بھی جو مجھ سے مولانا کی طرح واقف ہے یہ حلف نہ اٹھا سکیگا

خط پر ایک نظر

اب ذرا اس خط پر غور کیجئے جس کو حسن نظامی کے شکار کی ٹٹی بنایا گیا ہے۔ ناظرین نے دیکھا ہوگا کہ خط ۹ اگست [illegible] کا لکھا ہوا ہے یعنی اس خط کو لکھے ہوئے پورے آٹھ سال گزر گئے۔ مگر آٹھ برس تک حضرت مولانا محمد علی اور ان کے قوت بازو ہمدرد ڈاکو حقا نے اس خط کی جاسوسی اور مخبری پر توجہ نہ کی اور اوراق دولت حضور نظام کے نقصان کا فکر نہ ہوا۔ مگر آج [illegible] میں یکایک کیا اسباب پیش آئے کہ حضرت اقدس مولانا محمد علی اور ہمدرد کو حقا کو اس خط میں زہر نظر آنے لگا۔ اگر آپ خط کو سامنے رکھکر ایک ایک حرف پر غور کریں گے تو مولانا محمد علی کے ہر الزام کی قلعی کھل جائیگی۔ خط کا پہلا فقرہ یہ ہے۔

کیا عجب ہے گورنمنٹ نے لکھا ہو

اس فقرہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حسن نظامی نے کسی سوال کا جواب دیا ہے۔ یعنی مکتوب الیہ حسن نظامی سے بذریعہ خط دریافت کرتا ہے کہ

ظفر علی خاں حیدر آباد سے علیحدہ کر دیئے گئے معلوم نہیں اس کی کیا وجہ ہوئی؟ شاید گورنمنٹ نے علیحدہ کرایا ہے۔

تو اس کے جواب میں حسن نظامی نے لکھا ہے وہ کیا عجب ہے گورنمنٹ نے لکھا ہو۔ یعنی گورنمنٹ انگریزی نے حضور نظام کو لکھا ہو کہ ظفر علی خاں کو اپنے پاس سے علیحدہ کر دو۔

میرے اس خط کے فقرہ سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں اور دونوں سے مولانا محمد علی کے بہتان کی صاف تردید ہوتی ہے۔

ایک تو یہ کہ خط ظفر علی خاں کی نسبت تھا حضور نظام کی نسبت نہ تھا اور دوسرے یہ کہ یہ خط میں نے ہمدرد ڈاکو کے جواب میں لکھا تھا کیونکہ میرا فقرہ کیا عجب ہے گورنمنٹ نے لکھا ہو صاف ظاہر کر رہا ہے کہ میں سائل کے سوال کا جواب دے رہا ہوں اس کے بعد یہ فقرہ ہے

[illegible] چیف کمشنر صاحب دہلی سے مفصل حالات بیان کر دئے [illegible] حضور نظام کو ان [illegible] کے [illegible] جاتے تھے [illegible]

اسلامزم کے سبق دیئے جانے کے متعلق مفصل حالات کسی شخص نے [illegible] جس کو اب جواب دیا جا رہا ہے۔

باضابطہ کا لفظ

مولانا محمد علی نے زیادہ زور "باضابطہ" کے لفظ پر دیا ہے یعنی چونکہ حسن نظامی سرکاری مخبر تھا اس لئے اس نے اپنی نوکری کا اصطلاحی لفظ "باضابطہ" استعمال کیا ہے۔

مولانا محمد علی کا یہ مغالطہ ممکن ہے ان لوگوں پر اثر کرے جو خط کے تمام حالات پر غور نہ کر سکتے ہوں۔ مگر معقولیت سے سوچنے والے انجام فوراً سمجھ لیں گے کہ یہ لفظ میں نے اپنی جاسوسی یا مخبری کی حیثیت واضح کرنے کے لئے نہیں لکھا تھا کیونکہ مخبری یا جاسوسی کی حیثیت ایسی چیز نہیں ہے جس کا اظہار کسی شخص کے لئے بھی فخر کا باعث ہو۔ میرا مقصد صرف اس قدر تھا کہ میں نے چیف کمشنر دہلی سے جو کچھ کہا ہے وہ محض ایک سرسری اور تفریحی گفتگو کے طور پر نہیں کہا ہے بلکہ نہایت سنجیدگی کے ساتھ اسے پوری اہمیت دیکر بیان کیا ہے تاکہ اس پر حکومت کی جانب سے مناسب کارروائی کا عقد اعتقاد یقینی ہو جائے اور یہ لفظ محض مکتوب الیہ کو یقین دلانے کے لئے لکھا گیا تھا۔ میری کتابوں اور اخباری مضامین کی عبارتوں میں ہمیشہ تاکیدی موقعوں پر باقاعدہ اور باضابطہ کے الفاظ میری قلم سے نکلا کرتے ہیں تو کیا میرے تمام مضامین اور میری سب کتابوں کی عبارتوں میں جہاں جہاں باضابطہ کا لفظ آیا ہے مولانا محمد علی اس کے جاسوسی ہی کے معنے لینگے چونکہ مولانا ظفر علی خاں صاحب پنجاب کے باشندے تھے اور دہلی کے چیف کمشنر کا پنجاب کے صوبہ میں کچھ دخل نہ تھا اس لئے جب تک چیف کمشنر دہلی پنجاب گورنمنٹ کو باضابطہ اطلاع اس معاملہ کی نہ دیتے کوئی عملی اثر نہ ہوتا میرا چیف کمشنر دہلی کی نسبت میرا باضابطہ لفظ کا استعمال ایک معمولی طرز تحریر ہے اور اس پر اعتراض یا شبہ کرنا اسی شخص کا کام ہو سکتا ہے جس کے دل میں چور ہو۔

مولانا محمد علی صاحب اس باضابطہ کے لفظ کو سمجھ گئے تھے کہ اس کا مفہوم اور خط کا سلسلہ عبارت وہ نہیں ہے جو مولانا محمد علی لکھ رہے ہیں مگر ان کو بہتان لگانا تھا اور بہتان کو خوب رنگین اور خوفناک بنانا تھا اگر خدانخواستہ وہ اپنی خواہش کے موافق ہندوستان کے راجہ بنجاتے تو شاید ایسے ہی انصاف بھی کرتے۔

خط چاک کر دو

اب خط کے آخری حصہ کی بحث باقی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں:-

"یہ خط بالکل خانگی ہے اس کو چاک کر دیجئے اور اس کی اطلاع کسی کو نہ دیجئے۔ یعنی میرے اس کارروائی کی خبر سوائے آپ کے اور کسی کو نہ ہو۔"

اس فقرہ پر مولانا محمد علی نے اتنی بغلیں بجائی ہیں کہ ان کے بازو اب تک دکھ رہے ہوں گے۔ انہوں نے اسی سبب تو میں اس خط سے بدگمانی پھیلانے کے لئے خرچ کر دیں۔

میرا جواب سنئے آپ کو خود معلوم ہو جائے گا کہ مولانا محمد علی کا [illegible] خود محض نادانی تھا وہ اگر غور کرتے کہ [illegible] خط کس زمانہ میں لکھا گیا تھا [illegible] زمانہ میں ہندوستان کی [illegible] حالت تھی اور حضور نظام [illegible]

کے خلاف اخبارات کس قدر سخت اور مخالفانہ مضامین شائع کر رہے
تھے تو مولانا خود ہی کچھ بتلائیں کہ یہ فقرہ احتیاط کے تقاضہ سے لکھا گیا تھا کہ
مکتوب الیہ اگر اپنے احباب سے یا کسی اور شخص سے اس کا ذکر کریگا کہ مسٹر ظفر
نے مولانا ظفر علی خاں کو حیدرآباد سے علیحدہ کرایا تو تمام ملک میں ظفر علی خاں سے ہمدردی
پیدا ہو جائے گی۔

۱۹۲۰ء کی نسبت لوگوں کو یاد ہوگا کہ تمام ہندوستان میں ایک
ہل چل مچی ہوئی تھی اور ہندو مسلمانوں کے خیالات و جذبات مشتعل ہو
رہے تھے اس وقت کسی شخص کو یہ تمیز نہ تھی کہ اچھا کام کونسا ہے اور برا
کام کونسا ہے۔

ایسے وقت میں ہر شخص کو تحریر و تقریر کے وقت پوری احتیاط مد نظر
رکھنی تھی پس میں نے جب مہذب ڈاکو کو یہ لکھا کہ ظفر علی خاں کو حیدرآباد
سے علیحدہ کرانے کے لئے میں نے کوشش کی تھی تو مجھے خیال ہوا کہ مکتوب
الیہ بے احتیاطی سے کام نہ لیں اور اس خط کو اور اس کی عبارت کو جگہ جگہ
کہتے اور دکھاتے نہ پھریں۔

چنانچہ خط کا یہ فقرہ کہ "اس کام کی خبر سوائے آپ کے کسی کو نہ ہو" خود
ہی منہ سے بول رہا ہے کہ ظفر علی خاں صاحب اور ان کے ہمخیال لوگوں سے اس
حال کو مخفی رکھنا تھا۔

مہذب ڈاکو سے تعلق

مولانا محمد علی صاحب نے بار بار طعنے دیئے ہیں کہ جب آپ
مہذب ڈاکو سے اور اس کی شرارتوں سے واقف تھے تو
پھر اپنے تعلقات اس سے کیوں بڑھائے؟ اور اس سے اتنی زیادہ خط و
کتابت کیوں جاری رکھی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے مجھے مہذب ڈاکو صاحب کے خطرناک ہونے کا
کوئی علم نہ تھا اور مدت تک مجھے معلوم نہ ہوا کہ وہ اتنے شریر آدمی ہیں۔ ایک
عرصہ کے بعد آہستہ آہستہ مجھے ان کی خصلت اور ان کے پیشہ اور ان کی
کارستانیوں کا علم ہوا۔ مجھے علم غیب نہ تھا۔ انسان کو آزمائش اور امتحان
کے بعد ہی تجربہ ہوا کرتا ہے۔

پس جب تک مجھے ان کی حالت پوری طرح معلوم نہ ہوئی اور ان کی خصلت
میری ذاتی آزمائش میں نہیں آئی میں ان سے خط و کتابت کرتا رہا اور جب
مجھے ان کی حالت معلوم ہو گئی تو میں نے ان سے تعلقات قطع کر لئے ظاہر
ہے کہ اگر میں ان کی خصلت سے واقف ہوتا تو بجائے انہیں یہ ہدایت کرنے
کے کہ خط کو پڑھ کر فوراً چاک کر دیجئے، میں انہیں خط ہی نہ بھیجتا۔

دلالی

مولانا محمد علی صاحب نے ایک اور خط چھاپا ہے جو بوہروں کے
ملا صاحب اور سر آدم جی پیر بھائی کے لڑکوں کے جھگڑے کے
متعلق ہے جس میں سر آدم جی پیر بھائی کے لڑکوں نے میرے ذریعہ سے
ملا صاحب کے خلاف ایک پمفلٹ مہذب ڈاکو صاحب سے لکھوانے کی
خواہش کی تھی اور پانسو روپے اس پمفلٹ کا معاوضہ قرار پایا تھا جو میرے
انہوں مہذب ڈاکو صاحب کو نرسنگ ہوٹل دہلی میں پیشگی ادا کر دیا گیا تھا
لیکن مہذب ڈاکو صاحب نے کوئی پمفلٹ نہ لکھا اور جس قدر کتابت [illegible]
[illegible] کے لئے [illegible]

ملا صاحب کے آدمی سے باقیمت فروخت کر دیئے اور میرے دیئے ہوئے پانسو
روپے بھی چٹ کر گئے اس واقعہ کے بعد سے مجھے مہذب ڈاکو صاحب کی بد اطواری
اور کمینہ خصلتی کا تجربہ ہوا اور اس کے بعد سوائے اس کے کہ چند مرتبہ میں نے
ان کو تقاضے کے خط لکھے اور کوئی تعلق میل جول اور خط و کتابت کا باقی نہیں رہا

اب میں مولانا محمد علی کے اعتراض کا جواب دینا چاہتا ہوں انہوں
نے میرے اس کام کو دلالی کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور ایسے فحش الفاظ
استعمال کئے ہیں کہ حلال خوروں کے شراب خانہ میں کسی کلال نے بھی ایسے
الفاظ شراب پئے ہوئے حلال خوروں سے نہ سنے ہوں گے۔ مگر میرا عمل کلام
ربانی پر ہے جس میں ارشاد ہوا ہے کہ واذا مروا باللغو مروا کراما
میں بدتہذیبی کا جواب بدتہذیبی سے نہیں دینا چاہتا اور اس واسطے مولانا
محمد علی کی سخت کلامی کو معاف کر کے اصل جواب لکھ دینا کافی سمجھتا ہوں اور
وہ یہ ہے۔

بوہروں کے موجودہ ملا صاحب نے عربی زبان میں ایک کتاب لکھی تھی جس میں
سیدنا حضرت سید جعفر شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کو نہایت سخت گالیاں دی گئی
تھیں

. . . .

اور سید جعفر شیرازی صاحب ایک صوفی بزرگ تھے جن کا احمد آباد گجرات میں
مزار ہے اور سید جعفر صاحب نے لاکھوں شیعہ بوہروں کو اپنی تلقین و تبلیغ
سے سنت جماعت بنا دیا تھا چنانچہ ان سنی بوہروں سے گجرات کے تمام
بڑے بڑے شہر بھرے ہوئے ہیں اور بوہروں کے ملا صاحب نے سید جعفر شیرازی
صاحب کو محض اس وجہ سے برا لکھا تھا کہ انہوں نے ملا صاحب کی جماعت کو
شکست دے کر سنی بنا دیا تھا۔

لہذا مجھے ملا صاحب سے اس حملہ کا جو ایک صوفی اور سنی بزرگ پر کیا گیا تھا
انتقام لینا ضروری ہوا اور میں کھلم کھلا ملا طاہر سیف الدین صاحب کے مقابلہ
میں آیا اور میں نے پوری مستعدی کے ساتھ ہندوستان کے تمام اخبارات
و رسائل میں ان کے خلاف مضامین لکھے اور اکثر اخبارات کو سو سو روپے دو دو سو
روپے دیکر مضامین لکھوائے اور ان سب مضامین کو ایک کتاب میں جمع کر کے
شائع کیا جس کا نام ملا صاحب کے نام کی مناسبت سے "سیف بردین"
رکھا گیا تھا اور جس کی پچیس ہزار کاپیاں ہندوستان میں تقسیم کی گئی تھیں

سر آدم جی پیر بھائی کے لڑکے بھی اور بہت سے بوہرے جو ملا صاحب
کے خلاف ہیں اس جنگ میں میرے معاون اور مددگار تھے تو پس میں نے
دلالی نہیں کی بلکہ اپنا کام سمجھ کر کیا اور وہ کام میرا ہی ذاتی کام نہیں تھا بلکہ
تمام سنیوں اور تمام صوفیوں کا کام تھا چونکہ یہ پمفلٹ سر آدم جی پیر بھائی
کے لڑکوں کی طرف سے اور ان کے خرچ سے لکھوانا تجویز ہوا تھا اس
واسطے میں نے اپنے خطوط میں مہذب ڈاکو صاحب کو تاکیدیں لکھیں کہ
"وہ بمبئی سے تقاضے آ رہے ہیں"

میرے ان خطوط کے بعض فقروں کو مولانا محمد علی صاحب نے نقل
شائع کیا ہے جن میں سے ایک فقرہ یہ ہے کہ "[illegible]
[illegible]

[illegible] صاحب کا مقابل میں خود تھا۔ ان کے مخالف [illegible] گئے۔

[illegible] میں خود ان کے مقابلہ میں نہیں ہوتا تب بھی کسی دوست [illegible] کرنا دلالی نہیں ہوسکتی۔ اور اگر کوئی شخص بمبئی میں رہتا ہو اور دہلی میں [illegible] کوئی واقف کار نہ ہو اور وہ مولانا محمد علی کو لکھے کہ فلاں کتاب چھپوا کر مجھے بھیجدیجئے اور مولانا محمد علی اس کو چھپوا دیں۔ یا اس کے لئے کوشش کریں تو اس کو دلالی کہا جائے گا یا نہیں؟ میرا خیال تو یہ ہے کہ کوئی احمق ہی آدمی اس کو دلالی کہیگا

میں پوچھتا ہوں کہ جب مہاراجہ نابھ نے مولانا محمد علی کو لکھا کہ میرا فلاں کام انگریزوں کے پاس جا کر کر دیجئے اور محمد علی باوجود اس کے کہ انگریزوں کی صورت دیکھنی حرام سمجھتے تھے، دوڑے ہوئے وائسرائے کے سکریٹریوں کے پاس گئے اور اپنے عقیدے کے حرام و حلال کو گھر کے طاق میں رکھ گئے۔ کیونکہ مہاراجہ نابھ سے اپنی اس مفلسی کے زمانہ میں کچھ حاصل ہونے کی توقع تھی۔ تو کیا مولانا محمد علی نے مہاراجہ نابھ کی دلالی کی تھی اگرچہ اسے دلالی کہا جاسکتا ہے۔ مگر میں تو اسے بھی دلالی نہیں کہتا کہ ایک حاجتمند کسی کا کام کر کے کچھ روپیہ پیدا کر لے۔ اور خود مولانا محمد علی کے بیان کے موافق ۱۹۱۱ء میں جب مہاراجہ بڑودہ نے کنگ جارج کے دربار کے موقع پر کنگ جارج کے حضور میں بے ادبی کی حرکت کی اور انگریزوں کے ہاتھوں مہاراجہ پر آفت آنے کا اندیشہ ہوا تو مہاراجہ کی درخواست پر مولانا محمد علی نے ان کی حمایت میں دوڑ دھوپ اور کوشش کی اور مولانا محمد علی کے بیان کے موافق جو پانچ ہزار روپے معاوضہ کے مہاراجہ سے قرار پائے تھے وہ مہاراجہ نے آجتک نہیں دیئے تو اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا مولانا محمد علی نے مہاراجہ بڑودہ کی دلالی کی تھی؟ مگر نہیں میں اس کو دلالی نہیں مانتا! تو پھر میں نے بوہروں کے ملا صاحب کے خلاف اگر بمبئی کے ایک دوست کی خواہش سے کوئی پمفلٹ لکھوانے کی کوشش کی تو یہ دلالی کیونکر ہوسکتی ہے۔

خط حضور نظام کے خلاف نہیں تھا

اس بات کے مزید ثبوت کے لئے کہ میرا یہ خط حضور نظام کے خلاف نہیں تھا بلکہ محض مولانا ظفر علی خاں کی نسبت تھا یہ کہدینا کافی ہے کہ میں جانتا تھا کہ جس شخص کو خط لکھ رہا ہوں اس کے سگے بھائی حضور نظام کے ہاں ایک اعلیٰ عہدہ پر مامور ہیں اگر حضور نظام کی مخالفت کا واقعہ میں ان کو لکھوں گا تو جہذب ڈاکو اپنے عہدہ دار بھائی کے ذریعہ ممکن ہے کہ حضور نظام تک پہنچا دیں، تو پھر بھلا ایسا کونسا عقلمند آدمی ہوگا جو مخبری اور جاسوسی جیسے مخفی کام سے اس شخص کو آگاہ کردے گا جس کا بھائی حضور نظام کے ہاں اعلیٰ عہدہ دار ہو!

حضور نظام نے پان اسلامزم کا کوئی کام نہیں کیا

[illegible] کہ جب حضور نظام نے کبھی پان اسلامزم کا کوئی عملی کام [illegible] تو پھر ان کی شکایت انگریزوں سے کیسے بنا سکتا؟

ناظرین یاد کریں کہ میں نے یہ خط جہذب ڈاکو کو اگست ۱۹۲۱ء میں لکھا تھا جس کے بعد حضور نظام کے سب کام پان اسلامزم کے خلاف ہی ہوتے رہے حمایت میں کوئی نہ ہوا۔ مثلاً جب مولانا محمد علی کے خلافتی رفیقوں نے حیدر آباد میں سلطنت اسلام کے خلاف شورش کی تو حضور نظام نے ان سب کو جیل خانہ میں ڈال دیا جس کی وجہ سے مولانا محمد علی کے تمام حامی اخباروں نے حضور نظام کو نہایت سخت مغلظات گالیاں دیں مگر میں نے جو بقول مولانا محمد علی کے حضور نظام کا دشمن تھا اس بھڑکتی ہوئی آگ میں نظام کی حمایت کا کام کیا یعنی ایک پمفلٹ اختلاف کے نام سے لکھکر ہزارہا کی تعداد میں تقسیم کرایا جس میں خلافت والوں کو نصیحت کی گئی تھی کہ وہ حضور نظام کی سلطنت میں خلافت کی شورش نہ پھیلائیں یہ پمفلٹ میرے پاس موجود ہے اور میں اس کی نقل اخبارات میں شائع کرا دوں گا جس سے معلوم ہوگا کہ جہذب ڈاکو صاحب کو جو خط میں نے لکھا تھا اگر وہ حضور نظام کی مخالفت میں ہوتا تو اس خط کے بعد جبکہ مولانا محمد علی کے ساتھیوں نے حضور نظام کی سلطنت میں فساد کرنے کی کوشش کی تھی تو میں نے حضور نظام کی حمایت کی یا فسادیوں کی حمایت کی۔ میرا پمفلٹ پڑھنے سے معلوم ہوجائے گا کہ میں نے تمام ہندوستان کی بھڑکتی ہوئی آگ میں اپنے آپ کو ڈالا اور حضور نظام کی سلطنت کو مولانا محمد علی کے ساتھیوں سے بچایا اور میرے سوا ایک شخص بھی حضور نظام کی حمایت کے لئے اس نازک زمانہ میں کھڑا نہ ہوا اور اس وقت مولانا محمد علی کے حامی اخباروں نے مجھ پر الزام لگائے کہ میں نے حضور نظام سے ۲۰ ہزار روپے لے لئے ہیں حالانکہ خود اعلیٰ حضرت نے ایک دفعہ اپنے دربار میں فرمایا کہ خواجہ حسن نظامی پر اخباروں کا یہ الزام کہ میں نے ان کو ۲۰ ہزار روپے دئے محض غلط تھا میں نے ان کو ایک پیسہ بھی نہیں دیا تھا۔"

رسالہ اختلاف لکھنے کے بعد میں نے مہاتما گاندھی اور حضرت مولانا عبد الباری صاحب سے تحریریں حاصل کیں کہ دیسی ریاستوں میں خلافت کا ایجی ٹیشن مناسب نہیں ہے اور پھر ایک دوسرا رسالہ شائع کیا جس کا نام تھا "مہاتما گاندھی کا فیصلہ" تھا یہ رسالہ بھی میرے پاس موجود ہے۔ ہر شخص بلا قیمت منگا کر پڑھ سکتا ہے۔

فیصلہ ان واقعات سے کئی باتیں بطور نتیجہ کے ظاہر ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ حضور نظام نے پان اسلامزم کا کوئی کام ہی نہیں کیا بلکہ انہوں نے پان اسلامزم کے بانیوں یعنی خلافت والوں کو فساد کرنے کے جرم میں جیل خانہ پہنچا دیا اور دوسرے یہ کہ میں حضور نظام کا اس خط کے لکھنے کے بعد بھی مخالف نہ تھا بلکہ حامی اور مددگار رہتا اور تیسرے یہ کہ آج جو مولانا محمد علی کسی کی توقع سے حضور نظام کے خیر خواہ بننا چاہتے ہیں اس وقت میں انہی کی جماعت نے حضور نظام کی اسلامی سلطنت کو زیر وزبر کرنے کا ارادہ کیا تھا۔

خطاب واپس کردیا

اس ثبوت کے لئے کہ حضور نظام نے پان اسلامزم کا کوئی کام نہیں کیا یہ واقعہ بھی [illegible] کیا جاسکتا ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ مولانا محمد علی کی [illegible]

میں فساد برپا کرنے کی کوشش کی تھی تو خلافتی پارٹی کا دیا ہوا خطاب حضور نظام نے واپس کر دیا اور فرمان شائع کیا کہ میرے لئے "آصف جاہ" خطاب اور برٹش گورنمنٹ کا عزیز الشان بانس خطاب کافی ہے پس اگر حضور نظام پان اسلامزم کے حامی ہوتے تو خلافت والوں کا خطاب واپس نہ کرتے اور انگریزوں کے دیئے ہوئے خطاب کی تعریف کرتے پس ناظرین ہی انصاف کریں کہ جب حضور نظام نے پان اسلامزم کا کوئی کام ہی نہ کیا تھا تو میں انگریزوں سے شکایت ہی کس بات کی کر سکتا تھا۔

آٹھ برس کے بعد

سب سے زیادہ غور کے قابل یہ مسئلہ ہے کہ اگر میں نے بقول مولانا محمد علی کے ۱۲ اگست ۱۹۱۸ء کو دہلی کے چیف کمشنر سے "مخبری" کی اور حضور نظام کے خلاف انگریزوں کو بھڑکایا تو انگریزوں نے آٹھ برس تک میری مخبری پر عمل کیوں نہ کیا۔ اور اب ۱۹۲۶ء میں پورے آٹھ برس کے بعد ان کو یاد آیا کہ حسن نظامی نے حضور نظام کی شکایت کی تھی۔ لہذا اب حضور نظام کی گرفت کرنی چاہیئے۔ اس بات کو مولانا محمد علی جیسے عقل باختہ بزرگ ہی باور کر سکتے ہیں کہ انگریزوں نے حسن نظامی کی مخبری پر آٹھ برس کے بعد عمل کیا اور پورے آٹھ سال حضور نظام سے دوستی قائم رکھے رہے یہاں تک کہ اس آٹھ سال کے زمانہ میں ان کو اعلیٰ درجہ کا خطاب بھی دیدیا۔ گویا میری مخبری ایسی بھاگوان ہے کہ اس کا نتیجہ بجائے نقصان کے یہ نکلتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کو ایک اعلیٰ خطاب مل جاتا ہے۔

مولانا محمد علی دشمن نظام

آج مولانا محمد علی حضور نظام کے دوست بنتے ہیں اور کل کی بات بھول گئے کہ مراد آباد کے جلسہ جمعیت العلماء میں جب حضرات علماء نے حضور نظام کے مطالبہ واپسی برار کی تائید میں ریزولیوشن پیش کیا تو یہی جناب ستم دوران سہراب زمان ارجن ثانی بہیم استخوانی حضرت مولانا محمد علی مقدس بیابانی حضور نظام کی مخالفت کے لئے ایک شیر غراں کی طرح جلسہ میں کھڑے ہو گئے اور ایسے سخت الفاظ حضور نظام کی مخالفت کی کہ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ مولانا محمد علی بول رہے ہیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لالہ لاجپت رائے یا سوامی شردھانند یا پنڈت مالوی جی کی تقریر ہو رہی ہے انہوں نے اس تقریر میں بڑے بڑے علماء کو لالچی اور زر پرست اور حضور نظام کے نمک خوار وغیرہ مکروہ الفاظ سے مخاطب کیا جس کے جواب میں حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کھڑے ہوئے اور انہوں نے ایسے دندان شکن جواب دیے کہ حضرت ارجن ثانی بہیم القاب محمد علی کے دانت کھٹے ہو گئے اور آپ کو بھیشم پتامہ کی طرح لوہے کے کانٹوں پر لیٹنا پڑا یعنی حضرت مولانا نے واپسی برار کی جس قدر مخالفت کی اور ان کی پارٹی نے جتنا زور حضور نظام کی مخالفت اور مولانا محمد علی کی حمایت میں خرچ کیا وہ سب اکارت گیا اور حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیت علماء ہند کی پارٹی نے جناب مولانا محمد علی کو پوری شکست دیدی اور واپسی برار کا ریزولیوشن اتفاق رائے سے پاس ہو گیا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ آج مولانا محمد علی میری مخالفت اس وجہ سے کیوں کر رہے ہیں کہ ان کے بیان کے موافق میں نے حضور نظام کی اسلامی سلطنت کو مشکلات میں پھنسایا لیکن وہ اپنے گریبان میں منہ ڈالیں اور اپنے گنہگار ضمیر سے پوچھیں کہ اس نے برار کے ہندو مرہٹوں کو خوش کرنے کے لئے ایک مسلمان بادشاہ کی کس قدر درشت مخالفت کی؟ محض اس لئے کہ مسلمان بادشاہ کو اس کا موروثی ملک برار واپس نہ دیا جائے کیونکہ اس سے مولانا محمد علی کے محبوب و مقصود ہندو بھائیوں کو رنج پہنچے گا۔

لالچ

اس سلسلہ میں ایک بہت پوشیدہ اور بہت مزے کی لیکن نہایت مزیدار بات ناظرین کی اطلاع کے لئے شائع کرنی چاہتا ہوں جس سے مولانا محمد علی کے "لالچی کیریکٹر" اور "طماع خصلت" کا اندازہ ہو جائے گا۔

اور وہ یہ ہے کہ مراد آباد کے جلسے کے بعد جب میں حیدرآباد گیا تو ایک روز اعلیٰ حضرت حضور نظام نے افسوس کے لہجہ میں ارشاد فرمایا کہ:-

"محمد علی کو مراد آباد کے جلسہ میں واپسی برار کی مخالفت زیبا نہ تھی"

جب میں حیدرآباد سے واپس آیا تو ایک روز خلوت میں مولانا محمد علی سے حضور نظام کے اس شکوہ کا ذکر کیا۔ جس کو سنکر مولانا کی زبان سے بیساختہ یہ فقرے نکلے

"مجھ سے حضور نظام نے برار کے کام کے لئے کہا ہی کب تھا؟ وہ دوسروں کو لاکھوں روپے دیکر واپسی برار کا کام کرا رہے ہیں مجھ سے کام لیتے اور کچھ خرچ کرتے تو ان کو واپسی برار میں مایوسی نہ ہوتی اور میں نے مراد آباد میں جو مخالفت کی اس کی بھی ایک مصلحت تھی: تا اعلیٰ حضرت کو تنبیہ ہو کہ وہ واپسی برار کے لئے بے نتیجہ لوگوں کو روپیہ نہ دیں بلکہ ایسے لوگوں کو دیں جو برار کی واپسی کے لئے کوئی موثر اور مفید کام کر سکیں۔"

مولانا کے اس ارشاد میں ناظرین خود تلاش کر لیں گے کہ لالچ اور طمع کہاں کہاں پوشیدہ ہے اور وہ حضور نظام سے واپسی برار کا کام کرنے کے لئے کتنی بیتابی کے ساتھ زبان حال سے روپے کے خواہش مند نظر آتے ہیں اور اسی سلسلہ میں مولانا نے برار کے چند خلافتی آدمیوں کے نام بھی بتائے کہ ان کو روپیہ دیکر ان سے کام لیا جائے اور اس کے بعد ایک فقرہ ان کی زبان سے بے تحاشا اور لالچ کے تقاضے میں ایسا نکلا جس کو سنکر مجھے بہت تعجب ہوا اور وہ فقرہ یہ تھا "خدا نے یہ ایک دروازہ میرے لئے کھولا ہے"

یعنی واپسی برار کی کوشش کے سلسلہ میں حضور نظام کی کنگ کوٹھی کا دروازہ مولانا محمد علی کے لئے کھلا تھا تاکہ اعلیٰحضرت حضور نظام دریا بہائیں اور سائیں مولا کی جھولی میں کچھ ڈال دیں۔

میں نے مولانا محمد علی کی خواہش کے موافق مولانا محمد علی کا جواب اعلیٰ حضرت نظام کو خط کے ذریعہ بھیجدیا مگر اعلیٰ حضرت نے اس خط کا کچھ جواب نہیں دیا کیونکہ حضور نظام جیسا عاقل و فرزانہ بادشاہ مولانا محمد علی کی حاجت کو ان حرکتوں کو اچھی طرح سمجھ چکا تھا۔ تو اب کیا امید ہے کہ مولانا محمد علی کو اس بناوٹی خیر خواہی کے صلہ میں کوئی نفع ہو سکے گا جس کو وہ آجکل ظاہر کر رہے ہیں۔

پولیٹیکل گرگٹ کا خرچ

مولانا محمد علی صاحب نے مہذب ڈاکو

... پولیٹیکل گزٹ کا خرچ حسن نظامی نے [illegible] تھا۔ مگر حسن نظامی نے اس کا دعویٰ کب کیا تھا؟ یہ تو مولانا محمد علی کی سمجھ کا ہیر پھیر ہے میں نے ان سے کہا تھا کہ رسالہ پولیٹیکل گزٹ میں نے چھپوایا اس کا مطلب یہ تھا کہ اپنے اہتمام سے چھپوایا یہ مطلب نہیں تھا کہ اپنے خرچ سے چھپوایا۔

مولانا محمد علی سے درخواست
الزامات اور بہتانوں کا جواب دینے کے بجائے

مجھے حضرت اقدس امیدوار سلطنت ہند مولانا محمد علی صاحب سے بڑے ادب و احترام کے ساتھ یہ عرض کرنا ہے کہ آپ مسلمانوں کی حالت پر رحم فرمائیے اور فرقہ بندی کے اختلافات کا کام چھوڑ دیجئے کہ اس سے مسلمانوں کی قوت کمزور ہوتی ہے اور اسلام کے دشمنوں کو اسلام پر اور مسلمانوں پر ہنسنے کا موقع ملتا ہے۔

آج ہندوستان کا کوئی شخص جو کچھ کام کرنا چاہتا ہو آپ کی نکتہ چینی اور نفرت و غصہ کے تیروں سے بچا ہوا نہیں ہے خود اپنی ذات کے علاوہ آپ کو دنیا کے کسی شخص میں کوئی خوبی نظر نہیں آتی۔ ابوالکلام آپ کو غیر محبوب۔ ظفر علی خاں آپ کے معتوب و مغضوب۔ انصاری آپ سے نالاں اجمل خاں آپ سے خائف د ترسال مگر آپ ان بڑی بڑی شخصیتوں سے گزر کر آپ نے غریب حسن نظامی کی طرف نگاہ التفات فرمائی ہے۔ کیا کبھی فرصت کے وقت آپ نے اس بات پر بھی غور کیا ہے کہ آپ ایک مضبوط عزم کے ساتھ ہندوستان کو آزاد کرانے کے لئے اُٹھے تھے اور ہندوستان کی دفتری حکومت سے جسے آپ اکثر شیطانی حکومت کہا کرتے تھے آپ نے جنگ کی ٹھانی تھی اسے بہت زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہے اور آپ شیطانی حکومت کے بجائے رحمانی بندوں سے لڑنے لگے۔ احتیاج اور افلاس اکثر انسانوں کے حواس باختہ کر دیا کرتے ہیں۔ لیکن کم از کم آپ کی ذات اس سے بالاتر ہونی چاہئے تھی حسن نظامی جیسے فقیر سے الجھ کر آپ بجز اور افسوس کے سوا اور کیا لیں گے۔ حضور نظام بھی اپنے روپے کا صحیح مصرف خوب جانتے ہیں اس لئے وہاں سے بھی توقعات قائم کرنی بیکار ہونگی۔ اپنے زور قلم پر بھروسہ کر کے مسلمانوں میں فتنہ و فساد پھیلانے کے بجائے اُس ذات باری پر بھروسہ کیجئے کہ جس نے نہایت واضح الفاظ میں اطمینان دلا دیا ہے کہ "وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا" وہ رزاق حقیقی ہے اور ضرور رزق پہنچائیگا۔

اسلام کی کشتی تباہی کے بھنور میں پھنسی ہوئی چکر کھا رہی ہے اگر ملاح اسی طرح آپس میں دست و گریبان ہوتے رہے اور ان میں اسی طرح جوتیوں میں دال بٹتی رہی تو یہ کشتی اب ڈوبی اب ڈوبی خدا کے لئے مولانا! آنکھیں کھولئے اور دیکھئے کہ اب پانی سر سے گزرا ہی جاتا ہے۔ آپ کی ذات اور آپ کا قلم اب بھی قوم کے کام آ سکتا ہے اگر آپ قومی ضرورت پر ذاتی اغراض کو ترجیح فرمانے لگیں تو دیا کریں وشنوں کی تیغ و تبر تو اس بدنصیب قوم پر چل ہی رہے ہیں کم از کم دوستوں کے ہاتھ تو کلہاڑے نہ چلائیں وما علینا الا البلاغ۔

انجام اس آخری درخواست کے بعد میں ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ چونکہ مسلمانوں کی خانہ جنگی میرے عقیدہ میں سخت گناہ ہے اس واسطے میں یہ جواب لکھنے کے بعد پھر اور کچھ نہ لکھوں گا۔ البتہ اگر مولانا محمد علی نے کوئی اور الزام لگایا اور وہ حد سے بڑھے تو پھر میں بھی مجبوراً بادل ناخواستہ ان کا مقابلہ کر کے آخر تک لڑوں گا۔ یہاں تک کہ مولانا محمد علی کی فتنہ انگیزیاں ختم ہو جائیں کہ فتنہ و فساد دور کرنا ہی میری زندگی کا مقصد ہے۔ والسلام

حسن نظامی ۲۵۔ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء

مولینا محمد علی اور خواجہ حسن نظامی کے بیانات پر ایک نظر

(ایک غیر جانبدار کے قلم سے)

خواجہ حسن نظامی صاحب نے ایک خط اگست ۱۹۱۸ء میں لکھا تھا اور غالباً خط لکھتے وقت ان کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگا کہ آٹھ سال کے بعد ۱۹۲۶ء میں سلسلہ ارتقا کے ماتحت وہ اس قدر ترقی کرے گا کہ اس کی حیثیت ایک [illegible] پامیری [illegible] سی ہو جائیگی اور ایک سے زیادہ اچھی خاصی مقتدر ہستیاں اسے بنا لینے کی آرزو کرینگی۔ اس خط اور اس کے متعلق اخبار ہمدرد [illegible] سے زیادہ مقالات افتتاحیہ کے پڑھنے کے بعد ہر چاہنے [illegible] تمام معاملات پر ایک منصفانہ اور بالکل غیر جانبدارانہ نظر ڈالی [illegible] سے ہمارا مقصد ہرگز ہرگز کسی ایک فریق کی طرفداری کرنا نہیں ہے بلکہ ہماری کوشش یہ ہوگی کہ اس وقت تک طرفین کے بیانات کی بدولت جس قدر حالات اور واقعات بر روئے عام آ چکے ہیں انہی ناقدانہ نگاہ ڈالیں اور اپنی عقل اور اپنے علم کی بساط کے موافق صحیح نتیجہ اخذ کر سکیں اس قسم کے تبصرہ کے لئے ضروری ہے کہ خواجہ صاحب کا اصل خط پیش نگاہ ہو اس لئے ہم سب سے پہلے اس کی نقل ذیل میں شائع کئے دیتے ہیں

۷۸۶ از درگاہ شریف حضرت محبوب الٰہی دہلی

۱۲ اگست سنہ ۱۹۱۸ء

مکرمی سلام علیکم

* دو خط پہنچے سابھی دو چار دن کی اور مصروفیت ہے اس کے بعد پہنچنے کی کوشش کروں گا۔ بھائی کا حساب رجسٹر میں دیکھ کر اطلاع کروں گا۔

کیا عجب ہے گورنمنٹ نے لکھا ہو۔ میں نے چیف کمشنر صاحب دہلی کو مفصل حالات بیان کر دیئے تھے اور نظام کو پان اسلامزم کے جو سبق دیئے جاتے تھے ان کی باضابطہ اطلاع دیدی تھی۔ اور مجھے معلوم ہے کہ انہوں نے پنجاب گورنمنٹ کو اس خطرہ سے آگاہ بھی کیا تھا۔ یہ خط بالکل خانگی ہے اس کو چاک کر دیجئے اور اس کی اطلاع کسی کو نہ دیجئے۔ یعنی میرے اس کام کی خبر سوائے آپ کے کسی کو نہ ہو۔

حسن نظامی

خط حضور نظام کی نسبت نہیں تھا

مولانا محمد علی صاحب کو اس خط پر یہ اعتراض ہے کہ خواجہ صاحب نے حکومت ہند کے ایک جاسوس کی خدمت انجام دی کر ریاست حیدر آباد کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے اور اپنی اس کوشش کی اطلاع اس خط کے ذریعہ سے مکتوب الیہ کو دی جو زید و عمر و بکر کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ بیک نگاہ مولانا محمد علی کا یہ الزام بہت کچھ صحیح اور درست معلوم ہوتا ہے اور مولانا کا وکیلوں جیسا طرز تحریر آسانی سے ذہن کو کسی اور طرف منتقل نہیں ہونے دیتا لیکن اگر ہم یہ خیال دل سے نکال دیں کہ مولانا محمد علی نے اس پر کیا اعتراض کیا ہے اور بالکل خالی الذہن ہو کر بطور خود اس کو پڑھیں تو سب سے پہلے تو اس کے انداز تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب نے یہ خط کسی ایسے شخص کو لکھا ہے جسے پہلے سے بھی ان باتوں کے متعلق کچھ علم ہے اور جس سے اس معاملہ کے متعلق بہت ہی کچھ خط و کتابت ہو چکی ہے اس سے ہم بھی طور پر یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ خواجہ صاحب کا یہ فرمانا کہ خط در تہذیب ڈاکو کے خط کے جواب میں لکھا گیا تھا صحیح اور قابل یقین ہے۔ چونکہ خط سے یہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ تہذیب ڈاکو نے اپنے خط میں خواجہ صاحب کو کیا لکھا تھا اس لئے ہم ابھی خواجہ صاحب کے اس بیان پر کوئی اعتبار نہیں کرنا چاہتے کہ تہذیب ڈاکو نے انہیں یہ اطلاع دی تھی کہ مولانا ظفر علی خاں حضور نظام کو پین اسلامزم کے سبق پڑھایا کرتے ہیں۔

حضور نظام کو پین اسلامزم کے سبق ملنے کا ذکر خواجہ صاحب نے جن الفاظ میں کیا ہے وہ یہ ہیں کہ "اور نظام کو پین اسلامزم کے جو سبق دیئے جاتے تھے" مولانا محمد علی ان الفاظ سے یہ معنی لینا چاہتے ہیں کہ یہ حضور نظام کی شکایت ہے جو خواجہ صاحب نے کی ہے لیکن اردو زبان کا محاورہ کسی طرح بھی مولانا کے اعتراض کو بجا نہیں ٹھیراتا ہم اگر اپنے کسی دوست کے لڑکے کو کسی بدمعاش آدمی کے ساتھ دیکھیں اور اپنے دوست سے یہ کہیں کہ فلاں شخص آپ کے لڑکے کو عیاشی سکھاتا ہے۔ اور آپ کے لڑکے کو آجکل عیاشی کے سبق پڑھائے جا رہے ہیں۔ تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اپنے دوست سے اس کے لڑکے کی شکایت کر رہے ہیں بلکہ حقیقتاً اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ لڑکے کو بعض بدمعاشوں نے اپنے فریب میں مبتلا کرنے کی کوشش کی ہے اور جلد سے جلد اس کو اس صحبت سے علیحدہ کرنے کی ضرورت ہے۔ لڑکے کی شکایت مقصود

ہو گئی تھی اور وہ میں ہمیشہ اس طرح کہی جاتے کہ فلاں شخص کو عیاشی کا سبق سکھایا جا رہا ہے۔" مولانا محمد علی صاحب نے افسوس ہے کہ ہندوستانی زبان کو اور کہ شاید جا کر ہندوستانی وضع و لباس کو اگر خیرباد کہا ہو تو اس کے معنی یہ ہرگز نہیں ہو سکتے کہ ہندوستانی عوام بھی اپنی ملکی زبان کے محاورے کو بھول گئے ہیں اگر مولانا اردو زبان کو بھول نہیں گئے ہیں تو ہم مجبور ہو کر یہ نتیجہ نکالیں گے کہ انہوں نے قصداً کسی خاص مصلحت کی بنا پر عوام کو دھوکہ میں مبتلا کرنے کی کوشش کی ہے یقیناً یہ کسی طرح بھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ مولانا محمد علی جو ہمدرد جیسے اخبار کے ایڈیٹر ہیں اردو کے ان سیدھے سادے فقرہ کا مطلب نہیں سمجھ سکتے اگر یہ صحیح ہے تو پھر اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہتا کہ یہ یقین کیا جائے کہ مولانا نے کسی خاص مصلحت اور کسی خاص مقصد کو پیش نظر رکھ کر عامۃ المسلمین کو اس ادبی مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے مولانا کا وہ مقصد خاص کیا ہے اس کا حال یا تو خود مولانا جانتے ہوں گے یا وہ علیم و خبیر اس سے آگاہ ہوگا جو ہر ایک دل کا حال جانتا ہے ہمارے سامنے صرف خواجہ صاحب کا خط ہے مولانا محمد علی صاحب کے اعتراضات ہیں اور خواجہ صاحب کا وہ بیان ہے جو انہوں نے مولانا کے جواب میں دیا ہے ہم کوشش کریں گے کہ ان ہی تینوں چیزوں سے اس قسم کا مواد فراہم کر لیں کہ جس طرح دو اور دو مل کے چار ہوتے ہیں اسی طرح ان کے ٹکڑے جوڑنے سے مولانا کے مقصد علی تک ہماری عقل کی رسائی ہو سکے۔

اگرچہ خط کے الفاظ ہی سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہو جاتی ہے کہ حضور نظام کے خلاف نہیں ہے بلکہ پین اسلامزم کے سبق دینے والے کے خلاف ہے لیکن ہم صرف اس ثبوت کو ناکافی خیال کر کے مزید تحقیقات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اگر یہ خط مولانا محمد علی کے خیال کے مطابق حضور نظام کے خلاف ہے تو ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ خواجہ صاحب نے ایک اسلامی ریاست کے خلاف ایسا طرز عمل کیوں اختیار کیا ہو۔ ظاہر ہے کہ ان کے ایسا کرنے کے صرف دو ہی سبب ہو سکتے ہیں یا تو یہ کہ وہ حضور نظام سے کسی بات کا انتقام لینا چاہتے تھے یا یہ کہ جیسا مولانا محمد علی صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ حکومت ہند کے جاسوس تھے۔

چونکہ ۱۹۱۳ء تک کہ جب یہ خط لکھا گیا ہے خواجہ صاحب کے ریاست حیدرآباد کے ساتھ کسی قسم کے بھی اچھے یا برے تعلقات قائم نہیں ہوئے تھے اس لئے یہ خیال تو بالکل ہی لغو معلوم ہوتا ہے کہ کسی قسم کا انتقام لینے کے لئے انہوں نے ایسا کیا۔ دوسری بات یعنی یہ کہ وہ سرکاری جاسوس تھے ضرور اس قابل ہے کہ اس پر پوری سنجیدگی کے ساتھ غور کیا جائے۔

جاسوسی ثابت نہیں ہوتی

تحریک ترک موالات کے عروج کے زمانہ میں دیکھا گیا ہے اور عقل بھی اس بات کو چاہتی ہے کہ حکومت کو جس شخص کی نگرانی مقصود ہوتی ہے اس کے [illegible] اسی کے سر پر مسلط کئے جاتے ہیں یہ کبھی نہیں ہوا کہ تاک کشمیر کے کسی [illegible] کی جاسوسی پر مدراس [illegible] کو مقرر کر دیا جائے [illegible]
[illegible]

[illegible] کہ اونچی کمائی ہے کوئی بری بات نہ تھی [illegible] متعین کئے گئے جو اسی شہر میں رہتے تھے [illegible] نظام حیدرآباد کی جاسوسی پر خواجہ حسن نظامی کے [illegible] صاحب کو حیدرآباد سے صرف اسی قدر واسطہ تھا کہ جتنا [illegible] اسکول کے لڑکے کو جغرافیہ میں حیدرآباد کا نام پڑھ لینے کے بعد ہوتا ہے صرف انہیں لوگوں کو یقین آسکتا ہے جو مولانا محمد علی کی طرح "عالی دماغ" ہوں عوام اس اٹکل پچو کے جال سے بالکل قاصر ہیں اور حکومت ہند تو ہرگز اس قدر بے وقوف نہیں ہے کہ خواجہ صاحب کی روشن ضمیری اور کشف کرامات پر اعتماد کرکے انہیں دہلی میں بیٹھے بیٹھے حیدرآباد کی جاسوسی پر مقرر کر دے۔

اس کے علاوہ حکومت کے جاسوس اور خفیہ خبر رسانی کے محکمے کے افسر بھی جہاں تک ہمیں معلوم ہے اس قدر بے احتیاط اور بے پروا نہیں ہوا کرتے کہ جاسوسی کر چکنے کے بعد اپنے اس کارنامے کا تفصیلی ذکر فخر کے لہجہ میں اپنے دوستوں سے کیا کریں اسے تو مولانا محمد علی بھی مان لیں گے کہ حکومت کا خفیہ محکمہ بہت ہی منظم ہے اور جو لوگ ان خدمات پر مامور ہیں وہ کبھی کسی کے سامنے بیان نہیں کیا کرتے کہ ہم نے فلاں شخص کے خلاف رپورٹ کی ہے چہ جائیکہ اپنے اس قصور کو تحریر میں لانا اور حوالہ ڈاک کر دینا جس میں انہیں سخت سزایاب ہو جانے کا اندیشہ ہو کیا کوئی شخص جسے خدا نے تھوڑی سی بھی عقل دی ہو اس بات پر یقین کر سکتا ہے کہ حکومت کا ایک جاسوس اپنے کارناموں کی تفصیلی اطلاع اپنے دوستوں کو خط کے ذریعہ سے دینا گوارا کر لیگا؟ اب ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ مولانا محمد علی جیسے عقلمند شخص پر یہ بدگمانی کریں کہ وہ اتنی ذرا سی بات نہ سمجھ سکے یا پھر اپنے اسی خیال کو اور مضبوط کر لیں کہ انہوں نے کسی خاص غرض سے عوام کو بے وقوف بنانے کی کوشش کی ہے۔

لفافہ کی بھول

اس سلسلہ میں مولانا کے جدت پسند اور مضمون آفرین دماغ نے ایک نہایت ہی عجیب و غریب بات اور پیدا کی ہے کہ جس پر ہم جیسے بیوقوفوں کو بھی ہنسی آئے بغیر نہیں رہتی مولانا کے ذہن میں یہ بات موجود تھی کہ لوگ اس بات کو کسی طرح یقین نہ کریں گے کہ حکومت کا ایک جاسوس اپنے جاسوسی کے کارنامے کی اطلاع اپنے دوست کو کرے گا اس لئے انہوں نے یہ نرالی منطق چھانٹی کہ دراصل یہ خط مہذب ڈاکو کو نہیں لکھا گیا تھا بلکہ کسی دوسرے شخص کو لکھا گیا تھا مگر محض ایک اتفاقی غلطی کی وجہ سے خواجہ صاحب نے اسے اس لفافہ میں بند کر دیا جو مہذب ڈاکو کے نام تھا اور اس طرح بالکل اتفاقیہ طور پر یہ خط مہذب ڈاکو کے ہاتھ آگیا۔ یہ باتیں مولانا نے [illegible] میں بیان فرمائی ہیں [illegible] میں کہ جب [illegible] کے بوجھ سمجھ کر صاحب کی اس عقلمندی پر تمام [illegible] حیرت زدہ رہ گیا [illegible] کے نشانات کو دیکھ کر وہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ

[illegible] اور نہ بوجھے کوئی
[illegible] باندھ کے [illegible]

[illegible] قدر [illegible] ہے مولانا محمد علی پر امید

کر رہے ہیں کہ ان کی اس عجیب و غریب "سوجھ بوجھ" پر تمام ہندوستان حیرت زدہ رہ جائیگا!

اگر مولانا محمد علی صاحب باایں ہمہ افکار و پریشانی کبھی ایک دفعہ بھی یہ "اتفاقی غلطی" نہ بھی کر دہ "اخوان الشیاطین" کے ساتھ تجدید کے بجائے اپنا اور اپنے رفقا کار کا نام لکھ جاتے یا "مقدس ڈاکو" اور "دلالی پیشہ" جیسے مہذب اور "غیر عامیانہ" الفاظ کے ساتھ خواجہ حسن نظامی کے نام کے بجائے مولانا شوکت علی یا مولانا عبدالباری مرحوم کا نام تحریر کر جاتے تو حکومت کے جاسوسوں سے وہ کس طرح امید کرتے ہیں کہ ایسی فحش اور نامعقول غلطی کے مرتکب ہوں گے۔ حکومت کے جاسوس تو مولانا محمد علی سے بہت زیادہ محتاط اور دور اندیش ہوا کرتے ہیں۔

خط کے اس طرح بدل جانے کی اگر کوئی صورت ہو سکتی تھی تو صرف یہی کہ مہذب ڈاکو کے قبضہ میں عمرو عیار کی زنبیل ہوتی اور وہ اس پر ہاتھ رکھ کر اور آنکھیں بند کرکے کہتے کہ یا دادا آدم اس میں سے خواجہ حسن نظامی کا وہ خط نکال دو جو انہوں نے نظام حیدرآباد کے خلاف فلاں شخص کو لکھا ہے لیکن جہاں تک ہمیں معلوم ہے خواجہ عمرو کے بانہائے عیاری مہذب ڈاکو صاحب کو ہرگز ورثہ میں نہیں ملے ہیں

اگر تھوڑی دیر کے لئے اس محال کو بھی فرض کر لیا جائے کہ خواجہ صاحب سے لفافوں میں خط ڈالتے وقت ایسی ہی غلطی ہوگئی تھی تب بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر وہ خط درحقیقت کس کے نام کا تھا کسی دوست کے نام تو ہو ہی نہیں سکتا۔ مجبوراً یہی کہنا پڑیگا کہ محکمہ کے کسی افسر کے نام تھا۔ اگر ایسا تھا تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ خواجہ صاحب نے خط کے آخر میں یہ تاکید کیوں لکھی کہ اس خط کو چاک کر دیا جائے کیا باضابطہ رپورٹوں کی باضابطہ اطلاعیں حکومت کے دفتروں میں چاک کر دی جایا کرتی ہیں؟ اتنا تو مولانا کو بھی معلوم ہوگا کہ سرکاری دفاتر میں ہر چھوٹی سی چھوٹی اور بظاہر بے حقیقت و غیر اہم تحریر بھی بڑی احتیاط کے ساتھ فائلوں کے اندر رکھی جاتی ہے اور سرکاری دفتروں کی الماریاں بالخصوص خفیہ محکمہ کی الماریاں اس قدر غیر محفوظ بھی نہیں ہوا کرتیں کہ جہاں سے تحریرات کے گم ہو جانے یا مخدوش ہاتھوں میں پہنچ جانے کا اندیشہ ہو۔

لفظ باضابطہ

مولانا نے خواجہ صاحب کے لفظ "باضابطہ" پر سب سے زیادہ زور قلم صرف کیا ہے اور صرف اس ایک لفظ کی مدد سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ باضابطہ کا مطلب یہ ہے کہ "محکمہ کے قوانین کے مطابق" اور اگر کسی اور بات سے یہ ثابت ہو سکتا کہ خواجہ صاحب درحقیقت حضور نظام کے خلاف جاسوسی کا کسی قسم کا شک و شبہ بھی پیدا ہو سکتا تو یقیناً اس لفظ کے یہی معنے لئے جاتے اور دیگر شبہات کی موافقت میں یہ ایک زبردست ثبوت ہو سکتا تھا مگر بدقسمتی یا خوش قسمتی سے ایسا نہیں ہے۔ خط کے متعلق مولانا کے تمام شبہات و اعتراضات بالکل بے بنیاد اور بے معنی ثابت ہو چکے ہیں اس لئے دنیا کا کوئی قانون اور کسی ذی ہوش انسان کی عقل صرف اس ایک لفظ کی بنا پر خواجہ صاحب کو مجرم نہیں ٹھہرا سکتی ایسی صورت میں ہمارے لئے [illegible]

ہے کہ خواجہ صاحب اپنے بیان پر اعتبار کریں کہ قلم برداشتہ لکھتے وقت وہ اس لفظ کو "سنجیدہ" یا "قابل لحاظ" کے معنوں میں استعمال کر گئے ہیں۔ مولانا محمد علی تو خواجہ صاحب کو اتنی بڑی بد احتیاطی کا اہل سمجھتے ہیں کہ باوجودیکہ سے تعلق رکھتے انہوں نے کسی کے نام کا خط کسی کے لفافہ میں ڈال دیا تو پھر تحریر کی اتنی ذرا سی بے احتیاطی کیوں ان سے مستبعد خیال کی جائے۔

مولوی ظفر علی خاں کا معاملہ

ان تمام باتوں کو سمجھ لینے کے بعد ہر منصف مزاج شخص کے نزدیک خواجہ صاحب پر صرف یہ سوال رہ جاتے ہیں کہ انہوں نے مولانا ظفر علی خاں ہی کے خلاف ایسی کارروائی کیوں کی اور پین اسلامزم کی تحریک کو جو کہ حقیقتاً ایک نہایت عمدہ تحریک ہے برا کیوں ظاہر کیا۔

عقل ہمیں بتاتی ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کے خلاف کوئی کارروائی اسی وقت کیا کرتا ہے جب اسے اس دوسرے شخص سے کوئی صدمہ یا رنج پہنچا ہو بے وجہ اور بلا کسی سبب کے کوئی کسی کا گلا کاٹنے پر آمادہ نہیں ہوا کرتا جب یہ تسلیم کر لیا گیا کہ خواجہ صاحب کا یہ خط حضور نظام کے خلاف نہیں بلکہ مولانا ظفر علی خاں کے خلاف تھا تو ہمیں صرف یہ معلوم کرنا باقی رہ جاتا ہے کہ ایسا کیوں کیا گیا اور خواجہ صاحب نے ایک مسلمان کے خلاف ایسی حرکت کہ جس سے اسے نقصان پہنچے کیوں کی۔ خواجہ صاحب نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مولانا ظفر علی خاں کی صوفیوں کے خلاف جد و جہد خواجہ صاحب کے لئے سخت تکلیف دہ چیز تھی اور اس موقع پر جہاں ان کے دل میں یہ خیال تھا کہ ایک اسلامی سلطنت کو حکومت کی نگاہوں میں مشتبہ بلکہ معتوب و مغضوب ہونے سے بچایا جائے وہاں بمقتضائے بشریت ظفر علی خاں صاحب کے خلاف جذبہ انتقام بھی کام کر رہا تھا اور اس طرح ایک پنتھ دو کاج کے اصول پر عمل پیرا ہو کر خواجہ صاحب نے چیف کمشنر دہلی سے اپنی دو باضابطہ یا بے ضابطہ رپورٹ کی تھی۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے کہ جیسے ہمدرد ڈاک سے حاصل کر کے اس خط کی اشاعت سے مولانا محمد علی کے دل میں یہ دو امیدیں ہوں کہ ایک طرف تو خواجہ حسن نظامی کا قوم میں بڑھتا ہوا وقار و اقتدار گھٹ جائے گا۔ اور دوسری طرف ہمدرد کی گھٹتی ہوئی اشاعت چراغ سحری کے آخری سانسوں کی طرح پھر ایک دفعہ کسی قدر چمک اٹھے گی یہ نہ کوئی عجیب بات ہے نہ قابل اعتبار اور بظاہر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ اسے تسلیم کر لیا جائے جبکہ اس کے خلاف کوئی شہادت ہمارے پیش نگاہ نہیں ہے یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ اگر خواجہ صاحب کو صرف ظفر علی خاں صاحب کو مالی نقصان پہنچانا اور حضور نظام کو ان کے پھندے سے چھڑانا مقصود تھا تو انہوں نے چیف کمشنر دہلی سے کچھ کہنے کے بجائے خود نظام حیدر آباد ہی کو یہ حالات لکھ کر کیوں نہ بھیجے اور انہی سے کیوں نہ درخواست کی کہ مولانا ظفر علی خاں صاحب کو ریاست سے نکال دیں لیکن پوچھنے والوں کو یہ پوچھنے سے پہلے اس بات پر بھی غور کر لینا چاہیے کہ ۱۹۱۳ تک خواجہ صاحب کو ملک میں جو شہرت اور مقبولیت حاصل تھی وہ محض ایک اچھے ادیب اور قابل مصنف کی حیثیت سے تھی مسلمانوں کی اصلاح اور تبلیغ اسلام کی کوششوں کی وجہ سے جو عزت و عظمت انہیں آج حاصل ہے وہ ۱۹۱۳ میں نہ تھی اور اس وقت نظام حیدر آباد کو لکھنے کا تصرف اسی قدر ہو سکتا تھا [illegible]

بھی اسی کو پسند کرتے کہ … مگر جو حالات کہ اس وقت موجود تھے ان میں … متاثر تھے ان کی روایات کے ماتحت وہ یہی کر سکتے تھے جو انہوں نے کیا اور اگر مولانا محمد علی صاحب نزاکت حالات کا اندازہ کر کے ہوتے تو ان کو بھی یہی … طرز عمل اختیار کرنا پڑتا۔

گواہی کا خط

اس ضمن میں ایک چیز اور بھی ہے جسے مولانا محمد علی صاحب نے بڑی شد و مد کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ خواجہ صاحب نے اپنی زبانی گفتگو میں مولانا محمد علی صاحب سے یہ کہا تھا کہ ہمدرد ڈاک کا وہ خط جس کے جواب میں خواجہ صاحب نے یہ خط لکھا ان کے پاس ہے مگر بعد میں وہ اس خط کو پیدا نہ کر سکے اپنے الزامات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے مولانا محمد علی اس ذرا سی بات کو جس قدر چاہیں آسمان پر چڑھا دیں لیکن خود مولانا محمد علی یا کوئی صاحب بھی آٹھ برس کے پرانے خطوط آسانی سے نکال کر نہیں دکھا سکتے۔ عام طور پر تو لوگ آتے ہوئے خطوط کو یونہی بے پروائی کے ساتھ ادھر ادھر ڈال دیا کرتے ہیں لیکن جو لوگ اس سے زیادہ محتاط ہیں وہ بھی صرف اتنا ہی کیا کرتے ہیں کہ ایک لمبے سے تار میں جس کے ایک سرے پر لکڑی کا لٹو لگا ہوا ہوتا ہے خطوط کو نتھی کرا دیا کرتے ہیں۔ ان تاروں میں آٹھ سال کی مدت تک ایک خط کا محفوظ رہنا بالخصوص خواجہ صاحب کے یہاں محفوظ رہنا جن کی روزانہ ڈاک ایک اچھے خاصے دفتر کی برابر ہوتی ہے بہت دشوار ہے ہمارے خیال میں اس خط کا مل جانا اس کے نہ ملنے سے زیادہ تعجب انگیز ہونا چاہیے اگر خواجہ صاحب کو ۱۹۱۳ء میں یہ خیال ہوتا کہ ۱۹۲۲ء میں مولانا محمد علی کو یہ خط دکھانا ہوگا تو غالباً وہ اسے با احتیاط تمام اپنے کسی صندوقچہ میں بند کر کے رکھ دیتے۔ لیکن اس زمانہ میں خواجہ صاحب کو ہمدرد ڈاک سے یہ توقع نہ تھی کہ وہ ان کے اس خط کو اس طرح حرز جان بنا کر رکھیں گے اور آٹھ برس کے بعد وہ جائداد کے قبالہ کی طرح دست بدست منتقل ہو کر مولانا محمد علی کے قبضہ میں پہنچ جائے گا۔ اس لئے ہمدرد ڈاک کے خط کو کسی خاص احتیاط کے ساتھ نہ رکھنا بالکل قدرتی اور معمولی بات ہے۔

پین اسلامزم

اب رہی یہ بات کہ خواجہ صاحب نے پین اسلامزم کو کیوں برا کہا اور اس کے خلاف کیوں کوشش کی اگر درحقیقت خواجہ صاحب نے ایسا کیا ہوتا تو ہم ان تمام واقعات پر اتنے لمبے چوڑے تبصرہ کی قطعاً کوئی ضرورت نہ سمجھتے اور مجموعی طور پر یہ فیصلہ کر دیتے کہ خواجہ صاحب قصور وار ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ خواجہ صاحب کا ایسا کرنا کسی شہادت سے ثابت نہیں ہوتا۔ یہاں بھی ہم کہتے ہیں کہ مولانا محمد علی صاحب نے اپنے زور تحریر سے کام لیکر خواجہ صاحب کے سر ایک زبردستی کا الزام لگانا چاہا ہے۔ مسلمان شراب کو برا خیال کرتے ہیں اور کبھی نہیں پیتے اور اگر کسی مسلمان کے متعلق یہ معلوم ہو جائے کہ وہ شراب پیتا ہے تو سب ہی اسے برا خیال کرنے لگتے ہیں۔ [illegible]

[illegible] اس انگریز پرست ہرگز یہ الزام نہیں لگا سکتے [illegible] درحقیقت یہی ہے کہ اس نے مسلمانوں کے اس اعتقاد [illegible] کو بُرا سمجھتے ہیں فائدہ ضرور اٹھایا مگر خود شراب کو بدنام کرنے میں کوئی حصہ نہیں لیا بالکل یہی صورت یہاں بھی ہے۔ خواجہ صاحب نے انگریزوں کے اس اعتقاد سے کہ پین اسلامزم ایک خطرناک چیز ہے فائدہ ضرور اٹھایا ہو لیکن خود پین اسلامزم کو نہ بُرا کہا ہو نہ بدنام کیا ہے انہیں معلوم تھا کہ انگریز اس زمانہ میں پین اسلامزم سے بید خائف تھے اور انہیں یہ چیز ایک ہوا نظر آتی تھی اسی بنا پر خواجہ صاحب کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر مولانا ظفر علی خاں کا جادو حضور نظام پر چل گیا اور وہ پین اسلامزم کی تحریک سے دلچسپی لینے لگے تو گو یہ تحریک فی نفسہا کیسی ہی عمدہ اور بے ضرر کیوں نہ ہو لیکن انگریز ضرور ریاست کے دشمن ہو جائیں گے اور ایک اسلامی سلطنت کو نقصان پہنچ جائیگا انہوں نے انگریزوں کے اس خوف سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور ریاست کو نقصان سے بچانے اور ظفر علی خاں کو نقصان پہنچانے کی غرض سے انہوں نے چیف کمشنر سے یہ رپورٹ کی کہ ظفر علی خاں ایک خطرناک آدمی ہیں اور وہ حضور نظام کو اپنی راہ پر لگانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اندیشہ ہے کہ اگر جلد تدارک نہ کیا گیا تو حضور نظام ان کے پھندے میں پھنس جائیں گے اسلئے مناسب ہوگا کہ ظفر علی خاں کو حیدرآباد سے الگ کرا دیا جائے اب اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ نہ پین اسلامزم کی برائی کی گئی ہے نہ حضور نظام کی بلکہ ایک نہایت خوبصورت طریقہ پر حضور نظام کو آئندہ انگریزوں کی نگاہوں میں حقیر ہونے سے بچا دیا گیا۔ اور مولانا ظفر علی خاں کو بھی تھوڑا سا مالی نقصان پہنچا دیا گیا جو خواجہ صاحب کی دلی تمنا تھی۔

پین اسلامزم کو بُرا کہنا اور اس کے عیوب بیان کرنا اور چیز ہے اور اگر کوئی شخص اسے بُرا سمجھتا ہے یا اس سے ڈرتا ہو تو اس کے ان خیالات سے فائدہ اٹھانا دوسری چیز ہے۔ مولانا محمد علی صاحب یا تو خود اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں یا پھر ایک مرتبہ ہمیں اپنے اسی شبہ میں مبتلا ہونا پڑے گا کہ مولانا محمد علی صاحب کسی خاص مقصد سے عوام میں یہ غلط فہمیاں پھیلا رہے ہیں۔

فیصلہ

یہاں تک تو جو کچھ ہم نے عرض کیا وہ خواجہ صاحب کے خط اور اس کے متعلقات پر ایک تبصرہ تھا اور اب ہم کافی تحقیق و تدقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہیں کہ خواجہ صاحب خواہ بقول مولانا محمد علی کے "مقدس ڈاکو" ہوں یا ایک پیشہ ور دلال ہوں لیکن کم از کم اس خط کے متعلق ان بہتان الزامات میں سے ایک بھی عائد نہیں ہوتا جو مولانا محمد علی صاحب نے نہایت دریا دلی اور فیاضی کے ساتھ ان پر لگائے ہیں۔ خواجہ صاحب پر اس معاملہ میں بڑے سے بڑا الزام جو عائد ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے ظفر علی خاں صاحب سے اسی طرح انتقام لیا جس طرح معمولی آدمی لیا کرتے ہیں۔ لیکن ہمیں معلوم ہے کہ خواجہ صاحب [illegible] انسان بھی نہیں ہیں اور قدرتی طور پر ان میں وہ تمام انسانی کمزوریاں [illegible] موجود ہیں جو مولانا محمد علی میں یا کسی اور انسان میں ہو سکتی ہیں [illegible] مولانا ظفر علی خاں کی تحریرات سے صدمہ پہنچا تھا اور [illegible] صدمہ پہنچا کر بدلا لے لیا ہے۔

مہذب ڈاکو

خواجہ صاحب پر فردِ جرم لگا چکنے کے بعد نامناسب نہ ہوگا اگر ہم لگے ہاتھوں بعض دیگر ہستیوں کے کارناموں پر بھی ایک غلط انداز سی نگاہ ڈالیں جنہوں نے اس ڈرامہ میں حصہ لیا ہے۔ سب سے پہلے جس محترم ہستی پر ہماری نگاہ پڑتی ہے وہ ہمدرد کے ایڈیٹر صاحب ہیں جن سے خوش قسمتی سے ہمیں نیاز حاصل کرنے کا فخر کبھی نصیب نہیں ہوا ہے۔ آپ کے متعلق جو سوال سب سے پہلے ہمارے دل میں پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آخر آپ نے خواجہ صاحب کے اس خط کو آٹھ برس تک کلیجے سے لگا کر کیوں رکھا جس میں مجبوراً یہی کہا جائیگا کہ آپ اس سے خواجہ صاحب کے خلاف کام لینا چاہتے تھے۔ اگر مہذب ڈاکو کی نیت بخیر تھی اور آپ بحقیقت خواجہ صاحب کو ایک مقدس ڈاکو اور ان کے وجود کو قوم کے لئے مضرت رساں خیال کرتے تھے اور اگر درحقیقت آپ کے دل میں قوم کا درد تھا تو خواجہ صاحب کی رسی بقدر آٹھ سال کے دراز کر دینے کے کیا معنی؟ کیوں نہیں آپ نے اگست ۱۹۱۸ء کے خط کو ستمبر ۱۹۱۸ء شروع ہونے سے پہلے قوم کے سامنے پیش کیا؟ اور کیوں آپ نے خواجہ صاحب کو موقع دیا کہ مزید آٹھ سال تک وہ اپنے تقدس کے بٹا کے قوم پر ڈالتے رہیں؟ کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ آپ بھی ان ڈاکو سائے حاصل سے مستفید ہوا کرتے تھے اگر ایسا تھا تو آپ کی قومی ہمدردی کی حقیقت تو بخوبی آشکارا ہو گئی اگر ایسا نہ تھا تو دوسرا سبب اس خط کو یہ احتیاط تمام محفوظ رکھنے کا یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کسی مناسب موقع کے منتظر تھے اور اس سے معقول مالی فائدہ اٹھانا چاہتے تھے اور جب یہ آرزوئے دیرینہ پوری ہوتی نظر نہ آئی تو آپ نے جل کر اس سے یہ کام لینا چاہا جو اب لیا گیا ہے۔ بہرحال اگر پہلی صورت صحیح ہے تب بھی آپ قوم کے مجرم ہیں اور دوسری صورت امر واقعہ ہے تب بھی آپ پر فریب دہی کا الزام عائد ہے۔

اپنے روپے سے حج کرنیوالے

ملک کی دوسری مایہ ناز ہستی جس کا دامن اس سازش میں ملوث نظر آتا ہے مولانا محمد علی صاحب ہیں جو حال ہی میں "اپنے روپے سے اور بالاعلان اپنے روپے سے" حج بھی کر آئے ہیں حالانکہ دنیا دوسروں کے روپے سے حج کیا کرتی ہے۔ ہمارا خیال تھا اور اب بھی ہے کہ اس قسم کی سازش میں شریک ہونا مولانا کی شان سے بہت بعید ہے اور ان کی ذات اس قسم کی عامیانہ حرکات سے بہت ہی بالاتر ہے۔ لیکن واقعات سے چشم پوشی نہیں کی جا سکتی "ہمدرد" کے کالموں میں جو "حکمت و موعظت" کے عنوان کے ماتحت کلام پاک کی آیات اور ان کی تشریح سے شروع ہوتے ہیں مسلسل آٹھ روز تک جو جو ناگفتنی الفاظ مولانا کے قلم دشنام رقم سے نکلے ہیں وہ پڑھنے والے کو اس شبہ میں ڈال دیتے ہیں کہ آیا وہ ملک کے بہترین اردو اخبار ہمدرد کا مطالعہ کر رہا ہے یا پنجاب کے کسی سنگلخی اخبار کا قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک "نوجینے کے انداز تحریر میں یہ عجیب و غریب تبدیلی کیسے پیدا ہو گئی اور مولانا محمد علی کے پایہ کا صحیفہ نگار اس قسم کی سوقیانہ باتوں پر کس طرح اتر آیا ہمیں خواجہ صاحب کے اس خیال سے ہرگز اتفاق نہیں ہے کہ مولانا [illegible] طرح ریاست حیدرآباد سے کچھ تعلقات قائم [illegible]

حیدرآباد میں ہے۔ اس فیاضی کے ساتھ نہیں لٹا کرتا۔ خواجہ صاحب تنہا ہوئے اس دوسرے سبب سے کہ مولانا کو خواجہ صاحب کا بڑھتا ہوا وقار ناگوار گذرا ہو گو کسی حد تک ہمیں اتفاق ہو مگر ہمیں اس کے ماننے میں بھی تامل ہے کہ صرف اس سبب سے مولانا کا نام گورنمنٹ کی سازش بنا ... تعیبت گو خود غرض کے بعد ہم نے بھی ایک رائے قائم کی ہے اور رائے قائم کرنے کا ہر شخص کو اختیار حاصل ہوا کرتا ہے۔

مولانا محمد علی صاحب جب سے سفر حج سے واپس تشریف لائے ہیں ایک نہایت اہم قومی کام میں مصروف ہیں اور وہ یہ ہے کہ جس طرح بھی ہو سکے مولانا ظفر علی خاں صاحب کو نیچا دکھایا جائے کیونکہ مسلم ہو کہ انہیں اونچا دیکھنے کی بیماری ہو گئی ہے اب ہمارے بطل حریت اور رئیس الاحرار حاجی محمد علی کا مقصد زندگی حکومت ہند سے جنگ یا طلب آزادی نہیں رہا ہے بلکہ اب آپ نے اپنی تمام باقی زندگی مولانا ظفر علی خاں کی پگڑی اچھالنے اور انہیں منثور اور منظوم دونوں قسم کی گالیاں دینے کے لئے وقف کر دی ہے ضمناً اس مقصد عظیم کے ساتھ یہ مقصد بھی شامل ہے کہ سلطان ابن سعود کو معہ زن و بچہ حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی جائے جلالۃ الملک کو محمود آباد کے کولہو میں پلوا ڈالیں۔ مولانا کو اپنی انشاپردازی کی قابلیت پر ناز تھا اور بجا ناز تھا آپ سمجھتے ہی نہ تھے بلکہ آپ کو کامل یقین تھا کہ زمیندار اور ظفر علی خاں اور مہر اور سالک سب زیادہ سے زیادہ ایک جھڑپ کے ہیں ادھر میں نے گردن کی رگیں پھلا کر اپنے غیظ و غضب کی شان دکھائی اور ادھر یہ سب کے سب دم دبا کر بھاگے۔ مگر بدقسمتی سے یہ سب کے سب بھی گرگ ہائے باران دیدہ ثابت ہوئے اور کچھ ایسے پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑے کہ مولانا کو پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا مولانا جس اصول کی تبلیغ کر رہے ہیں وہ صحیح ہے یا غلط اس سے تو ہمیں بحث نہیں مگر یہ ہم نے ضرور دیکھا اور ہر اس شخص نے دیکھا ہوگا جو زمیندار اور ہمدرد کا مطالعہ کیا کرتا ہے کہ آج تک مولانا ظفر علی خاں یا ... کا ... مشتعل ... نہ بن پڑا اور ان کی آخری تحریروں سے تو بالکل صاف ... اور بدحواسی ظاہر ہو رہی ہے۔ ہندوستان کے ... عجز و مجبوری کہ اپنے عجیب و غریب دماغ کی ... کے باعث وہ اطفال دبستان سیکھ بالمقابل ... آمد ہو سکے بالکل ایسی ہی ہوتی جا رہی تھی اور یہی کہ جیسی رستم کی حالت سہراب کے سامنے۔ دماغ مختل ہو رہا تھا اور تمام جسم پر لرزہ طاری تھا کیونکہ اندیشہ ہو چلا تھا کہ ان پنجابی ڈھنگوں کے ہاتھوں لیڈری اور صحافت کی کشتی عنقریب ڈوبا چاہتی ہے کہ یکایک متلاطم موجوں میں خواجہ حسن نظامی کا چھپو نظر آیا اور آپ نے ڈوبنے والوں کی طرح خوب مضبوطی سے خواجہ صاحب کو پکڑ لیا۔ زمیندار کی طرف تو رخ کر لینے کی اب ہمت نہ رہی تھی کیونکہ ادھر طرف ایک چھوڑ تین تین بے نیام شمشیر ہائے آبدار چمکتی نظر آتی تھیں اس لئے عزت و آبرو کے ساتھ زمیندار سے پیچھا چھڑانے کے لئے یہی مناسب تھا کہ موضوع جنگ بدل دیا جائے اور یہی آپ نے کیا اب یہ امر کہ عین اس وقت کہ جب ہر طرف مایوسی ہی مایوسی نظر آتی تھی تہذیب ڈاکو صاحب کے خواجہ صاحب کا یہ خط آپ کی خدمت میں نذر کر دیا محض ایک حسن اتفاق تھا ہم ہرگز نہ کہنا چاہتے کہ یہ خط آپ کے پاس پہلے سے موجود تھا اور آپ موقع مناسب کے منتظر تھے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اللہ اپنے نیک بندوں کی جو اپنے روپے سے حج کریں ایسے موقعوں پر ضرور مدد کیا کرتا ہے اس حسن اتفاق سے جسے مولانا نے حیرت انگیز انکشافات کے نام سے موسوم کیا ہے مولانا کو وہی خوشی ہوئی اور ہونی چاہیئے تھی جو کولمبس کو نئی دنیا کے ملنے سے۔ مگر کاش! یہ مسرت دیرپا ہوتی!!

(صاف گو)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا محمد علی اور حسن نظامی کا دربار الٰہی میں فیصلہ

مولانا محمد علی ایڈیٹر اخبار ہمدرد، ۱۰ نومبر ۱۹۲۶ء سے خواجہ حسن نظامی کے خلاف اس بنا پر نہایت سخت مضامین لکھ رہے ہیں کہ حسن نظامی نے آٹھ سال پہلے حضور نظام کے خلاف دہلی کے چیف کمشنر سے جاسوسی اور مخبری کی اور حضور نظام کی موجودہ مشکلات اسی کی وجہ سے ہیں۔

اس کے بارے میں حسن نظامی نے ۲۷۔ نومبر کو جواب شائع کیا کہ میں نے حضور نظام کے خلاف کوئی مخبری اور جاسوسی نہیں کی بلکہ حضور نظام کو اور ان کی اسلامی سلطنت کو ایک خطرہ سے بچانے کے لئے چیف کمشنر دہلی سے کہا۔

مگر مولانا محمد علی اور ان کے حمایتی اخبارات الامان۔ الجمعیۃ۔ مدینہ خلافت وغیرہ وغیرہ حسن نظامی کے جواب کو قبول نہیں کرتے بلکہ حسن نظامی کے بیان کو جھٹلاتے ہیں

حدیث رسول اللہ

چونکہ مولانا محمد علی اور ان کے حمایتی [illegible] مسلمان ہیں لہذا ان سب کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو لینا چاہیئے جس میں ارشاد ہے البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر (ترجمہ مدعی پر لازم ہے کہ گواہ لائے اور مدعا علیہ پر لازم ہے کہ قسم کھائے) پس چونکہ مولانا محمد علی اور ان کے حمایتی مدعی ہیں تو ان کو گواہ پیش کرنے چاہئیں جن کے سامنے حسن نظامی نے مخبری و جاسوسی کی ہو مگر ان کے پاس میرے خط کے سوا کوئی گواہ نہیں ہے اور میرے اس خط کے وہ معنی نہیں ہیں جو مدعی نے سمجھے یا بیان کئے ہیں لہذا حسب فرمان رسول خدا صلعم اب مجھ مدعا علیہ پر قسم واجب ہے اور اس کے فیصلہ کو پس میں حسب ذیل ... اعلان عام ... [illegible]

حسن نظامی کی شرعی قسم

[illegible]

[illegible] ہیں ان کا یہ مطلب نہیں تھا کہ میں [illegible] کے خلاف ادمان کو نقصان پہنچانے کے لئے چیف کمشنر [illegible] مخبری و جاسوسی کی۔

(۲) میں حسن نظامی اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے تمام عمر کبھی حضور نظام یا کسی مسلمان بادشاہ کے خلاف چیف کمشنر دہلی یا ایجنٹ یا گورنر یا کسی اور سرکاری افسر سے مخبری و جاسوسی نہیں کی۔

(۳) میں حسن نظامی اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے شروع سے آجتک کبھی کسی قسم کے محکمہ جاسوسی کا کوئی کام نہیں کیا۔ نہ اس محکمہ سے کبھی میرا کچھ تعلق ہوا نہ اب ہے۔

(۴) میں حسن نظامی اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے تمام عمر کسی غیر اسلامی تحریک کو کبھی کسی قسم کا نقصان پہنچانے کے لئے کوئی علانیہ یا خفیہ کام نہیں کیا۔

(۵) میں حسن نظامی اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میں نے اوپر کی چار دل قسموں میں کسی قسم کی چالاکی یا الفاظ کی ادنےٰ ہیچ یا حیلہ جوئی کی نیت رکھی ہو اور جھوٹ بولنے کا ارادہ کیا ہو تو اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک کی لعنت اس دنیا میں اور آخرت میں مجھ پر نازل ہو۔

مولانا محمد علی سے سوال

اب میں حسن نظامی مولانا محمد علی اڈیٹر ہمدرد اور ان کے حمایتی اخبارات الامان، الجمعیۃ، خلافت، مدینہ وغیرہ سے سوال کرتا ہوں کہ میں نے تو بحیثیت مدعا علیہ قسم کھا لی۔ لیکن اگر آپ نے میری اس قسم کا اعتبار نہ کیا تو پھر میں مدعی ہو جاؤں گا اور آپ سب مدعا علیہ ہوں گے۔ اور میں واقعات کو گواہی میں پیش کروں گا کہ آپ سب نے میری تبلیغی خدمات اور میرے رسوخ کی دشمنی کے سبب یہ الزام مجھ پر لگایا اور آپ سب پر بحیثیت مدعا علیہ ایسی ہی قسم واجب ہوگی جیسی میں نے کھائی اور وہ یہ ہوگی۔

مولینا محمد علی اور اُن کے حمایتیوں کی قسمیں

(۱) میں محمد علی مع مذکورہ حمایتیوں کے اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ حسن نظامی نے چیف کمشنر دہلی کو وہ اطلاع جس کا ذکر ۱۲- اگست ۱۹۲۸ء کے خط میں ہے بحیثیت جاسوسی دی تھی۔

(۲) میں محمد علی مع مذکورہ حمایتیوں کے اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ مذکورہ خط حضور نظام کے خلاف تھا اور اس خط سے [illegible] نقصان پہنچا

(۳) میں محمد علی مع مذکورہ حمایتیوں کے اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک [illegible] حضور نظام کی موجودہ مشکلات جو ان کو پیش آ رہی [illegible] کسی اور سازش کو

(۴) میں محمد علی مع مذکورہ حمایتیوں کے اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ حسن نظامی جاسوسی محکمہ سے تعلق رکھتا تھا یا رکھتا ہے

(۵) میں محمد علی مع مذکورہ حمایتیوں کے اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے جو کچھ حسن نظامی کے خلاف اخبار دن میں لکھا اور تقریروں میں کہا وہ محض اس خط کو جاسوسی کا خط سمجھ کر یا حسن نظامی کو مخبر و جاسوس خیال کرکے لکھا اور کہا اور میرے اور میرے حمایتیوں کے دل میں پہلے سے حسن نظامی کے خلاف اس کی تبلیغی خدمات اور اس کے رسوخ کے ساتھ کوئی انتقامی جذبہ موجود نہ تھا۔ اور میں نے اور میرے مذکورہ رفیقوں نے آریہ سماج یا کسی اور غیر مسلم قوم یا فرد کی سازش سے یہ الزام نہیں لگایا۔ نہ کسی درپردہ لالچ و توقع کو اس میں دخل ہے۔

اور اگر مجھ محمد علی نے مع مذکورہ حمایتیوں کے اوپر کی پانچوں باتوں میں حسن نظامی پر جھوٹا الزام لگایا ہو اور غیر مسلم سازش یا غیر مسلم اثر یا حسن نظامی کے تبلیغی کام کو مٹانے یا حسن نظامی کے رسوخ سے حسد کرنے کے سبب حسن نظامی پر مخبری و جاسوسی کا بہتان لگایا ہو تو مجھ محمد علی اڈیٹر ہمدرد اور میرے حمایتیوں اڈیٹران خلافت الامان۔ الجمعیۃ، مدینہ وغیرہ پر اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک کی لعنت اس دنیا اور آخرت میں نازل ہو۔

اب ہر مسلمان پر فرض ہوگیا

کہ اس حلف نامہ کو خود بھی پڑھے اور دوسروں کو بھی سنائے اور ہر مسلمان اخباروں پر فرض ہو گیا کہ اس حلف نامہ کو اپنے اخبارات میں شایع کریں اور ہر مسلمان پر فرض ہو گیا کہ اس اعلان کو پڑھنے اور سنانے کے بعد منظر عام پر چسپاں کر دے اور ہر مسلمان پر فرض ہو گیا کہ اگر مولانا محمد علی کے اخبار ہمدرد اور اخبار خلافت اور اخبار الجمعیۃ اور اخبار مدینہ اور اخبار الامان وغیرہ نے اس حلف نامہ کو شایع نہ کیا تو وہ ان اخبارات سے مطالبہ کرے کہ اس شرعی حلف نامہ کو شایع کیجئے اور حسن نظامی کی حلفیہ صفائی کی طرح آپ سب بھی حلفیہ بیان شایع کیجئے ورنہ سمجھا جائیگا کہ مولانا محمد علی اور آپ سب حسن نظامی کے رسوخ و اقتدار کے حاسد ہیں اور آپ سب حسن نظامی کے تبلیغی کام کو مٹانا چاہتے ہیں۔ لہذا آپ سب اسلام کے دشمن اور اسلام کے دشمنوں کے دوست اور خفیہ شریک حال ہیں۔ اور آپ سے قطع تعلق کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

حسن نظامی

ساکن درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء دہلی

[illegible]

مسٹر محمد علی کی تبلیغ پر چڑھائی

مکتوب غریب

بنام لیڈران واڈیٹران وجمیع خواص وعوام قوم مسلمین۔

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھ غریب حسن نظامی کو اپنی مسلم قوم کی عدالت میں ایک مقدمہ عدل وانصاف کے لئے پیش کرنا ہے تاکہ ہر مسلمان اس پر غور کر کے رائے دے سکے اور کثرت رائے پر فیصلہ ہو جائے۔

مسٹر محمد علی ساکن رامپور ایک مسلمان ہیں جنہوں نے علیگڑھ وانگلستان میں تعلیم پائی بڑودہ میں نوکری کی پھر کلکتہ میں ایک انگریزی اخبار کامریڈ جاری کیا جس کی پالیسی ہندوؤں کی مخالفت اور انگریزوں کی حمایت تھی۔ ۱۹۱۱ء کے بعد کامریڈ دہلی میں آیا اور اس کی پالیسی انگریزوں کے خلاف ہو گئی۔ جنگ طرابلس وبلقان میں مسٹر محمد علی کی شہرت ہوئی جنگ یورپ کے شروع میں ان کو گورنمنٹ نے نظر بند کر دیا۔

چند سال کے بعد گاندھی جی کا عروج ہوا اور ان کی سرپرستی کے سبب مسٹر محمد علی تمام مسلم قوم کے لیڈر ہو گئے اور جب گاندھی جی کے اقتدار میں زوال آیا تو مسٹر محمد علی کا اقتدار بھی جاتا رہا اور اب مسٹر محمد علی دہلی میں اخبار ہمدرد کی ایڈیٹری کرتے ہیں۔

اور یہی مسٹر محمد علی اس مقدمہ میں مدعی ہیں

(۲) حسن نظامی درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا دہلی کا باشندہ انگریزی سے ناواقف دیسی زبانوں سے معمولی طور پر واقف ۱۸۹۶ء سے مضامین نویسی کرتا تھا۔ ۱۹۰۲ء سے اس کی اردو نویسی مشہور ہوئی ۱۹۱۱ء میں اس نے مصر وشام وفلسطین وحجاز کا سفر کیا جس کے بعد سے انگریزوں نے اس کی نگرانی شروع کی جو ستمبر ۱۹۱۲ء تک قائم رہی۔

کانپور کی مسجد کا جھگڑا ہوا تو حسن نظامی کی ایڈیٹری میں میرٹھ سے اخبار توحید نکلتا تھا جو مسجد کی حمایت کے سبب ضبط کر لیا گیا۔

حسن نظامی نے کانگریس وخلافت کی تحریکوں میں حصہ نہیں لیا اور نہ ان کی مخالفت میں شریک ہوا مگر ہندوؤں کی دوستی کا الزام اس وقت بھی اس پر لگایا جاتا تھا۔

پانچ برس ہوئے آریہ سماج نے اشدھی اور ارتداد کا فتنہ جاری کیا۔ اور حسن نظامی نے مسلمانوں کو ارتداد سے بچانے کے لئے عملی میدان میں قدم رکھا اور مسلمانوں کی مذہبی معلومات بڑھانے اور مالی حالت درست کرنے اور آریہ حملوں سے ان کو بچانے کے لئے مختلف اقسام کے اردو ہندی گجراتی وغیرہ اشتہارات ہر ہفتہ پابندی سے شائع کرنے شروع کئے اور اقسام اشتہارات کی تعداد سو سے بڑھ گئی اشتہارات کے علاوہ مذکورہ مقصد کے لئے پچاس سے زیادہ پمفلٹ اور کتابیں شائع کیں جن میں بعض کتابیں پانسو صفحات سے بھی زیادہ کی ہیں۔

[illegible]

چھاپی اور تقسیم کی گئیں جس سے لاکھوں مسلمان ارتداد سے بچ گئے۔ ہزاروں نئے مسلمان بن گئے۔ اور ہزاروں مسلمان بیکاری سے نکل کر برسر روزگار ہو گئے۔

اسی سلسلہ میں قرآن مجید کے ہندی ترجمہ وتفسیر کا اہتمام کیا جو اب تیار ہے۔

حسن نظامی نے اس تبلیغی خدمت کے لئے رات دن محنت کی اور اس کا معاوضہ قوم سے نہیں لیا بلکہ علاوہ جسمانی محنت کے اپنی تجارتی آمدنی سے ذاتی سو روپیہ ماہوار تبلیغی فنڈ کو دیئے اور مریدوں کی نذریں اور تعویذ گنڈوں کی نیازیں بھی اس فنڈ کو دیتا رہا۔

حسن نظامی کے تبلیغی کام کو مسلمانوں نے پسند کیا اور ہندوؤں نے ناپسند کیا اور ہندوؤں کے ہندی اردو۔ گجراتی بنگالی مرہٹی انگریزی اخبارات نے ایسی سخت مخالفت حسن نظامی کے تبلیغی کام کی کی اور ایسے فحش کارٹون اور فحش اشعار نظمیں اور توہین آمیز مضامین حسن نظامی کے خلاف شائع ہوئے کہ آج تک ہندوستان میں کسی مسلمان کی ایسی مخالفت نہیں ہوئی ہوگی۔ اور مالوی جی لالہ لاجپت رائے سوامی شردھا نند وغیرہ لیڈروں اور سب ہندو آریہ تقریر کرنے والوں نے کوئی دقیقہ اپنی تقریروں میں حسن نظامی کی مخالفت کا باقی نہ چھوڑا یہاں تک کہ کئی بار حسن نظامی کی جان لینے کی کوشش بھی کی گئی۔

مگر مسٹر محمد علی اور ان کی پارٹی نے دیکھا حسن نظامی کے تبلیغی کام کو کچھ چندہ دیا نہ کسی قسم کی تحریری یا زبانی امداد کی نہ مخالفوں کے حملوں سے کسی طرح بچانے کا ارادہ کیا بلکہ شروع سے آج تک مسٹر محمد علی اور ان کی پارٹی نے حسن نظامی کے تبلیغی کام کو اور اس کی وجہ سے جو رسوخ حسن نظامی کو ہو گیا تھا اس کو مٹانے کی کوششیں کیں لیکن حسن نظامی باوجود مسٹر محمد علی اور ان کی پارٹی کی علانیہ مخالفت کے کبھی ان کا مقابل نہیں بنا بلکہ ان علانیہ اور درپردہ مخالفتوں کو ظاہر بھی نہ ہونے دیا اور خانہ جنگی کے اندیشہ سے صبر کرتا رہا۔

اور یہی حسن نظامی مدعا علیہ ہے

مدعی کا دعویٰ یہ ہے کہ حسن نظامی نے حضور نظام کے خلاف دہلی کے چیف کمشنر سے مخبری کی اور حضور نظام کو موجودہ مشکلات اسی مخبری کی وجہ سے پیش آئی ہیں۔

مدعی نے اس دعویٰ کے ثبوت میں میرا ایک خط پیش کیا ہے جو میں نے اپنے ضلع میرٹھ کے رہنے والے ضیاء الحق نامی کو ۱۲ اگست ۱۹۲۸ء کو لکھا تھا اور جو یہاں درج کیا جاتا ہے

> از درگاہ شریف حضرت محبوب الٰہی دہلی ۱۲ اگست ۱۹۲۸ء
>
> مکرمی سلام علیکم
>
> وہ خط پہلے والا ہی ہے جو ماہ رمضان کی اول میں وصول ہوا تھا اس کے بعد خط لکھنے کی کوشش کروں گا
>
> لکھائی کا حساب رجسٹر میں دیکھ کر اطلاع کروں گا۔
>
> کیا عجب ہے کہ گورنمنٹ نے لکھا ہو ... چیف کمشنر صاحب [illegible]
>
> تھے اور نظام کو ہاں سلام ... [illegible]
>
> [illegible]

[illegible] حسن نظامی کے خلاف اپنے اخبار ہمدرد [illegible] دسمبر ۱۹۲۸ء کی تیسری تاریخ تک شائع ہوئے [illegible] مقدمہ کے علاوہ بے شمار عنوانات نہایت غیر مہذب اور [illegible] کے ساتھ حسن نظامی پر لگائے جا رہے ہیں۔

[illegible] حسن نظامی ۱۹ نومبر سے ۱۱ نومبر تک بمبئی کے سفر میں تھا اور واپس آیا [illegible] بالوں کے نمونیہ میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے مدعی کے الزام کا جواب [illegible] سکا اور اس لئے حسن نظامی کا جواب ۲۰ دسمبر کو شائع ہوا اور اس اثنا میں مدعی مسٹر محمد علی نے اپنی پارٹی کے کئی اخبارات سے بھی حسن نظامی کے خلاف اور اپنی حمایت میں مضامین شائع کرائے۔

مدعا علیہ حسن نظامی کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ حسن نظامی نے حضور نظام کی کوئی مخبری نہیں کی بلکہ حضور نظام اور ان کی اسلامی سلطنت کو خطرہ سے بچانے کے لئے دہلی کے چیف کمشنر سے یہ خواہش کی کہ وہ پنجاب گورنمنٹ کے ذریعہ پنجاب کے اس شخص کو حضور نظام کے پاس سے علیحدہ کرا دیں جس کی نسبت ہاپوڑ کے ضیاء الحق نے مجھے یہ لکھا ہے کہ وہ پنجابی شخص حضور نظام کو پان اسلامزم کے سبق دے رہے ہیں اور جب پنجاب کے وہ صاحب یکایک حیدر آباد سے علیحدہ کر دیئے گئے تو حسن نظامی نے ہاپوڑ کے ضیاء الحق کو ان کے سوال کے جواب میں جبکہ انہوں نے پنجابی صاحب کی ایکا ایکی علیحدگی کی وجہ پوچھی اور یہ سوال کیا کہ کیا گورنمنٹ اور پنجابی شخص کی علیحدگی کی موجب ہوئی۔ تو حسن نظامی نے ۲۰ اگست ۱۹۲۸ء کو جواب لکھا کہ کیا عجب ہے گورنمنٹ نے علیحدہ کرایا ہو کیونکہ میں نے دہلی کے چیف کمشنر صاحب کو اس کی اطلاع دیدی تھی کہ وہ حضور نظام کو پان اسلامزم کے سبق دے رہے ہیں۔

اس جواب دعویٰ کو مسٹر محمد علی اور ان کی پارٹی کے اخبارات نے شائع نہیں کیا بلکہ مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالے رکھنے کے لئے نئے نئے الزامات شائع کرنے شروع کر دیئے جس کے لئے مدعی کے مکان میں روزانہ خفیہ جلسے ہوتے ہیں اور وہ سب متفقہ مشورے سے اس بات کی تیاریاں کر رہے ہیں کہ حسن نظامی کے تبلیغی کام کو نیست و نابود کر دیا جائے اور اسی لئے مدعی مسٹر محمد علی کے ہر مضمون میں بار بار اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ حسن نظامی کے تبلیغی کام کو جڑ بنیاد سے مٹا دینگے۔

مدعا علیہ حسن نظامی نے اپنے جواب دعویٰ میں پانچ سوال مدعی اور سب مسلمانوں سے [illegible] کا مدعی نے کچھ جواب مسلمانوں کو اپنے اخبار میں شائع کیا اس واسطے میں آپ سب کے سامنے ان پانچ سوالات کو نقل کرتا ہوں تا کہ آپ مقدمہ کی تمام روداد پر غور کر کے فیصلہ کر سکیں اور ان سوالات کا جواب بھی اپنے ایمان اور ضمیر کو دے سکیں [illegible] کے بعد اپنا ظاہری فیصلہ اس مقدمہ میں صادر کر دیں۔

وہ سوالات یہ ہیں

[illegible] محمد علی یا اور کوئی شخص حلف سے کہہ سکتا ہو کہ میں نے چیف کمشنر دہلی کو [illegible] کی نسبت میں اطلاع دی تھی (۲) کیا مولانا محمد علی یا اور کوئی شخص حلف [illegible] سکتا ہو کہ میرے اس خط سے حضور نظام کو کچھ نقصان پہنچا (۳) کیا مولانا [illegible] کوئی شخص حلف سے کہہ سکتا ہو کہ اس وقت [illegible] حضور نظام کو [illegible] (۴) کیا مولانا محمد علی یا اور کوئی شخص [illegible] چیف کمشنر [illegible] کر دیا جائے۔

(۵) کیا مولانا محمد علی یا اور کوئی شخص حلف سے کہہ سکتا ہو کہ مولانا محمد علی نے میرے خلاف جن جذبات کا اظہار ہمدرد کے مضامین میں کیا ہو وہ سب اس خط کو دیکھنے سے پیدا ہوئے تھے اور پہلے سے کوئی جذبہ انتقام ان کے دل میں میرے خلاف موجود نہ تھا۔

مقدمہ کی روداد دیکھنے اور میرے پانچ سوالوں پر غور کرنے کے بعد اگر آپ سب کا ایمان اور ضمیر یہ فیصلہ کرے کہ حسن نظامی واقعی "جاسوسی" اور مخبری کا مجرم ہے تو ایک قومی سزا مدعا علیہ کے لئے تجویز کر دیں اور وہ یہی ہو سکتی ہو کہ آئندہ حسن نظامی کو کسی ملی اور قومی کام کی اجازت نہ دی جائے۔

جس وقت آپ سب حضرات کی کثرت رائے حسن نظامی کے خلاف فیصلہ کر دیگی تو حسن نظامی چونکہ سوائے تبلیغی کام کے اور کوئی ملی اور قومی کام نہیں کرتا لہذا اس تبلیغی کام سے دست بردار ہو جائیگا جس نے پانچ برس کے عرصہ میں حسن نظامی کو رات دن کی محنت اور رات دن کے خلجان اور رات دن کے سفر کی وجہ سے ادھ موا کر دیا ہو اور جس کی وجہ سے حسن نظامی کو اپنے تجارتی کاروبار کی فرصت نہیں ملتی اور جس کے لئے ڈھائی سو روپیہ ماہوار جیب سے دینے پڑتے ہیں اور تبلیغی مسافرت میں جو کچھ خرچ ہوتا ہے وہ بھی اپنی ذات پر اٹھانا پڑتا ہے کیونکہ حسن نظامی کسی سفر کا خرچ تبلیغی فنڈ سے نہیں لیتا۔

پس جب آپ سب کی کثرت رائے حسن نظامی کے خلاف فیصلہ کر دیگی تو دوسرا فیصلہ آپ سب کو یہ کرنا ہوگا کہ آیا تبلیغی کام قطعاً بند کر دیا جائے یا کسی دوسرے کے حوالہ کر دیا جائے اگر آپ کی کثرت رائے بند کرنے کے حق میں ہوگی تو حسن نظامی بادل ناخواستہ اس کو بھی قبول کر لیگا اور اگر آپ سب کی کثرت رائے تبلیغی کام کے جاری رکھنے کے حق میں ہوگی تو پھر آپ جس شخص کو اس کام کا اہل سمجھیں اس کے کام سپرد کر دیں اور حسن نظامی کو کوئی عذر نہ ہوگا اگر یہ تبلیغی کام مدعی مسٹر محمد علی کے حوالہ کر دیا جائے حسن نظامی یہ فیصلہ صادر ہوتے ہی اپنا تمام تبلیغی سرمایہ اور تبلیغی لٹریچر اور حساب و کتاب بجنسہ اس شخص کے حوالہ کر دیگا جس کو قوم کا متفقہ فیصلہ تبلیغی خدمت کے لئے نامزد کر دے۔ لیکن اگر آپ سب کی کثرت رائے حسن نظامی کے حق میں فیصلہ کرے تو اس کے ساتھ ہی یہ فیصلہ ہونا چاہیئے کہ مدعی مسٹر محمد علی کو اس بہتان اور طرز عمل کی سزا دی جائے اور وہ بھی یہی ہوگی کہ آئندہ مسٹر محمد علی کو کسی قومی و ملی کام کی اجازت نہ دی جائے۔

بس یہی اس خط کا جو حسن نظامی آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہے مقصد ہے اور حسن نظامی کو پورا یقین ہے کہ آپ سب موجودہ حالات اور واقعات اور مقدمہ کی روداد پر اس طرح غور فرمائیں گے کہ آپ کے دل و دماغ میں کسی فریق کی رعایت اور مروت اور دوستی اور خوف یا دباؤ کا اثر نہ ہوگا اور جس طرح مسلمان قوم ہمیشہ سے حق پرست اور حق گو ہوتی آئی ہے اسی طرح وہ اس مقدمہ کا بھی فیصلہ صادر کر دے گی اور مسلمانوں کو ایک ایسی خانہ جنگی سے بچا لیگی جس پر تمام حریف اقوام دنگل ہنس رہی ہیں۔

مگر یہ بھی عرض کرنا ہے کہ میرے اس خط کا جواب جلد دینا چاہیئے کیونکہ مجھ کو انسداد آتش بازی کا ابھی سے کام شروع کرنا تھا جس میں گذشتہ سال بہت بڑی کامیابی ہوئی تھی اور تاجران آتشبازی نے شکایت کی تھی کہ اگر ہم کو قبل از وقت معلوم ہو جاتا تو ہم آتشبازی ولایت سے نہ منگاتے اس لئے ضرورت ہو کہ ابھی سے انسداد آتشبازی کا کام شروع کیا جائے لیکن جب تک خط اور اعلان کا فیصلہ نہ ہو جائیگا حسن نظامی کو نہ انسداد آتشبازی کی فرصت ملیگی نہ کسی اور تبلیغی خدمت کو وقت ملیگا لہذا یہ فیصلہ جلدی ہو تا کہ حسن نظامی اس فیصلہ کے موافق آئندہ طرز زندگی اور طریق عمل اختیار کر سکے۔ راقم حسن نظامی

از درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی [illegible]

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کام سے منع کرے)

تو وضع پہ اپنی قائم رہ قدرت کی مگر تقلید نہ کر
وسعائے نظر آزادی خود بینی کو تسلیم نہ کر

باطن میں ہیں عالم کر لے طوفاں سے بنا اپنی نظر کے کنارے
دل جوش میں ہے زیادہ نہ کر تاثیر دکھا تحریر نہ کر

پیشوا

جلد ۱	۸ دسمبر ۱۹۲۶ء مطابق ۲ جمادی الآخر ۱۳۴۵ھ یوم چہار شنبہ	نمبر ۱۲

حمد کا نغمہ مستانہ

(از جناب مولوی سید غلام حبیب صاحب تیز نگ بی اے وکیل)

تو جا بجا ہے تو سو بسو ہے   تو کو بہ کو ہے تو مو بمو ہے
ظاہر بھی تو ہے مظہر بھی تو ہو   ہر سمت اپنے خود رو برو ہے
جلوہ بھی تیرا آنکھیں بھی تیری   منظور بھی تو ناظر بھی تو ہے
جوئندہ تو ہے یابندہ تو ہے   مطلوب تو ہے تو جستجو ہے
دار الحرم میں بیت الصنم میں   تیری طلب میں اک ہاؤ ہو ہے
صحن چمن میں جنگل میں بن میں   تو رنگ و بو ہے نشو و نمو ہے
رمز نہاں تو راز عیاں تو   نایاب بھی تو حاصل بھی تو ہے
تو تو کہاں ہے جب میں نہیں ہوں   جو کچھ ہے سو ہی میں ہوں تو ہے

تیری لگن تھی تو مل گیا جب
تیز نگ کو پھر کیا آرزو ہے

اپنا

شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

الحمد للہ کہ یہ پیشوا کی پہلی جلد کا آخری پرچہ شائع ہو رہا ہے اور اس لحاظ سے یہ پیشوا کا یوم احتساب ہے۔

اگر بار بار اپنی حالت ظاہر کرنا داخل شکایت نہ ہوتا (کہ وہ ذات باری ہر حال میں شکر ہی کی مستحق ہے) تو شاید اس وقت میں اپنی مکرر دیر کو تفصیل سے عرض کرتا۔

ایک سال کا عرصہ جس حال میں بسر ہوا ہے اس کا کچھ علم آپ کو ہے اور بہت زیادہ اس علام الغیوب کو جس کی مہربانی سے یہ سال پورا ہوا۔ پیشوا کے بارہ پرچے جس عالم میں مرتب کر کے آپ کی خدمت میں پیش کئے گئے ہیں ان کی سرگذشت اب کیا عرض کروں کہ سامنے ماضی نہیں بلکہ مستقبل ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ میری مالی حالت صحت مصروفیت اس کی مقتضی تھی کہ پیشوا کی اشاعت شروع کی جاتی مگر عزیز و محبت کے اشتغال نے مجھے مضطرب اور بے چین کر دیا تھا کہ صبر کی گنجائش نہیں رہی۔

دنیا کے کاموں میں مادی وسائل اور ساز و سامان [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] تھی۔ البتہ ایک امر صرف ایک [illegible] سب سے بہتر ہے' اور یہ طاقت اس امر کا یقین تھا کہ [illegible] محنت اور صدق و صداقت کے لئے ناکافی نہیں۔ اس کا روبار [illegible] ہو جرأت سکتی ہے' لیکن حق و صداقت ہی کا ایک بیج ایسا ہے [illegible] نہیں ہو سکتا۔

پس اس نیرنگ ساز کی نیرنگیوں پر جب غور کرتا ہوں تو تعجب ہوتا ہے کہ پیشوا کا پہلا پرچہ کس عالم میں نکلا' اور کس حالت میں اس نے ایک سال کا قلیل اور طویل عرصہ پورا کیا۔ یہ بالکل ایک نئی قسم اور نئی وضع کا پرچہ تھا جس کے لئے مجھ کو کسی طرح کی مالی اور دماغی اعانت حاصل نہ تھی' اور جو کچھ بھروسہ تھا' وہ اپنی جیب کی آخری پونجی اور قلم اور صرف خدائے قادر و توانا کے فضل پر تھا۔ ان سب سے بڑھ کر یہ کہ پیشوا کا پروگرام' اس کے لب و لہجہ کی کڑ تلخی اور ترتیب مضامین اور اسکی حیرت انگیز امتزاجی یہ تمام امور ایسے تھے جو بالکل اردو پریس کے لئے نئے تھے۔ پھر کیا کوئی ذی عقل اس بیج کی بار آوری کے لئے آجکل کے موسم کو موزوں کہہ سکتا ہے؟ جبکہ سچائی کی جگہ خوشامد سے' لوگ کی غفلت سے۔ حق کی باطل نے لے رکھی ہو۔ پھر باوجود اسقدر موانع اور مشکلات کے جو حیرت انگیز مقبولیت پیشوا کو اس قلیل عرصہ میں حاصل ہوئی ہے' اور جس کثرت اور شوق سے ہر مہینہ یہ پڑھا جاتا ہے' اسکی نظیر موجودہ رسائل میں تلاش کرنے سے نہیں ملتی۔

ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء، واللہ ذو الفضل العظیم ؀

جب گزشتہ ایک سال کی مدت پر نظر ڈالتا ہوں' تو بے اختیار اقرار کرنا پڑتا ہے کہ جو کچھ کرنا چاہتا تھا' نہ کر سکا' نفس کی کمزوریاں راستہ میں حائل ہوئیں۔ اور ہمت کی پستی منزل مقصود تک پہنچنے میں مانع رہی' لیکن یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے اس قلیل عرصہ میں محض اپنے لطف و کرم سے ایک بڑی جماعت ایسی پیدا کر دی جو شاید پیشوا کو اگر تحسین کا مستحق نہیں سمجھتی تو [illegible] کا سزاوار بھی نہیں جانتی۔ لیکن اس کو کیا کروں کہ جب [illegible] کرتا ہوں تو اپنے تئیں تحسین و آفرین کا نہیں بلکہ ملامت کا مستحق سمجھتا ہوں۔

آپ یقین کیجئے کہ گزشتہ مہینہ کا پرچہ اس حالت میں شائع کر سکا کہ [illegible] سے زیادہ عزیز بچہ خطرناک حالت میں مبتلا تھا' اور میری محترم [illegible] صاحبہ قریب قریب بستر مرگ پر پڑی ہوئی تھیں' اور اتفاق سے [illegible] بیماریوں کی وجہ سے دہلی کا ہر گھر مریضوں کی کثرت سے [illegible] پیشوا کے کاتب بھی پیشوا جس پر پہلے ہی سے [illegible] [illegible]

ہر گھر بیمار خانہ بنا ہوا تھا۔ پس ایسی حالت میں اگر مطلع خلل نہ ہو جاتا تو کیا یہ کوئی تعجب کی بات ہوگی؟ مگر ان تمام افکار کے ہجوم کے باوجود کاتبوں نے پیشوا کو کھو دیا۔ دفتر کا بڑا اہلکار دونوں مریضوں کی تیمارداری کے اہم فرائض کو انجام دینے کے دوران میں ساری ساری رات جاگ کر خود کیا' اور جس طرح ہو سکا' پرچہ صرف دو روز کی دیر سے شائع کر دیا۔

اور یہ تمام مستعدی منجانب اللہ تھی' اسقدر محنت پر بھی بعض بھائیوں نے خفگی نامے بھیجے کیونکہ میں پیشوا کے کام کو بھی ایک دینی خدمت سمجھتا ہوں اس لئے وہ جو مایوسیوں میں یاس کی جھلک دکھاتا ہو' اپنے ذلیل اور عصیاں شعار بندے کی پریشانیوں کو نہ دیکھ سکا' اور میرے اکلوتے بچہ کو صحتیاب کیا جس کی صحت سے طبیب مایوس ہو چکے تھے۔ اور میری والدہ کے مرض میں بھی افاقہ ہوا۔ الحمد للہ علی احسانہ۔

ایک سال کے قلیل عرصہ میں بہت ممکن ہے کہ ناظرین کرام کو پرچہ دیر میں پہنچنے' یا اکثر حالتوں میں نہ پہنچنے کی شکایت پیدا ہوئی ہو' یا ان کے اہم اور ضروری خطوط کا جواب اپنی مصروفیتوں کی وجہ سے نہ دے سکا ہوں' اور یہ یا اس کے علاوہ اور کوئی سبب ان کی ناراضی کا ہوا ہو تو میں بحیثیت ایک ادنیٰ خادم کے ان سے معافی خواہ ہو کر یہ عرض کرونگا کہ آئندہ کے لئے پیشوا کے دفتر کا باقاعدہ انتظام ہو گیا ہے۔ اس کے دفتر میں باضابطہ محرر ہے جو کہ شکایت کی فوراً تکمیل کرتا ہے۔ اس لئے یہ خیال دل سے دور کیجئے کہ آئندہ بھی آپ کی شکایتوں پر توجہ نہ ہوگی پہلے میں بالکل تنہا تھا اور اب خدا کے فضل سے پیشوا کا دفتر ہے' اور اس میں محرر باضابطہ کام کرتے ہیں۔

نہایت رنج والم کے ساتھ یہ ظاہر کرتا ہوں کہ ایک سال کے عرصہ میں پیشوا کی وجہ سے ہزار روپے کا نقصان برداشت کر چکا ہوں لہذا اگر آپ پیشوا کو پسند کرتے ہیں' تو میں آپ کی جیب پر کوئی بار ڈالنا نہیں چاہتا۔ صرف یہ درخواست کرتا ہوں کہ ہر خریدار صرف ایک نیا خریدار پیشوا کا نیا سال شروع ہونے سے پیشتر اپنے عزیز پرچہ کا پیدا کرے اگر آپ نے میری اس درخواست پر پوری توجہ اور مستعدی سے عمل کر لیا تو موجودہ اشاعت اللہ کے فضل سے اتنی ہو جائیگی ہے کہ آپکی توجہ کے بعد پھر مجھ کو کمی اشاعت کی شکایت نہیں رہیگی۔ بشرطیکہ تمام موجودہ خریداروں میں سے ہر بھائی اپنی جگہ مستعدی سے کام کرے!

جو بھائی پہلے سے پیشوا کے خریدار ہیں' ان کا سالانہ چندہ ختم ہو گیا' ان کا فرض ہے کہ وہ آئندہ سال کے لئے بذریعہ منی آرڈر چندہ ارسال فرمائیں جس میں مدد آنے کی بچت ہے۔ یا ان کو اگر پیشوا کی خریداری منظور نہیں ہے تو صرف [illegible] [illegible]

کی حالت میں یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ آئندہ پرچہ وی پی طلب کر رہے ہیں جسکا وصول کرنا ان کا اخلاقی اور مذہبی فرض ہوگا۔ جن بھائیوں کی میعاد خریداری اس مہینہ میں ختم ہو گئی ہے ان کی سہولت کے لئے منی آرڈر فارم اس رسالہ میں رکھ دیا گیا ہے۔

کئی مہینے سے مسٹر ادگلوی اور مولانا حبیب شاہ صاحب مالک اخبار سیاست میں رسہ کشی ہو رہی تھی۔ دنیا بھر کے اخبارات نے راولپنڈی کے فساد پر لکھا، اور خود لاہور کا کوئی اخبار ایسا نہ تھا جس نے فساد راولپنڈی پر رائے زنی نہ کی ہو۔ مگر سیاست کی رائے زنی سب سے زیادہ ڈپٹی کمشنر لاہور کو ناگوار گزری۔ اور انہوں نے دفعہ ایک سو چوالیس کے ماتحت .... احکام صادر کئے کہ سیاست میں اور صرف سیاست میں راولپنڈی کے فساد پر رائے زنی نہ کی جائے، مولانا حبیب صاحب نے اس مضحکہ خیز حکم کا نہایت سیاسی طریقے سے مردانہ وار مقابلہ کیا اور ڈپٹی کمشنر لاہور نے سیاست کے مدیروں ایڈیٹروں کے نام حکم بھیجنے کے بعد اپنے مقصد میں ناکام رہے چونکہ وہ ایک ذہین خیال کے انگریز ہیں۔ اس لئے غالباً وہ اس شکست کو نہ بھولے ہونگے اور دنیا نے دوسری مرتبہ یہ کشمکش اس طرح دیکھی کہ سیاست کے کئی کارکن .... جیل خانہ کی تاریک کوٹھڑیوں میں بند رہے۔

دفعہ ۱۵۳ الف کے مجرموں کی ضمانتوں کا عرصہ تک نہ ہونا بتا رہا ہے کہ ہوا کا رخ کیا ہے۔ ....

......کارکنان سیاست کوئی ڈاکو نہ تھے۔ خونی نہ تھے۔ اور یا کسی اخلاقی جرم کے مرتکب نہ ہوئے تھے ان کی ضمانت پر رہائی سے دریائے راوی میں آگ نہ لگ جاتی۔ پھر ان کا ضمانتوں پر رہا نہ ہونا کیا معنی رکھتا ہے!

میں سمجھتا ہوں کہ سیاست کی یہ تازہ آزمائش صرف اس لئے ہوئی ہے کہ وہ نجدی ایجنٹوں کے خلاف نہایت جرات و لیاقت سے لکھ رہا تھا

....

....

....

....

بہرحال میں اپنے محترم دوست مولانا حبیب صاحب کو اس تازہ آزمائش پر مبارکباد دیتا ہوں اور ان کے اس شریفانہ اور حق پرستانہ جذبہ کی تعریف کرتا ہوں جو انہوں نے تلاشی سے اس وقت تک ظاہر کیا اور جس کے وہ مستحق کر دئے گئے تھے۔ مولانا موصوف [illegible] کے بعد [illegible] شخصیت ہیں جس سے مضمون نگار کا قلم [illegible]

انگار کے ساری حیثیت چند سال اور اسی طرح انجام [illegible] اور [illegible] انجام دیگر دوستوں اور دشمنوں دونوں کے لئے ایک قابل تقلید مثال [illegible]

میری دلی دعا ہے کہ خدائے عزوجل ان کو اس امتحان میں ثابت قدم رکھے، اور صوفی مشرب مسلمانان پنجاب کو سیاست کی امداد کے لئے آمادہ کرے۔ آمین۔

کرنل ویجوڈ ان انگریزوں میں سے ہیں جن کو ہندوستانی معاملات سے کچھ ہمدردی ہے۔ مگر ہندوستان کے معنی ان کے ذہن میں ہندو قوم کے علاوہ کچھ نہیں اگرچہ اس کی تمام تر ذمہ داری مسلمانوں کے گمراہ پیشواؤں پر ہے کہ وہ مسلمان قوم کی ضروریات کے لئے حکومت اعلیٰ کے کارکنوں سے نہیں ملتے۔ کرنل صاحب نے حال میں ایک مضمون میں لالہ لاجپت رائے کو مخاطب کر کے جن مسلم کش جذبات کا اظہار کیا ہے ان کو پڑھ کر بے ساختہ دریافت کرنا پڑتا ہے کہ لندن کے سفر میں ہمارا جو ناچیز کا وہ لاکھ روپیہ جداگانہ نیابت کی مخالفت میں صرف کرنے کا نام تو وہ سیکریٹ فنڈ نہیں ہے جسکا حساب لالہ جی نہیں دیتے، اور جسکو ایک خیراتی کام میں صرف ہونا بیان کرتے ہیں۔

بہرحال انگلستان کے عائد کا جداگانہ نیابت کے خلاف زہر اگلنا ثابت کرتا ہے کہ ہندو ایجیٹیشن کی زر فشانی نے کیسے گل شگفتہ کئے ہیں۔ اور اگر مسلمان رہنماؤں کی ذہنیت نہ تبدیل ہوئی تو اندیشہ ہے کہ ہندو عائدین کی کوششیں جداگانہ نیابت کو توڑنے میں اسی طرح کامیاب ہو جائیں گی جس طرح تقسیم بنگال کی تنسیخ کے ایجیٹیشن سے گورنمنٹ نے مرعوب ہو کر مسلمانوں کے گلے میں ریشمی پھانسی ڈالی تھی۔ اور یہ مسلمانوں کی سیاسی موت کا اعلان ہوگا، اور اسی کا نام انہوں نے سوراج رکھا ہے جسکو کا ذرا سا کہنا بیجا نہ ہوگا۔ بہرحال ضرورت ہے کہ ہر عقیدہ کے مسلمان اسوقت تمام اختلافات سیاسیہ کو بالائے طاق رکھ کر صرف جداگانہ حقوق کی حفاظت کے لئے ہمہ تن مصروف کار ہو جائیں۔

بالآخر ہندو مہا سبھا کے "شیاطین کی تھا انتہا" سے یا "اندولن" سے سر میلکم ہیلی متاثر ہوئے۔ اور انہوں نے پنجاب کے ساہوکارہ بل کو اپنے اختیار خصوصی سے کام لیکر مسترد کر دیا۔ یہ ہے ہندو مہا سبھا کی فتح، ہے لالہ لاجپت رائے کی، یہ ہے ہندو ایجیٹیشن کی۔

ایجیٹیشن ایک زبردست طاقت ہے اور زبردست سے زبردست گورنمنٹ کو متاثر کرنے کے لئے پریس اور اسٹیج کی طاقتیں کام میں لائی جاتی ہیں۔ ہندو لیڈروں نے یہ چیز اپنے استادوں سے اچھی طرح سیکھ لی ہے اور یہ ایجیٹیشن ہی کا اثر تھا کہ سر میلکم ہیلی گورنر پنجاب نے پنجاب کی کثیر التعداد کاشتکار آبادی کے مفاد کو ساہوکاروں کے [illegible] قربان کر دیا۔

مسلمانوں [illegible]

[illegible] کے [illegible] کی چپ کرسکنے تیار ہو کہ پالیسی کے [illegible] برطانیہ ہند [illegible] گورنمنٹ کو مرعوب کر سکنے ذرائع اور وسائل [illegible] سو انقیت ہوتی ۔

گزشتہ جنیبا انتخابات کے سلسلہ میں یوپی میں زیر سرکردگی مولانا حسرت موہانی صاحب مسلم انڈی پنڈنٹ پارٹی عالم وجود میں آئی۔ اگرچہ سیر اما تھا اسی وقت ٹوٹا تھا مگر میری حیرت و استعجاب کی کوئی انتہا نہ رہی جب کانپور کے شائع معلوم ہوا کہ پارٹی کے سرکردہ بزرگ جناب مولانا حسرت موہانی صاحب دلالا لاجپت رائے کی شان میں قصیدہ خوانی کے بعد فرمایا کہ "مسٹر تلک کے بعد ہندوستان میں لالہ لاجپت رائے سب سے زیادہ قوم پرست اور سیاست دان ہیں" مجھے اس کشیدگی کا حال معلوم ہے، جو مولانا اور پنڈت موتی لال نہرو میں ہے مگر ان کے نیاز مندوں کو ان سے یہ توقع نہ تھی کہ وہ پنڈت جی کو زک دینے کے لئے اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن مالوی اینڈ کو کی گود میں چلے جائیں گے ہمارے دلوں میں مسلمان پیشواؤں میں مولانا حسرت صاحب کے لئے ان کی وطن دوستی، اور عدیم النظیر قربانی اور بے مثال خلوص کی وجہ سے بڑی عزت ہے مگر کس قدر افسوس ہوتا ہے کہ میں خلوص و ایثار کے اس مجسمہ کو ہندو [illegible] کے متعفن اور زہریلے حوض میں غوطے کھاتا ہوا دیکھتا ہوں۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ لالہ لاجپت رائے صاحب اور پنڈت موتی لال صاحب دونوں ہندو ہیں، اور بحیثیت ہندو ہونے کے دونوں مسلمانوں کے دشمن ہیں مگر ان میں ایک شریف دشمن ہے اور دوسرا کمینہ خصلت، روباہ صفت اور حد سے زیادہ شریر اور عیار ظاہر ہے کہ ہر سمجھدار آدمی ان دونوں دشمنان اسلام میں سے شریف دشمن کی دوستی کو بکراہ گوارا کرے گا۔ پس مسلمانان ہند کا فرض ہے کہ وہ سوراجیہ پارٹی کے ساتھ رواں کی جانب ایک شریف دشمن کی طرح دوستی کا ہاتھ بڑھانے میں مضائقہ نہ سمجھیں مگر انڈی پینڈنٹ پارٹی کے کرتا دھرتا لالہ لاجپت رائے اینڈ کمپنی کی دوستی یقیناً مسلمانوں کے لئے سانپوں اور بچھوؤں کی دوستی سے زیادہ خطرناک ہے۔ اس لئے مسلمان ممبران کونسل و اسمبلی اور عام مسلمانوں کو اس دشمن اسلام جماعت کی دوستی کبھی قیمت پر بھی خریدنی نہیں چاہئے۔ البتہ بھروسہ صرف اپنی قوت بازو اور خدا کے فضل پر کرنا چاہئے کہ جب کبھی مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا موقعہ آئیگا تو یہ دونوں پارٹیاں ایک ہو جائیں گی کیونکہ دونوں ہندو ہیں اور آجکل ہندوؤں سے دوستی کی توقع رکھنی حماقت ہے۔

بمبئی سے ہندوؤں کا ایک ہفتہ وار اخبار پارس نامی شائع ہوتا ہے جس کے [illegible] ہند [illegible] ایڈیٹر ہیں، اور اب [illegible] کر رہے ہیں۔

اس اخبار میں کئی کارٹون اور متعدد دل آزار مضامین مسلمانوں کی تائید میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور ان تمام مضامین کا سپرٹ وہی ہے جو زمیندار کے کالموں میں ہوتی ہے اور جو لوگ جناب سالک صاحب کے طرز تحریر کو پہچانتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اس تحریر کا اصل لکھنے والا کون ہے؟

نجدی اور حنفی کا قضیہ مسلمانوں کا اندرونی اور ذاتی قصہ ہے، یہ انتہائی بدقسمتی ہے کہ یہ جھگڑا قصہ ایسے وقت میں شروع ہوا جبکہ مسلمانان ہندوستان کو آپس میں بیحد متحد ہونا چاہیئے تھا۔ میں دریافت کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے اس اندرونی قصہ میں اسلام کے دشمنوں کو دخل دینے کا کیا حق ہے؟ لالہ پارس ناتھ ہوں یا دوسرا کوئی ہندو اہل قلم۔ ان کو یہ اچھی طرح معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ مسلمانوں کے اندرونی معاملوں میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔ زمیندار اور ہمدرد کے قصہ میں ان کو مسلمان قوم نے اپنا جج نہیں بنایا ہے، اس لئے اگر ہندو اخبار نویسوں میں ذرہ برابر بھی شرافت ہے تو ان کا فرض ہے کہ وہ ان باہمی جھگڑوں میں غیر جانبدار رہیں۔ دفعہ پھر مسلمان اہل قلم کو بھی اس قسم کے ہندو قوم کے گھریلو جھگڑے معلوم ہیں پر کوئی عملی قصہ نہیں ہے، اور نہ اس تعلیم سے ہندو مفاد خطرہ میں ہے کہ ہندو اخبارات اظہار خیال کے لئے مجبور ہوں۔

کس قدر دکھ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی باہمی پھوٹ سے اغیار نصرت فائدہ اٹھاتے ہیں، بلکہ اس کا مضحکہ بھی اڑاتے ہیں۔ کاش بدبخت نجدی شیطان ہندوستانیوں کی نازک پوزیشن کو سمجھ کر یہ فتنہ پیدا نہ کرتے اور ہندوستان کے مسلمان بجائے آپس میں دست و گریبان ہونے کے حریفوں کے مقابلہ کے لئے تیار ہوتے۔

اسی اخبار میں ایک ہندو اہل قلم کا ایک افسانہ ہے جس میں حضرت اورنگزیب غازی رحمۃ اللہ علیہ کی پاکدامن اور باعصمت صاحبزادی حضرت زیب النساء اور عاقل خان کا فرضی افسانہ عشق و محبت درج کیا گیا ہے۔

مسلمان ارباب قلم اور سمجھدار ہندو اور عیسائی متبحر علم اور عقل کی روشنی میں اس جھوٹے قصے کی تردید کر چکے ہیں۔ مگر پارس کے ایڈیٹر صاحب کی یہ شرمناک حرکت کس قدر کمینگی کا اظہار کرتی ہے کہ ایک باعصمت شہزادی کے نام پر بے حیائی کا دھبہ لگانے کی ابلیسانہ سعی کی گئی۔ اور آج اس معصوم ہستی کو مرقع بے حیائی بنا رہے ہیں، جو جواب دہی کے لئے زندہ نہیں ہو سکتی۔ حضرت اورنگزیب غازی اور تمام مسلمان بادشاہوں کے متعلق ایک جدید تاریخ ہندوؤں کی نئی نسل کو مسلمانوں سے ہمیشہ کے لئے منقطع کرنے کے لئے شریر ہندو اہل قلم، عیسائی مورخوں کے زہریلے لٹریچر کی امداد سے تیار کرکے دیسی حکومت کی بنیاد مستحکم کر رہے ہیں۔ مگر کیا انگریز حکام کو یہ یقین ہے کہ ہندو قوم کل اگر ہندوستان کو سوراج حاصل ہو گیا تو وہ عیسائیوں کے مقدس خاندان اور حامیان انگلستان کی [illegible]

سے شریف اور مہذب حیوان کے فرض ہیں کہ اس طرح دلگاتے گی جس طرح کہ وہ اپنے سابق شہنشاہوں کی مرحوم اولاد پر کچھ الزامات عائد کر رہی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ گورنمنٹ کو اس قسم کے فرضی اور اشتعال انگیز لٹریچر کو اس جدید قانون کے ماتحت فوراً ضبط کریں جو گزشتہ اجلاس اسمبلی میں پاس ہوا ہے۔ تاکہ ہندو مسلمانوں کے جذبات زیادہ خراب نہ ہوں۔

آریہ سماج ہندوستان میں ایسی پولیٹیکل جماعت ہے جسکا کام محض اردو ہندی لٹریچر کو گندگی اور غلاظت سے آلودہ کرنا اور ہر قوم کے بزرگوں کو گالیاں دیکر مشتعل کرکے فساد کرنا ہے۔

آگرہ میں کالی چرن نامی کسی بدلگام آریہ نے آنحضرت روحی فداہ کی شان مقدس میں فرضی فسانے لکھکر اس کا نام وچترن جیون رکھا۔ یہ کتاب نہایت گمراہ کن اور سراسر غلط اور بیحد اشتعال انگیز تھی۔ گورنمنٹ نے ایک عرصہ تک اس کتاب پر توجہ نہکی۔ مسلمان اخبارات نے غل مچایا۔ مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ صدہا جلسے ہوئے جس میں اس ناپاک کتاب پر اظہار نفرت کرتے ہوئے حکومت سے اس کی ضبطی کی خواہش کی گئی۔ اسپر حکومت نے غلطی یہ کی کہ بجائے ضبط کرنیکے مصنف پر مقدمہ قائم کرکے اسکو اور گندہ دہنی کی اجازت دی۔ اس مقدمہ میں متعدد مسلمان علماء اور ایڈیٹران اخبارات کو بطور گواہ صفائی طلب کیا گیا اور جرح میں ایسے سوالات کئے گئے جنکا نفس مقدمہ سے کوئی تعلق نہ تھا، اور اس طرح اسلام اور حضور انور کی شان میں عدالت کے مصدقہ جیابات میں مسلمان علماء اور اخبار نویسوں سے ایسے گستاخانہ الفاظ کہوانے لگے جنکا تاریخ و سیر سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ اور یہ ساری خلاف قانون کارروائی صرف اس لئے ہوتی رہی کہ سرکاری وکیل ہندو ہیں

میرے خیال میں اس شرارت کا جواب سوائے اس کے اور کچھ نہ تھا کہ وہ مسلمان علماء اور ایڈیٹران اخبارات جن سے آنحضرت فداہ روحی کی شان میں گستاخانہ جوابات حاصل کرنے کی شیطانی کوشش کی جاتی تھی، جواب رہی کی بجائے۔ بالکل خاموشی اختیار کرتے۔ اور عدالت سے کہدیتے کہ عدالت کا پوری طرح احترام کرتے ہوئے ہم اس لغو سوال کا جس سے ہمارے جذبات مجروح ہوتے ہیں، اور جو مسلمانوں کے لئے نہایت اشتعال انگیز ہیں، اور جنکا جواب دینا ہمیں گنہگار بناتا ہے، جواب دینے سے معذور ہیں۔ اس کے بعد اگر ان پر توہین عدالت کا مقدمہ چلتا تو بڑی خوشی سے اس کے لئے تیار ہو جاتے اور عزت رسول کے تحفظ کے لئے جیل خانہ چلے جاتے۔

اس شر انگیز کتاب کی ضبطی کے بعد دوسرے شریر اور مفسد آریہ نے تھوڑے سے رد و بدل کے بعد اس کتاب کو دوسرے نام سے شائع کر دیا، اور اس طرح حکومت کے قانون کا عیارانہ مقابلہ کرکے اس کام کو مکمل کر دکھایا جو گورنمنٹ ہندوستان کے مسلمانوں کے دلوں میں لگی ہوئی آگ کو بجھانا

جاتی ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ اس کتاب کے چھاپنے والے کو ضبط کرے۔ اور اس قانون توڑنے والے مذہبی دیوانے کے خلاف سخت کارروائی کرے تاکہ دوسرے مجنونوں کو عبرت ہو۔

دنیائے انکشافات میں یہ خبر دلچسپی سے سنی جائے گی کہ پنجاب کے ایک ضلع میں نئی قسم کی اخبار نویسی کا انکشاف ہوا ہو۔ دعویٰ یہ ہے کہ ان کا ہفتہ وار اخبار پچاس ہزار شائع ہوتا ہو، اور جسکا نتیجہ یہ ہے کہ جس نئی کتاب کا اشتہار انہوں نے کسی اخبار میں دیکھا فوراً ایک کارڈ پر مشتہر کو لکھدیا کہ آپ اپنی کتاب ہمارے دفتر میں ریویو کے لئے بھیجدیجئے۔ اور اس طرح دو پیسے کے کارڈ میں روپیوں کی کتابیں طلب کرلیں۔ گزشتہ مہینہ میرے پاس بھی اسی قسم کا کارڈ آیا۔ میں ان بھائی سے عرض کرونگا کہ بغیر کچھ خرچ کئے کتابیں فراہم کرنیکا یہ ذریعہ ممکن ہے آپکے نزدیک مستحسن ہو، مگر میں تو اسکو گداگری کا ادنیٰ یا ذلیل حصہ سمجھتا ہوں۔ اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ خدارا اس مذموم عادت کو ترک کرکے اس شریف پیشہ کو بدنام نہ کیجئے۔

یادش بخیر! حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند نے نکاح و طلاق کے انفساخ کے متعلق علماء اسلام کے سامنے ایک اہم بحث اس لئے چھیڑ دی ہے کہ سماج کے اخبار اور بعض نالائق اور بدنام کنندہ انسانیت مسلمان مردوں کے شرمناک طرز عمل سے متاثر ہو کر بعض مسلمان عورتیں حال میں مرتدہ ہو کر بزعم خود نہ صرف خاوندوں کے مظالم سے آزاد ہو گئیں۔ بلکہ اس سے مسلمانوں کی معاشری زندگی پر ایک کاری ضرب لگی اور ارتداد کی ایک نئی راہ کھل گئی۔ جسکا اگر فوری تدارک نہ کیا تو بہت ممکن ہے کہ مسلمانوں کو من حیث القوم ایک نئی اور بڑی مصیبت کا جلد سامنا کرنا پڑے۔

اسلام دنیا میں پہلا مذہب ہے جس نے عورت کی صحیح قدر کرکے اسکو وہ درجہ عطا کیا جسکی وہ مستحق تھی۔ اسلام دنیا میں پہلا مذہب ہے جس نے حقوق کا صحیح نظام عمل قائم کیا، اور اسلام ہی کا قانون ایسا ہے کہ عورت کو دنیا میں پہلی مرتبہ اندرونے مذہب وراثت کا حق عطا ہوا۔ اور بجز تمام مذاہب کے علاوہ مسلمان عورت کو خلع کا حق اسلام نے دنیا میں پہلی مرتبہ عورت کو دیا۔ اور اس سے کون بدنصیب مسلمان عورتیں محض اس لئے فائدہ نہیں اٹھا سکتیں کہ موجودہ حکمرانوں کے مورث اعلیٰ نے مسلمان بادشاہوں سے حکومت لیتے وقت یہ عہد کیا تھا کہ مسلمانوں پر اسلامی قوانین کی حکومت ہوگی۔ گو عمل اس کے خلاف ہے۔ اگرچہ انہوں نے اسلام اور رومن قانون کو بلا کر محمڈن لاء کے نام سے چند قوانین مسلمانوں کے لئے مرتب کئے ہیں، مسلمانوں میں نافذ کردئے ہیں۔ مگر یہ اس کا اصل علاج نہیں تھا۔ اس [illegible] مسلمانوں کے معاشری نظام پر [illegible]

[illegible] مسلمان عورتوں کے ارتداد کی صورت میں دیکھا جاتا ہے ۔ میں مولوی نہیں ہوں اور جانتا ہوں کہ یہ کام علماء کا ہے کہ وہ فقہ کے باریک مسائل پر نگرانی قائم کریں ۔ مگر ان سب باتوں کے باوجود میں یہ ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جہاں تک میں نے مذہب کا مطالعہ کیا ہو اور مجھکو اسلام کے سمجھنے اور اسکی تعلیمات پر غور کرنے کا موقعہ ملا ہے مجھے کسی طرح یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جو عورت مرتدہ ہو جائے اسکا نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور فسخ نکاح کے غلط عقیدے نے آریہ سماج کو مسلمان عورتوں کو اغوا کرنے کا موقع دیا ہیں ضرورت ہی نہیں بلکہ اشد ضرورت ہے کہ مسلمانوں کے تمام فرقوں کے علماء و مشائخ وقت کی اس سب سے بڑی ضرورت پر غور کرنے کے لئے ہندوستان کے کسی مرکزی مقام پر جلسے جلد جمع ہوں اور کامل مستعدی اور خلوص اور پوری دانشمندی کے ساتھ اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر غور کر کے مرتدہ کے نکاح کے متعلق ایک اہم اعلان شائع کریں ۔ اور اس کے بعد پورے جوش اور کامل انہماک کے ساتھ اس اعلان کو قانونی صورت میں لانے کے لئے اسمبلی کے مسلمان ممبران کو متفقہ کوشش کے لئے آمادہ کیا جائے ۔ اور ہز اکسیلنسی وائسرائے اور صوبوں کی حکومتوں کے پاس میموریل اور ڈیپوٹیشن لیجا کر پرزور استدعا کی جائے کہ وہ مسلمانوں کی مشکلات کو حل کر کے ان تمام مواعید و مواثیق کو زندہ کریں جو مسلمانوں سے کئے گئے تھے ۔ اگر جمعیۃ علماء ہند ریزولیوشن بازی، تار بازی اور جلسہ بازی اور اخبار بازی سے آگے بڑھی تو یہ مسلمانوں کی اتنی بڑی خدمت ہوگی کہ اسکی نظیر اس صدی میں نہیں ملے گی ۔ اور اس جد و جہد کا اثر مسلمانوں کے تمام فرقوں پر یکساں پڑے گا ۔

افسوس کہ جو جد و جہد صوفیائے کرام کے خلاف اخبار زمیندار نے شروع کر رکھی ہو، اسکا شکار میرے محترم جناب مولانا نیاز صاحب فتحپوری بھی ہو گئے اور ان کے پراسرار قلم سے گزشتہ مہینے کے نگار میں "نقاب اٹھ جانے کے بعد" ایک افسانہ شائع ہوا ہو جسمیں ایک پیر کی فرضی تصویر ایسے مکروہ طریقہ سے پیش کی گئی ہو کہ جسکو پڑھکر بیحد افسوس ہوتا ہو ۔ مولانا کے لئے ادبی مشاغل کیا کم تھے کہ انہوں نے زمیندار کے افکار و حوادث کا چربہ اتارنے اور غریب صوفیوں کو بدنام کرنے کے لئے فرضی قصہ لکھکر مسلمانوں کے بڑے طبقہ کی دل آزاری کی ۔ نگار ہمیشہ سیاست اور مذہب سے علیحدہ رہا ہے اور ریاست بھوپال میں مقیم ہونے کی وجہ سے مولانا نیاز صاحب کو اسی احتیاط کی ضرورت تھی ۔ مگر افسوس ہے کہ آپنی موجودہ سکونتی مشکلات کے باوجود مذہب اور سیاست سے ٹکرانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ ان کا لٹریری حلقہ میں خاصا تعارف ہو، پھر کونسی ضرورت ایسا قصہ لکھنے کی محرک ہوئی ۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جسکا جواب نیاز صاحب کو دینا چاہیئے ۔ مگر قبل اس کے کہ وہ جواب دیں، میں ان سے یہ عرض کرونگا کہ کیا وہ نہیں جانتے کہ تمام خرابیاں غریب اور بے زبان مشائخ ہی میں ہیں، اور

اور ان کے علاوہ تمام زعمائے ملت فرشتے پیدا ہوئے ہیں ۔ اگر انصاف دنیا سے اٹھ نہیں گیا ہو، اور آپ حقیقتاً صحیح واقعات معلوم کرنا چاہتے ہیں، تو آج میں آپ کو دہلی کے ایک وہابی مولوی صاحب کے حالات سے باخبر کرنا چاہتا ہوں جو کتاب و سنت کے بڑے مدعی ہیں اور جنکا حلیہ یہ ہے ۔

میانہ قد، گندمی رنگ، دھنسی ہوئی آنکھیں، لمبی ناک ۔ سفید اور خاصی لمبی ڈاڑھی ۔ ماتھے پر ایک انچ چوڑا نماز کا گٹہ ۔ چہرہ پر جھریاں پڑی ہوئیں ۔ ٹخنوں سے بہت اونچا، اور گھٹنوں سے نیچا سقوں کی وضع کا پائجامہ پہنتے ہیں گرمی میں باریک ململ اور تنزیب کا انگرکھا ۔ شرع (یعنی نصف ریشم اور نصف سوت جیسے ایک گلاس شراب میں ایک گلاس پانی ڈال دیا جائے) کا عمامہ باندھتے ہیں ۔ ڈاڑھی کو خضاب لگاتے ہیں ۔ جاڑوں میں قریب قریب پچاس چوڑوں کی، روزانہ یخنی پیتے ہیں اور انڈوں اور بھیجوں کا بڑا حصہ صبح کے ناشتہ میں چٹ کر جاتے ہیں ۔ اپنے تئیں اپنی جماعت کا امام کہکر عشر وصول کرتے ہیں، اور وہ زکوٰۃ و صدقات جو ان کو نہ دیئے جائیں قبول ہی نہیں ہو سکتے ۔ کیونکہ ان کے بھی مستحق صرف وہی مولانا ہیں ۔ غرضکہ جس طرح بھی ہو سکتا ہے یہ کتاب و سنت کے داعی اللہ میاں کے لیٹر بکس کو بھرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر اس کے ساتھ ہی بیحد عیاش اور شراب خوار ہیں ۔ جوانی میں ہر سال نئی بیوی سے پرانی بدل لیا کرتے تھے، اور اگر بیوی نے فہمائش پر کسی معتقد نے اپنی نورِ نظر حوالہ نہ کی تو اسکو مردود کر کے نکلوا دیا کرتے ۔ اکثر معتقدوں کی منکوحہ بیویوں پر دست درازی کرنے کے جرائم پیشہ کی طرح عادی ہیں مگر یہ نمازی کا ثمرہ ایک دفعہ اس طرح وصول ہوا کہ ایک متمول گھرانہ پر جب ہاتھ صاف کیا تو انہوں نے نہایت خاموشی کے ساتھ اپنی ناموس کی بربادی کی خبر سنی، اور تھوڑے عرصے کے بعد ان مولوی صاحب کی دعوت کر دی ۔ مولانا دعوت میں تشریف لائے، تو کوٹھڑی میں بند کر کے ان کے منہ میں کپڑا ٹھونسا گیا اور پھر تو انکے خلاف ..... عمل کرنے کے لئے دو مسٹنڈے چھوڑے گئے ۔ جنہوں نے باری باری کافیہ کی گردان کی، اور اس کے بعد ان کی ڈاڑھی جلا کر ان کے منہ پر پائخانہ کا ابٹنا ملا گیا ۔ اور منہ کالا کر کے ان کو شہر کے ایک غیر آباد حصہ میں رات کو چھوڑ دیا گیا صبح کے قریب یہ داعی توحید اور حامی کتاب و سنت عجیب شان سے اپنے عیش کدہ میں تشریف لائے ۔

یہ مولوی صاحب اب بھی زندہ ہیں، اور کتاب و سنت کے درس میں مصروف رہتے ہیں ۔ دہلی کے غیر مقلد وہابیوں کے امام ہیں ....

....

معتقدین میں بڑے بڑے جغادری وہابی شامل ہیں ۔ بلکہ مدرسہ پنجاب کا عذار آجکل پرورش پا رہا ہے ۔ مگر مذکورہ واقعہ کے بعد سے ان کا پہلا سا رسوخ نہیں رہا تاہم اب بھی وہ اکیہتر برس کے قریب ہو [illegible] کیا سعودی اخبار نے [illegible]

عیاشیوں کی وجہ سے ان کے دفتر کے تازہ صف کی بیویاں اور علمی نورچشم بہو بیٹیوں کی عزت محفوظ تھی؟ اور جنہوں نے اپنے صاحبزادہ بلند اختر کی اصلاح کی بجائے دنیا بھر کے مریضوں کی اصلاح کا ٹھیکہ لے رکھا ہے کتاب و سنت کے ماتحت اس بد قماش مولوی کے حالات افکار و حوادث کے کالم میں اپنے دلی نعمتوں کی ناراضی کا خیال کئے بغیر شائع کرنے کی جرأت کریگا؟

گذشتہ ہفتہ میں نے ایک دوست کے پاس دو فوٹو دیکھے، جنہیں ظفر الملۃ والدین حضرت مولانا ظفر علی خاں صاحب کرم آبادی ثم لاہوری ثم نجدی حال رہ ابی و حامئی توحید و سنت حجازی کے اس بازار میں رونق افروز ہیں، جہاں بیچاری سے خوبصورت لڑکیوں کو بید ہیں لباس پہنا کر لباس پر بولی لگی جاتی ہے۔ تقدس آب مع ہمراہان حامی سنت سعود اس "شرعی نیلام" میں شریک ہیں۔ دوسری تصویر حضرت مولانا ظفر الملۃ صاحب کی اس حالت کی ہے، جس میں آپ کرشن روپ دھارے ہوئے قابل رشک طریقے سے صد ہا حسین بتوں کے جھرمٹ میں اور گنی گوپیوں کی آغوش محبت میں بیٹھے کتاب و سنت کے ماتحت اٹھکیلیاں کر رہے ہیں۔ ان حیا سوز مناظر اس حالت میں ہو، جبکہ آپ حجاز مقدس کا سفر مسلمانان ہندوستان کی نیابت کی غرض سے کرتے ہیں اور ان کے روپیہ سے یہ عیاشانہ زندگی بسر ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد واپس ہندوستان پر بات بات میں "سنت سعود منہ میں" ہوتی ہے اور قبوں اور مسجدوں کے انہدام، طائف میں بے کس مسلمانوں کے بار دم قتل عام، اور اعلان ملوکیت کو قرآن و حدیث سے غلط استدلال کر کے اسکو بدعت اور نجدی لعینوں کے اعمال خبیثہ کو کتاب و سنت کے ماتحت پسند کرنے کے متعلق زمیندار کے کالم کے کالم سیاہ کئے جاتے ہیں۔ کاش کوئی ان بزرگوار سے کہتا کہ جناب فہم قرآن اور حدیث خدا و ند تعالیٰ کا عطیہ ہے، یہ کوئی آپ کے آبا و اجداد کا بنایا ہوا آرا نہیں ہے کہ جب چاہا توڑ لیا، اور جب چاہا اپنے حسب منشار بنالیا۔

کیا زمانہ ہے جناب مولانا عبدالقادر صاحب قصوری جنکی ملی امداد نے پنجاب کے مسلمانوں میں ایک فتنہ عظیم بپا کر رکھا ہے، اور جناب مولانا ثناء اللہ صاحب جناب مولانا عطاء اللہ صاحب بخاری و جناب مولانا داؤد صاحب غزنوی و جناب مولانا اسمٰعیل صاحب غزنوی وغیرہ نمک خواران ابن سعود و حامیان توحید مبلغان کتاب و سنت بیچ اس مسئلہ کے کہ حضرت ظفر الملۃ والدین نے قرآن پاک کے اس حکم کی موجودگی میں کہ نامحرم کو ہاتھ نہ لگاؤ، اور جب بازار میں جاؤ تو نیچی نگاہ رکھو، اور اس صریح حکم کے خلاف انہوں نے نامحرم عورتوں کو جو شباب کی امنگوں میں مستانی ہو رہی تھیں اور جو بازار حسن فروشی کی رونق تھیں، یہ کتاب و سنت کا داعی اس طرح رلا ملا بیٹھا ہے کہ جیسے یہ سب محرم اسکے گھر کی ہیں، اور ان سب میں سے کسی سے نسبتیں کا [illegible] [illegible]

اس کتاب کے مطابق تھا، اور کیا مولانا کی حدیث [illegible] کی جاسکتی ہے؟

گذشتہ مہینہ کا پرچہ جن مشکلات میں شائع ہوا تھا اسکا کچھ تذکرہ پچھلے صفحہ میں آگیا ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ ان مشکلات کا علم صرف اسی قادر مطلق کو ہے، یا میں اس سے واقف ہوں، کہ مجھ پر کیا بیت رہی تھی۔ اس عالم اضطراب میں اگرچہ میں نے اپنی طرف سے رسالے کی کسی کام میں کمی نہیں کی، مگر تاہم مجھے افسوس ہے کہ رسالہ میں بے شمار غلطیاں باوجود اصلاح کرنے کے رہ گئیں جنکی ذمہ داری سے میں کسی طرح سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ یہ جو پہلا پرچہ جب میں نے دیکھا تو کہہ نہیں سکتا کہ کس قدر رنج اور افسوس ہوا، اور یہ جی چاہا کہ اشاعت روک دوں، مگر سوائے شائع کرنے کے کوئی چارہ کار نہ دیکھکر اسی حالت میں روانگی شروع کی۔

مجھ سے اگر پیشوا کے ناظرین یہ خواہش کریں کہ سارا رسالہ خود مرتب کروں تو بلا شبہ ان کے حکم کی تعمیل خدا کے بخشے ہوئے دماغ اور مستعدی اور دلی جوش پر اعتماد کر کے عرض کرتا ہوں کہ صرف ۲۴ گھنٹہ میں سارا رسالہ بغیر کسی کی امداد کے خود مرتب کر سکونگا۔ اور اگر ان کی یہ خواہش ہو کہ میں ایک سطر صحیح چھپنے کی ذمہ داری لے سکوں، تو یقیناً میں اس کا جواب بدرجہ مجبوری نفی میں دونگا۔ اگرچہ ہمیشہ یہ کوشش کرتا ہوں کہ رسالہ صحیح چھپے، مگر جو لوگ لیتھو پریس کی مشکلات سے واقف ہیں، وہ بآسانی سمجھ لیں گے کہ یہ کام کتنا مشکل ہے بہرحال گذشتہ اغلاط کے لئے محترم قلمی معاونین اور ناظرین کرام سے معافی خواہ ہوں۔ اور آئندہ پہلے سے زیادہ احتیاط و اصلاح کی کوشش کرونگا۔ مگر امید نہیں کہ اس کوشش میں کامیابی ہو سکے۔

میرا یہ فرض ہے کہ پیشوا کی پہلی جلد کے خاتمہ میں اپنے محترم قلمی معاونین کا شکریہ دلی خلوص سے ادا کروں، جنکی جگر کاوی اور دماغی محنت سے پیشوا اس وقت ہندوستان کے مقبول رسائل کی صف اول میں ہے۔ لہ ان میں سب سے زیادہ شکریہ کے مستحق ہیں حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب، حضرت مولانا عبدالماجد صاحب بدایونی، حضرت مولانا محمد علی صاحب، حضرت مولانا احمد سعید صاحب، حضرت مولانا منظر الدین صاحب، حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب، حضرت مولانا عبدالماجد صاحب، جناب مولانا مولوی محمد الف دین صاحب بی اے وکیل، جناب پروفیسر محمد اکبر خاں صاحب حیدری، جناب قاضی [illegible] صاحب قریشی بی اے، جناب مولانا حکیم محمد رکن الدین صاحب دانا، جناب [illegible] مرزا سلطان احمد صاحب بی اے، جناب مولانا زاہد القادری صاحب، جناب ماسٹر باسط علی صاحب، جناب ساغر صاحب نظامی، علامہ [illegible] صاحب، جناب مولانا جلال احمد صاحب ذبیری، جناب مولانا ابوالاثر صاحب حفیظ، جناب [illegible] سید محمود صاحب زیدی، جناب مولوی حکیم محمد [illegible] صاحب، جناب [illegible] صاحب [illegible]

یہاں سے (عابی) علامہ اشد الخیری صاحب، جناب مولانا حافظ نظام الدین صاحب، جناب مولانا محمد منیب صاحب ضیا قادری، جناب مولانا سید ابوالخیر صاحب (دہلی) جناب حافظ آمین صاحب وغیرہ ارباب علم و فضل جنہوں نے ہمیشہ میری درخواستوں کو نوازا۔ اور امید کرتا ہوں کہ آئندہ سال بھی وہ اپنے اس خادم کو نہ بھولیں گے اور ہزارہا ناظرین بیشتر کو اپنے علم و فضل سے مستفید ہونے کا موقع دیکر ملت مرحوم کی بگڑی حالت کو سنوارنے میں میرے شریک کار رہیں گے؛

گزشتہ مہینہ انگریزی اور ہندوستانی اخبارات میں دہابی شہزادہ کی سیاحت یورپ کا بڑا چرچا رہا۔ اس نجدی بدو نے آنکھیں کھول کر اونٹ کی مہار پکڑی تھی یا پھر مسلمانوں کے خون ناحق سے اسکی تلوار ہمیشہ رنگین رہی۔ اب جو حیرت آمیز انگلستان گیا تو اس نے بائسکوپ میں چلتی پھرتی تصویریں دیکھیں۔ اس نے انگلستان کی صدہا پیکر حسن و جمال نازنینوں کو نیم برہنہ اور بالکل برہنہ دیکھا، غرضکہ انگلستان کی کوئی تفریح گاہ ایسی نہ تھی اور کوئی شیش محل ایسا نہ تھا جسمیں یہ نجدی طالب دنیا نہ گیا ہو اور اسکو مغربی تمدن نے محو حیرت نہ بنایا ہو۔ انہوں نے انگلستان کے کھلاڑیوں کو اس وادی غیر ذی زرع میں اور اس محترم میدان عرفات رمنی میں کھیلنے کی دعوت دی جسمیں تیرہ سو سال سے صرف صدائے تکبیر و تحمید گونجتی ہے اور بالآخر اس تماشہ کا آخری ڈراپ سین اس طرح گرا کہ دنیائے اسلام کی سب سے زیادہ دوست اور ہمدرد سلطنت کے بادشاہ جن کے زیر نگیں اسوقت اسلامی سلطنتوں کے سب سے زیادہ حصے ہیں اور جن کے وزراء نے ہوس استعماریت میں جسد اسلام کے سب سے زیادہ ٹکڑے قطع کئے ہیں۔ اور جو اس وقت جبکہ دنیا میں جلیبی ریلیکی مکیت ہو انگلستان کے سب سے زیادہ طاقتور شہنشاہ ہیں اپنی سلطنت کا مذہبی نشان (صلیب) اس نجدی بدو شہزادے کے اس سینہ پر لٹکایا جسکو حامل توحید و سنت کہا جاتا ہے۔ اور نجدی شہزادے صاحب اپنے پدر بزرگوار کے آقا ولی نعمت کے آگے اس معراج پر سرنگون ہوئے

انگلستان کی سیر سے فارغ ہو کر وہ ہالینڈ کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے کیونکہ کعبۃ اللہ کے بعد زیارت مدینہ ضروری تھی اور وہاں سے بھی ملکہ ہالینڈ سے شرف ملاقات حاصل کرکے نشان کفر کو اپنے سینے پر آویزاں کرایا۔

اب کیا فرماتے ہیں جناب قاضی نجد عبداللہ بن بلیہد اور ہندوستان کے وہابیان بے حمیت جو بات بات پر کتاب و سنت کا نام لیکر قبروں کی شرعی حیثیت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ شہزادہ نجد کے اس تازہ سفر کے متعلق ... مشکور ہونگا جناب ... صاحب کا اگر وہ مولانا کوئی حدیث اس ... کے جواز میں پیش کرنے کی زحمت گوارا فرمائیں۔

کیونکہ کلام اللہ اور بخاری ان کے نزدیک غالباً اتنا اہم نہ ہوگی۔ جتنی مرطانہ شو جو کچھ انگلستان میں شہزادہ صاحب نے کیا اگر اس سے کسی مصلحت کی بناء پر قطع نظر کرنا ضروری ہو تو کیا ماتر متبرکہ ان کے جسم میں نقش پیوست تھے اور کیا وہ صلیب سے بھی گئے گزرے تھے کہ اسکو تو سینہ پر آویزاں کرا لیا اور مزارات پر ہل چلوا دیئے اور قبروں اور مسجدوں کو تہ خاک کر دیا؛

ایک محترم دوست جو اخبار زمیندار کے تمام خفیہ رازوں سے آشنا ہیں لکھتے ہیں کہ آپ نے اپنے مباہلہ کی شرائط میں یہ شرط کیوں نہ لگائی کہ کیا ابن سعود کے پروپیگنڈا کے لئے کوئی رقم ابن سعود کی جانب سے زمیندار کے دفتر میں نہیں آئی۔ اور کیا ہندوستان کے نجدی دوستوں نے زمیندار کی مالی امداد نہیں کی؟

میں اپنے ان محترم بھائی کا شکر گزار ہوں کہ واقعی یہ مجھ سے غلطی ہوئی مگر شاید یہ چیزیں شرائط مباہلہ کے وقت سامنے آجائیں اگر مرد ظفر علیخاں مرد میدان بنکر سامنے آئے۔

بہرحال میرا مباہلہ کا چیلنج جبتک میں زندہ ہوں زندہ رہیگا۔ اور میں آج کی تاریخ سے مذکورہ سوالات کا اور اضافہ کرکے پھر کہتا ہوں اور پورے وثوق اور کامل یقین سے کہتا ہوں کہ زمیندار میں ابن سعود کی حمایت محض زرطلبی کے لئے ہوئی۔ جسمیں کامیاب ہوئی اور زمیندار کی امداد کے لئے ابن سعود اور اس کے حامیوں نے روپے سے امداد کی۔

رہا زمیندار کی حالت کا خراب ہونا جسکا تذکرہ ظفر علی خاں صاحب نے اپنے اس خط میں کیا ہے جو حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب تمہید کو زیب دینے کے لئے شائع کیا گیا تھا۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ ان کے شاہانہ اخراجات اور ان صاحبزادہ بلند اختر کی عیاشیاں اور بیگم صاحبہ ظفر علیخاں کے منہ بولے بھائی کے قرضہ سے واقعی اس قدر بھی نہیں بچتا کہ زمیندار کے ان ایڈیٹروں کو وقت پر تنخواہ مل سکے جنکی دماغ سوزی کی وجہ سے ظفر علی خانصاحب ایک سطر لکھے بغیر زمیندار کے ایڈیٹر ہیں۔ اگر میرے اس بیان میں کچھ شبہ ہو تو اسیر حلفیہ بیان مولانا سالک صاحب کا لیا جا سکتا ہے جو محض نامہندی کی وجہ سے گزشتہ چھ ماہ سے نئے ضمیمہ ہوئے تھے اور مہر مولانا مہر صاحب اور دیگر ملازمان زمیندار اس کے بہترین شاہد ہیں کہ اختر علی کی حد سے زیادہ عیاشیوں سے جن کا لاہور کے بچہ بچہ بازار میں اور دہلی کے کورونیشن ہوٹل میں بچشم خود دیکھنے کا مجھے موقع ملا ہے اس قدر روپیہ نہیں بچتا کہ ملازمان زمیندار کی تنخواہیں وقت پر ادا کی جاسکیں۔

البتہ یہ یقین ہے کہ بیگم صاحبہ کے منہ بولے بھائی کے پاس زمیندار میں آمدہ شدہ رقموں کا بڑا حصہ محفوظ ہے جو وقتاً فوقتاً زمیندار کو ضرورت کے وقت قرض کے طور سے بیگم صاحبہ دیدیتی ہیں۔ اور پھر اپنے اس کا اصل ... کا نام

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ

(اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے)

باطن میں ہم الجھنا فضائل سے
دل یورش میں لا فزیادہ ز تا ثیر دکھاؤ
(ایمانی نظر سے کار زبان)

پیشوا

روشن ہو اپنی تمام قدرت کی مہر تجمہ پر
دکھائے نظر آزادی خود بینی کو بخبر پر

جلد ۲ | دہلی - ۸ رجنوری ۱۹۲۷ء مطابق ۳ رجب المرجب ۱۳۴۵ھ | نمبر

اب نہ چھلے گا پردا تیرا

(از جناب مولانا ڈاکٹر سید احمد صاحب سابق اوڈیٹر اخبار ہمدرد)

اے دنیا کے بنانے والے ابر سے مینہ برسانے والے
خاک سے پیڑ اگانے والے پیڑ میں پھول کھلانے والے
صورت گل میں جلوہ تیرا!
شاہد اک اک ذرہ تیرا

حسن کے اور زیبائی کے مالک خوبی اور رعنائی کے مالک
وحدت اور یکتائی کے مالک تن او ساری خدائی کے مالک
دیکھ چکے ہم جلوہ تیرا
اب نہ چھپے گا پردا تیرا

تجھ کو رنگ گل میں دیکھا تجھ کو کیف مل میں دیکھا
نغمہ بلبل میں دیکھا جزو میں دیکھا کل میں دیکھا
دیر و حرم میں اجالا تیرا
گرجا تیرے شوالا تیرا

تسبیحوں زناروں والے برجوں اور مناروں والے
رمز آیات اشاروں والے سورج چاند ستاروں والے
مجھ کو کم ڈر ہے تیرا
دل میں سکون ذرہ ہے تیرا

شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

اللهم انی اعوذ بک من شیاطین الانس والجن وبا سمك العظیم یا رحیم یا رحمٰن واحمدك یا من انزل علی عبدہ الکتاب

یہ پیشوا کی دوسری جلد کا پہلا پرچہ ہے اور اس لحاظ سے پیشوا اپنی زندگی کا پہلا سال ختم کر کے آج دوسرے سال میں قدم رکھتا ہے الحمد للہ علی احسانہ!

میں جس وقت سال گزشتہ انہی ایام میں پیشوا کا پہلا پرچہ مرتب کرنے بیٹھا تھا۔ تو خدائے حی القیوم سے یہ دعا مانگی تھی۔

رب ادخلنی مدخل صدق	اے پروردگار اس سفر میں جو میں نے
واخرجنی مخرج صدق و	اختیار کیا ہے ایک بہتر مقام تک پہنچا دے۔
اجعلنی من لدنک سلطانا	اور دشمنوں کے ہجوم سے نکالنے کا بہتر طریق
نصیرا ۵	سے نکال۔ اور مجھے ضعیف مگر مدد ملی

مجھ کو اپنی نصرت بخشی سے اس کار زار حق و باطل میں فتح یابی کے ساتھ غالب دیکھو۔

پھر اگر کوئی دعاؤں کا سننے والا تھا تو اس نے اپنے ایک ذلیل اور عصیاں شعار اور نحیف و نزار بندے کی اس التجا کو سنا، جو اس کی بتائی ہوئی تھی۔ اور اپنی رحمتوں کی چادر پھیر ڈال کر میری دستگیری کی۔

[illegible]

باطل کو ظاہری ساز و سامان کے ہوتے ہوئے بھی کامیاب نہ ہونے دیا اور ہاں یہ اسکی نصرت بخشیاں تھیں کہ اس نے اپنے ایک سیہ کار بندے کی کڑوی کسیلی باتیں سننے کے لئے لوگوں کے گوش حق نیوش کھول دیئے حالانکہ نفس تعریف سے خوش ہوتا ہے، اور نکتہ چینی کسی کو بھی اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ مخمل کے نرم گدیلوں پر بیٹھنا سب پسند کرتے ہیں اگر ابتی حالیں سے جن میں خار بھی لگے ہوئے ہوں پنجہ کشی کی ہلاکت آفرینی جرأت کسی کو نہیں ہوتی۔

جس وقت پیشوا جاری ہوا ہے مسلمانوں میں مختلف گروہ تعاونی اعدم تعاون، سوراجی اور انڈی پینڈنٹ وغیرہ خرافات ناموں کے ساتھ مختلف جماعتوں پر حکمراں تھے اور عوام کے قلوب کی باگ اپنی "نمائشی زندگی" کا پروپیگنڈا کر کے اور اپنے ظاہری تقدس کا ورد کر یقین دلا کے اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے کہ ان کی حکمرانی کا راز ان کے پروپیگنڈہ اور مکارانہ اور عیارانہ جماعت بندی میں مضمر تھا۔

میرے لئے ان حالات میں دو ہی صورتیں تھیں کہ یا تو ان نمائشی مسلمانوں کے طلسم فریب کاری سے عام مسلمانوں کو (جو ان کی حکمرانی کی اصلی قوت ہیں) بے خبر رکھوں۔ اور ان پیشہ ور اور پولٹیکل ڈاکوؤں کی "سنہری ٹولی" کا ایک ممبر بن جاؤں تو زمانہ کی تحسین و آفرین کا مستحق ہوں۔ اور شاید مرہٹوں کی طرح "چوتھ" بھی مل جاتی۔ اور اگر اس "سنہری ٹولی" سے الگ رہتا ہوں اور ان میں نہیں ملتا، تو مقابلہ کی طاقت نہیں پاتا تھا، کہ یہاں عجز و انکسار کے علاوہ تھا کیا؟

پھر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ اس ایک سال کی قلیل مدت میں انتہائی بے سروسامانی کے باوجود پہلی منزل سے گذر رہا ہوں۔ اگرچہ اس سفر میں تنہا تھا مگر الحمد للہ کہ ناکامی اور شکست سے شرمندہ نہیں ہوں اور اس وقت ہزاروں مخلص مسلمانوں کی جماعت اپنے گرد و پیش دیکھ رہا ہوں اگرچہ میرا لب و لہجہ کرخت تھا مگر اس کے سننے سے بہت کم لوگوں نے انکار کیا۔

پیشوا جس وقت جاری ہوا ہے تو چار سیاسی لیڈروں اور نمائشی مذہبی پیشواؤں کی پرستش کی جا رہی تھی۔ اور عام مسلمان ان "قومیت متحدہ" کے "ڈائریکٹروں" کو پردہ کے پیچھے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اور ان کی یہ مشاہیر پرستی شرک فی الصفات تک پہنچ گئی تھی اور ان کے بہت سے علماء اور لیڈروں کی حالت بالکل علماء یہود کی سی ہو گئی جنکی قرآن حکیم نے سب سے بڑی مذمت یہ بیان کی ہے۔

فخلف من بعدھم خلف ورثوا الکتاب یاخذون عرض ھذا الادنی ویقولون سیغفر لنا وان یاتھم عرض مثلہ یاخذوہ الم یوخذ علیھم میثاق الکتاب

پھر بنی اسرائیل میں سلف صالح کے جانشین اور کتاب تورات کے وارث ایسے ناخلف ہوئے جو احکام الہی کو اغراض دنیوی کے لئے تبدیل کر دیتے ہیں اور حق کو چھپاتے ہیں اس لئے کہ اس کے بدلہ میں انہیں اس دنیا

ان لا یقولوا علی اللہ الا الحق ودرسوا ما فیہ والدار الاخرۃ خیر للذین یتقون افلا تعقلون

کا کوئی ذلیل حصہ مل جاتا ہے اور امید رکھتے ہیں کہ اس کے باوجود اس کے کہ کہتے ہیں کہ ہم غاریوں سے ہیں) اس لئے ہمارا گناہ تو معاف ہو جائے گا۔ اور اگر ایسی چیز کی طرح کوئی اور دنیاوی چیز ان کے سامنے آ جائے تو پھر اسے لینے کے لئے بھی تیار رہتے ہیں۔ کیا ان کا عہد سے وہ وعدہ جو تورات میں مرقوم ہے نہیں لیا گیا ہے کہ ہم حق بات کے سوا دوسری بات خدا کی طرف منسوب نہیں کریں گے! پھر جو کچھ تورات میں ہے وہ اسے پڑھ چکے ہیں۔ اور کچھ جاہل مبہ خبر بھی نہیں ہیں۔

میں نے دیکھا کہ کچھ مسلمان پیشوا ہیں جنہوں نے حکومت کے آستانہ عظمت و جلال پر جبیں سائی کرنا اپنا شعار بنا لیا ہے، اور کچھ مسلمان رہنما ہیں جنہوں نے ہندؤں کی دولت و اقبال پر سجدے کرنا اپنی زندگی کا مقصد قرار دیا ہے۔ اور اس سے بڑھکر بدبختی یہ تھی کہ بالکل علماء یہود کی طرح ہندو کافروں اور عیسائی حکمرانوں کی خوشنودی کے لئے "تقرب عز و جاہ کے لئے۔ ہر دلعزیزی کے حصول کے لئے" غیر متعصبی کی تشہیر کے لئے "کتاب اللہ اور کتاب رسول اللہ کو ہندؤں اور عیسائیوں کی ابلیسانہ خواہشوں کا تابع کر دیا ہے۔ اور اسی قسم کے علماء کو قرآن حکیم نے علماء سوء کے نام سے مخاطب کیا ہے۔ اور ہاں اسی قسم کے پیشوایان مذہب تھے جو خلافت راشدہ کے بعد اسلام میں سب سے بڑے فتنہ کا باعث ثابت ہوئے۔ اور انہی کی کثرت کی وجہ سے بحر و بر میں فساد عظیم برپا ہوا، اور یہی وہ بد نصیب اور خوش نصیب پیشوا تھے، جو اسلام مرحومہ کی آڑ کو جاگیر کی طرح کام میں لاتے تھے۔ حالانکہ ان کا ظاہر کچھ تھا، اور باطن کچھ اور ان میں کسی کی زندگی بھی صرف مسلمانوں کے لئے نہ تھی۔ پھر یہ خدا کی غیبی مدد نہیں تھی تو اور کیا تھا کہ اس نے اپنے ایک ذلیل اور جاہل اور بجد سیہ کار بندے کو یہ توفیق بخشی کہ وہ بلا خوف لومۃ لائم آگے بڑھا۔ اور میدان حق پرستی میں انجام سے بے پروا ہو کر علائق دنیوی سے قطع تعلق کر کے اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین ؟ پر عامل ہوا۔ اور اقتدار پرستی کے "مشاہیر پرستی کے" بڑے سے بڑے بت کے سر پر حق کا ہتوڑا اصلاح ملت کی نیت سے بجایا۔ اور میں خوش ہوں کہ خدائے قادر و توانا نے مجھے میری طاقت اور میرے علم اور میری طاعت سے زیادہ میرے سفر میں کامیابی دی یہ کہ میری نظر صحیح مسلم کی اس مشہور حدیث پر تھی جسکو حضرت ابو سعید خدری نے روایت کیا ہے اور جو نسائی ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی تھوڑے سے ردوبدل کے بعد موجود ہے

من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ۔ فان لم تستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان۔

تم میں سے جو مسلمان کوئی خلاف حق بات دیکھے تو اسے چاہیئے کہ اپنے ہاتھ کے زور سے اسکو دور کر دے۔ اگر اسکی طاقت نہ پائے تو زبان سے اسکی برائی بیان کرے۔ اگر اسکی بھی قدرت نہ دیکھے تو کم سے کم دل ہی میں اسکو برا سمجھے

آخری صورت یہی تھی اور نہایت ضعیف ہے۔

پس میں جو کہ اول درجہ پر قلت نہ رکھتا تھا، دوم درجہ کے جہاد سالی میں ایک سال سے مصروف ہوں۔ اور سچے دل سے شکر بجا لاتا ہوں خدائے بے نیاز کا کہ اس ایک سال کی مدت میں الحب للہ والبغض للہ پر عامل رکھ کر جو کچھ اصلاح ملت کی نیت سے کہہ سکتا تھا بلا خوف کہا اور اگر خدا کی توفیق شامل رہی تو آئندہ بھی اسی آزادی اور دلیری سے لکھوں گا۔

اب میں سال رواں کے پہلے پرچہ میں پھر اس دعا کو دہراتا ہوں جو بلکسوں کے چارہ ساز نے زبانی ہے۔ اور جو میری زبان پر اکثر جاری رہتی ہے۔

رب ادخلنی مدخل صدق — اے پروردگار! اس سفر میں جو میں نے اختیار
واخرجنی مخرج صدق واجعلنی — کیا ہے، ایک بہتر مقام تک پہنچا دیجیو، اور ہجوم
من لدنک سلطانا نصیرا — کے ہجوم سے نکالیو تو بہتر طریقہ سے نکالیو

اور گو میں ضعیف دکمزور ہوں، مگر تو اپنی نصرت بخشی سے اس کا رزار حق و باطل میں فتحیابی کے ساتھ غلبہ دیجیو۔

ربنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین۔ بطفیل حبیبک علیہ الصلوٰۃ والسلام

گزشتہ مہینے ہمارا شہر حیدرآباد کے چند مفسد ہندوؤں نے بمبئی کو کسی عارت کے ایک گوشہ میں چوروں کی طرح بیٹھ کر ریاست نظام کے سر و منہ مظالم کی داستان الف لیلیٰ کے پر اسرار جن کی محیر العقول کارروائیوں کی طرح بیان کرتے ہوئے اصلاحات کا مطالبہ کیا۔ اور اس مسئلہ میں ہز ایکسلنسی وائسرائے سے بھی مداخلت کی استدعا کرنے کے لئے ایک فرضی ڈیپوٹیشن رعایائے نظام کے نام سے ترتیب دینا تجویز ہوا۔

دوسرے روز اس "آنکھ مچولی" کی خبر ایسوسی ایٹڈ پریس کے ذریعہ نہایت شاندار طریقہ سے تمام ہندوستان میں اس طرح پھیلائی گئی کہ بمبئی میں رعایائے نظام کا ایک عظیم الشان جلسہ ایک ہندو آنریبل کی صدارت میں ہوا جس میں نہایت جوش و خروش سے اصلاحات کا مطالبہ کیا گیا۔ مگر اس عظیم الشان جلسہ کی کیفیت یہ تھی کہ چند پیشہ ور مفسد ہندو ایک کمرہ میں بند تھے جس میں اصل رعایائے نظام کو داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ حالانکہ دو روز کے اندر سلطنت نظام کے حقیقی باشندوں کا جم غفیر مدراس "عظیم الشان جلسہ" میں داخل ہونے کے لئے بے قرار تھا اور جب اس کا داخلہ "سنگین ستارہ" اور "پہریداروں" کے "در بیرون" نے بند کر دیا تو سلطنت دکن کے اصلی باشندے ایک دوسرے مقام پر جمع ہوئے۔ اور فرضی نہیں حقیقی رعایائے نظام کا ایک عظیم الشان جلسہ اعلیٰ حضرت نظام اور ان کی حکومت کے نافذ شدہ اصلاحات پر اظہار اعتماد کے لئے ہوا۔ اس جلسہ کا روداد ہر صورت سے [illegible] کیونکہ [illegible] ایک جلسہ [illegible]

یہ ایک سلسلہ ہے کہ ریاستہائے [illegible] سے باطل جو آگاد نوعیت کا ہے۔ اور پھر اعلیٰ حضرت نظام کے شاندار کارنامے اور ان کی اعلیٰ ترین شاہانہ عہد ناموں نے ان کی شخصیت کو عام ہندوستانیوں میں بہت بلند و برتر کر رکھا ہے۔ اور شریف انگریز عہد نامے کی عبارتوں سے شکر آج بھی انگریزی اقتدار اور انگریزی سلطنت کے قیام کو ہندوستان میں بحر موجودہ تاجدار دکن کے مورث اعلیٰ کی شاندار اور شاہانہ امداد کا رہین منت ہونا بیان کرتے ہیں، اور یہ بھی واقعہ ہے کہ والیان ریاست کے حقوق کے لئے حکومت ہند نے ایک خاص ایکٹ بنا رکھا ہے۔ مگر کس قدر حیرت ہوتی ہے کہ ان تمام خدمات، عہد ناموں اور تعزیرات کے باوجود برٹش انڈیا کے سب سے زیادہ آباد اور تعلیم یافتہ صوبہ کے صدر مقام میں پیشہ ور مفسد ہندو اعلیٰ حضرت نظام پر شرمناک تنقید کی بارش کرتے ہیں۔ جبکہ برطانوی اور آصفی سلطنت کی ابھی ہوائی گھی سینکے کے قریب ہوتی ہے۔ اور اعلیٰ حضرت نظام جہاں سرکش ہونا چاہا کہ انگریزوں کی سخت مخالفت کے باوجود صدارت عظمیٰ کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز ز [illegible] ہوئے ہیں اور حیدرآباد میں ایک جدید دور کا آغاز ہونے والا ہوتا ہو تو پھر حیرت ہوتی ہے کہ حکومت اپنے یار وفادار کی یہ توہین برداشت کرتی ہے اور خاموش رہتی ہے۔ حالانکہ یہ ناممکن ہے کہ انگریزی علاقے کے مفسد سلطنت دکن میں اپنے مفسدانہ خیالات کی ترویج کر سکیں۔ پھر کیا حکومت کے ارادہ کار اپنے پر دشمنی ڈالیں گے۔ یہ ساری سازشیں، یہ سارا شرمناک شور و شغب کیوں ہو رہا ہے؟ اور انگریزی حکومت کیوں خاموش ہے؟ اور عہد ناموں کا احترام، اعلیٰ حضرت نظام کی عزت کا تحفظ، ان کی داخلی شورش کا انسداد کیوں نہیں کیا جاتا؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس پر مسٹر تھامسن کو بہت جلد توجہ کرنی چاہئے۔

میں ہندو رواج کے شیدائیوں کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ان کی اسلامی ریاستوں کے خلاف شورشیں اور سازشیں ختم نہیں ہوئیں تو آ رہا ہے وہ وقت کہ مسلمان ان کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر ہندو والیان ریاست سے ایسے مطالبے کریں جو آج حضور نظام سے صرف اس لئے کئے جا رہے ہیں کہ وہ مسلمان کیوں ہیں؟ ✦

مولانا حاجی امداد اللہ جان [illegible] اچھی ہو گئے ہیں۔ محمد علی صاحب جگر میں [illegible] سے جانتا ہوں، اور [illegible] دہلی میں تشریف لائے ہیں ان کے رفقاء کار میں شامل ہو کر مبتلائے مصائب و آلام ہو چکا ہوں، جن کی قربانیوں کا میرے دل پر گہرا اثر ہے کہ میں ان کو محترم کہتا ہوں، اور انہوں نے بھی ہمیشہ مجھے اپنے عزیزوں کی طرح سمجھا، اور جن کے صدا پر اسرار خانگی خط [illegible] ہیں اور اس عزت و احترام کے باوجود ان کے بعض خیالات سے مجھے شدید اختلاف رہا [illegible]

[illegible]

گزشتہ مہینے کے پرچہ میں اشارہ کرچکا ہوں۔ وہ آجکل اپنے اس دماغی مرض میں ایسے گرفتار ہیں اور ان پر اس دورہ کا اثر مرگی کے دورہ سے بھی زیادہ تیز پڑا ہے کہ ان کو عقل و خرد، ہوش و حواس، لز روایان نے بھی جواب دیدیا ہے۔ فیاحسرتا!

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی "خواجگی اور برتری" کے منانے کا ان کو آجکل اتنا فکر ہے جتنا کسی "بیوہ" کو اپنے کسی "آشنا" کا اور کسی شریف بہو بیٹی کو اپنی "سوکن" کا رہا کرتا ہے اور ان کے استغراق اور انہماک اور جوش کی یہ حالت ہے کہ بے اختیار چیخ اٹھتے ہیں کہ "خواجہ صاحب لیجئے قبا پھر پیچھے سے پیٹی مگر خواجہ صاحب کی سیتم ظریفی قابل داد ہے کہ باوصف سونی تاگا اور مرہم پٹی کے کوئی بھی ٹانکا نہیں بھرتے۔ خیر وہ جانیں اور خواجہ صاحب۔ میں ان کے بیچ میں پیر نہیں ڈالنا چاہتا۔ میں آج ان کی دماغی خرابی کے ثبوت میں انکی اپنی زبان و قلم سے نکلے ہوئے چند فقرے درج کرتا ہوں۔

(۱) میرے غسل خانہ کا فرش حرم کعبہ کے فرش سے زیادہ صاف ستھرا ہے۔" (زمیندار مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۲ء)

(۲) "اگر ہندو کعبہ اور قرآن کی بے حرمتی کریں۔ اور میری بیوی کی بےعزتی کریں تو میں ان پر ہاتھ نہ اٹھاؤں گا۔"

(ملاپ کانفرنس منعقدہ دہلی وجلیانوالہ باغ کی تقریر)

(۳) جب کسی خچر سے اسکا سلسلہ نسب دریافت کرو تو خچر کہتا ہے کہ میں سید ہوں۔ یعنی خچر ولد گدھا بنت گھوڑی

(اخبار ہمدرد مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۳۲ء صفحہ ۲ کالم ۳ بسلسلہ نسب بنی فاطمہ)

حرم کعبہ کے فرش کی اپنے غسل خانہ کی صفائی ستھرائی سے مثال دینا ان کو مبارک ہو۔ اور ان کو معلوم ہو کہ قرآن اور کعبہ کے تنہا محافظ صرف وہی نہیں ہیں بلکہ ہندوستان میں پچھتر سے زیادہ سخت و سخت کروڑ مسلمان ابھی زندہ ہیں جو کعبہ اور قرآن کی بے عزتی ہونے سے پہلے یقیناً اپنی جانیں قربان کردیں گے۔ اور یا تو ان کی بے عزتی کا ارادہ کرنے والوں کو فنا کردیں گے۔ اور یا پھر خود فنا ہوجائیں گے۔

رہا سادات بنی فاطمہ کو خچر سے تشبیہ دینا، سو میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ہاتھ گریبان تک ہے اور یہ اہانت حضرت علی شیر خدا اور سیدہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ کی ہے۔

والدہ نعیم اس فقرہ کو پڑھکر میں رو دیا اور جب میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ صدیاں گذر نے کے بعد

حسینؓ اب بھی مظلوم ہیں

حسینؓ کی یہ مظلومیت نئی ہی ہے اور پرانی بھی پرانی تو اس لئے کہ یزید امام مظلوم کو اپنے سیاسی اقتدار کے لئے خطرہ سمجھتا تھا اس لئے اس نے امام عالیمقام کے ساتھ وہ وحشیانہ اور بہیمانہ سلوک کیا کہ تاریخ میں اسکی نظیر نہیں ملتی۔ اور ... سیاسی آدمی سید الشہدا کی اولاد کو اپنے مفاد سیاسیہ کے [illegible] بے خطرہ کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اس لئے کسی نے دوست بنکر زہر کے اثر ... اور کسی نے دشمن بنکر فاطمہؓ بنت رسولؐ کی اولاد کو زندہ دیواروں میں چنوادیا۔ کسی شقی نے سر تن سے جدا کرایا۔ اور گھر بار لٹوا کر پابند طوق و سلاسل کیا کہ یہ سب سادات بنی فاطمہ کے مذہبی اقتدار کے دشمن تھے۔ مگر نئی مظلومیت یہ ہے کہ یزید نے اور یزید کے جانشینوں نے حسینؓ کو شہید کیا۔ مگر اس نے اور اس کے تمام جانشینوں نے سوائے "ہاجی" محمد علی کے اولاد رسول کو ایسی گندی اور غلیظ ترین گالی کبھی نہیں دی تھی اور حضرت فاطمہؓ کی سیادت اور شرافت نسبی پر حملہ نہیں کیا افسوس آج حسینؓ کی ماں علی مرتضیٰؓ کی عفت و عصمت مآب خاتون محترم اور آنحضرت روحی فداہ کی سب اولادوں سے زیادہ لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہؓ کو ایسی فحش گالی دی گئی جو آج سے پہلے کبھی نہیں دی گئی اور ناموس نبوی جسکو آقائے نامدار نے بحالت لحمی و دمک دمی سے ارشاد فرمایا تھا۔ اور جس اہلبیت کے متعلق بستر وفات پر آخری سانس لیتے وقت ارشاد ہوا تھا کہ تمہارے لئے قرآن اور اہل بیت چھوڑتا ہوں۔ آہ آج اس نبی فداہ کی اولاد کو خچر کہا جاتا ہے جسکے نانا کا کلمہ پڑھنے والے دنیا میں چالیس کروڑ ہیں۔ اور جسپر آج بھی یہ بد صفت ہر نماز میں درود کہا دیتے ہیں اور چندہ وصول کرنے کے لئے اور اپنی لیڈری کے قیام کے لئے مسلمانوں کو اپنے سیاسی دام تزویر میں پھنسانے کے لئے پڑھی جاتی ہے اس خاتون کی نماز کی تکمیل بھی انکی نسل خچر پر بغیر درود پڑھے نہیں ہوسکتی جسکو سادات بنی فاطمہؓ کہتے ہیں۔ اور جبکہ حضرت مولانا فرشتہ "ہاجی" محمد علی نے خچر ولد ... بنت کہکر حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ اور حضرت علی کرم اللہ کی سب سے بڑی توہین کی ہے جو آجتک کسی یزید نے نہیں کی۔

"ہاجی" محمد علی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان کی محترم والدہ کو جب سیٹھ جیوتانی نے گالی دی تھی تو ان کو اپنی والدہ کی توہین پر بہت غصہ آیا تھا اور وہ آجتک اس روحانی تکلیف کو نہ بھولے ہونگے جو ان کو اپنی والدہ صاحبہ کی اہانت سے ہوئی تھی۔ پھر مسلمان رسول اللہ کی صاحبزادی اور رسول اللہ کے داماد اور خلیفہ چہارم کی توہین کو کسطرح برداشت کریں گے؟ اور کیونکر بنی فاطمہؓ کی اس صریح اہانت کو بھول جائینگے؟ شاید ان کو معلوم نہیں کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کی ماؤں، بہنوں، بیٹوں، بیویوں کی عزت رسول اللہ کی پیاری بیٹی کی عزت کے مقابلہ میں کچھ ہستی نہیں رکھتی۔ اور اگر ان میں ذرہ برابر بھی ایمان کی جھلک ہو تو ان کو اپنے نئے پیر حجاج بن یوسف ثقفی کی طرح جس کے وہ آجکل قائمقام بنے ہوئے ہیں مغرور نہ ہونا چاہیئے کہ خدا نے بندگ و ہتک اہل عزور سے زیادہ کسی جرم کی پکڑ نہ ہوگی۔

"ہاجی" محمد علی صاحب حضرت خواجہ حسن نظامی کی ... [illegible]

کے مجو دون کی طرح بالکل اندھے کنوئیں بنے ہوئے ہیں، اور اس جنون میں ان کو خود نہیں معلوم ہوتا کہ خواجہ صاحب پر تیر برساتے ہوئے وہ کہاں سے کہاں "پہنچ جاتے ہیں" اس کا اندازہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ ان کے اتہام سے مجھ غریب پر بھی برس پڑے جو نہ انکی لیڈری اور اقتدار میں شرکت کا وہم کر سکتا ہے، اور نہ کبھی چیندوں میں مرہٹوں کی طرح "چوتھ" کا مدعی ہوا۔

۱۹ اردسمبر ۱۹۲۶ء کا ہمدرد میرے سامنے ہے جس میں مولانا ابوالکلام آزاد سے "میری رقابت" کے عنوان سے ۹ کالم سے زیادہ طول طویل لیڈنگ آرٹیکل شائع ہوا ہے جو "خلط مبحث" کی اردو جرنلزم میں اپنی آپ نظیر ہے اسمیں مولانا آزاد کے پہلے اور دوسرے وار کو نہایت خوبصورتی کیساتھ بیان کیا گیا ہے۔ مگر رقابت کی اصل وجہ کو نہایت عیاری کے ساتھ چھپانے کی "تلبیس حق" "کتمان حق" وغیرہ جیسے عجیب و غریب الفاظ میں کوشش کی گئی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد سے مولانا محمد علی صاحب اس وقت سے ناراض ہیں جبکہ مسلم یونیورسٹی فاؤنڈیشن کمیٹی کے جلسہ میں صبح سے لیکر رات کے دس بجے تک آزاد مسلم یونیورسٹی کے حصول کے لئے مرحوم نواب وقار الملک، خواجہ غلام الثقلین، اعلی اللہ مقامہم اور مولانا حسرت موہانی، مولانا ابوالکلام آزاد، "الدرفون ہاجی" محمد علی صاحب، مہاراجہ محمود آباد کی شہری اور سرکاری پارٹی کے خلاف نہایت سختی سے مقابلہ کر رہے تھے، تو رات کو ایک بجے، راجہ صاحب محمود آباد نے نہ معلوم کیا کہا کہ وہی مولانا محمد علی جو کل تک سرگروہ احرار تھے، . . . . شب کے وزرا اور رجا مندی کے برتنوں کی جھنکار سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنی تمام حریت پسندی کو دفن کر کے دوسرے روز راجہ صاحب کی سرکاری پارٹی کے سپہ سالار کی حیثیت سے نواب وقار الملک مرحوم وغیرہ احرار کو شکست دینے کے لئے اپنی "پیٹو پارٹی" سمیت تیار ہو گئے۔ غالباً اسی دن سے راجہ صاحب ان کی مالی اعانت کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں ایسی ناپاک سازشیں نواب صاحب مرحوم کو ذلیل کرنے اور قومی جماعت کو شکست دینے کے لئے "حاجی" صاحب کی رہنمائی میں کی گئیں کہ جو ایک شریف انسان کو کسی طرح زیب نہیں دیتی تھیں، مولانا ابوالکلام کا سب سے بڑا جرم یہ تھا کہ "حاجی" محمد علی صاحب کی اس قوم فروشی کی طویل داستان البلال مطبوعہ ۱۹۱۳ء میں [illegible] "نشۂ نیم شبی کا صبح خمار" کے عنوان سے کئی طویل آرٹیکل لکھ کر انہوں نے اس تمام داستان قوم فروشی اور سازشوں اور ایک فریبل کے راز کو طشت از بام کر دیا جو آجکل کے "رئیس الاحرار" نے حضرات مسجدین کے سرگروہ مہاراجہ صاحب محمود آباد کے ساتھ مطابق تعبیر [illegible] قوم کو سرکاری شرائط پر چلانے اور قومی مطالبات

کر ہمکر اسے اور جلد بازی سے نہیں زیادہ تر [illegible]
کا چارٹر قبول کرنے سے سنبھالی گئی تھیں۔

اسوقت سے آجتک آزاد اور محمد علی پر اسلام میں مسلمانوں اور کی کوشش
- حاجی صاحبان، متعدد شرمناک واقع ہوئے ہیں کہ اسکی نظیر مسلمان رہنماؤں میں تلاش کئے سے نہیں ملتی۔

بہرحال میرے ہم بزرگوار نے مولانا ابوالکلام آزاد اور خواجہ حسن نظامی پر تیر چلاتے چلاتے پینترا بدل کر دو چار تیر مجھ غریب اور بے کس مفلس اور مزدور پر بھی پھینک دیئے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

"خواجہ صاحب جیسے پیشوا کے پیرو" "پیشوا" کے ایڈیٹر عزیز حسن صاحب "جواب خواجہ صاحب کی خواجگی کے خاتمہ کے وقت "بقائی" ہو گئے ہیں، انہیں مولانا ابوالکلام آزاد کی خانگی زندگی پر نہایت بے باکی سے خامہ فرسائی فرماتے ہیں اور فسق و فجور کے مخش سے مخش الزامات لگاتے ہیں تو "منادی" میں ارشاد ہوتا ہے کہ رسالہ "پیشوا" سیاسی لیڈروں اور مذہبی پیشواؤں کے اندرونی حالات اصلاح و ہدایت کی نیت سے لکھا ہے عزیز حسن صاحب اور کیسی کی اصلاح و ہدایت ماشاء اللہ) ایسی بے باکی سے لکھتا ہے کہ تمام ملک عش عش کر رہا ہے۔"

(ہمدرد ۲۶ اردسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۴ کالم ۳)

جانے دیجئے، اس بحث کو کہ حاجی صاحب کا یہ خیال کہ خواجہ صاحب کی خواجگی ختم ہو جانے پورا ہوا یا نہیں ؟ اس کا اندازہ تو طوفان کو بھی ہو گیا ہے کہ خواجہ صاحب تو ہنستے ہیں جن کو پہلے ہیں چمکتی ہی خیر نظر نہیں آتی۔ "پیشوا" کے ناظرین جانتے ہیں کہ میں آجتک ذاتیات کو گروہ بحث میں نہیں پڑتا۔ جیسے آجکل کے نام نہاد اخبار نویسوں کی طرح اپنا اور "پیشوا" کی تعریف میں ایک لفظ کبھی نہیں کہا، اور "پیشوا" کے متعلق وہ ریویو جو معزز معاصرین کرام نے (جن میں اخبار ہمدرد بھی شامل ہے) کئے تھے درج نہیں کئے۔ ہزار ہا تعریفی خطوط اور نظموں میں سے ایک شعر آجتک درج نہ ہوا حتی کہ جب گزشتہ نومبر میں مجھے اس مقدمہ سے نجات ملی۔ جو متعلق گزشتہ سال دہلی کے ہندو اور مسلمان اخبار نویس کے خلاف قائم کیا گیا تھا، (اور جس میں شرکت کا فخر اخبار ہمدرد کے قدم پر دو ایڈیٹر کو حاصل نہ ہوا تھا) تو میری رہائی پر اکثر احباب نے قصائد لکھ کر "پیشوا" میں بغرض اشاعت بھیجے۔ اور ان میں سے بعض احباب کا اصرار اسقدر شدید ہوا کہ وہ انکار کی صورت میں مجھ سے ناراض بھی ہو گئے۔ مگر ایسے حضرت مولانا یعقوب صاحب کیا بلکہ ایسی خلوص کی تخلیق مدد [illegible]۔ ان احباب کے نام چھاپنا گناہ سمجھکر ان کی اشاعت سے انکار کیا۔ [illegible]
ایک منظوم [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] ضیا صاحب نے کھل کر پیشوا کی طرح اسکو
[illegible] ذاتی بغض کا ثبوت دیا تھا۔ گو یہ واقعہ ہے
[illegible] ساتھیوں کو لکھ دیا کہ پیشوا میں نے ذاتی پروپیگنڈہ
[illegible] میری نگاہ ان پستیوں سے بہت بلند ہو۔ تاکہ جنہیں
[illegible] کا اصول اخبار نویسی کہتے ہیں۔

[illegible] ہو گیا ہوں کہ اپنے عم محترم اور پیشوا کے ناظرین کی
[illegible] اس ذاتی قصہ پر جو دراصل پیشوا کا اپنا قصہ ہے کچھ لکھوں
[illegible] لئے نہایت تکلیف دہ ہے۔

[illegible] بجبوری پیشوا کا پہلا پرچہ مرتب کیا تھا، تو اس وقت "ناجی" محمد علی صاحب سے اسکی پالیسی کے متعلق مشورہ لیا تھا۔ اور انہوں نے اس حد تک مجھ پر مہربانی کی کہ اپنی عظیم ترین مصروفیتوں میں سے اتنا وقت نکالا کہ پیشوا کے پہلے نمبر کیلئے ایک مضمون "یوم عاشورا" عنایت کیا، اور آئندہ کے لئے لکھنے کا وعدہ کیا اور اس سلسلہ میں انہوں نے مجھ سے یہ خواہش بھی کی کہ میں ایڈیٹر زمیندار کے متعلق زیادہ صاف گوئی سے کام لوں اور اسی لئے انہوں نے بعض لیڈروں کی خانگی زندگی کے متعلق حیرت انگیز انکشافات کئے جن میں مولانا ابوالکلام کی خانگی زندگی، اور ظفر علی خاں کی نسلی حالات وغیرہ پر کافی سے زیادہ روشنی ڈالی تھی چنانچہ میں جو مولانا ابوالکلام کو ایک فرشتہ سمجھتا تھا۔ اور ان کی تحریرات کو پڑھنے کی وجہ سے ان کا غیر معمولی احترام کرتا تھا۔ ناجی صاحب کی معلومات سنتے ہی ان کو شیطان سے زیادہ بدتر سمجھنے لگا۔ اور جو کچھ ظفر علی خاں کے متعلق میں نے "پیشوا کی ڈائری" میں لکھا اس میں زیادہ تر معلومات "ناجی" محمد علی صاحب ہی کی فراہم کردہ تھیں۔ ورنہ میں ظفر علی کی کلائیو کی لائف کیونکر لکھ سکتا تھا؟ اور اسی طرح مولانا ابوالکلام کے متعلق جو کچھ لکھا گیا، وہ محض "ناجی" محمد علی کی فراہم کردہ معلومات پر مبنی تھا۔ حتٰی کہ ان ہی ایما اور ان ہی کے ارشاد سے مرکزی خلافت کمیٹی کے اجلاس کے موقع پر پیشوا کی ڈائری کو بطور پوسٹر کے میں نے دہلی میں شائع کرایا۔ جسکے خرچہ میں ایک روپیہ خود ان کا اور ایک روپیہ مولانا مظہر الدین صاحب ایڈیٹر اخبار الامان کا شامل تھا اور انہی کی ہدایت کے مطابق میں نے وہ پوسٹر ان کے دروازہ پر اسوقت تقسیم کئے جبکہ ان کے مکان سے ممبران مرکزی جلسہ ختم کر کے نکل رہے تھے۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ مولانا محمد علی نے گزشتہ نومبر میں ایک روز مولانا عرفان صاحب، اور مولانا حفیظ الدین صاحب وغیرہ حضرات کی موجودگی میں مجھ پر خفگی ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ "جب پیشوا میں پیشوا کی ڈائری نہیں چھپتی تو اسکو بند کردو" کیونکہ اس نمبر میں بقول ان کے ظفر علی کے خلاف بہت کم لکھا گیا تھا۔ ان فقروں سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ناجی محمد علی مجھ سے کیا کام لینا چاہتے تھے؟

بہرحال آج وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ عزیز حسن اور کسی کی اصلاح اور ہدایت کا ذمہ [illegible] مگر یہ واقعہ ہے کہ کل تک میں ان کا معتمد علیہ تھا۔ اور پیشوا میں جو کچھ لکھا جاتا تھا، وہ اسکو "چٹخارے" لے لیکر پڑھتے تھے۔ اور اکثر اس کے فقرات اور ڈائری پر اظہار پسندیدگی فرماتے تھے کہ اسمیں جو کچھ ہوتا تھا، اس کا بڑا حصہ خود مولانا کا بتایا ہوا ہوتا تھا۔ اور پیشوا ان کو اس وجہ سے محبوب تھا کہ ان کے بیان کے مطابق ان کے سرہانے رہتا تھا، تاکہ سوتے وقت وہ اس کے مطالعہ میں محو ہوں۔

میں جو کہ انسان ہوں اور ایک غریب مزدور بھی ہوں۔ اور اپنی محنت، مستعدی، جفاکشی سے اتنا بڑا رسالہ ایک روپے سالانہ جیسی حقیر رقم میں شائع کر رہا ہوں (جسکو ناجی محمد علی اگر نکالتے تو اپنے شاہانہ مصارف پورا کرنے کے لئے چار روپے سے کم ہرگز کم قیمت نہ رکھتے) وہ تو لوگوں پر نکتہ چینی اصلاح کی نیت سے نہیں کرتا۔ مگر آپ جو کہ فرشتہ ہیں۔ بڑے آدمی ہیں۔ اس لئے آپ جو کچھ لکھتے ہیں وہ اصلاح کی نیت سے ہوتا ہے۔ نیتوں کا جاننے والا خدا سنا کرتے تھے، مگر اب معلوم ہو گیا کہ "ناجی" محمد علی بھی خدا کے بندوں کی نیت سے باخبر ہیں۔

میں تصور سے جب کام لیتا ہوں، تو دیکھتا ہوں کہ میرے مورث اعلیٰ آقا کائنات کو بھی محض ان کی غربت کی وجہ سے طعنہ ابوجہل وغیرہ اکابر قریش نے دیا تھا کہ "اگر خدا کو کوئی نبی ہماری ہدایت کے لئے بھیجنا تھا، تو مکہ کے بڑے لوگوں میں سے کسی کو بھیجا ہوتا"

یہ طعنہ اب سے تیرہ سو سال پہلے ہی ایک چچا نے بھتیجے کو دیا تھا، اور آج ہی میرے عم محترم یہ طعنہ دیکر اپنے مورث اعلیٰ کی سنت کو تازہ کر رہے ہیں۔

مجھ میں اور ان میں یقیناً فرق ہے۔ میں ایک غریب مسلمان۔ وہ ایک بہت بڑے قومیت متحدہ کے لیڈر ہیں۔ میں اپنی قوت بازو سے کما کر پاک اور جائز ذریعہ سے پیدا کئے ہوئے روپے سے اپنا اور اپنے بچوں اور متعلقین کا پیٹ پالتا ہوں۔ اور پیشوا جیسے رسالہ کو اپنی محنت اور مزدوری کے روپے میں سے چلا کر ہر مہینہ نقصان کا دیتا ہوں۔ اور اپنی اس غربت پر فخر ہے وہ اپنا اور اپنے متعلقین کا پیٹ چندوں کا بھیک کے ٹکڑوں اور اپنے سے بڑے آدمیوں کو ڈرا کر دھمکا کر روپیہ حاصل کر کے بھرتے ہیں۔ مگر ہمیشہ دوزخ کی طرح ان کا پیٹ ہل من مزید کا نعرہ لگاتا رہتا ہے میں نے قومی خدمات کے صلہ میں جیل خانہ کی تاریک کوٹھڑی دیکھی۔ مگر قوم کا ایک پیسہ اپنی ذات کے لئے اور اپنے اہل و عیال کے گزارہ کے لئے نہیں لیا۔ اور ہمیشہ اپنے اوقات کا بڑا حصہ محنت مزدوری کرنے کے بعد بغیر کسی معاوضہ کے قوم کی نذر کیا اور جیل سے نکل کر کسی قومی عزت کا طالب نہ ہوا۔ انہوں نے بھی جیل خانہ دیکھا، مگر ہزاروں روپے کی قومی رقم مقدمے کے پروپیگنڈہ پر قوم کی خرچ کرائی، ہزاروں روپے قوم سے [illegible] خانہ میں آسائش حاصل کرنے اور اپنے اہل و عیال کے گزارہ کے لئے حاصل کئے۔ اور جب جیل سے باہر آئے تو بڑی سے بڑی عزت جو قوم اور ملک ان کو دے سکتا تھا اسکو سازشیں کر کے اپنی ہنر مندی سے ذرا کر حاصل کی۔

اگر ان کو یاد نہ رہا ہو تو میں ان سے کہہ دوں کہ انجمن ادارت [illegible]

کچھ دیوانگی ہی سمجھیں۔ میں اس انجمن میں ۲۴ گھنٹہ روزانہ کئی سال مسلسل بغیر کسی معاوضہ کے کام کرتا تھا۔ اس لئے میں ان تمام حالات سے باخبر ہوں جنکو راز میں رکھا گیا تھا۔

۔ میں نے کبھی اپنے تئیں ایک گنہگار انسان سے زیادہ قوم کے سامنے پیش نہیں کیا کہ حقیقت یہی ہے۔ مگر وہ اپنے تئیں واقعہ کے خلاف فرشتہ سمجھتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی مجبور کرتے ہیں کہ وہ ان کو وہ سمجھیں جو وہ نہیں ہیں۔ رہی نسبی برتری سو اس کے متعلق میں کچھ کہنا فضول سمجھتا ہوں کہ ان میں اور مجھ میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔

ریاست بھرتپور میں مسٹر تھامسن گزشتہ ہفتہ شکار کے لئے تشریف لیگئے شاید سر تھامسن کے قدموں کے طفیل مہاراجہ صاحب بھرتپور کو کرنل ہارنس سے نجات مل جائے۔

مگر کیا سر تھامسن جیسے بیدار مغز انگریز افسر ریاست سے شاالور مہیرا جیسی درجنوں طوائفوں کو جبراً نکلوا کر اور ...... جیسے وزراء کے پنجے سے ریاست کو چھڑا کر بھرتپور کی رعایا کو زبردست اور گرانبار ٹیکسوں کی جبریہ وصولی اور ریاست بھرتپور کو دیوالیہ ہونے سے نہیں بچا سکتے؟

چونکہ بھرتپور میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ اور جسطرح ریاست بھرتپور کے مظلوم الحال اور بیکس اور بے زبان باشندوں سے اعلیٰ حکام انگریزی کی سیاحتوں اور دعوتوں کے لئے روپیہ وصول کرکے باشندگان ریاست کا خون جونک کی طرح چوسا جارہا ہے اسکی ذمہ داری یقیناً ان لوگوں پر ہے جو ہر وقت نوجوان اور ناعاقبت اندیش والی ریاست کے گرد و پیش رہتے ہیں اور ان لوگوں کے نام سے اور کارگزاریوں سے سر تھامسن یقیناً واقف ہونگے۔ اگر ضرورت سمجھی گئی تو آئندہ کسی اشاعت میں "اسرار بھرتپور" کا حیرت انگیز انکشاف ہوگا۔ جس کے لئے میرے پاس نہایت معتبر حالات پہنچ چکے ہیں۔

لارڈ ارون جب سے وائسرائے ہوکر ہندوستان آئے ہیں انہوں نے ہر موقع پر ہندوں کو "مرہنے" والی تقریریں کیں۔ ان کو جب کبھی اظہار خیال کا موقع ملا مسلمان قوم کے مطالبات سے چشم پوشی کی۔ وہ جس طرح مالوی جی سے گھنٹوں تخلیہ کی ملاقاتیں کرتے ہیں۔ اس طرح ان کو کسی مسلمان رہنما سے ملنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ اسکی ذمہ داری بہت کچھ مسلمان ممبران اسمبلی و پیشوایان ملت پر ہے۔ مگر ہز ایکسلینسی کی نگاہ مہر و عتاب اور بھی کچھ کہہ رہی ہے اور دور کی کوڑی لانے والوں نے تو اسی وقت مسلمانوں کے حقوق پر فاتحہ پڑھ لی تھی جس وقت لارڈ ارون نے شملہ میں سب سے پہلی تقریر کی تھی۔

مگر کسی کو یہ خیال نہ تھا کہ ہز ایکسلینسی سے ایک دم اور اسقدر جلدی آنکھیں پھیر لینے کی توقع نہیں تھی۔ اگرچہ پہلیاں تو وہ عرصہ سے بوجھ رہے تھے۔ مگر حضرت وائسرائے ... [illegible]

گفتہ کے سیاسی ہی وہ ... تقریر ... انکی تقریر کے ... [illegible] ہندوستان کے مسلمانوں کی من حیث القوم ہستی خطرہ میں ہے اور ان کا آئندہ ... [illegible] قوت کے رحم پر زندگی بسر کرنی ہوگی۔ اور حکومت کا مستقبل وہ دل کمیشن یقیناً ایسے افراد پر مشتمل ہوگا جو جداگانہ نیابت کے طریقہ کو منسوخ کرانے کا جو کہ ... [illegible] مالوی جی اور راجپت راے کی معراج ہو۔ جسکی لارڈ ارون نے وکالت کا سہرا کیا تھا۔ اور اس کے بعد مسلمان سرزمین سرکار کی یہ حالت ہوگی کہ بڑے سے بڑا قابل محنتی مستعد کارگزار مسلمان نالائق اور ناصب اور کاہل کرکے ملازمت سے کان پکڑ کر نکال دیا جائے گا۔ اور ستم یہ ہوگا کہ کام "بڑے بھائی" کا ہوگا اور نام "صاحب بہادر" کا۔ مگر ایک وقت آئیگا جب جان بل کو اس ضرورت سے زیادہ وفادار قوم کو کھونے کا افسوس ہوگا۔

بہرحال ہز ایکسلینسی کی تقریر اسلامی نقطۂ نظر سے نہایت دل شکن اور مایوس کن تھی۔ اور اگر ہز ایکسلینسی کو ایک منجم کی حیثیت سے دیکھا جائے تو انہوں نے اپنی تقریر میں ایک زبردست انقلاب کی پیشین گوئی بھی کی ہے جس میں یقیناً مسلمانوں کے لئے تباہی و بربادی کی آندھیاں ہونگی۔

اس لئے ضرورت ہو کہ بدنصیب اور غلام مسلمان اور وہ مسلمان جنکی تعداد اس کفرزار میں دس کروڑ ہے مدہوش غافل خودپرست اور لڑاکو لیڈروں سے مایوس ہوکر خود اٹھیں۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ ان کی حیثیت ہندوستان میں ایک شریف اور زندہ قوم کی سی باقی رہے۔ ان کو یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ ان کے بزرگ ہندوستان میں بطور فاتح کے آئے تھے۔ پھر یہ کس قدر بدنصیبی ہے کہ فاتحین ہندوستان کی اولاد آج صحیح معنوں میں غلامی اور محکومی کے قابل بھی نہیں۔ خوب یاد رکھو کہ اگر وائسرائے کی تقریر کے بعد بھی نہ چونکے اور آپس کے جھگڑے ختم نہ کئے اور ترک تعاون اور تعاون ماڈریٹ اور ایکسٹریمیسٹ غدار اور قوم پرور کی دلدل میں پھنسے رہے تو زمانہ وہ وقت کہ تم کو ہندوستان کے کسی خطہ میں شریف اور زندہ اقوام کی طرح زندگی بسر کرنی مشکل ہو جائیگی۔ اور آئندہ مردم شماری میں مسلمانوں کے لئے بھیلوں اور گونڈوں کی طرح ایک آوارہ معاش اور مفلوک الحال اور خانہ بدوش قوم کے نام کا اضافہ ہوگا۔

پھر خدا کیلئے بتاؤ اے اپنی وجاہت کو قائم رکھنے والے قوم کے غدار لیڈرو تمہاری بیداری کا وقت کب آئیگا۔ اگر تمہیں متحدہ قومیت خالص اسلامیت سے زیادہ پیاری ہے تو اسوقت جبکہ مسلمانوں کے مٹنے کا وقت قریب آگیا ہے تم اپنی سیاسی نجات کے لئے اپنی شدھی کرالو تاکہ مسلمان قوم اگر اسکو زندہ رہنا ہے تو اس آسمان کے نیچے اور اس زمین کے اوپر اپنے لئے نئے لیڈر پیدا کرسکے کہ اب آسمان بدل رہا ہے۔ اور آئندہ مسلمانوں کی رہنمائی وہی کرسکیں گے جنکو سیاست سے زیادہ اسلام پیارا ہوگا۔ اور جنکو اپنی عزت سے زیادہ عام مسلمانوں کی عزت کا خیال ہوگا۔ اور جو اپنے مفاد پر قوم کے سود و بہبود کو ترجیح دیتے ... [illegible]

[illegible] نہ ہوگا۔ اور جنکی موت اور زندگی صرف مسلمانوں [illegible] انگریزوں اور ہندوؤں کے خوش کرنے سے زیادہ مسلمانوں [illegible] مند ہونگے۔ کہ یہی ایک مسلم ہستی کا اس دنیا میں فرض [illegible] صفات موجودہ مسلمان رہنماؤں میں مفقود ہیں۔

ناظرین کرام اس اشاعت میں جناب مولانا ساغر صاحب کی ایک نظم بعنوان "آئینہ زار عمل" ملاحظہ فرمائیے۔ یہ نظم سال گزشتہ علیگڑھ جوبلی کے شاندار مشاعرہ میں جہاں ہندوستان کے بہترین دل و دماغ جمع تھے پڑھی گئی تھی۔ جس پر خالی تحسین کے پھول نہیں برسے تھے۔ بلکہ سنہری گلیوں کی بارش بھی ہوئی تھی۔

افسوس ہے کہ ارباب یونیورسٹی نے یہ ولولہ انگیز نظم آجتک شائع نہیں کی۔ جسکا انہوں نے بھرے جلسہ میں وعدہ کیا تھا۔ اور میں خوش ہوں کہ اس نظم کو جس میں ایک درس حقیقت پوشیدہ ہے ناظرین تک پہنچا رہا ہوں۔

مجھے بڑی مسرت ہے کہ ساغر صاحب کی ادبی نثر پریوں کی جولانگاہ اب ان کا اپنا وطن علیگڑھ ہوگا۔ جہاں سے وہ ایک شاندار ماہانہ رسالہ "مستقبل" کے نام سے نکال رہے ہیں۔ جس کا اشتہار بھی اس اشاعت میں کسی جگہ پر درج ہے۔

لارڈ ارون نے والیان ریاست کی کانفرنس میں دبی زبان سے والیان ریاست کی سیاحت یورپ کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا تھا۔ اور ان کی یہ آواز ابھی چیمبر کے در و دیوار میں گونج ہی رہی تھی کہ مہاراجہ صاحب پٹیالہ جو اس اجلاس میں کانفرنس کے صدر منتخب ہوئے ہیں۔ ولایت جانے کے لئے اسباب باندھنے لگے۔

ریاست پٹیالہ کئی کروڑ روپے کی مقروض ہوگئی ہے اور اسکی مالی حالت محض موجودہ ہز ہائی نس کے بار بار سفر یورپ کی وجہ سے خراب ہوگئی ہے۔ اور ایک پٹیالہ ہی پر کیا منحصر ہے۔ ہندوستان کے اکثر والیان ملک نے جلاوطنی کی سزا خود اختیار کر لی ہے۔ میں اسوقت تفصیلات پر بحث کرنی نہیں چاہتا۔ مگر دیسی ریاستوں کی سود بہبود کے لئے یہ ضرور چاہتا ہوں کہ عیش پسند والیان ریاست کو یورپ میں جا کر ہندوستان کے روپیہ کو برباد کرنے کے لئے ضرور قانون بنایا جائے۔ تاکہ کروڑوں روپیہ ہندوستان کا باہر جانے سے رکے۔ اور ریاستوں کے باشندے مزید گرانبار ٹیکسوں سے نجات پائیں۔ اور عیش پسند کام چور والیان ریاست اپنی ریاستوں کا کام خود کریں۔

الحمدللہ کہ خواجہ حسن نظامی صاحب کی مخالفت کا طوفان اب ختم ہو گیا ہے۔ ان کے "حلف نامہ" کی اشاعت کے بعد بادل چھٹ گئے اور [illegible] جاسوسی، غداری، مخبری کے گرد و غبار سے آلودہ تھا اب صاف اور شفاف ہو گیا۔

دوستوں اور دشمنوں دونوں کے لئے یہ امر حیرت انگیز و تعجب خیز ہوگا کہ اخبار الجمعیۃ کے صفحات پر جاسوسی اور غداری لکھنے والے صاحبزادے یعنی الجمعیۃ کے ایڈیٹر دہلی کے مفتی خواجہ صاحب کو ایک پرائیویٹ خط میں "حضرت خواجہ صاحب" کا سرنامہ لکھکر ارشاد فرماتے ہیں کہ

"آپنے جو "حلف نامہ" اب شائع کیا ہے اگر وہی آپ کا بیان ہوتا تو یقیناً آپ کی پوزیشن صاف رکھنے کے لئے کافی تھا"۔

مگر ۸ دسمبر کے الجمعیۃ کے ایک نوٹ میں اس حلف نامہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

"خلق خدا کہنے لگے کہ جو شخص اپنی برأت کے لئے افترا پردازی بہتان تراشی اور حیلہ جوئی میں بھی دریغ نہیں کرتا اس کے بحالت حزن قسمیں کھانے پر ہم یقین نہیں کر سکتے۔"

مذکورہ پرائیویٹ خط شائع ہو چکا ہے۔ اور میں اسپر مزید حاشیہ کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ ناظرین خود اس ڈھونگ کی اصلیت سے واقف ہو کر علماء کے ترجمان کے ظاہر اور باطن کے فرق کو دیکھکر رائے قائم کر سکتے ہیں۔

میں تو صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ کس طرح الفاظ کو عوام کی ذہنیت کے مطابق عیارانہ طریق سے ڈھال کر نہایت بے ایمانی کے ساتھ الجمعیۃ کے صفحات پر خواجہ صاحب کے حلف کا مذاق اڑایا گیا ہے۔ اور طرفہ یہ ہے کہ یہ جمعیۃ علماء کا آرگن ہے۔

میں یہ بھی دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ حلف کو جھوٹا قرار دینے کے لئے منطقی استدلال سے ہٹکر مذہبی دلائل کیوں نہیں دیئے گئے۔ اور جو حلف نامہ پرائیویٹ خط میں پوزیشن صاف کر سکتا ہے۔ وہ الجمعیۃ کے صفحات پر جھوٹا حلف کیوں ثابت کیا جاتا ہے۔ نعوذ باللہ مسلمان اور مسلمان کے حلف کا اعتبار میرے نزدیک قرب قیامت کے آثار ہیں۔

مسٹر نگا آر سنے لکھنؤ سے اللہ جیت رائے کو موجودہ انتخابات کی تعداد [illegible] شکست سے متاثر ہو کر بعض ہندو ممبران کی ذہنیت کو پیش نظر فرما کر اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں پیش ہونے کے لئے حسب ذیل رزولیوشن بھیجا ہے۔

"چونکہ تمام سمجھدار ہندوؤں کی رائے میں کسی ایماندار مسلمان کے لئے ہندوستان میں جگہ نہیں ہے۔ اور چونکہ ایماندار مسلمان کے الفاظ اجتماع ضدین ہیں۔ لہذا یہ مجلس گورنر جنرل باجلاس کونسل سے سفارش کرتی ہے کہ تمام مسلمانوں کو جبری طور پر ایک قانون کے ذریعہ سے مجبور کیا جائے کہ وہ تین ہفتوں کے اندر سپیشل ٹرینوں میں سوار ہو کر ہندوستان کے باہر افغانستان کی طرف چلے جائیں۔ اور ہندوستان کے اسطرف

اور کی چار دیواری میں بند کر دیا جائے۔ اور اس اچھوت علاقہ میں
جو ہندو ہیں، ان کو باہر بھیج دیا جائے۔ اور ہندوستان اور
مسلمانوں کے درمیان ایک دیوار چین تعمیر کر دی جائے"

ممکن ہے آج اس کو اللہ جی سے مذاق کہا جائے۔ مگر جن کو خدا نے بصیرت دی ہے وہ متعصب ہندوؤں کے اس شکشنی جوش کو دیکھ رہے ہیں۔ جس میں مندرجہ بالا خیالات کا نشوونما ہو رہا ہے۔ اور اب تو یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی کہ اکثر ہندو رہنماؤں نے علانیہ اپنی تقریروں میں تمام ہندوستان کو اشدھ کرنے کی اسکیموں میں صاف صاف کہا ہے کہ یا تو مسلمانوں کو کمزور کیا جائیگا اور یا ان کو افغانستان کے پہاڑوں میں دھکیل دیا جائے گا۔

کیا غافل اور مدہوش مسلمان جاگ رہے ہیں، اور اپنے برادران یوسف کی تیاریوں، اور ان کے منصوبوں سے باخبر ہیں!

*

اب جبکہ انتخابات کی کشمکش ختم ہو چکی ہے۔ تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان ممبران اسمبلی اسلامی مفاد کے لئے اس طرح متحد ہو جائیں۔ جس طرح "ہندو دھرم کی لاج" رکھنے کے لئے ہندو ممبران متفقہ طور پر مسلمانوں کی مخالفت کے لئے کمربستہ ہو کر اسمبلی میں جائینگے۔

یہ سچ ہے کہ مسلمان ممبران بہت اقلیت میں ہیں، اور اکثریت ہندو ممبران کی ہے۔ لہٰذا مسلمان ممبران اسمبلی کا فرض ہے کہ وہ غیر سرکاری یورپین ممبران سے خالص اسلامی حقوق کے لئے سمجھوتہ کریں اور اگر وہ سمجھوتہ مسلمانوں کے لئے سود مند ہو تو ان کو بلاتامل غیر سرکاری یورپین ممبران سے اسمبلی کے کاموں کے لئے مفاہمت کرنی چاہیئے۔ اور متفقہ طور پر ایک مسلمان ممبر کو اسمبلی میں اپنی پارٹی کے لئے منتخب کر لیں۔ جو نہ ہندوؤں کا غلام ہو، اور نہ حکومت کے اشارہ پر چلنے کا عادی ہو۔ اور اس کی رہنمائی میں سب سے پہلے انتخاب جداگانہ کے قیام کے لئے پوری قوت اور کامل یکجہتی کے ساتھ کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ مسئلہ ان کی موت اور زندگی کا مسئلہ بن گیا ہے۔ نیز مسلمانوں کے لئے جداگانہ ملازمتوں کو ان کے تناسب آبادی کے لحاظ سے محفوظ کرنے کی جدوجہد کرنی چاہیئے۔ اور سب سے پہلے ان کو باجہ اور احترام مساجد اور قربانی گاؤ کی آزادی کے لئے متفقہ سعی کرنی چاہیئے کہ وہ سوراجی اور تمادلی ہونے سے پہلے مسلمان ہیں، اور مسلمانوں ہی کی رائے سے وہ کونسل میں گئے ہیں اور مسلمانوں ہی کے مفاد کے لئے ان کو کونسل میں بھیجا گیا ہے۔ اس لئے ان کو مسلمانوں ہی کے لئے کام کرنا چاہیئے۔

*

نہایت افسوس کے ساتھ معلوم ہوا کہ نوجوان والی ریاست جو کھارو کے مصاحبوں میں ایک "تہذیب دلال" اور "شریف ڈاکو" کا اضافہ ہوا ہے۔
[illegible]

[illegible] کے مصاحبت کے لیے [illegible]
ریذیڈنٹ صاحب اور مہاراجہ صاحب بہادر ان کو دیکھ چکے ہیں۔ مگر بعض [illegible] مصاحبوں کو رشوت دیکر ہز ہائی نس کے مصاحبین میں شامل ہو گئے ہیں اور ہز ہائی نس پر خاص تسلط جما لیا ہے۔

میں سر دست ان کی پُر اسرار گزشتہ کارگزاریوں اور موجودہ مشاغل پر کچھ کہنا نہیں چاہتا: اور ریذیڈنٹ صاحب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ایسے خطرناک شخص کو جس قدر جلد ہو سکے نوجوان اور ناتجربہ کار رئیس کی مصاحبت سے علیحدہ کر دیا جائے۔ کہ ریاست کا مفاد اسی میں ہے۔ ورنہ بعد میں مجبوراً ان کی زندگی کے ورق الٹنے پڑیں گے۔

*

لکھنؤ میں گزشتہ مہینہ خلافت کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا، جس میں موتمر کے قیام کی ہندوستان میں تجویز منظور کی گئی۔ اور عجیب و غریب حقیقت کا انکشاف یہ ہوا کہ وفد حجاز کی رپورٹ پر مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کے جعلی دستخط تھے جس کا الزام انہوں نے خلافت کے بھرے جلسہ میں علی برادران پر عائد کیا۔ اور خلافت کمیٹی میں ان کی جھگڑالو طبیعت کی وجہ سے ایسے غیر خوشگوار واقعات پیش آئے کہ صدر جلسہ کو بغیر کارروائی ختم ہوئے جلسہ کو بند کرنا پڑا۔

میں ایک عرصہ تک سنٹرل خلافت کمیٹی کا ممبر رہ چکا ہوں۔ اور خلافت کمیٹی کے پوست کندہ حالات اور پارٹی فیلنگ سے بہت زیادہ باخبر ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ آج تک کوئی جماعت ہندوستان میں ایسی نہیں بنی جس میں یہ دونوں بھائی شریک ہوئے ہوں۔ اور اپنے اقتدار کے قیام کے لئے انہوں نے اس جماعت کے دوسرے ارکان سے لڑائی مول نہ لی ہو۔ اور لڑتے لڑتے یا تو خود نکالے گئے ہوں۔ اور یا اس جماعت ہی کو ختم کر دیا ہو۔

مگر خلافت کمیٹی کے ممبران اب ان کی جھگڑالو طبیعت سے عاجز آ گئے ہیں اور ممبران مرکزی کی ایک بڑی جماعت خود ان کی اقتدار پرستی اور کینہ وری اور غضبناکی سے تنگ آ چکی ہے۔ اور آ رہا ہے وہ وقت کہ یا تو خلافت کمیٹی فنا ہو جائیگی اور یا ان دونوں جھگڑالو بھائیوں کے اقتدار سے اس کو نجات ملیگی۔

میری رائے میں خلافت کمیٹی کے ان ممبران کا جو اصلاح چاہتے ہیں یہ طرز عمل صحیح نہیں ہے کہ علی برادران کو خلافت کمیٹی سے خارج کیا جائے۔ یا اگر اس کی اصلاح نہ ہو سکے تو اس کو ختم کر دیا جائے۔ بلکہ قواعد و ضوابط میں اس قدر تبدیلی ضرور کی جائے کہ خلافت کمیٹی کا اجارہ ان کے پاس نہ رہے۔ ان کو خدمات [illegible] سے محروم کرنا بڑی غلطی ہوگی۔ مگر اس سے زیادہ غلطی یہ ہوگی کہ ان کا اقتدار خلافت کمیٹی پر قائم رہے کہ یہ صرف تخریبی کام کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ تعمیر سے انہیں کیا واسطہ؟

*

ہندوستان میں [illegible]

خلافت کمیٹی پر سکوت طاری ہونے کی وجہ سے نئے چندے وصول کرنے کے بہانے [illegible] پھیلا دیا جا رہا ہے۔

مسلمان پیشواؤں اور عوام کے لئے یہ وقت بڑا نازک ہے۔ عوام کو یہ کہکر دھوکہ دیا جا رہا ہے کہ موتمر کے ذریعہ ابن سعود کو حجاز سے نکالیں گے۔ حالانکہ یہ ایک ناقابل تردید واقعہ ہے کہ ابن سعود کو حجاز پر حملہ کی ترغیب خود خلافت کمیٹی کے صدر نے بذریعہ خط کے دی اور ابن سعود نے ملوکیت کا اعلان بھی خلافت کمیٹی کا تار پہونچنے کے بعد کیا۔ غرضیکہ حجاز کے ان مظالم کی تمام تر ذمہ داری خلافت کمیٹی پر ہے جو حجاز میں نہایت سفاکی سے ہوئے۔ اور جنکے وجود سے خلافت کے ارکان اور خصوصاً علی برادران شروع میں انکاری تھے۔ حالانکہ ان کو صحیح واقعات کا علم تھا اور ان کو حجاز کی مسجدوں اور قبوں کے انہدام اور طائف کے قتل عام اور حجاز والے مظالم کا علم اور یقین تھا۔ مگر ان دونوں بھائیوں نے تمام مسلمانوں کو جنکے دل میں مقامات مقدسہ کے لئے درد تھا اس توقع پر چپ کرا دیا کہ حجاز کی جمہوریت میں سو نمایندے خلافت کمیٹی کے ہونگے۔ اور ان تین میں سے یہ دونوں بھائی ضرور منتخب کئے جائینگے۔ اور یہ بھی واقعہ ہے کہ ان کو قبوں سے کچھ تعلق نہیں مزارات کے انہدام سے ان کو کچھ رنج نہیں۔ یہ لیڈر اگر کسی چیز کو پیٹتے ہیں تو ابن سعود کی اس ملوکیت کو جسمیں ان کا حصہ نہیں اور قبوں کا ذکر تو محض ایک ضمنی چیز ہے جسکا نام صرف صوفی مشرب جماعت کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے لیا جاتا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ہمدرد میں قبوں کی غیر شرعی حیثیت کو ثابت کرنے کے لئے متعدد مضامین "حاجی" محمد علی صاحب شائع کر چکے ہیں۔ کیا تماشا ہے کہ ان خلافت کے ہاتھیوں کے دکھانے کے دانت اور ہیں اور کھانے کے اور۔

بہرحال ضرورت اسکی ہے کہ مسلمان موتمر کے نئے چندے میں نہ پھنسیں کہ خلافت کمیٹی اور موتمر دو جداگانہ چیزیں نہیں ہیں۔ نام صرف اس لئے بدلا گیا ہے کہ نئی مرغیاں پھنسیں جو سونے کے انڈے دیں۔

تشویشناک خبر آئی کہ نجدی لعین روضہ مبارک پر بھی ظالم ہاتھ صاف کرنا چاہتا ہے۔ یا گنبد خضرا میں کسی قسم کا تغیر و تبدل اس طرح کر دیا جائے کہ مشتاقان زیارت کی آنکھوں سے گنبد خضرا اوجھل ہو جائے۔

اس خبر نے ہندوستان کے مسلمانوں میں صف ماتم بچھا دی۔ اور ان کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا۔ متعدد جماعتوں کی طرف سے نجدی دجال کو تار دیئے گئے۔ جنکے جواب میں ویسے ہی بے دین ڈپلومیٹک طریقہ سے تار آ گئے۔ جیسے کہ جنت البقیع کے قبوں کے انہدام سے پہلے ہندوستان کے مسلمانوں کو مطمئن کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اس تار کی اشاعت نجدی اخبارات بڑی زور شور سے کر رہے ہیں تاکہ اس خبر کا اثر عام پر کسی طرح نہ پڑنے پائے۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ اس ملک کو آتے ہی اکابرین اسلام نجدیوں کے [illegible] اور جب وقت آیا تو انہوں نے اس سیکڑوں مرتبہ کے آزمائے ہوئے

وعدہ فراموش نجدی دجال پر بھروسہ کرکے تمام جد و جہد کو ملتوی کر دیا۔

ابن سعود انگریزوں کا غلام ہے۔ اور وہ انگریزی سیاست کو غلام ہندوستان سے زیادہ گہری نظر سے دیکھتا اور سمجھتا ہے اور ان سکی طرف پہنچنے پر اسکی گہری نظریں بھی رہتی ہیں۔ یہ انگریزوں ہی کا طرز اشاعت ہے کہ ایک طرف یہ خبر اڑائی گئی اور اس کے بعد جب زیادہ جوش پھیلا تو اسکی تردید کر دی گئی۔

حیرت ہے کہ خدام الحرمین کے کارکنوں نے کوئی موثر مظاہرہ اور کوئی کارگر تدبیر اس مردود کے ارادہ کو روکنے کی نہیں کی۔ خلافت کمیٹی کی مجرمانہ خاموشی نہایت شرمناک ہے۔

بیحد ضرورت ہے کہ عاشقان رسول اللہ اور حرم مدینہ کے پروانوں کو جمع کرنے کا کام فوراً شروع کر دیا جائے جو جلد سے جلد حجاز پہنچکر اس کے اہل ارادہ کے لئے اپنے جسم کو پیش کریں۔ جو خاکم بدہن روضہ مبارک کے انہدام کے لئے اٹھے بسولہ آخری ٹھکانا ہوا اٹھے۔ اور روضہ [illegible] ہونے سے پہلے دشمنان رسول کے سروں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے جائیں [illegible] مقام رسول کی بے حرمتی کے بعد غلامان رسول کو زندہ رہنے کی کیا ضرورت ہے۔

اگر سرفروش رضاکاروں کی کوئی جماعت حجاز جانی تجویز ہو جائے تو سب سے پہلے میں اپنا حقیر جسم اس خدمت کے لئے پیش کرتا ہوں۔ کاش پیشوایان ملت میں کام کرنے کا کوئی صحیح جذبہ عمل پیدا ہو۔ اور وہ ابن سعود کے وعدوں پر اعتماد کرنے کی بجائے جو ہمیشہ جھوٹے اور گمراہ کن ثابت ہوئے۔ کوئی صحیح پروگرام گنبد خضرا کی حفاظت کا عمل کے لئے پیش کریں۔ رزولیوشن پاس کرنے اور عرضی معروض کرنے تار بھیجنے کا وقت گذر گیا۔ اب تو سرفروشی کے جذبہ اور عمل کا وقت ہے۔ پھر کیا جا سکے گی اور فرزندان توحید و عاشقان رسول کی زندگی میں آمنہ کے لال کی قبر پر کدال لگ سکتی ہے؟ اگر اب بھی مسلمانوں کی آنکھیں نہ کھلیں تو ایسی زندگی پر اور ایسے مدہوشی پر ہزار لعنت ہو۔

نومبر ۱۹۲۵ء میں جو سوالات پیشوا کی پالیسی اور اسکو پندرہ روزہ کرنے کے لئے کئے گئے تھے۔ الحمدللہ پیشوا کے اصل مالکوں (خریداروں) کی بڑی تعداد نے اسکی پالیسی کو پسند کیا اور پندرہ روزہ اشاعت پر ایک روپیہ کے اضافہ کو منظور فرمایا۔

میں نے بہت کچھ غور کرنے کے بعد ناظرین کے اصرار سے مجبور ہو کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ بہت جلد اسی ضخامت اور اسی کاغذ اور اسی لکھائی چھپائی پر پیشوا کو پندرہ روزہ کر دیا جائے۔ مصارف کی زیادتی کا خیال کرتا ہوں تو ہمت نہیں پڑتی۔ کہ پہلے ہی کافی رقم پیشوا کی بھینٹ چڑھا چکا ہوں۔ مگر جب آئندہ سال کے پروگرام پر غور کرتا ہوں تو پندرہ روزہ اشاعت بھی ناکافی معلوم ہوتی ہے۔

بہرحال خدا کے فضل پر بھروسہ کر کے اور احباب کے اصرار سے مجبور ہو کر پیشوا کو پندرہ روزہ جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

ابتداءً انتظامات کی تکمیل اور جدید انتظامات کے لئے مجھے [illegible]

کال کرکے جب یہ جلد (کا آغاز ۱۹۳۱ء میں) پیشوا انشاء اللہ شائع ہوگا اور انشاء اللہ پہلے سے زیادہ مفید مضامین شائع کرنے اور جدید دلچسپیوں کے پیدا کرنے کی کوشش کررہا ہوں۔ امید ہے کہ اس بار کو اٹھانے سے پہلے ناظرین پیشوا جدید خریدار فراہم کرنے کے لئے تھوڑی سی مزید مستعدی کا ثبوت دینگے ، اور مکرر عرض کرتا ہوں کہ ان کو جب کبھی کتاب یا قرآن مجید کی ضرورت ہو پیشوا کو [illegible] صرف پیشوا ہی [illegible] قرآن کلام کی تعمیل ہوگی۔ اسلامیہ نے انتظام کردیا ہے میں صرف یہی امداد پیشوا کے اخراجات کو چلانے کے لئے آپ سے طلب کرتا ہوں ؟

قومی اور ملکی جماعتوں کی چہل پہل کا موسم دسمبر کے آخری ہفتہ میں "سیزن" یا "سیلاب" کی طرح ہوا کرتا ہے اسسال یہ جلسے کراچی اور دہلی میں ہوئے۔ یہاں سب پہلے دہلی کے جلسوں پر بحث کرنی چاہتا ہوں کہ یہ خاص اسلامی اجتماعات تھے۔

دہلی میں سب سے پہلے آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس زیر صدارت سر عبدالرحیم منعقد ہوا استقبالیہ کمیٹی کے صدر (چودھری عبدالرحمن صاحب) بی اے وکیل کا خطبہ صدارت نہایت شاندار تھا اور تعلیمی ضروریات و مطالبات پر حاوی تھا۔

سر عبدالرحیم نے سال گذشتہ جو شاندار خطبہ صدارت مسلم لیگ کے اسٹیج پر دیا تھا اس نے "وقتی خراج تحسین" کافی سے زیادہ حاصل کیا تھا اور میں نے پیشوا کے پچھلے پرچہ میں اسکو اپنے مذاق کے مطابق پاکر اس کی بے حد تعریف کی تھی ، اور میں ایک سال تک بہت غور سے دیکھتا رہا کہ خداوندان لیگ جن بدنصیب اور بے کس مسلمانوں کے نام سے حکام سے ملتے ہیں اور ذاتی وجاہتیں حاصل کرتے ہیں ان مسلمانوں کے لئے وہ ایک سال تک کیا کام کرتے ہیں ! ۔ میں اس کا بھی منتظر تھا کہ سر عبدالرحیم مسلم لیگ کی نشانوں کے زندہ کرنے اور مسلم لیگ کے گذشتہ سال کے منظور کردہ رزولیوشنوں کے حل کے لئے مرتبہ اپنے کاشانہ سے باہر نکلتے ہیں۔ مگر جنوری ۱۹۳۰ء سے جنوری ۱۹۳۱ء شروع ہے ہندوستان میں صدہا مقامات پر ہندو مسلم فسادات ہوئے۔ بے کس اور بے گناہ مسلمان تباہ کئے گئے ، اور پابند طرق و سلاسل بھی ہوئے اور صدہا خاندان برباد ہوگئے۔ مگر مسلمانان ہند کی یہ مشترکہ اور سیاسی جماعت خاموش رہی ۔ اس کے صدر اور سکرٹری کی زبان پر اور قلم پر تالے لگا ہوا تھا جو انہوں نے ایک لفظ مسلمانوں کی حمایت میں نہیں نکالا ، اور نہ انہوں نے کبھی مسلمانوں کے مفاد کے لئے اور ان رزولیوشنوں پر عمل کرنے کے لئے جو انہوں نے دس کروڑ مسلمانوں کی نمائندہ جماعت کی حیثیت سے پاس کئے تھے گھر سے باہر نکلنے کی تکلیف گوارا فرمائی۔

بہرحالت میرے خیال میں امسال مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی [illegible] مگر خطبہ صدارت نہایت اچھا تھا۔ رزولیوشن بھی بہت کارآمد پاس ہوئے مگر یہ سب ایک خوشنما جسم کے مطابق ہیں جس میں عمل کی روح مفقود ہو۔ اور میرا خیال ہے کہ اس سالانہ نمائش سے بہتر یہ ہوتا کہ اس سال کانفرنس کو ہمیشہ کے لئے دفن کردیا جاتا تاکہ حکومت اور مسلمان دونوں دھوکہ میں نہ رہیں ، اور مسلمان ایک دفعہ ہمیشہ کے لئے مرحوم سرسید کی اس ہستی با اخلاص یادگار پر ماتم [illegible] ہونے سے نہ ہونا بہتر ہے جس کا کام صرف سالانہ جلسوں اور چند کاغذی تجاویز تک محدود ہو۔

مسلم یونیورسٹی کے بعض پروفیسروں کی تقریریں سننے کا بھی کانفرنس کے اجلاس میں موقع ملا۔ اور افسوس ہوا کہ انھوں [illegible] کی وجہ سے مسلم یونیورسٹی کے ان پروفیسروں کی ذاتی اور ذہنی قابلیت کے متعلق میں کوئی اچھا اثر [illegible] البتہ ایک اور سلف ہیڈ "آپ کے بیٹے پروفیسر خواجہ غلام السیدین صاحب کی عالمانہ تقریر کا بیحد اچھا اثر ہوا۔ ان کا وجود یقیناً مرحوم کا ثانی ہے جو [illegible] یونیورسٹی پر طلوع ہوا ہے۔ جسکی شعاعیں [illegible] اور حقیقتاً ان کی ذات مسلمانوں کے ذاتی افلاس کے زمانہ میں ایک بیش بہا [illegible] علمی خزانہ ہے۔ اور مسلم یونیورسٹی کا [illegible] شخصیت پر جسقدر فخر کرے کم ہے۔ کاش مرحوم خواجہ غلام الثقلین اسوقت زندہ ہوتے۔ اور اپنے لائق فرزند کی علمی ترقی کو دیکھتے۔

---

۲۹ و ۳۰ دسمبر ۱۹۳۰ء کو [illegible] کانفرنس کا اجلاس زیر صدارت خان بہادر مولانا بشیر الدین صاحب ایڈیٹر البشیر اٹاوہ منعقد ہوا۔ بہت مفید اور کارآمد تجاویز پاس ہوئیں جنپر اگر عمل کیا گیا تو یقین ہے کہ مسلمانوں کی مالی حالت درست ہو جائیگی۔

اس کانفرنس کے بانی میرے کرم جناب مولوی طفیل احمد صاحب ایم اے جو اس مرتبہ صوبہ متحدہ کی کونسل میں ممبر منتخب ہوئے ہیں ، اور جنکی ذات سے توقع ہے کہ وہ مرحوم خواجہ غلام الثقلین کے مسودہ [illegible] کو [illegible] کرکے مسلمانوں کی ایک بڑی ضرورت کو رفع کریں گے۔ انہوں نے صحیح معنوں میں مسلمانوں کے افلاس اور انکی مالی حالت کی درستی کا علاج تلاش کرلیا ہے۔ اور خوشی کا مقام ہے کہ علمائے ہند کی ایک بڑی جماعت نے بنکوں کے لین دین کی اجازت دیدی ہے۔ جسکے بغیر آجکل کاروباری زندگی بسر کرنی قریب قریب ناممکن سی ہوگئی ہے ۔

دسمبر ۱۹۳۰ء کو اردو کانفرنس کا بھی اجلاس ہوا جسکی کس مپرسی اور بے مائگی پر جسقدر بھی آنسو بہائے جائیں کم ہے۔ نہ اسکی خطبہ صدارت ہی کوئی قابل [illegible] عمل تھا ، اور نہ اسکی تجاویز ہی اردو کے بقا کے لئے کوئی پروگرام تھا۔ اور نہ اس کے انتظام میں کوئی ربط اور نظم تھا۔

بہرحال یہ ہی کیا غنیمت ہے کہ ایک رسم دسمبر کے آخری ہفتہ میں بندگان علیگڑھ کے طفیل پوری ہو جاتی ہے۔

سچ ہے مردہ اور غلام اور مفلوک الحال قوم اپنی زبان کے ساتھ ایسی ہی بے اعتنائی کا اظہار کرتی ہے۔ اور [illegible] مسلمان [illegible] ہیں کہ ہندو اردو کو مٹا رہے ہیں۔ [illegible] نے ہی کوشاں اردو کے تحفظ کا [illegible] کیا ہے ؛ جو اخبارات [illegible] اس اردو کانفرنس کے ساتھ [illegible] حالات [illegible] آئی ہے۔ اور [illegible]

سے اس لئے وہ مجبوراً اس مشاعرہ میں شریک ہو گئے تھے۔ وہ اسکی لذتوں کو کبھی فراموش نہیں کریں گے۔ اور شاید آئندہ کبھی ان کو شرکت کانفرنس کی ہمت ہی نہ ہو۔ اور فاضل شعرا شریک کانفرنس نہیں ہوئے۔ وہ اس انتہائی تذلیل سے بچنے پر خوش ہونگے۔

۲۹ر دسمبر سے ۳۱ر دسمبر تک نام نہاد آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس زیر صدارت خان بہادر شیخ عبدالقادر صاحب منعقد ہوا۔

استقبالیہ کمیٹی کے صدر خان بہادر میرزادہ محمد حسین صاحب ایم اے کا خطبہ مسلمانوں کے تمام مطالبات پر حاوی تھا۔ اور یقیناً لیگ کے منتخب صدر کے خطبہ سے زیادہ پر مغز مدلل اور شاید کچھ دلیرانہ بھی تھا۔

خان بہادر شیخ عبدالقادر صاحب کو حال ہی میں گورنمنٹ پنجاب نے سرکاری ممبر منتخب کیا ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ ان کا خطبہ صدارت کیسا ہوگا جبکہ وہ سر شادی لال کے زخم خوردہ تھے۔ ہندوں کے معاملہ میں جسقدر آزاد بیانی سے کام لیتے کم تھا۔ مگر شاید آئندہ کی توقعات نے حق گوئی کی اجازت نہ دی ہو۔ اور میرا خیال ہے کہ لیگ کی آئندہ کارگذاریوں کے متعلق مسلمانوں کو ابھی سے فاتحہ پڑھ لینی چاہئے کہ اسکا صدر اول تو خان بہادر دوسرے پنجاب کونسل کا سرکاری ممبر تیسرے ججی کا امیدوار۔ کاش خداوندان لیگ نے انتخاب کے وقت ذرا سوچ سمجھ لیا ہوتا کہ یہ سال مسلمانوں کی حیات کشمکش کے اہم ترین سالوں میں سے ہے۔ اس لئے انتخاب کسی آزاد اور ایثار پیشہ اور اسلام دوست مسلمان کا ہوتا۔ جو حق کے مقابلہ میں نہ حکومت سے دبتا اور نہ ہندوں سے مرعوب ہوتا۔

لیگ میں بھی سنت قدیم کے مطابق رزولیوشن بازی تو خاصی ہوگئی۔ رہا انپر عمل تو اس سے اور مسلمان پیشواؤں سے واسطہ کیا! لیگ کی ساری حیات قومی پر غور کیجئے کہیں عمل کا شائبہ بھی نظر نہیں آئیگا۔ البتہ رزولیوشن بازی اعزاز بازی و وفد بازی کے تو کہیں کہیں نقوش ملتے ہیں۔

یہی کیا کم ہے کہ خداوندان لیگ سال کے سال بدنصیب اور بےکس اور بے زبان مسلمانوں کے نام سے جمع ہو کر کچھ کہہ سن جاتے ہیں۔ مستقبل قریب میں تو شاید اسکی بھی توقع نہیں۔

جداگانہ نیابت کے قیام کے لئے اور وزارتوں اور ملازمتوں میں موثر نیابتوں کا مطالبہ کئے جانے کی تحریکات خاصے زور شور سے پاس ہوئیں۔ گویا حکومت اور برادران وطن لیگ کے رزولیوشن کے منتظر بیٹھے تھے کہ کب وہ اپنے غیر نیابتی جلسہ کو آل انڈیا مسلم لیگ کے نام سے فریب دیکر ایسے رزولیوشن منظور کریں اور کب حکومت اور [illegible] مغصوب شدہ حقوق واپس کریں۔

خدا کے لئے ہوش میں آؤ اور عقلمند اور ہوشیار انسانوں کی سی باتیں کرو۔ یہ کیا مذاق ہے کہ تم ہمیشہ مسلم قوم سے سال کے سال کیا رستے ہو؟ اور پھر سال تک خواب غفلت میں سرشار رہتے ہو۔ حقوق حاصل کرنے کے لئے جو تدبیر کی ضرورت ہے وہ تم میں مفقود ہے پھر کس منہ سے فریب دہندہ مطالبات کرتے ہو؟ اور اگر کچھ کرنا چاہتے ہو تو سرفروشی کے میدان میں آؤ اور تعلقات اور امیدوں کی زنجیروں کو توڑ ڈالو۔ پھر دیکھو کہ کامیابی کس طرح تمہارے قدموں میں ہوگی۔

شیخ عبدالقادر صاحب اردو کے بہترین جرنلسٹ ہیں، اسلئے تمام پنجاب میں ان کے برابر ایک بھی صحیح اردو لکھنے اور بولنے والا نہیں۔ مگر کس قدر شرم کا مقام ہے کہ انہوں نے نہ خود اردو میں اپنا پریذیڈنشل ایڈریس پڑھا۔ بلکہ ان جیسے اردو کے قدردان کی صدارت میں ہونے والے جلسہ میں بےکس اردو کا قریب قریب بائیکاٹ کر دیا گیا تھا کہ پروگرام اور رزولیوشن تک کا اردو ترجمہ نہ ہو سکا۔ اور اردو کے کعبہ میں انگریزی کا یہ زہر و نشتر اس مقام پر لگایا گیا جہاں اردو کی جائے پیدائش ہونے کا فخر ہے۔

لیگ کا اجلاس بحیثیت مجموعی کانفرنس سے زیادہ کامیاب اور شاندار تھا مگر منتظمین کی ناتجربہ کاری کی وجہ سے بہت سی باتیں ایسی ہوئیں جو نہ ہوتیں تو اچھا تھا۔ مثلاً پنجاب کے ایک مہمان کا کئی ہزار روپیہ نقد اور اسباب کا چوری ہونا منتظمین کی انتہائی ناتجربہ کاری ہے اور مسلمانان دہلی اس چوری پر جتنے شرمسار ہوں کم ہے۔ نیز دہلی میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ قومی اجتماعات کے سلسلہ میں طعام کی قیمت لی گئی۔ حالانکہ ان اجلاسوں میں سو سے زیادہ مہمان نہیں آئے تھے۔ ورنہ کانگریس اور لیگ و خلافت کے عروج کے زمانہ میں بھی قیام و طعام [illegible] دہلی والوں نے نہیں لیا جبکہ مہمان بہت کثرت سے آتے تھے۔ نیز بعض وہ نوجوان ذمہ دارانہ عہدوں پر متعین کئے گئے جنکو ابھی قومیت کی ابجد سے بھی واسطہ نہیں پڑا۔ اور اس سلسلہ میں خلافت اور کانگریس کے پرانے اور تجربہ کار ورکرز کو نظر انداز کر دیا گیا سوائے مولانا عبدالاحد کے جنکی شرکت کی وجہ سے چند ایک سلیقے سے کئے گئے ورنہ ہر کام میں ابتری اور بدسلیقگی نمایاں تھی۔

مجھے ان ناآموز نوجوانوں کی اس حرکت سے بڑی تکلیف ہوئی کہ ایرا غیرا نتھو خیرا تو اسٹیج پر صرف اس لئے بیٹھے کہ مستحق تھا کہ اس سے کارکنوں کے تعلقات تھے۔ مگر خان بہادر مولوی بشیر الدین صاحب ایڈیٹر البشیر اٹاوہ جیسی ہستی کو نہایت فرعونیت کے ساتھ اسٹیج پر جانے سے اپنی عظمت اور بڑائی کے زعم باطل میں صرف اسلئے روکدیا گیا کہ موصوف کی پگڑی کچھ شاندار نہ تھی۔ حالانکہ موصوف کا شاندار ماضی بحیثیت تعلیمی خدمات یقیناً اسکی مستحق تھیں کہ مسلمان ان کو آنکھوں پر بٹھاتے۔ یہ اس محترم شخصیت کے ساتھ برتاؤ تھا جس نے اپنا سب کچھ مسلمانوں کے لئے تج دیا۔ اور جسکا زندہ کارنامہ اسکی بے مثل تعلیم گاہ کی صورت میں اب بھی موجود ہے اور جو یقیناً اس وقت سے مسلمانوں کی خدمت کر رہا ہے جبکہ روکنے والے بھائی اپنی والدہ کی آغوش میں پڑے انگوٹھے چوستے ہونگے۔ میں سوچ رہا تھا کہ جس قوم میں ایسے مخلص بزرگوں کی یہ بے عزتی ہو وہاں اسکا کیا انجام ہوگا۔ اور کس توقع پر دوسرے کام کرنے والے میدان میں آسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ مسٹر [illegible] جیسے غیر مسلم محب وطن اور اسلام دوست لیڈر کے ساتھ بھی ان کے شایان شان سلوک [illegible]

بہرحال شکریہ کے مستحق ہیں خان بہادر پیر [illegible] الدین صاحب ایم اے
مولوی عبدالرحمن صاحب بی اے وکیل، مولانا عبداللہ [illegible] مولوی محمد علی
صاحب ملتانی، شیخ محمد صدیق صاحب بی اے وکیل، مسٹر عظمت اللہ بی اے وکیل
مسٹر امین الدین بی اے وکیل، ایس ایم عبداللہ صاحب میونسپل کمشنر بھی کہ شملہ سے
لیگ اور کانفرنس کے اجلاس دہلی میں ہوئے، اور کچھ دنوں خاصی چہل پہل ہوگئی۔

٭

۲۳ دسمبر ۱۹۲۶ء کی سہ پہر کو سوامی شردھانند کا حادثہ قتل وقوع پذیر ہوا۔ سوامی جی سے مجھے مدت سے نیاز حاصل تھا، اور میں اسوقت ان کو ایک آریہ چابک کی حیثیت سے دیکھتا تھا، مگر ستیہ گرہ کے موقع پر جس "نڈرتا" اور دلیری کے ساتھ انہوں نے سنگینوں کے سامنے چاندنی چوک کے بازار میں اپنا سینہ پیش کیا تھا، اس سے میرے دل میں اُن کے لئے بڑی عظمت ہوگئی تھی، اور چونکہ اس وقت دلی کے بڑی سے بڑی اونچی دوکان والے اپنے چھپکے دکان کو [illegible] سے گئے تھے (جیسا کہ وہ ہمیشہ ایسے نازک موقعوں پر بھاگ جانے کے عادی ہیں) اور مجھے بچشم خود اس واقعہ کو دیکھنے کا موقع ملا تھا۔ اس لئے میں سوامی جی کی اس دلیری سے بیحد متاثر ہوا۔ اس کے بعد انہوں نے مارشل لا کے زمانہ میں پنجاب کی ایسی شاندار خدمات انجام دیں کہ وہ تعریف سے بلند و برتر ہیں۔ اور قومی خدمات کے سلسلہ میں انکی یہ دلیری ان کو قومیات میں سب سے آگے لیجاتی تھی جس کا ان کے ہمعصر لیڈران قومیت متحدہ کو اکثر قلق ہوا کرتا تھا۔ میں چونکہ اس زمانہ میں کانگریس اور خلافت کے خاص کام کرنے والوں میں تھا، اس لئے مجھے سوامی جی کو سمجھنے کا زیادہ موقع ملا۔ مگر افسوس کہ وہ امرتسر میں باوجود خاصے ایسے ہوشیار ہونے کے ایک دوست کے بھانسے میں آگئے۔ اور "سوراج آشرم" میں ۳ سال کے لئے بھیجے گئے۔ مگر عجیب غیر طریقے سے ۳ مہینے کے بعد جیل سے باہر آگئے اور اشدھی کا خوفناک اور قومیت متحدہ کو تباہ کرنے والا صُور پھونکا، جسے مسلمانوں کے حواس گم کر دیئے۔ اور یہ پہلا موقع تھا کہ مجھکو ان کی مذہبی سرگرمیوں کے خلاف مصروف عمل ہونا پڑا۔ اس کے بعد مجھے ان کی عزت ایک کٹر آریہ سماجی اپنا کی حیثیت سے مزید کی مگر سیاسی لیڈروں میں ان کا شمار نہ رہا۔ سوامی جی مجھ سے اس شدید مخالفت کے زمانہ میں جبکہ سال ہا سال سے میں ان کی سرگرمیوں کے خلاف مضامین لکھ رہا تھا (جس کا ان کو علم تھا) ہمیشہ بزرگانہ شفقت و اخلاق سے پیش آتے، اور مجھے بھی ان کی عزت میں باوجود شدید ترین سیاسی اور مذہبی اختلافات کے کمی نہیں کی۔ اور کس قدر افسوس ہے کہ ہمیشہ اسی سال کے ختم ہوتے ہی سوامی جی بھی ختم ہوگئے۔ اور دو دن تو صرف کے کام کرنے والے افراد کے لئے اپنی بےحد مصروف زندگی کا نمونہ چھوڑ گئے۔

بہرحال مجھے اپنے پرانے سیاسی رفیق کار پروفیسر اندر جی سے جو سوامی جی کے واقفیت اور فرزند ہیں اس دردناک حادثہ میں دلی ہمدردی ہے۔ مجھ کو منصب [illegible] کے محدود صفحات اس بحث کے لئے مناسب بھی نہیں کہ میں حادثۂ قتل پر بحث کروں۔ مگر حالات کی نزاکت بے چین کرتی ہے کہ میں اپنے خیالات اس حادثہ پر ظاہر کردوں۔

جہانتک سوامی جی کے قتل کا تعلق ہے، وہ نہایت سفاکانہ اور قابلِ نفرت ہے، اور سوائے بزدلی کے اسے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ مذہبی جذبہ ہو کر وہ قتل نہیں ہو سکتا۔ اور مجھے افسوس ہے کہ ان کا قاتل ایک مسلمان بیان کیا جاتا ہے۔ جس نے سوامی جی کو بستر علالت پر پستول کا نشانہ بنا کر ان کو ایسی زندگی اور عزت دی، جو یقیناً کسی دوسری صورت میں نہیں ملتی۔ اور شاید تبلیغ کو اس واقعہ سے بجائے فائدہ کے کچھ نقصان ہی پہنچے گا۔ مگر یہ بھی واقعہ ہے کہ اس مذہبی دیوانے کو مشتعل کرنے والے اسباب اور اس مذہبی مجنوں کو قتل پر آمادہ کرنے والے حقائق اگر کچھ ہو سکتے ہیں تو وہ خود سوامی جی اور ان کی ذریات کی وہ بیہودہ نظم و نثر، غلیظ اور گندی گالیاں ہیں جو پیغمبر اسلام، تعلیمات اسلام، بزرگان اسلام، شعائر اسلام کے خلاف روزانہ اخباروں اور پبلک اسٹیج پر نہایت دل آزار اور اشتعال انگیز طریقے سے دی جاتی ہیں۔ اور یقیناً اس قسم کے دیوانوں کو قتل جیسے ہولناک فعل پر آمادہ کرنے اور ان کے مذہبی جذبات کو اسقدر مشتعل کرنے کی ذمہ داری آریہ سماج اور صرف سماج کے بدلگام اور منہ پھٹ اور بے تمیز لکھنے والوں اور بولنے والوں پر ہے، جو مسلمانوں کی حمیت دینی کا امتحان لینے کے لئے، ان کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرنے کے لئے گندی گالیاں دینے، کمینہ الزامات عائد کرنے سے کبھی اور کہیں نہیں چوکتے۔ جس طرح یہ سچ ہے کہ بنگال میں انارکسٹ لارڈ کرزن کی سخت گیر پالیسی نے پیدا کئے، اور بنگالیوں کی بےچینی کی تمام تر ذمہ داری لارڈ کرزن پر ڈالی جاتی ہے اسی طرح یہ بھی سچ ہے کہ اس مذہبی انارکسٹ کی پیدائش بھی سوامی جی اور آریہ سماج کے اشتعال انگیز رویہ کی رہین منت ہے۔ اور اس حادثہ کی ذمہ داری یقیناً بقول مہاتما گاندھی ان اخبارات اور مقرروں پر ہے جو رات دن قانون اور نتائج سے بے پروا ہو کر اسلامی تعلیم اور خود حضور انور روحی فداہ کی ذات اقدس پر حملے کیا کرتے ہیں۔ ہمارا منشا سلسلہ بند کیا جاتا ہو کہ جس کی آواز نہ نکل کر گاندھی تک پہنچی ہے [illegible] بھاگلپور کا حادثہ وقوع پذیر ہوئے چند دن بھی نہ گزرے تھے کہ بیکس اور مظلوم راہگیر اور ضعیف العمر مسلمانوں پر [illegible] اور ہندو [illegible] حملہ آور ہوئے جن کے قتل سے متعدد مسلمان زخمی ہوئے، اور ایک شہید ہو چکا اور دوسرے کی حالت نازک بتائی جاتی ہے۔ پھر اگر بیان کردہ قاتل کا فعل کسی مذہبی دیوانگی اور جنون کا نتیجہ ہو سکتا ہے اور اسکو بزدلانہ فعل کہا جا سکتا ہے تو [illegible] راستہ چلنے والوں اور ستر برس کے بوڑھے مسلمان کو [illegible] وجہ کے نہایت سفاکی کے ساتھ قتل کرنے کو بہادری اور جوش و اس کی [illegible] کا فعل کہا جائے گا! پہلی دیوانگی اگر اضطراری تھی، تو دوسری دیوانگی یقیناً اختیاری تھی جسکی بلاوجہ شہادتکو تمام مسلمان بھی اور حضرت خواجہ حسن نظامی بھی فراموش کر سکے اور مسٹر عبدالرحیم، مرحوم شیخ عبدالقادر، مولانا ابوالکلام، [illegible] مولانا ظفر علی خان، مولانا حبیب شاہ، راجہ محمود آباد [illegible]

قاتل بھی ہے اس بےگناہ مسلمان کے خون کی کوئی قیمت ہی نہیں تھی۔ اور ان کے نزدیک ایک بےگناہ مسلمان کا بلا وجہ شہادت سے پاتال کے زعم قوم پرستی و اسلام پرستی میں کوئی قابل توجہ فعل ہی نہ تھا، اور پھر کس قدر تعجب ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ باوجود شدھی اور تبلیغ میں اختلافات کے اس مسئلہ میں ہم آہنگ ہیں اور آگ اور پانی جیسا ملاپ ہونا ناممکن بتایا جاتا ہے اس مسئلہ میں باہم جمع ہیں۔ مگر ہندو اور مسلمان رہنماؤں کی جو مشاہیر پرستی، اور ہٹ دھرمی اور ناانصافی نہایت شرمناک ہے کہ چونکہ سوامی جی کا قاتل مسلمان بیان کیا جاتا ہے، اس لئے اس کے، دیہہ پر اظہار ملامت اور مسلمان کا قاتل ہندو بتایا جاتا ہے۔ اس لئے اس کے فعل پر خاموشی کی چادر اوڑھ کر کیا تماشہ ہے، جو رہنمایان ملت اپنی دولت پرستی مشاہیر پرستی غیر منصفی اور بزدلی کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور اگر انصاف دنیا سے اٹھ نہیں گیا ہے تو بحیثیت انسان کے دونوں مقتولوں کے قاتلوں کے جذبات دیوانگی میں مجھے بتاؤ کیا فرق ہے!

سوامی جی کے قتل کے بعد تیج کا پہلا پرچہ جو شائع ہوا ہے۔ اس میں اس قتل کی تمام تر ذمہ داری نہایت شیطنت کیساتھ اور بیحد اشتعال انگیز طریقہ سے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے سر تھوپنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جو اس سازش کے ماتحت تھی جو حضرت خواجہ صاحب کو پھانسنے کے لئے بعض سماجی رہنماؤں نے ترتیب دی تھی، اور جس کے لئے پولس میں ثبوت بہم پہنچانے کی بھی کوشش کی گئی تھی، اور اگر یہ ابلیسانہ سازش کامیاب ہو جاتی تو یقیناً یہ اتنا بڑا جرم تھا کہ اس کی سزا پھانسی یا حبس دوام بعبور دریائے شور سے کم نہیں۔

دوسرا اہم پہلو خواجہ صاحب کے برخلاف اس الزام کے عائد کرنے کا یہ تھا کہ آریہ سماج کے جوشیلے مذہبی دیوانے اور شدھی مجنون ان تحریرات سے مشتعل ہو کر حضرت خواجہ صاحب پر قاتلانہ حملہ کریں اور اس طرح تبلیغ اسلام کی تحریک کا اپنے زعم میں خواجہ صاحب کی زندگی کے ساتھ خاتمہ ہو جائے (خاکم بدہن)

جہاں تک کوشش کی کامیابی کا تعلق ہے میں اپنی ذمہ داری پر یہ کہنے کے لئے تیار ہوں کہ ان دشمنان دین و ملت کو اپنے مقاصد میں بڑی حد تک کامیابی ہوئی۔ مذہبی دیوانے مشتعل ہو کر خواجہ صاحب پر حملہ آور بھی ہوئے، اور ملزم سے اور اس کے متعلقین سے خواجہ صاحب کے متعلق بار بار عجیب و غریب طریقہ سے استفسارات بھی کئے گئے۔ یہ دوسری بات ہے کہ تفتیش مسٹر اوڈ سینیئر سپرنٹنڈنٹ پولس جیسے بیدار مغز اور شریف انگریز کی زیر نگرانی خان بہادر حکیم اکرام الحق صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ، رائے بہادر لکھ دیو مل صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ، خانصاحب شیخ نذیر الحق صاحب انسپکٹر، سردار جیت سنگھ صاحب انسپکٹر جیسے تجربہ کار اور دیانتدار اور قابل افسر کر رہے تھے جنہوں نے کافی سے زیادہ مستعدی اور ہوشمندی سے ساتھ غالباً اس سازش کا پتہ اس عرصہ میں چلا لیا ہوگا، جو حادثہ کے چند لمحہ پہلے تیج کے دفتر میں حضرت خواجہ صاحب کی جان کو خطرہ میں ڈالنے کے لئے ترتیب دی گئی تھی اور جس کا پتہ چلنے اور ثبوت فراہم کرنے کے لئے اور افسران پولیس کی تفتیش کو الجھانے کے واسطے تیج نے ایک ضمیمہ شائع کر کے اپنے اوپر نہایت اہم ذمہ داری لے لی ہے۔

میں مسٹر اوڈ کو اگست ۱۹۱۸ء سے جانتا ہوں، جبکہ سینہ گزٹ مسکینگا مخبر ناظر میں دہلی کے بعض مسلمان کا سہ لیسان حکومت نے اپنی ذاتی عداوتوں کا انتقام لینے کے لئے میرے اور مولانا عبدالرحمن صاحب، اور مسٹر تاج الدین صاحب وغیرہ احباب کے خلاف پولس کے ادنیٰ درجہ کے ملازموں سے سازش کر کے ہم پر یہ الزام عائد کیا تھا کہ ہم سب نے دہلی کے ریلوے اسٹیشن پر ہنگامہ کے وقت آگ لگائی، اور یہ اتنا بڑا جرم تھا کہ اسکی سزا اسوقت کی سخت گیر پالیسی پر نظر ڈالتے ہوئے حبس دوام بعبور دریائے شور سے کسی طرح کم نہیں ہو سکتی۔ متعلقہ پولس کو جو کچھ کرنا تھا کر چکی، اور ابتدائی تحقیقات میں بعض مسلمان بھائیوں نے جو شناخت کنندہ کے طور پر مقرر ہوئے تھے ہم سب کو شناخت بھی کر لیا تو مرحوم خان بہادر حکیم احمد سعید خاں صاحب اور دوسرے شریف اکابر نے جن کے ذاتی علم میں تھا کہ ہم سب نے اس ہنگامہ کے وقت اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر رکھ کر خطرہ کے مقام پر جا کر عوام کے غضب آلودہ مجمع کو قابو میں رکھنے کی پوری طرح کوشش کی تھی) نے افسران بالا سے تمام واقعات بطور خود جا کر بیان کئے۔ چونکہ چیف کمشنر صاحب خود نہایت شریف انگریز تھے، اس لئے انہوں نے دوبارہ تفتیش سی آئی ڈی کے سپرد کی، جس کے انچارج اسوقت بھی یہی مسٹر اوڈ تھے۔ جو آجکل دہلی کے سینیئر سپرنٹنڈنٹ پولس ہیں، اور انہی کی شرافت اور انصاف پسندی نے اس فرضی سازش کا قلع قمع کر کے برطانوی روایات کو برقرار رکھا تھا جو میرے خلاف ترتیب دی گئی تھی۔ اور چونکہ اس اہم واقعہ کی تفتیش ان جیسے شریف اور انصاف دوست افسر کی نگرانی میں ہو رہی تھی اس لئے میں پوری طرح مطمئن تھا کہ تیج اور تمام ہندو اخبارات کی مفروضہ سازش قیامت تک کامیاب نہیں ہو سکتی کہ اسکی اصلیت ہی کچھ نہیں تھی۔ مگر یہ واقعہ ہے کہ تمام ہندوستان کے متعصب ہندوؤں نے اس مفروضہ سازش کا پتہ چلانے، اور بالخصوص حضرت خواجہ صاحب کو سوامی جی کے قتل میں...... پھانسنے کیلئے پوری مستعدی اور کامل سنگھٹن کا ثبوت دیا۔ جو تیج کے دفتر میں، توسط کے چند لمحہ بعد ترتیب دی گئی تھی۔ اور جسکو کامیاب بنانے کیلئے عجیب و غریب عیارانہ اور مکارانہ چالیں حکام مقامی کی مشکلات تفتیش میں پیدا کرنے کیلئے کی گئیں۔

مقامی حکام سے مجھے بحیثیت ایک شہری کے اور بحیثیت ایک جرنلسٹ کے یہ دریافت کرنے کا حق حاصل ہے کہ جو اشتعال انگیز تقریریں مسلمانوں کے خلاف سوامی جی کی ارتھی کے جلوس اور ماتمی جلسہ کے روز کی گئیں، اور دہلی کے افسران اعلیٰ کی موجودگی میں ہر مسجد پر اوم کا جھنڈا گاڑنے اور ہر مسجد کو مندر سے تبدیل کرنے، اور اشارۃً اس قتل کو ایک سازش سے تعبیر کر کے اسکا سرغنہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کو بنانے کے متعلق جو اشتعال انگیز تقریریں لالہ لاجپت رائے، پروفیسر رام دیو اور دیانند کی شدھی سنگھٹنی اکابرین نے اختیار کیا وہ دفعہ ۱۵۳ الف کے تحت میں نہیں آتا؟ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ جو

ہاتھ آمیز اور اشتعال انگیز نظمیں ارتحی کے ساتھ پڑھی گئیں۔ ان سے ہندو مسلمانوں کے تعلقات بیحد خراب ہو گئے ہیں اور اگر اس قسم کی تقریروں سے اشتعال پیدا ہو کر کیا پبلک مفاد کے لئے وہ مفید ثابت ہو سکیں گے۔ اور ان کے خلاف قانونی کارروائی کیوں نہیں کی گئی؟ کیا غضب ہو کر میں اگر تاریخی واقعات کیوں بھی لکھوں تو مجھے قانونی شکنجہ میں کس دیا جاوے اور اگر اخبار دونوں قوموں کو متصادم ہونے پر آمادہ کریں تو ان سے باز پرس بھی نہ ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ سوامی جی کے قتل پر ایسا زبردست پروپگنڈا کیا گیا کہ حکام بھی بطور خود متاثر ہو گئے۔ اور یہی اس ملک کی اور اس کے امن و امان کی اور مسلمانوں کی انتہائی بد نصیبی ہے کہ مسلمان پروپگنڈا نہ کر سکتے ہیں اور نہ ان کے پروپگنڈا کا اثر ہوتا ہے۔ جو یورپین اصول کے ماتحت نہایت موثر طریقہ سے آریہ سماجسٹ کیا کرتے ہیں۔

سوامی جی کے حادثہ پر جو پیغامات اور بیانات لیڈران ملک و ملت نے شائع کئے ہیں وہ بڑی حد تک اس آریہ سماجی پروپگنڈا کا نتیجہ ہیں۔ مجھے گاندھی جی اور لالہ لاجپت رائے وغیرہ ہندو لیڈروں کے بیانات پر تعجب نہیں کہ انہوں نے جو کچھ کہا ترقی اور اپنے پیش نظر مقاصد کو سامنے رکھ کر ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف مشتعل کرنے کے لئے کہا۔ اور مجھے علی برادران و مولانا ابوالکلام آزاد وغیرہ کی قسم کے مسلمانوں کے بزدلانہ بیانات پر بھی افسوس نہیں ہوا کہ ہندوؤں کو خوش کرنے اور سوراج کے حاصل کرنے کے لئے ان کو ایسے ہی بیہودہ اور لغو بیانات شائع کرنے چاہیے تھے۔ میں سر عبدالرحیم اینڈ کو کے خیالات پر بھی شکوہ سنج نہیں ہوں کہ ان سے حق پرستی کی توقع ہی کم تھی۔ مگر مجھے سب سے زیادہ تعجب اور حیرت ان تمام بیانات میں صرف مہاتما گاندھی کے بیان پر ہے جن کی حق پرستی دوستوں اور دشمنوں میں ہی ضرب المثل ہو اور ان پر اس پروپگنڈا کا ایسا زہریلا اثر پڑا کہ ان کی مشہور دانشمندی اور حق پرستی نے ان کو جواب دیدیا۔ اور انہوں نے ینگ انڈیا میں اسلامی تعلیم پر ایسا سخت رکیک۔ ناعاقبت اندیشانہ حملہ کیا کہ اس سے مسلمانوں کے دلوں میں ناسور پڑ جائیں گے اور ان کے اس بیان سے یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ان کا حق پرستی کا چہرہ صاف آئینہ میں نظر آ گیا۔ اور جو غازہ سچائی کے نام سے انہوں نے لگا رکھا تھا۔ اور جس کی وجہ سے بعض عقلمند مسلمان بھی ان کے گرویدہ تھے ان کے اس تازہ اور بیحد خطرناک حملہ سے جو انہوں نے دوست بن کر اسلامی تعلیمات پر کیا ہے ساری حقیقت واضح ہو گئی۔ اور مجھے افسوس ہے کہ میں ان جیسے ہندو کے اس خیال پر اظہار نفرت کرتا ہوں جو انہوں نے اسلام کے متعلق ظاہر کئے۔ کاش مسلمانوں کی آنکھیں کھلیں ؛

افسوس ہے کہ بعض اہم مضامین اس مرتبہ خدمات کے بڑھ جانے کی وجہ سے شائع نہ ہو سکے۔ اور اسی پرچہ میں گو ہمارا مستقل نمبر ہے مگر ہم یہ مضمون جو مجاز و حقیقت کے باب میں شائع ہوا ہو وہ نہایت اہم ہے اور اسی لئے میں نے تمام ضروری مضامین کو باوجود کتابت ہو جانے کے نکال کر اس کو ایکدم شائع کرنا ضروری سمجھا۔ کاش بابو محمد علی اپنی گستاخی سے جلدی توبہ کرتے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اپنے محترم مکرم کا ایسا مضمون شائع کر رہا ہوں۔ مگر اسلام کی عزت اور محبت بابو صاحب کی خدمات اور تعلق سے بہت بلند و برتر ہے ؛

بعض بھائی پرچہ نہ پہنچنے کی شکایت اس طرح کرتے ہیں کہ گویا ان کو پرچہ خصوصیت سے روانہ نہیں کیا گیا۔ کاش ان کو میری مشکلات کا علم ہوتا کہ ہر مہینہ دو سو سے زیادہ روپے کم پر بھیجتا ہوں اور پھر بھی ان کی خفگیاں برداشت کرتا ہوں اور ان کو یہ یقین نہیں آتا کہ نہ صرف پیشوا کو بلکہ ہر مقبول رسالہ اور اخبار کو ڈاکخانہ کی ذات شریف ڈاکخانہ سے یہی شکایت رہا کرتی ہے کہ ہمیشہ راستہ میں سے پرچہ اڑا لیا جاتا ہے۔

میں نہایت ادب سے اور بڑی تاکید سے عرض کرتا ہوں کہ جن بھائی کے پاس ان کا عزیز پرچہ نہ پہنچے وہ ۱۵ تاریخ کے بعد فوراً مجھے کارڈ لکھ دیں کہ پرچہ نہیں پہنچا دوبارہ بھیجدوں گا۔ مگر خدا کے لئے یہ ظلم نہ کیا کریں کہ تین مہینے پرچہ نہ پہنچنے کی شکایت ایک مرتبہ اس توقع پر لکھ دی کہ تمام پرچے اکٹھے مل جائیں گے حالانکہ مہینہ ختم ہونے سے پہلے اس مہینے کے تمام پرچے ختم ہو جاتے ہیں۔

خوب یاد رکھئے کہ کسی ایسے خط کا جواب نہیں دیا جاتا جس کے لئے جوابی کارڈ نہ بھیجا جائے۔ کسی سے شکایتی خط کی تعمیل نہیں ہوتی جس پر نمبر خریداری درج نہ ہو۔ اگر ان تمام امور کا خیال رکھا جائے تو میری مشکلات کا خاتمہ ہو سکتا ہے اور آپ کو کبھی شکایت کا موقع نہ ہوگا ورنہ معذوری اور مجبوری ہے ؛

نئے سال کی خوشی میں دہلی کے سرکاری عہدہ داروں میں رائے صاحب لالہ دیوی دیال کو رائے بہادر اور خان صاحب حکیم اکرام الحق کو خان بہادر کا خطاب ملا۔

مجھے نہیں معلوم کہ ان کی پبلک خدمات کیا ہیں جن کے صلہ میں یہ خطابات دئے گئے اور نہ میں ان کے معلوم کرنے کی خواہش رکھتا ہوں۔ ہاں یہ تو یہ حضرات خلوص و محبت سے پیش آتے ہیں اس لئے میرا فرض ہے کہ میں ان کی خدمت میں از راہ خلوص و محبت مبارکباد عرض کروں ؛

افسوس اور بیحد افسوس ہے کہ اردو علم و ادب کے بہت بڑے محسن جناب مولانا عبدالحلیم صاحب شرر مشہور ناولسٹ اور مورخ نے دسمبر کے آخر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ؛

تربیت اطفال

لوریاں

(انعامی مقابلے کے لئے)

پہلی قسط

(از- جناب مولانا منظور صاحب صدیقی سیمابی مدیر "ثریا")

(۱)

میرا ننا ہے میری آنکھ کا نور — میرے ننے کی ہر بلا ہو دُور
میرا ننا بڑا بہادر ہے
میرا ننا کبھی نہیں روتا — میرے ننے کو روگ کیوں ہوتا!
میرا ننا بڑا بہادر ہے
میرا ننا ہے باپ کا پیارا — میرا ننا ہے آنکھ کا تارا
میرا ننا بڑا بہادر ہے

(۲)

سوجا سوجا میرے پیارے — رات آ پہونچی چمکے تارے
جب میرا ننا سوتا ہے — رب اس کا حافظ ہوتا ہے
رب ہے اس کا پالنے والا — ہر آفت کو ٹالنے والا
ننا میرا نیند کا ماتا — اپنے خدا کی حمد ہے گاتا
صبح کو جب سوکر اُٹھے گا — اپنے رب کا شکر کرے گا
سوجا بھولے بھالے سوجا
سوجا اللہ والے سوجا

(۳)

لو میرے ننے کو آتی ہے نیند — میٹھی سی لوری سناتی ہے نیند
آجاری نندیا تو آ کیوں نہ جائے — ننے کو میرے سُلا کیوں نہ جائے
نندیا کی آنکھوں میں چھائی بہار — نندیا کرے میرے ننے کو پیار
ننے کی آنکھوں سے جھڑتے ہیں پھول
ننے کا حافظ ہے اللہ رسول

(۴)

سوجا سوجا دلیر شہزادے — تجھے اللہ عیش دُونا دے
میرا شہزادہ جب جوان ہوگا — دیکھنا فخر خاندان ہوگا
قوم کا اس سے کام نکلے گا — باپ دادا کا نام نکلے گا
لکھنا پڑھنا سکھاؤں گی اسکو — اور دولہا بناؤں گی اسکو
پھر یہ لائے گا چاند سی دلہن — اسکی تقدیر ہے بڑی روشن
سوجا سوجا دلیر شہزادے
تجھے اللہ عیش دونا دے

(۵)

اللہ اللہ رات پھر آئی — ننا نے سکھ نندیا پائی
چار طرف سوئے سنسار — جاگے ننا کا کرتار
آ نہیں سکتی نیند اُسے — ہم سب اُسکے ہیں بندے
سب کی خبر وہ لیتا ہے — کھانا کپڑے دیتا ہے
سورج تارے چاند سبھی — پیدا کرتا ہے وہ ہی
رات اسی کی رحمت ہے
نیند اسی کی نعمت ہے

(۶)

بھورے بھورے بالوں والے — گورے گورے گالوں والے
میری گودی کے شہزادے — بھولے بھالے سیدھے سادے
مذہب پاک اسلام ہے تیرا — دین کی خدمت کام ہو تیرا
تجھ پر قربان تیرے صدقے — میں تیرے سونے کے صدقے

سُو جا لیکر نام خدا کا
جاگ کے سُن پیغام خدا کا

پیشوائے اعظم

محمدؐ محمدؐ محمدؐ

(از خامہ جناب مولانا مولوی سید نذر علی صاحب دیسو کا کوری)

دمن ہو جسے عشق نبی ہو بخدا — نام حضرت پہ تڑپ اٹھے کہ جاں بلی بلی
جبت جو لے نام حضور والا — نہیں ممکن کہ تصور نہ جمے حضرت کا

محمدؐ محمدؐ محمدؐ

ہاشمی مطلبی نور خدا — ہیں یہ فرمائے عرفاں کا نادر نکتہ
ہنے دیکھا مجھے دیکھا خدا کو دیکھا — پھر کہو کیوں نہ تصور کریں ہم حضرت کا

محمدؐ محمدؐ محمدؐ

فہ ہو بس حضرت کی طلب تم کو — اور ہے حسرت دیدار تو یہ کام کرو
میں بس حضرت احمدؐ کا تصور کرو — کی یہ تلقین اویس قرنی نے مجھکو

محمدؐ محمدؐ محمدؐ

ہد کی عبادت کا طریقہ یہ تھا — چہرۂ پاک نبیؐ دیکھتے رہتے بخدا
نے جس گھڑی ہوتے نہ حضور والا — جاری ہو جاتی تھی تب دل پہ محبوب جدا

محمدؐ محمدؐ محمدؐ

جو رگ رگ میں بھری ہے محبت محمدؐ کی شراب — بجلیاں درد محبت کی ہیں دل بے تاب
لب کے سامنے ہیں بلبل کی طرح — جا نہ ہے گاتے ہیں نغمۂ دلکش نایاب

محمدؐ محمدؐ محمدؐ

طلع تھا مجھے طوفاں نے آکر گھیرا — تھیں جو امین مخالف عجب عالم تھا
یا لئے میں جو حضرت کے کرم کا جھونکا — پار بیڑا ہوا جس وقت زباں سے نکلا

محمدؐ محمدؐ محمدؐ

ینۂ پاک میں پنہاں ہے وہ سر مکنوں — ہاتھ آجائے تو ہو جاؤں ابھی نور علیہ
لیا کروں وسعت کہ تمہاری نہیں مجھکو سکوں — میری تسکین اگر ہے تو یہی ہے کہوں

محمدؐ محمدؐ محمدؐ

معراج رسول

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ

(رقمزدہ مولوی عبدالحمید خاں صاحب ایڈیٹر نور مبین اخبار)

رجب کی ستائیسویں شب وہ مقدس اور محترم رات ہے جس میں حضور

سرور عالم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو معراج حاصل ہوئی اس عظیم الشان واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ مولائے کائنات بی بی ام ہانی رضی اللہ عنہا کے مکان پر سو رہے تھے تنام عینی ولا ینام قلبی (میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا) کی شان جلوہ گر تھی۔ حق سبحانہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ حبیب پاک کو شرف معراج عطا فرمایا جائے۔ اور عالم قدس کی سیر کرائی جائے۔ روح الامین کو حکم ہوا کہ جاؤ۔ محبوب کو براق پر سوار کرا کے لاؤ اور قرب خاص کا مژدہ سناؤ۔

"روح الامین" ارض حرم پر نازل ہو کر حبیب پاک کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ تاجدار دو عالم محو خواب ہیں جبرئیل ارادہ کرتے ہیں کہ حضور کو بیدار کریں۔ لیکن عظمت و شان پر غور کر کے رہ جاتے ہیں۔ اس موقع پر حضور کی آنکھ کھل جاتی ہے ارشاد ہوتا ہے کہ یا اخی جبرئیل اس وقت کیسے تشریف لائے؟ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ حق سبحانہ تعالیٰ آپ کو عالم قدس کی سیر کرانا چاہتا اور قرب خاص عطا فرمانا چاہتا ہے حضور اس مژدہ جانفزا کو سنکر کالی کملی اوڑھے ہوئے اٹھ بیٹھتے ہیں اور وضو کر کے دو رکعت نماز شکر پڑھتے ہیں۔ نماز سے فارغ ہونے پر روح الامین عرض کرتے ہیں یا رحمت عالم حق تعالیٰ نے آج تمام ارواح مقدسہ کو حضور کے خیر مقدم کا حکم دیا ہے اور آسمان کو خاص طور پر منور و متجلی کیا ہے اب حضور تاخیر نہ فرمائیں براق حاضر ہے تشریف لے چلیں۔

حبیب پاک کی آنکھوں میں آنسو ہیں نگاہیں زمین کی طرف ہیں آپ خاموش ہیں روح الامین دریافت کرتے ہیں یا رحمت عالم! اظہار غم کا یہ کیا موقع ہے۔ جو سعادت آپ کو حاصل ہونیوالی ہے تمام پیغمبروں نے اس کے لئے تمنائیں کیں دعائیں مانگیں لیکن محروم رہے۔ حضور ارشاد فرماتے ہیں اخی جبرئیل! تم جو کچھ کہتے ہو سچ ہے۔ لیکن مجھے اس وقت اپنی امت کا خیال ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ میرے لئے تو یہ نعمتیں اور سعادتیں ہیں لیکن قیامت کے دن میری امت کے لئے کیا ہے؟ روح الامین فوراً واپس جاتے ہیں اور بارگاہ الٰہی میں سرور عالم کا پیام پہنچاتے ہیں۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے روح الامین میرے محبوب سے کہو کہ ہم عنقریب تمہاری امت کے لئے بھی ایسی بشارت سنائیں گے کہ تم خوش ہو جاؤ گے اور سزا و جزا کے دن تمہارا رب تمہیں اتنا کچھ دیگا کہ تم راضی ہو جاؤ گے

ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ

... ینا پر روشن ہیں حبیب پاک کی خدمت میں حاضر ہوکر بشارت عظمیٰ
سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی
المسجد الاقصیٰ عجز و مجبوری سے پاک ہے وہ قادر ذوالجلال جو اپنے
محبوب بندے (سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو شب کے وقت مسجد حرام
یعنی مسجد کعبہ سے مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس تک لے گیا (اور پھر معراج عطا
فرمائی) وہ بدنصیب ہستیاں جن کے قلوب نور عرفان وایقان سے یکسر
خالی ہیں وہ اس واقعہ معراج کی طرف سے مطمئن نہیں ہیں اُن کے دلوں
میں شکوک وشبہات کے دریا موجزن ہیں وہ کہتے ہیں کہ کس طرح ممکن ہے
کہ ایک انسان بغیر کسی ظاہری سہارے کے چشم زدن میں کہ سے بیت المقدس
اور پھر وہاں سے آسمانوں پر تشریف لیجائے۔
اُن بیکان وساوس کے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ براق مشتق ہے
برق سے یعنی براق کا مادہ برق ہے۔ جس کے معنی ہیں بجلی۔ پس آج کل
جبکہ برقی ایجادات کا زور ہے اور برقی قوتیں صدہا حیرت انگیز کام کرتی
ہیں ایک برقی انجن ایک لمحہ میں سارے شہر کے اندر روشنی پہنچا سکتا ہے
"برقی وائرلیس" دہلی سے لندن تک سات سمندر پار پانچ منٹ میں
پیام پہنچا سکتا ہے تو اے عقل کے پتلو! کیا حق سبحانہ تعالیٰ جو ہر شے پر قادر
ہے اور خالق کائنات ہے وہ ایک برقی قوت "براق" کے ذریعہ اپنے
محبوب بندے "تاجدار دو عالم" کو اپنے پاس نہیں بلا سکتا اور کہ
سے بیت المقدس تک چشم زدن میں نہیں پہنچا سکتا؟ یقیناً واقعہ
معراج حق ہے اور رب قدوس کو ہر طرح کی قدرت ہے بس جو نامراد
اس عظیم الشان واقعہ کے متعلق شک میں ہیں وہ خاسر الدنیا
والآخرہ اور محروم عرفان وایقان ہیں۔
وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

مجاز و حقیقت

ین بنی فاطمہ سے مشتعل ہوکر میرے دل پر کیا گزری؟

ور شخصیت کے قلم سے جن کی قابلیت و قابلیت ادبی دنیا میں شہرہ آفاق ہے
یں مرنجاں مرنج گوشہ نشین، سیاست سے دور، تنظیم و تبلیغ کے شور
گ، پبلک لائف سے محترز اور شہرت و نمود سے متنفر اپنے گھر میں بیٹھا تھا کہ ایک
کر بیان کیا کہ محمد علی نے ٣٠ نومبر کے ہمدرد میں بنی فاطمہ کی سخت توہین کی اور ان
رکو نجر کی تقلید لکھا ہے میں نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا۔ محمد علی مسلمان ہیں اور مسلمانوں
جھے جاتے ہیں۔ وہ حضرت رسول مقبول کے متعلق ایسا کبھی نہیں کر سکتے۔ آجکل ان
بہ جس قلعی میں تباہ رہ خیالات ہوتا ہے انہوں نے خواجہ صاحب کی ذاتیات
کیا ہوگا۔ بنی فاطمہ سے ان کی مراد نہ ہوگی جن میں مجھ جیسے گنہگار ہی نہیں بلکہ اکابر
ین اور اولیاء اللہ موجود ہیں اور سب سے بڑھکر یہ کہ وہ آل رسول ہیں۔ ان صاحب
نے پر میں نے کہا کہ آپ مجھے جب تک اخبار مذکور نہیں دکھائیں گے اسوقت تک
بات کو صحیح نہیں سمجھونگا۔ آخر تین چار دن کے بعد ٢٩ اور ٣٠ نومبر کے دو پرچے
نبی بحث و تکرار تھی۔ مجھے دیکھنے کو ملے۔ میں نے مضمون زیر بحث کو پڑھا اور
ما اور آخرکار مجھے ماننا پڑا کہ محمد علی نے فی الحقیقت بنی فاطمہ کی شان میں سخت
اور گستاخی کی ہے اور بنایت توہین آمیز صورت میں ان کے نسبی
کو مٹانا چاہا ہے۔

خواہ سید اور بنی فاطمہ ہونے کی بنا پر خواہ ایک مسلمان کی حیثیت سے یہ مضمون
یہ سخت اشتعال اور اندوہ ملال پیدا ہوا میں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور
پکارا کہ خدایا تیری آزمائشیں کب ختم ہوں گی؟ کوفیوں نے ہم سے دغا کی۔
نے ہمارے مورث اعلیٰ کو شہید کیا۔ بنی امیہ نے ہم پر ستم کئے، عباسیوں نے
و نشان صفحۂ ہستی سے مٹا دینا چاہا، اب تو ہمارے دل میں نہ سیادت کا
، نہ خلافت کا ولولہ، نہ سلطنت کی آرزو ہے، اب تو لے دے کے ہمارے
شرف باقی رہ گیا ہے کہ ہم تیرے محبوب کے نام لیوا کہلاتے ہیں۔ لیکن اغیار کو
شرف بھی گوارا نہیں کہ وہ ہماری نسبی فضیلت کو منجم سے مشابہت
مذاق اڑاتے ہیں اور ہماری "دختر زادگی" کا تمسخر کرتے ہیں۔

اس کے بعد میں نے اخبار ہمدرد پھر پڑھا اور پھر مجھے اشتعال پیدا ہوا، اور
دل میں خیال آیا کہ اس توہین کا انتقام لینا چاہیئے اور جس طرح اس شخص نے
کی عزت کو خاک میں ملانا چاہا ہے۔ اسی طرح میں اسکی عزت کو خاک میں ملاؤں
ایک خط لکھوں اور اس میں بنایت فحش گالیاں قلمبند کروں لیکن ان
[illegible] کی بنا پر مجھ میں [illegible] جو نئے رشتے پیدا ہوچکے تھے ان کو عالی نسبی

نے گوارا نہیں کیا۔ علاوہ بریں جوش انتقام نے کہا یہ تو محض معمولی بات ہے جاہلا
کا طریق ہے کہ وہ گالیاں دیکر اپنا غصہ فرد کر لیتے ہیں ایک لکھے پڑھے آدمی کو اس تند
طریق اختیار کرنا چاہیئے بہتر ہے کہ میں اسے فوراً ہی کی ہجو لکھکر بھیجدوں جس کا ایک شعر ہے

پھر کٹ گئی ہے چلی پھر کٹ گیا ہے بوڑھا | دم واپسیں منہ سے تو وہ اگلا چلا تھوڑا

"بھڑوا ہے مسخرا ہے سودا لٹ ہوا ہے"

پھر یاد آیا کہ سودا کی ہجو زیادہ پر زور ہے اسے لکھنا چاہیئے مثلاً "یا رو ہوا جب کہ ہم پیدا ہوا دوبارہ" یا میر کی کلیات سے کچھ اشعار نقل کردوں جیسے یہ شعر ہے کہ امیر

ہزار شانہ و مسواک اور غسل کرے | ہمارے عقیدے میں تو یہ وہ خبیث و پلید

یا سہ

پگڑی اپنی سنبھالئے گا میر | اور بستی نہیں یہ دلی ہے

اس کے بعد مجھے سید انشاء کی یہ ہجو یاد آئی جو اس موقع کے لئے بنایت موزوں ہے اور حرف بحرف واقعات پر چسپاں ہوتی ہے سہ

"بخداوند یکتائے کہ رحیم ست و کریم ست و علیم ست و حلیم ست و
حکیم ست و عظیم ست و علیم ست۔ و قدیم ست و شریف ست و
لطیف ست و خبیر ست و بصیر ست و نصیر ست و کبیر ست و رؤف
ست و غفور ست و شکور ست و ودود ست و مرا خلق نمود ست
و بود خالق آفاق۔ قسم ہجو دم اکنون کہ مرا ہیچ زہجو تو سروکار نبود ست
و لے انظر فت گشت شروع ایں ہمہ اقوال مزخرف شنو اے مردک
نادان بااندر و بہنت شاشۂ عالم بمضمون زبون تو کہ مجموعۂ دشنام
غلاظ ست و شداد ست گزشت از نظر من۔ آں لحظہ بناچار
ترا ہجو نمودم کہ دلم خوں شد و جوشید و بلرزید و بہ پیچید و طپید و جگر آتش
شدہ در سینہ سوزان من خستہ دل و مضطر و حیران۔ اندر و بہنت
شاشۂ عالم بگر از نطفۂ ابلیس نہ باشی۔ ملا ہجو من سید سوختہ ای
کہ زاولاد حسین ست و نجیب الطرفین ست و شریف ست و لطیف
ست و فصیح ست و بلیغ ست۔ و بود محسن بر حق کہ بجز لطف و کرم
بخشی و تعریف و کمال صفت پیش کہ گاہ بیاں ہیچ نکرد ست
و ترا بود ثنا خواں۔ اندر و بہنت شاشۂ عالم"

اس کے بعد خیال آیا کہ یہ نکلیں اور ہجویں تو پرانی ہو گئیں، ایک تازہ نظم لکھنی چاہیئے
چنانچہ اس خیال کے ساتھ یہ مصرع طرح بھی ذہن میں آگیا کہ۔
"جوہر" ہو گر تو لیکن یزید و شمر کی تلوار کا ہے بدکار کا، مردار کا، بیزار کا۔
فی النار کا (ردیف قافیہ)

طبع رسا اپنی پوری طاقت کے ساتھ نظم لکھنے کے لئے تیار تھی لیکن پھر خیال
آیا کہ یہ طرز انتقام بہت قدیم ہے۔ جدید طریقے کے مطابق چونکہ [illegible]

گئیں اپنے ذہن معتدی کی خدمات انجام دینے لگا۔ چند کارٹون فوراً تیار ہو گئے ایک کارٹون میں یہ دشمن سادات زبان حال سے اس مشہور مصرع کے معنی سمجھا رہا ہے کہ " یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں سید بالا " ایک کارٹون میں اُسے ایک دمپوری اُستاد " الم لبسم خاطہ کا مطلب بتا رہا ہے۔ ایک کارٹون میں جو لندن کے ایک ہوٹل سے تعلق رکھتا ہو گلستاں کے اس جملہ کی تفسیر ہوتی ہو کہ " در عہد جوانی چنانکہ افتد دانی " پھر ایک کارٹون حافظ کے اس نصف شعر کا ترجمان ہو کہ " حافظا مخور و رندی کن و خوش باش و لے "۔ ایک کارٹون پر یہ مصرع چسپاں ہوتا ہو کہ " وام تزویر مس آ لئے تجھے طناز کیا یا "۔ اس کے بعد ایک کارٹون نے حافظ کے اس دعو کو ثابت کیا ہے کہ " راز پنہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا " پھر ایک آخری کارٹون وہ جس میں " نام بردہ " اپنا سر دھن رہا ہے اور کبھی گنگناتا ہے کہ " خدا ہی ملا نہ وصال صنم، خسر الدنیا والآخرۃ "، اور کبھی کہتا ہے کہ " ایں ہم رفت و آں ہم رفت آں ہم رفت۔ آں ہم رفت۔ رفت۔ رفت۔ رفت "

یہ ریں بھی خوب تھیں، کارٹون بھی خوب تھے لیکن اس کے باوجود صبح انتقام طلب کو قرار نہ آیا اور میں نے وہاں یہ کہا کہ یہ سب تو تمام کچھ نہیں یہ عامیانہ انداز ہے، نہایت معقولیت کے ساتھ اس منکر فخر سادات کو جواب دینا چاہیئے۔ میں نے پھر بہ ہمدردی کی عبارت پڑھی اور خیالات ذیل میرے دماغ میں آنے لگے۔

" سادات کو آل رسول کہا جاتا ہے اور اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرۃ العین حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہیں یعنی سادات کا آل رسول اور تمام مسلمانوں میں ممتاز و محترم ثابت ہونا اس امر واقعہ پر مبنی ہے کہ وہ بنی فاطمہ ہیں اور ان کا نسبی فخر باپ پر نہیں بلکہ ماں پر یعنی بنت رسول مقبول حضرت بتول پر منتہی ہوتا ہے (نقل کفر کفر نباشد) اس ظالم نے سادات کے اس نسبی فخر کو خچر سے مشابہت دی ہے۔ خچر کا باپ گدھا، اور ماں گھوڑی ہوتی ہے پس " گویا کنایہ یہ ہے کہ سادات کی حالت خچر کی طرح ہے۔ یعنی جب خچر اپنا نسب بتائے گا تو یہ نہیں کہے گا کہ میرا باپ گدھا ہے بلکہ یہ کہے گا کہ میری ماں گھوڑی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ گھوڑوں پر وہ اپنی نسبی فضیلت قائم کرنے کے لئے ماں کی نسبت کا اظہار کرے گا اسی طرح سادات اپنی نسبی فضیلت ظاہر کرنے کیلئے ماں کا نام لیتے ہیں اور باپ کا نام نہیں لیتے اور اس لئے وہ اپنے آپ کو بنی فاطمہ کہتے ہیں۔

اس سلسلہ میں ظالم نے قرآن و حدیث سے یہ ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی ہے کہ اسلام میں نسب کوئی چیز نہیں ہے بلکہ جو کچھ ہیں وہ اعمال حسنہ ہیں بہ حیثیت لوگوں کا قاعدہ ہے کہ جب وہ دوسروں میں کوئی ایسا وصف دیکھتے ہیں جس کو اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتے تو پھر اس وصف کو ہیچ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں چنانچہ ممکن ہے کہ اس ظالم کی طرح اور بھی بعض رذیل النسب لوگ ایسے ہوں جو محض اس وجہ سے کہ خدا نے ان کو نسبی شرافت عطا نہیں کی نسبی شرافت کو ہیچ قرار دیں۔

اس نے اپنے دعوے کے ثبوت میں عہد نبوت کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک سارقہ کو جب حضورؐ نے سزا دینی چاہی تو صحابہؓ نے سفارش کی۔ اس سفارش پر حضورؐ نے فرمایا کہ محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ بھی ہوتی تو سزا سے نہ بچتی یہ واقعہ بالکل صحیح ہے لیکن اس سے آل رسولؐ اور غیر آل رسول کی برابری ثابت نہیں ہوتی بلکہ فضیلت ثابت ہوتی ہے کیونکہ حضورؐ نے عدل و انصاف اور قانون شریعت کی پابندی کی مثال کیلئے حضرت فاطمہؓ کا نام لیا صحیح صاف ظاہر ہے کہ اس وقت آپ سے بڑھ کر کوئی ایسی ہستی نہ تھی جو قابل ذکر ہو۔

اس موقع پر یہ لکھتا ہے کہ " رسولؐ نے اپنی عترت کیلئے اپنی سنت بھی ہم میں چھوڑی ہے " پیروی سنت کیلئے اُسے رسول مقبولؐ کی یہی حدیث یاد آتی ہے جس سے وہ اہلبیت اطہار و اخیار کی سادات اور بنی فاطمہ کی تنقیص و تحقیر ثابت کرنی چاہتا ہے لیکن اگر وہ پیرو سنت بننے کا مدعی ہے تو ان افعال و اقوال کی روح بھی اپنے اندر پیدا کرے جو سرکار دو عالم سے حضرت علیؑ حضرت فاطمہ جعفر حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق تو ع میں آئے ہیں کیا احادیث نبوی میں یہی ایک مفہوم پایا جاتا ہے کہ فاطمہؓ بنت رسول اور دیگر مسلمان عورتیں یکساں ہیں کیا حضرت سیدہؓ کی فضیلت اور حضرات حسنین علیہما السلام کی سیادت احادیث سے ثابت نہیں ہوتی، اور ثابت ہوتی ہے تو کیا اس ظالم کے نزدیک پھر بھی آل رسولؐ اور غیر آل رسولؐ میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔

حضورؐ نے تو اللہ کے حکم سے یہ بھی فرمایا ہے کہ " انا بشر مثلکم " یعنی تمہاری طرح ایک انسان ہوں تو کیا نعوذ باللہ یہ ظالم آل رسول کی طرح رسولؐ کی فضیلت کو بھی تسلیم نہیں کریگا اور یہ عقیدہ رکھے گا کہ اس کی ناپاک ہستی اور پیغمبر اسلام میں کوئی فرق نہیں ہے اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ حضورؐ نے بار بار اہلبیت کو عمل کی تاکید فرمائی ہے لیکن اس سے یہ مدعا نہیں نکلتا کہ نسب کوئی چیز نہیں ہے بلکہ حضورؐ کے ارشاد کا یہ مقصد ہے کہ اہلبیت میں عمل کا جوش پیدا ہو اور وہ محاسن اعمال و اخلاق سے آراستہ ہوں اسی طرح ان اکرمکم عند اللہ اتقکم تقوے کی تکریم ثابت ہوتی ہے نہ کہ نسب کی تنقیص۔ اس آیت میں ان دل شکستہ لوگوں کی تسکین مضمر ہے جو شریف النسب نہیں ہیں کہ کہیں وہ یہ سمجھ کر کہ ہم رذیلوں کو کون پوچھے گا اور ہمارے اعمال کو صد کیا لے گا اور زیادہ قعر پستی میں نہ گر جائیں اور اعمال حسنہ سے باز رہیں اس ظالم نے اسلام پر جو الزام لگایا ہے کہ وہ چھوٹے بڑے، امیر غریب، بھنگی اور سید سب کو ایک کرنا چاہتا ہے یہ بالکل غلط ہے اسلام ان لوگوں کو جو پستی میں ہیں اُبھارنا چاہتا ہے لیکن ان لوگوں کو جو بلندی میں ہیں پست نہیں کرنا چاہتا۔ اُس کا منشاء ہرگز نہیں ہے کہ بلند کو گرا کر پست کی برابر کر دیا جائے بلکہ وہ پست کو اُبھار کر بلند کی برابر لانا چاہتا ہے اس فرق مراتب کو قرآن و حدیث میں یکجا یکجا کر کے بتایا گیا ہے۔ کیا یہ شخص جو دوسروں کو قرآن و حدیث کے طعنے دیتا ہے واقف نہیں کہ قرآن میں جا بجا آیا ہے کہ نابینا و بینا برابر نہیں اور وہ لوگ جو منہ کے بل چلتے ہیں اور وہ لوگ جو سیدھی راہ چلتے ہیں برابر نہیں وہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم سے اہلبیت کی نسبی فضیلت کی تنقیص

دینا چاہتا ہے جبکہ اس کی نظر سے آیت تطہیر نہیں گزری ہے اور کیا قرآن و حدیث میں آل رسول کی فضیلت کہیں نظر نہیں آتی ہے؟

یہ ظالم کس ڈھٹائی و تحقیر کے ساتھ نسب کی اہمیت گرانے کے لئے جامی کا یہ مشہور شعر نقل کرتا ہے کہ

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی — کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

لیکن کیا اسے کلیات جامی میں اس شعر کے سوا کوئی اور شعر نظر نہیں پڑا۔ اس نے وہ صدہا اشعار کلیات جامی میں نہیں پڑھے جن میں آل رسول اور بنی فاطمہ کی مدح سرائی کی گئی ہے اور کیا اس نے جامی علیہ الرحمۃ کا یہ مشہور قطعہ نہیں سنا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اصل نسب کو کس قدر اہمیت دیتے ہیں۔

ہر کہ ناکس بود در اصل و سرشت — بتقاضائے دہر کس نہ شود

سنگ کس را اگر کنی مقلوب — قلب آں غیر سنگ کس نشود

اور پھر جامی رح سے بھی صدیوں پیشتر کیا حضرت سعدی رح کی یہ مناجات اس کے کانوں تک نہیں پہنچی کہ :۔

الٰہی بحق بنی فاطمہ — کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ

اگر رد کنی دعوتم ور قبول — من و دست و دامان آل رسول

کیا یہ ظالم کبھی نماز نہیں پڑھتا۔ اور نماز پڑھتا ہے تو اس میں درود نہیں پڑھتا تو اس میں "آل محمد" کا ذکر نہیں ہوتا پھر آل محمد سے وہ بنی فاطمہ کو مراد لیتا ہے یا "بی اماں" کے بیٹوں کو؟

میں اعمال حسنہ کا قائل ہوں بیشک انسان کی عزت اور ذلت اعمال پر موقوف ہے لیکن میں اس سے پوچھتا ہوں کہ اعمال صاحب عمل کیساتھ فنا ہو جاتے ہیں یا اس کے بعد بھی باقی رہتے ہیں اگر اس کے جواب میں وہ کہے کہ اعمال صاحب عمل کے ساتھ فنا ہو جاتے ہیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ بزرگان دین کی اب کوئی عزت نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ اعمال حسنہ باعث عزت ہیں اور وہ ان کے ساتھ فنا ہو گئے لیکن یہ جواب بالکل غلط ہوگا کیونکہ بزرگان دین کی ہنوز عزت کی جاتی ہے اگر اس کا جواب یہ ہو کہ اعمال حسنہ کا اثر صاحب عمل کے بعد بھی باقی رہتا ہے تو اسے سادات کی عزت اور نسبی شرافت تسلیم کرنی پڑیگی۔ کیونکہ اگر حضرت علی حضرت فاطمہ حضرات حسنین اور ائمہ اطہار رضی تعالیٰ عنہم کے اعمال حسنہ کا اثر اب بھی باقی ہے تو ان کی عزت اب بھی باقی ہے اور جب وہ قابل تعظیم و تکریم ہیں تو ان کی طرف منسوب ہونے والی ہستیاں واجب التعظیم ہیں، اور اگر حضرت فاطمہ کی جا نماز اپنی کہنگی، بوسیدگی، بدنمائی اور کم قیمتی کے باوجود قابل تعظیم و احترام ہے تو ان کی اولاد بھی اپنی تمام برائیوں کے باوجود محض اس لئے واجب التعظیم ہے کہ وہ ان کی اولاد ہے۔

لاتزر وازرۃ وزر اخریٰ (ایک دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا) پر میرا ایمان ہے لیکن اس آیت سے ظالم مذکور نے سادات کی نسبی تنقیص کے متعلق جو استدلال کیا ہے وہ غلط اور بالکل غلط ہے آیت مبارکہ کے یہ معنی ہیں کہ ایک شخص کے جرم کی سزا دوسرے کو نہیں ملے گی۔ ایک شخص کی غلطی کا تاوان دوسرا شخص

نہیں ہوگا یعنی اس خیال کو یہاں تک وسعت دے [illegible] سزا ماں باپ کو نہیں دی جائیگی لیکن اس آیت سے یہ مطلب نہیں ہے کہ اولاد میں نسبت و اضافت کا جو قانون فطری ہے اور جو وراثت سے انکی نسبت مل رہی وہ غلط ہے۔ آگ کے قریب گرمی اور برف کے قریب سردی محسوس ہوتی ہے خوشبو اور نجاست کے قریب بدبو محسوس ہوتی ہے یہ فطری ہے۔ ماں باپ اور اولاد میں توارث کا سلسلہ اس آیت کے باوجود جاری ہے۔ یہ توارث صرف روپے پیسے اور مادی مملوکات میں نہیں ہوتا بلکہ تقدس، عزت، ناموری اور ہر فضیلت میں ہوتا ہے اور یہ طبعی ہوتا ہے جس کا کوئی شخص انکار ہی نہیں کر سکتا لیکن یہ شخص ہی ایسا شخص ہے کہ اس امر بدیہی سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ سادات رسول مقبول حضرت علی کرم اللہ وجہہ و حضرت فاطمہ کی مقدس و مطہر نسبتوں کے باوجود کوئی عزت نہیں رکھتے۔

سب سے زیادہ حیرت کی یہ بات ہے کہ یہ شخص سادات کو جو "دختر زادگی" کا طعنہ دیتا اور ان کی فضیلت نسبی کو خچر کے مشابہ بتاتا ہے خود بھی اس پر فخر کرتا ہے اور اس مفاخرت لایعنی میں اپنے اخبار کے کالم سیاہ کرتا ہے چنانچہ وہ ہمدرد، مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۳۷ء کے صفحہ دو کالم تین پر اپنے ایک نانا کا ذکر کرتا ہے جن کا نام نواب درویش علی خاں تھا اور ان کی نسبت یہ ظاہر کر کے کہ وہ دہلی کے رئیس تھے اپنی خاندانی عظمت و نجابت کو ثابت کرنا چاہتا ہے کیا اپنے نانا پر یا بالفاظ دیگر اپنی ماں پر یہ فخر کرنا خچر کے مانند نہیں ہے خچر کے متعلق تو معلوم ہے کہ اس کا باپ گدھا ہے لیکن یہ شخص اپنے باپ یا دادا کا نام بھی نہیں لیتا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ خچر کے باپ پر نانا سے زیادہ ناگفتہ بہ ہے اسکے ماں کے پاس پایا جاتا ہے۔

اس عبارت میں وہ ایک جملہ معترضہ کے طور پر خطوط وحدانی میں لکھتا ہے کہ ذکر از کم قوالوں خواجہ سراؤں اور چاوڑی بازار کی "آبادی" کا تو ضرور ہوگا چاوڑی بازار کی "آبادی سے لکھتے وقت" یہ مغرور انشا پرداز .... یہ نسبی شرافت کو ترجیح دینے والا یہ تو کہتا ہے کہ میں سماجی نہیں ہوں اور "کلال" نہیں ہوں لیکن یہ نہیں بتاتا کہ پھر وہ ہے کیا جس طرح اس نے نواب درویش علی خاں کو اپنا جد فاسد ظاہر کیا ہے اسی طرح وہ کسی فقیر علی خاں یا کلب علی خاں کو اپنا جد عالی بھی قرار دے اور میرے خیال میں اُسے اس میں کچھ زیادہ دقت نہ ہوگی جبکہ وہ جامی کی نصیحت ترک نسب پر خواہ مخواہ عمل کرنے کے لئے تیار ہے۔

۳۰ نومبر کے ہمدرد میں اخلاف سادات کو خچر سے مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ "ہم لوگ برادری سے باہر شادی نہیں کرتے یہ خاندانی رواج ہی ہو سکتا ہے یہ ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔ ہم نجیب ہیں یا نہیں مگر [illegible] طرفین سے یکساں" سبحان اللہ برادری سے باہر شادی بیاہ نہ ہونا اور اس لحاظ سے خون کے یکساں ہونا اور طرفین سے یکساں ہونا کیسا کچھ باعث فخر ہے کوئی کہے کہ جس بات پر سب سے زیادہ فخر ہے اس پر تو ایک گنا ہی فخر کر سکتا

ہے کہ جس کا خون صدیوں سے نہیں ہزاروں برس سے آفرنیش سے بغیر میل کے چلا آتا ہے .... بہرحال سادات و بنی فاطمہ کے متعلق اس شخص کی ژاژ خائیاں اور ہرزہ سرائیاں دیکھ کر اور ان سے اس کی شخصیت کا جو اندازہ ہوتا ہے اُسے پیش نظر رکھ کر اور اس کے اتبہ میں مروانی ہتھیاروں کو مشاہدہ کرکے کون کہہ سکتا ہے کہ اگر یہ شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد میں ہوتا تو فرقہ خارجہ کا بانی ابن ملجم نہ ہوتا اور حضرت امام حسینؑ کے زمانہ میں ہوتا تو اُس کے کارنامے شمر اور ابن زیاد سے کم ہوتے، اور حضرت ابن زبیرؓ کے وقت پیدا ہوتا تو آج تاریخ حجاج بن یوسف کی جگہ اسی کا نام پیش کرتی۔

ایسا دندان شکن اور حریف افگن جواب لکھنے پر قادر ہونے کے خیال سے مجھے اپنی فتحیابی پر خوش ہونا چاہیئے تھا۔ مگر آہ! میں خوش نہیں ہوا کیونکہ میرا حریف ایک ایسا مسئلہ ہے جس نے محمدؐ اور علیؑ دو پیارے ناموں کی پناہ حاصل کی ہے وہ پناہ جس نے تیس ہزاری مارلکی کی مبل سے یہ شعر کہلوا دیا تھا کہ ؎

ناصر علی بنام علی بردہ پناہ ۔۔۔ ورنہ بہ ذوالفقار علی سر بریدمت

میں یہ سب اور ان سے بھی زیادہ کلمات اہانت استعمال کرسکتا تھا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ یاد آیا کہ حضور یہودیوں کے ایک مجمع کی طرف سے گزرے انہوں نے آپ کو سخت الفاظ کہے لیکن آپ نے نرم الفاظ سے جواب دیا۔ حواریوں نے اس ملاطفت کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ ان کے پاس جو کچھ ہے وہ پیش کرتے ہیں اور میرے پاس جو کچھ ہے میں پیش کرتا ہوں۔ ساتھ ہی مجھے حضرت حسن بصریؒ کی معاملت کا خیال آیا کہ ایک شخص نے حضرت کو غائبانہ بُرا بھلا کہا تھا آپ نے خرموں کا ایک طبق اس پیام کے ساتھ بھیجا کہ بلغنی انک اھدیت الی حسناتک فاردت ان اکافیک علیھا فاعذرنی فانی لا اقدر ان اکافیک علی التمام (یہ سنکر کہ تم نے اپنی نیکیاں میری طرف منتقل کی ہیں میں نے ان کے بدل کا ارادہ کیا ہے مگر معاف کرنا کافی معاوضہ میرے امکان میں نہیں۔)

میرے دل میں صلاحیت دیکھ کر شیراز سے آواز آئی کہ "اگر مردی احسن الی من اساء" اور آسمان کے فرشتے پکارے الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس۔ اہلبیت اطہار کی رحمتیں یاد آئیں اور رحمۃ للعالمین کے صبر و تحمل کا تصور بندھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ میرا دل پگھلنے لگا۔ میری آنکھیں پرآب ہوگئیں۔ میری روح عرش کے روبرو جھک گئی اور میں نے جناب الٰہی میں دعا کی:

"خداوندا! محمد علی تیرا بندہ ہے تیرے رسول کی اُمت میں ہے۔ نخوت و غرور اور نادانی و حماقت سے بنی فاطمہ کی اہانت کا مرتکب ہوا ہے جس سے ایک فتنہ برپا ہوگیا ہے۔ اے فتنوں کے دبانے والے! تو سادات کو صبر دے اور اس احمق کو عقل دے کہ وہ اپنی غلطی پر نادم اور آئندہ کے لئے محترز ہو بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

راقم ایک "سید" ماخوذ

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

مدنی محبوبؐ کا ذکر مبارک ہر مسلمان کے محبت بھرے دل کا سکون اور باعث برکت ہے اگر آپ بھی مدنی پیارے کے پیارے حالات پڑھنا چاہتے ہیں اور اپنے دل میں یہ تمنا رکھتے ہیں کہ آسمانی برکتیں آپ کے گھر پر نازل ہوجائیں تو رسالت نامہ پڑھیئے اس میں امت کی کشتی کے ناخدا کے نہایت معتبر حالات ہیں یہ اسلامی تاریخ بھی ہے اور سردار دوجہاں کی مکمل سوانح مبارک بھی اس میں سردار دوجہاں کے جنگی کارنامے اخلاقی اور حکمت بھری ہوئی باتیں بھی درج ہیں لوگ اسے میلاد شریف میں پڑھتے اور اخلاق و عادات کی اصلاح کے لئے اور ان میں بلند خیال پیدا کرنے کے واسطے اپنی بیویوں اور بچوں کو پڑھکر سناتے ہیں زبان نہایت پیاری قیمت عمر

تفسیر سورہ یٰسین۔ مولانا سید ظہور احمد صاحب ایڈیٹر دالاخبار نے اس تفسیر کو اپنے مخصوص رنگ میں تحریر فرمایا ہے مفسر صاحب کو یہ بتادیا کہ موجودہ زمانہ میں بھی ایسے مفسر ہیں جن کو صحیح معنوں میں مفسر کہا جاسکتا ہے قیمت ۔ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ قیمت بارہ آنے ۱۲؍

ہم کیسے مسلمان ہیں

جناب سردار دو عالم کے حالات زندگی اور آپ کے پاکیزہ خصائل ہی سے بے خبر ہیں تو پھر ہم کیسے ہیں اگر آپ زندگی مبارک کے قابل تقلید اور دلچسپ حالات آپ پڑھنا چاہتے ہیں تو برگزیدہ نبی کے برگزیدہ خصائل پڑھیئے اس میں آپ کی زندگی کے مبارک حالات کو نہایت دلچسپ پیرایہ میں لکھا گیا ہے یہ نہایت مستند کتب کا عطر ہے اس کتاب کے بعد حضور سردار دو عالم کی قابل تقلید عادات و اطوار آپ سادہ معاشرت لباس۔ آپ کا حلیہ مبارک۔ رحم مروت فروتنی انکسار ایفائے عہد امانت دیانت عفت و عصمت عدل و انصاف جود و سخا۔ استقلال و استقامت توکل و اخلاص عبادت و ریاضت حسن سلوک مزاج تبسم غرض یہ کہ حضور سردار دو عالم کی زندگی مبارک کا یہ کتاب آئینہ ہے اتنی سلیس ہے کہ بچے اور عورتیں بڑی خوشی سے پڑھتی ہیں لکھائی چھپائی نہایت عمدہ قیمت بارہ آنے ۱۲؍

مدنی سرکار کی روح بے چین تھی

جب یزید ناپاک نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو کربلا میں بے یار و مددگار پاکر مظالم شروع کئے تو اس وقت حضور سرور عالم کی روح بے چین تھی۔ سردار دو عالم کی روح کو بے چین کر دینے والے دردناک واقعات کو اگر آپ پڑھنا چاہتے ہیں تو کربلا نامہ پڑھیئے اس میں شہادت کے سچے واقعات نہایت تحقیق و تصدیق کے بعد درج کئے گئے ہیں اور ابتدا سے لیکر انتہا تک اس دردناک تلمیح کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یزید کی تخت نشینی حضرت امام حسن کو زہر دیا جانا ترک وطن امام مظلوم کی مکہ کو روانگی کوفیوں کی غداری اور ان معصوموں تک کو جن چن کر جام شہادت پلانا اہلبیت پر مظالم یہ کتاب کربلا کی نہایت درد انگیز تاریخ ہے جس کا ہر لفظ اور ہر جملہ درد و سوز میں ڈوبا ہوا ہے زبان نہایت شستہ اور سلیس واقعات بالکل سچے ہوئے لکھائی چھپائی نہایت عمدہ۔ قیمت ۱۲؍

یہ سب کتابیں سید حسن انیس منیجر رسالہ پیشوا دہلی سے منگائیے

تذکرۃ الصالحین

امیر المومنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ

(سلسلہ کے لئے پیشوا ماہ نومبر ۲۲ء ملاحظہ فرمایئے)

(از جناب مولانا مولوی سید محمود صاحب زیدی فاضل الٰہیات)

کاتب نے صلح نامہ پر حضرت امیر کے نام کے ساتھ امیر المومنین لکھا لیکن عمر ابن العاص نے کہا ہم آپ کو خلیفہ تسلیم نہیں کرتے آخر بدقت تمام اس طرح صلح نامہ مرتب ہوا۔ کہ علی ابن ابی طالب اور معاویہ ابن ابی سفیان صلح کرتے ہیں۔ اس پر کہ ان کے مقرر کردہ دونوں ثالث آٹھ ماہ غور کرنے کے بعد اور تمام مسلمانوں سے مشورہ لیکر جو فیصلہ کریں گے ان دونوں کو منظور ہوگا۔ اس صلح نامہ کے بعد دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر واپس آگئے۔ اس لڑائی میں شامی ۹۰ ہزار اور عراقی ۵۰ ہزار تھے۔ لڑائی میں دونوں لشکروں کے ۷۰ ہزار افرادی کام آئے

آٹھ ماہ کے بعد دومۃ الجندل مقام پر دونوں ثالث اور ہر فریق کے چار سو آدمی جمع ہوئے۔ تنہائی میں ابوموسیٰ اشعری۔ اور عمر ابن العاص کا مشورہ ہوا اور دونوں نے طے کر لیا کہ حضرت امیرؑ۔ اور امیر معاویہ کو معزول کرکے کسی تیسرے کو خلیفہ بنانا چاہیئے۔ جب مجمع عام میں اظہار کا موقع آیا تو عمر ابن العاص نے کہا کہ میری مجال نہیں کہ ابوموسیٰ سے پہلے تقریر کروں۔ چنانچہ ابوموسیٰ نے بحیثیت ثالث یہ تقریر کی۔

میں نے علی اور معاویہ کو خلافت سے معزول کیا مسلمان کسی تیسرے کا انتخاب کرلیں۔

پھر عمرو ابن العاص منبر پر آئے۔ انہوں نے کہا میں بھی علی کو معزول کرتا ہوں اور ان کی جگہ معاویہ کو قائم کیا کیونکہ وہ ہی حقدار ہیں۔

یہ سنکر ابوموسیٰ بہت خفہ ہوئے اور کہا تو نے مجھ سے تنہائی میں کیا کہا تھا اور عام لوگوں کے سامنے کیا کہا۔ مگر عمرو ابن العاص نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور شامیوں کو لیکر دمشق چلے گئے اور وہاں پہنچکر امیر معاویہ کو خلافت کی مبارکباد دی۔ ادھر حضرت امیر کے آدمی بھی واپس آگئے اور فیصلہ کچھ بھی نہ ہوا جناب امیر کی خلافت میں یہ لڑائیاں نہایت خونریز ہوئی ہیں اس لئے ہم نے اُن لڑائیوں کو ترک کر دیا ہے جو خوارج وغیرہ کے ساتھ آپ کو پیش آئیں۔ ہمارا مقصد نہایت اختصار کے ساتھ آپ کی زندگی کے حالات ناظرین کی خدمت میں پیش کرنا ہے۔ تاریخی حیثیت سے اگر تفصیلی واقعات مد نظر ہوں تو تاریخ کی بہت سی کتابیں آپ کے حالات میں مدون ہو چکی ہیں۔ ان کو ملاحظہ کیجئے البتہ ناظرین ان دو جنگوں کے حالات پڑھکر اس نتیجہ پر ضرور پہونچے ہونگے کہ جناب امیر کی خلافت میں جو پریشانی اور اضمحلال واقع ہوا اس کے کون لوگ بانی اور کون محرک تھے۔

جنگ صفین جیسی عظیم لڑائی میں کہ جسمیں ام المومنین حضرت عائشہ اور دیگر جلیل القدر صحابہ تک شریک تھے اگرچہ وہ لڑائی بھی بنی امیہ کے بعض افراد کی دھوکہ دہی سے واقع ہوئی تاہم ان لڑائیوں کو عقیدہ تک نہ پہنچانا چاہیئے عقیدہ کو جنگ سے کیا واسطہ۔ صرف تاریخی حیثیت سے ان واقعات کو دیکھ لینا چاہیئے۔ نہ یہ کہ کسی فریق کو سب و شتم سے یاد کیا جائے کہ یہ ہمارا منصب نہیں حق

حضرت امیر کی خلافت شروع سے اخیر تک نہایت اضطراب اور پریشانی کی حالت میں رہی امیر معاویہ نے سازشوں کا ایسا وسیع جال بچھا دیا تھا کہ حضرت امیر کو اپنی زندگی کے اخیر لمحوں تک اس سے باطمینان خلافت کرنیکا موقع نہ ملا۔ یہی سبب ہو کہ حضرت امیر کے زمانہ خلافت میں دیگر ممالک کی فتوحات کی جانب توجہ نہ ہو سکی۔ سب سے زیادہ مصیبت آپ کو یہ پیش آئی کہ جب جنگ صفین کے بعد ثالثوں نے دھوکہ اور فریب سے فیصلہ کردیا تو اہل کوفہ نے جناب امیر سے عرض کیا کہ امیر معاویہ نے فریب دیا ہے۔ ہم تیار ہیں آپ اُن سے جنگ کیجئے۔ جناب امیر نے ارشاد فرمایا کہ میں نے صفین کے دن تم سے کہدیا تھا کہ قرآن شریف فریب سے بلند کئے گئے ہیں اسکی پرواہ نہ کرو۔ لڑو۔ مگر تم نہ مانے اب عہد ہو چکا ہے۔ معاویہ سے لڑنا خلاف معاہدہ ہو میں اپنے عہد کو توڑ نہیں سکتا۔

آپ کے اس جواب سے یہ لوگ باغی ہوگئے اور کہنے لگے جو خلیفہ خدا کے حکم کے موافق حکومت نہ کرے وہ کافر ہے۔ حضرت امیر معاویہ کو سزا نہیں دیتے لہٰذا یہ کافر ہیں۔ ان کو قتل کرنا چاہیئے۔ اس خیال کے کئی ہزار آدمی تھے وہ چھپکر نہروان چلے گئے۔ حضرت امیر کو معتبر خبر ملی کہ یہ باغی پختہ ارادہ رکھتے ہیں کہ حضرت علی امیر معاویہ کے مقابلہ کو جائیں تو ہم کوفہ لوٹ لینگے۔ یہ خبر سنکر آپ نے پہلے نہروان جاکر ان باغیوں کی سرکوبی کی جو لوگ تائب ہوگئے ان کو چھوڑ دیا اور اکثر کو وہیں قتل کرڈالا۔ لیکن پھر بھی ان دشمنوں میں سے کچھ لوگ زندہ رہگئے تھے جو اس خیال میں تھے کہ حضرت علی قابل قتل ہیں جبتک یہ قتل نہ ہونگے ہمکو چین نصیب نہ ہوگا۔ چنانچہ ان ہی بدنصیبوں کے ہاتھوں حضرت امیر نے جام شہادت نوش فرمایا

جناب امیر کی شہادت

کوفہ کی مسجد میں تین خارجی باہم یہ گفتگو کر رہے تھے کہ اب روئے زمین پر کوئی خلیفہ نہ رہا۔ حکومت خلق کی ہے۔ خلافت کی وجہ سے سینکڑوں مسلمان قتل و غارت ہوگئے پھر بھی وہی بے چینی موجود ہے۔ یہ تمام فتنہ و فساد

... اور عمرو بن العاص کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ اگر یہ تینوں قتل ہو جائیں تو سارا قصہ ابھی ختم ہو جائے۔ چنانچہ ان تینوں شخصوں عبدالرحمن بن ملجم۔ مبارک ابن عبداللہ۔ عمرو ابن ابی بکر نے عہد کیا کہ ایک ایک شخص کا قتل اپنے اپنے ذمہ لے لو۔ عبدالرحمن ابن ملجم نے کہا میں حضرت علی کو قتل کرونگا۔ مبارک ابن عبداللہ نے وعدہ کیا کہ میں امیر معاویہ کو ہلاک کرونگا۔ عمرو ابن ابی بکر نے عمرو ابن العاص کے جان لینے کا ذمہ لیا۔ اور یہ بھی طے ہوا کہ ایک ہی دن ان تینوں کا قتل ہو۔ چنانچہ ۱۷ رمضان یوم جمعہ صبح صادق کا وقت متعین ہوا۔ عبدالرحمن ابن ملجم تو کوفہ میں ٹھہر گیا۔ اور یہ دونوں امیر معاویہ و عمرو ابن العاص کے قتل کے لئے دمشق اور مصر روانہ ہوئے۔ وقت مقررہ پہ امیر معاویہ پر تلوار زہر آلود کا وار ہوا لیکن ہاتھ اوچھا پڑا معمولی زخم آیا۔ اور قاتل قتل کر دیا گیا۔ اسی طرح عمرو ابن العاص بھی بچ گئے انہوں نے بیماری کی وجہ سے اپنے قائم مقام کو مسجد میں بھیجا تھا قاتل نے قائم مقام کو شہید کر دیا اور خود بھی مارا گیا۔

کوفہ میں عبدالرحمن ابن ملجم حضرت علی کے قتل کے لئے تیار رہتا۔ اسکو ایک عورت قطام سے عشق تھا۔ قطام نے اپنے نکاح کی یہ شرط مقرر کی تھی کہ جو شخص تین ہزار درم۔ ایک لونڈی۔ ایک غلام اور حضرت علیؓ کا سر لائے گا اس سے نکاح کرونگی۔

ابن ملجم نے قطام سے کہا میں حضرت علی کا سر کاٹ کر لاؤں گا۔ لیکن مجھے مددگار کی ضرورت ہے۔ قطام نے کہا ایک شخص وردان نامی ہے وہ خود حضرت علی کی فکر میں ہے اسے بھی ساتھی کی تلاش ہے۔ چنانچہ قطام نے وردان کو ملا دیا اور ایک شخص شبیب بھی ان کے شریک ہو گیا۔

۱۷ رمضان سنہ ۴۰ھ کی صبح تھی امام اپنی عادت کے مطابق مسجد میں تشریف لائے حضرت امیر جوں ہی مسجد میں داخل ہوئے۔ شبیب نے حملہ کیا وار خالی گیا۔ دوسری طرف سے ابن ملجم نے حضرت علیؓ کے سر پہ تلوار ماری۔ حضرت امیر سنبھل گئے اور وردان اور شبیب تو بھاگ گئے مگر ابن ملجم کو پکڑ لیا گیا۔ تلوار زہر آلود تھی اور زخم بھی کاری لگا تھا اس لئے زیست کی امید نہ رہی۔ اس حالت میں بھی آپ نے جماعت کا خیال رکھا اور فوراً دوسرے امام کو تجویز کر دیا گیا۔ پھر آپ نے حضرت حسنؓ سے فرمایا کہ میں جب تک زندہ ہوں میرے قاتل کو زندہ رکھنا اس کے بعد قتل کر دینا۔ لوگوں نے عرض کیا ہم آپ کے بعد حضرت حسنؓ کو خلیفہ بنائیں گے آپ نے فرمایا جیسا تم مناسب سمجھو کر لینا میں اس وقت کسی دوسری طرف متوجہ ہوں آخر ۲۱ رمضان سنہ ۴۰ھ اتوار کی شام کو حضرت امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آپ کا مدفن مورخین اس باب میں مختلف الخیال ہیں کہ حضرت امیر کو کہاں دفن کیا گیا ہے۔ واقدی لکھتے ہیں حضرت امیر کوفہ کے دارالامارۃ میں مدفون ہوئے ہیں اور اسی جگہ کو لوگوں نے پوشیدہ کر دیا۔ علامہ سبط ابن الجوزی کی رائے ہے کہ آپکے جنازہ کو ایک صندوق میں رکھ کر اونٹ پر سوار کیا تاکہ مدینے لے جائیں مگر وہ اونٹ گم ہو گیا۔ اور بنی طے میں جا پہنچا وہاں کے رہنے والوں نے آپکے جنازہ کو پہچان کر دفن کر دیا۔ (تذکرہ خواص الامۃ)

صاحب نزل الابرار لکھتے ہیں کہ اگرچہ آپ کے دفن میں بہت بڑا اختلاف ہے لیکن صحیح تر یہی ہے کہ آپ مقام غری یعنی نجف اشرف میں مدفون ہیں۔ آپ کی کل عمر ۶۳ سال اور زمانہ خلافت چار برس نو مہینہ رہا۔

جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے

اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں انسانی تگ و دو بے سود ہو کر رہ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اسکا نام اوراد و وظائف ہے یہی دنیاوی تسکین کا آخری زینہ ہے اور یہاں ہی وہ شاہ راہ ہے جس میں مجیب الانسان اور شہنشاہ زماں سب ایک حالت میں ہوتے ہیں۔

سنی المذہب فقراء کے پاس جس قدر خزانہ کرامات ہے وہ سب انہی اوراد کی برکت سے ہے اور انہی سے ہزارہا مصیبت زدوں کی جان بچی ہے ان میں علی الخصوص حضرت تاج العارفین مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس کے وظائف و اوراد بہت ہی مجرب ہیں اب تک یہ اوراد سینہ بسینہ رہے خدا بھلا کرے حضرت مولانا عرشی شاہ کا کہ انہوں نے رفاہ عام کیلئے اس خزانہ کو لٹا دیا اور کتاب کی صورت میں پیش کر دیا۔ عرشی شاہ صاحب کو یہ گنجینہ معرفت اسی سلسلے سے ملا ہے اور اسی سلسلے سے آپ اجازت بھی رکھتے ہیں۔ عرشی شاہ از حضرت سید محمود صاحب از حضرت سید حمزہ صاحب از حضرت سید امیر علی صاحب از حضرت سید وزیر علی صاحب از حضرت سید باز علی صاحب از حضرت شہاب الدین صاحب از حضرت شیخ محمود صاحب از حضرت سیدنا ثانی احمد شاہ ثانی از حضرت سید عبدالعزیز صاحب از حضرت شاہ عبدالکبیر صاحب۔ از حضرت سیدنا مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ اس کتاب کا نام اوراد و وظائف مخدوم جہانیاں جہاں گشت ہے اس میں حسب ذیل کاموں کے لئے اوراد وظیفے اور نقش ہیں اب ہر شخص کو ان کے عمل کی اجازت ہے۔ محبت الٰہی محبت رسول۔ ایمان کی حفاظت گناہوں کی معافی۔ عذاب قبر سے نجات۔ شیطان کو مغلوب کرنا۔ صدقہ اسم کبیر محبت اعمال ... جو دشمن کو مغلوب کرنا نصیب کی یاوری قرض ادا ہونے کیلئے۔ رزق کی کشائش۔ اولاد پیدا ہونے کے لئے بچوں کی حفاظت وتندرستی بچوں کی بیماری دور کرنے کے لئے ... کے فائدے کیلئے سیلان درد سر بخار لرزہ ہر قسم کے درد چیچک آشوب چشم طاعون ہیضہ زہر کا اثر ... گینڈے کی حفاظت کے نقش وظیفے ایکے علاوہ سورہ مزمل کے ... دشمن کے مقہور کرنے لڑکے پیدا ہونے تنگی رزق دور ہونے کشائش رزق کشتی کی حفاظت جن بھوت ... دشمن کو برباد کرنا تم ... کو حاضر کرنا محبت و تسخیر پانچوں وقت نماز کے وظیفے وغیرہ وغیرہ لکھا ہے سید حسن نامی منیجر رسالہ پیشوا دہلی

تاریخ اسلام

मियाद

اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

بتوں کا اُڑ چکا ہوگا غبار اب تک
عالمگیر اعظم برقرار اب تک
قدم پہنچے ہیں بیگانوں کے خود اکبر کی تربت تک
نہیں روندا گیا اُن سے مگر اس کا مزار اب تک
وہ سویا بھی تو اپنے سایۂ دیوار کے نیچے
ہے خود اپنے ہی گھر کی دولت اسکی پردہ دار اب تک
سُنی جاتی ہے للکار اسکے جانثاروں کی رستہ میں
گزرگاہوں میں ہے اسکے نقیبوں کی پکار اب تک
اک آنیوالی اسلامی حکومت کے تصور میں
لحد میں بھی کھلی ہے اسکی چشم انتظار اب تک
وہی ہے اسکی دارائی وہی اسکی سلیمانی
کہ یاد اسکی دلاتا ہے دکن کا شہریار اب تک (بہاریں)

مجاہد اسلام اورنگزیب اور غدار سیواجی

(گزشتہ سے پیوستہ)

(از جناب مولانا نازاں القادری صاحب)

اس خواب نے سیواجی کو اس بات کا یقین دلادیا کہ اسکی تباہی بالکل قریب ہے۔ جب شاہی فوج راے گڑھ کے قریب آگئی تو سیواجی نے قلعہ کے دروازوں کو نہایت مضبوطی کے ساتھ بند کرا دیا اور قلعہ بند ہو کر بیٹھ گیا۔ قلعہ والوں نے جب شاہی لشکر کو دیکھا تو ہر شخص کے دل پہ خوف طاری ہوگیا اور سیواجی کے چہرہ پر بھی مُردنی چھاگئی۔ راجہ جے سنگھ نے ایک محفوظ مقام لشکر کے ٹھہرنے اور خیموں کے نصب کرنے کے لئے منتخب کیا اور سیواجی کو قابو میں لانے کے لئے تدابیر سوچنے لگا۔ اُدھر سیواجی نے غور کیا کہ مقابلے کا ارادہ کیا طاقت ہے امن طلب کرنا اور معاہدہ صلح کر لینا مناسب ہے اسی غور و فکر میں عدالت

پھر دہاڑ مارا اور دوسرے دن اس نے صلح کرنے کے لئے سلسلہ جنبانی شروع کی اپنے ایک معتمد کو راجہ جے سنگھ کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ پیام بھیجا کہ میں آپ کا غلام ہوں مجھ میں آپ کے مقابلے کی طاقت نہیں اور اگر ہوتی بھی تو میں ہرگز آپ کا مقابلہ نہ کرتا آپ میرے قصور معاف اور میری غلطیوں کو معاف کیجئے اور مجھے امن دیجئے۔

راجہ جے سنگھ نے جب سیوا کا پیام سُنا تو غصہ آگیا اور جواب میں کہا کہ وہ بڑا پاپی اور دوشٹ ہے ہمیں اسکی کسی بات کا بھروسہ نہیں ہے پھر سردار دلیر خان کو بلا کر مشورہ کیا کہ سیوا کے پیام کا کیا جواب ہونا چاہئے۔ دلیر خان نے کہا کہ آپ مجھ سے زیادہ تجربہ کار ہیں جو آپ کے نزدیک مناسب جواب ہو وہی میرے نزدیک قابل اعتماد ہے۔ راجہ نے سیوا کے معتمد سے کہا کہ سنو بھائی! میں برسوں سے بادشاہ کا نمک کھا رہا ہوں اور بادشاہ کی میرے حال پر مہربانی ہے میں کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہتا جس میں میری بدنامی ہو ہم سیوا کو خوب جانتے ہیں کہ وہ ایک چالاک اور دغاباز آدمی ہے کسی بھلے مانس اور سمجھدار آدمی کو اس کے قول و فعل کا اعتبار نہیں ہو سکتا۔ اس نے اپنے چال چلن اور اپنے طرز عمل کو ایسا خراب کر رکھا ہے کہ کسی شخص کے دل میں اسکی عزت نہیں وہ قوم سے مرہٹہ ہے لیکن کام ڈاکوؤں کے سے کرتا ہے پھر تم ہی بتاؤ کہ اس کے ساتھ کیا رعایت کی جائے اور اس کے قول و فعل پر کیونکر اعتبار کیا جائے۔ میرے نزدیک تو جب اس طرح ممکن ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دے اور جن مقامات پر اُس نے ناجائز قبضہ کیا ہے اُن سے دستبردار ہو جائے تب تو میں امن دے سکتا ہوں نہیں تو پھر میری تلوار نیام سے باہر آئے گی اور میں راجپوت ہوں مرتے دم تک سیوا کا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔"

یہ سخت اور تلخ جواب سُنکر سیواجی کا سفیر واپس چلا گیا اور اُس نے راجہ کا جواب سیواجی کو سُنا دیا۔

اس خوفناک جواب نے سیواجی کو اس بات کا یقین دلادیا کہ اسکی تباہی بالکل قریب ہے۔ جب شاہی فوج "راے گڑھ" کے قریب آگئی تو سیواجی نے قلعہ کے دروازوں کو نہایت مضبوطی کے ساتھ بند کرا دیا اور قلعہ بند ہو کر بیٹھ گیا قلعہ والوں نے جب شاہی لشکر کو دیکھا تو ہر شخص کے دل پہ خوف طاری ہوگیا اور سیواجی کے چہرے پر بھی مُردنی چھاگئی اور راجہ جے سنگھ نے ایک محفوظ مقام لشکر کے ٹھہرنے اور خیموں کے

[illegible] کو گرفتاری میں لانے کے لئے تدابیر
[illegible] نے فیصلہ کیا کہ مقابلے کا ارادہ کرنا حماقت ہو
[illegible] اور تدبیر سے کام لینا مناسب ہے۔ جے سنگھ کے
[illegible] مصلحت ہوگیا تیار رہا اور دوسرے دن اُس نے صلح کرنے
[illegible] سلسلہ جنبانی شروع کی، اپنے ایک معتمد کو راجہ جے سنگھ کی خدمت
میں [illegible] اور یہ پیام بھیجا کہ میں آپ کا غلام ہوں مجھ میں آپ کے
مقابلہ کی طاقت نہیں اور اگر ہوتی بھی تو میں ہرگز آپ کا مقابلہ نہ کرتا
آپ میرے آقا ہیں اور میں آپ کا سیوک ہوں میں آپ سے نہایت
ادب کے ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ میری غلطیوں اور میرے قصوروں
کو معاف کیجئے اور مجھے امن دیجئے۔ راجہ جے سنگھ نے جب سیوا کا یہ
پیام سُنا تو غضب آلود لہجے میں کہا کہ وہ کم بخت بڑا پاپی اور جھوٹا
دغاباز ہے میں اس کے کسی وعدے اور کسی بات کو سچا نہیں سمجھتا اُسکی
نمک حرامی اور احسان فراموشی اس بات سے ظاہر ہے کہ اُس نے اور
اُس کے باپ دادا نے جس سلطنت کے سائے میں پرورش پائی اور
جس بادشاہ کا نمک کھایا اُسی کی گردن کاٹنے اور اس کو نقصان پہنچانے
کے لئے آمادہ ہوگیا پھر اس کی بات کا کیونکر اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ اسکے
بعد جے سنگھ نے سردار دلیر خاں کو بُلایا اور کہا جانباز سیوا پھر معافی
کی درخواست پیش کرتا ہے آپ اس بارے میں مجھے کیا مشورہ دیتے
ہیں دلیر خاں نے کہا مہاراج آپ مجھ سے زیادہ سمجھدار اور تجربہ کار
ہیں آپ جو کچھ مناسب سمجھیں وہ جواب لکھیں راجہ نے سیوا جی کے معتمد
سے کہا کہ سنو بھائی! میں سلطنت مغلیہ کا وفادار خادم ہوں برسوں سے
نمک کھاتا ہوں نمک حرامی اور غداری میرا شیوہ نہیں ہے میرا بادشاہ

میرے حال پر مہربان ہے اور مجھے اپنا معتمد سمجھتا ہے اگر سیوا [illegible]
ہے کہ جس طرح اس نے اپنے محسن بادشاہ کے ساتھ بے وفائی اور
نمک حرامی کی ہے اسی طرح میں بھی غداری کروں تو اسکی یہ توقع باطل
ہے میں ہرگز کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہتا جس میں میری بدنامی ہو میں
سیوا کا قصور ہرگز معاف نہیں کروں گا اور ہرگز اس کو امن نہیں دوں گا
میں اس کو خوب جانتا ہوں وہ نہایت چالاک اور جھوٹا شخص ہے کسی
بھلے مانس اور سمجھدار آدمی کو اس کے قول و فعل کا اعتبار نہیں ہو سکتا۔
اس نے اپنے چال چلن اور اپنے طرز عمل کو ایسا خراب کر رکھا ہے کہ
ہر شخص اس کو بُرا سمجھتا ہے اور کسی ایماندار آدمی کے دل میں اسکی
ذرا بھی وقعت نہیں وہ قوم سے مرہٹہ ہے لیکن کام ڈاکوؤں اور چوروں
کے سے کرتا ہے پھر تم ہی بتاؤ کہ اس کے ساتھ کیا رعایت کی جائے اور
اس کے قول و فعل پر کیونکر اعتبار کیا جائے ہاں میرے نزدیک صلح اس طرح
ممکن ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دے اور جن مقامات پر
اُس نے غاصبانہ قبضہ کیا ہے اُن سے دستبردار ہو جائے تب تو میں
اس کے ساتھ رعایت کر سکتا اور اس کو معافی دے سکتا ہوں نہیں
تو پھر میری تلوار نیام سے باہر آئے گی اور میں راجپوت ہوں مرتے
دم تک سیوا کا پیچھا نہیں چھوڑوں گا"

سیوا کا معتمد یہ سخت اور تلخ جواب سُنکر مغموم ہوا اور آزردہ
خاطر ہو کر واپس چلا گیا۔ سیوا بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کر رہا
تھا جب اُس نے راجہ جے سنگھ کا غضب آلود پیام سُنایا تو سیوا
بے حد رنجیدہ ہوا اور سر پکڑ کر خاموش بیٹھ گیا۔

(باقی آئندہ)

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے)

پیشوا

سلد ۲ | دہلی - ۲۴ جنوری ۱۹۲۷ء مطابق ۱۹ رجب المرجب ۱۳۴۵ھ | نمبر ۲

درسِ معرفت

(از ادیب الملک جناب پروفیسر محمد اکبر خاں صاحب حیدری)

ی بینائی میں شامل ہے جمالِ روئے دوست
ہ کا ایک جزو ہے گویا خیالِ روئے دوست

پتے پتے پر ہے درسِ معرفت لکھا ہوا
ذرے ذرے میں چمکتا ہے جمالِ روئے دوست

تو نو بہ ازل سے آب و گِل کے گُل کھلے
شِش نشو و نما ہے پائمال روئے دوست

کتنا مستحکم ہے رشتہ خالق و مخلوق میں
دوست کی صورت سے ظاہر ہے جمالِ روئے دوست

ند ہو جائیں گی آنکھیں تابشِ نظارہ سے
پھر سمجھ جائے گا تو کیا ہے جمالِ روئے دوست

بند کرلے آنکھ اکبر اور پھر نظارہ کر
دوست کے دل میں نہاں ہوگا جمالِ روئے دوست

شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

شکر ہے اس قادر ذو الجلال کا جس نے اپنے بندوں کو مجھ بے نوا کی صدائے مدد پر متوجہ کیا، اور ان میں سے بہت سوں نے پیشوا کے جدید خریدار فراہم کرکے مدد کی، اور اکثر نے دفتر پیشوا سے کتابیں طلب کرکے اس نقصان کی تلافی کرنی چاہی، جو مجکو پیشوا کو سستے سے سستا شائع کرنے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

کاش ایک مرتبہ، ایک دن، صرف ایک گھنٹہ پیشوا کے ہزار ہا ناظرین اس پر غور کریں کہ اتنا ضخیم رسالہ آخر کب تک ایک مفلوک الحال انسان بغیر کسی امداد کے شائع کرتا رہے گا؟ آپ اگر رسالہ کو مفید سمجھتے ہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ آپ جو چیز اپنے لئے پسند کریں وہ اپنے دوستوں اور عزیزوں کے لئے پسند کیوں نہ کریں؟۔

میں بہت مشکور ہوں گا اگر تمام ناظرین پیشوا اپنے ان دوستوں کو جو پیشوا کو پسند کرتے ہوں پیشوا کا خریدار بنائیں، یا ان کے پتے مجھے لکھکر بھیجدیں تاکہ میں ان کو پیشوا کا تازہ پرچہ بطور نمونہ کے بھیجدوں، بہت ممکن ہے کہ پرچہ ان کے حسب مذاق ہو، اور قدرت مجھے ایسا حقیر و کم جوان کے پاس مال اور سگرٹ نوشی کے خرچ کے لئے کم سے کم اصلاح معاشرت اور تبلیغ اسلام کی تحریک کو فروغ دینے کے واسطے خرچ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ خوب یاد رکھئے کہ جس قدر زیادہ خریدار ہوں گے اسی قدر خرچ میں [illegible]

پہنچے۔ خود تمام ناظرین پیشوا نے پورے جوش اور مستعدی کے ساتھ توجہ کریں تو مجھے یقین ہے کہ اس تازہ جدوجہد سے ایک ہزار جدید خریدار فراہم ہو جائیں گے۔ اور اس کے بعد مجھے بار بار توسیع اشاعت کی بھیک آپ سے مانگنی نہ پڑے گی۔

اگرچہ کراچی میں کانگریس کا اجلاس ختم ہوئے ایک مہینہ سے زیادہ ہو گیا اور تمام ہندوستان کے اخبارات و رسائل کو جو کچھ کہنا تھا، کہہ چکے مگر مجھے اور جو کچھ عرض کرنا ہے وہ ابھی باقی ہے اس لئے آج مختصراً اظہار خیال کرتا ہوں۔

امسال کانگریس کے صدر مسٹر رنگا آئنگر تھے، جو پنڈت موتی لال نہرو کے "پٹھو" بتائے جاتے ہیں اور جنکی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے بحیثیت صدر انڈین نیشنل کانگریس شردھانند فنڈ کے لئے روپیہ کی اپیل کی جو ایک فرقہ وارانہ تحریک ہے، اور جو اب کانگریس کے نظام اور کانگریس کے مفاد کو تباہ کرنے والی ہے۔

صدر کانگریس کے خطبہ صدارت سے جو توقعات اس غلام ملک کے باشندوں نے قائم کی تھیں، وہ پوری نہیں ہوئیں، ہندو مسلم اتحاد کے اہم ترین مسئلہ کے لئے بھی کوئی حل صدر صاحب نے نہیں فرمایا۔ جو سوراج کے حصول کے لئے بیحد ضروری ہے۔

انتخاب جداگانہ جو مسلمانوں کی موت اور زندگی کا مسئلہ بن گیا ہے اسکی کانگریس کے صدر نے نام نہاد مسلمان اراکین کی موجودگی میں مخالفت کی اور وہ ہستیاں خاموش بیٹھی سنا کیں، جنکو اپنی آزاد بیانی، اور حقگوئی پر ناز ہے۔ اور جنھیں "حاجی" محمد علی صاحب سب سے زیادہ نمایاں رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی زبان پر بھی کلمہ حق جاری نہ ہوا حالانکہ کانگریس کا صدر کوئی جابر سلطان نہ تھا۔ اور نہ ان کے خطبہ صدارت میں سال آئندہ کے لئے کوئی پیغام عمل تھا۔ بہرحال خطبہ صدارت نہایت مایوس کن اور اسلامی نقطۂ نظر سے بیحد لغو اور نہایت مہمل تھا۔

کراچی کانگریس کے رزولیوشنوں پر جب نظر ڈالتا ہوں تو مجھے کوئی تحریک ایسی نظر نہیں آتی جس میں ہندوستان کی بڑھتی ہوئی بدامنی کو روکنے کے لئے مؤثر تدابیر بتائی گئی ہوں۔ حالانکہ حصول سوراج کا انحصار صرف ہندو مسلم اتحاد پر ہے۔

کئی سال سے کانگریس ایک کمیٹی بنا دیتی ہے، جو ہندو مسلم مسئلہ کے حل کے لیے مقرر ہوتی ہے۔ مگر افسوس کہ اس نام نہاد کمیٹی کا اجلاس ایک مرتبہ بھی نہیں ہوا۔ ہندو مسلم اتحاد کے رزولیوشن پاس کرنے اور اسکی رٹ لگانے، اور جلسے کرنے سے قیامت تک نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ پیٹ کا سوال ہے، یہ قومیت کی فنا اور بقا کا سوال ہے، یہ حکومت میں حصہ کا سوال ہے جب تک پورا طرح مسلمانوں کے غصب شدہ حقوق جنپر محض ہندو سنگٹھن کی بدولت عرصہ سے ہندو قابض ہیں، اور جسکا اجارہ ہندوؤں نے اپنی تعلیمی برتری، تمول کی فراوانی، اور کثرت آبادی کی بدولت لے رکھا ہے، وہ مسلمانوں کو واپس نہ ہونگے، ناممکن ہے کہ مسلمان ہندوؤں پر بھروسہ کر سکیں کہ اشتمال و اعتبار کا سودا اصول کے خلاف ہے۔ جسکا تجربہ سالہائے گزشتہ میں ہو چکا ہے اور یہ بھی ناممکن ہے کہ ہندو جو سوراج حاصل کر چکے ہیں، وہ صرف اس لئے کہ ہندو مسلم اتحاد ہو جائے گا اور سوراج قائم ہوگا، ان دفتروں سے دھوتیاں سنبھالکر اپنے گھر چلے آئیں گے جنپر وہ قابض ہیں، کیونکہ وہ سوراج بغیر مسلمانوں کی امداد کے حاصل کر چکے، اس لئے وہ نہ صرف مسلمانوں کے لئے دفتروں میں کوئی جگہ نہیں نکال سکتے کیونکہ ملک کی بدنصیبی سے اب تو یہ حالت ہے کہ ان کے دل کے کسی گوشہ میں بھی مسلمان قوم کے لئے کوئی گنجایش نہیں۔ پس یہ کیا تاریکی ہے۔ اور یہ کیا حالت ہے جس میں مسلمانوں کو مبتلا کیا جا رہا ہے۔ نہیں معلوم اس غلام ملک کو ابھی کتنے عرصہ تک ہندوؤں کی وجہ سے غلام رہنا پڑے گا، کیونکہ یہ مسلمہ امر ہے کہ جب تک اسلامی حقوق کا فیصلہ نہ ہو جائیگا مسلمان ہندوؤں کی آغوش میں آنے کے لئے تیار نہیں۔

بہرحال کراچی کانگریس کی تمام کارروائی نہایت مایوس کن تھی، حالانکہ اس جلسہ میں مسٹر گاندھی نے ایک سال کے بعد نزول و اجلال فرمایا تھا، اور گاندھی پرستوں نے ایک شور مچا دیا تھا کہ سابرمتی آشرم سے اس مرتبہ کوئی نیا پروگرام لیکر مسٹر گاندھی چلیں گے۔ مگر کراچی میں ان کے ہاتھ میں وہی فرسودہ چرخہ تھا، جسکی چولیں تک ڈھیلی ہو گئی ہیں اور اب اس سے چوں چوں کی آواز بھی نہیں نکلتی۔

البتہ سوراجیوں کو سوامی شردھانند کے قتل ہونے سے کانگریس کا میدان ضرور خالی مل گیا، اور وہ سہرا لالہ جی کی پگڑی بھی دہلی آنے میں سلامت رہ گئی۔ ورنہ کانگریس کی باہمی جماعت سے کانگریس پنڈال کی دلدل میں فسادات ضرور ہوتے۔

مسلمان اس سال کانگریس میں اس قدر کم شریک ہوئے کہ انکو انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے۔ جس سے کانگریس کی غیر ہردلعزیزی اور غیر مقبولیت کا ثبوت ملتا ہے۔ اور ہندوؤں کی موجودہ ذہنیت کو دیکھتے ہوئے اب جسقدر کانگریس میں کم شریک ہوں اسی قدر اچھا ہے۔

یادش بخیر! جب سے کانگریس کے ساتھ مسلم لیگ کا دم چھلا ہوا ہو، اسکی جگہ خلافت کمیٹی نے لے لی تھی۔ اور سالہا سال سے خلافت کے اجلاس کانگریس کیمپ میں ہو کر کانگریس تجاویز کی صدائے بازگشت کا اعادہ کیا کرتے تھے، مگر گزشتہ سال کانپور میں جبکہ آل انڈیا کانفرنس کو ہوا ہی دی اسکی پیدائش سے بتکرار اس وقت تک نہیں ملی حتیٰ کہ مرکزی خلافت کمیٹی نے کئی ہزار روپے خرچ کر کے اجلاس

ادی ایک پیسہ کی کوڑی بھی نہ بھیجی۔ اور محض "جنگی برادران" کی ہٹ دھرمی سے مولانا حسرت موہانی کا حق پرستانہ خطبۂ صدارت ضبط کیا گیا' اور کی سعود پرستی کی وجہ سے ایک نئی جماعت خدام الحرمین کے نام سے خلافت کے مقابلے کے لئے قائم ہوئی۔

اس سال پہلے تو گوہاٹی میں خلافت کمیٹی کے اجلاس کی توقع دلائی گئی جب گوہاٹی سے کسی نے دعوت نہیں دی تو پھر یہ اعلان کیا گیا کہ کلکتہ میں ت دار جمع ہونگے کیونکہ بعض بہت اہم مسائل "ان خلافت کے ماہرین" طے کرنے تھے۔ جیسا کہ وہ گزشتہ ۱۰ سال سے طے کیا کرتے تھے مگر وہاں بھی دار خطرہ میں تھا۔ اس لئے کہ پنجاب پہلے ہی باغی ہے' بنگال و بہار کی ی کا لکھنؤ میں علم ہوا تھا۔ لہٰذا دس کروڑ مسلمانان ہند کی یہ نمائندہ جماعت نے یوم ولادت سے پہلی مرتبہ سالگرہ سے محروم رہی۔ کیونکہ اگر کلکتہ میں کہیں ے کے جلسہ ہو جاتا تو غالباً یہی فیصلہ ہوتا کہ خلافت کمیٹی کی اب مسلمانوں ورت نہیں ہے۔ اور ایسی حالت میں کہ اس کے سامنے کوئی پروگرام نہیں ' اور ترک بچے اس خلافت تھی وہ خلافت کو باسفورس کے ساحل میں ق کر چکے اس لئے اب نہ تو خلافت کے نام سے کوئی اپیل چندہ نکالا جائیگا نہ خلافت کے نام سے مسلمانوں کو دھوکہ دیا جائے گا۔ یہ بھی خوف تھا کہ ون کے پچاس ہزار روپے جو حسب وعدہ خرچ نہیں ہوئے اگر ان کی تحقیق بگڑے دل نے سوال کر لیا تو کیا جواب دیا جائے گا۔ افسوس صد افسوس کہ کہ جنگی برادران اس سال "اہم خواب" نہ دیکھ سکے۔ ورنہ چار کروڑ روپیہ پیل تو وہ مسلمانوں سے کر ہی چکے تھے' ان کو سالانہ اجلاس کی ضرورت ابھی نہ تھی

بہر حال یہی غنیمت ہے کہ خلافت کمیٹی کا اجلاس نہ ہونے سے دو چار انسوں کے گلے بچ گئے سلامت رہ گئیں جنہیں اس اجلاس میں ہاتھ ڈالنے کی بعض مدا ور کمینوں نے پوری طرح سازش کر لی تھی۔ البتہ مولانا ابوالکلام آزاد کی ف پاشی ناقابل برداشت ہے' اور اس کا کسی مناسب موقع پر بدلہ بھی لیا جائے گا کہ انہوں نے بحیثیت صدر خلافت ایسوسی ایٹڈ کو یہ بیان دیا کہ "اب خلافت کمیٹی کی ضرورت نہیں"۔ پنڈت موتی لال نہرو نے جو فریب لقمہ مسعودی کی سرسبز وادیوں پر بیٹھ کر گایا تھا۔ اور عالم مدہوشی میں لانا ابوالکلام آزاد نے بھی اس میں سُر ملا دیا تھا کیونکہ دلیش نہرو و اس بدا ب صرف مہاتما جی ہی کی ذات سے کچھ زر فشانی کی توقع ہو سکتی ہے نہ خلافت کی ہنڈیا تو عرصہ ہوا کہ پھوٹ ہی گئی۔ سچ تو یہ ہے کہ گوانکلی لی ہانڈیوں کو تو کتا بھی نہیں چھوڑتا۔

الجمعیۃ کے فاضل ایڈیٹر صاحب طعنہ زن ہیں کہ تبلیغ کانفرنس دہلی میں بلی ہوئی؟ سچ ہے میر نیرنگ صاحب کو یہ مذاق کرنے کی آخر سوجھی ہی تھی! جمعیۃ علماء کا جہاں صدر دفتر ہو' اور اس کے ماتحت شعبہ تبلیغ و حفاظت اسلام کا ایک فریب وہ چندہ بورڈ بھی لگا ہوا ہو' اس شہر میں مولانا عبد الماجد صاحب ڈاکٹر کچلو صاحب' مولانا عبد الماجد صاحب وغیرہ حضرات کو تبلیغ کا جلسہ کرنے کا کیا حق تھا؟

مدیر الجمعیۃ تبلیغ کانفرنس کے مسکی غلط تلاوت قرآن کا مضحکہ اڑاتے ہوئے خلافت کانفرنس کے دہلی میں منعقد ہونے پر نوحہ خواں ہیں۔ مگر شاید وہ بھول گئے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ ۱۹۲۶ء کی مجلس استقبالیہ کے صدر کا خطبہ بھی باوجود چھپا ہوا ہونے کے ایسا ہی تھا جس کی تلاوت قرآن و حدیث کے لئے مولانا کفایت اللہ صاحب کو آوازیں دی گئی تھیں۔

کانفرنس میں کہیں بھولے سے احمدی جماعت کے تبلیغی مشن کو بھی سراہا گیا تھا' بس یہ چنگاری جس میں آگ لگانے کے لئے کافی تھی۔ میں مولانا عبد الماجد صاحب اور ڈاکٹر کچلو صاحب سے سفارش کرتا ہوں کہ آئندہ وہ اس جمعیۃ علماء کی تبلیغی خدمات کو فراموش نہ کریں' جس کا بورڈ ابھی تک وقف ماتم گساری ہے اور جس کی حیات باپ بیٹا روح القدس میں مضمر ہے۔ کیونکہ اس کے کارکن "جماعتوں" کی خفگی برداشت کرنے کی ہمت نہیں رکھتے

---

۹ جنوری کو شردھانند ڈے منایا گیا' اور اس روز تمام ہندوستان کے آریہ سماجیوں نے اسلامی تعلیمات کے خلاف زہر اگلا' حتیٰ کہ مسٹر گاندھی جیسے اتحاد دوست نے بھی شدھی اور سنگٹھن کے انگارے اچھالے۔ اور یہ دبا مسٹر گاندھی کی شرکت کی وجہ سے اس تیزی کے ساتھ پھیلی کہ بعض شرارت پسند ہندوؤں نے سوامی کے قتل کے ملزم کی لاش کو جلانے کا حماقت انگیز مطالبہ کر کے تعلیمات اسلام پر نہایت گراوٹ کن اور بیحد اشتعال انگیز اور امن سوز حملے کئے۔ سب کو معلوم ہے کہ گرفتار شدہ ملزم مسلمان ہے' جو اگر واقعی عدالت اپیل سے بھی مجرم ثابت ہوا' تو از روئے شریعت اسلامی پھانسی پانے کی صورت میں دفن ہوگا۔ پس ایک مسلمان کی لاش کو مشرکانہ رسوم کے ماتحت نذر آتش کرنے کے غیر آل اندیشانہ اور مجنونانہ مطالبے کے صاف اور صریح یہ معنی ہیں کہ بعض مشتعل ہو جانے والے مسلمان قاتل اور مجرم کے اسٹیچو نصب کرنے کی تحریک شروع کریں اور اس کے بیہودہ فعل کو سب سے بڑی اور اہم خدمت اسلامی سمجھا جائے جس سے یقیناً ہندو مسلمانوں کے تعلقات اور غیر خوشگوار ہونگے اور جس کی ذمہ داری یقیناً ان دیوانے آریہ ہندوؤں پر عائد ہوگی' جو ایک مسلمان کی لاش کو جلانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اور جان بوجھ کر ملک کے امن و امان کو ہمیشہ کے لئے تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں۔ اور ہزاروں ہندو مسلمانوں کو اپنی آتش بیانی اور شعلہ فشانی سے بدامنی اور فساد کے جہنم میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔

حکومت کی پراسرار خاموشی اس نفاق و بدامنی کی آگ کو اور دہکا رہی ہے۔

بہت ممکن ہے کہ بعض انتہا پسند خداوندان حکومت کی خاموشی کو "لڑاؤ اور حکومت کرو" والی ضرب المثل کا عمل کہیں مگر واقعہ یہ ہے کہ حال ہی کو ہندو مسلمانوں کا ایک تو ایک آنکھ نہیں بہا تا مگر وہ بدامنی سے بہت گھبراتا ہے کہ کبھی بدامنی سے انگلستان کے سفید مزدوروں کے جوتے مرنے کا خیال اسکو بے چین کئے دیتا ہے، اور برٹش مزدور کی ہندوستان کی اسمبلی کا ممبر تو ہے نہیں کہ اس کے چھینکنے کا اثر نہ ہو۔ وہاں تو فوراً جواب طلب کیا جاتا ہے۔

حج کا موسم قریب آ رہا ہے۔ مسلمانان ہندوستان کا ایک نمائندہ جلسہ اکابر علماء کی موجودگی میں امسال التوائے حج کا اعلان کر چکا ہے اور مقتدر ارباب مذہب سیاست التوائے حج کی تحریک کو منظر پسندیدگی دیکھ چکے ہیں۔ مخالفت و موافق تقریروں اور تحریروں کی گرم بازاری کا زمانہ بھی ختم ہو گیا ہے مگر اس مفید تحریک کو عملی جامہ پہنانے کے متعلق اگر سوال کیا جائے کہ کام کیا ہوا تو سوائے گردن جھکا لینے اور کف افسوس ملنے کے نہ والیوں سے کچھ جواب ملیگا اور نہ کلکتہ سے۔ اور اسی طرح بمبئی میں بھی خاموشی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہر طبقہ اور ہر جماعت کے قوائے عمل مفلوج ہو گئے ہیں، اور ان میں سے ہر فرد کے پاس سوائے شاندار سکیم اور خوشنما پروگراموں کے عمل کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ سچ ہے جب خدائے ذوالجلال کا کسی قوم پر عذاب نازل ہوتا ہے، تو اس سے عمل قوت سلب کر لی جاتی ہے۔

مسلمانوں کی حالت قیس عامری کی سی ہو گئی ہے وہ ہر نئی جماعت میں دیوانہ وار اس لئے اور صرف اس لئے شریک ہوتے ہیں کہ شاید "اسی محمل میں لیلیٰ ہو"۔ مگر دوری منزل، آرام طلبی، عیش پسندی، خوشامد پسندی، خود پرستی ان کو لیلائے مقصود کے محمل کے قریب ہی نہیں پھٹکنے دیتی۔ جس قوم میں ایثار و قربانی اور اخلاص کی سطح مردہ ہو جاتی ہے، اسکی یہی حالت ہوتی ہے۔

کیا انجمن خدام الحرمین کے ارباب کار سن رہے ہیں کہ ان کی یہ بے عملی کی لعنت خدام الحرمین کو کہاں لئے جا رہی ہے؟ ان کو رزولیوشن بازی کی شیطانی حرکات سے آگے بڑھنا چاہیئے کہ یہ مرض تو قوم پر دوسری جماعت میں بھی موجود ہے، پھر ان میں اور تم میں کیا فرق ہوا؟ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ایک وقت میں اہرمن و یزداں اور حسین و یزید ایک دل میں نہیں سما سکتے۔ پھر انجمن خدام الحرمین کے کارکن اگر چاہتے ہیں کہ مولانا اور مہاراجہ صاحب محمود آباد کی قومی اور سرکاری مصلحتوں کی نقاب اتار کر کچھ کام کریں، تو ان کا فرض ہے کہ وہ مردانہ وار میدان میں آئیں، اور قومیت پرستوں، اور سرکار پرستوں کی ملامت اور خوف سے بے پروا ہو کر اپنے اصول اور عقائد کے لئے فداکاری کے جذبہ سے آگے بڑھیں۔ اور ملک کے گوشہ گوشہ میں تمام مسلمانوں کے بچے بوڑھے۔ عورت مرد سب کے کانوں میں یہ آواز پہنچا دیں کہ اگر عقائد کی آزادی اور ایمان کا تحفظ چاہتے ہو تو صرف ایک سال حج کو ملتوی کر کے اس کے نتائج کا انتظار کرو۔

یقین جانئے کہ ہزار ہا عرضداشتیں، صدہا وفود اور ان کی جد و جہد وہ نتائج پیدا نہیں کر سکتے جو ایک سال حج کا التوا پیدا کر سکتا ہو کر دراصل اس سال حج کا التوا یا تو ابن سعود کو درست کر دے گا ورنہ پھر اس کے لئے حجاز میں ٹھہرنا ناممکن ہو جائے گا۔ کہ بدوں بدرنگی اور اس کے نشہ کو بار برداری نہ ملے گی تو وہ پھر ابن سعود تو ابن سعود اپنے باپ کی اطاعت سے بھی انکار کر دے گا۔ اور یقیناً یہ ایسا موقعہ ثابت ہوگا کہ حجازی بدوؤں پر سے نجدی جلال کا وقار اور رعب اٹھ جائیگا۔ اور جب ان جاہل اور بھوکے بدوؤں کا معدہ خالی ہوگا تو وہ یقیناً اس ظالم و جابر سلطنت کے خلاف مسلح بغاوت کر کے کسی جمہوری سلطنت کا افتتاح کرینگے۔ اور اس وقت تطہیر حجاز کی تکمیل ہوگی۔ اور حجاز میں ایک ذمہ دار سلطنت قائم ہوگی جسکے دور حکومت میں جنت البقیع پر ہل نہیں چلوائے جائیں گے۔ اور اس حجازی جمہوریت کے زمانہ میں چالیس کروڑ مسلمانوں کی زندگی کا آسرا (گنبد خضرا) محفوظ ہوگا۔

بد بختو! خوب یاد رکھو کہ امسال حج کو جانے کے معنی صاف یہ ہیں کہ تم ابن سعود کی اس حکومت کو جس نے مزارات طاہرہ پر گولیاں چلائیں اہل بیت کے مزارات پر ہل چلوا دیئے۔ مولد النبی، اور مساجد یا دفینہ یا وغیرہ کو نہایت سفاکی کے ساتھ منہدم کرایا، اور جو وہابی عقائد کی بزور تیغ تبلیغ کرتی ہے، اسقدر مستحکم کر دوگے کہ اس کا مستقبل قریب میں استیصال ناممکن ہو جائے گا۔ اور جب اس کے خزانے میں ہندوستانی حاجیوں سے وصول کیا ہوا روپیہ پہنچ جائے گا تو وہ اپنے دادا عبدالوہاب کی سنت پوری کرنے کے واسطے (خاکم بدہن) روضۂ رسول پر کدال بجائیگا۔

مجھے یقین ہے کہ ایک سال حج کو نہ جانا ابن سعود کی ریڑھ کی ہڈی توڑ دے گا۔ اور اس کے علاوہ موتمر کے ذریعہ نہ تو انقلاب حکومت ہو سکتا ہے، اور نہ میں اس کا قائل ہوں کہ جس نے تلوار کے زور سے حجاز میں اپنی حکومت قائم کی ہے۔ وہ موتمر کے ان نمائندوں کی ایک آواز پر اپنی حکومت چھوڑ کے صحرا نجد میں اونٹ چرانے چلا جائیگا جن کے پاس سوائے چند کاغذی رزولیوشن پاس کر دینے کے یا ہمعصر سے موتمر کی تجاویز منوانے کی کوئی طاقت نہیں ہے۔

مسٹر گاندھی جو قومیت متحدہ کے شیدا کے سب سے بڑے اور کارگزار
[illegible] اور گاندھی جی کی شہرت سے معلوم کیوں دور دراز ملکوں تک پہنچ
ہے اور جتنا شرم میں مرستیہ گڑھی حل کے اسقاط پر ایک عجیب تبسم
... وہ دیکھنے کے عادی ہیں جس وقت وہ سوامی کا چارہ لیکر جو ہر
... نمودار ہوتے تھے تو انہوں نے آریہ سماج اور اس کے طرز تبلیغ اور
... اشردھانند کے طریق کار پر سخت نکتہ چینی کرکے مسلمانوں میں "مستحق
[illegible]رت حاصل کرلی تھی" مگر آریہ سماجی کیمپ میں ان کے بیان سے ہلچل
... گئی تھی اور تمام ہندوستان کے آریوں نے انپر اظہار ملامت کیا تھا۔
... گاندھی از مہاتما دارہ گردوں میں ان کا یہ پارٹ بہت کامیاب رہا۔
... مسٹر گاندھی اپنی جگہ بہت دکھی رہے۔ اور موقع کے منتظر رہے کہ کب
... سرا پارٹ ادا کریں۔ اور اس سیاہی کو اپنے چہرہ سے دور کردیں
چنانچہ سوامی شردھانند کا حادثہ قتل وقوع پذیر ہوتے ہی ان
... کی تلوار ایسی خونخوار اور تڑپ کر باہر نکلتی ہوئی دکھائی دی کہ وہ
... زدہ ہوکر "گرزی" میں جیب گئے اور وہاں جاکر انہوں نے آریہ سماج
... خوش کرنے کے لئے جو کچھ کہا وہ "گوہاٹی" کے قومیت متحدہ کے اسٹیج
... ان کا دوسرا پارٹ جو بہت کامیاب ہوا۔ اگرچہ ان کے بعض دوست
... "اعلان صداقت" سے مسئلہ تناسخ کے ضرور قائل ہوگئے۔
مسلمانوں کو متوجہ ہونا چاہئے کہ اگر ان کے غلمٹ (راجی)
... نے اپنے اخبار "بے درد" میں ان کے اس تازہ حملہ پر جو انہوں نے
... اسلامی تعلیمات پر کرکے آریہ سماج میں سستی شہرت حاصل کرلی ہے ایک
... اسلام کی حمایت میں غالباً اس لئے نہ لکھا ہوگا کہ ینگ انڈیا بھی ان کے
... قوم پرستی میں صحیفہ الٰہی سے کم نہ ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں ان کے دروغگو
... گزشتہ خصلت ایڈیٹر ہمدم نے بھی اپنے زعم کہد پرستی میں
... ہمدم کے "اوتار" کے الہامی کلام پر تبصرہ نہ کرکے "شیخ" کی عزت رکھلی۔
مسٹر گاندھی کے اس "شیطانی بیان" پر جس میں اسلامی تعلیمات
... نت پر تیزی کے ساتھ حملے کئے گئے ہیں مسلمان رہنماؤں اور اخبارات
... خلافت کمیٹی، جمعیت علما، تبلیغ اسلام جیسی مذہبی جماعتوں کی خاموشی مستحق
لعنت ہے۔ سوائے اخبارات زمیندار، الامان، منادی سیاست
... جنہوں نے ستیہ گرہ کے اس جیسے اوتار اور دوست نما دشمن اسلام
... افعال پر نہایت سختی سے نکتہ چینی کرکے اپنی پرستی اور اسلام دوستی
... ثبوت دیا۔ جزاہم اللہ۔

ناظرین کرام آئندہ صفحات پر "ہاجی" محمد علی صاحب کی [illegible]
[illegible] دیکھیں گے [illegible] "میرے" [illegible]
[illegible]

تو ذکر صاف بیانی سے کام لوں۔
واقعہ یہ ہے کہ جس وقت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے خلاف "ہاجی" صاحب
نے مفسدہ پردازی سے اور بغض و عناد کا علانیہ شروع کیا۔ تو میں نے خواجہ صاحب
سے عرض کیا کہ اس فتنہ کے دفعیہ کو جلدسے اکھیڑ پھینکنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے
اپنی فطری شرافت اور اپنے وقار کو یعنی جناب بھیا فقیر جشتی صاحب و جناب ملا واحدی صاحب
.... (بلکہ بطور پبلک "آبرو باختہ لیڈر" نے "ہیرو" کہا ہے)
کے مشورہ سے مجھ کو اس مسئلہ میں دلچسپی لینے سے روکا اور خواجہ صاحب کی مولانا صاحب
نے کچھ ایسے لطیف بیان کئے کہ مجھ جیسے کم علم آدمی کو ان کی مصلحت کا شکار ہونا پڑا۔
مگر اب جبکہ "ہاجی" صاحب نے براہ راست میری توہین کرنی شروع کردی ہو
تو میرے لئے ناممکن ہوگیا ہے کہ عوام کو زیادہ عرصہ تک دھوکہ میں رکھا جائے۔ اگرچہ
مجھے اب بھی یہی مشورہ دیا جارہا ہے کہ میں خاموش رہوں اور بولنے کے لئے
منہ نہ کھولوں۔ مگر ان ناصحان مشفق کو معلوم نہیں کہ اگر اس بارے کے کو
آزاد چھوڑ دیا گیا اور اسکو کھیلنے کی گولی "نہ کھلائی گئی تو نہ معلوم کتنے شریف اور
بے خبر راہ گیروں کو "مکسولی" ہاتھ پڑے گا۔
مجھے خواجہ صاحب کے ساتھ کام کرنے کی وجہ سے ایک نئے طریقہ سے
مخالفت کرنے سے بھی حضرت خواجہ صاحب کے وقار نے روکا۔ یعنی یہ کہ میری
مخالفت سے جو در اصل میری اپنی صفائی ہے حضرت خواجہ صاحب کی دریدہ
مخالفت بتانے کا موقع حریفوں کو ملیگا۔ اس لئے مجھے "ہاجی" صاحب کی
خرافات پر متوجہ نہ ہونا چاہیئے۔
یہ ناصح حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ مجھ کو خواجہ صاحب میرے ساتھ تعلقات کا
کیا معاوضہ دیتے ہیں؟ اور یہ وہ حقیر رقم ہے کہ جس سے دوگنی سے زیادہ اتنے
وقت میں میں بہت آسانی سے دہلی میں رہ کر کما سکتا ہوں اور اگر خواجہ صاحب کا
یہ تعلق ان کے نزدیک بھی میری خدمت سے نہیں ہے بلکہ یہ اسکو میری رائے اور
میرے ضمیر کی خریداری سے نسبت دینا چاہتے ہیں تو میں اس تعلق پر بھی لعنت
بھیجنے اور اسکو منقطع کرنے کے لئے تیار ہوں۔
اظہار مدعا کہ میری اس سلسلہ میں کوشش ایک ایسا [illegible] زندگی کی [illegible]
[illegible] خود پرست [illegible] ایک غلط جماعت پیدا کرنے میں
کامیاب ہو سکیں گے جنہوں نے پورا ہندوستان قوم کو اپنی خود پرستی اور اپنی عزت و
ناموس کی قربانگاہ پر بھینٹ چڑھا دیا ہو۔ اور مجھے ایسے غازیوں کے خلاف
آزادی سے لکھنے کا زیادہ موقع ہوگا جنہوں نے محض بیت المال مسلمانوں کو [illegible]
[illegible] خلاف کرانا اپنی زندگی کا مقصد قرار دیا ہے۔ خواہ وہ کوئی بھی ہوں۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]

گزشتہ مہینہ لاہور سے دہلی اور دہلی سے بمبئی کے فسٹ کلاس ریلوے کمپارٹمنٹ میں شاہانہ سفر باپ "تبلیغ" "سدع القدس" نے خوب کیا۔ اور اپنے نجدی آقا کی دو وقتی جوتوں کو سہلانے کے لئے متعدد فریب آمیز اعلانات بھی شائع کرائے۔ اور نجدی دجال کے شیطانی خزانہ میں داخل کرنے کے لئے اور غریب حاجیوں سے غیر شرعی ٹیکس وصول کرنے کے لئے نئے نئے طریقے بھی بتائے گئے۔ اور اس شورش کے خلاف منصوبے بھی تجویز ہوئے جو نجدی ایجنٹ کے آقائے نامدار کی سلطنت میں جانے سے روکنے کے لئے ہندوستان میں بموقع حج پیدا ہونے والی ہے۔

صاحبزادہ بلند اختر دہلی میں کورونیشن ہوٹل میں ٹھہرتے ہیں۔ چونکہ سنت سعودیہ میں ہوتی ہے اس لئے شراب خواری اور رنڈی بازی اس آزادی کے ساتھ ہوتی ہے کہ دہلی کے محمد شاہ رنگیلے، اور لکھنؤ کے واجد علی شاہ کی روحیں اپنے بیٹے جانشین کو مبارکباد دینے آتی ہیں کہ اس وقت بھی ان کے مخصوص شغل کو زندہ رکھنے والے ان کے بیٹے زندہ ہیں۔ یہ ساری عیاشیاں اور حرامکاریاں اس روپے سے ہوتی ہیں، جو کتاب و سنت کے نام سے پردیسی حاجیوں سے غریب الوطنی میں جبراً وصول کیا جاتا ہے۔ اور جسکو شام کا توفیق شریف بے شرف اعلیٰ درجہ کے انگریزی ہوٹلوں میں بے دریغ عیاشی پر خرچ کرتا ہے، جو ابھی تھوڑے دن نہیں گزرے کہ روٹیوں تک کو محتاج تھا۔

پس جو لوگ امسال حج کو نہ جائیں گے ان کو اس کا بھی ثواب ملیگا کہ ان کے دیئے ہوئے روپے سے شراب نہیں پی گئی۔ ان سے وصول کیا ہوا روپیہ طوائفوں کو نہیں دیا گیا۔ اس لئے سخت ضرورت ہے کہ ایک سال کے لئے حج ضرور ملتوی کیا جائے۔

ناظرین کرام نے گزشتہ پرچہ میں ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ میرے عم محترم جناب حاجی محمد علی صاحب نے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی خواجگی "مٹانے" کے خبط میں مجھ معمولی درجہ کے انسان پر بھی عنایت کی ہے۔ اور میں نے اس سلسلہ میں کچھ حقائق و واقعات پر روشنی ڈالی تھی، اس لیئے ان پر حق کڑوا ہونے والی ضرب المثل صادق آئی، اور "حاجی صاحب" جو "آبرو باختہ" "حواس باختہ" تھے اور اب "ایمان باختہ" بھی ہو گئے ہیں۔ تو انہوں نے "مرید نمی کند ہر آنچہ پیر نتواں کند" کے عنوان سے ۱۰ رجنوری کے ہمدرد میں دو کالم کے طویل لیڈر میں جو خلط مبحث کی عجیب و غریب تلبیر ہے، مجھ پر اپنی "شرافت کے پھول" برسائے ہیں۔

دراصل بات یہ ہے کہ ان کو پیشوا کا گزشتہ نمبر پڑھ کر غصہ آگیا اور اس غصہ میں ان کے ہوش و حواس گم ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی انکو ایمان نے بھی جواب دیدیا۔ جب ہی تو مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کے لئے مجھے حضرت خواجہ حسن نظامی کا مرید لکھ کر دنیا کو اپنی عادت کے مطابق دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

"۵ رجنوری کے پیشوا میں اس "امام الشیاطین" کے سب سے زیادہ مرید اور بدمعاش نے جو گرچہ بقامت کہتر ہے، مگر بہ شیطنت بدتر ہے، اس ناپاک سلسلہ میں ایک ناپاک ترین کڑی کا اضافہ کیا ہے۔"

"پیشوا کا ایڈیٹر جواب "بقائی" کا دن چھلا اپنے نام کے ساتھ لگائے ہوئے ہے، ایک کم سن لڑکا تھا جب سنہ ۱۹۱۲ء میں پہلی بار دہلی میں آیا۔ اور کامریڈ کے علاوہ میں نے ہمدرد بھی جاری کیا مئی سنہ ۱۹۱۵ء میں میری اور مولانا شوکت علی کی نظربندی تک یہ لڑکا ایک اور کم سن لڑکے کے ساتھ ہمارے پاس آتا رہا۔ اور ہمیں چچا چچا کہنا شروع کیا۔ آج یہ گندہ دہن اوباش (علی) حسن نظامی کی ذریات میں سب سے پیش پیش ہے۔"

اس کے بعد فسانہ آزاد کے مسخرے کا واقعہ نقل کرتے ہوئے مجھے اس سے تشبیہ دینے کے بعد مجھ پر اتہام لگایا ہے کہ میں نے "حاجی صاحب" کو جامع مسجد میں جوتے لگوانے کا انتظام کیا تھا۔ اور پھر ارشاد ہوتا ہے۔

"چونکہ یہ بار بار اپنے کو میرا بھتیجہ لکھا کرتے تھے اور لوگوں نے مجھے لکھا کہ یہ کیسا ناخلف بھتیجہ ہے، مجھے خیال ہوا کہ ایک بار اس جھگڑے کو بھی ختم کر دوں۔ کہ یہ بزرگوار یا "خورد وار" میرے کسی بھائی کے صلب سے نہیں ہیں خود ہی انہوں نے اپنے تئیں میرا بھتیجہ مشہور کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور یہ ابولہب سے بھی بدتر ہیں۔"

"ایسے جھوٹے اقوال کی تردید وہ خراج ہے جو بڑے سے بڑا انسان بعض وقت ایک ذلیل سے ذلیل ہستی کو دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ وہ خراج میں جھوٹے "نظامی" کے سب سے "جھوٹے مرید بقائی" کو پیش کر رہا ہوں۔" ہمدرد ۱۰ رجنوری صفحہ ۲

۵ رجنوری کے پیشوا کو سامنے رکھئے۔ اور غور سے ملاحظہ کیجئے کہ میں نے خود حاجی صاحب سے اپنا نسلی تعلق ظاہر نہیں کیا ہے۔ کیونکہ میرے لئے یہ ظاہر کرنا کہ میں ان کا نسبی بھتیجہ ہوں کچھ فخر کی بات نہ تھی کہ نہ تو میرا باپ "خانساماں" تھا، اور نہ میرا دادا "کلال" تھا، اور نہ میرے خاندان والوں نے ایام غدر میں اپنے ملک و قوم کے ساتھ "غداری" کی تھی۔ اور نہ میرا پیشہ لوٹ کھسوٹ ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ اس بدیہی واقعہ کی موجودگی میں مجھے یہ جرأت کس طرح ہو سکتی تھی کہ میں "فاطمی زادہ" ہونے کی بجائے "کلال زادہ" کہلانا پسند کروں۔

یہ "رئیس الشیاطین" مجھے اوباش بھی بتاتے ہیں، ممکن ہے ان کے گھر والوں میں سے کسی نے شکایت کر کے انکو "میری اوباشی" کا یقین دلایا ہو مگر یہ

ہ ہے کہ میں ان کی طرح عیاّر مکار، اور شرابخوار نہیں ہوں جس کا وہ مفتی کفایت
لا واحدی کے سامنے اقرار کر چکے ہیں۔

میں نے غلط نہیں لکھا تھا کہ "یہ طعنہ اب سے تیرہ سو سال پہلے بھی ایک
نے ایک بھتیجہ کو دیا تھا" اور اب پھر کہتا ہوں کہ آج سے تیرہ سو سال پہلے
میرے مورث اعلیٰ کو تم جیسے ہی "نا اہل" کے بھتیجے تھے یہی کہا تھا کہ کیسا
لعت بھتیجہ ہے! کیا باجی صاحب اپنے مورث اعلیٰ کی سنت کو یہ کہکر
تازہ نہیں کر رہے؟

میری عمر اسوقت چالیس کے قریب ہے، اور ظاہر ہے کہ ۱۹۱۲ء میں تخمیناً
برس کا ہوگا اور شاید "باجی صاحب" کی عمر بھی اسوقت یہی ہوگی جس میں
پوری کونڈے" کی رسم ادا ہوتی ہے۔ اور میں جس کے دانت ٹوٹ رہے
، اور بالوں کا بڑا حصہ سفید ہو چکا ہے، اور جو ۱۴ سال سے متاہل زندگی
ر رہا ہے، وہ تو ابھی لڑکا ہے اور باجی صاحب "خواجہ خضر" بنے ہوئے ہیں۔
گر رامپور اور علیگڈھ کا بچپن دیکھنے اور اس سے لطف اندوز ہونے
لے ابھی زندہ ہیں۔ اور ان کی زندگی کے یہ رنگین واقعات میرے پاس
چکے ہیں۔

میں اگر فسانہ آزاد کا "خوجی" تسلیم کر لیا جاؤں، تو آپ ......
اسیر حرص تک "مرزا حماقت بیگ" ہونے میں کس کو شک ہو سکتا ہے؟
نیا "موٹی توند" میں جو دنیا بھر کے چندوں سے نہایت بے ایمانی اور
اری، مکاری، عیاری سے بھری گئی ہے۔ تمام دنیا کا مال بھرنے بھی دوزخ
تر سوخ کو ایک آنکھ نہیں دیکھ سکتا۔ اور باوجود بیحد بزدل اور نمک حرام
نے کے اپنی دلیری کے فسانے "جیل خانہ" میں سناتا ہے، اور جس کے
م خواجگی" کی تمنا شاید قبر ہی میں پوری ہوگی۔

میری بیزار کو کیا غرض پڑی تھی کہ میں آپ کو چچا چچا لکھتا؟ میرے
ں آپ کے صدہا خطوط موجود ہیں، جن میں آپ نے اور آپ کے بڑے
لی صاحب نے مجھکو اپنا بھتیجہ اپنے قلم سے خود لکھا ہے۔ یہ میری شرافت
رِ علی النسبی تھی کہ میں نے آپ کے لکھنے کے مطابق چچا لکھا۔ اور چونکہ ایک
مہ نہیں ہزار مرتبہ آپ کو چچا کہہ چکا ہوں اور لکھ چکا ہوں، اس لیئے یہ
رافت اور وضع داری کے خلاف ہے کہ میں اب آپ کو چچا نہ لکھوں
ر نہ سمجھوں۔ ....

....

آپ نے اچھوتے فتنے کا جو ذکر کیا ہے، اس کی مصلحت کو میں
ب سمجھتا ہوں کہ یہ صرف اس لیئے ہے کہ آپ کے وہ وطنی دوست
دہلی میں سلسلہ کوکین فروشی مقیم ہیں، اور زیادہ جو مال غنیمت میں
سے دار ہیں اور جن کو آپ مجھے جسمانی اذیت پہونچانے کی ہدایت کر چکے
آپکی اس بیہودہ نگاری سے فائدہ اٹھائیں۔ یا پھر کوئی حق پسند

مسلمان آپ کو منبر رسول پر غیبت کرنے سے روکے تو آپ اسکو علم سے
تشبیہ دے کر مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کریں۔ تاکہ اس طرح
کچھ پیسے چندہ کے مل جائیں۔

رہا میرا اس قسم کا ارادہ کرنا، سو اگر آپ مسلمان ہوتے، تو میں آپ کو
بحلف یقین دلاتا کہ میں نے کسی شخص کے سامنے نہ ایسا لغو ذکر کیا، اور
نہ میرے دل میں کبھی یہ جذبہ پیدا ہوا کہ آپ کے جوتے لگواؤں۔ فلعنة
اللہ علی الکاذبین الظالمین۔ یہ میرا حلفیہ بیان آپ کے لیئے نہیں ہے۔
بلکہ عام مسلمانوں کے لیئے ہے۔ جن کے دل میں قرآن کی کچھ عزت ہے۔ اب سے
پہلے دہلی کے ایک نطفہ ناتحقیق اخبار نے جس کی جوتی خوری ضرب المثل ہے۔ اپنے
جوتے لگنے کا بانی مجھی کو اشارۃً جتایا تھا۔

آپ کی ہنسی پر مجھے بھی ہنسی آئی۔ بھلا یہ بھی کوئی مشکل کام تھا جس کا
میں ارادہ کرتا، اور پورا نہ کرتا۔ آپ یقین کیجئے کہ اس قسم کا ارادہ کرنے کے
بعد اسکو اللہ کے فضل سے پانچ منٹ کے بعد خود پورا کر سکتا ہوں۔ مگر یہ
حرکتیں آپ جیسے شہدوں، لچوں لفنگوں، آوارہ معاشوں اور کمین حاسدوں
ہی کو مبارک رہیں

یہ "رئیس المجانین" جو مجسمہ شیطنت اور حسد کینہ و بغض و عداوت
ہے، اور افترا پردازی میں اپنے جد (شیطان) سے بھی بڑھا ہوا ہے، مجھ کو
خواجہ صاحب کا مرید لکھتا ہے۔ کاش یہ "آنکھوں کا اندھا نام نین سکھ" اسی
پرچہ میں جسکو پڑھ کر یہ جاپانی کھلونے کی طرح کوک بھرتے ہی ناچنے لگا؟
اگر کسی سے عینک مانگ کر اور "لگوا کر" دیکھتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس پرچہ
میں میں نے خواجہ صاحب سے سخت اختلاف کیا ہے، جسکو پڑھ کر اس کے
مرچیں لگی ہوئی ہیں۔ اور اس پرچہ کے علاوہ میں خواجہ صاحب سے متعدد
مرتبہ اختلاف کر چکا ہوں۔ مثلاً مساجد کے آگے باجہ بجانے اور اس کی حرمت
ترک کرنے کا جب خواجہ صاحب نے اس رئیس الشیاطین کے ساتھ مسلمانوں
کو غلط مشورہ دیا تو میں نے پوری قوت کے ساتھ خواجہ صاحب کے اس
گمراہ کن اعلان کے خلاف اپنی معلومات کے مطابق پیشوا کے کئی نمبروں
میں سخت مضامین لکھے۔ چونکہ یہ اختلاف رائے کا تھا، اور اس میں حسد
کو دخل نہیں تھا، اور وہ شریف انسانوں کے درمیان تھا اس لیئے ایسے
سخت مضمون کے بعد بھی میرے تعلقات حضرت خواجہ صاحب سے
غیر خوشگوار نہیں ہوئے۔

رہا آپ کا یہ لکھنا کہ "جھوٹے اقوال کی تردید وہ خراج ہے جو بڑے
سے بڑا انسان بعض وقت ایک ذلیل سے ذلیل ہستی کو
دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ وہ خراج میں جھوٹے نظامی کے سب سے
جھوٹے "مرید" بقائی" کو پیش کر رہا ہوں"

اگر جھوٹے اقوال کی تردید آپ کے نزدیک ضروری ہے تو پھر

مجھے حسب ذیل سوالات کے جوابات چھوٹے ہی کچھ کر دیدیجئے۔ تاکہ دنیا کو معلوم ہوسکے کہ یہ شریف بدمعاش "اولڈ ایڈووکیٹ ڈاکو" اور یہ مفروضہ "بڑے آدمی" جو آج مسلمانوں کا خون جونک کی طرح چوس کر فکر قوم میں گھل گھل کر ہاتھی ہو گئے ہیں۔ انکی اصلیت کیا ہے۔ وہ سوالات یہ ہیں۔

(۱) کتنے عرصہ تک آپ اسسٹنٹ ڈائرکٹر جنرل سی۔ آئی۔ ڈی کے عہدہ کے امیدوار رہے۔

(۲) سرچارلس کلیولینڈ اور میجر ہیڈن کا وہ کونسا برتاؤ تھا جس کی شکایت آپنے ولسرائے کی اگزکٹو کونسل کے ممبروں سے کی۔ اور جب آپ کی التجا پر توجہ نہیں ہوئی، تو آپ انگریزوں کے دشمن ہو گئے۔

(۳) اس ذاتی بے عزتی کے علاوہ اور کونسا ایسا قومی و ملکی معاملہ ہوا تھا جس سے متاثر ہو کر آپ نے انگریزی حکومت کی مخالفت کی۔

(۴) کانپور کی مسجد کا ایجیٹیشن شروع ہونے کے بعد آپ اور مسٹر وزیر حسن وکیل سابق سکریٹری مسلم لیگ اچانک بلا منظوری قوم جب انگلستان تشریف لے گئے تھے آپ نے وہ سفر کس پبلک فنڈ سے کیا تھا اور اسکا حساب آج تک باوجود متعدد مرتبہ کے مطالبہ کے کیوں نہیں شائع کیا گیا۔

(۵) ٹرکی طبی مشن کا حساب آجتک شائع نہیں ہوا۔ اور اسکا بقیہ سامان آپنے جنگ یورپ کے شروع میں مسلمانوں کی رائے عامہ کے خلاف انگریزوں کو کس امید پر حوالہ کیا؟

(۶) ترکی قرضہ کے تمسکات کا روپیہ جو آپ کو قسطنطنیہ سے وصول ہو چکا تھا کیوں نہیں مالکان تمسکات کو ادا کیا گیا۔؟

(۷) مدر دد کامریڈ کے ڈبنچروں کا روپیہ آج تک کیوں نہیں ادا کیا گیا۔

(۸) غالب کے مزار کی مرمت کے دو ہزار روپے میں سے نہ تو ایک کوڑی غالب کی قبر پر خرچ ہوئی، اور نہ آپنے کوئی حساب شائع کیا۔

(۹) خلافت کا ہزار ہا روپیہ کانگریس کے اسپیشل اجلاس سے ترک موالات کا پروگرام پاس کرانے کے لئے کس شرعی حجت کے ماتحت مسلم و غیر مسلم ڈیگلیٹوں کے کرایہ وغیرہ میں صرف کیا گیا، اور اس کی تعداد کیا تھی؟

(۱۰) کراچی کانفرنس کی تقریر دن کو مرحوم حضرت مولانا عبد الباری اور دیگر علما، کو ڈرا کر اور دھمکا کر ان کو بعد میں فتوے کی صورت کیلئے دی گئی۔

(۱۱) خلافت کمیٹی سے کے لاکھ روپے آپ کے اور آپ کے بھائی کے نام کی شہرت کے لئے انگریزی تار آفس کو دیئے۔

(۱۲) بلگام خلافت کانفرنس میں مولانا ظفر علی کے اس رزولیوشن کی مخالفت کر کے ملک، قوم، مذہب، وطن، اور اسلام اور نظام سے غداری نہیں کی جس میں مسلم برار کو خلافت کمیٹی سے اپنے ہاتھ میں لینے کی استدعا کی تھی۔

(۱۳) کوکناڈا کا خطبہ صدارت جو بذریعہ تار تمام ہندوستان کے اخبارات کو بھیجا گیا تھا اس پر کتنا روپیہ خرچ ہوا، اور وہ روپیہ خلافت کمیٹی کے خزانہ سے کیوں دیا گیا۔

(۱۴) خلافت وفد جو انگلستان میں گیا تھا، اس میں شراب نوشی کا بل کیوں ہے۔ اور ترک یتیموں کے نام سے لئے ہوئے روپے سے آپ نے اپنے پہننے کے لئے ستر پونڈ کا فراک کیوں خریدا؟ اور کیا اس قسم کے اخراجات کی منظوری آپ نے صدر وفد مولانا سید سلیمان صاحب ندوی یا مرکزی خلافت کمیٹی سے لے لی تھی۔

(۱۵) کیا آپ نے اخبار زمیندار اور سیاست کے خلاف گورنمنٹ سے چغل خوری اور جاسوسی نہیں کی۔ اور کیا محض آپ کی جاسوسی سے سیاست کا بے گناہ لیڈر قید نہیں ہوا۔

(۱۶) کیا آپ نے دس ہزار روپے انگلستان میں ایک سیما کمپنی کو محض اپنی شہرت کے لئے اس لئے نہیں دیئے کہ وہ آپ کا فلم لے جس سے مقاصد خلافت کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا، اور ایسی گرانقدر رقم کی آپ نے نہ مرکزی خلافت کمیٹی سے منظوری لی اور نہ صدر وفد سے۔

(۱۷) سنٹرل خلافت کمیٹی نے جب آپ کی یہ درخواست مسترد کر دی کہ وہ اپنے روپے سے آپ کا مقدمہ جو کراچی میں ہوا تھا نہیں شائع کر سکتی، تو آپ نے مسیح الملک کے پاس ایک خفیہ خط لکھ کر ان پر دباؤ ڈالا کہ دہلی خلافت کمیٹی سے یہ مقدمہ چھپوا کر شائع کیا جائے اور اسطرح دہلی کی خلافت کمیٹی کا سات ہزار روپیہ صرف آپ کی شہرت کے لئے برباد ہو گیا جس میں سے سات سو روپے بھی وصول نہیں ہوئے۔ اور وہ کتابیں آج تک پڑی ہوئی سڑ رہی ہیں۔

(۱۸) کیا آپ فتوی طعام ہنود کو مذہبی فتوے مانتے ہیں اگر جواب اثبات میں ہے تو پھر آپ نے سر ٹکلن کو اس کے غیر شرعی ہونے کا ٹیلیفون کیوں کیا۔ اور اپنے اخبار میں ایک لفظ اس کی حمایت میں کیوں نہیں لکھا؟

(۱۹) جمعیۃ علماء کے جلسہ مرادآباد میں آپ نے واپسی برار کے رزولیوشن کی سخت مخالفت کی۔

(۲۰) سادات بنی فاطمہ کو خچر سے تشبیہ دی۔ اصحاب بدر و احد کو پیسہ کا لو بھی کہا۔ حضرت عثمانؓ خلیفہ سوئم کو جہاد سے بھاگنے والا لکھا۔

آج تو صرف اتنے ہی سوالات پر اکتفا کرتا ہوں۔ آئندہ اشاعت میں اور بھی پیش کرونگا۔

نہیں معلوم یہ غلط فہمی آپ کو کب سے ہوگئی کہ آپ بھی اپنا شمار شریفوں میں کر کے بڑا آدمی سمجھنے لگے۔ اوقات سے رہنا چاہئے تھا، اور اپنی نسبی حالت پر غور کر کے شرفا کی پگڑیوں پر ہاتھ ڈالنے کی جرات نہ کی ہوتی کہ آسمان کا تھوکا صد احلق میں آیا ہے۔

یہ تو لکھ دیا کہ ۱۹۲۲ء میں یہ لڑکا ہمارے پاس آتا تھا۔ مگر حکیم فرشتہ صاحب، ہزار ہا روپے کی جو رقوم خدام کعبہ کیلئے آپکو دیں انکو شیر مادر کی طرح ہضم کر گئے۔ ان کا بھی ذکر کیا ہوتا۔

جس طرح فسانہ آزاد کے خوجی حضرت کو یہ وہم تھا کہ جو عورت مجھے دیکھتی ہے
ریجھ جاتی ہے اسیطرح میرے کرم محترم کو یہ غلط فہمی ہے کہ مسلمان اب بھی ویسے
بیوقوف ہیں جیسے سال ہائے گذشتہ میں تھے۔ اور ان کو وہی آبرو کرتے ہیں جو پہلے
تے تھے۔ حالانکہ اب تو ایک چمار بھی ان پر تھوکنے کا روادار نہیں۔ چہ جائیکہ ان کی
[illegible] جائے۔ بھلا جس پرچہ کے مستقل خریدار سات سو سے زیادہ نہ ہوں
پرچہ دس کروڑ مسلمانوں کی نمائندگی کا مدعی ہو تو اس کے ایڈیٹر کو آگرہ نہ
[illegible] جائے تو کیا کیا جائے۔؟

میرے کرم بزرگوار نے ۱۰ رجنوری کے ہمدرد میں مجھ کو "باجی" سے بھی مخاطب
کی عزت بخشی ہے۔ اور یہ وہ خراج ہے جو آجکل "ہر شریف" ہر بدمعاش کو دینے
پر مجبور ہے جو باشندۂ رامپور ...... ہی کیوں نہ ہو۔ میں باجی اپنے باجی
برادر سے عرض کرتا ہوں کہ شرفا پر یہ سمجھکر غلاظت اچھالنا کچھ اچھا نہیں کہ
فطری شرافت کی وجہ سے کچھ نہیں دیں گے کہ نمازی کا لقا وصول ہو کر رہتا ہے۔

۱۰ رجنوری کے ہمدرد میں صفحہ ۳ کالم ۲ پر ارشاد ہوتا ہے کہ "حضرات
[illegible] مجھپر ناراض نہ ہوں کہ ایسے ذلیل اور اسقدر چھوٹے آدمیوں کے
[illegible] بھی اب محمد علی کا قلم کے کالم سیاہ کرتے ہیں۔"

نہیں معلوم وہ "خواص" کون احمق ہیں جو آپ کے متعلق بھی یہ رائے
[illegible] ہیں۔ یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ جب کتے کے آگے "راتب" نہ ہوگا، وہ بھونکے گا جب
کتے کا پیٹ خالی ہوگا وہ شریف راہگیروں کی ٹانگ لیگا۔ یہ دوسری بات
کوئی باولا کتا سمجھکر گولی کھلادے۔ اور گلے میں پٹہ نہ ہونے کی وجہ سے
پکڑ کر کھینچتا ہوا کوڑی پر لیجا کر ڈالدے۔

کسی پڑھے لکھے آدمی نے بتایا ہوگا کہ "ہر چہ مردی کند ہر آنچہ پیر ختواں کرد"
ہے۔ اس لیئے ۱۰ رجنوری کے ہمدرد میں عزیب فارسی کی ہڈی پسلی سلامت
اس تاریخ کو میری قلعی کھولنے کا وعدہ کا ایفا اسطرح ہوتا ہے کہ۔

"مجھے پروا نہیں کہ علی حسن نظامی اور اسکی شیطانی ذریات کا میری
قابلیت یا میرے پبلک کام کے متعلق خیال کیا ہے۔ لیکن جب یہ
ذلیل جماعت بھی چند بیہودہ من گھڑت اقوال میری طرف منسوب
کرکے شائع کر دیتی ہے تو لوگوں کی سادہ لوحی سے اندیشہ ہے کہ تردید
نہ کیئے جانے کے باعث شاید وہ اس غلط اور بیہودہ نسبت کو
صحیح تصور کرلیں۔ اس لیئے یہ دیدہ خراج ہے، جو بڑے سے
بڑا آدمی بھی بعض اوقات ایک ذلیل سے ذلیل انسان کو
دینے پر مجبور ہے۔" ہمدرد ۱۰ رجنوری صفحہ ۲ کالم ۱

[illegible] دینے کی "مجبوری" کا تو عرصہ ہوا مجھے علم ہو گیا تھا۔ پھر اب اس مجبوری
کا اشتہار کیوں ہے؟ آپ کے ساتھ رامپور میں شہزادوں کا کھیل
[illegible] والوں کو سب کچھ معلوم ہے۔
[illegible]

تو صحیح سمجھ لیا اور اس سے آپ کو ناراض نہ ہونا چاہیئے کہ لوگ آپ کی اصلیت اور حقیقت
سے واقف ہو گئے۔

اصل سے خطا نہیں کم اصل سے وفا نہیں

باجی صاحب آپ کو پروا نہ ہو، مگر آپ کی انگریزی قابلیت کا بھانڈا تو راجہ
غلام حسین کے انتقال نے پھوڑ دیا کہ کامریڈ کو دور ثانی میں وہ عروج نصیب نہ ہو سکا، اور
آپ اسکی کمی اشاعت سے اسقدر مجبور ہوئے کہ آپ کو اسے بند کرنا پڑا۔

رہا آپ کا پبلک کام۔ اگر وہ کوئی ہے، اور اس سے مسلمانوں کو ذرہ برابر فائدہ پہنچا
ہے تو لللہ اسکو ظاہر کیجیئے۔ تاکہ آپ کی تمام عمر کی روسیاہی دھل سکے اور آپ کی لیڈری
کچھ دنوں سنبھالا لے سکے۔ ورنہ اگر آپ اجازت دیں تو پچاس کام آپ کے میں گنوا
دوں جس سے مسلمانوں کو من حیث القوم نقصان پہنچا۔ البتہ آپ نے ذاتی فائدہ
قومی خدمت کے دھوکے میں اتنا حاصل کر لیا کہ آپ ملازمت کے انتہائی عروج
کے زمانہ میں بھی نہیں حاصل کر سکتے تھے۔

لوگوں کی سادہ لوحی کا اندیشہ نہ کیجیئے۔ اگر وہ سادہ لوح نہ ہوتے تو آپ
جیسے نااہلوں کی آواز پر آنکھیں بند کرکے نہ ہوتے اور سونے اور پیتل کے فرق کو
سمجھتے۔ اور اگر وہ سادہ لوح نہ ہوتے تو آپ کو کروڑہا روپیہ چندہ کا ہضم کرتے
دیکھ کر خاموش نہ ہوتے۔ اور حلق میں ہاتھ ڈالکر اگلوا لیتے۔

"عزیز حسن خود ہی اپنے "محرر خصوصی" خود ہی "مدیر غیر مسئول" اور
خود ہی کاتب بھی ہیں۔" ہمدرد ۱۰ رجنوری صفحہ ۲ کالم ۲

میں نے کب یہ لکھا کہ میرے نانا دہلی کے وزیر اعظم رہ چکے ہیں۔ مجھے تو ہمیشہ اسپر
فخر رہا کہ جائز اور حلال ذریعہ سے کماکر اپنے اہل وعیال کو کھلاتا ہوں۔ نہ کبھی قوم
کے نام پر بھیک مانگی، اور نہ بھیک کے ٹکڑوں پر بسر گذارا ہوا۔ میں تو ہمیشہ اپنے تئیں معمولی انسان
سمجھتا ہوں ایکسال سے برابر اس پیشوا میں اپنے تئیں خود ایک معمولی انسان لکھ رہا ہوں جیسے
جاہل اور حقیر انسان کی ذمہ دارانہ ادارت میں دوسرے سال کے شروع ہوتے
ہی تین ہزار چھپ رہا ہے۔ جس کے لیئے میں نے اکابرین قوم سے ناجائز روپیہ وصول
کیا، اور نہ امدادی فنڈ قائم کیا۔ اور نہ آپ کی طرح قوم کے مالداروں پر اس کے لیئے
ڈاکہ ڈالتا ہوں۔ یہ آپ نے شاید اصول اخبار نویسی کے لحاظ سے صحیح لکھا ہو کہ میں
پیشوا کا مدیر مسئول نہیں ہوں۔ اگر میں نہیں ہوں تو آپ بتائیے کہ پھر کون ہے؟

"اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ نفسی یا تقاضی ہی کی طرح کوئی بیہودہ لکا یا
لچا، لفنگا ہو۔" ہمدرد ۱۰ رجنوری صفحہ ۳ کالم ۱

اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ محمد علی کی طرح کوئی نابنجار، نابکار، قوم فروش، کفن کھسوٹ
دین فراموش، غدار، جاسوس، عیار، مکار، سوداگر مذہب و وطن، گندم نما جو فروش
کلال زادہ، عیاش، حرامکار، لچا، لنگا، شہدہ، نمک حرام، ایرانی المذاق، شرابی، نذانی
کنندہ ناتراش، اجہل مرکب، ہندستانی جیسا بازاری آدمی ہو جیسا کہ [illegible]
[illegible]

مجھ شیخ عبد القادر صاحب سے بڑی ہمدردی ہے کہ وہ باوجود بے تکلفی ہوس میں سوئے کہانے اور ہندو سبھا کی آغوش میں جانے کے پنجاب کونسل کی کرسی صدارت پر بیٹھ گئے۔ اگرچہ یاروں نے مسلم لیگ کی صدارت دیکر بیسلی اسمبلی کے لئے بڑی مشکلات پیدا کر دی تھیں۔ مگر بیلی صاحب بھی "بڑے بچیت" نکلے۔ اپنے بغلی ڈوبے کہ شیخ صاحب باوجود سوامی جی کے قتل کی خبر سنکر اپنا ایڈریس پھاڑ دینے کے اور راجہ نریندر ناتھ کی پناہ مانگنے کے لیے ترنگے جیشی نزاد شہاب ثاقب سے اپنے تئیں بچا سکے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی صدارت بھی بچاروں کو کچھ راس نہ آئی۔ غالباً کسی سرکاری کمیشن کا ممبر بنا کر بیلی صاحب کچھ اشک شوئی کی کوشش کریں گے۔

پیشوا کے ناظرین بخوبی جانتے ہیں کہ میں مسٹر آصف علی بیرسٹر کے متعلق کیا رائے رکھتا ہوں۔

مگر گزشتہ مہینے سوامی شردھانند کے حادثۂ قتل پر جو اشتعال انگیز تقریریں رلم دیں۔ لالہ لاجپت رائے وغیرہ اکابرین سنگٹھن نے کیں ان مسٹر آصف علی جیسا اتحاد دوست اور گاندھی کا دلدادہ اور ہندو نواز اور ہندی طبیعت کا مسلمان بھی اتنا متاثر ہوا کہ انہوں نے اسی وقت ان تمام اعتراضات کا جواب دینا چند زعم قوم پرستی کے منافی نہ سمجھا۔ اور جب ان کو سرپر اور پیشہ ور منسدہندوؤں نے تقریر کرنے سے روکا تو انہوں نے کانگریس کمیٹی اور میونسپل کمیٹی وغیرہ سے استعفے دینا اپنا فرض سمجھا۔ ان کے اس طرز عمل پر تمام شریف ہندو و مسلمان رہناؤں نے اظہار مسرت کیا۔ اور اکثر مسلمان تو "مسٹر آصف علی کی شادی سے بےحد خوش ہوئے مگر بمبئی میں "ہاجی" شوکت علی صاحب مدظلہ وعرضنہ جو سوامی جی کے غم میں "گبل گبل کے باکتی" ہوئے جاتے ہیں اور سوامی جی کی خیالی ارتھی پر آنسو گراتے ہوئے اپنے اس کلمہ کے شریک مسلمان بھائی کی شہادت کو بھول جاتے ہیں۔ جس نے کبھی نہ کبھی اس "چونی والے چھٹی کے لیڈر" کی کشکول میں چونی ڈال ہی دی ہوگی اور جس کے حق اخوت کا نام لیکر وہ ہمیشہ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کو چھوڑ کر سات سمندر پار کے مسلمانوں کے ہمدرد بنا کرتے ہیں۔

بہر حال وہ سوامی جی کے غم میں پروفیسر اندرے زیادہ اشکبار نظر آتے ہیں۔ اور مسٹر آصف علی کے طرز عمل سے سخت نالاں ہیں۔ اور اسکو وہ ایک سستی شہرت حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے مسٹر آصف علی کو ہدایت کرتے ہیں کہ وہ اپنی گزشتہ زندگی کو یاد کرکے صرف بیرسٹر رہ کے جائیں اور قومی خدمت ان کی "پیشوا ہاشی" اور سنہری ٹوپی کے لئے مخصوص رہنے دیں تاکہ یہ کمائی کا ٹھیکا کسی اور کے قبضہ میں نہ چلا جائے۔

مسٹر آصف علی کو نصیحت کرنے سے پہلے وہ اس پر بھی غور کرتے کہ ان کی گزشتہ اور موجودہ زندگی کس قدر شرمناک اور قابل اصلاح ہے۔ اور خود ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کو معلوم ہے کہ شوکت علی صاحب کی گزشتہ زندگی کیسی تھی؟

"ہاجی صاحب" کو حاسدانہ نصیحت کرنے سے پہلے یقیناً مسٹر آصف علی کی پوزیشن پر غور کرنا چاہئے تھا۔ جن کو متعدد آریہ سماجی لیڈروں نے ارتھی کے جلوس میں شرکت نہ کرنے پر جواب طلب کرکے جلسہ میں شرکت کے لئے بحیثیت صدر صوبہ کانگریس کمیٹی بلایا تھا۔ اور پھر ان کے لئے یہ ناممکن ہو گیا تھا کہ اس جلسہ میں جو زہر تعلیمات اسلام کے خلاف اگلا گیا تھا اور مسلمان قوم کو جس طرح سازش میں پھانسنے کی ابلیسانہ کوشش کی گئی تھی اسکو سنکر خاموشی کی رضامندی دیں۔ اور اس طرح ملک کے امن و امان اور ہندو مسلم اتحاد کو جو کانگریس کا نصب العین ہے۔ فرقہ وارانہ جھینٹ چڑھتا ہوا دیکھیں۔ اور خاموش رہیں۔

میں باوجود اشد ترین اختلاف کے مسٹر آصف علی کی اس جرأت کی تعریف کرتا ہوں۔ جو انہوں نے اس جلسہ کی اسپرٹ سے متاثر ہوکر ظاہر کی۔ اور ہر انصاف پسند ان کے اس شریفانہ طرز عمل کو بنگاہ استحسان دیکھے گا۔ سوائے پیشہ ور اور کمین حاسدوں کے۔

"ہاجی" شوکت علی صاحب کی تحریر کا ایک ایک لفظ ثابت کر رہا ہے کہ وہ اپنے اور اپنی پارٹی کے علاوہ دوسروں کو یہ حق نہیں دیتے کہ وہ پبلک لائف میں شریک ہو سکیں۔ اور ان کی حاسدانہ تحریر سے اس دنائت طبع کا کافی سے زیادہ اظہار ہوتا ہے۔ کیا فلسفہ جذبات کے مفسر اور مولف اور مصنف اور سچ کے درد و غم مصلحت آمیز کے حامل اور ذیر جلی برادران" کے اس حاسدانہ کیرکٹر کا فلسفہ بیان کرنے کی زحمت گوارا فرمائیں گے؟ اور کیا وہ خلافت کمیٹی کی صدارت (جس کو انہوں نے حضرت مولانا عبدالباری صاحبؒ کی پگڑی پر ہاتھ ڈال کر اپنے لئے "ہاجی صاحبان" کے ذریعہ نہایت عیاری اور مکاری کے ساتھ حاصل کیا تھا) کی رشوت ان کو حق گوئی کی اجازت دے گی!

پیشوا کے ناظرین واقف ہیں کہ میں پیشوا کو زندہ رکھنے کے لئے امدادی رقوم یعنی پسند نہیں کرتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ پیشوا کی پالیسی آزاد ہے اور اسی لئے وہ کسی پارٹی کا آرگن نہیں ہے۔ مگر گزشتہ مہینے کا پیشوا شائع ہوتے ہی دہلی کی ایک قومی مزدیات سے باخبر محترم خاتون کا حسب ذیل خط میرے ایک محترم بزرگ کے نام آیا۔ جس کے ہمراہ پانچ روپے کی رقم بھی تھی۔ جو حسب ذیل ہے۔

کرمفرمائے من! السلام علیکم

رسالہ پیشوا جلد ۷ نمبر ۱ مضمون ہاجی محمد علی [illegible]

میرا دل اس قدر خوش ہوا کہ ایسے پرچے کی بقا کے لئے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ دوسرے معنوں میں ایسے پرچے قوم کی از سر نو زندگی کا باعث اس لئے ہوتے ہیں کہ قوم میں رخنہ ڈالنے والوں کے کرتوت ظاہر و آشکار کر دیتے ہیں۔ میرا بے اختیار دل چاہا ہے کہ اس پرچہ کی حفاظت کے لئے مبلغ پانچ روپے آپ کے توسل سے بھیجوں۔ یہ کارڈ سب کے نذر میں سے نہیں دے رہی ہوں بلکہ دلچسپی اور دل کے بہلاؤ کے لئے جہاں اور خرچ ہوتے ہیں یہ بھی خوش خرچی ہے۔

آپ کی معرفت اس لئے یہ روپے بھیجے ہیں کہ آپ خواجہ حسن صاحب کو بھا دیں گے کہ یہ اللہ واسطے نہیں ہیں بلکہ ان کے مضمون کی قدر دانی کر کے پیشوا کے تحفظ کے واسطے ہیں۔ جس کا سلسلہ میں حتی المقدور جاری رکھوں گی شرم آتی ہے کہ بڑی حقیر رقم ہے مگر مہ کند جنوا کہ بیچارہ

راقم الخشیم

میں نے عمداً ان تحریرات کی اشاعت سے اجتناب کیا ہے جو پیشوا کی پالیسی کی پسندیدگی کے متعلق میرے پاس آتی رہتی ہیں۔ مگر میرے لئے اپنے محترم بزرگ کے ارشاد کو اس خدائی اسپرٹ دیکھتے ہوئے اس امدادی رقم کے انکار کرنا ناممکن ہو گیا۔ جو انہوں نے اپنے جذبہ قدر دانی کے تحت میں مجھے بھیجی ہے۔

میں نے ان کے خط کو پڑھتے ہی سجدہ شکر اس خالق کائنات کا ادا کیا جس کے فضل سے پیشوا اس قدر مقبول ہو رہا ہے کہ یہاں نہ علم ہے نہ طاعت بجز محض اسکی کریمی نہیں تو اور کیا ہے کہ وہ اپنے ایک نالائق اور بندہ عصیاں شعار غلام کی تحریرات میں یہ اثر اور قبولیت عطا فرما رہا ہے۔

میں ان محترم خاتون سے یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ کی یہ گرانقدر رقم میں نے سر پر رکھی کہ خلوص اور محبت اور قدر دانی کی کوڑیاں بھی اشرفیوں سے زیادہ وزنی اور قیمتی ہوتی ہیں۔ آپ کے یہ پانچ روپے میرے لئے امراء کے پانسو اور پانچ ہزار روپوں سے بھی زیادہ ہیں۔ جن کو میں نے قبول کر کے آپ کی طرف سے پانچ نادار اور شوقین مسلمانوں کے نام ایک سال کے لئے پیشوا مفت جاری کر دیا ہے۔ کیا حاجی محمد علی سن رہے ہیں کہ شریف خاتونیں ان کے متعلق کیا سننا پسند کرتی ہیں؟

کاش ان فرض شناس خاتون کی تحریر کا اثر پیشوا کے ناظرین قبول کریں۔ اور پیشوا کے لئے جدید خریدار فراہم کر کے بجائے اس نقصان [illegible] پیشوا کو سست شائع کرنے کی وجہ سے ہو رہا ہے کہ کل فیصلہ ... بہتر ہے کہ ہر خریدار پیشوا کے لئے اپنی جگہ نئے خریدار فراہم کرے۔ اور مسلمانوں کے لئے بہتر ہوا اگر حاجی محمد علی اپنی مفسدانہ اور حاسدانہ طرز عمل پر غور کریں۔

بعض بھائیوں نے لکھا ہے کہ آپ لیڈروں اور پیشواؤں کی کمزوریاں ظاہر کر کے اور قوم کو ان سے برگشتہ کر کے خود ان کی جگہ لیکر قوم کو اپنا گرویدہ بنانا چاہتے ہیں۔

اور کئی بھائیوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ جن بزرگان پنجاب و دہلی لکھنؤ اور کلکتہ کے اعمال پر میں نے گزشتہ پرچہ میں لکھا ہے ان کے خانساماں اور بیرے مجھ سے زیادہ مالدار ہیں۔ اس لئے مجھے کوئی حق نہ تھا کہ میں ان کی تحریرات پر نکتہ چینی کرتا۔

میں اسے تسلیم کرتا ہوں کہ میں ایک غریب مفلس مسلمان ہوں اور یقیناً ان بزرگوں کے ادنیٰ ملازم مجھ سے زیادہ کماتے ہوں گے۔ مگر یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ ان کی امارت کا طعنہ مجھے کیوں دیا جاتا ہے جبکہ میں اپنے افلاس کا بار بار خود تذکرہ کرتا ہوں اور اپنی غربت پر نازاں ہوں کہ میرے آقا و مولا بھی یہی فرمایا کرتے تھے۔ اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا۔

یہ سب کچھ صحیح ہے۔ مگر اس کے باوجود بھی جب تک وہ پبلک میں ہیں مجھے پوری طرح حق ہے کہ میں ان کے ان اعمال کی گرفت کروں جو ملت اسلامیہ کے مفاد سے متعلق ہوں۔ اور یہ حق اس وقت تک مجھ کو رہے گا جب تک میں اور وہ مسلمان ہیں۔

اس کے ساتھ ہی میں اپنے ان مخلص معترضین کے شکوک بھی رفع کرنے چاہتا ہوں۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ مجھے لیڈروں کی جگہ لینے کا خبط ہے۔

میں جس دنیا میں رہنا چاہتا ہوں اس کی لیڈری اور پیشوائی کے لئے کسی بڑے اہتمام کی ضرورت نہ تھی۔ صرف ایک کمبل اور ایک بوریہ کے ساتھ ہزاروں انسانوں پر حکومت کر سکتا تھا۔ اور پھر ان نام نہاد لیڈروں کے متبعین تو ہوا کے رخ کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ مگر میں جس خاندان سے نسبت رکھتا ہوں اس کے لاکھوں ماننے والے صوفی مشرب مسلمان ہندوستان کے علاوہ افغانستان اور بلخ و بخارا تک پھیلے ہوئے ہیں۔ جو ہر عیب کو ہنر کی نظر سے دیکھنے کے عادی ہیں اور ان کی رہنمائی کے لئے حضرت خواجہ باقی باللہ کی اولاد کا فخر ہونے کے بعد پھر کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں رکھتی کہ میں کون ہوں اور میرے اعمال کیا ہیں؟۔

مگر میں نے آنکھ کھول کر بجائے گیروا کپڑے پہنے اور تسبیح ہاتھ میں لیکر مرشدوں کی طرح خوش اعتقاد ... [illegible]

[illegible] اہل وعیال کے گزارہ کے لئے مزدوری کرنی مزدوری اور مناسب بھی
[illegible] شکر کہ میرا ضمیر مطمئن ہے کہ میں دنیا کو اپنے وجود سے آج کل کے پیشواؤں
کی طرح دھوکا نہیں دے رہا۔ اور کسب حلال سے اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ
پالنے کے لئے اسوقت روانہ ہو جاتا ہوں جس وقت آج کل کے جبہ پوش پیشوا
پڑے ہوئے خراٹے لیتے ہیں۔ اور اس پر فخر کرتا ہوں کہ میرے پیٹ کا بوجھ
دوش اعتقاد لوگوں پر ہے اور نہ قومی چندوں کی بھیک کے ٹکڑوں پر اور
خدا سے یہی دعا کرتا ہوں کہ خدایا مجھے اپنی قوت بازو سے کمائے ہوئے روپے
سے اسی طرح اپنے فضل سے رزق بہم پہنچائیو۔ اور اے عاجز نواز قدوس مجھے
باقی پیریوں اسی غربت میں اٹھا لیجئے۔ کہ واحشرنی فی زمرۃ المساکین
میرے آقائے کائنات نے یہی کہا ہے۔

تھوڑے دنوں سے اخبارات میں یہ خبر گشت لگا رہی ہے کہ انجمن
خدام الحرمین کے سکرٹری صاحب ایک ہفتہ وار اخبار علم و داری بزنجور
پر عامل ہو کر نکالنا چاہتے ہیں۔
اگر وہ نا موافق نہ ہوں تو میں ان سے با ادب یہ درخواست
کروں گا کہ ایسی حالت میں جبکہ ہمدم اور سیاست جیسے دو زبردست روزانہ
اخبارات انجمن کے اغراض ومقاصد کی حمایت کے لئے وقف ہیں تو پھر یہ نئی سکیم
ہمراہ کیوں بنائی جا رہی ہے؟
مشیر حسین صاحب کی باوجود سیاسی اختلاف کے میں عزت کرتا ہوں مگر
ان کے موجودہ طریق کار سے مجھے سخت اختلاف ہے۔ خدام الحرمین کو جس زور
شور سے کام کرنا چاہئیے تھا۔ وہ حضرت مولانا عبد الباری صاحبؒ کے انتقال
کے بعد سے ناپید ہے۔ ممکن ہے ہمارا جہ صاحب محمود آباد کی مصلحتیں ان کو
تیز قدم اٹھانے میں مانع ہوں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کے موجودہ مشاغل
ہرگز اس کی اجازت نہیں دیتے کہ وہ ایک نئے اخبار کے تجربہ کے لئے قوم کا
ہزاروں روپیہ برباد کریں۔ ان کی معلومات کے لئے لکھتا ہوں کہ اس قسم کا تجربہ
اب سے کئی سال پہلے جبکہ "قومیت متحدہ" کا جن علماء کرام پر بھی سوار نہ تھا تو
انہوں نے مسلمانوں کی رقم پر ایسا ہی خطرناک تجربہ کیا تھا۔
جمعیۃ علماء کا کاروبار زوروں پر تھا خوب دھڑا دھڑ [illegible]
رہیں آرہی تھیں۔ بجلی کے پنکھوں اور برقی روشنی نے قبل آمد زرے علماؤں کے
دماغ خراب کر رکھے تھے کہ بعض اخبارات نے جمعیۃ کے کارکنوں پر اعتراضات
کئے تھے۔ علماء اب سیاست کے منتہی ہونے کے مدعی تھے۔ انہوں نے بھی جان
لیا تھا کہ اخبارات کی رائیں کس طرح خریدی جاتی ہیں۔ اسلئے ان مفت دل
بے رحمی پر عامل ہوئے۔
[illegible] ہزاروں روپیہ غریب مسلمانوں کی کمائی کا دیکھ طولی
[illegible] کی خاطر اپنی عزت کے بچاؤ کے لئے دلوادی۔

مگر قومی روپیہ لیکر ان حضرات کی عادت بگڑ گئی تھی اسلئے انہوں
نے پھر اعتراض کئے۔ مگر اب جمعیۃ علماء کے مولوی ایڈیٹر ہو گئے تھے لہٰذا
انہوں نے فیصلہ کیا کہ اپنی نمائش کی نئی دوکان لگائی جائے۔ چنانچہ باوجود
گلابی وبائی ہونے کے عرس کی روٹیوں کی طرح پہلا پرچہ دس ہزار اس حالت
میں چھپوالیا کہ ان کے پاس ایک ہزار سے زیادہ نام پرچہ روانہ کرنے کے
واسطے نہ تھے۔ اور اس دس ہزار چھپے ہوئے پرچہ کو جس پر دو ہزار روپے
لاگت آئی تھی۔ ردی کرنا پڑا۔ اور اس طرح ایک نمبر میں دو ہزار روپیہ غریب
مسلمانوں کا پہلے تجربہ کے لئے برباد کر دیا گیا۔ اور ایک بے ریش
بروت چھوکرے کو الجمعیۃ کی اڈیٹری کے لئے ڈیڑھ سو روپے ماہوار پر ناظم
صاحب نے ملازم رکھکر اپنا شوق پورا کیا۔
مولوی صاحبان المشتہریاں کا لیکچر کمیں ہوتے ہیں۔ اس لئے غریب مسلمانوں
کی جیبیں ٹٹولی گئیں۔ اس وقت سے آج تک بدنصیب مسلمانوں کا پندرہ ہزار
روپے کے قریب اخبار الجمعیۃ کا "سفید ہاتھی" بن چکا ہے۔ اور اب بھی سلف
سپورٹنگ نہیں ہے بمشکل سے سات سو آٹھ سو خریدار ہوں گے۔ کیونکہ کل
پندرہ سو پرچہ چھپتا ہے۔ جس مستقل طور سے تین سو چار سو روپے ماہوار کا خسارہ
ہے۔ اور جس پر دو ہزار کے قریب بازار کا قرضہ ہے اور اس کی انتظامی حالت
یہ ہے کہ دو ناظموں میں سے ایک بھی دفتر کے کام سے واقف نہیں بعض ناتجربہ کار
اور بد دیانت کارکن جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ کوئی حساب وکتاب کا دیکھنے
والا نہیں۔ جو چاہا حساب میں لکھ دیا۔ ناظم صاحب عمومی کو دستوں اور
دوروں سے بہت کم فرصت ملتی ہے۔ اور نائب صاحب کو حاجی محمد علی کی
مصاحبت اور چودھراہٹ سے اتنی فرصت نہیں ملتی کہ وہ یہ دیکھ سکیں کہ کس
خریدار کی مدت خریداری ختم ہوئی اور کس کو وی پی بھیجا جائے اور آج کتنے
کے ٹکٹ خرچ ہوئے اور کتنے چوری گئے۔ رہے صدر صاحب سو ان کو
مدرسہ امینیہ کے درس اور فتوے نویسی سے اتنی مہلت نہیں ملتی کہ وہ
دفتر میں کبھی آٹھویں دن بھی پھیرا کر لیا کریں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جب
چندوں کی آمد کم ہوئی تو عہدہ داروں کی دلچسپیاں بھی ختم ہو گئیں اور
سچ یہ ہے کہ اب اس جمعیۃ علماء کے سامنے صحیح معنوں میں کوئی کام بھی
نہیں ہے۔ جس کے لئے عہدہ داران جمعیۃ دفتر میں تشریف لانا ضروری
سمجھیں اور جمعیۃ کی مالی حالت اس درجہ نازک ہو گئی ہے کہ کلرکوں کی
تنخواہیں۔ دفتر کا کرایہ ادا کرنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ اس کی وجہ سوائے اس
اور کچھ نہیں کہ پیٹ کے تو دوں پر قلعی کی تعمیر تھی۔
کیا اس تجربہ کے بعد بھی خدام الحرمین کے کارکن کس جدید تجربہ
کی ضرورت کے لئے غریب مسلمانوں کے روپے کو محض اپنی شہرت کے
واسطے برباد کرنا چاہتے ہیں؟

سوامی شردھانند کے قتل کے بعد جو صحیح اور موثر طریق کار قادیانی جماعت لاہور نے اختیار کیا ہے اس کی تعریف باوجود شدید ترین مذہبی معتقدات کے نہ کرنا گویا حق و انصاف کے گلے پر چھری چلانا ہے۔

اس جماعت نے جبکہ حادثہ کے بعد آریہ سماجی پروپیگنڈہ سے عوام اور ہر طبقہ کے مسلمان متاثر ہو چکے تھے۔ تو اس وقت لاہوری جماعت کے امام مولانا محمد علی صاحب نے نہایت دلیری اور عاقبت اندیشی کے ساتھ ایسا مدلل اور دندان شکن جواب دیا کہ آریہ سماجیوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور میں نے پیشوا میں اس ٹریکٹ کو شائع کرنا ضروری سمجھا جو ہندوستان کے تمام اسلامی اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔ اس بیان میں سے میں نے وہ حصہ حذف کر دیا ہے جو احمدی معتقدات کے متعلق تھا جن سے مجھے سخت اختلاف ہے۔

گزشتہ مہینہ جب میں اپنے جد حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے سالانہ عرس پر حاضر ہوا تو پائیں شریف میں مراقب تھا کہ یکایک دل میں خیال آیا کہ کاغذ کے ہزارہا صفحات سفیدہ سے کالے کئے مگر حضرت کے حالات آپکی تعلیمات اور رباعیات اور اہم مکتوبات و ملفوظات اور وہ اوراد و وظائف اور عملیات جو ابھی تک شائع نہیں ہوئے سوانح عمری کی صورت میں شائع نہیں کئے گئے۔ نہ معلوم کیا گھڑی تھی اور کیا سماں تھا اور کیا بات تھی کہ اسی وقت میں نے تہیہ کر لیا کہ اپنی مصروفیتوں میں سے اس اہم کام کے لئے بھی وقت نکالوں گا کہ یہ وہ حق ہے جو میرے جد کا مجھ جیسے نالائق اور گنہ گار فرزند پر ہے۔ اور جس کی ادائیگی بہت جلدی ہونی چاہئے۔

چنانچہ میں نے اسی روز سے یہ اہم خدمت شروع کر دی اور حضرت مولانا درد کاکوروی اور حضرت مولانا محمد الف دین صاحب بی اے۔ وکیل اور حضرت مولانا سید محمد صاحب ناصر وغیرہ علمدوست بزرگوں سے فرداً فرداً مشورہ اور امداد کی درخواست کی کہ یہ اہم کام تنہا مجھ جیسے نااہل سے ناممکن تھا۔

جس جوش اور مستعدی اور رفتار سے کام کر رہا ہوں اس کو پیش نظر رکھکر کہہ سکتا ہوں کہ انشاءاللہ دو مہینہ میں کتاب پریس میں بھیجدی جائیگی۔

پیشوا کے ہزارہا ناظرین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی معلومات اور اپنے علم اور اپنی یا اپنے دوستوں کی قیمتی کتابوں اور مفید مشوروں سے جلد از جلد میری امداد فرمائیں تاکہ کتاب ہر حیثیت سے اس قابل ہو کہ جدید و قدیم تعلیم یافتہ علماء اور مشائخ کی نظر میں قابل وقعت ہو۔

ایک عرصے سے میرا خیال تھا کہ مسلمانوں کے موت بنا جمود کو رفع کرنے کے واسطے ان مجاہدان اسلام کی زندگی کے حالات مکمل مدلل اور مفصل شائع کروں جنہوں نے ... دشمنان اسلام کی طاقت کو پارہ پارہ کر دیا تھا اور ان میں سب سے پہلے میری نظر اسلام کے اس نامور فرزند پر پڑتی ہے جس نے سب سے پہلے اسلام کا جھنڈا یورپ کی کفرزار چٹانوں پر گاڑا۔ اور جس کو دنیا آج بھی اسلامی شان شنشے کے بعد حضرت محمد طارقؒ کے نام سے یاد کرتی ہے۔ اور جس کے نام سے آج بھی ہسپانیہ کے کفار لرز جاتے ہیں۔ اس کے بعد میں حضرت سلطان محمود غزنوی حضرت سلطان شہاب الدین غوری اور حضرت اورنگ زیب غازی کے حالات شائع کرنے چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ علم دوست حضرات میری امداد فرمائیں گے۔ صرف وہی لوگ مجھے اس سلسلہ میں خط لکھیں جو اس کے اہل ہوں۔

باوجودیکہ سوامی شردھانند کے قتل کا مقدمہ عدالت سشن میں ہے اور انتہائی کوشش کے بعد بھی کسی سازش کا سراغ اعلیٰ افسران پولیس کو نہ ملا۔ مگر ہندو پریس ابھی تک سازش ہی سازش پکار رہا ہے۔ اور اس سازش کے جنون میں تعلیمات اسلام پر ایسے کمینہ کنندہ اشتعال انگیز حملے کر رہا ہے۔ کہ جو یقیناً مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت ہیں، تعجب اور افسوس اور شرم کا مقام ہے کہ دہلی کے بزدل اور ڈرپوک سیاسی اور مذہبی رہنما اور موالاتی اور غیر موالاتی پیشواؤں میں سے ایک کو بھی جرأت نہیں ہوتی کہ ان دشمنان امن و سلامتی کی حرکات پر اظہار نفرت کرنے کے لئے آگے بڑھیں۔ اور حکومت کی پر اسرار اور مرعوب کن خاموشی نے جس طرح آریہ ہندوؤں کو اسلام کے خلاف زہر اگلنے پر دلیر بنا رکھا ہے۔ اس پر حکومت کو توجہ دلائیں۔ میں آئندہ تفصیل سے دہلی کے ان تمام مصلحت کیش نام نہاد پیشواؤں کی حالت پر تبصرہ کروں گا جنکی خاموشی سے آریہ سماجی ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں کہ ان سے جب جلسہ کرنے کے لئے چند دردمند دل نے کہا تو انہوں نے کیا کیا مضحکہ انگیز جوابات دئے۔ ناحق شناسی ہوگی اگر میں اس سلسلہ میں مسلمانان پنجاب کے اس احساس کی تعریف نہ کروں جس کا ثبوت پنجاب کے مسلم پریس اور مسلم اسٹیج نے ہندوستان بھر میں سب سے پہلے دیا۔ حالانکہ ضرورت اسکی تھی کہ یہ آواز سب سے پہلے دہلی سے بلند ہوتی۔ جہاں مفروضہ رئیس الاحرار اور طبیب وطن اور مفتی اعظم اور نظامت جنگ خیر سے موجود ہیں جن کی موجودگی میں بقول حاجی شوکت علی صاحب کسی مسلمان کو ملک اور قوم کی کوئی خدمت کرنے کا حق نہیں ہے۔

کیونکہ یہ مسلمہ امر ہے کہ یا تو جو مسلمان قومی کام کرنا چاہتا ہو وہ مسیح الملک ہونے کی قابلیت رکھتا ہو یا مسٹر شعیب قریشی اور مولانا عرفان جیسا اطاعت شعار چوبدار ہو جب تو وہ کام کرنے کا اہل اور مستحق ہے اور اس کے علاوہ تیسرے درجہ کا مسلمان خواہ وہ کتنا ہی ایثار کرے کیسا ہی قابل ہو "حاجی صاحبان" کے حکم کے مطابق یہ حق نہیں رکھتا کہ وہ ملک و ملت کی خدمت کسی خلوص اور جوش اور ایمانداری سے کر سکتا ہے۔

کیونکہ ملک و ملت کی تمام خدمتوں کا ان دونوں بھائیوں نے اپنے لئے اور اپنی "سنہری لنگی" کے لئے بغیر ٹنڈر کے ٹھیکہ لے لیا ہے

ہرچہ شک آمد کافر گردد

[illegible] پہلے [illegible] پندرہ روزہ فروری سے کرنیکا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ شکر ہے اُس مولا کا جس نے میری اِس آرزو کو پورا کرنے کے جنوری ہی میں اسباب مہیا کر دئے۔

پیشوا کے ناظرین نے لکھا کہ شروع جلد ہے جس طرح فروری میں پیشوا پندرہ روزہ ہوگا اسی طرح جنوری ہی میں کیوں نہ اسکو پندرہ روزہ کر دیا جائے۔ تجویز کی معقولیت میں کسے کلام ہو سکتا ہے۔ مگر کاش اُن کو میری مالی حالت اور میری عدیم الفرصتی کا علم ہوتا؟

بعض حضرات نے اپنی نوازش سے اس ارادہ کی تکمیل کے لئے شروع سال سے بجائے ایک روپیہ بھیجنے کے دو روپے چندہ کے بھیج دئے۔ ایسے قدردان اور احساس شناس بھائیوں کا بیحد شکرگذار ہوں۔

جن بھائیوں کو ۸ جنوری کا پرچہ وی۔ پی بھیجا گیا تھا اور جنھوں نے اپنی محبت اور قدردانی سے اُسکو وصول فرمایا ہے اُن کی اطلاع کے لئے یہ لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی میعاد خریداری بجائے دسمبر کے جون سنہ رواں میں ختم ہوگی یعنی جس طرح سال میں بلا وی پی بارہ مہینہ میں پیشوا کے ملتے تھے۔ اسی طرح اب بارہ پرچے جو اُن کے بقیہ واجب ہیں چھ مہینہ میں اُن کی خدمت میں بھیجدئے جائینگے۔ فرق صرف اتنا ہوگا کہ اُن کی مدت خریداری بجائے سال بھر کے چھ مہینہ میں ختم ہوگی۔ اور یہی حساب اُن حضرات کا ہوگا جنکو ۸ فروری کا پرچہ وی۔ پی کیا جا رہا ہے۔ اس لئے پیشوا کے قدردانوں کو ابھی سے نوٹ کر لینا چاہئے کہ اب اُن کو ایک روپیہ کی بجائے سال بھر میں دو دو روپے دینے ہوں گے۔ اور سال بھر میں دفتر اُن کو بجائے ۱۲ پرچوں کے ۲۴ پرچے دے گا۔

چونکہ خرچ کی کفایت کے خیال سے پیشوا کا ٹائیٹل بڑی تعداد میں چھپوا لیا گیا تھا۔ اس لئے جب تک وہ ختم نہ ہوگا۔ برابر اسی ٹائیٹل کا استعمال ہوگا۔ جو ماہوار پرچہ کے لئے چھپوایا گیا تھا۔ گو پیشوا کا سالانہ چندہ ہندوستان میں اب دو روپے ہوگا۔ اور ہندوستان کے باہر والے بھائیوں سے تین روپے لئے جائیں گے۔ ششماہی چندہ کسی صاحب سے وصول نہیں کیا جائیگا۔ جو صاحب بھی خریدار رہنا چاہیں اُن کو ایک سال کا خریدار ہونا چاہئے۔ اور آیندہ دو روپیہ کا منی آرڈر بھیجنا چاہئے۔

میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ اب مضامین حتی الامکان قسط وار شائع نہیں کروں گا۔ اس کے متعلق بہت سے بھائیوں نے شکایتی خطوط بھی لکھے تھے۔ اور فی الواقع یہ کچھ اچھا بھی نہیں معلوم ہوتا کہ ایک مضمون اسوقت پڑھا جائے اور اُسکے خاتمہ کیلئے آیندہ اشاعت کا انتظار کیا جائے۔ جو مضامین آیندہ سے پیشوا میں شائع ہوں گے [illegible] مضامین کے علاوہ مکمل شائع ہوں گے۔ اور بہ مجبوری کسی مضمون کی حد سے گذری [illegible] کو قسط وار شائع کروں گا۔ جیسے "علی بابا چالیس چور" یا [illegible] [illegible] ایک دو پرچوں میں مکمل شائع کرنا ممکن ہو [illegible]

مگر اس کی کسر دوسرے پرچہ میں دوسرے مذاق کے حضرات کے لئے مضمون شائع کر کے پوری کر دی جائیگی۔ ضخامت میں کسی طرح کی نہ ہوگی۔

عم محترم ہاجی محمد علی صاحب [illegible] اور ۲۴ جنوری کے ہمدرد میں جو غلط بیانی میرے متعلق کی ہے اسکا مکمل جواب آیندہ پرچہ میں انشاءاللہ لکھونگا۔ اور اُن کے اپنے قلم سے نکلے ہوئے مضامین کو انہی کے ظہرست [illegible] دیدہ کرونگا۔ تاکہ دنیا کو اس شخص کی دیوانگی اور بیہودہ نگاری اور فحش گوئی اور اتہام نویسی اور فریب دہندگی کا علم ہو جائے۔ اگرچہ اس ناخوشگوار فرض کے ادا کرنے سے مجھے تکلیف ہوگی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ جسم کے گندے حصہ کو ڈاکٹر بغیر نشتر لگائے نہیں چھوڑتا۔ اسکی احتیاط سے جسم کا دوسرا حصہ بھی خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔ اور غلیظ اور گندے گوشت کا جسم سے جدا ہونا ہی مریض کی تندرستی کے لئے ضروری ہے۔

اب وقت آگیا ہے کہ اس قسم کے تمام نام نہاد پیشواؤں کی زندگی کے اوراق مسلمانوں کے مطالعہ کے لئے پیش کر دئے جائیں۔ کہ یہ حضرات کب تک اپنی فریب دہندہ زندگی سے مسلمانوں کو دھوکے میں رکھیں گے؟

اعلیٰ حضرت نظام دکن پر جو تشدد دفتری حکومت نے کیا تھا اس کے خلاف دربار اجمیر میں بالاتفاق زائرین نے جمع ہو کر اُس مولا نے بے نیاز سے سرکار نظام کی [illegible] خاص دعا کی۔ اور اسی روز ہندوستان کے اکثر ممالک میں انگریزوں نے موجودہ طریق کار کے خلاف صدائے احتجاج بلند کیگئی۔

کاش اعلیٰ حضرت نے اپنے بہی خواہان ملک [illegible] کی طاقت کا اندازہ کیا ہوتا۔ اور جو لاکھوں روپیہ انگلستان میں برار کے حصول کے لئے برباد کیا اُسکا ہزارواں حصہ بھی اگر ہندوستان کی ایجی ٹیشن پر خرچ ہوتا تو اعلیٰ حضرت کو جان جل حق سانی سے [illegible] لینا۔

حضور غریب نواز کے دربار میں لاکھوں بندگان خدا زائرین نے نجدی مظالم اور اسلام سے بیزار ہو کر یہ عہد کیا کہ وہ امسال حج کو بوجہ مجبوری علمائے کرام کے فتویٰ کے مطابق ملتوی کریں۔ خدام اخوان کی یہ مساعی یقین ہے کہ نجدی فرعون کی [illegible] کرنے میں معین ہوگی۔ اور بہت ممکن ہے کہ حجاز اور ہندوستان کے حاجیوں کی نہ جانے سے حکومت نجد کو جو حقیقتاً شیطانی حکومت ہے اُس دین کے خلاف مسلسل جو بغاوت کا غبار اُٹھا ہے۔

دربار اجمیر شریف میں ہندوستان کے حصہ [illegible] کے علاوہ افغانستان حجاز خیوہ بخارا وغیرہ دور دراز کے مسلمان بھی حاضر تھے۔ اور وہ نجدی مظالم سنکر لرز گئے۔ اور انھوں نے بھی عہد کیا کہ ہر ممکن ذریعہ سے اپنے ممالک میں امسال حج کو ملتوی رکھنے کی انتہائی کوشش کریں گے۔

بعض بھائیوں نے آیندہ سال کے لئے خریداری منظور نہ کرنے کی اطلاع نہیں دی اور اُن کی خاموشی کی حالت میں اُنکو حسب دستور وی۔ پی روانہ کیا گیا۔ جسکو انھوں نے نہایت بیدردی اور سفاکی کے ساتھ واپس کر کے مجھ غریب کا نقصان کیا۔

[illegible]

پیشوائے اعظم

وفائے عہد

(از جناب مولانا باسط علی صاحب)

ذات تھی ذات خیر البشر ‌ ‌ ‌ اسے جانتے ہیں سب اہل نظر
لی پیمان توڑا نہیں ‌ ‌ ‌ کسی کا کبھی ساتھ چھوڑا نہیں
ود کہ میں شاہ زمن ‌ ‌ ‌ ضرورت سے اک سمت تھے گامزن
نعض نے روک کر یہ کہا ‌ ‌ ‌ "دل و جان مرے آپ پر ہوں فدا
پ سے ہے مجھے ایک کام ‌ ‌ ‌ ٹھہر جائیں دم بھر کو خیر الانام
را بھی لے شہ انس و جاں ‌ ‌ ‌ سنا دُں گا جب ہے مری داستان

ں مکرم نے وعدہ کیا ‌ ‌ ‌ تو خوش ہو کے اس نے لیا راستہ
را سکو نہ پھر یہ رہا ‌ ‌ ‌ کہ ہیں منتظر اُس کے خیر الورئ
رڈا مگر آپ نے وہ مقام ‌ ‌ ‌ رہے منتظر سید ذو الکرام
ے کہ دن گزرا شب آگئی ‌ ‌ ‌ اسی حال میں پھر وہ شب بھی گئی
ں بات یہ دو سر دن مگر ‌ ‌ ‌ کہ پھر اتفاقاً وہ گزرا اُدھر
و رسالت کو دیکھا وہاں ‌ ‌ ‌ تو یاد آگئی بھولی ہوئی داستاں
پنے دل میں بہت منفعل ‌ ‌ ‌ کہا پھر کہ "اے مالک جان و دل
میری ظاہر ہوئی تا بتہ ہے معاف ‌ ‌ ‌ خدا کیلئے آپ کر دیں معاف"
پ نے "کوئی پروا نہیں ‌ ‌ ‌ تم انسان ہو کچھ فرشتہ نہیں
ہے انسان نسیان سے ‌ ‌ ‌ خطا ہو ہی جاتی ہے انسان سے"
شخص سے کہہ کے شاہ زماں ‌ ‌ ‌ چلے آئے اُس جا سے سوئے مکاں

یں مروت یہ پاس وفا ‌ ‌ ‌ شہ دوسرا سا نہیں دوسرا
لاق دلکش یہ لطف عمیم ‌ ‌ ‌ سراپا کرم تھے رسول کریم

پڑھوں کیوں نہ باسط میں صل علیٰ
[illegible]

پیشوائے اعظم کا استقلال

(از جناب ملا محمد الواحدی صاحب ایڈیٹر رسالہ درویش)

انسانی زندگی جسے حقیقتاً تمناؤں کا ایک سلسلۂ عظیم اور آرزوؤں کا ایک بے پایاں تسلسل کہنا چاہیئے کچھ عجیب و غریب واقع ہوئی ہے۔ اکثر اوقات دیکھا جاتا ہے کہ ایک شخص جو باعتبار اپنی فراست و اتائی علم و حکمت کے عام سطح انسانیت سے بہت بلند درجہ رکھتا ہے صرف اس وجہ سے پریشان و مضطر زندگی رکھتا ہے کہ اُس نے اپنی فراست و حکمت کو اپنی خواہشات کے مطالعہ میں ناکامیاب پایا۔ اور آخر کار وہ متحیر ہو جاتا ہے کہ میں جس نے اپنی ذہانت سے ایک مثلث کے تین زاویوں کو دو زاویائے قائمہ کے برابر ہونا ثابت کر دیا۔ آج ایسا خراب و خستہ پھر رہا ہوں کہ ایک گوشۂ خلوت ایک زاویۂ امن بھی نصیب نہیں میں جس نے اپنی حکمت سے ریل کی پٹریاں بچھا کر انجن کو اُس پر دوڑا دیا۔ آج اس درجہ ذلیل و حقیر ہوں کہ کوئی راہ حصول طمانیت کی پیش نظر نہیں رکھتا لیکن جہاں ایک حکیم و دانشمند ناقدر شناسی عالم اور اپنی مصیبت کا دُکھڑا روتا ہوا نظر آتا ہے وہیں ہم کو بالکل اس کا عکس بھی مل جاتا ہے جو وہ سب چیزیں رکھتا ہے جن کا وہ حکیم آرزو مند تھا اور وہ کچھ نہیں رکھتا جو اس دانشمند کے لئے عذاب جان ہے پھر جب اس پر غور کیا جاتا ہے تو اکثر مثالوں میں اس کا سبب سوائے اس کے اور کچھ نظر نہیں آتا کہ ایک نے اپنی خواہشات و احتیاجات پر نظر نہیں ڈالی اور دوسرے نے اپنی بے شمار تمناؤں میں صرف ایک تمنا چن لی جس کو اس نے اپنا نقطۂ خیال سمجھ کر ایک عزم راسخ کے ساتھ اس کے حصول کی کوشش شروع کی یہ بالکل کھلی ہوئی بات ہے کہ ایک وقت میں ایک ہی آدمی دولتمند و غریب نہیں ہو سکتا پھر ایک صاحب زر ایک مفلس کی سی آزادہ روی اور آوارہ گردی حاصل کرنا چاہے تو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی امارت و ثروت کو خیر باد کہے اس لئے اس میں کلام نہیں کہ کسی شخص کا کوئی خاص شعبۂ زندگی منتخب کر لینا اور پھر اسکو آخر تک کامیابی سے نباہ دینا نہایت ہی مشکل کام ہے اس وقت ہمیں صرف یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے کہ ہم بالکل آزاد رہیں اور کسی کی حکومت کو برداشت نہ کریں لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد اس بات کی ہمیں فکر دامنگیر ہو جاتی ہے اور ہم اپنے لئے یہی مناسب سمجھتے ہیں کہ بھلا آزاد رہنا ہمارے لئے مفید ہے ایک وقت ہم ایک تجارت پیشہ زندگی کو دیکھ کر ویسی ہی زندگی اختیار کرنے کی آرزو رکھتے ہیں [illegible]

ہیں۔ گویا کوئی اپنا ہی جہاز تباہ ہوا ہو۔ غرضکہ ہماری پریشانیوں کی اصل وجہ تو یہی ہے کہ ہماری آرزوئیں نہایت بے تکی ہیں اور کبھی افراط تفریط سے خالی نہیں۔ دنیا کمانے پر آئیں گے تو یہ جی چاہے گا کہ فوراً اپنے وقت کے راکس چائلڈ ہو جائیں دین کی طرف متوجہ ہونگے تو بایزید زمانہ اور جنید وقت بننے کی خواہش کریں گے اس بات پر کبھی غور نہ کریں گے کہ ہم کس طبقہ میں کس وسعت کے آدمی ہیں اور ہم کیا بن سکتے ہیں اور وہ بھی کن تدریجی ذرائع سے اور دوسری وجہ جسنے ہماری زندگیوں کو پریشان ہمارے حواس کو پراگندہ اور ہماری عقلوں کو خراب کر رکھا ہے وہ عدم استقلال ہے جہاں ہم آرزوؤں کے اعتبار سے اس قدر حریص ہیں وہاں ہر خیر سے بے صبرے بھی کچھ کم نہیں ہیں ذراسی خوشی میں پھول جانا اور تھوڑے سے غم میں کملاجانا یہ ہمارے روز کے تجربات ہیں اور پھر یہی نہیں کہ اس فوری مسرت یا اس آنی غم کی حالت میں یوں ہی نیوٹرل رہیں بلکہ قہر تو یہ ہے کہ ہم اپنی آئندہ زندگی کے متعلق مختلف افکار وعادات کر بیٹھتے ہیں اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ بس اب اس سے زیادہ اقوی سبب تغیر کا کوئی ہو ہی نہیں سکتا حالانکہ جتنے ٹھوکریں کھاکر سنبھل جانے والے لوگ ہیں ان میں ایک بھی ایسا نہیں جو اپنی سنبھلی ہوئی حالت پر بھی ایک لمحہ کے لئے مطمئن ہو سکے۔ پھر دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہم دنیا میں عدم استقامت عدم استقلال اور فقدان عزم وارادہ پھیلانے کے لئے ہیں یا فطرت ہم سے اس کے خلاف کوئی بات چاہتی ہے اور غالباً اس بات کے معلوم کرنے کا بہترین طریقہ سوا اس کے اور کوئی نہ ہوگا کہ ہم خود فطرت انسانی پر غور کریں یا کسی ایسے شخص کے طریقۂ زندگی ومقالات کا مطالعہ کریں جسنے فطرت انسانی کو ہم سے اور سب سے زیادہ سمجھا ہو اور دنیا نے اُسے ایسا مان بھی لیا ہو صورت اول ظاہراً آسان معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقتاً نہایت مشکل ہے اور جب ہم نوع سے جنس اور جنس سے افراد تک پہنچیں گے تو ہم کو معلوم ہوگا کہ یہ استقراء اس قدر آسانی کے ساتھ کوئی نتیجہ ہمارے پیش نظر نہیں کر سکتا اس لئے ہم اس مسئلہ پر مذہبی نگاہ ڈال کے کوئی فیصلہ کرنا زیادہ مناسب سمجھتے ہیں۔

اس میں تو کسی کو کلام ہو ہی نہیں سکتا کہ ہمارے رسول (صلعم) کی زندگی جیسی جامع زندگی تھی اسکی کوئی دوسری مثال نظر نہیں آتی اور اس لئے یہ بات مان لینے کے بعد یہ امر بحث سے خارج ہوتا ہے کہ ہم پہلے اسے ایسا ہونا ثابت کریں اب رسول اللہ کی زندگی پر شروع سے نگاہ ڈالئے تو سب سے پہلے جو چیز نمایاں اور الگ نظر آئے گی وہ انتخاب اصلح [illegible] استقامت علی الانتخاب ہوگی ہر چند رسول اللہ کی زندگی اور ان کے [illegible] سیدھا سا بحث ہے لیکن حقیقت یہ ہے

کہ اسی فرسودگی کی تکرار اور اسی ڈگر کے اعادہ میں ساری ترقیوں کا راز پنہاں ہے بشرطیکہ وہ تکرار اور اعادہ صرف زبانوں تک آکر فنا نہ ہو جاتا ہے جس وقت آنحضرت سرزمین عرب میں مبعوث ہوئے اسوقت کا حال بلا اختلاف دوست دشمن سب کو یکساں معلوم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ آپ ہی کی ذات کا اثر تھا کہ سارے عرب کی حالت بدل گئی اور وہی لوگ جو ایک وقت مشرق کی طرف بہتے تھے دوسرے وقت مغرب کی طرف پھیر دیئے گئے وہ رخ جو شمال کی جانب تھا جنوب کی طرف کر دیا گیا یعنی ایک ایسا انقلاب عظیم ان کی زندگی ان کے تمدن ان کی معاشرت اخلاق اور ان کی انسانیت میں پیدا کر دیا کہ غیروں کو بھی حیرت واستعجاب ہے پھر دیکھئے کہ سب سے پہلا کام جو رسول اللہ نے کیا وہ کیا تھا نہ زیادہ غور وتعمق کی ضرورت ہے اور نہ کسی چھان بین کی کھلی ہوئی بات ہے کہ آپ نے سب سے پہلے جو بات کی وہ وہی انتخاب الاصلح تھا یعنی ایسی چیز کا منتخب کرنا جو اس وقت کیلئے سب سے موزوں [illegible] سب تھا [illegible] کچھ نہیں ہے مگر وہی انتخاب الاصلح [illegible] جب [illegible] قوم نے بت پرستی کو [illegible] ہزاروں معبود [illegible] آستانہ کے لئے وقف کر [illegible] رسول اللہ کا سب سے پہلے لا الٰہ الا اللّٰہ کا وعظ فرمانا انتخاب الاصلح نہ تھا یقیناً تھا اور اسی کا دعویٰ کرتے ہیں رسول اللہ نے انتخاب ہی پر غور کیا [illegible] برسوں کی گوشہ نشینی اور مدت دراز کے تفکر [illegible] کا نتیجہ اس انتخاب [illegible] پیدا ہو گیا تو اب دوسرا مقصد ان کے پیش نظر [illegible] اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ [illegible] انتخاب کو دنیا میں رواج دیا جائے اور اسپر استقامت کی کوشش کی جائے چنانچہ آپ رسول اللہ (صلعم) کی زندگی کے کسی واقعہ کو لے لیجئے ان کی [illegible] تلقین [illegible] دیکھئے سب کا نتیجہ استقامت ہی نکلے گی جب آپ کی عمر چالیس برس کی ہو گئی اور نزول وحی ہوا اور اعلان تبلیغ شروع کیا جس [illegible] کا ڈر ہو سکتا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں تھیں لیکن اس سے یہ تو ہو نہ سکتا تھا کہ اصل کام کی طرف سے توجہ ہٹائی جاتی چنانچہ جب آیۂ انذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو حضور نے سب قریشیوں کو جمع کر کے وعظ فرمایا۔ یہانتک کہ خود اپنی بیٹی اور پھوپھی سے کہا کہ میری قرابت آخرت میں کوئی فائدہ نہ دے گی۔ ابولہب جو اس سے قبل ہی بارہا آنحضرت کی ہلاکت کی فکر کر چکا تھا۔ وعظ سنتے سنتے تنگ آگیا۔ اور نہایت برہم ہو کر اس نے ایک پتھر آنحضرت پر کھینچ مارا اور یہ کہا [illegible] کیا تو نے انہیں باتوں کے سننے کے لئے ہمیں اس قدر تکلیف دی تھی۔ غرضکہ ایک ابولہب کیا زمانہ نے آپ کی مخالفت پکڑ باندھی اور سکا تہیہ کر لیا کہ جس طرح ہوگا۔ آنحضرت کو اس سے باز رکھیں گے۔ چنانچہ [illegible] آنحضرت [illegible]

بھی کبھی گرم گرم پتھروں پر چت لٹا کر پتھر رکھدیتے، غلام ادھر ہی سے کلمل الشاذہ ہی۔ اور اس سے کہتے کہ کہو توحید نہ پڑھو، مگر نتیجہ کیا ہوتا!۔

حضرت بلالؓ کا واقعہ سب کو معلوم ہے۔ پھر یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ آنحضرتؐ جیسے رحیم المزاج اور نرم دل پر ان واقعات کا کیا اثر ہوتا ہوگا۔ مگر آپ صبر زمستے تھے اور یہ صبر وہ تھا جس میں بلند حوصلگی اور جرأت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ایک دن آپ کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے، اور پاس سے کچھ ہی فاصلہ پر سرداران قریش کا بڑا مجمع تھا اور یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ محمدؐ کو کس طرح روکا جائے اور کونسی تدبیر کی جائے جو یہ اپنے وعظ و تلقین سے باز آئے۔ بہت دیر کے بعد ایک رائے قرار پائی۔ اور عتبہ ابن ربیع مجمع سے اٹھکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ ہم تجھ سے التجا کرتے ہیں ذرا توجہ سے ہماری بات سُن۔ حضور انورؐ نے فرمایا کہ "اے ربیع کے بیٹے میں سنتا ہوں کہہ"۔ عتبہ نے کہا کہ "اے میرے بھائی کے بیٹے اگر تیرا مدعا اس وعظ و نصیحت سے روپیہ جمع کرنا ہے تو ہم تیرے لئے اتنی دولت جمع کردیں گے کہ ہم میں سے کسی کے پاس اسقدر نہ ہوگی۔ اور اگر تیرا مقصود حکمرانی اور سلطنت کرنا ہے تو بھی ہم تجھے اپنا بادشاہ بنانے کے لئے تیار ہیں۔ اور کبھی تجھسے انحراف نہ کرینگے۔ اور اگر تجھے کوئی مرض لاحق ہوگیا ہے تو ہم تیرے لئے حاذق طبیب بلا دینگے لیکن خدا کیلئے ہماری قوم میں اختلاف نہ پیدا کر، باپ بیٹوں میں تفرقہ نہ ڈال"۔ ظاہر ہے کہ یہ وقت رسول اللہ کے لئے کیسی سخت آزمائش کا وقت تھا۔ لیکن اللہ رے استقامت۔ اُدھر سے سوائے اس کے کچھ جواب نہ تھا کہ "نہ میں دولت مند بننا چاہتا ہوں اور نہ بادشاہ اور نہ مجھے کوئی مرض لاحق ہوگیا ہے۔ مگر ہاں میں ایک حق بات کہتا ہوں، راستی و صداقت کا اعلان کرتا ہوں جس سے انحراف ممکن نہیں"۔ پھر جب قریشیوں کا جبر و ظلم حد سے گذر گیا اور حضور انورؐ کے پائے ثبات میں ذرا لغزش نہ آئی تو مجبوراً مشرکین سلاصات الفاظ میں کہدیا کہ "اے محمد (صلعم) سن لو ہم تمہاری تلقین مذہبی کے روکنے سے کبھی باز نہ آئینگے۔ جب تک ہم میں سے ایک ایک نیست و نابود نہ ہو جائے"۔

چنانچہ وہ اس خیال کو پختہ کرنے کے لئے حضرت ابوطالب کے پاس آئے اور کہا کہ اے ابوطالب سن۔ ہم تیری عمر اور تیرے درجہ کی عزت کرتے ہیں لیکن ہم اپنے خداؤں کی برائی تیرے بھتیجے محمدؐ کی زبانی نہیں سننا چاہتے ہمارے ضبط کی حد ہوچکی لہذا تجھ سے یہ کہنا ہے کہ آیا تو اسے ان باتوں سے روک سکتا ہے، یا تیرا ارادہ اسی کے ساتھ شریک ہونے کا ہے۔ ہم ہرگز نیام میں تلوار نہ رکھیں گے جب تک اسکا فیصلہ نہ ہوجائے گا!

ابوطالب نے آنحضرتؐ کو بلاکر مشرکین قریش کے انتقامی فیصلہ سے آگاہ کیا اور کہا کہ اب صرف تمہاری ذات پر سب کا غصہ ہے، کیا میں [illegible]

اس لئے رسول اللہ کے لئے یہ بڑا نازک وقت تھا کیونکہ ابوطالب آپکے مددگار اور حامی تھے اور اب وہ بھی ساتھ چھوڑنا چاہتے تھے مگر اس مستقل قدمی اور اس استقامت مقدسہ میں فرق نہ آنا تھا نہ آیا آپ نے جواب دیا کہ اگر مشرکین قریش کرۂ آفتاب کو میرے داہنے ہاتھ پر اور کرۂ ماہتاب میرے بائیں ہاتھ پر رکھدیں، اور پھر یہ کہیں کہ میں کارِ توحید کی منادی سے باز آجاؤں تو بھی ناممکن ہے"۔ نبوت کے ساتویں برس اس افتراق قومی سے ہاشمیوں اور مطلبیوں میں سخت سراسیمگی پھیلی۔ اور وہ گھر بار چھوڑ کر ادھر ادھر منتشر ہوگئے اور سب مرد و عورت بچے حضرت ابوطالب کے جائے قیام پر چلے گئے۔ یہ مکان کہ معظمہ کے مشرقی جانب ایک تنگ پہاڑی میں واقع تھا۔ اور شہر سے یہاں تک صرف ایک تنگ پہاڑی راستہ آمد و رفت کا تھا۔ قریشیوں نے اس کا محاصرہ کیا اور سامان خورد و نوش وہاں تک پہنچنا دشوار کردیا۔ آنحضرت بھی محصورین کی جماعت میں تھے۔ جب کھانا پینا بند ہوگیا تو ایسا سخت وقت پڑا کہ عورتوں اور بچوں کی آہ و زاری کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ مگر رسول اللہ نے اپنے کنبہ اور عزیزداروں کی اس مایوسانہ حالت کو دیکھا اور صبر و استقلال میں کوئی فرق نہیں آیا۔ یہ کیا تھا؟ اچھا اور سنئے۔ اس کے بعد جو سال آیا وہ اسلام کی تاریخ میں سال غم کے نام سے مشہور ہے کیونکہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت ابوطالب کی وفات اسی سال ہوئی۔ مگر صدمات کے علاوہ رسول کے لئے اس سے زیادہ سخت بات یہ تھی کہ اب قریش کو مخالفت کا موقع ملگیا۔ اور وہ کھلم کھلا دشمنی پر آمادہ ہوگئے۔ آپ نے اسوقت یہی مناسب سمجھا کہ اب دوسرے مقامات میں چل کے اشاعت توحید کی جائے۔ چنانچہ آپ طائف پہنچے اور وہاں پند و وعظ شروع کیا۔ لیکن یہاں کے لوگ مکہ والوں سے زیادہ سخت کافر نکلے۔ آپ پر پتھروں سے حملہ کیا یہاں تک کہ آپکے جسم اور آپکے ہاتھوں سے خون کے فوارے جاری ہوگئے۔ آپ زخموں سے چور ہوکر طائف سے ذرا فاصلہ پر جہاں مسافر دم لیا کرتے تھے۔ واپس آئے اور اپنے انہیں خون آلودہ اور مجروح ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کی "اللھم الیٰ اشکو الیک ضعف قوتی وقلۃ حیلتی الخ"۔ ہائے کیا شان تھی اور کیا عزم و استقلال تھا کہ باوجود ان سب تکالیف کے ایک کلمہ بھی بددعا کا اپنے دشمنوں کے حق میں نہیں نکلا۔ کیونکہ اس سے ارادہ کا ضعف ثابت ہوتا۔

اس کے بعد جب رسول اللہ پھر مکہ تشریف لائے اور بیعت عقبہ ثانیہ کا واقعہ پیش آیا جس میں بہت سے یثربی مسلمان ہوئے تھے تو قریشیوں کے غضب کی انتہا نہ رہی اور انہوں نے مصمم ارادہ کرلیا کہ معصوم نبی کو قتل کرڈالیں لیکن ان سب عداوتوں، دشمنیوں اور ظلم کا نتیجہ کچھ نہ ہوا سوائے اس کے کہ رسول اللہ نے مکہ سے ہجرت فرمائی اور شہر یثرب میں داخل ہوگئے مگر مشن وہی تھا مدعا وہی تھا مقصد سے انحراف نہ ہوا تھا [illegible]

[illegible]

...استقامت کی وجہ سے تھیں۔ مگر اب اس استقامت سے نتائج پیدا ہونے والے اور دیکھئے کہ ایسے مختصر زمانہ میں کیسا انقلاب دنیا میں پیدا کر دیا۔ چنانچہ آج بھی کہ ۱۳۰۰ سال سے زائد کا زمانہ گزر چکا ہے، کروڑہا نفوس اس استقامت کی شہادت دینے والے موجود ہیں۔ لیکن کیسا افسوسناک امر ہے کہ اب استقامت سے کوئی عملی نتیجہ اخذ نہیں کیا جاتا۔ اور شاید اکثر حصہ تو ایسے لوگوں کا ہوگا جنہیں یہ علم بھی نہ ہوگا کہ رسول اللہ کو ایسی عظیم الشان کامیابی کی استقلال و استحکام ارادہ کی وجہ سے ہوئی۔ پھر جب اپنی مذہبیت اور روحانی زندگی کا یہ حال ہے کہ اس میں انتخاب الاصلح اور استقامت کا ایک مٹا ہوا سا نقش باقی رہ گیا ہے تو ہماری دنیاوی زندگی جسکو عوام مذہب سے جدا سمجھتے میں جتنی بھی ان اصول سے بیگانہ ہو کم ہے۔

ہم یہ شکایات تو ضرور کریں گے کہ مصیبتیں ہیں آفتیں ہیں۔ دنیا سے امن اٹھ گیا ہے۔ لیکن تحمل و صبر، جو بہترین طریقہ مصائب، آفات دور کرنے یا ان کے اثرات کو ضعیف کر دینا ہے نظر انداز رہے۔ پھر اگر صبر و تحمل ہو بھی تو اسکا اطمینان کیونکر ہو کہ وہ اپنے محل و موقع پر ہی ہے یا نہیں اس کے لئے اپنے ضمیر اور اپنے مذہب کا جائزہ لو اور دیکھو کہ وہ کیا کہتا ہے۔ اگر تمہارا ضمیر کسی بات کے کرنے کی ملامت نہیں کرتا۔ اگر تمہارا مذہب اسکی اجازت دیتا ہے تو اُسے اختیار کرو اور نہایت صبر و استقلال سے اختیار کرو زیادہ سے زیادہ اگر یہی ہوا کہ تم جانبر نہ ہو سکے تو یہ نفع کہیں ہاتھ سے نہیں گیا کہ تم اوروں کے لئے ایک عمدہ مثال دنیا میں قائم کر گئے اور یہی وہ جہاد نفس ہے جو ہماری دینی اور دنیاوی دونوں زندگی میں بار بار ہو سکتا ہے۔

درس تبلیغ

سوامی شردھانند کا قتل

تعلیم اسلام اور مسلمانوں پر غلط الزامات کی تردید

(از جناب مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور)

دہلی میں سوامی شردھانند مشہور آریہ سماجی لیڈر ۲۳ دسمبر ۱۹۲۶ء کو ایک مسلمان عبدالرشید نام کے ہاتھ سے قتل ہوا بیان کیا گیا ہے مسلمانوں کو سخت افسوس ہے کہ اس خون کی ذمہ داری بھی ایک حد تک قوم پر عائد ہوتی ہے اور ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام مسلمانوں نے اس فعل سے اظہار بیزاری کیا ہے اگر یہ ہم آریہ سماجی اخبارات اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ اس قتل کی ذمہ داری تعلیم اسلام پر ہے چنانچہ بعض اخبارات نے بڑے زور سے یہ لکھا ہے کہ جب تک تعلیم اسلام کو دنیا سے نیست و نابود نہ کیا جائیگا اس وقت تک ایسے افعال کا دروازہ بند نہ ہوگا۔ اور خود مسلمانوں نے جو اس فعل کے خلاف کہا ہے اور رزولیوشن پاس کئے ہیں اُن سب کو بناوٹی اور دکھاوے کی باتیں قرار دیا ہے جب تک کہ مسلمان آریہ سماج کے ساتھ مل کر تعلیم اسلام کو نیست و نابود کرنے میں ساعی نہ ہوں چنانچہ اخبار پرکاش اپنے ۲۶ دسمبر کے پرچہ میں لکھتا ہے:

"لیکن ہم سازشیوں کو بھی ذمہ دار نہیں ٹھیراتے۔ خواہ ان کی تعداد کتنی ہی کیوں نہ ہو .... پھر ذمہ دار کون ہے؟ ذمہ دار وہ تعلیم ہے جو اسلام مسلمانوں کو دیتا ہے۔ اور وہ تعلیم کیا ہے؟ یہ کہ کافروں کے قتل سے بہشت کا دروازہ فاتلوں پر کھل جاتا ہے۔ آریہ سماج کا کام اس قسم کے افعال کو روکنے کے لئے کیا ہے؟ یہ کہ اس تعلیم کو نشٹ کیا جائے۔ وہ مسلمان لیڈر جو اس سانحہ ہوش ربا پر اظہار ہمدردی کر رہے ہیں اگر ان کی ہمدردی بناوٹی نہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ اس قسم کے واقعات کا اعادہ پھر نہ ہو تو وہ اس پاک مقصد کے لئے ایک ہی چیز کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ اسلام کی اس تعلیم کو مٹانے کے لئے آریہ سماج کے ساتھ شامل ہو جائیں۔"

مہاتما گاندھی کا مسلمانوں پر الزام

جوشیلے آریہ سماجی اخبارات کی تحریروں کی بھی پرواہ نہ ہوتی لیکن مہاتما گاندھی جیسی شخصیت کا الزام بھی اسلام کی نسبت سے بہاں جو الفاظ آتا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

"اس میں ذرا شک نہیں کہ ان دنوں مسلمانوں میں خنجر اور پستول کے استعمال میں .... لگی ہوئی ہے .... اسلام کا نقص نہیں

پہلے بھی تلوار تھی اور آج بھی تلوار ہے .... مسلمانوں کی نیام سے آج بھی تلوار جلد باہر نکل آتی ہے"

پس ایک طرف اگر جوشیلے آریہ سماجی اخبارات اس واقعہ کی وجہ سے اسلام کی تعلیم کو دنیا سے نیست و نابود کرنے پر سارا زور صرف کرنا چاہتے ہیں اور تعلیم اسلامی کو اس واقعہ کا ذمہ دار ٹھیراتے ہیں۔ تو دوسری طرف مسٹر گاندھی جیسے مسلمانوں کے دوست کہلانے والے بھی اس خیال سے کچھ متاثر نظر آتے ہیں اور ساری مسلمان قوم پر یہ الزام قائم کرکے کہ وہ تلوار کے استعمال پر ہر وقت آمادہ رہتی ہے ایک رنگ میں اسلامی تعلیم کو ہی اس بات کا ذمہ دار ٹھیراتے ہیں کہ اس نے مسلمانوں میں ایسی ذہنیت پیدا کر دی ہے کہ وہ خنجر اور پستول ہاتھ میں لئے اپنے ہمسایوں کے خون کے پیاسے بیٹھے ہیں جہاں ایک طرف مسلمانوں کا فرض تھا کہ وہ علی الاعلان اس فعل سے بیزاری کا اظہار کرتے اور انہوں نے بالاتفاق ایسا کیا۔ دوسری طرف ہمارے ہندو دوستوں کا یہ فرض تھا کہ وہ ایک شخص کے فعل کی وجہ سے اسلام کی تعلیم پر یا مسلمانوں کی قوم پر یہ الزام نہ رکھتے بلکہ ٹھنڈے دل سے غور کرتے کہ کیا اسلام کی تعلیم یا مسلمانوں کو بدنام کرنے سے موجودہ حالات میں کچھ فائدہ ہو سکتا ہے؟

کیا ہندوؤں میں خنجر اور پستول کے استعمال کی مثالیں موجود نہیں؟

ایسے افعال کس قوم کے افراد سے سرزد نہیں ہوتے کیا ہندوؤں میں انارکسٹ تحریک گورنمنٹ کے خلاف پیدا نہیں ہوئی۔ اور کیا بہت سے بے گناہوں کے خون نہیں بہائے گئے؟ مگر کیا اس سے یہ نتیجہ نکالا جائے گا کہ ہندو مذہب کی تعلیم ہی نیست و نابود کر دینی چاہیئے یا یہ کہ ہندو قوم میں پستول اور بم کے استعمال پر بہت آمادگی پائی جاتی ہے۔ حالانکہ ابھی تین چار سال نہیں گزرے کہ ایک معزز عہدہ دار کے قاتل سے اظہار بیزاری کرنے سے مسٹر سی آر داس جیسی شخصیت کے انسان نے انکار کیا اور بہت سے ہندو لیڈران کے ہم خیال تھے خونریزی پولیٹیکل رنگ میں ہو یا مذہبی رنگ میں کسی طرح بھی جائز نہیں۔ لیکن ایک ایسے واقعہ پر ایک مذہب کی تعلیم کو یا ایک قوم کو بدنام کرنے کے لئے موقعہ لینا بھی کوئی دانشمندی کا فعل نہیں۔ اور اس کا نتیجہ سوائے اسکے کچھ نہیں کہ فساد کی آگ اور زیادہ تیز ہو .... مذہب کے نام پر بھی مسلمانوں کی تلوار ہی نیام سے باہر نہیں نکلتی۔ ہندوؤں کی بھی نکل آتی ہے کٹارپور میں ہندوؤں نے مسلمانوں سے جو ظالمانہ سلوک کیا تھا وہ شاید تاریخ سے محو نہیں ہو سکتا کیا ایک گائے کے ذبح کرنے پر مسلمانوں کے خون نہیں بہائے جاتے اور کیا یہ مذہبی دیوانگی کی خونریزی نہیں .... ہندو کر رہے ہیں

بانی آریہ سماج کا قتل [illegible]

کرنیوالے سب ہندو تھے جو اپنشدوں کی تعلیم پر عامل تھے لالہ اجیت رائے سنے اپنی کتاب "آریہ سماج" میں اس بات کا صاف صاف اعتراف کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں

"ہندو مذہب کے پیروؤں نے بہت سی کوششیں کیں کہ سوامی جی (دیانند) کی زندگی لیلیجائیں۔ اور اُس کو مارنے کے لئے قاتلوں کو اجرت پر لیا گیا"

بلکہ خود بانی آریہ سماج کی موت ہندوؤں ہی کے ہاتھ سے ہوئی جیسا کہ اخبار گورو گھنٹال ۳ جنوری ۱۹۲۷ء میں صراحت سے مذکور ہے

"مہرشی دیانند بانی آریہ سماج کو دودھ میں زہر دینے والا ایک پاجی ہندو برہمن تھا"

ہمارے ہندو اہل وطن غور کریں کہ ایک پاجی برہمن کے فعل سے ساری ہندو قوم کو یا ہندو مذہب کی تعلیم کو بدنام کرنا کہاں تک جائز ہے اور اگر یہ جائز نہیں تو ایک مسلمان کے اس سے کم درجہ کے فعل سے اسلامی تعلیم یا مسلمان قوم کو بدنام کرنا اور ان پر الزام دینا کس طرح جائز ہے۔ بانی سماج کے قتل کے منصوبے کرنیوالے ہندو اس کا قاتل برہمن مگر ذمہ وار نہ ویدک تعلیم ہے نہ ہندو دہرم نہ ہندو قوم۔

چار آریہ سماجی لیڈروں کے قاتل کون ہیں

پھر آریہ سماج جن چار شہیدوں کو دیانند جی کے علاوہ پیش کر رہی ہے، وہ پنڈت لیکھرام، سوامی شردھانند لالہ راجیندر، اور پنڈت تلسی رام ہیں۔ ان میں سے پنڈت لیکھرام کے قتل کا شبہ ہندو ایک مسلمان پر کرتے رہے، اور مسلمان کسی ہندو کی طرف اس فعل کا ارتکاب منسوب کرتے رہے لیکن یہ بھی شبہ ہوا کہ اس قتل کی وجہ مذہبی منافرت نہیں، بلکہ کوئی اور وجہ تھی مگر آج تک یقینی طور پر معلوم نہ ہوا کہ اس کا قاتل کون تھا۔ لالہ راجیندر اور پنڈت تلسی رام کے قاتل یقیناً ہندو تھے اور صرف ایک یعنی سوامی شردھانند کا قاتل مسلمان بتایا جاتا ہے تو اب دیانند جی سمیت کل پانچ آریہ سماجی لیڈر مقتول ہوئے جن میں سے تین کے قاتل بالیقین ہندو ہیں اور ان تین مقتولین میں سے ایک بانی سماج ہے ایک مسلمان مگر وہ بھی زیر تفتیش، اور ایک کے متعلق یقینی علم نہیں ہمیں معلوم نہیں کہ سوامی دیانند کے قتل پر یا لالہ راجیندر کے قتل پر یا پنڈت تلسی رام کے قتل پر کس قدر ہندوؤں نے اظہار نفرت کیا تھا۔ مگر اتنا ضرور ہے کہ جو شور لیکھرام کے قتل پر یا سوامی شردھانند کے قتل پر برپا ہوا ہے اس کا دسواں حصہ بھی ان دوسرے لیڈروں کے قتل پر نہیں ہوا جو ہندوؤں کے ہاتھ سے مارے گئے اور ان سب میں کم سے کم سوامی دیانند کے برابر عزت آریہ سماج میں نہ پنڈت لیکھرام کو حاصل ہے نہ شردھانند جی کو تو کیا وجہ ہے کہ ہندو قاتل ہو تو آریہ سماج بھی شور نہیں مچاتی اور دوسرے ہندو بھی نسبتاً خاموش رہتے ہیں، لیکن اگر اتفاق سے قاتل مسلمان ہے یا اس کے مسلمان ہونے کا شبہ ہے تو اس قدر جوش اور اشتعال پیدا ہوتا ہے کہ بڑے سے بڑا نرم دل ہندو بھی اپنے آپ کو مسلمانوں کا دوست ظاہر کرنے والا بھی غرض ہر ایک مسلمان قوم کو ہی الزام دینے پر تل جاتا ہے تو کم از کم ان کے بدنام کرنے میں ویسا ہی حصہ لیتا ہے جس طرح ایک جوشیلا اخبار نویس۔

آریہ سماج کے مصائب کی وجہ

ہمیں گاندھی جی سے ایسی توقع نہ تھی خصوصاً اس صورت میں جب وہ دو سال ہوئے آریہ سماج کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار بھی کر چکے تھے کہ دوسروں کو برا کہنے میں وہ حد اعتدال کے اندر نہیں رہی اور فی الحقیقت یہی بات ہے جو بعض وقت جوشیلی طبائع میں ہندو ہوں یا مسلمان جنون کا رنگ پیدا کر کے ان سے ایسے افعال سرزد کرا دیتی ہے جن سے ہر ایک عقلمند اظہار بیزاری کرتا ہے اور اسکی وجہ نہ مسلمانوں میں تلوار کے استعمال پر آمادگی ہے نہ ہندوؤں میں۔ بلکہ اسکی وجہ وہی بدگوئی ہے جو آریہ سماج نے دوسرے مذاہب کے متعلق اختیار کی ہے جس کی شکایت دو تین سال پیشتر خود گاندھی جی کر چکے ہیں کہ "آریہ سماج اپدیشک کو اتنی خوشی کبھی نہیں ہوتی جتنی کہ دیگر مذاہب کی بدگوئی کرتے وقت ہوتی ہے" "خود شردھانند جی اتنی بڑی شخصیت کے باوجود آریہ سماج کی اس کمزوری کا شکار تھے جیسا کہ گاندھی جی اس وقت جب ان کی طبیعت میں نسبتاً زیادہ سکون تھا رائے دے چکے ہیں کہ "ان کی تقریریں اکثر ناراضگی پیدا کرنے والی ہیں" اور انہوں نے آریہ سماج کی روایات ورثہ میں حاصل کی ہیں"

ہندوؤں کا مذہبی جنون

اگر غور کیا جائے تو اسی موقعہ پر جس مذہبی جنون کا اظہار ہندوؤں نے کیا ہے اس کے سامنے مسلمانوں کا مذہبی جنون شرمندہ ہے سوامی شردھانند کے قاتل کا جوش لیسلئے حد جنون تک تجاوز کر جاتا ہے کہ اس کے نزدیک سوامی نے مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ اور ان کی دل آزاری کی ہے لیکن ہندوؤں کا مذہبی جوش جنون تک ترقی کرنے کے لئے کسی ایسے عذر کا بھی محتاج نہیں بلکہ ادہر شردھانند جی کے قتل کی خبر ملتی ہے اُدہر نہتے بے گناہ راہ چلتے مسلمانوں پر لاٹھیاں چلنی شروع ہو جاتی ہیں اور کئی مسلمان زخمی ہو جاتے ہیں جن میں سے ایک ایک جان بھی دیدیتا ہے اب انسان ہونیکے لحاظ سے شردھانند جی ہوں یا محبوب علی دونوں کا خون ایک قیمت رکھتا ہے پھر اس بے گناہ کا مارا جانا اسی طرح قابل ملامت فعل تھا جس طرح شردھانند جی کا قتل ہونا لیکن کیا گاندھی سے لیکر ایک ادنیٰ ہندو تک نے بھی ہندوؤں کے اس فعل سے بیزاری کا اظہار کیا مسلمان تو لگاتار اظہار بیزاری کر رہے ہیں پھر بھی جوشیلے اخبار نویسوں کو چھوڑ کر جو جو کچھ منہ میں آئے لکھتے چلے جاتے ہیں گاندھی جی جیسے مسلمانوں کے دوست بھی یوں رقمطراز ہیں کہ "خطرہ ہے کہ مسلمان خفیہ طور پر اس مجنونانہ فعل کے حامی ہوں" اور ہندو جو اپنی خاموشی سے علی الاعلان ہندوؤں کے اس فعل قتل کے حامی ہیں ان کو کوئی نہیں پوچھتا۔ مسلمانوں نے آج تک اپنے کسی ہم قوم کے قتل پر اس قدر اظہار نفرت نہیں کیا جس قدر شردھانند جی کے قتل پر۔ مگر وہ اب تک ہندوؤں میں گاندھی جی کو بھی خوش نہیں کر سکے جو مسلمانوں کی دوستی کا دم بھرتے ہیں۔ جوشیلے آریہ سماجیوں اور ہندو اخبار نویسوں کو خوش کرنا ناممکن ہی ہے سوائے اسکے کہ جیسا پرکاش نے لکھا ہے کہ مسلمان آریہ سماج کے ساتھ مل کر

اسلامی تعلیم کو عمومًا مطلب سمجھا دیں۔ لیکن ان کے تو اظہار نفرت کے باوجود بھی خطرہ ہے کہ اندرونی طور پر وہ اس فعل قتل کے حامی ہیں اور ہندوؤں کے باوجود ... والوں کے ایک بے گناہ مسلمان کے قتل پر ایک آواز بھی نہ اُٹھانے کے مسلمانوں کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہندو بے گناہ مسلمانوں کے قتل کے حامی نہیں۔ ایک ہی وقت میں دو خون ناحق ہوتے ہیں ایک بڑا آدمی ہے اور ہندو ہے دوسرا ایک غریب آدمی ہے اور مسلمان ہے اول کے متعلق ہندو اخبارات کے صفحوں کے صفحے اور مسلمانوں کی طرف سے اظہار نفرت کے بیانات اور ریزولیوشن پر ریزولیوشن اور غریب مسلمان کے متعلق ہندو لیڈروں کی زبانوں پر مہر ہے اور ہندو اخبارات میں ایک حرف کی گنجائش نہیں تو مسلمان اخبارات میں بھی کہیں برائے نام اس کا ذکر آجاتا ہے اور بڑے بڑے مسلمان لیڈر بھی اس کا نام لیتے ڈرتے ہیں کہ مبادا ہندو دیوتا ناراض ہو جائیں

مسلمانوں کی تلوار اور افغانستان کے ہندو

گاندھی جی مسلمانوں کی دوستی کا دم بھی بھرتے ہیں اور بدنام بھی مسلمانوں کو ہی کرتے ہیں۔ ایک طرف وہ کہتے ہیں کہ میں مسلمانوں کا دوست ہوں۔ ان کا غم میرا غم ہے ان کی خوشی میری خوشی ہے۔ کہتے ہیں کہ تلوار اسلام کا نشان نہیں کہتے ہیں کہ ایک فرد کے جرم کی ذمہ داری قوم پر نہیں آسکتی لیکن ساتھ ہی دوستی کا حق یوں ادا کرتے ہیں کہ ایک مسلمان کا افغانستان میں اگر تلوار اٹھانا کونسی بات ہے یہ ساری قوم ہی ایسی ہے کہ تلوار ہاتھ میں لئے ہر وقت تیار بیٹھی ہے کہ کس کا سر اُڑا دیں افسوس کہ گاندھی جی کی شخصیت کے انسان کے منہ سے بھی ایسی بے بنیاد بات نکلے جس سے ایک فرد کو نہیں ایک قوم کو بدنام کیا جاتا ہو اور گردن زدنی ٹھیرایا جاتا ہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی غور نہیں کیا جاتا کہ اگر مسلمان ایسے ہی بے گناہ ہندوؤں پر تلوار چلانے کے لئے آمادہ رہتے ہیں تو افغانستان میں جہاں مسلمانوں کی حکومت ہے اور وہاں کے لوگ بھی تعلیم یافتہ ہیں یہ تلوار کس طرح نیام میں پڑی پڑی زنگ آلود ہو گئی ہے اور آج تک ایک ہندو کا خون گرانے کی آواز وہاں سے کیوں نہ اٹھی۔ استعمال میں اگر کوئی شخص حد سے تجاوز کرے تو یہ مسلمانوں میں تلوار کے استعمال کے لئے آمادگی مترادف نہیں گاندھی جی نے مسلمانوں پر ایسے موقعہ پر الزام دینے میں اپنے آپ کو سخت کمزور ثابت کیا ہے۔

آریہ سماج کے متعلق ہندو لیڈروں کی رائے

مذہبی رنگ میں منافرت پیدا کرنے والی اور نفاق اور عداوت کی خلیج کو وسیع کرنے والی اس سے بڑھ کر دوسری چیز نہیں کہ دوسروں کے مذہبی رہبروں اور پیشواؤں کو برا کہا جائے یا دوسروں کی پاک کتابوں پر یا بزرگوں پر استہزا کیا جائے بدقسمتی سے آریہ سماج نے اس طرز کو ہندو دھرم یا ہندو قوم کی ترقی کے لئے مفید سمجھا ہے۔ حالانکہ فی الحقیقت ستیارتھ پرکاش کے ... اس طرز عمل کا نتیجہ ہوا ہے اس سے خود اہل الرائے ہندو ... ہے ... [illegible]

کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ رائے قائم کی تھی کہ سوامی دیانند نے اپنے دھرم کو تنگ بنا دیا ہے "اقد" جانتے ہوئے جین دھرم، اسلام، عیسائیت اور خود ہندو دھرم کو غلط طور پر ظاہر کیا ہے۔ میں نے ستیارتھ پرکاش سے زیادہ مایوس کن کتاب کوئی نہیں پڑھی ہے"

اور آریہ سماجیوں کے متعلق لکھا:۔

"تنگ نظری اور لڑائی کی عادت کی وجہ سے وہ یا تو دیگر مذاہب کے لوگوں سے لڑتے رہتے ہیں اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔" آریہ سماجی اپدیشک کو اتنی خوشی کبھی نہیں ہوتی جتنی کہ دیگر مذاہب کی بدگوئی کرنے کے وقت ہوتی ہے۔

مسٹر شاستری کی رائے پر کسی طرح تعصب اور تنگدلی کا الزام نہیں دیا جا سکتا۔ انہوں نے آریہ سماج کے متعلق حسب ذیل خیالات کا اظہار اپنی ایک تقریر میں چند ہی ماہ ہوئے کیا ہے:۔

جملہ ہندوستان میں آریہ سماج کی کیا فتوحات ہیں؟ بیس تیس سال میں انہوں نے یوپی اور پنجاب کے خرمن امن کو تباہ کر رکھا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ شمالی ہند میں ان کی مذہبی زندگی کی یہ خصوصیت ہے کہ انہوں نے مختلف فرقوں میں اختلافات پیدا کر کے سوسائٹی کے امن کو تباہ کر دیا ہے"

بنگال کے مشہور لیڈر مسٹر بپن چندر پال کی رائے ہے:۔

"ہندو مسلم فسادات کی جو فضا ملک میں پیدا ہو رہی ہے آریہ سماج کی سرگرمیاں اس کے لئے ذمہ دار ہیں۔"

تین ایسے مشہور لیڈروں کی متفقہ رائے کے بعد کہ آریہ سماج نے ملک میں فساد پیدا کیا اور مذہبی جھگڑوں میں بدگوئی کا ناگوار طریق اختیار کیا ہے کسی مزید شہادت کی ضرورت نہیں کہ اس وقت جو آواز آریہ سماج پریس کی طرف سے یا ان کے ہمنواؤں کی طرف سے تعلیم اسلام کے خلاف اٹھائی جا رہی ہے وہ صرف ایک موقعہ دیکھ کر ہندوؤں کے جذبات کو ابھارنے کے لئے ہے جس کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں ہوگا کہ ملک کا امن اور بھی زیادہ تباہ ہو۔ اسلئے ہم اپنے ہندو اہل وطن سے یہ التجا کرتے ہیں کہ وہ ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ کیا فی الواقع اسلام کی تعلیم ایسی خطرناک ہے جیسی کہ آریہ سماجی اخبارات ظاہر کر رہے ہیں اور کیا بجائے اس کے کہ اس تعلیم پر غور کر کے مسلمانوں سے محبت اور اتفاق کی بنیاد رکھی جائے اسکی طرف سے بغض اور کینہ دل میں رکھ کر مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے؟ وہ اس بات کو بھی اچھی طرح سوچ لیں کہ آخر یہی اسلام کی تعلیم آریہ سماج کے پیدا ہونے سے پہلے بھی ہندوستان میں موجود تھی پھر کیوں اس قدر فساد نہ ہوتا تھا۔ یہی تعلیم آج افغانستان میں بھی موجود ہے وہاں کیوں ہندوؤں کو قتل نہیں کیا جاتا ہے؟

کافروں کے قتل سے بہشت کا دروازہ کھلنا اسلام پر افترا ہے

اخبار پرکاش لکھتا ہے کہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ:-

"کافروں کے قتل سے بہشت کا دروازہ قاتلوں پر کھل جاتا ہے۔"

کیا ہمارے ہندو دوست اتنا بھی غور نہیں کر سکتے کہ اگر اسلام کی یہ تعلیم ہوتی تو جہاں جہاں مسلمان حکومتیں قائم ہوئی تھیں وہاں غیر مسلموں کا وجود کس طرح باقی رہ سکتا تھا حالانکہ کوئی اسلامی ملک نہ پاؤ گے جہاں باوجود مسلمانوں کی صدیوں کی حکومت کے دوسرے مذاہب کے لوگ موجود نہ ہوں خود ہندوستان کے پایہ تخت دہلی کو جس کے ایوانوں پر کاش کہتا ہے، اگر اس وقت بھی آدھا حصہ ہندو آبادی ہے اور ایک حصہ مسلمان۔ اگر تعلیم اسلام وہی ہوتی جو پرکاش کہتا ہے، تو یہ کس طرح ممکن تھا کہ اس قدر کثیر حصہ آبادی کا عین پایہ تخت کے نواح میں ہندو رہتا۔ میں اپنے ہندو دوستوں کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ یہ محض جھوٹ ہے کہ اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ غیر مسلم کے قتل سے انسان بہشت پا سکتا ہے نہیں بلکہ اسلام نے جس طرح مسلم کا خون ناحق کرنے سے روکا ہے اسی طرح غیر مسلم کا خون ناحق کرنے سے روکا ہے

یہ قتل مسلم کا ذکر نہیں بلکہ قتل انسان کا ذکر ہے یعنی کسی انسان کا بھی قتل کرنا گویا ایسا ہے کہ سب لوگوں کو قتل کر دیا۔ کاش کوئی آیت قرآنی پیش کی جاتی یا کوئی حدیث صحیح پیش کی جاتی کہ کافر کے قتل سے بہشت کا دروازہ کھل جاتا ہے بلا سند ایسی بات کہہ دینا جس سے اشتعال پیدا ہو ملک کے امن میں رخنہ اندازی کرنا ہے اور ہم نہیں جانتے کہ کب تک آریہ سماجی اخبارات اس خطرناک طرز عمل کو اس طرح دلیری سے اختیار کرتے چلے جائیں گے جب سلمان یا وازبلند کہہ رہے ہیں کہ اس شخص کا قتل بھی ان کے نزدیک جائز نہ تھا جو مسلمانوں کو دین اسلام سے پھیرنے کا کام کر رہا تھا جو دین اسلام کی تعلیم کو مٹانا چاہتا تھا تو پھر یہی راگ گائے جانا کہ اسلام ہر غیر مسلم کے قتل کی تعلیم دیتا ہے اور اسے موجب ثواب ٹھیراتا ہے ملک اور قوم کے ساتھ دشمنی کرنا نہیں تو اور کیا ہے مقام تعجب ہے کہ اس مذہب پر جبر کا الزام دیا جاتا ہے جس نے دنیا میں سب سے پہلے اور سب سے آخر یہ اصول قائم کیا کہ مذہب میں جبر کوئی نہیں۔ قرآن شریف با واز بلند کہتا ہے

مذہب میں کوئی جبر نہیں۔ اور صاف فرماتا ہے

جو چاہتا ہے ایمان لائے جو چاہتا ہے انکار کرے اس قدر صراحت کے بعد یہ کہنا کہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ غیر مسلموں کے قتل سے بہشت کا دروازہ کھل جاتا ہے سچائی کا خون کرنا ہے

اسلام نے جنگ کی اجازت کب دی؟

نا یہ کہ قرآن شریف میں جنگ کے احکام پائے جاتے ہیں تو یہ درست ہے۔ مگر لڑائی کی ابتدا مسلمانوں نے نہیں کی اور اس پر قرآن شریف اور تاریخ اسلام دونوں کھلے گواہ ہیں۔ حالات یہ تھے کہ مسلمانوں کو مکہ میں طرح طرح کی اذیتیں دی جاتی تھیں۔ جان سے مارا جاتا تھا پہلے کچھ لوگ بھاگ کر حبشہ میں چلے گئے پھر کچھ مدت بعد جو مسلمان مکہ میں رہ گئے تھے ان اذیتوں کو نہ قابل برداشت پاکر مدینہ میں چلے گئے مگر وہاں بھی دشمنوں نے ان پر چڑھائی کی۔ تب مسلمان مقابلہ میں نکلے چنانچہ سب سے پہلا حکم قرآن شریف میں جو لڑائی کے متعلق پایا جاتا ہے وہ ان الفاظ میں ہے

ان لوگوں کو جنگ کرنے کی اجازت دیجاتی ہے جن کے ساتھ جنگ کی جاتی ہے اس لئے کہ ان پر ظلم ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو مدد دینے پر قادر ہے وہ لوگ جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے پس مسلمانوں کو جنگ کی اجازت اس وقت دی گئی جب دشمنوں نے پہلے ان کو گھروں سے نکالا اور ان پر طرح طرح کے ظلم کئے، پھر اس پر بھی نہ چھوڑا بلکہ ان پر چڑھائی کی اور جنگ کر کے ان کے وجود کو مٹا دینے کا فیصلہ کر لیا تب مسلمانوں کو اجازت ہوئی کہ اپنی حفاظت کے لئے جنگ کرو۔ اور قرآن شریف نے جنگ کے حکم کو بھی صاف الفاظ میں محدود کر دیا ہے جیسا کہ فرماتا ہے

اللہ کے راستے میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور اس حد سے آگے نہ بڑھو اور تاریخ کی کھلی کھلی شہادت موجود ہے کہ پہلے تینوں لڑائیاں جو مسلمانوں کو کرنی پڑیں وہ تینوں مدینہ پر تھیں یعنی دشمن پہلے تین سو میل سے چڑھکر مدینہ پر حملہ آور ہوئے تب مسلمان اپنی حفاظت کیلئے باہر نکلے اور قرآن شریف میں کافروں کے قتل کیلئے کا کوئی حکم نہیں، ہاں دین، ملک اور قوم کی حفاظت کا حکم ہے کہ جب دوسرے تمہیں تباہ کرنا چاہیں اور اس غرض کیلئے تلوار لے کر نکلیں تو تم بھی تلوار لے کر ان کا مقابلہ کرو بلاشبہ ایک وقت آتا ہے کہ تلوار چلانا ہر انسان کا فرض ہو جاتا ہے لیکن وہ وہی وقت ہوتا ہے جب اپنی حفاظت اس کے سوا وہ نہ کر سکتا ہو۔ یہی صورت اسلام کے لئے پیدا ہو گئی تھی اور مسلمانوں نے بلاشبہ تلوار کو بڑے زور سے چلایا اور کبھی بزدلی نہیں دکھائی۔ نہ جان دیتے وقت کانپے مگر صرف ان دشمنوں کے مقابل جو تلوار سے انہیں تباہ کرنا چاہتے تھے وہ اپنے دس گنے دس گنے تک زبردست دشمن کا مقابلہ کرتے تھے مگر چونکہ دشمن ناحق پر لڑتے تھے اور وہ حق پر لڑتے تھے اس لئے ہمیشہ فتحیاب ہوتے تھے کیونکہ حق کی طاقت خدا کی نصرت کے رنگ میں ان کے ساتھ تھی اگر اس وقت مسلمان نہ لڑتے۔ تو ان کا وجود دنیا سے مٹا دیا جاتا اور وہ اسی قابل ہوتے کہ مٹا دئے جاتے۔ اگر وہ اپنی جانوں کو مذہب اور قوم اور ملک کی حفاظت کیلئے قربان نہ کرتے۔ اور یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف میں کسی کافر کو قتل کرنے کی اجازت یا حکم نہیں۔ صرف لڑائی کی حالت میں اور لڑائی بھی وہ جس کی ابتدا دشمن کی طرف سے ہو خون کرنے کی اجازت ہے مگر اس کے ساتھ پھر حکم ہے کہ دشمن اگر صلح کرنے پر آمادگی ظاہر کرے تو صلح کر لو۔

اگر تلوار دین اسلام کو پھیلانے کے لئے ہوتی تو کافروں اور مشرکوں سے صلح کا حکم کیوں ہوتا افسوس ہے کہ اسلام پر نکتہ چینی کرنے والے ایک لحظہ کیلئے بھی تدبر سے کام نہیں لیتے اور واقعات کو پس پشت پھینک کر محض اسلام کو بدنام کرنے کی فکر میں لگے بیٹھے ہیں۔

ام تمام قوموں میں محبت کی بنیاد رکھتا ہے

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جانتے ہیں نبی کریم

لنّہ علیہ وسلم کی زندگی میں کوئی شخص ایک بھی واقعہ پیش نہیں کر سکتا کہ کسی شخص کو جبر
ن کیا گیا ہو۔ اور ہو کس طرح سکتا تھا جب صاف اعلان کیا جا چکا تھا کہ مذہب میں
ئی نہ ہوگا اور اسلام کی تعلیم ہی ایسی ہے جو دنیا میں صلح اور محبت کو پھیلاتی ہے
مام مذاہب کو محبت کے ساتھ رہنے کی دعوت دیتی ہے اس سے بڑھکر صلح کی بنیا
ی جا سکتی ہے کہ قرآن شریف میں صاف الفاظ میں اعلان کر دیا کہ مسلمان وہ ہے
یلکہ تمام نبیوں پر ایمان لاتا ہے

وہ لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں جو تجھ پر اتارا

ر اس پر جو تجھ سے پہلے اتارا گیا اور پھر فرمایا

ئی کوئی قوم ایسی نہیں جس میں نبی نہیں آئے — ہر قوم میں ہادی

ہے — ہر امت میں ایک رسول ہوا ہے

ہر قوم کے لئے ایک شریعت اور ایک طریقہ دیا ہے کیا اس سے
دئی اصول دنیا میں آشتی اور محبت کا پیدا کرنے والا ہو سکتا ہے ایک مسلمان کو
ہ نہیں کہ وہ مانے کہ جس طرح عرب میں اور شام میں نبی ہوئے۔ اسی طرح
ن ہندوستان چین میں بھی نبی ہوئے کیونکہ انکی الہامی کتاب بتاتی ہے کہ کوئی
نہیں جس میں نبی نہ آیا ہو کاش ہمارے ہندو دوست اسی پیغام قرآنی پر قدم
بڑھاتے اور جب انہیں یہ محبت کا پیغام دیا گیا تھا کہ ہم تمہاری قوموں میں بھی
ں کا آنا مانتے ہیں اور تمہارے بزرگوں سے اللہ تعالیٰ کے ہمکلام ہونیکے قائل ہیں
بھی محبت کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھاتے کہ جو شخص ہمارے بزرگوں کی یوں عزت کرتا ہو
ن اسی طرح اس کے بزرگوں کی عزت کرتے ہیں اور اس انسان کو جو نسل انسانی پر
ڑا احسان کرتا ہے کہ سب میں محبت اور صلح کی بنیاد رکھتا ہے خدا کا پیغمبر ماننے
میں کیا عذر ہو سکتا ہے؟

وت اسلام

تعجب آتا ہے کہ جب ہمارے ہندو اہل وطن اس بات پر
بگڑ جاتے ہیں کہ ہمیں اسلام قبول کرنے کی کیوں دعوت
جاتی ہے۔ اور یہ نہیں سوچتے کہ اسلام قبول کرنے سے ان کا بگڑتا کیا ہے۔ اگر وہ پہلے
چندر جی اور کرشن جی کو خدا کی طرف سے مانتے ہیں تو اسلام انہیں یہ نہیں کہتا کہ تم انہیں
رد کرو بلکہ صرف ان کے اندر یہ وسعت قلبی پیدا کرتا ہے کہ جس طرح اپنے بزرگوں کو
نتے ہوں اسی طرح یہودیوں عیسائیوں زرتشتیوں بدھ مذہب والوں کے
ں اور سب سے آخر اس پاک پیغمبر کو مانو جس نے آکر بڑی سچائی کو دنیا پر ظاہر
ا افسوس ہوتا ہے جب بجائے اسکے کہ اس احسان کے سامنے ان کے سر جھکتے
فرقی ... آج ... اس بات کو فخر سمجھ رکھا ہے کہ اس پاک انسان کو ... گالیاں
یہاں دی جائیں اور اسلام کی محبت بھری تعلیم کی طرف لوگوں کے دلوں
نفرت ڈالی جائے ... ہندو اہل وطن سے ... درخواست کرتا ہوں کہ ...
[illegible]

دنیا میں ... آشتی پیدا ہوتی ہے اور لفظ اسلام کے تو معنے ہی صلح و آشتی کے
کے ہیں کاش کوئی غور کرنے والا ہوتا۔

صدر جمعیۃ العلماء کا فتویٰ

اس بات کے متعلق کہ اسلام کی تعلیم یہ ہرگز نہیں کہ جو شخص غیر مسلم کو قتل
کرے وہ سیدھا بہشت میں چلا جاتا ہے قرآن و حدیث سے ہم اوپر ثبوت دے چکے ہیں۔
اگر کسی مسلمان نے اس کے خلاف کیا ہو۔ یا کہا ہو وہ خلاف تعلیم اسلام ہے یہاں ہم مولوی
کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء کی وہ تحریر نقل کرتے ہیں جو انہوں نے اسی الزام
کی تردید کرتے ہوئے لکھی ہے آریہ سماجی یہ کہا کرتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم میں جبر کا نہ ہونا
صرف احمدیوں کا ہے۔ پرانے علماء اس کے قائل نہیں مگر ذیل کی تحریر جو مولوی کفایت اللہ
صاحب کے قلم سے نکلی ہے۔ اس کی تردید کرتی ہے۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

"یہ ضرورت کہ اسلامی عقائد پر یقین نہ کرنے کی وجہ سے اسلام کی
اصطلاح اور تعبیر کے بموجب سوامی جی کافر تھے۔ مگر میں بلاخوف
تردید کہہ سکتا ہوں کہ مسلمان قوم کے تصور میں بھی یہ بات نہیں
آسکتی کہ کوئی مسلمان سوامی جی کو محض اس بنا پر قتل کر دینے
کا ارادہ رکھتا ہو کہ سوامی جی کافر ہیں اور اس کا یہ عقیدہ ہو
کہ کسی کافر کو قتل کر دینے سے قاتل سیدھا بہشت میں چلا
جاتا ہے مجھے افسوس ہے کہ بعض ہندو اخبارات اس واقعہ کے
سلسلے میں غلط پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کا عقیدہ یہی ہے
کہ کافر کو مارو اور سیدھے بہشت میں چلے جاؤ

ابھی پرتاب کا شمیمہ نمبر جس پر ۹ جنوری سنہ ۲۷ء کی تاریخ ہے میری نظر سے
گذرا ہے جس کا عنوان ہے۔

"قرآن میں قتل کافر کا حکم موجود ہے۔ اس مضمون میں یہ بھی دعوے کیا گیا
ہے کہ ہمیشہ مسلمان ہی غیر مذہب کے لوگوں کو بربنائے مذہب قتل کرتے ہیں کبھی کسی ہندو
نے کسی مسلمان کو قتل نہیں کیا۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ ضرور قرآن کی تعلیم ہے

"اگر یہ قرآن اور اسلام کی تعلیم نہیں تو یہ قتل و غارت اور مذہبی جنون
کا سلسلہ یہ خیال مسلمانوں میں کس نے پیدا کیا اور کہاں سے آیا
...... میں دعوے سے کہتا ہوں اور چیلنج کرتا ہوں کہ کیا ہے
کوئی ایسا مسلمان جو بتلا سکے کہ آج تک کبھی ہندو یا آریہ نے کسی مسلمان
کو محض مذہبی اختلافات کی بنا پر قتل کیا ہو کسی جاہل سے جاہل ادنےٰ
سے ادنےٰ ہندو نے ایسا بدترین فعل کبھی نہ کیا ہوگا" ....

مسلمانوں کی خاموشی یا شور نہ ڈالنے کی عادت نے اب یہ نوبت پہنچا دی ہے
کہ واقعات کا ہی انکار ہو رہا ہے کمال یہ ہے کہ مذہبی جنون پر مسلمانوں کو ملزم ٹھہرایا جا رہا ہے
اور ساتھ یہ شور اور واویلا بھی ہے کہ ہمیشہ مسلمانوں نے ہی ... ہندو تو
ایسے نرم دل ہیں کہ وہ مذہبی بنا پر کسی کی ... [illegible]
[illegible]

[illegible] آریہ سماجی؟ اگر ان اخبار نویسوں میں ذرہ بھی انصاف پرستی ہوتی تو ایک مسلمان کے مجنونانہ فعل پر بھی اسلام کو بدنام نہ کرتے۔ یا جن لوگوں نے [illegible] کے باقی "چار شہیدوں" کو دوسرے عالم میں پہنچایا تھا ان کے مذہب اور ان کی قوم کے خلاف بھی اخباروں کے نمبروں کے نمبر اور کالموں کے کالم نہیں تو دو چار کالم ہی لکھتے۔ تین یا چار آریہ سماجی لیڈروں کو قتل کرنے والوں کا نام تک نہیں لیا جاتا اور جب اتفاق سے ایک مسلمان قاتل ملزم ہوا تو زمین و آسمان کے قلابے ملائے جاتے ہیں۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ ہندوؤں نے ہندوؤں کو مارا اور اس میں ہرج نہیں تو میں کہتا ہوں کہ یہ بھی بربنائے مذہب ہی خون ریزی ہے۔ اور پھر یہ بھی صحیح نہیں کہ ہندو آئے دن مسلمانوں کو مذہبی بنا پر قتل ہی نہیں کرتے آگ میں نہیں جلاتے ہیں کیا گائے کا ذبح کرنا ایک مذہبی امر نہیں؟ اور کیا گائے کے ذبح کرنے پر سینکڑوں مسلمانوں کے خون نہیں ہو چکے اور آئے دن خون نہیں ہوتے رہتے کیا کٹارپور کے واقعات بھی ان ہندو اخبار نویسوں کو بھول گئے۔ اور تعجب یہ ہے کہ ہر سال گائے کی قربانی پر کہیں نہ کہیں مسلمانوں کے خون ہوتے رہتے ہیں مگر ان دیدہ دلیری کی بھی کوئی حد ہے کہ ان سینکڑوں خونوں کے باوجود یہ چیلنج ہے کہ کبھی کسی ہندو نے بھی مسلمانوں کو مارا؟ اور ایک مسلمان کی بدقسمتی سے ایک ہندو کے قتل کا ملزم ہو تو اسلام کی تعلیم کو مثال بنا کر مسلمانوں کو بدنام کرنے پر سارا زور صرف ہو رہا ہے۔ سوامی شردھانند کے قاتل کے ساتھ ہی مفتی محبوب علی ہندوؤں کے مذہبی جنون کا شکار ہوتا ہے اور تمام کے تمام ہندو لیڈر منہ میں گھنگھنیاں ڈالے بیٹھے ہیں اور ایک شور مچا رہے ہیں گویا مسلمانوں نے ہندوؤں کو مار ڈالا مسلمانوں نے ایسے واقعات پر خاموشی اختیار کر کے یہ جرأت ان اخبار نویسوں میں پیدا کر دی ہے کہ ایک جانور ذبح کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کے ہزار خون ہوں وہ چپکے ہو جائیں۔ اور شور یہ ہے کہ یہ مسلمان ہی ہندوؤں کو مذہبی بنا پر مارتے ہیں۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

پھر ہم پر یہ دھوکہ دینے کا الزام دیا ہے کہ ہم قرآن میں قتل کفار کا حکم ہونے سے انکار کرتے ہیں اور ان آیات کو جن میں جنگ کے متعلق احکام پائے جاتے ہیں قتل کفار کے بطور دلیل پیش کیا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا دھوکہ دہی ہو سکتی ہے ہم تو اوپر دکھا چکے ہیں کہ جنگ کی اجازت مسلمانوں کو اس وقت دی گئی جب ان پر ظلم کر کے انہیں گھروں سے نکالا گیا پھر ان پر چڑھائی کی گئی تاکہ تلوار سے انہیں نیست و نابود ہی کر دیا جائے اور یہ بھی دکھا چکے ہیں کہ مسلمانوں کو لڑائی کی اجازت ہی اس وقت تھی جب ان کے دشمن پہل کریں اور اس میں بھی تجاوز کی صاف ممانعت تھی اور یہ بھی دکھا چکے ہیں کہ یہی حکم تھا کہ جب دشمن صلح کرنے کے آمادہ ہوں تو تم بھی صلح کر لو خواہ وہ صلح کے ذریعہ دھوکہ ہی دینا چاہتے ہوں تو اس صفائی کے باوجود یہ کہنا کہ قرآن شریف میں کافروں کے قتل کا حکم ہے حق و صداقت سے صریح انحراف ہے اس کے جواب میں چند آیتیں پیش کر دی گئی ہیں جن میں ان حالات کا ذکر ہے جب مسلمانوں اور کافروں میں جنگ ہو رہی تھی [illegible] اگر یہ کہا جائے کہ جو کافر تم سے جنگ کریں ان کو مار ڈالو کیا یہ کافروں کے [illegible] کے قتل کا [illegible] سورۂ انفال کی آیت [illegible] حالت

جنگ کے متعلق ہیں ان دونوں کو نقل کیا گیا مگر آیت ۹۰ جو یہ بتاتی ہے کہ صرف ان لوگوں کا ذکر ہے جو جنگ کریں یا جنگ کرنے والوں کے ساتھ ملیں اُسے چھوڑ دیا ہے جس کے آخری الفاظ یوں ہیں "پس اگر وہ تم سے کنارہ کش ہوں اور تم سے جنگ نہ کریں اور تم سے صلح کی درخواست کریں تو اللہ تعالے نے تمہارے لئے اُن کے خلاف کوئی راہ نہیں رکھی" کیا اس سے صاف ثابت نہ ہوا کہ پہلی دو آیتوں میں جن لوگوں کا ذکر ہے وہ وہ ہیں جو مسلمانوں سے جنگ کر رہے ہیں یا مثلاً سورۂ توبہ کی آیت ۵ پیش کی ہے کہ حرمت کے مہینوں کو گزرنے کے بعد مشرکوں کو قتل کرو اور اس سے پہلی آیت یعنی آیت ۴ اور اگلی آیت یعنی آیت ۶ دونوں کو ترک کر دیا ہے جو صاف بتاتی ہیں کہ آیت ۵ میں صرف ان مشرکوں کا ذکر ہے جو عہد شکنی کر کے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرتے ہیں کیونکہ آیت ۴ میں ہے کہ "جن مشرکوں کے ساتھ تم نے عہد کیا پھر انہوں نے تمہارے ساتھ کمی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف کسی کو مدد دی تو ان کے ساتھ ان کا عہد ان کی مدت تک پورا کرو" اور آیت ۶ میں ہے "اگر ان مشرکوں میں سے کوئی تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دو یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دو" بھلا اگر سب مشرکوں کے قتل کا حکم تھا تو پناہ دینا پھر باوجود اس کے اسلام نہ لانے کے اور کافر رہنے کے اُسے اپنی قوم میں امن کی جگہ پہنچا دینا یہ حکم کیونکر دیا جا سکتا تھا ایسا ہی ان آیات کا پیش کرنا جن میں یہ حکم ہے کہ جب حالت جنگ ہو تو کافروں کے ساتھ دوستی مت کرو دھوکا دینا نہیں تو اور کیا ہے۔ کیونکہ دوسری جگہ سورۂ ممتحنہ میں لکھا ہے کہ "اللہ تمہیں ان لوگوں سے نہیں روکتا جنہوں نے مذہب کی وجہ سے تمہارے ساتھ لڑائی نہیں کی اور تمہیں اپنے گھروں سے نہیں نکالا" اور مسلمان تو غیر مسلم (اہل کتاب) عورت کو اپنی زوجہ بھی بنا سکتا ہے اور یہ تو دوستی سے بڑھ کر تعلق ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم کو توڑ مروڑ کر اور حالت جنگ کے احکام کو حالت صلح کے احکام بتا کر قتل کافر کا حکم نکالا جاتا ہے حالانکہ سب مسلمان اس سے انکار کرتے ہیں بیکر ستیارتھ پرکاش میں تو صاف لکھا ہے جو حالت صلح سے تعلق رکھتا ہے

"جو شخص وید اور عابد لوگوں کی تصنیف شدہ کتابوں کی (جو وید کے مطابق ہوں) تحقیر کرتا ہے اس وید کی مذمت کرنے والے منکر کو ذات برادری (یعنی آریہ والوں کی جماعت) اور ملک سے نکال دینا چاہیئے" (تیسرا سملاس ۱۰۴)

شاید اس حکم کے ماتحت مسلمانوں کو نکالنے کی ٹھانی ہے مگر مسلمان تو کسی کتاب کی تحقیر نہیں کرتے یہ تو آریہ سماج کے حصہ میں ہی آیا ہے۔ اور وید میں بھی دھرم کے مخالفوں کو قتل کر بلکہ جلا دینے کے احکام موجود ہیں۔ شاید کٹارپور میں یہی تعلیم پر عمل ہوا تھا۔

"اے اگنی پرش آپ دھرم کے مخالف دشمنوں کو آگ میں جلا ڈالیں اے جلا دینے والے پرش وہ جو ہمارے دشمنوں کو حوصلہ دیتا ہے آپ اس کو الٹا لٹکا کر خشک لکڑی کی طرح جلائیں (یجر وید ۱۳/۱۲)"

"جس ایذا رساں شخص کی ہم لوگ مخالفت کرتے ہیں یا جو ایذا دینے دینے والا ہم سے دشمنی کرتا ہے اس کو ہم شیر وغیرہ کے منہ میں ڈال دیں"

اصلاحِ اعمال

علی بابا چالیس چور

قومیت متحدہ اور پین اسلامزم کے اسٹیج پر

(جناب مولانا عکاس کے قلم سے)

"یہ ایک مسلسل فسانہ ہے جو اس تماشے کے ایک شریک کار ایکٹر نے لکھا ہے، جسمیں علی بابا اور اسکی "ہیڈ پارٹی" کے چالیس ارکان کے مفصل اعمال درج ہیں ہر اشاعت میں صرف ایک ممبر کے اعمال افعال پیش کئے جائینگے جسمیں قومی تحریکات کی ہولناک تباہی کے اسباب اور ان "پولیٹکل ڈاکوؤں" کے پراسرار اور عجیب غریب حالات کیساتھ حیرت انگیز انکشافات بھی ہونگے عنوان پڑھکر شاید آپ کو یہ غلط فہمی ہوئی ہوگی کہ الف لیلہ کے چالیس چور کا تذکرہ ان صفحات پر ہوگا۔

اگر "تناسخ کا مسئلہ" اس نئی روشنی میں قبول کرنے کے قابل ہو تو سمجھ لیجئے کہ الف لیلہ کے "علی بابا" نے نئے روپ میں معہ اپنی ذریات کے درشن دئے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس مرتبہ "علی بابا" نے بغداد کی بجائے ہندوستان کو اپنی "زرخیز چور دھنیر" کیلئے چنا ہے۔ اور اپنے ساتھی بھی اپٹوڈیٹ منتخب کئے ہیں اور چونکہ علی بابا کو رہزنی کیلئے مختلف بھیس بدلنے پڑتے ہیں۔ اس لئے "اس جنم میں" اس کے ساتھ مختلف "کوالٹیوں" کے پولیٹکل ڈاکو "یا عیار رفیق" ہو گئے ہیں البتہ اس "سنہری ٹولی" میں شریک کرنے سے پہلے ہر ممبر کو چند امتحانات دینے پڑتے ہیں۔ اس کے بعد علی بابا کے سامنے اس کا نتیجہ پیش کیا جاتا ہے۔ جب علی بابا کو اطمینان ہو جاتا ہے۔ تو وہ اپنی "سنہری ٹولی" میں ایک "پراسرار حلف" کے بعد شریک کر لیتا ہے۔

"علی بابا کی پیدائش کا فخر اس مرتبہ "بہرام ڈاکو" کے زاویہ بوم بند ہیلکینڈ کو حاصل ہوا ہے اگرچہ پیدائش کلاں خاندان میں ہوئی تھی اور اس کا دادا افغانستان کا تھا اور اپنی جوانی میں دہلی کے ایک کارخانہ میں "چار رجشٹی" مرہم بنا چکا تھا۔ اس لئے بچپن کے چٹخارے آج کل بڑھاپے میں بھی اسکی زبان پر کبھی کبھی آجاتے ہیں ۔۔۔۔۔ چونکہ علی بابا میں اولعزمی اور فراخ حوصلگی بوجہ "کلاں بچہ" ہونے کے ناپید تھی۔ مگر "افگرخانہ" میں شرفائے لڑکوں سے میل جول ہو گیا تھا اور موجودہ زمانہ کی تعلیم بھی علی گڑھ میں حاصل کی تھی اس لئے "اس جنم میں" علی بابا کی سرگرمیاں بہت اپٹوڈیٹ ہوتی تھیں۔ "یعنی قومیت متحدہ" یا "پین اسلامزم" یہ دونوں اسکی بڑی منڈیاں تھیں

بند ہیلکینڈ کا بچہ بچہ اس "کلاں زادہ" سے واقف تھا اور وہاں کے خاندانی شرفا اس کو گری ہوئی نظروں سے دیکھتے تھے، اس لئے اس کے باپ نے مرتے وقت اس کو وصیت کی تھی کہ تم اپنی آئندہ سرگرمیوں کا مرکز دہلی بنانا۔ چنانچہ اپنے باپ کی وصیت پوری کرنے کیلئے اس نے دہلی میں "چالیس چور" جمع کئے

میں جب اپنے امتحان کی سخت دشوار گزار منزلیں طے کر چکا تو، تو ایک روز میری آنکھوں پر پٹی باندھی گئی اور میں ایک پراسرار راستہ سے ایک بڑے پھاٹک میں داخل کیا گیا۔ رات کا وقت تھا پہرہ دار نے ٹوکا، مگر میرے "ساتھی" نے اس رات کا "واچ ورڈ" بتا کر مجھے ایک زینہ پر چڑھایا، جو غالباً لکڑی کا تھا اس زینہ کو طے کر کے مجھے ایک بند کمرے میں لے جا کر بٹھا دیا اور تھوڑی دیر بعد میری آنکھوں سے پٹی کھول دی گئی۔ کمرہ میں بجلی کی روشنی ہو رہی تھی اس لئے میری آنکھیں چوندھیا گئیں اور میں نے آنکھیں مل کر جو دیکھا تو میرے جیسے بہت "گنہگار" کسی کے انتظار میں بیٹھے ہیں سب سے پہلے کمرہ پر ایک نگاہ غلط انداز ڈالی تو میرے جذبات شہوانی نیم برہنہ اور نیم برہنہ تصویریں دیکھنے سے زبردست ہیجان پیدا ہوا مگر اس کے ساتھ ہی سامنے کا دروازہ کھلا اور اس میں سے ایک نیا تڑنگا انسان داخل ہوا جس کا حلیہ حسب ذیل ہے۔ دراز قد، گورا رنگ، غیر شرعی داڑھی بہت فربہ جسم، موٹی اور پھیلی ہوئی ناک، گالوں کے گوشت کے ضرورت سے زیادہ ابھرنے کی وجہ سے آنکھوں کی عقابی جاتی رہی ہے۔ مگر چہرہ کے خدوخال اور "آثار قدیمہ" کے نقش و نگار ثابت کرتے ہیں کہ یہ کھنڈر آب سے پہلے "ایرانی المذاق" حضرات کو دعوت ذوق دیتا ہوگا چونکہ "علی بابا کو اپنے گذشتہ کارنامے اور بغداد کی چار چھہ سیم فنداب تک یاد ہے اسلئے وہ عربی لباس" پہنتا ہے اور اسکی "سنہری ٹولی" اسکے بے تکلف احباب اس کو "ہندی بدو" کہتے ہیں اور اس وقت بھی اس کے سر پر ایک عجیب و غریب قسم کی چتر رنگی ہوئی ہے جس کی شکل بجا رپور کے "اینڈ دسے" کی جیسی ہے اس اینڈوے کے نیچے ایک رومال ہے جو بیچ میں سے موڑ کر بالکل عربی بدوؤں کی طرح سر پر ڈال لیا گیا ہے ہندوستانی کپڑوں کے اوپر ایک سیاہ عبا پہنے ہوئے ہے، جو کبھی "والئی سلطنت" کے توشہ خانے سے چوری کرائی گئی ہے بہرحال علی بابا اس وقت ہندوستانی اور عربی لباس مشترک پہنے ہوئے ایسا ہی "ہندی بدو" معلوم ہوتا ہے جیسے "اسیل" اور "ٹینی" کے ملنے سے "گباگبس" پیدا ہوتا ہے۔ علی بابا کے آتے ہی تمام حاضرین جن کی تعداد چالیس سے زیادہ نہ ہوگی کھڑے ہو گئے کہ اس کمرہ کے وسط میں بچھے ہوئے قالین پر گاؤ تکیہ لگا کر بیٹھ گیا اور اس کے چہرہ سے غیر معمولی جلال ظاہر ہوتا تھا اس نے اپنی ڈراونی اور خوفناک آنکھوں سے شعلہ باری کرتے ہوئے مجھ اجنبی کو گھورا اور ایک نگاہ دوسری طرف ڈالی۔ نگاہ کے ساتھ ہی وہی رفیق جس کے ہمراہ میں اس کمرہ میں داخل ہوا تھا آگے بڑھا اور اس نے ایک عجیب زبان میں جس سے میں قطعی ناآشنا تھا سرجھکا کر غالباً میرا تعارف کرایا اثنائے گفتگو میں "علی بابا کے چہرہ پر مسکراہٹ آئی اور آخر میں وہ اس طرح ہنسا کہ اس کے خوفناک دانت دکھائی دئے جن میں ایک دانت زیادہ چمکا جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ اس دانت پر سونے کا خول چڑھا ہوا ہے

پہلی تو منی بابا نے کہا کہ چونکہ آج چالیس ساتھی اس نوجوان کی شرکت سے پورے ہو گئے ہیں اس لئے آج میری "سنہری ٹولی" کے ہر ممبر کا فرض ہے کہ وہ اپنی زندگی کے گزشتہ کارنامے جو مجھے پہلے سے معلوم ہیں، تمام یاران نشاط کے سامنے سنائے کہ سب کے مشورے سے جو بھائی "جس خدمت کا اہل ہو وہ ملک کے سپرد کی جائے"۔ سب نے گردنیں جھکا دیں اور کمرہ میں ایک غیر معمولی سناٹا چھا گیا "منی بابا نے چاروں طرف نظر ڈالی اور ایک بھائی کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ سب سے پہلے تمہاری باری ہے تم ہی اپنے گزشتہ تمام حالات سچے سچے بیان کرو جس میں جھوٹ بالکل نہ ہو کیونکہ میں جب سے پیدا ہوا ہوں آج تک جھوٹ نہیں بولا اور نہ آئندہ کبھی جھوٹ بولوں گا، خوب غور کرلو، اپنی اپنی داستان سنانے سے پہلے تم کو یہ بھی بتا دوں کہ میں کسی کی خوشی اور برائی نہیں دیکھ سکتا مجھے محض اپنے اقتدار کے قیام کے لئے جھوٹے "پیشواؤں" کو اپنے راستہ میں سے خس و خاشاک کی طرح ہٹانا ہے اور اس کے بعد کوئی "ملک الموت" بجا لاؤں گا، خبردار تم میں سے کوئی اپنے وہ واقعات ہرگز بیان کرے جن سے میری برتری اور لیڈری کو اشاعت کا پتہ یا کسی اور طریقے سے صدمہ پہونچے اگر کہیں غلطی سے ایسا ہوا تو لاکھ تم میں سے کوئی حلف اٹھائے مجھے ہرگز یقین نہیں آئیگا کہ آج دنیا میں میرے سوا سب جھوٹے ہیں۔

(باقی آئندہ)

پاجیوں پر پڑے ذرا پھٹکار

(از جناب مولانا نشتر صاحب دہلوی)

شیخ سید کی لے اڑا دستار — خان صاحب سنبھالئے شلوار
چار پیسے میں ملتا ہے ہمدرد — کتنے سستے ہیں آج کل غمخوار
شور کیوں ہے "کلال خانے" میں — کیا الجھتے ہیں ساقی و میخوار
دامن زہد اور دست گناہ — رنگ لایا ہے زاہد مکار
کیا قیامت ہے یوں سر منبر — دین برحق ہو صرف صد ادبار
سرد مہری ہے اور جنس ضمیر — گرم ہے آج نفس کا بازار
رہنمائی میں رہزنی دیکھی — کتنے گمراہ کن ہیں یہ آثار
لیڈری کا کہیں جنازہ ہے — جو تیں پڑے ایڈیٹری مردار
قوم پر ور رہے نہ آل رسول — رہنمائی کریں "کلال" و "کمہار"
کوئی مصروف جنگ ہو آپس میں — کوئی مذہب کے درپے آزار
اپنی اپنی اڑائے جاتے ہیں — معتبر ہی نہیں کوئی اخبار
راستی مٹ گئی زمانے سے — بڑھ گیا اتنا جھوٹ کا طومار
یہ فضلیت تو حضرت نشتر — پاجیوں پر پڑے ذرا پھٹکار



منڈلا رہے ہیں دیکھو خلافت کی لاش پر
بمبئی کے اور دہلی کے دو موٹے موٹے گدھ



باعزت بریت

حاجی محمد علی اور ان کے آریہ سماجی دوست یہ سنکر چراغ پا اور بیحد رنجیدہ ہوں گے کہ حضرت خواجہ حسن نظامی اور ان کے خسر اور میاں فقیر عشقی اور اڈیٹر پیشوا پر جو فوجداری استغاثہ بھوانی پرشاد نے دائر کیا تھا وہ [illegible] جنوری کو مسٹر لوئیس کی عدالت سے خارج ہوگیا۔ مفصل آیندہ

(نقاش)



خلافت کابل ڈوگ اپنی ہڈیوں کو چھوڑ کر تبلیغ کے چھیچڑوں پر للچائی ہوئی نظر ڈال کر اور غرا کر تبلیغی بلی پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ تبلیغ کی بلی
پنجہ اٹھا کر جواب دیتی ہے کہ

نہ بینی کہ چون گربہ عاجز شود
برآرد بچنگال چشم پلنگ

حضرت خواجہ حسن نظامی کی
عام فہم تفسیر القرآن

اسلام پر جیسی سخت گھڑی آجکل آئی ہوئی ہے ایسی کم از کم ہندوستان میں اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی مسلمانوں کی جہالت اور بے زری نے اللہ پاک کے دین کو خاص خطرہ میں ڈالدیا ہے۔ جہالت وہ بری شے ہے جس سے پیغمبروں نے پناہ مانگی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا مجھے جہالت سے بچائیو اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین بے زری کی بابت بھی حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ کفر تک پہنچا دیتی ہے کاد الفقر ان یکون کفرا آریہ ہندو قوتیں ہماری انہیں دو کمزوریوں سے فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ اور ان ہی کی مدد سے شدھی یا ارتداد کا جال پھیلایا ہے

آپ، واقف ہیں کئی سال سے حضرت خواجہ حسن نظامی نے انسداد ارتداد اور تبلیغ کے لئے وقف کر رکھی ہے اور کمال حسن و خوبی نہایت تندہی و استعدی اور انتہائی ہوشمندی و سلیقہ شعاری کے ساتھ خدمت بجا لا رہے ہیں حضرت کی نگاہ دور رس و حقیقت شناس نے بھی مرض ارتداد کا سبب یہی ہے نا واقفیت اور دین کی محتاجی ہی کو تشخیص کیا ہے اور حضرت کی تمام تر توجہ مسلمانوں کی مالی اصلاح اور دینی تعلیم پر صرف ہو رہی ہے اس وقت حضرت کی صرف "دینی تعلیم" کے سلسلہ میں ایک خبر سنانی چاہتا ہوں۔ خبر نہیں بلکہ بشارت۔ حضرت نے حال میں عام فہم تفسیر القرآن کے نام سے قرآن شریف کی تشریح لکھنی شروع کی ہے یعنی مرض کی جڑ کو پکڑا ہے۔ قرآن ہی پر عمل کر کے ہم سر بلند ہوئے تھے اور قرآن ہی کو چھوڑ کر ہم گرتے چلے جاتے ہیں اور آیندہ ہم اپنے میں کوئی انقلاب پیدا کر سکتے ہیں تو قرآن ہی کے ذریعہ سے وہ ممکن ہے۔ قرآن مجید کے متعدد ترجمے بازاروں میں موجود ہیں لیکن ان سے عام ناظرین کی تسکین نہیں ہوتی۔ اور ضخیم تفسیروں کے مطالعہ کے لئے قابلیت چاہئے۔ اس طرح برابر قرآن سے بیگانگی بڑھتی چلی جاتی ہے اور یہی بے پروائی رہی تو کسی دن خدا نخواستہ قرآن فقط ایک کتاب بنکر رہ جائیگا حضرت خواجہ صاحب کی تفسیر القرآن جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے نہایت عام فہم ہے اس کے پڑھنے میں ذرا الجھن نہیں ہوتی۔ بالکل مختصر ہے بین ترجمہ اور تھوڑی سی شرح حضرت خواجہ صاحب نے بیجا روایات کا دخل کہیں بھی نہیں کیا جا سکتا کہ جیسا ترجمہ پڑھنے والا اکثر کہا کرتے ہیں کہ ابھی اللہ میاں کیا فرما رہے تھے اور ابھی کیا فرمانے لگے جس قدر پارے عام فہم تفسیر کے چھپے ہیں معلوم ہوتا ہے مسلسل مضمون ہے۔ تفسیر کی شان اسکی متقاضی تھی کہ پوری کی پوری یکدم سامنے آتی۔ لیکن اس میں کئی سال لگتے اور زمانہ دیر کرنیکا نہیں ہے۔ مناسب یہی ہے کہ جتنی تیار ہوتی جائے شائع کر دیا جائے۔ چنانچہ حضرت ممدوح نے اب تک اس کے چھ پارے طبع کرا دیئے ہیں الم سیقول، تلک الرسل، لن تنالوا، والمحصنات، لا یحب اللہ الجہر، عم یتساءلون قیمت ہر ایک پارہ ۸؍ پارہ عم اس لئے پہلے لیا ہے کہ بچوں کیساتھ بڑے بھی اس سے فائدہ اٹھائیں اور اس کی چھپائی میں بھی خاص اہتمام کیا گیا ہے اور کتابت اس درجہ کی ہے کہ بچے بہت آسانی سے عربی اور تفسیر دونوں پڑھ اور سمجھ سکتے ہیں۔

دوستو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک رٹ لینے کا ہمکو حکم نہیں دیا ہے بلکہ اسکا مفہوم جاننا اور اس کے مطابق عمل کرنا اصلی اسلام ہے کم از کم اپنی اولاد پر رحم کھاؤ اور انہیں بالتفسیر یہ پارہ جات پڑھا دو۔ ظاہری اعتبار سے بھی سوچو جس فقرے یا عبارت کا مضمون ذہن میں موجود ہو وہ جلدی اور بآسانی یاد ہوتی ہے جس کا مضمون ذہن میں نہ ہو تو فارسی اور عربی کے شعر کی طرح حفظ کرنا فارسی اور عربی سے ناواقف لوگوں کو دشوار ہوتا ہے۔ کیا اتنا بڑا قرآن ہے قرآن کا اعجاز کہنا چاہئے کہ وہ ہمارے دماغوں پر چھپکر رہجاتا ہے ورنہ کسی قوم کے دماغ میں ایسی طاقت نہیں ہے کہ ایسی لمبی چوڑی کتاب کو یاد رکھ سکے۔ پھر اگر مسلمان اللہ کی اس خاص عنایت سے پورا پورا فائدہ حاصل کریں تو کیا اچھا ہو۔ ایک وقت میں قرآن کے الفاظ بھی پڑھے جا سکتے ہیں اور انکا مطلب بھی جیسا اب عرض کیا گیا ہے معنی سمجھ کر الفاظ یاد کرنے میں وقت کم خرچ ہوگا بچوں کے دماغ کا بار ہلکا کر دو انہیں نور ہدایت دو انسان اور مسلمان بناؤ۔ اعتراض کیا جاتا ہے کہ نماز فواحش اور منکرات سے نہیں روکتی حالانکہ دعویٰ یہ ہے کہ نماز فواحش اور منکرات سے روکتی ہے ان الصلوٰۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر لیکن وہ روکے کیونکر جبکہ آج نماز کی تعریف صرف اس قدر رہ گئی ہے کہ کھڑے ہو گئے اور چند مقررہ حرکتیں کر لیں۔ امام نے جو کچھ پڑھا اسے نہیں سمجھا۔ اس کا بے معنی پڑھ لینا اور اس کی سطور پر انگلیاں پھیر لینا اس حالت سے یہ حالت ضرور بہتر ہے کہ انسان قرآن سے ذرا بھی تعلق نہ رکھے اور قرآن کو کھول کر بھی نہ دیکھے۔ مگر ہمارا فرض اس پر ختم نہیں ہوتا ہم خدا کے بیٹے اور فرمانبردار جب ہی بن سکتے جبکہ ماں باپ کی پیروی کے بجائے اس کی پیروی کریں اور اس کی پیروی جب ہی ممکن ہے جب ہم قرآن مجید کو سمجھیں کسکم از کم نماز کے وقت جو سورۃ پڑھی جائے اس کا مطلب تو معلوم ہو تا پھر نماز میں کیفیت بھی آئے اور نماز ممنوع باتوں سے بھی بچائے۔

ہدیہ فی پارہ ۸؍ ۶ پارے مسلسل ایک ساتھ منگانے والوں کے لئے محصول میں کفایت ہے۔ ایک پارہ پر محصول پانچ آنے خرچ ہوتا ہے۔

پارہ الم ۸؍ پارہ سیقول ۸؍ پارہ تلک الرسل ۸؍ پارہ لن تنالوا ۸؍ پارہ والمحصنات ۸؍ پارہ لا یحب اللہ الجہر ۸؍ پارہ عم یتساءلون ۸؍

ملنے کا پتہ۔ منیجر رسالہ پیشوا دہلی سے منگائیے

پندرہ وعظ

حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب کی ہدایات دینیہ ... [illegible]
جو کچھ چھپ چکا ہے اور کچھ چھپ رہا ہے ... [illegible]
ہیں خدا مولوی محمد عثمان صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے آسانی اور نافع عوام ... [illegible]
اس وقت پندرہ وعظ یا پندرہ کتابیں طیار ہو گئی ہیں اور اس سب کے صفحات تقریباً ۳۰۰ ہیں اور سب کی مجموعی قیمت ... [illegible]

(۱) حساب کی آمد۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ حساب کا وقت قریب آ پہنچا اور ہم لوگ ابھی غافل ہیں۔ ۰ صفحے۔

(۲) حاضری خوف۔ "جو شخص ڈرا اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے اور روکا اپنے نفس کو خواہشوں کو اس کا ٹھکانا جنت ہے"۔ اس آیۃ کی تفسیر ۲۲ صفحے۔

(۳) رمضان کا خاص رکھنا۔ روزوں کے موٹے موٹے مسائل یعنی مسائل کے علاوہ رمضان اور روزہ کا احترام بتایا گیا ہے کہ انسان کو رمضان شریف میں کیا بن جانا چاہئے ۲۰ صفحات ہیں۔

(۴) قرآن کے حقوق۔ "جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اسکو پڑھتے ہیں جیسا حق ہے پڑھنے کا یہی لوگ ایمان لاتے ہیں اور جو لوگ کتاب پر ایمان نہیں لاتے وہ نقصان میں ہیں" اس آیت کی تفسیر ۲۶ صفحات ہیں۔

(۵) تکبر کا علاج۔ خاص اللہ کے لئے بڑائی ہے تمام آسمان و زمین میں اور وہی سب پر غالب ہے اور حکمت والا۔ اس آیت کی تفسیر اور غرور کا علاج اور اس کے حساب ۱۰ صفحے۔

(۶) اصلاح کا آسان طریقہ۔ اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور بات ٹھیک کہو ... [illegible] تمہارے سب گناہ۔ اس آیت کی تفسیر ... صفحے

(۷) رمضان کا آخری عشرہ۔ اس میں رمضان المبارک کے فضائل، اعتکاف اور لیلۃ القدر کی تشریح اس کے اوصاف اور اعمال نیک کا ثواب اس عشرے میں بہت ہی ... [illegible] ہیں۔

(۸) روزہ اور عید کی تکمیل۔ حدیث شریف "رمضان وہ مہینہ ہے جس کے اول میں رحمت ... [illegible] اور آخر میں دوزخ سے نجات ہے" اس کی تفسیر اور ... [illegible] تفصیل۔ ۲۲ صفحات۔

(۹) نگاہ کی حفاظت۔ "اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور جو کچھ سینے میں چھپا ہے اس کو بھی جانتا ہے"۔ اس آیت کی تفسیر ... [illegible] تفصیل ... [illegible] عجیب و غریب کتاب ہے۔ ۳۲ صفحات۔

(۱۰) اعضا کا پاک رکھنا۔ اعضا جسم ... [illegible] کی تفصیل بتائی گئی ہے ... [illegible] الزام ... [illegible]

(۱۱) کجی کی درستی۔ میرا راستہ سیدھا ہے ... [illegible] کہ وہ ... [illegible] ثابت ہوا ... صفحات ہیں۔

(۱۲) اہتمام دین کی ضرورت۔ ... [illegible] دین کی باتوں میں کس قدر اہتمام کی ضرورت ہے۔ ... [illegible] مثالیں دی گئی ہیں ... [illegible]

(۱۳) علم دین کی ضرورت۔ ... [illegible] کی کس قدر ضرورت ہے اس کی تحصیل اور ... [illegible]

(۱۴) عمل دین کی ضرورت۔ ... [illegible]

(۱۵) پاکیزہ زندگی۔ ... [illegible]

[illegible]





چندہ
سالانہ ایک روپیہ
بیرونی ممالک دو روپے
قیمت فی پرچہ دو آنہ

مذہبی تبلیغی، اصلاحی رسالہ۔ اسلامی تعلیمات اور روحانی تسلی و تسکین کا ماہنامہ

ہر انگریزی مہینے کی آٹھ تاریخ کو پابندیٔ وقت کیساتھ [illegible]

ایڈیٹر
سید عزیز حسن بقائی

رسالہ پیشوا کی سالگرہ کی خوشی میں

ایک بہت بڑی رعایت کا اعلان

خیالات طالسطائی کونٹ طالسطائی روس کے ایک مشہور عالم و فاضل و بالشویک جماعت کے سب سے بڑے اور سب سے پہلے پیشوا تھے جن کو ہندوستان کے سب سے بڑے سیاسی لیڈر مہاتما گاندھی بھی اپنا امام مانتے ہیں یہ کتاب ان بیش قیمت اور پاکیزہ خیالات کا مجموعہ ہے، جو صدہا انگریزی اور روسی کتابوں کا نچوڑ ہے۔ اس کے پڑھنے سے بالشویزم کی تاریخ معلوم ہوگی۔ اور اسکے پڑھنے سے بالشویزم کی رفتار ترقی کا پتہ چلے گا۔ اور اس کے مطالعہ سے بالشویکوں کے سیاسی معتقدات اور انکی سرفروشانہ جدوجہد کا پتہ چلے گا قیمت اصلی ۸ رعایتی ۴

محشرستان آئرلینڈ آئرلینڈ کے مشہور قوم پرست پیشوا ڈی ویلرا کی بہادرانہ اور سرفروشانہ جدوجہد کا مفصل تذکرہ، آئرلینڈ کو آزاد کرانے کے لئے مسلح بغاوت کرنا، اور گرفتار ہو کر پراسرار طریقہ سے جیل خانہ سے رہا ہونا، غرضیکہ کتاب کے پڑھنے سے صحیح حب وطن کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور آئرلینڈ کی بے مثال قربانیوں کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ قیمت اصلی ۸ رعایتی ۴

مہاتما گاندھی کی سوانحعمری یہ اس شخص کی سوانحعمری ہے جو ایک وقت میں ہندوستان کا بے تاج بادشاہ اور جسکی آواز پر ہندوستان میں ایک سرے سے دوسرے تک ہندو مسلمان سر تسلیم خم کرتے تھے، اور آج شدھی اور سنگھٹن کی گرمی کی وجہ سے ہندوستان کا یہ سب سے بڑا پیشوا احمد آباد کے ستیہ گرہ آشرم میں خدا کی عبادت کرتا ہے۔ اس کتاب میں مہاتما گاندھی کی پیدائش سے لیکر ۱۹۲۵ء تک کے مکمل واقعات درج ہیں اور اس میں سیدی مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کا دیباچہ اور البیلا نہ شامل ہے۔ ہاف ٹون عکسی تصویریں لگائی گئی ہے قیمت اصلی ۸ رعایتی ۴

مضامین مولانا ابوالکلام آزاد ایڈیٹر الہلال یہ ان مضامین کا انتخاب ہے، جو مولانا ابوالکلام صاحب آزاد ایڈیٹر الہلال اور صدر مرکزی خلافت کمیٹی نے جنگ کے زمانہ میں الہلال کلکتہ سے جاری کر کے لکھے تھے۔ اور جنکو پڑھنے سے اسلامی جوش پیدا ہوتا ہے، اور جو تمام کے تمام قرآن اور مدلل ہوتے ہیں، الہلال ... نہ ہوگا، اس لئے

مولانا ابوالکلام کے مضامین اب دوبارہ اخبارات میں شائع نہ ہونگے، الہلال کی جلدیں ہزار ہا روپیہ خرچ کرنے پر بھی اب دوبارہ دستیاب نہیں ہو سکتیں اس لئے مولانا کی تحریرات کے عاشقوں کو ان مضامین کے منگانے میں جلدی کرنی چاہیے، ورنہ پھر دستیاب ہونا ناممکن ہوگا۔ بہت تھوڑی جلدیں باقی ہیں۔ ہر حصہ کی اصلی قیمت میں نصف کی رعایت کر دی گئی ہے۔ سفید کاغذ چھپائی لکھائی اعلی قسم کی قیمت حصہ اول ۵ حصہ دوم ۶ حصہ سوم ۶ حصہ چہارم ۶ حصہ پنجم ۶ حصہ ششم ۶ حصہ ہفتم ۵

پیشوا

جسقدر سستا پرچہ ہے وہ ناظرین سے پوشیدہ نہیں اسکی ارزانی سے جو مالی نقصان ہوتا ہے اسکی تلافی صرف کتابوں کی فروخت سے ہوتی ہے اس لئے آپ جب بھی کوئی کتاب منگائیں تو خط پر نام وپتہ صرف اسقدر لکھدیں:-

حسن انیس منیجر رسالہ پیشوا دہلی۔

افسانہ بلجیم یورپ کی جنگ عظیم میں جرمنی کے بے رحمانہ دستبرد سے غریب بلجیم اور اہل بلجیم پر کیا مصیبتیں نازل ہوئیں اور کس طرح عظیم الشان اور مشہور و معروف قابل دید تاریخی شہر دل کو بے دردی کے ساتھ تاخت و تاراج کیا گیا اس کے عبرتناک تاریخی حالات مولوی حامد علی صاحب بی اے صدیقی مصنف اقصائے مغرب وغیرہ نے افسانہ بلجیم میں نہایت ہی موثر و دلچسپ طریقہ کو تحریر فرمائے ہیں۔ زبان نہایت شستہ اور پاکیزہ اور طرز تحریر بہت دلچسپ۔ اس تاریخی کتاب کے پڑھنے میں ناول کا لطف آتا ہے قیمت اصلی ۸ رعایتی ۴

حکومت اور خلافت جناب مولانا محمد علی صاحب نے اس معرکتہ الآرا مسئلہ کو علم و مذہب اور فلسفہ کی روشنی میں صاف کیا ہے کہ خلافت کیلئے حکومت کس قدر ضروری چیز ہے۔ قیمت اصلی ۴ رعایتی ۲

ترانہ قوم بلند پایہ شعرا کے کلام کا وطن پرستانہ اور قوم پرورانہ مجموعہ۔ اسکے پڑھنے سے ۱۹۲۱ء کا ہندو مسلم اتحاد کا زمانہ یاد آجاتا ہے اور بے اختیار سنگھٹن اور شدھی کی تحریکات پر نفرین بھیجنے کو جی چاہتا ہے۔ اصلی قیمت ۴ رعایتی ۲

فن صابون سازی یہ کتاب بہت مجرب ہے۔ بہت مختصر سے سرمایہ سے صابن کا کام ہو سکتا ہے۔ عورتیں گھر میں تیار کرلیں اور مرد بازار میں آواز لگا کر فروخت کرائیں۔ بہت سہل طریقہ پر اچھی خاصی آمدنی ہو سکتی ہے اور اگر تجارت کی ضرورت نہ ہو تو گھر کی ضرورت کے لئے اس کو بنائیے۔ بغیر زیادہ سامان کا خرچ کے لائق گھر میں بنا لیا۔ اصلی قیمت ۴ رعایتی ۲

ضروری اطلاع - جو فرمائش ایک روپیہ سے کم ہوگی اسکی تعمیل نہیں ہوگی اور پانچ روپے کی کتابیں یکمشت خریدنے والے کو محصول ڈاک معاف۔

ملنے کا پتہ: حسن انیس منیجر رسالہ پیشوا - دہلی

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ

(اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے)

پیشوا

[illegible]

سلد ۲ | دہلی ۸ فروری ۱۹۲۷ء مطابق شعبان ۱۳۴۵ھ | نمبر ۳

عرض نیاز

(از جناب مولانا حامد اللہ صاحب افسر بی اے)

چمک نئی ای برق حسن بے نیاز | یا تو اک دم پھونکدی یا نور سے بھر دے مجھے
دیکھیں تو اس دنیا کو میں کیا کروں | جو تجھے دیتا ہے پردے سے نکلکر دے مجھے
دکھا دے حسن وہ سے نہیں جس کی طلب | تو جگر گرمائے جس سے وہی درد دے مجھے
دیں ترا جلوہ سبھی میں کیا کروں | ذرہ ذرہ کا جہان کے راز داں کر دے مجھے
ہو دنیا موت کو اب تو سنبھل | آ گیا ہے وقت اٹھ لا صور محشر دے مجھے
مانو تاریخ کو اک بار پھر | لیجہ تو کیف نعرۂ اللہ اکبر دے مجھے
ش امید موہوم وصال | پھونک دے تن من کو ایسی آگ سے بھر دے مجھے
نبے کوئی مستانہ نہیں | شورش ہنگامہ خیز صبح محشر دے مجھے

ہے اگر مجھ کو جنتوں سے عزت کا خیال

پا اس دنیا کو تو جنت بنا کر دے مجھے

شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

۲۴ جنوری کا پیشوا پڑھنے کے بعد ہزار ہا مسلمان اس نام نہاد مسلمان رہنما کی اصلیت سے واقف ہو گئے۔ اور بہت سے خطوط میرے پاس مبارکباد کے آئے۔ جن میں اس مسیلمہ کذاب اور ریشہ دوانی کے کرتوت پر اظہار نفرت کیا گیا ہے۔

مگر بعض بھائیوں نے کہا ہے کہ اس مفتری کا اور خرابی کو ہم پہلے ہی سے جانتے ہیں۔ بہتر ہو گا کہ آیندہ کچھ وقت کسی دوسرے امور پر صرف کیا جائے۔ اور آپس کی خانہ جنگی سے اسلام کے دشمنوں کو ہنسنے کا موقع نہ دیا جائے۔ میں اپنے ان مخلص دوستوں کی ہمدردی کا شکر گذار ہوں۔ جو اسلام کے سچے غلام ہیں۔ اور اس سے [illegible] جنگی اینجا کی طاقت بڑھا سکیں گی۔ اور مسلمانوں کی [illegible] کر سکیں گے۔ اور یہ بھی جانتا ہوں کہ گذشتہ پرچہ میں [illegible] کھول دیا ہے۔ اور وہ خبیث [illegible] [illegible] دوڑتا ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] کرتا ہے۔

[illegible] ات اسلامیہ کو؟ آج اس کے سر سبز

[illegible] کی طرح ان نام نہاد پیشواؤں نے اور ان

[illegible] اور بد باطن رہنماؤں نے کھاکر کے اجاڑ

[illegible] اور حکومت پرستی سے نہ مسلمانوں کی عزت

[illegible] کا [illegible] طور پر صرف ہوتا ہے۔ دو مسلمانوں کا ہندو

[illegible] اور نہ حکمران قوم ایک طبقہ اگر انگریزوں کا غلام ہے، تو دوسرا

[illegible] ایک گروہ اگر خطابوں کی بھیک کے لئے حکومت کے آستان نیاز

[illegible] مسلم قوم کے مفاد سے آنکھیں بند کرتا ہے، تو دوسرا ہندوؤں کی

[illegible] اقبال [illegible] کا جہنم بھرنے کے لئے بھیک کے

[illegible] اور حصول زر [illegible] کے لئے اسلامی حقوق کو سولی اور فرضی

[illegible] کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھاتا ہے۔

غرض کہ مسلمان قوم کے لئے نہ حکومت پرست طبقہ کچھ

کرتا ہے۔ اور نہ قوم پرور طبقہ نے کوئی کام مسلمانوں کی بہتری کا کرکے دکھایا۔

بلکہ [illegible] ہوگی اگر یہ عرض کروں کہ اعتدال پسند جماعت نے اپنے معتقدات

[illegible] حکومت سے اپنی ذات کے لئے کچھ حاصل کرکے اتنا ضرور کیا کہ

مسلمانوں کے لئے بہتری کا کام کیا۔ اور بہت سے مسلمانوں کو خواہ ان میں

ان کے اپنے عزیز اور دوست ہی کیوں نہ ہوں اپنے اثر و رسوخ سے کام لیکر

روزگار سے لگا دیا۔ اور یہ انہی غلامان حکومت کا طفیل ہے کہ کچھ جدید تعلیم

یافتہ آج بدنصیب مسلمانوں میں دکھائی دے رہے ہیں۔ اور سرکاری دفتر

سرکاری دفاتر میں مسلمانوں کی صورتیں کہیں کہیں نظر آجاتی ہیں۔ ورنہ

اس جماعت نے جس کے رہنما آج کل "صاحبان" بنے ہوئے ہیں سوائے تخریب کے

اور کیا کام کیا ہے؟

کام اس قوم کا دست نکالا نہ کوئی

پھر کام آئے تو یہی رندان بادہ خوار

اس سے میرا منشا یہ نہیں ہے کہ میں اعتدال پسند حضرات

کی "وہ رسم کہن" کی تائید کررہا ہوں۔ یا مجھے خطاب یافتہ حضرات کی پالیسی سے

اتفاق ہے۔ کیونکہ مجھے تو آج سب سے بڑی شکایت اسی گروہ سے ہے

کہ جس قدر اپنے اثر و رسوخ سے یہ حضرات مسلمانوں کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں،

انھوں نے نہیں پہنچایا۔ اور ہندو "حکومت رسیدوں" کی طرح اپنی قوم کے

لئے یہ "گورنمنٹ رسیدہ" سود مند ثابت نہیں ہوسکے۔ حکومت کے مفاد کا

جہاں تک تعلق ہے یہ دونوں "خواجہ تاش حکومت" ہیں، مگر جہاں قومی

حقوق کا سوال آتا ہے، ہندو رائے بہادر دال خور ہونے کے باوجود اپنے

حقوق کی حفاظت سینہ سپر ہوکر اس طرح کرتے ہیں کہ "مہمان بل" اس

[illegible] حقوق کا واسطہ آکے پڑ گیا ہے

تو مسلمان خان بہادر ذلیل روٹی کی خاطر [illegible]

قیام کے لئے پوری مسلمان قوم کا بیڑہ غرق کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک

مسلمانوں میں اپنی قوم پر فدا ہونیوالا کوئی مالویہ پیدا نہ ہوا۔ اگر یہ سی آر داس

بنے کی تو ہر بد تمیز، اور کمین اور پیشہ ور ساسد و مفسد چھوکرا کوشش کرتا ہے۔

اس لئے میں نے اپنی زندگی کا یہ مشن قرار دیا ہے کہ

جب تک زندہ ہوں، اور کام کرسکتا ہوں، قوم کو ان دھوکہ باز لیڈروں کی

اصلیت سے آگاہ کرتا رہوں گا۔ تاکہ بھولے مسلمانوں کو یہ معلوم ہو جائے

کہ قومیت متحدہ اور دین اسلام کی اشیخ پر یہ کون اور ان کی تھیلیاں کیا ہیں؟ اور یہ لیڈر اسلام

اسٹیج کے ایکٹر پردہ کے پیچھے کیا کرتے ہیں؟ اور ان کی مفسدہ پردازی سے

پوری مسلمان قوم جو تباہی اور رفاہ جنگی کے عمیق ترین غار میں گری جارہی ہے

اس کو ان قومی ڈاکوؤں، اور لٹیروں، اور پیشہ ور قزاقوں اور کمین رہزنوں سے

جس قدر جلدی ممکن ہوسکے آگاہ کر دیا جائے۔

میں جانتا ہوں کہ شروع شروع میں کچھ ابتری ہوگی

مگر جب یہ بدمعاش اپنے اصلی رنگ میں دیکھ لئے جائیں گے، تو مسلمانوں میں ایک

نئی جماعت پیدا ہوگی، جو نہ حکومت سے مرعوب ہوگی، اور نہ ہندو آقاؤں کے

آگے بعض موجودہ پیشواؤں کی طرح دم ہلا کر دوڑے گی۔ اس کی زندگی صرف

مسلمانوں کے لئے ہوگی۔ جس کا ہر کام مسلمانوں کی بہبودی اور بہتری کے

لئے ہوگا۔ اور جس میں خلوص اور ایثار کا مادہ ہوگا۔ اور مجھے یقین ہے کہ

ایسی جماعت غریب مسلمانوں میں سے پیدا ہوسکتی ہے کہ اسلام کی اصلی روح

اور اسلام کا سچا درد نہ ان پتلون پوش لیڈروں میں ہے اور نہ ان جبہ پوش

مولویوں میں ہے۔ اسلام کی سچی تڑپ تو صرف غریبوں میں ہے جو میرے اصلی

مخاطب ہیں۔

ہز ہائینس مہاراجہ سر ہری سنگھ والی کشمیر جن کے

متعلق میں اکثر مرتبہ پیشوا کے صفحات پر لکھ چکا ہوں آج بھی "فراموش شدہ شہرت

کی یاد پھر تازہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی تعیش کی سیاہ داستان کے حروف ابھی

سوکھے بھی نہ تھے کہ وہ وارث تخت و تاج ہوگئے۔ اور اس میں شک نہیں کہ

کہ انھوں نے شروع شروع میں اس قدر محنت اور انصاف سے کام کیا کہ

درد مند مسلمانوں نے یہ محسوس کرنا شروع کیا کہ شاید بدنصیب مسلمانان کشمیر کے

دن پھلے آگئے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان بدبخت مسلمانوں کی جو کشمیر کی آبادی

کا پچانوے فی صدی حصہ ہیں اور جن کی محنت سے کمائے ہوئے روپے میں

سے امسال بجٹ میں مہاراجہ صاحب نے اپنے ذاتی اخراجات کے لئے

اکیاون لاکھ روپیہ منظور کیا ہے۔ ابھی تک نکبت و افلاس اور حقوق [illegible]

کی اس دشوار گذار گھاٹی میں پڑے ایڑیاں رگڑ رہے ہیں۔ جس میں [illegible]

پچاس سال پہلے تھے۔ حکومت میں ان کا حصہ ۵ فیصدی بھی نہیں۔ البتہ

دلی [illegible]
کرتے ہیں کہ اس [illegible] اور اس ذلیل حالت میں زندگی بسر
[illegible] اور گو وہ بھی ان سے بہتر اور راحت سے
جینا جانتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس تباہ حالی کی بڑی ذمہ داری
خود مسلمانان کشمیر پر عائد ہوتی ہے۔ جن کی بے حسی اور جہل نے ان کو آج اس
حالت کو پہنچا دیا ہے کہ ان سے عیش اور آرام سے زیادہ جانور اپنے دن
کاٹتے ہیں۔

مگر کشمیر کے مسلمانوں کی بربادی سے مسلمانانِ
[illegible]نجاب بھی سبکدوش نہیں ہو سکتے جو اس وقت تمام ہندوستان میں سب
[illegible]صوبوں کے مسلمانوں سے زیادہ باحس اور باحمیت ہیں۔ اور کشمیر کے ہمسایہ
[illegible] اور جہاں کشمیریوں کی ایک بڑی تعداد آباد ہے۔ پھر کیا مسلمانانِ کشمیر
[illegible] رہے ہیں کہ حقوق کس طرح حاصل کئے جاتے ہیں۔ ان کے سامنے ان کے
[illegible] ہندو بھائیوں کی جد و جہد کے ثمرات موجود ہیں۔

*

جوں جوں مہاراجہ سر کشن پرشاد کی وزارت کو دن گذرتے جاتے ہیں
[illegible] کے بعض محکموں میں خرابیوں کا انسداد ہوتا جاتا ہے۔ مگر ناحق شناسی
[illegible] میں یہ نہ کہوں کہ اس کے ساتھ ہی انگریزی اقتدار بھی ریاست کے
[illegible]جات پر حاوی ہو رہا ہے۔ اور یہ مطالبہ برار کی وہ سزا ہے جو لارڈ
[illegible] وقت تجویز کر گئے تھے۔

[illegible] کیا ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان حیدر آباد کی تنہا اسلامی سلطنت کو
[illegible] کے ساتھ ہندوؤں کے پروپیگنڈہ اور انگریزی حرص و آز کا شکار
[illegible] گے؟

[illegible] سوال ہے جس پر ہر طبقہ کے مسلمانوں کو نہایت ٹھنڈے دل
[illegible] کی ضرورت ہے۔ اور اگر ان میں زندگی ہے، اور ان کے وہ
[illegible] جو ہمیشہ سات سمندر پار کی ان مسلمان سلطنتوں کی آزادی و بقا
[illegible] کرتے ہیں جن کی آبادی اور وسعت اور زرخیزی دکن سے
[illegible] نے کبھی ہندوستان کے مسلمانوں پر مصیبت کے وقت
[illegible] آج ہندوستان کی اس واحد اسلامی سلطنت کے تحفظ و بقا
[illegible] چاہتے ہیں؟ جس کا فیض ہندوستان کے علاوہ ہندوستان
[illegible] مسلمانوں تک پہنچا ہے۔

[illegible] کے چند پیشہ ور مفسد اور نمک حرام ہندو یہ بیان کرتے ہیں
[illegible] سے متعصبانہ برتاؤ ہوتا ہے۔ مگر میں جب ۱۹۲۶ء میں
[illegible] کو اعلیٰ حضرت نظام کی بے تعصبی اور اعلیٰ اسلامی
[illegible] بچشم خود موقع ملا تھا۔ جس کی ایک ادنیٰ نظیر
[illegible]

اس [illegible]
وہ اعلیٰ درجہ کی رواداری اور بے تعصبی کا [illegible]
موجودہ انگریزی حکومت [illegible]
نہیں ملتی۔ اور یہ مثال صرف نوشیروان عادل کے عہد حکومت میں [illegible]
کی جاتی ہے۔

نیز چونکہ اس وقت ان تمام ہندو مسلمان سکھ عیسائی پارسی [illegible] مستحق
بھی علیحدہ اسی شاہی کا علم ہوا تھا، جو مالک محروسہ سرکار عالی میں [illegible]
ہوتے ہیں۔ کہ جس قدر اس اسلامی سلطنت سے [illegible]
رات دن بعض شریر ہندو کوشش کر رہے ہیں، ہندو اوقاف کی امداد
کی جاتی ہے، اس کا چوتھائی حصہ بھی اسلامی اوقاف کو نہیں دیا جاتا۔
اگر ممکن ہو سکا تو میں کسی آئندہ اشاعت میں اعداد و شمار سے اپنے اس دعویٰ کو
ثابت کروں گا۔

لہٰذا ضرورت ہے کہ مسلمانان ممالک محروسہ سرکار عالی اس غلط
اور گمراہ کن سازشی پروپیگنڈہ کا جواب دینے کے لئے اسی طرح انگریزی
علاقوں کے میدانِ عمل میں آئیں، جس طرح ہندو مفسد سرکار نظام کو
انگریزی علاقوں میں بدنام کرتے ہیں۔ اور اس کی بھی اشد ضرورت ہے
کہ اعلیٰ انگریز افسران اپنے اپنے صوبوں میں فساد کی اس تخم ریزی کو
روکنے کی انتہائی کوشش کریں۔

*

پنجاب کے ایک فساد دوست ہندو نے آنحضرت روحی فداہ کی حیات
طیبہ کو "رنگیلا رسول" کے نام سے نہایت اشتعال انگیز اور غلط اور گندے
واقعات لکھ کر شائع کیا تھا۔ حکومت ایک عرصہ تک خاموش رہی، اور
جب پنجاب کے باحمیت مسلمانوں نے شور مچایا اور اپنے زخمی دلوں کے
ناسور دکھائے، تو حکومت پنجاب نے بھی انگڑائی لی۔ اور اس کتاب کے
مصنف پر مقدمہ چلایا۔ ایک عرصہ تک قانونی موشگافیوں کی آڑ لے کر
مقدمہ کو طول دیا گیا۔ اور بڑی سے بڑی امداد جو اس مفلس و قلاش کو
شرارت پیشہ ہندو متمول اور تعلیم یافتہ ہندوؤں سے مل سکتی تھی مل گئی۔
بالآخر مسٹر فیلوس مجسٹریٹ لاہور کی عدالت سے ملزم کو ۱۸ ماہ قید سخت کی
سزا ہو گئی۔ اور سزا کے دوسرے روز اپیل دائر کر دیا گیا۔ اور ملزم کو
ہندو سبھا کے گرگے ضمانت پر چھڑوا لائے۔ جس سے ہندوؤں کی ذہنیت
اور کامل یکجہتی اور عناد دینہ [illegible] روشنی پڑتی ہے۔
اس اشتعال انگیز تصنیف نے [illegible]
[illegible]

[illegible] تباہ و برباد کرے گا۔ اور [illegible] ہمیشہ ستے رہیں گے۔

[illegible] کی دوسری کتاب "ورتمان" ہے جس کے مصنف کے خلاف [illegible] مسلمانوں کی [illegible] پر گورنمنٹ نے مقدمہ قائم کیا ہے۔ اور جس کو [illegible] کے ساتھ [illegible] ترمیم کر کے دوبارہ دوسرے نام سے چھپوایا [illegible] مقدمہ [illegible] یہ کتاب ضبط بھی ہو چکی ہے۔ مگر دوسرے صوبوں کی حکومتیں ابھی محو خواب ہیں۔ خصوصاً دہلی گورنمنٹ ان [illegible] کتابوں کے متعلق خاموش ہے۔ جنہوں نے دہلی کے امن و امان کو تباہ کرنے میں کافی حصہ لیا ہے۔ کیا دہلی کی حکومت جواب دے گی کہ آخر یہ خاموشی کیوں ہے اور کب تک رہے گی!

ورتمان اور رنگیلا رسول جیسی کتابوں کا ایک ہی وقت میں ہندوستان کے دو مختلف صوبوں میں شائع ہونا اور اس کے مصنفین کی ہمت افزائی کا ہونا، ثابت کر رہا ہے کہ ان گمنام مصنفوں کی پشت پر کوئی بڑی طاقت ہے، اور یہ ایک منظم سازش ہے جو مسلمانوں کی دل آزاری اور اشتعال دہی کے لئے کی گئی ہے۔ اور اس کی تہ میں بڑے بڑے تعلیم یافتہ اور متمول ہندو ہیں۔ لہذا گورنمنٹ اگر ہندوستان کی بدامنی سے تنگ آ گئی ہے تو اس کا فرض ہے کہ ان [illegible] سازشی ہاتھوں اور اس کے ننگ انسانیت کارکنوں کا فوراً پتہ چلا کر سخت سے سخت سزا دے۔ تاکہ شریف ہندو مسلمان اطمینان کا سانس لے سکیں۔

یادش بخیر! برٹش ہوس استعماریت نے خوابیدہ چینیوں میں امن و امان کی ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کے واسطے ہندوستانی فوجیں بھیجنے کا فیصلہ کر دیا۔ اور غالباً یہ پہلا موقع ہے کہ کانگریس کی مجلس عاملہ نے اپنے اجلاس میں گورنمنٹ کی اس حرکت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی، اور شاید کچھ کانگریسی اراکین کونسل اس تجویز کے متعلق اسمبلی میں تقریریں کریں۔

مگر سوال یہ ہے کہ آیا غلام ہندوستان میں یہ طاقت بھی ہے کہ وہ اپنے فرزندوں کو دوسرے ممالک میں غیر ملکی مفاد کے لئے گردنیں کٹانے بھیجنے سے روک سکے۔ اس کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔

مہاراجہ صاحب [illegible] یہ سن کر سخت ملول اور رنجیدہ ہوں گے کہ ہر طرف [illegible] ایک [illegible] کے ہمراہ اس کے عشرت کدہ میں محو خرام تھے۔ [illegible] ریاست کے مہذب [illegible] الاعلم [illegible] افسردگی [illegible] کہ [illegible] رہ گئیں۔

اگر [illegible] کی صحت درست ہوتی تو اسرار [illegible] مزید انکشافات کئے جاتے۔ مگر افسوس ہے کہ آج کل وہ سخت علیل ہیں۔ خیر
یار زندہ صحبت باقی۔

جسٹس ٹیک چند پنجاب ہائیکورٹ کے ایسی حالت میں مستقل جج بنا دئے گئے کہ ان کو کوئی پہلا تجربہ نہ تھا۔ جے ہو ہندو مہاسبھا کی! جے ہو لالہ لاجپت رائے کی! اور دھتکار ہو پنجاب کے بے حمیت مسلمانوں پر۔

اس تقرر سے پنجاب کے مسلمانوں کے حقوق پر جو کاری ضرب چیف جسٹس صاحب نے لگائی ہے، اس کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں، جنکو دفتروں کی سازش کا حال معلوم ہے۔

کہا جاتا ہے کہ پنجاب میں مسلمانوں کی اکثریت ہے، اور پنجابی مسلمان کچھ بھوکے ننگے، مفلس و قلاش، جاہل بھی نہیں ہیں۔ وہ خدا کے فضل سے تعلیم یافتہ اور متمول ہیں، وہ اپنے ہندو برادران سے ٹیکس بھی کم نہیں دیتے۔ مگر پنجاب کے سرکاری دفتروں میں ان کا شمار انگلیوں پر کیا جا سکتا ہے۔ اور جب سے ہائیکورٹ میں جسٹس شادی لال صاحب کے قدم آئے ہیں، مسلمان ملازمین کو [illegible] ساتھ تمام صوبہ پنجاب میں کھلی ہوئی ناانصافیوں کی عام شکایت ہے۔

جب اس صوبہ میں جہاں کہ وہ زندہ ہیں اور کسی طرح ہندوؤں سے پیچھے نہیں، ان کے حقوق اس طرح پیروں کے نیچے روندے جا سکتے ہیں، تو پھر ان صوبوں میں مسلمانوں کا کیا حال ہوتا ہوگا، جو پس ماندہ ہیں۔ اور جہاں تعلیم اور تمول اور آبادی اور احساس پنجاب سے بہت کم ہے؟

الحمد للہ پنجاب کے مسلمان وکلا میں ایسے قابل حضرات موجود ہیں، جو بڑے سے بڑے ہندو مقنن کو قانون کا درس دے سکتے ہیں۔ اور حقیقتاً پنجاب سر محمد شفیع، شیخ عبد القادر، سر اقبال، ڈاکٹر عالم، میاں عبد العزیز جیسے نامور قانون دانوں پہ فخر کر سکتا ہے، مگر اس کو کیا کیجئے کہ ہمیشہ ان کے حقوق پامال ہی ہوتے رہیں۔

ہز ایکسلنسی گورنر صاحب نے پنجاب کونسل میں قابل مسلمانوں کی موجودگی میں ایک غیر معروف مسلمان کو وزیر بنا کر جیسی ناعاقبت اندیشی اور مسلم کشی کا ثبوت دیا ہے۔ اس سے زیادہ مسلمانوں کے حقوق پر تیز چھریاں پنجاب کی عدالتوں میں چلائی جا رہی ہیں۔ جہاں عملاً اس وقت ہندو راج ہے۔

ضرورت ہے کہ پنجاب کے علاوہ تمام ہندوستان کے مسلمان اس مسئلہ میں یادگار ایجی ٹیشن کریں کہ یہ حکومت ایجی ٹیشن کے آگے جھکتی ہے۔

یادش بخیر! گذشتہ اشاعت میں خلافت کمیٹی کی سالگرہ [illegible] اور مسرت کا تذکرہ کر چکا ہوں۔ کہ بمبئی سے ایک تار شائع ہوا کہ فروری کے آخری ہفتہ میں وہ آل انڈیا خلافت کانفرنس منعقد ہوگی [illegible]

[illegible] گیا — اور جس کی صدارت کے [illegible]
دولت سندھ سیٹھ حاجی عبداللہ ہارون کو ایک وسیع سازش کے تحت میں
لیا ہے ۔ کچھ عرصے سے اس کی صدارت سیٹھوں کے قبضے سے نکل ہوئے
کے عرصہ میں آگئی تھی ۔ جس کی وجہ سے حاجی شوکت علی صاحب کبھی
نوں کی جیبیں ٹٹولتے ہیں، اور کبھی چار کروڑ روپے کی اپیل بغیر کسی پروگرام
کے لئے بہار، اور دوسرے ریلیف فنڈ، بنگال، پنجاب وغیرہ وغیرہ مقامات
ن کا پروگرام بذریعہ تار چھپوا دیتے ہیں ۔
یٹھ صاحب سندھ کے ایک بخیر بزرگ ہیں، مگر مسلمانوں کو ان سے بھی
بخیر سیٹھ کا ایسا غلط اور تکلیف دہ تجربہ ہو چکا ہے کہ وہ اب کسی
بڑے سیٹھ کا مزید تجربہ کرنے کے لئے تیار نہیں ۔
یٹی کی حالت یہ ہے کہ اس نام اور روپے سے ذاتی انتقام لیا ،
ذاتی عزتیں حاصل کیجا رہی ہیں،
یشوں پر بدنصیب مسلمانوں کا روپیہ کوڑیوں کی طرح لٹایا جا رہا
شکل سے ایسا ہوتا ہوگا، جس میں "جنگی برادران" اپنے فن
"جوہر" نہ دکھاتے ہوں، اور کسی جلسہ میں مشکل سے شرفا کی پگڑیاں
ہوں گی، اور ان کو ماں بہن کی گالیاں آج کل شریف زادے
نہ دیتے ہوں گے ۔ خلافت کمیٹی کے تمام مخلص اور مستعد کارکن
ہو چکے ہیں اور اس کے بیت المال میں ایک حبہ نہیں ہے ۔
ایسی بجز چکی ہے کہ "علی بابا" کے تھیلے میں کوئی پھوٹی کوڑی
ر نہیں ۔ اور آپس کا اختلاف اس قدر بڑھ گیا ہے کہ ممبران
راوت ہو گئی ہے، اور دو زبردست پارٹیاں خلافت کمیٹی
ں ۔ جس کی وجہ سے خلافت کمیٹی نہ کچھ کام کر سکتی ہے ۔ اور نہ
کی توقع ہے ۔

ٹی اس حالت کو محض "علی بابا اور ان کے چالیس چوروں"
یہ وہ وہنی، بدلگامی، ناعاقبت اندیشی، اور خیانت کی وجہ
اد قار محض جنگی برادران کی لڑاکو فطرت اور ان کی پیشو
رکٹری کی وجہ سے ضائع ہوا ہے، جو اپنے علاوہ کسی متنفس کو
ورنہ اسکو روپیہ پر قبضہ دیتے ہیں، اور نہ اس کو کسی
، پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ مرکزی خلافت کمیٹی کی سکرٹیری
علی صاحب کے لئے ریزرو کیوں ہے! ایسی حالت میں
ہا، اور ان کے کام پر ممبران مرکزیہ کی ایک بڑی ،
ہیں رہا ہے، اور انھوں نے خلافت کمیٹی کے روپے
، اور اپنے ذاتی پروپیگنڈہ کے لئے وقف سمجھ لیا
اس اہم خدمت سے اس پیرانہ سالی میں سبکدوش

[illegible] ہوگا کہ اگر ان دونوں نے کو تاہیوں سے اقتدار [illegible]
میں توڑ دیا ۔ تو پھر خلافت کمیٹی کچھ کام کر سکے گی ۔ مگر توقع نہیں [illegible]
"ہیرا پھیری" ہیں اور جو اس لوٹ کھسوٹ میں جنگی برادران کے برابر کے
شریک ہیں میری اس تجویز کو ٹھنڈے دل سے نہیں سنیں گے ۔
میں جانتا ہوں اور علی برادران بھی واقف ہیں کہ اودھ جو ان کی
طاقت کا مرکز ہے اس میں خلافت کانفرنس کا انعقاد کن اغراض کے تحت ہے؟
اور ممبران خلافت دیکھیں گے کہ اودھ کے اس اکھاڑہ سے بھی یہ
قومیت کے بجیت پہلوان کیسے فتح مند ہو کر نکلتے ہیں ۔
بہرحال اگر سیٹھ ہارون صاحب نیک نیتی سے یہ چاہتے ہیں کہ ان کا
دور صدارت آپس کی جوتی پیزار سے خالی رہے، اور خلافت کمیٹی کچھ کام کرے
تو ان کا فرض ہے کہ وہ علی برادران کی اس قوت کو جدید انتخاب کے وقت
کچل دیں، جس کی بدولت انھوں نے خلافت کمیٹی کا اجارہ لے لیا ہے ۔ اور
جس کی وجہ سے شریف کارکن اپنی عزتوں کا تحفظ کرتے ہوئے اب خلافت
کے جلسوں میں شریک ہی نہیں ہوتے ۔ ورنہ ۲۶ء سے زیادہ ۲۷ء میں
خلافت کے فتنے رنگ لائیں گے ۔ اگر مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ خلافت کمیٹی آئندہ
سال کچھ کام کرے تو ان کا فرض ہے کہ وہ ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے
اس کثرت سے خلافت کانفرنس لکھنؤ کے جلسہ میں شریک ہوں کہ باوجود
سازشوں کے علی برادران اپنے حسب منشا انتخاب نہ کرا سکیں ۔ خوب یاد
رکھو کہ ایک مرتبہ جلسہ میں شریک ہو کر تم ان نااہلوں سے خلافت کمیٹی کو
بچا سکتے ہو جنھوں نے ہندوؤں کو مشتعل کرنے اور زیادہ مستعدی کو مسلمانوں
کے خلاف کام کرنے کے واسطے دہلی کی اسپیشل خلافت کانفرنس میں دعوت
تنظیمی اور تبلیغی کارکنوں کے کام کو خراب کرنے کے لئے ایسی تجاویز پاس کیں
کہ مسلمانوں نے یہ سمجھا کہ اب خلافت کمیٹی مسلمانوں کے لئے ہندوستان میں
کچھ کام کرنا چاہتی ہے ۔ مگر ان تمام تجاویز میں سے ایک پر بھی عمل نہیں ہوا ۔
اور آٹھ مہینے آپس کی خانہ جنگی میں برباد کر دئے ۔
پس کوئی وجہ نہیں کہ جو لوگ قوم کا کام نہ کریں ان کو پیٹ بھرنے
کے لئے قومی روپیہ اور قومی عزت کیوں دیجائے ۔
کیونکہ یہ مسلمہ ہے کہ جب تک ان بھائیوں کا اقتدار خلافت کمیٹی پر
رہے گا ۔ یہ اس کے تحفظ اور بچاؤ کے لئے نہایت کمینہ حرکات کریں گے ۔
اور اس طرح نہ خود کوئی کام کریں گے اور نہ دوسرے مسلمانوں کو کچھ
کرنے دیں گے ۔ اس لئے ضرورت ہے کہ مسلمان ان کی خوشامدانہ
اور فریب دہندہ تقریروں سے بچیں ۔ [illegible] جب انھوں نے کوئی [illegible]
کام نہیں کیا تو کیا [illegible] اس کرسی سے دھکے دیکر [illegible]
جب انھوں نے [illegible] مسلمانوں [illegible]

[illegible] میں وعدہ کر چکا ہوں کہ آئندہ اشاعت میں
[illegible] ایک خاص اسلامی جلسہ کیوں نہ ہو سکا؟
[illegible] کے دریدہ دہن اور غلیظ نویس جھوٹے اخبار نویس
[illegible] کے جنہوں نے تعلیمات اسلام پر نہایت کینہ اور گندے
[illegible] کرنے شروع کئے تو مولانا عبد اللہ صاحب چوڑیوالا
[illegible] تھا۔ انہوں نے اپنے خیالات کا مجھ پر اظہار کیا مولانا
[illegible] ہیں اور میرے دس سالہ سیاسی رفیق ہیں، اور
[illegible] خان بہادر عبد الاحد کی لاش کے سلسلے میں اور وہ ایک
[illegible] کی دھمکی کو ان گذار چکے ہیں۔ اسی طرح مولانا حفیظ الدین
[illegible] بڑے قومی کارکن اور میرے مخلص ہیں۔ میں ان کے اس صحیح احساس
سے بہت خوش ہوا، اور ان کی تجاویز سے اتفاق کر کے ان کی امداد کا وعدہ
کیا۔ وہ سب سے پہلے حضرت خواجہ حسن نظامی اور ان کے رفقاء کے
پاس گئے اور ان سے یہ ظاہر کیا کہ کیا ممکن ہے کہ آپ باوجود شدید اختلاف
کے ہمارے ایسے جلسہ میں شرکت کریں۔ جس میں محمد علی ایڈیٹر ہمدرد بھی۔
شریک ہوں اور جس کا مقصد محض آریہ ہندو پریس کی غلط بیانیوں کی
تردید ہو، اور جس میں گورنمنٹ کے موجودہ رویہ پر اظہار ملامت کیا جائے۔
حضرت خواجہ صاحب اور ان کے رفقاء نے بڑی مستعدی اور خلوص اور
جوش کے ساتھ اپنے ذاتی اختلافات کو بالائے طاق رکھکر جلسہ میں شرکت پر
نہ صرف آمادگی ظاہر کی، بلکہ اس مسئلہ میں اس اسٹیج پر تقریر کرنے کا بھی وعدہ
کیا جس پر حاجی محمد علی اور ان کے رفقاء اپنے خیالات کا اظہار کریں۔
مولانا صاحبان یہاں سے حاجی محمد علی صاحب کے پاس پہنچے۔ انھوں
[illegible] معلوم کیا [illegible] کریں کہ

کجا دانند حال ما سبکساران ساحل ہا

مگر اتنا ضرور ہوا کہ مولانا صاحبان کے عزائم اور ارادے مضمحل نظر آئے۔
اور اس کے بعد وہ حاجی محمد علی صاحب کی ہدایت کے مطابق مفتی کفایت اللہ
صاحب صدر جمعیت علماء کے پاس گئے۔ وہاں سے مسیح الملک کے
دربار میں [illegible]۔ اور حکیم صاحب نے ڈاکٹر انصاری صاحب کے
دولت کدہ پر ان ہی حضوریوں اور حاشیہ برداروں کو جانے کی ہدایت
کی۔ یہ تمام بزرگوں سے تبادلۂ خیالات کر کے کچھ اس درجہ متنفر ہوئے
کہ ان کو پھر کسی کے پاس جانے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور ان مصلحت بینی
[illegible] سیاسی اور مذہبی پیشواؤں کی کمزوری کی وجہ سے وہ
[illegible] نہ ہو سکا، جس کو سب سے پہلے [illegible] ہونا چاہئے تھا۔
[illegible] کا [illegible] کر سکتی ہے، اور اپنے اوپر غلط
[illegible] پیشواؤں کی جرأت کی

بن جائے تو تم ہو تمہاری رہنمائے قوم

خوب یاد رکھو کہ جب تک تم مصلحت اندیشوں، اور [illegible]
میں جکڑے ہوئے لیڈروں کے غلام ہو، اسوقت تک تمہاری قومی زندگی
یقیناً خطرہ میں ہے۔
اٹھو اور آگے قدم بڑھاؤ، اور جو پیشوا تمہارے ساتھ دوڑ میں
شریک رہ سکتے ہیں، ان کی عزت کرو۔ اور جو تمہارے ساتھ نہیں چل سکتے
ان کو ٹھوکریں مار کر راستہ میں سے ہٹا دو۔
اگر یہ چاہتے ہو کہ تم خانہ جنگی کی مصیبت سے آزادی حاصل کرو، اگر یہ
چاہتے ہو کہ ترقی کی دوڑ میں ترقی یافتہ قوموں کے ساتھ چل سکو، اگر یہ چاہتے
ہو کہ اسلامی حقوق کی صحیح نگہداشت ہو سکے۔ اگر یہ چاہتے ہو کہ تمہارے
حقوق کونسلوں اور دفتروں میں محفوظ ہوں، اگر یہ چاہتے ہو کہ ہندو تمہارے
اور حکومت تمہاری آواز پر متوجہ ہو، اور تمہارے مطالبات تسلیم کئے جائیں
تو خدا کے لئے ان نام نہاد پیشواؤں کی غلامی کی زنجیریں توڑ دو، اور ان کی
آہنی گرفت سے آزادی حاصل کرو کہ سوراج سے پہلے ان شہنشاہیت پسند
اور مشتبہ لیڈروں سے آزادی حاصل کرنا ضروری ہے۔ جنھوں نے تمہارے
سرمایہ اور تمہاری تجزیز پر زبردستی ساحرانہ طریق پر قبضہ کر رکھا ہے۔ ہوشیار
ہو جاؤ۔ اور گورنمنٹ اور ہندوؤں سے حقوق حاصل کرنے سے پہلے ان
سرمایہ داران پیشواؤں اور ٹھیکہ داران لیڈری سے آزادی حاصل کرو،
ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔ اور ان نام نہاد لیڈروں کی مصلحتوں اور عزتوں
اور بیٹوں پر تمہاری قومی ہستی کی قربانی ہو گی۔

موسم بہار کے ختم ہوتے ہی جمعیۃ علماء ہند کا اجلاس پشاور میں ہوگا۔ یہ
عجب اتفاق ہے کہ دو سال سے جمعیۃ علماء کی مجلس استقبالیہ کے صدر ہمیشہ کوئی
سرکاری "سر" ہوتے ہیں۔ حالانکہ پانسو علماء کا وہ فتویٰ ترک موالات
جس کی بنیاد پر تمام ہندوستان میں ایک قیامت صغریٰ برپا کر دی گئی تھی اور تمام مسلمانوں
مسلمانوں کو موت کا مزہ آ گیا تھا، ابھی مع اپنے عجیب و غریب دفعات کے قائم ہے
اور جس میں ترک خطاب کی دفعہ بجنسہ موجود ہے۔ آخر یہ ڈھونگ کب تک قائم
رہے گا؟ اور دنیا کو اس دو رنگی کے نام سے کب تک دھوکہ دیا جائے گا کہ
"میٹھا میٹھا ہپ ہپ، اور کڑوا کڑوا تھو تھو"
اگر ترک موالات پرنس آف ویلز کے بائیکاٹ سے ۱۹۲۱ء میں لازمی اور ضروری اور نماز
روزہ کی طرح فرض ہے، تو خدا کے لئے مجھے بتاؤ کہ ۱۹۲۶ء میں وہ کیوں غیر
ضروری ہے؟ جبکہ تمہارا وہ پانسو علماء کا فتویٰ ابھی تک موجود ہے
جس فتوی کی آڑ لے کر ہزار ہا مسلمانوں کو بے روزگار کر دیا۔ ا[illegible]
مسلمانوں سے [illegible] میں چکیاں پسوا دیں، آج اس فتوے کے [illegible]
تم ان حکومت پرستوں کے آستانہ دولت [illegible]

[illegible]

...لمان قوم سے سالہا سال سے کر رہے ہو۔

مولا الفضل سے اگر تم کسی شرعی آڑ میں فائدہ اٹھا سکتے ہو، تو یہ بہت اچھا ... ن کر مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے لئے ابھی تک وہ "پہاس سالہ فتویٰ" ... ن قائم ہے؟ اور کیوں نہیں مسلمانوں کو کھلے طور پر شرعی اجازت دی ... کہ جو چیز تمہارے لئے حلال ہے۔ وہ تمہارے لئے حرام نہیں۔

اگر جمعیۃ علماء کے ارکان "حاجی محمد علی" کی طرح اپنے تئیں خود ہی آدمی ... تے ہوں تو وہ یا ان کا اخبار اس دو رنگی پر روشنی ڈالنے کی زحمت گوارا ... کے۔

---

۲۲ جنوری کو پٹنہ میں حجاز کانفرنس کا افتتاح ہوا، متعدد مفید تجاویز ... دیں۔

اگر کسی جلسہ کی کامیابی کے لئے کثرت حاضرین جلسہ کی تعداد، اور گرم تقریریں ... اور تجویزیں ضروری ہیں، تو مجھے اس کے ماننے میں کچھ تامل نہیں کہ پٹنہ ... کانفرنس بہت کامیاب ہوئی۔

مگر ان چیزوں سے ہٹ کر اگر آپ ٹھوس اور عملی کام دیکھنے کے آرزو مند ... ہیں تو کسی اور دکان پر تلاش کیجئے۔ خدام الحرمین میں لے دے کر دو چار ... طریق کار سے واقف بزرگ ہیں، اور ان میں سے بھی کوئی "داعی فنا" ... کو جھنجھٹ سے بچنا چاہتا ہے "اور کوئی راجہ محمود آباد کی سرکاری مصلحت کا ... پھر جب یہ مصیبت ہو تو کسی موثر کام نہ ہونے کی شکایت کیوں ہو؟

... سعدی دجال نے اپنے آقایان فرنگ سے ایک غلامانہ معاہدہ ... کیا ہے، جس کی نقل مصر الاہرام مصری نے شائع کی ہے۔

... معاہدہ کو پڑھتا ہوں اور روتا ہوں کہ حجاز کی مقدس سرزمین ... رکھدی گئی۔ اور اب نصاریٰ کی استعماری بیڑیاں اس ... پیروں میں اتنی ورتی پڑ گئی ہیں کہ وہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں ...

... مکمل معاہدہ کو پڑھو، اور غور کرو کہ غلام ہندوستان کے والیان ... زیادہ اس نام نہاد غازی "سلطان" "ملک الحجاز" اور ... کی حیثیت دیسی رئیسوں سے بھی گئی گذری ہو گئی ہے۔ اور اب ... سے مغربی تمدن کے برکات صحرائے حجاز میں پھیلا سکے گا۔ ... سے انگریزی اور غدار نام نہاد مسلمان رئیس ہے، جس نے ... کو پامال کر کے اس پر انگریزی ہوس ملک گیری کا جال پھیلوا ...

[illegible]

[illegible]

بہر حال ... کرنا تھا، وہ اس مقدس سرزمین عرب کے ... ملک سرزمین جس پر تمام دنیا کے ... اور اس نام نہاد غازی کو تو پھر اس بغاوت کا ... غلامانہ معاہدہ اپنے آقایان ولی نعمت سے کر کے اور ... سنت تھی، جس نے انگریزی آستانہ اقبال پر اس ... کے لئے ...

بہر حال ضرورت ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان ... اور اس ... معاہدہ کے خلاف تجاویز پاس کر کے اس وقت تک ... انگریزی اقتدار اور وہابی تسلط سے مقدس سرزمین حجاز کو پاک نہ کر لیں۔

کہ آج سب سے بڑی بدعت جو اس محترم سرزمین پر طاری ہو گئی ہے وہ ابن سعود نجدی کی حکومت ہے، جس میں عقائد کی آزادی ہے۔ اور نہ خیالات کی۔ اور جس کی حکومت حقیقتاً ایک نیم عیسائی حکومت سے بھی بدتر ہے۔ کیا خدام الحرمین کا کوئی فرض بالادستی سے آگے بڑھنا چاہتے ہیں؟

---

۲۲ جنوری کو جناب مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب کی سب سے چھوٹی صاحبزادی کا عقد جناب حکیم غلام کبریا خاں صاحب مجسٹریٹ کے صاحبزادہ کے ساتھ نہایت سادگی اور اہتمام کے ساتھ ہوا۔ حکیم صاحب کی خاندانی شرافت، اور ان کی اعلیٰ خدمات قومی اور ذاتی وجاہت کی وجہ سے ہر طبقہ اور ہر خیال کے ہندو مسلمان شریک منزل ہوئے نظر آئے۔

میں دلی خلوص کے ساتھ حکیم صاحب کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی اولاد کی اولاد کی شادی کرنے کے وقت تک زندہ رکھے اور ان کے موجودہ خیالات میں انقلاب پیدا کرے کہ اگر ان کی زندگی صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہو جائے تو وہ بہت کچھ اس بگڑی ہوئی حالت کو سنبھال سکتے ہیں۔

---

۲۲ جنوری کو بعد نماز جمعہ مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند اور مولانا حبیب الرحمن صاحب لودھیانوی نے نہایت ... تقریریں کیں۔ اور یہ ... کی اعانت کے لئے مسلمانوں کو ... راضی ہوئے۔ اور ...

[illegible]

[illegible] صاحب یہ لینا چاہتے ہیں کو علماء ان کی
[illegible] خدمات پہ فراموش رہیں ۔ جو جمعیۃ علماء کو سفر حج کے وقت خلافت
[illegible] کے بچائے ہوئے روپیہ میں سے کئی ہزار روپے کی صورت میں دیا گیا تھا،
[illegible] جمعیۃ پر واجب الادا ہے ۔

اس تقریر میں مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ

"ہمیں اپنی تبلیغ کے لئے دوسروں کے طرز عمل کی
پرواہ نہیں کرنی چاہئے، اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی پیروی ہی کا صحیح طریقہ ہو سکتی ہے ۔ تبلیغ رسالوں، اخباروں
یا پمفلٹوں سے نہیں ہو سکتی ۔ تبلیغ کے لئے تو مسلمانوں کے
اخلاق، ان کا چلنا، پھرنا، اٹھنا، بیٹھنا، معاملات غرض کہ
ہر شعبہ زندگی اس قدر نفیس اور عمدہ ہونا چاہئے کہ لوگوں کو
خود بخود اس کی زندگی دیکھ کر اسلام کی طرف رغبت ہو ۔
یہ ہے تبلیغ کا ذریعہ ۔ جو تبلیغ محبت سے، پیار
سے، اخلاق سے ہوتی ہے، اس میں اثر ہوتا ہے"

(اخبار الجمعیۃ ۲۶ جنوری صفحہ کالم ۱)

مولانا صاحب خلافت کمیٹی لودھیانہ کے صدر ہیں، اور جمعیۃ علماء ہند کے ایک معزز عہدہ دار بھی ہیں، اور اپنی گرم اور پوچ تقریروں کی وجہ سے "مولوی ہوکالا" کے نام سے مشہور بھی ہیں ۔ اور سنا ہے کہ کچھ پڑھے لکھے آدمی ہیں ۔ ان کی اس مہمل تقریر کے اس حصہ پر سوائے اس کے کہ ایک طویل قہقہہ لگایا جائے اور کیا ہو سکتا ہے ۔ اور بدنصیب مسلمانوں کی حالت جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے، جنکو ایسے پیشوا ملے ہیں ۔

میں اس سے ناواقف نہیں ہوں کہ جمعیۃ علماء اپنی تبلیغ کی دوکان نہ چلنے کی وجہ سے کس قدر بے اثر ثابت ہو چکی ہے ۔ اور خلافت کمیٹی نے جو تنظیمی اور نیم تبلیغی پروگرام اسپیشل خلافت کانفرنس دہلی میں پاس کیا تھا، اس کے کسی حصہ پر عمل نہ ہونے کی وجہ سے کہ مسلمانوں میں اس قسم کے لوگوں کے متعلق کیا رائے ہے ؟ یہ اور اس کے بالمقابل مرکزی جمعیۃ تبلیغ زندہ ہے، اور حضرت خواجہ صاحب کا تبلیغی کام بھی زندہ ہے جس کو مٹانے کی بے انتہا کوشش کی گئی ۔ اور یہی وہ "کھلی چوٹ" ہے، جو ہر خود غرض مند خلافتی کارکن کے ذرا سی ٹھنڈی ہوا لگنے سے کسکتی ہے ۔ اور اس تقریر میں وہ صاف طور پر نمایاں طریقہ سے اپنے درد و کرب کا اظہار کر رہے ہیں ۔

مگر میں مولانا صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپکی رائے کو صحیح مان لیا جائے، تو آپ ہی بتائیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ کس طرح لوگوں کے پاس پہنچایا جائے ؟ کیا وہ [illegible] پہنچایا جائیگا ؟

ظاہر ہے کہ تبلیغ دو ہی طریقوں سے ہو سکتی ہے، ایک تقریر کے ذریعہ اور دوسرے تحریر کے ذریعہ ۔ اور حضرت خواجہ صاحب نے تحریر کے ذریعہ کو جو اپٹو ڈیٹ ہے اختیار کیا ہے ۔

کاش یہ کنوئیں کے مینڈک اس پر بھی غور کرتے کہ جنگ یورپ کو انگریزی نقطۂ نظر سے کامیاب بنانے والے اور لاکھوں امریکن فوج کو فرانس کے ساحل پر اتارنے کے لئے آمادہ کرنے والے اگر کوئی تھے تو وہ اخبار اور رسالے اور اشتہار ہی تھے ۔ اور یورپ میں خواجہ کمال الدین وغیرہ کو جو کچھ اشاعت اسلام کے سلسلہ میں کامیابی ہوئی ہے، وہ اشتہارات اور اخبارات ہی کی وجہ سے ہے ۔

اگر ترک موالات کی عظیم الشان تحریک کو فلک ہفتم پر پہنچانے والے اور انگریزی سلطنت کی بنیادیں ہلانے والے اور ہندو مسلمانوں کو ملانے والے اگر کوئی تھے تو وہ بڑے بڑے پوسٹر اور اخبارات اور اشتہارات ہی تھے ۔ اور خود آپ کو گمنامی کے غار سے نکالنے والے بھی یہی اخبارات ہیں اور آج اگر مسلمانوں کی حریف قوم آریہ ہندو "زندہ ہوئی ہے" اور اس میں کامل سنگٹھن پیدا ہوا ہے، تو وہ صرف آریہ اخبارات اور رسائل اور اشتہارات کی وجہ سے ہوا ہے ۔

اور اگر آج کوئی تحریک کامیاب ہو سکتی ہے، تو اس کو دماغ اور قلم ہی کا رہین منت ہونا پڑے گا ۔

اور پھر کبھی آپ نے اس پر بھی غور کیا کہ آریہ سماجی جو آج ہندوستان میں اسلام کے سب سے بڑے اور مسلمہ حریف ہیں، وہ کبھی خلافت کمیٹی اور جمعیۃ علماء کے نام سے ہندو قوم کو مشتعل نہیں کرتے ان کو اگر خوف ہے تو صرف آپ کے نزدیک ان بے حقیقت اشتہاروں، اخباروں، رسالوں کے شائع کرنے والے خواجہ حسن نظامی کا ہے، جنھوں نے دشمنان اسلام کی دکھتی ہوئی رگوں پہ نشتر رکھے ہیں، اور جو موجودہ زمانہ کے کامیاب اور صحیح اور دانشمندانہ طرز تبلیغ سے واقف ہیں [illegible] اور جو یقیناً اپنے مشن میں اتنے کامیاب ہیں کہ حریف صرف انھیں سے خائف ہے ۔ جنھوں نے یقیناً مسلمانوں کے دماغ تبلیغ کے لئے تیار کرنے شروع کر دئے ہیں، اور جن کے اشتہارات کی وجہ سے تمام مسلمانوں میں تبلیغ کا صحیح احساس پیدا ہو چلا ہے ۔ اور جن کے اشتہارات نے مسلمانوں کے عقائد کی اصلاح و حفاظت اور ان کی مالی اصلاح اور اصلاح مراسم کا صحیح جذبہ پیدا کر دیا ہے، اور یہی وہ چیز ہے جس کو آریہ سماج اپنے لئے اور اپنی شدھی کے کام کے لئے سب سے زیادہ خطرناک سمجھتی ہے ۔

بہتر ہوتا کہ خود غرضی کے حسد سے الگ ہو کر اور خواجہ صاحب کے تبلیغی کام کا مضحکہ اڑانے سے پہلے ان کے کام اور اس کے

[illegible] اور [illegible] خود کیا تھا۔ اور دوسروں کو نصیحت کرنے سے پہلا کیا
دیکھتا اور خلافت کو بند کیا جاتا کہ آخر ان سے قوم کو کیا فائدہ پہنچ رہا ہے۔ اور
کیوں قوم کے ہزار ہا روپے کا نقصان کر کے ان کو چلایا جا رہا ہے؟

ایڈیٹر زمیندار شکوہ سنج ہیں کہ "سہارنپور کے ظریف اخبار کے مسلمان نام ایڈیٹر مرزا عنایت علی نے سوامی شردھانند کے قتل پر "شہید نمبر" نکال کر اپنی کفر دوستی کا ثبوت دیا ہے۔

اگر وہ دشمن اسلام تیج اخبار دیکھتے ہوں تو شاید ان کی نظر سے دہلی کے ایک مسلمان شاعر کا مرثیہ بھی گذرا ہوگا۔ جس نے سوامی جی کی ارتھی پر پھول اندر سے بھی زیادہ آنسو گرائے ہیں، اور یہ وہ شخص ہے، جو حضرت خواجہ حسن نظامی کی مخالفت میں کوفیوں کا بہت کا گذرا اور اطاعت شعار سپاہی تھا، اور جس نے خواجہ صاحب کی صدارت سودمند کانفرنس کے خلاف بڑی کوشش کر کے اسلام کی سب سے بڑی خدمت انجام دی تھی۔ حالانکہ حضرت خواجہ صاحب اس کانفرنس کی صدارت سے مخالفت سے پہلے انکار کر چکے تھے۔

یہ وہ لوگ ہیں جو ایک ہی وقت میں مندر میں جا کر آرتی کرتے ہیں، اور اگر مسجد میں آ گئے تو مسلمانوں کی طرح نیت باندھ لی، اور یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے منافقانہ طرز عمل سے حضرت امام حسینؓ اور یزید دونوں کو راضی رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ صرف ایک اسی واقعہ سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ خواجہ صاحب کے انجمن میں کس کیرکٹر کے لوگ کس کے اشارے سے شامل کئے گئے تھے۔

اس پرچے میں ناظرین کرام اپنی ادبی دلچسپیوں کے لئے دو "تحفہ نا لطیف" اباب ملاحظہ فرمائیں گے۔ اور جناب افسر صاحب اور جناب بخاری صاحب کے [illegible] کلام سے محظوظ ہوں گے۔ مولانا حامد اللہ صاحب افسر بی اے میرٹھ کے رہنے والے ہیں، اردو اور انگریزی اور ہندی کے قادر الکلام اور اعلیٰ درجے کے شاعر اور افسانہ نویس ہیں، اور حال میں ان کی اردو انگریزی کتابیں ہندوستان کی اکثر یونیورسٹیوں نے کالجوں اور اسکولوں کے لئے منظور کر لی ہیں۔ جو ان کی [illegible] قابلیت کا اعتراف ہے۔ آپ نے پیشوا کی قلمی اعانت کا پختہ وعدہ کیا ہے۔

دوسرے صاحب مولانا سید ذوالفقار علی صاحب بخاری بی اے مولوی بورڈ آف اگزامنر ہیں۔ پشاور کے رہنے والے ہیں اور اردو پنجابی [illegible]، فارسی عربی ہندی پشتو کے ممتاز اہل قلم نوجوان ہیں، اور ان کی شاعری [illegible] پشاور کے رہنے والے ہیں۔ اور مشہور افسانہ نگار [illegible] کے حقیقی بھائی ہیں۔ جب ان کی عمر کو دیکھتا ہوں [illegible] [illegible] پر غور کرتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے۔ ایسے بلند پایہ خیالات [illegible] سلاست اور روانی۔ اور پھر اردو کی خدمت [illegible] [illegible]

حقیقتاً [illegible] لوگ [illegible] اردو کی [illegible] کو [illegible] ناز نہیں تو شاید کا [illegible] ہوگی اگر میں اس وقت پیشوا کے [illegible] مسلمانان [illegible] کے ذوق اور جوش کی تعریف نہ کروں، جہاں سے اس وقت اردو کے بہترین [illegible] رسائل قوس قزح، بہارستان، [illegible] داستان، ہمایوں [illegible] تعداد میں شائع ہو رہے ہیں، اور جنکو کسی اشاعت کی بھی شکایت نہیں ہے۔ ان کا بے لوث اردو کی ترقی کے لئے مخلصانہ کوشش کرنا ایسی مثال ہے، جس سے دہلی اور لکھنؤ دونوں محروم ہیں۔ اور مجھ تو کم سے کم باوجود شاعر نہ ہونے کے شرم آتی ہے۔ بہرحال بخاری صاحب نے بھی اپنے عالی خیالات سے ناظرین پیشوا کو مستفید فرمانے کا وعدہ کیا ہے۔ امید ہے کہ یہ دونوں حضرات اپنے وعدے کو فراموش نہ کریں گے۔

سوامی شردھانند کے قتل کے چند لمحہ بعد مفتی محبوب علی صاحب ایک مذہبی دیوانگی کا شکار ہو کر دہلی میں اس مقام پر شہید کر دیے گئے جہاں کہ ہندو سورما ہمیشہ اکیلے دکیلے اور نہتے راہ گیر مسلمانوں پر حملہ کر کے اپنی بہادری کے سرٹیفکیٹ لیتے رہتے ہیں، اور ان پیشہ ور مفسدوں کی پرورش اس بازار کے دولتمند رئیس اور دوکانداروں نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے، اور سنا گیا ہے کہ اس مشہور فسادی رقبہ میں اب تعزیری پولس بھی قائم کی جانے والی ہے۔
بہرحال اس بدنصیب مسلمان کو ہندوستان کے تمام مسلمان لیڈر جو سوامی شردھانند کے قتل سے حکومت سے زیادہ مرعوب ہو گئے۔ اور جنھوں نے پورے اتفاق سے نہایت سراسیمگی کے ساتھ ملزم کو قاتل سمجھ کر اس کے فعل پر اظہار نفرت و ملامت کر کے اپنی عقلمندی کا ثبوت دیا تھا۔ اور جو باوجود ہر قسم کے اختلاف رائے کے اس وقت گھبرا گئے اور یہ سمجھ کر کہ اگر ہم نے ملزم پر اظہار ملامت نہ کیا تو نہیں معلوم کس وقت ہمکو پھانسی کے تختہ پر لٹکا دیا جائیگا۔ مسلمانوں کی اس مشہور نا اتفاقی کو اس مسئلہ میں غلط ثابت کرنے کے لئے ایک ہی اسٹیج پر جمع ہو گئے تھے، اور وہ اسٹیج جو اپنی بریت اور ملزم پر اظہار ملامت اور نفرت کا تماشا اور اس سراسیمگی اور پریشانی کی حالت میں نہ انھوں نے اسلامی تعلیمات پر غور کیا۔ اور نہ اپنے اس اسلامی کلمہ کے شریک بھائی کی جان جانے پر دو آنسو گرائے جس کو صرف اس جرم میں شہید کر دیا گیا کہ وہ مسلمان تھا۔ جب [illegible] کی یہ حالت ہو تو غیروں سے شکایت کیا؟ حتیٰ کہ حضرت خواجہ حسن نظامی، [illegible] محمد علی، سر محمد شفیع، مولانا ظفر علی خاں، سر عبد الرحیم، مولانا ابوالکلام آزاد جن کے خیالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے سب اسی [illegible] کر [illegible] بغیر سوچے سمجھے لعنت، ملامت، نفرت و حقارت کے نعرے لگا کر [illegible] منانی شروع کی۔
[illegible]

[illegible] پولیس کی عدم مستعدی اور ناقص تفتیش کی وجہ سے قانونی شکنجہ سے [illegible] اور گرفتار نہیں ہوئے۔ جبکہ حافظ محمد احمد صاحب جنکو اسی مقام پر بلا وجہ شہید کیا گیا تھا، اور جنکا قاتل آج تک آزاد ہے۔ اور بنگال کا وہ مسلمان طالب علم جو ایک دینی مدرسہ کا طالب علم تھا اور جو دریائے جمنا پر مچھلی کا شکار کھیلنے گیا تھا کہ خود موت کا شکار ہو گیا اور اس جرم میں ہندوؤں نے اس کو دریا میں غرق کر دیا کہ وہ مسلمان تھا، اور اس کا قاتل بھی آج تک لاپتہ ہے۔ اس لئے خواجہ صاحب نے مسلمانوں میں احساس اخوت پیدا کرنے اور اصلی قاتلوں کو گرفتار کرانے کے لئے حکام کو متاثر کرنے کے واسطے یہ طریقہ مناسب سمجھا کہ ہر شہر، ہر قصبہ، ہر ضلع کے مسلمان ایک ایک پوسٹ کارڈ چیف کمشنر دہلی کو لکھیں کہ لوکل گورنمنٹ مرحوم مسلمان کے قتل کی تفتیش میں مستعدی کا اظہار کرنے کے واسطے پولیس کو ہدایت کرے۔ جس نے اس وقت تک کافی مستعدی مسلمان کے قاتل کی گرفتاری میں ظاہر نہیں کی تھی۔

مگر برا ہو اس حسد کا کہ خود کچھ کرتے نہیں، اور جب کوئی دوسرا مسلمان ایک مسلمان کے خون کا بدلہ لینے کے لئے حکام کو توجہ دلاتا ہے، تو صرف اس لئے اس کی مخالفت کی جاتی ہے کہ چونکہ اس تحریک کا کریڈٹ ہمکو نہیں ملیگا، اسلئے بجائے تائید کے مخالفت کر کے اپنی کفر دوستی کا ثبوت دیتے ہیں۔

ان پولیٹیکل گرگٹوں میں تین اخبار اس مفید تجویز کی مخالفت کر کے ایک مسلمان کے ہندو قاتلوں کی سب سے بڑی خدمت یہ انجام دیتے ہیں، اور غالباً ان کا کلیجہ اس وقت ٹھنڈا ہوگا جب ان کی محبوب قوم ہندوؤں کے کچھ افراد اس مسلمان کے قتل میں گرفتار نہ ہوں۔ ان دشمن اسلام اخبارات کے نام ہمدرد، الجمعیۃ، مدینہ ہیں، اور تمام ہندوستان میں صرف یہی تین مسلمان اخبارات ایسے ہیں، جو اس مسئلہ میں دہری رائے رکھتے ہیں جو مسلمانوں کے سب سے بڑے دوست اخبار تیج کی ہے۔

شاید "بابی" محمد علی صاحب کو یاد ہو گا کہ انہوں نے اپنی رہائی کے لئے اس تجویز کو بہت پسند کیا تھا کہ ان کی رہائی کے لئے ہر مسلمان ایک تار وزیر ہند کی خدمت میں روانہ کرے۔ اور اس طرح کئی کرور روپیہ ایک موہوم امید پر صرف اپنی رہائی کے واسطے انہوں نے انگریزی تار آفس کو مسلمانوں سے دلوا دیا تھا، اور نتیجہ اس زبردست مالی نقصان کا جو کچھ بھی نکلا وہ پہلے سے معلوم تھا۔ مگر چونکہ وہ بابی صاحب کی رہائی کا معاملہ تھا اس لئے مسلمانوں کا کروڑوں روپیہ کا نقصان ان کی نظر میں کوئی حقیقت نہیں رکھتا تھا۔ کیونکہ بابی صاحب بزعم خود ایک بڑے خاندانی آدمی تھے۔ اور مفتی محبوب علی ایک غریب مسلمان تھا جس کی جان کی قیمت [illegible] مسلمان اس حکومت سے تفتیش میں سرگرمی کی استدعا نہ کر سکے جس کی حکومت میں اکثر مسلمانوں کے قاتل لاپتہ ہیں۔

[illegible] ان سے اس تحریک کو بھی اپنے سیاہ قلب کے [illegible] سب سے بڑی خدمت بتا کر اس مفید تحریک کی مخالفت کی۔ مگر کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ محمد علی کی رہائی کے مطالبہ کے لئے جو کئی لاکھ کے قریب تار وزیر ہند کو دئے گئے اس میں مسلمانوں کا کتنا روپیہ خرچ ہوا اور نتیجہ کیا نکلا؟ اور اس تجویز کو کیوں جائز رکھا اور اب اس سے بہت سستی تحریک کو ناجائز اور غیر ضروری، اور انگریزوں کی خدمت کیوں بتایا جاتا ہے؟

یہ مسلمانوں کے دوست نما دشمن جن کو حسد نے اور عداوت نے اندھا کر دیا ہے اس کو بھول جاتے ہیں کہ سوامی شردھانند کے قتل کو سازش ثابت کرنے اور اس کی تفتیش سے مسلمان افسران کو علیحدہ کرانے کے لئے کئی لاکھ روپے کے تار ہندو قوم نے ہز ایکسلنسی وائسرائے اور آنریبل چیف کمشنر دہلی کے پاس بھیجے ہیں، اور اس پروپیگنڈہ کے نتائج ہندو نقطۂ نظر سے اتنے شاندار ہوئے کہ اکثر بے گناہ مسلمان پھانسی کے تختے کے قریب لا کے کھڑے کر دئے گئے۔ بدبختو! تم اپنی خانہ جنگی سے مسلمانوں کے اصلی قاتلوں کو چھڑانا چاہتے ہو اور وہ اپنے دشمن سے بے گناہ مسلمانوں کو قتل کی جھوٹی سازش میں پھانسنے کے لئے آسمان و زمین ایک کر دیتے ہیں، پھر تم باعزت زندگی کے مستحق ہو یا وہ، اور حکومت .... تمہاری آواز سنے گی یا ان کی؟

۔ ا فروری کو شب برات ہوگی، اور یہ وہ رات ہے، جس میں عبادت کرنا واسطے آقائے نامدار مولائے کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ [illegible] کئی ہفتہ پہلے سے تیاریاں کیا کرتے تھے۔ اور حضور کے اتباع ایک عرصہ تک ان مسلمانوں کا کہ خیر القرون قرنی انہیں کی شان تھی یہی رہا کہ خیرات اور عبادت اس کثرت سے کرتے تھے کہ غیر مسلم قومیں متاثر [illegible]

مگر ہندوستان میں جب اسلام آیا، تو اپنی سادگی، اور عبادت ہندوانہ رسم میں بعض مسلمانوں نے داخل کر لیں، اور شب برات کی آتش جو ہندوستان میں سری رامچندر جی کے داخلہ اجودھیا اور فتح لنکا کے [illegible] چھوڑی گئی تھی۔ مسلمانوں نے اسکو شب برات کی عبادت اور بزرگ نیاز کا ایک جزو بنا لیا، اور اس طرح اسلام میں ایک تباہ کن بدعت ہو گیا۔ اور چونکہ رواج ہو گیا تھا، اس لئے اس کے خلاف صدا بلند نہیں کی گئی۔

اسلامی ممالک میں عیدین اور ولادت رسول پر خوشیاں اور اس سلسلہ میں بندوقیں بھی چھوڑی جاتی ہیں، اور شاید کہیں آتشبازی بھی چھوٹتی ہے۔ مگر وہ اقبالمند اور حکمران بھائی جن کی مالی حالت مسلمانوں سے ہر حالت میں بہتر ہے، اور جو حقیقتاً اسلامی تعلیم کا [illegible] جہاں کے باشندے آج بھی اس گئی گذری حالت میں جہاد [illegible] فوراً تیار ہو جاتے ہیں، شب برات کے موقع پر کسی قسم کی آتش [illegible] عیدین اور ولادت رسول پر اظہار مسرت کا کچھ موقع تو [illegible] آتشبازی چھوڑنے اور اظہار مسرت کے [illegible]

[illegible] ہیں، اور خدا اور مطلق اپنی کتابوں کو آگ لگا رہے ہیں، اور ذرا نہیں سوچتے کہ اس کفرزار میں ہماری فضول خرچیوں سے ہمارا کیا انجام ہونے والا ہے۔

خدا جزائے خیر دے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کو جنہوں نے سال گذشتہ سب سے پہلے مسلمانوں کی اس اہم ضرورت پر توجہ کر کے ایک عام منادی تمام ہندوستان میں آتش بازی کے خلاف کی۔ اور چونکہ اس وقت "ہاجی" صاحب خواجہ صاحب کے کفش بردار تھے، اس لئے تمام ہندوستان کی اخبار نویسوں نے اس مفید اور ضروری اصلاح کے لئے سرگرم کوششیں کیں۔ اور جب اس کو حیرت انگیز طریقہ سے "ان ذلیل اور حقیر اشتہاروں اور اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ کامیابی ہوئی" تو ہر مقام سے خواجہ صاحب کو مبارکباد ملیں مگر چونکہ امسال خواجہ صاحب کے تعلقات "ہاجی" صاحب سے ناخوشگوار ہیں، اس لئے اول تو ہاجی صاحب معہ اپنی جماعت کے اس تحریک کو چلانے کے لئے تیار نہیں ہوئے۔ مگر جب انھوں نے دیکھا کہ خواجہ صاحب نے سال گذشتہ کی طرح امسال بھی کام کرنا شروع کر دیا ہے، تو کریڈٹ لینے کے خیال سے خلافت کمیٹی کے نام سے اس تحریک کو سستی شہرت حاصل کر کے شروع کیا۔ "ہاجی صاحب کو اس چھچھور پن سے ارفع ہونا چاہیئے تھا۔ کیوں کہ وہ خود "بڑے آدمی" ہیں۔

میرا خیال ہے کہ خواجہ صاحب ان پستیوں سے بہت بلند ہیں، اور وہ "سستی شہرت" سے بددل نہ ہوں گے۔ اور اس سفلے پن کا اثر ان پر ان کی مستعدی پر، اور ان کے مخلصانہ کام پر کچھ نہ پڑے گا۔

امید ہے کہ پیشوا کے ہزار ہا ناظرین اپنے اپنے مقامات پر انسداد کی کوشش کریں گے۔ تاکہ ان کو دین و دنیا میں اپنے اور اپنے مسلمان بھائیوں کے روپیہ کو بچانے کا ثواب اور نفع حاصل ہو۔

حضرت خواجہ حسن نظامی اور ان کے خسر سید محمد صادق صاحب، اور [illegible] صاحب، اور مجسٹریٹ کی عدالت میں زیر دفعات ۵۰۰، ۵۰۱، فوجداری دعوی بھوانی پرشاد سے کرایا گیا تھا۔ اس مقدمہ کی [illegible] جنوری کو ہوئی، اور دوسری پیشی ۲۴ جنوری کو ہوئی، اور [illegible] بغیر ملزمان کو طلب کئے ۲۴ جنوری کو اس جھوٹے استغاثہ کو خارج [illegible] "محمد علی اور ان کے آریہ سماجی دوستوں کی امید پر پانی پھر گیا" [illegible] شاہیں کی سازش سے ہوا تھا۔ اور میرے پاس اس کی شہادتیں [illegible] پرشاد "ہاجی" صاحب کے پاس دفتر میں کئی مرتبہ استغاثہ [illegible] دائر استغاثہ کے روز "ہاجی" صاحب کے ایک خاص [illegible] بھوانی پرشاد کے ساتھ تھا۔

[illegible] آیا۔ اور شدھی کی خواہش کرتے ہوئے کہا کہ [illegible] صاحب سے [illegible] بیوی بچوں کے قبضہ میں ہے، اور خواجہ صاحب کو اس کی امداد [illegible] بیاسی اہل و عیال کے دریں تھے، انھوں نے فرمایا کہ خواجہ صاحب اس قسم کے معاملہ میں کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ تو اس نے انگریزی میں ایک خط [illegible] اس شل کو پورا کرتے آیا ہوں کہ "اس ہاتھ دے، اور اس ہاتھ لے" اور اس کے بعد گھبرا کر خواجہ صاحب کو دیکھنا اور دریافت کرنا شروع کیا۔ خواجہ صاحب وہاں موجود نہ تھے، ان کے خسر نے اس کی باتوں سے [illegible] تمام واقعہ پولیس کی چوکی کے انچارج کو سنایا، چوکی کے انچارج نے بھوانی پرشاد کی تلاشی نہیں لی، اور نہ کوئی رپورٹ درج کی، بلکہ بھوانی پرشاد کو تھانے رائے سینہ بھیج دیا، رائے سینہ کے پولیس افسر نے بھی بھوانی پرشاد کی تلاشی نہیں لی، اور اس کا بیان مجسٹریٹ کے سامنے کرا کے اسکو چھوڑ دیا۔ اور اس کی تفتیش جاری رکھی۔

اس واقعہ کی اطلاع میں نے اخبارات کو دیدی تاکہ صحیح حالات شائع ہو جائیں، اور غلط افواہیں جیسا کہ اس زمانہ میں مشہور ہو رہی تھیں، اور جس سے ہر وقت فساد کا اندیشہ رہتا تھا شائع نہ ہوں اور ان بری افواہوں سے خواجہ صاحب کے لاکھوں عقیدتمندوں کی پریشانیوں میں جو اضافہ ہوتا وہ نہ ہو۔

چنانچہ ایک مقامی اخبار کی حیثیت سے اخبار ہمدرد کو بھی یہ مراسلہ اس صورت میں بھیجا گیا، جبکہ ہمدرد کے معاون ایڈیٹر جناب محمد جعفری صاحب نے مجھ سے شکایت کی کہ خواجہ صاحب کے ہاں تلاشی ہوئی، اور وہ خبر تمام مقامی اخبارات میں چھپی اور ہمدرد میں شائع نہ ہو سکی۔ میں نے خواجہ صاحب کی باضابطہ تلاشی کی تردید کی اور صحیح واقعہ عرض کر دیا، تو اس پر انھوں نے مجھ سے وعدہ لیا کہ کم سے کم ایسی خبریں یا اس کی تردید تو آپ خود اخبار ہمدرد میں بھیجدیا کیجئے۔ اس گفتگو کے مطابق میں نے جس طرح دوسرے اخبارات کو واقعہ کی اطلاع دی تھی، اسی طرح اخبار ہمدرد کو بھی بھیجدی جس کے متعلق جناب "ہاجی" صاحب اخبار ہمدرد میں اپنے چھچھورپن اور سفلے پن کا اس طرح اظہار فرماتے ہیں۔

"بہرحال یہ تو صحیح ہے کہ جب حسن نظامی صاحب اور ان کی ذریات پر پھر ایک نئی مصیبت کا نزول ہوا، تو اسی ہمدرد سے اعانت کے خواستگار ہوئے، جس کے خلاف اس قدر زہر اگلا جا چکا تھا۔ اور ۲۱ دسمبر کے پرچہ میں "عزیز حسن صاحب" بقائی ایڈیٹر رسالہ [illegible]

[illegible]

[illegible] مضمون میں استغاثہ کی عبارت کو نقل کرتے ہوئے نہایت عیاری
[illegible] کے ساتھ جوالی پرنجاور کے استغاثہ کی تائید اس وقت کی گئی تھی
[illegible] استغاثہ عدالت کے سامنے پیش ہوچکا تھا اور عدالت ایک منصفانہ فیصلہ
کے لئے تحقیقات میں مصروف تھی الفاظ کی بندشوں سے عدالت کو ملزمان کے
خلاف متاثر کرنے کی پوری طرح کوشش کرکے ایک طرف اپنے زعم قوم پرستی میں
اسلام کی سب سے بڑی خدمت اس طرح انجام دینے کی کوشش کی تھی کہ
چند مسلمانوں کو ایک کافر کے جھوٹے استغاثہ کی تائید کرکے قید اور جرمانہ کی
سزا دلوانی چاہی تھی اور دوسرے استغاثہ پر بحث کرکے عدالت کو متاثر کرنا
چاہا تھا یہ کھلی ہوئی عدالت کی توہین ہے
یہ جھوٹوں کا بادشاہ "سفلوں کا سفلہ محتاج وقت یزید ثانی ایسا
صریح جھوٹ بولتا ہے کہ اس کے امام شیطان نے بھی نہ بولا ہوگا۔
میری جوتی کو کیا غرض پڑی تھی کہ میں اس اخبار میں کسی مضمون
کی اشاعت کے لئے سخت اصرار کرتا جس کے مستقل خریدار سات سو سے
بھی زیادہ نہ ہوا اور جس کی مقامی بکری سو پرچوں سے زیادہ نہ ہوا اور ہمدرد
کے وہ کونسی زعفران کی شاخ لگی ہوئی تھی کہ میں صرف ایک واقعہ کی اشاعت
کے لئے اس کی خوشامد کرتا اور اس کی اعانت کا خواستگار رہتا پہلے تو جھوٹوں
کو موت آتی تھی مگر اب بخار بھی نہیں آتا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی . سی دراز ہے
ممکن ہے کہ بعض سادہ لوح مسلمان اس فریبی کی عیاری سے دھوکہ
میں آگئے ہوں ورنہ ہندوستان اور دہلی کے وہ اخبار نویس ابھی زندہ ہیں جن
کے اخبارات میں یہ خبر بجنسہ اسی طرح اشاعت کے لئے بھیجی گئی تھی جس طرح
دوسرے اخبارات کو   جن کی اشاعت مقامی دریبلی ہمدرد سے زیادہ،
پھر وہ تمام معاصرین کرام اپنے اپنے دفاتر میں اس تحریر کو دیکھ کر فیصلہ کر سکتے
ہیں کہ اس میں نہ اعانت کی درخواست ہے نہ اشاعت پر اصرار ہے اس کے
علاوہ مقامی مسلمان اخبارات میں سے کسی ایک دوست یا دشمن اخبار کے
ایڈیٹر ہی سے آپ اس کا ثبوت دلوادیں کہ میں ان کے پاس اشاعت کیلئے
اصرار کرنے کے واسطے گیا یا میں نے ان سے اعانت کی خواہش کی یا خواجہ
صاحب کے کسی رفیق نے کسی قسم کی امداد کی درخواست کی،
یہ تم ظرف صرف ایک خبر کی اشاعت کو جس کی اس کو اپنے اخبار
کی بکری کے لئے ضرورت تھی اعانت اور ہمدردی سے نہایت بے غیرتی اور
بے حقیقتی کے ساتھ تعبیر کرتا ہے اور ننگ حرام اس کو بھول جاتا ہے کہ سالہا
سال سے ہزارہا روپیہ کا چھپائی کا کام اس نے خواجہ صاحب اور ان کے رفقا
ہمدرد پریس کو دیئے ہیں کہ ہمدرد کی مالی حالت اچھی نہ ہونے ظاہر کی
جاتی تھی اور خود اس بے حیا نے متعدد مرتبہ اس کا اعتراف کیا ہے کہ اگر خواجہ
صاحب اور ان کے رفقا کا کام نہ ملا ہوتا تو کام رنگ کی طرح ہمدرد کا بھی خاتمہ
[illegible] ہمدرد پریس میں جیب صاحب جس کے [illegible]

نیستی کا مخالف ہے اور باوجودیکہ کام [illegible]
خراب ہوتا ہے اور وعدہ کے خلاف ملتا ہے جس سے کام پر بڑا اثر پڑتا ہے مگر
خواجہ صاحب اور ان کے رفقا اپنی شرافت اور نسبی برتری کی وجہ سے اس
محسن کش کو کام دئے جاتے ہیں اور آستین کے سانپ کو دودھ پلا کے
پالے جاتے ہیں
یہ ہے "ابی" صاحب کے اس بیچ اور بیچ کی حقیقت جس پر 1
ان کو بڑا ناز ہے۔
کاش عدالت اپنے اختیارات سماعت اس کینہ دوز حاسد کے حوالہ
کر دیتی اور یہ اپنے پورے اختیارات کام میں لاکر خواجہ صاحب اور ان کے
رفقا کو حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دیکر اپنے راستے کے اس پہاڑ کو
ہٹا کر حق نمک ادا کرتا جس نے اپنی سوراجی تمناؤں کو بقول خود ملیامیٹ
کر دیا ہے

سوامی شردھانند کے قتل پر جس طرح سازش سازش کا شور مچا کر آریہ
سماج نے ہندوستان کو سر پر اٹھا لیا ہے اسی طرح نہایت شرارت کے ساتھ اسلامی
تعلیمات پر بھی ایسے حملے کئے گئے کہ مسلمانوں کے دلوں میں ناسور پڑ گئے اور اس
سلسلہ میں متعدد مذہبی حیثیت کے اعلانات بھی شائع ہوئے میں نے اس
واقعہ کے متعلق گزشتہ اشاعت میں قتل کو جہاں افسوسناک قرار دیا ہے وہاں
میں نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس قتل میں کسی صحیح مذہبی جذبہ کو دخل
نہیں تھا۔
پیشوا کے شائع ہوتے ہی متعدد علماء اور ارباب علم و فضل نے
بخاری شریف کے ایک باب پر توجہ دلائی اور صارم المسلول کتاب کے
سے ایسے واقعات بیان کئے کہ مجھے اپنی رائے کی غلطی میں تذبذب ہو گیا"
شریف کے اس باب کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں جس میں اہانت
کا تذکرہ ہے اور صارم المسلول بھی حیدرآباد دکن کے دائرۃ المعا
منگائی ہے جو اگر وہاں نہ ملی تو شاید مصر سے منگوائی جائے گی "تاکہ
طرح اپنا اطمینان کر سکوں اور ایک مرتبہ یہ مسئلہ پورے طور
کہ آیا مسلمان رنگیلا رسول اور چترجیوں جیسی کتابوں کی اشاعت
آقا اور مولا کی اہانت برداشت کر سکتے ہیں یا نہیں ؟ اور ان کی
تعلیم اہانت رسول کے متعلق کیا ہے ؟
مجھے افسوس ہے کہ میں اپنی ناواقفیت کی وجہ سے ا[illegible]
تسلیم کر سکا جو مجھے بغیر تحقیقات کے نہیں کرنی چاہیئے تھی ''
مقابلہ میں یقیناً مجھ کو احتیاط برتنی چاہیئے تھی جس نے پیشوا
بنا پر صدہا انگریزوں اور ولیسی افسروں کو یم اور [illegible]
اس کے بڑے لیڈر روپوش منہ ہو [illegible] اسلئے [illegible]

[illegible]

ناظرین کرام کو مطمئن رہنا چاہیئے انشاء اللہ اس مسئلہ کو علوم مذہب کی روشنی میں حل کیا جائے گا کہ اگر غیر مسلم فخر کائنات روحی فداہ کو گالیاں دیں تو مسلمانوں کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔

میں جانتا ہوں کہ مسلمان قدرتاً اس ڈھانچہ کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے ہونگے جس کا نام جمعیۃ علماء ہند ہے اور جس کے بہت سے ارکان آغا محمد علی کی سیاسی مصلحتوں کے شکار ہیں اگرچہ میں مانتا ہوں کہ ان میں بعض بہادر علماء ایسے بھی ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ جمعیۃ علماء۔ خلافت کمیٹی کے دس ہزار روپے سے قائم کرائی گئی اور علماء کو محض اپنے سیاسی اغراض کا آلہ بنانے کیلئے سیاسی اسٹیج پر بلایا گیا مگر وہ اب بھی باوجودیکہ جمعیۃ علماء خلافت کمیٹی کی مقروض ہے یہی بات کہنے سے نہیں گھبرائے اور پھر جو لوگ حکومت کے خلاف شریعت کے احکام بیان کرنے سے نہ مرعوب ہوئے ہوں ان کو علانیہ میدان میں آکر اس مسئلہ کو صاف کرنا چاہیئے کہ ایک مسلمان حبیب آقائے نامدار کی شان میں گستاخی سُنے تو اس کے مذہبی فرائض کیا ہیں؟

جمعیۃ علماء کے نام سے کچھ مولوی صاحبان پشاور میں جمع ہونگے میں ان سب سے اسلام کے ایک ادنیٰ غلام کی حیثیت سے التجا کرتا ہوں کہ وہ تمام اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اہانت رسول کے متعلق مسلمانوں کے فرائض بیان کرنے کے مسئلہ کو سب سے زیادہ ضروری اور اہم سمجھ کر (اور حقیقتاً تمام مسائل سے زیادہ اہم ہے) اسلامی احکام صاف صاف بیان کریں تاکہ مسلمان ان لوگوں کے متعلق فیصلہ کرسکیں جنہوں نے بغیر سمجھے قاتل کی نیت پر اظہار نفرت کیا جس میں خود میں بھی شامل ہوں اور اس کے قتل کو تعلیمات اسلام کے خلاف بتایا مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس وقت تک صبر و ضبط سے کام لیں جب تک علماء کا جلسہ متفقہ مذہبی فیصلہ کا اعلان نہیں کرتا۔ ورنہ مجھے جو کچھ لکھنا ہے سمجھ کر لکھوں گا تاکہ مسلمان اور غیر مسلمان سب کو صحیح اسلامی تعلیم معلوم ہو جائے۔

---

۲۷ جنوری کو دہلی میں ایک عام جلسہ زیر صدارت مشہور محب وطن [illegible] سکھ ستوار متعدد ہندو مسلمان رہنماؤں کے دستخطوں سے ایک اشتہار [illegible] ہوا جس میں دہلی والوں میں سے ..... شرکت کے لئے صرف [illegible] الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب کے دستخط تھے پھر ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب [illegible] کو ان کی اسلام اور غیر معمولی خدمتوں اور بے مثل قربانیوں [illegible] [illegible] جن کی خدمات کو دہلی میں ایک پوسٹر کے ذریعہ گنوایا بھی گیا [illegible] اور باقی اسمبلی کے ممبر زیادہ تھے

[illegible] جلسہ میں ہندوستانی افواج کو بھیجنے کے خلاف [illegible] [illegible] کیا گیا تھا

[illegible]

نہیں سمجھتا کہ گورنمنٹ ہند کو کوئی حق حاصل ہے کہ وہ ہندوستان کے فرزندوں کو ہندوستان کے باہر جنگ کرنے کیلئے بھیجے اور اس جنگ میں ہندوستان کو دھکیلے جس کا براہ راست ہندوستان سے کوئی تعلق نہیں اور اس جنگ کے مصائب کا الزام [illegible] ہندوستان پر [illegible] جو ایک ایسی ایشیائی قوم کی آزادی سلب کرنے کی [illegible] جس نے نہ کبھی ہندوستان پر حملہ کیا اور نہ مستقبل قریب میں اسکی توقع۔

مگر یہ معمہ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ پنڈت مدن موہن مالویہ اس جلسہ میں کیوں شرکت نہیں کی اور ان کے دستخط پوسٹر پر کیوں نہیں تھے کیا یہ ہندو اور مسلم یونیورسٹی والا تو داؤں نہیں ہے کہ مسلم یونیورسٹی کی تو اینٹ سے اینٹ بجا دی اور ہندو یونیورسٹی کے قریب بھی [illegible] کو پھٹکنے نہ دیا۔

نیز میں حکیم صاحب اور جناب آغا محمد علی صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ حملے جو آریہ سماجی اخبارات اور ہندو مقررین اسلام اور تعلیمات اسلام اور پیغمبر اسلام پر نہایت کمینگی کے ساتھ سوامی شردھانند کے قتل کے سلسلہ میں کر رہے ہیں اور جن کے برخلاف لاہور امرتسر میں جلسے ہونے سے پہلے دہلی کے چند درد مند مسلمان آپ حضرات کی خدمت میں استدعا لے کر گئے کیا وہ مظلوم ان کے حملے سے کچھ کم تھے کہ آپ چین کے حملے سے ان ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے بیقرار ہوگئے جو مسلمانوں کو سمندر پار کے مسلمانوں سے ہمدردی کرنے کے ہمیشہ طعنے دیا کرتے ہیں اور جن کا معیار قوم پرستی اور وطن دوستی کنوئیں کے مینڈک سے زیادہ نہیں جس کی ساری دنیا وہ کنواں ہوتا ہے جس میں وہ پڑا ٹرایا کرتا ہے

اس بدبختی کا کیا ٹھکانہ ہے کہ رسول اللہ پر، رسول اللہ کی ازواج مطہرات پر اور رسول اللہ کے پیارے دین پر حملے ہوں تو یہ پیشوایان قوم منہ میں گھنگنیاں ڈالے بیٹھے رہیں اور ان کی زبانیں مفلوج ہو جائیں اور کلمہ حق ان کی زبانوں پر جاری نہ ہو اور چین پر حملہ ہو تو انکے دل کا چین جاتا رہے

اگر دہلی کے مسلمانوں میں یہ رہنمایان قوم نہ ہوتے تو مجھے یقین ہے کہ دہلی کے پرجوش اور غریب مسلمان آریہ سماجی اور سازشی پروپیگنڈا کا جواب لاہور اور امرتسر کے مسلمانوں سے پہلے دیکر اپنی حمیت دینی کا اظہار کرتے۔

کاش ابھی مسلمان اپنی آنکھیں کھولیں اور ان [illegible] سے بے پرواہ ہو کر خود ملک کے [illegible] زندگی [illegible]

[illegible] علی صاحب نے تبدیلی کرنے کا جو مقصد ایک
[illegible] ختم ہو گئے۔
[illegible] کا فیصلہ ابھی نہیں ہوا مگر اگر اس قسم کے مقبوضات
[illegible] قائم رہا ہے کہ مسلمانوں کے فرائض تحفظ شعائر اللہ کے

[illegible] سے دہلی کے مسلمانوں میں نہایت غم اور غصہ پھیلا ہے
[illegible] دہلی کے ہندو بھولے نہیں ہوں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس
[illegible] ہندو مسلمانوں کے تعلقات اور بھی خوشگوار ہوں گے جس کا
[illegible] سے دہلی کے امن و امان پڑیگا۔

۲۰ جنوری کو دہلی میں آریہ ہندوؤں نے جلوس نکالا جس میں
حسب معمول پولس کے حکام کی موجودگی میں اسلام پر نہایت اشتعال انگیز
[illegible] توہین آمیز نظمیں گائی گئیں اور یہ سب کچھ ان لوگوں کی موجودگی
میں ہوا جو اس کے ذمہ دار ہیں کہ کسی قوم کی مذہبی دل آزاری نہ ہونے دیں
فساد و بدامنی کے انسداد سے ان لوگوں کی موجودگی میں اچھالے گئے جو امن کے
ٹھیکہ دار اور ذمہ دار ہیں۔ فیا للعجب!
میں دہلی کے پولس آفسروں سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ
وقت کب آئے گا جب مسلمانوں کے دل و جگر پر چھریاں چلانے والوں
کی زبان و قلم کو روکا جائے۔ آخر یہ مسلمانوں کی مذہبی غیرت کا امتحان
کب تک لیا جائے گا؟
ان جلسوں اور جلوسوں کی اشتعال انگیز اور اہانت آمیز کارروائیوں
پر جب نظر ڈالتا ہوں تو بے ساختہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا دہلی میں انگریزی
قانون کی حکومت ہے؟ اور کیا اس میں ایک سو تریپن الف نامی کوئی دفعہ ہے؟
اور پولس کے ضابطہ فوجداری میں دفعہ ایک سو سات بھی ہے؟
بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی پراسرار خاموشی مسلمانوں کو اندر
ہی اندر مشتعل کر رہی ہے، اور شریر ہندوؤں کو فساد، دل آزاری اور
اہانت کے لئے زیادہ آمادہ کر رہی ہے۔
ضرورت ہے کہ حکومت قانون کا احترام کرانے کے لئے اور دہلی کو فسادا
و بدامنی سے بچانے کے لئے اپنی مضبوطی کا ثبوت دے۔

پیشوا کے ناظرین بخوبی جانتے ہیں کہ میں ابن سعود نجدی کے متعلق
[illegible] سمجھتا ہوں اور اس وقت سے اس کے اخراج کو حجاز سے ضروری
[illegible] جس وقت "وہابی" کو علی کسی توقع پر اس کو حجاز کے لئے رحمت
[illegible] تھا جس وقت "حاجی" تھا۔
[illegible] اور قوت استدلال

[illegible] اس لئے ثابت کرتا ہے [illegible]
کے زور پر غلط صرف [illegible]
کے دسترخوان کے جھوٹے ٹکڑے ان کے پیٹ میں [illegible]
"وہابی" "حاجی" جس وقت جنبش کے حج کو جا رہے تھے اگرچہ
کہ حج کو علماء کرام حج بدل کے بعد کوئی تیسری قسم کا حج ثابت کر سکتے ہیں
تو وہ حج تھا ورنہ وہ حج نہ تھا بلکہ سفر تھا) تو اس وقت ان دونوں بھائیوں
نے جو پیغامات ساحل پر اپنے ملک اور قوم کو دئیے تھے اور جن کا ان کو اور
مرگی کے دورہ کی طرح محض اپنی شہرت کے لئے پڑا کرتا ہے) ان پر پیشوا نے
کے پیشوا میں صفحہ پر لکھا تھا کہ "
"شوکت علی صاحب نے ساحل ہند کو الوداع کہتے ہوئے
اپنے منصب سے علیحدہ ہو کر قبوں کے انہدام کے جواز پر بحث کی
وہ درس نظامی کے منتہی ہوں ہیں۔ اور یقیناً فتویٰ دینا ان
کے منصب میں نہ تھا اور بہتر ہوتا کہ وہ جس بحث پر بولنے
کے اہل نہ تھے اس پر خاموش رہتے۔ یہ کام علماء کرام کا ہو
اور یہ بحث تیرہ سو برس سے ختم نہیں ہوئی، اور نہ آئندہ
ختم ہوتی نظر آتی ہے۔ پھر انہوں نے قبوں کے انہدام کا فتویٰ
دینے کی تکلیف کیوں گوارا فرمائی؟"
اسی طرح میں نے خلافت اور جمعیت کے وفود کے متعلق اپنا خیال
ظاہر کیا تھا کہ ان دونوں میں ایک شخص بھی صوفی مشرب جماعت کا نمائندہ
نہیں جن کی تعداد ہندوستان میں مٹھی بھر وہابیوں سے بہت زیادہ ہے
اور جن کو وہابی مظالم کا یقین ہے۔
اور پیشوا کے ناظرین اس سے بھی آگاہ ہیں کہ میں حجاز میں انگریزی
رسوخ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا۔ شریف حسین کی مخالفت کی بڑی وجہ اس
کی انگریز پرستی تھی، اور ابن سعود کی مخالفت کی وجہ بھی قبہ شکنی، انہدام
مساجد و مآثر [illegible] وغیرہ کے علاوہ اس کی انگریز پرستی بھی ہے، اور یہی وجہ
ہے کہ میں اکثر سیاسی خیالات میں اختلاف رکھنے کے باوجود خدام الحرمین کی
اس جدوجہد کی تائید کرتا رہتا ہوں جو وہ ابن سعود کے خلاف ہندوستان
میں کر رہی ہے مگر ان تمام باتوں کے باوجود میں اس کو ہرگز ہرگز پسند
نہیں کرتا کہ انگریزوں کو کسی طرح یہ موقع دیا جائے کہ وہ حجاز کی مقدس
سرزمین پر اپنے ناپاک قدم رکھیں اور انگریزی حکومت کی جو برکتیں ہندوستان
مصر، عراق، فلسطین پر نازل ہو رہی ہیں اور جن کی بدولت اسلامی حمیت
اور مذہبی جوش مسلمانوں میں سے رخصت ہو کر [illegible] رہی ہے
اور جس طرح آریہ سماج کو عراق میں محض انگریزی اقتدار کی وجہ سے اپنا دام
تزویر بچھانے کا موقع ملا ہے، اسی طرح انگریزی قدموں کے طفیل مقامات
سرزمین حجاز میں بھی فتنوں کا آغاز ہو۔
مگر کس قدر شرم کا مقام ہے کہ راجہ محمود آباد نے اپنی غلطی [illegible]

پستی کی سب سے [illegible] ایک تار مجھ کے نام سے جس سے ان کو کوئی اختلاف
نہیں ہو (اخبار [illegible]) آفس کے اس تار کے [illegible] بعد [illegible] سے
درخواست کی کہ وہ مسلمانوں کی درخواست کے مطابق حجازی معاملات میں اپنی
گورنمنٹ کو دلچسپی لینے کی ہدایت کریں اور ابن سعود کے اخراج کی حجاز سے
کوشش کریں (اس وقت میرے سامنے اس تار کی عبارت نہیں ہے ممکن ہے
الفاظ میں رد و بدل ہو)

اس تار کو شائع ہوئے دو ہفتے سے زیادہ ہو گئے۔ مگر حق کے سب سے بڑے
مفرور مذہبی "محمد علی" اپنے نمک دانا، اور اپنے آقا ولی نعمت کے خلاف ایک لفظ
اس لئے اور صرف اس لئے نہیں لکھتے کہ وہ چالیس ہزار روپیہ بقول خود ان سے
وصول کر چکے ہیں، اور پانسو روپے ماہوار اجی صاحب کے پیٹ کا جہنم بھرنے
کیلئے [illegible] بہرحال نہیں ریاست محمود آباد سے ملتا ہے اور یہی موقع ہے کہ
یہ اسیر حرص اور حسد کا غلام، ملک و ملت کا غدار اور سوداگر دین و مذہب
ناہنجار، نابکار، اپنے آقا کا حق نمک ادا کرے ملک و ملت کو اپنی مزعومہ حق پرستی
سے دھوکہ دے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس دھوکہ باز مفتری مسیلمہ کذاب ثانی کی زبان
پر کلمہ حق جاری نہ ہوا اور اسکی مفلوج زبان راجہ محمود آباد کے اس خلاف اسلام
فرز عمل کیلئے [illegible] جس کی وجہ سے تمام حجاز پر بہت ممکن ہے کہ انگریزی قبضہ
[illegible] اجلاسہ۔ اللہ [illegible] امام المسلمین، اور رئیس المجاہدین، دین
[illegible] سے مسلمانوں نے مطالبہ کیا تو یہ ننگ حرام ایک خط کے
[illegible] اس طرح مسلمانوں کو دھوکہ دیتا ہے

"اگر دس آدمی غلط اقوال یا افعال مجھ سے منسوب کریں
تو میرا سارا وقت انہیں کی تردید میں صرف ہو جائے گا پھر
نہ دین کا کوئی کام کر سکوں گا نہ دنیا کا۔ یہ تو بھی لکھنو کا جلسہ
ہو جائے گا کہ پچاس بیہودہ آدمی "نہیں سنتے نہیں سنتے"
کی رٹ لگا کر ایک بڑی سے بڑی آواز کے مقرر کو بھی خاموش
رہنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ اگر علی حسن نظامی مجھ پر طعنہ زن
ہو کر مہاراجہ صاحب محمود آباد کے تار کے خلاف کچھ نہیں
کیا تو میں سمجھ سکتا ہوں لیکن تعجب ہے کہ ظفر الملک صاحب
(ایڈیٹر الناظر) بھی مجھ ہی سے شاکی ہیں۔ کیا وہ خلافت کمیٹی
کے ممبر نہیں؟ میری حیثیت جمعیت خلافت میں ان سے
کچھ زیادہ نہیں۔ ....
مگر میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ علی حسن نظامی کے طعنے
[illegible]

ہوتی کہ علی حسن نظامی [illegible]
صاحب کی ایک نہایت [illegible]
اتنی وقت دوں کا [illegible]
[illegible]
پھر لکھتا، مگر فرض [illegible] اور [illegible] کے خوف سے
میرا قلم نہیں چلا کرتا، گو وہ خود [illegible] رکھتا ہے
اخبار ہمدرد ۲۰ جنوری صفحہ ۲ کالم ۲ و ۳،
غصہ اور حسد نے ساری [illegible] پر خاک ڈال دی ہے جس ہی تو لکھا
ہے مرزا [illegible] ہیں کہ ایک اسکول کا معمولی طالب علم بھی سمجھ سکتا ہے [illegible]
اگر آپ کے اس کلیہ پر دوسرے شریف انسان عمل کریں، تو وہ [illegible]
غدار، اور بزدل ہیں جو آپ کے لگائے ہوئے جھوٹے الزامات کی تردید نہیں کرتے
اور اگر وہ تردید کرتے ہیں تو وہ اس لئے جھوٹ بول رہے ہیں کہ آپ پر [illegible]
جھوٹ بولنے کی دھن آ چکی ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ اب بعض شریف [illegible]
جیسے بڑے آدمی کو ذلیل سمجھ کر آپ کی بکواس اور خرافات کے جواب سے خاموش
ہی رہتے ہیں۔

یہ دھوکہ بازی بھولے مسلمانوں کو دھوکہ اور فریب دینے باز نہیں
آتا لکھتا ہے کہ "پھر نہ دین کا کوئی کام کر سکوں گا اور نہ دنیا کا" نہیں معلوم
اس نے اپنے ذہن میں دین دنیا کا کیا مفہوم سمجھ لیا ہے، مسلمان اب آپ
کی دین دنیا سے بخوبی واقف ہو گئے ہیں اور وہ آپ سے کوئی خدمت لینی
نہیں چاہتے۔ آپ آخر کیوں رلیفہ خلیل بنے ہوئے ہیں۔؟
شاید آپ نے دین کی سب سے بڑی خدمت سمجھ رکھی ہوگی جس کو آپ
آج کل انجام دے رہے ہیں کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر اپنا پیٹ بھر رہے ہیں
اگر یہ دین کی کوئی خدمت ہے تو میں مانتا ہوں کہ آپ نے سب سے بڑی خدمت
انجام دی ورنہ ساری عمر میں [illegible] اپنی ذاتی اقتدار، اپنی لیڈری کے اشتہار
اپنی مزعومہ قربانیوں اور ایثار کے تذکرے کے جس پر لاکھوں روپے کے تار
غریب قوم کے روپے سے دے گئے! اور آپ نے مسلمانوں کے لئے کیا کیا؟
اگر کوئی ایک خدمت بھی مسلمانوں کی بھلائی کے لئے کی ہو تو بھی کر سکتا ہے
البتہ یہ ضرور ہوا کہ مسلمانوں کو فریب دیکر ان سے رقمیں حاصل کیں اور ان کے
حسابات آج تک شائع نہیں کئے۔
آپ کیوں [illegible]
دریافت کرنے پر راجہ صاحب کے [illegible]
[illegible]

[illegible] اشاعت کو روکنے کے سلسلہ میں مفتی کفایت اللہ
[illegible] مجبوری ظاہر کر چکے تھے وہ راجہ صاحب محمود آباد کا
[illegible] پاس نہیں تھی، لہٰذا آپ پر عائد ہوتی تھی، اس لئے کہ آپ
[illegible] جان کا وزر کافور ہو گیا تھا اور چونکہ معاملہ آپ کے ولی نعمت کا
[illegible] سمجھنے کی ضرورت تھی، اور کیوں لکھتے جب کہ ابھی لکھنؤ میں
[illegible] سازش میں شریک ہو چکے تھے جو راجہ صاحب نے تار دلوانے کے سلسلہ
[illegible] دی گئی تھی۔

ہم ہرگز [illegible] بھی غیرت اور پاس سخن ہے تو آئندہ اگر نماز اور روزہ
[illegible] صاحب کہیں تو آپ ہرگز ہرگز ان کے کہنے پر عمل نہ کیجئے گا،
[illegible] آپ بہت بڑے آدمی ہیں اور بڑے آدمی چھوٹے آدمیوں کی بات پر
توجہ کرنا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں خواہ وہ کتنی ہی سچی اور ضروری کیوں نہ ہو
کیا فلسفہ جذبات کے مصنف اسکی وجوہات بیان کرنے کی زحمت
گوارا فرمائیں گے کہ راجہ محمد علی کا قلم تو تلوار کے زور سے نہیں چلا کرتا، چاہے
اس کو کتنا ہی حق کے راستے پر چلائے جانے کی درخواست کی جائے مگر وہ
دوسروں سے یہ توقع کیوں رکھتے ہیں کہ لوگ ان کے قلم کو تلوار سمجھکر اس سے اس قدر
مرعوب ہوں کہ سچ کو بھی جھوٹ کہیں اور سمجھیں۔
افسوس کہ اس مرتبہ بھی راجہ صاحب کے بہت سے جھوٹے الزامات کی
تردید کا بڑا حصہ رہ گیا۔ خیر باز زندہ صحبت باقی۔

نہایت افسوسناک اور اندوہناک خبر آئی کہ وہ غازی نجد، جن کی
تلوار ہمیشہ مسلمانوں کے خون سے رنگی گئی اور جنہوں نے ہمیشہ مسلمانوں
کے مال اور ناموس کو کفار کی طرح جائز سمجھکر لوٹا اور خراب کیا اب اپنی فطری
وحشت اور ہوس ملک گیری کی وجہ سے مجبور ہو کر اپنے ہمسایہ سید امام یحییٰ
والی یمن پر چڑھائی کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں، اور شاید ابتدائی حملے شروع
بھی ہو گئے ہوں گے۔

انگریزوں سے جدید معاہدہ کی خبر سنتے ہی مجھے خیال ہوا تھا کہ اب والی یمن کی خیر [illegible]
نظر نہیں آتی، اور ان کو غالباً اس کی سزا دی جائیگی کہ انہوں نے ذاتی [illegible]
[illegible] انگلستان کی چوکھٹ پر سر اطاعت نجدی دجال کی طرح
[illegible] نہیں جھکایا اور اب انگریزوں کا یہ [illegible] آقایان فرنگ کی ہوس
[illegible] کا شکار ہو کر اپنے ملک کے شریک بھائیوں کو ملک بدر کرتے ان کو
[illegible] ان کی عفت مآب خواتین کی بے حرمتی کرنے، ان کے سبزہ زار [illegible]
[illegible] بیٹھنے والے حلقوں میں تلواریں چلانے کے لئے حملہ آور
[illegible] تخت و تاج کی اسی
[illegible] کے لئے تھی۔

[illegible]
معاہدات اور بغاوت اسلام کے انجام اور [illegible]
کو ایسی خودکشی کی جرأت نہ ہوتی۔ اور پھر یہ سچ ہے کہ لڑائی شروع ہو گئی
تو ہندوستان کے مٹھی بھر وہابیوں کے علاوہ کروڑوں مسلمانوں کی ہمدردی
اس فاطمی زادہ والی ملک کے ساتھ ہو گی جس کو یہ وحشی نجدی دجال اپنی
طرح انگریزوں کا غلام بنانا چاہتا ہے، اور اگر انگریزی افواج اور انگریزی سامان
نے امداد نہ کی تو امید ہے کہ انشاء اللہ سید امام یحییٰ کی فتح ہو گی، اور
نجدی دجال کو شکست ہو گی کہ [illegible] مزارات کی بے حرمتی سے گن [illegible]
کا قتل عام آخر رنگ لائے گا کہ خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں ہوتی اور اس کے
دیر ہے اندھیر نہیں، اور شاید یہ قدرت کا غیبی انتقام تطہیر حجاز کے
بڑھنا چاہتا ہے۔

بالآخر جو نجدی پروپیگنڈہ، اخبار ہمدرد، اور اخبار زمیندار، اور اخبار
خلافت اور [illegible] میں قبوں کے خلاف فتاوے وغیرہ کی صورت میں
ہو رہا تھا، وہ اپنا رنگ لایا اور نہایت افسوس اور رنج والم اور انتہائی حزن و
ملال کے ساتھ اطلاع دیتا ہوں کہ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی کے
مزار کو دشمنوں نے منہدم کر دیا۔
حضرت شیخ چشتیہ خاندان کے ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں جن کا مزار لال قلعہ [illegible]
کے پاس میدان پریڈ میں ہے، جہاں غدر سے پہلے امراء اور شاہزادگان
کے مکانات تھے، مزار مبارک زیارت گاہ عوام ہے، اور کھلے میدان میں [illegible]
کی وجہ سے خانقاہ شریف میں کوئی دربان نہیں رہتا۔
کسی مردود اور شقی ازلی نے رات کے وقت تمام تعویذ وغیرہ [illegible]
اکھیڑ کر پھینک دیے، اور دوسرے مزارات کی بھی سخت توہین کی۔ پولیس [illegible]
واردات پر پہونچ گئی ہے، اور مصروف تحقیقات ہے۔ مسلمانان دہلی [illegible]
اس واقعہ سے سخت جوش ہے ایک سال کے عرصہ میں مقدس مقامات کی [illegible]
توہین ہے جو مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت ہے، لہٰذا تعجب نہیں اگر [illegible]
توہین کرنے والے نامعلوم گروہ کی پشت پر کوئی منظم سازش ہو۔ دہلی [illegible]
سماج کے جلسوں اور جلوسوں میں جو کچھ کہا گیا اس کے چند گھنٹے بعد [illegible]
واقعہ کا ظہور ہونا شاید پولیس کو تفتیش میں مدد دیگے۔ بہرحال [illegible]
کہ مسلمان ایک آخری مرتبہ اعلیٰ حکام کے پاس جا کر دریافت کریں [illegible]
آخری جواب حاصل کریں کہ آیا انگریزی حکومت میں مسلمانوں کے مقد[illegible]
محفوظ رہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور تمام چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ [illegible]
کے متبعین کو متفقہ طور پر اس اہانت آمیز اور اشتعال انگیز [illegible]
کرکے پولیس کو تحقیقات میں مدد دیکر اصلی مجرمین کو گرفتار [illegible]
مرتبہ مسلمان اپنا [illegible]

پیشوائے اعظم

فریاد

(از کلِ رسول حضرت مولانا سید نذر علی صاحب درد)

اے بسراپردہ یثرب بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

حرمِ دریا ہے ام الکتاب — اے برخت جلوۂ حق کامیاب
رحمت عالم بکشا از رخ نقاب — اے بابی انت و امی خطاب
اے بسراپردۂ یثرب بخواب

حیف کہ ہے مرکز … اضطراب — آتش ہجراں سے جگر ہے کباب
چھوٹ گیا دامن راہ صواب — زندگی امت کو ہوئی ہے عذاب
اے بسراپردۂ یثرب بخواب

…ت عالم سے یہ فریاد ہے — نور مجسم سے یہ فریاد ہے
…نس و ہمدم سے یہ فریاد ہے — دیدۂ پر نم سے یہ فریاد ہے
اے بسراپردہ یثرب بخواب

نہ وہ قوت نہ شجاعت رہی — اب وہ قرن نہ سیاست رہی
…ثروت نہ امارت رہی — اف نہ وہ سطوت نہ حکومت رہی
اے بسراپردۂ یثرب بخواب

…ق صدقۂ آل بتول — امت بیکس پہ کرم یا رسول
…رواں اور ہے خاطر ملول — ہو یہ غلاموں کا عریضہ قبول
اے بسراپردہ یثرب بخواب

…ا ہم سے ہوئی ہے خطا — کہئے تو کس بات کی یہ ہے سزا
…ی رحمت و شان خدا — ہم نے تو "الفلح لی" ہے سنا
اے بسراپردۂ یثرب بخواب

…شوکت ہے نہ وہ تخت و تاج — آہ ہر اک سمت ہے دشمن کا راج
…مان ہے اسلام آج — اے مدنی بس ہے ترے ہاتھ لاج
اے بسراپردہ یثرب بخواب

…لا تو ہی ہے کفیل — تو نے کیا وعدۂ اجر جمیل
…دعائے خلیل — آج مسلماں ہیں سب میں ذلیل
اے بسراپردہ یثرب بخواب

…مسلمان بھی — جوش خرد حسرت و ارمان بھی
…ہے جلال بھی — جان تو لیجئے مرا ایمان بھی
…سراپردۂ یثرب بخواب

دل جو ہے ٹکڑے تو جگر پاش پاش — ہے بڑی ناکامی حسرت کی لاش
کہتی ہے یہ آرزوئے دلخراش — کوئی یہ کہہ جائے یہ حضرت سے کاش
اے بسراپردہ یثرب بخواب

حملۂ دشمن سے ہے دل پر ہراس — ہے نہیں حضرت کے سوا کوئی آس
اشک رواں اور ہے چہرہ اداس — عرض ہے یہ سرکار بصد عجز و یاس
اے بسراپردہ یثرب بخواب

آہ مقامات مقدس جو تھے — قبضوں میں ہیں دشمن اسلام کے
نام نہ مٹ جائے اسی طور سے — حق کے نبی آپ سے فریاد ہے
اے بسراپردہ یثرب بخواب

کون سوا آپ کے ہے رہنما — امت مرحوم کا اے مصطفےٰ
اس لئے اسلام کی ہے یہ صدا — خطرہ میں ہے اس کا جہاز آپڑا
اے بسراپردہ یثرب بخواب

عرض یہ ہے اے شہ عالی مقام — پھونک دے اسلام کی وہ روح عام
نعروں سے تکبیر کے تیرے غلام — کفر کی دنیا کو ہلا دیں تمام
اے بسراپردہ یثرب بخواب

ذوقِ تجلی اجل کچھ نہیں — آرزوئے جنگ و جدل کچھ نہیں
آج جو ہے جوش تو کل کچھ نہیں — علم تو ہے اور عمل کچھ نہیں
اے بسراپردہ یثرب بخواب

خاطرِ امت نہ ہو کیوں مضمحل — ہے گناہوں سے سیہ [illegible]
ہو وہ عطا جادۂ [illegible] مشتعل — جس سے کہ پرنور ہو ہر ایک دل
اے بسراپردۂ یثرب بخواب

امی لقب نائب رب مرشدی — ماہ عرب ماہ عجم ہاشمی
درد کی یہ عرض ہے یا سیدی — حسرت مسلم کا ہوں میں ایلچی
اے بسراپردہ یثرب بخواب

حضور سرورِ عالمؐ کی معاشرت

(از جناب مولانا مولوی سید ظہور احمد صاحب وحشی)

حضور اپنے گھر میں

حضور ابھی بچہ صغیر السن تھے کہ والدین نے رحلت فرمائی سوائی بہن بھی نہ تھے لیکن حضرت حلیمہ سعدیہ سے آپ ماں کی طرح برتاؤ کرتے تھے وہ جب آتیں تو آپ تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے اپنی چادر ان کے لئے بچھاتے وہ جس غرض کا اظہار کرتیں اسے بڑی خوشی کے ساتھ پورا کرتے ایک دفعہ انہوں نے تشریف لا کر قحط سالی کی شکایت کی تو حضور نے اتنا سامان دیا جسے انہوں نے ایک اونٹ پر لاد کر رخصت کیا۔ ازواج مطہرات کو حضور بیحد عزیز رکھتے تھے ان کی ضروریات کا خیال رکھتے اور ان کی مساوات کا پورا لحاظ تھا۔ بچوں سے حضور کو بدرجۂ غایت انس تھا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نہایت محبت فرماتے تھے جب وہ آتیں تو فرط محبت سے کھڑے ہو جاتے بہت تعظیم کرتے اور نہایت تپاک ظاہر فرماتے جب کہیں سفر کو جاتے تو سب سے آخر میں حضرت سیدہ کے پاس جاتے اور جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے ان کے مکان پر آتے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما سے نہایت محبت فرماتے تھے جب حضور مسجد میں خطبہ ارشاد کرتے ہوتے اور ان شاہزادوں میں سے کوئی آ جاتا تو حضور خطبہ موقوف کر کے انہیں گود میں اٹھا لیتے اور پیار کرتے اور پھر خطبہ شروع کرتے حمزہ اور اقرباء کے ساتھ ان کے اسلام لانے سے پہلے بھی حضور سلوک کرتے تھے اور نہایت سیر چشمی و عالی خیالی کا اظہار فرماتے تھے۔ وہ تکالیف پہنچاتے اور حضور صبر کرتے غلاموں کے ساتھ حضور کا برتاؤ عزیزوں کی طرح بلکہ عزیزوں سے بڑھ کر تھا حضرت زید حضور کی نذر ہو کر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے حضور نے انہیں آزاد کر دیا حضرت زید کے باپ کو ان کی آزادی کی خبر ملی تو ان کو لینے کے لئے آیا لیکن حضرت زید کا دل تو حضور کی محبت میں ایسا گرفتار ہو چکا تھا انہوں نے والدین کے ساتھ رہنے سے انکار کر دیا حضور کے آستانے سے جدا نہ ہوئے حضرت اسامہ کو جو غلام کے بیٹے تھے حضور نے اس فوج کا سردار بنایا جس میں حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ موجود تھے پڑوسیوں کے ساتھ حضور کی شفقت دیکھ کر ایک مخالف کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ حضور ہمیشہ ان کے درد دکھ میں شریک ہوتے اور ان کی امداد فرماتے تھے اگر بازار سے کچھ لانا ہوتا تو اپنے دست مبارک سے لا دیتے حضور کی مہمان نوازی مہمانوں سے شناسا ہو کر مہمانوں کو بھی محترم

نہیں رکھا تھا اور ہر فرد کی روح پر آپ مہربان تھے علاوہ بریں

حضور کی روزہ داری کا یہ عالم تھا کہ ماہ رمضان المبارک کے علاوہ باقی گیارہ مہینوں میں بھی بکثرت روزے رکھتے تھے بعض اوقات اس طرح مسلسل روزے رکھتے تھے کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب افطار نہ فرمائیں گے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے یادِ خدا کے سوا کوئی کام نہ تھا اکثر ایسا ہوتا کہ شام کو صرف پانی سے افطار کر لیا اور شب کو کچھ کھائے بغیر دوسرے دن پھر روزہ رکھ لیا۔

حضور کے جاہ و جلال کی یہ شان تھی کہ چہرۂ مبارک پر نظر نہیں جما سکتے تھے ایک دفعہ عتبہ بن عمر آپ کے سامنے کھڑے ہوئے تو خوف سے کانپنے لگے حضور نے یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ طبیعت پر قابو رکھو میں کوئی جابر بادشاہ نہیں ہوں۔

حضور سراپا عفو و کرم اور رحمتِ مجسم تھے آپ نے کبھی اپنے مخالفین اور بد سگالوں سے انتقام کی خواہش نہیں کی غزوہ احد میں عتبہ بن ابی وقاص نے آپ پر پتھر برسائے جس سے دندان مبارک شہید ہوئے اور چہرہ انور زخمی ہو گیا۔ جاں نثاروں نے عرض کیا کہ حضور اس کے لئے بددعا کریں جواب میں فرمایا کہ "میں بددعا کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ میں تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔"

صداقت اور راست بازی میں آپ یکتا تھے آپ کی سچائی اور دیانت کا اعتراف مخالفین کو بھی تھا۔ غزوۂ بدر میں اخنس بن شریق نے ابو جہل سے کہا کہ "یہاں ہم تم دونوں ایک دوسرے کے رازدار ہیں سچ بتاؤ کہ محمدؐ سچ بولتے ہیں یا جھوٹ بولتے ہیں؟" ابو جہل نے جواب دیا کہ "اے ابن شریق، محمدؐ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔"

فتح مکہ کے بعد سرور عالمؐ نے اہل مکہ سے پوچھا کہ تم لوگوں کا کیا خیال ہے میں تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کروں گا۔ سب نے عرض کیا کہ آپ کریم کے بیٹے ہیں اور کریم کے بھتیجے۔ کریموں سے سوائے کرم کے اور کیا امید ہو سکتی ہے حضور نے اپنے انتہائی خلق و کرم کی بنا پر فرمایا کہ میری طرف سے تم پر کوئی سرزنش نہیں ہے۔ جاؤ میں نے تم سب کو آزاد کیا۔ یہ حکم سن کر اہل مکہ کی مسرت کی کچھ انتہا نہ رہی ہزاروں زن و مرد اسی دن ایمان لے آئے۔

مجاز و حقیقت

خواب پریشاں

[illegible] مجاز و حقیقت جناب مولانا مولوی سید [illegible]

[illegible] تھا — خدا کا عرش تھی جس میں کبھی [illegible] پنہاں تھا

[illegible] محبت کی — ابھی [illegible] حقیقت کا [illegible] تھا

[illegible] تجلی حسن پنہاں کی — خلقت الخلق کی [illegible] تھا

[illegible] ہستی سے [illegible] نقش [illegible] — اور ہر جس حقیقت [illegible] تھا

[illegible] عشق و محبت تھا — وہی عالم کے [illegible] آدم [illegible] پنہاں تھا

[illegible] — یہی [illegible] میں جو [illegible] انسانی [illegible] تھا

[illegible] الفت کا — وہ انساں [illegible] جلوۂ [illegible] پنہاں تھا

[illegible] — جو تھا [illegible] تھا

[illegible] جس طرح [illegible] — مجازی [illegible] سلسل تھا

[illegible] تھا۔ یا اک پیمانہ — [illegible] آفتاب [illegible] حقیقت کا [illegible] تھا

[illegible] تو اصل سے [illegible] جدا ہوتا — ہمارے [illegible] گویا کہ [illegible] کا سلسل تھا

خدا شاہد ہے [illegible] سے [illegible] جب قید [illegible] سے

ہوا معلوم وہ کچھ بھی نہ تھا۔ خواب پریشاں تھا

شریعت طریقت حقیقت

[illegible] جناب مولانا مولوی سید [illegible]

[illegible] ہے کہ

[illegible] ہیں؟ طریقت کس حالت کا نام ہے؟ حقیقت کیا ہے؟

[illegible] علیحدہ ہیں یا لازم ملزوم؟

[illegible] غور کیا جائے تو اچھی طرح واضح ہو جائے گا کہ یہ تمام درجے علیحدہ [illegible] بلکہ لازم ملزوم ہیں جن کی تفصیل آگے آتی ہے۔

[illegible] نماز وقت پر پڑھنا۔

نفس کو قبضہ میں کر لینا

مطلوب کی زیارت کرنا۔

[illegible] شریعت میں نہایت سختی سے پابندی کی ضرورت ہے اس لئے [illegible] [illegible]

اس کے بعد [illegible] طریقت [illegible] جب [illegible] حقیقت [illegible] ذیل سمجھا کہ

۱۔ ایسے طریق جس سے راستہ کا پتہ چل جائے شریعت ہے۔
۲۔ راستہ پر چل کر راستہ طے کرنا، یہ طریقت ہے۔
۳۔ منزل مقصود کو پہنچ جانا حقیقت ہے۔

اور اس سے بہتر ایک دوسری مثال یہ ہے۔

۱۔ روحانی بیماریوں کے علاج کا علم حاصل کرنا شریعت ہے۔
۲۔ روحانی بیماریوں سے پرہیز کرنا یہ طریقت ہے۔
۳۔ روحانی بیماریوں سے صحت پانا حقیقت ہے۔

ان تمام باتوں سے ظاہر ہے کہ طریقت حقیقت کوئی جداگانہ چیزیں نہیں ہیں بلکہ یہ شریعت ہی کے احکام کے درمیانی اور انتہائی درجے ہیں جو لازم ملزوم ہوتے ہیں کس کو شک ہو سکتا ہے اور جب یہ [illegible] لازم ملزوم ہیں تو ان کو کیسے علیحدہ سمجھا جا سکتا ہے۔

دنیا میں کوئی شے دو حال سے خالی نہیں۔ ایک ظاہری حالت دوسری باطنی حالت۔ شریعت کی ظاہری حالت [illegible] ظاہر ہے [illegible] باطنی [illegible] ہم شریعت کی باطنی کیفیت باطنی رخ کے نقاب [illegible] ایک پہلو اٹھا سکتے ہیں۔

وضو اور نماز کی حقیقت

[illegible] سے [illegible] اس [illegible] کی [illegible] کی طرف اشارہ ہے لیکن کس طرح؟ اس طرح کہ [illegible] تمام [illegible] سے [illegible] کیونکہ صرف [illegible] سے منہ میٹھا نہیں ہو جاتا اسی طرح [illegible] سمجھنے [illegible] نہیں بلکہ [illegible] اللہ [illegible] قلب [illegible] ہو جاتا اور اسی رنگ [illegible] ایک خاص کیفیت پیدا ہو جاتا اسی کی طرف حضرت [illegible] اس طرح [illegible] ہیں۔

ہم گر [illegible] سی [illegible]
بے [illegible] نام کے [illegible]

لیکن ہمیشہ خلوص [illegible] قلب سے [illegible] رہنے سے [illegible] کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

پاکی سے [illegible] ان سے [illegible] کی طرف اشارہ [illegible] پاکی [illegible] ایک [illegible] اس سے [illegible] کی آپ [illegible] کے [illegible] ہو سکتے [illegible] [illegible] زندگی [illegible]

صاحب المالوف فی تیحی۔
تہاری عبادتیں ... پیش اشارہ ہو کہ اگر ابو معنی کی تب تاب سے
رجوع ہو جاؤ اور ... نہیں بلکہ ترتم اسی فلک وجہ سے حق کی طرف۔
... کا ارشاد ہے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ... سے نظر ... جیسی بات
... جذبہ من جذبات الحق توازی عمل الثقلین ... اینی شکجذ بوں میں
... کے علاوہ کے جذبہ ہے۔
... سے رہی ہذبہ دونوں جہاں کے ... اس طرف اشارہ ہو کہ ہمہ تن متوجہ ہو کر یک دگیر
قبلہ کی طرف منہ کرنے سے ... تیجہ ... معاملہ کا تیسرا ... ہوجائیں
... یہ حال ہو جائے اور جب یہ ... پختہ
اس وقت انما تولوا فثم وجه الله کی تجلی ہوگی۔ ... ہمہ وقت متوجہ رہے
نیت سے اس طرف اشارہ ہو کہ بااستحکام دل حق کی طرف ... کرنے وقت اللہ اکبر
تکبیر سے یہ مطلب ہو کہ جس طرح کسی جانور کو ذبح ... بالکل تعلق نہیں رہتا۔
کہا جاتا ہے اور چھری چلتے ہی جانور اس عالم سے باقی رہنا نہ چاہیئے۔ گویا
اسی طرح ہم کر اللہ اکبر کہنے کے بعد اس عالم سے ... کردیں کہ اس عالم ہی
اللہ اکبر کی چھری سے ہم اپنے آپکو ایسا ذبح کردیں کہ اس عالم ہی
میں نہ رہیں دوسرے عالم میں پہنچ جائیں۔
سورۃ فاتحہ الحمد پڑھنے سے اس طرف اشارہ ہو کہ انسان فاتحۃ الرقوۃ ... عبودیت
ہے یعنی اللہ نے اس کے ذریعہ تمام موجودات کے قفل کھول دیئے ہیں۔ یہی عبودیت
اور الوہیت کا راز ہے۔
حضور قلب سے قلبی حقیقت کی طرف اشارہ ہو اور حضور قلب اسوقت
ہوتا ہے جب عبودیت اور الوہیت باعتبار قال نہیں بلکہ باعتبار حال
یکجا ہو جائیں۔

عبودیت اور الوہیت

سورۃ الحمد اگرچہ اللہ کا کلام ہے مگر دیکھو! نماز میں بندہ صاحب کلام ہے
اور اللہ کا کلام بندہ کی زبان سے ادا ہوا اور ایاک نعبد میں حق کی طرف
بندہ خطاب کرتا ہے نہ کہ حق بندہ کی طرف۔
ان تمام باتوں کے باوجود بھی سورۃ الحمد خدا کا کلام سمجھا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ
کہ جناب باری کی یہ خاص رحمت ہو کہ حق کا کلام بندہ کا اور بندہ کا کلام حق کا
کلام ہو جاتا ہے۔ اس طرح یہ عبد یعنی بندہ کے خیال میں جس معبود کا تصور
قائم ہے وہ درحقیقت بندہ کے اور تصور دل کا ایک ... ہے اس تصور کا خالق
یعنی پیدا کرنے والا یہی بندہ ہے۔ لیکن بندہ ظہور کی حیثیت سے ایک ممکن
حقیقت ہے روح حق کے ... کا ... ہے) اس کا اللہ خالق ہے۔ گویا
عبد اس وقت سلوک میں عبد نہیں۔ معبود یعنی حق اللہ ہو گیا ہے اور معبود
نے بقا کی شکل میں عبد ہو کر ظہور کیا ہے۔ رقیق القلب ہو کر عاجزی سے
اس معرفت کا تصور کرے۔
... ہوا اسی طرف اشارہ ہو کہ عالم کے موجودات کے معدوم ہونے کی
... اللہ کے ... کے وجود کی حقیقت ہے ... اس میں سمع اللہ لمن حمدہ
قیام سے تجلی کی طرف اشارہ ہے۔ اسی واسطے اس میں ... کی طرف اشارہ ہے) خدا تعالیٰ
کہا جاتا ہے۔ بندہ اس قیام میں (جس سے ... اعتراض بھی جاتا رہے
ہے اور یہ ہے یوں کہو کہ وہ اس کا عین ہے ... بالذات خبری ہے۔ سمع اللہ لمن حمدہ
اسی واسطے اس نے اپنے حال کی ... اور وہ معانی ما فوق میں
کہا یعنی خلق سے اپنی تعریف سنے کو بیان کیا اور
ایک ہے کوئی نہیں۔
سجدہ ۔ سے بشریت کے مٹ جانے کی طرف اشارہ ہے۔
قومہ ۔ اس سے اس طرف اشارہ ہو کہ یہاں اصل اور صفتوں کی حقیقتیں
سالک کے پیش نظر رہنا چاہئیں تو پھر الرحمن علی العرش استوی کے معنی
حل ہو جاتے ہیں۔ اور رفتہ رفتہ اس مقام پر اس آیت کی تجلی ہوگی۔
دوسرا سجدہ اس سے بشریت کی انتہائی سرحد میں اور عبودیت کا
شروع ہو کر حق سے خلق کی طرف متوجہ ہونے کر سکتے ہیں۔ ... کی طرف اشارہ ہو سالک
التحیات سے حق اور خلق کے کامل تعلقات ... اس وقت یہ سمجھے کہ
کرنا چاہیئے کہ تحیت حق کے بعد السلام علیک ایہا النبی کہے وقت یہ سمجھے کہ
دربار رسالت میں حاضر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم مظہر حق ہیں
رفتہ رفتہ جب یہ تصور قائم ہو جائے گا تو حضرت اویس قرنی کی سنت
جلوہ گر ہوگی وہی حق اور خلق کے کامل تعلقات کا راز ہے۔
درود سے بہرہ رسالت یعنی رسول اللہ ... کے شکریہ اور مزید طلب
رحمت کی طرف اشارہ ہے۔
ربنا آتنا ۔ دین دنیا کی بھلائی چاہنے اور فوری ... ری چاہنے
کی طرف اشارہ ہے۔
اول اور دوسری طرف سلام سے اس طرف اشارہ ہے کہ تمام
طالبین حق اور کراما کاتبین جو ہم اور ہماری وجود کی سرحد کے محافظ
ہیں ان پر سلامتی اور رحمت ہو یعنی وہ بھی اس فیض سے محروم نہ رہیں
ورنہ در کنج نشین ... خواہ شکر یا نہ مقصود خویش ... ہے
اسی لئے حضور انور صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم نے الصلوٰۃ ...
المؤمنین فرمایا ہے۔ اب خطرات اور حضور قلب کے متعلق ہم کچھ بیان
روشنی ڈالنا چاہیئے اصل یہ ہے کہ نفس کی وجہ سے تمام خطرے ...
نفس سے انسانی خیال کی طرف اشارہ ہو۔ جیسے جیسے نفس ...
پاک اور جلا پیدا ہوتی جاتی ہے ویسے ویسے اسکی حالت کے اعتبار ...
اس کے نام بھی بدلتے جاتے ہیں جسکی تفصیل یہ ہے۔
۱۔ نفس امارہ ۲۔ لوامہ ۳۔ نفس ملہمہ ۴۔ نفس مطمئنہ ...
۱۔ جو خطرہ جو خیال لذتوں اور شہوتوں کی طرف توجہ ...
نفس امارہ کہتے ہیں قرآن پاک میں اسکو اس طرح بیان ...

معارف قرآن

حقایق و بصائر

(از جناب مولانا مولوی زاہد القادری صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

اور اے رسول عربی! ان بنی اسرائیل کو وہ موقع بھی یاد دلاؤ جب ابراہیمؑ خانہ کعبہ کی دیوار پر اٹھا رہے تھے اور اسمٰعیل ان کے شریک تھے اور دل میں یہ کہتے جاتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار یہ خدمت ہم سے قبول فرما لے تو سب کچھ سنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔ اور اے ہمارے پروردگار ہم کو اور زیادہ مطیع بنا لے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک ایسی جماعت پیدا کر جو تیری مطیع ہو اور ہم کو ہمارے حج وغیرہ کے احکام بتا اور ہمارے حال پر رحم کر اور ہمیں بخش دے۔ بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اے پروردگار! اس جماعت کے اندر (یعنی ہماری صالح اولاد میں) ان ہی میں سے ایسا پیغمبر بھیج جو ان لوگوں کو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کرے اور تیری کتاب اور حکمت کی تعلیم دیا کرے۔ اور ان کے دلوں کا تزکیہ کرے شک نہیں کہ تو عزیز و حکیم ہے۔ تجھے سب قدرت ہے اور تو حکمت والا ہے۔

"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا" کی تفسیر میں جمہور مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ دعائے خلیلؑ کے مستحق تاجدارِ دو عالم افضل الکائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں لکھا ہے کہ انبیاء کے گروہ میں سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ نے حضور اقدسؐ کا ذکر اپنی دعا میں کیا ہے۔ پھر اور پیغمبروں نے آپ کے پیدا ہونے اور نبی آخر الزمان ہونے کی بشارت دی۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اہل حرم میں سے ایک رسول کے پیدا ہونے کی دعا کی تو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے خلیل! تمہاری دعا تو قبول ہو گئی لیکن اس دعا کے اثر کا ظہور آخری زمانے میں ہوگا۔ اور ابن ماجہ میں حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگرچہ حضرت آدم کے پیدا ہونے سے پہلے میرا نام لوحِ محفوظ میں خاتم النبیین لکھا ہوا تھا لیکن انبیاء میں میرے نام کی شہرت پانے کی ابتدا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے پھر توراۃ اور انجیل کے نازل ہونے کے بعد یہ بشارت انبیائے بنی اسرائیل میں متواتر ہو گئی۔

آیت میں کتاب سے مراد قرآن مجید ہے اور حکمت سے مراد سنتِ نبوی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے دعا میں کہا تھا کہ خداوندا! وہ رسول ایسا ہو کہ کتاب و حکمت لوگوں کو سکھائے چنانچہ حضورؐ نے لوگوں کو کتاب و حکمت کی تعلیم دی اور اہل عرب اور اہل عالم کی زبردست اصلاح کی۔

حضورؐ کے جلوہ افروز ہونے سے پہلے دنیا میں گمراہی اور باطل پرستی کا زور تھا لوگوں کی اخلاقی عملی اور اعتقادی حالت نہایت خراب اور قابل نفرت تھی۔ حضورؐ نے تمام دنیا کو اسلام کی دعوت دی اور ان لوگوں کو جو زمانے سے زیادہ گمراہ، بدکار، ظالم، فاسق، فاجر، بداخلاق تھے اپنی تعلیم کے اثر سے نہایت صالح، خدا پرست، حق پسند، رحمدل، پاکباز، راست باز اور اعلیٰ درجے کا مہذب و متمدن بنا دیا۔

مجاز وحقیقت

کی بھیانک صورتیں سامنے آ کر ان کے کلیجے ہلا دیتی ہیں تو وہ گھبرا کر اپنے گردو پیش نظر ڈالتے ہیں کہ شاید کوئی مادی سہارا نظر آجائے۔ ظاہر اور محسوس چیزوں پر اعتقاد رکھنے والے دل جب حسرت نصیبی اور تیرہ بختی کے متلاطم سمندر میں ڈوبنے لگتے ہیں تو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہر طرف نگاہیں ڈالتے ہیں کہ شاید کوئی تنکا ہی سہارے کے لئے مل جائے۔ مادی قوتوں کا قائل اور روحانیت سے متنفر انسان جب مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کا دماغ اور اس کے خدا بجلی اور بھاپ اسے ان بلاؤں سے نجات دلانے میں عاجز رہتے ہیں تو وہ اس عالم یاس و حرماں میں بھی جن چیزوں کو ڈھونڈھتا ہے وہ یا تو روپیہ ہے یا ہوائی جہاز اور مشین گنیں لیکن اسی مادی دنیا میں اور اسی محسوس آب و گل کے عالم میں ایسے موقع بھی آتے ہیں۔ اور اکثر آتے ہیں کہ جب زر و جواہر ٹھیکریوں اور سنگریزوں سے بھی کم وقعت ثابت ہوتے ہیں اور بھاپ، بجلی اور ڈائنامیٹ ایک آہ سرد، ایک تبسم کردہ اور ایک بانگ سیلاب سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے جنگل بیابان کے اندر جہاں نہ انسانی آبادی ہو نہ بازار ایک بھوکے پیاسے آدمی کی ضرورت نہ سیم و زر کے انبار وں سے رفع ہو سکتی ہے نہ ہزار ہائے آبدار سے اور ایک مایوس العلاج مریض کے کرب میں تسکین نہ دخانی جہازوں سے پیدا ہو سکتی ہے نہ لاسلکی پیغامات سے ایسی کامل ناامیدی کی حالت میں کہ جب مرکز چھٹکارا پانے کی بھی امید نہ رہے ایک پیغام ہے اور نہ صرف ایک پیغام ہے جو لاسلکی کے ذریعہ سے نہیں بلکہ جبرئیل امین کی معرفت خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ نے اپنے سچے پیغامبر کے پاس پہنچایا تھا۔ آج تیرہ سو برس گزر گئے لیکن اس پیغام کی اثر انگیزی میں کوئی فرق نہ پڑا اور تیرہ لاکھ برس گزر جانے پر بھی اس کی تاثیر فرسودہ اور پرانی نہ ہوگی۔ مادی قوتوں کی بجائے اگر انسان تمام مختلف قوتوں کے سرچشمہ پر بھروسہ رکھے اور لا تقنطوا من رحمۃ اللہ پر اس کا سچا اعتقاد ہو تو مایوسی اور نامرادی نصیبی اس کے قریب بھی نہیں آسکتی۔ وہ مادی قوتوں سے مدد لینے والا نہیں بلکہ ان پر حکومت کرنے والا بن سکتا ہے۔

بس توہی تو!

(از سیدی ومولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ)

اے نیلے آسمان والے خدا! اے اونچے سائبان والے خدا! اے کرسی اور عرش والے خدا! اے زمینی فرش والے خدا! اے آدم کو جنت سے نکالنے والے۔ اے یونس کو شکم ماہی میں پالنے والے۔ اے نوح کی کشتی کو بچانیوالے اے ابراہیم کو شعلوں میں جلوہ دکھانے والے۔ اے موسیٰ سے باتیں کرنیوالے اور کبھی نہ مرنے والے۔ اے قدرت اور جلال والے۔ اے حسن اور جمال والے۔ اے ننھے ننھے بیجوں سے درخت اگانے والے۔ اے ذرا ذرا سی بوندوں کو دریا بہانیوالے۔ اے نور اور ظہور والے۔ اے ناز اور غرور والے۔ اے آنکھ سے دور اور دل سے قریب خدا۔ اے سمیع اور مجیب خدا بھی چاہتا ہے کہ تجھ سے کچھ مانگوں۔ سب تجھی سے مانگتے ہیں اور تجھی سے پاتے ہیں۔ کیا جو کچھ میں مانگوں تو مجھ دیگا۔ تیرے آگے میں وہ ہاتھ پھیلاؤں جو کبھی کسی دنیاوی بادشاہ کے سامنے نہ پھیلے تھے۔ تیرے سامنے وہ سر جھک رہا ہے جو کبھی غیر خدا کے آگے نہ جھکا تھا۔ سوالی ہاتھوں کی اور اس سر کی شرم رکھ لینا۔ ہاں تو اب میں تجھ سے کچھ مانگوں۔ جو میرا جی چاہے گا وہ مانگوں گا۔ اچھا تو میں تجھ سے تجھ ہی کو مانگتا ہوں۔ آ۔ اور سب سے بڑی ہستی آ اور اس چھوٹے سے دل میں سما جا۔ تیرے سوا اس دل میں اور کچھ نہ رہے۔ بس تو اور میں۔ میں بھی نہیں

بس تو ہی تو!

تسکین قلب کا خزانہ

(از عزیز حسن بقائی)

دنیا والوں کی مادہ پرست آنکھوں کے سامنے جب چاروں طرف ناامیدی اور یاس کے گھٹا ٹوپ بادل چھا جاتے ہیں اور جب ناکامی اور نامرادی

وما ابری نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء۔

۲۔ جب بندہ اس خیال کو دور کردیا اور پہلی حالت پر اظہار نفرت کیا تو اس پہلی حالت کے برا کہنے کو نفس لوامہ کہتے ہیں قرآن پاک نے اسکو اس طرح بیان فرمایا ہے لا اقسم بالنفس اللوامہ ۔

۳۔ جب مستقل طور پر سارے خیالات بالکل پاکیزہ ہوگئے اور اب بجز اللہ کے سوا کسی کا خطرہ آتا ہی نہیں تو اس حالت کو نفس مطمئنہ کہتے ہیں۔ قرآن پاک نے اس کو اس طرح بیان فرمایا ہے یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ

۴۔ کامل اطمینان حاصل ہونے پر اب یہ حضوری کے قابل ہوگئے اس لئے الہام شروع ہوگیا اس حالت کو نفس ملہمہ کہتے ہیں۔ قرآن پاک اسکو اس طرح بیان فرمایا ہے ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علی من یشاء (خدا اپنی بات کی روح دیکر اپنے بندوں میں جسپر چاہتا ہے فرشتوں کو نازل کرتا ہے۔ اکیسواں پارہ سورہ مائدہ)

عرفان کا تعلق قلب سے ہے اگرچہ قلب سے دل مراد ہے لیکن اس گوشت کے لوتھڑے کو دل نہیں کہتے جو انسان کے بائیں طرف لٹکا ہوا ہے ہمارا حال اس کے چار درجے ہیں۔

۱۔ مصغہ۔ ۲۔ قلب منیب ۳۔ قلب سلیم ۴۔ قلب شہید۔

۱۔ قلب مضغہ اور اس کے چار پردے

پہلا ۱۔ بذریعہ نور بصیرت اسکی پشت پر "لا" لکھا ہوا نظر آتا ہے شہوت زدہ کرتی ہے یہی منزل ناسوت ہے نفس امارہ سے تعلق ہے۔

دوسرا ۲۔ بذریعہ نور بصیرت اسکی پشت پر "الٰہ" لکھا ہوا نظر منزل ملکوت ہے نفس لوامہ سے اسکا تعلق ہے۔

تیسرا ۳۔ بذریعہ نور بصیرت اسکی پشت پر "الا اللہ" لکھا ہوا یہ منزل جبروت ہے نفس مطمئنہ سے اسکا تعلق ہے۔

چوتھا ۴۔ بذریعہ نور بصیرت اسکی پشت پر "ھو" لکھا ہوا منزل لاہوت ہے نفس ملہمہ سے اسکا تعلق ہے۔

اب ۲ کے بعد کے درجے ملاحظہ فرمایئے۔

۲۔ قلب منیب

خطرے آئیں جنکو خطرات روحی کہا جا سکتا ہے جیسے مناجات کو قلب منیب کہتے ہیں قرآن پاک نے اس کو اس طرح من خشی الرحمان بالغیب وجاء بقلب منیب

(۲۶ قاف پارہ ۲)

۳۔ قلب سلیم

نیک ہمت کے خطرے آئیں معرفت کی طلب حاصل ہوجائے اسکو قلب سلیم کہتے ہیں قرآن پاک نے اسکو اس طرح بیان فرمایا ہے۔ یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم (سورہ شعراء)

۴۔ قلب شہید

جس سے ہر ہر چیز میں جناب باری کی تجلی ہو اسکو قلب شہید کہتے ہیں قرآن پاک نے اسکو اس طرح بیان فرمایا ہے ان فی ذالک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید (سورہ ق)

کراماً کاتبین اعمال دیکھتے ہیں۔
احباب صورت دیکھتے ہیں۔
لیکن خدا دل دیکھتا ہے۔

اس لئے دل کی صفائی کی ضرورت ہے جب دل ٹھیک ہوگیا تو عمل اپنے آپ درست ہوجائیں گے اور صورت بھی نورانیت میں جذب ہوجائیگی حدیث شریف میں ہے کہ

ان اللہ ینظر الی قلوبکم — اللہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے
ولا ینظر الی اعمالکم — عملوں کو نہیں دیکھتا (کیونکہ سب اعمال اسی پر منحصر)

اسی کو حضرت مولانا روم نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

ما بروں را ننگریم و قال را — ما دروں را بنگریم و حال را

بشنو از اخبار آں صدر الصدور — لا صلوٰۃ القلب الا بالحضور

ایک سائل کے جواب میں مولانا حضرت حافظ شاہ علی انور قلندر تحریر فرماتے ہیں کہ "میاں دل تو اللہ کا گھر ہے یہاں اپنے برے سبھی آتے ہیں تم روز خدا کے گھر میں جھاڑو دے دیا کرو تم لوگ اور جنگل میں سے کیا کام ملے اپنے مقررہ وقت پر افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ میں مشغول رہا کرو اس سے دل صاف ہوجاتا ہے۔ پانچ وقت اگر ایک ایک ارکان نماز کو سمجھ کر تم نے نماز پڑھی تو گویا تم نے خدا کے گھر میں پانچ وقت جھاڑو دی اور تم کو پانچ وقت معراج ہوئی۔ غرض لا الٰہ الا اللہ کے ذکر اور نماز میں مشغول رہو تو تمہاری بارگاہ الٰہی تک رسائی ہوجائیگی۔

تا بکار روب لا نرو بی راہ را ٭ نرسی در سرائے الا اللہ

اس حضوری کے لئے تو قلبی ریاضت کی ضرورت ہے اسی واسطے حدیث پاک میں ہے کہ

ذرۃ من اعمال القلوب — دلوں کے اعمال کا ایک ذرہ اعضا کے بجا
افضل من جبال اعمال الجوارح — لانے والے عملوں سے بہت بہتر ہے۔

(عقائد العز صفحہ ۹۹)

بدل گر ذکر اللہ اندل خود پاک کن ٭ بعد ازیں آں نور را ادراک کن

سالک نماز میں جس وقت الحمد پڑھے تو اسکو سمجھنا چاہیے کہ سورۃ الحمد [illegible] کی عرضی ہے جسکو بندہ بارگاہ الٰہی میں پیش کرتا ہے جب [illegible] پر پہنچے تو یہ [illegible]

[illegible] غیر المغضوب علیہم ولا الضالین
[illegible] اللہ سے پناہ مانگے پھر جب دعا مانگے تو دعا میں
[illegible] دنیا و آخرت سے دین و دنیا کی بھلائی چاہے پھر [illegible]
[illegible] سے دوسری دعا میں خطرات نفسانی اور منکر دین سے
[illegible] انسان پہ فتح کامل کرنے کی دعا کرے اور دعا ہے۔
نماز میں جو بار بار اللہ اکبر کہا جاتا ہے اس کا راز یہ ہے کہ گویا
[illegible] کا سبق دیتی ہے یعنی ہر اللہ اکبر پر سالک خدا
[illegible] ہو جاتا ہے پھر اسے نئی زندگی عطا ہوتی ہے وہ شہادت
حقیقی کی لذت [illegible] اور ایک بار پھر اللہ اکبر کہنے کی تمنا رکھتا ہے کہ
[illegible] اسی میں وصل و وداں حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کے ہر تن ہو سکے
گویا یہ مصداق ہے۔

قتیل خنجر عشق تبسم ۔ صد از غیب ہر دم تازہ جانم

یہاں سے یہ کہ سالک اپنی ایک ایک تمنا کو جان محبوب پر قربان
کر جاتا ہے اور پھر جدید زندگی کا طالب ہو جاتا ہے گویا لذت
شہادت دل میں حال سے یہی کہتی ہے۔

کشتگان خنجر تسلیم را ۔ ہر زماں از غیب جانے دیگر است

یہاں تک کہ اسی ذوق میں نماز ختم ہو جاتی ہے اور دوسرے وقت
کی نماز کا بیقراری سے منتظر رہتا ہے۔

حسن مطلق کا کوئی واقف اسرار نہ تھا

(از جناب مولوی ڈاکٹر محبوب الرحمٰن احمد خاں صاحب فانی)

اپنے اظہار کا جب تک وہ طلبگار نہ تھا ۔ حسن مطلق کا کوئی واقف اسرار نہ تھا
اس لئے نور محمد کیا پیدا اس نے ۔ آپ ہی آپ تھا پہلو میں کوئی یار نہ تھا
حکم تبلیغ محمد کو ملا جب حق سے ۔ تو بجز ذات خدا کوئی مددگار نہ تھا
چند ہی روز میں اسلام کا پھیلا یہ اثر ۔ کہ بتوں کا کوئی دنیا میں پرستار نہ تھا
خلق آدم کے تھا سب کی اسے تھی نہ خبر ۔ ورنہ سجدے سے عزازیل کو انکار نہ تھا
دھوکہ کھایا ترے جلوہ کی جھلک سے ورنہ ۔ عاشق حسن کا دل میرا خریدار نہ تھا
ذات حق میں جو فنا تھا تو انا الحق بولا ۔ ورنہ منصور کو سر تن پہ کوئی بار نہ تھا
جبہ سائی در جاناں پہ بہت کی ہم نے ۔ ہاں مگر قابلے سے ہمیں انکار نہ تھا

دم بہت بھرتے تھے یاری کا احباب فانی
غور سے دیکھا تو دنیا میں کوئی یار نہ تھا

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

مولود وعظ شریف حضرت علامہ شاہ عبدالحق شاہ صاحب کے کسی فاضل شاگرد کی لکھی ہوئی کتاب ہے اس میں آنحضرت کی ولادت باسعادت سے لیکر وفات تک کے حالات نہایت تفصیل سے لکھے گئے ہیں اس کے علاوہ ازواج مطہرات اور اہل بیت کے بھی حسب حالات ہیں ایک خصوصیت یہ ہے کہ مولف نے آخر میں کچھ اور اد ... بھی لکھے ہیں جن کو ۹۹ فیصدی مجرب بھی بتلاتے ہیں کتاب کو اکثر جگہ دلکش نظموں سے بھی آراستہ کیا گیا ہے بڑی تقطیع کے ۹۰ صفحوں کی کتاب ہے اور قیمت صرف ۱۰؍ (دس آنے)

ذکر نبی العربی اس کا دوسرا نام مولود وعظ لطیف اور فارسی مولد طاہر بھی [illegible] لکھنوی کی تالیف ہے عبارت دلچسپ نظمیں اور شاندار [illegible] رسول اللہ کے [illegible] واقعات روایات بیان کئے گئے ہیں اور رسول اللہ [illegible] کے ساتھ [illegible] ذکر ہے درود شریف کے فضائل بہت [illegible] ۹۰ صفحوں کی کتاب ہے کاغذ سفید ولایتی اور قیمت [illegible]

مولود شریف عزیزی یہ مولود شریف اپنی نوعیت میں جداگانہ ہے جو باتیں ایمان کا جز ہیں اور جن کا جاننا سب مسلمانوں بالخصوص احناف کے لئے ضروری ہے وہ سب اس میں موجود ہیں مثلاً آنحضرت پر قرآن پاک نازل ہونے کا حال قیام میلاد پر بہت عمدہ اور دلچسپ استدلال [illegible] کا حال صاحب کتاب پیغمبروں پر کتابیں نازل ہونے کا حال امام مہدی اور قیامت کا حال اور مستند احادیث سے یہ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب فاضل علامہ کی ایسی تالیف ہے جس پر اس وقت کے جید علما کی بڑی بڑی تقریظیں بھی شامل ہیں عمدہ سفید ضخامت ۱۲۰ صفحے قیمت دس آنے (۱۰؍)

مولود شریف صمدانی اس کتاب میں رسول اکرم کی پیدائش حالات کے رسول اللہ کے اسوۂ حسنہ بیان ہے خصوصاً نماز کے آداب اور اس کے اقوال کے ساتھ بہت [illegible] طریقہ پر بیان کئے گئے ہیں بڑی دلکش نظمیں اور بہت ہی موثر [illegible] ۵۶ صفحے قیمت چھ آنے (۶؍)

شعبان کی ایک مقدس رات کیساتھ ہمارا سلوک

(از جناب [illegible] صاحب ایڈیٹر [illegible])

زندگی خواہ وہ مذہبی ہو یا غیر مذہبی، اس سے زیادہ بیہودگی اس کے ساتھ اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ اس زندگی کے وہ اصول جنہیں اس کے اجزاء ترکیبی کہنا چاہئے نظر انداز کر دئے جائیں اس لئے وہ شخص جو حامل مذہب ہو کر اپنے افعال و حرکات سے عدم مذہبیت کا ثبوت دیتا ہے بالکل اسی طرح قابل الزام ہے جس طرح ایک رند مشرب شخص، جو اصول رندی سے بھی بیگانہ ہو اس سے مدعا یہ ہے کہ ایک انسان کا فرض بحیثیت انسان ہونے کے صرف یہی نہیں ہے کہ وہ اپنی زندگی میں کوئی تغیر پیدا کرے، مدنیت و تہذیب کی طرف اپنا مذاق انجذاب پیدا کرے بلکہ اس کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ تہذیب کو تہذیب سمجھ کر اختیار کرے شائستگی کو شائستگی جانکر اس سے محبت کرے ورنہ تقلید محض بالکل بیکار ہے اور اس کو نفس حقیقت انسانیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

انسان کی حیوانیت کا دیگر حیوانات عالم کی حیوانیت سے ممتاز ہونا اسی حیثیت سے ہے کہ وہ سب سے زیادہ صاحب ادراک و فہم پیدا کیا گیا ہے اور یقیناً زمانہ اس سے باز پرس کا حق رکھتا ہے کہ اگر اس نے فطرت و نظام فطرت کی کارگاہ میں یہ ثابت کیا کہ [illegible] ہنوز آنجائیم۔ یہ کوئی مفروضہ بات نہیں بلکہ ہمارا مشاہدہ و تجربہ ہے کہ دنیا میں کسی غلط استعمال ادراک و فہم کا ایسا نہیں جس کی دار و گیر نہ ہوئی ہو اور سزا نہ ملی ہو قوم کی ترقی و تنزل کا راز، تمدنی شیرازہ کا انتشار و اجتماع، قومی کیرکٹر کی تعمیر و تخریب، حشمت و دولت کا حصول و افتراق، غرضکہ مادی اور روحانی دنیا کی حالت کا ہر نظارہ محض ایک ادراک و فہم کے صحیح و غلط استعمال سے وابستہ ہے کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں مل سکتی جس کی داستان انقلاب کا ماخذ یہ نہ ہو۔

پس جب ہماری ساری ترقیوں، امیدوں اور تمناؤں کا انحصار اسی پر ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس عطیہ فطرت سے کام لیں اور اپنی زندگی صحیح و ہموار کر جائیں علی الخصوص اس وقت جبکہ اس عطیہ فطرت نے [illegible] ہمارے بزرگوں نے ہمارے لئے اس درجہ آسان و سہل بنا دیا ہے ہم سے یہ توقع رکھی جاتی کہ ہم دنیا میں کوئی اختراع و ذہانت کی بنیاد ڈالیں جس سے کہ زمانہ ملامت کرے یا اظہار تحسین، ہمارے بس کی یہ بات [illegible] افسوس تو یہ ہے کہ ہماری فراموشکاری صرف یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ [illegible]

ہو سکا [illegible] اور ہمارا فرض [illegible] نہیں کہ اس کی حقیقت کو [illegible] اور اگر ان کی [illegible] روشنی [illegible] اور خود بھی دیکھیں اور دوسروں کو بھی دکھلا دیں۔

پھر اگر آج ہماری مذہبی زندگی ہمارے لئے [illegible] ایک شرمناک فعل ہو تو زیادہ حیرت کی بات نہیں کیونکہ ہمارے اصل نفس مذہب کے [illegible] کہ دنیا کی اس سب سے عظیم الشان صداقت، اس سب سے معظم با شان حقیقت اور خدا کی اس کھلی ہوئی روشن نشانی کو اپنے معصیت وجود [illegible] و بغاوت اور اپنی ظلمت و بیداد سے کیوں بدنام و مضطرب کریں۔ مذہب جو صرف ہمارے لئے آسمان بن کر آیا تھا جو ہم کو صرف یہ سکھانے آیا تھا کہ عقل و فراست کا بہترین استعمال کیا ہے وہی مذہب آج ہمارے لئے [illegible] ایک غیر منقطع سلسلہ اور مزخرفات کا ایک لایعنی مجموعہ نظر آتا ہے۔ تو کیا مذہب بدل گیا؟ کیا اس کی تعلیمات بدل گئیں؟ نہیں یہ کچھ نہیں ہوا وہ تو اب بھی وہی ہے جو پہلے تھا، اس کی حقیقت وہی ہے جو ہم سے تقریباً ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر بے نقاب کی گئی تھی لیکن افسوس کہ اس کے معنی اس کے حامل اور اس کے علم بردار وہ نہیں ہیں اور نہیں کہا جا سکتا کہ زمانہ کتنی کروٹیں لے گا آسمان کتنی گردشیں کریگا جب اس کے سمجھنے والے اس سے حقیقی محبت رکھنے والے پیدا ہوں گے۔

آج اگر کوئی ہمارے مذہب کی ہیئت اجتماعی پر اعتراض کرتا ہے تو ہمارے لئے صرف یہ کہہ دینا نہایت سہل ہوتا ہے کہ انا وجدنا آباءنا علی امة وانا علی آثارهم مقتدون (ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے اور ہم انہیں کے نقش قدم پر چلتے ہیں) لیکن اس بات پہ کبھی غور نہیں کرتے کہ مذہب ہمارے باپ دادا کا مذہب نہیں ہے بلکہ وہ تو ایک ایسی صراط مستقیم ہے جس پر ہر شخص کا خود غور کر کے چلنا اس کا اولین فرض ہے اور اس کا تعلق نہ کسی عزیز سے ہے اور نہ حبیب سے۔

غالباً اس سے کسی کو انکار نہ ہوگا کہ ہم رسوم اختراعیہ کے بہت پابند ہیں اور ہونا بھی چاہیے کیونکہ وہ خود ہمارے مخترعات ہیں اور اپنی ذات کی سب کو محبت ہوتی ہے لیکن افسوسناک امر یہ ہے کہ ان کی پابندی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ ان کے سامنے ہم نے اپنے ان فرائض کو بھی نظر انداز کر دیا ہے جو اصل اصول مذہب ہیں پھر جب ان رسوم اختراعیہ کا تذکرہ [illegible] ہوتا ہے کہ ان کے بھی مختلف مدارج ہیں بعض باتیں تو ایسی ہیں [illegible] برا سمجھتے ہیں اور ادا کرتے ہیں بعض ایسی ہیں جن کو ہم نے اپنے [illegible] قرار دے لیا ہے اور بعض [illegible] شعبان کے متعلق [illegible]

[illegible] ساعت و عبادت میں داخل کر دیا گیا ہے

[illegible] ہے۔

[illegible] آتشبازی میں سے ہر شخص واقف ہے جلدی سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ [illegible] جاری ہوئی۔ اور اس کی علت کیا ہے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے [illegible] اظہار مسرت و شادی کا ذریعہ ہے اس نے مسلمانوں نے [illegible] رسم میں داخل کر دیا لیکن یہ سوال کہ اس اظہار [illegible] شعبان ہی کیوں منتخب کیا گیا کوئی جواب نہیں رکھتا اب دیکھنا [illegible] ہم اس رسم کے ادا کرنے سے کیا فائدہ اُٹھاتے ہیں اور دلائل عقلی [illegible] کہاں تک طرفدار یا ناطرفدار ہیں صورت اول کی نسبت تو ہماری سمجھ [illegible] یہ بات نہیں آئی کہ اس سے کیا فائدہ ہے البتہ صورت ثانی کے [illegible] کہہ سکتے ہیں کہ حسب ذیل خرابیاں اس میں موجود ہیں۔

(۱) [illegible] صرف کرنا جس کے حرام ہونے کے متعلق قرآن پاک میں صراحتہً نص موجود ہے اور ظاہر اسراف مال کی اس سے زیادہ بدترین صورت اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ روپے کو آگ میں ڈال دیا جائے۔

(۲) [illegible] اپنے اہل و عیال اور اپنے ہمسایوں کی جان کو خطرہ میں ڈالنا (شاید) ہر شخص کو جسے آتشبازی سے ذرا بھی دلچسپی ہے ایک نہ ایک واقعہ ضرور ایسا یاد ہوگا جس میں جان خطرہ میں پڑ گئی اگر وہ نہیں ہوا تو ضرر جسمانی ضرور پہنچا۔ اس کی حرمت بھی کلام پاک میں منصوص ہے کہ لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ اپنی جانوں کو خود اپنے ہی ہاتھ سے ہلاکت و خطرہ میں نہ ڈالو چنانچہ حدیث میں بھی بلا ضرورت آگ کے تجسس و قرب کی ممانعت آئی ہے یہاں تک کہ کھلی آگ اور جلتا ہوا چراغ چھوڑ کر سو جانے کو بھی رسول اللہ نے منع فرمایا ہے۔

(۳) [illegible] کاغذات حرم میں داخل ہے اور اسی کا استعمال اکثر آلات آتشبازی میں کیا جاتا ہے جو اس کی سخت توہین ہے یہاں تک کہ بعض دفعہ قرآن و احادیث کے اوراق [illegible] آتشبازی میں صرف کیے گئے ہیں۔

(۴) [illegible] کو ابتداء سے معصیت و اسراف کی تعلیم ہوتی ہے۔ حالانکہ ان کے واسطے [illegible] سکھاؤ۔ اگر شروع ہی سے ان کو اس قسم کے اسراف و تضییع اوقات کی [illegible] عادت ہو گی تو جب وہ بڑے ہونگے تو یہ عادات پھر ان کی [illegible] جو خراب نتائج لازماً پیدا ہوتے ہیں ان کی زندگی [illegible] کی غلطی سے آتشبازی کا روا رکھنا ایک ایسی [illegible] حقوق العباد ہے اور اللہ ہرگز اسے معاف نہیں کرے گا [illegible] معاف نہ کریں اور یہ ظاہر ہے کہ وہ کیوں معاف [illegible] مبتلا ہوں گے۔

[illegible] کہ خاص ایام حج میں مکہ معظمہ میں [illegible] قول صحیح نہیں، [illegible] نہیں ہو سکتا

اور توپیں وغیرہ چلانا یہ وہاں کے لشکریوں کا فعل ہے اس کے متعلق وہاں کے کسی محقق عالم کا فتویٰ نہیں ہے اور علاوہ اس کے وہاں ایسا کرنے میں کچھ مصلحتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ مثلاً اظہار شوکت اسلام، تعظیم شعائر حج و اعلان ارکان وغیرہ۔ اور یہ مصالح یہاں موجود نہیں ہیں۔

اس ساری گفتگو سے معلوم ہوا کہ آتشبازی میں نہ صرف اسراف مال ہے بلکہ اور بھی بہت سی مضرتیں ہیں جن کو عقل و شرع، تہذیب و تمدن ہرگز جائز نہیں رکھ سکتیں اگر تمام مسلمان اس پر غور کریں اور یہ عہد کریں کہ جو کچھ اس میں خرچ ہوتا ہے کسی نیک کام میں صرف کریں گے تو کروڑوں روپیہ ایک سال میں اس طرح اُن غرباء کو پہنچ سکتا ہے جو بیچارے اُس وقت فاقوں کے مارے کراہتے ہوتے ہیں جب امراء اور اُن کے بچے آتشبازی کی مسرتوں میں وقت و روپیہ ضائع کرتے ہوتے ہیں

دوسری رسم حلوا پکانے کی ہے جس کے متعلق جہلا کی مختلف تحقیقاتیں ہیں

(۱) بعض کا خیال یہ ہے کہ جب حضور سرور کائنات کا دندان مبارک جنگ اُحد میں شہید ہوا تو آپ نے حلوا کھایا تھا اور حلوا پکانے کی رسم اسی واقعہ کی یادگار ہے حالانکہ یہ قصہ بالکل غلط ہے اور ایسا اعتقاد رکھنا جائز ہے کیونکہ جنگ احد شوال میں ہوئی ہے نہ کہ شعبان میں۔

(۲) بعض کہتے ہیں کہ حضرت امیر حمزہ کی شہادت انہیں دنوں میں ہوئی ہے اور یہ اُنکی فاتحہ ہے یہ بھی غلط ہے کیونکہ آپ کی شہادت بھی ماہ شوال میں واقع ہوئی ہے نہ کہ شعبان میں۔

(۳) عورتیں خیال کرتی ہیں کہ شب برات سے پہلے اگر کوئی شخص مر جاتا ہے تو وہ مردوں میں اُس وقت تک شریک نہیں کیا جا سکتا جب تک اُسکی فاتحہ نہ ہو جائے۔ اس کی لغویت کے متعلق کچھ لکھنا اس سے زیادہ لغویت ہے۔

(۴) بعض حضرات ان تاریخوں میں مسور کی دال ضرور پکاتے ہیں جس کی وجہ نہیں معلوم کیا ہے شاید کسی بزرگ پر (نعوذ باللہ) کوئی حادثہ ایسا پیش آگیا ہوگا جس میں مسور کی دال کا کھانا ان پر فرض ہو گیا ہوگا اور یہ یادگار اُسی واقعہ کی ہوگی۔ ایسا کرنا شرعاً ناجائز ہے کیونکہ اس طرح ایک غیر موکد بات موکد قرار دی جاتی ہے جس میں بہت سی مضرتیں مضمر ہیں منجملہ اُن کے دو بالکل کھلی ہوئی ہیں ایک تو اس طرح اسراف ہوتا ہے دوسرے بیجا ریا و تفاخر اظہار ہے دیکھا جاتا ہے کہ [illegible] ان مراسم کے ادا کرنے کے لئے قرض لیتے ہیں سودی روپیہ ملنے [illegible] اس لئے کہ کوئی یہ نہ کہے کہ فلاں شخص کے اں شب برات نہیں منائی گئی اس نے حلوا تقسیم نہیں کیا۔

اب اس حقیقت کو بھی معلوم کرنا چاہیئے جو شعبان کی چودھویں [illegible] پندرہویں شب سے متعلق ہے حدیث سے صرف اسقدر ثابت ہے کہ آنحضرت اللہ تعالیٰ کے حکم سے جنت البقیع میں تشریف لیگئے اور وہاں اموات کے [illegible] طلب مغفرت کی۔ علاوہ اس کے احادیث سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ [illegible] بندوں کے اعمال کا جائزہ لیا جاتا ہے اور تقدیرات خداوندی

متعلق [illegible] سلام صادر ہوتے ہیں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے اور سارے [illegible] لغو و معصیت ہیں۔ آنحضرتؐ کے زمانہ میں جو کچھ اس شب میں کیا جاتا تھا وہی کرنا مسنون و باعث ثواب ہے۔ اور اس سے بڑھنا فضول عبارت ہے۔ اس شب میں گورستان جانا چاہیئے اور اموات کیلئے طلب مغفرت کرنا چاہیئے جیسا کہ رسول اللہؐ نے کیاہے اور جیسا کرنے کی ہدایت فرمائی ہے جو کچھ ہو سکے بصورت صدقہ وخیرات مستحقین کو دینا چاہیئے [illegible] دوسرے اس شب میں بیدار رہ کر عبادت کرنا چاہیئے۔ اور نوافل میں وقت کو بسر کرنا چاہیئے۔ خواہ خلوت میں یا دو چار آدمیوں کے ساتھ مگر آدمیوں کے جمع کرنے کا اہتمام نہ کیا جائے کیونکہ یہی [illegible] ہے اور اس صورت میں بھی رسمی حالت پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے جو فی الاصل لہو ولعب ہے تیسرے پندرہویں تاریخ کو روزۂ نفل رکھنا چاہیئے ان سب باتوں کو مسنون سمجھ کر کرنا چاہیئے درجۂ وجوب و فرضیت کا تعلق ان سے کچھ نہیں ہے۔

یہ ہے ساری حقیقت ماہ شعبان کی اس مقدس شب کی جس میں ہم ہلڑ کیا کرتے ہیں اور معاصی کے مرتکب ہوتے ہیں اسی طرح ہمارے دوسرے بہت سے رسم ہیں جنکی کوئی حقیقت نہیں ہے اور جو ہمارے تمدن و معاشرت کے لحاظ سے سخت ضرر رساں ہیں لیکن یہ [illegible] عادتیں جو ایک زمانہ سے ہماری طبیعتوں میں پوری طرح مرتسم ہو گئی ہیں یوں آسانی کے ساتھ دور ہو سکیں تاوقتیکہ ہر مسلمان اس کو محسوس نہ کرے اور نہ صرف محسوس کرے بلکہ ان کے دور کرنے کی کوشش کرے جس کی ترکیب سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہ وہ حضرات جو واقف و صاحب علم ہیں اپنے حلقۂ تعارف میں پھیلا کر طبقۂ اناث کو سمجھائیں اور نرم و مناسب الفاظ میں ان مراسم کی قباحت کو ان کے دل میں جانشین کریں لیکن قبل اس کے کہ وہ دوسروں کو سمجھائیں یا ان سے اس بات کی توقع رکھیں یہ بات ضروری ہے کہ سب سے پہلے وہ اپنے گھر میں اس اصلاح کو جاری کریں۔ اور خود نمونہ بنکر لوگوں کو اس طرف متوجہ و مائل کریں۔ اس میں کلام نہیں کہ اول اول اس میں تھوڑی سی تکلیف ضرور ہے لیکن جس وقت وہ ایک عزم مستقل کے ساتھ اس میں کامیابی حاصل کریں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ حقیقتاً ان کو اس بھولی ہوئی رحمت و آسانی کا پتہ چل گیا جو اسلام کی تنہا خصوصیت تھی اور جس خصوصیت پر ہماری ساری ترقیوں کا انحصار ہے۔

[illegible] اس نیت کے ساتھ اگر آپ حلوا بھی پکائیں تو مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن صرف حلوے کا تعین کرنا اور تمام رسوم کو فرض سمجھنا گناہ ہے۔ (ایڈیٹر)

درسِ تبلیغ

بڑے دن کی ابتدا

(از جناب مولانا مولوی [illegible] صاحب ایم اے ایل ایل بی وکیل)

[illegible] ہر شخص واقف ہوتا ہے۔ اسس میں ہزاروں کیڑے ڈالے جاتے ہیں ۔ گنگ بنج [illegible] جاتی ہے۔ اس کی ہو گندگیوں کی طرف کسی کو توجہ نہیں ہوتی اس کے ہر فعل کو [illegible] دیکھا جاتا ہے۔ یہی حال اسلام کا ہے۔ دنیا میں انسانی سرشت کے مطابق اسس نے تعلیم دی ہے لیکن دنیا والے اپنے باپ داداؤں کے مذہب پر اپنے [illegible] کی پیروی کی دلیل پیش کر کے اس طرح قائم ہیں کہ کانوں کو سچی باتیں سننے سے [illegible] ہے ۔ اور آنکھوں پر تعصب ہٹ دھرمی کی پٹی باندھ لی ہے ۔

دنیا میں اسلام کا نام نہاد حریف اس وقت عیسائی مذہب ہو کر آمریت کو تو حال میں کلیسیں سو جھی ہیں ۔ وہ بھی عالمگیر اشاعتی مذاہب کی دیکھا دیکھی ورنہ اس ملک کی چار دیواری سے باہر جانا مذہب سے پھر جانا تھا اور ذرا ذرا سی بات پہ آدمی کو ذات و دھرم سے خارج کر دیا جاتا تھا ۔ اسلام نے اپنی صدیوں کی صحبت سے ہندو مذہب کو رنگ دروپ دیا اور اب یہ بھی تبلیغ و تلقین کے میدان میں قدم رکھ [illegible] ہے حالانکہ اس کے مبلغوں کو اپنے مذہب کی معمولی خبر بھی نہیں ۔
اسلام نے ہندو مذہب کو بھی اصلاح پر مائل نہیں کیا بلکہ عیسائیت کو بھی بیدار کیا ورنہ اس کے اصلی عقائد کو دیکھا جائے تو ان میں عناصر پرستی توہمات اور خیالی رموز پائے جائینگے ۔ آج ہم صرف اسی پہلو کو لئے ہوئے اسس کی ایک مثال ہدیۂ ناظرین کریں گے ۔

ہر شخص جانتا ہے کہ ہندوؤں میں دیوالی کے روز لکچھمی کی آمد کا انتظار کیا جاتا ہے ۔ اسس رات کو لوگ جاگنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ جوئے کھیلتے ہیں اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے چاروں طرف دیکھتے اور چھن چھن کی دلفریب آواز کی طرف کان لگائے رکھتے ہیں ۔

عیسائیوں میں بھی یہی معمول ہے ۔ بڑے دن میں کچھ ایسی ہی دیوی کی آمد کے انتظار کی سی جھلک نظر آتی ہے ۔ بڑے دن کو عیسائی بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں ۔ آٹھ نو دن کی چھٹیاں اسی خوشی میں صرف ہو جاتی ہیں ۔ ولایتی اخبار وں کے سنہری روپہلی نمبر رنگ برنگ کی تصویروں کے ساتھ شائع کئے جاتے ہیں ۔ بڈھے تک اسس روز چہل کرتے ہیں اور [illegible] کھیلوں میں شامل ہو جاتے ہیں جیسا کہ ہم انگریزی اخبارات کی بعض تصاویر سے [illegible] کیا کرتے ہیں ۔

[illegible] یہ بڑا دن ہے کیا ؟ اس کی ابتدا کس طرح ہے ؟ ایک انگریز مضمون [illegible] تسلیم کرتا ہے کہ ہم میں سے بہت ہی کم لوگوں کو خبر ہے [illegible] ہے ۔ عام طور پر تو لوگ [illegible] کا وقت ہے ۔

پروفیسر [illegible] (ایپشیو کلچر ۱۸۸۱ ۔ ا ۔ ۲۷۰) کے قول سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس موسم کا تقدس یسوع مسیح کی پیدائش سے کہیں پہلے قائم ہو چکا تھا ۔ سنہ ۲۷۴ء کے قریب قریب اوریلین نے ایک تہوار جاری کیا جو ۲۵ دسمبر کو منایا جاتا تھا اور اسس روز سورج دیوتا متھرا کی پوجا کی جاتی تھی اور ہماری موجودہ کرسمس کی ابتدا کا دارومدار غیر مفتوح سورج کے اسس روز پیدائش پر ہے ۔ چوتھی صدی میں اسس تہوار کو مغربی کلیسا نے اور بعد میں مشرقی کلیسا نے یسوع کی پیدائش کی سالگرہ کے طور پر اختیار کر لیا ۔

اسس موسم کے رواجوں سے بت پرستی اور سورج پرستی سے اسس کی ابتدا کا پتہ چلتا ہے ۔ مثلاً جنگل میں سے درخت کی لکڑی کاٹ کے آتے گھسیٹ کے گھر لیجانا اور اسے کرسمس کے روز جلانا جس طرح ہولی کی رات کو ہندو لکڑیوں کا انبار لگا کر جلایا کرتے ہیں ۔ یہ رواج لیتھونیا والے اور لیٹ لوگ بہت اہم تصور کرتے تھے اس شام کو لکڑی کی شام کہتے تھے ۔ انگریزوں میں کرسمس کی شام ابتدا میں [illegible] کی شام سمجھی جاتی تھی جس میں عورتیں خاص خاص بیہودہ رسمیں کیا کرتی تھیں جنکو بعد میں مذہبی جماعتوں نے بند کیا ۔

پندرھویں صدی میں سکاٹ لینڈ میں کرسمس ۱۷ دسمبر کو شروع ہو کے ۱۳ جنوری تک رہتا تھا ۔ ۶ جنوری کا دن وہ مقدس دن سمجھا جاتا ہے جس روز حضرت عیسٰی مشرقی عقلمندوں پر ظہور کیا ۔ ۱۳ جنوری کا دن روز ختم مسرت کہلاتا تھا یعنی برکت کے دن ختم ہو گئے ۔ شٹلینڈ میں اب تک یہ دن منایا جاتا ہے اسس پندرھویں صدی میں ان لطف و مسرت کے ایام میں ایک خاص بات رائج تھی کہ ۱۵ دسمبر سے ۱۳ جنوری تک کسی عدالت کو بھی کسی بڑے سے بڑے مجرم پر مقدمہ چلانے یا سزا دینے کا اختیار نہ تھا ۔

ڈاکٹر جے جی فریزر مسلم گلاس کرسمس کی شام کو قربانگاہ پر چڑھانے کی رسم کی ابتدا رومیوں کے تہوار سیٹرنیلیا (لغت والا اسے دو لینڈی تہوار کرتا ہے) سے سمجھو میں جبکہ ہر قسم کے ذلیل ادنی اور شریر آدمیوں کو عام آزادی دی جاتی تھی ۔ البتہ تاریخوں کا فرق ہے ورنہ گرجاؤں اور گھروں کو ہولی اور [illegible] سے سجانا ایام بت پرستی کی یاد دلاتا ہے ۔ کرسمس کے بکسوں یا انعام بخشش دینے کا تکلیف دہ رواج قدیم رومی بخششوں کا نتیجہ ہے ۔ اس قسم کا رواج میں نے راولپنڈی میں دسمبر کے آخری ایام میں دیکھا کہ ہندو لڑکیاں اسس روز راستوں اور سڑکوں پر کھڑی ہو جایا کرتی تھیں ۔ تعصب کی گرم بازاری نہ تھی ۔ وہ بے تکلف ہندو مسلمان راہگیروں کا راستہ گھیر کے پیسے مانگتی تھیں ۔ خدا جانے اب یہ رسم وہاں قائم ہے یا نہیں ۔

کرسمس کے بکس کی ابتدا سنہ [illegible] میں ہوئی ایک مٹی کا ڈبہ ہوتا تھا جس کے [illegible]

[illegible] رائج ہوتا تھا جس میں آدمی بخشش دیا کرتے تھے۔ یہ رسم [illegible] حکومت [illegible]
گزشتہ [illegible] میں حکومت کو احکام جاری کرنے پڑے کہ دفتر خانہ کے ملازموں کو بخشش نہ دی جائے۔ ڈاکیوں اور [illegible] کے ملازموں کو لینے کی اجازت قائم رہی۔

کرسمس کارڈوں کا رواج [illegible] سے جاری ہوا۔ شجر کرسمس ملکہ وکٹوریہ کی ابتدائے حکومت میں برطانوی جزائر میں جاری کیا گیا۔ کرسمس یا سنٹ کلاز کی شخصیت کو سینٹ نکولس اور نکٹ ریرکٹ اور رابن گڈ فیلو سے مخلوط کر دیا گیا۔ گرم کہتا ہے کہ جرمنی کے بعض حصوں میں نکٹ نکولس بخشش دینے والے کے ساتھ ساتھ رہتا ہے اسے شیر خوار یسوع اور بعض اوقات مائی برتھا بھی کہا جاتا ہے۔

سینٹ کلاز کی بابت عیسائیوں میں عقیدہ چلا آتا ہے کہ وہ خوشیوں اور برکتوں کی پوٹیں لا لا کے گھروں میں رکھ جاتا ہے انعام و اکرام کی یہ گٹھریاں وہ رین ڈیروالی پھلواں گاڑی پر لاد کے لاتا ہے چنانچہ بچوں کو ان کے ماں باپ یہ یقین دلایا کرتے ہیں کہ سینٹ کلاز شمال سے ان کے گھر کے دھواں دان یعنی دودھ کش میں سے داخل ہو کے اپنی اچھی اچھی چیزیں لائیگا۔ سٹیٹسمین کا یہ مضمون نگار پوچھتا ہے کہ خبر نہیں بچّوں کو یہ جھوٹ موٹ لالچ دینا اچھا ہے یا برا میں بھی اس قدیم دستور کے مطابق اپنے بچوں سے یہ جھوٹ بولتا رہا ہوں حالانکہ میں اسوقت اپنے بچوں کو جھوٹ بولنا گناہ عظیم بھی بتایا کرتا ہوں اور سوچا کرتا ہوں [illegible] کہ جب میرے بچوں کو اس جھوٹ کا پتہ چلے گا تو وہ کیا کہیں گے، چنانچہ میری لڑکی نے جو شاعرانہ مزاج کی ہے سوال کو اپنے طور پر حل کرکے میری جان ضیق سے بچائی۔ اس نے کہا، الہ! دودھ کش کے سامنے سینٹا کلاز کے پاؤں کے نشان سے نے کے واسطے کاغذ نہ لگا کیونکہ میں جانتی ہوں وہ فی الواقع نہیں آئے گا۔ میرا سانس رک گیا میرا جھوٹ کھل گیا دیکھئے وہ میرے اس جھوٹ کو کیا کہتی ہے انہی باتوں کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ بہت زمانہ گذرا دنیا میں ایک نہایت بھلا آدمی رہتا تھا جس کا

[illegible] سنٹ نکولس تھا۔ وہ دنیا میں سب [illegible] سعادت رکھتا تھا۔ [illegible] مرنے پر خداوند نے کہا اے سنٹ نکولس! [illegible] ہم تیری روح کو ہر کرسمس کے روز ہر ماں اور باپ کے دل [illegible] تاکہ وہ تیرے پیار و دلاسے کے کام کو جاری رکھیں۔

یہ خیال اس عقیدے سے اچھا ہے جو عام [illegible] لوگوں میں مشہور ہے کہ سنٹ نکولس ایک فرضی شخص اپنے رین ڈیر جانوروں کو پہاڑوں کی چوٹی دوڑائے دوڑائے پھر رہا ہے۔

اس قسم کے عقیدے عیسائیوں میں اپنا کام کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب عام طور پر ہر تعلیم یافتہ اور ہر تہذیب یافتہ یورپ والے عیسائیت سے بیزار ہوتے جاتے ہیں۔

وہ پیاسے کی طرح حقانیت کے لئے چاروں طرف نظریں دوڑاتے ہیں۔ ایسی حالت میں اسلامی احکام کے مطابق یہ ہمارے مبلغوں کا فرض رہ جاتا ہے کہ وہ ان کے پاس جا کے ان پر اسلام کی تلقین کریں۔ مناظرے اور مباحث سے اسلام نے مسلمانوں کو روکا ہے کیونکہ ان سے نتائج اچھے برآمد نہیں ہوتے۔

تعلقات کشیدہ ہو جاتے ہیں۔ تو تو میں میں سے معاملہ بڑھ کے ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ دل پہلے سے زیادہ سخت ہو جاتے ہیں اصلی تلقین یہ ہے کہ نرمی و آشتی سے، اپنے اعمال و افعال سے اپنی صداقت [illegible] دوسروں پر اثر ڈالا جائے۔ ہر پرانے مذہب میں جو اسلام سے پہلے پیدا ہوئے باطل پرستی اور توہمات کا بھی زور ہے۔ اگر عیسائی روشنائی میں تو پھر دنیا [illegible] اسلام کو بھی جانیگی مگر دقت یہی کیا تھی؟ انہی باتوں اور خرابیوں [illegible] اسلام کی صداقت ذرا ذرا سی بات سونا ہو [illegible] ہمارا فرض [illegible]

تخیلات لطیف

نشاطِ خیال

(از جناب مولانا حامد اللہ صاحب افسر بی اے)

مانا وہ چھپنے والا ہر دل میں چھپ جائے گا
لیکن ڈھونڈنے والا بھی ڈھونڈیگا اور پائے گا
کیا ہوتا ہے محبت میں یہ مجھکو نہیں معلوم
جس نے آگ لگائی ہے وہ خود آگ بجھائے گا
میں تو نام کا مالی ہوں پھولوں کا رکھوالا ہوں
جس نے بیل اگائی ہے خود پروان چڑھائے گا
جس نے خزاں کو بھیجا ہے اس کے پاس بہار بھی ہے
جس نے باغ اُجاڑا ہے وہ خود پھول کھلائے گا
[illegible] ہوگا پھولوں کا بستر ہو گا
[illegible] جس کا گھر چاہے میرے گھر بھی آئے گا
[illegible] کانوں میں کوئی یہ کہتا ہے
[illegible] مانگے بھی پائے گا

[illegible] داری نہیں

پروازِ تخیل

(از جناب مولانا مولوی سید ذوالفقار علی صاحب بخاری بی اے)

آج ہم نے خانۂ امید ویراں کر دیا
آج ہم نے دل کو نذرِ چشمِ گریاں کر دیا
میرا پُر ارمان دل وہ میری جانِ آرزو
ایک بستی تھی جسے اشکوں نے ویراں کر دیا
دید کی امید تھی میرے لئے سامانِ زیست
اور کیا کرتا اسی کو نذرِ مہماں کر دیا
دیکھتا ان کو کہ مرتا۔ خیر گزری اُٹھ گئے
دوستوں نے میرا مرنا مجھپہ آساں کر دیا
ساری دنیا کا مجھے ہی دے دیا رنج و محن
ساری دنیا کو مرے ہی دل میں پنہاں کر دیا
جس کا دل ٹوٹا ہوا ہو اس کو دنیا سے غرض
میرے نزدیک آپ نے دنیا کو ویران کر دیا
گوہرِ معنی کہاں سے آئے جب افکار نے
میری فکرِ نارسا کو پریشاں کر دیا

اصلاحِ اعمال

یہ رہنما ہمارے

(جناب مولوی موجی اَفیونی کے قلم سے)

...م اُن کا لیڈر ہے نام اُن کا
پھیلا ہے دام اُن کا اللہ تو ہی بچالے
بہروپئے ہیں سارے
یہ رہنما ہمارے

ہر ایک سے لڑائی پھر اس پہ یہ ڈھٹائی
انسانیت نہ آئی اللہ تو ہی بچالے
بہروپئے ہیں سارے
یہ رہنما ہمارے

...زار میں کھڑے ہیں کوٹھوں پہ بھی ڈٹے ہیں
...سان نیچے میں اللہ تو ہی بچالے
بہروپئے ہیں سارے
یہ رہنما ہمارے

...انے ہوئے ہیں بدو بنے ہوئے ہیں
...تنے ہوئے ہیں اللہ تو ہی بچالے
بہروپئے ہیں سارے
یہ رہنما ہمارے

...ام اُن کا گندا یہ ڈالتے ہیں پھندا
...نگے ہیں چندا اللہ تو ہی بچالے
بہروپئے ہیں سارے
یہ رہنما ہمارے

...ان کے یہ بندے کرتے ہیں لے کے چندے
...و پیگنڈے اللہ تو ہی بچالے
بہروپئے ہیں سارے
یہ رہنما ہمارے

علی بابا چالیس چور

قومیت متحدہ اور پین اسلامزم کے اسٹیج پر

(جناب مولانا مفلس کے قلم سے)

پہلے چور کی پُراسرار سرگزشت

اس کے بعد علی بابا کے دست راست ...... ایک دراز قد سیاہ فام حبشی نژاد خطرناک چھوٹی چھوٹی آنکھیں ڈاڑھی منڈا، بیرنا بارف مونچھیں۔ موٹی ناک، سر پر سے بال غائب۔ عینک لگی [illegible] گداز جسم، عمر بھی پچاس سال سے زیادہ ہوگی۔ تیوری پر بل ڈال کر بے تابانہ اپنی جگہ کھڑا ہوا۔ اس نے علی بابا سے مخاطب ہو کر فخریہ کہا کہ مجھ سے زیادہ دلّا اور اسّا حرامی، عیار، مکار، بدمعاش اس جلسہ میں ایک شخص بھی نہیں ہے۔ میرے کارنامے تاریخ عالم میں زریں حرفوں سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ میری کارگزاریوں سے بڑی بڑی ریاستیں لرزتی ہیں۔ میری سرگزشت سنئے اور پھر فیصلہ کیجئے کہ میرا دعویٰ غلط نہیں ہے مجھے حق کی روشنی میں دیکھئے تو میرے معزز پیشہ کے دشمن "مہذب ڈاکو" کہتے ہیں۔ جس طرح میرا منہ کالا ہے اسی طرح قلب بھی [illegible] سے خالی ہے۔ اور اگرچہ میں مشہور "توشہ" ہوں، ورنہ دراصل ہوں صحیح النسب النسل [illegible]۔ مگر اپنی نسل میں بھی اونچے درجہ کا یعنی "چوٹی کا حرامی" ہوں۔ دہلی کی مشہور ڈیرہ دار "چوٹی جان" کی پھوپی زاد بہن میری والدہ اشرفی جان تھیں۔ جن کو میرے باپ نے جوانی کی حالت میں گھر میں ڈال لیا تھا۔ اور میں "اشرفی جان" کے بچہ لےپالک کی حیثیت سے گیا تھا۔ کیونکہ طوائف کی ...... اور سبیل کا شکرا اور "نمبر" کی جوری ایک ہی حیثیت رکھتی ہے۔ کسے خبر ہے کہ کس نے عقد [illegible] کس نے [illegible] ڈال کر پالا [illegible] کس نے جعلی [illegible] کیا ڈالا؟ مگر یہ [illegible] میری اماں نے پالا پکوایا۔ ورنہ درحقیقت مجھے [illegible]

جب اشرفی جان جو میری والدہ تھیں [illegible] تمام سلطنت کو چھوڑ کر [illegible] ہوئے اور انہوں نے میرے والد کو [illegible] روپیہ [illegible] میری [illegible]

[illegible]

[illegible] کو وہ عمدہ شروع ہوا

[illegible] کے بعد [illegible] پیدا ہوا۔ جس کو میرے باپ نے "غلطی" سے اپنا

[illegible] سمجھ کر اس کی تعلیم و تربیت کا اعلیٰ پیمانہ پر انتظام کیا

[illegible] آپ اگر اس سے بڑی محبت تھی۔ مگر مجھ اس سے اس لئے بھی

نفرت تھی کہ اس کو سب "اصلی" سمجھتے تھے۔ اور مجھکو "حرامی" کیونکہ میں نے مڈل

پاس کر لیا تھا اور مجھے ساری حقیقت معلوم ہو گئی تھی کہ وہ بھی میری طرح "اصلی"

ہے۔ اس لئے ہم دو ایک ہی "مرغی" کے "دو انڈے"۔ ایک ہی درخت کے دو پھل

ایک ہی سرزمین سے اُگنے والے دو پودے تھے کیونکر تفریق روا رکھ سکتے

تھے۔ اور مجھے اس تفریق سے اب سخت ہوتا تھا۔ مگر میرے والد بزرگوار مجھ سے

ہمیشہ ناراض رہا کرتے تھے۔ مجھے بچپن ہی سے "چوری کا لپکا" پڑ گیا تھا۔ جب میری

اماں چیشہ کرتی تھیں تو انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ جو "تماش بین" آیا کرے تو

اس کی جیب سے رومال یا نقدی موقع پا کر نکال لیا کر۔ اور جب وہ شراب

وغیرہ منگایا کرے تو لاٹ یا روپے کی باقی کبھی نہ دیا کر۔ اور کوئی "تماشبین"

اپنا گھر سمجھ کر آ بیٹھا کرے اور نہ کچھ پانوں کی تھالی میں ڈالا کرے اور نہ نانی اماں

کے لئے کچھ لائے اور نہ کچھ تیری بڑی بہن (جس کو اماں اپنے ساتھ نہ لا سکیں

اور جو اب بھی چاوڑی بازار کی رونق بنی ہوئی ہے) "نظیر جان" کو بھی کچھ نہ دیا

کرے تو تو اس سے مزدوری نہ کچھ مانگ لیا کر۔ رومال چرانے میں تو مجھے ایسی

عادت ہو گئی تھی کہ بڑے سے بڑے ہوشیار تماش بین کی جیب میں سے اس کو

خبردار کر کے رومال بڑی صفائی سے نکال لیا کرتا تھا۔

بچپن کی بڑی بری عادت ہی کا چھوٹ پن چھوٹا نہیں۔ مولا صاحب ایک

روز مجھ سے صرف اس لئے ناراض ہوئے کہ میں نے انکی پگڑی چرا کر بازار میں بیچ

دی تھی۔ انکی ناراضی کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔ اور میں نے موقع پا کر دو سو روپے

کے قریب اپنی اماں کی پٹاری میں سے نقد چرائے۔ اور میں سیدھا ریل پر آیا۔

پنجاب کا ٹکٹ لیا۔ اور اس کے ایک غیر معروف قصبہ کے محکمہ چنگی میں دس روپے

مہینہ کا نوکر ہو گیا۔ شام کو تو دس روپے تھے۔ اگر بالائی یافت اچھی ہو جاتی تھی

میرے مکان کے پاس نتھو اچار کا مکان تھا۔ اس کی لڑکی گیندا کی عمر

۱۶ سال کی تھی۔ اس سے مجھے محبت ہو گئی۔ گیندا تھی تو چماری مگر اس نے میرے

منہ پر تھوکا تک نہیں۔ اور جب میں نے اپنی اندرونی حالت سے مجبور ہو کر اس سے

اپنی بے قراری کا ذکر کیا تو اس نے نتھو سے ذکر کر دیا۔ نتھو اپنی چماروں کو لیکر

میرے راستہ میں بیٹھ گیا۔ اور جب میں اپنے دفتر سے شام کو واپس آیا تو اس نے

مع اپنے ساتھیوں کے مجھ پر حملہ کر دیا۔ اور میرے سر پر ان چماروں نے اتنے

جوتے برسائے کہ چندیا پر ایک بھی بال نہ تھے دستھا کر دیکھا یا تو واقعی چاند بالکل

صاف تھی اسب اُتر گئے۔ اور میں پٹتے پٹتے بیہوش ہو گیا۔ آنکھ کھلی تو قصبہ کے

[illegible] میں تھا۔ تھوڑے عرصے کے بعد میں تندرست ہو گیا۔ مگر دل

[illegible] علاوہ اوپر کی آمدنی

کے سرکاری روپیہ میں سے بھی غبن کرنا شروع [illegible]

تھے کہ پھر اسی سب انسپکٹر صاحب سے تبدیلی کر کے [illegible] انسپکٹر [illegible]

مغلوب الغضب تھا۔ آتے ہی کیش بک پر قبضہ کیا۔ اور صندوقچہ کی جانچ کی

تو سامان غبن تھا۔ میں بہت سٹ پٹایا۔ مگر کر کیا سکتا تھا تھوڑی دیر کے بعد اس

مردود انسپکٹر نے جو بیحد متعصب ہندو تھا اور جس کو گیندا کے واقعہ کا علم ہو چکا

تھا۔ مجھے پولیس میں پولیس کے حوالہ کر دیا۔ پولیس نے تیسرے روز ضلع کی عدالت

میں چالان کر دیا۔ ثبوت پورا تھا۔ شہادتیں اتنی صاف گزریں کہ مجھکو ایک سال

کی سزا کا حکم سنا یا گیا۔ سزا کا حکم سنکر چکرا گیا۔ مگر قہر درویش بر جان درویش

جوں توں کر کے ایک سال گزار دیا۔ قید کی حالت میں بھی غبن کا دھندا۔ اور وہاں

قیدیوں سے جو اکھیل کر ان پر سختی کر کے ان کو ناجائز ذریعہ سے تنباکو پہنچا کر کافی

روپیہ جمع کر لیا تھا۔ اس لئے جیل خانہ سے نکلتے ہی مجھے اپنا گھر یاد آیا۔ اور میں سیدھا

اپنے وطن پہنچا۔ میری اماں اشرفی جان بہت ضعیف ہو گئی تھیں اور والد کا

انتقال ہو گیا تھا۔ اور میں بھی جیل کی تکالیف کی وجہ سے بہت ضعیف ہو گیا تھا

اس لئے والدہ نے مجھکو اور میں نے ان کو بہت دیر میں پہچانا۔ پہچانتے ہی اماں

نے مجھے گلے سے لگا لیا۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ میں نے اپنے چھوٹے

بھائی کا حال پوچھا تو انہوں نے کہا تیرے باپ نے اس کو علی گڑھ میں داخل

کرا دیا تھا۔ اور اب وہ ایک سال کے بعد اپنی تعلیم پوری کرے گا۔

میں نے اماں سے اپنے جیل خانہ جانے کا ذکر نہیں کیا۔ اور کہا کہ

کاروبار کیا تھا۔ جس میں شروع میں بہت فائدہ ہوا۔ مگر آخر میں ملازمو

بد دیانتی سے میرا کام بگڑ گیا۔ اور اب میں دوکان بند کر کے تمہارے پاس

ہوں اور تھوڑے سے روپے لایا ہوں۔ اماں نے کہا کہ ابھی تو میرا

کی کمائی کا بہت کچھ موجود ہے۔ تیری کمائی کی ضرورت نہیں۔

تھوڑے دنوں کے بعد میں نیپال چلا گیا۔ اور کئی سال وہاں ملا

کے لئے پڑا رہا۔ مگر مجھکو سرکاری جاسوس سمجھا گیا۔ اور ملازمت نہ ملی

بعد میں پھر اپنے قصبہ میں آیا۔ اور یہاں سے میں نے ہندوستان کی ا

والی ریاست ...... بیگم کو لکھا کہ میرے پاس تمہاری خفیہ عیاشی

آگئے ہیں۔ اگر اپنی عزت بچانی چاہتی ہو تو فوراً دس ہزار روپیہ

تمام راز ایک پمفلٹ لکھکر شائع کر دوں گا۔ اس خط کے جواب میں

نے لکھا کہ روپے آکر لیجاؤ۔ میں نے لکھا مجھے خطرہ ہے کہ تم اپنی ریا

میرے داخلہ کے بعد میرے ساتھ اچھا سلوک نہ کرو گی۔ اس

مجھے کسی انگریزی علاقہ میں ملنا چاہئیں۔ چونکہ اس ریاست

سفر چند گھنٹہ کا تھا۔ اس لئے بیگم صاحبہ نے لکھا کہ بمبئی کے شاہ

کو معہ مسودہ کے روپیہ آکر لیجاؤ۔ اور اس کے بعد بذریعہ

ریزیڈنٹ کے ذریعہ میری گرفتاری کا سامان کر دیا [illegible]

مقررہ پر بمبئی کے مشہور و معروف شاہجہاں ہوٹل میں [illegible]

...نا ہے۔ اس کے بعد ... جوڑی رہ بیگم صاحبہ ہتہ
... سکرہ میں داخل ہو گئی اور انہوں نے میرے چندہ بھی آئیر خط لکھا
... کہ یہ تمہارے ہی خط ہیں۔ میں نے کہا ہاں۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا
... کتاب کا جو تم میرے متعلق شائع کرنا چاہتے ہو مجھے مسودہ دکھاؤ۔ اور اس
... بعد ملازم کو حکم دیا کہ بنک کی چیک بک لاؤ۔ میں نے اپنے اٹیچی کیس میں سے
... مسودہ نکالا۔ ابھی مسودہ میرے ہاتھ ہی میں تھا کہ پولیس کمشنر مع چند افسران
... کے داخل ہوا۔ اور تمام سامان پر قبضہ کر کے بیگم صاحبہ کا بیان اور ہوٹل
... ملازموں اور مسافروں کی شہادتیں لیں۔ اور میرا بیان لیکر مجھے ہتھکڑی لگا
... پولیس اسٹیشن پر لیجا کر مجھے حوالات میں بند کر دیا۔ دوسرے روز ہی
... بسیڈنسی کے مجسٹریٹ کے سامنے میرا مقدمہ پیش کیا گیا۔ جہاں سے ۲
... قید سخت کی سزا ہوئی بسلسلہ پیشہ یہ دو سال بھی کاٹے۔ کچھ گزشتہ تجربوں
... میں فائدہ اٹھایا۔ اور کچھ مزید تجربے حاصل کئے۔ اور دو سال کے بعد
... کی طرف منہ اٹھا۔ اور سیدھا لاہور پہنچا۔

سنہ ۱۹۲۶ء کا زمانہ تھا سیاسی تحریک شروع ہو چکی تھی پنجاب میں صوفی
... شاد، لالہ لاجپت رائے وغیرہ سیاسی تحریک کے روح رواں تھے۔
... اس موقعہ کو غنیمت جانا اور وہاں سے "رہنما" کے نام سے ایک ہفتہ
... وار جاری کیا۔ اور اب سیاسی پلیٹ فارم پر میں ایک اچھی شہرت کی
... سے نمودار ہوا۔ پنجاب میں اس وقت میری شہرت دور دور ہو گئی
... اور سیاسی کارکنوں پر بھی میرا کافی اثر ہو گیا تھا۔ اس لئے گورنمنٹ
... نبا پرشاد اور لالہ لاجپت رائے کے حالات معلوم کرنے کے لئے ایک
... دمی کی ضرورت تھی پنجاب کے اعلیٰ افسران پولیس نے مجھ سے مجھوتہ کیا
... باوجود ایک لیڈر ہونے کے سرپٹر (غدار) تھا۔ اور اس خدمت کا
معاوضہ بھی ملنے لگا۔ مگر اس عرصہ میں صوفی انبا پرشاد وغیرہ کو بھی
... نیت معلوم ہو گئی تھی اس لئے وہ مجھ سے احتیاط برتنے لگے۔ اور
... نٹ کو میں باوجود توقعات دلانے کے اور روپیہ حاصل کرنے کے کچھ
... نہ دے سکا۔ تو افسران مجھ پر بہت ناراض ہوئے۔ اور صوفی انبا
... فراری کے بعد مجھے گرفتار کر کے نہایت بے ایمانی کے ساتھ سزا دی
... ... نے یہ سزا بھی عادی جرائم پیشہ ہونے کی حیثیت سے نہایت اطمینان
... اور اب رہائی کے بعد میں سیدھا اپنے گھر آیا۔ میری اماں
ابھی زندہ تھیں۔ ان سے میں نے اپنے بھائی کا حال پوچھا انہوں
... خط میرے آگے ڈال دیئے جس میں اس نے اپنے نام کے ساتھ
... ریڑی انجمن ... وغیرہ کے مرعوب کن الفاظ لکھے تھے
... سے معلوم ہوا کہ وہ ایک اسلامی ریاست میں کسی ممتاز
... تھا اس سے خوشی بھی ہوئی اور رنج بھی ہوا۔ چند دن کے
... ... کے خلاف ایک پمفلٹ لکھا

اور اس کے بعد اس تک اس پمفلٹ کا خطرہ ... ... پہنچایا۔ آپ کے حال فعت اپنی بد نامی سے بہت پریشان ہوا ... اور انہوں نے مجھکو پانچ ہزار روپے مراد آباد میں بھجوا کر دئے۔ اور تیس روپے ماہوار مقرر کر دئے۔ اب مجھکو اس فن شریف میں خوب مہارت ہو گئی تھی۔ اور میں نے اس پمفلٹ بازی کے طفیل کئی ریاستوں کو زخمی کر دیا تھا۔ کراچی میں پنجاب کے ایک مشہور اخبار کا ایڈیٹر نظربندی سے رہا ہوا۔ میں نے دہلی کے ایک پیپرے روپیہ اینٹھ کر اس پنجابی اخبار نویس کے خلاف ایک زبردست پمفلٹ لکھا اور اس طرح خوب روپیہ کمایا۔ اور خوب شہرت حاصل کی اس کے بعد کئی ریاستوں کو بدنام کر ڈرایا۔ اور دھمکا کر کافی رقم پیدا کی جس کی آمدنی میری شراب نوشی اور رنڈی بازی کے لئے کافی ہوتی ہے۔

اب دو پیروں پر میری نظر ہے۔ ایک پنجاب کے سرحدی علاقہ (کیمبل پور) میں ہے اور دوسرا دہلی میں۔ اور دونوں پر میں نے کافی سے زیادہ دباؤ ڈال رکھا ہے۔ چونکہ دہلی نزدیک ہے اور یہ لمبے بالوں والا اور لمبے کرتے والا پیر آج کل بہت چندہ وصول کر رہا ہے۔ اور اس کا اثر بھی عام مسلمانوں پر بہت ہے۔ اور اس کی ایک ایسی تحریر میرے پاس موجود ہے۔ جس کو آریہ سماج مجھ سے ایک بڑی رقم کے عوض حاصل کرنا چاہتی ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ میں اس سنہری چڑیا کو آسانی سے اپنے جال میں پھانس لوں گا۔ اور اگر یہ نہ ہو سکا اور حسب منشا مجھکو روپیہ نہ دیا گیا تو یہ خطا ایسا ہے کہ میں اس پیر کو کافی سے زیادہ بدنام کر دوں گا۔

یہ ہے میری مختصر کہانی "میرے بھائیو" اور میرے سردار جو میں نے آپ سب حضرات کے روبرو بیان کر دی۔ اس کے بعد اس نے پانی کا گلاس پیا۔ چونکہ برتن بڑا تھا اس لئے کئی گلاس چڑھا گئے۔ اور پھر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

علی بابا اس داستان کو سنکر ہنسا۔ اور پھر ایک دوسری طرف نظر ڈالی۔ نظر پڑتے ہی ایک دوسرا انسان نما شیطان کھڑا ہوا۔ (باقی)

[illegible] قلم

[illegible] روپے خرچ کرکے بھی آپ زنگی سے زیادہ کارآمد فاؤنٹین قلم نہیں خرید سکتے کیونکہ زنگی قلم میں تمام تر تازہ ترین ایجادیں موجود ہیں اور روپے ایک [illegible] استعمال کرنے کے بعد بلا قیمت واپس یا تبدیل ہوسکتا ہے تاکہ آپ نقصان اور تکلیف سے محفوظ رہیں۔

سکرو کیپ یا سیفٹی لیور سلف فلنگ

سب کی قیمت یکساں چھ روپے چار آنے ہے اور قسموں میں یہ خصوصیت ہے کہ ڈھکنا زیادہ چڑھانے سے ٹوٹ نہیں سکتا اور نہ بحالت استعمال خود بخود نکل سکتا ہے سیاہی دینے والا پرزہ کبھی ٹیڑھا نہیں ہوسکتا اور نہ سیاہی کی رفتار میں خرابی پڑتی ہے۔

زنگی نب اصلی چودہ قیراط سونے کی نہایت پائدار ہے تاکہ ہاتھ کا دباؤ بخوبی برداشت کرسکے اور نوک پر ہمیشہ قائم رہنے والا اریڈیم لگا ہوا ہے جس سے نب کبھی خراب نہیں ہوتا اور ہر قسم کے کاغذ پر بے تکان چلتا ہے نب پر زنگی رجسٹرڈ ٹریڈ مارک "خوب نمایاں کھدا ہوا ہے۔

زنگی قلم کبھی بیکار ہوکر ضائع نہیں ہوتا کیونکہ اس کا ہر ایک پرزہ ملسکتا ہے اور پرانے قلم کے بدلے مناسب قیمت پر نیا زنگی قلم مل جاتا ہے یہ ایسا اہم قیمت صرف چھ روپیہ چار آنے ہی بہتر ہے کہ قلم کے ساتھ ہی چھ آنہ کا زنگی لیور اسپر نگدار کیپ اور آٹھ آنے کے چھ درجن زنگی انکلٹ سیاہی جو بگڑتی ہے نہ خراب ہوتی ہے اور تقریباً ایک سال کو کافی ہوتی ہے آج بشرط پسند وی پی منگائیں۔

زنگی قلم کمپنی نئی سڑک دہلی

بیشمار اسناد میں سے ایک

ڈاکٹر نفری صاحب ہمیری سے تحریر فرماتے ہیں :-
میں اس خط کے ساتھ ایک سکرو کیپ زنگی قلم فاؤنٹین بھیجتا ہوں جو میں نے آپ سے نومبر [illegible] میں خریدا تھا جبکہ میں چھاونی جٹوگ (کوہستان شملہ) میں تھا آپ [illegible] کہ یہ اب بھی بہت اچھی حالت میں ہے اور بہت روانی اور نفاست سے [illegible] حالانکہ زائد از پانچ سال سے برابر استعمال میں [illegible] سیاہی بھرنے کی محنت سے بچنا چاہتا ہوں [illegible] اس کے بدلے میں سلف فلنگ زنگی بھیجدیں تو میں بہت [illegible] جناب نے بہادر حال کو بھیجا تھا وہ بہت ہی [illegible]

مرض جنون کی ایک یقینی دوا

کیا پاگلخانے خالی ہوجائیں گے

خوش قسمتی سے جناب مسیح الملک کے مجربات خاص میں جنون و دیوانگی کی ایک یقینی دوا نکل آئی ہے جس کا کرشمہ یہ ہے کہ صدفی صد بیمار اس کے استعمال سے اچھے ہوجاتے ہیں تو شاید اب وہ وقت قریب ہے کہ پاگلخانے خالی ہونے شروع ہوجائیں۔

دواء الشفاء

طوفان خیز اور پرشور جنون کے لئے جس میں مریض کو زنجیروں سے باندھکر رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے بس شفا کا پیغام ہے بعض بیمار تو ۲-۲ خوراکوں کے بعد گہری اور میٹھی نیند سونا شروع کردیتے ہیں اور حیرت انگیز طور پر اچھے ہوجاتے ہیں۔

دواء الشفاء

سے خاموش اور ٹھنڈے جنون کے مریض بھی اچھے ہو رہے ہیں مگر انہیں یہ دوا زیادہ عرصہ تک دینی چاہئے۔

دواء الشفاء

نے ہندوستانی دواخانہ دہلی کے بیمثل امتیازات کی بابت خیالات عامہ [illegible]
ایک صحیح انقلاب پیدا کردیا ہے کہ جو دواخانہ جناب مسیح الملک کی سیا[illegible]
سرپرستی میں ہے، اور اپنی آمدنی کا ایک لاکھ روپیہ سالانہ دہلی کے مشہو[illegible]
طبیہ کالج پر صرف کررہا ہے جب اس کی ایک دوا اس پایہ کی ہے کہ تمام میڈیکل
سائنس اس ترقی کے باوجود اس کا جواب پیش کرنے سے قاصر ہے تو ا[illegible]
دوسری خاص مجرب دوائیں کیا ہوں گی۔
مجربات مخصوصی کی فہرست

بلا قیمت

بھیجدی جاتی ہے

قیمت دواء الشفاء ۱۲ خوراک کے لئے دس روپیہ آٹھ [illegible]

مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی

ایک مجموعہ میں گیارہ

(۱) **بنت الرشید** ایک نوجوان کا سوسائٹی کی وجہ سے عیاشی میں گرفتار ہونا بیوی سے نفرت کرنے لگے ہنسنے کے بعد ایک مشہور مضمون نگار عورت پر عاشق ہونا ہزاروں دقتوں کے بعد اس تک پہنچنا اور آخر کار مطلب معلوم کرنے کے لئے بیچین ہونا۔

(۲) **انجام ہوس** ایک عیاش طبع نوجوان کا اپنی ہمسایہ کی بیوی پر عاشق ہونا اور پھر اسکو دام میں لانے کی کوشش میں رہنا عصمت دریدہ کرنا آخر کار پولیس کے ذریعہ کاروائی کی کوشش کرنا مگر ہمیشہ ناکام رہنا عیاش طبع نوجوان کا حشر نہایت عبرت انگیز ہے۔

(۳) **کرشمہ تعلیم** ایک تعلیم یافتہ نوجوان کا دیہاتی لڑکی پر عاشق ہونا اور بمشکل تمام لڑکی کو اپنا بنانا شادی کے بعد لڑکی کی تعلیم کی فکر کرنا اور آخر کار لڑکی کا اس قدر ترقی کرنا کہ دنیا کا ہر شخص اس لڑکی سے واقف ہو گیا۔

(۴) **نیرنگی تقدیر** بدنصیب میاں بیوی کی داستان مصیبت کا پہاڑ ٹوٹنا دونوں کا ثابت قدم رہنا آخر کار اس صبر کی بدولت ایک دن امیر کبیر بنکر دنیا کو صبر کی تعلیم دینا۔

(۵) **عروج و زوال** ایک نہایت دولتمند شخص کا اپنی دولت پر مغرور ہو کر لوگوں کو حقارت سے دیکھنا آخر کار یک بیک ایک ایک پیسہ کا محتاج ہو جانا ...

(۶) **انتقام قدرت** ایک نفس پرست کا ایک حسینہ پر عاشق ہو کر اسے ہر طرح ظلم کرنا ... اس کے خاوند کو قتل کروا دینا اس کے بعد حسینہ کو کسی بہانہ سے ایک سنسان جنگل میں لانا عصمت کی بربادی پر خدا کی رحمت کا اترنا اور نفس پرست کی تباہی۔

(۷) **ترکی ٹوپی** ایک سود خور کے صاحبزادے کی تباہی کا آغاز محض ترکی ٹوپی کی وجہ سے ہوا اسی ابتدا میں ایک ترکی ٹوپی پہننے والے کے بعد فیشن پرستی ... آخرکار فیشن کی بدولت تباہ ہو جانا

(۸) **خونی گلوری** پان کے عادی کا پان کی بدولت طرح طرح کی مصیبتوں میں گرفتار ہونا اور پانی کے ... ہزاروں دقتوں کا مقابلہ کرنا نہایت دلچسپ اور مفید افسانہ ہے۔

(۹) **صلہ طاعت** ایک دیندار شخص کا دنیاوی مصیبتوں میں گرفتار ہو کر بھی خدا کو نہ بھولنا۔ آخر اس مصیبت کا خاتمہ۔

(۱۰) **پاداش گناہ** گناہ کی سزا اگر دنیا میں دیکھنی ہو تو یہ افسانہ پڑھئے جس میں ایک بدچلن نوجوان کے حالات نہایت عبرتناک انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔

(۱۱) **چاہ کندہ را چاہ درپیش** اگر کوئی شخص دوسروں کے لئے کانٹے بوتا ہے تو وہ خود بھی تکلیف اٹھاتا ہے یہ افسانہ ایک نہایت دلچسپ اور سچا واقعہ ہے۔

یہ گیارہ افسانے وہ افسانے ہیں جنکو بے انتہا پسند کیا گیا ہے جو نہایت ... اور عبارت آرائی کے ساتھ ساتھ ... مفید بھی اور تفریح بخش بھی ان افسانوں کے مجموعہ کا نام

درس عبرت ہے قیمت ۱۲؍

ایک دوسرے مجموعہ میں نو

(۱) **حسن اتفاق** عاشق مزاج نوجوان کا ایک معشوقہ پر عاشق ہونا۔ معشوقہ کا ... ہزاروں دقتوں کے بعد نوجوان کی کامیابی۔

(۲) **وقت کی نیرنگیاں** ایک نوشادی شدہ کا بیوی کی محبت میں گرفتار ہو کر ملازمت کو ... آخر کار ایک جگہ ملازم ہونا ملازمت پر جانے کے بعد بیوی ... کئی سال کے بعد دوسری شادی کرنا اور اتفاق سے پہلی بیوی سے دوبارہ نکاح ہو جانا۔

(۳) **کشتگان رسوم** رسم و رواج کی پابندی کی بعض ... اور اس کے باعث لوگ بدنام ہوں اور ایک ایک پائی کے محتاج ہو جاتے ہیں اس افسانے میں انہی معاملات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

(۴) **انجام بے احتیاطی** انسان کو ہر معاملہ میں نہایت احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے بے احتیاطی سے ہزاروں مصیبتیں نازل ہو جاتی ہیں جنکا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا یہ دلچسپ افسانہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کو پڑھ کر ہر شخص ...

(۵) **گمشدہ فرزند** ایک بدمعاش کا اشتہار دیکر مشتہر کو یقین دلانا کہ وہ گمشدہ فرزند ہے ... چالاکیاں، چالاکیوں کا طشت از بام ہونا۔ اور غمزدہ باپ کا گمشدہ فرزند کو پانا۔ نہایت دلچسپ افسانہ ہے۔

(۶) **بیگناہ گنہگار** رسم و رواج کی بدولت نکاح شدہ میاں بیوی کا رخصت نہ ہونے کی وجہ سے علیحدہ رہنا آخر ... دونوں کو دیوانہ کر دینا رخصت سے پہلے ناگوار نتائج - نہایت عبرت انگیز افسانہ۔

(۷) **رنج و راحت** ہر مصیبت کے بعد راحت اور ہر راحت کے بعد انسان کو تکلیف ... ایک نیک دل ... شخص کا مصیبتیں اٹھا کر عیش کا زمانہ دیکھنا۔

(۸) **لیلائے سخن کا دیوانہ** ایک شعر و سخن کے دیوانہ کے حالات جنہوں نے شعر گوئی کی بدولت اپنی زندگی کو تباہ و برباد کر لیا نہایت دلچسپ اور عبرت انگیز افسانہ ہے۔

(۹) **پیکر دیانت** ایک انتہا درجہ کے دیانتدار شخص کا اپنی سچائی کی بدولت ہزار مصیبتوں میں گرفتار ہونا۔ آخر سچائی کی بدولت اسکی ...

یہ نو افسانے ہیں جنکو ہندوستان کے اہل قلم حضرات نے بیحد پسند کیا ہے جو دلچسپ ہونے کے ساتھ مفید بھی ہیں ان افسانوں کے مجموعہ کا نام

تصویر معاشرت ہے قیمت ایک روپیہ ۸؍

مولانا راشد الخیری مدظلہ

کی بانکی کتابیں

صبح زندگی

[illegible]

نوحہ زندگی

ایک پردہ کی دو نمبر کی داستان جسکو سنکر نوجوانی کی مندانی تہذیب نے نفرت کے ساتھ [illegible] کے گوشہ میں بٹھا دیا، دوسری نوجوان [illegible] کی نا گزیر کہانی جو اس جرم میں کہ اس نے [illegible] [illegible] کیا ماں باپ [illegible] اسکے ماں باپ نے جیل خانہ میں [illegible] دیا، مسلمانوں کی جہالت کا نوحہ اور غریب بیواؤں کی مظلوم زندگی کا دردناک [illegible] یہ کتاب ہے۔ قیمت ۱۲

شب زندگی ہر دو حصے

صبح زندگی کا تیسرا اور چوتھا حصہ ہے۔ صبح زندگی میں [illegible] دکھلایا تھا شاعر [illegible] میں جن نسیمہ بیگم کا کنوار [illegible] اور بیکسوں کی [illegible] [illegible] کی شادی کی زندگی، اور بیکسوں کی [illegible] [illegible] اور پھر موت۔ ان دو حصوں میں موت کے بعد کے حالات ہیں اور بتلایا گیا ہے کہ جو [illegible] اچھے ہوتے ہیں انکے پھل بھی اچھے ہوتے ہیں۔

الغرض یہ چاروں حصے دنیائے نسواں میں [illegible] حیرت انگیز کارآمد اور مفید ہیں۔ قیمت ہر [illegible] دو روپے [illegible]

شام زندگی

صبح زندگی کا دوسرا حصہ ہے، اور مرد و عورت کنوارے اور بیاہے سب کے لیے یکساں مفید [illegible] میں ازدواجی زندگی کے ہر شعبہ پر [illegible] [illegible] میں نہایت دلنشین انداز میں بحث کی گئی ہے [illegible] کتاب کیا ہے ایک جادو ہے کہ آدمی مسحور ہو جاتا ہے۔ اس میں خاوند کی اطاعت ساس کی [illegible] خدمت نند اور دیورانی سے محبت بچوں کی تربیت غرض ہر کیرکٹر ایسا ہے کہ بغیر ختم کے کتاب ہاتھ سے [illegible] اس کتاب کے [illegible] سال [illegible] قیمت [illegible]

[illegible] زندگی

[illegible]

امت کی مائیں

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کے حالات، یہ بھی مولانا راشد الخیری کی بے بہا تصنیف ہے اور زبان اس قدر سادہ ہے اور حالات اس قدر موثر انداز میں تحریر کئے ہیں کہ ہر بہن انکو پڑھکر یقیناً ازواج مطہرات کی خود بخود پیروی کرنے لگے گی، سب سے پہلے مولانا نے رسول اکرم کی اتنی بیویاں کرنے کی تشریح کی ہے اور بتایا ہے کہ یہ کثرت کس مصلحت سے تھی، نیز رسول کریم کی تمام بیویاں ادھیڑ اور بیوہ تھیں سوائے دو ایک کے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

الزہرا

[illegible] رسول حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا [illegible] کے حالات زندگی [illegible] سب سے زیادہ سبق آموز کتاب ہے، خاوند کی اطاعت، بچوں کی پرورش [illegible] گھر کا انتظام [illegible] [illegible] قیمت ۱۲

تائید غیبی

[illegible] مسلمانوں کے حالات [illegible] مسلمانوں کے [illegible] یہ کتاب [illegible] مولانا راشد صاحب [illegible] دیکھنے کے قابل کتاب ہے۔ قیمت [illegible]

منازل السائرہ ہر دو حصے

[illegible]

مینجر پیشوا دہلی

[illegible]

پیشوا

[illegible]

2(46)

۲ | دہلی ۲۴ فروری [illegible] مطابق ۱۲ شعبان المعظم سنہ [illegible]ھ | نمبر [illegible]

میرا آقا سب سے اچھا

(...منظومات جناب مولانا سید ذوالفقار علی صاحب بخاری)

...کا تو ہی دمکا — تو ہی گوہر تو ہی ہیرا
...ے اب کون سُنیگا — تو ہی سن لے میرے اللہ
...ا ہوتا جگ میں — گر نہ ہوتا تیرا اُجالا
...میں تارو ں میں — سب میں تیرا جلوہ پیدا
...ے منت — میرا آقا سب سے اچھا
...تھم ہم سچ ہیں — ہم نے عشق اٹھایا تیرا
سب نے مجھ کو چھوڑ دیا ہے
تیرے سوا اب کون سُنے گا؟

شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

جب سے سوامی شردھانند قتل ہوئے ہیں، فتنہ ارتداد نہایت زور کے ساتھ شروع ہوا ہے۔ آریہ سماج نے پوری مستعدی اور کامل سنگٹھن کے ساتھ کام کرنا شروع کر دیا ہے اور ہندو قوم کے ہر طبقہ اور ہر خیال کے افراد شدھی کے اسٹیج پر جمع ہوگئے ہیں جن میں متعدد اونچے سے اونچے قوم پرست کانگریسی لیڈروں نے بھی شمولیت کرلی ہے اور یہ ساری تیاریاں صرف اسلام کا نام و نشان ہندوستان سے مٹا دینے کے لئے کی جا رہی ہیں۔

میں ان مزخرفات کو بڑی توجہ سے پڑھ رہا ہوں جو آجکل پرتاپ، ملاپ اور دوسرے دشمنان ملک و ملت اخبارات میں اسلام کے خلاف شائع ہو رہے ہیں۔

میری نظر ان جلسوں اور جلوسوں پر بھی ... ہے، جو ہندوستان میں آریہ سماج کے نام سے تمام ہندو قوم کر رہی ہے۔

میری نظر سے وہ تجاویز اور رپورٹیں بھی گزر رہی ہیں، جو شدھی سبھا شائع کر رہی ہے۔ اور جن میں ہر ہفتہ ہزاروں مسلمانوں کو مرتد کر کے ... افسانے درج ہوتے ہیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] وہ سات سو برس حکومت کر کے
[illegible] تعلیم سر پر آگیا۔ مگر یہاں ابھی تک
[illegible] بہت خطرہ کا وقت قریب آگیا مگر ہم ہیں کہ
[illegible] ہی کا حال ہے جن کے مٹنے کا وقت نزدیک ہے مگر ہم کو ابھی ایک
[illegible] عزت اور نام اور رسوا کرنے سے فرصت نہیں۔

[illegible] ہندو سنگٹھن کے نام پر باوجود شدید ترین اختلافات کے متحد ہو سکتی ہے اور اسلام کے خلاف جمع ہو گئی ہے کیا قیامت ہے کہ ہزاروں خداؤں اور دیوتاؤں کو ماننے والے ایک مرکز پر صرف اس لئے اپنے تمام اختلافات محو کر کے جمع ہو سکتے ہیں کہ وہ اسلام کو ہندوستان سے مٹانا چاہتے ہیں۔ مگر [illegible] والے مسلمان، اور وہ مسلمان جن کا مذہب سراپا اتحاد ہے اور وہ مسلمان جن میں اصولی اختلاف کا نام نہیں، اور ہاں وہ مسلمان جن کا خدا ایک، رسول ایک سمت عبادت ایک اپنے بچاؤ کیلئے ایک پلیٹ فارم پر اسلام کی حفاظت کیلئے جمع نہیں ہو سکتے اور خدمت اسلام کے نام سے چندے مانگنے والے وہ آوارہ معاش لیڈر، جن کو اسلام سے زیادہ سوراج عزیز ہے اور جن کو کبھی ہندوستان کے مسلمانوں سے ہمدردی نہیں ہوتی، سوائے ترکوں اور عربوں کے انہوں نے کبھی ہندوستانی مسلمانوں کے لئے کوئی کام نہیں کیا اور [illegible] لیڈری، اور [illegible] پیشوائی جو اپنے علاوہ قومی خدمت کرنے کا کسی کو مستحق نہیں سمجھتے آج مسلمانوں کی تباہی اور اسلام کے ہندوستان کی اخراج کی تدابیر پر صرف اس لئے خاموش ہیں کہ تبلیغ ان کے کانگریس کے خلاف ہے اور حفاظت اور بچاؤ کی تحریکات سے ان کے وہ ہندو آقا ناراض ہو جائیں گے جن کی دولت سے ان کے پیٹ کے جہنم بھرتے ہیں۔

اگر مسلمانوں میں بھی کوئی تبلیغی کالج گروکل کی طرح ہوتا، تو آج ہندوستان کے چپہ چپہ پر آریہ سماج کے حملوں کی مدافعت کا زیادہ بہتر اور پختہ سامان ہوتا۔

اگر جامعہ ملیہ جیسا ادارہ گاندھی کی چالیس ہزار روپے سالانہ کی امداد پر رہن نہ رکھ دی گئی ہوتی، اور اس کے اساتذہ کے دماغوں میں یہ خبط نہ ہوتا کہ وہ امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ وغیرہ مجتہدین کے ہمعصر ہیں اور اس کے طالبعلموں کو ترک موالات کی بجائے تبلیغ کا درس دیا جاتا تو وہ تھوڑے سے روپیہ کے بعد ایک مفید انسٹی ٹیوشن ہو سکتی ہے اور اس کے طالبعلم اگر ناممکن العمل ترک موالات کی دلدل سے نکل جائیں اور اسپر گاندھی ازم کا بھوت نہ سوار ہو اور آج وہ مسٹر گاندھی کی امداد سے بے نیاز ہو جائے اور اس کے اساتذہ کے اس دماغی مرض کا علاج ہو جائے کہ وہ باوجود ابتدائی [illegible] نہ امام اعظم بن سکتے ہیں اور نہ امام غزالی۔ اور اس کے [illegible] معقول تبدیلی ہو جائے تو یقیناً اس کے طالبعلم [illegible] سکتے ہیں۔

[illegible]
[illegible] ہے اور [illegible] کو اس طرح سمجھنے کے معنی ہے جس طرح مجتہدین کو اسے سمجھا اور انہی اس گروہ میں رو کر [illegible] کو معلوم ہے [illegible] اس حالت میں ندوہ نے شبلی اور حمید الدین پیدا ہو سکے نہیں۔ البتہ علی گڑھ کالج کی طرح جس نے نہ کوئی [illegible] پیدا کیا اور نہ کوئی رائے پیدا کیا۔ ظریف جیسے مذہب سے بیگانے ضرور پیدا کر دئیے جنہوں نے اپنی مہمل خرافات سے اسلامی نام رکھ کر دنیا کو دھوکہ دیا اور اگر جامعہ ملیہ کے اساتذہ کی دماغی حالت پر توجہ نہ کی گئی تو مجھے اندیشہ ہے کہ اس جدید درسگاہ سے جو دنیا کی بجائے دین کے نام سے شروع کی گئی ہے مسلمان مایوس ہونگے۔ اور رو رو کر پچھتائیں گے۔

لہٰذا ضرورت ہے کہ راسخ الخیال اور دردمند مسلمان کہیں ایک جگہ جمع ہو کر اسلام کی اس سب سے بڑی ضرورت پر توجہ کریں کہ ایثار پیشہ نہ کہ ملازمت پیشہ مبلغ کیونکر پیدا ہو سکتے ہیں، اس لئے دیوبند اور علیگڑھ ندوہ، دہلی وغیرہ مقامات پر خیال کیجئے اور کروڑوں روپیہ مسلمانوں کا خرچ ہو رہا ہے، اور جہاں سے اکثر و بیشتر مسجد میں اذان دینے والے ملاں ہی پیدا ہوتے ہیں۔ یا بیسویں صدی کے فرنگی مآب۔ اور خالص صاحب جن کی منزل مقصود صرف کلرکی ہوتی ہے طلباء کی یہ منڈلیاں بھی ایثار پیشہ مبلغ پیدا نہیں کر سکتیں۔

علی گڑھ کی وائس چانسلری کا انتخاب ختم ہو گیا علم و قابلیت نے دولت اور رسوخ پر فتح پائی۔ اور نواب سر محمد مزمل اللہ خاں صاحب جنہوں نے روپے سے علی گڑھ کی تعلیمی تحریک کو بہت فائدہ پہنچایا ہے باضابطہ وائس چانسلر مقرر ہو گئے اور اس مرتبہ کی انتخابی کشمکش کے بعد غالباً ہمیشہ کے لئے یہ عہدہ سر موصوف کے لئے ریزرو ہو گیا۔

افسوس کہ صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب جیسے تعلیم کے ماہر جو اس جگہ کے لئے نہایت موزوں تھے اور جن کے مقابل ایک شخص بھی علی گڑھ کی سرگرم پارٹی میں تعلیمی ماہر نہیں کہا جا سکتا ناکام رہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ پارٹی بازی کا یہ ہونے والا ہے کہ صاحبزادہ صاحب کا تعلق علی گڑھ سے بہت جلد منقطع ہو جائیگا۔ اور یہ مسلمان قوم کی انتہائی بدنصیبی ہے

سوامی ستیہ دیو جو ابھی تھوڑے دن ہوئے ایک سوراجی ایجی[illegible] کی حیثیت سے پنجاب اور یوپی وغیرہ کے مقامات پر پنڈت موتی لال [illegible] کی حیثیت سے تقریر کرتے ہوئے پھرتے تھے انتخاب کی ہنگامی ختم [illegible] نئی جان میں ظاہر ہوئے ہیں۔

گزشتہ ہفتہ لاہور میں آپ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ جو دیسی عربوں کے ساتھ ہندوستان میں آئے تھے اپنے [illegible]

[illegible]

[illegible] اور جہاں سے انہوں نے [illegible]

[illegible]

اس قوم کے ”نیتاؤں“ کی مساعی اور جذبہ اتحاد جو آج دن
[illegible] کی حکومت کے عنصر بنی ہوتی ہے اور ان سے اتحاد کی [illegible]
[illegible] نفرت اور تعلیم پر چلنے بھی کرتی ہے۔

[illegible] جاری ہوئے ایک سال دو مہینہ کے قریب ہو گئے میں نہیں
[illegible] خدمات پر ریویو کروں، بلکہ جو کچھ صوفیائے کرام کی حمایت میں
[illegible] طرح تصوف کی حمایت کی، وہ میرا فرض تھا، اور یہ میری خدمت
[illegible] باعث فخر نہیں۔

[illegible] بالکل فراموش ہو گی، اگر میں آج اس مقدس اور دنیا سے بے خبر
[illegible] نہ ہوں جو آج بھی دنیا اور دنیا والوں کی ہنگامہ خیز [illegible]
[illegible] اعتکاف نشین ہے اور جن کو نہیں معلوم کہ ایک طرف روحانی
[illegible] اقتدار کو اپنے لئے سب سے بڑا خطرہ سمجھتے ہیں اور دوسری جانب
[illegible] اقتدار کو ختم کرنا اسلام کی سب سے بڑی خدمت سمجھتے ہیں اور
[illegible] بھیڑ کے لباس میں چند بھیڑیے انکے مقدس گروہ میں شامل ہو چکے
[illegible] میرے خیال میں سب سے زیادہ خطرناک یہی طبقہ ہے جو قادری،
[illegible] ری، سہروردی بن کر اور اپنا ذوق تصوف ظاہر کر کے معیار
[illegible] چاہتا ہے، اور ان کے روحانی اقتدار کا وارث ہوں اور آریوں سے
[illegible] ہے اور نہایت فریب اور عیاری کے ساتھ تصوف کیساتھ
[illegible] کے صوفی مشرب جماعت میں اس لئے اقتدار حاصل کرنا
[illegible] جس وقت پوری طرح مسلمانوں کے اس طبقہ پر اثر ہو جائے
[illegible] کے گلوں میں تو ہب اور بے دینی کے طوق ڈال

[illegible]

[illegible] اس گروہ کے سرکردہ حضرات میں سے کوئی سچ کا ایڈیٹر ہے، تو کوئی
[illegible] علماء ہند کا ترجمان ہے، تو کوئی دیوبند کا صدر نشین۔ اور میں
[illegible] خطرناک دشمن تصوف کا اسی گروہ کو سمجھتا ہوں جو تصوف
[illegible] ظاہر کر کے مصلح کی حیثیت اس لئے اختیار کرتے ہیں کہ صوفی
[illegible] پر رفتہ رفتہ اقتدار اور رسوخ حاصل ہو جائے۔
[illegible] خدا کیلئے حجروں سے باہر نکلو، اور مسلمانوں کے بڑے طبقہ
[illegible] دینی، اور تو ہب سے بچاؤ کہ در اصل یہ تمہارے آباؤ اجداد
[illegible] جو تم سے اس لئے چھینی جا رہی ہے کہ تم دنیا میں رہنے کے
[illegible] نہیں ہو۔

[illegible]

[illegible] باطنی [illegible] سے [illegible] تم کیسے [illegible]
سے [illegible] ہے اور آگے [illegible] بیدار نہ ہوئے اور [illegible]
ذکر کس لئے کہنا نہیں ہوا جا کر [illegible] دس سال میں تم کہاں ہو گے؟ اور
تمہارا روحانی اقتدار کس جگہ ہوگا؟ اور مسلمانوں کے عقائد کی نگرانی کا گزر
کس پر ہوگا؟۔

ہندو فقراء کی بیداری سے سبق لو جو زمانہ کے ساتھ بدل گئے اور زندگی کی دوڑ میں کسی طبقہ سے پیچھے نہیں اور جنہوں نے ہندو دیانت کی حفاظت کیلئے جدید طریقے اختیار کئے، یہی حالت عیسائی فقراء کی ہے کہ ان کا بھی طریق کار بدل گیا، غرض کہ سوائے مسلمان فقراء کے ہر مذہب کے صوفی مشرب بزرگ اپنے معتقدات کی حفاظت اور تبلیغ کے لئے جدید آلات سے مسلح ہو کر میدان عمل میں آ گئے۔

اس سے میرا منشاء نہیں کہ مسلمان فقراء اپنی تعلیمات روحانی کو بدلیں، بلکہ میرا منشاء تو یہ ہے کہ وہ حجروں میں نہ رہیں بلکہ دنیا اور دنیا والوں کے حملوں سے جو ان کی جان سے زیادہ عزیز ان کی تعلیم پر ہے کر کے راسخ العقیدہ مسلمانوں کے عقائد جدید طریقوں سے [illegible] تصوف کی حفاظت جدید طریقوں سے کریں، اور وہ جدید طریقے حفاظت اور تبلیغ کے اخبارات و رسائل ہیں۔

میں علم و عمل سے بے بہرہ جو کچھ تمہاری عزتوں کے تحفظ کیلئے لکھ سکتا تھا، لکھا، اور لکھوں گا، جب تک زندہ ہوں اور لکھ سکتا ہوں مگر کیا میری قلم کی زندگی تمہاری توجہ کے بغیر رہ سکتی ہے؟

پس اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میں عقائد تصوف کی حفاظت کر رہا ہوں اور تصوف کے دشمنوں کا سر کچل رہا ہوں جس کا مجھے علم ہے کہ اکثر خانقاہوں میں تذکرہ رہتا ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ میری آواز کو طاقتور نہ کیا جائے۔ اور پیشوائی سرپرستی قبول کر کے اس کو اس قابل نہ بنایا جائے کہ وہ حریفوں کے پنجہ میں آسانی سے نہ پھنس سکے۔

مجھے امید ہے کہ میری آواز صدا بصحرا ثابت نہ ہو گی اور خانقاہ نشینان طریقت اپنے فرائض پر نظر ثانی فرمائیں گے۔

فروری کی آخری تاریخوں میں کشنؤ میں نام [illegible] ہلالی جلسہ ہوگا۔ اور اس کی فیس ممبری [illegible] روپیہ سالانہ مقرر کی ہے۔

میں اس سے پہلے لکھ چکا ہوں کہ [illegible]
جانکی سرزمین کو [illegible]

[illegible] عام کرکے حاصل کی ہو
[illegible] کی کوششوں سے متاثر ہو کر نہیں

[illegible] اپنے کھوئے ہوئے اقتدار کی بحالی، اور [illegible] کو بھرنے کے لئے مذہب کے نام سے عہد لے [illegible] کے لئے نیا دام تزویر صرف اس لئے بچھایا ہے [illegible] مسلمان جو اب تک ان لگا سرخیز تحریکات میں اپنی غلط [illegible] یا اپنے خیال کے مطابق عاقبت اندیشی کی وجہ سے تحریک [illegible] ہو سکتے تھے اور ان کا روپیہ ان آوارہ معاشوں کی تونذ [illegible] کیا تھا، ان کو پھانسا جائے۔

مسلمان ایک عرصے سے غیر ملکی بھائیوں کی خدمت کر رہے ہیں اور ان کا سارا وقت، اور سارا روپیہ، اور ان کی تمام جدوجہد ایک عرصے سے صرف ترک و عرب کے لئے وقف ہو گئی ہے اور اس بیرونی امداد کے انہماک نے ان کو ہندوستان کی اہم سے اہم ملکی اور مذہبی خدمت سے محروم کر رکھا ہے جس کا لازمی نتیجہ ہندوؤں کا تمام دفتروں میں اقتدار، مسلمانوں کی تعلیم میں پس ماندگی اور اشدھی اور سنگٹھن کی تحریکات کا خطرناک ظہور ہے۔

اس لئے ضرورت ہے کہ اب ہر طرف سے آنکھیں بند کرکے دس کروڑ مسلمانوں کے تحفظ اور اصلاح اور ان کے ایمان کے بچاؤ کی جانب مسلمان متوجہ ہوں، اور جو تحریک ان کے خلاف ہو اس میں اپنے روپے اور قوت عمل کو ضائع نہ کریں۔ لہٰذا مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ موقع کہ اس نئے دام تزویر سے اپنے آپ کو بچائیں۔ اور فضول اپنے روپے کو موہوم امید پر ضائع نہ کریں کہ حقیقتاً حجاز میں انقلاب ریزولیوشن پاس کرنے سے نہیں ہوگا بلکہ جو حکومت طاقت سے حاصل کی گئی ہے وہ طاقت ہی سے واپس ہوگی اور یہ ایک دن ہو کر رہے گا۔

سیٹھ برلا جی کی فیاضیوں نے امریکہ کے کروڑ پتیوں کی فیاضیوں کے فسانے ہندوستان میں تازہ کر دیے ہیں، اشدھی اور سنگٹھن کے کام کے لئے صوبہ متحدہ کے چند اضلاع کو علاوہ اس [illegible] روپے کی امداد کے جو وہ لالہ لاجپت رائے، پنڈت مدن موہن [illegible] وغیرہ کو دیتے ہیں، ساڑھے پانسو روپے ماہوار کی مزید امداد [illegible] کرتے ہیں۔

[illegible] اس اولوالعزم فرد کی اس مذہبیت سے [illegible] مسلمانوں [illegible] اپنے پاک مذہب سبق لیں گے

[illegible] کی تبلیغ [illegible] کے لئے چندہ دینا [illegible] اور اپنی قوم کی تنظیم کرتے ہیں؟

ایک وقت تھا، جو گزر گیا کہ مسلمان قوم کی اولو العزمی، اور مسلم افراد کی فیاضی اور احساسِ فرائض ضرب المثل تھا، مگر اب تو غفلت، جہالت، نکبت، خود پرستی، بخیلی اور بے حسی نے ان سب کی جگہ لے لی ہے اور ان تمام خرابیوں کی ذمہ داری علماء، مشائخ اور لیڈروں پر ہے

سر عبدالرحیم کی وزارت جاپان کے سفیر کی طرح دوپہر کے بعد اس لئے ختم ہو گئی کہ وہ مسٹر متر کے ساتھ مسلمانوں کی حقوق تلفی کا معاہدہ نہ کر سکے ہم نے بارہا لکھا ہے کہ یہ قوم آسانی سے مسلمانوں کو ان کے غصب شدہ حقوق واپس نہیں دے گی، اس کی تازہ مثال سر عبدالرحیم کی وزارت کی ناکامی ہے۔

بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت ہے مگر تعلیمی فقدان اور سیاسی بیداری نہ ہونے کی وجہ سے اور ہندوؤں کے جابرانہ قبضہ اور تسلط سے مسلمان وہاں بھی ہر طرح اقلیت میں ہیں اور ہندو قوم ان کو وہ حقوق بھی دینے کے لئے تیار نہیں جو اس کے لیڈروں نے کانگریس میں منظور کئے ہیں اور ہندوؤں کی فرقہ وارانہ ذہنیت کی وجہ سے سر عبدالرحیم کو کوئی ہندو وزیر ایسا نہ مل سکا جو ہندو مسلم مسائل کو لیگ و کانگریس کے سمجھوتے کے مطابق طے کرتا اور جب سر عبدالرحیم ہندو سازش کا شکار ہو کر مستعفی ہو گئے تو مسٹر غزنوی نے مسٹر چکرورتی کے ساتھ ایک اسلام کش معاہدہ کر کے وزارت قبول کر لی جس سے بنگال کے مسلمان مطمئن نہیں ہیں اور انہوں نے مظاہرے کر کے ان سے وزارت سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کیا ہے۔

جب مسٹر غزنوی مسلمان کہلا کر اپنی قوم کا اعتماد حاصل نہیں کر سکے تو وہ گورنمنٹ اور ہندوؤں کے لئے کس طرح مفید ہو سکتے ہیں، بہتر تو یہی ہے کہ مسٹر غزنوی مجبوراً اسلام کے مطالبے کے آگے اپنا سر جھکا دیں ورنہ مسلمان ممبران بنگال کونسل کا فرض ہے کہ وہ مسٹر غزنوی کی قوم فروش، اور مسلم کش وزارت کی پوری قوت کے ساتھ مخالفت کریں اور ان کو مجبور کریں کہ وہ کرسی وزارت کو کسی ایسے مسلمان کے لئے خالی کریں، جو ذاتی وجاہتوں کے مقابلہ میں قومی وجاہت کا زیادہ خیال رکھے،

بے ہو اشدھی سبھا کی سے جو جہاد سنگٹھن کی کہ مسٹر سر تندار آینگر صدر انڈین نیشنل کانگریس نے ہندو قوم پرستی کی انتہائی معراج حاصل کر لی اور ۲۹ جنوری کو آل انڈیا شدھی سبھا کے جلسہ کی صدارت کی۔

جس وقت مسٹر موصوف نے شردھانند میموریل کے لئے اپیل [illegible]

[illegible]

[illegible] سے اس [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] دہرم [illegible] نہیں دیکھا۔ خواہ [illegible] ہندو [illegible] [illegible]
[illegible] سمجھیں کیا فرق ہے؟
کیا مسلمانوں کے ان لیڈروں کی آنکھیں کھل رہی ہیں جو قومیت
کی قبر پر سفید [illegible] کا قحط پڑ رہی اب بھی ضروری سمجھتے ہیں۔

---

۲۰ شعبان مطابق ۱۶ مارچ کو ہندوستان میں اس نامور اور
[illegible] اولین فاتح ہندوستان کے داخلہ ہندوستان کی سالگرہ تمام
[illegible]ستان کے مسلمان منائیں گے جس کا نام تاریخ اسلام و انصاف
[illegible] میں سنہری حرفوں سے سات سو سال سے لکھا ہوا ہے
[illegible] کا پہلا قدم ۲۰ شعبان کو ہندوستان کی سرزمین پر امن، امان،
[illegible] اور انصاف کا جھنڈا لے کر آیا تھا۔
جو قوم اپنے مشاہیر کی عزت نہیں کرتی۔ ان کی یادگاریں قائم نہیں
[illegible] کو کوئی حق نہیں کہ وہ اپنی قوم میں جدید نامور پیدا ہونے کی
[illegible] کرے۔
زندہ قوموں نے ہمیشہ اپنے نامور فرزندوں کے کارناموں کی یادگاریں
[illegible] پس اگر ہندوستان کے مسلمان زندہ ہیں، اور زندہ رہنا چاہتے
[illegible] کا فرض ہے کہ تمام ہندوستان کے شہروں اور قصبوں میں اس
[illegible] عمر کے شیر دل غازی محمد بن قاسم کی یاد میں جلسے کریں اور جلسوں میں
[illegible] زندگی کے شاندار کارنامے تمام مسلمانوں کو سنائیں جس نے اس
[illegible] میں توحید کا علم بلند کیا اور جس کی فاتحانہ پیش قدمی کی بدولت
[illegible] ہندوستان میں نظر آتے ہیں۔
میرے زیادہ مخاطب سندھ کے زندہ دل مسلمان اور سندھ کے
[illegible] اور پیران عظام ہیں جن کے ایک اشارہ پر تمام سندھ میں
[illegible] اس نجات دہندہ اور فاتح اعظم کی یادگار نہایت اعلیٰ پیمانہ پر
[illegible] سکتی ہے۔

پارس لاہور سے ہفتہ وار شائع ہوتا ہے اس کا لٹریچر پرتاپ
[illegible] سے زیادہ زہریلا ہوتا ہے پرتاپ اور ملاپ اور تیج کو تو سب جانتے
[illegible] اسلام کے کھلے ہوئے دشمن ہیں اور افترا پردازی اور فساد
[illegible] اشتعال انگیزی کو انہوں نے بطور پیشہ کے اختیار کر رکھا ہو
[illegible] کا ایڈیٹر مسٹر [illegible] متعصبی کا اور چوٹی کے تئیں مسلمانوں
[illegible] دوست کہتا ہے۔ اس کا جنوری کے آخری ہفتہ کا پرچہ
[illegible] سامنے ہے۔ جس میں مسلمان خوردہ فروشوں کے [illegible]

[illegible] آئین اصلیت کا [illegible]
یہ واضح ہو کہ ہندو مسلمانوں کو اچھوتوں سے زیادہ ناپاک [illegible]
خیال کرتے ہیں، اور اس پر بھی اس طرح جو شے کسی مسلمان سے سوا
نہیں لیا جاتا۔ اور اگر بعض [illegible] چیزیں ہندو [illegible] خریدی جاتی ہیں۔
تو اس کا استعمال نہایت شرمناک ہے اس طرح فرماتے ہیں کہ [illegible]
مسلمان پھیری والوں کے خلاف ایسے ناپاک اور بیہودہ طریقے سے پروپیگنڈا
کرتے ہیں کہ ہندو عورتوں میں مسلمان پھیری والوں کے خلاف وحشت
اور نفرت کے جذبات پیدا ہوں۔
اسی اشاعت میں ایک ہندو بیوہ کا حال اس طرح درج
کیا ہے کہ جب اس کی دوسری شادی نہیں ہوئی تو ایک مسلمان جو [illegible]
جو روزانہ چوڑیوں کی پھیری کیا کرتا تھا گھر اکیلا ہونے کی وجہ سے موقع پاکر
زنا بالجبر کا مرتکب ہوا اور اس کے بعد اس مسلمان شیطان نے ہندو بیوہ
کا اغوا کیا، اور پھر یہ ثابت کیا کہ مسلمان پھیری والوں سے سودا لینے کی
وجہ سے ایسے واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔
سوسائٹی کی خرابیاں دور کرنے کے لئے دوسرے مفید طریقے
سے بھی مضامین لکھے جا سکتے ہیں مگر وہاں تو منشا صرف یہ ہے کہ ہندو قوم
کو مشتعل کیا جائے کہ ہماری عورتوں کی بے عزتیاں اس لئے ہوتی ہیں کہ تم
بھولے بھٹکے کسی مسلمان سے سودا لے لیتے ہو۔
اس کے جواب میں اگر مسلمانوں کی حالت پر غور کیا جائے تو [illegible]
ان لوگوں سے کھانے کی اشیاء لینے میں کوئی عار نہیں جن کی نجاست [illegible]
تسلی بخش ہے، اور جو قطعی اسلامی نقطہ نظر سے پاک نہیں ہیں اور جن کی
ایسی اشیاء خورد و نوش لینے میں ایمان کی سلامتی کے علاوہ مسلمان
دکانداروں کا بھی نقصان ہے مگر وہ نہ صرف آنکھیں بند کرکے ہندو
دکانداروں سے سودا خریدتے ہیں ہندو وکلاء کو اپنے قیمتی سے قیمتی مقدمات
بھروسہ کرکے دے دیتے ہیں، بلکہ اپنی جان عزیز کو بھی ہندو ڈاکٹروں کے
رحم پر چھوڑ دیتے ہیں۔
اگر مسلمان اہل قلم نے اس قسم کے فسانے جواب میں لکھنے شروع
کئے تو کسے خبر ہے کہ ملک کی بدنصیبی سے ہندوستان کے امن [illegible]
پر کیسا [illegible] خوشگوار [illegible] گا
ضرورت تھی کہ جس طرح پرتاپ اور ملاپ کو گزشتہ سال کی طرح
دل آزار اور اشتعال انگیز مضامین لکھنے کی وجہ سے تنبیہ کی گئی تھی اسی
طرح اس پیشہ ور زہریلے نکلنے اخبار پارس کو بھی قانون کا [illegible]
جاتا۔ اب اگر گورنمنٹ نے یہ فرض ادا نہیں کیا تو میں لاہور کے [illegible]
ہندوؤں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس قسم کے [illegible]

[illegible]

[illegible] مسلمانوں کے گھر لٹے جانے [illegible]

[illegible] ہائیکورٹ حیدرآباد دکن کو اعلیٰ حضرت نے [illegible] ملازمت شاہی سے علیحدہ کر دیا۔ آریہ ہندو [illegible] کی حرکات دریافت کرتا ہے۔ اور کبھی خود بھی [illegible] بات کہ مسٹر کیشو راؤ نے گزشتہ دنوں خود [illegible] ستیہ بیدل کے جلسہ کی صدارت کی تھی، اس لئے ان کو ملازمت سے برطرف کر دیا گیا۔

کہہ چکا ہوں کہ حیدرآباد سے میرا تعلق برسوں کا ہے اور میری معلومات حیدرآباد کے متعلق کافی سے زیادہ وسیع ہیں، اس لئے میں ایک خاص سلسلہ مضامین حیدرآباد کی فہرست ملازمان و جاگیرداران و منصب داران کے متعلق شروع کر کے آئندہ اشاعت میں اس پروپیگنڈہ کی حقیقت ظاہر کروں گا جو ہندوؤں کے شرارت پیشہ افراد نے حیدرآباد کے ہندوؤں کی سازش سے اعلیٰ حضرت نظام کے خلاف کر رکھا ہے۔

حیدرآباد میں ایک زبردست انقلابی جماعت موجود ہے جس کے مرکز پونہ اور برار ہیں، اور اس سازشی جماعت میں جو حیدرآباد کی اسلامی سلطنت کا تختہ الٹ کر ہندو سلطنت قائم کرنا چاہتی ہے بعض ممتاز ملازمان اعلیٰحضرت بھی شامل ہیں اور جو اس ایجی ٹیشن کے روح رواں ہیں اور یہ ریاست کے راز انقلاب پسندوں تک پہنچا کر سرکار نظام کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کے طریقے بتاتے ہیں۔

میں ابھی نہیں بتانا چاہتا کہ مسٹر کیشو راؤ کی علیحدگی کا باعث کیا ہے مگر اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ مسٹر کیشو راؤ کو اس وجہ سے علیحدہ کیا ہے کہ ان کا وجود ریاست کے لئے غیر مفید ہے اور ریاست کے امن و امان پر برا اثر پڑتا تھا۔

اور اگر ہندو اخبارات کی یہ دلیل مان بھی لی جائے تو بھی اعلیٰحضرت نے کیشو راؤ کی علیحدگی میں بڑی دانشمندی کا ثبوت دیا، تاکہ ریاست میں مزید فتنے بپا نہ ہوں۔

مسٹر کیشو راؤ کا ایک ایسی فرقہ وارانہ تحریک میں حصہ لینا صد درجہ قابل ملامت ہے، جس نے ہندوستان میں سخت فسادات کرائے اور اس تحریک کی وجہ سے جسٹس کیشو راؤ کو ملازمت سے علیحدہ کرنا نہ صرف قرین دانشمندی ہے بلکہ حیدرآباد کے امن و امان کے لئے [illegible] ضروری تھا۔

[illegible] کے بعد وہ سب اپنے ملک کو غیر ملکیوں کی غلامی سے

آزاد کرانے کے لئے [illegible] قربانیاں کریں [illegible] کے لئے ..... [illegible] خبر کہ باعث مسرت تھی کہ ایشیائی قوم چینگ سے بیدار ہوتی ہے بلکہ اس سے زیادہ مسرت افزا یہ خبر ہے کہ چین میں ۵ کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ اور چینی فوج میں اور سرکاری ملازمتوں میں ان کا بہت اچھا حصہ ہے ان کی سرفروشانہ خدمات سے اہل چین فائدہ اٹھائیں گے اور اس جنگ آزادی کے بعد ۵ کروڑ مسلمان یقیناً برطانوی شہنشاہیت سے اور محکومیت کی لعنت سے نجات پائیں گے۔

اس چینی جنگ کا سب سے زیادہ روشن پہلو یہ ہے کہ برطانوی نو آبادیوں، اور جاپان اور دوسرے آزاد ممالک نے چین کی آزادی سلب کرنے سے انکار کر دیا اور جس طرح جنگ یورپ کی طرح ایک عظیم الشان جنگ کا پیش خیمہ جنگ چین کو ظاہر کیا جا رہا تھا، وہ غلط ثابت ہوا، اور اب دنیا کے امن و امان کو امن اور انسانی ہمدردی کے نام سے دھمکیاں نہیں دکھائی جائیں گی۔

مجھے تو کم سے کم یقین ہے کہ سرکار والا تبار چین کی آزادی سلب کرنے کی تنہا ذمہ داری اپنے سر نہ لے گی اور اگر کسی دوسری سلطنت نے بلجیم کی طرح امداد کے لئے انگریزی فوجیں طلب نہ کیں تو برطانوی دماغ اس مرتبہ بھی اپنے بے نظیر تدبر کا ثبوت دیگا اور برطانوی فوج ایک قطرہ خون بہائے بغیر اپنے مرکزوں کو شاندار طریقہ سے واپس آ جائے گی۔ خدا ہمچنیں کرد۔

ختم خواجگان کی مدت تمام بزرگان کرام نے چالیس روز کی بتائی ہے اور بزرگوں کی ارواح مقدس کا تصرف ہے کہ جس مقصد کے لئے ختم خواجگان پڑھا گیا۔ اس میں کامیابی بھی ہوتی ہے بشرطیکہ مقصد نیک ہو "ناجی محمد علی" کو "ختم خواجگی" پڑھتے ہوئے کئی مہینے ہو گئے مگر ان کی آرزو خدا نے تو پوری کی نہیں شاید وہ اب شیطان کے آگے دست اعانت بڑھاتے ہیں کہ اس کی آنت کی طرح ان کے مفروضہ ختم خواجگی کا خاتمہ ہی نہیں ہوتا۔ حالانکہ بعض منچلوں نے تو بیویوں کے ہار اور مٹھائی کے دونے، اور نقدی کا اس بڑھاپے میں بھی لالچ دے اور ان کے خیال کے مطابق "ختم خواجگی" تو ۱۹۲۲ء میں ہو چکا تھا جس کا مادہ تاریخ بھی وہ شائع کر چکے ہیں مگر سخت جان خواجہ ابھی زندہ ہیں اور شاید اس وقت تک زندہ رہیں گے جب تک خود پرستی کا یہ انسان نما شیطان خود ہی رشک و حسد کی آگ میں جل کر ختم نہ ہو جائے۔

"ناجی" محمد علی نے مجھ غریب دوبن شہ کے متعلق جو کچھ اپنے "توبن" سے ارشاد فرمایا ہے اس کا بڑا حصہ ناظرین کے سامنے [illegible]

[illegible] بہت [illegible]
مگر انکی تردید کی کی ضرورت نہیں اس لئے کہ وہ میری
قوم فروشی کی داستان ہے۔"
(ہمدرد مورخہ ۲۴ جنوری صفحہ ۲ کالم ۱)

اس مقدس طرز عبارت کو شاید اخبار سچ کے بھی ایڈیٹر جناب مولانا عبدالماجد صاحب نے قصداً ملاحظہ نہیں فرمایا ہے ہی تو وہ بار بار عزیز ہوں کے فہار کے طرز تحریر کے شاکی ہیں۔

یہ سچ ہے کہ آپ ان واقعات کی تردید کس طرح کر سکتے ہیں جو گذر گئے اور جن کے خلاف لکھنے والے اور پڑھنے والے ابھی زندہ ہیں، سوائے اسکے آپ اپنے دہن مبارک سے جو وظیفہ پڑھا ہی ہیں پھر چلائے تو یہ لگائے تو بنتا ہوں آپ ہی بتلایئے کیا جواب دوں؟

اس کے بعد آپ نے پھر غلط بحث کی ہے اور اپنی لیڈری کا ثبوت دیتے ہوئے نہایت مکاری کے ساتھ اپنی مفروضہ خدمات مسلم یونیورسٹی کا تذکرہ کیا ہے جو بالکل جھوٹ ہے اور جس کے ثبوت میں الہلال کا حوالہ دے چکا ہوں اور جس کی تردید آپ کرنے سے عاجز ہیں اور اب تو آپ نے گھبرا کر اپنے صحیح خیالات کا اظہار کر دیا ہے کہ آپ شریفوں کی پگڑیاں کیوں اچھالتے ہیں؟ اور یہ وہ انکشاف حقیقت ہے کہ جس کو میرے محترم سے آپ نے نہایت مکر و فریب کے ساتھ چھپانے کی کوشش کی مگر غصہ سے اس قدر مغلوب ہوئے کہ صاف صاف لکھ دیا کہ واقعہ کیا ہے؟ اور کس صدمہ نے آپ کو پاگل بنا دیا ہے۔ چنانچہ بعنوان "پیشوا کی افترا پردازیاں" ارشاد ہوتا ہے

"میں بھی "تازہ بتازہ نو بنو" کا قائل ہوں، جو کامیاب صحافت
کی جان ہے۔ مگر یہاں صحافت سے صرف صحافت
کب غرض ہے؟
مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو؟
گمراہ ملت اسلامیہ اور ملک ہند کو ان غلط رہنماؤں
کے پھندے سے آزاد کرائے بغیر اس کے آپ ....
ملک و ملت کا آج کوئی کام نہیں کر سکتے۔ اور مجھے اگر کوئی
دعویٰ ہے تو یہ ہے کہ "تازہ بتازہ نو بنو" کے خوشگوار
سے زیادہ میں ملک و ملت کا نبض شناس ہوں اور
ان سے بہتر جانتا ہوں کہ جب تک ان غلط رہنماؤں
اور رہبروں سے ملک و ملت کو آزاد نہ کرایا جائے گا ہماری
تمام صحافت اور لیڈری بیکار ثابت ہوگی۔
(ہمدرد ۲ جنوری صفحہ ۲ کالم ۲)

ملکی صاحب کی لیڈری کا راز سارا ان کے قلم میں مضمر ہے

[illegible]
قوم کو کیسے فائدہ حاصل کیا ہو؟ [illegible] صاحب آپ لکھ کر یہ ثابت ہو گا

ان کے اپنے قلم سے نکلے ہوئے فقرے ملاحظہ ہوں اور بتائیے کہ یہ ہنگامہ آرائی کیوں ہے؟ یہ سب ہو کر ہندوستان کے تمام کام کرنے والوں کو کس نے اعلان جنگ دیا جا رہا ہے۔ محمد علی کے قریب مودودی اور تحفظ کو اس کے کانٹے میں رکھ کر تولو اور اس کو اسی کے آئینہ میں دیکھو کہ مقصد پیشہ اقلیم لیڈری میں صرف کوس لمن الملک لیم بجانا چاہتا ہے اور عبداللہ واحد کی طرح اپنی لیڈری کی خدائی میں کا شرکت سے کس قدر بیزار ہے؟

انڈر لائن عبارت کو بار بار پڑھو اور غور کرو تو تم سمجھ سکو کہ اس شخص کی اندرونی کیفیت اور ذہنی حالت کیا ہے؟ جس کو بدقسمتی سے چوٹی کے لیڈروں میں شمار کیا جاتا تھا، کیا وہ صاف نہیں کہہ رہا کہ میری لیڈری اور صحافت خطرہ میں ہے۔

یہ بندہ ہوا و ہوس اور حسد کا غلام اسیر حرص کا ایکٹر ایک ہی اسٹیج پر کئی پارٹ بیک وقت ادا کرنے کی قابلیت رکھتا ہے مگر اس قابلیت کے باوجود خود نہایت بھونڈے پن سے اور نہایت عیاری اور مکاری کے ساتھ اپنی لیڈری کو جو اب سنبھالا لے رہی ہے اور جس کی موت اس کے اپنے قلم سے ہونے والی ہے خطرہ میں دیکھ کر ہارے ہوئے جواری کی طرح اپنی جیب کی آخری پونجی پر بھی داؤں لگا رہا ہے اور اپنی خود غرضی اور خود پرستی اور بدحواسی کی وجہ سے اندھا ہو کر غلط داؤں لگاتا ہے اور اسی کی وجہ سے کھسیانا ہو کر ہذیان میں مبتلا ہونے کے باوجود اپنی اندرونی حالت ہی کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ اس کو کوئی ہارا ہوا نہ کہہ سکے۔

یہی حالت اس قومی جواری کی ہے، اس نے اپنے کھوئے اقتدار کی آخری بازی لگائی تھی، اور چونکہ پہلے ہی ہارنے اس کے حواس باختہ کر دئے تھے، اس لئے آبرو باختگی کے غصہ نے اس کو انجام پر غور کرنے کی بھی مہلت نہ دی اور نتیجہ یہ ہے کہ اب وہ صاف صاف کہہ رہا ہے کہ اگر میں اپنے مخالفین کو بدنام و رسوا نہ کروں تو میری لیڈری اور صحافت بیکار ثابت ہوگی۔

پھر کیا ملکی صاحب قبلہ کے اپنے قلم سے نکلے ہوئے الفاظ کے بعد بھی ان کو کسی تحویل کی گنجائش اور ضرورت ہے؟

اس حالت دیوانگی میں ایک بہت پر لطف فقرہ ان کے قلم سے نکل گیا ہے

"مگر یہاں صحافت سے صرف صحافت کب غرض ہے۔"

[illegible]

[illegible] کر حسن کی ... اور آپ کا ...

[illegible] تو محض یاد ہے ، سہو الہل بزعم

[illegible] کرتے ، اخبار تو ..... اس غرا تی پیشوا کا

[illegible] تعداد خنڈوں کی آمدنی بھلی ، جن

[illegible] کیا گیا اور اسی اخبار کے طفیل ہنگامہ آرائی

[illegible] کرنا مے لیڈر ہو گئے تھے ۔ ورنہ کوئی ٹھوس کام

[illegible] کی بہبودی کا کیا نہ تھا ہی کہ پہلے انگریزوں کی جوتیاں

[illegible] جب وہاں سے نالائقی کا سرٹیفکٹ ملا اور کان پکڑ کے نکالا گیا

[illegible] اور سر علی امام کی جوتیاں ٹٹولی گئیں اس کے بعد سر محمد شفیع اور

[illegible] صاحب مشتاق اور مرحوم نواب اسحاق خاں صاحب وغیرہ حضرات کی

[illegible] پر ہاتھ ڈالا ، ان سے جب مطلب برآری ہو گئی تو قومیت متحدہ کا

[illegible] بنارس کے ایک کرو تی منہ کی سنہری تھیلیوں کی صفائی

[illegible] کے پیشے نہ نکالی کیا اس کے بعد ستیہ گرہ آشرم کے

سیوا داد ... روحانی گرو ... کی رہنمائی میں جیسی لوٹ کھسوٹ مچائی ہے اس

کی یاد ابھی تازہ ہے۔

۹ جنوری کے پیشوا کے صفحہ ۹ کا ایک فقرہ نقل کرکے ارشاد ہوتا ہے کہ

اس تمام افترا پردازی میں " ناقابل انکار حقیقت " اس

قدر ہے کہ جب عزیز الدین یا عزیز حسن نے مجھ سے درخواست

کی کہ میں پیشوا کا رسالہ نکال رہا ہوں ، اس لئے آپ کو

ہر ماہ ایک مضمون دینا ہوگا ۔ میں خود ہی اگر آدھ گھنٹہ میں

لکھ دیا کروں گا ، آپ صرف اتنے عرصہ میں کچھ بول دیا

کریں تو اس امید پر کہ اس گم کردہ راہ مخلوق خدا

تک بھی میری آواز پہنچ جائے ، جو علی حسن نظامی کی شکار

ہے میں نے اسے قبول کیا ، اور یہ بھی خیال کیا کہ شاید

عزیز الدین یا عزیز حسن بھی اب حلال کی طرف مائل ہو گئے

ہیں اور گو مجھے " زمیندار " میں ایک آبرو باختہ لیڈر

کے نام سے یاد فرما چکے ہیں تاہم اب حلال کی کمائی ایک حد

تک میرے ذریعہ سے بھی کمانا چاہتے ہیں ، تو میرا فرض ہے

کہ اس میں مدد دوں ، ایک مضمون دو تین گھنٹے میں لکھ کر

انہیں پہلے پرچہ کے لئے دیا اور جب انہوں نے پوچھا

کہ دوسرے پرچہ کے لئے آپ نے ... تو میں نے کہا کہ مجھے فرصت نہیں

[illegible] پرچہ ان بے شمار کا غذات خطوط و رسائل

[illegible] ڈال کر رکھے ہیں جن کا ڈھیر میرے سرہانے لگا رہتا

[illegible] تاکہ سوتے وقت ہی فرصت ملے

[illegible]

حاسوس ... [illegible]

خان صاحب سے مجھ شکر ... [illegible]

اب کیا کروگے تمہارے پیر صاحب نے تو ... صلح

کر لی اور اس عرصہ میں چونکہ میں نے ذرا کچھ لیا تھا کہ ... سلسلہ

میں جو چیز عوام کے لئے دلچسپی کی تھی وہ صرف اس کی گالیاں

تھیں جس کے باعث میں نے اس کو اپنے مضامین دینا

بند کر دیا تھا ، اس لئے میں نے کہا کہ میاں صاحبزادے

تمہارے پیشوا میں اگر گالیاں نہ ہوئیں تو پھر ہو گا کیا ؟

تمہیں یہی ایک چیز آتی ہے ، اور باقی اللہ اللہ خیر صلا ۔ اسی

قدر ناقابل انکار حقیقت ہے اور اس پر توقف نے " یہ ایک ناقابل

انکار حقیقت ہے " کی تمہید سے خود ہی اقبال کر لیا کہ یہ حقیقت ہے

وہی تلبیس الحق بالباطل ... باقی سر سے آخر تک جھوٹ ہی جھوٹ

(ہمدرد مورخہ ۲ جنوری صفحہ ۳ کالم دو و تین)

اس تمام عبارت کو پڑھ کر ناظرین کرام اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ ... ہی

صاحب نے کتنی پولیٹیکل قلابازیاں کھائی ہیں اور ان کا جد ضمیر ان کو خود

ملامت کرتا ہوگا کہ سر فین سے یکساں ہونے کے باوجود وہ ایمان سے محروم

ہیں۔

مہذب ڈاکو والے خط کی اشاعت سے پہلے میرے محترم سابق

مشیر ، مولانا ، اور حال فرشتہ ، حاجی محمد علی صاحب مرحوم و مغفور حضرت

خواجہ صاحب کے پاس ایسی نیاز مندانہ حیثیت سے زانوئے ادب طے

کرکے بیٹھتے تھے کہ میری بجائے انہوں نے خود خواجہ صاحب کو اپنا پیر بنا

رکھا تھا ۔ اور اگر وہ غصہ میں اگر گالیاں نہ دینے لگیں تو ان کو یاد دلا دوں

کہ میں نے باوجود ملازمت کرنے کے آج تک خواجہ صاحب کی کفش برداری

نہیں کی مگر وہ لوگ ابھی زندہ ہیں جن کے سامنے آپ نے خواجہ صاحب کی

خود اپنے گھر میں اور ان کے اس ایمان خانے میں جسے آج وہ بے ایمان خانہ کہتے

ہیں جوتیاں سیدھی کی ہیں اور مجالس عرس وغیرہ میں نذریں دی ہیں۔

اگر یہ واقعہ ہے ، جیسا کہ آپ نے کہا ہے کہ آپ کا مقصد پیشوا

مضمون دینے سے یہ تھا کہ اس " گم کردہ راہ مخلوق کو ہدایت کرنا تھا ، جو

حسن نظامی کا شکار تھی تو عبد اللہ ... کے جانشین اسوقت آپ خواجہ صاحب

کی کفش برداری کیوں کرتے تھے ۔ اور ان کے سامنے میرے بجائے مرید کی

حیثیت سے کیوں آتے تھے ؟ سچ ہے جھوٹ کے پیر کہاں ؟

اور اگر یہ غلط ہے تو پھر آپ کی دغابازی اور افترا پردازی اور

منافقت میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے ؟

میں جو رات دن محنت کرکے روزی کماتا ہوں ، وہ تو حلال کی ...

[illegible] کس کا قصور ہے؟ ۔

اگرچہ اس کی اشاعت سے پہلے میری کمائی حلال کی نہ تھی، تو پھر اس حرام کی کمائی میں آپ کی بھی شرکت تھی، اور اسی لئے میں نے آپ کو شریک کہا تھا، جو غلط نہیں ہے۔

یہ غلط ہے کہ آپ نے مضمون اس لئے نہیں دیا کہ پیشوا میں آپ کے خیال کے مطابق گالیاں ہوتی ہیں واقعہ یہ ہے کہ آپ کے پہلے مضمون کو پیشوا کے ناظرین نے پسند نہیں کیا، اس لئے میں نے آپ سے مضمون حاصل کرنا غیر ضروری سمجھا، اگر آپ کو پڑھنے کی فرصت نہیں تھی اور آپ نے اس کو پڑھا نہیں تھا تو آپ کو یہ کس طرح معلوم ہوا کہ اس میں گالیاں ہوتی ہیں؟

شکر ہے خدا کا ایک بات تو آپ بولے۔ گرو جی آپ نے عجیب و غریب الفاظ لبس الحق بالباطل اس میں بھی ہے۔

اگر ذرہ برابر بھی ایمان ہے، تو اس جواب کو بھی نقل کر دیا ہوتا جو میں نے نہ صرف یہ کہ ظفر علی خاں کے معاملہ میں اس وقت دیا تھا بلکہ اس کے بعد سے جب کہ خواجہ صاحب سے ایڈیٹر زمیندار نے ملاپ کر لیا اور یہ ملاپ آپ کو بہت ناگوار گزرا تھا جس کا آپ نے مجھ سے تذکرہ کیا تھا جس پر میں اسی پیشوا میں اظہار خیال بھی کر چکا ہوں اور پیشوا کے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ میں نے ظفر علی خاں کے متعلق جو رویہ اس سے اختیار کیا تھا، اس میں خواجہ صاحب کی صلح و صفائی سے فرق آیا ہے۔

اس کے علاوہ آپ نے تمام ان حقائق سے انکار کیا ہے، جن کی تردید واقعات کی بنا پر ناممکن ہے، اگر آپ کی ایمانداری کا یہ عالم ہے تو آپ اس سے بھی انکار کریں گے کہ آپ نے مصری محمل [illegible] حجاز پر حملہ کرنے کی دعوت دینے کا تذکرہ بھی مجھ سے نہیں کیا تھا، اور وہ میں نہیں تھا، آپ ہی تھے جس نے مجھ سے پہلے مولوی ظفر علی خاں کو کمہار کے کتے سے اخبار ہمدرد میں مثال دی تھی، اور جب اس کی تصدیق آپ سے چاہی تو آپ نے تردید نہیں کی اور معلومات بہم پہنچائی ہوئی نہیں تھی تو کس کی تھی؟ پھر وہ کون تھا جس نے مولانا ابوالکلام آزاد کے متعلق یہ کہا تھا کہ "کلام اللہ ہاتھ میں شراب کی بوتلیں رکھ کر الہلال کے مضامین لکھا کرتا تھا [illegible] الہند بننا چاہتا ہے" اور پھر وہ کون تھا جس نے دہلی کے ایک [illegible] مولوی کہا تھا، اور پھر وہ کون تھا جس نے حجاز کے متعلق مولوی احمد سعید اور مفتی کفایت اللہ اور مولوی [illegible]

[illegible] اور پھر وہ کون تھا جس نے اپنے ہندو دوست سے مسلمانوں کے متعلق زنا کاری [illegible] کے تذکرے سنائے تھے کہ آیا ان سب حکایات پر آپ کے سوا بجز اس کے کس طرح تھا ظاہر ہوگا کہ جب کہ آپ خود فرما رہے ہیں کہ کس طرح ان اہم واقعات کا انکشاف ہو سکتا تھا؟ ۔

لاہور کے شریر اور مفسدہ پرداز اخبارات (ملاپ، پرتاپ، بندے ماترم) وغیرہ کے شہید نمبروں کا جب زندہ ہندو قوم نے "پالن" کیا اور اس گندے لٹریچر کو جو ہندوستان کے امن و امان اور ہندوستان میں بسنے والی دو زبردست قوموں کے تعلقات کے لئے زہر ہلاہل ہے پھیلنے دیا تو مفسدہ پردازوں کے رہنما جناب تیج بہادر اپنے ڈالروں سے کب پیچھے رہنے والے تھے انہوں نے بھی تیج کے شہید نمبر کا اعلان کر دیا اور چونکہ حکومت کے نبض شناس ہیں، اور اس کی چشم پوشی یا بزدلی سے فائدہ اٹھانا جانتے ہیں، اس لئے نہایت دیدہ دلیری کے ساتھ ایسی حالت میں جبکہ عدالتوں میں ان پر سب جوڈیس کی درخواست ہو چکی ہے تو بھی سمجھ کر کہ

سیاں بھئے کوتوال

دہلی اور لاہور کی عدالتوں کی کرسیوں پر ان کے ہم مذہب براجمان ہیں تیج کا شہید نمبر شائع کیا جو اس وقت میرے سامنے ہے، اور جس میں سات عکسی تصاویر دی گئی ہیں اور ۴ دستی تصاویر سوامی جی کی مختلف پوزیشنوں کی دی گئی ہیں، دستی تصاویر میں ایک تصویر اس وقت کی ہے جب ستیہ گرہ کے موقعہ پر بعض ناعاقبت اندیشوں نے جامع مسجد میں اس دشمن اسلام سوامی کو ممبر پر بیٹھ کر تقریر کرنے کا موقع دیا۔ دوسری تصویر میں حادثہ قتل کی پوزیشن عدالت ابتدائی کے بیانات کے مطابق دکھائی گئی ہے اور یہ دونوں تصویریں خلاف واقعہ بالکل جھوٹی اور نہایت اشتعال انگیز ہیں عکسی تصاویر میں بھی کئی فوٹو بیحد دل آزار ہیں جن پر آج اگر حکومت توجہ نہ کرے گی تو یقیناً کل اس کے نتائج ہندو مسلم تعلقات پر بیحد غیر خوشگوار پڑیں گے۔

یوں تو سارے شہید نمبر میں خوب انگارے اچھالے گئے ہیں اور نہایت اشتعال انگیز اور اتہام آمیز طریقے سے اس مذہب کی تعلیم پر حملے کئے گئے ہیں اور ساری قوم کو قتل کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے جس کے ماننے والوں کی تعداد چالیس کروڑ بتائی جاتی ہے اور جو یقیناً کسی زمانہ میں زندہ اقوام میں شامل تھے اور پہلا [illegible] ہے کہ [illegible] کی اشاعت کرے [illegible]

[illegible] ردپ ، "دیوتا اوتار" "مہاتما بھوشن"

[illegible] کے علمبردار" شریمان پنڈت مدن موہن

[illegible] کانگریس کے شہید نمبر میں شایع شدہ مضمون

[illegible] سے دیتا ہوں کہ حکومت اور بدنصیب اور مدہوش

[illegible] کے لاکھ رہنما اپنے انجام پر غور کریں۔

"دہلی کے چھوٹے بڑے سب ہندو اور مسلمان باشندوں نے سوامی جی کا اینت سمان کیا، اور مسلمانوں نے دہلی کی جامع مسجد میں، امام کے ممبر پر سوامی جی کو کھڑا کر کے ان کی تقریر سنی۔ یہ ایک ایسا آدر تھا جو مسلمانوں نے کبھی کسی غیر مسلم کو نہیں دیا"

[illegible] کے شروع سے سوامی جی نے ملکانوں کی شدھی کا کام شروع کیا، ملکانے عام طور پر کشتری تھے کئی سو برس ہوئے مسلمانوں کے اتیاچار (ظلم) کی زرگر [illegible] پر انہوں نے کچھ انش میں مسلمان دھرم گرہن کر لیا تھا۔

(ریج شہید نمبر صفحہ ۹ کالم ۲)

یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے کہ مسلمانوں نے جامع مسجد کے ممبر پر سوامی صاحب کو کھڑا کیا، اور حقیقتاً یہ اتنا بڑا اعزاز ہے کہ آج تک کسی غیر مسلم کو نہیں دیا گیا۔

واقعہ یہ ہے کہ ستیہ گرہ کے زمانے میں جب کہ دہلی میں تین [illegible] پر ایک نہتے اور ادر پرامن مجمع پر دفتری اقتدار نے رعب جمانے کے واسطے گولیاں برسائیں، اور دہلی کے وہ نام نہاد اور بڑے بڑے مسلمان پیشوا جو کبھی ایثار اور قربانی کے میدان کے مرد نہیں بنے اس اہم موقعہ پر بھاگ [illegible] اپنی عادت کے مطابق بھاگ گئے اور مسلمانوں کو [illegible] موقعہ پر اکیلا چھوڑ گئے تو بعض ہنگامہ پرست ناعاقبت [illegible] نام نہاد مسلمان نوجوانوں نے سوامی جی کے اپنے پوشیدہ مقصد [illegible] سازش کر کے جامع مسجد میں تقریر کرنے کی استدعا کی [illegible] تو ان ہنگامہ آرائیوں کی وجہ سے اپنے عافیت [illegible] تھے اور ان میں سے اگر کسی نے ہنگامہ پسندوں کا [illegible] شورش پسندوں سلطان کی طاقت کو اتنا کچل دیا کہ ان میں [illegible] آپ سمجھتے تھے انہوں نے بھی گویا [illegible] اور اس طرح سوامی صاحب کو [illegible] جامع مسجد [illegible] ممبر کی

نہایت کا ہی مقام ہے [illegible] اسلامی عہد حکومت میں کام نہ آ گیا بلکہ وہ اس [illegible] میں بنایا جاتا ہے کہ اس پر کھڑے ہو کر کہنے سے دور تک آواز پہنچ جاتی ہے اس ممبر کی سیڑھیوں پر "ہندو مسلم اتحاد کے اوتار" کی حیثیت سے سوامی جی نمودار ہوئے، اور ایک نہایت منافقانہ اسلامی طرز خطابت کی دعا مانگی، بس اس کے علاوہ اس واقعہ میں ذرہ برابر بھی اصلیت نہ تھی اور مسلمانوں کے دور بین طبقہ نے اسی وقت سوامی جی کے داخلہ اور ممبر کی دعا پر سخت اعتراضات کئے تھے جن کی حیثیت ایک مذہبی مناظرہ کی سی ہو گئی تھی مگر اس وقت سوامی جی کے خاص رفیق اور ان کے بہت بڑے مداح جناب مولانا ابو الکلام آزاد نے ایک نہایت زبردست مضمون سوامی جی کے طرز عمل کی تائید میں بیحد ناعاقبت اندیشی اور نیم مذہبی حیثیت سے لکھا اور غریب مسلمان اس شرابی مفتی کے طرز تحریر سے دھوکہ میں آ گئے۔ جس کا آج ان ملکیتوں اور ناعاقبت اندیشوں کے طفیل یہ خمیازہ بھگتنا پڑا کہ سوامی صاحب نے جس وقت اشدہی کا صور پھونکا تو اپنے اس جامع مسجد کے داخلہ سے ناجائز فائدہ یہ اٹھایا کہ مسلمان ملکانے راجپوتوں کے گھر گھر میں اس تصویر کو ابلیسانہ مکر و فریب کے ساتھ یہ کہہ کر پھیلا دیا کہ "دہلی کے مسلمانوں نے امام کی جگہ سوامی جی کو دیدی" اور اس طرح بہت سے ناواقف مسلمان ملکانے اشدھی کے جال میں پھنس گئے اور ایک فتنہ عظیم برپا ہو گیا اور آج بھی سوامی صاحب کو مسلمانوں کا دوست ثابت کرنے کے لئے اس ناعاقبت اندیشانہ اور سخت گمراہ کن واقعہ سے اس قسم کے فائدے اٹھائے جا رہے ہیں کہ ایک دشمن اسلام کو اسلام کا بڑا دوست دکھلایا گیا ہے۔

اس کے بعد اسی طرح پنڈت جی دھوکہ دیتے ہیں۔

"مسلمان اخبار نویسوں نے یہ مان لیا تھا کہ ملکانوں نے اسلام پورے طور پر قبول نہیں کیا تھا اور وہ رفتار گفتار اور فطرت سے ہندو زیادہ تھے، مسلمان کم لیکن جب سوامی شردھانند نے ان کی شدھی کا کام اٹھایا تب مسلمان ملاؤں نے ان کے خلاف بڑا اندولن کھڑا کیا اور سب طرح اس بات کی کوشش کی کہ ملکانے پورے مسلمان بن جائیں"

(شہید نمبر صفحہ ۹ کالم ۳)

قربان جائیے اس انصاف کے جو "دیوتا سروپ" اور [illegible] شکنی عدلت سے فرما رہے ہیں۔ آخر وہ کون حق مسلمان اخبار نویس نے یہ مان لیا تھا کہ ملکانے پکے مسلمان نہیں ہیں۔

ہندو کی تعریف تو ہندو مہتا کریں کہ جو مذاہب ہند میں پیدا ہوئے ان کا ماننے والا ہندو ہے اور جس شخص [illegible]

... جماعت کے حالات لکھے ہی کیوں نہ ہوں وہ ہندو ہے۔ مگر میں تو زور
... مسلمان ملکانوں کو دیکھا تو سوامی جی اور ہندو سنگٹھن کے اوتار نے
... روائیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے ملکانوں کو پکا مسلمان نہیں ظاہر کرتے
... پکے مسلمان نہیں تھے تو میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ ۲۲ کروڑ
... میں سے صحیح معنوں میں ۲۲ ہزار ہندو بھی پکے ہندو نہیں ہیں کیونکہ نہیں
... سے گوشت خور ہیں اور حقیقتاً اپنے مذہب ... مذہب کو سوں
...

پھر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ مسلمانوں نے ہندو جاروں اور پنڈت
برہمنوں اور بنیوں ٹھاکروں پر مظالم کرکے اپنے عہد حکومت میں
... بنایا اور خاص اسلامی دارالحکومتوں (آگرہ دہلی) میں ان کی
... مسلمانوں سے زیادہ ہیں "اور جن کی بزدلی ضرب المثل ہے" اور جن
... کے ہاتھ میں پنڈت جی پستول دینا پسند کرتے ہیں "اس کا دھرم
... نہ ہوا مگر ہندوستان کی وہ بہادر قوم جو "نہ ہی آگے قدم بڑھا کر
... ہے اور پیچھے ہٹنا نہیں جانتی" اور "بیدہ" کرنے سے پہلے اپنے
... کو قتل کر دیتی تھی کہ ان کی محبت شمشیر چلانے میں مانع نہ ہو، اور
... نوں میں مسلمان بہادروں کی ہندوستان میں مقابل قوم تھی،
... کے مفروضہ مظالم سے اپنی جان سے زیادہ عزیز مذہب کو خیرباد
اس سے زیادہ کھشتری جاتی کی اہانت اور کیا ہو سکتی ہے؟
پنڈت جی کوئی بات ایسی کہی ہوتی جو آپ کی شان کے لائق

... س کے بعد پھر ارشاد ہوتا ہے کہ
... ملکانوں کی شدھی کا کام ختم ہونے پر سوامی شردھانند
... خاص طور پر ہندو سنگٹھن اور اچھوت ادھار کے کام میں لگ
... گئے خواجہ حسن نظامی اور ان کی پارٹی نے ہندوؤں کو
... مسلمان بنانے کی جو زبردست سازش کی تھی اس کا
... پتہ لگتے ہی انہوں نے نظامی کی "داعیِ اسلام" نامی کتاب
... شائع کرکے ہندوؤں کو اس بارے میں ہوشیار کیا،
... اور حفاظت خود اختیاری کے فرض سے ان کو سنگٹھن
... کرنے کیلئے زور سے کہا۔

(ریتج شہید نمبر صفحہ ۵ کالم ۳)

شاید اس سے زیادہ تاریخی جھوٹ کبھی نہ بولا گیا ہوگا اور چونکہ
ایک بڑے ہندو لیڈر ہیں انہوں نے جھوٹ بولنے میں بھی اپنی بڑائی
... ہے۔
... یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ۱۸۵۷ء کی طرح ۱۹۲۱ء اور ۱۹۲۲ء میں
... [illegible] ... خوب، اور اس کے ساتھ بعض ناواقف اور

گروہ اور مفروضہ مسلمانوں کا تذکرہ کرکے ایک تعصب [illegible]
پیدا کیا، پھر اگر ان مسلمانوں کو بلانے کا نام کوئی سازش ہے تو شدھی
ایک بڑی سازش تھی جس کے انکشاف کا فخر صرف سوامی صاحب اور پنڈت
صاحب کو ہے۔ مندرجہ سازش ایسی ہی ہے جیسی سوامی صاحب کے
قتل کی سازش کا بہانہ ہو چکا ہے کاش خواجہ حسن نظامی صاحب نے
مسلمانوں جیسی خوابیدہ قوم کے لئے داعیِ اسلام جیسی کتاب نہ لکھی ہوتی
جس پر حاشیہ چڑھا کر بالکل انہی لائنوں پر اسلام کے حریف کام کر رہے ہیں اور
مسلمان لیڈر ابھی اس کتاب کے حسن و قبح پر غور کر رہے ہیں مسلمان
سوتے رہے اور چالاک حریف اپنا کام کر گیا۔ حملہ کو حفاظت خود اختیاری کا
خطاب دینا پنڈت جی ہی جیسے "آرچسیہ وسن" کے برہمن کو زیب دیتا ہو

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

اس کے بعد آپ نے نہیں معلوم کس ثبوت پر یہ لکھ دیا ہے کہ لیکھرام
کا قاتل بھی کوئی ایسا مسلمان ان کے وہم و گمان میں تھا، جو آج تک اپنے ہے
اور شاید آئندہ آریہ سماج کے جنم داتا سوامی دیانند سرسوتی کا قاتل بھی کوئی
مسلمان ہی کہا جائے گا۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ اس سے پہلی جون میں
مسلمان ہوا اور اب سوامی دیانند کو زہر دیتے وقت اس نے ایک برہمن کا
روپ دھار رکھا ہو، جو پنڈت جی کا ہم قوم تھا اور جس کے برہمن ہونے کے
خیال سے پنڈت جی کو "لجا" آتی ہوگی۔

اس کے بعد آپ نے یورپین فسانہ نگاروں کے نقشِ قدم پر چل کر
غریب حسن بن صباح کو اور اس کی تحریک کو پانی پی پی کر کوسا ہے جو بالکل اسی
طرح غلط ہے جس طرح ہندو فسانہ نگاروں نے جن کو غلطی سے اپنے متعلق
مورخ ہونے کا وہم تھا، اور ہے غازی شہاب الدین غوری کو ہندو
راجاؤں کے ہاتھوں صرف ایک جنبشِ قلم سے واقعہ کے خلاف گرفتار کرا دیا
یا پھر غازی اورنگ زیب کے متعلق ایک نئی تاریخ ناواقف یورپین مورخین
کی امداد سے تیار کر لی حالانکہ واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اورنگ زیب
سے زیادہ ہندوؤں پر کسی مسلمان بادشاہ نے احسانات نہیں کئے، ہندو
پنڈتوں، مندروں اور سکھ گردواروں کے لئے جتنی جاگیریں اس نام
نہاد ہندوؤں کے مفروضہ دشمن نے عطا کی ہیں اتنی تو کسی ہندو راجہ کو بھی
دینی آج تک نصیب نہیں ہوئیں۔ کیا میرے اس دعوے کو کوئی ہندو اہلِ
قلم واقعات کی روشنی میں غلط ثابت کر سکتا ہے؟

اس کے بعد پنڈت صاحب نے نہایت ہوشیاری کے ساتھ سکھوں کو
مسلمانوں کے خلاف مشتعل کرنے کی پوری طرح کوشش کی ہے چنانچہ
ارشاد ہوتا ہے

کئی کانفرنس سے دہلی پر تمام مسلمان کہا جاتا ہے ... [illegible]
انتہا میں جب کبھی یار [illegible] ... اقدام [illegible]

[illegible] تیغ میں گورو تیغ

[illegible] روجانی کو یہ امر

[illegible] تو جانے میرا انجام ہم [illegible] طرح کہانے اور ہم قسم [illegible] ہندو دہرم چھوڑ اور مسلمان [illegible] کیا اور اورنگ زیب نے حکم دیا کہ گرد [illegible] اور جب گورو مہاراج کی گردن پر [illegible] تو اس کے پہلے ان کے انت کے شبد [illegible]

گورو تیغ بہادر بولیا دہر پینہی دہرم نہ چھوڑئے

(تیغ شہید نمبر صفحہ ۶ کالم ۱و۲)

میں پنڈت جی کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ یہ ثابت کریں کہ گرو تیغ بہادر صاحب غازی اورنگ زیب کے حکم سے قتل کئے گئے۔ تاریخ کے مغالطے منبر وجھلا کو ہندو سنگٹھن کے لئے دینے ممکن ہے اچھے ہوں مگر اس زمانہ میں جب کہ ہر واقعہ دلائل اور فلسفہ اور تاریخ کی کسوٹی پر کسا جاتا ہے ایسا صریح جھوٹ بولتے ہوئے پنڈت جی کو شرم آنی چاہیے تھی یہ ہندو قوم کے سب سے بڑے لیڈر کی حالت ہے جس کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ سب سے زیادہ ٹھنڈی طبیعت کے ہیں۔ اس سے ناظرین کرام اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جب پنڈت جی جیسے ذمہ دار لیڈر نے یہ زہر اگلا ہے، اور اس قدر جھوٹ ایسی صفائی سے بولا ہے تو ان کے آریہ سماجی حضرات نے کیا کچھ نہ لکھا ہوگا جن کے منہ میں لگام نہیں اور جن کی دریدہ دہنی ضرب المثل ہے، اور جن کی امن شکن تحریرات نے ہندوستان کے امن وامان کو تباہ وبرباد کر دیا ہے۔

اگر بدنصیب مسلمانان دہلی کا کوئی نمائندہ ہوتا تو وہ سر الیگزنڈر [illegible] سے دریافت کرتا کہ سرکار کیا اس قسم کے مضامین سے ہندو مسلمانوں کے تعلقات خوشگوار ہوتے ہیں، جو دہلی کی حکومت خاموش ہے اور کیا اس [illegible] اسلامی اخبارات کو بھی آزادی دی جائیگی-؟

[illegible] حکومت کی آتنی شکایت نہ تھی جتنی آج کل [illegible] کے اشتعال انگیز اور اہانت آمیز [illegible] ہوں اور نہ ان کی [illegible]

انتشار کرکے لکھوں۔ اور پھر کس جگہ چھپواؤں جن کے قبضہ میں روزنامجات ہیں ان کو سوراج کے دل خوش کن خواب دیکھنے سے فرصت نہیں ملتی بہرحال چند اقتباسات صرف اس لئے دیتا ہوں کہ ہندو قوم میں اگر سمجھ داری اور عاقبت اندیشی اور انصاف پسندی کا جنازہ نہیں نکل گیا ہے جیسا کہ مجھے یقین ہے کہ انصاف کا عرصہ ہوا کہ "ہندوستان" سے دیوالہ نکل گیا ہے تو وہ غور کرے، اور حکومت اگر ہندوستان میں قائم رہنا چاہتی ہے تو دیکھے، اور مسلمان اگر اس کفرزار میں زندہ رہنا اور انسانوں کی طرح مسلمان قوم کے نام سے جاتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ اپنی آنکھیں کھولیں اور سبق لیں کہ دنیا کہاں سے کہاں چلی گئی۔

ذرا اٹھو سونے والے دیکھو دنیا کی محفل کو
چلا جاتا ہے کیسا قافلہ آہستہ منزل کو

جستہ جستہ اقتباس پڑھو اور غور و فکر سے کام لو کہ کیسا زہر ہندو اور مسلمانوں کے جسموں میں پیوست کیا جا رہا ہے۔

"اسلام کا پریم پیدا کرنا خلاف قدرت امر ہے، کیونکہ اسلام کا مذہب باہر سے اس ملک میں آیا اور ظلم کے سہارے پھیلایا گیا۔"

(بھائی پرمانند شہید نمبر صفحہ ۷ کالم ۲)

"ان کا قتل کرنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ قاتل اور اس کے رہنما کتنے ناعاقبت اندیش اور موقع ناشناس تھے۔ یہی بلیدان اس اشانتی کو دنیا سے مٹا کر چھوڑیگا جو اسلام نے پھیلا رکھی ہے۔"

(نارائن سوامی صدر بھارتیہ ہندو شدھی سبھا)

"اس بزدلانہ قتل کو فرد واحد کا غیر ذمہ دارانہ فعل قرار دینا غلط ہے۔ مذہبی دیوانہ تو دور حاضرہ کے خیالات کے پرچار کی پود ہے۔ قاتل کہتا ہے کہ میں نے بہشت حاصل کرنے کے لئے ایک کافر کی جان شیریں لی اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہ اسلام کا پرچلت اصول ہے یا نہیں؟"

(رائے بی گڈلیرانی پرنسپل پریم مہا ودیالہ برندابن شہید نمبر صفحہ ۱۱ کالم ۲)

"سوامی جی نے حضرت عیسیٰ جیسی شہادت پائی ہے۔"

(مسٹر جوزف بپٹسٹا شہید نمبر صفحہ ۱۳ کالم ۴)

"زرتشت جو ایرانی دارایوں کے پیشوا اور ہادی تھے شہید کئے گئے حضرت عیسیٰ صلیب پر لٹکائے گئے حضرت [illegible] قتل کئے گئے، اور اسی طرح [illegible]

سنگھٹن اور شدھی کی تحریک چلانے میں ۔

(پائنیر ہلا مور صفحہ ۱۴ کالم ۳)

"خواجہ حسن نظامی نے جن ناپاک شیطانی دکھینے طریقوں پر عامل ہونے کی صلاح دی ہے ان کے نتیجے اور مقابلہ کیلئے ہندوؤں کو پوری پوری جد و جہد کرنی ہوگی"

(ڈاکٹر بالکشن ایم اے پی ایچ ڈی پرنسپل کوہلاپور کالج صفحہ ... کالم ۴)

"افسوس اس صدی میں دنیا کا چمکدار جوہر درخشانہ طور پر دین اسلام کی وجہ سے گم ہو گیا اور اس زمانہ کا روشن ستارہ قرآن مجید کی تعلیم کے باعث گم ہو گیا "جو دین اسلام اس قسم کے قبیح اشد گناہ پورن ودوات کی تعلیم دیتا ہے اس کی اصلاح کر کے مسلمانوں کو اور ترویدک دھرم کی چھتر چھایا میں ضرور دل و جان سے کوشش کرنی چاہیے۔

سوامی جی کے بلیدان ہی کے کارن پوجیہ مہاتما گاندھی جیسے لیڈر شدھی اور سنگٹھن کے لئے چندہ جمع کر رہے ہیں"

(کنور چاند کرن شاردا ایم اے ایل ایل بی وکیل اجمیر صفحہ ۲۰۰۷)

"اسلام کے نگہبان محسوس کر رہے ہیں کہ بحث و مباحثہ اور تبلیغ سے ویدک دھرم اور آریہ جاتی مغلوب نہیں کئے جا سکتے آریہ سماج ویدک دھرم کو ایسے روپ میں پیش کرتا ہے کہ مسلمان مبلغ اور مولوی اس روپ کے مقابلہ میں قرآن مجید اور حدیث شریف کے بہترین رجحان کو بھی پھیکا پاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ایسے دھرم اور اس تہذیب کے رکھنے والے لوگ مشرف بہ اسلام اپنی مرضی سے نہ ہوں گے اور ہزاروں لاکھوں تعلیم یافتہ مسلمان یہ محسوس کرنے لگ پڑے ہیں کہ ویدک دھرم میں اسلام کی خوبیاں سب موجود ہیں اور اس کی کمزوریوں کا اس میں نام و نشان نہیں اگر لاکھوں تعداد میں مسلمان لوگ آریہ سماج میں شریک نہیں ہوتے تو اس کی وجہ محض یہ ہے کہ آریہ سماج کا انتظام کمزور ہے ... کی ... بہت تھوڑی ہے مسلمانوں ... [illegible] ... [illegible]

کو ذبح کیا جائے اور شرع کے مسئلہ کو ختم کیا جائے کیونکہ اسلام ہندوستان میں قبضہ یافتہ ہی یہ وجہ ہے کہ سنگ قاتل کو غازی کا خطاب دیا جاتا ہے۔"

(پروفیسر رامدیو گورو کل کانگڑی صفحہ ۳۰ کالم ۱)

سوامی جی نے ایک کروڑ سے زیادہ ایسی برادریوں کی فہرست تیار کی تھی جو سب کبھی زمانہ میں مسلمان حاکموں کے عتاب کے باعث یا کئی دیگر وجوہات سے مسلمان بن گئے تھے ان کے رسم و رواج اب بھی ہندوؤں کے سے ہیں یہ ہماری اپنی جہالت اور کوتاہ اندیشی ہے کہ باوجود ان کی خواہش کے ان کو ہم نے جدا کیا ہے۔

(منشی سورج نرائن صفحہ ۳۰ کالم ۴)

ہر ایک اچھی طرح سے جانتا ہے کہ مسلم مذہبی خطیبوں اور دیوانوں کے پرچار سے فی الحقیقت کیسے شیطانی مظالم ہندوؤں پر روا کیے جاتے ہیں۔

(سوامی گووندانند پردھان سندھ کانگریس کمیٹی)

"سوامی جی کا قتل اسلام کے نام بدترین داغ ہے"

محمد صاحب کو ان کے روحانی رہنما نے جو پاک پیغام ملا تھا انہوں نے اسے پہلے امن و آشتی اور ترغیب و تحریص سے پہونچانے کی سعی کی تھی مگر بعد ازاں جب انہوں نے دیکھا کہ بت پرستی اور تعصب و رذائل پر دروازہ نہیں کھلتا تو انہوں نے اپنے متبرک مشن کو تکمیل تک پہونچانے کے لئے بطور آخری چارہ کار کے جبر کو استعمال کرنا مناسب سمجھا

(مسٹر ایل ایم سامرے بانی مشرقی افریقہ انڈین نیشنل کانگریس صفحہ ۴۰)

وہ مذہبی دیوانہ جس پر سوامی کے قتل کا الزام ہے اپنے اس عمل سے ایک سنت فاتح غازی بن گیا ہو یہی نہیں بلکہ مجرم قاتل اللہ تعالیٰ کے فضل سے یا اپنی ریاضت سے حاصل کردہ کسی قسم کی خدائی مداخلت سے معصوم و بے گناہ قرار دیا جائیگا مگر سوامی شردھانند جی کی آتما کا جو اثر پڑتا ہے اس سے وہ نسل اور تہذیب کو رہی نہ بچ سکیگی

(پنڈت نیل کنٹھ داس ممبر لیجسلیٹو اسمبلی صفحہ ۱۰ کالم ۱)

"میں سوامی جی کے قتل کا صرف عبدالرشید ہی کو نہیں بلکہ تمام اسلام اور اسلامی مذہب کی تعلیم کو ... [illegible]

[illegible]

... مات سو سال تلوار بھی ہندو جاتی ... پستول بھی ہندو جاتی کا ... نہیں کر سکے گی۔

(سوامی اگنی ہوتری صفحہ ۵۳ کالم ۲)

"ہندوستان کے مسلمان ۹۰ فیصدی ہندو ہیں ان پر ان کا اسلامی مذہب غیر ملکی اسلامی سلطنت کے دور میں زبردستی ڈالا گیا تھا"

اگر آج مسلمانوں نے سوامی شردھانند کا خون کیا ہے تو کل کسی اور کا کرنے والے ہیں"

(ڈاکٹر مونجے نمبر ابسلی صفحہ ۵۵ کالم ۲ و ۳)

"کئی مسلمان اخبارات کہہ رہے ہیں کہ ایسا ہونا چاہیے کہ یہ بدنما داغ دور ہو سکے۔ مگر میں بزور کہتی ہوں کہ یہ داغ تمہارے ... اسلام کے دامن سے کبھی بھی دور نہ ہوگا۔ انسانوں سے غلطی کا ہونا ممکنات سے ہے لیکن وہ مذہب جو ہمیشہ ہی دوسرے مذہب پر عقیدہ رکھنے والے لوگوں کو خواہ وہ فرشتہ سیرت ہی کیوں نہ ہو کافر کہہ کر قتل کرنے کی رغبت دلاتے ہوئے بہشتی غازی کا خطاب اور پس مردن جنت اور حور وں کا لالچ دیکر جاہل ناسمجھ لوگوں کو خونخوار درندوں کی مانند بنا دیتا ہے وہ مذہب ان بدنما دھبوں سے ...... کبھی بچ نہیں سکتا"

(مرتبہ) شانتی سابق اصغری بیگم صفحہ ۶۵ کالم ۱)

اس مرتبہ میں نے صرف نثر کے مضامین کا جستہ جستہ اقتباس دیا ہے آئندہ اشاعت میں نظم کا انتخاب پیش کروں گا اب میں دہلی کی ذمہ دار حکومت اور ذمہ دار ہندو مسلمان لیڈران سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس قسم کے مضامین سے ہندو مسلم اتحاد کی فضا پیدا ہو سکتی ہے اور کیا یہ مضامین پڑھکر مسلمان مشتعل نہ ہوتے ہونگے؟ اور کیا ان مضامین سے جس میں نہایت دریدہ دہنی کے ساتھ اسلامی تعلیم پر حملے کئے گئے ہیں مسلمانوں کی مذہبی دل آزاری نہیں ہوتی ہوگی؟

یہ ایسے سوالات ہیں جن پر حکومت اور بالخصوص ہندو مسلمان ذمہ دار ... کو ... اشد ضرورت ہے۔

... کے ذہن ... ہونگے کہ میں گزشتہ فسادات کلکتہ پر نظر ڈالتے ... بعض ناقابل انکار تاریخی واقعات درج کئے تھے تو ... قائم کیا گیا تھا مگر کئی ہفتے غلط ... خود ... موسوم کر ...

ہوتی اور یہ اسکی خاموشی کا نتیجہ ہے کہ ... کے شہید ... مقدمہ پر بحث کرتے ہوئے جو کہ کھلی ہوئی عدالت کی توہین ہے اسلام کی تعلیم پر نہایت چھوٹے، ورگمراہ کن اور اشتعال انگیز اور اہانت آمیز حملے کئے گئے ہیں۔

بعض بھائی اپنی شرافت اور اسلام دوستی کا ثبوت اس طرح دیتے ہیں کہ ایک پوسٹ کارڈ لکھکر کتابیں وغیرہ منگوانے کی درخواست کرتے ہیں اور جب ان کی شرافت پر بھروسہ کرکے بازار سے کتابیں خرید کر گرہ سے ٹکٹ لگاکر انکی خدمت میں بھیجا جاتا ہے تو اسکو نہایت بے نیازی سے واپس کر دیتے ہیں اور اسکو اسلام کی بہت بڑی خدمت سمجھتے ہیں کہ ایک مسلمان کو بلاوجہ نقصان پہنچایا جائے کتابیں واپس آکر پڑی رہتی ہیں مگر کمیشن پر جو رقم خرچ ہو جاتی ہے وہ تو نہ میرے پاس رہتی ہے اور نہ منگانے والے بھائی کے کام آتی ہے کاش وہی اس سے کچھ فائدہ اٹھا سکتے کہ نقصان ... شماتت ہمسایہ سے تو بچتا۔

اس اخلاقی اور مذہبی پستی پر افسوس ہے کہ مسلمانوں میں اب یہ احساس ہی نہیں رہا کہ حقوق العباد کیا ہیں میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ میں بہت بے عمل انسان ہوں اور بیحد گنہ گار ہوں۔ اور وی پی کی واپسی سے جو نقصان مجھے پہنچتا ہے اسکو میں بد اعمالی کے عوض قیامت کے روز وی پی واپس کرنے والوں کے نیک اعمال سے تبدیل کر لونگا اور اس تجارت کو میں اپنے نقصان کا باعث نہیں سمجھتا۔

گزشتہ مہینہ کا حساب کرنے بیٹھا تو ساٹھ روپے کے ٹکٹ صرف اس قسم کے وی پیوں کی واپسی کی وجہ سے ضائع ہوئے اور یہ اتنا بڑا نقصان ہے جسکی تلافی کم سے کم دو تین مہینہ میں تو ہوگی ایسا نہیں اگر چاہوں تو ان واپس کنندگان کے خلاف دعوی کر سکتا ہوں جنکے خطوط میرے پاس محفوظ ہیں کیونکہ میں کسی صاحب کی خدمت میں وی پی بغیر انکی یا انکے کسی رفیق کی درخواست کے نہیں بھیجا کرتا مگر میں نے اپنے یہ نقصانات اس عدالت کیلئے محفوظ رکھے ہیں جہاں میں اور یہ نقصان پہنچانے بھائی اکٹھے جمع ہونگے اور ذرہ ذرہ کا حساب لیا جائے گا۔ اور سب کے حق دینے ہونگے وہ شاید میں آئندہ ایسے بھائیوں کے نام شائع کر سکوں جنہوں نے بلاوجہ وی پی واپس کرکے نقصان پہنچایا تاکہ دوسرے رسائل محفوظ رہ سکیں۔

بعض حضرات خط لکھتے وقت نہ تو اپنے نمبر خریداری کا حوالہ دیتے ہیں اور نہ جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ بھیجتے ہیں اور ہم حسب قاعدہ کے مطابق ان کو جواب نہیں دیا جاتا تو شکایت پر شکایت کرنے میں ناراض ہوتے ہیں۔ مگر جوابی کارڈ بھیجا ... سب ... ایسے بھائیوں کی اطلاع کیلئے عرض کرتا ہوں کہ جس خط پر نمبر خریداری نہیں ہوتا وہ ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا جاتا ہے غور تو کیجئے کہ اس حقیر رقم میں آپکو جواب دینے کیلئے کہاں ہے گنجائش نکالی اگر آپ کے کارڈ روزانہ لکھے گئے تو آپ ہی فرمائیے کہ آپکے دس روپے ماہوار کا یہ مستقل خرچ کس طرح برداشت ہو سکتا ہے؟ جو بھائی نمبر خریداری نہیں لکھتے ... کی ... دائیں جانب چھپا ہوا ہوتا ہے تو انکو غور کرنا چاہیئے کہ ... ہزار ... ان کے نام کو کس طرح حافظے کی مدد سے تلاش کیا جا سکتا ہے اور اگر اس کا التزام ... جائے تو کم سے کم ... خط ... کے ...

پیشوائے اعظم

مولا مدد فرمائیے!

(از خامۂ جناب مولانا سیماب صاحب اُرنی چیف اڈیٹر پیمانہ)

[illegible] وقت امتحاں، مولا مدد فرمائیے — امت پہ نیا ہے گراں۔ آقا مدد فرمائیے
تنگ ہے امت مرحوم پہ دنیائے دنی — جسے دیکھو وہی مستوجب تشنہ لبی
دوستو نہیں ہے محبت نہ وفا اپنوں میں — گم ہوا ہے آئین اویس قرنی
آج حضرت ہے بھی میسر نہیں ان جیسوں کو — جنکو کہتا تھا جہاں رشک گل یمنی
شورشوں نے غضب انداز میں مچا رکھا ہے — آجکل کا [illegible] ہم سے ہے جانو بنی
رحم فرمائیے امت کی گرانجانی پہ — اے رسول عربی اختر برج مدنی
ظلم ایسے نے خالق سے بھی نہیں حجاب — اب اُنپہ ہیں ظلم و ستم کیا کیا۔ مدد فرمائیے
یا نبی! ہند میں ہے بے سر و ساماں کبتک — صرف فریاد و فغاں ہو لب نالاں کبتک
آپکے عشق میں آتا نہیں کچھ حق کرم — اپنے اعمال سے دنیا میں پشیماں کبتک
[illegible] ہے کوئی آہ پہ سر سامانی کی — رہیں تنہا یونہی خستہ و حیراں کبتک
کیجئے اب تو مداوائے غم نیش انجام — دل مجروح رہیں خلش جاں کبتک
[illegible] گئے طوفان پریشانی ہے — آخر اس دور پریشاں میں پریشاں کبتک
[illegible] کوئی ہمدرد بھی کوئی نہیں — ہنگامۂ عالم میں ہیں تنہا۔ مدد فرمائیے
التفات اب کہ بڑی سخت گھڑی آئی ہے — جسکے ہر لمحہ میں اندیشۂ رسوائی ہے
آدم گشتۂ طوفان ہے کشتی حیات — ہر طرف کرب و مصیبت کی گھٹا چھائی ہے
حق لامکان تو برداشت کیا جو فلک — اب نہ یارائے تحمل نہ شکیبائی ہے
صرف تفرقہ ہے جمعیت ملت افسوس — اب کہاں حوصلۂ انجمن آرائی ہے
جان ہو نثار ہو اور جاتا [illegible] نظر — اے مسیحائے زماں وقت مسیحائی ہے
[illegible] تقدیر ہے صبر آزما — ہے تنگ ہم پر عرصۂ دنیا۔ مدد فرمائیے
ظلم اغیار کے اپنا سے ہوا ہے کہ نہیں — ہم اسیر غم و مجبور بلا ہیں کہ نہیں
خرمن [illegible] تا بلخ و فرغم سے — آتش جبر سے ہم شعلہ بپا ہیں کہ نہیں
خطرہ شورش اقوام [illegible] بھی — باہمی جنگ ہے سوختہ سر پا ہیں کہ نہیں
رنگ [illegible] ہوا قومیت [illegible] کا ہے — غیر پابند ہے جنسے دنیا میں آج ہیں کہ نہیں
[illegible] مرحلائے ملال — یا نبی آپ غریبوں کی دوا ہیں کہ نہیں
[illegible] نہیں [illegible] — اُن بیکسوں کی یا شہ بطحا مدد فرمائیے
راہزن بن گئے [illegible] — ہو گئی آہ زمانہ کی ہوا بھی دشمن
[illegible] — شکوۂ غیر تو کیا اپنے [illegible]
[illegible] — زندگی ہے [illegible]
[illegible] — [illegible]

اُسوۂ حسنۃ

یا

سنت الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم

(از جناب مولوی حافظ محمد عبد التواب صاحب چشتی (مولوی فاضل))

لقد کان لکم فی رسول اللہ — (مسلمانو!) تمہارے لئے یعنی ان لوگوں
اسوۃ حسنۃ لمن کان — کے لئے جو اللہ اور روز آخرت کے ملنے
یرجوا اللہ والیوم الآخر و — سے ڈرتے اور کثرت سے یاد الٰہی کرتے
ذکر اللہ کثیرا — تھے (اتباع کرنے کو) رسول اللہ کا
(احزاب ع ۳ پ ۲۱) — ایک عمدہ نمونہ موجود تھا۔

لغت کے اعتبار سے اُسوہ کے معنی پیشوا۔ اور افسر قوم کے ہیں۔ ایک لڑائی کے موقعہ پر بعض مسلمان کفار کی کثرت کی وجہ سے کچھ گھبرا سے گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس لڑائی میں شریک اور سب سے پیش پیش تھے۔ تو مسلمانوں کو گھبرانے کی کیا ضرورت تھی۔ چاہئے تھا کہ بخوف و خطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیتے۔

سنت کے لغوی معنی طور و طریق کے ہیں۔ محدثین اور فقہائے کرام رحمہم اللہ اس سے صحابہؓ۔ اور تابعین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طور و طریق سے مراد لیتے ہیں۔

پس اس اصطلاحی تعریف میں صحابہؓ تابعین۔ اور طور و طریق، یہ تین لفظ قابل غور ہیں۔ اصحاب اور صحابہ۔ صحابی کی جمع ہے۔ صحابی وہ ہے جو مشرف باسلام ہو جسکو رسول اللہ صلعم کی صحبت کا شرف حاصل ہو۔ صحبت کیلئے مدت کی تعیین نہیں۔ تھوڑی ہو۔ خواہ بہت۔ مگر شرط ہے کہ اسلامی عقائد اور اسلام پر وفات پائی ہو۔

(۲) تابعی وہ ہے جس کو کسی صحابی کے ساتھ صحبت و ملاقات رہی ہو مشرف باسلام ہو اور اسلام ہی پر وفات پائی ہو

(۳) طور طریق سے مراد قول و فعل اور تقریر ہے۔ تقریر یہ ہے کہ کسی کو کچھ کرتے دیکھا یا کہتے ہوئے سُنا اور خاموش ہوگئے رد و انکار نہ کیا جس سے سمجھا گیا کہ قول یا فعل کو جائز رکھا۔

اس لحاظ سے سنت نو طرح کی ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول۔ [illegible] فعل [illegible] کسی کے قول یا فعل کو جائز رکھنا [illegible]

[illegible] علیہ وسلم کے اتباع و پیروی کی ثابت سورۂ [illegible] ارشاد فرماتا ہے

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله و یغفر لکم ذنوبکم والله غفور الرحیم

(اے حبیب ان سے) کہدو کہ تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ کر اللہ (بھی) تم کو دوست رکھے اور تم کو تمہارے گناہ معاف کردے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

آل عمران ع ۴ پارہ ۳

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حق میں خود سرور کائنات کا فرمان ہے جس سے صحابہ کے اتباع اور پیروی ثابت ہوتی ہے:

اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اهتدیتم

میرے صحابی ستاروں کے مانند ہیں تم ان میں سے جس کا اقتدار کروگے راہ پاؤگے۔

مشکوٰۃ شریف

اس حدیث کے راوی امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا ہے۔ کہ میں نے اپنے رب سے اس اختلاف کے بارے میں سوال کیا جو میرے بعد میرے صحابہ میں (فروعی اختلافات) ہوا کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی کہ اے محمد تمہارے اصحاب میرے نزدیک آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں بعض بعض سے زیادہ قوی ہیں لیکن نور و روشنی سب کے لئے ہے۔ پس جن مسائل میں صحابہ کا اختلاف ہے۔ اگر ان میں سے کسی ایک مسئلہ کو بھی کسی نے لیا تو میرے نزدیک ہدایت اور راہ راست پر ہے۔ پھر امیر المومنین حضرت عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے صحابی ستاروں کی طرح ہیں۔ ان میں سے جس کی اقتدا کروگے ہدایت پاؤگے

(از مشکوٰۃ شریف) تابعی کی پیروی بحکم حدیث خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم (زمانوں میں سب سے بہتر زمانہ میرا ہے پھر ان لوگوں کا زمانہ بہتر ہے جو اس زمانہ کے لوگوں سے نزدیک ہونگے۔ اور پھر ان کا جو ان سے نزدیک ہونگے) سے مستنبط ہوتی ہے۔

کیونکہ خیر القرون قرنی عہد صحابہ کو بتا رہا ہے۔ ثم الذین [illegible] تابعین کو اور ثم الذین یلونہم تبع تابعین کو۔

[illegible] کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے رسول اللہ صلی اللہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے صحابہ اور [illegible] کی پیروی کرتی ہے [illegible]

[illegible] مقدس تعلیم اسوۂ حسنہ [illegible] تعلیم [illegible]

کی [illegible] اور خدائی رسی کو مضبوط [illegible] اخوت و مساوات کو پائے ناز سمجھتے رہے۔ اس وقت تک ہر قسم کی [illegible] کمال اور عروج ان کو نصیب ہوا۔

عہد بر بخ کیا سلطنت زیر فرماں عہد ہر آنکہ العمانی ملک سنجر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے اہل عرب کا کیا حال تھا۔ زمانہ جاہلیت میں آپس میں بڑی بڑی خانہ جنگیاں ہوتی تھیں۔ معمولی معمولی باتوں پر اور ذرا سی کاوشوں کی وجہ سے صدیوں لڑائی ہوا کرتی تھی اور انہی خانہ جنگیوں کی بدولت قبائل کے قبائل تباہ و برباد ہو گئے تھے۔ مدینہ منورہ کے دو قبیلے اوس اور خزرج میں سینکڑوں برس سے لڑائی قائم تھی۔ اسلام۔ آہ مقدس اور پیارے اسلام نے انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم (تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں اور بھائیوں میں صلح و سازگاری رکھو) کی تعلیم دیکر تمام عداوتوں ہر قسم کے فضول [illegible] جھگڑوں کا قلع قمع کر دیا۔

چند بختی با برادرا اے برادر زم شو تاکہ آزاری مسلمان ایں مسلمان شو محرم وار

مقدس اسلام کی بابرکت تعلیم سے عرب کے خانہ بدوش۔ بادیہ نشین مصر [illegible] سالہا سال کی عداوتوں کو یکلخت بھول گئے۔

اخوۃ و مودت کے رشتے کو مستحکم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

یاایہا الذین آمنوا اتقوا الله حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون واعتصموا بحبل الله جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت الله علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا کذلک یبین الله لکم آیاتہ لعلکم تہتدون

(زآل عمران ع ۱۱ پارہ ۴)

[illegible] مومنو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور اسلام [illegible] اور سب مل کر مضبوطی سے اللہ کی رسی کو پکڑے رہو اور ایک دوسرے سے الگ نہ ہونا اور اللہ کا وہ احسان یاد کرو جب تم آپس میں دشمن تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کی اور تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہوگئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے آ گئے تھے پھر اس نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ اپنے احکام تم کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم راہ راست پر آجاؤ۔

اسلام نے تو اخوت مودت مساوات کو اس قدر مدنظر رکھا ہے کہ کسی مذہب میں ایسی مساوات ممکن ہی نہیں۔ اسلام میں یہ بڑی خوبی کی ہے کہ ایک ادنیٰ درجہ کا غریب مزدور اور ایک جلیل القدر بادشاہ مذہبی احکام میں یکساں اور برابر ہیں اور یہی مساوات کی [illegible]

…ب صفوں کے برسے ہوکر زبردست مقاومت ہی فتح نصیب کرتے ہیں ایک
زن کے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونٹ پر سوار ہو کر چلتے ہیں تو دوسری
ت مبارک میں نکیل تھام لیتے ہیں اور کبھی بجائے غلام کو بٹھلا دیتے ہیں۔
پیروان اسلام نے حبل اللہ خدا کی رسی کو مضبوط و مستحکم پکڑ کر میل جول
ی سے ترقی کی ہے۔ کوئی عیسائی یا یہودی اگر حضور سرور عالم کی خدمت
پ صحابہؓ سے فرماتے کہ اسے برا کہنا کافر ہونے کے لقب سے یاد کرنا
یہ مسلمان ہو جائیگا۔

لڑکوں۔ غلاموں۔ شریر النفس بدذات لوگوں نے آپ کو پتھر مارے
یں کاہن جادوگر بتلایا۔ چلنے کے لئے راستہ بند کر دیا۔ قتل کی تدابیریں
ہوئے تھا لاکھو تھا۔ مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرمایا تو یہی زبان
ارشاد کیا اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون
ردگار عالم میری قوم کو ہدایت فرما کیونکہ یہ میرے مرتبے سے) لا علم ہیں
مر ہے کہ ترقی اسلام بلا اتباع اسوۂ حسنہ سنت رسول مقبول
لیہ وسلم ممکن نہیں۔ اسلام نے اقتدار سنت نبوی اور اسوۂ حسنہ کی
ہم کا سبق پڑھا کر جنگجو خونخوار قوموں کو آپس میں بھائی بھائی اور شیر و شکر
عالمگیر اسلامی ترقی اور اشاعت اسلام کا تری سبب یہی تھا کہ مسلمان
جری … جی فداہ کے اسوۂ حسنہ کی تقلید و پیروی کرتے تھے اور آپ کی
پیچھے مال اور اپنی جانوں کو قربان کرتے تھے۔
اتباع اسوۂ حسنہ نے ہی مسلمانوں کو معراج ترقی پر پہنچایا تھا اور انکی

قوت و شوکت و دبدبہ و جاہ و جلال کا یہ عالم تھا کہ غیر مذاہب کے لوگ بھی
اولوالعزم بادشاہ تھرتھر کانپتے تھے؎

لڑائی میں ایک ایک دس دس پہ بھاری | شہنشاہان بدر و جہاں بانان خیبر
گلیں دشمنوں کے تئیں ہو کے بچھرے | اکھڑ کر لڑکے دیں بیکے ملی میں کنکر
بھگایا ہر اعداکو یوں غازیوں نے | اڑا کر ہوا جیسے لے جائے پتھر
خدا اور رسول خدا ان کے حامی | کوئی آسکے ان سے کس طرح بر سر

لیکن جس وقت سے ہم نے اپنے آباؤ اجداد اور اسلاف کے عادات و اطوار کو ترک کر دیا
ہو سنت نبوی کے اتباع سے روگردانی کر لی احکام الٰہی سے کچھ سروکار نہ رکھا اس
وقت سے ہماری قوت میں انحطاط، ہماری شان و شوکت میں تنزل پیدا ہوتا
گیا حتی کہ وہی قومیں جو ہمارے اسلاف کے زیر اثر تھیں ہمکو ذلت و رسوائی کی
نگاہوں سے دیکھنے لگیں؎

گو دن کہ اسلام سے کانپتے تھے | زمین و زماں بید کی طرح تھر تھر
بت و برہمن کی زباں پر تھا جاری | دم نعرۂ ذکر اللہ اکبر

پس اگر ہم کو مذہبی روایات کے باقی رکھنے کا کچھ بھی خیال ہے اور اپنی کھوئی
ہوئی شان و شوکت پر کچھ بھی افسوس ہے اور اگر ہم کو بزرگان دین اور اسلاف
کے کارناموں کے معلوم کرنیکا ذرہ برابر شوق ہے تو ہم اسوۂ حسنہ کی اقتدار
کریں۔

والسلام وما توفیقی الا باللہ

مجاز و حقیقت

معرفت

(از ادیب الملک جناب پروفیسر اکبر رضا صاحب حیدری سکرٹری بزم ادب)

(۱)

تصویر یار دیکھی گویا بہار دیکھی
دیوانہ وار دیکھی
کلیوں کے رنگ و بو میں گلہائے سرخرو میں
تصویر یار دیکھی
آغوش گلستاں میں دامان بوستان میں
گویا بہار دیکھی
برق جمال پنہاں تصویر حسن عریاں
دیوانہ وار دیکھی

(۲)

نقش و نگار دیکھے جلوے ہزار دیکھے
معروف کار دیکھے
کلیوں میں بہجت آرا پھولوں میں کیف پیما
نقش و نگار دیکھے
آسودۂ گلستاں اوراق گل میں پنہاں
جلوے ہزار دیکھے
یہ آب و گل کے دھوکے نشو و نما کے حیلے
معروف کار دیکھے

(۳)

یہ دور بیں نگاہیں یہ سرد سرد آہیں
یہ معرفت کی راہیں
تقدیر سے ملی ہیں قسمت نے بخشدی ہیں
یہ دور بیں نگاہیں
تھکیں رہا کریں اب آپ ضبط کریں
یہ سرد سرد آہیں
[illegible] ملتی نہیں ہیں اکثر
یہ معرفت کی راہیں
[illegible] میں نہاں ہے
[illegible] کہاں ہے

روزہ

(از مولانا عبد الماجد صاحب بی اے)

کھانا انسان کی زندگی قائم رکھنے کے لئے ہے یا انسان کی زندگی اس لئے ہے کہ اسے کھانے پینے کی لذتوں میں بسر کیا جائے؟ موجودہ مادی دنیا نے شق دویم کو اختیار کیا ہے اور اس کا عمل بھی اسی پر ہے مذہب نے شق اول کو اختیار کیا ہے اور اپنے پیروؤں کو اس پر عمل کرنے کی ہدایت کی ہے

اسلام دین فطرت کا دوسرا نام ہے اس میں کوئی شے فطرت انسانی و فطرت کائنات کے مخالف ہو نہیں سکتی وہ ایک طرف اپنے پیروؤں کو جائز لذتوں سے لطف اٹھانے کی بار بار دعوت دیتا ہے اور دوسری طرف قدم قدم پر لا تسرفوا

دائرہ اعتدال سے قدم باہر نہ رکھو

کی بھی تائید کرتا جاتا ہے لذتوں پر جھک پڑنے کا نام فسق ہے اور لذتوں سے بالکل کنارہ کش ہو جانے کو رہبانیت کہتے ہیں اسلام نے جو شاہراہ ہدایت دنیا کے نام سے پیش کی ہے وہ فسق و رہبانیت، دونوں سے بچ کر ان کی درمیانی راہ ہے۔ خواص جب گمراہ ہوتے ہیں، تو رہبانیت کے گڑھے پر پڑ جاتے ہیں عوام کی گمراہی کا نام فسق ہے نفس انسانی میں لذتوں پر جھک پڑنے کا قدرتی میلان موجود ہے انسان اکثر انہیں لذتوں پر گرتا ہے اور ایسا گرتا ہے کہ انسانیت سے گزر کر بہیمیت کے غار تک پہنچ جاتا ہے روح کو چاہیے کہ روز بروز لطافت کی جانب ترقی کرتی جائے تا کہ جب جسم سے جدا ہو جانے کا وقت آئے تو اپنے مرکز اصلی کی جانب پرواز کر کے جو از سر تا پا نور و لطافت ہے وصل و وصال کا وہ انتہائی لطف و سرور حاصل کرے جس کا نام مذہب کی اصطلاح میں جنت ہے۔ لیکن انسان جب فسق میں مبتلا ہو جاتا ہے یعنی ان مادی لذتوں میں پڑ جاتا ہے جو اس کی روحانی صحت کے حق میں مضر ہیں تو رفتہ رفتہ اس کی روح کثافت اور گندگی میں آلودہ رہنے لگتی ہے۔ یہاں تک کہ جسم سے جدا ہونے کے بعد اس میں اپنے مرکز اصلی کی جانب پرواز کی صلاحیت نہیں باقی رہتی اور مجبوراً اسے تنزل کر کے مادہ کی کثافتوں اور آلائشوں کے مرکز سے آمیز ہونا پڑتا ہے، جو اس سے کوئی بھی طبعی و خلقی مناسبت نہیں رکھتے، اسے انتہائی اذیت و تکلیف کا سامنا ہوتا ہے اور اس کو مذہب کی اصطلاح میں دوزخ کہتے ہیں۔

اسلام خلق اللہ کو راحت و سرور کی انتہائی منزل تک پہونچانے کا بہترین راہبر ہے اس نے چن چن کر اپنے نظام و آئین میں وہی احکام رکھے ہیں جو روح کی فطری صلاحیت کو بڑھائیں اور گندگی و کثافت میں آ[illegible]

> ایک اہم جس عمر کا نام روزہ ہے ... اپنے تئیں گرسنگی و تشنگی کی تکلیف

...ی غرض و غایت صرف یہ ہے کہ انسان
...سے بے توجہ ہو کر روح کا اپنی صفائی
...ے۔ قرآن پاک نے روزہ کی غایت
(تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ) تقویٰ کے
...ہر اس شے سے جو روح کی پرواز ترقی
...جو روح کے جوہر لطیف کے حق میں زہر
...ہے۔ ہر اس شے سے جو روح کو کثافتوں اور آلائشوں کی دلدل
...ے رکھتی ہے قرآنی بلاغت کا یہ معجزہ ہے کہ اس سارے مفہوم کو
...قون" کے ذریعہ سے ادا کر دیا۔

...ماز اور روزہ اپنی حقیقت کے لحاظ سے دو جداگانہ چیزیں نہیں
...حقیقت کے ایجابی و سلبی، مثبت و منفی دو پہلو ہیں۔ نماز کی
...لی ہے یعنی دربار خداوندی میں حاضری دو، اپنی روح جزئی
...ن تعلق روح کلی سے پیدا کرو۔ روزہ کی حیثیت انفعالی ہے
...دں سے بچو جو اس راہ میں حائل ہوتی ہیں، جو روح کو اس فتار
...ابل بناتی ہیں طبیب حاذق علاج بھی کرتا ہے اور پرہیز بھی بتاتا
...ی تکمیل ہے جب مریض دونوں باتوں پر عمل کرے
...دوا ہے اور روزہ بمنزلہ پرہیز۔ دوا اور پرہیز دونوں کی اہمیت
...پر ظاہر ہے۔

...حقیقت ہے کہ دنیا کے کامل ترین انسان کو نماز کے بعد جو عبادت
...محبوب تھی وہ روزہ تھا رسول خدا صلعم اس کثرت سے روزہ
...ل خاندان و اصحاب بعض اوقات دنگ رہ جاتے۔ وہ کھلی ہوئی
...یا سعت کو روحانی پاکیزگی و صفائی کے نمونے بہترین اور کامل
...تھے دیکھنے والوں نے دیکھا جس جس نے عمل کیا وہ اپنی مراد کو

کھیلنے میں زیادتی کرنا، عورت سے ... بلوغ پر ... ہونا سخت کلامی کرنا کسی کا مال دکھانا کسی کے پیچھے اس کی برائی سے اکڑنا، مال و دولت کی ہوس کرنا یہ سب چیزیں ایسی ہیں جو روح کی لطافت کو صدمہ پہونچاتی ہیں اس کی بالیدگی کو روک دیتی ہیں۔ ... تاریکی کی بجائے ... پیدا کرتی ہیں اور جسم و مادہ کی کثافتوں کو ... تمام چیزوں سے بچنے اور پرہیز کرنے کا نام روزہ ہے ... روزہ دار کے لئے یہ سب امور ممنوع ہیں۔

انسان اگر اپنی عمر کا بیشتر حصہ ان پابندیوں کے ساتھ گزار سکے تو اس کے مرتبہ کا کیا پوچھنا، لیکن کم از کم سال کا بارہواں حصہ تو اس طرح گزارنا اپنے لئے لازمی سمجھے۔ اور اگر بہت سے لوگ مل کر ایک خاص زمانہ کے لئے مقرر کر لیں جس میں وہ سب شریک ہوں، تو شرکت و اجتماع کی بنا پر نفس روزہ کی برکتیں بدرجہا بڑھ سکتی ہیں مگر سب کا اپنے ارادہ سے ایک خاص زمانہ مقرر کرنا ممکن نہیں کسی کو کبھی سہولت ہوگی کسی کو کبھی اس لئے خود شریعت نے راحت و سرور ابدی کی منزل کے بہترین، ہموار ترین و محفوظ ترین راستہ کا نام شریعت ہے، ایک خاص مہینہ کا تعین کر دیا جسے رمضان سے موسوم کرتے ہیں

خدائے اسلام جس طرح ہمارے رکوع و سجود ہماری تکبیر و تسبیح سے بے نیاز ہے اسی طرح اسے ہمارے بھوکے اور پیاسے رہنے ہمارے روزہ و تراویح ہماری سحری و افطار کی کوئی حاجت نہیں یہ تمام امور صرف ہمارے نفع اور فائدہ کے لئے ہیں۔ ہماری طبیعتیں ... چونکہ شیطانی اثرات سے مسخ ہو چکی ہیں اس لئے آج بہتوں کو روزہ کی پابندی ایک بار معلوم ہوتی ہے لیکن کل جب یہ بات دور ہو جائیں گے جب آنکھیں کھل جائیں گی اس وقت اندازہ ہو سکے گا کہ روح میں اعلیٰ صلاحیتیں پیدا کرنے کے لئے اور ابدی سرور و دائمی راحت حاصل کرنے کے لئے روزہ کتنا سہل، آسان، مفید و موثر نسخہ تھا کاش ہمارے سب بھائیوں کی آنکھیں آج ہی کھل جاتیں۔

درسِ تبلیغ

اتحاد و تنظیم

(از جناب مولانا عبدالحکیم خاں صاحب اختر)

کھول کر چشمِ بصیرت دیکھ نیرنگِ جہاں
ذرے ذرے میں نہاں ہے زندگی کی داستاں
کارفرما ہے جہانِ آب و گل میں اتحاد
ہیں اسی بنیاد پر قائم زمین و آسماں
قوم کے ہر فرد کو تنظیم کا پیغام دے
ہے اسی مٹی سے تعمیرِ حیاتِ جاوداں
فرقہ بندی کا مرض پھیلا ہے تیری قوم میں
اٹھ ذرا اپنی خبر لے اے مسیحائے زماں!
ہے جو آزادی کی خواہش طائرِ فطرت نوا
گلستانِ اخوت میں بنالے آشیاں
دانوں سے خرمن کی۔ ذروں سے ہے صحرا کی نمود
قطرہ قطرہ مل کے بن جاتا ہے بحرِ بیکراں
آہ! تو نے ان کو طاقِ نسیاں کر دیا
اتحاد و نظم ہیں اسلام کی روحِ رواں
غیر تو عامل ہوئے اسلام کے احکام پر
اور تو اب تک گرفتارِ طلسمِ این و آں
[illegible] ہے تیرے لئے
[illegible] رنگ و نسل و خاندان
[illegible] سے ضیا اندوز ہو
[illegible]

مسلمانوں کی فرقہ وارانہ کشیدگی کے اسباب

(از خامہ حضرت مولینا مولوی سید نذر علی صاحب درد)

ہم جس وقت اپنے اسلاف کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ وہ جس کام کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے اس کو پورا کر کے چھوڑتے تھے اور انکو خدا کامیابی بھی دیتا تھا لیکن آج اگر ہم کسی کام کا ارادہ کریں خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی مکمل نہیں ہوتا اور خدا بھی ہمارا ساتھ نہیں دیتا اب سوال یہ ہے کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ غور کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ہم جو کام کرتے ہیں۔ طلب جاہ اور شہرت پرستی کی خاطر اس میں دو پر وہ کام کر دیتے ہیں ہم اپنی ملکی ضرورتوں کو مذہبی جامہ پہنا کر مسلمانوں کو سبز باغ دکھاتے ہیں اور قوم کو لوٹتے ہیں۔ ہماری کسی دینی خدمت میں للہیت نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ خدا ہم کو کامیابی نہیں دیتا۔

[illegible] بڑی وجہ یہ ہے کہ اخباروں میں کلام اللہ کی آیتیں [illegible] مختلف نقل کر دیتے ہیں اور توجہ و غور نہیں کرتے میں نے خود نیوں اور پنساریوں کے یہاں اخبار کے ایسے اوراق دیکھے صرف یہی نہیں بلکہ کوڑے کرکٹ اور نالی کی کیچڑ میں بھی ایسے اوراق پائے ہیں افسوس ہے ہمارے قلوب کی یہ حالت ہو گئی خدا رسول کا احترام جاتا رہا۔ افسوس ہے کہ ان کو ذرا بھی احساس نہیں یہی وجہ ہے اور یہی سبب ہے کہ ہماری حالت درست نہیں ہوتی۔ مجھے کسی شخص سے ذاتی عناد نہیں خدا محفوظ رکھے بلکہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ خدا رسول کے اقوال کا احترام کرے۔ اخباروں میں ان کے بے محل اندراج کی روک تھام کرے اگر شدید ضرورت ہو تو ایسے اخباروں کو کتاب کی صورت میں چھپوایا جائے رسائل کے لئے صرف اتنی تحریک کی ضرورت ہے کہ وہ باضابطہ مدون کئے جائیں ورنہ مجلد کی طرح ان کا بھی یہی حشر ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ اول ہم کو خدا رسول کے اقوال کے احترام کا انتظام چاہیئے دوسری اشد ضروری بات یہ ہے کہ ہم جو کام کریں اس

لہ ایک وہ زمانہ تھا کہ بغیر وضو قرآن پاک نہیں چھوا جاتا تھا آج [illegible] نہ معلوم کس کس کے ہاتھوں میں کلام پاک پہنچتا ہے۔ کلام پاک اگر گر جاتا تھا تو کر کے مذہبی لحاظ کیا جاتا تھا آج انہی کلام پاک کی آیتیں اخباروں کے ذریعہ کتنی دفعہ گلی میں پھینکی جاتی ہیں۔ تاچیز درد کاکوری

حیثیت ہو تب خدا یقیناً ہماری مدد کو نکلے گا اور ہر قسم کی فرقہ وارانہ کشیدگی جاتی رہے گی۔ کیونکہ ہماری عدم کامیابی کا یہی راز ہے

جسمانی کمزوری

اس میں شک نہیں کہ ہم بچوں کو تعلیم کی طرف توجہ دلاتے ہیں اور اس میں کامیاب بھی ہوتے ہیں جس وقت وہ کچھ پڑھ لکھ جاتے ہیں اور ان کو کتابوں کے دیکھنے سننے سے دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے تو ان کو ان کے والدین جہاں علمی حیثیت سے سرمایہ تفریح ملتا ہے وہ وہ چیزیں ہوتی ہیں نظم میں امیر داغ وغیرہ کے دیوان - اور نثر میں عبدالحلیم شرر وغیرہ کے ناول۔

جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ فطری جذبہ جس کو وقت مقررہ پر ظاہر ہونا چاہیئے تھا عاشقانہ غزلوں اور ناولوں کی سیر کی وجہ سے قبل از وقت ظاہر ہو جاتا ہے اور چونکہ انسان کی فطرت ہے کہ جس کام سے اس کو روکا جائے وہی کام کرتا ہے اس لئے اگر اس کے ان جذبات کی روک تھام کی جائے تو ہمارے بچے ناولوں کو چھپ چھپ کر دیکھتے ہیں اور اسی کے ذریعات سے اپنے جذبات کے نکالنے کا ذریعہ بھی اختیار کرتے ہیں۔

غرض نہیں وہ ان چیزوں کی وجہ سے ہمارے بچوں کے اخلاق خراب ہو جاتے ہیں۔ وہ مضامین ان کے دل و دماغ میں عاشقانہ غزلوں اور ناولوں کے مضامین گونجتے رہتے ہیں تو وہ ان سے متاثر ہو کر اپنے اغراض نفسانی کی تکمیل میں اپنے آپ کو مدہوش کامیاب بنانے میں منہمک ہیں۔ انہیں ارادوں میں جائز یا ناجائز طریقے سے کامیاب ہونا جسمانی کمزوریوں کا سبب ہو جاتا ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور وجہ ہے وہ یہ کہ ہم اپنی اولاد کا نکاح بہت دیر میں کرتے ہیں کہ روپیہ پاس نہیں دھوم دھڑکے سے شادی نہ ہوگی تو لوگ نام رکھیں گے۔ حالانکہ یہ سخت غلطی ہے اسلام نے کہیں فضول رسموں کے لئے حکم نہیں دیا اور نہ یہ حکم دیا کہ روپیہ نہ ہو تو قرض لے کر فضول رسمیں ادا کرو۔ نکاح صرف ایک فرض ہے جو اسلام میں نہایت ہی سادگی سے ادا کیا گیا ہے جس کے لئے ہم کو خود حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا حضرت فاطمہؓ کے نکاح پر نظر ڈالنی چاہیئے۔

ہماری یہ حالت ہے کہ فضول رسمیں ادا کرنے کے لئے جب تک قرض نہ مل جائے یا روپیہ جمع نہ ہو جائے اس وقت تک ہم اپنی اولاد کی شادی نہیں کرتے ہمارے پرانے خیالات والے مسلمان بھائی اس غلطی میں بہت مبتلا ہیں اسی کا نتیجہ ہوتا ہے کہ جب اولاد اپنے سن بلوغ کو پہنچ جاتی ہے اور ان کو اسکی فطری بھوک کیلئے غذا نہیں ملتی تو وہ چوری چھپے اپنی ہوس پوری کرنے کی عادی ہو جاتی ہے لیکن چونکہ ایسے مقامات امراض خبیثہ کا مخزن اور معدن ہوتے ہیں اسلئے بیماری بھی ہوتی ہے اولاد بھی اس سے متاثر ہو کر جسمانی کمزوری کا شکار ہو جاتی ہے یہاں تک یہ خطرناک امراض نسل بہ نسل منتقل ہونا شروع ہو جاتا ہے پرانی غیر ضروری قیود کی پابندی کرنے والے لوگ ہی ان غلطیوں کے ذمہ وار ہیں۔



...ب کی رفتار
...کے ساتھ ساتھ تبدیلی

زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ بساز

(...مہر لال صاحب فاضل سنسکرت کے قلم سے)

...دیانند نے اپنی مختصر سی زندگی میں اپنے عقائد اور خیالات میں ...تبدیلیاں کیں۔ وہ ایک عالم علم النفس کے اشاروں اور کنایوں میں بہت ... اصولی عقائد میں تبدیلیوں کا نمونہ درج ذیل ہے

(۱) پہلے آپ سورگ اور نرگ (بہشت و دوزخ) کی ایک خاص جگہ ... (ستیارتھ ...)

(۲) مُردوں کی ارواح کو ثواب پہنچانے کے قائل تھے۔ بعد ... مانہ سے ... (ستیارتھ ...)

(۳) مکتی (نجات) دائمی مانتے تھے۔ بعد میں میعادی ماننے لگے تھے ... مہرشی دیانند مؤلفہ لاجپت رائے)

(۴) گائے کی سوغتنی قربانی کو ویدک تعلیم سمجھتے تھے (ستیارتھ ...)

(۵) گوشت کھانے کی تاکید کرتے تھے (" ")

(۶) روح اور مادہ کی قدامت کے قائل نہ تھے (" ")

ویدوں میں گڑبڑ

(۷) ویدوں کے اندر رشیوں اور دیوتاؤں کے نام بدل دئے گئے۔

(۸) ساتن دھرم کے سام وید مطبوعہ کاشی اور جونا گڑھ کی نسبت ... پر پاٹھک (باب) کی بیشی کی گئی۔

(۹) آریہ پریس اجمیر نے اتھر وید ادھیا ۲۰۔ منتر ۴۸ کی زیادتی ... اور کمی ختم کر دئے۔

(۱۰) ستیارتھ پرکاش، سنسکار ودھی وغیرہ میں کئی منتر جعلی بنا دیئے۔

(۱۱) ... ویدک تفسیر پرانی تفسیروں پر کہ نرُکت اور نگھنٹو کے بھی ... کی گئی۔

...دیانند کے بعد کی تبدیلیاں

(۱۲) نیوگ کے بجائے نکاح بیوگان کے قائل ہو گئے

... کتابوں ستیارتھ سنسکار ودھی وغیرہ کے پہلے ایڈیشن منسوخ کردئے گئے۔

(۱۳) سوامی دیانند کے خلاف وید منتروں کے ترجمے کئے گئے (دیکھو پنڈت ساتولیکر کی وید ترجمے وغیرہ کتب اور راجہ رام کی تصنیفات)

(۱۵) اتھر وید میں تحریف کے قائل ہو گئے (دیکھو بھگوت دت اور دیگر فضلائے سنسکرت کے مرتبہ ویدک کوش (ویدوں کی لغت) کا دیباچہ)

(۱۶) دیانند جی نے لکھا کہ اچھوت اگر شدھ ہوں تو ان کی برادری علیحدہ بنائی جائے آریہ ان کے ساتھ کسی قسم کا میل ملاپ نہ کریں مگر اب اس کو اڑایا جا رہا ہے۔ (سوامی دیانند کا پتر ویہار)

(۱۷) شودروں کو یگیوپویت (زنار) دینا، ان کو منتر سکھانا (وید) پڑھانا دیانند کے عقیدہ کے خلاف ہے۔

ذات پات کے گرداب میں آریہ سماج کی کشتی

اس مرتبہ آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر سب سے زیادہ زور ذات پات کی حد بندیوں کو توڑ دینے پر دیا گیا۔ جس پر بابو پارٹی نے گرما گرم تقریریں کیں لیکن برہمن پارٹی بحیثیت مجموعی اس سے علیحدہ رہی سوامی سروانند نے کھلم کھلا مخالفت کی اور کہا کہ ورن ویوستھا (ذات پات) کا لحاظ اعمال کے قائم کرنا کی تجویزیں ہو رہی ہیں تم سے اتنا تو نہیں ہو سکا کہ پہلے جو ذاتوں کی پوچھ ذم لگائی ہے اسے چھوڑ کر آریہ بنو، سوامی جی نے کیا ہی سچ کہا۔ مگر ورن ویوستھا کا وہ خواب جو دیانند جی نے دیکھا تھا اس کا پورا ہونا آریوں سے ناممکن ہے۔

لڑکے لکھ پڑھ جائیں جوان ہو جائیں تو انہیں ورن (برہمن کشتری ویش۔ شودر) قابلیت و اہلیت کے مطابق دیا جائے اگر برہمن کا بیٹا اس عمر میں برہمن کی ڈگری نہ پا سکا تو اس کو اس کی حاصل کردہ ڈگری کے مطابق کشتری ویش یا کسی شودر خاندان کو اس کے اپنے ماں باپ سے علیحدہ کر دیا جائے اور اس کے عوض میں کسی شودر خاندان کا لڑکا جس نے برہمن کی ڈگری حاصل کر لی ہو برہمن ماں باپ کو دیدیا جائے۔ کیا یہ ویدوں کا کوئی حکم ہے اور کیا اس پر عمل درآمد ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب آریہ سماج کے پاس کچھ نہیں۔ اس کا حل صرف اسلام کے جھنڈے کے نیچے ہے اسلامی تعلیم کی کشتی ہی تمہیں اس گرداب بلا سے نجات دلا سکتی ہے ورنہ سالانہ جلسوں پر ناقابل عمل تجاویز پیش کرنا، اندھیرے میں تیر چلانا ہے جس سے کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

تخیلاتِ لطیف

امر او اور ہے مجھ پر شباب بھی

(جناب مولانا سید ذوالفقار علی صاحب بخاری)

...بھی ہے تیری جناب بھی
...ک بے سوال کی طاقت بھی تاب بھی

ہم تیوروں سے پا گئے انجام آرزو
سننے نہ پائے تھے ابھی حرف جواب بھی

...ں بھولنے کو بھول بھی جاؤں مگر کہاں
...ا صورت آفریں ہے یہ دنیائے خواب بھی

...جی میں یہ تھی کہ دل میں تمہیں ہم اتار لیں
...پر اٹھ سکی نہ ہم سے تمہاری نقاب بھی

...ں دیکھنے میں کچھ نہیں چھوٹا سا ہے حباب
...وفان ہے مگر میری چشم پُر آب بھی

پھر کون روئے گا مجھے اے موت جلد آ
ہوں نا مراد اور ہے مجھ پر شباب بھی

...نہ کچھ ہوا بس اک اجل کا ہے انتظار
...کو ہے اک اور محبت کا باب بھی

مفروضہ جانشین داغ کی شاعری پر ایک نظر

(ایک حقیقت نگار کے قلم سے)

میں بدقسمتی سے شاعر نہیں ہوں، اور نہ شاعر بننے کا کبھی ولولہ میرے دل میں پیدا ہوا کہ اب تو بعض نا اہلوں نے اس فن لطیف کو اپنی جہالت سے بے حد بدنام کر دیا ہے۔

پیشوا کے ناظرین کے اصرار سے میں نے ادب لطیف کے باب کا اضافہ صرف اس لئے کیا ہے کہ جب کہ دہلی آہ بدنصیب دہلی، اور اجڑا دیار دہلی، اور ہاں وہ دہلی جس میں غالب اور ذوق جیسے اور علم ادب کے آفتاب استراحت گزیں ہیں اس کے فرزندوں میں آج صحیح ذوق شعری مفقود ہے۔ اور ہاں وہ دہلی اردو جس کی لونڈی تھی اور ہے۔ اب اس کے فرزندوں میں اتنا بھی [illegible] زبان کے سننے کا ذوق اور اس کی ترقی کا ذوق نہیں جتنا پنجاب اور یوپی اور بہار کو ہے، اور یہ اس کی انتہائی بدمذاقی نہیں تو کیا ہے کہ دہلی سے ایک رسالہ بھی صرف علم و ادب کی خدمت کیلئے ایسا شائع نہیں ہوتا جیسا پنجاب اور یوپی اور بہار حتیٰ کہ بمبئی جیسے دور دراز صوبوں سے متعدد کامیاب رسائل شائع ہو رہے ہیں۔

پیشوا میں نے چند صفحے پیشوا میں اردو علم و ادب کیلئے اس وقت تک کیلئے نذر کر دئیے ہیں جب تک دہلی کی بزم اردو اپنا کوئی مستقل [illegible] شائع نہیں کرتی اور جس کا وجود نہیں خوش نصیب ہے خادمان اردو کی مخلصانہ کوششوں کا رہین منت ہے جو نہ وہی کئے ہیں، اور نہ ان کو اپنی زباندانی کی مرکزیت کا غلط اور بے معنی فخر ہے۔ وہ تو صرف اس زبان کی خدمت کرنا چاہتے ہیں جس کی خدمت کا فرض دہلی اور اس میں بسنے والے ہندوستانیوں پر ہے۔

مجھے امید ہے کہ جس نیت سے یہ مضمون شائع کیا جا رہا ہے اس کے غلط معنے نہیں لئے جائیں گے اور اس کی تنقید سے آئندہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جائے گی۔

(ایڈیٹر)

نواب سراج الدین احمد خاں صاحب سائل دہلوی حضرت داغ مرحوم کے شاگرد [illegible] ہیں آپ کو اپنی زبان دانی پر بڑا ناز ہے اور اس حد تک سنتے ہیں کہ کچھ کلام میں [illegible] کی غلطیاں [illegible] ہوتی ہیں مگر [illegible] لیکن [illegible] ... [illegible]

... اور خود مولانا ... دیں اور واہ واہ کا شور ... بیان ... کچھ ہیں۔ سہل نہیں حقیقی وادو معنی ہا ہیے گرہے افسوس ہو کر دکھی ... میں رکھتا ہوں کہ آپکا کلام کس قدر معنی ہوتا ہو۔ بیشمار غلطیاں ... انکے کلام میں موجود ہیں۔ جن پر میں اس وقت ... کہنا چاہتا مجھے یہاں سائل صاحب کے کلام کے معنی سے غرض ہے ... کرتے ہیں۔

بیخودی ہوگئی خود پردہ دار جام شراب — کوئی غماز نہ تھا جز اثر جام شراب

"اثر جام شراب" سے مراد بیخودی ہے۔ اور پہلے مصرع میں "جام شراب" سے مراد تاثیر جام شراب (جام شراب ظرف۔ شراب مظروف۔ شراب علت تاثیر شراب معلول) اب شعر کی نثر ملاحظہ ہو

بیخودی خود بیخودی کی پردہ دار ہوگئی۔ بیخودی کا غماز بیخودی کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ اب ذرا سوچئے کہ بے خودی نے بیخودی کی چغلی کس طرح کھائی اور کھائی تو ظاہر کیا کیا؟ بے خودی؟ وہ پہلے ہی سے ظاہر تھی!! شعر گفتن راچہ ضرورت۔

کس طرح ہوگا یہاں تک گزر جام شراب — اڑ گئی خلق خدا آگے سے ہر جام شراب

"دور جام شراب" "گزر جام شراب" کچھ آپ ہی کو زیبا ہے۔ سبحان اللہ کیوں حضرت آپ خلق خدا میں شامل نہیں تھے آپ تہ جام کیوں نہ اڑے۔

ہو جو مدہوش کوئی پیش نظر جام شراب — جام دے کر کے میکش تہ جام شراب

واللہ اس پیش نظر جام شراب نے تو غضب ڈھا دیا۔ کیا زبان ہے۔ کیا محاورہ ہے۔ سبحان اللہ! مرحوم فصیح الملک کی روح اپنے اس سعادت مند جانشین کی اس قابلیت پر پھڑک گئی ہوگی۔ اب ہم کہا کریں گے کہ سائل پیش نظر خانہ استادہ است۔ کتاب پیش نظر قلم افتادہ است۔ کیا تعلیم دے رہے ہیں حضور ماشاء اللہ۔ دوسرے مصرع میں "کر کے" کی بلاغت اور فصاحت نے تو ٹن کیوتر بنا دیا۔ ذرا معنی پر غور فرمائیے کہ اگر جام کے پاس کوئی مدہوش بیٹھا ہو تو میکش جام کو جام کا چارہ کیے گا۔ کیوں میکش ایسا پاگل کیوں ہونے لگا۔ ان اگر نشے میں ایسے بے معنی الفاظ کہہ جائے تو کہہ جائے۔

مرد مر میکدہ مینا شجر جام شراب — بے خودی لطف لطیف ثمر جام شراب

لیجئے صاحب اب پشتو پر بھی عنایت ہوئی۔ حضور نے کوشش کی ہے کہ ظلم عظیم غلط کہہ کر بزرگوں کو مرعوب کریں۔ فرریع بہ معنی کھیت۔ میکدہ۔ شراب خانہ۔ شجر درخت۔ ثمر پھل

مقبول اردو میں اس شعر کی نثر ملاحظہ فرما کر ناظرین خود ہی کچھ معنی سمجھ لیں سائل صاحب کی طرف سے جواب صاف ہے۔

کھیت شراب خانے کا صراحی درخت جام شراب کا
... جام شراب کے پھل کا

... مرزا سائل صاحب۔ پھر عنایت فرمائیے۔ آپ اس ... ...

کرتے ہیں، اور دہلی کی مرکزی حیثیت کو صدمہ پہنچاتے ہیں!!

ایسی سے آج چلا ہے یہیں سے پیر مغاں — تاقیامت نہ ہو زائل اثر جام شراب

اس شعر میں بھرتی تو کام کو نہیں "تاقیامت جس کا اثر زائل نہ ہو" کی جگہ "تاقیامت نہ ہو زائل اثر جام شراب" کہنا تو عین فصاحت ہے "آج ایسی مے پلائے کہ جام شراب کا اثر تاقیامت زائل نہ ہو" کیا شعر ہے سبحان اللہ

تیس دن بعد ہوا روزہ میکش افطار — عید کے جام نے دی ہے خبر جام شراب

"میکش نے عید کے دن شراب پی" رفعت خیال ملاحظہ ہو دیکھئے تیس دن کے بعد انتیس دن کے بعد نہیں۔ تیس دن کے بعد۔ اور پھر ملاحظہ فرمائیے کہا کوزہ میں دریا بند کیا ہو دو مصرعوں میں حضور نے مطلب بھی ادا کر دیا۔ شاباش

شیخ جب آتا ہے میخانہ میں رہتا ہے مجھے

ناظرین پہلے جناب نواب سائل صاحب کو اس مصرع کی داد دیں پھر دوسرا مصرع پڑھیں

خوف دستار سے پڑھ کر خطر جام شراب

سائل صاحب خدا کے واسطے غریب فارسی پر رحم کیجئے۔ خوف دستار کیا معنی دستار سے مراد عمامہ تو نہیں آپ کو پگڑی سے کیوں ... ٹوپی پہنتے ہیں؟ اور یہ خطر جام شراب کیا بلا ہے بندہ نواز۔ پگڑی کے پھسل جانے کا ڈر "خوف دستار" نہیں ہو سکتا۔ اردو آپ کے گھر کی لونڈی ہی کہ فارسی پر تو رحم فرمائیے ... کی ضرورت ہے "خوف دستار" کو اگر صحیح مان لیا جائے تو "خوف محتسب" سے مراد محتسب کی بے عزتی ہوگی۔ ذرا سوچ کر کہا کریں۔ ارشاد ہوگا

مغتی و شیخ کو ان آنکھوں سے میں نے دیکھا — ایستادہ ... مینا ...

آپ یہ زبان بولتے ہوں تو ہوں یہ دلی والوں کو بدنام کرنے ... کون بولتا ہے۔ یہ بولتا تھا یا بولے گا۔ اور مطلب صرف اس قدر مفتی و شیخ کو شراب پیتے دیکھا۔ کونسا نیا خیال نکالا۔ آپ نے اپنی ... فارسی میں جو مطلب کریں سائل مجھے رند — ترجمہ کیا ہو بجز گریہ گرجا کیوں صاحب یہ سائل نے معنی گریہ گر جام شراب آپ نے کونسی ڈکشنری سے؟ سائل عربی کا لفظ ہے۔ اچھا اگر ڈکشنری ہو جائیں تو خواہ مخواہ اردو میں ترجمہ کریں تو کیا کہیں گے گریہ گر جام شراب۔ خوب والا جام اور شراب ... الفاظ ہیں! آپ نے اس شعر میں یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ سائل کے گریہ گریہ۔ کیا تخیل ہے۔ مکرر ارشاد ہو جناب جانشین صاحب کیوں اگر سندھی رند آج نام لیکر پکاریں تو کیا کسی دہر کے دیئے۔ بس اب رخصت ہوتا ہوں پھر کبھی خدمت ہو تو حاضر ہوں اچھا دو چار شعر ملاحظہ ہوں مطلع صاف ہے۔

ایسے ویسے پر ہماری بھی طبیعت آگئی — "در د سر کی ہے ضرورت ... والی ..."

تم بھی ڈھونڈو میں بھی ڈھونڈوں دل مرا کھویا گیا ہے — تم کو حاجت ہے تو لیجئے مجھے دل ...

اک زمانے کی خیانت کہیں پڑ نہ جائے — مفت دیتا ہوں اگر لو مال ...

یہ غزل کہنی پڑی اس مصرع نے مضطر پر — اسکو اتنی کا کیجو شیر کا دل ...

اصلاح اعمال

کھلاڑی کا ناچ

(ملا خوجی فیوتی کے قلم سے)

کر لال سی چادر ناچ لے جو ہر ناچ لے جو ہر
ناچ کھلاڑی دھنک دھنا

بل جانا پڑے گا واں سے میوہ لانا پڑیگا
ناچ کھلاڑی دھنک دھنا

مدو بن کر آیا دیکھو کیسا تن کر آیا
ناچ کھلاڑی دھنک دھنا

کھیلو کو دو کودو کھیلو ناچو اٹھو
ناچ کھلاڑی دھنک دھنا

کھالے اس کو اب تو کاٹے گا کس کس کو
ناچ کھلاڑی دھنک دھنا

جنگلی اٹھ لے جنگلی یہ لے چشمے لگالے جنگلی
ناچ کھلاڑی دھنک دھنا

بازار میں نکلے لڑکے بالے سب کہہ اٹھے
ناچ کھلاڑی دھنک دھنا

میرے پڑوس میں ایک خانساماں رہتا تھا اس نے ایک پال رکھا تھا جسے اس کو جو تر کھلاتا تھا، خانساماں جی نے ایک دن مجھ سے ۔ اپنے پیارے کھلاڑی جو ہر کیلئے کچھ لکھنے کی فرمائش کی۔ میں نے چینک سے اشعار موزوں کرنے ہیں، شاید کسی قابل ہوں۔
"خوجی فیوتی"

علی بابا چالیس چور

قومیت متحدہ اور دین اسلام کے اسٹیج پر

(جناب مولانا عکاس کے قلم سے)

(گزشتہ سے پیوستہ)

دوسرا چور ایکی عمر ۱۲۰ اور پچیس کے درمیان ہوگی اس کا حلیہ یہ تھا اوسط درجہ کا قد، گدازجسم، موٹی ناک جیسے بیسن کی پھلکی پچکو رے گال، دھنسی ہوئی آنکھیں جیسے ریت میں غلہ گھستا ہے کوتاہ گردن تنگ پیشانی اور حرامزادہ کی یہی نشانی کہ اتنی نازک کہ باوجود تلاش کے پتہ نہ چلتا یعنی اوپر نیچے سے یکساں طرفین سے نیچے کا حصہ بہت بھاری تھا تیوری پر بل پڑا ہوا تھا۔ گول چہرہ پر عینک لگی ہوئی تھی ڈاڑھی بالکل صاف، سر پر انگریزی بال تھے ترکی ٹوپی اور حیدرآبادی اچکن اور چست پائجامہ کا لباس زیب بدن تھا۔

اس نے کھڑے ہوتے ہی کہا کہ یہ جھوٹ کہتا ہے۔ یہ نسلاً حرامی ہی مگر عملاً مجھ سے زیادہ حرامی نہیں ہے اور نہ اس کی حرمزدگیاں مجھ سے زیادہ خطرناک ہیں، اس لئے یہ کہ بہت بدنام ہے "اور اسی پیشہ میں اپنی عمر بسر ہوئی ہے اگرچہ یہ دس نمبر کا اور چوٹی کا بدمعاش ہے، مگر اس کی شرارتوں کا اثر عام مسلمانوں پر زیادہ نہیں پڑتا۔

مجھے دیکھ کر میں کیسا گربہ مسکین ہوں اور چونکہ فوگزار رہوں اسلئے مجھ سے ناواقف لوگ آسانی سے میرے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ دیکھو بڑا اصحاب جیسے ہیں

میرے محترم سردار اور بھائیو!

میری مختصر سرگزشت یہ ہے کہ میرے باپ یہی اجلی نگری کے رہنے والے تھے جس میں ہماری متعزز قوم پرست لیگ جمی ہوئی ہے اور جنکا کوچہ میں سکونت تھی صوفی مشرب اور بڑے صلح کل بزرگ تھے اور ان کی متعدد اولادیں تھیں، آخر وقت میں میرے باپ نے اپنی بیگم اصل سیدانی بیوی کے انتقال کے بعد ایک مایہ کو گھر میں ڈال لیا تھا جسکے متعلق بعض لوگوں کا بیان ہے کہ نکاح ہوگیا تھا اور اس کے بطن سے میں انکی آخری اولاد ہوں اور ایسا سبز قدم ہوں کہ پیدا ہوتے ہی باپ کا صفایا کیا۔

میری والدہ نے کچھ میرے باپ کی پس ماندہ پونجی سے کام چلایا اور کبھی کبھار وہ اپنے پرانے "لبکاروں" میں اپنے قدیم پیشہ (فن قابلہ) پر بھی جاتی تھیں۔ میرے سوتیلے بھائی میری والدہ سے صرف اس لئے نفرت کرتے تھے کہ وہ انکے خیال میں محض اصل نہیں [illegible]

[illegible] سکے کوئی حد نہیں کرسکے اور حاما پوجہ [illegible]

میری [illegible] کو ابتدائی تعلیم سمجھ کے ایک [illegible] والوں [illegible] نے [illegible] محنت و محبت کا تختۂ مشق بنایا اور میری فطری کمزوریوں سے [illegible] جب تکالیف ناقابل برداشت ہوگئیں تو میں اس تعلیم [illegible] ہوگیا۔ اسلئے میں نے انکے پاس جانا ترک کردیا اور . . .

پھر [illegible] کتابیں پڑھنی شروع کیں۔ اس زمانہ میں انگریزی سلطنت نے ہندوستان کے بڑے بڑے مسلمانوں کے ساتھ سختیاں کیں اور میرے معزز سردار آپ کو بھی ایک قانون کے ذریعہ نظر بند کردیا گیا تھا آپ نے اپنے گزارہ کیلئے جب دہلی کے [illegible] اور [illegible] کو کہا تو انہوں نے ایک انجمن آپکی "اعانت" کے لئے قائم کی جس سے بعض آپکے طفیل دوسرے مسلمانوں کی بھی برائے نام مدد ہو جاتی تھی۔ اس انجمن کے عہدہ دار بڑے بڑے آدمی تھے اور چونکہ وہ خود کام نہ کرسکتے تھے، اور نہ کرنا چاہتے تھے اس لئے جبل پور کے ایک ایک نوجوان کو "دین کا مسیح" سمجھکر سپرنٹنڈنٹ بنایا۔ چونکہ یہ سررونٹ آف انڈیا سوسائٹی میں کام کرچکا تھا۔ اسلئے اس نے آتے ہی نہایت مستعدی سے چندہ فراہم کرنا شروع کیا اور اس کثرت سے اخبارات کو تار دئے کہ نظر بندوں کی انجمن کی دھوم ہوگئی۔ میں نے اس خیال سے کہ خالی پڑا رہتا ہوں کچھ وقت کٹے گا اور شاید کچھ کام کرنا بھی آجائے اس تار والے سپرنٹنڈنٹ کے پاس جانا شروع کردیا۔ میری عمر اسوقت بمشکل پندرہ سولہ سال کی ہوگی۔ اس نے میرے ساتھ بڑی شفقت کی۔ اور مجھکو انگریزی کی تعلیم میں بڑہانی شروع کی۔ تھوڑے عرصہ میں مجھے اتنی مہارت ہوگئی کہ میں انگریزی اخبارات دیکھنے لگا۔ پھر اسنے مجھے انگریزی ترجمہ پر لگایا۔ چند دنوں زیر مشق رہنے سے مجھے ترجمہ کی بھی خاصی مہارت ہوگئی۔ اور جبل پوری "اونٹ" کا اتنا بڑا احسان ہے کہ اس کا خراج مجھے کئی بار اس انجمن کے دفتر اور اس مکان میں جہاں ہم جیسے شریف بیٹھتے ہیں کئی دفعہ دینا پڑا۔ اگرچہ اب اس قسم کے خراج دینے کا میں عادی ہوگیا تھا۔ مگر اس عرصہ میں انجمن کے ایک [illegible] کارکن نے مجھ پر سی آئی ڈی کا ملازم ہونے کا جھوٹا الزام لگایا جس سے میری آمد و رفت علانیہ بند ہوگئی مگر خفیہ جاری تھی۔

جب وہ انجمن ختم ہوگئی، اور آپ رہا ہوگئے تو یہ نوجوان جو بغیر حیرے جبل [illegible] نہیں رہ سکتا تھا اپنے ساتھ مجھے اپنے وطن لے گیا چونکہ اس نے مجھے اخباری دنیا کے قابل بنادیا تھا اس لئے میں اس کے کہنے کو ٹال نہ سکا [illegible] کہ اگر انکے کہنے کو ٹال بھی دیتا تو گزارہ کے لئے اس وقت [illegible] کیا [illegible]

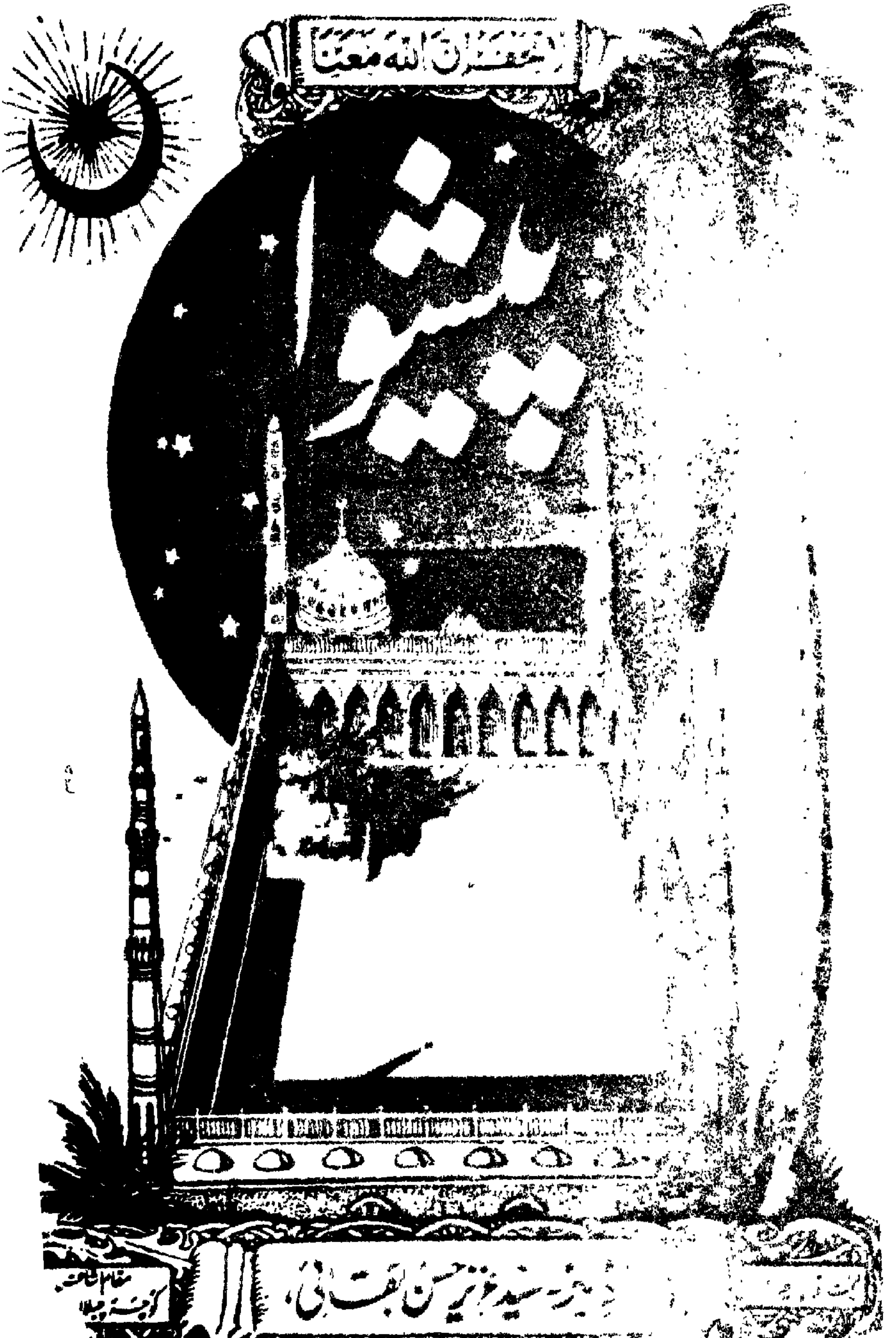
[illegible] ایک [illegible] اخبار میری معرفت کے لئے نکالا گیا مگر وہ [illegible] میں تھا۔

جبل پور میں میری وجہ سے اس نوجوان کی عزت و [illegible] بہت بڑھ گئی کیونکہ ان کو سب تمام جبل پور کی اصلی غرض و غایت سمجھی گئی اسلئے انہوں نے فوراً انکی شادی کردی۔ جائز شادی ہو جانے سے مجھے بڑا صدمہ ہوا۔ اگرچہ اس نے میری حق تلفی نہیں کی۔ مگر میں دل برداشتہ [illegible] ہوگیا۔

اس عرصہ میں قومی تحریک کا عروج ہوا، اور میں نے ایک عنتر بیہ [illegible] آرٹیکل شایع کیا جس کی وجہ سے اس نوجوان پر سدیشن کا مقدمہ قائم ہوا اور اڑتی اڑتی یہ خبر پہنچی کہ مقامی حکومت مجھکو بھی اس کے ساتھ قانونی شکنجہ [illegible] چاہتی ہے اس لئے میں نے نہایت ہوشیاری کے ساتھ جس قدر دفتر میں [illegible] آیا ہوا تھا اور جو سب کا سب میری تحویل میں تھا وہ لیا جس کو بعض بے چوری کرنا کہتے ہیں اور جو سامان کپڑوں وغیرہ کی قسم میں سے دفتر کا میں [illegible] تھا لیا اور اخبار کی چٹیں چرا کر میں رات کو بغیر کسی کو اطلاع دئے جبل پور سے روانہ ہوگیا اور دہلی آکر میں نے مسجد فتحپوری میں منشی فاضل کے امتحان کی تیاری شروع کی۔ امتحان میں آٹھ مہینے باقی تھے۔ مسجد فتحپوری کے ممبروں نے میرا وظیفہ مقرر کردیا اس طرح مجھ کو تعلیم حاصل کرنے میں آسانی ہوگئی۔ مگر بدنصیبی نے یہاں بھی ساتھ نہیں چھوڑا۔ اور باوجود شدید محنت کے میں امتحان میں فیل [illegible] اور اس کے بعد میں بھوپال اور حیدرآباد چلا گیا۔ جہاں میرے دونوں بڑے بھائی ملازم ہیں۔ کئی سال میں نے ان دونوں ریاستوں میں ان کے پاس گزارے جو اگرچہ مجھے گری ہوئی نظروں سے دیکھتے تھے مگر سمجھکر خاموشی سے میرے اخراجات برداشت کرتے تھے، ان میں سے ایک [illegible] اور روپیہ بھی بہت کماتا ہے۔ شراب بھی پیتا ہے صحبت کے اثر سے میں بھی آخ تھو آخ تھو کرکے اس کو پلاتے وقت خود بھی پی لیا کرتا تھا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اب بھی نہیں ہے۔ ابھی میرے معزز سردار کچھ ہی دن گزرے [illegible] ساتھ ڈورنگ میں شریک ہوچکا ہوں۔ چند سال ان بھائیوں کے [illegible] اور پھر مجھے دہلی یاد آئی۔ دہلی میں ایک چمڑے والے نے جسکی عیاشیوں کی دہلی کے بازاروں اور بیالوں کے ڈیرہ میں بڑی شہرت تھی۔ مجھے ترجمہ کا کچھ کام دیا۔ اس نے جب دہلی میں دوبارہ قومی اڈہ قائم کیا میں نے آپکی جوکھٹ پہ سر نیاز جھکایا نالائق بناکر مجھے دھکے دئے تو دہلی کے ایک "ایرانی المذاق" مولوی سے جو اپنا بدلا اتار رہا تھا، اپنا شوق پورا کرنے کیلئے مجھے ایک سو روپے [illegible] کے اخبار کا ایڈیٹر مقرر کردیا۔ اگرچہ میرے تقرر کی اکثر جہر پوش [illegible] مخالفت کی اور مجھکو بے ریش پر ورجہوکرا بناکر میری وقعت گھٹانا [illegible] اس جماعت کے کرتا دھرتا جنہیں ایک سرحدی پٹھان بھی تھا میں [illegible] ان سب کو خوش کردیا کرتا تھا اس لئے کسی کی کچھ نہ چلی اور میں [illegible] ایڈیٹر ہوگیا۔ ایڈیٹری کا تو نام ہے جنرل [illegible] ہوں [illegible] علاوہ کچھ لکٹ [illegible] چرالیتا ہوں اور کچھ روزانہ انگریزی [illegible]

جلد ۲۲ نمبر ۵

ھوالباقی



ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر

اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے

[illegible]

پیشوا

[illegible]

نمبر ۵	۸ مارچ ۱۹۲۷ء مطابق ۳ رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ	جلد ۲

حمد

(از جناب منشی احمد دراز خاں صاحب عاجز)

دو عالم سے فزوں تر مرتبہ ہے ای خدا تیرا — بھلا یہ بندۂ عاجز کرے پھر وصف کیا تیرا
نہ کوئی تیرا ثانی ہے نہ ہمسر دوسرا تیرا — کہاں ہیں جا ؤں اب چھوڑ کر پھر ای خدا تیرا
یہی بس ہے تمنا ہاں یہی ہے آرزو میری — کروں شوق دل سے تذکرہ صبح و مسا تیرا
کسی سے کیا غرض اُسکو کسی سے اسکو کیا مطلب — جسے اُمید تجھ سے ہو جسے ہو آسرا تیرا
کیا کرتی ہیں ہر دم بلبلیں حمد و ثنا تیری — زباں پر قمریوں کی ہر گھڑی ہے تذکرہ تیرا
نظر آتا ہے سبکو کعبہ و دیر و کلیسا میں — وہی ہے نور وحدت ہر جگہ جلوہ نما تیرا
گھٹے گی بار دم بھر میں کشتی گناہوں کی — گر دریائے رحمت جوش پر جب آگیا تیرا
تری ہی جستجو میں مرگئے سر پھوڑ کر لاکھوں — مگر ابتک نہ جانا ایک نے بھی کچھ پتا تیرا
نکلنے کا ارادہ جب کرے جاں جسم سے میری — زباں پر نام ہو اے مالک ارض و سما تیرا

رہا غافل خدا کی یاد سے دنیا میں اے عاجز
نہیں معلوم اب کیا حشر ہو روز جزا تیرا

شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

تیج کی اشاعت میں تیج کے شریر نمبر (شہید نمبر) کے ان اشعار کا مختصر انتخاب درج کرتا ہوں، جن سے ہندو مسلمانوں کے تعلقات غیر خوشگوار ہونگے، اور جن کا اثر ہندوستان کے امن و امان پر بہت برا پڑا ہے اور جس سے اسلام کی سخت توہین ہوتی ہے۔ اور جس نے مسلمانوں کو بہت مشتعل کیا ہے ملاحظہ ہو۔

گئے ہیں شدھیاں کر نیکو شردھانند جنت میں — ملے گا اب فرشتوں کو بھی پر آنند جنت میں
یہ تحریک مقدس خلد میں بھی بارور ہوگی — ملائک ایسے تھے مدت سے حاجتمند جنت میں

میں صرف یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا جنت اور فرشتوں کے آریہ سماجی بھی قائل ہیں؟ اگر نہیں ہیں تو پھر یہ مسلمانوں کے ساتھ شرارت نہیں تو کیا ہے، اور کیا اس سے مسلمان مشتعل نہ ہوں گے؟ اس کے آگے منظوم یہ ارشاد ہوتا ہے۔

"سو رہے گا جنت تہارے شریر تجکو"

اس کے بعد صفحہ ۷ پر شانتی جوہری سابق اصغری خانم مرتدہ کے نام سے ایک نظم درج ہے اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

بابر و محمود کی کمزوریاں دکھلائیں گے — شیر بھی ہم بھیڑیوں سے کس طرح گھبرائینگے
نعرۂ اللہ اکبر منتقل ہوا اوم میں — غیر ملکوں کی زباں سے فائدہ کیا پائینگے
علمیت کے سبب مقابل نہیں سکتے ہیں وہ — رعب فاروقی جتاتے ہیں کہ یہ ڈر جائینگے
ہم کہاں ویں گے نشانہ بن کے زرد چندی — اب رہے ہیں گو کہاں سمجھیں یہ پہچانے جائینگے

سچے یقین ہے کہ یہ اس مجبور رسالے کو کس طرح قدر دمک [illegible]

اس کے نام سے کبھی شعر و آریہ نے کہے ہیں، پھر کیا یہ مسلمان بادشاہوں کے اعلیٰ برتاؤ
کی کھلی ہوئی توہین نہیں ہے اور جس طرح اس میں آریہ دیروں کی دلیری کا تذکرہ
ہے اس سے مسلمان مشتعل نہ ہونگے، اگر اس کے جواب میں ابوالعلی غزنوی، غوری، تغلق
محمد بن قاسم وغیرہ فاتحان اسلام کے وقت کے صحیح حالات میں لکھوں تو کیا مجھکو
سال گذشتہ کی طرح قانونی شکنجہ میں نہیں کسا جائے گا ۔؟

بہر حال کچھ بھی ہو میں آئندہ اشاعت میں غازی اسلام محمود غزنوی کے
فاتحانہ اقدام اور آریہ دیروں کی شاندار پسپائی " کا تذکرہ لکھونگا، تاکہ یہ قوم اپنے
دیروں کے حالات نہ بھولے، اور اس وقت کو یاد کرے، جب مسلمان اس سے بہت کمزور
تھے اور بہت قلیل تھے، اور ہندو ہر حالت میں زیادہ مضبوط اور کثیر تعداد میں اب
سے زیادہ مستغنی تھے۔

اس کے بعد صفحہ ۱۰ پر اس سازش کا پھر رونا رویا ہے جس کا اب تک باوجود
انتہائی کوشش کے پتہ نہیں چلا۔

قاتل اپنی جنت سے سر بام شہید آیا — کسی تحریک پنہاں سے یہاں عبدالحمید آیا
قاتل سے کہاں یہ سوز اللہ نے سنبھالی تھی — غلام زر نے اپنی زندگانی بیچ ڈالی تھی
فقط ادت بہری ہی تھی ولیکن جو شعلانی تھی — عداوت تھی نہ کینہ تھا فقط اجرت حلالی تھی

میں اعلیٰ حکام دہلی سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا یہ کھلی ہوئی عدالت کی توہین
نہیں ہے؟ اور کیا اس طرح عدالت کو انصاف کرنے سے نہیں روکا جا رہا؟ اور کیا اس
قسم کے مضامین ملزم کو انصاف حاصل کرنے میں مانع نہ ہونگے؟ اور کیا ایک ملزم کو
اس وقت جب کہ عدالت نے اس کو مجرم نہ گردانا ہو قاتل کہہ کر عدالت کی کھلی ہوئی
توہین نہیں کی گئی ۔؟

اس کے بعد صفحہ ۱۸ پر ارشاد ہوتا ہے۔

جنت کی فضائیں دیکھ لیں کر خرید کی — جاگیر نار ہو گئی عبدالرشید کی

اس کے بعد صفحہ ۲۱ پر کس دیدہ دلیری سے تعلیمات اسلام پر حملہ کیا گیا ہے

سنگساری اور سفاکی کے باعث سحر — دیدہ پڑھتے ہیں مسلمان آج قرآن چھوڑ کر

اور صفحہ ۴۰ پر اس طرح انگارے اچھالے گئے ہیں

سمجھا ہے آہ کوئی سازش کمینی کا نشانہ — پھر مٹا ہے دہر سے کوئی پروانہ وار
پھر کسی نے جان کی بے چینی جاتی پر نثار — پھر کسی نے اپنے سینہ پہ لیے قاتل کے وار

خونریزی پھر ہوتی ہے اے دہر مسند پر
پھر کسی کا خون ہوا ہے گردن اسلام پر

وہ مسلمانوں نے کل رہبر بنایا تھا جسے — جامع مسجد کے ممبر پر چڑھایا تھا جسے
وہ بزرگ دین سمجھ کر حق سمجھایا تھا جسے — وہ بے تعظیم سر اپنا جھکایا تھا سب نے
وہ بے نام تہمت چند داروں سے سمجھے — جسکو خود حضرت محمدؐ بھی نہ حاصل کر سکے
ہائے وہی کا منصب پیغمبر اسلام نے — لے یہ قیمت وہ گریاں کی شہادت کے عوض
کہنے انسان ہو خوش میرا کمبخت قاتل ہو گیا
ایک کافر کو سمجھا ہے بھی اعلیٰ مرتبہ

گو ہوئی اس کے واقعہ سازش غلط — یہ نہیں یہ فرد واحد کا قصور
اصل میں اسلام کی تعلیم کا ہے سب قصور — دیکھئے بیکسے ہو وہ ہو علماں مسرور
جب تلک اس تعلیم کا مٹتا نہیں نام و نشاں
غیر ممکن ہے کہ ہو سنسار میں امن و اماں

مجھے سب سے زیادہ ہمدردی حاجی محمد علی صاحب سے ہے جنہوں نے تیج کے شہید نمبر
میں مولوی ابن شہنی کے حضرت خلیفہ کا فوٹو دیکھے ہونگے جو ان کی خدمات تبلیغ کا صلہ ہوا
ہے ۔ اور اپنی خدمات اسلامی کا مقابلہ کر کے دیکھ کر شرم آتی ہوگی۔
میں ان تمام اشعار کو اس لئے پیش کر رہا ہوں کہ مسلمان غور کر سکیں کہ
قومیں کس طرح زندہ کی جاتی ہیں، اور بجائے مشتعل ہونے کے اپنی قومی خرابیوں
کی طرف متوجہ ہوں۔

تم نے دیکھا ہوگا کہ کس طرح ہر طبقہ کے ہندوؤں نے سوامی صاحب کے
ماتم میں حصہ لیا ہے، اور ان کی یاد میں نکلنے والے شہید نمبر کے لئے اعلیٰ پوزیشن
کے ہندوؤں نے، قوم پرست ہندوؤں نے ایک اردو اخبار میں اپنے خیالات کا
اظہار کیا، اس کے بالمقابل اپنے تبلیغ نمبروں پر غور کرو جن میں بڑے بڑے مسلمان
کوئی لفظ لکھنا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں، اور اس کے علاوہ تم کو ہندوؤں
کی زندگی کا اس سے ہی ثبوت ملے گا کہ صرف تیج کا شہید نمبر ۲۰ ہزار کی تعداد میں چھپا
اور تیسرے روز ایک پرچہ دفتر میں موجود نہ تھا ۔ ہر ہندو نے خواہ وہ جینی ہو یا
سناتنی آریہ قوم کے اس مقدس پرچہ کو چار آنے دیکر خرید لیا اس کے بالمقابل تم اپنے
تبلیغ نمبروں پر غور کرو جن میں سے ایک بھی پانچ ہزار کی تعداد میں معمولی قیمت
پر نہیں فروخت ہو سکا، اور صرف اسی ایک واقعہ سے تم قومی زندگی اور موت کا
فلسفہ سمجھ سکو گے۔ مسلمانوں میں ایک اخبار یا رسالہ اگر ایک فرد خریدتا ہے تو سارا
کنبہ اور سارا محلہ اس کو پڑھے گا مگر بدنصیب اخبار نویس کو ان کے پڑھنے کا
فائدہ نہیں ہوگا کہ اس کی اشاعت پر کوئی اچھا اثر نہ پڑے گا ۔ اور ایک اخبار
کیلئے صدقہ کا بکرا بن جائے گا، اور ان کے ہاں زندہ قوموں کی طرح دستور
کہ باپ کا رسالہ اور اخبار بیٹا نہیں پڑھتا اور بیٹے کا باپ نہیں پڑھتا ہر
ایک نے علیحدہ اخبار خریدنا اسی طرح ضروری سمجھا ہے جس طرح تن ڈھانکنے
کیلئے کپڑا اور پیٹ بھرنے کو علیحدہ غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔
اگر یہ سچ ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے تو پہچان لو کہ ہندوؤں
میں زندگی ہے، اور وہ ایک زندہ قوم کی طرح اپنے اخبارات و رسائل کو زندہ
رکھنا چاہتی ہے، اور جب ہندو قوم اپنے اخبارات کی اس طرح سرپرستی کرے
اخبارات کی ہندو پرستی، ہندو نوازی، اور شدھی بازی پر تعجب کیوں
ہو؟ اس کے ساتھ ہی حکومت اور اسلامی سماج کو تیز تر چلے ہندو رہنما وہم
حضرات کو واضح رہنا چاہیئے کہ اگر مسلمانوں نے ان نظموں کا جواب اسی رنگ
میں دیا تو اس وقت ان کی اور ملک کے امن و امان کی کیا حالت ہوگی!

انہوں نے چین سے پیکنگ میں جو کر وشلی، تو مہذب اقوام میں انسانی ہمدردی دامن عالم کی واحد ٹھیکہ دار گورنمنٹ برطانیہ کی پسلی پھڑکی اور برطانوی تجارت کے غلامانہ حال میں چینی احرار کو پھانسنے کے لئے دوسرے ایشیائی اور یورپین ممالک کو شرکت کی دعوت دی گئی، مگر روس، جاپان، امریکہ، فرانس وغیرہ ممالک نے اس استعماری جنگ میں نہ صرف یہ کہ شرکت کا اعلان نہیں کیا، بلکہ جو امتیازی حقوق ان ملکوں کو چین میں حاصل ہوگئے تھے ان سے دست برداری دیکر چین کی آزادی کی تحریک سے ہمدردی ظاہر کی۔ اور اس سے زیادہ ستم ظریفی برطانوی نوآبادیات کی ہے جنہوں نے اس جنگ میں غیر جانبداری کا اعلان کرکے برطانوی ہوس پر اوس ڈال دی۔

چنانچہ توقع کے مطابق برطانوی دماغ نے کام کیا اور نہایت سمجھداری کے ساتھ صلح کی ایسی عجیب وغریب شرطیں پیش کیں کہ احرار چین ان کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوئے۔

بہرحال یقین ہے کہ چین برطانوی ہوس استعماریت کا شکار نہ ہوگا اور ہندوستان کی مرضی کے خلاف جو فوجیں چین کے ساحل پر اتاری گئی ہیں ان کو چینی باشندوں کو غلام بنانے کا موقع نہ ملیگا۔

مگر اس سلسلہ میں دہلی کے چند غلامانہ ذہنیت رکھنے والے مسلمانوں کے اس جلسہ کا [illegible] دیکھیں گے جس کی روئداد اردو ہندی اور .... انگریزی اخبارات میں شایع ہو چکی ہے، اور مسلمانان دہلی یقیناً کسی ایسی "انکھ مچولی" سے بے خبر ہیں، جس کا تذکرہ "بیانی ایڈیٹر" نے شایع کیا ہے۔

پیشوا کی آئندہ اشاعت میں ناظرین، حیرت کے ساتھ پڑھیں گے کہ کس طرح ایک روزانہ اخبار کا ایڈیٹر ایک خان بہادر ایک آنریری مجسٹریٹ دہلی کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو مسلمانوں کے نام سے دھوکہ دینے میں کامیاب ہوئے، اور اس نام نہاد جلسہ کے اسٹیج پر ناچنے والی پتلیاں کون تھیں؟ اور ان پتلیوں کے تار کس کے ہاتھ میں تھے؟

میں مسٹر جانسٹن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دہلی کو پوری ذمہ داری اور نہایت سچائی کے ساتھ یقین دلاتا ہوں کہ جو لوگ ان کے پاس جاکر یہ کہہ سکے ہیں کہ مسلمان قوم اس جنگ میں انگریزی سلطنت کی امداد کرے گی وہ یقیناً غدار ہیں ملک و ملت کے چھوٹے لشکری ہیں مسلمانان دہلی کی ہرگز یہ رائے نہیں ہے، یہ خطابوں اور جاہتوں کے بھوکے، یہ عزتوں کے غلام اول درجہ کے دھوکہ باز ہیں جو غلط ترجمانی کرکے اپنے حکمرانوں کی مشکلات میں اضافہ کرتے ہیں اور مورخ کو اس پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ جو لوگ اپنی قوم اور اپنے مذہب کے وفادار نہیں، وہ چند غیر ملکی حکمرانوں کے وفادار کس طرح ہو سکتے ہیں؟ [illegible] مسلمانوں کے نام سے جلسہ کر [illegible]

بارش بے پناہ جناب مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند نے اخبار الجمعیۃ میں دس ہزار روپے کی اپیل مسلمانان ہند سے صحیح قرآن شریف چھاپنے کے لئے کی ہے اور ان کے بیان کے مطابق چھ ہزار روپے کسی مسلمان نے ان کو دے بھی دئیے ہیں (جس پر شک کرنے کا مجھے کوئی حق نہیں) اور اس طرح وہ جمعیۃ علماء کا اپنا پریس بھی قائم ہو جانے کی توقع دلاتے ہیں۔

تجویز کی معقولیت میں کسے کلام ہو سکتا ہے۔ مگر میں مولانا سے بادب یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ حضور نے روپے کی اپیل کرنے سے پہلے اس پر بھی غور فرمایا ہے کہ تمام جمعیۃ علماء کے ممتاز کام کرنے والوں میں سے کتنے حضرات ہیں جو پریس کے کام سے واقف ہیں؟ اور خود جناب کتنے گھنٹے نگرانی کے اس اہم کام کے لئے دے سکیں گے، جبکہ کئی کئی ہفتہ جمعیۃ علماء کے دفتر کے در و دیوار آپ کے قدوم میمنت لزوم سے محروم رہتے ہیں

جن حضرات کو جمعیۃ علماء کے شعبۂ تبلیغ کا حساب دیکھنے کا موقع ملا ہے وہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں کس قدر غبن ہوا؟ اور جمعیۃ علماء کا حساب کس طرح فرضی بنوایا گیا ہے؟ جس کے متعلق کافی سے زیادہ ثبوت میرے پاس موجود ہے۔

قبل اس کے کہ بھولے مسلمان آنکھیں بند کرکے ناظم صاحب کی اپیل پر روپے کی بارش کرنی شروع کریں یا عقیدتمند مسلمان "اللہ میاں کے لنگر" میں کچھ ڈالیں کیا جناب ناظم صاحب یا صدر صاحب، یا الجمعیۃ کے ایڈیٹر صاحب اس کی وجوہ بیان کر سکتے ہیں کہ جمعیۃ علماء اور اس کے شعبۂ تبلیغ کا (جس میں ایک لاکھ کے قریب روپیہ جمع ہوا تھا اور جس کا کوئی کام زندہ نہیں) حساب کسی سند یافتہ آڈیٹر سے چیک کیوں نہیں کرایا گیا؟ اور کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ سال گزشتہ جب سند یافتہ آڈیٹر کو اخبار الجمعیۃ کا حساب دکھایا گیا، تو انہوں نے اس حساب میں نہایت حیرت کے ساتھ بہت ... سی جعلی رقموں کا اندراج دیکھا تھا اور اس کے بعد جب انہوں نے جمعیۃ علماء کا حساب دیکھا تو اس کی گڑبڑ کو خود ناظم صاحب نے تسلیم کیا، اور جعلی واؤچروں اور جعلی حسابات کے اندراج کے انکشاف کے خوف سے باوجود یکہ ایڈیٹر صاحب مذکور نے بغیر فیس لئے حساب آڈٹ کرنے پر آمادگی ظاہر کی، ان کو حساب کی ہوا بھی نہیں لگنے دی۔

ایڈیٹر صاحب مذکور دہلی میں مولانا احمد سعید صاحب کے اور میرے مکان کے قریب رہتے ہیں، ہر شخص ان سے مل کر اس کی تصدیق کر سکتا ہے اور اگر ناظم صاحب اس کو غلط سمجھتے ہیں تو وہ اپنا حلفیہ بیان شایع کر سکتے ہیں جس کو میں پیشوا میں بڑی خوشی سے شایع کرونگا۔

نیز کیا جناب ناظم صاحب حلفاً کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے جمعیۃ کمیٹی کا فرضی حساب شایع نہیں کیا؟

جب جمعیۃ علماء جیسے ذمہ دار جماعت کے [illegible]

پہتر یہ ہوگا کہ جمعیۃ علماء کے ہونے والے جلسہ پشاور میں ایک تحقیقاتی کمیشن ماہرین حسابات کا مقرر کیا جائے جو یہ دیکھے کہ جس قدر فنڈ جمعیۃ علماء نے فراہم کئے ہیں ان میں سے کس قدر روپیہ صحیح طور پر خرچ ہوا ہے؟ اور کتنے روپے کا جعلی حساب ہے؟ اور جب تک ارکان کمیشن پورے طور پر مطمئن نہ ہو جائیں، اس وقت تک کسی مزید چندہ کیلئے اپیل نہ کی جائے، تاکہ ایک طرف ارکان جمعیۃ کا دامن خیانت اور تغلب سے پاک ہو جائے اور مزید تغلب کی گنجایش باقی نہ رہے، اور دوسری جانب مسلمانوں کو پورے طور پر غیر جانب دارانہ طریقہ سے بغیر لیجے پوتے یقین دلایا جا سکے کہ ان کا دیا ہوا روپیہ جائز طریقہ پر دیانتداری کے ساتھ صرف ہوگا۔

اگر جمعیۃ علماء کے محترم ارکان حسابات کی طرف سے مطمئن ہیں تو ان کو کمیشن کے تقرر میں ذرا بھی ہچر مچر نہ کرنی چاہیئے۔ ورنہ اگر انہوں نے پارٹی فیلنگ، اور جلسہ بازی اور پارٹی بازی کرکے اس تجویز کو دفن کیا تو مسلمان یہ باور کرنے پر مجبور ہونگے کہ

"کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے"

اگر اس قسم کا کوئی کمیشن مقرر ہوا، تو میں ہر قسم کی مدد دینے کیلئے اپنی خدمات آنریری پیش کرتا ہوں، اور وہ ثبوت بھی پیش کرونگا جو میرے پاس جعلی حسابات اور فرضی واؤچروں کے متعلق ہے۔

لارڈ اروِن نے بیکانیر کی سیاحت کے موقعہ پر "رولنگ پرنسز" کے مرغ بسمل کی جانب اشارہ کرتے ہوئے طفلی تسلی دی کہ "گذشتہ زمانہ کی طرح اب بھی ریاستوں کے اندرونی معاملات میں دخل نہیں دیا جائیگا"۔

ہز ایکسیلنسی، بقسمت ہندوستان کے سب سے بڑے حکمران ہیں اور انہوں نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے کوئی وجہ نہیں کہ غلام ہندوستان اس پر آمنا وصدقنا کے نعرے نہ لگائے البتہ اگر وہ فتری اقتدار کے دیوتا ناراض نہ ہوں تو چپکے سے کان میں کہا جا سکتا ہے کہ ناہبہ، اندور، سکیت بستر وغیرہ ریاستوں کے معاملات کو عہد گذشتہ کی طرح ہندوستان بھول گیا، مگر حیدرآباد پر جو فولادی گھونسہ لگایا گیا ہو اس کو مداخلت کے علاوہ کن لفظوں سے یاد کیا جائے؟ اور اگر ایک ولایتی اخبار کی پیشین گوئی کو سچا مانا جائے تو بڑودہ وغیرہ ریاستوں کی بھی خیر نظر نہیں آتی!

رنگیلا رسول نامی کتاب کے پبلشر مہاشہ راجپال سے اپیل کا فیصلہ عدالت سشن سے بھی ہو گیا عدالت مذکورہ نے ایک سال سزا میں تخفیف کر دی۔

اب عدالت عالیہ میں اپیل کی گئی ہے، ہندو مہا سبھا اور پنجاب کے سنگھٹنے پور ... کی مدد ... ہے جو ہندو مہا سبھا کی گذشتہ اجلاس اسمبلی میں ایک مسودہ فرقہ وارانہ ... کو بند کرنے کے متعلق پاس ہو چکا ہے۔

بہتر ہو گا کہ اس قسم کے شر انگیز، اشتعال آفرین، اور اہانت آمیز لٹریچر ... سے پہلے اس کو ضبط بھی کر لیا جا سکے، تاکہ فساد

و بدامنی کی جڑیں ہمیشہ کیلئے کٹ جائیں۔

نہایت مسرت کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ رسالہ مخزن جس سے اردو علم ادب کی ترقی کی بنیاد رکھی گئی، اور جو ایک زمانہ میں بڑے بڑے نامور اہل قلم پیدا کر چکا ہے، اور جو ترقی اور تنزل، موت اور زندگی کی مختلف منزلیں طے کر چکا ہے اب دوبارہ جناب مولانا ابوالاثر حفیظ صاحب جالندہری کی ادارت میں نیا جنم لینے والا ہے۔

حضرت حفیظ پنجاب کی اردو شاعری کے آسمان پر آفتاب بن کر چمک رہے ہیں۔ اور ان کی اچھوتی تشبیہیں، بہترین استعارے آسمان بندشیں ان کو پنجاب کے شعرا میں بہت ممتاز کرتی ہیں ظاہر ہے کہ ان کی ادارت میں شایع ہونے والا رسالہ کس شان کا ہوگا۔

پنجاب سے اس وقت اردو کے بہترین رسائل شایع ہو رہے ہیں، جو اپنی اپنی جگہ کم مایہ اردو کی بہترین خدمت کر رہے ہیں۔ اب مجھے یقین ہے کہ مخزن کے اجرا سے اردو علم ادب کے نئے باب کا افتتاح ہوگا۔ اور جناب حفیظ کی پرکیف نوا سنجیوں سے ہندوستان ایک مرتبہ پھر گونج جائے گا۔ خدا کرے مخزن کا یہ نیا جنم دیرپا ہو۔ اور ملک جناب حفیظ کی زمزمہ سنجیوں سے عرصہ تک مستفید ہو سکے۔

سنا ہے کہ آریہ سماج کے من چلے سنگٹھنے سوامی شردھانند کے حادثہ قتل کا اپنے مقاصد فتنہ سازی اور شرارت بازی کے لئے بائسکوپ کا فلم تیار کرانا چاہتے ہیں۔

اگر یہ سچ ہے تو اس سے زیادہ شر انگیز اور دشمن امن وامان کوئی تحریک نہیں ہو سکتی، جس پر اس حکومت کو توجہ کرنے کی ضرورت ہے جو ہندوستان میں پبلک مفاد اور امن عامہ کی ذمہ دار ہے۔

تیج کے تمہید نمبر کے ڈراموں میں جو کچھ بکواس کی گئی ہے، اگر اس پر حکومت توجہ کرتی، اور اس کے نتائج پر غور کرتی، تو شاید اس قسم کی اشتعال انگیز کارروائیاں اب سے بہت پہلے ختم ہو جاتیں۔

جب سے پیشوا شایع ہوا ہے، اس کا صرف ایک خاص نمبر رنگین نمبر، شایع ہوا ہے، جو کسی طرح بھی اپنے معاصر نمبروں سے کم نہیں رہا مضامین اور ترتیب مضامین نظم و نثر کی داد توقع سے زیادہ ملی، اور مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ آج تک اس کی فرمائشیں چلی آتی ہیں، مگر عرصہ ہوا کہ پیشوائے اعظم کی ولادت باسعادت کی یاد میں شایع ہونے والا نبی نمبر ختم ہو گیا۔

اس سال میں نے ارادہ کیا ہے کہ پیشوا کا عید نمبر شایع کروں، جو چھ گنی ضخامت کا ہوگا اور انشاءاللہ دو ہزار شایع کیا جائے گا عید نمبر کی ترتیب اور اس کا خاکہ ابھی سے تیار کر لیا گیا ہے اور حصول مضامین کے لئے ابھی سے کوشش شروع کر دی گئی ہے، عید نمبر کی ضخامت پیشوا کے موجودہ سائز کے ...

ہوگی ۔ جو ۲۳ مارچ ۲۰ اپریل کا مشترکہ شایع ہوگا اور اس کی قیمت بھی چھ آنے سے کم نہ ہوگی، اور کاغذ بھی اعلیٰ درجہ کا سفید لگایا جائے گا، متعدد ہاف ٹون عکسی تصاویر بھی ہونگی، ملک کے اعلیٰ درجے کے انشاپردازوں نے نظم و نثر مضامین دینے کا وعدہ کر لیا ہے۔

اگرچہ وقت بہت کم ہے، مگر اپنی طرف سے پوری کوشش کروں گا کہ پیشوا کا عید نمبر ہر حیثیت سے کامیاب ہو۔ وہ تجارت پیشہ اصحاب جو اشتہاری قوت سے واقف ہیں جلد سے جلد اپنے اشتہارات بھیجکر معاملے کر سکتے ہیں۔

دہلی میں ایک مولوی صاحب رہتے ہیں، جن کو نبی اسرائیل کہا جاتا ہے ان کا حلیہ یہ ہے کہ اوسط درجہ کا قد، بھاری جسم، غیر شرعی ڈاڑھی، موٹی ناک چھوٹی آنکھیں اور گال کے قریب، پان بہت کھاتے ہیں ہاتھ میں بید بھی رہتی ہے گول چہرہ پر عینک لگی ہوئی ان کو صوفیائے کرام اور بزرگان عظام کے مزارات سے بغض للّہی ہے، اسلام کی سب سے بڑی خدمت اسی کو سمجھتے ہیں کہ ممبر پر بیٹھتے ہی صوفیائے کرام کو گالیاں دینی شروع کر دیں، اور سامعین کو مزار شکنی کی تعلیم دیں اور آریہ سماجیوں کی طرح بزرگان عظام کے مزارات کی غلط فرضی فسانے بیان کر کے گھٹائیں، اور اپنی ان تمام خرافات کو کسی مفروضہ کتاب و سنت کا درس بتلاتے ہیں مگر میں ان سے پوچھنے سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا حضور کو پہاڑ گنج حبش خاں کا وہ واقعہ یاد ہے جب کہ سرکار کے فرق مبارک پر بعض نوجوانوں نے اس لئے جوتے لگائے تھے کہ آپ کو ایک غیر منکوحہ عورت سے مصروف دیکھا تھا اور پٹتے پٹتے ننگے سر اور ننگے پیر پہاڑ گنج حبش خاں سے بھاگے تھے اور جب یہ خبر دہلی کے ایک روزانہ گزٹ میں آج سے دس برس پہلے شایع ہوئی تو آپ کے مرحوم بھائی نے کچھ روپے دیکر آپ کے چہرہ کی سیاہی دور کی اور آپ اپنی اس توضیع سے اس قدر متاثر ہوئے کہ کئی مہینے تک گھر سے باہر نہ نکلے، اور کئی سال تک آپ کو جمعہ پڑھانے کی ہمت نہیں ہوئی، اور کیا یہ سب کچھ اسی کتاب و سنت کے ماتحت ہوا تھا جس میں مزارات کی زیارت کو جانا، فاتحہ پڑھنا، منع ہے اور قبروں اور مزارات کا انہدام جائز ہے جس کی آپ ہمیشہ تعلیم دیتے ہیں۔

یہ بھنگے ٹھہری ایجنٹ جس طرح غریب صوفیوں کے لئے فسانے گھڑتے ہیں، ان مولوی صاحب کے سچے حالات شایع کرنے کے لئے تیار رہوں تو۔ بہت سے حامیان توحید اور کتاب و سنت کے شیطانی اعمال پبلک کے سامنے آسکتے ہیں، مگر واں تو غرض سوائے صوفیائے کرام کی اہانت کے اور کچھ ہے نہیں۔

جب سے محترم "ناجی" محمد علی صاحب کی ایمانداریوں کا تذکرہ ان صفحات میں چھپا ہے بہت سے مخلص بھائیوں نے لکھا ہے کہ اب اس قصہ کو ختم [illegible] ناجی صاحب کے ہتھکنڈوں سے واقف ہو گئے ہیں [illegible]

ان سب سے پہلا عرض کیا کہ مجھے محترم کے جواب میں "او باش" "ناجی" "شکیل" "کمین" "لچا" "الفنگا" جیسے الفاظ سے مخاطب کر کے پیش قدمی کی گئی اور مجھ پر غلط الزامات عائد کئے گئے، اس لئے ان کا جواب دینا میرا فرض تھا کہ ناجی صاحب بزعم خود چوٹی کے شریف، اور بڑے آدمی ہیں، اور بقول مولانا عبدالماجد صاحب ایڈیٹر سچ خادم اسلام اور عاشق رسول ہیں ایسے .... "ناجی صاحب" کو ہر طرح حق حاصل ہے کہ وہ جس کو چاہیں گالیاں دیں اور غالباً مولانا عبدالماجد صاحب کے خیال میں مذکورہ الفاظ انتہائی شرافت کا معیار ہونگے، اور اپنی اس مفروضہ بڑائی کا خراج مجھ جیسے معمولی آدمی سے لینا "ناجی" صاحب اپنا حق جانتے ہونگے۔

مگر میں نے جواب دینا اس لئے بھی ضروری سمجھا کہ بعض شریفوں نے آجکل کے ان مفروضہ شریف زادہ صاحب کو جو اپنے تئیں نواب آصف الدولہ کا نواسہ سمجھتے ہیں، جواب نہ دینے میں اپنی عافیت بھی ہوگی اس لئے شریف زادہ صاحب کو یہ معلوم ہو جائے کہ ابھی ان کا سر کچلنے والے زندہ ہیں، ورنہ میں ہر بازاری گالی پر مڑ کر بھی نہیں دیکھتا، کہ بازاری آدمیوں کی گالیاں جو مڑ کر دیکھے اسی پر پڑتی ہیں، اس لئے میں بالعموم اپنے مخالفین کے جواب میں خاموش رہتا ہوں مگر ان "شریف زادہ صاحب" کو انہی کے کانٹے میں تولنا، اور ان کی "اعلیٰ قومیت" کے مطابق جواب دینا ضروری تھا۔

گزشتہ پندرہ روز میں مجھ معمولی درجہ کے انسان کے پاس ان بڑے ذات شریف نے صلح کے لئے اپنے بہت سے آدمی بھیجے۔ جنہوں نے مجھ سے "ناجی" صاحب کی اس خواہش کا اظہار کیا تو میں نے صاف صاف کہدیا کہ مجھے "ناجی" صاحب سے کوئی ذاتی عناد نہیں ہے، اور نہ میرا ان کا کوئی وراثت کا جھگڑا ہے، انہوں نے بلا وجہ مجھکو گالیاں دیں، میں نے مدافعت کی۔ وہ جب کبھی مسلمانوں کو میرے خیال میں گمراہ کن مشورہ دیں گے، میں اپنا فرض سمجھوں گا کہ مسلمانوں کو ان کے فریب سے بچاؤں۔ البتہ صلح اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک ان پر خود پرستی کا شیطان مسلط ہے اور جب تک تکبر اور غرور کا سر نہ کچل دیا جائے اور "ناجی" صاحب کی یہ بگڑی ہوئی عادت ان سے نہ چھڑائی جائے کہ جس شریف کو پبلک میں نمایاں ہوتے دیکھا بھونکنا شروع کر دیا۔ اس وقت تک صلح بیکار ہے، در اصل اس سے زیادہ "ناجی" صاحب کے ساتھ رفاقت اور سلوک کچھ نہیں ہو سکتا کہ انکو ان کی اصلیت سے آگاہ کیا جائے اور ان کی بُری عادت چھڑائی جائے

جب مجھے مفاد قومی کا واسطہ دیا گیا، تو میں نے با اصرار عرض کیا کہ میں اس کو بھول سکتا ہوں کہ "ناجی" صاحب نے مجھے نہایت فحش گالیاں دیں، میں اسکو بھی بھول سکتا ہوں کہ ناجی صاحب نے کس طرح جھوٹے الزامات مجھ پر لگائے میں نے اس کو فراموش کیا کہ "ناجی" صاحب نے مجھے ماں بہن کی گالیاں دیں، مگر یہ ناممکن ہے، میں اس کو بھولوں کہ انہوں نے سادات کرام کو [illegible] ناممکن ہے کہ "ناجی" صاحب [illegible]

[illegible] کے منکر ہوں۔ مسلمانوں کو شکار ہونے دوں اور یہ بھی ناممکن ہے کہ مسلمانوں کے گانے بجانے کی کہانی "حاجی" صاحب کی توند میں آسانی سے جانے [illegible] اور میری [illegible] بھی خیر اللہ صلح ہیں۔

در میانی حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ کس طرح "حاجی" صاحب دہلی کے ایک دشمن سادات سے گایا دولہے ہیں، جو حضرات امام الشہدا کی شہادت تک سے منکر ہے اور جسکے جوشا کو لوگ "سیرت" پڑھتے ہیں اور ہنسکر کہتے ہیں کہ

گفت از گفتہ ہائے ایں "حاجی" بود
گرچہ از حلقوم ایں پاجی بود

مگر میں نے کبھی اس خرافات پر توجہ نہیں کی، اور نہ آئندہ اس بکواس پر توجہ کر کے اپنے وقت کو ضائع کرنا چاہتا ہوں، کیونکہ وہ ایک بے حقیقت آواز ہے مگر چونکہ سابق مسٹر و مولانا بعدہٗ "حاجی" و فرشتہ "محمد علی صاحب بہت بڑے آدمی ہیں، اسلئے ایسے "فرعون ثانی" کی جواب ہی میرا فرض ہے ورنہ ذلیل اور حقیر اور کمین حاسدوں کے فل و شور پر توجہ کرنا میں اپنی بے عزتی سمجھتا ہوں۔ اور وہ یقین کریں کہ میں کبھی ان کے لگے تلے منہ پر تھوکنے کا بھی نہیں چاہے وہ کتنے ہی گندگی اچھالے۔

یاد ش بخیر! ڈاکٹر مونجے ڈنڈے باز جواب خیریت سے "ہندوؤں کا پٹھان" کا معزز القاب "حاجی" کی طرف سے پا چکے ہیں اور جو اپنے تئیں "سیم ثانی" اور "ارجن ملکانی" کا جانشین سمجھتے ہیں، گوجرانوالہ سیوا سمیتی کے صدر کی حیثیت سے ارشاد فرماتے ہیں کہ

سیوا سمیتی کے ہر رکن اور آدمی کیلئے ضروری ہے کہ وہ دیسی طریقہ حفاظت خود اختیاری سے واقف ہو دیسی طریقے اس لئے لازمی ہیں کہ غیر ملکی طریقے ہم کو نصیب نہیں چاہے کتنی ہی کوشش کی جائے جو شخص لاٹھی چلانا نہیں جانتا وہ سیوا سمیتی میں نہیں ہو سکتا، ہم مسلمانوں کے ساتھ برادرانہ انداز سے رہنا چاہتے ہیں مسلمانوں کو بھی ایسا ہی خیال رکھنا چاہیئے اور اگر انہوں نے ایسا نہیں کیا تو پھر جھگڑے کے لئے ہمکو بھی تیار ہونا چاہیئے۔

ہندوؤں میں کوئی ذات بوچڑوں (قصائیوں) کی نہیں ہے "مسلمان سات کروڑ کے سات کروڑ سبکے سب سپاہی ہیں"

"ہر ہندو بیوی کو لاٹھی چلانا جاننا چاہیئے اگر سب ہندو قوم لاٹھی اور کٹار چلانا سیکھ لیں تو ہندوؤں کی قوت دگنی ہو جائے [illegible] مقامات و مضافات صرف پنجاب اور بنگال میں [illegible] [illegible] کیسی [illegible] ضرورت ہے"

ہمارے اس نہایت اہم اپریشن کو لیکر اس لئے نقل نہیں کیا ہے کہ حکومت اس طرز تقریر پر غور کرے، اسلئے کہ میں جانتا ہوں کہ حکومت پوری طرح ہندو سنگٹھن سے متاثر ہو چکی ہے، نہ میں شریف سناتن دھرمی ہندوؤں کو اس کھلے ہوئے اعلان جنگ پر متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ آج ہندو قوم اپنے ہوش و حواس کھو چکی ہے، اور نہ میں ان نام نہاد مسلمان پیشواؤں کو ہندوؤں کی خطرناک تیاریوں سے باخبر کرنا چاہتا ہوں جنکے سر پر قومیت متحدہ کا بھوت سوار ہے اور انگریزوں کی دشمنی میں اس قدر اندھے ہوئے ہیں کہ مسلمانوں کے مستقبل اور ہندوؤں کی چیرہ دستیوں کی طرف سے آنکھیں بند کر لی ہیں، میرے مخاطب تو صرف غریب مسلمان ہیں جن میں حمیت اسلامی کا جذبہ ہے۔

کیا ڈاکٹر مونجے صاحب جن کی قومیت مسئلہ تناسخ کے چکر میں اب پٹھان ہو گئی ہے ایک مسلمان رہنما کی تقریر میں ایک لفظ بھی یہ دکھا سکتے ہیں کہ اس نے ہندوؤں کو مخاطب کر کے یہ کہا ہو کہ ہم تمہارے ساتھ برادرانہ سلوک نہیں کرنا چاہتے؟ پھر یہ جھگڑے کی تیاری کا تذکرہ کیسا؟

میرا خیال ہے کہ گئو ماتا کے پجاری اب "ہندو قصائی" کے بھی مسلمانوں کی ضد میں متلاشی ہونگے، جہاں "ہندو قلی" "ہندو تانگہ والا" "ہندو چوکیدار" جیسی نئی نئی قومیں ہندوستان میں عالم وجود میں آ رہی ہیں وہاں سنگھٹنیوں کی کوششوں سے ایک نئی قوم "ہندو قصاب" اور سہی۔

مجھے اس سے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ ہر ہندو عورت کے ہاتھ میں ڈنڈا، نیچہ، پستول، کٹار ہو گی، اور وہ ان کا چلانا بھی سیکھیں گی، مگر واقعہ ہے کہ سوائے ڈنڈے کے سب ہتھیاروں سے ہندو دیویاں ابھی مسلح ہیں کہاں نیچہ اور کٹار کے کامیاب وار نہیں ہوئے؟ البتہ ڈنڈا ہاتھ میں لیتے ہی "مسلمانی" کی خیر نظر نہیں آتی، کیا مدہوش مسلمان سن رہے ہیں کہ کس طرح ان کے لئے ہندوؤں کو تیار کیا جا رہا ہے۔

فروری کے وسط میں پنڈت مدن موہن مالویہ نے لاہور میں "ہیر ہندو" کے مجسمہ کی رسم نقاب کشائی ادا کرتے ہوئے بیس ہزار ہندوؤں کے جلسہ میں جس میں سر گنج بخشی ٹیک چند، راجہ نر یندر ناتھ، ڈاکٹر گوکل چند وغیرہ اکابرین کے علاوہ "ہندو غنڈے" اور ہندو پہلوان بھی بکثرت دور دراز کے مقامات سے بلا کر شریک کئے گئے تھے، ایک نہایت پرجوش تقریر کرتے ہوئے فن کشتی کی اہمیت ظاہر کی، اور ہر ہندو سے کشتی لڑنی سیکھنے کی اپیل کی اور ہندو اکھاڑہ اور اس کی متعلقہ عمارت کے لئے ساٹھ ہزار روپے کی اپیل کی۔

میں اس وقت اس پر بحث کرنی نہیں چاہتا کہ "ہیر ہندو" کون تھا؟ البتہ ہندو قوم کی ذہنیت کا پتہ چلتا ہے کہ اندھا جوش اس قوم کو کتنی پست حالت پر لے جا چکا ہے۔ اگر "ہیر ہندو" [illegible]

مجسمہ پر ہندو قوم فخر کر سکتی ہے تو پھر ہندوؤں کو کوئی حق نہیں کہ وہ جنرل ڈائر کے اعمال پر نکتہ چینی کریں اور یقیناً سول سروس کے اراکین حق بجانب ہونگے اگر وہ امرتسر کے کسی موزوں مقام پر جنرل ڈائر کا بت نصب کریں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک شخص کے شرمناک افعال تو قابل ملامت نہوں اور دوسرے کے قابل تحسین۔ آخر یہ مذاق کیا ہے۔

ان علانیہ تیاریوں کے بعد بھی اگر مسلمان مدافعت کے لئے تیار نہ ہوئے تو کیسے خبر ہے کہ اس ہندوستان میں ان بدنصیبوں کا کیا انجام ہوگا جن کے رہنما ابھی "سوراجی پالکی" میں سوار ہیں۔ اور جو ایک مفلوج قوم کی بغلوں میں "بیساکھیاں" دیکر سوراج آشرم میں لے جانا چاہتے ہیں۔

اسی لئے تو کہتا ہوں کہ بدبختو! اپنے پیشواؤں سے بے نیاز ہوکر خود اُٹھو اگر ہندوستان میں عزت کی زندگی چاہتے ہو تو ان لیڈروں کے منہ پر خاک ڈالو اور محلہ در محلہ لکڑی اور کشتی کے اکھاڑے کھولو۔ اور اپنی نئی نسل کی حفاظت کرو اور ان کو آوارگی سے بچانے کے لئے اسی طرح مستعد رہو جس طرح اپنی اولاد کو آوارگی سے بچانا ضروری سمجھتے ہو۔ اور اتنے مضبوط ہوجاؤ کہ باوجود اقلیت میں ہونے کے کمین حملہ آوروں سے اپنی حفاظت کرسکو۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ صرف دو سال کے عرصہ میں تمام ہندوستان میں ورزشی اکھاڑے ہندو قوم نے اپنے نیتاؤں کی ہدایتوں کے مطابق کھول لئے اور بہت تھوڑے عرصہ میں تمہاری ان فنون کی برتری کا خاتمہ ہونیوالا ہے جو تمہارے لئے مایۂ ناز تھے اور جن کو تم نے خود ہندو قوم کے نوجوانوں کو چند پیسوں کے لالچ اور چند جھوٹی خوشامد کے الفاظ میں سکھا دیا۔

پھر کیا تم اس کاری سے لے کر کشمیر تک کسی مسلمان لیڈر کو بھی تہا سکتے ہو جس نے تمہاری جسمانی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے تمہیں توجہ دلائی ہو خوب یاد رکھو کہ جب تک تم تعلیم، طاقت، تمول، تجارت میں اپنی ہمسایہ قوم سے بلحاظ تناسب آبادی برابر نہ ہوجاؤ گے۔ اس وقت تک ہر جگہ تمہارے لئے ذلت و خواری ہے۔ اسلئے نہ تم اس وقت ہندو مسلم اتحاد کے لئے تیار رہو۔ اور نہ تمہارے لئے کسی طرح یہ فرضی اتحاد مناسب ہوسکتا ہے۔ جب تک تم اپنی جگہ اتنے طاقتور نہ ہوجاؤ کہ اپنی ناموس، اور اپنی عزت اور اپنے پیارے مذہب اور اپنے قومی حقوق کی حفاظت کرسکو تمہیں کسی طرح زیب نہیں دیتا کہ اپنے سے ایک طاقتور قوم سے اتحاد کے خواہاں ہوکر اپنی جداگانہ قومیت کو دفن کردو۔

غالباً لٹریری دنیا کو اس خبر سے مسرت ہوگی کہ ایک مشہور رسالہ کے نامور ایڈیٹر صاحب جو آجکل صوفیوں کے عیب تلاش کرنے میں زمیندار کے قائمقام بنے ہوئے ہیں۔ اور جن کا محبوب ترین شغل تجربہ خانہ گردی اور مے نوشی ہے اور جو آجکل حیات و ممات مسیح کے متعلق علمی تحقیقات میں مصروف ہیں اور جو اپنے رسالہ میں انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے سوالات جوابات سرقہ کرکے شایع کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنی تیسری بیوی کی خوشی میں پرانی ڈاڑھی کو خیرباد کہہ دیا اور ملکہ البیہ محترمہ نے نقاب اُٹھ جانے کے بعد حیرت کے ساتھ اپنے شوہر کے چہرہ پر "نیاز" آگیں نقش و نگار دیکھے ہونگے۔

ایک ستر سالہ ایڈیٹر کا سترہ سالہ نوجوان کی صورت بدلنا بہت سے ایرانی المذاق حضرات کو محمود آباد پارک میں دعوت ذوق دیگا۔

اگرچہ گزشتہ مہینے ملاپ اور پرتاب وغیرہ ہندو اخبارات کو پنجاب گورنمنٹ نے اشتعال انگیز اور منافرت آمیز مضامین شایع کرنے پر کافی تنبیہ کردی تھی مگر ان کی روش میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی میرے سامنے اس وقت ملاپ پارس وغیرہ لاہوری معاصرین کے بسنت نمبر ہیں جن میں سرخی بیچ کے مسلمانوں کو گالیاں دی گئی ہیں اور نہایت ابلیسانہ مکروفریب سے حقیقت رائے کے فسانہ کو حقیقت کا جامہ پہنا کر مسلمانوں کے خلاف جذبات کو مشتعل کرنے کی کوشش کی گئی۔ حالانکہ یہ مسلمہ ہے کہ حقیقت رائے کا واقعہ کسی مستند تاریخ میں نہیں ہے۔ اور اس قسم کے واقعات صرف اس لئے گھڑے جاتے ہیں کہ ہندو قوم کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف نفرت و حقارت کے جذبات پیدا ہوں۔ اور ہندو مسلمانوں میں کبھی اتحاد پیدا نہ ہو۔ اور ملک اسی طرح فساد و بدامنی کا گہوارہ بنا رہے یہ ہندو مورخوں کی تیغ زنی ہوئی حقیقت رائے کے فسانہ کو تاریخی مسلمانوں سے تو یہ خواہش کی جاتی ہے کہ وہ اس کو بھول جائیں کہ قرن اولی میں راجہ داہر والی سندھ نے مسلمان عورتوں کو صرف اس جرم میں قید کردیا تھا کہ وہ مسلمان تھیں اور ان کو قید سے چھڑانے کے لئے ایک سترہ سالہ غازی ہندوستان میں امن و عدل حریت و مساوات کا علم لے کر آیا اور مسلمانوں سے یہ بھی توقع رکھی جاتی ہے کہ وہ قرون اخریٰ کے واقعات آرہ اور کٹار پور شاہ آباد کے ان فسادوں کو بھول جائیں جن میں مسلمان مردوں کے علاوہ عورتوں اور بچوں اور بوڑھوں کو گلے جیسے جانور کو پھاڑنے کے مجنونانہ جوش میں دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا گیا۔ اور خود ایسے فرضی فسانے شایع کئے جاتے ہیں جو حقیقت سے کوسوں دور ہیں اور اس طرح فساد و بدامنی کے انگارے اچھال کر بھی اتحاد و امن کے علم بردار بنکر دنیا کو دھوکہ دیتے ہیں۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اس گئی گزری حالت میں بھی جہاں کہیں بھی مسلمانوں کو ذمہ دارانہ عہدوں پر تعینات کیا گیا ہے اُنہوں نے کافی سے زیادہ سمجھداری اور لیاقت کا ثبوت دیا ہے۔ چنانچہ متعدد ہندو ریاستوں میں اس وقت مسلمان دیوان نہایت قابلیت کے ساتھ فرائض انجام دے رہے ہیں۔

مجھے اس خبر سے بڑی خوشی ہوئی کہ میجر حشمت اللہ صاحب اپنی معاملہ فہمی، فرض شناسی اور شاندار معاملہ فہمی اور فرض شناسی اور شاندار نیک نامی کی وجہ سے

[illegible] کرتے جاتے ہیں۔ اور مہارانی صاحبہ نے حال ہی میں ان کے سپرد کئی اہم شعبہ جات کرکے ان کی خدمات کا اعتراف کیا ہے جس سے باشندگان ریاست بیحد خوش ہیں۔ اور ہنر ہائینس مہارانی صاحبہ کی اس نگاہ انتخاب کی داد دیتے ہیں کہ ایک ہندو ریاست کے صدر کی حیثیت سے انہوں نے ایک مسلمان اہلکار کی دیانتداری اور خیر سگالی کی قدر کی۔ ایسے زمانہ میں کہ جبکہ ملک کی بدنصیبی سے موجودہ فضا سے بڑے بڑے قوم پرستوں کا فرقہ وارانہ ہوا سے متاثر ہو رہا ہے مہارانی صاحبہ کا اس فضا سے متاثر نہ ہونا اور میجر صاحب پر اعتماد کرنا یقیناً قابل مبارکباد ہے۔ اور امید ہے کہ میجر صاحب کی کوششوں سے ریاست کی مرفع الحالی میں ترقی ہوگی۔

مرہٹی زبان میں ایک اخبار "ٹیگاکر" کے نام سے حال میں شائع ہونا شروع ہوا ہے جس کا منو ہر اپدیشن یہ ہے کہ ہندو قوم میں ہندو غنڈے بڑھانے اور پیدا کرنے چاہئیں سب سے ہو ہندو سنگٹھن کی جے ہو مانیہ مالوی جی کی جے ہو ہندو سبھا کی۔

سچ ہے تعصب شریف سے شریف انسان کی عقل سلب کرکے اسکو پاگل بنا دیتا ہے پس اسی ایک خواہش سے ہندو قوم کی مجنونانہ ذہنیت کا پتہ چل سکتا ہے کاش مسلمانوں کی آنکھیں کھلی ہوئی ہوتیں۔ اور وہ سبق لیتے؟

مگر ٹیلاکر کو معلوم رہنا چاہیئے کہ مسلمان اپنے غنڈوں کا پالن کرکے "اپنا چارہ نہیں بنیں گے۔ یہ "نیا جنم" آپ کو مبارک ہو البتہ اگر کہیں پہلے سے مسلمانوں میں یہ تحریک ہوگئی کہ غنڈوں کی پرورش کی جائے تو قیامت آجائے گی اور سنگٹھن بازوں کی عقل درست ہو جائیگی۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ بدنصیب ہندوستان کے امن و امان کی اس وقت کیا حالت ہوگی "غنڈے پیدا کرنے والوں کو "غنڈہ راج" قائم کرنے سے پہلے معلوم رہنا چاہیئے کہ ہندوستان میں ایک اور قوم حکمران ہے جو نہ ہندو ہے نہ مسلمان۔ اور جس نے ہندو مسلمان غنڈوں کے لئے یکساں قانون بنائے ہیں۔

بالآخر وہ خطرناک پروپیگنڈہ دیسی ریاستوں میں بھی کامیاب ہو گیا۔ [illegible] میں ہندو اکثر مسلمانوں کے خلاف تیج، پرتاپ، ملاپ، ہندو ملٹری، گرد گھنٹال، پارس وغیرہ اخبارات کے ذریعہ ایک عرصہ سے کر رہے تھے اور اس کی وجہ سے اندور کے ہندو مسلمانوں میں بھی سخت فساد ہو گیا۔ بدنصیب مسلمان نہایت سراسیمگی اور بے خبری کی حالت میں کسی سازش کا جو ہندو مذہب کے نام پہ کی گئی۔ بری طرح شکار ہوئے اور بڑی تعداد میں گرفتار ہوئے۔ یہ ہندو ریاست ہے، ہندو اہلکار ہیں تعصب کی ہوا تیز چل رہی ہے [illegible] بدنصیب اندور کے مسلمانوں کے ساتھ ایسی حالت میں [illegible]

بھڑکا سر دست [illegible] ہندو مسلمان گرفتار ہو رہے ہیں۔ افسوس قوم [illegible] بدنصیب کون ہوگا جو غلام بھی ہو۔ اور جس کی عبادت گاہوں کی بے حرمتی کی جائے اور جس کو عبادت کی آزادی بھی نہ ہو۔ اور جبکہ ابتدائی حقوق شہری میسر نہ ہوں اور جس کے خلاف ایک خفیہ اور منظم سازش ہو اور جو بے خبری کی حالت میں مرغ بسمل بھی کرتے ہوں اور گرفتاریاں بھی اسی قوم کی زیادہ ہوں افسوس بدبخت قوم کے رہنما آپس میں صرف اپنی عزتوں کے لئے اور معمولی لوگوں کو چندے سے پھولنے کے لئے ایک دوسرے کی پگڑیاں اتار رہے ہوں کیونکر

ایک آہ تو باثر ہوتی

اور یہ مدہوش قوم اپنی بدترین حالت پر غور کرکے گندم نما قوم فروش لیڈروں کی غلامی سے آزادی حاصل کرتی۔

گورنمنٹ آف انڈیا کے مسلمان ملازمین کی مخلصانہ کوششوں سے انجمن انصار المسلمین قائم اور عرصہ سے مفید خدمات مسلمانوں کی انجام دے رہی ہے فروری کے آخری ہفتہ میں اس انجمن کا سالانہ جلسہ نئی دہلی میں زیر صدارت جناب مولانا محمد امین صاحب بیرسٹر ایٹ لا سابق [illegible] منعقد ہوا اکثر مفید تجاویز پاس ہوئیں۔ اگر ان پر مسلمانوں کی بدقسمتی[1] سے عمل بھی ہوا تو ان کے مفید ہونے میں کیسے کلام ہو سکتا ہے۔

مولانا محمد امین صاحب لالہ لاجپت رائے کے عزیز ہیں۔ اور ہندو قوم کے نوجوان اور شریف، اور سمجھدار علمی طبقے کے ایک ممتاز فرد ہیں عرصہ تک مختلف مذاہب کا مطالعہ کرنے کے بعد حال میں مشرف باسلام ہوئے ہیں وہ اگر ایک طرف ہندو دھرم شاستر کے ماہر ہیں تو دوسری طرف انگریزی قانون کے بھی منتہی ہیں انہوں نے اپنی پر جوش اور کفر پاش تقریر میں ایک ایسی مفید اور اہم اسلامی اور انسانی خدمت کا تذکرہ کیا کہ اگر مسلمانوں نے سمجھداری سے اس پر عمل کر لیا تو اس کے نتائج بیحد خوشگوار ہونے کی توقع ہے۔

مولانا محمد امین صاحب نے فرمایا کہ ہندو قانون کے ماتحت ہندو عورت جب بیوہ ہو جاتی ہے تو اس کا کوئی وارث نہیں رہتا۔ اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ انسانی ہمدردی کے جذبہ کے ماتحت۔

ہندو بیوہ آشرم

قائم کریں جس میں ان ہندو عورتوں کے قیام اور طعام کا بندوبست ہو جو بیوہ ہو گئی ہوں۔

تجویز کے مفید ہونے میں کیسے کلام ہو سکتا ہے کہ بنی نوع انسان کی اس سے زیادہ اور کیا مخلصانہ خدمت ہوگی۔ کہ آبادی کے ایک بڑے

---

[1] بدقسمتی کا لفظ دانستہ کہا ہے جو مسلمانوں کے موجودہ جمود کا [illegible]

مظلوم فرقہ کی امداد کی جائے اور وہ بیواؤں کی سمجھا تھا۔"

اگر انگریزی قانون اس قسم کا بیوہ آشرم قائم کرنے میں مانع نہ ہو تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ بیداری کے ساتھ اس اہم تحریک کو لبیک کہیں اور نہایت دیانتدار اور کامل پاکباز متقی پابند مذہب، اور زمانہ سے باخبر مسلمانوں کی ہر صوبہ میں کمیٹیاں قائم کر کے اس مفید تحریک کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں۔

اس اہم تحریک کیلئے کسی بڑے چندے کی ضرورت نہیں، اسلئے بغیر کسی بڑے اور بزعم خود ذمہ دار لیڈر کی مکروہ شمولیت کے اس مفید خدمت انسانی کو خود شروع کرنا چاہیئے۔

بدنصیب مسلم سیوک کے نومسلم ایڈیٹر نے مرحوم ظریف پنچ کی اس نظم کو شایع کر دیا، جو امر تسری شیطان کی ایک بیحد دل آزار اور اشتعال انگیز اور بیہودہ نظم کے جواب میں ناقابل انکار تاریخی واقعات کی امداد سے شایع کی گئی تھی۔ اس نظم کا شایع ہونا تھا کہ کشمیر سے لیکر راس کماری تک تمام ہندوستان کے آریہ سماجی کیمپوں میں آگ لگ گئی کیونکہ سب سے پہلے اس نظم کے خلاف آریہ سماج کے سب سے زیادہ غلط نویس اور دریدہ دہن اور فساد دوست اخبار تیج نے ایک نوٹ اس طرح لکھا کہ پڑھنے والوں پر یہ اثر پڑے کہ یہ نظم حال میں ظریف پنچ نے شایع کی ہے اور لگے ہاتھوں دہلی کے چند مسلمان افسران پولیس کو جو اس کی آنکھوں میں خار کی طرح کھٹک رہے ہیں، آڑے ہاتھوں لیا، اور دہلی کی حکومت کو نہایت بے ایمانی اور ابلیسانہ مکر و فریب کے ساتھ ایسے طریقہ سے توجہ دلائی کہ گویا یہ نظم حال میں دہلی کے اخبارات نے شایع کی ہے اور چونکہ دہلی سی آئی ڈی کا ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور پولیس برانچ کا ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ مسلمان ہے، اسلئے اس نظم پر انہوں نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔

حقیقت یہ ہے کہ دہلی کے مسلمان اخبار نویسوں کو ہندو افسروں سے زیادہ بعض مسلمان افسران سے شکایت ہے، جن کی رواداری، بردباری اب بزدلی تک پہنچ گئی ہے اور اس سے دہلی کے شریر ہندو عموماً اور مفسدہ پرداز ہندو اخبار نویس خصوصاً فائدہ اٹھا رہے ہیں، کاش تیج بہادر اسپر غور کرتے کہ یہ مسلمان افسران جب کبھی ہندو اخبار نویس کی حد سے گزری ہوئی بدلگامی پر توجہ کرتے ہیں، تو صرف اپنی بلاتعصبی کو ظاہر کرنے کیلئے بلا وجہ نہایت بیدردی اور ناانصافی کے ساتھ کبھی نہ کبھی مسلمان اخبار نویس کے گلے میں بھی پھندا ڈال دیتے ہیں جیسا کہ گزشتہ سال عید سے پہلے دریدہ دہن ہندو اخبار نویسوں کے ساتھ غریب مسلمان اخبار نویسوں کے گلے میں بلا وجہ محض مفروضہ انصاف کا پلڑا برابر دکھلانے کیلئے آہنی پھندا ڈال دیا تھا اور واقعہ یہ ہے کہ اگر آج یہ مسلمان افسران نہ ہوتے تو تیج بہادر کا شرپسند کیمپ کا ضبط ہو چکا ہوتا، اور وہ بھی سرکاری مہمان بھی ہو گئے ہوتے۔ دعائیں دیں ان

افسروں کی "مسلمانی" کو جن کی تحمل مزاجی نے ان کو اس قدر آگ سے کھیلنے اور انگارے اچھالنے کا موقعہ دے رکھا ہے۔

بالآخر بدنصیب لاہوری مسلم معاصرین کو انصاف کا پلڑا برابر رکھنے کیلئے حکومت پنجاب نے گزشتہ ہفتہ تنبیہ کر دی۔

اس واقعہ سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے بھائیوں کے ہاتھ کتنے لمبے ہیں، اور حکومت کتنے جلدی ان کی آواز پر توجہ کرتی ہے۔

ایک بدنصیب مسلمان ہیں جنکے آقا اور مولا کی کیلئے ہندوں توہین ہوتی ہے جنکی مذہبی تعلیم کو انتہا درجہ کی اشتعال انگیزی کے ساتھ غلط طور پر پیش کیا جاتا ہے، ان کی تاریخ جھوٹی بتائی جاتی ہے اور جب وہ ان زیادتیوں پر حکومت کو اپنے سینہ کے داغ دکھاتے ہیں تب بھی حکومت ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ اپنی اپنی قسمت ہے زندہ اور مردہ کا فرق اپنی اور ان کی زندگی کے ہر شعبہ میں دیکھ سکتے ہو۔

قارئین پیشوا سے وعدہ کر چکا ہوں کہ حیدرآباد کی اسلامی سلطنت کی اعلیٰ رواداری، اور غیر متعصبی کے متعلق حیدرآباد کی سرکاری فہرست سے ثابت کروں گا کہ آریہ ہندوؤں نے محض اعلیٰ حضرت کو بدنام کرنے کیلئے حیدرآباد کے اسلامی راج کو بدنام کر رکھا ہے۔

حیدرآباد میں جو برتاؤ آج حیدرآبادی ہندوؤں کے ساتھ یہ اورنگ زیب ثانی کر رہا ہے، اسکی نظیر اگر تیج، ملاپ، ہندے ماترم، مرہٹہ کیسری وغیرہ متعصب اخبارات کسی ہز ہائینس پنچندر ثانی کے دور حکومت میں یا بڑودہ، میسور، بیکانیر اور خصوصاً کشمیر میں پیش کر دیں جہاں مسلمانوں کی آبادی پچانوے فیصدی ہے تو ایک ہزار روپے مذکورہ اخبارات کے ایڈیٹروں یا ان کے جاسوسی نامہ نگاروں کی خدمت میں دلی سپاس گزاری کے ساتھ پیش کرنے کیلئے حاضر ہوں، جو یہ ثابت کر دے کہ جیسی بلاتعصبی کا برتاؤ ہندوؤں کے ساتھ یہ اسلامی سلطنت کر رہی ہے ایسا مسلمانوں کے ساتھ دنیا کی کوئی غیر مسلم سلطنت کر رہی ہو۔ پھر کیا ہے کوئی "ماں کا لال" جو اس چیلنج کو قبول کرے۔؟

اگر تنگ حرام شریر، اور فساد دوست ہندو تعصب کی عینک چہرہ سے اتار کر اس فہرست کو جو بیحد مستند ہے، پڑھیں تو ان کو معلوم ہوگا کہ ایسا اعلیٰ برتاؤ تو ہندو راج اور انگریزی حکومتوں میں بھی ہندوؤں کے ساتھ نہیں ہوتا۔

اخراجات کلیسائے مسیحی ۔ تعداد (۹) ۱۵٬۱۴۱ روپے

تعداد غیر مسلم جاگیر داران مذہبی (نوٹ، جاگیر سے وہ موضع مراد ہے جسکو ایک مسلمہ مقدرت سند کے ذریعے سے مستقل عطا ہوا ہو خواہ وہ عطا مشروط بشرط خدمت ہو یا بلا شرط خدمت، اور خیرات یا مدد معاش یا کسی کارگزاری کے صلہ میں

[illegible]

...جن کی سالانہ	پچاس	روپے سے	زائد ہے	۴۶
"	سو	"	"	۴۹
"	دوسو	"	"	۴۳
"	ڈھائی سو	"	"	۴۲
"	تین سو	"	"	۴۲
"	چارسو	"	"	۴۰
"	پانچسو	"	"	۳۷
"	ایک ہزار	"	"	۱۹

تعداد غیر مسلم معاش یابان مذہبی علاقہ صرف خاص مبارک

جن کی سالانہ یافت	پچاس	روپے سے	زائد ہے	۴۵۵
"	سو	"	"	۲۰۱
"	دوسو	"	"	۳۱
"	ڈھائی سو	"	"	۲۳
"	تین سو	"	"	۳۴
"	چارسو	"	"	۲۳
"	پانچسو	"	"	۸۵
			جملہ	۸۵۲

تعداد غیر مسلم معاش یابان مذہبی علاقہ جاگیرات

جن کی یافت سالانہ	پچاس	روپے سے	زائد ہے	۱۸۱
"	سو	"	"	۸۱
"	دوسو	"	"	۱۱
"	ڈھائی سو	"	"	۷
"	تین سو	"	"	۶
"	چارسو	"	"	۲
"	پانچسو	"	"	۱۶
			جملہ	۳۰۴

تعداد غیر مسلم معمولداران مذہبی

نوٹ۔ معمول سے مراد وہ علاقہ نقدی ہے جو ایک رقم کی صورت میں معمولاً ایک وقت خاص میں ادا ہوتی ہے جیسے معمول دسہرہ وغیرہ مالک سکے نیز بھی معنی کے متعدد ہونے اور وجود سند کی شرط ہے۔

تعداد معمولداران	رقم سالانہ
(۵۱)	چار ہزار ایک سو ستتر روپے

تعداد غیر مسلم معمولداران سالانہ

تعداد ... رقم ... روپے ... پائی

تعداد غیر مسلم معمولداران چوماہا

تعداد (۲) رقم بیس روپے اور ۹ پائی

تعداد غیر مسلم تنخواہ داران خاص مذہبی

(نوٹ) ماہوار خاص جسکے معاوضہ میں کسی خدمت کا انجام دینا مشروط نہ ہو تعداد ۲ رقم چھتیر روپے ماہانہ

عطیہ سلطنت آصفیہ بہ امرائے غیر مسلم

تعداد موضعات	مربع میل	زر مسلم آمدنی سالانہ
۵۸۴	۴۴۵۲	۱۲۶۰۸۶۰ روپے

عطیہ سلطنت آصفیہ بہ سمستانات

تعداد موضعات	مزروعات	مربع میل	بیگہ	بام	محاصل
۸۱۲	۹۰	۳۵۲۱	۲۵۹۰	۵	(۳۹۷۷۴۵۳) روپے

ان اعداد کے شمار سے ظاہر ہے کہ اعلیٰ حضرت غیر مذاہب کے لوگوں کو ہر سال کس قدر فیاضی سے عطیات دیتے رہتے ہیں لیکن بایں ہمہ برادران وطن کو صرف وہی رقوم نظر آتی ہیں جو مسلم انسٹی ٹیوشنوں کو ملتی ہوں جب صورت حال یہ ہو تو اسکے سوا کیا کہا جا سکتا ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

سوراجیہ پارٹی کی جانب سے گزشتہ اسمبلی کی طرح اس مرتبہ بھی نام نہاد قومی مطالبات پیش ہونے والے تھے مگر غضب ہو گیا کہ راجہ غضنفر علی صاحب کہیں یہ کہہ بیٹھے کہ ان مطالبات میں مسلم لیگ کے اس رزولیوشن کو بھی شامل کر لیا جائے جو اس نے مسلمانوں کے مخصوص حقوق کے متعلق پاس کئے ہیں اس خبر کی بھنک سوراجیہ پارٹی کے حکم داتا پنڈت موتی لال صاحب نہرو کے کان میں بھی پہونچ گئی۔ قیامت آگئی آپ نے محض اس خیال سے کہ ۱۹۲۹ء میں کمیشن آنے والا ہے اگر اس وقت رزولیوشن میں یہ ترمیم ہو گئی تو اسکی سرکاری حیثیت ہو جائیگی اور گورنمنٹ مجبور ہو گی کہ کونسل کے رزولیوشن کو اراکین کمیشن کے سامنے رکھے لہذا آپ نے نہایت چالاکی کے ساتھ اپنے گرگوں کو "قومی مطالبات" کا رزولیوشن پیش کرنے سے منع کر دیا۔ سچ ہے سانپ کے سنپولے ہی ہوتے ہیں۔

مسلمانوں میں اگر کوئی زندہ جماعت ہوتی یا ان کے نام نہاد پیشواؤں میں خود غرضی شہرت پسندی ، رذیلی کے علاوہ صحیح اسلامی جذبہ ہوتا تو ان کے کام کرنے کا یہی وقت تھا ، مگر ان کو تو ایک دوسرے کو بدنام اور ذلیل و رسوا کرنے سے اتنی فرصت کہاں کہ وہ مسلمانوں کیلئے کوئی تعمیری کام کر سکیں۔

کمیشن کی روانگی سے پہلے لالہ لاجپت رائے ، مسٹر کلنیہ اور دیگر سنگٹھنی اکابر اراکین کمیشن کو گمراہ کرنے اور مسلمانوں کے خلاف ورغلانے کیلئے انگلستان روانہ ہونے کیلئے تیاریاں کر رہے ہیں اراکین پارلیمنٹ سے خفیہ خط و کتابت کر کے اسلامی حقوق کو سلب کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں مگر بے زبان ، ادبار بخت مسلمان

ہم نہایت افسوس سے ابھی اس پر غور کر رہے ہیں کہ ہندوؤں سے کیونکر سمجھوتہ کیا جائے۔ اپنے مسلمان حریفوں کو کیونکر شکست دی جائے؟ کسی کو جمعیت علما کے قار کی فکر ہے تو کوئی جمعیت خلافت کی خالی ہڈیوں کو چوڑتا اسلام کی سب سے بڑی خدمت سمجھتا ہے۔ مگر صرف مسلمانوں کے لئے، ان کے بچاؤ کیلئے ان کے حقوق کے تحفظ کیلئے کوئی بھی میدان عمل میں نہیں آتا، تو کیا پھر یہ حالت ہمیشہ قائم رہے گی؟

گذشتہ ہفتہ میرے محترم دوست بابو بشن داس صاحب وکیل گوجرانوالہ تشریف لائے تو دوران ملاقات میں انہوں نے اپنے اس مقدس مشن کا ذکر کیا جس کی کامیابی کیلئے وہ آجکل ہندوستان کے بڑے شہروں کا نہایت خاموشی کے ساتھ دورہ کر رہے ہیں۔

ہندوستان کی بدنصیبی اس سے زیادہ اور کیا ہوگی کہ آبادی کا ایک حصہ عصمت فروشی جیسے ذلیل ذریعے سے اپنے پیٹ کا جہنم بھرتا ہے اور ہے کس ہندوستانی اپنے ماتھے سے صرف اس لئے اس سیاہ داغ کو نہیں مٹا سکتے کہ حکومت میں ان کا کوئی دخل نہیں، اور ہندوستان میں کوئی ذمہ دار حکومت قائم نہیں۔

مجھے صفائی سے کہدینا چاہئے کہ اس بدنام کنندہ طبقہ میں بھی مسلمان فاحشہ عورتیں اپنی آبادی کے تناسب سے بہت زیادہ ہیں اور ان کا وجود حقیقتاً مسلم قوم کیلئے ایسا کلنک کا ٹیکہ ہے کہ اس کو جس قدر جلدی مٹایا جائے کم ہے۔ اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس اہم اصلاحی تحریک کا خیر مقدم کریں۔

بابو بشن داس صاحب کی تجویز یہ ہے کہ پہلے ان طوائفوں کی ایک فہرست مرتب کی جائے جو اس ذلیل پیشہ کو ترک کر کے باعزت زندگی گذارنے کیلئے تیار ہوں اور پھر شریف ہندو و مسلمانوں کی ایک فہرست تیار کی جائے جو اس بدنصیب طبقہ کو سوسائٹی کے اعلیٰ حقوق دینے کیلئے تیار ہوں، اور باہمی رضامندی سے جائز تعلقات مذہبی پابندی کے ساتھ قائم کرائے جائیں۔

جو طوائفیں اس ذلیل پیشہ کو ترک کرنے پر آمادہ ہوں، اور جو حضرات ان طوائفوں کے ساتھ باضابطہ جائز تعلق قائم کرنے کیلئے تیار ہوں وہ بابو بشن داس صاحب وکیل گوجرانوالہ کو اپنے اپنے فوٹو بھیجکر خط و کتابت کریں کہ درحقیقت اس سے زیادہ نیکی کا کام اور کیا ہو سکتا ہے کہ طوائفوں کی تعداد اس بدنصیب ملک میں جس طرح تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے اسکو نہایت مستعدی اور ہوشمندی سے روکا جائے۔ مجھے بھی اس تحریک سے دلی ہمدردی ہے اور میں خود بھی اس نیک کام میں ان کے ساتھ امداد کرنے کیلئے تیار ہوں۔

گزشتہ پندرہ روز کے عرصہ میں متعدد قوم پیشوا کی امداد کیلئے آئیں سب سے پہلے پرچہ کی نظامیہ جماعت نے جناب مولانا کشفی شاہ صاحب کو تو دیا ہے کچاس روپے بھیجے اسکے بعد ایک بہت بڑے صوفی مشرب حامی طریقت بزرگ نے سو روپے [illegible] ہے اخفائے نام کا وعدہ لے کر عنایت کئے، اور پھر دہلی کی ایک خاتون نے ایک قلم بھیجا جن کا خط میں شایع کر چکا ہوں۔ حیدر آباد سے سید مطلوب صاحب نظامی نے بھی پانچ روپے سے امداد کی۔

پیشوا کے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ میں امدادی مقوم لینا پسند نہیں کرتا اور میں اس کو کسی طرح کسی کیلئے جائز نہیں سمجھتا کہ اپنے کاروبار کیلئے قومی افراد کی جیبیں ٹٹولی جائیں۔

مگر جب پیشوا کو ہزار ہا قارئین کرام کے اصرار پر ہفتہ میں دوبار کیا ہے خرچ دگنا ہو گیا ہے، اور میری مصروفیت بھی اتنی بڑھ گئی ہے کہ مجھ کو حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے اس تعلق کو جو ملازمت کی صورت میں تھا مجبوراً ختم کرنا پڑا اور اس طرح میرا اور میرے اہل و عیال کا خرچ بھی پیشوا پر آپڑا جو یقیناً پیشوا کے کاروبار پر مزید اور ناقابل برداشت بار ہے۔ مگر اسکے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا کہ میں ملازمت سے سبکدوشی حاصل کروں کیونکہ میری عدم موجودگی میں پیشوا کی ڈاک کی تعمیل میرے حسب منشا نہیں ہو سکتی تھی اور نہ میرے پاس اتنا وقت تھا کہ میں شذرات اور دیگر مضامین اپنے حسب منشا لکھ سکوں پس میرے لئے ان حالات میں دو ہی صورتیں تھیں، یا تو رسالہ کو بند کرتا۔ یا ملازمت کو خیرباد کہتا۔ چنانچہ بہت غور و فکر کے بعد میں اس نتیجہ پر پہونچا کہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کر کے ملازمت ترک کر دوں اور پوری توجہ اور مستعدی سے پیشوا کے کام کو انجام دوں اور اس رزاق مطلق پر اپنے اور اپنے اہل و عیال کے گزران کے لئے بھروسہ کروں جس نے میرا رزق آسمان پر پیدا کیا ہے بہرحال اب میں پیشوا کے قدردانوں سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ پیشوا کے جدید خریدار پیدا کرنے میں مزید سرگرمی سے کام لیں اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں جب تک ہر خریدار صرف دو خریدار نئے نہ بنالے۔ یہ میری آخری اپیل ہے اور اگر ہر خریدار نے اس اپیل پر توجہ کی تو مجھے یقین ہے کہ میں بار بار آپ کو تکلیف نہ دونگا۔ اور دوسری گزارش یہ ہے کہ آپ کو یا آپ کے کسی دوست کو جب کسی کتاب اور کلام اللہ کی ضرورت ہو تو آپ اپنا یہ فرض سمجھیں کہ وہ فرمائش صرف پیشوا کے دفتر کو بھیجی جائے تاکہ آپ کی اس فرمائش سے جو نفع ہو وہ پیشوا کے اس نقصان میں دیدیا جائے جو اسکو سستا شایع کرنے کی وجہ سے ہو رہا ہے اور آپکو اس نیک کام کا ثواب ہو۔

مجھے امید ہے کہ میری یہ دونوں عرضداشتیں آپ قبول فرما کر میری امداد فرمائیں گے۔

فروری کے آخری ہفتہ میں دہلی میں متعدد تفریحی مشاغل ہوئے۔ جن میں سب سے زیادہ جاذب نظر اور دلکش ایم سی سی کا زنانہ کلب کرکٹ کا میچ تھا۔

ایم۔ سی۔ سی کے کھلاڑی تمام ہندوستان کے مرد کھلاڑیوں کو شکست دیتے ہوئے ہندوستان کے دارالسلطنت میں آئے۔ مگر لیڈیز کلب کی کھلاڑیوں نے جس وقت اچک کر بول پھینکی، تو وکٹ کے ساتھ ایم۔ سی۔ سی کے اعلیٰ کھلاڑی بھی سلپ ہو گئے اور یہ حسن کی ایک ایسی زبردست فتح ہے جسکی کبھی نہیں شبہ کیا جا سکتا۔

بدقسمتی سے مجھے اس میچ کو دیکھنے [illegible]

کہ ہندوستانی تہذیب و تمدن لطیف کی مردانہ جدوجہد جیسی کچھ یورپ کے لئے مطلوب بھی ہو سکتی ہے اسکا تجربہ ہندوستان میں ہی کیا جائے گا، اور حقیقتاً وہ وقت تمام ہندوستانیوں کے لئے بہت نازک ہوگا جبکہ تو ابھی سے ہوا سے ہم بہکے جاتے ہیں

گزشتہ پندرہ روز میں متعدد مقامات پر ہندو مسلم فسادات ہوئے اور افسوس ہے کہ یہ فسادات محض اسی وجہ سے ہوئے کہ برادران وطن کی سپرز فوج (آریہ سماجی) مسلمانوں کے جذبات کا احترام کرنے کیلئے تیار نہیں ان میں رواداری اور محبت کا جذبہ ستیارتھ پرکاش کی تعلیم پیدا نہیں ہونے دیتی وہ غیر ہندو قوم کیساتھ کسی دلائت کا برتاؤ کرنے کیلئے تیار نہیں اور ستم تو یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو عبادت کی آزادی دینے کے بھی روادار نہیں۔

ان تمام فسادات میں سب سے زیادہ ہولناک فساد باقر گنج ضلع باریسال کا ہے جہاں مسلمان گورنمنٹ کی گولیوں کا نشانہ بنکر جام شہادت پی گئے۔

ایسا زبردست اتلاف جان شاید ہی کبھی ہندو مسلم فساد میں ہوا ہو۔

آہ بدنصیب مسلمان جنکو اس قدر تنگ کیا جا رہا ہے کہ ان کیلئے ہندوستان میں شریف شہری کی طرح رہنا دوبھر ہو گیا ہے۔

ہندو مذہب کا کچھ نقصان نہ ہو جاتا اگر چند قدم پر باجہ رک جاتا ہندو قوم کے وقار کو بٹہ نہ لگ جاتا اگر چند گز پر نفیری نہ بجتی۔ ہندو مذہب کی تعلیم کا خاتمہ نہ ہو جاتا اگر مسلمانوں کو عبادت کی آزادی میسر ہو جاتی۔

کہا جاتا ہے کہ بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت ہے مگر حالت یہ ہے کہ جہاں مسلمانوں کی مجارٹی ہے وہیں زیادہ مسلمان کچلے جاتے ہیں اور زیادہ کچلوائے جاتے ہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ جو حکومت اتنی طاقتور ہو کہ جنگ یورپ جیسی عظیم الشان جنگ میں فاتحانہ نکلے کیا وہ قیام امن کیلئے اس قدر ناکام ہو سکتی ہے کہ چند پیشہ ور ہندو مفسدوں کا قلع قمع کرنا اس کے امکان سے باہر ہو۔

سنا ہے کہ کلکتہ میں ہندوستان کی خلافت کمیٹی کے صدر اور مفسر قرآن امام الہند، اور مسلمانوں کے سب سے بڑے نام نہاد پیشوا مولانا ابو الکلام رہتے ہیں، جن کو ہندوستان کے باہر کے مسلمانوں سے بہت ہمدردی تھی۔ مگر اے باقر گنج کے بدنصیب اور مظلوم مسلمانو، تمہاری سرد لاشوں اور زخم خوردہ جسموں کو دیکھنے کیلئے اس زر پرست خود پرست رہنما سے تنا ہمیں کا گلاس نہ چھٹ سکا، اور ایک اس پر ہی کیا منحصر ہے، تمہاری بے کسی پر جنگل کے پرندے، بھٹوں کے درندے روتے ہیں اور کائنات کا ذرہ ذرہ تمہاری بے کسی اور مظلومی پر نوحہ خواں ہے، مگر [illegible] ہندوؤں کے غلام لیڈر تمہاری مصیبت پر دو آنسو گرانے [illegible]

[illegible] زر پرست لیڈروں کو جو تمہاری [illegible] نہیں کرنا چاہتے۔

تمہاری حقیقی ترجمانی اپنے مفاد کے خلاف نہیں کر سکتے ان پر لعنت بھیجو، اور انکو اپنے راستے سے ہٹا کر سمجھ کر جس قدر جلدی ہو سکے، ہٹا دو خوب یاد رکھو کہ اگر آج ان بدمعاشوں کی چالبازی کا شکار ہو کر خواب غفلت سے بیدار نہ ہوئے تو کل تمہارے لئے ہندوستان میں عزت سے زندگی بسر کرنی ناممکن ہے۔

باقر گنج کے مسلمان ڈاکو نہ تھے، لٹیرے نہ تھے، بدمعاش نہ تھے، وہ صرف یہ چاہتے تھے کہ مساجد کی بے حرمتی نہ ہو انکی یہ استدعا تھی کہ عبادت کی آزادی ہو اور شعائر اللہ کا تحفظ ہو۔ حکومت نے بندوقوں اور سنگینوں کی مدد سے ان کی خواہشوں کے ساتھ انکے جسموں کو بھی خاک و خون میں تڑپایا اور سسکتے ہوئے اور بلکتے ہوئے مسلمانوں نے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر اپنی جان دی مگر سفاک اور عیار آریہ سماجیوں کا ڈیڑھ حکومت سے پورے مسلمانوں کو پٹوا کر بھی ٹھنڈا نہیں ہوتا، اور وہ سرکاری اطلاع جو کبھی فسادات کے مواقع پر سچی نہیں ہوتی، اسکو وید کا الہام سمجھ کر تیج اور پرتاپ وغیرہ آریہ اخبارات گورنمنٹ کی اس پالیسی کی تائید کرتے ہوئے حکومت کو نہایت عیاری کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف مشتعل کرنے کی ابلیسانہ کوشش کر رہے ہیں اور اسمبلی کے ان مسلمان ممبروں پر اظہار ملامت کرتے ہیں جو اس حادثہ پر التوائے اجلاس کی تحریک کرنے والے ہیں۔

ضرورت ہے کہ بنگال کے عاقبت اندیش اور عام مسلمان لیڈر رنگ بے رنگ ہو کر اپنے غریب اور بے کس مسلمان بھائیوں کی امداد کیلئے فوراً کمربستہ ہو جائیں، اور بیواؤں اور یتیموں، اور مظلوم اسیروں کی امداد کا کام نہایت اعلیٰ پیمانہ پر بیحد منظم طریقے اور بہت زیادہ دیانت داری کے ساتھ فوراً شروع کر دیا جائے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اپنی غفلت سے قیامت کے روز خدا کے حضور میں پکڑے جائیں اور رسول اللہ کی شفاعت سے محروم ہو کر خسران عظیم کے مستحق ہوں۔

افسوس ہے کہ خالصہ جی بھی آریہ سازش کا شکار ہو کر بمبئی میں غریب مسلمانوں سے الجھ پڑے، اور آریہ سماج کا مقصد پورا کرنے میں ان کے معاون ہوئے۔

کوئی سمجھ دار مسلمان اور سکھ ایسا نہ ہوگا جسکو بمبئی کے مسلمان اور سکھ فساد پر افسوس نہ ہو

میں سکھ قوم کے مخلص ترین رہنما جناب سردار سردول سنگھ صاحب کویشر کو جنکی خدمتیں مجھے گزشتہ موسم گرما میں بمقام مسوری نیا نقل کر نیکا شرف حاصل ہوا اور جو اکالی سکھوں کے ایک نہایت محبوب و مخلص اور دانشمند رہنما ہیں مسلمانوں اور سکھوں کی اس تازہ کشمکش پر جو صرف آریہ سماج کی سازشوں کا نتیجہ ہے بہت زور کے ساتھ توجہ دلا کر یہ درخواست کرتا ہوں کہ یہ آگ ایک اسلامی سلطنت (حیدرآباد دکن) میں بھی حریف نہایت جلدی پہنچانا چاہتا رہا ہے ضرورت ہے کہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب اور سردار سردول سنگھ صاحب کویشر دیگر سکھ اور مسلمان اکابر کے ساتھ مل کر ایک باہمی قرارداد کر کے اس آنیوالے خطرہ کو قبل از وقت ختم کر دیں جسکے انسداد کی اگر کوشش نہ کی گئی تو بیحد ہولناک فسادات کا اندیشہ ہو، جسکے لئے آریہ سماجی مفسد جاہل سکھوں کو مشتعل کر رہے ہیں۔

آگرہ سے جناب مولانا منظر صاحب صدیقی نے "ثریا" کے نام سے ایک ماہوار رسالہ شائع کیا ہے ۲۲×۲۴ تقطیع ہے سفید کاغذ اچھی لکھائی چھپائی ہے اور ہر اشاعت میں اعلیٰ قسم کی ایک عکسی تصویر بھی ہوتی ہے اور قیمت سالانہ دو روپیہ ہے۔

منظر صاحب آگرہ کے مشہور ادیب جناب مولانا سیماب صاحب کے فرزند ارجمند ہیں اور اپنے نامور باپ کے صحیح معنوں میں جانشین ہیں۔ ثریا میں ادب لطیف کے بلند پایہ نظم و نثر مضامین ہوتے ہیں۔

ضرورت ہے کہ شائقین ادب اس ہونہار پرچے کی قدر کریں اور تین آنے کے ٹکٹ بھیجکر نمونہ طلب کریں۔

(پ)

میرے محترم بھائی عبد الکریم صاحب اور مفتی انوار الحق صاحب ایم اے ڈائرکٹر تعلیمات بھوپال از رہ محبت و خلوص جناب مجھکو محترم "حاجی محمد علی صاحب" کی شرارتوں پر صبر کی تلقین کرتے ہیں اور مجھکو میرے اجداد کا اسوہ یاد دلاتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی خانہ جنگی کے خطرناک نتائج پر متوجہ کرتے ہیں۔

میں اس قسم کے "ناصحین مشفق" کا دل ممنون ہوں اور یہ تسلیم کرتا ہوں کہ بلاشک مجھے صبر کرنا چاہیے تھا۔ اور صبر بہت اچھی چیز ہے۔ مگر بدنصیبی سے میں بھی حاجی صاحب کی طرح انسان ہوں اور میرے سامنے اپنے اجداد کی تاریخ کے وہ صفحے بھی ہیں، جس وقت انہوں نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھ کر دشمنوں کی طاقت کو نیست و نابود کر دیا تھا۔ بے شک مجھے نرمی برتنی چاہیے تھی۔ مگر اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ اگر کمین اور حاسد اور خود پرست حریف میری نرمی کے غلط معنی نہ لیتا تو یقیناً میں وہ الفاظ لکھتا جو مجھے لکھنے چاہئیں تھے اور جنکی یہ حضرات توقع رکھتے ہیں۔ مگر افسوس کہ واقعات ایسے تھے کہ: "حاجی صاحب نے لگایا اس بگلے میں کسر کی اور نہ میں نے۔"

الحمد للہ کہ اب ان کا دماغی مسہل ہو گیا ہے اور ان کا کفر ٹوٹ گیا ہے اور انکے مغرورانہ طرز تحریر میں کچھ صلاحیت بھی آ گئی ہے۔ اسلئے جب تک وہ انسانیت سے خارج نہ ہو جائیں، میں کوئی پیش قدمی ذاتی معاملات کے متعلق نہ کروں گا البتہ قومی معاملات میں جس طرح اور جن معاملات میں پیشوا کے پہلے نمبر سے انسے اختلاف ہے وہ قائم رہے گا۔

(پ)

مہاراجہ صاحب پٹیالہ کے متعلق جو اطلاعات اخبار ریاست اور سوراجیہ نے شائع کی ہیں، وہ نہایت شرمناک ہیں اور مجھے یقین ہے کہ گورنمنٹ کی ناجائز حمایت کا مہاراجہ پٹیالہ کو اگر یقین نہ ہوتا، تو غریب الوطن بے کس اور بے تخت و تاج، مظلوم قیدی مہاراجہ نابھہ کے خلاف وہ کینہ سازش مشہور نہ ہوتی جس کے تخیل سے انسانی جذبات میں ہیجان پیدا ہوتا ہے۔

مہاراجہ نابھہ سکھ ہیں، اور ایک شریف سکھ کی حمیت کی طرح یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ پنجرے میں بند شیر پر جبکہ اس کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے ہوں حملہ کیا جائے۔

ابھی باؤلر کیس کی سیاہی کاغذات سے خشک بھی نہ ہوئی ہوگی کہ ایک اس سے زیادہ خوفناک اور کینہ سازش کا تذکرہ شائع ہو رہا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہزاروں اکالی سکھ اپنے محبوب اور مظلوم رہنما مہاراجہ نابھہ اور ان کے خاندان کی حفاظت کیلئے ڈیرہ دون جانے کیلئے اعلان کر رہے ہیں۔ ان سرفروش جوانوں کی موجودگی میں یقیناً مہاراجہ صاحب نابھہ اور ان کے متعلقین کو کسی قسم کا نقصان پہونچانا دشوار ہے۔ مگر اس طرح سکھ قوم میں، اور شریف اور محب وطن ہندو مسلمانوں میں جو بے چینی پیدا ہوگی، اور ہمدردی کا جوش لہریں لے گا، اور اس سے جو ہولناک نتائج پیدا ہونگے اس کی ذمہ داری یقیناً مہاراجہ پٹیالہ اور ان کے ان نادان دوستوں پر ہوگی جو سالہا سال سے مہاراجہ کی آڑ میں محض اپنے ذاتی اغراض کیلئے انگارے اچھال رہے ہیں، اور جن پر ریاست نابھہ اور پٹیالہ کی جنگ کی پوری طرح ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

ضرورت ہے کہ پولیٹیکل ایجنٹ صاحب ریاست پٹیالہ اور سر [illegible] صاحب اس اہم مسئلہ پر فوراً اپنی توجہ مبذول فرمائیں اور اگر مندرجہ بالا واقعات صحیح ہوں تو ان شریر اور پیشہ ور مفسدوں کو ریاست پٹیالہ سے فوراً گرفتار کرایا جائے، جو مہاراجہ نابھہ اور ان کے محترم خاندان کو مہاراجہ پٹیالہ کے ہاتھوں نقصان پہونچانے کی سازش کے بانی ہیں۔ ورنہ بہت ممکن ہے کہ خدانخواستہ مہاراجہ صاحب نابھہ کو کسی ایسے طریقے سے نقصان پہونچے اور تمام ہندوستان میں ایک عالمگیر ایجیٹیشن گورنمنٹ کے خلاف شروع ہو جائے جس پر مہاراجہ نابھہ کی حفاظت فرض ہے کیونکہ مہاراجہ صاحب نابھہ کی شخصیت تمام ہندوستان میں محبوب ہے۔

(پ)

الحمد للہ پیشوا میں شائع ہونے والے فیصلے "علی بابا چالیس چور" کی قسطیں بہت مقبول ہو رہی ہیں۔ اور قوم اپنے غداروں کو اس کے آئینہ میں اچھی طرح دیکھ رہی ہے۔

اس سلسلہ کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ گجراتی میں ترجمہ شروع ہو گیا ہے۔ اور سندھی اور ہندی میں ترجمہ کی اجازت چاہی گئی ہے۔ امید ہے کہ یہ سلسلہ ملک کی دوسری زبانوں میں بھی شائع ہوگا۔

اس سلسلے کے ختم ہونے پر تمام مضامین کتابی صورت میں شائع کرنے کی بھی خواہش ہو رہی۔ انشاء اللہ اس کا بھی بندوبست ہو جائے گا۔ قارئین پیشوا سے درخواست ہے کہ وہ ابتدائی پرچوں کو بہت احتیاط سے رکھیں۔ آئندہ بہت دلچسپ قسطیں شائع ہوں گی۔

خلافت کمیٹی نہیں بولتی!

فروری کے آخری ہفتہ میں خلافت کمیٹی کا جلسہ لکھنؤ میں ہوا تھا اس میں جناب مولانا عبد الماجد صاحب بی اے دریاآبادی نے ارشاد فرمایا۔

"اگر یہ پوچھتے ہو کہ خلافت کمیٹی نے کیا کیا؟ اس کا جواب لینا ہو تو انگریزی عدالتوں کے دروازوں سے پوچھو، پولیس کے رجسٹروں سے پوچھو جیل خانوں سے پوچھو جیل خانوں کے دروازوں اور پھاٹکوں سے پوچھو، لوہے کی بنی ہوئی ہتھکڑیوں اور ڈاکوؤں اور خونیوں کے پیروں میں پڑنے والی بھاری بھاری بیڑیوں سے پوچھو۔

اسکا جواب مصر اور فلسطین سے اور حجاز سے اور ترکی سے اور افغانستان سے اور [illegible] ہم آزاد ہیں آزاد ملک سے اور ساری دنیائے اسلام لو"

محترم خلاصہ کرم انشاپرداز قابل عزت مضمون نگار کے الفاظ بہت شاندار ہیں۔ مختصر ہیں کاٹ دار ہیں۔ موثر ہیں۔

مگر سراسر فریب ہیں

مگر مجھے افسوس ہوتا ہے کہ یہ الفاظ اندھے مسلمانوں کو گمراہ کر دینگے اور پھر اسی راستہ کی طرف ڈال دینگے جہاں سے وہ بڑی مشکل سے نکلے ہیں اگر ان کے ایجنڈا آتی تو میں ہرگز ایک لفظ بھی خلافت کمیٹی اور اسکے لیڈروں کی نسبت نہ کہتا کیونکہ میں مسلمانوں کی تفرقہ نہیں چاہتا اور ایسے کسی کام سے اختلاف کرنا مناسب نہیں سمجھتا جس سے فرقہ بندی کا یا ذاتی اختلافات کا جوش اور اشتعال پیدا ہو۔

مگر مجبور ہوں کہ محترم مولانا کے زور دار مگر حقیقت سے خالی اور محروم الفاظ دوبارہ نادان مسلمانوں کو پھر گمراہی کی طرف لیجائینگے اس لئے لکھتا ہوں کہ خلافت کمیٹی نے سوائے برباد کرنے کے اور کچھ بھی نہیں کیا۔

محترم کے قابل مولانا عبد الماجد خلافت کمیٹی کو بولنے کی اجازت دیتے تو اچھا ہوتا [illegible] کی ضرورت تھی؟

کیا ان کی خلافت کمیٹی کے منہ میں زبان نہیں ہے وہ کیوں نہیں بولتی، وہ کیوں [illegible] ان بے جان چیزوں سے باتیں کرانے کی کیا ضرورت ہے وہ خود ہی کیوں نہ [illegible] کہ اس نے یہ کام کر کے دکھایا!

آپ نے گواہوں کے بیان سنے

[illegible] کے سب گواہوں کو سامنے لاتا ہوں اور ہر ایک کی زبانی خلافت کمیٹی کے کاموں کی شہادت دلاتا ہوں۔

تمام مسلمان قوم [illegible] کے ان بیانات کو قلمبند کرتی جائے کہ آخر میں [illegible]

[illegible]

[illegible] جواب دیا کہ

کے سبب انصاف سے محروم ہو گئے اور جیل خانے چلے گئے۔

کیا یہ خلافت کمیٹی کا اچھا کام تھا؟

دوسرا گواہ پولیس کے رجسٹر کہتے ہیں۔

چندوں کی خرد برد کی اطلاعات سے ہمارے سب اوراق کالے ہو گئے۔

کیا یہی خلافت کمیٹی کا کارنامہ تھا؟

تیسرا گواہ جیل خانے پھاٹکوں سمیت بولے۔

ہزاروں مسلمانوں کو دین و قوم کی حمایت کے سبز باغ دکھا کر گرفتار کر دیا گیا، ماں باپ خاوند بیویوں سے باپ بچوں سے بھائی بہنوں سے جدا ہو کر ایک نامعلوم مقصد کیلئے ہمارے اندر بند کر دئے گئے اور ہم نے دیکھا اور سنا کہ وہ سب خلافت کمیٹی کو گالیاں دیتے تھے کہ ہم کو ایک موہوم اور نامعلوم بات کیلئے خواہ مخواہ زنداں نشیں بنا دیا۔

کیا یہی خلافت کمیٹی کا کام تھا؟

چوتھا گواہ۔ ہتھکڑیاں اور بیڑیاں بولیں۔

ہمکو ان ہاتھوں میں ڈالا گیا، ہمکو ان پیروں میں پہنایا گیا، جن کا جرم یہ تھا کہ انہوں نے اس قید کو آزادی کی کنجی سمجھا تھا، مگر ان کو ثابت ہو گیا کہ یہ کنجی خلافت کے لیڈروں کے ذاتی اقتدار کی خواہش نے فرضی کنجی بنائی تھی اور اس سے آزادی کا کوئی بھی قفل نہ کھلا۔

کیا یہی خلافت کمیٹی کا کارنامہ ہے؟

پانچواں گواہ۔ مصر بولا۔ خلافت کے غل شور نے میری قید کو زیادہ سخت کر دیا۔

یہ خلافت کمیٹی کا بڑا کام ہوا۔

چھٹا گواہ۔ فلسطین آگے بڑھا اور کہا میں اب تک انگریزوں کا غلام ہوں خلافت کمیٹی نے میری آڑ میں صرف چندہ لیا کام خاک نہ کیا، اور کرتی کیا خاک اس کے پاس باتوں کے سوا طاقت ہی کیا تھی۔

کیا یہی خلافت کا کام ہے؟

ساتواں گواہ۔ حجاز گڑگڑا کر بولا لعنت ہو اس قوم پر جو کبھی شریف کے ساتھ ہوتی کبھی ابن سعود کے ساتھ ہوتی کبھی اس سے بگڑتی کبھی اس سے خفا ہوتی اور مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ اس کی اصلی رائے کیا ہے۔

اس نے میرے نام کی بدولت اپنی جیب بھری! بے گھر بھی اور دوسروں کی جیب خالی کر دی، اور گھر برباد کر دئیے اور جھگڑا اور میری رہائی کو تمام دنیا میں بے اثر کر کے دکھا دیا

کیا یہی بڑا کارنامہ ہے؟

آٹھواں گواہ۔ ترکی نے تیوری بدل کر کہا، خلافت کمیٹی جھوٹی ہے، مکار ہے، [illegible]

نوں سے ملی ہوئی ہے۔ ایسے محض اپنے چندوں کیلئے ہمارا نام لیا ہمارا کام نہ
شمیروں اور بہاروں کا نام لیا اور جو کچھ چاہتے نام سے وصول کیا وہ خود ہی کھا
گئے۔

ہم نے خلافت کمیٹی کی حقیقت سمجھ لی۔ اسلئے خلافت ہی کو جڑ بنیاد سے اکھاڑ
ا ہم نے جو کچھ حاصل کیا اپنی تلوار کے زور سے کیا۔ خلافت کمیٹی نے ہمارا کچھ بھی
م نہیں رکھا۔

کیا یہی کارنامہ ہے؟

ں گواہ۔ افغانستان ہنس کر بولا۔ آغا خاموش رہو۔ ہمارا نام نہ لو۔ ہم پر تو تم نے
ہجرت کے نام سے لاکھوں آدمیوں کا سیلاب بہا دیا تھا اور ہمارا کیا کام کیا۔

کیا یہی کارنامہ ہے؟

سواں گواہ۔ حجاز بولا۔ بالکل جھوٹ خلافت کمیٹی نے ہم کو تو کبھی خواب میں بھی
ں دیکھا۔

کیا یہی کارنامہ ہے؟

ریواں گواہ۔ آزاد اور نیم آزاد اسلامی دنیا بولی اور کیٹی جانتی ہی ہے کہ تو
ے کبھی بھی کچھ کام نہ آئی تو نے اپنے گھر کو فراموش کرکے تو نے اپنے ملک ہندوستان
اسلامی مخلوق کو پس پشت ڈال کر باہر کے ملکوں کا اسلئے نام لیا کہ تو ہمدرد اسلام
ہمدرد مسلمانان عالم مشہور ہو گر تو نے کام خاک بھی نہ کیا۔ اور تو کام کیا کرتی
میں کوئی آدمی بھی ذاتی اغراض سے آزاد نہ تھا

جوان مرگی

دلی رنج اور ملال کے ساتھ یہ لکھنے پر مجبور ہوں کہ میرے
محترم دوست جناب مولانا سید رؤف علی صاحب بیرسٹر
رمضان المبارک کی پہلی شب کو یکایک انتقال ہو گیا۔ (آہ لفظ انتقال لکھتے
ہے قلم لرزتا ہے کل تک تو وہ اپنے احباب میں ہنس رہے تھے، مرحوم دہلی کے خاندانی شرفا میں
اور علیگڑھ کالج کے تعلیم یافتہ تھے انکے دل میں اس بدنصیب قوم کا درد تھا جسکو خبر نہیں کہ اس کا
م انکی غفلت کی بدولت ہندوستان میں کیا ہونے والا ہے۔ باوجود انگریزی اعلیٰ
لیم یافتہ ہونیکے اور باوجود انگریزی کے بہترین انشا پرداز ہونیکے انکو اپنی مادری زبان اُردو
ری معاشرت سے عشق تھا وہ بہت اچھی نظم و نثر لکھتے تھے۔ اور پیشوا کے قلمی سرپرست تھے
ہو گئے عید نمبر کیلئے ایک اعلیٰ درجہ کا موثر افسانہ لکھ رہے تھے جو افسوس کہ پورا نہ ہو سکا۔ آخری زمانہ
میں علیگڑھ کالج کے اولڈ بوائز کے ماہوار رسالہ کے اعزازی ایڈیٹر تھے اور مجھ سے بار بار فرمایا کرتے تھے
تم انکی دیکھ بھال اپنے ذمہ لیکر میرا بوجھ ہلکا کردو۔ میں ہنسکر اپنی کم علمی اور عدم فرصت کا
عذر کرکے پیچھا چھڑا لیتا۔ قاضی عبدالرشید ملزم قتل سوامی شردھانند کے مقدمہ کی پیروی
نہوں نے اسوقت منظور کی جبکہ لاہور اور دہلی کے نامور کلاء معقول رقمیں لیکر بھی
شرعی اور مالی سکے خوف سے اس غریب کی پیروی کرنیسے انکار کر دیا تھا اور شام پیروی کرکے
نے اصحاب کی مختصر کشمکش روح و جسم کے بعد ... روح نے قفس عنصری کو چھوڑ دیا۔
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مجھ پس ماندگان سے عموماً اور مسٹر آصف علی سے خصوصاً دلی ہمدردی ہے
... سالہ رفیق ترین دوست تھے۔

بھلا یہی کام خلافت کمیٹی کا ہے

تن گیروے خشکو ہونیکے خلاف اور بہی گناہ ہیں۔ مسلمانوں سے وکر ان
چھڑوائیں اور انکی جگہ ہندوؤں کو مل گئی۔ اسلامی اسکول اور کالج توڑنے اور
ہندوؤں کی درسگاہیں آباد کرائیں۔ مسلمانوں کی تنگ کرائیں اور مسلمانوں
کے حقوق دوسری قوموں کے قبضہ میں کر کے خلافت والے جا رہے ہیں۔

خلافت کمیٹی نے وحدت اسلام کے اونچے سر کو بت پرستوں کے قدموں
میں جھکا دیا۔ گاندھی جی کے گلے ان مسلمانوں سے پڑے ہوئے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے تھے۔

ایک کروڑ روپے خلافت کے نام پر وصول کئے گئے اور ان کا خرچ
معلوم نہ ہوا ہر روپیہ ایک گواہ ہے اسلئے یہ ایک کروڑ گواہ بھی خلافت کی
جان کو رو رہے ہیں۔

معاف کرو خلافت والو معاف کرو۔ خدا کیلئے اب مسلمانوں کو خلافت
کے نام سے دھوکہ نہ دو۔ اب ان کو تباہی سے باہر نکلنے دو۔ اب ان کو بیکی کے
دریاؤں کے اندر ڈال کر پیسنا چھوڑ دو تاکہ خدا تمہارے گزشتہ گناہوں کو
معاف کردے۔ اور مسلمان گزشتہ تباہی سے ذرا تو سنبھل سکیں۔

(ہ)

۲۴ مارچ کے پیشوا کا انتظار نہ کیجئے۔

اگلا پرچہ عید نمبر ہوگا

قارئین کرام سے التماس ہے کہ وہ ۲۴ مارچ کے پیشوا کا انتظار نہ کریں کیونکہ ۲۴ مارچ
اور ۱۰ اپریل کے دونوں پرچے انشاءاللہ یکم اپریل کو عید نمبر کے نام سے شائع ہونگے جسکی ضخامت
ڈیڑھ سو صفحے کے قریب ہوگی اور جس کیلئے متعدد عکسی تصاویر کا انتظام کر رہا ہوں اور
ملک کے بہترین انشا پردازوں اور مشاہیر قوم کے مضامین تبلیغ تنظیم اصلاح وغیرہ کے متعلق
حاصل کر رہا ہوں۔ کیونکہ یہ نمبر معمول سے زیادہ ضخیم اور ادبی دنیا میں بے مثل ہوگا
اسلئے ڈاکخانہ کے ڈاکوؤں کے ہاتھوں محفوظ رہنے کے واسطے ڈاکخانہ کے کرشیلا
کے تمام خریداروں ... تاکہ اس طرح یہ رجسٹری کی حفاظت ان تک پہنچ سکے
ورنہ یہ نمبر اگر کسی خریدار کے پاس نہ پہنچا تو دوبارہ بلا قیمت نہ بھیجا جائے گا اور
اس خاص نمبر کی قیمت صرف چھ آنے ہوگی۔ جبکہ انشاءاللہ ۵
ہزار چھپوایا جائے گا۔ مشترین اور ایجنٹوں کو معاملہ کرنے میں جلدی
کرنی چاہیئے۔

نیاز کیش

حسن نظامی منیجر رسالہ پیشوا کوچہ چیلان دہلی۔

پیشوائے اعظم

پیشوائے اُمت سے فریاد

(از آلِ حسین جناب مولانا سید محمود صاحب ضیا الوری)

جائے جو طیبہ کی طرف تو صبا — جوڑ کے ہاتھوں کو بصد التجا
کہیو یوں عرض کریا سیدا — چھا گئی امت پہ ہے غم کی گھٹا

اے بسرا پردہ طیبہ بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

امت عاصی کے سبھی خاص و عام — ہو گئے مولا تیرے بندے تمام
موردِ آلام ہیں سب صبح و شام — بھول گئے وہ درود و سلام

اے بسرا پردہ طیبہ بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

جنکے ہر ایک درد کی ہو تم دوا — سخت بلا میں ہیں وہی مبتلا
بیکس و بے یار و بے دست و پا — غیروں کا منہ آج ہے ان پر کھلا

اے بسرا پردہ طیبہ بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

دین نہ دنیا ہے نہ ہے عز و جاہ — تیرے غلاموں کا ہوا حال تباہ
کوئی نہیں ان کا مددگار آہ — اب نہیں ملتی ہے کہیں جا پناہ

اے بسرا پردہ طیبہ بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

آپ کی تعلیم سے ہیں بے خبر — باہمی قصوں میں ہیں زیر و زبر
باقی نہ اسلام کا نام و اثر — کہنے کو ہیں امت خیر البشر

اے بسرا پردہ طیبہ بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

آپ کی امت کا یہ ہو ماجرا — کیسے کہ جسکے نہیں دل ہلا تھا
شہرہ تھا جن کے عمل و علم کا — جہل کی نازل ہے انہیں پر بلا

اے بسرا پردہ طیبہ بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

فخر جہاں سید جن و بشر — امت عاصی پہ کرم کی نظر
آپ کے باعث جو بڑھی تھی گھڑ — لٹ گئی سب ہند میں اے چارہ گر

اے بسرا پردہ طیبہ بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

[illegible] آ گیا — آپ ولی سب کے ہیں صد مرحبا

آج نہ وہ ہاتھ نہ سیف خدا — چاہیئے اب جاری ہو بحر سخا

اے بسرا پردہ طیبہ بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

سرور دارین خبر لیجئے — اپنے غلاموں کی مدد کیجئے
جیت دشمنوں سے شرف دیجئے — پھر وہی ایک ہاتھ اٹھا دیجئے

اے بسرا پردہ طیبہ بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

زلف دوتا چہرے پہ لٹکائیے — سورۂ والیل کو پڑھ جائیے
سایۂ کرم بندوں پہ فرمائیے — حجرے سے سرکار نکل آئیے

اے بسرا پردہ طیبہ بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

شاہ عرب بحر حسین و حسن — پھر وہی انداز ہوں اے شاہ زمن
پھر وہی گلزار ہو آباد ہو چمن — پھر وہی اسلام کی ہو انجمن

اے بسرا پردہ طیبہ بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

پھر اٹھے رحمت کا وہی ابر تر — سارے مسلماں ہوں شیر و شکر
پھر وہی ایثار رہو باہمدگر — ایک کرے ایک پہ قربان سر

اے بسرا پردہ طیبہ بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

تفرقۂ امت کا ہو زیر و زبر — درد سے ہوں قوم کے سب باخبر
ایک کی حاجت ہو سب پہ اثر — مل کے کریں رفع بلا و ضرر

اے بسرا پردہ طیبہ بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

درد ہو صدیق کا اے شاہ جہاں — شوکت فاروق ہو ہم میں عیاں
علم عثمانی کا دریا ہو رواں — دبدبۂ حیدری حرز جاں

اے بسرا پردہ طیبہ بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

کس سے کریں جاکے مدد التجا — کس کی ہے رحمت پہ نظر تہا
سید کونین برائے خدا — چہرے سے وہ برد یمانی ہٹا

اے بسرا پردہ طیبہ بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

سرورِ عالم کی معاشرت

(از جناب مولینا سید محمود احمد صاحب وحشی چیف ایڈیٹر تنظیم)

مشاغل شبانہ روزی

جہاں تک حقوق و فرائض کا تعلق ہے انسان کی زندگی تین حصوں میں منقسم ہوتی ہے، ایک حصہ خدا کی ذات سے تعلق رکھتا ہے، دوسرا حصہ مخلوق سے وابستہ ہے اور تیسرا حصہ معبود حقیقی سے متعلق ہے زندگی کے یہ حصے جس قدر عمدہ نظم اور احتیاط کیساتھ بسر ہوتے ہیں اسی قدر انسانیت مکمل ہوگی ہے سرور کائنات نے اپنی پاک زندگی کیلئے جو نظام تجویز کیا تھا اور آپکے لیل و نہار جن معمولات میں گزرتے تھے انسے اندازہ ہوتا ہے کہ آپکی ذات گرامی کیسی جامع کمالات صوری و معنوی تھی اور آپکے انفاس قدسی کس طرح محاسن دینی و دنیوی کا مجموعہ تھے چنانچہ ذیل میں ہم حضور انور کے مشاغل شبانہ روزی کا ایک خاکہ درج کرتے ہیں۔

(ترمذی نے شمائل میں حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اوقات کے تین حصے کر دیئے تھے، ایک عبادت الٰہی کے لئے دوسرا عام خلق کیلئے اور تیسرا اپنی ذات کیلئے۔)

صبح سے شام تک کے معمولات | معمول تھا کہ نماز فجر پڑھ کر جانماز پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ جاتے۔ یہاں تک کہ آفتاب اچھی طرح نکل آتا اور یہی وقت دربار نبوت کا ہوتا لوگ آس پاس آ کر بیٹھتے اور آپ ان کو مواعظ و نصائح تلقین فرماتے۔

اکثر صحابہ سے پوچھتے کہ کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے کسی نے دیکھا ہوتا تو عرض کرتے آپ اسکی تعبیر بیان فرماتے کبھی خود اپنا خواب بیان فرماتے اس کے بعد ہر قسم کی گفتگو ہوتی۔ لوگ جاہلیت کے قصے بیان کرتے، شعر پڑھتے ہنسی خوشی کی باتیں کرتے، آنحضرت صرف مسکرا دیتے۔ اکثر اسی وقت صرف مال غنیمت اور وظائف و خراج وغیرہ تقسیم فرماتے۔

بعض روایتوں میں ہے کہ جب کچھ دن بڑھ جاتا تو چاشت کی کبھی چار کبھی آٹھ رکعت نماز ادا فرماتے گھر جا کر گھر کے دھندے میں مشغول ہوتے پھٹے کپڑوں کو سیتے جوتا ٹوٹ جاتا تو اپنے ہاتھ سے گانٹھ لیتے دودھ دوہتے۔

نماز عصر پڑھکر ازواج مطہرات میں سے ایک ایک کے پاس جاتے اور ذرا ذرا دیر ٹھہرتے پھر جسکی باری ہوتی وہیں رات بسر فرماتے تمام ازواج مطہرات وہیں جمع ہو جاتیں عشا تک صحبت رہتی پھر نماز عشا کیلئے مسجد میں تشریف لے جاتے اور واپس آ کر سو رہتے، ازواج رخصت ہو جاتیں۔ نماز عشا کے بعد بات چیت کرنی ناپسند فرماتے۔

خواب | عام معمول یہ تھا کہ آپ اول وقت نماز عشا پڑھکر آرام فرماتے سوتے وقت اکثر قرآن مجید کی کوئی سورۃ بنی اسرائیل۔ زمر۔ حدید۔ حشر۔ صف۔ تغابن۔ جمعہ پڑھ کر سوتے ترمذی میں ہے کہ آرام فرماتے وقت یہ الفاظ فرماتے۔

اللّٰھم باسمک اموت و احییٰ خدایا تیرا نام لیکر مرتا ہوں اور زندہ رہتا ہوں جاگتے تو فرماتے۔

الحمد للّٰہ الذی احیانا بعد ما اماتنا و الیہ النشور اس خدا کا شکر جس نے موت کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف حشر ہوگا۔

آدھی رات یا پچھلے پہر رات سے جاگ اٹھتے مسواک ہمیشہ سرہانے رہتی تھی اٹھکر پہلے مسواک فرماتے پھر وضو کرتے اور عبادت میں مشغول ہوتے آپکی سجدہ گاہ آپکے سرہانے ہوتی تھی۔

ہمیشہ داہنی کروٹ اور داہاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ کر سوتے لیکن جب کبھی سفر میں پچھلے پہر منزل پر اتر کر آرام فرماتے تو معمول تھا کہ داہاں ہاتھ اونچا کر کے چہرہ اس پر ٹیک کر سوتے گہری نیند آ جانے پر نیند میں کسی قدر خراٹے کی آواز آتی تھی۔

بچھونے میں کوئی التزام نہ تھا کبھی معمولی بستر کبھی کبھی کھال پر کبھی چٹائی پر اور کبھی خالی زمین پر آرام فرماتے۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حسب ارشاد الٰہی مکہ معظمہ سے نکلنا چاہا تو حضور رات کے وقت نکلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہمراہ تھے کبھی آپ حضور کے آگے چلتے تھے اور کبھی پیچھے کبھی دائیں کبھی بائیں سرور عالم نے یہ بات دیکھ کر دریافت کیا کہ ابوبکر یہ کیا ہے میں تو نہیں جانتا کہ تم نے کبھی ایسا کیا ہو آپ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب میں خیال کرتا ہوں کہ کوئی شخص تاک میں نہ بیٹھا ہو تو آپکے آگے ہو جاتا ہوں جب دھیان آتا ہے کہ لوگ تعاقب میں آتے ہونگے تو پیچھے ہو جاتا ہوں داہنے بائیں بھی آپکی حفاظت کے خیال سے رہتا ہوں مجھ کو آپکی طرف سے خوف پیدا ہے رات بھر حضور پاؤں کی انگلیوں پر چلتے رہے یہانتک کہ انگلیاں گھس گئیں جب صدیق اکبر نے حضور کی انگلیوں کا یہ حال دیکھا تو حضور کو شانہ مبارک پر بٹھا کر تیز تیز چلے حتی کہ کوہ ثور کے غار تک جا پہنچے جب حضور نے غار میں اترنے کا ارادہ کیا تو صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جسنے آپکو حق کیساتھ مبعوث کیا ہے کہ جب تک میں غار میں نہ اتر لوں آپ نہ اتریں تاکہ اگر غار میں کوئی شے ایذا دینے والی ہو تو اس کا اثر میری ذات کو پہونچے اور آپ کو نہ پہنچے یہ کہکر حضرت صدیق اکبر غار میں اترے اور جب غار میں کچھ نہ دیکھا تو حضور کو اندر اتارا غار میں ایک درز سی تھی حضرت صدیق اکبرؓ نے اسے اپنے پاؤں سے بند کر رکھا تھا تاکہ اس سے کوئی سانپ یا بچھو نکل کر حضور کو تکلیف نہ دے اتفاقاً اس میں سانپ موجود تھا چنانچہ اس نے صدیق اکبر کے پاؤں میں کاٹا مگر آپ نے اپنے پاؤں کو نہ ہٹایا اور درد کی تکلیف سے آپکے آنسو نکلنے لگے حضور آپ کو اشکبار دیکھکر فرمانے لگے کہ ابوبکر لا تحزن ان اللّٰہ معنا رنجیدہ نہ ہو اللہ ہمارے ساتھ ہے

جو حضرات غلط کتابت میں [illegible]

درس تبلیغ

پیام تنظیم

(از خامۂ پروفیسر خواجہ دل محمد صاحب ایم اے)

ایک معبود، ایک ہادی، قبلۂ احرار ایک
کیوں نہیں توحید کے پھر سب علمبردار ایک
درس یک رنگی ذرا تسبیح کے دانوں سے لے
اک امام اور اک نظام اور اک خرام اور تار ایک
گو محیط دور پر ہیں نقطہ ہائے بے شمار!
لطف جمعیت سمجھ ہے مرکز پرکار . . ایک
فوج اسلامی نہیں تو فوج پا بشکستہ ہے
فوج وہ کیسی؟ نہ ہو جس فوج کی رفتار ایک
مسلم و کافر میں نکلا فرق آخر اس قدر
دانہ دانہ یاں الگ، واں رشتۂ زنار ایک
ہے نمایاں سطوت و شان شکوہ اتحاد
ذرہ ذرہ مل ملا کر بن گیا کہسار . . . ایک
ندیاں دریا میں مل جائیں تو دریا بحر میں
قطرے مل ملکر بنا دیں قلزم زخار ایک
اتفاق اے دل علاج گردش ایام ہے
اس میں مضمر اقتدار ملت اسلام ہے

تحفظ اسلام

(رقم زدہ جناب مولانا مولوی آل حسن اختر صاحب)

مسلمانو! تمہیں معلوم ہے تم کون ہو؟ زمین پر چلنے پھرنے بھاگنے دوڑنے، کھیلنے کودنے اور فکر معاش میں تگ و دو کرنے والی مخلوق میں تمہارا بھی شمار ہوتا ہے، خدا کی پیدا کی ہوئی مخلوق یا نیچر کی صناعی کا کرشمہ تم بھی ہو، عرب میں اب سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل تمہارا وجود اس دنیائے جیفہ میں قائم ہوا۔ تمہارا سالار اعظم بقول خود قل انما انا بشر مثلکم ایک انسان تھا مگر وہ انسان عجیب و غریب صفات اپنے اندر رکھتا تھا، بادشاہت کی اس کو ہوس نہ تھی جھوٹ، مکر، فریب، کینہ، دغا، حرص، آز، نخوت، فخر، تکبر، دھوکہ، الزام، غیبت، زنا، چوری، راہزنی، اور تمام دنیا کی لغویات اور خرافات اس ذات سے کوسوں دور تھیں، وہ ایک یتیم والا وارث تھا اپنے چچا کے سایہ میں اس نے پرورش پائی پھر اپنے میدان عمل اس پچیس ہزار میل محیط والی دنیا میں ہاتھ پاؤں مارنے کیلئے اپنے پروردگار کی بھیجی ہوئی ہدایتوں، الہاموں، خوابوں اور وحیوں سے پیدا کیا۔ دنیا میں طوائف الملوکی اور اختلاف آزاد خیالات ازل سے ہیں اور یہ ابد تک رہیں گے، مگر بری بات کو اچھا کہنے والا ہمیشہ بری نگاہ سے دیکھا جائیگا، یہ ممکن نہیں کہ دروغ کو فروغ نہ ہو، اگر کوئی اچھی بات کو اچھا کہنے والا کسی پس و پیش کا شکار نہ ہوا تو مخلوق اس کو اپنا رہبر، ہادی، رہنما اور سردار بنا لیتی ہے، حق کو حق اور باطل کو باطل پکار کر دنیا کی جھاڑ جھنکاڑ، کانٹوں، تیروں کمانوں، بندوقوں، توپوں اور ہوائی جہازوں کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو کر رہنے والا انسان اپنے آپ کو سردار قوم و مذہب تسلیم کرا لیتا ہے۔ اسی طرح تمہارے رسول ہیں۔ نام پاک آپ کا محمد بن عبداللہ ہے۔ آپ کے متعلق ایک نہایت دلچسپ بات یہ سننے میں آئی ہے کہ آپ اپنی قوم کے ایسے سردار تھے جنکو لکھنا پڑھنا تک نہ آتا تھا یہ جہالت ہو کر بھی اور فقدان تعلیم عجیب و غریب کشش پنہاں رکھتی تھی، کیا ضروری ہے کہ پڑھا لکھا آدمی معقول ہو۔ اور بے پڑھا نامعقول، پڑھے لکھوں میں تم کو ایسے ایسے بکر کے پتلے ملیں گے کہ تم ان کی دماغی کیفیت اور ذہنی قوت دیکھ کر حیرت و استعجاب کے سمندر میں غوطے لگاؤ گے سچائی اور حقانیت کی ناؤ جاہل آدمی بھی کھے سکتا ہے، بات کیا ہے، دیکھو اور غور کرو تو معلوم ہو جائے گا کہ اس کو حق کو حق کہنے کی اور اس کو چلانے کی سعی و ہمت سوا ہے کہ وہ اپنی ناؤ کو بھنور کے بیچ اور گرداب کے خوف میں پڑ جانے کی ذرا پرواہ نہیں کرتا اس کا دل شیر ہوتا ہے اور وہ اپنے دل میں عقیدہ کامل رکھتا ہے کہ حق تجھے

کڑوا ٹ

شیر سیدھا تیرتا ہے وقت رفتن آب میں

یہی صفت ایسے شیر دل انسان کی اس وقت اپنا جوہر دکھاتی ہے جب کہ حوادثات ارضی و سماوی، موانعات گوناگوں، اور اختلافات بوقلموں اپنی ہیبت اسکے اوپر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ اب تم اپنی طرف نظر ڈالو، تم نے عرب میں اپنی ابتدا کی۔ ایران، ترکستان، افغانستان، ہندوستان چین، جاپان، افریقہ، امریکہ، دنیا بھر کے جزائر اور یورپ میں تم پہنچ گئے، تمہارا سردار محمد عربی تم سے جدا ہو گیا، مگر تم میں اتنی قوت پیدا کر گیا، کہ ہر سمندر میں تیرنے لگو، ہر زمین پر دوڑنے لگو، ہر پہاڑ پر چڑھ جاؤ، ہر برف کو اپنی ٹھوکر سے پانی کر دو، ہر چیز کو قوت حیدری سے ریزے ریزے کر دو۔ کسی طوفان، آتش فشاں سردی گرمی، آندھی، لو تپش، اور تلاطم کی پرواہ نہ کرو، جہاں لات مار دو پانی نکلے جس ٹیلہ پر چڑھ جاؤ اسلام کا نور تمہارے ہاتھوں سے نکلے۔ یہ سب کچھ ہوتا رہا جب تک کہ تم میں عمرؓ، علیؓ، عثمانؓ، اور ابوبکرؓ رہے، یا جب تک تم ان کی پیروی کر کے اپنے کو جاں نثار اسلام ثابت کرتے رہے، اور حکومت، سطوت، قوت ثروت اور فوقیت تمہارے قدم چومتی رہی، جب یہ رخصت ہو گئیں تو تم بیکار عضو معطل، ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر محکوم و مظلوم بن گئے، نہ ایران تمہارا، نہ عرب تمہارا نہ ترکستان تمہارا۔ ان کے علاوہ باہر کے ممالک میں تو تمہارا کیا۔ محکوم ویسے بس بنے ہوئے پڑے رہو تو پڑے رہو ورنہ چلتے پھرتے نظر آؤ، جیسے بھیک کی جھولی لٹکا کر آتے تھے، اور اپنی ذاتی قوت اور خود اعتمادی سے اپنے قدم خدا کی زمین پر آزادانہ طور پر جماتے تھے، اب تمہاری حالت اس قابل ہو گئی ہے کہ بھیک کی جھولی لٹکا کر مانگتے کھاتے چلتے پھرتے نظر آؤ، خدا کی زمین تمہارے لئے تنگ ہے پہلے تم حوصلہ اور امنگ کے ساتھ یہ کہا کرتے تھے کہ

"ملک خدا تنگ نیست پائے مرا لنگ نیست"

اب تمہارے حالات برعکس ہیں تمہارے لئے ملک خدا تنگ ست و پائے شما لنگ ست۔ تمہاری تجارت کی جھولی بھیک کی جھولیوں کی شکل اختیار کر چکی ہے لہذا تم عیسائیوں، موسائیوں، ہندوستانیوں۔ امریکنوں، جاپانیوں، چینیوں اور یورپینوں کی نگاہ میں کچھ وقعت نہیں رکھتے۔ غزنوی اور غوری جب ہونگے جب ہونگے، وہ تو اپنی قبروں میں، تم تو ساقی ہو، شراب خانہ کے ساقی نہیں کسی ہوٹل کے منیجر نہیں کیونکہ آج کل کے زمانہ میں یہ عہدہ جات قابل فخر پوزیشن رکھتے ہیں، تمہارے ہاتھ میں صرف ایک [illegible] ہے اور گلی گلی اسے لٹکائے ہوئے پھرتے ہو، افیون بھی اپنی پرانی بادشاہی یادگاروں کو برقرار رکھنے کیلئے عادت میں شامل کئے ہوئے ہو، خوب کہا خوب ہو، چاہے وہ افیون ہو، یا شراب حرام ہو یا مردار، جائز ہو یا ناجائز، خدا کے اور بندے کے۔ افیون، شراب، تاڑی، گانجا، بھنگ، اور اسی قسم کی دیگر نعمتیں خدا کی طرف سے ہیں اسے میاں کھیت میں کس نے اگایا؟ اللہ پاک خدا نے۔ انگور کی بیل کس نے چڑھائی۔ خدا نے۔

تاڑی کا سر بفلک درخت کس نے نصب کیا؟ خدا نے۔ انگور [illegible] چیز و مقطر شراب استعمال کریں، اسمیں کیا ہرج ہے۔ ان اور سب [illegible] خدا پر سب چیزوں کے پیدا کرنے کا الزام رکھ دینا آسان اور سہل [illegible] کام ہے مگر خوب سمجھ لو کہ وہی خدا جس نے ان چیزوں کو جنکو تم لذائذ سمجھے ہو پیدا کیا ہے تمہارے اوپر سے تاج واجد علیشاہی اور تبلے محمد شاہی [illegible] اور گرز محمودی کسی اور کو دے چکا ہے۔ یہ کیا طرز عمل اختیار کر رکھا ہے، سنو تمہاری املاک، تمہاری تجارت، تمہاری شوکت، اور تمہاری جفاکشی کی عادت لے کر قابو میں کر کے تم کو بے جان پتلا بنا دیا ہے۔ خیالی تعصب و تکبر کی دال کہیں نہیں گلتی، تم اپنی پستی میں اپنے آپ کو اب تک واجد علی شاہ کا پڑپوتا سمجھے ہوئے ہو تم کو یہ زعم ہے کہ جینے پہ کیا رہ گیا، [illegible] غور کرنے کا مقام ہے کہ آغاز میں تم نے سب کچھ کیا، زمین پر گھوڑے دوڑائے، آسمان کی اختر شماری کی، اب آج جبکہ تمہاری حالت بدتر ہے، تم کیا کر رہے ہو، یہ تمہارا انجام کسی دردمند کو اچھا معلوم نہیں ہوتا، تمہارے ارادوں میں پستی، تمہاری عقلوں میں فتور، تمہاری ذہنیت میں زنگ، تمہارے دماغوں میں بھس بھر گیا ہے، ہندوستان میں پچاس ساٹھ برس سے تمہارے ہی خواہ تم سے چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ تمہاری دنیاوی حالت زبوں ہے، تم دوسری قوموں کے دوش بدوش نہیں چل رہے۔ تمہارا قلب کمزور ہو گیا ہے تمہارے اندر جوش اسلامی موجزن نہیں ہے، تمہارا ایمان کمزور ہے تمہارے ایمان کی کیفیت اب یہ ہو گئی ہے کہ تم اندھیرے میں ایک رسی کے ٹکڑے کو لمبا اور کالا سانپ سمجھنے لگے ہو، جو انتہائی بزدلی ہے۔

یہ لمبا چوڑا ابتدائی حصہ تم کو تمہاری ہستی کو جتلانے کیلئے لکھا گیا ہے اب اپنی ہستی کو مضبوط اور مستحکم بنانے کی ترکیبیں ہم سے سنو، جو اپنی عمر تمہارے غاصبوں بدنام کنندوں اور معترضوں کے حالات کو پڑھتے اور اپنے خدا کی دی ہوئی آنکھوں سے بغور دیکھتے ہوئے بسر کر رہے ہیں، لو تمہیں سدھارنے کیلئے دوسروں کی نقل و حرکت کا مطالعہ کرتے رہیں گے اور تم کو تمہاری پوزیشن سے آگاہ کرتے رہیں گے جیسا کہ ہمارے اسلاف نے کیا ہے مگر خدا تم کو بھی وہ دل و دماغ دے کہ ہمارا کہنا ماننے پر کمربستہ رہو۔

اب پڑھو ان تدابیر و ترکیب کو جو تمہاری بے حسی اور پستی کو [illegible] کرنے کیلئے بتلائی جائیں، تمہاری حفاظت، تمہاری فلاح دارین اور تمہاری عزت و حشمت کا انحصار ان مفید باتوں کے سننے اور ان پر عمل کرنے پر ہے ورنہ قعر ذلت میں ڈوبے ڈوبے تمہاری نسلیں ختم ہو جائیں گی۔

سب سے اول یہ حساب لگاؤ کہ ہندو مسلمانوں میں تمہاری تعلیمی حالت کیا ہے؟ اور غیر ذکی کیا؟ ہر جگہ دیکھو گے کہ تعلیمی حالت اغیار کی [illegible] اس کے بعد نظر ڈالو ملازمتوں پر۔ یقیناً یہاں [illegible] کر [illegible] بدتر ہی پاؤ [illegible]

[illegible] خیالات جاہلیت تھی تو اب ان کا عقیدہ یہ ہوگیا ہے [illegible] ہمارے سر پر ہے ، دنیا میں روپیہ پیسہ ، مال ، زیور ہی [illegible] جن سے انسان کو تقویت حاصل رہتی ہے ، یہ ہماری تو سب [illegible] آسمان ہزیمتی فقیروں کو مبارک رہے جو ہمارے دیس میں ہمارے [illegible] بزرگوں کی غفلت اور پستی کی وجہ سے آگھسے ہیں ہم کو ہمارا لنگوٹ اور ہم [illegible] کافی ہے ، دولت وہ شے ہے کہ اسکے زور سے ان کو یا تو ہم اپنے میں شامل کرلیں گے یا ان کو کان پکڑ کے جو نکلوا دیں گے۔

تمہارا رویہ اس موقع پر کیا ہونا چاہئے ، دیکھو ایسی باتوں کا جواب سختی [illegible] سے دینا نازیبا ہے اگر تم کو دیگر مذاہب والوں سے سخت و سست [illegible] کا اتفاق ہو تو برداشت کرو۔ اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ تمہاری مالی حالت اوروں کے مقابلہ میں ناگفتہ بہ ہے ، تمکو تو تعجب ہے کہ جس طرح اوروں نے اپنی حالت کو درست کیا ہے ، تم بھی اسی طرح کرو۔ کفایت شعاری جفاکشی علم و ہنر ، نرمی اور فراخدلی ، وہ نعمتیں ہیں جو تمکو عروج کمال تک پہنچا سکتی ہیں زبان کو بند رکھو کام کرنے کی عادت ڈالو کسی دوسرے کے عروج کو اس طرح نہ دیکھو کہ یہ مجھ جیسا ہو جائے۔ اس کا نام حسد ہے ، رشک البتہ کر سکتے ہو کسی دوسرے کی حالت کو دیکھ کر اپنی ویسی ہی بنانے کے لئے۔

تمہاری انفرادی اور اجتماعی حالت وہ ہونی چاہئے کہ جسکو دیکھ کر کوئی دوسرا دیکھنے والا پکار اٹھے کہ واقعی مسلم قوم زندہ ہے ، واقعی اسلام کے زوال کا زمانہ ختم ہوگیا اور واقعی اب اس پر چار چاند لگ گئے

تمہاری پیشانیوں کو دیکھ کر اغیار یہ کلمات زبان پر لاتے ہیں کہ یہ لٹیرے ہیں ، وحشی ہیں ، چور ہیں ، فقیر ہیں ، گداگر ہیں ، مخبوط الحواس ہیں ، [illegible] کے پس ماندہ ہیں ، تمنے اس کا جواب کیا سوچا ہے ، دیکھو اس قسم کی باتوں کا سختی و درشتی سے دینا مکروہ و مذموم ہے ، نہایت سادگی ، نرمی و خلوص کے ساتھ ایسے معترضین سے کہدو لکم دینکم ولی دین ہم صرف ایک خدا کے پرستار ہیں۔ محمد ہمارا آقا ہے محمد کے ہم نام لیوا ہیں ، ہندوستان میں ہماری قوم ایک ہزار سال سے آباد ہے ، ہم ہندوستانی ہیں ، کوئی طاقت نہیں جو ہم کو ہندوستان میں برا کہنے کی جرأت کر سکے ، ہم اس کا جواب کسی برے رویہ سے نہ دیں گے ، بلکہ ہمارے ہادی اور رہبر نے ہمکو یہ بتایا ہے کہ جادلہم بالتی ھی احسن۔

ہمارے ذمہ اپنے رسول اور ان کے جانشینوں کے دنیا کے رحلت کر جانے کے بعد یہ کام نہیں ہے کہ ہم تشتم پشتم اپنا پیٹ بھرتے رہیں ، تجارت کرتے رہیں [illegible] کشمکش میں پھریں بلکہ سب سے ضروری اور اہم ڈیوٹی [illegible] ہے کہ ہم اپنے نفوس کا تزکیہ کرکے اپنے ایمان کو ہر دم تازہ [illegible] قرآن کے ہر مسئلے کو تیار رہیں اور اپنی سوشل اصلاحات [illegible] یہ بتلا دیں کہ ہم اپنے وجود کے لئے

خارزاروں میں جکڑا ہوا پائیں کہ ان سے مخلصی کی کوئی صورت نظر نہ آئے ، اسلئے قبل اسکے کہ کوئی خطرہ جانگسل درپیش ہو کیوں نہ ہم "اپنی حفاظت آپ کریں"

حکومت ہمارے ہاتھوں میں نہیں ہے ، کچھ پرواہ نہیں ، اسکو یہ کہکر جانے دو کہ یہ بڑی ذمہ داری کی چیز ہے ، اگر ہماری ہوتی تو ہمکو اپنے نشہ میں مدہوش کرکے چلی جاتی ، اگر آجکل یہ کسی غیر کے چنگل میں ہے تو ہے ، ہمارے بزرگ اس مئے پر نام رہے ، اور اس کے نشے نے ہماری عادتیں بگاڑ دیں ، ہمارے آنکھوں پر پردے ڈال دئے ، ہمارے کانوں کو بند کر دیا۔

حکومت ایک چلتی پھرتی چھاؤں ہے ، خدا کی طرف سے یہ جس قوم کو عطا کی جاتی ہے وہی گویا اس کے قابل ہوتی ہے ، مگر برخلاف اسکے ایسا ہی ہوجاتا ہے کہ خدا ناراض ہو کر طوفان نوح برپا کردے ، کسی ایسی قوم کو ایک قوم پر غلبہ دیدے جو اس کے لئے تازیانہ کا کام کرے ، آج کل تمہارے ساتھ یہی برتاؤ ہو رہا ہے اللہ سے تم اغیار کے شکنجے میں اس طرح دبائے گئے ہو کہ تمہارا کچومر نکلا جاتا ہے مگر بیدار ہونے کا نام نہیں لیتے ، تم اسلام کو رسوا کر رہے ہو ، تم اپنے پیارے رسول کے نام پر بٹہ لگا رہے ہو ، تم اپنی جدی اور قومی روایات کو بھلا رہے ہو ، اسلام کا درد ، مذہب کا پاس تمکو ذرا بھی نہیں ، خدا کی پھٹکار تم پر اس طرح برس رہی ہے کہ تمہارے چہروں سے روشن و عیاں ہے ، خدا اس منحوس ساعت کو ہم سے دور رکھے جبکہ ہمارے کان یہ سنیں کہ اسلام ختم ہوگیا ، اسلام کی میت کا جنازہ نکل گیا اسکی جگہ مخالفوں نے لے لی ، یہ مذہب کیا تھا ، چند شوریدہ سروں کی منگھڑت تھی حضرت عیسیٰ سے چھ سو سال بعد ایک یتیم و لاوارث نے اس ڈھکوسلے کو عرب میں پھیلایا وہاں کی جاہل اور بیہودہ اقوام نے اسکو اپنی جہالت کے باعث اندھا دھند ساتھ دیا ، اور ہٹ دھرمی ، غداری ، اور قزاقی کے پیشہ کے ساتھ ہندوستان اور دیگر طبقات ارضی پر چھا گیا۔ اب جب کہ موقع آیا ہے کہ ہر شخص آزادانہ طور پر اپنے اپنے علوم ، رمل ، نجوم ، ریاضی ، ویدک تاریخ جغرافیہ ، تخریب و تعمیر عمارات و کھنڈرات کا بنظر غائر مطالعہ و معائنہ کر چکا ہے کیا وجہ ہے کہ اپنے احیاء و ارتقا کیلئے جان توڑ کوشش نہ کرے ، اور جو روڑہ حائل ہو اس کو پامال نہ کرتا جائے اس کے جواب میں جو کہ صرف مدافعانہ انداز کا ہو جارحانہ شائبہ اس میں مطلق نہ ہو ، اور قولاً و عملاً یہی ظاہر ہو کہ تم اس خدا کے بندے ہو جسکو تم رحمٰن اور رحیم کہا کرتے ہو بیشتر کہدو کہ خدا بارش ہر جگہ کرتا ہے ، زرخیز کھیت میں پانی وہی پہونچاتا ہے اور خشک و غیر زرخیز زمینوں پر بھی اسکا ابر کرم برستا رہتا ہے ہماری زمینیں اگر سرسبز و شاداب نہیں ہیں تو نہ سہی ، ہم کو ہمارے حال پر رہنے دو ، ہمکو جیسی ڈومت ، ہم تم سے مجبورانہ طور سے ہمکلام نہ ہونگے ، ہم اپنے خدا سے لڑتے جھگڑتے بسر کریں گے اور اسی سے بار بار تضرع و زاری کے ساتھ دعا کرتے رہیں گے کہ

تیرے در کو چھوڑ کر جاؤں کہاں کون ہے تیرے سوا اللہ میاں

تمہاری بہبودی اور تمہارے مذہب کی اشاعت کا دارومدار اس پر ہے کہ تم کیف خلق ما صنا وجعلکم پر عامل ہو [illegible]

ز گروہ اپنے ان بزرگوں کی عظمت و بزرگی کا خیال دل میں رکھو جو خدا جانے
شکلات و مصائب کا مقابلہ مردانہ وار کرتے ہوئے محض خدا کو واحد کہنے
ں سے کہاں پہنچے۔ ان میں خود غرضی اور اوچھا پن ہوتا تو کیوں ادہر ادہر
؟ روٹی انہیں ہر جگہ ملتی، مذہب کا نام لے کر دوسروں کے ملکوں میں رونق
لنے کی کیا ضرورت تھی؟ نہیں وہ نفوس قدسی لیسے ثابت قدم اور جری
نیا اولین مشغلہ امن، راحت، سلامتی، دینداری، پارسائی، زہد و اتقا
لے کا سکھتے تھے، کفر، ضلالت، گمراہی، ظلم، خیانت، طمع اور جہالت کو
بست و نابود کرنے کا بیڑا اٹھائے ہوئے تھے، ان میں کسی قسم کا نفاق،
در اختلاف ایسا بیماری نہ تھا کہ جس سے مطلب اصلی فوت ہو جائے
، مذہبی نظام کو ٹھیس لگے واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ان کا

موجب رضائے خداست کس ندیدم کہ گمشد از راہ راست

ی تھا، وہ بولشوک نہ تھے، وہ سپاہی کے پیرو نہ تھے، ان کے ساتھ
وجیں نہ تھیں، بلا شبہ وہ سپاہی تھے خدائے واحد کے۔ منادی تھے
ہی کے اور قاصد تھے اس پروانہ کے جس پر ثبت تھا حکم ایزدی، اسی طرح
ری بلکہ روئے زمین کا ہر مسلمان اپنے آپ کو یہ سمجھے کہ میں شیرازہ
منتشر ہونے سے بچاؤنگا، اور اتنی کوشش کرونگا کہ اپنی جان تو اور دوں کا
، کو پیارا کہ اپنے زن و فرزند سے زیادہ گرداونگا۔

(Trusting in God & doing the r

رنے اور حق کا ساتھ دینے میں مجھ کو جو کچھ پریشانیاں اور سرگردانیاں پیش
، خطر مقابلہ نہ کرونگا، مقابلہ خونی یا جہادی رنگ ہرگز نہ اختیار کریگا
زاری کہلائے گی، جس طرح معاندین کا جال پھیلیگا اسی طرح میں اسکے
ٹنے کو تیار رہونگا، جہاں روپیہ کی ضرورت ہوگی روپیہ شان صدیقی
رج کرونگا، جہاں شان حیدری دکھانے کی ضرورت ہوگی دکھا کر رہونگا
متقلنی نمایاں کرنے کی ضرورت ہوگی دمثلاً تجارتی کاروبار میں) وہاں
ں سے کا دم بھرونگا تعلیمی جد و جہد میں وہ جوش صرف کرونگا۔
ر من المهد الی اللحد کا پورا پورا حق ادا کرونگا، غرض کوئی شعبہ کوئی
، دنیا کا ایسا نہ ہے کہ جہاں میں اپنی قوت روحانی سے کام نہ لونگا
ہ جو مجکو دنیا میں تاج پہنائیگی، اور عقبیٰ میں سرخرو کریگی، اور سب یہی
ارہ ہے مسلم تو اپنی حرارت سے وہ کام لے رہا ہے جو تیرے مذہب
نیا میں تریاق و اکسیر ہے۔
ہ ہے سچے مسلمانو! محو کیے جاؤ تاہم تمنے بہت سے مولاناؤں سے
سنے، بہت سے علماؤں کی تقریریں سنی ہونگی، بہتیرے رہبروں کی جو تمام
، کو خود غرضی میں جنکا مزہ پایا ہوگا حقیقی صدا اسلام کی نیمی
[illegible]

کرنا علیحدہ مانا اتنا ضروری نہیں جتنا تمہارا اتفاق باہمی، تمہارا آپس کا میل جول
تمہاری یکرنگی، یکجہتی، اور اصلاح معاشرتی و اخلاقی، تمہارے مذہب کی حفاظ
اور تمہارے دین کی لاج، ہندوستان میں کانگریس والے پکارتے پھرتے ہیں کہ
چرخہ اس قطعہ سے سوراج ہندوستان میں اسلام والے پکارتے پھریں کہ تبلیغ اس طریقہ
سے اشاعت اسلام" "اور حفاظت اسلام" ہو کیا اچھا ہو۔

مذہبی دیوانہ بننا ہر مذہب والے کیلئے ضروری ہے مگر آجکل کے دیوانے
عجیب قسم کے ہیں اپنی اسپرٹ کو ان باتوں میں صرف کرتے رہتے ہیں جنکو مذہب
سے کچھ تعلق نہیں۔ (Spiritual power is the best means to propagate a religion) قوت روحانی بہترین ذریعہ
ہے مذہب کو پھیلانے کا، کوئی توپ، تفنگ، تیغ، تیشہ، تبر مذہب کے نشر کرنے کیلئے
کام نہیں دیتا سب طاقوں میں رکھے رہ جاتے ہیں، البتہ یہ چیزیں اور اسی قسم کی دیگر
اشیاء آرہ، چھینی، کلہاڑی وغیرہ جب کہ کسی مذہب کے روکنے میں استعمال کی جاتی
ہیں تو مذہب دبتا نہیں بلکہ لچک کھا کھا کر ابھرتا رہتا ہے یہی حال اب تک اسلام
کا رہا ہے۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

اسکے مخالف اپنی ان تھک کوششوں اور حکمت عملیوں سے اسکو زیر کرنا چاہتے ہیں
مگر یہ ہے کہ زبر ہی رہتا ہے اسلئے بھائی مسلمانو تم پر ایمان، عقیدہ اور پختہ اعتقاد
رکھو کہ دنیا میں تمہارا بال بیکا کرنے والا کوئی نہیں تم میں خدا نے وہ قوت روحانی
دی ہے کہ اس سے اپنے دشمنوں کو ایک پھونک سے زمین دوز کر سکتے ہو صرف
نور ایمان اپنے دل میں اتنا روشن رکھو کہ اسکی جوت سے تمہارے برا چاہنے والوں
کے پسینے رہیں۔
تم کو اپنی دنیاوی عزت و آبرو برقرار رکھنے کیلئے خداوند ارض و سما کی درگاہ
میں ہمہ وقت سربسجود رہ کر یہ دعا کرنی چاہیے۔

اللھم مالک الملک تؤتی الملک	اے خدا ملک کے مالک تو جس کو چاہے
من تشاء وتنزع الملک ممن	سلطنت دے اور تو جس سے چاہے
تشاء وتعز من تشاء وتذل	سلطنت چھین لے اور تو جس کو چاہے
من تشاء بیدک الخیر انک	عزت دے اور جسکو چاہے ذلت دے
علی کل شئ قدیر تولج اللیل فی	ہر طرح کی خیر تیرے ہاتھ میں ہی بیشک تو
النھار وتولج النھار فی اللیل و	ہر چیز پر قادر ہے تو رات کو گھٹا کر دن [illegible]
تخرج الحی من المیت وتخرج المیت	کرتا ہے اور تو دن کو گھٹا کر رات [illegible]
من الحی وترزق من تشاء بغیر	کرتا ہے تو بے جان سے جاندار نکالتا [illegible]
	تو جاندار سے بے جان نکالتا [illegible]
حساب	[illegible]

مجاز و حقیقت

روزہ اور اُس کا فلسفہ

(از حضرت مولینا سید ندعلی صاحب درد کاکوری)

یہ سچ ہے کہ کوئی انسان بغیر کھائے پئے زندہ نہیں رہ سکتا، لیکن یاد رہے کھانے پینے سے بھی اکثر فوت ہوجاتا ہے، اسلئے نتیجہ یہ نکلا کہ اعتدال بحالت برقرار رکھنے کی ضرورت ہے، یعنی نہ بہت کھائے اور نہ بالکل بھوکا رہے اسی اعتدالی حالت کا مذہب اسلام نے روزہ نام رکھا ہے۔

جو لوگ اعتدالی حالت قایم نہیں رکھتے وہ زندگی کی ہر ایک لذت سے بیجا اور بے وقت سے ناجائز (حیوانوں کی طرح) فائدہ اٹھاتے ہیں مادی لذتوں سے ان کی روح اسقدر کثیف اور گندہ ہوجاتی ہے کہ اس میں اپنے مرکز کی طرف پرواز کرنے کی قابلیت ہی نہیں رہتی۔

جو لوگ اعتدال قایم رکھتے ہیں، اور زندگی کی ہر ایک لذت سے بجا اور بروقت فائدہ اٹھاتے ہیں، ان کی روح اسقدر لطیف اور نورانی ہوجاتی ہے کہ وہ اپنے مرکز کی طرف جب چاہتے ہیں پرواز کرسکتے ہیں، جسم اور روح کے مجموعے کا نام انسان ہے، اسلئے انسان پر ان دونوں کی حفاظت ضروری ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ جسم انسان کو کثافت کی طرف زیادہ متوجہ رکھتا ہے، اسلئے اس کو روح کی حفاظت کا بہت کم موقع ملتا ہے، کھانا پینا، جائز عیش عشرت سے زندگی بسر کرنا یہ تمام خواہشیں انسان کو اسقدر اپنی طرف متوجہ رکھتی ہیں کہ روح کی لطافت رفتہ رفتہ بالکل ہی جاتی رہتی ہے۔

خود ہماری فطرت اس امر کی ضرورت محسوس کرتی ہے کہ کوئی ایسا طریقہ ایسا اصول اختیار کیا جائے کہ جس سے روح کثافت کی طرف بالکل متوجہ نہ ہو بلکہ اس میں اعتدالی حالت قایم ہوجائے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ایسی کیا صورت ہو سکتی ہے جس سے ہم جسم اور روح دونوں کی حفاظت کرسکیں، بڑے بڑے حکیموں اور ڈاکٹروں کے اقوال دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اگر ہم کم کھائیں پئیں تو ہر طرح تندرست رہ سکتے ہیں، جو لوگ کھانے پینے میں اعتدال نہیں رکھتے وہ اکثر قسم قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں غذا کی کثرت سے معدہ کی کثافت میں خود بخود زہریلا مادہ پیدا ہوجاتا ہے۔

روزے کے روحانی فائدے

(۱) روزہ سے روح میں اپنے مرکز کی طرف پرواز کرنے کی قوت مکمل کرجاتی ہے۔

(۲) روزہ سے انسان میں صبر اور ضبط کا مادہ پیدا ہوجاتا ہے۔

(۳) روزے سے روح میں لطافت اور نورانیت پیدا ہوجاتی ہے۔

(۴) روزہ سے معدہ کی تمام خراب

(۵) انسان کی طبیعت اگر خراب بھی ہو تو روزہ سے درست ہوجاتی ہے

(۶) روزہ سے طبیعت میں تازگی اور دوسری غذا حاصل کرنے کی قوت پیدا ہوجاتی ہے۔

خدا جو ہم پر ماں باپ سے بدرجہا زیادہ مہربان ہے، اس نے خاص مصلحتوں کی بنا پر جسمانی صحت (روزہ) کو ایک مذہبی فرض قرار دیکر ہم پر بڑا احسان کیا تاکہ ہماری صحت خراب نہ ہو اور ہم اسکی پابندی لازم سمجھیں، اور سال میں ایک مہینے تک دن میں کھانا نہ کھائیں۔

روزہ کیلئے ماہ رمضان کی خصوصیت

اب یہ کہ سال میں ایک مہینہ روزہ کیلئے مخصوص کیوں کیا گیا، اس کا جواب یہ ہے کہ جو کام اصول سے مقرر کیا جائے اس میں ہمیشہ استقلال اور قیام اور جاودانیت ہوا کرتی ہے، اگر کسی کام کیلئے کوئی وقت مقرر نہ کیا جائے، تو وہ خوش اسلوبی سے ہرگز انجام نہیں پاسکتا، مثلاً اگر ریل کے اوقات مقرر نہ کئے جائیں تو اسکی ایجاد کا مقصد ہی فوت ہوجائے یا اگر کچہری کے اوقات کی پابندی نہ کی جائے تو جب جس کا جی چاہے۔ آئیگا، لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کوئی کام ٹھیک وقت پر نہ ہوگا۔ رعایا روز الگ حاضری دینے سے پریشان ہوجائیگی، اہلکار الگ منتشر نظر آئیں گے، اس کے علاوہ کسی کیلئے وقت مقرر نہ کرنا اہل حاجت کی پرگشتگی اور شکستگی قلب کا بھی باعث ہوگا یہی وجہ ہے کہ فطرت نے بھی ہر چیز کا ایک وقت مقرر کردیا ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ رات ہونے کیلئے اور دن ہونے کیلئے ایک وقت مقرر ہے، غرض یہ کہ ہر چیز اور ہر کام کیلئے ایک اصول کی ضرورت ہے تاکہ ہر شخص اسکا پابند رہے اور اس طرح ہر کام نہایت عمدگی اور آسانی سے انجام پائے، اگر کوئی شخص تنہا کوئی کام کرے تو مشکل ہوجاتی ہے لیکن اگر سب ملکر کوئی کام کریں تو خود بخود ہمت بلند ہوجاتی ہے اور مشکل سے مشکل کام بھی آسان ہوجاتا ہے رمضان شریف کے روزوں میں یہ راز بھی پوشیدہ ہے اسکے علاوہ یوں اگر ہر فرد علیحدہ علیحدہ روزہ رکھا کرتا تو اسلام کی شان تنظیم ظاہر نہ ہوتی اور موجودہ صورت میں ایک عالم روزہ رکھتا ہے جس کا غیر قوموں پر بھی خاص اثر ہوتا ہے اور رمضان المبارک میں اسلام کی خاص شان نظر آتی ہے۔

روزہ کے متعلق دوسرے مذاہب اور اسلام کے احکام

اسلام سے پہلے جو مذہب تھے ان میں بھی روزہ فرض تھا جیسا کہ کلام پاک کی اس آیت سے ظاہر ہے

یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم [illegible] اے ایمان والو تم پر [illegible]

[illegible] کما کتب علی الذین من [illegible]

قبلکم لعلکم تتقون　　فرض کئے گئے

یہ سورہ بقرہ کی آیت کا ابتدائی حصہ ہے جس کے آگے نہایت تفصیل سے روزہ کے احکام بیان کئے گئے ہیں اس ابتدائی حصہ میں دو باتیں بتائی گئی ہیں۔

۱۔ یہ کہ تم سے پہلے بھی لوگوں پر روزے فرض تھے

۲۔ روزہ رکھو تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ

اب ہم کو انہیں دو باتوں سے بحث کرنا ہے۔

الف ۱۔ توریت کی تیسری کتاب۔ باب ۱۶۔ درس ۲۹
توریت کی تیسری کتاب۔ باب ۲۳۔ درس ۲۷

ملاحظہ ہو۔ ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو کفارہ کا روزہ رکھنا یہودیوں پر واجب تھا۔ توریت کی تیسری کتاب باب ۱۶۔ درس ۲۹۔ ملاحظہ ہو عیسائی یہ روزہ رکھتے تھے۔

۲۔ کتاب خروج باب ۳۴ ملاحظہ ہو۔ حضرت موسیٰ نے چالیس روز تک کوہ طور پر روزے رکھے۔

۳۔ کتاب دانیال باب ۱۰ ملاحظہ ہو۔ حضرت دانیال نے تین ہفتے کے روزے رکھے

۴۔ کتاب السلاطین باب ۱۹ درس ۸ ملاحظہ ہو۔ حضرت الیاس نے کوہ حوریب پر دن رات کے چالیس روزے رکھے۔

۵۔ انجیل متی باب ۴ | درس نمبر ۲ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ جب جنگل میں تھے
انجیل لوقا باب ۴ | تو انہوں نے دن رات کے چالیس روزے رکھے۔

غرض خدا کا یہ مطلب ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت تم سے یہ کوئی نیا کام نہیں لیا جا رہا ہے بلکہ تم سے قبل جو لوگ تھے ان پر بھی روزے فرض تھے۔

ب اب دوسری چیز یعنی لفظ تتقون کی طرف توجہ کرنا چاہیئے روزے کے متعلق جتنی آیتیں نازل ہوئی ہیں یہ لفظ ان سب کی جان ہے۔

تتقون ۔ ہے تقویٰ سے اور تقویٰ کے معنی ہیں پرہیزگاری مطلب یہ کہ تم روزے رکھو تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

بادی النظر میں اگرچہ تقویٰ ایک معمولی لفظ ہے لیکن درحقیقت یہ نہایت ہی جامع لفظ ہے گویا اسلام نے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ حق تعالیٰ کا لفظ تتقون سے یہ مطلب ہے۔

۱۔ جو باتیں روح کو کثیف اور گندہ کرتی ہیں ان سے بچو

۲۔ جو باتیں روح کی ترقی میں حائل ہوں ان سے بچو

۳۔ وہ باتیں جو روح کیلئے زہریلا اثر رکھتی ہوں ان سے بچو۔

یورپ اور روزہ مسولینی اطالیہ کے فوجداری نے حال ہی میں روزہ کی بابت بہت کچھ لکھا ہے۔

" میں روزہ کے احکام کی قدر کرتا ہوں کیونکہ اس سے روحانیت بڑھتی ہے اور ماحول کے زہریلے اثرات سے بچا جاتا ہے جلدی جو بگڑ کے رہتے ہیں ایسے کے بلند خیالات کے روزے

ہم یہ سمجھتے ہیں اور روزہ انسانی زندگی کی پستیوں سے یہ (روزہ) ہمیں بلند پروازی کی طرف مائل کرتا ہے۔"

آج یورپ کا ایک فوجی افسر روزے کے فوائد بیان کرتا اور اس کی خوبیوں کی جو فہرست مرتب کر رہا ہے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے اسلام اپنی انتہائی فصاحت سے یہی فوائد ہم کو ایک جامع لفظ "تقویٰ" سے تعلیم دے چکا ہے۔ اوپر لکھی ہوئی آیت (سورہ بقرہ پارہ ۲) روزے کے احکام بالتفصیل موجود ہیں۔ جن کا مطلب یہ ہے کہ رمضان شریف وہ بزرگی اور فضیلت والا مہینہ ہے جس میں قرآن پاک نازل ہوا، اگر تم مریض ہو یا سفر کی حالت میں ہو تو روزہ نہ رکھو اور دونوں میں ہی فرض سے سبکدوشی حاصل کر لو یعنی جو روزے مرض یا سفر کی وجہ سے قضا ہو جائیں انہیں بعد کو رکھ لو یا کسی محتاج کو دو وقت کھانا کھلا دو۔

اول عشار کی نماز سے پہلے پہلے تمام جائز باتیں کھانے پینے وغیرہ کی اجازت تھی لیکن اسلام نے خود اس حکم کو منسوخ کر کے روزہ کھولنے کے بعد سے سحر کے وقت تک تمام جائز باتوں کی اجازت دیدی اور حد مقرر کر دی کہ جب تک صبح کا سفید ڈورا سیاہ ڈورے سے نمودار نہ ہو جائے صرف اس وقت تک کھاتے پیتے رہو یہاں اس امر کی تصریح کی ضرورت ہے کہ وہ مقامات جہاں رات ہوتی ہی نہیں جہاں چھ مہینے دن اور چھ مہینے رات رہتی ہے۔ وہاں ۱۲-۱۲ گھنٹے کے حساب سے تیس دن کے روزہ رکھنا چاہیئں۔

شب قدر یہ وہ رات ہے جس میں خدا کی برکتوں کی سب سے پہلے بارش ہوئی۔

یہ وہ رات ہے جس میں خدا نے اپنی نبی پر سب سے پہلے اپنے بھید ظاہر کئے۔

یہ وہ رات ہے جس میں خیر الامم کے لئے ایک زرین قانون مرتب ہوا۔

یہ وہ رات ہے جس میں ایک جھگڑالو جاہل قوم دنیا کی مہذب ترین قوم بنادی گئی

یہ وہ رات ہے جس میں عالم کی ہدایت کے لئے ایسی ہستی منتخب کی گئی جس کی شعاعیں غار حرا سے تمام عالم کو منور کر رہی تھیں۔

یہ وہ رات ہے جس میں حق اور باطل کا فرق بتایا گیا۔

یہ وہ رات ہے جس میں خدا کا کلام انسان کامل کی زبان سے وحی بنکر نکلا۔

یہ وہ رات ہے جس میں آسمان سے رحمت لے کر فرشتے زمین پر آئے۔

یہ وہ رات ہے جس نے دنیا میں قدر، خیر و برکت، روح اور سلامتی کا اس طرح اعلان کیا۔

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما	ہم نے اسے (قرآن) کو قدر کی رات
ادراک مالیلۃ القدر لیلۃ	میں اتارا اور تجھے معلوم ہے کہ
القدر خیر من الف شہر	لیلۃ القدر کیا ہے لیلۃ القدر
تنزل الملئکۃ والروح	ہزار راتوں سے بہتر ہے جس میں پروردگار
فیہا باذن ربہم من کل	کے حکم سے فرشتے اور روح
امر سلام ھی حتی مطلع الفجر	نازل ہوتی ہے

[روزے] کی بابت چند حدیثیں

اذا دخل رمضان فتحت ابواب الجنة وغلقت ابواب النار وصفدت الشياطين

جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور شیطان قید کر دئے جاتے ہیں۔

ایک اور حدیث ہے جس میں روزہ کی عظمت کو خاص انداز سے ظاہر فرمایا گیا ہے حقیقت یہی ہے کہ خدا سے بڑھکر کون ہو سکتا ہے جب خدا خود یہ فرمائے کہ روزہ میرے لئے ہے تو اس سے بڑھکر بندہ کیلئے اور کیا فخر ہو سکتا ہے کہ بندے کے روزے کو خدا اپنی چیز قرار دے اس کے متعلق یہ حدیث ہے

كل عمل بني آدم يضاعف الحسنة بعشر امثالها الى سبع مائة ضعف قال الله تعالى الا الصوم فانه لي وانا اجزي به يدع شهوته وطعامه من اجلي

بنی آدم کیلئے ہر عمل کا ثواب دس گنے سے سات سو گنے تک کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا دینے والا ہوں کیونکہ انسان اپنی نفسانی خواہش اور کھانے پینے کو میرے واسطے چھوڑ دیتا ہے۔

ایک اور جگہ روزہ کی فرحت کو ایسے خاص انداز میں بیان فرمایا گیا ہے کہ اس کو پڑھتے ہی قلب وجد کرنے لگتا ہے۔

للصائم فرحتان فرحة عند الفطر وفرحة عند لقاء ربه

روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں ایک روزہ کھولنے کے وقت اور دوسری اپنے رب سے ملنے کے وقت۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا لخلوف فم الصائم [اطيب عند الله من ريح المسك] — روزہ دار کے منہ کی خوشبو خدا کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ اچھی ہے

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

في الجنة ثمانية ابواب منها باب يسمى باب الريان لا يدخله الا الصائمون

بہشت میں آٹھ دروازے ہیں ایک دروازہ کا ریان نام ہے اس میں صرف روزہ دار داخل ہونگے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

من صام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه

جسنے ایمان اور احتساب (نیکی) کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے اسکے اگلے گناہ معاف ہوئے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے [illegible] خطبہ دیا وہ خطبہ یہ تھا۔

[illegible] قد اظلكم شهر عظيم شهر مبارك شهر فيه ليلة خير من الف شهر جعل الله صيامه فريضة وقيام ليله تطوعا من تقرب فيه بخصلة كان كمن ادى فريضة فيما سواه وهو شهر الصبر والصبر ثوابه الجنة وشهر المواساة وشهر تزاد فيه رزق المؤمن من فطر فيه صائما كان له مغفرة لذنوبه وعتق رقبته من النار وكان له مثل اجره من غير ان ينتقص من اجره شيئ قلنا يا رسول الله ليس كلنا نجد ما نفطر به الصائم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يعطي الله هذا الثواب من فطر صائما على مذقة لبن او تمرة او شربة من ماء ومن اشبع صائما سقاه الله من حوضي شربة لا يظمأ حتى يدخل الجنة وهو شهر اوله رحمة واوسطه مغفرة وآخره عتق من النار

تم پر ایک مبارک اور عظمت والا مہینہ سایہ فگن ہے ایسا مہینہ کہ جس میں ایک رات (لیلۃ القدر) ہزار مہینے سے بہتر و افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض کئے ہیں اور رات کے قیام (تراویح) کو سنت مقرر فرمایا ہے جو شخص اس مہینے میں ادائے نفل سے تقرب الٰہی چاہتا ہو اسکو ادائے فرض کا ثواب ملتا ہے جو اس مہینہ میں ایک فرض ادا کرتا ہو ستر فرض کا ثواب پاتا ہے اس مہینے کی برکت سے ثواب کئی گنے زیادہ ہو جاتا ہے اور یہ مہینہ صبر کا ہے (کہ انسان کھانے پینے سے بند رہتا ہے) اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ مہینہ ایک دوسرے کی ہمدردی اور غمخواری کا ہے (یعنی امیروں کو غریبوں اور فقیروں کا ہمدرد رہنا ہوتا ہے) اور یہ ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کی روزی بڑھتی ہے جو شخص اس مہینہ میں روزہ دار کو کھانا کھلائے اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور یہ امر اس عذاب دوزخ سے نجات دینے کا باعث ہوتا ہے اور اللہ کے فضل عظیم اور کرم عمیم کی وجہ سے اس کو روزہ دار کے برابر ثواب ملتا ہے بغیر اسکے روزہ دار کے اجر سے کچھ کم نہ ہو۔

(سلمان فارسی فرماتے ہیں) کہ ہم نے عرض کیا کہ اے رسول سب مسلمان یہ مقدرت نہیں رکھتے کہ روزہ داروں کو کھلا سکیں۔ پھر وہ اس اجر کو کیونکر پائیں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرماتا ہے جو کسی روزہ دار کو ایک کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ ہی سے افطار کرا دے اور جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائیگا اسے اللہ تعالیٰ میرے حوض کوثر سے وہ چیز پلائے گا کہ جس سے وہ پیاسا نہیں رہے گا۔ حتی کہ وہ بہشت میں داخل ہو جائے۔

ثواب کسے کہتے ہیں؟

شریعت میں جہاں جہاں ثواب کا لفظ آیا ہے اس سے کسی قسم کا مال اور اسباب مراد نہیں ہے بلکہ اس سے لوازنیت کی طرف اشارہ ہے جب ہم کوئی کام خدا کیلئے کرتے ہیں تو یہی اسکا ثواب ہے یعنی ہماری روح کی [illegible]

…انیت کے درجہ میں ترقی کرجاتی ہے۔ اور ہم جسقدر ثواب والے عمل کرتے رہتے ہیں
…ی قدر ہماری نورانیت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

…وزہ کا صحیح مفہوم

روزہ رکھنے والے تین طرح کے ہیں۔
ملا وہ لوگ جو سحر کے وقت سے شام تک کھانا
…یں کھاتے، لیکن اپنی زبان کان اور آنکھ کو بری باتوں کے کہنے سننے اور دیکھنے
…ے نہیں بچاتے، یہ کسی شمار میں نہیں۔
ملا وہ لوگ جو سحر کے وقت سے شام تک کچھ کھاتے پیتے نہیں اور ساتھ ہی ساتھ
…ری باتوں کے سننے کہنے سے بھی بچتے رہتے ہیں، جسکے متعلق یہ حدیث ہے
…یس الصیام من الاکل والشرب — کھانے پینے سے پرہیز کرنا اس کا نام
…نما الصیام من اللغو والرفث — روزہ نہیں ہے بلکہ لغو اور بری باتوں
سے بچنے کا نام روزہ ہے۔

ایک اور موقع پر حضور انور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا
…من لم یدع قول الزور — جو روزے کی حالت میں جھوٹ بات
…والجہل والعمل بہ فلا حاجۃ — اور جہالت کے کام کو نہیں چھوڑتا
…للہ ان یدع طعامہ و — تو خدا کو اسکے روزہ کی ضرورت نہیں
…شرابہ — اس کا کھانا پینا چھوڑنا بالکل بیکار ہے

ملا وہ لوگ جو سحر سے شام تک بظاہر بھی کچھ نہ کھائیں اور باطن بھی نہ کھائیں
…ن کا دل بھی روزہ دار ہے یعنی ان کے دل میں ایک سیکنڈ بھی روحانی خطرہ کے سوا
…دنیاوی اور خطرہ نہ آئے، اصل میں ایسے ہی لوگ روزہ دار کہے جاسکتے ہیں قرآن پاک
…میں روزہ داروں کے متعلق جو "تتقون" کا لفظ آیا ہے تو صحیح معنوں میں متقی یہی
…ہیں، یعنی خدا فرماتا ہے کہ لعلکم تتقون (یعنی روزہ رکھو، تاکہ متقی ہو جاؤ) اور متقی
…وہ ہے کہ جو اپنے نفس کو غیر کے خطرے سے پاک رکھے اور ہر دم جناب باری کی
بارگاہ میں عرفانی نورانی غذا حاصل کیا کرے لیکن ہر دم جناب باری کی بارگاہ
…روح کا نورانی غذا حاصل کرنا دل کی ترقی اور لطافت پر منحصر ہے اور دل کی ترقی
اور لطافت نہ کھانے پینے پر منحصر ہے جسکے متعلق حضرت مولانا روم رحمۃ اس طرح
فرماتے ہیں۔

…لب فرو بند از طعام و از شراب — سوئے خوان آسمانی کن شتاب
…تا غذائے روح را قابل شوی — لقمہائے نور را آکل شوی
…این دہان بستی دہانے باز شد — تو خورندہ لقمہائے راز شد

…یار و ظاہری کھانے پینے سے منہ بند رکھو، بلکہ آسمانی خوان کی طرف دوڑو، تم
جسمانی غذاؤں کو چھوڑ دو تاکہ روحانی غذا کے قابل ہو جاؤ اور نورانی لقمے اڑانے
لگو کیونکہ اگر تم نے ظاہری منہ بند کر دیا تو یہ سمجھو کہ تم رازدار بنائے گئے۔ اور تم
غذائی راز کے کھانے کے قابل ہو گئے۔

یا مریض القلب من جو للعلاج جاءتہ التدبیر تبدیل المزاج
…اے بیمار دل، علاج کی طرف توجہ کرو تدبیر علاج، یہ کہ مزاج طبیعت بدلی

خواہش، کو بدل ڈالو یعنی نفسانی خواہش چھوڑ دو اور اس قدر چھوڑ دو کہ تم
نورانی خواہشوں کا مرکز بن جاؤ

قوت جبریل از مطبخ … بود — بلکہ از دیدار خلاق ودود
گر خوری یک بار از آں ماکول نور — خاک ریزی بر سر نان و تنور
معدہ را بگذار و سوئے دل خرام — تاکہ بے پردہ ز حق آید سلام

کھانے پینے سے جبرئیل م کو قوت نہ تھی بلکہ خدا کے دیدار سے اسی طرح تم حق دیکھو
حق مشغول ہو جاؤ یعنی روحانی قوت اگر بڑھانا چاہتے ہو تو کم کھاؤ کم پیو تاکہ حق
کا مشاہدہ تمہاری روح کی غذا ہو جائے۔

ایمان و عرفان کی طرف تمکو ابھی دھوکے سے توجہ نہیں ہوتی کہ تم اسکے اصلی مزے
سے واقف نہیں ہو اور ابھی تک انوار الٰہی کے روشن عکس تم پر نہیں پڑا ہے، ورنہ
تمام فانی مزوں کو چھوڑ کر تم نورانی نعمتوں کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

اگر تم کو ایک بار بھی نورانی غذا مل جائے تو تم ناریت یعنی مادی لذتوں پر
خاک ڈال دو اور ہرگز اسکی خواہش نہ کرو، معدہ کو خالی چھوڑ دو اور دل کی طرف متوجہ
رہو تاکہ تمکو خدا کا بے حجاب سلام پہونچتا رہے۔

بعض لوگوں کا قاعدہ ہے کہ جب رمضان المبارک کا ذکر کرتے ہیں تو مذاق
اڑاتے ہوئے ذکر کرتے ہیں، رمضان شریف کی فضیلت اور احترام کا ذرا بھی لحاظ نہیں
کرتے یہ بہت بڑی غلطی ہے میں اسکے ثبوت میں ایک خاص واقعہ لکھتا ہوں جسکو میرے
اُستاد جناب مولوی شریف الدین رحمۃ مجھسے خود بیان کرتے تھے۔

خاص واقعہ

رمضان شریف کا بالکل آخری ہفتہ تھا تو میں نے خواب میں
دیکھا کہ بہت سے آدمیوں کا ہجوم ہے اور کسی بزرگ کا جنازہ
جارہا ہے جسکی شرکت کا ہر شخص متمنی ہے میں بھی اس آرزو میں آگے بڑھا معلوم ہوا
کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنازہ ہے اس سے بڑھکر کیا نعمت ہو سکتی تھی فوراً
آگے بڑھا اور پلنگ کا پایہ کاندھے پر اٹھا لیا اور اس سعادت سے شرف یاب ہوا پھر آنکھ
کھل گئی۔

میں نے جاکر اپنے مرشد حضرت حافظ شاہ علی انور قلندر رحمۃ سے خواب عرض
کیا آپ نے فرمایا کہ وہ جنازہ "رمضان المبارک کا مقدس مہینہ تھا" کاندھا دینے سے
تمکو یہ شرف حاصل ہوا ہے کہ سب سے پہلے تمہیں عید کا چاند دکھائی دیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا
ماہ رمضان المبارک کی عظمت کا اس سے کافی اندازہ ہو سکتا ہے، وہ نبی کہ عبادت
کرتے کرتے جسکے پیر ورم کر جاتے وہ رسولؐ جسکو ملک کی تمام مادی لذتوں سے بہرہ ور تہا
وہ ہادی جسکو بھوک کی ذرا بھی پرواہ نہ تھی جو کچھ آتا خدا کی راہ میں تقسیم کر دیتے اور
پیٹ پر بھوک کی وجہ سے دو دو پتھر باندھے رہتے افسوس اور صد افسوس اگر ہم
اسکی یادگار میں چند دن بھی کھلے رہ کر عبادت نہ کر سکیں، مادی لذتوں سے پرہیز نہ
کریں مہینہ بھر بھی بھوکے پیاسے نہ رہیں حیف صد حیف کاش ہم اپنے ہادی برحق کے
دین کا سلیقہ برتتے اور اسکی یادگار نبھاتے جب تو صحیح معنوں میں اس امر کا احساس ہوتا کہ
اسلام اور اسکی یادگار کس نوعیت اور کس شان سے روشن انحاد کا … …

اصلاحِ اعمال

ملا جی کی توند کا دوزخی نغمہ

"مردار بھی اسوقت روا میرے لئے ہے"

(مسٹر ایم ہاشا کے زورِ قلم سے)

ہر عیب ہنر نام خدا میرے لئے ہو — دنیا میں بھلا اور بڑا میرے لئے ہے

سونے کی خدایا کہ کھنک شرح ہو میری — چاندی کی چمکدار غذا میرے لئے ہے

رخ دیکھ کے پھرتا ہوں میں اسباب فنا کا — مرغوب ملانے کی ہوا میرے لئے ہے

ہے جسم وفا میرے ہی دنیا کی عادت — ہو نالۂ ارباب وفا میرے لئے ہے

کرتا ہے لقب تیرے جاہل کا خلیفہ — ہو باب خلافت جو کھلا میرے لئے ہے

مسجود خلائق ہوں میں دولت کا پرستار — بیکار یہ سب عصر [illegible] میرے لئے ہے

دنیا پہ کرم کیوں کی کرتا ہوں گر میں — میں صرف خدا کی ہوں خدا میرے لئے ہے

کہتے ہیں خطا جسکو ہے میرے لئے نیکی — بے جا ہی جو کچھ آج بجا میرے لئے ہے

سمجھو ہوں اگر مسلم کوئی جوہر [illegible] — ہر نقص گوارا و روا میرے لئے ہے

سمجھے ہیں مجھے کو تر بالائی میں افلاس — [illegible] مندر میں صدا میرے لئے ہے

اب اہل [illegible] بنا لیں — یہ قلعہ و دستار و عبا میرے لئے ہے

کمستان مگر [illegible] نئی ہو تو میری — ایک ملک گر جب جلا میرے لئے ہے

[illegible] ارباب اور پہنے — "الفتو [illegible] ملکہا میرے لئے ہے

[illegible] — جو جھوم کے اٹھے وہ گھٹا میرے لئے ہے

[illegible] — مردار بھی اس وقت روا میرے لئے ہے

علی بابا چالیس چور

قومیت متحدہ اور مہین اسلام ازم کے اسٹیج پر

(جناب مولانا عکاس صاحب کے قلم سے)

تیسرا چور اس کا حلیہ یہ تھا کہ دراز قد، دوہرا جسم عمر ۵۰ کے قریب چہرہ سوپ رنگ، غیر شرعی کتری ہوئی نصف سیاہ اور نصف سفید ڈاڑھی **فیل چشم مگر** خصوصیت سے شرارت آمیز، پیٹ بے ایمان کی قبر کی طرح پھولا ہوا کشادہ پیشانی، موٹی ناک چاند کے بال بڑی حد تک قینچی اور استرے کی دستبرد سے بے نیاز تھے، تیوری پر بل پڑا ہوا خشمگین نگاہوں سے اپنے پہلے تو ان دونوں چوروں کو گھورا۔ اور علی بابا کی طرف مخاطب ہو کر کہا یہ دونوں چھوٹے ہیں، ایک نسلا اور دوسرا اصلاحی ہی، مگر میں ان دونوں سے بڑا ہوا ہوں اسلئے کہ "پیٹنٹ حرامی" ہوں میری مختصر داستان یہ ہے کہ میرے باپ جو "آل علی کے غلام" تھے اور جنہوں میرا نام "فضل امام" رکھا تھا وہ کانپور کے محلہ ٹپکا پور میں حجامت بنایا کرتے تھے اسلئے فدوی حجام نہیں حجام زادہ ہو آجکل کا زمانہ تو تھا نہیں اب سے پچاس سال پہلے ایک پیسہ حجامت کا بڑے سے بڑے شریف اور امیر دیا کرتے تھے، اس لئے باپ جب تک دس بیس کی حجامت نہ کر لیتے گھر کا خرچ نہ ہوتا ہوتا میری ماں مجھکو پیارے ہیجلا ہیجلا کہا کرتی تھیں، میرا ایک چھوٹا بھائی بھی تھا میری عمر بارہ سال کی ہوگی کہ میرے باپ کا انتقال ہو گیا سخت پریشان ہوا، محلہ میں ایک سید علی پریس رہتے تھے انہوں نے جب ہماری فاقہ کشی کی داستان سنی تو ترس کھا کر اپنے ساتھ نامی پریس میں رول ملنے پر لے جانا شروع کیا، اگرچہ میری ماں کی خواہش یہی تھی کہ میں باپ کی دکان پر بیٹھ کر حجامت بنایا کروں۔ مگر مجھے اس پیشہ سے سخت نفرت تھی۔ تھوڑے روز کے بعد مجھے چار پیسہ روز اس پریس سے رول ملنے کے ملنے لگے، مگر یکایک میرے استاد کو دہلی کے ایک مولوی صاحب اپنے پریس میں کام کرنے کیلئے لے گئے۔ اور وہ اپنے ساتھ مجکو بھی دہلی لے جانا چاہتے تھے۔ مگر اماں دہلی جانے پر رضامند نہ تھیں، اسلئے میں رات کو گھر سے ایک لنگوٹا باندھے ہوئے بھاگا اور اسٹیشن پر جا کر استاد کے ساتھ دہلی آیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ منشی نند علی صاحب منیجر نے میری حالت سن کر ازراہ ترحم دو آنے روز کر دئے اور میرے استاد مجھ پر اتنے مہربان ہوئے کہ انہوں نے مجکو پریس مشینی کی تربیت کی۔ اور مجھ کو محبت سے ضلع عصلہ کہتے تھے۔ اب میرے پیسے میں بعد منیجر صاحب نے اضافہ کر دیا۔ دو سال میں مجکو پریسینی کا کام آگیا اور اب مجھ کو [illegible]

لینے لگے۔ مگر چونکہ میرے استاد نشہ باز تھے اسلئے مجکو بھی چرس اور بھنگ کے نشہ کی عادت ہوگئی۔ اس نشہ بازی کا اثر یہ ہوا کہ جو روز کماتا روزانہ خرچ کردیتا۔ دوسرے روز صبح کو روٹیوں کیلئے پیسے بھی منیجر صاحب سے لیتا اور جس روز ناغہ ہوجاتی تو میں سپاہی اور کاغذ چرا کر اپنا پیٹ پالتا جب میری چوری کی عادت کا چرچہ ہوا۔ تو مجکو منیجر نے پریس سے نکال دیا اور میں نے دہلی کے مشہور خوشنویس منشی عبدالحق کے پریس میں کام لگالیا، منشی جی کے ہاں کام کرتے ہوئے تھوڑے دن ہوئے تھے کہ میں نے ۔۔۔۔ ان کے ہاں سے اسی کا تیل چرایا۔ جس کا ان کو بھی علم ہوگیا، اُنہوں نے تمام مطبع کے سامنے مجکو دابے کے رول سے اتنا مارا کہ میں بیہوش ہوگیا، اور گالیوں کی تو کچھ گنتی نہ تھی میں نے اس کے بعد انصاری پریس میں کام شروع کیا، مگر یہاں بھی چوری کے لپکے نے ٹھہرنے نہیں دیا، اس عرصہ میں میری شادی ایک ایسی عورت سے ہوگئی تھی کہ مجکو خود خبر نہیں کہ وہ کون ہے؟ اور اسکی کیا قومیت ہے؟ میں ابھی بیکار گھر میں بیٹھا تھا کہ علی گڑھ کالج کا ایک پروفیسر مجکو تلاش کرتا ہوا آیا، اور اسنے پریس کا سامان میرے ذریعہ خریدا، جنس سے مجھے خاصی آمدنی ہوگئی۔ اور میں اسکے ساتھ علی گڑھ پندرہ روپے مہینہ کا ملازم ہوکر چلا گیا چونکہ پریس کا مالک نیا تھا۔ اور علی گیرین پتلون پوش جنٹلمین تہا۔ اسلئے میں نے اس کی خوب حجامت بنائی، چونکہ کام بہت کم تھا اسلئے شریفوں کی ملازمت کا اثر مجھ پر یہ پڑا کہ میں نے ڈپٹی کمشنر صاحب کے سررشتہ دار سے جو میرے ہمسایہ تھے، اردو کا قاعدہ پڑھنا شروع کیا۔ بیچارے بہت نیک آدمی تھے۔ انکی محنت سے کئی سال میں اردو کی کچھ شد بد ہوگئی۔ اور مجھ میں اپنی قومیت کے متعلق عجیب عجیب خیالات پیدا ہونے لگے اس عرصہ میں ایک دفعہ کانپور اپنی ماں کے پاس گیا۔ مجھے بڑی شرم آئی جب میں نے اپنی اماں کو ایک طوائف کے ہاں روٹی پکانے پر ملازم دیکھا اور میں اپنے بیٹے علی گڑھ چلا آیا۔ اُنہوں نے بہتیرے خطوط مجھے لکھے مگر میں نے ان کو جواب تک دینا پسند نہیں کیا۔ اسلئے کہ وہ اب بھی مجکو بیٹا "جیلا" لکھتی تھیں۔ حالانکہ میں منشی بھی ہوگیا تھا، اور شیخ صدیقی بن گیا تھا اور نائیوں کو اپنا برادر سمجھنا میرے لئے عار تھا اگرچہ علی گڑھ کالج کے بعض شریر لڑکے جو میری قومیت سے واقف ہوگئے تھے اور اپنے استاد یعنی مالک مطبع کے ساتھ پریس میں آتے تھے مجھ سے ازراہ تمسخر

چام چھوڑا گھِسا

کی تقطیع کرنے کی فرمائش کرتے تھے۔ میں اس وقت یہ کہکر ان کو ٹال دیتا تھا کہ میں شاعر نہیں ہوں مگر میرے دل پر ایک تیر سا لگتا تھا اور میں ڈرتا تھا کہ ان لڑکوں کو اگر میری اماں کا موجودہ پیشہ معلوم ہوگیا تو بڑی کرکری ہوگی اس عرصہ میں میرے ہاں ایک لڑکی بھی ہوگئی تھی، اور اس کی چھٹی ۔۔۔ موم ۔۔۔ سے کی، چھٹی کے خرچ کا قرضہ اداکرنے کیلئے

زیادہ تیزی سے قینچی چلائی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میرا پوری کا راز افشا ہوگیا۔ اور میں یہاں سے نکالا گیا اور احمدی پریس میں ملازمت کا جال پھیلایا کچھ دنوں کے بعد یہاں سے بھی نکالا گیا تو پھر مجکو دہلی یاد آئی۔ کلاں مسجد کے محلہ میں ایک بہت مختصر سا مکان کرایہ پر لیا اور کام کی تلاش شروع کی۔ مگر میری چوری کی عادت اسی طرح مشہور ہوگئی تھی۔ جس طرح میرے محترم سرولیم کی چندہ سیفیاں "ضرب المثل" ہیں اسلئے مجھے کسی نے کام نہیں دیا آخر میں نے مجبور ہوکر یہ فیصلہ کیا کہ اپنا چھاپہ خانہ قائم کرنا چاہیئے، چنانچہ یہ ذکر میں نے اپنی بیوی سے کیا جس نے بلاتامل اپنی جان سے زیادہ عزیز زیورات ڈبڈباتی ہوئی آنکھوں سے میرے سامنے ڈال دیئے اور میں اس بیچاری کے زیور کو چالیس روپے میں فروخت کرکے ایک جوڑی پتھر اور ایک ہینڈ پریس خرید کر بازار کا کام شروع کیا۔ میں روزانہ ایک ہزار کا غذ چھاپ لیتا اور پیچ کشوں کو مزدوری دیکر مجکو روپیہ بارہ آنے روزانہ بچنے لگے۔ اس میں شک نہیں کہ اب پیٹ بہر کر روٹی تو ملنے لگی۔ مگر محنت اتنی کرنا پڑی کہ گھٹنے بیٹھ گئے۔ میں اپنی بیوی کو دونوں وقت کے کھانے کیلئے چھ آنے روزانہ دیتا، اور باقی بچت میرے محل پانی تک کام آتی کئی سال کے بعد مجھے ایک نئی ناتجربہ کار جالیشے کیلئے مل گیا، چونکہ یہ پریس کے کام سے ناواقف تھے اسلئے میں نے خوب حجامت بنائی، اور ہر طرح اپنا کسب پوری کی کہ میں نے انکی ایک کتاب جو میرے ہاں چھپ رہی تھی۔ بغیر اجازت ۔۔۔ اسکے پانچ ہزار کی تعداد میں زیادہ چھاپ لیا اسکی قیمت چار آنے تھی۔ اس طرح میں نے ایک ہزار روپے کے قریب اس کتاب سے کمالیا جسپر میری لاگت سو روپے سے زیادہ نہیں آئی تھی اور اس داؤں سے میری جڑ جم گئی، اور میں نے کئی پریس اور نکالے اور پرانے کو بھی تبدیل کردیا۔ عام شاہراہ پر پریس کا بورڈ لگایا جسکو شریر لڑکے حرام پریس پڑھکر گذرا کرتے تھے۔ اگرچہ مجھے غصہ تو بہت آتا تھا مگر میں کر کیا سکتا تھا اس کے بعد میرا کام خوب چلا اور مجھ کو اچھی آمدنی ہوئی۔ چوری نے مجھے خوب چمکایا۔ جو شخص ایک ہزار اشتہار چھپواتا۔ میں اسکو آٹھ سو پکڑاتا اور جو ایک ہزار کتاب چھپواتا تو پندرہ سو چھاپکر اصل مصنف کی کتاب سے پہلے اپنی پانسو فروخت کرلیتا اب میں نے اپنی جون بھی بدل لی تھی اور شرفا کی صحبت اختیار کیا تھی۔ پڑوس کے نواب صاحب کے ہاں آمدورفت شروع کردی تھی

میری پریس میں ایک شخص ۔۔۔ کا کاپی نویسی کا کام کرتا تھا، میں نے اس کو اپنی بیٹی دینے کیلئے ڈورے ڈالے چونکہ وہ میری قومیت سے واقف تہا اسلئے اس نے مجھسے صاف انکار کردیا جسکے بعد اس ۔۔۔ خاندان میں بیاہنے کا خیال پیدا ہوا۔ دہلی کے ایک حکیم نے اپنے ۔۔۔ سے شادی کرنی لیکے منظور کرلی کہ میں اب سید بن گیا تہا ۔۔۔

لڑکی کی شادی کے بعد میری ۔۔۔

۔۔۔ میرے ۔۔۔

صاحب کہا میں نے دونوں مولوی صاحبوں کو گھر سے نکال دیا۔ خاص طور سے میرے خلاف کئی مقدمے قائم کئے جو سب کے سب میرے خلاف ہوئے۔ اور پولیس میں رپورٹ کی کہ میں اب تازہ شکار کا متلاشی تہا اسلئے ....

...... ایک گداگر کی بیٹی سے شادی کرلی۔ اب یہ جس کو میری ساس کو دیکھنا ہو وہ کوچہ خانہ دوراں خاں کے پاس اس کو اکیلے دیکھنے کی خبر سناتے ہوئے دیکھ سکتا ہے۔ اس زمانہ میں میرے بے تکلف دوستوں نے مجھے نواب سید چندہ "اور بہائی مراسم" کے خطابات دئے۔ اب بلیک میلنگ سے گزر رہی تہی کہ مجھے شہرت کے شوق میں ایک ماہوار رسالہ نکالا جس کا نام ایک مشہور رسالہ کے نام پر رکہا۔ چونکہ اس کے نام سے لوگوں کو دہوکہ ہوا اسلئے خریدار بہی خاصے ہوگئے اور میں نے اپنی مزید شہرت کیلئے ہندوستان کے ایک نامور صوفی اور ممتاز اہل قلم کے خلاف ایک جعلی کفر کا فتویٰ چند "خانگی ملاؤں" سے تیار کرایا اس فتوے سے تمام ہندوستان میں آگ لگ گئی۔ اور دہلی کے ایک اسلامی اخبار نے اس فتوے پر ایسے چوٹ رسید کئے کہ تماشہ بہلی ہوگئی۔ اور ایسی زبردست پوسٹر بازی ہوئی کہ میرے حواس درست نہ رہے اور میں نے اپنے ایک شاگرد سے عدالت میں دعویٰ دائر کرادیا مگر وہاں بہی کچھ کامیابی نہ دیکھی تو جہٹ پہلی کی توقع پر صلح کی تدبیر ڈالی۔ اگرچہ ان پیر صاحب نے صلح سے شروع میں ایسلئے انکار کیا کہ میں ایک دفعہ پہلے بہی قادیانیوں سے روپیہ لے کر ان کے خلاف کام کرچکا تہا اور یہ فتویٰ بہی آریہ سماج کی سازش سے میں نے تیار کرایا تہا۔ اور اس کی دو ہزار کاپیاں دہلی کی شدہی سبہا نے مجھ سے پوری قیمت پر مسلمانوں کو مرتد کرنے کے کام میں لانے کے لئے خریدیں۔ اور مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ آریہ سماج نے اس فتوے کی وجہ سے بہت سے مسلمانوں کو مرتد کیا۔ مگر اس فتوے کے بعد سے مجھ پر ایسا غضب الٰہی نازل ہوا کہ میں تباہ ہوگیا۔ اور میرا کاروبار بالکل برباد ہوگیا اور رسالہ بہی بند ہوگیا۔ دربار کا کام آنا موقوف ہوگیا تو میں نے ایک نواب زادہ پر روپیہ فاضل کر ایک مترجم حمایل شریف چھاپنے کیلئے اسکو شریک کرکے ایک بڑی رقم لگادی تہی اور اپنی قدیمی عادت کے مطابق دیو بند کے ایک مشہور عالم کی ایک زبردست تفسیر چوری کرکے حاشیہ پر چہاپی تہی۔ اسلئے چوری پکڑی گئی۔ اور مولوی صاحب نے مجھے دعوے کی دہمکی دیکر حمایل کا خواب پورا نہ ہونے دیا۔ الفراق سے بچے۔

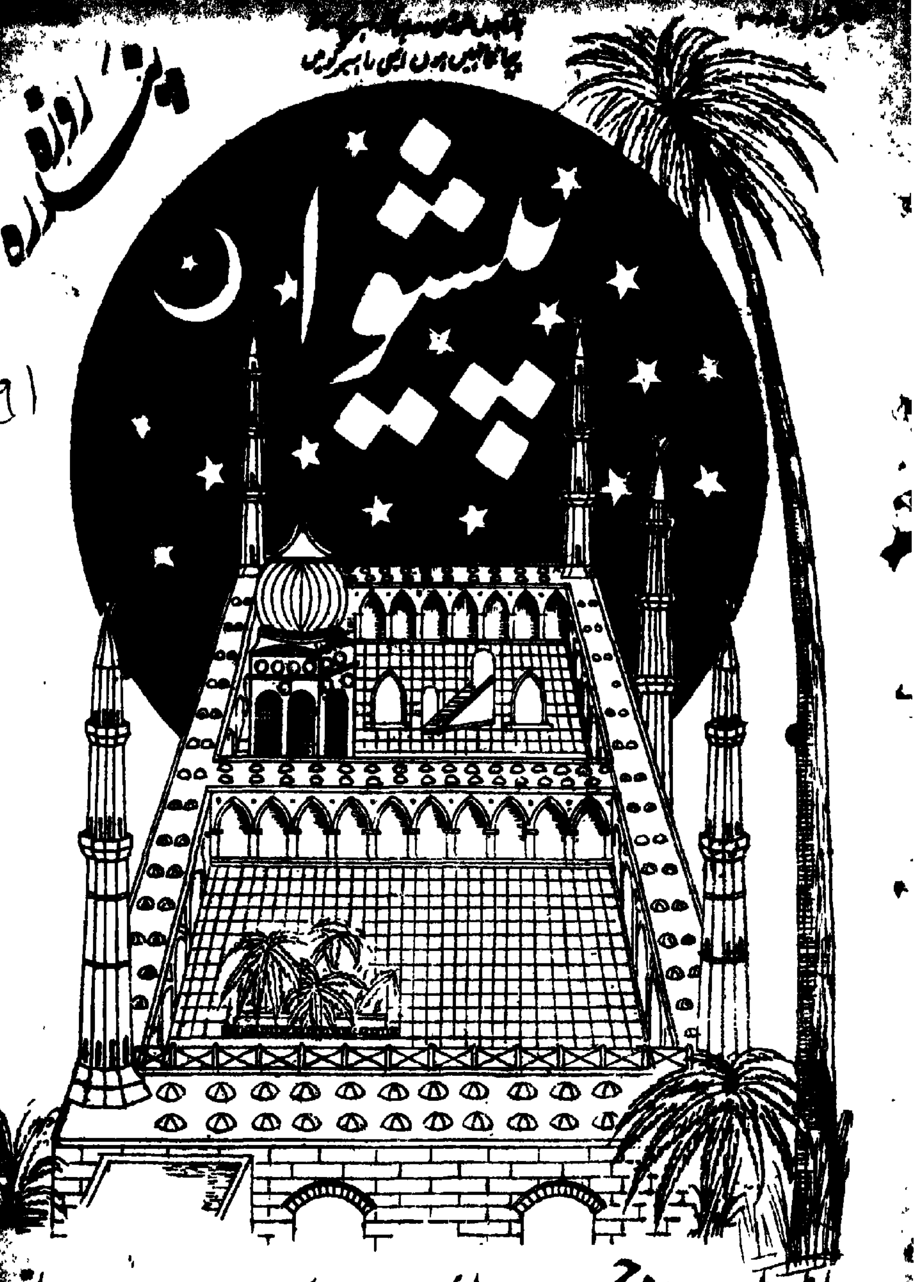
اب میری حالت یہ تہی کہ کوئی پریس میرے ہاں کام کرنے کے لئے اس لئے تیار نہیں کہ میں کاریگر کی مزدوری نہ دینے میں بہت بدنام ہوں اور چھپائی کا کام مجھے اسلئے نہیں ملتا کہ میری ساکھ خراب ہوچکی ہے نئی اور پرانی بیویوں کا زیور بیچکر کہا چکا ہوں۔ تین سال سے مکان کا کرایہ نہیں دیا بے انتہا قرضدار ہوگیا۔

میرے محترم سردار خدا بہلا کرے آپکا اور میرے بہائی مہذب ڈاکو۔ جنہوں نے گزشتہ وقت میری دستگیری کی۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ دانہ دانہ کو محتاج ہوگیا تہا۔ بہائیو جب گزشتہ نومبر ۱۹۳۴ء میں میرے "مراسم" "مہذب ڈاکو صاحب" ہوئے جو اسوقت یہاں کہدر کے لباس میں موجود ہیں اور ہماری "قوم پرست پارٹی" کے ایک ممتاز رکن ہیں۔ تو میں نے انکے مشن لوٹ کھسوٹ کی تائید کرتے ہوئے بڑی خوشی سے ان کا شریککار ہوگیا۔ اور اس تقریب سے میری اس معزز ٹولی تک رسائی ہوئی۔

میرے محترم سردار آپ نے دیکہا کہ میں نے آپ کی وفاداری کیلئے اپنے قدیم محسن سے نمک حرامی اور غداری کی۔ اور چونکہ میں خود کچھ بہی نہیں لکھ سکتا لہذا جو آپ نے لکہا میں نے اس پر آنکھیں بند کرکے دستخط کردیے اگرچہ میرے اکثر دوستوں نے مجھ سے ناراضی ظاہر کی اور صاف صاف کہا کہ اصل دستخط نہیں کم اصل سے وفا نہیں مگر مجھے تو آپ سے وفاداری منظور تہی اس لئے میں نے ایمانداری کا خیال دل سے نکالکر قربانی کا دنبہ بن کر آپ کی عزت پر بھینٹ چڑھ گیا۔

یہ سن کر علی بابا ہنسا۔ اور کہا چھوٹا ہے اسکی تقریر تلبیس الحق بالباطل کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ یہ روٹیوں کو محتاج تہا اور اس کو حمایل چھاپنے کیلئے روپیہ نہیں ملا تہا اس لئے یہ ہماری ٹولی میں شامل ہوا کہ شاید کوئی سنہری چڑیا پہنس جائے۔ مگر چونکہ یہ اب ہمارے ساتھ شریک ہوگیا ہے اس لئے آئندہ کسی موقع پر خیال رکہا جائے گا۔

(یار زندہ صحبت باقی)



اڈیٹر: سید عزیز حسن بقائی - پیرزادہ درگاہ حضرت خواجہ

مقام اشاعت: کوچہ چیلان دہلی   چندہ سالانہ

آیتیں خوبیوں والی

قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا

تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ

اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ

الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ وَلَا

تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ۝ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ

اَنْفُسَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ۝ يَّسْتَخْفُوْنَ

مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ

مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ۝

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۣ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ

حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی
کی

ادبی تاریخی اسلامی تبلیغی

کتابوں کی فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی تاریخ

میلادنامہ اسلامی تاریخ کا پہلا حصہ ہے ایک سو چھتیس صفحے ہیں لکھائی چھپائی عمدہ ہے کاغذ سفید اور چکنا ہے۔ پانچ دفعہ چھپا ہے ایک ہی کتاب کے اندر دو حصے ہیں۔ میلاد شریف کی محفلوں میں پڑھا جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت شریف کا پورا تاریخی تذکرہ ہے۔ قیمت عہ

محرم نامہ۔ اسلامی تاریخ کا دوسرا حصہ۔ ایک سو چھتیس صفحے کی کتاب ہے پانچواں ایڈیشن ہے لکھائی چھپائی صاف ہے۔ کاغذ سفید اور چکنا ہے اور حسب ذیل بیانات ہیں۔ وفات رسول صلعم اور خلافت کا جھگڑا۔ حدیث قرطاس کی بحث۔ حضرت ابوبکر کی خلافت۔ حضرت عمر کی خلافت حضرت عثمان اور حضرت علی کی خلافتیں اور تمام جھگڑوں کی تفصیل۔ شروع اسلام کے چھ شہید حضرت عثمان کی شہادت۔ حضرت علی کی شہادت۔ حضرت امام حسن کی شہادت۔ جمل اور صفین کی لڑائیوں کا پورا بیان۔ خارجیوں کا خروج حکومت اسلام کی پہلی بدعت۔ یزید کی تخت نشینی۔ حضرت مسلم کی شہادت۔ ان کے دو بچوں کی شہادت۔ حضرت امام حسین کا سفر کوفہ حضرت امام حسین کی شہادت اور کربلا کے تمام دردناک واقعات۔ یزید کے دربار میں خاندانی قید یوں کا جانا قیمت عہ

یزید نامہ۔ اسلامی تاریخ کا تیسرا حصہ۔ ایک سو اکیاون صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی صاف۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ اس کتاب میں بنی امیہ کی پوری تاریخ ہے۔ اور ہر بادشاہ کی خانگی اور بیرونی زندگی کو وضاحت اور صفائی سے بیان کیا گیا ہے۔ اسلامی تاریخ کے تینوں حصے اکثر مقامات پر لڑکوں اور لڑکیوں کو بطور درس کے پڑھائے جاتے ہیں۔ ان سب کی زبان نہایت آسان ہے۔ اور واقعات نہایت معتبر تاریخوں سے چھانٹے گئے ہیں۔ قیمت عہ

اسلامی تاریخ کا ناول

فاطمہ کی حسنا بنت یزید [illegible]

[illegible]

قابل ہے۔ بچوں اور عورتوں کو نہ دکھانی چاہیئے۔ قیمت عہ

دکن کی اسلامی تاریخ حضرت خواجہ صاحب نے ہندوستانی تاریخ اسلام طلبہ کے لئے ایسے طریقے سے لکھنی شروع کی ہے جو عام فہم ہو سلیس اور صاف ہو اور جس میں تمام بڑے بڑے واقعات کا خلاصہ آجائے ارادہ کیا گیا ہے کہ ہر صوبہ کی تاریخ علیحدہ علیحدہ ہو۔ ابتدا صوبہ دکن سے کی گئی ہے کیونکہ وہاں اللہ کے فضل سے اب تک اسلامی حکومت قائم ہے۔

اس تاریخ کا پہلا حصہ ۲۰×۳۰ سائز پر شائع ہوا ہے اور دوسرا چھپ رہا ہے پہلے حصہ میں ہندوؤں کے وقت سے لیکر صفیہ خاندان کے بادشاہوں کا مفصل تذکرہ ہے ضخامت ۹۰ صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا ٹائٹل رنگین خوبصورت قیمت عہ

کرشن بیتی ہندو تاریخ کی کتاب یہ ایک سو بانوے صفحے کی کتاب ہے اور دو دفعہ چھپی ہے۔ اسکا ترجمہ انگریزی گجراتی ہندی زبانوں میں ہو چکا ہے۔ ابھی ہندوؤں کے مشہور اوتار سری کرشن جی کی سوانح عمری ہے کسی مسلمان نے آج تک سری کرشن جی کے حالات اس تفصیل اور صفائی سے نہیں لکھے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب بیحد مقبول ہوئی ہے۔ قیمت عہ

بیگمات کے آنسو غدر دہلی کے افسانوں کا پہلا حصہ یہ وہ مشہور کتاب ہے جسکو خواجہ صاحب کی تصنیفات میں ماسٹر پیس یا اعلیٰ درجہ کی تصنیف کہا جاتا ہے۔ ایک سو بہتر صفحے کی کتاب ہے لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ اور چھپائی اعلیٰ درجہ کی ٹائٹل ... نہایت خوبصورت ... رنگ میں چھاپا گیا ہے۔ سات دفعہ چھپ چکی ہے ... [illegible]

غدر دہلی کے افسانوں کا دوسرا حصہ [illegible]

انگریزوں کی بپتا [illegible]

[illegible] اختیار ... [illegible] ہیں۔ ضخامت ۲۲ صفحے۔

[illegible] بہادر[illegible] کی تحریر [illegible] اس کے اندر ہیں۔ قیمت ۴ر

[illegible] حصہ یہ [illegible] صفحے کی کتاب ہے کہائی چھپائی بھی اچھی

[illegible] غدر۔ اور کاغذ بھی اچھا ہے۔ یہ غدر دہلی کے حالات میں

[illegible] کتاب ہے اس میں اس مشہور مقدمہ کا حال ہے جو غدر کے بعد آخری شہنشاہ

[illegible] بہادر شاہ پر بالزام بغاوت چلایا گیا تھا۔ اور جسکی پیشیاں مدت تک ہوئی

ہیں۔ ہندو مسلمانوں کی گواہیاں ہوئیں۔ خود بہادر شاہ کا بیان ہوا۔ اور دوران مقدمہ

میں بہت عجیب و غریب خفیہ راز منکشف ہوئے جنکا حال کبھی معلوم نہیں تھا۔ غرض

یہ کتاب شروع سے آخر تک واقعات تاریخی کا سرچشمہ ہے اور اس واسطے

انتہا درجہ کی دلچسپ ہے۔ قیمت ۸ر

[illegible] افسانوں کا [illegible] حصہ اس مجموعہ میں وہ خطوط و کتابت شائع کیگئی ہے جو

گرفتار شدہ خطوط

غدر ۱۸۵۷ء میں بہادر شاہ بادشاہ اور غدر کرنیوالوں کے درمیان ہوئی اور جسکو نامہ دہلی سے

انگریزوں نے گرفتار کیا ۱۰۳ صفحے کی کتاب ہے کاغذ بھی اچھا ہے۔ لکھائی اور

چھپائی بھی۔ اس کتاب سے غدر کی تمام خفیہ کارروائیاں نظروں کے سامنے آجاتی

ہیں اور غدر کے ہر ہیرو کا طرز عمل علیحدہ علیحدہ تفصیل کے ساتھ معلوم ہو جاتا ہے۔

نہایت دلچسپ ہے اور نہایت موثر۔ قیمت ۱۲ر

غدر دہلی کے افسانوں کا چھٹا حصہ یعنی غدر ۱۸۵۷ء کے اخبارات کے اقتباسات

غدر دہلی کے اخبار

جو زمانہ غدر اور اس سے پہلے شائع ہوتے تھے اور جن پر انگریزی گورنمنٹ نے یہ الزام لگایا تھا

کہ بغاوت کرانے میں ان مضامین کا بھی دخل تھا۔ ان سب کا مجموعہ ایک جگہ شائع

کیا گیا ہے۔ ضخامت ۸۰ صفحے۔ لکھائی چھپائی نفیس۔ کاغذ نہایت اعلیٰ درجہ کا قیمت ۴ر

غدر دہلی کے افسانوں کا ساتواں حصہ یہ اسی صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی۔ چھپائی اور

غالب کا روزنامچہ غدر

کاغذ عمدہ ہے۔ اس میں شاعری کے آفتاب نواب اسد اللہ خاں غالب کی تحریریں

احوال غدر کے متعلق جمع کی گئی ہیں۔ اور غالب کی مشہور تاریخ دستنبو کا اردو ترجمہ بھی

شامل کیا گیا ہے۔ ایک ایک بیان غدر اسپر غالب کا طرز ادا یہ معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ مد

[illegible] ہیں۔ نہایت دلچسپ بہت عبرت انگیز اور حسرت خیز قیمت ۱۲ر

غدر دہلی کے افسانوں کا آٹھواں حصہ اس میں غدر ۱۸۵۷ء کے وہ معتبر تاریخی حالات

دہلی کی جان کنی

ہیں جو دہلی والوں کو پیش آئے۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی کاغذ بھی عمدہ تصاویر نہایت نفیس

[illegible]۔ ایسی کتاب جسمیں [illegible] کے مصائب کا تاریخی بیان ہوا ور خود

[illegible] کسی [illegible] سے حوالہ دیکر [illegible] کیا گیا ہو کوئی نہیں چھپی۔ عام لوٹ

[illegible] بہادر شاہ کی گرفتاری کا قصہ۔ جن کے لڑکوں کا قتل کیا

[illegible] کا [illegible] گولوں کا ڈوب ڈوب کر مر جانا۔ اسمیں

[illegible] مرزا مغل کا نذرانہ قیمت

[illegible] محبوب علی خاں

[illegible] دردناک

[illegible] جگہ [illegible]

قصے۔ اور اسمیں سے چند منتخب بعد وہ عمرکے۔ قیمت ۸ر

غدر دہلی کے افسانوں کا نواں حصہ ابھی حال میں چھپا ہے۔ نہایت ہی دردناک اور

دہلی کا آخری سانس

موثر و معتبر۔ قیمت ۸ر ہے۔

دسواں حصہ بھی تیار ہے جسکا نام غدر دہلی کی صبح و شام ہے قیمت ۸ر

درغوث پاک محفلنامہ گیارہویں شریف

حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی کی مفصل

سوانح عمری اور گیارہویں شریف کی محفلوں میں پڑھنے کے لئے سب سے زیادہ معتبر

کتاب نظم و نثر سے آراستہ ۸۰ صفحے۔ کاغذ لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی قیمت ۱۲ر

زنانہ تعلیم کی کتابیں

ذیل میں وہ کتابیں درج کی جاتی ہیں جو عورتوں اور بچیوں کی تعلیم و تربیت کیواسطے مفید ہیں۔ اور سب خواجہ صاحب کی لکھی ہوئی ہیں۔

بیوی کی تعلیم

یہ کتاب پانچ دفعہ چھپی ہے۔ ضخامت ۲۱۶ صفحے۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ لکھائی چھپائی بہت کشادہ تاکہ عورتیں اور بچے پڑھ سکیں۔ قیمت ۱۲ر

زنانہ تعلیم کا دوسرا حصہ ضخامت ۲۰ صفحے۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ لکھائی چھپائی عمدہ

بیوی کی تربیت

اسمیں مختلف لوگوں کے بیان ہیں مصنف کی بیوی خواجہ بانو صاحبہ نے سولہ سوالات اخبارات میں شائع کرائے تھے مشہور عورتوں نے ان کے جوابات لکھے۔ وہ سب اس کتاب کے اندر ہیں۔ قیمت ۸ر

زنانہ تعلیم کا تیسرا حصہ ضخامت ۱۲۰ صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ شادی

اولاد کی شادی

کی عمر نسب اور خاندان۔ دولت و تعلیم و تربیت۔ صورت شکل تندرستی۔ چال چلن اور مزاج و خصلت۔ اشتہاری رشتے۔ دور دراز مقامات کے رشتے۔ بازاری عورتوں کے رشتے۔ دیسی عیسائی عورتوں سے رشتے۔ حق انتخاب رشتہ میں شرائط کی ضرورت۔ مہر اور نان نفقہ۔ دوسری شادی نہ کرسکنے کی شرائط۔ جہیز کی مقدار۔ کفو اور نسبت کی نسبت شرع کا حکم۔ وہ جن سے نکاح حرام ہو۔ نکاح کا ولی مہر اور دوسری پکڑنے کے مسائل۔ رسول خدا صلعم کے گھر کی شادیاں۔ بیوہ کی شادی۔ طلاق کے مسائل۔ اولاد کی شادی۔ قیمت ۸ر

بچوں کی کہانیاں بالتصویر

ضخامت مع تصاویر ۲۰ صفحے یعنی ۴۰ صفحے تصویر کے ہیں۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی تصویریں پہلا درجہ سرکنڈے پر شادی کی بنائی ہوئی نہایت عمدہ اور بچوں کے لئے پسندیدہ یہ کتاب بیلی خواجہ بانو صاحبہ اہلیہ خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی ہے۔ اس میں وہ دلچسپ کہانیاں ہیں جو دہلی کے شریف گھرانوں میں ننھے بچوں کے سامنے کہی جاتی ہیں۔ لڑکیاں اور لڑکے شوق سے ان کو پڑھتے ہیں۔ قیمت ۴ر

جگ بیتی کہانیاں

ضخامت ۸۰ صفحے۔ کاغذ عمدہ۔ چھپائی عمدہ۔ لکھائی اچھی اسمیں حسب ذیل کہانیاں ہیں۔ [illegible] کا نقصان [illegible] خاتون کی داستان۔ عطار اور دو ٹھگ۔ جاذب کاغذ کی کہانیاں۔ کرامت کی [illegible] ہیں دو دال۔ آنسو کا جھولا۔ مرجینا [illegible]۔ [illegible] کا قول۔ پیاری شہزادی۔ [illegible] کی کہانی۔ قیمت ۸ر

اتالیق خطوط نویسی

پہلا دوسرا اور تیسرا حصہ ایک جلد میں

ضخامت ایک سو باون صفحے کاغذ اور لکھائی چھپائی صاف پہلا حصہ: نظامی کی حکمت۔ میں حسب ذیل مضامین ہیں خط لکھنے کے طریقے۔ حسن نظامی کے عہد طفلی کا نمونہ تحریر۔ پھر پندرہ برس کے بعد کے خطوط صفحہ ۲۰ تک۔ پھر دوسرے حصہ میں نامی مسلمانوں کے خطوط ہیں۔ پہلے دیباچہ ہے۔ اس کے بعد حضرت اکبر الہ آبادی کے خطوط ہیں۔ پھر مولانا ابو الکلام کے۔ پھر مولانا شبلی کے۔ پھر ڈاکٹر اقبال کے پھر نواب محسن الملک کے۔ پھر مرزا غلام احمد قادیانی کا۔ پھر حکیم نور الدین قادیانی کا۔ پھر مولانا ناز کا وغیرہ کا۔ ایک خوبی اس مجموعہ میں یہ ہے کہ ہر بزرگ کی دستخطی تحریر کا عکس دیا گیا ہے پھر تیسرے حصہ میں تمام و کمال خواجہ حسن نظامی کے خطوط ہیں جو بیوی کے نام بیٹی کے نام دوستوں کے نام مریدوں کے نام بھیجے گئے ہیں۔ خطوط نویسی کے ان تینوں حصوں کے پڑھ لینے سے ہر شخص کو خط لکھنا آجاتا ہے۔ قیمت ہر سہ حصص مجموعہ عمر

رسولؐ کی عیدی

یہ عید بقر عید اور میلاد الرسولؐ کے زمانہ میں بچوں کو بطور عیدی کے تقسیم کی جاتی ہے۔ ہر سال ہزاروں کی اشاعت ہوتی ہے۔ لکھائی۔ چھپائی۔ صاف۔ کاغذ اچھا۔

اسمیں آنحضرت صلعم کے اخلاق۔ عید میلاد کی نظم۔ بدخلقی کی برائی اور کلمات الرسولؐ اور رسولؐ کی سن بھاتی غذا۔ اور عید کے چاند کی کیفیت۔ اور عید میلاد کا گیت۔ ترغیب پیروی آنحضرت اظرافت کے اشعار اور دونوں عیدوں کے مسائل کا بیان ہے قیمت ۲ر

بچوں کی تعلیم کے لئے

پہلا حصہ

آسان قاعدہ

یہ باتصویر خوبصورت رسالہ اردو عبارت اور قرآن کی عربی عبارت سکھانے کی کنجی ہے۔ بچے خوشی خوشی پڑھتے ہیں۔ اور یہ قاعدہ پڑھتے ہی پھر بچہ کو قرآن شریف اور عربی عبارت پڑھنی آجاتی ہے۔ قیمت ۲ر

دوسرا حصہ

تعلیم القرآن

اسمیں تمام قرآن شریف کے ضروری مضامین کا خلاصہ ہے۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ اور بہشت کے ضروری احکام اسلام کی آیات باب قائم کرکے ایک جگہ جمع کی گئی ہیں اور ان کا اردو مطلب بھی لکھا گیا ہے جنکو یاد کرنے کے بعد بچے قرآن مجید کے تمام ضروری مضامین کے حافظ ہوجاتے ہیں۔ اور کمال یہ ہے کہ یہ سارا رسالہ صرف دو ہفتے میں یاد کیا جاسکتا ہے۔ بڑی عمر والے بھی اسکو یاد کرسکتے ہیں جنکو وعظ و لیکچر میں قرآنی آیات پڑھنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ یا وہ لوگ جو ایک مضمون کی بہت سی آیات ایک جگہ دیکھنی چاہتے ہیں۔ وہ بھی اس رسالہ کو یاد کرلیتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا وہ تمام قرآن کے حافظ ہیں۔ اور مطلب بھی نہایت آسان اور صاف زبان میں لکھا گیا ہے اور قیمت بھی بہت کم ۲ر

تیسرا حصہ

اردو سبق

یہ باتصویر رسالہ بھی اسقدر دلچسپ ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں اسکی تصویریں اور اس کے تماشے اور خوش کرنے والے مضامین دیکھکر باغ باغ ہوجاتے ہیں اور خوب دل لگاکر بغیر استاد کی تاکید کے پڑھتے ہیں۔ حضور نظام دکن نے بھی یہ رسالہ بہت ہی پسند کیا ہے قیمت ۲ر نوٹ یہ تعلیمی کتابیں اعلیٰحضرت حضور نظام نے حکومت آصفیہ کے سرکاری مدرسوں میں بطور نصاب تعلیم کے فرمان شاہی کے ذریعہ جاری کردی ہیں۔

آپ بیتی حسن نظامی

بیالیس سو چالیس صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا ہے۔ مصنف نے اسمیں بچپن سے خلافت ...

مکہ کے اپنے حالات زندگی خود لکھے ہیں۔ اسمیں بچپن کی زندگی ... وہ پوشیدہ ہو رہے صاف صاف ظاہر کر دیے ہیں اور زندگی کی تمام ایسے تجربے ... جو کسی کے پیش آئے ... دوسروں کو فائدہ پہنچاتے ہیں اسمیں سے ... جدا کر دیا گیا ہے۔ اور دوسری زبان میں آج تک کسی شخص نے ایسی تفصیل سے اپنے حالات نہیں لکھے۔ قیمت عہ

متفرق کتابیں

اعمال حزب البحر

اٹھائیس صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا ہے۔ دوسری دفعہ چھپی ہے۔ اسمیں مشہور دعا حزب البحر کے وہ تمام مخفی اعمال درج کئے گئے ہیں جو ہندوستان کے مشائخ اور پیرانِ ہندوستان کے مشائخ میں صدیوں سے مروج ہیں۔ حضرت مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواروی کا ارشاد ہے کہ حضرت خواجہ حسن نظامی کی تصنیفات میں یہ تصنیف سب سے اعلیٰ اور بہتر ہے۔ قیمت ۱ر

امام الزمان کی آمد

۸۰ صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا تین بار چھپی ہے۔ تیسرے ایڈیشن میں کئی نایاب حقائق کا اضافہ ہوا ہے۔ اسمیں حسب ذیل مضامین ہیں۔ شیخ سنوسی کے پانچوں رسالوں کا خلاصہ۔ دنیا میں کیا کیا انقلاب آنیوالے ہیں۔ ایک انگریزی پیشنگوئی کا خلاصہ گورنمنٹ نے بھی اس کو قبول کرلیا۔ اور یہ پیشینگوئی کہ دنیا میں ایک نئی سلطنت ظاہر ہونے والی ہے جو سب حکومتوں پر غالب آجائے گی۔ سب سے بڑا اضافہ یہ ہوا ہے کہ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام نایاب قصائد اس کتاب میں درج کردیئے گئے ہیں اور موجودہ بادشاہ غازی امیر امان اللہ خاں کے وہ حالات لکھے گئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ غازی موصوف ہی اسلام کے وہ نامدار ہونے والے ہیں جنکی خبر حضرت ... نے دی تھی قیمت عہ

لاہوتی آپ بیتی

سو صفحے کی کتاب ہے لکھائی چھپائی اچھی کاغذ اعلیٰ۔ پہلے یہ آپ بیتی حسن نظامی کے ساتھ شائع ہوئی تھی۔ اب علیحدہ رسالہ کی شکل میں چھپی ہے اس میں صبح ازل تدبیر معاد کی کیفیت نفس انسانی کے روح کا عالم خاکی میں جلوہ گر ہونے سے قبل اور بعد کے حالات اور روح کی سرگزشت۔ حضرت انسان کی لن ترانیاں۔ میں کے بولنے والے اور بالآخر بشارت خیر البشر کبر و غرور ... غلط فہمی ... نہایت دلکش اور پر اثر پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ۱ر

خدائی انکم ٹیکس

اسی صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی اسمیں مسئلہ زکوٰۃ کے تمام ضروری مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ اور مسلمانوں کو اس کے ادا کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ اور زکوٰۃ کے علمی اور معاشی معارف بیان کئے گئے ہیں۔ لوگ اسکو مفت تقسیم کرتے ہیں۔ قیمت ...

شیطان کا طوطا

... صفحے ... لکھائی چھپائی ... ایک نہایت دلچسپ کہانی ہے جس میں مغربی تعلیم و تہذیب کی برائیاں اور خراب صحبت کے نتائج ... دکھائے گئے ہیں ...

قبروں کے غیبی رشتے

۲۰ صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی ... اس میں نہایت دلچسپ ... خیالی ... لکھی گئی ہیں ... حسن نظامی ...

[illegible] (۴) حضرت بی بی فاطمہ (۵) حضرت [illegible]
[illegible] حضرت علی اکبر (۸) حضرت علی اصغر (۹) حضرت بی بی
[illegible] (۱۲) ابولہب (۱۳) ابوجہل (۱۴) ابن زیاد (۱۵)
[illegible] حسن نظامی۔ پہلے قیمت ۸ر تھی اب ۴ر کر دی گئی ہے۔

کرشمہ موت ۱۰۰ صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ معمولی۔ تیسری بار چھپی ہے اسمیں موت کے مضامین ہیں۔ زیست دنیا کی فنا اور حیات آخرت کی بقا سمجھانے والی کتاب ہے جسکا پڑھنا زندہ رہنا سکھاتا ہے۔ جسمیں ذیل مضامین ہیں۔ چودھار اہن کی موت۔ سکرات کی ہچکیاں۔ قبر کی انسرنیاں۔ بچپن مردہ میت کی گھڑی۔ سکوت کا الارم۔ اکلوتے کی موت۔ بیری کی موت۔ اور خود موت کی موت۔ اکبر کی موت۔ املی کی یاد۔ سکندر کا جنازہ۔ زندگی کی ہچکیاں۔ عزت کی موت تاج محل کی جان۔ بادشاہوں کا آخری وقت۔ موت کے متعلق ڈپٹی نذیر احمد مولانا حالی۔ نواب محسن الملک۔ مولانا آزاد۔ نواب وقار الملک۔ مولانا شبلی کے خیالات و اقوال۔ بادشاہوں اور نامور لوگوں کے آخری کلمے جو مرتے وقت منہ سے نکلے قیمت ۱۰ر

مرگ نامہ یہ کرامات کا دوسرا حصہ ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ درمیانہ تمام مضامین عبرت انگیز اور نہایت موثر ہیں۔ قیمت ۶ر

اسلام کا انجام ۴۴ صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ معمولی۔ مصر کے شیخ المشائخ نے عربی میں لکھی تھی۔ خواجہ صاحب نے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ چار دفعہ چھپ چکی ہے قیمت ۲ر

سی پارۂ دل یعنی مجموعۂ مضامین حسن نظامی ضخامت ۲۴۰ صفحے کاغذ اچھا لکھائی چھپائی صاف۔ اس کتاب میں ایک سو تیس مضامین ہیں۔ تیسری مرتبہ چھپا ہے۔ ہر مضمون نہایت دلچسپ اور موثر ہے جو شخص ایک دفعہ اس کتاب کو پڑھ لے اس کو اردو لکھنی آجاتی ہے یہ کتاب پنجاب کے امتحان سرکاری نصاب میں شامل ہے۔ قیمت ۱۲ر

چٹکیاں اور گدگدیاں اردو زبان میں مہذب ظرافت کی سب سے پہلی کتاب جسمیں مذہبی ہنسی، تعلیمی ہنسی، علمی اور ادبی ہنسی کے مضامین ہیں۔ ضخامت ۱۷۰ صفحے کاغذ معمولی لکھائی چھپائی صاف۔ تین دفعہ چھپی ہے۔ قیمت صرف ۱۲ر یہ کتاب اسقدر دلچسپ ہے کہ ہر شخص پسند کرتا ہے۔

سفر نامہ مصر و فلسطین و شام یہ باتصویر سفر نامہ ہے جس میں مصر و بیت المقدس ملک شام اور حجاز کے مفصل حالات ہیں۔ [illegible] ۲۰۰ صفحے کاغذ اچھا۔ چھپائی صاف۔ تصویر عکسی قیمت ۱۲ر

سفر نامہ ہندوستان [illegible] کا روزنامچہ ہے۔ جس میں ہندوستان کے تمام دلچسپ [illegible] مقامات کے۔ سومنات مندر کے چشم دید حالات [illegible] ریاست بھوپال کا شہادت نامہ [illegible] کے مشہور [illegible] تاریخی مقامات۔ احمد آباد گجرات کی تاریخی عمارات اور [illegible] شریف وغیرہ یادگار [illegible] لکھائی چھپائی عمدہ۔ تیسرا اڈیشن۔ قیمت ۱۲ر
[illegible] اسکے مضامین [illegible]
[illegible] کی دعا بسم [illegible]
[illegible] کی دعا

نکلنے کے وقت کی دعا۔ بیٹی کے دودھ چھڑانے کے وقت ماں کی دعا۔ سسرال میں جاکر دلہن کی دعا۔ دلہن کو دیکھکر دولہا کی دعا۔ سوتے وقت کی دعا۔ تہجد کے وقت کی دعا۔ نماز کے بعد کی دعائیں۔ غرض اسی طرح اور بہت سی دعائیں ہیں۔ یہ سب خواجہ صاحب نے اردو زبان میں لکھی ہیں۔ اور ان کے علاوہ احادیث شریف میں جتنی دعائیں وارد ہوئی ہیں ان کو بھی زبان عربی میں مع اردو ترجمہ کے تمام و کمال درج کیا ہے۔ بہت مقبول کتاب ہے۔ پانچ دفعہ چھپ چکی ہے۔ قیمت ۸ر

لڑائی کا گھر ضخامت ۵۵ صفحے۔ کاغذ کھائی۔ چھپائی صاف اور عمدہ۔ یہ پہلے چھوٹے رسالوں کا مجموعہ ہے جسمیں حسب ذیل مضامین ہیں۔ توپخانہ بندوق۔ کچھ کا میدان جنگ۔ ہوائی جہاز۔ قیصر کا اعلان جنگ۔ بم جرمن شہزادہ کی لاش اب ایک دلچسپ دیباچہ کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ قیمت ۴ر دوسرا اڈیشن۔

تسکین احساس ضخامت ۱۴۴ صفحے کاغذ بہت اعلیٰ۔ چھپائی معمولی۔ اس کتاب میں تصوف کے پہلے درس کا بیان ہے۔ اور ان تمام پوشیدہ اشغال و اذکار و مراقبوں کا خلاصہ لکھدیا گیا ہے۔ جس میں سے ہر ایک چیز بارہ برس کی خدمت کرنے کے بعد بھی مشائخ صوفیہ مشکل سے بتاتے ہیں اور بتاتے بھی ہیں تو صرف کان میں کہتے ہیں۔ اردو زبان میں آجتک کوئی کتاب ایسی نہیں لکھی گئی ہے ۱۲ر

فلسفۂ شہادت ضخامت آٹھ صفحے پہلے تقطیع چھوٹی تھی اب بڑی کر دی گئی ہے لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ۔ اس میں حضرت امام حسینؑ کی شہادت پر فلسفیانہ بحث کی گئی ہے قیمت ۱ر

فرام قبلہ نو شملہ ضخامت ۱۰ صفحے۔ کاغذ عمدہ۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ اس میں خواجہ صاحب کا وہ مشہور خط سابق وائسرائے ہندوستان [illegible] کے نام ہے۔ جسکی حادثہ مسجد کانپور کے زمانہ میں بڑی دھوم مچ چکی ہے تین دفعہ چھپا ہے قیمت ۱ر

مفلسی کا مجرب علاج یہ خواجہ صاحب کی کسی کی لکھی ہوئی تصنیف ہے۔ گویا سب سے پہلے یہی تحریر ان کے قلم سے نکلی تھی۔ یہ علامہ جلال الدین السیوطی کے ایک عربی رسالہ کا ترجمہ ہے جس میں ترقی رزق کی دعائیں اور اعمال درج کئے گئے ہیں۔ لکھائی چھپائی اچھی قیمت ۴ر

سیر دہلی کی معلومات یہ خواجہ صاحب کی مشہور کتاب ہے جس میں شہر دہلی کی سیر اور شہر سے باہر کی پرانی عمارات دیکھنے کے لئے معلومات درج ہیں۔ دوبارہ چھپی ہے۔ چھپائی صاف ہے اسمیں ایک مشہور تذکرہ کا حال ہے جن سے ایک سیاح کو ملنا ضروری ہے۔ دہلی کی مشہور سوغاتوں کا حال ہے دہلی کے بازاروں۔ باغوں۔ حکیموں۔ ڈاکٹروں کا تذکرہ ہے اور شاہی محلات کی مختصر کیفیت ایسے دلچسپ طریقہ سے لکھی گئی ہو کہ ہر چیز آنکھوں کے سامنے آجاتی ہو۔ دوسرے اڈیشن میں دہلی کے لال قلعہ کے تاریخی حالات کا اضافہ کیا ہے اور اسقدر مفید معلومات سے لبریز ہے کہ لال قلعہ کی گذشتہ و موجودہ شان کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے قیمت ۱۸ر مگر اب مسافروں کی ضرورت کے خیال سے ۱۲ر کر دی ہے۔ ضخامت سو صفحے۔

حق پرست و نیز پرستم آنحضرت صلعم اور صحابہ کرام پر جو سختیاں کفار نے کیں اور جس ثابت قدمی سے ان کو برداشت کیا گیا ہے اسکا تذکرہ ہے۔ ہر بزرگ کا علیحدہ علیحدہ حال ہے۔ قیمت ۱۰ر

دل کی عیدیاں ۲۳ صفحے کی کتاب ہے اس میں خواجہ صاحب کے [illegible] جمع کئے گئے ہیں۔ آنسو کی عید۔ احباب [illegible]

دن قرآن کی سرخی ایک انمول اور بہ صفات کا مجید. لکھائی چھپائی اور کاغذ بہت اچھا ہے قیمت

روپیہ عالم سکرات میں چودہ صفحے کا رسالہ ہے کاغذ اچھا چھپائی سرخ۔ اس رسالہ میں روپیہ کے متعلق نہایت دلچسپ پیرائے میں حضرت خواجہ صاحب نے اقتصادی مسائل کو بیان کیا ہے۔ قیمت ۱؍

چھکنی اور دست پناہ آٹھ صفحے کا رسالہ ہے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی بہت اچھی۔ دلچسپ انداز میں حضرت خواجہ صاحب نے اس مضمون کے اندر سیاست اور تصوف کے لطائف لکھے ہیں۔ قیمت ۱؍

تمباکو نامہ سولہ صفحے کا رسالہ ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ یہ ترک سگریٹ اور ملک کی اقتصادی مذہبی اور طبی واقفیت کا اور ہدایت کا بہت ہی دلچسپ مجموعہ ہے۔ قیمت ۳؍

پڑوس کے ستر ہ پاجی سولہ صفحے کا رسالہ ہے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی اس میں کمڑیوں، چیونٹیوں، مکھیوں، چڑیوں، مرغیوں، کتوں، چوہوں، گلہریوں، مچھروں، پسوؤں، جوؤں، کھٹملوں، جھینگروں، بھڑوں، سانپوں، بچھوؤں، کنکھجوروں اور چھپکلیوں کے نہایت دلچسپ حالات حضرت خواجہ صاحب نے اپنے خاص انداز میں لکھے ہیں پڑھنے کی چیز ہے۔ قیمت ۲؍

اُردو سکھانے کے مضامین اس مجموعہ میں حضرت خواجہ صاحب کے وہ چھوٹے مضامین جمع کئے گئے ہیں جن کے پڑھنے سے خود بخود اردو نویسی کی مہارت پیدا ہوتی ہے۔ اور انشا پردازی کا ولولہ نمودار ہوتا ہے۔ اور یہ وہ مضامین ہیں جن کی ہندوستان میں بہت دھوم ہو چکی ہے مثلاً ستاروں کی گھر جن۔ آنکھوں کی زبان۔ چندا ماموں۔ ریل کی انجن سے عشقبازی۔ ۲۲ صفحے ہیں۔ لکھائی چھپائی اچھی۔ ۱؍

گاندھی نامہ اس رسالہ میں مہاتما گاندھی کی ذات و صفات کے متعلق حضرت خواجہ صاحب نے نہایت دلچسپ اور سبق آموز مضامین لکھے ہیں۔ یہ رسالہ بہت ہی پسند کیا جاتا ہے ۴۸ صفحہ کاغذ اچھا۔ لکھائی اور چھپائی اوسط درجہ کی۔ قیمت آٹھ آنے ۸؍

نئے دور کا اسلام ایک امتی کی دلی کیفیات کا آئینہ حضور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں ار

تین شہید ۲۴ صفحے کا رسالہ ہے۔ لکھائی چھپائی معمولی۔ کاغذ اچھا۔ اس میں طرابلس الغرب کے عرب کی شہادت اور ایرانی مجتہد کی شہادت اور مراکش کے عرب کی شہادت کا تذکرہ ہے یہ وہ مضامین ہیں جن کا غلغلہ جنگ طرابلس کے زمانہ میں ہندوستان کے ہر گوشہ میں ہو چکا ہے۔ قیمت ۳؍

چار درویشوں کا تذکرہ ۲۷ صفحے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی معمولی۔ اس میں اسپینی درویش حضرت ابن عربی اور ہندی درویش حضرت شیخ سلیم چشتی اور لیبی درویش سیدی ادریسی اور مصری درویش سید توفیق بکری کے حالات ہیں۔ قیمت ۳؍

غزنوی جہاد ضخامت ۴۴ صفحے۔ کاغذ اچھا لکھائی چھپائی معمولی ہے ہندوستانی مسلمانوں کی جنگی تاریخ کا پہلا حصہ ہے جس میں غازی سلطان محمود غزنوی کے سترہ حملوں کا تاریخی تذکرہ ہے جو ہندوستان پر ہوئے۔ یہ جہاد [illegible] ہے جنکو پڑھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ۱۰؍

مسلمانوں کی سرفروشیاں دشمنوں کے سامنے آ جاتی ہیں۔ [illegible] پڑھنے اور سنانے کے قابل ہے۔ قیمت ۸؍

مسلمان بچوں کے دس سبق ضخامت ۱۶ صفحے کاغذ لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی۔ اس میں حضرت خواجہ صاحب نے مسلمان بچوں کے لئے حسب ذیل دس سبق لکھے ہیں۔ اللہ ایک ہے۔ اسلام اور ایمان۔ یتیم۔ حسد کی گڑیا۔ بن ماں باپ کا غریب بچہ۔ نیم کے پھول۔ سگریٹ۔ ایک کی پیک۔ ہیرا من طوطا۔ تاش کا پتہ۔ ان مضامین کو پڑھ کر بچوں کے دل میں خود بخود اسلامی تاثرات پیدا ہوتے ہیں۔ اور اردو زبان کی مشق بھی بڑھتی ہے۔ قیمت ۳؍

ہندو مذہب کی معلومات یہ کتاب خاص طور سے داعیان اسلام اور مسلمانوں کی معلومات کے لئے لکھی گئی ہے۔ اسکو پڑھ کر سارا ہندو مذہب سامنے آ جاتا ہے۔ اور اس کا پڑھنے والا ایک ہندو کو دیکھتے ہی پہچان جاتا ہے کہ وہ برہمن ہے۔ یا چھتری ہے۔ یا ویش ہے۔ یا شودر ہے اور ہندو مذہب کی اصولی تعلیم بھی اس میں بیان کی گئی ہے۔ اور ہندو مذہب کے دیوتاؤں اور تہواروں اور خاص خاص کتابوں کے حالات بھی ہیں۔ قیمت ۸؍

حلال خور ضخامت ۸۰ صفحے۔ لکھائی چھپائی کاغذ اچھا۔ اس کتاب میں خاکروب فرقہ کے تمام تاریخی مذہبی اور تمدنی حالات بہت محنت و تلاش سے جمع کئے گئے ہیں۔ جو اسقدر دلچسپ ہیں کہ ایک دفعہ شروع کرنے کے بعد کتاب ہاتھ سے رکھنے کو جی نہیں چاہتا۔ قیمت ۸؍

داعی اسلام ضخامت ۴۴ صفحے۔ یہ تیسرا ایڈیشن ہے جس میں ہر مسلمان کو داعی اسلام بنانے اور حفاظت و اشاعت اسلام کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔ اور جس کا تمام ہندوستان میں آجکل غلغلہ ہے اور جس کا ترجمے ہندوستان کی ہر زبان میں ہو گئے ہیں لکھائی چھپائی اور کاغذ معمولی۔ قیمت ۳؍

اسلامی توحید ضخامت ۴۴ صفحے۔ اس رسالہ میں آیات قرآن مجید اور احادیث کے حوالوں سے غیر مذاہب کی توحید سے اسلامی توحید کو برتر ثابت کیا گیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں یہودیوں۔ عیسائیوں۔ زردشتیوں ہندوؤں اور آریوں کے عقائد توحید کو بھی حوالوں کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ قیمت ۳؍

اسلامی رسول ضخامت ۲۴ صفحے کاغذ لکھائی۔ چھپائی معمولی۔ اس کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اخلاق و حالات جمع کئے گئے ہیں جن کے پڑھنے سے غیر مذاہب کے لوگوں پر آنحضرت کا بہت اچھا اثر ہوتا ہے قیمت ۲؍

جانباز مسلم ضخامت ۱۶ صفحے۔ لکھائی چھپائی کاغذ معمولی۔ اس میں وہ واقعات جمع کئے گئے ہیں جن میں مسلمانوں کی اسلام کی خاطر جانبازی کا تذکرہ ہے کہ انہوں نے جانیں قربان کر دیں اور ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کیں مگر اسلام سے منہ نہ موڑا۔ کئی زبانوں میں ترجمہ ہو گیا ہے۔ [illegible]

تاکید نماز ضخامت ۲۲ صفحے۔ لکھائی چھپائی کاغذ معمولی۔ اس کتاب کی [illegible] اسی سے ظاہر ہوتی ہے کہ [illegible] کے علاوہ بھی اسلامی ملکوں میں اس کی مانگ ہے قیمت ۱؍

اسلام کے ضروری عقائد [illegible] مسلمانوں کو اسلامی [illegible] [illegible]

[illegible] ضخامت ۳۲ صفحے لکھائی چھپائی اور کاغذ اچھا۔ اس رسالہ میں مولانا سید سلیمان ندوی نے ہندوستانی [illegible] آریہ سماج کے جھوٹ کا مکمل جواب ہے قیمت ۲ر

ہندو کی لغت ضخامت ۳۲ صفحے۔ کاغذ لکھائی چھپائی اعلیٰ۔ اس رسالہ میں جناب چودھری ولی ام صاحب کرنجی کی لکھی ہوئی [illegible] منتخبوں کو جمع کیا گیا ہے کتاب اتنی مقبول ہوئی کہ ایک ہزار خواجہ صاحب نے [illegible] اور [illegible] سے اسکا گجراتی ترجمہ چھپا کر تقسیم کیا۔ [illegible] قیمت ۲ر

اسلامی رسول کے معجزات ضخامت ۴۸ صفحے لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ رنگین ٹائٹل۔ اس کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام معجزات نہایت معتبر حدیث شریف کی کتابوں سے جمع کئے گئے ہیں۔ ۳ر

پرندوں کی تجارت ضخامت ۴۰ صفحے لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا اس کتاب میں مسلمانوں کی ملی اصلاح کی غرض سے پرندوں کی پرورش، پرندوں کا علاج، اور ہر قسم کے تجارتی پرندوں کے پالنے اور ان سے تجارتی فائدے حاصل کرنے کے طریقے اور مرغی انڈوں کے بیوپار کے مفصل طریقے لکھے ہیں۔ بہت ہی ضروری اور مفید کتاب ہے۔ قیمت ۸ر

حلوائی کی تعلیم ضخامت ۴۰ صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ اس کتاب میں حلوائی کی دوکان کرنے کی مفصل ہدایت اور ہر قسم کے مٹھائیاں بنانے کی ترکیبیں اعلیٰ درجہ کے استاد حلوائیوں سے حاصل کرکے لکھی گئی ہیں۔ اور اگر کوئی شخص محض شوقیہ مٹھائیاں بنانی چاہے تو وہ بھی اس کتاب کی مدد سے بنا سکتا ہے نیز اگر گھر کی مستورات کو یہ ہنر سکھانا ہو تب بھی یہ کتاب بہت کام کی ہے قیمت آٹھ آنے (۸ر)

پنساری کی دوکان ضخامت ۳۲ صفحے۔ کاغذ اور لکھائی معمولی۔ اس رسالہ میں پنساری کی دوکان کے مفصل طریقے اور ہدایات ہیں ہندوستان میں بہت مقبول ہوئی ہے اخبارات نے بہت اچھی رائیں لکھی ہیں قیمت ۲ر

تعلیم بیکاری ضخامت ۳۲ صفحے کاغذ اور لکھائی چھپائی معمولی۔ اس کتاب میں مسلمانوں کی مفلسی اور بیکاری دور کرنے کے [illegible] سکھانے کے اصول لکھے گئے ہیں۔ جو شخص ایک رسالہ پڑھ لیگا [illegible] کی تعلیم دے سکیگا۔ قیمت ۳ر

ترغیب حساب ضخامت ۳۲ صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا اس میں حساب کی ضرورتیں بتائی ہیں۔ ترغیب حساب دین میں [illegible] کی تلقین اور دنیا میں حساب کی ضرورت [illegible] کی تفریح کا حساب۔ حساب کے قصے۔ مرتد [illegible] کہانی کا ذکر۔ سمندر کی دو نشر نیاں۔ [illegible] یہ کتاب مفید ہے پڑھنے اور عورتوں کے [illegible] اور مشکل نہیں ہے قیمت چار آنے [illegible] مسلمان [illegible] غزنوی کے ہندوستان [illegible] حالات سے لکھے گئے ہیں کیونکہ آریہ سماجی اسی پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ ضخامت ۲۴ صفحے قیمت ۲ر

محمد کی سرکار یہ کتاب حضور سرکار نہایت خلوص محبت سے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری اردو زبان میں لکھی ہے۔ جو پڑھنے کے قابل ہے۔ یہ سکھ لندن میں اخبار ہند کے اڈیٹر ہیں۔ اور یہ کتاب مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے اپنے اہتمام سے چھاپی تھی اور اسکی ایک روپیہ قیمت تھی۔ مگر اب حضرت خواجہ صاحب نے تبلیغی مقصد کے لئے اس کو شائع کیا ہے اور ٹائٹل نہایت خوبصورت رنگین لگایا ہے قیمت آدھی کر کے ۸ر رکھی ہے۔

روزنامچہ یہ حضرت خواجہ صاحب کی خانگی زندگی کا آئینہ ہے جس میں روزمرہ کے اندرونی و بیرونی حالات خود اپنے قلم سے لکھتے ہیں جو اسقدر دلچسپ ہوتے ہیں کہ رسالہ درویش کے پانچ ہزار سے زیادہ ناظرین محض اس روزنامچہ کو سب سے پہلے پڑھتے ہیں ہر شخص کی دلچسپی کا سامان اس روزنامچہ میں ہوتا ہے اب دسمبر ۱۹۲۱ء سے ۱۴ دسمبر ۱۹۲۲ء تک سال بھر کا روزنامچہ شائع کیا گیا ہے جس کے تین سو سے زیادہ صفحے ہیں۔ لکھائی چھپائی کاغذ نہایت عمدہ ہے۔ اور ٹائٹل نہایت خوبصورت کئی رنگ میں چھپا ہے جو لوگ رسالہ درویش کے پڑھنے والے ہیں وہ بھی روزنامچہ کو مجموعی شکل میں دیکھنا چاہتے تھے کیونکہ اکثر ناظرین کے پاس مسلسل پرچے نہیں ہیں ان کو تو یہ عجیب چیز ضرور ہی پڑھنی چاہیئے اردو زبان میں ایسی کتاب کہیں نہیں ملے گی۔ قیمت فی جلد دو روپے۔

اولاد کے کان میں کہنے کی باتیں یہ کتاب خواجہ صاحب نے اپنی اولاد کے لئے بطور وصیت کے لکھی ہے اور اسکا ڈھنگ بھی بطور روزنامچہ کے ہے، روزانہ کے جو کچھ واقعات ان کو پیش آتے ہیں۔ ان کے متعلق نہایت تجربہ کی حکیمانہ اور لڑکوں کی زندگی سنوارنے اور آراستہ کرنے والی نصیحتیں لکھدی جاتی ہیں۔ اگرچہ کتاب حضرت خواجہ صاحب نے اپنی اولاد کو مخاطب کرکے لکھی ہے۔ اور اسمیں ایسی باتیں ہیں جو ماں باپ صرف اپنی ہی اولاد کے کان میں بطور نصیحت اور وصیت کے کہا کرتے ہیں لیکن خواجہ صاحب کی ہر نصیحت اور وصیت میں ایک ایسا دلچسپ انداز ہے کہ یہ کتاب تمام ہندوستانیوں کو اپنی اولاد کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ بچوں کی ابتدائی تعلیم کے وقت یہ کتاب اگر بطور سبق کے پڑھائی جائے تو ہر بچہ کا کیرکٹر شروع ہی سے نہایت مضبوط ہو جائے گا۔ اور جو باتیں بڑی عمر میں انہیں پیش آنے والی ہیں وہ بچپن ہی میں سمجھ جائیں گے اس لئے اولاد کے لئے ہر ماں باپ کو یہ کتاب خرید لینی چاہیئے چھوٹا سائز ہے۔ نہایت عمدہ لکھائی چھپائی ہے۔ خوبصورت رنگین ٹائٹل ہے ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء سے ۳۱۔ دسمبر ۱۹۲۲ء تک گویا سوا دو مہینہ کا مجموعہ ہے قیمت ۸ر

شامی جہاد ساڑھے پانسو صفحے کی کتاب ہے لکھائی چھپائی اچھی ہے مجلد بھی ہے۔ اس میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان لڑائیوں کا تذکرہ ہے جو ملک شام اور بیت المقدس کی ابتدائی فتوحات میں پیش آئیں۔ ابھی حال میں حضرت خواجہ صاحب نے لکھکر شائع کی ہے۔ اس کتاب میں لاگت ڈیڑھ روپیہ فی کتاب کے قریب ہے۔ مگر قیمت بھی ڈیڑھ روپیہ رکھی گئی ہے کیونکہ اس سے تجارتی نفع حاصل کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ اس کو جلسے جلسے تقسیم اور ناولوں کے تمام اسلامی گھروں میں رائج کرنا ہے قیمت مجلد ایک روپیہ آٹھ آنے۔

…د تخریب کی حکومت کی اصلی تاریخ جناب نواب مرزا یار جنگ بہادر کی تالیف ہے۔ حضرت خواجہ
…نے اسپر دیباچہ لکھکر تبلیغی سلسلہ میں شائع کیا ہے لکھائی چھپائی عمدہ مضامین
…ہ قیمت ۱۲ر

…ان وہابی وہ مشہور رسالہ جسکو وہابی اور غیر وہابی سب پسند کرتے ہیں
اور جسکی تحریر صرف اہل حق کو پسند ہے اور جو پانچ ہزار صفت
…م ہوا۔ اب دوبارہ چھپا ہے۔ قیمت ۱ر

…عی مرثیے نہایت دردناک نظم کے مرثیے ہیں۔ جن کے پڑھنے کے بعد
کوئی مسلمان جو تر نہ ہو سکیگا۔ کئی بار چھپ چکی ہے۔ کئی
…ن میں ترجمہ بھی ہوا ہے۔ قیمت ۱ر

…ب کا ارتداد اور اسکا بزور تیغ انسداد یعنی حضرت ابوبکر صدیق کی
خلافت میں جو خوفناک
…ارتداد برپا ہوا تھا اسکی مفصل تاریخ اور انسدادی تدابیر کا تذکرہ۔ کاغذ اولی
…ہا۔ چھپائی صاف کتائی خراب ہے ۴۸ صفحے قیمت ۴ر

…ر جناب باوا نانک صاحب یہ رسالہ مولوی صوفی غلام قاسم صاحب
نے لکھا ہے۔ سکھوں کے گرو صاحب
…حضرت باوا نانک صاحب کی زندگی کے نہایت عمدہ حالات میں ۵۶ صفحے کا
…ہے۔ لکھائی چھپائی معمولی ہے قیمت ۸ر۔

…م فہم تفسیر کے پانچ پارے حضرت خواجہ صاحب آجکل قرآن مجید
کا ترجمہ اور مختصر عام فہم تفسیر
…رہے ہیں جس کے پانچ پارے شائع ہو چکے ہیں۔ پارہ الم۔ پارہ سیقول
…تلک الرسل۔ پارہ لن تنالوا۔ پارہ والمحصنت و پارہ لایحب اللہ
…ہر پارہ کا ہدیہ ۸ر ہے۔

…ب قماربازی اور جوئے بازی کی خرابیاں ۳۲ صفحے کا رسالہ ہے
لکھائی اور چھپائی
…کاغذ اعلیٰ درجہ کا سرورق نہایت خوبصورت اور رنگین۔ قیمت ۴ر

…تشریح الکافر یہ حضرت خواجہ صاحب کی تازہ تصنیف ہے
اس میں نہایت مدلل طریقہ سے لفظ "کافر"
…تشریح کی گئی ہے۔ اور ان تمام اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں
…مخالفین اسلام کیا کرتے تھے قیمت ۴ر

…یخ مسیح حضرت عیسیٰؑ کی مکمل سوانح عمری جو اردو زبان میں نا
پید تھی اس میں حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے لیکر آسمان
…پر اٹھائے جانے کے وقت کے بھی اہم واقعات درج کئے گئے ہیں۔ اور حضرت
……کو نہایت وضاحت کیساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یہودیوں کی شرارتوں کا حال
……بیت ہے۔ کتاب کی تصنیف میں مستند انگریزی کتب سے مدد لی گئی ہے
…ضخیم کتاب ہے۔ طباعت کاغذ اعلیٰ درجہ کی۔ قیمت تین روپے۔

انسداد گداگری و اصلاح خیرات ۳۲ صفحے کا رسالہ ہے۔ لکھائی
چھپائی کاغذ اعلیٰ سرورق نہایت
خوبصورت اور رنگین۔ قیمت ۲ر

نمازوں کا بیان ۴۴ صفحے کا رسالہ ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت
عمدہ سرورق رنگین ساس میں نمازوں کی ترکیب ہے پانچ
ہزار اشاعت ہو چکا ہے قیمت ۲ر

معجزات قرآنی مولوی عبدالرحیم صاحب سلیم وکیل ہنم کنتاہ کا لکھا ہوا رسالہ ہے
بہت مفید مضامین ہیں لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی قیمت ۴ر

قرآن مجید کے بارہ موتی یہ بھی مولانا سلیم صاحب کا لکھا ہوا رسالہ ہے جو
آریہ سماج کے لئے اسمیں بہت اچھے مضامین
ہیں لکھائی چھپائی اعلیٰ قیمت ۸ر

قرآن مجید کے دیوانی قوانین سلیم صاحب نے نہایت ہی محنت سے تمام قرآن مجید
کا مطالعہ کرکے دیوانی قوانین ایک جگہ جمع
کردیئے ہیں۔ سرکاری وکیلوں کیلئے بھی مفید ہے اور عام مسلمانوں کیلئے بھی۔ لکھائی چھپائی
بہت اچھی ہے۔ اور عام ضروریات کے خیال سے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے قیمت ۴ر

قرآن مجید کے فوجداری قوانین یہ بھی سلیم صاحب کا لکھا ہوا رسالہ ہے جس
میں نہایت تحقیق کے ساتھ قرآن مجید کے
تمام فوجداری قوانین ایک جگہ جمع کر دیئے گئے ہیں لکھائی چھپائی اچھی قیمت ۲ر

نظم تہجد تہجد کے وقت پڑھنے کے لئے جناب ابوالا ثر حفیظ صاحب
جالندھری نے حضرت خواجہ صاحب نے لکھائی ہے نہایت موثر
چیز ہے ۲۴ صفحے کا رسالہ ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ قیمت ۲ر

تبلیغی اشتہاروں کا مجموعہ آجتک جتنے اشتہار تین برس
کے عرصہ میں تبلیغ اسلام و
اصلاح معاشرت و اصلاح اعمال وغیرہ ضروری مسائل کی نسبت خواجہ صاحب نے متفرق
طور پر شائع کئے تھے ان سبکو ایک کتاب کی صورت میں جمع کرکے شائع کر دیا گیا
ہے قابل دید ذخیرہ ہے قیمت ۲ آنے۔

تاریخ سلاطین عباسیہ یہ تمام سلاطین عباسیہ کی مکمل اور
نہایت مدلل تاریخ ہے۔ اس میں
شاہان عباسیہ کے علمی کارنامے، ملکی فتوحات اور آپس کی خانہ جنگیوں کا
مفصل اور مکمل تذکرہ ہے۔ کتاب نہایت مستند اور مدلل ہے قیمت تین روپیہ

قبروں کا جواز یہ حضرت خواجہ صاحب کی نہایت معرکۃ الآرا کتاب ہے۔
جس میں مذہبی کتب اور سیاسی استدلال سے قبروں کا جواز
ثابت کیا گیا ہے اس کتاب کے پڑھنے سے وہ تمام معترضین اور مخالفان سلطان نجد دم بخود
رہ گئے۔ اور کوئی جواب نہ دے سکے جو قبروں کے انہدام کے حامی ہیں قیمت ۴ر

سادھو سنگھ لالہ لاجپت رائے کی ایک دہلی اور واقعات کے خلاف
تقریر کا جواب۔ قیمت ایک آنہ ۱ر

…استہ۔ سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات پر ایک زبردست مدلل اور مورخانہ ٹریکٹ قیمت ۱ر

سب کتابیں حسن انیس مینیجر رسالہ پیشوا دہلی سے طلب کیجئے

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ

(اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنیکا حکم دے اور برے کاموں سے روکے)

باطن میں اسم اعظم ... ہی نظم کا زینل
دل جو تن میں ... ... (پیشوا)

دفع ہو اپنی قاصر، قدرت کی مگر تحقیر نہ کر
وے اپنے نظر کو آزادی، خودبینی کو زنجیر نہ کر

پیشوا

جلد ۲	دہلی ۸ مئی ۱۹۲۷ء مطابق ۵ ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ ہجری	نمبر ۹

دیر میں کیسی دھوم مچی ہے - نامحرم ہے محرم تیرا

(از ادیب الملک جناب مولانا مولوی محمد اکبر خان صاحب حیدری سکریٹری بزم اردو)

آنکھ میں آنسو - لب پر آہیں - دل میں اسم اعظم تیرا
دیکھ تو کس انداز سے آیا - بزم میں تیری محرم تیرا

کون ہوں میں - کیوں میری رگوں میں خون کی حدت بڑھ جاتی ہے
بام فلک پر لہراتا ہے جب وہ ہلالی پرچم تیرا

ارض و سما بدمست ہوئے ہیں - مستی میں پیوست ہوئے ہیں
روح نے کچھ اس طرح سنایا - دل کو اسم اعظم تیرا

اللہ اللہ راز حقیقت اتنا عریاں - ایسا ظاہر
دیر میں کیسی دھوم مچی ہے - نامحرم ہے محرم تیرا

اکبر میں بھی تیری صفت ہے - اکبر بھی تکبیر کا جز ہے
دل میں سمانے والے تجھ سے - دور ہے کیوں ہمدم تیرا

شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

قاضی عبدالرشید صاحب کی یادگار

جھوٹ بولنے، اور جھوٹ گھڑنے، اور جھوٹ تصنیف کرنے میں جو ید طولیٰ پنجاب کے ہندو اخبارات کو حاصل ہے اس کی نظیر "ہندوستانی صحافت" میں تلاش کئے سے نہیں ملتی۔

ابھی تک تو یہی رونا تھا کہ سی آئی ڈی کے بعض بددیانت کارکن قوم پرستوں کی تحریروں اور تقریروں کو نہایت بے ایمانی کے ساتھ توڑ مروڑ کر پیش کرکے طالبان حریت و آزادی کو اپنے فرنگی آقاؤں کی خوشنودی کی قربانگاہ پر بھینٹ چڑھا دیا کرتے ہیں۔

مگر اب "یہ شریف پیشہ" آریہ ہندو اخبارات نے بھی اختیار کرلیا ہے، اور خصوصاً پنجاب کا آریہ ہندو پریس تو مسلمان کا رکنان پر ادھار کھائے بیٹھا رہتا ہے۔ اس بے ایمانی اور بدطینتی کی تازہ مثال اخبار پرتاپ لاہور کا، ۲۰ اپریل کا پرچہ ہے۔ جس میں پیشوا کے گذشتہ پرچہ کا اقتباس نہایت عیاری اور مکاری کے ساتھ شائع کرکے نہایت خباثت کے ساتھ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ

"پیشوا قاضی صاحب کا اسٹیچو قائم کرانا چاہتا ہے"

حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے۔ اس تحریر کا نہ یہ منشا تھا، اور نہ اسکو لکھتے وقت میرے ذہن میں یہ جذبہ تھا مگر اب جبکہ مسلمانوں کے حریف اس کے غلط معنی لے کر جاسوسی کا شریف ترین پیشہ اختیار کرکے مجھے مصائب و آلام کا شکار ایک سازش کے ماتحت کرنا چاہتے ہیں، تو میں دریافت کرتا ہوں کیا مسلمانوں کو انگریزی سلطنت کا کوئی آئین ایک .. فرضی قاتل، ایک بے کس اور بے زبان اور قطعی پاگل اور یقیناً مظلوم مسلمان کا اسٹیچو قایم کرنے اور اسکی یادگار منانے سے روکتا ہے ؟ اور اگر تعزیرات ہند کی کوئی دفعہ ان کو نہیں روک سکتی تو پھر ان آریہ سماجی چھوکروں کو کیا حق ہے کہ وہ مسلمانوں کو اپنے بے کس اور بے گناہ مسلمان بھائی کی یادگار قائم کرنے سے روکیں۔ ؟

۔ جو قوم کپتان بہادر سنگھ گورکھا اصل اور اقبالی قاتل کو معاف کرانے کے لئے کشمیر سے لیکر راس کماری تک آگ لگا دیتی ہے اسکو ایک بے گناہ، اور مظلوم اور پاگل کی یادگار قائم کرنے اور اس سے محبت کرنے سے روکنے کا کوئی حق نہیں ؟

جو قوم آریہ کشمیر کے ننگ انسانیت قاتلوں کو مسلمانوں سے معافی دلا چکی ہو، اسکو ایک بے گناہ مسلمان سے ہمدردی کرنے میں مزاحم ہوتے ہوئے شرم آنی چاہیئے۔

"ہمدرد کی عیدی"

۲۴ مارچ کے ہمدرد میں "ہمدرد کی عیدی" کے عنوان سے جو مضمون "حاجی" محمد علی "کلالی" نے شائع کیا تھا، اس سے کچھ عقلمند مسلمان متاثر ہوئے۔ اور "ساڑھے تین سو روپے کی رقم" سائیں مولا کے جنبل" میں ڈال دی مگر اس کے ساتھ ہی جب ۲۲ اپریل کا پیشوا انظر سے گذرا، اور اس میں اعداد و شمار کے ذریعہ ثابت کیا گیا کہ "ہمدرد میں کسی حالت میں بھی نقصان نہیں ہے۔ بلکہ ایک ہزار روپے ماہوار کا فائدہ ہے"۔ تو اس حقیقت نے بھولے مسلمانوں کی آنکھیں کھولدیں۔ اور مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ اس فرضی نقصان کا بھانڈا پھوٹ جانے سے پھر ہمدرد کے دفتر کو" ہمدرد کی سنہری عیدی "کا منہ دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔ اور" احیاء خلافت راشدہ "کے جعلی جال کے تار و پود بکھرتے ہی عام مسلمانوں کو" حاجی "محمد علی کی اصلیت معلوم ہوگئی۔

جب یہ داؤں بھی خالی گیا، اور حسب منشاء چندہ وصول نہ ہوا تو مداری کے تھیلہ میں سے دوسرے رنگ کی گولی نکالی گئی۔ اور نہایت عیاری کے ساتھ جناب شوکت علی صاحب کو اپنے فرضی افلاس کا فسانہ انگریزی اخبارات میں اشاعت کے لئے لکھدیا۔ تاکہ تعلیم یافتہ جماعت کی جیبیں ٹٹولی جائیں۔ مگر نہایت وثوق کے ساتھ معلوم ہوا ہے کہ یہ وار بھی خالی گیا۔ اور اب "حاجی" محمد علی کے آنسوؤں کی قیمت، ان کی وقعت اور ساکھ کی طرح گھٹ گئی ہے۔ اور وہ مسلمان جو ان کی ایک آواز پر لاکھوں روپیہ ان کے قدموں پر ڈال دیا کرتے تھے، اب ان کے رونے اور بھیک مانگنے پر ایک ہزار روپیہ بھی ان کی جھولی میں نہیں ڈالتے۔ جس سے ان کی لیڈری، اور پبلک اعتماد کا حال معلوم ہوتا ہے۔ وتلک الایام نداولہا بین الناس

دہلی پولس میں ہندو سنگھٹن کا اثر

مالویہ جی اور دیوتا منش لالہ لاجپت رائے وغیرہ اکابرین کے خونفشان اور اشتعال انگیز "پرچار" کا اثر اب مجنونوں مذہبی دیوانوں سے گذر کر سرکاری ملازمان پر بھی پڑ رہا ہے کچھ تو گرگیا کڑوا، اور اسپر نیم چڑھا۔ اسکی تازہ مثال دہلی کے دیہات میں قصبہ نانگلوئی کے قریب ایک ملہ میں دیکھنے میں آئی۔ یہاں مسلمانوں کی آبادی بہت کم ہے، اور ہندو جاٹ بہت کثرت سے آباد ہیں۔ یہ بستی لالہ دیش بندھو گپتا جی، سوامی رامانند، پروفیسر اندر

ڈاکٹر سکھدیو وغیرہ سنگھٹنی اکابرین کی عرصہ سے جولانگاہ بنی ہوئی ہے ان کی سخت اور اشتعال انگیز تحریروں اور تقریروں نے اس قصبہ کی ہندو آبادی کو کوہ آتش فشاں بنا رکھا تھا اور کمزور اور بیکس مسلمانوں کے خلاف زبردست خفیہ سازشیں ہو رہی تھیں کہ خدائے واحد کے پرستاروں کو طاغوتی طاقتوں کے ذریعہ کچل دیا جائے۔ چنانچہ ۲۳ اپریل کو موضع ریٹھالہ قصبہ نانگلوئی ضلع دہلی میں چند نہتے اور بے خبر اور نہایت ہی قلیل التعداد مسلمانوں پر کئی ہزار سنگھٹنے حملہ آور ہوئے۔ ۲ مسلمان شہید ہوئے، اور متعدد زخمی ہوئے۔ بے کس فریادی اور مظلوم مسلمان تھانہ نانگلوئی اپنی دردبھری داستان سنانے اور فریادرسی کے لئے گئے۔ مگر ان کو معلوم نہ تھا کہ ہندو سنگھٹن اپنا زہر پولیس جیسے اہم اور ذمہ دارانہ محکمہ میں بھی خوش قسمت ہندوؤں کے لئے کام کر گیا ہے۔ چنانچہ مظلوم و بے قصور فریادی دھتکار دیئے گئے۔ مگر ان سے پہلے دانشمند اور سازشی ہندو ایک فرضی ڈاکہ کی اطلاع دینے کے لئے تھانہ پہنچ چکے تھے ..... تھانہ دار اس راہم اور اس سازش کی اطلاع پر بغرض تفتیش روانہ ہو جاتا ہے۔ جہاں مسلمانوں کی تڑپتی ہوئی لاشوں، اور سسکتے ہوئے زخمیوں پر ایک نگاہ غلط انداز ڈالکر ہندوؤں کی چوپاڑ میں چلا جاتا ہے۔ خوف زدہ مسلمان قریب کے اسٹیشن سے مسٹر جانسٹن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دہلی کو اپنی تباہی و بربادی کی خونچکاں داستان سے بذریعہ تار مطلع کرتے ہیں۔ اور دہلی سے مسٹر مارگن سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی ذریعہ موٹر پہونچتے ہی نہایت ہوشمندی اور انصاف پسندی سے کام لیکر اس سنگھٹنے اور مغرور اور فرائض پولیس سے ناآشنا تھانہ دار کو معطل کرکے بدنصیب اور مفلوک الحال اور خوفزدہ مسلمانوں کو جنکی کل آبادی اس قصبہ میں دس گھروں سے زیادہ نہ ہوگی نہایت شفقت اور محبت کے ساتھ اطمینان دلاتے ہیں، ان زخمیوں کو جو تھانہ دار کے تعصب کی وجہ سے بغیر طبی امداد کے پڑے ہوئے سسک رہے تھے، شفاخانہ بھجواتے ہیں، شہیدوں کی لاشیں پوسٹ مارٹم کے لئے روانہ کی جاتی ہیں۔ اور اپنی نگرانی اور اپنے ہندو عملہ کی شرکت میں اس خوفناک اور سازشی بلوہ کی تحقیقات دہلی پولس کے سب سے زیادہ قابل اور محنتی اور مستعد اور دیانت دار اور تجربہ کار افسر خان صاحب شیخ نذیر الحق صاحب انسپکٹر کو تفتیش کا انچارج مقرر کرکے دیہات میں فساد و بدامنی کے بڑھتے ہوئے شعلوں پر انتظام اور مستعدی کا پانی چھڑک چکے ہیں۔ ۸ ہندو اس وقت تک گرفتار ہوچکے ہیں، مگر سنگھٹنے کب باز آنے والے تھے، انہوں نے جھٹ اس مسلمان پولس افسر کے خلاف اپنے پس پردہ حامیوں کے اشارہ سے سخت [illegible]

میں نہایت نیک نامی سے گذر گیا۔

مجھے مسٹر مارگن سے بہت سی شکایتیں ہیں۔ مگر ناحق شناسی ہوگی اگر میں اسوقت اس بلوہ کو فرو کرنے اور معاملہ کی تہ تک وہ جس سے پہونچنے میں جس معاملہ فہمی اور عاقبت اندیشی کا ثبوت انہوں نے دیا ہے اسکی تعریف نہ کروں۔ مگر حقیقی معنوں میں تعریف کے مستحق وہ اسوقت ہونگے، جب وہ بلوہ کے اصلی بانیوں، اور اس خوفناک قتل کے اصلی سازشیوں کو گرفتار کرلیں جنہوں نے اپنی آتش فشاں تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ دیہات کے سادہ لوح ہندوؤں کو بدامنی کی آگ سے کھیلنے پر نہایت وحشیانہ اور بزدلانہ طریقہ سے آمادہ کرلیا۔ اور انکی اس سازش کا نتیجہ کئی قیمتی جانوں کی ہلاکت اور متعدد شریف مسلمان گھروں کی تباہی کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

خوب یاد رہے کہ اگر اسوقت سنگھٹنی شور و شغب سے متاثر ہوکر تفتیش کنندہ کو تبدیل کیا گیا، تو اصلی قاتل قیامت تک گرفتار نہ ہونگے اور جب تک ان بزدل حملہ آوروں اور ان کے سازشیوں کو گرفتار نہ کیا جائے گا اس قسم کے وقوعات بند نہ ہونگے۔ کاش مسٹر اوڈ سینیر سپرنٹنڈنٹ پولس جو میرے ذاتی طور پر دوست ہیں، اور دہلی میں سب سے زیادہ سینیر افسر ہیں، ناتجربہ کار سب انسپکٹروں کو دہلی میں بلانے سے پہلے اسپر غور کرلیتے کہ دہلی کی مخصوص حالت ہرگز اسکی مستحق نہیں ہے کہ جب سب انسپکٹر حلقے سے واقف ہو تو اسکو تبدیل کر دیا جائے۔ اگر دو سال کے تجربہ نے ان کو نئے سب انسپکٹروں کی عدم واقفیت اور جرائم کی کثرت کا یقین دلا دیا ہو تو ان کا فرض ہے کہ وہ ان پرانے ہندو مسلمان سب انسپکٹروں کو بلا توقف پنجاب سے واپس بلائیں، جن کی تجربہ کاری اور معاملہ فہمی، اور واقفیت عامہ کی وجہ سے جرائم کی کثرت نہ تھی۔

اشاعت اسلام کالج لاہور لاہور کی انجمن احمدیہ نے فتنہ ارتداد کی مستقل روک تھام کے لئے تبلیغ کی سب سے اہم ضرورت پر توجہ کی ہے، اور اپنے زیر اہتمام بہترین اساتذہ کے تحت میں اشاعت اسلام کالج کے افتتاح کا اعلان کیا ہے۔ تاکہ جس طرح فتنہ ارتداد ایک مستقل فتنہ ہوگیا ہے اس طرح اس کے انسداد کے لئے بھی مستقل تدابیر اختیار کی جائیں۔

اسوقت ہندوستان میں اسلام کی اس سب سے بڑی اور اہم ضرورت کے لئے ایک بھی درسگاہ نہیں ہے۔ یوں تو کئی ہزار عربی مدارس مسلمانوں کے چندے سے چل رہے ہیں۔ جہاں سے تکفیر بازی اور فتنہ پرداز ملاؤں کی ایک بڑی جماعت ہر سال فارغ ہو کر مسلمانوں کی [illegible]

ملاؤں میں سے ایک شخص بھی صحیح معنوں میں تبلیغ کے لئے میدان میں نہ آیا۔ آتا کہاں سے ؟ جدید علوم کا پڑھنا اور ان آلات سے مسلح ہونا جن سے اسلام کے حریف مسلح ہوتے ہیں ان کنوئیں کے مینڈک ملاؤں کے ہاں حرام۔ ان کو تو اپنے حلوے مانڈے سے کام۔ ان کی بلا سے اسلام ہندوستان سے جلا وطن ہو۔ ان کی بیزار سے لاکھوں مسلمان مرتد ہوں، ان کو تکفیر جیسے اہم مسئلے سے فرصت کہاں ؟

غضب خدا کا دیو بند کا مدرسہ جو ہندوستان ہی میں اول درجہ کا دینی مدرسہ نہیں ہے' بلکہ کہا جاتا ہے کہ دنیائے اسلام میں جامع ازہر کے بعد دار العلوم دیو بند کا نمبر ہے۔ اس نے آج تک ایک مبلغ بھی پیدا نہیں کیا۔ اس میں غیر مذاہب کی کتابیں پڑھانے کا کوئی انتظام نہیں' اس میں جدید علوم پر نظر ڈالنی کفر ہو' تو پھر کسی اور سے کیا خاک توقع ہو سکتی ہے۔

مجھے احمدی عقائد سے سخت اختلاف ہے۔ مگر اس جماعت کی تبلیغی خدمات اسقدر شاندار ہیں کہ میں اس جماعت کے تبلیغی کام کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کاش یہ بھائی قادیانی عقائد نہ رکھتے۔ اور اے کاش یہ ہندوستان میں تبلیغ اسلام کے کام کو یورپ کے تبلیغی مشن سے زیادہ اہم سمجھتے۔

بہر حال ضرورت ہے کہ مسلمان اس کالج سے اپنی ہمدردی کا ثبوت دیں۔ اور جو لوگ مرزائی عقائد سے اختلاف رکھتے ہوں' وہ بھی ہر صوبہ میں ایک "تبلیغی کالج" لاہور کی احمدیہ جماعت کے مشورہ سے قائم کریں۔

میں دہلی کے ارباب کار کو عموماً اور ممبران مجلس منتظمہ مسجد فتحپوری سے خصوصاً نہایت ادب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اسلام کی اس سب سے بڑی ضرورت پر توجہ فرما کر وقف کے روپے کو صحیح طور پر صرف کریں۔

احباب توجہ فرمائیں

میں اپنے جد حضرات خواجہ باقی باللہؒ کی سوانح عمری لکھ رہا ہوں' اسکی تکمیل کے لئے حسب ذیل کتب کی ضرورت ہے :-

(۱) رباعیات باقیؒ
(۲) زبدۃ الحکایات
(۳) زبدۃ المقامات

جن علم دوست حضرات کے پاس یہ کتابیں ہوں' وہ مجکو مستعار ایک مہینہ کے لئے بھیجدیں۔ یا اگر وہ ان کتابوں کو علیحدہ کرنا چاہیں' تو ان کی قیمت بذریعہ خط و کتابت طے کر لیں۔ اور یا پھر مجھے ان مقامات کا [illegible] سے قیمتاً یا مستعار یہ کتابیں مل سکیں۔ تاکہ حضرت خواجہ بزرگوار کی مکمل سوانح عمری پہلی مرتبہ شائقین کے ہاتھوں میں جلد پہونچ سکے۔

اسی طرح ادب لطیف کے شائق حضرات سے التماس ہے کہ وہ جناب نواب سراج الدین احمد صاحب لوہاروی ثم دہلوی کی وہ مطبوعہ غزلیں مجھے بھیجدیں' جو انہوں نے بحیثیت جانشین حضرت داغ ملک کے ادبی رسائل میں اشاعت کے لئے بھیجیں۔ بہتر ہوگا کہ میرے اطمینان کے لئے اصل رسالے بھیجے عنایت کئے جائیں۔

جو ارباب ذوق خود تنقید لکھ سکتے ہوں وہ بھی توجہ فرمائیں۔ ان کے نام کی اشاعت ان کی مرضی کے خلاف نہ ہوسکیگی جن بھائیوں کے مضامین آ چکے ہیں ممنون ہوں

امراؤ مرزا حیرت کا نیا پیشہ

دہلی اور بیرون دہلی کے اخبار بین حضرات مرزا حیرت ایڈیٹر کرزن گزٹ اور منیجنگ ڈائرکٹر اسلامیہ بنک' و اسلامیہ لمیٹڈ کمپنی وغیرہ سے بخوبی واقف ہونگے' جن کا سب سے بڑا اور محققانہ کارنامہ مسئلہ شہادت سے انکار ہے' اور جو ہزاروں یتیموں' بیواؤں کے کئی لاکھ روپے مسلم بنک' اور اسلامیہ لمیٹڈ کمپنی کے ناموں سے کھا چکے ہیں' اور جنہوں نے دوسرے مسلمان علماء . . . . سے قرآن شریف اور بخاری شریف اور دیگر مذہبی کتابوں کے ترجمے کرا کر اپنے نام سے شائع کئے ہیں' اور جن میں یہ خاص خوبی ہے کہ باوجود ایک حرف عربی کا صحیح نہ پڑھنے کے مترجم قرآن ہیں' مفسر حدیث ہیں۔ اور باوجود انگریزی نہ جاننے کے قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ کرنے کے مدعی ہیں' اور پچاس ہزار روپے کے قریب بھولے مسلمانوں کو انگریزی ترجمہ کی اشاعت کا دھوکہ دے کر ہضم کر گئے ہیں۔ اور جنکی کتب فروشی کی دوکان مدرسہ کلاں میں ہے اور جن کو چار مرتبہ ان کے حریف جوتے لگوا چکے ہیں۔ اور جنہوں نے جھوٹ بولنے اور جھوٹ لکھنے کو بحیثیت فن کے حاصل کیا ہے' اور جو ایک غیر معروف اور بے ریش و بروت لونڈے کے نام سے اخبار ''درہ عمر'' نکالتے ہیں۔ انہوں نے اب یہ نیا پیشہ اختیار کیا ہے کہ نئی چھاؤنی کے بھولے اور ناواقف مسلمانوں کو اپنی داڑھی اور جبائے وغیرہ کا دھوکہ دیکر حب اہلبیت کا واسطہ دیکر تبلیغ اسلام کے لئے چندہ کرتے ہیں۔ اور چونکہ پرانے بہیلیے ہیں' اس لئے ہرن کے شکار کے لئے ہرنی بھی ساتھ لے گئے تھے۔ جانتے تھے کہ جبتی پر لال پھنستا ہے۔ اس لئے اپنے منظور نظر صاحبزادے کو بھی پلٹن کی سیر کرائی۔ جب نئی چھاؤنی کے سیدھے سادھے' اور عاشق اسلام مسلمان پھنس گئے۔ اور صدہا روپے ان کی جیب سے دوران میں وصول کر لئے' تو اب ان نام نہاد تبلیغی ڈاکوؤں یعنی باپ بیٹا روح القدس نے پہاڑ گنج کے بھولے بھالے محبان اسلام باشندوں پر ڈورے ڈالنے شروع کئے ہیں۔

لہذا آج امراؤ مرزا عرف مرزا حیرت کے دجل و فریب
ے مسلمانوں کو بچانے کے لئے اور ان کے روپے کے تحفظ کے لئے یہ
ال کرتا ہوں کہ

چوٹی کٹیا اور جلیبیوں کی رکھوالی

یک سے عمل ہوا۔

امراؤ مرزا عرف مرزا حیرت ڈرو اس خدا سے جس میں یہ طاقت
ہ کہ تمہارے جد فراعنہ مصر کی طرح تمکو بھی عبرت انگیز سزا دیسکتا ہے
ر دیکھو اپنی اوقات کو نہ بھولو۔ اور لوگوں کو دھوکہ دیکر ان کی جیبیں
خالی کراؤ، وہ بدنصیب پہلے ہی کافی سے زیادہ لٹے ہوئے ہیں، اب
نئی ڈکیتی کے ذریعہ انکے افلاس میں کیوں اضافہ کرتے ہو۔ آخر تم میں
لیت ہی کونسی ہے کہ مسلمان تم کو اپنا لیڈر مانیں، اور تم نے آجتک
نی اسلام کی خدمت کی ہے، جو وہ تمہاری خدمات پر بھروسہ کریں۔

جھوٹ تم اتنا بولتے ہو کہ شاید تمہارے مورث اعلیٰ (شیطان)
نے بھی تمہارے آگے کان پکڑے ہونگے۔ دیکھو تم دیدہ و دانستہ مسلمانوں کو
یب دیتے ہوئے نہیں شرماتے۔ اور گذشتہ نمبر میں "علی بابا چالیس چور"
عنوان سے چوتھے چور نے جو اپنی سرگزشت بیان کی ہے، اسکو پڑھکر
لے اپنا منہ نوچ لیا، اور کوئلوں پر لوٹتے ہوئے .... اس چوتھے
سے حلیہ کو اپنے آئینہ میں دیکھا۔ اور شیطانی اطوار کو پڑھکر تم نے
نے نمک داتا، اپنے محسن، اور آقا حضرت خواجہ حسن نظامی کو گالیاں دینی
روع کیں، جن کے ٹکڑوں پر تمہارے باپ نے فاقہ کاٹے۔ اور تم نے
ی مصیبت کے دن گذارے۔ اس سے زیادہ محسن کشی کی مثال تلاش
سے نہیں ملتی۔

میاں امراؤ مرزا تم نے کس آسانی اور بے حیائی کے ساتھ
ہ اکو خواجہ حسن نظامی کی ملکیت اور اس مضمون کو مدوح سے نسبت
ی، حالانکہ جسوقت تم اپنے خریداروں کو یہ دھوکہ دے رہے تھے
وقت تمہارا چور ضمیر تمکو خود ملامت کر رہا ہوگا کہ تم اس حقیقت سے
ار کر رہے ہو کہ پیشوا میری ملکیت میں ہے۔ میری ایڈیٹری میں
ے۔ اور جو مضمون اس میں شائع ہوا از روئے قانون اسکی تمامتر
ہ داری مجھپر ہے۔ اور میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اگر تم اپنی شرارتوں
ے باز نہ آئے تو پھر تمہارے پوست کندہ اور سچے حالات پیشوا کے
فات پر شائع ہونگے۔ لہذا اوقات سے رہو اور شرفاء کی پگڑیاں لیل پر
تھ ڈالنے سے پہلے اپنی پگڑی کی خیر مناؤ۔

...ملہ سیوا جی کی برسی

ہندو سبھا کی قرارداد کے مطابق ان
تمام ظالم ہندوؤں کی برسیاں ...
... مثلاً مالیرکی جنہوں نے اسلامی سلطنت کے خلاف

سازشیں کیں، شاہان اسلام سے غداری کی، اپنے آقایان ولی نعمت
سے نمک حرامی کی۔ ہزارہا مسلمان عورتوں کو بیوہ کیا۔ لاکھوں نونہالان
اسلام کو یتیم کیا۔ ہزاروں لاکھوں بے گناہ مسلمانوں کے خون سے اپنے
ظالم ہاتھ رنگین کئے۔ اور اپنے ناپاک مقاصد کے لئے ڈاکے ڈالے، ضعیفوں
کو قتل کیا، کھیتیاں تباہ کیں۔ غرضکہ تمام وہ شیطانی اعمال کئے جو انسانیت
کے لئے انتہائی شرمناک ہیں، اور جنکو آجکل کے شدھی باز اور سنگھٹن باز
"رام راج" اور "دھرم سیوا" اور "جاتی سیوا" کا خطاب دیتے ہیں۔
اور سیوا جی ان تمام خونخواروں کا سرغنہ تھا، جسکی تاریخ بہادری اور
دلیری اور انصاف پسندی سے خالی ہے۔ اور عیاری، مکاری،
غداری اور ظلم سے بھری پڑی ہے۔ اسکی پنجاہ سالہ برسی تمام
ہندوستان میں مالوی کی امت اپنے دیوتاؤں کے حکم سے منائیگی
اور اس کے ساتھ ہی بندہ بیراگی جیسے ننگ انسانیت ڈاکوؤں
کی سالگرہ بھی شروع ہو گئی ہے۔

ضرورت ہے کہ مسلمان حالات کی نزاکت کا احساس کریں اور
ناموران اسلام میں سے محمد بن قاسم، شہاب الدین غوری، محمود غزنوی،
اورنگزیب، ابدالی جیسے اولوالعزم فاتحوں کی یادگاریں قائم کریں۔
ان ناموران اسلام نے جس روز ہندوستان کے ہندو سنگھٹن کا کنڈل
کرکے علم اسلامی اس کفرزار میں نصب کیا تھا، اس روز کو ایک عالمگیر
خوشی کا دن قرار دیا جائے۔ اور جس طرح غازی محمد بن قاسم کی فتح
سندھ کی یادگار، تمام ہندوستان میں منائی گئی ہے۔ اسی طرح مذکورہ
مسلمان فاتحوں کی یادگاریں بھی قائم کی جائے۔ جس کے لئے میں حضرت
خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ سے بادب درخواست کرتا ہوں:

امید کہ مسلمان اپنی ہمسایہ قوم سے سبق لیں گے۔ اور اپنی
نئی نسلوں میں اس قسم کے مظاہروں سے ایک صحیح اسلامی روح اور
جذبہ عمل پیدا کریں گے ؎

جمعیۃ علماء کے حساب میں غبن

کئی مہینے میں اپنے
مکرم دوست جناب
مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء اور اکابرین جمعیۃ سے استدعا
کر رہا ہوں کہ آپ ان مسلمانوں کے اطمینان کے لئے کبھی سہ ماہی یا ششماہی
اڈیٹر سے جمعیۃ کا حساب چیک کرا کے شائع کیجئے۔ جن کے روپے
سے جمعیۃ علماء جمعیۃ علماء بنی۔ کیونکہ یہ واقعہ ہے، اور جسکا میرے
پاس کافی سے زیادہ ثبوت ہے کہ جمعیت علماء کا حساب صاف
نہیں ہے، اور اس کے حسابات میں جعلی رقموں کا اندراج ہے، اور
اکثر واؤچر فرضی ہیں جیسا کہ انکشاف کے خوف سے جناب ناظم صاحب
نے آج تک ... [illegible]

نہیں کرایا۔ اور وہ پبلک کے اس جائز مطالبہ کو سنکر نہایت بیحیائی سے محض اس لئے ٹال رہے ہیں کہ جسطرح پشاور میں انکے دوست پشاور خلافت کمیٹی کے صدر سے دس ہزار روپے کی خیانت کی ہے پر امیسری نوٹ لکھوا لیا گیا کہیں اسی طرح سے میری شامت نہ آ جائے۔ اور اگلا پچھلا کھایا پیا سب اگلنا نہ پڑے۔

پانسو روپے کی تو ایک ہی رقم ہجرت فنڈ کی ایسی ہے کہ جناب مولانا صاحب نے وہ حساب میں جھوٹی اور جعلی اور فرضی درج کی ہے اس کے علاوہ موپلہ فنڈ، تبلیغ فنڈ، جمعیۃ علماء فنڈ اور دیگر تمام پیٹ فنڈوں میں جیسی لوٹ مار ان مقدسین جمعیۃ نے مچائی ہے۔ وہ اگر کبھی افشا ہو گئی تو لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ اور مسلمان اپنے ان علماء دین اور مفتیان شرع متین کی دیانتوں کے پردوں کو چاک ہوتا ہوا دیکھکر اپنی بدنصیبی پر جسقدر بھی ماتم کریں کم ہے۔

میں اپنے دوست ناظم صاحب اور دیگر مقدسین جمعیۃ کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ میدان میں آئیں۔ اور حساب کسی سند یافتہ آڈیٹر سے میری موجودگی میں چیک کرائیں۔ اور دیکھیں کہ کس طرح انہی کے رجسٹروں سے ان کی خیانت انشاء اللہ ثابت کرتا ہوں۔ اور میں تو گذشتہ اشاعت میں یہ بھی لکھ چکا ہوں کہ ایک "معقول رقم ہرجانہ اور حماقت کی حاضر کر دوں گا، اگر جمعیۃ علماء کے رجسٹروں سے غبن، جعل اور خیانت نہ ثابت کر سکوں"۔ ایسی حالت میں کہ مرکزی خلافت کمیٹی اپنا تیرہ ہزار روپے کا قرضہ جمعیۃ علماء سے وصول کرنے کے لئے انگریزی عدالت میں جانے کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے۔ ناظم صاحب اور دیگر مقدسین جمعیۃ کا فرض ہے کہ وہ جمعیۃ کے اس افلاس کے زمانہ میں میرے چیلنج کو قبول کریں۔ اگر حساب درست ہوگا، تو مالی فائدہ کے علاوہ جمعیۃ کی برسی (سالانہ اجلاس) پر شائع ہونے والے اخبار الجمعیۃ کے قرضہ کی ادائیگی کا کوئی نہ کوئی بندوبست ہو جائے گا۔ ورنہ مسلمان یہ باور کرنے پر مجبور ہونگے کہ ضرور جمعیۃ علماء کے کارکنوں کا دامن دیانت سے چاک چاک ہے جسپر خاموشی کا رفو کیا جا رہا ہے۔

۱۰ اپریل کا الجمعیۃ میرے سامنے ہے، جس میں ایڈیٹر صاحب الجمعیۃ مظفر علی صاحب سکرٹری انجمن اصلاح المسلمین لکھنؤ کو ایک الزام کا جواب دیتے ہیں

"موپلا فنڈ کے حسابات کی رپورٹ بعنوان (یادگار غم) ۱۹۲۳ء میں شائع ہو چکی ہے"۔

(الجمعیۃ ۱۰ اپریل ۱۹۲۶ء صفحہ ۳ کالم ۲)

اس صریح جھوٹ اور مقدس افترا کی صحیح روئداد یہ ہے کہ اس عنوان سے رپورٹ پریس میں مرتب کی گئی تھی، جسکی طباعت کا بل آج تک ادا نہ ہونے سبب وہ پریس سے چھپکر آئی ہی نہیں چونکہ اس میں جعلی رقموں کا اندراج تھا، اور ایک ہزار روپیہ جو مولانا آزاد سبحانی کو دیا گیا تھا، اس کا کوئی حساب ان سے نہیں لیا گیا تھا، اس لئے خوف کے مارے اس رپورٹ کو باہر نہیں نکلنے دیا۔ اور وہ سب کی سب دفتری کے ہاں پڑی ہوئی کئی سال تک سڑا کیں۔ اور اس رپورٹ کی بنوائی بھی غریب دفتری کو جب کئی سال تک نہیں ملی تو اُس نے اپنی اجرت بنوائی وصول کرنے کے لئے ناظم صاحب کی اجازت سے اس رپورٹ کو کوڑیوں کے مول بیچدیا، جسکی طباعت اور طیاری پر پانسو روپے سے زیادہ نہایت بے دردی کے ساتھ غریب مسلمانوں کے خرچ کئے تھے۔

کیا جناب مولانا احمد سعید صاحب حلف سے کہہ سکتے ہیں کہ جو کچھ میں نے رپورٹ کے متعلق لکھا ہے، اسمیں ذرہ برابر بھی غلطی ہے۔

میں تو ان کے بیان کو بجنسہٖ شائع کرنے کے لئے بڑی خوشی سے تیار ہوں۔ اگر وہ مسلمانوں کے جمہوری مطالبہ اشاعت اور صفائی حساب کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوں۔

میں نے تو زبانی بھی کارکنان جمعیت سے درخواست کی اور اب اس تحریر کے ذریعہ پھر درخواست کرتا ہوں کہ اگر کوئی حساب کسی سند یافتہ آڈیٹر سے چیک کرایا گیا ہے اور وہ معہ آڈیٹر کی رپورٹ کے شائع ہو چکا ہے، تو خدا کے لئے اسوقت سے پہلے کہ عدالت میں آپ سے حساب سمجھا جائے۔ آپ کیوں نہیں اس قضیہ کو صاف کرتے۔ آخر یہ منہ میں گھنگنیاں کب تک پڑی رہینگی؟

آریہ سماجی اور ان کے ساتھیوں کی امیدوں کا قبرستان

انجمن حمایت اسلام کا سالانہ اجتماع ایسٹر کی تعطیلات میں لاہور میں ہوا۔ یہ انجمن خانبہادر میاں سر محمد شفیع کی رہنمائی میں کم سے کم خلافت کمیٹی سے زیادہ مفید خدمات اسلام دے رہی ہے۔ اور اس کا کام زندہ ہے۔ ہری خلافت کمیٹی جس نے جمع تو ایک کروڑ روپیہ کیا۔ اور کام ایک لاکھ کیا ایک ہزار کا بھی نہیں کیا۔ وہ نہ خود زندہ ہے، اور نہ اس کا کوئی کام زندہ ہے۔

اس انجمن کے جلسہ کے ساتھ سال گذشتہ کی طرح اسلام کی ایک نومسلم کانفرنس کی گئی تھی جس کے صدر گجرات کے مشہور راجپوت مہارانا ایغور سنگھ ناہر سنگھ مقرر کئے گئے تھے، جو ریاست آمود کے والی اور بمبئی کونسل کے ممبر ہیں، اور ساڑھے پانچ لاکھ مولی اسلام گراسیہ راجپوتوں کے سردار ہیں۔ اور جنہیں معہ انکی قوم کے کئی سال سے بڑودہ کی سنٹرل شدھی سبھا کے کارکن مہاراجہ بڑودہ کی زیر حمایت ڈورے ڈال رہے تھے، اور جنکی جماعت کے اکثر افراد مرتد ہو چکے تھے۔ اور جن کی صدارت میں ساڑھے سات ہزار راجپوت سرداروں نے تاپا کے مشہور مقام پر حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب

...سکے ایما سے ان کی موجودگی میں جمع ہو کر یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہم آیندہ مسلمان ...ہیں گے۔ اور اپنے نام بھی مسلمانوں ہی کے سے رکھیں گے۔ اور اب تمام ...دوانہ رسمیں اور ہندوانہ معاشرت کو ترک کر کے اسلامی معاشرت ...ختیار کرتے ہیں"۔ اور جس قدر مولائی اسلام گراسیہ راجپوت مرتد ہو گئے ...' انہوں نے بھی اس عظیم الشان پنچایت کے فیصلہ کے مطابق آریہ ...جی عقائد سے توبہ کر کے پھر حلقۂ اسلام اپنی گردن میں ڈالا تھا۔

جس طرح مسلمانوں کی غفلت سے ملکانے راجپوت اسلام کی ...غوش سے نکل کر کفر کے دامن میں چلے گئے۔ اسی طرح یہ بہادر راجپوت ...جن کے آبا و اجداد سلطان محمود بیگڑہ کے زمانہ میں ملکانوں سے ...رگوں کی طرح مسلمان بنے تھے اور جن کے اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ ...سلامی نام تک انہوں نے نہیں رکھے تھے۔ معاشرت ساری ہندوانہ ...۔ حتیٰ کہ مُردوں کو دفن کرتے وقت ان کے منہ جھلس دیا کرتے تھے ...نکاح کے وقت ہندوانہ پھیروں کی رسم بھی ضروری تھی۔ تلک لگاتے ...' اور غیر اللہ کی پرستش کرتے تھے چونکہ ملکانوں کی طرح یہ لوگ مفلس ...ہی تھے۔ بلکہ ان میں سے ہر شخص بجائے خود ایک بہت بڑا جاگیردار تھا ...ایک حصہ اسلام کی آغوش سے ملکانوں کی طرح نکل چکا تھا' اور بڑا ...اگر مہارانا مہر سنگھ ایشور سنگھ اور حضرت خواجہ حسن نظامی کوشش ...یں تو ناپا کانفرنس کے موقع یقیناً مرتد ہو جاتا' اور ملکانوں کی طرح ...بہادر راجپوت بھی اسلام کے سایہ سے نکل جاتے۔ مگر اس موقع ...حضرت خواجہ صاحب کی مشہور دانشمندی اور حکمت عملی کام آئی۔ اور ...ہنے مرتد ہونے والے اور مرتد کرنے والوں کے سامنے ایسی شرائط ...پیش کیں کہ ان کو سنٹرل شدھی سبھا تسلیم نہ کر سکی' اور نہ کرا سکی۔

...) اوچیہ وردن کے ہندوان مولائی اسلام گراسیہ راجپوتوں کا جو ٹھاکر ہیں ...کو دوبارہ مرتد کر چکے ہیں۔

...ا) مہاراجہ بڑودہ یا دوسری ہندو ریاستیں اپنے جگر گوشوں کے ...تھ سلسلہ ازدواج ان راجپوت بہادروں کے ساتھ قائم کریں۔ جو ...یہ ہو گئے اور آریہ ہونے کے لئے تیار ہے۔

اسکے علاوہ اور متعدد اسی قسم کی شرطیں سنٹرل شدھی سبھا کے ...نے مرتد ہونے والے راجپوتوں سے پیش کرائی گئیں' جن کا کوئی ...ب تین روز کے سرگرم مباحثہ کے بعد کارکنان شدھی سبھا نہ دے سکے۔ ...لئے یہ تمام شرطیں مسلمانوں نے اپنی مسئلہ اخوت اور مساوات کی بنا ...حضرت خواجہ حسن نظامی اور صوفیائے کرام اور مسلمان والیان ریاست ...ی کرا دیں۔ جن کے پیدا ہونے میں حضرت خواجہ صاحب کے اثر و رسوخ ...کا دخل تھا۔ اس لئے ناپا کانفرنس نے مہارانا ایشور سنگھ کی صدارت ...ہو کے کیا کہ ان کی برادری کا کوئی فرد آریہ نہ رہے گا۔ اور نہ آیندہ آریہ ہوگا۔ اور اسی جلسہ میں سب سے پہلے مہارانا صاحب نے اپنے اسلامی نام (نصر اللہ) کا اعلان کیا۔ اور ہندوانہ نام ترک کیا۔

اس اعلان نے شدھی کا جنازہ گجرات سے نکال دیا۔ اور پانچ سال کی مسلسل کوششیں خاک میں مل گئیں۔

امسال لاہور کی اس نومسلم کانفرنس کی صدارت حضرت خواجہ صاحب کے ایماء پر مہارانا صاحب نے منظور فرمائی۔ جلسہ میں شرکت کے لئے جب وہ اپنے وطن مالوف سے روانہ ہوئے تو حضرت نے سب سے پہلے دہلی میں اس نومسلم راجپوت سردار کے خیر مقدم کی تیاری کی۔ اور ان تمام مقامات کے محب اسلام اور واقفان تبلیغ مسلمان بھائیوں کو مہارانا صاحب کے پُرجوش خیر مقدم پر آمادہ کیا کہ اس سے آیندہ تبلیغ کے متعلق نہایت مفید نتائج مرتب ہونے کی توقع تھی۔

مگر وہ لوگ جو نہیں چاہتے کہ حضرت خواجہ صاحب ان کے مفروضہ "ختم خواجگی" کے بعد زندہ رہیں۔ چین سے نہ بیٹھے۔ اور "حاجی" محمد علی اور ان کے حواری امراؤ مرزا حیرت ایڈیٹر "درۂ عمر" اور شمبھو ناتھ چوپڑہ ایڈیٹر "سودا جیہ" اور ایڈیٹر تیج' اور ایڈیٹر ہندوستان ٹائمز وغیرہ کے پیٹوں میں قولنج کے درد کا دورہ پڑا۔ اور سب نے بے اختیار مسلمانوں کی ہمدردی میں چیخنا شروع کیا کہ کوئی "مہارانا مسلمان نہیں ہوئے" "مسلمانوں کو دھوکے بچو" "مسلمانوں کو الو بنایا جا رہا ہے" غرضکہ پوری قوت کے ساتھ ان سنگھٹنیوں اور خلافتیوں کا سنجوگ ہو گیا۔ اور خفیہ اور علانیہ پوری قوت اور سرگرمی کے ساتھ کوششیں کی گئیں کہ مسلمانان دہلی اسٹیشن پر جمع نہ ہوں۔ مضامین لکھے گئے۔ پوسٹر شائع کئے گئے۔ مگر آریہ سماجی اور ان کے دوستوں اور ان کے شرکار کار اور رفقاء کار امراؤ مرزا حیرت اور "حاجی" محمد علی کی امیدوں کا قبرستان ۲۲ اپریل کی صبح کو دہلی کے ریلوے اسٹیشن پر نظر آیا جبکہ ہزار ہا مسلمانوں نے اپنے اس نومسلم بھائی کا تکبیر کے فلک شگاف نعروں اور پھولوں کی لگاتار بارش سے نہایت والہانہ اور مضطربانہ خیر مقدم کر کے ان تمام مہملات و خرافات کا خاتمہ کر دیا' جو شیطان لعین کی نیابت سے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے مشہور کر رکھی تھیں۔

اس کے بعد غازی آباد' میرٹھ' وغیرہ اور تمام ان مقامات کے ریلوے اسٹیشنوں پر جو لاہور تک آتے تھے ایسا پُرجوش اور تاریخی خیر مقدم مہارانا صاحب کا ہوا کہ اسکی نظیر مسٹر گاندھی اور ان کی خدمات کے عروج کے زمانہ میں بھی نہیں ملتی۔ اور اس کے بعد لاہور میں تو ایسا شاہانہ اور شاندار جلوس نکلا کہ پنجاب کی تاریخ میں ایسا کامیاب اور ولولہ انگیز جلوس نہیں نکلا۔

ایک نومسلم کے ایسے کامیاب جلوس کو حضرت خواجہ...

دیکھکر" حاجی" محمد علی" کلالی" کو اپنا گذرا ہوا زمانہ یاد آیا
ر انجمن کے جلسہ کی کامیابی سے جس طرح آریہ سماجیوں کے کلیجہ پر
سانپ لوٹا' اسی طرح ایڈیٹر ہیچ کے اس فرضی عاشق اسلام کے کلیجہ
پر بھی سانپ لوٹ گیا۔ اور آریہ اخبارات کی ہمنوائی (یا پیشوائی)
کے ۱۲ر اپریل کے ہمدرد میں اس نے اسلام کی سب سے بڑی خدمت
انجام دی کہ "تحریری تبلیغ کا نیا کرشمہ" کے نام سے ایک لیڈنگ آرٹیکل
لکھکر اپنی مفروضہ خدمات اسلام کا اس شریف بدمعاش
ر جعلی لیڈر نے اعلان کرتے ہوئے کوئی گالی ایسی نہ تھی' جو خواجہ
صاحب اور مہارانا صاحب کو نہ دی ہو۔ اور گئے ہاتھوں مجھے بھی اپنے
مقدس بارگاہ سے لچا' لفنگا وغیرہ جیسے خطابات عنایت کئے ہیں' میں نے
طے کرلیا ہے کہ اب اس مخبوط الحواس کی بکواس کا کوئی جواب اس وقت
تک نہ دوں گا' جب تک پانی سر سے نہ گذر جائے' اور سچ یہ ہے کہ
چونکہ کوئی نئی گالی نہیں دی گئی۔ اس لئے میں کوئی نیا جواب بھی
نہیں دے سکتا۔ لہذا ان بہاتی گالیوں کے جواب کے لئے ان کو اور
ان کے دوستوں کو پیشوا کا گذشتہ پرچہ دیکھنا چاہیئے۔

اس دو صفحہ کے لیڈر میں وہی خرافات ہے' جو پنجاب اور دہلی
کے آریہ سماجی اخبارات میں شائع ہوئی تھی' اور جس کو دوبارہ اس فرضی
ہمدرد سے تمام آریہ سماجی اخبارات بصد عزت و افتخار یہ کہکر نقل کر رہے
ہیں کہ خواجہ حسن نظامی کے متعلق ایک بڑے مسلمان لیڈر کا فیصلہ۔ اور
ی "حاجی" صاحب چاہتے بھی تھے کہ ان کو کم از کم اس گئی گذری حالتیں
خیار ہی لیڈر لکھدیں۔

مجھے بڑی خوشی ہوئی جب میں نے دیکھا کہ امراؤ مرزا عرف مرزا
رت" بھائی" اور محمد علی عرف" حاجی" محمد علی کلال دونوں کے دونوں

تیری میری جوڑی بنی مزیدار

لیکن" تحریری تبلیغ" کے شاندار نتائج" سے خوفزدہ ہوکر اور اپنی
ذلی کی خیر مناتے ہوئے آریہ سماجی کیمپ میں بیٹھکر گولہ باری
رہے ہیں۔ جہاں ان کو سامان رسد ملاپ' بندے ماترم' تیج' ہندوستان
پیل' اگر دگلستان' پارس' کرم ویر' ارجن وغیرہ تمام سماجی اخبارات
اور ایڈیٹر بہم پہنچا رہے ہیں۔

یہ قلمی جہاد خواجہ صاحب کے اثر کو دیکھکر اور اپنے رسوخ
پر فاتحہ پڑھنے کے بعد نہایت ابلیسانہ مکروفریب کے ساتھ
شروع کیا گیا' جبکہ جلوس نکلنے سے ۴ روز پہلے حضرت
صاحب نے مہارانا صاحب کی قوم کے متعلق تمام تاریخی حالات
ان کے تمام معتبر اخبارات میں شائع کرا دیئے تھے' اور جنمیں
تمام واقعات لکھدیئے تھے۔ جن میں ایک نقطہ بھی ایسا نہیں

کہا تھا کہ میں نے ان کو مسلمان کیا ہے۔ یا وہ حال میں مسلمان ہوئے ہیں
حالانکہ خود مہارانا صاحب نے ایک آریہ اخبار کے جواب میں فرمایا کہ
"ہم اور ہماری قوم حقیقی معنوں میں سال گذشتہ اناپا کانفرنس میں مسلمان
ہوئے ہیں۔ اور ہمیں نومسلم کہنا ٹھیک ہے"

اتنی بڑی اور جاگیردار اور اسلام سے بے خبر قوم کو ارتداد
سے بچانا' اور ان کے افراد کو جو مرتد ہوگئے تھے واپس اسلام میں
لانا ہی خواجہ صاحب کا اتنا بڑا اور شاندار اور اہم تبلیغی کارنامہ ہے
کہ اگر آئندہ وہ کچھ بھی کام نہ کریں تو ان کو مطلق پرواہ نہ ہونی چاہیئے
کہ یہ کام حریفوں کے مٹائے نہیں مٹ سکتا۔ کیونکہ یہ واقعہ ہے کہ یہ
بہادر راجپوت اب ملکانوں کی طرح آسانی سے اشدھی بازوں کے
قبضہ میں نہیں آئیں گے' اور یہ شاندار کامیابی اسی "تحریری تبلیغ"
کے ذریعہ حاصل ہوئی ہے جسپر حاجی" محمد علی معترض تو ہوتے ہیں مگر
خود نہ "تحریری تبلیغ" کرتے ہیں' نہ "جھوٹی تبلیغ" کی بجائے اصلی تبلیغ
کرتے ہیں۔ ان کا آجکل سب سے بڑا کارنامہ افتراق بین المسلمین ہے۔
جسکا تازہ سرٹیفکٹ موتمر اسلامی کے صدر نے حال میں دیا ہے۔

شہریار دکن ہجوم اعداء میں

افسوس ہے کہ شہریار دکن پر برطانوی لا اینڈ آرڈر کا آہنی پنجہ دن بدن زیادہ دراز اور اسکی گرفت سخت سے سخت تر ہوتی جاتی ہے۔ نواب "ظاہر" جنگ بہادر کی علیحدگی پر اصرار' ولی عہد بہادر کو ولایت بھیجنے کا مطالبہ' نواب اظہر جنگ پرائیویٹ سکرٹری کو ملاقات نہ کرنے دینا' اور سفید رنگ والوں کو بڑی سے بڑی تنخواہوں پر جبراً تقرر کرنا' اور حضور نظام کے ذاتی اختیارات پر دھاوا بولنا ایسے واقعات ہیں جن سے چشم پوشی نہیں کیجاسکتی۔

ضرورت ہے کہ ہر طبقہ اور ہر خیال کے مسلمان کسی ایک مرکزی مقام پر جمع ہوکر شہریار دکن کی مشکلات کا حل سوچیں۔ اور کامل یکجہتی کے ساتھ ایسا ز گناز ایجی ٹیشن شروع کیا جائے کہ انگریز اپنی موجودہ پالیسی کو خیرباد کہنے پر مجبور ہوں۔

بحمد اللہ خون شہیدان رائیگاں نہ ہوا

برطانوی وزراء اور مزدور پارٹی کو جو تار سر عبدالرحیم نے پونا بلیا کے قتل عام کی آزادانہ تحقیقات کے مطالبہ کے متعلق ہونے کے بعد دیئے تھے ان کے جواب میں لیبر پارٹی کے لیڈر نے ممدوح کو مطلع کیا ہے کہ لیبر پارٹی کی ہمدردی مسلمانوں کیساتھ ہے' اور پارلیمنٹ میں پوری قوت کے ساتھ اس قتل عام کے متعلق آزادانہ تحقیقات کے لئے کوشش کیجائے گی' جو اپنی وحشت کے لحاظ سے جلیانوالہ باغ کے حادثہ سے بھی بڑا ہوا ہے۔

کانگریسی لیڈر خاموش ہیں' مسلمان قوم پرستوں کی زبان اور قلم پر فالج گرا ہوا ہے' جب ہی تو وہ اس قتل عام کے متعلق جو قومیت متحدہ کے نام پر نہیں ہوا تھا

کیا پنجاب میں انگریزی حکومت ہے؟

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ پنجاب کے ہندو مسلمانوں کے تعلقات سب سے زیادہ اخبار گرو گھنٹال نے خراب کئے ہیں۔ اور مسلمانوں کو گالیاں دینے اور مسلمانوں کو اشتعال دلانے اور اسلامی تاریخ کو مسخ کرنے میں یہ مجسمہ شیطنت اپنی چنڈال چوکڑی میں سب سے بڑھا ہوا ہے۔ اور اپنے ان ابلیسانہ افعال کا نام اس نے "جاتی کی سیوا" رکھا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ کچھ جاہل ہندو اس جہل مرکب کی جھوٹی تحریروں سے متاثر ہوکر گرو گھنٹال جیسے لغو پرچے کے خریدار ہوگئے ہوں۔ مگر یہ واقعہ ہے جیسا کہ مجھ سے پنجاب کے ایک بہت بڑے ہندو اہل قلم نے بیان کیا کہ "پنجاب نے کپور جیسا نالائق اور غلط نویس اور فحش نویس کوئی فرزند نہیں پیدا کیا۔ اور اس بدتمیز اور گستاخ کا وجود یقیناً پڑھے لکھے پنجابیوں اور اخبار نویسوں کیلئے باعث صد ننگ و عار ہے، جو ایک معمولی پوسٹ کارڈ کا جواب نہ لکھ سکتا ہو، اور جو ایک سطر اردو کی صحیح نہ لکھنی جانتا ہو، خدا کی قدرت ہے کہ وہ بھی اخبار نویس ہے۔ اور شاید کمینوں سنگھٹنیوں میں سب سے زیادہ کامیاب اخبار نویس ہے"

اس بدقماش اور بد اطوار اور سخت متعصب اور غلط نویس اہل قلم کو پنجاب گورنمنٹ ایک عرصہ سے ڈھیل دے رہی ہے۔ حالانکہ یہ اپنی ہر اشاعت میں اسلام اور تعلیمات اسلام، اور بانی اسلام، اور حکمائے اسلام، اور بزرگان اسلام، اور شاہان اسلام، اور لیڈران کرام اور علماء عظام کے خلاف اتنا زہر اگلتا ہے کہ شاید کوئی روزانہ آریہ اخبار بھی پنجاب میں ایسی اہانت آمیز اور اشتعال انگیز تحریرات شائع نہ کرتا ہوگا۔ اس کے مخدرات اسلام پر اور فاتحان اسلام پر کمینہ حملے مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت ہوتے جاتے ہیں۔ یہ شیطان سیرت انسان نما حیوان کہیں تو حضرت غازی اورنگ زیب عالمگیرؒ کی محترم صاحبزادی کو سیوا جی جیسے غدار، مکار اور نمک حرام قزاق کے ساتھ بھگاتا ہے، اور کہیں فرشتہ خصلت غازی محمد بن قاسم اولین فاتح ہندوستان کو شیطان سیرت لکھکر اپنی کور نمکی کا ثبوت دیتا ہے۔ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ حکومت کی ڈھیل اسکو اور شوخ چشمی پر آمادہ کر رہی ہے۔ اسکی بڑھی ہوئی حوصلہ مندیوں کو دیکھکر عام مسلمان سوال کرتے ہیں کہ کیا پنجاب میں انگریزوں کی حکومت ہے؟ کیا تعزیرات ہند میں ایک سو ترپن الف نامی کوئی دفعہ موجود ہے؟ اور کیا پنجاب کے مسلمانوں کو مشتعل کرنے کے لئے پنجاب گورنمنٹ نے اس بدلگام اور منہ پھٹ کو آزاد چھوڑ دیا ہے؟

یہ ایسے سوالات ہیں جن پر پنجاب گورنمنٹ اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کو غور کرنے کی ضرورت ہے۔

اس جھوٹوں کے قبلہ گاہ کا سفید جھوٹ ملاحظہ ہو کہ ملاپ کے عید نمبر میں جو مضمون حضرت غازی اورنگ زیبؒ کے متعلق نکلا ہے۔ اور جس میں حضرت غازی کے انصاف کے چند واقعات پیش کر کے شریف اور انصاف پسند ہندوؤں سے اپیل کی گئی تھی کہ جس طرح سری رام چندر اور راجہ دشرتھ کی پرستش ہندو کرتے ہیں اسی طرح حضرت غازیؒ کی پرستش کی جائے۔ اس مضمون کو بالکل سی آئی ڈی کے بعض بددیانت کارکنوں کی طرح مسخ کر کے یہ جھوٹوں کا گرو یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا مسلمان اورنگ زیبؒ غازی کی پوجا کیا کرتے ہیں۔ اس ابلہ فریبی اور مکاری اور عیاری کی مثال دنیائے اخبار نویسی میں تلاش کئے سے نہیں ملتی۔

العدالعدجس کے

پاس کوئی تاریخ نہ ہو، اور جو بازار میں پڑے ہوئے ہر چکنے چپڑے اور ناتراشیدہ پتھر کو سیندور لگاکر آرتی کرتی ہو، اور جس کے دیوی دیوتاؤں کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری ہو، اور جو ہر قوی ہیکل انسان اور ہر محیر العقول ایجاد کو پرماتما کا اوتار اور دیوتا تسلیم کرتی ہو، وہ بھی مسلمانوں کو جن کی توحید پرستی اقوام عالم میں مسلمہ ہو، اور جنہوں نے دنیا کو پہلی مرتبہ توحید سے آشنا کیا ہو، مردم پرستی اور اوہام پرستی کا الزام اور دعوت دے۔

چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد

اس کے علاوہ نانک چند نخرہ (ناز) کی اشتعال انگیز نظمیں نیز ماترم، اور ملاپ کے اہانت آمیز اور واقعات کے بالکل خلاف مضامین ہرگز اس قابل نہیں ہیں کہ ان سے چشم پوشی کی جائے۔

دنیا میں بسنے والے چالیس کروڑ فرزندان اسلام کے جذبات دینی کا امتحان آجکل جیسا یہ آریہ سماجی اور سنگھٹنی چھوکرے اپنی زبان درازی اور گورنمنٹ کی چشم پوشی سے لے رہے ہیں۔ شاید ہی اس سے پہلے کبھی ایسا سخت امتحان مسلمانان عالم کا لیا گیا ہو۔

اس اشتعال انگیزی اور اہانت کی جرأت مہاجاتی کے سیوکوں کو صرف اس لئے ہو رہی ہے کہ مسلمان قوم میں صحیح معنوں میں ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جسکو مسلمانوں کا پیشوا کہا جا سکے اور ایک جماعت بھی ایسی نہیں ہے، جو صحیح طور پر مسلمان قوم کی نمائندہ جماعت کہلائی جا سکے۔

اور جب حالت یہ ہے تو گورنمنٹ کو کیا غرض پڑی ہے کہ دس کروڑ مظلوم انسانوں، اور دس کروڑ سرفروشوں، اور دس کروڑ اطاعت شعار مسلمانوں کی دل آزاری، اور اہانت مذہبی کا خیال کرے

کیونکہ وہ تو ایسی قوم کے آگے جھکا کرتی ہے، جو پروپیگنڈہ کر سکتی ہو، جو منظم ہو، اور جس میں اپنے مطالبات تسلیم کرانے کی قابلیت اور طاقت موجود ہو۔ اور آہ کہ آج اس متاع گرانمایہ سے ملت اسلامیہ کا خزانہ خالی ہے۔

دونوں کو اپنا دشمن سمجھو

پیشوا کے قارئین کرام اس سے بخوبی واقف ہیں کہ حضرت خواجہ حسن نظامی کی انتہائی محبت اور کرم گستری بھی مجھے اُن سے اختلاف رائے کرنے میں مزاحم نہیں ہوتی کہ تعلقات اور حق گوئی دو جداگانہ چیزیں ہیں۔

اسوقت اخبار منادی مورخہ ۱۸ اپریل ۲۸ء میرے سامنے ہے جس میں حضرت نے ایک ایسا نوٹ لکھا ہے جس سے کہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ "موجودہ صورت میں حضرت خواجہ صاحب انگریزوں کی دوستی پر اعتماد کرنے کی مسلمانوں سے خواہش کرتے ہیں"۔

میں اس تجویز سے شدید اختلاف رکھتا ہوں اور نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ "دونوں کو اپنا دشمن سمجھو" اور اپنے میں اتنی طاقت پیدا کرو کہ ہندو اور انگریز تم سے خود اتحاد کی خواہش کریں"۔ خوب یاد رہے کہ کوئی طاقتور قوم کسی کمزور قوم سے اتفاق نہیں کیا کرتی۔

مسلمانوں کی کمزوری اب الم نشرح ہو چکی ہے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ اب وہ انگریز افسر ہندوستان میں نہیں آتے، جو مسلمانوں کے ساتھ انصاف کیا کرتے تھے، اور یہ جانتے تھے کہ ہندوستان میں انگریزی حکومت کا قیام محض مسلمانوں کو پستی سے نکالکر ان کے حقوق دینے میں ہے بلکہ اب وہ انگریز ہندوستان پر حکومت کرنے کے لئے بھیجے جاتے ہیں، جو ہندو پروپیگنڈہ سے ڈرتے ہیں، جو ہندو سنگھٹن کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ اور جو حقیقتاً نہیں چاہتے کہ مسلمانوں کو ابھرنے کا موقع دیا جائے۔ کیونکہ سنگھٹنی ہر وقت ان کے کان بھرتے رہتے ہیں۔ اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ بہت سے انگریز افسروں کے صرف کان ہوتے ہیں۔ اور آنکھوں پر وہی عینک ہوتی ہے، جو ہندو عملہ وقت کے لحاظ سے ان کے چہرہ پر لگا دیتا ہے۔

پھر جب یہ حالت ہو تو ہندوں کی کیا جوتی کو غرض پڑی ہے کہ وہ مسلمانوں سے اتحاد کے خواہاں ہوں کہ اُن کو تو بغیر مسلمانوں سے معاہدہ کے حقیقی معنوں میں سوراج حاصل ہے۔ کیونکہ حضرت اکبر نے سچ کہا ہے کہ

حکم انگریز کا اور قلم ہندو کا چلتا ہے

دھمکی آمیز خطوط

جب سے پیشوا جاری ہوا ہے، میری ڈاک کا ایک حصہ دھمکی آمیز خطوط بھی ہیں جنمیں کچھ ان لیڈروں اور ان کے متبعین کے ہوتے ہیں، جنکی پیشوائی کی منافقانہ چادر کے ٹکڑے ٹکڑے کئے جاتے ہیں، کچھ آریہ سماجی پنڈتوں کے ہوتے ہیں اور کچھ وہابی "بھائیوں" کا سرفراز نامے ہوتے ہیں جنکو میں بڑے مزے لیکر پڑھتا ہوں، اور ان شرافت کے مجسموں کے ذہنی افلاس پر ہنستا ہوں، جو مجکو گالیاں دیکر اور جان سے مارنے کی دھمکیاں دیکر یہ توقع رکھتے ہیں کہ میں ان کے اس بزدلانہ طریق کار سے مرعوب ہو کر حق گوئی سے باز آ جاؤں گا۔ اور جنکو ڈیڑھ سال میں ایک دفعہ بھی اپنے قول کو عمل کا جامہ پہنانے کی ہمت نہ ہوئی۔

اپنے ان دوستوں کی اطلاع کے لئے لکھتا ہوں کہ ایسے خطوط کے لئے میرے پاس ردی کی ٹوکری بھی رکھی رہتی ہے جس میں انکے "فصاحت نامے"

این ورقہ بےمعنی غرق مےناب اولیٰ

کہکر ڈال دیئے جاتے ہیں۔

کاش ان حضرات کو معلوم ہوتا کہ جو انسان گولیوں اور ہتھکڑیوں اور جیل خانہ کی تاریک کوٹھریوں سے مرعوب نہ ہوا ہو، اس پر ان گیدڑ بھبکیوں کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔؟

بہتر ہوتا کہ مجکو دھمکیاں دینے کی بجائے اپنے اعمال کی اصلاح کی جاتی۔ تاکہ پھر مجکو لکھنے کی ضرورت ہی نہ رہتی۔

فسیعلمون من ھو شر مکانا و اضعف جندا ط

عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا کہ کس کا وجود اپنی جگہ پر شر و فساد اور کسکی فوج ضعیف تر ہے

ڈاکٹر مونجے کی حماقت

یاد رہی بہ شیر! ہندو مہاسبھا کا سالانہ اجلاس امسال اپنی پوری مفسدہ پردازیوں، نفاق پسندیوں، اشتعال انگیزیوں، اہانت آمیزیوں فتنہ سازیوں سمیت سی پی کے مشہور "زنڈے باز" ڈاکٹر مونجے کی صدارت میں پٹنہ میں منعقد ہوا۔

خطبہ صدارت کیا تھا؛ ایک شعلہ جوالہ تھا، جس نے ہندوستان کی آیندہ توقعات سوراج کو جلا کر خاکستر کر دیا، ایک مذہبی دیوانے کی حماقت انگیز جسارت تھی، جس نے ہندو مسلم اتحاد کی عدم ضرورت کا ہندوستان میں پہلی مرتبہ "پرچار" کیا۔

میں خطبہ صدارت پر کیا تنقید لکھوں؟ جبکہ کوئی ٹھنڈی سے ٹھنڈی طبیعت کا مسلمان اسکو پڑھکر آپے میں نہیں رہ سکتا۔ حالانکہ تو اس مذہبی دیوانے کا مطبوعہ خطبہ صدارت تھا، بلکہ "جاتی" کے سیوک "دیوتا" منش "شیر پنجاب" جناب لالہ لاجپت رائے نے اس زہر آلود خطبہ کو جو چھپا ہوا تھا، پڑھنے سے ٹال دیا تھا۔

اس خطبہ صدارت کے متعلق صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اگر

گورنمنٹ ہندوؤں سے مرعوب نہ ہو چکی ہوتی، تو یقیناً یہ اشتعال انگیز تقریر کبھی کی ضبط ہو گئی ہوتی، اور اس کو شائع کرنے والا سرکاری مہمان خانہ میں ۱۸ اسیر چنے روزانہ پیس رہا ہوتا۔ مگر جب حالت یہ ہو کہ گورنمنٹ خود اس مرہٹہ گردی کا شکار ہو گئی ہے تو پھر مسلمانوں کے ساتھ انصاف کی توقع ایک حماقت نہیں تو کیا ہے؟۔ البتہ یہ مجھے یقین ہے کہ اگر یہ تقریر یا اس کا کوئی معمولی حصہ کسی مسلمان کی طرف نسبت پا جائے تو ایک سو تریپن الف تعزیرات ہند کی پھانسی کا پھندا اسکے لئے تیار ہے۔

رہیں مہاسبھا کے اجلاس کی تجاویز، سو وہ "نور" علی نور ہے جداگانہ نیابت کی تنسیخ پر بہت زور دیا گیا۔ اور ان بے غیرت مسلمانوں کے منہ پر تھوکا بھی نہیں، جنہوں نے ہندو مسلم سمجھوتہ کے لئے مسلمان قوم کی سیاسی موت کا اعلان کر دیا تھا۔

جلسہ میں مساجد کے سامنے باجہ بجانے کو ہندوؤں کا حق ظاہر کرتے ہوئے مذہبی دیوانوں، اور ان پیشہ ور ہندو مفسدوں کے "دھرم پالن" کو سراہا گیا، جو مذہب کے نام پر ہندوستان کو فساد و بدامنی کا گہوارہ بنا رہے ہیں۔

سوامی شردہانند کے قتل کے پیچھے کسی مفروضہ سازش کے خبط میں زمین و آسمان ایک کیا گیا۔

غرضکہ میں اس بکواس اور خرافات پر کیا لکھوں جس سے ہندو قوم کے دماغی افلاس، اور مذہبی دیوانگی کا ثبوت ملتا ہے مگر اس کے ساتھ ہی میں اپنے غفلت شعار بھائیوں سے دریافت کرتا ہوں کہ

خدارا کچھ سمجھے بھی کہ یہ تیاریاں کیا ہیں؟
اگر اب بھی نہ سمجھے تو پھر سمجھوگے یہ چیستان کبتک

میں نے ہندو سبھا کے اجلاس کی کارروائی کو بہت غور سے پڑھا۔ مجھے اسکی تقریروں میں زندگی نظر آئی، اس کے مجمع میں عمل کا جوش تھا اس کے حاضرین حب قومی سے سرشار تھے، اور "جاتی" کے لئے ہر قسم کے ایثار اور قربانی کے لئے بیقرار تھے۔

کیا اس قوم کے لئے ہندو مہاسبھا کے اجلاس میں کوئی درس عمل ہے، جس کے لیڈروں اور مذہبی پیشواؤں پر موت نما غفلت طاری ہے، اور جو اپنی پوری قوم کے مفاد کو ہندوؤں اور انگریزوں کے ہاتھ فروخت کر چکے ہیں، اور جنکا اپنی قوم پر کوئی اثر نہیں، مگر ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ قوم کے لیڈر رہیں، اور قوم ان کے ساتھ ہے۔ اور ان میں سے عمل کی روح سلب ہو گئی ہے، اور وہ سوائے رونے اور ہیجڑوں کی طرح تالیاں دینے کے اور بدبخت مسلمانوں میں نفاق اور افتراق کی لعنت پھیلانے کے اور کچھ کام کرنا نہیں جانتے۔

پھر اگر تمہارے قوائے عمل مفلوج نہیں ہو گئے ہیں، اور تمہاری آنکھیں کھلی ہوئی ہیں، اور تم دیکھ رہے ہو کہ تمہاری قومی تباہی اور بربادی کی ذمہ داری صرف پیشوایان قوم اور بادیان ملت پر ہے، تو خدارا اٹھو، اور ان بدمعاش اور غدار لیڈروں سے آزادی حاصل کرو، جو تم پر شیطان کی طرح مسلط ہیں، اور جنہوں نے تمہاری رائے پر ساحرانہ طریقہ سے قبضہ کر رکھا ہے۔ مت ڈرو اور مت خوف کرو کہ تم مسلم ہو، اور جسقدر جلدی ہو سکے ان پتلون پوش، عمامہ پوش، اور کلی پوش لیڈر، علماء، مشائخ غرضکہ جسقدر خود غرض اور مفسد اور آوارہ معاش غدار تمہاری غفلت سے تمہارے پیشوا بن گئے ہیں، اور پیشوائی کی تخت پر قبضہ کئے بیٹھے ہیں، ان کی ٹانگیں پکڑ پکڑ کر ان عزتوں کے غلاموں کو عزتوں کے تخت سے نیچے اتار دو، اگر یہ چاہتے ہو کہ مسلم قوم میں ہندوؤں کی اندا ایثار پیشہ ورکرز اور پیشوا پیدا ہوں، اگر یہ چاہتے ہو کہ مسلمان ہمسایہ قوم کے دوش بدوش ترقی کی دوڑ میں دوڑیں، اگر یہ چاہتے ہو کہ عزت کے ساتھ اس ملک میں جسکو تمہارے اولوالعزم آباؤ اجداد نے تلوار سے فتح کیا تھا، اور جو تدبر سے ان سے لے لیا گیا ہے۔ مسلمان عزت کی زندگی بسر کر سکیں۔ اور شریف شہریوں کی طرح زندگی کے بقیہ دن کاٹیں، تو خدا کے لئے اٹھو، اور ان غداروں کی غلامی کا جوا اپنی گردن سے اتار کر پھینک دو۔ کیا نہیں دیکھتے کہ زمانہ بدل رہا ہے؟ اور ہمسایہ قوم کہاں سے کہاں پہونچ گئی؟

عقائد کی حفاظت

آج کی اشاعت میں حضرت درد کاکوروی کا ایک نہایت معرکۃ الآرا مضمون "مزارات کی زیارت کرو" شائع کیا جا رہا ہے، جو کئی اشاعتوں میں ختم ہوگا

مضمون پر کچھ لکھنا، درد صاحب کا تعارف کرانا، میں ان کی توہین سمجھتا ہوں۔ حضرت درد کہنہ مشق ہیں۔ ان کا قلم اردو علم ادب کے ہر شعبہ میں کامیاب ہے، ان کو تصوف سے خاص ذوق ہے۔ جو میری تنہا مسرت ہے۔

میں پیشوا کو فرقہ سازی کا ذریعہ نہیں بنانا چاہتا۔ اور اسلئے میں نے خود اختلافی مسائل پر کبھی لکھا، اور نہ اسکو ملت اسلامیہ کے لئے مفید سمجھتا ہوں۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس دور الحاد و تذبذب میں معتقدات کی حفاظت کو میں اشاعت اسلام سے کم ضروری نہیں سمجھتا۔ یہی وجہ ہے کہ [illegible]

مجتہدین کے خلاف لکھا، اور اسکی خلاف تعلیمات اسلام پر آئندہ بھی لکھوں گا۔

اس لئے میں بڑی خوشی سے جناب مولانا درد کا یہ مضمون شائع کرتا ہوں۔ اور مطمئن ہوں کہ ممدوح نے نہایت قابلیت اور بیحد تلاش و جستجو اور مدلل دلائل کے ساتھ مزارات کی زیارت، ایصال ثواب، عرس وغیرہ جیسے اہم مسائل پر روشنی ڈالی ہے۔ جس سے ان کی اعلیٰ قابلیت اور ذوق تصوف اور معلومات طریقت پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

اگرچہ جانتا ہوں کہ ان مسائل کے متعلق بحث کا فضول اور لاانتہا ہی سلسلہ ابتدائے اسلام کے دوسو سال بعد سے جاری ہے۔ اور غالباً رہتی دنیا تک جاری رہے گا۔ مگر تاہم خادمان تصوف کا فرض ہے کہ وہ موجودہ زمانہ میں تصوف کی صحیح تعلیم پیش کرنے میں پہلے سے زیادہ مستعدی اور عاقبت اندیشی کا ثبوت دیں۔

پٹیالہ کے مفروضہ حق گو

گزشتہ مہینہ پٹیالہ کے سازشیوں کی چیرہ دستیوں اور مہاراجہ نابھہ کی بے کسی پر قوم پرور آزادانہ خیالات کے اخبارات نے دلیری کے ساتھ گورنمنٹ کو توجہ دلائی، اور گورنمنٹ کی پر اسرار خاموشی پر اظہار ملامت کی، تو پٹیالہ سے ایک مفروضہ حق گو " ایک جیل انصاف پسند" کے فرضی نام سے ایک عجیب تحریر .... بعض لالچی، خوشامدی، مذہبی اخبارات کے نام بھیجی گئی۔ .... اس تردید نامہ کو جو نیم سرکاری حیثیت رکھتا تھا اپنے اپنے اخبارات و رسائل میں شائع کر دیا۔ مگر اکثر ایسے دلیر اخبار بھی تھے جو اپنے ضمیر اور آزادی رائے کو کسی قیمت پر بھی بیچنے کے لئے تیار نہیں ہوئے۔ لہذا انہوں نے پٹیالہ کے اس ریکارڈ کو جو گراموفون کے ریکارڈ سے کسی طرح کم نہ تھا، اخبار نویسی کی سخت توہین سمجھکر نہایت نفرت اور حقارت کے ساتھ اس خشکو کو ٹھکرا دیا۔ اور ہندوستانی اخبار نویسی کی لاج رکھ لی۔

اسی سلسلہ میں یہ خبر دلچسپی سے سنی جائے گی کہ بعض اصلی اور حقیقی حق گو اور حق پسند اخبارات کا داخلہ ریاست پٹیالہ میں بند کر دیا گیا۔ جن میں خصوصیت سے دہلی کا مشہور و معروف آزاد پسند حریت نواز اخبار ریاست ہے، جسکا وجود ریاستوں کے باشندوں مصیبت زدوں کے لئے ایک رحمت ہے، وہ اگر ایک طرف والیان ریاست کی ..... میں ترجمان ہے، تو دوسری جانب وہی نہیں بردا.... بعض .... والیان ریاست رعایا کے گاڑھے پسینہ کی کمائی .... سے اڑائیں۔ اور یہی میرے محترم دوست جناب سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون ایڈیٹر اخبار ریاست کا سب سے بڑا جرم ہے۔ اور اسی قابل عزت و احترام جرم کی پاداش میں ان کا ہر دلعزیز اخبار پٹیالہ میں شجر ممنوعہ قرار دیا گیا ہے جس میں ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب پٹیالہ پر نہایت دلیری اور صداقت شعاری کے ساتھ ایسے شرمناک الزامات عائد کئے گئے ہیں کہ جن میں سے اگر چالیسواں حصہ بھی صحیح ہو تو موجودہ ہز ہائی نس ہرگز ہرگز اس قابل نہیں کہ انکو بندگان خدا کی حکومت کی اہم ذمہ داری ان کے سپرد کی جائے۔

مہاراجہ صاحب اور ان کے مفروضہ حق گو صاحب کا فرض ہے کہ وہ عائدشدہ الزامات کی تردید کریں اور یا مکمل تحقیقات کرائیں .... تاکہ دنیا کو ایک مرتبہ صحیح رائے قائم کرنے کا پوری طرح موقع مل سکے ورنہ قانون تحفظ والیان ریاست کی دہائی دینے کے صاف معنی یہ ہیں کہ

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

میں اپنے محترم دوست کو اس تازہ آزمائش پر مبارکباد دیتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ ان کا شعلہ آسا اور مصلحت پاش قلم ریاست پٹیالہ کے متعلق پہلے سے زیادہ اہم انکشافات کرے گا۔

تعزیر جرم عشق ہے بے صرفہ محتسب
بڑھتا ہے اور ذوق گنہ یاں سزا کے بعد

عملہ زمیندار میں "انقلاب"

قارئین پیشوا بھولے نہ ہونگے کہ میرے مباہلے کے چیلنج کے جواب میں نجدی ایجنٹ (ظفر علیخاں) کیسا مفرور ہوا تھا، اور مباہلہ کا چیلنج مینے اس لئے دیا تھا کہ مجھے یقین تھا کہ ابن سعود نجدی نے ایک معقول رقم اپنے ایجنٹ بمبئی کی معرفت ظفر علی خاں کو بھیجی ہے۔ جس سے ظفر علی خاں انکاری ہے مگر خدائے قادر و توانا کو یہ منظور تھا کہ ایک روز اس مدعی حق و صداقت کی زر پرستی کا بھانڈا پھوڑا جائے۔ اسلئے مارچ کے آخری ہفتہ میں عملہ زمیندار اور مالک زمیندار میں نجدی رقم کے "بٹادن" پر مرہٹوں کی چیتھ کی طرح جھگڑا ہوا۔ اور اُسنے اسقدر طوالت اختیار کی کہ جناب سالک اور جناب مہر جو زمینداری بزم کے رونق محفل بنے ہوئے تھے اس آمدنی کی ریوڑیوں "میں سے اپنا حصہ نہ پاکر علیحدہ ہوگئے۔ اور اس علیحدگی نے یہ صورت اختیار کی کہ تمام عملہ ان دونوں ممتاز اہل قلم کیساتھ اختر علیخاں کی عیاشیوں، اور ظفر علی خاں کی بے اصولیوں کا ماتم کرتا ہوا علیحدہ ہوگیا۔ اور نہایت حیرت انگیز طریقہ سے علیحدگی کے دوسرے دن روزنامہ انقلاب کے نام سے اپنے لئے معروفیت نکال لی۔

بحیثیت ایک عزیز ..... ہم پیشہ کے مجھے عملہ زمیندار سے دلی ہمدردی ....

پیشوائے اعظم

مدینہ کی گھٹا

(از خامہ علامہ سیاب صاحب صدیقی مدیر پیمانہ)

پیام لائی ہے بادِ صبا مدینے سے ۔ کہ رحمتوں کی اٹھی ہے گھٹا مدینے سے
الٰہی کوئی تو مل جائے چارہ گر ایسا ۔ ہمارے درد کی لائے دوا مدینے سے
حساب کیا کہ نکیرین ہو گئے بیخود ۔ جب آئی قبر میں ٹھنڈی ہوا مدینے سے
یہی تو خانہ خرابی کا اک ٹھکانا ہے ۔ چلوں کہاں دلِ درد آشنا مدینے سے
جنابِ خضرؑ کو ظلمات نے دیئے دھوکے ۔ ملا تو ساغرِ آبِ بقا مدینے سے
ہمارے سامنے یہ نازشِ بہار فضول ۔ بہشت لے کے گئی ہے فضا مدینے سے
مزہ ہو اے کششِ دل جو ہند میں برسے ۔ اٹھی ہے جھوم کے کالی گھٹا مدینے سے
فرشتے سینکڑوں آتے ہیں اسی جا پر ۔ بہت قریب ہے عرشِ خدا مدینے سے
اسی کا فیض ہے دنیا میں جو کچھ ہے ۔ جو کچھ کسی کو ملا وہ ملا مدینے سے
وداع ہو کے جو مکے سے آئے بعد طواف ۔ گئے نہ لوٹ کے پھر مصطفےٰ مدینے سے
خدا کے گھر کا گدا ہوں فقیر کوئے نبیؐ ۔ لگاؤ ہے مجھے مکہ سے یا مدینے سے
وطن پہ اپنے ہمیشہ اسکو دی ترجیح ۔ مدینے والے کو کیا عشق تھا مدینے سے
نہ آئیں جا کے وہاں سے یہی تمنا ہے ۔ مدینے لا کے نہ لائے خدا مدینے سے
یہ اسکو مرجع مقصودِ عشق کہتے ہیں ۔ دلِ حزیں کہیں کھویا، ملا مدینے سے

تڑپ بھی آ و ضریحِ حسینؑ پر سیماب
کچھ ایسی دور نہیں کربلا مدینے سے

حبِ رسول اللہ

(از آل حسین جناب مولانا سید محمود صاحب زیدی فاضل الہیات)

آج جبکہ ملت اسلامیہ کے سیر وصدہا فرقوں اور جماعتوں میں تقسیم ہو چکے ہیں اور جبکہ ہر فریق اپنے معتقدات اور مزعومات کی اشاعت میں سرگرم ہو کر اتحاد اسلام کی بجائے افتراق جماعت کا کام کر رہا ہے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ برادران اسلام کو حب رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کا ایک بھولا ہوا سبق یاد دلایا جائے تاکہ وہ سب طریقوں کو چھوڑ کر محبت والفت رسول میں سرشار ہو جائیں جبکہ آج فتنہ نجدیہ نے قیامت صغریٰ برپا کر رکھی ہے اسکی وجہ محض حب رسول سے بعد اور ہجر کا نتیجہ ہے ورنہ رسول کی محبت ہوتے ہوئے کوئی مسلمان ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ ازواج مطہرات اور اصحاب کبار کے مزارات سے دشمنی کا اظہار کرے اور بدعت کے پردہ میں دلی بغض نکالے یہاں حب رسولؐ میں وہ واقعات درج کے جائینگے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں صحابہ کرام سے ظاہر ہوئے ہیں ان واقعات میں عشق و محبت کے وہ شرارے پنہاں ہیں کہ ایمان بھرا دل اگر غور سے ان کو سوچے تو الفت و محبت کی لذت سے ہمیشہ کے لئے مالا مال ہو جائے۔ اور گمراہی اور کجروی کی دلدل میں کبھی نہ پھنسے۔ آنحضرتؐ کی محبت والفت دو جہاں کا سرمایہ عزت و آبرو ہے ؎

محمد عربی کا بروئے ہر دو سرا است
کسیکہ خاک درش نیست خاک بر سر او

محبت رسولؐ صحابہ و صحابیات (رضی اللہ تعالےٰ عنہم) یوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر اد اور حکم پر جان قربان کرتے تھے لیکن محبت اور عشق میں بھی ہر فرد ایک دوسرے پر سبقت کرتا تھا۔ الفت رسول سے صحابہ کرام کے دل لبریز تھے اور اس کا اظہار مختلف طریقوں سے ہوتا تھا۔ ایک بار ایک صحابی آپکی خدمت میں حاضر ہوئے جوش محبت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص الٹ دی اس کے اندر گھس گئے آپ کو چوما اور آپ سے لپٹ گئے۔ (ابو داؤد)

حضرت اسید بن حضیر ایک شگفتہ مزاج صحابی تھے ایک روز وہ ہنسی مذاق کر رہے تھے کہ آپ نے ان کے بدن میں ایک چھڑی سے چبھو دیا انہوں نے اسکا انتقام لینا چاہا آپ مساوات اسلامی کی بنا پر راضی ہو گئے انہوں نے

آپ کے بدن پر قمیص ہے حالانکہ میں برہنہ تھا آپ نے قمیص بھی اٹھا دی قمیص کا اٹھانا تھا کہ وہ آپ سے لپٹ گئے۔ جسم چوما اور کہا یا رسول اللہ! یہی مقصود تھا۔ عرب میں یہ خیال تھا کہ اگر کسی کے پاؤں سو جائیں اور وہ اپنے محبوب کو یاد کرے تو یہ کیفیت زائل ہو جاتی ہے ایک بار حضرت عبد اللہ بن عمر کے پاؤں سو گئے کسی نے کہا اپنے محبوب کو یاد کر و بولے "یا محمدؐ" (ادب المفرد)

حضرت ام عطیہ ایک صحابیہ تھیں جب وہ آپ کا ذکر کرتیں فرط محبت سے کہتیں بابی میں آپ پر قربان (نسائی) ایک مرتبہ آپ نے پانی یا دودھ پیکر جو کچھ بچ گیا حضرت ام ہانی کو عنایت فرمایا بولیں اگرچہ میں روزے سے ہوں لیکن آپ کا جوٹھا واپس کرنا پسند نہیں کرتی (مسند ابن حنبل)

محبت کی وجہ سے اگر آپ کو رنج ہوتا تو تمام صحابہ کو بھی رنج ہوتا اور آپ کی خوشی کے وقت خوش ہوتے آنحضرت نے ایک مہینہ کے لئے ازواج مطہرات سے علیحدگی اختیار کر لی تو تمام صحابہ نے مسجد میں آکر گریہ وزاری شروع کر دی۔ (مسلم)

آپ نے جب مرض الموت میں حضرت ابوبکر کو امام بنانا چاہا تو حضرت عائشہ نے کہا کہ وہ رقیق القلب آدمی ہیں جب آپ کو نہ دیکھیں گے تو خود روئیں گے اور تمام صحابہ کو رلائیں گے (سنن ابن ماجہ) ایک بار آپ کسی غزوہ سے واپس آئے تو ایک صحابیہ نے کہا یا رسول اللہ! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر خدا آپ کو صحیح و سالم واپس لائے گا تو آپ کے سامنے دف بجا بجا کے گیت گاؤں گی (ترمذی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فقر و فاقہ کے ساتھ زندگی بسر فرماتے تھے۔ صحابہ کرام کے سامنے جب یہ منظر آتا تو فرط محبت سے آبدیدہ ہو جاتے۔ ایک بار حضرت عمرؓ کاشانۂ نبوت میں تشریف لے گئے دیکھا کہ آپ چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں جسم مبارک پر تہبند کے سوا کچھ نہیں۔ تمام بدن پر نشان پڑ گئے ہیں توشہ خانہ میں مٹھی بھر جو کے سوا کچھ نہیں آنکھوں سے بے ساختہ آنسو نکل آئے ارشاد ہوا کہ عمر! کیوں روتے ہو بولے کیوں نہ روؤں آپ کی یہ حالت ہے اور قیصر و کسریٰ دنیا کے مزے اڑا رہے ہیں۔ فرمایا کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ ہمارے لئے آخرت اور ان کے لئے دنیا ہو (مسلم)

آنحضرت کے وصال فرمانے کے بعد صحابہ کو جب آپ کی یہ حالت یاد آتی تو محبت کی وجہ سے آنسو نکل آتے۔ ایک بار حضرت ابو ہریرہ کے سامنے چپاتیاں آئیں تو دیکھکر رو پڑے کہ آپ نے اپنی آنکھوں سے کبھی چپاتی نہیں دیکھی (سنن ابن ماجہ)

غزوہ تبوک سخت گرمیوں کے زمانہ میں واقع ہوا تھا حضرت ابو خیثمہ ایک صحابی تھے جو اس غزوہ میں شریک نہ ہو سکے تھے ایک دن وہ گھر میں آئے تو دیکھا کہ بیویوں نے ان کی آسائش کے لئے نہایت عمدہ سامان کیا ہے بالاخانہ پر چھڑکاؤ کیا ہے پانی سرد کیا ہے۔ عمدہ کھانا تیار کیا ہے۔ گھر میں آئے تو یہ تمام سامان عیش دیکھکر بولے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لو اور گرمی میں کھلے میدان میں ہوں اور ابو خیثمہ سایہ۔ سرد پانی۔ عمدہ غذا اور خوبصورت عورتوں کے ساتھ لطف اُٹھائے خدا کی قسم یہ انصاف نہیں ہے میں ہرگز بالاخانہ پر نہ آؤں گا چنانچہ اسی وقت زادراہ لیا اور تبوک کی طرف روانہ ہو گئے (اسد الغابہ)

نعت رسولؐ عرب میں شاعری کا مذاق پہلے ہی سے موجود تھا اگرچہ اس میں قرآن مجید کی سلاست اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبہ نے بہت کچھ کمی پیدا کر دی تھی تاہم بلبلان قدس آپ کی مدح میں ہمیشہ زمزمہ خواں رہتے تھے اور نظم کے ذریعہ آنحضرت کی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے تھے۔ چند صحابی خاص طور پر یہ فرض ادا کرتے تھے۔ چنانچہ بخاری میں حضرت عبد اللہ بن رواحہ کے چند مدحیہ اشعار مذکور ہیں ۔

وفینا رسول اللہ یتلو کتابہ   اذا انشق معروف من الفجر ساطع

ہم میں خدا کا پیغمبر ہے۔ جب صبح نمودار ہوتی ہے تو وہ خدا کی کتاب کی تلاوت کرتا ہے

ارانا الہدی بعد العمی فقلوبنا   بہ موقنات ان ما قال واقع

اس نے گمراہی کے بعد ہمکو راہ راست دکھائی اس لئے ہمارے دلوں کو یقین ہے کہ جو کچھ اس نے کہا وہ ضرور ہو کر رہے گا۔

یبیت یجافی جنبہ عن فراشہ   اذا استثقلت بالمشرکین المضاجع

وہ راتوں کو شب بیداری کرتا ہو حالانکہ اس وقت مشرکین گہری نیند میں سوتے ہیں

ان کے ماسوا اور بھی بہت اشعار ہیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت و محبت پر جو صحابہ کرام کے دلوں میں تھی کافی روشنی پڑتی ہے۔

ادب رسولؐ صحابہ کرام ادب و احترام کی تصویر تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و وقعت ان کا عین ایمان تھا۔ دربار نبوی میں حاضر ہوتے تو خاص طور پر کپڑے زیب تن کرتے ایک صحابیہ فرماتی ہیں کہ جب میں نے تمام کپڑے پہن لئے تب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی (ابو داؤد) بغیر طہارت کے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا اور آپ سے معانقہ کرنا گوارا نہ کرتے۔ مدینہ کے کسی راستہ میں آنحضرت سے حضرت ابو ہریرہؓ کا سامنا ہو گیا ان کو نہانے کی ضرورت تھی گوارا نہ ہوا کہ اس حالت میں آپ کے سامنے آئیں آپ کو دیکھا تو کترا گئے اور غسل کر کے خدمت مبارک میں حاضر ہوئے آپ نے دیکھا تو فرمایا ابوہریرہ کہاں تھے عرض کیا میں پاک نہ تھا اس لئے آپکے پاس بیٹھنا پسند نہیں کرتا تھا (ابو داؤد) آپکے سامنے بیٹھتے تو فرط ادب سے تصویر بن جاتے۔ احادیث میں اسی حالت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے کانما علی رؤسہم الطیر یعنی صحابہ آپ کے سامنے اس طرح بیٹھتے تھے گویا ان کے

چڑیا میٹھی ہوتی ہے (صحاح)۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ بارگاہ نبوت کے مقرب تھے لیکن غایت ادب و احترام کی وجہ سے اُن کی آواز اتنی پست ہو جاتی تھی کہ سنائی نہ دیتی تھی۔ (مسلم)

اگر آنحضرتؐ کے ساتھ کھانا کھاتے تو فرط ادب سے جب تک آپ کھانا شروع نہ فرماتے کھانے میں ہاتھ نہ ڈالتے (ابو داؤد)

ادب و احترام کے باعث چلنے میں بھی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آگے نہ چلتے۔ ایک مرتبہ حضرت ابن عمر ایک سرکش اونٹ پر سوار تھے جو آنحضرت کے اونٹ سے آگے نکل نکل جاتا تھا حضرت عمرؓ نے اسکو ڈانٹا کہ آپ سے کوئی آگے نہ بڑھنے پائے (بخاری) بعض صحابہ عمر میں آنحضرتؐ سے بڑے تھے لیکن ان کو فرط ادب سے یہ گوارا نہ تھا کہ وہ اپنے کو آپ کے مقابلہ میں بڑا کہیں۔ ایک مرتبہ حضرت مخرمہ نے فرمایا کہ ہم اور رسول اللہ دونوں عام الفیل میں پیدا ہوئے اسپر ایک صحابی نے پوچھا۔ آپ بڑے ہیں یا رسول اللہؐ بولے بڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں البتہ میں آپ سے پہلے پیدا ہوا (ترمذی) (باقی آئندہ)

ایک نظر رحمت کی ہو جائے تو بیڑا پار ہے

(از جناب مولانا ڈاکٹر شیخ محمد مجیب الدین صاحب فانی)

مرحبا صل علی کیا ہاشمی سرکار ہے
ایک نظر رحمت کی ہو جائے تو بیڑا پار ہے

بحر عصیاں کی تلاطم نے کیا ہے جوش ہے
وقت مشکل ہے مولا تیری درکار ہے

رات دن تیرا تصور ہر گھڑی تیرا خیال
اسقدر ہجر میں جینا مجھ کو دشوار ہے

کرتے کرتے انتظار آنکھیں بھی پتھرا گئیں
نوحہ گر اس بیکسی پر ہر در و دیوار ہے

طالب دیدار ہوں تیرا دکھا اپنا جمال
مجھ سے بیمار محبت کی دوا بیکار ہے

اس دل حسرت زدہ کی بس تمنا ہے یہی
آ کے سینے میں دیکھ لوں کیسا ترا دربار ہے

واسطہ زہراؑ کا صدقہ حضرت حسینؑ کا
مشکل آساں کر میری عالی تری سرکار ہے

یا نبی بہر خدا جلدی مدینہ میں بلا
فانی وحشت زدہ اب ہند سے بیزار ہے

اب سے چھ سو برس پہلے

ہندوستان میں پہلا مسلمان

یعنی ۱۳۳۳ء کے حالات سفر ہندوستان، مالابار، چین، برہما، ایران، عراق، عرب، سوڈان، اسپین وغیرہ کے حالات دیکھنے ہوں تو **سفر نامہ ابن بطوطہ** اردو ملاحظہ کیجئے جس میں مصنف کے ۲۵ برس کے حالات سیر و سفر درج ہیں۔ یہ پہلا مسلمان سیاح ہے جو ہندوستان میں آیا۔ اس کتاب کے پڑھنے سے اب سے چھ سو برس پہلے کی ہندوستانی معاشرت، شان اسلام کی بےنظیر رواداری، اولوالعزمی اور ہندوؤں کیساتھ بہترین برتاؤ کی مستند تاریخ دیکھنی ہو تو یہ کتاب پڑھیئے جسکے پڑھنے سے آپکی آنکھوں کیسامنے اب سے چھ سو برس پہلے کی اسلامی شان و شوکت کا نظارہ آجائیگا۔ اور آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ مسلمانوں نے مذکورہ مقامات پر کسطرح بادشاہی کی۔ اس کتاب کے مترجم جناب خان بہادر پیرزادہ محمد حسین صاحب ایم اے سی آئی ای ہیں جن کی اعلیٰ علمی قابلیت نے کتاب کو چار چاند لگا دیئے ہیں کتاب نہایت دلچسپ اور سبق آموز ہے

بہایت مختصر فہرست مضامین یہ ہے۔

حالات سندھ	تیلنگ کری	چین کی دیوار	شام	سوڈان
ملتان سے دہلی کا سفر	تیلنگ کا مرچ	چین کے مرغ	مسقط	دلّی میں جلاجم
سلطان محمد تغلق	جاوا و سماٹرا	فن مصوری	اصفہان	حبشیوں کی رسمیں
شیخ الاسلام چین کا	مالدیپ و ہاٹرا	شیعہ وبا	ٹیونس	دریائی گھوڑا
بغداد	چین	عرب	اندلس	آدم خور حبشی
جہاز	چین کے برتن	ایران۔	جبرالٹر	لاذقیہ و غیرہ

رعایتی اعلان

مسٹر گاندھی کی سوانحعمری یہ اس شخص کی سوانحعمری ہے جو ایک وقت میں ہندوستان کا بے تاج بادشاہ تھا، اور جسکی آواز پر ہندوستان میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک ہندو مسلمان سر تسلیم خم کرتے تھے اور آج اشدھی اور سنگٹھن کی گرم بازاری کی وجہ سے ہندوستان کا یہ سب سے بڑا سیاسی پیشوا احمد آباد کی ستیہ گرہ آشرم میں بیٹھا خدا کی عبادت کرتا ہے۔ اس کتاب میں مسٹر گاندھی کی پیدائش سے لیکر ۱۹۲۰ء تک کے مکمل واقعات درج ہیں۔ ابتدا میں سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کا مستانہ اور البیلا دیباچہ بھی شامل ہے۔ ان کی عکسی تصویر بھی لگائی گئی ہے۔ قیمت اصلی عہ رعایتی عمر

مضامین مولانا ابوالکلام آزاد ایڈیٹر الہلال یہ ان مضامین کا انتخاب ہے جو مولانا ابوالکلام صاحب آزاد ایڈیٹر الہلال اور صدر مرکزی خلافت کمیٹی نے جنگ بلقان کی ابتدا میں الہلال کلکتہ سے جاری کرکے لکھے تھے۔ اور جنکو پڑھنے سے صحیح اسلامی جوش پیدا ہوتا ہے اور جو تمام کے تمام قرآن اور احادیث سے مدلل ہوتے ہیں۔ الہلال کی جلدیں ہزارہا روپیہ خرچ کرنے پر بھی اب دوبارہ دستیاب نہیں ہو سکتیں اس لئے مولانا کی تحریرات کے عاشقوں کو ان مضامین کے منگانے میں جلدی کرنی چاہیئے ورنہ پھر دستیاب ہونا ناممکن ہوگا بہت تھوڑی جلدیں باقی ہیں۔ ہر حصہ کی اصلی قیمت ہے نصف کی رعایت کر دی گئی ہے یعنی ایک روپیہ کی اعلیٰ اب تک فی حصہ ہر حصہ [illegible] حصہ سوم [illegible]

[illegible] الصوت سے [illegible]

مجاز و حقیقت

مزارات کی زیارت کرو

(از خامہ واقف اسرار طریقت حضرت مولانا نذیر علی صاحب درد)

"دین و دنیا" کے دسمبر نمبر ۱۹۵۵ء کے صفحہ ۱۲ میں جہاں اور عقیدوں کا
ذکر کیا گیا ہے ہمارے ایک قابل و فاضل دوست نے دو حدیثیں لکھکر اپنے خیال
میں یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ مزارات پر جانا یا عرس کرنا کسی طرح جائز نہیں۔
ہم مذکورہ دونوں حدیثوں کا صحیح مطلب درج کرتے ہیں اس کے
بعد عرس اور قبروں پر جانے کے متعلق مستند حدیثوں سے کچھ لکھیں گے وباللہ التوفیق
ان دونوں حدیثوں کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ عرس کرنا اور قبر کی تعظیم
کرنا خلاف شرع ہے ہاں اگر اپنے مطلب کے موافق تاویل جائز رکھی گئی
ہے تو دوسری بات ہے۔ حدیث شریف کے جو الفاظ ہیں انہیں سے
انشاء اللہ ہم اپنا مطلب ثابت کر دکھائیں گے۔ پہلی حدیث یہ ہے۔

۱. اللھم لا تجعل قبری وثنا — اے اللہ میری قبر کو بت نہ کر
یہاں ہم لوگوں کی طرف تخاطب ہی نہیں بلکہ یہاں تو خدا سے دعا
کی جا رہی ہے۔ اوّل یہ دیکھنا چاہیے کہ بت کسے کہتے ہیں ؛
بت ایسی شے کو کہتے ہیں جو پتھر وغیرہ کا بنایا گیا ہو اور اس میں آنکھ
کان، ناک، ہاتھ، پیر غرض تمام انسانی اعضا بنے ہوئے ہوں تو دراصل
حضور انور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مطلب ہے کہ میری قبر صورت نہ
بنے یعنی میری قبر میں تراشے ہوئے بت کی طرح آنکھ کان ناک وغیرہ
نہ بنائے جائیں (چنانچہ ایسا نہیں ہوا یعنی حضور انور کی قبر صورت نہیں
بنی اسی وجہ سے جھوٹے سجدے بھی نہیں ہوئے) بلکہ قبر۔ قبر ہے۔

۲. لا تجعلوا قبری عیدا — میری قبر کو عید نہ بناؤ
اس حدیث میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جسکے یہ معنی ہوں کہ عرس نہ
کرو۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر یہ حدیث نہ ہوتی تو لوگ صرف قبر ہی کو باعث
مسرت سمجھتے اور صاحب قبر کو بھول جاتے انکی طرف ذرا بھی توجہ نہ کرتے
اسواسطے یہ ارشاد اور یہ حکم دیا گیا ہے۔ اسکے علاوہ اس حدیث کا اصلی منشا
یہ ہے کہ
۱. جب تم میری قبر پر آؤ تو میری قبر کو دیکھکر خوش نہ ہو اس لئے کہ
... ہو سکتا ہے جو پتھر ہو حالانکہ تم کو یہ شعر ہو جانا ہے
... کا ... ہو جاؤ۔
... اس لئے کہ تم نے نبوت کے ابتدائی
وقت میں مجھے نہیں پایا۔

۲. جب تم میری قبر پر آؤ تو عجز و نیاز لیکر آؤ اور یہ خوشی کی حالت میں غیر ممکن ہے۔
۳. جب تم میری قبر پر آؤ تو آبدیدہ ہو کر میرے حالات اور واقعات پر گہری نظر ڈالو۔
۴. جب تم میری قبر پر آؤ تو اس حدیث قدسی کو پیش نظر رکھو | انا عند
المنکسرۃ قلوبھم لاجلی (ترجمہ) میں ٹوٹے ہوئے دلوں میں رہتا ہوں
لیکن بتاؤ ! کیا ہنسی اور ہنسی خوشی کی حالت میں تمہارے سینے میں ٹوٹا ہوا
دل ہوتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں مطلب یہ کہ تفکر کرو مراقبہ کرو اور گریہ وزاری
سے کام لو تب کہیں شکستگی پیدا ہوگی اور تم اپنے دل میں جناب باری کی تجلی پاؤگے۔
مسلمانوں کی قبر کے سامنے ہاتھ باندھکر کھڑے ہونے کو منع کیا جاتا
ہے حالانکہ اس قبر میں وہی چیز موجود ہے جسکے سامنے ادب سے ہاتھ باندھکر
(نماز پڑھنے) کھڑے ہونے کا شریعت نے حکم دیا تھا بلکہ کندھے پر اٹھانیکا
حکم دیا تھا۔ شریعت کے اس حکم سے خود ثابت ہو رہا ہے کہ مرنے سے مسلمان
کی عزت گھٹ نہیں جاتی بلکہ اور بڑھ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اگر مرنے
کے بعد انسان کچھ بھی نہ رہا کرتا یا اسکی قبر بیکار بالکل معطل اور بیکار
ہوتا تو حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت عمر رض حضور انور صلی اللہ علیہ والہ وسلم
کے پاس دفن ہونے کی تمنا نہ کرتے۔ آخر ان کو کیا فائدہ تھا۔ کچھ تو بات تھی
جب تو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اپنی اولاد کو بیچھے اور حضور کے قریب ہی دفن
ہوئے اگرچہ حضور انور صلی اللہ علیہ والہ وسلم وصال فرما چکے تھے پھر بھی یہ
ادب اور لحاظ تھا کہ حضورؐ کی قبر کے برابر حضرت ابوبکرؓ کی قبر نہ رہی بلکہ حضور
کے دوش مبارک کے برابر رہی اسی طرح حضرت عمرؓ کی قبر حضرت ابوبکرؓ
کی قبر کے برابر نہ رہی بلکہ ان کے دوش مبارک کے برابر رہی۔ اس امر سے
بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عمرؓ جو بڑے جلیل القدر صحابی تھے انہوں نے
بعد انتقال بھی حضورؐ کا یہ ادب اور لحاظ کیا اگر ان کے نزدیک انتقال کے بعد
حضورؐ کی کوئی وقعت نہ ہوتی تو حضرت عائشہؓ سے وہاں دفن ہونے کی
بار بار اجازت نہ طلب کرتے اور خدا ان کی مراد پوری بھی نہ کرتا۔

زیارت

ان دونوں حدیثوں کا اصلی منشا ظاہر کرنے کے بعد اب ہم وہ حدیثیں
لکھتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی زیارت کی بابت فرمائی ہیں
اگر حضورؐ کے نزدیک قبروں کی زیارت کرنا گناہ ہوتا تو یہ حدیث کیوں ارشاد فرماتے
من زار قبری وجبت لہ شفاعتی — جسنے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے
میری شفاعت واجب ہوگی۔ (صفحہ ۱۱ کنوز الحقائق)

پھر دوسری حدیث یوں ارشاد فرمائی گئی۔

من زار قبری کنت له شفیعا	جس نے میری زیارت کی میں اس کا شفیع
وشهیدا (صفحہ ۱۱ کنز الحقائق)	اور گواہ ہوں۔

ایک اور حدیث ملاحظہ ہو جس سے حضور کی حیات کے متعلق بھی پتہ چلتا ہے کہ حضور زندہ ہیں

من زار قبری بعد مماتی کان	جس نے میری موت کے بعد میری قبر کی زیارت
کمن زارنی فی حیاتی (صفحہ ۱۸ کنز الحقائق)	کی تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

حضرت صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

اکثروا الصلاۃ علیّ فان اللہ تعالٰی	مجھ پر بہت درود بھیجو کیونکہ اللہ تعالٰی
وکّل ملکاً عند قبری فاذا صلّی	نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے
علیّ رجل من امتی قال لی ذالک	جب کوئی امتی مجھ پر درود بھیجتا ہے
الملک یا محمد ان فلان بن فلان	وہ (فرشتہ) مجھے کہتا ہے یا رسول اللہ
یصلی علیک الساعة ۔ (بخاری از	فلاں شخص کے بیٹے فلاں نے ابھی ابھی حضور
عمار بن یاسر صفحہ (۵) حیات الاموات)	پر درود بھیجا ہے۔

اب ذرا غور فرمایئے کہ فرشتہ تو ایک ہی وقت میں شمال، جنوب، مشرق، مغرب غرض تمام دنیا کی آوازیں سن لے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کی وجہ سے فرشتوں وغیرہ کی پیدائش ہوئی وہ کچھ نہ سن سکیں استغفر اللہ۔ اب ہم ایک اور حدیث لکھتے ہیں جس سے چار باتیں ثابت ہیں ۱ وسیلہ کرنا جائز ہے ۲ حضورؐ غیب جانتے ہیں ۳ حضور زندہ ہیں ۴ قبر سے سنتے ہیں۔

قال اصحاب الناس قحط فی	حضرت عمر رضی اللہ عنہ
زمن عمر بن الخطاب فجاء	کے زمانہ میں قحط پڑا ایک شخص (بلال بن
رجلٌ الی قبر النبی صلی اللہ	حارث صحابی) حضور انورؐ کے مزار پر حاضر
علیه وآله وسلم فقال یا رسول	ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ اپنی
اللہ استسق اللہ لامتک فانهم	امت کے لئے اللہ سے دعا مانگئے کہ امت
قد هلکوا فاتاہ رسول اللہ	ہلاک ہوئی جاتی ہے۔ تو انہوں نے
فی المنام فقال ائت عمر فاقرأ	حضور کو خواب میں دیکھا کہ آپ ارشاد فرماتے
السلام واخبرهم انهم	ہیں کہ عمر کے پاس جاؤ اور ان سے میرا
مسقون (صفحہ ۱۸ حیات الاموات)	سلام کہو اور لوگوں کو خبر کر دو کہ اب
(دیکھئے دلائل النبوۃ بیہقی جلد)	پانی برسنا چاہتا ہے۔

حضرت امام احمد حنبل نے اپنی مسند میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے جس سے [illegible] ہوتا ہے کہ قبر والا [illegible] ہے۔

[illegible]

تخرج نفسه مثل رجل کان	(اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی
فی سجن فاخرج منه فجعل یتقلب	قید خانہ میں تھا اب اسے نکال
فی الارض ویتفسح فیها۔	دیا گیا کہ زمین میں گشت کرتا اور بے
(طبرانی دیکھئے)	چینا پھرتا رہتا ہے)۔

مردہ سنتا ہے

یہ رائے قائم کر لینا کہ مردہ سنتا ہی نہیں بہت بڑی غلطی ہے صحیح بخاری، صحیح مسلم جو حدیث کی سب بڑی کتابیں ہیں اسمیں یہ حدیث ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اذا وضعت الجنازۃ واحتملها	جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور مرد اسے
الرجال علی اعناقهم فان کانت	اپنی گردنوں پر اٹھاتے ہیں تو اگر
صالحة قالت قدمونی وان	(وہ) نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے آگے
کانت غیر صالحة قالت یا ویلها	بڑھاؤ۔ اور اگر بد ہوتا ہے کہتا ہے
این تذهبون بها یسمع صوتها	خرابی ہے میری کہاں لئے جاتے ہو
کل شیء الا الانسان	ہر چیز اس کی آواز سنتی سوائے انسان کے
ولو سمعه	اگر اس کی آواز سنے تو بے ہوش
صعق	ہو جائے۔

(دیکھئے صحیح بخاری و صحیح مسلم)

اب یہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صراحت فرما دی کہ آدمی مردہ کی آواز کیوں نہیں سنتے؟ اس وجہ سے نہیں سنتے کہ وہ اس کی برداشت نہیں کر سکتے۔ اگر سنیں تو بے ہوش ہو جائیں (ڈر جائیں) اصل راز یہ ہے جس کی وجہ سے ہم مردے کی آواز نہیں سنتے۔ امام عبدالرحمان بن ابی لیلیٰؒ کہتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

الروح بید ملک یمشی به مع	روح ایک فرشتہ کے ہاتھ میں ہوتی
الجنازۃ یقول له اسمع ما	ہے (وہ) اسے جنازہ کیا تجھ کو کہا جاتا ہے
یقال لک۔ (از عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ)	اور مردہ سے کہا جاتا ہے تو سن رہا ہے کیا کہا جاتا ہے

قبروں پر زیارت کیلئے جاؤ

اس میں شک نہیں کہ پہلے قبروں پر جانا منع تھا لیکن اب دیکھیں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا فرماتے ہیں۔

کنت نهیتکم عن زیارۃ	پہلے میں نے تم کو قبروں کی زیارت
القبور الا فزوروها	سے منع کیا تھا لیکن اب قبروں
(صفحہ ۹۰ تحقیق الحق کمال الحدیث)	کی زیارت کرو۔

[illegible]

پیشوا

جس قدر سستا پرچہ ہے وہ ناظرین سے پوشیدہ نہیں اس کی ارزانی سے جو مالی نقصان ہوتا ہے اسکی تلافی صرف کتابوں کی فروخت سے ہوتی ہے، اسلئے آپ جب بھی کوئی کتاب منگائیں تو خط پر نام و پتہ صرف اسقدر لکھدیں
حسن نظامی منیجر رسالہ پیشوا دہلی

... کہ حضرت عائشہؓ کے بھائی کا جب مقام حبش میں انتقال ... کر کے مکہ میں لا کر دفن کیا گیا تو خود حضرت عائشہؓ فرط محبت سے بھائی کی قبر پر گئیں اور کہا "اگر موت کے وقت میں موجود ہوتی تو تم وہیں دفن ہوتے جہاں تم نے انتقال کیا اور میں تمہاری زیارت کو نہ آتی"

(دیکھو ترمذی شریف کتاب الجنائز)

اب فرمایئے اگر حضرت عائشہ کے نزدیک مردہ نہ سنتا ہوتا تو بھائی کی قبر پر زیارت کے لئے کیوں جاتیں؟ اور بھائی کی قبر سے مخاطب ہو کر کیوں باتیں کرتیں؟ حضرت عائشہؓ کی اس گفتگو سے صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے مردہ کو بات سننے کے قابل سمجھا تب ہی بات کی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورؐ اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کو گئے تو روئے اور اتنا روئے کہ جو لوگ آپ کے ساتھ تھے وہ بھی رو دیئے پھر آپ نے خدا سے ان کی بخشش چاہی تیسری بار اجازت ملی آپ نے مغفرت کی دعا فرمائی پھر آپ نے ارشاد فرمایا

فزوروا القبور فانھا تذکرت الموت۔ (دیکھو مسلم شریف) — قبروں کی زیارت کرو کیونکہ قبریں موت کو یاد دلاتی ہیں۔

اسپر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا

کیف اقول یا رسول اللہ قال — یا رسول اللہؐ میں قبروں کی زیارت
قولی السلام علی اھل الدیار — کرتے وقت کیا کہوں کیا پڑھوں آپ نے
من المؤمنین والمسلمین ویرحم — فرمایا کہو۔ ان مومنو مسلمانوں میں
اللہ المتقدمین منا والمتاخرین — جو لوگ ان گھروں (قبروں) میں ہیں انپر
وانا انشاء اللہ بکم لاحقون (رواہ — سلام ہو اللہ انپر رحمت کرے جو ہم سے
مسلم (صفحہ تحقیق الحق) — آگے پہنچ یا بعد میں آئیں گے اور ہم (بھی)

انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔

ابو الشیخ عبید بن مرزوق ایک نیک بی بی کا قصہ اسطرح بیان کرتے ہیں

کانت امرأۃ تقم المسجد فا — ایک بی بی مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھیں
تت فلم یعلم بھا النبی صلی اللہ — ان کا انتقال ہو گیا مگر کسی نے خبر کی
علیہ وآلہ وسلم فمرّ علی قبرھا — اتفاقاً ان کی قبر کی طرف سے حضورؐ کا گذر
فقال ما ھذا القبر قالوا ام محجن — ہوا آپ نے پوچھا یہ کس کی قبر ہے لوگوں نے عرض
قال التی کانت تقم المسجد قالوا — کیا ام محجن کی فرمایا وہی جو مسجد میں جھاڑو
نعم فصف الناس فصلی علیھا ثم — دیا کرتی تھیں عرض کیا گیا جی ہاں حضورؐ نے
قال ای العمل وجدت افضل — صف باندھ کر جنازہ کی نماز پڑھی پھر کہا اُن
قالوا یا رسول اللہ أتسمع قال ما — بی بی کی قبر کی طرف کر کے کہ تو نے کونسا عمل افضل

... کی موت میت دیکھی ہے اس لئے قرآن پاک میں ہے لا تقولوا لمن ... جو خدا کی راہ میں قتل ہوئے ان کو مردہ نہ کہو ...

انتم باسمع منھا ذکر انھا — یا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ کیا وہ سنتی ہے؟
اجابتہ قم المسجد۔ — فرمایا کہ (ایسا سنتی ہے کہ) تم اس سے زیادہ نہیں سنتے
(دیکھو صفحہ ۲۴ حیات الاموات) — پھر فرمایا اُس نے جواب دیا کہ مسجد میں جھاڑو دینا افضل عمل ہے

مسلمان تو مسلمان کافر بھی مر کر سنتے ہیں ایک اعرابی کا بیان ہے کہ مجھ سے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

حیثما مررت بقبر مشرک فبشرہ — جہاں کسی مشرک کی قبر پر گذر ہو۔ اسکو
بالنار قال فاسلم الاعرابی بعد — آگ کی خوشخبری دینا وہ صحابی فرماتے
وقال لقد کلفنی رسول اللہؐ — ہیں کہ حضور کے اس ارشاد نے مجھے مشقت
تعبا ما مررت بقبر کافر الا بشرتہ — میں ڈالا کسی کافر کی قبر پر میرا گذر نہیں
بالنار۔ — ہوا مگر یہ کہ میں نے اس کو آگ کی خوشخبری

(ابن ماجہ بسند حسن الوفاق المتین صفحہ ۴۸) — سنائی۔

اب ہر سمجھدار سمجھ سکتا ہے کہ اگر مُردوں میں سننے کی قوت نہ ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ حکم کیوں دیتے کہ جس مشرک کی قبر پر گذر ہو اسکو آگ کی خوشخبری سنانا۔

صحیح مسلم شریف میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کی لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو کافروں کے قتل ہونے کی جگہیں بتادیں کہ یہاں فلاں کافر قتل ہوگا یہاں فلاں اور یہاں فلاں۔ چنانچہ حضورؐ نے جسکے لئے جو جگہ بتائی تھی اسی جگہ وہ کافر مارا گیا اور وہیں ان کی لاشیں گریں پھر حضورؐ کے حکم سے وہ ایک کنوئیں میں بھر دی گئیں تو یہ قصہ ہوا

فانطلق رسول اللہ صلی اللہ — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف
علیہ وسلم حتی اتی الیھم فقال — لے گئے اور پکارا اے فلاں کے بیٹو فلاں
یا فلان بن فلان ویا فلان بن فلان — خدا رسولؐ نے جو سچا وعدہ کیا تھا وہ تم نے
ھل وجدتم ما وعدکم اللہ و — پا لیا؟ بیشک تو میرے اللہ نے جو سچا
رسولہ حقا فانی قد وجدت — وعدہ کیا تھا میں نے تو وہ وعدہ پورا پایا
ما وعدنی اللہ حقا قال عمر یا — حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ حضور جن
رسول اللہ کیف تکلم اجسادا لا ارواح — جسموں میں روحیں نہیں ہیں آپ
فیھا قال ما انتم باسمع لما اقول — ان سے کیسے باتیں کرتے ہیں حضرتؐ نے
منھم غیر انھم لا یستطیعون — فرمایا میں جو کہہ رہا ہوں اسکو تم اُن سے
ان یردوا علیّ شیئا۔ — زیادہ نہیں سنتے (یعنی تم کم سنتے ہو وہ زیادہ
(صفحہ ۴۴ وجوب الیمین) — سنتے ہیں) مگر انکو یہ طاقت نہیں کہ لوٹ کر جواب دیں۔

جب کوئی مسلمان مرے تو سمجھو

اس حدیث پر عمل کرنا چاہئے

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:-

(باقی آئندہ)

درسِ تبلیغ

ویدک تلوار کی کہانی

خود ویدوں کی زبانی

اچھوتوں کے متعلق وحشیانہ احکام

(از جناب مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت)

چاروں ویدوں میں ہمیں آریہ اور دسیو دو قوموں کے نام ملتے ہیں لفظ آریہ کے معنی ویدوں کی نہایت معتبر لغت میں ایشور پترو لکھے ہیں یعنی آریہ کے معنے ایشور کے بیٹے ہیں۔ پھر ان آریوں کو رگوید نے تین اقسام پر تقسیم کیا ہے "تسرہ پرجا آریہ۔ تین طرح کے لوگ برہمن چھتری اور ویش آریہ ہیں۔ انہی کو ویدوں میں دوج اور دوجنا کہا گیا ہے۔ اور ان دوجوں کی خصوصیات وید میں یہ ہیں۔

(۱) "دوجا آہ برتھم جا" دوج دنیا میں پہلے پیدا ہوا۔ (رگوید ۱۰/۱۹)

(۲) "ایم سا ہوتا یو دوجنا" یگیہ کرنے والا دوج ہی ہوتا ہے۔ (یجر ۹)

(۳) "ویدہ دوجانام پاومانی" ماں وید دوجوں کی پرورش کرنے والی ہے (اتھروید ۱/۱۹)

(۴) "دوجا نوے رت سا پہ ستیاہ" دوج مقدس فرائض کا نگہبان ہوتا ہے۔ یعنی پہلے پیدا ہونا۔ عبادات میں امام بننا وید کو پڑھنا اور فرائض مذہبی کی نگہداشت ان کا کام ہوتا ہے۔ چونکہ اس دوج لفظ میں برہمن، چھتری اور ویش تینوں ذاتیں آ جاتی ہیں اس لئے دہوکہ میں نہیں پڑنا چاہیئے کہ ان تینوں ذات کے لوگ عبادات میں امام بن سکتے ہیں۔ ان دوجوں میں بھی آگے تقسیم ہے چنانچہ پہلے دوسرے اور چوتھے منتر میں برہمنوں کی خصوصیات کا ذکر ہے۔ اور تیسرے منتر میں عام برہمن چھتری اور ویش تینوں کا۔

اصل میں لفظ دوج کے معنے دو جنم والے کے ہیں۔ ایک پیدائش کے وقت کا جنم اور دوسرا وہ جنم کہ جب اسکو زنار پہنا کر باقاعدہ برہمن چھتری اور ویش کی ڈگری دیدی جاتی ہے۔

ان تینوں قوموں یعنی آریوں کے بالمقابل دوسری تمام دنیا کی اقوام کو دسیو کہا گیا ہے۔ یہ اقوام جیسا کہ آج کل تمام مورخین کو مسلم ہے ہندوستان کی اصل باشندہ قوم تھیں۔ چنانچہ رگوید میں ان کو نیچ ذات۔ اجنبی زبان والے دوسرے طریقہ یا مذہب والے [illegible] اور برہمن کو نہ ماننے والے۔ آریوں کے طریقہ عبادت کے منکر۔ کالی چمڑی والے۔ کالی ذات والے چپٹی ناک والے۔ گستنی گردن زدنی۔ لامذہب اور دیوتاؤں کے دشمن بتلایا گیا ہے دیکھو رگوید ۱۳/۵۳ - ۳/۲۹ - ۵/۱۰ - ۸/۳۵ - ۱/۱۳ - ۸/۱۱ - ۴/۲۲ - ۱/۴ - ۱۲/۲ - ۷/۳۴ - ۷/۲۰ - ۲۔

یہ اس قوم کے خط وخال ہیں جن کو تاریخ نویس وراوڑی یا ڈریویڈین قوم کہتے ہیں دیکھو [illegible] انڈین امپائر جلد اول۔ منو اس قوم کے متعلق بتلاتا ہے کہ وہ ایک غیر آریہ قوم ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ منہ۔ بازو۔ جانگھ اور پاؤں سے جو قومیں پیدا ہوئیں ان کے علاوہ جو قومیں ہیں وہ خواہ آریوں کی زبان بولتی ہوں یا ملیچھوں کی وہ دسیو کہلاتی ہیں۔ یہ قوم ہندوستان قدیم کی ایک نہایت متمدن قوم تھی۔ جس کے قلعے شہروں مال و دولت اور اعلی تجارت کا ذکر رگوید میں موجود ہے۔ دیکھو رگوید ۱/۱۲۳ - ۲/۸ - ۳/۲۰ - ۳/۱۴ - ۴/۳۰ - ۴/۲۸ - ۱/۳۱ اور لالہ لاجپت رائے کی تاریخ ہند حصہ اول

آریوں نے ان بے کس دراصل اور غریب دسیوں کے ساتھ جو اس وقت ہندوستان کے اصلی باشندے تھے کیا سلوک کیا۔ وہ ویدوں کی عبارات سے ظاہر ہے۔

(۱) یہ آریوں جیسا نام نہیں رکھ سکتے۔ چنانچہ رگوید میں کہا ہے کہ نالائق آریہ نام دسیو" دسیو کو آریوں کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ منو اس کی تشریح میں کہتا ہے کہ آریوں کے نام میں خوشی طاقت اور مال و دولت کا اظہار ہونا چاہیئے اور شودر کے نام میں غلامی اور ذلت کا منو ۲/۳۱-۳۲ رگوید ۴۹/۲

(۲) دسیوں کو ڈرانا دھمکانا۔ اپنے قابو میں رکھنا آریوں کا اچھا ہی فرض ہے جیسا کہ ایشور کا دنیا کو اپنے قبضہ میں رکھنا (گویا دسیوں کے خدا آریہ تھے)

"اندر تمام دنیا کو ڈرا دھمکا کر اپنے قبضہ میں رکھتا ہے جیسے آریہ دسیوں کو قبضہ میں لاتا ہے" رگوید ۵/۳۴ ۵۔ منو کہتا ہے شودر چاہے خریدا ہوا ہو یا غیر خریدا اس سے غلامی ہی کا کام لیا جائے گا۔ کیونکہ شودر کو خدا نے برہمن کی غلامی کے لئے پیدا کیا ہے۔ مالک اس کو چھوڑ بھی دے تو بھی وہ غلامی سے نہیں چھوٹ سکتا۔ کیونکہ غلامی اس کی سرشت ہے وہ اس سے کیسے چھوٹ سکتا ہے۔ منو ۸/۴۱۳-۴۱۴

(۳) وید کہتا ہے کہ دسیو دولت اور مال مویشی غیر آریوں کے پاس رہنا فضول ہے اے اندر ان [illegible] کو آریوں کو دیدے۔ رگوید [illegible]

منو کہتا ہے عورت اور شودر شاستر میں بے زر کیے گئے ہیں۔ یہ جو کچھ پیدا کریں اس پر برہمن کا حق ہے۔ برہمن بے کھٹکے شودر کی دولت کو چھین سکتا ہے راجہ کو چاہیے کہ ویش (بنیا قوم) کو پوری کوشش سے اپنے اپنے کاموں میں لگا رکھے۔ کیونکہ ان کے اپنے اپنے کاموں میں نکلنے سے دنیا میں بے دھنگاپن آجاتے ہیں۔ مال جمع کرنے پر قادر ہو تو بھی شودر دولت جمع نہ کرے۔ کیونکہ شودر دولت پاکر براہمنوں کو دکھ دیتا ہے (منو ... اور ...) یہ بدبخت قوم آریوں کے ہاتھوں میں پڑ کر اس قدر تباہ و برباد کی گئی کہ آریوں کے الشہور یارا جہ اندر کا نام دسیو ہن یعنی دسیوؤں کا قاتل رگوید میں بار بار فخر سے بیان کیا گیا ہے۔ دیکھو رگوید ... ۱ ... ۱ ... ۱۰ ... ۱۰ ... ۱۰ ... ۱ ... ۹ ... ۸ ... ۸ ... ۱۰

دسیوؤں کے متعلق مندرجہ ذیل حوالجات بھی دیکھنے کے قابل ہیں۔

(۱) دسیوؤں کو قتل کر کے آریوں کی حفاظت کر۔ (رگوید ...)

(۲) راجہ دشمن کو مارنے والا شہروں کو غارت کرنے والا اور کالی قوم کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والا ہے۔ (رگوید ... ۲)

(۳) احمق دیو نہ ماننے والے کو جلا کر (رگوید ...)

(۴) دسیوؤں کے سر کو کچل دو (... ۵)

(۵) دسیو کو کلہاڑے سے مارو (... ۵)

(۶) لا مذہب کالی چمڑے والے کو کچل ڈال (... ۱)

(۷) چپٹی ناک والے دسیو کو مار کر فنا کر دے عمل اجنبی زبان والے کو بے گھر کرو۔ (... ۵)

(۸) پنج خاندان دسیوؤں کے راجا کی دولت کو ہمارے لیے لے آ (رگوید ...)

گنگا اشنان

(از ترجمان فطرت جناب مولانا سید ظہور احمد صاحب وحشی میرٹھی)

پھولوں سے زیادہ نازک —— رخسارے اور آنکھوں میں گویا بجلیاں کوٹ کر بھری گئی تھیں۔ گورا چمپئی رنگ، ستی ہوئی ناک، نازک چہرہ...... ریشم کی طرح نرم اور سیاہ بال —— حسین نظاروں کا ایک مجموعہ، برقی جلووں کا ایک ذخیرہ...... کافر تھی مگر اسلام کی صورت۔ جہاں بیٹھی ایک چمن کھل گیا جدھر نگاہ اٹھائی بجلی سی تڑپ گئی۔ یہ شان تھی پنڈت سیتارام کی اکلوتی بیٹی لاجونتی کی وہ حور وش تھی پری جمال تھی، دیکھنے والا پریوں کی رعنائیاں اس پر قربان کرتا تھا اور ایران کی دلربائیاں بھول جاتا تھا لیکن حسن و جمال کی یہ دنیا آباد ہونے سے پہلے اجڑ گئی تھی، لاجونتی جنگل کا ایک پھول تھی جس کی بہار دیکھنے والا کوئی نہ تھا۔ یعنی وہ گیارہ سال کی عمر میں بیوہ ہو چکی تھی، وہ پھیروں کی گنہگار تھی، اسکی شادی ضرور ہوئی تھی لیکن اس نے شوہر کی شکل بھی آنکھ بھر کر نہیں دیکھی تھی، اب اس کی عمر سولہ سال تھی، شباب اپنے پورے تزک و احتشام کیساتھ خیمہ زن تھا۔ جذبات جوانی جن کے نشو و نما کے لئے کوئی موقع نہ تھا پیدا ہوتے تھے اور پھر سینے میں مدفون ہو جاتے تھے۔ صدمہ تھا اور دائمی مصیبت تھی اور تمام عمر کے لئے۔ مرنے کے بعد بھی ایک مسلمان کی طرح لاجونتی کے لئے کوئی سہارا نہ تھا کیونکہ وہ جنت میں اپنے شوہر کے ساتھ گلگشت کرنے کی تسلی بخش امیدوں کی جگہ یہ اندیشہ رکھتی تھی کہ دیکھئے اگلے جنم میں وہ ایک چھچھوندر بنتی ہے یا ایک چھپکلی۔

(۲)

پنڈت سیتارام ایک مرد معقول تھے، سنسکرت کی معمولی تعلیم کے علاوہ انہوں نے اردو فارسی بھی پڑھی تھی اور کچھ انگریزی بھی جانتے تھے۔ چند مکان اور چند دوکانیں ان کی ملکیت میں تھیں جن سے انہیں ڈیڑھ دو سو روپے ماہوار کی آمدنی ہو جاتی تھی اور ان کی ہندو معاشرت کی بنا پر یہ کہنا غلط نہیں کہ وہ رئیسانہ زندگی بسر کرتے تھے، ان کی بیوی بھی بڑی نیک مزاج تھیں اور اپنے کنبہ میں عزت کی نظر سے دیکھی جاتی تھیں، ان میاں بیوی کو اسی جنم میں بیکنٹھ (بہشت) کا مزہ حاصل ہوتا اگر لاجونتی کی دردناک مصیبت ان کے سامنے نہ ہوتی۔ لاجونتی کے شباب کی قدرتی بہار آرائیاں وہ دیکھتے تھے اور اسکی بیوگی کا خیال کر کے ہر وقت اداس رہتے تھے، لاجونتی خود اپنے صدمہ کی اطلاع سے بے خبر تھی اگر اسے کچھ دنوں ازدواجی زندگی کا لطف اٹھایا ہوتا تو شوہر کی یاد اسے بے قرار رکھتی اور ازدواج کی لذت آفرینیاں اس کے دل کی دنیا تہ و بالا کر دیتیں لیکن اس کی زندگی تو ان پھولوں سے مشابہ تھی جو بن کھلے مرجھا گئے" اور اسکی مثال [illegible] کر "روئے گل سیر ندیدہ کہ بہار آخر شد" پنڈت سیتارام اپنی روشن خیالی اور وسعت نظر کی بنا پر اکثر غور کرتے تھے کہ اس لاعلاج مرض کو کیونکر علاج پذیر بنایا جائے اور اس سلسلہ میں ان کا ذہن اپنے مذہب کے نقائص سے متصادم ہوتا تھا اور وہ پکار اٹھتے تھے کہ "[illegible] یہ کسی طرح قابل [illegible] نہیں!" "عورتوں کو جانوروں سے ...... بدتر سمجھنے والا" "کاش ہم پیدا نہ ہوئے ہوتے۔ پیدا ہوتے تو ہمارا مذہب ایک آزاد مذہب ہوتا" یہ صدائیں تھیں جو پنڈت جی کے دکھ پاتے ہوئے ضمیر سے اکثر آدھی رات کو بلند ہوتی تھیں اور ان کے بعد چند آہیں ان کے لبوں سے نکلتی تھیں جو تھوڑی دیر کے لئے فضا کو غمگین بنا جاتی تھیں۔

(۳)

پنڈت جی اپنی بیٹی کی دلجوئی اور تفریح طبع کے لئے ہر ممکن کوشش عمل میں لاتے رہتے تھے، وہ ایسی کتابیں لاجونتی کے مطالعہ کے لئے ڈھونڈ ڈھونڈ کر لاتے تھے جو اس کے مزاج میں تصوف کا مذاق پیدا کر سکیں اور مہینہ میں کئی مرتبہ اپنے گھر پر ایسی کتھائیں کرتے رہتے تھے جن سے اسکا دل ترک دنیا کی طرف راغب ہو سکے اور جوانی کی امنگیں اس کے دل میں پیدا نہ ہو سکیں، ان تدابیر کے ساتھ ہی وہ اسے وقتاً فوقتاً تیرتھوں اور نہانوں میں بھی بھیجتے تھے تاکہ اپنی ہم رنگ ہزاروں مصیبت زدہ نوجوان بیواؤں کو دیکھ کر اس کا دل صبر کی تعلیم حاصل کر سکے۔ چنانچہ اس افسانہ کی ابتدا بھی اسی طرح ایک واقعہ سے ہوتی ہے۔ گنگا نہان تھا، کہاں تھا، کب تھا یہ ہم کچھ نہیں بتائیں گے مگر تھا اور لاجونتی اپنے حقیقی ماموں شیو نرائن کے ساتھ اس میں شریک ہوئی تھی، صبح کا وقت تھا کہ وہ ایک باریک ساری زیب تن کر کے دریا میں نہانے کے لئے اتری دریا میں ہجوم تھا، ہزاروں نہا رہے تھے، کسی کو کسی کی خبر نہ تھی، ہر شخص اپنے شغل میں مصروف تھا۔ گرم خون کی شوخی اور شباب کی دلیری نے لاجونتی کو دو قدم آگے بڑھ کر نہانے پر مجبور کیا۔ پانی کمر سے بہت نیچے اور گھٹنوں سے کچھ اوپر تھا، آفتاب ابھی طلوع نہیں ہوا تھا لیکن آسمان کے کنارے شفق آلود ہو رہے تھے اور سیاہی پھیکی پھیکی سفیدی فضا میں پھیلی ہوئی تھی۔ یکایک لاجونتی کے پاؤں لڑکھڑائے وہ گری اور گرتے ہی غائب ہو گئی، اسکا ماموں فاصلہ پر تھا۔ اور لاجونتی کی طرف دیکھ رہا تھا یہ حالت دیکھ کر موقع پر پہنچا۔ پانی میں [illegible] اسے تلاش کی۔ شور کیا۔ لیکن وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ ایک حباب تھا کہ فنا ہو گیا اور ایک موج تھی کہ بلند ہو کر [illegible] پوشیدہ ہو گئی۔

(۴)

میلوں میں ہر طرح کے لوگ شریک ہوتے ہیں، بعض اس خیال

[illegible] کے گناہ انسان سے دُھل جائینگے اور بعض اس اُمید پر [illegible] کہ وہاں گناہ کے بہترین مواقع حاصل ہونگے۔ ایک شخص بلدیو [illegible] تھا ایسا ہی۔ بڑا منچلا اور ساتھ ہی بڑا عشق باز بھی نہان میں شریک [illegible] لاجونتی کو دیکھکر اُس کے خیالات میں آلودگی پیدا ہوئی اور اُس نے ارادہ کر لیا کہ جس طرح ممکن ہو اس گوہر بے بہا کو اپنے قبضہ میں لانا چاہیئے۔ ان دریائی بدمعاشوں کا طریقہ ہے کہ جب عورتیں نہانے کے لئے دریا میں اترتی ہیں تو پانی کے اندر ہی اندر آکر نہانے والی عورت کے پاؤں کھینچ لیتے ہیں۔ وہ گر پڑتی ہے اور یہ اُسے سطح آب کے نیچے دور تک کھینچ لے جاتے ہیں۔ پھر دور دراز کنارے پر پہنچکر اُسکے زیورات اُتار لیتے ہیں اور اُسے دریا میں پھینک دیتے ہیں۔ نہانوں میں اس طرح کے صدہا واقعات پیش آتے ہیں۔ لاجونتی زیور کی بنا پر نہیں بلکہ اپنے حسن و جمال کی بنا پر شکار ہوئی۔ بلدیو اُسے پانی کے اندر دور کھینچ لے گیا اور جب لوگوں کی نظر سے اوجھل ہو گیا تو اُس نے حسین لڑکی کو سطح آب پر لاکر کے تیرنا شروع کیا۔ ایک گھنٹہ کی جدوجہد میں وہ بالکل محفوظ تھا۔ اب وہ کنارے پر پہنچا۔ لاجونتی بے ہوش تھی۔ پانی کی کچھ مقدار اس کے بدن میں داخل ہو گئی تھی لیکن زندہ تھی۔ بلدیو نے معمولی تدابیر پر عمل کر کے اُسے تندرست اور ہوشیار کر لیا۔ لاجونتی نے اس نظارہ سے دہشت زدہ ہوکر پھر آنکھیں بند کر لیں لیکن بلدیو نے اُسے تسلی دی کہ تم دریا میں ڈوب گئی تھیں۔ میں نے تمہیں نکالا۔ تم گھبراؤ نہیں۔ میں تمہارا دشمن نہیں ہوں۔ ان باتوں سے لاجونتی کسی قدر تسلی پذیر ہوئی۔ اور تقدیر پر شاکر ہو کر اُٹھ بیٹھی۔

(۵)

یہ جگہ زیادہ عرصہ تک ٹھہرنے کے قابل نہ تھی۔ بلدیو لاجونتی کو لیکر آگے بڑھا۔ لیکن نازک اندام عورت سو قدم سے زیادہ نہ چل سکی۔ بلدیو نے اُسے پیٹھ پر لاد لیا اور تیز تیز روانہ ہوا۔ دوپہر تک وہ دس بارہ میل نکل گیا۔ آم کے درختوں کا ایک باغ پُر فضا تھا۔ گنجان بھی تھا۔ ایک طرف بانس کی جھاڑی تھی۔ بلدیو نے اس جگہ قیام کیا۔ اب لاجونتی بالکل اچھی ہو چکی تھی۔ اُسکے رخساروں کی زردی نئی طرح سے بدل گئی تھی۔ اور اگر کسی طرح کھانا میسر آتا تو شاید وہ کچھ کھاتی بھی۔ لیکن ویرانہ میں ہوا اور [illegible] کے سوا لوازم زندگی میں سے کچھ موجود نہ تھا۔ بلدیو نے [illegible] غنیمت سمجھا اور [illegible] ناپاک مقاصد کے لئے اس نے لاجونتی [illegible] سے چھپاتا انہیں عمل میں لانے کی تیاری کرنے لگا [illegible] جذبات کا جواب گرم آنسوؤں اور بیتابانہ [illegible] تو اس مصیبت کے وقت [illegible] خدا

ان بندوں کی بھی مدد کرتا ہے جو اُسے نہیں جانتے یا اُسے بھول جاتے ہیں۔ چنانچہ عین اُس وقت جب لاجونتی انتہائی بے بسی کی حالت میں اپنے خونخوار حریف کا شکار ہونے والی تھی اور اسکی بیوگی کا پاک دامن کبھی نہ مٹنے والے داغ سے آلودہ ہو جانے کو تھا رحمت الہٰی کو ترس آیا ایک خوبرو۔ طاقتور مسلمان جوان نے جسکے ہاتھ میں بندوق اور سینے پر کارتوسوں کی پیٹی تھی قریب آکر بلدیو کو للکارا۔ بلدیو خود بھی ایک تنومند اور کسرتی بدن کا آدمی تھا لیکن کچھ تو اس وجہ سے کہ مجرم کا دل کمزور ہوتا ہے۔ اور کچھ بندوق کے خوف سے وہ مرعوب و مغلوب ہو گیا۔ خوشامد کی باتیں کرنے لگا۔ مسلمان جوان نے حالات کی تحقیق کرکے اُس سے کہا کہ اس عورت کو چھوڑ کر چلا جا ورنہ میں تجھے جان سے مار ڈالونگا آخر کار کسی قدر رد و قدح کے بعد بلدیو لاجونتی کو مسلمان جوان کے قبضہ میں چھوڑ کر ایک طرف چل دیا۔

(۶)

تھوڑے فاصلہ پر مسلمان نوجوان کی بیل گاڑی کھڑی تھی لاجونتی اپنے دل میں ڈر رہی تھی کہ ایک خونخوار سے نجات ملی لیکن پھر بھی وہ ہندو تھا۔ اب دیکھئے یہ مسلمان جس کے متعلق اُس کا عقیدہ تھا کہ ملیچھ ہے ظالم ہے۔ ہندوؤں کا دشمن ہے کس طرح پیش آتا ہے۔ لیکن مسلمان جوان کے ایک لفظ نے اُسے بڑی حد تک مطمئن کر دیا یعنی اُس نے لاجونتی کو "بہن" کہکر مخاطب کیا۔ اور کہا کہ تم بالکل ہراساں نہ ہو میں تمہیں نہایت آرام کے ساتھ جہاں کہوگی وہاں پہنچا دونگا۔ الغرض وہ اُسے اپنے ہمراہ گاڑی پر سوار کرکے اسٹیشن پر لے گیا اور اسٹیشن سے اپنے وطن میں پہونچا۔ یہ ایک خوشحال زمیندار تھا۔ محمد سعید نام تھا۔ ابھی شادی نہیں ہوئی تھی لیکن نہایت صالح اور خدا ترس شخص تھا۔ اُس نے گھر پہنچکر لاجونتی کو اپنی والدہ کے پاس رکھا اور اُس کے تمام حالات کہہ سنائے پڑوس سے ایک ہندو عورت کو بلاکر لاجونتی کے خورد و نوش کا انتظام کر دیا۔ محمد سعید کے تین بھائی اور بھی تھے لیکن سب نیک مزاج اور دیندار تھے گھر میں رات دن صوم و صلوٰۃ کا چرچا رہتا تھا۔ ہر شخص کے ساتھ خوش اخلاقی اور امداد کا برتاؤ اور ہر ذی روح کے ساتھ ہمدردی کی ان لوگوں کو عادت تھی۔ لاجونتی یہ حالت دیکھکر حیران ہو گئی اُسے معلوم ہوا کہ اسلام اور مسلمانوں کے متعلق اُس نے جو کچھ آریہ سماجی مقرروں سے سُنا وہ غلط اور بالکل غلط ہے۔ مسلمانوں کی معاشرت باہمی اخلاق و مروت اور ہمدردی کے مقابلہ میں ہندو معاشرت کوئی چیز نہیں۔ اُسے محمد سعید کے گھر میں جو راحت اور جو طمانیت میسر آئی وہ اپنے ماں باپ کے گھر میں بھی ممکن نہ تھی۔

(۷)

لاجونتی ایک ہفتہ محمد سعید کے مکان میں مقیم رہی جس کی وجہ یہ تھی کہ محمد سعید بعض مقدمات کی پیروی میں مصروف تھا جب اُسے فرصت ہوتی تو اُسنے لاجونتی کو بالکل اس طرح جس طرح کوئی حقیقی بھائی بہن کا ہمسفر ہوسکتا ہے اُسکے گھر پہونچا دیا۔ پنڈت سیتارام اور ان کی بیوی کو جب لاجونتی اور محمد سعید سے تمام حالات معلوم ہوئے تو اُن کی مسرت اور شکر گزاری کی کچھ انتہا نہ تھی۔ انہوں نے دو روز بجبر محمد سعید کو مہمان رکھا اور بڑی خاطر کی۔ اس کے بعد محمد سعید اپنے وطن کو واپس آگیا لیکن پنڈت جی نے اُس سے خط و کتابت قائم رکھی۔ لاجونتی کے اس واقعہ سے پنڈت جی خاص طور پر متاثر ہوئے۔ اُن کا دل تبدیل مذہب کے لئے پہلے سے راہیں ڈھونڈھ رہا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اسلام مسیحی مذہب اور آریہ لوگوں کے خیالات کا مطالعہ شروع کر دیا تھا۔ وہ اس فکر میں تھے کہ اگر اپنا مذہب چھوڑیں تو کوئی ایسا مذہب اختیار کریں جس سے اُن کے وقار ذاتی میں فرق نہ آئے انہیں مطالعہ سے معلوم ہوا کہ اسلام کے سوا انہیں کہیں پناہ نہیں مل سکتی، اگر وہ عیسائی ہو جائیں گے تو مذہب کے ساتھ معاشرت بھی بدلنی پڑے گی۔ اگر آریہ ہونگے تو ہندوں کے ساتھ بدستور اختلاط باقی رہے گا اور اٹھتے بیٹھتے طعنے سہنے پڑیں گے لہٰذا سب سے بہتر صورت انہیں یہی معلوم ہوئی کہ مسلمان ہو جائیں۔

(۸)

جب قبول اسلام کا خیال دل میں راسخ ہوگیا تو پنڈت جی نے کسی سے اپنا ارادہ ظاہر کئے بغیر اپنی جائداد کو فروخت کیا اس کے بعد انہوں نے محمد سعید کے پاس جاکر اُسے اپنے خیالات سے آگاہ کیا اور یہ بھی کہا کہ اب میں تمہارے شہر میں سکونت اختیار کرنا چاہتا ہوں محمد سعید کے مشورے سے پنڈت جی نے ایک خوبصورت مکان اپنے رہنے کے لئے خرید کیا۔ پانچ ہزار روپے سے ایک دوکان کھولی، اور ایک دن انہوں نے اپنی بیوی اور اپنی بیٹی سے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ اسلام کی خوبیاں اُن کو بتائیں اور سمجھایا کہ لاجونتی کی زندگی سنبھالنے کے لئے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں۔ لاجونتی پہلے ہی سے اسلام کی گرویدہ ہو رہی تھی اور پنڈت جی کے سمجھانے سے اُن کی بیوی بھی آمادہ ہوگئیں آخر جمعہ کے دن یہ تینوں آدمی جامع مسجد میں مسلمان ہوئے۔ پنڈت جی کا اسلامی نام شرف الدین رکھا گیا ان کی بیوی کا نام... اور اُن کی بیٹی کا نام نعیمہ تجویز ہوا۔ اس دولت عظمیٰ سے مالا مال ہونے کے بعد انہوں نے ایک مولوی صاحب کو ملازم رکھکر مذہبی معلومات حاصل کیں۔ خدا کی شان دیکھئے کہ انہیں اور اُن کی بیوی اور بیٹی کو نماز و وظائف سے ایسا ذوق پیدا ہوا کہ وہ رات دن عبادت الٰہی میں مصروف رہتی تھیں اب منشی شرف الدین کو یہ خیال ہوا کہ بیٹی کا نکاح کر دینا چاہیئے، اُن کی نظر میں محمد سعید سے بہتر کوئی شخص نہ تھا۔ اگرچہ ہندو رسم کے مطابق انہیں خود پیام دینا چاہیئے تھا لیکن اب وہ مسلمان تھے اس لئے انہوں نے ایک دوست کی معرفت محمد سعید سے اپنی تمنا کا اظہار کیا، محمد سعید نے کہا کہ نعیمہ جیسی پاکیزہ صورت اور نیک سیرت بیوی کسی کو ملے تو اُسکی خوش نصیبی کا کیا کہنا لیکن افسوس کہ میں ایسا نہیں کرسکتا میں اُسے بہن کہہ چکا ہوں اور جب تک زندہ ہوں اُسے بہن سمجھوں گا۔ البتہ اگر منشی شرف الدین صاحب میرے چھوٹے بھائی محمد رشید کو اپنی فرزندی میں قبول کریں تو میں بڑی خوشی کے ساتھ اس رشتہ کے لئے آمادہ ہوں۔

(۹)

محمد سعید کی تجویز منظور ہوگئی، محمد رشید کی شادی نعیمہ خاتون سے ہوگئی جب سے وہ مسلمان ہوئی تھی اُس کے حسن و جمال نے نور ایمان کے اضافہ سے غیر معمولی ترقی کی تھی، وہ اسلامی آئین کے مطابق دلہن بنی اور محمد سعید کے گھر میں بیاہ کر آئی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ آسمان سے چودھویں رات کا چاند اُتر آیا ہے۔ محمد رشید نے اسی سال دیوبند سے دینیات کی تکمیل کی تھی۔ وہ نہایت ذہین طباع اور روشن خیال عالم تھا اُس نے بیوی کو پڑھانا شروع کیا، چند روز میں وہ نہ صرف اردو نوشت و خواند سے واقف ہوگئی بلکہ مسائل مذہبی میں بھی اُس نے کامل دستگاہ حاصل کرلی۔ ساتھ ہی ساتھ اُس کی زبان بھی درست ہوگئی۔ دو سال کے بعد کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ نعیمہ کبھی ایک ہندو گھر میں پیدا ہوئی تھی اور اُس نے ہندو آغوش میں تربیت پائی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے اِن میاں بیوی کو اولاد بھی عطا کی۔ منشی شرف الدین اور اُن کی بیوی ابھی زندہ ہیں اور اپنی بیٹی کو ہر طرح مسرور و مطمئن دیکھ کر اُن کا دل باغ باغ ہو رہا ہے، وہ ہر وقت خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اُس نے سیدھی راہ دکھائی اور اُن کی [illegible] سے نجات دی جس سے وہ اسلام کی امداد کے بغیر نہیں نکل سکتے تھے۔

ستم کر دیا

[illegible]

صدائے بازگشت

(از جناب منشی شمس الدین احمد صاحب کیفی دہلوی)

اے مسلماں، اے علمبردارِ حق — اے مسلماں - اے گُردِ شہسوارِ حق
پھر اُٹھے ہیں سرزمینِ ہند سے — کفر و باطل درپئے آزارِ حق
حق پرستی کی فضا مسموم ہے — سنگھٹن کی اور شدھی کی دھوم ہے
لیکن اے آسودۂ خوابِ نشاط — تو ابھی تک ہوش سے محروم ہے
دیکھ آنکھیں کھول کر دُنیا کا رنگ — حق و باطل ہر طرف ہیں محوِ جنگ
کیا ہوا۔ اندور و باریسال میں — وقف ہیں تیرے لئے تیغ و تفنگ
کیا ہوئی غیرت تیری اے ہمصفیر — خونِ مسلم اور اس درجہ حقیر
کیا نہیں اب پاسِ خودداری تجھے — کیا ہوا تیرا وُہ شوقِ دار و گیر — معدگیر عالمگیر
ہاں مجھے معلوم ہے اے ہمنشیں — مُلک میں تیرا کوئی رہبر نہیں
لیکن اے ہمدم ذرا تحقیق کر — دیکھ کیا کہتا ہے قرآن مبیں
رہنمائی کو ترے قرآن ہے — راہ بر اللہ کا فرمان ہے
ڈھونڈھ لے اپنی صراطِ مستقیم — کامیابی کا اگر ارمان ہے
دیکھ کیا کرتے ہیں اب اہلِ ریا — دیکھ کس منزل میں ہیں کفر آشنا
اس فضا میں اور اس ماحول میں — دیکھ کیا کہتا ہے فرمانِ خدا
زندگی کے واسطے پھر جان دے — جان دے اور صورتِ انسان دے
تیرا مرنا اس سے بہتر ہے کہ تو — "چھوڑ دے اسلام کو"- "ایمان دے"
کون کہتا ہے کہ تو منت کشِ شمشیر ہو — کون کہتا ہے کہ جور و ظلم کا نخچیر ہو
ہاں مگر اس کی ضرورت ہے کہ اب — تیرے لب پر نعرۂ تکبیر ہو

منتشر ملت کی پھر تنظیم کر
مسلکِ تبلیغ کی تعظیم کر

اصلاح اعمال

جوہری کی توند کی پکار

(جناب الیم پاشا کے قلم سے)

اب پھٹنے والی ہوں
مگر میں پھر بھی خالی ہوں

لاکھوں قومی فنڈ اگرچہ مجھ میں ہیں مستور
حرص اور لالچ سے گو میری رگ رگ ہی معمور
مگر پھر بھی خالی ہوں

چوس کے رس مینے قوموں کا کر دیا مٹیا پھونس
دولت جتنی تھی دُنیا میں سب کوگئی میں ٹھونس
مگر میں پھر بھی خالی ہوں

زرِ خلافت زرِ امانت اور زرِ اخبار
ہضم کئے یہ سب کچھ مینے ہے مجھکو اقرار
مگر میں پھر بھی خالی ہوں

کیلے کلکتہ کے کھائے بمبئی کا انگور
مکہ کی بھی کھائیں کھجوریں اور میوے بھرپور
مگر پھر بھی خالی ہوں

دیگ چڑھی "خدام حرم" کی مجھکو دعوت آئی
مینے کمائی مظلوموں کی برسوں کھائی اڑائی
مگر میں پھر بھی خالی ہوں

بھوکی چھپکلی

(از مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ)

وہ دیکھو چھت کے ٹوٹے تختہ کے سوراخ میں ایک چھپکلی چپ چاپ بیٹھی ہے۔ اور گھر والوں کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہی ہے۔

یہ کئی مہینہ سے بھوکی ہے۔ اور ابھی اس کے رزق کی تنگی کئی مہینہ تک اور باقی رہے گی۔ جب جولائی کا مہینہ آئے گا۔ برسات شروع ہوگی۔ پروانے روشنی کی عشق بازی کے لئے پیدا ہوں گے تو اس کا روزگار چمک جائے گا۔ عشق باز پروانوں کو لپک لپک کر گھات لگا لگا کر کھائے گی۔ اور جولائی سے اگست۔ اور اگست سے ستمبر۔ اور ستمبر سے وسط اکتوبر تک اس کا شکار خانہ خوب زور شور سے چلتا رہے گا۔ پھر نومبر سے جون تک مندا ہوگا۔ اور دسمبر جنوری فروری تین مہینہ تک تو فاقوں کی نوبت آجائے گی۔

اس سے پوچھو تو کہ چھپکلی تیرا کیا حال ہے۔ تو کیوں اداس اور غمگین بنی بیٹھی ہے۔

زبان ہوتی۔ بول سکتی۔ تو کہدیتی۔ بھوک نے ستایا ہے ما بتو معدہ منہ کو آیا ہے۔

اور یہ بھی کہتی کہ شیخ سعدی نے پروانے کی تعریف لکھی کہ شمع کے رُخ پر جل مرتا ہے۔ مگر یہ نہیں کہا کہ وہ بچارا چھپکلی کے پیٹ میں بھی چلا جاتا ہے۔

جب پروانہ شمع کے جال کی دید کے لئے روشنی پر آتا ہے۔ بے تاب ہو کر دوڑتا ہے جل مرنے کے لئے مستانہ وار آگے بڑھتا ہے چھپکلی اسکو دبوچ لیتی ہے منہ میں پکڑ لیتی ہے۔ اور وہ غریب مبتلائے محبت شمع کو مایوسی دھیرا سے دیکھتا ہوا دم توڑ کر چھپکلی کے پیٹ میں چلا جاتا ہے۔

اس بھوکی چھپکلی کو دیکھکر ذرا ان لیڈروں کی حالت پر بھی غور کرو جنکی برسات ختم ہوگئی ہے اور وہ چونکہ پروانوں کے سوا اور کوئی شکار کرنا نہیں جانتے اسلئے اپنی لیڈری کی ٹوٹی ہوئی چھت کے سوراخوں میں بیٹھے حسرت و یاس سے پچھلی برسات کو یاد کر رہے ہیں۔

اس دُنیا میں صرف وہ مایوس نہیں ہوتا جو اپنے جسم کی محنت پر زندگی کا بسر کرتا ہے باقی ہر وہ شخص جو دوسروں کی محنت پر اپنی زندگی کو منحصر کرے اس کا یہی حال ہوتا ہے جو آج بھوکی چھپکلی کا دیکھا۔

"علی بابا چالیس چور"

قومیت متحدہ اور پین اسلامزم کے اسٹیج پر

(جناب مولانا عکاس صاحب کے قلم سے)

پانچواں چور

یہ ایک نوجوان سادہ و رو لڑکا ہے۔ اصلی عمر ۱۷۔۱۸ سال کی ہوگی۔ سبزہ آغاز ہے۔ میانہ قد کتابی چہرہ لمبی ناک بڑی مگر گہری آنکھیں، پیشانی کشادہ، سرخ و سپید رنگ، دور سے بالکل انگلو انڈین معلوم ہوتا ہے۔ پتلے ہونٹ، صاف دانت، سر پر انگریزی بال سیاہ بالوں کے کپڑے کی ٹوپی، پارسی کوٹ پہنے ہوئے نیچی نظریں تھیں مگر تن کر کھڑا ہوا اور اس نے مسکرا مسکرا کر کہنا شروع کیا

محترم بزرگ! میرا نام "فتح روشن" ہے میں "پیدائشی حرامی" ہوں نہ "عملاً حرامی" ہوں، نہ "اسماً حرامی" ہوں بلکہ صرف "نقلاً حرامی" ہوں، مجھے معاف رکھا جائے اگر میں بعض ایسی کڑوی باتیں کہہ جاؤں جو آپ کو ناگوار ہوں۔ آپکا حکم ہے کہ سچ بولو۔ میرے والد بزرگوار میری پیدائش کے وقت میرٹھ کے عربی مدرسہ میں صدر مدرس تھے، لوگ ان کو بڑے تقدس کی نظر سے دیکھتے تھے، اور وہ حضرت شیخ الہند کے معاصرین میں سے تھے۔ اور ان کی ساری عمر حدیث کا درس دینے میں گزری۔

۱۹۲۰ء میں جبکہ میرے معزز سردار آپ نے ترک موالات کے نام سے مسلمانوں کو سوراج کے سبز باغ دکھائے تھے، اور مسلمانوں اور ہندوؤں کا ناممکن العمل فرضی اتحاد ہوگیا تھا، اور سیدھے سادے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو مذہب کے نام پر تباہ و برباد کرنا شروع کیا، تو میرے والد صاحب نے آپ کے ترک موالات کی سخت مخالفت کی، اس لئے آپ نے اور آپ کی جماعت نے وہی پرانے ہتھیار میرے باپ کے خلاف استعمال کئے کہ "ان کا دماغ خراب ہوگیا ہے"۔ "یہ سرکار کے خوشامدی ہیں"۔ "یہ سی آئی ڈی کے ملازم ہیں"۔ چونکہ بہت سے ہنگامہ پسند آپ کے ساتھ تھے، اس لئے میرے والد بزرگوار یک بینی و دوگوش مدرسے سے علیحدہ کر دیئے گئے۔ عام مسلمان ان سے اس درجہ ناراض ہوئے کہ ان کو اور ان کے ہوا خواہوں کو آزادی سے شہر میں پھرنا ناممکن ہوگیا۔ میری عمر کچھ زیادہ نہ تھی، اگرچہ مجھے خوب یاد ہے کہ اکثر اوقات ہمارے خاندان میں کئی کئی وقت کھانا [illegible] تھا۔

۱۹۲۱ء میں ایک بڑے خطاب یافتہ کی سفارش پر دہلی کی مسجد فتحپوری کے عربی مدرسہ کی صدر مدرسی پر تقرر ہوا، اور ہمارا سارا خاندان دہلی کے محلہ مچھلی والان میں آکر آباد ہوگیا۔

میرے والد صاحب اطمینان سے اپنے فرائض انجام دے رہے تھے کہ اتفاق سے ضلع [illegible] گڈہ کا ایک لڑکا ان کے پاس آیا، اور اس نے ان سے مکان پر پڑھنے کی درخواست کی، والد صاحب نے منظور کرلیا۔ میری عمر اس وقت ۱۲ سال کی ہوگی۔ لہذا والد صاحب نے اس کے ساتھ مجھے بھی پڑھانا شروع کیا۔ اس کا نام "فاسق الجگادھری" تھا۔ یہ بڑا متفنی تھا۔ اس کو مشہور ہونے اور مولانا کہلانے اور بڑا آدمی بننے کا بہت خبط تھا، اس لئے اس نے دہلی کے ایک مشہور پیر اور زبردست انشا پرداز کے خلاف "تیسرے چور" اور آریہ مصلح سے سازش کرکے ایک فتویٰ کفر شائع کیا، اور اس پر میرے اور میرے چھوٹے بھائی کے جن کی عمر اس وقت آٹھ دس سال کی ہوگی فرضی دستخط کرلئے۔ اور میرے جیسے بہت سے گدھوں، جاہلوں، اور فرضی مولویوں کے دستخط نہایت مکر و فریب کے ساتھ حاصل کرکے اس فتویٰ کو شائع کیا۔ اس فتویٰ کی اشاعت سے دہلی اور بیرون دہلی کے مسلمانوں میں آگ لگ گئی۔ اور اس فتوے پر ایسے چھینٹے پڑے کہ ہم سب کے حواس جاتے رہے۔ اس پیر کے ہوا خواہوں، مریدوں اور دوستوں نے ایسے زبردست مضامین اخبارات میں شائع کئے اور ایسے پوسٹر چھپائے کہ ہم سے اسکا جواب نہ بن پڑا۔

میرا تعلق اس زمانہ میں شہر کے مشہور کوکین فروش "حلوہ" سے تھا، اور میرے چھوٹے بھائی کا تعلق محلہ کے مشہور [illegible] "ہیرے" سے تھا جو [illegible] تھا۔ خاندانی محلہ میں میرے گھر کے قریب تھا، اگرچہ والد صاحب ہم دونوں بھائیوں کی آوارگیوں سے بہت نالاں تھے، مگر کوکین خوری اور شراب نوشی کے جذبہ نے ہمیں شہر کے مشہور "زیرون" میں منتخب کرا دیا تھا۔

اس فتویٰ کی اشاعت سے میری شہرت تو ہوگئی، مگر یہ نقصان ضرور ہوا کہ اس مشہور پیر کے دوستوں میں سے ایک شخص نے، جن کے دہلی کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس سے بہت اچھے مراسم تھے، کوتوالی میں ہم دونوں بھائیوں اور ہمارے دونوں دیگر دوستوں کو بلوا کر بید جوتے لگوائے۔ یہ شخص سیاسی زمانہ میں بڑا پولیٹیکل ورکر تھا، اور اس کے دلیرانہ کاموں کا لوہا بڑے بڑے پولیٹیکل لیڈر اور شہر کے حکام مانتے تھے، اور آجکل بھی دنیائے صحافت میں جعلی لیڈر اور بناوٹی پیشوا اس کی دلیرانہ صحافت نگاری سے لرزتے ہیں، غرض اس نے شہر کوتوال سے کہکر ہم دونوں بھائیوں کو ہمارے والدین سے علیحدہ کرا دیا جس سے ہمیں عجیب فرحت کی شروع شروع میں بڑا [illegible]

تکلیف ہوئی، مگر مجکو تو اسی فاسق "ابگاڑ ہری" نے سنگوالیا، اور میرے چھوٹے بھائی نے بھی اپنے لئے "بر" تلاش کر لیا۔ اس مولوی نما شیطان کے پاس رہنے میں میری بدنامی تو بالکل نہ تھی، کیونکہ یہ میرا ہم عمر تھا، مگر مجکو کین خوری اور شراب نوشی کی جو کثرت سے عادت تھی اس کے مصارف یہ نہ برداشت کر سکا۔ وہ اگرچہ اپنی کمائی کا بڑا حصہ میرے تعلق کی بھینٹ چڑھا دیتا تھا، مگر پھر بھی میرا یہ زمانہ نہایت افلاس کا زمانہ تھا۔

میرے والد کو جب میرے اس تعلق کی خبر ہوئی، تو اس مولوی کو جوتے مار کر اپنے گھر سے نکال دیا۔ اور مجکو اس سے نہ ملنے کی سخت تاکید کی۔ میں نے میرٹھ کے ایک فوجی ٹھیکیدار سے تعلق قائم کر لیا جس نے میرے نہ صرف تمام مصارف بڑی حوصلہ مندی سے برداشت کئے۔ بلکہ ہمارے رہنے کا جو مکان تھا، اسپر بھی کئی ہزار روپیہ لگا دیا۔ میرے والد جو بہت سیدھے تھے، ان سے یہ ٹھیکیدار بہت عقیدت سے پیش آتا تھا، اس لئے والد یہ سمجھے کہ اس نے یہ روپیہ میرے تقدس کی نذر کیا ہے۔

میں نے اور میرے چھوٹے بھائی نے والد صاحب کو خوش رکھنے کے لئے تھوڑا بہت پڑھنا بھی شروع کیا۔

سال گزشتہ میرے والد صاحب کا انتقال ہوگیا، تو افلاس سے ہمارا سب کا برا حال ہوگیا۔ ادھر اس فوجی ٹھیکے دار نے عمر کی زیادتی کے سبب مجھے جواب دیدیا۔ اور دوسرے میرے چھوٹے بھائی کا روزگار بھی جاتا رہا۔ والد صاحب نے صرف پانچہزار روپیہ نقد چھوڑا تھا، اور ایک رہنے کا مکان، جس میں میرے .... کا بھی روپیہ شامل تھا۔ والدہ پہلے انتقال کر چکی تہیں، اب لے دے کے صرف "نانی صاحبہ" زندہ تہیں، جو اسوقت تک نقد روپے پر کالے سانپ کی طرح قبضہ کئے ہوئے ہیں۔

جب افلاس سے زیادہ برا حال ہوا، تو میں نے حجام سے ڈاڑہی اور مونچھ بالکل صاف کرائی، اور ایک دوست کی وساطت سے چوتھے چور کے پاس پہنچ گیا، یہ "ریٹایرڈ" لڑکوں کے قدردان تھے، انہوں نے مجھے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اور لوگوں نے ان کے اور میرے تعلق کو کچھ زیادہ "حیرت" کے ساتھ نہیں دیکھا، کیونکہ میں اور یہ اپنے اپنے فن میں کافی شہرت حاصل کر چکے تہے۔ اب میرا ان کا باقاعدہ تعلق تھا، اور یہ میرا آخری ٹھکانہ تھا، اگرچہ ان سے چھپ چھپا کر بہت کہرے کہرے گاہکوں سے "چھٹی دہلائی" بھی لے لیا کرتا تھا۔ جس کی ان کو خبر نہ ہوتی تہی۔

ابھی تھوڑا عرصہ گذرا کہ آپ نے اپنی جعلی لیڈری اور نقلی پیشوائی کو اپنے سیاسی خیالات کی وجہ سے خطرہ میں دیکھا تو ان شہور صوفی کے خلاف اپنی تمام جماعت کے ساتھ دھاوا بول دیا، جسپر پہلے کفر کا فتویٰ دیا تھا، اور جس کی چوتھے چور سے ۱۹۱۸ء سے نقلیں چلی آتی ہے۔

اس وقت آپ نے اپنے اقتدار کے قیام کے لئے چوتھے چور سے سازش کی، اور ایک روزانہ اخبار کے اجرا کا مشورہ کیا۔ جسکی ایڈیٹری کے لئے صدقہ کا بکرا مجھے بنایا گیا۔ حالانکہ آپ کو اور چوتھے چور کو اچھی طرح معلوم تھا کہ میں ایک لفظ نہیں لکھ سکتا۔ مگر چونکہ چوتھے چور کی اصلیت اور اسکی بدمعاشیوں اور غداریوں سے دہلی والے بخوبی واقف تھے، اس لئے میرے محترم سردار آپ کی خواہش سے یہ طے پایا کہ اڈیٹر تو میں رہوں، اور مضامین لکھے چوتھا چور، جسکو اس اخبار کی پیشانی پر "حضرت استاذی" وغیرہ کے القابات سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ روپے کا آپ نے بندوبست کر دیا، اور چوتھے چور نے خلیفہ دوم کے کوڑے کا نام بدنام کرنے کے واسطے میری فرضی اڈیٹری میں اپنی "روزانہ" ایک پیسہ میں بیچنی شروع کی۔ اور مجکو بیس روپے ماہوار باضابطہ ملنے لگے۔ مجھے کچھ خبر نہیں کہ اخبار میں کیا لکھا جاتا ہے، میرا کام تو صرف یہ تھا کہ سائیکل پر بیٹھا، اور پریس سے اخبار چھپا ہوا لاکر ایجنٹوں کو تقسیم کر دیا۔ اگرچہ اس اخبار کو جس کو کوئی شریف آدمی نہیں پڑھتا اور بجائے اخبار کا نام لینے کے "گالی اخبار" کہتے ہیں جاری ہوئے صرف ۵ مہینہ ہوئے ہیں مگر اس عرصہ میں ہم چھاپہ خانے تبدیل ہو چکے ہیں۔ فوجی پریس اور دوسرے پریسوں کی چھپائی کے سینکڑوں روپے چڑھ گئے ہیں۔ آپ کی دی ہوئی رقم بھی ختم ہوگئی۔ جدید امداد حسب وعدہ آپنے بھی نہیں دی اور نہ دلوائی، اور شاید اس لئے کہ "ختم خواجگی" نہ ہوسکا۔ اس واسطے آپ نے بھی امداد سے دست کشی اختیار کی۔ تو چوتھے چور نے شہر کے رئیسوں کے پاس جاکر دست اعانت دراز کیا۔ سب نے دھتکار دیا۔ مگر ایک سیٹھ کوٹھی والے اور ایک وکیل اور ایک ٹوپی والے نے تین سو روپے کی رقم دی اور اس کے بعد چوتھا چور مجکو نئی چھاؤنی میں لے کر گیا۔ دو راتوں خود بھی رہا۔ اور مجکو بھی وہاں رہنا پڑا۔ اور آگے میں نہیں لکھ سکتا کہ .... سمجھ گیا ہو گا۔ بہرحال وہاں سے دو سو روپے کے قریب وصول ہوگئے۔ مگر مجھے ایک کوڑی بھی نہیں دی۔ بلکہ جب بعض قرض خواہوں نے مجھپر زیادہ تقاضہ کیا، اور دعووں کی دہمکیاں دیں۔ نوٹس دیئے تو مجھ سے کہا گیا کہ تم

دینے سے انکار کردو۔ چونکہ مجھے مہینہ سے مجھے ہی تنخواہ نہیں ملی تھی' اور اس لئے بھی کہ بعض مسلمان ممبر از راہ حیثیت عرفی کے مقدمات دائر کرنے والے تھے' وہ مضامین جو چوتھے چور کے قلم سے نکلے ہوئے تھے' اور جن کو بغیر میری اطلاع کے میرے نام سے شائع کردیا گیا تھا' اس لئے میں نے ان مضامین کے مسودات قبضہ میں کرکے اسی ہفتہ میں اس اخبار سے علیحدگی اختیار کرلی۔ کیونکہ مجھے بڑی شرم آئی' جب منشی فاضل کے امتحان کا نتیجہ شائع ہوا' اور اس میں میرا چھوٹا بھائی پاس ہوگیا' اور میں فیل ہوا۔ لہٰذا اب میں دوبارہ امتحان کی تیاری میں مصروف ہوں۔ گھر کے اخراجات کی صورت یہ ہے کہ میرا چھوٹا بھائی ٹیوشنوں سے پندرہ روپے ماہوار پیدا کرلیتا ہے' اور کچھ میں اپنے پرانے ٹھکانوں سے دوسرے تیسرے کچھ نہ کچھ لے آتا ہوں۔ اور ادھر میری نانی نے نہایت عاقبت اندیشی کے ساتھ رہائشی مکان کے دو حصوں میں کرایہ دار آباد کردیے ہیں۔ اگرچہ "پہلا حصہ کرایہ کے لئے خالی ہے۔" مگر پھر بھی ۱۸ روپے ماہوار کی مستقل آمدنی ہوگئی ہے۔ یہ ہے میری مختصر سرگزشت میرے بھائیو!

جب یہ ڈاڑھی مونچھ صفا چٹ کراپنی جگہ پر بیٹھا تو علی بابا نے مسکراکر کہا' اگرچہ تم اس قابل نہ تھے کہ ہماری معزز ٹولی میں شریک کئے جاتے مگر خیر تمہاری وفادارانہ خدمات نے تمہاری سفارش کی اسمیں شک نہیں کہ تم نے اپنے حالات کا بڑا حصہ صحیح بتادیا' مگر تمہاری تقریر تلبیس الحق بالباطل"

ایک روپیہ میں گیارہ

(۱) ہمت مرداں ایک نوجوان کا سوسائٹی کی بے حیائی میں گرفتار رہنا بیوی سے نفرت کرنا کچھ مدت کے بعد ایک مشہور معزز نگار عورت پر عاشق ہونا۔ ہزار دقتوں سے منزل تک پہونچنا اور آخر کار طالب مطلوب کا یکجا ہونا۔

(۲) انجام ہوس ایک عیاش طبع نوجوان کا اپنے ہمسایہ کی بیوی پر عاشق ہونا اور پھر اسکا قابو میں لانے کے لئے شطرنج کی چالیس چلنا باعصمت عورت کا قابو میں نہ آنا۔ آخر کار پولیس کے ذریعے کاربرآری کی کوشش کرنا مگر ہمیشہ ناکام رہنا عیاش طبع نوجوان کا حشر نہایت عبرت انگیز ہے۔

(۳) کرشمۂ تعلیم ایک تعلیم یافتہ نوجوان کا دیہاتی لڑکی پر عاشق ہونا اور بمشکل تمام لڑکی کے باپ کا شادی کے لئے رضامند ہونا شادی سے پہلے لڑکی کی تعلیم کا فکر کرنا اور آخر کار لڑکی کا اسقدر ترقی کرنا کہ دنیا کا ہر شخص اس لڑکی سے واقف ہو گیا۔

(۴) نیرنگئ تقدیر دو بدنصیب میاں بیوی کی داستان مصیبت کا پہاڑ ٹوٹنا۔ دونوں کا ثابت قدم رہنا آخر کار اس صبر کی بدولت ایک دن امیر کبیر بنکر دنیا کو صبر کی تعلیم دینا۔

(۵) عروج و زوال ایک نہایت دولتمند شخص کا اپنی دولت پر مغرور ہوکر لوگوں کو حقارت سے دیکھنا آخر ایک دن ایک ایک پائی کے لئے محتاج ہو جانا اسکے بعد اپنے گناہوں سے توبہ کرنا اور پھر اصلی حالت پر آ جانا۔

(۶) انتقام قدرت ایک نفس پرست کا ایک حسینہ پر عاشق ہوکر ہر طرح کا ظلم کرنا یہاں تک کہ اسکے خاوند کو جیل بھجوا دینا۔ اسکے بعد حسینہ کو ایک سنسان جنگل میں لا کر عصمت کی دیوی پر خدا کی رحمت کا اترنا اور نفس پرست کی تباہی۔

(۷) ترکی ٹوپی ایک سود خوار کے صاحبزادہ کی تباہی کا آغاز محض ترکی ٹوپی کی وجہ سے ہوا اس نے ابتدا میں ایک ترکی ٹوپی خریدی جس کے بعد فیشن میں قدم بڑھ گیا۔ آخر کار فیشن کی بدولت تباہ ہو جانا۔

(۸) نخوتی گلوری پان کے عادی کا پان کی عادت کے بدولت طرح طرح کی مصیبتوں میں گرفتار ہونا اور پان کھانے کی وجہ سے ہزار ذولقرہ کا مقابلہ کرنا نہایت دلچسپ اور مفید افسانہ ہے۔

(۹) صلۂ طاعت ایک نہایت دیندار شخص کا دنیاوی مصیبتوں میں مبتلا ہوکر بھی خدا کو نہ بھولنا آخر ... مصیبتوں کا خاتمہ

(۱۰) پاداش گناہ گناہ کی سزا اگر دنیا میں ملتی ... تو یہ افسانہ پڑھئے جس میں ایک ... کے حالات نہایت عبرتناک انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔

(۱۱) چاہ کندہ را چاہ درپیش اگر کوئی شخص دوسرے کے لئے گڑھا کھودتا ... خود ہی اسمیں گرتا ... یہ افسانہ ایک نہایت دلچسپ ... دکھلاتا ہے۔

... [illegible]

ایک روپیہ میں نو

(۱) حسن اتفاق عاشق مزاج نوجوان کا ایک خیالی مہ جبیں پر عاشق ہونا مہ جبین کا اتفاقی طور پر اپنے حسن کے جلووں سے نوجوان کو تصویر حیرت بنانا۔ ہزار دقتوں کے بعد نوجوان کی کامیابی۔

(۲) وقت کی نیرنگیاں ایک نئے شادی شدہ کا بیوی کی محبت میں گرفتار ہوکر ملازمت کو بیٹھنا آخر کار ایک جگہ ملازم ہونا۔ ملازمت پر جاتے ہوئے بیوی کا گم ہو جانا کئی سال کے بعد دوسری شادی کرنا۔ اور اتفاقی طور سے پہلی ہی بیوی سے دوبارہ نکاح ہو جانا۔

(۳) کشتگان رسوم رسم و رواج کی پابندی بعض اوقات دامن عصمت پر دھبہ بنجاتی ہے۔ اور اسکی بدولت لوگ مظلوم اور ایک ایک پائی کے لئے محتاج ہو جاتے ہیں اس افسانہ میں انہی معاملات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

(۴) انجام بے احتیاطی انسان کو ہر معاملہ میں نہایت احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ بے احتیاطی سے ہزاروں ایسی مصیبتیں نازل ہو جاتی ہیں جو کبھی وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتیں دلچسپ افسانہ ایسا واقعہ جس کے پڑھنے کے بعد ہر شخص کے مزاج میں احتیاط پیدا ہو جائے گی۔

(۵) گمشدہ فرزند ایک بدمعاش کا اشتہار دیکھکر مشتہر کو یقین دلانا کہ وہ گمشدہ فرزند ہے بدمعاش کی چالاکیاں اور فریبیوں کا طشت از بام ہونا غمزدہ باپ کا گمشدہ فرزند کو پانا نہایت دلچسپ افسانہ ہے۔

(۶) بے گنہ گنہگار رسم و رواج کی بدولت نکاح شدہ بیوی کا رخصت نہ ہونے کی وجہ سے علیحدہ رہنا آخر جذبات کے سیلاب کا دونوں کو دیوانہ کر دینا رخصت سے پہلے ناگوار نتائج۔ نہایت عبرت انگیز افسانہ۔

(۷) رنج و راحت ہر مصیبت کے بعد تکلیف اور ہر تکلیف کے بعد اوراں کو راحت میسر آتی ہے۔ ایک نیک اور دیانت دار شخص کا مصیبتیں اٹھاکر عیش کا زمانہ دیکھنا۔

(۸) لیلائے سخن کا دیوانہ ایک شعر و سخن کے دیوانے کے حالات جس نے شاعری کی بدولت اپنی زندگی کو تباہ و برباد کر لیا نہایت دلچسپ اور عبرت انگیز افسانہ ہے۔

(۹) پیکر دیانت ایک انتہا درجہ کے دیانتدار شخص اپنی سچائی کی بدولت ہزاروں مصیبتوں میں گرفتار ہوا۔ آخر کار سچائی کی بدولت اسکی ازدواجی زندگی دائمی راحت سے بدل گئی۔

یہ نو افسانے وہ افسانے ہیں جن کو ہندوستان کے اہل قلم حضرات نے بیحد پسند کیا جو دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ مفید بھی ہیں ان افسانوں کا مجموعہ کا نام تصویر معاشرت ہے قیمت صرف ایک روپیہ

بسم

اسلام کے دامن کو داغ نہ لگاؤ

ہماری موجودہ حالت اسلام کے دامن پر ایک بدنما داغ ہے۔ ہم مسلمان کہلاتے ہیں۔ مگر کافروں سے بدتر ہیں ہم اپنے آپ کو کہاں پڑھے لکھتے ہیں مگر ہماری حالت دیکھکر جاہل بھی شرماتے ہیں ہماری معاشرت اور ہمارا تمدن اسلامی قانون کے ماتحت تھا لیکن کافروں کے میل جول اور حکومت کے اثر نے ہماری معاشرت کو کفار کی معاشرت سے بھی بدتر بنادیا ہے جسکی وجہ سے ہمارے نامہ اعمال کی تاریکی دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔ اگر ہم مسلمان ہیں تو ہمارے لئے اسلامی معاشرت سے بھی عبادت کی طرح واقف ہونا ضروری ہے کیونکہ ہماری معاشرت کی کمزوریوں کی وجہ سے صد ہا گناہ روزانہ ایسے عمل میں آجاتے ہیں جن کی ہمکو خود خبر نہیں ہوتی بعض افعال اس بے خبری میں ہم ایمان جیسی نعمت کو کھو بیٹھے ہیں۔ ہماری اس تباہی کا سبب نہیں ہے کہ ہم دیدہ و دانستہ گمراہ ہوتے چلے جارہے ہیں۔ بلکہ ہماری ناواقفیت ہمیں تاریکی کی طرف لی جارہی ہے۔ موجودہ تعلیم نے ہمیں مذہب سے ایک اس قابل نہ رکھا کہ ہم عربی فارسی کی کتابوں سے فائدہ اٹھاسکیں اور اردو زبان میں کوئی ایسی کتاب نہیں جو اسلامی معاشرت پر حاوی ہو۔ اس نازک اور ناگفتہ بہ حالت کو دیکھکر ہم نے کئی سال کی مسلسل کوشش کے بعد ایک ضخیم کتاب

قیمت تین روپے

اسلامی زندگی

نیت مینٹ روپے

کے نام سے شائع کی ہے۔ یہ کتاب اسلامی معاشرت کی تمام ضروریات پر حاوی ہے۔ جن کے اس میں ان باتوں اور نازک معاشرتی مسائل پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ جن سے زمانہ کے علماء بھی ناواقف ہیں۔ اس کتاب کی کل فہرست مضامین کیلئے ایسے آٹھ صفحے درکار ہیں مختصر فہرست مضامین پیش کی جاتی ہے تاکہ کتاب کا خاکہ آپ ذہن نشین کرلیں۔ فہرست مضامین یہ ہے:۔

شادی بعد میں کرو! پہلے ان کتابوں کو پڑھ لو!

وحضرات جو ازدواجی زندگی کے متمنی ہیں اور وہ حضرات جو ازدواجی زندگی کا کیف حاصل کرنا چاہتے ہیں اور وہ حضرات جو اپنی پیکر جمال شریک زندگی سے حقیقی طور پر لطف
ہونے کی تمنا اپنے دلوں میں رکھتے ہیں اور وہ حضرات جو ازدواجی تعلق کی حقیقی لذتوں سے سرشار ہونے کی آرزو دلوں میں لئے ہوئے ہیں کتاب

مرد و عورت

قیمت عہ

کی ان صحیح ہدایات پر عمل کریں جو بدقسمتی سے فرضی تہذیب کی بدولت سینہ بسینہ چلی آرہی ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد بہت سی
نامعلوم باتیں پردۂ راز سے ظہور میں آجائیں گی اور مرد اپنی شریک زندگی کی دلی تمنا کو نہایت خوبی کے ساتھ پورا کرسکیں گے۔ یہ
کتاب ازدواجی زندگی کو صرف مسرتوں ہی سے لبریز نہیں کرے گی بلکہ زوجین کے نظام تندرستی کو بھی آخر عمر تک قائم رکھے گی
کتاب کی فہرست مضامین نہایت طویل ہے۔ صرف خاکہ ذہن نشین کرنے کے لئے چند سرخیاں درج کی جاتی ہیں۔

مختصر فہرست مضامین یہ ہے:۔

۔۔۔ وصال	شہوانی احساس میں اختلاف	عورت کے جسم کی دلآویزی	حمل کے لئے تدابیر
۔۔۔ پرستی کا خیال	جذبات میں تموج	حقیقی لذت کیونکر حاصل ہو	والدین کا افراط اولاد پر
۔۔۔ کیونکر حاصل کی جائے	مرد کے شہوانی جذبات	محبت اور اس کے نتائج	بچوں کی موت کا سبب
۔۔۔ کے شہوانی جذبات	تیز جذبات کے مرد	صنفی تعلق	موجودہ شادیوں کے نقص
۔۔۔ جذبات میں تلاطم	غیر معمولی خواہش والی عورتیں	اس تعلق سے فطرت کا مقصد	زوجین میں اعتماد باہمی
۔۔۔ کے صحیح جذبات	عورت کو آمادہ کرنا	استقرار حمل	زوجین اور تجربات زندگی
۔۔۔ کی فطری خواہش	مجامعت کی بہترین صورتیں	حمل کے زمانہ کی ہدایتیں	ملحقہ لڑکیں
۔۔۔ خواہش کے اوقات	ناکمل معاشرت کے نتائج	زوجین اولاد سے کیوں محروم رہتے ہیں	کائنات کا جنسی قیمت خرا نہ وغیرہ
۔۔۔ کے جذبات کا عروج	حسن و عشق		قیمت صرف (عہ)

زن و شوہر

قیمت عہ

یہ طلسمی کتاب نئے شادی شدہ نوجوانوں کی زندگی کو دلچسپ اور خوشگوار بنا دے گی۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد مرد عورتوں کے
جذبات سے اچھی طرح آشنا ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی فطرت سے ایک پرانے تجربہ کی طرح واقفیت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس
کتاب کا پڑھنے والا عورت کو [illegible] کا نشانہ رکھکر بھی اسے اپنا گرویدہ بنا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ طریقے بتائے گئے
طریقوں سے زن و شوہر ایک دوسرے کے گرویدہ بن سکتے ہیں۔ یہ کتاب اس مہینہ کی بالکل نئی تصنیف ہے۔ اس کتاب کے فہرست مضامین پوری کی پوری
کے لئے ایسے ایسے چار صفحے درکار ہیں اس لئے چند سرخیاں نیچے درج کی جاتی ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ عہ

کتاب زن و شوہر کی فہرست مضامین میں سے چند سرخیاں:۔

۔۔۔ زندگی	عورت اور محبت	عورت میں غیرت کا مادہ	عورت کیا ہے
۔۔۔ زندگی کا ابتدائی زمانہ	عورت پر تعریف کا اثر	عورتوں میں زیادہ وسوسہ کا مرض	اگر عورتیں نہ ہوتیں
۔۔۔ کشمکش کیوں ہوتی ہے	عورتوں میں آرائش کا جذبہ	عورت دل کی محکوم ہے۔	عورت مرد کا خلق
۔۔۔ اصلاح کیونکر کی جائے	عورتوں میں تفوق کا جذبہ	عورت مذہب پرست ہے	حسن تعلقات زناشوئی
۔۔۔ جذبات کا مطالعہ کرو	عورتوں میں رشک و حسد کا مادہ	عورت اور قوت فیصلہ	ارتباط مرد و زن
۔۔۔ سب کا مہلک اثر	عورتوں میں حرص کا جذبہ	صبر و تحمل	میاں بیوی کے تعلقات
۔۔۔ کی صحبتیں	عورتوں میں [illegible] کا جذبہ	تریاہٹ	میاں بیوی کی محبت
۔۔۔ مطالعہ کیونکر کیا جائے	عورتوں میں [illegible] کا جذبہ	عورت کی خیال آرائیاں	منکوحہ عورت سے محبت
فطرت کے مطالعہ کے چند اشارے	عورتوں میں [illegible] کا جذبہ	عورت کا غضب	بیوی [illegible]
	خاندان [illegible]	[illegible]	[illegible]

عام فہم تفسیر القرآن

ہری اجل نا ک ہوتی ہے ایسی کم ذکر ہندوستان میں ہے [illegible] کی حالت [illegible]
ریلیہ حالت وہ بڑی سخت ہے جس سے پیغمبروں نے پناہ مانگی ہے۔ حضرت [illegible] نے فرمایا ہے کہ [illegible] سے [illegible]
لجاعلین بے زری کی نسبت بھی حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ [illegible] کفر تک پہنچا دیتی ہے کاد الفقران یکون کفرا
ہی انہی وہ کر مدبروں سے فائدہ اٹھایا ہے اور ان ہی کی مدد سے شدہ ہی یا اشد ہی کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔
ہی سال سے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنی زندگی انسداد ارتداد اور تبلیغ اسلام کے لئے وقف کر رکھی ہے اور کمال حسن و خوبی نہایت تندہی اور
ہمدردی وسلیقہ شعاری کے ساتھ حضرت بہت کچھ کام کر چکے ہیں حضرت کی نگاہ دور رس وحقیقت شناس نے اس مرض ارتداد کا سبب [illegible]
ہی کو تشخیص کیا ہے اور حضرت کی تمامتر توجہ مسلمانوں کی مالی اصلاح اور دینی تعلیم پر صرف ہوتی ہے۔ میں اسوقت حضرت کی صرف دینی تعلیم کے سلسلہ کی ایک خبر
کی بشارت۔ حضرت نے حال میں عام فہم تفسیر القرآن کے نام سے قرآن شریف کی تشریح کی کہ شریعت کی ہر ہر مرض کی جڑ کو پکڑا ہے۔ قرآن ہی پر عمل کر کے ہم سر بلند
ہی کو چھوڑ کر ہم گرتے چلے جاتے ہیں اور آئندہ ہم اپنے میں کوئی انقلاب پیدا کر سکتے ہیں تو قرآن ہی ذریعہ ممکن ہے۔

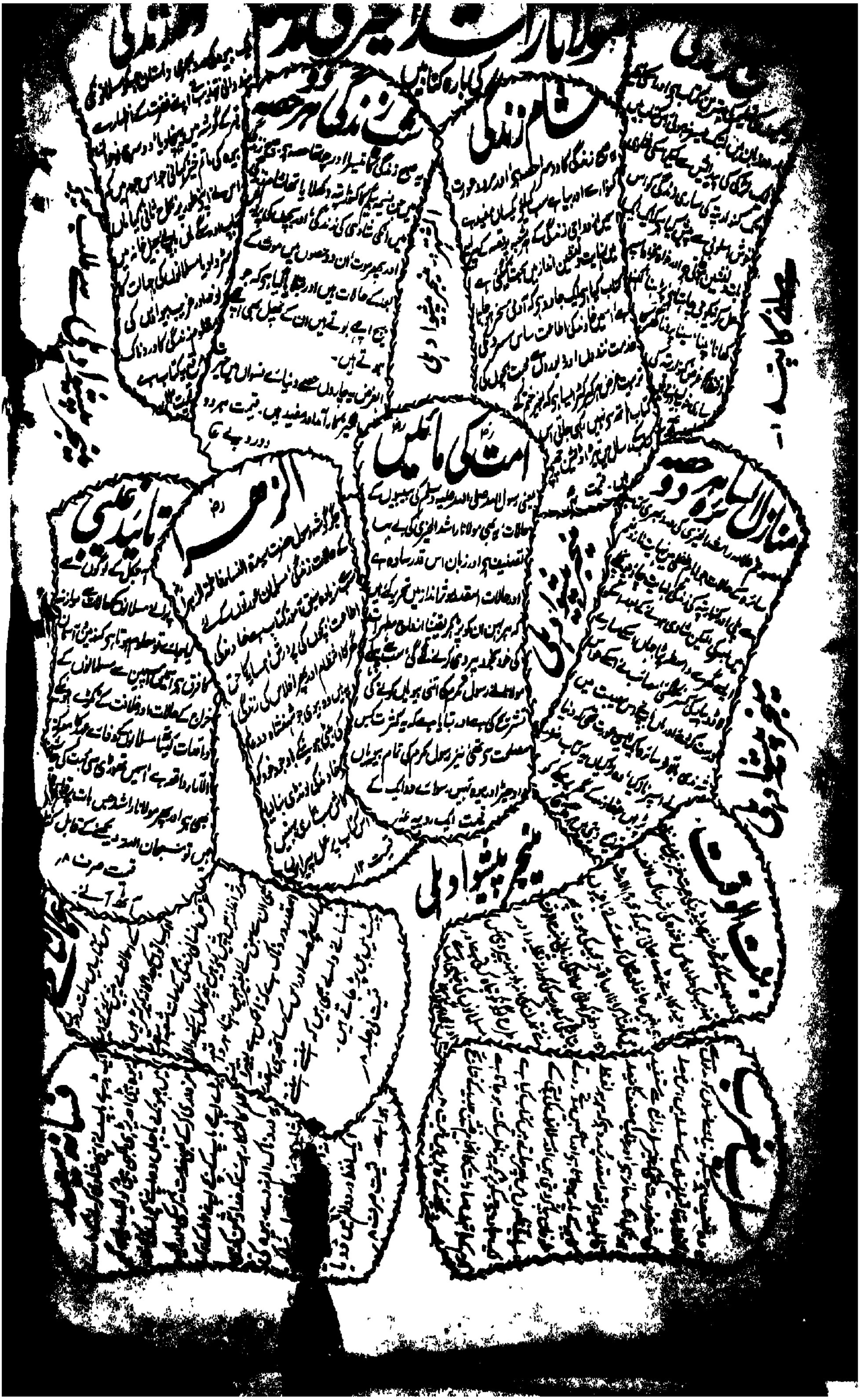
متعدد ترجمے بازاروں میں موجود ہیں لیکن ان سے عام ناظرین کی تسکین نہیں ہوتی اور ضخیم تفسیروں کے مطالعہ کے لئے قابلیت چاہیے۔
بر قرآن سے بیگانگی بڑھتی چلی جاتی ہے اور یہی بے پروائی رہی تو کسی دن خدانخواستہ قرآن فقط ایک کتاب بنکر رہ جائے گا۔ حضرت خواجہ صاحب کی تفسیر
سے ظاہر ہے نہایت عام فہم ہے اسکے پڑھنے میں فوراً الجھن نہیں ہوتی بالکل مختصر ہے۔ بس ترجمہ اور تھوڑی سی شرح۔ حضرت خواجہ صاحب نے بڑا خیال جا بجا
یں کہا جا سکتا جیساکہ ترجمہ پڑھنے والے اکثر کہا کرتے ہیں کہ ابھی اللہ میاں کیا فرما رہے تھے اور ابھی کیا فرمانے لگے جسقدر پارے عام فہم تفسیر کے چھپ چکے ہیں معلوم
ہے۔ تفسیر کی شان اسکی متقاضی تھی کہ پوری کی پوری ایک دم سامنے آتی لیکن اس میں کئی سال لگتے اور زیادہ دیر کرنے کا نہیں ہے مناسب یہی ہے کہ جتنی تیار ہوتی جائے
۔ چنانچہ حضرت ممدوح نے ابتک اسکے آٹھ پارے طبع کرائے ہیں۔ الم۔ سیقول۔ تلک الرسل۔ لن تنالوا۔ والمحصنت۔ لایحب اللہ الجہر۔ واذا سمعوا۔ عم یتساءلون
رہے۔ پارہ عم اس سے پہلے لے لیا ہے کہ بچوں کے ساتھ بچے بھی اس سے فائدہ اٹھائیں اور اسکی چھپائی میں بھی خاص اہتمام کیا گیا ہے اور کتابت اسقدر جلی کشادہ
سانی سے عربی اور تفسیر دونوں پڑھ اور سمجھ سکتے ہیں۔

اللہ تعالی نے قرآن پاک کے رٹ لینے کا ہمیں حکم نہیں دیا ہے بلکہ اس کا مفہوم جاننا اور اس کے مطابق عمل کرنا اصل اسلام ہے مگر ہم اکثر ایسی اولاد یہ رسم کہاں ڈالی
قرآن مجید پڑھا دو۔ ظاہری اعتبار سے بھی سوچیں فقرے یا عبارت کا مضمون ذہن میں ہو وہ جلدی اور بآسانی یاد ہوتی ہے جس کا مضمون ذہن میں نہ ہو
کے شعر کی طرح حفظ کرنا (فارسی اور عربی سے ناواقف لوگوں کو) دشوار ہوتا ہے کہ تاہم قرآن اسے قرآن کا اعجاز کہنا چاہیے کہ وہ ہمارے [illegible]
ہر کسی قوم کے دماغ میں ایسی طاقت نہیں کہ ایسی لمبی چوڑی کتاب کو یاد رکھ سکے۔ پھر اگر مسلمان اسکی اس خاص عنایت سے پورا پورا فائدہ حاصل کریں [illegible]
زبان کے الفاظ بھی پڑھے جا سکتے ہیں اور اس کا مطلب بھی۔ بلکہ جیسا اوپر عرض کیا گیا ہے معنی سمجھ کر الفاظ کے یاد کرنے میں وقت کم خرچ ہوگا۔ بچوں کے دماغ کا بار
طوطا نہ بناؤ انسان اور مسلمان بناؤ۔

کیا جاتا ہے کہ نماز فواحش اور منکرات سے نہیں روکتی حالانکہ دعویٰ یہ ہے کہ نماز فواحش اور منکرات سے روکتی ہے ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء
ہم جبکہ آج نماز کی تعریف صرف اسقدر رہ گئی ہے کہ کھڑے ہو گئے اور چند مقررہ حرکتیں کر لیں۔ اور منہ سے جو کچھ پڑھا اسے نہیں سمجھا اس کا بے معنی پڑھ لینا اور
یاں پھیر نا اس حالت سے یہ حالت مزید بہتر ہے کہ انسان قرآن سے ذرا بھی تعلق نہ رکھے اور قرآن کو کبھی بھی نہ دیکھے مگر ہمارا فرض یہیں پر ختم نہیں ہوتا ہم خدا کے
جب ہی بن سکتے ہیں جبکہ ماں باپ کی پیروی کے بجائے قرآن کی پیروی کریں اور اسکی پیروی جب ہی ممکن ہے کہ جب ہم قرآن مجید کو سمجھیں کم از کم نماز کے
ہی جائے اسکا مطلب تو معلوم ہوتا پھر نماز میں کیفیت بھی آئے اور نماز ممنوع باتوں سے بھی بچائے۔
پارہ ۸ پارے مسلسل ایک ساتھ منگانے والوں کے لئے محصول میں کفایت ہے۔ ایک پارہ پر محصول ۲ خرچ ہوتا ہے۔
عم۔ پارہ الم۔ پارہ سیقول۔ پارہ تلک الرسل۔ پارہ لن تنالوا۔ پارہ والمحصنت۔ پارہ لایحب اللہ۔ پارہ واذا سمعوا

[illegible] کی زبان یعنی عربی ترجمہ سہل ترین اور مختصر ترین طریقے سے سیکھنی ہو تو مرقاۃ العربیہ

[illegible]



مولانا راشد الخیری مدظلہ
کی بارہ کتابیں
شام زندگی
شب زندگی ہر حصہ
الزہرا
تائید غیبی
منازل السائرہ دو حصہ
امت کی مائیں
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کے
حالات یہ بھی مولانا راشد الخیری کی بے مثل
تصنیف ہے اور زبان اس قدر سادہ ہے
اور حالات اس قدر موثر انداز میں تحریر کئے ہیں
کہ ہر بہن ان کو پڑھ کر یقیناً اندازہ کرے گی
مولانا نے رسول کریم کی اتنی بیویاں کرنے کی
نیز رسول کریم کی تمام بیویاں
قیمت ایک روپیہ
منیجر پیشوا دہلی

ملّی

تو وضع پہ اپنی قائم رہ قدرت کی ہر حقیقت مضمر ہے
وہ پاسے نظر آتا ہے آزادی مردِ مومن کی

پیشوا

[illegible]

نمبر ۱۰ | دہلی ۔ ۲۴ مئی ۱۹۲۷ء مطابق ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ | جلد ۲

عرض نیاز

(از خامۂ مبارک جد بزرگوار حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

خداوندا بفقرم راہ بنمائے — درے زاں رہ سوئے درگاہ بکشائے
کہ از ناکامی خود کامیابم — در افلاسی کل آرام یابم
غنا در فقر و فقر اندر غنا ام — بشویم دست ازیں شوریدہ قلزم
شوم در فقر دریائے الٰہی — امانت دار دُرہائے الٰہی
ز آشوب دماغ پُر تحیر — گہے خود را صدف بینم گہے دُر
گہے زین ہر دو بالاتر گزینم — صفات بحر را در خود بہ بینم
بہ بخشش آیم از موج تفکر — کنم دامان کوہ و دشت پُر دُر
بگیرم بر کف از در شاہوارے — ہم از خود بر خود افشانم نثارے
ز جوش سینہ چوں گردم سبک سیر — بہ بندارم بنائے ایں کہن دیر
بیا باقی چرا زیں گونہ پستی — اگر دریا نہ خود قطرہ ہستی

شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

رہبروں کی گمراہیاں

اسلامی دنیا کا کوئی اسٹیج اور کوئی اخبار، اور کوئی محفل ایسی نہ ہوگی جہاں مسلمانوں کی تباہ حالی، زبوں حالی کا تذکرہ نہ ہو۔ ہر مسلمان اس کے اسباب مختلف بیان کرتا ہے، مگر میری ایمانداری سے یہ رائے ہے کہ مسلمانوں کی بربادی کی وجوہات میں سے ایک سب سے زیادہ اہم وجہ یہ ہے کہ ان کو سابقہ پڑا ہے بے عمل پیشواؤں سے، گم کردہ رہنماؤں سے اور یہی وجہ ہے کہ میں اپنے ذاتی خیال کے بموجب ان گندم نما فرضی علمار، مشائخ اور سیاسی لیڈروں کی کمزوریوں پر سختی سے گرفت کرتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ ان پیشواؤں کی بے عملی اور گمراہی سے ساری مسلم قوم تباہی کے غار میں چلی جا رہی ہے۔ کیونکہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے، اور قوم اپنے رہنماؤں کے کیرکٹر سے۔ اور جبکہ قوم کے رہنماؤں کا کوئی کیرکٹر نہ ہو، اور بے عملی اور گمراہی کی لعنت نے ان کو گھیر لیا ہو، تو اس کی تباہی و بربادی میں کسے شبہ ہو سکتا ہے؟

مولانا کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمار ہند کی میرے دل میں بڑی عزت ہے۔ اور بڑے عرصے سے مجھے ان کی خدمت میں نیاز حاصل ہے۔ ان کی مذہبی اور سیاسی زندگی میرے سامنے ہے کیونکہ وہ میرے پڑوس میں رہتے ہیں۔ میں اکثر علمار سے زیادہ ان کو سمجھدار اور زمانہ شناس مانتا ہوں۔ اور اس سے بھی ناواقف نہیں ہوں کہ جمعیۃ علمار کے صدر کی حیثیت سے بیرون دہلی کے مسلمان ان کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ مولانا کا سب سے بڑا کارنامہ علمار کو سیاسی اسٹیج پر لانا بیان کیا جاتا ہے اور ترک موالات کے فتویٰ کے مصنف کی حیثیت نے ان کو سیاسی ہنگامہ آرائی کے وقت سے بہت نمایاں کر دیا ہے۔

سب جانتے ہیں کہ وہ فتویٰ مع اپنے "پراسرار پانسو علمار" کے ابھی تک قائم ہے، اور اسکی کسی دفعہ کو جمعیۃ علمار کے اجلاس میں منسوخ نہیں کیا گیا۔ مگر بھولے مسلمان اپنے علمار کی اس فریب دہندگی پر جس قدر ماتم کریں کم ہے کہ جمعیۃ علمار کے صدر صاحب کے صاحبزادے صاحب مئی کے پہلے ہفتہ میں اس پنجاب یونیورسٹی کا امتحان دینے لاہور تشریف لے گئے، جو بالکل سرکاری یونیورسٹی ہے۔ اور جس سے صرف ملحق ہونے کی وجہ سے سالہائے گذشتہ میں اسلامیہ کالج لاہور کو تباہ کرنا اور ہزارہا مسلمان طلبار کو طلب علم سے محروم رکھنے کی سعی کو فرض قرار دیا تھا، اور وہی پنجاب یونیورسٹی ہے جسکی تعلیم فتوے ترک موالات میں حرام قرار دی گئی ہے، اور وہ فتویٰ مع اپنے عجیب فریب و مغالطات کے ابھی تک قائم ہے۔

پھر کیا آج جمعیۃ علمار کا ارگن الجمعیۃ یا جناب مفتی صاحب اپنی اس گم کردہ راہ حکمت عملی اور اپنے فتویٰ کی ایسی صریح خلاف ورزی کی کوئی شرعی حجت پیش کر کے ان مسلمانوں کو مطمئن کریں گے جو ابھی تک اپنی عقلمندی اور بے عملی اور گم کردہ راہ پیشواؤں کی خوش اقبالی کی وجہ سے اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ ترک موالات کوئی شرعی حکم تھا کیونکہ اگر وہ شرعی حکم ہوتا تو یہ ناممکن تھا کہ جمعیۃ علمار کے صدر صاحب اور مفتی صاحب اپنے آپ ہی اپنے فتویٰ کو اپنے پیروں کے نیچے روندتے۔

اس کے ساتھ ہی میں جناب مفتی صاحب سے یہ بھی دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ایک حرام شئے کو حرام سمجھکر جو مسلمان استعمال کرے اس کے لئے شرعی احکام کیا ہیں؟

مسلمانوں کو اپنے اس ...... مفتی، اور اپنے اس ... مذہبی پیشوا کی اس گمراہی اور صریح احکام خداوندی سے انحراف پر افسوس نہ کرنا چاہیے کہ مولویوں کے فتوے خود ان کے واسطے بالعموم "کل دار" ہوتے ہیں، اور ضرورت کے وقت حلال حرام اور حرام حلال ہو جاتا ہے۔ جس کی متعدد نظیریں روزانہ ملتی ہیں۔ اور تازہ نظیر مفتی صاحب نے خود قائم کر دی۔

آہ بدنصیب مسلمان قوم! آخر تو کب تک ان گمراہ رہبروں، اور جعلی پیشواؤں کا طوق غلامی اپنے گلے میں ڈالے رہے گی، جن کا ظاہر کچھ اور باطن کچھ، جن کی دین کچھ اور دنیا کچھ۔

حاجی شوکت علی سیواجی کے قدموں میں

حاجی شوکت علی صاحب جناپنے طویل و عریض جسم اور اپنے وسیع ترین ذرائع پروپگنڈہ کی وجہ سے ملک میں کافی سے زیادہ مشہور رہیں، اس دشمن اسلام اور ننگ انسانیت لٹیرے سیواجی کی برسی کے دن بمبئی میں خالص ہندوانی جلسہ میں شریک ہوتے ہیں۔ جس نے کبھی شریفوں کی طرح اپنی ساری عمر میں ایک لڑائی بھی نہیں لڑی۔ اور جو ہندوستان کی اسلامی سلطنت کی بنیادیں کھود رہا تھا، اور جو لاکھوں مسلمان عورتوں کے بیوہ کرنے اور لاکھوں بے گناہ مسلمانوں کے خون بہانے اور لاکھوں نونہالان اسلام کو یتیم کرنے کا ذمہ دار ہے اور جس سے زیادہ بدترین دشمن

حاجی شوکت علی صاحب مقرر کی تقریر حلاوت میں حسب ذیل الفاظ میں گوہر افشانی فرماتے ہیں:۔

" میں سیواجی کی اس بہادری اور تنظیم کے لئے عزت کرتا ہوں، جو اس نے ان لوگوں کے مقابلہ میں دکھائی جنہیں وہ اپنا، اپنے ملک و مذہب کا دشمن سمجھتا تھا "

" میں آج اس کا صاف اعلان کرتا ہوں کہ گو میں پکا مسلمان ہوں، اور یہ جاننے کے باوجود کہ سیواجی اور ان کے سپاہی مسلمان اور مسلمانوں کی حکومت کے خلاف لڑے تھے، انہیں اس کا حق تھا کہ وہ اپنے ملک کو اجانب سے پاک و صاف رکھنے کی کوشش کرتے۔ میں سیواجی کی بہادری اور حب الوطنی کا معترف ہوں "

میں حاجی صاحب کی اس تقریر پر تبصرہ کرنا بھی فضول سمجھتا ہوں کیونکہ حاجی صاحب کی یہ فطرت ثانیہ ہے کہ وہ ہندؤں کی خوشنودی کے واسطے اکثر ایسی باتیں مذہب اور تاریخ کے متعلق کہہ جاتے ہیں، جو ایک معمولی طالب علم بھی کہتے ہوئے شرمائے گا۔

اگر سیواجی بقول شوکت علی صاحب کے بہادر تھا، محب وطن تھا، اور اس کو حق تھا کہ وہ غیر ملکیوں (مسلمانوں) کو اپنے ملک سے خارج کرتا، تو میں دریافت کرتا ہوں کہ کیا آج سنگھٹن بازوں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کو جو ان کے نقطۂ نظر سے اب بھی غیر ملکی ہیں جلاوطن کریں۔؟ اور کیا دنیا کی تاریخ میں کسی بہادر کا ایسا ذلیل اور کمینہ کیرکٹر حاجی صاحب دکھا سکتے ہیں، جیسا کہ سیواجی غدار کا تھا؟ اگر بہادری اور حب وطن اسی کا نام ہے، تو پھر خدا کے لئے مجھے بتاؤ کہ بہرام ڈاکو اور سیواجی لٹیرے میں کیا فرق ہے؟

پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر سیواجی حق پر تھا، تو وہ مظلوم تھا، اور اسکے بالمقابل حضرت غازی عالمگیرؒ بقول حاجی شوکت علی صاحب ظالم ہوئے۔

کاش حاجی صاحب تقریر کرنے سے پہلے اورنگزیبؒ کو ظالم ثابت کرنے کی بجائے اپنے استاد علامہ شبلی کی کتاب "اورنگزیب پر ایک نظر" ہی سرسری طور سے پڑھ لیتے، تو وہ ایسی لغو، تاریخ سے ناآشنا، اور جہل، اور ہندؤں کے مفید مطلب تقریر نہ کرتے اور ہندو اخبار نویسوں کے لئے حضرت غازی پر حملہ کرنے کے لئے اپنے جہل اور نادانی سے مسالہ مرکبکر ذخیرہ فراہم نہ کرتے اور اسے کاش کوئی مسلمان اس جلسہ میں ہوتا، اور حاجی صاحب کو اس غلط بیانی اور تاریخ سے ناواقفیت پر ٹوکر اسلام کو ذلیل ہونے سے بچاتا۔؟ اور اغیار کے مجمع میں ایک

اور سیواجی دونوں سے زیادہ قابل عزت تھا۔؟

اورنگزیب کی روح لرزگئی ہوگی، جب اس حاجی اور اپنے زعم میں عاشق اسلام مسلمان نے اس بدنصیب مگر حقیقی عاشق اسلام غازی اسلام پر تبرا بھیکر سیواجی جیسے دشمن اسلام کا فرکی قصیدہ خوانی بمبئی کے ہندوانہ اسٹیج پر کی ہوگی۔

میں شوکت علی صاحب کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر انہوں نے تاریخ کا کچھ بھی مطالعہ کیا ہے، تو وہ میدان میں آئیں۔ اور جو کچھ انہوں نے ہندؤں کو خوش کرنے کے لئے ایک محب اسلام غازی بادشاہ کو بدنام کرنے کے واسطے بمبئی میں کہا ہے۔ اسکو ثابت کریں۔

پولٹیکل جلسوں میں ایک خاص اداکے ساتھ اشتعال انگیز تقریریں کرکے جلسہ میں تالیاں بجوالینا اور بدنصیب مسلمانوں کے روپے سے لمبے لمبے تار اخبارات میں چھپوانا دوسری بات ہے۔ اور تاریخ پر نظر رکھنے کے لئے علم اور وسعت نظر کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے حاجی صاحب کا دماغ موزوں نہیں ہے۔ اور نہ ان کا یہ منصب تھا کہ وہ ایک مورخ کی حیثیت سے نمایاں ہوتے۔

نومسلم کیا کریں؟

ایک عرصہ سے یہ ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ جو نومسلم بھائی آغوش اسلام میں آتے ہیں ان میں سے اکثر بے سروسامانی کی حالت میں ہوتے ہیں۔ اور اکثر عاشقان اسلام راہ مولا میں اپنے اہل وعیال اور جائداد اور کاروبار تک کو چھوڑنے پر مجبور کئے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ سوال نہایت اہم اور ضروری ہے کہ وہ مسلمان ہوکر کیا ذریعہ معاش اختیار کریں۔؟

ایسی حالت میں کہ تبلیغ اسلام کے نام سے چندہ کرنے والی صدہا انجمنیں موجود ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ بعض انجمنیں اپنی اپنی جگہ مفید کام بھی کر رہی ہیں۔ مگر کوئی سمجھدار انسان اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ " اگر آج ایک غیر مسلم مسلمان ہو جائے تو مسلمانوں میں کوئی آرگنائزیشن ایسا نہیں ہے، جہاں وہ نومسلم بھائی دو وقت کھانا کھا سکے۔ یا اگر وہ بے کار ہے، تو اس کو باکار کیا جا سکے " اور یہ مسلمان کارکنوں کی سب بڑی غفلت اور تبلیغ کے راستہ میں سب سے زیادہ رکاوٹ ہے۔

میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ اکثر نومسلم مسلمانوں کے فقدان تنظیم کی وجہ سے یا تو پھر مرتد ہو جاتے ہیں۔ اور یا گداگری کا پیشہ اختیار کرکے اسلام پر ایک مزید بار، اور اسلام کے روشن چہرہ پر ایک بدنما داغ ہوجاتے ہیں۔

میں حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ، حضرت مولانا عبدالماجد صاحب قبلہ بدایونی، ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو، حضرت مولانا [illegible]

... [illegible] اور سکرٹری صاحب سپریم کونسل ہز ہائی نس سر آغا خاں وغیرہ حضرات سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ باہمشورہ سے اسلام کی اس سب سے بڑی اور اہم ضرورت کا بندوبست کریں اور مشورہ کرنے اور کام کرنے سے پہلے آریہ سماج اور عیسائیت کے طریق کار کو بنظر غور ملاحظہ کر کے ان نومسلموں کے ذریعہ معاش اور رہائش کا انتظام کریں۔ جو اپنا گھربار، اہل وعیال کو چھوڑ کر اسلام کا طوق غلامی اپنی گردن میں ڈالتے ہیں؛

ہندو لیڈر کہاں ہیں؟

جس پر اپین تہذیب پر لالہ لاجپت رائے پنڈت مدن موہن مالویہ وغیرہ ہنگ بھی اکابرین کو ناز ہے۔ اسکی تازہ نظیر "پنجابی ڈنڈا" نامی اخبار کے ایک اقتباس سے پیش کرتا ہوں۔ جو فیروز پور سے شائع ہوتا ہے۔ اور جنے سمجھ رکھا ہے کہ پنجاب میں سوراج حاصل ہو گیا ہے۔ اس لئے وہ قانون جسکا نام تعزیرات ہند ہے۔ اور جس میں ایک سو ترپن الف نامی کوئی دفعہ موجود ہے۔ اس سے اس بد معاش اور بد اطوار ہندو کا قلم مستغنی ہے۔

یہ وہ تحریرات ہیں جن سے مسلمانوں کے دلوں میں ناسور پڑ جاتے ہیں، یہ وہ اشتعال انگیز طرز تحریر ہے جس کے پڑھنے کے بعد مسلمانوں کا بے آپے ہو جانا یقینی ہے، یہ وہ اہانت آمیز تحریرات ہیں جن کو اگر نہ روکا گیا تو پنجاب ہی نہیں سارا ہندوستان فساد و بدامنی کا گہوارہ بن جائے گا۔ اور پھر یہ ہیز "ہندو جنتا کی دردشا" کا بے سرا راگ الاپیں گے۔

میں اس خرافات کی چند سطریں اس لئے نقل کرتا ہوں کہ مسلمانوں کی آنکھیں کھلیں، اور وہ دیکھیں کہ ان کی بے تمیزی سے آج اغیار تعلیمات اسلام کا کیسا مذاق اڑا رہے ہیں۔

> ۴ر اپریل کو صبح سویرے ہی اللہ میاں کے دربار میں جا پہنچے۔ اللہ میاں گو بڑی عمر کے مالک ہیں، حضرت نوح کے طوفان میں بھی اللہ میاں تھے ہی اور اب بھی وہ اللہ میاں ہیں۔ مگر چہرہ سے نوجوانی کا جلال پھوٹ پھوٹ کر نکلتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ سونے پر سہاگہ یہ کہ عربی چغہ اور عربی عمامہ پہنے ایسے معلوم دیتے ہیں کہ حسن نظامی اور ظفر علی خاں کے معجون مرکب ہیں۔ ہمارے اللہ میاں وائسرائے ہند کے مقابلہ میں کوئی زیادہ طاقت نہیں رکھتے جہاں وائسرائے ہند ۳۲ کروڑ انسانوں کی قسمت کے مالک و مختار ہیں وہاں اللہ میاں کی حکومت ۳۲ کروڑ انسانوں پر ہے۔ (پنجابی ڈنڈا فیروز پور ۲۶ رمئی ۲۶ء)

اس اقتباس کے علاوہ اور بہت سے قابل اعتراض مضامین اس بدلگام اور بدتمیز اور دشمن امن اور ننگ انسانیت اخبار میں شائع ہوئے ہیں۔ جنپر نہ تو سر میلکم ہیلی کی گورنمنٹ توجہ کرتی ہے اور نہ ہندو لیڈر بلکہ وہ تو ان "جاتی کے سیوکوں" کی بدلگامی پر خاموشی کی مہر لگا کر اپنی رضامندی کا اظہار کرتے ہیں۔

میں پرتاپ، تیج، بندے ماترم، گرو گھنٹال، پارس، ارجن وغیرہ اخبارات سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا یہ طرز تحریر مسلمانوں کے لئے اشتعال کا باعث نہیں ہو سکتا؟ اور کیا یہ کوئی مسلم لیگ آگرہ کی شائع کردہ نظم سے زیادہ دل آزار نہیں ہے؟ اور کیا کوئی باغیرت مسلمان ان خرافات کو سنکر اپنے حواس قابو میں رکھ سکتا ہے؟

اور اگر اس کے جواب میں مسلمانوں نے صرف مسلم لیگ پر قلم اٹھا دیا، تو ہندو پریس آستانہ حکومت پر جبیں سائی نہ کرے گا؟ اور کہیں مغلوں کی ہندو رانیوں کا تذکرہ کر دیا گیا تو اسکو ہندو پریس خاموشی سے برداشت کرے گا؟

میں حکومت پنجاب سے بھی دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آخر یہ ڈھیل کب تک دی جائے گی۔؟

لاہور کی خونچکاں داستان

بالآخر وہ پنجاب جس کے ہندو لیڈر اور اڈیٹروں نے تمام ہندوستان میں بدامنی پھیلانے کا ٹھیکہ لے رکھا تھا، اور خود امن چین کی زندگی بسر کر رہے تھے، اس کا امن ۳۰ اور ۳۱ رمئی کو گم ہو گیا۔

اور بندے ماترم، پرتاپ، پارس، گرو گھنٹال، ملاپ وغیرہ اخبارات کے وہ اڈیٹر جو اپنے محفوظ کمروں میں بیٹھ کر اسلام پر نہایت گھناؤنے حملے کیا کرتے تھے، خود اپنی لگائی ہوئی آگ کی لپٹوں سے محفوظ نہ رہ سکے۔ اور وہ اشتعال انگیز تحریریں، تقریریں، نظمیں غریب مسلمانوں کا خون بہانے کا باعث ہوئیں، جو دن رات "جاتی کی دردشا" "ہندو قوم کی اوستھا" "ہندو موت چاہتے ہو یا زندگی"؟ وغیرہ کے خوفناک عنوانات سے مذکورہ اخبارات کے اڈیٹر روزانہ ہندو مسلمانوں کو مشتعل کرنے کے لئے شائع کیا کرتے تھے۔

اس خونچکاں داستان کے مختصر واقعات یہ ہیں کہ ایک مسلمان نوجوان کے خلاف ایک سکھ خاتون کو چھیڑنے کی شکایت پیدا ہوئی جس کی باضابطہ چارہ جوئی کی گئی۔ عدالت نے فرد جرم لگا دی۔ مگر مالوی جی کی امت نے فوراً ان کی ہدایت کے مطابق قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور ایک زبردست خفیہ سازش کر کے آریہ ہندوؤں اور سکھوں کے ایک خطرناک دیوان کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں مسلمانوں کے خلاف پیشہ ور مفسد آریوں اور بعض نالائق اور بد معاش سکھوں نے، جو آریہ سماج

کے رو پہلے چل رہے تھے ایسی سخت تقریریں تھیں کہ بعض جاہل اجڈ و بنگالی سکھ اپنے جوش پر قابو نہ رکھ سکے۔ اور وہ کرپان جو مذہب کے مقدس نام پر باندھی جاتی ہے اور وہ کرپان جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ بغیر اس کے مذہب سکھ سکھ ہی نہیں ہوتا اور وہ کرپان جسکی آزادی کے لئے لاریب خالصہ ہیروں نے بڑی سے بڑی قربانیاں کیں۔ اور ہاں وہ کرپان جسکی آزادی کی جدوجہد میں مسلمانوں نے بحیثیت قوم کے سکھوں کی امداد کی، اور وہ کرپان جو موجد گرو صاحبان کا مقدس نشان بتائی جاتی ہے اور جس کو گرو صاحبان نے کبھی کمزوروں، بڈھوں، اور یقیناً بے گناہ اور معصوم مسلمانوں کے خلاف استعمال نہیں کیا۔ آہ وہی کرپان فساد پیشہ آریہ سماج کے اغواء سے بےکس نہتے۔ ستر ستر برس کے بوڑھے اور یقیناً بے گناہ مسلمانوں کے خلاف اسوقت نہایت آزادی سے استعمال کی گئی جبکہ مجبور و بےکس مسلمان خدائے واحد کی پرستش سے فارغ ہو کر اپنے اپنے گھروں کو نہایت اطمینان سے روانہ ہو رہے تھے کہ گرو صاحبان کا نام بدنام کرنے والے بعض بزدل اور بے پیر اور خبیث سازشی نام نہاد سکھوں نے بے دریغ قتل عام شروع کر دیا۔

اس شب خون کا نتیجہ ۳ مسلمانوں کی شہادت، اور متعدد مسلمانوں کے زخمی ہونے کی صورت میں نکلا۔ اور اس دار و گیر میں ایک نوجوان ہندو بھی زخمی ہو گیا۔ جو "ہندو دھرم کی دہائی" دینے پر چھوڑ دیا گیا۔ اس ہندو نوجوان کو محض ہندو ہونے کی وجہ سے چھوڑ نا ہی بتا رہا ہے کہ سیوا جی کی یادگار کے روز سیوا جی کی طرح شب خون مارنا کسی گہری سازش اور یقیناً خفیہ نظام کے تحت میں تھا جس سے کوئی انصاف پسند دوست انکار نہیں کر سکتا۔

اس اچانک حملہ نے مسلمانوں کی آنکھیں کھول دیں۔ اور ہمیں نے بڑی مسرت کے ساتھ پڑھا کہ مسلمانوں کا کبھی نہ مٹنے والا اتفاق فوراً مٹ گیا، اور سر شفیع، سر اقبال، مولانا ظفر علی، مولانا حبیب، خان بہادر عبد القادر وغیرہ اکابرین نے اپنی اپنی ذمہ داریاں اور اختلافات کی خرابیوں اور نظام ملت کے فقدان کو محسوس کر کے بطور خود تمام گلے شکوے مٹا کر بپھرے ہوئے مسلمانوں کو صبر کی تلقین کرنے کے لئے میدان عمل میں نکلے۔

گردوارہ میں اسوقت تمام وہ بدمعاش کمینے اور بزدل سکھ آریہ جمع تھے، جنہوں نے اجڈ اور جاہل سکھوں کو شب خون کے لئے تیار کیا تھا۔ اگر اسوقت سکھوں کی کرپانوں سے پولیس مرعوب نہ ہوئی ہوتی اور فساد و بدامنی کی بڑھتی ہوئی آگ پر دلیرانہ انتظام کا پانی چھڑکنے کے لئے گردوارہ میں جمع شدہ مفسدوں کو فوراً گرفتار کر لیا جاتا جسکی مسلمان لکھامین نے خواہش بھی کی تھی تو تمام سازشیں اور فتنہ پردازیاں اسیوقت ختم ہو جاتیں۔ اور آج لاہور اور مسلمانوں کو اس قیامت صغریٰ کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہوتا جسکی وجہ سے کئی روز تک لاہور میں غنڈوں کا راج رہا۔ اور متعدد قیمتی جانیں تلف ہوئیں، اور لاکھوں روپیہ کا مال غارت ہوا۔ اور تجارت برباد ہو گئی۔

۴ مئی کی صبح کو معصوم اور مظلوم شہداء کے جنازے دفن کے لئے روانہ ہوئے۔ جن میں مسلمانوں کے ہر طبقہ اور ہر خیال کے ستر اسی ہزار مسلمانوں نے شرکت کی، اور حزن و ملال کے اظہار کے لئے تمام دکان کاروبار بند رکھا۔

جسوقت شہداء کے جنازے سیتلا مندر کے پاس پہنچے تو سیوا جی کی امت ان مظلوم اور معصوم لاشوں کو دیکھتے ہی ایسی حواس باختہ ہوئی کہ پتھروں کی لگاتار بارش شروع کر دی۔ مسلمان اپنے رہنماؤں کے سمجھانے کی وجہ سے بالکل خاموش رہے۔ اور کئی ہزار کے پر جوش مجمع میں سے ایک شخص نے بھی کسی ہندو یا سکھ پر ہاتھ نہ اٹھایا۔ مگر حکومت نے اس وقت بھی کمزوری کا ثبوت دیا۔ اور ہندوؤں کی "اینٹ بازی" نے مسلمانوں کے دلوں میں ناسور ڈال دیئے۔ اگر حکومت اسوقت بھی سختی سے ان مفسدوں کا قلع قمع کر دیتی تو زیادہ آگ نہ لگتی۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ اور لاہور کو وہ منظر دیکھنا پڑا جس کے تخیل سے ہر شریف شہری لرزنے لگتا ہے۔

قبرستان سے دفن کئے ہوئے مسلمان واپس ہو رہے تھے تو سنگدل مفسدوں نے "بجے بجے ہری ہری مہابیر" کے نعرے لگا کر مسلمانوں پر خشت باری کی، زخم خوردہ مسلمان مشتعل ہو گئے اور بعض نوجوانوں نے مدافعت کی، جس کا یقیناً ان کو حق تھا کہ آخر صبر کی بھی انتہا ہوتی ہے۔ اور کئی روز تک "گوریلا جنگ" جاری رہی اور اسوقت تک امن قائم نہ ہوا جب تک نیم مارشل لا جاری نہ کر دیا گیا۔ اور بحالی امن کے لئے فوجی قوت سے کام نہ لیا گیا۔ اس جنگ میں مسلمان خاتمہ نہ تھے جس میں ان کو زبردستی دھکیل دیا گیا تھا۔ لاہور کے مسلمانوں نے صبر اور دلیری دونوں کی ایسی شاندار مثالیں قائم کی ہیں کہ اس کو عرصہ تک پنجاب کے شریر اور مفسد سکھ اور ہندو یاد رکھیں گے۔

لاہور کے فساد کا ذمہ دار کون ہے؟

آریہ اور سکھ اخبارات اس فساد کی ذمہ داری مولانا حبیب شاہ صاحب مالک اخبار سیاست اور مولانا ظفر علی صاحب مالک اخبار زمیندار پر عائد کرتے ہیں۔

مگر واقعہ یہ ہے کہ اس فساد کی ذمہ داری ماری "لاجپت رائے" "پرتاپ" "ملاپ" اور لاہور کے ہندو اخبارات پر ہے۔ جو ڈنڈے چھریاں پاس رکھنے کی تعلیم کو مذہبی تلقین کیا کرتے ہیں۔ اور جن کی

اشتعال انگیز تحریروں اور تقریروں سے جا بجا ہیر لیں اور ... کو نئی حاصل شدہ طاقت کی بدہضمی ہوئی۔ اور لاہور میں وہ قیامت فساد ہوا جسکی نظیر گذشتہ پچاس سال میں نہیں ملتی۔

قارئین کرام خوب واقف ہیں کہ ظفر علی خاں صاحب کے متعلق میرے خیالات کیا ہیں؟ مگر ناسپاسی ہوگی اگر میں اسوقت ان کے اس دلیرانہ طریق عمل کی ستائش نہ کروں۔ جو ان کا فساد کے دوران میں تھا۔ اور جس سے مسلمانان لاہور میں ایک نئی زندگی پیدا کر دی۔ جسکا سارٹیفکیٹ تمام آریہ ہندو سکھ اخبارات و لیڈران کی سخت مخالفت سے دے رہے ہیں۔

اسی طرح مولانا حبیب شاہ سر اقبال سر شفیع شیخ عبد القادر فساد زدہ مقامات پر بلا خوف و خطر جانا اور مصیبت زدہ مسلمانوں کی ہمدردی میں اپنے تئیں خطرہ میں ڈالنا ثابت کر رہا ہے کہ اس گئی گذری حالت میں بھی جبکہ سنگٹھن اپنے انتہائی عروج پر ہے۔ اخوت اسلامیہ کی برابری سنگٹھن سے ناممکن ہے کیا ہندوؤں نے نہیں دیکھا کہ وہ ہندو لیڈر جو ہندوؤں کو مشتعل کرنے کے لئے تقریریں کیا کرتے تھے۔ فساد کے دوران میں کہیں بھی نظر نہیں آئے۔ اور مسلمان باوجود آپس میں سخت اختلاف کے اس مصیبت کے وقت سب ایک تھے۔ اسی کا نام اخوت اسلامیہ اور یہی اسلامزم ہے۔

مشق ناز

فساد کے دوران میں مسلم اخبارات پر حکومت نے مشق ستم کی انتہا کر دی۔ اور سیاست، زمیندار، انقلاب کی اشاعتیں قابل ضبطی قرار دی گئیں۔

مسٹر اوگلوی کو مسلمان اخبارات اور مسلمان قوم سے خاص محبت ہے جس کا ثبوت اگر چاہتے ہو تو دیکھو کہ ہندو اخبارات اپنی مفسدہ پردازیوں اور اشتعال انگیزیوں کے باوجود مسٹر اوگلوی کی نگہ عتاب کا شکار نہ ہوئے۔ جب تمام ہندوستان کے مسلمان اخبارات نے غل مچایا تو نہایت بھونڈے پن سے بندے ماترم کا ایک پرچہ ضبط کر کے مسلمانوں کی اشک شوئی کرنی چاہی حالانکہ فساد کے بعد جو ہندو اخبارات شائع ہوئے اس میں مسلمانوں کو مشتعل کرنے اور ہندوؤں کو فساد پر آمادہ کرنے کے متعلق ایسی خوفناک سرخیاں تھیں جس سے جاہل اور غنڈے ہندو متاثر ہوئے بغیر نہیں رہے۔ مگر مسٹر اوگلوی ان سے پوچھتے بھی نہیں کہ تمہارے منہ میں کے دانت ہیں۔

برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر

سرکاری بیان اور ڈپٹی کمشنر لاہور

لاہور کے فساد پر جو سرکاری بیان شائع ہوا تھا اس میں پوری طرح غیر جانب داری کے ساتھ مسلمانوں کی مظلومیت اور ہندوؤں کی شرارت کا تذکرہ تھا۔ مگر ایک ملاقات کے دوران میں ڈپٹی کمشنر لاہور اسکی تردید کرتے ہیں۔ اور ہندو پروپیگنڈے سے اسقدر متاثر معلوم ہوتے ہیں کہ مسلمان اخبارات کے بیان کو غلط بتا کر سنگٹھنیوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

بغیر کسی سرکاری یا نیم سرکاری یا غیر سرکاری تحقیقات کے ڈپٹی کمشنر لاہور کی یہ یک طرفہ ڈگری بے حد قابل ملامت ہے۔ اور اس سے مسلمانان لاہور کو مزید مصائب و آلام میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔

ریاست بھی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی اس تجویز سے پورا اتفاق ہے کہ اس ناعاقبت اندیش ہندو نواز ڈپٹی کمشنر کے خلاف تمام ہندوستان کے مسلمان جلسے کر کے اس کے فوری تبادلہ کا مطالبہ کریں تاکہ اس کی غلط رائے کا اثر ملزمین کے مقدمات پر نہ پڑ سکے۔

مسٹر ہیلی ایک بیدار مغز حاکم ہیں۔ اس لئے اگر مسلمانوں نے پوری قوت کے ساتھ مسٹر اوگلوی کے تبادلہ کا مطالبہ کیا اور وزنی دلائل پیش کئے تو یقین ہے کہ سر مالکم ہیلی صاحب مسلمانوں کے اس جائز مطالبہ کو تسلیم کریں گے۔ اور مسلمانان لاہور مسٹر اوگلوی کی نگہ عتاب کا شکار نہ ہونگے۔ جو پوری طرح ہندو پروپیگنڈہ اور ہندو سنگٹھن سے متاثر ہو چکے ہیں۔

ہندو سکھ لیڈران اور گوردوارہ کمیٹی اور ہندو سبھا کے اعلانات

جسوقت تک سرکاری اعلان شائع نہیں ہوا تھا اور سکھوں اور ہندوؤں کو سر جوڑ کر سازش کرنے کا موقع نہیں ملا تھا اسوقت تک کسی ہندو و سکھ لیڈر نے اس سے انکار نہیں کیا تھا کہ گوردوارہ میں سخت اشتعال انگیز تقریریں نہیں ہوئیں۔ اور سیتلا مندر سے شہدا کے جنازوں پر مالوی کے بیٹے کی اینٹیں نہیں آئیں۔

مگر جونہی بھائی پرمانند جو کئی روز تک ایک قلعہ میں پناہ گزین رہے اور فساد کے دوران میں باوجود تلاش کئے جانے کے "جاتی" کے "بی سیوک" کو نہ ملے۔ اور امن قائم ہوتے ہی کمین گاہ سے نکلتے ہی فوراً "ہندو جاتی کی دردشا" کا فسانہ سنانے لگے، اور لگے ہاتھوں ان معقول اور شریف سکھوں کو بھی اپنے ساتھ لے ڈوبے جو اس سے پہلے سکھوں کی غلطی کو تسلیم کرتے تھے۔

بھائی پرمانند نے سب سے پہلا کام تو یہ کیا کہ دیوان میں سخت تقریر ہونے سے انکار اور دیوان سے سکھوں کے بلاوجہ حملہ کرنے کی وجہ تصنیف کی، اور اسی طرح سیتلا مندر سے سنگ باری کا انکار کرایا پھر گوردوارہ کمیٹی سے اعلان کرایا۔ اور اس کے بعد ہندو سبھا اور متعدد ہندو اور سکھوں کے اعلانات شائع کرا کر نہایت عیاری کیساتھ

فسادی و ہندو سکھ تو مسلمانوں کے سر تھوپنے کی ابلیسانہ کوشش کی۔
مگر ان کی اس عیاری کے باوجود ایسی زبردست ہندو اور غیر مسلم شہادتیں موجود ہیں جن سے انکار کی کسی شریف اور انصاف دوست کو جرأت نہیں ہو سکتی۔

یہ حقیقت اسقدر صاف ہے کہ بعض سنگھٹنی اخبارات بھی اسے تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ ٹربیون لاہور مورخہ ۴ مئی میں درج ہے کہ:۔

"یہ بالکل عیاں ہے کہ تمام مصیبت اس دیوان سے شروع ہوئی جو منگل کے روز منعقد کیا گیا تھا اور جس کے انعقاد کا کوئی سبب معقول موجود نہ تھا۔ جس بارہ میں یہ دیوان منعقد کیا گیا وہ عدالت میں پیش تھا اور اسکا کسی مذہبی یا قومی معاملہ سے کچھ تعلق نہ تھا۔ پیش نظر حالات کی بنا پر ہم اس دیوان کی سخت مذمت کرتے ہیں جس کا انعقاد سخت حماقت تھا نیز اس میں جو تقریریں کی گئی ہیں ان میں سے بعض بالکل نامناسب و ناعاقبت اندیشانہ تھیں۔ منگل کی شب میں تین مسلمانوں کا افسوسناک قتل اور پانچ کا زخمی ہونا ایک ہولناک جرم اور سخت ملامت کا مستحق ہے جسکی کوئی وجہ جواز پیش نہیں کی جا سکتی"

اس مضبوط شہادت کے بعد مزید ثبوت پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ پہلا حملہ تھا۔ لیکن مفسدین کی پیاس اس حملہ سے ہی نہ بجھی اور انہوں نے اگلے روز شہدا ء کے جنازوں اور سوگوار و غمگین مجمع پر سنگ باری کرکے اور لاٹھیاں چلا کر قیامت برپا کر دی۔ مسلمانوں نے ان دونوں ایام میں جو لاہور کے لئے قیامت صغریٰ کے دن تھے یعنی ۳ و ۴ مئی کو جس صبر و تحمل سے کام لیا اس کے متعلق مسلم اخبارات و مسلم نامہ نگاروں کے بیانات سے قطع نظر کرکے سول ملٹری گزٹ لاہور لکھتا ہے کہ:۔

"شب سہ شنبہ (۳ مئی) سے شب چہار شنبہ (۴ مئی) تک مسلمانوں نے بڑے صبر و تحمل سے کام لیا۔ ان کے قلوب بے گناہ و مظلوم شہدا کے باعث زخمی ہو چکے تھے تاہم انہوں نے اپنے رہنماؤں کے کہنے پر عمل کیا"

پھر وہ فساد کیونکر شروع ہوا جس نے لاہور کو تباہ کر دیا اسکے متعلق بھی یہی اخبار اس طرح رقمطراز ہے کہ:۔

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً دوپہر کے بعد مسلمانوں کا ماتمی جلوس موری دروازہ سے روانہ ہوا اور ایک طویل راہ سے گزرتا ہوا مدفن تک پہونچا جلوس کو یہ راستہ طے کرنے میں کئی گھنٹے لگے جب یہ جلوس گزر رہا تھا تو اس پر سالم اینٹیں، آدھی اینٹیں اور مختلف ٹکڑے مختلف مکانوں سے پھینکے گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ لوہاری دروازہ کے قریب ایک مندر (سیتلا کا مندر) سے بھی سنگباری ہوئی۔ مسلمان جواب دینے میں غافل نہ تھے۔"

کیا ان زبردست شہادتوں کے بعد بھی سر مالکم ہیلی صاحب گورنر (جو میرے نہایت محترم دوست ہیں اور جنکی سمجھداری اور معاملہ فہمی اور حب وطنی پر مجھے کافی اعتماد ہے) کا مسلم آؤٹ لک، انقلاب، سیاست، زمیندار وغیرہ اسلامی اخبارات پر مقدمات چلانا ثابت نہیں کر رہا ہے کہ لاہور کے اس بلوہ میں کوئی زبردست خفیہ نظام تھا۔ جس نے سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات کو خراب کرنے کے لئے کوئی نہایت گہری سازش کر رکھی تھی۔

بہر حال ضرورت ہے کہ اکابرین لاہور اس سے زیادہ مستعدی اور دلیری اور کامل یکجہتی کے ساتھ مظلوم مسلمانوں کے مقدمات کی پیروی کریں۔ کہ حقیقتاً یہی وہ میدان ہے جہاں مسلمانوں کا بازی لے جانا مشکل معلوم ہوتا ہے۔

مگر مجھے پوری توقع اور کامل یقین ہے کہ اگر مسلمانوں نے پوری سمجھداری سے بے گناہ مسلمانوں کی مدد کی تو لاہور سہارنپور نہیں بنیگا جہاں میدان کا بدلہ عدالتوں میں لیا گیا۔

کرپان اور مسلمان

کلکتہ، راولپنڈی، بمبئی، ہوڑہ وغیرہ مقامات پر جہاں بھی سکھوں اور مسلمانوں میں فساد ہوا ہے، سکھوں نے پوری آزادی کے ساتھ کرپانوں کا استعمال کیا ہے۔ اور چونکہ مسلمان نہتے ہوتے ہیں اس لئے وہ ہمیشہ نقصان اٹھاتے ہیں۔

لہذا اب وقت آگیا ہے کہ تمام ہندوستان کے مسلمان جلسے کرکے اپنے اپنے ضلع کے ڈپٹی کمشنروں کے پاس ڈیپوٹیشن لے جا کر یہ مطالبہ کریں کہ یا تو مسلمانوں کو بھی تلوار رکھنے کی اجازت دی جائے۔ اور یا پھر سکھوں سے بھی تلوار نما کرپان واپس لے لی جائے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایک قوم کو مسلح کر دیا جائے" اور دوسری قوم کو نہتا کرکے مسلح قوم کے رحم پر زندگی کے دن گذارنے کے لئے چھوڑ دیا جائے۔

اگر یہ جواب کوئی معقول جواب ہو سکتا ہے کہ سکھوں کے گرو صاحبان کا حکم ہے کہ کرپان رکھو، تو میں آج بتانا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے لئے بھی مذہبی حکم ہے کہ "نماز کے وقت اپنے ہتھیاروں کی حفاظت رکھو" اور "تلوار کے سایہ میں جنت ہے۔"

لہذا ضرورت ہے کہ گورنمنٹ سنجیدگی کے ساتھ مسلمانوں کے مطالبہ پر غور کرے، اور دس کروڑ مسلمانوں کو یا تو مسلح کرے یا چند مٹھی بھر سکھوں کو بھی غیر مسلح کرنے کے لئے اپنی زندگی اور انصاف کا ثبوت دے۔ ورنہ بہت ممکن ہے کہ مسلمانوں میں ہتھیاروں کی آزادی کے لئے وہی جذبہ پیدا ہو، جو سکھوں میں کرپان کی آزادی کے لئے پیدا کیا گیا۔ اور وہ وقت یقیناً گورنمنٹ اور مسلمانوں کے

نہایت نازک ہوگا۔

ایڈیٹر الجمعیۃ آریہ سماج کی آغوش میں

تمام ہندوستان کے علماء کی نمائندہ جماعت کے آرگن (الجمعیۃ) کے بے ریش و بروت صاحبزادے ابوالاعلیٰ مودودی صاحب جنکو مسلمانوں کے ان مشاہیر سے بغض للّٰہی ہے، جن کی اولوالعزمیوں اور سرفروشیوں کی وجہ سے آج ہندوستان میں خدائے واحد کے پرستار نظر آرہے ہیں۔ ان جانبازانِ اسلام کی صف اول میں حضرت غازی محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کا نام آتا ہے جس کے فاتحانہ اقدام کی سالگرہ گزشتہ مارچ میں تمام ہندوستان کے مسلمانوں نے نہایت دھوم دھام اور جوش و خروش سے منائی تھی۔

چونکہ اس تحریک کے بانی حضرت خواجہ حسن نظامی تھے، اس لئے خلافت کمیٹی اور جمعیۃ علماء کے حاسد اور ہندو پرست کارکن اس اہم تجویز سے نہ صرف علیحدہ رہے، بلکہ انہوں نے "حاجی محمد علی کالا" کی ہدایت کے مطابق سخت مخالفت کرکے اپنی کفر دوستی اور اسلام سے بیزاری کا ثبوت دیا۔ غازی محمد بن قاسم کی فتح سندھ کی یادگاریں تمام ہندوستان کے اسلامی اخبارات میں ہوئیں مگر صرف جمعیۃ علماء کے آرگن الجمعیۃ اور مرکزی خلافت کمیٹی کے آرگن خلافت، اور ہمدرد کو حاصل ہے کہ انہوں نے اس شیر دل غازی کے تذکرہ سے اپنے اپنے صفحات کو "خراب" نہیں کیا۔

ہندو اخبارات فسادات سندھ (لاڑکانہ) اور لاہور کی وجوہات میں سے ایک وجہ غازی کی سالگرہ کو بھی بتاتے ہیں۔ آریوں کے اس خیال کو تقویت پہونچانے کے لئے صاحبزادے ابوالاعلیٰ یہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"مسلمان جب محمد بن قاسم کی سالگرہ منا رہے تھے ہمیں جب ہی کھٹکا ہوا تھا کہ یہ سالگرہ نہ معلوم کیا رنگ لائے گی مسلمان بڑا تیر ماریں گے تو دو چار مسجدوں میں چراغ جلادینگے دس پانچ قبروں پہ فاتحہ خوانی ہوجائے گی۔ کہیں کہیں مٹھائی تقسیم ہوجائے گی۔ بس اللہ اللہ اور خیر صلا۔ لیکن ہندو اس کے مقابلہ میں جلوس بنائیں گے تصویر نکالینگے مسجدوں کے سامنے باجے بجائیں گے۔ نگر کیرتن میں مسلمانوں پہ گالیوں کی بھرمار ہوگی۔ پھر فساد ہونگے۔ اور نہ معلوم اس بدقسمت ملک میں کیا کیا ہوگا۔ یہ بات سمجھائی جائے تو کسکو مسلمانوں میں کوئی تنظیم ہو کسی نظام کے ماتحت کام ہوتا ہو تو کسی مجلس میں نفع نقصان پہ بحث بھی کی جائے جس کے جی میں جو آتا ہے وہ کرتا ہے۔ اور اس کا خمیازہ تمام قوم کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اشتعال دلانے والے اور اس قسم کی فرقہ وارانہ تجاویز کے موجد شیطان کی طرح شہد کی انگلی لگا کر علیحدہ ہوجاتے ہیں۔"

(الجمعیۃ ۱۰ر مئی ۲۶ء صفحہ ۲ کالم ۲)

کیا یہ کھلا ہوا حملہ خواجہ صاحب پر نہیں ہے؟ اور کیا یہ صاحبزادے بالواسطہ خواجہ صاحب کو شیطان نہیں لکھ رہے؟ اور کیا اس سے بوئے رشک و حسد نہیں آتی؟ اور کیا جمعیۃ علماء کے آرگن کا یہ طریق کار ہندو اہل قلم کے ہاتھ نہیں مضبوط کرتا؟

میں ایڈیٹر صاحب صدر صاحب ناظم صاحب سے دریافت کرتا ہوں کہ اگر آپ کی احتیاطوں کا یہی عالم رہا تو آرہا ہے وہ وقت جبکہ کل آپ یہ تجویز پیش کریں گے کہ چونکہ اذان اور نماز سے ہندو مشتعل ہونگے، اور اس کے جواب میں سنکھ بجائیں گے۔ اس لئے قربانی گاؤ کی طرح نماز اور اذان کو بھی ملتوی یا بند یا آہستہ ادا کرنے کی ہدایت کی جائے۔

آپ کو غالبا یہ سنکر اور "کھٹکا" لگے گا مسلمان غازی شہاب الدین غوری اور غازی سلطان محمود غزنوی، اور غازی اورنگ زیب اور غازی احمد ابدالی کی یادگاریں بھی منائیں گے۔

میں اس طرز تحریر پر جناب مفتی کفایت اللہ صاحب اور جناب مولانا احمد سعید صاحب کو توجہ دلاتا ہوں، اور دریافت کرتا ہوں کہ اگر اس کے جواب میں ایڈیٹر الجمعیۃ کو "شیطان زادہ" لکھدیا جائے تو کیا آپ اسکو پسند کریں گے۔ اور کیا یہی وہ "سنجیدہ طرز تحریر" جس کا ڈھنڈورہ پیٹا جاتا ہے۔؟ اور کیا اخبار الجمعیۃ کو ڈھائی سو روپے ماہوار کے نقصان پر صرف اس لئے چلایا جارہا ہے کہ جو لوگ ناظم صاحب، صدر صاحب، ایڈیٹر صاحب سے اختلاف کریں ان کو شیطان لکھدیا جائے۔ اور کیا یہی وہ مقدس تبلیغ ہے، جس کے لئے تبلیغ فنڈ سے روپیہ لے کر جمعیۃ علماء کے اس سفید ہاتھی (الجمعیۃ اخبار) کو پالا جارہا ہے؟!

ہندو مہاسبھا کا فتنہ

یہ ایک مسلم امر ہے کہ ہندو مہاسبھا پر آریہ سماجی قابض ہیں، اور یہ بھی واقعہ ہے کہ آریہ سماج ایک فتنہ پرور اور مفسدہ پرداز جماعت ہے۔ جیسا کہ ٹائمز آف انڈیا میں شائع شدہ مضمون اور یوپی کی سرکاری رپورٹ اور مسٹر گاندھی کے اعلان جو ہوئے پایہ ثبوت کو پہونچ گیا ہے۔ اور اس مہاسبھا کا دفتر کئی سال سے دہلی میں ہے، اور دہلی کئی سال سے فتنہ و فساد اور بد امنی کا مرکز بنی ہوا ہے۔ اور کئی سال سے عید الضحیٰ کے آنے سے پہلے قربانی کے خلاف آرگنائزڈ ایجی ٹیشن شروع کردیا جاتا ہے، جس سے دہلی میں فساد

پر امن کے انقلاب اچھلتے ہیں، اور متعدد قیمتی جانیں ضائع ہوتی ہیں حکام کو خطرات کا سامنا ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی عید محرم سے تبدیل کر دی جاتی ہے۔

اس مرتبہ پھر وہی فرسودہ راگ نئے سروں سے الاپا گیا ہے یعنی پنڈت دیو رتن شرما نے جو ہندو سبھا کے کرتا دھرتا ہیں، ڈپٹی کمشنر دہلی سے درخواست کی ہے کہ

(۱) قربانی کے تمام جانوروں (گائے، بھیڑ، بکری) کو شہر کی تمام سڑکوں سے گزرنا بند کر دیا جائے۔

(۲) ہر قسم کی قربانی کے لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہو۔ اور بغیر اجازت قربانی کسی حالت میں نہ ہو سکے۔

(۳) نہایت خفیہ طریقہ سے قربانی گھروں پر کی جائے۔

یہ سارا شور و غل صرف اس لئے کیا جا رہا ہے کہ پہاڑی دھیرج کا راستہ تبدیل ہو جائے، جس کے لئے دہلی کے مفسد ہندو ہر سال ہڑتال کر کے فساد کرتے ہیں۔

ہندو مہاسبھائے اس "شتر مرغ" سے کوئی پوچھے کہ تم نے ابھی پٹنہ میں یہ رزولیوشن پاس کیا ہے کہ ملک معظم کی سڑکوں کو استعمال کرنے کا (یعنی مسجدوں کے آگے باجہ بجانے کا) ہندوؤں کو حق حاصل ہے اور پٹنہ کے سیشن جج نے اسی ایجی ٹیشن سے متاثر ہو کر مفسد ہندوؤں کو رہا بھی کر دیا ہے جسکو نوشیروانی انصاف کہا جا رہا ہے۔ پھر جو اصول تم اپنے لئے طے کر چکے ہو اسے مسلمانوں کے واسطے استعمال کرتے ہوئے کیوں گھبراتے ہو۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ جس طرح ہندوؤں کو سڑک پر مسجد کے آگے نماز کے وقت باجہ بجانے کا حق حاصل ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے لئے بھی سڑکیں آزاد ہونی چاہئیں اور ان کو بھی عام شاہراہوں پر ہر قسم کی قربانی کی اجازت دینی چاہئے۔

آخر یہ کہاں کا انصاف ہے۔ اور کیسا اندھا انصاف ہے کہ میٹھا میٹھا ہپ ہپ کڑوا کڑوا تھو تھو۔

اگر یہ کہا جائے کہ ہندوؤں کے جذبات کا خیال رکھا جائے تو میں یہ عرض کروں گا کہ مظاہرہ کفر و شرک (ہندوؤں کے مذہبی جلوس بلا تخصیص باجہ) سے بھی مسلمانوں کے موحدانہ جذبات کو صدمہ پہونچتا ہے اور ان کے مستقبل پر ان جلوسوں کا برا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے ان [illegible] "جلوسوں" کو مسلمانوں کے جذبات کے لئے بند کیا جائے۔

آج تو مسلمانوں پر یہ دباؤ ڈالا جاتا ہے کہ وہ بغیر ڈپٹی کمشنر اجازت کے قربانی نہیں کر سکتے۔ کل یہ خواہش ہوگی کہ کسی مسجد میں اذان بھی بغیر ڈپٹی کمشنر صاحب کی اجازت کے نہ ہو سکے۔ تاکہ ہندوؤں کے جذبات کو ٹھیس نہ لگے۔

آج قربانی کو جو ایک فریضہ مذہبی ہے خاموشی سے ادا کرنے کے لئے قانونی حیلے تلاش کئے جا رہے ہیں۔ کل کسی اور مذہبی رکن کی ادائیگی میں مشکلات پیدا کرنے کی دھمکیاں دی جائیں گی اور پانی پت کی طرح مسلمانوں کا مذہبی فریضہ (قربانی) قانون کی مدد سے روکنے کی کوشش کی جائے گی۔

حکام اور مسلمانان دہلی کو یہ نہ بھولنا چاہئے کہ پانی پت میں بنائے فساد گھروں پر قربانی کرنا ہی بتایا گیا تھا۔

میں دہلی کے اکابر مسلمانوں سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ ہندو سبھا کے اس خطرناک پروپیگنڈہ کی روک تھام کے لئے میدان میں آئیں۔ اور حکام کو جن کے کان ہوتے ہیں صحیح حالات سے دلیری کے ساتھ واقف کر دیں۔ ورنہ اگر حکام عدم واقفیت کی وجہ سے کسی سازش کا شکار ہو کر کوئی غلطی کر بیٹھے تو پھر عام مسلمانوں کا سنبھالنا مشکل ہو جائے گا جو ادائیگی فریضہ مذہبی میں کسی قانونی پابندی کو برداشت نہیں کر سکتے۔

مجھے یہ بھی اندیشہ ہے کہ اگر مقامی حکام نے دلیری کے ساتھ ہندو سبھا کے پروپیگنڈہ کو نہ روکا اور مفسدہ پردازوں سے ضمانتیں نہ لیں تو حکام کو قیام امن میں سخت مشکلات کا سامنا ہوگا۔

مرکزی خلافت کمیٹی میں اندھیرا

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ممبر سنٹرل خلافت کمیٹی نے ایک خط صدر صاحب سنٹرل خلافت کمیٹی کی خدمت میں صدر دفتری کی خیانت کے متعلق لکھا ہے۔ جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

(۱) برہما کے مسلمانوں سے ۴۵ ہزار روپیہ اس شرط پر لیا تھا کہ اسکو صرف تعلیم پر خرچ کیا جائے گا۔ مگر عمل اس کے خلاف ہوا۔ اور بقیہ رقم شوکت علی صاحب کے ذاتی نام پر بنک میں جمع ہے۔ حساب میں دکھایا گیا ہے کہ گیارہ ہزار روپیہ اس فنڈ کا باقی ہے۔ مگر جب شوکت علی صاحب کی چیک بک دیکھی گئی تو چند سو روپے سے زیادہ نہ تھے۔

(۲) شوکت علی صاحب نے ۱۹۲۵ء میں کاٹھیاواڑ کا دورہ کیا تھا، وہاں سے کئی ہزار روپیہ چندہ کا لائے تھے۔ جسکی آجتک رسیدیں نہیں دی گئیں۔ جب اس سفر کا آمد و خرچ دیکھنے کی استدعا کی گئی تو ٹال دیا گیا۔

(۳) خلافت کمیٹی کے دفتر میں دو موٹریں ہیں، جن پر سات سو روپے ماہوار خرچ ہوتا ہے۔ ان دونوں موٹروں کو سیر و تفریح کے کام میں لا کر مسلمانوں کا روپیہ تباہ کیا جاتا ہے۔

(۴) مرکزی کے دفتر میں ۸ کارکن ہیں جن پر ۱۴۵۰ روپیہ ماہوار خرچ ہوتا ہے۔ جو یقیناً زیادہ ہے۔

(۵) علی برادران کے خاندان کے نام حسب ذیل ملازمتیں رقومات منہا

مثل سے واجب ہیں جن کا کوئی حساب نہیں۔ مثالاً انکی چند رقمیں پیش کرتا ہوں۔

	پائی	آنے	روپے
شوکت صاحب بقایا	۰	۶	۲۳۹۰۸
محمد علی صاحب	۶	۳	۱۳۳۹
بیگم صاحبہ محمد علی	۶	۱	۵۴۵
صدیق علی خاں	۰	۰	۲۶
مسعود علی صاحب	۰	۰	۴۵۴
مقصود علی صاحب	۰	۰	۴۵
معظم علی صاحب	۰	۱۳	۶۶۱
علی افضل صاحب	۰	۰	۲۲۶
اختر علی صاحب	۰	۰	۶۰

(۶) قمرالدین صاحب کے ذمہ اسوقت پیشگی ۲۴۳۳-۷-۰ واجب ہیں جن سے کچھ بھی وصول نہیں کیا جاتا۔

(۷) چھوٹی چھوٹی رقومات مجلس مرکزیہ کی ہدایات کے خلاف خرچ ہو رہی ہیں۔

(۸) حسابات بالکل بے قاعدہ ہیں جس سے ہرگز پتہ نہیں چلتا کہ کتنے روپے کی آمدنی ہوئی اور کتنے کا خرچ ہوا۔

(۹) دو ہزار روپے ماہوار کا اخبار خلافت اور پریس میں نقصان ہو رہا ہے۔

(۱۰) بارہ ہزار روپے کا دفتر مرکزی مقروض ہے۔ جس کے لئے وصول کنندگان کے نوٹس آنے شروع ہوگئے۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی بے ضابطگیاں اور خیانتیں مولانا اسمعیل چھاگلہ نے مجلس مرکزیہ کے دفتر کا معائنہ کرکے ظاہر کی ہیں اور صدر صاحب اور ممبران مرکزیہ اور عام مسلمانوں سے استدعا کی گئی ہے کہ وہ مجلس خلافت کو تباہی سے اور تغلب سے بچائیں۔

میں ۲۲ء اور ۲۱ء میں سنٹرل خلافت کمیٹی کا ممبر تھا اور مجلس انتظامیہ خلافت کمیٹی دہلی کا بھی ممبر تھا تو اسوقت دہلی خلافت کمیٹی اور سنٹرل خلافت کمیٹی کے دفتروں کی حالتوں کو دیکھنے کا بخوبی موقع ملا تھا۔

میں نہایت وثوق کے ساتھ لکھتا ہوں کہ جس بے دردی کے ساتھ مسلمانوں کا روپیہ ان خلافت کے ہاتھیوں نے تباہ کرکے اپنی توندیں بھری ہیں اسکی مثال "مرہٹہ گردی" میں تلاش کرنے سے نہیں ملتی۔

دہلی کی خلافت کمیٹی میں میرے خیال میں اگورہ فنڈ کا کم سے کم دس ہزار روپیہ اس طرح تلف کیا گیا کہ اس کا کوئی حساب اسوقت کا سکرٹری نہ دے سکا۔ جبکو سو روپے ماہوار خلافت کمیٹی سے ملتا تھا

غالباً حاجی شوکت علی صاحب اسی وجہ سے خلافت کمیٹی اور بمبئی کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اور اپنے کنبہ اور "اپنی ٹولی" کی اس "چراگاہ" کو غالباً اسوقت تک نہ چھوڑیں گے۔ جب تک انکو باضابطہ رخصت نکیا جائیگا

مسلمانوں کی سیاسی موت پر کانگریس کی مہر تصدیق

فراموش کانگریسی مسلمانوں نے عیار ہندوں سے سازش کرکے مشترک انتخاب کے لئے جو منظوری دہلی کے غیر نمایندہ جلسہ میں دی تھی اسپر آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے بمبئی کے جلسہ میں مہر تصدیق ثبت کردی۔ اور مسلمانوں کے "بزعم خود خیر خواہ" ڈاکٹر انصاری "حاجی محمد علی" نے اس "مرگ نامہ" کو مسلمانوں کی طرف سے پیش کرکے مسلمانوں کی سیاسی ہستی ختم کردی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

گزشتہ ہفتہ ہندوستان کے مختلف مقامات پر جداگانہ نیابت کی تائید اور مشترکہ نیابت اور دہلی کے جلسہ شوریٰ کی مخالفت میں متعدد جلسے ہوئے۔ مگران سنگدل اور خودغرض لیڈروں نے جو ہمیشہ گورنمنٹ کی اقتدار پرستی اور خودمختارانہ کارروائیوں کا رونا روتے رہتے ہیں بدنصیب اور بے زبان مسلم قوم کے گلے کو کند چھری سے کاٹ ڈالا حالانکہ ان کو نہ قوم کے کسی جلسہ میں نمایندہ بنایا گیا تھا اور نہ ان کو کسی طرح یہ حق تھا کہ مسلم قوم کے نام سے عیار و چالاک ہندوں سے سمجھوتہ کریں اور نہ مسلمانوں کی کثرت رائے اس نام نہاد اور فرضی سمجھوتہ کے حق میں ہے

ضرورت ہے کہ مسلمان خواب غفلت سے بیدار ہوں ورنہ ۱۹۲۹ء کے بعد وہ ہندوستان کے نقشہ مردم شماری سے حذف کردئے جائیں گے۔ اور ان کا شمار پولٹیکل حیثیت سے ایک قوم کی طرح نہ ہوگا بلکہ وہ پارسیوں اور سکھوں کی طرح ہندوں میں سیاسی نقطہ نظر سے جذب کردئے جائینگے۔ اور آہ کہ مالوی جی کی امت کے رحم پر دس کروڑ توحید پرستوں کی زندگی کا انحصار ہوگا۔

سنگھٹن سازوں کا نیا دام

چونکہ شردہانند فنڈ کا دس لاکھ روپیہ ابھی وصول نہیں ہوا ہے۔ اور ہندو قوم کے تعلیم یافتہ شدھی اور سنگھٹن کی حقیقت سے اچھی طرح واقف ہوگئے ہیں اس لئے ایک خفیہ سازش کے تحت میں یہ قرار پایا ہے کہ جسقدر سنگھٹن اور شدھی کے لیڈر ہیں وہ آئے دن فرضی اور خوفناک خبریں شائع کریں کہ مسلمان ہمیں جان سے مارنے کی فکر میں ہیں تاکہ ہندو قوم میں نئے سرے سے جوش پیدا ہو اور اس جوش میں سنگھٹن اور شدھی کے نام سے شردہانند فنڈ کے لئے کچھ وصول ہوجائے۔

ہفتہ وار پیشوا کے لئے

ایک صاحب نے حیدرآباد سے لکھا ہے کہ "میں مطلوبہ رقم لطور خود دینے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ آپ پالیسی کے متعلق مجھ سے

تبادلہ خیال کرلیں۔" میں نے ان کو انکار لکھ دیا۔" دوسرے صاحب دہلی سے مطلع فرماتے ہیں کہ اگر آپ وہابیوں پر تنقید کرنی اور ابن سعود کو برا کہنا چھوڑ دیں تو ہم تمام مصارف کے کفیل ہونے کے لئے حاضر ہیں۔ آپ ایک سو روپے ماہوار صرف ایڈیٹری کے لے لیا کیجئے۔ باقی نفع نقصان سے آپکو کوئی واسطہ نہ ہوگا۔ ابتدائی مصارف کے لئے روپیہ کا انتظام ہم کریں گے۔" میں نے ان بھائی کو لکھ دیا کہ میں روپے اور طاقت سے نہیں خریدا جا سکتا۔

روپے کی جتنی ضرورت پیشوا کے لئے مجھے آجکل ہے "پیشوا" کے اجرا سے کبھی نہ ہوئی تھی، زمانہ کی ضرورت کے مطابق مجھے چاہیئے تھا کہ میں ان دونوں بھائیوں میں سے جسکو اپنے قریب پاتا اپنی منظوری کی اطلاع دیدیتا مگر ایسا نہیں ہوا۔ اس لئے کہ میرے سامنے جس طرح پیشوا کو پہلے روز شائع کرتے وقت ایک اصول تھا۔ اسی طرح پندرہ روزہ کرتے وقت بھی ایک اصول تھا' اور اب بھی ایک طے شدہ اصول ہے جس سے میں سرمو انحراف نہیں کرنا چاہتا چاہے پیشوا زندہ رہے' یا گمنامی کے دریا میں غرق ہوجائے۔

اس لئے میں پھر پیشوا کے ہزارہا قارئین کرام سے استدعا کرتا ہوں کہ اگر آپ پیشوا کو ہفتہ وار دیکھنا چاہتے ہیں' اور آپ کو پیشوا کی پالیسی پسند ہے' تو اپنے عافیت کدہ سے باہر آیئے۔ اور سو سو روپے دینے والے دس دردمند مسلمانوں سے مجھے مطلع کیجئے۔ تاکہ میں اطمینان سے آپ کی خدمت کرسکوں۔

امید ہے کہ پیشوا کے ہزارہا قدردانوں میں سے صرف آٹھ مسلمان ایسے ضرور نکل آئیں گے' جو سو سو روپے مجھے آزادانہ قرض حسنہ کے طور پر ایک وقت مقررہ کے لئے عنایت کردیں گے۔ روپے کے متعلق ہر طرح کا اطمینان کرایا جا سکتا ہے ؂

ہندو اکابرین لندن میں

جوں جوں رائل کمیشن کے تقرر کا وقت قریب آتا جاتا ہے۔ ہندو اکابرین ہندوستان سے انگلستان روانہ ہوتے جاتے ہیں۔ پہلے مسٹر پٹیل گئے اور لالہ لاجپت رائے لاہور کے خطرناک فسادی بھی انگلستان چلے گئے ہیں جو انہی کی ہنگامہ خیزیوں کا رہین منت ہے۔ ابالو بندے ہندو قوم کو ایک سندیسہ' حکومت کو ایک دھمکی' مسلمانوں کو مشتعل کرنے کے لئے ایک ولولہ انگیز تقریر کرکے لندن کی پلٹ کو روانہ ہوجاتے ہیں۔

گمراہ بدنصیب مسلمان جن کے رہنماؤں کو ذاتی اختلافات اور خانہ جنگی سے اتنی فرصت نہیں کہ لالہ جی کی مفسدہ پردازیوں کا انگلستان میں قلع قمع کرنے کے واسطے کوئی انگلستان جاتا۔ اور اکابرین انگلستان سے ملاقاتیں کرکے بتلاتا کہ علی جالو کے انگلستان آنے کا مقصد کیا ہے!

میں سر عبدالرحیم اور سر شفیع' اور علامہ اقبال' وغیرہ اکابرین سے درخواست کرتا ہوں کہ خدا کے لئے لالہ اور پنڈت کی سازشوں کا قلع قمع کرنے کے لئے اپنے عافیت کدوں سے باہر آیئے۔ اور اگر کچھ بھی احساس فرائض ہے تو ان سازشوں کو پاش پاش کرنے کے لئے فوراً انگلستان روانہ ہوجایئے' جو لالہ جی مسلمانوں کی جداگانہ نیابت کو منسوخ کرانے کے لئے انگلستان میں کررہے ہیں۔ اور ارکان کمیشن (جن سے لالہ جی کے ذاتی تعلقات ہیں' اور جنکو لالہ جی نے کافی سے زیادہ فریب دیدیا ہے) سے ملکر مسلمانوں کی مخصوص ضروریات کا تذکرہ کرکے مسلم قوم کو تباہی سے بچائے۔

رائل کمیشن کا ہندوستانی ممبر کون ہو؟

ایسی حالت میں جبکہ یہ طے ہوگیا ہے کہ رائل کمیشن میں ایک یا دو ہندوستانی ممبر بھی رکھے جائیں' تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ تمام ہندوستان میں جلسے کرکے گورنمنٹ سے مطالبہ کریں کہ

رائل کمیشن میں ایک مسلمان ممبر ضرور ہونا چاہیئے

تاکہ وہ دوسرے ارکان کمیشن کو مسلمانوں کی مخصوص پولیٹکل اہمیت اور ہندو سنگھٹن سے محفوظ رہنے کے ذرائع بتا سکے۔ ورنہ یہ خوف ہے کہ اگر مسلمانوں نے کافی ایجی ٹیشن نہ کیا تو ایک طرف وہ انگریز ممبر ہونگے جو لالہ اور مالویہ کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہونگے' اور دوسری جانب اگر کوئی ہندوستانی ممبر لیا بھی گیا تو وہ یقیناً کوئی ایسا ہندو ہوگا جو انگلستان میں موجود ہو۔ اور ظاہر ہے کہ لالہ لاجپت رائے کے علاوہ دوسرا ہندو ایسی حالت میں مقرر نہ ہوسکے گا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ مسلمان

سر عبدالرحیم کو رائل کمیشن میں

لئے جانے کا پر زور مطالبہ کریں۔ جو اس سے پہلے ہی کئی سرکاری کمیشنوں کے ممبر مقرر ہوچکے ہیں' اور جو کہ مسلمانوں میں سب سے زیادہ محبوب ترین شخصیت ہے۔ اور جن پر مسلمانوں کے تمام طبقوں کو اعتماد ہے۔

ایک حق پرست ہندو

مسٹر بپن چندر پال نے حال میں انگلش مین میں ایک مراسلہ چھپوایا ہے۔ جس میں نہایت ایمانداری سے فسادات کی تمام تر ذمہ داری آریہ سماج اور اس کے بدترین طریق تبلیغ و اشاعت پر عائد کی ہے اور اس گندہ لٹریچر کی اشاعت کا مرکز ستیارتھ پرکاش کو قرار دیا ہے۔ جو آریہ تعلیم کی اصولی کتاب ہے۔

... ایک ڈائنامیٹ تھا جس نے آریہ سماج کے فرضی ... اڑا دیا۔ اور تمام ہندوستان کے آریہ سماجیوں نے ایک ... سے لیکر دوسرے سرے تک موصوف کے خلاف طوفان برپا ... ہے حق بہت کڑوا ہوتا ہے۔

مسٹر بپن چندر پال سے پہلے مسٹر گاندھی اور مسٹر شاستری وغیرہ لیڈران ہنود نے بھی اس فساد پیشہ جماعت کے اصلی کیرکٹر پر روشنی ڈالی ہے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ جب بھی کوئی ایسی آواز بلند ہوتی ہے آریہ کائیں کائیں کرکے سچائی کی آواز کو دبانا چاہا ہے، مگر مسٹر پال بھی پرانے پکے ہیں۔ بظاہر دبتے نظر نہیں آتے۔ میں اس تازہ سارٹیفکیٹ پر آریہ سماج کو مبارکباد دیتا ہوں۔

مالوی لاجپت رائے مونجے کو چیلنج

سیواجی کی برسی کے موقع پر آریہ سماجی اخبارات نے خاص خاص باتصویر نمبر نکالے۔ ان اخبارات نے جو ... اس حضرت عالمگیر غازی رح کی شان میں کی ہے اس سے قطع نظر کرکے میں نے جب سیواجی کی تصویر کو بغور دیکھا اور اس کے چہرہ کے خط و خال پر گہری نظر ڈالی تو مجھے یقین ہوگیا کہ

سیواجی کی رگوں میں مغل خون تھا

اور یہ یقین اور پختہ ہوگیا جب میں نے لالہ سجان رائے کی تاریخ اور خافی خاں کے تذکرہ میں پڑھا کہ سیواجی کا نام نہاد باپ شاہ جی بھونسلہ میں اور اسکی بیوی میں سخت لڑائی تھی اور اس لڑائی اور اسلامی سلطنت کی ملازمت کی وجہ سے وہ ایک طویل عرصہ تک اپنی بیوی سے علیحدہ رہا پھر جب سیواجی کے حلیہ کو دیکھتا ہوں اس کے ساتھیوں کے حلیہ پر نظر ڈالتا ہوں اور موجودہ زمانہ کے مرہٹوں کی صورتوں کو دیکھتا ہوں تو سیواجی کی صورت میں اور موجودہ مرہٹوں اور اسوقت کے مرہٹوں کے خط و خال میں زمین آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔

اس لئے میں "مہاتما" پنڈت مدن موہن مالویہ جی "شیر پنجاب" لالہ لاجپت رائے جی "ہندو پٹھان" ڈاکٹر مونجے کو چیلنج کرتا ہوں کہ ان کو اگر کچھ بھی تاریخ سے لگاؤ ہے تو وہ میدان میں آئیں اور یہ

ثابت کریں کہ سیواجی کی رگوں میں مغل نہیں تھا۔

اگر انہوں نے دلائل اور تاریخ سے یہ ثابت کردیا کہ سیواجی مرہٹہ نسل سے تھا تو میں ایک معقول رقم (جو بذریعہ خط و کتابت طے ہوسکتی ہے) ... میں اعتراف شکست کے اظہار کے ساتھ دلی ندامت کے ... اہم انکشاف تاریخ کے صفحات پر ... ہوجائے گا۔ اور جس کے لئے میں قلمی اور مطبوعہ تاریخ کے اوراق کے مطالعہ میں مصروف ہوں۔

رنگیلا رسول کا فرضی مصنف

رچپال آریہ ہے اور اصلی مصنف اتنا حقیر اور بزدل تھا کہ اس نے اپنا نام تک ظاہر کرنے کی جرأت نہ کی۔ اگرچہ زمیندار کا بیان ہے کہ کوئی چمو نامی آریہ سماجی مصنف تھا اور اڈیٹر پرتاپ نے روپیہ لگا کر اس کتاب کو شائع کرایا تھا۔

اگر یہ بیان صحیح ہے تو شرم آنی چاہیئے ان لوگوں کو جو اپنے اخبارات میں دعویٰ قوم پرستی بھی کرتے ہیں اور چوروں کی طرح ایسے بزدلانہ طریقہ سے اسلام پر کمینہ حملے کرتے ہیں۔

اس کتاب پر حکومت پنجاب نے مقدمہ چلایا اور عدالت عالیہ نے رہا کرکے گویا

آریوں کو اسلام کو گالیاں دینے کا لائسنس دیدیا گیا

جسٹس دلیپ سنگھ کی عدالت نے اس فرضی مصنف کو رہا کرکے ایک ایسے گندے لٹریچر کی اشاعت کی جرأت مفسد پیشہ ہنود کو دلائی ہے کہ اسکی نظیر تلاش کئے سے پنجاب ہائی کورٹ کے فیصلوں میں نہیں ملتی۔

میری پنجاب کے اور تمام ہندوستان کے مسلمانوں سے درخواست ہے کہ وہ فوراً جلسے کرکے اس کتاب کو ضبط کرانے کی استدعا کریں اور بطور خود ہندوستان کے ہر صوبہ میں اشتعال اور اہانت کے مقدمات دائر کردیں۔ اور جسٹس دلیپ سنگھ کے فیصلہ پر اظہار افسوس کے رزولیوشن پاس کرکے وائسرائے اور گورنر پنجاب کے نام روانہ کریں۔

پیشوا پر سب سے بڑا ظلم

یہ ہے کہ آپ اس کے خریدار ہوکر اور اس کے سرپرست ہوکر اس سے کتابیں نہیں منگواتے، حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ پیشوا کے نقصان کی تلافی صرف کتابوں کی فروخت کے نفع سے ہوتی ہے ورنہ پیشوا کے کاغذ کا خرچہ بھی دو روپے سالانہ کے چندہ میں نہیں پورا ہوتا۔

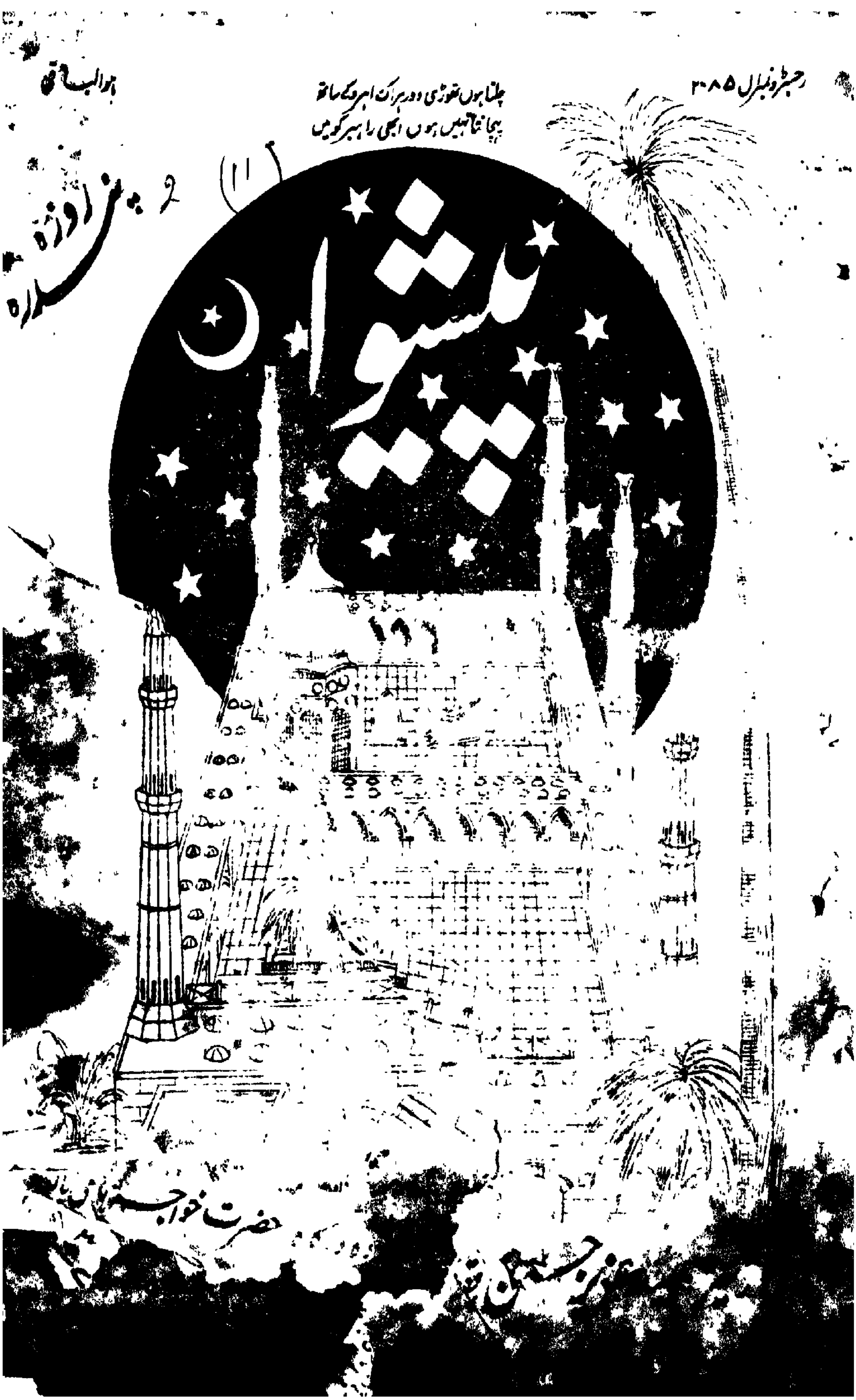
اپنے احباب کے پتے بھیجئے

آپکے حلقہ احباب میں جو حضرات ہوں ان کے پتے ایک کارڈ پر لکھکر مجھے بھیجدیں تاکہ ان کو پیشوا نمونۃً بھیجا جاسکے۔ اور اس طرح بہت ممکن ہے کہ ان میں سے کچھ بھائی پیشوا کو پسند کریں اور وہ پیشوا کے مستقل خریدار ہوجائیں۔ یہ امداد بھی پیشوا کی زندگی کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی۔ امید کہ میری معروضات پر فوراً توجہ کیجائے گی۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رح کی سوانحعمری تیاری

گذشتہ پرچہ میں بعض کتابیں طلب کی تھیں الحمدللہ ارباب لطف نے اس درخواست کو شرف قبولیت عطا فرمایا ...

... (۲) حضرت القدس مصنفہ حضرت مجدد صاحب ...


ھوالباقی
رجسٹرڈ نمبر ل ۲۰۸۵
چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک راہرو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں
(۱۱)
پیشوا
پندرہ روزہ
شمارہ ۵
حضرت خواجہ

حمائل شریف مترجم

غفور رحیم

انفسهم ان

من الناس

والارض

ها انتم هؤلاء

حضرت خواجہ

فہرست مضامین قرآن سورتوں کے نقش اور

نہایت تفصیل سے لکھے گئے ہیں نہایت خوشنما ہے

تلاوت قرآن

حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی

کی

ادبی تاریخی اسلامی تبلیغی

کتابوں کی فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامی تاریخ

میلادنامہ اسلامی تاریخ کا پہلا حصہ ہے ایک سو چھتیس صفحے ہیں لکھائی چھپائی عمدہ ہے کاغذ سفید اور چکنا ہے۔ پانچ دفعہ چھپا ہے ایک ہی کتاب کے اندر دو حصے ہیں میلاد شریف کی محفلوں میں پڑھا جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت شریف کا پورا تاریخی تذکرہ ہے۔ قیمت عـہ

محرم نامہ اسلامی تاریخ کا دوسرا حصہ۔ ایک سو چھتیس صفحے کی کتاب ہے پانچواں ایڈیشن ہے لکھائی چھپائی صاف ہے۔ کاغذ سفید اور چکنا ہے اور حسب ذیل بیانات ہیں۔ وفات رسول صلعم اور خلافت کا جھگڑا۔ حدیث قرطاس کی بحث۔ حضرت ابوبکر کی خلافت۔ حضرت عمر کی خلافت حضرت عثمان اور حضرت علی کی خلافتیں اور تمام جھگڑوں کی تفصیل۔ شریع اسلام کے چھ شہید حضرت عثمان کی شہادت۔ حضرت علی کی شہادت۔ حضرت امام حسن رضی کی شہادت۔ جمل و صفین کی لڑائیوں کا پورا بیان۔ خارجیوں کا خروج حکومت اسلام کی پہلی بدعت۔ یزید کی تخت نشینی۔ حضرت مسلم کی شہادت۔ ان کے دو بچوں کی شہادت۔ حضرت امام حسین کا سفر کوفہ حضرت امام حسین کی شہادت اور کربلا کے تمام دردناک واقعات۔ یزیدی دربار میں خاندان نبوت کا قید ہو کر جانا قیمت عـہ

یزیدنامہ اسلامی تاریخ کا تیسرا حصہ۔ ایک سو اکیاون صفحہ کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی صاف۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ اس کتاب میں بنی امیہ کی پوری تاریخ ہے۔ اور ہر بادشاہ کی خانگی اور بیرونی زندگی کو وضاحت اور صفائی سے بیان کیا گیا ہے۔ اسلامی تاریخ کے رنگین حصے اکثر مقامات پر لڑکوں اور لڑکیوں کو بطور درس کے پڑھائے جاتے ہیں۔ یہ حصہ سب کی زبان نہایت آسان ہے۔ اور واقعات نہایت معتبر تاریخوں سے چھانٹے گئے ہیں۔ قیمت عـہ

اسلامی تاریخ کا ناول

رخسار یزید یہ ایک سو چالیس صفحہ کی کتاب ہے [illegible]

[illegible]

قابل ہے۔ بچوں اور عورتوں کو نہ دکھانی چاہیئے۔ قیمت عـہ

دکن کی اسلامی تاریخ حضرت خواجہ صاحب نے ہندوستانی تاریخ اسلام طالب علموں کے لئے ایسے طریقے سے لکھنی شروع کی ہے جو عام فہم ہو سلیس اور صاف ہو اور جس میں تمام ہر شے جتنے واقعات کا خلاصہ آجائے ارادہ کیا گیا ہے کہ ہر صوبہ کی تاریخ علیحدہ علیحدہ ہو۔ ابتدا صوبہ دکن سے کی گئی ہے کیونکہ وہاں اللہ کے فضل سے ابتک اسلامی حکومت قائم ہے۔

اس تاریخ کا پہلا حصہ ۱۹۲۳ میں شائع ہوا ہے اور دوسرا چھپا ہے پہلے حصہ میں ہندوؤں کے وقت سے لیکر مغلیہ خاندان کے بادشاہوں کا مفصل ذکر ہے ضخامت ۹۰ صفحے۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ کاغذ اعلیٰ درجہ کا انٹیک رنگین۔ خوبصورت قیمت عـہ

کرشن بیتی ہندو تاریخ کی کتاب یہ ایک سو بانوے صفحے کی کتاب ہے اور دو دفعہ چھپی ہے۔ اسکا ترجمہ انگریزی گجراتی ہندی زبانوں میں ہو چکا ہے کیونکہ ہندوؤں کے مشہور اوتار سری کرشن جی کی سوانح عمری ہے کسی مسلمان نے آج تک سری کرشن جی کے حالات اس تفصیل اور صفائی سے نہیں لکھے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب بیحد مقبول ہوئی ہے۔ قیمت عـہ

بیگمات کے آنسو غدر دہلی کے افسانوں کا پہلا حصہ یہ وہ مشہور کتاب ہے جسکو خواجہ صاحب کی تصنیفات میں اسلوب بیان اعلیٰ درجہ کی تصنیف کہا جاتا ہے [illegible] کتاب ہر لکھائی اور چھپائی اعلیٰ درجہ کی [illegible] نہایت خوبصورت اور رنگ میں چھاپا گیا ہے۔ سات دفعہ چھپ چکی ہے [illegible] ۲۴ افسانے

انگریزوں کی بپتا غدر دہلی کے افسانوں کا دوسرا حصہ جس میں انگریز مردوں عورتوں [illegible] مصیبتوں کا حال ہے جو ان کو غدر [illegible] آئیں ضخامت [illegible]

[illegible]

نہایت عجیب اور قلمی امتیاز کی مراسلات بھی ہیں۔ ضخامت ۲۲ صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ سب اچھا۔ کل تیرہ مراسلے اس کے اندر ہیں۔ قیمت ۳ھر

غدر دہلی کے افسانوں کا چوتھا حصہ یہ ۱۰۰ صفحے کی کتاب ہے کھائی چھپائی بھی اچھی

بہادر شاہ کا مقدمہ

اور کاغذ بھی اچھا ہے۔ یہ غدر دہلی کے حالات میں نہایت دردناک کتاب ہے اس میں اس مشہور مقدمہ کا حال ہے جو مغلوں کے آخری شہنشاہ ابو ظفر بہادر شاہ پر بالزام بغاوت چلایا گیا تھا۔ اور جس کی پیشیاں مدت تک ہوتی رہیں۔ ہندو مسلمانوں کی گواہیاں ہوئیں۔ خود بہادر شاہ کا بیان ہوا اور معلوم ہوا کہ ایسے عجیب و غریب خفیہ راز منکشف ہوئے جن کا حال کسی کو معلوم نہیں تھا۔ غرض یہ کتاب شروع سے آخر تک واقعات تاریخی کا سرتاپا مرقع ہے اور اسی واسطے ہاتھوں ہاتھ بک رہی ہے۔ قیمت ۱۰ر

غدر دہلی کے افسانوں کا پانچواں حصہ اس مجموعہ میں وہ خط و کتابت شائع کی گئی ہے جو

گرفتار شدہ خطوط

غدر ۱۸۵۷ء میں بہادر شاہ بادشاہ اور غدر کے لیڈروں کے درمیان ہوئی اور جس کو دہلی سے انگریزوں نے گرفتار کیا ۱۵۲ صفحے کی کتاب ہے کاغذ بھی اچھا ہے۔ لکھائی اور چھپائی بھی۔ اس کتاب سے غدر کی تمام خفیہ کارروائیاں نظروں کے سامنے آجاتی ہیں۔ اور غدر کے ہر لیڈر کا طرز عمل علیحدہ علیحدہ تفصیل کے ساتھ معلوم ہو جاتا ہے۔ نہایت دلچسپ ہے اور نہایت موثر۔ قیمت ۱۲ر

غدر دہلی کے افسانوں کا چھٹا حصہ یعنی غدر ۱۸۵۷ء کے اخبارات کے اقتباسات

غدر دہلی کے اخبار

جو زمانہ غدر اور اس سے پہلے شائع ہوتے تھے اور جن پر انگریزی گورنمنٹ نے یہ الزام لگایا تھا کہ بغاوت کرانے میں ان مضامین کا بھی دخل تھا۔ ان سب کا مجموعہ ایک جگہ شائع کیا گیا ہے۔ ضخامت ۸۰ صفحے لکھائی چھپائی نفیس۔ کاغذ نہایت اعلیٰ درجہ کا قیمت ۴ر

غدر دہلی کے افسانوں کا ساتواں حصہ یہ اسی صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ ہے۔ اس میں شاعری کے زمانہ

غالب کا روزنامچہ غدر

نواب اسد اللہ خاں غالب کی تحریریں غدر کے متعلق جمع کی گئی ہیں۔ اور غالب کی مشہور تاریخ دستنبو کا اردو ترجمہ بھی شامل کیا ہے۔ ایک تو بیان غدر اس پر غالب کا طرز ادا معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ منہ سے بول رہے ہیں۔ نہایت دلچسپ بہت عبرت انگیز اور حسرت خیز قیمت ۱۲ر

غدر دہلی کے افسانوں کا آٹھواں حصہ جس میں غدر ۱۸۵۷ء کے وہ معتبر تاریخی حالات

دہلی کی جان کنی

ہیں جو ... [illegible] ... چھپائی ... بہت ... ایسی کتاب ... [illegible]

تھے۔ اور جس کے چند سطر بعد وہ مر گئے۔ قیمت ۸ر

غدر دہلی کے افسانوں کا نواں حصہ ابھی حال میں چھپا ہے۔ نہایت ہی دردناک اور

دلی کا آخری سانس

موثر و معتبر قیمت ۸ر ہے۔

دسواں حصہ بھی تیار ہے جس کا نام غدر دہلی کی صبح و شام ہے قیمت ۸ر

در غوث پاک محفل نامہ گیارہویں شریف

حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی کی مکمل سوانح عمری اور گیارہویں شریف کی محفلوں میں پڑھنے کے لئے سب سے زیادہ معتبر کتاب نظم و نثر سے آراستہ ۸۰ صفحے۔ کاغذ لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی قیمت ۱۲ر

زنانہ تعلیم کی کتابیں

دلی میں وہ کتابیں پسند کی جاتی ہیں جو عورتوں اور بچوں کی تعلیم و تربیت کیواسطے مفید ہیں۔ اور سب خواجہ صاحب کی لکھی ہوئی ہیں۔

بیوی کی تعلیم

یہ کتاب پانچ دفعہ چھپی ہے۔ ضخامت ۱۷۶ صفحے۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ لکھائی چھپائی بہت کشادہ تاکہ عورتیں اور بچے پڑھ سکیں۔ قیمت ۸ر

زنانہ تعلیم کا دوسرا حصہ ضخامت ۲۸ صفحے۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ لکھائی چھپائی عمدہ

بیوی کی تربیت

اسمیں مختلف لوگوں کے بیان ہیں۔ مصنف کی بیوی خواجہ بانو صاحبہ نے سوالات اخبارات میں شائع کرائے تھے مشہور عورتوں نے ان کے جوابات لکھے۔ وہ سب اس کتاب کے اندر ہیں۔ قیمت ۸ر

زنانہ تعلیم کا تیسرا حصہ ضخامت ۱۲۰ صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ شادی

اولاد کی شادی

کی عمر نسب اور خاندان۔ دولت تعلیم تربیت۔ صورت شکل تندرستی۔ چال چلن اور مزاج و خصلت۔ انتہائی رشتے۔ دور دراز مقامات کے رشتے۔ بازاری عورتوں کے رشتے۔ دیگر عیسائی عورتوں سے رشتے۔ حق انتخاب رشتہ میں شرائط کی ضرورت۔ مہر اور نان نفقہ۔ دوسری شادی نہ کرنے کی شرائط۔ جہیز کی مقدار کفو اور نسبت کی نسبت شرع کا حکم۔ وہ جن سے نکاح حرام ہے۔ نکاح کا دلی مہر اور روپیہ کے مسائل۔ رسول خدا صلعم کے گھر کی شادیاں۔ بیوہ کی شادی۔ طلاق کے مسائل اولاد کی شادی۔ قیمت ۸ر

بچوں کی کہانیاں باتصویر

ضخامت تصاویر ... صفحے یعنی ... صفحے تصویر کے ہیں۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی تصویریں علاوہ سرکتی ... شاد کی بنائی ہوئی نہایت عمدہ اور بچوں کے لئے پسندیدہ یعنی نیا بلی خواجہ ملا صاحبہ اہلیہ خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی ہے۔ اس میں وہ دلچسپ کہانیاں ہیں جو دہلی کے شریف گھرانوں میں ننھے بچوں کے سامنے کہی جاتی ہیں۔ لڑکیاں اور لڑکے شوق سے ان کو پڑھتے ہیں۔ قیمت ۱۰ر

ضخامت ۸۰ صفحے کاغذ عمدہ چھپائی ...

... کہانیاں

[illegible]

اتالیق خطوط نویسی

ضخامت ایکسو بارن صفحے کاغذ اعلیٰ کتابی چھپائی صاف پہلے حصہ املائی کی علامت میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ پہلا دوسرا اور تیسرا حصہ ایک مجموعہ میں خط لکھنے کے طریقے۔ حسن نظامی کے عہد طفلی کا نمونہ تحریر۔ پھر بیس برس کے بعد کے خطوط صفحہ ۱۲ تک۔ پھر دوسرے حصہ میں نامی مسلمانوں کے خطوط ہیں۔ پہلے دیباچہ ہے۔ اس کے بعد حضرت اکبر الہ آبادی کے خطوط ہیں۔ پھر مولانا ابو الکلام کے۔ پھر مولانا شبلی کے۔ پھر ڈاکٹر اقبال کے پھر نواب محسن الملک کے۔ پھر مرزا غلام احمد قادیانی کا۔ پھر حکیم نور الدین قادیانی کا۔ پھر مولانا ظفر علی کا۔ ایک خوبی اس مجموعہ میں یہ ہے کہ ہر بزرگ کی دستخطی تحریر کا عکس بھی دیا گیا ہے پھر تیسرے حصہ میں تمام ومال خواجہ حسن نظامی کے خطوط ہیں جو بیوی کے نام بیٹے کے نام دوستوں کے نام مریدوں کے نام بھیجے گئے ہیں۔ خطوط نویسی کے ان تینوں حصوں کے پڑھ لینے سے ہر شخص کو خط لکھنا آجاتا ہے۔ قیمت ہر سہ حصص مجموعہ ۱۲

رسول کی عیدی

یہ عید بقر عید اور میلاد الرسول کے زمانہ میں بچوں کو بطور عیدی کے تقسیم کی جاتی ہے۔ ہر سال ہزاروں کی اشاعت ہوتی ہے۔ لکھائی چھپائی صاف۔ کاغذ اچھا۔ اسمیں آنحضرت صلعم کے اخلاق۔ عید میلاد کی نظر۔ بدخلقی کی برائی اور کلمات ارسول اور رسول کی سن عبادتی غذا۔ اور عید کے جالس کی کیفیت اور عید میلاد کی نیت۔ ترغیب پیروی آنحضرت ظرافت کے اشعار اور دو تین عیدوں کے مسائل کا بیان ہے قیمت ۲

بچوں کی تعلیم کے لئے

آسان قاعدہ

پہلا حصہ یہ باتصویر خوبصورت رسالہ اردو عبارت اور قرآن کی عربی عبارت سکھانے کیلئے ہے۔ بچے خوشی خوشی پڑھتے ہیں۔ اس قاعدہ کو پڑھنے کے بعد پھر بچہ کو قرآن شریف اور عربی عبارت پڑھنی آجاتی ہے۔ قیمت ۲

تعلیم القرآن

دوسرا حصہ اسمیں تمام قرآن شریف کے ضروری مضامین کا خلاصہ ہے۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ اور ہر قسم کے ضروری احکام اسلامیہ کی آیات باب قائم کرکے ایک جگہ جمع کی گئی ہیں اور ان کا اردو مطلب بھی لکھا گیا ہے جس کو یاد کرنے کے بعد بچے قرآن مجید کے تمام ضروری مضامین کے حافظ ہوجاتے ہیں۔ اور کمال یہ ہے کہ یہ سارا رسالہ صرف دو مہینے میں یاد کیا جاسکتا ہے۔ بڑی عمر والے بھی اسکو یاد کرسکتے ہیں۔ جنکو وعظ دینے میں قرآنی آیات پڑھنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ یا وہ لوگ جو ایک مضمون کی بہت سی آیات ایک جگہ دیکھنی چاہتے ہیں۔ وہ بھی اس رسالہ کو یاد کرلیتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا وہ تمام قرآن کے حافظ ہیں۔ اور مطلب بھی نہایت آسان اور صاف زبان میں لکھا ہے اور قیمت بھی بہت کم ۸

اردو سبق

تیسرا حصہ یہ باتصویر رسالہ اسقدر دلچسپ ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں اسکی تصویریں اور اس کے مضامین اور خوش کرنے والے مضامین دیکھکر باغ باغ ہوجاتے ہیں اور خوب دل لگاکر بغیر استادکی تاکید کے پڑھتے ہیں خصوصاً لڑکیوں کو یہ بہت ہی پسند آتا ہے قیمت ۸ [illegible] کتابیں اعلیحضرت [illegible]
[illegible]

تکمہ کے اپنے حالات زندگی خود لکھے ہیں۔ اور بہت چھوٹی بڑی بات کو خواہ وہ کیسی ہی پوشیدہ ہو صاف ظاہر کردیا ہے اور زندگی کے بعض ایسے تجربے بھی لکھے ہیں جن کے پڑھنے سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے اسمیں سے آخری حصہ لاہوتی آپ بیتی جدا کردیا گیا ہے۔ اردو زبان میں آجتک کسی شخص نے اس تفصیل سے اپنے حالات نہیں لکھے۔ قیمت ۴

متفرق کتابیں

اعمال حزب البحر

اٹھائیس صفحہ کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا ہے ۲ دفعہ چھپی ہے اسمیں مشہور دعا حزب البحر کے وہ تمام عملی اعمال جمع کئے گئے ہیں جو ہندوستان کے مشائخ اور بیرون ہندوستان کے مشائخ میں صدیوں سے مروج ہیں۔ حضرت مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواروی کا ارشاد ہے کہ حضرت خواجہ حسن نظامی کی تصنیفات میں یہ تصنیف سب سے اعلیٰ اور بہتر ہے۔ قیمت ۱۱

امام الزمان کی آمد

۸۰ صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا تین بار چھپی ہے۔ تیسرے اڈیشن میں کئی نایاب مضامین کا اضافہ ہوا ہے اسمیں حسب ذیل مضامین ہیں۔ شیخ سنوسی کے پانچوں رسالوں کا خلاصہ دنیا میں کیا کیا انقلاب آنیوالے ہیں۔ ایک انگریز کی پیشینگوئی کا خلاصہ کہ یورپ بھی اسلام کو قبول کرلیگا۔ اور یہ پیشین گوئی کہ دنیا میں ایک ہی سلطنت ظاہر ہونے والی ہے جو سب حکومتوں پر غالب آجائے گی سب سے بڑا اضافہ یہ ہوا ہے کہ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام نایاب قصائد اس کتاب میں درج کردیئے گئے ہیں اور موجودہ بادشاہ غازی امیر امان اللہ خاں کے وہ حالات لکھے گئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ غازی موصوف ہی اسلام کے وہ تاجدار ہونے والے ہیں جنکی بشارت دیگئی ہے قیمت ۸

لاہوتی آپ بیتی

سو صفحے کی کتاب ہے لکھائی چھپائی اچھی۔ کاغذ اعلیٰ۔ پہلے یہ آپ بیتی حسن نظامی کے ساتھ شائع ہوئی تھی۔ اب علیحدہ رسالہ کی شکل میں چھپی ہے اس میں صہبا اور ساد کی کیفیت انسانی سکون کا عالم خاکی میں جلوہ گر ہونے سے قبل رحم کے حالات اسکو [illegible] کی سرگذشت۔ حضرت انسان کی لن ترانیاں۔ [illegible] عذر طفل ہوکر [illegible] میں نافذ ہونے کا ذکر ہے۔ قیمت ۸

خدائی انکم ٹیکس

اسی صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی اسمیں مسئلہ زکوٰۃ کے تمام چھوٹے بڑے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ اور مسلمانوں کو اس کے ادا کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ اور زکوٰۃ کے تمام مصارف بیان کئے گئے ہیں۔ لوگ اسکو خرید کر مفت تقسیم کرتے ہیں۔ قیمت ایک آنہ

شیطان کا طوطا

ضخامت صفحے لکھائی چھپائی عمدہ۔ کاغذ اعلیٰ [illegible] انجیر [illegible] تہذیب کی برائیاں اور خراب صحبت [illegible]

[illegible] کے غیبی فرشتے

۵۶ صفحے کی [illegible]
[illegible]

[illegible] (۳) حضرت عثمان غنیؓ (۴) حضرت بی بی فاطمہؓ (۵) حضرت [illegible]
(۶) حضرت بی بی زینبؓ (۷) حضرت علی اکبرؓ (۸) حضرت علی اصغرؓ (۹) حضرت بی بی
شہربانوؓ (۱۰) حضرت بلالؓ (۱۱) یزید (۱۲) ابولہب (۱۳) ابوجہل (۱۴) ابن زیاد (۱۵)
عمر سعد (۱۶) شمر (۱۷) حسن نظامی چھپے قیمت ۸/ مجلد ۱۲/ کردی گئی ہے۔

گور موت ۱۴۰ صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ معمولی۔ تیسری بار چھپی ہے اسمیں موت کے مضامین ہیں۔ زیست دنیا کی فنا اور حیات آخری کی بقا سمجھانے والی کتاب ہے جسکا پڑھنا ہر نازک دل کو ہنسنا سکھاتا ہے۔ حسب ذیل مضامین ہیں۔ دولہا دولہن کی موت۔ سکرات کی ہچکیاں۔ قبر کی اخیر نیاں۔ بچپن مردہ موت کی گھڑی۔ سکرات کا الارم۔ اکلوتے کی موت۔ پیر کی موت۔ اور خود موت کی موت۔ اکبر کی موت۔ اجل کی یاد۔ سکندر کا جنازہ۔ زندگی کی ہچکیاں۔ عزت کی موت شاہ محمد جان کی اجل۔ بادشاہوں کا آخری وقت۔ موت کی متعلق ڈپٹی نذیر احمد، مولانا حالی۔ نواب محسن الملک۔ مولانا آزاد کا ہمسر۔ نواب وقار الملک۔ مولانا شبلی کے خیالات واقوال۔ بادشاہوں اور نامور لوگوں کے آخری کلمے جو مرتے وقت منہ سے نکلے قیمت ۸/

مرگ نامہ یہ گور موت کا دوسرا حصہ ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ درمیانہ تمام مضامین عبرت انگیز اور نہایت موثر ہیں۔ قیمت ۲/

اسلام کا انجام ۴۴ صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ معمولی۔ مصر کے شیخ الشیوخ نے عربی میں لکھی تھی، خواجہ صاحب نے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ چار دفعہ چھپ چکی ہے قیمت ۲/

سی پارہ دل یعنی مجموعہ مضامین حسن نظامی ضخامت ۲۴۰ صفحے کاغذ اچھا لکھائی چھپائی صاف۔ اس کتاب میں ایک سو پینتیس مضامین ہیں۔ تین مرتبہ چھپا ہے۔ ہر مضمون نہایت دلچسپ اور موثر ہے جو شخص ایک دفعہ اس کتاب کو پڑھ لے اس کو اردو لکھنی آجاتی ہے یہ کتاب پنجاب کے امتحان سرکاری کورس میں شامل ہے۔ قیمت ۱۲/

چٹکیاں اور گدگدیاں اردو زبان میں مہذب ظرافت کی سب سے پہلی کتاب جس میں مذہبی ہنسی، تمدنی ہنسی، علمی اور ادبی ہنسی کے مضامین ہیں۔ ضخامت ۱۰۰ صفحے کاغذ معمولی لکھائی چھپائی صاف۔ تین دفعہ چھپی ہے۔ قیمت صرف ۱۲/ یہ کتاب اسقدر دلچسپ ہے کہ ہر شخص پسند کرتا ہے۔

سفرنامہ مصر و فلسطین و شام یہ مصور سفرنامہ ہے جس میں مصر بیت المقدس ملک شام اور حجاز کے مفصل حالات ہیں۔ ضخامت ۱۰۰ صفحے کاغذ اچھا۔ چھپائی صاف تصویر عکسی قیمت ۱۲/

سفرنامہ ہندوستان ۱۹۳۳ء کا روزنامچہ ہے جس میں بمبئی کے تمام دلچسپ نظارے۔ سومنات سندھ کے چشم دید حالات غازی محمود غزنوی کے جنگی میدان کے سین۔ ریاست مانگرول کا نہایت دلچسپ حال [illegible] ریاست جوناگڑھ کے تاریخی مقامات۔ احمدآباد گجرات کی تاریخی عمارات اور [illegible] ریاست بڑودہ کے عجیب و غریب قرآن شریف وغیرہ یادگار [illegible] صفحے کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ۔ تیسرا ایڈیشن۔ قیمت ۱۲/ [illegible]

نکاح کے وقت کی دعا۔ بچے کے رونے کے وقت اس کی دعا۔ سسرال میں جاکر دولہن کی دعا۔ دولہن کو دیکھکر دولہا کی دعا۔ سوتے وقت کی دعا۔ تہجد کے وقت کی دعا۔ نماز کے بعد کی دعائیں۔ غرض اسی طرح اور بہت سی دعائیں ہیں۔ یہ سب خواجہ صاحب نے اردو زبان میں لکھی ہیں۔ اور ان کے علاوہ احادیث شریف میں جتنی دعائیں وارد ہوئی ہیں ان کو بھی زبان عربی میں مع اردو ترجمہ کے تمام وکمال درج کیا ہے۔ بہت مقبول کتاب ہے۔ پانچ دفعہ چھپ چکی ہے۔ قیمت ۸/

لڑائی کا گھر ضخامت ۵۵ صفحے۔ کاغذ لکھائی چھپائی صاف اور عمدہ یہ چھوٹے رسالوں کا مجموعہ ہے جسمیں حسب ذیل مضامین ہیں۔ توپ تلوار بندوق۔ کبھی کا میدان جنگ۔ ہوائی جہاز۔ قیصر کا اعلان جنگ۔ بم۔ جرمن شہزادہ کی لاش اب ایک دلچسپ دیباچہ کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ قیمت ۲/ دوسرا ایڈیشن۔

تسکین احساس ضخامت ۴۴ صفحے کاغذ بہت معمولی۔ چھپائی معمولی۔ اس کتاب کے اندر تصوف کے پہلے درس کا بیان ہے۔ اور ان تمام پوشیدہ اشغال واذکار اور مراقبوں کو ظاہر کردیا گیا ہے۔ جن میں سے ہر ایک چیز بارہ برس کی خدمت کرنے کے بعد بھی مشائخ صوفیہ مشکل سے بتاتے ہیں اور بتاتے بھی ہیں تو صرف کان میں کہتے ہیں۔ اردو زبان میں آج تک کوئی کتاب ایسی نہیں لکھی گئی ہے ۸/

فلسفۂ شہادت ضخامت آٹھ صفحے۔ پہلے تقطیع چھوٹی تھی اب بڑی کردی گئی ہے لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ۔ اس میں حضرت امام حسینؓ کی شہادت پر فلسفیانہ بحث کی گئی ہے قیمت ۱/

فرام قبلہ ٹو شملہ ضخامت ۱۶ صفحے۔ کاغذ عمدہ۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ اس میں خواجہ صاحب کا وہ مشہور خط سابق وائسرائے ہند لارڈ ہارڈنگ کے نام ہے جسکی حادثہ مسجد کانپور کے زمانہ میں بڑی دھوم مچ چکی ہے تین دفعہ چھپا ہے قیمت ۲/

مفلسی کا مجرب علاج یہ خواجہ صاحب کی کسی کی لکھی ہوئی تصنیف ہے۔ گویا سب سے پہلے یہی تحریر ان کے قلم سے نکلی تھی۔ یہ علامہ جلال الدین السیوطیؒ کے ایک عربی رسالہ کا ترجمہ ہے جس میں ترقی رزق کی دعائیں اور اعمال درج کئے گئے ہیں۔ لکھائی چھپائی اچھی قیمت ۴/

سیر دہلی کی معلومات یہ خواجہ صاحب کی مشہور کتاب ہے جس میں شہر دہلی کی سیر اور شہر سے باہر کی پرانی عمارات دیکھنے کے لئے معلومات جمع ہیں۔ دوبارہ چھپی ہے۔ چھپائی صاف ہے اسمیں دہلی کے مشہور مقبروں کا حال ہے جن سے ایک سیاح کو ملنا ضروری ہے۔ دہلی کی مشہور سوغاتوں کا حال ہے۔ دہلی کے بازاروں۔ باغوں۔ حکیموں۔ ڈاکٹروں کا تذکرہ ہے اور شاہی عمارات کی مختصر کیفیت ایسے دلچسپ طریقہ سے لکھی گئی ہے کہ ہر چیز آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے دوسرے ایڈیشن میں دہلی کے لال قلعہ کے تاریخی حالات کا اضافہ کیا ہے اور اسقدر مفید معلومات سے لبریز ہے کہ لال قلعہ کی گزشتہ عظمت و شان کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے قیمت ۶/ مگر اب [illegible] کی ضرورت کے خیال سے ۱۲/ کردی ہے۔ ضخامت سو صفحے۔

حق پرست پیغمبر آنحضرت صلعم اور صحابہ کرام پر جو سختیاں کفار نے کیں اور جس ثابت قدمی سے ان کو برداشت کیا گیا ہے اس کا ذکر ہے۔ ہر رنگ کا عمدہ عمدہ حال ہے۔ قیمت ۸/

دل کی چیدیاں ۲۰۶ صفحے کی کتاب ہے [illegible]

[illegible]

روپیہ اور سکرات میں چودہ صفحے کا رسالہ [illegible] اس رسالہ میں روپیہ کے [illegible] دلچسپ پیرایہ میں حضرت خواجہ صاحب نے اقتصادی مسائل کو بیان کیا ہے۔ قیمت ۱ر

چھٹنی اور دست پنجہ آٹھ صفحے کا رسالہ ہے کاغذ اور [illegible] بہت دلچسپ انداز میں حضرت خواجہ صاحب نے اس مضمون کے اندر سیاست اور تصوف کے لطائف لکھے ہیں۔ قیمت ۱ر

تمباکو نامہ سولہ صفحے کا رسالہ ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ یہ سگریٹ اور ملک کی اقتصادی مذہبی اور طبی واقفیت کا اور ہدایت کا بہت ہی دلچسپ مجموعہ ہے۔ قیمت ۳ر

پڑوس کے سترہ پاجی سولہ صفحے کا رسالہ ہے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی اس میں مکڑیوں چیونٹیوں مکھیوں، چڑیوں، مرغیوں، کتوں، چوہوں، گلہریوں، بھیڑوں، پسوؤں، جوؤں، کھٹملوں، جھینگروں، بھڑوں، سانپوں، بچھوؤں، چھچھوندروں اور چھپکلیوں کے نہایت دلچسپ حالات حضرت خواجہ صاحب نے اپنے خاص انداز میں لکھے ہیں پڑھنے کی چیز ہے۔ قیمت ۲ر

اردو سکھانے کے مضامین اس مجموعہ میں حضرت خواجہ صاحب کے ۵۰ چیزوں کے مضامین جمع کئے گئے ہیں جن کے پڑھنے سے خود بخود اردو نویسی کی مہارت پیدا ہوتی ہے۔ اور انشا پردازی کا ولولہ نمودار ہوتا ہے۔ اور یہ وہ مضامین ہیں جن کی ہندوستان میں بہت دھوم مچ چکی ہے مثلاً ستاروں کی گھر جن، آنکھوں کی زبان، چندا ماموں، ریل کے انجن سے عشقبازی۔ ۴۰ صفحے ہیں۔ لکھائی چھپائی اچھی۔ ۲ر

گاندھی نامہ اس رسالہ میں مہاتما گاندھی کی ذات و صفات کے متعلق حضرت خواجہ صاحب نے نہایت دلچسپ اور سبق آموز مضامین لکھے ہیں۔ یہ رسالہ بہت ہی پسند کیا جاتا ہے ۹۴ صفحہ کاغذ اچھا لکھائی اور چھپائی اعلیٰ درجہ کی۔ قیمت آٹھ آنے ۸ر

نے دور کا اسلام [illegible] کا آئینہ حضور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible]

تین شہید ۴۰ صفحے کا رسالہ ہے۔ لکھائی چھپائی معمولی کاغذ اچھا۔ اس میں طرابلس الغرب کے عرب کی شہادت اور ایرانی مجتہد کی شہادت اور مراکش کے عرب کی شہادت کا تذکرہ ہے یہ وہ مضامین ہیں جن کا غلغلہ جنگ طرابلس کے زمانہ میں ہندوستان کے سرگوشہ میں ہو چکا ہے۔ قیمت ۳ر

چار درویشوں کا تذکرہ ۲۷ صفحے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی معمولی۔ اس میں چار درویش حضرت ابن عربی اور ہندی درویش حضرت شیخ سلیم چشتی اور یمنی درویش مسیدی اور روسی اور مصری درویش سید [illegible] کے حالات ہیں۔ قیمت ۲ر

ضخامت ۴۴ صفحے کاغذ اچھا لکھائی چھپائی معمولی یہ ہندوستانی [illegible]

[illegible] کے سامنے آتی ہیں [illegible] قیمت [illegible]

مسلمان بچوں کے دس سبق ضخامت ۶۴ صفحے لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی۔ یہ حضرت خواجہ صاحب نے مسلمان بچوں کے لئے مسلسل دس سبق لکھے ہیں۔ [illegible] اسلام اور اہلبیت، یتیم [illegible] ماں باپ کا غریب بچہ، نیک چال، سگرٹ، پانی کا پیک، [illegible] ان مضامین کو پڑھ کر بچوں کے دل میں خود بخود اصلاحی خیالات پیدا ہوتے ہیں اور اردو زبان کی مشق بھی بڑھتی ہے۔ قیمت ۳ر

ہندو مذہب کی معلومات یہ کتاب خاص طور سے داعیان اسلام اور مسلمانوں کی معلومات کے لئے لکھی گئی ہے۔ اسکو پڑھ کر سارا ہندو مذہب سامنے آجاتا ہے اور اس کا پڑھنے والا ایک ہندو کو دیکھتے ہی پہچان جاتا ہے کہ وہ برہمن ہے۔ یا چھتری ہے۔ یا ویش ہے یا شودر ہے اور ہندو مذہب کی اصولی تعلیم بھی اس میں بیان کی گئی ہے۔ اور ہندو مذہب کے دیوتاؤں اور تہواروں اور خاص خاص کتابوں کے حالات بھی ہیں۔ قیمت ۸ر

حلال خور ضخامت ۸۰ صفحے۔ لکھائی چھپائی کاغذ اچھا۔ اس کتاب میں خاکروب فرقے کے تمام تاریخی مذہبی اور تمدنی حالات بہت محنت و تلاش سے جمع کئے گئے ہیں۔ جو اسقدر دلچسپ ہیں کہ ایک دفعہ شروع کرنے کے بعد کتاب ہاتھ سے رکھنے کو جی نہیں چاہتا۔ قیمت ۸ر

داعی اسلام ضخامت ۴۰ صفحے۔ یہ تیسرا ایڈیشن ہے جس میں ہر مسلمان کو داعی اسلام بنانے اور حفاظت و اشاعت اسلام کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔ اور جس کا تمام ہندوستان میں آجکل غلغلہ ہے اور جس کے ترجمے ہندوستان کی ہر زبان میں ہو گئے ہیں۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ معمولی۔ قیمت ۳ر

اسلامی توحید ضخامت ۴۴ صفحے۔ اس رسالہ میں آیات قرآن مجید [illegible] کے حوالوں سے غیر مذاہب کی توحید سے اسلامی توحید کو برتر ثابت کیا گیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں یہودیوں عیسائیوں، ہندوؤں [illegible] اور آریوں کے عقائد توحید کو بھی حوالوں کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ قیمت ۳ر

اسلامی رسول ضخامت ۳۲ صفحے کاغذ لکھائی چھپائی معمولی۔ اس کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اخلاق و حالات جمع کئے گئے ہیں جن کے پڑھنے سے غیر مذاہب کے لوگوں پر آنحضرت کا اچھا اثر ہوتا ہے قیمت ۳ر

جانباز مسلم ضخامت ۱۶ صفحے۔ لکھائی چھپائی کاغذ معمولی۔ اس میں وہ واقعات جمع کئے گئے ہیں جن میں مسلمانوں کی اسلام کی خاطر جانبازی کا تذکرہ ہے کہ انہوں نے جانیں قربان کر دیں اور ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کیں مگر اسلام سے منہ نہ موڑا۔ کئی زبانوں میں ترجمہ ہو گیا ہے [illegible]

تکمیل [illegible] ضخامت ۲۴ صفحے۔ لکھائی چھپائی کاغذ معمولی۔ [illegible] اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ [illegible] باہر بھی اسلامی ملکوں میں اس کی [illegible] ترجمہ [illegible]

[illegible]

[illegible] قیمت ۲ر

اسلام کیونکر پھیلا

ضخامت ۲۳۰ صفحے لکھائی چھپائی اور کاغذ اچھا۔ اس رسالہ میں مولانا سید سلیمان ندوی نے ہندوستان میں اشاعت اسلام کی تاریخ لکھی ہے۔ آریہ سماج کے جھوٹ کا مکمل جواب ہے قیمت ۲ر

ہندو کی نعت

ضخامت ۲۳ صفحے۔ کاغذ لکھائی چھپائی اعلیٰ۔ اس رسالہ میں جناب چودھری دلورام صاحب کوثری کی لکھی ہوئی نعتوں اور منقبتوں کو جمع کیا گیا ہے۔ کتاب اتنی مقبول ہوئی کہ ایک ہزار خواجہ صاحب نے مفت تقسیم کی اور پیر نظامی احمد آبادی نے اسکا گجراتی ترجمہ چھپا کر تقسیم کیا۔ قابل دید چیز ہے۔ قیمت ۲ر

اسلامی رسول کے معجزات

ضخامت ۸۴ صفحے لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ رنگین ٹائٹل۔ اس کتاب میں حضور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام معجزات نہایت معتبر حدیث شریف کی کتابوں سے جمع کئے گئے ہیں۔

پرندوں کی تجارت

ضخامت ۸۰ صفحے لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا اس کتاب میں مسلمانوں کی مالی اصلاح کی غرض سے پرندوں کی پرورش۔ پرندوں کا علاج۔ اور ہر قسم کے تجارتی پرندوں کے پالنے اور ان سے تجارتی فائدے حاصل کرنے کے طریقے اور مرغی انڈے کے بیوپار کے مفصل طریقے لکھے گئے ہیں۔ بہت ہی ضروری اور مفید کتاب ہے۔ قیمت ۸ر

حلوائی کی تعلیم

ضخامت ۴۰ صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ اس کتاب میں حلوائی کی دوکان کرنے کی مفصل ہدایت اور ہر قسم کے مٹھائیاں بنانے کی مکمل ترکیبیں اعلیٰ درجہ کے استاد حلوائیوں سے حاصل کرکے لکھی گئی ہیں۔ اور اگر کوئی شخص محض شوقیہ مٹھائیاں بنانی چاہے تو وہ بھی اس کتاب کی مدد سے بنا سکتا ہے۔ نیز اگر گھر کی مستورات کو یہ ہنر سکھانا ہو تب بھی یہ کتاب بہت کام دے سکتی ہے قیمت آٹھ آنے (۸ر)

پنواڑی کی دوکان

ضخامت ۲۴ صفحے۔ کاغذ اور لکھائی معمولی۔ اس رسالہ میں پنواڑی کی دوکان کے مفصل طریقے اور ہدایات ہیں۔ ہندوستان میں بہت مقبول ہوئی ہے اخبارات نے بہت اچھی رائیں لکھی ہیں قیمت ۲ر

تعلیم خدمتگاری

ضخامت ۲۲ صفحے کاغذ اور لکھائی چھپائی معمولی۔ اس کتاب میں مسلمانوں کی مفلسی اور بیکاری دور کرنے کے لئے بھی خدمتگاری سکھانے کے اصول لکھے گئے ہیں۔ جو شخص ایک رسالہ پڑھ لیگا بیکار لڑکوں کو خدمتگاری کی تعلیم دے سکیگا۔ قیمت ۲ر

ترغیب حساب

ضخامت ۲۲ صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا اس میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ ترغیب حساب دین میں حساب کی تفصیل۔ دینی معاملات میں محاسبہ کی تلقین اور دنیا میں حساب کی ضرورت [illegible] سیکھنے کے طریقے۔ ملاح کی تفریح کا حساب۔ حساب کے قصے۔ مرتد [illegible] کرو۔ میں کہاں کماؤں۔ سمندر کی دو اشرفیاں۔ [illegible] کی تعلیم [illegible] ہے یہ کتاب خود سے پڑھنے اور عورتوں کے پڑھانے [illegible] کے لئے بہت ضروری اور ہر شکل کی گئی ہے قیمت چار آنے

[illegible] کے اسباب

اس رسالہ میں سلطان محمود غزنوی کے ہندوستانی حملہ کے اسباب تاریخی حوالوں سے لکھے گئے

ہیں کیونکہ آریہ سماجی اس پر اعتراض کیا کرتے تھے۔ ضخامت ۸۰ صفحے قیمت ۲ر

محمدؐ کی سرکار

یہ ایک نامور سکھ نے نہایت خلوص محبت سے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری اردو زبان میں لکھی ہے۔ جو پڑھنے کے قابل ہے۔ یہ سکھ لسنا میں اخبار ہند کے اڈیٹر ہیں۔ اور یہ کتاب مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے اپنے اہتمام سے چھاپی تھی اور اسکی ایک روپیہ قیمت تھی۔ مگر اب حضرت خواجہ صاحب نے تبلیغی مقصد کے لئے اس کو شائع کیا ہے اور ٹائٹل نہایت خوبصورت رنگین لگایا ہے قیمت آدھی کم کرکے ۸ر رکھی ہے۔

روزنامچہ

یہ حضرت خواجہ صاحب کی خانگی زندگی کا آئینہ ہے۔ جس میں روزمرہ کے اندرونی و بیرونی حالات خود اپنے قلم سے لکھتے ہیں جو اسقدر دلچسپ ہوتے ہیں کہ رسالہ درویش کے پانچ ہزار سے زیادہ ناظرین محض اس روزنامچہ کو سب سے پہلے پڑھتے ہیں ہر شخص کی دلچسپی کا سامان اس روزنامچہ میں ہوتا ہے اب دسمبر ۱۹۲۲ء سے اور دسمبر ۱۹۲۳ء تک سال بھر کا روزنامچہ شائع کیا گیا ہے جس کے تین سو سے زیادہ صفحے ہیں۔ لکھائی چھپائی کاغذ نہایت عمدہ ہے اور ٹائٹل نہایت خوبصورت کئی رنگ میں چھپا ہے جو لوگ رسالہ درویش کے پڑھنے والے ہیں وہ بھی روزنامچہ کو مجموعی شکل میں دیکھنا چاہتے تھے کیونکہ اکثر ناظرین کے پاس مسلسل پرچے نہیں ہیں ان کو تو یہ عجیب چیز ضرور ہی پڑھنی چاہیئے اردو زبان میں ایسی کتاب کہیں نہیں ملے گی۔ قیمت فی جلد دو روپے۔

اولاد کے کان میں کہنے کی باتیں

یہ کتاب خواجہ صاحب نے اپنی اولاد کے لئے بطور وصیت کے لکھی ہے اور اسکا ڈھنگ بھی بطور روزنامچہ کے ہے روز دنیا کے جو کچھ واقعات ان کو پیش آتے ہیں۔ ان کے متعلق نہایت تجربہ کی حکیمانہ اور لڑکوں کی زندگی سدھارنے اور کام آسان کرنے والی نصیحتیں لکھدی جاتی ہیں۔ اگرچہ کتاب حضرت خواجہ صاحب نے اپنی اولاد کو مخاطب کرکے لکھی ہے۔ اور اسمیں ایسی باتیں ہیں جو ماں باپ صرف اپنی ہی اولاد کے کان میں بطور نصیحت اور وصیت کے کہا کرتے ہیں۔ لیکن خواجہ صاحب کی ہر نصیحت اور وصیت میں ایک ایسا دلچسپ انداز ہے کہ کتاب تمام ہندوستانیوں کو اپنی اولاد کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ بچوں کی ابتدائی تعلیم کے وقت یہ کتاب اگر بطور سبق کے پڑھائی جائے تو ہر بچہ کا کیرکٹر شروع ہی سے نہایت مضبوط ہوجائے گا۔ اور جو باتیں بڑی عمر میں انہیں پیش آنے والی ہیں وہ بچپن ہی میں سمجھ جائینگے اس لئے اولاد کے لئے ہر ماں باپ کو یہ کتاب خریدنی چاہیئے چھوٹا سائز ہے نہایت عمدہ لکھائی چھپائی ہے۔ خوبصورت رنگین ٹائٹل ہے ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء سے ۱۳۔ دسمبر ۱۹۲۲ء تک گویا سوا دو مہینہ کا مجموعہ ہے قیمت ۸ر

شامی جہاد

ساڑھے پانسو صفحے کی کتاب ہے لکھائی چھپائی اچھی ہے مجلد بھی ہے۔ اس میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان لڑائیوں کا تذکرہ ہے جو ملک شام اور بیت المقدس کی ابتدائی فتوحات میں پیش آئیں۔ ابھی حال میں حضرت خواجہ صاحب نے لکھکر شائع کی ہے۔ اس کتاب میں لاگت ڈیڑھ روپیہ فی کتاب کے قریب ہے۔ مگر قیمت بھی ڈیڑھ روپیہ رکھی گئی ہے کیونکہ اس سے تجارتی نفع حاصل کرنا نہیں ہے بلکہ اس کو چھاپنے جیسے [illegible] اور ناولوں کے تمام اسلامی گھروں میں رائج کرنا ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے۔

اورنگزیب کی حکومت کی اصلی تاریخ جناب نواب مرزا یار جنگ بہادر کی تالیف ہے۔ حضرت خواجہ صاحب نے اسپر دیباچہ لکھکر تبلیغی سلسلہ میں شائع کیا ہے لکھائی چھپائی عمدہ مضامین قابل دید قیمت ۱۲ر

نادان وہابی وہ مشہور رسالہ جسکو وہابی اور غیر وہابی سب پسند کرتے ہیں اور جسکی تحریر صرف اہل حق کو پسند ہے اور جو پانچ ہزار مفت تقسیم ہوا اب دوبارہ چھپا ہے۔ قیمت ۱ر

تبلیغی مرثیے نہایت دردناک نظم کے مرثیے ہیں۔ جن کے پڑھنے کے بعد کوئی مسلمان مرتد نہ ہوسکیگا۔ کئی بار چھپ چکی ہے۔ کئی زبانوں میں ترجمہ بھی ہوا ہے۔ قیمت ۱ر

عرب کا ارتداد اور اسکا بزور تیغ انسداد یعنی حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت میں جو خوفناک فتنہ ارتداد برپا ہوا تھا اسکی مفصل تاریخ اور انسدادی تدابیر کا تذکرہ۔ کاغذ اولیٰ درجہ کا۔ چھپائی صاف کٹائی خراب ۴۴ صفحے قیمت ۴ر

تذکرہ جناب بابا نانک صاحب یہ رسالہ مولوی صوفی غلام قاسم صاحب نے لکھا ہے۔ سکھوں کے گرو صاحب یعنی حضرت بابا نانک صاحب کی زندگی کے نہایت عمدہ حالات میں ۵۶ صفحے کا رسالہ ہے۔ لکھائی چھپائی معمولی ہے قیمت ۸ر۔

عام فہم تفسیر کے پانچ پارے حضرت خواجہ صاحب آجکل قرآن مجید کا ترجمہ اور مختصر عام فہم تفسیر لکھ رہے ہیں جس کے پانچ پارے شائع ہو چکے ہیں۔ پارہ الم۔ پارہ سیقول۔ پارہ تلک الرسل۔ پارہ عم یتساءلون۔ پارہ لن تنالوا۔ پارہ والمحصنت و پارہ لایحب اللہ ہر پارہ کا ہدیہ ۸ر ہے۔

شراب خواری اور جوئے بازی کی خرابیاں ۳۲ صفحے کا رسالہ ہے لکھائی اور چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا سرورق نہایت خوبصورت اور رنگین۔ قیمت ۴ر

تشریح الکافر یہ حضرت خواجہ صاحب کی تازہ تصنیف ہے اس میں نہایت مدلل طریقہ سے لفظ "کافر" کی تشریح کی گئی ہے۔ اور ان تمام اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں جو مخالفین اسلام کیا کرتے تھے قیمت ۴ر

تاریخ مسیح حضرت عیسیٰؑ کی مکمل سوانح عمری جو اردو زبان میں نا پید تھی اس میں حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے لیکر آسمان پر اٹھائے جانے کے وقت کے جملہ واقعات درج کئے گئے ہیں۔ اور حضرت کی تعلیم کو نہایت وضاحت کیساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یہودیوں کی شرارتوں کا حال بھی درج ہے۔ کتاب کی تصنیف میں مستند انگریزی کتب سے مدد لی گئی ہے بہت ضخیم کتاب ہے۔ طباعت کاغذ اعلیٰ درجہ کی۔ قیمت تین روپے۔

انسداد گداگری اور اصلاح خیرات ۳۲ صفحے کا رسالہ ہے۔ لکھائی چھپائی معمولی سرورق نہایت خوبصورت اور رنگین۔ قیمت ۴ر

نمازوں کا بیان ۴۴ صفحے کا رسالہ ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت عمدہ سرورق رنگین اس میں نمازوں کی ترکیب ہے ہزارہا شائع ہو چکا ہے قیمت ۳ر

معجزات قرآنی مولوی عبدالرحیم صاحب سلیم وکیل ہمیر پور کا لکھا ہوا رسالہ ہے بہت مفید مضامین ہیں لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ درجہ کی قیمت ۴ر

قرآن مجید کے بارہ موتی یہ بھی مولانا سلیم صاحب کا لکھا ہوا رسالہ ہے رد آریہ سماج کے لئے اسمیں بہت اچھے مضامین ہیں لکھائی چھپائی اعلیٰ قیمت ۸ر

قرآن مجید کے دیوانی قوانین سلیم صاحب نے نہایت ہی محنت سے تمام قرآن مجید کا مطالعہ کرکے دیوانی قوانین ایک جگہ جمع کردیئے ہیں۔ سرکاری وکیلوں کیلئے بھی مفید ہے اور عام مسلمانوں کیلئے بھی۔ لکھائی چھپائی بہت اچھی ہے۔ اور عام ضروریات کے خیال سے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے قیمت ۴ر

قرآن مجید کے فوجداری قوانین یہ بھی سلیم صاحب کا لکھا ہوا رسالہ ہے جس میں نہایت تحقیق کے ساتھ قرآن مجید کے تمام فوجداری قوانین ایک جگہ جمع کردیئے گئے ہیں لکھائی چھپائی اچھی قیمت ۴ر

نظم تہجد تہجد کے وقت پڑھنے کے لئے جناب ابوالا ثر حفیظ صاحب جالندھری نے حضرت خواجہ صاحب نے لکھوائی ہے نہایت مرغوب چیز ہے ۲۴ صفحے کا رسالہ ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ قیمت ۲ر

تبلیغی اشتہاروں کا مجموعہ آجتک جتنے اشتہار تین برس کے عرصہ میں تبلیغ اسلام و اصلاح معاشرت و اصلاح اعمال وغیرہ ضروری مسائل کی نسبت خواجہ صاحب نے متفرق طور پر شائع کئے تھے ان سبکو ایک کتاب کی صورت میں جمع کرکے شائع کردیا گیا ہے قابل دید ذخیرہ ہے قیمت آٹھ آنے۔

تاریخ سلاطین عباسیہ یہ تمام سلاطین عباسیہ کی مکمل اور نہایت مدلل تاریخ ہے [illegible] شاہان عباسیہ کے علمی کارنامے ملکی فتوحات اور آپس کی [illegible] مفصل اور مکمل تذکرہ ہے۔ کتاب نہایت مستند اور مدلل ہے [illegible]

قبروں کا جواز یہ حضرت خواجہ صاحب کی نہایت معرکۃ [illegible] جس میں مذہبی کتب اور سیاسی استدلال سے قبور [illegible] ثابت کیا گیا ہو اس کتاب کے پڑھنے سے تمام معترضین اور مخالفین [illegible] ہوجائیں گا۔ اور کوئی جواب نہ دے سکے گا جو قبروں کے انہدام کے حامی ہیں [illegible]

سادھو سنگھ لالہ اچپت رائے کی ایک [illegible] تقریر کا جواب۔ قیمت ایک آنہ ۱ر

[illegible] سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات پر ایک زبردست [illegible] اور [illegible] قیمت [illegible]

[illegible] کتابیں حسن نظامی [illegible] دہلی [illegible]

تصنیفات جناب پروفیسر اکبر علی صاحب حیدری ایم۔ آر۔ اے۔ ایس

رقاصہ — ایک رئیس کا راہبر راہ حقیقت کی جستجو کرنا۔ ایک گنہگار جو مرد فریب پیر کے ہاتھ پر بیعت کرنا۔ ایک کمسن حسین لڑکی کو پیر صاحب کے سامنے بے پردہ کر کے بیعت کرانا۔ پیر صاحب کا باپ کو زہر دیکر لڑکی کو اپنے قابو میں کرنا اور شراب پلا کر اسکی عصمت تباہ کرنا۔ لڑکی کی دولت غصب کر لینے کے لئے اس سے بجبر نکاح کرنا۔ عورت کا ہوش میں آنا اور [illegible] کی عصمت برباد کرانا اور ایک مرید کے ہمراہ فرار ہو جانا۔ مرید کا اس سے تمام زیورات کو فروخت کر کے عیاشی و مکاری میں صرف کرنا۔ لڑکی کا نان شبینہ سے محتاج ہو کر [illegible] عدالت کے ہاتھ پڑنا۔ [illegible] حاصل کرنا۔ خلق خدا کو اپنے فریب حسن سے برباد کرنا۔ پیر صاحب کا ایک سنگین جرم کی ناکام کوشش کرتے ہوئے گرفتار ہو کر [illegible] قرآن کے طلاق حاصل کرنا اور گنہگاری سے توبہ کر کے اپنی ریاست کو دو بارہ حاصل کرنا اور نکاح ثانی کرنا۔ غرض رقاصہ ایک نہایت عبرت آموز اور دلچسپ افسانہ ہے [illegible] اخلاقی اور مذہبی نوٹ مصنف کے قلم سے نکلے ہیں نہایت کارآمد اور مؤثر ہیں قیمت ۲ آنے (۸ر)

سیر خرابات — یہ افسانہ ظرافت کے مخصوص رنگ میں لکھا گیا ہے۔ ہر صفحہ پر ظرافت اور عبرت پہلو بہ پہلو جلوہ نما ہیں۔ سطحی آوارگی اور عیاشی کے خفیہ راز۔ ایک شریف انسان کی تباہی۔ دوست اور احباب کی ستم ظریفیاں۔ سود خوار مہاجنوں کی دست درازیاں۔ ایک طوائف کی چالبازیاں۔ فریب حسن کے کرشمے۔ عصمت فروشی اور محبت کا [illegible] زمانے کے نشیب و فراز۔ مذہب پرستی کی ضرورت۔ [illegible] قسمت کا زبردست انقلاب یہ ایسے مضامین ہیں جو [illegible] افسانہ میں نمایاں ہیں۔ قیمت ۶ آنے (۶ر)

عجیب الطرفین — لیدیہ رستی کا نتیجہ۔ مشن کی تعلیم کی برائیاں۔ ماں باپ کے خلاف عادات کا اثر۔ آزادی کے نقصانات۔ بے پردگی کے نتائج۔ ایک [illegible] عورت کا ایک بیرسٹر کے دام تزویر میں پھنسکر شادی کی امید پر اپنی عصمت کو برباد کرنا۔ فیشن پرست حضرات کا ایک [illegible] عورت کا دن رات بیچ کیطرح مائل ہونا اور ایک دولتمند نواب زادے کا فریب حسن کا شکار ہو کر نکاح کرنا۔ گر اصلیت سے واقف ہو کر طلاق [illegible] کی طرف راغب ہونا۔ فطرت انسانی کی کمزوریوں کا مطالعہ کرنا اور رفتہ رفتہ تبسر کے اسٹیج پر پہنچکر کمال حاصل کرنا۔ گنہگاروں کا دردناک انجام۔ مذہب فراموشی کا عبرت خیز حشر۔ اسوۂ حسنہ مسلمانوں کے اخلاق اور ادب کا سچا نمونہ قیمت چار آنے (۴ر) مرقع عبرت یا ایک عیاش کی ڈائری قیمت ۴ر۔ عبرت کدہ ۱۲ انسانے۔ قیمت ۱۲ر

طوائفوں کی دلچسپ زندگی کے سربستہ راز

سعیدہ — اس میں ایک تعلیم یافتہ نوجوان کا ایک بازاری حسینہ کی زلف میں اسیر ہونا دکھایا گیا ہے۔ ایک طوائف کے جذبات مکاری اور چالبازی کی سحرکاریاں اگر دیکھنی ہوں تو یہ ناول پڑھیے۔ حسن و عشق اور طوائفوں کے مکر و فریب پر نہایت پرلطف بحث کی گئی ہے۔ ناول اخلاقی حیثیت سے بہت اعلیٰ ہے۔ آج کل کے نوجوانوں کے لئے یہ کتاب بے حد مفید ہے قیمت آٹھ آنے (۸ر)

سہاگ رات — اسیری کی ایک تعلیم یافتہ طالبہ [illegible] خوبصورت طوائف کے حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ [illegible] نظارے حسن و عشق کی کرشمہ سازیاں۔ وصال و فراق کی [illegible] کیفیات طالب و مطلوب کے عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی خط و کتابت کا آخری صورت تک [illegible] کی طرف منتقل کرنا غرضیکہ نہایت دلچسپ مجموعہ قیمت ۸ر

شاہد رعنا — ظرافت آمیز انداز میں یہ ناول دنیائے ادب میں پہلی چیز ہے۔ اسیری کے ایک نہایت اعلیٰ پایہ کی [illegible] طوائف کی خود نوشت سوانح عمری۔ اس میں طوائف نے نہایت آزادی کیساتھ اپنے فرقہ کی مخفی چالاکیوں پر روشنی ڈالی ہے اور یہ بتایا ہے کہ یہ طبقہ کسطرح شریف نوجوانوں کو پھانسکر اپنا گرویدہ بنا لیتا ہے اور ان چالاکیوں سے ان کا مال و دولت پر قبضہ [illegible] کیا جاتا ہے اور اس ناول کے پڑھنے کے بعد ہر شخص طوائفوں کی چالاکیوں سے اچھی طرح واقف ہو جاتا ہے [illegible] نہیں آتا۔ نہایت دلچسپ کتاب قیمت ۸ر

سوغات عشق — اس میں بتایا گیا ہے کہ مباغی کیا ہے عیاشی کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ مصنف نے اس ناول میں نہایت عالمانہ طور پر فلسفہ حسن و عشق پر بحث کی ہے۔ درحقیقت حسن و عشق کے فلسفہ کو [illegible] زبان میں بیان کیا ہے کہ کم علم سے کم علم بھی اس فلسفے سے واقف ہو سکتا ہے اور جب اس فلسفے سے واقف ہو گیا تو حسن و عشق کے حال میں [illegible] نہایت خوشگوار کہا گیا ہے قیمت دس آنے (۱۰ر)

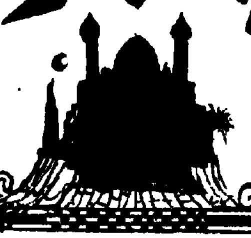
[illegible] دو وجہ بدکاری اور آوارگی کے مختلف پہلوؤں خوبصورتی اور اسقدر تحقیق و تصدیق کے بعد دکھایا ہے کہ نوجوانوں کے لئے [illegible] یہ ناول نہیں ہے بلکہ [illegible] اکسیر ہے [illegible] قیمت [illegible]

سراب عشق — طوائفوں کے طبقہ میں [illegible] ہو جاتی ہیں شاید ہی [illegible]

[illegible]

خلیل نمبر

پیشوا



جلد ۲ | فہرست مضامین بابت ۸ر جون ۲۵ء مطابق ۸ر ذی الحجہ ۴۳ھ | نمبر ۱۱

عید اضحیٰ

۲

اللہ اکبر! اللہ اکبر! لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

فلما اسلما وتلہ للجبین و نادینٰہ ان یا ابراھیم! قد صدقت الرءیا انا کذلک نجزی المحسنین۔ ان ھذا لھو البلاء المبین وفدینٰہ بذبح عظیم، وترکنا علیہ فی الاٰخرین، سلام علی ابراھیم (۳۷ - ۱۰۳) (۱)

ٹھیک اب سے پانچ ہزار دو سو تینتالیس برس پیشتر دنیا کے ایک گوشے میں کیسا عجیب و غریب انقلاب ہو رہا تھا! ایک ہولناک اور وحشت انگیز بیابان ریگ زار تھا، جس کی مہلک ریگ اور خشک سرزمین میں ہر طرف موت و ہلاکت پھیلی ہوئی تھی۔ ایک بحسرؔ "وادی غیر ذی زرع" (۲) تھی جس کی سطح بے نمو پر زندگی کی سبزی و شگفتگی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ لیکن رب السموات والارض کے دو مخلص بندے تھے، جنہوں نے انسانی زندگی کے لئے اسی صحرائے ہلاکت کو، آبادی کے لئے اسی بیابان وحشت کو، فلاحت و زراعت کے لئے اسی سرزمین خشک سال کو، اور خدائے واحد کی پرستش و عبادت کے لئے اسی صحرائی قربانگاہ کو منتخب کیا تھا۔ ان کے چاروں طرف صحرائے وحشت تھی، نگران کے اوپر وہ خدائے حکیم و قدیر تھا، جو آبادیوں کا بخشنے والا، اور زمینوں کی وراثت تقسیم کرنے والا ہے، ان کے ہاتھ میں پتھروں کے ٹکڑے تھے جن کو ایک دیوار کی صورت میں جمع کرتے جاتے تھے، اور زبان پر یہ دعائیں تھیں، جو ادھر زبان سے نکل رہی تھیں، اور ادھر قوموں اور ملکوں کی قسمتوں کا فیصلہ ہو رہا تھا۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم، ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک، وارنا مناسکنا وتب علینا، انک انت التواب الرحیم۔ ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیٰتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم، انک انت العزیز الحکیم (۲ - ۱۲۷)

الٰہی! یہ ہمارے ہاتھ تیری پرستش، اور تیرے جلال و قدوسیت کے نام پر جو کچھ کر رہے ہیں، اسکو قبول کرلے، بے شک تو ہی دعاؤں کا سننے والا، اور نیتوں کا دیکھنے والا ہے! الٰہی! ہم کو اپنا مسلم اور اطاعت شعار بنا، اور پھر ہماری نسل میں سے بھی ایک ایسی ہی امت پیدا کر، جو ہماری طرح مسلم و مومن ہو! الٰہی! ہمکو اپنی عبادت و بندگی کے مقبول طریقے بتلادے، اور ہمارے قصوروں سے درگذر کر کہ تو ہی بڑا درگذر کرنے والا، اور تو ہی اپنے عاجز بندوں پر مہربان ہے! الٰہی! ہماری اس دعا کو بھی ان گھڑیوں میں قبول کرلے کہ جو قوم ہماری نسل سے پیدا ہو، ان میں اپنا ایک ایسا برگزیدہ رسول بھیجیو جو ان کو تیری آیتیں پڑھکر سنائے، علم و حکمت کی تعلیم دے، اور ان کے نفوس و قلوب کی اصلاح کرے۔ الٰہی! ان تمام باتوں کا تجھی کو اختیار ہے، اور تیری ہی تدبیر اصلی تدبیر اور تیری ہی حکمت اصلی حکمت ہے!!

اللہ اکبر! وہ کیا وقت تھا، جبکہ صدیوں اور ہزاروں برس کا فیصلہ چند لمحوں اور منٹوں کے اندر ہوگیا! اللہ اکبر اللہ اکبر! لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر! اللہ اکبر وللہ الحمد!!

* * *

یہ دعائیں ان زبانوں سے نکل رہی تھیں، جن میں سے ایک راہ الٰہی میں اپنے جذبات اور ارادے کی قربانی کر چکا تھا، اور دوسرا اپنے جان و نفس کی۔ دونوں نے اپنی محبوب ترین متاعوں کو راہ الٰہی میں لٹادیا تھا۔ ایک نے اپنے فرزند عزیز کو، اور دوسرے نے اپنی جان عزیز کو، دونوں مجاہد فی سبیل اللہ تھے، اور اس لئے دونوں "مسلم" تھے۔ خدا نے ان دونوں کی دعاؤں کو قبول کرلیا اور اس طرح قبول کیا کہ دنیا کے پانچ ہزار برس کے حوادث و انقلابات بھی ان کی قبولیت کی صداقت کو دھبہ نہ لگا سکے۔ وہ چند پتھروں سے چنی ہوئی چار دیواری، جس کے چاروں طرف انسانی ہستی کی کوئی علامت نہ تھی، کروڑوں انسانوں کا پرستش گاہ اور قبلۂ وجوہ بنی، اور خدا کے جلال اور قدوسیت نے تمام عالم میں صرف اسی کی چھت کو اپنا نشیمن بنایا۔ داؤد اور سلیمان کا وہ عظیم الشان ہیکل، جس کو ہزاروں انسانوں کی سالہا سال کی محنت و مشقت نے بلند ستونوں اور گنبدوں کا ایک شہر بنادیا تھا، چند صدیوں تک بھی زندہ نہ رہ سکا، اور [illegible] ... [illegible] بنایا گیا اور ڈھایا گیا لیکن چند پتھروں کی [illegible]

(۱) پھر جب ابراہیم اور اسمٰعیل، دونوں اللہ کے آگے جھک گئے، اور ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے کے لئے ماتھے کے بل گرادیا، تو ہم نے پکارا کہ اے ابراہیمؑ! بس کر، تم نے اپنا خواب کو سچ کر دکھایا، ہم ایسے ہی نیک بندوں کو ان کے ایثار نفس اور فدویت نفس کا بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بیشک یہ ایک نہایت کھلی ہوئی یعنی ظاہری آزمائش تھی، اور ذبح اسمٰعیلؑ کے بدلے ایک بہت بڑی قربانی (یعنی سنت ابراہیمیؑ کی یادگار میں تاقیامت جاری رہنے والی قربانی) ... آنے والی امتوں میں ... کے ذکر کو قائم کردیا پس سلام ہو ... قربانی کرنے والے ابراہیم خلیل پر!!

(۲) ... سرزمین ... آثار و علامت کا نام و نشان نہیں، حضرت ابراہیمؑ نے اپنی دعا میں فرمایا [illegible] ... بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ... [illegible]

چنی ہوئی اس چار دیواری کے گرد دعائے ابراہیمی سے ایک ایسا آہنی حصار کھینچ دیا تھا کہ پانچ ہزار برس کے اندر انقلابات ارضیہ و سماویہ نے سمندروں کو جنگل اور انسانی آبادیوں کو سمندروں کے طوفان کی صورت میں بدل دیا، لیکن آج تک اس کی بنیادوں کو کوئی حادثہ اور کوئی ملوی قوت صدمہ نہ پہنچا سکی، یہاں تک کہ تاریخ عالم میں وہی ایک سرزمین ہے، جس کی نسبت تاریخ دعوے کر سکتی ہے کہ اس کی مقدس اور محترم خاک آج تک غیر قوموں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے محفوظ و مصئون ہے۔

اولم یروا انا	کیا ہماری اس قدرت کی نشانی کو لوگ نہیں دیکھتے
جعلنا حرما امنا	کہ ہم نے حرم مکہ کو (جو ایک غیر معروف و بے
ویتخطف الناس	رونق خطہ تھا) امن اور حفاظت کا گھر بنا دیا، اور
من حولھم افبالباطل	ایک عالم نے اس کے اردگرد ہجوم کیا پھر کیا لوگ
یومنون وبنعمۃ	باطل پر ایمان لاتے اور اللہ کی نعمتوں کو جھٹلاتے
اللہ یکفرون ؟ (۶۷:۲۹)	ہیں ؟

اور اگر کسی قوم نے اس کی عزت و احترام کو مٹانا چاہا تو خدائے قدوس کے دست کبریائی نے خود اس قوم کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔

الم تر کیف فعل	اے پیغمبر کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار
ربک باصحاب الفیل؟	نے اس لشکر کے ساتھ کیا سلوک کیا، جو ہاتھیوں کا ایک
الم یجعل کیدھم	غول لیکر مکہ پر حملہ آور ہوا تھا؟ کیا خدا نے ان کے
فی تضلیل وارسل	تمام داؤں غلط نہیں کر دیئے۔ اور ان پر عذاب کی خوستیں
علیھم طیرا ابابیل	کے غول نازل نہیں کئے؟ جنہوں نے ان کو سخت بربادی
ترمیھم بحجارۃ	میں مبتلا کر دیا جو ان کے لئے لکھی گئی تھی یہاں تک
من سجیل فجعلھم	کہ پامال شدہ کھیت کی طرح
کعصف ماکول۔ (۱۰۶:۱)	تباہ ہو گئے

یہ اس دعا کے پہلے ٹکڑے کی قبولیت تھی۔ باقی دو التجاؤں کو جس طرح خدا تعالیٰ نے قبولیت بخشی، اس کی صداقت بھی اس بیت خلیل کی صداقت سے کم نہیں۔

لقد من اللہ علی	بے شک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا کہ
المومنین اذ بعث	(دعائے ابراہیمؑ کو قبول فرما کر) انہی میں سے ان کی
فیھم رسولا من	طرف اپنا رسولؐ بھیجا جو ان کو احکام الٰہی پڑھ کر
انفسھم یتلوا علیھم	سناتا ہے، ان کے نفوس کا تزکیہ کرتا ہے
ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب	اور ان کو علم و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ
والحکمۃ وان کانوا من	اس سے پہلے وہ سخت جہل و گمراہی میں مبتلا
قبل لفی ضلال المبین (۳:۱۵۸)	تھے۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

قرآن کریم میں ایک بہت بڑا حصہ انبیائے سابقین کے قصص و اعمال کا ہے۔ اس کا عام انداز بیان یہ ہے کہ وہ پہلے ایک خاص تعلیم پیش کرتا ہے، اور پھر اس تعلیم کی صداقت کے لئے امم گزشتہ اور اعمال انبیائے سابقہ کے حالات و واقعات سے ایک خطابی استدلال کرتا ہے، تاکہ امت مرحومہ کے سامنے تعلیم، اور اس کے عملی نمونے اور نتائج، دونوں موجود ہو جائیں۔

لیکن تمام قرآن میں اگر مسلمانوں کے سامنے کوئی کامل زندگی، اور کسی زندگی کے از سرتا پا اعمال بطور نمونے کے پیش کئے گئے ہیں اور اُن کے اتباع کی دعوت دی گئی ہے، تو وہ صرف دو نمونے ہیں۔ خود شریعت اسلامیہ کے داعی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی نسبت (سورہ احزاب) میں فرمایا کہ :-

لقد کان لکم فی رسول	بے شک رسول اللہ کی زندگی میں تمہارے
اللہ اسوۃ حسنۃ	لئے (کہ اللہ اور یوم آخرت سے ڈرتے
لمن کان یرجوا اللہ	ہو اور کثرت کے ساتھ اس کا ذکر
والیوم الاخر وذکر اللہ	کرنے والے ہو) پیروی و اتباع کے واسطے
کثیرا (۲۱:۳۳)	ایک بہترین نمونہ ہے۔

اور پھر (سورۂ ممتحنہ) میں ملت حنیفی کے داعی اول حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ السلام کی نسبت ارشاد ہوا :-

قد کانت لکم اسوۃ	بے شک تمہارے لئے ایک بہترین نمونۂ عمل
حسنۃ فی ابراھیم	حضرت ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں کے اعمال
والذین معہ (۶۰:۴)	زندگی میں ہے۔

پھر اسی رکوع میں حضرت ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں کی تعلیم کی تشریح کر کے مکرر کہا کہ :-

لقد کان لکم فیھم	بے شک تمہارے لئے کہ اللہ اور یوم آخرت
اسوۃ حسنۃ لمن	سے ڈرتے ہو، ان لوگوں کی زندگی میں ایک بہترین
کان یرجوا اللہ والیوم	نمونۂ عمل ہے اور جو شخص اس
الاخر ومن یتول	سے منہ موڑ لے۔ تو اللہ
فان اللہ ھو الغنی	اعمال کا کچھ محتاج
الحمید (۶۰:۶)	نہیں ہے

اصل یہ ہے کہ قرآن کریم اسلام کی جس حقیقت کو دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا، اس کے لحاظ سے اگر کوئی زندگی اسوۂ حسنہ بن سکتی تھی تو وہ صرف حضرت ابراہیمؑ کی زندگی تھی۔ اسلام ایک صداقت ہے، اور اس کے لئے دنیا میں اسوۂ حسنہ موجود ہے، جبوقت سے کہا جا سکتا ہے کہ دنیا میں صداقت ہے لیکن اس صداقت مبین کو [illegible] الٰہیہ کی صورت میں سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ ہی نے

پیش کیا تھا' اور یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ہر جگہ ان کو ملت حنیفی کے اولین واعظ کی حیثیت سے پیش کیا ہے اور ان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ بتلائی ہے کہ:

اذ قال لہ ربہ اسلم | جب حضرت ابراہیمؑ سے ان کے پروردگار نے کہا کہ
قال اسلمت لرب | مسلم (یعنی بے فرماں بردار) ہو جاؤ' تو انہوں نے کہا
العالمین (۲ : ۵۲) | کہ میں اسلام لایا تمام جہانوں کے پروردگار کے لئے

اور وہی پیروان اسلام کے لئے عملی نمونہ یا "اسوۂ حسنہ" ہو سکتا تھا یہی سبب ہو کہ خدا تعالیٰ نے ان کی زندگی کے تمام اعمال ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لئے۔ اور ان کے ذکر کو بقائے دوام عطا فرمایا۔ دنیا کے بڑے بڑے کشورستانوں' عظیم الشان فاتحوں' اور خشکیوں اور سمندروں پر حکمرانی کرنے والی قوموں کو ہم آثار قدیمہ کے کھنڈروں' بوسیدہ قبروں' قومی روایتوں' اور تاریخ کے کہنہ اوراق میں ضرور دیکھ سکتے ہیں' مگر تمام جمع اولین و آخرین میں ایک انسانی ہستی بھی ایسی نہیں مل سکتی' جس کے اعمال حیات

ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم' ربنا لیقیموا الصلوۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون (۱۴ - ۳۷)



وادی غیر ذی زرع ایام حج میں

اذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا و علی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق (۲۲ - ۲۸)

چونکہ حضرت ابراہیمؑ اسلام کے پہلے داعی تھے' اس لئے ان کا وجود یکسر پیکر اسلام تھا' اور اپنے ہر عمل حیات کے اندر اسلام کی حقیقت کا ایک عملی نمونہ رکھتا تھا۔ وہ اسلام کے واعظ تھے' اور واعظ کے لئے اولین شے یہ بھی کہ تعلیم کے ساتھ خود اپنی زندگی کا عملی نمونہ بھی پیش کر دے' اور جن حقیقتوں کی طرف دنیا کو دعوت دیتا ہے' ان کو سب سے پہلے اپنے اوپر طاری کر لے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اُن حقائق کو اپنے اوپر طاری کر لیا تھا' اس لئے ان کا ہر عمل از سرتاپا صدائے اسلام تھا۔

صفحوں اور مٹی کے ڈھیروں میں نہیں بلکہ کروڑوں زندہ انسانوں کے اعمال کے اندر سے اپنی حیات کا ثبوت دے سکتے ہوں۔ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو دنیا کے سامنے "اسوۂ ابراہیمیؑ" کی لازوال زندگی کا کیسا عجیب منظر ہوتا ہے جبکہ تاریخ کئی ہزار برس آگے بڑھ کر لوٹتی ہے' تاکہ اسلام کے واعظ اول کی زندگی کو ایک مرتبہ پھر دُہرا دے۔ لاکھوں انسانوں کا مجمع ہوتا ہے' جن میں سے ہر وجود پیکر ابراہیمؑ بن جاتا ہے اور "مقام خلت" کی سلطنت' تعین اور نفس کو فنا کر کے اس پر سے بھی

ایک" ابراہیم خلیلؑ کی صورت میں نمایاں کر دیتی ہے!

ووھبنالھم من	اور ہم نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی اولاد
رحمتنا وجعلنا لھم	کو اپنی رحمت میں سے بڑا حصہ دیا اور ان کے لئے ایک
لسان صدق علیا۔ (۱۹-۴۴)	اعلیٰ و اشرف (طریق) ذکر خیر دنیا میں باقی رکھا۔

ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو چشم تصور سے دیکھئے تو آپ کے سامنے بندگان مخلصین کا ایک شہر آباد ہے۔ لاکھوں انسان ایک ہی لباس اور ایک ہی صدا کے ساتھ لبیک ہی کے لئے دیوانہ وار دوڑ رہے ہیں۔ بیشک "ابراہیم خلیل" کا وجود تنہا دنیا میں باقی نہیں رہا' لیکن کیا ان لاکھوں عاشقان الٰہی میں سے ہر عاشق اسی عاشق اول کے فیضان عشق سے مستفیض نہیں ہے؟ اگر ہے تو یقین کیجئے کہ "خلیل اللہ" آج بھی زندہ ہیں اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ جبکہ میدان حج میں لاکھوں انسانوں کی زبان سے صدائے لبیک لبیک! اللھم لبیک نکلتی ہے' تو اس ایک ہی ابراہیم خلیل کی صدا ہوتی ہے جس نے اب سے پانچ ہزار برس پیشتر اپنے دوست کی صدائے یا عبدی کے جواب میں عاشقانہ محویت کے ساتھ لبیک کا نعرہ لگایا تھا۔ وہ ایک ہی وجود کے اندر کب محدود تھا کہ فنا ہو جاتا؟ وہ تو اپنے اندر ایک پوری امت رکھتا تھا' اس لئے آج بھی اپنی امت کی صورت میں موجود ہے' اور قیامت تک موجود رہے گا۔

ان ابراھیم کان امۃ	بے شک ابراہیمؑ (گویا) ایک پوری
قانتاللہ حنیفا ولم یکن	اطاعت شعار امت تھا' اور ایک ہی
من المشرکین (۱۶)	خدا کا ہو رہا تھا۔

لیس للہ بمستنکر ۔ ان یجمع العالم فی واحد

یہی سبب ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی ہر بات "اسلام" تھی' حقیقت اسلامی میں ان کا وجود اس طرح فنا ہو گیا تھا کہ خود ان کی کوئی ہستی باقی نہیں رہی تھی۔ جبکہ ستاروں کی عجیب و غریب روشنی ان کے سامنے آئی' چاند کی دلفریبی نے ان کو آزمانا چاہا' اور سورج اپنی سطوت و عظمت سے چمکا تاکہ ان کی فطرت کو مرعوب کر سکے تو "اسلام" ہی تھا جس نے اندر سے صدا دی کہ "انی لا احب الافلین" (میں فنا پذیر ہستیوں کو دوست نہیں رکھتا)

انی وجھت وجھی	میں ہر طرف سے کٹ کر صرف اس ایک ہی
للذی فطر السموات	ذات کا ہو گیا ہوں جس نے زمین اور
والارض حنیفا' وما	آسمان کو پیدا کیا الحمدللہ کہ میں مشرکوں
انا من المشرکین (۶-۹۰)	میں سے نہیں ہوں۔
وکذالک نری ابراھیم	اور اسی طرح ہم نے ابراہیمؑ کو آسمان
ملکوت السموات	وزمین کے مناظر و عجائب دکھائے' تاکہ وہ
والارض' ولیکون	کامل یقین کرنے والوں میں سے
من الموقنین (۶-۷۵)	ہو جائے۔

انہوں نے جب آنکھ کھولی' تو ان کے چاروں طرف بت پرستی کے مناظر تھے۔ انہوں نے خود اپنے گھر کے اندر جس کسی کو دیکھا' اسکے ہاتھ میں سنگ تراشی کے اوزار' اور بتوں کے ڈھانچے تھے۔ وہ کالدیا کے بازاروں میں پھرے' مگر جس طرف دیکھا' بتوں کے آگے جھکے ہوئے تھے' اور جس طرف کان لگایا' خدا فراموشی کی صدائیں آرہی تھیں۔ پھر وہ کونسی چیز تھی جس نے تمام ان چیزوں سے ہشیار' جو آنکھوں سے دیکھی اور کانوں سے سنی جاتی ہیں' ان کے دل میں ایک ان دیکھے محبوب کے عشق کی لگن لگادی؟ اور ایک ان سنے نغمے کی تلاش میں ان کے سامعہ کو آوارہ کر دیا؟ ان کے سامنے تو بتوں کی قطاریں تھیں جن کو ان کی آنکھیں دیکھتی تھیں' پھر وہ کون تھا' جو ان کے اندر بیٹھا ہوا خدائے قدوس کو دیکھ رہا تھا' اور اس قدرتی جوش و قوت کے ساتھ' جو کبھی بلندی سے گرنے والے آبشار یا کبھی زمین سے ابلتے ہوئے چشمے میں ہوتا ہے' ان کی زبان سے فاطر السموات والارض کی یہ شہادت دے رہا تھا؟

الذی خلقنی فھو	وہ جس نے مجھ پیدا کیا اور پھر ہدایت کی راہیں
یھدین والذی ھو	کھولدیں' وہ کہ بھوکا ہوتا ہوں تو کھلاتا اور
یطعمنی ویسقین'	پیاسا ہوتا ہوں تو پلاتا ہے۔ اور وہ کہ
واذا مرضت فھو	جب اپنی بداعمالیوں سے بیمار پڑتا ہوں
یشفین' والذی	تو اپنی رحمت سے شفا دیتا ہے۔ جو موت
یمیتنی ثم یحیین'	کے بعد حیات بخشے گا' اور جس کی
والذی اطمع ان	رحمت سے امید رکھتا ہوں کہ قیامت
یغفرلی خطیئتی یوم	کے دن میری خطاؤں سے درگذر
الدین (۲۶-۷۸)	کرے گا۔

اور پھر یہ کیا تھا کہ جبکہ ان کا سنگتراش چچا' پتھروں سے پرستش کی صورتیں بناتا تھا' تو بے اختیار ان کے زبان سے نکلتا تھا کہ انی براء مما تعبدون۔

واذ قال ابراھیم	اور جب ابراہیمؑ نے اپنے
لابیہ وقومہ انی	باپ سے کہا کہ تم جن بت پرستیوں
براء مما تعبدون'	مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں
الا الذی فطرنی'	اس ان دیکھی ذات سے سروکار ہے جس نے
فانہ سیھدین (۴۳-۲۶)	بنایا اور یقین ہے کہ وہی مجھ پر اپنی راہ کھولدے گا

دراصل یہ وہی "حقیقت اسلامیہ" تھی جس نے ان کے وجود کو آنے والی امتوں کے لئے "اسوۂ حسنہ" بنا دیا تھا' اور جس کی وصیت انہوں نے اسحق اور اسمعیل (علیہ السلام) کو کی' اور پھر انہوں نے یعقوب کو' اور اس کے بعد نسلاً بعد نسل سلسلۂ ابراہیمی میں منتقل ہوتی رہی۔

ووصیٰ بہا ابراھیم — اور یہی اسلام تھا جس کی وصیت ابراہیمؑ
بنیہ ویعقوب یابنی — اپنی اولاد کو کر گئے اور پھر یعقوب بھی
ان اللہ اصطفیٰ لکم — کہ اے فرزند! اللہ نے تم کو اس دین
الدین فلا تموتن الا — اسلام سے ممتاز فرمایا پس تم زندگی بھر اسی
وانتم مسلمون (۲-۱۳۲) کی تعلیم دینا اور جب مرنا تو اسی طریقہ پر مرنا۔

یہی حقیقت وہ "روح اعظم" تھی جو آدمؑ کے کالبد میں پھونکی گئی۔

ونفخت فیہ من روحی — اور خدا نے آدم میں اپنی "روح" پھونکی۔

اور یہی وہ روح الٰہی ہے جو شریعت ابراہیمی سے منسوب ہو کر سلسلۂ ابراہیمی کی آخری امت یعنی امت مرحومہ میں ظہور کرنے والی تھی اور جس کے یوم ظہور کی ایک رات "ایام الٰہیہ کے گذشتہ ہزار مہینوں پر افضلیت رکھتی تھی۔

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر — ہم نے اسلام کو بصورت قرآن لیلۃ القدر میں
وما ادراک مالیلۃ القدر — نازل کیا اور تم جانتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟
لیلۃ القدر خیر من الف — وہ ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں پر افضلیت
شہر تنزل الملائکۃ — رکھتی ہے۔ اس رات ملائکہ اور "روح" کا نزول ہوتا
والروح فیہا باذن — ہے جو اپنے پروردگار کے حکم سے انتظام روحانی کے
ربہم من کل امر سلام — تمام امور کے لئے آتے ہیں، وہ رات امن اور سلامتی
ھی حتیٰ مطلع الفجر (۹۷-۱) — کی رات ہے۔ طلوع صبح تک۔

اور یہی وہ حقیقت تھی جو ان تمام حقیقتوں سے جو ہیودیت یا مسیحیت سے تعبیر کی جاسکتی ہیں، اعلیٰ و ارفع تھی، کیونکہ وہ تمام شاخیں اسی حقیقت الحقائق کی جڑ سے نکلی تھیں، پس "اصل" کی موجودگی میں "فرع" بے اثر ہے اور "کل" کے سامنے "جزء" بے حقیقت، یہی سبب ہے کہ جب اس "اصل و کل" کی تکمیل کا وقت آیا تو کہا گیا کہ:

وقالوا کونوا ھودا — یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہودی یا نصرانی
او نصاریٰ تہتدوا — بن جاؤ تاکہ ہدایت پاؤ، لیکن ان سے کہہ دو کہ نہیں
قل بل ملۃ ابراھیم — بلکہ صرف ملت ابراہیمی ہی میں تمام
حنیفا وماکان من — جائیوں کی حقیقت ہے، اور وہ تمہاری
المشرکین (۲-۱۳۹) — طرح مشرکوں میں سے نہ تھا۔

اور یہی وہ انسان کی "فطرت اصلی" ہے جسکو "اسلام" کے صحیفہ کریم نے "قلب سلیم" کے لقب سے بھی یاد کیا ہے، یعنی قلب انسانی کی وہ بے میل حالت، جو خارجی اثرات ضلالت سے بالکل محفوظ ہو، یا فطرت اصلیہ کا وہ ذوق صحیح جس کا ذائقہ کسی عارضی بیماری کے اثر سے بگڑ نہ گیا ہو، کیونکہ انسان کے اندر جو ہے وہ اسلام ہے اور کفر جب آتا ہے تو باہر سے آتا ہے

یہی سبب ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی نسبت تصریح کر دی کہ

اذ جاء ربہ بقلب — جب حضرت ابراہیمؑ اپنے رب کی طرف "قلب سلیم"
سلیم (۳۷-۸۴) — کے ساتھ متوجہ ہوئے۔

اور پھر سورہ شعراء کے چوتھے رکوع میں جب حضرت ابراہیمؑ نے آزر کی ضلالت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دعا مانگی ہے، تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ:

یوم لاینفع مال — وہ آخری روز عدالت جبکہ نہ تو مال و دولت
ولا بنون الا من — کام دینگے اور نہ اہل و عیال کام آئیں گے (یعنی
اتی اللہ بقلب سلیم — کوئی مادی شے مفید نہ ہوگی) مگر صرف وہ کامیاب
(۲۶-۸۸) — ہوگا جسکے پہلو میں "قلب سلیم" ہے۔

"قلب سلیم" تھا جسپر اجرام سماویہ کے دلفریب مناظر فتح نہ پا سکے، اور اس نے ابراہیمؑ کے دل کے اندر سے ملکوت السماوات والارض کے وجود پر شہادت دی:

قال بل ربکم رب السما — ابراہیمؑ نے اپنی قوم کو جواب میں کہا کہ وہ آسمان
وات والارض الذی — و زمین کا فاطر جس نے ان کو پیدا کیا، تمہارا بھی
فطرھن وانا علیٰ ذلکم — پروردگار ہے۔ اور میں اس کے وجود پر شہادت
من الشاھدین (۲۱-۵۸) — دیتا ہوں۔

حقیقت اسلامی کی اصلی آزمائش

اور سب سے آخر یہ کہ جب حقیقت اسلامی کی آخری اور اصلی آزمائش کا وقت آیا، تو وہ "اسلام" ہی تھا جس نے ابراہیمؑ کے ہاتھ میں چھری دی، تاکہ فرزند عزیز کو ذبح کر کے محبت ماسوی اللہ کی قربانی کرے، اور "اسلام" ہی تھا جس نے اسماعیلؑ کی گردن جھکا دی تاکہ اپنی جان عزیز کو اس کی راہ میں قربان کر دے۔ جبکہ اس نے پوچھا

یابنی انی اریٰ فی — اے فرزند عزیز! میں نے خواب میں دیکھا ہے
المنام انی اذبحک — کہ گویا تجھے اللہ کے نام پر ذبح کر رہا ہوں
فانظر ماذا تریٰ (۳۷-۱۰۲) — پھر تیرے خیال میں یہ بات کیسی ہے؟

تو یہ وجود ابراہیمی کی نہیں، بلکہ "اسلام" کی صدا تھی۔ اور پھر جب اس کے جواب میں اسمٰعیلؑ نے کہا کہ

یاابت افعل ماتؤمر — اے باپ! یہ تو گویا اللہ کی مرضی اور اس کے حکم کا
ستجدنی انشاء اللہ — اشارہ ہے، پس جو اس کا حکم ہے اس کو بلا تامل
من الصابرین — انجام دیجئے۔ اگر منشائے الٰہی ہے تو آپ مجھے اس
(۳۷-۱۰۲) — میں صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

تو یہ بھی اسمٰعیل کی نہیں، بلکہ اسلام ہی کی صدا تھی۔ پھر جب باپ نے بیٹے کو ماتھے کی طرح سختی سے پکڑ کے زمین پر گرا دیا، تو وہ اسلام ہی کا ہاتھ تھا، جو ابراہیمؑ کے اندر سے کام کر رہا تھا۔ اور جب

اس شوق و ذوق کے ساتھ، جو مدتوں کے پیاسے کو آب شیریں سے ہوتا ہے، اپنی گردن مضطرب ہو ہو کر چھری سے قریب کر دی، تو وہ حقیقت اسلامی ہی کی محویت کا استیلا تھا جس نے نفس اسمٰعیلؑ کو فنا کر دیا تھا، اور اسی فنا سے مقام ایمان کو لقا ہے۔

سلام علیٰ ابراھیم!	پس سلام ہو حقیقت اسلامی کی قربانی کرنے
انا کذالک نجزی	والے ابراہیم پر! ہم مقام احسان تک پہنچنے
المحسنین انہ من	والوں کو (بقائے دوام) کا ایسا ہی بدلہ عطا فرماتے
عباد نا المومنین	ہیں بیشک وہ حقیقی مومن بندوں میں سے تھا

(۳۷ - ۱۱۱)

اللہ اکبر! اللہ اکبر۔ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر! اللہ اکبر واللہ الحمد

غافل مرو کہ تا در بیت الحرام عشق — صد منزل ست و منزل اول قیامت است

اللہ اللہ! اس نیرنگ ساز ازل کے کاروبار محبت کی بوقلمونی کو کیا کہیے، کہ اس کے حریم محبت کی ساری آرائش دوستوں کے خون کی چھینٹوں اور مضطرب لاشوں کی تڑپ ہی سے ہے۔ دوستوں کو کٹواتا ہے، مگر دشمنوں کو مہلت دیتا ہے۔ باپ کے ہاتھ میں چھری دیتا ہے کہ بیٹے کو قتل کرے، اور بیٹے سے کہتا ہے کہ خوش خوش گردن جھکا دے کہ یہاں جان دینا ہی نہیں، بلکہ جان دینے کو روز عیش و نشاط سمجھنا بھی شرط ہے۔

آواں چہ دوستیت کہ سرہائے یک دگر
خویشاں بریدہ بردہ قاتل نہانہ اند

ابراہیمؑ کے دل میں اپنی محبت کے ساتھ بیٹے کی محبت گوارا نہ ہوئی، اور اسمٰعیلؑ کے پہلو میں اپنے گھر کو دیکھا تو محبت نفس و جان کی پرچھائیں نظر آئی۔

عشق ست و ہزار بدگمانی۔

غیرت الٰہی نے اس کو بھی منظور نہیں کیا۔ حکم ہوا کہ پہلے کے مکان کو ایک ہی مکین کے لئے خالی کر دو، پھر اس طرف نظر اٹھا کر دیکھنا کہ "الغیرۃ من صفات حضرت الربوبیۃ" محبت کی آموزی کا پہلا سبق غیرت ہے، اور یہی معنی ہیں اس آیت کریمہ کے

ان اللہ لا یغفر ان	اللہ تعالیٰ تمہارے تمام گناہوں سے
یشرک بہ و یغفر	گذر کر سکتا ہے، مگر اس کو کبھی معاف
مادون ذالک لمن	کر سکتا کہ تم اس کی محبت میں کسی دوسرے
یشاء (۴ - ۵۱)	کو شریک کرو۔

سلطان محبت تمام گناہوں کو معاف کر سکتا ہے، مگر عدالت میں دل کی تقسیم کا کوئی قانون نہیں ہے۔ آپ کا دل ہزار کج ادائیاں کرے، آپ کا دل محبت پرست اس کی شان سے باد نہ آئے گا، لیکن آپ اس گوشۂ نظر سے کیونکر درگذر ہیں جو آپ کی طرف نہیں، بلکہ کسی دوسری جانب تھی؟ آپ کسی آنکھوں کی بے مہری کو تو گوارا کر سکتے ہیں، لیکن اس غمار کو کیونکر دیکھ سکتے ہیں جو صحبت غیر کی شب بیداریوں سے پیدا ہوا ہو؟ اس کوچے میں گذر ہوا ہے، تو اپنے دل سے پوچھیے، کہ میں کیا کہتا ہوں؟ البتہ اس مسئلہ کے سمجھنے کے لئے مدرسے سے باہر بھی کچھ ہے۔

کیں مسئلہ در نسخۂ محمود و ایاز ست

اللہ اکبر! اللہ اکبر! لا الٰہ الا اللہ! واللہ اکبر! اللہ اکبر و للہ

احکام فضیلت عیدالضحیٰ اور نماز کا بیان

(از خامہ جناب مولٰینا سید محمود صاحب زیدی منشی فاضل و فاضل الہیات)

عید کی نماز ہر عاقل بالغ مرد پر واجب ہے۔ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جو عیدین کی راتوں میں قیام کرے گا۔ اس کا دل دس برس تک مردہ نہ ہوگا۔ جبکہ لوگوں کے دل مردہ ہو جائیں گے (ابن ماجہ) دوسری جگہ ارشاد ہوا کہ جو ذی الحجہ کی آٹھویں۔ نویں، دسویں رات میں شب بیداری کرے اس کے لئے جنت ہے (رواہ الاصبہانی) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اس زمانہ میں اہل مدینہ سال بھر میں دو دن خوشی کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کیا دن ہیں؟ عرض کیا گیا کہ جاہلیت میں ہم ان دنوں خوشی کیا کرتے تھے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے عوض ان سے بہتر دو دن عیدالضحیٰ اور عیدالفطر تم کو عطا کئے ہیں۔ (ابوداؤد)

عیدالضحیٰ کے دن کیا امور مستحب ہیں

نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا۔ راستہ میں بلند آواز سے تکبیر کہنا۔ قربانی کرنے والے کو پہلی سے دسویں تک ناخن نہ ترشوانا اور حجامت نہ بنوانا غسل کرنا۔ مسواک کرنا۔ اچھے کپڑے پہننا۔ خوشبو لگانا۔ صبح کی نماز مسجد میں پڑھنا۔ عیدگاہ جلد جانا۔ عیدگاہ کو پیدل جانا۔ ایک راستہ سے جانا دوسرے راستہ سے واپس آنا۔ خوشی ظاہر کرنا۔ آپس میں مبارکباد دینا۔ امام کو پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورہ جمعہ اور دوسری میں سورہ منافقون یا پہلی میں سبح اسم اور دوسری میں ھل اتٰک پڑھنا۔ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر نماز فرض کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ہو ایک بار تکبیر بلند آواز سے کہنا واجب اور تین بار افضل ہے اور اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں اس کے الفاظ یہ ہیں: اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ بعد نماز عید مصافحہ و معانقہ بہتر ہے۔ عید کی نماز کا وقت بقدر ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے سے نصف النہار تک ہے۔ مگر اس عید میں جلد پڑھنا مستحب ہے۔

نماز کی ترکیب

پہلے دو رکعت واجب عیدالضحیٰ مع چھ تکبیروں کے نیت کرکے کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہکر ہاتھ باندھ لیں۔ پھر ثنا پڑھ کر کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہکر ہاتھ چھوڑ دیں۔ پھر ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر ہاتھ چھوڑ دیں پھر ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہکر ہاتھ باندھ لیں یعنی پہلی تکبیر میں ہاتھ باندھ لیں اس کے بعد دو تکبیروں میں ہاتھ چھوڑ دیں۔ تیسری چوتھی میں باندھ لیں پھر امام اعوذ اور بسم اللہ آہستہ پڑھ کر بلند آواز سے پہلے الحمد اور سورۃ پڑھے۔ پھر رکوع کرے۔ دوسری رکعت میں پہلے الحمد و سورۃ پڑھے پھر تین بار کانوں تک ہاتھ لیجا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نہ باندھے اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے۔ عیدین میں اور نماز کے علاوہ یہ چھ تکبیریں زائد ہیں۔ نماز کے بعد خطبہ پڑھنا اور سننا سنت ہے۔ دو خطبے پڑھے جائیں گے اور اس میں سنت یہ ہے کہ خطبہ سے پیشتر امام نہ بیٹھے۔ اور خطبے سے پہلے نو بار اور دوسرے خطبہ کے پہلے سات بار اور منبر سے اترنے سے پہلے بارہ بار اللہ اکبر کہے۔ اور امام اس خطبہ میں قربانی اور تکبیر تشریق کا حکم تعلیم کرے۔ عورت اور بچوں اور مریضوں پر یہ نماز واجب نہیں۔ جن لوگوں پر زکوٰۃ فرض ہے ان پر اس عید کے دن قربانی واجب ہے۔ اپنی اولاد اور بیوی کی طرف سے بھی قربانی کر سکتے ہیں گائے [illegible] میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور بکرا بکری مینڈھا [illegible] کی طرف سے ایک قربان کیا جاتا ہے۔ قربانی کا جانور ایک سال [illegible] بیماری [illegible] نہ اس کا کوئی عضو [illegible] قربانی بارہویں تاریخ نماز عصر تک درست ہے اس کا گوشت خود کھائے [illegible] اور فقراء میں تقسیم کرے اور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے۔

اگر دنبہ ایک سال سے کم کا [illegible] اور موٹا تازہ ہو کہ وہ ایک سال [illegible] کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے اور خصی بکرا یا مینڈھا بھی درست ہے۔ قربانی کی کھال بھی صدقہ و خیرات میں دینا چاہیے (ماخوذ از کتب معتبرہ)

چونکہ مسلمان قوم نہایت مفلس ہو گئی ہے۔ اس لئے گائے کی قربانی پر زیادہ زور دینا چاہیے تاکہ مسلمانوں کی اقتصادی حالت بھی درست ہو اور وہ مقروض بھی نہ ہوں اور فریضہ قربانی بھی ادا ہو جائے۔

خوب یاد رہے کہ کسی حالت میں کھلا گائے کی قربانی کے وقت ہمسایہ اقوام کی دل آزاری کا خیال نہ کئے کہ اس کی اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا۔

امتحان گاہِ عبودیت

(از خامہ حقیقت رقم ادیب الملک مولانا اکبر خاں صاحب حیدری سکرٹری بزم اردو)

یاد کر اے خود غرض مسلم۔ وہ رودادِ جمیل　　امتحان گاہِ عبودیت میں جب حضرت خلیل
لختِ دل کو لے گئے تھے ذبح کرنے کیلئے　　کس قدر ایثار جو تھی طاعتِ ربِ جلیل

غور کر اے ہمنشیں اور دیکھ یہ کیا راز تھا　　مصلحت تھی اس میں کوئی یا پیامِ ناز تھا
باپ کیوں بیٹے کی قربانی پہ مائل ہوگیا　　کونسی ترتیب تھی۔ کس نظم کا آغاز تھا

مسئلہ نازک ہے قربانی کا اے غم آشنا　　اس فنا آغوش منظر میں ہے پیغامِ بقا
یہ وہ قطرہ ہے کہ جس میں ہے سمندر کی نمو　　یہ وہ ذرہ ہے کہ جس میں ہو جہانِ ارتقا

یاد رکھ۔ ہاں یاد رکھ اچھی طرح یہ حکمِ رب　　زین ہے ایثار جو۔ دنیا ہے قربانی طلب"
اب فلاں ابنِ فلاں کی پرسشیں باقی نہیں　　اب یہاں بے کار سی شے ہے ترا نام و نسب

ہاں تجھے اسلاف کی شہرت سے اب کیا کام ہے　　نیک نامی تجھ سے ڈرتی ہے کہ تو بدنام ہے
پھولتا۔ پھلتا ہے تیری بزم میں تخمِ نفاق　　تو خدا نا آشنا ہے بندۂ اصنام ہے

کیسا کہا ہے یہ کیا کہا ہو میں اور تجھپر اتہام!　　ہوش میں آ۔ ہوش میں۔ او مال و دولت کے غلام

تیری ہستی ننگِ مذہب۔ ننگِ ملت۔ ننگِ قوم
تو ہے وہ دُنیا میں جس کا اب نہیں کچھ احترام

ہاں اگر کچھ دعوئے حق آشنائی ہے تو آ
جلوہ گاہِ کفر میں وحدت کی جولانی دِکھا

پھر نیا کعبہ بنا ہنگامہ زارِ شرک میں
نورِ حق سے کفر کی تاریکیوں کو پھر مٹا

پھر خلیل اللہ کے ایثار کی تائید کر
جاں نثاری ہائے اسمٰعیلؑ کی تقلید کر

پھر دِکھا دُنیا کو تسلیم و رضا کا معجزہ
زندگی جس سے عبارت ہو اب ایسی عید کر

آپ بھی آزاد رہ۔ مذہب کو بھی آزاد رکھ
اپنی قربانی سے اپنی قوم کی بنیاد رکھ

خود پرستی چھوڑ کر ہو۔ حق پرستی پر فدا
اپنی ہستی بھول جا لیکن خدا کو یاد رکھ

قومیت ایثار ہی میں ہے بہ فرمانِ رسولؐ
یہ ہے تیری زندگی کا فلسفہ۔ یہ ہے اصول

موت کے ساغر میں ہے صہبائے ہستی جوش زن
زندہ رہنے کی تمنا ہے تو کر اس کو قبول

نعرۂ اللہ اکبر کی صدا کو عام کر
مستقل بن۔ متحد ہو۔ خدمتِ اسلام کر

راہِ حق میں جان دے کر زندۂ جاوید ہو
حق پرستی پر فدا ہو جا۔ خدا کا نام کر

پھر تری نگرانیاں ہوں اور نظامِ کائنات

پھر وہی تو ہو۔ وہی ملت۔ وہی بزمِ حیات

قربانی کا گوشت

(از خامہ مبارک مصور فطرت سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ)

یہ عید قربانی کی عید کہلاتی ہے۔ اسکو عوام بکر عید کہتے ہیں اور خواص بقرعید۔ بقرعید کے معنی گائے کی عید اور بکرعید کا مطلب بکرے کی عید۔ یہ دونوں لفظ ہندوستان کی ایجاد ہیں۔ اسلام نے تو اس عید کا نام قربانی کی عید رکھا ہے۔ اور یہ عید حج کی خوشی میں قرار پائی تھی اور حج کے بعد چونکہ حاجی لوگ قربانیاں کرتے ہیں اسواسطے تمام دنیا کے مسلمانوں پر حج کے دوسرے دن قربانی واجب کردی گئی۔ حج ذالحجہ کی نویں تاریخ کو ہوتا ہے اور دسویں کو حج کی خوشی میں عید ہوتی ہے۔ اور اس کے ساتھ گیارھویں بارھویں کو بھی قربانی کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔

یہ مسئلے سب مسلمانوں کو معلوم ہیں مجھے اسپر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ میں تو صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مسلمان قوم قربانی کے گوشت کا صحیح استعمال سیکھے کیونکہ قربانی کا گوشت بہت سے مقامات پر فضول برباد ہوتا ہے اور چونکہ مسلمانوں کو آجتک کسی نے توجہ نہیں دلائی اسواسطے اس بات کا خیال ہی دل میں پیدا نہیں ہوتا کہ قربانی کے گوشت سے صحیح فائدہ اٹھایا جائے۔

حج کے دن قربانی کا گوشت مکہ معظمہ میں حج کے بعد ہر حاجی کئی کئی دنبے اور بکرے قربانی کرتا ہے۔ غریب سے غریب حاجی بھی دو چار بکرے۔ یا دنبے یا بھیڑیں قربان کر دیتا ہے۔ علاوہ مقررہ اور واجبی قربانی کے بہت سے جانور اس لئے ذبح کئے جاتے ہیں کہ اگر کبھی حاجی سے احرام باندھنے کے زمانہ میں شرائط شرعی کے خلاف کوئی حرکت ہو جائے تو ہر خطا کے بدلے اُس کو ایک جانور ذبح کرنا پڑتا ہے اور اس طرح بعض حاجی دس دس اور بیس بیس اور پچاس پچاس بکرے اور بھیڑیں اور دنبے ذبح کرتے ہیں۔

گویا ہر حج کے موقع پر اگر ایک لاکھ حاجی جمع ہوں (حالانکہ اس سے بھی زیادہ ہوتے ہیں) تب بھی کم ازکم دس پندرہ لاکھ جانوروں کی قربانیاں ہوتی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ پندرہ لاکھ جانوروں کا گوشت اور کھالیں کسی کام میں نہیں آتیں اور ان کو گڑھے کھود کر دبا دیا جاتا ہے۔ اگر کم سے کم قیمت ایک روپیہ کھال ہر جانور کی لگائی جائے تب پندرہ لاکھ روپیہ ہر سال مسلمانوں کی غریب قوم کے مٹی میں [illegible] ہڈیاں اور [illegible] [illegible]

گزشتہ سال سنا تھا کہ ابن سعود نے اس فضول خرچی کا کچھ انتظام کرنا چاہا ہے مگر پھر یہ معلوم نہ ہوا کہ اس نے کچھ انتظام کیا یا نہیں؟ مکہ معظمہ کے متعلق تو ایسے آخر وقت میں کچھ لکھنا فضول ہے البتہ ہندوستان کے بارے میں غور کرنا ضروری ہے تاکہ عید سے پہلے پہلے مسلمانوں کو بتا دیا جائے کہ وہ قربانی کے فالتو اور زائد گوشت کو خراب نہ کیا کریں۔ اگرچہ یہ مضمون دیکھکر ہندوستانی مسلمان فوراً کہدیں گے کہ ہم تو قربانی کا گوشت سب کا سب بانٹ دیتے ہیں خراب نہیں کرتے لیکن سوچنا ان کو یہ چاہیئے کہ جن لوگوں کے ہاں گوشت کے حصے جاتے ہیں وہ اس گوشت سے کیا کام لیتے ہیں؟ اور آیا اُن کے ہاں یہ گوشت کھایا جاتا ہے یا خراب ہو جاتا ہے؟

تقسیم کرنے والوں کو معلوم نہیں ہے کہ جن لوگوں کو وہ قربانی کے گوشت کا حصہ بھیجتے ہیں اُن کے ہاں اسی روز دو چار آٹھ دس پندرہ بیس جگہ سے گوشت کا حصہ آ جاتا ہے جس کو وہ لوگ کھا نہیں سکتے اور اُن کے ہاں وہ گوشت سڑ کر خراب ہو جاتا ہے۔

بڑے بڑے شہروں اور درمیانی قصبات میں عام طور سے دیکھا جاتا ہے کہ گوشت ہر شخص کو اتنی کثیر مقدار میں ملتا ہے کہ وہ سارا گوشت کھا نہیں سکتا۔ اور بحالت مجبوری وہ گوشت سڑ جاتا ہے تو جنگل میں پھینکدیا جاتا ہے۔

دو مشورے اس واسطے میں قربانی کے گوشت کی نسبت دو مشورے دینے ضروری سمجھتا ہوں ایک مشورہ تو یہ ہے کہ جو لوگ قربانیاں کریں وہ تو حسب معمول اُن لوگوں کو گوشت بانٹ دیں جن کو ہمیشہ تقسیم کیا کرتے تھے لیکن جن لوگوں کے ہاں گوشت زیادہ مقدار میں جمع ہو جائے وہ تلاش کرکے اور دریافت کرکے غریب مسلمانوں کو وہ گوشت بانٹ دیا کریں۔ کیونکہ بہت سے مسلمان شہروں اور قصبوں میں ایسے ہوتے ہیں جن کو قربانی کے گوشت کا حصہ نہیں ملتا اور قربانی کے گوشت کے حصے صرف انہیں لوگوں کو دیئے جاتے ہیں جو خوشحال ہوں اور ان حصوں کا عوض کر سکتے ہوں کیونکہ قربانی کے گوشت کی تقسیم بھی ایک رسم برادری کا حصہ بخرہ بن گئی ہے اس لئے جب امیر و خوشحال لوگ فالتو اور بچا ہوا گوشت تقسیم کرنے کے لئے ضرورت مند غریبوں کی [illegible] کریں گے تو ان کو ایسے مستحق بکثرت مل جائیں گے جن کے ہاں [illegible] نہ آیا [illegible] ضرورت ہو [illegible]

اور قربانی کے گوشت کی نسبت تو شریعت کا بھی یہ حکم ہے کہ اقربا و احباب کے علاوہ غربا کو بھی اس کا حصہ دیا جائے۔

دوسرا مشورہ میرا یہ ہے کہ اگر کسی جگہ فالتو گوشت لینے والے نہ ملیں تو گوشت کو سڑایا نہ جائے بلکہ نمک لگا کر خشک کر لیا جائے اور یا جس مقام پر برف سستی ہو وہاں برف کے اندر دبا دیا جائے۔ برف کا دبا ہوا گوشت آٹھ آٹھ روز تک خراب نہیں ہوتا۔

یہ دونوں مشورے بے حد ضروری مشورے ہیں اور ان پر مسلمان قوم کو خاص طور سے توجہ کرنی چاہیئے تاکہ غریب مسلمانوں کی قربانیوں کا گوشت ضائع نہ ہو اور کام آئے۔

علماء ہر سال مدرسوں کی امداد کے لئے یہ شائع کیا کرتے ہیں کہ قربانی کی کھالیں اُن کو دی جائیں۔ لیکن قربانی کے گوشت کا مصرف کوئی نہیں بتاتا اور دیکھا جاتا ہے کہ اکثر مقامات پر قربانی کا گوشت بہت کثیر مقدار میں خراب ہو جاتا ہے۔

اگر ہندوستان میں قربانی کے گوشت کا ٹھیک انتظام ہو جائے تو آئندہ سال خدا نے چاہا کہ معظمہ میں بھی قربانی کی کھالوں اور قربانی کے گوشت کا انتظام ہو سکے گا جسکی عرصہ دراز سے ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔

عیدی کی طلب

(از حضرت مولانا ناصر دہلوی)

عید کا دن ہے خلق مسرور
شادمانی کا مینہ برستا ہے
ہر طرف ہے مسرتوں کا ظہور

آج بھی خوش نہیں دل مجبور
قلب میرا مگر ترستا ہے
سنگ فرقت سے دل ہے میرا چور

دوست ملتے ہیں دوستوں سے عید
تنگ آ کر جائے خلوت سے
بے نواؤں کا ہے سہارا کون؟
تو ہی مولی ہے تو ہی والی ہے

خون رلاتی ہے مجھکو حسرت دید
ہر طرف دیکھتا ہوں حسرت سے
اے خدا کون ہے ہمارا کون
تیری درگاہ سب سے اعلیٰ ہے

تحفۂ عید مجھ کو بھی دیجے دل کو سرور
اور دل میں سکون کامل ہے

باپ بچوں کو عیدی دیتے ہیں
کوئی میرا نہیں جہاں میں شفیق
تو ہے باپوں کا باپ میرے کریم
فکر دارین سے چھڑا دے مجھے

شاد ہو ہو کے بچے لیتے ہیں
ہاں مگر رنج و درد و غم ہیں عمیق
بخش عیدی میں مجھکو قلب سلیم
اپنے در کا گدا بنا دے مجھے

تجھ سے میں چاہتا ہوں کیا سن لے
دیکھ مجھکو میری دعا سن لے

شہید نمبر

۱۰ جولائی ۱۹۴۲ء مطابق ۱۰ محرم الحرام ۱۳۶۱ھ کو پیشوا کا شہید نمبر اس محترم ہستی کی یاد میں شائع ہوگا جو راکب دوش پیغمبر تھی اور جنکی شان میں آیہ تطہیر نازل ہوئی اور جنکے احترام کی تاکید بستر وفات پر آقائے کائنات نے کی۔ اور جنہوں نے محرم کے پہلے عشرہ میں امتحان گاہ حق و صداقت پر اپنی اور خاندان رسالت کے ۷۲ افراد کی قربانی چڑھا کر اسلام کی لاج رکھ لی اور غلامان نبوی کے لئے ایک بہترین اسوۂ حسنہ اتباع کے لئے چھوڑا یعنی سیدنا امام حسین علیہ السلام

اس مخصوص نمبر کے لئے شیعہ اور سنی ہر طبقہ کے مشاہیر اہل قلم کے مضامین حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور شہید نمبر کے لئے تمام نظم و نثر مضامین ۳۰ جون تک پہنچ جانے چاہئیں۔

جو ایجنٹ اس نمبر کو زیادہ تعداد میں منگوانا چاہیں انکو بھی ۲۰ جون تک دفتر کو اطلاع دینی چاہیئے۔ اس کے بعد اطلاعات پر غور نہیں کیا جائیگا۔

نیاز کیش۔ عزیز حسن بقائی مدیر پیشوا

آہ بخاری

آہ وہ دل کہاں سے لاؤں جو یہ سنکر قوت برداشت کر جوابت دے سکے کہ نوجوان بخاری کا انتقال ہو گیا۔ اور قلم میں طاقت کہاں سے لاؤں جو یہ لکھ سکے کہ پیشوا کے معاون خصوصی جناب سید زوار علی صاحب بخاری کی روح نے پچیسویں سال شملہ میں کافی تکلیف دہ علالت کے بعد ہمیشہ کے سبب جسم کو خالی کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم کا شمار یہ غلط ہوتا اور میں انکو مرحوم نہ لکھتا۔ ابھی تھوڑے عرصہ سے پیشوا کے معاون خصوصی ہوئے تھے۔ انکو پیشوا سے عشق تھا۔ وہ ایک شریف ترین دل کے مالک تھے جس میں خلوص کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا۔ اگرچہ مجھے ان سے گذشتہ موسم سرما میں نیاز حاصل ہوا تھا۔ مگر انکی اخلاص نوازی سے میرے انکے تعلقات بہت جلد دوستانہ اور عزیزانہ حیثیت سے گذر گئے تھے۔ اور انکو مجھ سے اور مجھکو ان سے بالکل بھائیوں کا سا تعلق ہو گیا تھا۔

اسوقت وہ ناگہانی صدمہ نے میرے حواس مختل کر دیئے ہیں۔ آئندہ انکی علمی و ادبی خدمات پر ریویو کرونگا۔ سردست تمام پیشوا کے قارئین کرام سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کریں اور پسماندگان اعزا و اقربا و احباب کیلئے صبر کی دعا کریں۔

عزیز حسن بقائی

خلیل اللہ اور عبدہ

خلت اور عبدیت

(از جناب مولانا مولوی محمد الف دین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل)

(۱)

حضرت ابراہیم خلیل اللہ

کوئی چار ہزار برس ہوئے کہ روئے زمین پر "وحشیت" کا تسلط تھا "ذہنوںیت" یعنی ابتدائی شکل کی انفرادی زندگی لوعی احتیاجات اور خواہشات پورا کرنے کے لئے جماعتی قبائلی اجتماعیت سے گزرتے ہوئے جنگل میں رہنے والے جانوروں کی طرح وحشیانہ قومی شکل میں منتقل ہو چکی تھی۔ انسان حیوانوں کی طرح "جلب" اور "دفع" کے تقاضاؤں کو پورا کرنے کے لئے "قوت" پر منحصر تھا۔ بلکہ ایک مفہوم میں یہ کہنا چاہیئے کہ بل ہوا جنگل وہ حیوان سے بھی گرا ہوا تھا کیونکہ حیوان تو اپنی جبلت کی وجہ سے اپنی حیاتیات کے لئے "قوت" سے کام لینے پر مجبور ہے اور پھر بھی اس کا دائرہ عمل اپنے ماحول سے محدود ہے لیکن انسان جو صاحب ارادہ و صاحب اختیار نیک و بد میں تمیز کر سکتا ہے اور جس کی قضا و عمل کا دائرہ بہت وسیع ہے حق اور ناحق سے لاپروا ہو کر اپنی قوت کے بل پر انہی جنگلوں کا ارتکاب کرے تو یقیناً وہ حیوان سے بھی گیا گذرا ہے۔

روئے زمین کی انسانی تاریخ اسی قسم کی وحشیانہ قوت کے مناظر پیش کرتی ہے۔ آریہ اپنے وطن سے نکل کر ہندوستان کے اصلی باشندوں کو موت کے گھاٹ اتارتے ہوئے اور انہیں جنگلوں غاروں اور غیر آباد پہاڑوں میں دھکیلتے ہوئے ملک پر مسلط ہو گئے مستشرقین یورپ نے اسی زمانہ میں ... کی تہذیب و معاشرت پتہ لگایا ہے کہ ان کے عنصری دیوتا اور دیوتاؤں کے سامنے تعبد اور مناجاتیں دشمنوں پر تمندی کے لئے دعائیں جنگجویانہ ادعام کی روح کا اظہار ہے۔

... کی جنگ اور اس میں فوق الفطرت کارنامے اور ... فساد ... جماعت کے اخلاقی تنزل کا پتہ دیتی ہے۔

... زمانہ میں یونان ... ہومر کی ایلیڈ ... اور ... شہزادی کا اغوا اور ... عہد کی وحشیانہ معاشرت اور پست اخلاق کا منظر پیش کرتے ہیں۔

کالدیہ میں جو مولد و منشاء حضرت ابراہیم ہے۔ زناکاری کے مندر بکثرت موجود تھے۔ ... اور ... دو دیویوں کی جا سند اور مخرب اخلاق پرستش عورتوں کا سر بازار نیلام اور "بعل" اور "ملوجیہ" دو بتوں پر انسانی قربانیاں ایک عام رائج الوقت دستور تھا۔ فلکیات اور نجوم کی ابتدا کالدیہ سے ہوئی یہ لوگ پہلے درجہ کے بت پرست، نیچر پرست اور ستارہ پرست تھے۔

حضرت ابراہیمؑ نے (جو مبدء فیاض سے اپنی صلاحیت و استعداد لے کر آئے تھے اور جن کی فطرت عالیہ یہ تھی کہ "اسلمت لرب العالمین" جنہیں حکم دیا گیا کہ تو جا اور ایک شہر کی طرف جا جس کا تو وارث ہوگا، وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ شہر کونسا ہے کہاں ہے لیکن انہوں نے ایمان اور ایقان کے ساتھ اس حکم کی اطاعت کی) طریق وقت عوائد رسمیہ اور شعائر اجتماعیہ کی مخالفت کی۔ انہیں چند امور مہمہ میں آزمایا گیا جنہیں انہوں نے پورا کیا، بنی نوع انسان کی امامت کا تاج ان کے سر پر رکھا گیا، عرض کی کہ کیا میری اولاد میں یہ امامت و پیشوائی نسلاً بعد نسل جاری رہے گی، ارشاد ہوا کہ ہمارا یہ عہد ظالموں کے حق میں صحت پذیر نہ ہوگا۔ "واذ ابتلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمھن، قال انی جاعلک للناس اماما، قال ومن ذریتی قال لاینال عھدی الظالمین"۔

یہ وہی حقیقت ہے جو اس سے پہلے حضرت نوح کی التجا پر کی گئی تھی کہ تیرا بیٹا تیرا بیٹا نہیں کیونکہ اس کے اعمال صالحہ نہیں "لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح" وہ ہلاک ہوگا غرقابی سے نہیں بچ سکتا۔

حضرت آدم، شیث، ادریس اور نوح کے بعد یہ اولین صحیفہ ہیں جن کی ملت میں ہونے پر حضور والا نے فخر کیا ہے۔

تبلیغ توحید پر مامور ہوئے، اصلاح گھر سے شروع ہوتی ہے، باپ کو سمجھاتے ہیں چونکہ قوم ستارہ پرست تھی ملکوت السموات والارض سے "دلائل آفاق" پیش کرتے ہیں، درجہ بدرجہ ایک ایک کے "آفلین" کی معبودیت کی نفی کرتے اور آخرکار اس حنیف کے دل کی گہرائیوں سے صدائے حق نکلتی اور زمین اور آسمان میں گونجتی ہے "انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین"۔

خلیل اسادیہ لک یقین زن — نوائے لا احب الافلین زن

قوم خدا کے بارے میں ان کے ساتھ جھگڑتی اور وہ انہیں ایک مرکز پر لانا چاہتے ہیں۔ ارشاد ہے

"اتحاجونی فی اللہ وھو ربنا و ربکم" کیا تم میرے ساتھ خدا کے بارے میں تنازعہ کرتے ہو وہ تو ہمارا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے۔

"افی اللہ شک فاطر السموات والارض" اللہ اکبر کیسی مرکزیت ہے اور کیسی محدیت۔ وہی ایک مرکز اور وہی ایک مرجع ہے۔

جب آپ اور قوم کو سمجھایا کہ وہ بت پرستی سے باز آئیں انہوں نے سنگسار کرنے کا خوف دلایا لیکن آپ نے بتوں کو توڑ دیا تو قوم اس بات پر آمادہ ہوئی کہ انہیں قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے۔ ایمان اور ایقان کی یہ قوت ہے کہ وہ آگ "یا نار کونی برداً و سلاماً علی ابراھیم" گلزار بن جاتی ہے۔

آپ کی زندگی یہ سبق سکھاتی ہے کہ حق و صداقت کے سامنے سارے رشتے ساری قرابتیں ہیچ ہیں اور صبر و استقلال، عزیمت و استقامت سے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

پیرانہ سالی میں خدا نے بیٹا عطا کیا، جب وہ جوان ہوا بارگاہ خداوندی سے حکم ہوا کہ اسے ہماری راہ میں قربان کریں۔ بوڑھا باپ، جوان بیٹا اور حکم خداوندی کی تعمیل، پھر باپ اور بیٹا راضی برضا۔ یہ وہ حقیقت اور فوقیت عالیہ ہے جو فدائیت اور ایثار کی تاریخ میں اپنی ماہر آپ نظیر ہے۔

محبوب نے محب سے خلت کا امتحان لیا اور اس امتحان میں ابھرے عزیز ترین نعمت کو جس خوشدلی اور قلبی رغبت سے قربان کرنے کا تہیہ کیا وہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ برگزیدگان خدا کی نظروں میں ماسوی لیعنی محبوب کوئی بھی وقعت نہیں رکھتا۔

وہ ہے مقام "خلت" اور یہ ہیں خلیل اور یہ ہے تکمیل خلت کا ثمر کہ "فدیناہ بذبح عظیم" عید الضحیٰ اسی یادگار میں ہے اور اسی یادگار میں فریضہ حج ادا کیا جاتا ہے اور یہی یادگار اس کے صحیح مفہوم کو سمجھا جانے، فدائیت اور ایثار کی راہوں سے "رضاکاری" پر آمادہ کرتی ہے اور ایک مخلص مسلم کی شان ہے۔

ہے عطائے خدا تراآئین — خالصاً للہ جنبش و تسکین

(۲)

عبدہٗ و رسولہٗ

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ

سمجھا جائے کہ قبل از بعثت حضور تدنی حیثیت سے یہ دور

"دور وحشیت" تھا، معیار فوقیت حق و استحقاق نہ تھا بلکہ محض وحشیانہ قوت۔ اسی دور میں اگر مذہب نے بھی فروغ پایا تو قوت کے بل پر۔

"بدھ مذہب" اگر اسوکا اور چندر گپت کے اقتدار و قوت کا ممنون ہے تو عیسائی مذہب قسطنطین اعظم اور اس کے بعد کے قیاصرہ کا مرہون منت ہے۔ مجوسی مذہب یعنی زرتشتی مذہب اس وقت طول و عرض ایران میں پھیلا جب داراگشتاسپ نے اس دین کو قبول کر کے بزور شمشیر پھیلایا۔

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ تبلیغی مذاہب میں سے اسلام ہی وہ تنہا اور وحید مذہب ہے جو حق و استحقاق کی بنا پر اشاعت پذیر ہوا۔ اس مذہب کے مقدس بانی یتیم، بیکس، بے یار و مددگار تھے اور یہ مذہب اپنی حقانیت اور صداقت کے وجہ سے دس سال کے قلیل عرصہ میں سارے عرب میں اور پھر دس سال کے عرصہ میں دو بڑی سلطنتوں ساسانیوں اور رومیوں کو زیر و زبر کر کے اور ایک صدی کے اندر دنیا معلومہ کے تمام حصوں میں پھیل گیا۔ وہ بیکس اور یتیم خود بادشاہ ہوئے اور شاہان اسلام کا ایک ایسا سلسلہ قائم کیا جو آج تک قائم کیا ہے اور ابدالآباد تک قائم رہے گا۔

چین، جاوا، سماٹرا اور روس میں ایک دن بھی اسلامیوں نے حکومت نہیں کی مگر وہ صداقت اور حقانیت اسلام تھی کہ کروڑوں کی تعداد میں وہاں مسلمان موجود ہیں، مسلمان جہاں بھی تاجرانہ حیثیت سے گئے انہوں نے اپنے اسوۂ و خصال سے غیر مسلموں کے قلوب کو مسخر کر لیا۔ یہی حال لنکا دیپ اور سنگلدیپ کا ہے کہ محمد بن قاسم کی فوج کشی سے پہلے ہزارہا غیر مسلموں کو مسلمان تاجروں ہی نے حلقۂ اسلام میں داخل کیا تھا۔

اگر حیوانی طبقات میں "اصل الانزاع" کا قانون بر بنائے قوت جاری ہے تو بنی نوع انسان میں "اصل الاخلاق" کا قانون بر بنائے حق و استحقاق جاری ہے۔ اول الذکر میں جسمانی قوت کا اور آخر الذکر میں روحانی قوت کا مقابلہ ہے۔ وہاں "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" اور یہاں جس کا حق وہی حقدار۔ ان نصب العینی جنگوں میں فتح و ظفر کا دار و مدار جسمانی فتح و شکست پر نہیں بلکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ ہمیشہ جسمانی طور پر غالب، روحانی طور پر مغلوب ہوئے۔ مسلمانوں نے ۷۳۲ء میں دریائے لوار پر چارلس مارٹل سے شکست کھائی مگر روحانی یا نصب العینی فتح مسلمانوں نے حاصل کی کہ ان کا تمدن ان کا لٹریچر اور ان کی تہذیب کو فرانسیسیوں نے اختیار کر لیا۔ مسلمانوں نے چنگیز خان سے شکست کھائی ان کے ممالک ویران و برباد کر دیئے گئے ... اور ہزاروں سالہ کتب خانے دریا برد ... نصب العینی رنگ میں ... غالب آئے کہ انہوں نے دین اسلام قبول کر ... کے سرگرم سرپرست ثابت ہوئے۔ اور ...

اور دلاوری کی ہے جو چین جاوا، سماٹرا اور دیگر جگہوں میں اشاعتِ اسلام کا سبب اور مددگار ثابت ہوئی۔

نہیں دیکھئے کہ عبدالغفور دہر سپال نابھ پر برہنی عورت اور بال بچوں کو لے کر غازی محمود بن کر واپس آیا۔ آجکل کا واقعہ ہے غلام حیدر بعد میں ستیہ دیو اور پھر ناصرالدین محمود بنکر واپس آگیا ہے۔ اشدھی اور سنگھٹن میں نصب العینوں کا مقابلہ ہونے دو تمام ذی عقل تعلیم یافتہ لوگ فوج در فوج حلقۂ اسلام میں داخل ہونگے۔ کوئی اکّا دکّا جاہل اور مفلس اشدھ ہوگیا تو کسی شمار و قطار میں نہیں۔

میری رائے میں بدھ مذہب کو تو مذہب کہا جا سکتا ہے لیکن ہندو مذہب' مذہب نہیں یہ ایک غلط استعمال ہے ہاں ایک طرزِ معاشرت یا تمدن ہے جو سوسسٹم پر قائم کیا گیا ہے یہ بحث طویل ہے یا زندہ صحبت الٰہی وہ مقناطیسی اثر اور وہ زندہ قوت جو اسلامی نصب العین کے اندر عقل اور افہامِ سلیمہ کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے اس کا اجمالی ذکر پیشوا عید نمبر میں کیا گیا تھا اور بتایا گیا تھا کہ یہ دین الفطرت ہے اس سے کسی ذی عقل اور ہوشمند انسان کو مفر نہیں۔

مختصر یہ کہ قبل از بعثت حضورؐ اگر تمدنی حیثیت سے "دَورِ وحشت" تھا تو مذہبی لحاظ سے "دَورِ ہبوط"۔ انسان تھا ذلیل و خوار وہ "احسنِ تقویم" کی بلندیوں سے تعرِ "اسفل سافلین" میں گرا ہوا تھا۔ اس کے خیال و تصور تک میں بھی نہ آسکتا تھا کہ وہ اصلاح اور رشد و ہدایت کا بیڑا اٹھا سکتا ہے۔ جب کسی برگزیدہ انسان نے اصلاح کرنا چاہی تو وہ خود اوتار یا خدا کا روپ بنا یا لوگوں نے یہ سمجھا کہ انسان کی تو مجال نہیں کہ یہ فوق الانسان کام کرے اس کو اوتار بنا دیا۔ مختصر یہ کہ یہ دورِ ہبوط' دَورِ اوتاریت تھا جس میں خدا معاذاللہ اصلاحِ خلق کے لئے انسانی شکل میں اترا کرتا تھا۔ رامچندر جی' کرشن جی' بدھ وغیرہ اس کے نظائر ہیں۔ اگر کوئی شخص یا اشخاص قوم میں صاحبِ رسوخ اور صاحبِ وجاہت تھے انہوں نے انسانی انتساب ناپسند کیا چندر' سورج وغیرہ کی اولاد بن بیٹھے جیسا کہ چندر بنسی اور سورج بنسی۔ ڈاکٹر ڈریپر سر کہ علم و مذہب میں رقمطراز ہیں کہ اسی قسم کی وجوہات سے سکندر نے اعلان کیا تھا کہ وہ انسان کی اولاد نہیں بلکہ دیوتا امّن کی نسل میں سے ہے۔

یہ تو ان اقوام کا حال ہے جن میں قائم بالذات خدا کا تصور نہ تھا۔ ابراہیمی مذاہب' یہودیت اور عیسائیت کو دیکھو کہ ان میں بھی اسی قسم کی اثرات سے حضرت عزیرؑ اور حضرت عیسیٰؑ سے متعلق ابنیت اور الوہیت کا عقیدہ قائم ہو گیا۔

حضور والا کی بعثت سے [illegible] عبودیت کا آغاز ہوتا ہے "عبد" وہ مقرب معبود ٹھیرتے ہیں [illegible] ثابت ہوتی ہے کہ "لیس کمثلہٖ شیٔ" یہ ابنیت معبود قرار دی جاتی ہے کہ "لم یلد ولم یولد"! عبد معبود کا قرب حاصل کرنے کے لئے اوپر چڑھتے ہیں' عبودیت اور الوہیت کے ڈانڈے مل جاتے ہیں۔ تمام وسائط جو عبد و معبود میں حائل تھے زائل کئے جاتے ہیں۔ "قابَ قوسین او ادنیٰ"۔ یہی حقیقت اس عاجز کے دل پر مستولی تھی جو ایک دفعہ عید میلاد پر ان الفاظ میں ظاہر ہوئی ؎

نعت میں تیری اے شہِ کونین | زینتِ نظمِ نکتۂ قوسین
اولین قوس ہے "الوہیت" | دُوسری قوس ہے "عبودیت"
بنا ان دونوں سے یہ یونیورس | احدیّت کا جو ہے اعلیٰ درس
دونوں قوسوں میں نقطۂ اعلیٰ | قابَ قوسین بلکہ او ادنیٰ
داخلِ حق و شاملِ مخلوق | حاملِ وحی و صادق مصدوق

خاتمِ انبیا محمدؐ ہیں
سرورِ اتقیا محمدؐ ہیں

نظامِ اسلام پر تدبر اور اُس کے نصب العین کی دلکشی پر غور کرتے ہوئے جس نے حکیموں کی حکمت' عالموں کی علمیت اور ماہرانِ سائنس کے عقل و فہم کو مسحور کر رکھا ہے یہ بات منکشف ہوتی ہے کہ اسلام کا منشاء و مقصد "عبدیت" ہے۔ عبدیت' غائت ہے اور باقی جو کچھ بھی ہے اس غائت کے حصول کے لئے ایک ذریعہ یا واسطہ ہے۔ ارشاد ہے "ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون" منشاءِ خلقت "عبادت" ہے پھر دوسری جگہ یہ پُرحکمت اور پُرمعرفت آیۂ شریفہ وارد ہے کہ "خلق الموت والحیاۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا" منشاءِ خلقت "حسنِ عمل" ہے۔ نتیجہ صاف ہے کہ عبادت احسن عمل ہے اور حسنِ عمل عبادت۔ یہ زندگی کا اصل وظیفہ ہے اور باقی سب کچھ ذریعہ۔ عبادت چاہتی ہے "معبود" کو اور معبود کی نسبت یہ ایمانی نصب العین ہے کہ "لا الہ الا اللہ" کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں۔ اس ایمانی نصب العین پر متفرع ہے عملی نصب العین یعنی "فادخلی فی عبادی"۔ اس عملی نصب العین کو ایمانی نصب العین سے اندرونی اور اعضائے تعلق ہے نہ کہ بیرونی اور مصنوعی۔

راہی ہمیشہ راہ میں اور عبد' ہمیشہ عبادت یا خدمت گزاری میں رہنا چاہیئے کہ خوشی رفتار میں ہے اور راحت "کار" میں اگر منزل طے ہو گئی یا خدمت گزاری کی تکمیل ہو جائے تو پھر یہ حصول کا فاتحہ اور اس کے ساتھ ساتھ راحت کا فاتحہ ؎

قربِ وصل سے بہتر' طلبِ وصل ہے
راہی اچھا ہے جو راہی میں [illegible]

ناممکل کام کی تکمیل "آخرت" میں ہوگی اگر کام یہاں دنیا میں ختم ہو جائے تو پھر آخرت کی کیا ضرورت۔ عبدیت کا کام [illegible]

اور تا محدود وقت کو جا پہنچتا ہے پس آخرت پر ایمان "وبالآخرت هم یوقنون" عبدیت غیر فانیت کا ثبوت ہے اور نظریہ ابطال کو اخلاقی ذمہ داری سے سبکدوش کرتا ہے اور غیر فانیت کا ابطال راز حیات تو یہ ہے کہ ع زندہ ہر ایک چیز ہے کوشش ناتمام سے۔ پس عبدیت ہی شرف اور عبودیت ہی جلال انسانی ہے۔ عبودیت میں راز خلت مسلم نہاں "عبدیت" شان فضیلت عبدہٗ احمد کی ہے۔

اللہ اکبر! اتمام نعمت پر بھی عبد شکور کے لئے عہدہ شکر باقی رہتا ہے صلی اللہ علیہ

پس عبدیت کے مقام پر مقیم ہونے سے عبد اور معبود میں ایک نسبت عالیہ قائم ہوتی ہے عبدیت کا یہ مفہوم ہے کہ عبد خدا کا بندہ ہو اور غیر کی غلامی سے بالکل آزاد ہو۔

خلت بھی بلند مقام ہے مگر اس میں محبت پایا جاتا ہے کہ جذب کو دخل ہے وہ جذب مشاہدہ محبوب سے پایا جاتا ہے کہ دولت دیدار پیدا ہوتا ہے۔ عبدیت اور اک پایا جاتا ہے کہ سلوک سے پیدا ہوتی ہے۔ جتنا مجذوب اور سالک میں فرق ہے اتنا ہی خلت اور عبدیت میں ہے اور مومن کی جو شان "یومنون بالغیب" سے واضح ہوتی ہے اور غیب سے مشہود تک جو مسافت طے کرنی پڑتی ہے اس کا فرق اور کیفیت مسافر اور سالک ہی کو حاصل ہوتا ہے۔ یار تو یار کے قریب ہے مسافت بہت تھوڑی۔ خلت خصوصیت ہے اور عبدیت میں عمومیت ہے یہی وجہ ہے کہ عبدہٗ مقام عبدیت پر جو اعلیٰ اور ارفع مقام ہے فائز ہیں۔

عبدہٗ سے یہ کھل گئے اسرار ✽ اب نہ آئے گا یاں کوئی اوتار

واسطے سارے ہو گئے زائل ✽ تھے جو معبود و عبد میں حائل

بام رفعت سے گر گئے یک بار ✽ یہ برہمن یہ پوپ یہ اوتار

سب سے اعلیٰ ہے شان عبدیت ✽ "فادخلی فی عبادی" ہو غایت

عبد عبد ہے اور معبود معبود۔ جو نادان دوست حضور والا کی شان میں غلو کرتے ہیں وہ حقیقت سے ناآشنا اور نادانستہ اسلام کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ میرے جاننے والے انسان حسن تقویم سے اسفل سافلین ہیں اور اب خدا کے حبیب کے طفیل اور کتاب و سنت سے تمسک کرنے سے "الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات فلهم اجر غیر ممنون" کے مصداق ہو۔



سونے کا تمغہ انعام

ارسٹھ میلوں والا کلام مجید معری اعلیٰ قلم بارہ مہری

اگر ایک حرف کی غلطی نکالیں انعام پائیں اس کلام مجید میں وہ ان مقامات معتبر کے جو بیکو کیے دکھلانے گئے ہیں کلام پاک میں اگر ہو اور وہ بلیں دوہر ایک پارہ اور منزل پر ہیں ظاہری حسن اور صحت کی خوبی قرآن مجید کے پڑھنے اور دیکھنے سے ظاہر ہوگی باوجود ان خوبیوں کے لاگت سے زیادہ ہدیہ نہیں رکھا گیا۔ حافظ۔ قاری۔ ملاء۔ جماعت سے سب بہت اللہ قرآن سے استفادہ اور آنکھیں منور کریں۔ تفصیل خوبی ملاحظہ فرمائیں جو صاحب غلطی نکالیں ان غلطی کی فہرست منگالیں یہ نمونہ قلم دکھایا گیا ہے اصل عبارت قرآن مجید کی ہے

خارجین من النار تدعوا ندعوا غیبنا

پہلی خوبی۔ ظاہری آداب جس سے ظاہر ہوگا کہ قرآن شریف کے آداب کس طرح کرنے چاہئیں۔ دوسری خوبی۔ قرآن شریف کی تلاوت کے فضائل یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن مجید کس طرح پڑھنا چاہیئے۔ تیسری خوبی۔ قرآن مجید سمجھ کر پڑھنے کے فضائل۔ چوتھی خوبی۔ نماز میں قرآن مجید پڑھنے کے فضائل۔ پانچویں خوبی۔ قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم کرنا چاہیئے۔ چھٹی خوبی۔ قرآن مجید کی تعلیم کے فضائل۔ ساتویں خوبی۔ رموز اوقاف قرآن شریف کے لئے اشد ضروری۔ آٹھویں خوبی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر مگر جامع سوانح عمری آسان اور دلچسپ... جس سوانح عمری میں حسب ذیل مضمون ہیں۔ آپ کا بچپن کیونکر گزرا۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال کب ہوا۔ آپ کا کفیل کون کون رہا اور کتنی مدت رہا۔ غار حرا کا مختصر حال۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے نکاح اور سفر شام۔ پیغمبری کے وقت آپ کی عمر۔ ہجرت و دیگر حالات ہے کی وفات آپ کی وفات وغیرہ۔ نویں خوبی۔ وہ مقامات دکھائے گئے ہیں جہاں اعراب کے فرق سے کفر لازم ہوتا اور نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ [illegible] قرآن مجید۔ ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ یہ قرآن مجید اس ہدیہ میں بالکل مفت ہے۔ ایسا عمدہ قرآن شریف آج تک نہیں چھپا۔ جیسا پہ اشتہار ہے۔ جلد ختم ہو جائے گا۔ اس لئے آپ فوراً طلب فرمایئے۔ ہدیہ مجلد یا رچہ ایک قرآن شریف مجلد ہ قرآن شریف منگائیں تو فی جلد عہ قرآن شریف منگانے والوں کو فی جلد عہ محصول۔ قرآن شریف مترجمہ قرآن شریف ایک جلد بحساب عہ فی جلد پانچ جلد بحساب عہ فی جلد اور دس جلد مجلد بحساب عہ فی جلد۔ دس قرآن شریف اور پانچ قرآن والے ردیہ پیشگی بذریعہ منی آرڈر بھیجیں۔

پتہ:- مینیجر رسالہ پیشوا دہلی

کعبہ و حج کے چند اشارات تاریخیہ

(از پیکر تنظیم حضرت مولانا عبدالماجد صاحب القادری البدایونی)

خدا کی عبادت کے لئے سب سے پہلا گھر خالق کی پرستش کے طریقے اور اعمال ظاہر و ادا کرنے کا اولین مقام وہ ہی مقدس و محترم خانۂ خدا ہے جہاں قبل آدم علیہ السلام فرشتوں نے گردنیں جھکائی ہیں اور پھر ابوالبشرؑ نے بھی وہاں طواف کیا ہے اسی قطعہ مبارکہ کو تعمیر دنیا کی صورت دینے کے لئے حضرت خلیلؑ و جناب اسمعیلؑ منتخب ہوئے تھے۔ جنہوں نے زمین سے ملا ہوا ایک دروازہ بھی بنا دیا تھا اور محدود و متعین طور پر کعبۃ اللہ نمایاں تھا۔ اسی کی تجدید و تعمیر پھر "قصیّ ابن کلاب" کے ہاتھ ہوئی۔ اب کعبہ کی چھت بھی پٹی۔ ایک اور روایت بنو جرہم کو تجدید و تعمیر کا عنصر غالب قصیّ سے پہلے بتاتی ہے اور کعبہ کا مسقف ہونا ان کی کارگزاری بتاتی ہے۔ دوسری روایت چھت پاٹنے کی خدمت قریش کے لئے مخصوص کرتی ہے۔ اس روایت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ قریش نے دروازہ کو بھی بلندی دی۔ "رفعت باب" کے متعلق اور تعمیر کعبہ کے عہد ثالث کی تاریخ معلوم کرنے کے لئے یہ کافی ہے کہ یہ واقعہ اس زمانہ کا ہے جبکہ حضور سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر ۲۵ سال کی تھی۔ اور قریش میں وہ مشہور تاریخی جھگڑا پیش آیا تھا جو حجر اسود کو اس کے مقام پر رکھنے سے متعلق تھا اور اس کا انفصال اور ہر قبیلہ کو کامیاب بنا دینا سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے حکیمانہ فیصلے سے ہوا تھا۔

اس کے بعد عہد فاروقی میں مسجد حرام کی دیواریں بنائی گئیں مگر اتنی نیچی کہ چراغ اسی پر رکھے جاتے تھے۔ پھر حضرت عثمانؓ کے عہد میں اس کے پاس منازل کا احاطہ ہوا۔ اور مسجد کو وسعت دی گئی پھر ربیع ابن زبیر نے حرم کی توسیع کی۔ اور ارد گرد کے مکانات خرید کے شامل کر دیئے۔ پھر عبدالملک نے دیواروں کو زائد بلندی دی۔ اور چھت کو مکمل کیا۔ پھر ولید نے زائد توسیع کی۔ پھر منصور خلیفہ عباسی نے توسیع کے ساتھ ستون قائم کئے۔ اس کے بعد مہدی نے ۱۶۰ھ اور ۱۶۴ھ میں دو مرحلہ تجدید و تعمیر و تزئین عمارت کی اس زمانہ تک بنا تو بالکل مکمل ہو گئی جو آج تک ہے لیکن بعض نقش تعمیری نہ ہیں اور اصلاحیں بعض مقامات پر ملوک و سلاطین مصر و ترکیہ و ترکیہ و عالیہ عصراً بعد عصر کرتے رہے ان کے بعد بعض عمارتی تجدیدات شروع کیں جدید قرس سلطان سلیم خان ثانی [illegible] رہیں مگر وہ ان کو مکمل نہ کر سکے اور آخر میں سلطان مراد خاں نے ان کی تکمیل کی۔ باب السلام کے پاس ایک اور دروازہ اور ستونوں کی بنیاد دی۔ اور چھت کا قبہ دار ہونا انہیں کے عہد و ہمت سے تکمیل کو پہنچا۔

کعبہ محترمہ کو سب سے پہلے غلاف تبع بادشاہ یمن نے پہنایا۔ اس کے بعد عرب برابر ہر سال غلاف چڑھاتے رہے۔ حضور سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے یمنی ثیاب سے کعبہ ملبوس کیا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ نے کیا۔ پھر ابن زبیر و عبدالملک ہر سال دیباج کے غلاف چڑھاتے رہے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے قنادیل اور عود و مجمر کا اضافہ و تقرر کیا۔

ایام حج کی راتوں میں روشنی کا انتظام اور سڑکوں کی صفائی ۲۱۹ھ سے خلیفہ معتصم باللہ کی سب سے پہلی خدمت ہے۔ اس زمانہ تک طواف کعبہ عورت، مرد، مختلط کرتے تھے۔ مگر عبدالملک کے زمانہ میں والی مکہ خالد ابن عبداللہ قسیری نے مردوں اور عورتوں کے طواف میں علیحدگی کر دی۔ جس کا واقعہ بعض مؤرخین نے یہ کہا ہے کہ خالد نے ذیل کے دو شعر کسی نامی شاعر سے سنے

یاحبذا الموسم من موقف · وحبذا الکعبۃ من مشہد

وحبذا اللاتی یزاحمنا · عند استلام الحجر الاسود

دریائی راستہ سے کعبہ کی زیارت کے لئے سب سے پہلے آنے والے حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔

حلق راس سب سے پہلے حج کے لئے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا جو سنت برابر باقی و جاری ہے۔

صفا مروہ کے درمیان سعی (دوڑنا) حضرت ہاجرہ زوجہ حضرت خلیل اللہ کی سنت ہے۔

کعبہ میں قربانی کے لئے سب سے پہلے جانور لے جانے والے الیاس ابن مضر ہوئے ہیں۔ انہیں کے ہاتھ طوفان کے بعد مقام ابراہیم ملا۔ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ان کی نسبت فرماتے ہیں:

لا تسبّوا الیاس ابن مضر [illegible] من مومنی [illegible]

حج سے واپسی پر زمزم کا تبرک لے جانا [illegible] علیہ السلام کی سنت ہے۔ رمی جمار کنکریاں پھینکنا حضرت ابراہیم علیہ السلام [illegible]

فریاد

(از خامۂ حقیقت حضرت مولانا سید نذر علی صاحب درد)

تو چہ خواہی زیں گرفتاری من
اے خدائے من ازیں زاری من

زمین خاموش! آسمان سرگرداں، اندھیرا گھُپ ظلمت کفر کی کالی گھٹا چھائی ہوئی ہے۔ مکر و فریب کے بادل گرج رہے ہیں۔ ہر شے خاموش ہے ایک سنسان بستی ہے جس میں ہر طرف سناٹا چھایا ہوا ہے مگر صرف ایک ہی وجود ایک ہی ہستی بیدار ہے جو اس وقت بارگاہ الٰہی میں مشغول غم سربسجود ہے۔

اے درد جگر کی جیتی جاگتی تصویر مناجاتی تیرا آنسو جگر مسلم کی آغوش آنکھ سے جاری ہو اور اس طرح فریاد کر کہ اے مدنی برج والے اے مکے کے چاند اے کملی اوڑھنے والے آج اسلام سر برہنہ ہو کر تیرے آستانہ پر فریاد کرنے آیا ہے بچا بچا دشمنوں کے حملوں سے بچا۔

دین خلیل یعنی ملت ابراہیمی کا دل کانپ جاتا ہے اُف یہ وہی دل ہے جسے اسکے سرپرست نے کل اسکو بڑے ناز سے پالا تھا آج کس بیری کے عالم میں بیکسی اور بھولے پن سے آسمان کی طرف ٹکٹکی لگائے دیکھ رہا اور اس طرح عرض کر رہا ہے۔

اے خدائی فوجدار اٹھ اٹھ خدا کے لئے اٹھ اللہ اکبر کے نعرے لگاتا ہوا قدرتی بجلی کی طرح خدائی برق بنکر کافروں کے فرق پر گر اور خرمن کفر و فساد کو جلا کر خاک سیاہ کرتے ہوئے اپنی تجلی سے پھر عالم کو منور کردے۔ آہ۔

درد دل سے لوٹتا ہوں میں اسکو درد ہے
ہوں میں لفظ درد جس پہلو سے الٹو درد ہے

اُف پھر مدت سے بے چین کیا اُف پھر میری بیقراریاں بڑھیں پھر کوئی زخم لگا میرے جگر کی خیر میرے دل کی خیر۔ مگر نہیں ٹوٹے ہوئے بیمار دل خدا صبر کر آنسو بھری بے قرار آنکھ ذرا ضبط سے کام لے [illegible] تمام کر دشمنوں سے اس طرح کہدے۔

[illegible] دین کی ہو تک میں　　دیکھ لینا ہم ملا دیں گے تمہیں ہی خاک میں

[illegible] کی آخری پیاری رات آ ادھر آ تجھے سینے سے [illegible] اب تیرا کوئی چارہ و ساز نہیں آہ اسلام کی طاقت پکار پکار کر [illegible] کہہ رہی ہے۔

[illegible] آگ نے خلیل علیہ السلام کو بچانے والے خدا [illegible] آ اور یا نار کونی بردا کی آواز سنادے

اے اسلامی کشتی کے بیچ ناخدا حضرت شہید کربلا مدد مدد۔

ادھر تو کدھر ہو دشمن تلوار لئے کھڑے ہیں اور غافل　　کدھر ہو
آؤ اور مجھے دشمنوں کے پنجوں سے چھڑاؤ

تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی
ہاں ایک دعا وہ بھی جو مقبول خدا ہے

لیکن حق یہ ہے کہ جب تک اے مہدی تو نہ آئے تیری روشنی ہم تک نہ پہونچے حالت درست ہونا غیر ممکن ہے پس

اے آسمان امامت کے آفتاب نکل اسی شان سے نکل اسی طرح سے نکل جیسے کہ آفتاب رسالت برج اسلام سے طلوع ہوا تھا۔ اے برج اسلام کے خوبصورت روشن آفتاب نکل جلد نکل نہ کل بلکہ آج ہی نکل اپنی شاندار روشن شعاعوں سے چہرۂ اسلام کو جو زمانہ کے انقلابی بادلوں سے سیاہ ہوگیا ہے منور کر باطل کو باطل حق کو حق ثابت کر دکھا۔ اے صفت جمال جلال ظلمت کی خندق سے نکال ظلمت کفر کی گھٹا حد سے زیادہ چھائی ہوئی ہے اے ہادی اے مہدی تیرے نانا کے لگائے ہوئے ننھے ننھے پودے کہر ظلمت سے کچھ مرجھانے کو ہیں اور کچھ مرجھا گئے اے رسول اللہ کے فرزند اے علی مرتضیٰ کے دلبند خانہ کعبہ میں طواف کرتے ہوئے جلد نظر آیئے اے رحم گستر اپنے بندہ پر درجلد فریاد کو پہونچئے۔ اے امام آخر الزماں حضرت شہید کربلا کا واسطہ آیئے اور جلد آیئے آپ کے بغیر اسلام کی حالت درست نہیں ہونے کی ان کا صدقہ جنکی اولاد میں آپ ہیں بس آیئے اور جلد آیئے اپنے نانا کی مرحوم امت کو دشمنوں کے نرغہ سے بچایئے۔ آپ پر صلوٰۃ سلام ہو۔

اے کریم کرم کر اے رحیم رحم کر اے سننے والے سن اور کوشش دل سے سن اے دیکھنے والے دیکھ اور غور سے دیکھ دشمن گوشہ عافیت میں بھی نہیں رہنے دیتے۔ تیرے نانا کے لگائے ہوئے پودے کو جسے تیرے نانا نے خون دل سے سینچ سینچ کر اتنا بڑا کیا آج اے دشمن جڑ سے اکھاڑ ڈالنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

چمکا دے کچھ ایسی تو دل میں اے مری [illegible]
خدائی برق بنکر کافروں کے فرق پر چمکوں

آخر کس سے کہوں؟ ایک دل لاکھوں تمنائیں تو ہی سنے گا، تو ہی سرپرستی کرے گا، دیکھ دشمن موقع کے منتظر ہیں ادھر دیکھ اور خدا کے لئے دیکھ، تیری غریب نوازی کا واسطہ، تیری بندہ پروری کا واسطہ تیری رحمت کا واسطہ، تیرے دامن کا واسطہ، تیرے ہی ہاتھ لاج ہے،

بس اے خضرؑ، اے امام، اے مہدیؑ، ہدایت کر، ہم گمراہ ہیں ہم خاطی ہیں ہماری خطائیں معاف کر، اے الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس کے مظہر معاف کر اور درگزر کر۔

آہ اپنا یہ عالم ہے کہ علم ہے تو عمل نہیں، ارادہ ہے تو استقلال نہیں، ہمت ہے تو اتفاق نہیں، بس اے علم پر عمل کی توفیق دینے والے، اے ہمت پر اتفاق دلانے والے، اسلام کے قالب بے جان میں روح پھونکنے والے زندہ کر، اور روح پھونک کہ ایک بار پھر ذوالفقار حیدری بنکر حیدری جوہر دکھاؤں۔ اور خدائی برق بنکر کافروں کے فرق پہ گروں۔

وہیں پکار کے کہدے گہر کا اجالا کرلے طالع خفتہ کو ہم چشم زلیخا کردے
مثل مردے کے پڑا ہوں مجھے زندہ کرلے دستگیری مری فرمائیے برپا کرلے

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یقینی امر ہے کہ ہم کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک پھر تو طلوع نہ ہو، ہم میں اسلام کی روشنی پیدا نہ ہوگی جب تک اے آفتاب امامت تیری شعاعیں ہم تک نہ پہونچینگی۔ ہم میں اتفاق نہ ہوگا جب تک تو ہم پر روشن نہ ہوگا ہم اس اندھیری رات میں چلنی بھلے برے کی تمیز دشوار ہے ترقی نہیں کر سکتے کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک تو اے مہدیؑ اے خلیفۃ اللہ اے آفتاب امامت تو جلوہ گر نہ ہو بس خدا کے لئے طلوع ہو

اور جلد

طلوع ہو

اب سے چھ سو برس پہلے

ہندوستان میں پہلا مسلمان

یعنی ۷۳۳ھ سے حالات سفر ہندوستان۔ مالابار، چین، برہما، ایران، عراق، عرب، سوڈان، اسپین وغیرہ کے حالات دیکھنے ہوں تو **سفر نامہ ابن بطوطہ** اردو ملاحظہ کیجئے جس میں مصنف کے ۲۰ برس کے حالات سیر و سفر درج ہیں، وہ پہلا مسلمان سیاح ہے جو ہندوستان میں آیا، اس کتاب کے پڑھنے سے اب سے چھ سو برس پہلے کی ہندوستانی معاشرت، شاہان اسلام کی بے نظیر داداری، اولوالعزمی اور ہندوں کے ساتھ بہترین برتاؤ کی سلسلہ تاریخ دیکھنی ہو تو یہ کتاب پڑھیئے جسکے پڑھنے سے آپکی آنکھوں کے سامنے اب سے چھ سو برس پہلے کی اسلامی شان و شوکت کا نظارہ آ جائے گا اور آپکو معلوم ہو جائے گا کہ مسلمانوں نے مذکورہ مقامات پر کس طرح بادشاہی کی، اس کتاب کے مترجم خان بہادر میرزا محمد حسین صاحب ایم اے سی آئی ای ہیں جن کی ادبی علمی قابلیت [illegible] کتاب نہایت دلچسپ اور سبق آموز [illegible]

ضلع سندھ	چنگی کراچی	جبر، نماز دیدار	شام	سوڈان
ملتان سے دہلی	دہلی کی [illegible]	[illegible]	[illegible]	دمشق میں [illegible]
سلطان محمد	[illegible]	فن مصوری	اصفہان	[illegible]
بطور سفیر دہلی چین کا سفر	[illegible]	شعبدہ باز	[illegible]	دریائی گھوڑا
جنگی اور ڈاکن	[illegible]	عرب	اندلس	آدم خور حبشی
چین کے جہاز	[illegible]	ایران	جبرالٹر	[illegible] وغیرہ

[illegible] سے خوبصورت [illegible]

رعایتی اعلان

مسٹر گاندھی کی سوانحعمری یہ اس شخص کی سوانحعمری ہے جو ایک مدت میں ہندوستان کا بے تاج بادشاہ تھا، اور جسکی آواز پر ہندوستان میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک ہندوستان سر تسلیم خم کرتے تھے اور آج اشدھی اور سنگٹھن کی گرم بازاری کی وجہ سے ہندوستان کا یہ سب سے بڑا سیاسی پیشوا احمد آباد کی ستیہ گرہ آشرم میں بیٹھا خدا کی عبادت کرتا ہے۔ اس کتاب میں مسٹر گاندھی کی پیدائش سے [illegible] تک کے مکمل واقعات درج ہیں ابتدا میں سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کا مشانہ اور البیلا دیباچہ بھی شامل ہے انکا عکسی تصویر بھی لگائی ہے۔ قیمت اصلی ۸ر رعایتی ۴ر

مضامین مولانا ابوالکلام آزاد اڈیٹر الہلال یہ ان مضامین کا انتخاب ہے جو مولانا ابوالکلام صاحب [illegible] الہلال اور صدر مرکزی خلافت کمیٹی نے جنگ [illegible] الہلال کلکتہ سے جاری کرکے لکھتے تھے اور جنکو پڑھنے سے صحیح [illegible] جوش پیدا ہوتا [illegible] قرآن اور احادیث سے مدلل ہوتے [illegible] الہلال کی جلدیں ہزار ہا روپیہ خرچ کرنے پر بھی اب دوبارہ دستیاب نہیں ہو سکتیں اس لئے مولانا کی تحریرات کے عاشقوں کو ان مضامین کے منگانے میں جلدی کرنی چاہیئے ورنہ پھر دستیاب ہونا ناممکن ہوگا۔ بہت تھوڑی جلدیں باقی ہیں ہر حصہ کی اصلی قیمت میں نصف کی رعایت کردی گئی ہے۔ چہار کاغذ چکنا اعلیٰ قسم کی قیمت حصہ اول ۵ر حصہ دوم ۶ر حصہ سوم ۱ر حصہ چہارم [illegible]

تذکار یوم الحج

(از جناب مولانا مولوی محمد ابو احمدی صاحب مدیر اعلیٰ درویش دنظام المشائخ)

دنیا میں کسی قوم کی حیات و ممات اسکی بقا و فنا یا عروج و زوال کا جب سوال ہوتا ہے تو اسوقت پیش نظر و من حیث القوم اس قوم کی قومیت ہوتی ہے نہ بحیثیت افراد قوم کے افراد کی حالت پر نگاہ ڈالی جاتی ہے بلکہ ہمیشہ یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ انہوں نے اپنے بعد کیا چیز یادگار چھوڑی یا مستقبل میں وہ کیا چیز یادگار چھوڑ جانے والے ہیں۔ زمانہ کا ہر انقلاب اگر اسدنے سوچنے والا دماغ اور متاثر ہو جانے والا دل عطا کیا ہے۔ ایک مستقل تاریخ ہے۔ جس میں نہ صرف واقعات حوادث کا حال منقوش ہے بلکہ وہ عبرت کے لئے کافی سرمایہ اور بصیرت کے لئے ضخیم دفتر ہے لیکن ہم غور اور تدبر کے عادی نہیں ہیں۔ اور صرف وہی زمانہ ہماری ساری کائنات ہوتا ہے جو پیش نظر ہوتا ہے۔ نہ ماضی سے ہم کوئی درس حاصل کرتے ہیں اور نہ مستقبل کا اندیشہ ہمیں ستاتا ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب کا جائزہ لو تو تمہیں معلوم ہوگا گو بعض اب فنا ہو گئے ہیں اور بعض فنا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ تاہم غور و فکر سے یہ بات ہماری سمجھ میں آسکتی ہے کہ حقیقتاً مذہب فنا نہیں ہوتا بلکہ اس مذہب کے مقلدین و متبعین فنا ہوتے ہیں۔ حالانکہ مذہب اور اتباع مذہب دو جداگانہ چیزیں ہیں۔ صداقت ہمیشہ محمود ہے خواہ دنیا میں کوئی اسپر عمل کرنے والا ہے یا نہ رہے۔ پھر اگر ہم آج اسلام کو ضعیف کہتے ہیں تو غلطی کرتے ہیں کیونکہ اسلام و ضعف دو متضاد چیزیں ہیں۔ ضعیف ہیں مسلمان۔ ضعیف ہیں وہ لوگ جو اپنے تئیں اسلام کا پیرو دیکھتے ہیں اور ضعیف ہیں وہ جو باوجود ادعائے اسلام کے اسلام کی کوئی کیفیت اپنے اوپر طاری نہیں کرتے۔ پھر غور کرو کہ وہ کیفیت کیا ہے؟ وہ خاص رنگ جس کے ساتھ دنیا میں اسلام رونما ہوا کہاں ہے۔ اس کے لئے تم کو شعائر اسلام کا مطالعہ کرنا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ وہ کیا یادگار ہے جو اس مذہب کے ساتھ ساتھ دنیا میں رہ گئی۔ اور اس میں انسانیت کے کس پہلو کی جھلک نمایاں ہے چونکہ اسلام کے معنی ہیں اطاعت عجز و انکسار کے۔ اس لئے جملہ صفات سے معرا ہو کر محض ذاتی [illegible] اگر کسی واقعہ کے اندر ہو کر نمایاں ہو سکتا ہے تو وہ حضرت خلیل اللہ کا واقعہ ہے جس نے دنیا میں خلت کی بنیاد ڈالی وہ واقعہ جس نے دنیا سے مٹی [illegible] صداقت کو پھر زندہ کیا۔ وہ عالم کا وہ زبردست [illegible] ہے جس [illegible] لوگوں کو بتایا کہ خلوص نام ہے صرف عمل کا [illegible] الدکم رسٹ [illegible] ما للا [illegible] کہہ سکتا۔ جبتک [illegible]

دنیا میں ہمیشہ ایک دور نہیں رہا۔ اگر آج ظہور انسانیت ہوا ہے دیکھ لو کہ اس سے قبل انسانیت پر پردہ پڑ چکا تھا۔ اور اگر آج حقیقت و صداقت مستور ہے تو جان لو کہ ضرور اس سے قبل وہ بے نقاب تھی ایسا کبھی نہیں ہوا کہ جو جوہر ایک بار گم ہو گیا۔ اُسے دنیا نے کبھی نہ پایا اور جو سررشتہ کار کبھی ہاتھ آگیا وہ کبھی گم نہ ہوا یہ سنت الٰہیہ ہے کہ ہمیشہ سے یونہی جاری ہے اور ہمیشہ یونہی جاری رہے گی۔ پھر اگر کوئی قوم آج فنا ہوتی ہے تو حس بھی اس بات کا نہیں ہے تا کہ وہ فنا ہوتی ہے بلکہ ماتم ہوتا ہے اس حالت پہ کہ اس قوم نے کبھی اپنے تئیں فنا ہونے سے نہیں بچایا۔ اور نہ یہ حس اس کے اندر پائی گئی۔ کیونکہ جس طرح ایک حالت کو دوسری حالت سے بدل دینا خدا کی سنت ہے۔ اسی طرح یہ بھی اس کا کبھی نہ ٹلنے والا قانون ہے کہ وہ کبھی از خود اُس قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود اپنے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہ کرے پھر اگر قوم نے اپنے اندر اچھی تبدیلی کی تو خدا نے بھی اس میں مدد کی۔ اور اس کے عزائم میں استقلال و استحکام پیدا کر کے انہیں بارآور کر دیا اور اگر وہ تبدیلی مائل بہ بدی و خرابی ہوئی تو خدا نے بھی ویسے ہی سامان مہیا کر دیئے اور آخر کار وہ قوم تباہ ہو گئی۔

پھر ہمارا فرض تاریخ عالم کے مطالعہ کرتے وقت صرف یہی ہے کہ اقوام کی تبدیلی سے زائد اُن اسباب پر نگاہ ڈالیں جنہوں نے انقلاب پیدا کیا۔ خواہ وہ اچھے ہوں یا بُرے۔ اور پھر اس سے نتیجہ یہ نکالیں کہ اگر وہ اچھے تھے (جیسا کہ اُن کے ظاہر ہونے والے آئندہ نتائج سے ثابت ہو سکتا ہے) تو ان کو اصول زندگی قرار دے لیں۔ اور اگر وہ بُرے تھے (جسکا حال نتائج سے معلوم ہو سکتا ہے) تو اُن سے احتراز کرنا ہمارا فرض ہے۔ اور یہی ہے وہ طریقۂ کار جسکو خدا نے ان الفاظ میں ظاہر کیا کہ:۔

لقد کان لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ

اور اسپر بحث کرنا ہمارا آج کا موضوع سخن ہے۔ اب یہاں قدرتی طور سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ اسوۂ ابراہیمی کیا تھا۔ اور اس میں ہمارے لئے کیا بھلائیاں ہیں۔ اور ہم کیونکر اسکو نصب العین بنا سکتے ہیں جن لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ کا نام سنا ہے وہ یہ بھی جانتے [illegible] کہ وہ دنیا میں کس خصوصیت کی وجہ سے مشہور رہیں اور انہوں نے اپنی کیا یادگار چھوڑی ہیں۔ ظاہر ہے کہ انسان کی محبت [illegible]

ہمیشہ اسی وقت ہوتا ہے جب اس سے اُس خلوص و صداقت کا واسطہ دلا کر اس کی عزیز ترین چیز طلب کی جائے۔ پھر غور کرو کہ دنیا میں بیٹے سے زیادہ محبوب چیز اور کونسی ہو سکتی ہے؟ اور اس کے ساتھ یہ بھی دیکھو کہ حضرت ابراہیمؑ نے کیا کیا۔ خدا کے فرمان پر اپنے اکلوتے عزیز بیٹے کو قربان گاہ محبت پر چڑھانے کے لئے تیار ہوگئے۔ اور چڑھا دیا۔ اور اس طرح دنیا میں ایک ایسی زبردست تعلیم چھوڑ گئے۔ جس سے زیادہ روشن بین اور واضح مثال دنیا کا کوئی مذہب اپنے ہاں نہیں بتا سکتا۔ دیکھنا یہ ہے کہ آیا مقصود خداوندی اس حکم سے کیا تھا۔ کیا واقعی یہ چاہتا تھا کہ ابراہیمؑ اپنے بیٹے کو ذبح کردیں۔ کیا فی الحقیقت اس کا منشار یہ تھا کہ دنیا میں اس وحشیانہ رسم کی ایسی زبردست بنیاد ڈالی جائے؟ نہیں اس کا مدعا صرف ابراہیمؑ کی آزمائش تھی۔ اور عالم کو یہ دکھانا کہ جب تک کسی کام کے حصول کے لئے اس طرح اپنے تئیں منہمک نہ کرلیا جائے کہ سوائے اس کام کے اور سارے تعلقات فنا ہوجائیں اس وقت تک کامیابی نہیں ہوسکتی۔

پھر کیا دنیا میں اس سے زیادہ ایثار، اس سے زیادہ نفس کشی، اس سے زیادہ والہانہ کیفیت کا اظہار اور اس سے زیادہ انہماک و مشغولیت کا اور کوئی واقعہ ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ پھر اگر آج کے دن ہم اس یادگار میں قربانیاں کرتے ہیں تو اس سے مقصود صرف یہی ہے کہ اسوۂ ابراہیمی کی یاد ہمارے دلوں میں تازہ ہوجائے اور وہی کیفیت و حالت اپنے اوپر طاری کرلیں جو حضرت ابراہیمؑ کے اوپر طاری تھی۔ اور جو حقیقی چارہ کار ہے۔ ظاہر ہے کہ یوں تو ایک جانور کو ذبح کردینے میں کوئی ثواب نہیں مل سکتا۔ یہ نہ کسی انسان کا ذبح کردینا ہے کہ اس سے کسی نوع کی جرأت و بسالت کا اظہار ہو، اور نہ یہ کوئی امارۃ و جاہ کی علامت ہے۔ جس سے انسان کے جذبات منفعل میں تحریک پیدا ہو۔ بلکہ یہ تو صرف حضرت ابراہیمؑ کے قدم بہ قدم چلنے کی کوشش کرنا ہے لیکن وہ بےکار ہے اگر ہم اس خاص کیفیت سے اپنے دلوں کو معرا پاتے ہیں۔ اور وہ بالکل لغو ہے اگر آپ نے اندر واقعی ایثار و نفس کشی کے جذبات موجزن نہیں دیکھے۔

دنیا کے تمام مذاہب نے اپنی اپنی یادگار کسی نہ کسی رسم کی صورت میں چھوڑی ہے۔ اور لوگ اس کو کرتے چلے آتے ہیں۔ لیکن امتداد زمانہ نے حقیقی مفہوم اس رسم کا بالکل فراموش کر دیا ہے اور رسم اس کو صرف اس طرح ادا کرتے رہتے ہیں جس طرح نقال نقلیں کیا کرتے ہیں۔ اور کوئی خاص حالت اپنے اوپر طاری نہیں کرتے۔ پس ہماری قربانیاں اب بالکل رسمی رہ گئی ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ چونکہ ہمارے آباؤ اجداد ویسا کرتے چلے آئے ہیں اس لئے اسکو کر ڈالنا چاہیئے۔ ورنہ

بدنامی ہے۔ بعض اسکو اظہار شان و شوکت سمجھ کر کرتے ہیں۔ بعض یہ خیال کرتے ہیں کہ ایسا کرنے سے ہمارے گناہوں کی تلافی ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ اس طرح کرنے سے ممکن ہے شان و شوکت کی نمائش ہو۔ اور اگر ایسا کرنے والے کو بڑا آدمی سمجھنے لگیں لیکن تلافی معاصی تو اسوقت ہو سکتی ہے جب ہم اس کے ساتھ ہی اپنے نفس کو بھی ذبح کریں۔ ورنہ خدا کا انتقام کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے کہ سال بھر تک کوئی کتنے ہی گناہ کرتا رہے۔ لیکن ایک دفعہ ایک جانور ذبح کر دینے سے وہ پھر پاک و صاف ہوجائے۔ ہاں اگر آیندہ کے لئے عہد کیا جائے، اگر اس قربانی کیساتھ کوئی احتساب نفس کرے اور آیندہ کے لئے یہ تہیہ کرے کہ وہ خدا کے ساتھ اسی خلوص و صداقت سے کام لے گا۔ جسکی تعلیم اسوۂ ابراہیمیؑ سے دی گئی ہے تو بیشک ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ قربانی تلافی سیئات ہے ورنہ نہیں۔

اسکی اور تشریح خود کلام اللہ سے ہو سکتی ہے اور حج کے دیگر مناسک جو بیان کئے گئے ہیں وہ اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ واقعی مقصود وہی ہے کیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیل علیہما السلام نے اللہ تعالٰی سے دعا کی کہ۔ ربنا واجعلنا مسلمین لك ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لك وارنا مناسکنا وتب علینا انك انت التواب الرحیم۔ (اے خدا ہمیں اپنا فرمانبردار بندہ بنا۔ ہماری اولاد میں سے ایک امت مسلمہ پیدا کر اور اگر ہم سے تیری فرمانبرداری میں کوئی سہو و لغزش ہو جائے تو اسکو معاف کردے تو بڑا مہربان اور معاف کرنیوالا ہے)

انہوں نے خدا سے فرمانبرداری کی توفیق چاہی اور ایک ایسی جماعت کی ترکیب کی خواہش کی جو اُس فرمانبرداری کی یاد کو قائم رکھے پھر غور کرو کہ وہ فرمانبرداری کیا ہے؟ کیا اس فرمانبرداری سے مقصود صرف قربانی کر دینا ہے کیا امۃ مسلمۃ سے مراد صرف ایک ایسی جماعت ہے جو ہر سال چند جانور ذبح کر ڈالا کرے۔ نہیں بلکہ اس سے مقصود وہی تسلیم و رضا، وہی نفس کشی و خلوص ہے۔ اور اُس جماعت سے مقصود وہی جماعت ہے جو اسلام کے اس مقدس مشن کا اعلان کرے اور دنیا کو بتائے کہ ایثار و رواداری، قرار علیہ کی حرکت و اضطراب ہی کامیابی کا راز ہے۔ اور جب تک کسی قوم میں یہ باتیں نہ پائی جائیں وہ کبھی امت مسلمہ نہیں ہو سکتی۔ پھر یہ کیسا دردناک منظر ہے کہ آج جبکہ اللہ کے ہزاروں بندے عرب کے گرم ریگستان میں اسی یاد کے تازہ کرنے کے واسطے محنت و مشقت برداشت کر کے سفر کیا کرتے تھے اور خدا کی اس برگزیدہ تعلیم کا نشر و اعلان کیا کرتے تھے ہم اپنے اندر وہ تحریک پیدا نہیں کرتے اور ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم کیونکر مقصد الٰہیہ کو پہچان سکتے ہیں۔ وہاں تو یہ حال ہے کہ

جب خدا نے ابراہیمؑ سے کہا کہ اسلم (اطاعت و فرمانبرداری کر) تو آپ نے کہا کہ اسلمت لرب العالمین (میں نے پروردگار عالم کی اطاعت کی) اور پھر یہی نہیں بلکہ :۔ ووصی بہا ابراھیم بنیہ و یعقوب یابنی ان اللہ اصطفےٰ لکم الدین فلا تموتن الا و انتم مسلمون (بلکہ وہ اپنی نسل کو وصیت کر گئے کہ خدا نے تمہارے لئے ایک نہایت برگزیدہ دین منتخب کر دیا ہے دیکھو اس سے کبھی تجاوز نہ کرنا اور جب مرنا تو مسلمان ہی مرنا) اور یہاں یہ حال ہے کہ ہمیں ایسی ایسی روشن صداقتیں، ایسی کھلی کھلی مثالیں دیکھکر بھی اتباع اسلام کا حوصلہ نہیں پیدا ہوتا، دوسروں کو نصیحت کرنا یا اپنی اولاد میں ایسی روح پھونکنا تو بڑا کام ہے۔ اذ حضر یعقوب الموت اذ قال لبنیہ ما تعبدون من بعدی قالوا نعبد الٰھک و الٰہ آبائک ابراھیم و اسمٰعیل و اسحٰق الٰھا واحدا ونحن لہ مسلمون ٥ (کیا تم اسوقت موجود تھے جب یعقوب کے سر پر موت آئی اور اس آخری وقت میں انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد کس چیز کی پرستش کرو گے انہوں نے جواب دیا کہ ہم تیرے اور تیرے مقدس باپ ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ کے خدائے واحد کی پرستش کرینگے۔ اور ہم اسی کے فرمانبردار بندے ہیں) وہاں تو اطاعت و فرمانبرداری کی اسقدر تاکید ہے اور یہاں سرکشی و خودسری، انحراف و سرتابی کا یہ عالم کہ قربانیاں کرتے ہیں محض اس لئے کہ ہماری ذات سے انکی توہین ہو اور حج کرتے ہیں صرف اس لئے کہ اس کے پردے میں ہم اپنے دنیاوی اغراض نفسانی کو اچھی طرح پورا کر سکیں۔

دیکھو اسلام جس نے بت پرستی کی بنیاد کو متزلزل کر دیا جس نے کفر و شرک کی جڑ کو اکھاڑ کر پھینک دیا۔ ایسا ظالم و ناعاقبت اندیش کبھی نہ ہوسکتا تھا کہ وہ خود بت پرستی کی بنیاد ڈالتا۔ اسکی شان سے یہ بات بالکل بعید تھی کہ جس چیز کو وہ منع کرتا، پھر اسی کی حمایت کرتا۔ اس لئے یاد رکھو کہ یہ قربانی وہ قربانی نہیں ہوسکتی جو زمانہ بعید میں کفار و مشرکین کے اندر رائج تھی اور یہ طواف خانہ کعبہ وہ پھیرا نہیں ہوسکتا جو پہلے اور اب بھی مشرکین پر رائج ہے۔ پھر ظاہر ہے کہ ان سے مدعا اس کا کچھ اور ہے اور وہ وہی ہے جسکو ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔ اور جسکی خدا نے ہر جگہ تائید کی ہے۔ یہ فطرت انسانی ہے کہ وہ بہ نسبت نصائح و مواعظ کے زائد ان چیزوں سے متاثر ہوتی ہے جن کا تعلق براہ راست مواعظ و نصائح سے تو نہ ہو، لیکن نتیجہ ان کا یہی نکلے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک واقعہ سے زیادہ اس کے ذکر کا اثر ہم پر ہوتا ہے جب وہ قربانیاں جو تسمی بین الصفا والمروہ۔ یہ رمی جمار، یہ تسلیم و استلام طواف کعبہ صرف اسلئے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح واقعات گزشتہ ہماری آنکھوں کے سامنے پھر جائے۔ اور ان سے متاثر ہو کر ہم میں کوئی خاص کیفیت پیدا ہو۔ گویا یہ تمام ارکان الگ الگ ایک داستان ہیں جن سے قرون اولیٰ کی یاد ہمارے دلوں میں تازہ ہونی چاہیئے۔ لیکن اگر ایسی کوئی کیفیت ہمارے اندر پیدا نہیں ہوتی تو ہمیں یہ کہنے میں ایک لمحہ کے لئے تامل نہیں ہوسکتا کہ یہ تمام کوشش یہ جلہ مصارف بے کار ہیں۔ اس سے بہتر تھا کہ ہم ایسا نہ کرتے اور خدا کی ان مقدس تعلیمات کی یادگار کی توہین نہ کرتے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ یہ سب اہتمام و تفہیم بے کار ہے۔ اور زمانہ اس کے اثر کو قبول کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ پر جب غور کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں جب انقلاب پیدا ہوا ہے ہمیشہ صدائے عمل سے ہوا ہے نہ کہ صرف صدائے زبان سے۔ ہر تعلیم کے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے اس کا نمونہ پیش کر کے لوگوں کو بتانا کہ ہمارا مقصود وعظ و تلقین سے ایسا بن جانا ہے۔ اور جب تک یہ نہ ہوگا صرف قال بے کار محض ثابت ہوگا۔ اور یہی آجکل مفقود ہے۔ وعظ و پند کا تو یہ عالم ہے کہ ہر شخص اپنی جگہ مبلغ، ہادی و پیشوا بنا ہوا ہے لیکن جسوقت اس کے اعمال کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ جب اس کی زندگی کو اسکے اقوال سے مطابق کر کے دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ زبان اسکے دل کی تھی ہی نہیں۔ اور یہ پند کبھی اس کے حلقوم سے نیچے ایک انچ بھی نہیں اتری۔ ہر سال ایام حج کو لیکر آتا ہے اور گزر جاتا ہے ہر سال اخبار و رسائل میں رسما اس قسم کے نصائح بھی ہوا کرتے ہیں اور لوگ پڑھ لیتے ہیں لیکن اس کا اثر سوائے اسکے اور کچھ نہیں ہوتا کہ ہماری حالت روز بروز بدتر ہوتی جاتی ہے اور ہم اپنے شعائر قدیمہ کو یکسر فراموش کرتے جاتے ہیں۔ وہ زمانہ گزر گیا جب و من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب کا اطلاق صحیح ہوتا تھا اور ہمارا حال و قال یکساں تھا۔

عشرہ ذی الحجہ

یہ عشرہ ان ایام متبرکہ میں سے ہے جسکو اسلام نے مسلمانوں کی فلاح دارین کے لئے مخصوص فرمایا ہے۔ اور جو تمام دنوں کی نسبت بہت زیادہ عظیم و جلیل ہے۔ جسکے اندر اس عاجز نواز قدوس نے اپنے بندوں کی خاطر بہت کچھ خیر و برکت ودیعت فرمائی ہے۔ اور یہی وہ بابرکت و مسعود ایام ہیں جوایک مسلم ہستی کے کسب سعادت و جذب صلاح و فلاح کے واسطے لا محدود نعمتیں اپنے ساتھ مخفی و مستتر رکھتی ہیں۔ انہیں ایام مقدسہ میں اسلام کے اعظم ترین شعائر ادا کئے جاتے ہیں۔ لاکھوں مومنین قانتین دور و دراز کے سفر کی مشقتیں اور صعوبتیں برداشت کر کے اس عشرہ میں طاعت رب جلیل اور ادائے سنت حضرت خلیلؑ کے لئے ایک خشک سال زمین پر آنکھوں کی پیشکش، دلوں کی بے قراری اور پیشانی کے شوق جبیں سائی کے ساتھ جمع ہوتے ہیں۔ اور اسلئے جمع ہوتے ہیں تاکہ اس

فاطر السموات والارض کی بارگاہ قدس میں اس نے ایک محبوب بندے کی شان رضا و تسلیم کی یادگار منائیں جو اپنے عزیز فرزند کو اللہ کا حکم پاکر تسلیم و رضا کی چھری سے ذبح کر ڈالنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ اور جس کے ایثار و فدویت کو خداوند ذوالجلال نے پسند فرما کر یہ صلہ عطا کیا کہ قیامت تک انکے ستانہ ادا کام کی تقلید مسلمانوں پر واجب کر دی۔ ہم اس مضمون میں قربانی کی فلاسفی اور اسکی اصلی غایت و غرض سے بھی بحث نہیں کریں گے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تاہم عالم اسلامی کے اس ماتم آفریں جمود و غفلت سے کسی طرح چشم پوشی نہیں کی جا سکتی جو اس عظیم و جلیل موقع پر اسکی طرف سے ظاہر ہوتی ہے۔

افتتاحیہ مضمون میں صرف یوم حج اور قربانی کے متعلق بحث کی گئی ہے۔ لیکن ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اب ہم کو پورے عشرہ کے فضائل و محامد دکھلانے ہیں۔ بدقسمتی سے اسلام و احکام اسلام سے ہمکو اب اسقدر بُعد و اجنبیت ہے کہ ہم اس کے ہزاروں احکام کو نہ صرف ترک کر چکے ہیں بلکہ فراموش کر بیٹھے ہیں اس ماہ مقدس کے متعلق ہمیں صرف اسقدر علم ہے کہ اسمیں ایک دن ایسا بھی آتا ہے۔ جسمیں عیدگاہ جا کر دو رکعت نماز ادا کرنی پڑتی ہے اگر کسی کا جی چاہے تو ایک آدھ قربانی بھی کرے۔ اس کے بعد سارا دن لہو و لعب اور عیش و نشاط کے لئے وقف ہے۔ اور تمام مراسم مذمومہ اور رذائل خسیسہ جو اور دنوں میں معیوب سمجھے جاتے ہیں۔ آج کے دن جائز اور حلال ہو جاتے ہیں۔ یوم حج کے مصالح اور قربانی کی فلاسفی پر غور کرنا تو بڑی بات ہے۔ کبھی ایک لمحہ کے لئے اس امر پر تو غور نہیں کیا جاتا کہ علاوہ حج و قربانی کے بھی کچھ احکام آئے ہیں۔ اور ہمکو ان پر بھی عمل کرنا چاہیئے یا نہیں کتنے مسلمان ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ یہ پورا عشرہ خداوند رحمٰن و رحیم کے ان عطایا اور نعائم میں سے ہے جو امت مرحومہ کے اکتساب خیر اور انجذاب سعادت کے لئے مخصوص ہے۔ آہ اس غفلت پر جسقدر ماتم کیا جائے وہ کم ہے کہ ہمکو خداوند قدوس ایک ایسا موقع عطا فرمائے اور ہم اس کی قدر و منزلت سے بھی آگاہ نہ ہوں جس طرح بنی اسرائیل پر مائدہ اترا تھا اور انہوں نے اسکی قدر نہ کی تھی عمدہ اور نفیس کہانوں کے ہوتے ہوئے لسن پیاز کے آرزومند ہوئے۔ گو یا نعائم الٰہی کی توہین کی تھی۔ اسی طرح امت مرحومہ کو ایسی قبولیت اور برکت کے ایام عطا ہوئے ہیں مگر وہ انکی قدر نہیں کرتی۔ بلکہ ان کو فراموش کر بیٹھی ہے۔ اور صرف چند رسومات پر اکتفا کر کے بدعات و محدثات میں مبتلا ہو گئی ہے۔

حالانکہ اس عشرہ مبارکہ کا اقتضا یہ تھا کہ جسوقت استطاعت ہوتی پہلی فرصت میں ارض مقدس میں حاضر ہوتے اور وہاں پہنچکر فریضہ حج ادا کرنے کے بعد وہیں اسی خاک پاک پر جہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اپنے فرزند کی قربانی تھی۔ اُن کی سنت کو ادا کرتے تاکہ اس شان رضا و تسلیم اور اس ایثار و فدویت کی حقیقت اچھی طرح پر طاری ہو جاتی اور اگر عدم استطاعت مانع تھی تو کم از کم اپنے گھروں پر تو ضرور اس رسم مقدس سے اس امر ربانی اور اس واجب العمل سنت خلیل کو تمام شرائط ظاہری و معنوی کے ساتھ پورا کرتے۔ لیکن اس جمود و غفلت کو کیا کہئے کہ اہل دل جو اس کو باحسن وجوہ بجا لا سکتے ہیں اس طرف سے بالکل غافل ہیں۔ اول تو اس طبقہ میں کوئی یہ زحمت گوارا ہی نہیں کرتا کہ اسقدر دور دراز سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے خاک حجاز اور ارض پاک میں انفاق مال و دولت کرے۔ اور اگر کوئی گیا بھی تو شاذ و نادر زیادہ تر متوسطین اور غرباء کی تعداد ہوتی ہے۔ اسی طرح اپنے گھروں میں بیٹھکر اس عشرۂ مقدسہ میں جو اکتساب خیر کیا جا سکتا ہے اور جس کے لئے یہ عشرہ چن لیا گیا ہے۔ اس سے بھی یہ طبقہ کثیر محروم رہتا ہے۔ اول تو قربانیاں ہوتی ہی کم ہیں اور جسقدر ہوتی ہیں انمیں نیت صالح کا فقدان ہوتا ہے۔ محض ایک رسم اور دولت کی نمائش مقصود ہوتی ہے اور بس۔ نہ اس سے غرباء کو کوئی فائدہ نہ اسوۂ ابراہیمی کی اصل حقیقت پر کچھ غور و فکر۔ نہ دیگر امور خیر کی توفیق ہوتی ہے حالانکہ انہیں مواقع پر سینکڑوں اور ہزاروں روپیہ زرنگار لباسوں اور رقص و سرود کی محفلوں میں صرف ہو جاتا ہے جو عید بقرعید کے مواقع پر رؤسا کے یہاں لازمی و ضروری چیزیں سمجھی جاتی ہیں۔ حالانکہ ہمکو چاہیئے تو یہ تھا کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے فضل مخصوص سے ہمکو مواقع کسب خیر کے عطا فرمائے ہیں تو ان میں اچھی کھولکر کل شرائط شرعی کو ملحوظ رکھکر خیرات و صدقات کریں مال و دولت کے ایثار سے اسوۂ خلیل کے اتباع کا فخر حاصل کریں مستحقین کو مستفید ہونے کا موقع دیں۔ شارع اسلام نے جو ادعیٰ ذرائع رضائے الٰہی کے حصول کے بیان فرمائے ہیں۔ انپر بطیب خاطر و نیت صالح عمل کریں۔ مگر نہیں۔ بجائے اس کے ان نادر موقعوں کی اپنی خواہشات نفسانیہ کے ذریعہ اور ان کی توہین کرتے ہیں۔ ڈوم۔ مراثی۔ رقاصہ۔ مغنیہ زینت محفل ہوتی ہیں۔ اور لہو و لعب امور خیر کی جگہ لیتے ہیں حالانکہ ان ایام عشرہ کی عظمت و تقدیس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے دن کوئی نہیں جن میں اعمال صالح اللہ تعالیٰ کو بے انتہا پیارے نہ ہوں اصل الفاظ حدیث کے یہ ہیں:-

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ایام العمل الصالح فیہن احب الی اللہ من ہذہ الایام العشر۔ قالوا یا رسول اللہ ولا الجہاد فی سبیل اللہ قال ولا الجہاد فی سبیل اللہ قال

ولا الجهاد في سبيل الله قال ولا الجهاد في سبيل الله الا رجل خرج بنفسه وماله ثم لم يرجع من ذالك بشيء (رواه البخاري)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن الفاظ میں ان ایام عشرہ کی فضیلت و عظمت بیان فرمائی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان ایام میں کسقدر اہتمام و اعتنا کی ضرورت ہے اور عمل صالح کے لئے کس قدر یہ عشرہ موزوں اور مناسب ہے۔

ابی عوانہ اور ابن حبان کی صحیح میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ما من ایام افضل من عشر ذی الحجۃ یعنی عشرہ ذی الحجہ سے بڑھ کر کوئی دن افضل نہیں ہے۔

ان کے علاوہ بھی اور بہت سی حدیثیں ہیں اور اقوال ان ایام کی فضیلت و عظمت میں وارد ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ طاعت و عبادت الٰہی اور کسب امور خیر اور عمل صالح کے لئے یہ زمانہ بہترین ایام میں سے ہے۔

آج کل لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ عمدہ ملبوس اور خوش وضع پوشاک پہنکر عید کی دو رکعتیں نماز کی پڑھ لینی کافی ہیں اور بہت سے بہت ایک گوشت کی قربانی اور بس۔ اس کے بعد آزاد ہیں جو جی چاہے کیجئے۔

اللهم اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

اعمال خیر کی کوئی تعیین و تخصیص نہیں کی گئی۔ روزہ۔ نماز خیرات و صدقات تمام امور اعمال صالحہ میں داخل ہیں۔ ہر شخص علے قدر مراتب اور علی قدر استطاعت امور خیر کے اکتساب میں حصہ لے سکتا ہے۔ جو مال و زر خرچ کر سکتے ہیں۔ ان کے لئے اس سے بہتر دوسرا عمل صالح نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ کچھ خرچ نہیں کر سکتے وہ صوم و صلوٰۃ اور عبادت و طاعت رب جلیل کر سکتے ہیں۔ چنانچہ متقدمین علماء نے فرمایا ہے کہ جو لوگ منت مانیں کہ افضل ترین ایام میں روزہ رکھیں گے تو ان کو عشرہ ذی الحجہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان ایام میں روزہ رکھنا بہترین عمل ہے۔

عشرۂ ذی الحجہ اور یوم عرفہ کے روزہ کے متعلق بہت سی احادیث آئی ہیں کہ مستحب ہے اور رسول اللہ نے روزہ رکھا ہے۔ گو حضرت عائشہ صدیقہ انکار کرتی ہیں کہ میں نے عرفہ کے روز رسول اللہ کو روزہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن اس انکار سے کوئی ضعف اس کے استحباب میں پیدا نہیں ہوتا اس لئے کہ آپ نے صرف یہ فرمایا کہ میں نے نہیں دیکھا آپ کے نہ دیکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ رسول اللہ نے روزہ رکھا ہی نہیں۔ ممکن ہے کہ رکھا ہو اور آپ کو کسی وجہ سے اطلاع نہ ہوئی ہو۔

غرضکہ ان ایام عشرہ میں علاوہ حج و قربانی کے بھی اگر ہم چاہیں تو بہت کچھ خیر مستو...

صدقے ابراہیمؑ کے قربانِ اسمٰعیلؑ کے

(از خامۂ حقیقت نگار جناب مولانا اسماعیل صاحب باسط)

خاکدانِ دہر روشن تھا سحر کے نور سے — لَو لگائے تھے خلیلؑ اللہ شمعِ طور سے

دھیان آتا تھا انہیں رہ رہ کے اپنے خواب کا — دل کا وہ عالم تھا جو انداز ہو سیماب کا

ہاجرہ سے مل کے آخر مرسلِ ذیجاہ نے — عزمِ قربانی کیا ظاہر خلیلؑ اللہ نے

پھر تسلی دے کے اُن کی مادرِ غم خوار کو — لے کے اسمٰعیلؑ کو راہی ہوئے کہسار کو

کچھ عجب حالت تھی اُن کے قلب کے جذبات کی — راستے میں اپنے بچے سے نہ کوئی بات کی

جب وہاں پہونچے تو بیٹے نے کہا اے شاہِ دین — سب تو ہے سامان قربانی کا مینڈھا کیوں نہیں؟

کیا جواب اس بات کا دیتے شہِ والا مقام — کہدیا اتنا خدا کردے گا اس کا انتظام

جائے قربانی کی آخر کی زمین بھی خوب صاف — حکم رب کا پھر کیا نورِ نظر پہ انکشاف

سُن کے فرمانِ خدا وہ نیک سیرت نیک خو — یوں ہوئے گویا کہ اس میں ہے ہماری آبرو

جان کیا شے ہے۔ رضائے حق ہمیں درکار ہے — گر خدا خوشنود ہو تو اپنا بیڑا پار ہے

دست و پا باندھے لٹایا اُن کو فرشِ خاک پر — ڈالا اِک کپڑا بھی آخر اُس جانِ پاک پر

باندھ لی آنکھوں پہ پٹی آپ نے بھی جلد تر — تا نہ دل بے چین ہو لختِ جگر کو دیکھ کر

ہاتھ میں جس دم چھری لی ذبح کرنے کے لئے — ناگہاں آواز یہ کانوں میں آئی غیب سے

روک لے تو ہاتھ اپنا۔ باز آ اب باز آ — امتحانِ صدقِ دل ہم کو فقط منظور تھا

راہِ اُلفت میں رہا تو ہر طرح ثابت قدم — دیکھ لے اے دوست اب میرا بھی انعام و کرم

لے یہ مینڈھا اس کے بدلے ذبح کر قربان کر — اور اِسی صورت سے تو پورا مرا فرمان کر

فضلِ حق سے جب انہیں مینڈھا وہاں آیا نظر — کر دیا قربان حضرت نے خدا کے نام پر

بعد کو خوشنودیِ حق کے لئے مانگی دُعا — رحمت افزا و کرم گستر ہوا ربِّ [illegible]

بندہ مخلص کہاں حضرت خلیلؑ اللہ سے — جو نہ بھٹکیں حُبِ دنیا میں خدا کی راہ سے

واقعی دشوار ہے یہ کارِ ہر انساں نہیں — منہ سے کہنا سہل ہے اے دل مگر آساں نہیں

کوئی گنجائش نہیں تاویل کی۔ انکار کی — آج تک زندہ ہے یہ داستاں [illegible]

یہ کرشمے سربسر تھے نفس کی تکمیل کے — صدقے [illegible]

قربان اُس کے

(از جناب مفتی شوکت علی صاحب فہمی ایڈیٹر رسالہ دین و دنیا)

قربان اس کے جس نے نیست سے ہست کیا۔ قربان اس کے جسنے خاک کے ذرات کو انسانی جامہ پہنایا۔ قربان اس کے جسنے عقل کی دولت عطا کی۔ سمجھ کی دولت عطا کی اور دماغ کو روشنی دی۔ قربان اس کے جس نے اطمینان دیا۔ سکون دیا۔ آرام دیا۔ دنیا کو رنگا رنگیوں سے سجایا۔ اور سجا کر انسان کو اس گلشن عالم کی رونق سے لطف اندوز کیا۔ پھولوں میں بھینی بھینی خوشبو بنکر جلوہ دکھانے والے کے قربان حسن کے پردہ میں کشش بنکر رونما ہونے والے کے قربان۔ سہانی صبح کی دلکشی کے پردہ میں چھپکر ٹہلنے والے کے قربان۔ رات کے خاموش لمحوں میں تاریکی کا روپ بھرنے والے کے قربان دریا کی لہروں میں بانکپن بنکر تیرنے والے کے قربان۔ قربان تیری اس ادا کے کہ تو خواب کے پردہ میں حضرت ابراہیمؑ کے سرہانے کھڑا ہوا نوے سال کے ضعیف سے

اکلوتے بیٹے کی قربانی

کے لئے کہہ رہا تھا۔ تیری محبت سے لبریز دل والے نے خواب میں تیری دلکش داستان سنی۔ وہ مست ہوگیا۔ وہ بیخود ہوگیا۔ اطاعت نے گردن جھکائی۔ محبت نے دل میں چٹکیاں لیں۔ حکم الہی کہہ رہا تھا کہ بیٹے کو قربان کردے۔ بیٹے کی محبت کہہ رہی تھی یہ اکلوتا ہے۔ یہ بڑھاپے کی نشانی ہے۔ یہ آنکھوں کا تارا ہے۔ دل کا سکھ ہے کلیجہ کی ٹھنڈک ہے۔ جب ایک ضعیف گردن جھکائے بیٹھا تھا اسوقت عشق الہی سے لبریز دل نے گردن اٹھا کر کہا ایک نہیں اگر ہزار بیٹے ہوں تو وہ بھی قربان۔ دل کا یہ آخری فیصلہ سنکر حضرت اسمٰعیلؑ کی طرف حضرت ابراہیمؑ بڑھے اور حکم الہی سے آگاہ کیا۔ آسمانی احکام کی پابندی کے لئے بیٹے نے باپ کے روبرو گردن جھکادی۔ سنسان بیابان تھا۔ نہ کوئی انسان تھا نہ حیوان تھا۔ بیٹا ذبح ہونے کے لئے زمین پر پڑا تھا۔ باپ کی چھری بیٹے کی گلوبری کے لئے بڑھ رہی تھی۔ کہ آسمانوں کی بلندیوں سے ایک آواز سنائی دی کہ اے ابراہیمؑ ہم نے تمہاری محبت دیکھ لی تم امتحان میں کامیاب ہوئے۔ حضرت ابراہیمؑ۔ رضائے الہی [illegible] دونوں گوشے کر واپس آئے۔ [illegible] جب [illegible] داستان سنی [illegible] حیرت [illegible] تھے۔ [illegible] سنت ابراہیمی کو زندہ کرنا چاہتا ہوں۔ جانوروں کی قربانی کے ساتھ ساتھ میں اپنی بھی قربانی چاہتا ہوں کہ تجھ سے مجھے قرب حاصل ہو جائے۔ لیکن انسانی قربانی سے تو ناراض ہوتا ہے اچھا اگر تو انسانی قربانی سے ناراض ہوتا ہے تو میں انسانی قربانی سے بھی دشوار قربانی جسے

نفس کی قربانی

کہتے ہیں کرنے کے لئے دنیا کے میدان میں بڑھنا چاہتا ہوں حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی میں جو راز پوشیدہ تھا وہ میں نے سمجھ لیا ہے۔ اس سے انسانی قربانی مقصود نہ تھی بلکہ نفس کی قربانی مقصود تھی۔ اس چیز کی قربانی مقصود تھی جو دنیا میں سب سے عزیز تھی۔ اس لئے میں بھی نفس کی قربانی کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ کی ہمت کا واسطہ۔ حضرت اسمٰعیلؑ کی اطاعت کا واسطہ مجھے بھی جرأت دے کہ میں نفس کی قربانی میں کامیاب ہوں۔

جب نفسانی خواہشات دل کے اندر سر اٹھائیں تو مجھے طاقت دے کہ میں روحانیت کی چھری سے انہیں ذبح کردوں جب دولت کی طمع میرے سامنے خوشنما جامہ پہنکر آئے اور میں تاریکی کی طرف بڑھوں اس وقت مجھے طاقت دے کہ میں قناعت کے خنجر سے اس کو قربان کرسکوں۔ جب شہرت کا جذبہ مجھے ناجائز ذرائع کی طرف لے کر بڑھے تو مجھے اس قابل بنا کہ میں گمنامی کی تلوار سے کسی خاموش جگہ میں اس جذبہ کو ذبح کرسکوں۔ جب دنیا کی محبت مجھے پابجولاں کرکے پستی کی طرف لے جانے لگے اس وقت مجھے قوت عطا کرتا کہ میں تیری محبت پر دنیا کی محبت کو قربان کرنے میں کامیاب ہوسکوں۔ اور تیرے ادنےٰ پرستاروں میں میرا بھی شمار ہوسکے۔ اے طاقت والے۔ جرأت والے۔ ہمت دے۔ جرأت دے تاکہ اس جرأت سے نفس کو قربان کرکے تیرے قربان ہونے کے قابل بن جاؤں ۰

خلیل اعظم کی دعوت تبلیغ

(از جناب مولانا مولوی زاہد القادری صاحب)

جب دنیا کے ہر گوشہ میں کفر و شرک کی تاریکی پھیل گئی تھی اور جب زمین کے ہر حصہ میں نافرمانی اور باطل پرستی کا زور تھا تو حق تعالےٰ نے مخلوق کی اصلاح و ہدایت اور توحید کی نشر و اشاعت کیلئے اپنے خلیل کو مبعوث کیا جن کا نام سیدنا ابراہیم ؑ ہے۔

جس زمانے میں حضرت خلیل اعظم مبعوث ہوئے وہ نمرود کا عہد حکومت تھا اور اُس بدبخت نے اپنی دولت و ثروت اور اپنی حکومت و سلطنت کے زعم میں اپنے آپ کو لائق عبادت اور قابل پرستش قرار دیا تھا اور صبح سے شام تک غیر معمولی تمرّد کے ساتھ کہا کرتا تھا کہ کون ہے جو میری عظمت و منزلت کا مقابلہ کر سکے اور کون ہے جو میری حکومت و سلطنت کو مجھ سے چھین سکے اور کس کی طاقت ہے جو میرے عروج و کمال کو پستی اور زوال سے بدل سکے میں وہ ہوں کہ مجھے ہر بات پر قدرت حاصل ہے اور میں وہ ہوں کہ جس کو چاہوں ذلیل کر دوں اور جس کو چاہوں عزت دوں۔

اَنَا رَبُّ الْمَشْرِقِ وَاَنَا رَبُّ الْمَغْرِبِ وَاَنَا الْحَیُّ الْقَیُّوْم

(میں رب مشرق ہوں اور میں رب مغرب ہوں اور میں حی و قیوم ہوں)

جب یہ انانیت کے نغمے حضرت خلیل اللہ کے کانوں میں پہونچے تو آپ کو سخت ناگوار گزرے اور آپ فوراً اپنی چادر سنبھال کر بیباکانہ نمرود کے دربار میں تشریف لے گئے۔ اور بہت دیر تک خاموش کھڑے رہے جب آپ پر نمرود کی نظر پڑی تو پوچھا اے کمل پوش کس غرض سے ہمارے دربار میں آئے ہو؟ یہ ایک سوال تھا جس نے چند لمحہ کے لئے سکوت طاری کر دیا۔ برہنہ تلواریں چمک رہی تھیں نیزے بلند تھے نمرود ایک اعلیٰ درجہ کا قیمتی لباس پہنے زرّین تخت پر بیٹھا تھا لیکن یہ ساز و سامان خلیل اعظم کے قلب پر مطلق اثر نہ ڈال سکا آپ نے فرمایا میں نے سُنا ہے تم اپنے آپ کو لائق عبادت ظاہر کرتے ہو اور ربوبیت اور رزاقیت اور قدوسیت کے مدّعی ہو! نمرود نے تیوری پر بل ڈال کر نہایت سخت لہجہ میں کہا ہاں تم نے جو کچھ سُنا ہے وہ صحیح ہے میں بلاشبہ اپنے آپ کو پرستش کا مستحق خیال کرتا ہوں اور میں یقیناً ہر بات پہ قادر ہوں اور میرے ارادوں میں مزاحمت کرنے کی کسی کو طاقت نہیں۔

حضرت خلیل اللہ نے فرمایا پھر اس دعویٰ پر کوئی دلیل؟ نمرود نے کہا میں کسی دلیل کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا اور تم سے پوچھتا ہوں کہ تم کس کی عبادت کرتے ہو اور تمہارے معبود میں کیا قدرت ہے؟ حضرت ابراہیم ؑ نے فرمایا میں اس ربّ قدوس کی عبادت کرتا ہوں جو زمین و آسمان چاند سورج اور تمام کائنات کا خالق و مالک ہے اور وہ زندگی عطا کرتا ہے اور زندگی ختم کرتا ہے نمرود مسکرایا اور کہا کیا میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ زمین و آسمان چاند سورج اور ستارے اور پہاڑ اور سمندر اور تمام چیزیں میں نے پیدا کی ہیں۔ اور میں ان کا خالق ہوں اور میں زندگی عطا کر سکتا ہوں اور زندگی ختم کر سکتا ہوں یہ کہکر نمرود نے ایک قتل کے مجرم کو طلب کیا جو پھانسی پر لٹکایا جا رہا تھا اور اس سے کہا جاؤ میں نے تم کو زندگی عطا کی پھر ایک بے گناہ شخص کو طلب کیا اور اسکو قتل کر دیا اور کہا دیکھا تم نے میں زندگی اور موت کا مالک ہوں اور ہر بات پر قدرت رکھتا ہوں۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰھٖمَ (اے مخاطب! کیا تو نے اس شخص کے فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ حال پر غور نہیں کیا جس نے رب پروردگار کے قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ (وجود کے) متعلق ابراہیم سے مباحثہ کیا تھا یُمِیْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ اس وجہ سے کہ اللہ نے اسکو سلطنت دی تھی جب (پارہ ۳ سورۂ بقر رکوع ۳) ابراہیم نے کہا کہ میرا پروردگار وہ ہے جو حیات دیتا ہے اور مارتا ہے تو کہنے لگا کہ میں بھی زندگی دیتا ہوں اور مارتا ہوں۔

جب حضرت خلیل اللہ نے دیکھا کہ ان کا مخاطب یعنی نمرود نہایت ہی بے وقوف ہے اور انانیت کے نشے میں سرشار ہے تو ارشاد فرمایا کہ میں تم سے ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ

قَالَ اِبْرٰھٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ ابراہیم نے کہا کہ اللہ تعالےٰ آفتاب کو یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ (ہر روز) مشرق سے نکالتا ہے اگر تم فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ ۔ قادر مطلق ہو تو صرف ایک [illegible]

اس بات کو سُنکر نمرود نہایت پریشان ہوا اور [illegible] سے تو میں عاجز ہوں اور یہ میری قدرت سے باہر ہے۔ حضرت خلیل اعظم نے فرمایا اے عاجز بندے [illegible] انسان [illegible] خاک کے پتلے! اپنی حقیقت کو پیش نظر رکھ عارضی [illegible] و کمال [illegible] فنا ہونے والی زندگی اور شہرت اور [illegible] و اخلاص کے ساتھ بارگاہ قدس میں [illegible]

فریضۂ حج

یا

شہید عشق کی یادگار

(نوشتہ جناب مولانا مولوی سید محمود صاحب زیدی مولوی فاضل)

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند بر عاشقان پاک طینت را

[illegible] عشق و محبت کی لازوالی کہ صدیاں گذرنے پر بھی شہیدان عشق کا جو چاہ سے عالم سے محو نہ ہوا۔ اس کائنات ارضی پر بڑے بڑے جبار و قہار حکمران آئے۔ بڑے بڑے شہ زور و شہسوار [illegible] مگر ہنوز اُن دنوں کے جن میں وہ بقید حیات تھے پھر دنیا نے انکی یادگار باقی نہ رکھا۔ آج تاریخ کے دفتر کہن میں بڑی جستجو کے بعد اساطیر الاولین کا دھندلا سا نشان نظر آتا ہے ورنہ ان کے وجود جسمانی اور ان کے رعب و جلال کے قصہائے پارینہ کو زمانہ کی تیز رفتار چکی نے پیکر گمنامی کی ہوا میں اڑا دیا۔ لیکن ان کے ساتھ ہی چند وجود ایسے بھی ہیں کہ گو تاریخی حیثیت سے ان کا زمانۂ حیات امر ماضیہ سے متعلق ہے مگر وہ کچھ ایسی زندگی لے کر آئے تھے کہ دنیا کے لمحہ ہا انقلاب کے باوجود ان کی حیات کا ایک ایک واقعہ اہل عالم کے دل پر ثبت ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ دن کی روشنی اور رات کی [illegible] کے اجزائے غیر فانی سے ملو ہے۔ وہ کون ہستیاں تھیں کہ جنہیں گذرے ہوئے صدیاں گذر گئیں مگر ان کی نہ مٹنے والی زندگی ایسے اثرات چھوڑ گئی کہ دنیا آج بھی اُس کاروان رفتہ کی صدائے جرس پر کان لگائے ہوا اور ان کے نقش قدم کی پیروی کا [illegible] ہے۔ دراصل یہ وہ مقدس احباب تھے جنہوں نے [illegible] آباد کرۂ ارض پر اپنے وجود کو عشق و محبت کے صنم خانہ [illegible] ستان اور اپنی متاع ہستی کو پیکر محبت کی نذر کر دیا تھا۔ [illegible] قصہائے ماضی کو فراموش کر چکی مگر شہیدان الفت [illegible] سکا۔ اور کیسے فنا ہو سکتا تھا جبکہ ان کا ذرہ ذرہ [illegible] پر تھا۔ ایک ایسی کا کاروان رفتان دلدادگی د [illegible] دنیا میں نہ رہے اور آغوش [illegible] غیر فانی [illegible]

حقیقت تو یہ ہے کہ دنیا کی ہر شے مٹ جاتی ہے۔ عالم کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے سلطنتوں کی بنیادیں پڑتی ہیں اور اکھڑ جاتی ہیں۔ سلاطین کے فلک بوس قصر تعمیر ہوتے ہیں اور ادنیٰ زلزلے سے گر جاتے ہیں۔ غرضکہ دنیا میں کوئی شے ایسی نہیں جو انقلاب و تغیر کا شکار نہ ہوتی ہو مگر عشق اور صرف عشق ایک ایسی شان لازوال رکھتا ہے کہ دنیا کے انقلابات۔ حوادث۔ آفات ارضی و سماوی خواہ کچھ بھی ہیجان پیدا کریں مگر اس کے وجود غیر فانی کو کچھ ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ جیسا عشق بجائے خود اَن مٹ ہے عاشق بھی اس غیر فانی نشان سے متاثر ہو کر نہ مٹنے والا بن جاتا ہے۔ گو پیام اجل عاشق کو زندگی سے محروم کر کے گوشہ نشین کنج لحد بنا دیتا ہے مگر اس شہید الفت و محبت کی قبر کے ذرات اپنی لازوالی کا ان الفاظ میں ثبوت پیش کرتے ہیں ع

شدیم خاک ولیکن ببوئے تربت ما
تواں شناخت کزیں خاک مردمی خیزد

کئی ہزار برس گذر چکے کہ وادی مکہ میں بھی اس عشق بازی کا ظہور ہوا تھا اور چونکہ یہ عشق مخلوق سے جدا ہو کر خالق ارض و سما سے کیا گیا تھا اس لئے دنیا کے تمام عشق و شیفتگی سے اس کی شان جدا ہے۔ باوجودیکہ اُن پرستاران حق کو میدان الفت میں کام آئے ہوئے ہزارہا برس ختم ہو چکے مگر ان کے دائمی عشق اور ان کی غیر فانی الفت کا کرشمہ دیکھو کہ آج بھی کروڑ ہا نفوس اسی عشق بازی کی رسم کو زندہ رکھنے کے لئے بیتاب و بے قرار ہیں۔ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کیا آتی ہے اُسی عشق الٰہی کی رسم قدیم "بخاک و خون غلطیدن" کو زندہ کیا جاتا ہے اسلام نے اس رسم کہنہ کو زندہ رکھنے کا نام حج رکھا ہے۔ آؤ اے پیروان ملت حنیف کہ آج ہم اس یادگار رہنے والے واقعہ کو تمہارے سامنے دہرائیں غور کرو اور دیکھو کہ اس قصہ میں عشق و شیفتگی کی وہ کونسی زندہ اور جاوید مثال ہے کہ جس نے کہ انسانوں کو اس رسم کی ادائیگی پر مجبور کر دیا۔ اہل اسلام سے مکہ کا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک روز اپنے لخت جگر حضرت اسمٰعیل کو پیار کر رہے تھے حالانکہ ان کا عشق خداوند

بیٹے سے مشہور تھا اس اولاد کی محبت کو دیکھکر فرشتوں نے جناب باری میں گزارش کی کہ یارب العالمین! ابراہیمؑ تیری محبت اور تیرے عشق کا مدعی ہے مگر اپنی اولاد کی محبت میں بھی کسی طرح کم نہیں پھر تیرے عشق کا دعویٰ کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ ارشاد باری ہوا کہ اے فرشتو! ابراہیمؑ ہمارا محب صادق ہے ہماری محبت پر کوئی چیز غالب نہیں آسکتی جس اولاد کی محبت پر تم ابراہیمؑ کو مورد الزام بناتے ہو اگر ہم اسکی جان بھی طلب کریں تو وہ ہمارے مقابلہ میں اس محبوب فرزند کو قربان کرنے سے دریغ نہ کرے گا۔ اور تمہارے مزید اطمینان کے لئے ابراہیمؑ کو قربانی فرزند کا حکم دیتے ہیں تم دیکھو کہ وہ ہمارے عشق اور ہماری محبت میں ثابت قدم رہ کر اپنے محبوب ترین فرزند کو ہمارے حکم پر قربان کرتا ہے یا نہیں؟ چنانچہ جب حضرت ابراہیمؑ ملک شام سے کہ معظمہ میں اپنے فرزند سے ملنے کو تشریف لائے ذی الحجہ کی ساتویں تاریخ کو آپ نے خواب دیکھا کہ منادی غیب یہ ندا کرتا ہے کہ اے الفت و محبت رکھنے والے ابراہیمؑ! تم خدا کی راہ میں سب سے پیاری چیز قربان کرو" صبح بیدار ہو کر آپ نے چند جانور خدا کے راستے میں قربان کر دیے لیکن دوسرے اور تیسرے روز بھی یہی خواب نظر آیا تو آپ غور کرنے لگے کہ قربانی تو جانوروں کی ہوتی ہے وہ میں کر چکا اور پھر بھی وہی خواب دیکھتا ہوں تو اب مجھے سب سے زیادہ عزیز اور محبوب فرزند اسمٰعیل ہے ممکن ہے خدا کو اسکی قربانی مقصود ہو جب یہ خیال دل میں راسخ ہو گیا کہ تین روز تک خواب میں اس صدائے غیبی کا آنا کہ تم محبوب چیز کو ہمارے راستہ میں قربان کرو اس سے اسمٰعیلؑ کی قربانی منظور ہے تو حضرت خلیل اللہ اس کے لئے تیار ہو گئے اور اس خیال سے کہ اسمٰعیلؑ ۱۰ برس کے بچے ہیں اور ان کی والدہ کو ان سے بہت زیادہ محبت ہے حضرت ابراہیمؑ نے ان کی والدہ سے اس قربانی کا عزم ظاہر نہ کیا صرف یہ فرمایا کہ اسمٰعیلؑ کو لباس وغیرہ سے آراستہ کر دو ہم بڑے شخص کے ہاں ان کو مہمان لے جائیں گے۔ شوہر کے حکم کی تعمیل میں ان کی والدہ نے غسل کرا کے لباس فاخرہ پہنایا اور باپ کے ساتھ روانہ کر دیا۔ جب یہ فدا کار راہ عشق اپنے لخت جگر کو ہمراہ لے کر جنگل میں پہنچ گئے تو اب اپنے سفر کا مقصد حضرت اسمٰعیلؑ کے سامنے اس طرح بیان فرمایا۔

یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی۔ — اے فرزند! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں راہ خدا میں قربان کر رہا ہوں بس تمہاری کیا مرضی ہے؟

[illegible] اللہ یہ کس کے بچے سے جان [illegible] کا سوال ہو رہا ہے اور [illegible] وہ حصہ ہے [illegible]

فروغ کا زمانہ ہے۔ مگر جو فرزند کہ عشق بازوں کی یادگار ہوتے ہیں ان کے ریشہ ریشہ میں فداکاری و جانبازی کا ولولہ اور سرفروشی کی تڑپ موجود ہوتی ہے۔ حضرت اسمٰعیلؑ ۱۰ سالہ نوخیز بچے تھے مگر ان کے رگ و ریشہ میں خون ابراہیمیؑ اپنے عشق و سوز کے ساتھ دوڑ رہا تھا اس لئے ان کے لئے یہ کہنا کہ وہ بچے تھے شان عشق کے خلاف ہے گو وہ بچے تھے مگر عشق و الفت کی وہ سوزش جس نے حضرت خلیلؑ کو برق تپاں بنا رکھا تھا اور جس کرشمہ محبت نے ان کے خرمن ہستی کو بے چین کر رکھا تھا حضرت اسمٰعیلؑ کے اعضاء بدن کا ایک ایک ذرہ اس سے سرگرم و سرشار تھا اس لئے اس قربانی کے سوال پر انکی معصومانہ زبان سے یہ جواب نکلا۔

یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ — اے پدر بزرگوار! جو کچھ آپکو حکم دیا گیا ہے اسکی تعمیل کیجئے انشاءاللہ آپ مجھے صابر پائیں گے

اللہ اکبر! اس جواب میں سوز و غم کی کیسی سچی تپش اور کیسی صداقت و فدائیت موجود ہے کہ حکم پاتے ہی ایک طفل ناتجربہ کار بلا کسی انکار و انحراف کے سر تسلیم خم کر کے جانبازی کی تمنا کرتا ہے۔ سچ ہے عشقبازی بازیچہ اطفال نہیں۔ یہ فدویت و جاں نثاری کا وہ مرتبہ کبریٰ ہے جو ہر شخص کو میسر نہیں ہو سکتا۔ بلکہ قدرت کی نگاہ انتخاب جسے اس راہ شیفتگی میں چن لیتی ہے وہی اس سوزش و تپش سے لطف اندوز ہوتا ہے ع

قسمت میں جس کے لکھا تھا وہ پھول گیا۔ ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

خواہ بچہ ہی کیوں نہ ہو مگر جبکہ اس کا خمیر وجود خاک عشق و الفت سے تیار ہو تو اسے بچپن کچھ نہیں کرتا وہ بچہ ہی رہتا ہے مگر اسکی باطنی قوتیں صاحب عقل و خرد سے کہیں زیادہ ہوتی ہیں ع

دیوانہ بکار خویش ہشیار

عقل والے فہم و ادراک کو روتے ہیں، ناتمامی اور تجربہ کاری کا ماتم کرتے ہیں مگر جسے چاشنی الفت کا مزہ مل جاتا ہے وہ عقل کی رہبری کو بھی شیوہ محبت کے خلاف سمجھتا ہے۔ عقل و ادراک اور عشق میں اجتماع دشوار ہے ع

عقل در اسباب میدارد نظر
عشق میگوید مسبب را نگر

مختصر یہ کہ حضرت اسمٰعیلؑ اپنے پدر بزرگوار کے حکم [illegible] لئے تیار ہو جاتے ہیں اور راہ خدا میں اپنا سر پیش کر دیتے [illegible] حضرت خلیل بھی اپنے [illegible] سامنے دنیا [illegible] نہیں [illegible] ہیں۔ عزیمۂ خلت [illegible] کر جس کے مقابلہ میں فدا [illegible]

خلیلؑ جب فرزند کو خدا کی راہ میں سرفروشی کے لئے آمادہ دیکھتے ہیں تو چھری نکالتے ہیں تاکہ اپنے خواب کو سچا کر دکھائیں اور دنیا کے سامنے عشق و محبت۔ فداکاری و سرفروشی کی یادگار بننے والی مثال قائم کر دیں۔ جب یہ خدا کا سچا عاشق فرزند کے حلقوم پر چھری چلاتا ہے تو ندائے الٰہی اس عشق میں پورے اترنے والے جانباز کا یوں استقبال کرتی ہے۔

فَلَمَّا اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ وَ نَا — جب وہ دونوں تیار ہوگئے اور اس
دَیْنٰهُ اَنْ یّٰاۤ اِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ — (فرزند) کو پیشانی کے بل لٹایا تو ہم نے
الرُّءْیَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ — آواز دی کہ اے ابراہیمؑ تم نے اپنا
اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ وَ — خواب سچا کر دکھایا واقعی یہ آزمائش
فَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ — بہت سخت تھی ہم اسکی جزا میں بڑا فدیہ دیتے ہیں۔

اس مختصر مضمون میں واقعات پورے نہیں آسکے تاہم ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں اس یادگار بننے والے واقعہ میں جو ہر سال حج کی صورت میں دہرایا جاتا ہے عشق و محبت کی کیسی سچی مثال ہے۔

آج اُن کشتگان خنجر تسلیم کو گذرے ہوئے برسوں گزر چکے مگر عشق و محبت کی وہ آتش خرمن سوز جسے وہ وادی مکہ میں روشن کر گئے تھے اب تک فروزاں ہے اور یہ جانبازی و سرفروشی ایسی پسند آئی کہ باوجود مرور ایام کے زمانہ اس یادگار کو فراموش نہ کر سکا اور کروڑوں مسلمانوں پر فرض کر دیا گیا کہ اسوۂ ابراہیمیؑ کی یادگار قائم رکھنے کے لئے ہر سال عرفات میں جمع ہو کر حضرت ذبیحؑ کی طرح ہر حاجی خدا کی راہ میں جانور ذبح کرکے اسمٰعیلیؑ سنت کو زندہ رکھے کہ یہ رشتہ خنجر تسلیم کی یادگار ہے جس میں غیر فانی زندگی ہے جو تا بقائے عالم باقی رہے گی ع

کشتگان خنجر تسلیم را ✽ ہر زمان از غیب جانے دیگر است

عمر خیام

اسلامی دنیا کے اس مشہور فلاسفر کے حالات مع تمام رباعیات جس کے فلسفہ کو تمام یورپ نے تسلیم کیا ہے اور جس کی ہر رباعی کو باتصویر جرمنی میں شائع کیا گیا ہے۔ ہر رباعی میں فلسفہ و حکمت کا خزانہ بھرا ہوا ہے اس کتاب میں ہر رباعی کا ترجمہ اردو رباعی میں اس طرح کیا گیا ہے کہ اصل فارسی کا رنگ بھی قائم ہے لکھائی اعلیٰ درجہ کی کاغذ سفید شروع میں حکیم خیام کی ایک نایاب عکسی تصویر بھی دی گئی ہے۔ قیمت سوا دو روپے علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ:- مینجر رسالہ پیشوا دہلی



رگڑا

(از جناب پیرزادہ فضل احمد شاہ صاحب آزار)

احسان کا جھنڈا ہاتھ میں لے ایمان کا جھنڈا ہاتھ میں لے اسلام کا ڈنڈا ہاتھ میں لے
دم مست قلندر دھر رگڑا مٹ جائے یہ کفر کا سب جھگڑا

دل کانپ گیا ہر کافر کا جھٹ ٹوٹ گیا در خیبر کا جب نعرہ یہ گونجا حیدر کا
دم مست قلندر دھر رگڑا مٹ جائے یہ کفر کا سب جھگڑا

آفاق میں شور مچائے جا تکبیر کی تان اڑائے جا یہ گیت مزے سے گائے جا
دم مست قلندر دھر رگڑا مٹ جائے یہ کفر کا سب جھگڑا

ہے تیغ تری تکبیر یہی دیتی ہے پلٹ تقدیر یہی کرتا نہیں کیوں تدبیر یہی
دم مست قلندر دھر رگڑا مٹ جائے یہ کفر کا سب جھگڑا

اسلامیوں کا ہے کام یہی دیتا ہے عرب پیغام یہی ہر صبح یہی ہر شام یہی
دم مست قلندر دھر رگڑا مٹ جائے یہ کفر کا سب جھگڑا

یثرب سے ندا آئی ہے کہ قم پھر کیوں نہ ہو ہستی کفر کی گم اور ساتھ ہی اس کے گانے کی دم
دم مست قلندر دھر رگڑا مٹ جائے یہ کفر کا سب جھگڑا

بن کر نہ بگڑ اپنوں سے نہ لڑ اور گھر کے کسی جھگڑے میں نہ پڑ چھٹیا سے مرشد ہی کو پکڑ
دم مست قلندر دھر رگڑا مٹ جائے یہ کفر کا سب جھگڑا

جو سچے بھارت باسی ہیں اسلام کے سب متلاشی ہیں حیران بتانِ کاشی ہیں
دم مست قلندر دھر رگڑا مٹ جائے یہ کفر کا سب جھگڑا

وہ شدھی دوڑی جاتی ہے اور پیٹتی جاتی چھاتی ہے خود کہنے لگی اب جاتی ہے
دم مست قلندر دھر رگڑا مٹ جائے یہ کفر کا سب جھگڑا

اسلام کا جام اڑاتا چل ہاں پیتا چل پلواتا چل اور دل کی لگی کو بجھاتا چل
دم مست قلندر دھر رگڑا مٹ جائے یہ کفر کا سب جھگڑا

کیسے لڑکے کی ضرورت ہے جو بیحد نالائق ہو؟

اپنا ذہن نالائق لڑکے کو انتخاب کر کے نئے مدایت شدہ اصولوں پر لکھی ہوئی کتاب اولاد کی تربیت پڑھائیے انقلاب شدہ ایسا لڑکا بنجائے گا جس پر قوم ناز کر سکیگی نوجوانوں کے ذہن میں نئی روح پھونک دیتی ہے۔ اس کے پڑھنے کے بعد خیالات میں حیرت انگیز انقلاب پیدا ہو جاتے ہیں۔ بدمزاج خوش مزاج۔ بدچلن نیک چلن پست ہمت عالی ہمتی۔ بددیانت دیانتدار بیوقوف عقلمند بنجاتا ہے۔ استاد کو چھڑا دیجئے۔ اتالیق کو موقوف کر دیجئے۔ مگر اس کتاب کا مطالعہ جاری رکھئے اس سے نوجوانوں کے دماغ کیمرہ کی طرح ایسی پختگی ہو جاتی ہے جو بڑا ہو کر مٹ نہیں جاتی۔ بہت مختصر فہرست مضامین ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

- دیباچہ
- غذا
- غذا کی قدرت
- غذا کی شکر گزاری
- تم دنیا میں کیوں آئے
- تم اشرف المخلوقات کیسے ہو
- تمہاری زندگی
- کیا تم محتاج ہو
- دل کا باغ
- زرین اصول
- قسمت کی آواز
- مختصر
- نیکی اور بدی

- عہد پیری
- صحت جسمانی
- حفظان صحت کے اصول
- صفائی
- تازہ ہوا
- صاف پانی
- اچھی غذا
- لباس و ورزش
- علاج و تیمارداری
- بخار۔ ہیضہ۔ طاعون
- چیچک اور اسکا ٹیکہ
- پرہیزگاری، ارغوانی گلاس
- پاکبازی محنت

- اپنا کام آپ کرو
- سعی
- چستی و مستعدی
- استقلال۔ ناکامی
- تہذیب و شائستگی
- سلیقہ اور باقاعدگی
- خودنمائی اور خودپرستی
- امروز فردا
- آنکھ کے بادام دانے
- آداب مطالعہ اوقات مطالعہ
- غور و خوض توجہ و استغراق
- عزم و ہمت
- مضمون کو ذہن نشین کرنا

- اپنے اوپر اعتماد۔ بار بار مطالعہ تحریر۔ عادت۔
- پابندی رسوم اخلاقی جرأت
- راستی تفریح و ورزش مکالمہ
- کتب بینی۔ تھیٹر رقص سرود
- بائسکوپ۔ تاش شطرنج جوا
- والدین کے حقوق اطاعت
- ادب محبت
- بھائی بہن کے حقوق
- خاندان کی محبت
- استاد کے حقوق
- باقاعدہ حاضری باقاعدگی
- محنت۔ نیک چلنی۔ سچی دیانت

- قرض اور اس کے اسباب
- عاقبت اندیشی و پیش بینی نہ ہونا
- شادی و غم کی تقریبوں میں حیثیت سے زیادہ خرچ کرنا
- زیورات
- قرض کی برائیاں
- روپے کا نقصان
- بے عزتی۔ جھوٹ۔ بددیانتی
- متعلقین کی تکالیف
- قرض سے کیونکر بچ سکتے ہیں
- آمدنی سے کم خرچ
- آمد و خرچ کا حساب
- نقد لین دین

- غیر ضروری مصارف
- سیونگ بنک
- نہیں کہنا سیکھو
- بدزبانی۔ خودغرضی نیکوکاری
- دوست اور ہمنشین
- اخوت۔ تعلیم نسواں
- سچی اور جھوٹی خیرات
- جھوٹی خیرات
- سچی خیرات
- وطن پرستی

قیمت صرف ایک روپیہ (عہ)

بدنصیب ہیں وہ ماں باپ

جن کی اولاد مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو کر بھی مذہبی اور اخلاقی تعلیم سے محروم ہے اگر ماں باپ کو اولاد سے محبت ہے تو وہ انہیں مذہب و اخلاق کا مجسمہ بنا کر خاندان کی عزت بڑھائیں اور انہیں

دین کی باتیں

پڑھائیں۔ یہ عجیب و غریب کتاب لڑکوں اور لڑکیوں میں مندرجہ ذیل اوصاف پیدا کر دیتی ہے۔

- وہ خدا اور رسول کو اچھی طرح پہچاننے لگتے ہیں
- وہ اولیاء اللہ اور بزرگان دین کا احترام کرنے لگتے ہیں
- وہ والدین اور بزرگوں کی اطاعت فرض سمجھیں گے۔
- وہ تعلیم و ترقی کی حرکت اسلام کی حدود میں رہ کر گامزن ہونگے۔ مسلمان بچوں کا صحیح نمونہ نظر آئیں گے۔
- وہ اخلاق کی جیتی جاگتی تصویر بن جائیں گے۔
- وہ خود بخود تمام خلاف شرع اور بری باتوں سے پرہیز کریں گے
- وہ ہمیشہ نیک کاموں کی طرف اپنا فضول دماغ کو رجوع کریں گے
- وہ عمر سے بہت زیادہ سمجھدار بن جائیں گے۔
- وہ جو باتیں کریں گے ان سے اسلامی روشنی جلوہ گر ہوگی
- وہ بامروت۔ رحمدل۔ شریف الطبع بنجائیں گے۔
- وہ احادیث اور بزرگان دین کے قیمتی اقوال بات بات پر بیان کریں گے۔

بدنصیب ہیں وہ گھر خوش قسمت ہیں وہ خاندان جس میں یہ عجیب و غریب کتاب نہیں ہے۔ یہ کتاب نہایت اہتمام سے صاف طبع کرائی ہے قیمت فی جلد صرف آٹھ آنے (۸)

ملنے کا پتہ: مینیجر رسالہ پیشوا دہلی

عاشق اپنی محبوبہ سے جدا ہوتا ہے

اسکی آنکھیں پُرنم ہیں دل میں ایک طوفان برپا ہے سینے عشق و محبت کے جذبات سینہ میں تڑپ رہے ہیں وہ اپنے جذبات کی تصویر خطوط کی صورت میں کھینچنا چاہتا ہے لیکن وہ معذور ہے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کاغذ پر عشق و محبت کے جذبات کیونکر لائے جاتے ہیں' ایسی صورت میں کتاب

دُولہا دلہن کے خطوط

رہبری کریں گے اور بتائیں گے کہ جذبات سے لبریز عشق و محبت میں ڈوبے ہوئے خطوط کس طرح لکھے جاتے ہیں اور کاغذ پر جذبات کی تصویر کیونکر کھینچی جا سکتی ہے' اس کتاب میں نئے شادی شدہ نوجوان عورتوں اور نوجوان مردوں کے عشق و محبت میں ڈوبے ہوئے وہ خطوط ہیں جو دولہا دلہن ایک دوسرے سے جدا ہونے کے بعد مفارقت کی حالت میں عالم بیتابی میں لکھنے پر مجبور ہوجایا کرتے ہیں' ہر خط عشق و محبت کے جذبات میں ڈوبا ہوا ہے' ان خطوط کے مطالعہ کے بعد نئی شادی شدہ نوجوان اپنی بیویوں' اور نئی شادی شدہ لڑکیاں اپنے اپنے شوہروں کو ایسے دلچسپ اور شوخ لکھ سکتی ہیں کہ جو شاید بڑے بڑے تعلیم یافتہ بھی شاید نہ لکھ سکیں یہ کتاب نئے شادی شدہ نوجوانوں کو چند روز میں عاشقانہ اور مفید خطوط لکھنے پر بالکل عادی کردے گی۔ قیمت صرف آٹھ آنے (۸/)

میاں بیوی ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں

دونوں کو ایک دوسرے کی جدائی بے چین کردیتی ہے' دونوں فرقت میں ایک دوسرے کو یاد کرتے ہیں ان کی سچی محبتیں ان کو بیتاب کرتی ہیں اس بیتابی کا علاج دونوں کے پاس صرف ایک ہی ہے کہ وہ ایک دوسرے کو محبت کے تقاضوں سے مجبور ہو کر خطوط کے ذریعہ سے اپنے جذبات کو تسکین دیتے ہیں لیکن وہ اپنے جذبات کو صحیح طریقہ سے ادا کرنے میں ناکام رہتے ہیں کیونکہ وہ خطوط نویسی سے ناواقف ہیں اس مقصد کے لئے سب سے بہتر کتاب

میاں بیوی کے خطوط

ہیں جس میں میاں بیوی کی محبت کے سچے جذبات بھی ہیں جسکی عبارت میں البیلے انداز کی رنگینی بھی ہے جو صرف میاں بیوی ہی کے خطوط کے لئے مخصوص ہے' جس میں خطوط کی صورت میں بیویوں کی اصلاح اور تعلیم کی بھی کوشش کی گئی ہے' جس میں میاں بیوی کے تعلقات اور فرائض پر بھی خطوط میں روشنی ڈالی گئی ہے' یہ خطوط بیوی کی طرف سے شوہر کے نام اور شوہر کی طرف سے بیوی کے نام ہیں' خطوط بھی ہیں اور مکمل تعلیم بھی ہے ان خطوط کے مطالعہ کے بعد مردوں کو نہایت دلچسپ مفید اور کارآمد خطوط لکھنے آجاتے ہیں جن میں محبت کی چاشنی کے ساتھ اصلاحی پہلو بھی ہوتے ہیں اور عورتیں اپنے شوہروں کو نہایت پُرتکلف خط لکھنا سیکھ جاتی ہیں۔

قیمت صرف ۸/

ملنے کا پتہ

حسن الماس شفیع اینڈ کو چیلاں دہلی

اگر تم مسلمان ہو تو طیار ہو کر میدان میں آجاؤ

پھر وہی عزت والے مسلمان بنجاؤ، پھر دنیا میں طوفان برپا کر دو، پھر وہی بیلوسا اطمینان قلب حاصل کرو، پھر اپنے بازوؤں میں طاقت اور دلوں میں جرات پیدا کر لو پھر افلاس اور بیکسی تول اور ترقی کی طرف بڑھو، پھر آگے بڑھ کر کفار کی صفوں میں لرزہ پیدا کر دو۔ اگر تم مسلمان ہو اور یہ سب کچھ چاہتے ہو تو اس مہینہ کی بالکل نئی تصنیف کتاب

صدائے صور

تصنیف ۔۔۔ قیمت ۱۲

پڑھو جو تمہاری زندگی کو پلٹ کر رکھدیگی اور تمہیں وہ سب کچھ دلا دے گی جس کے لئے تم اور تمام دنیا بے چین ہے۔!

یہ کتاب مردہ دلوں میں ولولے پیدا کر دے گی

یہ کتاب مذہبی پابندی کا خود بخود شوق دلائے گی۔

یہ کتاب اتحاد باہمی کی زبردست طاقت پیدا کر دے گی

یہ کتاب قومیت اور نسل کے اختلاف کو مٹا کر کل مسلمانوں کو ایک کر دے گی

یہ کتاب معاشرت اور عقائد کے اختلاف کو مٹا کر سب کو ایک مرکز پر لائے گی

یہ کتاب شادی بیاہ تعلیم و تربیت کے صحیح اصول بتائے گی۔

یہ کتاب سیاہکاری کو مٹا کر پاکباری پھیلائے گی

یہ کتاب افلاس کو تمول سے بدل دے گی۔

یہ کتاب ملازم پیشہ حضرات کو بتلائے گی کہ کیونکر ترقی کی جائے۔

یہ کتاب صنعت و حرفت اور تجارت کی تعلیم دے گی۔

یہ کتاب روپیہ کا جائز مصرف بتلائے گی

یہ کتاب غیر ضروری مصارف کو بالکل فنا کر دے گی

یہ کتاب پوشاک، مکان، خورد و نوش کے مصارف کے صحیح طریقے بتائے گی۔

یہ کتاب دوا دارو، جانداری، جہیز، داج وغیرہ میں بھی اکسیر ثابت ہوگی۔

یہ کتاب مالی اصلاح کی طرف راغب کرے گی۔

یہ کتاب بیکاروں کو کارآمد بنا دے گی۔

یہ کتاب صحت جسمانی کے لئے تدابیر بتائے گی

یہی وہ کتاب ہے جو مسلمانوں کی موجودہ پستی کا علاج ہے۔ اگر اس پر مسلمانوں نے عمل کیا تو تندرستی، عیش و آرام، عزت، دولت، سب کچھ ان کو حاصل ہو جائے گا اور وہ ان قوموں کو جو انہیں کچلنا چاہتی ہیں مسل کر رکھدیں گے۔

اگر آپ علم مجلسی حاصل کرنا چاہتے

اور اپنے دل میں یہ آرزو رکھتے ہیں کہ آپ جس مجلس میں بیٹھ جائیں اہل محفل کی نگاہیں آپ ہی کی طرف اٹھیں۔ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے جملے محفل میں ایک خاص کیفیت پیدا کر دیں۔ اگر در حقیقت آپ یہ چاہتے ہیں تو

علم مجلسی

پڑھیئے اس کتاب میں علم مجلسی کو نہایت ہی دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے ہر موقع اور ہر محل کے پر لطف اور چبھتے اشعار دو سو سے زیادہ عنوانات کے تحت میں جمع کئے گئے ہیں۔ ناصحانہ، عاشقانہ، ظریفانہ، غرض جس مضمون کا شعر مطلوب ہو، اس قسم کے چندہ بیس برجستہ اشعار ایک لمحہ میں مل سکتے ہیں۔ جو تحریر اور تقریر میں سونے پر سہاگہ کا کام دیتے ہیں، اس کتاب کے چار حصے ہیں

حصہ اول، دوم میں محض اشعار چھپے گئے ہیں۔ قیمت ۶

۔۔۔ اصطلاحات اور ابیات درج ہیں۔ قیمت ۔۔۔

پیشوائے مذہب کی سیاہکاریاں

اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک حسین حسینہ کی سرگذشت پڑھیئے۔ جو آپ کو بتائے گی کہ "زاہداں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند" علامہ راشد الخیری نے اس دلچسپ واقعہ کو اپنے قلم سے لکھا ہے اور

محبوبۂ خداوند

لکھکر اوباش سیاہکاروں کی سیاہکارانہ زندگی کو طشت از بام کر کے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ اس ناول میں ایک سیاہ کار زاہد نما پیشوائے مذہب نے ایک نو عمر حسینہ کو فریب دیکر اسکو قابو میں لانے کے لئے وہ وہ لطیف تدابیر اختیار کی ہیں جنکو عمل میں لانے کے بعد شاید ہی پارسا سے پارسا عورت کا ایمان محفوظ رہ سکتا ہے لیکن اس حسینہ نے اسکی تمام چالاکیوں کو طشت از بام کر دیا۔ اور پیشوائے مذہب کی سیاہکاریاں تمام دنیا پر روشن کر کے ۔۔۔ مذہب ۔۔۔

قیامت کے دن کس کا دامن پکڑو گے؟

جب نفسی نفسی کا شور برپا ہوگا۔ جب کوئی کسی کا ساتھ نہ دیگا اس وقت ہر مسلمان سرورِ دوجہاں کے قدموں میں لوٹ کر اپنی شفاعت کا متمنی ہوگا لیکن یہ تمنا صرف وہی پوری کر سکیں گے جو عاشقِ رسول ہیں۔ آپ بھی مسلمان ہیں اور آپ کو بھی پیارے نبی سے محبت ہوگی۔ اگر آپ اپنے نبی کے حالات پڑھکر اپنے ایمان کو تازگی بخشنا چاہتے ہیں

تو اردو زبان کی سب سے مستند کتاب

رسالت نامہ

پڑھئے۔ یہ اسلامی تاریخ بھی ہے۔ یہ سوانح رسول بھی ہے، یہ میلاد نامہ بھی ہے۔ اس میں آپ کے تمام حالات نہایت تصدیق و تحقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں۔ خود پڑھیئے، عورتوں کو پڑھکر سنائیے، بچوں کو پڑھکر سنائیے۔ زبان نہایت شستہ ہے۔ رسالت نامہ کی مختصر فہرست مضامین کا کچھ حصہ نیچے درج کیا جاتا ہے۔ قیمت ...

- اسلام کی ابتدا
- عرب کی جہالت
- رسول عربی کا جلوہ افروز ہونا
- رضاعت
- مدینہ کا پہلا سفر
- شام کا پہلا سفر
- نبوت سے پہلے حضور کی عظمت
- آفتاب رسالت کا طلوع
- دعوت اسلام
- بلاکشان اسلام

- اسلام کی پہلی ہجرت
- رسول عربی کے ساتھ کافروں کا سلوک
- ہجرت
- **ہجرت کا پہلا سال**
- مدینہ میں داخلہ
- یہودیوں کا مسلمان ہونا
- اذان کی ابتدا
- **ہجرت کا دوسرا سال**
- تحویل قبلہ
- آغاز جہاد

- بدر کی لڑائی
- حضرت فاطمۃ الزہرا کی شادی
- فرضیت صوم
- عید الفطر
- **ہجرت کا تیسرا سال**
- احد کی لڑائی
- شہدائے احد
- **ہجرت کا چوتھا سال**
- واقعہ رجیع
- **ہجرت کا پانچواں سال**

- واقعہ افک
- احزاب کی لڑائی
- **ہجرت کا چھٹا سال**
- فرضیت حج
- صلح حدیبیہ
- بادشاہوں کو دعوت اسلام
- **ہجرت کا ساتواں سال**
- خیبر کی لڑائی
- ادائے عمرہ
- **ہجرت کا آٹھواں سال**

- فتح مکہ
- خطبۂ فتح
- حنین کی لڑائی
- **ہجرت کا نواں سال**
- تبوک کی لڑائی
- حجۃ الوداع
- وصال نبوی
- قیمت صرف
- ایک روپیہ
- علاوہ محصول ڈاک

تمہارے ایمان پر کفر کی بجلیاں گر رہی ہیں

تم بے خبری کے عالم میں ہو اور کفر کی آگ بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ تم، تمہاری عورتیں، تمہارے بچے، ارکان اسلام سے ناواقف ہیں۔ اگر تم اپنے ایمان کو اور عورتوں کے ایمان کو اپنے بچوں کے ایمان کو صحیح و سلامت رکھنا چاہتے ہو تو:

مذہبی معلومات

خود بھی پڑھو، عورتوں کو بھی پڑھکر سناؤ۔ اور بچوں کو بھی مجبور کرو کہ وہ پڑھیں۔ اس کتاب میں اسلام کی تعلیم کا خلاصہ اس خوبی کے ساتھ کیا گیا ہے کہ تمام اہم اور ضروری باتیں آگئی ہیں جن کے مطالعہ کے بعد بچے، بوڑھے، جوان صرف ایک دن میں تمام ارکان اسلام سے واقف ہو جاتے ہیں۔ زبان نہایت شستہ اور آسان۔ کتاب کی فہرست مضامین بہت لمبی ہے اس میں سے کچھ نیچے درج کی جاتی ہے۔ تاکہ کتاب کی حقیقت ذہن نشین ہو سکے۔ قیمت ...

- اسلام
- اسلامی عقائد
- اسلام اور ایمان
- اسلام کے ارکان
- ... صفات الٰہی
- [illegible]

- خدا کا دیکھنا اور سننا
- خدا کا بات چیت کرنا
- فرشتے
- خدا کی کتابیں
- خدا کے رسول
- قیامت اور اسکی نشانیاں
- [illegible]

- کفر اور شرک
- مرنے کے بعد کے حالات
- نزع کی کیفیت
- عذاب قبر
- علیین و سجین
- روحوں کی ملاقات
- دعا
- صدقہ
- [illegible]

- معجزہ اور کرامت
- صحابۂ کرام
- اہلبیت اطہار
- مجتہدین و اولیاء اللہ
- [illegible]
- [illegible]
- حرام

- شریعت اور علم شریعت
- علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ
- اسلامی اعمال
- نماز اور اس کا مفصل بیان
- ... و سہو
- ... تلاوت
- خطبہ ...

- روزہ اور اس کا مفصل بیان
- مسائل تراویح
- زکوٰۃ اور اس کا مفصل بیان
- حج اور حج کا مفصل بیان
- ... عقیقہ
- [illegible]

ایک روپیہ میں گیارہ

(۱) [illegible] رشید ایک نوجوان کا سوسائٹی کی صحبت عیاشی میں گرفتار ہونا پری [illegible] کا کچھ مدت کے بعد ایک مشہور مضمون نگار عورت پر عاشق ہونا۔ ہزار دقتوں سے اس تک پہونچنا اور آخر کار طالب مطلوب کا یکجا ہونا۔

(۲) انجام ہوس ایک عیاش طبع نوجوان کا اپنے ہمسایہ کی بیوی پر عاشق ہونا اور پھر اسکا قابو میں لانے کے لئے شطرنج کی چالیں چلنا۔ باعصمت عورت کا قابو میں نہ آنا۔ آخر کار پولیس کے ذریعے گرفتاری کی کوشش کرنا مگر ہمیشہ ناکام رہنا عیاش طبع نوجوان کا حشر نہایت عبرت انگیز ہے۔

(۳) کرشمہ تعلیم ایک تعلیم یافتہ نوجوان کا دیہاتی لڑکی پر عاشق ہونا اور مشکل تمام لڑکی سے [illegible] سے پہلے لڑکی کی تعلیم کا فکر کرنا اور آخر کار لڑکی کا اسقدر ترقی کرنا کہ دنیا کا ہر شخص اس لڑکی سے واقف ہو گیا۔

(۴) نیرنگی تقدیر دو بدنصیب میاں بیوی کی داستان مصیبت کا پہاڑ ٹوٹنا دونوں کا ثابت قدم رہنا آخر کار صبر کی بدولت ایکدن امیر کبیر بنکر دنیا کو صبر کی تعلیم دینا۔

(۵) عروج و زوال ایک نہایت دولتمند شخص کا اپنی دولت پر مغرور [illegible] نہایت سے دیکھنا آخر ایکدن ایک ایک پائی کے لئے محتاج ہو جانا [illegible] توبہ کرنا اور پھر اصلی حالت پر آ جانا۔

(۶) انتقام قدرت ایک نفس پرست کا ایک حسینہ پر عاشق ہو کر اسپر طرح طرح کے ظلم کرنا یہانتک کہ اسکے خاوند کو جیل بھجوا دینا۔ اسکے بعد حسینہ کو ایک سنسان جنگل میں [illegible] عصمت کی دیوی پر خدا کی رحمت کا اترنا اور نفس پرست کی تباہی۔

(۷) ترکی ٹوپی ایک سود خوار کے صاحبزادہ کی تباہی کا آغاز محض ترکی ٹوپی کی وجہ سے ہوا اس نے ابتدا میں ایک ترکی ٹوپی خریدی اس کے بعد فیشن میں قدم بڑھتا گیا۔ آخر کار فیشن کی بدولت تباہ ہو جانا۔

(۸) خونی گلوری پان کے عادی کا پان کی عادت کے بدولت طرح طرح کی مصیبتوں میں گرفتار ہونا اور پان کھانے کی وجہ سے ہزار دلقوہ کا مقابلہ کرنا نہایت [illegible] افسانہ ہے۔

(۹) [illegible] صلہ طاعت ایک نہایت دیندار شخص کا دنیاوی مصیبتوں میں مبتلا ہو کر [illegible] خوش [illegible] کا خاتمہ

(۱۰) [illegible] گناہ گناہ کی سزا اگر دنیا میں ملتی تو یہ افسانہ پڑھیے جس میں [illegible] کے نہایت عبرتناک انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔

(۱۱) [illegible] اگر کوئی شخص [illegible] نہایت دلچسپ [illegible] ہے۔
[illegible] عبرت [illegible]

ایک روپیہ میں نو

(۱) حسن اتفاق عاشق مزاج نوجوان کا ایک خیالی مہ جبین پر عاشق ہونا مہ جبین کا اتفاقی طور پر اپنے حسن کے جلووں سے نوجوان کو تصویر حیرت بنانا ہزار دقتوں کے بعد نوجوان کی کامیابی۔

(۲) وقت کی نیرنگیاں ایک نئے شادی شدہ کا بیوی کی محبت میں گرفتار ہو کر ملازمت کو چھوڑنا۔ آخر کار ایک جگہ ملازم ہونا۔ ملازمت پر جاتے ہوئے بیوی کا گم ہو جانا۔ کئی سال کے بعد دوسری شادی کرنا۔ اور اتفاقی طور سے پہلی ہی بیوی سے دوبارہ نکاح ہو جانا۔

(۳) کشتگان رسوم رسم و رواج کی پابندی بعض اوقات امن و عصمت پر دھبہ بنجاتی ہے۔ اور اسکی بدولت لوگ بد نام اور ایک ایک پائی کے لئے محتاج ہو جاتے ہیں۔ اس افسانہ میں ان ہی معاملات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

(۴) انجام بے احتیاطی انسان کو ہر معاملہ میں نہایت احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ بے احتیاطی سے ہزاروں ایسی مصیبتیں نازل ہو جاتی ہیں جو کبھی وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتیں دلچسپ افسانہ ایسا واقعہ جس کے پڑھنے کے بعد ہر شخص کے مزاج میں احتیاط پیدا ہو جائے گی۔

(۵) گمشدہ فرزند ایک بدمعاش کا اشتہار دیکھکر مشتہر کو یقین دلانا کہ وہ گمشدہ فرزند ہے بدمعاش کی چالاکیاں اور فریبیوں کا طشت ازبام ہونا غمزدہ باپ کا گمشدہ فرزند کو پانا نہایت دلچسپ افسانہ ہے۔

(۶) بے گنہ گنہگار رسم و رواج کی بدولت نکاح شدہ بیوی کا رخصت نہ ہونے کی وجہ سے علیحدہ رہنا آخر جذبات کے سیلاب کا دونوں کو دیوانہ کر دینا رخصت سے پہلے ناگوار نتائج۔ نہایت عبرت انگیز افسانہ۔

(۷) رنج و راحت ہر مصیبت کے بعد تکلیف اور ہر تکلیف کے بعد انسان کو راحت میسر آتی ہے۔ ایک نیک اور دیانتدار شخص کا مصیبتیں اٹھا کر عیش کا زمانہ دیکھنا۔

(۸) لیلائے سخن کا دیوانہ ایک شعر و سخن کے دیوانے کے حالات جس نے شاعری کی بدولت اپنی زندگی کو تباہ و برباد کر لیا نہایت دلچسپ اور عبرت انگیز افسانہ ہے۔

(۹) پیکر دیانت ایک ایماندار جو کہ دیانتدار شخص اپنی سچائی کی بدولت ہزاروں مصیبتوں میں گرفتار ہوا آخر کار سچائی کی بدولت اسکی افسردہ زندگی دائمی راحت سے بدل گئی۔

یہ تمام افسانے وہ افسانے ہیں جن کو ہندوستان کے اہل قلم حضرات نے بیحد پسند کیا ہے جو دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ مفید بھی ہیں ان افسانوں کے مجموعہ کا نام تصویر معاشرت ہے قیمت صرف [illegible]

[illegible]

پیشوا

تو وضع پہ اپنی قائم رہ قدرت کی ہے تم تحقیق نہ کر
دیکھا ہے نظر کو آزادی خودبینی کو زنجیر نہ کر

[illegible]
دل جوش میں لا فریاد نہ کر تاثیر دکھا فریاد نہ کر

نمبر ۱۲	دہلی - ۲۴ر جون ۱۹۲۶ء مطابق ۲۵ر ذی الحجہ ۱۳۴۵ھ	جلد ۲

مناجات سحر

(اثر خامہ مبارک جد بزرگوار حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

خداوندا دریں چاہِ نفس گیر — طلسم حیرت و زندانِ تزویر
حلاوت گیر دلہائے عزیزان — فرح بخشِ دماغ بے تمیزان
سرائے سر بسر خونریز مردم — مشعبد خانۂ پرمار کژدم
ہمہ منقاد ابلیس لعین را — نہادہ زخم جانِ نازنین را
بسر بازی رسیدہ نقشِ نامے — کشیدہ از مئے ابلیس جامے
قبولی گرچہ از شیطان شنودہ — زشیطان گوئے رسوائی ربودہ
ہمہ ابلیس را فرزند بے قیل — خطابش قرۃ العین عزازیل
ز آتش زادہ دیو آدمی رنگ — بآتش بارگی عالم ازو تنگ
منِ بیچارہ از دستش زبونم — درونِ چاہ او بارش نگونم
گہے در خشم و گہ در آرزو خوار — میانِ آب و آتش دارم ایں کار

شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

ختم جلد دوم شکر ہے اس قادر ذوالجلال کا کہ محض اس کی تائید سے پیشوا کی دوسری جلد کا یہ آخری پرچہ شائع ہو رہا ہے۔

پیشوا کا پہلا پرچہ جس بے سروسامانی اور پریشانی کی حالت میں شائع کیا گیا ہے اس کا علم اس علام الغیوب اور ستار العیوب کے علاوہ صحیح معنوں میں کسی کو نہیں۔ مگر اسی بے سروسامانی اور پریشانی کی حالت میں اس ماہانہ رسالہ کو پندرہ روزہ کیا جس کی سرشماہی کا یہ آخری پرچہ ہے اور اس پرچہ پر دوسری جلد کا خاتمہ ہے۔

پھر یہ اس قادر و توانا کی نصرت بخشیاں نہیں تھیں تو اور کیا تھا کہ اس نے اپنے ایک ذلیل اور ناکارہ اور علم و فضل سے بے بہرہ بندے کو حق گوئی کی توفیق اور ایثار و قربانی کی جرأت اور مالی پریشانیوں پر صبر کی لازوال دولت سے مالا مال کر کے دنیا کے کتوں اور اپنے باغیوں کے آستانہ باطل پرستی اور تملق پسندی سے نفرت دلا کر صرف اپنے ہی آستانہ عزت و جلال پر جھکنے کی توفیق بخشی و کفیٰ بہ فخراً۔ الحمد للہ علیٰ احسانہٖ

گزشتہ چھ مہینے جس تکلیف اور مالی پریشانی میں گذرے ہیں اسکا ایک مرتبہ بھی میں نے قارئین پیشوا سے تذکرہ نہیں کیا۔

مگر آج جبکہ صبر کی انتہا ہو چکی ہے اور میری جیب کی آخری پونجی بھی پیشوا پر لگ چکی ہے۔ میرے لئے یہ ناممکن ہے کہ میں کھول کھول کر اور صاف صاف پیشوا کی اصلی حالت پیشوا کے اصلی مالکوں (خریداروں) سے اسکی مالی حالت نہ بیان کروں۔

میں کوئی جاگیردار یا زمیندار یا سرمایہ دار نہیں ہوں۔ بلکہ ایک غریب اور مزدور مسلمان ہوں جس نے آنکھ کھولی تو اپنے جاگیردار اور نوجوان باپ کی ناگہانی موت کے رنج و الم میں اپنی شیر دل اور غیور بیوہ ماں کو مصروف نوحہ خوانی پایا۔ ہوش سنبھالا تو ایک مزدور کی حیثیت سے زندگی شروع کی شبانہ روز کی محنت سے جو کچھ پس انداز کر سکا تھا وہ اور بیوی اور معصوم لڑکی کا زیور فروخت کر کے سب پیشوا کی بھینٹ چڑھا چکا اور اب محض پیشوا کی وجہ سے ایک ہزار روپے کا قرضدار ہو گیا ہوں جس کی ادائیگی کا سردست کوئی انتظام نہیں۔

......کے خاتمہ تک پیشوا کا دفتر میرے اور میرے بیوی بچوں کے اخراجات کا کفیل نہ تھا بلکہ میں صبح ۸ بجے سے اٹھ کر روزانہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ کی خدمت میں ۴ میل کا سفر بذریعہ سائیکل طے کر کے حاضر ہوتا تھا اور دس گیارہ بجے سخت آندھی سخت گرمی سخت سردی اور سخت بارش کی حالت میں مزدوری کر کے روزانہ واپس آتا تھا۔ اور اس شدید پابندی وقت اور خطرہ سے خالی نہ ہونے والے سفر کی زحمت اور روزانہ حاضری کا جو معاوضہ مجھے ملتا تھا وہ میرے اہل و عیال کے گذارہ کے لئے اگرچہ کافی نہ ہوتا تھا تاہم میں اور میرے متعلقین بھوکے بھی نہ سوتے تھے۔

جنوری ۱۹۲۶ء سے میں نے اس غلامانہ تعلق کو ختم کر دیا جس کے بعد میرے اور میرے اہل و عیال کے گذارہ کا بار بھی دفتر پیشوا پر براہ راست پڑ گیا کیونکہ پیشوا کے پندرہ روزہ ہونے کی وجہ سے میری مصروفیت بھی بڑھ گئی تھی، اور یہ خرچ کسی حالت میں بھی تیس روپے ماہوار سے زائد نہیں ہوتا ہے۔ اور یہ وہ حقیر رقم ہے جو دفتر پیشوا کے کلرک کو دی جاتی ہے اور اس کلرک سے بہت زیادہ محنت مجھے ذمہ دارانہ حیثیت سے کرنی پڑتی ہے اور ان خطرات کی تو کوئی قیمت ہی نہیں جو مجھے حق گوئی کے جرم بے گناہی کی وجہ سے حکومت برادران وطن اور غدار لیڈروں کی طرف سے ہر وقت پیش رہتے ہیں، اور جن میں اکثر مقدموں وغیرہ کی صورت میں مبتلا اور مصروف رہنے پر مجبور رہوں۔ ۲

جنوری ۱۹۲۶ء سے پیشوا پندرہ روزہ ہوا تو قدیم خریداروں کے نام جو ایک سال کے لئے ایک روپیہ دیکر ماہوار کی صورت میں خریدار ہوئے تھے ۶ مہینہ تک یعنی آخر جون ۱۹۲۶ء تک پیشوا ان کی خدمت میں جاری رکھنا پڑا۔ اور اس طرح ہر مہینہ سال آئندہ کے لئے دو سو ڈھائی سو وی پی روانہ ہوتے تھے کچھ ان کی آمدنی کچھ کتابوں کی فروخت کا کمیشن اور مستقل طور پر سو روپے ماہوار کا نقصان برداشت کرتا رہا۔ مگر اب کہ نہ آئندہ دسمبر ۱۹۲۶ء تک قدیم خریداروں میں سے ایک کو وی پی جاتا ہے اور نہ میرے پاس نقد روپیہ ہے اور نہ بیوی اور لڑکی کے جسم پر کوئی زیور نظر آتا ہے مجبور اور حیران اور سخت پریشان ہوں کہ کیونکر اس ہاتھی کا خرچ برداشت کروں گا۔

پیشوا مجھے جان سے کم عزیز نہیں ہے۔ میں نے نہایت افلاس کی حالت میں سخت سے سخت محنت کر کے اپنی حیثیت سے بہت زیادہ

مالی ایثار کر کے اس کی جگہ چلایا۔ اور اس خیال سے میرے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے، آنکھوں کے نیچے اندھیرا آجاتا ہے کہ پیشوا کی آئندہ زندگی خطرہ میں ہے۔

سوائے ایک صورت کے پیشوا کے زندہ رہنے کی دوسری صورت نہیں، اور وہ یہ کہ پیشوا کے قدیم خریدار فوراً کمر ہمت باندھ کر کھڑے ہو جائیں اور ہر خریدار زیادہ سے زیادہ ۳۰ جولائی تک پانچ نئے خریدار جب تک فراہم نہ کرے چین سے نہ بیٹھے۔ جدید خریدار فراہم کرنے کے یہ معنی ہیں کہ پانچ خریداروں سے دس روپے وصول کر کے دفتر پیشوا میں بھیج دیجئے۔ اور پانچوں حضرات کے اسمار گرامی سے مطلع فرمائیے۔ تاکہ ان کے نام رسالہ جاری کیا جاسکے۔

میں جانتا ہوں کہ اخبار بین حضرات اس قسم کی اپیلوں کیساتھ کیا سلوک کیا کرتے ہیں۔ مگر یہ وہ فرضی فسانہ مفلسی کا نہیں ہے، جسکے سننے کے بالعموم اخبار بین حضرات عادی ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ وہ صدائے حقیقت نیوش ہے کہ اگر اسپر فوراً توجہ نہ کی گئی تو پیشوا کا آئندہ جاری رہنا محال ہی نہیں بلکہ قطعی ناممکن ہے جس کی زندگی سے سنگھٹنی ہندو جابر حکومت، غدار لیڈر سب ہی نالاں ہیں۔ البتہ حق پرستوں اور غریب مسلمانوں کی ایک جماعت ہے، جو اس دور الحاد وفتن میں پیشوا کی زندگی کو ضروری سمجھتی ہے۔ اور وہی جماعت اور اس کے دردمند حامئ اسلام افراد میرے مخاطب ہیں۔

میں عام رسائل اور اخبارات کی سنت کے تحت میں آپ سے چندے کی، امداد کی بھیک نہیں مانگ رہا کیونکہ میں نے ہمیشہ معیوب سمجھا ہے اور اب بھی معیوب ہی سمجھتا ہوں۔ اس لئے ضرورت ہی نہیں بلکہ اشد ضرورت ہے کہ قارئین پیشوا جس طرح اپنی ضروریات زندگی کے فراہم کرنے کے لئے مستعد رہتے ہیں اور اسکو فراہم کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اسی طرح میری اس درخواست پر بھی سب غیر ضروری کام چھوڑ کر متوجہ ہو جائیں۔ اور جب تک ہر خریدار پانچ پانچ جدید خریداروں کا چندہ دفتر پیشوا کو نہ بھجوا دے اپنے لئے سکھ نیند اور اطمینان کا سانس لینا حرام سمجھے۔

میری صحت

گذشتہ سال انہی ایام میں میری صحت کثرت کار کی وجہ سے اسدرجہ خراب ہوئی تھی کہ اطبار کے مشورہ کے مطابق کچھ دن آرام کرنے کے واسطے مسوری پہاڑ پر بسر کئے تھے۔ مسوری کی روح پرور اور صحت بخش آب و ہوا کا اثر میری صحت پر بہت اچھا ہوا تھا۔ اب جوں جوں گرمی زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ بے اختلاج قلب کے دورے کثرت سے پڑتے جاتے ہیں اور ساتھ ہی تپ کہنہ کا مرض بھی عود کر آیا ہے۔ خدا

خیر کرے ... اب ... ابتدا کا عطیہ پھر ... جاتا ہے۔ مگر اس مرتبہ میری حالت ایسی نہیں ہے کہ میں خاطر خواہ اپنا علاج کرا سکوں۔ اس لئے بیماری کے گھٹنے کی بظاہر کوئی توقع نہیں۔ سوائے اس کے کہ مخلص اور رفیق اور دردمند بھائیوں سے درخواست کروں کہ وہ اپنی دعاؤں میں مجھ سیہ کار کو نہ بھولیں۔ اور پیشوا کی سلامتی اور میری تندرستی کے لئے دعا کریں۔

غدار سیواجی کا سلسلہ نسب اور ہندو اخبارات

قارئین پیشوا کو یاد ہوگا کہ میں نے ۲۴ مئی ۱۹۳۸ء کے پیشوا میں اپنے مطالعہ کتب تاریخ اور قیافہ شناسی کی بنا، پر یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ سیواجی مغلوں کی نسل سے تھا، اور اس کی رگوں میں مغل خون تھا جسکو میں واقعات اور سیواجی کے خط و خال کی بنا پر ثابت کر سکتا ہوں۔ اس نوٹ کے شائع ہوتے ہی آریہ سماجی کیمپ میں کھلبلی مچ گئی۔ اور پرتاپ، گرو گھنٹال، تیج وغیرہ سماجی اخبارات نے ایک طوفان بے تمیزی مچا دیا اور "جالی کی وردشا" کے فسانوں سے پنجاب اور دہلی کا آریہ پریس چیخ اٹھا۔ بجائے میرے اس دعوے کی معقول اور شریفانہ طریقہ سے تاریخ کی روشنی میں تردید کرنے کے گورنمنٹ پنجاب سے درخواست کی گئی کہ پیشوا کا پرچہ ضبط کیا جائے۔ ایڈیٹر پیشوا پر مقدمہ چلایا جائے۔ وغیرہ وغیرہ لغوات و خرافات۔

اس شورش سے متاثر ہو کر معاصر زمیندار نے اپنے افکار و حوادث میں اس نوٹ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ "ہمیں بھی ایڈیٹر پیشوا سے اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ اور یقیناً یہ صحیح ہے کہ سیواجی کی رگوں میں مسلمانی خون نہیں تھا۔ کیونکہ اگر اس کی رگوں میں مسلمان خون ہوتا، تو وہ ایسی کمینی اور بزدلانہ اور ظالمانہ اور غدارانہ حرکتیں نہ کرتا۔" معلوم ہوتا ہے کہ زمیندار کے ایڈیٹر صاحب نے اس پر غور نہیں کیا کہ تربیت اور دودھ کا اثر کیرکٹر پر کسقدر گہرا اثر پیدا کرتا ہے۔ یہ ایک جداگانہ بحث ہے کہ سیواجی کے حصہ میں مسلمانی کا کتنا حصہ آیا۔

میرا دعویٰ ہے کہ سیواجی یقیناً ایرانی النسل تھا، اور اس کی رگوں میں مغل خون دوڑ رہا تھا۔ مگر اس کے باوجود تمام ذلیل حرکتوں کا اس سے سرزد ہونا ظاہر کرتا ہے کہ اس کی تربیت چونکہ ڈاکوؤں اور لٹیروں میں ہوئی تھی، اور اس نے دودھ ایک مرہٹی خاتون کا پیا تھا، اور آنکھ کھول کر اس نے اپنے گرد و پیش لٹیرے مرہٹے ہی دیکھے تھے، اسلئے تربیت اور دودھ کا اثر ہونا یقینی تھا۔ علاوہ ازیں واقعہ ہے کہ شاہ جی بھونسلہ جو سیواجی کا ظاہر باپ ...

[illegible] سیواجی کی ماں سے بوجہ [illegible] اور خود اسکو سیواجی کی ولادت پہ حیرت ہوئی نیز [illegible] کی تصویر کے خط و خال کو سامنے رکھو اور اس وقت کے مرہٹوں [illegible] کو پاس رکھکر خدا کے لئے مجھے بتاؤ کہ تم کس طرح سیواجی [illegible] مرہٹہ نسل سے کہنے کی جرأت کرسکتے ہو. اگر یہ ثابت ہو جائے کہ سیواجی صحیح النسل مرہٹہ تھا' تو میں ایک معقول رقم اس ہندو مورخ کو دینے کے لئے تیار ہوں جو تاریخ اور قیافہ کی رو سے یہ ثابت کر سکے کہ سیواجی کی رگوں میں مغل خون نہیں تھا.

ایک مقامی سماجی چھوکرے نے لکھا ہے کہ "پیشوا" کا اڈیٹر اسکی انتقام لیتا ہے کہ ہندو اخبارات نے یہ لکھا تھا کہ روشن آرا کو سیواجی نے اغوا کیا تھا." حاشا و کلا یہ غلط ہے' میرے دل میں یہ منشا نہ جذبہ نہیں ہے. اور ہو بھی کیوں' جب کہ اس واقعہ کا صفحات تاریخ پہ کوئی تذکرہ نہ ہوا اور روشن آرا نامی کوئی مغل شہزادی اورنگزیب غازی کی نسل سے نہ ہو.

جو بوجھ بجھکر یہ فسانہ لکھتے ہیں وہ اس کو بھول جاتے ہیں کہ روشن آرا شاہجہاں کی بیٹی تھی نہ کہ اورنگزیب غازی کی' اور یہ محترم خاتون سیواجی کے فتنہ سے پہلے راہی ملک بقا ہو چکی تھی. لہذا جن ہندو اخبارات نے اس سلسلہ میں بکواس کی ہے وہ غلط اور قطعی غلط اور یقینی افترا ہے. پھر اس سے مجھے مشتعل ہونیکی ضرورت کیا ہے؟

مجھے تو اگر آج یہ ثابت ہو جائے کہ سیواجی مغل نسل سے نہیں تھا تو مجھے ہندو قوم سے معذرت کرنے میں کوئی تامل نہ ہوگا کہ میرا مقصد تو تحقیقات ہے.

اجتماع ضدین کی عجیب مثالیں

پنجاب کی عدالت عالیہ میں جسٹس دلیپ سنگھ

نے جو فیصلہ "رنگیلا رسول" نامی کتاب کا کیا ہے' اس نے انصاف پسند' اعتدال پسند اور جمہوریت پسند' غرضکہ ہر طبقہ کے مسلمانوں میں سوائے مخصوص خلافتی ارکان کے ایک ہل چل مچا دی ہے. ہندوستان کے تمام اسلامی اخبارات و رسائل میں یہ فخر صرف "ناجی" محمد علی" کلالی" کے اخبار "ہمدرد" کو حاصل ہے کہ اس میں ایسی گندی اور فحش کتاب کے متعلق آج تک ایک حرف بھی نہیں لکھا گیا.

ہندوستان کے اکثر مقامات پر جلسے ہوئے' اظہار نفرت کے ریزولیوشن پاس ہوئے. عدالت عالیہ کے فیصلہ پر عدم اعتماد کا اظہار ہوا. سر میلکم ہیلی کی خدمت میں "معتمد راور وفادار" مسلمانان [illegible]ب کا ڈیپوٹیشن بھی گیا. مگر یہ جد و جہد اس فیصلہ کو نہ بدلوا سکی [illegible] مساعی کو سزا دلانے میں یہ تمام چیخ پکار بیکار ثابت ہوئی' جس نے آقائے کائنات کی شان مبارک میں [illegible] دل آزاری کی نیت سے ایک ایسی گندی کتاب شائع کی' جس سے زیادہ اشتعال انگیز لٹریچر اور مذہبی منافرت پھیلانے والی تحریر اس سے پہلے شائع نہیں ہوئی تھی.

اسی لغو فیصلہ کا حوالہ دیتے ہوئے یو پی کے مشہور دریدہ دہن اور پیشہ ور فحش نگار کالی چرن کی اپیل عدالت ماتحت کے فیصلہ کے خلاف عدالت عالیہ الہ آباد میں پیش کی گئی. مگر فاضل جج نے جو جسٹس دلیپ سنگھ کی طرح غیر مسلم تھا' اس درخواست کو مسترد کر کے دفعہ ایکسو تریپن الف کے ماتحت سزا کو بحال رکھا. اور اس دفعہ کو اس کتاب پر حاوی بتایا جو مضامین کے اعتبار سے کسی طرح بھی رنگیلا رسول سے مختلف نہ تھی.

میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ مسلمان تمام غیر آئینیوں اور دل آزاریوں کو برداشت کرسکتا ہے. مگر جس وقت وہ آقائے دوجہاں کی شان میں گستاخانہ کلمات سنتا ہے' تو اس کے ہوش و حواس' عقل و خرد سب جواب دیدیتے ہیں. کیونکہ کائنات کے مولا سے جو تعلق ایک مسلمان کو ہوتا ہے' وہ دنیا کے کسی پیغامبر کی متبع قوم کو نہیں ہوتا.

میں نے بخاری شریف کے ساتویں باب کی ورق گردانی کی' اور سب علی النبی کے متعلق دوسری مذہبی کتابوں کو سمجھا. اور ان سے نوٹ لے کر ایک طویل مضمون لکھنے کی تیاری کر رہا تھا کہ میری نظر سے یکم ذی الحجہ کا اخبار الجمعیۃ گذرا. جس میں اس تفصیل سے تو نہیں لکھا گیا جس طرح میں لکھنا چاہتا تھا. مگر تاہم پھر بھی اس بحث کو تشنہ نہیں چھوڑا گیا ہے اور رسول اللہ کو گالیاں دینے والے کے متعلق جو احکام اسلامی ہیں ان کو کسی قدر وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے. اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اس مسئلہ پر مطور خود لکھنے سے بہتر ہے کہ الجمعیۃ کا اقتباس درج کر دوں. تاکہ مستند اور پیٹینٹ اور بزعم خود "سنجیدہ" مولوی صاحبان کے خیالات اور شرع اسلامی کے احکام انگریزی حکام اور گستاخ ہندوؤں' اور مسلمانوں کو معلوم ہو جائیں.

"اب جبکہ حکومت کی عدالت عالیہ نے صاف طور پر اپنی معذوری کا اظہار کر دیا ہے اور مسلمانوں کی اپنی قوت کے سوا کوئی چیز ان کے احساسات کی حفاظت کرنے والی باقی نہیں ہے. تو ہم نہیں کہہ سکتے" کہ مسلمانوں کا مذہبی جوش انہیں اس حفاظت کی کیسی کیسی خطرناک تدبیریں اختیار کرنے پر آمادہ کرے گا. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقدیس کے متعلق مسلمانوں کے جذبات کا صحیح اندازہ

اس سے کیا جا سکتا ہے کہ آپ کی شان میں گستاخی کرنے والے کے لئے اسلام میں قتل کی سزا ہے اور آپ کو گالی دینے والے کا خون مباح قرار دیا گیا ہے۔ نسائی میں کئی طریقوں سے ابو برزۃ الاسلمی کی یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک شخص پر ناراض ہو رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا میں اس کی گردن ماردوں؟ یہ سنتے ہی آپ کا غصہ دور ہو گیا اور آپ نے جھڑک کر مجھ سے فرمایا کہ نہیں ھذا لاحد بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ صلعم کے بعد یہ کسی کا درجہ نہیں ہے کہ اس کی گستاخی کرنے والے کو قتل کی سزا دی جائے) ایک دوسری حدیث میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ مدینہ میں ایک اندھے مسلمان کی لونڈی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی اور اس مسلمان نے تکلے سے اس کا پیٹ پھاڑ دیا۔ دوسرے دن جب اس کے مارے جانے کی خبر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ جس نے یہ کام کیا ہے اس کو میں خدا کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ اٹھ کھڑا ہو۔ یہ سنکر وہ اندھا گرتا پڑتا آیا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ فعل میں نے کیا ہے۔ وہ میری لونڈی تھی، مجھ پر مہربان تھی، مگر آپ کی شان میں بہت بدگوئی کرتی تھی۔ میں اسے منع کرتا تو نہیں مانتی۔ میں ڈانٹتا تو اس پر کچھ اثر نہ ہوتا کل رات پھر اس نے آپ کو برا کہا اسپر میں اٹھا اور تکلا چبھو کر اس کا پیٹ پھاڑ دیا۔ یہ سنکر حضور نے فرمایا الا اشھدوا ان دمھا ھدر۔ سب لوگ گواہ رہو کہ اس کے خون کی کوئی قیمت نہیں ہے اسی طرح بخاری شریف کتاب المغازی میں کعب ابن اشرف کے قتل کا واقعہ موجود ہے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو کر کے اور قریش کو آپ کے خلاف بھڑکا کر آپکو ایذا دیتا تھا اس لئے آپ نے محمد ابن مسلمہ کے ہاتھوں اسے قتل کرا دیا سنن ابی داؤد میں کعب ابن اشرف کے قتل کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ وکان کعب بن الاشرف یھجو النبی صلی اللہ علیہ وسلم و یحرض علیہ کفار قریش۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتا تھا اور کفار قریش کو آپ کے خلاف جوش دلاتا تھا۔ قسطلانی نے بخاری کی مذکورہ حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ قد اذی اللہ ورسولہ بھجائہ لہ والمسلمین ویحرض قریشا علیھم۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتا تھا اس طرح کہ رسول اللہ اور مسلمانوں کی ہجو کرتا اور قریش کو ان کے خلاف بھڑکاتا۔ ابن سعد نے بھی اس کے قتل کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ کان رجلا شاعرا یھجو النبی واصحابہ ویحرض علیھم وہ ایک شاعر آدمی تھا نبی صلعم اور آپکے اصحاب کی ہجو کرتا تھا اور ان کے خلاف لوگوں کے جذبات بھڑکاتا تھا۔

کتب فقہیہ میں بھی اس کے متعلق صریح احکام موجود ہیں چنانچہ شامی لکھتے ہیں کہ:۔

قال ابو بکر بن المنذر اجمع	ابو بکر بن المنذر کا قول ہے کہ
عوام اھل العلم علی ان من	اس امر پر عامۃ اہل علم کا اجماع ہے
سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم	کہ جو کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
یقتل وممن قال ذالک مالک	گالی دے وہ قتل کیا جائے گا اس قول
بن الانس واللیث واحمد و	کے قائلین میں سے مالک بن انس، لیث
اسحٰق وھو مذھب الشافعی	اور احمد اور اسحٰق ہیں اور یہی مذہب ہے
وھو مقتضی قول ابی بکر رضی	شافعی کا اور یہی مقتضی ہے حضرت ابو بکر
اللہ تعالیٰ عنہ ولا تقبل توبتہ	رضی اللہ عنہ کے قول کا۔ ان بزرگوں کے
عند ھولاء وبمثلہ قال ابو	نزدیک اس کی توبہ قبول نہیں ہے ایسا ہی
حنیفۃ واصحابہ والثوری	قول ہے ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب اور ثوری
واھل الکوفۃ والاوزاعی	اور اہل کوفہ اور اوزاعی کا بھی ۔

شیخ الاسلام احمد ابن تیمیہ اپنی کتاب الصارم المسلول علی شاتم الرسول میں لکھتے ہیں کہ:۔

وکذالک ذکر جماعۃ اخرون	اسی طرح ہمارے اصحاب یعنی
من اصحابنا ای الحنابلہ انہ	حنابلہ کی ایک دوسری جماعت نے بیان
یقتل ساب الرسول صلی اللہ	کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم ولا تقبل توبتہ	کو گالی دینے والا قتل کیا جائے گا اور اسکی
سواء کان مسلما او کافرا	توبہ قبول نہ کی جائے گی خواہ وہ کافر ہو یا مسلم۔

پس جزئیات میں فقہا کے درمیان خواہ کتنا ہی اختلاف ہو مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظمت میں حنفی مالکی، حنبلی، شافعی سبکا اتفاق ہے کہ آپ کو گالی دینے والا واجب القتل ہے

اگر مسلمانوں کا کوئی باقاعدہ نظام ہوتا تو یہ ممکن تھا کہ وہ رنگیلا رسول جیسے ناپاک حملوں سے اپنے دینی جذبات کی حفاظت کے ایسے ذرائع اختیار کرتے جن سے اضطراب و بدامنی پیدا نہ ہو۔"

(الجمعیۃ ۲ رجون ۱۹۲۸ء صفحہ ۲ کالم ۱ و ۲)

اگر برطانوی انصاف کا جنازہ نکل نہیں گیا ہے۔ اگر حکومت دل سے چاہتی ہے کہ ہندو مسلمانوں میں نفرت وحقارت کے جذبات نہ پھیلیں، اگر حکومت صحیح معنوں میں ہندوستان میں امن وامان کا دور دورہ دیکھنے کی خواہش مند ہے، تو اس کا فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے پرجوش مذہبی سیلاب کو روکنے کے لئے اور ایسی ذلیل اور گندی اور کمینی اور فحش کتب کی اشاعت کو ناممکن بنانے کے لئے جلد سے جلد کوئی موثر کارروائی کرے۔

اسی طرح فرنگی آپ اور ہندو پرست رہنماؤں اور پیشواؤں کو بھی بہت جلد

...ل کے بعد جہنم کی سیر

جیسا کہ میں نے پیشوا کی گذشتہ اشاعت میں ظاہر کیا تھا کہ رنگیلا رسول کے مصنف کو سزا نہ ملنے کی وجہ ... بہت اور دریدہ دہن اور بدمعاش اور دشمن امن و اتحاد آریہ سماجی چھوکروں کو گالیاں دینے کا لائسنس مل گیا ہے' اور اس سے ... کے لئے مزید خطرات کا اندیشہ ہے، چنانچہ لاہور کے قریب امرتسر سے ورتمان نامی رسالے نے "جہنم کی سیر" کے عنوان سے ایک نہایت اشتعال انگیز اور اہانت آمیز مضمون شائع کیا ہے' جس سے مسلمانوں کے دلوں میں ناسور پڑ گئے۔ اور ڈاکٹر کچلو جیسے تارک موالات اور اتحاد دوست نے بھی گورنمنٹ سے اسپر نوٹس لینے کی درخواست کی' تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں ایک خوفناک ہیجان پیدا ہوگیا۔ حکومت نے رنگیلا رسول کے پبلشر کی طرح اسپر بھی مقدمہ دائر کر دیا سر میلکم ہیلی نے "وفاداران ازلی" سے ارشاد فرمایا کہ حکومت ورتمان کے مقدمہ کو گہری نظر سے دیکھ رہی ہے۔ حکومت کی اس گہری نظر پر پانی پت کا آریہ سماجی چھوکرا' اور بے ریش و بروت لونڈا بے آپے ہوگیا۔ اور ورتمان کی حمایت میں زمین آسمان کے قلابے ملانے لگا۔

تعجب ہوتا ہے کہ جب اس وفد میں پنجاب کے بڑے بڑے قانون دان حضرات شامل تھے تو سر الکم ہیلی صاحب کے جواب میں کسی کو یہ کہنے کی جرات نہ ہوئی کہ کیا صوبہ پنجاب کی کوئی عدالت 'عدالت عالیہ لاہور کے فیصلہ کو مسترد کر سکتی؟ اور ایسی حالت میں کہ رنگیلا رسول کا فیصلہ چیف کورٹ سے صادر ہو چکا ہے کیا عدالت ماتحت مجبور نہ ہوگی کہ ملزم کے خلاف فیصلہ نہ کرے۔"

کون کہہ سکتا ہے کہ اس مقدمہ کا حشر رنگیلا رسول کے مقدمہ کی مانند نہیں ہوگا۔ اور حکومت نے جسطرح پہلے مسلمانوں کا جوش ٹھنڈا کرنے کے واسطے رنگ برنگ کی گولیاں پھینکی تھیں اس طرح اس ڈرامہ کا بھی خاتمہ نہ ہوگا۔

بہرحال ضرورت ہے کہ وائسرائے اور صوبہ کی کونسلوں میں اور تمام ہندوستان میں ایسی زہریلی تحریرات کے خلاف ایک زبردست ایجی ٹیشن کیا جائے۔ اور گورنمنٹ کو مجبور کیا جائے کہ وہ ایک سخت ترین ... کوئی قانون اس قسم کے اہانت آمیز اور اشتعال انگیز اور منافرت پھیلانے والے لٹریچر کے مشتہرین اور مصنفین کو سخت سے سخت سزا دینے کے لئے وضع کرے۔ اور اگر یہ تمام جدوجہد بیکار ثابت ہو تو مسلمانوں کو پھر ایک بڑے مرکزی مقام پر جلسہ کر کے طے کرنا ... عزت رسول کے قیام کے لئے کیا طریقہ اختیار

دکن پر دھاوا

جون کے وسط میں "حاجی" محمد اختر علی عرف ابی محمد علی "کلالی" نے اعلیٰ حضرت شہریار دکن کے مالک محروسہ پر دھاوا بول دیا۔

اور غالباً پندرہ روز تک ہنگولی اور بلدہ میں قیام کے دوران میں بے انتہا کوشش کی کہ اعلیحضرت تک باریابی نصیب ہوجائے۔ مگر مجھے موثق ترین ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں باریابی تو کجا' اعلیٰ حضرت کے پرائیویٹ سکرٹری نواب اظہر جنگ بہادر سے جب ملاقات کی درخواست کی گئی تو انہوں نے بھی اعلیٰ حضرت کے اس بدترین دشمن سے ملنے سے انکار کر دیا۔ اس کے علاوہ چند آریہ سماجی ارکان حکومت کے ذریعہ شہریار دکن سے ملاقات کی استدعا کی گئی۔ جو نامنظور ہوئی۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت خوب جانتے تھے کہ بلگام خلافت کانفرنس اور مراد آباد کی جمعیۃ علماء کانفرنس میں کس نے مسلمانوں کی رائے عامہ کو اس حامی اسلام بادشاہ کے موافق طیار نہ ہونے دیا۔ اور وہ اس سے بھی ناواقف نہ تھے کہ وہ کونسا اخبار ہے جس نے آجتک ایک لفظ بھی دکن کی اسلامی سلطنت اور اس کے بیدار مغز حکمران کی موافقت اور ہندوؤں کے گمراہ کن پروپگنڈا کے جواب میں باوجود ادعاء اسلام پرستی نہیں لکھا۔ اور یہ اسی اخبار کا ننگ اسلام ایڈیٹر ہے۔

اور پھر لطف یہ ہے کہ جب دکن سے جوتیاں چٹخاتے ذلیل و خوار اس طرح بے نیل و مرام واپس ہوئے تو ان خوشامدی خان بہادروں اور رائے بہادروں کی طرح جو حاکم ضلع کی خدمت میں باریاب ہوتے ہی رکوع نما سلام کرتے ہیں۔ اور "حضور کے اقبال سے خیریت ہے"۔ او "اللہ حضور کو لاٹ کرے" کی میراثیانہ انداز میں صدا لگاتے ہوئے پچھلے قدموں باہر آکر یہ ڈینگ مارتے ہیں کہ میں نے فلاں انگریز کو یوں کھری کھری سنائیں' اور فلاں ڈپٹی کمشنر سے یوں مقابلہ ہوا۔ حالانکہ صاحب ضلع کی نگہ خشم آلود کے سامنے بلا لحاظ موسم صاحب کی مصفا میں چھڑکاؤ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دہلی میں آکر اپنی ٹولی کے افراد کو یہ کہکر دھوکہ دیا کہ" اعلیٰ حضرت مسٹر اصغر علی بیرسٹر کے مکان پر بنفس خود ملاقات کرنے آئے تھے۔ اور انہوں نے مجھے پانچ ہزار روپے د

کجا لنگر دا تیلی' اور کجا راجہ بھوج

اس "کلالی" جھوٹ کی مثال دنیاء دروغگوئی میں تلاش کئے سے نہیں ملتی۔ بھلا اعلیٰ حضرت کی بیزار کو کیا غرض پڑی تھی کہ وہ س ہو کر اس کلال زادہ کے پاس ایسی حالت میں آتے کہ بہت سے ا سلب ہونے کے باوجود بھی وہ بادشاہ ہیں اور یہ ان کے در کا ایک

سلہ رامپور کے محلہ لنگر خانہ کے ایک دوست نے کہا ہے کہ ان کا نام ان کے والد نے نبی رکھا تھا۔ محمد علی نام تو انہوں نے خود رکھ لیا ہے۔

لہٰذا جس حالی جمیل میں دکن کا ایک معمولی جاگیردار بھی چند کوشے ڈال کر اسکو خرید سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کاربنکل اور ذیابیطس کے مریض اور بیہودہ اور کامریڈ کے دیوالیہ ایڈیٹر سے اس ہذیان کے علاوہ کسی معقول اور سچی بات کی توقع رکھنا بھی حماقت ہے۔

ویر "مونجے" کی جرات

مشہور "ڈنڈے باز" اور "ہندو پٹھان" "ویر" مونجے نے دوسری مرتبہ سورت میں دفعہ ایکسو چوالیس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حکومت کے قوانین کو پاؤں کے نیچے روندکر "ہندو دھرم کی لاج" رکھ لی اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے احکام امتناعی کے خلاف "جانی کی دروشتا" کا فسانہ "بھری سبھا" میں سنا ہی دیا۔

کلکتہ میں جو ڈرامہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کا کھیلا گیا تھا اور جسطرح اس تماشہ کا ڈراپ سین گرایا گیا تھا اسکو ابھی لوگ بھولے نہ تھے کہ ڈاکٹر مونجے نے جو آجکل سیوا جی کے قائمقام ہیں۔ سورت میں ڈپٹی کمشنر کے احکام کی خلاف ورزی کر کے ۱۴۴ کو بازیچہ اطفال اپنے اعمال سے ثابت کر دیا۔ بے کس مجسٹریٹ سورت اور معطل شدہ گورنمنٹ بمبئی نے اپنی آنکھوں سے قانون کی یہ تذلیل دیکھی اور ویر مونجے پر ہاتھ ڈالنے کی جرات نہ ہو سکی۔ جے ہو ہندو مہاسبھا کی۔ جے ہو ہندو سنگھٹن کی۔ جے ہو ویر مونجے کی۔

کیا گورنمنٹ ایمانداری سے کہہ سکتی ہے کہ اگر کوئی مسلمان ایکمرتبہ بھی اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرتا تو ایک ہفتہ بھی اسکو آزادی سے سانس لینے دیا جاتا۔ سچ ہے جو قوم ایثار و قربانی کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ اس سے حکومت خود لرزاں رہا کرتی ہے۔ اور جس قوم کے رہنما قربانی کے لئے تیار نہیں ہوتے اس میں زندگی پیدا نہیں ہوتی۔ کیا عام مسلمان اپنے رہنماؤں کو اس کسوٹی پر رکھیں گے۔؟

دہلی کی عید حکومت کی نوازشیں ہندوؤں کی شرارتیں اور مسلمانوں کی حق فراموشیاں

دہلی میں عید الضحیٰ ایک عرصہ کے بعد اس مرتبہ خیریت سے گذر گئی اور مسٹر اور ڈ سینیر سپرنٹنڈنٹ کے عہد میں یہ پہلی عید ہے جس پر فساد نہیں ہوا۔ اگرچہ مسٹر جانسٹن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دہلی کے ناعاقبت اندیشانہ اعلانات سے اس کا امکان باقی نہ رہا تھا۔ مگر یہ واقعہ ہے کہ اگر مسلمانوں کو بعض افسران پولیس نے ناجائز طور پر مرعوب نہ کر دیا ہوتا اور ان کے چندہ خور رہنماؤں نے انکو مشتعل کر کے وقت پر پیٹھ نہ دکھائی ہوتی اور ان بدمعاش اور بہتر رہنماؤں میں سے ایک بھی مرد میدان بن گیا ہوتا تو اس گورنمنٹ کو معلوم ہو جاتا کہ عام مسلمان اس گئی گذری حالت میں بھی اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے کس قدر قربانی کرنے کے واسطے مستعد ہیں۔ اور پھر ایک مرتبہ تک اس حکومت کو جو ایجی ٹیشن سے مرعوب ہونے کی عادی ہے یہ جرات نہ ہوتی کہ وہ آسانی کے ساتھ مسلمانوں کے مذہبی فرائض میں مزاحم ہو۔ اور ان کے شہری حقوق پر غاصبانہ قیود عائد کرے۔

عید کے قریب آتے ہی دہلی کے مفسد آریہ سماجی اخبار تیج اور ارجن، ہندوستان ٹائمز نے پہاڑی دھیرج اور گلی بتاشان اور حوض قاضی وغیرہ مقامات کے راستوں کے متعلق عام ہندوؤں میں اشتعال انگیز مضامین شائع کرنے شروع کئے۔

ہندو مہاسبھا کے سکرٹری نے نہایت اشتعال انگیز طریقہ سے پہاڑی دھیرج کے راستہ کا بے سرا راگ الاپنا شروع کیا۔

دہلی کی کانگریس کمیٹی جسکی نمائندگی اور زندگی ایک حیلانہ فریب سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ اس نے حکیم اجمل خانصاحب اور ڈاکٹر انصاری صاحب کی رہنمائی میں ایک نام نہاد فرضی مصالحتی بورڈ قائم کیا جسکے قیام کی نوعیت یہ تھی کہ حکیم اجمل خاں صاحب اور لالہ شنکر لال صاحب کے چند حالی موالی جمع ہو گئے۔ اور اس کا نام ہندو مسلم مصالحتی بورڈ رکھدیا۔ اس فرضی بورڈ کے انتخاب کے وقت دہلی کے قدیم، خاندانی شرفا کو (جن کا اثر ہوا کے جھونکے کا رہین منت نہیں ہے) پاس بھی پھٹکنے نہیں دیا گیا۔ اور یہ زیادتی زیادہ تر مسلمانوں کے ساتھ روا رکھی گئی کہ ان کے صحیح نمایندے منتخب نہ ہو سکے۔ منتخب ہوتے کہاں سے جب ان کو بلایا ہی نہیں گیا اور بورڈ کی ممبری کو ایک سازش کے ماتحت اندھے کی ریوڑیوں کی طرح اپنے اغیار انقو خیرا پر تقسیم کر دیا گیا۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ نہایت بے ایمانی کے ساتھ متعصب کے متعصب ہندو اس بورڈ میں شریک کئے گئے اور مسلمانوں میں سے ایسے حضرات کو منتخب کیا گیا جنپر مسلمانوں کی بڑی جماعت کو اعتماد نہ تھا۔ اس بے ایمانی کا نتیجہ ہے کہ بورڈ کو ذرہ برابر کامیابی نہ ہوئی۔ اور ہندوؤں نے سخت سے سخت شرائط مسلمانوں سے تسلیم کرانے کی کوشش کی۔ اور عام مسلمانوں نے اس خود ساختہ بورڈ کی بات تک نہ پوچھی۔ بورڈ کے ارکان مسلمانوں کو بلاتے تھے اور وہ ان کی بات سننے کے بھی روادار نہ تھے۔

مسٹر جانسٹن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دہلی نے حسب دستور سابق پانچ جگہوں کو ان ممنوعہ اور آزاد رقبوں کی ایک اعلان کے ذریعہ تشریح کی جن سے گائیں مذبح نہیں جا سکیں گی۔ اس اعلان سے ہندوؤں کا مفسد پیشہ طبقہ متاثر ہوا۔ اور اس نے حکام کی مشکلات میں اضافہ کرنے کے واسطے حسب ایماء تیج، ارجن، ہندوستان ٹائمز گلی بتاشان کوچہ نواب مرزا اور حوض قاضی کے راستہ کے متعلق حکام کو دھوکہ میں مبتلا کیا

[illegible] آیا مگر جب اردو شاطر ہندو
جب وہ لیڈی بھی آ سکے تو انہوں نے شروع کا دوسرا پہرہ آگے بڑھایا
اور وہ ہندو دیویاں اور ہندو لیڈرانی اور ہندوستانیوں کا ڈیپوٹیشن
[illegible] صاحب ضلع کی خدمت میں حاضر ہوا۔
[illegible] نوجوان اور پیر ہندو عورتوں کا صاحب ضلع کی خدمت
میں حاضر ہونا انگریزی تاریخ قبضہ ہند میں پہلی مثال ہے۔ طلب حقوق
اور غصب حقوق کی جدوجہد کی جب تاریخ لکھی جائے گی تو ان ہندو
دیویوں کو جن کے ہاتھ میں ڈاکٹر مونجے ڈنڈا دینا چاہتے ہیں اور جنھے
پستولوں سے نہتے مسلموں کو زخمی کرانا چاہتے ہیں) برطا کریڈٹ ملیگا۔
مگر صاحب ضلع کی مستقل طریقی دیکھئے کہ انہوں نے اس نسوانی ڈیپوٹیشن
کو بے نیل و مرام واپس کردیا۔ مسلمان مطمئن تھے کہ مسٹر جانسٹن صاحب
ان کے حقوق کی محافظت کریں گے مگر افسوس کہ ایسا نہ ہوا' اور
نہ معلوم ان کو کیا پٹی پڑھائی گئی کہ دوسرے روز یعنی ۹۔ جون اور ۱۰ ذی الحجہ کو
محلہ [illegible] کے رہنے والوں نے کانا پھوسی شروع کی۔ اور افسوس کہ
اعلیٰ حکام نے ایک بے زبان' اور طلب حقوق کی راہ سے ناآشنا
قوم' اور گمراہ اور بزدل پیشواؤں کی فریب خوردہ قوم کے حقوق
شہری سلب کرکے اس کے مذہبی فرائض کی بجا آوری میں دست اندازی
اور مزاحمت کی۔ اس اعلان کے شائع ہوتے ہی مردہ اور بے حس مسلمانوں
میں بے چینی پیدا ہوئی جسکو میں زندگی سے تعبیر کروں گا" حاجی" محمد علی
"کلالی" جو حیدرآباد سے دہلی واپس آگئے تھے۔ جامع مسجد پہونچے' اور
"سستی شہرت" حاصل کرنے کے خیال سے اپنی لیڈری کو جو اب آخری
ہچکیاں لے رہی ہے۔ سنبھالنے کی غرض سے ایک نہایت اشتعال انگیز
تقریر کی۔ جس میں مسلمانوں کو سول ڈس اوبیڈنس کا مشورہ دیا گیا اور
خود ان کی رہنمائی میں شام کے جلسہ میں شرکت کا وعدہ کیا۔ تقریر سننے کے بعد مسلمانوں
میں ایسا جوش کا دریا لہریں مار رہا تھا کہ مجھ جیسا مایوس انسان بھی متاثر
ہو کر شام کو اپنے عافیت کدے سے اس نیت سے نکلا کہ باوجود شدید
ترین اختلاف سیاسی کے اگر آج ضرورت پڑی تو" حاجی" محمد علی کی
رہنمائی میں قانونی نافرمانی کرنے کے لئے اپنے تئیں رضاکارانہ حیثیت
سے پیش کروں گا۔ مگر آہ کہہ نہیں سکتا کہ وہاں کیا دیکھا' ہزارہا پرجوش
مسلمان' اسلام کے فدائی مسلمان جمع ہیں اور وہ ہیز' اور بزدل
اور ذلیل لیڈر جس نے بعد نماز جمعہ مسلمانوں کو قانونی نافرمانی کے لئے
تیار کیا تھا' اور جس نے شام کو صرف اس لئے مسلمانوں کو جامع مسجد میں
بلایا تھا کہ شہری حقوق کے حصول کے لئے ڈپٹی کمشنر کے احکام توڑنے
[illegible] پر بحث کی جائیگی" حاجی" محمد علی" کلالی" فرار ہیں۔ اور مولانا
[illegible] صاحب ناظم جمعیۃ العلماء فرشتہ [illegible] کی حیثیت سے جوش

میں بھرے ہوئے اور سول نافرمانی کی آگ میں کودنے والے مسلمانوں کو
صبر کی تلقین کر رہے ہیں۔ فلعنۃ اللہ علی الکاذبین الظالمین کہہ نہیں سکتا
کہ اس بزدلانہ فرار سے مجھے کس قدر تکلیف ہوئی۔ میں اسپر بحث نہیں کرنا
چاہتا کہ ہندوؤں کے روپے اور لالچ نے اس جعلی پیشوا کو میدان عمل سے
بھگایا یا کسی اور چیز نے۔ بہرحال آئندہ تحقیق کرکے لکھوں گا کہ کیا باعث
تھیں جنہوں نے حاجی صاحب کو شام کو جلسہ میں شریک نہ ہونے دیا۔
مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ اگر یہ ہیز اور ہندوؤں کے غلام نام نہاد
خود پیشوا اس قدر تھوڑے سے ایثار کے لئے آمادہ ہوجاتے تو حکومت
مسلمانوں کا پچاس سالہ حق تسلیم کرنے کے لئے بالکل تیار تھی۔
مگر آہ بدنصیب مسلمان تحریک کی رہنمائی کے لئے خطرہ کے وقت
نہ موالاتی مسلمان میدان میں آئے۔ اور نہ تارک موالات مسلمانوں نے
ہمت کی۔ ایک طبقہ ہندوؤں کو خوش رکھنا چاہتا تھا' اور دوسرا حکومت
کو ناراض کرنے کے خیال سے لرزتا تھا۔
بالآخر عید کا روز آیا' اور جو علاقے پچاس سالہ رواج کے خلاف
ممنوع قرار دیئے گئے تھے۔ انہیں رہنے والے مسلمانوں کی گائیں وہ مسلمان
ملازمان پولیس جن کا انتظامی امور سے کوئی تعلق نہیں' محض حسن کارگزاری
کی داد لینے کے لئے ہر قسم کی دھمکیاں دینے کے واسطے میدان میں آئے'
یہ وہ مسلمان افسران پولیس ہیں جن کے وجود سے مسلمانان دہلی کو ہمیشہ
بجائے فائدے کے نقصان پہونچا ہے۔ اور ان میں سے بعض ہندو
مسلمان اعلیٰ ملازمان سرکار نے قربانی کی گائیں مالکان کے مکانات
سے دوسرے مقامات پر ان کی مرضی کے خلاف منتقل کردیں۔ عید کا
دوسرا روز شروع ہوا تو ان غریب مسلمانوں نے صاف کہہ دیا کہ جبتک
ہمارا قدیم راستہ نہ ملے گا۔ ہم قربانی نہیں کریں گے۔ اور اس طرح
مسلمانوں کی خوشی غم سے تبدیل ہوگئی۔ اور ان کے مکانات قربانی
کی برکت سے محروم رہے۔
اس میں شک نہیں کہ حکام اس مرتبہ فریب میں آگئے۔ اور مسلمانوں
کے ساتھ انتہائی ناانصافی کی گئی۔ اور مسلمانوں کے حقوق محض ان چند
خود اور بزدل پیشواؤں کی بے عملی کی وجہ سے غصب ہوگئے۔ اور
پچاس سالہ رواج کے خلاف محض ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی کمزوری کی
وجہ سے امسال قربانی کی گائیں بعض علاقوں سے نہ جاسکیں۔ البتہ
جیسا کہ مولانا احمد سعید صاحب کے بیان مندرجہ ہمدرد سے ظاہر ہوتا
ہے کہ وہ مسلمان جن کی گائیں روکی گئی تھیں ڈپٹی کمشنر دہلی پر دعویٰ
کرنے والے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے اور جمعیۃ علماء اصول ترک موالات کو دفن
کرکے ان مسلمانوں کی رہنمائی کرکے اس مقدمہ کو پریوی کونسل تک پہونچادے
تو مجھے یقین ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے جو احکام جاری کئے تھے وہ

[illegible]

کی سڑکیں آزاد ہیں۔ اسی طرح گاڑیوں کے لئے بھی ملک معظم کی سڑکیں آزاد ہونی چاہئیں۔ کیونکہ بحیثیت شہری اور ٹیکس گذار کے ہندو اور مسلمان دونوں برابر ہیں۔ اور وہ گورنمنٹ یقیناً قابل ملامت ہے جو مسلمانوں کے حقوق شہری غصب کرے اور ان کے مذہبی فرائض کی ادائگی میں مزاحم ہو۔

بہرحال ضرورت ہے کہ سڑکوں کی آزادی کا مسئلہ اعلیٰ برطانوی عدالت تک پہونچا کر اس کوزہ بگل کو بھی دیکھ لیا جائے۔

دہلی میں اس سال فساد کیوں نہیں ہوا؟

جبکہ عید اضحیٰ اور فساد سالہا سال سے لازم و ملزوم ہوگئے ہیں، تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امسال دہلی فساد سے کیونکر محفوظ رہی۔ کوئی گورنمنٹ کو اور اس کی پولس کو کریڈٹ دیتا ہے، کوئی سوشل سروس لیگ کے پوسٹروں کو اہمیت دیتا ہے، کوئی مسلمانوں کے انتہائی صبر وضبط کو پیش کرتا ہے۔ مگر میرے خیال میں اس کے علاوہ بھی کچھ وجوہات ہیں، اور وہ یہ کہ اس مرتبہ دہلی کے وہ ہندو بدمعاش آزاد نہیں تھے، جن کا پیشہ فساد ہے، اور جنکی ہر فساد میں شرکت ہوا کرتی ہے۔ اور سب سے زیادہ قابل توجہ یہ واقعہ ہے کہ چونکہ اس سال دہلی کا تجارتی بازار بہت گرا ہوا تھا، اس لئے ہندو سرمایہ دار ہندو مفسدوں کو مسلمانوں کے سر پھوڑنے کے لئے روپے نہ دے سکے۔ جو دہلی فساد سے محفوظ رہی ورنہ اگر سالہائے ماسبق کی طرح ہندو بدمعاش آزاد ہوتے، اور ہندو سرمایہ داران کی سرپرستی کرتے تو گورنمنٹ کے لئے امن قائم رکھنا بہت مشکل تھا۔

بہرحال مبارکباد کے مستحق ہیں مسٹر جانسٹن ڈپٹی کمشنر اور مسٹر اورڈ سینیر سپرنٹنڈنٹ پولیس، اور مسٹر مارگن سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی جنہوں نے مسلمانوں کے حقوق غصب کرکے، طاقت کی نمائش کرکے دہلی کو فساد و بدامنی کا گہوارہ ایک عرصہ کے بعد نہ بننے دیا۔

سر عبدالرحیم کو انگلستان بھیجا جائے

ایسی حالت میں کہ ایک درجن کے قریب ہندو پیشوا لندن کی رائے عامہ کو اسلامی حقوق کے خلاف تیار کرنے۔ اور رائل کمیشن کے ارکان کو ورغلانے، اور مشترکہ انتخاب کو آئندہ اصلاحات میں رائج کرانے کے لئے پہونچ چکے ہیں، مسلمانوں کے لئے نہایت ضروری ہوگیا ہے کہ وہ "قومیت متحدہ" کے پرستار مسلمان پیشواؤں کے دام تزویر سے بچنے کے لئے، اور اپنے مخصوص حقوق کی حفاظت کے سلئے ہندو راجیہ کے خواب کی تعبیر سے پہلے ان متعدد اور سمجھدار اور باثر

مسلمان رہنماؤں کو [illegible]

حامی ہوں، اور اسلامی حقوق کے لئے گورنمنٹ اور ہندؤں [illegible] سے سینہ سپر ہوکر جھگڑنے کے لئے مستعد ہوں۔

اس سلسلہ میں میری نظر سب سے پہلے سرعبدالرحیم پر پڑتی ہے جنکی سیاست دانی، اور خلوص اور دلیری پر مولانا حسرت موہانی صاحب جیسے انتہاپسند کو بھی اعتماد ہے، جس کا انہوں نے خود مجھ سے بارہا تذکرہ کیا ہے۔ نیز حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ بھی انپر کافی سے زیادہ بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور دیگر مسلمان پیشوا بھی ان کی حب اسلامی کے معترف ہیں۔ حادثہ پوٹا کلیا کے موقع پر جس دلیری اور جرأت کا ثبوت انہوں نے دیا ہے اس نے تو مسلمانوں کے دلوں میں ان کی عزت کو دوبالا کر دیا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ مسلمانان ہندوستان عام طور پر جلسے کرکے سرعبدالرحیم سے درخواست کریں کہ وہ سب کام چھوڑ کر لالہ لاجپت رائے اور مسٹر پٹیل، اور مسٹر تانبے اور دیگر ہندو اکابرین کا طلسم توڑنے کے لئے فوراً انگلستان روانہ ہوجائیں۔ اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان کی نمائندہ حیثیت کو وزنی بنانے کے لئے ان کے سفر انگلستان کے مصارف چندہ کرکے پورے کریں۔ اسی طرح میں ممدوح سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کا دورہ کرنے کے لئے کمر ہمت باندہ کر اس پیرانہ سالی میں روانہ ہوجائیں اور یہ سفر اس طرح شروع کیا جائے کہ اس کا خاتمہ بمبئی میں ہو، جہاں سے وہ سیدھے انگلستان روانہ ہوجائیں کہ یہ کام اشد ضروری ہے۔ اور اس سے مسلمانوں کی سیاسی زندگی اور موت وابستہ ہوگی۔

مسٹر دوبے لے ڈوبے

اہل دہلی اور دہلی میونسپل کمیٹی کی انتہائی بدنصیبی ہے کہ مسٹر ڈیسٹھنا سابق ہیلتھ افسر دہلی سے چھ مہینہ کے لئے رخصت پہ گئے ہوئے ہیں، ان کی جگہ ایک سنگھٹنی ہندو (مسٹر دوبے) کا تقرر ہوا ہے۔ آپ نے جب سے اس بدنصیب شہر کے محکمہ حفظان صحت کا چارج لیا ہے اپنے ماتحت مسلمان عملہ کو اسقدر پریشان کیا ہے کہ انپر عرصہ زیست تنگ ہوگیا ہے۔ اور وہ یہ سوچ رہے ہیں کہ یا تو سب کے سب ایک دم مستعفی ہوجائیں۔ یا پھر سب کے سب ایک دم طویل رخصتوں پر چلے جائیں، جو مسٹر دوبے کی دلی آرزو ہے تاکہ جس طرح ہمایوں کے سقہ کی بادشاہت میں چمڑہ کا سکہ چلا تھا، اسی طرح وہ بھی مسٹر ڈیسٹھنا کی آمد تک محکمہ حفظان صحت میں ہندو راجیہ قائم کریں۔ اور [illegible]

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جب سے مسٹر دوبے نے چارج لیا ہے۔ دہلی کی صفائی کو ناقابل تلافی نقصان پہونچا ہے [illegible] اپنے تئیں کام سے مستغنی سمجھتا ہے کیونکہ ان کو معلوم ہے [illegible]

... ہوتی ترکاریاں سڑنا شروع ہو گئی، چربی ملا ہوا گھی، ... پانی ملا ہوا دودھ، باسی ترکاریاں اور باسی گوشت، باسی مٹھائیاں فروخت ہوں، ان کی جوتی سے، بعض محلوں میں ... نالیاں دھلیں، بعض میں ایک وقت جھاڑو دی جائے، آبادی ... گوبر اور لید تھاپی جائے۔ اس سے ہوا متعفن ہو، اس گوبر پر ... مکھیاں پیدا ہوں، مچھر پیدا ہوں، غرضیکہ پبلک کو کتنی ہی تکلیف پہنچے ان کی بیزار سے، انہوں نے تو اپنے زعم میں اپنا فرض یہی سمجھا ہے کہ جس طرح ہو سکے مسلمان عملہ کو دق کیا جائے، تاکہ وہ تنگ آکر مستعفی ہو جائے جو مسٹر دوبے کی دلی آرزو ہے۔

اگر مسٹر دوبے نے اپنے طرزِ عمل میں کوئی خوشگوار تبدیلی نہ کی تو میں آیندہ تفصیل سے اس سبجکٹ پر لکھوں گا۔ اور ثابت کروں گا کہ مسٹر دوبے جب سے انچارج ہوئے ہیں، دہلی کی پبلک ہیلتھ کو نئے ڈھنگ سے دیکھیں

کے نئے پہلے سے تبدیل ہو گیا۔ اور دوسرے ... بلکہ چھپائی نے اس کے ذمہ واجب تھے ادا کر کے ایمان فروشی اور حق فراموشی کی ایک بدترین مثال قائم کی۔

میں نے صحیح حالات کی تحقیقات شروع کر دی ہے۔ اور انشاء اللہ آیندہ اشاعت میں ان اخباروں کے نام شائع کروں گا، جن کو یہ قاتل روپے بانٹتے پھر رہے ہیں۔ اور ان لوگوں کے حالات اور نام بھی شائع کروں گا، جو دہلی میں آئے، ان اخبارات کو فرضی مراسلے شائع کرنے اور اخفاء جرم کے لئے بند لفافوں میں نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور یہ بھی ثابت کروں گا کہ کس طرح ایک غیر قدرتی موت کو قدرتی موت ثابت کرنے کے لئے سازشیں کی جا رہی ہیں۔ اور ڈاکٹری سارٹیفکیٹوں کی اصلیت کیا ہے؟۔

قارئین ہیشہ کو مطمئن رہنا چاہیئے۔ اور آیندہ اشاعت کا انتظار کرنا چاہیئے

ولیعہد ریاست ٹونک کی وفات اور بعض میراثی اخبارات

یہ فخر دہلی کے معزز اور مشہور اخبار ریاست کو حاصل ہے کہ اس نے سب سے پہلے مظلوم ولی عہد ریاست کی غیر قدرتی موت کا انکشاف کیا۔ اور اپنے تئیں خطرہ میں ڈال کر ایسے انکشافات کئے کہ وہ بندگان ہوا و ہوس جنہیں نوجوان اور مظلوم ولی عہد کے خون کا بار ہے حیرت میں رہ گئے۔ اور مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ افشائے راز کے خوف سے کیا کیا ابلیسانہ اعمال انجام دیئے گئے۔ اور اخفاء راز کے لئے کس طرح بیدریغ روپیہ بہایا گیا۔ اور بہایا جا رہا ہے۔

ٹونک ایک اسلامی ریاست ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ ضعیف العمر والی ریاست کو "صاحبزادگان" کے کھیل سے کس قدر شغف ہے۔ اور ان کے گرد و پیش کس کیریکٹر کے لوگ جمع ہو گئے ہیں مگر میرے لئے یہ ناممکن ہے کہ جو "آنکھ مچولی" وہاں کھیلی گئی ہے، اسکا اخفا کیا جائے۔

ریاست اخبار کی بروقت اطلاع شائع ہونے کے بعد بعض "میراثی" اخبارات کے ایمان پر اس پارٹی نے بولی لگائی، جو ولیعہد صاحب کی غیر قدرتی موت کی ذمہ دار ہے۔ چنانچہ دہلی کے ایک اخبار کے ایمان کا نیلام دو سو روپے میں ہوا، اور دوسرے کے ایمان کی قیمت مبلغ ایک سو روپیہ اٹھی۔ اور یہ رقم دہلی میں ان اخبار نویسوں کو ... ولیعہد ٹونک کی قاتل پارٹی کے حامی ہیں ۱۶ رجون ۱۹۲۷ء کو ... لفافوں میں مل گئی۔ جس کے ملتے ہی ایک اخبار کے دفتر کا وہ ... کی پنکھا جو ایک مہینہ سے قابل مرمت تھا، فوراً ۴۵۰ روپے

بادشاہ اسلام نرغۂ اغیار میں

اعلیٰ حضرت تاجدار دکن بادشاہ اسلام محبوب المسلمین سید عثمان علی خاں بہادر والی دکن جو ہز امپیریل مجسٹی کے "یار وفادار" بھی ہیں، اور جن کے آباؤ اجداد کی امداد کی بدولت آج انگریزی سلطنت ہندوستان میں نظر بھی آتی ہے، اور جنہوں نے اس جنگ عظیم میں جس سے برٹش قوم اور برٹش حکومت کی موت اور زندگی وابستہ ہو گئی تھی ایسی شاہانہ امداد کی کہ اسکی نظیر نہیں ملتی۔ اور یہ اس شاہانہ امداد ہی کی وجہ ہے کہ انگریزی قوم اس تباہ کن جنگ سے فاتحانہ نکلی۔

آج ان تمام احسانات کا معاوضہ حکومت ہند کی جانب سے یہ دیا جا رہا ہے کہ اس آصفیہ سلطنت کو جو مغل سلطنت کا دھندلا سا نشان ہے اور اس کے حامیٔ اسلام بادشاہ کو جس کی علم پروری نے عباسی خلفاء کی یاد تازہ کر دی ہے۔ اور جس کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ وہ تمام والیان ریاست کی طرح رنڈی باز نہیں ہے، شراب خوار نہیں ہے اسکی سلطنت دوسری ریاستوں کی طرح مقروض نہیں ہے۔ اور وہ دوسرے والیان ریاست کی طرح جذبہ خودداری سے خالی نہیں ہے۔ اور دوسرے والیان ریاست کی طرح کبھی اپنی پیاری رعایا کو چھوڑ کر یورپ کی سیر کو نہیں جاتا۔

آج جس طرح اس "یار وفادار" کی سلطنت کے معاہدوں کو جرمنی کی طرح کاغذ کے پرزوں سے زیادہ وقعت نہیں دی جا رہی وہ ایک بدترین مثال ہے نقض عہد کی۔ آج جس طرح اس نیم خود مختار بادشاہ کو اس کی بے مثال خدمات اور امانت کے صلہ میں تمام معاہدات کو پیروں کے نیچے روند کر اس کے اختیارات سلب

رے سلطنت آصفیہ کے اہم عہدہ جات پر اس کے بادشاہ کی مرضی
ے خلاف غیر ملکی سفید فام ملازم رکھے جا رہے ہیں، وہ ایک سزا ہو
و مطالبہ برار کی اعلیٰ حضرت کو دی جا رہی ہے۔

اعلیٰ حضرت نظام کے ساتھ یہ خلاف ورزی معاہدہ جات
محض اس لئے ہو رہی ہے کہ مسلمانوں کے بعض خود غرض نام نہاد
پیشوا محض اپنے ہندو دوستوں کو خوش رکھنے کے لئے مسلمانوں کی
اسے عادہ کو اعلیٰ حضرت کی حمایت میں تیار نہیں ہونے دیتے۔ نیز
ریزیڈنٹ کی اس سخت پالیسی کی وجہ یہ بھی ہے کہ دکن کا جو خاندان
س سلطنت کو تباہی سے بچانے کا ذمہ دار تسلیم کیا گیا ہے، مرد
انہ سے اسی خاندان کا اعلیٰ ترین فرد اس سلطنت کی جڑیں کھود رہا
ہے حالانکہ اس خاندان کے مورث اعلیٰ نے اعلیٰ حضرت کے آباؤ
عبداد کی غلامی پر فخر کیا۔ اور یہ ننگ خاندان ریزیڈنٹ کی غلامی
فخر کرتا ہے۔

اگر مسلمانان ہندوستان یہ چاہتے ہیں کہ ان کے عزت و
نال کی ایک دھندلی سی نشانی باقی رہے، جو تمول اور وسعت
ہے کے لحاظ سے ٹرکی، مصر، ایران، افغانستان سے بھی زیادہ ہے
ان کا فرض ہے کہ وہ اس عظیم الشان اسلامی سلطنت کو تباہی
ر اس کے فرمانروا کو بربادی سے بچانے کے لئے ایک متحدہ
یٹ فارم پر جمع ہو جائیں۔ ورنہ یاد رہے کہ جان بل اگر اسی طرح
لی حضرت کو دباتا چلا گیا۔ اور ان کے اختیارات اسی طرح سلب
تے رہے، تو ہندوستان کے ہزاروں شرفا، اور علم دوست
نرات کی عزت افزائی اور بیرون ہندوستان کی اسلامی
دریات پر مالی امداد اور اسلامی شان و شوکت کا ہندوستان
ں خاتمہ ہے۔

میں اس خاندان کے حالات فراہم کر رہا ہوں، جو ریزیڈنٹ
بدرآباد کی کوٹھی پر اعلیٰ حضرت کے خلاف سازشیں کیا کرتا ہے
ران شاء اللہ پوری دلیری اور دیانت داری سے ان تمام غداریوں کو
نت از بام کروں گا، جو اس ننگ خاندان نے ایک اسلامی سلطنت
غارت اور برباد کرنے کے لئے کیں۔

ت تیرے گیدی کی دم میں نمدا" — حضرت خواجہ حسن نظامی

حب قبلہ کو کسی نے یہ اطلاع دی کہ دہلی میں ایک ایسی موٹر لاری
ری ہے جس میں "مسند نا پاں" بیٹھی ہوئی نہیں، اور اس پر لکھا ہوا
لہ۔

"شدہ ہو جاؤ اور پسند کر لو"

اس خبر کی اشاعت سے سنگٹھنی حلقوں میں قیامت برپا ہوگئی۔
ہندوؤں کے ڈیپوٹیشن گئے۔ سنگٹھنی اخبارات نے لیڈر لکھے۔ چھوٹا
مسٹر مارگن سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی قدرتی طور پر ایسے نقد یہ طوفان
بے تمیزی کا مقابلہ نہ کر سکے اور اس سے متاثر ہوئے۔ انہوں نے
حضرت خواجہ صاحب سے اس خبر کی تصدیق چاہی، حالانکہ اس
باز پرس سے پہلے خواجہ صاحب اس کی تردید کر چکے تھے اور مسٹر
مارگن کی باز پرس پر خواجہ صاحب نے نہایت سچائی سے اس
خبر کی غلطی جو ایک غلط فہمی کا نتیجہ تھی تسلیم کرلی۔ اس پر مسٹر مارگن نے
ایک تحریر اظہار افسوس کی حضرت خواجہ صاحب سے حاصل کرلی۔ جو
انہوں نے سنگٹھنی کائیں کائیں کو بند کرنے کے لئے اخبارات کو بذریعہ
ایسوسی ایٹڈ پریس بھیج دی۔ اس خبر کو ایسوسی ایٹڈ کے نمائندے
نے جو آریہ سماج کا شریک و سہیم ہے اور اپنی کمیونل دلچسپی کے لئے مشہور
ہے اپنی قلم سے ایسا غلط طریقہ پر شائع کیا کہ اس تحریر کا مفہوم ہی بدل گیا۔
جو ایک بدترین قسم کی بددیانتی، اور ارذل ترین قسم کی فرقہ وارانہ اسپرٹ
کا نتیجہ ہے۔

اس معذرت نامہ یا اظہار افسوس کو شہ ہی بازوں نے نئے
نئے عنوان دیکر شائع کیا۔ تیج کی سرکاری بارگاہ نے اس کو مسترد کیا
اور اس "سنگین حادثہ" پر سخت کارروائی کا مطالبہ کیا۔ پنجاب کے
سنگٹھنی سورماؤں کے جمعدار "گلشن رائے ایڈیٹر بھیشم نے اس "حادثۂ
فاجعہ" پر حسب ذیل الفاظ میں اپنی شرافت کا ثبوت دیا ہے۔

خواجہ حسن نظامی کی ذات آتشکدۂ شرارت ہے۔ خواجہ
کی پاجیانہ حرکت کے خلاف مختلف مقامات پر صدائے
احتجاج بلند کی گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کے ڈنڈے
کے بغیر ان کی یہ کھجلی کی بیماری دور نہیں ہوگی۔ خواجہ کو
اپنے اخبار میں معافی مانگنی پڑی۔ "ست تیرے گیدی کی
دم میں نمدا"

میں اس "گیدی" اور "پاجی" بھیشم کے ایڈیٹر سے دریافت کرنا
چاہتا ہوں کہ یہ سطریں لکھتے وقت اس نے اپنی حیثیت کو بھی دیکھ لیا تھا
یا نہیں؟ حضرت خواجہ صاحب کی بلند و برتر شخصیت پر شرافت اور انسانیت
سے بلکر پھکڑ پن، بازاری پن، اور کمینہ پن سے لکھنے سے پہلے اس "رذیل"
"ذلیل" اخبارچی کو معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ جس بزرگ ترین ہستی کو
اس نے ایسے کمینہ الفاظ سے مخاطب کیا ہے اس کے ادنیٰ ترین
غلام اور معتقد اس کے اخبار کو مع اس کے عملہ ادارت اور سامان دفتر
کے باسانی خرید سکتے ہیں۔ میں اس پاجی اوقات سے نا آشنا اخبار نویس
کو متنبہ کرتا ہوں کہ اگر وہ اپنی قابل جاہلانہ حرکات اور پاجی پن سے باز

...سات [illegible] "[illegible]" [illegible]۔ اور اسکو اور اس کے حوارئین کو [illegible] کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

نیز اس کے ساتھ ہی میں اس پنجاب گورنمنٹ سے جو مسلمان اخبارات سیاست، زمیندار، انقلاب، پر ہر وقت نظر عنایت مبذول کرتی رہتی ہے اور خصوصاً سیاست پر تو اسکی خاص نظر رہتی ہے۔ اور اس کے پرچے ضبط کرنے کا پنجاب گورنمنٹ کو بہت شوق رہتا ہے دریافت کرتا ہوں کہ وہ ایسے بدتمیز اور دریدہ دہن اور فحش نویس اخبارات کو آخر کب تک اور کیوں ڈھیل دیئے جائے گی؟

کیا وہ ابھی اس پر اسرار خاموشی سے ان "تھرڈ کلاس" اور "مزلزم" سے نا آشنا چھوکروں کو مسلمان اکابرین کی پگڑیاں اتارنے کا لائسنس نہیں دے رہی؟

یہ ایسا سوال ہے جسپر پنجاب گورنمنٹ کو فوراً توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

ایڈیٹر پرتاپ کی اشتعال انگیز گستاخی

پنجاب گورنمنٹ نے جو مجرمانہ چشم پوشی دریدہ دہن آریہ اخبارات سے برت رکھی ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ چند "دلی" "اخبارچی" مسلمانوں کی دل آزاری کے نت نئے طریقے اختیار کرکے مسلمانوں کے دلوں میں ناسور ڈالکر ہوتی سے باہر ہوئے جاتے ہیں۔

جب سے "رنگیلا رسول" کے فرضی مصنف "کو جسٹس دلیپ سنگھ نے رہا کیا ہے۔ اسوقت سے "رہپال کے پیٹ کے چھوٹوں" کے حوصلے بڑھ گئے ہیں۔ ابھی امرتسر میں آقائے کائنات کی انتہائی توہین کی گئی ہے اسکا مقدمہ عدالت میں ہے جس سے مسلمانوں کے صبر اور قوت برداشت پر ہتوڑا چلایا گیا ہے اور بد نصیب اور بے کس اور بے زبان اور بدبخت مسلمان ابھی عزت رسول کے اس تازہ حملے کے ماتم سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ "شیطان مجسم" ایڈیٹر پرتاپ نے آقائے دوجہاں فداہ امی وابی کی ذات پر اپنی فطری کمینگی کا اظہار حسب ذیل الفاظ میں کرکے چالیس کروڑ مسلمانوں کی دل آزاری کی ہے۔ جس سے اسکے خبث باطن کا پتہ چلتا ہے:

"ہندوؤں کو اس فیصلہ کے خلاف کوئی شکایت نہیں۔ عیسائیوں کو تو ہوگا ہی کیا، لیکن مسلمانوں کو کیوں ہے؟ اسکی وجہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ صرف اسلام کے بانی کی زندگی اپنے اندر رنگیلا پن رکھتی ہے۔ اس میں ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں جنپر دوسرے لوگ بجا طور پر نکتہ چینی کرسکتے ہیں۔"

اس ذلیل ترین دھوتی پرشاد انسان نما حیوان نے چالیس کروڑ فرزندان توحید کے آقا و مولا کی شان اقدس میں جو گستاخی کی ہے کیا کوئی خوددار اور زندہ قوم اپنے محبوب ترین پیغمبر کی شان میں ایسے الفاظ سن سکتی ہے!

ان الفاظ کے ذریعہ مسلمانوں کی قوت برداشت اور حب رسول پر جو کاری ضرب لگائی گئی ہے کیا ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان اسے ٹھنڈے دل سے برداشت کرسکتے ہیں؟

اگر دنیا سے شرافت اور انسانیت کا جنازہ نہیں نکل گیا ہے تو شریف ہندوؤں کا فرض تھا کہ وہ اپنی قوم کے ایسے بدنام کنندۂ انسانیت و ہندویت پر گورنمنٹ کے قانونی دار سے پہلے اظہار ملامت کرکے ثابت کرتے کہ ہندو قوم کا خزانہ رواداری اور انصاف و شرافت سے خالی نہیں ہے۔

اس کے بعد میں حکومت سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ بنگال کے اس فساد کو بھول گئی، جو انڈین ڈیلی نیوز کے گستاخانہ مضمون کی وجہ سے ہوا تھا، اور جس نے کلکتہ کی گلیوں کو لالہ زار بنادیا تھا اور کیا وہ مسلمانوں کے آقا و مولا کی توہین کرنے والوں کو آزاد چھوڑ کے ہندوستان سے امن و امان کو ہمیشہ کے لئے رخصت کرنا چاہتی ہے؟ اور آخر وہ مسلمانوں کے صبر و ضبط کا کب تک امتحان لے گی؟ اور اس قسم کے مفسدہ پردازوں کو کب تک مشتعل کرنے کے لئے آزاد چھوڑے گی؟

میں نے گزشتہ صفحات پر اہانت رسول سے متعلق شرعی احکام درج کردئے ہیں۔ اب میں اس نام نہاد جمعیۃ علماء اور مفروضہ خلافت کمیٹی سے دریافت کرتا ہوں کہ آخر تمہارے بولنے کا وقت کب آئے گا۔ حالانکہ وقت تو وہ آگیا ہے کہ جنگل کے پرندے کھنڈوں کے درندے بولنے لگیں، مگر تم جو کہ ہندوؤں کے غلام ہو بتاؤ کہ ہندوؤں کی غلامانہ دوستی تمکو ایسے بدمعاشوں پر لعنت ملامت کرنے سے کب تک روکے گی۔

کہاں ہیں مسٹر گاندھی، پنڈت موتی لال نہرو، آئیں اور اپنی قوم کے ان شریفانہ اقوال کو پڑھیں، اور "ہندو تہذیب" اور "پراچین ہندو دھرم" کا پالن کرنے والوں کا کیرکٹر دیکھیں۔ اور بتائیں کہ کیا یہی وہ ہندو دھرم کی تعلیم ہے جسپر ان کو ناز ہے اور کیا ہندو دھرم میں غیر ہندو پیشوایان مذہب کے لئے کوئی عزت نہیں؟ اور کیا ہندو دھرم کی تعلیم کا خلاصہ صرف یہ ہے کہ اس محترم اور برگزیدہ ہستی کو گالیاں دی جائیں جسکی غلامی کا فخر چالیس کروڑ انسانوں کو حاصل ہے اور اس مجد و شرف میں ابن سعود وہابی، امان اللہ خان غازی، علی فاطمی، شاہ فواد مصری، رضا خاں ایرانی جیسے صاحب سیف اور ایک ادنیٰ سے ادنیٰ مزدور اور غریب مسلمان برابر کے شریک ہیں، جن رگ حمیت اگر جوش میں آگئی تو مجاتی " تو الگ رہی خود اس گورنمنٹ...

سے لئے سخت مشکلات کا سامنا ہوگا۔ جو دنیا کی طاقتور حکومتوں میں شمار ہوتی ہے۔ اور جس کے بھروسہ پر یہ ہاجی سے سیوک آقائے دوجہاں کی شان اقدس میں گستاخیاں کیا کرتے ہیں۔ اس لئے گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ ایسی دل آزار اور اشتعال انگیز تحریرات کو روکنے کے لئے سخت سے سخت کارروائی کرے۔

مسلم آؤٹ لک قانونی شکنجہ میں

لاہور کے موقر انگریزی روزنامہ مسلم آؤٹ لک نے جسٹس دلیپ سنگھ کے فیصلہ "رنگیلا رسول" پر تنقید کی' ہندو اخبارات نے شور مچایا کہ "یہ توہین عدالت" ہے۔ سر میلکم ہیلی کی گورنمنٹ نے نہایت فیاضی اور خوشی سے پرنٹر و اڈیٹر مسلم آؤٹ لک کے خلاف مقدمہ قائم کرنے کی اجازت دیدی۔

مسلمانان پنجاب اور مسلمانان ہندوستان کی آنکھیں اس موقع پر قدرتی طور سے سر محمد شفیع' سر عبدالقادر' سر اقبال' میاں عبدالعزیز' ڈاکٹر عالم وغیرہ پر لگی ہوئی تھیں کہ وہ سب اس اہم مقدمہ میں ملزمان کی طرف سے اعزازی طور پر پیش ہونگے مگر افسوس کہ ان حضرات نے اخلاقی جرأت سے کام نہیں لیا۔ اور دین پر دنیا کو ترجیح دی اور مقدمہ ہائی کورٹ کے فل بنچ کے سامنے پیش ہوا جس نے اسی روز اڈیٹر صاحب کو چھ مہینہ کی اور پرنٹر صاحب کو ۳ مہینہ کی علاوہ جرمانہ کے سزا دیدی۔

تحریک ترک موالات میں بعض مقدمات میں ایک ہی دن میں گورنمنٹ نے استغاثہ اور صفائی کی شہادتیں ختم کر کے بحث سنی اور اسی وقت فیصلہ بھی لکھدیا۔ ظاہر ہے کہ اسوقت گورنمنٹ ایجی ٹیٹروں کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتی تھی۔ اور عدالتیں جنکو اس ادنیٰ قسم کی ذہنیت سے بلند و برتر ہونا چاہیے کس طرح انتظامی حکام کا آلہ کار بنکر ان لوگوں سے جیل خانہ بھر رہی تھیں' جن کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ اپنے ملک کو آزاد دیکھنا چاہتے تھے

توہین عدالت کی قسم کے مقدمات میں غالباً یہ پہلا مقدمہ ہے' جو ایسی جلدی سے طے کر دیا گیا۔ چونکہ ابھی تک فیصلہ کی نقل میری نظر سے نہیں گزری ہے اس لئے میں فیصلہ پر رائے زنی کئے بغیر پنجاب کے زندہ دل مسلمانوں سے درخواست کروں گا کہ وہ اس پر غور کریں کہ یہ ہاتھ گریبان تک ہے۔

یہ کیا تماشہ ہے کہ دین و دنیا کی وہ مقدس ترین ہستی جس کے غلاموں کی تعداد چالیس کروڑ سے زیادہ ہو' اسکی محترم زندگی پر تو ایک جاہل اور ذلیل سے ذلیل و ناپاک ترین انسان نہایت بد دیانتی اور درد بیگوئی کے ساتھ بحث کرنے کا حق رکھتا ہے۔ مگر جسٹس دلیپ سنگھ کے فیصلہ پر نیک نیتی کے ساتھ ایک پڑھے لکھے اور شریف مسلمان کو بحث کرنے کا حق نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ "رنگیلا رسول" پر جسقدر ایجی ٹیشن کرنے کی ضرورت تھی' اسقدر پنجاب کے اور ہندوستان کے مسلمانوں نے آج تک ایجی ٹیشن نہیں کیا

یہی وجہ ہے کہ رچیپال آزاد ہے۔ اور بخاری صاحب اور ... کوٹھڑیوں میں بند۔ ضرورت ہے کہ اس تماشہ کا آخری ڈراپ دیکھنے کے لئے اس مقدمہ کو پریوی کونسل تک پہونچا دیا جائے۔

بخاری صاحب زندہ ہیں

مجھے بے انتہا افسوس ہے کہ گذشتہ اشاعت میں نوجوان ادیب جناب مولانا سید ذوالفقار علی صاحب بخاری کی خبر وفات درج ہوگئی۔ جسکی وجہ سے ان کے والدین اور اعزا اور دوستوں کے چند گھنٹے رنج و الم میں گذرے۔ میں خود اپنی حالت کرب کے اظہار سے قاصر ہوں۔ اگرچہ خبر کی اشاعت کے تیسرے روز ہی مجھپر اصل حقیقت منکشف ہوگئی تھی۔ اور میں نے قریب قریب ہر صوبہ کے اخبارات میں اس غلط خبر کی تردید کردی تھی۔ مگر ناظرین پیشوا کو اصل حقیقت سے آگاہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ حسب معمول میں نے بخاری صاحب کو شاید خطوط لکھے' جواب ندارد۔ اس کے بعد خلیل نمبر کیلئے ان سے نظم کی استدعا کیگئی اس کا بھی جواب نہ آیا۔ بلکہ اس کے جواب میں ان کے دوستوں میں سے ایک صاحب کے نام سے ایک خط آیا کہ ان کا انتقال ہوگیا۔ مجھپر سکتہ کا سا عالم طاری ہوگیا۔ اور میں نے اس خبر وحشت اثر کو درج رسالہ کردیا پیشوا کے شائع ہوتے ہی بخاری صاحب نے اطلاع دی کہ "اس الم ناک خبر کے مصنف وہ خود ہی ہیں' اور یہ خبر صرف اس لئے تصنیف کی گئی تھی کہ کچھ دنوں ایسے خطوط کے جوابات اور مضامین کے تقاضوں سے نجات ملیگی۔ سرکاری کام بہت تھا۔ مگر نتیجہ اس کے برعکس ہوا۔ صدہا خطوط اور تاروں کے جواب نے حواس باختہ کر دیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرنیکے بعد بھی مجھے سکون میسر نہیں ہوگا۔ کان پکڑ کے توبہ کرتا ہوں کہ آیندہ نہیں مروں گا"

گیا تھا نماز بخشوانے روزے گلے پڑ گیا

اس شوخ نگاری کی داد یا سزا تو بہر حال بخاری صاحب کو ملیگی۔ امید ہے کہ وہ آیندہ اس قسم کے مذاق سے اجتناب کریں گے۔

پیشوا کا شہید نمبر

حسب اعلان سابق ، جولائی کا پرچہ شہید نمبر ہوگا جو انشاء اللہ ٹھیک وقت پر شائع ہوگا۔

مضامین توقع سے زیادہ مشاہیر و ممتاز اہل قلم کے وصول ہوگئے ہیں۔ جن بزرگوں نے ابھی تک اپنے جواہر پارے نہیں عنایت فرمائے ہیں ان سے گذارش ہے کہ فوراً توجہ فرمائیں۔ اور جسقدر جلدی ممکن ہو سکے نظم و نثر ارسال فرما کر میری امداد فرمائیں۔

میں کوشش کر رہا ہوں کہ شہید نمبر کی ضخامت حمل سے زیادہ ہو جائے۔ آپ دعا کیجئے کہ خدائے عز و جل میرے ارادوں میں برکت عطا فرمائے۔

...مسلم کشی کی کوشش

عیدالضحیٰ پر امسال دانا پور کے کمزور اور ہندؤں سے تعداد میں بہت کم مسلمانوں پر مشتعل ہندؤں نے حملہ کر کے ایک مسلمان خاتون کو شہید کر دیا۔ متعدد مکانات پر حملے ہوئے۔ قربانی میں مزاحمت کی گئی اور اس سے زیادہ افسوس اس گورنمنٹ پر ہے جس نے مسلمانوں کے جان و مال کی حفاظت اور مذہبی فرائض کی بجا آوری کا ذمہ لے رکھا ہے۔ اور جو اس مفید ترین خدمت انسانی کے لئے متعدد ناموں سے ہندؤں کی طرح مسلمانوں سے بھی ٹیکس وصول کرتی ہے۔ مگر ہندؤں کی شرارتوں کا تدارک اور دائمی انسداد نہیں کرتی۔

مسٹر ڈارلنگ اور ڈپٹی کمشنر دہلی توجہ فرمائیں

مسٹر ڈارلنگ صاحب افسر اعلیٰ محکمہ انکم ٹیکس پنجاب اور ڈپٹی کمشنر صاحب افسر انچارج محکمہ انکم ٹیکس دہلی سے میں پبلک مفاد کے لئے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے محکمہ انکم ٹیکس کے اصول اور رواج کے خلاف پانچ سال گذرنے کے بعد مسٹر جانن شاہ سینیر انکم ٹیکس کلکٹر اور دوسرے افسران کا تبادلہ کیوں نہیں ہوتا۔

کیونکہ یہ واقعہ ہے کہ جو انکم ٹیکس افسر جس مقام پر زیادہ عرصہ تک مقیم رہتا ہے اس کے تعلقات پبلک سے زیادہ خوشگوار ہو جاتے ہیں اور تعلقات کی خوشگواری یقیناً انکم ٹیکس کے محکمہ کی آمدنی کے لئے نقصان کا باعث ہوتی ہوگی۔

نیز میں مذکورہ افسران کے علم میں یہ بھی لانا چاہتا ہوں کہ وہ یہ دیکھیں کہ جب سے مسٹر جانن شاہ کا تقرر دہلی میں ہوا ہے۔ کتنی جدید اسامیاں اس محکمہ میں منظور ہوئی ہیں۔ اور ان جدید اسامیوں میں سے کتنی مسلمانوں کے حصہ میں آئیں۔ اور کتنی پر ہندؤں نے مسٹر جانن شاہ صاحب کی سفارش سے قبضہ کیا۔

میں آئندہ اشاعت میں اعداد و شمار سے ثابت کروں گا کہ جب سے یہ محکمہ قائم ہوا ہے کس قدر مسلمانوں کی حق تلفیاں ہوئی ہیں اور کس طرح اعلیٰ افسران کو دھوکہ دیکر ہندؤں کا تقرر کرایا گیا ہے۔

اور یہ بھی واقعات سے ثابت کرونگا کہ سینیر افسروں کا زیادہ عرصہ تک رہنا انکم ٹیکس کے محکمہ کے لئے کس قدر ضرر رساں ہے۔

دہلی میں گئوکشی کیوں زیادہ ہوئی؟

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ سال گذشتہ کے مقابلہ میں امسال عیدالضحیٰ کے موقع پر دہلی میں دو سو گائیں زیادہ ذبح ہوئیں۔ [illegible] میرے خیال میں سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ جب ہندو مہاسبھا کی فتنہ پردازی اور بعض مصلحت پرست مسلمانوں کی بزدلی اور طامعی کی وجہ سے دو چار گائیں ہندو صاحب ضلع کو متاثر کر کے دھوکہ دے کر مذبح جانے سے روکنے میں کامیاب ہوگئے۔ تو مسلمانوں نے اس کا جواب دو سو گایوں کی قربانی زیادہ کر کے دیا۔

مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ جس شخص کی ایک گائے رکی اس نے کیلہ میں جا کر چار گائیں قربان کیں۔

پس کم سے کم دہلی میں دو سو گایوں کے قریب زیادہ ذبح ہونے اور ذبح کرانے کا پاپ ہندو مہاسبھا اور اس کے فتنہ پرداز پروپگنڈسٹ پر ہے۔ جنہوں نے ایک واجب قربانی کی مزاحمت کر کے اس کو فرض کرادیا۔ اور اس طرح مسلمانوں کو ضد دلا کر ایک کی بجائے کئی کئی گائیں ذبح کرائیں۔

ہندو دھرم اس زمانہ کے قابل نہیں

جس "پراچین ہندو دھرم" "پراچین ہندو تہذیب" کے ترانے ہندو مقررین گایا کرتے ہیں اس کو خود ہندو دھرم کے بڑے "ودوان" شری شنکر اچاریہ کے حکم کے مطابق تبدیل کرنے کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ "آثار الصنادید مذہب" محکمہ "آثار قدیمہ" میں رکھنے کے مناسب ہاں مگر اس قابل نہیں سمجھا جاتا کہ اسکو اس زمانہ میں پیش کیا جاسکے۔ اگر یقین نہ آئے تو ملاحظہ کیجئے "پرکاش" ۲۶ مئی کی یہ عبارت کہ

> "شری شنکر اچاریہ کا اعلان ہے کہ انہوں نے ایک سمتی نیت کی ہے۔ جس میں ہر خیال کے ہندو شامل ہیں۔ اس سمتی کا یہ کام ہے کہ وہ ہندو دھرم کے لئے نئی سمرتی اختیار کرے۔ جو زمانہ حال کی ضرورتوں کے مطابق ہو"

لیکن میں ایڈیٹر پرکاش اور شنکر اچاریہ صاحب کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ نصف صدی کے بعد پھر ان کو اس "نئی سمرتی" کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اس لئے آؤ اس دھرم میں [illegible] اس مذہب میں جس کے اصول تیرہ سو سال سے ایک ذرہ برابر تبدیل نہیں ہوئے۔ اور جس کے احکام ہر زمانہ اور ہر ملک میں [illegible] کئے جانے کے قابل ہیں۔ کیونکہ وہ دین الفطرت ہے۔ اور اس کا نام اسلام ہے۔

پیشوا پر ظلم نہ کیجئے

اور جب کسی کتاب کی ضرورت ہو تو صرف پیشوا کو لکھیے۔ یقین کیجئے کہ پیشوا صرف کتابوں کی فروخت کے نفع سے چلتا ہے۔

تربیتِ اطفال

مسلمان بچوں کیلئے لوریاں

لیکر نام خدا کا سو جا

(از جناب مولوی سید عباس علی صاحب سرمد)

(۱)

وہ نیند آئی وہ نیند آئی   مژدۂ راحت دیکھو لائی
اب میرا پیارا تو سوئے گا   اور دشمن اس کا روئے گا
اٹھے گا جب وہ اٹھیگا ہنستا   قسمت کا دھنی ہے گُن کا اچھا
دیکھنا رشکِ جوانی ہوگا   آپ ہی اپنا ثانی ہوگا

لے کر نام خدا کا سو جا
سو جا سو جا سو جا سو جا

(۲)

نیند آنکھوں میں جب آتی ہے   خوبی آنکھوں کی بڑھ جاتی ہے
میرا ننھا جب سو جاتا ہے   گھر سُونا سا ہو جاتا ہے
میرے ننھے کو اللہ رکھے   علم و ہنر اور دولت دے
دین کی خدمت کام ہو اسکا   دونوں جہاں میں نام ہو اسکا

سو جا میرے پیارے سو جا
تیرا نگہبان ہے اللہ

—×—●●—×—

سُو جا میرے رونیوالے

(از جناب ماسٹر باسط علی صاحب باسط)

ماں کے دولارے، باپ کے پیارے   لختِ جگر، اے آنکھ کے تارے
گھر کی رونق، گود کی زینت   لال مرے، اے میری دولت
سو جا سو جا میرے پیارے   سو جا سو جا راج دولارے
تجھ پہ تصدق، تجھ پر واری   چھوڑ کے بیٹھے گریۂ و زاری

سو جا میرے رونے والے
اشکوں سے منہ دھونے والے

قوم کا اپنی نام کرے تو   دنیا میں وہ کام کرے تو
خالد کا سا جانباز بنے تو   بیکس کا دمساز بنے تو
دین کا اپنے پاس ہو تجھکو   مذہب کا احساس ہو تجھکو
علم و ہنر کا ذوق تجھے ہو   فن ادب کا شوق تجھے ہو

سو جا میرے رونے والے
اشکوں سے منہ دھونے والے

بخت کا تیرے تارا چمکے   تجھ سے نام ہمارا چمکے
دل سے ہو اسلام کا حامی   ملت کے ہر کام کا حامی
مذہب کی تقلید کرے تو   سنت کی تجدید کرے تو
خضرِ راہِ طریقت ہو تو   رہبرِ منزلِ وحدت ہو تو

سو جا میرے رونے والے
اشکوں سے منہ دھونے والے

نام خدا کا لیتی ہوں میں   تجھکو لوری دیتی ہوں میں
حامی ہو اللہ اکبر   سو جا میرے ننھے دلبر
سو جا میرے جان سے پیارے   سو جا میرے راج دولارے
گود میں آتے آتے سو جا   اے میرے نیند کے ماتے سو جا

سو جا میرے رونے والے
اشکوں سے منہ دھونے والے

اصلاحِ اعمال

اخبار چندے کا

(از ظریفِ حقیقت نگار جناب "ملا خوجی" صاحب فیلی)

ہوا گھنڈا کچھ ایسا اندنوں بازار چندے کا
کہ اب نیلام ہو جانیکو ہے گھر بار چندے کا

یہ دونوں بھائی مسلم کش ہیں اور چندے کے دیوانے
نکالا چاہتے ہیں پھر کوئی اخبار چندے کا

ہوئی ہے جب سے چرخہ کاتنے کی گھر میں تیاری
سنا ہے چار جانب سے بندھا ہے تار چندے کا

یہ لیڈر لڑ رہے ہیں یا کوئی چورنگی سازش ہے
یہ ہے تکرار چندے کی کہ ہے تکرار چندے کا

یہ جبہ اور یہ عمامہ یہ ڈاڑھی اور یہ صورت
[illegible]تے ہیں حضرت ہو بہو اخبار چندے کا

یہ موٹے پیٹ والے اب کہاں سے کھائینگے خوبی
[illegible] دفتر خلافت کا نہ وہ طومار چندے کا

علی بابا چالیس چور

"قومیت متحدہ اور ہیں اسلامزم کے اسٹیج پر"

(جناب مولانا عکاس کے قلم سے)

ساتواں چور

اس کا حلیہ یہ تھا کہ لمبا قد گداز جسم توند اتنی پھول کر سات مہینہ کا حمل معلوم ہوتا تھا۔ کتابی چہرہ، چھوٹی آنکھیں جن میں شرارت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی کشادہ پیشانی، ستواں ناک، بھرے ہوئے رخسارے، لمبی گردن، نیچی ہوئی ایک مشت سے کم ڈاڑھی، سیاہ کھال کی ٹوپی، چہرہ پر سنہری کمانی کا چشمہ، کلائی پر سونے کی گھڑی، کھدر کا لمبا کرتہ، اور کھدر ہی کا مغلئی تراش کا پاجامہ تھا۔

اس نے کھڑے ہو کر مسکرا مسکرا کر کہنا شروع کیا اور سگار کا کش کھینچ کر حاضرین مجلس و محترم سردار! میرا نام ابو جہل ہے۔ مگر میرے دشمن مجھکو عمر ابن العاص کہتے ہیں اور مجھے ہر بات کا "عرفان" حاصل ہے۔ میری داستان نہایت حیرت انگیز ہے، میں صوبہ سرحد کے ضلع ہزارہ کا رہنے والا ہوں، مجھے آپ سب بھائی اپنی محبت سے پٹھان سمجھتے ہیں، اگر میں در کھان (بڑھئی) ہوں۔ میرے ماں باپ بہت غریب تھے، میں نے ہوش سنبھالا تو باپ نے "میرے ہاتھ میں بسولا تھا دیا۔" مگر مجھے اس ذلیل پیشہ سے نفرت تھی اس لئے میں نے جان بوجھکر اپنے آبائی پیشہ کو نہ سیکھا، بالآخر میرے باپ نے مجبور ہو کر مجھے محلہ کی مسجد کے ملاں کے حوالہ کیا۔ میری عمر اس وقت دس بارہ سال کی تھی، اس ملاں نے مجھے بڑے شوق سے پڑھانا شروع کیا وہ اکثر پڑھاتے پڑھاتے مجھے غور سے دیکھا کرتا میں بالکل نہیں سمجھتا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ تھوڑے دنوں کے بعد اس ملاں نے میری ہاں میں چٹکیاں لینی شروع کیں۔ میں سمجھا کہ چونکہ میرا سبق دیر میں یاد ہوتا ہے اس لئے تنبیہاً ایسا کیا جاتا ہے اس کے بعد ملاں جی نے ایک قدم اور آگے بڑھایا۔ اور ایک روز جب سب لڑکوں کو چھٹی دیدی تو میں بھی حسب معمول اپنے گھر جانے لگا۔ مگر مولوی صاحب نے مجھے روک لیا اور کہا کہ کچھ کام ہے۔ ٹھیر جاؤ۔ میں ٹھیر گیا۔ جب سب لڑکے چلے گئے تو ملاں جی مجھے مسجد کے حجرہ میں لے گئے اور مجھے ....

....

مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ بالآخر مسجد کے چراغ کے تیل سے میری مشکل آسان کی۔ ملاں جی نے ٹوٹی پھوٹی بدنی ملنے کچھ مٹھائی مجھے کھلائی، اور کہا جاؤ کسی سے ذکر نہ کرنا اگر کسی سے ذکر کیا تو پھر اوندھا کر کہا کہ اس سے انتڑیاں باہر نکال دوں گا۔ میں چھدرا کر راستہ چلتا ہوا اپنے گھر پہونچا' میرے باپ نے اور بہت سے شناساؤں نے اس چھدرانے کا سبب پوچھا تو میں نے جھیپ کر آنکھیں نیچی کرلیں اور کوئی جواب نہ دے سکا۔ اور جواب دیتا بھی تو کیا؟ (قہقہہ)

دوسرے روز جب میں پڑھنے کے لئے آیا تو ملاں جی نے پھر چھٹی کے وقت مجھے روکنا چاہا۔ میں کل کی تکلیف یاد کرکے اپنے گھر بھاگ گیا۔ لڑکوں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے صاف صاف کہدیا۔ اور سیدھا اپنے گھر پہونچا' شام کو رات کے وقت بغیر والدہ کو اطلاع دیے۔ میں سیدھا اسٹیشن پہنچا' اور بغیر ٹکٹ لئے ریل میں بیٹھ گیا۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ ریل کہاں جائے گی۔ اور میں خود کہاں جانا چاہتا ہوں۔ ایک اسٹیشن پہ گاڑی رکی۔ اور کئی گھنٹہ تک کھڑی رہی۔ میں نے ایک قلی سے دریافت کیا کہ اب گاڑی کہاں جائے گی' تو اس نے کہا سب مسافر اتر گئے۔ گاڑی اب کہیں نہیں جائے گی۔ یہ دہلی کا اسٹیشن ہے۔ میں نے اسکو الگ لے جاکر اپنی داستان سنائی۔ اور کہا علم دین پڑھنے کے لئے آگیا ہوں۔ برائے خدا مجھکو پلیٹ فارم سے باہر پہونچا دو۔ قلی مسلمان تھا' اسکو میری حالت پر ترس آگیا۔ اور دو تین دفتروں میں سے گھما کر اس نے مجکو مسافر خانہ میں پہنچا دیا۔ یہاں سے میں دریافت کرتا ہوا فتحپوری کی مسجد میں پہنچا' اور وہاں مجکو مدرسہ میں داخل کر لیا گیا۔ کئی سال تک میں دہلی میں رہا۔ اور مسجد کے وظیفے اور پنجابیوں کی روٹیوں پر گذارہ کرکے درسی کتابیں پڑھتا رہا۔ اب میری ڈاڑھی مونچھ نکل آئی تھی' دہلی میں رہنے کی وجہ سے اردو بھی خاصی صاف بولنے لگا تھا۔ یوپی کی ایک چھوٹی سی ریاست (مینڈھو) کے ایک مدرسہ میں پڑھانے کے لئے ایک مدرس کی ضرورت تھی۔ صدر مدرس صاحب مجھپر مہربان تھے۔ اس لئے انہوں نے میری سفارش کردی۔ اور میں وہاں تیس روپے ماہوار پر ملازم ہوکر چلا گیا۔ اگرچہ اس کا مجھے افسوس ہوا کہ میری تعلیم ادھوری رہ گئی۔ مگر تیس روپے کا نام سنکر میرے منہ میں پانی بھر آیا۔

ریاست مینڈھو میں رہتے ہوئے مجھے کئی سال ہوگئے۔ کہ اس عرصہ میں سیاسی تحریک شروع ہوئی۔ میرے پاس کچھ روپے بھی جمع ہوگئے تھے' اس لئے میں ایک مہینہ کی رخصت لے کر اپنے وطن پہونچا' والدہ صاحبہ کا انتقال ہوچکا تھا۔ والد تھا ہے لیکن میری [illegible] نہیں۔ وہ مجھے اچھے کپڑوں میں دیکھکر بہت خوش ہوئیں۔ اور کہا کہ میرا بچہ برادری میں پہلا جوان ہے' جس نے پٹھانوں کے کپڑے پہنے۔ اب اسکو کون ترکھان کہہ سکتا ہے۔ میں نے والدہ کے آگے کئی سو روپے جو میں پس انداز کرکے لے گیا تھا' رکھدیئے۔ وہ بہت خوش ہوئیں۔ اور بڑی دعائیں دیں۔ مگر میری برادری کے لوگ مجھ سے بہت ناراض رہتے تھے۔ اس زمانہ میں گورنمنٹ تحریک ترک موالات کو پوری قوت کے ساتھ صوبہ سرحد میں کچلنا چاہتی تھی۔ اور سیاسی لیڈروں نے پورا زور اس تحریک کو صوبہ سرحد میں پھیلانے پر خرچ کیا ہوا تھا۔ میں نے بھی جلسوں میں شرکت کی' اور دو چار تقریریں بھی کیں۔ جس سے میرا اثر صوبہ سرحد میں خاص ہوگیا۔ ایک روز میں نے ترک موالات پہ نہایت اشتعال انگیز تقریر کی' حاضرین جلسہ میں آگ لگ گئی۔ اور انگریزوں کے خلاف بڑا جوش پھیل گیا۔ میں تقریر کرکے بیٹھا تو مجھے ایک شخص نے جس سے میں ناواقف تھا' پانسو روپے کے نوٹ نذر دیئے۔ میں بہت خوش ہوا۔ دوسرے روز بھی جلسہ تھا۔ میں نے پہلے روز سے زیادہ سخت تقریر کی۔ لوگوں میں آج کل سے زیادہ جوش تھا' اور میں خوش تھا کہ اب میرا شمار صوبہ سرحد کے ممتاز اور با اثر لیڈروں میں تھا۔ میری ان تقریروں کا اثر بڑے بڑے خانوں' اور سرداروں اور صاحبزادوں پر بہت برا پڑتا۔ اور عوام جو پہلے ان کے موافق تھے اب ان کو برملا برا کہتے تھے۔ ان میں سے ایک صاحبزادہ صاحب نے جاکر چیف کمشنر صاحب صوبہ سرحد سے تمام حالات بیان کرنے کے بعد کہا کہ اگر اسکو اور اس کے ساتھیوں کو آزاد چھوڑا گیا' تو صوبہ سرحد سے انگریزی حکومت کا خاتمہ سمجھئے۔ اس ملاقات کا یہ اثر ہوا کہ مجھے اس روز رات کو گرفتار کرکے بنارس بھجدیا گیا۔ اور میرا داخلہ صوبہ سرحد میں بند کردیا گیا جو اب تک بند ہے۔

ایک سال کے بعد میں جیل خانہ بنارس سے رہا ہوا اور رہائی کے بعد سیدھا دہلی پہنچا' میرے محترم سردار آپ اسوقت جیل خانہ میں تھے۔ اور جمعیۃ علماء کے ناظم صاحب بھی جیل میں آکر ملا کرتے رہتے تھے۔ کہ مجکو جمعیت علماء کے صدر صاحب نے اپنے ایک مہمان کی سفارش پر سو روپے ماہوار پر ملازم رکھ لیا۔

مجھے دفتر میں رہتے ہوئے ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ ناظم صاحب رہا ہوگئے۔ اور انہوں نے اپنے ناستہ کا [illegible] کر مجکو میلا چھانٹنا چاہا۔ اور خدا معلوم ان نائب بیٹھے روح القدس میں کیا سرگوشیاں ہوئیں کہ میری تنخواہ میں تخفیف کرنے کے بعد ایک [illegible] کو جو صدر [illegible]

[illegible] نہایت چالبازی سے کام لے کر [illegible] اور اجتماعات کی شرکت سے اجتناب کیا۔ اس کا نتیجہ [illegible] مجھے بے ضرر سمجھ کر علام نے بغیر میری تنخواہ [illegible] رکھی۔ اور میرے پاس کافی رقم بھی اندوختہ ہو گئی۔ اب میں جوان [illegible] تھا اور نفسانی خواہشیں بھی ایک روز "شیطان پورہ" لے گئیں۔ [illegible] "انڈی" طوائف سے ملاقات کی۔ اور سوراجیہ کے درخت [illegible] میں پانی دینا شروع کیا" کبھی کبھی چتہ شاہجی کی گلیوں "سوراج" کے چلن کی تلاش میں بھی نماز کے بہانے چلا جاتا تھا۔ اور ناز و انداز اور حسن و جمال کے نظاروں سے مسجد میں لطف اندوز ہوتا تھا۔ اس ہندو مسلم اتحاد اور انڈی بازی کے "سنجوگ" کا علم جب آپ کو اور حکیم صاحب کو اور ڈاکٹر صاحب مفتی صاحب کو ہوا تو آپ سب مجھ پر بہت ناراض ہوئے۔ میں نے اقرار کے ساتھ دلی زبان سے عرض کیا کہ "میں مجبور ہوں، یا تو میری شادی کا انتظام کیجئے، یا مجھے اختہ کیجئے، میرے لئے اب ضبط کرنا ناممکن ہے۔ اگر یہ راستہ خطرناک ہے، تو پروا نہ کیجئے۔ میں "پگڈنڈی" پر چلوں گا۔ صوبہ سرحد کا رہنے والا ہوں۔ پہاڑوں اور غاروں میں جانا ہمارا فخر ہے"۔

میری اس تقریر سے سب خاموش ہو گئے۔ حکیم صاحب نے اپنے پر اسرار صندوقچہ میں سے جس میں "نواب رامپور" کی عیاشیوں کا راز بند رہتا ہے۔ چند مورق گولیاں مجھے دیں، اور کہا اس کے کھانے کے بعد کوئی شکایت نہ رہے گی۔ میں وہاں سے چلا آیا۔ اور میں نے ایک ہفتہ تک ان گولیوں کا استعمال کیا۔ جس سے میری قوت رجولیت جاتی رہی اور میں بالکل بے کار ہو گیا۔ اور ملانے کے قابل نہیں رہا۔

اس کے بعد مجھے نقشہ نجدیہ کی تحقیقات کیلئے اس "سنہری ٹولی" کے ایک ممبر کے ہمراہ حجاز روانہ کیا گیا۔ وہاں میری کافی آؤ بھگت ہوئی۔ سیاہ عبا اور دیگر تحائف اور نقد روپیہ کافی سے زیادہ سلطان نے دیا۔ واپسی پر میں نے سلطان کا حق نمک ادا کیا اور سلطان ابن سعود کی وہ تعریفیں کیں کہ وہابی تو وہابی گلابی وہابی، حنفی، بدعتی سب اس کے [illegible] ہو گئے۔ میں کہا کرتا تھا کہ ابن سعود ایک نور ہے، جو حجاز میں [illegible] ہے۔ اگرچہ زنگی محلی اور بدایونی علماء مجھ سے ناراض ہوئے۔ [illegible] اعتقاد مسلمان قل اعوذ برب الناس کا ورد میری صورت [illegible] ہی کیا کرتے تھے۔ مگر واقعہ ہے کہ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت [illegible] سے گمراہ کر لیا۔ اور روضہ رسول کی بے حرمتی [illegible] مولد النبی اور دیگر مقامات متبرکہ و تاریخیہ کے انہدام [illegible] مظالم نجدیہ کی پردہ پوشی کی۔ [illegible] آپ کے ہمراہ حجاز گیا۔ تو آپ کو اور مجھے بڑی مایوسی ہوئی۔ جب سلطان نے خاطر تواضع بہت کافی کی، عبائیں بھی دیں۔ مگر نقد ایک کوڑی بھی نہ دی۔ اور "چندہ" کا کریز ی وہابیوں نے آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی سخت مخالفت کی۔ اس کے بعد آپ نے مصری پاشا سے حملہ حجاز کے لئے سازش کی، اور بے نیل و مرام واپسی ہندوستان پر ابن سعود کے خلاف زبردست ایجی ٹیشن کیا۔ اور ان تمام حقائق اور واقعات کا اقرار کیا، جس سے پہلے "سنہری مصلحتوں" کی بنا پر انکار کیا تھا۔ اس ایجی ٹیشن سے ایک زبردست دھکا خلافت کمیٹی کو لگا۔ اور "پنجابی ٹولی" اور "بنگالی ٹولہ" وغیرہ جماعتوں نے ایسی زبردست مخالفت کی کہ ہم سب "آبرو باختہ" تو تھے ہی حواس باختہ بھی ہو گئے۔

ابھی اس طوفان سے نجات بھی نہیں ملی تھی کہ آپ نے افلاس سے تنگ آکر تبلیغ کے اس "مرغ" کو کھا پچا دکھایا۔ جو وقت بے وقت اذان دیا کرتا تھا۔

میں نے آپ کو شروع میں اس "مرغ" پر ہاتھ ڈالنے سے منع کیا تھا، مگر آپ نہ مانے، اور اس "اصیل" نے وہ چونچ ماری کہ آنکھ پھوٹ گئی۔ شاید اس سے تو آپ کو بھی انکار نہ ہو گا کہ جو خدمت جاسوسی اور رو رو غلانے کی آپ نے میرے سپرد کی تھی، اسکو میں نے بڑی مستعدی سے انجام دیا۔ اور دہلی اور بیرون دہلی سے اکثر خطوط میں نے ہی آپ کی حمایت میں فرضی ناموں سے بھیجے تھے۔ فرضی ناموں سے مختلف اخباروں میں مضامین لکھے۔ مختلف مقامات سے فرضی جلسوں کی جعلی کارروائیاں اخبارات میں چھپوائیں۔

میری کارگزاری کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ آپکے مخالفین جو اس جنگ کو "نمونہ جنگ صفین" کہتے ہیں۔ خود مجھکو "امیر معاویہ کے دست راست عمر ابن العاص ثانی" کا خطاب دیتے ہیں۔ کیا عرض کروں۔ اس شکست سے کلیجہ پر سانپ لوٹ جاتا ہے تقدیر نے ساتھ نہیں دیا۔ جیتی ہوئی بازی ہر گئی۔ سو بچا کچھ تھا، ہر کچھ گیا۔ خیر دیکھا جائے گا۔ موقع کا منتظر رہنا چاہیئے اب میں کچھ دنوں بمبئی رہ کر دہلی آ گیا ہوں۔ بازاروں میں جوتیاں چٹخاتا پھرتا ہوں۔ مگر کوڑی کو کوئی نہیں پوچھتا۔ یہ ہے میری مختصر سرگذشت میرے بھائیو!

علی بابا نے مسکرا کر اس کو دیکھا، اور کہا جھوٹ بہت کم ہے اور اپنے احسان ظاہر کرنے کے بعد ہمارے بھی احسان بھی گنوائے ہوتے، خیر کچھ مضائقہ نہیں۔

(یار زندہ صحبت باقی)

انتقادات

(از عزیز حسن بقائی)

غذائیں

۸-۲۹×۲۲ تقطیع' سفید کاغذ' اچھی لکھائی صاف اور عمدہ چھپائی' سفید ولایتی کاغذ ۲۴۴ صفحے' قیمت ایک روپیہ' ملنے کا پتہ ڈاکٹر مجیب الدین احمد صاحب میڈیکل ہال دہلی۔

ں کتاب کے مصنف میرے محترم دوست جناب مولانا ڈاکٹر یب الدین احمد صاحب فانی ہیں. جو پیشوا کے قلمی معاون بھی س سلسلہ کی پہلی اور بیحد مفید کتاب "بچوں کی دیکھ بھال" کے بنے کی وجہ سے علمی دنیا میں روشناس ہیں۔

دو زبان میں علم الاغذیہ پر آج تک کوئی کتاب نہیں لکھی گئی سب سے پہلی مفید اور اہم تصنیف ہے' جو سینکڑوں دل لتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد ڈاکٹر صاحب نے ملک پہلی مرتبہ پیش کی ہے۔ جس کے مطالعہ سے ایک ناواقف اؤں کا ماہر بنجاتا ہے' اور اگر اس کتاب کی ہدایتوں پر دسمی اعتبار سے غذاؤں کا بند وبست کیا جائے تو یقین ہے ان کے ہندو مسلمانوں کی صحت پر بہت خوشگوار اثر یونکہ اکثر حضرات صرف غذا کی بے احتیاطی کی وجہ سے ض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ کتاب ہر انسان کے گھر مت ضروری ہے۔ اور ضرورت ہے کہ گورنمنٹ کا طبی اب کو اشاعت کی غرض سے خرید کر مصنف کی ہمت افزائی ڈاکٹر صاحب اس سلسلہ کی دوسری مفید تصانیف جلد از بکیں۔ مصنف سے مذکورہ پتہ پر طلب کیجئے۔

صحت

۸-۳۰×۲۰ تقطیع' ضخامت ۱۱۱ صفحے' صاف لکھائی اچھی چھپائی ولایتی کھرا کاغذ' رنگین ٹائیٹل روپیہ۔ ملنے کا پتہ: حکیم سید الطاف حسین صاحب کاظم زیدآبادی اسدخاں دہلی۔

ب حکیم صاحب نے بشر گاندھی کی کتاب "شاہراہ تندرستی" لکھی ہے۔ جس میں مندرجہ ہدایتوں پر عمل کرنے سے بچوں بیس برس کی ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے۔

ب کے مفید ہونے میں کلام نہیں اگر ایک روپیہ قیمت زیادہ ے مندرجہ پتہ سے ملے گی۔

مرزا حیرت کا فوٹو

۸/۱۸×۲۲ تقطیع' سفید کھرا کاغذ' ضخامت ۸۰ صفحے' اچھی لکھائی' اچھی چھپائی' قیمت آٹھ آنے۔ ملنے کا پتہ۔ ڈاکٹر سید شفیع احمد صاحب پی ایچ ڈی (امریکہ) ایڈیٹر رسالہ دستکاری دہلی۔

پیشوا کے قارئین کرام امراؤ مرزا عرف مرزا حیرت سے ناواقف نہ ہونگے' جو مسئلہ شہادت کے انکار' اور سادات کرام کی اہانت کی وجہ سے ایک غیرفانی شہرت حاصل کر چکا ہے' اور جس کی غلط نویسی اور فحش نویسی ضرب المثل ہو گئی ہے۔ اس کتاب میں اس کا تذکرہ ہے۔ اور خود اس کی تحریرات سے ثابت کیا گیا ہے کہ وہ منافق ہے' کافر ہے' دجال ہے' کذاب ہے' حاسد ہے۔ اور جو شخص اس تحریر کی تردید کرے اس کو دس ہزار روپے کے انعام کا چیلنج دیا گیا ہے۔

میں نے اس کتاب کو اول سے آخر تک پڑھا ہے۔ جس محنت تلاش اور دلیری سے یہ کتاب لکھی گئی ہے' وہ تعریف سے مستغنی ہے۔ اور مسلمانوں کی ایک اہم خدمت ہے' جو ڈاکٹر صاحب نے بر وقت انجام دی یہ کتاب فتنہ مرزا کے انسداد کے لئے ایک مفید تالیف ہے' امید کہ مسلمان اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔ مندرجہ بالا پتہ سے ملے گی۔

انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

۸-۲۶×۲۰ تقطیع۔ سفید چکنا کاغذ لکھائی چھپائی اوسط درجہ کی۔ قیمت ایک روپیہ ملنے کا پتہ سید عبدالغنی صاحب جعفری سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ کلیم اللہ صاحبؒ کوچہ چیلان دہلی۔

یہ کتاب مع عربی و فارسی اصل کے اردو میں ترجمہ کی گئی ہے' اسکے اصلی مصنف حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ہیں جس میں انہوں نے ان مشہور سلسلوں قادریہ' نقشبندیہ' چشتیہ' سہروردیہ' اعظلیہ شطاریہ وغیرہ کے اذکار اور وظائف الگ الگ لکھے ہیں۔ اور ان تمام سلسلوں کی حضرت شاہ صاحب کو اجازت بھی حاصل تھی۔

نفس تصوف پر یہ بہترین تصنیف تھی جس کا ترجمہ شائع کیا گیا ہے امید کہ ارباب تصوف اس ترجمہ کو جس میں اصل بھی شامل ہے' ہاتھوں ہاتھ لیکر سید صاحب کی ہمت افزائی فرمائیں گے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے بھولے مسلمان جھوٹے اور جاہل پیروں کی خلاف شریعت اور طریقت ہدایتوں پر عمل کرنے سے انکار کر سکتے ہیں۔

اسلام بالتصویر | ۲۰×۳۰ کی بڑی تقطیع سفید اعلیٰ درجہ کا ولایتی کاغذ صفحات
... ، اچھی کہانی ، صاف ستھری چھپائی مقام اشاعت بٹالہ (پنجاب)
... گورداسپور قیمت چھ روپے سالانہ

اس ہفتہ وار اخبار کے ایڈیٹر میرے کرم دوست جناب مولانا سلطان احمد صاحب وجودی نظامی ہیں جو ایک مشہور اور کہنہ مشق اخبار نویس ہیں۔ اخبار کے مضامین تبلیغی رنگ کے ہوتے ہیں ہر ہفتہ متعدد کارٹون اور آرٹ پیپر پر بہترین رنگین تصویر ہوتی ہے' پرچہ کی ترتیب میں کافی خوش سلیقگی کا ثبوت دیا جاتا ہے' اور ہر طبقہ کے مذاق کا خیال رکھا جاتا ہے۔ قیمت بھی کچھ زیادہ نہیں ہے۔ نمونہ مفت ملتا ہے۔

استقلال ہند | نامی دہلی سے ایک ہفتہ وار اخبار سردار علیصاحب صابری اور گجن سنگھ صاحب نے جاری کیا ہے' اس اخبار کا اجرا رغداری اور بے ایمانی اور محسن کشی کی اعلیٰ ترین تصویر ہے جیسے مضامین' لغو ترتیب کا ایک بے مثل مجموعہ ہے کہانی چھپائی اوسط درجہ کی چھپائی ادنیٰ ترین ہے قیمت سالانہ چار روپے

میں آئندہ کسی اشاعت میں اس کے فرضی اور اصلی ایڈیٹر کے چہرہ کی نقاب کشائی کروں گا۔ اور اس کے پس پشت حامیوں کے ارذل ترین کیرکٹر پر روشنی ڈالوں گا۔ اور ثابت کروں گا کہ ان صدقے کے ٹکڑوں کے پس پشت کون کون سے بزدل ننگ انسانیت و اخلاق انسان نما حیوان ہیں۔ اور گجن سنگھ اور صابری کے "سنجوگ" پر بھی پراز معلومات حقائق کا اظہار ہوگا۔

بنی فاطمہ | ۲۰×۳۰ کی بڑی تقطیع سفید کاغذ اعلیٰ درجہ کی کہانی صاف چھپائی' ضخامت ۸ صفحے۔ قیمت سالانہ للعہ۔ ششماہی ۱۲؍ نمونہ غالباً مفت ملے کا پتہ منیجر اخبار بنی فاطمہ دہلی

ہفتہ وار اخبار ہے' سادات بنی فاطمہ کا آرگن ہے' جناب منشی معین الحسن صاحب جری اس کے مالک و ایڈیٹر ہیں۔ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ اور ایڈیٹر صاحب کے مضامین تنظیم بنی فاطمہ کے متعلق نہایت وزنی ہیں۔ تبلیغ اور حفاظت اسلام کے لئے ایسے پرچوں کی بڑی ضرورت ہے۔ خدا کرے کہ منشی صاحب اپنے پیش نظر مقاصد میں کامیاب ہوں' اور ان کی کوششوں سے شیعہ سنی کا باہمی اختلاف مٹ جائے۔ ملیشیا کے ناظرین کو نمونہ طلب کرنے کے لئے مندرجہ پتہ پر

غیر شادی شدہ منگائیں

میاں بیوی یہ کتاب ان ہی لوگوں کے لئے مفید ہے جو ازدواجی زندگی میں قدم رکھ چکے ہیں درحقیقت یہ کتاب مخلف احباب کے لئے لکھی گئی ہے اس کتاب میں زن و شوہر کے تعلقات اور تعلقات کے ہر پہلو حتی کہ ان باتوں پر بھی جن کو لوگ اپنی بیوقوفی سے خلاف تہذیب سمجھتے ہیں بحث کی گئی ہے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہر شخص اپنی بیوی سے ایک محبوبہ کی طرح لطف اندوز ہو سکتا ہے

قیمت عہ کتاب کے ابواب یہ ہیں :-

پہلا باب۔ بنیاد خیال
دوسرا باب۔ ... زندگی کا آغاز
تیسرا باب۔ پہلی رات
چوتھا باب۔ ...
پانچواں باب ...
...

آٹھواں باب۔ بیوی محبوبہ کیونکر بن سکتی ہے۔
نواں باب۔ میاں بیوی ایک ...
دسواں باب۔ ...
گیارہواں باب ...
بارہواں باب ...
تیرہواں باب ...
...

پندرہواں باب۔ دنیا کی سب قیمتی شے۔
سولہواں باب۔ آداب ...
سترہواں باب۔ محبت کے پھل پھول۔
اٹھارہواں باب۔ عیالداری کی حالت میں بدکاری

قیمت
ایک روپیہ عہ

عورت مرد وہ جن کی شادی نہیں ہوئی یہ کتاب ان ہی لوگوں کے لئے مفید ہے جو ازدواجی زندگی میں قدم رکھ چکے ہیں درحقیقت یہ کتاب مخلف احباب کے لئے لکھی گئی ہے اس کتاب میں زن و شوہر کے تعلقات اور تعلقات کے ہر پہلو حتی کہ ان باتوں پر بھی جن کو لوگ اپنی بیوقوفی سے خلاف تہذیب سمجھتے ہیں بحث کی گئی ہے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہر شخص اپنی بیوی سے ایک محبوبہ کی طرح لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ قیمت عہ (مختصر فہرست مضامین یہ ہے

پہلا باب
تناسب وصال
انسانی زندگی کی ضرورت
عاشق مزاجوں کے جذبات
عیش پرستی کا خیال
زوجین کی تمادی لذتیں
دوسرا باب
زوجین میں ناگواری کیوں ہوتی ہے
محبت کیونکر حاصل کی جائے۔
تیسرا باب
کیا عورت تلون مزاج ہے
عورت کی بے بسی حرکت کے
شہوانی جذبات مرد کی مجبوری
پیچھا کرتی ہے۔
چھٹا باب

نسوانی جذبات میں تلاطم۔
عورت کی شہوانی لہر
عورت کی فطری خواہش
پانچواں باب
جذبات میں تموج۔ مرد و عورت میں موافقت۔ مرد کے شہوانی جذبات
مجامعت کے لئے وقت اگر مرد کمزور ہے
تیز ہوں عورت کی غیر معمولی خواہش
ناگوار معاشرت۔ جذبات کا اظہار
چھٹا باب۔ خواب اور ...
... تنہائی یا معاشرت میں بیداری۔ مرد کی طرف سے عورت کی بیزاری۔ عورت کی طرف سے مرد کی بیزاری۔ ... کی بیماری کا سبب
ساتواں باب۔ ...

عورت کے جسم کی ...
مرد عورتوں سے حقیقی لذت نہیں حاصل کرتے۔ آٹھواں ...
محبت اور اس کے نتائج
حاملہ کے لئے ہدایات
اولاد ہونے کے اسباب
... کا اثر اولاد پر۔ کمزور بچے
مر جاتے ہیں۔ نواں باب
مرد عورت کا باہمی تعلق
رفیق زندگی اور امیدوں کا
فراق کے بعد وصال۔ ...
دسواں باب۔ ...
...
قیمت ...
...

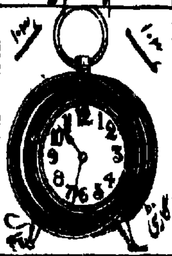
حیرت انگیز رعایت

پندرہ روپے کی تین گھڑیاں

صرف دس روپے میں

محصولڈاک اور پیکنگ بھی معاف

آپ کے لئے ۔ آپ کے کمرے کے لئے ۔ بیوی کے لئے

قالبدید گولڈن رسٹواچ	ریلوے ریگولیٹر پاکٹواچ	مشہور عالم ٹی ٹائم پیس جرمن میڈ
		
نئے نئے ڈیزائن کی نہایت خوشنما۔ نفیسی باغمار۔ ٹایم بتانیکی سچی قیمت معہ اسٹراپ سات روپے آٹھ آنہ محصولڈاک۔ پیکنگ۔ منی آرڈر فیس ۹	نکل سلور کیس خوبصورت مضبوط ٹایم نہایت صحیح بتانیوالی قیمت معہ چین پانچ روپے آٹھ آنے محصولڈاک پیکنگ۔ منی آرڈر فیس ۹	دیکھنے میں خوبصورت۔ چال کا اچھا۔ پرزوں کا مضبوط۔ ٹایم کا سچا۔ بہت سستا قیمت دو روپے۔ محصولڈاک۔ پیکنگ۔ منی آرڈر فیس ۹

یہ تینوں گھڑیاں اگر آپ یکشت طلب فرمائیں تو صرف دس روپے میں بھیجی جائینگی یہ رعایت محصول کی نکاسی اور فرم کی شہرت کی وجہ سے ہے اور یہ رعایت اُسی وقت تک رہیگی جبتک یہ گھڑیاں اسٹاک میں رہینگی۔ اسکے بعد ہم تعمیل کے ذمہ دار نہونگے آپ فوراً ہی آرڈر بھیجیں ایسا نہ ہو کہ اسٹاک ختم ہو جائے اور آپ کی فرمائش کی تعمیل نہ ہو سکے۔

نوٹ۔ ایک یا دو گھڑی کے خریدار کے لئے کوئی رعایت نہیں ہے۔ اُن سے پوری قیمت مندرجہ چارج کی جائے گی۔ اور محصولڈاک و پیکنگ وغیرہ بھی اُن کو ادا کرنا ہوگا۔

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی کی گھڑیاں

دوست پاکٹ واچ چار یاقوت جویل والی لیور مشین نہایت مضبوط وقت بتانے کی سچی۔ گارنٹی ۵ سال ۱۸ سائز۔ قیمت بارہ روپے آٹھ آنے۔ ۱۲ سائز صرف تیرہ روپے۔

انڈکیس پاکٹ واچ سات یاقوت جویل والی۔ نکل کیس۔ بیحد مشین پائدار ٹایم بتانیکی سچی۔ گارنٹی ۵ سال ۱۶ سائز موٹے فیس کی قیمت سولہ روپے۔ ۱۲ سائز پتلے فیس کی قیمت سترہ روپے

میجلس پاکٹواچ۔ سات یاقوت جویل والی لیور مشین ڈسٹ پروف صحیح وقت بتانے والی پرزوں کی مضبوط گارنٹی ۵ سال ۱۸ سائز نکل سلور کیس قیمت اٹھارہ روپے۔ ۱۶ سائز نکل سلور کیس۔ قیمت انیس روپے۔ ۱۶ سائز چاندی کے کیس کی قیمت ۲۵ پچیس روپے۔

اے ون ریگولیٹر پاکٹ واچ۔ تیرہ جویل یاقوت والی لیور مشین نہایت مضبوط سچا وقت بتانیوالی گارنٹی ۵ سال ۱۶۔۱۸ سائز نکل سلور کیس قیمت اکیس روپے چاندی کے کیس کی اٹھائیس روپے۔

ریلوے سروس پاکٹواچ۔ سات یاقوت جویل والی لیور مشین بیحد مضبوط۔ سچا وقت دینے والی نکل سلور کیس ۱۶۔۱۸ سائز گارنٹی ۵ سال قیمت بائیس روپے۔ محصولڈاک وغیرہ ۸ر بذمہ خریدار۔

کمیٹیشن پاکٹ واچ۔ پندرہ یاقوت جویل والی لیور مشین نہایت اعلیٰ بخش صحیح ٹایم بتانے والی پرزوں کی پختہ ۱۶۔۱۸ سائز نکل سلور کیس گارنٹی ۱۰ سال قیمت ۲۶ چھبیس روپے۔ محصولڈاک وغیرہ ۸ر بذمہ خریدار۔

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی کی کوئن اینی رسٹ واچ

سات یاقوت جویل والی لیور مشین بیحد مضبوط۔ سچا وقت بتانے والی گارنٹی سات سال قیمت معہ اسٹراپ نکل سلور کیس اکیس روپے۔ رولڈ گولڈ کیس ستائیس روپے۔ محصولڈاک وغیرہ ۸ر بذمہ خریدار۔

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی کی کلائی کی گھڑیاں

فلوس رسٹواچ ←

تیرہ یاقوت جویلدار۔ لیور مشین۔ پرزوں کی مضبوط۔ درستی ٹایم میں لاثانی۔ گارنٹی ۵ سال۔ قیمت معہ اسٹراپ ۲۶ چھبیس روپے رولڈ گولڈ کیس ۳۶ چھتیس روپے۔ محصولڈاک۔ پیکنگ۔ منی آرڈر فیس ۸ر

میجلس رسٹواچ۔ سات یاقوت جویلدار لیور مشین پائدار۔ صحیح وقت بتانے والی چھوٹا سائز گارنٹی ۵ سال قیمت معہ اسٹراپ نکل سلور کیس چوبیس روپے۔ سلور کیس اٹھائیس روپے رولڈ گولڈ کیس چھتیس روپے۔

سلینڈر رسٹواچ۔ پندرہ یاقوت والی ڈبل جویل لیور مشین نہایت مضبوط ٹایم کی پکی۔ چھوٹا سائز گارنٹی ۵ سال قیمت معہ اسٹراپ نکل سلور کیس اٹھائیس روپے سلور کیس ۳۳ تینتیس روپے رولڈ گولڈ کیس ۴۲ روپے

کیپ سیک رسٹواچ →

پندرہ یاقوت ڈبل جویل والی لیور مشین درستی ٹایم میں لاثانی۔ خوشنما۔ گارنٹی ۱۰ سال قیمت معہ اسٹراپ نکل سلور کیس ۳۵ روپے سلور کیس ۴۰ روپے رولڈ گولڈ کیس بیالیس روپے سونے کی کیس باون روپے

ملنے کا پتہ :۔ امریکن واچ ہوس ماسٹر کسٹ ویسٹ اینڈ واچ کمپنی سنبل مقام دہلی

اگر تم مسلمان قوم اپنی زندگی کو کارآمد بناؤ اور تجارت کرو پھر دیکھو

عزت اور دولت والے مسلمان بنجاؤ گے

مصنفہ مشتاق الیحمد

اسرار صنعت

یہ ہندوستان کے ایک مشہور ماہر فن کی تصنیف ہے جس نے اپنے پچاس سالہ تجربات اس کتاب میں درج کئے ہیں اور کاروبار کو چلانے اور ترقی دینے کے لئے وہ وہ آسان طریقے اور راستے بتائے ہیں کہ غریب سے غریب آدمی تھوڑی محنت اور مختصر سرمایہ سے بہت جلد ایک کامیاب کاروبار کا مالک اور تاجر بن سکتا ہے۔

یہ قصے کہانیوں کی کتاب نہیں ہے

اس کو منگا کر دیکھو اس کتاب کے پڑھنے سے تمہارے دل و دماغ کی پریشانیاں دور ہو جائیں گی

یہ کتاب تمہاری زندگی کے نقشے کو پلٹ کر رکھدے گی

اور پھر نہیں دولت و عزت سب کچھ حاصل ہو جائے گی حجم قریب دو سو صفحے کے ہے مع نقشہ جات و ڈایہ گرام وغیرہ

قیمت فی جلد مجلد عہ علاوہ محصولڈاک

فہرست مضامین اس کتاب کی بہت طویل ہے بہت مختصر ذیل میں درج کی جاتی ہے:

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ایک پیسہ کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	۹	[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	۴۴
دو پیسہ کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	،	[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	۴۶
ایک آنہ کے سرمایہ سے [illegible] بناؤ	۱۰	[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	۴۷
ایک آنہ کی پونجی سے [illegible] پیدا کرو	۱۱	[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] بناؤ	۴۸
دو آنہ کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	۱۳	[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	۵۱
دو آنہ کے سرمایہ سے [illegible] کیسے بن سکتے ہیں	،	[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] منافعہ	۵۲
[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	۱۶	[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	،
[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	۲۳	[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] کی بچت	۵۷
[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	۲۴	[illegible] کی لاگت سے [illegible] پیدا کرو	،
[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	،	[illegible] کی لاگت سے [illegible] پیدا کرو	۵۹
[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] بناؤ	۲۶	[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] کی بچت	،
[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	۲۷	[illegible] سے [illegible] پیدا کرو	[illegible]
[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] حاصل کرو	۳۰	[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	[illegible]
[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] حاصل کرو	،	[illegible] کے سرمایہ سے [illegible]	[illegible]
[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	۳۱	[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] کا منافع	[illegible]
[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	۳۷	[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] کی بچت	[illegible]
[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	۳۹	[illegible] کے کام میں [illegible] نفع	[illegible]
[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	۴۰	[illegible] کے سرمایہ سے [illegible]	[illegible]

[illegible] مصنفوں کی عام فہم اور پسندیدہ کتابیں

[illegible] کی تحریریں [illegible] اور کاغذ لکھائی چھپائی کے لحاظ سے بہترین ہیں

[illegible] معلومات اس کتاب میں اسلام کی تعلیم کا خلاصہ اس خوبی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ تمام اہم اور ضروری باتیں جو مذہبی معلومات سے تعلق رکھتی ہیں اس کتاب میں درج کر دیگئی ہیں اس کتاب کے مطالعہ کے بعد نئی روشنی کے نوجوان صرف ایک دن میں ارکان اسلام سے اچھی طرح واقف ہو جائینگے عبارت نہایت شستہ اور آسان۔ مذہبی معلومات ایک ایسی کتاب ہے جس میں اسلامی معلومات کو نہایت خوبی کے ساتھ جمع کر دیا گیا ہے اس میں اسلام۔ اسلام کے عقائد۔ توحید باری تعالیٰ، فرشتے، آسمانی کتابیں۔ خدا کے رسول قیامت۔ مرنے کے بعد زندگی۔ تقدیر۔ عذاب۔ قبر۔ روزہ۔ نماز۔ حج۔ زکوٰۃ۔ غرضکہ تمام ضروری باتیں درج ہیں۔ قیمت ایک روپیہ عہ

رسالت نامہ یہ اسلامی تاریخ کا پہلا حصہ ہے جس میں حضور سردار دو جہاں کی زندگی مبارک کے حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے اس میں عرب کے ایام جہالت سے لیکر حضور کے وصال تک کے ہر واقعہ کو نہایت تصدیق و تحقیق کے ساتھ نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ یہ اسلامی تاریخ ہی نہیں ہے سوانح رسول مقبول ہی ہے میلاد نامہ بھی ہے خود پڑھئے اپنے عزیزوں کو پڑھکر سنایئے۔ لکھائی چھپائی عمدہ عبارت شستہ اور آسان۔ قیمت عہ

دین کی باتیں اس میں نہایت دلچسپ انداز میں دین کی تمام باتیں بتائی گئی ہیں اس میں احادیث ہیں بزرگان دین کے اقوال ہیں اولیاء اللہ کے ارشادات ہیں عالی نصیحتیں ہیں غرضکہ اس کتاب کی تعلیمات مسلمانوں کو پکا مسلمان بنا سکتی ہے۔ قیمت آٹھ آنے (۸)

جنت کے خطوط یہ چند منظوم خطوط کا مجموعہ ہے جن کو چند مرنے والوں نے اپنے ان عزیز رشتہ داروں کو لکھے ہیں جو جدائی کی وجہ سے تڑپ رہے تھے اس میں مرنے والے اعزہ نے اپنے زندہ احباب اور عزیزوں کو صبر کی تلقین کی ہے یہ دلچسپ انداز میں ایک اخلاقی اور مذہبی کتاب ہے قیمت ۴ر

اولاد کی تربیت یہ کتاب نوجوانوں کے جسم میں نئی روح اور نئی روح میں نئی امنگ پیدا کر دیتی ہے۔ اس کے پڑھنے کے بعد [illegible] کے خیالات حیرت انگیز انقلاب ہو جاتا ہے۔ بد اطوار خوش اطوار [illegible] بنسبت [illegible]۔ کاہل محنتی۔ بد دیانت دیانتدار اور بیوقوف عقلمند [illegible] اسکو منگا کر پڑھا دیجئے [illegible] کر دیجئے مگر اس کتاب کا مطالعہ [illegible] کی عادت سے [illegible] ہیں ابھی [illegible] منگا کر اپنی [illegible] انقلاب [illegible] اور ایسا ہو جائے گی کہ تمام [illegible]۔ قیمت عہ

[illegible] منیجر رسالہ پیشوا دہلی

پیشوا شہید نمبر



جلد ۳ | فہرست مضامین بابت ۸ جولائی ۱۹۲۷ء مطابق ۸ محرم الحرام ۱۳۴۶ھ | نمبر ۱

زندانِ شام سے فریاد

سید نذر علی صاحب درد کاکوروی

امام الشہدا سیدنا حضرت امام حسینؑ کے جانشین حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے قصیدہ پر ایک جاں گسل تضمین

(از آل امام حضرت مولینا سید نذر علی صاحب درد کاکوروی)

فضلاً نبیاً للنبی لولاہ ما خلق القلم — جو نعت نبیؐ کہ اگر وہ نہ ہوتے قلم پیدا نہ ہوتا۔

کالشمس ظہر تبخاتہ خیر رسول المحتشم — محتشم رسول جنکی ذات آفتاب کی طرح روشن ہے

صلی وصل ربنا ابداً علیہ بالکرم — اے ہمارے رب ان پر ہمیشہ درود و سلام بھیج۔

ان قلت یا ریح الصبا یوماً الی ارض الحرم — اے صبا کی خوشبو اگر تو کسی دن حرم کی سرزمین کی طرف گزرے

بلغ سلامی روضۃ فیہا النبی المحترم — نبی محترم کے روضہ پر میرا سلام پہنچا۔

من صدرہ نجم الہدیٰ من سرہ کنز الصفا — جنکا سینہ ہدایت کا ستارہ ہو جنکا بھید چھپا ہوا خزانہ ہے

من خلقہ کہف الوریٰ من خلقہ حسن الملیٰ — جنکا خلق زمانہ کا سبب ہو جنکا خلق بہت عمدہ ہے

من حسنہ بدر البقاء من عشقہ نوق الدنیٰ — جنکا حسن بقا کے ورے ہو جنکا عشق دنیا کی رونق ہے

من وجہہ شمس الضحیٰ من خدہ بدر الدجیٰ — جنکا چہرہ آفتاب جنکا رخسار چودھویں رات کا چاند ہے

من ذاتہ نور الہدیٰ من کفہ بحر الہمم — جنکی ذات ہدایت کا نور ہو جنکا ہاتھ ہمت کا دریا ہے

احکامہ ایماننا نسخ الادیان مضت — جنکے احکام ہمارا ایمان ہیں جو پچھلے دینوں کا نسخ کرنے والے

قوالہ ایقاننا نسخ الادیان مضت — جنکا قول ہمارا یقین ہیں پچھلے دینوں کے منسوخ کرنے والے

قرآنہ وآننا نسخ الادیان مضت — جنکا قرآن ہمارا ہے پچھلے دینوں کا منسوخ کرنے والے

قرآنہ برہاننا نسخ الادیان مضت — جنکا قرآن ہماری دلیلیں ہیں پچھلے دینوں کا منسوخ کرنے والا

اذ جاءنا احکامہ کل الصحف صار العدم — جب انکے احکام ہمارے پاس آئے سب پچھلے صحیفے کالعدم ہو گئے۔

اکبادنا مجروحۃ من سیف ہجر المصطفیٰ — ہجر مصطفیٰ کی تلوار سے ہمارے جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں

اعناقنا مذبوحۃ من سیف ہجر المصطفیٰ — ہجر مصطفیٰ کی تلوار سے ہماری گردنیں ذبح ہو چکی ہیں

اترابنا مفتوحۃ من سیف ہجر المصطفیٰ — ہجر مصطفیٰ کی تلوار سے ہمارے سینے کھل گئے ہیں۔

اکبادنا مجروحۃ من سیف ہجر المصطفیٰ — ہجر مصطفیٰ کی تلوار سے ہمارے جگر زخمی ہیں۔

طوبیٰ لاہل بلدۃ فیہا النبی المحترم — ان لوگوں کے لیے خوشی ہے جو نبیؐ کے شہر میں ہیں۔

الطالبین المسلمین لا فیہ مثلات ومثلہم — آپ کے سچے طالبوں کے پاس کچھ نہیں سوائے [illegible]

الکاذبین الکاذبین لا عنہ وجہات دونہم — آپ کی ذات کے سوا کاذبین کا نہ ہو کوئی وجہ ذات اسکی نہیں

لست بلیلۃ واحلا بل معتکل لی جلہم — ایک بھی جو نہیں بلکہ میرے تمام ہی شیوا سائل ہیں

لست بذا معتکفاً بل اقربائی کلہم — ایک ہی جو نہیں بلکہ میرے تمام قرابت والے اسیر ہیں

یا شفیع المذنبین اشفع بما لا فاتم [illegible] — اوشفیع مذنبین مدد فرمائیے تم کا مدد فرمائیے

یا رحمۃ للعالمین ادرک لنا یوما القریب — آپ رحمۃ للعالمین ہیں قیامت کے دن ہماری خبر لیجئے

یا رحمۃ للعالمین انت سراج المرسلین — آپ رحمۃ للعالمین رسولوں کے چراغ ہیں۔

یا رحمۃ للعالمین انت رؤف بالیقین — آپ رحمۃ للعالمین یقیناً رؤف ہیں۔

یا رحمۃ للعالمین انت شفیع المذنبین — آپ رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین ہیں۔

الکرم لنا یوم الحزین فضلاً وجوداً والکرم — لہٰذا قیامت کے دن بخشش جود و کرم اور فضل سے کرم فرمائیے

یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ ارحم علی حرماننا — اے مصطفیٰ اے مجتبیٰ ہماری محرومی پر رحم فرمائیے۔

یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ ارحم علی خسراننا — اے مصطفیٰ اے مجتبیٰ ہمارے نقصان پر رحم فرمائیے

یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ ارحم علی نسیاننا — اے مصطفیٰ اے مجتبیٰ ہماری بھول پر رحم فرمائیے۔

یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ ارحم علی عصیاننا — اے مصطفیٰ اے مجتبیٰ ہمارے گناہ پر رحم فرمائیے

مجبورۃ اعمالنا ذنباً و ظلماً والظلم — افسوس ہمارے اعمال گناہ اور ظلم کی وجہ سے سیاہ ہیں۔

خلق علی ایجادہ سر علی اظہارہ — آپ کا وجود خلق ہو جس کے اظہار میں بھید ہے

نور علی انوارہ سر علی انوارہ — اسکا سارا جسم نور ہے اسکے انوار میں بھید ہے

صلو علیہ وآلہ سلم علی انصارہ — اسکی آل اور انصار پر درود ہو۔

اولادہ فی دارہ اعداءہ فی نارہ — اسکی اولاد جنت میں اسکے دشمن دوزخ میں۔

صدیقہ فی غارہ ذات العتیق المحتشم — اسکا صدیق غار میں جو محتشم عتیق ہے۔

طوبیٰ لنا البشریٰ لنا ازواجہ صدر النسا — ہمارے لیے خوشخبری ہو اس کی بیویاں صدر النسا ہیں

احبابہ کنز العطا اصحابہ نجم الہدیٰ — اس کے احباب کنز العطا اسکے اصحاب ہدایت کے ستارے

اولادہ زین العبا صدیقہ فلک الصفا — اسکی اولاد عبا کی زینت دینے والی اسکا صدیق صفا کا آسمان

فاروقہ بدر الدجیٰ عثمانہ عین الحیا — اسکا فاروق چودھویں کا چاند اس کا عثمان عین الحیا

المرتضیٰ شمس الضحیٰ ذات العلی المحترم — وہ مرتضیٰ شمس الضحیٰ علی محترم ہیں

صلو علی خیر النسا بنت النبی المصطفیٰ — نبی مصطفیٰ کی صاحبزادی خیر النسا پر رحمت ہو

صلو علی روح التقیٰ بنت النبی المصطفیٰ — نبی مصطفیٰ کی صاحبزادی پرہیزگاری کی روح پر درود

صلو علی بحر العطا بنت النبی المصطفیٰ — نبی مصطفیٰ کی صاحبزادی بحر العطا پر رحمت ہو

صلو علی عین الحیا بنت النبی المصطفیٰ — نبی مصطفیٰ کی صاحبزادی عین الحیا پر درود ہو

الفاطمہ خیر النسا ینبوع انہار الکرم — جو فاطمہ خیر النسا اور کرم کی نہروں کا سرچشمہ ہیں

محبوب رب العالمین انت رؤف بالیقین — رب العالمین کے محبوب آپ یقیناً رؤف ہیں

انظر امام المرسلین ترد حزنی کل حین — [illegible] ہر وقت بے چین ہے اے رسولوں کے امام نظر فرمائیے

یا رحمۃ المذنبین ابصرلنا عین الیقین — آپ گنہگاروں کے لیے رحمت ہیں عین الیقین کا [illegible]

یا رحمۃ للعالمین ادرک لزین العابدین — آپ رحمۃ للعالمین ہیں زین العابدین کی خبر لیجئے

محبوس ایدی الظالمین فی الموکب والمزدحم — جو ظالموں کے سخت پنجوں میں قید ہے

عقل اور عشق

حضرت امام حسینؑ نے عشق کو اختیار کیا

(از خامہ مبارک صوفی خضر طریقت مبلغ اعظم سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی مدظلہ)

کربلا کے واقعہ کی نسبت ایک جماعت ہندوستان اور بیرون ہندوستان میں یہ رائے دیتی ہے کہ حضرت امام حسینؑ کا کربلا میں شہید ہونا حق بجانب نہ تھا بلکہ ان کے قتل کو شہادت نہیں کہہ سکتے ہلاکت کہنا چاہیئے۔ کیونکہ امام حسینؑ نے خلیفہ وقت کی متفقہ خلافت کے خلاف بغاوت کی تھی اور بغاوت کی یہی سزا ہے جو امام حسینؑ کو ملی۔

اس گروہ کا یہ بیان بھی ہے کہ اگر مان بھی لیا جائے کہ امام حسینؑ نے بغاوت نہ کی تھی بلکہ اپنا حق سمجھکر کوشش کی تھی تب بھی انہوں نے خلاف عقل کام کیا۔ کیونکہ یزید کی قوت کے سامنے امام حسینؑ کے پاس کچھ بھی ساز و سامان نہ تھا۔ پھر جو انہوں نے یزید کی افواج کا مقابلہ کیا تو جان بوجھکر ...... اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا جو نص قرآنی کے خلاف ہوا۔ کیونکہ قرآن مجید نے فرما دیا تھا کہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکہ (اپنے ہاتھوں اپنے آپکو ہلاکت میں نہ ڈالو)

جواب} ان دونوں شبہات کا عام فہم جواب یہ ہے کہ یزید کی خلافت متفقہ نہ تھی۔ امیر معاویہ کو حضرت امام حسنؑ نے جب خلافت دی تو امیر معاویہ نے عہدنامہ لکھدیا تھا کہ امیر معاویہ کو اپنے بعد اپنی اولاد کو سلطنت دینے کا کوئی حق نہ ہوگا۔

مگر اس عہدنامہ کی پابندی نہیں کی گئی اور امیر معاویہ نے اپنی زندگی میں اپنے بیٹے یزید کی ولی عہدی کے لئے کوشش کی۔ اور بنی ہاشم ہی کو نہیں دوسرے قبائل کے مسلمانوں کو بھی مجبور کیا کہ وہ یزید کی ولی عہدی کو قبول کرلیں۔ اور اس کے لئے امیر معاویہ نے اس قسم کے جبر کئے کہ یزید کی ولی عہدی ان کی زندگی میں متفقہ نہ رہی۔ اور ان کے بعد تو سوائے چند خاص آدمیوں کے باقی سب مسلمان یزید کی حکومت کے از حد خلاف تھے۔

پس یزید کی حکومت متفقہ حکومت نہ تھی۔ اور امام حسینؑ کا اس کے خلاف کھڑا ہونا بغاوت نہ تھی بلکہ حق کی حمایت تھی اور باطل کی مخالفت تھی۔

اگر امام حسینؑ یزید کے دباؤ یا جبر یا لالچ سے اس کی خلافت کو قبول کرلیتے تو یقیناً وہ ناحق شناس سمجھے جاتے۔

پس امام حسینؑ کا یزید کے خلاف کھڑا ہونا امر حق کا اعلان تھا۔ بغاوت ہرگز نہ تھی۔ اور جو لوگ اسکو بغاوت کہتے یا سمجھتے ہیں وہ تاریخ سے بے بہرہ ہیں۔ اور یا ان کو خاندان نبوت سے کسی قسم کی عداوت ہے۔ اور یا ان میں یزید کے خون کا کچھ اثر ہے۔

دوسری بات عقل کی ہے کہ امام حسینؑ کے پاس نہ فوج تھی نہ ہتھیار تھے نہ روپیہ تھا پھر انہوں نے یزید سے سرکشی کیوں کی۔ اور کوفہ کیوں گئے۔ اور جب دشمنوں نے ان کو گھیر لیا اور انہوں نے دیکھ لیا کہ ان کے ساتھ پورے سو آدمی بھی نہیں ہیں اور مقابلہ میں یزید کے جرار لشکر ہیں تو مصلحت اور عقل کا تقاضہ یہ تھا کہ وہ اپنی اور اپنے بچوں کی جان بچاتے اور یزید کی بیعت کا اقرار کرلیتے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک عقل کا تو یہی تقاضہ تھا کہ امام حسینؑ جان بچانے کے لئے بیعت کرلیتے مگر عشق حق اور عقل دو جداگانہ چیزیں ہیں۔ اگر امام حسینؑ عقل کا ساتھ دیتے تو ایک کامل عقلمند آدمی مانے جاتے۔ اور پھر جب کبھی کسی کو اعلان حق کا موقع آتا تو وہ جان کے ڈر سے باطل پرست بن جاتا۔ اور مسلمانوں سے حق پرستی نابود ہو جاتی۔ اسواسطے امام حسینؑ نے حق کے عشق کو مقدم رکھا اور اپنی جان دیدی اپنے بچوں کی جان دیدی۔ اور عقل کو اپنا ایمان نہ دیا۔ اور قیامت تک کے لئے اظہار حق کا رستہ کھول دیا کہ آیندہ ہر مسلمان اظہار حق کے موقع پر جان کا خوف نہ کرے اور جرات و دلیری سے حق بات پر قائم رہے۔

عقل دنیا کی زندگی کے لئے ایک ضروری چیز ہے۔ اور عقل دین میں بھی اکثر اوقات ضروری ہوتی ہے لیکن بعض حالات ایسے ہوتے ہیں کہ عقل دنیا کی زندگی اور دین کے کاموں میں ضروری نہیں ہوتی بلکہ بعض اوقات عقل دینی اور دنیاوی مفاد کے لئے سد راہ بن جاتی ہے۔

بابر بادشاہ نے ہندوستان پر حملہ کیا ہمایت کا اسم

ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ ستیوہ صاحبان نے لکھا

دریا میں طغیانی تھی۔ دریا کے پار دشمن موجود تھا دریا پر [illegible] اس وقت کشتیاں موجود تھیں۔ عقل کا تقاضہ تھا کہ بابر دریا کے کنارے ٹھہر جاتا اور کشتیوں کا بندوبست کر کے دریا کو عبور کرتا۔ مگر بابر کی فاتحانہ جرات عقل پر غالب آئی اور اُسنے خوفناک دریا میں گھوڑا ڈال دیا اور ساتھیوں سے کہدیا جسکو مرنا ہو میرے ساتھ آجائے۔ یہ سنکر سب سردار اور ساری فوج دریا میں کود پڑی اور کشتی و پل کے بغیر دریا کو عبور کر لیا اور حریف بھاگ نکلا۔ اس کا دل یہ تماشہ دیکھکر ڈر گیا کہ جو لشکر دریا سے نہ ڈرا اس سے لڑنا آسان نہیں ہے۔

پس بابر نے عقل کو ہاتھ سے دیکر جرات سے کام لیا تو ہر شخص اس کی تعریف کرتا ہے۔ اور امام حسینؓ نے اظہار حق اور حمایت حق کو عقل پر مقدم رکھا ۔ ۔ ۔ جائز ہو سکتی ہے۔

امام حسینؓ کے بعد لاکھوں مسلمان محض امام حسینؓ کی حمایت حق کی مثال کو سامنے رکھکر دلیر اور جری ہو گئے۔ اور باطل کا خوف ان کے دل سے نکل گیا۔

اگر امام حسینؓ عشق حق کو ملحوظ نہ رکھتے تو مسلمانوں کے دل زمانہ ساز عقلمندوں کی طرح ڈرپوک اور بزدل بن جاتے۔ اور خاندان نبوت کی دلیری و جرات پر ہمیشہ کے لئے دھبہ لگ جاتا۔

اور کچھ تعجب نہیں جو اسوقت اہل بیت کا مذکورہ مخالف گروہ یہ کہتا کہ امام حسینؓ نے محض جان کے ڈر سے یزید کی باطل بیعت قبول کر لی۔ میرا تو یہی ایمان ہے کہ امام حسینؓ نے جو کچھ کیا عشق

فلسفۂ شہادت

(از جناب مولانا حاجی محمود حسن صاحب اسرائیلی)

حسین ابن علی کے نام سے فرہنگ جرأت کی
مزین ہے حروف زر سے اب تک جیسے پیشانی

اسی صورت سے پرتو ان کے اخلاق جلیلہ کا
چراغ راہ بن بنکر دکھاتا ہے درخشانی

بتاتی ہے کہیں قیمت صداقت کی زمانہ کو
بڑھاتی ہے کہیں توقیر استقلال انسانی

کہیں کھینچا ہے خاکہ اس جہاں کی بے ثباتی کا
دکھاتی ہے کہیں باطل پرستوں کی ستم رانی

علم آزادیٔ فطرت کا گاڑا فرشِ گیتی پہ
کہیں رکھی نئی بنیادِ ایوانِ جہانبانی

دکھایا ہے کہیں جلوہ صفائے تیغ ملت کا
کہیں بے پردہ کی ہیں کچھ تجلیاتِ روحانی

کہیں شمشیر دین کی آپ نے برش دکھائی ہے
کہیں ظاہر کیا ہے آپ نے ذوق تن آسانی

اگر منظور ہوتا واقعی جنگ آزما ہونا
تو کیا لشکر فراہم ہو نہ سکتا تھا بہ آسانی

شکست و فتح کو وہ جانتے تھے اتفاقی ہیں
مگر منظور تھی اعدا کی ان کو خانہ ویرانی

وہ سمجھے راز پنہاں اس کا مرگِ بے کسی میں ہے
کہ ہو جاتے ہیں جس سے مشتعل جذبات انسانی

ہزاروں گرچہ آمادہ ہوئے بھی جانفروشی کو
مگر حضرت نے فرمایا "تمہاری ہے یہ نادانی"

گئے وہ چند معصوموں کو لے کر دشتِ غربت میں
گلستانِ جہاں میں رنگ لائی جن کی قربانی

اسی کا غازہ نور افشاں ہے حریت کے پھولوں پر
انہی قطروں سے خون کے موجزن ہے جوشِ ایمانی

اسی دن سے کھلے عقدے سر بستہ حق و باطل کے
اسی دن سے جہاں نے بے کسی کی قدر پہچانی

اسی دن سے ہوا وابستہ پھر شیرازۂ ملت
اسی دن سے ہوا پھر پیکرِ اسلام نورانی

عبث محمود نالاں واقعات حاضرہ سے ہو
ذرا تاریخِ ملت کی کرو اوراق گردانی

(منقول)

کربلا کے ۷۲ شہیدوں میں سے ایک جی بچا

(از حضرت مولانا مولوی سید ناصر نذیر صاحب فراق جانشین حضرت خواجہ میر درد رح)

نہ خنجر یہ کہتا تھا سنگر سے گلوا اپنا.........
جو یوں کٹ کٹ کے رہتے ہیں وہ کب گھٹ گھٹ کے مرتے ہیں

دنیا کی پرسی نے بڑے بڑے مگر کھائے ہیں اور بڑے بڑوں کے سر اتارے ہیں ضحاک کے ہاتھوں سے اسی نے جمشید کو آرہ سے چروایا سکندر سے دارا کو اس نے مروایا۔ یحییٰ علیہ السلام کو امت کے ظلم سے اسنے کٹوایا جب یہ بنارس کا پتیمبر باندھ کر اور بارہ سوا برن سولہ سنگار کرکے کمر لچکاتی کچھ کھوئے کچھ ڈ ہانکے سامنے اکڑی ہوئی ہے تو حاجی اس کے ذوق شوق میں احرام پھاڑ کر پھینکدیتے ہیں حجر اسود توڑ ڈالتے ہیں ملا صاحب قرآن کو گردان دیتے ہیں شاہ صاحب تسبیح ہاتھ سے پھینکدیتے ہیں کعبہ کو ڈہا دیتے ہیں مدینہ کو مٹا دیتے ہیں اور اس کے قد رعنا ہی کا طواف کرنے لگتے ہیں اس کا پیارا مکھڑا دیکھتے ہیں اسکا کلمہ پڑھتے ہیں قرآن کے خلاف ہو حدیث کے خلاف ہو قیاس کے خلاف ہو اجماع کے خلاف ہو مگر یہ مُردار جو کہے وہی ہو اور جو کہیں گورا رنگ ہو جھل بیوی کہلاتا ہے تو اللہ دے اور بندہ لے ایک سجدہ نہیں ہزار سجدہ کرا لیجیے، بقول حضرت مفتی صدرالدین آزردہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ع گیا دین کیسا حضور نماز ؛ وہ یاد آگئے ابرو جو محراب میں

ذرا دیکھئے اور غور سے دیکھئے اور فراق کی آنکھوں سے دیکھئے۔ میدان کربلا سامنے ہے سورج صبح کا مارا دہڑا جلتا تھلستا دُھول اُڑا اتا سہما سہایا سرد پہا گیا زمین تانبہ کی طرح تپ رہی ہے آل رسول کی پیاس اور بیتابی کو دیکھکر نہر علقمہ کا پانی پارہ کی طرح بیتاب ہے اس کے پر نہیں جو اڑکر آئے اور سیلاب سے اصغرؑ کے ہونٹ تر کر دے ہائے قبلہ دارین سیدنا و جدنا امام حسین علیہ السلام کے سب عزیز خاک و خون میں مل چکے ہیں لاشیں خون میں نہائی لاشیں پڑی ہیں اب صرف آپ کا ہی دم باقی ہے آپکے عزیزوں کے قاتل یا آپ کے خون کے پیاسے سب مسلمان ہیں دیکھیے مسلمان جناتی ہیں تیغ و تبر اور شمشیر و خنجر لئے امام علیہ السلام پر حملہ کر رہے ہیں ان مسلمانوں میں سے اکثر رسول کے صحابہ اولاک کے دیکھنے والے ہیں مگر دنیا کے ناز و کرشمہ نے انہیں دیوانہ بنا دیا ہے لقد حق القول علی اکثرھم فھم لا یومنون انا جعلنا فی اعناقھم اغلالا فھی الی الاذقان فھم مقمحون وجعلنا من بین ایدیھم سدا ومن خلفھم سدا فاغشینٰھم

فھم لا یبصرون

حضور مرکب پر سوار ہیں اور آپکے سینہ و کمر اور گردن پر اتنے تیر اتنے خدنگ زرہ کی کڑیوں میں اٹک بیٹھے ہیں کہ حضور کا سراپا خار پشت کا سراپا بنگیا ہے اسمیں ابوالحتوف تیر انداز کا تیر حضورؑ کی پیشانی پر لگا اور کاری لگا آپ کی پیشانی سے ٹپ ٹپ خون بہنے لگا لہو کی بوچھار اڑی اور گھوڑے کی یال اور کنوتی تک گئی حضور نے استقلال کے ساتھ تیر پیشانی سے نکال کر پھینکدیا اور چہرہ مبارک کو خون سے پاک کرنا چاہا اس لئے زرہ کو سرکا کر قمیص کا دامن ہاتھ میں لیا تہا جو ایک سہ شاخہ تیز زہر کا بجھا ہوا آپ کے سینہ میں آکر بیٹھ گیا حضور نے کرتہ چھوڑ کر دونوں ہاتھ ذرا اونچے کئے تاکہ سہ شاخہ تیر کو سینہ میں سے نکال لیں جو صالح بن وہب نے وقت کو غنیمت جانا اور اسنے چوڑے پھل کا بلم اس زور سے آپ کی کوکھ میں مارا کہ اسکی نوک دوسری کوکھ تک اتر گئی اور امام باقر علیہ السلام کی روایت کے بموجب اسوقت تک تین سو بیس زخم تیر و سنان کے حضور کے جسم نازک کو پہونچ چکے تہے صالح بن وہب کی اس ضرب کی سہار نہ ہوئی آپ کے دونوں پاؤں رکاب سے نکل گئے مرکب نے حضور کو لڑکھڑاتا ہوا پایا تو وہ خود نیچا ہو گیا اور آپ سیدہی گردش خانہ زین سے جدا ہو کر فرش زمین پر آرہے۔ عمر بن سعد کی فوج سے غلغلہ بلند ہوا وہ مارا پھر غلغلہ وہ مارا پھر غلغلہ وہ مارا یہ تماشہ حضور کے زنانہ خیمہ کے پاس ہی ہو رہا تہا زینب اور کلثوم حضور کی بہنیں (اے بیرن میں واری اے میرے مائے کے جائے کہیں تجہپر سے قربان) کہکر رونے لگیں اور سراپردہ محمدی میں بیٹھس مچ گئی خدا کا عرش ہل گیا آسمان چکر لئے ستارے ٹکرائے زمین پر ہل چل مچ گئی مچھلیاں پانی میں تڑپیں چرند پرند نے کھانے دانہ سے منہ اٹھایا اور پریشان ہو کر کربلا کی طرف دیکھنے لگے۔

پھوپھیوں کو روتا دیکھکر حضرت سجاد اور حضرت عبداللہ بن حسن علیہم السلام کو تاب نہ رہی ہائے بابا جان ہائے چچا جان کہکر خیمہ سے تڑپ کر نکلے حضور نے خاک پر سے سر اٹھا کر کہا زینب دونوں کو پکڑو پکڑ لو سے

من ازاں حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم ؛ کہ عشق از پردہ

[illegible] زینب اور بی بی کلثوم پھندے
بجبر ظلم تا میں ہستیوں کا کلیجہ ٹوٹ گیا حضرت سجاد بیمار اور ناتواں تھے
زینب علیہا السلام نے انہیں دبوچ لیا مگر عبداللہ بن حسن گو بارہ
سال سے زیادہ کے نہ تھے مگر شیر کے بچے کو بچہ نہ سمجھو بی بی کلثوم سے
کشتم کشتا کر اور انہیں دھکیل یہ جا وہ جا جناب سیدنا امام حسین علیہ السلام
سے جا لپٹے۔

چپڑ کے نہ کان ملاحت لوں کیا خود لپٹ جا سینۂ انگار سے

ابجر بن کعب نے کہا اے ابن حسن (گالی دیکر) ہٹ جا نہیں
میری تلوار تیرے چچا سے پہلے تیرا کام کرے گی حضرت عبداللہ بن
حسنؓ نے فرمایا میری تمنا یہی ہے کہ میں چچا سے پہلے اپنی جان قربان
کر دوں بچے پیدا کرنے والے کی قسم تو دیر نہ کر۔

ابجر بن کعب نے تلوار چلائی اور حضرت عبداللہ نے اس کو
اپنے دونوں ہاتھوں پر روکا وہ پیاری انگلیاں وہ نورانی انگلیاں
جن میں ناخن کی جگہ قدرت نے چاند سورج جڑے تھے کٹ کر خاک پر
گریں اور تڑپنے لگیں اور ان کے ساتھ ہی دونوں ہاتھ قلم
ہو کر الگ الگ تڑپنے لگے بھتیجے نے اپنا سینہ چچا کے سینے سے لگا لیا کہ
اس گنجینہ پر آنچ نہ آئے مگر ایک بے رحم نے ایسا تیر مارا کہ پشت کو
توڑ کر آپ کے دل میں پہونچا حسن کے لاڈلے نونہال قمر پیکر عبداللہ
کا منکا ڈھلکا مرغ روح نے اعلیٰ علیین کو پرواز کی دس پانچ سپاہیوں
نے حضرت عبداللہ کے مردہ کو گھسیٹ گھسیٹ کر امام حسینؓ کے بدن
سے یا لوہے کو مقناطیس سے جدا کیا اور حضور پر غشی طاری ہوگئی۔

شمر ذوالجوشن یا امیر عمر بن سعد اس شخص کا سر تن سے الگ کرنا
بڑا کام ہے آپ سپاہیوں کو زور سے حکم دیجئے کہ حسین بن علی کے
چاروں طرف نرغہ کر لیں تیر انداز نیزہ باز شمشیر زن گھیر لیں کچھ
لوگوں کے ہاتھوں میں پتھر بھی ہوں آگ بھی ہو کیونکہ جہاں بہادر
لوگ بڑھ کر حملہ کرنے میں کھیلتے ہیں تو دور سے پتھر بھی مارتے ہیں
دشمن کا منہ آگ سے ہی جھلسا دیتے ہیں۔

عمر بن سعد علیہ ما علیہ (سپاہیوں کو للکار کر) یہ کیا نامردی ہے ایک
شخص زخموں میں چور ہے اسے اپنے بدن کا ہوش نہیں ہے اور تم
ہزاروں کی تعداد میں ہو اور تم سے اس کا سر نہیں کاٹا جاتا ہے
اس للکار کو سن کر مالک نام ایک سپاہی تلوار لے کر آگے بڑھا اور
اس نے حضور کے دوش مبارک پہ تلوار کا ایک زخم لگایا اور زخم کی
تکلیف سے حضور کو ہوش آ گیا اور آپ نے اٹھ کر ذوالفقار سے
اس کا کام تمام کر دیا حضرت کو زندہ دیکھ کر سپاہی جو حلقہ باندھے
کھڑے تھے [illegible] کی طرح پھٹ گئے اور [illegible]

شمر ذوالجوشن [illegible]
پھونک دیا جائے۔

حضور حسینؑ اے ابن ذی الجوشن تو ہمارے خیمہ کو تو ضرور جلا دیگا
مگر تو بھی ابدالآباد دوزخ کی آگ میں جلیگا۔

اب چالیس آدمیوں نے حضور کو اس طرح گھیر لیا کہ گویا حلقہ
بن گئے باہر کے دیکھنے والوں کو اندر کا حال کچھ نہ دکھائی دیتا تھا حصین
بن نمیر نے آپکے منہ میں ایک تیر مارا اور ابو ایوب غنوی نے حضور
کے حلقوم کو زخمی کیا اور صالح بن وہب نے پھر ایک تیر حضور کے
سینے میں مارا عمر بن سعد نے کہا بہادرو حسین کا سر جلدی کاٹ لو چنانچہ
شیث بن ربعی ننگی تلوار لے کر بڑھا اور چاہتا تھا کہ حضور کا سر کاٹ
لے مگر اس کے ہاتھ سے خود بخود تلوار گر پڑی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگا

سنان بن انس نے کہا واہ رے بزدل

شیث بن ربعی میں جب حسینؓ کے پاس پہنچا تو حسینؓ نے آہٹ
پاکر اپنی دونوں آنکھیں کھول دیں اور میں نے ان آنکھوں کو بالکل
محمد الرسول اللہ کی آنکھیں پایا کیونکہ میں نے حضرت کی بارہا زیارت کی
ہے ہیبت کے مارے میرا بند بند کانپ گیا اور میرے ہاتھ سے تلوار [illegible]

سنان بن انس لا اپنی تلوار مجھے لوٹا دے میں حسینؓ کا سر کاٹ
لاتا ہوں یہ کہکر سنان بن انس تلوار لے کر جھپٹا مگر جب حضور کے پاس
پہونچا تو تھرا اٹھا ہاتھ بید کی طرح لرزنے لگا اور یہ بھی بھاگ آیا۔

عمر بن سعد شمر تم دیکھتے ہو ان لوگوں نے لڑائی کو لونڈوں کا
کھیل بنا دیا ہے عرب کی بہادری کو داغ لگائے دیتے ہیں اب شمر
ذوالجوشن تلوار لے کر آگے بڑھا اور جاتے ہی وہ حضرت کے سینہ
پر چڑھ بیٹھا اور بولا اے حسین میں سنان اور شیث نہیں ہوں جو
تیری آنکھیں دیکھکر ڈر جاؤں گا میں تیرا سر کاٹ کر ہی چھاتی
سے اتروں گا۔

حضور امام حسینؑ اے شخص تیرا کیا نام ہے
شمر مجھے شمر بن ذی الجوشن کہتے ہیں۔
حضورؑ تم مجھے جانتے ہو۔
شمر خوب جانتا ہوں تم حسین بن علی ہو تمہاری ماں کا نام
فاطمہ ہے تمہارے نانا کا نام محمد رسول اللہ ہے۔
حضورؑ پھر تم جان بوجھ کر ہمارا سر کاٹنے آئے ہو شمر [illegible]
من بعد ذالک فھی کالحجارة او اشد قسوة
شمر تم سے ہے دور کا بھی ناطہ نہیں [illegible]
جانتا ہوں تمہارا سر کاٹ لوں گا تو یزید بن معاویہ [illegible]
[illegible]

... ایک ضرب لگائی اور اس نے
... دوسری ضرب میں سر اقدس تن سے جدا کر لیا میرے
... خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ نے عالم ارواح میں
... فرمایا ہے

شاہ است حسین بادشاہ است حسین ۔ دین است حسین دین پناہ است حسین
سر داد نداد دست در دست یزید ۔ حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

حضور کا سر کٹتے ہی آندھی آئی دن کی رات ہو گئی زمین لرز
جلاز ہونے لگی آسمان سے جیتا جیتا لہو برسا جنوں نے اور جانور
بے زبانوں نے آپ پر نوحہ پڑھا عمر بن سعد کے حکم سے حضور کے
خیمہ میں آگ لگائی گئی بیویوں سیدانیوں کو بے پردہ کیا سروں سے
چادریں اتار لیں اور کوڑوں سے مار مار کر کھال اڑا دی بچوں کو
گن گن کر مارا قیدخانہ میں بند کیا اور کوئی ظلم باقی نہ رکھا پھر لاشوں کی
گنتی اور پڑتال شروع ہوئی

عمر بن سعد سپہ سالار حسین اور اس کے ساتھی کس تعداد میں
اسنے گئے کتنوں کے سر نیزوں پر چڑھائے گئے۔

شمر ۔ بہتر گئے تھے اسوقت ستر لاشیں موجود ہیں علی اصغر جو
حسین کا شیرخوار بچہ تھا اسکی میت کا پتہ نہیں لگتا ہے شاید حسین نے
اسے زمین کے اندر گاڑ دیا ہوگا۔

عمر بن سعد ٹھیک ہے حسین مقتل سے باہر تو نہیں گئے اسی دن میں
یہیں کہیں گاڑ دیا ہوگا سپاہیوں سے کہو ان کی کھدائی کریں بچہ کی
لاش ضرور مل جائے گی حکم ہوتے ہی سپاہی زمین کریدنے لگے۔
اتفاقاً ایک سپاہی کا بلم ایسا زمین میں گھسا تو اُسے کوئی نرم چیز
معلوم ہوئی اس نے زور سے بلم کو گڑو دیا اور حضرت علی اصغر کی
لاش مچھلی کی طرح بلم میں چھد کر زمین سے نکل آئی اور وہ
سپاہی اسی طرح لاش کو بلم میں چھیدے سپہ سالار کے سامنے لایا
سپہ سالار نے سپاہی کو شاباشی دی اور کہا اس کا سر کاٹ کر نیزہ
پر چڑھا لو اور لاش زمین پر پڑی رہنے دو اس میں ایک شور اٹھا
کہ حسین کے ساتھیوں میں سے ایک نوجوان ابتک پڑا سسک رہا
ہے گلا کٹا ہوا ہے خون بہہ رہا ہے ہزاروں زخم بدن پر ہیں مگر سانس
برابر آتا جاتا ہے۔

نفس کے آنے جانے پہ شبیر کی زندگی تری ۔ کوئی پوچھے مسافر تو نے کیا لطف عمر پایا

عمر بن سعد نے اسماء بن خارجہ ذرا جا کر دیکھنا یہ کون سخت جان ہے
جو اتنے حملوں پر ابتک زندہ ہے سچ یہ ہے کہ بنی ہاشم بہت ہی
مشکل سے مرتے ہیں۔

اسماء بن خارجہ اس شہید مصیبت کی نعش پر پہونچا اور گھور گھور
کر اُسے دیکھا اور پلٹ آیا۔

اسماء بن خارجہ یا رئیس الجیش یہ نوجوان حسن بن
علی مرتضیٰ بن ابی طالب ہے اس نوجوان کی ماں کا نام خولہ بنت منظور
ہے منظور کو آپ خوب جانتے ہیں وہ قبیلہ بنی فزارہ کا ایک مرد
شریف تھا اور اس نوجوان کا ماموں ابو احسان آپکے لشکر میں موجود ہے۔

عمر بن سعد کوئی ہے ابو احسان فزاری کو بلا لاؤ ابو احسان آگیا

عمر بن سعد ابو احسان دیکھو تمہاری بہن خولہ کا فرزند حسن بن علی کا
بیٹا جسکا نام لوگ حسن مثنیٰ بتلاتے ہیں اپنے چچا کے ساتھ یہاں آیا اور
لڑ بھڑ کر اور زخمی ہو کر خاک پہ پڑا ہے حیرت ہے کہ ابتک وہ جیتا کیونکر ہے
تم جانتے ہو کہ ہمیں اولاد حسن بن علی کے ساتھ چنداں پرخاش نہیں ہے
کیونکہ وہ خود جناب امیر معاویہ کو خلافت دے گئے تھے دوسرے
تمہارے قبیلہ کا ہمیں خاص لحاظ ہے تم جا کر اسے سنبھالو لشکر میں
جراح موجود ہیں پلنگ موجود ہیں اسے اٹھوا کر زندہ بچنے کی تدبیر کرو اگر
بچ جائے تو اچھا ہے

ابو احسان حضرت مثنیٰ کی لاش کو اٹھوا کر خیمہ میں لایا حلق میں
پانی چوایا جراح نے مرہم پٹی کی حضرت کی حیات باقی تھی اور آپکا
نام آپ کی اولاد سے چلنا تھا اس لئے بچ گئے ابو احسان انہیں کوفہ
میں لے آیا مدتوں کی کوشش کے بعد آپ نے غسل صحت فرمایا
اور جدا لگا نہ طور پر کوفہ سے روانہ ہو کر مدینہ شریف پہونچے یہ حسن
مثنیٰ جناب امام حسین علیہ السلام کے داماد ہیں جب ان کا شباب
شروع ہوا تو ان کے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ چچا جان اپنی
ایک بیٹی مجھے دیدیں لوگوں سے اس کا چرچا کرتے تھے مگر ادب کے مارے
عم بزرگوار سے سرمکھ ہو کر یہ بات نہیں کہہ سکتے تھے لوگوں نے جناب
سیدنا امام حسین علیہ السلام کے کان میں ڈالی تو ایک دن آپ حضرت
حسن مثنیٰ کا ہاتھ پکڑ کر گھر میں لے آئے اور فرمایا ہے

بدنام ہو گے جانے بھی دو امتحان کو ۔ رکھیگا کون تم سے عزیز اپنی جان کو

دونوں بیٹیاں میں تیرے قربان کرتا ہوں مگر میرے نزدیک
فاطمہ کبریٰ میری والدہ ماجدہ حضرت خاتون زہرا سے بہت ملتی جلتی ہیں
اس لئے میں اسکو تمہارے حبالہ نکاح میں دیئے دیتا ہوں اور عزیزوں
کے سامنے اسیوقت آپکا عقد حضرت فاطمہ کبریٰ سے کردیا دوسری بیٹی
امام حسینؓ کی حضرت سکینہ یا فاطمہ صغریٰ کہلاتی ہیں ان کے شوہر کا
نام مشہور ہے اس لئے حضرت قاسم بن حسن کی شادی جو کربلا میں بیان
کی جاتی ہے وہ محققین شیعہ اور سنی دونوں کے نزدیک سرتاسر غلط
اور بے اصل ہے انہیں حضرت مثنیٰ علیہ السلام کی اولاد میں سیدنا
و مرشدنا غوث الاعظم پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

... شیخ عبد القادر جیلانی بن ابو صالح
موسیٰ ... بن ... دوست عبد اللہ بن شاہ یحییٰ زاہد بن شاہ سیف اللہ
ولی بن شاہ داؤد سیف اللہ بن موسیٰ ثانی بن سید عبد اللہ المعروف
بہ شیخ صالح بن سید ابو الحسن موسیٰ الجون بن سید عبد اللہ محض بن
سید حسن مثنیٰ علیہ السلام بن سیدنا امیر المومنین امام حسن علیہ السلام
بن علی مرتضٰے علیہ السلام۔

اے ۱۰ محرم ... کے تو استاد اور ... ہیں ...
برکات ہے ... برستے تھا مگر میرا جی چاہتا ہے کہ پانی کی جگہ
تجھ میں خون برسے ... اور عاشقوں کی آنکھوں میں سرسوں
پھولے یہ مختصر مضمون تو عزیز دلہا مولانا ... کی فرمائش سے فقیر نے لکھا
ہے اگر آپ کو معرکہ کربلا کے حالات مفصل پڑھنے ہیں تو میری کتاب ...
منگایئے اور لطف اٹھایئے۔

بغیر استاد کی مدد کے انگریزی سکھانیوالی بے نظیر قابل قدر کتابیں

(مصنفہ ماسٹر ذاکر حسین صاحب جعفری رمزی دہلوی)

اتالیق انگریزی جلد اول یعنی مخزن الفوائد ۲۱۲ صفحے اسمیں اردو تمام عبارت کو انگریزی میں لکھنے اردو سے انگریزی میں ترجمہ کرنے انگریزی میں چٹھی لکھنے کرنے ... کے قاعدے انگریزی اردو بول چال کے کئی سو فقرے ایکہزار فقرے قاعدوں کیساتھ اور ۳۰ حکایتیں انگریزی میں ترجمہ کرنے کے لئے درج ہیں اس کتاب کے پڑھنے سے ایسا مبتدی بھی جو انگریزی کی الف بے تے سے واقف نہیں ہے بغیر استاد کی مدد کے قلیل عرصہ میں بہت خاص استعداد حاصل کر سکتا ہے قیمت ۱ر

(۲) **اتالیق انگریزی** جلد دوم یعنی مخزن المحاورات ۱۲۱ صفحے اسمیں ایکہزار دو سو انگریزی محاورے اور چھ سو مثلیں مع ترجمہ اردو ۱۵۰ اردو مصدر مع ترجمہ انگریزی بہ ترتیب حروف تہجی اور تین چار ہزار کے قریب ایسے ناموں اور چیزوں کی انگریزی جن سے کام پڑتا رہتا ہے درج ہیں قیمت ۸ر (۳) **ہادی الترکیب** اتالیق جلد سوم ۱۲۵ صفحے اس میں ڈکٹیشن لکھنے انگریزی پڑھنے لفظوں کے صحیح ہجے کرنے اور صحیح تلفظ اور پارسنگ کے تمام قاعدے ابتدا سے انتہا تک مثالیں اور نمونے دیکر دکھائے ہیں۔ قیمت ۸ر (۴) **اتالیق جلد چہارم** انگریزی بولنا تین ہزار بول چال کے فقرے مع ترجمہ اور مخزن الفوائد کے اردو جملوں کا ترجمہ قیمت ۸ر

(۵) **اردو سے انگریزی ڈکشنری** یعنی اتالیق جلد پنجم ۲۰۰ صفحے اس میں سات ہزار پانسو ایسے اردو لغت ہیں جو اکثر تحریروں اور تقریروں میں آتے ہیں بہ ترتیب حروف تہجی اردو خط میں لکھے ہوئے ہیں اور ان کے ان کی انگریزی خط میں چار سو انگریزی لغت جو اردو میں مستعمل ہیں جنکی اصل ... کئی سو ایسے مختلف مخففات انگریزی جو عموماً تحریر میں آتے ہیں درج ہیں قیمت ۱ر (۶) **کامل القواعد** یعنی اتالیق جلد ششم جدید نوترمیم ۳۰۴ صفحے اسمیں صرف و نحو کے تمام و کمال قاعدے جو ترجمہ کرنے اور انشا پردازی سے متعلق ہیں نہایت خوبی اور وضاحت سے درج ہیں ۱۳۰ اعلیٰ درجہ کی مستند انگریزی گرامروں کا لب لباب ہے قیمت ۱ر (۷) **خلاصۃ القواعد** یعنی اتالیق جلد ہفتم ۳۰ صفحے نوترمیم اسمیں مبتدی کو پارسنگ کرنا اور اردو سے انگریزی میں ترجمہ کرنا بخوبی سکھایا ہے قیمت ۵ر (۸) **نیو مینول گرامر کا اردو ترجمہ** ۱۹۱۰ء کی نوترمیم یعنی اتالیق جلد ہشتم (پہلا جزو) اس میں تمام ... اور ... مرلوجی وغیرہ کا ترجمہ ہے قیمت ۵ر (دوسرا جزو) اس میں تمام سنٹکس کے قاعدوں نوٹوں مثالوں اور پارس گرکٹ کے فقروں کا ترجمہ ہے اور تمام گرکٹ کے فقروں کو گرکٹ یعنی صحیح کرکے بھی لکھا ہے قیمت ۸ر (۹) **انگریزی خط و کتابت** یعنی اتالیق انگریزی جلد نہم ہر قسم کی چٹھیاں عرضیاں درخواستیں نوٹس اور ہر قسم کی تحریروں کے کامل قاعدے اور نمونے مع اردو قیمت ۸ر (۱۰) **ضمیمہ مخزن الفوائد** یعنی اتالیق جلد دہم ۱۲۵ صفحے اس میں اتالیق جلد اول یعنی مخزن الفوائد علاوہ ترجمہ کے تیرہ اعلیٰ قاعدے سمجھا کر ترجمہ کے واسطے ایکہزار فقرے اور بہت ساری عبارت دی ہے طبع جدید میں علاوہ ترجمہ کے انشا پردازی اور جواب مضمون وغیرہ کے متعلق بہت سے قواعد اور نمونے زیادہ کئے گئے ہیں اور کئی سو ... یعنی مترادف و ہم معنی الفاظ کا فرق سمجھایا ہے۔ قیمت ۸ر (۱۱) **اتالیق جلد یازدہم** مخزن الحکایات یعنی ۸۷ انگریزی کہانیاں مع اردو معنی و تلفظ قیمت ۸ر (۱۲) **اتالیق جلد دوازدہم** یعنی ضمیمہ مخزن المحاورات اس میں اتالیق جلد دوم سے علاوہ ڈہائی ہزار محاورے اور آٹھ سو مخصوص پری پوزیشنوں کے استعمال کے فقرے مع ترجمہ اردو درج ہیں۔ قیمت ۸ر (۱۳) **انگریزی خوشنویسی** یعنی اتالیق حصہ سیزدہم جس میں انگریزی لکھنے اور خوشنویسی کے تمام قاعدے مع نمونوں اور تصویروں کے درج ہیں قیمت ۱ر (۱۴) آئینہ تاریخ ہند تاریخ ہند کا پورا خلاصہ بڑے کاغذ پر چھپا ہے کہ دیوار پر بطور نقشہ لٹکایا جا سکتا ہے۔ قیمت ۱ر

ملنے کا پتہ:-

حسن انیس منیجر رسالہ پیشوا دہلی

نذرِ حسینؑ

(رشحاتِ خامہ لسان الحسان حضرت مولانا ضیا صاحب القادری)

سلام

ایں بزم ذکرِ رفعتِ سبطین احمد است — ایں بارگاہ مطلعِ انوارِ سرمد است
در جان و دل تجلئ بلّما و کربلا ست — صلوٰۃ بر محمد و آلِ محمد است

در بزمِ عزائے شہٗ فردوس مقام — بفرست سلام از رہِ اخلاص مدام
ہر لحظہ بخواں چو قربِ مولیٰ خواہی — حسنین علیہما صلوٰۃ و سلام

فرزندِ شہٗ کون و مکاں ہیں حسنینؑ — محبوبِ خداوندِ جہاں ہیں حسنینؑ
مخلوق کے رہنما ہیں امت کے امام — سردارِ جوانانِ جناں ہیں حسنینؑ

محبوبِ خدا خسروِ خوبانِ زمن — ہشکل بنی آیۂ رحمت ہمہ تن
حسنِ دو جہاں پرتوِ آں شاہدِ حسن — آئینۂ قدرت رخِ زیبائے حسنؑ

حسنِ حسنؑ و جمالِ رخسارِ حسینؑ — ہے آئینۂ قدرتِ ربِّ کونین
ان دونوں کے دم سے ہے دو عالم میں بہار — دونوں ہیں یہ ریحانِ رسول الثقلین

سردارِ دو جہاں سرورِ کونین حسینؑ — سلطانِ جناں خسروِ دارین حسینؑ
محبوبِ خدا آئینۂ حسن و جمال — تصویرِ رُخِ صاحبِ قوسین حسینؑ

سیرت اہلبیت

(از جناب مولانا مولوی سید محمود صاحب زیدی مولوی فاضل)

سیرت اہل بیت نبوی (علی جدنا الصلوٰۃ والسلام) لکھنے سے پہلے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ اہلبیت کی تشریح کی جائے۔ بلکہ یہ لفظ اپنے محل پر صحیح طور سے استعمال ہوسکے۔ عام طور پر لفظ "اہل بیت" سے کاشانۂ نبوت کے چشم و چراغ اہل خانہ مراد لئے جاتے ہیں۔ لیکن اس لفظ کی صحیح تعریف اور اس کا جائز ملموقع استعمال وہ ہے جسے ہم قلمبند کرتے ہیں۔ آیات و احادیث کے تتبع اور تفحص سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلبیت سے مراد صرف حضرت علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ علیہ السلام کی ذات گرامی ہے چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب یہ آیت ندع ابناءنا و ابناءکم نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ۔ کو بلایا اور فرمایا کہ خدایا! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ (مشکوٰۃ بحوالہ مسلم) دوسری روایت میں یوں مذکور ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے پھر حضرت علی و فاطمہ حسن و حسین (علیہم السلام) بھی تشریف لائے آپ نے سب کو ردائے مبارک نبوت میں بلایا اور فرمایا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (مسلم) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ اور اضافہ کیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب لفظ "اہل" بیت کی طرف مضاف ہو تو وہ چند معنوں پر محمول ہوتا ہے کبھی تو اہل قرابت کے معنی میں آتا ہے پس اسوقت اہل بیت رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) میں وہ لوگ داخل ہونگے جو آپ کے قرابت دار ہیں جنپر زکوٰۃ حرام ہے یعنی بنی ہاشم اور کبھی عیال کے معنی میں آتا ہے تو اس وقت اہل بیت سے مراد ازواج مطہرات ہونگی اور کبھی اہل اولاد کے معنی میں آتا ہے اسوقت حضرت فاطمہ۔ حسن۔ حسین شمار ہونگے اور کثرت کمالات کے باعث حضرت علی بھی داخل ہیں (اشعۃ اللمعات) علامہ مجدالدین فیروزآبادی فرماتے ہیں کہ اہل چند الفاظ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ کبھی کہتے ہیں اہل الرجل یعنی اس کے اقربا کبھی کہتے ہیں اہل الامر یعنی والی امر اور اہل بیت یعنی گھر والے۔ کبھی اہل بیت کا اطلاق اہل مذہب پر بھی ہوتا ہے اور کبھی بولا کرتے ہیں اہل الرجل یعنی اس کی زوجہ اور اہل النبی آپ کی بیویاں اور صاحبزادیاں ہیں (قاموس) غرضکہ اہل بیت کا لفظ متعدد معانی پر مستعمل ہوتا ہے مگر چونکہ ہماری تحریر کا موضوع "سیرت اہلبیت" ہے اس لئے ہم اس لفظ سے وہ اجساد طاہرہ مراد لیں گے جو مذکورہ بالا احادیث میں مرقوم ہیں۔ اس موضوع کے تحت ہم اہلبیت نبوت کے "اخلاق و عادات" بیان کریں گے اس سلسلے اہلبیت کی تفہیم کے بعد طہرہ و طیبہ نفوس کے ساتھ ساتھ سیرۂ اہل بیت کا مختصر نمونہ دکھائیں گے۔ موجودہ زمانہ گمراہی اور بے دینی کا ہے۔ تہذیب یورپ نے اپنے جبروت اور ظلمات نیز سائنس کے جادو سے مسحور کرکے عالم اسلام پر ظلمت طاری کر دی ہے۔ مسلمان سنت اللہ سنت اہل بیت۔ طریقہ سلف کے بجائے یورپ کے ہر طحد اور ملاحدہ کی تحریکوں پر جان و ایمان سے فریفتہ ہو کر نثار ہو جاتے ہیں اور قوم اسلاف کے اخلاق حمیدہ و خصائل پسندیدہ کی طرف مائل نہیں ہوتے حالانکہ یورپ کی تقلید میں بجز پوست کے اور کچھ نہیں ملتا اور اسلام کا مرجع ملت کے پیروی میں مغز اور روح حاصل ہوتی ہے۔ پس سیرت اہلبیت کو بنظر تفریح۔ یا تکمیل اوقات کے خیال سے نہ دیکھئے بلکہ ان مظاہر و پیکران صداقت نے اپنی زندگی میں جو نمونے یادگار چھوڑے ہیں عقیدت و تقلید کی نظر سے دیکھئے اور اپنی تہی دستی۔ بے مائگی کے دامن کو عمل و اطاعت کے جواہر ریزوں سے بھریئے۔ افراد اہل بیت براہ راست مشکوٰۃ نبوت سے مستنیر اور شمع رسالت سے منسوب تھے ان کے اخلاق و عادات میں پیغمبرانہ اولوالعزمی۔ ثبات و استقلال اور روحانی قوتوں کے مظاہر نظر آئیں گے۔ سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے لے کر سیدنا حسین علیہ السلام تک ہر ہر فرد میں وہی اخلاق کی جلوہ ریزیاں روح کو تازہ کریں گی جو صحبت اقدس تک اہلبیت کو نبوت میں حاضر رہنے کے مواقع دستیاب ہونا میسر تھے۔ ان میں سب سے پہلے ابو تراب حضرت علی کی سیرت کے مختصر واقعات لکھتا ہوں ان کو دیکھو۔ غور کرو۔ ہو سکے تو عمل میں لاؤ۔ علم کے کمال اور علم کی آنکھ سے مطالعہ کرو کہ ان واقعات میں کمالات بشری کی کتنی پاکیزہ مثالیں موجود ہیں جو درس عبرت دیتی ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اخلاق و عادات

دنیا میں ہر شخص جو عقل و ہوش سنبھالنے کے بعد آدمی اپنے تمناؤں کی تکمیل کے لئے بڑی جد و جہد کرتا ہے وہ اپنی زندگی کو جسم کی نشو و نما پر موقوف سمجھتا ہے اس لئے وہ عمدہ عمدہ غذائیں حاصل کرکے مقویات سے جسم تنومند ہو کہ اس کی صحت ترقی حاصل کرے مگر اس ایمان والے علی کو دیکھو کہ آپ نے فاقہ کو گوارا کرکے فرمایا کہ والدہ تیری روٹی بہت ہے اور تیرا رنگ بہت پسندیدہ ہے اور تمہارا مزا بہتر ہے مگر

[illegible] ہیں [illegible] نہ پاتے جن کا کہ وہ ذکر نہیں ہے
[illegible] سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں کہ میں دارالامارت میں حضرت
[illegible] خدمت میں حاضر ہوا آپ کے سامنے جو کی روٹی اور ایک پیالہ
[illegible] رکھا ہوا تھا روٹی اتنی خشک تھی کہ کبھی ہاتھوں سے اور کبھی
[illegible] سے توڑتے یہ حالت دیکھکر مجھے نہایت افسوس ہوا آپ کی لونڈی
[illegible] سے میں نے کہا کہ اس بزرگ پر رحم نہیں کھاتی ان کے لئے جو چھان کر
[illegible] نہیں پکاتی فضہ نے جواب دیا کہ ان کو اس سے اجر ملتا ہے اور ہم
گنہگار ہوتے ہیں غرضکہ اپنی ذات کے ساتھ نہایت سختی کا برتاؤ کرتے
اس کے مقابلے میں دوسروں کے ساتھ رحم و کرم کے ابر باراں بن جاتے
غربا اور کمزوروں کی حمایت فرماتے۔ خرما فروشوں میں ایک لونڈی رو
رہی تھی آپ نے دریافت حال کیا تو اس نے کہا میں نے ایک درم کی کھجور
لی تھیں میرے آقا نے واپس کر دی ہیں۔ دوکاندار نہیں لیتا آپ نے
سفارش کی اس نے انکار کیا تو آپ نے اس کو دھکا دیا جب دوکاندار
کو آپ کا حال معلوم ہوا تو معافی خواہ ہوا اور کھجوریں دے دیں آپ نے
فرمایا میری طرف سے معافی ہے لوگوں کا حق ادا کیا کر۔ دشمن سے
کرم و عفو کے ساتھ پیش آتے جب اہل بصرہ آپ سے جنگ و جدل
کیا تو گالی گلوچ سے پیش آئے لیکن جب آپ فتحیاب ہوئے تو دشمنوں سے
کسی قسم کا بدلہ نہیں لیا۔ نہ ان کی اولاد کو غلام بنایا نہ ان کے مال کو ہاتھ
لگایا (شرح نہج البلاغت) باوجودیکہ دنیا آپ کو سردار سمجھتی تھی مگر
آپ انتہا درجہ کی خاکساری فرماتے ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ آنحضرت
کے بعد کون افضل الناس ہے فرمایا ابوبکرؓ کہا پھر۔ فرمایا عمرؓ۔ کہا پھر
آپ ہیں۔ بولے میں تو مسلمانوں کا معمولی فرد ہوں (ابو داؤد) اپنے
غلاموں پر بہت شفقت فرماتے ایک مرتبہ دو قمیصیں خریدیں ساتھ
میں غلام بھی تھا اس سے کہا پسند ہو تو لے لو اس نے ایک لے لی۔
(اسد الغابہ) مصالحت اور صفائی پسند تھے شروع میں آپ نے حضرت
ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت نہ کی لیکن بعد میں آپ نے خود حضرت ابوبکرؓ
کو بلایا اور کہا کہ اے ابوبکر ہم کو تمہاری فضیلت کا اعتراف ہے اور اگر
خدا نے تم پر احسان کر دیا تو ہم کو اس پر رشک نہیں اور ان کی خلافت کو
تسلیم کر لیا (مسلم) اپنے جانوروں کو چارہ کھلاتے پانی پلاتے ایکبار
ایک شخص نے حضرت عثمانؓ کی دعوت کی آپ کو بھی مدعو کیا جب آپ کے
پاس آدمی آیا تو دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ سے اونٹوں کے لئے پتیاں
جھاڑ رہے ہیں (ابو داؤد) پرہیزگاری۔ سچائی۔ حسن معاملت کے
پابند اور دوسروں کو ان کی تاکید فرماتے۔ ہاتھ میں درہ لے کر
بازار میں گھومتے رہتے اور ان باتوں کی تاکید فرماتے (استیعاب)
[illegible] دیانت کا یہ حال تھا کہ ایک بار آپ کے پاس اصفہان سے

کچھ مال آیا جس میں ایک روٹی بھی تھی آپ
نے بھی سات ٹکڑے کئے اور ہر حصہ پر ایک ایک ٹکڑا روٹی کا رکھا پھر قرعہ
ڈالا کہ پہلے کس کو دیا جائے۔ سخاوت انتہا درجہ کی تھی ایک دن بیت المال
کا کل مال تقسیم کر کے اس میں جھاڑو دلوائی پھر اس میں نماز پڑھی تاکہ
قیامت کے دن لوگ ان کی دیانت کی شہادت دیں۔ بازار جا کر اپنا
سودا سلف خود خرید کر لاتے تھے ایک دن بازار میں کھجوریں خریدیں
اور خود اٹھا کر چلے ایک آدمی نے کہا امیر المومنین میں پہنچا دوں فرمایا
بچوں کا باپ ہی اس کا زیادہ مستحق ہے (ادب المفرد) اپنی بادشاہت
میں دربان اور پہرے دار کا جھگڑا نہیں رکھا تنہا اٹھتے اور مسجد کو چلے
جاتے۔ (استیعاب)

حضرت فاطمہؓ

موجودہ مسلم خواتین کی اخلاقی حالت نہایت پست اور اسلامی
خوبیوں سے اکثر محروم ہیں حضرت بنت رسول نے بھی گہوارۂ نبوت
اور آغوش رسالت میں تربیت پائی تھی آپ کے اندر بھی تمام ظاہری
اور باطنی وہی کمالات پائے جاتے ہیں جو مقرب بارگاہ پیغمبری میں
ہونے چاہئیں۔ اس مختصر سیرت کے مضمون میں اتنی وسعت کہاں
کہ اہل بیت کے مجموعی اخلاق و شمائل کا تذکرہ ہو سکے بطور ایجاز زندگی
کے چند واقعات تحریر ہوتے ہیں اگر مسلم خواتین ان پاکیزہ خصائل
سے سبق لیں تو بہت کچھ خرابیاں دفع ہو سکتی ہیں۔ آج امور خانہ داری
سے مسلمان عورتیں گھبراتی ہیں اور ملازمہ خادمہ سے خدمت لینے
کی کوشش کی جاتی ہے مگر ذرا رسول کی لخت جگر صاحبزادی کو تو دیکھو
کہ گھر کا تمام کاروبار اپنے ہاتھوں انجام دیتی ہیں اور محنت سے سخت
مصیبت جھیلتی ہیں۔ چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے
مشکیزوں میں پانی لاتے تھے سینہ داغدار ہو گیا تھا جھاڑو دیتے
دیتے کپڑے چیکٹ ہو گئے تھے (ابو داؤد) ایک مرتبہ غنیمت کی لونڈیاں
تقسیم ہو رہی تھیں حضرت علیؓ نے آپ سے فرمایا کہ بابا جان سب کو خادمہ
عنایت فرما رہے ہیں اگر تم بھی جاؤ تو اچھا ہے کہ گھر کے کاموں میں
آسانی ہو جائے گی حضرت زہراؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوئیں اور گھر کے کام کاج کی تکالیف بیان کر کے ایک لونڈی
کی طلبگار ہوئیں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ایسی چیز تم کو نہ بتا دوں جو
لونڈی سے ہر طرح بہتر ہو عرض کیا ہاں۔ فرمایا کہ تم یہ تسبیح پڑھا کرو کہ
اس کا ثواب لونڈی سے خدمت لے کر زندگی بسر کرنے سے کہیں بڑھکر ہو
اس کے بعد سے آپ نے اس دعا کو پڑھنا شروع کیا اور اس کے ثواب
کے مقابلہ میں ہمیشہ گھر کی تکلیفیں برداشت کی۔ شرم و حیا بھی آپ میں
بہت زیادہ تھی چنانچہ اسی واقعہ کے موقع پر جب آپ تشریف لے گئیں

... شرم کے سامنے سوال ذکر سکیں ... ہیں یہی آئیں (ابوداؤد) شرم و حیا کے ساتھ رازداری بھی بہت فرماتی تھیں کسی کے بھید کو ظاہر نہ کرتیں ایک دن آنحضرت کے پاس تمام ازواج مطہرات جمع تھیں اسی حالت میں آپ آنحضرت کے پاس آگئیں آپ نے ان کو مرحبا کہا اور اپنے دائیں جانب بٹھالیا اور آہستہ سے ان کے کان میں ایک بات کہی آپ چیخ مار کر رو پڑیں پھر آہستہ سے ایک بات کہی جس سے آپ ہنس پڑیں جب حضرت تشریف لے گئے تو تمام بیویوں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ آپ کی زندگی میں آپ کا راز فاش نہیں کرسکتی (مسلم) اس قسم کے صدہا واقعات ہیں جن سے آپ کے اخلاق و عادات پر کافی روشنی پڑتی ہے اور ان میں درس عبرت کے سینکڑوں مواقع ہیں۔

حضرت حسنؓ

آپکے اخلاق و شمائل بھی بے شمار اور سرکار رسالت سے ملتے ہوئے ہیں۔ اپنے ساتھ سختی اور دوسروں کے ساتھ رحم و کرم۔ عفو و مغفرت اختیار کرنا اہلبیت کے ہر فرد کا طغرائے امتیاز ہے۔ لیکن سید ناحسنؓ کے رحم و کرم نے اہلبیت کی شان کو اور بھی اعلیٰ وارفع کردیا ہے۔ آپ کو چند بار زہر دیا گیا لیکن کچھ نہ ہوا ساتویں مرتبہ جب زہر دیا گیا تو آپ کے دل کے ٹکڑے ہوگئے حضرت حسینؓ نے عرض کیا بھائی جان اگر قاتل کا نام آپ کو معلوم ہے تو فرمایئے آپنے کہا کیا قاتل کو جان سے مارنا چاہتے ہو حضرت حسینؓ نے فرمایا ہاں قتل کا ارادہ ہے آپ نے فرمایا اے برادر! میرے باپ نے غمازی نہیں کی۔ نہ میری والدہ نے غمازی کی اور نہ ناناجان نے غمازی فرمائی۔ اور نہ میری نانی جان حضرت خدیجہ غماز تھیں تو اب مجھے اہل بیت میں سے غمازی کب لائق ہے نیز اگر وہی میرا قاتل ہے جو میرے خیال میں ہے تو تمہیں بدلہ کی ضرورت کیا ہے خدا انتقام لے گا اور اگر میرا قاتل وہ نہیں جو میرے خیال میں ہے تو میں کسی کو ناحق قتل کرانا نہیں چاہتا۔ بلکہ میرا ارادہ تو یہ ہے کہ اگر خدا نے مجھپر فضل کیا اور بخشدیا تو جب تک میرا قاتل نہ بخشا جائے گا جنت میں نہ جاؤں گا۔ ود رالقائل۔

واہ کیا حلم ہے اپنا تو جگر ٹکڑے ہو، مگر پھر بھی ایذائے ستمگر کے روادار نہیں

مروان زمانہ حکومت میں مدینہ کے منبر پر آپ کو گالیاں دیتا مگر آپ صبر و شکیب سے کام لیتے اور کبھی اس گستاخ کا جواب نہ دیتے یہاں تک کہ اس نے آپ سے کہا اے حسن! تمہاری مثال ایسی ہے جیسے خچر کہ اسکی ماں گھوڑی اور باپ گدھا ہے۔ آپ نے سنکر فرمایا کہ میں اس کے عوض مروان کو برا نہیں کہنا چاہتا اپنا اور اس کا

معاملہ خدا کے سپرد کرتا ہوں کہ وہی منتقم حقیقی ہے ایک شامی نے آپ کو گھوڑے پر جاتے ہوئے دیکھکر بدکلامیاں دینی شروع کیں۔ مگر آپ خاموش سنتے رہے یہاں تک کہ وہ خود خاموش ہوگیا پھر آپ نے فرمایا شاید تو مسافر ہے اور شام سے آتا ہے۔ اس نے کہا ہاں آپنے فرمایا کہ میرے مکان پر چل کر میں تیری مہمانی کروں تجھے مال دوں۔ آپکے اس خلق نے اتنا اثر کیا کہ اس شخص نے فوراً آپکی بیعت قبول کی اور ہمیشہ دوست رہا۔ زہد و ریاضت بہت فرماتے۔ پیادہ پا پچاس حج کئے۔ سخاوت انتہا سے زیادہ کرتے ایک شخص دس ہزار درہم خدا سے مانگ رہا تھا آپ نے گھر جاکر غلام کے ساتھ دس ہزار درہم اسے بھیجدیئے غرضکہ انسانی کمالات جو دنیا میں حاصل کئے جاسکتے ہیں اہلبیت کا ایک ایک فرد ان کا حامی تھا۔

شہید کربلا کے اخلاق و عادات

قلم کہتا ہے کہ اہل بیت کے اخلاق کریمانہ کا دریا بہا دیا جائے مگر قلت قرطاس ہر جنبش قلم کو روک دیتی ہے اللہ اکبر! یہ کیسے پاک وجود تھے جن کے تمام لمحات حیات میں وہ محاسن اخلاق پائے جاتے ہیں جو انسانی عظمت و شرف کے انتہائی درجے میں شمار ہوتے ہیں اہل بیت اطہار کے تین مشاہیر کے مجملاً اخلاق جمیلہ کا بیان ہوا ہے فاطمہ کے اس لال کے اخلاق کو بھی دیکھو جو دشمنوں کے ساتھ نرمی۔ محبت کرنے کے جرم میں شہید ہوگیا مگر اپنے خاندانی خصائل کو نہ چھوڑا۔

آپ بھی۔ اعانت مظلوم۔ ایصال رحم، غریب پروری۔ مہمان نوازی میں شہرت تامہ رکھتے تھے۔ ایک بکری کے عوض ایک ضعیفہ کو آپنے ایک ہزار درہم اور ایک ہزار بکریاں عطا فرمائیں۔ ایک غریب شاعر نے آپکے دروازہ پر یہ کہنا شروع کیا "میں بے ساز و سامان ہوں صرف عزت لیکر آیا ہوں جب آپ جیسے خریدار کے ہاتھ فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ کچھ میری مدد فرمایئے ورنہ ہاتھ خالی جانے میں آپ کی مشہور سخاوت کے خلاف ہوگا" آپنے دس ہزار درہم بھیجدیئے اور یہ فرمایا کہ تونے بہت جلدی کی۔ ہمارے پاس اس کے سوا کچھ نہ تھا اس قلیل کو قبول کر اور یہ سمجھ کہ ہم نے کچھ دیا ہی نہیں۔ حضرت حسن کے ساتھ کسی معاملہ میں ناچاقی ہوگئی آپنے بڑے بھائی کی خدمت میں کہلوایا کہ میں آپ کی رضامندی اور اپنی خطا کی معافی کے لئے ضرور سبقت کرتا مگر چونکہ آنحضرت سے سُنا ہے کہ سب سے پہلے جنت میں وہ شخص داخل ہوگا جو رنجیدہ اور ناراض کو خوش کرے بس میں نہیں چاہتا کہ جنت کے داخلہ میں آپ سے سبقت لے جاؤں

[illegible] بھی خوردی کو ترجیح دینا مناسب نہ معلوم ہوتا [illegible] آپ کی مہر و دلجوئی اور خوشنودی کے لئے میرے پاس تشریف [illegible] سنتے ہی حضرت حسن تشریف لائے۔ دیکھئے اس معافی کے [illegible] بزرگوں کا پاس ادب ملحوظ رکھا احسان کے آخری حصہ کو [illegible] ہونے دیا۔ لونڈی اور غلاموں پر رحم فرماتے ایک لونڈی [illegible] پھولوں کا ہار آپ کی خدمت میں پیش کیا جس پر آپ نے اسے آزاد کر دیا حضرت انس نے عرض کیا کہ آپ نے ادنیٰ گلدستہ کے عوض میں قیمتی لونڈی کو آزاد کر دیا آپ نے فرمایا کیا تم نے یہ آیت مطالعہ نہیں کی واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا میرے نزدیک افضل تحفہ اور اشرف تحیہ یہ ہی لونڈی تھی لہذا خدا کی رضا مندی اور خوشنودی میں اسے آزاد کر دیا۔ اس سے بڑھکر عفو و کرم کی مثال یہ ہے جیسے شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے احوال اثنا عشر میں لکھا ہے کہ آپ دستر خوان پر تشریف رکھتے تھے خادمہ شوربہ کا گرم پیالہ لئے چلی آتی تھی جو نہی آپ کے قریب آئی پاؤں کی الجھن یا کسی اور وجہ سے شوربے کا پیالہ امام ہمام کے سر پر چھوٹ پڑا جس سے آپکے منہ آپکے سر آپکے رخسارے پر اس کی حدت اور تیزی سے آبلے پڑ گئے آپنے بنظر ادب اسکی طرف دیکھا اس نے کہا والکاظمین الغیظ یعنی متقی کی صفت غصہ فرو کرنا ہے آپنے فرمایا میں اپنے غصہ کو پی گیا۔ خادمہ نے کہا والعافین عن الناس ان کی دوسری صفت لوگوں کو معاف کرنا ہے آپنے فرمایا میں نے تجھے معاف کر دیا خادمہ نے عرض کیا واللہ یحب المحسنین یعنی اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے آپنے فرمایا میں نے تجھے خدا کے لئے آزاد کیا۔ آپ کا ایک شخص پر قرض تھا پورا کا پورا اسے معاف کر دیا غرضکہ آپ کا حلم و کرم اہل بیت کے نام کو [illegible] روشن کرتا ہے انتہائی خلق و ایثار کی یہ مثال ہے کہ یزید جیسے عیاش اور مغرور اور بر طاقت حاکم وقت کے ہر ظلم و اکراہ کو برداشت کیا اور کبھی اف تک زبان پر نہ لائے۔ کربلا کا واقعہ فاجعہ آج بھی ہماری آنکھوں کو [illegible] وہاں بھی شان علوی و فاطمی کو قائم رکھا جو آپکے خاندان [illegible] طرہ امتیاز ہے بنا بر مصیبت و پریشانی کے وقت ہر شخص ہوش و حواس گم کر کے صبر و شکیب کو بھول جاتا ہے مگر اہلبیت کی شان صبر و شکیب اس واقعہ سے ظاہر ہوتی ہے جسے تاریخ یعقوبی نے ان الفاظ میں لکھا ہے "حضرت زین العابدین فرماتے ہیں جس رات کی صبح کو میدان شہادت گرم ہونے والا تھا میں اسی شب کا واقعہ ہے کہ میں بیمار پڑا ہوا تھا میری پھوپی زینب میری تیمارداری میں مصروف تھیں اتنے میں حضرت امام داخل ہوئے آپ چند اشعار پڑھ رہے تھے جنکو سنکر میں آپ کا ارادہ سمجھ گیا میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور مجھے یقین ہو گیا کہ ہم پر ابتلا الٰہی نازل ہونے والی ہے اور اب اس سے چارہ نہیں حضرت زینب ضبط نہ کر سکیں کیونکہ عورتیں قدرۃً رقیق القلب ہوتی ہیں وہ ماتم کناں چلا اٹھیں کہ واحسرتا وامصیبتا آج فاطمہ علی حسن نہ رہے حضرت امام نے یہ حالت دیکھکر فرمایا اے بہن! یہ کیا بے صبری اور کیا جزع فزع ہے اللہ سے ڈرو کہ موت یقیناً آنیوالی ہے اور اس سے کوئی بچ نہیں سکتا لیکن زینب شدت حزن و غم سے مضطر تھیں انہوں نے اپنا چہرہ پیٹ لیا گریبان پھاڑ ڈالا اور واویلا واحسرتا پکارتی ہوئی بیہوش اپنے بھائی پر گر پڑیں حضرت امام نے ان کے چہرہ پر پانی ڈالا اور جب ہوش میں آئیں تو فرمایا کہ اے بہن! جو اللہ کے حکم کے مطابق طریق عزا ہے اسے اختیار کرو کیونکہ میرے اور تمہارے لئے اور ہر ایک مسلم کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پیروی کے لئے بہترین نمونہ ہے"۔ جان کا خطرہ انسانی حواس کو گم کر دیتا ہے مگر اہل بیت کی شان اپنے مخصوص صبر و شکیب میں بے مثال ہے اور بہت سے اخلاق و عادات کے واقعات ہیں جو بہت کچھ مسلمانوں کو درس عبرت دے سکتے ہیں

ہلالِ سالِ نو

(اثر خامہ ادیب الملک جناب پروفیسر اکبر خاں صاحب حیدری سکریٹری بزم اشاعت)

(۱)

آیا ہے پھر ہلالِ نو لے کے پیامِ سالِ نو
از سرِ نو جواں ہوئی بزمِ کہن۔ بحالِ نو
رنگِ شفق سے ہے جُدا
خونِ شہیدِ کربلا
یعنی ہلالِ نو بنا
اور فلک پہ جم گیا
از سرِ نو۔ جواں ہوئی بزمِ کہن۔ بحالِ نو
آیا ہے پھر ہلالِ۔ نو لے کے پیامِ سالِ نو

(۲)

شاہدِ حرمتِ امام ماہِ محرم الحرام
از سرِ نو ہوا شروع سالِ جدید کا نظام
رنج والم کا دَور ہے
رنگِ جہاں کچھ اور ہے
کیسا مآلِ جور ہے
قابلِ فکر و غور ہے
از سرِ نو ہوا شروع سالِ جدید کا نظام
شاہدِ حرمتِ امام ماہِ محرم الحرام

(۳)

رنج والم کا حاصل جور و ستم کا حاصل
لطف و مسرت و سرور بن گئے غم کا حاصل
بست و کشاد و بیش و کم
عیش و نشاط و رنج و غم
لُطف و مسرت و الم
بزمِ جہاں میں ہیں بہم
لطف یعنی مسرت و سرور بن گئے غم کا حاصل
رنج والم کا حاصل جور و ستم کا حاصل

(۴)

مسلمِ تشنہ کام اُٹھ رہبرِ خاص و عام اُٹھ
آلِ نبی کے جاں نثار لے کے خُدا کا نام اُٹھ
دشمنِ دین و آبرو
نسلِ یزید فتنہ جو
بزمِ جہاں میں چارسو
اب بھی ہے تیرے روبرو
آلِ نبی کے جاں نثار لے کے خدا کا نام اُٹھ
مُسلمِ تشنہ کام اُٹھ رہبرِ خاص و عام اُٹھ

(۵)

جادۂ حق نما پہ چل   یعنی رہِ خدا پہ چل
منزلِ حق میں جان دے   مسلکِ اصفیا پہ چل

باطل و ظلم و گمرہی
چھوٹنے پائے نہیں کبھی
یعنی دوروزہ ہی رہی
شانِ یزیدِ خستہ بھی

منزلِ حق میں جان دے   مسلکِ اصفیا پہ چل
جادۂ حق نما پہ چل   یعنی رہِ خدا پہ چل

(۶)

یہ دوروزہ زندگی   گر نہیں۔ نہیں سہی
رنگِ حیاتِ جاوداں   بزمِ فنا میں ہے ابھی

باقی ہے ذکرِ کربلا
زندہ ہے نام امام کا
لوگ ادب سے جا بجا
لیتے ہیں نام اصفیا

رنگِ حیاتِ جاوداں   بزمِ فنا میں ہے ابھی
یہ دوروزہ زندگی   گر نہیں۔ نہیں سہی

(۷)

تو بھی او مسلمِ حزیں   صورتِ شیر و انگبیں
مور و مگس کا ہے حریف   پیشِ نگاہِ اہلِ کیں

جوش میں آ مگر ذرا
خون کی گرمیاں دکھا
باطل و کفر کو جلا
جلوۂ نورِ حق بڑھا

مور و مگس کا ہے حریف   پیشِ نگاہِ اہلِ کیں
تو بھی او مسلمِ حزیں   صورتِ شیر و انگبیں

آیا ہے پھر ہلالِ نو   لے کے پیامِ سالِ نو
تو بھی جہاں کو پھر دکھا   جوشِ کہن، جلالِ نو

عظمتِ قرآن کی روحانی بشارت

(پیکرِ تعلیم و تبلیغ حضرت مولانا عبدالماجد صاحب القادری البدایونی)

افریقہ کا وہ آباد صحرا اور وہ پانی سے ہری زمین تک کے دریائی محاذ کا وہ حصہ اور سرسبز قطعہ جو اقوام شام کے لئے اکثر آغوشِ مادر رہا ہے۔ اور جب کبھی یہودیوں کے ستائے ہوئے پیغمبروں نے اپنی نافرمان و ناقدر قوم کو چھوڑ کر کہیں سکونت اختیار کی ہے تو اسی قطعہ یا جزیرہ نے ان کو اپنے قلب میں جگہ دی۔ اس قطعۂ آبادی کے باشندے ہمیشہ سے افراط جوشِ عقیدت میں مشہور رہے ہیں اگرچہ جنگ جوئی اور تند خوئی کے واقعات بھی ان کے ضرب المثل ہیں پھر بھی ان کا مجنونانہ جوشِ عقیدت ایک خاص امتیاز رکھتا ہے۔ مرابطین و موحدین کا وہ خاندان جو سلطنت علویہ کا بانی ہوتا ہے اور ادریسیہ فاطمیہ خاندان کو بڑھانا پھیلانا یہاں بھی اسوقت تک محیط رہتا ہے کہ شمالی افریقہ میں عرب کا کافی تسلط ہو جاتا ہے اور اسوقت جبکہ یزید بن حاتم قیروان میں فرمانروا ہے اور بربری رعایا کی خوش حالی و امن و طمانیت کی زندگی کو ترقی دے رہا ہے ایک فتنہ مذہبی رنگ میں نمودار ہوتا ہے اور ایک مہلک شورش ہیجان برپا کرتی ہے ایک شخص ابو عاصم مراکشی قرآن شریف میں احکام و اعمال کی آیات کی تاویلیں کرتا ہے۔ اور غلط مطلب و مراد بتا کر خلق اللہ کو گمراہ کرنا شروع کرتا ہے۔ سزا، جزا، جنت، دوزخ کو محال اور غلط بتاتا ہے اور ہر بندہ کو اپنے افعال کا مختار عام ٹھیراتا ہے۔ معاصی کی ذلت کا فتویٰ دیتا ہے۔ سچے مسلمان اس کا رد کرتے ہیں اور اس فتنہ کے استیصال کی کوشش میں سرگرم ہوتے ہیں مگر یہ گمراہ دجالی گروہ جن سے مادی سطوت و رعب کا مواد و ذخیرہ بھی فراہم کر لیا ہے بجائے مناظرہ تمسخر، استہزا، اور ظلم پر آمادہ ہو جاتا ہے (جسکی مثال وراثتہً آج کل آریہ سماج کے رویہ سے نمایاں ہے) اسی زمانہ میں ۳۸۱ھ کی طوائف الملوکی اور یزید ابن حاتم کی موت سے پیدا شدہ بدنظمی ان لوگوں کی ترقی مزید کا باعث ہو جاتی ہے اور وہ ملکی امن، اور اصلاح قوم کے نام سے اپنے مشن کو کامیاب بنانے میں زائد سرگرم ہو جاتے ہیں ۳۸۲ھ تک یہ آگ خوب بھڑک چکی ہے اور تمام ملک اس کے شعلوں سے خاک سیاہ ہو جاتا ہے۔ محرم کا مہینہ اور ۳۸۲ھ آغاز ہے ملک عاصیوں کی شر انگیزیوں کا آماجگاہ بنا ہوا ہے خلق خدا ان کے مظالم سے تنگ ہے نفاق و شقاق، ظلم و تعدی اور قرآن کریم کے ساتھ تمسخر کا سیلاب بڑھ رہا ہے خلق اور کمزور مسلمان پریشان ہیں اور عاصیوں کے شکنجوں سے خائف بعض لوگوں نے بر سرِ عام قرآن کی تلاوت چھوڑ دی۔ بازاروں میں قرآن شریف دوکانوں پر سے اٹھائے گئے ہیں یہ حالت دیکھ کر ایک حق گو حق آگاہ مسلمان، بظاہر کمل پوش، حقیر فقیر مگر ربانی جبروت و سطوت کا مالک، سیدزادہ، اولادِ نبی و علی، جگر گوشۂ بتول علیہم السلام اس فساد کو مٹانے۔ اس بگاڑ کو سدھارنے، اس فتنہ کو دبانے۔ اس الحاد کا استیصال کرنے اٹھتا ہے اس کے ساتھ نہ کوئی ساز و سامان ہے نہ کوئی جمعیت و طاقت نہ مال و دولت۔ ہاں اپنے اجداد کی قربانیاں اور حامیانِ خدمات اسلامیہ کا اسوۂ حسنہ اس کے دل کو مضبوط۔ ہمت کو قوی۔ ارادہ کو مستقل بنا رہا ہے۔ اس نے اسلامی دلیری سے عاصیوں کو بر سرِ عام ڈانٹا اور ان کے غلط و گمراہ خیالات کی لاجواب تردید کی جس کے جواب میں وہ دیکھو کہ ایک جنگل میں وہ ایک درخت سے باندھ دیا گیا۔ آج اس واقعہ کو تیسرا دن ہے درخت سے بندھا ہوا سیدزادہ نہ ملول ہے نہ فکرمند۔ نہ تین دن سے بے آب و غذا ہونے سے مضمحل، مگر بار بار اسکی زبان سے آہ، اور لب سے کراہ نکل جاتی ہے اور وہ زیر لب کہنے لگتا ہے "مجھے غم نہیں کہ بھوکا ہوں "مجھے فکر نہیں کہ اہل و عیال سے جدا ہوں مجھے رنج نہیں کہ میرے بعد میرے اہل و عیال پر کیا کیا مصیبتیں آئی ہونگی۔ صدمہ ہے تو یہ کہ عاصیین کی گمراہیوں کا استیصال نہ کر سکا اور خدمت قرآن کے میدان میں کامیاب نہ ہوا" اسی قسم کے الفاظ کہکر اس نے سطح سما پر نظر ڈالی اور کہا

اے مالک تو دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ یہ تیرا ذلیل بندہ درخت سے بندھا ہے ہاتھ پاؤں مضبوط رسی سے جکڑے ہوئے ہیں میں دیکھ رہا ہوں کہ مغرب کا وقت آگیا اور میں جانتا ہوں کہ میں فریضۂ نماز نہ ادا کر سکوں گا اور جس طرح آج تین دن سے برابر ہر نماز یونہی بندھے بندھے اشاروں سے پڑھ لیتا ہوں اسی طرح آج بھی کروں گا۔ مگر تو سنتا ہے کہ میں قرآن خوب زور زور سے پڑھتا ہوں اور پڑھوں گا، میرے دیکھے! چپیڑ سالکو آخیر لئے عاصی جب مجھے درخت سے بندھے ہوئے بھی قرآن پڑھتا دیکھتے ہیں تو کبھی منہ میں مٹی کنکریاں بھر دیتے ہیں اور کبھی ایسی چھڑیاں کوڑیں سے میرے حلق پر ضربیں اور چہرے کے طمانچے ہیں مگر کیا چانٹے مجھے قرآن پڑھنے سے باز رکھ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں [illegible] پڑھوں گا اور [illegible]

... سانس کی آخری حرکت
... سے کی۔ ... مالک تو دیکھ رہا ہے اور
... مہاجر، کہاں تک عظمت و ناموس قرآن پاک کی
... وجد کرے گا۔
... اس بے کس و مجبور مسلمان نے اشاروں سے نماز شروع
... اور تمام ارکان نماز ادا کر کے بہجت و طمانیت کی سانسیں لیکر
... پھر آسمان پر نظر ڈالی اب اسنے دیکھا کہ ایک نورانی روح،
... کے درمیان سے نزول کر رہی ہے جو پلک جھپکتے اس کے
سامنے موجود ہے اور جس کے سامنے آتے ہی اس کی تمام بندشیں
... کھل ہوئی نظر آتی ہیں۔ وہ روح اس سے مخاطب تھی اور
... و نصرت کے لہجہ میں کہہ رہی تھی،
"جا اور تمام اہل ضلالت کو للکار"
کوئی تجھے گزند نہ پہنچا سکے گا۔ الٰہی تائید کا ہاتھ تیرے سر پر ہے
اور تائید فتح و ظفر تیرے ساتھ ہے" باطل کا زور مٹ دیا گیا۔ حق
کی طاقت ... ظہور پذیر ہوگی۔ بڑھ، اور عاصیوں کو بتا دے کہ اب

[illegible]

وقت زبانی، تلوار، دولت ...
جنبش ہوگئی ہے اور اب ایسا ہوگا کہ تیری ایک ... اور ...
گمراہ تائب ہونگے اور جو اعتراض کرے گا وہ عذاب الٰہی کی شاہد
اور محسوس بلا میں گرفتار ہوگا۔ اس مجسمۂ بشارت و سطوت، اور
اسی نازل ہونے والی روح نے اپنا ہاتھ اس بے کس سیلزادہ
کے سر پر رکھا اور پھر سب نے دیکھا کہ وہ ہزاروں عاصیوں کے
درمیان اکیلا، تنہا، گرجا گرج رہا تھا اور جس سے آنکھ ملا کر بات
کرتا تھا وہ اس کے قدموں پر سر رکھ کر توبہ کرتا تھا اور جو اصرار،
عناد و مکابرہ پر قائم رہتا تھا وہ اسی مجلس میں کسی نہ کسی عذاب میں
گرفتار ہو کر اسی دم فی النار ہوتا تھا اور میدان مباہلہ اسی فرزند رسولؐ
کے ہاتھ رہتا تھا یہاں تک کہ یہ فتنہ مٹ گیا اور حق حق ہو کر رہا
اور ہمیشہ تک ایسا ہی ہوتا رہیگا انتظار کرو، اور دیکھو کہ کیا ہونے
والا ہے۔ یہ تاریخی قصہ کی نقل نہیں مستقبل کے فتح و ظفر کے اشارات
و حقائق ہیں۔ فقط۔

ماتم منظوم

(از فصیح الکلام جناب مولانا ساغر صاحب نظامی مدیر پیمانہ و مستقبل)

غربت کی کچھ تصویریں ہیں پھرتے اب تک ویرانوں میں
کل کوئی مسافر آیا تھا اے شام ترے میدانوں میں

جب ظلم کی بدلی اٹھی کوفے کے ریگستانوں میں
توحید کی شمعیں جلتی تھیں حریت کے پروانوں میں

کچھ لوگ گدائی کرتے تھے لٹ جاتے تھے ویرانوں میں
کچھ لوگ خدائی کرتے تھے دنیا کے عشرتخانوں میں

خطبوں میں جن کے نام پہ ہوا اک شور عبادتخانوں میں
افسوس وہ یوں برباد پھریں ویران کھلے میدانوں میں

بدعت نے جسے ترتیب دیا عبرت نے مکمل جس کو کیا
پُر درد وہ اک افسانہ ہے دنیا بھر کے افسانوں میں

جب دو مومن مل جاتے تھے لے کر سو دل جاتے تھے
سینوں میں جگر جل جاتے تھے وہ قوت تھی ایمانوں میں

جو فقر کی زحمت سہتے تھے وہ بھوک کے پیاسے رہتے تھے
بہنے کو چشمے بہتے تھے کعبے کے نخلستانوں میں

انصاف سے جنکو نفرت تھی بیداد سے جنکو الفت تھی
کیوں اے دنیا ایسے بھی تھے انساں ترے انسانوں میں

انجام ستم کس طرح ہوا اتنا تو نہیں معلوم مگر
کچھ خون کی نہریں بہتی تھیں ہر جانب نخلستانوں میں

کیوں تو نے اُسے برباد کیا کیوں امن و سکوں اسکو نہ دیا
ٹھہرا تھا عرب کا اک کنبہ اے شام ترے میدانوں میں

اے نہر فرات ابتک تجھپر دوزخ کی آگ برستی ہے
پانی کا نہ بھیجا اک قطرہ تو نے اپنے مہمانوں میں

مخمور شہادت دنیا میں پانی کی تمنا کیا کرتے
ہر لحظہ موجیں لیتا تھا کوثر دل کے پیمانوں میں

اللہ کی رحمت ہو گی اُن معصوم جوانی والوں پہ
جو گود میں ارمانوں کی پلے اور دفن ہوئے

...تھا ہوتی تھی تسلیم کی دولت سستی تھی
تکبیر کے شیریں نعروں میں دیں جانیں کعبہ والوں نے

...وش کی دنیا بستی تھی اسلام ترے دیوانوں میں
وہ کلمہ منہ سے پھر نکلا جو پھونک دیا تھا کانوں میں

اک مدت تک بے گور رہیں لاشیں مرجانے والوں کی
کچھ لاشیں دھوپ میں تپتی تھیں کچھ خونی ذرے لپٹے تھے

اس عبرت سے ہر دم قبریں ہلتی ہیں قبرستانوں میں
اک سوگ تھا جینے والوں میں اک شور تھا قبرستانوں میں

تدبیر حفاظت آسان تھی پھر بھی کوئی تدبیر نہ کی
ہر خونِ شہادت کا قطرہ ملت کو تقویت دے گا

تقدیر پریشاں پھرتی تھی توحید کے سرگردانوں میں
جب ظلم و ستم کے ہاتھوں سے لغزش ہوگی ایمانوں میں

سر پیشِ حکومت خم نہ کیا جو منہ سے کہا وہ کر گذرا
کوفے کے ریگستانوں میں جو خون کے دریا بہتے تھے

ایسا انسان کامل تھا سنتے ہیں انہیں انسانوں میں
وہ منظرِ عبرت باقی ہے جا دیکھ شفق ویرانوں میں

اک کالی کملی چھوٹی سی بستر بھی وہی مسند بھی وہی
جب آئے نظر تو اسے ساغر دل تھام کے دم بھر رو لینا

تیار تھے بے سامانی کے اسلام ترے سامانوں میں
اک خون بھری تصویر بھی ہے دنیا کے عبرت خانوں میں

محرم سے سبق

(جناب مولانا مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے ایل ایل بی کے قلم سے)

محرم کا چاند ہر سال نکلنے سے پہلے ہی مسلمان چاروں طرف جلد ہی جلد ی شادیوں میں معروف ہو کے ان کے رسوم سے فارغ ہو جایا کرتے ہیں۔ اس ماتمی مہینہ کے شروع ہونے سے پہلے ہی گھر گھر شادیانے بجا کرتے ہیں لیکن جہاں محرم کا چاند نکلا اور مسلمانوں کے گھروں پر اداسی چھا جاتی ہے۔ دوسری قوموں کا نوروز خوشی سے منایا جاتا ہے یہاں محرم کا نوروز ماتمی صفیں آراستہ کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے

محرم ہر سال آتا ہے اور عام طور پر سنی و شیعہ اس میں عزاداری کی مجلسیں بن جاتے ہیں سنی تو عموماً عشرہ تک غم کرکے فارغ البال ہو جاتے ہیں لیکن شیعہ چہلم تک مجالس عزا منعقد کرکے ماتم کیا کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ ہوتا ہے لیکن محرم سے سبق کوئی نہیں لیتا۔ اب تو حالت یہ ہو گئی ہے کہ محرم سے اُلٹی مسلمانوں کی باہمی تخریب ہوتی ہے۔ شیعہ خلفائے راشدین پر تبرے بھیجتے ہیں اور سنی بھڑک کے ان کے جانی دشمن ہو جاتے ہیں۔ بسا اوقات بلووں تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ جن گھرانوں میں باہم رشتے ناطے ہوتے ہیں اُن میں آپس میں اسقدر ٹھن جاتی ہے کہ آئندہ میل جول بند ہو جاتا ہے اور کسی قسم کا کوئی واسطہ نہیں رہتا۔ بالفاظ مختصر محرم اکثر مسلمانوں کے مندمل زخموں کو ہرا کرکے بعض صورتوں میں نااتفاقی اور دشمنی کے ایسے بیج ڈال جاتا ہے کہ وہ سال بھر میں پھوٹ کے اچھے خاصے پودے بن جاتے ہیں۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا اس موقع کو قوم کی بربادی کے لئے اس طرح استعمال ہوتے رہنے دینا چاہیئے یا مسلمانوں کو جھنجوڑ جھنجوڑ کے اس طرح جگایا جائے کہ وہ آنکھیں ملتے ہوئے اٹھیں اور اپنی حالت کو محسوس کرکے حسب موقع کام کرنے کے قابل ہوں؟ زمانہ بدل گیا ہے۔ وہ وقت گئے جب مسلمان اپنی طاقت کے نشے میں چُور تھے اور اپنی ناشائستہ حرکتوں اور کمبخت گناہوں کی پاداش میں سزا کے طور پر ایک دوسرے کو قتل کرکے سینکڑوں گھروں کو بے چراغ کر دیتے تھے۔ اب وہ وقت ہے کہ ہم اطراف میں گھرے ہوئے ہیں۔ سب گھڑیالوں کی طرح منہ پھاڑے ہوئے چاروں طرف ہمیں ہڑپ کرنے کے لئے دیکھ رہے ہیں۔ ان حالات [illegible]

کا مقابلہ زبان سے نہیں کیا جا سکتا۔ [illegible] ہو سکتا ہے۔ وہ عمل یہی ہے کہ ہم اپنی حالت کی اصلاح کریں اور اپنے آپ کو اس قابل بنائیں کہ ہم اپنے مذہب کی مقدس تعلیم پر عمل کر سکیں۔ جب ہم آپس میں ہی متحد نہیں تو ہم دوسروں کے مقابلہ میں کیا صف آرا ہو سکتے ہیں کلام پاک کی تعلیم پر عمل نہ کرنے سے ہم نے آپس میں لڑ کر اپنی بہادری ختم کر لی ہے مسلمانوں کے دو فرقے سنی اور شیعہ ایک دوسرے سے اکثر حالات میں اسقدر دشمنی کرتے ہیں کہ اغیار کو بہتر سمجھتے ہیں اور نہیں پسند کرتے تو ایک دوسرے کو۔ ایک دوسرے کے عجیب عجیب نام رکھ لئے ہیں اور ناہمواری اور ناشائستگی سے ایک دوسرے کو انہی ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ خدا کی پناہ! دونوں ایک خدا ایک رسول اور ایک تعلیم کو مانتے ہوئے ایک سیاسی اختلاف پر ایک دوسرے کی جان کے ایسے لاگو ہو گئے ہیں کہ دشمنوں کو بھی ان جذبات کے بعض اوقات اپنے مفید مطلب استعمال کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔

سرسری نظر سے معلوم ہو جاتا ہے کہ حسنین کی شہادت کن حالات میں واقع ہوئی انہوں نے چند اصولوں کی خاطر اپنی قیمتی جانوں کی پرواہ نہ کرکے اپنے آپ کو قربان کر دیا۔ اگر ہم ان اصولوں کو سمجھ کے ان کو اپنا دستورالعمل بنائیں تو آج ہماری بہت سی خرابیاں دُور ہو سکتی ہیں

حضرت حسنؓ رسول کریمؐ سے شکل صورت میں ملتے تھے اور آپ سے آنحضرت کو بہت محبت تھی۔ حضورؐ نے آپ کے متعلق فرمایا کہ یہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا چنانچہ جب امیر معاویہ نے خلافت کی خاطر آپ پر ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ چڑھائی کی تو آپ نے بھی ایک بڑے لشکر کے ہمراہ قیس بن سعد بن عبادہ کو مقابلہ کے لئے بھیجا اور عقب میں خود بھی بڑھا [illegible] جب دونوں لشکر بالمقابل ہوئے تو آپ نے [illegible] طرح مسلمان یہ سامنے بڑے لشکر جب [illegible] مسلمانوں کا خون بہے گا آپ نے [illegible] صلح کر لی کیونکہ [illegible] مسلمانوں [illegible] [illegible]

[illegible] سبق ہیں۔ خلافت کا معاملہ جس میں حکومت
[illegible] اس لئے چھوڑ دیا جاتا ہے کہ بیشمار مسلمانوں کی جانیں
[illegible]۔ اب حالت یہ ہے کہ اہلبیت کی روایتی محبت کی خاطر اکثر
[illegible] ایک دوسرے کے خون کے پیاسے رہتے ہیں اور خون بہ
[illegible] جاتے ہیں۔

حضرت امام حسنؓ کو ان کی زوجہ کے ذریعہ زہر دلوایا گیا۔ اسوقت
جو آپ نے ایثار کا بہت عمدہ سبق دیا ہے۔ امام حسینؓ کو بے چین دیکھ
کے آپ نے فرمایا کہ جس شخص پر میرا شبہ ہو میں اس کا نام نہیں بتا سکتا
دنیا ایک خواب سی ہے۔ اللہ تعالےٰ کا دیدار حاصل کرنے کے لئے
اسے جلد سے جلد چھوڑ دینا ہی اچھا ہے۔

ایثار کی اور مثال لیجئے۔ آپ نے وصیت فرمائی کہ مجھے روضہ
حضور رسول اکرم میں دفن کرنا اگر حضرت عائشہ اجازت دیدیں اور
لوگ روکیں تو ان سے روقدح نہ کرنا۔ پھر بقیع مرقد میں دفن
کردینا۔ چونکہ صورت ایسی پیدا ہوگئی کہ روضہ مبارک میں امام حسنؓ
کی تدفین ممکن نظر نہ آئی تو دونوں طرف کے لوگ آمادہ پیکار ہوگئے
امام حسینؓ کو بڑے بھائی کی وصیت یاد آئی اور اس طرح ایک دفعہ
پھر ہزاروں مسلمانوں کے خون بہنے سے رک گئے۔

اے مسلمانو! جن اہلبیت کی خاطر تم ایک دوسرے
محبت میں بڑھ جانے کی کوشش کرتے ہو اور پھر اس سلسلہ میں ایسے
سر پھٹول کرتے ہو خدا کے لئے بتاؤ کہ کیا یہ ایثار کی مثالیں تمہیں
راہ راست پر نہیں لاسکتیں؟

یزید میں اسلامیت کم تھی اس لئے لوگوں کو اس سے نفرت تھی
امیر معاویہ نے خلاف شرائط اُسے اپنا جانشین نامزد کردیا اور بہت سے
لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی لیکن حضرت امام حسینؓ عبداللہ بن عمرؓ
عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ عبداللہ ابن زبیرؓ نے بیعت نہ کی۔ معاویہ نے
[illegible] وقت یزید کو جو وصیتیں کیں ان میں ان چاروں کے ساتھ نیک
سلوک کرنے کی تھا [illegible] عبداللہ ابن زبیرؓ کے متعلق وصیت کی کہ وہ
[illegible] اگر وہ لڑے تو تم بہادری سے لڑنا۔ صلح کرے تو صلح
[illegible]

[illegible]۔ محرم میں ہر کہ و مہ
[illegible] تفصیل حاصل ہے
[illegible] کو نکال کے خود کہ
[illegible] کو سنگوادوں لیکن
[illegible] کی

علانیہ مخالفت شروع کردی [illegible]
حسین کو لکھے کہ وہ کوفہ میں آئیں اور ان سے بیعت لیں [illegible]
وصیت کی تھی کہ کوفہ والے قابل اعتبار نہیں ہیں ان سے خبردار رہنا
امام حسین نے تصدیق واقعات کے لئے حضرت مسلم کو وہاں بھیجدیا کہ
اگر وہ واقعی سچے دل سے ہمارا آنا پسند کرتے ہیں تو تم ان کی تعداد بڑھانا
وہ وہاں گئے اور وہاں والوں نے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا۔ یزید کو
کوفہ کے حاکم نعمان کی کمزوری کا پتہ چل گیا جنہے مسلمؓ سے کوئی باز
پرس نہیں کی اور ان کی قوت کو بڑھنے دیا۔ چنانچہ اس نے عبداللہ
ابن زیاد کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا۔ عبداللہ بڑی عیاری سے شہر میں
داخل ہوا اور ایک ہی چال میں اُسنے کوفہ والوں کو حضرت مسلم سے
ہٹا کے منتشر کردیا اب مسلم اکیلے رہ گئے۔ آخر عبداللہ نے ایکروز
انہیں پکڑ کے قتل کرڈالا۔

امام حسین حضرت مسلم کے خط کے جواب میں کہ کوفہ والے ہمارے
طرفدار ہیں تم جلد آؤ اپنے اہل وعیال سمیت کوفہ روانہ ہوئے۔ عبداللہ
ابن زبیرؓ نے بہت روکا لیکن آپ نے انکی بات نہ مانی۔ کوفہ کے
قریب مسلم کی شہادت کی خبر ملی۔ اسوقت بھی ان کی واپسی کا موقعہ
تھا لیکن آپنے کہا کہ کوفہ والوں نے مجھے بلایا ہے۔ وہ میرے منتظر
ہیں وہ مجھے بدعہد کہیں گے۔ انہیں ابھی کوفہ والوں کی غداری کا حال
معلوم نہ تھا۔

عبداللہ ابن زیاد نے آپ کے آنے کی خبر سنکے فوراً عمرو بن سعد
کو روانہ کیا۔ آپ کربلا کے میدان میں فروکش ہوئے۔ آپ کو الہام کے
طور پر معلوم ہوگیا تھا کہ اب ہمارا وقت آخر ہے اور یہی جگہ شہادت
کا مقام ہے۔ آپ نے عمرو بن سعد کے آگے کئی حجتیں پیش کیں۔ وہ
دل میں تو قائل ہوکے آپ کی باتیں ماننے کے لئے طیار ہو جاتا تھا
لیکن حقیقت میں وہ کمزور طبیعت کا آدمی تھا۔ عبداللہ بن زیاد کی عیاریوں
اور چالبازیوں سے وہ امام حسینؓ کے مقابلہ کے لئے آمادہ ہوگیا۔
آخر میدان جدال و قتال گرم ہوا اور اس میں وہ وہ سانحے پیش
آئے کہ اسلامی دنیا ہر سال ان کو بیان کرکرکے چھاتی پیٹا کرتی ہے!
حضرت امام حسینؓ شہید ہوئے اور عبداللہ بن زیاد نے انکے اہل وعیال
کی بہت بے حرمتی کی۔ سب مرد رفیق دو ایک بچوں کے سوائے اس
میدان میں شہید ہوگئے اور مستورات اسیر کرلی گئیں! قلم لرزتا ہے
اور یہ واقعات اس مختصر مضمون میں نہیں سما سکتے۔ آجکل گھر گھر
ان واقعات کو دُہرایا جاتا ہے اور مرثیے لکھے اور پڑھے جاتے ہیں:
امام حسینؓ نے ہمیں کئی سبق دیئے ہیں۔ ایک فاسق و فاجر
کی اطاعت انہوں نے قبول نہیں کی۔ جن لوگوں کو انہوں نے اپنی

[illegible] معلوم ہوتے پھر
[illegible] آپ کو اس اطمینان کا ذمہ دار قرار دے کے بحث میں ڈالا کہ لوگ بد معاملہ نہ کہیں۔ آپ نے اتمام حجت کے لیے مخالفوں کے سامنے کئی رائے پیش کئے جن سے خونریزی ٹل جاتی لیکن شقیوں نے ایک دشمنی اور آخر آپ کا اور آپکے وفادار رفیقوں کا وہاں کام تمام ہوا۔

بنی امیہ کے عہد حکومت پر ان واقعات کا بعد میں بہت اثر پڑا۔ آخر یہی عداوت اس خاندان کے استیصال کا باعث ہوئی بنی اُمیہ کے بعد بنی عباسیہ خاندان جلوہ آرائے سلطنت ہوا۔ اس خاندان کی تباہی بھی سنی شیعہ کی باہمی عداوت تھی۔

اسلام پر بڑے بڑے سخت وقت پڑے ہیں۔ ایران میں اسماعیلیہ خاندان تھا جو اپنی طاقت کی وجہ سے آخری خلفائے عباس کے اقتدار میں رخنہ ڈالنے کا باعث ہوا یعنی عباسی خلیفوں کا دنیاوی اقتدار تو کم ہوتا ہی جا رہا تھا ایک مذہبی تقدس رہ گیا تھا وہ اس حکمران ایرانی خاندان کی چیرہ دستی سے خود بخود کم ہونے لگا۔ آخری خلیفہ نے چنگیز خاں کے پوتے کو خط لکھا کہ وہ آکے اور اس خاندان کو تباہ کرکے ایران پر حکمراں ہوجائے۔ چنگیز خاں اور اسکی اولاد نت نئی فتوحات کے نشہ میں سرشار تھی۔ وہ ایسا موقعہ خدا سے چاہتے تھے۔ اشارہ کی دیر تھی کہ ہلاکو خاں منگولی سپہ سالار نے حملہ کرکے اسماعیلی قصر کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اس خاندان کا کوئی بچہ تک نہ بچا۔

ادھر بغداد میں دو گروہ تھے۔ سنیوں کا سرگروہ مجاہد الدین ایبک تھا جو خلیفہ کا سکریٹری تھا۔ شیعوں کے سردار وزیر موید ابن علقمی تھا۔ ان دونوں کی باہمی رقابتوں کا یہ نتیجہ ہوتا تھا کہ شہر میں سنی شیعوں میں روز بلوے ہوتے تھے اور ان میں ہزاروں آدمی کھیت رہتے تھے۔ بغداد میں جان کی مطلق حفاظت نہ تھی۔ ذرا سی دیر میں سر تن سے جدا ہوجاتا تھا اور کوئی پرسان حال نہ ہوتا تھا۔ شہر میں بدعملی تھی۔ آخر مجاہد الدین نے خلیفہ پر اثر ڈال کے شیعوں کو دبانا چاہا۔ خلیفہ کچھ کچھ اس کے زیر اثر آنے لگا تھا کہ وزیر ابن علقمی نے اس کا خطرناک بدلہ لینے کی ٹھان لی۔ اس نے ہلاکو خاں کو بھڑکایا کہ وہ بڑھے اور عباسی تاجدار کو مغلوب کرکے سلطنت عباسیہ کو تاخت و تاراج کر ڈالے۔ صاحبو! یہ سنی شیعہ کے جھگڑے تھے جنہوں نے اسلامی سلطنت اور دنیا پر وہ مصیبت ڈالی جس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ بغداد اس وقت صدیوں تک ایک زبردست سلطنت کا پایہ تخت رہنے کی وجہ سے نہایت پر شکوہ اور شاندار

[illegible]
و عشرت میں پڑا رہتا تھا۔ ابن علقمی نے ادھر تو ہلاکو خاں کو آنے کی دعوت دی اور ادھر اس نے خلیفہ کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ جو لشکر سلطنت کی حفاظت پر مامور ہے خزانہ پر فضول بوجھ ہے۔ خلیفہ ظل اللہ اور ساری اسلامی دنیا کے روحانی سردار ہیں کوئی بادشاہ حملہ نہیں کرسکتا۔ اگر اس سارے لشکر کو ہٹا دیا جائے تو بہت بڑی رقم خزانۂ عامرہ میں بچ جائے گی۔ خلیفہ نے اس لشکر کو یک قلم برطرف کر دیا۔ اب راستہ صاف تھا۔

ہلاکو خاں نے بغداد پر حملہ کیا۔ جسر پر اس کی فوجیں بغداد پر دونوں طرف سے بڑھیں۔ ۹ محرم تھی لا محرم کو مغلوں کی فوجوں نے تین طرف سے بغداد پر حملہ کیا۔ بغداد والوں کو شکست پر شکستیں ہوتی تھیں۔ مغلوں نے بغداد کی ساری بڑی بڑی تاریخی عمارتیں مسمار کر ڈالیں اور چاروں طرف سے بغداد کا محاصرہ کر لیا تاکہ کوئی نکل کے نہ جاسکے۔ ہلاکو نے اعلان کیا کہ جو کوئی ہلاکو کی پناہ مانگے گا اور اپنے آپ کو اس کے سپرد کردے گا اسکی جان بخشی ہوگی۔ اس خبر کے مشہور ہوتے ہی ہزاروں آدمی چاروں طرف سے آنے لگے۔ ان میں مجاہد الدین ایبک بھی تھا۔ ہلاکو نے ان سب کو قتل کروا ڈالا۔ چاروں طرف سے یہ آفت آرہی تھی۔ اس حالت میں خلیفہ نے پریشان ہوکے اپنے وزیر علقمی سے پوچھا کہ خدا کے لئے بتاؤ اب میں کیا کروں؟ اس نے نہایت بے مروتی سے جواب دیا کہ اب کیا کروگے، قتل و غارت کی ہوا چل رہی ہے۔

آخر خلیفہ مستعصم نے اپنے بھائی بیٹوں اور تین سو خواصوں سمیت شہر سے نکل کے ہلاکو خاں کے سپرد کر دیا۔ ہلاکو نے اس سے کہا کہ تم شہر والوں کو حکم دیدو کہ سب ہتھیار ڈال دیں اور شہر پناہ کے پھاٹکوں کے سامنے جمع ہوجائیں تاکہ ان کا شمار کر لیا جائے۔ خلیفہ کا یہ حکم سنتے ہی سارا شہر باہر نکل آیا اور ہلاکو نے ان سب کو قتل کروا ڈالا۔ اب مغل گھر گھر میں گھس کے لوٹ مار مچاتے جو ملتا اسے قتل کر ڈالتے اور پھر گھروں کو آگ لگا دیتے تھے شہر میں ہلاکو کے حکم سے قتل عام شروع ہوا۔ سب مکانوں کو آگ لگا دی گئی اسقدر لوٹ ہوئی کہ مغل لشکر کے باہر سونے چاندی کے پہاڑ لگ گئے

جب ہلاکو شہر میں داخل ہوا تو اس نے اپنے لشکر [illegible] کی دعوت کی۔ اسوقت سب کے سامنے خلیفہ بغداد [illegible] ولیعہد کے حاضر کیا گیا۔ اس نے خلیفہ [illegible] کے قتل پر قتل کر دئے جاتے [illegible] ہلاکو کی [illegible]

[illegible] بہار کے [illegible] محل شاہی کے [illegible] کے ایک بڑا خزانہ [illegible] میں کتنا ہی سونا بھرا ہوا تھا۔ ہلاکو نے تھوڑا سا سونا [illegible] تھالی میں رکھ کے مستعصم کے سامنے رکھ دیا کہ وہ اس میں [illegible] تناول کرے۔ خلیفہ نے اسے حیرت سے دیکھا گویا زبان [illegible] سے کہہ رہا تھا کہ یہ بھی کوئی کھانے کی چیز ہے۔ ہلاکو نے کہا [illegible] تم نے اسے کیوں چھپا رکھا تھا۔ اپنی فوج پر خرچ کرتے یا مجھے بھیج دیتے کہ میں بلا حملے کے واپس چلا جاتا۔ مورخین نے کہا ہے کہ ہلاکو کو بیشمار دولت ہاتھ لگی۔

ہلاکو خاں نے تمام محل عمارتیں اور شاہی مسجد اور یادگاریں سب مسمار کرا ڈالیں اور اس قدر کشت و خون کیا کہ چند عیسائیوں اور کمہاروں کے سوا جو پہاڑوں میں جا چھپے تھے کوئی نہ بچا۔ کہتے ہیں کہ دریائے دجلہ کا پانی خون سے سرخ ہو گیا تھا۔ لاشوں کے بھڑنے اور سڑنے سے مغل لشکر میں وبا پھیلی۔ آخر اسے بغداد سے فاصلہ پر خیمہ زن ہونا پڑا۔

آخر میں ہلاکو نے خلیفہ اور اس کے بھائی بیٹوں کو قتل کر ڈالا جب ہلاکو بغداد سے چلا ہے تو اس کے پیچھے سوائے لاشوں، راکھ کے تودوں اور دھوئیں کے بادلوں کے اور کچھ نہ تھا۔

مسلمانو! ان دردناک حالات کو پڑھ کے تم ہی بتاؤ کہ اس عظیم الشان سلطنت کی تباہی اور مخلوق کی بربادی کا باعث کیا تھا۔ یہی سنی شیعوں کا باہمی عناد! اسلامی حکومت اس کمبخت نفاق نے کھوئی۔ آپ اسلامی تاریخ اٹھا کے دیکھ لیں گے کہ ایسی ایسی بہت سی تباہیاں اسلام پر اسی نااتفاقی کی بدولت آئی ہیں۔ خدا کے لئے اب تو اپنے حال پر رحم کرو!

محرم ہر سال آتا ہے لیکن ہمیں اس سے سبق ایثار اور باہمی محبت کا لینا چاہیئے۔ ہم نے نااتفاقی کی بدولت اپنے آپ کو نہایت ذلیل حالت تک پہنچا دیا ہے۔ اگر ہم اپنی اصلاح کا بیڑا محرم ہی [illegible] اٹھائیں اور شہادت امام حسین کے دردناک واقعہ کے ساتھ ساتھ [illegible] نااتفاقیوں کی خونچکاں داستانوں کو بھی یاد کر لیا کریں اور عبرت [illegible] تو ہم سمجھیں گے کہ محرم سے ہم اب مفید سبق لینے لگے ہیں [illegible] اور محرم نہ ہونے کا فائدہ ہے!

علی اصغر کے چھدے ہوئے حلق

(از جناب حکیم محمد یوسف حسن صاحب مدیر اعلیٰ رسالہ نیرنگ خیال)

علی اصغر کے چھدے ہوئے حلق سے ایک معصوم کا آخری سانس "اللہ اکبر" کہتا ہے۔ اور اسلام کے نام پر ایک معصوم دم توڑ دیتا ہے۔

کربلا کی کٹھن منازل میں یہ ایک انتہائی منزل تھی یا آزمائش اور امتحان کی یہ ایک ایسی گھڑی تھی جس کے ٹوٹ جانے سے ایمان میں تزلزل واقع ہو جاتا۔

ایک ایسا معصوم بچہ جس کے خشک ہونٹوں پر جھلس دینے والی لو مہر لگا رہی ہو جس کے چہرہ پر خون کا ایک قطرہ بھی نظر نہ آتا ہو اس بے برگ و گیاہ ریگستان میں شہدائے کربلا کے لئے ایک بہت بڑی آزمائش تھی۔ ایسی آزمائش کہ دنیا کے بہادر سے بہادر انسان کا زہرہ بھی آب آب ہو جاتا۔ مگر اسلام اور اس کے مجاہدین ایسے امتحان کے موقعہ پر بھی ہمیشہ کامیاب رہے ہیں معصوم کا حلق کوہ باطنوں کے تیر سے چھلنی ہو گیا۔

خون کی چند بوندیں گریں اور اسلام نے اُن چند بوندوں سے حیات ثانی حاصل کر لی۔

اے مسلمانو! شہادت سب سے بڑا رتبہ ہے۔ اسلام کے لئے۔ مسلمانوں کے لئے۔ صداقت کے لئے شہادت حاصل کرنا ہزار سالہ عبادت سے بھی برتر و افضل ہے۔

سنو۔ سنو! علی اصغر کے چھدے ہوئے حلق سے۔ اُس آواز کو سنو جو ایک معصوم کے حلق سے آخری بار نکل رہی تھی۔

اللہ اکبر! اللہ اکبر! اللہ اکبر!!!

انا للہ وانا الیہ راجعون

کتابِ شہادت کا ایک ورق

(مصورِ غم حضرت علامہ راشد الخیری صاحب کے قلم سے)

صدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ جو آج سے قریباً تیرہ سو برس قبل خاک عرب سے اُٹھنے والے ایک شخص کی پاک زبان سے نکلکر شرک و ضلالت کی ہواؤں کو بھی اور اس نازک وقت میں جب مطلع حیات انسانی حق شناسی سے کوسوں دور تیرہ و تار ہو رہا تھا کفر و غارت کی گھٹائیں ہر سمت چھائی ہوئی تھیں اور بادِ گمراہی کے جھونکے قلوب انسانی کے پرچہ طرف چل رہے تھے۔ ایک برق آسا پیام ربانی تھا جس کی چمک نے واقعتاً آنکھوں میں چکا چوند پیدا کی اور جس کی ہیبت نے بے شمار دلوں کو دہلا دیا یہ عالمگیر برق اور صوت ہادی وہ حور وش سرجبین تھی جس کی ہر ادا تے ہزاروں دل مسخر کئے۔ اور جس کی میٹھی آواز پر ایک بہم غنچۂ مفقود پیدا ہوا۔ رات سیاہ تھی مستغرق لہو و لعب فنا فی النوم کوئی گروہ محدود یا جماعت مخصوص نہیں۔ تمام خلق خدا فضائے بت پرستی میں میٹھی نیند کے مزے لے رہی تھی کہ دفعتاً وادیٔ بطحا سے توحید کے دلکش سروں میں دعوت الی اللہ کا غلغلہ بلند ہوا۔ نغمہ دلربا تھا مگر کان نا آشنا۔ لَے جگر خراش تھی مگر آنکھیں بے خبر خلقت جوق جوق دوڑی اور دیکھا کہ ایک سیاہ کملی پوش جسکو نہ باد و باران کا خوف ہے نہ ابر و بارش کا ڈر عالم تاریک میں صدائے حق بلند کر رہا ہے ان شجاعان عرب میں جو نخوت و تمرد کی چادر پہن کر چڑھے تھے اور جن کی گردنیں کسی طاقت کے مقابلہ میں خم ہونی سیکھی موت رکھتی تھیں۔ ایسے افراد کا وجود ہی تھا جنہوں نے باغبان اسلام کے گلہائے رنگین سے اپنے دامن لبریز کئے۔ توحید کے سدا بہار ہار اپنے گلے میں ڈالے۔ اس صدا پر لبیک کہی اور اپنی قابل قدر ہستی کی ایسی یادگاریں چھوڑ گئے جن پر اسلام قیامت تک ناز کر رہا ہے۔ دنیائے ناپائدار کی یہ فانی زندگیاں جو چاہ ضلالت سے نکلکر چادر مہتاب پر آئیں۔ اسلام کا وہ دور ابتدائی ہے جس میں یہ متبرک صورتیں اور پاک نفوس خلفاء راشدین کے نام سے موسوم ہوئے۔ ان کی خلافت راشدہ باعتبار اعمال و اعمال عقیدت و عقیدت وہ بحر ذخار تھا جس کی لہریں آجتک گلشن اسلام کو سیراب کر رہی ہیں۔ یہ زندگیاں جو خصائل حسنہ کے رنگ میں از سرتا پا ڈوبی ہوئی تھیں۔ اور جو صبغۃ اللہ کا مصداق حقیقی تھیں مسند حیات پر انتہائے حسنات کو پہلو میں لئے نمودار ہوئیں اور مفرد آقو آزیور انسانیت کے ایسے گراں بہا در شاہوار چھوڑے جو ہمارے واسطے نمونہ ہیں اور ہیں گے۔ اور انھوں نے ہم کو اس قابل بنا دیا کہ آج ہم باواز بلند کہہ سکتے ہیں کہ صداقت ہمارے گھر کی لونڈی اور حریت ہمارے گھر کی باندی شجاعت ہماری لونڈی اور مروت ہماری [illegible]

عمل تھا اسلام ہمارا مذہب و رحم ہماری عادت تھی اور کتاب اللہ [illegible] خلافت صدیقی اور عہد فاروقی ہمارے وہ دور تھے جنہوں نے دشمنوں سے خراج تحسین وصول کیا۔ اور ہمارے جانی دشمن اور خون کے پیاسوں نے بالجبر و بالا کراہ نہیں بلکہ بطیب خاطر ہماری انسانیت کا اعتراف کیا۔ مگر دور ثالث ہمارا وہ عہد تھا جس میں اغیار گھر نے رخنہ اندازی میں کامیاب ہوئے اور عثمان غنی کی شہادت بظاہر خلیفۂ وقت کی موت تھی۔ مگر حقیقت ان مناقشات کی ابتدا تھی جنہوں نے آگے چلکر قصر اسلام کی بنیادوں تک کو ہلا ڈالا۔ یہ وہ قیامت خیز وقت تھا جب شمر کے خنجر آبدار نے راکب دوش رسول امام مظلوم کا خون میدان کربلا میں بہایا۔

ہم واقعہ شہادت کے ہر پہلو پر نظر ڈالتے ہیں اور وہ حالات بھی ہمارے پیش نظر ہیں جو شہادت کے بعد لیکن اسی سلسلہ سے متعلق رونما ہوئے اس وقت ہم کو سب سے پہلے خلیفۂ آخر کے دور پر آشوب پر نظر ڈالنی ہے اور حضرت علی اور امیر معاویہ کے تعلقات کو پرکھنا ہے باوجود [illegible] و احترام کے جو ارشاد رسول اللہ کے بموجب امیر معاویہ کا ہمارے دل میں ہے باوجود اس جگر خراش واقع کو پیش نظر رکھنے کے جب عثمان غنی کا پیرہن شہادت نعمان شام میں لیکر گیا اور قمیص خون آلودہ منبر پر رکھدی گئی جس کے اوپر ان کی بی بی نائلہ کی انگشت ہائے بریدہ جو اپنے شوہر کی حمایت اور خلیفہ وقت کی حفاظت میں جسم سے علیحدہ کی گئی موجود تھیں باوجود اس بداہت کے نظر انداز نہ کر سکنے کے کہ مسلمان خون عثمان کے مدعی اور قاتلان عثمان سے قصاص کے خواستگار ہیں لیکن حضرت علی کا طرز عمل اس معاملہ میں مدعیان قصاص کو مطمئن نہیں کرتا۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ امیر معاویہ کا مخالفت گو حق بجانب نہ تھا لیکن ان کی نیت خلوص پر مبنی تھی۔ بشیر بن علی کا [illegible] جو امیر معاویہ کے دربار میں بھولی تاری آنکھوں کے سامنے [illegible] بہ حیثیت ایک قاصد کے اپنے فرائض ادا کرنے میں کسالی نہیں [illegible] امیر معاویہ کا جواب بھی ہر اعتبار سے ہمارے دائرہ اسلام سے [illegible]

بشیر۔ گروہ مسلمان میں تفرقہ اندازی مناسب نہیں [illegible]

معاویہ۔ بہت درست مگر یہی الفاظ [illegible]

تلقین کیوں نہ کئے۔

بشیر۔ وہ ایسا [illegible]

[illegible]

[illegible] کی نسبت جو کہا جاتا ہے وہ تسلیم کرو۔
[illegible] عثمان غنیؓ کا قصاص جو شدید یا ست تسلیم بات کہہ بشیر یہ [illegible]

ہم اس مقصد میں ایک لفظ بھی امیر معاویہ کا نفسانیت سے ملو نہیں پاتے [illegible] امیر معاویہ کو اس معاملہ میں بے گناہ ثابت کر رہے ہیں یہاں تک کہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ وعد اللہ الذین آمنوا منکم کے تحت میں خلافت کہہ رہے ہیں کہ آیہ مبارکہ ائمہ اربعہ کی خلافت پر دلالت کرتی ہے لیکن امن واطمینان وجمعی وکیسوئی منشاء ارشاد باری کے موافق صرف پہلے تین خلفاء کے دور میں میسر آئی اسلئے حضرت علیؓ پر اس کا اطلاق جائز نہیں۔ صاحب ازالۃ الخفاء کا مذہب بھی یہی ہے لیکن ہم امیر معاویہ کو خاطی اور اس خطا کو خطائی الاجتہاد سمجھ رہے ہیں۔ بہرحال ان واقعات پر نظر ڈالکر نتیجہ یہ نکلے گا کہ جو پھوڑا کربلا میں پھوٹا وہ اندر ہی اندر مدتوں سے پک رہا تھا اور اس کا رستا خلافت امیر علیہ السلام ہی میں شروع ہوگیا تھا۔

(۲)

دلیوں کے ہاں بھوت ہماری پرانی مثل ہے لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ [illegible] یزید ہی کے واسطے وضع کی گئی تھی۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی اور عاشق اسلام کے ہاں یزید جیسے بندہ نفس و ہوا کی پیدائش ایسی [illegible] حمت تھی جس نے یزید کے ساتھ اس کے مقدس باپ کو [illegible] دیا۔ عدرنہ ۴۰ھ ہجری میں جب حضرت علی اور امیر معاویہ کی تمام لڑائیاں ختم ہو چکی ہیں اور دونوں کی ملکی حد بندی کا فیصلہ ہوا ہے اسوقت یہ طے ہو چکا تھا کہ شام امیر معاویہ اور عراق حضرت علی کے قبضہ میں رہے یہ فیصلہ فریقین نے خوشی سے منظور کیا اور آخر وقت تک اسی فیصلہ پر ثابت قدم رہے لیکن یزید کم بخت نے اس فیصلہ کی زیادہ وقعت نہ کی۔ مگر یزید کا یہ فعل ذاتی فعل تھا اور یقیناً اس کی ذمہ داری امیر معاویہ پر نہیں ہو سکتی فضائل اہلبیت جو سرور [illegible] زبان مبارک سے بیان ہوئے چھپے ڈھکے نہ تھے دنیا جانتی تھی کہ [illegible] جوانان جنت کے سردار ہیں۔ یزید اچھی طرح واقف تھا کہ امام عالی مقام نے محبوب ذوالجلال کو سجدہ میں گھوڑا بنا لیا اور پشت مبارک [illegible] رسول اللہ نے سجدہ سے اسوقت تک سر نہ اٹھایا جب تک امام [illegible] نہ ہوئے لوگوں نے کہا کیا اچھا گھوڑا ہے سبحان اللہ آپ نے فرمایا سوار بھی دیکھو کیسا اچھا ہے۔

[illegible] انام تھا کہ رسول اکرم ایک روز گروہ صحابہ کے ہمراہ [illegible] تشریف لے جا رہے تھے آپ نے ایک بچہ کو دیکھا کیچڑ میں لت پت [illegible] آپ نے فوراً اسکو گود میں اٹھا کر پیار کیا تو سب متعجب [illegible] کسی نے نہیں دریافت [illegible]

کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ [illegible] بچے حسینؓ کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا [illegible] خود یزید ان الفاظ کو فراموش نہیں کر سکتا تھا۔ جو آخر وقت میں باپ سے تاکید کیے اور جو یہ تھے۔

حسنین علیہم السلام جگر گوشگان رسول ہیں مسلمانوں پر ان کی تعظیم وتکریم فرض ہے یہ بچے خود رسول اللہ کے بچے ہیں۔ بارہا سرور عالم نے ان کو اپنا لخت جگر فرمایا ہے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ میں بھی خدمت اقدس میں حاضر تھا اور آنحضرت باطمینان تمام گفتگو فرما رہے تھے کہ دفعتہً کسی ضرورت سے آپ سیدہ کے گھر اسی حالت میں ہنسی خوشی تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد جب واپس تشریف لائے تو چہرہ اقدس پر آثار افسردگی نمودار تھے۔ میری موجودگی میں فاروق اعظم نے باادب وجہ افسردگی دریافت کی تو فرمایا حسنینؓ کہیں کھیلتے ہوئے صبح سے نکل گئے ہیں اور اب تک گھر میں نہیں آئے۔ ان کی ماں پریشان ہے اور میں بھی حیران ہوں کہ کہاں چلے گئے موسم گرم ہے۔ اس دوپہر کے وقت نہ معلوم کہاں ہوں گے۔ ان کو ڈھونڈنے جاتا ہوں اکثر دیکھا ہے کہ دونوں خیلہ بنی النجار کی طرف چلے جاتے ہیں غالباً وہیں ہونگے۔ یہ فرما کر اسی سخت گرمی اور دوپہر کی لو میں حضور اکرم جلتی ریت میں روانہ ہوئے میں بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ حاضر جلو تھا، یہاں تک کہ ہم سب خیلہ کے قریب پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ ایک چرواہا اپنے گلہ کو لئے زیتون وکھجور کے سایہ میں اس قیامت خیز وقت کو گذار رہا ہے۔ آپ نے اس سے دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ دو بچے ایک ہی شکل وصورت کے بہت دیر ہوئی اس باغ میں داخل ہوئے تھے۔ ان کو جاتے ہوئے تو میں نے دیکھا تھا مگر آتے ہوئے میری نظر نہیں پڑی یہ سنتے ہی آپ بھی اسی طرف چلے پیچھے پیچھے ہم سب تھے۔ اسوقت رسول اکرم کے چہرہ اقدس پر آثار تفکر نمایاں تھے اور آپ چاروں طرف نگاہ دوڑا رہے تھے۔ آخر ایک جھنڈ کے نیچے ہم نے دیکھا کہ سیدہ کے دونوں لال بےخبر پڑے سوتے ہیں اور پسینہ ان کے بدن سے بہ رہا ہے۔ یزید میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ رسول اللہ کی چشم مبارک میں فرط شفقت سے آنسو آگئے۔ آپ دونوں کے سرہانے آہستگی سے جا بیٹھے اور دامن کا پنکھا جھلنے لگے۔ جب دونوں بچے بیدار ہوئے تو آپ نے اپنی گود میں بٹھایا اور کندھوں پر لے کر گھر آئے۔ رستے میں سب نے درخواست کی کہ ایک کو ہماری گود میں دیدیجئے مگر آپ نے منظور نہ فرمایا اور رستے بھر ان کو بوسے دیتے رہے۔ اس واقعہ سے تو اس شفقت کو سمجھ گئے ہوگے جو حضور اکرم کو حسنینؓ سے تھی۔ دین ودنیا کی فلاح اسی میں ہے کہ ان مہ پاروں کے اعزاز واحترام میں فرق نہ آنے دینا۔

(۳)

مسلمانوں میں ایک فریق یہ رائے بھی رکھتا ہے کہ سید الشہداء اپنے

[illegible] جو جان نثار ہونے کے مدعی
تھے [illegible] تھے یزید کی جمعیت اور اسکے لشکر جرار سے بھی آگاہی
تھی ایسی حالت میں کہ یزید کا سکہ شام و عراق میں اچھی طرح بیٹھا ہوا تھا۔ لوگ
دنیا کی حرص و ہوا میں گرفتار ہو کر خدا اور اسکے رسول سے کوسوں دور ہو گئے
تھے اور وہ مختصر سی جماعت جو امام کے ساتھ تھی خود ہی متزلزل ہو رہی تھی امام
کا کربلا میں پہونچنا اور مقابلہ پر آمادہ ہونا مناسب نہ تھا۔ اور بالفرض ان
تمام باتوں کا علم نہ بھی تھا تو کربلا میں پہونچ کر بہتر تنوں کا ایک لشکر عظیم سے
مقابلہ کرنا اور جنگ و جدال پر آمادہ ہونا کھلا ہوا نتیجہ تھا جو ہوا لیکن ہم یہ کہتے
ہیں کہ ان تمام باتوں سے قطع نظر سرور دو عالم نے بارہا اس طرف اشارہ
فرمایا تھا۔ ہم رسول اکرمؐ کو عالم الغیب یقین نہیں کرتے مگر جو کچھ ان کو بتا دیا
جاتا تھا وہ معلوم ہو جاتا تھا۔ چنانچہ شہادت کے متعلق رسول اللہ کو خبر دی گئی
تھی۔ اور آپ نے کئی موقعوں پر اس طرف اشارہ فرما دیا اس میں کیا مصلحت
تھی اس کو تو خدا اور اس کا رسول ہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔ لیکن اس واقعہ ہائلہ
کے خیال سے متاثر ہو کر رسول اکرمؐ کا متفکر ہونا ظاہر ہے۔ ایک دفعہ
سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراؑ نے نہلا دھلا کر بچے کو اجلے کپڑے پہنائے اور
خدمت اقدس میں بھیج دیا۔ جس وقت امام حسین رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر
ہوئے ہیں تو گریبان کرتہ کا تنگ تھا آپ نے فوراً تکمہ کھول دیا اور نشان
گلے پر دیکھ کر افسردہ ہوئے اور ٹھنڈا سانس بھرا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ
اس افسردگی کا کیا باعث ہے فرمایا اس گلے پر ظالم کا خنجر پھرے گا۔ اسی طرح
ایک موقعہ پر یزید اپنے باپ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا تو آپ نے
فرمایا دوزخی جنتی کے کندھے پر سوار ہے۔ ام المومنین بی بی سلمہ فرماتی ہیں۔
مجھے سرور عالمؐ نے تھوڑی سی مٹی دی اور فرمایا کہ یہ کربلا کی مٹی ہے۔ جس روز
حسینؑ شہید ہوئے وہ مٹی میرے پاس موجود تھی سرخ ہو گئی اور میں نے اسی
روز کہدیا کہ آج کربلا میں جگر گوشہ رسولؐ شہید ہو گیا۔

انس بن حارث فرماتے ہیں میں نے یہ ارشاد رسول اکرمؐ کا سنا تھا کہ
حسینؑ شہید ہو گا کربلا میں جو مسلمان وہاں موجود ہو وہ میرے بچہ کی مدد کرے۔
چنانچہ وہ موقعہ پر پہنچے اور نثار امام میں شریک ہو کر جام شہادت نوش کیا۔

(۴)

اس درد اسلام کا پہلا دورہ جس کی کسک آج تک مسلمانوں کے دل میں
موجود ہے اور یہی مسلم بن عقیل کی شہادت سے شروع ہوتا ہے جو امام کے
چچازاد بھائی تھے اور جو معہ اپنے دو خورد سال بچوں کے امام کے حکم سے
کوفیوں کی متواتر درخواستوں پر روانہ ہوئے۔ بظاہر کوفیوں نے بہت بڑے
جوش سے اپنے مہمانوں کے استقبال کی تیاریاں کیں۔ لیکن ابن زیاد کی ایک
دھمکی نے جو وہاں کا عامل تھا تتر بتر ہو گئے تا آنکہ اس کم بخت نے سرزمین
کوفہ کے اس مہمان کو جو بے یار و مددگار تھا بے تکلف شہید کر دیا اور [illegible]

پکڑوا دیا کہ مسلم کے دونوں بچے [illegible]
کو لائے گا مالا مال کر دونگا اور اگر کسی نے ان کو پناہ دی تو [illegible]
جلوا دونگا۔ قاضی شریح جس کے گھر میں دو یتیم وارث پناہ لئے ہوئے تھے
عاشق رسول تھے مگر ابن زیاد کے حکم سے پریشان ہو گئے۔ دونوں بچوں کو
کلیجہ سے لگایا اور آدھی رات کے وقت ان کو تھوڑا سا کھانا دیکر اپنے گھر سے
رخصت کر کے کوفہ کی سڑک پر چھوڑ دیا کہ سیدھے مدینہ چلے جاؤ۔ سنسان اندھیری
تھی اور جنگل خوفناک تھا اور آٹھ برس کے دو بچے جن کے پاؤں لہولہان ہو گئے
تھے رستہ چل رہے تھے۔ ننھا سا دل سہم رہا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ
عنقریب ظالم ہم کو پکڑنے آ رہے ہیں۔ تھک کر بیٹھتے تھے، ڈر کر اٹھتے تھے
اور گھبرا کر بھاگتے تھے رستہ بھول گئے اور مدینہ کے معصوم مسافر بھولے
بھٹکے کوفہ سے آگے نہ بڑھ سکے یہاں تک کہ رات نے بدنصیبوں کا ساتھ
چھوڑا اور شبنم صبح نے بیکسوں کی حالت پر آنسو گرائے۔ پو پھٹتے ہی دونوں
کے کلیجے دھکڑ دھکڑ کرنے لگے حسرت سے ایک نے دوسرے کی صورت دیکھی
اور یقین ہو گیا کہ آج کا آفتاب ہمارے واسطے پیغام موت لے آیا دشمن چاروں
طرف تلاش میں پھر رہے تھے آسمان و زمین یہاں تک کہ پاؤں تلے کی چیونٹی
بھی خون کی پیاسی تھی۔ کیسا نازک وقت تھا خاندان اہلبیت کے دو پھولوں کی
تلاش میں اسی خاندان کا کلمہ پڑھنے والا حاکم اس کی پوری فکر کو فوج اور شہر
کی تمام آبادی جس نے مہمان نوازی کا وعدہ کیا تھا جان کے درپے تھے۔
چاروں طرف نگاہ دوڑائی مگر کوئی اللہ کا بندہ ایسا نظر نہ آتا تھا [illegible]
کو پناہ دیدیتا۔ اوپر نگاہ اٹھا کر دیکھا آسمان دور تھا۔ زمین پر نظر ڈالی سخت
تھی سہمے ہوئے ایک دوسرے سے چمٹے ہوئے تھے دل ہوا ہو رہا تھا اور
موت کی تصویر ہر طرف سے نظر آ رہی تھی۔ آنکھوں [illegible]
لے رہا تھا۔ کچھ فاصلہ پر ایک درخت دکھائی دیا [illegible] اس طرف
لپکے اور ایک تنے کی کھوہ میں دونوں چھپ گئے کہ دن بسر ہو جائے تو رات کو نکل
کھڑے ہونگے سر چڑیوں کے چہچہے ختم ہو گئے۔ ہوا کی رفتار مدھم ہوئی اور
آفتاب نے اپنی نظریں بیابان جنگل پر ڈالیں کہ طوعہ نامی ایک عورت پانی
کی تلاش میں کنارہ دریا پر آئی ڈول نکالنا چاہتی تھی کہ سطح آب پر کھلے ہوئے
پھول نظر آئے۔ اوپر نگاہ اٹھا کر دیکھتی ہے تو دو بچے چھپے ہوئے بیٹھے
ہیں سمجھ گئی اور معصوموں کی حالت پر کلیجہ کٹ گیا کہنے لگی۔

"یہ مسلم کے بچو اترو میرے گلے سے لگ جاؤ"

لرز گئے چھپنے کی کوشش کی جگہ نہ تھی نیچے اتر آئے تھر تھر کانپ
رہے تھے زبانیں خاموش اور صورت تصویر تھی۔ طوعہ نے کلیجہ سے لگایا
اور کہا آؤ میرے گھر چلو بے اولادی ہوں میرا دل ٹھنڈا کرو میں اپنی [illegible]
میرا گھر روشن کرو۔ عاشق رسولؐ [illegible] عزت [illegible]
سمجھو نہیں۔ [illegible]

[illegible] اور [illegible] قدم
[illegible] کر گود میں لیا [illegible] کی آنکھ
[illegible] ہوئی [illegible] گئی۔ کنیز تھی بی بی نے کہا
[illegible] زبان تیرے جان پر [illegible] مسلم شہید کے بچے تیری
[illegible] ان کی صورتیں [illegible] ان کے چہروں پر اور [illegible] ان کی گردنوں پر بوسہ
[illegible] دیکھے [illegible] جنت کے مالک ہیں معصوم [illegible] بی بی کی
[illegible] تنگے [illegible] سر پر ہاتھ پھیرا اور لپٹ گئی۔ رو کر کہا میں نہیں
[illegible] مہمان قدموں پر جان اور مال [illegible] پر زندگی نثار کروں گی
[illegible] کپڑے بدلے اور کھانا پکا کر آگے رکھا۔ چاہتے تھے کہ کہا [illegible] آپ کی [illegible]
[illegible] معصوم [illegible] ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ طوعہ اور اس کی بیوی کے
[illegible] کہا کر خاموش ایک کونے میں بیٹھ گئے۔

گرمی کا [illegible] بہت [illegible] موسم تھا۔ آفتاب چودہ ساعت چودہ گھنٹے مسلم کے [illegible] پیارے [illegible] بچے [illegible] عقیل کے [illegible] لگے۔ طوعہ اور اس کی بیوی دونوں نے کوٹھری کھولی۔ بچھونا کیا [illegible] کر دونوں خاموش بیٹھ گئے

شب کا ابتدائی حصہ ہو چکا تھا کہ گھر کا مالک حارث داخل ہوا اور بیوی سے کہا۔ [illegible] مسلم کے بچوں کا انعام کس کی تقدیر میں ہے۔ دن بھر مارا مارا پھرا ہوں کوئی کونہ کھدرا ایسا نہیں جو نہ [illegible] لیا ہو۔ مگر ہماری تقدیر ایسی کہاں؟

بیوی۔ تمہاری عقل کو کیا ہو گیا ہے۔ معمولی یتیم بچوں پر رحم کرنا خدا کی رضامندی ہے ذکر اہلبیت کے [illegible] ابن زیاد ملعون اپنا گھر دوزخ میں بنا چکا۔ دنیا فانی ہے [illegible] بچوں کے روپے نہیں۔ یہ دولت و انعام ہمیشہ نہ رہیگا۔ صاحب اولاد ہو سوچو اور سمجھو انکار کر دو دولت نہ لو۔ رحم کرو اور جنت لو۔

حارث۔ کمبخت [illegible] موت ہے کیا سمجھ سکتی ہے ہٹ جا سامنے سے دولت [illegible] موت اور [illegible] تو ہے۔

آنکھ کھلنے [illegible] جو اس وقت [illegible] غضب میں [illegible] میں [illegible] باپ شہید ہوا [illegible] کوٹھری کی [illegible] باپ کی آغوش اور ماں کی [illegible] چھوٹے نے باپ کی [illegible] ہوتا [illegible] آنکھیں [illegible] گئی تھیں۔ بیٹا [illegible] کو چیخ اٹھا [illegible] نے تسکین [illegible] سینے سے لگایا اور خاموش کرنا چاہا مگر معصوم [illegible] پھر [illegible] کہا:—

"یا ابتاہ"

[illegible] حارث کے کان [illegible] کوٹھری کھولی چراغ جلا کر دیکھا [illegible] پوچھا تم کون ہو [illegible] اس گھر کو دار الامان [illegible] جلدی [illegible] کہا۔

"[illegible] مسلم مظلوم کے بچے"

آگ بجھا ہو گیا بال پکڑ کر گھسیٹتا ہوا باہر لایا پھر کہا [illegible] یہاں [illegible] رسی سے مشکیں باندھ دیں [illegible]

طوعہ حارث کے سامنے آئی اور کہا یہ معصوم بے گناہ ہیں انکے پھول سے رخسار اور نازک بدن تیرے تھپڑوں اور مشکوں کے قابل نہیں ہیں۔ یہ مصیبت [illegible] انکو دغا دی دھوکہ سے یہاں لائی اور تیرے جنگل میں پھنسا دیا۔ باپ [illegible] چھوٹ گئے۔ غریب الوطن اور قابل رحم ہیں ان کی آنکھیں رو رہی ہیں انکے دل تڑپ رہے ہیں۔ یہ دونوں [illegible] مالک ہیں انپر رحم کر یہ نازک وقت میں تیرے کام آئیں گے اور جہاں کوئی کسی کا کام نہ ہوگا وہاں یہ تیرا بیڑا پار کر دیں گے۔

حارث اس تقریر سے اور بھی برافروختہ ہوا اور برا بھلا کہنا شروع کیا۔

طوعہ بچوں کے قدموں پر گری اور کہا:—

آنکھ کے تارو میری نیت کا حال خدا جانتا ہے میں بے گناہ ہوں میری تقدیر کا لکھا آگے آیا تمہارے طمانچوں کے نشان میرے دل پر ہیں تمہارے ساتھ ہوں قیامت کے روز مجھ گنہگار کی التجا [illegible]

حارث کی خونی تقدیر پر صبح کھلکھلا کر ہنسی اور ظالم دونوں معصوموں کو دریا کے کنارے لے گیا سنگدل کی تیغ آبدار بچوں کے سر پر تھی بیوی اور طوعہ سامنے آئے اور مسلم کے لال اپنے سینے چھپانے [illegible] دونوں کا بھی خاتمہ کر دیا اور بچوں سے کہا اب تم تیار ہو جاؤ کہ یہ تلوار تمہاری گردنیں جدا کرتی ہے۔ محمد نے اس وقت منت سے کہا صرف ہماری ایک التجا ہے اسکو قبول کر [illegible] ہماری مشکل آسان کرے وہ یہ ہے کہ پہلے میری گردن اتار تا کہ میں اپنے چھوٹے بھائی ابراہیم کی موت نہ دیکھوں اس وقت اسکا باپ یاد آیا جو کچھ ہوں [illegible] یہ گفتگو ختم نہ ہوئی تھی کہ چھوٹے نے بھی یہی التجا کی اور حارث کے ایک ہی وار نے دونوں بھائیوں کی گردنیں تن سے جدا کر دیں۔

(۵)

ان بچوں کی شہادت تمہید تھی اس واقعہ کی جو کربلا میں پورا ہوا۔ جہاں بہتر نفوس نے ایک بے نظیر مقابلہ میں صبر و استقامت کا ایسا نمونہ دکھایا کہ مسلمان ہمیشہ اس پر فخر کریں گے وجہ نزاع جو بڑھتے بڑھتے باعث خونریزی ہوئی صرف بیعت یزید تھی۔ اسی یزید کی فسق فجور [illegible] اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ امام کی بیعت شان امامت سے بہت کچھ گری ہوئی تھی۔ اس موقعہ پر امام عالی مقام نے صبر و شکر کی ایسی یادگار اور کلیجہ کے ٹکڑوں برابر کے بھائیوں جانثار رفیقوں کی قربانی کا ایسا نمونہ چھوڑا جو آج تک عدیم النظیر ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ برخلاف اس کے [illegible] میں یزید اور اس کے حواریوں نے شقاوت قلبی سنگدلی و بیرحمی اور ظلم و ستم کے وہ کارنمایاں انجام دیئے جن پر لعنت برسی اور برسیگی۔ محرم کی دسویں تاریخ کو ٹھیک دوپہر کے وقت جب تمام عزیز و رفیق ستم یزید کے شکار ہو چکے پھول سے بچے جوان پیر برابر کے بھائی جام شہادت سے سیراب ہو گئے اور کوئی نام کو باقی نہ رہا تو امام نے دیکھا کہ ایک بیمار عابد اور چند مظلوم عورتوں کے سوا سب کا صفایا ہو گیا اس وقت عابد بیمار کو گلے لگایا اور کہا آج سب سلطنت کا خاتمہ ہوتا ہے اگر تو زندہ رہے تو میرا یہ پیام نانا جان کی امت تک پہنچا دینا مسلمانوں [illegible] میں ایک ظالم [illegible] کے مقابلہ میں محض خدا کی رضامندی ہے۔

[illegible] عابد [illegible] پیام مسلمانوں تک پہنچا دیا [illegible] امام محرم میں [illegible]

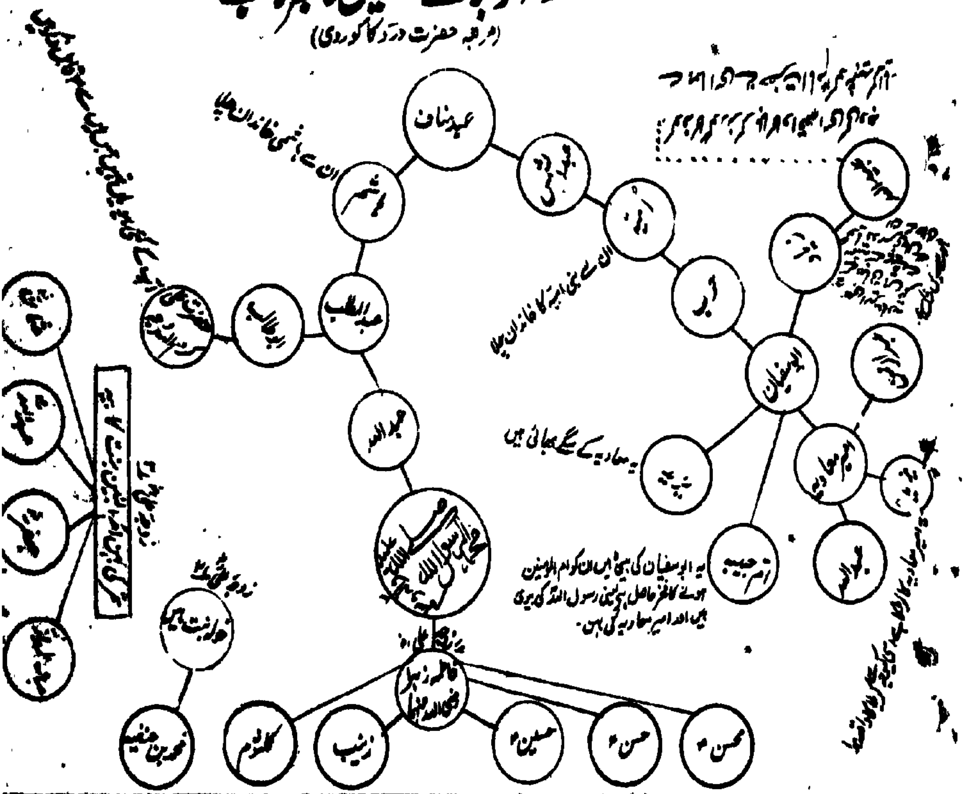
ماموں نے بھانجے کو قتل کردیا

(از خامہ حقیقت نگار حضرت مولانا سید نذر علی صاحب درد کاکوروی)

میدان کربلا میں جو واقعہ پیش آیا اسکو کون نہیں جانتا لیکن بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ یزید اور شمر سے حضرت امام حسینؓ کا کیا رشتہ تھا سنئے۔ ابو سفیان کے بھتیجے ہیں اور امیر معاویہ کے حضرت علیؓ بھائی ہوئے تو حضرت فاطمہؓ امیر معاویہ کی بھاوج ہوئیں حضرت علی یزید کے چچا

حادثہ کربلا کے متعلقین کا شجرہ نسب

(مرتبہ حضرت درد کاکوروی)



علا آنحضرتؐ اور ابوسفیان آپس میں چچازاد بھائی تھے، اور امیر معاویہ آنحضرتؐ کے بھتیجے تھے اور یزید آنحضرتؐ کا پوتا تھا۔ حضرت فاطمہؓ رسول اللہؐ کی صاحبزادی امیر معاویہ کی چچازاد بہن ہوئیں۔ اور یزید کی پھوپھی ہوئیں اور حضرت امام حسینؓ یزید کے پھوپھی زاد بھائی ہوئے یہ رشتہ جدی ہے۔

علا ام المومنین ام حبیبہ امیر معاویہ کی حقیقی بہن آنحضرتؐ کی بیوی تھیں اس رشتہ سے آنحضرتؐ یزید کے حقیقی پھوپھا تھے اور حضرت فاطمہ سوتیلی پھوپھی زاد بہن اور حضرت امام حسینؓ سوتیلے بھانجے۔

علا ابو طالب ابوسفیان کے بھائی ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ

اور حضرت امام حسینؓ چچازاد بھائی ہوئے۔

تفصیل کے لئے شجرہ ملاحظہ ہو۔ یہ رشتہ جو لکھا گیا ہے اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ عالم کی تاریخیں شاہد ہیں۔ دیکھو طبری (صلالا) اور کامل ابن اثیر حاشیہ وتمن جلد چہارم (ص۲۲) ابن خلدون جلد پنجم اور سیرت النبیؐ جلد اول (ص۱۵)

نوٹ

امیر معاویہ کی ماں کا نام ہندہ تھا۔ امیر معاویہ کی چار بیویاں تھیں۔

[illegible]

[illegible] عمر بن نوفل [illegible] ان سے عبد الرحمٰن [illegible] المدد دو لڑکے ہوئے

[illegible] عامہ کلابیہ اسکو نکاح سے تھوڑے دن بعد طلاق دیدیا

[illegible]

[illegible] عبدالرحمٰن بن معاویہ کا نسلی سلسلہ نہیں چلا اور عبد اللہ ابن [illegible] کا بھی سلسلہ ذکور نہیں چلا ایک لڑکی عاتکہ تھی جس سے یزید [illegible] عبدالملک نے نکاح کیا۔ امیر معاویہ کی فتح سے چند دنوں پیشتر [illegible] لائے اور جنگ حنین میں شریک ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے [illegible] کی خدمت سپرد کی۔ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ نے جس وقت شام

اسلامی فوجیں روانہ کیں تو امیر معاویہ بن یزید بن ابی سفیان کے ساتھ گئے تھے ابن یزید کے انتقال پر دمشق کی حکومت امیر معاویہ کے سپرد کی گئی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں امیر معاویہ صرف دمشق کے گورنر رہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کل شام انہیں کے سپرد کر دیا۔ بیس برس تک گورنر رہے سنہ [illegible] میں ۶۲ سال کی عمر میں خلافت کا دعویٰ کیا۔ بیس برس امارت کر کے دمشق میں ۸۲ سال کی عمر میں انہوں نے انتقال کیا۔ باب الجابیہ اور باب الصغیر کے درمیان دفن ہوئے

اب ناظرین خود غور فرمالیں کہ "اللقارب کالعقارب" کس قدر سچا قول ہے؟

شہید کربلا

(از جناب مولانا مولوی محمد سردار خاں صاحب مدیر اعلیٰ پیغام صلح لاہور)

یوں تو حق و صداقت کی قربانگاہ پر بہت سے بزرگوں نے اپنی عزیز جانیں بھینٹ چڑھائی ہیں لیکن جو عزت و شہرت محمدؐ کے پیارے نواسے علیؓ کے لاڈلے بیٹے اور میدان کربلا کے شہید امام حسینؓ کو حاصل ہے وہ کسی دوسرے بزرگ کو نصیب نہیں ہوئی وہ تعظیم و تکریم و شہرت و ناموری جو فاطمہؓ کے اس لال کے حصہ میں آئی ہے یقیناً بے وجہ نہیں۔ اسکی عدیم النظیر شہادت بلا شبہ اسی عطیہ کی مستحق تھی جو قدرت نے اسے عطا کیا۔ صدیاں گذر گئیں لیکن زمین و آسمان نے قربانی۔ ایثار۔ جرأت و شجاعت۔ عزم و استقلال۔ صبر و شکر صداقت پسندی اور وفا کیشی کا پھر وہ منظر نہ دیکھا جو اسلام کے اس بطل حریت اور اس کے مٹھی بھر جاں نثار ساتھیوں نے عراق کی بے وفا سرزمین میں دریائے فرات کے کنارے پر دکھایا۔ دنیا جو ہمیشہ ڈر۔ خوف۔ طمع اور لالچ کا شکار ہو جاتی ہے اسوقت بھی ان چیزوں کا شکار ہو گئی اور اس طرح اس حریت و مساوات اور اس آزادی رائے اور دستور حکومت کے تباہ ہونے کا اندیشہ پیدا ہو گیا جو اسلام نے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا لیکن خاندان نبوت کے اس بہادر نوجوان نے ایسے وقت میں اسلام کی لاج رکھ لی۔ اسنے اس اسلام کش رو کے خلاف جو دنیائے اسلام میں رائج ہو کر اسلام کے نظام حکومت کی روح کو فنا کرنے والی تھی علم جہاد بلند کیا اور ان تمام عظیم الشان طاقتوں کا جو اس کے بالمقابل تھیں نہایت جوانمردی اور ثابت قدمی سے مقابلہ کیا۔ کونسی تکلیف تھی جو اسے اس مقابلہ میں نہیں پہنچی لیکن اس نے مردوں کی طرح سب کچھ ہنسی خوشی برداشت کیا۔ اسے ڈرایا گیا۔ دھمکایا گیا اور لالچ دلایا گیا لیکن اس نے اپنے ناناؐ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے حق و صداقت کو نہ چھوڑا اور آخر دم تک صبر قائم [illegible] حق کی حمایت میں مردانہ وار لڑ کر جان دی اور اسلام کی آیندہ نسلوں کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ قائم کیا۔ اس کی رفیع القدر شہادت میں مسلمانوں کے لئے یہ سبق ہے کہ مسلمان کا جینا اور مرنا حق ہی کے لئے ہونا چاہیئے اور جب کبھی خدا کی راہ میں جان و مال قربانی کی ضرورت پڑے تو اسے بلا تامل اس قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دینا چاہیئے۔ گو آج دنیا میں یزید بذات خود موجود نہیں لیکن یقین جانئے کہ یزیدیت چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے اور نہایت ہولناک صورت میں۔ اور اسلام کو اس کے ساتھ ایک سخت مقابلہ درپیش ہے وہ اپنے جاں نثاروں کو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ آج پھر میدان کربلا گرم ہے جس میں یزیدی فوج تمام کیل کانٹے سے لیس ہو کر نکلی ہے اور قوت کے نشہ میں سرشار ہو کر ہل من مبارز کا اعلان کر رہی ہے۔ تم کب تک محو تماشہ رہو گے۔ محمدؐ کے فدائیو اور امام حسینؓ کے شیدائیو شہید کربلا کی طرح میدان میں نکلو اور باطل کی عفین الٹ دو۔ تمہارے پیارے مذہب اور مقدس رسول کی عزت و ناموس سخت خطرہ میں ہے۔ اس کی حفاظت کے لئے کمربستہ ہو جاؤ۔

کربلا تو موجود ہے افسوس کہ کوئی حسینؓ نہیں ہے۔

وادیٔ نجد سے رہ رہ کے یہ صدا آتی ہے
قیس کے بعد کوئی مرد بیاباں نہ رہا

الزہراؓ

جگر گوشہ رسول حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراؓ کے حالات زندگی۔ مسلمان عورتوں کے لئے سب سے زیادہ سبق آموز کتاب ہے خاوند کی اطاعت۔ بچوں کی پرورش۔ ہمسایہ کا حق۔ گھر کا انتظام اور پھر افلاس کی زندگی یہ ہیں وہ بیوی جو شہنشاہ دو عالم کی بیٹی ہونے کے باوجود خود کو خاوند کی لونڈی بنا لیا۔ کاش سب ہماری بہنیں اس کتاب پر عمل پیرا ہوں۔ قیمت ۱۲/

ملنے کا پتہ:- منیجر رسالہ مینجر کوچہ چیلان دہلی

دو ضروری اطلاعیں

(۱) "شہید نمبر" کے لئے اس کثرت سے مضمون وصول ہوئے کہ مستقل [illegible] میں صفحے بڑھا دینے کے باوجود اکثر وہ مضامین جو دیر میں وصول ہوئے شامل نہ ہو سکے مضمون نگار حضرات کو مطمئن رہنا چاہیئے آیندہ اشاعت میں شائع کر دیئے جائینگے۔ (۲) [illegible] دوسری جلد کے مکمل فائل تیار ہو گئے ہیں دفتر میں برائے فروخت موجود ہیں جو حضرات منگانا چاہیں [illegible] ذریعہ دفتر سے طلب کریں قیمت [illegible] جلد بندھی ہوئی۔ [illegible]

شہیدِ مشہدِ کرب و بلا سلام علیک

(از خامہ مبارک حضرت مولانا سید نذر علی صاحب دردؔ کاکوروی)

حسینؑ سبطِ رسولِ خدا سلام علیک — شہیدِ مشہدِ کرب و بلا سلام علیک
کوئی نظیر نہیں جس کی۔ آپ کو حق سے — ہوئی ہے ایسی شہادت عطا سلام علیک
نہ ڈگمگائے قدم۔ گرچہ کھائے زخم پہ زخم — حضورؑ تھا یہ جگر آپ کا سلام علیک
سر آپ دے کے ہوئے سرفراز عالم میں — بلند آپ کا ہے مرتبہ سلام علیک
کچھ اس طرح سے کیا آپ نے ادا سجدہ — اٹھا کے سر کو۔ قضا نے کہا سلام علیک
جگر ہے خون۔ تو ہے دل بھی ہو گیا ٹکڑے — عجیب آپ کا ہے واقعہ سلام علیک
لگا جو تیر کلیجہ پہ جا کے اصغرؑ کے — تو ننھی روح نے فوراً کہا سلام علیک
فغاں ہے لب پہ تو آنکھوں سے خون جاری ہے — چمن حضور کا لوٹا گیا سلام علیک
جناب فاطمہؓ کے پھول ہیں جو بکھرے ہوئے — مہک اٹھی ہے کبھی کربلا سلام علیک
ہے مہر سوختہ۔ ابر سیہ بھی اشک فشاں — فلک پہ بھی ہے یہ ماتم بپا سلام علیک
شہید ناز ہوئے کشتۂ نیاز ہوئے — قتیلِ مقتلِ راہِ خدا سلام علیک
کیا حضور کو خالق نے زندۂ جاوید — شہیدِ خنجرِ صبر و رضا سلام علیک
نزول روحِ محمدؐ کا۔ کربلا میں ہوا — عجیب شان ہے صلی علیٰ سلام علیک
جو شیشہ دیکھا گیا آہ روز عاشورہ — تھا خون آپ کا اس میں بھرا سلام علیک
ہے آج بزمِ عزا میں نیاز مند کھڑے — قبول کیجئے یہ فاتحہ سلام علیک
حضور مجھ کے پیاسے جو کربلا میں رہے — بلا کا صبر تھا۔ صبر آپ کا سلام علیک
حضورؑ آج فقیر دل کی جھولیاں بھر دیں — ہر اک گدا کی یہی ہے صدا سلام علیک
یہ استقامتِ حق دیجئے ہمیں بھی نصیب — ہیں آپ سبطِ رسولِ خدا سلام علیک

قبول کیجئے سرکار دل میں آپ کا دردؔ
تڑپ تڑپ کے یہ ہے کہہ رہا سلام علیک

امام حسین علیہ السلام

(از جناب مولانا مولوی مسعود الرحمٰن خاں صاحب ندوی)

شاہ است حسین بادشاہ است حسین
دین است حسین دین پناہ است حسین
سرداد نداد دست در دست یزید
حقاکہ بنائے لاالہ است حسین

ان کے مختصر حالات ہیں جو مجسم سوز و گداز تھے (خواجہ) ہاں ہاں انہی کی کہانی ہے جو کربلا کی تپتی ہوئی ریگ میں ہتن گئے وہ جن کے نانا کا سینہ الم نشرح لک صدرک کے اسرار الٰہی کے لئے کھل گیا۔ ہاں اسی سید کے حالات زندگی ہیں جس نے ہمیشہ غریبوں اور بے دست و پناہ افراد کی دستگیری کی انہی کا تو قصہ ہے جن کے لئے نہر فرات بند تھی بچے اور بوڑھے پیاس سے بیدم تھے یہ کہانی انہی کا ہے جنہ کہلاتا ہے جس میں سراسر مسلمانوں کے لئے ایک عبرت ہے ایک بصیرت ہے اگر وہ غور کریں۔ آپ کا نام حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما تھا پانچویں شعبان سنہ ہجری کو اس دنیا میں تشریف فرما ہوئے۔ نانا کا یہ فرمان سب کو معلوم ہوگا کہ حسینؑ مجھ سے ہیں اور میں حسینؑ سے خدا اس کو دوست رکھتا ہے جو حسینؑ کو دوست رکھتا ہے پھر کیوں نہ ہو سینہ سے لیکر قدم مبارک تک نانا کے مشابہ تھے۔ عبادت کی تو اسی نقش قدم پر چلے دن و رات میں ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے پچیس بار حج کو پاپیادہ سفر فرمایا۔ اللہ اکبر

اترجو امۃ قتلت حسینا — جس امت نے حسینؑ کو شہید کیا ہو کیا
شفاعۃ جدہ یوم الحساب — حسینؑ کے نانا کی قیامت کے روز شفاعت کی امید رکھے گی

۱۰ محرم سنہ ہجری کو بروز جمعہ آپ کو شہید کیا گیا زمین و آسمان پر تاریکی ہی تاریکی تھی اور نہ ہونا بھی کیا معنی شہادت کیوں واقع ہوئی سب جانتے ہیں مگر مختصر اور سن لیجئے۔ شہادت سے بہت قبل نانا خبر دے چکے تھے کہ میری امت ضرور اس بچہ کو شہید کر دے گی۔ امیر معاویہؓ کی وفات کے بعد ولید بن عقبہ حاکم مدینہ تھا۔ جناب حسینؑ کو یزید کی بیعت کا پیغام بھیجا۔ آپ نے مہلت طلب کی۔ مل گئی۔ کوفیوں کے خطوط آئے اظہار ہمدردی یزید و خاندان معاویہ سے اظہار بیزاری کا ذکر آپ کے خاندان کی کسی آدمی کی طلبی وغیرہ وغیرہ حاکم کوفہ نعمان بن بشیر کے پاس جناب مسلم تشریف لے گئے۔ چند روز کے بعد جناب مسلم کے ہاتھ پر دھڑا دھڑ افراد نے بیعت کی۔ ابن زیاد نے یہ حالت دیکھکر سر ہیث لیا چلتا پرزہ تھا سازش کر کے ایک مکان پر دھاوا اور جناب مسلم کو گرفتار۔ ناچار تلوار سے حملہ کیا مگر قلت جمعیت نے مجبور ہو جانا پڑا گرفتار کر کے محل کی چھت پر لے گئے اور شہید کر دیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حضرت مسلم کے اطمینان بخش خطوط ملنے پر جناب حسینؑ مع چند اعزا و احباب کے راہی کوفہ ہوئے۔ راستہ میں حضرت مسلم کی شہادت اور اہل کوفہ کے فریب کا علم ہوا جناب حسینؑ کے ہمراہ حضرت مسلم کے بھائی حضرت عقیل بھی تھے بھائی کی داستان شہادت سنکر بے چین ہو گئے جوش آیا پھر کیا اطاعت کر کے قدم آگے ڈالے کہ یا تو قتل ہو جائیں گے یا بدلا لیں گے اب کوفہ ہی باضابطہ میدان کارزار بنا ہوا تھا تو اس جھڑپ کا منظر عمر بن سعد فوج کو لے کر میدان کربلا میں آگیا۔ جناب حسینؑ کی تین شرائط میں سے آخری شرط "ہم کو یزید کے پاس پہنچ جانے دو" یہی قبول کی گئی۔ ابن زیاد کو لکھا گیا مگر اس بدنصیب نے انکار کر دیا اور کہا کہ جناب حسینؑ کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دینا چاہیئے جناب امام نے اس بات کو قبول نہ فرمایا لہذا فریقین میں جنگ کا آغاز ہوا۔ ادھر ہزاروں کی فوج ادھر خدا کی غیبی تائید لڑائی ہوئی متعدد اصحاب شہید ہوئے حضرت امام قاسم نے چچا سے گڑگڑا کر اجازت چاہی کہ اب مجھے جام شہادت نوش کرنے کی اجازت مرحمت ہو۔ بھائی کی نشانی سمجھکر چچا نے تسلی و تسکین کے ساتھ منع فرمایا مگر بالآخر شہید ہوئے پھر حضرت عباس علمدار حضرت علی اکبرؑ و حضرت زینبؑ کے ہر دو صاحبزادے عالیمقام میدان جنگ میں شہید ہوئے۔ آہ جب تمام ہمراہی اصحاب و عزیز جام شہادت نوش فرما کر جنت الفردوس تشریف لے گئے تو اب حضرت حسین اپنے سب سے چھوٹے شیر خوار صاحبزادے حضرت علی اصغر کو ہاتھ اٹھا کر میدان کارزار میں لے گئے۔ اور کہا اے لوگو اگر تمہارے خیال میں میں مستحق سزا ہوں تو للہ اس شیر خوار بچہ پر رحم کرو۔ یہ معصوم تشنگی سے بے حال ہے صرف میری ایک التجا ہے یعنی

ایک گھونٹ پانی

ابھی یہ جملہ ختم نہ ہونے پایا تھا کہ ایک تیر نے شیر خوار معصوم کو پانی کے باپ کی گود میں جام شہادت پلا دیا دلوں کو تھام لو کہیں سے باہر نہ آجائیں۔ جگر گوشۂ حسینؑ حسینؑ کے ہاتھوں ہی میں تھا لہو

[illegible] بعد [illegible] سے [illegible]
[illegible] میں ختم ہو چکے تھے۔ نازوں کے پلے ہوئے
[illegible] حضرت کی پیشانی پر بوسہ دیا کہ ادھر ظالموں نے تیروں
[illegible] وچھا رکی بوچھاڑ حضرت حسینؓ پر شروع کر دی جناب
[illegible] تقریر فرمائی جس کا شمر لعین نے یوں دیا
ہم سب پوری واقفیت ہیں آپکی ذاتی وجاہت واعلیٰ نسبی سے
[illegible] ہیں مگر یزید کا فرمان ہوگا اس کی بجا آوری ہے اور یہ
[illegible] ایک تیر ایسا پیشانی مبارک پر مارا کہ آپ گھوڑے سے
بیہوش ہو کر گر پڑے اتنے میں ایک آدم شقی القلب شمر صفت حیوان
[illegible] کر سینہ مبارک پر چڑھ گیا

۔ اس ظالم کو آنکھیں [illegible]
اپنے نانا کی امت سمجھ کر حضرت نے [illegible]
تو ظالم ہے میری گردن دوش سے جدا کرنا مگر
التجا ہے اور بس۔
ذرا سے فرمانے سجدہ کیا سر سجدہ سے اٹھا بھی نہیں تھا کہ شمر لعین
نے خنجر سے سر مبارک جدا کر دیا انا للہ وانا الیہ راجعون

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَهُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ (یعنی میں
لڑوں گا اس سے جو لڑ گیا میرے اہلبیت سے اور صلح کروں گا اس سے
جو صلح کرے گا میرے اہلبیت سے) آنکے نانا ہی کا تو فرمان ہے۔

شانِ حسینؑ

(از لسانِ الحسان حضرت مولانا ضیا صاحب قادری)

مرحبا قربِ عالی اللہ رے شانِ حسینؑ — رفعتِ عرش ہے طاقِ سرِ ایوانِ حسینؑ
سورۂ نور ہے سبطینِ نبی کی صورت — مصحفِ قدرتِ حق ہے رخِ تابانِ حسینؑ
جسکے چاند کی تصویر ہے وہ پاک جمال — حسنِ خوبانِ دو عالم ہے ثنا خوانِ حسینؑ
دونوں شہزادے ہیں سردارِ جوانانِ بہشت — خلد و فردوس ہیں گلدستۂ ایوانِ حسینؑ
حق نما ہے وہ محرم کا مبارک عشرہ — پائے ہیں دولتِ ایمان غلامانِ حسینؑ
اسلئے ذوقِ شہادت طلبی تھا پیہم — تھی حیاتِ ابدی وظیفۂ جانِ حسینؑ
دُودھ تھی صدق و امانت و ہمت کی [illegible] — وقف تھی ملتِ بیضا کیلئے جانِ حسینؑ
حق و باطل کے تصادم میں یہ ممکن کب تھا — کہ نہ ہو غیرتِ حق سلسلہ جنبانِ حسینؑ
کربلا میکدۂ ساقیٔ تسلیم نبی — خیمہ زن آکے لبِ جو ہوئے مستانِ حسینؑ
تھا اگر فوجِ عدو کا یہ عمل بہرِ فرات — آشنا ہو لبِ دریا سے نہ دامانِ حسینؑ
بھوک میں پیاس میں اک ایک ہزاروں سے لڑے — مردِ میدان تھا ہر اک فرزندانِ حسینؑ
ہو گئے حق کی حمایت میں دلیرانہ شہید — قاسم و اکبر و اصغر گلِ بستانِ حسینؑ
منتشر ہو گئے سب مصحفِ ناطق کے ورق — پارہ پارہ ہوئے سیپارۂ قرآنِ حسینؑ
مرضیٔ حق تھی کہ [illegible] — کربلا ہی میں رہیں گنجِ شہیدانِ حسینؑ
جان دی حرمتِ اسلام بچانے کیلئے — جانِ اسلام ہے منت کشِ احسانِ حسینؑ
فتح کے رنگ میں باطل نے [illegible] — اور عالم میں شہادت سے بنی شانِ حسینؑ
سر کو لائے سرِ نیزہ وہ کہاں دشمن نے — بزمِ عالم میں [illegible] تھی شانِ حسینؑ
آجتک گلشنِ اسلام میں ہے رنگِ بہار — مرحبا [illegible] خونِ شہیدانِ حسینؑ
[illegible] تسلیم و رضا کی تعلیم — درس آموز ہے [illegible] بیانِ حسینؑ

ہائے شہیدِ جفا

(از جناب حاجی مولوی سید علی شبیر صاحب شبیر [illegible])

سیدِ مظلوم امامِ زمن — بے کس و بے یار غریب الوطن
تیروں سے چھلنی تیرا سارا بدن — لاش تیری بے گور و بے کفن
سیدِ عالی نسب — سرورِ والا حسب
ہائے شہیدِ جفا

شاہِ گرامی لقب — سبطِ رسولِ عرب
جن و بشر نے تجھے مانا امام — پڑھتے ہیں سب تجھپہ درود و سلام
بن تیری الفت کے عبادت حرام — [illegible]
تجھکو نبی سے جو ملا — باغِ رسالت کا پھول
ہائے شہیدِ جفا

قرۃ عین بتولؑ — زبدۂ آلِ رسولؑ
داخلِ ایمان ہے محبت تیری — راہِ جہنم ہے عداوت تیری
ایک قیامت ہے شہادت تیری — نوحہ کریں تجھپہ نہ کیوں [illegible]
گلشنِ حیدر لٹا — باغِ پیمبر لٹا
ہائے شہیدِ جفا

خیمۂ اطہر لٹا — فاطمہ کا گھر لٹا
قافلہ سالار ہمارا گیا — شام میں جا کر ہو قافلہ
ذبح ہوئے ہائے امامِ ہدیٰ — لٹ گیا افسوس ہمارا چمن
خیموں سے اطفال اٹھے — لوٹنے کافر گئے
ہائے شہیدِ جفا

نکلے حرم سر کھلے — گود میں بچے چھپے
آگ خیمے ڈیرے میں جب دی لگا — ڈرکے نکل آئے حرم بے ردا
سہم کے بچوں نے لئے منہ چھپا — رو نہ سکے [illegible] تشنہ دہن
خواہرِ شبیر ہائے — بانوئے دلگیر ہائے
ہائے شہیدِ جفا

قیدی زنجیر ہائے — ہائے یہ تشہیر ہائے
نیزے پہ تیرا سرِ اقدس رواں — اونٹوں پہ سیدانیاں [illegible]
عابدِ بیمار نے سارا [illegible] — پاؤں میں زنجیر گلے میں [illegible]
قیدی ہیں ہمشیر [illegible] — [illegible]
ہائے شہیدِ جفا

جمع ہیں سب اہلِ شر — ظلم پہ باندھے کمر

شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

[illegible] امید کی جھلک

شکر ہے اس قادر ذوالجلال کا جس نے اپنی عاجز نوازی سے اپنے بندوں کی [illegible] بڑی جماعت کو پیشوا کی صدائے مدد پر متوجہ کر کے اعانت کی توفیق [illegible]

[illegible] ۲۲ جولائی کے پیشوا میں جو صدائے نحن انصاری الی اللہ بلند کی گئی [illegible] تعالیٰ ذکی اور خدا کے فضل سے ایک نیک نمونے اور اسلام کے حقیقی [illegible] اور تبلیغ اسلام کے سچے فدائیوں کی ایک جماعت "من انصاری [illegible] اللہ" کا نعرہ لگاتی ہوئی والہانہ اور مضطربانہ جذبہ سے آگے بڑھی اور صداقت اور خلوص کی آواز بلند کرنے والوں میں اولیت کا مجدد [illegible] دہلی کی ایک بلند ہمت اور شیر دل خاتون کو حاصل ہوا جو دہلی کے [illegible] کا جانباز ترین ڈاکٹر محمد عمر صاحب کی اہلیہ محترمہ ہیں جنہوں نے [illegible] الانصار میں ہر مہینہ دو خریدار دینے کا یا اُن کا چندہ ادا فرمانے کا [illegible] کیا ہے۔

[illegible] خانقاہ حضرت اللہ شریف سے جناب ملک سلطان محمود صاحب غزنوی ایازی [illegible] نے ایک پرجوش گرامی نامہ کے ساتھ ۴ خریدار عنایت کئے۔

[illegible] جماعت کے مخلص ترین سکرٹری اور تبلیغ اسلام کے سچے فدائی [illegible] مولانا کشفی صاحب نظامی اپنے اخلاص اور محبت پر یہاں کی جماعت کی [illegible]

جناب عزیز الرحمن صاحب مظفر آباد کشمیر سے ۳ خریدار دئیے۔

[illegible] ایک اور بھائی نے کشمیر سے دس خریدار دئیے۔ جنکا نام افسوس ہے [illegible] شائع نہیں ہو سکا کہ اُن کا مکتوب گرامی گم ہو گیا۔

حضرت مولانا سید محمد صاحب تائب نے ۵ خریداروں کا چندہ [illegible]

[illegible] جناب مولانا حفیظ الدین خاں صاحب نے دہلی سے ۷ مستقل خریدار عنایت [illegible]

جزاہم اللہ تعالیٰ

[illegible] اس کے علاوہ متعدد بہت سے خطوط میرے پاس آچکے ہیں جنمیں [illegible] سے اکثر پیشوا کے نمونہ کے لئے متعدد [illegible] [illegible] گئی ہیں۔

[illegible] خطوط نے اس میں امید کی جھلک دکھائی ہے جس کا اثر مجھ پر [illegible] جو شوق اور کامل مستعدی کے ساتھ پیشوا کے لئے کام [illegible] کر رہا ہے۔

[illegible] اگر معاونین کی اعانت و ہمدردی کی یہی رفتار رہی تو مجھے یقین ہے کہ پیشوا زندہ رہے گا۔ اور میں انشاء اللہ پیشوا کے سرپرستوں کی اعانت سے آئندہ مالی مشکلات کا شکار نہ ہوں گا۔

مجھے اب ہر مہینے دو سو جدید خریداروں کی چند مہینے تک ضرورت ہے۔ جو امید ہے کہ اگر تھوڑی سی سرگرمی کا اظہار کیا گیا تو پوری ہو جائیگی۔ ورنہ اگر یہ مطلوبہ تعداد پوری نہ ہوئی تو مجبوراً پیشوا کو پندرہ روزہ سے ماہوار کرنا پڑیگا۔ اور یہ ترقی معکوس میرے لئے انتہائی تکلیف اور اذیت کا باعث ہوگی۔

امید کہ آئندہ اشاعت میں مزید فہرست معاونین پیشوا کی شائع کرسکوں گا۔

قارئین پیشوا کو پوری سرگرمی کے ساتھ جدید خریدار فراہم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

"ملاپ" کی کم ظرفی

لاہور سے "شدھی بازوں" کا ایک دنائے اخبار "ملاپ" نکلتا ہے۔

"برعکس نام زنگی کافور"

اس اخبار کے ایڈیٹر کا کوئی کیرکٹر نہیں ہے۔ جس وقت تحریک ترک موالات کا عروج تھا تو یہ "بڑے کہنہ پرست" اور "گاندھی بھگت" تھے جب تحریک ان ہی جیسے خود غرض اور گندم نما جو فروشوں کی شرکت کی وجہ سے ناکام ہو گئی اور شدھی اور سنگھٹن کا زور ہوا تو یہ "شدھی کے جرنیل" کی حیثیت سے "سنگھٹن کا ڈنڈا" ہاتھ میں لئے ہوئے سب سے آگے تھے۔ اس وقت انتشار و تفرقہ کے میدان میں گئے۔ اور شاید اب اس کی ضرورت ہے۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ پنجاب میں ہندو مسلم تعلقات کو خراب کرنا۔ اور مسلمان رہنماؤں اور مسلمان بادشاہوں کے خلاف دل آزار اور اہانت آمیز تحریرات شائع کرنا ہے جو ادراسی میں ان کی اڈیٹری اور انکی روزی کا راز مضمر ہے۔

میں کئی مہینے سے نعارسیاجی کے سلسلہ نسب کی صحت کے متعلق ہندو اہل قلم کو چیلنج کر رہا ہوں۔ مگر بجائے معقولیت سے اس کا بھی جواب دینے کے بعض بدمعاش بچے لفنگے گالیوں پر اتر آئے اور کسی تاریخی کتاب سے میرے دعوے کی تردید کرنے کی بجائے انہوں نے اخبارات میں مجھے گالیاں دینی شروع کیں۔ کاش انہوں نے مجھے پہچانا ہوتا کہ میں ان کے بھونکنے والا چینل کا پرندہ نہیں ہوں۔

اس قسم کی ادنیٰ ترین ذہنیت کے لفنگے اڈیٹر صاحب ملاپ نے

[illegible] پرچہ میں

"اڈیٹر پیشوا کا پاجی پن"

کے عنوان سے ایک نہایت زہریلا اور اشتعال انگیز گالی نامہ شائع کیا ہے جس کو پڑھنے کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ میرا یہ یقین پختہ نہ ہو کہ

سیواجی کی رگوں میں مغل خون تھا

میں ڈنکے کی چوٹ پھر تمام ہندو اخبار نویسوں، ہندو مورخوں اور ہندو لیڈروں کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ میدان میں آئیں اور مستند تاریخی حوالجات سے ثابت کریں کہ سیواجی مخلوط النسل نہیں تھا۔

یہ جنون عشق کے انداز چھٹ جائینگے کیا؟

قارئین پیشوا کو معلوم ہی کہ جنوری سنہ [illegible] جلد سے پیشوا میں، گندم نما جو فروش، خود غرض و مکار، حرام کار، ریاکار، بدمعاش کفن کھسوٹ، سوداگران ملک و ملت اور بدنصیب مسلمانوں کے گمراہ پیشواؤں کی خفیہ تاریخ "علی بابا چالیس چور" کے عنوان سے شائع ہو رہی ہے جس کو بعض وہ بھائی ناپسند بھی کرتے ہیں۔ جو محض اپنی نیک نفسی کی وجہ سے کسی مسلمان کی عیب جوئی کو مناسب نہیں سمجھتے۔ اور دوسری جانب یہ سلسلہ اس قدر مقبول ہوا ہے کہ اس کا گجراتی، سندھی اور ہندی ترجمہ مسلمان اخبارات شائع کر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کی بڑی جماعت اس سلسلہ کو بہت دلچسپی سے پڑھتی ہے جس سے ان دھوکہ باز اور عیار لیڈروں کی اصلیت کا پتہ چلتا ہے اور ان کی چھپی ہوئی عیاشیاں اور مجرم زندگیاں عالم آشکار ہو جاتی ہیں۔ اور قومی مجرم اور قومی غدار اپنے اصلی رنگ میں قوم کے سامنے پیش کر دئے جاتے ہیں۔ میں خود بھی پہلے یہی رائے رکھتا تھا کہ مسلمان خواہ کتنا ہی برا کیوں نہ ہو اس کی عیب جوئی کرنے سے مفاد قومی کو نقصان پہنچتا ہے۔ مگر ۱۲ سال تک سیاسی کام کرنے اور ان بدمعاشوں کو خلوت و جلوت میں دیکھنے سے میں نے یہ اندازہ کیا کہ مسلمان قوم کس قدر بھولی ہے۔ اور بدنصیب مسلمانوں کو کس قدر فریب دئے گئے ہیں کہ وہ چاندی اور رانگ سونے اور پیتل میں کوئی امتیاز نہیں کر سکتی۔ اس لئے میں نے ان بدمعاشوں کی دکھتی ہوئی مجرمانہ رگوں پر معلومات کے نشتر رکھے اور جسم قوم کے ناسور کو اس طرح نمایاں کرنا ضروری سمجھا۔ جس طرح کوئی ہمدرد ڈاکٹر کسی مریض کے انگلی کے زخم سے مایوس ہو کر زخم کو ترقی کرتا ہوا دیکھکر صرف انگلی کو کاٹ کر باقی تمام حصہ جسم کو بچا لیتا ہے۔

اس آزاد نگاری کا کروہ آوارہ، معاش لیڈر جنکا کوئی ذریعہ معاش نہیں اور وہ پولیٹکل ٹھگ پیشہ جنکا پیشہ لیڈری اور قوم

فروشی پر پڑتے ہیں اور اپنا منہ نوچتے ہیں۔ کیونکہ ان کا ذریعہ معاش کا چراغ بجھتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور قوم ان اصلاحی کے مقدس ذاکر کو نام نہاد مولاناؤں کی پس پردہ زندگی سے واقف ہو جاتی ہے۔

اس لئے یہ مکار اور عیار اور ابن الوقت رہنما اصلاح کے شریک سازش اور چندہ خور کمپنی کے حصہ دار اس اخلاقی سلسلہ کو بند کرانے کے درپے تھے۔ جو باوجود دھمکیوں اور مالی ترغیبات کے بند نہ ہو سکا۔ اور نہ آئندہ انشاء اللہ بند ہوگا۔

گزشتہ اشاعت میں "ساتویں چور" کی داستان پڑھکر مولوی حاجی محمد عرفان صاحب سکرٹری جمعیۃ العلماء و سکرٹری مرکزی خلافت کمیٹی، و سکرٹری خلافت کمیٹی دہلی میرے پاس ۲۸ جولائی کی شب کو تشریف لائے۔ اور گالیاں دیکر مجھ سے فرمایا کہ کیوں میرے حالات شائع کئے"؟ میں اسوقت تنہا تھا اور ان کے ساتھ متعدد شہر و پشت غنڈے تھے۔ میں نے صاف صاف کہدیا کہ جو کچھ اس میں لکھا گیا ہے وہ میرے علم اور یقین میں صحیح ہے۔ اور اگر آپ کو اس کی صحت میں شبہ ہو تو تردید کر دیجئے۔ یا پھر عدالت کھلی ہوئی ہے۔ اس جواب کے سنتے ہی سکرٹری صاحب جمعیۃ علما و سکرٹری صاحب مرکزی خلافت کمیٹی۔ اور نام نہاد مولوی اور حاجی اور "پاجی" محمد علی کے لفٹنٹ مولوی محمد عرفان صاحب نہایت غنڈہ پن سے مجھ پر حملہ آور ہوئے۔ جس کو میرے پاس کھڑے ہوئے ایک مسلمان نے روکا۔ اور گالیاں دیکر انہوں نے کہا کہ میں تیرا سر تن سے اتار دونگا اور تجھکو اپنے ہاتھ سے درست کر دونگا۔ جانتا نہیں میں سرحدی ہوں۔ میں نے ہنسکر کہا کہ میں موجود ہوں۔ ہمت کیجئے آگے بڑھیے اور اپنے دل کا ارمان نکالئے۔

چونکہ ان کے غل و شور سے بہت سے مسلمان جمع ہو گئے تھے اس لئے انکے ساتھیوں کو مجھ پر حملہ آور ہونے کی جرات نہ ہوئی اور چندہ کا حج کرنے والے حاجی محمد عرفان صاحب اپنے دل کا ارمان نکالے بغیر کف افسوس ملتے ہوئے چلے گئے۔

اس کے بعد سے حاجی صاحب اور ان کے غنڈے دوست اکثر میرے مکان کے گرد پھرتے رہتے ہیں۔ اور سی آئی۔ ڈی کی طرح نگرانی کیجاتی ہے اور بجائے خلافت کے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ جب تک عزیز حسن کو جان سے نہ مار دیں گے ہم پر کھانا پینا اور آرام کرنا حرام ہے۔ اس نے ہماری قومی زندگی تباہ کر دی ہے۔ اس نے چندے بند کرا دئے اس کی وجہ سے ہم اس قابل نہیں رہے کہ شرفاء کی مجلسوں میں بیٹھ سکیں۔

[illegible] اور تقدیس [illegible] بہت [illegible] اختشار انجام رکھا ہے۔ اس وقت سے مجھے اطلاع [illegible] کہ مجھ پر حملہ کیا جائیگا یا کسی فرضی مقدمہ میں پھنسایا جائیگا۔ [illegible] ان شرافت کے مجسموں سے مجھ کو جامہ پہننے کا ہر وقت خیال رہتا تھا کہ پیچ بیٹ کرتا ہوتا ہوا درحقیقت تو یہ ہے کہ اب انتظار کرتے کرتے تھک گیا تھا کہ ان

خلافتی ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا

اگر یہ سچ ہے کہ تاریخ اپنے اوراق پلٹتی ہے تو یہ بھی سچ ہے کہ کسی قوم کے بدمعاش رہنماؤں کی اصلاح بغیر قربانی کے نہیں ہوتی۔

روما کو اس وقت تک منصب پادریوں اور طاقتور کلیساؤں سے نجات نہیں ملی جب تک سلطنت روم کے باشندوں نے قربانیاں نہیں کیں۔

اسی طرح مسلمان قوم کو اپنے ان گندم نما جو فروش رہنماؤں کے لوٹ سے نجات نہیں ملیگی۔ جب تک اصلاح پسند جماعت کے افراد قربانی کے لئے تیار نہ ہو جائیں۔ عام مسلمان ان کی بدمعاشیوں سے تنگ آگئے ہیں اور وقت آگیا ہے کہ غربا اور متوسط طبقہ میں سے کچھ دلیر حامیان اسلام و مصلحین ملت آگے بڑھیں اور علانیہ ان نام نہاد مولانا ؤں اور قومی غداروں کے خفیہ راز طشت از بام کر دیں تاکہ یہ لوگ یا تو اپنی اصلاح کریں یا پھر اس قابل نہ رہیں کہ قوم کو دھوکہ دے سکیں۔

میں اس قربانی کے لئے تیار ہوں اور چاہتا ہوں کہ "ہاجی" محمد علی "کلالی کے لفٹنٹ کے ہاتھوں یہ" نیک کام انجام پائے۔

میں ان لوگوں کو چیلنج کرتا ہوں، جو مجھے جان سے مارنے کے لئے بکواس کرتے پھرتے ہیں کہ اگر وہ صحیح النسل ہیں تو اپنے قول کو عملی جامہ پہنائیں۔ تاکہ یہ مشتی بھر ہڈیاں کسی کام آئیں۔

میرے خلاف قتل کی سازش کرنے والوں خوب یاد رکھو کہ اگر قدرت کی یہی مرضی ہے کہ میری زندگی تم جیسے نمک حراموں اور بزدلوں کے ہاتھوں ختم ہو تو ابھی سے لکھ لو کہ میرے خون کے ایک ایک قطرہ میں تمہاری زندگی، اور تمہارے اقتدار کی موت پوشیدہ ہے۔ میں عدالت میں جانا اچھا نہیں سمجھتا مگر اس غنڈے پن اور اشتعال انگیزی اور امن عامہ کو خطرے میں ڈالنے والوں کا انسداد ضروری [illegible]

دہلی کا ایک یادگار دن

دہلی اور اس کے باشندوں نے اور اس کی آبادی کے [illegible] نے بڑا بڑا انسانی اجتماع دیکھے ہیں۔ بادشاہوں کے [illegible] حملہ آوروں کا داخلہ۔ پانسیوں کا خوفناک نظارہ

لیڈروں کا عروج۔ تحریک خلافت [illegible]

۳۰۔ جون کی شب کو کانگریس اور زبردست جوش کا جا [illegible] سامنے میدان پریڈ میں دیکھنے میں آیا۔ اس کی نظیر اوراق تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔

رجپال آریہ کی رہائی کے بعد حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب اور حضرت مولانا سید احمد صاحب امام مسجد جامع مسلمانان دہلی کا ایک قائمقام جلسہ ناموس رسول کی بے حرمتی کے خلاف منعقد کرنے کے لئے باہمی مشورہ کر رہے تھے۔ تمام تیاریاں مکمل ہو گئی تھیں کہ معلوم ہوا کہ جمعیتہ علما اور جمعیتہ خلافت کے اراکین بھی خواب غفلت سے بیدار ہوئے ہیں۔ چنانچہ ان کی تیاریوں کا علم ہوتے ہی خواجہ صاحب اور امام صاحب نے اپنی کوششیں ملتوی کر دیں۔ اور محمد علی صاحب، اور مولانا کفایت اللہ صاحب کے شریک کار ہو گئے۔ تاکہ مسلمانوں میں تفریق نہ ہو۔

۳۰۔ جون کو یہ جلسہ زیر صدارت مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیتہ علما ہند منعقد ہوا۔ حاضرین کا اندازہ اسی ہزار کیا جاتا ہے۔ پانچ پلیٹ فارم مقررین کے لئے بنائے گئے تھے مسلمانوں کے جوش کی یہ حالت تھی کہ اگر انکو صبر کی تلقین نہ کی جاتی تو ان کا قابو میں رہنا ناممکن تھا۔

رزولیوشن صرف ایک تھا، جو کافی طور پر مسلمانوں کے جذبات کا اظہار کرتا تھا۔ صدر جلسہ کی تقریر نہایت مدلل اور کافی پر جوش تھی۔ محمد علی صاحب ڈیٹر ہمدرد نے اس تحریک کو نہایت جوش اور خاصی سمجھداری کی تقریر کر کے پیش کیا۔ موئدین میں حضرۃ مولانا سید احمد صاحب امام مسجد جامع اور حضرۃ خواجہ حسن نظامی صاحب کی تقریریں نہایت پر جوش اور ولولہ انگیز اور توقع سے زیادہ مقاصد جلسہ اور مسلمانوں کے جذبات پر حاوی تھیں۔

اس جلسہ نے یہ ثابت کر دیا کہ مسلمانوں میں خواہ کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو مگر ناموس رسول کے حملہ نے ان میں یہ احساس پیدا کر دیا ہے کہ وہ اپنے آقا اور اپنے مولا کی بے حرمتی کے خلاف سب ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو سکتے ہیں۔ کاش مسلمانوں کے اس تازہ جوش کو کسی نظم کے ماتحت کر کے مفید کام لینے والا کوئی اللہ کا نیک بندہ خود غرضی اور شہرت طلبی سے بے نیاز ہو کر میدان میں آئے۔ دہلی کے علاوہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں ایک آگ لگ رہی ہے۔ اور وہ فخر کائنات کی اہانت پر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے بے چین نظر آتے ہیں۔

... کی عاقبت اندیشی نے ہندستان کے مسلمانوں کے مفاد کو بہت نقصان پہنچایا۔ کیا ہز ایکسیلنسی ہمارے مسلمانوں کے زخموں پر مرہم رکھنے کے لئے تیار ہیں؟

لاہور کے جلسہ کے متعلق ایک اہم انکشاف

لاہور میں بھی تمام ہندستان کی طرح رنگیلا رسول کے مصنف راجپال کی شرارت کے خلاف ایک زبردست مظاہرہ ہوا جس کی صدارت ظفر علی خاں صاحب ایڈیٹر زمیندار نے کی۔ مگر تعجب ہوتا ہے کہ سر محمد شفیع اور سر اقبال، اور سر عبدالقادر وغیرہ اکابرین میں سے ایک صاحب بھی شریک جلسہ نہ ہوئے۔

مجھے موثق ترین ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ظفر علی خاں صاحب کی ناعاقبت اندیشی اور شہرت طلبی اور جذبہ حکام رسی نے ان حضرات کو شرکت جلسہ سے معذور کیا اور انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ "جس رزولیوشن کے ڈرافٹ میں مقامی حکام سے مشورہ لیا گیا ہو اس میں ہم شریک ہونا آزادی تقریر کے منافی سمجھتے ہیں"

اگر یہ واقعہ سچ ہے تو نہایت شرمناک ہے اور ظفر علی خاں کی یہ بے اصولی قابل لعنت و ملامت ہے اور ضرورت ہے کہ مسلمان ظفر علی خاں صاحب سے اس طریق کار کی سختی سے باز پرس کریں تاکہ آئندہ کے لئے ایسی غداری کا سد باب کریں۔

جسٹس دلیپ سنگھ کے حمایتی

اس وقت جبکہ جسٹس دلیپ سنگھ کے فیصلہ کی مخالفت اور اُن کی ناتجربہ کاری اور ناعاقبت اندیشی کے خلاف تمام اسلامی ہند گونج رہا ہے چند بد تمیز اور سنگٹھنی اخبارات جسٹس دلیپ سنگھ اور راجپال کی ناروا حمایت اور سر مالکم ہیلی کی غیر واجب مخالفت کر رہے ہیں اور ہندو مہا سبھانے تو باضابطہ پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے۔ ہندو اخبارات جسٹس دلیپ سنگھ کی حمایت کرتے ہیں تو ان سے مسلمانوں کو شکایت نہیں۔ مگر تعجب ہوتا ہے "ہاں جی" ، محمد علی صاحب ایڈیٹر ہمدرد پر جب کہ وہ جسٹس دلیپ سنگھ کی حمایت میں کئی لیڈر لکھ چکے ہیں۔ جن کا اقتباس آریہ ہندو اخبارات ہندوستان ٹائمز، ٹریبون، ہندو ہیرالڈ، پرتاپ، تیج، ارجن، بندے ماترم، ملاپ وغیرہ نے دوسرے ہی روز عجیب و غریب عنوانوں سے شائع کئے۔

جسٹس دلیپ سنگھ کی حمایت کے متعلق مختلف افواہیں مسلمانوں میں پھیل رہی ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ ایک بڑی رقم ہاجی صاحب کو پہنچی ہے کوئی کہتا ہے کہ چونکہ وہ بھی اہل معاملہ ہیں اس لئے اپنی برادری کے ایک فرد کی تذلیل اُن سے نہ برداشت ہو سکی۔

بہر حال اس بے وقت کی شہنائی نے یہ ثابت کر دیا کہ اگر وہ ...

... ہائیں غلطی میں تو ہاجی صاحب کی ... کر رہے تھے ... ہیں ...

ارجن کی اشتعال دہی

مگر تراجم کے السر ... دہلی میں مسلمان ہیں اور اگر "مسلمانی ہے" دہلی کا ہندو پریس ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتا ہے کبھی "آگ مسلمانی" پر حملہ کرتا ہے۔ اور کبھی اُن سے ... وجود ... ہوتا ہے۔

یہ مسلمان اخبار صاحب ہندو پروپیگنڈہ سے اس قدر متاثر ہوئے ہیں کہ انہوں نے مفسد آریہ سماجی اخبارات کی طرف سے آنکھیں بند کر لی ہیں۔ جس کا تازہ ثبوت ملاحظہ ہو۔

> "اسلام کی کشتی اب ڈوبا چاہتی ہے۔ بچانے والے دوڑو، عرب کے مسلمانوں تمہارے پیغمبر کی قبر مٹی میں ملا چاہتی ہے۔ کیوں اس کو بچانے کے لئے نہیں آتے۔ مصر، ایران، ٹرکی کے ایمان دار آؤ، ان کافروں نے اسلام کی توہین کی ہے انہیں جہنم پہنچاؤ۔ اسے کیوں جلدی نہیں آتے۔ ہماری آنکھوں کے سامنے پیغمبر کی مٹی پلید ہو۔"
>
> (ارجن ۲۹ جون ۱۹۲۷ء)

اس اخبار کے ایڈیٹر پروفیسر اندر ہیں۔ جو سوامی شردھانند کے صاحبزادے ہیں۔ یہ کانگریس کمیٹی دہلی کے معزز ترین عہدہ دار ہیں۔ اور سوامی شردھانند کے بیٹے کی حیثیت سے آریہ سماج کے ممتاز ترین افراد میں سے ہیں۔ میں نے اُن کے ساتھ کانگریس کمیٹی میں سالہا سال کام کیا ہے یہ بڑے ... آریہ سماجی ہیں۔ میں ان کی حیا فانہ زندگی کے ہر حصے سے اچھی طرح واقف ہوں۔ جس پر کسی آئندہ اشاعت میں تفصیل سے بحث کروں گا۔

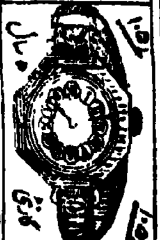
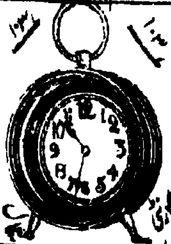
اس وقت میں دہلی کے ہر کس آئی ڈی کے افسر علی ... سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا یہ تحریر مسلمانوں کو مشتعل نہیں کرے گی؟ اور کیا یہ صریح طور پر اہانت اسلام اور ہتک رسول نہیں ہے؟ اور کیا یہ ایسے فقرے نہیں جن کو سن کر مسلمان مشتعل ہوں! اور دہلی کے امن وامان پر کاری ضرب لگے۔؟

یہ ایسے سوالات ہیں۔ جن کا عملی جواب دینے کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کے دل و دماغ میں آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہیں ان کو ٹھنڈا کرنے کے بجائے ارجن کا اشتعال دینا اور اہانت اسلام و اہانت رسول کرنا اور اس کی غیرت بنی کو چیلنج کرنا انتہائی ... اور ذلیل ترین ... کی حرکت ہے۔ مسلمانان ہندستان ...

حیرت انگیز رعایت

پندرہ روپے کی تین گھڑیاں
صرف دس روپے میں
محصولڈاک اور پیکنگ بھی معاف

آپ کے لئے ۔ آپ کے کمرہ کے لیے ۔ بیوی کے لئے

فالدید گولڈن رسٹواچ	ریلوے ریگولیٹر پاکٹواچ	مشہور عالم ٹی ٹایم پیس جرمن میڈ
		
ننھے ننھے ڈزائنوں کی نہایت خوشنما۔ نفیس پائدار ٹایم بتانے کی بھی قیمت معہ اسٹراپ سات روپے آٹھ آنہ محصولڈاک ۔ پیکنگ ۔ منی آرڈر فیس	نکل سلور کیس خوبصورت بیحد مضبوط ٹایم نہایت صحیح بتانیوالی قیمت معہ چین پانچ روپے آٹھ آنے محصولڈاک ۔ پیکنگ ۔ منی آرڈر فیس	دیکھنے میں خوبصورت ۔ چال کا اچھا ۔ پرزوں کا مضبوط ۔ ٹایم کا سچا ۔ بیحد سستا قیمت دو روپے ۔ محصولڈاک ۔ پیکنگ ۔ منی آرڈر فیس

یہ تینوں گھڑیاں اگر آپ یکمشت طلب فرمائیں تو صرف دس روپے میں بھیج جائینگی یہ رعایت محصول کی کمی باعث فرم کی شہرت کی وجہ سے ہوا ور یہ رعایت اسی وقت تک رہیگی جبتک یہ گھڑیاں سٹاک میں رہینگی ۔ اسکے بعد ہم تعمیل سے معذور ہونگے آپ فوراً ہی آرڈر بھیجیں ایسا نہ ہو کہ اسٹاک ختم ہو جائے اور آپ کی فرمائش کی تعمیل نہ ہو سکے۔

نوٹ ۔ ایک یا دو گھڑیوں کے خریدار کے لئے کوئی رعایت نہیں ہے ۔ اُن سے پوری قیمت مندرجہ چارج کی جائے گی ۔ اور محصولڈاک و پیکنگ وغیرہ بھی اُن کو ادا کرنا ہوگا۔

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی کی مشہور

دوست پاکٹ واچ چار یاقوت جویل والی لیور مشین نہایت مضبوط وقت بتانے کی بھی گارنٹی ۔۔۔ ۱۸ سائز قیمت بارہ روپے آٹھ آنے ۔ ۱۶ سائز صرف تیرہ روپے

انڈکیس پاکٹ واچ سات یاقوت جویل والی ۔ نکل کیس ۔۔۔ مشین پائدار ٹایم بتانے کی بھی گارنٹی ۔۔۔ ۱۸ سائز موٹے فیس کی قیمت سولہ روپے ۔ ۱۶ سائز پتلے فیس کی قیمت سترہ رو

میچلس پاکٹواچ ۔ سات یاقوت جویل والی لیور مشین ۔ ڈوسٹ پروف صحیح وقت بتانے والی پرزوں کی مضبوط گارنٹی ۵ سال ۱۸ سائز نکل سلور کیس قیمت اٹھارہ روپے ۔ ۱۶ سائز نکل سلور کیس ۔ قیمت اکیس روپے ۱۶ سائز چاندی کے کیس کی قیمت چھبیس روپے ۔

اے ون ریگولیٹر پاکٹ واچ ۔ تیرہ جویل یاقوت والی مشین نہایت مضبوط سچا وقت بتانیوالی گارنٹی ۹ سال ۱۶۔۱۸ سائز نکل سلور کیس قیمت اکیس روپے چاندی کے کیس کی اٹھائیس روپے ۔

ریلوے سروس پاکٹواچ ۔ سات یاقوت جویل والی لیور مشین بیحد مضبوط ۔ سچا وقت دینے والی نکل سلور کیس ۱۶۔۱۸ سائز گارنٹی ۹ سال قیمت بائیس روپے ۔ محصولڈاک وغیرہ ۸ر بذمہ خریدار ۔

کمپینشن پاکٹ واچ ۔ پندرہ یاقوت جویل والی لیور مشین نہایت اطمینان بخش صحیح ٹایم بتانے والی پرزوں کی پختہ ۱۶۔۱۸ سائز نکل سلور کیس گارنٹی ۱۰ سال قیمت چھبیس روپے ۔ محصولڈاک وغیرہ ۸ر بذمہ خریدار ۔

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی کی کوئین اینی رسٹ واچ سات یاقوت جویل والی لیور مشین بیحد مضبوط ۔ سچا وقت بتانے والی گارنٹی سات سال قیمت معہ اسٹراپ نکل سلور کیس اکیس روپے رولڈگولڈ کیس تینتیس روپے ۔ محصولڈاک وغیرہ ۸ر بذمہ خریدار ۔

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی کی کلائی کی گھڑیاں

فلوبس رسٹواچ ← تیرہ یاقوت جویلدار ۔ لیور مشین ۔ پرزوں کی مضبوط ۔ درستی ٹایم میں لاثانی ۔ گارنٹی ۹ سال قیمت معہ اسٹراپ پینتیس روپے رولڈگولڈ کیس چھتیس روپے ۔ محصولڈاک ۔ پیکنگ ۔ منی آرڈر فیس ۸ر

میچلس رسٹواچ ۔ سات یاقوت جویلدار لیور مشین پائدار صحیح وقت بتانے والی چھوٹا سائز گارنٹی ۹ سال قیمت معہ اسٹراپ نکل سلور کیس چوبیس روپے ۔ سلور کیس اٹھائیس روپے رولڈگولڈ کیس چھتیس روپے ۔

سلینڈر رسٹواچ ۔ پندرہ یاقوت والی رفل جویل لیور مشین نہایت مضبوط ٹایم کی بھی ۔ چھوٹا سائز گارنٹی ۹ سال قیمت معہ اسٹراپ نکل سلور کیس اٹھائیس روپے سلور کیس تینتیس روپے رولڈگولڈ کیس ۴۲ روپے

کیپسیک رسٹواچ → پندرہ یاقوت رفل جویل والی لیور مضبوط درستی ٹایم میں لاثانی ۔ خوشنما ۔ گارنٹی ۹ سال قیمت معہ اسٹراپ نکل سلور کیس تیس روپے سلور کیس اڑتیس روپے رولڈگولڈ کیس چالیس روپے ۔ سونے اکیس۔۔۔

ملنے کا پتہ :۔ امریکن واچ ہوس ۔ اسٹاکسٹ ویسٹ اینڈ واچ کمپنی ۔۔۔ مقام و ۔۔۔

حضرت خواجہ حسن نظامی کی چار اسلامی کتابیں

میلاد نامہ

یہ اسلامی تاریخ کا پہلا حصہ ہے ایک سو چھتیس صفحے ہیں لکھائی چھپائی عمدہ ہے کاغذ سفید اور چکنا ہے چھ دفعہ چھپا ہے یہ استہار چھٹے ایڈیشن کا ہے ایک ہی کتاب کے اندر دو حصے ہیں پہلا حصہ ۵۰ صفحہ کا ہے جس کے اندر حسب ذیل بیانات ہیں، میلاد نامہ کی فضیلت اور احتیاط اس میں میلاد کی محفل کے ادب کرنے کی خوبیاں اور بے احتیاطی کی برائیاں ہیں اور اس کے لئے نہایت موثر حکایات لکھی گئی ہیں پھر دوسرے بیان میں صاحب میلاد کے بزرگوں اور والد و دادا کا بیان ہے، پھر تیسرا بیان ولادت آنحضرت کا ہے جو ایسا موثر ہے کہ تمام محفل میلاد میں ذوق و شوق پیدا ہو جاتا ہے نثر میں بھی ہے اور نظم میں بھی اس بیان میں ولادت سے لیکر جوانی تک کے حالات ہیں بچپن کی پوری کیفیت بھی ہے اور جوانی کی بھی یہاں تک کہ پہلی شادی تک کا بھی ذکر ہے اس کے بعد یہ حصہ ختم ہو جاتا ہے اور دوسرا حصہ **رسول بیتی** شروع ہوتا ہے جس میں کتب قدیم کی بشارتیں اور پیش گوئیاں اور ذکر معراج ہے اور بنی ہاشم اور حضرت ابوطالب کی امداد کا حال ہے اور غریب مسلمانوں پر ستم حضرت حمزہ کا اسلام لانا حضرت عمر کا مسلمان ہونا مسلمانوں کا بائیکاٹ مدینہ کی ہجرت جہاد کا پہلا سفید جھنڈا بدر کی لڑائی یہودیوں سے لڑائی احد کی لڑائی علی کی ماں رسول کی ماں حضرت عائشہ پر تہمت خندق کی لڑائی بنی قریظہ کا حلہ فتح مکہ آخری حج [illegible] عشرہ مبشرہ لباس کھانا روزمرہ کی عادت وغیرہ کا بیان ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ [illegible]

محرم نامہ

یہ اسلامی تاریخ کا دوسرا حصہ ہے اب اس کا چھٹا ایڈیشن تیار ہوا ہے لکھائی چھپائی کاغذ پہلے سے بھی اچھا ہے اور حسب ذیل بیانات ہیں :-

وفات رسول صلعم اور خلافت کا جھگڑا، حدیث قرطاس کی بحث حضرت ابوبکر کی خلافت حضرت عمر کی خلافت حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی خلافتیں اور تمام جھگڑوں کی تفصیل۔ شروع اسلام کے چار شہید حضرت عثمانؓ کی شہادت حضرت علیؓ کی شہادت، حضرت امام حسنؓ کی شہادت، صفین اور جمل کی لڑائیوں کا پورا بیان، خارجیوں کا خروج، حکومت اسلامیہ کی پہلی بدعت، یزید کی تخت نشینی، حضرت مسلم کی شہادت ان کے دو بچوں کی شہادت حضرت امام حسینؓ کا سفر کوفہ حضرت امام حسینؓ کی شہادت اور کربلا کے تمام دردناک واقعات یزید کے دربار میں فاطمی قیدیوں کا جانا۔

غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے لیکر واقعہ کربلا کے آخر تک اسلامی تاریخ کے ہر چھوٹے بڑے واقعے کا بیان ہے اور یہی شہادت کی اس تفصیل سے ہے کہ [illegible] شیعہ سنی [illegible] محرم نامہ کو ترجیح دیجاتی ہے [illegible]

[illegible]

یزید نامہ

[illegible] صفحہ کی کتاب ہے لکھائی چھپائی [illegible] اس میں حسب ذیل مضامین ہیں :-

بنی امیہ کی دنیوی ترقی اور دینی گرفت [illegible] کچھ مدینہ میں کیا انہوں نے جو کچھ مکہ میں کیا قاتلان حسین سے انتقام [illegible] ابن زیاد کا انجام، شمر ذی الجوشن کیا ہے، حضرت [illegible] کی حراست [illegible] کی شہادت زبیر کی شہادت، مکہ پر بنی امیہ کی یورش، حضرت زید کی شہادت امیر معاویہ کا حال، معاویہ بن یزید کا حال، مروان ابن الحکم کا حال، پانچویں بادشاہ عبدالملک بن مروان چھٹے بادشاہ ولید بن عبدالملک ساتویں بادشاہ سلیمان بن عبدالملک آٹھویں خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز، نویں بادشاہ ہشام بن عبدالملک گیارھویں بادشاہ یزید بن ولید بن عبدالملک بارھویں بادشاہ ولید بن یزید بن عبدالملک تیرھویں بادشاہ ابراہیم بن ولید چودھواں بادشاہ مروان الحمار اموی سلطنت کا خاتمہ

غرض اس کتاب میں بنی امیہ کی پوری تاریخ ہے اور ہر بادشاہ کی زندگی اور بیرونی زندگی کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے اسلامی تاریخ کے [illegible] ہے اکثر مقامات پر لڑکوں لڑکیوں کو بطور درس کے پڑھائے جاتے ہیں اس کی زبان کی عمدگی ہے یعنی اس قدر سلیس اور آسان ہے کہ کم پڑھے عورتیں اور بچے سب آسانی سے پڑھ سکتے ہیں، قیمت سوا روپیہ [illegible]

طمانچہ بر رخسار یزید

طمانچہ بر رخسار یزید ایک سو چار صفحہ کی کتاب ہے لکھائی چھپائی بہت اچھی کاغذ اعلیٰ [illegible] کتاب میں بنی امیہ کے شریر لوگوں کی [illegible] دکھائی گئی ہیں سب واقعات سچے اور اصل نہیں ہیں صرف افسانے کے [illegible] یہ کتاب [illegible] نہ دکھانی چاہیئے کیونکہ اسمیں بنی امیہ کی بعض بدچلن عورتوں کے شرمناک حالات ہیں البتہ مرد اور تعلیمیافتہ مردوں کے پڑھنے کے قابل ہے بچوں اور عورتوں کو نہ دکھانی چاہیئے اس کے مضامین کی تفصیل یہ ہے پہلا باب حضرت علی کے پوشیدہ کاغذ کی تلاش دوسرا باب ریحانہ کا سفر تیسرا باب سات برس کا پرانا عاشق، چوتھا باب [illegible] بنت یزید، پانچواں باب [illegible] چھٹا باب، باپ کی بیوی کا دیوانہ، ساتواں باب بھائی کی [illegible] آٹھواں باب [illegible] کتنی مشکل ہے، نواں باب، فرحہ اور ریحانہ کا فرار دسواں باب حسین بن نمیر کے [illegible] گیارھواں باب ابن [illegible] کی بیٹی، بارھواں باب ابن [illegible] کا قتل تیرھواں باب [illegible] اور ابراہیم چودھواں باب کربلا کے قیدی، پندرھواں باب یزید کی نئی محبوبہ [illegible] باب دمشق کی ایک سازش سترھواں باب کربلا کے قیدی اٹھارھواں باب طمانچہ بر رخسار یزید، غرض یہ کتاب قصہ کی دلچسپی اور انشاء پردازی کے کمالات [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] جادو بیانی [illegible] آپ [illegible] کی گفتگو [illegible] کی [illegible] نہیں رکھتی کہ آپ چاہتے ہیں کہ [illegible] نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو

فن تقریر

[illegible] اور اسکی ۲۲۵ ہدایتوں پر عمل کیجئے [illegible] کہ الفاظ طلسم بنجائینگے۔ آپ کی گفتگو [illegible] لہجہ کی شیرینی پیدا ہو جائیگی ہر محفل اور [illegible] کی [illegible] بنجائینگے۔ آپکی جادو بیانی [illegible] دل ہی کے حلقہ تک محدود نہیں ہوگی [illegible] ہزاروں کے مجمع میں بے دھڑک تقریر کر سکینگے [illegible] آپکے قبضہ میں ہونگے اسطرح آپ لوگوں [illegible] کر لیں گے۔ قیمت مجلد ایک آنے ۸ر

کون منانے سے نہیں منتا؟ آپ کسے اپنا مطیع بنانا فریفتہ اپنا دیوانہ بنانا چاہتے ہیں وہ کوئی عورت ہو، کوئی مرد ہو۔ کوئی بوڑھا ہو، کوئی آقا ہو۔ کوئی حاکم ہو آپ کا مطیع و مسخر ہو سکتا ہے اگر آپ اس عجیب و غریب طلسمی کتاب

فن تسخیر

کو ملاحظہ کریں اور اس کی ترکیبوں پر عمل فرمائیں اور اس کتاب میں جو عمل بتایا گیا ہے وہ نہایت صحیح موثر اور تیر بہدف ہے کبھی غلط ثابت نہیں ہو سکتا پھر تعریف یہ کہ عمل کی ترکیب نہایت آسان ہر شخص بڑی سہولت کے ساتھ عامل بن سکتا ہے اگر یہ دعوی غلط ثابت ہو تو نہ صرف ایک کتاب بلکہ سو کتابوں کے دام واپس۔ قیمت آٹھ آنے ۸ر

اگر آپ دعا مانگنے کے طریقہ سے واقف ہیں تو آپ کی ہر دعا قبول ہو سکتی ہے اور آپکی ہر مراد پوری ہو سکتی ہے اگر خدا نخواستہ آپکی دعائیں بے اثر ہوں تو سمجھ لیجئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناآشنا ہیں پہلے دعا مانگنے اور مراد پوری کرنیکے طریقے معلوم کیجئے اس کے بعد دعا مانگئے انشاء اللہ اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد بنجائینگے۔ اگر آپ غریب ہیں تو آپکی غریبی دور ہو جائیگی اگر آپ پر قرضہ کا بار ہے تو آپ بہت جلد سبکدوش ہو جائینگے۔ اگر آپ پیچیدہ معاملات کی وجہ سے پریشان ہیں تو آپکی پریشانی رفع ہو جائیگی اس مقصد کیلئے آپکو صرف

کلید مراد

کے مطالعہ کی ضرورت ہے جس میں دعائیں مانگنے اور مرادیں حاصل کرنے کے طریقے کلام مجید اور احادیث سے اخذ کئے گئے ہیں کلید مراد کے بتائے ہوئے طریقوں پر اگر آپ دعائیں مانگیں گے تو انکی مقبولیت یقینی ہے۔ قیمت صرف آٹھ آنے

[illegible] چاہو گے ہو جائیگا

[illegible] سے گھبراؤ، پریشانی کے وقت استقلال کو [illegible] جانے دو۔ اس [illegible] ذات سے ناامید نہ ہو جو [illegible] جو چاہو گے ہو جائیگا کامیابی کی شاہراہ [illegible] مصیبت راحت [illegible] جائیگی [illegible] [illegible] تنگدستی سے بدلتی [illegible] پریشانیاں دور [illegible] حاصل ہو جائیگا بشرطیکہ تم [illegible] جانتے ہو [illegible] وہ [illegible] آسانی [illegible] ہیں کہ [illegible]

[illegible]

ہم کیسے مسلمان ہیں؟

جب سرور دو عالم کے حالات زندگی اور آپکے پاکیزہ خصائل ہی سے بے خبر ہیں تو پھر ہم کیسے مسلمان ہیں اگر آپ کی زندگی مبارک کے قابل تقلید اور دلچسپ حالات آپ پڑھنا چاہتے ہیں تو

برگزیدہ نبی کے برگزیدہ خصائل

پڑھیے اسمیں آپ کی زندگی مبارک کے حالات کو نہایت دلچسپ پیرایہ میں لکھا گیا ہے یہ نہایت مستند کتب کا عطر ہے اس کتاب کے بعد حضور سرور دو عالم کی قابل تقلید عادات [illegible] اطوار آپ کی سادہ معاشرت اور لباس آپکا حلیہ مبارک [illegible] علم و مروت فروتنی انکسار ایفائے عہد امانت و دیانت عفت [illegible] عصمت عدل و انصاف جود و سخا استقلال و استقامت [illegible] و اخلاص عبادت و ریاضت حسن و سلوک مزاج تبسم غرضیکہ حضور سرور دو عالم کی زندگی مبارک کا یہ کتاب آئینہ [illegible] [illegible] اور عمدہ [illegible] خوشخطی [illegible]

[illegible] نہایت عمدہ قیمت مجلد [illegible]

مدنی سرکار کی روح بیچین تھی

جب یزید ناپاک نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو کربلا میں بے یار و مددگار پا کر مظالم شروع کئے تو اسوقت حضور سرور دو عالم کی روح بیچین کر دینے والے دردناک واقعہ کو اگر آپ پڑھنا چاہتے ہیں تو کربلا نامہ پڑھیئے اس میں شہادت کے سچے واقعات نہایت تحقیق و تصدیق کے بعد درج کئے گئے ہیں اور ابتدا سے لیکر انتہا تک اس دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یزید کی تخت نشینی حضرت امام حسین کو زہر دلیا جانا [illegible] وطن امام مظلوم کی مکہ کو روانگی کوفیوں کی شرارت [illegible] کا [illegible] کو چن چن کر جام شہادت پلانا اہلبیت پر مظالم۔ یہ کتاب کربلا کی نہایت دردانگیز تاریخ ہے جسکا ہر شعر اور ہر سطر اور ہر فقرہ درد و سوز میں ڈوبا ہوا [illegible] نہایت شستہ اور سلیس [illegible] واقعات بالکل [illegible]

[illegible] نہایت عمدہ۔ قیمت [illegible]

مگر آسمانِ ایشیا ہی کی گردش کی بھی نہ چلی۔ اور محض "یکجا دروں" کی جسارت کی وجہ سے مولانا حسرت موہانی کا حق پرستانہ خطبۂ صدارت ضبط کیا گیا اور انہی کی سود پرستی کی وجہ سے ایک نئی جماعت خدام الحرمین کے نام سے خلافت کمیٹی کے مقابلہ کے لئے قائم ہوئی۔

اس سال پہلے تو گرانی میں خلافت کمیٹی کے اجلاس کی توقع دلائی گئی مگر جب گرانی والے کمیٹی نے دعوت نہیں دی تو پھر یہ اعلان کیا گیا کہ کلکتہ میں یہ غیرت دار جمع ہونگے کیونکہ بعض بہت اہم مسائل "ان خلافت کے باتھیوں" کو طے کرنے تھے۔ جیسا کہ وہ گزشتہ ۱۵ سال سے طے کیا کرتے تھے مگر وہاں بھی اقتدار خطرہ میں تھا۔ اس لئے کہ پنجاب پہلے بھاگ چکا ہے، بنگال و بہار کی سرکشی کا کلکتہ میں علم ہوا تھا۔ لہٰذا دس کروڑ مسلمانان ہند کی یہ نمائندہ جماعت اپنے یوم ولادت سے پہلی مرتبہ سالگرہ سے محروم رہی۔ کیونکہ اگر کلکتہ میں کہیں بھولے سے جلسہ ہو جاتا تو غالباً یہی فیصلہ ہوتا کہ خلافت کمیٹی کی اب مسلمانوں کو ضرورت نہیں ہے۔ اور ایسی حالت میں کہ اس کے سامنے کوئی پروگرام نہیں ہے، اور ترک بچارے اپنی خلافت تہی دہ خلافت کو باسفورس کے ساحل میں غرق کر چکے اس لئے اب نہ تو خلافت کے نام سے کوئی اپیل چندہ کا کیا جائے گا اور نہ خلافت کے نام سے مسلمانوں کو دھوکہ دیا جائے گا۔ یہ بھی خوف تھا کہ سمگلروں کے پچاس ہزار روپے جو حسبِ عدہ خرچ نہیں ہوئے اگر ان کی تحقیق کسی بگڑے دل نے سوال کر لیا تو کیا جواب دیا جائے گا۔ افسوس صرف اسکا ہے کہ جنگی برادران اس سال "اہم ثواب" نہ دیکھ سکے۔ ورنہ چار کروڑ روپیہ کا اپیل تو وہ مسلمانوں سے کر ہی چکے تھے، ان کو سالانہ اجلاس کی ضرورت ہی نہ تھی۔

بہرحال یہی غنیمت ہے کہ خلافت کمیٹی کا اجلاس نہ ہونے سے دو چار بھلے مانسوں کی پگڑیاں سلامت رہ گئیں، جنہوں اس اجلاس میں ہاتھ ڈالنے کی بعض حاسدا ورکمینوں نے پوری طرح سازش کر لی تھی۔ البتہ مولانا ابوالکلام آزاد کی نمک پاشی ناقابل برداشت ہے، اور اس کا کسی مناسب موقع پر بدلہ بھی ضرور لیا جائے گا کہ انہوں نے بحیثیت صدر خلافت ایسوسی ایٹڈ کو یہ بیان بھی دے دیا کہ "اب خلافت کمیٹی کی ضرورت نہیں"۔ پنڈت موتی لال نہرو نے جو دلفریب نغمہ مسرت کی سرسبز وادیوں پر بیٹھ کر گایا تھا۔ اور عالم مدہوشی میں مولانا ابوالکلام آزاد نے بھی اس میں سُر ملا دیا تھا کیونکہ دیش بندھو داس کے بعد اب صرف پنڈت جی ہی کی ذات سے کچھ زرافشانی کی توقع ہو سکتی ہے ورنہ خلافت کی ہنڈیا تو عرصہ ہوا کہ پھوٹ ہی گئی تھی - سچ تو یہ ہے کہ گویا نکلی بھلی ہانڈیوں کو تو کتا بھی نہیں پوچھتا۔

الجمعیۃ کے فاضل ایڈیٹر صاحب طعنہ زن ہیں کہ تبلیغ کانفرنس دہلی میں کیوں ہوئی! سچ ہے میرزا نجم صاحب کو یہ ذلت کرنے کی آخر سوجھی ہی کیا تھی! جمعیۃ علماء کا جلسہ منعقد ہو، اور اس کے ماتحت شعبہ تبلیغ و حفاظتِ اسلام کا ایک فرقہ وارانہ جلسہ بھی ہوا اور اس میں شرکت کے لئے ڈاکٹر کچلو صاحب مولانا عبدالماجد صاحب وغیرہ حضرات کو بلانے کا اُنہیں کہاں حق تھا؟

"دریا الجمعیۃ تبلیغ کانفرنس کے مسلک غلط تلاوت قرآن کا متمسک ہوا"

[illegible] ات کانفرنس کے دہلی میں منعقد ہونے پر تو معترض ہیں۔ مگر شاید وہ بھول گئے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ ۱۹۲۲ء کی مجلس استقبالیہ کے صدر کا خطبہ بھی باوجود چھپا ہوا ہونے کے ایسا ہی تھا جس کی تلاوت قرآن و حدیث کے لئے مولانا کفایت اللہ صاحب کو آوازیں دی گئی تھیں۔

کانفرنس میں کہیں بھولے سے احمدی جماعت کے تبلیغی مشن کا ذکر بھی ہو گیا تھا، بس یہ چنگاری جس میں آگ لگانے کے لئے کافی تھی۔ ہم مولانا عبدالماجد صاحب اور ڈاکٹر کچلو صاحب سے سفارش کرتا ہوں کہ آئندہ وہ اس جمعیۃ علماء کی تبلیغی خدمات کو فراموش نہ کریں، جس کا یہ رونا ابھی تک وقف ماتم گساری ہے اور جس کی حیات باپ بیٹا روح القدس میں مضمر ہے۔ کیونکہ اس کے کارکن "جماعتوں کی خفگی برداشت کرنے کی ہمت نہیں رکھتے"

۹ر جنوری کو غیر دانشمندانہ منایا گیا، اور اس روز تمام ہندوستان کے آریہ سماجیوں نے اسلامی تعلیمات کے خلاف زہر اگلا حتی کہ مسٹر گاندھی جیسے اتحاد دوست نے بھی شدھی اور سنگٹھن کے انگارے اچھالے۔ اور یہ وہ مسٹر گاندھی کی شرکت کی وجہ سے اس تیزی کے ساتھ پہنچی کہ بعض شرارت پیشہ ہندوؤں نے سوامی کے قتل کے ملزم کی لاش کو جلانے کا حماقت انگیز مطالبہ کر کے تعلیمات اسلام پر نہایت گراوٹ کن اور بیہودہ اشتعال انگیز اور اس سوز حملے کئے سب کو معلوم ہے کہ گرفتار شدہ ملزم مسلمان ہے، جو اگر واقعی عدالت اپیل سے بھی مجرم ثابت ہوا تو از روئے شریعت اسلامی پھانسی پانے کی صورت میں دفن ہوگا۔ یہی ایک مسلمان کی لاش کو مشرکانہ رسوم کے ماتحت نذر آتش کرنے کے غیر کامل اندیشانہ اور مجنونانہ مطالبے کے صاف اور صریح یہ معنی ہیں کہ بعض مشتعل ہو جانے والے مسلمان قاتل یا مجرم کے اسٹیچو نصب کرنے کی تحریک شروع کریں اور اس کے بیہودہ فعل کو سب سے بڑی اور اہم خدمت اسلامی سمجھا جائے جس سے یقیناً ہندو مسلمانوں کے تعلقات اور غیر خوشگوار ہونگے، اور جس کی ذمہ داری یقیناً ان دریدہ دہن آریہ ہندوؤں پر عائد ہوگی، جو ایک مسلمان کی لاش کو جلانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اور جان بوجھ کر ملک کے امن و امان کو ہمیشہ کے لئے تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں۔ اور ہزاروں ہندو مسلمانوں کو اپنی آتش بیانی اور مشتعل نفاق سے بدامنی اور فساد کے جہنم میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔

حکومت کی پراسرار خاموشی اس نفاق و بدامنی کی آگ کو اور دہکا رہی ہے۔

بیرون ملک بعض انتہا پسند علماء و عمال حکومت کی خاموشی
کو سودا اور حکومت کو راز" دل مضرب المثل کا عمل کہیں مگر واقعہ یہ ہے
کہ حالات کو ہند و مسلمانوں کا ایک تو ایک آنکھ نہیں بہاتا مگر وہ بدامنی
سے بہت گھبراتا ہے کیونکہ بدامنی سے انگلستان کے سفید مزدوروں کے
بھوکے مرنے کا خیال اسکو بے چین کئے دیتا ہے، اور برٹش مزدور کو لی
ہندوستان کی اسمبلی کا ممبر تو ہے نہیں کہ اس کے چیخنے کا اثر نہ ہو۔ وہاں
تو فوراً جواب طلب کیا جاتا ہے۔

حج کا موسم قریب آ رہا ہے، مسلمانان ہندوستان کا ایک نمائندہ جلسہ اکابر علماء کی موجودگی میں امسال التوائے حج کا اعلان کر چکا ہے اور مقتدر ارباب مذہب و سیاست التوائے حج کی تحریک کو بنظر پسندیدگی دیکھ چکے ہیں۔ مخالف و موافق تقریروں اور تحریروں کی گرم بازاری کا زمانہ بھی ختم ہو گیا ہے مگر اس مفید تحریک کو عملی جامہ پہنانے کے متعلق اگر سوال کیا جائے کہ کام کیا ہوا تو سوائے گردن جھکا لینے اور کف افسوس ملنے کے ذمہ داروں سے کچھ جواب ملیگا اور نہ کلکتہ سے۔ اور اسی طرح بمبئی میں بھی خاموشی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ زمانوں کے ہر طبقہ اور ہر جماعت کے قوائے عمل مفلوج ہو گئے ہیں، اور ان میں سے ہر فرد کے پاس سوائے شاندار سکیموں اور خوشنما پروگراموں کے عمل کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ سچ ہے جب خدائے ذو الجلال کا کسی قوم پر عذاب نازل ہوتا ہے، تو اس سے عمل کی قوت سلب کر لی جاتی ہے۔

مسلمانوں کی حالت قیس عامری کی سی ہو گئی ہے جو ہر نئی جماعت میں دیوانہ وار اس لئے اور صرف اس لئے شریک ہوتے ہیں کہ "شاید اسی محل میں لیلیٰ ہو" مگر دوری منزل، آرام طلبی، عیش پسندی، خوشامد پسندی، خود پرستی ان کو لیلائے مقصود کے محل کے قریب ہی نہیں پھٹکنے دیتی۔ جس قوم میں ایثار و قربانی اور اخلاص کی روح مردہ ہو جاتی ہے اسکی یہی حالت ہوتی ہے۔

کیا انجمن خدام الحرمین کے ارباب کار سن رہے ہیں کہ ان کی بے عملی کی لعنت خدام الحرمین کو کہاں لے جا رہی ہے؟ ان کو ریزولیشن بازی کی شیطانی حرکات سے آگے بڑھنا چاہیئے کہ یہ مرض تو قوم پرور جماعت میں بھی موجود ہے، پھر ان میں اور تم میں کیا فرق ہوا؟

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ایک وقت میں اہرمن و یزداں اور حسین اور یزید خوش نہیں رہ سکتے۔ پھر انجمن خدام الحرمین کے کارکن اگر یہ چاہتے ہیں کہ نجدی برادران اور مہاراجہ صاحب محمود آباد کی قومی اور سرکاری

مظلوموں کی نقاب اتار کر کچھ کام کریں۔ تو ان کا فرض ہے کہ وہ مردانہ وار میدان میں آئیں، اور وقتیت پرستی، اور سرکار پرستی کی عادت اور خوف سے بے پروا ہو کر اپنے اصول اور عقائد کے لئے فداکاری کے جذبے سے آگے بڑھیں۔ اور ملک کے گوشہ گوشہ میں تمام مسلمانوں کے بچے بوڑھے، عورت مرد سب کے کانوں میں یہ آواز پہنچا دیں کہ اگر عقائد کی آزادی اور ایمان کا تحفظ چاہتے ہو تو صرف ایک سال حج ملتوی کر کے اس کے نتائج کا انتظار کرو۔

یقین جانئے کہ ہزار ہا عرضداشتیں صدہا وفود اور ان کی جد و جہد وہ نتائج پیدا نہیں کر سکتے جو ایک سال حج کا التوا پیدا کر سکتا ہے کیونکہ اگر اس سال حج کا التوا ہوا تو ... خود کو درست کر دے گا۔ اور یا پھر اس کے لئے حجاز میں ٹھیرنا ناممکن ہو جائے گا۔ کیونکہ بدو لوگ جن کے اونٹ کو باربرداری نہ ملے گی تو وہ پھر ابن سعود تو ابن سعود کیا باپ کی اطاعت سے بھی انکار کر دیگا۔ اور یقیناً یہ ایسا موقع ہوگا جب ثابت ہوگا کہ حجازی بدوؤں پر سے نجدی دجال کا وقار اور رعب اٹھ جائیگا۔ اور جب ان جاہل اور بھوکے بدوؤں کا معدہ خالی ہوگا تو وہ یقیناً اس ظالم و جابر سلطنت کے خلاف مسلح بغاوت کر کے کسی جمہوری سلطنت کا افتتاح کرینگے۔ اور اس وقت تطہیر حجاز کی تکمیل ہوگی۔ اور حجاز میں ایک ذمہ دار سلطنت قائم ہوگی جسکے دور حکومت میں جنت البقیع پر ہل نہیں چلوائے جائیں گے۔ اور اس حجازی جمہوریت کے زمانہ میں چالیس کروڑ مسلمانوں کی زندگی کا آسرا (گنبد خضرا) محفوظ ہوگا۔

بدبختو! خوب یاد رکھو کہ امسال حج کو جانے کے معنی صاف یہ ہیں کہ تم ابن سعود کی اس حکومت کو جس نے مزار اطہر پر گولیاں چلائیں اہل بیت کے مزارات پر ہل چلوا دیئے۔ مولد النبی، اور مساجد، و قبہ ہا وغیرہ کو نہایت سفاکی کے ساتھ منہدم کرایا، اور جو وہابی عقائد کی بزور تیغ تبلیغ کرتی ہے، اسقدر مستحکم کر دو گے کہ اس کا مستقبل قریب میں استیصال ناممکن ہو جائے گا۔ اور جب اس کے خزانے میں ہندوستانی حاجیوں سے وصول کیا ہوا روپیہ پہنچ جائے گا تو وہ اپنے دادا عبد الوہاب کی سنت پوری کرنے کے واسطے (خاکم بدہن) روضہ رسول پر کدال بجا[ئے گا]

مجھے یقین ہے کہ ایک سال حج کو نہ جانا ابن سعود کی ریڑھ کی [ہڈی] توڑ دے گا۔ اور اس کے علاوہ موتمر کے ذریعہ نہ تو انقلاب حکومت ہو سکتا ہے، اور نہ میں اس کا قائل ہوں کہ جس نے تلوار کے زور سے حجاز میں اپنی حکومت قائم کی ہے۔ وہ موتمر کے ان نمائندوں کی آواز پر اپنی حکومت چھوڑ کے صحرائے نجد میں اونٹ چرانے چلا جا[ئے] جن کے پاس سوائے چند کاغذی ریزولیوشن پاس کر دینے کے ا[ور] سے موتمر کی تجاویز منوانے کی کوئی طاقت نہیں ہے۔

مسٹر گاندھی جو قومیت متحدہ کے چہرے سے ... اٹھا دیں ...
[illegible] اس کی چالبازی کی شہرت نہ معلوم کہیں دور دراز ملکوں تک پہنچ
[illegible] اللہ جہاں شروع میں مسٹر گاندھی کی عمل کے اسقاط پر ایک عجیب تبسم
[illegible] مدد بخشنے کے عادی ہیں جس وقت وہ سوراج کا چارٹر لے کر
[illegible] رہے تھے تو انہوں نے آریہ سماج اور اس کے طرز تبلیغ اور
[illegible] سوامی شردھانند کے طریق کار پر سخت نکتہ چینی کر کے مسلمانوں میں "مسیحی
[illegible] شہرت حاصل کر لی تھی"۔ گو آریہ سماجی کیمپ میں ان کے بیان سے ہلچل
[illegible] مچ گئی تھی، اور تمام ہندوستان کے آریوں نے ان پر اظہار ملامت کیا تھا۔
اگرچہ گاندھی ازم کا دارہ گردوں میں ان کا پارٹ بہت کامیاب رہا۔
مسٹر گاندھی اپنی جگہ بہت دہی رہے۔ اور موقع کے منتظر تھے کہ کب
دوسرا پارٹ ادا کریں۔ اور اس سیاہی کو اپنے چہرہ سے دور کریں
چنانچہ سوامی شردھانند کا حادثہ قتل نہ تو رونما ہوتے ہی اگر
اسلام کی تلوار ایسی خونخوار اور تڑپ کر باہر نکلتی ہوئی دکھائی دی کر وہ
[illegible] زدہ ہو کر "گورنری میں" جب گئے اور وہاں جا کر انہوں نے آریہ سماج
[illegible] خوش کرنے کے لئے جو کچھ کہا وہ "گوہاٹی" کے قومیت متحدہ کے اسٹیج
[illegible] ان کا دوسرا پارٹ جو بہت کامیاب رہا۔ اگرچہ ان کے بعض بہت
[illegible] اس تازہ "اعلان صداقت" سے مسئلہ تناسخ کے منزد قائل ہو گئے۔
مسلمانوں کو متعجب ہونا چاہیئے کہ اگر ان کے لفظ "رحاجی"
[illegible] علی نے اپنے اخبار "بے درد" میں ان کے اس تازہ حملہ پر جو انہوں نے
[illegible] اسلامی تعلیمات پر کر کے آریہ سماج میں سستی شہرت حاصل کر لی ہے ایک
[illegible] حفظ اسلام کی حمایت میں غالباً اس نے لکھا ہوگا کہ "ینگ انڈیا" بھی ان کے
[illegible] قوم پرستی میں صحیفہ الٰہی سے کم نہ ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی سچ کے در و نگر
[illegible] خصلت ایڈیٹر و مہتمم نے بھی اپنے زعم کہنہ پرستی [illegible]
[illegible] کے اوتار کے الہامی کلام پر تبصرہ کر کے "سچ" کی عزت رکھنا۔
مسٹر گاندھی کے اس "شیطانی بیان" پر جس میں اسلامی تعلیمات
[illegible] سخت بے تمیزی سے ساتھ حملے کئے گئے ہیں مسلمان رہنماؤں اور اخبار
[illegible] خلافت کمیٹی، جمعیت علما، تبلیغ اسلام جیسی مذہبی جماعتوں کی خاموشی مستحق
[illegible] لعنت ہے۔ سوائے اخبارات زمیندار، الامان، منادی، سیاست
[illegible] جنہوں نے ستیہ گرہ کے اس "چہرے" اوتار اور دوست نما دشمن اسلام
[illegible] کے افعال پر نہایت سختی سے نکتہ چینی کر کے اپنی پرستی اور اسلام دوستی
کا ثبوت دیا۔ فجزاہم اللہ۔

ناظرین کرام آج "ہیشیا" کے صفحات پر "حاجی" محمد علی صاحب کی نوازش بھی
[illegible] دیکھیں گے۔ اب جبکہ وہ مجھے منہ دکھایا ہوا سانپ "میرے گلے میں ..."
[illegible] گیا ہے تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس قضیے کے متعلق تعلقات کی [illegible]

[illegible] واقعہ یہ ہے کہ جس وقت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب [illegible]
نے مفسدہ پردازی سے شروع کیا، تو حضرت خواجہ صاحب
سے عرض کیا کہ اس فتنہ کے درخت کو جڑ سے اکھیڑ پھینکنے کی ضرورت ہے انہوں نے
اپنی فطری شرافت اور اپنے دوستوں یعنی جناب [illegible] صاحب و جناب ملا واحدی صاحب
(جنکو یہ طریق "اینڈ بانسہ لیڈر" سے "پیر" کہا ہے) ....
کے مشورہ سے مجھکو اس مسئلہ میں دلچسپی لینے سے روکا [illegible]
نے کچھ ایسے فلسفے بیان کئے کہ یہ سمجھے کہ علم آدمی کی ان کی معلومات کا شکار ہو جائے۔
مگر اب جبکہ "حاجی صاحب" نے براہ راست میری تردید کرنی شروع کی ہو
تو میرے لئے ناممکن ہو گیا ہے کہ عوام کو زیادہ عرصہ تک دھوکہ میں رکھا جاتے۔ اگرچہ
مجھے اب بھی یہی مشورہ دیا جا رہا ہے کہ میں خاموش رہوں اور باولے کتے کے
منہ نہ لگوں۔ مگر ان ناصحان مشفق کو معلوم نہیں کہ اگر اس باولے کتے کو
آزاد چھوڑ دیا گیا، اور اس کو کیلنے کی کوشش نہ کی گئی تو نہ معلوم کتنے شریف اور
بے خبر راہ گیروں کو "عمل" جانا پڑے گا۔
مجھے خواجہ صاحب کے ساتھ کام کرنے کی وجہ سے ایک نئے طریقے سے
مخالفت کرنے سے بھی حضرت خواجہ صاحب کے رفقا روک نہ سکا۔ یعنی یہ کہ میری
مخالفت سے جو در اصل میری اپنی صفائی ہے حضرت خواجہ صاحب کی در پردہ
مخالفت بتانے کا موقع حریفوں کو ملیگا۔ اس لئے مجھے "حاجی" صاحب کی
خرافات پر متوجہ نہ ہونا چاہیئے۔
یہ ناصح حضرات بھول جاتے ہیں کہ مجھکو خواجہ صاحب میرے تعلقات کا
کیا معاوضہ دیتے ہیں؟ اور یہ وہ حقیر رقم ہے کہ جس سے دوگنی سے زیادہ اتنے
وقت میں میں بہت آسانی سے دلی میں پیدا کر سکتا ہوں، اور اگر خواجہ صاحب کا
یہ تعلق ان کے نزدیک بھی میری خدمت سے نہیں ہے بلکہ یہ اس کو میری رائے اور
میرے ضمیر کی خریداری سے نسبت دینا چاہتے ہیں، تو میں اس تعلق پر بھی لعنت
بھیجنے اور اس کو منقطع کرنے کے لئے تیار ہوں۔
اچھا ہوگا کہ یہ میری اس سلسلہ میں کٹ جائے کہ میں آئندہ اپنی زندگی کی تمام
جدوجہد سے نام ہناد خود پرست پیشواؤں کے خلاف ایک خاص جماعت پیدا کرنے میں
کامیاب ہو سکوں گا جنہوں نے بھولے مسلمان قوم کو اپنی خود پرستی اور اپنی عزت اور
ناموری کی قربانگاہ پر بھینٹ چڑھا دیا ہو۔ اور مجھے ایسے خادم ان ملک ملت کے خلاف
آزادی سے لکھنے کا زیادہ موقع ہوگا جنہوں نے اپنے ذہنیت کی خاطر مسلمانوں کو لڑا کا اور
ان کی جیبیں خالی کرانا اپنی زندگی کا مقصد قرار دیا ہے۔ خواہ وہ کوئی بھی ہوں۔
خود غرض و متنفس ہو جو مسلمانوں میں انتزاق کا باعث ہوگا۔ اس کو کچل دینا، اور اس کے
اقتدار کا خاتمہ کر دینا، اور اس کے چہرے پر پڑی ہوئی نقاب کو تار تار کرنا میری زندگی
کا اولین مقصد ہوگا کہ میرے خیال میں آج اسلام کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ جھوٹے
پیشواؤں کے مکر و فریب سے مسلمانوں کو بچایا جائے۔ اور ایک نئی جماعت علم کے نام سے

[illegible] مسلمانوں میں ... اسلام کی اصل طاقت ہیں اور جنہیں اسلام کی [illegible] حضرت خواجہ صاحب [illegible]

[illegible] کلاس میں ملے [illegible] سے منسوب کیا اور اپنے نجدی آقا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے متعدد فریب آمیز اعلانات بھی شائع کرائے۔ اور نجدی جال کے شیطانی فتنوں میں داخل کرنے کے لئے اور غریب حاجیوں سے غیر شرعی ٹیکس وصول کرنے کے نت نئے طریقے بھی بتائے گئے۔ اور اس شورش کے خلاف منصوبے بھی تجویز ہوئے جو نجدی ایجنٹ کے آقائے نامدار کی سلطنت میں جانے سے روکنے کے لئے ہندوستان میں جو قحط پیدا ہونے والی ہے

صاحبزادہ بلند اختر دہلی میں کورونیشن ہوٹل میں ٹھہرتے ہیں۔ چونکہ سنت سعود میں ہوتی ہے اس لئے شراب خواری اور رنڈی بازی اس آزادی کے ساتھ ہوتی ہے کہ دہلی کے محمد شاہ رنگیلے، اور لکھنؤ کے واجد علی شاہ کی روحیں اپنے سچے جانشین کو مبارکباد دینے آتی ہیں کہ اس وقت بھی ان کے مخصوص شغل کو زندہ رکھنے والے ان کے قصبے زندہ ہیں۔ یہ ساری عیاشیاں اور حرامکاریاں اس روپے سے ہوتی ہیں، جو کتاب و سنت کے نام سے پردیسی حاجیوں سے غریب الوطنی میں جبراً وصول کیا جاتا ہے۔ اور جسکو شام کا توفیق شریف بے شرف اعلیٰ درجہ کے انگریزی ہوٹلوں میں بے دریغ عیاشی پر خرچ کرتا ہے جو ابھی تھوڑے دن نہیں گزرے کہ روٹیوں تک کو محتاج تھا۔

پس جو لوگ امسال حج کو نہ جائیں گے ان کو اس کا بھی ثواب ملیگا کہ ان کے دیئے ہوئے روپے سے شراب نہیں پی گئی۔ ان سے وصول کیا ہوا روپیہ طوائفوں کو نہیں دیا گیا۔ اس لئے سخت ضرورت ہے کہ ایک سال کے لئے حج ضرور ملتوی کیا جائے۔

ناظرین کرام نے گذشتہ پرچہ میں ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ میرے محترم جناب حاجی محمد علی صاحب نے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی "خواجگی" مٹانے کے خیال میں مجھ معمولی درجہ کے انسان پر بھی عنایت کی ہے۔ اور میں نے اس سلسلہ میں کچھ حقائق و واقعات پر روشنی ڈالی تھی، اس لئے ان پر حق کڑوا ہونے والی ضرب المثل صادق آئی، اور "حاجی صاحب تو "آبرو باختہ" "حواس باختہ" تھے اور اب "ایمان باختہ" بھی ہو گئے ہیں، تو انہوں نے "مرید نمی کند ہر آنچہ پیر نتواں کند" کے عنوان سے ۱۵ر جنوری کے ہمدرد میں دو کالم کے طویل لیڈر میں جو غلط مبحث کی عجیب و غریب تطہیر ہے، مجھ پر اپنی "شرافت کے پھول" برسائے ہیں۔

در اصل بات یہ ہے کہ ان کو پیشوا کا گذشتہ نمبر پڑھ کر غصہ آگیا اور اس غصہ میں ان کے ہوش و حواس گم ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی انکو ایمان نے بھی جواب دیدیا۔ جب ہی تو مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کے لئے مجھے حضرت خواجہ حسن نظامی کا مرید لکھ کر دنیا کو اپنی عادت سے

مطابق جبکہ دنیا چاہتی ہیں جو انکی ارشاد ہوتا ہے۔

"۵ر جنوری سنہ کے "پیشوا" میں اس "امام الشیاطین" کے سب سے زیادہ مرید اوجھے اور اوباش نے جو گرچہ نقاہت کمتر ہے، مگر بے غیلنت بدتر ہے، اس ناپاک سلسلہ میں ایک ناپاک ترین کڑی کا اضافہ کیا ہے۔"

"پیشوا کا ایڈیٹر جو اب "بقائی" کا پرچم اپنے نام کے ساتھ لگائے ہوئے ہے، ایک کم سن لڑکا تھا جب سنہ ۱۹۱۹ء میں پہلی بار دہلی میں آیا۔ اور کامریڈ کے علاوہ میں نے اخبار ہمدرد بھی جاری کیا مئی سنہ ۱۹۱۹ء میں میری اور مولانا شوکت علی کی نظر بندی تک یہ لڑکا ایک اور کم سن لڑکے کے ساتھ ہمارے پاس آتا رہا۔ اور ہمیں چچا چچا کہنا شروع کیا۔ آج یہ گندہ دہن اوباش (علی) حسن نظامی کی ذریات میں سب سے پیش پیش ہے۔"

اس کے بعد فسانہ آزاد کے مسخرے کا واقعہ نقل کرتے ہوئے جیسے اس دینے کے بعد مجھ پر اتہام لگایا ہے کہ میں نے "حاجی صاحب" کو جامع مسجد گلوانے کا انتظام کیا تھا۔ اور پھر ارشاد ہوتا ہے۔

"چونکہ یہ بار بار اپنے کو میرا بھتیجہ لکھا کرتے تھے اور لوگوں نے مجھ لکھا کہ یہ کیسا ناخلف بھتیجہ ہے، مجھے خیال ہوا کہ ایک بار اس جھگڑے کو بھی ختم کر دوں۔ کہ یہ بزرگوار یا "خوردوار" میرے کسی بھائی کے صلب سے نہیں ہیں، خود ہی انہوں نے اپنے تئیں میرا بھتیجہ مشہور کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور یہ ابولہب سے بھی بدتر ہیں۔"

"ایسے جھوٹے اقوال کی تردید وہ خراج ہے جو بڑے سے بڑا انسان بعض وقت ایک ذلیل سے ذلیل ہستی کو دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ وہ خراج میں جھوٹے "نظامی" کے سب سے "جھوٹے مرید بقائی" کو پیش کر رہا ہوں۔" ہمدرد ۵ر جنوری ۱۹۲۷ء

۵ر جنوری کے پیشوا کو سامنے رکھیے۔ اور غور سے ملاحظہ کیجئے کہ میں نے [illegible] صاحب سے اپنا نسلی تعلق ظاہر نہیں کیا ہے۔ کیونکہ میرے لیے یہ [illegible] کہ میں ان کا نسبی بھتیجہ ہوں کچھ فخر کی بات نہ تھی کہ نہ تو میرا باپ "خان[illegible]" تھا، اور نہ میرا دادا "کلال" تھا، اور نہ میرے خاندان والوں نے [illegible] میں اپنے ملک و قوم کے ساتھ "غداری" کی تھی۔ اور نہ میرا پیشہ [illegible] ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ اس بدیہی واقعہ کی موجودگی میں مجھے یہ کس طرح ہو سکتی تھی کہ میں "فاطمی زادہ" ہونے کی بجائے "کلال زا[illegible]" پسند کروں۔

"رئیس الشیاطین" مجھے اوباش بھی بتاتے ہیں، ممکن ہے ان [illegible] گرد نواح میں سے کسی نے شکایت کرکے انکو میری "اوباشی" کا یقین دلایا

[illegible] ہے کہ میں ان کی طرح جامکار، اور شرانگیز نہیں ہوں جس کا وہ [illegible]
[illegible] واخوری کے سامنے اقرار کر چکے ہیں۔

میں نے غلط نہیں لکھا تھا کہ "یہ لعنت اب سے تیرہ سو سال پہلے بھی ایک [illegible] نے ایک بھتیجہ کو دیا تھا" اور اب پھر کہتا ہوں کہ آج سے تیرہ سو سال پہلے بھی میرے مورث اعلیٰ کو تجھ ایسے ہی "نا اہل" کے بھتیجہ تھے یہی کہا تھا کہ کیا [illegible] خلف بھتیجہ ہے! کیا حاجی صاحب اپنے مورث اعلیٰ کی سنت کو یہ کہکر تازہ نہیں کر رہے؟

میری عمر اسوقت چالیس کے قریب ہے، اور ظاہر کہ ۱۹۱۲ء میں تخمیناً [illegible] برس کا ہوں گا، اور شاید "حاجی صاحب" کی عمر بھی اسوقت دس ہی ہوگی جس میں [illegible] رامپوری کونڈے" کی رسم ادا ہوتی ہے۔ اور میں جس کے دانت ٹوٹ رہے [illegible] اور بالوں کا بڑا حصہ سفید ہو چکا ہے، اور جو ۱۰ سال سے متاہل زندگی [illegible] رہا ہے، وہ تو ابھی لڑکا ہے اور حاجی صاحب "خواجہ خضر" بنے ہوئے ہیں۔ [illegible] رامپور اور علیگڈھ کا بچپن دیکھنے اور اس سے لطف اندوز ہونے [illegible] لے ابھی زندہ ہیں۔ اور ان کی زندگی کے یہ رنگین واقعات میرے پاس [illegible] چکے ہیں۔

میں اگر "فسانہ آزاد" کا "خوجی" تسلیم کر لیا جاؤں، تو آپ ......
[illegible] "امیر حرص" کے "مرزا حماقت بیگ" ہونے میں کس کو شک ہو سکتا ہے؟
[illegible] اپنی "موٹی تو ند" میں جو دنیا بھر کے چندوں سے نہایت بے ایمانی اور [illegible] ی، مکاری، عیاری سے بھری گئی ہے۔ تمام دنیا کا مال بھر کے بھی دوسرے [illegible] رسوخ کو ایک آنکھ نہیں دیکھ سکتا۔ وہ باوجود بیحد بزدل اور مکتر [illegible] ہونے کے اپنی دلیری کے افسانے "جیل خانہ" میں سناتا ہے، اور جس کے [illegible] "خواجگی" کی تمنا شاید قبر ہی میں پوری ہوگی۔

میری بیزار کو کیا غرض پڑی تھی کہ میں آپ کو چچا چچا کہتا؟ میرے [illegible] آپ کے عدہا خطوط موجود ہیں، جن میں آپ نے اور آپ کے بڑے [illegible] بھائی صاحب نے مجھکو "بیٹا بھتیجہ" اپنے قلم سے خود لکھا ہے۔ یہ میری شرافت [illegible] اور عالی نسبی تھی کہ میں نے آپ کے لکھنے کے مطابق چچا کہا۔ اور چونکہ ایک [illegible] نہیں ہزار مرتبہ آپ کو چچا کہہ چکا ہوں، اور لکھ چکا ہوں، اس لئے یہ [illegible] شرافت اور وضع داری کے خلاف ہے کہ میں اب آپ کو چچا نہ لکھوں [illegible] سمجھوں۔ ....

....

آپ نے اپنے جوتے لگنے کا جو ذکر کیا ہے، اس کی مصلحت کو میں [illegible] سمجھتا ہوں کہ یہ صرف اس لئے ہے کہ آپ کے وہ وطنی دوست [illegible] میں سلسلہ کو کین فروشی مقیم ہیں، اور یادہ جو مال غنیمت میں [illegible] اریں اور جن کو آپ مجھے جسمانی اذیت پہونچانے کی ہدایت کر چکے [illegible] آپ کی اس بیہودہ نگاری سے فائدہ اٹھائیں۔ یا پھر کوئی حق پسند

مسلمان آپ کا [illegible] کرنے [illegible]
تشبیہ دے کر مسلمانوں کو وہ ہو کہ دینے کی کوشش کریں [illegible]
کچھ پیسے چندہ کے مل جائیں۔

سا میرا اس قسم کا ارادہ کرنا، سو اگر آپ مسلمان ہوتے، تو میں آپکو بحلف یقین دلاتا کہ میں نے کسی شخص کے سامنے ایسا لغو ذکر کیا، اور نہ میرے دل میں کبھی یہ جذبہ پیدا ہوا کہ آپ کے جوتے لگواؤں۔ فلعنة الله على الكاذبين الظالمين۔ یہ میرا حلفیہ بیان آپ کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ عام مسلمانوں کے لئے ہے، جن کے دل میں قرآن کی کچھ عزت ہے۔ اب سے پہلے دہلی کے ایک نطفہ ناتحقیق اخبار نے جس کی جوتی خوری ضرب المثل ہے۔ اپنے جوتے لگنے کا بانی مجھی کو اشارۃً بتایا تھا۔

آپ کی ہنسی پر مجھے بھی ہنسی آئی۔ بھلا یہ بھی کوئی مشکل کام تھا جس کا میں ارادہ کرتا، اور پورا نہ کرتا۔ آپ یقین کیجئے کہ اس قسم کا ارادہ کرنے کے بعد اسکو اللہ کے فضل سے پانچ منٹ کے بعد خود پورا کر سکتا ہوں۔ مگر یہ حرکتیں آپ جیسے شہدوں، لچوں لفنگوں، آوارہ معاشوں اور کمین حاسدوں ہی کو مبارک رہیں

یہ "رئیس المجانین" جو مجسمہ شیطنت اور حسد کینہ و بغض و عداوت ہے، اور افترا پردازی میں اپنے جد (شیطان) سے بھی بڑھا ہوا ہے، مجھ کو خواجہ صاحب کا مرید لکھتا ہے۔ کاش یہ "آنکھوں کا اندھا نام نین سکھ" اسی پرچہ میں جسکو پڑھ کر یہ جاپانی کھلونے کی طرح کوک بھرتے ہی ناچنے لگا؟ اگر کسی سے عینک مانگ کر اور "لگوا کر" دیکھتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس پرچہ میں میں نے خواجہ صاحب سے سخت اختلاف کیا ہے، جسکو پڑھ کر اس کے مرچیں لگی ہوئی ہیں۔ اور اس پرچہ کے علاوہ میں خواجہ صاحب سے متعدد مرتبہ اختلاف کر چکا ہوں۔ مثلاً مساجد کے آگے باجہ بجانے اور اس کی حرمت ترک کرنے کا جب خواجہ صاحب نے اس رئیس الشیاطین کے ساتھ مسلمانوں کو غلط مشورہ دیا تو میں نے پوری قوت کے ساتھ خواجہ صاحب کے اس گمراہ کن اعلان کے خلاف اپنی معلومات کے مطابق پیشوا کے کئی نمبروں میں سخت مضامین لکھے۔ چونکہ یہ اختلاف رائے کا تھا، اور اس میں حسد کو دخل نہیں تھا، اور وہ شریف انسانوں کے درمیان تھا اس لئے ایسے سخت مضمون کے بعد بھی میرے تعلقات حضرت خواجہ صاحب سے غیر خوشگوار نہیں ہوئے۔

سا آپ کا یہ لکھنا کہ "جھوٹے اقوال کی تردید وہ خراج ہے جو بڑے سے بڑا انسان بعض وقت ایک ذلیل سے ذلیل ہستی کو دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ وہ خراج میں جھوٹے لتکامی کے سبب سے جھوٹے "مرید" "بقائی" کو پیش کر رہا ہوں"۔
اگر جھوٹے اقوال کی تردید آپ کے نزدیک ضروری ہے تو [illegible]

۔۔۔ حساب ۔۔۔ ہو سکے شائع کر دیجئے تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ خرچ ۔۔۔ کے مطابق ہوا ۔۔۔ اور یہ معلوم ہو کہ بڑے آدمی جو آج مسلمانوں کا خون جونک کی طرح چوس کر قوم میں گل گل کر رہے ہو گئے ہیں۔ ان کی اصلیت کیا ہے۔ وہ سوالات یہ ہیں۔

(۱) کتنے عرصہ تک آپ اسسٹنٹ ڈائرکٹر جنرل سی۔ آئی۔ ڈی کے عہدہ کے امیدوار رہے۔

(۲) سر چارلس کلیولینڈ اور میجر ہیڈن کا وہ کونسا برتاؤ تھا جس کی شکایت آپنے ۔۔۔ کی اگزکٹو کونسل کے ممبروں سے کی۔ اور جب آپ کی التجا پر توجہ نہیں ہوئی تو آپ انگریزوں کے دشمن ہو گئے۔

(۳) اس ذاتی بے عزتی کے علاوہ اور کونسا ایسا قومی و ملکی معاملہ ہوا تھا جس سے متاثر ہو کر آپ نے انگریزی حکومت کی مخالفت کی۔

(۴) کانپور کی مسجد کا ایجی ٹیشن شروع ہونے کے بعد آپ اور مسٹر وزیر حسن وکیل سابق سکریٹری مسلم لیگ اچانک بلا منظوری قوم جب انگلستان تشریف لے گئے تھے آپ نے وہ سفر کس پبلک فنڈ سے کیا تھا اور اسکا حساب آج تک باوجود متعدد مرتبہ کے مطالبہ کے کیوں نہیں شائع کیا گیا۔

(۵) ٹرکی طبی مشن کا حساب آجتک شائع نہیں ہوا۔ اور اسکا بقیہ سامان آپنے جنگ یورپ کے شروع میں مسلمانوں کی رائے عامہ کے خلاف انگریزوں کو کس امید پر حوالہ کیا؟

(۶) ترکی قرضہ کے تمسکات کا روپیہ جو آپ کو قسطنطنیہ سے وصول ہو چکا ہے کیوں نہیں مالکان تمسکات کو ادا کیا گیا۔؟

(۷) ہمدرد و کامریڈ کے ڈنبجروں کا روپیہ آج تک کیوں نہیں ادا کیا گیا۔

(۸) غالب کے مزار کی مرمت کے دو ہزار روپے میں سے نہ تو ایک کوڑی غالب کی قبر پر خرچ ہوئی، اور نہ آپ نے کوئی حساب شائع کیا۔

(۹) خلافت کا ہزارہا روپیہ کانگریس کے اسپیشل اجلاس سے ترک موالات کا پروگرام پاس کرانے کے لئے کس شرعی حجت کے ماتحت مسلم و غیر مسلم ڈیلیگیٹوں کے کرایہ وغیرہ میں صرف کیا گیا، اور اس کی تعداد کیا تھی؟

(۱۰) کراچی کانفرنس کی تقریروں کو مرحوم حضرت مولانا عبدالباری اور دیگر علماء کو کو کر اکر اور دھمکا کر ان کو بعد میں فتوے کی صورت کسلئے دی گئی۔

(۱۱) خلافت کمیٹی نے کے لاکھ روپے آپ کے اور آپ کے بھائی کے نام کی شہرت کے لئے انگریزی تار آفس کو دیئے۔

(۱۲) بلگام خلافت کانفرنس میں مولانا ظفر علی کے اس رزولیوشن کی مخالفت کر کے ملک، قوم، مذہب، وطن، اور اسلام اور نظام سے غداری نہیں کی جس میں سندھ برار کو خلافت کمیٹی سے اپنے ہاتھ میں لینے کی استدعا کی تھی۔

(۱۳) کوکناڈا کا خطبہ صدارت جو بذریعہ تار تمام ہندوستان کے اخبارات کو بھیجا گیا تھا۔ اس پر کتنا روپیہ خرچ ہوا، اور وہ روپیہ خلافت کمیٹی کے خزانہ سے کیوں دیا گیا۔

(۱۴) خلافت وفد جو انگلستان میں گیا تھا، اس میں شراب نوشی کا بل کیوں ہے۔ اور ترک یتیموں کے نام سے لئے ہوئے روپے سے آپ نے اپنے پہننے کے لیے سترپاؤنڈ کا فراک کیوں خریدا؟ اور کیا اس قسم کے اخراجات کی منظوری آپ نے صدر وفد مولانا سید سلیمان صاحب ندوی یا مرکزی خلافت کمیٹی سے لے لی تھی۔

(۱۵) کیا آپ نے اخبار زمیندار اور سیاست کے خلاف گورنمنٹ سے چغل خوری اور جاسوسی نہیں کی۔ اور کیا محض آپ کی جاسوسی سے سیاست کا بے گناہ ایڈیٹر قید نہیں ہوا۔

(۱۶) کیا آپ نے دس ہزار روپے انگلستان میں ایک سینما کمپنی کو محض اپنی شہرت کے لئے اس لئے نہیں دیئے کہ وہ آپ کا فلم لے جس سے مقاصد خلافت کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا، اور ایسی گرانقدر رقم کی آپ نے نہ مرکزی خلافت کمیٹی سے منظوری لی اور نہ صدر وفد سے۔

(۱۷) سنٹرل خلافت کمیٹی نے جب آپ کی یہ درخواست مسترد کر دی کہ وہ اپنے روپے سے آپ کا مقدمہ جو کراچی میں ہوا تھا نہیں شائع کر سکتی، تو آپ نے مسیح الملک کے پاس ایک خفیہ خط لکھ کر ان پر دباؤ ڈالا کہ دہلی خلافت کمیٹی سے یہ مقدمہ چھپوا کر شائع کیا جائے۔ اور اسطرح دہلی کی خلافت کمیٹی کا سات ہزار روپیہ صرف آپ کی شہرت کے لئے برباد ہو گیا۔ جس میں سے پانچ سو روپے بھی وصول نہیں ہوئے۔ اور وہ کتابیں آج تک پڑی ہوئی ہیں۔

(۱۸) کیا آپ فتویٰ طعام ہنود کو مذہبی فتوے مانتے ہیں۔ ۔۔۔ ہے تو پھر آپ نے مسٹر گاندھی کو اس کے غیر شرعی ہونے کا ٹیلیفون کیوں کیا۔ اور اپنے اخبار میں ایک لفظ اس کی حمایت میں کیوں نہیں لکھا؟

(۱۹) جمعیۃ علماء کے جلسہ مرادآباد میں آپ نے واپسی برار کے رزولیوشن کی سخت مخالفت کی۔

(۲۰) سادات بنی فاطمہ کو خچر سے تشبیہ دی۔ اصحاب بدر و احد کو پیسہ کا لوبھی کہا۔ حضرت عثمانؓ خلیفہ سوئم کو جہاد سے بھاگنے والا لکھا۔

آج تو صرف اتنے ہی سوالات پر اکتفا کرتا ہوں۔ آئندہ اشاعت میں اور بھی پیش کرونگا۔

نہیں معلوم یہ غلط فہمی آپ کو کب سے ہو گئی کہ آپ بھی اپنا شمار شریفوں میں کر کے بڑا آدمی سمجھنے لگے۔ اوقات سے رہنا چاہیئے تھا، اور اپنی نسبی حالت پر غور کر کے شرفا کی پگڑیوں پر ہاتھ ڈالنے کی جرات نہ کی ہوتی کہ آسمان کا تھوکا منہ پر آتا ہے۔

یہ تو لکھ دیا کہ ۱۹۱۲ء میں یہ لڑکا ہمارے پاس آتا تھا۔ مگر چھا فرشتہ صاحب سے ہزار ہا روپے کی چوری قوم خدام کعبہ کیلئے آپکو ادا کر دیں انگوٹھے لگا کی طرح ہضم کر گئے۔ ان کا بھی ذکر کیا ہوتا۔

جس طرح فسانہ آزاد کے خوجی مرزا کو یہ وہم تھا کہ جو عورت مجھے دیکھتی ہے، مجھ پر ریجھ جاتی ہے اسی طرح میرے کرم محترم کو یہ غلط فہمی ہے کہ مسلمان ابھی ویسے ہی بیوقوف ہیں جیسے سالہائے گذشتہ میں تھے، اوران کی وہی آبرو کرتے ہیں جو پہلے کرتے تھے۔ حالانکہ اب تو ایک چمار بھی ان پر تھوکنے کا روادار نہیں۔ چہ جائیکہ ان کی بات پوچھی جائے۔ بھلا جس پرچہ کے مستقل خریدار سات سو سے زیادہ نہ ہوں وہ پرچہ دس کروڑ مسلمانوں کی نمائندگی کا مدعی ہو تو اس کے ایڈیٹر کو آگرہ نہ بھیجا جائے تو کیا کیا جائے۔؟

میرے کرم بزرگوار نے ۲۰ رجنوری کے ہمدرد میں مجھ کو "باجی" سے بھی مخاطب کرنیکی عزت بخشی ہے، اور یہ وہ خراج ہے جو آجکل "ہر شریف" ہر بدمعاش "کو دینے پر مجبور ہے چاہے وہ باشندۂ رامپور ...... ہی کیوں نہو۔ میں باجی اپنے باجی بزرگوار سے عرض کرتا ہوں کہ شرفا پر یہ سمجھکر غلاظت اچھالنا کچھ اچھا نہیں کہ اپنی فطری شرافت کی وجہ سے کچھ نہیں دیں گے کہ غمازی کا لکھا وصول ہو کر رہتا ہے۔

۲۰ رجنوری کے ہمدرد میں صفحہ ۴ کالم ۳ پر ارشاد ہوتا ہے کہ "حضرات خواص مجھ پر ناراض نہ ہوں کہ ایسے ذلیل اور اسقدر چھوٹے آدمیوں کے متعلق بھی اب محمد علی کالم کے کالم سیاہ کرتے ہیں"۔

نہیں معلوم وہ "خواص" کون احمق ہیں جو آپ کے متعلق بھی یہ رائے رکھتے ہیں۔ یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ جب کتے کے آگے "راتب" نہ ہوگا، وہ بھونکے گا جب اس کتے کا پیٹ خالی ہوگا وہ شریف راہگیروں کی ٹانگ لیگا۔ یہ دوسری بات ہے کہ کوئی باولا کتا سمجھکر گولی اڑادے۔ اور گلے میں پٹہ نہ ہونے کی وجہ سے ٹانگ پکڑ کر کھینچتا ہوا کوڑی پر لیجا کر ڈالدے۔

کسی پڑھے لکھے آدمی نے بتایا ہوگا کہ "عمر بدی کند ہر آنچہ پیر نتواں کرد" صحیح ہے۔ اس لیئے ۲۰ رجنوری کے ہمدرد میں غریب فارسی کی ہڈی پسلی سلامت رہی۔ اس تاریخ کو میری قلعی کھولنے کا وعدہ کا ایفا اسطرح ہوتا ہے کہ۔

"مجھے پروا نہیں کہ علی حسن نظامی اور اسکی شیطانی ذریات کا میری قابلیت یا میرے پبلک کام کے متعلق خیال کیا ہے۔ لیکن جب یہ ذلیل جماعت بھی چند بیہودہ من گھڑت اقوال میری طرف منسوب کرکے شائع کر دیتی ہے تو لوگوں کی سادہ لوحی سے اندیشہ ہے کہ تردید نہ کیئے جانے کے باعث شاید وہ اس غلط اور بیہودہ نسبت کو صحیح تصور کریں۔ اس لیئے تردید وہ خراج ہے، جو بڑے سے بڑا آدمی بھی بعض اوقات ایک ذلیل سے ذلیل انسان کو دینے پر مجبور ہے"۔ ہمدرد ۱۷ رجنوری صفحہ ۲ کالم ۱

آپ کی دینے کی "مجبوری" کا تو عرصہ ہوا مجھے علم ہو گیا تھا۔ پھر اب اس مجبوری دینے کا اشتہار کیوں ہے؟ آپ کے ساتھ رامپور میں شہزادوں کا کھیل کھیلنے والوں کو سب کچھ معلوم ہے۔

غلط اور بیہودہ نسبت کو صحیح نہ سمجھیں تو کیا ہوا ؟ نسبت کی لغویت کو تو صحیح سمجھ لیا۔ اور اس سے آپ کو ناراض نہ ہونا چاہیئے کہ لوگ آپ کی اصلیت اور حیثیت سے واقف ہو گئے کہ

اصل سے خطا نہیں کم اصل سے وفا نہیں

"باجی صاحب" آپ کو پروا نہ ہو، مگر آپ کی انگریزی قابلیت کا بھانڈا تو راجہ غلام حسین کے انتقال نے پھوڑ دیا کہ کامریڈ کو دوسرا نام میں وہ عروج نصیب نہ ہو سکا، اور آپ اسکی کمی اشاعت سے استقدر مجبور ہوئے کہ آپ کو اسے بند کرنا پڑا۔

رہا آپکا پبلک کام۔ اگر وہ کوئی ہے، اور اس سے مسلمانوں کو ذرہ برابر فائدہ پہنچا ہے تو للہ اسکو ظاہر کیجئے۔ تاکہ آپ کی تمام عمر کی روسیاہی دھل سکے اور آپ کی لیڈری کچھ دنوں سنبھالا لے سکے۔ ورنہ اگر آپ اجازت دیں تو پچاس کام آپ کے میں گنوا دوں جس سے مسلمانوں کو من حیث القوم نقصان پہنچا۔ البتہ آپ نے ذاتی فائدہ قومی خدمت کے دعوے میں اتنا حاصل کر لیا کہ آپ ملازمت کے انتہائی عروج کے زمانہ میں بھی نہیں حاصل کر سکتے تھے۔

لوگوں کی سادہ لوحی کا اندیشہ نہ کیجئے۔ اگر وہ سادہ لوح نہ ہوتے تو آپ جیسے نااہلوں کی آواز پر آنکھیں بند کرکے نہ ہوتے اور سونے اور پیتل کے فرق کو سمجھتے۔ اور اگر وہ سادہ لوح نہ ہوتے تو آپ کو بار بار روپیہ چندہ کا ہضم کرتے دیکھ کر خاموش نہ ہوتے۔ اور حلق میں ہاتھ ڈالکر اگلوا لیتے۔

"عزیز حسن خود ہی اپنے "محرر خصوصی" خود ہی "مدیر غیر مسئول" اور خود ہی کاتب بھی ہیں"۔ ہمدرد ۲۰ رجنوری صفحہ ۲ کالم ۳

میں نے کب یہ لکھا کہ میرے نانا دہلی کے وزیر اعظم رہ چکے ہیں۔ مجھے تو ہمیشہ اسپر فخر رہا کہ جائز اور حلال ذریعہ سے کماکر اپنے اہل و عیال کو کھلاتا ہوں۔ نہ کبھی قوم کے نام پر بھیک مانگی، اور نہ بھیک کے ٹکڑوں پر میرا گذارہ ہے۔ میں تو ہمیشہ اپنے تئیں معمولی انسان سمجھتا ہوں لیکن سال سے برابر اس پیشوا میں اپنے تئیں ایک معمولی انسان کچھ رہا ہوں جیسے جاہل اور حقیر انسان کی ذمہ واری نہ ادارت میں دوسرے سال کے شروع ہوتے ہی تین ہزار چھپ رہا ہے۔ جس کے لیئے نہ میں نے اکابرین قوم سے ناجائز روپیہ وصول کیا، اور نہ امدادی فنڈ قائم کیا۔ اور نہ آپ کی طرح قوم کے مالداروں پر اس کے لئے ڈاکہ ڈالتا ہوں۔ یہ آپ نے شاید اصول اخبار نویسی کے لحاظ سے صحیح لکھا ہو کہ میں پیشوا کا مدیر مسئول نہیں ہوں۔ اگر میں نہیں ہوں تو آپ بتائیے کہ پھر کون ہے؟

"اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ مہمی یا اتفاقی ہی کی طرح کوئی بیہودہ لنگا یا لچا، لفنگا ہو"۔ ہمدرد ۲۰ رجنوری صفحہ ۳ کالم ۱

اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ محمد علی کی طرح کوئی ناہنجار، نابکار، قوم فروش، کفن کھسوٹ، دین فراموش، غدار، جاسوس، عیار، مکار، سوداگر مذہب و وطن، گندم نما جو فروش، کلال زادہ، عیاش، حرامکار، لچا، لنگا، شہدہ، نمک حرام، ابجی المذاق، شرابی، [illegible] کنفعا، تراش، اجہل مرکب، بزید ثانی، حیا باختہ، آدمی ہو جیسا کہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

مجھ کو شیخ عبد القادر صاحب سے بڑی ہمدردی ہے کہ وہ باوجود سنگھٹی ہونے کے بھی مارے گئے اور شدھی سبھا کی آغوش میں جانے کے پنجاب کونسل کی کرسی صدارت پر نہ بیٹھ سکے۔ اگرچہ یاروں نے مسلم لیگ کی صدارت دیکر ممبر سیلکٹ ہونے کے لئے بڑی مشکلات پیدا کر دی تھیں۔ مگر بہلی صاحب بھی "بڑے بچھیت" تھے۔ اپنے لبلبی ٹھوس ہے کہ شیخ صاحب باوجود سوامی جی کے قتل کی خبر سنکر اپنا ایڈریس پھاڑ دینے کے اور راجہ نریندر ناتھ کی پناہ مانگنے کے لیے ترنگے جھنڈی نژاد شہاب ثاقب سے اپنے تئیں نہ بچا سکے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی صدارت بھی بچاروں کو کچھ راس نہ آئی۔ غالباً کسی سرکاری کمیشن کا ممبر بنا کر بہلی صاحب کچھ اشک شوئی کی کوشش کریں گے۔

پیشوا کے ناظرین بخوبی جانتے ہیں کہ میں مسٹر آصف علی بیرسٹر کے متعلق کیا رائے رکھتا ہوں۔

مگر گزشتہ مہینہ سوامی شردھانند کے حادثہ قتل پر جو اشتعال انگیز تقریریں ہوئیں لالہ لاجپت رائے وغیرہ اکابرین سنگھٹن نے کیں ان کا جواب دینا اپنے زعم قوم پرستی کے منافی نہ سمجھا۔ اور جب ان کو شریر اور مسٹر آصف علی جیسا اتحاد دوست اور کانگریسی کو اور مفسد ولوز اور بندی طبیعت کا مسلمان اتنا متاثر ہوا کہ انہوں نے اسی وقت ان تمام اعتراضات کا جواب دینا اپنے زعم قوم پرستی کے منافی نہ سمجھا۔ اور جب ان کو شریر اور پیشہ ور مفسد ہندوؤں نے تقریر کرنے سے روکا تو انہوں نے کانگریس کمیٹی اور میونسپل کمیٹی وغیرہ سے استعفے دینا اپنا فرض سمجھا۔ ان کے اس طرز عمل پر تمام شریف ہندو و مسلمان رہناؤں نے اظہار مسرت کیا۔ اور اکثر مسلمان تو مسٹر آصف علی کی شدہی سے بیحد خوش ہوئے مگر یہی ہیں "حاجی" شوکت علی صاحب مدظلہ و عرفنہ جو سوامی جی کے غم میں "گھل گھل کے ہاتھی" ہوئے جاتے ہیں اور سوامی جی کی خیالی ارتھی پر آنسو گراتے ہوئے اپنے اس گلہ کے شریک سیاسی بھائی کی شہادت کو بھول جاتے ہیں۔ جس نے کبھی نہ کبھی اس "چوٹی والے" تھوتی کے کیڑے کی کشکول میں چونی ڈال ہی دی ہوگی اور جس کے حق اخوت کا نام لیکر وہ ہمیشہ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کو چھوڑ کر سات سمندر پار کے مسلمانوں کے ہمدرد بنا کرتے ہیں۔

بہر حال وہ سوامی جی کے غم میں بہ دفیسر اندر سے زیادہ اشکبار نظر آتے ہیں۔ اور مسٹر آصف علی کے طرز عمل سے سخت نالاں ہیں۔ اور اسکو ولایت پرستی شہرت حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے مسٹر آصف علی کو ہدایت کرتے ہیں کہ وہ اپنی گزشتہ زندگی کو یاد کرکے صرف بیرسٹری کے جانبی مدد اور خدمت ان کی "پیشوا پالسی" اور سنہری ٹوپی کے لئے ریزمدد دیتے رہیں تاکہ کانگریس کا لیڈر کسی اور کے قبضہ میں نہ چلا جائے۔

لیکن مسٹر آصف علی کو نصیحت کرنے سے پہلے وہ اس پر بھی غور کرتے کہ ان کی گزشتہ اور موجودہ زندگی کس قدر شرمناک اور قابل اصلاح ہے۔ اور خود ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کو معلوم ہے کہ شوکت علی صاحب کی گزشتہ زندگی کیسی تھی؟

"حاجی صاحب" کو حاسدانہ نصیحت کرنے سے پہلے یقیناً مسٹر آصف علی کی پوزیشن پر غور کرنا چاہئے تھا۔ جن کو متعدد آریہ سماجی لیڈروں نے ارتھی کے جلوس میں شرکت نہ کرنے پر جواب طلب کرکے جلسہ میں شرکت کے لئے بحیثیت صدر صوبہ کانگریس کمیٹی بلایا تھا۔ اور پھر ان کے لئے یہ ناممکن ہو گیا تھا کہ اس جلسہ میں جو زہر تعلیمات اسلام کے خلاف اگلا گیا تھا اور مسلمان قوم کو جس طرح سازش میں پھانسنے کی ابلیسانہ کوشش کی گئی تھی اسکو سنکر خاموشی کی رضامندی دیں۔ اور اس طرح ملک کے امن و امان اور ہندو مسلم اتحاد کو جو کانگریس کا نصب العین ہے۔ فرقہ وارانہ جنون پیش ہوتا ہوا دیکھیں۔ اور خاموش رہیں۔

میں باوجود اشد ترین اختلاف کے مسٹر آصف علی کی اس جرأت کی تعریف کرتا ہوں۔ جو انہوں نے اس جلسہ کی اسپرٹ سے متاثر ہو کر ظاہر کی۔ اور ہر انصاف پسند ان کے اس شریفانہ طرز عمل کو بنگاہ استحسان دیکھے گا۔ سوائے پیشہ ور اور کمین حاسدوں کے۔

"حاجی" شوکت علی صاحب کی تحریر کا ایک ایک لفظ ثابت کر رہا ہے کہ وہ اپنے اور اپنی پارٹی کے علاوہ دوسروں کو یہ حق نہیں دیتے کہ وہ پبلک لائف میں شریک ہو سکیں۔ اور ان کی حاسدانہ تحریر سے اس دناءت طبع کا کافی سے زیادہ اظہار ہوتا ہے۔ کیا فلسفہ جذبات کے مفسر اور مولف اور مصنف اور سچ کے درد و غم مصلحت آمیز کے حامل اور "بیر بھی برادران" کے اس حاسدانہ کیرکٹر کا فلسفہ بیان کرنے کی زحمت گوارا فرمائیں گے؟ اور کیا وہ خلافت کمیٹی کی صدارت (جس کو انہوں نے حضرت مولانا عبد الباری صاحبؒ کی پگڑی پر ہاتھ ڈال کر اپنے لئے "حاجی صاحبان" کے ذریعہ نہایت عیاری اور مکاری کے ساتھ حاصل کیا تھا) کی رشوت ان کو حق گوئی کی اجازت دے گی!

پیشوا کے ناظرین واقف ہیں کہ میں پیشوا کو زندہ رکھنے کے لئے امدادی رقوم یعنی پسند نہیں کرتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ پیشوا کی پالیسی آزاد ہے اور اسی سے وہ کسی پارٹی کا دُم نگن نہیں ہے۔ مگر گزشتہ مہینہ کا پیشوا شائع ہوتے ہی دہلی کی ایک قومی ضروریات سے باخبر محترم خاتون کا حسب ذیل خط میرے ایک محترم بزرگ کے نام آیا۔ جس کے ہمراہ پانچ روپے کی رقم بھی تھی۔ جو حسب ذیل ہے۔

کرمفرمائے من! السلام علیکم

رسالہ پیشوا جلد ۲ نمبر ۱ مضمون حاجی محمد علی کو پڑھ کر

میرا دل اس قدر خوش ہوا کہ ایسے پرچے کی بقا کے لئے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ دوسرے معنوں میں ایسے پرچے قوم کی از سر نو زندگی کا باعث اس لئے ہوتے ہیں کہ قوم میں رخنہ ڈالنے والوں کے کرتوت ظاہر و آشکار کر دیتے ہیں۔ میرا بے اختیار دل چاہا ہے کہ اس پرچہ کی حفاظت کے لئے مبلغ پانچ روپے آپ کے توسل سے بھیجوں۔ یہ کار ثواب کے فنڈ میں سے نہیں دے رہی ہوں بلکہ دلچسپی اور دل کے بہلاؤ کے لئے جہاں اور خرچ ہوتا ہے یہ بھی خوش خرچی ہے۔

آپ کی معرفت اس لئے یہ روپے بھیجے ہیں کہ آپ عزیز حسن صاحب کو سمجھا دیں گے کہ یہ اللہ واسطے نہیں ہیں بلکہ ان کے مضمون کی قدردانی کر کے پیشوا کے تحفظ کے واسطے ہیں۔ جس کا سلسلہ میں حتی المقدور جاری رکھونگی شرم آتی ہے کہ بڑی حقیر رقم ہے مگر چہ کند بینوا کہ ہمیں دارد

راقم کلثوم

میں نے ہمیشہ ان تحریرات کی اشاعت سے اجتناب کیا ہے جو پیشوا کی پالیسی کی پسندیدگی کے متعلق میرے پاس آتی رہتی ہیں۔ مگر میرے لئے اپنے محترم بزرگ کے ارشاد کو اس خدائی اسپرٹ دیکھتے ہوئے اس امدادی رقم سے انکار کرنا ناممکن ہو گیا۔ جو انہوں نے اپنے جذبہ قدردانی کے تحت میں مجھے بھیجی ہے۔

میں نے ان کے خط کو پڑھتے ہی سجدہ شکر اس خالق کائنات کا ادا کیا جس کے فضل سے پیشوا اس قدر مقبول ہو رہا ہے کہ یہاں نہ علم ہے نہ طاعت پھر محض اسکی کریمی نہیں تو اور کیا ہے کہ وہ اپنے ایک جاہل اور بعید عصیاں شعار غلام کی تحریرات میں یہ اثر اور قبولیت عطا فرما رہا ہے۔

میں ان محترم خاتون سے یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ کی یہ گرانقدر رقم میں نے سر پر رکھی کہ خلوص اور محبت اور قدردانی کی کوڑیاں بھی اشرفیوں سے زیادہ وزنی اور قیمتی ہوتی ہیں۔ آپ کے یہ پانچ روپے میرے لئے امرا کے پانسو اور پانچ ہزار روپوں سے بھی زیادہ ہیں۔ جن کو میں نے قبول کر کے آپ کی طرف سے پانچ نادار۔ اور شوقین مسلمانوں کے نام ایک سال کے لئے پیشوا مفت جاری کر دیا ہے۔ کیا بھائی محمد علی سن رہے ہیں کہ شریف خاتونیں ان کے متعلق کیا سنا پسند کرتی ہیں؟

کاش ان فرض شناس خاتون کی تحریر کا اثر پیشوا کے ناظرین قبول کریں۔ اور پیشوا کے لئے جدید خریدار فراہم کر کے مجھے اس نقصان سے بچائیں جو مجھے انکو سستا سلسلہ قائم کرنے کی وجہ سے ہو رہا ہے کہ کافی قدر طلب

یہی ہے کہ ہر خریدار پیشوا کے لئے اپنی جگہ نئے خریدار فراہم کرے اور ان کے لئے بہتر ہوا اگر بھائی محمد علی اپنی مفسدانہ اور حاسدانہ طرز عمل پر غور کریں۔

بعض بھائیوں نے لکھا ہے کہ آپ لیڈروں اور پیشواؤں کی کمزوریاں ظاہر کر کے اور قوم کو ان سے برگشتہ کر کے خود ان کی جگہ لیکر قوم کو اپنا گرویدہ بنانا چاہتے ہیں۔

اور کئی بھائیوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ جن بزرگان پنجاب و علی گڑھ اور کلکتہ کے اعمال پر میں نے گزشتہ پرچہ میں لکھا ہے ان کے خاندان اور میرے مجھ سے زیادہ مالدار ہیں۔ اس لئے مجھے کوئی حق نہ تھا کہ میں ان کی تحریرات پر نکتہ چینی کرتا۔

میں اسے تسلیم کرتا ہوں کہ میں ایک غریب مفلس مسلمان ہوں اور یقیناً ان بزرگوں کے ادنیٰ ملازم مجھ سے زیادہ کما لیتے ہوں گے۔ مگر یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ ان کی امارت کا طعنہ مجھے کیوں دیا جاتا ہے جبکہ میں اپنے افلاس کا بار بار خود تذکرہ کرتا ہوں اور اپنی غربت پر نازاں ہوں کہ میرے آقا و مولا بھی یہی فرمایا کرتے تھے۔ (اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا)

یہ سب کچھ صحیح ہے۔ مگر اس کے باوجود بھی جب تک وہ پبلک میں ہیں مجھے پوری طرح حق ہے کہ میں ان کے ان اعمال کی گرفت کروں جو ملت اسلامیہ کے مفاد سے متعلق ہوں۔ اور یہ حق اس وقت تک قائم رہے گا جب تک میں اور وہ مسلمان ہیں۔

اس کے ساتھ ہی میں اپنے ان مخلص معترضین کے شکوک بھی رفع کرنے چاہتا ہوں۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ مجھے لیڈروں کی جگہ لینے کا خبط ہے میں جس دنیا میں رہنا چاہتا ہوں اس کی لیڈری اور پیشوائی کے لئے کسی بڑے اہتمام کی ضرورت نہ تھی۔ صرف ایک کمبل اور ایک بوریہ کے ساتھ ہزاروں انسانوں پر حکومت کر سکتا تھا۔ اور پھر ان نام نہاد لیڈروں کے متبعین تو ہوا کے رخ کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ مگر میں جس خاندان سے نسبت رکھتا ہوں اس کے لاکھوں ماننے والے صوفی مشرب مسلمان ہندوستان کے علاوہ افغانستان اور بلخ و بخارا تک پھیلے ہوئے ہیں۔ جو ہر غریب کو عزت کی نظر سے دیکھنے کے عادی ہیں اور ان کی رہنمائی کے لئے حضرت خواجہ باقی باللہ کی اولاد کا فخر ہونے کے بعد پھر کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی کہ میں کون ہوں اور میرے اعمال کیا ہیں؟

مگر میں نے آنکھ کھول کر بجائے گیروا کپڑے پہننے اور تسبیح ہاتھ میں لیکر مرشدوں کی طرح خوش اعتقادوں سے معتقد [illegible]

[illegible] اہل وعیال کے گزارہ کے لئے مزدوری کرنی ضروری اور مناسب بھی اور اللہ کا شکر ہے کہ میرا ضمیر مطمئن ہے کہ میں دنیا کو اپنے وجود سے آج کل کے پیشواؤں کی طرح دھوکا نہیں دے رہا۔ اور کسب حلال سے اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے اسوقت روانہ ہو جاتا ہوں جس وقت آج کل کے "جبہ پوش" پیشوا پڑے ہوئے خراٹے لیتے ہیں۔ اور اس پر فخر کرتا ہوں کہ میرے پیٹ کا بوجھ نہ خوش اعتقاد لوگوں پر ہے اور نہ قومی چندوں کی بھیک کے ٹکڑوں پر۔ اور خدا سے یہی دعا کرتا ہوں کہ خدا یا مجھے اپنی قوت بازو سے کمائے ہوئے روپے سے اسی طرح اپنے فضل سے رزق پہنچاتا رہیو۔ اور اے عاجز نواز قدوس مجھے [illegible] اسی غربت میں اٹھا لیجیو۔ کہ "واحشرنی فی زمرة المساکین" میرے آقائے کائنات نے بھی کہا ہے۔

تھوڑے دنوں سے اخبارات میں یہ خبر گشت لگا رہی ہے کہ انجمن خدام الحرمین کے سکرٹری صاحب ایک ہفتہ وار اخبار عنقریب [illegible] بز کوڑ پر عامل ہو کر نکالنا چاہتے ہیں۔

اگر وہ ناراض نہ ہوں تو میں ان سے با ادب یہ درخواست کروں گا کہ ایسی حالت میں جبکہ ہمدم، مدینہ، سیاست جیسے دو زبردست روزانہ اخبارات انجمن کے اغراض و مقاصد کی حمایت کے لئے وقف ہیں تو پھر یہ نئی مسجد [illegible] بنائی جا رہی ہے؟

مشیر حسین صاحب کی باوجود سیاسی اختلافات کے میں عزت کرتا ہوں مگر ان کے موجودہ طریق کار سے مجھے سخت اختلاف ہے۔ خدام الحرمین کو جس زور شور سے کام کرنا چاہئے تھا۔ وہ حضرت مولانا عبد الباری صاحبؒ کے انتقال کے بعد سے ناپید ہے۔ ممکن ہے جناب راجہ صاحب محمود آباد کی مصلحتیں ان کو تیز قدم اٹھانے میں مانع ہوں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کے موجودہ مشاغل ہرگز اس کی اجازت نہیں دیتے کہ وہ ایک نئے اخبار کے تجربہ کے لئے قوم کا ہزاروں روپیہ برباد کریں۔ ان کی معلومات کے لئے لکھتا ہوں کہ اس قسم کا تجربہ اب سے کئی سال پہلے جبکہ "تو بیت متحدہ" کا جن علماء کرام پر بھی سوار تھا تو انہوں نے مسلمانوں کی رقم پر ایک ہی خطرناک تجربہ کیا تھا۔

جمعیۃ علماء کا کاروبار زوروں پر تھا خوب دھڑا دھڑ اور اندھا دھند رقمیں آ رہی تھیں۔ بجلی کے پنکھوں اور برقی روشنی نے ان آسودہ ملاؤں کے دماغ خراب کر رکھے تھے کہ بعض اخبارات نے جمعیۃ کے کارکنوں پر اعتراضات کئے تھے۔ علماء اب سیاست کے منتہی ہونے کے مدعی تھے۔ انہوں نے سمجھ لیا تھا کہ اخبارات کی رائیں کس طرح خریدی جاتی ہیں۔ اسلئے مال مفت دل بے رحم پر عامل ہو گئے۔

[illegible] ہزاروں روپیہ غریب مسلمانوں کی کمائی کا دیکر [illegible] کے لئے دلوادی۔

مگر قومی روپیہ لیکر ان حضرات کی عادت بگڑ گئی تھی اسلئے انہوں نے پھر اعتراض کئے۔ مگر اب جمعیۃ علماء کے مولوی اپٹو ڈیٹ ہو گئے تھے لہذا انہوں نے فیصلہ کیا کہ اپنی نمائش کی نئی دوکان لگائی جائے۔ چنانچہ باوجود کلالی و بالی ہونے کے عرس کی ریوڑیوں کی طرح پہلا پرچہ دس ہزار اس حالت میں چھپوا لیا کہ ان کے پاس ایک ہزار سے زیادہ نام پرچہ روانہ کرنے کے واسطے نہ تھے۔ اور اس دس ہزار چھپے ہوئے پرچہ کو جس پر دو ہزار روپے لاگت آئی تھی۔ ردی کرنا پڑا۔ اور اس طرح ایک نمبر میں دو ہزار روپیہ غریب مسلمانوں کا پہلے تجربہ کے لئے برباد کر دیا گیا۔ اور ایک بے ریش و برو و چھوکرے کو الجمعیۃ کی اڈیٹری کے لئے ڈیڑھ سو روپے ماہوار پر ناظم صاحب نے ملازم رکھکر اپنا شوق پورا کیا۔

مولوی صاحبان اللہ میاں کا لیٹر بکس ہوتے ہیں۔ اس لئے غریب مسلمانوں کی جیبیں ٹٹولی گئیں۔ اس وقت سے آج تک بدنصیب مسلمانوں کا پندرہ ہزار روپے کے قریب اخبار الجمعیۃ کا "سفید ہاتھی" کھا چکا ہے اور اب بھی سلف سپورٹنگ نہیں ہے بمشکل سے سات سو آٹھ سو خریدار ہوں گے۔ کیونکہ کل پندرہ سو پرچہ چھپتا ہے۔ جس میں مستقل طور سے تین سو چار سو روپے ماہوار کا خسارہ ہے۔ اور جس پر دو ہزار کے قریب بازار کا قرضہ ہے اور اس کی انتظامی حالت یہ ہے کہ دو ناظموں میں سے ایک بھی دفتر کے کام سے واقف نہیں بعض ناتجربہ کار اور بددیانت کارکن جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ کوئی حساب و کتاب کا دیکھنے والا نہیں۔ جو چاہا حساب میں لکھ دیا۔ ناظم صاحب عمومی کو دوستوں اور دوروں سے بہت کم فرصت ملتی ہے۔ اور نائب صاحب کو حاجی محمد علی کی مصاحبت اور چوبداری سے اتنی فرصت نہیں ملتی کہ وہ یہ دیکھ سکیں کہ کس خریدار کی مدت خریداری ختم ہوئی اور کس کو وی پی بھیجا جائے اور آج کتنے کے ٹکٹ خرچ ہوئے اور کتنے چوری گئے۔ رہے صدر صاحب سو ان کو مدرسہ امینیہ کے درس اور فتوے نویسی سے اتنی مہلت نہیں ملتی کہ وہ دفتر میں کبھی آٹھویں دن بھی پھیرا کر لیا کریں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جب چندوں کی آمد کم ہوئی تو عہدہ داروں کی دلچسپیاں بھی ختم ہو گئیں اور سچ یہ ہے کہ اب اس جمیعۃ علماء کے سامنے صحیح معنوں میں کوئی کام بھی نہیں ہے جس کے لئے عہدہ داران جمعیۃ دفتر میں تشریف لانا ضروری سمجھیں اور جمعیۃ کی مالی حالت اس درجہ نازک ہو گئی ہے کہ کلرکوں کی تنخواہیں، دفتر کا کرایہ ادا کرنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ اس کی وجہ سوائے اس اور کچھ نہیں کہ ریت کے تودوں پر قلعہ کی تعمیر تھی۔

کیا اس تجربہ کے بعد بھی خدام الحرمین کے کارکن کس جدید تجربہ کی ضرورت کے لئے غریب مسلمانوں کے روپے کو محض اپنی شہرت کے واسطے برباد کرنا چاہتے ہیں؟

سوامی شردھانند کے قتل کے بعد جو بیچ اور سوقیانہ طریق کار قادیانی جماعت ____ نے اختیار کیا ہے اس کی تعریف باوجود شدید ترین مذہبی معتقدات کے نہ کرنا بیچ حق و انصاف کے گلے پر چھری چلانا ہے۔

اس جماعت نے جبکہ حادثہ کے بعد آریہ سماجی پروپیگنڈہ سے حکام اور ہر طبقہ کے مسلمان متاثر ہو چکے تھے۔ تو اس وقت لاہوری جماعت کے امام مولانا محمد علی صاحب نے نہایت دلیری اور عاقبت اندیشی کے ساتھ ایک مدلل اور دندان شکن جواب دیا کہ آریہ سماجیوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور میں نے پیشوا میں اس ٹریکٹ کو شائع کرنا ضروری سمجھا جو ہندوستان کے تمام اسلامی اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔ اس بیان میں سے میں نے وہ حصہ حذف کر دیا ہے جو احمدی معتقدات کے متعلق تھا جن سے مجھے سخت اختلاف ہے۔

گزشتہ مہینہ جب میں اپنے جد حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے سالانہ عرس پر حاضر ہوا تو پائیں شریف میں مراقب تھا کہ یکایک دل میں خیال آیا کہ کاغذ کے ہزارہا صفحات سفید کر ڈالے گئے مگر حضرت کے حالات آپکی تعلیمات اور رباعیات اور اہم مکتوبات و ملفوظات اور وہ اوراد و وظائف اور عملیات جو ابھی تک شائع نہیں ہوئے سوانح عمری کی صورت میں شائع نہیں کئے گئے۔ نہ معلوم کیا گھڑی تھی اور کیا سمان تھا اور کیا بات تھی کہ اسی وقت میں نے تہیہ کر لیا کہ اپنی مصروفیتوں میں سے اس اہم کام کے لئے بھی وقت نکالوں گا کہ یہ وہ حق ہے جو میرے جد کا مجھ جیسے نالائق اور گنہ گار فرزند پر ہے۔ اور جس کی ادائیگی بجد جلدی ہونی چاہیئے۔

چنانچہ میں نے اسی روز سے یہ اہم خدمت شروع کر دی اور حضرت مولانا وردکا کوروی اور حضرت مولانا محمد الف دین صاحب بی اے۔ ____ل اور حضرت مولانا سید محمد صاحب ناصر وغیرہ علم دوست بزرگوں ____ سے فرداً فرداً مشورہ اور امداد کی درخواست کی کہ یہ اہم کام تنہا مجھ جیسے نااہل سے ناممکن تھا۔

جس جوش اور مستعدی اور ____ رفتار سے کام کر رہا ہوں اس کو پیش نظر رکھ کر کہہ سکتا ہوں کہ انشاءاللہ دو مہینہ میں کتاب پریس میں بھیجدی جائیگی۔

پیشوا کے ہزارہا ناظرین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی معلومات اور علم اور اپنی یا اپنے دوستوں کی قیمتی کتابوں اور مفید مشوروں سے جلداز جلد میری امداد فرمائیں تاکہ کتاب ہر حیثیت سے کتاب اس قابل ہو کہ جدید و قدیم تعلیم یافتہ علماء اور مشائخ کی نظر میں قابل وقعت ہو۔

ایک عرصہ سے میرا خیال تھا کہ مسلمانوں نے بت شکن محمود کو رفع کرنے کے ____ فاتحان اسلام کی زندگی کے حالات مکمل و مدلل اور مفصل شائع ____ جن کی کفر شکن تلوار اور ولولہ انگیز حملوں نے دشمنان اسلام کی طاقتیں کو پارہ پارہ کر دیا تھا اور ان میں سب سے پہلے ____ نے سب سے پہلے اسلام کا جھنڈا یورپ کی کفر زار چٹانوں پر گاڑا۔ اور جس کو ہسپانیہ کی بچی ____ شان مٹنے کے بعد حضرت محمد طارقؓ کے نام سے یاد کرتی ہے۔ اور جس کے نام سے آج بھی ہسپانیہ کے کفار لرز جاتے ہیں۔ اس کے بعد میں حضرت سلطان محمود غزنوی حضرت سلطان شہاب الدین غوری اور حضرت اورنگ زیب غازی کے حالات شائع کرنے چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ علم دوست حضرات میری امداد فرمائیں گے۔ صرف وہی لوگ مجھے اس سلسلہ میں خط لکھیں جو اس کے اہل ہوں۔

باوجودیکہ سوامی شردھانند کے قتل کا مقدمہ عدالت سیشن میں ہے اور انتہائی تکمیل و دو کے بعد بھی کسی سازش کا سراغ اعلیٰ افسران پولیس کو نہ ملا۔ مگر ہندو پریس ابھی تک سازش ہی سازش پکار رہا ہے۔ اور اس سازش کے جنون میں تعلیمات اسلام پر ایسے کمینہ گندے اشتعال انگیز حملے کر رہا ہے۔ کہ جو یقیناً مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت ہیں۔ تعجب اور افسوس اور شرم کا مقام ہے کہ دہلی کے بزدل اور ڈرپوک سیاسی اور مذہبی رہنما اور مولائی اور غیر مولائی پیشواؤں میں سے ایک کو بھی جرأت نہیں ہوتی کہ ان دشمنان امن و سلامتی کی حرکات پر اظہار نفرت کرنے کے لئے آگے بڑھیں۔ اور حکومت کی پُر اسرار اور مرعوب کن خاموشی نے جس طرح آریہ ہندوؤں کو اسلام کے خلاف زہر اگلنے پر دلیر بنا رکھا ہے۔ اس پر حکومت کو توجہ دلائیں۔ میں آئندہ تفصیل سے دہلی کے ان تمام مصلحت کیش نام نہاد پیشواؤں کی حالت پر تبصرہ کروں گا جنکی خاموشی سے آریہ سماجی ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں کہ ان سے جب جلسہ کرنے کے لئے چند دردمندوں نے کہا تو انہوں نے کیا کیا مضحکہ انگیز جوابات دیئے۔ ناحق شناسی ہوگی اگر میں اس سلسلہ میں مسلمانان پنجاب کے اس احساس کی تعریف نہ کروں جس کا ثبوت پنجاب کے مسلم پریس اور مسلم اسٹیج نے ہندوستان بھر میں سب سے پہلے دیا۔ حالانکہ ضرورت اسکی تھی کہ یہ آواز سب سے پہلے دہلی سے بلند ہوتی۔ جہاں مفروضہ رئیس الاحرار اور طبیب وطن اور مفتی اعظم اور نظامت جنگ خیر سے موجود ہیں جن کی موجودگی میں بقول حاجی شوکت علی صاحب کسی مسلمان کو ملک اور قوم کی کوئی خدمت کرنے کا حق نہیں ہے۔

کیونکہ یہ مسلمہ امر ہے کہ یا تو جو مسلمان قومی کام کرنا چاہتا ہو وہ مسیح الملک ہونے کی قابلیت رکھتا ہو یا مسٹر شعیب قریشی اور مولانا عرفان جیسا اطاعت شعار چوبدار ہو جب تو وہ کام کرنے کا اہل اور مستحق ہے اور اس کے علاوہ تیسرے درجہ کا مسلمان خواہ وہ کتنا ہی ایثار کرے کیسا ہی قابل ہو" حاجی صاحب کے حکم کے مطابق یہ حق نہیں رکھتا کہ وہ ملک و ملت کی خدمت کسی خلوص اور جوش اور ایمانداری سے کر سکتا ہے۔

کیونکہ ملک و ملت کی تمام خدمتوں کا ان دونوں بھائیوں نے اپنے لئے اور اپنی "سنہری ٹوپی" کے لئے بغیر ٹنڈر کے ٹھیکہ لے لیا ہے

ہر چہ شک آرد کافر گردد

[illegible] سے کرنیکا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ شکر ہے اُس مولا کو [illegible] میری اس آرزو کو پورا کرنے کے جنوری میں اسباب مہیا کر دئے۔

پیشوا کے ناظرین نے لکھا کہ شروع جلد ہے جس طرح فروری میں پیشوا پندرہ روزہ ہوگا اسی طرح جنوری میں کیوں نہ اسکو پندرہ روزہ کر دیا جائے۔ تجویز کی معقولیت میں کسے کلام ہو سکتا ہے۔ مگر کاش اُن کو میری مالی حالت اور میری عدیم الفرصتی کا علم ہوتا۔

بعض حضرات نے اپنی نوازش سے اس ارادہ کی تکمیل کے لئے شروع سال سے بجائے ایک روپیہ بھیجنے کے دو روپے چندہ کے بھیجے۔ ایسے قدردان اور احساس شناس بھائیوں کا بیحد شکر گذار ہوں۔

جن بھائیوں کو ۸ جنوری کا پرچہ وی پی بھیجا گیا تھا اور جنھوں نے اپنی محبت اور قدردانی سے اُسکو وصول فرما لیا ہے اُن کی اطلاع کے لئے یہ لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی میعاد خریداری بجائے دسمبر کے جون سنہ رواں میں ختم ہوگی یعنی جس طرح سال میں بارہ پرچے بارہ مہینہ میں پیشوا کے ملتے تھے۔ اسی طرح اب بارہ پرچے جو اُن کے بحصہ واجب ہیں چھ مہینہ میں اُن کی خدمت میں بھیجدئے جائینگے۔ فرق صرف اتنا ہوگا کہ اُن کی مدت خریداری بجائے سال بھر کے چھ مہینہ میں ختم ہوگی۔ اور یہی حساب اُن حضرات کا ہوگا جنکو ۸ فروری کا پرچہ وی پی کیا جا رہا ہے۔ اس لئے پیشوا کے قدردانوں کو ابھی سے نوٹ کر لینا چاہئے کہ اب اُن کو ایک روپیہ کی بجائے سال بھر میں دو روپے دینے ہوں گے۔ اور سال بھر میں دفتر اُن کو بجائے ۱۲ پرچوں کے ۲۴ پرچے دے گا۔

* * *

چونکہ خرچ کی کفایت کے خیال سے پیشوا کا ٹائٹل بڑی تعداد میں چھپوا لیا گیا تھا۔ اس لئے جب تک وہ ختم نہ ہوگا۔ برابر اسی ٹائٹل کا استعمال ہوگا۔ جو ماہوار پرچہ کے لئے چھپوایا گیا تھا۔ گو پیشوا کا سالانہ چندہ ہندوستان میں اب دو روپے ہوگا۔ اور ہندوستان کے باہر والے بھائیوں سے تین روپے لئے جائیں گے۔ ششماہی چندہ کسی صاحب سے وصول نہیں کیا جائیگا۔ جو صاحب بھی خریدار ہونا چاہیں اُن کو ایک سال کا خریدار ہونا چاہئے۔ اور آئندہ دو روپیہ کا منی آرڈر بھیجنا چاہئے۔

* * *

میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ اب مضامین حتی الامکان قسط وار شائع نہیں کروں گا۔ اس کے متعلق بہت سے بھائیوں نے شکایتی خطوط بھی لکھے تھے۔ اور فی الواقع یہ کچھ اچھا بھی نہیں معلوم ہوتا کہ ایک مضمون اسوقت پڑھا جائے اور اُسکے خاتمہ کیلئے آئندہ اشاعت کا انتظار کیا جائے۔ جو مضامین آئندہ سے پیشوا میں شائع ہوں گے مستقل مضامین کے علاوہ کمل شائع ہوں گے۔ اور بدرجہ مجبوری کسی مضمون کی حد سے گذری ہوئی طوالت کو پیش نظر رکھکر اُسکا پالاقساط شائع کروں گا۔ جیسے "علی بابا چالیس چور" یا "انگریزی اور نگ زیب یا دو قراء بیباکی" وغیرہ جیسے مضامین جنکا ایک دو پرچوں میں کمل شائع کرنا نا ممکن ہو اس نئے انتظام سے یقیناً ہوگا کہ ہر پرچہ میں ہر طبقہ اور مذاق کا سامان زیادہ نہ ہوگا۔ مگر اس کی کسر دوسرے پرچہ میں دوسرے مذاق کے حضرات کے لئے مضمون شائع کر کے پوری کر دی جائیگی۔ ضخامت میں کسی طرح کی نہ ہوگی۔

* * *

عمر محترم حاجی محمد علی جینائی نے ۲۱ اور ۲۴ جنوری کے ہمدرد میں جو غلط بیانی میرے متعلق کی ہے اسکا مکمل جواب آئندہ پرچہ میں انشاء اللہ لکھونگا۔ اور اُن کے اپنے قلم سے نکلے ہوئے مضامین کی اُنہی کے قلم سے تردید کرونگا۔ تاکہ دنیا کو اس شخص کی دیوانگی اور بیہودہ نگاری، فحش گوئی، اور اتہام نویسی اور فریب دہندگی کا علم ہو جائے۔ اگرچہ اس ناخوشگوار فرض کو ادا کرنے سے مجھکو تکلیف ہوگی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ جسم کے گندہ حصہ کو ڈاکٹر بغیر نشتر لگائے نہیں چھوڑتا اسکی احتیاط سے جسم کا دوسرا حصہ بھی خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔ اور غلیظ اور گندے گوشت کا جسم سے جدا ہونا ہی مریض کی تندرستی کے لئے ضروری ہے۔

اب وقت آگیا ہے کہ اس قسم کے نام نہاد پیشواؤں کی زندگی کے اوراق مسلمانوں کے مطالعہ کے لئے پیش کر دئے جائیں۔ کہ یہ جسم اسلام کے ناسور کب تک اپنی فریب دہندہ زندگی سے مسلمانوں کو دھوکے میں رکھیں گے؟

* * *

اعلیٰ حضرت نظام دکن پر جو تشدد دفتری حکومت نے کیا ہے اُس کے خلاف دربار اجمیر میں بالتعداد زائرین نے جمع ہو کر اُس مولائے بے نیاز سے سرکار نظام کی مشکلات کے خاتمہ کی دعا کی۔ اور اسی روز ہندوستان کے اکثر ممالک میں انگریزوں کے موجودہ طریق کار کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی۔

کاش اعلیٰ حضرت نے اب سے پہلے اپنے ملک کے ایجی ٹیشن کی طاقت کا اندازہ کیا ہوتا۔ اور جو لاکھوں روپیہ انگلستان میں برار کے حصول کے لئے برباد کیا گیا اُسکا چوتھائی حصہ بھی اگر ہندوستان کو ایجی ٹیشن پر خرچ ہوتا تو اعلیٰ حضرت کو جان بل اس آسانی سے نہ دبوچ لیتا۔

* * *

حضور خواجہ غریب نواز کے دربار میں لاکھوں عقیدتمند زائرین نے نجدی دجال کے مظالم سے باخبر ہو کر یہ عہد کیا کہ وہ امسال حج کو بدرجہ مجبوری علمائے کرام کے فتوے کے مطابق ملتوی کرتے ہیں خدام الحرمین کی یہ مساعی یقین ہے کہ نجدی فرعون کو اتنا راستہ درست کرنے میں معین ہوگی، اور بہت ممکن ہے کہ صحرائے نورد بدو حاجیوں کے نہ جانے سے حکومت نجد کو جو حقیقتاً شیطانی حکومت ہے الٹ دیں کیونکہ خالی معدہ میں بغاوت کا غبار اُٹھتا ہے۔

دربار اجمیر شریف میں ہندوستان کے حصہ کے مسلمانوں کے علاوہ افغانستان، بخارا، خیوہ، جاوا وغیرہ دور دراز ملکوں کے مسلمان بھی حاضر تھے۔ اور وہ نجدی مظالم سنکر لرز گئے۔ اور انھوں نے بھی عہد کیا کہ ہر ممکن ذریعہ سے اپنے ممالک میں امسال حج کو ملتوی رکھنے کی انتہائی کوشش کریں گے۔

* * *

بعض بھائیوں نے آئندہ سال کے لئے خریداری منظور نہ کرنے کی اطلاع نہیں دی اور اُن کی خاموشی کی حالت میں اُنکو سالانہ وی۔ پی حسب دستور روانہ کیا گیا۔ جسکو اُنھوں نے نہایت بیدردی اور سفاکی کے ساتھ واپس کر کے مجھ غریب کا نقصان کیا۔

میں بہت بے عزت آدمی ہوں۔ اور چونکہ وی پی واپس کرنیوالے حضرات

درس تبلیغ

سوامی شردھانند کا قتل

تعلیم اسلام اور مسلمانوں پر غلط الزامات کی تردید

(از جناب مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور)

دہلی میں سوامی شردھانند مشہور آریہ سماجی لیڈر ۲۳ دسمبر ۱۹۲۶ء کو ایک مسلمان عبدالرشید نام کے ہاتھ سے قتل ہو۔ بیان کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کی ایک خاص ضرورت کہ اس خون کی ذمہ داری ایک ہم قوم پر عائد ہوتی ہے اور ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام مسلمانوں نے اس فعل سے اظہار بیزاری کیا ہے اگر اب بھی آریہ سماجی اخبارات اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ اس قتل کی ذمہ داری تعلیم اسلام پر ہے چنانچہ بعض اخبارات نے بڑے زور سے یہ لکھا ہے کہ جب تک تعلیم اسلام کو دنیا سے نیست و نابود نہ کیا جائیگا اس وقت تک ایسے افعال کا دروازہ بند نہ ہوگا۔ اور خود مسلمانوں نے جو اس فعل کے خلاف کہا ہے اور رزولیوشن پاس کئے ہیں ان سب کو بناوٹی اور دکھاوے کی باتیں قرار دیا ہے جب تک کہ مسلمان آریہ سماج کے ساتھ مل کر تعلیم اسلام کو نیست و نابود کرنے میں ساعی نہ ہوں چنانچہ اخبار پرکاش اپنے ۲۹ دسمبر کے پرچہ میں لکھتا ہے۔

"لیکن ہم سازشیوں کو بھی ذمہ دار نہیں ٹھیراتے۔ خواہ ان کی تعداد کتنی ہی کیوں نہ ہو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پھر ذمہ دار کون ہے؟ ذمہ دار وہ تعلیم ہے جو اسلام مسلمانوں کو دیتا ہے۔ اور وہ تعلیم کیا ہے؟ یہ کہ کافروں کے قتل سے بہشت کا دروازہ قانونی طور پر کھل جاتا ہے۔ آریہ سماج کا کام اس قسم کے افعال کو روکنے کے لئے کیا ہے؟ یہ کہ اس تعلیم کو نشٹ کیا جائے۔ وہ مسلمان لیڈر جو اس سانحہ ہوش ربا پر اظہار ہمدردی کر رہے ہیں اگر ان کی ہمدردی بناوٹی نہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ اس قسم کے واقعات کا اعادہ پھر نہ ہو تو وہ اس پاک مقصد کے لئے ایک ہی کام کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ اسلام کی اس تعلیم کو مٹانے کے لئے آریہ سماج کے ساتھ شامل ہو جائیں"

مہاتما گاندھی کا مسلمانوں پر الزام

جوشیلے آریہ سماجی اخبارات کی تحریروں کی ہمیں پرواہ نہ [illegible] لیکن مہاتما گاندھی جیسی شخصیت کا انسان بھی اسلام کی تلوار سے سہما ہوا نظر آتا ہو [illegible] کہتے ہیں کہ

"اس [illegible] شک نہیں کہ ان [illegible] مسلمانوں [illegible] خنجر اور پستول کے استعمال [illegible] میں زیادہ آمادگی پائی جاتی ہے۔ تلوار اسلام کا نشان نہیں [illegible] اسلام ایسے ماحول میں پیدا ہوا جہاں تلوار سب سے بڑی طاقت

پہلے بھی تلوار تھی اور آج بھی تلوار ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مسلمانوں کی نیام سے آج بھی تلوار جلد باہر نکل آتی ہے"

پس ایک طرف تو جوشیلے آریہ سماجی اخبارات اس واقعہ کی وجہ سے اسلام کی تعلیم کو دنیا سے نیست و نابود کرنے پر سارا زور صرف کرنا چاہتے ہیں اور تعلیم اسلامی کو اس واقعہ کا ذمہ وار ٹھیراتے ہیں۔ تو دوسری طرف مسٹر گاندھی جیسے مسلمانوں کے دوست کہلانے والے بھی اس خیال سے کچھ متاثر نظر آتے ہیں اور ساری مسلمان قوم پر یہ الزام قائم کرکے کہ وہ تلوار کے استعمال پر ہر وقت آمادہ رہتی ہے ایک رنگ میں اسلامی تعلیم کو ہی اس بات کا ذمہ وار ٹھیراتے ہیں کہ اس نے مسلمانوں میں ایسی ذہنیت پیدا کر دی ہے کہ وہ خنجر اور پستول لے کر اپنے ہمسایوں کے خون کے پیاسے بیٹھے ہیں جہاں ایک طرف مسلمانوں کا فرض تھا۔ کہ وہ علی الاعلان اس فعل سے بیزاری کا اظہار کرتے اور انہوں نے بلا اتفاق ایسا کیا۔ دوسری طرف ہمارے ہندو دوستوں کا یہ فرض تھا کہ وہ ایک شخص کے فعل کی وجہ سے اسلام کی تعلیم پر یا مسلمانوں کی قوم پر یہ الزام نہ لگاتے بلکہ ٹھنڈے دل سے غور کرتے کہ کیا اسلام کی تعلیم یا مسلمانوں کو بدنام کرنے سے موجودہ حالات میں کچھ فائدہ ہو سکتا ہے؟

کیا ہندوؤں میں خنجر اور پستول کے استعمال کی مثالیں موجود نہیں؟

ایسے افعال کس قوم کے افراد سے سرزد نہیں ہوتے کیا ہندوؤں میں انارکسٹ تحریک گورنمنٹ کے خلاف پیدا نہیں ہوئی۔ اور کیا بیسیوں بے گناہوں کے خون نہیں بہائے گئے؟ مگر کیا اس سے یہ نتیجہ نکالا جائے گا کہ ہندو مذہب کی تعلیم ہی نیست و نابود کر دینی چاہیئے یا یہ کہ ہندو قوم میں پستول اور بم کے استعمال پر بہت آمادگی پائی جاتی ہے۔ حالانکہ ابھی تین چار سال نہیں گزرے کہ ایک معزز عہدہ دار کے قاتل سے اظہار بیزاری کرنے سے مسٹر سی آر داس جیسی شخصیت کے انسان نے انکار کیا اور بہت سے ہندو لیڈران کے خیال تھے خونریزی پولیٹکل رنگ میں ہو یا مذہبی رنگ میں کسی طرح بھی جائز نہیں۔ لیکن ایک ایسے واقعہ پر ایک مذہب کی تعلیم کو یا ایک قوم کو بدنام کرنے کے لئے چن لینا بھی کوئی دانشمندی کا فعل نہیں اور اس کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فساد کی آگ اور زیادہ تیز ہو [illegible] ہم بھی مسلمانوں کی تلوار ہی نیام سے باہر نہیں نکلتی۔ ہندوؤں کی بھی نکل آتی ہے کتارپور میں ہندوؤں نے مسلمانوں سے جو وحشیانہ سلوک کیا تھا وہ [illegible] سے محو نہیں ہو سکتا کیا ایک گائے کے ذبح کرنے پر مسلمانوں کے خون نہیں بہائے جاتے اور کیا یہ مذہبی دیوانگی کی خونریزی کا نتیجہ نہیں [illegible] ہندو کر رہے ہیں

بانی آریہ سماج کا قاتل ایک برہمن [illegible]

[illegible] سوامی دیانند کی زندگی [illegible]

کیونکہ سب ہندو تھے جو اپنشدوں کی تعلیم پر عامل تھے لالہ راجپت رائے نے اپنی کتاب "آریہ سماج" میں اس بات کا صاف صاف اعتراف کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں

"ہندو مذہب کے پیروؤں نے بہت سی کوششیں اُن کی (سوامی دیانند کی) زندگی لینے کی کیں۔ اور اُس کو مارنے کے لئے قاتلوں کو اجرت پر لیا گیا"

بلکہ خود بانی آریہ سماج کی موت ہندوؤں ہی کے ہاتھ سے ہوئی جیسا کہ اخبار گورو گھنٹال ۳ جنوری ۱۹۲۷ء میں صراحت سے مذکور ہے

"مہرشی دیانند بانی آریہ سماج کو دودھ میں زہر دینے والا ایک پاجی ہندو برہمن تھا"

ہمارے ہندو اہل وطن غور کریں کہ ایک پاجی برہمن کے فعل سے ساری ہندو قوم کو یا ہندو مذہب کی تعلیم کو بدنام کرنا کہاں تک جائز ہے اور اگر یہ جائز نہیں تو ایک مسلمان کے اس سے کم درجہ کے فعل سے اسلامی تعلیم یا مسلمان قوم کو بدنام کرنا اور ان پر الزام دینا کس طرح جائز ہے۔ بانی سماج کے قتل کے منصوبے کرنیوالے ہندو اس کا قاتل برہمن مگر دونوں نہ ویدک تعلیم ہے نہ ہندو دھرم نہ ہندو قوم۔

چار آریہ سماجی لیڈروں کے قاتل کون ہیں

اب تک آریہ سماج جن چار شہیدوں کو دیانند جی کے علاوہ پیش کر رہی ہے وہ پنڈت لیکھرام، سوامی شردھانند، لالہ راجپندر اور پنڈت تلسی رام ہیں۔ ان میں سے پنڈت لیکھرام کے قتل کا شبہ ہندو ایک مسلمان پر کرتے رہے۔ اور مسلمان کسی ہندو کی طرف اس فعل کا ارتکاب منسوب کرتے رہے لیکن یہ بھی شبہ ہوا تھا کہ قتل کی وجہ مذہبی منافرت نہیں۔ بلکہ کوئی اور وجہ تھی مگر آج تک یقینی طور پر معلوم نہ ہوا کہ اس کا قاتل کون تھا۔ لالہ راجپندر اور پنڈت تلسی رام کے قاتل یقیناً ہندو تھے اور صرف ایک یعنی سوامی شردھانند کا قاتل مسلمان بتایا جاتا ہے تو اب دیانند جی سمیت کل پانچ آریہ سماجی لیڈر مقتول ہوئے جن میں سے تین کے قاتل بالیقین ہندو ہیں اور ان تین مقتولین میں سے ایک بانی سماج ہے ایک مسلمان مگر وہ بھی زیر تفتیش۔ اور ایک کے متعلق یقینی علم نہیں ہمیں معلوم نہیں کہ سوامی دیانند کے قتل پر یا لالہ راجپندر کے قتل پر یا پنڈت تلسی رام کے قتل پر کس قدر ہندوؤں نے اظہار نفرت کیا تھا۔ مگر اتنا کم جو شور لیکھرام کے قتل پر یا سوامی شردھانند کے قتل پر برپا ہوا ہے اس کا دسواں حصہ بھی ان دوسرے لیڈروں کے قتل پر نہیں ہوا جو ہندوؤں کے ہاتھ سے مارے گئے اور ان سب میں کم سے کم سوامی دیانند کے برابر عزت آریہ سماج میں نہ پنڈت لیکھرام کو حاصل ہے نہ شردھانند جی کو تو کیا وجہ ہے کہ ہندو قاتل ہو تو آریہ سماج بھی محمود نشین رہتی ہے اور دوسرے ہندو بھی نسبتاً خاموش رہتے ہیں لیکن اگر اتفاق سے قاتل مسلمان ہے یا ہمیں کہ مسلمان ہونے کا شبہ ہے تو اس قدر جوش اور اشتعال پیدا ہو جاتا ہے کہ بجائے اس کے کہ تمام دل ہندو بھی اپنے آپ کو مسلمان کا دوست قرار دے کے مسلمان قوم کو بری الذمہ ٹھیراتے ہیں۔ حالانکہ ان کے [illegible] سے جس طرح ایک ہندو خفیہ اظہار کیا ہیں۔

آریہ سماج کے مصائب کی وجہ

ہم گاندھی جی سے ایسی توقع نہ تھی خصوصاً اس صورت میں جب وہ دو سال ہوئے آریہ سماج کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار بھی کر چکے تھے کہ دوسروں کو بُرا کہنے میں وہ اعتدال کے اندر نہیں رہی اور فی الحقیقت یہی ایسے جو بعض وقت خوفیلی طبائع میں ہندو ہوں یا مسلمان جنون کا رنگ پیدا کر کے ان سے ایسے افعال سرزد کرا دیتی ہے جن سے ہر ایک عقلمند اظہار بیزاری کرتا ہے اور اس کی وجہ نہ مسلمانوں میں تلوار کے استعمال پر آمادگی ہے نہ ہندوؤں میں۔ بلکہ اس کی وجہ وہی بدگوئی ہے جو آریہ سماج نے دوسرے مذاہب کے متعلق اختیار کی ہے جس کی شکایت دو تین سال پیشتر خود گاندھی جی کر چکے ہیں کہ "آریہ سماج اپدیشک کو اتنی خوشی کبھی نہیں ہوتی جتنی کہ دیگر مذاہب کی بدگوئی کرتے وقت ہوتی ہے" خود شردھانند جی اتنی بڑی شخصیت کے باوجود آریہ سماج کی اس کمزوری کا شکار تھے جیسا کہ گاندھی جی اس وقت جب ان کی طبیعت میں نسبتاً زیادہ سکون تھا لکھ چکے ہیں کہ "ان کی تقریریں اکثر ناراضگی پیدا کرنے والی ہیں" اور انہوں نے آریہ سماج کی روایات ورثہ میں حاصل کی ہیں"

ہندوؤں کا مذہبی جنون

اگر غور کیا جائے تو اسی موقعہ پر جس مذہبی جنون کا اظہار ہندوؤں نے کیا ہے اس کے سامنے مسلمانوں کا مذہبی جنون شرمندہ ہے سوامی شردھانند کے قاتل کا جوش اسلئے حد جنون تک تجاوز کر جاتا ہے کہ اس کے نزدیک سوامی نے مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ اور ان کی دل آزاری کی ہے لیکن ہندوؤں کا مذہبی جوش جنون تک ترقی کرنے کے لئے کسی ایسے عذر کا بھی محتاج نہیں بلکہ ادھر شردھانند جی کے قتل کی خبر ملتی ہے اُدھر نہتے بے گناہ راہ چلتے مسلمانوں پر لاٹھیاں چلنی شروع ہو جاتی ہیں اور کئی مسلمان زخمی ہو جاتے ہیں جن میں سے ایک ایک جان بھی دے دیتا ہے اب انسان ہونے کے لحاظ سے شردھانند جی ہوں یا محبوب علی دونوں کا خون ایک قیمت رکھتا ہے پھر اس بے گناہ کا مارا جانا اسی طرح قابل ملامت فعل تھا جس طرح شردھانند جی کا قتل ہونا لیکن کیا گاندھی سے لیکر ایک ادنیٰ ہندو تک نے بھی ہندوؤں کے اس فعل سے بیزاری کا اظہار کیا مسلمان تو لگاتار اظہار بیزاری کر رہے ہیں پھر بھی جو شیلے اخبار نویسوں کو چھوڑ کر جو جو کچھ منہ میں آئے لکھتے چلے جاتے ہیں گاندھی جی جیسے مسلمانوں کے دوست بھی یوں رقمطراز ہیں کہ "خطرہ ہے کہ مسلمان خفیہ طور پر اس مجنونانہ فعل کے حامی ہوں" اور ہندو جو اپنی خاموشی سے علی الاعلان ہندوؤں کے اس فعل قتل کے حامی ہیں ان کو کوئی نہیں پوچھتا۔ مسلمانوں نے آج تک اپنے کسی ہم قوم کے قتل پر اس قدر اظہار نفرت نہیں کیا جس قدر شردھانند جی کے قتل پر مگر وہ اب تک ہندوؤں میں گاندھی جی کو بھی خوش نہیں کر سکے جو مسلمانوں کی دوستی کا دم بھرتے ہیں۔ جو شیلے آریہ سماجیوں اور ہندو اخبار نویسوں کو خوش کرنا ناممکن ہے سوائے اس کے کہ جیسا پرکاش نے لکھا ہے کہ مسلمان آریہ سماج کے ساتھ مل کر

اسلامی تعلیم کو منسوخ ہی کر ڈالیں۔ لیکن ان سے تو اظہار نفرت کے باوجود بھی خطرہ ہے کہ اندرونی طور پر وہ اس فعل قتل کے حامی ہیں اور ہندوؤں کے باوجود تو ہر دلالت کے ایک بے گناہ مسلمان کے قتل پر ایک آواز بھی نہ اٹھانے کے مسلمانوں کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ہندو بے گناہ مسلمانوں کے قتل کے حامی نہیں۔ ایک ہی وقت میں دو خون ناحق ہوتے ہیں ایک بڑا آدمی ہے اور ہندو ہے دوسرا ایک غریب آدمی ہے اور مسلمان ہے اول کے متعلق ہندو اخبارات کے صفحوں کے صفحے اور مسلمانوں کی طرف سے اظہار نفرت کے بیانات اور ریزولیوشن پر ریزولیوشن اور غریب مسلمان کے متعلق ہندو لیڈروں کی زبانوں پر مہر ہے اور ہندو اخبارات میں ایک حرف کی گنجائش نہیں تو مسلمان اخبارات میں بھی کہیں برائے نام اس کا ذکر آجاتا ہے اور بڑے بڑے مسلمان لیڈر بھی اس کا نام لیتے ڈرتے ہیں کہ مبادا ہندو دیوتا ناراض ہو جائیں

مسلمانوں کی تلوار اور افغانستان کے ہندو

گاندھی جی مسلمانوں کی دوستی کا دم بھی بھرتے ہیں اور بدنام بھی مسلمانوں کو ہی کرتے ہیں۔ ایک طرف وہ کہتے ہیں کہ میں مسلمانوں کا دوست ہوں۔ ان کا غم میرا غم ہے ان کی خوشی میری خوشی ہے۔ کہتے ہیں تلوار اسلام کا نشان نہیں کہتے ہیں کہ ایک فرد کے جرم کی ذمہ داری قوم پر نہیں آسکتی لیکن ساتھ ہی دوستی کا حق یوں ادا کرتے ہیں کہ ایک مسلمان کا استعمال میں اگر تلوار اٹھانا کونسی بات ہے یہ ساری قوم ہی ایسی ہے کہ تلوار ہاتھ میں لئے ہر وقت تیار بیٹھی ہے کہ کسی کا سر اڑائیں افسوس کہ گاندھی جی کی شخصیت کے انسان کے منہ سے بھی ایسی بے بنیاد بات نکلے جس سے ایک فرد کو نہیں ایک قوم کو بدنام کیا جاتا ہو اور گردن زدنی ٹھیرایا جاتا ہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی غور نہیں کیا جاتا کہ اگر مسلمان ایسے ہی بے گناہ ہندوؤں پر تلوار چلانے کے لئے آمادہ رہتے ہیں تو افغانستان میں جہاں مسلمانوں کی حکومت ہے اور وہاں کے لوگ بھی تعلیم یافتہ نہیں یہ تلوار کس طرح نیام میں پڑی زنگ آلود ہو گئی ہے اور آج تک ایک ہندو کا خون کرنے کی آواز وہاں سے کیوں نہ اٹھی استعمال میں اگر اگر کوئی شخص حد سے بڑھ کرے تو یہ مسلمانوں میں تلوار کے استعمال کے لئے آمادگی مترادف نہیں گاندھی جی نے مسلمانوں پر ایسے موقعہ پر الزام دینے میں اپنے آپ کو سخت کمزور ثابت کیا ہے۔

آریہ سماج کے متعلق ہندو لیڈروں کی رائے

مذہبی رنگ میں منافرت [illegible] نے والی اور نفاق اور عداوت کی تعلیم کو وسیع کرنے والی اس سے بڑھ کر دوسری [illegible] دوسروں کے مذہبی رہبروں اور پیشواؤں کو برا کہا جائے یا دوسروں [illegible] بزرگوں پر استہزا کیا جائے بدقسمتی سے آریہ سماج نے اس طرز [illegible] ہندو قوم کی ترقی کے لئے مفید سمجھا ہے۔ حالانکہ فی الحقیقت ستیارتھ پرکاش [illegible] اور [illegible] کا نتیجہ ہوا ہے اس سے خود اہل الرائے ہندو اصحاب [illegible] کیا ہے خود گاندھی جی نے [illegible] جیل میں ستیارتھ پرکاش کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ رائے قائم کی تھی کہ سوامی دیانند نے "ہندو دھرم کو تنگ بنا دیا ہے" اور "جانتے ہوئے جین دھرم، اسلام، عیسائیت اور خود ہندو دھرم کو غلط طور پر ظاہر کیا ہے" اور کہ میں نے ستیارتھ پرکاش سے زیادہ مایوس کن کتاب کوئی نہیں پڑھی ہے"

اور آریہ سماجیوں کے متعلق کہا:۔

"تنگ نظری اور لڑائی کی عادت کی وجہ سے وہ یا تو دیگر مذاہب کے لوگوں سے لڑتے رہتے ہیں اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں" "آریہ سماجی اپدیشک کو اتنی خوشی کبھی نہیں ہوتی جتنی کہ دیگر مذاہب کی بدگوئی کرنے کے وقت ہوتی ہے۔"

مسٹر شاستری کی رائے پر کسی طرح تعصب اور تنگدلی کا الزام نہیں دیا جا سکتا۔ انہوں نے آریہ سماج کے متعلق حسب ذیل خیالات کا اظہار اپنی ایک تقریر میں جیندری میں [illegible] کیا ہے:۔

جملہ ہندوستان میں آریہ سماج کی کیا فتوحات ہیں؟ بیس تیس سال میں انہوں نے یوپی اور پنجاب کے خرمن امن کو تباہ کر رکھا ہے ...... شمالی ہند میں ان کی مذہبی زندگی کی یہ خصوصیت ہے کہ انہوں نے مختلف فرقوں میں اختلافات پیدا کر کے سوسائٹی کے امن کو تباہ کر دیا ہے"

بنگال کے مشہور لیڈر مسٹر بپن چندر پال کی بھی یہی رائے ہے:۔

"ہندو مسلم فسادات کی جو فضا ملک میں پیدا ہو رہی ہے آریہ سماج کی سرگرمیاں اس کے لئے ذمہ دار ہیں۔"

تین ایسے مشہور لیڈروں کی متفقہ رائے کے بعد کہ آریہ سماج نے ملک میں فساد پیدا کیا اور مذہبی جھگڑوں میں بدگوئی کا ناگوار طریق اختیار کیا ہے کسی مزید شہادت کی ضرورت نہیں کہ اس وقت جو آواز آریہ سماج پریس کی طرف سے یا ان کے پیشواؤں کی طرف سے تعلیم اسلام کے خلاف اٹھائی جا رہی ہے وہ صرف ایک موقعہ دیکھ کر ہندوؤں کے جذبات کو ابھارنے کے لئے ہے جس کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں ہو گا کہ ملک کا امن اور بھی زیادہ تباہ ہو۔ اس لئے ہم اپنے ہندو اہل وطن سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ کیا فی الواقع اسلام کی تعلیم ایسی خطرناک ہے جیسی آریہ سماجی اخبارات ظاہر کر رہے ہیں اور کیا ہمارے لئے کہ اس تعلیم پر غور کر کے مسلمانوں سے محبت اور اتفاق کی بنیاد رکھی جائے ان کی طرف سے بغض اور کینہ دل میں رکھ کر مسلمانوں کی نیست و نابود کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے؟ وہ یہ بات کبھی بھی طرح سمجھ لیں کہ اگر یہ اسلام کی تعلیم آریہ سماج کے پیدا ہونے سے پہلے بھی ہندوستان میں موجود تھی پھر کیوں اب فساد ہوتا ہے [illegible] یہی تعلیم آج افغانستان میں [illegible] ہے وہاں کیوں چند ہندوؤں کا قتل نہیں کیا جاتا ہے۔

[illegible] کے قتل سے بہشت کا دروازہ کھلتا ہے کا اسلام پر افترا

اخبار پرکاش لکھتا ہے کہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ:-

"کافروں کے قتل سے بہشت کا دروازہ قاتلوں پر کھل جاتا ہے۔"

کیا ہمارے ہندو دوست اتنا بھی محسوس نہیں کر سکتے کہ اگر اسلام کی یہ تعلیم ہوتی تو جہاں جہاں مسلمان حکومتیں قائم ہوئی تھیں وہاں غیر مسلم کسی طرح باقی رہ سکتے تھے حالانکہ کوئی اسلامی ملک نہ پاؤ گے جہاں باوجود مسلمانوں کی صدیوں کی حکومت کے دوسرے مذاہب کے لوگ موجود نہ ہوں خود ہندوستان کے پایہ تخت دہلی کو جس کے ایک گوشہ میں اس وقت بھی آدھا حصہ ہندو آبادی ہے اور ایک حصہ مسلمان۔ اگر تعلیم اسلام وہی ہوتی جو پرکاش کہتا ہے۔ تو یہ کس طرح ممکن تھا کہ اس قدر کثیر حصہ آبادی کا عین پایہ تخت کے نواح میں ہندو رہتا۔ ہم اپنے ہندو دوستوں کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ یہ محض جھوٹ ہے کہ اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ غیر مسلم کے قتل سے انسان بہشت پا سکتا ہے نہیں بلکہ اسلام نے جس طرح مسلم کا خون ناحق کرنے سے روکا ہے اسی طرح غیر مسلم کا خون ناحق کرنے سے روکا ہے

یہ قتل مسلم کا ذکر نہیں بلکہ قتل انسان کا ذکر ہے یعنی کسی انسان کا بھی قتل کرنا گویا ایسا ہے کہ سب لوگوں کو قتل کر دیا۔ کاش کوئی آیت قرآنی پیش کی جاتی یا کوئی حدیث پیش کی جاتی کہ کافر کے قتل سے بہشت کا دروازہ کھل جاتا ہے بلا سند ایسی بات کہہ دینا جس سے اشتعال پیدا ہو ملک کے امن میں رخنہ اندازی کرنا ہے اور ہم نہیں جانتے کہ کب تک آریہ سماجی اخبارات اس خطرناک طرز عمل کو اس طرح دلیری سے اختیار کرتے چلے جائیں گے جب مسلمان بآواز بلند کہہ رہے ہیں کہ ہر شخص کا قتل بھی ان کے نزدیک جائز نہ تھا جو مسلمانوں کو دین اسلام سے پھیرنے کا کام کر رہا تھا جو دین اسلام کی تعلیم کو مٹانا چاہتا تھا تو پھر یہی راگ گائے جانا کہ اسلام ہر غیر مسلم کے قتل کی تعلیم دیتا ہے اور اسے موجب ثواب ٹھہراتا ہے ملک اور قوم کے ساتھ دشمنی کرنا نہیں تو اور کیا ہے مقام تعجب کہ اس مذہب پر جبر کا الزام دیا جاتا ہے جس نے دنیا میں سب سے پہلے اور سب سے آخر یہ اصول قائم کیا کہ مذہب میں جبر کوئی نہیں۔ قرآن شریف بآواز بلند کہتا ہے

مذہب میں کوئی جبر نہیں۔ اور صاف فرماتا ہے

جو چاہتا ہے ایمان لائے جو چاہتا ہے انکار کرے۔ اس قدر صراحت کے بعد یہ کہنا کہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ غیر مسلموں کے قتل سے بہشت کا دروازہ کھل جاتا ہے سچائی کا خون کرنا ہے

اسلام نے جنگ کی اجازت کب دی؟

اور یہ کہ قرآن شریف میں جنگ کے احکام

[illegible] مگر لڑائی کی ابتدا مسلمانوں نے نہیں کی اور اس پر [illegible] اسلام دونوں [illegible] حالانکہ وہ تھے کہ مسلمانوں کو مکہ [illegible] تھا جب کچھ لوگ بھاگ کر [illegible] کو نقل

برداشت پاکر مدینہ میں چلے گئے مگر ان کے دشمنوں نے ان پر چڑھائی کی تب مسلمان مقابلہ میں نکلے چنانچہ سب سے پہلا حکم قرآن شریف میں جو لڑائی کے متعلق دیا جاتا ہے وہ ان الفاظ میں ہے

ان لوگوں کو جنگ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے جن کے ساتھ جنگ کی جاتی ہے اس لئے کہ ان پر ظلم ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو مدد دینے پر قادر ہے وہ لوگ جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے پس مسلمانوں کو جنگ کی اجازت اس وقت دی گئی جب دشمنوں نے پہلے ان کو گھروں سے نکالا اور ان پر طرح طرح کے ظلم کئے۔ پھر اس پر بھی نہ چھوڑا بلکہ ان پر چڑھائی کی اور جنگ کر کے ان کے وجود کو مٹا دینے کا فیصلہ کر لیا تب مسلمانوں کو اجازت ہوئی کہ اپنی حفاظت کے لئے جنگ کرو۔ اور قرآن شریف نے جنگ کے حکم کو بھی صاف الفاظ میں محدود کر دیا ہے جیسا کہ فرماتا ہے

اللہ کے راستے میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور اس حد سے آگے نہ بڑھو اور تاریخ کی کھلی کھلی شہادت موجود ہے کہ پہلے تینوں لڑائیاں جو مسلمانوں کو کرنی پڑیں وہ تینوں مدینہ پر تھیں یعنی دشمن پہلے تین سو میل سے چل کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے تب مسلمان اپنی حفاظت کیلئے باہر نکلے اور قرآن شریف میں کافروں کے قتل کرنے کا کوئی حکم نہیں۔ ہاں دین، ملک اور قوم کی حفاظت کا حکم ہے کہ جب دوسرے تمہیں تباہ کرنا چاہیں اور اس غرض کیلئے تلواریں لے کر نکلیں تو تم بھی تلوار لے کر ان کا مقابلہ کرو بلاشبہ ایک وقت آتا ہے کہ تلوار چلانا ہر انسان کا فرض ہو جاتا ہے لیکن وہ وہی وقت ہوتا ہے جب اپنی حفاظت اس کے سوا وہ نہ کر سکتا ہو۔ یہی صورت اسلام کے لئے پیدا ہو گئی تھی اور مسلمانوں نے بلاشبہ تلوار کو بڑے زور سے چلایا اور کبھی بزدلی نہیں دکھائی، نہ جان دینے وقت کانپے مگر صرف ان دشمنوں کے مقابل جو تلوار سے انہیں تباہ کرنا چاہتے تھے وہ اپنے سے دگنے تگنے دس گنے تک زبردست دشمن کا مقابلہ کرتے تھے مگر چونکہ دشمن ناحق پر لڑتے تھے، اور وہ حق پر لڑتے تھے اس لئے ہمیشہ فتحیاب ہوتے تھے کیونکہ حق کی طاقت خدا کی نصرت کے رنگ میں ان کے ساتھ تھی اگر اس وقت مسلمان نہ لڑتے تو ان کا وجود دنیا سے مٹا دیا جاتا اور وہ اسی قابل ہوتے کہ مٹا دیئے جاتے۔ اگر وہ اپنی جانوں کو مذہب اور قوم اور ملک کی حفاظت کیلئے قربان نہ کرتے۔ اور یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف میں کسی کافر کو قتل کرنے کی اجازت یا حکم نہیں۔ صرف لڑائی کی حالت میں اور لڑائی بھی وہ جس کی ابتدا دشمن کی طرف سے ہو خون کرنے کی اجازت ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی حکم ہے کہ دشمن اگر صلح کرنے پر آمادگی ظاہر کرے تو صلح کر لو۔

اگر تلوار دین اسلام کو پھیلانے کے لئے ہوتی تو کافروں اور مشرکوں سے صلح کا حکم کیوں ہوتا افسوس ہے کہ اسلام پر نکتہ چینی کرنے والے ایک لمحہ کیلئے بھی تدبر سے کام نہیں لیتے اور واقعات کو پس پشت پھینک کر محض اسلام کو بدنام کرنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔

اسلام تمام قوموں میں محبت کی بنیاد رکھتا ہے

[illegible] جانتے ہیں کہ نبی کریم [صلی] اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کوئی شخص ایک بھی واقعہ پیش نہیں کر سکتا کہ کسی شخص کو جبراً مسلمان کیا گیا ہو۔ اور ہو کس طرح سکتا تھا جب صاف اعلان کیا جا چکا تھا کہ مذہب میں [جبر] کوئی نہ ہوگا اور اسلام کی تعلیم ہی ایسی ہے جو دنیا میں صلح اور محبت کو پھیلاتی ہے اور تمام مذاہب کو محبت کے ساتھ رہنے کی دعوت دیتی ہے اس سے بڑھ کر صلح کی بنیاد کیا رکھی جا سکتی ہے کہ قرآن شریف میں صاف الفاظ میں اعلان کر دیا کہ مسلمان وہ ہے جو دنیا کے تمام نبیوں پر ایمان لاتا ہے

وہ لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں جو تجھ پر اتارا گیا اور اس پر جو تجھ سے پہلے اتارا گیا اور پھر فرمایا

دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس میں نبی نہیں آئے — ہر قوم میں ہادی گذرا ہے

ہر امت میں ایک رسول ہوا ہے

ہر قوم کے لئے ایک شریعت اور ایک طریقہ دیا ہے کیا اس سے بہتر کوئی اصول دنیا میں آشتی اور محبت کا پیدا کرنے والا ہو سکتا ہے ایک مسلمان کو تو چارہ نہیں کہ وہ مانے کہ جس طرح عرب میں اور شام میں نبی ہوئے، اسی طرح ایران ہندوستان چین میں بھی نبی ہوئے کیونکہ اس کی الہامی کتاب بتاتی ہے کہ کوئی قوم نہیں جس میں نبی نہ آیا ہو کاش ہمارے ہندو دوست اسی پیغام قرآنی پر قدم آگے بڑھاتے اور عجب نہیں یہ محبت کا پیغام دیا گیا تھا کہ ہم تمہاری قوموں میں بھی نبیوں کا آنا مانتے ہیں اور تمہارے بزرگوں سے اللہ تعالیٰ کے ہمکلام ہونے کے قائل ہیں تو وہ بھی محبت کا ہاتھ یہ کہہ کر آگے بڑھاتے کہ جو شخص ہمارے بزرگوں کی یوں عزت کرتا ہے ہم بھی اسی طرح اس کے بزرگوں کی عزت کرتے ہیں اور اس انسان کو جو نسل انسانی پر اتنا بڑا احسان کرتا ہے کہ سب میں محبت اور صلح کی بنیاد رکھتا ہے خدا کا پیغمبر ماننے میں ہمیں کیا عذر ہو سکتا ہے؟

دعوت اسلام

تعجب آتا ہے کہ جب ہمارے ہندو اہل وطن اس بات پر کہہ اٹھتے ہیں کہ ہمیں اسلام قبول کرنے کی کیوں دعوت دی جاتی ہے۔ وہ یہ نہیں سوچتے کہ اسلام قبول کرنے سے ان کا کیا بگڑتا ہے۔ اگر وہ پہلے رام چندر جی اور کرشن جی کو خدا کی طرف سے مانتے ہیں تو اسلام انہیں یہ نہیں کہتا کہ تم انہیں چھوڑ دو بلکہ صرف ان کے اندر وسعت قلبی پیدا کرتا ہے کہ جس طرح اپنے بزرگوں کو مانتے ہوں اسی طرح یہودیوں عیسائیوں زردشتیوں بدھ مذہب والوں کے بزرگوں اور سب سے آخر اس پاک پیغمبر کو مانو جس نے اتنی بڑی بھلائی کو دنیا پر ظاہر [کیا]۔ افسوس ہوتا ہے جب بجائے اس کے کہ اس احسان کے سامنے ان کے سر جھکتے [illegible] آج اس بات کو فخر سمجھ رکھا ہے کہ اس پاک انسان کو [illegible] اسلام کی محبت بھری تعلیم کو [illegible] ہندو اہل وطن سے [illegible]

دنیا میں محبت و آشتی پیدا ہوتی ہے [illegible] کے ہیں کاش کوئی غور کرنے والا ہو۔

صدر جمعیۃ العلماء کا فتویٰ

اس بات کے متعلق کہ اسلام [illegible] ہرگز نہیں کہ جو شخص غیر مسلم کو قتل کرے وہ سیدھا بہشت میں چلا جاتا ہے قرآن و حدیث سے ہم اوپر ثبوت دے چکے ہیں۔ اگر کسی مسلمان نے اس کے خلاف کیا ہو یا کہا ہو وہ خلاف تعلیم اسلام ہے۔ یہاں ہم مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء کی وہ تحریر نقل کرتے ہیں جو انہوں نے اسی الزام کی تردید کرتے ہوئے لکھی ہے۔ آریہ سماجی یہ کہا کرتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم پر جبر کا الزام صرف احمدیوں کا ہے۔ بڑے علماء اس کے قائل نہیں مگر ذیل کی تحریر جو مولوی کفایت اللہ صاحب کے قلم سے نکلی ہے اس کی تردید کرتی ہے۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

"یہ فرض ہے کہ اسلامی عقائد پر یقین نہ کرنے کی وجہ سے اسلام کی اصطلاح اور تعبیر کے بموجب سوامی جی کافر تھے۔ مگر میں بخوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ مسلمان قوم کے تصور میں بھی یہ بات نہیں آسکتی کہ کوئی مسلمان سوامی جی کو محض اس بنا پر قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہو کہ سوامی جی کافر ہیں اور اس کا یہ عقیدہ ہو کہ کسی کافر کو قتل کر دینے سے قاتل سیدھا بہشت میں چلا جاتا ہے مجھے افسوس ہے کہ بعض ہندو اخبارات اس واقعہ کے سلسلے میں غلط پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کا عقیدہ یہی ہے کہ کافر کو مار ڈالو اور سیدھے بہشت میں چلے جاؤ"

ابھی پرتاپ کا شہید نمبر جس پر ۹ جنوری ۲۷ء کی تاریخ ہے میری نظر سے گزرا ہے جس کا عنوان ہے۔

"قرآن میں قتل کافر کا حکم موجود ہے" اس مضمون میں یہی دعوے کیا گیا ہے کہ ہمیشہ مسلمان ہی غیر مذہب کے لوگوں کو بنائے مذہب قتل کرتے ہیں کبھی کسی [illegible] نے کسی مسلمان کو قتل نہیں کیا۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ضرور قرآن کی تعلیم ہے

"اگر یہ قرآن اور اسلام کی تعلیم نہیں تو یہ قتل و غارت اور دہشت کا سلسلہ یا خیال مسلمانوں میں کس نے پیدا کیا اور کہاں سے آیا ...... میں دعوے سے کہتا ہوں اور چیلنج کرتا ہوں کہ کیا کوئی ایسا مسلمان ہے جو بتلا سکے کہ آج تک کبھی ہندو یا آریہ نے کسی مسلمان کو محض مذہبی اختلافات کی بنا پر قتل کیا ہو یا کسی [illegible] سے اول الذکر [illegible] ایسا بد ترین فعل کبھی سرزد ہوا ہوگا ......"

مسلمانوں کی خاموشی یا شورہ [illegible] کہ واقعات کا ہی انکار ہو رہا ہے [illegible] مسلمانوں [illegible] اور ساتھ ہی شور اور [illegible] [illegible]

[illegible] کہ اگر ان اخبار نویسوں میں ذرہ بھی انصاف پسندی [illegible] مسلمان کے مجنونانہ فعل پر بھی اسلام کو بدنام نہ کرتے۔ یہی لوگوں [illegible] شہیدوں" کو دوسرے عالم میں پہنچایا تھا ان کے مذہب اور [illegible] کے خلاف بھی اخباروں کے نمبروں کے نمبر اور کالموں کے کالم نہیں تو دو چار کالم ہی تحریر کرتے۔ تین یا چار آریہ سماجی لیڈروں کو قتل کرنے والوں کا نام تک نہیں لیا جاتا۔ اتفاق سے ایک مسلمان قاتل ملزم ہوا تو زمین و آسمان کے قلابے [illegible] دئے ہیں۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ ہندوؤں نے ہندوؤں کو مارا اور اس میں ہرج نہیں تو میں کہتا ہوں کہ یہ بھی بر بنائے مذہب ہی خون ریزی ہے۔ اور پھر یہ بھی صحیح نہیں کہ ہندو آئے دن مسلمانوں کو مذہبی بنا پر قتل ہی نہیں کرتے۔ آگ میں بھی جلاتے ہیں کیا گائے کا ذبح کرنا ایک مذہبی امر نہیں؟ اور کیا گائے کے ذبح کرنے پر سینکڑوں مسلمانوں کے خون نہیں ہو چکے اور آئے دن خون نہیں ہوتے رہتے کیا کٹارپور کے واقعات بھی ان ہندو اخبار نویسوں کو بھول گئے۔ اور تعجب یہ ہے کہ ہر سال گائے کی قربانی پر کہیں نہ کہیں مسلمانوں کے خون ہوتے رہتے ہیں۔ مگر اس دیدہ دلیری کی بھی کوئی حد ہے کہ ان سینکڑوں خونوں کے باوجود یہ چیلنج ہے کہ کبھی کسی ہندو نے بھی مسلمانوں کو مارا؟ اور ایک مسلمان اگر بدقسمتی سے ایک ہندو کے قتل کا ملزم ہو۔ تو اسلام کی تعلیم کو مٹا، لیڈر اور مسلمانوں کو بدنام کرنے پر سارا زور صرف ہو رہا ہے۔ سوامی شردھانند کے شاہی مفتی محبوب علی ہندوؤں کے مذہبی جنون کا شکار ہوتا ہے اور تمام کے تمام ہندو لیڈر منہ میں گھنگنیاں ڈالے بیٹھے ہیں اور ایک شور مچا رہے ہیں۔ دیکھو یہ مسلمانوں نے ہندوؤں کو مار ڈالا مسلمانوں نے ایسے واقعات پر خاموشی اختیار کرکے یہ جرأت ان اخبار نویسوں میں پیدا کر دی ہے ایک جانور ذبح کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کے ہر روز خون ہوں وہ چھپانے میں جائیں اور شور یہ ہے کہ مسلمان ہی ہندوؤں کو مذہبی بنا پر مارتے ہیں۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

پھر ہم پر یہ دھوکہ دینے کا الزام دیا ہے کہ ہم قرآن میں قتل کفر کا حکم ہونے سے انکار کرتے ہیں اور ان آیات کو جن میں جنگ کے متعلق احکام پائے جاتے ہیں قتل کا حکم بطور دلیل پیش کرتے اس سے بڑھکر اندھیر بھلا کہ کہیں ہو سکتی ہے ہم تو یہ کہہ چکے ہیں کہ جنگ کی اجازت مسلمانوں کو اس وقت دی گئی جب ان پر ظلم کرکے انہیں گھروں سے نکالا گیا۔ پھر ان پر چڑھائی کی گئی تاکہ ملوار سے انہیں نیست و نابود کر دیا جائے اور یہ بھی دکھا چکے ہیں کہ مسلمانوں کو لڑائی کی اجازت بھی اس وقت تھی جب انکے دشمن پہل کریں اور اس حد سے تجاوز کی صاف ممانعت تھی اور یہ بھی دکھا چکے ہیں کہ یہ حکم تھا کہ جب دشمن صلح کرنے کے لئے آمادہ ہوں تو تم بھی صلح کر لو اور وہ صلح کے ذریعہ دھوکہ ہی دینا چاہتے ہوں اتنی صفائی کے باوجود یہ کہنا کہ قرآن [illegible] [illegible] قتل کا حکم ہے حق و صداقت سے صریحاً انحراف ہے اس کے جواب میں جو آیتیں پیش کی گئی ہیں [illegible] ان حالات کا ذکر ہے جب مسلمانوں اور کافروں میں جنگ ہو رہی تھی [illegible] کہا جاتا ہے کہ جو تم سے جنگ کریں ان کو مار ڈالو کیا یہ کافر کے [illegible] [illegible] آیت [illegible] حالت

جنگ کے متعلق ہیں ان دونوں کو قتل کفر کا حکم نہیں مگر آیت ۹۰ جو یہ بتاتی ہے کہ پھر ان لوگوں کا ذکر ہے جو جنگ کریں یا جنگ کرنے والوں کے ساتھ ملیں اُسے چھوڑ دیا ہے جس کے آخری الفاظ یوں ہیں "پس اگر وہ تم سے کنارہ کش ہوں اور تم سے جنگ نہ کریں اور تم سے صلح کی درخواست کریں تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اُن کے خلاف کوئی راہ نہیں رکھی کیا اس سے صاف ثابت نہ ہوا کہ پہلی دو آیتوں میں جن لوگوں کا ذکر ہے وہ وہ ہیں جو مسلمانوں سے جنگ کر رہے ہیں یا مثلاً سورۃ توبہ کی آیت پیش کی ہے کہ حرمت کے مہینوں کو گذرنے کے بعد مشرکوں کو قتل کرو اور اس سے پہلی آیت یعنی آیت ۴ اور اگلی آیت یعنی آیت ۶ دونوں کو ترک کر دیا ہے جو صاف بتاتی ہیں کہ آیت پانچ میں صرف ان مشرکوں کا ذکر ہے جو عہد شکنی کرکے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرتے ہیں کیونکہ آیت ۴ میں ہے کہ جن مشرکوں کے ساتھ تم نے عہد کیا پھر انہوں نے تمہارے ساتھ کمی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف کسی کو مدد دی تو ان کے ساتھ ان کا عہد ان کی مدت تک پورا کرو" اور آیت ۶ میں "اگر ان مشرکوں میں سے کوئی تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دو یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہونچا دو" بھلا اگر سب مشرکوں کے قتل کا حکم تھا تو پناہ دینا پھر باوجود اس کے اسلام نہ لانے کے اور کافر رہنے کے اُسے اپنی قوم میں امن کی جگہ پہونچا دینا یہ حکم کیونکر دیا جا سکتا تھا ایسا ہی ان آیات کا پیش کرنا جن میں یہ حکم ہے کہ جب حالت جنگ ہو تو کافروں کو کیساتھ دوستی مت کرو دھوکا دینا نہیں تو اور کیا ہے۔ کیونکہ دوسری جگہ سورہ ممتحنہ میں حکم ہے کہ "اللہ تمہیں ان لوگوں سے نہیں روکتا جنہوں نے مذہب کی وجہ سے تمہارے ساتھ لڑائی نہیں کی اور تمہیں اپنے گھروں سے نہیں نکالا" اور مسلمان تو غیر مسلم (اہل کتاب) عورت کو اپنی زوجہ بھی بنا سکتا ہے اور یہ تو دوستی سے بڑھکر تعلق ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم کو تو یوں توڑ مروڑ کر اور حالت جنگ کے احکام کو حالت صلح کے احکام بتا کر قتل کافر کا حکم نکالا جاتا ہے حالانکہ سب مسلمان اس سے انکار کرتے ہیں لیکن ستیارتھ پرکاش میں تو صاف لکھا ہے جو حالت صلح سے تعلق رکھتا ہے

"جو شخص وید اور عابد لوگوں کی تصنیف شدہ کتابوں کی (جو وید کے مطابق ہوں) تحقیر کرتا ہے اس وید کی مذمت کرنیوالے منکر کو ذات برادری (یعنی رکھنا والوں کی جماعت) اور ملک سے نکال دینا چاہیئے" (ستیارتھ سملاس ۱۰۔ ص ۵۲)

شاید اس حکم کے ماتحت مسلمانوں کو نکالنے کی ٹھانی ہے مگر مسلمان تو کسی کتاب کی تحقیر نہیں کرتے یہ تو آریہ سماج کے حصہ میں ہی آیا ہے۔ اور وید میں بھی دہرم کے مخالفوں کو قتل کرنے بلکہ جلا دینے کے احکام موجود ہیں۔ شاید کٹارپور میں یہی تعلیم پر عمل ہوا تھا۔

"اے طاقتور پرمیشر آپ دہرم کے مخالف دشمنوں کو آگ میں جلا ڈالیں لے جاؤ جلا ڈالے پرمیشر وہ جو ہمارے دشمنوں کو حوصلہ دیتا ہے آپ اس کو آگ لگا کر خشک لکڑی کی طرح جلائیں (یجروید ۱۳/۱۲)

"جس ایذا رساں شخص کی ہم لوگ مخالفت کرتے ہیں یا جو ایذا دینے دینے والا ہم سے دشمنی کرتا ہے اس کو ہم شیر وغیرہ کے منہ میں ڈال دیں"

(یجروید [illegible])

اصلاحِ اعمال

علی بابا چالیس چور

قومیت متحدہ اور مومن اسلامزم کے اسٹیج پر

(جناب مولانا عکاس کے قلم سے)

"یہ ایک مسلسل فسانہ ہے جو اس تماشہ کے ایک شریک کار ایکٹر نے لکھا ہے، جس میں علی بابا اور اسکی "منڈو پارٹی" کے چالیس ارکان کے مفصل اعمال درج ہیں ہر اشاعت میں صرف ایک ایکٹر کے اعمال و افعال پیش کئے جائینگے جس میں قومی تحریکات کی ہولناک تباہی کے اسباب اور ان "پولیٹکل ڈاکوؤں" کے پراسرار اور عجیب و غریب حالات کیساتھ حیرت انگیز انکشافات بھی ہونگے. عنوان پڑھکر شاید آپ کو یہ غلط فہمی ہوئی ہوگی کہ الف لیلہ کے چالیس چور کا تذکرہ ان صفحات پر ہوگا۔

اگر "تناسخ کا مسئلہ" اس نئی روشنی میں قبول کرنے کے قابل ہو تو سمجھ لیجئے کہ الف لیلہ کے "علی بابا" نے نئے روپ میں معہ اپنی ذریات کے درشن دئے ہیں. مگر حقیقت یہ ہے کہ اس مرتبہ علی بابا نے بغداد کی بجائے ہندوستان کو اپنی "رزخیز جدوجہد" کیلئے چنا ہے، اور اپنے ساتھی بھی اپٹوڈیٹ منتخب کئے ہیں اور چونکہ علی بابا کو "رہزنی" کیلئے مختلف بھیس بدلنے پڑتے ہیں. اس لئے "اس جنم میں" اس کے ساتھ مختلف "کو الٹیوں" کے "پولیٹکل ڈاکو" یا تھیا "رفیق" ہو گئے ہیں. البتہ اس "سنہری ٹولی" میں شریک کرنے سے پہلے ہر ممبر کو چند امتحانات دینے پڑتے ہیں، اس کے بعد علی بابا کے سامنے اسکو تجویز پیش کیا جاتا ہے. جب علی بابا کو اطمینان ہو جاتا ہے، تو وہ اپنی "سنہری ٹولی" میں ایک "پر اسرار حلف" کے بعد شریک کر لیتا ہے۔

"علی بابا کی پیدائش کا فخر اس مرتبہ "ہیرام ڈانو" کے زادبوم ہند ہیلکبنڈ کو حاصل ہوا ہے اگرچہ پیدائش فلاں خاندان میں ہوئی تھی اور اس کا دادا خانساماں تھا اور اپنی جوانی میں دہلی کے ایک کارخانہ میں ایجاد جیسی مہر بنا چکا تھا، اس لئے بچپن کے چٹخارے آج کل بڑھاپے میں بھی اسکی زبان پر کبھی کبھی آجاتے ہیں ..... چونکہ علی بابا میں اولعزمی اور فراخ حوصلگی بدرجہ کمال تھی۔ جو لڑکے نا پید تھی. مگر "عکر خانہ" [illegible] کے لڑکوں سے میل جول ہو گیا تھا اور موجودہ زمانہ کی تعلیم بھی علی گڑھ میں حاصل کی اس لئے "اس جدت میں" علی بابا کی سرگرمیاں بہت اپٹوڈیٹ ہوتی تھیں "یعنی [illegible] "تا ہیمی اسلامزم" یہ دونوں اسکی بڑی منڈیاں تھیں ہند ہیلکبنڈ کا بچہ بچہ اس کمال زادہ سے واقف تھا اور وہاں کے خاندانی شرفا [illegible] بھولی نظروں سے دیکھتے تھے. اس لئے اس کے باپ مرتے وقت ہی کہ [illegible] آئندہ سرگرمیوں کا مرکز دہلی بنانے پہنچا [illegible]

پوری کرنے کے لئے اس نے دہلی میں "چالیس چور" جمع کئے

میں جب اپنے امتحان کی ہفت خوانی دشوار گزار منزلیں طے کر چکا تو، تو ایک روز میری آنکھوں پر پٹی باندھی گئی اور میں ایک پراسرار راستہ سے ایک بڑے پھاٹک میں داخل کیا گیا. رات کا وقت تھا پہرہ والے نے ٹوکا، اگر میرے "راہبر" نے اس بات کا "واچ ورڈ" بتا کر مجھے ایک زینہ پر چڑھایا، جو غالباً لکڑی کا تھا اس زینہ کے ذریعہ مجھے ایک بند کمرے میں لے جا کر بٹھا دیا اور تھوڑی دیر بعد میری آنکھوں سے پٹی کھول دی گئی. کمرہ میں بجلی کی روشنی ہو رہی تھی اس لئے میری آنکھیں چوندھیا گئیں اور میں نے آنکھیں مل کر جو دیکھا تو میرے جیسے بہت گنہ گار کسی کے انتظار میں بیٹھے ہیں سب سے پہلے کمرہ پر ایک نگاہ غلط انداز ڈالی تو میرے جذبات شہوانی نیم برہنہ اور نیم برہنہ تصویریں دیکھنے سے زبردست ہیجان پیدا ہوا مگر اس کے ساتھ ہی سامنے کا دروازہ کھلا اور اس میں سے ایک لمبا تڑنگا انسان داخل ہوا جس کا حلیہ حسب ذیل ہے. دراز قد، گورا رنگ، غیر شرعی داڑھی بہت فربہ جسم، موٹی اور بھیلی ہوئی ناک، گالوں کے گوشت کے ضرورت سے زیادہ ابھرنے کی وجہ سے آنکھوں کی گولائی جاتی رہی ہے. مگر چہرہ کے خدوخال اور "آثار قدیمہ" کے نقش و نگار ثابت کرتے ہیں کہ یہ "منہ زور" اب سے پہلے "ایرانی المذاق" حضرت کو دعوت ذوق دیتا ہوگا "علی بابا" کو اپنے گزشتہ کارنامے اور [illegible] یاد ہے [illegible] وہ عربی لباس "پہنتا ہے اور اسکی سنہری ٹولی کے بے تکلف احباب [illegible] کہتے ہیں اور اس وقت بھی اس کے سر پر ایک عجیب و غریب قسم کی چیز رکھی ہوئی ہے جس کی شکل نچاریوں کے انڈے سے ملتی جلتی ہے اس انڈے کے نیچے ایک رومال ہے جو بیچ میں سے موڑ کر اہل عرب کے بدؤوں کی طرح سر پر ڈال لیا گیا ہے ہندوستانی [illegible] کے اوپر ایک سیاہ عبا پہنے ہوئے ہے، جو کسی "والی سلطنت" کے توشہ خانہ سے [illegible] کرائی گئی ہے بہر حال علی بابا اس وقت ہندوستانی اور عربی لباس میں [illegible] ہوئے ایسا ہی "ہندی ہندو" معلوم ہوتا ہے جیسے "ایسل" اور [illegible] سے گراہکس "پیدا ہوتا ہے. علی بابا کے آتے ہی تمام حاضرین جن کی تعداد چالیس سے زیادہ نہ ہوگی کھڑے ہو گئے کہ اس کمرے کے وسط میں بچھے ہوئے قالین پر [illegible] بیٹھ گیا اور اس کے چہرہ سے غیر معمولی جلال ظاہر ہوتا تھا اس نے اپنی [illegible] خوفناک آنکھوں سے شعلہ باری کرتے ہوئے مجھے بھی گھورا، اور ایک نگاہ دوسروں پر ڈالی نگاہ کے ساتھ ہی وہی رفیق جو میرے [illegible] اور اس نے ایک عجیب زبان میں جو سے [illegible] کرایا [illegible] "علی بابا کے چہرہ [illegible] کہ اس [illegible] خوفناک [illegible]

[illegible] نے کہا کہ آج کی مجلس سابقی اس نوجوان کی شرکت سے بہت خوش ہیں اس نے آج میری "سنہری محفل" کے ہر ممبر کا فرض ہے کہ اپنی زندگی کے گزشتہ کارنامے جو بہت ہی ہیر سے معصوم ہیں" تمام یاران نشاط کے سامنے سنائے کہ سچ کے شور سے "جو بھائی" جس خدمت کا اہل ہو وہ ملک کے ہیر بکھیرتے۔ سب نے گردنیں جھکا دیں اور کمرہ میں ایک غیر معمولی سناٹا چھا گیا "محفل بادشاہ" چاروں طرف نظر ڈالی اور ایک بھائی کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ سب سے پہلے تمہاری باری ہے تم ہی اپنے گزشتہ تمام حالات سچ سچ بیان کر دو جس میں جھوٹ بالکل نہ ہو کیونکہ میں جب سے پیدا ہوا ہوں آج تک جھوٹ نہیں بولا اور نہ آئندہ کبھی جھوٹ بولوں گا خوب شکر کرو اپنی اپنی داستان سنانے سے پہلے تم کو یہ بھی بتا دوں کہ میں کسی کی محفل اور مجلس نہیں دیکھ سکتا مجھے محض اپنے اقتدار کے قیام کے لئے جھوٹے "پیشواؤں" کو اپنے راستہ میں سے خس و خاشاک کی طرح ہٹانا ہے اور اس کے بعد کون ملی ملک الیوم بجاؤں گا خبردار تم میں سے کوئی اپنے وہ واقعات ہرگز نہ بیان کرے جن سے میری برتری اور لیڈری کو نقصان پہنچتا ہو یا کسی اور طریقہ سے صدمہ پہنچے اگر کبھی غلطی سے ایسا ہوا تو لا کہ تم میں سے کوئی حلف اٹھانے سے مجھے ہرگز یقین نہیں آ سکتا کہ آج دنیا میں میرے سوا سب جھوٹے ہیں۔

(باقی آئندہ)

پاجیوں پہ پڑے ذرا پھٹکار

(انتخاب مولانا نشتر صاحب دہلوی)

شیخ سیدی لے اُڑا دستار — خان صاحب سنبھالئے شلوار
چار پیسے میں ملتا ہے ہمدرد — کتے سستے ہیں آج کل غمخوار
شور کیوں ہے "کلال خانے" میں — کیا الجھتے ہیں ساقی و میخوار
دامن زہد اور دست گناہ — رنگ لایا ہے زاہد مکار
کیا قیامت ہے یوں سر منبر — دین برحق ہو صرف صد او بار
سرد مہری ہے اور جنس ضمیر — گرم ہے آج نفس کا بازار
رہنمائی میں، رہزنی دیکھی — کتنے گمراہ کن ہیں یہ آثار
لیڈری کا کہیں جنازہ ہے — جوش پر ہے ایڈیٹری مردار
قوم پرور ہے نہ آل رسول — رہنمائی کریں کلال و کمہار
کوئی مصروف جنگ ہو آپس میں — کوئی مذہب کے در پئے آزار
اپنی اپنی اُڑائے جاتے ہیں — معتبر ہی نہیں کوئی اخبار
راستی مٹ گئی زمانے سے — بڑھ گیا اتنا جھوٹ کا طومار
یہ فضا ہے تو حضرت نشتر — پاجیوں پر پڑے ذرا پھٹکار

جب ہر طرف سے مایوسی ہو جائے

اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں انسانی تگ و دو مجبور ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے جس کا نام **اوراد و وظائف** ہے یہی دنیا دی تسکین کا آخری زینہ ہے اور یہاں ہی سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان اور شہنشاہ زماں سب ایک حالت میں ہوتے ہیں یہ سنی الذہب فقراء کے پاس جس قدر خزینہ کرامات ہے وہ سب [illegible] و داد کی برکت سے ہے اور اسی سے ہزارہا مصیبت زدوں کی جان بچی ہے اور ان میں علی الخصوص **حضرت تاج العارفین مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ** کے اوراد و وظائف بہت ہی مجرب ہیں اور اب تک یہ اوراد سینہ بسینہ رہے۔ خدا بھلا کرے حضرت مولانا عرشی شاہ صاحب کا کہ انہوں نے مقدم مع کہنے اس خزانہ کو لٹا دیا اور کتاب کی صورت میں پیش کر دیا عرشی شاہ صاحب کو یہ گنجینۂ معرفت اس سلسلہ سے ملا ہے اور اسی سلسلہ سے آپکو اجازت بھی ہے عرشی شاہ از حضرت سید محمد صاحب از حضرت سید حمزہ صاحب از سید لبیر علی شاہ صاحب از حضرت سید وزیر علی صاحب از حضرت سید باز علی صاحب از حضرت شہاب الدین صاحب از حضرت فتح محمد صاحب از حضرت سید نامی احمد شاہ ثانی از حضرت سید عبد العزیز صاحب از حضرت شاہ عبد الکبیر صاحب از حضرت سید مخدوم جلال الدین جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ۔ اس کتاب کا نام **اوراد و وظائف مخدوما جہانیاں جہاں گشت** ہے اس میں حسب ذیل کاموں کیلئے اوراد وظیفے اور نقش ہیں اب ہر شخص کو ان کے عمل کرنے کی اجازت ہے:۔ محبت الٰہی محبت رسول ایمان کی حفاظت گناہوں کی معافی عذاب قبر سے [illegible] کو مغلوب کرنا ملوۃ التسبیح تسخیر و محبت، استخارہ ہر حاجت پوری ہو۔ دشمن کو مغلوب کرنا نصیب کی یاوری قرض ادا ہونے کیلئے رزق کی کشائش [illegible] کی حفاظت اور تندرستی بچوں کی بیماری دور کرنے کیلئے عورتوں کے مخصوص امراض کیلئے فائدہ کے لئے۔ سانپ اور دوسرے زہریلے [illegible] چشم [illegible] منتر چور سے گھر کی حفاظت کے نقش وظیفے اس کے علاوہ سورہ مزمل کے وظیفے بچہ پیدا ہونے کے دشمن کو مغلوب کرنے [illegible] رزق دور ہونے قید سے آزاد ہونے بد نصیبی دور ہونے کشائش رزق کھیتی کی حفاظت جن بھوت سے حفاظت مصیبتوں سے آزادی دشمن کو [illegible] محبت و تسخیر پانچوں وقت نماز کے وظیفے پیر ختم خواجگان نقشبند۔ دعائے حیدری اسم اعظم کا وظیفہ الغرض دنیا کے ہر کام کا خزینہ [illegible] موجود ہیں مولانا عرشی شاہ کیلئے دعائے خیر کرنی چاہیے کہ انہوں نے ان اوراد کو عام کر دیا ۱۰۰ صفحے کی کتاب ہے [illegible] اجازت ہے۔ حسن الیس نعیم رسالہ مشوار دہلی سے [illegible]



باعزت بریت

محمد علی اور ان کے آریہ سماجی دوست یہ سنکر حیران ہوں گے کہ حضرت خواجہ حسن نظامی اور ان کے خسر اور بھیا نصیر حسین اور ایڈیٹر پیشوا پر جو فوجداری استغاثہ بھوانی پرشاد نے دائر کیا تھا وہ مجسٹریٹ کی عدالت سے خارج ہو گیا۔ مفصل آئندہ

(نقاش)



خلافت کا بل ڈوگ اپنی ہڈیوں کو چھوڑ کر تبلیغ کے چھیچڑوں پر للچائی ہوئی نظر ڈال کر اور غرا کر تبلیغی بلی پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ تبلیغ کی بلی پنجہ اٹھا کر جواب دیتی ہے کہ

نہ بینی کہ چون گربہ عاجز شود
برآرد بچنگال چشم پلنگ

حضرت خواجہ حسن نظامی کی
عام فہم تفسیر القرآن

اسلام پر جیسی سخت گھڑی آجکل آئی ہوئی ہے ایسی کم از کم ہندوستان میں اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی مسلمانوں کی جہالت اور بے زری نے اللہ پاک کے دین کو خاص خطرہ میں ڈال دیا ہے۔ جہالت وہ بری شے ہے جس سے پیغمبروں نے پناہ مانگی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں اے خدا مجھے جہالت سے بچا۔ اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین بے زری کی بابت بھی حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ کفر تک پہنچا دیتی ہے کاد الفقر ان یکون کفرا آریہ ہندو قوم نے ہماری انہیں دو کمزوریوں سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اور ان ہی کی مدد سے شدھی کا جال پھیلایا ہے

آپ واقف ہیں کئی سال سے حضرت خواجہ حسن نظامی نے انسداد ارتداد اور تبلیغ کی تدابیر پر غور و فکر کیا ہے اور کمال جوش و خوبی نہایت تندہی اور مستعدی اور انتہائی ہوشمندی و سلیقہ شعاری کے ساتھ حضرت ہر جگہ پہنچے ہیں حضرت کی نگاہ دور رس و حقیقت شناس نے بھی مرض ارتداد کا سبب بے زری و ناواقفیت دینی ہی تشخیص کیا ہے اور حضرت کی تمام تر توجہ مسلمانوں کی مالی اصلاح اور دینی تعلیم پر صرف ہو رہی ہے اس وقت حضرت کی اسی "دینی تعلیم" کے سلسلہ میں ایک خبر سنانی چاہتا ہوں۔ خبر نہیں بلکہ بشارت۔ حضرت نے حال میں عام فہم تفسیر القرآن کے نام سے قرآن شریف کی تشریح لکھنی شروع کی ہے یعنی مرض کی جڑ کو پکڑا ہے۔ قرآن ہی پر عمل رکھ کے ہم سربلند ہوئے تھے اور قرآن ہی کو چھوڑ کر ہم گرتے چلے جاتے ہیں اور آئندہ ہم اپنے میں کوئی انقلاب پیدا کر سکتے ہیں تو قرآن ہی کے ذریعہ سے وہ ممکن ہے۔ قرآن مجید کے متعدد ترجمے بازاروں میں موجود ہیں لیکن ان سے عام ناظرین کی تسکین نہیں ہوتی۔ اور ضخیم تفسیروں کے مطالعہ کے لئے قابلیت چاہئے۔ اس طرح برابر قرآن سے بیگانگی بڑھتی چلی جاتی ہے اور یہی بے پروائی رہی تو کسی دن خدانخواستہ قرآن فقط ایک کتاب بنکر رہ جائیگا حضرت خواجہ صاحب کی تفسیر القرآن جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے نہایت عام فہم ہے اس کے پڑھنے میں ذرا الجھن نہیں ہوتی۔ بالکل مختصر و سلیس ترجمہ اور تھوڑی سی شرح حضرت خواجہ صاحب نے ربط آیات کا لکھا ہے کہیں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جیسا ترجمہ پڑھنے والا اکثر کہا کرتے ہیں کہ ابھی اللہ میاں کیا فرما رہے تھے اور ابھی کیا فرمانے لگے۔ جس قدر پارے عام فہم تفسیر کے چھپے ہیں معلوم ہوتا ہے مسلسل مضمون ہے۔ تفسیر کی شان اسی کی متقاضی تھی کہ پوری ایکدم سامنے آتی لیکن اس میں کئی سال لگتے اور زمانہ دیر کرنے کا نہیں ہے۔ مناسب یہی ہے کہ جتنی تیار ہوتی جائے شائع کر دی جائے۔ چنانچہ حضرت ممدوح نے اب تک اس کے چھ پارے طبع کرا دیے ہیں الم سیقول، تلک الرسول، لن تنالوا، والمحصنات، لا یحب اللہ الجہر، عم یتساءلون قیمت ہر ایک پارہ ۸/ پارہ عم اس لئے پہلے لیا ہے کہ بچے اس سے فائدہ اٹھالیں اور اس کی چھپائی میں بھی خاص اہتمام کیا گیا ہے اور کتابت اس درجہ کشادہ ہے کہ بچے بہت آسانی سے عربی اور تفسیر دونوں پڑھ اور سمجھ سکتے ہیں۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک رٹ لینے کا ہم کو حکم نہیں دیا ہے بلکہ اس کا مفہوم جاننا اور اس کے مطابق عمل کرنا اصلی اسلام ہے کم از کم اپنی اولاد پر رحم کھاؤ اور انہیں بالتفسیر یہ پارہ جات پڑھا دو۔ ظاہری اعتبار سے بھی سوچو جس فقرے یا عبارت کا مضمون ذہن میں موجود ہو وہ جلدی اور بآسانی یاد ہوتی ہے جس کا مضمون ذہن میں نہ ہو تو فارسی اور عربی کے شعر کی طرح حفظ کرنا فارسی اور عربی سے ناواقف لوگوں کو دشوار ہوتا ہے۔ کچھ اتنا بڑا قرآن اس سے قرآن کا بھی اعجاز کہنا چاہئے کہ وہ ہمارے دماغوں پر چھپ کر رہ جاتا ہے ورنہ کسی قوم کے دماغ میں ایسی طاقت نہیں ہے کہ ایسی لمبی چوڑی کتاب کو یاد رکھ سکے۔ پھر اگر مسلمان اللہ کی اس خاص عنایت سے پورا پورا فائدہ حاصل کریں تو کیا اچھا ہو۔ ایک وقت میں قرآن کے الفاظ پڑھے جا سکتے ہیں اور اس کا مطلب بھی جیسا اوپر عرض کیا گیا ہے معنی سمجھ کر الفاظ کو یاد کرنے میں وقت کم خرچ ہوگا بچوں کے دماغ کا بار ہلکا کر دو انہیں طوطا نہ بناؤ انسان اور مسلمان بناؤ۔ اعتراض کیا جاتا ہے کہ نماز فواحش اور منکرات سے نہیں روکتی حالانکہ دعویٰ یہ ہے کہ نماز فواحش اور منکرات سے روکتی ہے ان الصلوۃ تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر لیکن وہ روکے کیونکر جبکہ اب نماز کی تعریف صرف اس قدر رہ گئی ہے کہ کھڑے ہو گئے اور چند مقررہ حرکتیں کر لیں۔ امام نے جو کچھ پڑھا اسے نہیں سمجھا۔ اس کا اپنے معنی پڑھ لیا اور اس کی سطور پر انگلیاں اس حالت سے یہ حالت ضرور بہتر ہے کہ انسان قرآن سے ذرا بھی تعلق نہ رکھے اور قرآن کو کھول کر بھی نہ دیکھے مگر جہاں تک فرض ادا نہیں ہوتا ہم خدا کے بیٹے اور فرمانبردار جب ہی بن سکتے جبکہ ماں باپ کی پیروی کے بجائے اس کی پیروی کریں اور اس کی پیروی جب ہی ممکن ہے کہ جب ہم قرآن مجید کو سمجھیں کم از کم نماز کے وقت جو سورۃ پڑھی گئی اس کا مطلب تو معلوم ہوتا پھر نماز میں کیفیت بھی آئے اور نماز ممنوع باتوں سے بھی بچائے۔

ہدیہ فی پارہ ۸/ ۶ پارے مسلسل ایک ساتھ منگانے والوں کے لئے محصول میں کفایت ہے۔ ایک پارہ پر محصول پانچ آنے خرچ ہوتا ہے۔

پارہ الم ۸/ پارہ سیقول ۸/ پارہ تلک الرسل ۸/ پارہ لن تنالوا ۸/ پارہ والمحصنات ۸/ پارہ لایحب اللہ الجہر ۸/ پارہ عم یتساءلون ۸/

ملنے کا پتہ۔ مینیجر رسالہ پیشوا دہلی سے منگائیے

زنگی قلم

دس روپیہ خرچ کرکے بھی آپ زنگی سے زیادہ کارآمد فاؤنٹین قلم نہیں خرید سکتے۔ کیونکہ زنگی قلم میں تمام تازہ ترین ایجادیں موجود ہیں اور پورے ایک ہفتہ استعمال کرنیکے بعد بلا قیمت واپس یا تبدیل ہو سکتے ہیں تاکہ آپ نقصان اور تکلیف سے محفوظ رہیں۔

سکرو کیپ یا سیفٹی لیور سلف فلنگ

سب کی قیمت یکساں چھ روپے چار آنے ہے اور قسموں میں یہ خصوصیت ہے کہ ڈھکنا زیادہ چڑھانے سے ٹوٹ نہیں سکتا اور بحالت استعمال خود بخود نکل سکتا ہے سیاہی بھرنے والا پرزہ کبھی ٹیڑھا نہیں ہو سکتا اور نہ سیاہی کی رفتار میں خرابی پڑتی ہے۔

زنگی نب اصلی چودہ قیراط سونے کی نہایت پائدار ہے تاکہ ہاتھ کا دباؤ برداشت کر سکے اور نوک پر ہمیشہ قائم رہنے والا اریڈیم لگا ہوا ہے جس سے نب کبھی خراب نہیں ہوتا اور ہر قسم کے کاغذ پر یکساں چلتا ہے نب پر زنگی رجسٹرڈ ٹریڈ مارک خوب نمایاں کھدا ہوا ہے۔

زنگی قلم کبھی بیکار ہو کر ضائع نہیں ہوتا کیونکہ اسکا ہر ایک پرزہ مل سکتا ہے اور پرانے قلم کے بدلے مناسب قیمت پر زنگی قلم مل جاتا ہے بہ دیں جبکہ قیمت صرف چھ روپے چار آنے ہو۔ بہتر ہے کہ قلم کے ساتھ ہی چھ آنہ کا زنگی لیور اسپرنگدار کیپ اور آٹھ آنے کی ۲ درجن زنگی ٹکٹ سیاہی جو بگڑتی ہے نہ خراب ہوتی ہے اور تقریباً ایک سال کو کافی ہوتی ہے آج ہی [illegible] منگائیں۔

زنگی قلم کمپنی نئی سڑک دہلی

بیشمار اسناد میں سے ایک

ڈاکٹر فری صاحب کچہری سے تحریر فرماتے ہیں:-

میں اس خط کے ساتھ ایک سکرو کیپ زنگی قلم فاؤنٹین بھیجتا ہوں جو میں نے آپ سے نومبر یا دسمبر ۱۹۲۹ء میں خریدا تھا جبکہ میں چھاؤنی جتوگ (کوہستان شملہ) میں تھا آپ دیکھیں گے کہ یہ اب بھی بہت اچھی حالت میں ہے اور بہت روانی اور بہت خوبصورتی سے لکھتا ہے۔ باوجودیکہ زائد از پانچ سال سے برابر استعمال میں ہے لیکن اب میں پچکاری سے سیاہی بھرنے کی محنت سے بچنا چاہتا ہوں اس لئے اگر آپ اس کے بدلے میں سلف فلنگ زنگی بھیج دیں تو میں بہت خوش ہوں گا۔ سلف فلنگ جو آپ نے ۴ ماہ حال کو بھیجا تھا وہ

مرض جنون کی ایک یقینی دوا

کیا پاگلخانے خالی ہوجائیں گے

خوش قسمتی سے جناب مسیح الملک کے مجربات خاص میں جنون و دیوانگی کی ایک یقینی دوا نکل آئی ہے جسکا کرشمہ یہ ہے کہ صد فی صد بیمار اس کے استعمال سے اچھے ہو جاتے ہیں تو شاید اب وہ وقت قریب ہے کہ پاگلخانے خالی ہونے شروع ہو جائیں۔

دوا الشفاء

طوفان خیز اور پر شور جنون کے لئے جس میں مریض کو زنجیروں سے باندھ کر رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے پیغام شفا کا پیغام ہے۔ بعض بیمار تو ۲-۳ خوراکوں کے بعد گہری اور میٹھی نیند سونا شروع کر دیتے ہیں اور حیرت انگیز طور پر اچھے ہو جاتے ہیں۔

دوا الشفاء

سے خاموش اور ٹھنڈے جنون کے مریض بھی اچھے ہو رہے ہیں مگر انہیں یہ دوا زیادہ عرصہ تک دینی چاہئے۔

دوا الشفاء

نے ہندوستانی دواخانہ دہلی کے بیمثل امتیازات کی بابت خیالات عامہ میں ایک صحیح انقلاب پیدا کر دیا ہے کہ جو دواخانہ جناب مسیح الملک کی سرپرستی میں ہے، اور اپنی آمدنی کا ایک لاکھ روپیہ سالانہ دہلی کے عظیم الشان طبیہ کالج پر صرف کر رہا ہے جب اس کی ایک دوا اس پایہ کی ہے کہ دنیا میڈیکل سائنس اس ترقی کے باوجود اس کا جواب پیش کرنے سے قاصر ہے تو اس کی دوسری خاص مجرب دوائیں کیا ہوں گی۔

مجربات خصوصی کی فہرست

بلا قیمت

بھیجی جاتی ہے

قیمت دوا الشفاء ۱۲ خوراک کے لئے دس روپیہ آٹھ آنے، محصول ۸/

منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی

غیر شادی شدہ نہ منگائیں

وہ جو شب عروسی سے لطف اندوز ہو کر ازدواجی زندگی کا لطف اٹھانا چاہیں اگر اپنے شریک زندگی کی محبت جذب کرنے کی تمنا رکھتے ہیں تو کتاب

دولہا دلہن

کو مطالعہ میں رکھیں یہ کتاب زوجین کی زندگی کو پرکیف بنا دیگی اس کتاب کی بتائی گئی تدابیر ممسک اور ملذذ دواؤں سے ہمیشہ کے لئے بے نیاز کر دیگی اور انشاء اللہ تمام عمر کبھی ڈاکٹروں کے مشورہ کی ضرورت نہ ہوگی اس کتاب کی فہرست مضامین کی دلکشی کو حیطۂ بیان میں لانا ناممکن ہے چند درج کی جاتی ہیں تاکہ کتاب کا مفہوم ذہن نشین ہو سکے قیمت ۱۲

مختصر فہرست مضامین یہ ہے

تذکرۂ حقی ۔ حقیقتِ محبت	وہ باتیں جو ہونے والی بیوی [illegible]	مواصلت کے نئے طریقے	مواصلت کے وقت
جوشِ جوانی ۔ شباب کے ولولے	عورت کی تسخیر	مواصلت کے بعد ہدایتیں	عیاشوں کی حالت
شباب کی سحرکاریاں	گھلنے کی ہدایتیں	استقرارِ حمل کی تدابیر	عیاشوں کی مواصلت کے طریقے
مستیٔ شباب کی گرم جوشی	شرابِ محبت کو دوآتشہ کرنا	حمل سے بچنے کی جدید صورتیں	ہوس پرستی کا اظہار
مستِ شباب کی دلداری	خوبانِ پری چہرہ سے چھیڑ چھاڑ	حمل سے بچنے کی قدیم صورتیں	بدچلنی کے اسباب
لذتِ وصال ۔ تمام [illegible]	لبِ نازنین سے چھیڑ چھاڑ	مواصلت کو دیر تک قائم رکھنا	بدچلن عورتوں سے تعلقات
بالاقات ۔ مواصلت کی ضرورت	چھیڑ چھاڑ میں نئے انداز	امساک دوائیں	بازاری حسن کی خریداری
مواصلت میں [illegible]	شبِ اول میں مواصلت	خیالات کے ذریعہ سے امساک	بازاری عورتوں کی دلفریبی
کثرتِ مواصلت کے نقصانات	کیا دلہن پاکدامن ہے	سانس کے ذریعہ سے امساک	بازاری عورتوں سے مواصلت
مواصلت میں آزادی	مواصلت کے طریقے	امساک کی دوسری تدابیر	بازاری دوشیزگی کی خریداری
نوجوانوں کی خود غرضی	مواصلت کی تمہید	مواصلت میں انتہا پسندی	بازاری عورتوں کی مکاری
مردوں کی نفس پرستی	مواصلت کی ابتدا	امساک کی ضرورت	بازاری عورتوں سے نکاح
عورتوں کے لئے دامِ محبت	مواصلت کا بہتر طریقہ	عیاشوں کی مواصلت	بازاری عورتوں کے نکاح کے نتائج

قیمت ۱۲

میاں بیوی

یہ کتاب بھی انہی لوگوں کے لئے مفید ہے جو ازدواجی زندگی میں قدم رکھ چکے ہیں اس کتاب میں زن و شوہر کے تعلقات اور تعلقات کے ہر پہلو پر حتی الامکان تفصیل سے جس کو کر کے لوگ اپنی بیوقوفی سے خلافِ تہذیب تمدن میں بحث کی گئی ہے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہر شخص اپنی بیوی سے لطف اندوز ہو سکتا ہے ۔ ابواب یہ ہیں قیمت ۱۲

پہلا باب ۔ بنیادِ خیال	ساتواں باب ۔ سابق بیوی کی نظر میں	تیرھواں باب ۔ طعن و تشنیع
دوسرا باب ۔ عملی زندگی کا آغاز	آٹھواں باب ۔ بیوی کا [illegible]	چودھواں باب ۔ ساتھ ہونا چاہتی یا علیحدہ
تیسرا باب ۔ پہلی رات	نواں باب ۔ میاں بیوی کی [illegible]	پندرھواں باب ۔ دنیا کی سب سے قیمتی شے
چوتھا باب ۔ فطرت کا [illegible]	دسواں باب ۔ بدمزاجی اور بدزبانی	سولھواں باب ۔ آدابِ مواصلت
پانچواں باب ۔ [illegible]	گیارھواں باب ۔ تیمارداری و غمخواری	سترھواں باب ۔ بچے کی بھول چوک
چھٹا باب ۔ محبت کا اظہار	بارھواں باب ۔ رشتہ داروں سے برتاؤ	اٹھارھواں باب ۔ عیالداری کی ذمہ داریاں

صنعت و حرفت کی تعلیم

تعلیم موٹر اس کتاب میں موٹر کے تمام پرزوں کے متعلق معلومات موٹر کا درست بتا دیا گیا ہے اس کتاب کی فہرست مضامین بارہ صفحوں میں ہے اسلئے محض ابواب درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) موٹر کے پرزوں کے متعلق معلومات (۲) ڈرائیور اور موٹر کار (۳) انجن کا اسٹارٹ نہ ہونا (۴) انجن کا شور کرنا (۵) بریک کا جام ہونا (۶) ڈرائیوری کے متعلق ہدایتیں (۷) سپارکنگ پلگ کا شعلہ دینا (۸) ریڈی ایٹر کا زیادہ گرم ہونا گیئر اور برش کا بیان (۹) کا زیادہ گرم ہونا (۱۰) بیرنگ کا زیادہ گرم ہونا (۱۱) موٹر کا بجلی نہ پیدا کرنا (۱۲) موٹر کا اسٹارٹ نہ ہونا (۱۳) موٹر کی رفتار زیادہ تیز یا سست ہونا (۱۴) مشین کا شور کرنا (۱۵) اسٹارٹر اور ریگولیٹر کا بیان (۱۶) لیٹر شیر انجن کا بیان (۱۷) ایک زیادہ لیٹیسٹ ماڈل کا حال اسکے علاوہ موٹر اور انجنوں کی تصویریں بھی ہیں ۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ ۱۲

ملمع سازی اس کتاب میں ملمع سازی کے متعلق نہایت مفصل طور پر بحث کی گئی ہے اور ہر قسم کا ملمع چڑھانے کے نہایت آسان اور آزمودہ طریقے بتائے گئے ہیں ۔ مختصر فہرست مضامین یہ ہے بجلی کیونکر پیدا کی جاتی ہے بجلی کی قسمیں شورہ کا تیزاب کیونکر تیار کیا جائے ۔ نمک کس طرح بنایا جائے ۔ کاسٹک وغیرہ تیار کیا جائے ۔ چاندی پر ملمع چڑھانا ۔ لوہے کی قلعی کرنا ۔ وہ دھاتیں جو غیر مشہور ہیں پلاٹینم پلیڈیم ایلومینیم کی قلعی مرکب دھاتوں کی قلعی سلئے کاغذ کانچ مٹی لکڑی وغیرہ پر قلعی سانچے تیار کرنا ۔ موم کا سانچہ رال کا سانچہ پیرس کے پلاسٹر کا سانچہ حیوانی و نباتی چیزوں کا سانچہ ۔ غرض یہ کہ ملمع سازی کے متعلق اس کتاب میں نہایت مکمل معلومات ہیں ۔ قیمت ہر دو حصص ایک روپیہ ۱۲

روحِ انجنیری فن تعمیر پر یہ ایک بے نظیر کتاب ہے جسکے متعلق ماہران فن تعریف کرتے ہیں کہ اس بہتر کتاب اردو میں آج تک شائع نہیں ہوئی فن انجنیری کی دس بارہ بے نظیر انگریزی کتب کا عطر جو چھوٹی کی کتاب اوپی میں فہرست درج ہے ۔ اس کتاب کی مختصر فہرست مضامین یہ ہے ۔

دی انفورسمنٹ تھیوری دی انفورسمنٹ ۔ قواعد مساحت رقبہ آہنی سلاخیں ۔ اور انکا وزن ۔ مختلف صورتوں کا وزن کرنا ۔ ایم کنکریٹ عمارتیں آہنی شہتیر اور ان کا استعمال وزن ، رقبہ معلوم کرنے کا طریقہ ۔ سٹیل پائپ میں رہنے والی دیوار وں کا قاعدہ رڈ ایٹ کی موٹائی کا قاعدہ پرانی ریل کا گارڈ بجائے شہتیر کے استعمال کرنے کا قاعدہ پتھر کی چھت ڈالنے کا قاعدہ غرض یہ کہ تعمیر کے متعلق تمام معلومات درج ہیں آخر میں رنگ روغن وغیرہ بنانے بتائے گئے ہیں ۔ قیمت فی جلد ۱۲

پرندوں کی تجارت ضخامت ۴۸ صفحہ لکھائی اور چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا اس کتاب میں ملک کی مالی اصلاح کی غرض سے پرندوں کی پرورش پرندوں کا علاج اور تجربہ کئے تجارتی پرندوں کے پالنے کی اور ان سے تجارتی فائدے حاصل کرنے کے طریقے اور مرغی انڈے کے بیوپار کے مفصل طریقے لکھے گئے ہیں بہت ہی ضروری اور مفید کتاب ہے ۔ قیمت ۸

حلوائی کی تعلیم ضخامت ۶۰ صفحے لکھائی اور چھپائی اور کاغذ عمدہ مشتمل رنگین سرورق کتاب میں حلوائی کی دکان کرنے کی مفصل ہدایات اور ہر قسم کی مٹھائیاں بنانے کی مکمل ترکیبیں اعلیٰ درجہ کے استاد حلوائیوں سے حاصل کرکے لکھی گئی ہیں اگر کوئی شخص خود مٹھائیاں بنانی چاہے تو وہ بھی اس کتاب کی مدد سے بنا سکتا ہے ۔ نیز اگر گھر کی مستورات کو یہ ہنر سکھانا ہو تب بھی یہ کتاب بہت کام دے سکتی ہے ۔ قیمت ۱۲

یہ دونوں کتابیں منیجر رسالہ پیشوا کوچہ چیلان دہلی سے منگائیے۔

دربارِ رسالت میں سربسجود

غرور اور نخوت کے پتلے خاک کی مورت انسان دونوں عالم کے شہنشاہ تاجدار مدینہ یعنی اپنے آقا کو دنیا کی لغزشوں میں پھنس کر فراموش نہ کر اپنے مغرور سر کو شان نبی کے سامنے جھکا دے دل چاہے کہ وہ خاکی تن چھوڑ کر مدنی سردار کے قدموں میں لوٹے۔ آنکھوں کو ندامت کے آنسوؤں سے تر کر اور مدنی پیا کی حیرت انگیز زندگی مبارک کے حالات پڑھ تاکہ تجھے معلوم ہو کہ نور ایمانی کی کرنیں کس طرح دنیا میں پھیلیں اور آسمانی برکتیں تجھ پر نازل ہوئیں۔ اس بزرگ ہستی کے مبارک حالات تیرے لئے رہبر بنکر تاریکیوں سے تجلی کی طرف رہنمائی کریں گے اگر خدا کے محبوب کا ذکر خیر پڑھ کر رحمت باری کا امیدوار بننا ہے تو اس مہینے کی بالکل نئی تصنیف

رسالت نامہ

پڑھ آنکھوں سے لگا امت کی ٹوٹی ہوئی کشتی کے ناخدا کی یہ آپ بیتی یہ اسلامی تاریخ بھی ہے یہ نئے انداز کا میلاد شریف بھی ہے مجلس میلاد میں بھی پڑھنے کے قابل ہے۔ یہ گھر کی عورتوں اور بچوں کو جمع کر کے بھی سنانے کے بھی لائق ہے۔ نہایت شیریں شستہ اور آسان زبان ہے واقعات نہایت مفصل طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ یہ دلچسپ اسلامی تاریخ ابتدائے اسلام سے حضور کی وفات تک کے تمام مستند واقعات بتائیگی۔

مختصر فہرست مضامین یہ ہے

اسلام کی ابتدا	اسلام کی راہ میں خون کا	تحویل قبلہ	واقعہ افک
عرب کی جہالت	پہلا قطرہ	آغاز جہاد	احزاب کی لڑائی
دنیا کا سب سے بڑا بتخانہ	اسلام میں پہلی ہجرت	بدر کی لڑائی	ہجرت کا چھٹا سال
رسول عربی کا جلوہ افروز	واقعات متفرقہ	حضرت فاطمہ زہرا کی شادی	فرضیت حج - صلح حدیبیہ
ہونا۔	رسول عربی اور کفار	فرضیت صوم	بادشاہوں کو دعوت اسلام
رضاعت	ہجرت	عید الفطر	ہجرت کا ساتواں سال
مدینہ کا پہلا سفر	مدینہ میں داخلہ	ہجرت کا تیسرا سال	خیبر کی لڑائی - ادائے عمرہ
شام کا پہلا سفر	ہجرت کا پہلا سال	حجۃ الوداع	ہجرت کا آٹھواں سال
نبوت سے پہلے حضور کی	یہودیوں کے پیشوا کا	سریہ قطن	فتح مکہ - حنین کی لڑائی
خلوت	مسلمان ہونا۔	واقعہ رجیع	ہجرت کا نواں سال
آفتاب رسالت کا طلوع	اذان کی ابتدا	ہجرت کا پانچواں سال	تبوک کی لڑائی
دعوت اسلام	ہجرت کا دوسرا سال	حضرت جویریہ کا واقعہ	وصال نبوی قیمتہ

قیمت ایک روپیہ۔

بدنصیب ہیں وہ عورتیں اور بچے

جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں مگر کافروں کی طرح بالکل مذہب سے بے خبر ہیں۔ بدبخت ہو وہ اولاد جو مسلمان کے گھر میں پیدا ہو کر بھی مسلمان کہلانے کی مستحق نہیں۔ یہ اللہ میوں کی طرح زندگی گذار رہے ہیں۔ خدا رسول اور ارکان اسلام سے بالکل بے خبر ہیں۔ سنی سنائی باتیں ان کا دین و ایمان ہے شرک میں ڈوبی ہوئی حرکتوں کو وہ مذہب سمجھ ہوئے ہیں۔ ایسے لامذہب عورتوں کی آغوش میں پلے ہوئے بچے کیا خاک مسلمان ہونگے اور ایسی بے دین نسل بڑی ہو کر کیا خاک اسلام کی خدمت کر سکیگی۔ ایسے ہی بے خبر بعض فتنۂ ارتداد کی آندھی میں فنا ہو رہے ہیں۔

اگر تاریکی سے بچوں اور عورتوں کو نکالنا ہو تو بالکل جدید تصنیف

مذہبی معلومات

کو ان کے مطالعہ میں رکھئے اس کتاب کی عبارت عورتوں اور بچوں کے لئے نہایت آسان اور عام فہم لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد معمولی سے معمولی عقل کا آدمی بھی مذہبی معلومات حاصل کر سکتا ہے اور اچھا خاصہ چھوٹا موٹا مولوی بن سکتا ہے

کتاب کی مختصر فہرست مضامین یہ ہے

اسلامی عقائد	قرآن مجید	اور کرامتیں	زکوٰۃ اور زکوٰۃ کے مسائل
اسلام کے معنی	خدا کے رسول	صحابۂ کرام	حج اور حج کے مسائل
اسلام کی تعریف	قیامت	اہلبیت اطہار	اسلامی معاشرت کے متعلق
ایمان کے معنی	قیامت کی نشانیاں	مجتہدین	تجہیز مسلم
ایمان کی تعریف	مرنے کے بعد زندہ ہونا	اولیا اللہ	جانکنی کا وقت
اسلام اور ایمان کا فرق	تقدیر	شرعی اصطلاحات	میت کا غسل
کلمۂ طیبہ اور کلمۂ شہادت	معصیت اور گناہ	فرض - واجب - سنت - نفل	تیمم کا طریقہ
ذات و صفات الٰہی	کفر اور شرک	حلال - حرام - مکروہ تحریمی	میت کا کفن
خدا کی توحید	مرنے کے بعد کیا ہوگا	علم شریعت - تفسیر - حدیث	مرد کو کفنانے کا طریقہ
خدا کا علم	دعا	فقہ - اسلامی اعمال	عورت کو کفنانے کا طریقہ
خدا کے فرشتے	صدقہ	نماز اور نماز کا مفصل بیان	نماز جنازہ
خدا کی کتابیں	معجزہ	روزہ اور اس کے مسائل	دفن - قیمت ۱۲

قیمت ایک روپیہ۔

تصانیف مصوّر فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی مدظلہ

میلاد نامہ یہ اسلامی تاریخ کا پہلا حصہ ہے۔ اسمیں محفل میلاد کے ثواب اور حضور صلعم کے بچپن سے لیکر وفات تک کے حالات لکھے گئے ہیں اور حضور صلعم کی ہجرت کے متعلق کتب قدیم کی پیشین گوئیاں بھی درج ہیں۔ قیمت ایک روپیہ۔

محرم نامہ۔ یہ اسلامی تاریخ کا دوسرا حصہ ہے اسمیں حضور صلعم کی وفات چاروں خلافتوں کے مفصل حالات۔ خلافت کے جھگڑے۔ یزید کی خلافت کا واقعہ۔ اور امام حضرت امام حسینؑ کی شہادت کربلا کے دل ہلا دینے والے واقعات نہایت مؤثر الفاظ میں۔ قیمت عہ

یزید نامہ۔ اسلامی تاریخ کا تیسرا حصہ ہے اسمیں قاتلان حسینؑ سے انتقام یزید کا انجام اور خاندان بنی امیہ کے تمام بادشاہوں کے حالات نہایت تصدیق اور تحقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں۔ قیمت عہ

طمانچہ بر رخسار یزید۔ اگر خاندان بنی امیہ کے مردوں اور عورتوں کے شرمناک حالات دیکھنے ہوں تو یہ کتاب منگائیے۔ عورتوں کو یہ کتاب نہیں دکھانی چاہیئے۔ قیمت ایک روپیہ

سی پارۂ دل۔ حضرت خواجہ صاحب کے نہایت دلچسپ مضامین کا مجموعہ جو مذہبی، اخلاقی، معاشرتی تعلیم کا بہترین ذریعہ کہے جا سکتے ہیں۔ قیمت دو روپے (ہر)

کرشن بیتی / گم شدہ موت۔ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد آپ ایک ایسی زندگی کی طرف قدم بڑھانا شروع کریں گے جسے کبھی فنا نہیں ہے اور تب موت کو زندگی کہنے کے لئے مجبور ہونگے قیمت ایک روپیہ

مرگ نامہ۔ موت کا یاد رکھنا زندگی ہے موت کا بھول جانا موت ہے اس میں موت کے متعلق نہایت مؤثر مضامین اور افسانے درج ہیں۔ قیمت آٹھ آنے۔

غدر دہلی کے افسانے

بیگمات کے آنسو (حصہ اول) اس میں دہلی کے مغلیہ شہزادوں اور بیگمات پر ظلم توڑے گئے ہیں اس کے واقعات نہایت درد انگیز پیرایہ میں قیمت ایک روپیہ۔

انگریزوں کی بپتا (حصہ دوم) اس کتاب میں انگریز مردوں عورتوں اور بچوں کی ان مصیبتوں کا حال جو ان کو غدر میں پیش آئیں۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر)

محاصرہ دہلی کے خطوط۔ ان انگریزی خطوط کا ترجمہ جو انگریز افسران نے دہلی کے محاصرہ کے وقت پنجاب کے افسران کو لکھے تھے۔ قیمت چار آنے (۴ر)

بہادر شاہ کا مقدمہ (چوتھا حصہ) دہلی کے آخر بادشاہ پر جو بغاوت کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا تھا اس کے مدلل واقعات قیمت دو روپے۔

گرفتار شدہ خطوط (پانچواں حصہ) اس مجموعہ میں وہ تمام خط و کتابت درج ہے جو غدر کے موقع پر بہادر شاہ اور غدر کرنے والوں کے درمیان ہوئی۔ قیمت عہ

غدر دہلی کے اخبار (چھٹا حصہ) اس میں غدر ۱۸۵۷ء کے ان اخبارات کے اقتباسات درج ہیں جو غدر کے زمانہ اور اس سے پہلے شائع ہوتے تھے جنہیں انگریزی گورنمنٹ نے بطور ثبوت کے پیش کیا تھا کہ غدر کے کرنے میں ان مضامین کا دخل تھا قیمت عہ

غالب کا روزنامچہ (ساتواں حصہ) غدر کے متعلق نواب اسد اللہ خان غالب کی تحریر ... [illegible]

دلی کی جانکنی (آٹھواں حصہ) اس کتاب میں دہلی کے غدر کے واقعات ہیں جو بیشمار علماء اور شرفاء کے زمانہ ... [illegible]

دلی کا آخری سانس (نواں حصہ) نہایت درد ناک حصہ ... [illegible]

زنانہ تعلیم کی کتابیں

بیوی کی تعلیم۔ اس کتاب میں بیوی کی تعلیم کے لئے ترتیب سے خواجہ صاحب نے اسبقوں کی صورت میں بیوی کے لئے مکمل کورس تیار کر دیا ہے

بیوی کی تربیت اس کتاب کے پڑھنے کے بعد ہر عورت سلیقہ شعار ... بچوں کی حقیقی معنوں میں ہمدرد بن سکتی ہے۔ قیمت عہ

اولاد کی شادی۔ اولاد کی شادی سے پہلے اس کتاب کو ضرور پڑھ لینا چاہیئے اولاد کے لئے خانہ بربادی کا باعث نہ بن سکے۔ قیمت عہ

اتالیق خطوط نویسی ہر حصہ۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد عورت خط لکھنا آ جاتا ہے قیمت ۴ر

بچوں کی تعلیم کی کتابیں

آسان قاعدہ (حصہ اول) اس قاعدہ کے پڑھنے کے بعد بچوں کو معمولی اردو عبارت پڑھنی آ جاتی ہے قیمت ۸ر

تعلیم القرآن (حصہ دوم) اس میں قرآن مجید کے ضروری مضامین کا ... اس کو یاد کر لینے کے بعد ہر بچہ ہر موقعہ ہر محل پر کلام مجید کی آیتیں پیش کر سکے

اُردو سبق (تیسرا حصہ) اس رسالہ کو بچے خود دیکھ دیکھ کر خوشی خوشی پڑھتے ہیں اور کی تاکید کے کتاب کو جلد سے جلد ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بہ شوق بچوں کیلئے ...

اولاد کے کان میں سمجھنے کی باتیں۔ یہ خواجہ صاحب کی نئی تصنیف ہے کتاب کے پڑھنے کے بعد بچے دنیاوی معاملات میں اتنے سمجھدار ہو جاتے ہیں جتنا کہ ... اور تجربہ کار شخص کو ہونا چاہیئے۔ قیمت ۸ر

بچوں کی کہانیاں مصور۔ اس کتاب میں وہ کہانیاں درج ہیں جو دیہات اور گھرانوں میں ننھے بچوں کے سامنے کہی جاتی ہیں۔ قیمت ۱۰ر

متفرق کتابیں

آپ بیتی۔ خواجہ صاحب کی خود نوشت سوانح عمری۔ پیدائش سے ... ہر چھوٹی بڑی بات کو ظاہر کر دیا ہے۔ ... قیمت ...

تسخیر مہر و قہر اس میں ... [illegible] ... ہندوستان ... قیمت ...

اُردو دُعائیں۔ ... [illegible] ... قیمت ۸ر

تصانیف صوفی حضرت خواجہ حسن نظامی

[illegible] کی کرامت [illegible] اور شیخ کا اعجاز سامنے آجاتا ہے۔ قیمت ۱۲؎

گیارھویں نامہ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی کی مفصل سوانح عمری اور گیارھویں شریف میں پڑھنے کے قابل معتبر کتاب قیمت ۳؎

کرشن بیتی ہندوؤں کے مشہور نگین مزاج اوتار سری کرشن کی سوانح عمری قیمت ۱؎

رسول کی عیدی بچوں کی نصیحت آمیز باتوں سے بھری ہوئی عیدی ہر گھر کی خوشی کی عیدی کا تحفہ ہے نہایت موزوں ہے۔ قیمت ۲؎

شیطان کا طوطا۔ ایک عبرت انگیز اور ایک نہایت دلچسپ افسانہ۔ قیمت ۲؎

سفرنامہ مصر و شام و فلسطین خواجہ صاحب کا پُراثر سفرنامہ جس میں بیت المقدس، ملک شام اور حجاز کے مفصل حالات ہیں ۱۲؎

سفرنامہ ہندوستان خواجہ صاحب کے ہندوستان کے سفر کے حالات جو تاریخی معلومات سے لبریز ہیں۔ قیمت ۱۲؎

لڑائی کا گھر خواجہ صاحب کے چیدہ چیدہ مضامین۔ ترچھی نظر، ہنسی، گولی، ہوائی جہاز، جنگ کا اعلان جنگ، بم وغیرہ کا مجموعہ۔ قیمت ۲؎

دل کی چیدہ دلیں خواجہ صاحب کے نہایت دلچسپ مضامین کا مجموعہ جو بے انتہا پسند کئے گئے ہیں۔ قیمت ۵؎

کپڑوں کے ستر و پاجی جوئیں، مکھیوں اور اس کے علاوہ ایسے ہی سترہ کیڑے مکوڑوں کے نہایت دلچسپ حالات ۱۲؎

اُردو سکھانے کے مضامین خواجہ صاحب کے وہ مضامین جن کے پڑھنے سے خود بخود اُردو نویسی کی لیاقت پیدا ہو جاتی ہے ۱۲؎

چار درویشوں کا تذکرہ اس میں حضرت خواجہ صاحب نے چار درویشوں کے حالات لکھے ہیں۔ قیمت ۳؎

[illegible] غازی سلطان محمود غزنوی کے ان سترہ حملوں کا تذکرہ جو ہندوستان پر کئے گئے (۱۲؎)

[illegible] کے لئے خواجہ صاحب کے لکھے ہوئے دس سبق [illegible] ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں۔ قیمت ۱۲؎

[illegible] مسلمانوں کی معلومات کے لئے یہ کتاب [illegible] سلطنت [illegible] مذہبی اور تمدنی حالات [illegible]

[illegible]

[illegible]

اسلامی توحید [illegible] مسلمانوں کے لئے توحید کی کتاب ہے۔ قیمت ۱۲؎

اسلامی رسول حضور صلعم کے اخلاق و عادات جن کے پڑھنے سے غیر مذاہب کے لوگوں پر بھی اچھا اثر پڑتا ہے۔ قیمت ۱۲؎

جانباز مسلم مسلمانوں کی اسلام کی خاطر جانبازی کا تذکرہ۔ قیمت ۱۲؎

تاکید نماز نماز کا شوق پیدا کرنے والی کتاب [illegible]۔ قیمت ۱۲؎

اسلام کے ضروری عقائد اسلام کے عقائد نہایت آسان زبان میں بیان کئے گئے ہیں قیمت ۸؎

اسلام کیونکر پھیلا؟ ہندوستان میں اشاعت اسلام کی تاریخ آریوں کی دروغ گوئی کا جواب۔ قیمت ۲؎

اسلامی رسول کے معجزات حضور صلعم کے معجزات جو مستند کتابوں سے ماخوذ ہیں۔ قیمت ۱؎

پرندوں کی تجارت مسلمانوں کی مالی اصلاح کی غرض سے پرندوں کی پرورش اور تجارت کرنے کے طریقے۔ قیمت ۱۲؎

حلوائی کی تعلیم حلوائی کی دوکان کرنے کے لئے مفصل ہدایات اور ہر قسم کی مٹھائیاں بنانے کے طریقے۔ قیمت ۸؎

ترغیب حساب مسلمانوں میں حساب کتاب رکھنے کا شوق پیدا ہو [illegible]

محمودی حملوں کے اسباب سلطان محمود غزنوی کے ہندوستانی حملوں کے اسباب تاریخی حوالوں سے لکھے گئے ہیں۔ قیمت ۱۲؎

دکن کی اسلامی تاریخ ہندوستان کے وقت سے لیکر [illegible] خاندان کے بادشاہوں کا مفصل تذکرہ ہے۔ قیمت ۸؎

روزنامچہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کا نہایت دلچسپ اور مفید روزنامچہ جو ادبی، مذہبی، اخلاقی اور تصوف کے جواہرات سے بھرا ہوا ہے۔ اس سے زیادہ دلچسپ خواجہ صاحب کی کوئی تصنیف نہیں ہے۔ قیمت ۱۲؎

اورنگزیب کی اصلی تاریخ یہ اورنگزیب کی حکومت کی تاریخ ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ اورنگزیب پر بہتان لگائے ہیں۔ قیمت ۱۲؎

شاہی جہاد ساڑھے پانسو صفحہ کی کتاب [illegible] تمام لڑائیوں کا تذکرہ ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر [illegible]

ھوالباقی

میلاد نمبر

پیشوا

عید میلاد مبارک

عید میلاد مبارک

جلد ۳ | فہرست مضامین رسالہ پیشوا بابت ۲۴ اگست و ۸ ستمبر ۱۹۲۷ء | نمبر ۴ و ۵

الصبح بدیٰ من طلعتہ

حضرت امام زین العابدینؓ کے قصیدہ پر ایک بے مثل تضمین

(از خامہ حضرت مولانا نذر علی صاحب دردؔ)

اَلنُّوحُ نَجِی مِنْ رَحْمَتِہٖ	آپ کی رحمت سے نوحؑ نے نجات پائی
وَالدَّھْرُ ھُدٰی مِنْ رَافَتِہٖ	آپ کی مہربانی سے زمانہ نے ہدایت پائی
اَلشَّمْسُ جَلٰی مِنْ حِکْمَتِہٖ	آپ کی حکمت سے آفتاب روشن ہوا
اَلصُّبْحُ بَدٰی مِنْ طَلْعَتِہٖ	آپ کی آمد سے صبح روشن ہوئی
وَاللَّیْلُ دَجٰی مِنْ وَفْرَتِہٖ	آپ کی جوانمردی سے رات چھا گئی

بَدْرُ الْعَرَبِ صَدْرُ الطَّرَبِ	عرب کے چاند مسرتوں کے صدر
طُلُوْرُ الشُّعَبِ نُوْرُ الشُّھُبِ	گھاٹیوں کی روشنی ستاروں کے نور
نِعْمُ الْخُطَبِ طٰہٰ لَقَبِ	بہترین خطیب طٰہٰ لقب
اَزْکَی النَّسَبِ اَعْلَی الْحَسَبِ	زیادہ صحیح النسب زیادہ عالی حسب
کُلُّ الْعَرَبِ فِیْ خِدْمَتِہٖ	آپ کی خدمت میں تمام عرب (حاضر ہیں)

شَرَفُ الْحُکَمَا فَخْرُ الْعُلَمَا	شرف الحکما فخر العلما
اَعْلَی الْکُمَلَا بَدْرُ الشُّرَفَا	سب بڑے کامل شریفوں کے چاند
وَلِیُّ الْفُضَلَا تَاجُ الْعُرَفَا	سب بڑے فاضل عارفوں کی زینت
فَاقَ الرُّسُلَ فَضْلًا وَّعُلٰی	سب سے زیادہ بلند عہدہ رسول بحیثیت بزرگی اور مرتبے
ھٰذَا السُّبُلَ لِذَلَالَتِہٖ	بہت سچے رہبر دین کے راستوں کے

اُذْکُرْ اَسْرٰی وَحْیٌ یُّوْحٰی	اس رات کو یاد کرو جبکہ وحی آئی
اَلْحُسْنُ جَلٰی مَا صَارَ خَفَا	(کہ اس سے) حسن چمک اٹھا (اور) پوشیدہ نہ رہا
شَوْقًا وَّلِقَا مَا نَادَ ھَوٰی	شوق ملاقات کے باعث خواہشیں پیدا ہیں
جِبْرِیْلُ اَتٰی فِیْ لَیْلِ سُرٰی	(راتوں میں) جبریلؑ آئے شب معراج میں
وَالرَّبُّ دَعٰی فِیْ حَضْرَتِہٖ	(اور کہا کہ) خدا نے اپنے پاس آپ کو بلایا ہے

طَلَعَ الشَّمْسُ نِصْفَ الْقَمَرُ	آفتاب نکلا چاند آدھا ہوگیا
شَرَحَ الصَّدْرُ حَصَلَ الظَّفَرُ	انشراح صدر ہوا فتح حاصل ہوئی
شَھِدَ الضَّبُّ حَضَرَ الشَّجَرُ	گوہ نے گواہی دی درخت حاضر ہوا
سَجَدَ الشَّجَرُ نَطَقَ الْحَجَرُ	درخت نے سجدہ کیا پتھر نے باتیں کیں
شَقَّ الْقَمَرُ بِاِشَارَتِہٖ	چاند دو نیم ہوگیا (انگلی کے) اشارے سے

دَرْدُ الْخَاشِعِ اَنْتَ الْمَوْلٰی	درد خشوع والے کے آپ مولا ہیں
نَوِّرْ نَوِّرْ قَلْبِی الْاَعْمٰی	روشن فرمائیے روشن فرمائیے میرا نابینا قلب کو
قَالَ الْعُرَفَا اَللّٰہُ کَفٰی	عارفوں نے کہا ہے کہ اللہ کافی ہے
قَالَ الشُّرَفَا وَاللّٰہُ عَفٰی	بزرگی پائی (اور) اللہ نے معافی دی
عَمَّا سَلَفَ مِنْ اُمَّتِہٖ	آپ کی اُمت کے گذشتہ

وَجْہُ النِّعَمِ شَمْعُ الْحَرَمِ	نعمتوں کے سبب قندیلِ حرم
شَمْسُ الْعَرَبِ قَمَرُ الْعَجَمِ	عرب کے آفتاب عجم کے ماہتاب
بَرُّ الْحِکَمِ بَحْرُ الْھِمَمِ	حکمتوں کی بستی ہمتوں کے سمندر
کَنْزُ الْکَرَمِ مَوْلَی النِّعَمِ	بخششوں کے خزانے نعمتوں کے آقا
ھَادِی الْاُمَمِ لِشَرِیْعَتِہٖ	اُمتوں کے ہادی اپنی شریعت کیلئے

فَمُحَمَّدُنَا ھُوَ قَائِدُنَا	پس وہی محمدؐ ہمارے سپہ سالار ہیں
فَمُحَمَّدُنَا ھُوَ قَاصِدُنَا	پس وہی محمدؐ ہمارے قاصد ہیں
فَمُحَمَّدُنَا ھُوَ مُرْشِدُنَا	پس وہی محمدؐ ہمارے مرشد ہیں
فَمُحَمَّدُنَا ھُوَ سَیِّدُنَا	پس وہی محمدؐ ہمارے سردار ہیں
فَالْعِزُّ لَنَا لِاِجَابَتِہٖ	ان کی مقبولیت ہمارے لئے عزت ہے

نذرِ عقیدت

اک گنہگار ضمیر و روح اور بزم رسولؐ — کیا عقیدت کیشیاں ہیں اور کیا حُسن قبول
آج دربارِ رسالت میں بصد عجز و نیاز — پیش کرتا ہوں میں باغِ شاعری کے چند پھول
جن کے اوراق پریشاں پر میرا خونِ جگر — اک عبارت ہے عقیدت کی نہایت مختصر
کچھ غلامی کا تعلق۔ کچھ شعورِ بندگی — کچھ عبودیت ہے دل کی۔ کچھ محبت کا اثر

اے رسولِ محترم۔ یہ چند افسردہ سے پھول
ازرہِ بندہ نوازی کیجئے ان کو قبول

———*———*———

عقیدت کیش
اکبر حیدری

رازِ تخلیق

("لَولَاکَ لَمَا خَلَقتُ الاَفلَاکَ" کی تفسیر جدید)

ازا کبر حیدری

(۱) ذاتِ باری

خموشی تھی دُنیائے امکاں پہ طاری — سکوت آشنا تھی یہ سب نقش کاری
نہ تھی کوئی ہستی مگر ذاتِ باری

خُدا جلوہ گر تھا۔ خُدائی نہیں تھی — کوئی روح قالب میں آئی نہیں تھی
خموشی تھی دنیائے امکاں پہ طاری

نہ گُل تھا۔ نہ غنچہ نہ برگ و شجر تھے — نہ دنیائے فانی کے زیر و زبر تھے
سکوت آشنا تھی یہ سب نقش کاری

نہ ایسی زمیں تھی نہ اتنے فلک تھے — نہ انساں تھا اور نہ جن و ملک تھے
نہ تھی کوئی ہستی مگر ذاتِ باری

حسن ازل

(۲)

یکایک فضا میں ہوئی ایک جنبش ہوا حسن مطلق کو شوق نمائش
تجلی تھی اور ایک دنیا کی تابش
یم نور میں اک طلاطم تھا گویا زمانے میں تھا اک تجلی کا دریا
یکایک فضا میں ہوئی ایک جنبش
تجلی وہ دنیا پہ چھائی ہوئی تھی جو ہستی کا پیغام لائی ہوئی تھی
ہوا حسن مطلق کو شوق نمائش
پھر اس نور کامل سے اک نور نکلا سراپا تجلی سے معمور نکلا
تجلی تھی اور ایک دنیا کی تابش

حسن و عشق

(۳)

ادھر حسن مطلق۔ اُدھر عشق کامل ادھر بحر ذخار اُدھر اس کا ساحل
ادھر ایک داتا۔ اُدھر ایک سائل
ضرورت ہوئی پھر کہ محو نمائش کریں اپنے جلووں کی آپ آزمائش
ادھر حسن مطلق۔ ادھر عشق کامل
یکایک ہوئی "کن" کی آواز پیدا ہوئی دم زدن میں نمودار دنیا
ادھر بحر ذخار اُدھر اس کا ساحل
جمال و محبت نے پردے اٹھائے خدائی کے جلوے پرستش میں آئے
ادھر ایک داتا۔ اُدھر ایک سائل

تخیل حق

(۴)

ابھی پردہ قدس میں تھی محبت ابھی نامکمل تھی دنیا کی زینت
عناصر میں تھی کشمکش ریز فطرت
فلک سجدہ گاہ زمیں پر جبیں سا مشیت کے احکام کا منتظر تھا
ابھی پردہ قدس میں تھی محبت
فرشتے پریشان تھے اور حیراں کہ تخیل حق میں تھی تخلیق انساں
ابھی نامکمل تھی دنیا کی زینت
بنایا گیا خاک سے پھر وہ پتلا امین محبت۔ رہین تماشا
عناصر میں تھی کشمکش ریز فطرت

(۵) ## تخلیق انساں

وُہ نورِ ازل قلبِ انساں میں آیا — فرشتوں نے سجدہ کیا سر جھکایا
کہ انساں نے بارِ امانت اٹھایا
نمود و نمائش کا افسانہ بنکر — جمال و محبت کا پیمانہ بنکر
وہ نورِ ازل قلبِ انساں میں آیا
خدا کا وہ نائب۔ وہ محبوبِ یزداں — ہوا بزمِ ہستی میں جب نور افشاں
فرشتوں نے سجدہ کیا سر جھکایا
مسرت کے دریا میں ہر چیز ڈوبی — زمانے میں گویا نئی زندگی تھی
کہ انساں نے بارِ امانت اٹھایا

(۶) ## "نورِ محمدؐ"

یہ تھا اہتمامِ صدورِ محمدؐ — ہوا نورِ حق سے ظہورِ محمدؐ
جبیں پر تھا آدم کی نورِ محمدؐ
یہ تنظیمِ عالم۔ یہ تخلیقِ دُنیا — ہوئی ایک ہستی کے جلووں سے پیدا
یہ تھا اہتمامِ صدورِ محمدؐ
رہا حُسن اپنی حقیقت میں صادق — محبت ہوئی خود محبت پہ عاشق
ہوا نورِ حق سے ظہورِ محمدؐ
فرشتوں کے سجدے میں اظہارِ حق تھا — کہ پیشِ نظر دُرِّ شہوارِ حق تھا
جبیں پر تھا آدم کی نورِ محمدؐ

(۷) ## ظہورِ محمدؐ

یہی نور کچھ منزلوں سے گذر کر — عروجِ تجلّی سے ہو کر منوّر
ہوا جلوہ فرما بہ شکلِ پیمبر
اِسی نور نے مشکلیں ساری طے کیں — یہی نور تھا قلبِ انساں کی تسکیں
یہی نور کچھ منزلوں سے گذر کر
جمالِ محمدؐ کی ہستی میں آیا — زمانے کی تاریک بستی میں آیا
عروجِ تجلّی سے ہو کر منوّر
یہی نور گویا تھا ارض و سما میں — یہی نور دُنیائے حق آشنا میں
ہوا جلوہ فرما بہ شکلِ پیمبر

۸) بطلانِ کفر و باطل

ہوئی رحمتِ حق زمانے پہ نازل منور ہوئے جس سے تاریک محفل
مٹا جس کے جلووں سے ہر کفر و باطل

وہ معراج کی شب وہ بزمِ مسرت وہ حسن و محبت کی معصوم خلوت
ہوئی رحمتِ حق زمانے پہ نازل

تجلی جس کی تابش تھی کون و مکاں میں وہ نورِ ازل جلوہ گر تھا جہاں میں
منور ہوئی جس سے تاریک محفل

وہ حق آشنا تھا حقیقت نما تھا تجلی کا ہل تھا۔ نورِ خدا تھا
مٹا جس کے جلووں سے ہر کفر و باطل

۹ پیامِ حق

وُہ محبوبِ حق۔ جاں نثارِ خدا تھا پیمبر تھا اور خاتم الانبیا تھا
وُہ معلم۔ وہ ھادی وہ حق آشنا تھا

زمانے میں کی جس نے تنظیمِ ملت ہوئی جس کی ہستی سے تکریمِ ملت
وُہ محبوبِ حق۔ جاں نثارِ خدا تھا

وہ قرآن لایا۔ وہ اسلام لایا خدا کی پرستش کا پیغام لایا
پیمبر تھا اور خاتم الانبیا تھا

سکھا دی ہے جس نے خدا کی محبت شریعت۔ اُخوت۔ حکومت۔ سیاست
وُہ معلم۔ وہ ہادی۔ وہ حق آشنا تھا

۱۰) "صورت و سیرتِ رسول"

پرستش کے قابل تھا وہ حسن کامل پرستارِ سیرت ہوا جس سے ہر دل
محبت سے لبریز تھی جس کی محفل

وہ نورِ مکمل۔ وہ صورت وہ سیرت وہ حسنِ سلوک اور وہ شانِ مروت
پرستش کے قابل تھا وہ حسنِ کامل

وہ اخلاقِ عالی۔ وہ خلقِ مکمل وہ ہر دوست دشمن پہ لطفِ مسلسل
پرستارِ سیرت ہوا جس سے ہر دل

نمایاں وہ اصحاب کی جاں نثاری وُہ احباب کی مستند غم گساری
محبت سے لبریز تھی جس کی محفل

(۱۱) سیرت صحابہ

مبارک تھے پہچاننے والے اُس کے مقدس تھے سب جاننے والے اُسکے
وہ حق پہ تھے ماننے والے اُسکے

زمانے کے رہبر تھے اور رہنما تھے خوشا اُن کی قسمت جو اُس پر فدا تھے
مبارک تھے پہچاننے والے اُس کے

وہ محبوب حق مستند تھے جہاں میں وہ مقبول یزداں تھے کون ومکاں میں
مقدس تھے سب جاننے والے اُسکے

لرزتا نہ کیوں اُن سے میدانِ عالم نہ کیوں سرنگوں ہوتے شاہانِ عالم
وہ حق پہ تھے ماننے والے اُس کے

(۱۲) فتوحات اسلام

وہ قیصر کی دولت وہ کسریٰ کی شوکت وہ اُسوقت کے تاجداروں کی ہیبت
وہ لات و منات اور خداؤں کی کثرت

زمانے نے تصویر اُن کی مٹادی سر رہگذر خاک سب کی دکھادی
وہ قیصر کی دولت۔ وہ کسریٰ کی شوکت

مٹا حق کی تائید سے اُن کا افسوں ہوئی جاں نثارانِ حق سے دگرگوں
وہ اُس وقت کے تاجداروں کی ہیبت

زمانے نے حق کا پرستار ہو کر مٹادی تھی دُنیا سے بیزار ہو کر
وہ لات و منات اور خداؤں کی کثرت

(۱۳) درود

وہ اسلام پروَر۔ شہنشاہِ اعظم وہ فخرِ نبوت۔ وہ اعزازِ آدم
ہوئی جس کے جلوؤں سے تخلیقِ عالم

وہ تنظیمِ ملت کا حق کوش حامی وہ تبلیغِ مذہب کا سچا پیامی
وہ اسلام پرور شہنشاہِ اعظم

وہ نبیوں کا والی۔ رسولوں کا رہبر وہ محبوب یزداں وہ حق کا پیمبر
وہ فخرِ نبوت۔ وہ اعزازِ آدم

درود اُسکی ہستی حق آشنا پر سلام اُس کی روحِ حقیقت نما پر
ہوئی جس کے جلوؤں سے تخلیقِ عالم

(۱۴)

سلام

سلام اُسکی آلِ حقیقت نُما پر — سلام اس کے اصحابِ حق آشنا پر
سلام اُس کی اُمت کے اہلِ وفا پر

جنہوں نے جہادوں میں کی جاں نثاری — مصائب میں جن سے ہوئی غم گساری
سلام اُن کے اصحابِ حق آشنا پر

جو یکتا تھے دُنیائے صدق و صفا میں — شہادت ملی تھی جنہیں کربلا میں
سلام اُس کی آلِ حقیقت نُما پر

جنہوں نے کی اسلام کی کوئی خدمت — ہوئی جس سے تبلیغ و تنظیمِ ملت
سلام اُس کی اُمت کے اہلِ وفا پر

(۱۵)

دُعا

الٰہی ہمیں متفق۔ متحد کر — ہمیں اپنے قرآن کا معتقد کر
امانت کا اپنی ہمیں معتمد کر

مٹا دے یہ آپس کے جھگڑے۔ یہ ذلت — دکھا دے رہِ اتفاق و محبت
الٰہی ہمیں متفق۔ متحد کر

ہمیں حق پرستی کا شیدا بنا دے — ہمیں فلسفہ زندگی کا سکھا دے
ہمیں اپنے قرآن کا معتقد کر

وہ تبلیغِ مذہب وہ تنظیمِ ملت — وہ رازِ اخوت۔ وہ جوشِ محبت
امانت کا اپنی ہمیں معتمد کر

(۱۶)

جمالِ محمدؐ کے جلوے دکھا کر — الٰہی ہمیں چشمِ بینا عطا کر
محمدؐ کا صدقہ۔ محمدؐ نما کر

تری ذات ارفع۔ تری شان عالی — خدائے محمدؐ۔ محمدؐ کے والی
جمالِ محمدؐ کے جلوے دکھا کر

مٹا دل سے ہنگامۂ کفر و باطل — دکھا دے حقیقت کی پُرنور منزل
الٰہی ہمیں چشمِ بینا عطا کر

محمدؐ کے نقشِ قدم پر چلا دے — مسلماں ہیں ہم۔ مسلماں بنا دے
محمدؐ کا صدقہ۔ محمدؐ نما کر

آمین

صبح میلاد کا پیغام

(از جناب مولانا مولوی وحیدالدین صاحب سلیم)

صبح میلاد نبی کا ہوں تماشائی میں
اُس کے حُسنِ طرب افزا کا ہوں شیدائی میں
یہ ہے وہ صبح کہ جب جلوہ دکھایا اُس نے
ظلمتِ کفر کو عالم سے مٹایا اُس نے
یہ ہے وہ صبح کہ جب اُس کا اُجالا دیکھا
تختِ کسریٰ کو جہاں نے تہ و بالا دیکھا
یہ ہے وہ صبح کہ دنیا ہوئی بیدار اُس سے
کُھل گئے دینِ الٰہی کے سب اسرار اُس سے
یہ ہے وہ صبح کہ روشن ہوئے آفاق اُس سے
منتشر ہو گئی تاریکی اخلاق اُس سے
انبیا منتظر اس صبح فروزاں کے رہے
مُلتمس جلوۂ خورشید درخشاں کے رہے
نکلا اس صبح کے جلوہ سے وہ خورشید مبیں
جس کی کرنوں سے مُنوّر ہوئے اکناف زمیں
زندہ ہر سال جو یہ صبح مُبیں ہوتی ہے
اس کی تنویر سے وا چشم یقیں ہوتی ہے
اگر اس صبح ہمایوں کی ہوا آتی ہے
غافل اُمت میں جو ہیں اُن کو جگا جاتی ہے
اہل اسلام کو ہاتف یہ صدا دیتا ہے
کون ہے برکتیں اس صبح کی جو لیتا ہے
برکتیں جلوۂ نازا اپنا دکھاتی ہیں تمہیں
رحمتیں حق کی اشارے سے بُلاتی ہیں تمہیں
اگر اس صبح کے دیدار سے مسرور ہو تم
تشنۂ مہر محمدؐ سے اگر چور ہو تم
حفظِ ناموسِ محمدؐ سے یہ غفلت کیسی!!
صبح میلاد ہے۔ سینوں میں یہ ظلمت کیسی!!
روحیں اسلاف کی قبروں سے چلی آتی ہیں
دیکھکر نسل میں اپنی تمہیں۔ شرماتی ہیں
اُن کو حیرت ہے کہ یارب یہ تماشہ کیا ہے
تم بھی سوچو تو کہ غیرت کا تقاضا کیا ہے
مستحق رحمت و برکت کے وہی ہوتے ہیں
جان و دل سے جو فدا بہر نبی ہوتے ہیں
دل میں جو عشقِ رسولِ مدنی رکھتے ہیں
دل کو وہ دولتِ غیرت سے دہنی رکھتے ہیں
آنکھیں رہتی ہیں لڑی اُن کی ستمگاروں سے
نظریں اُن کی جھپکتی نہیں تلواروں سے
دہشت اُن پر کبھی چھائی ہے نہ چھائے گی کبھی
بُزدلی اُن میں نہ آئی ہے، نہ آئے گی کبھی
وہ کبھی کفر کے ہنگامہ سے ڈرتے ہی نہیں
جوش کے وقت بھی ہوش اُن کے بکھرتے ہی نہیں
دل فگارانِ محمدؐ میں اگر ہو تم بھی
جاں نثارانِ محمدؐ میں اگر ہو تم بھی
صبح میلاد یہ پیغام عمل لائی ہے
کہ ہو استادہ محمدؐ کا جو شیدائی ہے
حفظِ ناموسِ محمدؐ کا تہیہ کر لو
جو حمایت کا ہو سامان وہ مہیا کر لو

پیشوائے اعظم

از قلم مبارک مصور فطرت خضر طریقت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ

سردکائنات. فخر موجودات. سرکار دو عالم. محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر مسلمان پیشوائے اعظم تصور کرتے ہیں تصور ہی نہیں ہمارا ایمان ہے. اور ہمکو یقین ہے کہ وہ پیشوائے اعظم تھے۔

مسلمانوں کے لئے اُن کی پیشوائی کا ماننا اور تسلیم کرنا تو کوئی بات نہیں ہے۔ کیونکہ جب مسلمان حضورؐ کو خدا کا رسولؐ اور اپنا ہادی مانتے ہیں تو پیشوائی تو خود ہی مسلّم ہو جاتی ہے میں پیشوائے اعظم کا لفظ غیر مسلم اقوام اور ممالک کو پیش نظر رکھکر لکھ رہا ہوں۔ کیونکہ میرا خیال ہے۔ بلکہ مجھے یقین ہے۔ کہ آج تمام دنیا میں رسول اللہ صلے اللہ وآلہ وسلم کے مقرر کردہ اُصول برتے جارہے ہیں۔ مذہبی احساس تو اب دنیا سے کم ہوتا جاتا ہے لیکن سیاسی اور جنگی اور مجلسی اور تمدنی امور کا بہت چرچا ہے اور ان تمام چیزوں پر جب غائر نظر سے توجہ کی جائے تو ہر شخص کو ماننا پڑے گا کہ جو اصول حضور محمدؐ رسول اللہ نے دنیاوی زندگی کے قائم کئے تھے آج تمام دنیا کسی نہ کسی صورت میں انہیں اصول کی پیروی کر رہی ہے۔ چاہے لوگ یہ تسلیم نہ کریں۔ کہ محمدؐ خدا کے رسول تھے اور چاہے اُن کے دل میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اختلاف بھی ہو۔ پھر بھی وہ مجبوراً رسول اللہ کے اصول حیات کی پیروی کرتے رہتے ہیں۔

مثلاً رسول اللہ نے اپنی زندگی کا یہ اصول بنایا تھا کہ وہ سب انسانوں کو مساوات اور برابری کا درجہ دیں۔ اور امتیاز صرف علم اور پرہیزگاری کا رکھا جائے۔ اس لئے آج بھی دنیا کی وہ قومیں جو انسانی مساوات کا دعوی کرتی ہیں۔ عملاً اسی حد تک مساوات کو برت سکتی ہیں کہ جو حد رسول اللہؐ نے قائم کردی تھی کہ اہل علم اور اہل تقوی کو امتیاز دیا جاتا ہے باقی سب ایک درجہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔

اعتراض پیدا ہوگا۔ کہ آجکل کے زمانہ میں تقوی اور علم کو کوئی نہیں پوچھتا۔ ہر جگہ دولت کی پرستش ہے اور دولت کا امتیاز ہے۔ مگر میں اُس کا یہ جواب دونگا کہ دولت علم اور تقوی کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ تقوی کا معیار آجکل بدل گیا ہے پہلے تقوی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تعمیل کا نام تھا اور اب تقوی اُس صلاحیت کو کہتے ہیں جو انسانیت کے فرائض کا احساس پیدا کرتی ہے لیکن بغیر تقوی اور علم کے کسی کو دولت حاصل نہیں ہوتی۔ اس لئے رسول اللہؐ کا اصول ہر مسلم اور غیر مسلم کو ماننا پڑتا ہے۔

یا مثلاً رسول اللہؐ نے وفات سے پہلے حج وداع کے موقع پر جو آخری تقریر فرمائی تھی اس میں عورتوں کے حقوق اور عورتوں کی دلجوئی اور عورتوں کی حمایت محفوظ رکھنے پر بہت زور دیا تھا۔ اور آج تمام دنیا دیکھ رہی ہے کہ جس وقت رسول اللہؐ نے یہ تقریر کی تھی۔ تمام دنیا عورتوں پر ظلم کر رہی تھی۔ لیکن اس تقریر کے بعد سے عورتوں کی حقیقی زندگی شروع ہوئی اور آج جو فوقیت اور عظمت عورتوں کو میسر ہے۔ وہ محمدؐ رسول اللہ کے حکم کی تعمیل معلوم ہوتی ہے۔

یا مثلاً سیاست کے جو اصول رسولؐ اللہ نے قائم کئے تھے وہ آج تمام دنیا میں رائج نظر آتے ہیں۔ رسول اللہ کا سیاسی اصول یہ تھا کہ اپنی طرف سے کسی کی حق تلفی اور کسی پر زیادتی کی جائے۔ لیکن جب کوئی دوسرا حملہ آور ہو۔ تو اپنے بچاؤ کے لئے پوری مضبوطی اور مردانگی کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا جائے عیسائی قوم دعوی کرتی ہے کہ آجکل تمام دنیا میں سب سے زیادہ عیسائی مذہب ترقی کر رہا ہے میں اس کو مانتا ہوں کہ ایسا ہی ہو رہا ہے۔ لیکن میں عیسائی قوم سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا حضرت عیسیٰؑ کے اصول سیاست پر آج ایک آدمی بھی عمل کرنے والا اس زمین کے پردہ پر دکھا سکتے ہو۔ نہیں: نہیں۔ ہرگز نہیں۔ آج ایک عیسائی بھی ایسا نہیں ہے۔ جو حضرت مسیحؑ کے اصول سیاست پر عمل کرتا ہو۔ نہ غیر عیسائی اقوام میں ایک فرد ایسا نظر آتا ہے۔ جو حضرت عیسیٰؑ کے اصول سیاست کی تعمیل کرسکتا ہو یا کرتا ہو۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ نے سیاست کا یہ اصول قائم کیا تھا۔ کہ اگر کوئی شخص تیرے کلہ پر ایک طمانچہ مارے تو دوسرا کلہ بھی اُس کے سامنے کر دے کہ اس پر بھی طمانچہ مارے اور اگر تجھکو ایک میل کوئی شخص بیگار میں پکڑ کر لے جائے۔ تو تو

دو میل چلا جا۔

تو مجھے بتاؤ کہ ہے کوئی ایسا عیسائی اور ہے کوئی ایسا انسان۔ جو حضرت عیسیٰؑ کے اس اصول سیاست پر عمل کرتا ہو۔ مگر محمد رسول اللہؐ نے وحی کے ذریعہ جو اصول سیاست ظاہر فرمائے انپر آجکل ہر مسلمان اور ہر انسان عمل کر رہا ہے۔ کیونکہ محمدؐ رسول اللہؐ کے لائے ہوئے قرآن مجید میں سیاست کا یہ اصول بیان کیا گیا ہے کہ آنکھ کا بدلہ آنکھ۔ کان کا بدلہ کان۔ دانت کا بدلہ دانت۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا گیا ہے کہ اگر تم معاف کر سکو تو یہ تمہارے واسطے بہت اچھا ہے۔ ورنہ برابر بدلہ لو۔ اور انتقام میں کمی نہ کرو۔ مگر انتقام میں زیادتی بھی نہ کرو۔ آجکل تعزیری سزاؤں کی کچھ بھی صورت ہو مگر ان سب سزاؤں کا بنیادی پتھر بھی رسول اللہؐ نے رکھا ہے۔ اسی طرح تمام امور پر غور سے نظر کی جائے تو ثابت ہو جائے گا کہ آج تمام دنیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصول دین و دنیا پر عمل کر رہی ہے۔ اور تمام دنیا نے رسول اللہؐ کو تمام جہان کا پیشوائے اعظم تسلیم کر لیا ہے۔

لیکن ہم مسلمانوں کی غفلت ہے کہ ہم دنیا کے پیشوائے اعظم کی اس عام پیشوائی سے غیر مسلم اقوام کو آگاہ نہیں کرتے۔ اور بڑی ضرورت ہے کہ ہر سب عورت مرد پوری مستعدی اور یکجہتی کے ساتھ غیر مسلم اقوام کے سامنے اس بات کو ثابت کر دیں کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام دنیا کے پیشوائے اعظم تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مختصر حالاتِ زندگی

(رقمزدہ جناب مولانا حکیم محمد یوسف حسن صاحب مدیر اعلیٰ رسالہ نیرنگِ خیال لاہور)

دُنیا کے سب سے بڑے انسان اور دنیا کے آخری پیغامبر کے حالات زندگی کے متعلق سینکڑوں کتابیں اور ہزاروں مضامین لکھے جا چکے ہیں۔ لیکن ہنوز تشنگی باقی ہے۔ یوروپین سیرت نگار الیٹ لکھتا ہے۔

"سیرت نبوی کے لکھنے والوں کا سلسلہ وسیع ہے
اتنا وسیع کہ ختم ہونے میں نہیں آتا اس لئے اس صف
میں جگہ پانا قابل فخر ہے"۔

جبکہ ایک غیر مسلم کے جذبات سیرت نبوی لکھنے کے متعلق یہ ہوں تو کیا مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنے ناچیز خیالات کا اظہار نہیں کرنا چاہیئے۔ آنحضرت کے ابتدائی حالاتِ زندگی سے جو کچھ میں نے سمجھا ہے وہ حسب ذیل ہے:۔

خاندان۔ دنیا کے اس سب سے بڑے انسان کی پیدائش دنیا کے سب سے بڑے اور معزز خاندان میں ہونا۔ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ فعل خداوندی تھا۔ اگر آپ کسی معمولی خاندان میں پیدا ہوتے تو مخالفین کے پاس ایک دلیل بن جاتی۔

یتیمی۔ آج کل کی حالت کو دیکھئے یتیمی سب سے بڑی مصیبت ہے۔ لوگ یتیموں کو ہمدردانہ نگاہ سے دیکھنے کی بجائے نفرت وحقارت سے دیکھتے ہیں۔ اُن کی کچھ بھی قدر وقیمت نہیں جانتے۔ اسی لئے اللہ پاک کی منشا کے مطابق آپ بھی یتیم ہوگئے۔ ابھی آپ کی ولادت بھی نہیں ہوئی تھی کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ اور چھ سال کی عمر میں والدہ ماجدہ بھی اس جہان سے رخصت ہوگئیں۔ آپ کی یتیمی مسلمانوں کو یتامیٰ سے ہمدردی اور محبت کا سبق پڑھاتی ہے۔ اس کے علاوہ قدرت کو یہ بھی منظور تھا کہ آپ کے ذرائع پرورش ایسے محدود ہوں کہ آپ رائج الوقت تعلیم حاصل نہ کرسکیں۔ کیونکہ ایک امی محض کی زبان پاک سے جب بلاغت وفصاحت کے دریا بہنے لگیں۔ دقیق ترین مسائل مذہب ومعاشرت حل ہوں تو سننے والوں پر بہت زیادہ اثر ہونے لگتا ہے۔

آٹھ برس کی عمر میں آپ کے دادا نے بھی رحلت فرمائی اور اب آپ صرف آغوش قدرت میں پرورش پاتے رہے۔ اللہ اکبر۔

تجارت۔ مکہ معظمہ میں خدیجہؓ ایک مالدار عورت تھیں۔ اور اسقدر ہوشیار اور تجربہ کار کہ تجارتی اولوالعزمی میں بڑے بڑے سوداگروں کے ہم پلہ۔ انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور دیانت وامانت کا شہرہ سُنکر اُن کو اپنا بہت سا مال دیکر ایک غلام کے ہمراہ ملک شام میں بھیجا۔ جہاں آپ نے اس مال کو اچھے نفع پر فروخت کیا۔ اور اس روپیہ سے مال خرید کر مکہ معظمہ واپس آئے جس سے اسقدر منافع ہوا کہ رقم دوگنا کے قریب ہوگئی۔

اس واقعہ سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ آپ عالم جوانی میں امین کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ اور یہ آپکا امین ہونا ہی تھا کہ آپ کو اتنی بڑی تجارتی مہم پر بھیجا گیا۔

دوم آپنے مال تجارت کو کمال دانشمندی سے فروخت کرکے نفع کمایا۔ گویا آنحضرت کا سب سے پہلا کام کسب معاش میں تجارت تھا۔ اس لئے مسلمانوں کو تجارت کی طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہئے کہ یہ سنت نبوی ہے۔ آپکا ارشاد بھی ہے کہ رزق کا ۹/۱۰ حصہ تجارت میں ہے۔ اس واقعہ سے ایک اور اصول بھی ظاہر ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ تجارت کی کامیابی کے لئے امین ہونا لازمی ہے جو مسلمان تجارت کررہے ہیں یا تجارت شروع کرنے والے ہوں اُنہیں ہر فعل میں امین اعظم کی پیروی کرنی چاہیئے کہ امانت اور دیانت ہی تجارتی کامیابی کا راز ہے۔

آپکی پہلی شادی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پہلی شادی خدیجہؓ طاہرہ سے ہوئی۔ اسوقت آپ کی عمر ۲۵ سال کی تھی۔ نکاح کا خطبہ آپکے چچا ابو طالب نے پڑھا۔ اس شادی میں مکہ معظمہ کے تمام رؤسا اور شرفا شامل تھے۔

اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ شادی بلوغت کے بعد ہونی چاہیئے جو مسلمان بچپن کی شادی پر عامل ہیں۔ انہیں کوشش کرنی چاہیئے کہ سنت نبوی کی پیروی کریں۔

اولاد کی وفات۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو فرزند اور چار لڑکیاں بی بی خدیجہ سے ہوئیں۔ ایک لڑکا بعد میں دوسری بیوی سے بھی پیدا ہوا تھا۔ ان تین فرزندوں اور چار لڑکیوں میں سے کوئی لڑکا حیات نہیں رہا۔

اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی بالکل انسانوں کی طرح سے تھی آپ کو بھی دنیاوی رنج اور دُکھ سے حصہ ملا۔ ورنہ اولاد کا مرنا۔ یا لڑکیوں کا پیدا ہونا۔ مسلمانوں میں وبال سمجھا جاتا۔ اور صبر وشکر کے ثمرات سے مسلمان محروم تھے۔

اس وقت عرب لڑکیوں کو پیدا ہونے پر زندہ قبر میں دفن کردیتے تھے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکیوں کا زندہ رہنا اور آنحضرت کا اُن سے بہت زیادہ محبت کرنا عرب سے اس فعل ناپاک کے دور کرنے میں بہت بڑا ممد ثابت ہوا۔ اور صرف دُختری اولاد کے ذریعہ ہی سے آپ کی نسل پھیلی۔

لڑکی کی شادی پر جہیز سیدۃ النساءؓ کی شادی کے موقعہ پر آپنے جو جہیز عطا فرمایا اُسکی تفصیل یہ ہے۔

ایک چادر۔ ایک تکیہ۔ ۲ مشکیزے۔ اور ایک چکی

اس سے ظاہر ہے کہ آپنے صرف اسی قدر جہیز دیا جسقدر آپ دے سکتے تھے یا مناسب سمجھا اگر آپ چاہتے تو اس غرض کے لئے مسلمانوں سے لاکھوں روپے لے سکتے تھے۔ مگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔ اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ لڑکی کو اسی قدر جہیز دیں جو اس کا حصہ ہو۔ اور اس کام کے لئے نہ تو قرض لیں نہ نذر نہ دوسرے لوگوں کا تکلیف کریں۔

آپنے اپنی بیٹی فاطمہؓ کی شادی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کی
دوسری بیٹی زینبؓ " " ابو العاص ابن الربیع سے کی
تیسری بیٹی ام کلثومؓ " حضرت عثمان غنی سے " کی
(ام کلثوم کی وفات پر) چوتھی بیٹی رقیہؓ " " " "

ازواج مطہرات۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ۲۵ سال کی عمر تک دوسری شادی نہیں کی۔ آپ نے پہلی بیوی کی حیات میں دوسرا نکاح نہیں کیا۔ البتہ ۵۰ سال کی عمر کے شروع سے گیارہ عورتوں سے نکاح کیا۔

ان میں سے ایک حضرت ابوبکر صدیق کی صاحبزادی تھیں۔ ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی۔ ایک ابو سفیان کی بیٹی۔ ایک حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھیں ایک حارث خزاعیہ کی بیٹی۔ وغیرہ وغیرہ۔

اسلام سے قبل عرب میں درجنوں بیویاں رکھنے کا قاعدہ تھا۔ اسلام نے اُن مسلمانوں کو چار تک نکاح کرنے کی اجازت دی جو "انصاف" قائم رکھ سکیں۔ البتہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چار سے زائد شادیاں کیں۔ اور یہ منشائے خداوندی کے مطابق تھا۔ نیز یہ شادیاں چار بیویوں والے ارشاد خداوندی سے پہلے ہو چکی تھیں جو مخالفین آپکے اس فعل پر اعتراض کرتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جس شخص کی زندگی خالص مذہبی زندگی ہو۔ اور جو اپنی عمر کے پچاس سال پورے کر چکا ہو وہ اپنی بقیہ عمر میں اتنی شادیاں بغیر کسی خاص مصلحت کے نہیں کر سکتا۔ یہ مصالح ملکی اور مذہبی تھے۔ جنکے باعث یہ تمام نکاح کئے گئے۔ آپ کی زندگی میں جس قدر مخالفین آپ کے مقابلے میں کھڑے ہوئے ان میں سے کسی ایک نے بھی آپ پر اس قسم کا الزام نہیں لگایا۔ اگر اس قسم کا کوئی شائبہ بھی ہوتا تو عرب کے مخالفین کمی نہ کرتے۔ آپنے گیارہ شادیوں میں سے صرف ایک شادی کنواری لڑکی سے کی باقی تمام بیوہ اور اکثر معمر تھیں۔

ان شادیوں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ حضرت عمرؓ۔ ابو سفیان ہارون علیہ السلام کا خاندان۔ حارث خزاعیہ کا خاندان آنحضرت سے منسلک ہوکر مزید تقویت اسلام کا باعث بنا۔

امیر عبد الرحمن والی کابل نے بھی چار سے زائد نکاح کئے تھے۔ اور اپنی سوانح حیات میں ان کے اسباب پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ صرف مختلف قبایل کو سلطنت کابل سے وفادار بنانے کے لئے کرنا پڑا۔

اتحاد کی تعلیم۔ کعبہ کی از سر نو تعمیر کے وقت قبایل قریش میں ایک فتنہ افتراق پیدا ہوگیا تھا وہ یہ تھا کہ ہر قبیلہ حجر اسود کو اٹھاکر نصب کرنے کا مدعی تھا اور اس فضیلت کے حاصل کرنے پر وہ جانیں دے دینے پر آمادہ تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے رجوع کرنے پر آپ نے ایک چادر پر حجر اسود رکھکر ہر قبیلہ کو اس کا ایک ایک کونہ پکڑنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس تدبیر سے تمام قبائل نے حجر اسود کو اٹھاکر رکھا۔ اور ایک ایسا فتنہ آپ کی حسن تدبیر کی بدولت ٹل گیا جس میں سینکڑوں آدمی جان سے مارے جاتے۔

اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے موجودہ فرقے بھی متحد ہوسکتے ہیں اور کوئی کوشش کرے تو حسن تدبیر سے انہیں ایک مرکز پر جمع کرسکتا ہے۔ کاش کوئی اس تدبیر سے کام لے جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لیا تھا۔

نبوت۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر چالیس سال کی عمر میں وحی نازل ہوئی۔ چالیس سال کی عمر میں نبوت کا عطا ہونا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کسی فوری جوش کا نتیجہ نہ تھی۔ بلکہ عمر کی پختگی پر فیضان خداوندی کا ظہور ہوا تھا۔

عطائے نبوت کے بعد کے واقعات اس قدر طویل ہیں۔ کہ باوجود اختصار کے بھی پیشوا کے حجم کے لئے گراں ثابت ہونگے۔ اس لئے وہ پھر کبھی عرض کروں گا۔

ہم اور اتباعِ سنت

(از خامہ ابو الابرار ضیاء العلوم حضرت مولانا مفتی محمد انوار الحق صاحب ایم اے وزیر تعلیمات بھوپال)

مسلمانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے لئے حضور سرور کائنات خلاصہ موجودات علیہ افضل الصلوات والتحیات روحی فداہ کی زندگی کا ہر ایک واقعہ حکمت و اخلاق کا بہترین سبق ہے۔ کیونکہ اگر انصاف کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھی ہوئی نہ ہو تو یقیناً دنیا کی تاریخ کسی ایسے فرد کامل کی مثال پیش نہیں کرسکتی جو آپ کی طرح تمام صفات حمیدہ کا نمونہ اور سارے اخلاق حسنہ کا مجموعہ ہو اور جس کا ہر ایک فعل زندگی کے تمام مرحلوں میں اپنے متبعین کے لئے شمع ہدایت اور چراغ راہ بن سکے۔ یہ خصوصیت قسام ازل نے حضرت خاتم النبیین رحمۃ للعالمین کی ذات بابرکات کے لئے ہی مخصوص رکھی تھی اور اس میں کوئی آپ کا عدیل اور شریک نہیں ہے۔ لیکن افسوس ہے ہماری حالت پر کہ ہم گو آپ کی امت ہونے کے دعویدار ہیں اور آپ کی سنت کے مدعی ہیں لیکن ہم میں بہ حیثیت قوم کوئی بھی اخلاقی خوبی باقی نہیں رہی۔ اور یہی ہماری پستی اور پامالی کی اصلی وجہ ہے۔ ہم وہ تھے کہ احسن تقویم پر پیدا کئے گئے اور کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کس کی شان میں نازل ہوا لیکن اسوۂ حسنہ نبوی کو چھوڑ کر ہم اعلیٰ علیین سے اسفل سافلین میں پہونچ گئے اور خیر الامم ہو کر ارذل اور ذلیل ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون ہمارے مخبر صادق اور ہادی برحق صلعم کا سب سے بڑا پیام یہ تھا کہ فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا ۔ اسی کی اشاعت و تبلیغ آپ کی مبارک زندگی کا سب سے بڑا مقصد تھا اور اسی تعلیم کی عملی تکمیل اسلام کا سب سے بڑا کام۔ ہمارے اسلاف کرام نے اسی عمل سے سارے جہان کو مسخر کیا۔ اور اسی کی بدولت دنیا اور عقبیٰ کی دولت ان کے ہاتھ آئی اور ہم نے اسی کو کھو کر خدا کی بہترین نعمت کو کھو دیا اور اپنے ساتھ اپنے اسلاف کی عزت کو بھی ڈبو دیا ہم کو صرف دو باتوں کی تلقین کی گئی تھی۔ خدا کی وحدانیت کا اعتراف اور نکوکاری۔ یہ وہ تعلیم ہے جس کو ساری دنیا بالاتفاق صحیح مانتی ہے اور جس سے مخالف سے مخالف بھی انکار نہیں کرسکتا۔ لیکن افسوس ہے کہ ہم نے اپنی کج فہمیوں سے اس میں اتنے شاخسانے نکالے کہ دشمن تو دشمن خود اپنے ہی بیگانے ہوگئے اور جو لوگ ہمارے ہی خوان کرم کے خوشہ چین تھے وہی ہمارے اوپر حملے کرنے لگے۔ بات یہ ہے کہ خدا کا فضل و کرم کسی نام کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ وہ ساری دنیا کے لئے عام ہے اور اس کے تمام بندے اس کی نظروں میں یکساں ہیں۔ اس کے نزدیک معیار قبلیت و عزت یہی ہے کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم اس کی نعمت کے خزانے سب کے لئے مشترک ہیں البتہ اس سے بہرہ یاب ہونا ہر ایک کی اپنی اپنی محنت و کوشش پر منحصر ہے بقول غالب ؎

ہر شخص بہ اندازۂ ہر حوصلہ ریزند بہ میخانہ توفیق خم و جام نہ دارد

لیکن ہم نے غلطی سے یہ سمجھ لیا کہ ہمارے لئے صرف اسلامی نام رکھ لینا اور اپنے آپ کو زبان سے مسلمان کہہ دینا کافی ہے اور اس کے بعد کسی اور بات کی ضرورت نہیں۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ہم میں اسلام کے نام کے سوا کچھ نہیں ہے اور جس اخوت۔ حریت اور مساوات کی تعلیم اسلام نے ہم کو دی تھی وہ ہم سے دوسری قوموں نے سیکھ لی ہے اور اسی کے طفیل وہ اسوقت دنیا کے وارث ہو رہے ہیں۔ کیونکہ خدا کا وعدہ صادق ہے کہ ان الارض یرثھا عبادی الصلحون بقائے اصلح کا اصول خدا کا قانون ہے اور خدا کے انعامات وہی حاصل کرسکتا ہے جو پہلے ان کے حصول کی صلاحیت پیدا کرے۔ کیونکہ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ ؎

ساقی مدام بادہ بہ اندازہ می دہد ۔ این بے نمودی گناہ دل نہ دوست ماست

اس وقت ہمارا مخالفین اسلام سے لڑنا بالکل بیکار ہے۔ کیونکہ قصور خود ہمارا ہے اگر وہ ہماری کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر ہم کو مٹانا چاہتے ہیں اور ہماری غیر اسلامی حرکات کو دیکھ کر ہم کو گمراہ کرنے کے درپے ہیں تو ہم کو ان سے شکایت کیوں ہے؟ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم خود اپنی اصلاح کریں اور اپنی ان بداعمالیوں کو ترک کریں جو ہماری سب سے بڑی دشمن ہیں۔ آخر اسلام پہلے بھی تو دنیا میں پھیلا تھا۔ حالانکہ اسوقت مسلمانوں کے پاس نہ دولت تھی، نہ طاقت۔ گنتی کے چند آدمی تھے اور ساری دنیا ان کی دشمن۔ لیکن آفتاب اسلام طلوع ہوا اور مخالفین کی پوری جد و جہد کے باوجود بھی اسکے نور سے سارا جہان روشن ہوگیا۔ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ بات یہ ہے کہ ان کے پاس اور کچھ نہ تھا لیکن اسلام تھا۔ اور اب خواہ سب کچھ ہو لیکن اسلام نہیں ہے۔ اسلام

۴ کی اشاعت کے لئے ... کی ضرورت نہیں تھی اور نہ آئندہ ہوگی۔ البتہ ایثار کی حاجت ہے۔ تبلیغ کے واسطے ہم کو دولت و حکومت مطلوب نہیں ہے۔ خود مسلمان ہونے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم

سنت نبوی

(از جناب مولانا قریشی صاحب مدیر تنظیم)

ایک اولوالعزم انسان تنہا فاران کی چوٹی پر کھڑا ہے۔ اس نے ایک مرتبہ دنیائے قدیم کی طرف دیکھا۔ اور کہا "بس"۔ وہ اس کے فرمان عظیم کے سامنے اسی طرح ایک بے جان بت، ایک تصویر حیرت اور ایک پیکر سکون بن گئی جس طرح ایک پا بہ زنجیر مجرم کسی شاہنشاہ پُر جلال کے روبرو سر جھکائے ہوئے، گردن ڈالے ہوئے، خاموش و بے ہوش کھڑا ہو۔

پھر وہ آنے والی دنیا کی طرف متوجہ ہوا۔ اور آہستہ سے کہا "میری آواز پر قدم اٹھاؤ" اگرچہ اس واقعہ پر تیرہ صدیاں گزر چکی ہیں۔ لیکن والذی نفسی بیدہ آج تک اس کی آواز، اسکی تعلیم، اور اس کے اصول کی قوت و شان میں ایک ذرہ بھر نقص و ضعف بھی پیدا نہیں ہوا۔

اس تاجدار صحرا نے اپنی تنہائی اور یتیمی کے باوصف اس وسیع دنیا میں جو انقلاب پیدا کیا۔ اولاد آدم کی تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ وہ "ناف زمین" پر کھڑا ہوا اپنے ایک ہاتھ سے دنیائے قدیم کی تمام شورشوں، بدفالیوں اور بداقبالیوں کو روکے ہوئے ہے۔ اور دوسرے ہاتھ سے آنے والی نسل انسانی کو ایک ایک قدم پر اشارہ دیتا اور آگے بڑھاتا چلا جاتا ہے۔

کیوں نہ ہو! بے شک "وہی" ہے۔ جو چین کی شورش کو بجھا سکتا ہے۔ جو روس کی آوارگی اور بے قراری کا علاج ہے۔ جو ہندوستان کی مایوسی اور مظلومی کے لئے پیغام نجات ہے۔ جو دنیائے فرعون کے لئے موسیٰ اور مملکت نمرود کے لئے ابراہیم ہے۔ افریقہ کی پیاس اس کے بغیر نہیں بجھے گی۔ اور امریکہ کا دور فراق اس کے وصال کے بغیر کم نہیں ہوگا۔

غار حرا کا اسلام

سردی کی طویل، خاموش، سنسان اور ہولناک رات بھی، جب کہ سر دیکھنے والی آنکھ بند ہو، ہر احساس کرنے والا دماغ بے ہوش ہو، بدقسمتی سے ہوا بھی تھمی ہوئی ہو اور بادل بھی گھرے ہوئے ہوں اس تاریک اور بھیانک کیفیت کا جواب نہیں ہو سکتی جو ظہور اسلام کے وقت کائنات انسانیت پر مسلط تھی۔ ایسی عظیم الشان تیرگی اور شدید ترین تاریکی میں غار حرا کے اندر ایک بے سروسامان یتیم نے ایک چھوٹا سا چراغ روشن کیا۔ غور کرو کہ اسوقت تمام کائنات عالم میں ایک متنفس بھی اس کے اس فعل کا حامی اور مؤید موجود نہیں تھا۔ "یہ چھوٹا سا چراغ" اسوقت جبکہ اس کی روشنی تاحال غار حرا کے مقفل حجرے کے باہر نہیں نکلی تھی۔ مقدس مذہب اسلام کی پہلی تصویر ہے۔

بدر و اُحد کا اسلام

اس تصویر کا دوسرا منظر، ایک شدید ترین مخالفت کا اعلان و ظہور ہے۔ عزیز و اقارب متنفر ہیں۔ خاندان بیزار ہے۔ رؤسائے قوم غضبناک ہیں۔ گالیاں ہیں، تمسخر ہے، فاقہ ہے، پتھر برس رہے ہیں۔ خون بہ رہا ہے۔ قتل کے مشورے ہیں۔ جلا وطنی ہے۔ اور انتہا یہ ہے۔ کہ میدان کارزار میں صفیں آراستہ ہیں۔ بہادروں کے زہرہ گداز نعروں سے سرزمین عرب کے جنگل اور پہاڑ لرزہ بر اندام ہیں۔ اور آخر یہ کہ غضبناک تلوار غلاف چیر کر نکل آئی ہے اور ریگزار عرب پر خون کے دریا بہتے ہوئے نظر آتے ہیں یہ اسلام پاک کی دوسری تصویر کے خط و خال ہیں۔

فتح و نصرت کی منزل

تیسری منزل کلمہ حق کی سرفرازی اور نصرت ایزدی کے دل افروز نظاروں سے معمور ہے۔ مسلمان کرۂ ارضی کی سب سے بڑی طاقت ہیں۔ یتیم عرب کے عقائد و تعلیمات نے تمام اقوام عالم کو گھٹنے ٹیک دینے پر مجبور کر دیا ہے۔ ساحل اوقیانوس سے لیکر بحیرہ چین تک تمام انسانی آبادیاں نعرہ توحید سے گونج رہی ہیں۔ علمبرداران توحید مملکت فریدون، شوکت سکندر، اور صولت قیصر و کسریٰ کے مالک ہیں۔ اور دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں۔ جہاں ان کے علمی، عملی، اخلاقی، اور سپاہیانہ کارناموں کے جھنڈے نہ گڑے ہوئے ہوں۔ یہ تکمیل کی منزل ہے۔

انقلاب کا سبب

مسلمانوں نے کرۂ ارضی پر اتنا بڑا انقلاب کیونکر برپا کر دیا اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی قوم نے اسقدر جلد اس عالم کون و فساد کی کایا کیونکر پلٹ دی؟ کیا طریق کار ہے جسکی بنا پر پہنے ایک یتیم بے نوا کے جھنڈے تلے جمع ہو کر قیصر و کسریٰ کی طاقتوں کو پامال کر ڈالا؟ ان عظیم الشان سوالات کا ایک جملے

میں جواب یہ ہوگا۔ کہ مسلمانوں کی وہ تمام ترقی اور عروج جس سے آج بھی تاریخ انسانیت کے اوراق لعل و گہر کی طرح جگمگا رہے ہیں اُن کے اندرونی نظام کی خوبی اور استواری کے سبب تھا۔

داخلی اصلاح کی اہمیت

اس وقت ہمارے سامنے قابل غور بات یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کی ترقی میں ان کی "داخلی اصلاح" کو کیا درجہ حاصل تھا؟

جب مورخانہ طریق سے اس سوال پر غور کیا جاتا ہے۔ کہ صحابہ کرام نے کیونکر تیس بتیس سال کے قلیل عرصے میں رومی، ایرانی، اور مصری سلطنتوں کا خاتمہ کر کے ایک ایسی عظیم الشان اور عدیم المثال سلطنت قائم کر لی جس کی مثال سے تاریخ عالم کے اوراق یکسر خالی ہیں؟ تو تاریخی طور پر بھی اس سوال کا یہی جواب ملتا ہے۔ کہ قرآن عظیم کے حاملوں اور نبی امی کے شاگردوں کا داخلی نظام نہایت بلند اور شاندار تھا۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دو دَور ہیں۔ ایک مکی اور دوسرا مدنی۔ مکی زندگی کا سب سے بڑا خاصہ داخلی اصلاح اور اندرونی تنظیم ہے۔ اور مدنی زندگی کا سب سے بڑا وصف مقابلہ اعدا اور جہاد ہے۔ یعنے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے برابر تیرہ سال تک اپنی امت میں داخلی اصلاح اور تنظیم کا کام کیا ہے۔ اور اس کام کی تکمیل کے بعد؟ . . . . کون نہیں جانتا کہ اصلاح یافتہ، بلند سیرت اور منظم مسلمانوں نے صرف دس بیس سال ہی کے اندر دنیا کے تختے کو الٹ دیا تھا۔ اور اگر آج مسلمانان عالم کے قلوب میں خلفائے راشدہ کی تاریخ کے اعادے کا خیال پیدا ہو۔ تو ان کے لئے عروج و ترقی کا پہلا قدم یہی ہوگا کہ وہ اپنی داخلی تنظیم و تعمیر کی تکمیل کریں گے۔ اب وقت اب بھی موجود ہے۔

تحریک خلافت و عدم تعاون کے زمانہ نے آنے والی نسلوں کے لئے یہ پیغام مرتب کیا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں اس گئے گزرے زمانے میں بھی پہاڑ، آندھی اور طوفان کی طرح ایک ناقابل مدافعت جوش اور قوت موجود ہے۔ اب یہ امر کہ اس ناقابل انکار قوت و جوش کے باوجود ہم کیوں کامیاب نہیں ہوتے؟ اس سوال کے جواب میں ظاہری طور پر خواہ بزدلی پر الزام لگایا جائے اور خواہ کسی اور پر، ہمارے خیال میں وطن پرست فوج کی ناکامی کی اصلی وجہ یہ ہے کہ وہ منظم نہیں تھی۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں برابر تیرہ سال تک اپنی فوج کی فطرت کو دھوایا تھا۔ اسکی سیرت کو بلند کیا تھا۔ اس میں ہمدردی اور اتحاد کی روح پھونکی تھی۔ واقعی اگر ایسی منظم فوج اور متحدہ منضبط قوم سات کروڑ نہیں بلکہ ایک کروڑ کی تعداد میں بھی ایک مرکز پر جمع ہو جائے تو وہ صرف ہندوستان نہیں بلکہ تمام کائنات انسانیت کی قسمت کا پانسہ پلٹ سکتی ہے۔

پس اگر کبھی مسلمانوں میں ہندوستان، ایران، شام، مصر، سپین اور بدا وغیرہ کے اندر اپنی روایتی شوکت و عظمت کے حصول کا خیال پیدا ہوا۔ تو اسکا واحد ذریعہ یہ ہوگا کہ وہ دشمن کا قصہ چھوڑ کر سب سے پہلے اپنی ذات اور اپنی قوم کی تنظیم اور اصلاح کریں گے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ آج سے تیرہ سو سال پہلے ایک لاکھ سے بھی کم منظم مسلمانوں نے دنیا و ما فیہا کی کایا پلٹ دی تھی۔ تو اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ چالیس کروڑ منظم فرزندان اسلام میں بھی یہ طاقت موجود ہے کہ وہ اپنے قلم سے لوح عالم پر نسل انسانی کی قسمت کا جو فیصلہ بھی رقم کر دیں گے وہ قطعی اور آخری ہوگا۔

تحریک تنظیم

برادران اسلام! تحریک تنظیم جیسا کہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ کسی خاص دماغ کی اختراع نہیں۔ بلکہ یہ مسلمانوں کے انقلاب ذہنیت اور ہیجان و بیداری کی ایک قدرتی علامت ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ انگورا کی جماعت کامل درجہ کی تنظیم و اتحاد کے ساتھ میدان میں آئی۔ کامیاب ہوگئی۔ ترک کمال اتحاد و یگانگت کے ساتھ دشمن کے مقابلہ پر اترے۔ اور کامیاب ہوئے عالم انسانیت کی تاریخ اور مسلمانوں کی تمام روایتیں اس حقیقت کی شاہد ہیں۔ کہ جب تک کوئی قوم اندرونی کمزوری اور انتشار میں گرفتار رہے۔ وہ دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ان تمام حالات کو غور کرنے کے بعد تحریک تنظیم نے صرف اس مقصد کے ساتھ میدان حیات میں قدم بڑھایا ہے کہ مسلمانان ہندوستان کو ترقی کی حقیقی شاہراہ پر ڈالنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ بتدریج ان کی تمام اندرونی خانہ جنگیوں کو ختم کر دیا جائے۔ آج مسلمانوں کو سب سے بڑی شکایت یہ ہے کہ ان کی آواز میں کوئی قوت و اثر موجود نہیں۔ لیکن جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اٹھو اور ایک جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ۔ تو وہ مبہوت ہو جاتے ہیں۔ اور ذرا ذرا سے اختلاف کا سہارا لے کر ایک دوسرے کا گوشت نوچنے لگتے ہیں۔ اے ضعف و ناتوانی کے اسیرو! اور اے ذلت و بےچارگی کے مریضو! یاد رکھو کہ "نفاق" اور قوت کبھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے صرف ضعف حال کی شکایت کافی نہیں عملی طور پر متحد ہو جاؤ۔ اس لئے کہ آبرو کے ساتھ زندہ رہنے کی واحد سبیل یہی ہے۔ کہ ہم ایک مرکز پر سمٹ آئیں۔ اور اتحاد کی برکت سے اپنے اندر حرارت اور زندگی پیدا کریں۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

عورت نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا

(از محترمہ جناب خواجہ بانو صاحبہ اہلیہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ)

مشہور یہ ہے کہ عورتوں کی عقل ناقص اور ادھوری ہوتی ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اسلام جیسی دولت اور بڑی نعمت کو سب سے پہلے جس نے مانا اور قبول کیا۔ وہ ایک عورت تھی۔ اگر عورت کی عقل ادھوری ہوتی۔ اور جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ عورت میں ضد بھی بہت ہوتی ہے۔ اور عورت سچ مچ ضدن ہوتی تو حضرت خدیجہ رضؓ زوجۂ رسول اللہؐ اپنی نسوانی کم عقلی اور ضدی پن پر قائم رہتیں۔ اور اسلام کو ہرگز ہرگز قبول نہ کرتیں۔ مگر انہوں نے ثابت کر دیا کہ عورتیں ناقص العقل نہیں ہیں۔ اور عورتیں قبول حق میں ضدی نہیں ہیں۔

حضرت خدیجہ رضؓ نے سب سے پہلے اسلام کو قبول کیا۔ اس وقت جبکہ بڑے بڑے عقلمند مرد اسلام کو جھٹلا رہے تھے۔ اور رسول اللہؐ کے دعوائے نبوت کی ہنسی اڑا رہے تھے گویا مرد اپنی ناقص العقلی اور ضد کا ثبوت دے رہے تھے۔ اور عورت اپنی جنس پر لگائے ہوئے جھوٹے الزام کو صاف کر رہی تھی۔

مجھے یہ بھی کہنا ہے۔ کہ اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو عورتوں اور بچوں کی سمجھ میں آ سکتا ہے۔ کیونکہ اسلام کی شروعات میں اسلام کو سب سے پہلے ایک عورت نے قبول کیا اور اُن کے ساتھ ہی ایک بچے نے بھی قبول کیا۔ جن کا نام علی رضؓ مرتضیٰ تھا۔ اور جو رسول اللہ کے چچازاد بھائی تھے۔

مجھے معلوم نہیں ہے۔ کہ دنیا میں کسی اور مذہب کے اندر بھی ایسی کوئی مثال موجود ہو کہ اس کے پہلے اور سب سے پہلے کسی عورت اور کسی بچے نے قبول کیا ہو۔

حضرت عیسیٰؑ پر سب سے پہلے جو لوگ ایمان لائے وہ سب مرد تھے۔ عورتوں نے بہت بعد میں اُن کا مذہب قبول کیا۔ اور بچہ تو ایک بھی شروع میں ان پر ایمان نہیں لایا۔

گوتم بدھ پر بھی پہلے مرد ایمان لائے۔ اور بہت عرصہ کے بعد جب گوتم بدھ اپنے وطن میں گئے تب ان کی رانی گوپا بھی ان پر ایمان لائیں۔

اسواسطے مجھے فخر ہے۔ کہ حضرت خدیجہ رضؓ اور حضرت علی رضؓ نے سب سے پہلے اسلام قبول کر کے عورتوں اور بچوں کی عزت کو بڑھا دیا۔ اور اسلامی تعلیم کی آسانی بھی ساری دنیا کے سامنے پیش کر دی۔ کہ جو مذہب اپنی شروعات میں عورتوں اور بچوں کی سمجھ میں آ سکتا ہے۔ وہ بہت ہی اچھا اور آسان اور عام فہم مذہب ہونا چاہیئے۔

ظہور نور

اللھم صل علی سیدنا محمد و آلہ علی قدر حسنہ و جمالہ

(از خامہ مبارک حضرت مولانا عبد الماجد صاحب قادری بدایونی)

دنیا تاریک ہے۔ عالم میں اندھیرا چھایا ہوا ہے' جہان سیاہی کے پردہ میں ہے۔ زمانہ کالی کالی گھٹاؤں میں گمراہ ہے۔ آنکھوں کی روشنی مفقود۔ دلوں کا نور معدوم۔ مشرق و مغرب میں سیاہ سیاہ بادل محیط ہیں۔ زمین و آسمان، مکین و مکان تیرہ و تار ہو رہے ہیں۔ ارض مقدس حجاز پر خانہ خدا کعبۃ اللہ کا روشن وجود ہے۔ مگر حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد سے چھ صدیاں عام ظلمت اور عالمگیر تاریکی کا اثر و دخل اس خانہ خدا کی مقدس سرزمین پر بھی محیط و نمایاں کر چکی ہیں۔ فاران کی چوٹیاں بو قبیس کی بلندیاں سیاہ ہو رہی ہیں۔ کعبہ کی دیواریں۔ بیت اللہ کی بنیادیں۔ حرم کی نشانیاں۔ بنائے خلیل کی پُر رفعت و مقدس یادگاریں۔ نگاہوں کی تاریکی اور خیالوں کی تیرگی کے باعث عام اور محیط ظلمت میں ہمرنگ نظر آتی ہیں۔ اخلاق و عادات کے آئینے اندھا تو ابن چکے ہیں۔ تہذیب و تزکیہ نفس کی مجلسیں ظلمتگاہ مجلس بنی ہوئی ہیں۔ معاشرت و اصلاح کا نور چمکانے والی ہستیاں یا قبروں میں ہیں یا کبھی ان کا نام زبانوں پر آ جاتا ہے انسانیت و موانست کا جگمگاتا محل خونریزی و عداوت کے دامن میں ایک مہیب و خوفناک ہیئت اختیار کر چکا ہے۔ مشعل ہدایت کی نور ریزیاں عنقا ہیں۔ مہر توحید کی ضیا باریاں مفقود ہیں۔ انوار رسالت کی تجلیاں ناپید ہو چکی ہیں۔ دنیا بھر میں ظلمت کا اثر ہے۔ خدائی بنیاد ہند برپا ہے۔ مذہب و شریعت سسکیاں لے رہے۔ نشان فرضی افسانے ہوگئے ہیں۔ آسمانی و الہامی صحف و کتب کی تعلیمی روشنیاں اندھیری راتوں کے منتشر خواب و خیال بن گئی ہیں۔ غرضکہ حالت کا بگاڑ۔ نیت کا فساد۔ ارادوں کی گمراہی۔ زبانوں کی گستاخی۔ دلوں کی تاریکی ناپاکی۔ جب خوب خوب اپنے عالمگیر اثر عام کر چکی اور دنیا گہوارۂ ظلمت و نفاق اور آماجگاہ فساد و غیر کی ہوئی تو "لقد جاءکم من اللہ نور" اور "یا ایہا الناس قد جاءکم برھان" کا ظہور ہوا یعنی آسمانی نور کو حرکت ہوئی اور خدائی سطوت کی بجلیاں چمکیں۔ تاریکی کا گریبان چاک ہوا نور کا تڑکا انوار کا رحمت کا سینہ بہ ساتا نمودار ہوا رب کعبہ نے اپنے گھر میں مشعل نور روشن کی۔ کعبہ کی قسمت کا ستارہ چمکا۔ مکہ کا تاریک جنگل بقعہ نور بنکر نکھرا۔ ضلالت مٹی۔ جہالت دُور ہوئی۔ سیاہ بختی کافور ہوئی۔ کفر و شرک کا چراغ گل ہوا۔ توحید کا آفتاب چمکا۔ صداقت و حقانیت کی روشنی پھیلی۔ ماہ نبوت نکلا۔ رسالت کی چاندنی چھٹکی۔ دعوت اسلام کا دن آیا

"ظہور نور خدا"

ربیع الاول کی بارھویں کو مکہ کی سرزمین پر حکومت نوشیرواں سے بیالیسویں سال اور سکندر ذوالقرنین کی وفات سے آٹھ سو بیاسی برس کے بعد۔ اور داؤد علیہ السلام کے زمانہ سے ایک ہزار آٹھ برس گذر کر اور حضرت کلیم اللہ موسیٰ علیہ السلام دو ہزار تین سو سال پیچھے اور زمانہ نبوت نوح علیہ السلام سے چار ہزار چار سو نوے برس بعد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سا ٹھے چھ صدیاں چھوڑ کر مشرق ہدایت سے مہر نبوت نکلا نور وحدت کو نگار رخا دنیا میں پھیلانے والا آ پہونچا۔ نورانی بجلیاں چمکاتا ہوا سراپا نور عالم ظہور میں جلوہ آرا ہوا۔ اندھی آنکھیں کھولنے والا۔ تاریک دلوں کو آئینہ بنانے والا۔ جہالت و ظلمت کا مٹانیوالا۔ صداقت و روحانیت کا پھیلانیوالا تشریف فرما ہوا" کعبہ تعظیم کو جھکا۔ عرش کے جلوے تکریم و دید کو آئے۔ ملائکہ نے تحیات و تہنیت کی دستیاں روشن کیں۔ جنت میں جشن ولادت و ظہور نور نبوت کا چراغاں ہوا

استقامتِ رسول ؐ

(از جناب ماسٹر باسط علی صاحب بسوانی)

سب کے پہلے اہل مکہ نے پیام حق سُنا — خوش نصیبی اس کی جس نے دل سے نام حق سُنا
دیکھتے ہی دیکھتے پہنچی صدا یہ دُور دُور — کہہ اُٹھے لبیک اِس پر جن کو تھا کچھ بھی شعور

دشمنوں نے دی اذیت گو رسول اللہ کو — ظالموں نے کوستایا۔ دوجہاں کے شاہ کو
جو بُرائی ہوسکی۔ اس میں نہ کچھ تاخیر کی — قید کے منصوبے سوچے۔ قتل کی تدبیر کی
گو مخالف دل سے ہر ایک کافر نا کام تھا — آپ کو پھر بھی مگر تبلیغ ہی سے کام تھا
دشتِ غربت میں گئے۔ حضرت وطن کو چھوڑ کر — نغمہ سنج حق رہے پھر بھی چمن کو چھوڑ کر
قابلِ عبرت ہے یہ صبر و تحمل آپ کا — لائق مدحت ہے انداز تحمل آپ کا

دیدنی تھا پھر مدینے میں عروجِ شاہِ دین — دُور دُورہ امن کا تھا چار جانب بالیقین
ہوگئے فی النار جتنے کافر بدکیش تھے — اور جو باقی رہے وہ خستہ جاں۔ دل ریش تھے
رحمتِ ایزد کا سایہ تھا شہِ لولاک پر — "مرحبا" "احسنت" کہتے تھے مَلک افلاک پر
غیر ممکن کیوں نہ ہو اس استقامت کا جواب — جس نے پیدا کردیا عالم میں طرفہ انقلاب
ہاں یہی بنیاد تھی فتح و ظفر کی بے دلیل — استقامت ہی ہوئی اس کامیابی کی سبیل
کیا کہوں میں۔ استقامت کی مفصل داستان — جانتے ہیں۔ مانتے ہیں خود اِسے اہلِ جہاں
وہ جگہ ناقوس بجتے تھے جہاں پر صبح و شام — لات و عزیٰ کی پرستش۔ تھا جہاں شغل انام
مہر و ماہ و انجم رخشاں جہاں معبود تھے — ایک کا کیا ذکر جس جا سینکڑوں مسجود تھے
گونج اٹھی کلمہ طیب کی پاک آواز سے — معرفت کے نغمے پیدا ہوگئے اس ساز سے

رسول اللہ صلعم کی کفایت شعاریاں

(از جناب مولوی سید طفیل احمد صاحب ممبر کونسل صوبہ متحدہ)

...سلمانوں میں اسوقت کفایت شعاری کا لفظ خست اور نحوست ...سمجھا جاتا ہے۔ ایک طرف تو عام افلاس مسلمانوں کو مجبور ...کروہ کفایت شعاری اختیار کریں مگر دوسری طرف کفایت شعاری ...نزدیک ایسی معیوب چیز ہے کہ وہ اسے اختیار کرنا کسی طرح ...نہیں کرسکتے۔ ان کے سامنے کفایت شعاری کا نمونہ ان کے ...فیتر برادران وطن کی زندگی ہے جو نہ خود کھاتے ہیں اور نہ ...بستگان کو کھانے دیتے ہیں۔ دو میلی دھوتیوں میں زندگی ...سی سال گذار دیتے ہیں اور بس۔ بھلا اب بتایئے کہ مسلمان ...فیاض دل اور مہمان نواز واقع ہوئے ہیں، خواہ کیسے ہی ...اور نادار کیوں نہ ہو جائیں وہ کس طرح بخیل اور لئیم بن سکتے ...البتہ اگر وہ اپنے سردار دو جہاں اور ہادی برحق کی پاک ...سادہ زندگی کو پیش نظر رکھیں تو عجب نہیں کہ اس کشاکش ...انہ میں ان کا بیڑا پار ہو جائے۔ آنحضرت صلعم کی زندگی میں ...استغنا دامعہ پائے جاتے ہیں۔ ایک طرف تو آپ پیوند ...کپڑے زیب تن فرماتے ہیں۔ صرف ایک قسم کا کھانا کھاتے ...اور کھجوروں پر بسر کرتے ہیں حتی کہ کئی کئی روز آپ کے ...میں آگ جلنے کی نوبت نہیں آتی۔ مگر جب مہمان آجاتے ہیں تو ...گھر دن عید اور رات شب برات بن جاتا ہے اور جو کچھ ...میسر ہے خوش دلی سے ان کے سامنے رکھا جاتا ہے۔

...طرف سرور کائنات خود اپنے مکان میں جھاڑو دیتے ہیں ...اونٹوں اور بکریوں کے سامنے چارہ ڈالتے ہیں، ان کا ...دوہتے ہیں۔ مثل مزدوروں کے خندق کھودتے ہیں۔ مسجد کے کام میں ٹوکری ڈھوتے ہیں۔ دوسری طرف جسم کو اندرونی کثافتوں اور غلاظتوں سے اس درجہ پاک و صاف رکھتے ہیں کہ پاس بیٹھنے والوں کو جسم مبارک سے خوشبو آتی ہے ایک طرف فتح خیبر کے بعد تک کچی اینٹ اور گارے کے مکان میں رہتے ہیں جس کا کل فرنیچر ایک چارپائی اور پانی کی ٹھلیا ہے دوسری طرف ہزاروں درہم اور دینار اپنے دست مبارک سے مجاہدین میں تقسیم کرتے ہیں اور خود ہاتھ جھاڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پس آپ کی کفایت شعاری نہ مکان اور جسم کی غلاظت کا موجب ہوتی ہے، نہ ایسی تنگدلی پیدا کرتی ہے جو اعزہ اور احباب، مہمانوں اور مسافروں کی کوفت کا باعث ہو۔ پس مبارک ہیں وہ لوگ جو مسلمانوں کو اس نازک زمانہ میں آنحضرت صلعم کی اس سنت کو اختیار کرکے محض اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ اپنی قوم اور قوم کے بچوں کے لئے کفایت شعاری کا نمونہ بننے کی تلقین کریں اور اس زمانہ میں جو طریقے روپیہ پس انداز کرکے اسے بڑھانے کے پیدا ہو گئے ہیں ان کے ذریعہ سے تجارت وصنعت کے میدان میں دیگر اقوام کے مقابلہ میں آجائیں۔ وہ طریقے یہ ہیں کہ اپنے اور اپنے بچوں کے حسابات ڈاکخانوں اور بنکوں میں کھولیں۔ اپنی زندگی کا بیمہ کرائیں اپنے بچوں کا تعلیمی بیمہ کرائیں۔ اپنے ہم قوم کاشتکاروں، کاریگروں اور دوکانداروں کے لئے معین منافع پر روپیہ فراہم کرکے انہیں دیگر اقوام کے سرمایہ داروں کی غلامی سے نجات دلائیں اور انہیں اشد ہی اور سے بچائیں کہ یہی اس زمانہ کا اقتصادی جہاد ہے۔

رسولِ اکرم اور مسالمت

ادخلوا فی السلم کافہ

(ازجناب مولانا مولوی محمد الف دین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل)

بڑھے تا "وحدتِ انسان" رواداری کی تلقین سے
سنانے سب سے پہلے وحیِ "رب العالمین" ہم کو

(۱) تمہید

دنیا کی تاریخ کا جب مذہبی اور اخلاقی نقطۂ نظر سے مطالعہ، مقابلہ اور موازنہ کیا جاتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ ساری دنیا کے محقق اور غیر متعصب فضلاء علماء اور نقاد و دقیقہ سنج مورخین کا متفقہ فیصلہ ہے اور واقعات کی روشنی میں یہی فیصلہ ہونا ہی چاہیئے تھا کہ انسانیت ممنون ہے اور ہمیشہ ممنون رہے گی اور جب تک شکرگزار اور منصف مزاج بزرگوں کے دلوں میں احسان شناسی اور شکرگزاری کا احساس موجود رہے گا ہمیشہ ہمیشہ صدائے احسنت بلند ہوتی رہے گی کہ انسانیت کو ہزارہا سال کی بیکسی اور بے بسی، ضلالت اور گمراہی کے تاریک غاروں سے نکالکر حقائق و معارف کے اوجِ کمال پر پہنچانے کے لئے، نبی آخرالزماں کے وجود باجود میں سارے رسولوں سے اچھے رسولؐ جنہوں نے "علمنی ربی" کے مکتب میں تعلیم پائی تھی مل گئے۔ جنہوں نے دنیا، وجہان کے سامنے سب سے اچھا خدا، سب سے اچھا دین، سب سے اچھی کتاب اور سب سے اچھی عاقلانہ اور حکیمانہ تعلیم جو عین فطرت انسان کے مطابق ہے پیش کی۔ وسعت نظر وسعت خیال اور وسعت دل کا اس سے اندازہ لگائیں کہ خدا کیا، "رب العالمین"، کتاب کیسی، "ذکریٰ للعالمین"، پیغام کیا "کافۃ للناس"، اور کعبہ کیا "مرجع للدارین"، یہ سب کچھ ملا، کیوں ملا اس لئے کہ وہ خود "رحمۃ للعالمین" ہیں۔ یہ وسعت، یہ ہمہ گیری اور یہ عالمگیری، پھر کیونکر ممکن ہے کہ مسلم، مسالم نہ ہو؟

مستشرقین نے حضور والا اور ان کی امت کے جو "اخرجت للناس" کی عمل ہے بڑی شکرگزاری کے ساتھ احسانات گنائے۔ گبن، ڈوزی، ڈیسپر، سکاٹ، لین پول اور کئی ایک دیگر مورخوں کو جانے دو، حال میں دنیا کی ایک مسلمہ [illegible] دنیا کی تاریخ مولفہ مورخین "پچیس جلدوں" میں شائع [illegible] ساتویں اور آٹھویں جلدوں میں بڑے شکرگزار [illegible] کا اعتراف کیا گیا ہے کہ یورپ میں آزادی اور آزادخیالی کی برکات کا سرچشمہ اسلام ہے۔ ڈاکٹر جانسن جو ایک مسلم متبحر عالم جو اٹھارھویں صدی کے اخیر میں اپنے وقت کا وحید العصر فاضل تھا، قرآن کریم کی حکیمانہ تعلیم کا فلاسفر یونان خصوصاً افلاطون اور فلاسفر ہند خصوصاً بدھ کی تعلیم کے ساتھ موازنہ کرتا ہوا یوں رقمطراز ہے کہ "یہ پیغمبرؐ کی آواز تھی جس نے اپنی موثر گرفت سے زمینوں اور آسمانوں کو ہلا دیا۔ یہ آواز شاہوں کے محلوں اور گداؤں کی جھونپڑیوں میں یکساں گونجی۔ یہ وہ مشعل جہاں افروز تھی جسکو اسلامیوں کے ہاتھ نے اٹھایا اور یہ روشنی نے کر وہ دنیا کی تاریک غاروں میں گھس گئے اور دنیا اور دنیا والوں کو قعر اسفل سافلین سے نکال کر مسند احسن تقویم اور اوج اعلیٰ علیین تک بٹھا دیا۔"

اسلامیو! صبر کرو اپنی تعلیم پیش کرو۔ یہ چند بیت فطرت دریدہ دہن اور گستاخ لوگ جب ٹھنڈے دل سے سوچیں اور غور کرینگے تو وہ ہرگز ہرگز "لا الہ الا اللہ" کی عالمگیر گرفت سے اور بالتبع "محمدٌ رسول اللہ" کی ہمہ گیر تبلیغ سے کبھی بھی باہر نہیں جا سکتے۔ زود یا بدیر "اصل الاخلاق" تمام دنیا کو مسخر کر لیگا اور میں کہتا ہوں کہ حالات ایسے ہیں کہ مسخر کر چکا ہے۔ دنیا "ہمہ اسلامیت" کے قریب پہنچ گئی ہے۔ ساری دنیا کے متحدہ پلیٹ فارم سے عنقریب صدائے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی صدا بلند ہوگی۔

(۲) وحدت انسان

"توحید" کا مظہر اکبر "وحدت انسان" ہے۔ یہ اعلیٰ ترین شکل ہے جو مساوات و اخوت کی راہوں سے بالآخر "رواداری" اختیار کرتی ہے۔ زمانۂ قدیم میں قبل از بعثت وحدت انسان کا وجود نہ تھا اس لئے دور مشرکانہ کے تمام رذائل کی تہ میں یہی اصولی بداخلاقی کام کر رہی تھی۔ خاندان، خاندان کے قبیلہ قبیلے، قوم، قوم کے مقابلہ میں آتے خونریزیاں اور سفاکیاں ہوئیں۔ برہمنوں، موبدوں، مگیوں، ربیوں اور پوپ و پادریوں نے انسان کو آلہ کی طرح اپنے مطلب براری کے لئے استعمال کیا۔ پیشہ ور، کاشتکار، غلام، عورتیں، یتامیٰ، مزدور، امراء کے لئے زندہ تھے اور امراء اپنے لئے زندہ۔ اسلام آیا اور اپنے

ودحدت انسان ساتھ لایا۔ انسان' ذلیل وخوار انسان' اپنے
سے ڈھلنے والا انسان' اشیاء پرست' ستارہ پرست' نیچر پرست
پرست انسان جو ذاتوں کی تفریق نسب اور جاہ ومنصب
و عربی اور دیگر انواع و اقسام کے پردوں کے پیچھے چھپا ہوا
سفل سافلین سے نکالکر تخت خلافت پر بٹھا دیا گیا۔ اعلان عام
یا گیا کہ لوگو تم سب مساوی ہو "انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ" تم
اور شعبوں میں تقسیم کئے گئے ہو مگر اس سے منشاء و مقصود سوائے
کے کچھ نہیں "وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا" بلند وہ ہے اکرم
جسکی سیرت اچھی ہو "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم"۔
پھر کیا تھا غلام بادشاہ ہوئے' سپہ سالار ہوئے' عالم و فاضل
و محدث ہوئے۔ عورت آزاری' دختر کشی' شراب خواری' قمار بازی
مر کہ تمام سیات کا قلع قمع کر دیا گیا۔ لالچ طمع مکاری' فریب'
یہ داری اور تکاثر جیسے اگلے زمانوں میں اخلاق انسان کا دھوکہ
تھا یک قلم مردود قرار دیئے گئے۔ دنیا میں زمانہ جاہلیت کے
قضیے کہ فرد' خاندان' قبیلہ' قوم اور ریاست کے لئے ہے سب
ختم کر دیئے گئے کہ انسان' نائب خدا انسان اپنے آپ میں
ت ہے' یہ نہ خاندان نہ قبیلہ اور نہ ریاست کے لئے ہے بلکہ یہ تو
کا اور خدا کے لئے ہے۔ "قل ان صلاتی ونسکی ومحیای و
تی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذالک امرت وانا
ل المسلمین"۔

(۳) اسلامی تعلیم

جب اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' شاہ و گدا معبود کے سامنے
منہ ہوتے "ایاک نعبد وایاک نستعین"۔ یہ زندۂ جاوید مستقل
وید نصب العین ہے جسکی اطاعت اور وفاداری شاہ و گدا پر
جب ہے گویا ہم روحانی اور اخلاقی طور پر مساوی ہوئے۔ پس
"لا الہ الا اللہ" یعنی اصول میں ہمارا "اتحاد" ہے۔ مسلم تو مسلم کوئی
غیر مسلم بھی اس سے منکر نہیں ہو سکتا۔ فروعات میں "آزادی" ہے'

جزئیات اعمال کو اس اصل اعظم کے سامنے پیش کیا کرو پھر تو اپنی
اپنی افتاد طبیعت یا میلان کی وجہ سے خواہ کوئی حنفی ہو یا شافعی'
مالکی ہو یا حنبلی' بالآخر اس کو اصل اعظم کی طرف رجوع کرنا پڑے گا اور
اصل اعظم میں ہم سب متحد ہیں پس ایک دوسرے کی تکفیر شان اسلامی
اور روح اسلامی کے خلاف ہے۔ اگر کہیں تنازعہ ہے تو کتاب و سنت
یعنی اللہ اور رسولؐ کی طرف رجوع کرو' تم مسلم ہو بھائی بھائی ہو
ایک دوسرے کے تعلقات میں روادار رہو۔ جب یہ طے ہو گیا کہ
اصول میں اتحاد اور فروعات میں آزادی ہے تو اس پر تیسرا اصول
ایزاد کرو معاشرت میں "رواداری"۔ یہاں ہمیں غیر مسلم سے سابقہ
پڑتا ہے کتاب مبین اور ہادی برحق کی طرف رجوع کرو اور دیکھو
کہ ہمیں کیا ہدایات دی گئی ہیں۔ اہل کتاب آؤ ہم ایک کلمہ پر متحد
ہو جائیں "ان لا نعبد الا اللہ" وہ اللہ تمہارا بھی رب اور ہمارا
بھی رب ہو "ربنا وربکم"۔ اہل کتاب کا طعام حلال کہ رواداری بڑھے
تمام انبیاء پر ایمان اور ان کی عزت و تکریم خواہ ان کا نام کتاب
پاک میں لیا گیا یا نہ لیا گیا۔ کافروں کے بتوں کو برا نہ کہو کہ وہ تمہارے
خدا کو برا کہیں گے۔ مشرک والدین کی خدمت کرو' گرجاؤں اور
یہودیوں کے صوامع کی حفاظت مسجد پر مقدم۔ اعتدا کا جواب دو
مگر عفو اور درگذر زیادہ پسندیدہ۔ کافروں تک کو کہہ دیا گیا کہ
"لکم دینکم ولی دین"۔ جاہلوں سے تخاطب "قالوا سلاما" "واذا
مروا باللغو مروا کراما"۔ "لا اکراہ فی الدین"۔ بنو نجران کی
بت پرست عیسائی مسجد نبوی میں اتارے گئے اور انہوں نے
اپنے طریق پر بت پرستی کی۔ فتح مکہ پر "لا تثریب علیکم الیوم"
یہودن نے کھانے میں زہر دیا معاف کر دیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ تبلیغ
میں خواص کے ساتھ "بالحکمت" اور عوام کے ساتھ "بالموعظۃ
الحسنۃ" اور مخالف کے ساتھ "جادلھم بالتی ھی احسن"
اسپر دشمن بھی "ولی حمیم" ہو جائے گا۔ اللہ اکبر اگر درخت پھل سے پہچانا جا سکتا
ہے تو حضورؐ کی تعلیم شہادت دیتی ہے کہ آپ رسول برحق ہیں۔
اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم

"نبی اُمّی"

داستانے عجیبے رازونیازے عجیبے

(از جناب مولانا مسعود الرحمٰن خانصاحب ندوی)

جہل وتاریکی کا دور دورہ ہے۔ ریگستان عرب پر بہیمیت کے دیوتا کے قوی بازوؤں کا عمل ہے۔ مشہور مگر جاہل بادیہ نشینان عرب ہر شخص سے دست وگریباں ہیں آپس کی جنگ وجدل کی وجہ سے تمام سرزمین لالہ زار بنی ہوئی ہے۔ ہر طرف بزن بزن کا غلغلہ ہے۔ شرف واحترام نفس، رواداری ومساوات عدل وانصاف جیسے گراں بہا اصول تہذیب پامال وخراب ہو رہے ہیں۔ دل رحم وکرم سے خالی آنکھیں مروت ووفا سے عاری نظر آتی ہیں۔

اسی افراتفری میں قریش کے خاندان عبد المطلب کے گھرانے کا ایک نہایت بڑا آفتاب ہے۔ جو اپنے معجزانہ عمل وارشد سے تاریکی کے قلعہ کو توڑتا ہے۔ بھٹکے ہوئے "حیوان نما" انسانوں کو صراط مستقیم پر لے آنا اس کا مشن قرار پایا ہے۔ کدورخام کاردلوں کو وحی الٰہی کی روشنی سے منور کیا حسن اخلاق سے ان کو گرویدہ بنایا۔ پاک سرزمین کے ایک عظیم الشان مجمع میں علی الاعلان کہا

"زمانہ جاہلیت کی تمام باتیں مرے قدموں کے نیچے ہیں۔ گذشتہ خونی تاریخ کے شکستہ اوراق کو ردی کی ٹوکری میں بہا دو۔ سب سے پہلے میں اپنے بھائی ابن ربیعہ بن حارث کا خون فراموش کرتا ہوں"

جہل وتاریکی کے بادل منتشر ہوئے تو مگر اس آواز پر ہر طرف سے مخالفانہ عمل کا آغاز رہا طرح طرح کی سختیاں۔ ظلم جبر۔ تشدد۔ اور ستانے دستانے کی ترکیبوں کو بروئے کار لایا گیا۔ سرزمین عرب کے اس نبی امی نے باوجود اس شدید مخالفت کے اپنے پیغمبرانہ عمل کی برابر تبلیغ واشاعت ہر مخالف آواز کو سنا اور انتہائی حلم واخلاق سے اس کا جواب دیا۔

دوستو۔ دنیا کی تاریخ اور واقعات وحالات رہنمائی کرتے ہیں کہ یہ سراپا برکت ہستی بہت سی صفات کی حامل تھی کچھ ان میں سے سن لو

(۱) یہ نبی امی ایک کمسن راعی ہے جو تمام دن جنگل میں بکریاں چراتا ہے اور شام کو گھر واپس ہی محمل ہے۔

(۲) ایک نوعمر وکامیاب سوداگر جو دور دراز ملکوں میں جاتے ہیں۔

(۳) ایک کمبل پوش عابد جو دن رات عبادت الٰہی میں معروف

(۴) ایک مبلغ وواعظ جو مکہ کی پہاڑیوں پر کھڑا ہو کر دین الٰہی کی تبلیغ کرتا ہے

(۵) ایک کامیاب وماہر جرنیل۔ بیسیوں لڑائیاں لڑی ہیں جن میں بہت کم تعداد سے عظیم جمعیت کا مقابلہ تاریخ کا قیمتی سرمایہ ہے۔

(۶) ایک شاہنشاہ جس کے غلام قیصر وکسریٰ کی سلطنت کی بنیادیں اکھاڑتے اور بادشاہان عالم سے خراج لیتے ہیں۔

(۷) ایک مدبر جو قوانین ملکی کا واضع وبہترین ماہر جس کا مدون قانون ۱۳ سو سال سے بصورت کتاب (قرآن) ہمارے پاس موجود ہے اور جس کی ایک دفعہ بھی قابل ترمیم نہیں ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔

(۸) ایک مورخ جو ہر قوم وملک کے عروج وزوال پر بحث کرتا ہے۔

(۹) ایک حکیم جو مسائل فلسفہ ومنطق کو آسان پیرائے میں بیان کرتا ہے۔

(۱۰) ایک رحیم جسکا مقولہ ہے انا ولی من لا ولی لہ۔

ہم جب اس عظیم الشان شخصیت کی مقدس زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ اس وقت جبکہ ہر چہار جانب کفر وضلالت جہل وتاریکی کا دور دورہ تھا۔ اس وقت کہ دنیا میں حقوق ومساوات کی حفاظت جبکہ روم کے قیصر اور فارس کے کسریٰ اپنے اپنے حلقہ اطاعت وارادت میں مرتبۂ انسانیت سے گذر کر بالاتر ہستی سمجھے جاتے تھے جن کے سامنے بولنا اور زبان ہلانا موجب تعزیر وقتل سمجھا جاتا تھا۔

سنو اسی عالی مرتبت نبی امی نے دنیا کو غلامی وچاکری کی لعنت سے نجات دلائی متکبر ومغرور ہستیوں کے سر جھکوائے بہیمیت کے مجسمہ کو اخلاق حسنہ سے زیر کیا اور آج چار دانگ عالم میں اسی کے نام لیوا اور اُمتی بکثرت آپ کو نظر آئیں گے۔

قبل اس کے کہ یہ موضوع ختم ہو دو ایک واقعات بھی سُن لیجئے جس سے اس نبی امی (روحی فداہ) کے مساوات وجہاں نوازی کا پتہ چلے گا۔

سفر میں ہیں۔ کسی منزل پر قیام کیا۔ کھانے پکانے کا انتظام شروع ہوا۔ ہمراہیوں میں سے ہر ایک نے ایک ایک کام اپنے ذمہ

...یا جب سب کام تقسیم ہو چکے تو آپ نے فرمایا کہ جنگل سے لکڑیاں [illegible]ں چن لاؤں گا۔ صحابہ کرام نے باادب عرض کیا کہ ہمارے ہوتے [illegible]ضور کو کسی کام کرنے کی حاجت نہیں۔

ارشاد عالی ہوا۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم سب کو میرے [illegible]ی کام میں دخیل ہونے کی پرواہ نہیں۔ مگر نہیں میں خود ایسا نہیں [illegible]روں گا کہ تم سب تو کام کرو اور میں بیکار ہو کر بیٹھ جاؤں رفیق و دوست وہ ہے جو رفیقوں کا شریک و ہمدرد ہو

دوست آں دانم کہ گیرد دست دوست

یہ نہیں ہو سکتا کہ تم کام کرو اور میں بیٹھا رہا ہوں۔ اللہ کو یہ پسند نہیں ہے۔ چنانچہ آپ جنگل تشریف لے گئے اور لکڑیاں چن کر لائے۔

جس پیغمبر نے اصول مساوات کی یہ تعلیم دی ہو آج اسکی امت کے امراء اور رہبران قوم کا یہ حال ہو کہ نیچے درجے کے مسلمانوں سے گفتگو کرنا کسر شان و ہتک عزت سمجھا جائے اللہ اکبر

خدارا غور کرو تمکو بھی دعویٰ اتباع سنت رسولؐ ہے مگر اس میں تم کہاں تک قائم ہو؟ بولو۔ جواب دو۔ ایک وہ تھے جو اقتدار و عظمت اسلام کا سکہ دلوں پر نقش کر گئے اور ایک ہم ہیں کہ تعلیمات اسلامی کو چھوڑتے جاتے ہیں۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

صلِّ علیٰ محمدؐ

(از جناب مولانا ندر علی صاحب درد کاکوروی)

بادوزید خوش گوار صلِّ علیٰ محمدؐ — آمدہ در خزاں بہار صلِّ علیٰ محمدؐ

ساقی ماست در خمار صلِّ علیٰ محمدؐ — رند ستادہ در قطار صلِّ علیٰ محمدؐ

آمدہ ماہ در کنار صلِّ علیٰ محمدؐ — رفت زہوش ہوشیار صلِّ علیٰ محمدؐ

گل شدہ است خار خار صلِّ علیٰ محمدؐ — عہد گل ست با ہزار صلِّ علیٰ محمدؐ

دوست رسول تاجدار صلِّ علیٰ محمدؐ — من زسگان شہریار صلِّ علیٰ محمدؐ

شان خرام او بہ بیں جشن عالم او بہ بیں — دشت شدست سبزہ زار صلِّ علیٰ محمدؐ

باز بمیکدہ بہ بزم ساقی کوثر آمدہ — نعرہ زدند بادہ خوار صلِّ علیٰ محمدؐ

کوشش حکمت و عطا جوشش رحمت خدا — باز شدست جوئبار صلِّ علیٰ محمدؐ

شکر زیارت حبیب باز بمن شدہ نصیب — باز شدست بخت یار صلِّ علیٰ محمدؐ

ذرہ نوازیش بہ بیں بندہ نوازیش بیں — گشت فقیر تاجدار صلِّ علیٰ محمدؐ

دیدہ جمال حق نما — رفت چو دل زدست صبر

درد شدست بے قرار — صلِّ علیٰ محمدؐ

پیغمبر اسلامؐ نے مزدوروں کو کیا حقوق دیئے؟

(از جناب کوکبی شمس الدین حسن صاحب ایڈیٹر اخبار خاور لاہور)

میرے کرمفرما جناب شمس الدین حسن صاحب ایڈیٹر اخبار خاور نے میری درخواست کو شرف قبولیت عطا فرما کر ذیل کا قیمتی مضمون پیشوا کے رسول نمبر کے لئے تحریر فرمایا ہے۔ لائق مضمون نگار نے اس مضمون میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ سوشلزم اور کمیونزم اسلامی تعلیمات کی اسپرٹ کے عین مطابق ہے اور داعی اسلام کا میلان کمیونزم اور سوشلزم کی طرف تھا لیکن آپ کے بعد مسلمانوں نے اس تعلیم کو ترک کر کے اسلام کی اصلی روح کو پس پشت ڈالکر جہانگیری و جہاں کشائی کو اپنا نصب العین قرار دے لیا۔

مجھے افسوس اور آزادی کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میں شمس الدین حسن صاحب کے خیالات سے جو اس مضمون میں آپ نے ظاہر کئے ہیں کلیتہً ہی متفق نہیں ہوں بلکہ یہ کہنا صحیح تر ہوگا کہ کم سے اتفاق اور زیادہ سے اختلاف ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مذاہب عالم میں سے صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو کسی نہ کسی حد تک کمیونزم کی اسپرٹ کی تائید کرتا ہے۔ وہ سرمایہ داری کا یقیناً دشمن ہے یہی وجہ ہے کہ اس نے سود کو حرام کر دیا۔ اور سرمایہ کا چالیسواں حصہ ہر سال وصول کر لینے کے معنی بھی یہی ہیں کہ کوئی قارون وقت نہ بننے پائے۔ پھر امراء و اغنیاء سے وصول کر کے غرباء میں دولت کے تقسیم کرنے کے متعدد طریقے وضع کئے گئے ہیں۔ عالمگیر مساوات و اخوت کی بنیادیں بھی اسلام نے قائم کیں۔ مگر بایں ہمہ۔ اسلام انفرادی ملکیت کے اصول کو تسلیم کرتا ہے۔ اور سوشلزم و کمیونزم انفرادی ملکیت کا کٹر دشمن ہے یہ نمایاں اور یقینی اختلاف تعلیمات اسلام اور کمیونزم میں ہے جسکو میرے محترم دوست فراموش کر گئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انفرادی ملکیت سے انکار اور پرائیویٹ ملکیت کو قومی اجتماعی ملکیت قرار دینا خواہ لفظاً ہر کسی قدر نظر فریب اور جاذب جذبات ہو مگر عمل کے میدان میں یہ نظریہ بالکل ناکارہ ثابت ہو چکا ہے۔ اور تو اور خود روس میں بھی اسپر پوری طرح عمل نہ ہوسکا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پرائیویٹ ملکیت کے اصول کو بڑی حد تک موجودہ بالشویک حکومت کو تسلیم کرنا پڑا۔

سچ یہ ہے کہ اگر غور سے دیکھا جائے تو جو نظام اسلام نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہ دنیا کے امن، راحت اور اخوت و مساوات کیلئے بہترین اور مکمل نظام ہے۔ پرائیویٹ ملکیت سے انکار کرنے کے بعد دنیا کا ترقی کن نظام درہم برہم ہوجائے گا کیونکہ جب کسی کے لئے کوئی وجہ تشویش و تحریص ہی باقی نہ رہے گی تو محنت کر کے بام ترقی پر چڑھنے کا کسی کو کیوں شوق ہونے لگا۔

بہرحال اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ غرباء اور مزدور طبقہ کی جتنی خدمت اسلام نے کی ہے اسکی عشر عشیر خدمت بھی ابھی سالہا سال تک کمیونزم اور سوشلزم نہ کرنے پائے گا۔ "بقائی"

میرے غائبانہ کرم فرما جناب عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر رسالہ پیشوا دہلی نے مجھ سے عنوان بالا پر میلاد نمبر کے لئے ایک مضمون لکھنے کی فرمایش کی ہے۔ عنوان فی الحقیقت میرے مذاق کے مطابق تلاش کیا گیا ہے اور میں خوش ہوں کہ ہمارے جرائد ملیہ و مذہبیہ ایسے ایسے عنوانات پر مضامین شائع کرنے کی طرف مائل ہوئے ہیں۔ دراصل اسلام کا اقتصادی نظریہ دور حاضرہ کے سوشلزم سے بالکل ملتا جلتا ہے۔ اور جو لوگ "اسلام" اور "سوشلزم" کے منتہائے مقاصد کو سمجھتے ہیں وہ اس بات کے معترف ہیں کہ یہ دونوں فلسفے ایک دن آپس میں مدغم ہوجائیں گے اور نوع انسانی کو اقتصادی۔ معاشرتی اور سیاسی مصائب سے نجات حاصل کرنے کے لئے موجودہ تمدن کو الٹ پلٹ کرنا پڑے گا۔

داعی اسلام ایک سوشلسٹ کی نگاہ میں

بانی اسلام صلعم کی زندگی کے حالات اور ان کے جاری کردہ اصول تمدن و معاشرت اور اقتصادیات پر کامل غور کرنے سے بلا استدلال یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ پانچویں صدی عیسوی میں نوع انسانی کے سامنے جس شخص نے ایک نیا فلسفہ حیات رکھا وہ ذات ستودہ صفات آنحضرت صلعم تھی۔ چنانچہ روس کے محبوب ترین لیڈر کامریڈ لینن آنجہانی نے "اسلام اور بانی اسلام کی زندگی" پر ریویو کرتے ہوئے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ "محمدؐ خیالی سوشلسٹ" تھا۔ (Idealist Socialist) خیالی غالباً اس لئے کہا گیا ہوگا کہ آئین تمدن اسلام پر معاشرتی اور سیاسی اور اقتصادی بہبودگی کو جو اسوقت یا آج دنیا میں جاری ہے۔ پہلے تسلیم کر لیتے ہیں۔ یعنی بجز چند مستثنیات کے وہ ہر سوشل برائی کو برائی نہیں سمجھتے اور اس کے قلع قمع کے لئے کوئی براہ راست حملہ نہیں کرتے بلکہ ایک طریقہ سے جس کا تعلق قلب انسانی سے ہے درست کرلیتے ہیں۔ مثلاً غلامی کی رسم قبل از اسلام دنیا میں رائج تھی اور غلاموں اور کنیزوں کی خرید

فروخت کسی سوشل بیہودگی میں شمار نہ ہوتی تھی۔ اسلام نے یا داعی اسلام نے اس بیہودگی کے متعلق یہ فتویٰ صادر فرمایا کہ بے شک غلاموں کی خرید و فروخت جاری ہے۔ مگر غلام پر ظلم مت کرو۔ اس کو کھانے پینے اور پہننے اور عام آسایش میں اپنا شریک بناؤ۔ غلاموں اور کنیزوں سے وسعت سرمایہ کے لیے محنت شاقہ اور افعال قبیحہ مت کراؤ اور اگر غلاموں کو آزاد کروگے تو اس کا ثواب عظیم ملے گا۔ موجودہ سوشلزم کے ماننے والے رسم غلامی کو انسانیت سوز رسم خیال کرتے ہیں اور اس رسم کو تباہ کرنے کے لئے علانیہ حکم دیتے ہیں کہ اگر کوئی بردہ فروشی کرے گا تو اُسے سخت سزا دی جائے گی۔ نہ صرف سوشلسٹ لوگ ہی بردہ فروشی کے مخالف ہیں بلکہ دنیا کی تقریباً تمام سلطنتیں بردہ فروشی کی مخالف ہیں۔ مگر بردہ فروشی کے مقابلے میں اجرتی غلاموں کی لعنت روز بروز ترقی پذیر ہے اور موجودہ اجرتی غلامی اور پرانی غلامی میں کوئی فرق باقی نہیں رہا۔ اگر آج بانی اسلام صلعم کے قول کے مطابق غلامی کا وجود قائم بھی رہے تو اس پر کسی عقلمند انسان کو اعتراض نہ ہوگا۔ مگر عملی زندگی میں ہر انسان کیلئے ایسا قلب سلیم پیدا ہونا جسکی تلقین اسلام کرتا ہے نہایت مشکل کام ہے چنانچہ اسلام کی گزشتہ ۱۳ صدیوں سے زائد عرصہ میں غلامی اپنی اسی ہیئت و حیثیت میں پائی جاتی ہے جس طرح سے قبل از اسلام تھی۔ دوسری سوشل بیہودگی تجارتی لوٹ تھی جو کرۂ ارض پر جاری تھی۔ اسلام نے اس تجارتی لوٹ کو بھی تسلیم کرلیا۔ مگر حکم دیا کہ سود کا لینا دینا اور زیادہ منافع کمانا اور بالخصوص اشیائے خوردنی کا ذخیرہ اس نیت سے جمع کرنا کہ اس کو گراں قیمت پر فروخت کرکے زیادہ نفع کمایا جائے حرام ہے۔ اب جو لوگ اقتصادیات عالم سے واقف ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ جس تجارت پر ایسی کڑی پابندیاں لگادی جائیں وہ کیا قائم رہ سکتی ہیں؟۔ ہمارے ایک علیگڈھی نئے فیشن مولوی یعنی مولوی طفیل احمد صاحب جواز سود وغیرہ اور تجارتی مفاد پر آئے دن بحث کرتے رہتے ہیں۔ انہیں یہ علم نہیں کہ اسلام اس سوشل بیہودگی کا قلع قمع کرنا چاہتا ہے جس کا نام عرف عام میں تجارت اور بالفاظ مہذب لوٹ کھسوٹ ہے۔ تیسری سوشل بیہودگی جس کا اسلام تدارک کرنا چاہتا ہے وہ وسعت سرمایہ اور ذاتی جائداد ہے۔ اس بیہودگی کو بھی اسلام تسلیم کرتا ہے مگر تقسیم ترکہ اور خیرات کے احکام پر اگر ذرا غور کیا جائے تو بھوکے اور ننگے لوگوں کی موجودگی میں کسی شخص کا کروڑپتی بنتے چلا جانا محالات عقلی میں سے ہے۔ غرضکہ بانی اسلام کی تعلیمات کا حقیقی منشاء اور منتہائے مقصد ... مظلوم طبقات انسانی کو اعلیٰ زندگی میں لانے اور باثروت یا بالفاظ دیگر نکھٹو امراکو دولت و ثروت اور مردم کشی کا سدباب کرنے کے سوا اور کچھ نہیں۔ سیاسی اصول میں داعی اسلام نے جو انقلاب پیدا کیا اسکی نظیر بھی تاریخ عالم میں دکھائی نہیں دیتی توسیع سلطنت اور تسخیر ممالک کی انسانیت کشی اور مردم آزار عمل کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ عسکریت اور شہنشاہیت کا دروازہ داعی اسلام نے مسدود کردیا۔ ان چند مثالوں سے یہ بات پایۂ تکمیل تک پہنچتی ہے کہ اسلام نے نوع انسانی پر بہت بڑا احسان کیا اور ان کا مطمح نظر بھی وہی بات تھی جو آج سوشلسٹ گروہ کے مدنظر ہے۔ فرق صرف طریقۂ کار کا ہے۔

داعی اسلام کی تعلیمات اور مسلمانان عالم

پیغمبر اسلام صلعم نے مزدوروں یا مفلوک الحال طبقات انسانی کو جسقدر حقوق دیئے۔ اسکا دوسرا پہلو یہ ہے کہ غاصب اور غالب گروہوں سے اسی قدر حقوق چھینے مگر داعی اسلام کی زندگی کے بعد ہی دار و گیر اور فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا وہ فلسفہ اسلام کے عین منافی اور تباہ کن تھا۔ اموی، عباسی، فاطمی، سلجوقی، عثمانی اور مغل سلاطین کے کارناموں کو اگر غور سے دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوگا کہ داعی اسلام کی تعلیمات کا منتہائے مقصد یا تو ان مسلمانوں کی سمجھ میں نہیں آیا یا وہ اس پر عمل کرنا نہ چاہتے تھے۔ داعی اسلام کے دین اسلام جسکا تعلق نوع انسانی کی تمدنی، معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی زندگی سے تھا اگر کرۂ ارض پر اپنی اصلی صورت و شکل میں جاری ہوجائے تو دنیا کے تمام انسان دائرہ اسلام میں شامل ہوکر فلاح دارین حاصل کرتے۔ مگر ہمیں تاریخ اسلام اس ضمن میں بالکل کوری نظر آتی ہے۔ کشت و خون اور غارتگری کا بازار گرم کرکے انسانوں کو غلام بنانا اور قدرتی خزانوں پر قبضہ جمانا اصول اسلام یا داعی اسلام کی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ گزشتہ ۱۳ صدیوں میں مسلمانوں نے جسقدر فتوحات کیں۔ جسقدر زر و جواہر جمع کیا۔ جسقدر عالیشان قصر و ایوان تعمیر کرائے۔ جسقدر شان و شوکت کی زندگی بسر کی۔ جسقدر افواج تیار کیں۔ جسقدر زر پرستی کے علوم و فنون جاری کئے۔ ان سب پر داعی اسلام کی تعلیمات کو پیش نظر رکھکر اگر غور کیا جائے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ تمام جاہ و حشم قطعاً غیر اسلامی اور انسانیت سوز تھا اور آج جن استبدادی قوتوں اور شیطانی ڈپلومیسی کو ہم برا بھلا کہتے ہیں۔ اس میں اور اس تمام جہانگیری و جہانبانی میں جو ظلم اسلام کے نیچے نشو و نما پاتی رہی ہے کوئی فرق نہیں، اگر ایک ایکصدی کے واقعات کو یہاں دہرایا جائے

تو ہمارے قول کی تصدیق ہو جائے گی۔ مگر نہ تو یہاں اتنی گنجائش ہے اور نہ ہم اسوقت اس بحث پر لکھنا ہی چاہتے ہیں۔ ہمیں تو داعی اسلام صلعم کے ان احکام پر سرسری نظر ڈالنی ہے جن کا تعلق تمدن و معاشرت انسانی کے ساتھ ہے۔ اور اس سے ہمارا مطمح نظر یہ ہے کہ مسلمانان عالم داعی اسلام کے احکام کو اب بھی سمجھنے کی کوشش کریں خود آنحضرت صلعم نے اپنی زندگی میں آقا و غلام کی تمیز مٹا دیا تھا۔ ملک گیری کے لئے عسکریت کا کبھی مظاہرہ نہ فرمایا تھا۔ زر و جواہر جمع کر کے فلک نما قصر و ایوان نہ بنوائے تھے۔ غرضکہ تمدن و معاشرت عالم میں ایک ایسی اصلاح کر دی تھی جس سے انسانیت اپنی حقیقی شکل میں ظاہر ہو گئی تھی۔ مگر وائے برحال اسلام کہ آپ کی زندگی کے بعد خلافت کے جھگڑوں اور ذوق فتوحات و تسخیر ممالک نے داعی اسلام کے تمدنی اور سیاسی فلسفہ کی دھجیاں اڑا دیں۔ مسلمان جوں جوں زمانہ گزرتا گیا اقوام عالم کے سامنے ایک لٹی قوم اور ڈاکوؤں کا گروہ بن گیا اور حقیقت اسلام مستور ہو گئی۔ اور نوع انسانی کا کثیر ترین حصہ اسلام سے نفرت کرنے لگا۔ دراصل داعی اسلام کا فلسفہ سیاسیات و معاشرت کلیم مزدوری پیشہ جماعتوں کے حق میں ہے۔ سوسائٹی نے اپنے ظالمانہ اصول سے جن افراد و جماعتوں کو ذلیل و خوار اور ابدالاباد تک صحیح انسانیت سے محروم کر رکھا ہے' داعی اسلام نے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کا حریت نواز نعرہ سنا کر انسانیت کی بیش بہا خدمت سرانجام دی۔ امراء پر طرح طرح کے ٹیکس لگا کر ان کی دولت کو غرباء میں تقسیم کرنے کے عجیب و غریب طریقے ایجاد کئے۔ دولت و ثروت کو ایک جگہ جمع کرنے کی لعنت کا نہایت اچھے اصول سے سدباب کیا۔ اگر آج مسلمان داعی اسلام کے صرف معاشرتی اور اقتصادی نظریہ پر ہی عمل کریں تو دنیا کا ہر انسان یا تو مسلمان بن جائے گا یا سوسوسائٹی خود بخود اس کو نیست و نابود کر دے گی۔

تبلیغ اسلام کا سہل طریقہ

آجکل تبلیغ اسلام کے لئے مختلف مذہبی جماعتیں جد و جہد کر رہی ہیں اور ان جماعتوں کے کام کی تعریف کی جا رہی ہے۔ حالانکہ اس قسم کی تبلیغ ایک سطحی اور روح اسلام کو زندہ کرنے والی نہیں ہے۔ اصل تبلیغ وہی ہے جس سے داعی اسلام کا فلسفہ کرۂ ارض پر جاری ہو۔ ایک شخص مسلمان بنکر جب نسلی امتیازات اور دنیاوی مصائب میں مبتلا ہے تو اس نے دائرہ اسلام میں داخل ہو کر کونسی نعمت حاصل کر لی؟ اور کیوں لوگ مسلمان بنیں؟ میری ناچیز رائے میں مسلمانان عالم اپنے اپنے ہاں داعی اسلام صلعم کی زندگی کو پیش نظر رکھکر اور آنحضرت کے منتہائے مقاصد کی تکمیل کے لئے صرف ایک کام کریں وہ یہ کہ ذاتی جائیداد کی لعنت سے سبکدوش ہو جائیں یعنی اپنی وراثتوں اور پیدا کردہ جائدادوں کو وقف علی القوم کر دیں۔ اور تمام مسلمانوں کو بلا لحاظ رنگ و نسل اور اختلاف فروعی کے ایک کنبہ واحد ... شمار کریں۔ جب بقول داعی اسلام صلعم مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ایک بھائی کروڑپتی ہو اور دوسرا نان شبینہ کا محتاج۔ ان دونوں میں اتحاد کیسے قائم ہو سکتا ہے۔ یہ لڑیں گے اور ضرور لڑیں گے۔ اگر مسلمان سب کے سب اپنی جائدادوں کو قومی سرمایہ بنا دیں تو خود بخود غیر مسلم مفلوک الحال جماعتیں دائرہ اسلام میں آ کر متحدہ قومی جائیداد کی حصہ دار بن جائیں گی۔ داعی اسلام کے صحابہ کرام نے اپنی زندگی میں ذاتی جائیداد کی لعنت سے اور وسعت سرمایہ کے سودائے خام سے اپنے آپ کو پاک کر لیا تھا۔ کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ آج مسلمان ایسا نہ کر سکیں گے۔ کہا جائے گا کہ نکھٹو اور کمانے والے مسلمانوں کا اتحاد آپس میں کیونکر ہوگا زیادہ محنت کرنے والوں کو جب کوئی لالچ نہ ہوگا تو وہ محنت کیوں کریں گے اس کا جواب یہ ہے کہ نکھٹوؤں کو کمانے بنانا ہمارا فرض ہے۔ اور جو لوگ شب و روز روپیہ کمانے کی دھن میں لگے رہتے ہیں انہیں ضرور روکنا چاہیئے۔ غرضکہ ہم اگر اس لائحہ عمل پر کاربند ہوں تو دنیا محو حیرت ہو جائے گی اور ایک بھی غیر مسلم باقی نہ رہے گا۔ دنیا کا سوشلسٹ فلسفہ یہی ہے اور نوع انسانی ایک نہ ایک دن اسی نتیجہ پر پہنچے گا۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎

تدبر کی فسوں کاری سے محکم ہو نہیں سکتا
جہاں میں جس تمدن کی بنا سرمایہ داری ہے

داعی اسلام صلعم نے نوع انسانی پر یہی احسان کیا ہے کہ اونچ نیچ ادنیٰ و اعلیٰ کی تمیز کو انسانوں سے دور کر کے دنیا میں رہنے والے انسانوں کو ایک کنبہ واحد میں جمع کر دیا۔ مگر لالچی۔ طامع اور چالاک انسانوں نے داعی اسلام کے فلسفہ اقتصادیات و معاشرت کو پس پشت ڈال کر اپنی خواہشات کو تو پورا کر لیا اور عوام کو صرف روحانیات کے گورکھ دھندوں میں ڈال دیا۔ مادیات اور روحانیات میں کوئی فرق نہ ہونا چاہیئے۔ اعتقادات۔ عبادات۔ اور عملیات کے تکلیفی تعلق پر غور کرنا مذہب پرست حضرات کا فرض اولیٰ ہے۔

اسلام کے عضو رئیس

(از حضرت مولانا حکیم خواجہ سید ناصر نذیر صاحب فراق دہلوی جانشین حضرت خواجہ میر دردؒ)

وادیٔ عشق کی سیر یہ کوئی ہم سے پوچھے
خضر کیا جانیں کبھی گھر سے نہ باہر نکلے

حکما کہتے ہیں اور سچ کہتے ہیں کہ انسان کی بقا کے لئے تین عضو رئیس ہیں ایک دل ایک جگر ایک دماغ اگر ان میں سے ایک کو فرض نہ کیا جائے تو انسان جی نہیں سکتا اسی طرح عقلا کہتے ہیں کہ بقائے اسلام کے لئے تین عضو رئیس ہیں ایک سادات ایک علما ایک مشائخ اگر ان میں سے ایک گروہ کو نہ مانا جائے تو اسلام ایک جہد جھر ہتھیارا رہ جائے گا اور اس کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا اگر سادات اور علما اور مشائخ اُن صفات کے ساتھ صحیح ہیں تو تا ابد اسلام اور اس کا ڈانکہ سلامت رہیگا وہ صفات محمدی ہیں وہ اوصاف اوصاف محمدی ہیں مگر ہم علما اور مشائخ کے صفات و اوصاف کو دوسرے وقت لکھیں گے پہلے ہم اپنی ہی ذات سے جانچ شروع کرتے ہیں کیونکہ ہم اسلام کی حمایت کے بڑے مدعی ہیں ہم اپنے منہ سے کہتے ہیں کہ ہم آلِ رسولؐ ہیں ہم بنی فاطمہ ہیں۔ سیادت امامت خلافت ہمارے حصہ میں آگئی ہے اور ہمارے لئے یہ سب باتیں رجسٹرڈ ہو چکی ہیں ہم ہی رسول کے جانشین ہیں ہم مبلغ ہیں ہم واعظ ہیں مگر جب اپنے گریبانوں میں منہ ڈالتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ہم صفات محمدی سے کوسوں کے پلہ پر پہنچ گئے ہیں ہمارا لباس ہمارا کھانا پینا ہمارا رہنا سہنا حضورؐ کے لباس حضورؐ کے کھانے پینے حضورؐ کے رہنے سے بالکل الگ ہو گیا ہے ہم قصر و ایوان میں رہتے ہیں ہم چھپر کھٹوں کی سیجوں پر سوتے ہیں اور ہمنے حضورؐ کے کچے کنبدے کو جس میں چراغ بھی کبھی کبھار جلا کرتا تھا بھلا دیا ہے مکاشفہ اور مراقبہ کے دعویدار ہیں اور باطن کی آنکھوں سے کبھی نہیں دیکھتے کہ حضور ایک ایسے چھوٹے سے پست مکان میں بیٹھے ہیں جس کے اندر گرمی کے مارے دم گھٹا جاتا ہے اس مکان کے کونوں میں کچھ چمڑہ کے ٹکڑے پڑے کچھ ٹھیکرے ٹوٹے پڑے ہیں زمین پر ایک کھجور کا پیتا بوریا بچھا ہے اور اسپر جو دو پہر تک حضورؐ لیٹے رہے ہیں اس لئے بوریے کے نشان حضورؐ کے دونوں پہلو ئے دل اور بغلِ مبارک پر جسم کے ترن آگئے ہیں ایسے میں حضرت عمرؓ حجرہ میں داخل ہوتے ہیں اور حضورؐ کے جسم نازنین پر بوریہ کا چھپنے اور گلکاری دیکھکر آپ کا کلیجہ منہ کو آتا ہے آپ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگتے ہیں حضور فرماتے ہیں اے عمر تم کیوں بیٹھے روتے ہو حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں اس لئے روتا ہوں کہ آپ خدا کے رسولؐ ہو کر ایسی تکلیف میں رہتے ہیں اور روم و ایران کے بادشاہ جو خدا کو جانتے بھی نہیں وہ طرح طرح کے چین کرتے ہیں اوفی ھذا انت یا ابن الخطاب اولئک قوم عجلت لھم طیباتھم فی الحیوٰۃ الدنیا یعنی حضورؐ نے فرمایا اے عمرؓ خطاب کے بیٹے تم اب تک اس خیال میں مبتلا ہو تم یہ نہیں جانتے کہ ان لوگوں کے لئے دنیا میں عیش و نشاط کے دروازہ اس لئے کھول دیئے گئے ہیں تاکہ جلدی جلدی اپنا حصہ کر اس عالم میں بیٹ جائیں اور آخرت افسوس ملا کریں اسی طرح ایک بار حضرت فاطمہؓ کے ہاں آپ تشریف لے گئے تو دیکھا جناب سیدہ کمبل کا کرتہ پہن رہی ہیں اور آپ کی انگلیاں ڈول کی رسی سے اور چکی پیسنے پیسنے زخمی ہو رہی ہیں اور ان میں سے لہو ٹپک رہا ہے جناب سیدہ نے منہ سے تو کچھ نہ کہا مگر دونوں ہاتھ والد بزرگوار کے سامنے بڑھا دیئے اور ساتھ ہی آپ کی آنکھوں سے اشکوں کے در یتیم بھی ٹپک پڑے۔ حضور صلعم نے فرمایا قرۃ العین لا عیش الا عیش الاخرہ دنیا گذشتنی و گذاشتنی ہے ؎

یہ اوقات کہ دنیا مسفر دنی ہے یہ زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے

اب ہماری سیدانیاں کمبل کے کرتے کے بدلے بنارس کی ریشمی زرکار ساریاں باندھتی ہیں سیپ شو پہنتی ہیں اور خوش رہتی ہیں یہ ہیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ہم سادات کا کھانا زردہ بریانی اور سرد لی سے اور طرح طرح کی پیٹ بھر اور دنیا کی نعمتیں مگر بی بی عائشہ فرماتی ہیں ما شبع آل محمدؐ من خبز الشعیر یومین اثنا بعین حتی قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آل محمد اور اہل بیت محمد نے کبھی دو دن تک پیٹ بھر کر جو کی روٹی کبھی نہیں کھائی یہاں تک کہ حضور نے وفات پائی۔ ہم آل رسولؐ اب نفس کھاتے ہیں و نرمی سے ایک بیج کھاتے ہیں فروش اوڑھتے ہیں اور بھوکے رہتے ہیں ہم جگر گوشہ رسولؐ اور اولاد بتول ہیں مگر ہم اپنے بزرگوں سے اتنی نسبت بھی کھانے پینے میں نہیں رکھتے جتنی ابو ہریرہؓ آپؐ کے ایک خادم آپؐ کے کھانے پینے سے رکھتے تھے ان کے سامنے میزبان نے ایک بکری کا مسلم کباب دسترخوان پر رکھا اور کہا نوش فرمایئے اس کباب مسلم کو دیکھکر ابو ہریرہؓ

بیچارہ جو بنی فاطمہ نہ تھے رو دیئے اور انہوں نے کہا فتخرج النبی صلعم من الدنیا ولا یشبع من خبز الشعیر رسولؐ پاک دنیا سے اٹھ گئے اور انہوں نے کبھی جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی میں آپ کا غلام ہو کر یہ غذا کھا سکتا ہوں تو یہ تو یہ قیامت کے دن اپنے آقا کو کیا منہ دکھاؤں گا ادہی ابوہریرہؓ کہتے ہیں انہ مشیٰ الی النبی صلعم بخبز شعیر و اھالۃ سنخۃ ولقد رھن النبی صلعم درعالہ بالمدینۃ عند یھودی و اخذ منہ شعیرا لاھلہ ولقد سمعتہ یقول ما امسی عند ال محمد صاع بُر ولا صاع حب وان عندہ لتسع نسوۃ ہ میں ایک دن جو کی روٹی اور پرانی چربی حضور کی خدمت میں لے گیا اور اس دن حضور نے اپنی زرہ مدینہ کے ایک یہودی کے پاس گرو رکھی تھی اور اپنے بال بچوں کے لئے اس سے جو لئے تھے اور آل محمدؐ کے پاس کبھی شام تک ساڑھے تین سیر گیہوں یا جو باقی نہیں رہے حالانکہ حضور کی نو بیویاں تھیں سبحان اللہ حضور کا کھانا پینا یہ بیویاں اسقدر صابرہ اور شاکرہ کبھی شام تک گیہوں جو گھر میں نہ رہے کھانے پینے دینے دلانے اور ہاتھ جھاڑ کر کھڑی ہوگئیں صبح اٹھیں تو گھر میں دانا دُنکا کچھ بھی نہیں کہیں سے آگیا تو روزی نہیں روزہ اب ہم سادات گاؤں گراؤں طرح طرح کی جائدادیں رکھتے ہیں بنک میں روپیہ جمع کرتے ہیں سود کھاتے ہیں سود چلاتے ہیں مگر ہمیں خبر نہیں کہ حضور فرماتے ہیں یہ چیزیں مسلمان کے لئے اچھی نہیں اذا احب اللہ عبدا حماہ الدنیا کما یظل احدکم یحمی لسقیمہ الماء یعنی اللہ جسے چاہتا ہے ...... تو اسے دنیا سے اس طرح بچاتا ہے جس طرح کوئی تم میں سے اپنے بیمار کو پانی سے بچاتا ہے سادات کو دولت پہ نازاں نہ ہونا چاہیئے چیونٹی کے پر نکلے اور اس کی عمر تمام ہوئی ہیں اور ہمارے بڑوں کو دنیا کبھی راس نہیں آئی اس لئے ہمیں ہوشیاری سے قدم رکھنا چاہیئے حضور فرماتے ہیں کہ جو ستاب اور عذاب دنیا والوں نے مجھے دیئے ایسے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے اللہ اکبر ایکبار آپ کو ایک مہینہ تک کھانا پینا کچھ نہ ملا اور آپ تبلیغ میں برابر ثابت قدم رہے اسکی تفصیل یہ ہے کہ حضور فرماتے ہیں ولقد اتت علیّ ثلاثون لیلۃ ویوم ومالی ولبلال طعام نبوت سے دس سال کے بعد جب خواجہ ابوطالب اور بی بی خدیجہؓ راہی ملک بقا ہوئیں تو آپ مکہ شریف سے طائف تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے آپکے ساتھ زید بن حارث اور بلال بھی تھے آپ نے طائف کے رئیس عبدیالیل اور مسعود اور حبیب سے کہا کہ خدا نے آپ کو شریف بنایا ہے آپ کو مناسب ہے کہ بتوں کی پرستش کو چھوڑ کر ایک خدا کی بندگی میں مشغول ہوں تو ان نالائقوں نے آپ کے ارشاد کو چہل میں اڑا دیا اور آپکے پیچھے بدمعاشوں کو اور لونڈوں کو لگا دیا لونڈے اور بدمعاش آپ کو پتھر مارتے تھے اور تالیاں بجاتے تھے زید بن حارث آپ پر پروانہ کی طرح گرتے تھے اور جدھر سے پتھر آتا تھا ادھر حضورؐ کے آڑے آجاتے تھے مگر پتھروں کا تو مینہ برستا تھا زید اور بلال کدھر کدھر جاتے اور آپ کو بچاتے آخر حضور پتھر کھاتے کھاتے گر پڑتے آپ کے سراپا سے خون بہتا تو بدمعاش لوگ آپ کے دونوں ہاتھ پکڑ کر زمین سے اٹھاتے اور کہتے بس جو ہوا سو ہوا کھڑے ہو جایئے جب ان کے اٹھانے سے کھڑے ہو جاتے تھے اور دو چار قدم لڑکھڑا کر چلتے تھے تو طائف کے بدمعاش اور لونڈے پھر آپ پر پتھر برساتے تھے اور گویا اس شعر کی پوری تصدیق ہو جاتی تھی سہ

خرق عادت اپنے دیوانے کی دیکھ ؛ جس طرف کو وہ چلا پتھر چلے

اور غالباً مرزا نوشہ نے بھی حضور کی اس تکلیف کا ہی تصور کر کے لکھا ہے سہ

زخم پر چھڑکیں کہاں طفلان بے پروا نمک ؛ کیا مزہ ہوتا اگر پتھر میں بھی ہوتا نمک

تیس دن اور تیس رات برابر آپ وعظ کہتے اور پتھر کھاتے رہے اور اس ایک مہینہ میں پینے کے لئے آپ کو ایک قطرہ پانی کا اور کھانے کے لئے اناج کا ایک دانا میسر نہ ہوا مگر آپ کے ماتھے پر بل نہ آیا جب اس نالائق قوم نے دیکھا کہ پتھروں سے بھی یہ زیر نہیں ہوتے تو اپنی بستی سے کتے لا کر آپ پر چھوڑ دیئے تاکہ آپ کے دشمنوں کو بھنبھوڑ ڈالیں مگر واہ رے سائیں کتوں کے بھونکنے اور کاٹنے سے بھی آپ نہ ڈرے اور برابر وعظ فرماتے رہے جب آپ طائفی لوگوں کی شقاوت دلی سے سمجھ گئے کہ یہ میرا کہنا نہیں سنیں گے تو آپ نے واپسی کا ارادہ کیا ابر نے آکر آپ کو ٹھنڈک پہونچائی اور جبرئیل نے آکر کہا جو کچھ اہل طائف نے آپ کے ساتھ گستاخی کی ہے اسے خدا نے دیکھا وہ فرماتا ہے ہمارے دوست کی مرضی معلوم کر و اگر وہ فرمائیں تو ہم پہاڑ کے فرشتے کو حکم دیدیں کہ ان لوگوں کو دونوں طرف سے پہاڑ بھینچ لے اور یہ چکی کی طرح پِل کر رہ جائیں آپ نے اس جواب کو سنکر آسمان کی طرف دیکھا اور دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر اللھم اھد القوم الٰہی جب تو اس پہ قادر ہے کہ پہاڑوں کے دو پاٹوں سے انہیں اناج کے دانہ کی طرح پسوا دے تو اس پر بھی قادر ہے کہ انہیں سیدھا رستہ دکھا دے اور اگر تیری مشیت اور حکمت اس کی مقتضی نہیں ہے کہ یہ لوگ ایمان

تو انہیں تو مٹا نہیں ہے تو قع ہے کہ ان کی نسلیں تجھ پر
نیں گی یہ میری ہی قوم ہے اگر چہ کافر ہے میں اسے
دانا نہیں چاہتا ہم سادات بنی فاطمہ پر اپنے جد مکرم
ی لازم ہے نہ کہ اس کے برعکس ؎
نام دل و درد چراغ محفل ؛ جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا
منہ میں لگام نہیں رہی جس کو جو چاہتے ہیں وہ کہہ بیٹھتے
چینی عیب جوئی غیبت بدزبانی نے اپنا شعار کر لیا ہے ہم
میں ہی کٹے مرتے ہیں جب کسی محفل میں حضرات بنی فاطمہ
افروز ہوتے تھے تو ان کی نسبت کہا جاتا تھا ؎
جمع میگردند سادات ؛ سادات، سادات، سادات
پامال ہو ؎
جمع میگردند سادات ؛ فسادات، فسادات، فسادات
اگر ہم سید جو شخص اسلام کے ایک معزز رئیس مانے گئے
سنبھلے اور ہمارے خصائل سیرت رسول اور صبر بتول سے
نہ ہوئے تو اسلام کے قالب سے اسکی جان نکل جائے گی
اسلام کا خون ہمارے گردن پہ ہوگا بس اسلام کا تن مردہ
بلتے گا اور لوگ فراق دہلوی کا یہ مطلع پڑھا کریں گے ؎
ح سلنے پہ دراز کی اور دل میں پیکاں رہ گیا
مالک خانہ گیا اور گھر میں مہمان رہ گیا

اپنا مرض کہوں گا نہ عیسیٰ کے سامنے

(از جناب پیرزادہ سید علی صاحب راحت اجمیری)

اپنا مرض کہونگا نہ عیسیٰ کے سامنے — کھولوں گا راز یہ نہ یہ طبیب کے سامنے
سوز تپ فراق محمدؐ کے فیض سے — رہتے ہیں مجکو برق تجلی کے سامنے
حضرت کے عشق نے وہ دکھائی ہیں تجلیاں — جنت بھی ہیچ ہو دل شیدا کے سامنے
یہ عالم خیال محمدؐ کی ہے کشش — گویا کھڑا ہوں گنبد خضرا کے سامنے
میں عاشق رسول ہوں منصب نہیں مرا — کیوں سر جھکاؤں قیصر و کسریٰ کے سامنے
لو قامت رسول کا پھر آ گیا خیال — طوبیٰ بھی سر جھکائیگا اب کے سامنے
اوصاف مجکو لکھنے ہیں خلق رسول کے — مضمون ابتو آئیں گے اعجاز کے سامنے
مور ضعیف سے وہ سلیماں کا کام لیں — ادنیٰ سی بات ہو مری مولیٰ کے سامنے
یہ عاشق رسول کا جنت میں عیب ہو — رضواں بھی بات کرتا ہے تھرا کے سامنے
کبر و غرور اسکو جہنم میں لے گیا — فرعون غرق ہو گیا موسیٰ کے سامنے
کوثر کی تہ سے ڈھونڈھ کے مضمون لائیگا — مشکل نہیں ہے ذہن مصفا کے سامنے
ہاں سدرہ جبرئیل کی حق میں تھا سدرہ — وہ کیسے جاتے عرش معلیٰ کے سامنے
وہ تھا مقام خاص محمدؐ جہاں گئے — تھی ذات حق دنیٰ فتدلیٰ کے سامنے
طیبہ کے راستے میں یہ آدھی گئی — تسکین خضر دیتے ہیں آ آ کے سامنے
محبوب حق ہیں یوں بہ کنعاں کے روبرو — یوسف حسین جیسے زلیخا کے سامنے

رسول کریم اغیار کی نظروں میں

(از جناب مولانا مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے۔ ایل ایل بی وکیل)

رسول کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو برگزیدہ ہستی ہیں ان کی ارفع شان میں دنیا دی آدمیوں کی رائیں میرے نزدیک کوئی طرۂ افتخار نہیں۔ لیکن بقائی صاحب کا حکم ہے اور غور بھی کرتا ہوں تو اس بڑے وقت میں مخالفین پر اثر ڈالنے کے لئے چند رائیں پیش کر دی جائیں تو مضائقہ بھی نہیں۔ ان سے ہمارے رسول پاکؐ کی شان تو نہیں بڑھ جاتی لیکن ان حریفان آہنی دل کو پتہ چل جائے گا کہ عناد و تعصب میں جس پاک اور مبارک وجود کو وہ برے الفاظ سے یاد کر کے اپنے لئے عذاب آخرت کی شدید ترین ذلت مول لیتے ہیں وہ اغیار کی نظروں میں کیا رتبے!

سویڈن بورگ ۱۶۸۸ء میں سٹاک ہالم میں پیدا ہوا اور ۱۷۷۲ء میں اس نے انتقال کیا۔ کچھ عرصہ اس شخص نے علم طبیعات کا گہرا مطالعہ کیا۔ بعد میں اس نے دعوے کیا کہ اسے خدا نے اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا میں نظرتی اور روحانی امور پر لوگوں کو تلقین کرے۔ اس نے اس کے بعد دیگرے چند کتابیں شائع کیں۔ اس نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ میری روح کو دوزخ اور پاک ہونے کی جگہ اور بہشت میں جانے کی اجازت مل گئی۔ اس نے اپنے زمانہ کے اعتقادات کے مقابلہ میں دانشمندانہ عقائد کی تلقین کی۔ اس شخص نے آنحضرتؐ کے متعلق لکھا ہے کہ (حضرت) محمدؐ حکم ربی تھے جنہیں بہت سی قوموں کی بت پرستی دور کرنے کے لئے اس دنیا میں مامور کیا گیا۔ انہوں نے لا الہ الا اللہ کی تعلیم سے بت پرستیوں کا ازالہ کیا اور اپنے معتقدین کو محبت اعتدال اور تواضع کا سبق دیا۔

کارلائل۔ عرب کی قوم کے لئے یہ کیفیت ایسی تھی جیسے اندھیرے گھپ سے اجالے میں آنکلے۔ عرب میں پہلے پہل اس کی وجہ سے جان کے آثار نمودار ہوتے۔ غریب گڈریوں کی قوم تھی جو ابتدائے آفرینش سے جنگلوں میں نظروں سے الگ بھٹکتی پھرتی تھی۔ ایک زبردست نبی ان میں بھیجا گیا جس کے قول پر وہ یقین لا سکتے تھے۔ دیکھو۔ بے لقدروں سے ادجھل ساری دنیا کی نظروں میں سما جاتے ہیں ادنیٰ اعلیٰ ترین بن جاتے ہیں۔ ایک صدی بعد میں عرب ایک طرف غرناطہ میں اور دوسری دہلی میں جا دھمکتا ہے۔ بہادری شوکت اور ذکاوت کی روشنی میں دمکتا ہوا عرب صدیوں تک دنیا کے ایک بڑے حصہ پر اپنا نور پھیلاتا ہے۔ ایک قوم کی تاریخ مالامال روح افزا اور عظیم الشان بن جاتی ہے اور کتنی جلدی جتنی آپ یقین کر سکیں۔ یہ عرب والے انسان محمدؐ اور یہ ایک صدی— کیا یہ ایسا نہ تھا کہ ایک چنگاری ہاں بس ایک چنگاری ایسی دنیا پر جو تیرہ و تار اور ناقابل تو جہ ریت معلوم ہوتی تھی جا پڑی؟ لیکن دیکھئے' ریت بھک سے اڑنے والی بارود ثابت ہوتی ہے اور دہلی سے غرناطہ تک آسمان کو بقعۂ نور بنا دیتا ہے۔

گبن۔ رسول عربی کی ذکاوت ان کی قوم کی عادات اور ان کے مذہب کی خوبی میں رومی مشرقی سلطنت کے زوال و انحطاط کا راز پنہاں ہے اور ہماری آنکھیں دنیا کے ایک نہایت قابل یادگار انقلاب پر گڑ جاتی ہیں جس نے کرۂ ارض کی قوموں میں ایک نئی اور پائدار سیرت پیدا کر دی۔

گاڈفری ہگنس (؟) / گلین۔ تاریخ میں بہت سے مذہبوں کے کھنڈرات نظر آتے ہیں جنہیں بنی نوع انسان نے ترک کر دیا۔ رسول کا کام آسان نہیں ہے۔ وہ شر نکال سکتا ہے لیکن اس کے سامعین اس کی پیشقدمی کے سُروں کے مطابق قدم ڈالنے سے انکار کر سکتے ہیں۔ عمدہ اور دُور دُور رس تدابیر کرنا آسان ہے لیکن ان پر عمل پیرا ہونا بہت مشکل ہے۔ سب سے قطع نظر کسی نبی کا اپنے ملک میں اپنے پیرو پیدا کر لینا بہت ہی مشکل ہے جہاں والے اسے بچپن سے جانتے ہوں جن میں بچہ سا لڑکا اور لڑکے سے جوان اور جوان سے مرد اور ایسا مرد جو انسانی غیر مستقل مزاجیوں' انسانی بے قاعدگیوں اور انسانی ناکامیوں سے پاک نہ ہو۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود یہ سب باتیں محمدؐ' امی عرب' بیوہ خدیجہ کے اونٹوں کے ساربان کو کوشش سے میسر آگئیں۔ ہاں اس شخص نے جا بنا نام بھی نہ لکھ سکتا تھا وہ صرف یہ اعلان کیا کہ میں تعلیم دینے والا ہوں بلکہ یہ کہ ایسے معاملہ میں تعلیم دینے والا ہوں جو انسانی زندگی کا سب سے اہم معاملہ ہے یعنی انسان کے بلند ترین فرائض خدائے برتر کے ساتھ۔

پروفیسر لیک۔ (فیلو لنڈن منرلوجیکل سوسائٹی)۔ اسلام کی طرف ہماری کمزور توجہ ہونی چاہیئے کیونکہ ہمیں جو کچھ حاصل ہوا اسی سے ہوا۔ محمدؐ کے اسلام میں ایسا بیج تھا جو پھوٹ کے اتنا بڑھا کہ سارے یورپ پر چھا گیا اور اس کا بوجھ مغربی تہذیب پہ اس سے کہیں زیادہ پڑا جتنا اسکی قوت کا بارشی

محمدؐ نے مدرسوں کا ایک سلسلہ قائم کیا جن سے وہ اپنی تعلیمی تدابیر کے عمل میں لانے کا کام لیتے تھے۔ جو جنگی قیدی لکھنا پڑھنا جانتے تھے جب وہ بچوں کی کچھ تعداد کو لکھنا پڑھنا سکھا دیتے تھے آزاد کر دیئے جاتے تھے۔

لیڈی ایولن کیبولڈ۔ عرب عام طور سے شفیق والدین ہوتے ہیں۔ اولاد سے بیرحمی ان میں نہیں پائی جاتی۔ ان میں بچوں کا لحاظ اور بڑوں کا ادب اور دیگر اعزا و اقربا کی ہمدردی بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ اسکا حکم قرآن دیتا ہے کہ بڑے بوڑھوں بیماروں اور نابیناؤں سے خاص مہربانی سے پیش آؤ اور عزیزوں کو اپنے مال و اسباب میں سے دو کیونکہ "جو کچھ نیکی تم خیرات کے ذریعہ کروگے اللہ علیم و بصیر ہے"۔ لیکن "نرم گفتگو اور عفو ایسی خیرات سے جس میں اذیت ملی ہو بہتر ہیں"۔ اور سورۂ فجر میں قرآن ان لوگوں پر ملامت کرتا ہے جو اپنے تمول کی وجہ سے زمین پر تکبر کا سلوک کرتے ہیں۔ تیرھویں صدی میں جب عیسائی یورپ نیم وحشی حالت میں تھا اور اس کا علم ادب منتشر یا ضائع ہو گیا تھا اور عمدہ فنون غائب ہو گئے تھے اسلام نمودار ہوا اور اس نے عرب کے وحشی قبائل کو زبردست اخوت کی رسیوں میں جکڑ دیا اور ان عربوں نے تھوڑے ہی عرصہ میں ایشیا افریقہ اور جنوبی یورپ کے بڑے بڑے شہروں میں اپنی بڑھی ہوئی تہذیب کے اعلیٰ مرکز قائم کر دیئے۔ بغداد فلسفیوں شاعروں ادیبوں کا گھر بن گیا اور قاہرہ قرطبہ اور بہت سے شہروں میں کتب خانے قائم ہو گئے۔ علم طب علم ریاضی اور علم طبعی کے مدسے جاری ہوئے اور یورپ اسلام کا اسوجہ سے اور بھی زیادہ ممنون ہے کہ اسکی بدولت دنیائے قدیم کے ادبی خزانے قائم رہ گئے۔ قرآن نہایت صاف عربی میں لکھا ہوا ہے۔ حقیقت میں اسلام ایک زبردست اور عظیم الشان طاقت ہے۔

واشنگٹن ارونگ (۱۷۸۳ء تا ۱۸۵۹ء) حضرت محمدؐ پرہیزگار اور متین تھے اور بہت روزہ دار تھے۔ انہوں نے کبھی بھڑکیلا لباس جو اچھے آدمیوں کا قاعدہ ہوتا ہے نہیں پہنا۔ نہ ان کی لباس کی سادگی بناوٹی تھی ان کے کپڑے عموماً پیوند والے ہوتے تھے۔ اپنے ذاتی معاملات میں وہ نہایت ایماندار تھے۔ وہ دوست اجنبی امیر غریب طاقتور کمزور سے مساوی برتاؤ کرتے تھے۔ عام لوگ آپ سے بہت محبت کرتے تھے کیونکہ آپ ان کی بات توجہ سے سنتے تھے اور ان کی شکایات دور کرتے تھے۔ [illegible] آپ کے دل میں فخر و غرور پیدا نہیں ہونے دیا

کیونکہ وہ ذاتی اغراض کی وجہ سے نہ تھیں ورنہ یہ بات ضرور پیدا ہو جاتی۔ اپنے نہایت عروج میں ان کی عادات وصورت و شکل میں وہی سادگی رہی جو ناموافق زمانہ میں تھی۔ آپ دبدبہ اور شان سے اسقدر متنفر تھے کہ اگر کمرہ میں آپ کے داخل ہونے کے وقت کوئی ادب آداب کی حرکت کرتا تو ناخوش ہوتے آپ نے اپنے خاندان میں خلافت نہیں قائم کی۔

ایڈمنڈ برک۔ اسلامی قانون بڑے سے بڑے سرتاج سے لے کے ادنیٰ ترین رعیت کے لئے یکساں ہے اس میں نہایت دانشمندانہ عالمانہ اور مہذبانہ اصول قوانین ہیں جن کا ثانی روئے زمین پر نظر نہیں آتا۔

ولیم میور۔ قرآن فطرت اور وحدت کاملہ کے مباحث سے لبریز ہے جن سے اللہ تعالیٰ کے وجود کو ثابت کیا گیا ہے۔ نیک و بد کی جزا و سزا، امر بالمعروف و نہی عن المنکر وغیرہ نہایت زوردار اور پیاری زبان میں جس میں اصلی شاعری کی خوبصورتی پائی جاتی ہے بیان کئے گئے ہیں۔

راڈول۔ رسول عربی کے آخری زمانہ کو دیکھ کے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان کا پیام غلط تھا۔

باسفورتھ سمتھ۔ بے مثل خوش نصیبی سے محمدؐ نے تین باتوں کی بنیاد رکھی۔ قوم سلطنت اور مذہب۔ اُمی محض ہونے کے باوجود جسے لکھنا آتا تھا نہ پڑھنا انہوں نے ایسی کتاب پیش کی جو ایک طرح کی نظم بھی ہے اور مجموعۂ قانون بھی۔ عبادت کی کتاب بھی ہے اور عقل و صداقت کا معجزہ بھی۔ محمدؐ نے اسے ایک معجزہ بتایا ہے اور ایسا معجزہ جو ہر زمانہ میں معجزہ ہی رہے گا۔

ایچ جی ویلز۔ قرآن کو یورپ والے کم پڑھتے ہیں کیونکہ انکے نزدیک اس میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جو اس میں حقیقت نہیں۔ واقعی یہ تعصب ان کی جہالت کی وجہ سے ہے۔ ورنہ اسمیں خدائے واحد کی وحدت و جبروت دکھائی گئی ہے۔ ایسا خدا جو کسی قوم اور نسل میں امتیاز نہیں کرتا جو ہر شخص کو راہ ہدایت دکھاتا ہے۔ اس میں پرانے زمانوں کی پیچیدہ رسمیں خونی قربانیاں اور پیر پرستی نہیں پائی جاتی جو عیسائیت میں نظر آتی ہیں۔

گیٹے۔ ہم قرآن کو جتنا پڑھتے ہیں یہ ہمارے دل کو اپنی طرف کھینچے چلا جاتا ہے حتیٰ کہ ہمارا سر اس کے ادب سے جھک جاتا ہے اور یہ اثر ہر زمانہ میں اسی طرح ظاہر ہوتا رہے گا۔

ہمارا فرض

(از علامہ عبداللہ یوسف علی صاحب ایم۔ اے ایل ایل ایم سی پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور)

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور تعلیم کو ذہن نشین کرنے ور اپنے دور حیات میں اُن پر عمل پیرا ہونے کی اشد ضرورت ایدموجودہ زمانے سے زیادہ کبھی نہ پڑی ہوگی۔

افسوس ہم نے پیغام نبوی کا مفہوم غلط سمجھا، اور رسول رمؐ کی پاک تعلیم کو اپنی خودغرضیوں کے حصول کا آلۂ کار بنالیا ہے م گمکردہ راہ ہیں اور اگر خدائے رحیم و کریم کا فضل و کرم شامل ال نہ ہوتا تو ہمارے اعمال کی خدا معلوم ہمکو اور کیا سزا ملتی۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور سیرت میں چار خاص ات ہیں جنکو میں اس موقع پر واضح کرنا چاہتا ہوں ان کا تعلق اخوت اسلامی (۲) ایثار نفس بالاستدلال (۳) شاہدات ست کا صحیح اندازہ کرنا اور (۴) اولوالعزمی کے ساتھ قوت روحانی تکمیل۔

اخوت اسلامی کے لئے ہماری زبانیں ہر وقت کھلی رہتی ہیں مگر ہاس پر عمل نہیں کرتے۔ نبی کریم نے اپنے آخری خطبہ میں یہی ارشاد یا تھا کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں مگر آج ہماری معاشرتی ندگی کا یہ حال ہے کہ شاید کوئی شہر، دیہات یا محلہ ایسا بچا ہوگا باہمی تنازعات، فسادات، دشمنی اور رشک و حسد سے پاک ہو۔

جب میں تنظیم کی تحریک کا صدر بنا تھا تو مجھے امید تھی کہ ناید میرے مسلمان بھائی اب تو اتحاد کے جھنڈے کے نیچے ضرور مع ہوجائیں گے۔ اس میں شک نہیں کہ زبانی باتیں خوب ہوئیں رعملاً کچھ بھی نہ کیا اور جو صدا رہبران قوم کے منہ سے نکلی وہ صدا صحرا ثابت ہوئی۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم خودغرضیوں کے شکار بن رہے ہیں۔ ہمکو یغمبر خدا کی تعلیم اور ان کے نقش قدم پر چلنے کا مطلق خیال نہیں آتا پنے جذبات کو قابو میں رکھنے کے لئے عقل کو شمع ہدایت نہیں بناتے۔ ب ہماری قوت احساس اسقدر پست ہوگئی ہے کہ ہمکو اپنے ذاتی یوب بھی نظر نہیں آتے۔ امرائے ملت کا یہ حال ہے کہ عیش و عشرت ور خواب غفلت میں اپنا وقت صرف کر رہے ہیں۔

ایسی حالت میں ان کا فہم و ادراک کیا ترقی کرسکتا ہے! ہ ایسے بھی ہیں جنکو خدا نے ذہن رسا اور عقل سلیم عطا فرمائی ہے ان کو اپنی ذاتی اغراض اور نام و نمود ہی سے فرصت نہیں ملتی۔

عطیات ربی کا صحیح استعمال یہی ہوسکتا کہ خدائے قدوس کی بندگی بجا لائی جائے کیونکہ فی الحقیقت بزرگی اسی کو شایان ہے نہ یہ کہ ہم اپنی بڑائی جتانے لگیں اور جو ہم سے واقف ہیں ان کو ہنسنے کا موقع دیں۔ اب میں تیسرے نکتے سے قریب تر آگیا ہوں۔

جن خواہشات کی تکمیل کے ہم درپے ہیں ہمیں ان کی اصلی حقیقت کا علم ہی نہیں ہے۔ غربا روزی کما کر اپنا پیٹ بھرتے ہیں مگر میں پوچھتا ہوں کہ کیا خدائے کریم نے اس غرض کے لئے ان کو پیدا کیا ہے۔ کمزور کشمکش میں مبتلا ہیں۔ اگر اس کشمکش میں گرفتار ہوکر وہ اپنا مذہب اور اپنی ذاتی خوبیاں کھو بیٹھے تو خدائے علیم و بصیر نے دنیا میں جس پاک مقصد کے لئے کشمکش حیات کا راز رکھا ہے وہ مقصد فوت ہوگیا۔ آہ وہ ہستیاں جو جور و جفا کا شکار ہیں کاش ان کو علم ہوتا کہ ان کے مصائب۔ ان کو عصیاں کی آلودگیوں سے پاک کر رہے ہیں۔ اور وہ تصور کرکے خوش ہوتے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمکو ان آزمائشوں کا اہل سمجھا اور جس طرح آتش سے سونا پاک و صاف ہوجاتا ہے اسی طرح مصائب ہماری سیرت کے رخ کو نکھار رہے ہیں۔

ہم شادمانی کے خواہاں ہیں ہمیں عمر کی سرمد چاہیے اور ہم تہذیب کی آلودگیوں سے ہمکنار ہونا چاہتے ہیں مگر یہ سب نصب العین تک پہنچنے کے ذریعے ہیں۔ اگر ہمنے انکا جائز استعمال کیا اور اپنی ذات کو ان تمام لوگوں کی فلاح و بہبودی کے لئے وقف کردیا جو ہمارے گرد و پیش ہیں تو فی الحقیقت یہ سب بہت مفید چیزیں ہیں لیکن اگر ہمنے ان کو ہی اپنا نصب العین بنالیا یا بنی نوع انسان کی دل آزاری کے لئے ان کو وقف کردیا تو گویا رحمت کو زحمت بنادیا۔

ان سب باتوں کا علاج ہمارے اختیار ہی میں ہے۔ ہم کو ایثار نفس سے روحانی قوت حاصل ہوسکتی ہے جو خدا پر توکل کرنے کا خود ایک ذریعہ بن جائے گی۔ خدائے تعالےٰ کسی پر ناقابل برداشت بار نہیں ڈالتا۔ اگر ہم اپنی ذمہ داریوں کا بار خندہ پیشانی سے برداشت کریں۔ اپنی مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کریں اپنی کوتاہیوں کا ایمانداری کے ساتھ اعتراف کریں تعلیم خداوندی کو شمع ہدایت بنالیں اور صرف خدا کا سہارا ڈھونڈیں تو انفرادی اور اجتماعی طور پر ہمکو اپنی فلاح کی بہت کچھ امید ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے رحمت کے طالب اپنا کنارہ ہم کشمکش کرنے اور چراغ ہدایت کی تلاش کے [illegible]

عرب کا ایک یتیم بچہ

(از جناب مولانا سید احمد صاحب فاضل دیوبند)

قبیلۂ سعد کی رہنے والی ایک بڑھیا حلیمہ کی گود میں دیکھنا یہ کون بے ماں باپ کا بچہ کھیل رہا ہے، جس کی نورانی پیشانی سے سعادت کی صبح طلوع ہو رہی ہے۔ اور بدبختی و شقاوت کی تاریکیاں پھٹتی جاتی ہیں۔ اس یتیم بچہ کی جبین حسن سے جو شعاعیں نکل رہی ہیں انہوں نے بحر روم و فارس نیز دجلہ و فرات تک اور دریائے اٹلانٹک سے گنگ و جمن کی موجوں تک کو چمکا رکھا ہے۔ اور مشرق و مغرب کے دونوں کناروں کو اپنی حسین کرنوں سے صد نور بکنار کر رکھا ہے اس بچہ نے ابھی ملمتا بھری ماں کے گہوارۂ شکم سے باہر پاؤں نہیں رکھے تھے کہ اس کے باپ عبد اللہ کو موت کے زبردست ہاتھ کے ذریعہ اس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدا کر لیا گیا۔ اور جو امید دل بھری نگاہیں اس سعید بچہ کا بیتابی کے ساتھ انتظار کر رہی تھیں۔ آہ صد آہ کہ باد اجل کے ایک ہی جھونکے میں ہمیشہ کے لئے بند ہو گئیں۔

اس غریب و یتیم بچہ نے چند ماہ کے بعد جب ماں کی گود میں آنکھ کھولی تو اس کے ساتھ ایک دکھیا اور بیوہ ماں آمنہ کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ نہ کوئی بھائی تھا نہ بہن۔ بس سارے گھرانے میں ایک غریب آمنہ تھی اور ایک یہ اکیلا و تنہا بچہ۔ یتیم بچہ۔ بن باپ کا بچہ۔ اور شفقت پدری کی لذتوں سے ناآشنا بچہ۔ مگر ابھی اس نے عمر کے میدان زیست میں چھٹا قدم ہی رکھا تھا کہ اچانک ماں کا سایہ بھی اٹھ گیا۔ اور آہ۔ آہ ثم آہ کہ یہ لاوارث و غریب بچہ اکیلا اور تن تنہا یتیمی کی سخت اور تیز دھوپ میں کھڑا رہ گیا۔ دادا عبد المطلب کی محبت نے جوش مارا اور اس غیر سینۂ مطلبی میں ابھر کر جلد اس بچہ کو اپنی آغوش تربیت میں لے لیا۔ مگر دو برس بھی گذرنے نہ پائے تھے کہ یہ بچہ اپنے دادا سے بھی علیحدہ کر دیا گیا۔ اور قضا و قدر کی زبردست دیوار سکندری ان دونوں میں حائل ہو گئی الغرض یہ بچہ کتنا حسرت نصیب ہے کہ خانوادۂ بنو ہاشم کا چشم و چراغ ہو کر کوئی دودھ پلانے والی اس کو اپنی آغوش میں نہیں لیتی۔ سب کہتے ہیں کہ بن باپ کا بچہ ہے۔ ہمیں اس کو دودھ پلائی کا عوض ملنے کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ ماں اس کی غریب ہے۔ اور عبد اللہ نے بھی مرتے وقت پانچ اونٹ اور کچھ بکریوں کے علاوہ اور کوئی اثاثہ اپنے گھر میں نہیں چھوڑا ہے۔ لیکن یہ سعادت حلیمہ کے لئے لکھی جا چکی تھی اس نے اس بچہ کو اپنی گود میں اٹھا کر چھاتی سے لگا لیا۔ اور قبیلہ بنی سعد میں لے کر چلی گئی۔

ہر چند یہ بچہ یتیمی کی آغوش میں پلا اور بڑھا۔ لیکن دوربین اور حقیقت کو تاڑ جانے والی نگاہوں نے تاڑ لیا کہ اس کی پیشانی میں کونسا نور چھپا ہے! اور پھر آیندہ چلکر کیا ہونے والا ہے؟ ابھی آپ نے عمر کی بارہ منزلیں ہی طے کی تھیں کہ اسی عہد طفولیت میں بحیرا راہب نے آپ کی صورت دیکھکر صاف صاف کہدیا انہ النبی کریم و انی لا ظن الذی بشر بہ عیسیٰ علیہ السلام فی الانجیل بلفظ فارقلیط غرض کہ رحمت ایزدی کا فرشتہ آپ کی انگلیاں پکڑے ہوئے چل رہا تھا۔ اور آپ بچپن کے اور جوانی کے میدان طے کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے اور عرش کا تخت نشین اپنی نظر محبت سے اس کی نگرانی کر رہا تھا کہ کہیں راہ میں ٹھوکر نہ لگ جائے۔ بالآخر وہ مسعود و مبارک دن بھی آ گیا جس کے لئے ملائکہ عرش اور ساکنان افلاک چشم براہ تھے آپ نے حیات طیبہ کے چالیسویں مرحلہ میں قدم رکھا اور زمین و آسمان میں آپ کی سلطنت کا اعلان کر دیا گیا رحمت کا وہ فرشتہ جو پس پردہ اب تک آپ کے ساتھ چل رہا تھا اس نے اپنے چہرہ سے نقاب الٹ دی اور جو اسرار و رموز اب تک حجاب میں تھے سب بے نقاب ہو گئے۔ یہ وہی یتیم بچہ ہے جس نے کل بے بسی کی حالت میں حلیمہ کی آغوش کو زینت دی تھی اور آج قیصر و کسریٰ کی پیشانیاں اس کے آستانۂ عزت و احترام پر جھکی ہوئی ہیں۔

جس بچہ کو کل عرب کی دودھ پلانے والیاں قبول نہیں کرتی تھیں پھر وہی بچہ ہے جو آج انس و جن کا دین و دنیا کا شہنشاہ بنا بیٹھا ہے۔ جبریل و میکائیل اس کے در کی ناصیہ فرسائی کرتے ہیں اور روم و حبش کے بادشاہ اپنی جبروتی گردنیں اس کے آگے خم کرتے ہیں کل تک جس کا کوئی ساتھی نہ تھا آج لاکھوں اور کروڑوں انسان اس کے نام پر مرنے کو باعث صد عز و افتخار سمجھتے ہیں۔ اس بچہ کو کل اس کا باپ غربت و افلاس میں چھوڑ گیا تھا۔ آج زمین و آسمان کی بادشاہت اس کے سپرد کر دی گئی ہے غور کرو شروع میں اور آغاز حیات میں آپ کچھ نہ تھے۔ اور آخر میں سب کچھ ہو گئے پہلے آپ کو کوئی نہیں جانتا تھا اب دنیا کا وہ کونسا انسان ہے جو آپ سے واقف نہیں ...... سعد داعد

کی ایک دھندلی سی تصویر اور ایک ادنیٰ سی تفسیر والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ ما ودعک ربک وما قلیٰ. وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ. الم یجدک یتیماً فاٰوی. ووجدک ضالاً فھدیٰ ووجدک عائلاً فاغنیٰ۔

چاشت کی اور رات کی جبکہ وہ تاریک ہوجائے۔ قسم ہے کہ آپکے آپ کے رب نے نہ چھوڑا ہے نہ دشمنی کی ہے اور یقیناً آخر آپکے لئے آغاز سے اچھا ہے۔ آپ کا رب عنقریب آپ کو عطا کرے گا اور آپ راضی ہوجائیں گے۔

کیا تمہیں یتیم پاکر ٹھکانہ نہیں دیا۔ اس نے تمہیں گمراہ پایا اور ہدایت دی غریب پایا اور غنی بنایا۔

یہ ہی تو وہ فضیلت کبریٰ اور موہبت عظمیٰ ہے جس کو شیخ سعدی نے اپنی مشہور انتہائی فصیح و بلیغ رباعی میں ظاہر کیا ہے۔

بلغ العلیٰ بکمالہ — کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ — صلوا علیہ و آلہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

شب معراج

(از خامہ سحر طراز علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب بیرسٹر)

اختر شام کی آتی ہے فلک سے آواز
سجدہ کرتی ہے سحر جسکو وہ ہے آج کی رات
رہ یک گام ہے ہمت کے لئے عرش بریں
کہہ رہی ہے یہ مسلمان سے معراج کی رات

(بانگ درا)

پیغمبر اسلام کا عفو و کرم

(از جناب مولانا سید محمود حسین صاحب (الوری) سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ سید ارشاد)

دنیائے اخلاق میں اگر کوئی شے ایسی ہے جو انسان کو کمالات بشری کا جائز حقدار بنا دیتی ہے تو وہ عفو و کرم کی خصلت حمیدہ ہے حیات انسانی کے تمام فضائل و محاسن بجائے خود قابل قدر و توصیف کامد ہیں مگر ان سب میں عفو و کرم کو ایسا ہی درجہ حاصل ہے جیسے ماہتاب اور سیارہ نیر آفتاب نصف النہار کو فوقیت حاصل ہے۔ انسان میں فطرتاً جذبۂ انتقام کا مادہ رکھا گیا ہے وہ ادنیٰ سی دشمنی اور عداوت پر اپنے حریف کی بادہ ہستی کو لنڈھانے اور جام وجود کو چور چور کر دینے پر اشتعال مجبور ہو جاتا ہے مگر جب انسان انسانیت کے مواج کو طے کر لیتا ہے تو اس کا دریائے انتقام ساکن اور جوش عوض مٹ جاتا ہے۔ اور جذبات منتقمانہ کی بجائے رحم و رواداری کا بحیرۂ قلزم لہریں لینے لگتا ہے۔ انسان یہ مرتبہ اس وقت حاصل کرتا ہے جبکہ اس کا زاویہ نگاہ ظاہر پرستی سے جدا ہو کر حقیقت انسانیہ کی عروس محبوبہ کے خط و خال کا مطالعہ شروع کر دیتا ہے جب انسان اس منصب جلیلہ تک رسائی پا لیتا ہے تو وہ عام انسانوں سے بالاتر ہو کر مافوق العادت اخلاق کا جامۂ زیبا پہن لیتا ہے اہل دنیا اسے نہ معلوم کن کن عقیدتمندانہ الفاظ سے یاد کرتے ہیں مگر قدرت اُسے نبی۔ مرسل۔ پیغمبر کا خطاب عطا فرماتی ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے ہادیوں نے جذبۂ انتقام کے اکثر مواقع پر عفو و کرم کا ثبوت دیا ہے مگر اپنے اعداء جان لیوا دشمن ہستی انسانوں کے ستانے۔ ایذا دینے کے وقت جذبۂ انتقام سے متاثر ہو کر جس عفو و کرم کا دنیا کے سب سے بڑے انسان اور اولوالعزم رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثبوت دیا ہے۔ دنیا کی تاریخ میں دوسری جگہ اس کی نظیر کا ملنا غیر ممکن ہے۔ واقعات ذیل کا مطالعہ کرو اور دیکھو کہ ان میں عفو و کرم کی وہ زندۂ جاوید مثالیں ہیں جو زمانہ موجودہ کے انسانوں میں مفقود ہیں۔ انسان میں جب انتقام کا جذبہ جوش زن ہوتا ہے تو وہ دیوانہ ہو کر اپنے حریف کو نیست و نابود کرنے پر تیار ہو جاتا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے موقع پر یہ تعلیم فرمائی۔

لیس الشدید بالصرعۃ — وہ لوگ قوی نہیں ہیں جو اپنے حریف اور مقابل کو
انما الشدید الذی یملک — پچھاڑ دیتے اور گرا دیتے ہیں قوی وہ شخص ہے جو کہ
نفسہ عند الغضب (مشکوٰۃ) — اپنے نفس کو غصہ کے وقت قابو میں رکھے۔

آپ کی تمام زندگی ایسے مواقع پر عفو و کرم۔ حلم و بردباری میں گذری ہے۔ ... میں جبکہ آپ قریش اور عرب کو ان کی بد کرداریوں سے باز رہنے کا وعظ فرما رہے تھے تو وہاں کا بچہ بچہ آپ کی جان کا دشمن بن گیا تھا مگر آپ نے ہر سختی اور ایذا رسانی کا جواب عفو و کرم سے دیا۔ ثمامہ بن آثال جو قبیلہ بنی حنیفہ کے رؤسا میں سے تھا اور آپ کا سخت جانی دشمن تھا وہ اتفاقاً مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہو گیا۔ جب وہ آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے عرض کیا اے محمد! اگر مجھے قتل کر دگے تو ایک خونی کو قتل کر دگے اور اگر احسان کر دگے تو ایک شکر گزار پر احسان ہوگا اور اگر زر فدیہ چاہتے ہو تو جو مانگو دونگا۔ یہ الفاظ سنکر آپ خاموش ہو رہے جب دوسرے اور تیسرے روز تک یہی الفاظ آپ کے سمع مبارک تک پہنچے تو آنحضرت نے اس ظالم کے جرم و قصور پر قلم عفو و کرم کھینچ دیا اور فرمایا کہ اس کے بند توڑ دیئے جائیں۔ اور آزاد کر دیا جائے جس کا یہ اثر ہوا کہ وہ فوراً مسلمان ہو گیا۔ اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! کوئی انسان میری نظر میں آپ سے زیادہ مبغوض نہ تھا اور اب آپ سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہیں۔ اور کوئی مذہب آپ کے مذہب سے زیادہ برا نہیں تھا مگر اب اسلام سب سے زیادہ پیارا ہے"۔ طائف میں آپ ہدایت کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگوں نے انکار ہدایت کے ساتھ ہی آپ پر پتھروں کی بارش کی جس کے جواب میں آپ نے بارگاہ ایزدی میں یہ دعا کی۔ اے اللہ! ان کو ہدایت دے اور ان کو کفر کی بیماری سے شفا بخش اور ان کی پیشانیوں کو آستانہ اسلام پر جھکنے کی توفیق دے۔ اور جب ۹ھ ہجری میں یہی اہل طائف پتھر مارنے والے مدینہ میں وفد لے کر آئے تو ان کے قصوروں کو بھلا کر انہیں مسجد میں ٹھیرایا انکی تواضع اور مہمانداری فرمائی۔ ایک سفر سے واپسی کے وقت راستہ میں قیام فرمایا اور تلوار کو درخت سے لٹکا کر آرام فرما رہے تھے کہ ایک دشمن نے جو تاک میں تھا تلوار پر قبضہ کیا اور کہا اے محمدؐ! تم کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا میرا خدا۔ آپ کے جوش بیان سے کافر کانپ اٹھا تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ آنحضرت نے تلوار کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور دشمن سے نہایت شفقت کا برتاؤ کیا جس پر وہ مسلمان ہو گیا

سرکار کا تعلق حرمین سے

(از جناب مولانا مولوی صبغت اللہ صاحب شہید انصاری فرنگی محلی ایڈیٹر خادم الحرمین)

ایک بد اعمال، کم سواد اور عہد میمون رسالت سے صدیوں دور رہنے والے انسان کا شہنشاہ کونین افضل المخلوقات بعد از خدا بزرگ انسان کی سیرت مبارکہ پر قلم اٹھانا سچ یہ ہے کہ اپنے ظلوم وجہول ہونے کا ثبوت نہیں دینا ہے تو اور کیا ہے؛ جس شان اعلیٰ کو خدا اعلیٰ فرمائے اور جس سیرت واخلاق کو خود رب العالمین اپنی تمام کبریائیوں اور عظمتوں کے باوجود "عظیم" فرمائے اس کے متعلق سچ یہ ہے کہ حیوان ناطق کی زبان گنگ نہ ہو تو کیا ہو؟

نہ حسنش آخری دارد نہ سعدی را سخن پایاں

بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں جاری

تو حقیقت یہی ہے کہ مجھ بندۂ ذلیل میں اسکی صلاحیت کیسے ہو؛ جب اسے خود آپ کا رفیق طفلی، آپ کا محبوب ترین صحابی، آپ کی چہیتی بیٹی کا شوہر اور عہد طفولیت سے آپ کی عبادت کا رفیق آپ کا بڑا محرم راز (مولا علیؓ قربان اوست صد پدر و مادر ما) یہ فرمائے کہ ہم میں سے بڑے سے بڑا وصاف نبیؐ آپکے مناقب، محاسن اور روائین بیان کرنے بیٹھتا تو دہ مست ہو کر کہتا آپ کے اخلاق آپ کا برتاؤ ایسا، آپ کی عبادت ایسی شاندار، آپکی رحم دلی ایسی، آپ کا لباس مبارک اس طرح کا، آپ کا رخ گلگوں ایسا، زلف شبگوں ایسی نور آفریں اور آپکا حلیہ مبارک ایسا دلفریب اور بصیرت افروز اسی طرح گھنٹوں آپ کی تصویر کشی کیا کرتا آخر تھک جاتا اور کہہ اٹھتا ما رأینا مثلہ قط قبلہ ولا بعدہ نہ ہمنے آپکا ایسا پہلے دیکھا نہ آیندہ دیکھیں گے۔

اور تو پھر غیر تھے آپ کی وہ مونس شب تنہائی جن کے سامنے آپ کی مبارک زندگی کے تمام روشن اجزا، آئینہ، جن کے حجرۂ شریف میں آپ پر وحی آیا کرتی تھی، اور جنکی آغوش مقدس میں ہمارے شاہنشاہ نے آخری اور سب سے آخری سانسیں لیکر "رفیق اعلیٰ" فرماتے ہوئے پردہ ظاہری فرمایا یعنی بی بی عائشہ صدیقہؓ سے جب ایک سرگشتۂ جمال محمدیؐ نے پوچھا ام المومنین! ہمارے آقا کے اخلاق ومناقب کچھ بیان کیجئے! تو باوجود اپنی اس ہمہ دانی کے کہ دین کا ثلث حصہ ان ہی سے ملا ہے اتنا مجمل جواب دیکر خاموش ہو جاتی ہیں کان خلقہ القرآن یعنی انسان آپ کی تصویر نہ کھینچ سکا لیکن خدا کا قلم ہمارے قلم سے زیادہ مضبوط اور اس کی قدرتیں ہماری قدرتوں سے بدرجہا زیادہ ہیں انسان آپکی تصویر نہ کھینچ سکے لیکن وہ قادر اس چیز پر قادر ہو گیا جس پر ضعیف البنیان انسان دسترس نہ پا سکا اس نے کھینچ لی تصویر شاہد مدینہ کی اور وہ وہی ہے جو آج تیس سپاروں میں ہمارے سینوں اور ہاتھوں میں موجود ہے پس ایک مسلمان کے لئے اسی کتاب سے تمسک کرنا چاہیئے اور داستان حسن گل کو بلبل چمن ہی سے سننا چاہیئے دیکھو وہ چہک چہک کر کہہ رہا ہے

(لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد) ایڈیٹر صاحب پیشوا کا ارشاد ہے کہ میں سرکارؐ کے تعلق حرمین پر کوئی روشنی ڈالوں میں تو اکثر کہا کرتا ہوں کہ حضرت ابراہیمؑ کے عہد مبارک سے قیامت تک کعبہ کا مسجود مومنین رہنا اسی وجہ سے تھا کہ سرکار کے قدم مبارک اس شہر میں سب سے پہلے آئے اور اس کو آپ کی ولادت گاہ کا شرف حاصل ہوا یہ میری ضعیف الاعتقادی (اقوال و اہبان) نہیں ہے بلکہ آیت مذکورۃ الصدر بتا رہی ہے کہ خدا اس شہر کی اس لئے قسم کھا رہا ہے کہ حضورؐ وہاں جلوہ فرما ہیں آیت کا لفظی ترجمہ یہ ہے میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں جبکہ آپ یہاں مقیم ہیں کسی شئے کی قسم کھانا اسکی عظمت پر دلالت کرتا ہے خدا اس شہر کی قسم کھا رہا ہے اور محض اس لئے کہ سرکارؐ کے قدمان مبارک سے وہ عزت یاب ہو رہا ہے آپ نے اس سے اندازہ فرمایا ہوگا کہ سرکارؐ نے اس شہر کو محترم کیا اور ظاہری حیثیت سے بھی یہ واقع ہے خدا کا وہ گھر جو اس کے دوست نے اسکی اور صرف اس کی عبادت کے لئے تعمیر کیا تھا وہ تین سو ساٹھ بتوں کا گھر تھا یہ بت ان بتوں کے علاوہ تھے جو مختلف مزدوروں کے لئے کعبہ میں موجود تھے سرکار کے فتح مکہ کے بعد ہی اسکی صحیح معنوں میں تقدیس اور تطہیر ہوئی اور پھر ازلی تطہیر کہ اس شہر کے قرب وجوار کو ہمیشہ کے لئے شرک وکفر کی گندگیوں سے پاک رکھنے کے لئے آپ نے آخری وصیت فرمادی کہ دیکھو میرے ملک کو اور خدا کی وادی غیر ذرع کو یہود ونصاریٰ اور مشرکین سے ہمیشہ پاک رکھنا اور اس لئے آجتک یہ گھر والحمد پاک رہا مگر ہماری بدقسمت زندگی میں ہماری بدبخت آنکھوں نے یہ واقعہ دیکھا کہ مدینہ سے صرف تین میل کے فاصلہ پر انگریزی نمایندہ اپنے تمام اقتدارات ونفوذ کے ساتھ

"پیہر بندلیش" میں اللہ کے مغضوب اور رسولؐ کے شدید ترین دشمن ابن سعود سے معاہدہ و بقا وعدہ کرتا ہے۔ جدہ میں غیر مسلم سفرا کی دعوتیں ہوتی ہیں اور پورا جزیرۃ العرب بالواسطہ غیر مسلم اقوام کے نفوذ میں آجاتا ہے۔

رہا مدینہ تو سب کو معلوم ہے کہ وہ سرکارؐ کے قدم مبارک پہونچنے سے پہلے مجسمۂ ملامت...... تھا آپ کے پہونچتے ہی اسکی رفعت بڑھی اور پھر یہاں تک پہونچی کہ تمام علمار اہل سنت کا اتفاق ہے کہ وہ بقعۂ مطہر جو تقریباً ۱۳ سو برس سے سرکارؐ کے ساتھ شرف ہمبستری رکھتا ہے کعبہ اور بیت المقدس سے تو افضل ہی ہے بلکہ اس عرش سے بھی افضل ہے جسپر خود خدائے تعالےٰ براجمان رہا ہے وجہ ظاہر ہے عرش الٰہی سے تو محترم ہوا تھا کہ اسپر معراج کی شب میں چند لمحوں کے لئے نعال مبارک پہونچ گئے تھے پھر وہ بزرگ زمین جو صدیوں سے قدمان مبارک نہیں بلکہ جسم مبارک سے ملی ہوئی اس سے مزید اشرف ہوگی سچ فرمایا ہے خدائے قرآن نے العزۃ للّٰہ ولرسولہ والمومنین ولکن المنافقین لا یفقھون عزت صرف اللہ اس کے رسول اور غلامان رسول کے لئے ہے لیکن منافق اس کے راز کو نہیں سمجھ سکتے ایک منافق سے کہو کہ وہ گنبد شریف جو قبر شریف پر سایہ فگن ہے اللہ اور بندوں کے نزدیک محترم ہے تو وہ ہنسنے لگے گا۔ کہیگا دیکھی قبر پرستی مگر اس کو کیا کروں کہ یہ سرکار کی طرف منتسب اور سرکار کی طرف ادنیٰ انتساب سے ہر چیز محترم ہوجاتی ہے تو حقیقت یہ ہے کہ حرمین آپ کی جوتیوں کے صدقہ میں محترم، مقدس اور بزرگ ہوئے ❊

جنگِ یرموک کا ایک واقعہ

(از خامہ سحر طراز علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب بیرسٹر)

صف بستہ تھے عرب کے جوانانِ تیغ بند · تھی منتظر حنا کی عروسِ زمینِ شام
اک نوجوان صورتِ سیماب مضطرب · آکر ہوا امیرِ عساکر سے ہم کلام
اے بوعبیدہ رخصتِ پیکار دے مجھے · لبریز ہوگیا مرے صبر و سکوں کا جام
بیتاب ہو رہا ہوں فراقِ رسولؐ میں · اک دم کی زندگی بھی محبت میں ہے حرام
جاتا ہوں میں حضورِ رسالتؐ پناہ میں · لے جاؤں گا خوشی سے اگر ہو کوئی پیام
یہ ذوق و شوق دیکھ کے پرنم ہوئی وہ آنکھ · جسکی نگاہ تھی صفتِ تیغِ بے نیام
بولا امیرِ فوج کہ "وہ نوجواں ہے تو · پیروں پہ تیرے عشق کا واجب ہے احترام
پوری کرے خدائے محمدؐ تری مراد · کتنا بلند تیری محبت کا ہے مقام
پہنچے جو بارگاہِ رسولِ امیںؐ میں تو · کرنا یہ عرض میری طرف سے پس از سلام
ہم پر کرم کیا ہے خدائے غیور نے
پورے ہوئے جو وعدے کئے تھے حضورؐ نے (بانگ درا)

سلام بحضور خیر الانام

(از خامہ سحر طراز جناب مولانا ابوالاثر حفیظ صاحب جالندہری مدیر مخزن)

قسمت کے آسماں پر سیمائے کہکشاں پر
چمکا ترا ستارہ
اس در پہ حاضری کا تجھ کو ہوا اشارہ
اے بختیار بندے
اے کامگار بندے
تیری مراد مندی تقدیر کی بلندی
تجھ کو پکارتی ہے
آ باریاب ہو جا
اے ذرۂ محبت جا آفتاب ہو جا
دربار میں چلا ہے
سرکار میں چلا ہے
رخت سفر اٹھا لے اللہ کے حوالے
یثرب کے جانیوالے
بس اک پیام لے جا میرا سلام لے جا
میری یہ سرد آہیں یہ منتظر نگاہیں
ان کا خیال کرنا
لیکن نہیں مناسب کچھ عرض حال کرنا
وہ جانتے ہیں سب کچھ
پہچانتے ہیں سب کچھ
ناشاد آرزوئیں برباد آرزوئیں
بیتاب ہو رہی ہیں
تاہم خموش رہنا
آنکھوں سے دیکھتا جا منہ سے مگر نہ کہنا

یہ صبح و شام میرے
سب سامنے ہیں تیرے
ان سے کوئی بھلائی دیتی نہیں دکھائی
لے جا سکے تو بھائی یہ صبح و شام لے جا
میرا سلام لے جا
ہر چیز کھو چکا ہوں برباد ہو چکا ہوں
یہ زندگی ہے میری
اس وقت پاس میرے شرمندگی ہے میری
کچھ ارمغاں نہیں ہے
جز این و آں نہیں ہے
مفلس ہوں بے نوا ہوں کچھ بھی نہیں میں کیا ہوں
تحفے نہ مانگ مجھ سے
نادم نہ کر خدارا
دل تیرے پاس ہو تو دیدے مجھے ادھارا
میرا کلام کیا ہے
یہ جنس خام کیا ہے
یہ ارمغاں خوشی سے چاہے تو ہاں خوشی سے
اے مہرباں خوشی سے یہ جنس خام لے جا
میرا سلام لے جا
فریاد ہائے ہو میں صہبائے آرزو میں
وہ جوش ہی نہیں ہے
ٹوٹا ہوا بھی ہے دل خاموش ہی نہیں ہے
سرشار کھولنے والی

...شے ہوچکی ہے خالی
...یقین سے   اُس کیف بہتریں سے
ایمان آتشیں سے
پھر اس کو بھر کے لانا
...بے چلا ہے تو بھی   اور مجھکو بھی پلانا
ٹوٹا ہوا ہے بیشک
پھوٹا ہوا ہے بیشک
...عرض دست بستہ   گو دُور کا ہے رستہ
...در جام بھی شکستہ   لیکن یہ جام لے جا
میرا سلام لے جا
...وہ اشک ریز آنکھیں   طوفان خیز آنکھیں
اب خشک ہوچکی ہیں

دریا کہاں سے لاؤں؛   قطرے کو رو چکی ہیں
ورنہ یہ آرزو تھی
مدت سے جستجو تھی
کشتی بنا کے دل کو   اور پھر سجا کے دل کو
یثرب کے جانیوالے
اس میں تجھے بٹھاؤں
دنیائے سرمدی کے   ساحل پہ لے کے جاؤں
خیر اے دلیر اچھا
ہوتی ہے دیر اچھا
جا ہر طرح سلامت   لے جا مری محبت
لے جا مری عقیدت   میرا سلام لے جا
میرا سلام لے جا

اسلامی جہاد

پر

ایک منصفانہ تبصرہ

(از جناب مولانا سید محمود حسن صاحب نظامی (الوری) سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ ارشاد صاحب)

نوع انسان کے احوال ماضیہ اور حیات گذشتہ کا جہاں تک تاریخ قدیم و جدید سے تعلق ہے اس کا مطالعہ صاف ظاہر کر رہا ہے کہ ہر قرن و صدی میں جب سے کہ اس کائنات ارضی کو انسان نے آباد کیا ہے تنازع للبقا کے لئے معرکہ آرائی۔ شمشیر کشی۔ کشت و خون۔ غارت گری کا بازار گرم رہا ہے۔ افراد انسانی نے ہمیشہ ذاتی مفاد۔ ہوس استعماریت۔ اور حصول جاہ و منصب کے نشہ میں سرشار ہو کر دنیا کے امن عامہ کو زیر و زبر رکھا ہے۔ دور موجودہ تعلیم و تہذیب علوم و فنون کی ترویج کا زمانہ ہے اس روشنی کے عالم کو کچھ دیر کے لئے نظر انداز کر کے ہم تاریخ عالم کے اُس حصہ کو دکھانا چاہتے ہیں جسے مورخین یورپ نے ڈارک ایجز (عہد ظلمت) لکھا ہے۔ اس قرن کی تاریخ بھی انسانی خون سے لالہ زار نظر آتی ہے۔ ۶ء میں ربع مسکون تمام اخلاقی۔ معاشرتی۔ تمدنی نظامات سے محروم اور علوم و معارف سے یکسر خالی تھی۔ بے انصافی اور ظلم و ستم کی تاریکیوں کا ایسا خطرناک طوفان برپا تھا کہ نسل انسانی کا کوئی شرف اور سعادت انسانی کے حصول کا کوئی ذریعہ باقی نہیں رہا تھا۔ روما الکبریٰ کا نظام تمدن بہت پہلے سے درہم برہم ہو کر گاتھ اور گال کے ہاتھوں یورپ میں بربادی پھیل چکی تھی۔ ہن اور تاتار کے غارتگر قبائل ہندوستان۔ روس۔ اور ہنگری تک فتنہ و فساد سے دنیا کو پریشان کر چکے تھے۔ ایران میں مزدکیوں نے۔ اور یونان و مصر کے فرمانرواؤں نے فلسطین کو برباد کر کے موحدین کے خون سے زمین کو رنگین کر دیا تھا۔ غرضکہ شمشیر زنی کی وبائے عام نے دنیا کے تمام گوشوں کو بے چینی اور اضطرابی کا گہوارہ بنا دیا تھا۔ یورپ سے ہٹ کر ذرا ہندوستان کو بھی دیکھئے کہ جوع الارض نے آرین قوم کو کس قدر خونخوار۔ جفا پیشہ بنا دیا تھا۔ ہندوستان کے وہ باشندے جو گونڈ اور بھیل کہلاتے تھے نہایت سادہ زندگی بسر کر رہے تھے کہ آرین قوم کی تیغ آزمائی نے تمام ہندوستانیوں کے خرمن امن کو خاکستر کر کے ان کے ملک پر قبضہ جا بیٹھے اور تمام کو جلا وطن کر کے پہاڑوں میں نکال دیا جہاں اب تک وہ اپنی سابقہ بے کسی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ عرب میں بھی چین و سکون ناپید تھا۔ اگرچہ اطراف و جوانب کے حریص بادشاہوں نے دیار عرب پر بھی حملے کئے مگر ویرانیٔ ملک اور وحشت نے حوصلے پست کر دیئے تاہم خود اہل عرب بھی پُرامن زندگی سے محروم تھے۔ باہمی جنگ و جدل میں شبانہ روز تلوار کی جھنکار نے خواب و خور حرام کر دیا تھا۔ ادنیٰ ادنیٰ بات پر خونریزیاں واقع ہوتی تھیں۔ ایک عورت کے کھیت میں اونٹ چلا گیا اس نے اونٹ کو مارا۔ مالک شتر نے عورت کی پستانوں میں کاٹ لیا بس اسی پر بنی بکر اور بنی تغلب میں چالیس برس ۴۹۴ء سے ۵۳۴ء تک جنگ رہی جو حرب بسوس کے نام سے مشہور ہے۔ اسی طرح ۵۶۸ء میں داحس نام ایک گھوڑے کی گھوڑ دوڑ میں نکلتے ہوئے گھوڑے کو چمکا دیا اسپر بھی چالیس سال ۶۰۸ء تک لڑائی رہی اور قبیلے کے قبیلے کٹ مرے یہاں تک کہ ۶۳۱ء میں جب بعض قبیلے مشرف باسلام ہوئے تو حرب داحس کا خاتمہ۔ یہ خونین داستان تو عہد عتیق یا دور تاریک کی تھی اب اُس زمانہ کا حال بھی ملاحظہ فرمائیے جو تعلیم و تہذیب اور علوم و فنون کی اشاعت کا روشن تر زمانہ کہلاتا ہے۔ محکوم ممالک کو قطع نظر کر کے اُن سلطنتوں پر غائر توجہ کیجئے جو آزاد اور حریت عطا کنندہ کہلاتی ہیں اور جن کو دعویٰ ہے کہ ہم دنیا میں تہذیب انسانی کے استاد اور عدل و انصاف کے فرشتۂ رحمت ہیں۔ ان دعووں کی مدعی یورپ کی حکومتیں ہیں جو اپنی فرضی معدلت گستری اور غیر واقعی شہرت مساوات کی چیخ پکار میں تمام دنیا کو ظالم جنگجو تیغ آزما کہکر اپنے خونین کارنامول پر چادر گمنامی ڈالنا چاہتی ہیں۔ حالانکہ اگر دیکھا جائے تو ہوس استعماریت میں یورپ کی کوئی چھوٹی سی سلطنت سے لیکر بڑی سے بڑی حکومت بھی شمشیر زنی سے باز نہیں رہی۔ اور عہد ظلمت کی طرح یہ روشنی کا زمانہ بھی پیاسی کی خون آشام تلوار بے نیام کی جھنکاروں سے گونج اٹھا۔ اس تہذیبی دنیا کے مظالم اور معرکہ آرائیوں کے منظر دیکھئے چاہئے

دنیائے اسلام کے ان برباد اور پامال شدہ کھنڈر اور اجڑے ہوئے شہروں میں جاکر ملاحظہ کرو جو محض یورپ کی جوع حکومت کا شکار ہوکر زبان حال سے گذشتہ عظمتوں کا مرثیہ پڑھ رہے ہیں۔ تاریخ اسلام کے صفحات الٹو اور دیکھو کہ بقول مورخین یورپ تھوڑے ہی برس کے عرصہ میں مسلمان اتنی بڑی سلطنت کے مالک ہوگئے جو عیسائیوں کو سینکڑوں برس میں بھی نصیب نہ ہوئی) وہ عظیم الشان سلطنت جس نے اسلامی نام پاکر تمام دنیا کو تہذیب و تمدن کا گہوارہ بنادیا تھا کہاں غائب ہوگئی کونسی زمین کھا گئی سنو! سنو! میں بتاتا ہوں کہ وہ عریض وطویل اسلامی حکومت محض اقوام یورپ کی جوع الارض کے وسیع معدہ میں ہضم ہوگئی اور اگر چشم دید شہادت کی ضرورت ہے تو پہلے یورپ میں جاکر اندلس (اسپین) کے ممالک کو دیکھو اور وہاں کی اسلامی یادگار عمارتوں سے ان کی بربادی وعظمت کا حال دریافت کرو تو وہ لسان حال سے یوں جواب دیں گی "ہم اُس اسلامی سلطنت کے آثار ہیں جو اندلس میں آٹھ سو برس تک قائم رہی اور جس کی بدولت تمام یورپ میں علوم وفنون کی اشاعت ہوئی۔ مگر نویں صدی ہجری میں وہ حکومت اور اس کا تمدن اندلس سے خارج کردیا گیا اور ۱۴۹۲ء میں فرڈیننڈ عیسائی اسکی آخری دارالسلطنت غرناطہ پر قابض ہوگیا اور مسلمانوں کا قتل عام اور اخراج شروع ہوگیا اور تیس لاکھ عرب یا تو جان سے مارے گئے، یا نکال دیئے گئے۔" غرضکہ اسلامی سلطنت جو دنیا کی تمام سلطنتوں سے وسیع اور عریض تھی محض تیغ آزمائی اور جنگجوئی کا شکار ہوکر پردۂ عدم کو رخصت ہوگئی۔ مقصد ہمارا صرف اسقدر ہے کہ تاریخ دنیا خمشیر کشی سے پُر ہے۔ کوئی حکومت اپنے کو پاک دامن، پُرامن۔ اور بے تلوار اٹھائے کامیاب ہونا ثابت نہیں کرسکتی۔ تمام اقوام میں جب سے کہ دنیا تنازع للبقا کے فلسفہ سے واقف ہوئی ہے تلوار چلتی رہی ہے۔ خود اس صدی کو ہی دیکھو کہ جس میں تہذیب و تمدن کا آفتاب نصف النہار پر درخشاں ہورہا ہے کہ تیغ زنی۔ توپ وتفنگ نے کیا قیامت بپا کردی ہے ۱۸۵۷ء میں ہندوستان کی سلطنت مغلیہ کے آخری بادشاہ بہادر شاہ کو حکومت سے محروم کرکے اسی کے دیوان خاص میں ملزموں کے کٹہرہ میں کھڑا کرکے رنگون میں دائمی نظر بندی کا حکم سنایا جاتا ہے۔ ہندوستان کے کتنے اسلامی پایۂ تخت ہیں جن پر یورپین حضرات قابض ہیں۔ کیا یہ واقعات صرف شمشیر زنی کے رہین منت نہیں ہیں۔ گریٹ وار کو دیکھو کیا وہ بھی اسی جوع ارضی کے باعث وجود میں آئی تھی۔ خلاصہ ومختصر یہ کہ حکومت دنیا کسی صدی کسی قرن میں بھی تیغ آزمائی سے باز نہیں رہی۔ اور بوقت ضرورت ہمیشہ تلوار سے کام لیا گیا ہے۔ مگر سخت حیرت واستعجاب کا موقع ہے کہ جب بھی دفع اعداء کے لئے۔ امن وعافیت کے لئے۔ اشاعت علوم وفنون کے لئے۔ تہذیب وتمدن کے لئے مسلمان حکمران تلوار اٹھاتے ہیں تو عیسائی اور آریہ دنیا یک زبان ہوکر ظلم۔ ظلم۔ ستم ستم کے نعرے بلند کرکے دنیا میں شور مچا دیتی ہے۔ حالانکہ ان دونوں میں سے کسی کی تاریخ بھی مظالم سے خالی نہیں۔ مالٹہ۔ سسلی۔ کریٹ۔ مقدونیہ۔ یونان۔ بلگیریا۔ سرویہ۔ مانٹی نگرو میں عیسائیوں نے غالب ہوکر کیا کیا۔ فرانس۔ امریکہ۔ اور خود انگلینڈ نے عثمانیوں اور مصر وعراق وحجاز میں مسلمانوں کے ساتھ کیا خونریزی کا سلوک نہیں کیا۔ اور کیا ہندوستان کے راجگان نے شاہان اسلام کے ساتھ معرکہ آرائی میں لاکھوں انسانوں کو تلوار کے گھاٹ نہ اتارا۔ جب یہ دونوں قومیں اپنی گذشتہ اور موجودہ تاریخ میں تیغ زنی کی مشق برابر کرتی رہی ہیں تو ان کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ مسلمانوں کی دفاعی جنگوں کو ظلم وستم پر محمول کرتی ہیں اور برابر اسلام کو بدنام کررہی ہیں کہ اسلام کی اشاعت تلوار کے زور سے کی گئی۔ اسلام محض شمشیر کے خوف سے دوسری قوموں میں پھیلایا گیا۔ اسلام صرف توپ وتفنگ کے سایہ میں غیر ممالک تک پہنچا۔ یہ دعوی محض کذب وافترا پر مبنی ہیں اس لئے کہ اول تو اسلام کا مقصد ملک گیری۔ خزانوں کا فراہم کرنا۔ اقوام عالم کو غلام یا باجگزار بنانا شہنشاہی قائم کرنا نہیں دوسرے تلوار اسلام کے ارکان میں داخل نہیں۔ اسلام تو صرف اقرار توحید ورسالت کا نام ہے۔ تلوار اور خون اس کے اجزا میں شامل نہیں۔ ان دونوں قوموں کا یہ نہایت ناپاک اور گندا پروپیگنڈا ہے جو اسلام کی روحانیت کا جنگ وجدل اور قتل وغارت کو جزو لاینفک سمجھتی ہیں۔ اسلام میں جہاد ہوا اور اب تک موجود ہے مگر اس کا منشا یہ نہیں کہ جبر واکراہ سے اسیر یافتہ انسانوں کو محکوم بنایا جائے بلکہ وہ ایک حربہ ہے جو حریف کے دفاع اور دشمنوں کے حملے روکنے کے لئے بوقت ضرورت کام میں لایا جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ یورپ کی طرح ہوس استعماریت میں ہر وقت شمشیر دودم نیام سے باہر نکلی رہے۔ اسلام نے کبھی وقت بھی بے جا تیغ آزمائی نہیں کی۔ بلکہ ہمیشہ اس وقت جہاد کیا گیا جب دشمنوں نے عرصۂ حیات تنگ کردیا

تو مجبوراً تلوار کے ذریعہ ان کو روکا گیا۔ قرآن حکیم میں کسی جگہ بھی یہ حکم نہیں کہ بلا وجہ امن کو برباد کر کے قوموں کو زیر نگین کیا جائے۔

• بلکہ انہی مواقع پر حکم جہاد دیا گیا ہے کہ جب کفار نے مسلمانوں کو ستایا، حملہ کیا۔ ان کے شہروں پر یورش کی۔ ان کی بستیوں کو تاخت و تاراج کیا تو حفاظت خود اختیاری کیلئے جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔

مورخین یورپ اور متعصب ہندوؤں کے نزدیک تو جہاد اسلام کی حقیقت کا لازمی جزو ہے۔ لیکن اسلام کی حقیقت اور روح اس سے بالاتر ہے کہ اس کے اپنے خمیر میں خون کے اجزا شامل کئے جائیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے دریافت کیا گیا کہ آپ جہاد کیوں نہیں کرتے جواب دیا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے کلمہ توحید۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج (مسلم) یعنی جہاد اسلام کی حقیقت سے خارج ہے۔ اس کا جزو نہیں۔ ایک جلیل القدر صحابی جن کی عمر کا بیشتر حصہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلامی جہادوں میں صرف ہوا ان کے بیان سے جہاد کا منشا عالم آشکارا ہو گیا۔ کہ اسلام کی بنیاد اور حقیقت سے جہاد کو تعلق نہیں۔ بلکہ وہ تو صرف دشمنوں کے شر و فساد کو دفع کرنیکا ایک ہنگامی اور وقتی حربہ ہے۔ یہ مخالفین اسلام کا تعصب ہے کہ وہ اسلام کے پاک اور مقدس دامن امن کو خون کے چھینٹوں سے رنگین کرنا چاہتے ہیں ورنہ فی الحقیقت اسلام نے اپنی اشاعت و ترویج کے لئے کبھی تلوار نہ اٹھائی۔ اسلام کی اشاعت تو ان اخلاق و خصائل کی رہین منت ہے جو سرور کائنات مفخر موجودات حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں معلم قدرت نے ودیعت رکھے تھے۔ صرف آپ کے خلق عظیم کا نتیجہ تھا کہ قبیلے کے قبیلے دائرہ اسلام میں داخل ہوتے چلے گئے۔ اگر متعصب مورخین کے اس بے بنیاد الزام کو صحیح بھی مان لیا جائے تو وہ مشہور مورخ ڈاکٹر لیبان کے اس قول کا کیا جواب دیں گے "آنحضرت کے پاس وہ کونسی تلوار تھی جس سے آپ کی تنہا ذات نے جنگجو اور دشمن جان عربوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا" غیر ممالک اور خود عرب پر مسلمانوں کا تسلط اس وقت ہوا جب مسلمانوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہو کر لاکھ تک پہنچ چکی تھی۔ یہ دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ جم غفیر تعداد کہاں سے اور کس طرح پیدا ہو گئی کیا ایک شخص ذات واحد سے ہزاروں کو تلوار کے زور سے اپنا مطیع بنا سکتا ہے۔ اور مطیع بھی ظاہری طور پر نہیں بلکہ جان و مال اولاد۔ عزت آبرو سب کچھ آپ پر نثار کرنے والے خدام بن جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام اور داعی اسلام میں وہ اخلاق کی کہربائی قوت تھی جس نے تمام دنیا کے انسانی قلوب کو اسلام کا فریفتہ بنا دیا۔ اگر اسلام کی حقیقت میں خون آشامی تیغ زنی داخل ہوتی تو بجا ہے اسلام کو دشمنوں کے حقوق کی جانب متوجہ نہ کیا جاتا۔ قرآن حکیم جو اسلام کی قانونی اور واجب العمل کتاب ہے اس کی ان آیتوں کو دیکھو اور غور کرو کہ جہاد کے اسباب کیا ہوتے تھے۔

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا۔ ان اللہ لا یحب المعتدین (بقرہ) — جو تم سے جنگ کرتے ہیں تم بھی راہ خدا میں ان سے لڑو مگر حد سے بڑھ کر زیادتی کرنے والوں کو خدا پسند نہیں کرتا۔

واقتلوھم حیث ثقفتموھم واخرجوھم من حیث اخرجوکم والفتنۃ اشد من القتل (بقرہ) — اور جہاں کہیں مقابلہ کرو۔ وہ جس جگہ سے دشمنوں نے تم کو نکالا ہے تم بھی ان کو نکالو۔ فساد، قتل سے بھی سخت ہے۔

فان قاتلوکم فاقتلوھم (بقرہ) — اگر تم سے جنگ کریں تم بھی کرو۔

وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ (بقرہ) — اور یہاں تک جہاد کرو کہ فساد باقی نہ رہے۔

ان آیات کا مطالعہ انصاف سے کرو۔ اور غور کرو کہ جہاد کس صورت میں فرض کیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں انہی احکام پر عمل ہوتا رہا اور آپ کے بعد خلفاء راشدین نے بھی ان ہی امور کو جہاد کے وقت ملحوظ رکھا۔ بلکہ دشمنوں کے حقوق کا بہت زیادہ خیال رکھا۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے شام کی طرف فوج روانہ کی تو امیر العسکر کو یہ احکام تحریر فرمائے۔

(۱) تم ایک ایسی قوم (راہب) کو پاؤ گے جنہوں نے اپنے آپ کو عبادت خدا کے لئے وقف کر دیا ہے ان کو چھوڑ دو (۲) میں تم کو دس وصیتیں کرتا ہوں (۱) عورت (۲) بچے (۳) بڈھے کو قتل نہ کرو (۴) پھلدار درخت نہ کاٹو (۵) آبادی کو ویران نہ کرو (۶) بکری اور اونٹ کو ذبح نہ کرو (۷) نخلستان میں آگ نہ لگاؤ (۸) مال غنیمت میں خیانت نہ کرو (۹) نامرد نہ ہو (موطا)

حضرت فاروق اعظمؓ نے بھی ان قوانین کا احترام کیا۔ اور فوج کو عام طور پر ہدایت فرمائی "اگر وہ تم سے لڑیں تو بدعہدی نہ کرو۔ خیانت نہ کرو۔ مقتولین کے اعضاء نہ کاٹو۔ اور بچوں کو قتل نہ کرو (کتاب الخراج) ایک دفعہ آپکو معلوم ہوا کہ فوجی لوگ بدعہدی کرتے ہیں تو سپہ سالار فوج کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم دشمنوں کا تعاقب کرتے ہو اور جب وہ پہاڑ پر چڑھ جاتے ہیں تو کہتے ہو کہ نہ ڈرو لیکن جب انپر قابو پا لیتے ہو تو ان کو قتل کر ڈالتے ہو اگر اب کوئی شخص اس بدعہدی کا مرتکب ہوا قسم بخدا کہ اس کی گردن اڑا دونگا (موطا) اسلام کے آقا اور اس کے خلفا کی زندگی کو دیکھو اور بتاؤ کہ جہاں

کس وقت کہتے تھے۔ کیسے کرتے تھے۔ دشمنوں کے ساتھ کیا برتاؤ ہوتا تھا۔ بچے۔ بوڑھے۔ راہب۔ مویشی۔ زراعت۔ باغات۔ کے ساتھ بکیفیت فاتح مسلمانوں نے کیا کیا۔ اگر دنیا سے انصاف اٹھا نہیں ہے اور غلط بیانی۔ دروغ بافی کا جنازہ اٹھ چکا ہے تو ہر شخص کہے گا کہ اسلام پر یہ الزام بالکل غلط ہے کہ وہ بزور شمشیر دنیا میں پھیلایا گیا ہے۔ بلکہ اسکی اشاعت محض تبلیغ اور اخلاق فاضلہ کی وجہ سے تمام عالم میں ہوئی ہے۔ اس کا جہاد صرف دشمنوں کے ظلم وستم کے روکنے کے لئے ہوا ہے۔ اب ذرا تفصیل کے ساتھ حروب اسلامیہ کو بھی لکھتا ہوں ان کو بھی ملاحظہ فرمائیے اور ہر جنگ اور ہر موقع کے جہاد کو دیکھئے۔ اور انصاف کیجئے کہ ان لڑائیوں (غزوات) میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام نے کسقدر حق کی پاسداری فرمائی ہے۔ اور دشمنوں کے سخت سے سخت ظلم وفساد کا کیسی متانت اور تہذیب سے جواب دیا ہے جس کی نظیر دنیا کی کسی قوم کی تاریخ میں نہیں ملسکتی۔

پہلے یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو غزوات میں کیوں شریک ہونا پڑا اور اہل مکہ کیوں جان کے دشمن تھے۔ جب ۲۹ اگست سنہ ۵۷۰ء میں آنحضرتؐ پیدا ہوئے تو اہل عرب اور خصوصًا اہل مکہ شرک۔ بت پرستی۔ اور عام حقوق تلفی اور قتل وغارت میں مبتلا تھے۔ سرور عالم نے چالیس سال عبادت کرنے اور ہر کہ ومہ کے دل میں دوستی پیدا کرنے کے بعد دعوئے رسالت فرمایا اور تین سال مخفی طور پر خدمت رسالت انجام دیتے رہے چوتھے سال جب حکم تبلیغ ملا تو آپ نے حضرت ابوطالب کے مکان پر چالیس فرزندان عبدالمطلب کی دعوت کی۔ کھانے کے بعد آپ نے فرمایا اے فرزندان عبدالمطلب! میں تمہارے واسطے ایسی چیز لایا ہوں جو دنیا میں بہتر ہے کیا جو کچھ میں تم سے کہوں گا اس کا یقین کروگے؟ جواب ملا ہم آپ کو سچا اور امین جانتے ہیں آپ نے فرمایا خدا نے مجھے پیغمبر کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ سب سے پہلے اپنے عزیزوں کو اس امر کی دعوت دوں۔ اور عذاب آخرت سے ڈراؤں تم میں کون ہے جو میری اطاعت کرے اور میرا مددگار ہو! مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ یہ دعوت نہ تھی بلکہ اہل مکہ کی عداوت کی تخم ریزی کا سب سے پہلا دن تھا۔ چنانچہ اہل قریش میں مخالفت کی آگ جل اٹھی۔ ابوسفیان۔ ابولہب آپ کی جان کے دشمن بن گئے۔ آپ کو طرح طرح کی ایذا دینے لگے۔ اور جو لوگ مسلمان ہوتے ان کو بھی تکلیف پہنچاتے مگر آپ خاموشی کے ساتھ برابر دعوت اسلام دیتے رہے۔ جب مسلمانوں پر حد سے زیادہ مظالم ہونے تو آپ نے سنہ بعثت میں اصحاب کو ہجرت حبشہ کا حکم دیا۔ قریب سو مرد عورتوں کے وطن کو چھوڑ کر حبشہ چلے گئے مگر قریش نے ان مسلمانوں کو وہاں بھی جا کر ستایا۔ اور آنحضرتؐ ہر مصیبت کو جھیلتے ہوئے برابر تبلیغ کرتے رہے۔ مگر جب حضرت ابوطالب کا انتقال ہو چکا تو کفار نے ایذا رسانی میں اپنا پورا زور صرف کر دیا۔ آخر آپ بھی مکہ کو خیرباد کہکر طائف میں چلے گئے۔ وہاں بھی تبلیغ کی۔ مگر وہ لوگ بھی دشمن ہو گئے اور آپ کو پتھروں سے زدوکوب کرکے باہر کر دیا۔ پھر آپ مکہ میں آئے۔ موسم حج میں وعظ فرما رہے تھے کہ چھ خزرجی آپ کا وعظ سنکر مسلمان ہو گئے۔ اور مدینہ میں جا کر آپ اور اسلام کا چرچا کیا۔ دوسرے سال چند اور مرد وعورت آئے مسلمان ہو گئے آپ سے مدینہ چلنے کی درخواست کی مگر آپ نے جواب دیا کہ میں حکم خدا کا منتظر ہوں آخر جب کفار نے آپ کی جان لینے کا مصمم ارادہ کر لیا تو آپ بحکم خدا مکہ کو چھوڑ کر مدینہ شریف میں ہجرت کر گئے۔ مگر قریش کی عداوت بجائے کمی کے اور بھی زیادہ ہو گئی ان کو خیال ہوا کہ ہم نے مسلمانوں کو بہت ستایا ہے اگر وہ زیادہ قوی ہو گئے تو انتقام لیں گے اس لئے انہوں نے مدینہ پر حملہ کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اس کے بعد سے غزوات کا آغاز ہے

اور سنہ ۲ھ میں مقام ابواء میں غزوہ ابوا پہلا غزوہ واقع ہوا جسکی وجہ یہ تھی کہ قبیلہ بنی ضمرہ مسلمانوں کو ایذا دینے کی غرض سے قریش کے ساتھ متفق ہوا تھا۔ آنحضرتؐ نے دوسو آدمی کے ساتھ مدافعت کا ارادہ کیا مگر لڑائی نہ ہوئی۔ اور یہ فیصلہ ہو گیا کہ بنی ضمرہ نہ قریش کا ساتھ دیں گے نہ مسلمانوں کا۔ اس غزوہ میں علمبردار حضرت حمزہ تھے غزوہ بدر رمضان سنہ ۲ھ میں ہوا۔ کیونکہ یہ خبر ملی تھی کہ قریش بڑی آمادگی کے ساتھ مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں اور سننے میں آیا کہ ابوسفیان تیس سواروں کے ساتھ ہزار آدمیوں کے قافلہ کے ہمراہ شام سے اسباب تجارت لا رہا ہے آپ ۳۱۳ ہمراہیوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور مقام بدر پر جا اترے قریش ۹۵۰ آدمی کی جمعیت سے ابوسفیان کی مدد پر مکہ سے روانہ ہوئے جنگ ہوئی۔ مسلمانوں نے فتح پائی۔ ستر کفار مارے گئے ۷۰ اسیر ہوئے حضرت علی علمبردار تھے۔ قیدیوں کو زر فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا۔ غزوہ احد۔ شوال سنہ ۳ھ میں واقع ہوا جسکی وجہ یہ تھی کہ جنگ بدر کا بدلہ لینے کے لئے ابوسفیان نے ۳ ہزار فوج چڑھائی کی۔ ایک حصہ کا عکرمہ بن ابوجہل اور دوسرے کا خالد بن سردار تھا۔ آنحضرتؐ کے ساتھ پورے ہزار آدمی بھی نہ تھے

لڑائی ہوئی جو مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے مسلمانوں کو فتح ہونے کو تھی کہ وہ خلاف حکم رسول مال غنیمت لوٹنے میں مصروف ہوگئے۔ فتح کی شکست ہوگئی۔ حضرت حمزہ شہید ہوگئے۔ مسلمان آنحضرت کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اسی اثنا میں ایک گوپیے کے پتھر سے آپکے دو دندان مبارک شہید ہوگئے۔ اور ایک پتھر سے پیشانی مبارک زخمی ہوگئی۔ تلواروں کے زخم بھی آئے۔ اور آپ گڑھے میں گر گئے۔ حضرت طلحہؓ کی پشت پر پائے مبارک رکھکر آپ باہر آئے۔ رات ہوگئی تھی دوسرے دن صبح کو مدینہ روانہ ہوئے۔ ابوسفیان اس اندلیشہ سے کہ آنحضرت اہل مدینہ کے ساتھ دوبارہ حملہ نہ کریں مکہ کو روانہ ہوگیا۔ ۷۰ مسلمان شہید اور ۷۰ زخمی ہوئے۔ کفار صرف ۲۰ یا ۲۲ کام آئے۔

غزوہ بنی نضیر۔ صفر ۴ھ میں ہوا سبب یہ تھا کہ بنی نضیر مدینہ سے ۳ میل کے فاصلہ پر قلعہ زہرہ میں رہتے تھے ان سے آپ کا معاہدہ صلح تھا مگر ایک موقع پر ان کے سرداروں نے آپکو بلایا۔ معاہدہ توڑکر درپے قتل ہوا۔ آپ بحکم خدا واپس چلے آئے۔ اور پھر فوج لے کر بنی نضیر کا محاصرہ کرلیا۔ ۶ دن کے محاصرہ کے بعد انہوں نے قلعہ سپرد کردیا۔ بعض شام کو بعض خیبر کو چلے گئے۔

غزوہ بنی مصطلق۔ شعبان ۵ھ میں واقع ہوا جس کے اسباب یہ تھے کہ آنحضرت کو خبر ملی کہ بنی مصطلق کا سردار حارث ابن ابی ضرار مسلمانوں پر فوج کشی کا ارادہ رکھتا ہے۔ آپنے مقابلہ کیا۔ لڑائی ہوئی۔ ایک مسلمان شہید ہوا۔ دس کافر مارے گئے یہودی بھاگے۔ مسلمان مال غنیمت لے کر واپس آئے۔ اور سو قیدی لائے جن میں حارث کی بیٹی جویریہ بھی تھیں جو حضرت کے نکاح میں آئیں۔

غزوہ خندق۔ یہود بنی نضیر جو خیبر میں جلاوطن ہوئے تھے درپئے انتقام تھے ان میں سے ۲۰ نفر نے مکہ میں آکر ابوسفیان کو اکسا لیا اور پھر بنی غطفان اور بنی قیس وغیرہ بہت سے قبائل میں جاکر اپنے سے ملالیا پس ابوسفیان نے دس ہزار آدمی سے مدینہ پر چڑھائی کی اور شوال ۵ھ میں یہ جنگ واقع ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے نکلے اور کوہ سلع کو پشت پر رکھکر سامنے طرف پانچ گز چوڑی اور پانچ گز گہری خندق حضرت سلمان فارسی کی صلاح سے کھدوائی۔ اتنے میں دشمن بھی آپہنچا۔ آپ کے ساتھ تین ہزار مسلمان تھے۔ غنیم نے ہر طرف سے مسلمانوں کا محاصرہ کیا مگر چونکہ خندق بیچ میں تھی جب کفار اس کے عبور کرنے کا ارادہ کرتے مسلمان پتھر مارنے شروع کردیتے تاہم ایک دن عمرو بن عبد جسکو عرب ہزار سوار کے برابر سمجھتے تھے اور چند دیگر نامی جنگجو خندق کو پھلانگ کر آگئے۔ حضرت علیؓ مقابلہ میں آئے اور اس بہادر کو مار لیا اس کے ساتھی فرار ہوگئے مگر کفار محاصرہ کئے رہے قبائل میں پھوٹ پڑگئی۔ سردی اور مینہ کا طوفان بھی آیا جس سے ابوسفیان کا بھی جی چھوٹ گیا۔ اس نے کوچ کا نقارہ بجا دیا۔ مسلمانوں کے دل بھی مضبوط ہوگئے۔ اس غزوہ میں صرف ۶ مسلمان شہید ہوئے۔

غزوہ حدیبیہ۔ ذیقعدہ ۶ھ میں حج کے ارادہ سے ۱۴ یا ۱۵ سو اصحاب کے ساتھ آنحضرت مکہ کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں سنا کہ قریش نے بہت کچھ جنگ کا سامان کیا ہے۔ حالانکہ ان مہینوں میں ان کے ہاں بھی لڑنا حرام تھا وہ لڑنے پر آمادہ ہوگئے لہذا آپ نے بھی مکہ سے ایک منزل پر بمقام حدیبیہ پہنچکر قیام کیا۔ اور جنگ کرنے پر اصحاب سے اقرار لیا۔ اسی اثنا میں قریش نے اپنا وکیل بھیجکر ان شرائط پر صلح کی (۱) دس برس صلح کی میعاد رہے گی ایک فریق دوسرے کے جان و مال سے تعرض نہ کرے گا۔ (۲) جو لوگ ہم عہد فریقین کے ہونگے وہ بھی اس معاہدہ میں شامل سمجھے جائیں گے (۳) اس سال اہل اسلام عمرہ نہیں کرنے پائیں گے (۴) مسلمان سال آئندہ سے عمرہ کرسکتے ہیں (۵) مسلمان عمرہ کو آئیں تو سوائے تلوار کے کوئی ہتھیار نہ لائیں (۶) اگر قریش کا کوئی فرد مسلمان ہوکر اہل اسلام میں چلا جائے تو مسلمان اسے واپس کردیں (۷) اگر مسلمانوں کا کوئی فراری مرتد ہوکر قریش میں چلا جائے تو وہ واپس نہ کریں اس صلح سے مکہ سے مسلمانوں کی ہر قسم کی مزاحمت جاتی رہی۔

غزوہ خیبر۔ سنا گیا کہ خیبر کے یہودیوں نے جو مدینہ اور اسکی نواح سے جلاوطن ہوئے تھے جنگ کی تیاری کی ہے آپ یہ سنکر صفر ۷ھ میں ۱۶ سو صحابہ کے ساتھ انپر چڑھ گئے حضرت ابوبکرؓ پھر حضرت عمرؓ کو علمبردار بناکر قلعہ خیبر فتح کرنے کو بھیجا گیا جب دونوں ناکام واپس آئے تو حضرت علیؓ کو بھیجا گیا آپنے مرحب پہلوان کو لڑکر قتل کیا اور قلعہ کو فتح کرلیا اہل قلعہ نے امان مانگی آپ نے حضرت سے اجازت لے کر امان دی اس شرط پر کہ اہل قلعہ اپنا مال و اسباب بطور تاوان جنگ کے حوالہ کریں صرف ایک ایک اونٹ غلہ اپنے پاس رہنے دیں خیبر کی زمین میں جو کاشت کریں اسکی پیداوار کا نصف حصہ بطور خراج دیتے رہیں اور کسی بدعہدی پر جلاوطن کردیئے۔

فتح مکہ صلح حدیبیہ دس برس کے لئے ہوئی تھی اسوقت سے بنی بکر قریش کے اور بنی خزاعہ آنحضرتؐ کے حلیف تھے ۸ھ میں ان دونوں قبیلوں میں جنگ ہوگئی قریش مکہ نے بنی بکر کو ہتھیاروں سے مدد دی آنحضرت کے حلیف بنی خزاعہ بہت سے مارے گئے جس سے آنحضرت کے ساتھ عہد و صلح ٹوٹ گیا اور آپ دس ہزار فوج سے مکہ پر حملہ آور ہوئے آپکی فوج بلا مزاحمت مکہ میں گھس گئی شہر فتح ہوگیا۔ اہل شہر کو اس شرط پر کہ مقابلہ نہ کریں امان دیدی گئی صرف گیارہ مردوں اور چھ عورتوں کا خون حلال کیا گیا جن سے مسلمانوں نے سخت ایذائیں اٹھائی تھیں ان میں سے بھی بعض کو معاف کردیا گیا یہ لڑائی ۸ھ میں واقع ہوئی غزوہ حنین فتح مکہ کی خبر عرب میں پھیلی تو بنی ہوازن اور بنی ثقیف بنی سعد وغیرہ قبائل نے آنحضرت سے لڑنے پر اتحاد کر لیا اس اجتماع کی خبر سنکر آنحضرت شوال ۸ھ میں ۱۲ یا ۱۶ ہزار فرزندان توحید کے ساتھ چل کھڑے ہوئے حنین پر پہونچے تو دشمن پہلے ہی سے اگر چھپ رہے تھے یکایک مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے خوب مقابلہ ہوا آخر غنیم کو شکست دے کر بھگا دیا۔ یہ غزوات اسلام کا نہایت ملخص اور مختصر خلاصہ ہے۔ اور صرف بعض مشہور لڑائیوں کا حال درج کیا گیا ہے جن کا ادنیٰ تبصرہ عقل سلیم رکھنے والے کو صراط مستقیم کی رہبری کرکے بتا دیگا کہ اسلام کی تمام لڑائیاں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا خلفاے راشدین کے زمانہ میں ہوئیں وہ تمام تر دفاعی اور دشمنوں کے حملہ روکنے کے لئے لڑی گئی تھیں۔ مضمون بہت طویل ہوگیا ہے ورنہ غزوات کو تفصیل کی روشنی میں لاکر اس کے تمام اسباب و علل کو وضاحت سے بیان کیا جاتا تب اور بھی روز روشن کی طرح اسلامی غزوات کا حقیقی سبب منصۂ شہود پر آجاتا امید کہ ناظرین اس مختصر تحریر سے نتیجہ پر پہنچکر مورخین یورپ اور ہندوستان کے سنگدل سورماؤں کی ذہنیت کا

مورخ اعظم علامہ شبلی نعمانی کی تصنیفات

عید میلاد کی خوشی میں ۲۵ فیصدی کی رعایت

الفاروق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مفصل سوانح عمری کے ان جملہ واقعات کی تشریح جو حضرت عمرؓ کے دورہ سے متعلق ہیں ان تمام لڑائیوں کی تفصیل جو رسول خدا کے خلاف کفار عرب نے انجام دیں اور ان میں حضرت عمرؓ کے عقلی و عملی کارنامے رسول خدا کی وفات حضرت ابوبکرؓ کی خلافت حضرت عمرؓ کی خلافت اسلامی قانون کا اجرا۔ اور تمام محکمہ جات کی ایجاد۔ ڈاک کے سلسلے ٹیکس اور لگان کے طریقے بالتفصیل درج ہیں کاغذ چکنا ولایتی سفید ضخامت تقریباً تین سو صفحے۔ قیمت صرف دو روپے (عہ)

سیرۃ النعمان حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کوفی کے حالات اور فن فقہ پر تفصیلی ریویو کاغذ چکنا ولایتی سفید حجم تقریباً دو سو صفحے قیمت ہر دو حصہ کامل ۸ عہ

المامون یعنی مامون فرمانروایان اسلام کا پہلا اور دوسرا حصہ کاغذ چکنا ولایتی سفید ضخامت ۲۰۰ صفحات ہر دو حصہ (عہ)

الغزالی امام غزالی کی ولادت۔ غزالی کی وجہ تسمیہ ابتدائی تعلیم امام صاحب کی یادداشتوں کا لٹ جانا۔ امام صاحب پر ایک قزاق کے لکھنے کا فوری اثر تکمیل تحصیل علم کے لئے نیشاپور کا سفر۔ تصوف اور حالات بیخودی میں بغداد سے نکلنا کاغذ سفید ۹ ۲۰ سرخیوں کے ماتحت ۶۸ صفحہ نیز قیمت ۸ر

سوانح مولوی روم مثنوی شریف پر نہایت تفصیل سے تقریظ اور تبصرہ مولانا کی پیدائش سے وفات تک کے مفصل حالات شمس تبریز کا قتل یا گم ہوجانا صفحات ۱۳۰ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

اورنگزیب پر ایک نظر شہنشاہ عالمگیر پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں ان کا جواب نہایت تحقیق و استدلال سے دیا ہے قیمت ۸ر

رسائل شبلی اس میں گیارہ رسالے ہیں ۲۰۹ صفحات قیمت ڈیڑھ روپیہ (عہ)

آغاز اسلام ترجمہ بدء الاسلام قیمت آٹھ آنے (۸ر)

بیان خسرو حضرت امیر خسرو کے کلام پر محققانہ ریویو اور پیدائش سے وفات تک کے حالات قیمت آٹھ آنے (۸ر)

مقالات شبلی اس میں ۲۴ جداگانہ مضامین ہیں قیمت ایک روپیہ (عہ)

الہارون خلیفہ ہارون رشید کی مکمل سوانح عمری خاندان برامکہ کا عزل و نصب کا پورا ذکر والف لیلہ کے قصوں پر تنقید مصنفہ مولوی مصباح الدین احمد قیمت ۸ر

مصلح اعظم

(از جناب مولوی سید عبد الغنی صاحب بی اے (آنرز) ایل ایل بی وکیل دہلوی)

قدرت الہٰی کا یہ قاعدہ رہا ہے کہ جب کوئی قوم راہِ راست سے بھٹک جاتی ہے تو اسے صراطِ مستقیم دکہانے کے لئے خدا تعالےٰ اپنے کسی برگزیدہ بندہ کو منتخب کرلیا ہے اور اس کے ذریعہ سے گمراہیوں کی ہدایت کرتا ہے۔ اسی مقبولِ بارگاہ بندہ کو پیغمبر یا رسول کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ہمیں روزمرہ کے مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ہمیں اپنا کوئی کام کسی دوسرے کی معرفت انجام دینا ہو تو ہم اپنا کارکن اس کام کی اہمیت کے مطابق مقرر کرتے ہیں۔ جتنا زیادہ اہم اور پیچیدار کام ہوگا اتنا ہی معتبر اور سمجھدار آدمی تلاش کرنا پڑیگا کچھ اسی قسم کا امتیاز انبیائے کرامؑ میں بھی رہا ہے۔

جب ہمارے آقائے نامدارؐ کو معبودِ حقیقی نے نبوت کے عہدہ پر فائز فرمایا تو تاریخ شاہد ہے کہ دنیا کے ہر حصہ میں ابتری، تاریکی لامذہبی لہو ولعب اور دیگر بدعنوانیوں کا دور دَورہ تھا۔ خصوصاً عرب کا ہر خطہ سہرات میں بازی لے گیا تھا اُس سے پہلے جو پیغمبر بہیجے جاتے تھے وہ عموماً کسی خاص قوم اور ملک کی اصلاح کے لئے ہوتے تھے۔ حضرت موسیٰ جیسے جلیل القدر نبی کا کام صرف قوم بنی اسرائیل کی رہبری تھا۔ لیکن جب خدا تعالےٰ کو تمام ساکنانِ عالم کی ہدایت مدنظر ہوئی اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں اپنی معبودیت الوہیت اور وحدانیت کا پیغام پہنچانا چاہا تو اس عظیم الشان فرض کو انجام دینے کے لئے اس ہستی کا انتخاب عمل میں آیا جس کے واسطے تمام کون ومکان کی تخلیق ہوئی تھی۔

پہلی پہر کی اٹھی نظر انتخاب کی

ساڑہے تیرہ سو برس بعد جب دنیا کا تمدن طریق معاشرت اخلاق وعادات بالکل تبدیل ہوچکے ہیں ہم اس ابتری کا صحیح اندازہ نہیں کرسکتے جسکی اصلاح ہمارے آقائے نامدارؐ کے سپرد ہوئی تھی۔ صرف یہ یاد رکہنا کافی ہوگا کہ اسلام سے قبل کا دور عرب میں "جہالت" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ جو اس تاریکی کی کافی شہادت ہے جس سے نکالکر سارباناں عرب کو ایک کملی پوش نے نہ صرف نورِ ایمان سے مالامال فرمادیا بلکہ دولت حشمت علم تمدن اخلاق ہر شعبہ میں ترقی کے انتہائی مدارج پر پہنچادیا۔

اسوقت ہمیں دینی نقطۂ نظر سے بحث نہیں لیکن کیا ایسی ہستی جس نے بادیہ نشین بدوؤں کو جنہیں خانہ جنگیوں سے کبھی فرصت نہ تھی اتفاق اور اخوت کی لڑی میں پروکر اس زمانہ کی نصف دنیا کا حکمران کردیا۔ جس نے انہیں تہذیب سکہاکر عاداتِ قبیحہ ترک کرادیں بلا کسی تعصب کے رحمۃ للعٰلمین کے لقب کا مستحق نہیں؟

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی؛ عرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی۔

اسلام سے پہلے اہل عرب لکڑی اور پتھر کے بتوں کو پوجتے تہے، طرح طرح کے توہمات میں گرفتار تہے، شراب ان کی گھٹی میں پڑی تہی اور جوا ان کے ہاں قابل فخر تھا، بیویوں کی تعداد مقرر نہ تھی اور بے حیائی یہانتک بڑہی ہوئی تھی کہ باپ کے مرنے پر اسکی بیویاں بیٹے کو ورثہ میں ملتی تہیں (ایران ایک قدم آگے تھا کہ وہاں حقیقی بہن سے نکاح جائز تھا) معصوم لڑکیوں کو سنگدل باپ خود ذبح کردیتے یا زندہ دفن کرتے تہے۔ حضور اکرمؐ نے اُن وحشیوں کی تنظیم فرمائی۔ شراب اور دیگر منشیات کو حرام قرار دیا۔ طلاق کے قواعد ایسے اصولوں پر مرتب کئے جن سے سخت ضرورت کے وقت اس ذلیل سے تلخ منکوحہ زندگی سے آزادی تو ممکن رہی لیکن بغیر سمجھے بوجہے طلاق دینا ذرا مشکل ہوگیا صرف یہی نہیں بلکہ یہ بھی فرمادیا کہ طلاق بدترین افعال میں سے ہے۔ توہمات کو منع فرمایا۔ عرب ایک جنگجو قوم تھی اسلئے ایک وقت میں ایک سے زیادہ بیوی رکہنے کو قطعی منع کرنا خلاف مصلحت تھا لیکن اسلام نے تعدادِ ازدواج کو معین کرکے عدل کی وہ کڑی شرط لگادی جسکا پورا کرنا آسان نہیں سود کے نتایج بد سے کون واقف نہیں۔ حضورؐ نے اسکو ممنوع قرار دیا۔ کیا دنیا کسی دوسرے شخص واحد کی مثال پیش کرسکتی ہے جسنے اسقدر جلد اپنے عہد میں ایسی اصلاحات کردی ہوں بلکہ اپنے پیروؤں کو قعر ذلت سے اٹھاکر معراجِ ترقی پر پہنچادیا ہو ہمارے آقاؐ کی ان اصلاحوں کے دشمنان اسلام بھی یہاں تک قائل ہیں کہ مشہور ومعروف انگریز اہل قلم اور فلسفی طامس کارلائل نے پیغمبروں کا ہیرو سرورِ کائنات کو قرار دیا ہے۔

مصلح کی کامیابی کے لئے اپنی نصائح پر خود عمل کرنا اور لوگوں کے لئے خود نمونہ بن جانا لابدی ہے۔ معمولی واعظوں کی نصیحتوں کی ناکامی کا سبب ان کے قول اور فعل میں تفاوت ہوتا ہے۔ لیکن

...آپ نے اپنے افعال سے ایسا اچھا نمونہ پیش کیا کہ صرف آپ کی زندگی کو دیکھ دیکھکر ایک کثیر تعداد کی اصلاح ہوگئی۔ آپکی زندگی بحیثیت پیغمبری کے نہیں بلکہ ہر دنیاوی پہلو سے قابل تقلید تھی۔ تجارت آپنے کی تجارت آبائی پیشہ تھا حکومت سپہ سالاری شجاعت فقر و قناعت ہر ہر شعبہ زندگی میں آپکا طرز عمل لوگوں سے خراج تحسین وصول کرتا رہا ہے۔ اخلاق کریمانہ کا یہ عالم تھا کہ نبوت سے پہلے اپنی قوم میں "امین" کے معزز لقب سے مشہور تھے۔ والدین کا سایہ تو بچپن ہی میں اُٹھ گیا تھا لیکن دادا اور چچا جنہوں نے سرپرستی کی آپ کو اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اس کی وجہ اس دُرِّ یتیم کی نیکی و احسان سے حسنِ سلوک تھا۔ آپ بہترین باپ بہترین شوہر غلاموں کے لئے بہترین آقا اور اپنی رعیت کے بہترین حاکم تھے۔ علم، حلم، قناعت، بردباری، سنجیدگی، جملہ عاداتِ حسنہ کا مجموعہ اگر کوئی ذات ہو سکتی ہے تو حضور کی تھی کسی نے سچ کہا ہے۔

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اس مقدس ذات کی برکت اور اس متبرک تعلیم و تلقین کا نتیجہ تھا کہ مسلمان اسقدر متمدن اور ستودہ صفت ہوگئے تھے کہ صرف مسلمان تاجروں کے اخلاقِ حمیدہ کو دیکھ دیکھکر چین اور مجمع الجزائر شرقی جاوا، سماٹرا، فلپائن وغیرہ میں جوق جوق لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔ ورنہ اگر تلوار سے اشاعت اسلام کو دیگر ممالک میں صحیح بھی مان لیا جائے تو ان علاقوں میں تو بحیثیت فاتح کبھی مسلمانوں کا جانا تاریخ سے ثابت ہی نہیں۔

دار السلام بغداد کی تہذیب کے افسانے ابتک الف لیلہ میں تازہ ہیں لیکن اہالیانِ یورپ اندلسی مسلمانوں کے تمدن کے بھی کچھ کم مدح سرا نہیں۔

ترقی تمدن میں سب سے بڑا اور اہم قدم ترقی تعلیم ہے۔ شفیع المذنبین نے اسکی تاکید ان الفاظ میں فرمائی "علم حاصل کرو خواہ چین میں ہو۔ طلب علم ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔" "علم مسلمانوں کی کھوئی ہوئی میراث ہے" وغیرہ وغیرہ۔ ان فرمانوں سے مسلمانوں کے دلوں میں علم کا وہ شوق پیدا ہوا تھا کہ تشنگانِ علم کی سیرابی کے لئے ہر اسلامی شہر میں بڑے بڑے دار العلوم قائم تھے، خصوصاً بغداد و قرطبہ، مصر، نیشاپور وغیرہ کی یونیورسٹیاں تو خصوصاً مشہور ہیں موجودہ پاسبانانِ تمدن یعنی اہل مغرب اندلسی مسلمانوں ان کے مدرسوں اور کتب خانوں کے جسقدر ممنونِ منت ہوں کم ہے۔ یونان کے علوم مردہ کو زندہ کرنے والے مسیحا بھی پیروانِ محمدؐ ہی تھے۔

یورپ کو اپنے تمدن میں جس پر سب سے زیادہ ناز ہے وہ صنف نازک کے ساتھ مراعات، اور مساوات اور ان کے حقوق کی نگہداشت ہے۔ لیکن کون نہیں جانتا کہ بحیثیت مذہب اسلام سے بڑھکر عورت کو کسی نے حقوق عطا نہیں کئے۔ اپنی جائداد و دولت کے انتظام اور ملکیت میں وہ کسی کی پابند نہیں ترکہ پدری سے وہ محروم نہیں، نکاح ثانی کی ان کو اجازت ہے، طلاق کی سختی دور کرنے کو عورتوں کے ہاتھ میں خلع اور خیار کے ہتیار ہیں۔ اسلام نے عورت کو طوقِ لعنت اور مصائب کی جڑ قرار دیا بلکہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت بتائی ہے بیٹیوں سے محبت کرنے اور نفرت نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ بیویوں سے اچھے سلوک اور عنایت کی تاکید ہے سرورِ کائنات نے صنفِ نازک سے حسنِ سلوک کی بار بار تاکید فرمائی ہے اور آپکی آخری وصیت کا جزوِ اعظم بھی انہیں سے رواداری برتنے اور اچھا سلوک کرنے کا حکم تھا۔

سلف صالحین کی ترقی اور عروج کا راز اپنے آقا کی تقلید میں مضمر تھا۔ کاش کہ اب بھی مسلمان آنکھیں کھولیں اور اپنا طرز عمل وہ بنالیں جس کی اُن کے ہادیؐ نے تلقین کی تھی تو پھر وہی زمانہ آسکتا ہے اب بھی وقت ہے کہ ہم بیدار ہوں اور اس صراطِ مستقیم پر چلیں جس کی دعا ہم نماز کی ہر رکعت میں مانگتے ہیں۔

دعا ہے کہ خدا ہر مسلمان کو اپنے محبوبؐ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے

آمین ثم آمین۔

عید میلاد کے جشن کا پروگرام

ربیع الاول کی گیارہ تاریخ کا دن ختم ہونے کے بعد بارہویں رات کو میلاد شریف کی مجلسیں ہوں۔ اور پھر بارہویں تاریخ کے دن میں زرد جھنڈوں کے جلوس نکالے جائیں۔ جن کی اجازت مقامی پولیس سے پہلے لی جائے۔ اور ممکن ہو تو بارہویں تاریخ کو دن کے وقت بھی جلسے کئے جائیں۔ ہر مجلس اور ہر جلسہ میں ان پانچ باتوں کی پابندی کی جائے۔

(۱) عورت مرد اور بچے عہد کریں کہ پانچوں وقت کی نماز اور رمضان کے روزوں کی پابندی کریں گے۔ اور صاحب زکوٰۃ ہوں تو زکوٰۃ دیں گے اور حج کی توفیق ہو تو حج کریں گے۔

(۲) لڑکیوں اور لڑکوں کو اسلامی تعلیم دینے کا اور دنیاوی تعلیم دینے کا عہد کیا جائے۔

(۳) سودی قرض نہ لینے کا عہد کیا جائے۔ اور مسلمان دوکانداروں سے ہر ضرورت کی چیز خریدنے کا عہد کیا جائے۔

(۴) شادی غمی کی رسموں میں کوئی خلاف اسلام رسم نہ کرنے اور فضول خرچی کی سب رسمیں بند کردینے کا عہد کیا جائے۔

(۵) ہر مسلمان عورت مرد بچہ عہد کرے کہ سنت رسول اللہ کے موافق پانچوں وقت یا کم از کم دونوں وقت یا اس سے کم صبح کے وقت ایک بار مسواک ضرور کیا کرے گا۔

دعائیں۔ اعلیحضرت حضور نظام شہریار دکن کے دینی اور دنیاوی مقاصد کے لئے ہر مجلس میں دعا کی جائے۔ اور اعلیحضرت حضور نظام کو "کنگ کوٹھی مبارک حیدرآباد دکن" کے پتہ سے اس دعائیہ جلسہ کی اطلاع صدر جلسہ کی طرف سے رجسٹری لفافہ میں بھیجی جائے۔

دوسری دعا تمام مسلمان بادشاہوں خصوصاً اعلیٰ حضرت غازی امان اللہ خاں بادشاہ افغانستان کی دینی و دنیاوی ترقی کے لئے کی جائے۔

تیسری دعا ہندوستان کے سب مسلمانوں کی سلامتی دین و ایمان اور ترقی دنیا و روزی و حفاظت بلیات ظاہر و باطن کے لئے کی جائے۔

چوتھی دعا۔ تبلیغ اسلام کے لئے کی جائے کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو فتنۂ ارتداد سے محفوظ رکھے۔ اور غیر مسلم اقوام کو قبول اسلام کی توفیق عطا فرمائے!

پانچویں دعا حسن نظامی کے تبلیغی کاموں کے معاون و مددگار تمام تبلیغی رفیقوں کے دلی مقاصد کے لئے کی جائے خصوصاً کشفی شاہ نظامی جماعت نظامیہ صوبہ بہار اور نظامیہ جماعت مشرقی افریقہ۔ اور مسلمانان جنوبی افریقہ و جماعت گجرات کاٹھیاواڑ کے لئے دعا کی جائے جو سب سے زیادہ تبلیغی امداد میں مالی حصہ لیتے ہیں۔ خصوصاً مسلمانان پنجاب اور بمبئی بھائیوں کے لئے دعا کی جائے کہ وہ ہی سب سے بڑھ کر تبلیغ کو مالی امداد دیتے ہیں۔

حسن نظامی درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ

دہلی ۲۴ر اگست ۱۹۲۸ء

شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

میلاد نمبر پر ایک نظر

اپنی چھاچھ کو کھٹا کون کہتا ہے؟
مگر میلاد نمبر پر جو مصارف آئے
ہیں، اور جس طرح اس کے لئے بہتر سے بہتر مضامین نظم و نثر حاصل
کرنے میں دقت اٹھائی ہے، اس کا اندازہ قارئین کرام کے لئے
مشکل ہے۔
میں وثوق کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ اتنا جامع اور مکمل
اور شاندار اور پر از معلومات، اور وقیع میلاد نمبر دہلی میں تو
کیا ہندوستان کے کسی صوبہ میں بھی مشکل سے شائع ہوا ہوگا۔
میں اس کامیابی پر سجدۂ شکر ادا کرتا ہوں اس خلاق عالم کا
جس نے اپنے بندوں کو یہ توفیق دی کہ وہ دربار رسالت میں محبت
وعقیدت کے ادبی پھولوں کا مہکتا ہوا گلدستہ بصد ادب و احترام
پیش کریں۔ میرا کام صرف یہ ہے کہ میں نے سلیقہ سے اس گلدستہ
کو تیار کر دیا، ورنہ حقیقی مبارکباد کے مستحق ہیں حضرت خواجہ حسن نظامی
صاحب قبلہ، حضرت مولانا عبدالماجد صاحب قبلہ، مولانا وحید الدین
صاحب تسلیم، حکیم محمد یوسف حسن صاحب مدیر نیرنگ خیال، مفتی انوار الحق
صاحب صدر تعلیم بھوپال، مولانا قرخی صاحب مدیر تنظیم، محترمہ خواجہ بانو
صاحبہ اہلیہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب۔ ماسٹر عبدالباسط صاحب
سبزواری، مولانا طفیل احمد صاحب ممبر کونسل، مولانا محمد الف دین صاحب
بی اے وکیل، مولانا مسعود الرحمن خانصاحب ندوی، مولانا سید
نذر علی صاحب وحد، جناب مولوی شمس الدین حسن صاحب ایڈیٹر اخبار جاوید
حضرت مولانا حکیم سید ناصر نذیر صاحب فراق، پیرزادہ سید حسن صاحب راحت
مولانا محمد مظفر صاحب بی اے وکیل، علامہ عبداللہ یوسف علی صاحب
پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور، جناب مولانا سعید احمد صاحب فاضل دیوبند،
علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب بیرسٹر پی ایچ ڈی، مولانا سید محمود صاحب
زیدی الوری، حضرت مولانا ضیاء القادری صاحب بدایونی۔ مولانا
صبغت اللہ صاحب شہید مدیر خادم الحرمین، مولانا ابوالاثر حفیظ صاحب
جالندھری۔ مولانا محمود صاحب زیدی الوری، جنہوں نے اپنے بہترین
مضامین نظم و نثر عنایت فرما کر پیشوا کی عزت افزائی فرمائی۔

یوم تنظیم ملت

حامی اسلام جناب نواب محمد اسمعیل خانصاحب
رکن لیجسلیٹو اسمبلی ڈاکٹر سیف الدین صاحب
کچلو، جناب شیخ محمد صادق حسن صاحب نے حسب ذیل تجویز بغرض
اشاعت بھیجی ہے جس سے پوری طرح مجھے اتفاق ہے۔ امید کہ
قارئین بھی اس تحریک کو عملی جامہ پہنائیں گے۔
زمانہ عالم میں ۹ ربیع الاول کے دوسرے دوشنبہ کو بہت
ہی بڑا شرف حاصل ہے۔ اسی تاریخ صبح سعادت کے وقت
طلوع آفتاب سے پہلے خورشید نبوت نے طلوع فرمایا۔ اور
حضور سید عالم کی ولادت سے عالم انسانیت کی تنظیم کی بنیاد
رکھی گئی۔ اس واقعہ کے پورے ۴۰ برس بعد بالکل یہی دن تھا اور
یہی تاریخ کہ رحمت خداوندی نے ایک دوسرا عظیم الشان معاملہ
کیا۔ اور آپ غار حرا میں خلعت نبوت سے سرفراز فرمائے گئے۔
اس واقعہ کے پورے ۲۳ برس بعد جبکہ یہی دوشنبہ دنیا میں
دوبارہ نمودار ہوا تو حضور نے نہایت کامیابی اور سرخروئی
کے ساتھ اپنے فرائض نبوت کو ختم فرمایا، دین مکمل ہوگیا اور
حضور اپنے بھیجنے والے کی طرف مراجعت فرما گئے۔ پس یہ وہ
مبارک دن ہے جس میں مشیت الٰہی نے وحدت نسل انسانی
اور تنظیم عالم انسانیت کا کام شروع کیا۔ اور آپنے برگزیدہ رسولؐ
کو مقدس تنظیمی مشن پر مامور فرمایا۔ اور دین فطرت ہمیشہ کے لئے
کامل کر دیا گیا۔
ہماری تجویز ہے کہ مسلمانان ہندوستان اس مبارک دن
کو جو حضور سید عالم کی ولادت، بعثت، اور تکمیل فرائض نبوت
کے سہ گانہ فرائض سے پُرنور ہے۔ اپنی قومی تنظیم کے لئے ایک
دائمی یوم تنظیم قرار دیں۔ اس دن تحفظ ناموس نبوی کے لئے
ایک مستقل قانون کا مطالبہ کیا جائے۔ تمام اسلامی جماعتوں کے
اتحاد و اشتراک عمل سے مسلمانوں کی اخلاقی، اقتصادی اور
معاشرتی اصلاح اور دوسرے مشترکہ مقاصد کے لئے ہندوستان
کے ایک ایک قریہ میں تنظیم کمیٹیاں قائم کی جائیں۔ اور تنظیم و تعمیر
ملت کے مقاصد کی اشاعت کے لئے محفوظ سرمایہ تنظیم کی فراہمی
کی پوری پوری کوشش کی جائے۔ ہمیں امید ہے کہ تمام
مختلف الخیال، ہمارا اور معزز اخبار نویس یوم میلاد نبوی
کو جو درحقیقت تاسیس ملت اور تنظیم انسانیت کے سب سے
پہلے اور سب سے آخری مظاہرے کی ایک قدرتی یادگار ہے۔ صحیح
معنوں میں یوم تنظیم ملت بنانے کی کوشش کریں گے۔"

جشن میلاد کا پروگرام

قارئین کرام آج کسی صفحہ پر حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ کے مجوزہ پروگرام جشن میلاد کو ملاحظہ فرمائیں گے۔

مجھے اس پروگرام کے لفظ لفظ سے اتفاق ہے کہ اس سے بہتر اور موثر مظاہرہ عشق رسول کا نہ ہو سکتا ہے' اور نہ ہو سکے گا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ایک مسلمان کے لئے اس سے زیادہ مسرت کا اور کیا موقع اور کونسا دن ہوگا کہ وہ اپنے آقا اور فخر کائنات کی ولادت پر اظہار شادمانی کرے۔

یہ سچ ہے کہ آج سے پہلے بھی عید میلاد کا جشن ہوتا تھا' مگر چونکہ کوئی پروگرام اب سے پہلے پیش نہیں کیا گیا تھا' اس لئے وہ زیادہ موثر نہیں ہوتا تھا۔ اور نہ اس میں کسی قسم کا نظم ہوتا تھا۔

مصر میں تمام دنیا سے زیادہ موثر طریقہ سے جشن میلاد منایا جاتا ہے۔ خواہ مصریوں میں کتنے ہی عیوب کیوں نہ ہوں۔ مگر حب رسول کا جو موثر مظاہرہ سالانہ مصر میں ہوتا ہے' اس کا اثر غیر مسلم اقوام قبول کرتی ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ حضرت خواجہ صاحب کا مجوزہ پروگرام بھی اپنے اندر بہت سی تبلیغی حکمتیں پوشیدہ رکھتا ہے۔ جس سے یقیناً مفید نتائج مترتب ہونگے۔

میں اپنے ان دوستوں اور بھائیوں سے جو مجھ سیہ کار سے محبت کرتے ہیں' اور میری حقیر رائے کی قدر کرتے ہیں درخواست کرتا ہوں کہ وہ حضرت خواجہ صاحب قبلہ کے مجوزہ پروگرام کے مطابق خود بھی جشن میلاد منائیں' اور اپنے حلقۂ اثر میں کوشش کرکے اس تجویز کو کامیاب بناکر داخل حسنات ہوں۔ اور دشمنان حب رسول و اسلام پر اپنے طرز عمل سے ثابت کردیں کہ توہین کیش کوششیں بار آور نہیں ہو سکتیں۔ کہ ابھی عاشقان رسول زندہ ہیں۔

انسداد توہین بزرگان مذاہب کا قانون

حاجی محمد علی ایڈیٹر ہمدرد نے چند مسلمان ممبران اسمبلی کو دہلی میں مدعو کرکے اپنا مسودہ قانون اسمبلی میں پیش کرنے کے لئے سنایا' بعد باہمی مشورہ کے یہ طے پایا کہ یہ مسودہ پیش کرنے کی بجائے ہز ایکسلنسی وائسرائے سے درخواست کی جائے کہ وہ بزرگان مذاہب کی توہین کے انسداد کا قانون بنانے کا حکم دیں۔

جو مسودہ محمد علی صاحب نے پیش کیا تھا' اس میں سزا بہت کم رکھی گئی تھی۔ اور سب سے بڑا نقص میری رائے میں اس مسودہ میں یہ تھا کہ تقدیس کا کوئی معیار قائم نہیں کیا گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ مسودہ تمام مذاہب کے بزرگوں کے لئے ہوگا۔ مگر واضعین قوانین کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مسلمان سری کرشن جی اور سری رامچندر جی اور مہاتما گوتم بدھ اور گرو نانک جیسے حضرات کا احترام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر وہ بڑ اور پیپل اور گائے جن کو ہندو قوم دیوتا مانتی ہے' ان کا تقدس اور احترام تسلیم نہیں کرینگے اور پھر یہ شیو جی کے "لنگ" کا احترام کون کرے گا؟

میں ہز ایکسلنسی وائسرائے کی کونسل کے مسلمان ممبران سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایسے مسودہ کی بحث کے وقت بہت زیادہ سوچکر اور اپنی ذمہ داری کو محسوس کرکے اظہار خیال کریں۔ ورنہ کہیں یہ مثل صادق نہ ہو کہ

گئے تھے نماز بخشوانے روزہ گلے پڑ گیا

میری رائے میں تو قانون میں سب سے پہلے بزرگان مذاہب کی تخصیص ہونی چاہیئے۔ اور دوسرے گورنمنٹ کو نہایت فراخدلی کے ساتھ اس وعدہ کو کہ "کم از کم توہین رسول کے معاملہ میں ایفاء کرنا چاہیئے جو مسلمانوں سے حکومت لیتے وقت نہایت بلند آہنگی کے ساتھ کیا گیا تھا کہ" مذہبی معاملات مذہبی قوانین کے ذریعہ طے ہونگے۔" مجوزہ مسودہ کی رو سے سوامی شردہانند' اور بندہ بیراگی' اور ہری سنگھ نلوہ اور ڈاکٹر مونجے اور لالہ لاجپت رائے سب ہی تو بانیان مذاہب کے قانون سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کے معتقدین بھی تو آخر اس ہندوستان میں رہتے ہیں۔ اور یہ پراسرار قانون سب ہی پر حاوی ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ جوش اور جلدی میں کوئی ایسا غلط قدم نہ اٹھایا جائے جس سے بعد میں پشیمانی ہو۔

یہ سطریں میں لکھ چکا تھا کہ گورنمنٹ کا کمیونک شائع ہوگیا جسمیں جدید قانون کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کو پاس کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا گیا ہے۔

میری رائے اس کو پڑھنے کے بعد بھی وہی ہے' جو مندرجہ بالا سطور میں ظاہر کر آیا ہوں۔ مسلمان ممبران کونسل کو میری رائے میں سر علی امام صاحب اور سر محمد شفیع صاحب جیسے ماہرین قانون سے مشورہ کرنے کے بعد مفید ترمیمیں پیش کرکے اس قانون کو پاس کرانا چاہیئے۔

پیشوا پر یورش

اگست کے شروع میں ایک طوفان پنجاب کے ایک آریہ سماجی چوکرے کی غیرابرت سے پیشوا کے خلاف اٹھا' اور رفتہ رفتہ اس سے ناواقف حضرات بھی متاثر کرلیے گئے۔ جس میں حسب عادت نہایت افترا سے کام لے کر

ہمارے مضامین کے خلاف بہتان گر شائع کیا گیا۔ اور میری نیت پر
بھی جس کا علم میرے اور خدائے قدوس کے علاوہ کسی اور کو
ہرگز نہیں ہوسکتا حملے کئے گئے۔

پونا، بمبئی، برار وغیرہ مقامات پر میرے خلاف جلسے ہوتے
جن میں میری گرفتاری کا مطالبہ کیا گیا۔ ان جلسوں میں قریباً قریب وہ
مرہٹوں کے بڑے بڑے لیڈر شریک ہوئے۔ اور ان میں سے کسی نے
ہزایکسیلنسی گورنر بمبئی نے میرے خلاف فوری کارروائی کا
وعدہ کرنا بھی جلسوں میں بیان کیا۔

جس وقت یہ شورش برپا تھی، میں سخت ملیریا میں مبتلا تھا۔ مگر
میں نے اسی وقت ایک بیان تمام ہندوستان کے ۳۰ اخبارات
کو بذریعہ تار بھیجا۔ سوائے انقلاب، سیاست، زمیندار، اور ہمدم
کے سب نے غلط ترجمے شائع کئے۔ مسلمان اخبارات میں سوائے اخبار
الامان کے سب خاموش رہے، البتہ تیج اور الامان میری مخالفت
میں متفق تھے۔ اور نہایت شرارت اور عیاری اور بے ایمانی کے
ساتھ انہوں نے عوام کو دھوکہ دینے کے لئے اس بیان کو غلط
طریقے سے شائع کیا۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

نیز تمام ہندوستان کے ہندو آریہ اخبارات نے اس کو
ناکافی سمجھا، اور قبول کرنے سے انکار کرکے اپنی شرارت کا ثبوت دیا
اور برابر میری گرفتاری کا مطالبہ جاری رہا۔ حتیٰ کہ اس بیان کے
بعد دہلی میں ایک جلسہ میری گرفتاری کے لئے کیا گیا جس میں پنڈت
مدن موہن مالوی اور ڈاکٹر مونجے کو شرکت کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔
تھا۔ اس جلسہ میں گورنمنٹ کو اور مجھ کو کافی سے زیادہ دھمکیاں
دی گئیں۔ اور علانیہ ایسی تقریریں کی گئیں جو استحصال بالجبر اور
قتل عمد کی ترغیب و تحریص پر مبنی تھیں۔

میں اس ایجی ٹیشن کو [illegible] سمجھتا تھا، ورنہ قوم اور اپنی قوم کے اخبارات
کی بدنظمی اور بے حسی کو بھی دیکھتا۔ مگر الحمدللہ [illegible] تھا۔ اور
میرے دل میں ایک لمحہ کے لئے بھی ہراس [illegible] میں نے تعزیرات
ہند کی کسی دفعہ کی خلاف ورزی ہی نہیں کی تھی۔ اور میں جانتا تھا کہ
سیواجی اگرچہ مرہٹہ سلطنت کا بانی ضرور تھا۔ مگر وہ کسی مذہب کا
بانی نہیں تھا۔

چونکہ میں نے تاریخ کے مطالعہ اور سیواجی کے فوٹو کو
دیکھکر ایک تھیوری بغرض تحقیق ہندو قوم کے اکابرین کے سامنے
اسی طریقہ پیش کی تھی۔ جس طرح ڈارون نے انسان کے متعلق کہا
تھا کہ وہ آب سے پہلے بندر تھا۔ نپولین اعظم کے متعلق عرصہ دراز
سے یہ نظریہ پیش کیا جارہا ہے کہ وہ عربی نسل سے تھا۔ سکندر اعظم
کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ کیانی تھا۔ خالد بن برمک جو مشہور خاندان
برامکہ کا مورث ہے۔ اور عجمی الاصل تھا۔ اسکی نسبت مشہور کیا
جارہا ہے کہ وہ عربی النسل تھا۔ مگر مذکورہ تھیوریوں کے متعلق کبھی
غوغا نہیں مچا۔ میں نے اپنی رائے بغرض تحقیقات ہندو قوم کے اکابرین
کے سامنے پیش کی تو آسمان اور زمین سر پر اٹھالیا گیا۔ تمام
ہندوستان میں میرے خلاف جلسے کئے گئے۔ تمام ہندوستان کے
ہندو آریہ اخبارات نے سخت سے سخت مضامین میرے خلاف
شائع کئے۔ جب اس سے بھی ان کا جوش انتقام ٹھنڈا نہ ہوا، تو
انہوں نے ہزایکسیلنسی انسٹری کی کونسل میں میرے خلاف سوالات کئے۔

ایں ہمہ اندر عاشقی

مگر ان سب باتوں کو سمجھنے اور قانون کو اپنے حق میں پانے
کے باوجود میری اسلامی شرافت کا یہی اقتضا تھا کہ میں اپنے
اس بیان کو واپس لے لوں، اور اسپر بغیر کسی خارجی دباؤ کے
اظہار افسوس بھی کردوں، جس سے مرہٹہ قوم کی دل آزاری ہوتی
بیان کی گئی تھی، حالانکہ وہ دل آزاری کی نیت سے نہیں کہا گیا تھا۔
چنانچہ میں نے ایک لمحہ کا توقف کئے بغیر اپنی تحریرات کو واپس
لے کر اسپر اظہار افسوس بھی کرلیا۔ جس کے متعلق بعض کینہ ہندو
اخبارات نے اور ایک کم ظرف مسلمان اخبار نے یہ لکھا کہ میں نے
یہ بیان مقدمہ کے خوف سے ڈر کر شائع کیا ہے۔ حالانکہ مجھپر
بزدلی کا الزام عائد کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ جیل جانا
میرے لئے کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ میں اس سے پہلے بھی وہاں
تبدیلی آب و ہوا کے لئے ہو آیا تھا۔ اور اب بھی وہاں قیام
کرنے میں مجھے کوئی تامل نہیں۔ ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ [illegible]
نہیں ڈرا جبکہ دہلی پولیس اپنی رائفلوں میں گولیاں ڈال کر اس
مجمع پر آتش باری کے لئے تیار تھی، جس کے سامنے میں موجود تھا
اور اس کے بعد جس حوصلہ مندی کے ساتھ میں نے جیل کے مصائب
و آلام برداشت کئے اور کارکنوں کی تاجرانہ حیثیت سے علیحدہ رہکر بغیر
خلافت و کانگریس سے ایک پیسہ بھی امداد کی طلب کئے بغیر وقت
کئے اس کو لوگ بھول نہیں سکتے۔ سال گزشتہ جب آریہ سماج کی
سازش سے گورنمنٹ نے میرے خلاف مقدمہ قائم کیا تو قارئین
کرام واقف ہونگے کہ اس وقت بھی میرے پائے استقلال کو
لغزش نہ ہوئی۔ تو پھر یہ کس طرح ممکن ہو کہ ایک فرضی تخیل سے
مرعوب ہوکر میں معافی مانگتا۔

جو حضرات میرے بیان کو ناکافی سمجھتے ہیں، میں ان سے
درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس کے علاوہ کوئی شریفانہ بیان مجھے

بتائیں میں صرف مرہٹوں کی دلجوئی کے لئے اس کو شائع کرنے کے واسطے تیار ہوں۔

اس سلسلہ میں جس ناواقفیت اور ذہنیت کا ثبوت ہندو اکابرین نے دیا ہے وہ نہایت شرمناک ہے۔ پیشوا کو میری ملکیت سے علیحدہ کرکے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ کو اس کا مالک ظاہر کرکے ان سے معافی کا مطالبہ کیا گیا۔ اور ایسی دلچسپ شرطیں پیش کی گئیں کہ بے اختیار ہنسی آتی ہے۔ اس ایک واقعہ سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مرہٹہ ایجی ٹیشن کے پس پردہ کونسی طاقتیں ہیں۔ اور اس ایجی ٹیشن کی ٹٹی میں کس شکار کی تلاش ہے۔؟

کیا ولی عہد ٹونک کے خون ناحق کی تحقیقات نہ ہوگی؟

اگر یہ صحیح ہے کہ برٹش حکومت پبلک رائے کا احترام کرتی ہے۔ تو میں ہز ایکسیلنسی لارڈ ارون کے پولیٹکل سکرٹری سر تھامسن سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پبلک مطالبہ کو کہاں تک پورا کیا۔ اور ولی عہد ریاست ٹونک کی غیر قدرتی موت پر جو مطالبہ آزادانہ تحقیقات کا ملک نے کیا تھا، اسپر کیا توجہ کی گئی؟

میں اس مرتبہ بعض اہم دستاویزات پیشوا میں ولی عہد بہادر کے خون ناحق کے سلسلہ میں شائع کرنی چاہتا تھا۔ اور میں نے اس سلسلہ میں تمام مضامین لکھ بھی لئے تھے کہ میرے ایک نہایت ہی مخلص اور محترم دوست جو دہلی کے ممتاز صوفی مشرب علماء میں سے ہیں۔ ازراہ ہمدردی اسلام میرے پاس تشریف لائے اور انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ میں خود اس واقعہ کی تحقیقات کے لئے ٹونک جا رہا ہوں۔ لہذا میری واپسی کا انتظار کرو۔ میں جانتا ہوں کہ وہ ٹونک کے جشن میلاد میں سالہا سال سے سرکاری طور پر طلب کئے جاتے ہیں، اس لئے میں نے ان سے وعدہ کرکے ان مضامین کی اشاعت آئندہ نمبر کے لئے ملتوی کر دی۔ میں جو کچھ لکھ چکا ہوں۔ اسکی صحت پر مجھے پوری طرح یقین ہے۔ اور جب تک مرحوم ولی عہد کے خون ناحق کرنے والوں کو کیفر کردار نہ پہونچایا جائے گا۔ میں آزادی کے ساتھ اس مسئلہ پر لکھے جاؤں گا۔ خواہ مصائب و آلام کے کیسے ہی بادل ٹھکرائیں۔

خان بہادر قاضی خلیل الدین صاحب کا انتقال

خان بہادر قاضی عزیز الدین صاحب دیوان ریاست دتیا کے چھوٹے بھائی خان بہادر قاضی خلیل الدین صاحب دیوان ریاست بجاور نے ۱۴ اگست شام کو ۶ بجے جھانسی اسٹیشن پر انتقال فرمایا۔ مرحوم عرصہ سے بیمار تھے۔ اور اُن کو لکھنؤ بغرض علاج اُن کے برادر بزرگوار لئے جا رہے تھے۔

موت سب کو آتی ہے۔ سب کو آئے گی۔ مگر بعض موتیں ایسی بھی ہوتی ہیں۔ جن کا اثر عزیزوں۔ دوستوں۔ اور بزرگوں کے حلقے سے باہر بھی محسوس کیا جاتا ہے۔ خان بہادر قاضی خلیل الدین صاحب کی وفات ایسی ہی تھی۔ مرحوم نہایت دیندار۔ مخلص پابند صوم و صلوٰۃ اور متقی مسلمان تھے۔ جن کے خوان کرم سے ہندو و مسلمان دونوں ہی فیضیاب ہوتے تھے۔ اُن کے رونے والوں میں علاوہ اُن کے اعزا و اقربا کے۔ صدہا بیوائیں اور یتیم بھی ہیں جن کی وہ بلا امتیاز مذہب امداد کرتے تھے۔

اس دلی صدمہ میں جو کہ خان بہادر قاضی عزیز الدین صاحب کو پہنچا ہے۔ میں اُن سے دلی ہمدردی رکھتا ہوں۔ اور صمیم قلب کے ساتھ مرحوم کے لئے دعاء مغفرت کرتا ہوں کہ بار بار ایسے نیک لوگ پیدا نہیں ہوتے۔

سرحد کے شر پسندوں کا اخراج

راجپال نے جو خباثت پھیلائی تھی اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ سرحد کے دلیر اور کٹر مذہب پرست اور آزاد مسلمان اس سے متاثر ہوں۔ چنانچہ وہ متاثر ہوئے۔ اور انہوں نے اپنے زیر حمایت ہندوؤں سے خواہش کی کہ وہ اس خبیثانہ حرکت پر اظہار نفرت کریں۔ چونکہ ان میں سے اکثر - - - - - - - - - - -

- -

- -

- - کا وجود یقیناً آزاد قبائل کے مفاد کے خلاف تھا، اور جنہوں نے جونک کی طرح خوانین اور قبائل کا خون چوس کر ان کو مفلوک الحال بنا دیا تھا، ان سے علاقہ کا صاف ہونا ہی مناسب تھا۔ لہذا مسلمانان سرحد نے اپنی اکثریت سے صوبہ بہار کے شریر اور مفسد ہندوؤں کی طرح فائدہ نہیں اٹھایا۔ بلکہ نہایت شریفانہ طریقہ سے ان کو ایک معینہ میعاد میں سرحد چھوڑ دینے کا حکم دیا جس کی تعمیل ہو گئی۔ گورنمنٹ کے فیصلہ کا اثر اس تحریک اخراج پر بھی پڑا۔ اب مسلمانان سرحد کا جوش اب پہلے جیسا نہیں رہا۔ اور تحریک اخراج بتدریج گھٹ رہی ہے۔ جس سے امید ہے کہ آئندہ سبق لیا جائیگا۔

مگر اس سلسلہ میں جو ایجی ٹیشن شریر ہندوؤں نے کیا ہے اس سے اگر گورنمنٹ نے آنکھیں بند رکھیں تو یقیناً یہی ایجی ٹیشن ایک روز گورنمنٹ کی آنکھیں کھولنے والا ثابت ہوگا۔ سرحد کے آزاد قبائل نے جو کچھ کیا وہ تعلیم اسلام کے عین مطابق کیا۔ اور بعض حالات میں یقیناً ان کو ایسا ہی کرنا

... پرنٹر وپبلشر نے محبوب المطابع ...

چندہ سالانہ

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ

اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے

پیشوا

جلد ۳ | دہلی ۲۴ ستمبر ۱۹۲۷ء مطابق ۲۷ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ | نمبر ۶

شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

کشفی شاہ صاحب نظامی کی شاہانہ امداد

سب سے پہلے شکر ہے اس خلاق عالم کا جس نے اس وقت جبکہ چاروں طرف سے ناامیدیوں اور مایوسیوں نے مجھے گھیر لیا تھا۔ اور بظاہر پیشوا کی اشاعت کا کوئی مادی سبب موجود نہ تھا۔ تو عین حالت یاس میں ۲۸ اگست کو جناب مولانا کشفی شاہ صاحب نظامی و نائب حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ نے بر جاسے دو سو روپے بذریعہ تار پیشوا کی امداد کے لئے عطا فرمائے۔ اور اپنے تازہ ارشاد نامہ میں مزید امداد کا وعدہ کرتے ہوئے لکھا کہ "پیشوا کو خدا کے فضل سے بند نہ ہونے دیا جائے گا۔"

میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ آیندہ دسمبر تک پیشوا کی زندگی سخت خطرے میں ہے۔ اور جب تک پیشوا کے تمام ناظرین مزید خریدار فراہم کرنے کے لئے مستعد نہ ہونگے۔ پیشوا کا جاری رہنا ناممکنات سے ہے۔

میرے پاس جو کچھ نقد تھا وہ خرچ کر چکا۔ قرض جہاں تک مجکو مل سکتا تھا لیا اور اس سے کام چلایا مگر اب کہ نہ میرے پاس پیشوا کی مزید بہبیت کے لئے نقد ہے نہ میری بیوی اور بچی کے پاس زیور ہے اور نہ مجھے قرض ملتا ہے۔ تو آپ ہی بتائیے کہ میں کہاں سے اس ہاتھی کے خرچ کو برداشت کروں! پھر کیا پیشوا کے قدیم خریدار اپنے عزیز پرچہ کا خود گلا گھونٹنا پسند کریں گے؟

میں بھی اگر آج ابن سعود کی شان میں قصیدے لکھتا تو شاید اب سے بہتر حالت ہوتی اور میں اگر آج مسٹر گاندھی کے "بھگتوں" میں شامل ہوتا تو یقیناً سوراج فنڈ کا کچھ حصہ میرے پاس بھی آجاتا۔ میں اگر آج خلافت کمیٹی اور جمعیت علماء کے لیڈروں کے شرمناک افعال کی پردہ پوشی کرتا تو قومی چندوں کی لوٹ کھسوٹ میں سے "چوتھ" مجکو بھی مل جاتی اور میں اگر آج مہاراجہ پٹیالہ اور مہاراجہ محمود آباد وغیرہ کے دربار کا "بھاٹ" ہوتا تو یقیناً میری مالی حالت اس درجہ خراب نہ ہوتی۔ مگر قارئین کرام جانتے ہیں کہ میں نے پیشوا کو اس قسم کی قصیدہ خوانی کے لئے نہیں نکالا کیونکہ میں خود فطرتاً نکتہ چیں پیدا ہوا ہوں۔ مدح سرائی میرا پیشہ نہیں۔ اور اس نکتہ چینی کا خمیازہ مجکو بھگتنا پڑ رہا ہے۔

میں نے ان تمام درباروں کی طرف سے بے نیاز ہو کر اس کو پکارا جس کے در کے یہ سب بھکاری ہیں۔ اور میں خوش ہوں کہ اس نے اپنے ایک سیہ کار اور ذلیل ترین بندے کی صدائے استعانت پر اپنے عزیب بندوں کو آمادہ کیا، کہ [illegible]

...سے یہی کہا تھا کہ اسلام غریبوں میں رہے گا۔ اور اسی واسطے
...نے کاتمامت نے دعا کی تھی کہ بار الٰہا مجھکو غریبوں میں
...یو۔ اور کشفی شاہ بھی امت مسلمہ کے ایک غریب مگر اسیر دل
...ں۔ جن کی شاہانہ امداد نے پیشوا کو موت کے منہ میں جانے
...س وقت بچا لیا۔

یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ اسلام کا یہ کارفرما
...ند (کشفی شاہ نظامی) آج تبلیغ اسلام کی اتنی زبردست امداد
...ا ہے کہ شاید ہی نہیں بلکہ یقیناً کوئی مسلمان والی سلطنت بھی
...ں کرتا۔ اور اگر یہ سچ ہے کہ ہندوستان میں اسلام اپنے
...مائی دور میں سے گذر رہا ہے تو یہ بھی سچ ہے کہ اسلام کی
...امداد کے لئے خدائے عز و جل نے جس طرح اس کے دور اول
...حضرت عثمان ؓ کے دل کو غنی کر دیا تھا۔ اسی طرح آج بھی تیرہ سو
...ل کے بعد اس فاطمی سید کے دل میں حضرت عثمان ؓ کی طرح تبلیغ
...لام کی مالی امداد کے لئے دل کھول دیا ہے۔ فجزاہم اللہ خیر الجزاء۔

میں قارئین پیشوا سے بعد ادب درخواست کرتا ہوں کہ
...و اپنے مخصوص اوقات میں مولانا کشفی شاہ صاحب نظامی کی صحت
...ور فارغ البالی اور اطمینان قلب اور خاتمہ بالخیر ہونے کی
...عا کریں کہ یقیناً ان کا حاتمانہ وجود آج بھی مسلمانوں کے لئے
...عث فخر ہے۔ اور مسلمان فخر یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس قوم میں کشفی شاہ
...یسے اولوالعزم افراد زندہ ہوں وہ حریفوں کے مٹانے سے نہیں مٹ سکتی۔

...و شریف ہندو

ناموس رسول کے ایجی ٹیشن میں جبکہ ہر ہندو سنگھٹنی شراب سے
...ست ہو کر راجپال کی اعانت میں کوشاں تھا۔ اور ۲۲ کروڑ
ہندوؤں میں سے صرف ڈاکٹر تیج بہادر سپرو نے تمام ہندوؤں
کے شور و غوغا سے بے پرواہ ہو کر راجپالی خباثت پر اظہار نفرت
...کے یہ ثابت کر دیا تھا کہ انصاف پسندوں سے ہندو قوم بھی خالی
نہیں ہوئی ہے

اسی طرح مرہٹہ ایجی ٹیشن میں لالہ کرم چند صاحب ایڈیٹر
اخبار پارس پہلے ہندو ہیں جنہوں نے میرے بیان کی اشاعت
ہوتے ہی ایک زبردست نوٹ میں ہندو قوم سے استدعا کی کہ بس اب
معاملہ کو ختم کر دیا جائے۔ اور اسی کے ساتھ یہ بھی اعلان کیا کہ
درویش پیشوا کی ایڈیٹری، پالیسی اور ملکیت سے حضرت خواجہ حسن نظامی
صاحب قبلہ کو کچھ بھی تعلق نہیں۔ اس حق پرستانہ صدا سے
...تعصب پیشہ ہندو جن کی ذہنیت شرافت اور اخلاق اور
...سے خالی ہے لالہ کرم چند صاحب سے ناراض ہوئے

اور ان کو یہ لکھ کر ابلیسانہ طریقہ سے بدنام کرنا شروع کیا کہ ایڈیٹر
پیشوا اور حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب سے ایڈیٹر پارس نے
روپیہ لے کر یہ مضمون لکھا ہے۔ گویا ان "شرافت کے مجنوں" کے
نزدیک سچ بولنے سے زیادہ کوئی جرم ہی نہیں۔ اور کوئی شریف
انسان سچائی کا ساتھ بغیر لالچ کے بیان نہیں دے سکتا۔ سچ
ہے اپنے آئینہ میں دوسروں کو دیکھنا بھی ذلیل اور کمینہ خصلت انسانوں
کا شیوہ ہے۔

بہرحال مجھے اپنے کرم دوست سے اس حق پرستی کے جرم
میں بدنامی سے دلی ہمدردی ہے۔ ان کو اس واقعہ سے خود اندازہ
ہو گیا ہو گا کہ ہندو قوم کی ذہنیت کیا سے کیا کر دی گئی ہے اور اسکو
سنگھٹنی اشرار نے اخلاقی حیثیت سے کتنا پست کر دیا ہے۔

درویش کا نیا چولا

پندرہ روزہ رسالہ درویش جس کا اجراء تبلیغی مقاصد کے لئے ہوا تھا،
اور جو حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ کی زیر ہدایت اور مولانا
واحدی صاحب اور مولوی عبد الحمید خاں صاحب کی ملکیت میں ایک
عرصہ سے شاندار تبلیغی خدمات انجام دے رہا تھا۔ اب اگست سے
اس کے ایڈیٹر میرے عزیز بھائی مولوی عبد الحمید خاں صاحب
مقرر ہوئے ہیں۔ اور مولانا واحدی صاحب اس کی ملکیت اور
ایڈیٹری سے دستبردار ہو گئے ہیں۔

درویش کے اس دور کے تین پرچے میری نظر سے گذر چکے
ہیں۔ جن میں مضامین کا تنوع پہلے سے زیادہ ہے۔ مگر اس کے ساتھ
ہی گاندھی ازم کا اثر بھی شذرات میں صاف جھلک رہا ہے، جو
درویش کی پہلی پالیسی کے یقیناً خلاف ہے۔

میں اس جدید دور کے نہایت خلوص اور ادب کے ساتھ
حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ کو توجہ دلاتا ہوں۔ جن کے
زیر ہدایت درویش کی اشاعت ہونی ظاہر کی جاتی ہے۔ اور
اس کے ساتھ ہی اپنے عزیز بھائی مولوی عبد الحمید صاحب بھی
درخواست کرتا ہوں کہ وہ درویش کی اس جدید پالیسی پر غور
کریں امید کہ آئندہ اس سے زیادہ مجھے لکھنے پر مجبور نہ کیا جائیگا۔

سرحد کے جلاوطن ہندو

پیشوا کے میلاد نمبر میں سرحد کے ہندوؤں کے اخراج پر
اظہار خیال کر چکا ہوں۔ اور مسلمانان سرحد کے طرز عمل کی تعریف کرتے
ہوئے میں نے عرض کیا تھا کہ ان کا یہ فعل تعلیمات اسلام کے مطابق تھا۔
میری اس تحریر پر جو بھائی استدلال چاہتے ہیں۔ میں انکی
خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ "شام میں جب امین الامۃ حضرت

ابو عبیدہؓ کو ایک مقام کو مصلحتاً کفار کے لئے خالی کرنا پڑا، تو آپ نے کفار سے جو جزیہ لیا تھا، وہ اس لئے واپس کر دیا تھا کہ لشکر اسلام ان کی حفاظت نہیں کر سکے گا۔ پس جبکہ راجپال اور ودیا ساگر کی گستاخیوں نے آزاد سرحدی قبائل کو مشتعل کر دیا تھا۔ اور خوانین سرحد ایسی حالت میں سرحدی ہندوں اور سکھوں کی حفاظت نہیں کر سکتے تھے تو ان کو امین الامۃ حضرت ابو عبیدہؓ کے اسوۂ حسنہ کا اتباع کر کے ان ہندوؤں کی امداد اور حفاظت سے دستکش ہونے کو غیر شرعی حرکت کہتے ہوئے ان مسلمانوں کو شرم آنی چاہیئے جو اپنے مسلمان بھائیوں کا خون چوسنے کے عادی ہو گئے ہیں۔

۲۴ اگست کا "انکشاف" میرے سامنے ہے جس میں فاضل ایڈیٹر نے راجپال اور دیوی سرن شرما کے طریق کار کی مذمت کر کے سرحد کے مسلمانوں کی مذہب پرستی کی تعریف کی ہے اور ان سے اسلامی روایات اور حضرت نبی کریمؐ کے اسوۂ حسنہ کا واسطہ دیکر اپیل کی ہے کہ وہ سرحدی ہندوؤں کے خلاف جارحانہ کارروائی ترک کر دیں۔

میں ایڈیٹر صاحب کے اس طرز استدلال سے بیحد متاثر ہوا اور مجھے یقین ہے کہ اگر یہی شریفانہ طرز عمل پرتاپ، بندے ماترم، ملاپ، تیج وغیرہ اخبارات سنگھٹنی ذہنیت سے علیحدہ ہو کر شروع سے اختیار کرتے، اور سرحدی قبائل کو سنگٹھنی دھمکیاں نہ دیتے تو ناممکن تھا کہ سرحد کے غیور اور شریف خوانین سرحدی ہندوؤں اور سکھوں کو جلا وطنی کا حکم دیتے۔ میرے خیال میں سرحدی ہندوؤں کی بربادی کا باعث سنگھٹنی ذہنیت ہے۔ اور وہ زہریلی فضا اور جدید حاصل شدہ طاقت ہے، جسکی بدہضمی ہمیشہ مفسد ہندوؤں کو ہوتی رہتی ہے اور جنہوں نے سرحد کے غیور اور دلیر اور آزاد مسلمانوں کو بھی یوپی اور بہار کے کمزور اور غلام مسلمان سمجھکر پنجہ کشی کرنی چاہی تھی۔ اور یہ نہ سمجھا کہ

اے روباہ با شیر پنجہ کرزی

بہرحال مقام مسرت ہے کہ بعض قبائل کے سرداروں نے چند شرائط کے ماتحت ان جلا وطن ہندوؤں کو دوبارہ اپنے ظل عاطفت میں لینا گوارا کر لیا ہے۔ اور اگر سنگھٹنی امت نے اپنی طاقت کا غلط اندازہ کر کے سرحدی مسلمانوں کو مشتعل نہ کیا تو یقین ہے کہ یہ فتنہ ہمیشہ کے لئے دب جائے گا۔

سازش کا سراغ

مسٹر پی ایل اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے تیج کے مفتری ایڈیٹر کو اس غلط پروپگنڈا پر تنبیہ کی ہے، جو سوامی شردہانند آنجہانی کے قتل کی سازش کے متعلق ایک عرصہ سے ایک خاص غرض کے لئے ہو رہا ہے۔ مسٹر اورڈ نے یہ اعلان بھی کیا ہے کہ جو ثبوت پیش کیا گیا تھا، وہ بہت ناکافی تھا۔ اور ان کو تحقیقات سے یقین ہو گیا ہے کہ سوامی شردہانند کے قتل میں کوئی سازش نہ تھی۔

قارئین پیشوا نے پیشوا کے نمبر ۳ جلد ۲ میں پڑھا ہوگا کہ میں نے ان سازش سازش پکارنے والوں کو چیلنج کیا تھا کہ اگر ان کے پاس کوئی ثبوت ہے تو وہ غیر سرکاری کمیشن کے سامنے رکھیں مگر آریہ سماج کے سرکاری اخبار تیج اور ارجن خاموش رہے۔ اور انہوں نے اس چیلنج کو قبول نہ کیا۔ اب جبکہ سرکاری طور پر اس فرضی سازش کا قلع قمع ہو چکا ہے، تو میں پھر چیلنج کرتا ہوں کہ اگر حقیقتاً ان کے پاس کوئی ثبوت ہے، تو وہ غیر کاری کمیشن کے سامنے پیش کریں اور اس کمیشن کے سامنے شہادت دینے کے لئے مجھے طلب کر لیں پھر ارکان کمیشن کو اور ارکان سازش کو خود معلوم ہو جائے گا کہ یہ سازش کی پکار کن اغراض کے لئے ہے۔ اور سازش کا پروپیگنڈا کرنے میں کیا راز ہے؟ اور سازش بنانے کے لئے کیا تھیوری قائم کی گئی ہے۔ اور اس تھیوری کا وجود کن ذات شریف کی شرارت اور دغا و کار رہین منت ہے۔

کیا تیج اور ارجن کے ایڈیٹر اس چیلنج کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں؟۔

حضرت خواجہ حسن نظامی کی مفروضہ جاسوسی کا راز

بالآخر "ہاجی" محمد علی صاحب ایڈیٹر ہمدرد کا وہ کڑی کا جالا سچائی کی ہوا کے لگتے ہی جھونکے میں ٹوٹ گیا، جو انہوں نے آتش حسد میں بھسم ہو کر حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے اثر و رسوخ کو ختم کرنے کے لئے تانا تھا۔

یعنی اسمبلی کے اجلاس میں ایک سنگھٹنی ممبر نے حضرت خواجہ صاحب قبلہ کی نسبت سوال کیا کہ "کیا خواجہ حسن نظامی سی آئی ڈی میں ہیں"؟ اس لغو اور اہانت آمیز اور اشتعال انگیز سوال کا جواب آنریبل ہوم ممبر نے ایسا دندان شکن دیا ہے کہ اس کو سنکر سوال کرنے والے اور سوال کرانے والے دونوں کو پسینہ آگیا ہوگا۔ اور "ہاجی" محمد علی کو تو اگر ذرا بھی شرافت سے تعلق ہو تو غیرت کے کنوئیں میں ڈوب مرنا چاہیئے۔ ورنہ وہ اور ان کے حامی چلو بھر پانی میں کم سے کم اپنی ناک ہی ڈبو لیں۔ کیونکہ ہوم ممبر کے جواب سے انکا اطمینان اور فلک تا قصر جو نہایت سینا پانی کیلئے تو ام کو بعض اپنے حلوہ و مانڈے کی خیر منانے کے لئے نہ معلوم

گیا تھا بے ایمانیاں کر کے تعمیر کیا تھا ایک ہی دفعہ دہم سے آپڑا۔ اور اب یہ مفتری اور اس کے حامی مع اپنے مرحوم اقتدار کے جس کے حصول کے لئے حضرت خواجہ صاحب کو قربانی کا بکرا بنایا گیا تھا۔ اس عظیم الشان قصر کے نیچے دبے کے دبے رہ گئے۔ فلعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

یہ سوال جس وقت کونسل میں بھیجا گیا ہے، اسی وقت حضرت خواجہ صاحب نے حاسدوں کے قبلہ گاہ "حاجی" محمد علی صاحب کو چیلنج کیا کہ "اگر ان کو اپنے شیطانی دعوے پر یقین ہے تو وہ کونسل میں یہ سوال کرائیں کہ گورنمنٹ تمام ادنیٰ اور اعلیٰ محکمہ جات سی آئی ڈی کے کاغذات میز پر رکھے۔ اور خود مدعی (محمد علی) اپنے دوستوں کے توسل سے سی آئی ڈی کے محکمے کے تمام کاغذات دیکھکر اگر یہ ثابت کر دیں کہ میرا تعلق سی آئی ڈی سے ہے، یا کبھی تھا تو میں ایک ہزار روپے انعام دوں گا۔"

مگر "حاجی" صاحب اور ان کے مقدس شرکائے سازش دم بخود ہیں۔ اور اس فرضی جاسوسی کے واہمہ کے لئے نہ کوئی ثبوت پیش کرتے ہیں نہ خود حلف اٹھاتے ہیں۔ اور نہ ایک مسلمان کے حلف کا یقین کرتے ہیں۔

"حاجی" صاحب اور ان کے حمایتی اخبارات پر دوسرا عذاب اعلیٰ حضرت تاجدار دکن کے شاہی حکم کے ذریعہ نازل ہوا۔ جس میں تاجدار دکن نے تبلیغ نسواں کو جو حضرت خواجہ صاحب نے مسلمان عورتوں میں تبلیغی احساس پیدا کرنے اور ان کے ذریعہ اصلاح مراسم کا کام کرنے کے لئے جاری کیا ہے۔ اور جس کے ایڈیٹر وہ خود ہیں اس رسالہ تبلیغ نسواں کو اعلیٰ حضرت نے اپنے خاص شاہی حکم کے ذریعہ تمام قلمرو دکن کے سرکاری مدارس کے لئے سرکاری طور پر خریدنے کا حکم دیا ہے جس کے سننے سے اس مفتری اور اس کے سازشی حامیوں کے کلیجہ پر سانپ لوٹ گیا ہوگا۔ وہ بنالم بیاہر بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ حضرت خواجہ صاحب اعلیٰ حضرت نظام دکن کی جاسوسی کرتے اور تاجدار دکن اتنے بے خبر ہوتے کہ جو شخص ان کی ذات اور ان کے ملک پر بقول "حاجی" صاحب تباہی لانے کا باعث ہو۔ اسپر وہ اتنا اعتماد کریں کہ اس کی ایڈیٹری میں شائع ہونے والے پرچے کو ممالک محروسہ سرکار عالی کے تمام سرکاری مدارس میں بطور نصاب کے شامل کیا جائے اور اس کو سرکاری خزانہ سے اعلیٰ حضرت کے شاہی حکم کے مطابق خریدا جائے۔

آخر یہ پوچھ بچھکر کب تک اپنے ذاتی اغراض کے لئے مسلمانوں کو دھوکہ دیئے جائیں گے؟ وقت آگیا ہے کہ مسلمان علانیہ ان مفسدوں اور شہرت پرستوں کے گروگھنٹال سے مطالبہ کریں کہ یا تو جاسوسی کا ثبوت دو۔ ورنہ توبہ کرو۔ اور معافی مانگو۔ اور آئندہ کے لئے اس شیطانی حرکت سے اجتناب کا وعدہ کرو تاکہ افتراق بین المسلمین کی لعنت سے مسلمانوں کو نجات ملے۔

قتل کی دھمکیاں

مرہٹہ ایجی ٹیشن آندھی کی طرح اٹھا، اور میرے بیان کے بعد بگولے کی طرح ختم ہوگیا۔ مگر جس طرح آندھی ختم ہونے کے بعد اس کے اثرات عرصہ تک باقی رہتے ہیں، اسی طرح مرہٹہ ایجی ٹیشن کے اثرات ابھی تک باقی ہیں۔ کوئی دن مشکل سے ایسا گذرتا ہوگا۔ جس میں دو چار خط میرے قتل کی دھمکیوں کے نہ آتے ہوں اور مجھکو اور میرے اہل و عیال کو گالیاں نہ دی جاتی ہوں۔ کسی میں لکھا جاتا ہے کہ "فلاں تاریخ کو تجھے قتل کیا جائے گا۔" کسی میں دھمکایا جاتا ہے کہ "فلاں دن تجھپر حملہ ہوگا۔" شروع شروع میں اس قسم کے خطوط ردی کی ٹوکری کے حوالہ کر دیے گئے مگر بعض خطوط جو زیادہ اہم تھے، اور جن میں ہندو تہذیب و شرافت کے جوہر زیادہ نمایاں تھے، ان کو رکھ لیا ہے۔

ایک خط اس حیثیت سے بہت زیادہ اہم ہے کہ وہ بمبئی گورنمنٹ کے سرکاری کاغذ پر انگریزی میں لکھا ہوا ہے۔ مگر لکھنے والے صاحب بہت ہی سودا واقع ہوئے ہیں کہ انہوں نے نہ اپنا نام لکھا اور نہ پتہ۔ اگر وہ مجکو اپنا پتہ لکھدیتے تو میں ان کو مطلع کر دیتا کہ میں فلاں وقت فلاں جگہ ہوتا ہوں آپ شوق سے تشریف لائیے۔ ملاقات کے بعد خدا ہی کو علم ہے کہ کون زندہ رہتا۔ بہرحال میرا جی چاہتا ہے کہ ایسے بزدلوں کو کبھی تو اپنے قول کو عمل کا جامہ پہنانے کی توفیق ہو۔ اور اس قسم کے بزدل سنگھٹنی مجنونوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ خود کس اسٹیج پر ہیں۔ اور انہوں نے اپنے اور مسلمانوں کے سمجھنے میں کس قدر غلطی کی ہے۔

میں ہز ایکسلنسی گورنر صاحب بمبئی اور کمشنر صاحب پولس بمبئی سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس مفسد کا پتہ ضرور چلائیں جو ہز امپیریل مجسٹی کی سروس میں ایسے سنگھٹنی اور شرارت پیشہ خیالات کا حامل ہے۔ اور جو اس قدر دلیر ہے کہ اپنا نام تو نہیں لکھتا مگر سرکاری کاغذات کو سرکاری حکم کے خلاف تخویف مجرمانہ کے کام میں استعمال کرتے ہوئے ڈرتا نہیں۔ اس قسم کے خطوط میں سے کچھ میں نے سینیر سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس دہلی کی خدمت میں بھیجدیئے۔

ان گالی باز شہدوں اور بزدل لفنگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر ان کا سنگھٹنی جنون میری جان سے کر اتر سکتا ہے۔ اور خواجہ دو عالم اور آقائے کائنات کے ناموس کی حفاظت میرے قتل سے

ہو سکتی ہے تو خدائے ابراہیمؑ و محمدؐ کی قسم میں اپنا خون معاف کرتا ہوں۔ اور بڑی خوشی سے اپنے قتل کے لئے اپنے حقیر جسم کو پیش کرتا ہوں۔ کہ اس سے زیادہ سعادت میرے لئے اور کچھ نہیں ہو سکتی کہ میرا ذلیل وجود حضور انور روحی فداہ کے ناموس پر قربان ہو۔ اور اس سازشی جماعت کو آگاہ کرتا ہوں' جو ہندوستان کو مسلمانوں کے لئے دوسرا اسپین بنانا چاہتی ہے کہ اس اطمینان کے بعد کہ میرے قتل سے میرے آقا و مولا کے ناموس کی حفاظت ہوگی۔ اور اسلام پر وحشیانہ حملے نہ ہونگے' میں بڑی خوشی سے اپنی جان قربان کرنے کے لئے جہاں یہ سازشی جماعت بلائے حاضر ہونے کے لئے تیار ہوں۔ پھر کیا گمنام چٹھیاں بھیجنے اور قتل کی دھمکیاں دینے والے سن رہے ہیں؟

خالصہ جی کا نیا راستہ

سکھ ایک توحید پرست اور اسلام سے بہت قرب رکھنے والی بہادر قوم ہے۔ جس کے گروصاحبان کی تعلیم بہت کچھ اسلام سے ملتی جلتی ہے۔ مگر افسوس کہ مالوی جی کی سازش سے یہ بھولی بھالی قوم اب بجائے بت شکنی کے بت پرستی کی امداد اور بت پرستوں کی حمایت کے لئے علانیہ مسلمانوں کے خلاف میدان میں لائی جارہی ہے۔

اکثر مقامات پر ہندو مسلمانوں کے جھگڑہ میں سکھوں نے مسلمانوں کی امداد کرنے کی بجائے جو ان کے موحد بھائی تھے ہندوؤں کی علانیہ حمایت کرکے خود بھی ایک فریق بن گئے۔ کاش وہ اپنے گروصاحبان کے شبد پڑھتے۔ جن میں ان کو یقیناً مسلمانوں کی مخالفت نہیں ملے گی۔

مجھے یقین ہے کہ سنگھٹنیوں کی شرارت سے خالصہ جی جس راستہ پہ چلے گئے ہیں' وہ حقیقتاً حضرت گرونانک علیہ الرحمۃ کی تعلیم اور ان کی زندگی کے مقصد کے خلاف ہے۔ اور خالصہ جی کا نیا راستہ (اسلام کی مخالفت) کچھ خالصہ جی کے مقاصد کے لئے بھی مفید نہیں پڑے گا۔ اور آخر ایک وقت آئے گا کہ سنگھٹنی مقاصد پر قربان ہونے والے سکھوں کو اپنی غلطی کا احساس ہوگا۔

میں بصد ادب جناب ڈاکٹر کچلو صاحب اور حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب اور سردار سردول سنگھ صاحب کویشر اور مہاراجہ صاحب نابھہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ خالصہ جی کے اس نئے راستہ پر غور کریں۔ اور بہت جلد مسلم و سکھ اتحاد کا ایک پیکٹ تیار کرکے شریر اور بزدل ہندوؤں کو بتادیں کہ دو شریف اور غیور اور بہادر قوموں کو سنگھٹنی اغراض کا آلۂ کار نہیں بنایا جا سکتا۔

مجاہد ملت سید حبیب شاہ پر مصائب کا ہجوم

ہندوستان کی راسخ العقیدہ اور کثیر التعداد مسلمان (احناف) جماعت کے پاس تمام ہندوستان میں صرف ایک روزانہ اخبار ہے۔ جو مجاہد ملت مولانا سید حبیب شاہ صاحب کی ایڈیٹری اور ملکیت میں عرصے سے شائع ہو رہا ہے۔ مگر اس کے غیور اور صوفی مشرب ایڈیٹر کو ایک عرصہ سے محض دین پرستی کے جرم میں مبتلائے مصائب و آلام کیا جا رہا ہے۔ لاہور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو ایڈیٹر سیاست سے خاص تعلق ہے۔ کیونکہ سید صاحب ایک درجن کے قریب سرکاری و نیم سرکاری و غیر سرکاری فوجداری اور دیوانی مقدمات میں مبتلا ہیں۔ شاہ صاحب میں فاطمی خون ہے اور سید صاحب ایک صوفی مشرب بزرگ ہیں' اس لئے نہایت حوصلہ مندی کے ساتھ مردانہ وار ان مصائب و آلام کا مقابلہ کر رہے ہیں' جو ڈپٹی کمشنر صاحب کی نگہ عتاب کے طفیل ان پر نازل ہو رہے ہیں۔ مگر ان تمام مقدمات میں سید مہدی حسن صاحب مجسٹریٹ لاہور' اور ڈاکٹر محمد عالم صاحب بیرسٹر لاہور کے ازالہ حیثیت عرفی کے مقدمات نہایت ماتم انگیز ہیں۔ میں اس وقت اس پر بحث نہیں کرنی چاہتا کہ سید صاحب حق بجانب ہیں' یا مجسٹریٹ صاحب اور بیرسٹر صاحب۔ مگر مسلمانوں کا ایک ادنیٰ خادم ہونے کی حیثیت سے یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ مقدمہ بازی مذکورہ حضرات ہی کے لئے شرمناک نہیں ہے' بلکہ پنجاب کے پرجوش مسلمانوں کے لئے' اور تمام ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے نہایت رسواکن اور ذلت انگیز اور شرمناک ہے۔

لاہور میں خدا کے فضل سے با اثر اور غیر جانبدار حضرات کا کال نہیں ہے۔ سر عبدالقادر' سر محمد شفیع' سر اقبال۔ مولوی عبدالقادر قصوری' مولوی ظفر علی خاں' میاں عبدالعزیز' ملک محمد حسین وغیرہ جیسے خادمان ملک و ملت ۔۔ میں موجود ہوں' اور ازالہ حیثیت عرفی کے مقدمات میں ابتک راضی نامہ نہ ہو۔

میں علامہ سر اقبال کی خدمت میں خصوصیت سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ خدا کے لئے میدان میں آئیں۔ اور جس طرح انہوں نے دیگر اکابرین لاہور کے ساتھ ملکر مولوی ظفر علی خاں اور مولوی سید حبیب شاہ کی لڑائی کا خاتمہ کرادیا۔ اسی طرح سید مہدی حسن صاحب اور ڈاکٹر عالم صاحب اور سید حبیب شاہ صاحب کے درمیان مصالحت کرا کے مسلمانوں کے ایک اچھے روزنامہ کو تباہی سے بچائیں۔ اور مسلمانوں کے ایک سرفروش خادم کو اخبار ہی کے لئے زندہ رہنے دیں۔ اور اس کے ساتھ ہی دو مشہور مسلمانوں کو بدنامی سے بچانا بھی لاہور کے مسلم اکابرین کا فرض ہے۔

ڈاکٹر ستیہ پال کا سید حبیب صاحب کے مصائب کو کم کرنے کے لئے مخلصانہ سعی کرنا اور مسلمان اکابرین کا رقص بسمل کا تماشہ دیکھنا ملت اسلام کے لئے نہایت شرمناک ہے۔

اس کے بعد میں پنجاب کے پیروں اور ہندوستان کے صوفی مشرب حضرات سے درخواست کرتا ہوں کہ خدا کے لئے وہ اس صوفی مشرب اخبار کو زندہ رکھنے کے لئے اور اس کے ایڈیٹر کو تباہی سے بچانے کے لئے میدان میں آئیں اور جس طرح ہو سکے ایڈیٹر صاحب اخبار سیاست کی مالی امداد سے دریغ نہ کریں۔ مجھے امید ہے کہ میری درخواست کو پائے استغنا سے ٹھکرایا نہ جائے گا۔

دکن کی الجھی ہوئی گتھی

پیشوا جلد ۲ نمبر ۳ میں میں نے خان بہادر قاضی عزیز الدین صاحب دیوان ریاست دتیا کے عالمگیر اثر، ور اعلیٰ قابلیت کا تذکرہ کرتے ہوئے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ کیا اچھا ہوتا کہ جس طرح ریاست بھرتپور کے بگڑے ہوئے معاملات کو راے بہادر لالہ رام سرنداس صاحب نے بیچ میں پڑ کر درست کرا دیا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں میں قاضی عزیز الدین صاحب اور سر محمد شفیع وغیرہ حضرات اپنے اثرات سے کام لے کر دکن کی اسلامی سلطنت کے غیر شگفتہ تعلقات کو درست کر دیں۔ اس نوٹ کو پڑھ کر بعض خوش فہم حضرات یہ سمجھے کہ میں نے یہ نوٹ خان بہادر قاضی عزیز الدین صاحب کے ایما سے لکھا ہے۔ حالانکہ قاضی صاحب سے سوائے ایک مرتبہ کی سرسری ملاقات کے اور کبھی مجھے ملنے کا اتفاق بھی نہیں ہوا۔

اس خوش فہمی کو با اثر حلقوں میں اتنی وقعت دی گئی کہ پہلی مرتبہ قاضی صاحب نے مجکو حسب ذیل خط لکھا۔

"آپ نے مجھ ناچیز کی نسبت ایسے اعلیٰ خیالات کا اظہار فرمایا۔ مگر

من آنم کہ من دانم

مجکو نہ حیدرآباد کی ملازمت کا شوق ہے۔ اور نہ مجھ میں اتنی قابلیت۔

ممکن ہے لوگ یہ سمجھیں کہ آپ نے میرے اشارہ سے وہ نوٹ لکھا ہو، اس لئے براہ کرم اس نیازنامہ کو درج فرما دیجئے۔"

جو لوگ مجھ سے ناواقف ہیں، وہ تو ممکن ہے کہ اس غلط فہمی میں مبتلا کر دیئے جائیں کہ میں کسی کی تعریف اور مخالفت کسی کے اشارہ سے کر سکتا ہوں۔ البتہ جو حضرات مجھ سے واقف ہیں ان کو یہ غلط فہمی ہرگز نہیں ہو سکتی۔

میں نے جو کچھ لکھا، وہ میری ذاتی رائے تھی اور آیندہ بھی جو کچھ لکھوں گا، وہ ذاتی رائے سے لکھوں گا۔ اور میں اسکو نہایت دنائت اور کمینہ پن سمجھتا ہوں کہ کسی کے کہنے یا لکھنے سے کسی کی تعریف اور مذمت کی جائے۔ مجھے معلوم ہے کہ قاضی صاحب اپنی موجودہ حالت پر قانع ہیں۔ اور مہاراجہ صاحب دتیا کا اور انگریز افسران کا جو اعتماد ان کو حاصل ہے، اس کے بعد یقیناً انکو اپنی موجودہ حالت پر قناعت کرنا چاہیئے۔ اور نہ میرے لکھنے کا یہ منشا تھا کہ قاضی صاحب دکن میں ملازمت کریں۔ بلکہ میں تو چاہتا تھا کہ جس طرح رائے بہادر لالہ رام سرنداس صاحب ریاست بھرتپور کے غیر شگفتہ تعلقات درست کر سکتے ہیں۔ اسی طرح قاضی صاحب کے اس عالمگیر اثر و رسوخ سے کام لیا جائے۔ جو ان کو اعلیٰ ترین یوروپین سوسائٹی میں حاصل ہے۔ اور ان کے اس وسیع ترین تجربہ سے آخر کیوں نہ فائدہ اٹھایا جائے، جو ان کو دیسی ریاستوں کے متعلق حاصل ہے۔ میری اب بھی یہی رائے ہے کہ ان کو دکن کی ضرورت نہ ہو، مگر دکن کو ان کی ضرورت ضرور ہے۔

مقدسین جمعیت کی خباثت

قارئین کرام اس سے ناواقف نہ ہونگے کہ ہندوستان کے محترم علماء کے نام سے جو جمعیت قائم ہے، اس کے مخصوص آرگن الجمعیتہ کو ڈہائی سو روپے ماہوار کے نقصان سے محض شہرت طلبی اور وجاہتوں کے قیام کے لئے چلایا جا رہا ہے۔ اور جمعیتہ علماء کے تبلیغ کا ہزار ہا روپیہ جمعیتہ علماء کا یہ سفید ہاتھی معطیان کے منشاء کے خلاف کھائے جاتا ہے۔

اس اخبار کی پالیسی پر ایک سادہ رو صاحبزادے قابض ہیں جو نہ درس نظامی کے منتہی ہیں، اور نہ جدید تعلیم کا کورس پڑھا ہے ان کا مبلغ علم صرف یہ ہے کہ دہلی کے رہنے والے ہیں۔ اس لئے صاف اردو لکھ لیتے ہیں۔ اور انگریزی کا ترجمہ ایسا کرتے ہیں کہ ان کو مسٹر محمد علی نے اخبار ہمدرد میں ملازمت دینے سے انکار کر دیا تھا۔ حالانکہ ان کو ایک اسسٹنٹ ایڈیٹر کی اسوقت اشد ضرورت تھی۔ مجھے یقین ہے کہ اگر آج اخبار الجمعیتہ سے ان کو نکال دیا جائے تو کہیں تیس روپے ماہوار کی کلرکی بھی نہیں مل سکتی۔ بہرحال چونکہ نوجوان صاحبزادے ہیں اور ناظم جمعیتہ علماء کو خوش رکھنا جانتے ہیں اس لئے کیا ہوا اگر وہ تقدس اور علم جو جمعیتہ علماء کے آرگن کے ایڈیٹر میں ہونا چاہیئے تھا نہ ہوا۔ خداوند جمعیتہ زنا

تو اس سے خوش ہیں۔ اور خوشی سے کبھی کبھی "گلگلہ" بھی کہا کرتے ہیں۔ ناظم صاحب کو اس سادہ رو لڑکے کی اتنی خاطر منظور ہے کہ اسکو ڈیڑھ سو روپے ماہوار دیکر دادا کی دوکان پر حلوائی کی فاتحہ دی جاتی ہے۔ مگر اس کے علاوہ ستر روپے ماہوار کا ایک مددگار ایڈیٹر اور دے رکھا ہے۔ جس کا کام یہ ہے کہ اردو اخبارات کی خبروں اور مضامین کی سرخیاں بدلکر اور مضمون میں کچھ رد و بدل کرکے اخبار الجمعیۃ کے اس حصہ کو بھر دے۔ جو لیڈر اور نوٹوں کے بعد خالی رہے۔ اس کے علاوہ ناظم صاحب اور ایڈیٹر صاحب چونکہ ایک جان اور دو قالب ہیں۔ اس لئے ان صاحبزادے ایڈیٹر کو غیرت دلانے کے لئے نکات و لطائف خود مولانا احمد سعید صاحب لکھتے ہیں۔ جس میں شرفا کی پگڑیاں ان صاحبزادے کو صدقہ کا کیا بنا کر اتارتے ہیں۔

قارئین کرام غالبا اس سے بھی ناواقف نہ ہونگے کہ جناب مولانا احمد سعید صاحب نے گذشتہ مہینہ میں حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب سے اپنے گذشتہ منافقانہ طرز عمل کی معافی چاہکر بظاہر صلح کر لی تھی۔ مگر عبدالدین ابی کا یہ جانشین ایک طرف تو حضرت خواجہ صاحب سے صلح صفائی کی کوشش کرتا ہے۔ اور دوسری طرف الجمعیۃ میں اس سوال پر جو ایک سنگھٹی نمبر نے وائسرائے کی کونسل میں حضرت خواجہ صاحب کے متعلق کیا تھا کہ وہ سی آئی ڈی میں ہیں یا نہیں؟ یہ زہر اگلتا ہے۔

"لیکن فاضل ممبر کو اتنا سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر سرکاری حکام سے ملنا ملاقات کرنا ان سے موالات کرکے اپنا کام کرا لینا اور کبھی موقع بے موقع ان کا بھی کوئی کام کر دینا یہ سی آئی ڈی پنے کا کام ہے تو ہم کہتے ہیں کہ خواجہ صاحب دس ہزار دفعہ سی آئی ڈی کے آدمی ہیں"۔

"اور اگر آنریبل ممبر کا یہ مطلب ہے کہ خواجہ صاحب کو اس محکمے سے کوئی سو دو سو روپیہ تنخواہ ملتی ہے تو یہ لغو اور محض افترا ہے۔ "باضابطہ" اطلاع دینا اور چیز ہے۔ اور باضابطہ ملازمت دوسری چیز ہے"۔

(الجمعیۃ ۲۷ ستمبر ۲۵ء صفحہ ۲ کالم ۳)

اس شخص نے حضرت خواجہ صاحب کے لئے زہر کا پیالہ ہے۔ جو خواجہ صاحب کو آج سے نہیں بلکہ ۲۰ سال سے۔ اور جس نے محض حضرت خواجہ صاحب کے اثر سے ہزاروں اور جسپر حضرت خواجہ صاحب نے احسانات کی مسلسل

مسنہری بلدفی کی ہے۔ اور جسپر حضرت خواجہ صاحب کو کافی سے زیادہ اعتماد تھا۔ آج وہ محض حضرت خواجہ صاحب جیسے محسن کے عالمگیر اثر و اقتدار کو ختم کرنے کے واسطے کیسی ابلیسانہ چالیں چلتا ہے۔ اور محسن کشی اور دنائت طبع کی ایک ایسی مثال قائم کرتا ہے کہ لوگوں کو اس سے سبق لینا چاہیئے۔

ایک طرف تو یہ مقدسین جمعیت جاہل مسلمانوں پر مذہب کا دام تزویر بچھاتے ہیں۔ اور دوسری جانب جب ان کو مذہب کے نام پر بلایا جاتا ہے۔ اور مذہبی طریقہ سے ایک قضیہ کا خاتمہ کرانے کے لئے کہا جاتا ہے تو اس مذہبی طریقہ (حلف نامہ) کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ اور پھر حضرت خواجہ صاحب سے صلح و صفائی کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ یہ ہے ان مقدس علما کا ظاہر و باطن جن کے احترام کے لئے مسلمانوں کو تباہ کیا جاتا ہے۔ میں آیندہ اشاعت میں "تقدس مآب حضرت" مولانا احمد سعید صاحب کی قومی زندگی کے چند اہم واقعات پر روشنی ڈال کر بتاؤنگا کہ ان کے ظاہر و باطن کی کیا حالت ہے۔

مہاراجہ سرکشن پرشاد کا قصور

دہلی کے مفسدہ پرداز اور رسوائے عالم اخبار تیج کے متعلق میں نے کسی گذشتہ اشاعت میں لکھا تھا کہ اس کے ایڈیٹوریل سٹاف میں کچھ عرصہ سے دو مسلمان شامل کئے گئے ہیں۔ اس خیال کے ظاہر ہوتے ہی سماجی کیمپ میں کھلبلی مچ گئی۔ اور مجھ سے ثبوت طلب کیا گیا۔ اور ثبوت تو میں آیندہ کسی اشاعت میں دونگا اس وقت تو میرے خیال میں سب سے زیادہ ثبوت یہ ہے کہ تیج کے ایڈیٹر صاحب اپنی پھیکی اور سیٹھی رسوئی کو "مسلمانی دسترخوان" پر لے آئے۔ جس میں حسب عادت مسلمانوں کے خلاف بے تکی نیش زنی ہوتی ہے۔ مجھے اس وقت اس سے بحث نہیں کہ اس دسترخوانی اردو میں علاوہ افترا پردازی اور مفسدہ پردازی کے املا و انشا کی کتنی غلطیاں ہوتی ہیں۔ بلکہ میں تو یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ جو شریف ہندو اپنی محبت و عقیدت کی وجہ سے آقائے کائنات فخر موجودات کی تعریف میں کچھ اشعار موزوں کرلیتے ہیں۔ ان کو تیج کے صاحب (جنکی سادہ روئی اکثر ارباب بدذوق کو دعوت شوق دیتی ہے) کی بارگاہ سے ایسے سوقیانہ خطابات ملتے ہیں کہ ہر شریف آدمی کو ادبی ابتلا پیدا ہوتا ہے۔

سب جانتے ہیں کہ مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر صدر اعظم سلطنت دکن ایک درویش صفت اور عاشق رسول انسان ہیں، جن کے مشرب میں ہندو مسلمان کا امتیاز کفر ہے، وہ جس طرح سری

...بھی کے بھگت ہیں۔ اسی طرح آقائے کائنات حضور انور روحی فداہ کے غلام ہیں۔ ان کے دربار سے جس طرح ہندو فیضیاب ہوتے ہیں اسی طرح مسلمان بھی استفادہ اٹھاتے ہیں۔ اور ان کا یہ طرز عمل ... کا نہیں ہے بلکہ ان کا نشو و نما اسی آب و ہوا میں ہوا ہے۔ جو ... سنگٹھنی ذہنیت سے کوسوں دور ہے۔

یہ انہی کی ذات گرامی ہے کہ جنکو اگر ایک طرف اعلیٰ حضرت تاجدار دکن کا اعتماد حاصل ہے، تو دوسری جانب برٹش گورنمنٹ بھی انپر بھروسہ کرتی ہے۔ ان کو اگر مرحوم نظام قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور سلطنت دکن کے جزو کل کا اختیار مرحوم بادشاہ نے ان کو دیدیا تھا تو موجودہ تاجدار دکن جنکی بیدار مغزی ضرب المثل ہے۔ انپر کافی سے زیادہ اعتماد کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جس وقت وزارت عظمیٰ کا مسئلہ برٹش گورنمنٹ نے پیش کیا، اعداانی جانب سے اس مسلمان کو اس عہدہ کے لئے پیش کیا، جس کے آباو اجداد نے سلطنت دکن کو تباہی سے بچایا تھا۔ اور جس کی امداد سے ہندوستان میں انگریزی سلطنت کے پیر جمے تھے، تو اعلیٰ حضرت تاجدار دکن نے اسکی بجائے مہاراجہ سرکشن پرشاد کو نہ صرف پسند ہی نہیں کیا۔ بلکہ ان کے تقرر پر ایسی حالت میں شدید اصرار کیا جبکہ انگریزی حکومت کسی انگریز کو یا پھر سر سالار جنگ کو یہ عظیم ترین عہدہ سپرد کرنے پر اعلیٰ حضرت پر دباؤ ڈال رہی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ وزارت عظمیٰ کی ناکامی سے متاثر ہوکر سابق رزیڈنٹ دکن کے ہمراہ سالار جنگ بہادر لندن چلے گئے۔ جن کے متعلق دکن کے باا ثر حلقوں میں یہ یقین کیا جاتا ہے کہ ان کو اعلیٰ حضرت تاجدار دکن بہت بلند مقصد ہیں اور سابق رزیڈنٹ حیدرآباد کے ہمراہ ان کا جانا ایک خاص مگر خوفناک غرض سے ہے۔ جسپر میں آئندہ تفصیل سے بحث کرونگا۔

مہاراجہ بہادر سے مجھے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ کے ذریعہ جن سے وہ بیعت ہیں۔ دکن میں نیاز حاصل کرنے کا موقع ملا تھا۔ دکن کے پندرہ روزہ قیام میں جو کچھ میں نے مہاراجہ بہادر کو سمجھا اور ان کے متعلق واقفیت حاصل کی، اس کا بہت گہرا اثر اپنے دل میں پاتا ہوں۔ اور یقینا وزارت عظمیٰ کے لئے اعلیحضرت اس سے بہتر انتخاب نہیں کرسکتے تھے۔ ورنہ ان کی سی مرنجان مرنج پالیسی کا انسان جسپر دکن کے ہندو مسلمان دونوں کو اعتماد حاصل ہو اور جس کے تقرر پہ ملکی اور غیر ملکی کا لفوا کی لمیقین نہ ہو۔ دکن میں دوسرا ملنا ممکن تھا۔ اور آریہ سماج کے سرکاری وخبار تیج کی نظروں میں مہاراجہ بہادر کا سب سے بڑا گناہ یہی ہے کہ وہ مجمع کے وقت کلام اللہ کیوں پڑھتے ہیں۔ اور داعی ... کی طرح گالیاں دینے کی بجائے ان کے ساتھ عقیدت کا اظہار کیوں کرتے ہیں۔ کاش اس کور باطن کو معلوم ہوتا کہ بقول علامہ سید سلیمان ندوی کے " یہ وہی خوش نصیب ہندو ہے جس کی نعت خاص روضہ شریف میں آویزاں ہے "! اور اس خوش نصیبی اور سعادت مندی پر مہاراجہ بہادر جس قدر فخر کریں کم ہے کہ یہ کسی ہندوستانی مسلمان کے حصہ میں نہیں آئی۔ جو ایڈیٹر تیج کی بارگاہ میں سب سے بڑا جرم ہے اور یہ جرم مہاراجہ صاحب سے صرف اس لئے سرزد ہوتا ہے کہ ان کے مطالعہ میں ستیارتھ پرکاش نہیں تھی۔

نظام المشائخ کا رسول نمبر

دہلی کا مشہور صوفیانہ رسالہ نظام المشائخ کا رسول نمبر اسوقت میرے سامنے ہے ضخامت ۱۲۴ صفحے ہیں کاغذ سفید چکنا، لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی۔

نظام المشائخ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے، جسکو رسول نمبروں کا جنم داتا کہہ سکتے ہیں۔ اور جو بیس سال سے ہر ربیع الاول کو ایک ضخیم اور بیش قیمت ادر پر از معلومات رسول نمبر شائع کرکے تشنہ کامان رسول کے لئے ایک بہت بڑا ذخیرہ سیرت رسول کا پیش کرتا ہے۔ رسول نمبروں کی "بدعت" میں اولیت کا مجد و شرف یقینا نظام المشائخ کو حاصل ہے۔ اور اس اولیت کے مجد و شرف پر حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ اور جناب ملا واحدی صاحب مدظلہ جسقدر فخر کریں کم ہے۔ کہ وہی اس بدعت حسنہ کے جنم داتا ہیں

میں نے تازہ رسول نمبر کو بہت غور سے پڑھا۔ بلاشبہ صرف کثیر برداشت کیا گیا ہے۔ اور بہت زیادہ محنت وجانکاہی اور سمجھداری سے مرتب کیا گیا ہے

میں قارئین پیشوا سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ رسالہ نظام المشائخ کو ضرور مطالعہ کریں۔ جس کے پڑھنے سے تصوف اور اسلام کی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور جس کی قیمت صرف سالانہ دو روپے ہے اور ملنے کا پتہ مینیجر صاحب رسالہ نظام المشائخ دہلی ہے۔

رسالہ مولوی کا رسول نمبر

پیشوا کا سائز ہے۔ اور ضخامت ۸۸ صفحے ہے۔ لکھائی چھپائی اچھی ہے۔ اور پیشوا ہی جیسا کاغذ ہے۔ ہر مہینہ شائع ہوتا ہے قیمت ایک روپیہ سالانہ ہے

پہلے اس کے ایڈیٹر مولانا زاہد القادری صاحب تھے اب عزیز محترم جناب منشی عبدالحمید صاحب کی ایڈیٹری میں شائع ہوتا ہے زیر نظر رسالہ کا یہ خاص رسول نمبر صرف کثیر کے بعد تیار ہوا ہے ترتیب مضامین میں کافی سے زیادہ خوش سلیقگی اور قابلیت کا اظہار کیا گیا ہے۔ جب اس کی ضخامت پر غور کرتا ہوں تو بے اختیار ...

جی چاہتا ہے کہ یا تو مولوی سے پر دیرائٹر صاحب کے پاس جمعیت علماء کا روپیہ ہے جنکی پالیسی کا وہ ماتم گسار ہے اور یا پھر وہ قطعی ناعاقبت اندیش اور اصول صحافت و تجارت سے ناآشنا ہیں جو اس قدر ضخیم پرچہ ایسی قلیل رقم میں شائع کر رہے ہیں۔ میں قارئین پیشوا سے عرض کرتا ہوں کہ وہ رسالہ مولوی کو بھی اپنے زیر مطالعہ رکھیں۔ جس کا نمونہ دفتر رسالہ مولوی دہلی سے مفت ملتا ہے۔

حاجی محمد علی کا نیا منصب

یادش بخیر! سابق مسٹر بعدہٗ مولانا اور ثم بعدہٗ حاجی و ثم بعدہٗ "حاجی" ومال فرشتہ: موجودہ مفتی محمد علی صاحب ایڈیٹر اخبار ہمدرد نے قومیت کے موسم خزاں میں کلکتہ خلافت کانفرنس کی صدارت کرتے ہوئے اپنے جدید منصب سے جسپر وہ باوجود نااہل ہونے کے قبضہ کرنے کا اپنے تئیں مستحق سمجھتے ہیں یہ فتویٰ دیا ہے کہ "نماز کے وقت مسجدوں کے سامنے باجہ بجانے کا حق ہم ہندوؤں کو دیتے ہیں" مفتی محمد علی صاحب کی بعض خوش فہم سیاست کا منتہی اور ماہر ہنگران کے مخالفین کا منہ بند کردیا کرتے تھے۔ مگر جب ہو ہندو نہا بھائی اور جب ہو ہندو سنگٹھن کی جنگی زرخیزی نے اس چودھویں صدی کے مفتی سے یہ فتویٰ دلوادیا کہ "نماز کے وقت مساجد کے آگے باجہ بجانے کا حق ہندوؤں کو حاصل ہے" جس وقت یہ مفتی اعظم سوراج کے نشہ میں مست ہو کر یہ فتویٰ دے رہا تھا اسوقت شہادت زار ملیا اور محشرستان بتیا کے مظلوم اور معصوم شہیدوں کی روحیں اس جاہل اور بدبخت مفتی پر لعنت بھیج رہی ہونگی۔ جنہوں نے اپنی جان دیدی اور مسجدوں کی بے حرمتی نہ ہونے دی۔ ان کے تباہ حال اہل وعیال کے دل پر کیا گذر رہی ہوگی جو محض آزادی عبادت کے لئے خانماں ویران ہوگئے۔ وہ اسیران بے جرمی جو اسوقت صرف خدائے واحد کی پرستش گاہوں کے احترام کے لئے جیل خانوں کی تنگ و تاریک کوٹھریوں میں بند ہیں۔ کس کی جان کو رو تے ہونگے۔

کیا اچھا ہوتا کہ محمد علی صاحب اس مسئلہ پر اپنی زبان نہ کھولتے جسپر بولنے کے وہ قطعی اہل نہیں اور جسکا حل یقیناً اب سے پہلے جناب مولانا سجاد صاحب نائب امیر شریعت بہار و سابق [illegible] جمعیت علماء ہند سال گذشتہ اپنے ایک معرکۃ الآرا مضمون [illegible] کر چکے ہیں۔ جو امارت شرعیہ بہار کے آرگن امارت میں شائع [illegible] چکا ہے۔ اور جس کے آگے یقیناً تمام علماء خاموش رہے۔ مگر [illegible] "حاجی" صاحب ہیں کہ انہوں نے از بدمستی فتوے بھی دینے [illegible] شروع کردیئے۔ اس مضمون کو پیشوا کی جلد اول میں نقل کیا جاچکا ہے۔

میرے خیال میں وقت کے سب سے اہم مسائل میں سے باجہ اور نماز کا مسئلہ ہے۔ اور یقیناً مسلمانوں کو ملک کی آزادی سے بیشتر بلکہ اس سے زیادہ جلد اپنے مذہب کی آزادی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ خواہ ان کو اس کے لئے کیسی ہی قربانیاں کرنی پڑیں۔

شہزادگان دکن کی تعلیم کا انتظام

یہ ضرب المثل بالکل صحیح ہے کہ "ماں سے زیادہ جو چاہے پھاپا کٹنی کہلائے" ظاہر ہے کہ اپنی اولاد کی سود و بہبود کا اور تعلیم و تربیت کا جتنا خیال اعلیٰ حضرت نظام کو خود ہوگا کسی دوسرے کو قیامت تک نہیں ہو سکتا۔ مگر جان بل کی یہ نرالی منطق اور ضد سمجھ میں نہیں آتی کہ شاہزادگان دکن کو تعلیم کے لئے ولایت بھیجنے پر اصرار کیا جاتا ہے۔ جہاں وہ اپنے شفیق اور محترم والدین کی نگاہ سے اوجھل رہ کر نہ سلطنت دکن کے لئے مفید ہوسکینگے۔ اور نہ خود اپنی ذات کے لئے۔ بلکہ اندیشہ اور قوی اندیشہ ہے کہ مادہ پرستوں کی صحبت اور تعلیم کا اثر ان کے خیالات مذہبی پر نہایت برا پڑیگا۔ اور جو شفقت اور محبت اعلیٰ حضرت کو اسلام اور داعی اسلام سے ہے۔ وہ انکی اولاد سے مفقود ہوگی۔ اگر اسکی تعلیم مغرب کی مادہ پرست اور لامذہب درسگاہوں میں ہوئی۔

بہرحال مقام مسرت ہے کہ اعلیٰ حضرت نے اپنے جگر گوشوں کی تعلیم کا نہایت اطمینان بخش انتظام کرلیا ہے۔ یعنی سلطنت دکن کے ہر شعبہ کے انچارج کو حکم دیا ہے کہ وہ ہفتہ میں ایک روز اپنے آقازادوں کو درس دیا کرے۔ اور اس طرح شاہزادگان دکن مشرقی اور مغربی دونوں تعلیموں سے بہرہ اندوز ہوسکیں گے۔ اور اس جدید انتظام پر غالباً برٹش گورنمنٹ کو بھی اعتراض نہ ہوگا۔ جس کا از روئے عہدنامجات اسے کوئی حق بھی نہیں ہے۔

ڈاکخانہ اور پیشوا

ہندوستان کا کوئی معقول پرچہ ایسا نہ ہوگا کہ اس کو اور اس کے ناظرین کو ڈاکخانہ کے ذات شریف کلرکوں اور پوسٹ مینوں سے یہ شکایت نہ ہو کہ وہ راستہ میں سے رسائل اور اخبارات چوری کر لیتے ہیں۔ اور انکی اس نیک عادت کا خمیازہ مالکان اخبارات و رسائل کو بھگتنا پڑتا ہے۔ کوئی گالی اور کوئی دھمکی ایسی نہیں ہوتی۔ جو روزانہ ڈاک میں وصول نہ ہوتی ہو۔

غضب خدا کا پوری توجہ کے ساتھ چھپی ہوئی چٹوں کو دو مرتبہ دیکھکر پتوں کو درست کیا جاتا ہے۔ پوری احتیاط کے ساتھ خود چٹیں چسپاں کرتا ہوں۔ اور اپنی موجودگی میں ڈاکخانہ کے سپرد کرتا ہوں۔ [illegible]

تہ ہو جاتے ہیں۔ اور پھر اخبار نویس اس مرحلہ کے بعد عاجز ہے۔
تعجب ہوتا ہے اس وقت جبکہ بعض ناواقف بھائیوں کو تاریخ
اشاعت پر رسالہ نہیں پہونچا تو ایک تہدید نامہ لکھتے ہیں۔ جسمیں
ان الفاظ تہذیب و شرافت کو بھی ہاتھ سے دیدیا جاتا ہے۔ اور
اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ میرا پرچہ آپ خصوصیت سے
ہی بھیجئے۔" کاش ان عقلمندوں کو معلوم ہوتا کہ بھلا یہ کیونکر
ممکن ہے کہ چھپی ہوئی چٹوں میں سے صرف شکایت کنندہ
بھائی کے نام کا رسالہ نہ روانہ کیا جائے۔ ایسی حالت میں کہ وہ
پیشگی روپیہ ادا کر چکے ہیں۔ حالانکہ کوئی تجارت پیشہ اپنے گاہک
ناخوش رکھکے اپنی تجارت کو کامیاب نہیں رکھ سکتا۔ پھر یہ
کیونکر ممکن ہے کہ میں ان خریداروں کو ڈاکخانہ کے ان شرافت
ب مہذب شوقینوں کے طفیل جو رسالہ پیشوا کے اصلی مالک
ہیں ایسی نامعقول حرکت کرکے وابستہ پیشوا کے مستقبل کو تباہ کردں۔

گذشتہ مہینہ مجکو بہت سی گالیاں ملیں۔ اور خریداران پیشوا
کی ایک بڑی جماعت کو دفتر پیشوا سے بلاوجہ شکایت پیدا
ہوئی۔ پیشوا کا میلاد نمبر یکم ستمبر کو حسب اعلان ڈاکخانہ کے حوالہ
کر دیا گیا۔ مگر دو سو سے زیادہ پرچہ ستمبر کے پہلے ہفتہ میں مکرر
بھیجا گیا۔ اور اسپر بھی شکایت کنندگان کی شکایت پوری طرح
رفع نہ ہوسکی۔

جو بھائی مجکو پرچہ نہ پہونچنے پر سب وشتم سے یاد کرتے
ہیں۔ اگر وہ اتنی تکلیف اور گوارا کریں کہ ایک ایک پوسٹ کارڈ پرچہ
نہ پہونچنے کے متعلق اپنے علاقہ کے پوسٹ ماسٹر جنرل کو بھی لکھدیا کریں
تو شاید ان کی شکایت کا انسداد ہوجائے۔ ورنہ ڈاکخانہ کے ان
اہلکاروں سے تنہا میں ہی عاجز نہیں ہوں بلکہ ہندوستان کا
ہر شریف اخبار نویس ان کی ڈاکہ زنی سے نالاں ہے۔ اور مجھے
یقین ہے کہ یہ "صحیح النسل" کبھی اپنی شرارتوں سے باز نہیں آئینگے۔

بعض بھائی کئی کئی مہینہ تک پرچہ نہ پہونچنے پر خواب غفلت
میں سوئے رہتے ہیں تو دفتر میں پرچہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور ان کی
شکایت کی تعمیل مجبوراً نہیں کی جاتی۔ پھر وہ اپنی اس غفلت پر نادم
ہونے کی بجائے مجھ ہی سے ناراض ہوتے ہیں۔ بعض بھائی
پرچہ نہ پہونچنے کی شکایت کرتے ہیں مگر اپنا نمبر خریداری جو چٹ پر
لکھا ہوتا ہے نہیں لکھتے۔ اور یہ غلط خیال کرتے ہیں کہ میں ان
کا نمبر کئی ہزار ناموں کا حافظ ہو گا۔ اور یہی وجہ ہے کہ ایسے
خطوط ردی کی ٹوکری کے حوالہ کر دیئے جاتے ہیں۔ اور اس طرح
مجکو مفت ناجائز شکایت ہوسکتی ہے۔ مگر اس میں

قصور کس کا ہے ؟

خوب یاد رہے کہ تاریخ اشاعت سے آٹھ روز کے بعد پرچہ
نہ پہونچنے کی جو صاحب شکایت کریں گے۔ ان کی شکایت پر کوئی
توجہ نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ آٹھ روز کے بعد پرچہ بالکل ختم
ہو جاتا ہے۔ اگر چند روز کے لئے پتہ تبدیل کرانا ہے تو ازراہ
کرم مقامی ڈاکخانہ کو اطلاع دیجئے۔ اور دفتر کی مشکلات میں اضافہ
نہ کیجئے اور اگر زیادہ عرصہ کے لئے پتہ تبدیل کرانا ہے۔ یا کوئی اور
شکایت ہے تو خدا کے لئے اپنا نمبر خریداری ضرور لکھئے اور نام
و پورا پتہ صاف اردو اور انگریزی میں لکھئے۔ کہ اس کے بغیر
آپ کے کسی ارشاد کی تعمیل مجبوراً نہیں ہوگی۔

تیلی اور سوامی

سنگھٹنی گرمی کا پارہ اگر دیکھنا ہو۔ اور یہ معلوم کرنا ہو کہ پروپیگنڈہ میں آریہ حریف کسقدر
ماہر ہیں تو غور سے دیکھو کہ دہلی کا ایک تیلی جسکی موت سے پہلے
کوئی قومی حیثیت نہیں تھی۔ نالوتیلی سے ایک دم پروپیگنڈہ
کی طاقت سے "ویر نانک چند" "دھرم شہید نانک چند مہاشہ"
بن گیا۔ اور جس دھوم دھام کے ساتھ سوامی شردھانند کی ارتھی
اٹھی تھی۔ اس سے کچھ کم "ویر نانک چند" کی ارتھی کا جلوس نہیں
تھا۔ بلکہ ایک حیثیت سے تو "مہاشہ نانک چند کا بلیدان" بازی
لے گیا کہ مجنوں سنگھٹنیوں نے اعلیٰ حکام کی موجودگی میں بلاوجہ
نہتے اور غافل اور راہ گیر اور امن پسند مسلمانوں پر دھاوا بول دیا۔
مسٹر پی ایل اورڈ صاحب سینیر سپرنٹنڈنٹ پولس نے اپنی
آنکھوں سے دیکھا ہوگا کہ کس طرح مسلمان راہگیروں اور مسلمان
سپاہیوں پر سنگھٹنی مجنونوں نے صرف اس جرم میں حملہ کر دیا کہ
وہ مسلمان کیوں ہیں ؟

اس ارتھی کے جلوس کے فساد میں کئی غلطیاں مقامی حکام
سے بھی سرزد ہوئی ہیں۔ جن پر اگر عاقبت اندیشی سے غور کر لیا
جاتا تو مجھے یقین ہے کہ فساد ہرگز نہ ہوتا اور ارتھی کے جلوس کے
لئے جو راستہ دیا گیا وہ قدیم رواج کے خلاف اور موجودہ فضا کے
لحاظ سے خطرناک غلطی تھی اور جب راستہ دے کر ایک غلطی کا ارتکاب
کر لیا گیا تو پولس کا انتظام کافی نہ ہونا اور مفسدوں اور حملہ آوروں
کو موقع پر گرفتار نہ کرنا یہ دوسری اور پہلی سے زیادہ خطرناک غلطی
تھی۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اصل مجرم سزا سے بچ جائیں گے
جیسا کہ اکثر بلوہ کے مقدمات میں دہلی میں اصل مجرم بچ جاتے ہیں۔

میری رائے میں یقیناً وہ وقت آگیا ہے کہ مسٹر جونسن صاحب
مسٹر پی ایل اورڈ صاحب اور مسٹر ارگن صاحب باہمی مشورہ سے

اب یہ طے کرلیں شہرہ لپشت علاقوں پر جو عام طور پر ہندو ہیں تعزیری پولس تعینات کی جائے جس کے مصارف اس علاقہ کے مفسد پیشہ اور مفسدوں کو پرورش کرنے والوں سے وصول کئے جائیں۔ جن کا حکام کو علم ہے۔ نیز اس گروہ اور اس کے پس پردہ حامیوں کے خلاف غنڈہ ایکٹ جاری کرکے سختی سے کارروائی کی جائے جو سالہا سال سے دہلی کے امن کو دھمکیاں دے رہا ہے۔ اور جس نے حکام پر آرام کی نیند حرام کردی ہے۔ اور امن پسند دوکانداروں اور راہ گیروں کے لئے زندگی وبال ہوگئی ہے کیونکہ جو شریف کسی وقت کسی کام کے لئے گھر سے نکلتا ہے۔ یقیناً وہ ہر وقت اپنے تئیں خطرہ میں پاتا ہے کیا خبر کس وقت بم چھینک جائے اور سنگدلی بہادروں کے دریا میں طغیانی آجائے اور شریف راہ گیروں اور امن پسند دوکانداروں پر حملے شروع ہو جائیں۔ میرے خیال میں اس کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ کم سے کم تلوار کو ایکٹ اسلحہ سے مستثنیٰ کردیا جائے۔ تاکہ شرفا، اور امن پسند باشندے حملہ آوروں سے اپنی حفاظت کرسکیں۔

اگرچہ اس ارتھی کے جلوس کی وجہ سے فساد ہوا۔ مگر میں مسٹر [illegible] صاحب اور ڈو صاحب اور مسٹر مارگن صاحب کو فوراً فساد پر قابو پالینے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اور خصوصاً مسٹر اوڑو کی اس دلیری کی تعریف کرتا ہوں۔ جو انہوں نے بنارسی کرشنا تھیٹر پر [illegible] دل بلوائیوں اور حملہ آوروں کو فساد سے باز رکھنے میں دکھائی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ان روزمرہ کے فسادات کے اسباب پر پوری توجہ سے غور کرکے ان بدمعاشوں کا قطعی استیصال کریں گے۔ جنہوں نے دہلی کے امن کو برباد کرکے ان کی اور دوسرے حکام کی نیکنامی کو بٹہ لگا دیا ہے۔

ہوم ممبر کی معنی خیز بے خبری

لیجسلیٹو اسمبلی میں سردار دیوان سنگھ صاحب

اڈیٹر اخبار ریاست کے اس مشہور مقدمہ کے متعلق جو ریاست پٹیالہ کے کسی باشندہ کی تین سو روپے کی امانت میں خیانت کا زیر تجویز ہے۔ اور جس کے وارنٹ گرفتاری کے خلاف ہندوستان کے تمام ہندو، مسلمان، عیسائی، سکھ، پارسی اور تمام مروجہ زبانوں کے اخبارات نے سخت سے سخت مضامین لکھ کر ریاست پٹیالہ کے اس مقدمہ کو ذاتی انتقام سے تعبیر کیا ہے۔ مسٹر ویدسورلی نے ایک درجن سے زیادہ سوالات کئے، جن کے جوابات نہایت معنی خیز تھے جن کو پڑھنے کے بعد کسی نتیجہ پر پہنچنا کم سے کم میرے لئے مشکل ہے۔ اور کوئی سمجھدار انسان ہوم ممبر صاحب کو اس بے خبری پر مبارکباد نہیں دے سکتا اس میں شک نہیں کہ ہوم ممبر صاحب پر تمام پارٹیوں نے جس طرح سوالات کی بھرمار کی ہے اس سے اس عالمگیر رسوخ کا پتہ چلتا ہے۔ جو سردار صاحب کو مختلف جماعتوں میں حاصل ہے۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ حکومت دہلی اور سر تھامسن صاحب پولٹیکل سکرٹری اپنی بے لاگ پالیسی سے یہ ثابت کردیں گے کہ برطانوی رعایا کی آزادی آسانی سے نہیں سلب کی جاسکتی۔

مادر ہند پر غصہ ہونے کی بجائے غور کرنے کی ضرورت ہے

مس کیتھرائن

ایک امریکن سیاح نے ہندوستان کی سیاحت کے زمانہ میں جو زبون حالت ہندوستان اور ہندو بیواؤں کی اور ہندو معاشرت اور ہندو تہذیب اور ہندو قوم کی (غالباً) دیکھی ہوگی، اور اس کا جو گہرا اثر لے کر گئیں اس پر انہوں نے مادر ہند کے نام سے ایک کتاب لکھکر شائع کی ہے۔ جس کے بعض حصے یقیناً غلط ہیں اور غالباً فحش نویسی کی حد تک پہنچتے ہیں۔ اور ان کی اشاعت افسوسناک ہے۔

آج کل اس کتاب کا ہندو آریہ اور انگلو انڈین اخبارات میں بہت چرچا ہے اور ہندو رہنما اس کتاب پر بہت چراغ پا ہیں اور اخبارات میں بھی دھواں دھار مضامین لکھے جارہے ہیں اور ایک من چلے ہندو وکیل نے تو اسٹیٹسمین پر اس جرم میں ہندو بیوگان کی اہانت کا دعویٰ کلکتہ میں کربھی دیا تھا۔ جو پہلی ہی پیشی خارج کردیا گیا۔

میں نے اس کتاب کو از اول تا آخر نہیں پڑھا۔ البتہ جو اقتباسات اخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔ ان پر ایک نظر ضرور ڈالی ہے۔ مجھے یقیناً ہندو قوم سے دلی ہمدردی ہوتی اگر ان میں ہندو بیوگان کی توہین ہوتی۔ اور مجھے نہیں معلوم کہ جو کچھ اس کتاب میں لکھا ہے وہ کہاں تک صحیح ہے۔ البتہ یہ واقعہ ضرور ہے کہ بدنصیب ہندو بیواؤں کی حالت یقیناً قابل رحم ہے۔

مگر میں ان شوروشر کرنے والوں سے بہ ادب درخواست کروں گا۔ کہ کتاب کو ضبط کرانے سے پہلے ہندو قوم کی بیواؤں کی اس حالت زار پر توجہ کریں۔ جو یقیناً انسانیت کے لئے ننگ ہے نیز ہندوستانی قومیت متحدہ کے پجاریوں کا فرض ہے کہ سوراج حاصل کرنے سے پہلے اس کتاب کی بری اور غلط باتوں سے قطع نظر کرکے ان اعتراضات کے انسداد کی کوشش کریں جن میں بہت کچھ اصلیت ہے۔ میں اس کتاب کے بعض اہم اقتباسات آئندہ دونگا

خطبہ ہمایونی

جب سے ہندوستان میں انگریزی حکومت کے "مبارک قدم" آئے ہیں۔ کسی اعلیٰ حاکم

سے زیادہ دردبھرا خطبہ نہیں دیا۔ جیسا اسمبلی کے شملہ سیشن کا افتتاح کرتے ہوئے لارڈ ارون گورنر جنرل بہادر نے ارشاد فرمایا جس وقت ہزاکسلنسی یہ خطبہ اسمبلی کے ہال میں فرما رہے تھے اس وقت یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ یہ انگریزی سلطنت کے اعلیٰ حکمراں کی تقریر ہے۔ بلکہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ مسٹر گاندھی اسمبلی ہال میں تقریر کر رہے ہیں۔ ہزاکسیلنسی کی تقریر کو اور اس کے موضوع کو انتہا پسندوں نے پسند کیا۔ اور اس کے مقصد سے اتفاق کیا مگر اس آب حیات میں زہر ہلاہل کے چند قطرے بھی تھے۔ جن کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یعنی تقریر پڑھنے کے بعد میرے دل پر یہ اثر ہوا کہ اگر غلام ہندوستان میں جلد امن قائم نہ ہوا۔ تو شاہی کمیشن اور جدید اصلاحات کا خیال ایک سراب سے زیادہ نہ ہوگا اور بدنصیب ہندوستان کو اپنی آزادی سے ہمیشہ کے لئے ہاتھ دھو لینے چاہئیں۔ شاید اب سے زیادہ اتحاد کی ضرورت سرکاری طور پر کبھی نہیں تسلیم کی گئی ہوگی۔ کیا مالوی جی اور لالہ جی سن رہے ہیں؟

مگر میری گذارش یہ ہے کہ اچھی تقریروں سے ہندوستان میں امن قائم نہیں ہوگا۔ بلکہ قیام امن کے لئے حکومت کو اپیل کرنے سے ایک قدم اور آگے بڑھنا چاہئے۔ یعنی ہر صوبہ میں فسادی عنصر کو پوری ہوشمندی اور طاقت کے ساتھ ہمیشہ کے لئے کچل دینا چاہئے۔ اور امن کے دشمنوں کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہئے جو حکومت نے جنگ یورپ کے زمانہ میں قوم پرور جماعت کے ساتھ کیا تھا۔ اور میری رائے میں صرف اس ایک ترکیب سے ہندوستان میں امن قائم ہوسکتا ہے۔

ڈاکٹر انصاری کا بیان

ڈاکٹر انصاری صاحب کے نام سے جو بیان شائع ہوا تھا اس سے کانگریس کیمپ میں ہلچل مچ گئی۔ اگرچہ میں ڈاکٹر صاحب کی پالیسی کو مسلمانوں کے لئے زہر کا پیالہ سمجھتا ہوں۔ مگر جو بیان ان کے نام سے شائع ہوا ہے اس کی تعریف نہ کرنا حق و صداقت کا خون کرنا ہے۔

اس بیان میں سچائی کے ساتھ تسلیم کیا گیا ہے کہ ترک موالات کی تحریک ناکام رہی۔ اور کونسلوں کا داخلہ یقیناً موالات ہے۔ اور یہی میری ایمانداری سے رائے ہے جس کو بعض قوم پرور پسند نہیں کرتے۔

اس بیان کے بعد کانگریس کی صدارت خطرہ میں پڑ گئی۔ تھی۔ مگر پنڈت موتی لال نہرو وغیرہ نے جوشیلے اور بگڑے ہوئے ہندوؤں کو سنبھال لیا۔ اور کچھ ڈاکٹر صاحب کا دوسرا بیان کام آیا۔ جو انہوں نے قاضی عبدالرشید کے مقدمہ کے اخراجات کے لئے چندہ دینے کی تردید میں دے کر "قومیت متحدہ" کے مذہب کی "لاج رکھ لی"۔

ایک سال سے خلافت کمیٹی اور دیگر تمام اسلامی جماعتوں سے علیحدگی اور مسلمانوں کی خالص تحریکات پر تبرّیٰ "اور سنگھٹن امت کی تالیف قلوب کا ثمرہ (صدارت کانگریس) ملنے پر میں بھی اپنے ان پرانے سیاسی رفیق کار کو مبارکباد دیتا ہوں جن کے خیالات سے اب مجھے قطعی اختلاف اور ان کی صدارت کو مسلمان قوم کے لئے سب سے بڑی مصیبت سمجھتا ہوں۔ اور یقین رکھتا ہوں کہ ان کی صدارت میں سب سے زیادہ نقصان اس موقع پر جبکہ شاہی کمیشن آنے والا ہے۔ مسلمان قوم کو ان ہی بزرگوار کی پالیسی سے پہونچے گا۔ خدا کرے کہ مسلمان قوم ان کی زہریلی پالیسی سے اپنے مفاد کی حفاظت کرسکے۔

پیشوا کا میلاد نمبر

خدا کا شکر ہے کہ پیشوا کا میلاد نمبر قارئین کرام نے معاصرین عظام نے بیحد پسند کیا۔ صدہا تعریفی خطوط وصول ہوئے۔ اور معاصرین کرام میں ورکش منادی۔ مولوی۔ خاور۔ توحید۔ تنظیم۔ سیاست۔ قومی قرنیہ۔ نیرنگ خیال ریاست وغیرہ انشاء اللہ نے نہایت قیمتی خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔

اکثر احباب کو شکایت ہے کہ میرے مضامین اس نمبر میں کیوں نہیں تھے۔ اور ان کو سب سے بڑی خامی رسول نمبر میں یہی نظر آئی۔ میں ان کے اس خلوص و محبت اور قدردانی کا شکرگزار ہوں۔ اور ان سب کے جواب میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میں نے کئی مضمون لکھنے کا میلاد نمبر کے لئے ارادہ کیا۔ اور ایک مضمون "درشن دو" کے عنوان سے شروع بھی کیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد فوراً ڈیرہ پایا اور تخمہ اور تپ میں مبتلا ہوگیا جس کے اثرات سے اب تک نجات نہیں ملی۔

بہرحال مجھے مسرت ہے کہ جناب مولانا اکبر خان صاحب پیدل کی نظم اعلیٰ حلقوں میں بیحد پسند کی گئی اور بعض سخن فہم جائیوں نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ یہ نظم "مولانا حالی کے مسدس سے بڑھی ہوئی ہے"۔ میں خود شاعر نہیں ہوں۔ اس لئے میں اس کے حسن و قبح پر خود کوئی رائے قائم نہیں کرسکتا۔ البتہ مجکو اپنے محترم دوست کی اس عرقریزی کی قبولیت سے بڑی مسرت ہوئی۔ جن کو "ہندوستان کے شاعر اعظم" ہونے کا خبط نہیں ہے۔ اور شاں کو یہ دعویٰ ہے کہ واضع مصطلحات ہیں۔ اسی طرح حضرت مولانا عبدالماجد صاحب قبلہ اور مولانا مسعود الرحمن صاحب ندوی اور مولانا سید محمود صاحب البدری

اور مولانا الف دین صاحب وکیل اور مولانا ظفر صاحب وکیل۔ اور مفتی انوار الحق صاحب ایم اے۔ اور مولانا درد صاحب کاکوروی اور مولانا حفیظ صاحب جالندھری اور دیگر تمام حضرات کے مضامین نظم و نثر بیحد مقبولیت کی نظر سے دیکھے گئے۔ اور بہت عقیدت کے ساتھ میلاد کی محفلوں میں پڑھے گئے۔ جو میری اور لکھنے والوں کی انتہائی سعادت ہے۔

پیشوا کے میلاد نمبر کی مقبولیت نے ثابت کر دیا کہ میں نے یہ دعوےٰ غلط نہیں کیا تھا کہ وہ ہندوستان بھر کے رسائل اور اخبارات کے رسول نمبروں میں ایک امتیازی جگہ حاصل کریگا۔ میں اپنے ان محترم معاصرین کا بھی شکر گذار ہوں جنہوں نے اس خاص نمبر پر ریویو کر کے مجھے شکر گذار کیا۔ اور جنہوں نے ازراہ حسد پیشوا کے میلاد نمبر پر چند سطریں بھی نہیں لکھیں۔

مرہٹی کا اسلامی پریس

مرہٹی میں مسلمانوں کے صرف چار اخبار شائع ہوتے ہیں جن میں سب سے زیادہ طاقتور اور با اثر اخبار "خبردار" ہے۔ جس کے ایڈیٹر حامی سلام جناب بیرسٹی آئی بی بہلدار صاحب ہیں جن کے طاقتور قلم نے حریفوں کے چھکے چھڑا دیئے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ سارے مرہٹواڑی علاقہ میں مسلمانوں کا اپنا ایک پریس بھی نہیں ہے جو خبردار جیسے آزاد اور اخبارات کو شائع کر سکے۔

مجھے یہ معلوم کر کے سخت افسوس ہوا کہ ایڈیٹر صاحب کو اخبار خبردار کی طباعت کے لئے سخت مشکلات کا سامنا ہے کیونکہ ان کا اخبار ایک مرہٹہ برہمن کے پریس میں چھپتا ہے جو اس کو گوارا نہیں کر سکتا کہ ایڈیٹر صاحب آزادی سے مسلمانوں کی حمایت کر سکیں۔ اس لئے ایڈیٹر صاحب اخبار خبردار نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ مسلمانوں کا ایک مرہٹی پریس اعلیٰ پیمانہ پر قائم کریں۔ تاکہ مسلمان اخبارات کو آزادی حاصل ہو اور وہ مرہٹوں کی اس غلامی سے نجات پاکر آزادانہ طریقہ سے اسلام کی حمایت اور اسلام کے دشمنوں کی مدافعت کر سکیں۔

میں اس تجویز کا خلوص دل سے خیر مقدم کرتا ہوں اور قارئین کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ جس قدر جلد ہو سکے ایڈیٹر صاحب مذکور کی امداد نقد چندہ کر کے مرہٹوں کے اس غرور کا خاتمہ کریں۔ جس کی وجہ سے مرہٹی کا اسلامی پریس آزادی سے محروم ہے۔ تاکہ نہ صرف خبردار بلکہ مرہٹی کے سارے اسلامی اخبارات اپنے اسلامی پریس میں چھپ سکیں جو حضرات نقد امداد بھیجنا چاہیں ان کو ایڈیٹر صاحب اخبار خبردار پوسٹ کردوستارہ ضلع کے پتہ پر روپیہ بھیجنا چاہئے۔

شملہ کی ملاپ کانفرنس

نیک دل لارڈ ارون نے جب شملہ کی برفانی چوٹیوں سے صدائے اتحاد بلند کی، تو ملک کے ہر طبقہ کے لیڈروں نے خواب ناز سے کروٹ لی۔ اور انگڑائیاں لیتے ہوئے سیدھے شملہ پہونچ گئے اور ہز ایکسلنسی کی صدائے اتحاد کی بازگشت شروع کر دی۔

مسٹر جناح کی صدارت میں ایک کمیٹی مقرر ہو گئی جس میں ہر خیال کے لوگوں کو شریک کر کے متنازعہ امور پیش کرنے کی ہدایت ہوئی۔ مسلمانوں کی جانب گیارہ اور مطالبے اور ہندوؤں کی طرف سے ۱۲ مطالبے پیش کئے گئے۔ جن کو پڑھنے کے لئے ہندو قوم کی طیاری اور تدبر کی بے ساختہ داد دینی پڑتی ہے۔ اور مسلمان لیڈروں کے دماغی افلاس کا جس قدر بھی ماتم کیا جائے۔ کم ہے۔ کہ ان کی خود غرضیوں، شہرت طلبیوں خوشامد پسندیوں نے مسلم قوم کو نہ صرف تباہی کے عمیق گڑھے میں دھکیل دیا ہے۔ بلکہ یہ لوگ اغیار کے رحم پر مسلمان قوم کے مفاد کو چھوڑ دیتے ہیں۔

۱۹۲۴ء میں جب دہلی میں ملاپ کانفرنس کا جلسہ ہوا تو پندرہ روز تک خوب تار بازی ہوئی تھی۔ اور سوراج کے خیالی قصر پر مرغ بے ہنگام نے اتحادی اذانیں بھی دی تھیں مگر کیا اس ملاپ کانفرنس کے بعد ملک میں فتنہ و فساد کی آگ دب گئی؟ اگر اس کا جواب واقعات سے دیا جائے تو یقیناً کہنا پڑے گا کہ مرغ بے ہنگام کی صدائے بد لگام پر کسی نے ذرہ برابر توجہ نہیں کی۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ اس ملاپ کانفرنس میں جمع ہوئے تھے۔ ان کا عوام پر کوئی اثر نہیں تھا۔ اور انہوں نے جو کچھ طے کیا تھا۔ اس سے نہ ہندو مطمئن تھے۔ اور نہ مسلمان اور نہ ملاپ کانفرنس کے اراکین کے پاس کوئی ایسی طاقت ہے کہ وہ اپنی تجاویز پر جبراً عمل کرا سکیں اور یہی وجہ دہلی کی ملاپ کانفرنس کی ناکامی کی ہوئی اور غالباً شملہ کانفرنس کی ناکامی کے اسباب بھی یہی ہونگے۔

اس وقت تک جو کارروائی شملہ میں ہوئی ہے اور جس کیرکٹر کے ارکان اس کانفرنس میں جمع ہوئے ہیں ان کی ذہنیت کو دیکھتے ہوئے میں یہ رائے قائم کرنے پر مجبور ہوں کہ دہلی کی طرح شملہ کانفرنس بھی ناکام رہے گی۔ خدا کرے کہ میری رائے غلط ہو۔ مگر مجھے یقین ہے کہ میری رائے غلط ثابت نہ ہو

...ن کی تصدیق مولانا حسرت موہانی صاحب کے اس بیان سے ...وتی ہے۔ جو انہوں نے شملہ سے واپسی پر ۱۵ ستمبر کو ایسوسی ایٹڈ ...یس کے نمائندہ کو دیا۔

کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اس کانفرنس میں مسلمانوں کے عام ...ذبات کا قبرستان بنے گا۔ اور ان اسلامی مطالبات کو اتحادی چھرے سے ذبح کیا جائے گا جن پر بدنصیب مسلمانوں کی موت اور زیست کا انحصار ہوگیا ہے۔ اور مسلمانوں کے یہ نام نہاد لیڈر ہندوؤں کی خوشامد کے لئے اپنے کلمہ کے شریک بھائیوں کے گلے کاٹیں گے۔ اور مسلمان من حیث القوم اپنی خود کشی پر مہر تصدیق نہیں لگائیں گے جیساکہ آثار و قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ انتخاب جداگانہ سے دست برداری کے لئے ...ابی محمد علی معہ اپنی ذریات کے پورا زور لگا رہے ہیں اور مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب جو کئی سال سے بوجہ ضعف اور بیماری کے پبلک لائف سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ بعض ان رہبران خود گمراہ کے ابلیسانہ اعمال کو تقویت دینے کے لئے اپنے عافیت کدہ سے باہر آگئے ہیں۔ اس لئے شملہ کانفرنس کا پہلا پھل تو انتخاب جداگانہ سے دست برداری کی صورت میں مسلمانوں کو کھانا پڑیگا جس کا نتیجہ ہندوستان میں اسلام کی کامل تباہی ہے۔

پھر ان بدبختوں کے پاس اپنی شیطانی تحریکات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے طاقت کیا ہے جو عام طور پر ہندو مسلمان ان کی صدائے بے ہنگام کو سنیں۔

لاریب روزمرہ کے فسادات کو کوئی امن پسند شہری اچھی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ اور بلاشک وہ گورنمنٹ ملامت کے قابل ہے جو قیام امن سے عاجز ہو۔

مگر کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ جو لوگ آج امن و اتحاد کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔ وہی کل اشدھی اور سنگھٹن کا بگل اس طرح نہ بجائیں گے کہ ہندو اور مسلمانوں میں فساد کے انگارے اچھلیں۔ اگر مالوی جی اور ڈاکٹر مونجے اور لالہ لاجپت رائے اینڈ کمپنی صدق دل سے اتحاد چاہتے ہیں اور ان کا دل فساد و بدامنی سے اکتا گیا ہے تو ان کا فرض ہے کہ وہ اپنی امن سوز حرکات سے باز آجائیں۔ ورنہ خوشنما تحریکیں پاس کرنے سے امن قیامت تک نہ ہوگا۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ جب تک یہ حضرات ہندو قوم کی جارحانہ ذہنیت کو تبدیل نہیں کریں گے اس وقت ہندوستان میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ یا اگر گورنمنٹ اپنی پوری ...وقت سے مفسدہ پردازوں کی طاقت کو کچل ڈالے تو صرف ایک ہفتہ میں ہندوستان میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے پاس ایسی طاقت ہے کہ وہ اپنے احکام منوا سکتی ہے اور لیڈران ملاپ کانفرنس کسی ایسی طاقت کے استعمال سے عاجز ہیں۔ یا پھر جس قدر موجودہ سیاسی یا غیر سیاسی تحریکات کے بانی اور پیشوا ہیں۔ ان سب کو ایک جہاز میں بٹھا کر اس کو سمندر میں غرق کیا جائے۔ تو امن قائم ہو سکتا ہے۔

روشن آرا کے بعد زیب النساء کی عصمت پر حملہ

حیدرآباد دکن سے ایک مخلص اور پرجوش حامی اسلام بھائی اطلاع دیتے ہیں کہ "گذشتہ دو ماہ میں پونہ اور بمبئی کے مرہٹی ہندو اخبارات نے سنبھاجی فرزند سیواجی کے ساتھ مغل شہزادی زیب النساء بیگم کے فرضی اغوا کا تذکرہ سندیش، موج بہادر وغیرہ اخبارات نے کرکے اس نامور مغل خاتون کی عصمت پر سخت ترین حملے کئے ہیں"

میں اس اطلاع پر جناب مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی مدیر سچ اور ان کے اس مفروضہ مخلص نامہ نگار کو توجہ دلاتا ہوں جس نے سیواجی کے متعلق ایک نظریہ قائم کرنے کی پاداش میں مجھ پر گالیوں کا مینہ برسا کر اپنی " اسلام دوستی " کا ثبوت دیا تھا۔ اس کی تحریر سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کو سیواجی کے متعلق اس قدر رنج ہے، جس قدر سیواجی کی اولاد کو۔ اور اس رنج والم میں مولانا عبدالماجد صاحب نے شروع سے آخر تک اس کی ہمنوائی کرکے مرہٹوں کے ساتھ سینہ کوبی کی تھی نہیں معلوم وہ اس وقت کہاں سو گیا تھا۔ جبکہ پچاس سال سے مغلوں کی ناموس پر حملے ہو رہے تھے۔

میرا جواب یہ ہے کہ جب تک توہین انبیا کی طرح توہین سلاطین کو جرم قرار نہ دیا جائے گا۔ اس وقت تک اس قسم کے جھوٹے پروپیگنڈہ سے نجات ملنی ناممکن ہے۔ البتہ ان بزرجمہروں میں سے اگر کوئی پڑھا لکھا شریف ہندو جس کی تاریخ پر نظر ہو سامنے آئے تو اس کے اس دعوے کی تردید مسلم اور غیر مسلم مورخوں کے بیانات سے کی جا سکتی ہے۔ جس کے لئے میں ہر وقت تیار ہوں۔

میرے خیال میں بمبئی کے نامور مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس شرارت کا خاتمہ کرنے کے لئے میدان میں آئیں اور جس طرح ممکن ہو سکے اعلیٰ حکام کو باور کرایا جائے کہ یہ شرارت محض دل آزاری اور اشتعال کے لئے کی جا رہی ہے۔ ورنہ تاریخ میں کہیں اس فسانہ کا ذکر نہیں۔ مجھے امید ہے کہ اگر

شریف اور غیور مسلمانانِ بمبئی نے ایک ہی کروٹ لے لی تو اس قسم کی شرارتوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

دہلی کے بعض مفسد شیعہ

ایک طرف تو شیعوں کی مرکزی جماعت موجودہ اتحاد اسلامی کی ضرورت کو محسوس کرکے اور افتراق بین المسلمین کے بدترین نتائج سے متاثر ہو کر یہ اعلان کرتی ہے۔ کہ آئندہ سے حضرات شیعین پر تبرا بند کیا جائے۔ کہ اس سے ہمارے سُنی بھائیوں کا دل دکھتا ہے" اور دوسری جانب دہلی کے بعض مفسد اور شرارت پسند شیعوں کا یہ طرز عمل ہے کہ شریف اور امن پسند اور مذہب پرست شیعی اکابرین کی نہ صرف منشا کے خلاف بلکہ ان کے سخت اصرار کے باوجود تعزیے کے ساتھ باجہ بجوایا جاتا ہے۔ اور مساجد کے آگے باجہ بجوا کر غیر مسلم اقوام کے سامنے مسلمان قوم کی تذلیل کی جاتی ہے۔

یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ باجہ کے مسئلہ نے آج کل کس قدر غیر معمولی اہمیت اختیار کرلی ہے۔ اور ہزارہا مسلمان محض اس لئے جیل خانہ میں پڑے ایڑیاں رگڑ رہے ہیں کہ وہ مسجد کا احترام چاہتے ہیں۔ ہزارہا مسلمان خاندان محض اس مسجد اور باجہ کی وجہ سے بے خانماں ہو گئے۔ صدہا مسلمان خواتین بیوہ اور مسلمان بچے یتیم اس باجہ کے لئے ہوئے ایک طرف تو فرزندان اسلام کی یہ اولوالعزمی اور مذہب پرستی ہے۔ اور یہ دوسری طرف بندگان ہوا و ہوس کی یہ خود غرضی اور شیطان دوستی ہے کہ شیعی علماء اور شیعہ اکابر مسجدوں کے آگے باجہ بجانے سے روکتے ہیں۔ تو چند مجنون نہایت متمردانہ طریقہ سے ان حضرات کو دھتکار دیتے ہیں۔ جس سے متاثر ہو کر تمام شریف اور امن دوست اور اسلام پرست شیعی اکابر اور شیعی علماء تعزیہ کے جلوس سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں

دوسرا واقعہ سُنی مسلمانوں کی دل آزاری کا دہلی میں ستمبر کے شروع میں غالباً حضرت امام زین العابدین رضؓ کی رہائی کی تاریخ میں کربلا کے الم ناک واقعہ کا ڈرامہ باضابطہ اسٹیج پر بنا کر کھیلنا ہے اور شیعی نوجوانوں نے اس میں پارٹ کرکے ایسے اشتعال انگیز کلمات اپنی زبان سے کہے جو کسی کلمہ گو کے لئے سننے ناممکن ہیں۔

پھر ان بدبختوں کی یہ حرکت کس قدر شرمناک ہے کہ ان میں سے کوئی یزید بنا اور کوئی شمر کسی نے حضرت امام الشہدا کا ایکٹ کیا۔ اور کسی نے حضرت شہربانو کا۔ کیا اب وہ وقت آگیا ہے کہ مسلمانوں کے محترم بزرگوں کی تمثیل چند گندگار ... کریں۔ اور مسلمان قوم خاموشی سے سادات کے پیشوا نواسہ رسولؐ اور اہل بیت رسولؐ کی اس اہانت کو ... کرے۔ میں گورنمنٹ سے اس شرارت کا خاتمہ کرنے کی ... کرنے سے پہلے آل انڈیا شیعہ کانفرنس اور شیعی علماء ... شیعی اکابرین سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ ان تحر... کے مذہبی اور سیاسی پہلوؤں پر غور کرکے ایک متفقہ ... صادر کرکے بہت جلد اس شرارت کا خاتمہ کریں۔ ورنہ ... زبردست شیعہ سُنی فساد کا اندیشہ ہے۔

قانون انسداد توہین مذاہب

بالآخر توہین ... کا قانون ...

عامہ کی منظوری کے لئے سلیکٹ کمیٹی کے سپرد ہوا اور ... ہفتہ کے بعد سلیکٹ کمیٹی نے جزوی ترمیم کے بعد پھر ... اسمبلی میں پیش ہونے کے لئے واپس بھیجدیا۔

میں نے دونوں مسودوں پر غور کیا اور مجھے ... میں کوئی تامل نہیں کہ جو مقصد مسلمانوں کا تھا وہ اس ... پورا نہیں ہوتا۔ اور مسلمانوں کی مشہور جلد بازی نے ... قانون کے ذریعہ ایسے مواقع بہم پہونچا دیئے کہ تحریر و ... آزادی کا ہمیشہ کے لئے ہندوستان سے جنازہ نکل گیا۔ افسوس کہ اس کا بار بڑی حد تک مسلمانوں کی ناعاقبت ... جلد بازی پر رہے گا۔

کون بدبخت ایسا ہوگا۔ جو توہین انبیاء کا انسداد ... ہو۔ مگر خدا کے لئے سوچو اور غور کرو کہ کہیں اغیار کو ... کے دھوکہ میں تم خودکشی تو نہیں کررہے؟

موجودہ مسودہ میں کہیں بانیان مذاہب کی توہین کا تذکرہ ... ہے۔ اور نہ بانیان مذہب کی توہین کو جرم قرار دیا گیا ہے ... خدا کے لئے مجھے بتاؤ کہ اس قدر زبردست ایجی ٹیشن ... تم نے پرائے شگون کے لئے اپنی ناک نہیں کٹوائی تو کیا ... میرے خیال میں اب بھی وقت ہے کہ مسلمان ممبران اسمبلی ... کی نزاکت پر غور کریں۔ اور مفید ترمیمات پیش کرکے مسودہ ... حدود پر لے آئیں۔ جہاں تحریر و تقریر کی آزادی سلب ... ہوئی ہو۔ اور انبیا کی توہین کا انسداد بھی ہو جائے۔ ضرور ... کہ موجودہ مسودہ کے خلاف زبردست پبلک مظاہرے ... کہ وہ موجودہ حالت میں ہرگز ہرگز اس مسودہ کو پاس ... پائے۔ اور اگر بدقسمتی سے یہ مسودہ ان کی مخالفت کے بعد ہو...

صورت میں پاس ہو جائے تو بطور پروٹسٹ کے وہ اس وقت اسمبلی کے اجلاس سے اٹھ کر چلے آئیں۔ کہ یہ قانون مسلمانوں کے متفقہ مطالبہ کے خلاف ہے۔ آخری اطلاع یہ ہے کہ مسودہ پاس ہوگیا

اخبار جمہور بمبئی

تعطیع ہے۔ لکھائی چھپائی اچھی کاغذ سفید، ضخامت ۴۴ صفحے ٹائٹل کے چار رنگین صفحوں پر ۹ ہاف ٹون عکسی تصویر کے قیمت صرف چار روپے سالانہ۔

مسلمانوں کے عام مطالبات نہایت دلیری سے پیش کرتا ہے۔ اور آج کل تو اس اخبار کی دلچسپی اور شہرت میرے محترم دوست جناب مولانا قطب الدین صاحب راقی مشہور مورخ کے ایک معرکۃ الآرا مضمون "سیواجی کی حقیقت" کی وجہ سے بہت بڑھ گئی ہے۔

محترم مولانا کو مرہٹہ تاریخ پر چالیس سال سے عبور ہے اور انہوں نے محض مرہٹی ایجی ٹیشن سے متاثر ہو کر سیواجی کی حقیقت مرہٹہ انگریزی اور فارسی مورخین کی تاریخوں سے اقتباس لے کر ظاہر کرنی شروع کی ہے۔ جس سے تاریخی دنیا میں انقلاب ہو جائے گا اور بعض اہم حقیقتوں کا انکشاف ہوگا۔

میرے خیال میں یہ اہم تاریخی سلسلہ اس قابل ہے کہ صرف اس تاریخی مضمون کیلئے ہندو اور مسلمان دونوں ہی کے اخبار جمہور کا مطالبہ کریں۔ اور مولانا قطب الدین صاحب راقی کے چالیس سالہ مطالعہ تاریخ مرہٹہ سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں ان کے تاریخی لکچروں کا انتظام کریں۔ مولانا نے مرہٹہ تاریخ جمہور میں شروع کر کے تاریخ، ہندوستان اور اسلام کی ایک اہم خدمت انجام دی ہے جس کے لئے ہندو اور مسلمان دونوں کو ان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ ان کے طفیل سیواجی کے چہرہ سے پہلی مرتبہ مورخانہ قابلیت کے ساتھ نقاب اٹھے گی۔ میں سفارش کرتا ہوں کہ قارئین پیشوا اخبار جمہور کو ضرور خریدیں۔ منیجر صاحب اخبار جمہور جے جے اسپتال بمبئی سے طلب کیجئے۔

پیشوا پر ظلم کون کرتا ہے

وہ جو خود خریدار ہو کر جدید خریدار فراہم نہیں کرتے۔ وہ جو پیشوا کے سرپرست ہو کر دوسرے دفاتر سے کتابیں طلب کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ کتابوں کی فروخت کے نفع سے پیشوا کے نقصان کی تلافی ہو جاتی ہے وہ جو کتابیں منگوا کر بلا کسی وجہ کے واپس کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح خرچ ڈاک کا الگ نقصان ہوتا ہے اور جو کتابیں نقد روپیہ خرچ کر کے بازار سے خریدی جاتی ہیں۔ وہ پڑی ہوئی سڑا کرتی ہیں۔ جس کی وجہ سے روپیہ کی ایک معقول تعداد بے کار کاغذی ڈھیر کی صورت میں منتقل ہو جاتی ہے اور وہ جو خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری نہیں لکھتے۔ اور جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ نہیں بھیجتے۔ اور اپنی غلطی کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے پیشوا کے دفتر سے اور اس کے کارکنوں سے بدظن ہو جاتے ہیں۔ امید کہ قارئین کرام ان گذارشات پر ضرور توجہ کریں گے۔

بدبخت شیعہ اور سنی

اموی سلطنت اور اس کے بانی مٹ گئے اسی طرح عباسیوں اور فاطمیوں کی سلطنتوں کا نام و نشان تاریخ کے صفحات کے علاوہ کہیں نہیں ملتا مگر بدبخت سنی اور شیعوں کا کبھی نہ مٹنے والا نفاق ختم ہی نہیں ہوتا اور جو نامراد خلیج ان سلطنتوں کے بانیوں نے اپنے ذاتی اغراض کے لئے وسیع کی تھی وہ تیرہ سو سال سے آج تک وسعت ہی پکڑتی جاتی ہے اور کوئی صورت اس کی کمی کی بن نہیں آتی۔

صوبہ سرحد سے یہ دل خراش خبر آئی ہے۔ وہاں بعض بدمعاش سنی ملاؤں نے اپنے پڑوسی اور کلمہ کے شریک شیعہ بھائیوں پر دھاوا بول دیا اور حکم جہاد سنا دیا جو تعداد میں سنیوں سے بہت کم تھے اور عرصہ سے صوبہ سرحد میں آباد تھے اور ان کا جرم سوائے اس کے اور کچھ نہ تھا کہ وہ شیعہ تھے اور جن کے شیعی عقائد کو ذاتی غرض کے لئے آڑ بنایا گیا تھا اس بدبختانہ حملہ آوری کا نتیجہ ایک سو شیعوں کا مقتول و مجروح ہونا اور ہزارہا کا خانماں ویران ہونا بیان کیا جاتا ہے جو بیحد شرمناک ہے اور اسلام کے ضعف کا باعث ہے۔

توسیت سنہ۹ کے وہ پجاری مسلمان جو اسلام کی سب سے بڑی خدمت اس کو سمجھتے ہیں کہ مسلمان قوم کو ہندوؤں کے رحم پر چھوڑ دیں اور اپنے ذاتی اغراض کے لئے ہندو مسلم اتحاد کی قیمت پر خریدنے کے لئے تیار ہیں ان میں سے ایک بھی بدبخت مسلمانوں میں اتحاد کے لئے کوشاں نہیں ہوتا۔

میں شیعہ نہیں ہوں اور نہ شیعی عقائد کو اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھتا ہوں البتہ فضیلت اہلبیت کا قائل اور حب اہل بیت کو اپنا وسیلہ نجات مانتا ہوں مگر باایں ہمہ سخت اذیت ہوتی ہے اور کلیجہ مسوس کر رہ جاتا ہوں جب بدبخت شیعوں اور سنیوں کو آپس میں دست و گریبان ہوتے دیکھتا ہوں۔

سرحد کے شیعوں کی مظلومیت سے تمام شریف اور انصاف پسند سنیوں کے کلیجے پاش پاش ہو گئے اور انصاف کا اقتضا یہ ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے ان آتش فشاں سنی ملاؤں کو صوبہ سرحد سے جلد سے جلد خارج کیا جائے اور شیعوں کی خانہ ویرانی کے لئے ایک امدادی فنڈ کھول کر ان کو تباہی سے بچایا جائے اور جس قدر جلد ہو سکے اس قسم کے فسادات کا آئندہ کیلئے خاتمہ کرنے کے واسطے

...یلاتِ لطیف

...یکر

(از ... صاحب وحشی اڈیٹر تجلی)

موسم خوشگوار ہے۔ ابر ہے سبزہ زار ہے
رونق نوبہار ہے۔ زمزمہ ہزار ہے
دل میں ہے اک نئی امنگ آج مجھے کریں تنگ
مذہب و عقل و نام و ننگ

جوشِ سحاب دیکھکر۔ بادۂ ناب دیکھکر
چنگ و رباب دیکھکر۔ حسن و شباب دیکھکر
نفس سے ہو رہی ہے جنگ آج مجھے کریں تنگ
مذہب و عقل و نام و ننگ

عالم انبساط ہے۔ دور مے نشاط ہے
حسن سے ارتباط ہے۔ رخصت اختلاط ہے
دیکھ رہا ہوں یہ رنگ آج مجھے کریں تنگ
مذہب و عقل و نام و ننگ

دیکھ کے سب کے طور آج۔ عزم ہوا ہے اور آج
ہوگا نہ جبر و جور آج۔ توبہ ہے زیر غور آج
دل کے بدل چلے ہیں ڈھنگ آج کریں مجھے نہ تنگ
مذہب و عقل و نام و ننگ

ہائے یہ موسم طرب۔ مجھ سے نہ ہوگا ضبط اب
دل نہ سکے تو ہے غضب۔ سینہ بسینہ۔ لب بلب
زہد کے سب ہیں عذر لنگ آج مجھے کریں نہ تنگ
مذہب و عقل و نام و ننگ

ایک منحوس مشابہت

(از جناب مولوی سید عبدالغنی صاحب دہلوی بی اے ...)

مصنوعی چیزوں کا حسن قدرتی حسن سے بالکل مختلف ہی ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ لوگوں پر ان کا اثر بھی مختلف ہوتا ہے مثلاً بجلی کی ہی کو لو خصوصاً صنف نازک پر اس کا عجیب اثر ہوتا ہے۔ ایک شب کو اس کی وجہ سے بڑا دلچسپ واقعہ پیش آیا جبکہ زردی مائل گلابی شعاعیں جن میں کچھ سنہری جھلک تھی ا... پر پڑکر بالکل ایسا معلوم ہو رہا تھا گویا وہ ایک تازہ پھول جس پر غروب ہونے والے سورج کی کرنیں پھیلی ہوئی ہیں اس شب کو مونٹو میو ہوٹل میں دعوت تھی اور مشہور نقاد اور مصور ریکارئیل میزبان تھا وہ دھیمی آواز سے بیان کر رہا تھا لوگ مجھے لوسی بلونیل کی طرف منسوب کرنے میں حق بجانب وہ بہت حسین تھی۔ ایک ہفتہ میں اسکے حسن کا اس طرح شکار جیسے چڑیا مار کے پھندے میں اچانک کوئی معصوم پرندہ جا پھنسے وہ میرے دل کی مالک تھی اور میں ہر طرح اس کا تابعدار ... نے مجھے مار ڈالا تھا۔ آہ کیسی ظالم مسکراہٹ تھی اس کے یاقوتی ... میں سے موتی سے دانت ایسے چمکتے تھے گویا بوسہ کے وقت کاٹ لینے کے آرزومند ہیں محبت کی نشتر کے ساتھ تکلیف کو ملانے کو آمادہ۔ وہ اس وضع کی خاتون تھی جس کی کشش ... کارگر ہوتی ہے۔ مجھے اس کی ہر چیز سے الفت تھی۔ میں ... سنگدل لچک کا دلدادہ تھا جو بظاہر امید افزا تھی۔ مجھے اس ... ہاتھ بہت پیارے معلوم ہوتے تھے۔ آہ اس کے ہاتھ اسکے ... سے بالکل برعکس تھے۔ وہ لمبے پتلے نازک اور نرم تھے اور ... پر نیلی رگیں چمکتی تھیں اور ایک خون کا سرخ چمکدار یاقوت درخشاں تھا۔ اس کی برف جیسی سفید اور چمکدار گردن اپنے ... ہوئے ہاتھ رکھنے کے لئے میں اپنی تمام جسمانی سارا سرمایہ ... اپنی روح اور ایمان تک دیدینے کو تیار تھا۔ میں اس قہر قہر ... اور کھنکھناتی ہوئی آواز سننے سے کبھی نہیں تھکتا تھا۔

یا اس کا چاہنے والا ہونا یا اس کا دیوانہ ہونا اس کی ملکیت ... اور اس کا غلام ہونا کیسی بڑی نعمت معلوم ہوتی تھی۔ حقیقی زندگی ... تمام عمر اس پر تصدق کر دیتا اپنا آخری ... تک اس کی نذر کر دیتا

تھا۔ ملیسی شاتانی خاتون کے لئے ہر قسم کی قربانی جائز تھی۔ یہ موٹی اصول تھا اور میری بھی کوشش تھی کہ کسی نہ کسی قیمت پر۔ کسی نہ کسی قربانی اور ایثار سے اس کو حاصل کرنا چاہیئے۔ آپ لوگ ان باتوں پر ہنستے ہوں گے۔ مجھ پر کسی کی نصیحت کارگر نہ ہوئی۔ اس صورت میں مقناطیسی کشش تھی اور مجھ میں اس وقت تک اتنی عقل بھی نہ آئی تھی۔

لیکن میں مجبور تھا کہ کسی نہ کسی طرح اپنا علاج کروں اور اس خیال سے باز آؤں۔ میری کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی تھی اگر تائید غیبی سے ایک واقعہ پیش نہ آجاتا جس سے اس جادو کا اثر اس طرح ٹوٹا۔

تھیٹر میں میں ایک مشہور تماشہ دیکھ رہا تھا۔ میرے سامنے میری دیوی بکس میں جلوہ افروز تھی اور اس کی ماں اس کے برابر موجود۔ میں بہت کوشش کرتا تھا مگر میری آنکھ ادھر سے ایک منٹ کو نہ ہٹتی تھی۔ میں اسکے حسن کے مزے لے رہا تھا۔ نہ میں نے تھیٹر میں کچھ دیکھا اور نہ تماشہ کا ایک حرف سنا۔

یکایک روشنی سرکی اور اسکے چہرہ کا ایک رخ میری طرف پھر گیا اس کے برابر ہی اس کی ماں کی شکل نظر آرہی تھی۔ میں نے پھر غور سے دیکھا روشنی نے اس وقت عجیب سماں دکھایا۔ ماں بیٹیوں کی مشابہت خوب واضح ہو گئی۔ ماں کا چہرہ درشت تھا اور جھریوں کی وجہ سے بھدا معلوم ہوتا تھا۔ اس کا دہانہ بھی کچھ بدزیب تھا۔ بالوں پر خضاب تھا اور دانت یقیناً مصنوعی تھے۔

آپ جانتے ہیں کہ ہم مرد کیسے ہوتے ہیں میں بھی انھیں میں کا ایک فرد ہوں۔ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ ایک دن تو اس کا بھی یہی حشر ہونا ہے۔ بیشک یہ حالت ناگزیر ہے اور اسی کی وجہ سے کسی کو اپنی ساس پسند نہیں ہوتی۔ میں نے بہتیری کوشش کی لیکن میرے دل سے یہ خیال نہ نکلا بلکہ دمبدم بڑھتا گیا۔ رفتہ رفتہ میرے دل میں اسکی الفت کم ہونے لگی اب میں نے اسے بنظر غور دیکھنا شروع کیا۔ اب مجھے اسکے وہ تمام معائب نظر آنے لگے جن پر پہلے کبھی میری نگاہ بھی نہ پڑی تھی۔ ایک مہینہ گذرا کہ میں اسے بھول گیا۔ میرے دوستو اگر تم میں سے کوئی شخص کسی دوشیزہ پر فریفتہ ہو جائے اور اس سے ازدواج کا متمنی ہو تو براہ مہربانی تہیہ کرنے سے پہلے ذرا اپنی ساس کو غور سے دیکھ لے۔ پھر فیصلہ کرے۔ فقط۔ ترجمہ

اصلاح اعمال

علی بابا چالیس چور

قومیت متحدہ اور دین اسلام کے اسٹیج پر

(جناب مولانا عباس صاحب کے قلم سے)

دسواں چور

نویں چور کی سرگذشت ختم ہوتے ہی ایک ..... کمرہ کے دروازے کے پاس سے جہاں جوتیاں اتاری جاتی ہیں نہایت بیتابی کیساتھ کھڑا ہوا۔ اس کا حلیہ یہ تھا، لمبا قد، گندمی رنگ، ستی ہوئی ناک، کتابی چہرہ، کریہہ اور کیری آنکھیں، پچکے ہوئے گال کشادہ پیشانی۔ تہمد پر سیاہ لمبا کرتہ، کرتہ پر صدری اس میں سے گھڑی کا چین دکھائی دے رہا ہے۔ ننگے سر کھڑے ہو کر اس نے کہا کہ "حضرات اگرچہ مجھے اس معزز شہری ٹولی میں شرکت کا فخر ابھی حاصل ہوا ہے۔ اور چونکہ مجھ پر قومیت کا بھوت کبھی سوار نہیں ہوا۔ اور میرے قومی کارنامے بھی کچھ نہیں ہیں۔ مگر میں اس معزز پارٹی کے سردار کے حریف کا پروردہ ہوں۔ اور اس کی برادری کا ایک نمک حرام فرد ہوں۔ اس لئے مجھے اس پارٹی میں شرکت کا موقع دیا گیا ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

سب سے پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ نویں چور نے بہت جھوٹ بولا ہے۔ یہ بڑا ہی "پاجی" ہے، اس نے اس "شریف پارٹی" کے سامنے اپنا وہ مشہور کارنامہ نہیں بیان کیا جو آجکل اس مشہور تاریخی شہر کے بچہ بچہ کی زبان پر ہے، اور جس کی وجہ سے اسکو ایک غیر فانی شہرت حاصل ہو گئی ہے۔ یعنی اس نے اس تاریخی شہر میں ایک بے یار و مددگار مسلمان خاتون کی عصمت ریزی کی۔ جو آریوں سے اپنی عصمت بچا کر خلافت کے ساتھ کی پناہ میں آئی تھی۔ اور جس کو ۲ جون [illegible] کی رات کو اس نے اپنے مکان پر بلا کر زبردستی منہ کالا کیا نہیں معلوم یہ بدمعاش کیا کھا گیا ہے کہ اس واقعہ سے ۲ روز پہلے ایک نومسلم ہندو لڑکے کے ساتھ فعل امت لوط کا مرتکب ہو کر اس نے ثابت کر دیا تھا کہ اس کیلئے "بیٹا اور بیٹی" ایک ہے [illegible]

پناہ لی۔ اور جاتے وقت ...... کا دیا ہوا کمبل بھی چرا کر لے گیا۔ مگر بے کس اور مسافر اور پناہ گزیں خاتون کی عصمت دری رنگ لائی۔ اور وہ اتنا اس کے سر پر ایسا سوار ہوا کہ یہ بدمعاش چوکڑی بھول گیا۔

اس شرمناک واقعہ کی خبر دوسرے ہی روز خلافت کمیٹی کے ایک مسافر کے ذریعہ سے ایک عرفان مآب مولانا حاجی کے علم میں آئی۔ انہوں نے شیطان کی طرح سارے شہر میں اور شہر کے باہر اس حیا سوز واقعہ کی شہرت کی اور اپنے دوستوں اور دشمنوں سے بالواسطہ اور بلا واسطہ تشہیر کرائی۔ اور انہیں کی سازش سے اس واقعہ کی اتنی شہرت ہوئی کہ "طبیب حاذق" کے حکم سے اس مفتری کو کمیٹی سے استعفاء لے کر کان پکڑ کے نکال دیا گیا۔ اور انہوں نے اس کی گذشتہ خدمات کو پیش نظر رکھ کر اس عورت کو مفرور کر کے اس شرمناک واقعہ کے اخفاء پر زور دیا۔ مگر اب اس واقعہ کی .... اسقدر شہرت ہو گئی ہے کہ ہندوستان کے بڑے چھوٹے شہر میں ہر ہندو مسلمان کی زبان پر اس حرامکار زانی، اغلامی مولوی کا یہ "شاندار کارنامہ" ہے۔

نیز اس نے یہ بھی نہیں بتایا کہ ابھی ایک اپنے ہی جیسے مقدس والی ..... سے اس نے دو ہزار روپیہ لئے ہیں۔ اور اس نے یہ بھی نہیں بتایا کہ میونسپل انتخاب کے موقع پر اس شہر کی ایک اسلامی انجمن سے اس نے ایک ہزار روپیہ وصول کیا تھا، اور دیکھئے ۱۹۲۷ء کے بلوہ میں اس نے مسلمانوں کی ڈیفنس کمیٹی سے دو ہزار روپے صرف اس بات کے لئے تھے کہ کبھی کبھی چندہ کے لئے اپیل کر دیا کریگا۔ اور "طبیب حاذق" کے ذریعہ کئی ہزار روپے بمبئی کے ایک سیٹھ اور یوپی کے ایک تعلقہ دار سے جو اس نے وصول کئے تھے، ان کی تو ہوا بھی کسی کو نہیں لگنے دی۔ اور تو اور اس ظالم نے جمعیت سے بھی تو دو ہزار روپے وصول کئے۔ اور پھر بھی ان قل آعوذیوں کے خلاف سازش ہی کرتا رہا۔ جیسا کہ یہ محسن کش غدار اپنے ہر محسن کے ساتھ غداری اور نمک حرامی کیا کرتا ہے چونکہ اس کے منہ کو ..... خون لگا ہوا ہے اسلئے جب کوئی تبلیغی اور سیاسی تحریک شروع ہوتی ہے تو یہ کسی نہ کسی طریقہ سے [illegible] کارکنوں سے روپیہ اینٹھ لیتا ہے۔ [illegible]

[illegible] مصداق ہے۔

اس کے علاوہ جب سے اس نے گمراہ کرنیوالا دھندا ایک مسجد میں بیان کرنا شروع کیا ہے، اس وقت سے غالب کے اس شعر پر اس کا عمل ہے۔

لسبکو زعم پیری ہے اور صبحدم
دھوئے رہیے جامہ احرام کے

"یہ سنکر علی بابا نے ایک قہر آلود نگاہ سے دیکھا، اور کہا یہ سب باتیں مجھے پہلے سے معلوم ہیں
مجھے پرانی کیا اپنی نسبت بتاؤ تو"

علی بابا کے اس فقرہ سے اس .... "لڑکے کی قینچی کی طرح چلنے والی زبان ایک دم رک گئی اور کمرہ میں ایک سناٹا آگیا

تھوڑی دیر کے بعد پھر اُس نے رک رک کر کہنا شروع کیا۔

معزز نمبردار! میں اپنی اس گستاخی کی معافی چاہتا ہوں اور اب سچا سچا اپنا حال بیان کرتا ہوں۔

میرے خاندان کے مورث اعلیٰ یو پی سے آکر یہاں آباد ہوئے تھے۔ جن کا مزار مبارک اس تاریخی شہر سے دو تین میل کے فاصلہ پر ہے اور زیارتگاہ عوام و خواص ہے۔ میرا باپ کہتا ہے کہ میں اس مقدس بزرگ کی اولاد ہوں۔ میرا باپ بچپن میں ایک آوارہ انسان کے ساتھ نکل گیا تھا اور میری دادی جو میرے موجودہ حریف کے باپ کے ہاں سدّی بچاۓ پر نوکر تھی وہ بھی کسی گاڑی کے نیچے آکر مر گیا۔ ایک عرصہ کے بعد میرا باپ ریاست ٹونک میں چلا گیا۔ جہاں اس نے ایک نائی کی بیٹی سے جو اسوقت ریاست کے دربار میں چپڑاسی کی خدمت انجام دیتا تھا غیر شرعی تعلق قائم کرلیا۔ اور اس کے ناجائز تعلق کی یادگار میں ہوں۔

میرے ابتدائی حالات یہ ہیں کہ جب میں ہوشیار ہوا تو میرا باپ ہم سب بہن بھائیوں کو اور ہماری نائن جو ہماری ماں کو لیکر اپنی برادری میں آگیا جہاں سب ہماری کے چھوٹے بڑوں نے سات سو سال کے مروجہ قاعدہ کے مطابق میرا اور میرے بہن بھائیوں کا حصہ درگاہ کے چڑھاوے میں شریک کرنے سے صاف انکار کیا۔ میرا باپ اس فیصلہ سے دیوانوں کی طرح بکنے لگا۔ پھر اس نے کہا کہ میں اس برادری کی ذرہ برابر پروا نہیں کرتا مجھے اپنے ہتھکنڈے یاد ہیں کہ ہم سب کی مخالفت کے [illegible] میں شریک کروں گا۔ چنانچہ میرے [illegible] دعویٰ کر دیا کہ ان میں سے کوئی [illegible] کا مستحق نہیں ہے۔ میرا باپ [illegible] تھا۔ سات سو برس سے

اس نامور بزرگ کی جانشین نہیں ہوا۔ بہرحال اس مقدمہ کا فیصلہ میرے باپ کی مرضی کے خلاف ہوا تو اس نے میرے حریف کی خوشامد کی اور پیر پکڑ کر یہ کہا کہ "میاں صاحبزادے اپنے اثر سے کام لیکر میری اولاد کی روٹیوں کے گذارہ کا انتظام کردو۔ میرا آخروقت ہے تم کو دعا دوں گا"۔ یہ سنکر میرے حریف نے میرے باپ کا سر اُٹھا کر کلیجہ سے لگالیا۔ اور کہا کہ آپ بزرگ ہیں۔ میں آپ کی ہر خدمت کیلئے حاضر ہوں۔ اس کے بعد میرے حریف نے اپنی خداداد قابلیت سے کام لیکر سب برادری والوں کو راضی کرلیا۔ اور میرے بڑے بھائی کی شادی برادری کی ایک لڑکی سے ہوگئی۔

میں اب ہوشیار ہوگیا تھا۔ اور اپنے موجودہ حریف کی کامیابی کو دیکھتا تھا۔ اور دل ہی دل میں جلتا تھا۔

میری عمر کوئی ۱۷ سال کی ہوگی کہ اس درگاہ کے ایک آور دمجاور کش نے ایک تولی قبر میں پھینک کر مجھ سے اپنا منہ کالا کیا۔ اس وقت میرے حریف کے خسر نے دیکھ لیا۔ اور پاس آکر پانچ جوتے میری ٹانٹ پر رسید کئے۔ میں نے ابا کے ڈر سے گڑگڑا کر التجا کی کہ اس واقعہ کی کسی کو خبر نہ ہو۔ "بڑے میاں" نے مسکرا کر اپنی سفید کمانی کی عینک کو صاف کر کے کہا کہ آیندہ کیلئے توبہ کرو"۔ میں نے توبہ کی اور دل میں انتقام لینے کا تہیہ کیا اس کے بعد میں درگاہ والوں کی گولک میں سے چوری کرنے لگا جس کی بڑی شہرت ہوئی۔ مگر میرے باپ نے میری حمایت کی۔ اب میرا دل کھل گیا تھا۔ بڑوس کے چور جاٹوں سے میرے گہرے تعلقات ہوگئے۔ اور وہ مجھکو "وارداتوں" میں شرکت کے لئے اپنے ہمراہ شب کو لیجانے لگے۔ پولس کی چوکی کے افسر نے میری نگرانی شروع کردی۔ اور ایک ڈاکہ کا مال جو میں نے اپنے مکان کے پاس زمین میں چھپا رکھا تھا۔ جب برآمد ہوا تو میری تلاش ہوئی۔ میں سیدھا پیدل ٹرین بھاگا۔ اور ٹونک کا ٹکٹ لیکر بھیس بدلکر اپنی ننھیال میں چلا گیا اور عرصہ تک وہیں رہکر اپنی ننھیال کے پیشے کو کرکے گذارہ کرتا رہا۔

ایک عرصہ کے بعد جو میں [illegible] آیا تو میں نے دیکھا کہ میرے باپ نے بہت سی قبروں پر پختہ مکان بنوائے ہیں۔ اور ایک قبر پر تو ہمارا باقاعدہ بنا ہوا ہے اور یہاں کے ایک پہلوان کی جدی جائداد پر قبضہ کرلیا ہے جس سے درگاہ کی برادری میں بڑی بے چینی پھیل گئی ہے۔

شریف الطبع انسان میری دلنواز محبوبہ۔ اور ایک لاپرواہ [illegible] [illegible] حریف کیخلاف [illegible] کیونکہ [illegible] میرے حریف نے آپ [illegible] کا ہمیں سب کر دیا ہے۔ [illegible] مگر بیک "بے حیا مرنا"

[illegible] شیطان کی طرح [illegible]

زمین [illegible] اپنے افعال کو چھپانا نہیں چاہتا۔ اپنی محبوبہ [illegible]

[illegible]

کشتۂ رسوم

(از جناب مولانا سید ظہیر احمد صاحب حسنی [illegible])

شادی کو تین سال کا زمانہ گذرا تھا کہ میاں علی مرزا کو معلوم ہوا کہ عنقریب ان کے گھر میں نیا چراغ روشن ہونے والا ہے اور شاخ تمنا میں نیا پھول کھلنے والا ہے اس مژدۂ روح افزا سے اُن کو جس قدر مسرت ہوتی وہ کم تھی لیکن مسرت کی جگہ اُن کو غم ہوا اور جس حد تک جنین بطن مادر میں نشو و نما پاتا تھا اسی قدر ان کے قویٰ مضمحل اور چہرہ پر پژمردگی پیدا ہوتی جاتی تھی۔

علی مرزا محکمۂ جنگلات کے صدر دفتر میں ستر روپے ماہوار کے ملازم تھے۔ گھر میں اگرچہ دو تین آدمیوں سے زیادہ کا خرچ نہ تھا لیکن بیوی فضول خرچ تھیں اور اس آمدنی کا بیشتر حصہ ان کی تن پروری اور ظاہر پرستی پر اُٹھ جاتا تھا۔ علی مرزا کی سسرال والے بھی انتہائی مسرف، ناعاقبت اندیش، رسم و رواج کے پابند اور پرانی لکیر کے فقیر تھے۔ لیکن ان کی آمدنی علی مرزا سے بہت زیادہ تھی اور اسلئے وہ فضول خرچی اور [illegible] ہوکر رقص کرنے کے باوجود ہلاکت اور تباہی کی حدود تک نہیں پہنچے تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ علی مرزا بھی انہی کی طرح دل کھول کر اور جامہ سے باہر ہوکر رسومی اور غیر ضروری موقع پر روپیہ صرف کیا کریں۔ یہ بیچارے طعن و تشنیع اور رسوائی کے خوف سے ان کے مطیع فرمان تھے اور جو کچھ وہ کہتے تھے اسے طوعاً و کرہاً بجالاتے تھے۔ اگرچہ بعض اوقات انہیں ان کی خوشنودی کے لئے اتنے پاؤں پھیلانے پڑتے تھے کہ چادر کے ٹکڑے اڑ جاتے تھے۔ وہ اپنی بیوی اور سسرال والوں کی عادت سے واقف تھے اس لئے مولود مسعود کی آمد سے دل ہی دل میں کانپ رہے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھئے اس موقعہ پر کس طرح نجات ملتی ہے اور کیونکر آبرو محفوظ رہتی ہے۔ ان کی آمدنی مصارف کو بمشکل کافی ہوتی تھی۔ کوئی اندوختہ اُن کے پاس نہ تھا کہ اس موقع پر کام آتا۔ اور یہی سبب تھا کہ وہ بہت پریشان رہنے لگے تھے۔

بہرحال میاں علی مرزا کی پریشانی [illegible] کا خیال کئے بغیر آنے والا لمحہ آپہنچا۔ بے چارے سے اور تو کچھ ہو نہ سکا۔ کچھ [illegible] کے دفتر کے خزانچی سے ایک ماہ کی تنخواہ پیشگی حاصل کرلی ولادت کے آثار نظر آتے ہی بیوی کی والدہ کو اطلاع دی گئی اور وہ دو تین ہمراہیوں کے ساتھ آپہنچیں۔ چونکہ پہلوٹھی کا بچہ تھا زچگی [illegible] مشکلات کا سامنا ہوا۔ تیمارداروں کو خیال گذرا کہ خدا نخواستہ زچہ کا بچنا محال ہے اس لئے بیوی کا پورا کنبہ مجتمع ہو گیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ علی مرزا نے ستر روپے کی جو رقم مصارف زچگی کے لئے فراہم کی تھی وہ ان مہمانوں کی ضیافت میں صرف ہو گئی اور ولادت کے وقت اُن کے پاس ایک پیسہ نہ رہا۔ بڑی ذلتیں پیش آئیں عزیزوں اور دوستوں سے کچھ قرض لے کر کام چلایا۔ اب خوشدامن صاحبہ کا اصرار تھا کہ بچے کی چھٹی بڑی دھوم سے کی جائے۔ کیونکہ خدا نے زچہ اور بچہ کو از سر نو زندگی عطا کی ہے اور اس لئے اپنی حیثیت سے بڑھ کر اظہار مسرت کرنا چاہیے۔

علی مرزا بالطبع نہایت عاقبت اندیش اور اسراف کو برا سمجھنے والے تھے وہ کنجوس نہ تھے۔ لیکن غیر ضروری مصارف اور فضول خرچی سے سخت متنفر تھے اس لئے چھٹی کے مسرفانہ خیال سے اُن کا خون خشک ہو گیا اگر وہ اپنی عزت کا اظہار کرکے اس تقریب سے انکار کردیتے تو بدمزاج سسرال والے خدا جانے انہیں کتنا ذلیل و رسوا کرتے اور یہ بھی ممکن تھا کہ انہیں بیوی سے ہاتھ دھونے پڑتے۔ بہرحال وہ ان احکام کی تعمیل سے سرتابی نہیں کرسکتے تھے۔ لیکن حیران تھے کہ روپے کی کیا سبیل کریں۔ خوشدامن صاحبہ نے جو اسکیم ظاہر کی تھی اس کے لئے کم از کم چار پانچسو روپے کی رقم درکار تھی۔ بیوی کے زیور سے یہ مطالبہ پورا ہو سکتا تھا لیکن وہ زیور کا نام بھی لیتے تو سسرال والے گھر میں طوفان بپا کر دیتے آخر مایوس اور مجبور ہوکر انہوں نے تین روپے سیکڑہ سود پر ایک مہاجن سے پانچسو روپے قرض لئے۔ ایک دوست کو ضامن قرار دیا۔ [illegible] بھی ہوا چھٹی بھی ہوئی۔ تین روز رقص و سرود کا ہنگامہ بھی برپا رہا۔ اگرچہ علی مرزا کے دل و جگر میں خون کا ایک قطرہ باقی نہیں رہا لیکن طعن و تشنیع کے تیروں کو پیاس کی شکایت نہیں ہوئی۔

علی مرزا نے مہاجن سے یہ شرط کی تھی کہ پندرہ روپیہ ماہوار سود کی رقم ماہ بماہ ادا کی جائے گی اور اگر ایسا نہ ہوا تو ہر سہ ماہی پر سود کا روپیہ شامل اصل ہو کر اس پر بھی تین روپے سیکڑہ سود دیا جائے گا ان کا خیال تھا کہ بیوی کو سمجھا بجھا کر کفایت شعاری پر آمادہ کر لوں گا اور تنخواہ میں سے پندرہ روپے سود میں دیا کروں گا لیکن ایسی موہوم امیدوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ علی مرزا کا خیال غلط ثابت ہوا بچہ پیدا ہونے کے بعد الگ اتنا خرچ بڑھ گیا کیونکہ ماں نے [illegible] دودھ پلانے سے انکار کردیا۔ [illegible]

علی مرزا ... کہ چھ ماہ میں پانچسو کی رقم چھ سے ... جس روز پٹھان آٹھ ماہ کا مزید عرصہ گذر گیا۔ زائل ... اپنے سود۔ رقم بڑھتے بڑھتے ایک ہزار کے قریب پہنچ گئی۔ پٹھان نے خود پر تقاضہ شروع کیا۔ جس روز سے ضمانت کی تھی وہ جا جو سے بچھتایا۔ وہ ستانے اور ڈرانے لگا۔ علی مرزا کا مزاج بہت غیور تھا وہ اس نقصان و ذلت سے مرجانا بہتر سمجھتے تھے

موجودہ آمدنی ضروریات کے لئے کسی طرح کافی نہ تھی اور اس کے بغیر چارہ کار نہ تھا کہ دست آمدنی کی کوئی صورت اختیار کی جائے۔ اتفاق سے محکمہ میں نیا کام چھڑا اور جنگل میں مستقل قیام کرنے کے لئے چند آدمیوں کی ضرورت پیش آئی۔ سو روپے تنخواہ اور تیس روپے الاؤنس مقرر کیا گیا۔ علی مرزا نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور بڑی جد وجہد کے ساتھ یہ ملازمت حاصل کی۔ چونکہ جنگل کی آب و ہوا خراب تھی اعلیٰ لوگ مشکل آمادہ ہوتے تھے۔ اگر علی مرزا ان مصائب میں مبتلا نہ ہوتے اور روپے کو جان کی طرح قیمتی نہ سمجھتے تو گھر کے ستر روپے پر جنگل کے سوا سو کو ترجیح نہ دیتے۔ بہرحال وہ گھر کی راحتوں اور وطن کی بہترین آب و ہوا کو خیرباد کہہ کے جنگل میں جا بسے۔ ایک مہینہ خیریت سے گذرا پچاس روپے کی رقم قرضہ میں بھی دے گئی لیکن دوسرے مہینے علی مرزا لرزہ و تپ میں مبتلا ہوگئے۔ لالچ بری بلا ہے۔ تکلیف اٹھائی لیکن اپنی جگہ نہ چھوڑی۔ ملیریا کے مسلسل اور مستقل حملوں نے طحال اور جگر کو ازکار رفتہ کر دیا۔ تین ماہ میں حالت بہت ردی ہوگئی اور علی مرزا علاج کے لئے چھٹی لے کر مکان پر آئے حکیموں اور ڈاکٹروں نے بہتیری کوشش کی لیکن جنگل کی زہریلی آب و ہوا کا اثر بدن سے زائل نہ ہوا۔ طحال کے ورم میں تو کمی ہوگئی لیکن جگر کی مطلق اصلاح نہیں ہوئی۔ اطراف اور چہرہ پر ایسا ورم تھا کہ صورت کا پہچاننا دشوار تھا۔ تین چار ماہ تک یہی حالت رہی اور آخرکار یکشنبہ رسوم جان بحق تسلیم ہوا۔

(ختم)

ابلیس کا خطبۂ صدارت

(جو پنجاہ سالہ جوبلی کے موقعہ پر آل انڈیا شیاطین کانفرنس بمقام دہلی پڑھا گیا)

(اسلامی سیاسی و علمی سیکشن)

سلسل مضمون ہے جو مسلم یونیورسٹی کی پنجاہ سالہ جوبلی پر ایک پمفلٹ کی صورت میں شائع کیا گیا تھا چونکہ اس میں مسلمانوں کی تباہی ی کے اسباب ایک دلچسپ طریقہ سے بیان کئے گئے ہیں۔ اور موجودہ قوم فروش اور غدار لیڈروں کی خوب قلعی کھولی گئی ہے نیا میں اس لئے اس پمفلٹ کو نقل کرنا شروع کرتا ہوں کہ بدنصیب اور بھولے مسلمان اپنے "قوم پرور" پیشواؤں کے ذہن ں سے واقف ہو جائیں۔ اور آئندہ ان کے ابلیسانہ کر و فریب سے محفوظ رہیں۔

بلٹ عرصہ سے ناپید تھا۔ اور طرزِ تحریر دلکش ہونے کی وجہ سے بہت پسند کیا گیا تھا۔ اس لئے میں اس پمفلٹ کے ان مصنف ے سے باادب معافی چاہتا ہوں جن کے بہترین دماغ سے ایک لاجواب اور معنی خیز کتاب نکلی اور سپردِ قلم ہوئی۔ اور جن سے زاب تک متعارف نہیں ہے۔ اگر مجھے ان کا پتہ معلوم ہوتا تو میں ان سے ضرور اسکو نقل کرنے کی اجازت طلب کر لیتا۔ اور اب ں کہیں وہ ہوں، میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر شیطان کے خطبہ صدارت کی نقل پیشوا ئیں ان کے منشاء کے خلاف ہ کسی طریقہ سے مطلع کر دیں۔ میں دوسری قسط اسکی شائع نہیں کرونگا۔

ین کرام ان پرچوں کو بہت احتیاط سے رکھیں، آئندہ یہ قسطیں بہت دلچسپ ہونگی۔ "ایڈیٹر"

دہ عدیم الفرصتی

یا ایہا الشیاطین! مجھے آپ لوگوں سے نہایت درجہ . اس اجلاس کا میرا پریسیڈنشل ایڈریس اتنا فصیح بتنا کہ ۱۹۲۰ کی میرٹھ کانفرنس کا تھا اسکی سب سے ، عدیم الفرصتی ہے اسوقت تو مجھے زیادہ سے زیادہ انگریزی کارتوس کے متعلق بے بنیاد افواہیں اڑا کر و ہیجان میں لاؤں اور اہل ہند کی جہالت سے فائدہ خون کا بازار گرم کر دوں لیکن آج ہرگز یہ حالت نہیں ت بہت بڑے بڑے مصائب جنپر دنیا کی آئندہ دار ہے میرے زیرِ غور ہیں مجھے اسی ماہ میں یورپ فرنس میں شرکت کرنا اور آئندہ فسادات کا بیج بونا ں تمام سلطنتوں کے منتخب اشخاص جمع ہونگے اور ایک اپنے اپنے ملک کی بہتری کی تجاویز پیش کریگا مختلف اقوام کے اغراض و مقاصد کا تصادم لازمی ت بظاہر یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ میں آتش فساد ر سکوں کیونکہ اس عالمگیر جنگ کے بعد جو بیسویں سے کارناموں میں زریں حروف سے لکھے جانے دی قوم آسانی سے ہتھیار نہ اٹھائے گی تاہم مجھے ع امید ہے کہ صلح ناموں میں کچھ ایسے شرائط کا اضافہ تو ضرور کرا دوں گا جس سے آتش انتقام سینوں میں مشتعل رہے اور دنیا کو سکون نصیب نہ ہو اگر آپ لوگ تاریخ عالم پر نظر ڈالیں گے تو معلوم ہوگا کہ ہر جنگ کی بنیاد کسی نہ کسی صلحنامہ پر دستخط ہونے کے وقت پڑی ہے اور جس قوم کو ایسے موقع پر مجبور اپنے دلخواہ حقوق سے دستبردار ہونا پڑا ہے اس نے ہمیشہ انتقام کی نیت سے خفیہ تیاریاں کی ہیں جو آگے چلکر نظام عالم کو درہم برہم کرنے والی ثابت ہوئیں التوائے جنگ کے روز سے آج تک مجھے ایک لمحہ چین نصیب نہیں ہوا اور کسی ملک کا کوئی مدبر ایسا باقی نہیں رہا جس سے ملکر میں نے اپنے مشن کی کامیابی کے لئے سعی نہ کی ہو اس کانفرنس کی شرکت اس لئے اور بھی ضروری ہے کہ مجھے معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اسی موقع پر اسلامی سلطنتوں کی قسمت کا فیصلہ کیا جائے گا اور اگر اسوقت مجھ سے کچھ بھی کوتاہی ہوئی تو بہت ممکن ہے کہ میری تیرہ سو برس کی محنت جو میں نے مسلمانوں کے تباہ کرنے میں صرف کی ہے رائگاں جائے۔

مسلمانوں کیخلاف میری جدوجہد

حضرات میں آپ لوگوں کو وہ واقعہ یاد دلاتا ہوں جب میرے خالق نے ناراض ہو کر مجھے حکم دیا کہ مردود یہاں سے نکل جا تو میں نے کچھ مہلت مانگی اور وہ مل گئی یہ تو مجھے معلوم ہی تھا کہ میرے خلاف بندوں کا مددگار بنی آدم کی ہدایت میں

[illegible] بد یا کہ تیری عزت کی قسم میں بھی [illegible] تو ہی اسوقت سے لے کر اب تک [illegible] کو ششوں سے اہل دنیا کو تو عہد الست بھلا دیا مگر [illegible] ہرگز نہیں چاہتا کہ جس کام کا بیڑا میں نے اٹھایا ہے اسمیں [illegible] بھی کوتاہی ہو مجھے اپنے اس قول کا بہت بڑا پاس ہے اور چونکہ اب صرف مسلمانوں ہی کا ایک ایسا فرقہ باقی ہے جو ابھی [illegible] اس لئے ان کے معاملے میں کوتاہی کرنا اصول شیطنت کے بالکل منافی ہے تو آپ حضرات کو بخوبی معلوم ہے کہ ہزاروں انبیا اور پیغمبر میری مخالفت میں بھیجے گئے اور سب نے ایڑی چوٹی کا زور بھی لگا لیا لیکن کسی کی شریعت چند روز سے زیادہ نہ چلی اسلام سے پہلے میرا کام بہت آسان تھا اسوقت لوگ عموماً سحر کے قائل تھے اور میں ہر آیندہ ہونے والی بات کو فرشتوں سے سنکر حسب لخواہ ترمیم کے ساتھ کاہنوں کو تلا دیا کرتا تھا اس میں کچھ تو سچ ہوتا تھا جسکی وجہ سے لوگوں کو ان سے عقیدت ہو جاتی تھی اور باقی سب دھوکہ لیکن اس حق و باطل کی آمیزش کا یہ اثر ہوا کرتا تھا کہ لوگ انبیاء کی تعلیم کی طرف کم مائل ہوتے تھے اور ان پیشین گوئی کرنے والے کی طرف زیادہ مگر مسلمانوں کے پیغمبر کی بعثت کے بعد

سے مجھے نئی قسم کی مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑا پہلے تو آسمانی خبروں کا دروازہ میرے اوپر مسدود کیا اور جب میں نے مخفیہ طریقے سے اطلاعات بہم پہونچانے کا بند وبست کیا تو شہاب ثاقب کا دم چھلا میرے پیچھے لگا دیا گیا یہ زمانہ میرے لئے نہایت نازک تھا کیونکہ آسمانی خبروں کے بند ہوجانے کی وجہ سے میرا پچھلا طریق عمل بالکل بیکار ہو گیا صدیوں کی مسلسل کوشش کے بعد میں نے خالق و مخلوق کے رشتے کو توڑا پایا تھا اور میں یہ سمجھا کرتا تھا کہ اب یہ بے تعلقی ابدالآباد تک قائم رہے گی لیکن اسلام کے آتے ہی میری جانفشانی خیزی ہو گئی لوگ حق و باطل میں تمیز کرنے لگے اوہام پرستی جو میرا سرمایہ ناز تھی حرف غلط کی طرح مٹنے لگی اور خاص جزیرہ نمائے عرب اور اس کے مضافات میں تو مجھپر اس درجہ لعنت دہتکار پڑنے لگی کہ کچھ عرصے کے لئے مجھے ادھر جانا ہی چھوڑ دیا وہ زمانہ جسکو مسلمان خیر القرون کہتے ہیں میرے لئے نہایت مایوس کن تھا اور جو جو تکالیف مجھے اس تھوڑے عرصہ میں ہوئیں اس کا اندازہ آپ لوگ محض اس بات سے کر سکتے ہیں کہ آج تیرہ سو برس سے زیادہ مجھے اسلام کی بیخکنی میں صرف ہو چکے اور پھر بھی میں یہی سمجھتا ہوں کہ ابھی پورا بدلہ نہیں ہوا لیکن یہ پریشانی کا دور زیادہ عرصہ تک نہیں رہا۔ (باقی آیندہ)

دنیائے اسلام کی سو اولوالعزم ہستیاں

جن کے حالات مولانا شرر لکھنوی نے لکھے ہیں وہ تاریخ اسلام کے گل سرسبد اپنے وقت کے آپ نظیر تھے۔ ان میں بادشاہ بھی ہیں اور فقیر بھی۔ شاعر بھی ہیں اور ظریف بھی بہادر بھی ہیں اور ڈرپوک بھی۔ مولوی بھی ہیں اور منطقی بھی۔ سیاسی دماغ والے بھی ہیں اور ادبی ذوق والے بھی۔ میدان رزم جانباز سپاہی بھی ہیں عشق کے میدان دلدادگی کے فدائی بھی وہ ان کے نام بھی سن لیجئے۔

ابوالحسن شیرازی۔ قاضی ابو یوسف۔ ابن صالح اندلسی۔ ابو علی فارسی۔ ابو جمال زناطی۔ ابن سعون۔ ابو بکر خطیب بغدادی۔ ابوالفرج بن جوزی۔ ابراہیم حنفی ابوالعینا۔ قاضی ابن ابی لیلیٰ۔ ابو عثمان خالدی۔ ابو حاتم سجستانی۔ ابراہیم موصلی۔ عبداللہ بن مبارک۔ ابو علی بن مسکویہ۔ انداز بیان اس درجہ دلچسپ ہر کتاب چھوڑنے نہیں دیتی ضخامت ۲۰۰ صفحے۔ قیمت صرف ۸؍

دنیا بھر کی چھیتر نامور خواتین کے دلچسپ حالات

صرف عہ میں

یہ سب ہندوستان کے بہترین تاریخی مضمون نگار مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی کے لکھے ہوئے ہیں جن کی دلچسپ و دلنواز تحریر نے ایک عالم میں شہرت حاصل کر لی ہے اس میں سب قسم کی خواتین ہیں وہ بھی ہیں جو علم و فن میں یگانہ تھیں۔ وہ بھی ہیں جو بہادری اور جانبازی میں یکتا تھیں وہ بھی ہیں جن کے سحر آفرین حسن نے دنیا میں تلاطم برپا کر دیا۔ ملک کو تاراج کر دیا۔ وہ بھی ہیں جن کی وفاداری نے اپنے خاوندوں کے ساتھ چتا میں ان کو فنا کر دیا

چھتر راتوں کا لطف ایک روپیہ آٹھ آنے میں

بالکل مفت ہے کوئی قصہ ایسا نہیں جس کو ختم کئے بغیر نیند کیا آنکھ بھی جھپک سکے

لیکن پانچ آنے محصولڈاک بھی دینے پڑتے ہیں

مخدرات تیموریہ

عجیب خاندان شاہی کی مستورات کا عالیشان سلسلہ عصمت و عفت کے پاکیزہ کرشمے۔ جوہر ایک شجاع اور بہادر قوم کی تاریخ کی جان ہے علم و ہنر کے کمل ...بے عیب علمی نتائج اور سرزمین ہند کے سب سرسبز اور ہرے بھرے باغ کے شگفتہ پھولوں کی مہک جو ایک دفعہ تو جی زمین کہلا چکی ہے شجاعت اور ...ورکے حیرت انگیز تماشے جنہوں نے ساری دنیا کو مسخر کر لیا تھا ایک عظیم الشان خاندان کی وہ شان و شوکت کی تعجب ناک تصویریں جن کی نظیر چشم ...ل نے نہیں دیکھی۔ قیمت رسمی کاغذ مجلد عہ

فہرست بیگمات

...النسیت حمیدہ بانو بیگم	بی بی دورو	بیگم جہانگیر بادشاہ	دختر شاہزادہ محمد اکبر	ثریا بانو بیگم	بیگم محمد بابر بادشاہ	بادشاہ بیگم	بیگم سلطان د...	بیگم بہادر شاہ اول
...النسا بیگم	دلرس بانو بیگم	بیگم شاہجہان بادشاہ	لاڈ ملک	جہاں آرا بیگم	"	سلطان بیگم	زیب النسا بیگم	ہمشیرہ نجابت خاں
...ست النسا بیگم	روشن آرا بیگم	بیگم محمد معظم شاہ	ثمرکی بیگم	رانی پاربتی	ہمشیرہ محمد بابر بادشاہ	سلیمہ سلطان بیگم	دختر اورنگزیب	دختر ہمایوں بادشاہ
...آتش بانو بیگم	روپ منی	بیگم محمد شاہ	رضیہ سلطانہ	رانی تارا بائی	دختر محمد اکبر شاہ	سلیمہ بانو بیگم	"	دختر جہانگیر بادشاہ
...بیگی	رحمت بانو	بیگم محمد شاہ جہاں	مہرالنسا بیگم	تلسی بائی رئیس ...	دختر شاہجہاں	جمیلہ خاتون	"	دختر راجہ اودے
...م بانو بیگم	رضیہ النسا بیگم	بیگم اورنگزیب	جانان بیگم	بیگم تاج خاں	"	سرتی بیگم	ہمشیرہ طہماس والی	پور
...مہجان بیگم	بیگم امیر تیمور	دختر شاہ شجاع	جانی بیگم	دختر لطف علی خاں	"	اشرف النسا بیگم	ایران	
...زمحل	"	بیگم لودانی خاں	رانی جمنہ بائی	دختر شمس الدین ...	رانی راجہ جہانگیر	آتی بیگم	ہما بیگم محمد ہمایوں	
...الحبیب	"	دختر شاہنواز خاں	حمیدہ بانو بیگم	دختر اورنگ زیب	والی بندیلہ	بخت النسا بیگم	بادشاہ	
...بیگم	دختر محمد ... بخش	صفوی	حاجی بیگم	دختر خان خاناں	رانی رام راجہ	بہار بانو بیگم	دختر سلطان	
...زالنسا بیگم	دختر میران شاہ	دختر شاہجہاں	خانزادہ بیگم	بیگم محمد اعظم شاہ	بی بی مالی بیگم سلیم شاہ	رانی اودے ...	شکوہ	
...آبادی محل	دختر سعادت خاں	مالوہ کی زمینداری	شہزادہ خانم	دختر راجہ ...	زینت النسا بیگم	بالی بہرت ...	بیگم محمد مرزا	
...یربانو بیگم	عفوی	بیگم محمد معظم شاہ	نواب قدسیہ بیگم	والی جودھ پور	زبدۃ النسا بیگم	بچی بیگم	بیگم محمد اکبر	

ملنے کا پتہ منیجر رسالہ پیشوا دہلی

(عزیز حسن بقائی پرنٹر و پبلشر نے محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا)

...کیا ہونے والا ہے؟

دنیا ... میں مشغول اف نا عاقبت اندیش بے خبر مسلمانو! ادبادہ غفلت سے مخمور دنیا و الاخیر بھی ہے قیامت سر پر کھڑی ہے کیا تمہارے نزدیک ابھی وہ وقت دور ہے کہ امام الزماں کا ظہور ہو حضرت عیسے کا نزول ہو اور دجال کا خروج ہو۔ نہیں نہیں وہ وقت بہت قریب آگیا ہے اس کی علامتیں اگر مفصل دیکھنا چاہتے ہو تو

علامات قیامت

منگا کر پڑھو۔ یہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کی لکھی ہوئی کتاب ہے جسکو شاہ دہلی کی فرمائش پر حضرت ممدوح نے رقم فرمایا تھا اور اس میں احادیث رسول سے قیامت کی علامتیں بتلائی ہیں یہ کسی نجومی کا حساب نہیں ہے یہ مخبر صادق کے اقوال ہیں جن کا حرف حرف پورا ہو رہا ہے اور ہوگا اس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت سے لیکر تا قیامت دنیا کے ہر ایک انقلاب عظیم امام مہدی کا ظہور۔ وقت ظہور۔ مقام ظہور امام مہدی کو خراسان اور افغانستان سے بھاری مدد کی روانگی۔ امام مہدی کے ہاتھوں یہود کا حشر۔ عیسائیوں کی آخری بربادی حضرت عیسے کا نزول وقت و مقام نزول تا قیامت ہر ایک کا بیان ہے قیمت ۵ر محصول ۲ر دس کتابیں منگا کر تقسیم کریں تو محصول معاف۔

انقلاب کابل

سنگھشی ہند ملک کابل والوں سے بھی زیادہ بے وقعت ہو رہا ہے جو کابل والوں پر حملہ کئے ہوئے ہیں اگر تاریخ سے واقف ہوتے تو ان کو علم ہوتا کہ یہ غیور پٹھان قوم کس طرح ... کر ادھر لباس کی جوتی ... کے منہ میں گھس جاتے ہیں

... سچ مچ کی بات نہیں ہے ۱۹۲۹ء ... میں ہی کابل نے ... اور الیبی العار اور عظیم الشان سلطنت سے اپنے ... علاوہ ... کی حکومت میں سورج غروب نہیں ہوتا۔

تاریخی کابل کا موجودہ انقلاب بطور دلچسپ تتمہ

تیموں گھر ... ہی اور بتلایا ہے کہ ان سٹی بھر خواتین نے ... کے ساحل تک پہنچایا اور وہ ... ... مجھ سے ... انسان کی داخلی کیفیات کیا ... کا انکشاف کرے گی یہ کتاب مسلمانوں ...

جلد از جلد ... کرو بالا کرے گی اور یہ کتاب بتلائے گی کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة کس طرح خالص مسلمانوں پر صادق آتی ہے۔ چند جلدیں ہیں اس لئے فوراً منگا لیجئے۔ قیمت صرف ایک روپیہ عہ

ابومسلم خراسانی

پہلا جواب ناول مصر کے فاضل ایڈیٹر الہلال علامہ جرجی زیدان کی سب سے اعلیٰ تصنیف ہے اس میں قرون وسطیٰ کی تدبیر ملک داری سلطنت بنی امیہ کی تباہی اور حکومت عباسیہ کی بنیاد کا مفصل حال بیان کیا گیا ہے۔ ابومسلم وہ نامور مسلمان پالیٹشن مدبر تھا جس نے ایک صدی تک زور شور سے سلطنت حکمراں رہنے والے خاندان بنی امیہ کو مٹا کر بنی عباس کی خلافت قائم کرا دی۔ افسوس ایسے مدبر کی اردو زبان میں کوئی سوانح عمری نہیں ہے جس سے اس کے اخلاق و عادات و تدبیر ملک داری کا پتہ چل سکے فاضل مصنف نے ابومسلم کی سوانح عمری حسن و عشق کے ساتھ اس غور و تعمق سے تحریر کی ہے کہ قرون وسطےٰ کے حالات کا نقشہ آنکھوں کے آگے کھینچ جاتا ہے ابومسلم کی چاہنے والی کلثوم کی داستان حسرت آمیز اس اندوہناک حسرت خیز قصہ کی جان ہے وہ کیرکٹر اس ناول میں دکھائے ہیں کہ مصنف کے فن ناول نویسی پر کمال داد دینی پڑتی ہے۔ مشہور مترجم مولوی محمد حلیم صاحب ردولوی نے اسے عربی سے سلیس اردو میں ایسی خوبی اور قابلیت سے کیا ہے کہ ترجمہ معلوم ہی نہیں ہوتا اس کو ۱۰ سال قبل رسالہ مخزن نے ترجمہ کرا کر اول مرتبہ شائع کیا تھا پھر مخزن کے بند ہونے سے اس کا طبع ہونا مشکل ہوگیا تھا چونکہ آجکل جرجی زیدان کے ناول بے حد مقبول ہو رہے ہیں اس مقبولیت کی وجہ سے اس کی بے حد مانگ تھی اور لوگوں کے اشتیاق نے مجبور کر دیا کہ اس کے واسطے اجازت حاصل کی جائے چنانچہ خان بہادر شیخ عبدالقادر صاحب جج ہائی کورٹ سے جن کے پاس اس کے حقوق محفوظ تھے اجازت حاصل کر کے اس کو نہایت اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر چھاپا گیا ہے سرورق نہایت خوبصورت حجم ۴۰۰ صفحے قیمت صرف عہ

مخدرات اس میں عرب و عجم کی ۳۳ مشہور عورتوں کے حالات ہیں اس میں شیریں ملکہ مصر کے حالات بہت ہی دلچسپ ہیں۔ عہ

صد پارۂ دل اس میں ابوجعفر منصور اور علامہ محمد علی پاشا کے حالات ہیں بہت دلچسپ تاریخی حالات ہیں قیمت ۵ر

حالات کرد اس میں کرد اور آل عثمان ترکوں کے حالات ہیں خاص طور پر خلیفہ کے عہد کے حالات بہت دلچسپ ہیں۔ قیمت ۲ر

خلافت عمرو بن سعید ابی خلافت بنی امیہ اور ابومسلم ... حالات ...

1193

جلد نمبر ۲- ۷

(7)3

مقام اشاعت
کوچہ چیلان - دلی

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر

اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنیکا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے

پیشوا

جلد ۳ | دہلی - ۸ اکتوبر ۱۹۲۷ء مطابق ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ | نمبر ۶

شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

آں قدح بشکست و آں ساقی نماند

بالآخر میری مرضی کے خلاف میری پیشین گوئی پوری ہوئی اور شملہ کی ملاپ کانفرنس ناکام رہی یہ واقعہ ہے کہ تجگشتی اکابرین نے صلح کانفرنس کی شطرنجی بساط پر ایسے مہرے چلے کہ اس عظیم الشان خواب کی کوئی تعبیر نہیں نکلی، جس سے بدنصیب اور غلام ہندوستان کو امن اور چین کا سانس لینے کی مہلت ملتی۔

حریفوں کی عیاری کی داد نہ دینا انصاف کا خون کرنا ہے انہوں نے باجہ اور گائے کے مسئلہ میں شرکائے کانفرنس کو اتنا الجھایا کہ ارکان کانفرنس تھک گئے۔ اور بغیر کسی نتیجہ پر پہونچے صلح کانفرنس ختم ہو گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ملاپ کانفرنس کی ناکامی کے اسباب میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں ہر طبقہ کے ہندو لیڈر تو جمع کیے گئے تھے مگر ان مسلمانوں کو فراموش کر دیا گیا، جن کے عالمگیر اثر و اقتدار سے حکومت بھی چشم پوشی نہیں کر سکتی۔

یہ کون نہیں جانتا کہ مسٹر محمد علی جناح اور مسٹر محمد علی ایڈیٹر ہمدرد اتحاد کے حامی نہیں ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ موجودہ فضا میں ان کے اثرات کی کیا حالت ہے؟ اور اس آپس کی آنکھ مچولی سے فائدہ کیا ہوا؟

بہرحال صلح کانفرنس کی ناکامی پنڈت مدن موہن مالویہ جی اور ان کے رفقائے کار کے اس غیر صلح جویانہ رویہ پر ہے جو انہوں نے ہندوؤں کے ناجائز مطالبات پیش کرکے ان پر اصرار کیا۔ اور مجھے افسوس ہے کہ ہز ایکسیلنسی لارڈ ارون کی نیک خواہش اور ملک کی سب سے بڑی ضرورت پر ہندوستان کے بہترین دل دماغ متفق نہ ہو سکے۔

قانون توہین انسداد مذاہب

کے نام سے جو قانون پیش ہوا تھا، وہ لیجسلیٹو اسمبلی اور کونسل آف اسٹیٹ سے بھی منظور ہو گیا۔ اور غالباً پیشوا کی اشاعت سے پہلے وہ نافذ بھی کر دیا جائے گا۔

میں نے پہلے بھی لکھا ہے، اور اب پھر لکھتا ہوں کہ موجودہ قانون قطعی طور پر اسلامی مطالبہ کو پورا نہیں کرتا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ مسلمان آنکھیں کھولیں، اور آزادی تحریر و تقریر کی اس نئی بندش پر صدائے احتجاج بلند کرکے ترمیم کے لئے مسلسل کوشش کریں۔ اور عزت رسول اور ناموس رسول کے تحفظ کے لئے جو ایجی ٹیشن کیا تھا اور جو قربانی کی تھی، اسکو فراموش نہ کریں۔

موجودہ قانون کی وسعت کو دیکھتے ہوئے اندیشہ ہوتا ہے کہ جائز اور نیک نیتی کی نکتہ چینی کو بھی ناجائز اور بدنیتی پر محمول کر کے اس قانون سے کام لیا جا سکے گا۔ اور اس طرح ہندوستان سے ان مذہبی مباحثوں اور مناظروں کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ جو تبلیغ مذہب کے لئے اشد ضروری ہیں۔

ایجی ٹیشن کی قوت

مسلمانوں میں انگریزی اخبارات کی جسقدر کمی ہے، وہ محتاج تشریح نہیں۔ اس کمی کو پنجاب میں لاہور کی انجمن احمدیہ نے ایک پندرہ روزہ اخبار "لائٹ" کا اجرا کر کے پورا کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور مسلم آؤٹ لک کے بعد لائٹ کا نام تعلیم یافتہ حلقوں میں نہایت عزت کے ساتھ لیا جا رہا تھا۔ کیونکہ یہ اخبار تبلیغی مقاصد کو سامنے رکھکر ایڈٹ کیا جاتا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اسکی کسی اشاعت میں گرو گوبند سنگھ جی مہاراج کی شان میں کچھ نازیبا الفاظ ایڈیٹر کی عدم موجودگی میں کسی نامہ نگار کے شائع ہو گئے۔

جس وقت ایڈیٹر مذکور کو اس مضمون کی اشاعت کا علم ہوا تو اس نے نہایت فراخ حوصلگی اور وسیع النظری سے کام لیکر اسی وقت سکھ قوم سے معافی مانگ لی۔ اور اس بیزاری و اظہار کا یہ ایک بہترین طریق عمل تھا۔ مگر بدقسمتی سے آجکل آریہ سماج کے دام تزویر کا شکار ہیں۔ اس معافی نامہ سے مطمئن نہ ہوئے۔ اور آریہ لیڈروں نے اس بھڑکتی ہوئی آگ پر پٹرول چھڑکا جس سے گورنمنٹ پنجاب مرعوب ہوئی۔ اور اس نے پنجاب کے تمام مسلمانوں اور ایڈیٹر اخبار لائٹ کی معافی کو ٹھکراتے ہوئے لائٹ کے عملہ پر زیر دفعہ ایک سو تریپن الف مقدمہ دائر کر دیا۔ اور وہ بدنصیب اور شریف عملہ ضمانت پر نہیں لیا گیا۔ حالانکہ اسی دفعہ کے ماتحت اجپال پر مقدمہ چلا اور وہ دو سال تک ضمانت پر رہا۔

مجھے نہیں معلوم کہ متنازعہ مضمون میں آخر کونسا ایسا مواد گورنمنٹ پنجاب کو مل گیا۔ جو اس نے معذرت نامہ کے بعد مقدمہ قائم کرنا ضروری سمجھا۔ مگر یہ یقینی ہے کہ احمدی بھائی جو اعتقادًا سکھوں کے گروصاحبان کو موحد بتاتے ہیں۔ اور انکی توحید پرستی کے زبردست دلائل خود گروصاحبان کے اقوال سے دیتے ہیں کیونکر سکھوں کے رہنما کی شان میں گستاخی کر سکتے ہیں۔ اگر کچھ فقرے قابل اعتراض نکل بھی گئے تھے۔

تو عمائدین لاہور اور کارکنان لائٹ کے اظہار افسوس کے بعد جرم کی نوعیت ہی بدل گئی تھی۔ مگر ایجی ٹیشن کی قوت اور پروپگنڈہ کی طاقت کا ثبوت اس سے زیادہ کسی موقع پر کم ملا ہوگا کہ ادہر یا سلامی دکھائی۔ اور ادہر آگ روشن ہوئی۔

بہر حال مجھے ایڈیٹر و پرنٹر اور پبلشر اخبار لائٹ سے انکی گرفتاری پر دلی ہمدردی ہے۔ اور میں قارئین کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ اگرچہ یہ اخبار احمدیوں کا ہے۔ مگر اخوت اسلامیہ کا حق احمدیت اور غیر احمدیت سے بہت بلند ہے، اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ احمدی بھائیوں کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھکر نہایت جوش اور خلوص کے ساتھ احمدی بھائیوں کے ساتھ عملاً ہمدردی کریں۔ یعنی اخراجات مقدمہ کے لئے چندہ بھی دیں اور گورنمنٹ کے اس طریق کار کے خلاف سخت صدائے احتجاج بلند کریں۔ اور حقیقی اخوت اسلامیہ کا ثبوت دیں۔ میں بیس روپے کی حقیر رقم اپنے معزز معاصر کی خدمت میں اس صورت میں پیش کرتا ہوں کہ دس خریداروں کا چندہ کارکنان لائٹ وصول کر کے مجھے اطلاع دیں میں ان کے نام ایک سال کے لئے پیشوا جاری کر دونگا۔

اس کے ساتھ ہی میں اپنے احمدی بھائیوں سے یہ درخواست بھی کرتا ہوں کہ قدرت نے ان کو یہ ایک بہترین موقع خدمت اسلام اور تاریخ اسلام کا عطا فرمایا ہے، اس لئے اس سے پوری طرح فائدہ اٹھایا جائے۔ اور زبردست تاریخی دلائل سے ثابت کیا جائے کہ سکھوں کے گروصاحبان پر ظلم کرنے والے حقیقی معنوں میں مسلمان حکام نہ تھے۔ بلکہ ان کے ماتحت عیار ہندو تھے، جنہوں نے اپنی عیاری سے اسلامی تاریخ پر یہ کلنک کے ٹیکے لگوائے۔

عاشق رسول شہریار دکن

نجدی وحوش نے جس طرح آقائے کائنات، فخر دو عالم حضور انور روحی فداہ اور اہلبیت کرام اور صحابہ عظام کے مزارات کی بے حرمتی کر کے ایک عظیم الشان "شہرت" حاصل کر لی ہے اور ان کے اس جاہلانہ افعال نے عالم اسلامی کے سینے چھلنی کر دیئے اس طرح شہریار دکن نے ۱۳ لاکھ روپے کی منظوری ان متبرک مقامات کی درستی اور تعمیر کے لئے دیکر ایک قابل رشک شہرت اور غیر فانی عزت حاصل کر کے عشق رسول اور محبت رسول کا ایسا مظاہرہ کیا ہے کہ حریفوں کی آنکھیں کھل گئیں۔

آریہ اخبارات جو ہندو والیان ریاست کی عیاشیوں کی پردہ پوشی کو "ہندو دھرم کی سب سے بڑی خدمت" سمجھتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت شہریار دکن کے اس اعلان پر بہت چراغ پا ہو رہے ہیں انہیں سے ایک کی بکواس ملاحظہ ہو۔

"گورنمنٹ کو چاہیئے کہ نظام کا خود ٹیٹ کر دے
ورنہ وہ ریاست کے خزانہ کو مال مفت دل بیرحم
کے مصداق ضائع کر دے گا۔"
(گرو گھنٹال ۲۴ ستمبر ۳۸ء صفحہ ۱۵ کالم ۱)

میں اس طرز تحریر کے اغلاط سے قطع نظر کرکے گرو گھنٹال کے اس ... ایڈیٹر سے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اردو کی ایک سطر صحیح نہیں لکھ سکتا یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں

یہ سطریں لکھنے سے پہلے تم نے اپنی اوقات پر بھی نظر ڈال لی تھی نیز میں گورنمنٹ ہند کے پولیٹیکل ڈپارٹمنٹ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آخر وہ کنگ پرنسز ایکٹ کس مرض کی دوا ہے۔ اور کیوں نہیں گورنمنٹ ایسے "گالی باز" اخبارات سے جواب طلب کرتی جو اعلیٰ حضرت نظام کی توہین کرتے ہیں۔

تازہ دار زخم دل فیض نمکداں کیسے

بالآخر جو دھمکیاں تھوڑے عرصے

ارباب اقتدار نے دی تھیں ان کا ظہور شروع ہو گیا یعنی مظہر الدین ایڈیٹر الامان مجھے اور منشی بشیر احمد صاحب خوشنویس پر اور جناب مرزا محبوب بیگ صاحب مالک محبوب المطابع پر زیر دفعہ پانسو اور پانسو چار مسٹر ای ایس لوئس صاحب بہادر سٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں ۲۲ نومبر کو ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ دائر کر دیا۔ اور اب میں اور مذکورہ حضرات پانچ پانچسو روپے کی ضمانت پر رہا ہیں۔ مقدمہ کی آیندہ پیشی ۱۲ اکتوبر ہے۔

یہ استغاثہ "مولانا عکاس" کے اس افسانہ پر ہے جو ایک عرصے سے "علی بابا چالیس چور" کے عنوان سے شائع ہو رہا ہے۔

مقدمہ عدالت میں ہے اس لئے میں کوئی رائے ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔ البتہ قارئین کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھے اپنی پرخلوص دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اگرچہ دھمکیاں تو یہ دی جا رہی ہیں کہ ہر ہفتہ ایک نیا مقدمہ دائر کیا جائے گا۔ اور جب تک میں پیشوا کو بھیک نہ منگوائی جائے اور پیشوا کو بند نہ کرایا جائے۔ اور اس کے ایڈیٹر کو قید نہ کرایا جائے گا چین نہیں آئیگا۔"

میں نے جب ان دعوؤں کو سنا تو ہنسا اور کہا کہ صوبہ دہلی پر نہ تو مہاراجہ پٹیالہ حکمراں ہیں اور نہ نواب صاحب ٹونک۔ اور دوس وسیع خطہ ارضی کی ظاہری و باطنی حکومت سے خدائے عزوجل نے مستغنی دیگر اپنی جگہ میرے حریفوں کو دیدی ہے۔

جو کچھ خدا کو منظور ہے ہو کر رہے گا۔ اور مانت اللہ حق کی فتح ہو گی گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ اگر مجھکو عدالت نے سزا بھی دیدی تو پیشوا انشاء اللہ جاری رہے گا۔ کیونکہ اس کے جاری رہنے کے متعلق میں نے تمام انتظامات کر دئے ہیں۔ استغاثہ کی نقل حسب ذیل ہے

بعدالت مسٹر ای ایس لوئس صاحب بہادر سٹی مجسٹریٹ درجہ اول صوبہ دہلی

محمد مظہر الدین ولد شیخ علی بخش ساکن دہلی گلی قاسم جان مستغیث

بنام عزیز حسن بقائی ایڈیٹر رسالہ پیشوا دہلی کوچہ چیلان۔ محبوب بیگ مالک مطبع محبوب المطابع دہلی محلہ مچھلی والان۔ بشیر احمد کاتب رسالہ پیشوا کوچہ چیلان۔

مستغاث علیہم

استغاثہ زیر دفعہ ۵۰۰/۵۰۱ تعزیرات ہند

جناب عالی، شرح استغاثہ حسب ذیل عرض ہے۔

۱۔ یہ کہ ملزم نمبر ۱ ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر رسالہ پیشوا دہلی ہے اور یہ رسالہ دہلی و بیرون میں شائع اور تقسیم بھی ہوتا ہے۔ ۲۔ یہ کہ مستغاث علیہ نمبر ۱ بدنیتی سے اکثر شرفا، و والیان ملک اور بھلے آدمیوں کے خلاف بغرض طمع نفسانی لکھا کرتا ہے۔ ۳۔ یہ کہ مستغیث سے مستغاث علیہ نمبر ۱ کے تعلقات اچھے نہیں ہیں اور وہ پہلے بھی ایک شخص مسمی حفیظ الدین ساکن فراش خانہ دہلی سے استغاثہ کرا چکا ہے جسمیں اس نے اور اس کی پارٹی کے دیگر شخصوں نے شہادتیں دیں۔ اور وہ دعوی خارج ہوا اور اس میں مسٹر لکن صاحب ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر نے یہ قرار دیا کہ یہ سب کچھ ملزم نمبر ۱ کی کارروائیوں کا نتیجہ ہے۔ ۴۔ یہ کہ بسلسلہ رنجش سابقہ اور بنا بر پیروی اور حصول اغراض و مقاصد ذاتی ملزم نمبر ۱ اپنے اخبار مورخہ ۸ اگست ۳۸ء میں ایک مضمون بعنوان علی بابا چالیس چور لکھا اور جو ملزم نمبر ۲ کے چھاپہ خانہ میں طبع ہو کر دہلی میں تقسیم اور شائع ہوا ۵۔ یہ کہ حسب ذیل الفاظ اور فقرات انتظامی طور پر ثابت کرتے ہیں کہ یہ مضمون مستغیث کی ذات کے متعلق لکھا گیا ہے۔ ۶۔ الف۔ مضمون مذکور بالا کی ترتیب واقعات مثلاً یہ کہ مستغیث ضلع بجنور کے قصبہ شیرکوٹ میں پیدا ہوا اس نے دارالعلوم دیوبند میں تعلیم پائی پھر مولانا ابو الکلام کے ساتھ کلکتہ میں کام کیا۔ پھر بجنور میں ہی اپنے قصبے کے قریب ایک اخبار کی ایڈیٹری کی۔ پھر مرکزی خلافت کمیٹی کے دفتر میں ملازم رہا۔ وہاں سے اپنے وطن آیا اور پھر دہلی آکر ایک اخبار کا ایڈیٹر بنا اور حکیم صاحب نے ایک انجمن کا سکرٹری بنا دیا۔ یہاں پہنچکر استقدر رسوخ بڑھ گیا کہ بقول ملزم دہلی کا ہر با اقتدار شخص اس سے ڈرنے لگا یہ جملہ خصوصیات سوائے مستغیث کے اور ...

... ہے۔ میرے اپنے نام ہندوستان کے مشہور ... ہے اسکا میرے والد مرحوم شیخ علی بخش کے نام کی طرف اشارہ ہے اور علی بخش ہی عرف نکٹا خواجہ حسن نظامی کا مشہور مقولہ ہے (ج) حلیہ کے یہ الفاظ بھویں اور پلکیں چھدری ... چھدری اور مختصر ڈاڑھی۔ چھریرا جسم۔ سر پہ میرٹھ کے نام کی ٹوپی۔ جسم پر کھدر کی حیدرآبادی اچکن ہاتھ میں ایک موٹا سا ڈنڈا ...۔ خاص مستغیث کی طرف اشارہ ہے (د) میرے والد مجھے پیار سے مجرا مجرا کہا کرتے تھے اس میں میرے نام مظہر الدین کو بگاڑا گیا ہے (ہ) حالانکہ اب میں حضرت بھی تھا۔ مولانا بھی تھا۔ علامہ بھی تھا اور مظہر دین خدا بھی تھا۔ اس عبارت میں نہایت چالاکی سے میرے نام محمد مظہر الدین کی طرف اشارہ کرکے سب پر روشن کر دیا ہے (و) میری منہ زوری کی وجہ سے جب میرے دو مقدمہ قائم ہوئے تو میں نے دہلی کے ایک امام اور ایک پیرزادہ کے ذریعہ گورنمنٹ سے بھی معافی مانگی۔ اگرچہ ان دونوں کے ذریعے مجھے اس معافی کے اظہار کی ضرورت نہیں ہوئی مگر ساری دنیا کو حیرت ہو گئی جب مجھ پر سے دو سنگین مقدمات صاحب چیف کمشنر صاحب دہلی اٹھانے کا حکم دیا۔ گزشتہ سال ۲۶ء میں مجھ پر دفعہ ۱۲۴ اور دفعہ ۱۵۳ الف کے ماتحت دو مقدمات چلے تھے اور انجمن اسلامیہ دہلی کی جانب سے معزز مسلمانوں کا ایک وفد جس میں جناب امام صاحب جامع مسجد اور پیرزادہ محمد حسین صاحب پنشنر سشن جج و سی آئی ای بھی شامل تھے۔ چیف کمشنر صاحب کی خدمت میں باریاب ہوا اور گورنمنٹ نے یہ دو مقدمات واپس لے لئے تھے۔ ملزم نے توڑ مروڑ کر ان ہی واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے علاوہ ازیں اور بھی فقرات ہیں۔ لیکن میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں جس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ یہ مضمون مستغیث ہی کے لئے لکھا گیا ہے۔ ۷ یہ کہ مضمون ہذا اول سے آخر تک مجموعہ جرائم دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند کا ہے اور اسکی تحریر۔ روش اور زبان نہایت توہین آمیز ہے اور انتظامی طور پر مراتب دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند کے زد میں آتا ہے اور ملزم اس مضمون سے مستغیث ان جرائم کا ملزم مرتکب ہوا ہے۔ مگر حسب منشاء دفعہ ۲۴۲ ضابطہ فوجداری عدالت میں ۳ الفاظ یا جملے پر مناسب فرد قرارداد جرم مرتب اور باقی الفاظ و فقرات توہین آمیز حسب منشاء دفعہ ۲۴۲ قانون شہادت بغرض ثابت کرنے ارادہ و نیت ملزم قابل ادخال ریکارڈ ... مستغیث۔ ... الفاظ و فقرات ازالہ حیثیت عرفی کی حد تک ... ۱۔ ... ابتدائی کتابیں پڑھ لیں تو مجکو میرے

والد نے دیوبند کے مشہور مدرسہ میں داخل کر دیا۔ جہاں میری تعلیمی کی خاص شہرت ہو گئی۔ ۲۔ جب وہ اخبار نویس اپنے شاہانہ اخراجات کی بدولت تباہ ہوا۔ تو میں نے اس کے دفتر کی چیزیں اور رجسٹر چرا کر کرولڑے کے ایک پنجابی مسلمان سوداگر کو سبز باغ دکھا کر ایک اخبار نکالنے پر راضی کر لیا۔ ۳۔ اخبار چلتا نہ تھا اور میں قرضدار ہو گیا تھا۔ اس لئے میں نے کلکتہ میں فساد کرا دیا جسکی وجہ سے تمام اردو اخبارات کے ایڈیٹر کلکتہ سے نکال دیئے گئے میں بھی اپنے وطن واپس آ گیا۔ ۴۔ اس اخبار کا مالک پہلے کابلی نویس تھا مگر وہاں تھوڑے دن ہی ملازم رہا تھا کہ مالک اخبار کے لڑکے کے عشق نے مجھے اسقدر رسوا کیا کہ اس اخبار کے مالک نے ایک روز اپنے لڑکے کو بید سے مارا۔ اور مجھے اپنے گھر سے یہ کہکر نکال دیا کہ اصل سے خطا نہیں کم اصل سے وفا نہیں۔ ۵۔ حالانکہ میرے سے ادنیٰ ملازموں کو پانچ پانچ چھ چھ بوٹیاں ملتی تھیں۔ میں اس ذلیل برتاؤ سے سخت عاجز آ گیا اور میں نے ملازمت ترک کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ چونکہ میں نے کچھ خلافت کا روپیہ چرا کر جمع کر لیا تھا اس لئے بھی افشاء راز کے خیال سے میں وہاں رہنا پسند نہیں کرتا تھا۔ لہذا ایک دن میں رات کے وقت خلافت آفس میں چوری کی نیت سے داخل ہوا اور جسقدر چیزیں اخبار کے خریداروں کی میں چرا سکتا تھا چرا کر رات کی تاریکی میں کامیاب واپس آیا۔ اور رات ہی رات میں بمبئی سے فرار ہو گیا چونکہ ترک موالات کا زمانہ تھا اس لئے میں پولیس کی دست اندازی سے بھی محفوظ تھا۔ اس پرانی انجمن میں میری ساکھ خراب ہو گئی تھی اور اس کے کارکنوں نے میرے چند جعلی پرچے پکڑ لئے تھے اس لئے ان کو سرکاری آدمی کہکر میں اس انجمن سے علیحدہ ہو گیا۔ ۷۔ کس کی مجال ہے کہ مجھ سے ان جرائم کے متعلق باز پرس کر سکے جو میں روزانہ قابل دست اندازی پولیس کرتا رہتا ہوں اس لئے میں ایک اخبار کا ایڈیٹر ہوں۔ ۸۔ جب کوئی شریف آدمی میونسپل کمیٹی یا اسمبلی کمیٹی کی ممبری کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ سب سے پہلے میری مٹھی گرم کرتا ہے ورنہ میں اسکی ناکامی کے لئے نہایت زبردست مضامین لکھتا ہوں۔ ۹۔ میری منہ زوری کی وجہ سے جب مجھ پر دو مقدمے قائم ہوئے تو میں نے دہلی کو ایک امام اور ایک پیرزادہ کے ذریعہ سے گورنمنٹ سے معافی بھی مانگی تھی اگرچہ ان دونوں کے ذریعہ سے مجھے اس معافی کے اظہار کی ضرورت نہیں ہوئی تھی اس کمیٹی کے روپیہ جس کا سکرٹری ہوں کبھی کبھی پرانے کوٹوں اور کمبلوں کی تجارت بھی کر لیتا ہوں اور سال گزشتہ موسم سرما میں ...

اس کمیٹی کے روپیہ سے کچھ کمپل اور حلقات محض دہلی میں اپنا اثر قائم کرنے کے لئے بڑھانے ہیں۔ ۷۔ یہ کہ سب مضمون غلط اور جھوٹ ہے اور ملزم نمبر ۱ نے محض اپنی عادت کے موافق بغرض ذاتی عناد شائع کیا ہے۔ ۸۔ یہ کہ ملزم کی اس کارروائی سے پبلک میں میری سخت ازالہ حیثیت عرفی ہوئی اور مجھکو سخت روحانی اور جسمانی صدمہ پہنچا۔ ۹۔ یہ کہ چونکہ ملزم نمبر ۱ اس قسم کے جرائم کرنے کا عادی ہے لہذا از حد فرض ہے کہ بعد تحقیقات اسکو عبرتناک سزا دی جائے۔ ۱۰۔ یہ کہ ملزم نمبر ۲ نے بغرض اشاعت اپنے مطبع میں چھپوایا اور ملزم نمبر ۳ نے اسکو لکھا لہذا وہ دفعات ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ و ۱۰۹ تعزیرات ہند کے مرتکب ہوئے۔ ۱۱۔ یہ کہ استدعا ہے کہ ہر سہ ملزمان کو بعد تحقیقات سزا دی جائے۔

دستخط انگریزی بابو ذکر الرحمن وکیل

رعی۔ محمد مظہر الدین ولد شیخ علی بخش ساکن دہلی گلی قاسم جان معرفت شیخ ذکر الرحمن ایڈوکیٹ

عرضی ۹/۴ ۲۲۔ دستخط اردو محمد مظہر الدین بقلم خود

بیان مستغیث باقرار صالح واقعہ ۹/۴ ۲۲ رسالہ پیشوا مورخہ ۸ اگست ۲۲ء میں جو مضمون علی بابا اور چالیس چور اور نیچے نوال چور لکھا ہے وہ میرے متعلق ہے اور وہ نہایت توہین آمیز ہے اس سے میری بڑی دل آزاری اور بے عزتی ہوئی اس کا ایڈیٹر عزیز حسن بقائی ہے۔ پرنٹر اور پبلشر بھی یہی ہے۔ محبوب بیگ ملزم کے مطبع میں چھپا ہے۔ بشیر احمد کاتب ہے جنے مضمون لکھا ہے۔ استغاثہ کا مضمون درست ہے میں نے دیکھ لیا ٹھیک لکھا ہے رسالہ پیشوا جس میں اصل مضمون ہے شامل استغاثہ کردیا ہے۔ عزیز حسن سے میرے تعلقات اچھے نہیں ہیں۔ مسٹر لنکن صاحب کے فیصلہ کی مصدقہ نقل داخل کرتا ہوں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے میری مخالفت ہے چاہتا ہوں کہ بعد تحقیقات ملزمان کو سزا دیجاوے۔ سنکر تسلیم کیا۔

دستخط اردو محمد مظہر الدین بقلم خود۔ دستخط انگریزی مسٹر ای ایس لوئس صاحب بہادر سٹی مجسٹریٹ دہلی۔

معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ بعض غیر مسلم سرمایہ داروں کے روپے سے اور بھی چند فوجداری مقدمات میرے خلاف دائر ہونے والے ہیں۔

تیر پہ تیر چلاؤ نہیں ڈر کس کا ہے

معلوم ہوتا ہے کہ پیشوا کو فنا کرنے کے لئے ایک زبردست سازش مرتب کی گئی ہے۔ اور اس کے ارکان چاروں طرف سے مجھ کو گھیر کر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر خدا کا فضل شامل حال رہا تو جس طرح اب تک حق و صداقت کی یہ آواز بند نہیں ہوئی۔ آئندہ بھی بند نہیں ہوگی۔ پیشوا کی سخت جانی اور حیرت انگیز کامیابی کو وہ لوگ جو مسلمانوں کی مرذول قوم بہتا ہوا پاتے ہوئے ہیں، اپنے اقتدار مرحوم کی دوبارہ زندگی کے منافی سمجھکر زار کی طرح لینن کو موت کے گھاٹ اتارنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کیونکہ یہ امر مسلم ہے کہ جس طرح بالشویک لیڈر سرمایہ داری کی لعنت سے روس کو آزاد کرانا چاہتے تھے۔ اسی طرح میں بھی ان خود پرستی کے خداؤں کے صنم خانہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا اپنی زندگی کا فرض سمجھتا ہوں۔ اور امید ہے کہ یہ مشن خدا کے فضل سے پورا ہوگا۔ اور میرے ہاتھوں پورا ہوگا۔

دہلی پولیس میں انسداد رشوت ستانی

پولیس کا محکمہ رشوت ستانی میں جسقدر نیک نام ہے اس کی تشریح بے کار ہے، رشوت اور پولیس لازم و ملزوم تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اور بے حد افسوس ہوتا ہے جبکہ اس رشوت خوری میں بڑے بڑے گزیٹڈ حکام ملوث پائے جاتے ہیں۔ اور ان کی آڑ میں ملک معظم کی بے زبان اور قانون سے ناآشنا رعایا پر قانون کے علم بردار ایسے روح فرسا اور انسانیت سوز مظالم توڑتے ہیں کہ ان کے تخیل سے انسانی روح لرز نے لگتی ہے۔

میری یہ قطعی رائے ہے کہ اگر ایک پولیس مین اپنے فرائض ایمانداری سے ادا کرے، تو اس کے بعد پھر اس کو کسی نیک کام کرنے کی ضرورت نہیں کہ پولیس کی ملازمت اگر جلب منفعت کے جذبے سے خالی ہو کر کی جائے تو خلق اللہ کی نفع رسانی اس کے علاوہ کسی دوسرے ذریعے سے ممکن نہیں۔

مگر افسوس کہ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ ملازمان پولیس اپنے فرائض کو دیانت داری سے انجام دیتے ہوں۔

بہرحال مقام مسرت ہے کہ مسٹر جی ایل اورڈ صاحب سینیر سپرنٹنڈنٹ پولیس دہلی نے پبلک کی اس جائز اور اہم ضرورت پر توجہ فرما کر ایک نہایت ضروری اعلان صوبہ دہلی میں شائع کر کے اپنی فرائض شناسی کا پبلک سے خراج تحسین لیا ہے۔ اور عوام کو سختی سے ملازمان پولیس کو رشوت دینے سے منع کیا ہے اور رشوت خوار ملازمان پولیس کی شکایتیں سننے اور فوری کارروائی کرنے پر آمادگی کا اظہار کر کے دہلی کی پبلک کے دلوں کو موہ لیا ہے۔

مسٹر اورڈ سے میرے عرصے سے دوستانہ تعلقات ہیں مگر یہ تعلقات مجھے ان کے کام پر سخت سے سخت نکتہ چینی سے

[illegible] ناسپاسی اور حق فراموشی ہوگی اگر میں آج [illegible] حضرات ذکر کروں کہ ان کے اس اعلان سے نہ صرف میرے [illegible] ان کی عزت زیادہ ہوگئی۔ بلکہ پبلک کی ایک جائز شکایت اور نہایت ضرورت جو پولیس کی لوٹ کے متعلق تھی وہ بھی رفع ہو جائے گی۔ بشرطیکہ پبلک نے خود اس اعلان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔

بہرحال میں اس منصفانہ اعلان پر مسٹر اوڈو گو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ بدنصیب اور غلام ہندوستانیوں کو اپنے حقوق سمجھنے اور قانون سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آریہ سماج کے مولوی

دہلی میں نومسلم کانفرنس کی جگہ میں نو آریہ کانفرنس ہونے کے لئے بڑی تیاریاں ہو رہی ہیں آریہ پریس اور "آریہ جاتی" کے نام جو پیغام بھیجے جاتے ہیں ان میں مہاشہ پریم چند اور مہاشہ کرم دیر اور مہاشہ شانتی سروپ کو مولوی سے موسوم کرکے مسلمانوں کو سخت مشتعل اور اسلام کی توہین کی جاتی ہے۔

میرا سوائے لالہ پریم چند کے مذکورہ مرتدوں میں سے کسی شخص سے ذاتی تعارف نہیں۔ میں نے پریم چند جی سے گفتگو کرنے کے بعد ان کے متعلق جو رائے قائم کی ہے وہ یہ ہے کہ وہ عربی اور فارسی نہیں جانتے۔ اور تاریخ سے ان کو کوئی واسطہ نہیں۔ نوجوان صاحبزادے ہیں (انکی تمام ہسٹری لاہور اور ہوشیارپور کی میرے پاس آگئی ہے۔ جسکو عنقریب میں شائع کرکے ان کی مولویت کی حقیقت ظاہر کروں گا) یہی صاحبزادے اس نومسلم آریہ کانفرنس کے بانی بتائے جاتے ہیں۔ اور یہی نوجوان مرتد جسکو ابھی اسلام کی آغوش سے علٰحدہ ہوئے چند سال بھی نہیں گزرے آریہ اخبارات میں سب سے زیادہ گالیاں بزرگان اسلام کو سناکر بزعم خود "جاتی کی لاج" رکھ لیتے ہیں۔ اور ہندوؤں کو مشتعل کرنے اور مسلمانوں کی توہین کرنے کا جسقدر آجکل ان کو شوق ہے ایسی جنم کے آریہ کو بھی نہ ہوگا

میں لالہ دیش بندھو صاحب سے دریافت کرتا ہوں کہ آخر آپکے نزدیک مولویت کا معیار کیا ہے۔ اگر آپ کی ہشت سالہ یہی حالت رہی کہ ہر عامی اور جاہل کو آپ نے مسلمانوں کو مشتعل کرنے کے لئے مولوی اور مولانا لکھنا شروع کیا۔ اور مسلمانوں نے بھی جواباً کسی چارکوشدہ کرتے ہی مہاتما یا رشی لکھدیا تو آپ اسکو کہانتک دل سے برداشت کریں گے۔

[illegible]

قارئین کرام پیشوا کی کسی گزشتہ اشاعت میں پڑھ چکے ہیں کہ

ریاست بجاور کے نیک دل اور غیر متعصب دیوان جناب خان بہادر قاضی خلیل الدین صاحب کا انتقال ہوگیا ہے یہ دیوان صاحب خان بہادر قاضی عزیزالدین احمد صاحب دیوان ریاست دتیا کے حقیقی برادر تھے۔ ان کی وفات کے بعد شریف اور رحم دل اور غیر متعصب والی بجاور نے قاضی فیملی سے اپنے اور ریاست کے تعلقات منقطع کرنے مناسب نہ سمجھے۔ اور خان بہادر قاضی عزیزالدین صاحب کے بڑے صاحبزادے صاحب کو جو ڈاکخانہ جات کے سپرنٹنڈنٹ تھے باصرار ریاست بجاور کا نیا دیوان مقرر کرکے اپنی فرض شناسی اور بلا تعصبی کی روایات کو قائم رکھا۔

امید ہے کہ نئے دیوان صاحب اپنے مرحوم چچا کے بہترین قائم مقام ثابت ہونگے۔ اور اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم پر چل کر مہاراجہ صاحب کا اعتماد اور انگریز افسروں سے تعلقات کی خوشگواری اور ہندو مسلمان رعایا کی سود و بہبود کا خیال رکھیں گے۔

نوجوان شاہد کی وفات

ستمبر کے آخری ہفتہ میں جبکہ ۲۴ ستمبر کا پیشوا پریس میں طباعت کے لئے جاچکا تھا۔ عزیزی شاہد علی زآہ کہ اس کو مرحوم لکھتے ہوئے قلم رکتا ہے) کی وفات کی خبر آئی۔ مرحوم حاجی شوکت علی صاحب کے صاحبزادے تھے اور ابھی نوجوان تھے۔ عرصہ سے دق کے مرض میں مبتلا تھے۔ بہترین طبی امداد بھی موت کے چنگل سے نہ بچاسکی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مجھے حاجی شوکت علی صاحب سے اس صدمہ جانکاہ میں دلی ہمدردی ہے۔ اور میں مرحوم کے لئے دعاء مغفرت کرتا ہوں اور پیشوا کے قارئین کرام سے درخواست کرتا ہوں وہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور شوکت علی صاحب کے لئے صبر کی دعا کریں۔

تبلیغ

۱۸×۲۲-۴ سائز سفید چکنا کاغذ اچھی لکھائی چھپائی ضخامت ۳۲ صفحے۔ ایڈیٹر شیخ عبدالحکیم گجراتی قیمت سالانہ تین روپے۔ ملنے کا پتہ دفتر جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام انبالہ مرکزی جمعیۃ تبلیغ کا آرگن ہے اسکی ترتیب میں جناب مولانا سید غلام بھیک صاحب نیرنگ وکیل اور حضرت مولانا عبدالماجد صاحب قبلہ بدایونی کے فاضلانہ و عالمانہ مشوروں اور محنتوں کو دخل ہے۔ اسوقت اس کا پہلا پرچہ میرے سامنے ہے جس میں سیرت رسول پر بہترین مضامین جمع کئے گئے ہیں۔ پرچہ ہونہار معلوم ہوتا ہے مسلمانوں کو تبلیغی پرچوں کی اشاعت پر خاص طور سے توجہ کرنی چاہیئے۔

زبان

۲۰×۳۰ سائز اچھی لکھائی اچھی چھپائی۔ دہلی [illegible]

سفید چکنا کاغذ ایڈیٹر مولوی عبدالرحمٰن صاحب خوشتر منگروی مقام اشاعت ریاست مانگرول کاٹھیاواڑ قیمت سالانہ للعہ نمونہ کی قیمت ۲ر

کاٹھیاواڑ اردو سے ایک بہت غیر مانوس صوبہ ہے وہاں سے کسی اردو رسالے کی اشاعت کا خیال کرنا ایک بڑی اولوالعزمی ہے خوشی کا مقام ہے کہ جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب خوشتر نے نہایت جانکاہی اور عالی حوصلگی کے ساتھ بیکس اردو کی خدمت کا بیڑا اٹھایا ہے۔ زبان کی ترتیب میں کافی خوش سلیقگی کا اظہار کیا گیا ہے مضامین بھی مشاہیر اہل قلم کے حاصل کیے گئے ہیں۔ امید ہے کہ رسالہ بہت جلد ترقی کرے گا۔

پیشوا کا میلاد نمبر

ختم ہوگیا ہے۔ اب جو حضرات دوبارہ طلب کرتے ہیں۔ یا اس کا وی پی منگاتے ہیں ان کو کسی حالت میں بھی نہیں بھیجا سکتا۔ امید کہ اس مجبوری کو معاف کیا جائے گا۔

پیشوا ۱۹۲۶ء کی جلد درکار ہے

بدقسمتی سے اسوقت میرے پاس پیشوا کی ۱۹۲۶ء کی ایک جلد بھی نہیں ہے۔ قارئین پیشوا میں سے جو بھائی اپنا مکمل فائل علیحدہ کرنا چاہیں مجھے مطلع کریں وہ اگر اسکو دگنی قیمت پر بھی علیحدہ کرنا چاہیں تو بلاتامل دو روپے کا وی پی میرے نام کردیں۔ مجھے اسکی اشد ضرورت ہے۔ مشکور ہونگا۔

دہلی کا دسہرہ

نہایت امن و اطمینان سے ختم ہوگیا۔ ۱۰ روز تک مسلسل رام لیلا کے جلوس نکلے مسلمانوں نے اس غیر اسلامی مظاہرہ اور مشرکانہ رسومات کو صبر و تحمل سے برداشت کیا۔ اگرچہ ان کے موحدانہ جذبات کو اس سے صدمہ پہنچا مگر خوشی کا مقام ہے کہ کوئی غیر خوشگوار صورت پیدا نہیں ہوئی۔ اور سب سے زیادہ مسرت اس سے ہے کہ شریف ہندوؤں نے نہ تو رام لیلا کے جلوس کو مساجد کے آگے . . . . ٹھیرا کر مسلمانوں کو مشتعل کیا۔ اور نہ اوقات نماز میں مخل ہونے کے خیال سے ادائیگی نماز کے وقت باجہ بجا کر مسلمانوں کو شکایت کا موقع دیا۔

اگر ہندوستان کے تمام مقامات پر ایسی ہی رواداری کا ثبوت دیا جائے تو ناممکن ہے کہ ہندوستان میں کہیں بھی بدامنی ہو۔

قابل مبارکباد ہے مسٹر جونسن صاحب اور مسٹر بی ڈیل اورڈ صاحب اور مسٹر مارگن صاحب اور حکیم اکرام الحق صاحب اور ملک دلیپ یال صاحب اور شیخ نذیر الحق صاحب اور سردار کرم سنگھ صاحب اور دیگر افسران کی مستعدی جنہوں نے ۱۰ روز تک اپنے اوپر آرام کو حرام کرکے دہلی کو ایک بڑے خطرہ سے بچا لیا خصوصاً مسٹر جونسن صاحب اور مسٹر اورڈ صاحب نے جس مستعدی اور جفاکشی اور ہوشمندی سے ساری ساری رات جاگ کر دہلی کو ایک خطرناک فساد سے بچایا ہے۔ اسکی نظیر انتظامی حکام میں مشکل سے ملے گی۔

حق کی فتح

بالآخر محب محترم جناب سردار دیوان سنگھ صاحب کے مسئلہ حوالگی ریاست پٹیالہ کے متعلق وہی ہوا۔ جو انصاف چاہتا تھا۔ اور جسکی ہر انصاف پسند . . . کو توقع تھی۔ اور جس کے لئے ہر شریف ہندوستانی اور ہر شریف اخبار نویس نے گورنمنٹ سے متفقہ مطالبہ کیا تھا۔ یعنی نیک دل لارڈ ارون اور مضبوط کیرکٹر سر تھامسن نے پٹیالہ گورنمنٹ کو سردار دیوان سنگھ صاحب ایڈیٹر اخبار ریاست کو ریاست پٹیالہ کے حوالہ کرنے سے صاف انکار کردیا۔

یہ پہلا موقع ہے کہ گورنمنٹ نے شریف ہندوستانی اخبار نویسوں کے مطالبہ پر ہمدردانہ اور منصفانہ توجہ کی اور رائے عامہ کا احترام کرکے انصاف کے گلے پر کند چھری نہیں چلائی جس کے لئے ہر شریف ہندوستانی اسکا مشکور ہے

اگر پٹیالہ گورنمنٹ کی مرضی کے مطابق ایڈیٹر ریاست پٹیالہ اسٹیٹ کے حوالہ کردیئے جاتے۔ تو ہندوستان کی اخبار نویسی کا اسی روز جنازہ نکال دینا چاہیئے تھا کیونکہ کسی آزاد اخبار نویس کے لئے یہ ناممکن تھا کہ وہ ہولناک مظالم اور عیاشانہ زندگی سے چشم پوشی کرسکے جو آجکل بعض والیان ریاست کا بہترین مشغلہ ہے۔ مگر اس نکتہ چینی کے عوض ہر اخبار نویس کی جان خطرہ میں تھی۔ کیونکہ ریاستوں کی مجبور رعایا سے ایسے مقدمات دائر کرا دینے بہت آسان تھے جیسا ایڈیٹر اخبار ریاست کے خلاف ہوا تھا۔

بہرحال مجھے پٹیالہ پولس اور پٹیالہ کے ارباب اقتدار سے دلی ہمدردی ہے جن سے مینے تلاشی کے وقت کہا تھا کہ "یہ دہلی ہے اور یہاں انگریزی راج ہے جہاں سے دیوان سنگھ کا لے جانا آسان نہیں ہے"

اس کے ساتھ مجھے دہلی اور لاہور کے ان چند بے حقیقت پیراقی اخبارات سے بھی ہمدردی ہے جو کتوں کی طرح دم ہلاتے ہوئے سنہری ہڈیوں کی تلاش میں پٹیالہ گئے تھے۔ اور اپنی کمینہ خصلتی کی وجہ سے اس سازش کے ایک رکن بن گئے تھے جو اخبار ریاست کو تباہ کرنے اور آزاد اخبار نویسی کا جنازہ نکالنے کے لئے ترتیب دیگئی تھی۔

میں مہاراجہ صاحب پٹیالہ سے بصد ادب عرض کرتا ہوں کہ خدا کے لئے دوراندیش رفتار کو پہچانیں اور ناعاقبت اندیش کارکنوں کے ہاتھوں اپنی رسوائی کے ...

جالوں کی تبلیغی کانفرنس

اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں حضرت مولانا عبدالماجد صاحب قبلہ کی مساعی جمیلہ کی بدولت سر عبدالرحیم صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئی۔

صدر صاحب کا خطبہ حسب معمول نہایت پر جوش اور مخلصانہ تھا۔ کاش یہ خطبہ مسلمانوں جیسی بے حس قوم میں عمل کی روح پیدا کرنیکا باعث ہو۔

کانفرنس میں جو تجاویز پاس ہوئی ہیں وہ سب نہایت مفید اور ضروری ہیں مگر کیا مسلمان اس تجاویز بازی سے کچھ آگے بڑھنا چاہتے ہیں؟ بہرحال کانفرنس نہایت کامیاب رہی اور اس کانفرنس کی کامیابی صرف حضرت مولانا عبدالماجد صاحب قبلہ کی انتھک کوششوں اور مخلصانہ سعی عمل کی رہین منت ہے۔

نیز یہ حضرت مولانا عبدالماجد صاحب کا اعجاز ہے کہ انہوں نے سر عبدالرحیم صاحب جیسے خیال کے مسلمانوں کو تبلیغ کے اسٹیج پر بلایا جسکو اخبار ہمدرد تبلیغی اکھاڑہ کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ اگر اس کانفرنس کی صدارت ہمدرد کے ایڈیٹر صاحب کرتے تو شاید ہمدرد کا قلم اسکو اسلام کی سب سے بڑی خدمت سمجھتا اور لکھتا۔ اور یہی وہ افسوسناک اور شرمناک ذہنیت ہے جسکو عام طور پر مسلمان پسند نہیں کرتے۔

پیشوا کے مقدمہ کی امداد

اخبارات میں ایک بہت مختصر سا تار ایسوسی ایٹڈ پریس کا پیشوا کے مقدمے کے متعلق شائع ہوا۔ اس خبر کے شائع ہوتے ہی میرے لئے ایک کام اور بڑھ گیا متعدد قسم کے استفسارات موصول ہوئے ہیں۔ میں اس سے تو خوش ہوا کہ پیشوا کے مقدمہ سے عام مسلمانوں کو دلچسپی ہے۔ مگر کام کی کثرت سے گھبرایا جاتا ہوں۔

جو بھائی اس مقدمہ بازی کے مضر اثرات سے مجکو متنبہ کرتے ہیں ان سے گذارش ہے کہ میں مستغیث نہیں ہوں۔ ملزم ہوں۔ اور البادی اظلم کا مصداق ان کو خود غور کرنا چاہیئے کہ کون ہو سکتا ہے۔

جو بھائی میری امداد اس مقدمہ میں کرنا چاہتے ہیں۔ اور وہ میری رائے سے متفق ہیں ان کو چاہیئے کہ ابھی اور انتظار کریں۔ بعض مقامی احباب اس حملہ اور سازش کے انسداد کے لئے ایک خاکہ مرتب کر رہے ہیں تاکہ پوری قوت اور منظم طریقے سے اس سازش کا قلع قمع کیا جا سکے جو پیشوا کو تباہ کرنے کیلئے ترتیب دی گئی ہے۔

بیماری کا ٹیکہ

نہیں معلوم وہ کونسی بد قسمت گھڑی تھی جس میں دہلی کے سابق ہیلتھ آفیسر مسٹر سیٹھنا نے [illegible] صحت لیکر دہلی کے محکمہ حفظان صحت کی باگ ڈور ایک [illegible] [illegible] صفائی اور صحت کا بیڑا غرق کر دیا تھا۔ [illegible] آبادی دیا ہے۔ اور

میرے مکان کے سامنے چماروں کے کئی کٹڑے ہیں جہاں صفائی کی ایسی بری حالت ہے کہ شاید کسی شہر میں بھی نہ ہوگی۔ کسی راہگیر کے لئے بغیر ناک پر کپڑا رکھے اور امتلا پیدا ہوئے راستہ سے گذرنا ناممکن ہے۔ کئی کئی وقت نالیاں نہیں دھلتیں۔ اور اسپر ستم یہ ہے کہ چماروں نے گوبر اور لید تھاپنی شروع کر دی ہے جس سے مچھر اور مکھیاں کثرت سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور اس خطرناک موسم میں جبکہ ملیریا اور کالرا کی کثرت ہے لید سے پیدا شدہ مچھر بیماری کا ٹیکہ لگاتے ہیں۔ مچھروں اور مکھیوں کی بہتات اور صفائی کی خرابی پر متعدد مرتبہ موجودہ ہیلتھ افسر صاحب کو کم سے کم ایک درجن درخواستیں محلہ کے غریب مسلمانوں نے اور میں نے لکھکر توجہ دلائی مگر اس مسدود راج میں کسی کی شنوائی نہ ہوئی۔

ہیلتھ افسر صاحب کی فرض شناسی کا یہ عالم ہے کہ انکو مسلمانوں کی آبادی میں گشت کرتے اور اپنے ماتحتوں کے کام کو دیکھنے کی فرصت بہت کم ہوتی ہے البتہ چاندنی چوک اور نئی سڑک اور کھاری باؤلی کی سڑکیں دھلواتے ہوئے ضرور دیکھے گئے۔ مگر کوچہ چیلان کی نالیاں اگر کسی دن صاف نہیں تو انکی بیزاری ہے۔

میں آیندہ اشاعت میں تفصیل سے لکھوں گا کہ اس محکمہ کے جب مسٹر دوبے انچارج ہوئے ہیں صفائی کی کیسی خراب حالت ہے۔ اور اہل شہر کو کیسی تکالیف کا سامنا ہے۔ درانحالیکہ انہوں نے محکمہ کا چارج لیتے ہی کس طرح ہندو مسلم سوال پیدا کیا ہے۔

دفتر پیشوا کا محرر

نہایت افسوس کے ساتھ لکھتا ہوں کہ ستمبر کے وسط میں مسمی محمد محسن لاری جو دفتر پیشوا کا کلرک تھا اور ایک سال سے زیادہ عرصہ سے دفتر کا کام کر رہا تھا۔ خیانت مجرمانہ کا مرتکب ہو کر حوالات میں ہے۔ مقامی پولس دفتر پیشوا کے رجسٹر اپنے ساتھ لے گئی ہے۔ اس لئے ان بھائیوں سے نہایت ادب سے معافی خواہ ہوں۔ جنکو اس عرصہ میں دفتر پیشوا سے کچھ شکایات پیدا ہوئی ہوں۔

نیز قارئین کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ جن بھائی کے پاس محمد محسن لاری کے نام کی کوئی رسید ہو وہ براہِ کرم بذریعہ ڈاک مجکو بھیجدیں تاکہ میں ان کی شکایات پر اور اپنے نقصان پر غور کر سکوں۔ میرا اندازہ کسی حالت میں بھی پانسو روپے کے نقصان سے کم کا نہیں جس کی تلافی کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ خیر جو خدائے عز و جل کی مرضی ہو۔ نئے عملے نے کام شروع کر دیا ہے جو بہت جلد کام سے واقف ہو کر پیشوا کے سرپرستوں کی شکایات کی تلافی کرے گا جن بھائیوں نے ستمبر اور اگست میں پیشوا کے [illegible]

اصلاحِ اعمال

علی بابا چالیس چور

قومیت متحدہ اور دین اسلام زم کے اسٹیج پر

(جناب مولانا عکاس صاحب کے قلم سے)

گیارہواں چور

دسویں چور کی سرگزشت ختم ہوتے ہی ایک اور انسان نما شیطان کھڑا ہوا۔ اسکا حلیہ یہ تھا، لمبا قد، مضبوط جسم، بڑی اور تیز آنکھیں۔ جنی ہوئیں۔ لمبی اور ستی ہوئی کنارہ سی ناک۔ پچکے ہوئے گال۔ لمبی ڈاڑہی اور موچھیں غائب، البتہ اوپر کے ہونٹ پر بالوں کی تحریر ایسی معلوم ہوتی تھی، جیسے دنبالہ دار سرمہ آنکھوں میں لگایا جاتا ہے۔ کہدر کا گھنڈی اور تکمہ والا کرتا۔ نیلا تہمد۔ ہاتھ میں موٹا ڈنڈا۔

اس نے پہلے تو کھڑے ہوکر چاروں طرف ایک متجسسانہ نظر ڈالی۔ اور پھر کرتے کی داہنی جیب میں ہاتھ ڈالا، تو ہاتھ میں پہلے استنجی کرنے کا مٹی کا ڈھیلا آگیا۔ بڑے زور سے لاحول پڑھکر پھر اسکو جیب میں ڈالا اس کے بعد پھر جیب میں ہاتھ ڈالا تو اس مرتبہ مسواک اور تسبیح ہاتھ میں آئی۔ اب کی مرتبہ اس نے استغفراللہ کہکر پھر سہ بارہ جیب میں ہاتھ ڈالکر کنگھا نکالا۔ اور اپنی بڑی اور گنجان اور گھنی ڈاڑہی میں نہایت بے پروائی سے کنگھا کرنے کے بعد کہا حضرات! میرا نام ہندوستان کی اس تبلیغی عمارت کے نام پر رکہا گیا ہے، جو مسلمانوں کی مٹی ہوئی عظمت پر اب بھی نوحہ خوانی کر رہی ہے۔ میں اگرچہ ہمارے ایک مشہور قصبہ میں پیدا ہوا۔ مگر میری تعلیم مسلمانوں کی اس مشہور درسگاہ میں ہوئی، جہاں اس پٹو پارٹی کے سرداروں نے اپنی طالبعلمی کے دن گذارے ہیں۔

مینے ایف اے تک تعلیم حاصل کی تھی کہ ترک موالات کے نام سے ایک تحریک شروع ہوئی۔ چونکہ مجھپر مذہب کا بہت زیادہ اثر تھا اس لئے مینے اس تحریک کو بہت جلدی قبول کیا۔ اور اپنے محترم سردار کی تشریف آوری سے پہلے ہی مینے اس وفاداری کے خمیر میں خود داری یا ازادی کے آب حیات کے چند قطرے ملا دیئے۔ جس سے اس مشہور درسگاہ میں آگ لگ گئی۔ اور جسوقت ہمارے سردار نے مع اپنے مجوزہ رفقاء کے اس درسگاہ میں قدم رکہا۔ تو ان کو کچھ بھی کچھ گڑبڑ نظر آئی۔ اور انجام سے بے پروا لڑکوں کا ایک غول میری سرکردگی میں اپنے باپوں یعنی استادوں کو صلواتیں سناتا ہوا کالج سے باہر آگیا۔ میں اس بے سری فوج کا لفٹنٹ تہا۔ مینے تعلیم گاہ سے باہر قدم رکھتے ہی سر کے انگریزی بال منڈوا دیئے۔ اور انگریزی معاشرت اور انگریزی لباس سب کو خیرباد کہکر موجودہ لباس اختیار کیا۔

ترک تعلیم کے بعد مجھے میرے والد جو امداد مجھے دیا کرتے تھے وہ بند کردی۔ میں سخت پریشان ہوا کیونکہ جس قومیت کے لئے یہ پاپڑ بیلے گئے تھے، وہ فنا ہوچکی تھی۔ اس سلسلے میں نے چلتا ہوا کاروبار (تبلیغ) شروع کیا۔ اس کاروبار میں شروع شروع میں بڑا نفع ہوا۔ خوب دعوتیں ہوئیں۔ خوب چندے آئے۔ خوب جلوس نکلے۔ میں نے بھی اس بہتی گنگا میں خوب غوطے لگائے۔

ایک روز میں عزت آباد کے ایک رئیس کا مہمان تھا اور زور شور کے اہتمام سے شام کو جلسہ ہونے والا تھا جلسہ کا اعلان کردیا گیا تہا اور اس زمیندار رئیس نے مجھپر بھروسہ کرکے اپنے بیوی بچوں سے برائے نام پردہ رکہا تہا کہ مجھپر شیطان کا غلبہ ہوا۔ اور میں اس کی نوجوان لڑکی کو دیکھکر اپنے حواس کہو بیٹھا۔ تھوڑی دیر بعد جب حواس درست ہوئے، تو میں نے الہڑ لڑکی سے کہا کہ آج تم میرا وعظ سننے جلسہ میں چلنا۔ وہ راضی ہوگئی۔ اور میں نے اپنے نوکر کے ذریعہ ایک بہت تیز رفتار موٹر کا انتظام کیا۔ اور رات کا انتظار کرنے لگا۔

شام ہوگئی۔ چاندنی کہلی ہے عزت آباد کی چوپار کے سامنے کہلے میدان میں میری تقریر کے انتظار میں ہزاروں مسلمان گرد و نواح کے جمع ہیں۔ موٹر آئی۔ اور میں مکان کے بیرونی حصہ سے سوار ہوکر دوشیزہ کے فرار ہوگیا۔ تھوڑی دیر تو وہ لڑکی خاموش رہی۔ مگر چند لمحوں کے بعد بولی کہ مجھکو کہاں لے جا رہے ہو! میں نے کہا خاموش رہو۔ میرے اس جواب سے وہ متوحش ہوئی۔ اور اس نے غیر معمولی قوت کے ساتھ جست کرکے موٹر ڈرائیور کی جگہ پر قبضہ کرکے موٹر کو روکنے کی کوشش کی۔ اور غل مچانا شروع کیا۔ سڑک پختہ تھی اور عالم ولیت ... تھا اس لئے میں بہت گھبرایا۔ چنانچہ وہی ہوا جسکا مجھے کہٹکا تہا یعنی تھوڑی دیر کے بعد دو نوجوان مسلمان جو بندوقوں سے مسلح تھے موٹر کے قریب پہنچ گئے۔ اور وہ لڑکی ... چیخ کر ... جواب ...

کو عشق کی۔ اگر ذرا بھی شبہ تو ڈا ہیر کر دیا جائے گا۔ میں بہت ست پایا۔ اور موٹر سے نکل بھاگنے کی کوشش کی۔ مگر بے سود تھی۔ اس لئے اپنے تئیں مع اس موٹر اور لڑکی کے ان ملائے ہوئے مسلمانوں کے سپرد کیا۔ جنہوں نے ذلت آباد کے تھانہ میں رپورٹ کرائی۔ لڑکی نے جب بیان دے دیا تو مجھے حوالات میں بند کر دیا گیا۔ اور اس کو اس کے باپ کی خدمت میں پولس کے سپاہیوں کی معرفت اسی موٹر میں روانہ کر دیا گیا۔ عدالت میں مقدمہ پیش ہوا۔ اور مجھکو دو سال کی سخت سزا دی گئی۔

جیل خانہ سے رہائی کے بعد اب میں اس تاریخی شہر میں آگیا ہوں۔ اور اپنے پرانے رفیق "علی بابا" کی خدمت میں رہتا ہوں۔

میری گذشتہ خدمات یقیناً اس قابل نہیں تھیں کہ مجھکو اس معزز پارٹی میں شرکت کا موقع دیا جاتا۔ مگر یہ نسب سردار کی مہربانی ہے۔

علی بابا نے اس کی طرف دیکھا' اور مسکرا کر کہا' عزیزی میں تم سے اور تمہاری وفاداری سے بہت خوش ہوں مجھے یقین ہے کہ تم ہمارے کام کے لئے بہت مفید ثابت ہوگے۔ اور ہمکو تمہارے انتخاب پر ہرگز افسوس نہ ہوگا (یار زندہ صحبت باقی)

طالبان حقیقت کو مژدہ

اگر آپ اردو وظائف کی کتابوں سے مایوس ہو چکے ہیں اور اشتہاری کتابوں نے آپ کو بدظن کر دیا ہے تو صرف ایکمرتبہ ہماری کتاب احسن الوظائف طلب کر کے ملاحظہ کریں جس میں ہم نے اپنے خاندانی اور اپنے پیر و مرشد کی عرصہ دراز تک خدمت گذاری کے بعد اوراد و وظائف حاصل کر کے درج کئے ہیں

احسن الوظائف کیا ہے؟

طریقت کا آئینہ حقیقت کی جان معرفت کا نکتہ۔ اگر آپکو رہبر کامل کی تلاش ہے تو احسن الوظائف منگا کر ملاحظہ کیجئے۔ اگر آپ کو چلتے ہوئے منتر کی تلاش ہے تو احسن الوظائف کو دیکھئے اگر آپ مرشد کی خدمت سے دور ہیں اور حضوری چاہتے ہیں تو احسن الوظائف کو پڑھیئے جو یقیناً آپکے لئے اور سب خاندانوں کے پیروں کیلئے مفید ہے۔ بالخصوص خاندان نقشبندیہ مجددیہ کیلئے اور باوجود ان خوبیوں کے ہدیہ بہت ہی کم یعنی صرف دس آنہ ۱۰/ ملنے کا پتہ:- مینیجر رسالہ پیشوا دھلی

چندروزہ رعایت



گارنٹی ۵ سال

یہ کریٹ گولڈ پلیٹڈ رسٹ واچ اپنی خوبی میں پچاس روپے کی گھڑی سے مقابلہ کرتی ہے ہر موسم میں سچا ٹائم بتلاتی ہے۔ کارخانہ کو اس کی مشین پر بہت ناز ہے نہایت خوبصورت و بہت پائدار ہے۔ کارخانہ کی جدید ساخت ہے اس وجہ سے قیمت کم ہے۔ علاوہ محصول وغیرہ دس روپیہ۔

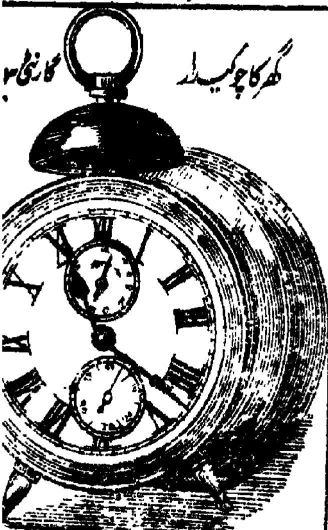
لیور پاکٹ واچ



گارنٹی ۳ سال

نکل سلور کیس کی یہ گھڑیاں وقت کی سچائی میں کافی شہرت پا چکی ہیں۔ گھڑی ساز کا منہ دیکھنا بھی نہیں جانتیں۔ ہمیشہ اپنا کام وفاداری سے کرتی ہے۔ قیمت علاوہ محصول وغیرہ (عہ) پانچ روپیہ

گھر کا چوکیدار گارنٹی ۲ سال



الارم کی گھنٹی اسقدر درست ہے کہ گھر والوں کے سوا بھی بیدار ہو جاتے ہیں۔ وقت کی سچائی میں نہایت شہرت پا چکا ہے۔ کیونکہ کارخانے اس کی مشین نرالی قسم کی ہے کے چلنے کی تین سال تک کے ... قیمت علاوہ محصول وغیرہ ... روپیہ ...

تینوں گھڑیاں صرف دس روپیہ آٹھ آنہ میں

ان تینوں گھڑیوں کی اصل قیمت بلکہ (عہ) ہوتی ہے لیکن ہم سیلنگ ایجنٹ ہیں یہی وجہ ہے اس ... طلب کرنے پر ... (عہ) ہمیں روانہ کیجا سکتی ہیں ... مینیجر ٹریڈ ہاؤس اجمیری گیٹ دہلی

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند



لڑکی نے ستم کر دیا

آریوں کو سانپ سونگھ گیا نو عمر لڑکی لیڈی حلیمہ خانم نے جس وقت آریوں کے خلاف تقریر کی ہو تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ آریوں کے ہزاروں کے مجمع کو سانپ سونگھ گیا ہو کتاب لیڈی ڈاکٹر حلیمہ خانم کا آریوں کے ساتھ مباحثہ درج ہی نہایت دلچسپ سوال و جواب ہیں اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اندازہ ہو سکتا ہو کہ آریوں کا پوچ مذہب لڑکی کے سوالات کا بھی جواب نہیں پیش کر سکا ہے انتہا دلچسپ اور مفید کتاب ہو قیمت ۸؍

عمر خیام

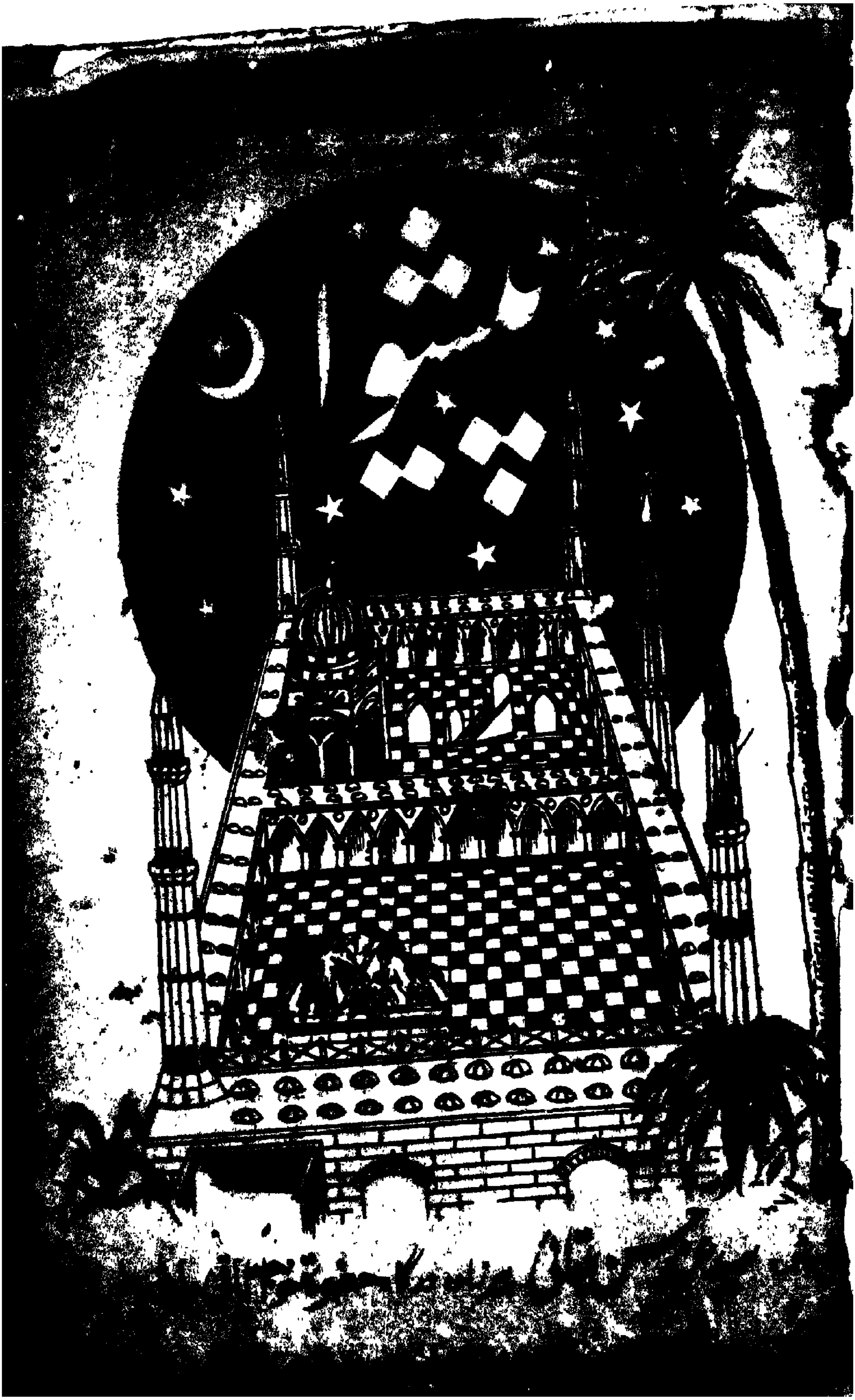
اسلامی دنیا کے اس مشہور فلاسفر کے حالات مع تمام رباعیات جس کے فلسفہ کو تمام یورپ نے تسلیم کیا ہو اور جس کی ہر رباعی کو با تصویر جرمنی میں شائع کیا گیا ہے۔ ہر رباعی میں فلسفہ و حکمت کا خزانہ بھرا ہوا ہے اس کتاب میں ہر رباعی کا ترجمہ اسعد بانی میں ایسا کیا گیا ہے کہ اصل فارسی کا رنگ بھی قائم ہو۔ لکھائی اعلیٰ درجہ کی کاغذ سفید شروع میں حکیم خیام کی ایک نایاب عکسی تصویر بھی ہو گی جو قیمت مجلد سوا دو روپے علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ

مینیجر رسالہ پیشوا دہلی



چوں بخلوت می روند آں کارِ دیگر می کنند



پھر وہی عزت اور دولت حاصل [illegible]

صرف اسرار صنعت [illegible]

یہ ہندوستان کے ایک مشہور ماہر فن کی تصنیف ہے جس نے اپنے پچاس سالہ تجربات کا کتاب میں [illegible] کئے ہیں اور کاروبار کو چلانے اور ترقی دینے کے نئے وہ وہ نسخے طریقے اور راستے بتائے ہیں کہ غریب سے غریب آدمی تھوڑی سی محنت اور مختصر سرمایہ سے بہت جلد ایک کامیاب کاروبار کا مالک اور تاجر بن سکتا ہے۔

یہ قصے کہانیوں کی کتاب نہیں ہے

اس کو منگا کر دیکھو اس کتاب کے پڑھنے سے تمہاری تمام فکر و ملال کی پریشانیاں دور ہو جائیں گی

یہ کتاب تمہاری زندگی کے نقشے کو پلٹ کر رکھ دے گی

اور پھر تمہیں دولت عزت سب کچھ حاصل ہو جائے گی ہم قریب سو نسخے کے [illegible] نقشہ جات و ڈایہ گرام وغیرہ۔ قیمت فی جلد مجلد [illegible] علاوہ محصول ڈاک

فہرست مضامین اس کتاب کی بہت طویل ہے بہت مختصر ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ایک پیسے کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	۹	[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	[illegible]
دو پیسے کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	"	[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	[illegible]
ایک آنہ کے سرمایہ سے [illegible] بناؤ	۱۰	[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	[illegible]
ایک آنہ کی پونجی سے [illegible] پیدا کرو	۱۱	[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] بناؤ	[illegible]
دو آنہ کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	۱۳	[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	[illegible]
دو آنہ کے سرمایہ سے [illegible] بن سکتے ہو	"	[illegible] کے سرمایہ سے [illegible]	[illegible]
[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	۱۵	[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	[illegible]
[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	۲۳	[illegible]	[illegible]
[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	۲۴	[illegible]	[illegible]
[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	"	[illegible] کے سرمایہ سے [illegible]	[illegible]
[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] بناؤ	۲۶	[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	[illegible]
[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	۲۸	[illegible]	[illegible]
[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] وصول کرو	۳۰	[illegible]	[illegible]
[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] وصول کرو	"	[illegible]	[illegible]
[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible] کے سرمایہ سے [illegible] پیدا کرو	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible] ہیں یہ کہانیاں اصل کے واقعات ہیں

[illegible] سبق آموز اور عبرتناک

[illegible] کے مردوں اور عورتوں کی پڑھنے کی کتاب

پانچ جلدوں میں

پہلی جلد درس عبرت گیارہ کہانیاں

[illegible] (۲) انجام ہوس (۳) گرفتہ تعلیم (۴) نیرنگی تقدیر (۵) [illegible] (۶) [illegible] قسمت (۷) ترکی ٹوپی (۸) خالی گلوری (۹) صلہ [illegible] (۱۱) چاہ کن را چاہ در پیش۔ قیمت صرف ایک روپیہ عہ

دوسری جلد تصویر معاشرت نو کہانیاں

[illegible] (۲) وقت کی نیرنگیاں (۳) کشتگان رسوم (۴) انجام بے اعتنائی [illegible] (۶) بے گناہ گنہگار (۷) رنج و راحت (۸) لیلائے [illegible] (۹) پیکر دیانت۔ قیمت صرف ایک روپیہ عہ

تیسری جلد زندگی کی صبح و شام آٹھ کہانیاں

[illegible] (۲) جنگ و جہاد (۳) فہمیدہ (۴) پیکر وفا (۵) حق بحق دار [illegible] خود (۸) امید و بیم قیمت صرف ایک روپیہ عہ

چوتھی جلد طوفان زندگی دس کہانیاں

[illegible] (۲) پریشان (۳) تیر از کمان جستہ (۴) تازیانہ عبرت [illegible] (۶) بھائی بہن (۷) فریب دولت (۸) عیار طبیب [illegible] (۱۰) ایک [illegible]۔ قیمت ایک روپیہ

پانچویں جلد عروج زندگی دس کہانیاں

[illegible] زندگی [illegible] ایڈ [illegible] شہزادہ (۶) [illegible] (۷) [illegible]

۶ پیسہ　　　　حوالباقی

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر

اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنیکا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے

باطن میں ابھر کر ضبط فغاں لے اپنی نظر سے کار فغاں
دل جوش میں لا فریاد نہ کر تاثیر دکھا فریاد نہ کر

پیشوا

موقع ہے اپنی ہمت کا، خدمت کی گھڑی ہے
آزادی کی خاطر اپنی جان بھی ہے

جلد ۳ | دہلی ۲۴ر جولائی ۱۹۲۷؁ء مطابق ۲۴ر محرم الحرام ۱۳۴۶؁ھ | نمبر ۲

شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

تعریف کا مستحق کون ہے؟

"شہید نمبر" کو پیشوا کے سرپرستوں نے بہت پسند کیا۔ اور بیحد تعریفی خطوط میرے پاس ہر حصہ ملک سے آئے۔ میں ان خطوط کو پڑھکر بہت شرمندہ ہوا کہ حقیقتاً شکریہ کے مستحق ہیں پیشوا کے قلمی سرپرست جنہوں نے اپنی دماغ سوزی اور جگر کاوی سے پیشوا کو چار چاند لگائے اور جنکے پُر از معلومات اور ادبی اور عارفانہ مضامین کو صرف ترتیب دینے کی وجہ سے قارئین کرام نے میری تعریف کی یہ محض خدائے قدوس کا فضل ہے کہ اس نے مجھ جیسے علم و عمل سے بے بہرہ انسان کو، حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب، حضرت مولانا عبدالماجد صاحب بدایونی۔ حضرت علامہ راشد الخیری، حضرت مولانا ناصر نذیر صاحب فراق، جناب مولانا اکبر شاہ خان صاحب حیدری، جناب مولانا محمود صاحب نیدمی، جناب مولانا ابوالاثر حفیظ صاحب جالندھری مدیر مخزن، جناب مولانا سید ذوالفقار علی صاحب بخاری، جناب مولانا محمد ظفر صاحب بی اے وکیل۔ جناب مولانا الف دین صاحب وکیل، حضرت مولانا سید نذر علی صاحب مدد کاکوری، جناب ملا واحدی صاحب مدیر نظام المشائخ۔ جناب حکیم یوسف حسن صاحب اڈیٹر نیرنگ خیال۔ جناب مولانا زاہد القادری صاحب اڈیٹر مولوی، جناب مفتی سید شوکت علی صاحب فہمی اڈیٹر دین دنیا، حضرت مولانا ماہر صاحب مدیر ناصر الاسلام۔ علامہ سیماب صاحب اکبرآبادی مدیر پیمانہ۔ جناب مولانا ساغر صاحب نظامی، مدیر مستقبل۔ جناب مسٹر باسط علی صاحب باسط، حضرت مولانا سید شاہ دستگیر صاحب مدیر نقاد۔ جناب مولانا حکیم رکن الدین صاحب دانا۔ جناب ملک سلطان محمود صاحب ایازی الفتی۔ جناب مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی وغیرہ باکمال اور آسمان صحافت اور دنیائے علم و ادب کے آفتاب و علم و عمل کے پیکر، خلوص و صداقت کے مجسموں کو میری اعانت پر آمادہ کیا اور پیشوا کے گذشتہ میلاد نمبر، عید نمبر، خلیل نمبر، شہید نمبر سب مذکورہ حضرات ہی کی عنایت اخلاص اور کمالات علمی کی بدولت کامیاب ہوئے۔ اور یہی میرے اور پیشوا کے قارئین کے حقیقی معنوں میں شکریہ کے مستحق ہیں۔ جنکی عدیم النظیر قابلیتوں نے میری نالائقی کی پردہ پوشی کر رکھی ہے۔

بدنصیب مگر غیور مہاراجہ نابھہ پر مصائب و آلام کا ہجوم

ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب نابھہ مادر وطن کے ان سچے فدائیوں اور حقیقی قوم پرستوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے اپنی آزادی خیالی، علو ہمتی اور وطن پروری اور غیرت مندی کا بہت سے بڑا خراج "بھی ادا کیا۔

ـت اولنے کینہ دشمنوں کو دیا حق کہ تاج وتخت سے رضاکارانہ
ـث برداری دیدی اور اپنی خودداری پر آنچ نہ آنے دی۔
یہ سچ ہو کہ ان کے دشمن کمینہ کیرکٹر ہونے کی وجہ سے نہایت پست ہمت
ـا رذل ترین قسم کی ذہنیت کی وجہ سے انکو تاج وتخت سے محروم کرنے کے
ـبی اطمینان اور چین سے انکو اپنی تباہ حالی اور لاچاری پر دو آنسو گرانے
ـا دیتے۔
بدقسمت مگر غیور مہاراجہ نابھہ ہی کو یہ فخر حاصل ہو کہ تمام ہندوستان
والیان ریاست میں تنہا وہی دلیر وطن پرست ایسے تھے کہ انکو کوئی
ـی سے ادنیٰ خطاب بھی برٹش گورنمنٹ نے نہیں دیا جو انکی وطن پرستی
خودداری کی اعلیٰ ترین مثال ہو۔ اور اسی حب وطن کے پاک جذبہ نے
ـنامہ یاد کرایا۔ آج اگر وہ بھی اپنے حاسد دشمنوں کی طرح گورنمنٹ
ـ انڈیا میں اپنا رسوخ رکھتے ہوتے اور غیرت اور خودداری اور وطن
ـتی کے شریفانہ جذبہ سے خالی ہوتے تو ان سے نابھہ کا تخت نہ چھنتا
ـ "رضاکارانہ دست برداری" کے پُر فریب کاغذ پر دستخط کر کے
ـن اور پیرس کی تفریح گاہوں کی بجائے ڈیرہ دون کی گلیوں
ـ خاک چھانتے نہ پھرتے۔ جہاں انپر اور انکی شریفانہ اور غیور
ـونا، اہلیہ محترمہ اور ان کی آنکھوں کا نور اور کلیجہ کی کور دل کے
ـد ولی عہد بہادر پر ان کے ذلیل اور کمین حاسدوں نے عرصہ
ـات تنگ کر رکھا ہے۔
جولائی کے شروع میں میرے محترم دوست اور ہندوستان کے
ـر رہنما جناب سردار سردول سنگھ صاحب کویشر نے ہندوستان کے
ـ اخبارات میں ایک نہایت درد انگیز اور روح فرسا بیان شائع کرایا۔
جس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ

مہاراجہ صاحب نابھہ کے مصائب کا نیا دور

ـروع ہونے والا ہو اور ان کے کلیجہ کی ٹھنڈک ولی عہد صاحب کو
اس دور مصائب آلام اور یاس میں امید کی ایک شعاع ہیں اور جسکی
ـی صورت کو دیکھکر یہ خانہ ویران اور بیکس جلا وطن ماں باپ اپنی
ـکھوں کو جو تاج وتخت لٹ جانے کی وجہ سے خون غم کی بارش کے
ـ وقف رہتی ہیں ٹھنڈا کیا کرتے تھے، حصول تعلیم کے بہانہ سے
ـحدہ کر کے ان بے کس اور مظلوم ماں باپ کے امن چین کو ہمیشہ کے لئے
ـصت کیا جا رہا ہے۔
یہ ایک مشہور ضرب المثل ہو کہ
ماں سے زیادہ چاہے۔ پھاپا کٹنی کہلائے
مہارانی صاحبہ نابھہ نہایت روشن خیال تعلیم یافتہ خاتون ہیں جو
ـپ کئی بھی کئی سال سیاحت کر چکی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان سے زیادہ
اپنے نور العین کی سود و بہبود، اور تعلیم و تربیت اور آرام و آسائش کا
خیال روئے زمین پر کس کو ہو سکتا ہے؟ ان کی آغوش تربیت و محبت
اس ہونہار بروا، کو علیحدہ کر کے مخفیں کالج میں داخل کرنے کی سعی کرنا مہاراجہ صاحب
اور مہارانی صاحبہ کے امن و اطمینان کو رخصت کرنا ہو۔ اور ولی عہد صاحب
کے ساتھ اس سے زیادہ اور کوئی دشمنی نہیں ہو سکتی کہ انکو اس صغر سنی
میں ایسے کالج میں داخل کیا جائے جہاں سے اچھے کیرکٹر اور پابند مذہب تعلیم یافتہ
نکلنے کی بجائے اوباش اور عیاش زیادہ نکلتے ہیں اور اس کالج میں مہاراجہ
صاحب کے کامیاب حریف مہاراجہ پٹیالہ ایک طاقتور اور حاکمانہ
پوزیشن رکھتے ہوں، جہاں داخلے کے بعد یقیناً بقول مہاراجہ صاحب نابھہ
اور سردار سردول سنگھ صاحب کویشر نہ صرف یہ کہ ولی عہد بہادر کے
اخلاق کیرکٹر، شرافت، انسانیت، مذہب خطرہ میں ہو۔ بلکہ انکی
جان بھی خطرہ سے خالی نہیں۔
پس جب واقعات اس درجہ نازک ہو گئے ہوں اور ملک کی
سب سے زیادہ آرگنائز جماعت انڈین نیشنل کانگریس پر قابو یافتہ لیڈر
اپنی بزدلی اور نامردی اور ذاتی اغراض کی وجہ سے بدنصیب اور بیکس
اور مظلوم مہاراجہ نابھہ کے مصائب و آلام میں زیادتی کا باعث
بن رہے ہوں تو قدرتاً تمام ملک کی آنکھیں ہندوستان کی نوخیز اور
سرفروش اکالی جماعت پر اٹھ رہی ہیں۔ جس کی رہنمائی کے لئے مشہور
محب وطن سردار کھڑک سنگھ صاحب اور سردار سردول سنگھ صاحب
جیسے سرفروش اور مخلص ترین پیشوا موجود ہوں، تو میری رائے میں،
نابھہ ایجی ٹیشن کی سربراہی کرنے اور مہاراجہ صاحب کے مسئلہ کو ہمیشہ
کے لئے ایک مرتبہ طے کرنے کے واسطے پورے عزم و استقلال اور
کامل جوش و خروش کے ساتھ فوراً جد وجہد شروع کر دینی چاہیئے
تاکہ گورنمنٹ اور مہاراجہ صاحب کے حریف انکو زیادہ پریشان
نہ کر سکیں۔
مجھے امید ہو کہ اگر بلا تاخیر اس جد وجہد کو اس ارادہ کے ساتھ
شروع کر دیا گیا کہ

تخت یا تختہ

یعنی یا تو مہاراجہ صاحب نابھہ اپنے وطن مالوف کو واپس ہوں گے
اور ان کے سر پر نابھہ کا تاج ہو گا یا پھر جس قدر بھی حق و صداقت
کے حامی ہیں وہ جیل خانوں میں ہوں گے۔ خوب یاد رکھو کہ دنیا
کی کوئی طاقتور گورنمنٹ دو چار لاکھ انسانوں کو اپنے اغراض کے
لئے جیل خانہ میں بند کر کے قائم نہیں رہ سکتی اور اس حکومت
کو ایجی ٹیشن کے آگے نہیں نہیں حق و صداقت کے آگے جھکنا ہوگا۔
جو قوم پرستوں کی آواز کو ٹھکرا دینے کی عادی ہو۔

مجھے امید ہی کہ مسلمان قوم کی ہمدردی بحیثیت مجموعی مظلوم مہاراجہ صاحب نابھہ کے ساتھ ہی اور آئندہ بھی ہوگی اور اگر ضرورت پڑی اور مسلمانوں کے رہنماؤں نے سکھوں اور مسلمانوں کے مشترکہ مفاد کو سامنے رکھکر مسلمانوں کے ساتھ سکھوں کے تعلقات کو خوشگوار کرنیکی کوشش کی تو اس سے بہتر موقع سکھ قوم کو ممنون احسان کرنیکا اور کوئی نہیں ملیگا۔ اور سکھ تو مسلمانوں کے توحید پرست بھائی ہیں۔ اس لئے اُن کا دکھ سکھ مسلمانوں کا دکھ سکھ ہے۔ چونکہ مہاراجہ صاحب مظلوم ہیں اس لئے مظلوموں کی حمایت مسلمانوں کا فرض ہے۔

اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

داستانِ غم

جسٹس دلیپ سنگھ کے ناعاقبت اندیشانہ فیصلہ نے جو نازک پوزیشن مسلمانوں کی بنا دی ہی، وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ اُن کے اسلام کش فیصلہ نے جس کی داد "یاجی" محمد علی کلالی اڈیٹر ہمدرد نے بحیثیت ایک عطائی، اتقش کے ہمدرد کے کئی لیڈروں میں دی ہی۔ اسلام اور بانیِ اسلام اور تمام مقدس بانیانِ مذاہب پر سب وشتم کا ایک نیا دروازہ کھولدیا ہے اور خصوصاً آریہ سماج کو اس لغو فیصلہ نے آنحضرتؐ فداہ روحی کی حیاتِ طیبات پر کمینہ اور فحش اور مجنونانہ حملے کرنے کا لائسنس دیدیا ہی۔ یہ دریدہ دہن (آریہ) جماعت اس فیصلہ کے بعد سے آقائے نامدار کی مقدس زندگی پر پے در پے حملے کر رہی ہی۔ ورتمان۔ گرو گھنٹال۔ پرتاب۔ ملاپ۔ بندے ماترم۔ ہندوستان ٹائمز۔ سچ دارجن وغیرہ اخبارات کے اڈیٹروں کا پارہ ایک سو دس ڈگری پر پہنچ گیا ہی۔ اور ان "سرسامی" حالت نے ان کی انسانیت و شرافت (اگر وہ کچھ اور کبھی تھی) کا گلا گھونٹ دیا ہی۔ جو یقیناً اس جماعت کی اخلاقی موت ہی۔

عام مسلمان، غریب مسلمان، بے کس مسلمان، مظلوم مسلمان بے زبان مسلمان کوئلوں پر لوٹ رہے ہیں، ان کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہی کشمیر سے لیکر راس کماری تک ہر مسلم ہستی بیچین ہی۔ ہندوستان کے چپہ چپہ پر پر جوش مظاہرے ہو رہے ہیں اُن کے زخمی دلوں پر مرہم کی بجائے، نیچے، لفنگے، غنڈے، نما دوست، دشمن اتحاد، آریہ اخبارات نمک پاشی کر رہے ہیں۔ حکومت اور مسلمانوں کے وہ لیڈر جنہوں نے سیاسی مسائل پر مذہب کا غازہ ملا تھا خاموش ہیں۔ وہ گورنمنٹ جسکا یہ دعوٰی ہے کہ وہ ہندوستان میں ازروئے قانون قائم ہے، اور وہاں جس نے مسلمانوں سے حکومت لیتے وقت یہ وعدہ کیا تھا کہ اُن کے مذہبی جذبات کا احترام کیا جائیگا اور جس کو پر زور بنانے کے لئے آنجہانی ملکہ وکٹوریہ کے نام سے ایک اعلان بھی شائع کرایا تھا

مسلمانوں کی اس بےچینی کو دیکھتی ہی اور خاموش ہی۔ ہز ایکسیلنسی سر میلکم ہیلی جو پنجاب کے سب سے بڑے ذمہ دار افسر ہیں لفظی ہمدردی کا اظہار کر کے مسلمانوں کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے امرتسر کے مقدمہ کا فیصلہ سننے کیلئے مزید انتظار کی تاکید کرتے ہیں۔ کانگریس مفلوج، معزول اور گونگے اور بہرے ہندو مسلمان سکھ عیسائی پارسی لیڈر مسلمانوں کی یہ بے قراری دیکھتے ہیں اور ایک لفظ مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کا زبان پر نہیں لاتے۔ حالانکہ ان کا دعوٰی ہے کہ وہ حق و صداقت کے حامی ہیں۔ مگر کیا یہ سچ ہی؟

یارشِ بخیر! مسلمانوں کی ایک مذہبی جماعت بھی ہی جس کو جمعیۃ علماء ہند کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس جماعت کی طرف مسلمان والہانہ و مضطربانہ دوڑے کہ اس کے ارکان سب علی النبی پر احکام اسلامی اُن تک پہنچائیں گے وہ اس کے فتوے کے منتظر تھے۔ اس جمعیۃ نے مسلمانوں کی اس بےچینی اور جوش کو دیکھا اور جھٹ لاہور میں (جو اس جدو جہد کا مرکز بنگیا ہی) اپنی مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد کر دیا اور عام مسلمانوں نے پھر ان مقدسین جمعیت سے فریب کھایا۔ وہ سمجھے کہ جمعیۃ علماء کے محترم ارکان کم سے کم اتنی جرأت تو دکھائیں گے کہ جتنی خلافت اور کانگریس کی جدوجہد کو ترک موالات کے فتوے کی صورت میں دکھائی تھی۔

جمعیۃ علماء کا جلسہ ہوا اور وہی مرنے کی ایک ٹانگ یہاں بھی نظر آئی "ہم بہت رنجیدہ ہیں، ہمیں بہت غصہ ہی۔ قانون ناقص ہی آرڈیننس جاری کر دیجئے"، اور اس سے بڑھ کر بڑی جرأت کر کے کہدیا کہ اگر آرڈیننس جاری نہ ہوا تو بہت ممکن ہی کہ کوئی مسلمان قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لے۔

پنجاب کے زندہ اور دلیر مسلمان اس سے آگے بڑھنا چاہتے تھے۔ وہ متوقع تھے کہ یہ علما جو اپنے تئیں جانشین رسول سمجھتے ہیں — — — — — — آقائے کائنات کی توہین کرنے والے کے لئے شرعی حکم سنائیں گے۔ اور جو قوم آج مسلمانوں کے مٹانے کے لئے خفیہ سازشیں اور چالبازیاں کر رہی ہی، اور جو قوم ہندوستان سے جلا وطن کرنے کی دھمکیاں دے رہی ہی اور جو قوم آج فخر کائنات کو گالیاں دینے میں دشمنان اسلام کی صف اول میں ہی اس سے کم سے کم ترک موالات کا حکم دیا جائیگا کہ خلافت کی بحالی سے رسول کی عزت زیادہ وزن رکھتی ہی۔ مگر وہ فریب دہندگانِ قوم جو اپنے ناموں کے ساتھ ناظم جمعیۃ علماء ہند، صدر جمعیۃ علماء ہند، امام الہند، سکرٹری خلافت کمیٹی کے خود ساختہ خطابات لکھا اور لکھوایا کرتے ہیں اور کروڑہا روپے

...نے بچے ہیں عشق رسول اور محبت رسول کے لئے
...ہمیں بھی نہ آئے جس میں ان کے نزدیک ایک کافر ایک
...یک ذمیین ایک مرتد جس کے قتل کے جواز کے لئے طویل سے
...مجلس پر کر چکے اور آئندہ بھی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جہاں وہی
...تی ہاں ان وہی مرتد گر مسلم اوث لک کا سچا عاشق رسول اڈیٹر
...تھا۔

کامل اس فرقہ زہاد سے نکلا نہ کوئی
کچھ کام آئے تو یہی رندان بادہ خوار آئے

...مقدسین جمعیت جنہوں نے کراچی کانفرنس کی تقریروں کو ایک
...شکل دیدی تھی جنہوں نے مسٹر گاندھی کی تحریک کو خالص
...ہی احکام کی صورت میں پیش کیا تھا۔ اس صریح اہانت رسول پر
...م اسلامی پہونچائے بغیر اس لئے منتشر ہونے شروع ہوئے کہ
...ی محمد علی اور ان کے بالید (مسٹر گاندھی) ناراض ہونگے۔ امام الہند
...کلام آزاد اور ان کے آقائے دلی نعمت پنڈت موتی لال نہرو
...قومیت متحدہ" کو اس سے نقصان پہونچے گا۔ حاجی شوکت علی
...ان کے ممدوح "سیواجی" کی قوم ان سے کبیدہ خاطر ہوگی اور
...طرح "چندہ خوروں" کی وہ بڑی جماعت جس کے روپے سے
...ت کلار کا ڈھانچہ تیار کیا گیا ہے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ اور
...بنصیب مسلمانوں سے اب اس قدر روپیہ وصول ہونے کی
...نہیں جسقدر پنڈت موتی لال نہرو اور مسٹر گاندھی سے امید
...ن کے روپوں نے آج مسلمانوں کی بڑی شخصیتوں کو خرید رکھا ہے۔
...مطلب ہے تو پھر خدا کے لئے مجھے بتاؤ کہ احکام اسلام کے لئے
...وں کو دعوت دینے میں ان مقدسین جمعیت کو سوائے بزدلی
...ر کونسا امر مانع ہے؟

پس جب حالت یہ ہو تو سوائے اس کے خدا سے کیا عرض کروں
...ونہ تو ان گمراہ پیشواؤں کو ہدایت دے۔ یا پھر کوئی عذاب
...یا مسلط کر کہ سب کے سب فنا ہو جائیں اور مسلمانوں کو
...لعنتی وجود سے نجات ملے

رہبراں خود گمراہ جز دعا چہ فرمائم
پا شکستہ وحیراں ماندہ در وطن تنہا

بحمد اللہ پنجاب کے دلیر اور عاشق اسلام مسلمان حب رسول ست
...ہو کر حاجی محمد علی "کلاکی" جمعیۃ علماء مرکزی خلافت کمیٹی
...ہند وغیرہ سب سے بے پرواہ ہو کر میدان سرفروشی میں آگے
...معہ کم سے کم قربانی جو وہ عشق رسول اور حب رسول اور
...رسول کے لئے کر سکتے تھے اس سے منہ نہ موڑا۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے ہندو پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر دفعہ ایک سو چوالیس کا نفاذ کر دیا اور ہندوؤں کی خواہش کے مطابق بدنصیب مسلمانوں کو حکومت سے ٹکرلینے پر مجبور کر دیا۔

اس جہل اور خلاف آئین حکم کو توڑنے کے لئے عاشقان رسالت پناہ جمع ہوئے اور اس جابرانہ قانون کو پورے صبر و استقلال اور کامل جوش و خروش اور مستعدی کے ساتھ خلاف ورزی کر کے حکومت اور ہندو مفسدوں کو بتا دیا کہ مسلمان ایثار و قربانی کے موقع سے بھاگنے والے نہیں۔

جسوقت چودہری فضل حق صاحب ممبر پنجاب کونسل کی صدارت میں عشاق رسالت کے جتھے نہیں جا رہے تھے اور پنجاب کے مسلمان اس آگ میں جو ناموس رسول پر حملہ کی وجہ سے شعلہ زن تھی کودنے کے لئے تیار ہو رہے تھے تو چند "بیز نگار" اور "بزدل" پیشوا ان کی اس حرکت پر خندہ زن تھے۔ مگر پنجابی مسلمان اپنے بزدل اور ہیز پیشواؤں سے کہتا تھا کہ

خضر منزل اپنا ہوں اپنی راہ چلتا ہوں
میرے حال پر دنیا کیا سمجھ کے ہنستی ہے

عاشق رسول رضا کار ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے احکام کی محترم خلاف ورزی میں پٹ رہے تھے۔ گھوڑوں سے روندے جا رہے تھے۔ اور ان کی رہنمائی پنجاب کے سرکردہ مسلمان رہنما مولوی ظفر علی خاں، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، خواجہ عبد الرحمن غازی کر رہے تھے، اور لاہور کے مطلق العنان بادشاہ کے اس ظالمانہ فعل سے تمام پنجاب میں آگ پھیل گئی، اور لاہور کے علاوہ امرتسر و سرحد سے بھی بہت سے پروانے شمع رسالت پر فدا ہونے کے لئے آنے شروع ہوگئے تو لاہور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، اور خواجہ عبد الرحمن غازی سے حفظ امن کا مچلکہ طلب کیا۔ مذکورہ حضرات نے سرکاری حکم کی تعمیل سے دلیرانہ انکار کر کے جیل کی راہ لی۔ اور وثوق سے معلوم ہوا ہے کہ جمعیت علماء کے اکثر ارکان کی گرفتاری کے وارنٹ نکل چکے تھے، جسکا کسی ذریعہ سے جب ان نام نہاد بہادروں کو علم ہو گیا تو انہوں نے لاہور سے دہلی کا ٹکٹ لے کر اپنے عافیت کدوں کی راہ لی۔ حکام نے پیچھا نہ کیا۔ اور ان کی شاندار پسپائی کو غنیمت سمجھا مگر اس کے بعد بھی شمع رسالت کے پروانوں کے فدا کارانہ جوش میں کوئی کمی نہ آئی، تو سمجھوتہ کے لئے حکام رس طبقہ کو بیچ میں ڈالا گیا جسنے غالباً وعدہ لے لیا کہ آرڈیننس جاری ہوگا۔ ....

...... اس کے جواب میں خلاف ورزی احکام کا سلسلہ بند

کیا جائے گا۔ .... چنانچہ دفعہ ایکسو چوالیس کی خلاف ورزی ملتوی کر دی گئی۔

قارئین پیشوا میرے ان خیالات سے واقف ہیں' جو میں پنجاب کے وہابیوں (جن میں سید عطا اللہ شاہ بخاری اور خواجہ عبدالرحمن غازی بھی شامل ہیں) اور مولانا ظفر علی خاں مدیر زمیندار کے بعض سیاسی اور مذہبی عقائد سے اختلاف رکھنے کی وجہ سے ..... ان حضرات کے متعلق رکھتا ہوں۔

مگر حق فراموشی ہوگی اگر آج میں مولانا ظفر علی خاں' عبدالرحمن غازی' مولانا عطا اللہ شاہ بخاری وغیرہ وغیرہ ہم کے اس دلیرانہ اور دانشمندانہ طریق کار کی تعریف نہ کروں جو انہوں نے اس موقع پر اختیار کیا۔ جسکی ان کے دوستوں اور دشمنوں کو ہرگز توقع نہ تھی۔ ظفر علی خانصاحب نے اسوقت اپنے ان تمام اختلافات کو جو حاجی محمد علی اڈیٹر ہمدرد سے ان کو تھے۔ بالائے طاق رکھکر ناموس رسول کے تحفظ کے لئے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کے لئے بلا کر یہ ثابت کرنا چاہا کہ الحب للہ والبغض للہ پر کون عامل ہے؟ اور توہین رسول کو آئیندہ ناممکن بنانے کے لئے ایک متحدہ شاہراہ عمل طے کرنے کے لئے ان کو لاہور میں جلسہ کی شرکت کی دعوت دی۔

مگر شتر کینہ محمد علی نے اس دعوت اتحاد کو ٹھکرا دیا' اور لاہور جانے سے انکار کر دیا۔ اس جواب سے متاثر ہو کر پنجاب کے اکثر مسلمانوں نے محمد علی صاحب سے بہت التجا کی ہے کہ خدا کے لئے مسلمانوں کی حالت پر رحم کیجئے۔ اور کچھ دنوں مسلمانوں کو اپنی جبریہ رہنمائی سے آزادی دیجئے۔

بخشو بی بلی چوہے لنڈورے ہی بھلے

اگر تم زندہ ہو' اگر تم مسلمان ہو' اگر تمکو عشق رسول ہے۔ اگر تمہاری آنکھیں کھلی ہوئی ہیں' تو ان واقعات اور اس داستان غم کو سنو' پڑھو' اور دیکھو کہ تمہارے نام نہاد پیشواؤں کی کیا حالت ہے؟ اور ضرورت تم سے کیا چاہتی ہے؟ اور کیا یہ ہیز اور بزدل اس قابل ہیں کہ کوئی شریف قوم ان کو اپنا پیشوا تسلیم کر کے ان کو چندے دے۔

سودا قمار عشق میں خسرو سے کوہکن ۞ بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا
کس منہ سے کہتا ہے اپنے کو عشق باز ۞ اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

یہ سچ ہے کہ رچپال ابھی آزاد ہے' یہ بھی سچ ہے کہ ابھی تک کنور دلیپ سنگھ بھی مستعفی نہیں ہوئے۔ یہ بھی سچ ہے کہ اسوقت تک کوئی آرڈیننس بھی جاری نہیں ہوا۔ اور آج تک سید داؤد شاہ بخاری اور سید عطا اللہ بخاری' عبدالرحمن غازی اور ان کے عزم نیک قید سے رہا بھی نہیں ہوئے پھر یہ جد و جہد بغیر کسی نتیجہ پر پہنچے کیوں ختم ہو گئی؟ اور میں عرض کرتا ہوں کہ یہ جد و جہد ملتوی کی گئی ہے' اور ایک سمجھوتہ کے ماتحت ملتوی کی گئی ہے کہ اگر ایک میعاد معینہ تک تمام اسلامی مطالبات پورے نہیں کئے گئے تو پنجاب کے مسلمان اپنے دلیر رہنماؤں کی سرکردگی میں پھر اٹھیں گے۔ اور اسوقت تک دم نہ لیں گے جب تک ناموس رسول کا تحفظ نہ ہو جائے۔ اب کی مرتبہ مسلمان پوری تیاری کے ساتھ کھڑے ہونگے۔ اور تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی نہ صرف زبانی ہمدردیاں ان کے ساتھ ہونگی بلکہ عملاً ہر کلمہ گو خواہ وہ مرد ہو یا عورت بچہ ہو یا بوڑھا ناموس رسول پر قربان ہونے کے لئے تیار ہوگا۔ پس بزرگان پنجاب کا فرض ہے کہ وہ اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر تمام پنجاب میں اور تمام ہندوستان میں پھیل جائیں۔ اور چپہ چپہ پر حرمت رسول کے قیام کے لئے' ناموس رسول کے قیام کے لئے رضا کار بھرتی کرنے کا کام شروع کر دیں۔ اور کوشش کریں کہ کوئی صوبہ' کوئی ضلع' کوئی قصبہ' کوئی گھر ایسا باقی نہ رہے' جہاں سے شمع رسالت کے پروانے طلب نہ کئے جائیں۔

میرے خیال میں خورد سال بچوں اور عورتوں کو اس مقدس تحریک میں شرکت پر ضرور زور دینا چاہیئے۔ تاکہ ایک طرف وہ بھی ثواب سے محروم نہ رہیں' اور دوسری طرف اس دلیر اور مسلمانوں کے مطالبات سے بے پروا حکومت کو معلوم ہو جائے کہ وہ خود کس اسٹیج پر ہے اور اسکی تغافل کیشی نے مسلمانوں کو کہاں پہنچا دیا ہے۔

دہلی میں کام کرنے کے لئے' اور دہلی سے رضا کار بھیجنے کے لئے' اور دہلی سے رضا کار بھرتی ہونے کے لئے سب سے پہلے میں اپنا نام پیش کرتا ہوں۔ اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اس امتحان میں ثابت قدم رکھے۔ وباللہ التوفیق

مظلوم ولیعہد ریاست ٹونک کا خون کسکی گردن پر ہے

میں مظلوم ولیعہد ریاست ٹونک کی غیر فطری موت کا تذکرہ کر چکا ہوں۔ جس میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ دہلی کے چند اخبار نویسوں کی رائے کس طرح سنہری اور مردہ دلی مصلحتوں کی شکار ہو چکی ہے آج ذرا تفصیل سے میں اسپر کچھ لکھنا چاہتا ہوں' تاکہ عام مسلمان کبھی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔ اور جو شرمناک حالات مجھکو معلوم ہوئے اس سے قارئین پیشوا بے خبر نہ رہیں۔

اخبار ریاست کا دعویٰ ہے کہ ولیعہد مرحوم کو زہر دیا گیا اور ان کی موت غیر فطری تھی۔ بعض "میرا ثی اخبارات" جو کہ

...ہیرا انعام ہوچکا ہے کہ اُس دعوے کی تردید کرتے ہیں ...ہیں نواب صاحب ٹونک کا "تقدس" اور "شفقت پدرانہ" ...اکٹری سارٹیفکٹ" پیش کرتے ہیں۔

...سب سے پہلے نواب صاحب کے "پیرانہ تقدس" کے ثبوت ...ت ایک واقعہ درج کرتا ہوں، جو اگر غلط ثابت ہوجائے ...ہر قسم کی تعذیر کے لئے اپنے تئیں پیش کرتا ہوں۔ اس کے ...ن پدرانہ" اور آخر میں "ڈاکٹری سرٹیفکٹ" کی حقیقت ...گا۔ اس کے بعد اصل الزام قائم رہے گا۔

...لمۂ میں ریاست ٹونک میں دہلی کی ایک پارسی کمپنی کو ...روپے روزانہ پر ریاست میں ایک مہینہ کا ۲۰ ہزار روپیہ ...کر مدعو کیا گیا۔

...ی ریاست میں داخل ہوئی، کمپنی کے نازک اندام اور رنگین ...م سن ایکٹر اور ایکٹریس کے کمال کو اسٹیج پر دیکھکر باسی ...بال "آیا۔ اور "زہرہ بائی" ایکٹریس اور ایک اور ...ے نازو انداز نے "اس پیر فرتوت" کے دلپر قبضہ کیا۔ ...ورے ڈالنے کے لئے ایک ..... کو مقرر کیا گیا۔ یہ ایکٹریس ...ماسٹر" کے نکاح میں تھی۔ اس "فرضی مقدس" اور ...ن شالے اس کے محبوب" کو جدا کرنے کے لئے مختلف ...، کبھی ریاست اور حکومت کی دہمکی دی گئی۔ کبھی روپے کا ...۔ کبھی اس کے محبوب کو زہر دیکر مارنے کی تجویزیں کی گئیں۔ ...ب بے کار گئیں تو "زہرہ بائی" پر قبضہ کرنے کے واسطے ...رش کی گئی۔ اور آج وہ بدنصیب ڈانس ماسٹر محض ...رت بیوی کے فراق میں پاگل بنا ہوا ہے۔

...ی ۳ مہینہ سے زیادہ ریاست میں رہی۔ ایک لاکھ روپے ...، تین مہینے کے جائز مصارف ہوئے، اور نازک اندام ...یکٹریس اور نوخیز لڑکوں کو جو انعام و اکرام دیئے گئے ...ی مطلوبہ کے حصول میں جو خرچ کیا گیا اس کا اندازہ ...ں بھی ایک لاکھ روپے سے کم نہیں ہوسکتا۔

...مزید معلومات اس سلسلہ میں حاصل کر رہا ہوں آئندہ ...ی اس فرضی تقدس پر زیادہ تفصیل سے واقعات کی ...بت کروں گا۔

...ت پدرانہ" کی حالت یہ ہے کہ ...... مرحوم ولی عہد ...واب صاحب سے خوشگوار نہیں تھے۔ ان سے بول چال ...کا سلام بند تھا، ان کی حاضری محل میں بند تھی، مصاحبوں ...ہتہ کر رکھا تھا، سنا گیا ہے کہ کئی مرتبہ محل میں نظر بند بھی

رکھا گیا۔ اور مرحوم پر یہ سختی اس لئے کی جاتی تھی کہ مرحوم اپنے والد کے "غیر فطری شباب" کی حرکات کو پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی اگر تاریخ عالم کی ورق گردانی کی جائے تو صدہا واقعات حصول سلطنت کے ایسے ملیں گے۔ جکی وجہ سے باپ نے بیٹے کے خلاف نہ صرف فوج کشی کی ہو بلکہ اپنی خواہشات پر اولاد کو قربان کیا ہے۔ پھر کیا تاریخ اپنے اوراق نہیں پلٹتی؟

ڈاکٹری سرٹیفکٹ کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب جن کی سند بطور شہادت کے ..... بڑے دعوی کے ساتھ پیش کی جارہی ہے، وہ ہومیوپیتھک ڈاکٹر ہیں۔ اور ہومیوپیتھک ڈاکٹر جیسے ہوتے ہیں وہ عالم آشکارا ہے۔ اور پھر بقول اخبار ریاست جب برطانوی ہند میں بڑے سے بڑا ڈاکٹر ذرا سے لالچ سے جھوٹی شہادتیں دینے کے لئے تیار ہوجاتا ہے، تو ریاستوں کا تو باوا آدم ہی نرالا ہے۔

نیز اخبار ریاست مورخہ ۲۶ جولائی میں شائع ہوا ہے کہ ولی عہد صاحب کو چائے کی پیالی میں "مقوی دوا" کے نام سے زہر دیا گیا۔ اور معاصر مذکور نے اپنے دعوے کے ثبوت میں اس قدر روز کی ڈائری اور تحریرات کا حوالہ دیا ہے اور وہ برطانوی حکام اور لیڈران ملک کو چیلنج کر رہا ہے کہ ان الزامات کی تحقیقات کسی آزاد کمیشن کے ذریعہ کیوں نہیں کرائی جاتی؟ اس چیلنج کے جواب میں حامیان نواب صاحب خاموش ہیں۔ جس کے بعد کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ اخبار ریاست کی تصدیق کیوں نہ جائے۔

قارئین کرام کو پیشوا کی آئندہ اشاعت کا منتظر رہنا چاہیئے اس میں انشاء اللہ نہایت پر اسرار اور اہم انکشافات شائع ہونگے۔

محرم کے شہید

بالآخر آریہ پروپیگنڈہ رنگ لایا، اور محرم کے ماتی زمانہ میں متعدد مسلمانوں کو شربت شہادت "حق ہمسائیگی" میں برادران یوسف نے پلادیا۔

بریلی، شولاپور، کلکتہ، ملتان وغیرہ مقامات کے بدنصیب سوگواران کربلا کو محض اس جرم میں اپنی ذاتی سوگواری میں مبتلا کردیا گیا کہ وہ محمد رسول اللہؐ کے غلام کیوں ہیں؟ اور خدائے واحد کے پرستار کیوں ہیں؟ ایسی حالت میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تمام فسادات مسلمانوں کے مراسم مذہبی پر کیوں ہوتے ہیں اور کیا گورنمنٹ کسی سرکاری کمیشن کے ذریعہ یہ تحقیقات کرائے گی کہ

مسلمانوں کے مذہبی مراسم کے مواقع پر فساد کیوں ہوتے ہیں؟

اگر حکومت ایسا کوئی کمیشن مقرر کردے تو اسکو یقیناً ہندو و مسلمانوں اور سکھوں، عیسائیوں، پارسیوں، یہودیوں کی بے لاگ شہادتوں سے معلوم ہوجائے گا کہ ہر فساد کی تہ میں آریہ سماج کا ہاتھ ہے۔ اور ہر فساد کی ابتدا آریہ سماج کے خفیہ نظام کے ماتحت ہوتی ہے، جو

کسی بڑی گہری اور منظم خفیہ سازش کا نتیجہ ہے۔ اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ہر فساد کی تہ میں آریہ سماج کا ہاتھ ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ اس مفسد پیشہ جماعت کی سرگرمیوں کو روکنے کے لئے پوری طاقت سے کام نہ لیا جائے۔ اور تمام امکانی ذرائع اختیار کر کے پوری قوت کے ساتھ ان مفسدانہ آلات کو کچل دیا جائے جنہوں نے ایک عرصے سے ہندوستان کے امن و امان کو تباہ کر کے حکومت اور پرامن باشندگان شہر کے لئے مشکلات پیدا کر رکھی ہیں۔

"امام الہند" اور ناموس رسول

۱۳ جولائی کے انقلاب میں مولانا ابو الکلام صاحب آزاد کا ایک مکتوب بہت سے استفسارات کے جواب میں شائع ہوا ہے۔ جس میں مولانا نے جسٹس دلیپ سنگھ کے فیصلے سے اختلاف کرتے ہوئے دفعہ ۱۵۳ الف کو رجپال کے ٹریکٹ پر حاوی بتایا ہے۔

مجھے اس سے تو خوشی ہوئی کہ ابو الکلام صاحب نے اپنے دوست "حاجی" محمد علی سے اختلاف کر کے جسٹس دلیپ سنگھ کی حمایت نہیں کی۔ مگر میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اس دل آزار اور اشتعال انگیز تحریر کے متعلق وہ اس وقت تک خاموش کیوں رہے جب تک ان کو بولنے کے لئے مجبور نہیں کیا گیا۔ پھر جو لوگ روزانہ اخبارات پڑھتے ہیں اور مولانا صاحب کی تحریرات دیکھنے کے عادی ہیں انہوں نے محسوس کیا ہوگا کہ جو زور اور جو طاقت اور جو ترجیح مولانا کے لٹریچر کی خصوصیات ہیں وہ اس بیان میں باوجود تلاش کے نہیں ملتیں۔ اور اس بیان میں مولانا بجائے ایک مفسر قرآن و حدیث کے ایک مقنن کی حیثیت سے نمایاں ہیں۔ حالانکہ مسلمان اپنے صرف احکام خدا اور رسول ناموس رسول کے تحفظ کے لئے سننے کے منتظر تھے نہیں کہ غالباً وہ مقنن سے زیادہ مستحق ہیں۔

آریہ سماج کی شرارت

گذشتہ صفحات پر قارئین کرام نے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ مظلوم مہاراجہ صاحب نابھہ کی اعانت کے لئے میں نے مسلمانوں سے درخواست کی ہے کہ وہ اپنے سکھ بھائیوں کے اس ہر دلعزیز رہنما کے دکھ درد کے شریک ہوں اسلئے کہ سکھ موحد ہیں اور مہاراجہ مظلوم ہیں اور مظلوم اور موحد کی امداد مسلمانوں کا فرض ہے۔

پیغام ضلع لاہور میں ایک چٹھی گیانی اوتار سنگھ صاحب پشاوری نے شائع کر کے اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ

سکھ ہندو نہیں ہیں

واقعہ یہ ہے کہ مجنون سنگھٹنیوں نے بندہ بیراگی جیسے ننگ انسانیت کی سالگرہ کے موقع پر لائل پور کے جلسے میں یہ کہا کہ "گورو گوبند سنگھ جی بندہ بیراگی کے پاس امداد کے لئے گئے" چونکہ یہ واقعہ غلط تھا اس لئے خالصہ ہیروں نے اس الزام کی زبردست تردید کے لئے دیوان منعقد کیا جس میں فاضل گیانی جی نے دوران تقریر میں زبردست تاریخی دلائل سے ثابت کیا کہ "خود ہندوؤں نے گورو گوبند سنگھ جی اور انکی اولاد کے ساتھ کس قدر نمک حرامی کی ہے۔ نیز اصولاً سکھوں کو ہندو کہنا ان کے مذہب کی صریح توہین ہے"۔ اس تقریر کے جواب میں بجائے تاریخی استدلال کے جس کا ہندو قوم میں کال ہے۔ ہندو اخبارات نے ڈپٹی کمشنر لائل پور سے درخواست کی کہ وہ فوراً سچائی کے پرستار فاضل گیانی پر مقدمہ چلا کر ان کو جیل خانے بھیج دیں۔

اس مضحکہ انگیز مطالبہ پر گیانی صاحب نے ایک زبردست بیان اخبارات میں شائع کرائی جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

"میں اس دعوے کے ثبوت میں اس واقعہ کا حوالہ دیتا ہوں کہ گورو گوبند سنگھ جی نے اورنگزیب کو خط لکھتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اس بات سے بہت تکلیف ہوئی ہے کہ مجھے ہندو کہا گیا ہے۔ میں ہندو نہیں ہوں۔ وہ بت پرست ہیں۔ اور میں بت شکن ہوں اور دونوں کے درمیان بعد المشرقین ہے۔

میں حیران ہوں کہ ہمارے ہندو بھائی ہر بات میں پہلے خود شرارت کی بنا ڈالتے ہیں اور پھر اپنے آقاؤں یعنی سرکار والا مدار کے پاس شکایت کے طومار باندھ دیتے ہیں۔ ہر قسم کی شرارت مفسدوں کے اس ٹولے سے جسے آریہ سماج کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے شروع ہوتی ہے ان کے چیلے چانٹوں کو سوائے شرارت کے کچھ نہیں سوجھتا۔ سنہ ۱۹۲۲ء میں مہاتما گاندھی نے ان کے متعلق فرمایا تھا کہ ہندوستان کی پیشانی پر اگر کوئی سیاہ دھبہ ہے تو وہ آریہ سماج ہے۔

کیا اس تحریر کے پڑھنے کے بعد بھی مسلمانوں اور سکھوں کے اتحاد کی ضرورت محسوس نہ کی جائے گی؟ اور کیا اب بھی سنگھٹن باز اپنے مفاد کی قربان گاہ پر سکھوں کو بھینٹ چڑھانے کے لئے ہندو کہیں گے؟

دشمنوں کے ہاں ماتم

سر عبد القادر، علامہ اقبال یقیناً تمام مسلمانان ہند کے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے پنجاب کے دو طاقتور کارکنوں کو گلے ملا دیا۔ اور اس سے زیادہ شکریہ اور مبارکباد کے مستحق ہیں مولانا سید حبیب شاہ صاحب ایڈیٹر سیاست اور مولانا ظفر علی خاں صاحب مدیر زمیندار جو عزت رسول کو ہندوستان میں خطرہ میں دیکھ کر اپنے شدید ترین اختلافات کو پس پشت ڈال کر اغیار کے مقابلہ میں شانہ

[illegible] صعت آما ہو گئے۔

سر عبد القادر اور سر اقبال کی اس قابل فخر کارگزاری پہ برادران یوسف کے ہاں صف ماتم بچھ گئی۔ اور انہوں نے اس اسلامی اتحاد کا مذاق اڑایا طعنے دیئے اور رشک و حسد سے اپنا منہ نوچتے ہوئے انتقام کی آگ میں جل مرے۔

بہر حال مسلمانوں کو خوش ہونا چاہیئے کہ اسلام کے دو کار فرما فرزند جو ایک دوسرے سے دست و گریباں تھے ناموس رسول کے لئے ایک ہو گئے۔ اور ان کی مشترکہ جد و جہد سے بہترین نتائج مترتب ہوں گے۔

میں اس اتحاد پر دونوں حضرات کی خدمت میں جن میں سے ایک سے مجھے عقائد کا زبردست اختلاف ہے' مبارکباد عرض کرتا ہوں' اور خدائے قادر و توانا سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ دشمنان اسلام کو ان کی مشترکہ جد و جہد سے تباہ و غارت کرے۔ اور مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کی روح پیدا کر دے۔ آمین۔

تنظیم کا جدید پروگرام

محترم بھائی مولانا قریشی صاحب مدیر "تنظیم" کا ایک مضمون قارئین کرام پیشوا کے آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ ممدوح میری رائے اس پروگرام کے متعلق دریافت فرماتے ہیں۔

میری رائے میں اسکیم کے مفید ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ مگر ضرورت صرف اسکی ہے کہ موجودہ پیشواؤں سے بے پرواہ ہو کر اس پروگرام کو تمام مسلمانوں کے سامنے عمل کے لئے پیش کیا جائے تاکہ حقیقتاً یہ مفید تحریک عمل جامہ پہن سکے۔ ورنہ اگر محترم مجوز نے اس اسکیم کے لئے رسم کے مطابق اونچے اور چوٹی کے لیڈروں کی طرف دیکھا' تو وہ مرگ وہ اس اسکیم کو بھی حصول زر کا آلہ بنا لینگے اور اسکیم تباہ ہو جائے گی۔

اس کے علاوہ قارئین پیشوا میں سے جو بھائی مجھ سیہ کار کی رائے کی عزت کرتے ہیں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ خود آگے بڑھیں اور بغیر خود غرض اور خود پرست رہنماؤں کی طرف دیکھے اس اسکیم پر عمل شروع کر دیں کہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی بہتری کے بہت سے اسباب پیدا ہونگے۔

ایڈیٹر پرتاپ سے پہلے

پرتاپ کے ایڈیٹر لالہ نانک چند صاحب ناز کو جولائی کے وسط میں گرفتار [illegible] لالہ جی کو ہتھکڑیاں پہنتے ہی "دن کو تارے نظر آگئے" اور [illegible] کا "نہار" معلوم ہو گیا۔ دوسرے روز ضمانت پیش کر کے [illegible] پہنچ کے حوالات میں رہنے

سے غالباً دماغ صحیح ہو گیا۔ اور ناز و انداز نخرے اور غمزے بھول گئے تو پھر ضمانت پیش کئے گئے اور جہاشہ ناز "سجیل یاترا" سے واپس ہوئے۔

مگر میری ذاتی رائے یہ ہے کہ ایڈیٹر پرتاپ سے پہلے گردگھنٹال کا فساد دوست اور اشتعال انگیز اور اہانت آمیز مضامین شائع کرنے والا گرفتار کرنے کے قابل تھا' جس کی تحریرات نے پرتاپ سے زیادہ پنجاب کے امن و امان کو غارت کیا ہے۔ اور جس کے کمینہ حملے یقیناً مسلمانوں کے لئے نا قابل برداشت ہو گئے۔ اور جس کے باجیانہ کیرکٹر سے شریف ہندوؤں کو "لجا" آتی ہے۔ اور جسکی نالائقی سے پنجاب کے تمام اخبار نویس نالاں ہیں۔

اگر پنجاب گورنمنٹ حقیقتاً امن و امان کی خواہاں ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ گردگھنٹال پر مقدمہ چلا کر اس کو دماغی مسہل پلا دے۔ تاکہ ہندو مسلمانوں کے تعلقات خوشگوار ہوں۔ ورنہ واضح رہے کہ جب تک گردگھنٹال کے منہ میں قانون کی خاردار لگام نہیں پڑے گی ہندو مسلمانوں کے تعلقات نہ خوشگوار ہونگے۔ اور نہ امن و امان قائم ہوگا۔

تیج کی بکواس

یا دش بخیر! ۱۴۔ جولائی کے تیج میں مرتد انعام الحق ہوشیار پوری حال آریہ پریم چند نے ایک طویل مضمون غدار سیواجی کی حمایت میں لکھ کر بیحد گالیاں دی ہیں۔

سنا ہے کہ یہ مخبوط الحواس' تاریخ اور جرنلزم سے نا آشنا' جہل مرکب کندہ نا تراش تیج کے ایڈیٹوریل اسٹاف میں شامل کر لیا گیا ہے اور ہندو سبھا نے اسکو پنجاب سے دہلی میں صرف اس لئے بلایا ہے کہ اس سے اشتعال انگیز مضامین لکھوا کر دہلی کے امن کو تباہ کرائے۔

سیواجی کے سلسلہ نسب کے متعلق میں نے ہندو مورخوں اور ڈاکٹر مونجے' پنڈت مالوی' لالہ لاجپت رائے وغیرہ اکابرین ہنود کو چیلنج کیا ہے۔ پھر نہ یہ شخص کوئی مورخ ہے' اور نہ مالوی اینڈ کمپنی نے اسکو اپنا مختار عام بنایا ہے اس لئے میں ہر احمق اور گندہ دہن کو نہ اپنا مخاطب سمجھتا ہوں اور نہ ہر سماجی چیرکرے کو یہ حق ہے کہ وہ مجھ سے کوئی سوال کرے اس لئے اس بکواس پر پہلے کی طرح اب بھی خاموش ہوتا ہوں۔ اور پھر مذکورہ حضرات کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ میدان میں آئیں۔ ورنہ اگر انہوں نے میری تسلی نہ کی اور خاموشی اختیار کی تو میں یہ رائے قائم کرنے پر مجبور ہونگا کہ

ضرور سیواجی کی رگوں میں مغل خون تھا

مسٹریز آف خلافت لیڈر

ایک مہینے سے دہلی کی خلافت کمیٹی کے سکرٹری صاحب کے نہایت شرمناک حالات اور واقعات زبان زد عوام و خواص ہیں' اور بعض مسلم و غیر مسلم اخبارات اس مسئلہ کو بھی فرقہ وارانہ

واہرانہ رنگ میں پیش کرنے کی ابلیسانہ کوشش کر رہے ہیں۔

میں ۲۲ء میں خلافت کمیٹی کے کارکنوں کی غداریوں اور جیلے ایمانیوں کی اصلاح سے تنگ آکر علیحدہ ہو گیا تھا۔ ورنہ اس سے پہلے خلافت کمیٹی کے ٹھوس اور عملی کاموں میں شریک رہتا تھا۔ سالہا سال مرکزی خلافت کمیٹی کا ممبر رہا۔ اور متعدد آل انڈیا خلافت کانفرنسوں میں نمایندگی کی۔

یہی وجہ ہے کہ میں مقدسین جمعیت و خلافت کو خوب جانتا ہوں اور ان کے ظاہر و باطن کے فرق کو سمجھتا ہوں۔ چونکہ مجھے معلوم تھا کہ خلافت کمیٹی کے چھوٹے اور بڑے لیڈروں میں اختلاف ہے۔ اس لئے میں نے ان افواہوں پر توجہ نہیں کی، اور صحیح حالات کی تحقیقات شروع کر دی۔ حالانکہ جو بزرگ اپنے محبت و خلوص کی وجہ سے مجھ پر اعتماد کرتے ہیں۔ وہ مجھ پر ناراض بھی ہوئے۔ اور اپنی عقلمندی سے انہوں نے یہ سمجھا کہ میں اظہار حقیقت سے گھبراتا ہوں۔ مگر ان کا یہ خیال غلط تھا۔ واقعہ بیحد شرمناک اور سنگین ہونے کی وجہ سے یقیناً اس کا مستحق تھا کہ جب تک پوری طرح تحقیقات نہ کر لوں ایک حرف ذمہ دارانہ طور پر نہ لکھوں۔ اسی لئے میں نے جب اپنی تحقیقات مکمل کر لی تو مزید اطمینان کے لئے ۱۰ جولائی کو جناب مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علما سے جنہوں نے اس شرمناک واقعہ کی تحقیقات کی ہے، ایک عریضہ کے ذریعہ درخواست کی کہ آپ واقعات پر معلومات کی روشنی ڈالئے۔ اگر آپ کو تحقیقات سے وہ الزامات جو سکرٹری خلافت کمیٹی پر لگائے گئے ہیں صحیح ثابت ہوئے ہیں تو مجھے مطلع فرمایئے۔ اور اسکی وجہ بتایئے کہ آپنے اب تک عام مسلمانوں کو اس سے آگاہی کیوں نہیں بخشی، اور اگر آپ کی تحقیقات سے یہ الزامات غلط ثابت ہوئے ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ آپ ایک خلافتی کارکن کی عزت کا تحفظ کرنے کے لئے دلیری سے میدان میں آئیں۔ اور اپنی تحقیقات کا نتیجہ شائع کر کے ملزم کو بدنامی و رسوائی سے نجات دلائیں۔ اس تحریر کا جواب ۱۲ جولائی کو طلب کیا تھا۔ مگر ۱۳ تک کوئی جواب بارگاہ "خلافت مآب" سے صادر نہیں ہوا۔ اس کے بعد میں نے پھر ۱۴ جولائی کو اسی مفہوم کا مکتوب صدارت عظمیٰ کی خدمت میں پیش کیا۔ مگر اس کا جواب بھی ۲۰ جولائی تک نہیں آیا۔ مفتی صاحب کی اس مقدس مگر مجرمانہ خاموشی سے میں اس نتیجہ پر پہونچا کہ مقدسین جمعیت و خلافت "کتمان حق" کرنا چاہتے ہیں۔ لہذا میں نے فیصلہ کر لیا کہ اب مجھکو بلا تاخیر انکشاف حقیقت کرنا چاہیئے تاکہ مسلمانوں کی مزید رسوائی نہ ہو اور مسلمانوں کے جسم کا گندہ اور متعفن گوشت جسقدر جلدی ممکن ہو کاٹ کر علیحدہ کر دیا جائے۔ اور مسلمان عورتوں کی عصمت کو آیندہ تحفظ کے لئے اپنی عزت کو خطرہ میں ڈالکر بلا خوف لومت لائم اس واقعہ کو اور اپنی تحقیقات کے نتیجہ کو شائع کرنا چاہیئے۔

چونکہ معاملہ نہایت اہم ہے۔ اس لئے زیادہ تفصیل سے لکھنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے پیشوا کی آیندہ اشاعت کا انتظار کیجئے۔ مسماۃ ...... اور .... کی عصمت دریوں اور اس "حرام کردہ" کے پر اسرار حالات اور ان بدمعاش مولویوں اور حاجیوں اور "محترم" کارکنان خلافت و جمعیت کے "مقدس ترین" مگر شرمناک اور سیاہ کارنامے نہایت تفصیل سے مدلل طریقہ سے لکھوں گا۔

میرا سر حاضر ہے

گذشتہ پرچہ میں حاجی محمد عرفان صاحب سکرٹری مرکزی خلافت کمیٹی و سکرٹری جمعیت علماء ہند کے جس غنڈہ پن کا تذکرہ کیا تھا، اس سے قارئین پیشوا بیحد متاثر ہوئے، اور صدہا خطوط خیریت طلبی کے آئے۔ اور بعض پرجوش بھائیوں نے تو مجھ سیہ کار کی حفاظت کے لئے اپنے تئیں پیش کیا ہے اور دہلی آنے کی اجازت چاہی ہے۔ میں تمام خطوط کا افسوس ہے کہ فرداً فرداً جواب کثرت کار کی وجہ سے نہیں دے سکا۔ اب پیشوا کے ذریعہ سب سے پہلے ان مخلص بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میری خیریت دریافت کی ہے، اور جو میرے حقیر وجود کی حفاظت کو ضروری سمجھتے ہیں۔ میرا ہمیشہ سے یہ اعتقاد رہا ہے کہ موت اور زندگی، عزت اور ذلت، فراخ دستی و تنگدستی یہ سب امور خدائے قادر و توانا نے اپنے قبضہ قدرت میں رکھے ہیں۔ اور ہر انسان کی دسترس سے باہر ہیں خواہ وہ کوئی ہو۔ میں ان رسوائے عالم لیڈروں اور نام نہاد علماء سے بخوبی واقف ہوں، ان کے اثرات اور ان کی جرأتیں میرے سامنے ہیں، اور میں ان کی اندرونی زندگی اور انکی دیانتوں سے بھی ناواقف نہیں ہوں، اس لئے میں ایک لمحہ کے لئے بھی ایسی گیدڑ بھبکیوں سے مرعوب نہیں ہو سکتا۔ اور اپنے ان تمام مخلص بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے حق پر استقامت اور مظالم پر صبر کی دعا کریں۔ اور خوب یاد رکھیں کہ جب تک غریب مسلمانوں کی قربانیاں نہیں ہونگی لیڈروں کی لعنت سے نجات نہیں ملے گی۔ جو بدنصیب مسلمانوں پر ایک عذاب الہی کی طرح مسلط ہو گئے ہیں۔ مسلمانوں کو پے در پے قربانیوں کے لئے تیار رہنا چاہیئے اگر وہ صحیح معنوں میں ان غدار، خائن، اور قوم فروش لیڈروں اور فرقہ ساز مولویوں سے نجات پانا چاہتے ہیں۔

اس کے بعد میں "آپنے ان دوستوں" سے عرض کرنا چاہتا ہوں

...جس میرے سر کی بہت تلاش ہے، اور جو اپنی زرخرید شہرت کے قیام کے لئے میرے قتل کے درپے ہیں، اور رات اور دن میرے خلاف قتل کی سازشوں میں مصروف رہتے ہیں، اور مجھے جھوٹے مقدموں میں پھنسانے کے آرزومند ہیں۔ اور اپنی مطلب براری کے لئے انہوں نے ۱۱ جولائی کو ایک دفتر میں ایک سی آئی ڈی دہلی کے افسر سے کہا کہ "عزیز حسن کی سخت تحریروں کے خلاف اب کیوں نوٹس لیا جائے گا" کہ میں تمہاری عزتوں میں شرکت نہیں چاہتا، تمہارے چندوں کا شریک ہو کر "چوتھ" لینا نہیں چاہتا میرا تمہارا دولت کا کوئی جھگڑا نہیں۔ میں تو صرف قومی روپیہ کا تحفظ چاہتا ہوں، اور تمہارے چال چلن کی درستی۔ تاکہ مسلمان تم سے دھوکہ نہ کھائیں۔ اگر یہ ایسا جرم ہے کہ جسکی تلافی کے لئے

میرے سر کی ضرورت ہے

تو میرا سر حاضر ہے

مگر خدا لیے بتاؤ کہ کیا میرا سر لینے کے بعد تم مسلمان عورتوں کی عصمت دریاں کرنی چھوڑ دو گے؟ کیا تم اغلام سے توبہ کر لوگے؟ کیا تم مسلمان قوم کے مفاد کو محض اپنے ذاتی فائدہ کے لئے ہندوؤں اور انگریزوں کے ہاتھ فروخت نہ کرنے کی قسم کھاؤ گے؟ کیا مسلمانوں کے چندے تمہاری جوٹی توندوں سے محفوظ رہیں گے؟ کیا تم چندے کے روپوں سے شراب خوری اور زناکاری ترک کر دو گے اگر ان سب سوالوں کا جواب تم عمل سے دینے کے لئے تیار ہو تو تمکو میرے سر کی ضرورت ہوگی۔ اور مجھکو تمہاری غداریوں، نمک حرامیوں، بے ایمانیوں، قوم فروشیوں کے راز طشت از بام کرنے کی ضرورت ہوگی۔

سنو سنو اے بدنصیب قوم کے خوش نصیب لیڈرو! سنو! ملت اسلام کے مفاد کے لئے میرا سر حاضر ہے۔ میرا جسم حاضر ہے، اور جسم کی تمام طاقتیں موجود ہیں۔ اور خدا کا بخشا ہوا دماغ موجود ہے۔ اگر تمہارے گروہ اعمال میں کوئی خوشگوار تبدیلی نہیں ہوتی تو میرے طرز تحریر اور طریق کار میں بھی کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

جبتک جسم میں جان ہے، اور دماغ اور قلم میں لکھنے کی طاقت ہے، اور تن پر سر موجود ہے میں تمہارے خلاف لکھتا رہوں گا حتیٰ کہ تم مرجاؤ، یا میں مرجاؤں، یا پھر خدا تم کو ہدایت دے اور تم ملت اسلام کے مفاد کے خلاف کام کرنا چھوڑ دو۔ ورنہ خوب یاد رکھو کہ دنیا کی کوئی طاقت مجھکو اپنے راستے سے نہیں ہٹا سکتی۔ اور جو قدم آگے اٹھ چکا ہے وہ تمہاری دھمکیوں سے ہرگز ہرگز پیچھے نہیں ہٹے گا۔

فسیعلمون من ھو شر مکانا و اضعف جندا

مہاراجہ الور کا حکم

مہاراجہ صاحب الور نے جسکی بے تعصبی کا غلغلہ تمام ہندوستان میں گونج چکا ہے ریاست کے تمام ہندو مسلمان ملازمین کو حکم دیا ہے کہ "وہ ایک مہینہ میں ہندی سیکھ لیں ورنہ ملازمت سے برطرف کر دیئے جائیں گے"۔

مہاراجہ بہادر کا یہ حکم نہایت ظالمانہ اور بیحد ناعاقبت اندیشانہ ہے۔ اور غریب اردو کے لئے قصاب کی چھری سے کسی طرح کم نہیں۔ مہاراجہ صاحب کی شان یقیناً ایسے فرقہ وارانہ حکم سے بہت بلند ہونی چاہیئے اور ان کی شخصیت اس سے ارفع ہونی چاہیئے کہ وہ ہندو سنگٹھن کے متعفن حوض میں غوطے کھائیں۔ اس حکم کے علاوہ دیگر اطلاعات جو الور سے ملی ہیں، وہ بھی مہاراجہ صاحب کی نیک شہرت کو صدمہ پہونچانے والی ہیں۔ اور ان سے پتہ چلتا ہے کہ اب اس شریف ریاست میں بھی آریہ سماجی اثرات زیادہ کام کر رہے ہیں، کیونکہ ان کے مصاحبین میں کئی آریہ شامل ہو گئے ہیں اور وہ یقیناً اپنی شرارت سے مہاراجہ صاحب کو لے ڈوبیں گے۔

تاجدار دکن اور مہاراجہ بیکانیر

اعلی حضرت شہریار دکن خلد اللہ ملکہ سے شملہ کے پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ اور متعصب ہندوؤں کو یہ شکایت ہے کہ انہوں نے کچھ جاگیرداران دکن کے بعض فضول خرچ اور اوباش جاگیرداروں کی اپنی زیر نگرانی لے لی تھیں۔ اس بحث سے میں اسوقت قطع نظر کرتا ہوں کہ ان جاگیرات پر شاہی نگرانی ہونے کی وجہ سے وہ نہ صرف اپنی اصلی حالت پر قائم رہیں بلکہ ان کی آمدنیوں میں اضافہ ہوا۔ مگر یہ واقعہ ہے کہ ریاستوں کے زار سر تھامسن اور لارڈ ریڈنگ نے اپنے تمام بیجا و انصاف پسند مطالبات میں سے ایک مطالبہ جاگیرات کی واگذاری کا بھی کیا تھا۔

تعجب ہوتا ہے کہ وہی سر تھامسن وہی۔ ریڈنگ وہی لارڈ ارون بیکانیر کے مہاراجہ کی جاگیرات کی ضبطی کی شکایت سنتے ہیں اور خاموش رہتے ہیں اور ان کی رگ انصاف کو ذرہ برابر حرکت نہیں ہوتی۔ وہ بدنصیب جاگیردار جو اس ضبطی سے پہلے نہایت امیرانہ زندگی بسر کرتے تھے اور اب روٹیوں تک کو محتاج ہیں۔ ان کے بیوی بچوں پر فاقے گذرتے ہیں اس لئے کہ ان کا ذریعہ معاش بغیر کسی جرم کا اظہار کئے اور بغیر کسی قسم کا معاوضہ دیئے چھین لیا گیا ہے۔ شملہ کی سب سے اونچی چوٹی پر بیٹھے ہیں مگر پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ کی ایک ہی ٹھوکر ان بدنصیبوں کو پہاڑی کی کھڈوں میں اس لئے پہونچاتی ہے کہ مہاراجہ بیکانیر شملہ کے آقایان ولی نعمت کو خوش رکھنا جانتے ہیں۔ اسلئے ان کو یہ لائسنس مل گیا ہے کہ وہ جسکی چاہیں جاگیر ضبط کریں۔ اور جسکو چاہیں ایک آن میں امیر سے مفلس بنا دیں اور جسطرح چاہیں اپنی بے کس اور بے بس رعایا پر ظلم کریں کوئی ان سے بازپرس کرنے والا نہیں۔

مندرجہ واقعات اگر صحیح ہیں تو میں پولیٹیکل ایجنٹ گورنر جنرل ریاست ہائے ہند سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آخر یہ کہاں کا انصاف ہے؟

ایک آنکھ میں لہر بہر اور دوسری میں ... کا قہر

میونسپلٹی دہلی میں اندھیر

یہ واقعہ ہے کہ دہلی میونسپل کمیٹی میں بعض ممبران صرف اس لئے ممبر بنکر جاتے ہیں کہ بعض فرضی ناموں سے ٹھیکے لیں' اراضیات نزول پر قبضہ کریں۔ بلا اجازت اپنے اور اپنے اعزہ و احباب کے لئے مکانات بنائیں۔ غرضکہ ہر جائز اور ناجائز ذریعے سے پبلک خدمت کے مفروضہ نام سے روپیہ کمانا ان کا مقصد وحید ہے' اور اس کمینہ مرض میں ہندو ممبر زیادہ مبتلا ہیں۔ جس کا کم سے کم مجھے کوئی افسوس نہیں۔ کیونکہ "جاتی کی سیوا" کے نام سے سب کچھ جائز ہے۔

عرصے سے دہلی کے باشندوں کو پانی کی کمی کی شکایت تھی' اس شکایت کو دور کرنے کے لئے کئی سال سے میونسپل کمیٹی کے ممبران غور کر رہے تھے۔ بعض ممبران نئے پائپ تمام شہر میں لگوانا چاہتے تھے' اور بعض کی رائے یہ تھی موجودہ واٹر ورکس کو گورنمنٹ کو دیدیا جائے اور فی گیلن کوئی شرح مقرر کرکے گورنمنٹ سے کمیٹی پانی خرید کرا اہالیان شہر کو دیا کرے۔ کہ موخر الذکر طریقے سے بغیر مزید روپیہ خرچ ہوئے پانی کی بہم رسانی کی ذمہ داری گورنمنٹ پر عائد ہوتی ہے' اور مقدم الذکر طریقے سے وہ ممبران فائدہ اٹھاتے ہیں' جن کا ٹھیکیداروں سے براہ راست تعلق ہے' یا جن کا دوکانداروں اور ٹھیکیداروں سے کمیشن مقرر ہے یا پھر پس پردہ وہ خود ٹھیکہ دار ہوتے ہیں۔

یہ تباہ کن اسکیم ۲۰ جون ۱۹۳۶ء کو مالی سب کمیٹی میں پیش ہوئی جس میں سوائے مولوی تمیز الدین خاں صاحب کے کوئی دوسرا مسلمان ممبر شریک نہیں ہوا۔ تمیز الدین خاں موجودہ مسلمان ممبران میں ایک ہی شخص ہیں' جنہوں نے سالہا سال اس مسئلہ پر غور کرکے اس کے تمام نشیب و فراز کو سمجھا ہے اور ان کی رائے یقیناً ایک مستند ماہر کی بے لاگ رائے ہے۔ انجینیر صاحب نے اپنی اسکیم پیش کرتے ہوئے بیس لاکھ روپے کا خرچ دکھایا ہے جس کے اجراء کے لئے کمیٹی کے پاس صرف ۴ لاکھ روپے نقد ہیں۔ دس لاکھ روپے گورنمنٹ سے امداد کے طلب کرنے کی تجویز تھی۔ اور ۶ لاکھ قرض لینے کی۔ اس کے بعد ۲ جولائی کو انجینیر صاحب کی اسکیم میونسپل کمیٹی کے اجلاس میں پیش ہوئی۔ جس میں ۸ مسلمان ممبران شریک نہیں ہوئے۔ اور یہ خطرناک اور تباہ کن اسکیم باوجود تمیز الدین خاں صاحب کی زبردست مخالفت کے پاس ہو گئی جس کی منظوری میں میونسپل کمیٹی کے ایک ملازم کو ایک لاکھ روپے کمیشن کے ملنے کی توقع ہے' اور متعدد ہندو ممبران چونکہ پس پردہ ٹھیکہ داری کرتے ہیں۔ اس لئے اہل شہر کے گاڑھے پسینہ کی کمائی کا کم سے کم پانچ لاکھ روپیہ ان کی جیب میں جائے گا۔

غضب خدا کا۔ ۲۰ لاکھ روپے کی اسکیم پر مدہوش اور خود غرض ممبران منظور کرتے ہیں' انجینیر صاحب کسی شخص کو اعداد و شمار اور نہ یہ بتلاتے ہیں کہ موجودہ پائپ جو ۱۹۳۳ء میں لگائے گئے جن کی ۵۰ سال کی گارنٹی ہے وہ کس بھاڑ میں جھونکے جائیں' ان کو فروخت کیا گیا تو کیا آمدنی ہوگی۔ یہ اسکیم جن حالات اور کے ماتحت منظور ہوئی ہے' وہ میونسپل کمیٹی اور اس کے خود غرض کے لئے یقیناً شرمناک اور سرمایہ دار ممبران کی ایک سازش کا نتیجہ جس کے تار و پود آیندہ کسی اشاعت میں کھولوں گا۔

ظاہر ہے کہ گورنمنٹ دہلی کی راشینہ کمیٹی اور نوٹیفائڈ ایریا کمیٹی کو جو امداد دے رہی ہے وہ بند نہیں کر سکتی' اس لئے مزید دہلی میونسپل کمیٹی کو نہیں ملے گی۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ۱۶ لاکھ لاکھ روپیہ قرض ہی لیا جائے گا۔ اور یہ قرض کسی مزید ٹیکس کے ذریعہ باشندگان دہلی سے وصول کیا جائے گا' جس کے لئے دہلی کے ہندو مسلمان یقیناً تیار نہ ہونگے۔ کیونکہ جو عارضی ٹیکس لگائے جاتے ہیں' مستقل ہو جاتے ہیں' جیسا کہ ہاؤس ٹیکس جو خلاف آئین طریقہ سے میں گورنمنٹ کی منظوری سے عارضی طور پر اس خرچ کو پورا کرنے کے لگایا گیا تھا' جو شاہجہانی نالوں کی بجائے بدرو کے لئے چھوٹی چھوٹی تکلیف دہ نالیوں کی صورت میں خرچ ہوا۔ اور باوجود قرض وصول ہو جانے کے یہ ہاؤس ٹیکس آج تک خلاف آئین قائم ہے۔

میں آنریبل چیف کمشنر صاحب دہلی اور آنریبل سر حبیب اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میونسپل کمیٹی دہلی کی بدترین حالت کی تحقیقات کے لئے ایک آزاد کمیشن کا تقرر فرمائیں۔ تاکہ ان کو معلوم ہو کہ کمیٹی کی تیسری سے کون کون ممبران ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں' جن میں اکثر عمال بھی شریک ہیں۔ اور اس جدید اسکیم کو ہرگز منظور نہ کریں۔ اور نہ روپیہ ہی قرض دینے کی سفارش کریں۔ جس کا فائدہ چند سرمایہ داروں کی جیب میں پہنچے گا۔ اور غریب باشندگان شہر جن کی پیٹھ پہلے ہی ٹیکسوں سے دوہری ہو گئی ہے اس بلائے ناگہانی سے تباہ ہونگے۔

ڈھنگرا گردی

ہندوستان نے سکھ گردی' نادر گردی' مرہٹہ گردی' جاٹ گردی کے المناک مناظر دیکھے ہیں اور شاید کچھ عرصہ سے وہ فراموش بھی ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ مگر جب سے ڈاکٹر ڈھنگرا صاحب ریاست جیند کے وزیر اعظم بنے ہیں زار روس کی مطلق العنانی کا دور دورہ ہے۔ اور بے کس اور بدنصیب مسلمانان جیند لا انتہا مصائب و آلام کا شکار ہو رہے ہیں۔

ریاست کے تمام محکموں پر آریہ برہمن قابض ہیں۔ کسی مسلمان کی شکل سے ریاستی محکموں میں صرف دکھائی دیتی ہوگی وہ بھی دو چار محکموں کی ... ہے۔ اور ڈھنگرا گردی ہے۔

مہاراجہ صاحب کی حالت بالکل شاہ عالم کی سی ہے۔ انہوں نے ریاست کی وجہ سے کئی سال سے ایک خاص سرکلر جاری کر رکھا ہے ریاست کا ہر کام وزیر اعظم صاحب کریں گے۔" شکار کے لا انتہا مصارف اور طوائفوں کی موجودگی ریاست کے خزانہ پر ایک ناقابل فراموش بار ہے۔ جس کے پورا کرنے کے لئے جائز و ناجائز ذرائع سے روپیہ وصول کیا جاتا ہے

مندرجہ بالا واقعات اگر صحیح ہیں' تو میں پولٹیکل ایجنٹ صاحب اور سر تھامسن صاحب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آخر وہ کس مرض کی دوا ہیں۔ جو حکومت مہاراجہ نابھہ سے "رضا کارانہ دست برداری" محض اس لئے حاصل کر لیتی ہے کہ مہاراجہ صاحب شملہ کے سب سے بڑے بت کے آگے سرنگوں نہیں ہوئے' جو حکومت اعلیٰ حضرت نظام کو محض معطل کرنا چاہتی ہے کہ ان کی ریاست مقروض نہیں ہے' اعلیحضرت آپ کے سفر میں لاکھوں روپیہ خرچ نہیں کرتے انتظام مملکت بہترین ہے مگر اسے اس کو اس کا "ڈھینگرا گردی" پر ٹس سے مس نہ ہونا نہایت شرمناک ہے۔ میں مزید حالات کی تحقیقات کے لئے اپنے ایک معتمد کو ریاست جیند بھیج رہا ہے۔ انشاء اللہ آیندہ اشاعت میں مزید اہم انکشافات ہونگے۔ اور مکمل حالات شائع ہونگے۔

مشائخ میں حرکت

راجپال کی شرارت اور جسٹس دلیپ سنگھ کی ناعاقبت اندیشی نے مسلمانوں کی اس جماعت میں غیض وغضب کی آگ بھڑکا دی ہے۔ جو ہر سیاسی تحریک اور ہنگامہ آرائی سے اپنے معتقدات اور مشاغل کی وجہ سے علیحدہ رہتی ہے اور اس علیحدگی کی وجہ سے اکثر ظاہر پرست اور ہنگامہ پسند اس مقدس جماعت سے ناراض بھی ہو جاتے ہیں۔

مسلمانوں کی سیاسی جماعت کو ہمیشہ مشائخ عظام سے شکایت رہی کہ یہ خلوت سے جلوت میں نہیں آتے اور عوام کی رہنمائی کرکے ان کو سیاسی تعلیم نہیں دیتے اور طلب حقوق کی راہ سے عوام کو آشنا نہیں کرتے کیونکہ یہ مسلمہ امر ہے کہ اگر آج مشائخ کرام اپنی خانقاہوں سے باہر آجائیں تو سیاسی تحریک کہیں سے کہیں پہونچ جائے۔

مگر ناموس رسول پر حملے نے اس مقدس اور خلوت پسند اور دنیا سے بے خبر جماعت میں بھی حرکت پیدا کر دی ہے۔ اور اسکی تازہ مثال یہ ہے کہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب قبلہ نے جو آج تک سیاسی اور جماعت کدہ نیم مذہبی تحریکات سے علیحدہ رہ کر صرف رشد وہدایت کے کام میں مصروف تھے' اور جن کے لاکھوں مرید تمام ہندوستان میں پھیلے ہوئے ہیں اور جن کی روحانی عظمت کو تمام ہندوستان کے مشائخ تسلیم کرتے ہیں

گذشتہ ہفتہ بذریعہ تار وائسرائے کو مسلمانوں کی نازک پوزیشن اور انکے اہم فرائض سے مطلع کیا ہے اور ناموس رسول کی بے حرمتی سے پیدا شدہ حالات پر فوراً توجہ کرنے کی ضرورت ظاہر کی ہے۔

حضرت شاہ صاحب نے جس دلیری اور ہوش مندی کے ساتھ وائسرائے کو مطلع کیا ہے' ضرورت ہے کہ ہندوستان کے تمام مشائخ کرام اپنے خلوت کدوں سے باہر آکر اس کا اتباع کریں۔ اور پورے جوش وخروش کے ساتھ اہانت رسول کے ایجی ٹیشن کی رہنمائی کریں۔ اور اسوقت تک چین سے نہ بیٹھیں جب تک اسلامی مطالبات تسلیم نہ کر لئے جائیں۔

امید کہ مشائخین کرام اپنے عقیدت مندوں کو حکم دیں گے کہ وہ ناموس رسول کی بحالی کے لئے کم سے کم جیل خانہ جانے کے لئے تیار ہو جائیں۔ یہ ایک ایسے دردمند گنہگار انسان کی عاجزانہ درخواست ہے جس نے مشائخ کرام کی عزت کی بقاء کے لئے بڑے بڑے خطرات برداشت کئے۔ اور وہ صرف اسی لئے مالی مشکلات کا شکار ہے کہ اسکو صوفیائے عظام سے تعلق ہے۔ اور وہ مشائخ کرام کی عزت کے تحفظ کے لئے اور الحاد و توہب کو روکنے کے لئے بڑی سے بڑی قربانی کے لئے ہر وقت حاضر ہے۔

گروگھنٹال کی شرارت

۱۸ جولائی کے گروگھنٹال میں مسلمان اکابرین کا نہایت شرارت آمیز اور اہانت آمیز اور اشتعال انگیز طریقہ سے ذکر کیا گیا ہے۔

مولانا ظفر علی خانصاحب کے متعلق نہایت اہانت آمیز کارٹون اور مضامین ہیں' اور خواجہ عبد الرحمن غازی' مولانا سید عطاء اللہ بخاری اور مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی کی تقریروں کو نہایت بد دیانتی کے ساتھ شائع کرکے حکام کو دھوکہ دینے کی اور مسلمانوں کو مشتعل کرنے کی ابلیسانہ کوشش کی گئی ہے۔ جسپر گورنمنٹ پنجاب کو فوراً توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ جب تک اس شریر النفس کی شرارتوں کا انسداد نہ کیا جائے گا اسوقت تک پنجاب میں ہندو مسلمانوں کے تعلقات خوشگوار نہ ہونگے۔

نیز میں کپور صاحب کو مطلع کرتا ہوں کہ اگر وہ شرارتوں سے باز نہ آئے' تو بہت جلد ان کی قلعی کھل جائے گی۔ اور دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس قابلیت اور کس کیرکٹر کے آدمی ہیں' اور انہوں نے پٹیالہ اور نابھہ کیس میں کیسی غداری کی ہے۔ اور انہوں نے حصول زر کے لئے کس طرح مہاراجہ صاحب نابھہ اور ان کے متعلقین کے خلاف شرمناک سازشوں میں شرکت کی۔

اصلاح اعمال

چندہ

(از جناب مولانا محمد فخر الدین صاحب فخر نظامی)

کھائی پہنو اور پہناؤ روکھے سوکھے ٹکڑے کھاؤ
فاقے تم کر کر کے بچاؤ جو کچھ بچ جائے سب لاؤ

چندہ لاؤ چندہ لاؤ چندہ لاؤ چندہ لاؤ

گر ہو ایمان میں کامل اور ہو اخوت کے عامل
نہ جانو مشکل کو مشکل کرو میری مشکل کو حل

چندہ لاؤ چندہ لاؤ چندہ لاؤ چندہ لاؤ

چلا ہے وقتِ خود آرائی قوم میں آئی بینائی
ہو گئی ہر سو رسوائی مدد مری کرنا بھائی

چندہ لاؤ چندہ لاؤ چندہ لاؤ چندہ لاؤ

دیکھو حج کو جانا ہے ہند کی شان دکھانا ہے
جب لیڈر ہی مانا ہے پھر کیوں حیلہ بہانا ہے

چندہ لاؤ چندہ لاؤ چندہ لاؤ چندہ لاؤ

پبلک عقل سے ہے معذور آنکھوں سے بینائی دُور
دنیا جب ہے شب دیجور میں ہوں یہ کہنے پر مجبور

چندہ لاؤ چندہ لاؤ چندہ لاؤ چندہ لاؤ

علی بابا چالیس چور

قومیت متحدہ اور پین اسلامزم کے اسٹیج پر

(جناب مولانا عکاس کے قلم سے)

آٹھواں چور

ساتویں چور کی سرگزشت سنتے ہی کمرہ کے کونہ میں سے ایک دبلا پتلا نہایت کریہ المنظر انسان کھڑا ہوا۔ اس کا حلیہ یہ تھا کہ لمبا قد، کار بالک سوپ رنگ، دھنسی ہوئی چھوٹی زردی مائل آنکھیں، پچکے ہوئے رخسارے، ستی ہوئی مگر غبیلا ناک، کوتاہ گردن، تنگ پیشانی، جھکی ہوئی کمر سر پر انڈے کی وضع کی کوئی چیز رکھی ہوئی، جسم پر عبا پہنے ہوئے ایسا ہی "ہندی بد وضع" ہوتا تھا، جیسا کہ ہی اور گھوڑے کے بیل سے خچر پیدا ہوتا ہے۔

اس کا چہرہ غصہ کے مارے تمتا رہا تھا، منہ سے کف جاری تھے اور گردن کی رگیں پھولی ہوئی تھیں، اس نے کھڑے ہوتے ہی کہا کہ محترم صدر! ساتویں بھائی نے جو کچھ اپنی سرگذشت بیان کی ہے وہ بالکل غلط ہے۔ صریح افترا ہے، "کتمان حق" ہے۔ "تلبیس الحق بالباطل" کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

اس نے یہ غلط بیان کیا ہے کہ "تبے کلہ ہو گیا" ہوں۔ اس نے ابھی "حرام گڑھ" میں مساۃ..... کے ساتھ منہ کالا کیا ہے اور اپنی رقابت کو اپنے شریک کار و شریک سازش کے سر تھوپ کر اسکو رسوا کیا ہے۔ حالانکہ یہ خود اس روسیاہی کا ذمہ دار ہے۔ اس کی عمر اسوقت ۵۰ سال کے قریب ہے، مگر آج تک اس نے شادی نہیں کی۔ نو خیز لونڈوں۔ اور بنا وگزین بھولی بھالی عورتوں کو .... کے لئے یہ فراہم کر لیتا ہے۔ اور یہ جھوٹ اس لئے بولا گیا ہے کہ جس طرح اعتبار رہ جانے کے لئے ہماری معزز قوم پرست پارٹی کے ایک "بھاری بھرکم" میر صاحب جب کسی نو خیز لڑکے سے بہلنا چاہتے ہیں تو یہی فرمایا کرتے ہیں کہ "تبے کلہ" ہو گیا ہوں۔ حالانکہ انکی "بیکاری" کے دوران میں متعدد لڑکے اور لڑکیاں ان کے ان پیدا ہو چکے تھے مگر پھر بھی "تبے کلہ" ہیں۔ [illegible] سے محض زناکاری کی وجہ سے [illegible]

[illegible] چھپایا گیا۔ حالانکہ آپ کا حکم ہے' اور ہم سب نے حلف بھی لیا ہے کہ سب سچ بولیں گے۔ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ تلبیس الحق بالباطل سے کام لیا جا رہا ہے۔

اس نے علاوہ چندوں کی خرد برد کو بھی اس نے صاف صاف بیان نہیں کیا۔ جب اس کا بیان ہے کہ میرے والد غریب تھے' تو آپ ہی بتلایئے کہ کھانا کہاں سے ہے۔ سکنڈ کلاس کا سفر کس کے روپے سے کیا جاتا ہے؟ اگر یہ خائن نہ ہوتا تو بغیر گذارہ کے خلافت و جمعیت کا سکرٹری کیونکر رہ سکتا ہے۔ اس نے مجھ کو بھی "جلاہا" بتایا ہے۔ میں اس کا کب انکار کرتا ہوں۔ اور اگر میں انکار بھی کر دوں تو کیا ہوتا ہے' میری صورت پر جلاہا پن برستا ہے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ ہماری معزز شہری ٹولی میں کوئی اعلیٰ نسب کب شامل ہوا ہے' جو میرے جلاہے ہونے پر کسی کو اعتراض ہو۔ کوئی دھنا ہے' کوئی نائی ہے' کوئی جلاہا ہے' کوئی بڑھئی ہے' کوئی ڈوم ہے' کوئی کمہار ہے' کوئی کنجڑ ہے' کوئی میراثی ہے' کوئی بھاٹ ہے' کوئی کلال ہے' غرضکہ کہاں تک بیان کروں سب ہی مجھ جیسے ذات شریف ہیں۔ اور پھر آپنے تو ہمیشہ اس آیت کو غلط طریقے سے اڑایا ہے کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔

میری مختصر سرگذشت یہ ہے کہ میرا نام دہلی کی ایک مشہور سوغات ہے' جو جامع مسجد کی سیڑھیوں پر بکثرت بکتی ہے۔

میرے والد مومن جلاہے تھے جنکی بیوقوفی ضرب المثل ہوتی ہے۔ انہوں نے ہوش سنبھالتے ہی میرے ہاتھ میں "کرگھا دیا"۔ مگر مجھے اس پیشہ سے نفرت تھی' اور میں قصداً کام نہیں سیکھتا تھا۔ میرے ماں باپ میری اس حرام خوری سے سخت نالاں تھے۔ والد صاحب نماز کے بڑے پابند تھے انہوں نے مسجد کے ملاں جی سے میرا ذکر کیا۔ ملاں جی نے کہا اس کو میرے حوالہ کر دو۔ چنانچہ میں ملاں جی کے پاس روزانہ پڑھنے جاتا تھا۔ انہوں نے پہلے کلام اللہ حفظ کرایا' اور اس کے بعد عربی کی ابتدائی کتابیں شروع کرا دیں۔ اب میں رات دن اپنے استاد کے ساتھ مسجد میں رہتا تھا' محلہ ہی کی روٹیوں پر استاد کے ساتھ میرا گذارہ تھا۔ قدوری کے بعد میرے استاد کی علمیت نے جواب دے دیا۔ میں گھر سے تحصیل علم کے شوق میں نکلا۔ مختلف مقامات پر رہا۔ مگر زیادہ تر بھوپال میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ یہیں میری درسی کتابیں ختم ہوئیں۔ درسی کتابوں کے ختم کرنے کے بعد میں سیدھا اپنے وطن آیا۔ یہاں آکر دیکھا تو میرے شفیق استاد انتقال کر چکے تھے۔ والد بہت ضعیف ہو گئے تھے' انہوں نے مجھے اپنے باپ دادے کے پیشے کی جانب پھر توجہ دلائی۔ میں نے عرض کیا کہ اب مجھ سے یہ کام [illegible] حضرت مولانا ہوں۔ لوگ میرے ہاتھ چومتے ہیں [illegible] ناراض ہوئے اور انہوں نے کہا ہمارا پیشہ بہت اچھا ہے۔ اس میں آمدنی اور عزت اور پبلک کی خدمت سب کچھ ہے۔ میں کسی طرح راضی نہ ہوا۔ اور برادری کا ایک بہت بڑا جلسہ اپنی علمیت اور قابلیت کے اشتہار کے لئے طلب کیا۔ جب سب مومن بھائی جمع ہو گئے تو میں نے اصلاح رسوم پر ایک زبردست تقریر کی۔ چونکہ اس وقت قدامت پسندی کا زور تھا' اس لئے کسی نے میری نہ سنی' بلکہ دو چار باثر بھائیوں نے میری تواضع کر کے جلسہ کو درہم برہم کر دیا۔ میں نے اسی وقت طے کر لیا کہ آج سے ان کم بختوں سے ہر قسم کا بائیکاٹ کرتا ہوں حتی کہ ان کی قومیت کو بھی ترک کر دیا اور جھٹ اپنے نام کے ساتھ خلیفہ اول رض کی اولاد ثابت کرنے کے لئے "صدیقی" لکھنا شروع کر دیا۔

نومبر ۱۹۲۱ء میں جب ہماری "قوم پرور" پارٹی کے ایک معزز رکن قید ہو گئے' تو جمعیت علماء نے مجھے "صدقے کا بکرا" بنانے کیواسطے نظامت کے لئے ڈیڑھ سو روپے ماہوار پر طلب کر لیا۔

میں دہلی گیا' دہلی میں جمعیت کے اعلیٰ عہدہ داروں نے اسطرح میری خاطر مدارات کی جس طرح قربانی کی گائے کو قربانی سے پہلے اچھی سے اچھی غذائیں کھلاتے ہیں۔

دہلی میں رہتے ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ میری بلی آگئی۔ اور سڈیشن میٹنگ ایکٹ کی خلاف ورزی میں مجھے ۶ مہینہ کی قید محض کا حکم ہوا۔ میں نے اپنی شہرت کے لئے اور قابلیت کا اظہار کرنے کے واسطے عدالت کو عربی میں بیان دیا۔ جس سے میرا مقصد حاصل ہو گیا۔ سزا کے بعد اگرچہ جمعیت کے ایک بڑے عہدہ دار نے میری "حجامت" بنانی چاہی۔ اور مجھکو "صفا چٹ میدان" دکھانا چاہا۔ مگر اکثر کارکن میرے حامی تھے' اس لئے میری تنخواہ جیل کے زمانے میں جاری رہی۔ مجھکو جیل خانہ میں اے کلاس مل گئی۔ مکان پر "دعائے برکات" کا نزول ہوا عقیدتمند مسلمانوں نے تحفہ تحائف کے ڈھیر لگا دیئے۔ اور یہ "فصل" اتنی اچھی رہی کہ میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھی۔ جیل سے رہائی کے بعد میرے لئے کوئی کام نہ تھا صرف جمعیۃ کے دفتر میں بیٹھکر گپیں ہانکتا تھا' اور شام کو اپنے گھر چلا آتا تھا۔ اور مہینہ کی پہلی تاریخ کو ڈیڑھ سو روپے من سلوی کی طرح وصول کرتا تھا۔

جب "شدھی" کی تحریک نے عروج پکڑا' اور جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام اور خواجہ حسن نظامی کا کام چلنے لگا' تو میرے ایک عیار رفیق نے اس چلتی ہوئی گاڑی میں روڑا اٹکانے کے لئے اور جمعیت علماء کی دوکان کو چلانے کے واسطے شعبہ تبلیغ کا افتتاح کیا۔ جس میں ایک لاکھ روپیہ کے قریب بھولے مسلمانوں نے دیدیا۔

اس شعبۂ تبلیغ کا برائے نام ناظم مالیات مجھے مقرر کیا گیا مگر

دراصل تمام دروبست کے مالک جمعیت کے اصلی خداوند تھے۔
جن کو اپنے متعلق بہت سی غلط فہمیاں ہیں۔ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں شعبہ تبلیغ کے لئے دورہ کروں اور اس کے فرضی کارنامے سنا کر مسلمانوں کی جیبیں خالی کراؤں۔ میں نے بھوپال اور دوسرے مقامات کا ایک طویل دورہ کیا۔ جہاں سے خاصا اچھا روپیہ مل گیا۔ مگر میں نے اس میں سے ایک ہزار کے قریب اپنے پاس روک لیا۔ اور سفر خرچ میں سے دو سو ڈھائی سو کی بچت ہو گئی۔ میں نے ہمیشہ کی طرح اس دورہ میں بھی اپنے چھوٹے لڑکے کو ہمراہ لے لیا تھا۔ اس لئے اکثر دوستوں نے اس لڑکے کو قیمتیں دیں جو میری جائز آمدنی تھی بہر حال اسی قسم کے تبلیغی دوروں نے "مبلغ" اچھے پیدا کر دیئے۔

مجھے واپسی پر معلوم ہوا کہ شعبہ تبلیغ کے حسابات میں بہت گڑبڑ ہے۔ میں چونکہ حساب سے ناواقف تھا۔ اس لئے ایک کلرک کی مدد سے جس سے ۲۵ فیصدی مال غنیمت کا حصہ طے ہوا تھا۔ میں نے بھی ہاتھ صاف کرنا شروع کیا۔

میرے اس طریق کار کا علم جب افسران بالا کو ہوا، تو انہوں نے اس ردعمل کا خاتمہ کرنا چاہا، اور مجھکو اپنے راستہ کا پتھر سمجھکر ہٹانے کے مشورے کئے۔ مگر میں نے ہمت کر کے ان سب کو دھتکار دیا۔ اور افشائے راز کی دھمکی دی، جو کارگر ہوئی۔ اور یہ باپ بیٹے روح القدس مجھکو علیحدہ نہ کر سکے۔ مگر انہوں نے اس ہزار روپے کی واپسی کا مجھ سے مطالبہ کیا۔ جو ایک عرصہ کے بعد بریلی کے ایک فیاض مسلمان نے میری طرف سے پورا کیا۔

۱۹۲۶ء میں جب جمعیۃ علماء کا وفد حجاز بھیجنے کے لئے خلافت کمیٹی نے تین ہزار روپے دیئے، تو مجھکو صرف اس لئے ساتھ لے لیا کہ ان نالائقوں میں سے ایک بھی نہ عربی بول سکتا ہے اور نہ لکھ سکتا ہے۔ حجاز میں وفد پہونچا، ہوشیار والی حجاز نے کافی سے زیادہ تواضع کی۔ مگر یہ لوگ موتمر کے نام سے حکومت پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ اور چند نشستیں اپنے لئے مخصوص کرانا چاہتے تھے۔ اس لئے سلطان جو خود تو کچھ سمجھدار اور ہوشیار نہیں ہے۔ مگر اس کے پاس مصر و شام کے چند اوباش اور عیار جمع ہو گئے ہیں، جو اسکی حکومت اور اس کی پالیسی اور اس کے دماغ اور اس کے ذہن پر حاوی ہیں۔ انہوں نے یہ گوارا نہ کیا۔ اور یہی چیز بنائے فساد بن گئی۔ موتمر میں جب تقریر کا موقع آیا تو ان عقلمندوں نے مجھکو علامہ رشید رضا سے بھڑا دیا۔ اس سے الجھکر میری بڑی بے عزتی ہوئی۔ موتمر میں چونکہ تمام دنیا کے قابل ترین نمایندے موجود تھے، اور چونکہ ہندوستان کے تمام وفود میں سے صرف میں نے ہی ہمت کر کے عربی میں گفتگو کی تھی، اس لئے میری ذلت تمام ہندوستان کے مسلمان علماء کی ذلت اور نالائقی تسلیم کی گئی۔

حجاز میں ان لوگوں کی ادا اگر آپ مجھے معاف فرمائیں تو ایکی ریشہ دوانیوں کو دیکھکر مجھے بہت رنج ہوا۔ اور اس کے بعد اس سے زیادہ رنج اس سے ہوا کہ واپسی پر آپ نے نہایت ہوشیاری سے اپنے ڈھب پر ساتویں چھ رکو لگا لیا۔ جس کی شرارت کی وجہ سے جمعیۃ علماء کے وفد کی رپورٹ ایک سال گذر جانے کے باوجود آج تک شائع نہ ہو سکی۔

سال گزشتہ ان کی "چنڈال چوکڑی" نے مجھکو لکھنؤ کے "دار المبلغین" میں ملازمت اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ اگرچہ اب میں ان کا شریک کار نہیں ہوں۔ مگر جس حرام خوری اور لوٹ کھسوٹ کا عادی رہ چکا ہوں اسکی یاد اکثر مجھکو ستاتی ہے۔ اور میں خدا سے دعا مانگتا ہوں کہ پھر ۲۰ء اور ۲۱ء کا زمانہ آئے اور پھر چندوں کی بہار شروع ہو، اور میں پھر اس "چوریٹ" کمپنی میں ایک ایجنٹ کی حیثیت سے شریک ہوں۔ یہ ہے میری مختصر سرگزشت میرے بھائیو! الی بالبتے پھر ایک

انتقادات

(از ایڈیٹر)

شاہدِ معنی مجموعۂ نظم جناب مولانا باسط علی صاحب باسط بسوانی۔ مرتبہ جناب قاضی ظہیرالدین احمد صاحب بسوانی۔ ضخامت ۔۔ صفحات۔ سائز ۲۰×۳۰ قیمت عہ۔ مجلد عہ ملنے کا پتہ حضرت باسط بسوانی۔ بسوان۔ ضلع سیتاپور۔

ادب اردو میں موجودہ دورِ شعر و شاعری "غزل گوئی" تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ اور غزلیات بھی وہ جنکا نہ کوئی معیار ہے نہ اصول۔ جنکا سننا۔ شریف۔ خوددار۔ اور اخلاق پرست حضرات پر بار ہو۔ مگر نظم نگاری درحقیقت شاعری کی جان ہے اور ادبیات کی روح بشرطیکہ اخلاق۔ ادب اور سیرت کی اصلاح شاعر کا منتہائے نظر ہو افسوس کہ بہت کم شاعر اپنی شاعری کا معیار اتنا بلند رکھتے ہیں۔ اور ایسے حضرات تو بہت ہی کم ہیں کہ جو نظم نگاری کی طرف متوجہ ہو کر قوم اور ملک کی خدمت اپنا فرض سمجھتے ہوں۔

ایسی حالت میں یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ ملک کے ایک بہترین قادر الکلام شاعر نے اپنی پوری توجہ نظم نگاری پر مبذول فرمائی۔ اور (۱) حمد و نعت (۲) دینیات (۳) اخلاق (۴) مشاہدات (۵) حسن و عشق وغیرہ کے عنوان سے پانچ مکمل ابواب میں قریباً نوّے نظمیں درج فرما کر یہ دلچسپ مجموعہ شاہدِ معنی کے نام سے شائع کر دیا۔

"شاہدِ معنی" جناب قاضی عزیزالدین احمد صاحب او۔ بی ای۔ آئی۔ ایس۔ او۔ سی۔ آئی۔ ای۔ نیلوالہ آباد۔ علیگڈھ اور دہلی یونیورسٹی۔ دیوان ریاست "دتیا" کے نام نامی پر معنون کی گئی ہے اور قاضی ظہیرالدین احمد صاحب مرتب نے مصنف کے حالات پر ایک مختصر مگر جامع تبصرہ تمہید کے طور پر شائع کیا ہے۔ جناب مولانا نیاز فتحپوری ایڈیٹر نگار نے "تعارف" کی تکمیل کی ہے اور مقدمہ جناب چودھری رحم علی الہاشمی صاحب بی اے جیسے کہنہ مشق سخن فہم نے لکھا ہے۔

قارئین پیشوا میرے محترم کرمفرما جناب باسط صاحب بسوانی کی متعدد نظموں سے۔ جو اب تک پیشوا میں شائع ہو چکی ہیں لطف اندوز ہو چکے ہیں۔ انہیں اچھی طرح علم ہے کہ باسط کا معیارِ شاعری کتنا بلند۔ درد آمیز۔ سبق آموز اور اثر انگیز ہوتا ہے۔ اگر پیشوا کی محدود ضخامت متحمل ہو سکتی تو میں اس قیمتی مجموعہ کا بڑا حصہ پیشوا کے صفحات پر منتقل کر دیتا۔ اگر شاہدِ معنی غزلیات کا مجموعہ ہوتا تو میں یقیناً بہت آسانی سے کلام کا انتخاب کر سکتا۔ مگر نظم کے لئے تسلسل جسقدر ضروری ہے وہ ناظرین سے پوشیدہ نہیں ایک ایک یا دو دو بند نقل کر دینا آسان ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ ناظرین اس کا تمام صحیفہ کا مطالعہ کر کے اپنے قلب عبودیت۔ وطن پرستی۔ ملت پسندی اور حق گوئی کے جذبات سے معمور کر لیں۔ اسی سلسلہ میں جناب باسط کی ایک کامیاب نظم جو "درس عمل" کے عنوان سے صفحہ ۹۴ پر درج ہے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ ہو ؎

احساس فطرتاً ہے ہر بات کا بشر کو
دوڑائے چار جانب بیک خیال اپنا
لازم ہو ساتھ اسکے پھر قوتِ ارادی
آخر ہے بعد سب کے سعی عمل بھی لازم
ان چار قوتوں میں پنہاں ہے رازِ عالم
ترتیب سے جوان کو ہستی ہے اسکی ہستی

پھر اور لطف آئے وسعت جو ہو نظر کو
روشن کرے جہاں پر رنگ کمال اپنا
سایہ سے جسکے بھاگے اندوہِ نامرادی
انجام کار انساں تا ہو نہ دل میں نادم
قسمت دکھا رہا ہے وہ کارسازِ عالم
ورنہ لکھا ہے بیشک قسمت میں زبردستی

الزم ہے فیضِ حق سے پایہ ضرور اپنا
سمجھیں نہ ہم جو باسطؔ تو ہے قصور اپنا

مجھے امید ہے کہ قارئین پیشوا شاہدِ معنی کا مطالعہ اپنا ایک اخلاقی فرض سمجھکر کریں گے۔ ان نظموں سے بچے۔ جوان بوڑھے یکساں مستفید ہو سکتے ہیں۔ خواتین اور نو عمر بچیاں بھی ان بلند خیالات سے اپنی سیرت میں ایک امتیازی اور اخلاقی شان پیدا کر سکتی ہیں۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر

اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم کرے اور برے کاموں سے منع کرے

پیشوا

جلد ۳ | دہلی ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۲۷ء مطابق ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ | نمبر ۸

شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

پیشواؤں کیلئے

بعض مصلحت بین بھائی مجھے نصیحت نامے لکھا کرتے ہیں کہ تم موجودہ لیڈروں کے خلاف لکھکر ان کے رہے سہے اقتدار کا بھی خاتمہ کرتے ہو۔ ہم ان کی قوم فروشیوں سے بخوبی واقف ہیں۔ مگر ان سے بہتر آدمی کام کرنے کے لئے ملتے بھی تو نہیں۔ میں ان سب کے جواب میں عرض کرتا ہوں کہ حاشا وکلا میں کسی شخص کے متعلق ذاتی عناد کی وجہ سے اس کے خلاف نہیں لکھتا۔ یہ ممکن ہے کہ میری رائے غلط ہو۔ مگر یہ ناممکن ہے کہ میں ایک چیز کو غلط سمجھوں۔ اور صحیح طور سے پبلک کے سامنے پیش کروں۔ اور اس طرز عمل کو میں انتہائی بدنیتی اور ضمیر فروشی اور غداری سمجھتا ہوں۔

قومی ترقی کے لئے یہ امر اشد ضروری ہے کہ پیشواؤں کا اخلاقی درجہ نہایت بلند ہو۔ اس لئے کہ ان کی سیرت اور کیرکٹر کا اثر خواہ وہ ظاہری ہو یا باطنی عوام پر بہت گہرا پڑتا ہے۔ اور بدنصیب مسلمان اپنے گم کردہ راہ رہنماؤں کے برے کیرکٹر سے متاثر ہو کر دن بدن قعر مذلت میں گرے جاتے ہیں کیونکہ لیڈروں کی بدکرداری سے پوری قوم تباہ ہوتی ہے۔ اس لئے میں سختی سے ایسے گمراہ پیشواؤں کے اعمال پر نکتہ چینی کرتا ہوں۔ جن کا ظاہر کچھ ہے۔ اور باطن کچھ۔ اور یہ یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن ایسا آئے گا۔ اور بہت جلد وہ دن آنے والا ہے کہ ہوشمند مسلمان بیدار ہونگے۔ اور گورنمنٹ سے سوراج لینے سے پہلے ان بدکردار لیڈروں کا طوق لعنت گلے سے اتار کر پھر حقیقی آزادی کی طرف قدم اٹھائیں گے جسکو انہوں نے اپنے ذاتی اغراض کا آلۂ کار بنا رکھا ہے۔ اور یہ بھی مجھے یقین ہے کہ اس وقت کو میں اپنی آنکھوں سے دیکھوں گا کہ جس طرح ترکی کے غداروں اور نمک حراموں کو نوجوان ترکوں نے باسفورس کے حوالہ کر کے ہمیشہ کے لئے اپنے ملک کو غداروں سے پاک کر لیا۔ اسی طرح خوابیدہ اور خوابیدہ بخت مسلمانان ہندوستان جس وقت ہوشیار ہونگے تو وہ دیکھیں گے کہ ان کو نہ ہندوؤں نے اتنا نقصان پہنچایا ہے۔ اور نہ انگریزوں نے۔ بلکہ مسلم قوم کی تباہی کا راز غدار لیڈروں کے عروج اور ان کی عزت کے بقاء میں مضمر ہے۔ اس لئے ناممکن ہے کہ اس وقت یہ نمک حرام اور قوم فروش لیڈر جن میں سے کچھ انگریزوں کے ہاتھ بکے ہوئے ہیں۔ اور کچھ ہندوؤں کے غلام ہیں۔ اور جو یا تو انگریزی مفاد کے لئے جیتے ہیں اور یا پھر ہندوؤں کے مفاد پر مسلمان قوم کے مفاد کو صدقہ کا بکرا بنا کر بھینٹ چڑھانا چاہتے ہیں زندہ رہیں۔ یا ان کی مردود پالیسی زندہ رہ سکے۔ اس وقت وہی لوگ حقیقی عزت کے مستحق ہونگے جو نہ تو انگریزوں کے غلام ہونگے اور نہ ہندوؤں کے [illegible] ان کا سر اطاعت خالص اسلامی مفاد کے آگے جھکیگا۔ اور وہ غلام ہوں گے تو صرف خدا کے اور اس کے پسندیدہ مذہب اسلام کے

بہاں پیشوا کے اجرا کا مقصد ہے۔ اور اسی مقصد کے حصول کے لئے میں جد وجہد کرتا ہوں۔ اور یقین رکھتا ہوں کہ بہت جلد غریب مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت نوجوان مسلمانوں کی پیدا ہوگی جو یا تو ان غدار لیڈروں کو درست کرے گی۔ اور ان کے اثر و اقتدار کا خاتمہ کردے گی۔

اور جس وقت یہ جماعت پیدا ہوجائے گی اس وقت نہ مجھے ان قوم فروش لیڈروں کے خلاف لکھنے کی ضرورت ہوگی۔ اور نہ پیشوا کے جاری رکھنے کی۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس واضح بیان کے بعد اب "ناصحان مشفق" میرے اور اپنے وقت کو فضول ضائع نہ کریں گے۔

دو نئی کتابیں

مسلمانوں میں صحیح اور مکمل اسلامی تعلیم کو اردو زبان میں جمع کرنے کا مجھے مدت سے شوق تھا۔ چنانچہ ایک سال سے یہ کام نہایت خاموشی کے ساتھ حضرت مولانا سید محمود صاحب زیدی الودی سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ ارشاد انجام دے رہے تھے۔ اختلافی مسائل کو چھوڑ کر تمام اسلامی تعلیم کی روح عربی اور فارسی سے اردو میں منتقل ہوگئی ہے۔ جس سے انشاء اللہ اردو دان طبقہ کو بہت فائدہ پہونچے گا۔ اس کتاب کا نام اسلامی تعلیم رکھا گیا ہے۔ اسکی کتابت بھی شروع ہوگئی ہے۔ اور وہ بہت جلد پریس سے چھپ کر آجائے گی۔ صرف اس ایک کتاب کے پڑھنے سے آپ کو مکمل اسلام معلوم ہوجائے گا۔ ضخامت غالباً پانسو صفحے ہوگی۔ اور قیمت بہت کم رکھی جائے گی۔

دوسری کتاب سیرت باقی ہے جو میری دو سال کی محنت کا نتیجہ ہے۔ یہ کتاب جد اعلیٰ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مکمل حالات اور ملفوظات اور تعلیمات اور اوراد و وظائف پر حاوی ہوگی۔ اسکی بھی کتابت شروع ہوگئی ہے۔ اور یہ بھی بہت جلدی قارئین کرام کے ہاتھوں میں پہونچے گی۔ سلسلہ نقشبندیہ کے اس اولین داعی کی مکمل سیرت اردو میں پہلی مرتبہ نہایت مستند حوالجات کے ساتھ شائع ہوگی۔ اسکی ضخامت غالباً ڈیڑھ سو صفحے ہوگی۔

اسکے علاوہ میں نے یہ بھی ارادہ کیا ہے کہ نامورانِ اسلام کے نام سے ایک سلسلہ ان فاتحان اسلام کا شائع کروں جن کی خارا شگاف تلوار نے کفرستان میں ہلچل مچا دی۔ مثلاً حضرت محمد فاتح "امفانی" محمد بن قاسم، سلطان محمود غزنوی، اور سلطان شہاب الدین غوری، اور سلطان صلاح الدین ایوبی، اور سلطان عالمگیر، سلطان احمد شاہ ابدالی کے مکمل تذکرے اور ان کے جنگی

کا زمانے لکھے جارہے ہیں۔ میں بہت مشکور ہونگا اگر قارئین پیشوا میں سے علم دوست حضرات مجھے اپنے مشوروں سے مستفید ہونے کا موقع دیں۔

قاضی عزیز الدین احمد صاحب کا نیا اعزاز

دیسی ریاستوں میں یہ خبر نہایت مسرت سے سنی جائے گی کہ خان بہادر قاضی عزیز الدین احمد صاحب سی آئی ای وزیر اعظم ریاست دتیا کو اس کمیشن کا ممبر منتخب کیا گیا ہے جو انیون کے متعلق مقرر ہونے والا ہے۔

قاضی صاحب کو دیسی ریاستوں کے متعلق جو دیرینہ تجربہ ہے اسکو پیش نظر رکھکر میں اس انتخاب پر گورنمنٹ اور قاضی صاحب دونوں کو مبارکباد دیتا ہوں۔

مجھے یقین ہے کہ قاضی صاحب کی موجودگی میں دیسی ریاستوں کے حقوق محفوظ رہیں گے۔ اور ان کے اس عالمگیر اقتدار کا اثر یقیناً ارکان کمیشن پر پڑے گا جو ان کو اعلیٰ یوروپین سوسائٹی میں حاصل ہے اور ان کی موجودگی سے بہترین نتائج کی توقع ہے۔

پھر وہی قتل کی دھمکیاں

گذشتہ مہینہ میں پھر سنگھٹن سورماؤں نے اپنے ارمان نکالنے کی اطلاعیں گمنام خطوط کے ذریعہ دیں۔ جن میں پھر مجھے قتل کی دھمکیاں دی گئی تھیں۔ مجھے اور میری ضعیف ماں اور معصوم لڑکی کو نہایت فحش گالیاں دیکر اپنی شرافت اور بہادری کا اظہار کیا تھا۔

ستمبر کے مہینہ میں چند ایسے گالی نامے اور دھمکی نامے دہلی کے سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی کے پاس بھیج چکا ہوں۔ مگر اس مرتبہ تو ان بزدلانہ دھمکیوں پر ایک قہقہہ لگا کر ایسے تمام خطوط کو ردی کی ٹوکری کے حوالہ کردیا۔

میں دہلی میں پیدا ہوا اور زندگی کا بڑا حصہ کشمکش ہی میں گزرا۔ ایسے دھمکی آمیز خطوط میری ڈاک کا جب سے پیشوا جاری ہوا ہے ایک جزو بنے ہیں اس لئے اب تو ان دھمکیوں کا کچھ عادی ہوگیا ہوں۔ اور اپنے قاتلوں کو اس تحریر کے ذریعہ پھر مطلع کرتا ہوں کہ

سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

اگر وقت آگیا ہے تو لاکھ احتیاطیں بھی قضا کو نہیں روک سکتیں اور اگر سانس باقی ہیں تو دنیا کی کوئی طاقت میرے رشتہ حیات کو منقطع نہیں کرسکتی۔

اذا جاء اجلهم فلا يستاخرون ساعة ولا يستقدمون

تین مسجدوں کی شہادت رنگ لائی

بہرتپور کے مہاراجہ صاحب جو بہرتپور

...نجیا مسجدوں کو شہید کرکے ایک غیر فانی شہرت حاصل کرچکے ہیں اور
...ن کا محل واجد علی شاہ کی تعیش پسندیوں کی یادگار بنا ہوا ہے۔
...سلمانوں کے قلوب کو بے چین کرنے کے بعد آجتک تخت حکومت پر
...ین سے نہیں بیٹھے۔

کبھی رائے بہادر رام سرنداس نے بیچ میں پڑ کر مہاراجہ صاحب
...بگڑی بنائی۔ اور کبھی سرد یا کشن کول کی وزارت نے بلا سر سے
...ں مگر نوجوان مہاراجہ جو بعض خود غرض اہلکاروں کے ہاتھ میں گڑ
...ں بنے ہوئے ہیں۔ اور جنہوں نے کروڑوں روپیہ کے قیمتی جواہرات
...یرا اور شاما جیسی طوائفوں کی بھینٹ چڑھا کر ریاست بہر تپور کے خزانہ
خالی کردیا ہے۔ اور جن کے سبز قدم ریاست بہر تپور کے تخت پر
...یتے ہی، ریاست کا بھرا پرا خزانہ خالی ہو گیا۔ اور اسوقت ریاست
...ت کروڑ روپیہ سے زیادہ کی مقروض ہے' وہ نہیں سمجھتے کہ ان پر
عذاب صرف ان مسجدوں کی شہادت کی وجہ سے آیا ہے۔ جن کو
...ہوں نے اپنے بعض آریہ سماجی اہلکاروں کے مشورہ سے شہید
...دیا تھا۔ اور جن کی وجہ سے تمام ہندوستان کے مسلمان رات دن
...ن کے سلسلے اور ان کی ریاست کے لئے بد دعائیں کرتے ہیں۔

کاش اس نوجوان اور ناعاقبت اندیش رئیس کی آنکھیں کھلیں
...ر وہ اپنے گرد و پیش کے خود غرض اہلکاروں پر نظر ڈالے جن کی
...ود غرضیوں نے ریاست اور خود والی ریاست کو تباہی کے گڑھے
...ں دھکیل دیا ہے۔

میں جدید چیف سکرٹری صاحب، ریاست ہائے ہند سے
...خواست کرتا ہوں کہ وہ بہر تپور کے حالات پر فوراً توجہ کریں۔ اور
...ٹیکل ایجنٹ بہر تپور سے متعلقہ کاغذات طلب کرکے ریاست بہر تپور
...تباہی سے بچائیں۔

...الی ریاست شاہپور کا غرور

چاہیے تو یہ تھا کہ ریاست بہر تپور کے ناعاقبت اندیش
...یس کی تباہ حالی سے دوسری ہندو ریاستوں کے راجہ سبق لیتے
...ر مسجدوں پر ہاتھ صاف کرنے سے توبہ کرتے۔

مگر معلوم ہوتا ہے کہ قدرت ان بدبختوں سے انتقام لینا چاہتی
... اسی لئے اس نے انکی عقلیں سلب کرلی ہیں۔

یقیناً ہر مسلمان اس دلخراش خبر کو سنکر کلیجہ تھام لیگا کہ شاہپور
...ہندو راجہ نے مسجد شہید کرکے ایک غیر فانی شہرت حاصل کرلی ہے
...جب سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے اس
...ناک واقعہ پر مہاراجہ صاحب کو توجہ دلا کر مسجد کی درستی کی درخواست
...تو نہایت رعونت کے ساتھ اسکو دھمکی قرار دیا۔

ہندو ریاستوں میں جس طرح آریہ سماجی بے پھنڈا اعادی ہو رہا
ہے اس نے ایک مستقل خطرہ ہندوستان کی ہندو ریاستوں میں
مسلمان رعایا کے حقوق اور شعائر اسلام و مساجد الہیہ کے تحفظ کا پیدا
کردیا ہے۔ لہذا ضرورت ہے کہ اکابرین ملت ہندوستان کے کسی
مرکزی مقام پر جمع ہو کر اس جدید فتنہ کے استیصال کے لئے
باہمی مشورہ کریں۔ ورنہ اگر یہ متعدی مرض اسی طرح پھیلتا رہا۔ اور
مسلمانوں نے اس کی روک تھام نہ کی تو اس خطرناک پالیسی پر
دوسری ہندو ریاستوں کو بھی دعوت عمل آریہ سماج کی جانب سے
دی جائے گی۔

میں اسلام کی اس بہت زیادہ اہم ضرورت پر حضرت خواجہ
حسن نظامی صاحب' ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو' سید غلام بھیک صاحب
نیرنگ اور حضرت قطب میاں صاحب کو خصوصیت سے توجہ دلاتا ہوں
کہ وہ اس کیلئے فوری طریق کار مسلمانوں کے سامنے پیش کریں۔

ارتداد کا جہنم

ضلع گورکھپور سے یہ دلخراش خبر آئی ہے کہ وہاں تین سو مسلمان مرتد کرلئے گئے اور چھ ہزار
مسلمانوں کا ایمان خطرہ میں ہے۔

میں اس وقت اس پر بحث نہیں کرنی چاہتا کہ ارتداد کی ذمہ داری
کس پر ہے؟ مگر جو کچھ حالات مجھے معلوم ہوئے ہیں' وہ نہایت تشویش
انگیز ہیں۔ ضرورت ہے کہ مسلمانوں کی تمام جماعتیں اپنے اپنے فروعی
اختلافات کو پس پشت ڈال کر حمایت دین کیلئے کمربستہ ہو جائیں۔
کہ ارتداد سے زیادہ کوئی گناہ اس نیلگوں آسمان کے نیچے نہیں اگر
مسلمانوں میں بھی کوئی تبلیغی کالج فتنہ ارتداد کے پیدا ہوتے ہی
قائم کردیا جاتا' تو آج مخلص مبلغین کا ایک گروہ اس فتنہ کو رد کرنے
کے لئے میدان میں آ چکا ہوتا۔ جو موجودہ زمانہ کے تمام آلات حرب
سے مسلح ہوتا۔ مگر نہ مرکزی جمعیت تبلیغ نے اس اہم ضرورت پر توجہ
کی اور نہ جمعیت علماء کے شعبہ تبلیغ نے۔ چندے سب نے جمع کئے۔
مگر ٹھوس اور عملی کام کرنے والے مبلغ آج تلاش کئے سے نہیں ملتے
البتہ پیشہ ور واعظوں کی کمی نہیں۔ جن کا وجود بجائے خود مسلمانوں
کے لئے ایک مستقل مصیبت ہے۔

کیا مناسب ہوگا کہ عربی مدارس کے وہ لاکھوں طلبا جو مسجدوں
اور مدرسوں میں رہتے ہیں۔ اور جنپر کروڑوں روپئے مسلمانوں کے
خرچ ہوتے ہیں۔ اس وقت جبکہ ارتداد کی وبا پھیلتی جا رہی ہے
میدان ارتداد میں تھوڑے سے درس تبلیغ کے بعد بھیج دیئے
جائیں۔ بلکہ میری رائے میں تو یہ ضروری ہے کہ آئیندہ سے ہر
دینی مدرسہ کے ساتھ ایک تبلیغی جماعت بھی کھولی جائے...

... کے مالیلم ... نفیلت با ندھیں۔ اس وقت ... ملازمان دینے والے طلاب نہ ہوں۔ بلکہ ایک ہوشیار اور سمجھدار مسلمانوں میں۔ کیا بدایوں، دیوبند، دہلی، لکھنؤ کے دینی مدارس ... کن ... وجہ ہیں کہ اس وقت اسلام ان سے کیا چاہتا ہے۔ !

ینگ مسلم

یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ مسلمانوں کا پریس بہت کمزور ہے اور خصوصاً مسلمانوں میں انگریزی اخبارات کی تو بہت کمی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ انگریز حکام تک مسلمانوں کی دکھ بھری داستان نہیں پہنچ سکتی۔ اور مسلمان اپنے جائز حقوق سے محروم رہتے ہیں۔

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ کی ضرورت شناس نگاہ نے مسلمانوں کی اس سب سے بڑی ضرورت کو محسوس کر کے دہلی سے ایک اعلیٰ پایہ کا ہفتہ وار انگریزی اخبار جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

اخبار کا نام ینگ مسلم ہوگا۔ اور اس کی عنان ادارت مشہور قومی کارکن جناب مولانا تمیز الدین خاں صاحب میونسپل کمشنر کے سپرد کر دی گئی ہے۔ جن کی امداد کے لئے مسٹر داؤد والسین، مسٹر کپتھالی، ملک برکت علی، ملک عبد القیوم، سر عبد الرحیم، سر محمد شفیع جیسے اکابرین نے مستقل طور سے مضامین لکھنے کے وعدے کئے ہیں۔

مولانا تمیز الدین خاں صاحب کی نظر ملکی پالٹکس اور اسلامی سیاست پر بہت گہری ہے۔ اور ان کی وسیع النظری کی گورنمنٹ آف انڈیا کے ہوم ڈیپارٹمنٹ میں جہاں پہلے وہ ایک عرصہ تک ذمہ دارانہ عہدہ پر کام کر چکے ہیں دھوم رہ چکی ہے، ان کے پہلو میں بدنصیب مسلمانوں کے لئے درد مند دل اور کبھی نہ تھکنے والا دماغ ہے۔

پالیسی حضرت خواجہ صاحب کی ہوگی۔ اور اکثر حضرت خواجہ صاحب کے مضامین کا ترجمہ بھی دیا جایا کرے گا۔

بہر حال میں حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں ینگ مسلم کے اجرا پر دلی خلوص کے ساتھ مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ اور قارئین پیشوا سے خصوصاً درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس اخبار کے لئے خریدار فراہم کریں۔ اور اس اخبار کے زندہ رہنے کے لئے چندہ سے بھی امداد کریں۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ یہ عظیم الشان کام حضرت خواجہ صاحب نے بغیر سرمایہ فراہم کئے شروع کر دیا ہے۔

امید کہ مسلمانان ہندوستان اپنے فرائض کو محسوس کریں گے اور ... مسلم حقیقی معنوں میں ینگ مسلم ہوگا۔ یہ اخبار یکم نومبر کو انشاء اللہ ... سالانہ ... ماہانہ ... طالبعلموں اور کتب خانوں ... کی خط و کتابت دفتر اخبار ینگ مسلم ...

دہلی میونسپل کمیٹی کی نرالی منطق

یہ عجیب تماشہ ہے کہ دہلی کی میونسپل کمیٹی کے پاس سانڈوں کی پرورش کے لئے روپیہ ہے، پنجراپول کی امداد کے لئے روپیہ ہے، ہندو لائبریریوں کو معقول امداد دینے میں اسکو تامل نہیں، مگر بدنصیب مسلمانوں کا ساری دہلی میں ایک کتب خانہ نذیریہ ہے، جہاں ہر قسم کی تاریخی اور مذہبی کتابوں کا ایک نایاب ذخیرہ ہے، اور ہر قسم کے روزانہ، ہفتہ وار، ہفتہ میں دو بار، پندرہ روزہ اور ماہوار اخبارات و رسائل آتے ہیں۔ اور سیرت کے لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مگر وہ بھی اس وقت دہلی کی سوراجیہ کمیٹی کی امداد سے محروم ہے۔

سال گذشتہ جب اس اسلامی کتب خانہ کے مہتمم جناب مولانا سید عبد الرؤف صاحب نبیرہ و جانشین حضرت مولانا نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے امداد کی درخواست کی تو ایک سال کے بعد یہ درخواست نامنظور کر دی گئی۔ میں نے ابھی تک تمام کاغذات نہیں دیکھے ہیں۔ اس لئے نہیں کہہ سکتا کہ اس درخواست کو مسترد کرنے کی کیا وجوہات ہیں مگر جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے اس درخواست کو مسترد کرانے میں بعض نام نہاد مسلمان ممبران کا بھی ہاتھ ہے۔ اور مجھے سب سے زیادہ ان ہی محافظین حقوق اسلامیہ ہی سے شکایت ہے، جو اب سے تین سال پہلے لمبے چوڑے وعدے اسلامی ہمدردی کے اپنے ووٹروں سے کر کے اس عزت کی جگہ گئے تھے، اور جو اب بہت جلد نئے انتخاب کے وقت ان سڑی ہوئی گلیوں میں جوتیاں چٹخاتے اور دھکے کھاتے پھریں گے۔ جن میں یہ تین سال کے عرصہ میں کبھی نہیں گئے۔

غالباً آئندہ اشاعت میں تفصیل سے اس واقعہ پر بحث کروں گا اور ان ہندو مسلمان ممبران کے طرز عمل پر بھی بحث کروں گا، جنہوں نے اس اسلامی دار المطالعہ کے خلاف رپورٹ کی۔

ایک صدمہ جانکاہ

اکتوبر کی نحوست عام طور پر مشہور ہے اور افسوس کہ اس سال کے خاتمہ سے پہلے میرے شفیق اور قابل احترام اور بیحد متقی استاد حضرت مولانا حافظ سید سلیمان صاحب نقشبندی کا داغ مفارقت دیکھنے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت استاد کی خدمت میں میں ابتدائی عمر میں حاضر ہوا ان سے کلام اللہ حفظ کیا۔ اور گلستان وغیرہ تک فارسی پڑھی اور قدوری تک عربی بھی انہوں نے پڑھائی تھی۔ ان کی درسگاہ قدیم زمانہ کے مکتبوں کا ایک اعلیٰ نمونہ تھی۔ جہاں سے صد ہا نامور حافظ نکلے۔

حضرت استاد کی خاندانی حالت بہت ممتاز تھی۔ وہ ...

مولانا عبد العلی صاحب کے پوتے تھے، جو حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب شہید کے معاصرین میں تھے

حضرت استاد بھوپال کے نامور پیر حضرت مولانا ابو احمد صاحب نقشبندی سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت تھے۔ اور انہی کے ارشاد سے میں بھی حضرت پیر صاحب سے بیعت ہوا تھا۔ اور اس لحاظ سے حضرت استاد میرے پیر بھائی بھی تھے۔

مجھے اپنی شرارت اور انکی شفقت اب تک یاد ہے اور جب تک زندہ رہونگا ان کے احسانات کو نہیں فراموش کروں گا۔ وہ اگرچہ حضرت صاحب کی طرف سے صاحب خلافت تھے مگر کبھی انہوں نے اپنی ساری عمر میں کسی کو بیعت نہیں کیا۔ اور نہ کسی پر یہ ظاہر ہونے دیا کہ ان کو اس کوچہ سے واقفیت ہے۔

استاد مرحوم جوانی میں بہت غصیل تھے۔ مگر بہت کم ایسا ہوا ہے کہ جس شاگرد پر ان کو غصہ آیا ہو۔ اس پر تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے کرم نہ کیا ہو۔ وہ بیحد متقی تھے، اور کلام اللہ اتنا یاد تھا کہ ہزاروں حافظوں میں فرد تھے۔ اور ایسے خوش الحان قاری تھے کہ دور دور ان کا ثانی نہیں تھا۔

خلد آشیاں علیا حضرت شاہجہاں بیگم والی بھوپال انکو دہلی سے بلاکر ان کا کلام مجید جامع مسجد بھوپال میں سننے آتی تھیں۔

دہلی کے موجودہ امام صاحب کے والد بزرگوار کا جب انتقال ہوا، تو حضرت استاد مرحوم کے علاوہ جامع مسجد میں کسی قاری کے قدم نہ تکے۔ وہ جس وقت کلام اللہ کی تلاوت کرتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک بحر ذخار ہے، جو موجیں مار رہا ہے۔ افسوس کہ زمانہ کی ناقدری نے ان کو وہاں نہیں پہنچایا جہاں ان کو پہنچنا چاہئے تھا۔

مرحوم نے اپنی یادگار تین لڑکے اور ایک لڑکی چھوڑی ہے۔ حق تعالیٰ عزوجل ان کے متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرت استاد کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ اور آخر وقت ان کے زہد و اتقا کے جو جوہر کھلے ہیں وہ ہر زمان میں نمایاں ہوں آمین۔

درخواست دعا

نہایت افسوس سے یہ اطلاع درج کی جاتی ہے کہ مسٹر محمد علی ایڈیٹر ہمدرد کی صاحبزادی خطرناک علالت میں مبتلا ہیں۔ اور اسی لئے وہ اب دھلی بہت اطبار کے حکم کے مطابق ضلع میں اقامت گزین ہیں۔

تھوڑے روز ہوئے کہ ان کو نوجوان بیٹی (آمنہ) کا صدمہ اٹھانا پڑا تھا۔ اس کے بعد نوجوان بھتیجے (شاہد علی) کی وفات نے ان کو صدمہ پہنچایا۔ اب ان کی دوسری صاحبزادی کی خطرناک علالت کی خبر آئی ہے۔

میں قادرین پیشوا سے درخواست کرتا ہوں کہ محمد علی صاحب کی صاحبزادی کی تندرستی کے لئے دعا کریں۔

جمعیۃ علما کا اجلاس پشاور

ماہ رخ کمیرا حزب نصیب مسلمانوں کے علما کی نمائندہ جماعت (اگر وہ نمائندہ ہوسکتی ہے) کا سالانہ اجلاس جو کبھی دسمبر میں ہوتا ہے، اور کبھی مارچ میں، اور کبھی جو کروٹ لی جاتی ہے تو نومبر میں آنکھ کھلتی ہے۔ (امسال پشاور میں آئندہ مہینہ میں منعقد ہوگا۔

پر وگینڈہ کا جہاں تک تعلق ہے، یقیناً یہ اجلاس کامیاب ہوگا۔ باقی کام سو اس سے اور مقدسین جمعیۃ سے واسطہ کیا؟ یہی کیا کم ہے کہ وہ سال میں ایک مرتبہ اسٹیج اور اخبار کی زینت کا سامان پیدا کردیتے ہیں۔

سنا گیا ہے کہ ترک موالات کی قابل جمعیت علما کی استقبالیہ کمیٹی کے صدر جناب صاحبزادہ سر عبد القیوم خاں صاحب منتخب ہوئے ہیں جن کی صدارت کے انتخاب میں جناب مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علما کی کوششوں کو بہت دخل ہے۔

اجلاس کی صدارت بھی کسی وہابی مولوی کے سر پر منڈھ دی جائے گی۔ کیونکہ جہاں تک مجھے یاد ہے اس کے عہدہ دار اور سالانہ اجلاس کے صدر غرض کہ سب کے سب ہی وہابی یا گلابی وہابی (دیوبندی) ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ راسخ العقیدہ علما کا گروہ جمعیت کے اس تشدد کی وجہ سے نہ جمعیت علما میں شریک ہوتے ہیں اور نہ ضابطے کے مطابق اس کے ممبر ہیں۔

کس قدر افسوس ہوتا ہے کہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کے مقدس علما کی ایک آرگنائز جماعت اور اس میں بھی یہ دھڑا بندی۔

ہم اسوقت اسپر بحث نہیں کرنی چاہتا کہ انتخاب صدارت استقبالیہ کمیٹی اصولاً صحیح ہے یا غلط میں تو صرف یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس اجلاس میں کم سے کم ایک کمیٹی حساب کو جانچنے کے لئے ضرور منتخب کیا جائے۔ کیونکہ آج تک جمعیۃ علما کا لاکھوں روپے کا حساب آڈٹ نہیں کیا گیا۔

مجھے امید ہے کہ علمار کرام محض اپنے دامن کو خیانت سے صاف ثابت کرنے کے لئے بھی خود اس تجویز کو اپنی جانب سے پیش کرکے صفائی حساب کا ثبوت دیں گے۔

معاونین و مخلصین کا شکریہ

پیشوا کو چلانے کے لئے جو متعدد [illegible] منظر [illegible] ایڈیٹر الامان نے دائر کیا ہے، اور متعدد مقدمات دائر کیا جانے کو ہے [illegible] اس کی خبر پہنچتے ہی معاونین کرام اور [illegible]

[illegible] استفسارات کے سبب تمام [illegible] کے روپیہ کا اظہار افسوس اور [illegible] ہمدردی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ یہ خطوط آیندہ اشاعت [illegible] کئے جائیں گے۔

میں ایسے تمام حضرات کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اعلان سب کو یقین دلاتا ہوں کہ اس منتقہ پیرفس سے نہ پیشوا بند ہو سکتا ہے اور نہ خیریت پائے استقلال میں فرق آئے گا۔ اور نہ پیشوا کی پالیسی تبدیل ہوگی۔ لہذا بجائے اظہار افسوس کے خوشی کا اظہار کرنا چاہئے کہ مجکو اظہار حق و صداقت میں قدم رکھنے کا بہتر موقع ملا۔ الحمدللہ علی احسانہ!

بہرحال قارئین پیشوا کو ہر طرح مطمئن رہنا چاہئے۔ پیشوا انشاءاللہ زندہ رہے گا۔ اور اگر خدا کا فضل شامل حال رہا تو بہت جلد حریفوں کے سینہ پر مونگ دلنے کے لئے اسی پالیسی پر ہفتہ وار کیا جائے گا۔ جس کے لئے ابتدائی انتظامات شروع کر دیئے گئے ہیں۔ اور خدا نے اپنے فضل سے ایسے اسباب پیدا کر دیئے ہیں کہ پیشوا بہت جلد ہفتہ وار کر دیا جائے گا۔ بہرطرف معاونین کرام سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ وہ اپنی مخلصانہ دعاؤں میں مجھے یاد رکھیں۔

مقدمہ پیشوا کی امداد

چونکہ حریفوں نے یہ طے کر لیا ہے کہ جس طرح ہو سکے پیشوا کے غریب ایڈیٹر کو جعلی مقدمات میں پھنسا کر پیشوا کو فنا کر دیا جائے اس لئے بعض ہمدردان پیشوا نے بھی یہ طے کر لیا ہے کہ بہت جلد ہمدردی کے لئے کمر ہمت باندھ کر عملی قدم اٹھایا جائے۔ یعنی دہلی اور بیرون دہلی کے چند مخلص احباب نے پیشوا کے مقدمہ کی امداد کرنی ضروری سمجھی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بغیر میری درخواست کے بیرونی احباب میں سب سے پہلے جناب مولوی سید عبدالرحمن صاحب سعید ازلی نظامی ٹھیکیدار حیدرآباد دکن نے پانچ روپے کا منی آرڈر مع ایک پرجوش اخلاص نامہ کے بھیجا ہے جس میں قارئین پیشوا سے درخواست کی ہے کہ "وہ اس مقدمہ کے مصارف خود چندہ کر کے برداشت کریں۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ حیدرآباد کی نظامیہ جماعت میں پیشوا کی امداد کا جوش پیدا ہو گیا ہے"! میں اپنے دوست کی اس تجویز پر ابھی غور نہیں کر سکا آیا کہ قارئین پیشوا سے اس مقدمہ کے مصارف کے لئے [illegible] یا نہیں؟

[illegible] سید صاحب کے اس احساس اور اخلاص کا شکریہ [illegible] ہی انہوں نے ایک امدادی رقم [illegible] کے دوسرے امکان کا بھی

شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جو پیشوا کو اپنا پرچہ سمجھتے ہیں۔ اور پیشوا کی مصیبت میں ہمدردی کا اظہار ضروری سمجھتے ہیں۔

صوبہ متحدہ کی مسلم لیگ

اور جس بھیر یا لارڈ ارون کی سیاحت کے وقت سے خواب ناز میں سونے والی مسلم لیگ صوبہ متحدہ نے موسم بہار (رائل کمیشن کی آمد) کی آمد کی خبر سنتے ہی کروٹ لی۔ اور ٹھیک اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں میرٹھ میں مسلمانوں کی اس نام نہاد سیاسی جماعت نے راجہ صاحب سلیم پور کی صدارت میں بغیر اس کے سکرٹری کی اجازت کے جلسہ منعقد کر دیا۔

میں اس وقت اس پر بحث نہیں کرنی چاہتا کہ آیا حقیقی معنوں میں یہ نمایندہ جلسہ تھا بھی یا نہیں؟ کیونکہ اس بحث کا وقت گذر چکا۔ بحالیکہ تجاویز کا جہاں تک تعلق ہے۔ میں سوائے اس تجویز کے جس میں جداگانہ انتخاب کے حق سے دست برداری کی منظوری چند شرائط کے ساتھ دی ہے۔ تمام تجاویز کو مسلمانوں کے لئے بیحد مفید سمجھتا ہوں۔

میری رائے میں کسی شرط پر بھی جداگانہ حق نیابت سے دستبرداری کا اعلان مسلمانوں کی سیاسی زندگی کے لئے پیام اجل ہے۔ لہذا ضرورت ہے کہ مسلمانوں کا سمجھدار طبقہ ان سوراج پرستوں کے دام تزویر سے بھولے مسلمانوں کو بچانے کے لئے میدان عمل میں آئے۔

خدا کے لئے آنکھیں کھولو۔ اور اپنی قوم کی سیاسی زندگی کے لئے زہر کا پیالہ خود تیار نہ کرو۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ مشترکہ انتخاب کی صورت میں کسی صوبہ سے بھی کسی لائق مسلمان کے منتخب ہونے کی توقع ہے؟ دیکھو وہی امداجمیر کے انتخابات پیجسلیچر کو اور انتخابات میونسپلٹی ہائے پنجاب یو۔ پی کو جہاں سے آج تک کوئی لائق تو کجا نالائق مسلمان بھی منتخب نہ ہو سکا۔ خدا کے لئے آنکھیں کھولو۔ اور پرائے شگون کے لئے ناک نہ کٹواؤ۔

مہاراجہ نابھہ کے معترضین

ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب نابھہ کے لئے انتہائی بدنصیب ساعت وہ تھی جبکہ ان کے خلاف پٹیالہ اسٹیٹ نے بقول ان کے جارحانہ جدوجہد شروع کی اور اس رسہ کشی کا نتیجہ بدنصیب اور مظلوم مہاراجہ کو اپنے غدار رفقا کی بے ایمانی کی وجہ سے تخت نابھہ سے جبریہ دست برداری لکھنی پڑی۔

مہاراجہ صاحب کا دست برداری کے کاغذات پر دستخط کرنے تھے کہ وہ ذلیل اور کمینہ ہستیاں جو سری مہاراجہ صاحب کو دیکھتے ہی قدموں میں گرا کرتی تھیں، طوطے کی طرح آنکھیں بدل کر حریفوں سے جا ملیں۔ کیونکہ ان کو مہاراج کی ذات سے محبت نہیں تھی۔ بلکہ وہ ان سنہری ہڈیوں کے متلاشی تھے جن کے لئے بلڈاگ دم ہلاتا ہوا

اپنے آقا کے پیروں کو چاٹا کرتا ہے۔

حال میں مسٹر پانیکار سابق ایڈیٹر اخبار ہندوستان ٹائمز کی شائع شدہ کتاب کا بہت چرچا ہوا ہے۔ جس میں بے زبان مہاراجہ نابھ کے خلاف خوب زہر اگلا گیا ہے۔

مہاراجہ صاحب نابھ کا خیال ہے کہ یہ کتاب ان کے حریفوں کے اشارہ سے شائع کی گئی ہے۔ اور مہاراجہ صاحب نابھ نے ان تمام الزامات کی تردید کر دی ہے مگر "نرلیشن" جیسی پالیسی کے اخبارات ابھی تک مہاراجہ صاحب پٹیالہ کا حق "رفاقت" ادا کر رہے ہیں اور پنجرے میں بند شیر پر حملہ آور ہو کر اپنی شرافت کا اظہار کر رہے ہیں۔

مہاراجہ کو ابھی اس کائیں کائیں سے نجات نہیں ملی تھی کہ بدقسمتی سے سینیر مہارانی صاحبہ کا مسوری میں انتقال ہو گیا۔ دوران علالت میں ہز ہائی نس نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسوری سے بعض احتیاطی تدابیر کی درخواست کی۔ جو نہ معلوم کن وجوہات کی بنا پر مسترد کی گئی۔ اور بالآخر وہ خطرات سامنے آئے جو مہاراجہ نابھ نے اپنی درخواست میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے ظاہر کئے تھے۔ اور اس طرح بدنصیب اور مظلوم مہاراجہ کو لاکھوں روپے کا نقصان اپنے کامیاب حریفوں کی سازش سے اٹھانا پڑا۔ جو تخت و تاج چھیننے کے بعد بھی چین کا سانس نہیں لینے دیتے۔

معتبر ذریعے سے معلوم ہوا ہے کہ سینیر مہارانی صاحبہ کو زہر دیا گیا۔ اور ان کی موت زہر کے اثر سے ہوئی۔ مگر گورنمنٹ آج تک زہر دینے والوں کا پتہ نہ چلا سکی۔

نرلیشن کے کور چشم ایڈیٹر نہایت کمینگی اور غیر ذمہ داری کیساتھ یہ شرمناک الزام بھی مہاراجہ نابھ پر ہی عائد کرتے ہیں۔ اور یہ دنیا کی آنکھوں میں خاک ڈالکر مہاراجہ صاحب کو بدنام کرتے ہیں کہ مہاراجہ نابھ داداو کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے ہیں۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ داداؤں اور بیٹے میں کچھ فرق نہیں ہوتا۔ پھر اس سے زیادہ شرمناک واقعہ اور کیا ہوگا کہ ایک بیٹا اپنے باپ کے مقابلہ میں آستین چڑھا کر کھڑا ہو جائے۔

میں جانتا ہوں کہ اگر آج مہاراجہ صاحب نابھ کے حکمران ہوتے تو ان کے خلاف یہ کائیں کائیں نہ ہوتی۔ اور ایسے شرمناک الزامات پر گورنمنٹ کی مشینری ان دریدہ دہن اخبارات کے خلاف ضرور حرکت میں آتی۔ مگر افسوس کہ مہاراجہ نابھ کی شرافت اور مظلومیت اور گورنمنٹ کی چشم پوشی نے بعض بندگان زر کو اور دلیر بنا دیا ہے۔ بہرحال ضرورت ہے کہ پولیٹکل ڈیپارٹمنٹ اس شرارت پر

خصوصیت سے توجہ کرے اور ان شرمناک غلط بیانیوں کا جلد خاتمہ کرے۔

پارس اور حضرت خواجہ حسن نظامی

ہندو سنگٹھن کی بدولت اچھے سے اچھے اور شریف سے شریف اور معقول سے معقول ہندو کی ذہنیت شرمناک طریقہ سے بدل جاتی ہے۔

حضرت خواجہ صاحب نے شاہجہانپور کے راجہ صاحب کی مسجد شکنی کے خلاف مسلمانان ہندوستان کو جلسے کرنے کا مشورہ دیا۔ تو اس پر لالہ کرم چند صاحب ایڈیٹر اخبار پارس آتش در بغل ہوگئے۔ اور پارس میں انہوں نے اپنی تمام شرافت، انسانیت اور معقول پسندی کو بالائے طاق رکھ کر حضرت کے خلاف ایک سخت مضمون لکھ کر ثابت کر دیا کہ مذہبی جنون میں لالہ کرم چند جی کسی دوسرے مہاسبھائی ہندو سے پیچھے رہنے والے نہیں۔

میں لالہ صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے [illegible] تحریر پر غور کریں۔ اور دیکھیں کہ انہوں نے کس قدر خلاف واقعہ اور اہانت آمیز مضمون لکھا ہے جس کی ان کے دوستوں کو ان کی معقولیت پسندی سے ہرگز ہرگز توقع نہ تھی۔

پروفیسر اندر کی گرفتاری

پروفیسر اندر صاحب جو سوامی شردھانند کے صاحبزادے ہیں۔ مدارجن کے نئے ایڈیٹر کے زیر دفعہ ایک سو تریپن الف گرفتار کر لئے گئے۔

پروفیسر صاحب ایک ممتاز کانگریسی اور ایک ممتاز آریہ سماجی ہیں۔ پروفیسر صاحب کی گرفتاری کے بعد سے آریہ سماجی اخبارات نے دہلی کے محکمہ سی آئی ڈی کے مسلمانوں پر دھاوا بول دیا ہے۔

مجھے جہاں تک معلوم ہوا ہے دہلی کے محکمہ سی آئی ڈی کے افسر اعلیٰ مسٹر مارگن صاحب ہیں۔ جو نہایت مدبر اور سمجھدار اور معقول اور شریف انسان ہیں۔ اور وہ نہ ہندو ہیں نہ مسلمان۔ بلکہ مذہب عیسوی کے متبع ہیں اور یہ ان کی انتہائی توہین ہے کہ ان کے متعلق یہ لکھا جائے کہ وہ خود تو عقل و خرد سے بے بہرہ ہیں اور اپنے کسی ماتحت کے اشارہ میں رہ کر کام کرتے ہیں۔

میں مقدمہ کے متعلق کچھ نہیں لکھنا چاہتا۔ مگر دہلی اور بیرون دہلی کے آریہ سماجی اخبارات سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا وہ دہلی گورنمنٹ کے علاوہ ہندوستان کی کسی گورنمنٹ کا [illegible] سکتے ہیں جس نے پریس کو اتنی آزادی دے رکھی ہو [illegible] ہندوستان کے کسی صوبہ کے حکام کے ایسے [illegible]

[illegible] دہلی کی مثال پیش کر سکتے ہیں۔ جو کیونل اور پولیٹیکل حالات ہمارے مسٹر جانسن اور مسٹر اور ڈاور مسٹر مارگن نے اختیار کر رکھی ہے اور یہ ذہنی عالیت ابدیشی کا نتیجہ ہے کہ دہلی باوجود سماجی جدوجہد کا مرکز ہونے کے فسادات سے محفوظ رہتی ہے۔

قارئین پیشوا کو معلوم ہے کہ میں قصیدہ گو نہیں ہوں۔ مگر ناحق شناسی ہوگی اگر میں یہ ظاہر نہ کروں کہ اگر آج پنجاب اور دوسرے صوبوں کی سی سختی دہلی کا محکمہ سی آئی ڈی روا رکھے تو دہلی کے اخبار نویسوں کو جیل کا کھانا یاد آ جائے۔ نیز میں یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ان کا ترجمہ کرنے والا میرے علم میں کوئی مسلمان نہیں ہے۔ اور غالباً اس علم کے بعد وہ طوفان ختم ہو جانے گا جو سی آئی ڈی دہلی کے خلاف پیدا کیا جا رہا ہے۔

زلزلہ آگیا

اخباری دنیا میں شروع اکتوبر سے زلزلہ آگیا ہے جب سے کہ میرے مکرم جناب مولانا ڈاکٹر شفیع احمد صاحب پی ایچ ڈی نے سہ روزانہ زلزلہ کے نام سے اخبار جاری کیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب لٹریری دنیا میں عرصہ سے متعارف ہیں۔ ڈاکٹر آف لٹریچر کی ڈگری ہے۔ مشہور مناظر و داعی اسلام ہیں ان کے قلم میں جوش اور روانی ہے۔ اور سینہ میں ملت بیضا کے لئے درد مند دل رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے دنیائے اسلام کے بہت زیادہ نیک نام اور شہرت پسند زندیق امراؤ مرزا عرف مرزا حیرت سابق ایڈیٹر کرزن گزٹ کی بیہودہ سرائیوں کی دلائل و واقعات کے ساتھ پردہ دری شروع کر دی ہے۔

امراؤ مرزا عرف مرزا حیرت منکر شہادت سیدنا امام حسین علیہ السلام ایک غیر فانی شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ ان کی جرأت بیجا کا جواب جس معقول اور مدلل اور مہذب طریقہ سے ڈاکٹر صاحب نے دیا ہے وہ موصوف ہی کا حصہ ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی نقطۂ نظر سے واقعات حاضرہ پر خوب بحث کی جاتی ہے چونکہ اخبار تبلیغی مقاصد کو سامنے رکھ کر جاری کیا گیا ہے اس لئے میں پیشوا کے ان خریداروں سے اپیل کرتا ہوں جو کم سے کم سال روپیہ ماہوار خرچ کر سکتے ہوں۔ کہ وہ فوراً مہتمم صاحب سہ روزانہ زلزلہ چاندنی چوک دہلی سے خریداری کی درخواست کریں اور جو خود خرید نہیں سکتے ان کا فرض ہے کہ وہ صاحب حیثیت مسلمانوں کو خریداری پر آمادہ کریں، اور ہر قصبہ اور ضلع کے [illegible] کو مجبور کریں کہ وہ یہ اخبار ضرور منگایا

ہندوستان میں فلم سازی

مسٹر ماتھر ایک اولوالعزم ہندو نوجوان ہیں۔ جنہوں نے حال میں یورپ کا سفر کر کے فلم سازی کے فن کو بحیثیت ایک طالب علم کے مطالعہ کیا۔ اور جرمنی میں اسی فن کے متعلق خاص طور پر تعلیم حاصل کر کے وہ اپنے وطن آئے۔ اور دہلی میں ایک عظیم الشان کارخانہ فلم سازی کا قائم کیا۔ جہاں انہوں نے سب سے پہلے "لائٹ آف ایشیا" میں مہاتما گوتم بدھ کی زندگی کو فلم کی صورت میں پیش کیا۔ اس عظیم الشان فلم کی تیاری میں مسٹر موصوف کو سخت مشکلات کا سامنا ہوا مگر یہ فلم اتنا کامیاب ہوا کہ یورپ میں بڑی وقعت کی نظر سے دیکھا گیا۔ خود ہز امپیریل مجسٹی نے متعدد بار گہرے تاثر کے ساتھ اس فلم کا ملاحظہ کیا۔ جو ایک ہندوستانی فلم کی انتہائی عزت افزائی ہے۔

اب مسٹر ماتھر نے متعدد چھوٹے چھوٹے فلم دہلی کی قطب مینار اور تمام تاریخی مقامات کے تیار کئے ہیں۔ جن کو انہوں نے اپنی مہربانی سے مجھے دکھانے کی عزت بخشی ہے۔

دہلی اور آہ بدنصیب دہلی جس کا سہاگ لٹ چکا ہے اور جس کے ذرہ ذرہ میں ایک تاریخ پوشیدہ ہے۔ اسی دہلی میں حکومت کرنے والے مغل بادشاہوں کی زندگی کے اگر فلم لئے جائیں تو موجودہ فرقہ وارانہ فضا کو بدلنے میں بہت کچھ مدد مل سکتی ہے۔ میں نے مسٹر ماتھر سے درخواست کی ہے کہ وہ مغل امپائر کے عروج و زوال کے فلم بنائیں۔ ان کی صحیح طرز معاشرت سے موجودہ ہندوستان کو متعارف کرائیں تاکہ بدنصیب اور لڑاکو ہندو مسلمان دیکھیں کہ اب سے پہلے ہندو مسلمان کس طرح شرافت اور امن کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ مسٹر موصوف نے میری تجویز پر ہمدردانہ غور کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

مجھے امید ہے کہ اگر مسٹر ماتھر کی والیان ریاست نے سرپرستی کی تو وہ ایک روز دہلی میں امریکن فلم ساز کمپنیوں کے مقابلہ کا کارخانہ قائم کر سکیں گے جس کے لئے وہ ہر طرح میری رائے میں موزوں ہیں۔

قارئین پیشوا

سے یہ عرض کرتے کرتے تھک گیا کہ خدا کیلئے خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری لکھئے۔ جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ بھیجئے۔ تاریخ اشاعت پر اگر پرچہ نہ پہونچے تو فوراً کارڈ کے ذریعہ طلب کر لیجئے۔ مگر افسوس کہ میری درخواست پر توجہ نہیں کی جاتی۔ کاش وہ اتنا غور کرتے کہ منیجر نہ کسی حکم کی تعمیل ہوگی۔ اور نہ میرے اور ان کے تعلقات خوشگوار رہیں گے۔ لہٰذا پھر عرض کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اس پر توجہ کیجئے اور [illegible]

[illegible] کی اطلاع کے وقت نمبر خریداری لکھئے۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف

پیشوا کا مقدمہ

۳۰ اکتوبر کو مسٹر ای ایس رئیس صاحب سٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوا۔ مدیر پیشوا کی جانب سے دہلی کے نامور وکلا مسٹر بنسی بہاری لال صاحب ترنگی مولوی حافظ عبدالعزیز صاحب۔ مولوی شیخ محمد صدیق صاحب مولوی عظمت اللہ صاحب وغیرہ حضرات تھے۔ مستغیث حاضر نہ تھا۔

عدالت نے ملزمین کی حاضری لیکر آئندہ پیشی ۱۶ نومبر مقرر فرمائی۔

دہلی اور بیرون دہلی کے ہندو مسلم سکھ احباب کی ایک بڑی تعداد احاطہ کچہری میں موجود تھی۔ جن کی تکلیف فرمائی کا شکر گزار ہوں اور قارئین پیشوا سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھے اپنی مخلصانہ دعاؤں میں فراموش نہ کریں۔ اور اس تازہ آزمائش پر استقامت اور صبر کی دعا مانگیں۔

بلیدان چترا ولی

رسوائے عالم راجپال کی شرارتوں کا سلسلہ اسقدر بدامنی کے بعد بھی ختم نہ ہوا۔ ابھی گورنمنٹ اس ملعون کتاب کی ضبطی سے فارغ بھی نہیں ہوئی تھی کہ دشمنان امن نے پیراگ کے انگارے اچھالے۔ اور ۱ عہد میں بلیدان چترا ولی کے نام سے ایک نہایت اشتعال انگیز اور شر آمیز اور سراپا جھوٹا البم شائع کیا جسکو دیکھنے کے بعد ناممکن ہے کہ کسی ہندو کے دل میں مسلمانوں کے خلاف اشتعال نفرت اور حقارت پیدا نہ ہو۔ اور جب ایک قوم کے جذبات مشتعل ہو جاتے ہیں تو ان کے لیے لازمی ہے کہ وہ امن کو دھکیل دیں۔

آخری اطلاعات یہ ہیں کہ حکومت پنجاب نے بلیدان چترا ولی کی کاپیاں ضبط کرلی ہیں۔ مگر کیا حکومت کو معلوم نہیں کہ صوبہ پنجاب میں جب راجپال کی خباثت کو ضبط کیا گیا تو دہلی بنارس اور دوسرے مقامات پر نہایت تنظیم کے ساتھ اس ملعون کتاب کی اشاعت ایک خفیہ نظام کے ماتحت کی گئی۔ لہذا ضرورت ہے کہ نیک دل اور امن پسند لارڈ اروِن فوراً اس دوسری شرارت کا خاتمہ کرنے کے لیے اپنے اختیارات خصوصی سے کام لے کر بلیدان چترا ولی کو تمام ہندوستان میں ضبط کریں۔ اور اس سازش اور نظام کی تلاش کے لئے گورنمنٹ آف انڈیا کے افسران خصوصی کو مقرر فرمائیں جس نے امن کو مستقل طور پر بطور پیشہ کے دھکیاں دیکر گورنمنٹ کی انتظامی مشکلات میں اضافہ کر رکھا ہے۔

مہاشہ جی انداز گفتگو

گذشتہ اشاعت میں لکھ چکا ہوں کہ میں نے سمجھا تھا کہ ظفر نسیم کی ناکامی کی وجہ محض ہندو [illegible]

[illegible]

جو خوش قسمتی سے گرو گھنٹال کے ایڈیٹر بیٹھے ہیں [illegible] مولانا ظفر علی خاں کو ہندو اخبارات نے ایسی گالیاں کی کہ مولانا کو اپنے صاحبزادہ چند اختر کو صدقہ کا بکرا بنانا پڑا

تازہ گرو گھنٹال میں مجھے مخاطب کرکے ارشاد فرماتے ہیں۔

"اگر جناب کو واقعی ہندوستان کے امن چین کا خیال ہے تو اپنے پیر و مرشد خواجہ حسن نظامی کے منہ میں لگام دیتے۔"

(گرو گھنٹال ۲۲۔ اکتوبر کالم ۱)

میں ایڈیٹر صاحب گرو گھنٹال سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ حقیقتاً اپنے قلم کو سچا ثابت نہ کرنا چاہتے ہوں تو بتائیں کہ کیا یہ انداز گفتگو شریفانہ ہے۔!

ہر اک بات پہ تم جو کہتے ہو کہ تو کیا ہے!
تمہیں بتاؤ کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے!

اس بیہودہ بکواس کا جواب بہت آسانی سے دیا جا سکتا ہے مگر کیا بھٹیاریوں کی طرح گالیاں دینا اور شرفا کی پگڑیاں اچھالنا اس قدر آسان ہے کہ ہر شخص دیوانہ بن کر عقود در گزر سے کام لیگا۔ کسی شریف اخبار نویس کو زیب دیتا ہے۔؟

مہاشہ جی اگر خود کچھ پڑھا لکھا نہیں تھا تو کبھی شرفا کی صحبت میں رہے ہوتے۔ اور اس خرافات کو شائع کرنے سے پہلے حضرت خواجہ صاحب قبلہ اور اپنی پوزیشن اور حیثیت کو سمجھ لیا ہوتا خواجہ صاحب کے منہ میں لگام ڈالنے کے خیال سے پہلے اپنی پچھاڑی کی تو خیر منائی ہوتی۔

میں شریف ہندوؤں سے عموماً اور لالہ کرم چند جی سے خصوصاً دریافت کرتا ہوں کہ آپ ہی بتائیے کہ مسلمان اخبارات اس قسم کی تحریرات کا کیا جواب دیں۔؟

اس کے علاوہ میں ایڈیٹر صاحب گرو گھنٹال اور تمام ان ہندوؤں کو جو حضرت خواجہ صاحب کو موجودہ بگڑی ہوئی حالت کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ چیلنج دیتا ہوں کہ اگر ان کے اعتراضات میں کچھ وزن اور حقیقت ہے تو میدان میں آئیں۔ اور کسی غیر سرکاری کمیشن کے سامنے حضرت خواجہ صاحب کی وہ تحریرات پیش کریں جن کو وہ بدامنی کا ذمہ دار بتاتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ وہ [illegible] نہ ہو پھر منصف پسند دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ [illegible] کیا ہے!

جامع مسجد فتحپوری

[illegible]

... دس پندرہ برس پہلے بھی ایسا ہی طوفان بے تمیزی ... صاحب جامع مسجد نواب فیض احمد خاں صاحب اور ... الملک بہادر وغیرہ شرفا کے خلاف اٹھایا گیا تھا جس پر اہل دہلی نے ایک نگاہ غلط انداز بھی نہیں ڈالی۔

مجھے امید ہے کہ دہلی کے شریف مسلمان ایسی کائیں کائیں پر توجہ نہیں کریں گے۔ کیونکہ وہ اسوقت کو نہ بھولے ہونگے جبکہ دہلی کے ڈیڑھ سو مسلمان سوراجی مسلمانوں کے شیطانی اعلانات اور ... کی سازشوں سے پھانسی کے تختہ پر کھڑے کر دیئے گئے تھے۔ اور مسلمانان دہلی کے گھر ماتم کدے بنے ہوئے تھے۔ تو اسوقت جو شیر دل سینہ تان کر ان بے کسوں کی امداد کے لئے کھڑے ہوئے تھے، انہیں حضرت امام صاحب قبلہ اور پیرزادہ محمد حسین صاحب قبلہ جیسی محترم ہستیاں بہت ممتاز تھیں اور جو لوگ آج ان کے منہ آرہے ہیں۔ وہ گیدڑوں کی طرح دن کے وقت خاموش تھے۔

اس کے علاوہ میں ان "صاحبزادے" سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کونسے بدذات ۔ ۔ ۔ ۔ تھے، جو فراش خانہ کی ایک طوائف کے ہاں اس کے ۔ ۔ ۔ ۔ آشنا سے جوتے کھانے اور چاقو سے گھائل ہونے کے بعد کئی ہفتہ ہسپتال میں پڑے ایڑیاں رگڑتے رہے۔

اگر اس پہیلی کو بوجھ کر بتاؤ تو سو روپے انعام پاؤ

آہ مظلوم

معزز ہمعصر اخبار ریاست راوی ہے کہ مہاراجہ پٹیالہ کے اختیارات پر ایک کاری ضرب جان بل نے لگائی ہے یعنی مہاراجہ پٹیالہ کو اب دو سو روپے سے زیادہ کے ملازموں کے عزل و نصب کا اختیار بھی "راجپوت مہاراجہ" کو نہ ہوگا۔ اور جوڈیشل اختیارات بھی وزیر اعظم صاحب کے سپرد کر دیئے گئے۔

جس وقت مظلوم مہاراجہ نابھہ کو ایک وسیع سازش کے ماتحت تخت نابھہ سے دستبردار ہونا پڑا تھا اسوقت اس مظلوم کی آہ عرش اعظم تک پہنچی تھی جس وقت بیکس اور غریب دیوان سنگھ پر پے در پے جعلی مقدمات قائم کئے گئے تھے اسوقت آہ مظلوم کی دادرسی داور اعظم نے کی تھی اور آج دنیا والوں نے بھی دیکھ لیا کہ مظلوم کی آہ خالی نہیں جاتی۔

مہاراجہ ... اور مہاراجہ پٹیالہ کے متعلق مفصل حالات آئندہ اشاعت میں درج ہونگے۔

... ایمان کی قیمت

مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب اور مولانا احمد سعید ... آجکل ... طور سے رات دن مصروف ہیں

کہ کسی طرح منشی مظہر الدین ایڈیٹر الامان کے الزام زنا کی تردید مفتی کفایت اللہ صاحب اور مسٹر محمد علی صاحب سے کرا دیں۔

سنا جاتا ہے کہ مذکورہ حضرات کے ایمان پر بولی بولی جا رہی ہے۔ ایک نے صاف جواب دیدیا ہے دوسرے نیم رضامند ہیں۔ میں بھی ان مفتیان شرع متین اور حاملان سند نبوت اللہ دو صاحبان کے بے ایمان کہنے والوں کے ایمان کو بہت غور سے دیکھ رہا ہوں مفصل آئندہ لکھوں گا۔

حیدر آباد کا بجٹ

نواب حیدر نواز جنگ بہادر وزیر مال حیدر آباد دکن ہندوستان کے ان نامور مالی ایکسپرٹوں میں سے ایک ہیں جن کی ذات پر ہندوستان جتنا بھی فخر کرے کم ہے۔ سر باسل اور دوسرے فنانشل ماہرین نواب حیدر نواز جنگ کی اعلیٰ قابلیت کے معترف ہیں۔

وہ ایک عرصے سے سلطنت نظام کا ایسا بجٹ تیار کرتے ہیں کہ نہ تو اس میں ٹیکسوں کی بھرمار ہوتی ہے، اور نہ رعایائے حیدر آباد کو اور نہ سلطنت حیدر آباد کو ان سے شکایات پیدا ہوتی ہیں۔ جنگ یورپ کے محشر خیز زمانہ میں جبکہ یورپ اور ایشیا کی تمام سلطنتیں دیوالیہ ہو رہی تھیں سلطنت دکن کا مالیہ خرچ سے زیادہ ہی رہا۔

سال آئندہ کے بجٹ میں مسٹر حیدری نے ۴۴ لاکھ کی بچت دکھائی ہے، جس میں سے ایک خاص رقم صنعت و حرفت اور ریل اور مدارس پر نہایت فراخ دلی کے ساتھ خرچ کی جائے گی۔

سلطنت دکن کے خزانہ میں اس وقت پندرہ کروڑ روپیہ نقد موجود ہے، جو اعلیٰ حضرت تاجدار دکن کے تدبر اور فضول خرچی اور تعیش سے نفرت کا نتیجہ ہے۔ ایسی حالت میں جبکہ ہندوستانی ریاستوں کا بڑا حصہ مقروض ہے دکن کے خزانہ میں پندرہ کروڑ روپے کے جمع ہونے پر اعلیٰ حضرت اور مسٹر حیدری دونوں مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اور وہ ملک یقیناً خوش قسمت ہے جسکو مسٹر حیدری جیسے اعلیٰ ماہر مالیات کی خدمات حاصل ہوں۔ اور جس پر اعلیحضرت میر عثمان علی خاں جیسا بیدار مغز مدبر اور رعایا پرور اور کفایت شعار حکمراں سریر آرائے سلطنت ہو۔

اعلیحضرت غازی امان اللہ خاں کا سفر یورپ

حال میں یہ اطلاع اخبارات میں شائع ہوئی ہے کہ کابل کے جوان بخت و جواں سال تاجدار اعلیٰ حضرت غازی امان اللہ خاں یورپ کے سفر پر روانہ ہونے والے ہیں۔

اگر قدامت پسندوں کے نقطہ نظر سے اس سیاحت پر نظر ڈالی جائے تو تخت کابل کے لئے اور والی تخت کابل کے لئے

اور رعایائے کابل کے لئے اس سفر میں متعدد خطرات ہیں۔ اور خدا کرے کہ جو وسوسے کابل کے دیندار بادشاہ کے سفر کے متعلق بہت دل میں پیدا ہو رہے ہیں وہ سب غلط ثابت ہوں۔ اور اعلیٰ حضرت یورپ کے سفر کا تحفہ تفریح اور تعیش نے کر کابل واپس نہ آئیں۔ بلکہ جدید ترقیات اور ایجادات کا ایک بے شمار خزانہ اعلیٰ حضرت کے ساتھ ہو جس سے وہ بیند افغانوں کو ترقی کے راستہ پر چلنے میں آسانیاں ہوں۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب امیر حبیب اللہ خاں ہندوستان کی سیاحت کے لئے تشریف لائے تھے، تو بڑے بڑے یورپین افسر افغانی سپاہیوں کے استنجے کے لئے مٹی کے ڈھیلے تلاش کرتے پھرتے تھے۔ مگر افسوس کہ جب وہ ہندوستان سے واپس گئے تو ان کی دینداری اور جفاکشی عیش پسندی اور دینی احکام سے روگردانی میں تبدیل ہوگئی۔ خدا کرے کہ اعلیٰ حضرت امان اللہ خاں غازی جو اس وقت عالم اسلامی کی امیدوں کا منبع ہیں اور جن کی دینداری شان اسلام میں مسلمہ ہے، یورپ کے بدترین اشغال کو یورپ ہی میں چھوڑ کر اپنے وطن مالوف میں واپس آئیں۔

انسداد توہین مذاہب کا قانون

قارئین کرام میں سے اکثر حضرات کا تقاضہ ہے کہ قانون انسداد توہین مذاہب کا خلاصہ شائع کیا جائے۔ لہذا معاصر توحید امرتسر سے اس قانون کے الفاظ معہ سلیکٹ کمیٹی کے نوٹ کے نقل کئے جاتے ہیں۔

"جو شخص حضور ملک معظم کی رعایا کے کسی فرقہ کے مذہبی احساسات کو صدمہ پہنچانے کے لئے جان بوجھکر اور بدنیتی کے ساتھ لکھکر یا بول کر یا تصویروں یا اشاروں کے ذریعے اس فرقے کے مذہب یا مذہبی عقائد کی توہین کرے گا، یا توہین کرنے کی کوشش کریگا، تو اسے دونوں قسم کی قید (قید محض یا قید بامشقت) کی سزاؤں میں سے کسی قسم کی سزائے قید دیجائے گی، جسکی میعاد دو سال تک ہوسکتی ہے، یا جرمانہ ہوگا۔ یا دونوں سزائیں دیجائینگی"

اس دفعہ میں مذہبی احساسات اور مذہبی عقائد کی توہین کو جرم قرار دیا گیا ہے۔ لیکن بانیاں مذاہب کی عزت و توقیر یقیناً ہر مذہب کے پیروکار کا اولین عقیدہ ہوتا ہے اس لئے توہین عقائد کے ضمن میں توہین بانیان مذاہب یقیناً شامل ہوگی، لیکن با ایں ہمہ اگر کسی قسم کا شبہ پیدا ہوتا ہے تو منتخب کمیٹی کی تشریحی یادداشت کے بعد وہ باقی نہیں رہنا چاہیے اس حصہ کے متعلق تشریحی الفاظ یہ ہیں۔

"ایک ایسا واقعہ موجود ہے جس سے یہ سمجھا گیا ہے کہ بانی مذہب کی توہین لازمی طور پر مذہب کی توہین نہیں ہے اس لئے ہمنے اس بات کی گنجائش رکھی ہے کہ نئی دفعہ کی رو سے صرف یہ بات جرم سمجھی جائے گی کہ سوچ سمجھکر اور جان بوجھکر کسی مذہب کے پیروؤں کا دل دکھانے کے لئے اس مذہب کی توہین کی گئی ہو اور اس بات کو صاف کر دینے کے لئے کہ بانی مذہب پر حملہ کرنا اس دفعہ کی زد سے باہر نہیں ہے۔ ہمنے اس بات کو خاص طور پر قابل سزا قرار دیا ہے کہ کسی مذہب کے پیروؤں کے مذہبی عقائد کی توہین کیجائے"

حمل سے وضع حمل تک

۲۰×۳۰ ۸ سائز اعلیٰ کا سفید ولایتی کاغذ بہترین لکھائی چھپائی، ضخامت ۹۰ صفحے۔ قیمت آٹھ آنے۔ ملنے کا پتہ مینیجر حلقہ مشائخ پوسٹ بکس ۱۵ دہلی

یہ اس سلسلہ کی پہلی کڑی ہے، جو سیدی و مولائی حضرت حسن نظامی صاحب قبلہ عورتوں کی طبی تعلیم کے لئے ملک کے نامور ادیب جناب مولانا ڈاکٹر سید احمد صاحب سابق ایڈیٹر اخبار ... سے لکھوا رہے ہیں

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہندوستان میں عموماً اور خصوصاً ... میں بوجہ جہالت و ناواقفیت کے زچگی کے وقت اور وضع حمل کے دوران میں اکثر بہت معمولی غلطیاں انسانی جان کی ہلاکت کا باعث ہوتی ہیں۔ اور ذرا سی غفلت اور ناواجب حیا سے اکثر قیمتی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔

حضرت خواجہ صاحب نے ملک پر بڑا احسان کیا کہ اس سلسلہ کی بہترین طبی تصانیف کا ایک ایسے نامور اور شہرہ آفاق طبیب اور ادیب سے لکھوانی شروع کیں، جو اپنی طبی قابلیت کے لئے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ یورپ میں بھی مشہور ہیں۔ اور جنکی ادبی قابلیت کا اعتراف ارباب علم نے سنہری تمغہ دیکر ابھی حال میں کیا ہے۔

کتاب میں ادب لطیف کی چاشنی ہے اور بہت صاف اور سادہ اردو میں طبی نکات اور ہدایات درج کی ہیں کتاب باوجود خشک ہونے کے پڑھے جانے کے لحاظ سے بہت دلچسپ ہے۔ اور اس کتاب کی اشاعت پر میں خواجہ صاحب اور جناب ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں دلی خلوص سے مبارکباد عرض کرتا ہوں، خدا کرے اس کے بقیہ حصے بھی جلدی شائع ہو کر ملک و ملت کے لئے مفید ثابت ہوں ☆

باب التفسیر

تفسیر سورۃ الفتح

(از حضرت مولانا سید محمود صاحب مولوی فاضل)

(گزشتہ سے پیوستہ)

گزشتہ آیتوں میں یہ امر ظاہر کیا گیا تھا کہ ہماری مصلحت ہی تھی کہ ہم نے جنگ کی اجازت نہ دی ورنہ کفار مکہ تو کبھی تم سے بازی نہ لیجاتے اور بے یار و مددگار پریشان ہوتے اور نہ لڑنے پر بھی ہم نے تم کو ان کی ایک جماعت پر جو شبخون کے لئے آئی تھی فتح دے کر کے تمہارے ہاتھوں اس کو اسیر کر دیا اس کے علاوہ ایک سبب جنگ نہ کرنے کا اور بھی تھا اگرچہ کفار مکہ نے تم کو زیارت کعبہ سے روکا تھا اور تمہارے قربانی کے جانوروں کو منا میں جانے سے باز رکھا تھا اور جاہلیت کے تعصب کو ظاہر کر کے تمہاری پوری مخالفت کی تھی جس پر ان کی سزا تو یہی تھی کہ تم کو ان کی سرکوبی کا حکم دیا جاتا مگر در اصل بات یہ تھی کہ کفار مکہ میں کچھ آدمی وہ بھی شامل تھے جو کفار مکہ اور تمہارے علم میں نہ تھے مگر در اصل وہ مسلمان تھے اور اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتے تھے اگر مقاتلہ کا حکم دیدیا جاتا تو تم کفار مکہ کو قتل کر دیتے اور ان کے ساتھ وہ مسلمان بھی اپنی زندگیوں سے محروم ہو جاتے اور جب بعد میں تم کو خبر ہوتی کہ ان میں وہ مسلمان بھی تھے جو ہمارے ہاتھ سے قتل ہو گئے تو تم کو بہت افسوس اور ملال ہوتا۔ اگر وہ مسلمان جو بہت کمزور اور ضعیف تھے اور کفار مکہ سے خائف ہو کر اپنا ایمان پوشیدہ رکھے ہوئے تھے ان کافروں میں شامل نہ ہوتے تو ہم تم کو جنگ کی ضرور اجازت دیدیتے اور کفار مکہ کو اچھی طرح ان کی شرارت کا مزا چکھاتے۔ مگر یہ صلح کی ہی برکت تھی کہ اس کے بعد ان مسلمانوں نے جو خوف سے ایمان کو چھپائے ہوئے تھے صلح کے بعد علی الاعلان اپنے ایمان اور اپنے عقائد کو ظاہر کر دیا اور بہت سے کافروں کو بھی انہوں نے حلقہ اسلام میں داخل کیا۔ یہ مصلحت خداوندی تھی ورنہ جو منافع کہ اب حاصل ہوئے وہ لڑنے کے بعد ہرگز ہرگز حاصل نہیں ہو سکتے تھے جو لوگ ابتدا میں اس صلح سے مایوس ہوئے تھے یہ اظہار راز ان کی مزید تقویت کے لئے کیا گیا ہے تاکہ وہ [illegible] تسلیم ختم کر کے مایوسی کو دور کر دیں

اور اگر جنگ چھڑ جاتی تو وہ مسلمان جنہوں نے صلح کے بعد اپنے ایمان کو ظاہر کر کے صدہا کافروں کو مسلمان بنایا ضرور قتل ہوتے تو ان مسلمانوں کو رنج و ملال ہوتا اور جو فوائد کہ ان سے ظاہر ہوئے وہ اسلام کو میسر نہ ہوتے اللہ تعالیٰ کی مصلحتیں نہایت باریک ہوتی ہیں جن سے ہر شخص واقف نہیں ہو سکتا۔ اس فائدہ کے علاوہ ایک فائدہ اور بھی تھا جو تم کو صلح سے حاصل ہوا اسکو یاد کرو اور وہ یہ تھا کہ جب کفار مکہ نے تم کو زیارت کعبہ سے باز رکھکر جاہلیت کی حمیت کا اظہار کیا تو اس وقت مسلمانوں کے قلوب مایوسی اور ناامیدی سے بھرے ہوئے تھے پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مسلمانوں پر سکون و اطمینان نازل کر کے انہیں ثابت قدم رکھا اور صلح کے وقت جب بسم اللہ الرحمن الرحیم اور محمد رسول اللہ لکھا گیا تو ان کافروں نے ان کلمات حقہ کی تحریر کی اجازت نہ دی ہم نے اس کلمہ تقویٰ پر جس سے کافروں نے انکار کر دیا مسلمانوں کو قائم رکھا جیسے وہی مستحق اور اہل تھے اور صلح میں یہ بھی ہماری مصلحت تھی کہ کافروں کی بجائے کلمہ تقویٰ پہ تم کو برقرار رکھا۔ جب سہیل بن عمرو کے ساتھ حدیبیہ کا صلح نامہ تحریر ہونا شروع ہوا تو حضرت علی نے بسم اللہ کے بعد لکھا کہ یہ صلحنامہ محمد رسول اللہ کی طرف سے ہے جس پر کافروں نے کہا کہ اگر یہی بات ہوتی کہ ہم تم کو خدا کا رسول مانتے تو جھگڑا ہی کیوں ہوتا لہذا اپنے کو رسول اللہ نہ لکھیے صرف اپنا نام لکھیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے ارشاد فرمایا کہ لفظ رسول اللہ کو مٹا دو مگر انہوں نے عرض کیا کہ میں تو اس لفظ کو مٹا نہیں سکتا آخر آنحضرت نے اپنے دست مبارک سے اس لفظ کو مٹا کر صلح نامہ لکھوایا یہاں اسی کلمہ تقویٰ محمد رسول کی طرف اشارہ ہے کہ کافر اس سے محروم ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس پر قائم رکھا اور وہ اصل اس کلمہ تقویٰ کے مستحق اور اہل بھی مسلمان ہی تھے یہ سب صلح کی برکات ہیں جو صلح کے بعد دیگرے مسلمانوں کو حاصل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ابتدائے سورۃ سے یہاں تک صلح حدیبیہ کے وہ مفاد بیان فرمائے ہیں جو بعد میں مسلمانوں کو ملے اور ان کے علاوہ صلح کے مصالح بھی واضح طور پر ذکر کر دیئے ہیں تاکہ مسلمان اپنے دلوں کو اطمینان و سکون کا مرکز بنالیں کیونکہ ان میں سے بعض وہ لوگ بھی تھے جو آنے والی باتوں کا پورا یقین نہیں رکھتے تھے جب وحی الٰہی نے پیشین گوئی فتوحات کی اور آنے والے وعدوں کا یقین دلایا تو مسلمانوں کے قلب مسرت سے معمور ہو گئے

ہو گئے اور نماز ادا کی ... [illegible] ... مسلمانوں نے ان ... [illegible]
آنکھوں سے دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے کفار کو مغلوب و مقہور کر کے مسجد
فتح کی بشارت پر اسلام کا بول بالا کر دیا۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ	بے شک اللہ نے اپنے رسول کا خواب سچا
الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ	کیا (جو درحقیقت برحق تھا کہ) تم مسجد
الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ	حرام میں ضرور داخل ہو گے اور انشاء اللہ
مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ	امن و امان سے (داخل ہو گے) [illegible]
لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا	سر منڈوا کے اور بال کتروا کے (اور) کسی قسم
فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا	کا خوف نہ ہو گا (ان باتوں کو اللہ) جانتا ہے
قَرِيْبًا هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ	تم اس مصلحت سے واقف نہیں ہو (اور تمہارے
بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ	لئے) اس (داخلہ) کے پہلے ایک فتح نزدیک
عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰى بِاللّٰهِ	(دکھا دی ہے) (اللہ) وہ ہے جس نے اپنے رسول کو
شَهِيْدًا۔	ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو

تمام دینوں پر غالب کرے اور (اس پر) گواہ اللہ کافی ہے۔

سفر حدیبیہ سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خواب دیکھا تھا کہ آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے ہیں اور آپ کے ساتھ اصحاب ہیں جو امن و امان کے ساتھ فرائض حج ادا کر رہے ہیں۔ جب آپ تیار ہو کر مکے کے قریب پہنچے اور ان سے صلح ہو گئی اور آپ نے واپسی کا ارادہ کیا تو بعض منافقین نے بطور تکذیب کے کہا کہ آپ نے جو خواب دیکھا تھا وہ تو پورا نہ ہوا۔ یہاں اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کے خواب کی تصدیق فرماتا ہے کہ جو خواب انہوں نے دیکھا ہے وہ عند اللہ برحق ہے اگر اب نہیں ہو گیا ہے تو آئندہ سال اس خواب کی تعبیر دیکھ لو گے اور فرائض حج کو ادا کرو گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خواب کی تصدیق کرتے ہوئے انشاء اللہ آمنین کا لفظ فرمایا ہے جس پر مفسرین کی یہ رائے ہے کہ پچھلا پتہ فرمایا گیا ہے کیونکہ جس وقت آنحضرت نے خواب بیان کیا تھا اس وقت انشاء اللہ آمنین کہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے وہی لفظ ان کی تصدیق کی ہے اس تصدیق خواب کے بعد یہ کہا ہے کہ جس اللہ جانتا ہے جو تم نہیں جانتے یعنی خواب تو بے شک سچا ہے مگر اس سال حج نہ ہونے اور صلح ہونے کی مصلحت کو ہم ہی جانتے ہیں کہ مکہ جانے سے پہلے خیبر کی غنیمت تمہارے ہاتھ آنے کی اور ان مسلمانوں کو اظہار ایمان کا موقع ملے گا جو اب تک ایمان کو پوشیدہ کئے ہوئے تھے۔ خواب کی تصدیق کے ساتھ ہی اپنے رسول کے صاحب ہدایت اور صاحب دین حق ہونے کی بھی تصدیق فرمائی ہے اور اس کے [illegible]

جاتی ہیں اور دین حق کے پیغمبر ہونے [illegible] جو کچھ نظر آتا ہے وہ بھی جانب حق ہوتا ہے۔ اسی آیت میں اسلام کی تمام دینوں پر غلبہ کی خبر دی گئی ہے آئندہ فتوحات کو اس کے یقینی کرایا گیا ہے تاکہ منافقین کی تکذیب خواب سے مسلمان بد دل نہ ہوں اور انہیں آئندہ کی فتوحات سے خوشی حاصل ہو۔ پھر یہ ارشاد کیا گیا ہے کہ اللہ کافی گواہ ہے۔ اس سے مسلمانوں کو اور زیادہ تسلی دی گئی ہے کیونکہ تحریر صلح نامہ کے وقت کفار نے آنحضرت کی رسالت سے انکار کر کے مسلمانوں کے دل کو مجروح کیا تھا تو ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر یہ رسالت کا انکار کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کی رسالت و نبوت کا گواہ ہے تم کو ان کے انکار سے شکستہ خاطر نہ ہونا چاہئے اس کے بعد صریح الفاظ میں آپ کی رسالت کی تصدیق کی گئی ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ	محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے
مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ	ساتھی کافروں پر نہایت سخت اور آپس میں
بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا	مہربان ہیں تم ان کو رکوع اور سجدہ کرتے
يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا	دیکھو گے (وہ اس حالت میں) اللہ کا
سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ	فضل اور اس کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں
اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ	سجدے کے نشانات ان کی پیشانیوں پر ظاہر
فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ	ہیں ان کی یہ صفت توریت میں ہے (اور کہا)
كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ	ہے اور ان کی مثال انجیل میں یہ ہے کہ (وہ
فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ	مسلمان) مثل کھیتی کے ہیں جو اپنی شاخ نکالتی
يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ	ہے پھر وہ طاقت ور ہو کر موٹی ہو جاتی ہے اس کے
الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	بعد اپنی نال پر کھڑی ہو جاتی ہے [illegible]
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً	کاشتکاروں کے لئے موجب تعجب ہوتا ہے۔
وَّاَجْرًا عَظِيْمًا۔	(اس تشبیہ سے) کفار اس پر غیظ و غضب کرتے ہیں

دیگر یہ کہ جو ان میں ایماندار اور نیکوکار ہیں اللہ نے بخشش اور مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے۔

پہلے تو بالاجمال آپ کی رسالت پر گواہی دی گئی تھی اب صریح طور پر فرمایا گیا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ کفار کو جو آپ کی رسالت سے منکر ہیں وہ دراصل گمراہ اور راہ راست سے بھٹکے ہوئے ہیں یہ اللہ کے رسول ہیں اس لئے کوئی بات خلاف حکم الٰہی نہیں فرماتے ان کا خواب بھی سچا اور خدا کے حکم کے موافق ہوتا ہے جیسے ان کی باتیں سچی قابل یقین ہوتی ہیں ویسے ہی ان کا خواب بھی سچا ہے۔ تمہاری ظاہری آنکھیں خواب کے خلاف دیکھ رہی ہیں لیکن عنقریب تم دیکھو گے کہ خواب حرف بحرف صحیح ہو گا اور نہایت امن کے ساتھ خانہ کعبہ کی زیارت مسلمانوں کو میسر ہو گی [illegible]

[illegible] بے پناہ دار جاں نثار کرتے تھے۔ اس میں اول [illegible] طرف اشارہ ہے کہ اے کفار مکہ اور منافقین تم یہ نہ سمجھنا کہ مسلمان تمہاری طرح باہمی جنگ و جدل میں مصروف ہوکر اپنی قوت و برباد کرلیتے ہیں بلکہ وہ آپس میں شیر و شکر اور ایک دوسرے کے ہی خواہ ہیں اور دشمنوں کے مقابلہ میں یکجان دو قالب بنکر مردانگی کے جوہر دکھاتے ہیں اور دوسری طرف یہ بات ظاہر فرمائی گئی ہے کہ وحی الٰہی بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ جماعت محبوب و مرغوب ہے کہ وحی الٰہی بھی ان کی توصیف و تعریف میں رطب اللسان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے عوض یہ کرامت عطا فرمائی کہ ان کے چہروں پر سجدوں کے آثار نمایاں ہونگے۔ اور یہ آثار دنیا اور آخرت دونوں میں ان کو رحمت سے گئے ہیں۔ قیامت کے دن مواضع سجود نہایت روشن ہونگے آثار وضو اور نشانات سجود کی وجہ سے شناخت کئے جائیں گے اور دنیا میں بھی ان کے چہرے عبادت الٰہی کے باعث نورانی نظر آتے ہیں۔ صاحب لباب فرماتے ہیں کہ نماز و سجود کا اثر ان مقدس ہستیوں کی پیشانیوں سے ظاہر تھا کیونکہ عابد کا چہرہ اہل باطن کے نزدیک آفتاب کی طرح تاباں ہوتا ہے من کثر صلوتہ باللیل حسن وجھہ بالنہار جو رات میں اپنے معبود سے راز و نیاز کرتا ہے دن میں اس کا چہرہ منور نظر آتا ہے۔ صاحب نفحات فرماتے ہیں کہ جب ارواح قرب الٰہی سے صاف ہو جاتی ہیں تو معرفت کا نور چہروں سے برس پڑتا ہے صحابہ کرام عبادت الٰہی کو اسی عشق و محبت سے ادا کرتے تھے جسکو لسان قدرت نے ان پیارے الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ پھر ان بلبلان قدس کے لئے فرمایا کہ ان کا یہ عشق توریت میں بھی مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان شیفتگان ملت کا سینکڑوں برس پہلے ذکر کر دیا ہے کہ یہ لوگ ایسے عابد ایسے سرفروش اور ایسے فداکار ہونگے جن کی مثال یہودیوں میں نایاب ہے اس سے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اے یہودیو! تم کیوں پیروان ملت سے برسر پیکار ہوتے ہو ان کی توصیف تو تمہاری کتابوں میں بھی موجود ہے تم کو تو ان کی ہمنوائی کرنی چاہئے تھی نہ یہ کہ انہی کو خلاف مذہب سمجھتے ہو جن کی تعریف سے توریت کے صفحات سیاہ ہیں اور ان کے ساتھ نصاریٰ کو بھی مخاطب کیا گیا کہ تم ناحق ان سے الجھتے ہو دیکھو تمہاری کتاب بھی ان کی تصدیق کرتی ہے اور انجیل نے انکی مثال اس کھیتی کی سی بیان کی ہے جو ابتدا میں نہایت کمزور پودوں کی شکل میں ہوتی ہے اور پھر تدریجاً ترقی کرتے ہوئے لہلہاتے کھیت کی صورت اختیار کرلیتی ہے پیروان اسلام بھی آغاز میں بہت قلیل اور کمزور تھے مگر رفتہ رفتہ وہ ترقی پاکر اتنے زبردست ہوگئے کہ تمام دشمن آخرکار ان سے مغلوب ہوکر ان کی حکومت کے زیر سایہ آگئے ان کی اس ترقی کو دیکھکر کفار غضب کی آگ میں جلتے ہیں مگر وہ ان کا کیا بگاڑ سکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان نیک عمل مسلمانوں سے وعدہ فرمالیا ہے کہ وہ ان کو بخشے گا اور دنیا میں بھی بہت بڑا بدلہ عطا فرمائے گا۔ ازانجملہ صلح حدیبیہ فتح خیبر وغیرہ اللہ کے وعدہ کی ادنیٰ مثالیں ہیں۔ جو اس کے احکام کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کے دین کو اپنا رہبر قرار دیتے ہیں وہ اسی طرح دین و دنیا میں کامیاب ہوتے ہیں جسطرح کہ ہم رسول کو اللہ تعالیٰ نے کامیاب کیا پس جو قومیں یہ چاہیں کہ دین کے ساتھ دنیا بھی ان کی ہوجائے ان کو چاہئے کہ حلقہ بگوش اسلام ہوجائیں جو فتح و نصرت کے ان مسلمانوں سے وعدے کئے گئے ہیں آیندہ جو بھی قرآن پر عمل کرے گا دین و دنیا کی فوز و فلاح اُسے میسر ہوگی۔

نقل حسن من کرد ؛

چار نئی کتابیں

مصنفہ

علامہ راشد الخیری دہلوی

ستونتی

ایک نہایت دلچسپ سبق آموز اور مؤثر فسانہ

جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ایک تعلیم یافتہ مسلمان بیوی اگر مذہب مقدس سے واقف اور صحیح معنوں میں مسلمان ہو تو شوہر کے لئے وہ بیش بہا نعمت ہے جسکا مقابلہ روئے زمین پر کوئی چیز نہیں کر سکتی۔ لڑکیوں کا مستقبل خوشگوار بنانے بیوی کی زندگی کامیاب بسر کرنے عورتوں کے لئے حیات ابدی اور تاج کامرانی حاصل کرنے اور مردوں کے لئے شمیم عروس سے معطر اور رنگین محبت سے منور ہو نیکا راز ستونتی میں اس خوبی سے ملیگا کہ پڑھنے والے محو حیرت ہو جائینگے۔ ستونتی کا کیرکٹر اتنا زوردار ہے کہ بہت کم اردو کتابوں میں دیکھا گیا ہے قیمت ۸ر

منازلِ ترقی

علامہ راشد الخیری مدظلہ العالی کے

اس درد انگیز اور مؤثر فسانہ کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ انسان ترقی کی دھن میں دولت کے شوق اور دولت کے نشہ میں کسطرح اخلاق انسانیت اور مذہب تک کو بیچ دیتا ہے۔ مظلوم کی آہ اور خدا کا خوف کبھی بھولکر بھی اسکے دل میں نہیں آتا اور غریب رشتہ داروں پر کیسے کیسے ظلم و ستم توڑتا ہے۔ دلی۔ اور بشیر دونوں کی بیوی کے کیرکٹر نہایت دلچسپ ہیں۔ اور یہ ناممکن ہے کہ منازل ترقی پڑھ کر انسان متاثر نہ ہو اور آنکھ سے آنسو نہ نکل پڑیں قیمت ۳ر

امین کا دم واپسیں

قیمت ۶ر

ہارون الرشید کا بچہ زبیدہ خاتون کا لال سلطنت عباسیہ کا تاج دشمنوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا امین کیسا بہادر تھا تلواریں چمک رہی تھیں اس وقت اسکی مدد کیلئے کوئی نہ تھا وہ اکیلا تھا، قاتل [illegible] امین [illegible] کر [illegible] آخر اسکو قید کیا گیا اور دشمن [illegible] اگر آپ یہ دردناک فسانہ پڑھنا چاہیں تو یہ کتاب پڑھئے

بچہ کا کرتہ

بدنصیب [illegible] نے بیوی کی خاطر ماں کو لات ماری۔ اور ماں کو تنہا چھوڑ کر جلد بازی کر [illegible] کہیں [illegible] اولاد نے خوب بدلہ لیا اس فرزند کی [illegible] اور بیوی کے حکم کی تعمیل میں ماں کو چھوڑ کر جلد یا غریب ماں غم کے آنسو پیتی ہوئی چلی گئی اور بیٹا [illegible] ایک [illegible] کے ساتھ ایک کرتہ بھیجا ہے۔ نہایت دردناک فسانہ ہے قیمت ۴ر

کافروں کی جماعتیں [illegible]

کیونکہ تبلیغ کا آئندہ پروگرام انہیں قدم [illegible]

اس پروگرام سے مسلمانوں میں ایک غیر معمولی طاقت پیدا ہو جائے گی اور وہ کافروں کے ہر مقابلہ کے لئے ہر وقت سینہ سپر نظر آئیں گے۔ اس پروگرام پر عمل کرنے کے بعد مسلمان نہ سود دیں گے۔ نہ جائدادیں برباد کریں گے نہ غریب نظر آئینگے۔ نہ سود خواروں کو اپنی اولاد کا خون پلائیں گے۔ غرض یہ کہ عجیب و غریب پروگرام ہے اس پروگرام کا نام

صدائے صور ہے

یہ کتابی صورت میں شائع ہوا ہے اور اس کا ہر حرف مسلمانوں میں زندگی پیدا کرنے کے لئے اور دشمنوں کو شکست دینے کے لئے غیر معمولی قوت کا کام دے گا اس پروگرام کے مطالعہ کے بعد ہر مسلمان میں یہ باتیں پیدا ہو جائینگی

(۱) دشمنوں کو شکست دینے اور ترقی کرنے کے ولولے پیدا ہو جائینگے۔
(۲) دشمنوں کی فضول اور مہمل تعلیمات کا قطعی اثر نہ ہوگا۔
(۳) آپس میں دشمن ہونے کے باوجود بھی دشمن کے لئے متحد ہو جائینگے۔
(۴) سارے اختلافات دشمنوں کے مقابلہ کے لئے مٹ جائیں گے۔
(۵) بڑے میدان میں آئینگے اور چھوٹے علمی تیاریوں سے مقابلہ کرینگے۔
(۶) ہر مسلمان کا دامن آوارگی کے داغ سے پاک ہو جائیگا۔
(۷) مسلمان مالی معاملات میں بھی انہیں شکست دینگے۔
(۸) ملازمت پیشہ مسلمان فتنہ ارتداد کی بدولت ملازمت سے علیحدہ نہ کئے جائینگے
(۹) تجارت کے معاملہ میں بھی مسلمان انہیں شکست دینگے۔
(۱۰) مسلمان روپیہ کا جائز صرف سمجھ جائینگے اور کبھی ان سے قرض نہ لینگے۔
(۱۱) شادی بیاہ اور غیر ضروری مصارف کے لئے کبھی سودی روپیہ نہ لینگے۔
(۱۲) کھانے پینے اور پہننے کے معاملہ میں بھی ظاہری نمائش کو چھوڑ دینگے۔
(۱۳) بیکار بھائیوں کو با کار مسلمان کار آمد بنا دینگے۔
(۱۴) صحت جسمانی کا بھی مسلمان پورا اہتمام کرینگے۔

غیروں کے فائدہ اٹھانے سے پہلے مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کتاب سے فائدہ اٹھائیں اور اگر ممکن ہو تو غریبوں میں مفت تقسیم کریں۔

قیمت فی جلد ایک روپیہ عہ

ملنے کا پتہ

منیجر خواجہ بکڈپو۔ چاند بلڈنگ دہلی

جب آپ بیبیاں کے جھگڑوں سے پریشان ہو جائیں تو یہ پڑھئے

محبوب کا ہمنشین بھی محبوب ہے

خوش نصیب ہے وہ جسے تمہارے محبوب کا قرب حاصل ہوا ہو۔ محبوب کے حالات اگر ہمنشین کی زبانی سننے ہوں اور محبوب کا اخلاق کا اثر دو سرے پہ دیکھنا ہو تو سیر الصحابہ دیکھئے۔ اس میں صحابہ کرام کے مفصل حالات بیان کئے گئے ہیں۔ اس سے بہتر کتاب آج تک اردو زبان میں نہیں شائع ہوئی ضخامت قریب قریب چھ سو صفحے۔ لکھائی چھپائی کاغذ نہایت اعلیٰ قیمت پانچ روپے،

مسلمان اپنی ماؤں سے بیخبر ہیں

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اپنی قابل احترام ماؤں سے بیخبر ہیں۔ یہ مائیں کون ہیں حضور سرور دو جہاں کی ازواج مطہرات ہیں۔ یہ آپ کی والدہ سے بہت زیادہ قابل احترام ہیں لیکن افسوس کہ آپ کیسے امت کے بچے ہیں کہ امت کی ماں کے حالات سے بے خبر ہیں۔ ان کے حالات پڑھئے اور دیکھئے کہ آپ کی ماؤں نے آپکو کیا تعلیم دی ہے۔ ازواج مطہرات کی زندگی کے حالات پڑھنے کے بعد آپ کی آپ کی عورتوں کی اخلاقی حالت سنبھل جائے گی۔ اگر آپ اپنی مقدس ماؤں کے حالات پڑھنا پڑھانا چاہتے ہیں تو صحابیات منگائیے۔ قیمت عہ

مسلمان کیسے بزدل بنتے ہیں

ان کے بزدل بننے اور بنانے کا نہایت آسان طریقہ یہ ہے کہ ان کو ان کے بزرگوں کے حالات سے بے خبر رکھا جائے۔ اس زمانہ میں مسلمان خود اسلام کے بزرگوں اور اسلام پھیلانے والوں سے بے خبر ہیں۔ ان کو چاہئے کہ تاریخ اسلام پڑھیں اور جس دن سے اسلام پھیلا ہے اور عروج اسلام تک کے حالات کا مطالعہ کریں تاکہ ان کو معلوم ہو کہ وہ کیا تھے اور ان کے بزرگوں نے کیا کیا کارنامے دنیا میں کئے ہیں۔ تاریخ اسلام کے دو حصے تیار ہیں۔ پہلا حصہ حضور سرور عالم کے عہد رسالت سے حضرت امام حسین تک قیمت تین روپے بارہ آنے۔ دوسرا حصہ خلافت بنو امیہ سے شاہان ہندوستان تک۔ ضخامت آٹھ سو صفحے کے قریب قیمت تین روپے

آپ کی بیبیاں رابعہ ثانی بن سکتی ہیں

اگر آپ انہیں صحابیات کا مطالعہ کرائیں۔ اس میں حضرت خدیجہ کی پاکبازی حضرت عائشہ کا تفقہ فی الدین۔ حضرت زینب کی کرم النفسی ہندہ کی شیدائی اور حضرت اسماء کی مستقل مزاجی اور بلند حوصلگی کے واقعات درج ہیں۔ اور حضور سرور عالم کی ازواج مطہرات اور دیگر ۸۰ صحابی خاتونوں کے سوانح حیات درج ہیں قیمت دو روپے آٹھ آنہ

پیارے نبی کی پیاری بیٹی

کے حالات زندگی اگر معلوم کرنے ہوں تو خاتون جنت پڑھئے جس میں آپ کی عبادت، علم، قیمت، خلق۔ ایثار۔ سلیقہ۔ ہمدردی۔ سخاوت۔ تربیت اولاد۔ خدمت والدین۔ اطاعت شوہر، کفایت شعاری اور ہزاروں نصیحت انگیز

سبق ہماری خواتین کے لئے درج ہیں قیمت دو روپے دس آنہ

نبی کی پیاری بیوی

حضرت عائشہ صدیقہ کی زندگی مبارک کے مفصل حالات۔ حضرت عائشہ صدیقہ کی پیدائش۔ رضاعت۔ بچپن۔ بلوغ۔ حضرت سرور عالم سے آپ کا نکاح۔ آپ کا مہر۔ آپ کا رخصت کے بعد آپ کی گڑیاں۔ ہجرت۔ رسول صلعم حضرت عائشہ صدیقہ مدینہ میں آپ کا علم و فضل۔ تعلیم آداب گفتگو۔ سخاوت تواضع انکسار عبادت۔ حیا۔ حجاب اطاعت شوہر۔ آپ کے قیمتی اقوال۔ لباس۔ آپ کے متعلق احادیث اور ان کا ترجمہ۔ قیمت دو روپے دس آنہ

گھر بیٹھے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کی زیارت

کرنی ہو اور وہاں کے حالات سے ایک باشندہ کی طرح واقف ہونا ہو تو تاریخ حرمین الشریفین پڑھئے مکہ شریف اور مدینہ شریف کی اردو میں سب سے پہلی تاریخ ہے۔ اس میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی حکومت۔ مکانات۔ راستے۔ مردم شماری اخلاق وضع زبان۔ کھانا تربیت۔ غذا لباس۔ شادی وغمی کے جلسے مجالس مولود۔ طائف۔ قہوہ خانے۔ سوداگر ڈاک خانے۔ خانقاہیں تعلیم حمام۔ چھاپے خانے کتب خانے مدرس۔ تجارت صنعت و حرفت۔ سکے۔ بازار۔ موسمی حالت اور تاریخ نہایت مفصل طور پر بیان کی گئی یہ کتاب باتصویر قیمت دو روپے آٹھ آنہ۔

کوزہ میں دریا دیکھنا ہو

تو مشاہیر اسلام منگائیے اس میں عرب۔ ایران۔ شام ہند اور اس کے علاوہ تمام باکمال صوفیائے کرام اور بزرگان دین کے حالات درج ہیں اس کتاب کو نہایت محنت کیساتھ مرتب کیا گیا ہے۔ حالات اس درجہ دلچسپ ہیں کہ شاید دنیا کا کوئی دلچسپ سے دلچسپ ناول بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ قیمت تین روپے۔

باغ نبوت کی پہلی کلی

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سوانح دیکھنے ہوں تو سیرۃ الکبریٰ ملاحظہ کیجئے۔ اس میں آپ کا حسب ونسب پہلی شادی۔ دوسری شادی ایام بیوگی کاروبار آپ کے ہاتھ میں۔ حضور سرور عالم کا حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا کاروبار سنبھالنا رسول مقبول کا سفر شام ومصر۔ اور معجزات۔ حضرت سرور عالم کا حضرت خدیجہ سے عقد۔ حضرت خدیجہ کی جان نثاری۔ قیمت عمر

سرور عالم کے لخت جگر

شہید کربلا حضرت امام حسین علیہ السلام کے حالات زندگی اگر دیکھنے ہوں تو سیر الحسین پڑھئے۔ اس میں آپ کے مفصل حالات آپ کا ... شہادت کی پیشگوئی۔ ثبوت شہادت قرآن مجید سے۔ اسباب شہادت ... شہادت کے دل ہلا دینے والے واقعات قیمت دو روپے دو آنہ

پتہ منیجر خواجہ بک ڈپو چاندنی بلڈنگ دھلی

مولانا محمد علی کا اعلان جنگ
اور
خواجہ حسن نظامی کا بیان

...اللہ۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب ایڈیٹر اخبار ہمدرد نے ...سال کی بے چینی اور ناراضی کو جسے اس وجہ سے کہ عام طور پر مسلمان ...خیال ہیں وہ چھپائے رکھتے تھے آج مجبوراً ظاہر کر دیا اور ۱۰ نومبر ...نے اخبار ہمدرد میں میرے خلاف اعلان جنگ فرما دیا۔

مجھے اس اعلان جنگ پر خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ حضرت مولانا ...چیز کو سالہا سال سے اپنے دل میں پوشیدہ رکھ چھوڑا تھا اور جس ...رکھنے کے لئے ان کو بہت زیادہ مخلصانہ اور برتاؤ ظاہر داری ...ساتھ برتنی پڑتی تھی آج اس کا پردہ فاش ہو گیا اب وہ بتا دیں ...گے اور نہ مجھے ان کے ظاہر و باطن کا فرق معلوم کرنے کی کوشش ...ے گی۔

میں اس بات کو برسوں سے محسوس کر رہا تھا کہ حضرت مولانا محمد علی ...میرے تبلیغی کام سے از حد ناراض ہیں۔ اور ان کی ناراضی کئی وجہ ...ایک تو اس لئے کہ وہ شدھی اور تبلیغ کی تحریکوں کو ہندوستان ...آزادی کے لئے مخدوش سمجھتے تھے اور دوسری وجہ یہ بھی کہ ...سیاسی مفاد کا مذہبی مفاد سے زیادہ خیال تھا۔ اگرچہ چند سال سے ...نے اپنی صورت و سیرت مذہبی بنا لی ہے لیکن درحقیقت ان کے اقوال ...کے افعال اور ان کی تحریرات سے کبھی ثابت نہیں ہوا کہ وہ مذہب ...سیاست پر مقدم رکھتے ہیں۔ انہوں نے اور ان کی پارٹی نے ہر بات ...روز سے آج تک سیاسی ضرورتوں کو اسلام کی مذہبی ضرورتوں پر ...رکھنے کی کوشش کی اور چونکہ میں اول دن سے آج تک مذہب کو ...ست پر مقدم رکھنے کی کوشش کرتا تھا اس واسطے وہ ہمیشہ دل ہی ...ناراض ہوتے تھے اور موقع ڈھونڈتے تھے کہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں ...دل سے گرائیں اور اپنی سیاست کی سڑک کو ایک مذہبی روڑے ...صاف کر دیں۔

...سری وجہ یہ تھی کہ حضرت مولانا کسی دوسرے مسلمان کا یا کسی ...کا رسوخ نہیں دیکھ سکتے۔ سیاسی آدمیوں کی طرح ہمیشہ ان ...خواہش رہتی ہے کہ کوئی آدمی ان کے مقابلہ میں زیادہ ہر دلعزیز ...نہ ہو۔ چنانچہ مولانا ابو الکلام صاحب اور مولانا ظفر علی خاں صاحب ...بزرگوں سے وہ اسی لئے ناراض رہتے ہیں کہ یہ دونوں ...کا رسوخ ...[illegible] ...مولانا ابو الکلام صاحب جب ... زمانہ ... [illegible]

پست اور زیر کرنے کی شاندار کوششیں کی تھیں۔

اور تو سب اپنی جگہ ہے مولانا محمد علی اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا عبد الباری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑھتے ہوئے رسوخ کو بھی نہ دیکھ سکے اور جن پیر و مرشد نے علی برادران کو مسٹر سے مولانا بنایا تھا اور ہر موقعہ پر انہوں نے طرح سے ہزار بار پہلے کے سلوک کئے تھے آخر وقت میں اپنے پیر و مرشد کے خلاف انہوں نے اعلان جنگ کر دیا تھا اور مجبوراً پیر و مرشد نے بھی ان کو عاق کر دیا اور مردود طریقت بنا دیا تھا۔

اپنے پیر و مرشد سے اعلان جنگ کرنا بھی محض دو وجہ سے تھا ایک تو وہی بنیادی چیز جس کو میں نے اوپر بیان کیا ہے کہ مولانا محمد علی سیاست کو مذہب سے مقدم رکھنا چاہتے ہیں۔ اور چونکہ مولانا عبد الباری صاحب مذہبی آدمی ہونے کے سبب سیاست کو موخر اور مذہب کو مقدم رکھتے تھے اس واسطے مولانا محمد علی ان کے بھی مخالف ہو گئے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ مولانا عبد الباری صاحب کا عروج اور رسوخ ان سے نہ دیکھا جاتا تھا۔

یہاں تک کہ ڈاکٹر انصاری صاحب اور حکیم اجمل خاں صاحب کے عروج اور رسوخ کو بھی یہ حسد اور رشک کی نظر سے دیکھتے تھے اور جب ڈاکٹر انصاری نے ان کی مرضی کے خلاف ... اپنے خیالات کا اظہار کیا تو دبی زبان سے انہوں نے ڈاکٹر انصاری کی ... بھی شروع کر دی۔

اور یہ رشک و حسد محض مسلمانوں ہی کے ساتھ نہیں ہے۔ بلکہ ان ہندوؤں کے ساتھ بھی ہے جن کے طفیل ان کی عزت بڑھی یعنی مہاتما گاندھی اور پنڈت موتی لال نہرو کے عروج و رسوخ کو بھی یہ نہ دیکھ سکے اور ان کا ... بھی علانیہ کہا اور لکھا۔

میرا یہ کہنا کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب کو مذہب پیارا نہیں ہے بلکہ سیاست پیاری ہے کچھ الزام و بہتان نہیں ہے۔ بلکہ میں اس کی بہت سی دلیلیں بیان کر سکتا ہوں۔ اگر پڑھنے والے ملاحظہ کریں ... زندگی پر ... سے آخر تک ... [illegible]

[illegible]

ور ... اور بہت سے واقعات ہیں۔ انہی کے خیالات کی پیروی
کی ... نے سوامی شردھانند جی جیسے مخالف اسلام ہندو کو بعض
سیاسی اغراض کے لئے دہلی کی جامع مسجد کے منبر پر چڑھا دیا تھا اور جنہوں نے
دہلی کے ہندو مسلم فساد کے وقت بیان شائع کیا تھا کہ قصور وار مسلمان
ہیں۔ ... مسلمانوں نے ہندو عورتوں کی چھاتیوں میں چھریاں ماریں اور انہی
کے بیان کی وجہ سے بہت سے بے گناہ مسلمان جیل خانہ بھیج دیئے گئے
اور تمام ہندوستان اور بیرون ہندوستان میں مسلمانوں کی بدنامی اور
رسوائی ہوئی حالانکہ یہ واقعہ محض غلط تھا اور مسلمانوں نے کسی ہندو عورت کی
چھاتی نہیں کاٹی تھی اس واسطے میں اسی دن خود حضرت مولانا محمد علی کے
دربار میں حاضر ہوا اور میں نے نہایت ادب کے ساتھ عرض کیا کہ آپ کی
اطلاع ... ہے کسی مسلمان نے کسی ہندو عورت کی چھاتی نہیں کاٹی
اس بیان سے میرے دہلی شہر کے بھائی بے گناہ پھنس جائیں گے اور بہت
سے پھنس چکے ہیں اور مسلمانوں کے گھروں میں ان کی عورتیں اور بچے
رو رہے ہیں اور اپنے وارثوں کی گرفتاری سے پریشان حال ہیں تو اس کے
جواب میں مولانا نے ارشاد فرمایا کہ میری تحقیق یہی ہے۔ میں خود اسپتال
میں جا کر نہیں دیکھ سکتا کیونکہ بیمار ہوں لیکن مجھے بتایا گیا ہے کہ اسپتال
میں ایسی ہندو عورتیں موجود ہیں جن کی چھاتیاں مسلمانوں نے کاٹیں۔

غرض مولانا محمد علی صاحب نے نہ میرے بیان کی تحقیقات کی نہ اپنے
بیان کی تردید کی اور نہ دہلی کے مسلمانوں کو اس مصیبت میں کچھ امداد
پہنچائی اور نہ ان مسلمانوں کی تعریف کی جنہوں نے انجمن اسلامیہ بنا کر
دہلی کے مسلمانوں کو سہارا دیا تھا کیونکہ انجمن اسلامیہ میں وہ مسلمان کام
کر رہے تھے جن کا عروج اور رسوخ مولانا محمد علی صاحب کو ایک آنکھ نہیں
بھاتا تھا اور ... حضرت مولانا سید احمد صاحب امام جامع مسجد
دہلی کے خلاف تو مولانا محمد علی صاحب نے اپنی تمام طاقتیں خرچ کر دی تھیں
اور کوئی دقیقہ امام صاحب کو رسوا اور بدنام کرنے کا باقی نہ چھوڑا تھا کیونکہ
مولانا محمد علی صاحب دیکھتے تھے کہ میں دہلی میں آکر آباد ہوا ہوں اور رامپور
میں اب واپس جانا نہیں ہے۔ اس واسطے دہلی کے ایک بارسوخ مسلمان کی
... سر پیدا کر لوں تاکہ مجھے دہلی میں پاؤں جمانے کا موقع
مل جائے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

بہرحال مولانا محمد علی صاحب نے میرے خلاف جو اعلان جنگ کیا
ہے میں اس پر ... خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کیونکہ یہ اعلان جنگ دودھ
کا دودھ اور پانی کا پانی کر کے دکھا دے گا۔

جب یہ اعلان جنگ ہوا میں دہلی میں موجود نہ تھا کیونکہ ۱۴ نومبر کی
... تھا ۲۰ نومبر کو ایک ... دہلی واپس آیا اور یہاں آکر
... معلوم ہوا کہ کئی روز سے میرے اوپر ... غور سے
... کہ اس کا جواب شائع کر دوں مگر
... بھی مبتلا ہیں اس واسطے
... شریک ... کی تیمارداری کو مقدم سمجھا

اور مولانا کی گولہ باری کا کچھ جواب نہ دیا اس کے علاوہ مجھے یہ بھی خیال
تھا کہ مولانا کو جو کچھ کہنا ہو وہ سب لکھ لیں تب جواب لکھوں کیونکہ میں
اس لڑائی کو جاری رکھنا نہیں چاہتا تھا مجھے تبلیغی کام کرنا ہے اور اس
سے مجھے ایک منٹ کی بھی فرصت نہیں ملتی۔ مولانا تو یہ چاہتے ہیں کہ کسی
طرح میں تبلیغ کا کام چھوڑ دوں اور ان کے محبوب و مطلوب ہندو دوستوں
کو اطمینان کی نیند سونے دوں۔ چنانچہ حضرت مولانا پہلے تو بطور خوش طبعی
کے جب مجھے دیکھتے تھے تو ہنس کر فرماتے تھے کہ آئیے خواجہ تبلیغ کے راجہ
اور اب گولہ باری کے مضامین میں اس لفظ کو جگہ جگہ بطور طعن کے استعمال
فرمایا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مولانا میرے تبلیغی کاموں کو نہایت ناپسند
فرماتے تھے اور اس اعلان جنگ کی اصل اور بنیادی وجہ محض یہی تھی کہ کسی بہانہ
اور حیلہ سے حسن نظامی مسلمانوں میں بدنام ہو جائے اور حسن نظامی کا تبلیغی کام
ترک ہو جائے۔

اس اعلان جنگ کی نسبت دہلی میں مختلف چرچے ہو رہے ہیں کوئی کہتا ہے
کہ چونکہ حسن نظامی نے ریاست پٹیالہ کی مخالفت کی تھی اور پٹیالہ میں فساد اور
اذان کی بندشوں کی خبر سنکر مہاراجہ پٹیالہ کو الٹی میٹم دے دیا تھا اس واسطے
گورنمنٹ پٹیالہ نے بذریعہ مولانا محمد علی کو خوش کر کے حسن نظامی کی مخالفت
پر آمادہ کر دیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ آریہ سماج نے مولانا محمد علی کو ایک معقول
رقم دی ہے تاکہ حسن نظامی کا تبلیغی کام مولانا کے ہاتھوں پامال کرا دیا جائے
اور زیادہ آدمی یہ کہتے ہیں کہ مولانا محمد علی کو اعلیٰ حضرت حضور نظام سے کچھ مطلب
حاصل کرنے کی توقع ہے۔ اس واسطے انہوں نے یہ اعلان جنگ کیا ہے۔

مگر میں ان میں سے کسی افواہ کو بھی سچا نہیں سمجھتا میرا خیال تو یہ ہے کہ انہوں
نے محض تبلیغ کی دیرینہ عداوت کے سبب یہ مخالفت شروع کی ہے اور چونکہ
ان کو میرا رسوخ اور ہر دلعزیزی برسوں سے سوہان روح معلوم ہوتی تھی
اور کوئی موقعہ مخالفت کرنے کا اور بدنام کرنے کا نظر نہ آتا تھا اس واسطے انہوں
نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔

مجھ سے کہا جاتا ہے کہ آپ مولانا محمد علی سے جنگ کریں گے یا نہیں؟ تو
میں جواب دیتا ہوں کہ جس طرح آج تک میں نے آریہ سماج کے حملوں سے اسلام
کو اور مسلمانوں کو بچانے کی کوشش کی اور خود آریہ سماج پر کوئی حملہ نہیں کیا
اسی طرح سے میں صرف مولانا محمد علی کے الزامات کا جواب تو لکھوں گا مگر
میرا ارادہ ان سے سلسلہ بحث مباحثہ اور لڑائی جھگڑا کرنے کا نہیں ہے کیونکہ
میں مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی کو مسلمانوں کے لئے زہر قاتل سمجھتا ہوں اور
میری تبلیغ کا بنیادی اصول یہ ہے کہ مسلمانوں کے لڑنے والے فرقوں کو
لڑائی سے باز رکھنے کی کوشش کروں اور ان کو یکدلی اور اتحاد سکھا کر
ملاؤں۔ اس واسطے میں مولانا محمد علی صاحب سے لڑنا اور اس لڑائی
کو جاری رکھنا قطعی نہیں چاہتا۔ اگرچہ مولانا محمد علی سے لڑنے میں میری
عزت ہے کیونکہ مولانا بخیال خود ہندوستان کے سب سے بڑے مسلمان لیڈر
ہیں اور میں سب سے چھوٹے درجہ کا معمولی مسلمان ہوں۔ ...
مقابلہ میں شکست ہوگی تو ان کی ساکھ ہی بگڑ ...
گا اور اگر میں ہار گیا تو میرا کچھ بھی نہیں بگڑے گا۔ ...

...ی کی دولت نہیں رکھتا ایک معمولی مسلمان تھا اور مرنے کے بعد بھی معمولی مسلمان رہ جاؤں گا۔

...ر معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے میرے خلاف اعلان جنگ کر دیا ... دل ہی دل میں پریشان ہو رہے ہیں کہ دیکھئے کیا نتیجہ ہو اور حسن نظامی ... میں اگر کس قسم کے ہتھیار چلائے۔ اسی واسطے حضرت مولانا نے علاوہ ... ی مضامین کے ۱۴۔ نومبر کو جمعہ کے وقت جامع مسجد میں نمازیوں کے سامنے ... بندی شروع کر دی کہ از خلافت کمیٹی کے کہنے سے اپنے تمام گذشتہ قومی ... سلامی گناہوں کو گن گن کر سنایا کہ تم سے میرے خلاف یہ یہ کہا تھا ... سامنے میں تم سب کے سامنے ان گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔

مجھے اس خبر سے بہت خوشی ہوئی کہ میری وجہ سے حضرت مولانا کو ... ظاؤں اور گناہوں کا خیال تو آیا اور انہوں نے خدا کے گھر میں جا کر ... لی۔ سوامی شردھانند تو اس کو مولانا کی شدھی کہیں گے۔ کیونکہ شدھی ... کے معنی پاک کرنے کے ہیں لیکن میں تو نہایت ادب کے ساتھ یہی ... کہوں گا کہ الحمد للہ الحمد للہ کہ حسن نظامی کی لڑائی کے طفیل حضرت مولانا ... نے گناہوں کا اقرار کر لیا۔ اور توبہ بھی کر لی۔

...یں لڑنا چاہتا

تو مولانا محمد علی صاحب سے اس وقت لڑتا جبکہ مولانا نے دہلی کی ملاپ کانفرنس میں ... ہی۔ لالہ لاجپت رائے جی اور نہرو جی اور سب ہندو مسلمان لیڈروں کے سامنے ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے ان الفاظ کے ذریعہ اسلام ... ل وجگر پر چھریاں چلائی تھیں کہ۔

"اگر ہندو کعبہ کی بے حرمتی کریں، اور اگر ہندو قرآن شریف کے ٹھوکر ماریں، اور اگر ہندو مولانا محمد علی کی اہلیہ کی بے حرمتی کریں تب بھی محمد علی ہندوؤں پر ہاتھ نہ اٹھائیگا۔"

... الفاظ ہر مسلمان کے دل پر تیر ہو کر لگے اور مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے ... پنڈت موتی لال نہرو اور مسز سروجنی نائیڈو کی موجودگی میں چپکے سے مولانا ... کے قریب جا کر عرض کیا کہ وہ ان الفاظ کی تلافی کر دیں کیونکہ مسلمانوں کو ... الفاظ سے بہت سخت صدمہ ہوا ہے مگر مولانا نے نہایت سخت اور کرخت لہجہ ... جواب دیا کہ

"میں تو یہی کہوں گا اور اسی طرح کہوں گا"

... مسز سروجنی نائیڈو نے بھی اسی وقت میرے سامنے مولانا کو سمجھایا ... محمد علی صاحب تمہارے ہی فائدہ کی بات کہتے ہیں مگر مولانا کا غصہ ... ہی گیا اور انہوں نے تلافی کو ہرگز منظور نہ کیا۔

پس اگر میں مولانا سے لڑنا چاہتا تو ان ہی فقروں کی بنیاد پر ایسا ... سکتا تھا کہ مولانا کی ساکھ ہی ہندی خلق میں مل جاتی مگر میں نے محض ... خانہ جنگی کے خیال سے اس کو کافی سمجھا کہ زبانی عرض کر دوں اور ... عمر میں اس کا ذکر لکھدوں بات کو زیادہ نہ بڑھاؤں۔

... میں لڑنا چاہتا تو مولانا محمد علی صاحب کے اس ... [illegible]

[illegible]

والی مثال کے خیال سے صبر کیا۔

اگر میں لڑنا چاہتا تو مولانا محمد علی سے سخت لڑائی ... مولانا نے سوامی شردھانند جی سے میری نسبت کہا تھا کہ۔

"سوامی جی آپ آریہ قوم کے ایک بڑے پیشوا ہیں اور بہت بڑی وجاہت اور عزت رکھتے ہیں تعجب ہے کہ آپ حسن نظامی جیسے بے حقیقت اور ذلیل آدمی سے مقابلہ کرتے ہیں جس کی مسلمانوں میں کسی قسم کی عزت بھی نہیں ہے"

اور جب میں نے یہ خبر سنی اور خود مولانا محمد علی سے اس کی اصلیت دریافت کی تو مولانا سراسیمہ سے ہو گئے اور فرمانے لگے کہ میں نے تو مظہر الدین کی نسبت یہ کہا تھا۔ آپ کی نسبت نہیں کہا۔ لیکن یہ روایت ایسے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوئی تھی کہ میں نے مولانا محمد علی کے جواب کو ناکافی سمجھا تاہم مولانا کی اس حرکت کو جو دراصل اسلام کے ایک بڑے دشمن کے سامنے سب مسلمانوں کو ذلیل کرنے کی حرکت تھی محض اس وجہ سے معاف کر دیا کہ مولانا سے لڑائی نہ ہو جائے کیونکہ میں مسلمانوں کی خانہ جنگی کو اسلام کا سب سے بڑا جرم سمجھتا تھا اور سمجھتا ہوں۔

مولانا محمد علی کے اعلان جنگ کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ میں نے ان کے موجودہ حریف مولانا ظفر علی خاں صاحب سے اتنی جلدی صلح کیوں کر لی؟ اور ان کی صف میں کھڑے ہو کر مولوی ظفر علی خاں صاحب پر تیر اندازی کیوں نہ کرتا رہا؟ چنانچہ مولانا محمد علی نے اس اعلان جنگ سے پہلے میرے کئی دوستوں سے اس کی شکایت کی اور مولانا محمد ... صاحب اور مولانا ضیاء الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف پنجاب نے جو مولانا محمد علی کے یہاں تھے خود مجھ سے شکایت کی کہ ظفر علی خاں صاحب سے آپ کی صلح منافقانہ صلح ہے۔

میں اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ مولانا محمد علی صاحب کو جلال آ رہا ہے اور وہ اس صلح سے بہت ناراض ہیں اور سوچ رہے ہیں کہ میرے خلاف اعلان جنگ کرنے کے لئے کونسی بات کو بہانہ بنائیں اور اسی واسطے جب میں نے یہ سنا کہ مہذب ڈاکو کا خط اشاعت کے لئے ان کے پاس آیا ہے تو میں خود مولانا محمد علی کے پاس چلا گیا اور ان کو خط کی تمام حقیقت سمجھائی تاکہ وہ اس خط کو اعلان جنگ کا بہانہ نہ بنائیں ورنہ مجھے اس خط کی اشاعت کا ذرا بھی خوف نہ تھا کیونکہ مولانا محمد علی کے پاس یہ خط بعد میں آیا ہے اس سے پندرہ روز پہلے ڈالی پولیس کے ملک شیخ فضل حسین صاحب کے پاس مہذب ڈاکو صاحب نے ان کے ... یہ خط بھیجا تھا اور چونکہ شیخ فضل حسین صاحب میرے ... ہیں اس واسطے وہ خود میرے پاس ... دریافت کیا کہ اس قسم کا میرے پاس ... میں نے شیخ فضل حسین صاحب سے کہا آپ ... سمجھا ہے خط ... [illegible]

[illegible]

[illegible] کرنا چاہیے جس سے میں نے [illegible] نے سلسلہ [illegible] ات تو کی مگر اس شخص کا نام نہ [illegible] آدمی ہوتا تو نام لکھتے مولانا۔ تو خط کو خوفناک بنانے کے لئے اس قسم کے قصے سنی سنائی باتوں پر جمع کر دینے ضروری سمجھتے تھے میں خود اس خط کی کوئی اہمیت ہی نہیں سمجھی اس لئے شیخ فضل حسین صاحب کو اجازت دی کہ وہ اس کو چھاپ دیں۔ مولانا محمد علی کے پاس خود جانا ان کو اس خط کی اشاعت سے باز رکھنے کی کوشش کرنا اس لئے نہیں تھا کہ میں اس خط کو خطرناک سمجھتا تھا، بلکہ اس لئے تھا کہ میں مولانا محمد علی صاحب سے لڑنا اور مسلمانوں کی خانہ جنگی بڑھانا اور خود اس آگ میں کودنا اسلام کی اور مسلمانوں کی موجودہ حالت کے لئے خطرناک سمجھتا تھا۔

حدیث شریف میں آیا ہے اکرموا عزیز قوم ذل عزت کرو قوم کے اس سردار کی جس کی عزت مٹ گئی ہو۔ مولانا محمد علی مجھے اس حدیث کے مصداق نظر آتے تھے کیونکہ ان کی وہ عزت تھی کہ جب لکھنؤ کے نیچے ہوائی جہاز بنایا گیا اور میں نے دہلی شہر کی طرف سے ان کو ایڈریس پڑھ کر سنایا تو چاندنی چوک کے بازار میں لاکھوں ہندو مسلمان ان کو دیکھنے کے لئے جمع تھے اور یا ایسا انقلاب آیا کہ مولانا محمد علی کی محترمہ والدہ کا رات کے دو بجے انتقال ہوا اور رات کے دو بجے سے دن کے ۲ بجے تک اشتہاروں اور رضا کاروں کے ذریعہ ہر ہندو مسلمان کو اطلاع دی گئی کہ وہ جنازہ کی شرکت کے لئے آئیں مگر ڈھائی سو سے زیادہ آدمی بھی جمع نہ ہو سکے جن میں ہندو صرف تین تھے اور ان تین میں ایک گاندھی جی تھے۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق مجھے ایک آبرو باختہ سردار قوم کے مقابلہ میں آنا اچھا نہ معلوم ہوا کیونکہ ان کی موجودہ آبرو باختگی کا تقاضہ یہ ہے کہ میں ان کی عزت کروں اور کوئی بات ایسی نہ کروں جس سے ان کو صدمہ ہو۔

لیکن مولانا نہ مانے اور انہوں نے اعلان جنگ کر ہی دیا اب میں مجبور ہوں کہ ان کے الزامات کا جواب دوں مگر اسی لہجہ اور انداز سے جواب لکھوں جو ایک سید کے لئے زیبا ہے۔ مولانا محمد علی کا طرز تحریر اختیار نہ کروں کیونکہ وہ طرز انہی کی ذات اور قومیت کو زیبا ہے چنانچہ ناظرین میرے اس جواب کے انداز تحریر سے خود سمجھ لیں گے کہ میں نے مولانا محمد علی کی طرح نہ ان پر کوئی خانگی یا ذاتی حملہ کیا ہے نہ ایسے الفاظ لکھے ہیں جو غیر سنجیدہ یا ناشائستہ سمجھے جائیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میرے سامنے ہے

پھر میں نے اوپر لکھا .... کہ میں مولانا محمد علی صاحب سے لڑنا نہیں چاہتا۔ اور صرف الزامات کی صفائی کرنی چاہتا [illegible] اس کے بعد خاموش ہو جانے کا ارادہ ہے۔ لیکن اگر [illegible] ان کے ساتھی اپنی موجودہ حرکات سے باز نہ آئے [illegible] سلسلہ کو ختم نہ کیا۔ تو مجبوراً مجھے بھی سامنے [illegible] سے لڑوں گا کہ مولانا محمد علی

اور ان کے رفیق چند روز بھی مقابلہ میں نہ ٹھہر سکیں۔

کاش مولانا کو سمجھ ہوتی اور وہ کوئی اصلی ہمدرد اور دوست تلاش کرتے جو ان کو مولانا کی موجودہ طاقت سے آگاہ کر دیتا۔ آجکل مولانا کو یہ مغالطہ ہو گیا ہے کہ میں اب بھی وہی ہوں جو پہلے تھا اس لئے جو کہوں گا اور جو لکھوں گا تمام ہندوستان سر جھکا کر اس کو قبول کر لیگا۔ مگر حضرت مولانا کو معلوم ہو کہ موسم بدل گیا ہے خود ان کے گھر میں بھی سب آدمی ان کے ہم خیال نہیں ہیں تو پھر باہر کی تو اللہ ہی ہے۔

حضرت مولانا کے اعلان جنگ کی تحریرات میں بار بار اس لفظ کی تکرار ہے کہ وہ میری خواجگی اور برتری کو مٹانے کے لئے میدان میں آئے ہیں اور انہوں نے غالباً رات کو پلنگ پر لیٹ کر یہ تصور باندھ لیا ہوگا کہ بس میرے کہنے کی دیر ہے اور حسن نظامی کی خواجگی اور برتری کے مٹنے میں دیر نہیں ہے مگر مولانا کو معلوم ہونا چاہیئے کہ دنیا میں دوسروں کی سعی کے بغیر ہی ہر شخص کی عزت اور ہر شخص کی ذلت خود بخود فنا ہوتی رہتی ہے۔ سورج نکلتا ہے تو رات کی عزت ختم ہو جاتی ہے۔ سورج چھپتا ہے تو دن کی عزت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ دنیا میں کس کی عزت رہی ہے جو میری عزت رہ جائے گی جب گاندھی جی اور علی برادران کا عروج ختم ہو گیا جس کی دھاک سے دنیا گونج رہی تھی تو پھر ایک معمولی آدمی حسن نظامی اپنی چند روزہ واہ واہ پر گھمنڈ کرے تو یہ اس کی نادانی اور بے عقلی ہوگی۔ یہ غرور تو مولانا ہی کو مبارک رہے کہ ہر شخص جلسہ میں ان کو آتا دیکھتے ہی بے اختیار کہتا ہے کہ "وہ آئے مولانا جیندہ" مگر پھر بھی مولانا محمد علی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ دنیا اب تک ان کی غلامی میں دست بستہ حاضر ہے۔

حضرت مولانا اپنی زبان اور اپنے قلم کے ارمان حسن نظامی کی مخالفت میں اچھی طرح نکال لیں انہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ ان کی کوشش سے حسن نظامی کی خواجگی اور برتری مٹی یا نہیں جس کا مولانا کو بہت فکر ہے اور یہ بھی دیکھ لیں کہ حسن نظامی کی کتابوں کا بکنا بند ہوا یا نہیں اور اس کے ساتھ منسوب اخبارات اور رسالوں کی خریداری مسلمانوں نے چھوڑی یا نہیں؟ جس کو مولانا نے اپنے مضامین میں نہایت رشک وحسد کے ساتھ لکھا ہے اور وہ یہ بھی دیکھ لیں کہ ان کے قول کے بموجب "حسن نظامی کے تبلیغی دام" سے مسلمان رہا ہونا چاہتے ہیں یا نہیں؟ مگر مولانا کے دل کو ابھی سے دھڑکا ہے۔ اور ڈھکڑ پکڑ میں ہیں کہ دیکھیے میری بات کا اثر مسلمانوں پر ہوتا ہے یا نہیں؟ چنانچہ اس سلسلہ مضامین میں ان کے دل کی یہ گھبراہٹ قلم کی زبان پر آگئی ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ مسلمان ایسے احمق ہیں کہ میری بات نہ مانیں گے اور حسن نظامی کی گرویدگی ترک نہ کریں گے۔

مولانا کی شان رشک وحسد بالاتر ہونی چاہیئے ان کو مسلمانوں کی خصوصاً اپنے مددگار اور رفیق کار لوگوں کی ہر دلعزیزی اور ترقی سے بجائے حسد کے خوش ہونا چاہیئے۔ میں تو خیر ان کے خیال میں بہت برا آدمی ہوں مگر مولانا مظہر الدین صاحب ایڈیٹر الامان [illegible] ہیں۔ شروع سے آج تک مولانا کی ہر خدمت [illegible]

[illegible] کمر بستہ دونوں ہاتھ جوڑے ہوئے یا چندہ مانگنے کے لئے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے چوبداروں کی طرح آگے آگے چلتے ہیں اور جنہوں نے مولانا محمد علی کا میرے خلاف اعلان جنگ سنتے ہی فیرکوشکی فرقوقبل از وقت ختم کر دی اور فوراً دہلی تشریف لے آئے اور فوراً ایک مورچہ تیار کرکے مولانا محمد علی کی ہراول کی حیثیت میں اپنے الامان کے ذریعہ مجھ پر گولہ باری شروع کر دی۔ مگر افسوس یہ ہے کہ ایسے فدوی خانہ زاد جاں نثار وفادار رفیق کا وقار مظہر الدین کی ہردلعزیزی بھی آپ کو گوارا نہیں ہے چنانچہ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے سوامی شردھانند کے سامنے تم کو نہیں مظہر الدین کو برا کہا تھا۔ اور اب جبکہ اخبار الامان پر ایک مذہبی فتویٰ شائع کرنے کے جرم میں دہلی گورنمنٹ نے مقدمہ چلایا تو میں نے جو مولانا مظہر الدین کی نگاہوں میں ہمیشہ سے مغضوب تھا، اور وہ اپنے اخبار میں ہمیشہ میرے خلاف لکھتے رہتے تھے، منادی کے ذریعہ نہایت مضبوط مضامین مولانا کی حمایت میں لکھے اور اپنے مرید کشفی شاہ نظامی سے ایک سو بیس روپے مقدمہ کے لئے وصول کرکے مولانا مظہر الدین کی نذر کئے اور پھر واحدی صاحب کو ہمراہ لیکر خود آپ کے یعنی مولانا محمد علی کے پاس حاضر ہوا کہ اس موقع پر مولانا مظہر الدین کی امداد کے لئے آپ کو بھی کچھ کام کرنا چاہیے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں مولانا مظہر الدین کے مکان پر گیا تھا اور میں نے

اس فتویٰ کو دیکھا وہ فتویٰ نہیں ہے۔ بلکہ ایک لغو مضمون

ہے اور مولانا مظہر الدین محض اپنی ہردلعزیزی بڑھانے کے لئے رات دن ایسے نکمے کام کیا کرتے ہیں اس واسطے میں مولانا مظہر الدین کی امداد میں کچھ بھی مدد نہ کرونگا۔ مولانا مظہر الدین اپنی خوش قسمتی پر فخر کریں یا افسوس ان کو اختیار ہے مگر مجھے مولانا محمد علی صاحب کا یہ جواب سنکر حیرت ہوگئی جب مولانا محمد علی اپنے اتنے مقرب حمایتوں کی ہردلعزیزی سے رشک و حسد کرتے ہیں اور اڑے وقت پر اپنے تحت کے کام نہیں آتے جو سرداروں کا شیوہ ہونا چاہیے تو دوسرا آدمی کس شمار و قطار میں ہے۔

بہرحال مجھے ثابت ہوگیا اور میں سمجھتا ہوں کہ گہری نظر سے اصلیت پر غور کرنے والے ناظرین کو بھی اندازہ ہو گیا ہوگا کہ مولانا محمد علی صاحب نے یہ خط محض اسی وجہ سے شائع کیا ہے کہ ان کو میرا تبلیغی کام پسند نہیں ہے اور وہ میری ہردلعزیزی سے رشک و حسد کرتے ہیں اور انہوں نے اپنی مجموعی طاقت کو آزمانے کے لئے مجھ غریب پر گولہ باری شروع کی ہے۔

لیکن ہاتھی نے ناچیز چیونٹی کو اپنے پاؤں سے کچلنا چاہا ہے حالانکہ چیونٹی ہاتھی کے پاؤں کے نیچے زندہ نہیں رہ سکیگی لیکن اگر ہاتھی نے چیونٹی کو بیکار سمجھنے کے باوجود محض اس لئے کچلنا چاہا ہے کہ وہ جماعت میں چھوٹی ہے اور سب لوگ باوجود ناچیز چھوٹا ہونے کے اس کو دیکھ رہے ہیں یہ ہاتھی کو نصیحت سمجھے اس واسطے میں اس چیونٹی کو کچل ڈالوں گا تو بہت [illegible] لیکن ہاتھی [illegible] کہ چیونٹی بعض اوقات [illegible] کر رہا ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] وقت ان [illegible]

[illegible] میں مولانا کے بنیادی الزام کا جواب [illegible] جس کا خلاصہ مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ جو خط آپ نے شائع کیا ہے اس کو حضور نظام سے کوئی تعلق نہ تھا بلکہ حقیقت ایک ایسے مجرم آخوب [illegible] بین الاسلامزم کا نام حکومت برطانیہ کے لئے ہوا ہے کسی [illegible] نظام کی سلطنت کو برطانوی نگاہوں میں مشتبہ بنانے سے بچانے کی ایک بہترین تدبیر تھی جس سے چیف کمشنر دہلی سے حضور نظام کے متعلق یہ نہیں کہا تھا بلکہ جو کچھ کہا تھا ان کی موافقت کیں تھا۔ مولانا محمد علی نے اس خط کو خواہ مخواہ حضور نظام کے خلاف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے آگے جا کر تفصیلات میں جو دلیلیں میں نے لکھی ہیں اگرچہ وہ بالکل سادہ اور قانونی اور تاویلی جوڑ توڑ سے پاک ہیں لیکن انصاف کرنے والوں کے لئے کافی ہیں وہ غور کرنے سے ہی سمجھ جائینگے کہ میرا یہ خط درحقیقت حضور نظام کے مفاد سے متعلق تھا اور اسے ان کی مخالفت سے کچھ بھی سروکار نہ تھا۔

اس صفائی کے سلسلے میں بعض باتوں کا مجبوراً ذکر آگیا ہے جن سے مولانا محمد علی کا بگڑنا اور ناراض ہونا لازمی ہے۔ میں نے وہ واقعات مولانا کو بدنام کرنے کی نیت سے نہیں لکھے بلکہ اپنی صفائی کے لئے ان کا لکھنا ضروری اور لابدی تھا۔ تاکہ ناظرین مولانا کی تحریر اور مولانا کی عملی حالت اور اندرونی کیفیت کا اندازہ کرکے اس اعلان جنگ پر غور کر سکیں اور ہم دونوں کے لئے پبلک ایک فیصلہ صادر کر سکے کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق پر ہے۔

اصلی الزام کا جواب

تمہید میں طوالت زیادہ ہوگئی کیونکہ جب تک مولانا محمد علی کی نیت اور اس خط کی اشاعت کا مقصد صفائی سے اور وضاحت سے بیان نہ کیا جاتا اس وقت تک ناواقف لوگ میرے جواب کا مطلب اچھی طرح نہ سمجھ سکتے اب ان کو جب تمہید کے ذریعہ مولانا محمد علی کا دلی مقصد معلوم ہو جائیگا تو میرا جواب سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی۔ میرا جواب بہت بڑا نہیں ہے خلاصہ جواب کا تو میں نے اوپر لکھ دیا کہ میرا جو خط مہذب ڈاکو سے حاصل کرکے مولانا محمد علی صاحب نے شائع کیا ہے اور جس کو جاسوسی اور مخبری کے رنگ میں رنگا گیا ہے حقیقتاً جاسوسی اور مخبری سے ذرا تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس میں ایک ایسے شخص کی اطلاع کا تذکرہ ہے جو مہذب ڈاکو کے بیان کے موافق اعلیحضرت حضور نظام کو مصیبت میں پھنسانے کے لئے کام کر رہا تھا پس اگر میں نے چیف کمشنر سے اس شخص کی شکایت کی اور چیف کمشنر سے کہا کہ گورنمنٹ پنجاب کے ذریعہ اس شخص کا پنجاب کا رہنے والا تھا تدارک کرایا جائے تو یہ کوئی مخبری اور جاسوسی کی بات نہیں تھی بلکہ ایک طرح کی [illegible] سینکڑوں ہزاروں آدمی اپنے حکام سے انتظامی معاملات کی نسبت [illegible]

[illegible] صاحب [illegible] کے ایک [illegible]

[illegible]

[illegible] انہوں نے اپنے اس عمل سے ترک موالات [illegible] کے اصول کو توڑا تھا جس کے لئے انہوں نے ہزاروں [illegible] کو جیل خانہ بھجوا دیا لیکن جاسوسی اور مخبری نہیں کی تھی اور [illegible] اس کو جاسوسی اور مخبری کہہ سکتا ہوں۔

بہرحال میرے جس خط کو جاسوسی خط بیان کیا گیا ہے اس پر مخبری اور جاسوسی کی حد کسی طرح سے عائد نہیں ہو سکتی اور اگر پڑھنے والے غور سے سوچیں گے تو خود سمجھ لیں گے کہ میرا چیف کمشنر کو اطلاع دینا جاسوسی اور مخبری نہیں تھی بلکہ ایک اسلامی سلطنت کو ایک خطرہ سے بچانے کے لئے ایک طریقہ کار تھا اس تمام جھگڑے میں جس کو مولانا محمد علی نے چار پانچ دن کے اندر لکھا ہے صرف تین باتیں ایسی ہیں جن پر غور کرنے سے معاملہ صاف ہو سکتا ہے۔ ایک یہ کہ میں نے چیف کمشنر دہلی کو جو اطلاع دی تھی وہ حضور نظام کی نسبت تھی یا مولانا ظفر علی خاں کی نسبت۔ دوسرے یہ کہ پان اسلامزم دیسی والیان ریاست کے لئے ان کی مجبوریوں اور ذمہ داریوں کو ملحوظ رکھکر مفید ہے یا مضر۔

تیسرے یہ کہ میرا یہ فعل کہ میں نے چیف کمشنر صاحب کو مولانا ظفر علی خاں کی نسبت اطلاع دی یا ان سے درخواست کی کہ وہ پنجاب گورنمنٹ کے ذریعہ ظفر علی خاں کو حضور نظام کے پاس سے علیحدہ کرا دیں جاسوسی تھی یا جاسوسی نہیں تھی۔

پس پہلی بات تو خط کی عبارت سے ظاہر ہے کہ چیف کمشنر سے مولانا ظفر علی خاں کی نسبت کہا گیا تھا حضور نظام کی بابت نہیں کہا گیا تھا بلکہ خط میں یہ الفاظ ہیں۔

"اور نظام کو پان اسلامزم کے جو سبق دیئے جاتے تھے۔"

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ حضور نظام کو کسی دوسرے سے سبق پہنچائے جانے کا ذکر ہے جو پان اسلامزم کے سبق دیتا تھا اور اسی کے خلاف کہا گیا تھا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے جیسا کہ مولانا محمد علی نے بھی لکھا ہے کہ مولانا ظفر علی خاں کے خلاف بھی کیوں کہا۔ کیا یہ ایک مسلمان کے نقصان کی بات نہ تھی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ میں نے مولانا ظفر علی خاں کی نسبت یہ نہیں کہا کہ وہ بسبب باغی ہیں ان کو پھانسی دیدو۔ بلکہ یہ کہا ان کی صحبت حضور نظام کے لئے مفید نہیں ہے۔ یہ کہنا بیشک مولانا ظفر علی خاں کے مالی مفاد کے لئے تو مضر ہوا مگر ان کو اور کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ لیکن اگر ان کی صحبت کی وجہ سے حضور نظام کو نقصان پہنچ جاتا یا ان کی اسلامی سلطنت کو صدمہ پہنچتا تو ایک شخص واحد کے ذاتی اور محض مالی نقصان سے کہیں زیادہ خطرناک ہوتا اور اس سے دکن کے لاکھوں مسلمانوں کو مالی و جانی نقصانات پہنچ جاتے۔

دوسری بات یہ کہ پان اسلامزم تحریک اچھی چیز ہے یا بری اور اس [illegible] کام ہے یا برا۔ مولانا محمد علی فرماتے ہیں کہ یہ بہت اچھا [illegible] نظام کو وحدت و اخوت اسلامی کے سبق دیئے جاتے تھے [illegible] وحدت و اخوت اسلام کی تحریک بہت ضروری تحریک ہے اور بہت بے ضرر تحریک ہے اور ہر چھوٹے بڑے مسلمان کو اس میں شریک ہونا اور حصہ لینا چاہیئے۔

مگر اس تحریک کو آپ جیسے سیاسی لیڈروں نے ایسے غلط اور غیر مذہبی طریقہ سے دنیا کے سامنے پیش کیا کہ پان اسلامزم تحریک یورپ کی گوری قوموں کو خوفناک ہوگا۔ اور گوری اقوام کو نگل جانے والا اژدہا نظر آنے لگی۔ سب سے پہلے نوجوان ترکوں نے جن میں سے اکثر [illegible] کے ملک اور علانیہ شراب پینے والے اور اسلامی تعلیم کا مذاق اڑانے والے تھے محض سیاسی اغراض کے لئے اس تحریک کو اپنا ہتھیار بنایا اور گوری اقوام کو دھمکی دی کہ ہم تمام مسلمانان عالم کو تمہارے خلاف جمع کر دیں گے۔

اس کے بعد ایران اور ہندوستان کے نوجوان مسلمانوں نے اس تحریک کو محض سیاسی رنگ میں چلانا چاہا۔ اس واسطے ہندوستان کی حکومت بھی اس تحریک کو بدگمانی کی نظروں سے دیکھنے لگی۔

اگر ترک اور ایرانی اور ہندوستانی مسلمان مذہبی رنگ میں اس تحریک وحدت اسلام کو چلاتے تو سب سے پہلے ان کو نماز باجماعت کی تحریک کرنی چاہئے تھی کہ نماز باجماعت ہی اصلی بنیاد وحدت اسلام کی ہے۔ مگر ان "روشن خیال" مسلمانوں کو تو جن کے ہاتھ میں یہ تحریک تھی نماز سے گھبراہٹ ہوتی تھی بھلا وہ اس تحریک کو مذہبی اصول پر کیونکر چلا سکتے تھے۔

مولانا محمد علی غالباً چند روز سے نماز پڑھنے لگے ہیں مگر سوائے جمعہ کے جہاں ان کو چندہ وصول کرنے کی ضرورت رہتی ہے اور بہت کم جماعت کی نماز پڑھتے ہیں بلکہ وہ نماز باجماعت کے لئے بلانے والے لوگوں کا مذاق اڑایا کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ۱۵ نومبر کو جامع مسجد دہلی میں میرے خلاف جو تقریر فرمائی تھی اس میں ایک الزام مجھ پر یہ بھی لگایا تھا کہ حسن نظامی اور اس کے ساتھی صبح کے وقت لوگوں کو جگاتے پھرتے ہیں کہ اٹھو نمازیو نماز کے لئے اٹھو۔

اس طعن سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اخوت و وحدت اسلامی کے داعی مولانا محمد علی کے دل میں نماز باجماعت کی کس قدر وقعت ہے۔

پس جب پان اسلامزم نماز باجماعت کے بنیادی اصول سے جدا ہو کر بے نمازی اور محض سیاسی کارکنوں کے ہاتھ میں پڑی اور انہوں نے وحدت اسلامیہ کا کام تو خاک بھی نہ کیا البتہ اس کے ذریعہ گوری اقوام کو دھمکایا تو پان اسلامزم حکومت کی نگاہ میں نہایت خطرناک بن گئی۔

اب سوچئے اگر حضور نظام کو پان اسلامزم سے کچھ دلچسپی پیدا ہونے کا شک انگریزوں کے دل میں پیدا ہو جاتا تو [illegible] کا اسلامی ملک حضور نظام کے قبضہ میں رہنے پاتا۔

لہذا میرا حضور نظام کو پان اسلامزم تحریک سے بچانا حضور نظام کی اصلی خیر خواہی تھی۔ اور ایک اسلامی سلطنت کی حفاظت کی بچاؤ تھا۔

اب تیسرا سوال باقی رہا کہ میرا یہ فعل جاسوسی تھا یا نہیں [illegible] اس کے لئے جاسوسی کی تعریف معلوم [illegible]

عام طور پر جاسوسی خفیہ پولیس [illegible] کی خفیہ اطلاعات [illegible]

[illegible] جاسوسی [illegible]

مگر ملکی یا قومی [illegible] ضروریات کے لئے حکام کے پاس جانا یا حکام سے میل جول رکھنا جاسوسی نہیں ہے۔ مولانا محمد علی کے استاد اول حضرت سرسید احمد خاں صاحب کی تمام زندگی حکام کے میل جول میں گزری اور ان کے بعد ان کی ہدایت کے بموجب تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی قومی پالیسی یہی رہی کہ وہ حکام سے میل جول رکھیں اور اپنی قومی ضروریات سے حکام کو آگاہ کرتے رہیں۔

مگر اس کے بعد جب ترک موالات کا دور آیا تو حکام سے ملنا جلنا قومی غداری بن گیا۔ جو شخص حکام سے میل جول رکھتا تھا اس کو جاسوس کا خطاب ملتا تھا۔ چنانچہ تارکین موالات نے اپنے خیالات کے ناموافق لوگوں کو دق کرنے اور ان کی بدنامی و رسوائی بڑھانے کے لئے یہ ایک موثر ہتھیار بنا لیا تھا کہ جس کو بدنام کرنا ہوتا تو کہدیتے کہ یہ تو سرکاری جاسوس ہے۔ یہ تو مخبر ہے۔

شمس العلماء مولانا سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی جو ہمیشہ مسلمانوں کی ضروریات اور سفارشات کے لئے حکام کے پاس جاتے تھے انہی مولانا محمد علی کے ہاتھوں محض اس ہتھیار سے کہ امام صاحب جاسوس ہیں برسوں بدنام رہے۔ مگر جب مولانا محمد علی کا نعرہ تشدد نے ڈبا دیا تو مسلمانان دہلی کی آنکھیں کھلیں اور انہوں نے امام صاحب سے معافیاں مانگیں۔

میرے خلاف بھی سال ہا سال یہ مشہور رہا کہ میں سرکاری مخبر ہوں اور جب میں نے پہلی دفعہ اپنے مکان پر ٹیلیفون لگایا تو تمام دہلی میں شہرت دیدی گئی کہ خواجہ صاحب کو سرکار نے ٹیلیفون دیدیا ہے اور اب وہ گھر بیٹھے وائسرائے کو خبریں پہنچایا کریں گے۔ اور جب میں نے روزانہ اخبار رعیت جاری کیا تو ابھی مولانا محمد علی کی پارٹی نے افواہیں اڑائیں کہ یہ سرکاری اخبار ہے اور پانچ ہزار روپے دہلی کے ڈپٹی کمشنر نے خواجہ صاحب کو دیئے ہیں۔ لیکن جب دہلی میں پہلا ہندو مسلم فساد ہوا اور مولانا محمد علی یا ان کے معتقدین کی غلط بیانی کے سبب سینکڑوں مسلمان بے گناہ گرفتار ہو گئے اور ان پر قتل کے جرم لگائے گئے تو میں شملہ پر گیا اور وائسرائے کے پرائیویٹ سکرٹری سے مل کر مسلمانوں کی مظلومیت و بیکسی بیان کی تب دہلی کے حکام کے پاس اوپر سے احکام آئے اور سب ملزم جن پر قتل کے الزام تھے بری ہو گئے اس سفر شملہ میں حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب اور حضرت مولانا احمد سعید صاحب بھی میرے ہمراہ تھے۔

پس اگر حکام سے میل جول اب بھی حرام ہوتا جیسا کہ مولانا محمد علی کا عقیدہ [illegible] کے مسلمان [illegible] پھانسی پر لٹکا دیئے جاتے۔

مگر مولانا محمد علی کو [illegible] سرکار [illegible] پہلی [illegible]

[illegible]

[illegible]

مگر جو لوگ اپنے شہر کی یا اپنی قوم کی ضروریات کے لئے حکام سے ملتے ہیں وہ نہ جاسوس ہیں نہ مخبر ہیں۔ جو لوگ تارکین موالات ہیں اور حکام سے ملنا حرام سمجھتے ہیں ان کو اپنے عقیدہ کا اختیار ہے میرا عقیدہ نہیں ہے میں شروع سے آج تک حکام سے ملتا رہا ہوں۔ اگرچہ اب تبلیغی کاموں کے سبب فرصت نہیں ملتی۔ اور میں حکام کے پاس بہت ہی کم جاتا ہوں مگر میں حکام سے ملنا گناہ اور حرام نہیں مانتا اگر قومی مفاد کے لئے ملنا ہو۔ مولانا محمد علی اگرچہ حکام سے ملنا حرام سمجھتے ہیں مگر یہ ہیر پھیر صرف [illegible] سے ہے۔ [illegible] فرماتے ہیں۔

مہاراجہ صاحب محمود آباد سراپا حکام اور بالکل حکومت کے آدمی مانے جاتے ہیں۔ مگر مولانا محمد علی کے دونوں سرپرست رہے ہیں اور مدت ہائے دراز تک انہی کی امداد سے مولانا کا کشکول گدائی بھرتا رہا ہے۔

ہز ہائینس سر آغا خاں خاص حکومت کے آدمی ہیں مگر خدا را مولانا محمد علی ایمان سے بتائیں کہ سر آغا خاں کی جیب سے ان کو کتنی مدت تک کس قدر [illegible] کے لئے امداد ملی ہے۔ اور اگر نہ بتائیں تو مجھے اجازت دیں کہ میں ہی کچھ ڈھکی چھپی باتیں ظاہر کر دوں؟

اور مہاراجہ نابھہ کے لئے تو سب کو معلوم ہے کہ مولانا محمد علی بذات خود گورنمنٹ کے سکرٹریوں کے پاس تشریف لے گئے (جس کی نسبت مولانا کو افسوس ہے کہ مہاراجہ کے آدمی نے ٹیکسی کا کرایہ بھی مولانا کو نہ دیا)

اب مولانا بتائیں کہ انہوں نے حکام سے ملاقات کیوں کی اور ایک ایسے فعل کے مرتکب کیوں ہوئے جس کو وہ حرام سمجھتے ہیں۔ اور یہ بھی بتائیں کہ ان حکام سے ملنا جاسوسی کی حد میں آتا ہے یا نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ان کی ملاقات جاسوسی کی حد میں ہرگز نہیں آتی وہ ایک ضرورتمند مہاراجہ کی امداد کے لئے حکام تک گئے اور انہوں نے بڑے ثواب کا کام کیا۔

مگر میں ایک اسلامی سلطنت کو خطرہ سے بچانے کے لئے حکام سے ملا اور حکام سے اس کو بچانے کی بات کہی تو جاسوس اور مخبر کیونکر بن گیا۔

اب میں سب مسلمانوں اور مولانا محمد علی سے پانچ سوال کرتا ہوں۔ ہر شخص خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر اچھی طرح غور کر کے ان پانچ سوالوں کا جواب دے

مولانا محمد علی سے
اور ہر مسلمان سے
پانچ سوال

[illegible]

[illegible] حلف سے کہہ سکتا ہے کہ میں حکومت [illegible] سی [illegible] کر رہا ہوں۔

(۴) کیا مولانا محمد علی یا اور کوئی شخص حلف سے کہہ سکتا ہے کہ اس وقت [illegible] حضور نظام کو جو شکایتیں ہو رہی ہیں وہ میرے اس خط کی وجہ سے پیش آ رہی ہیں۔

(۵) کیا مولانا محمد علی یا کوئی اور شخص حلف سے کہہ سکتا ہے کہ مولانا محمد علی نے میرے خلاف جن جذبات کا اظہار ہمدرد کے مضامین میں کیا ہے وہ سب اس خط کے دیکھنے سے پیدا ہوئے تھے اور پہلے سے کوئی جذبہ اشتعال ان کے دل میں میرے خلاف موجود نہ تھا۔

میرا دعویٰ ہے کہ اگر مولانا محمد علی مسلمان ہیں تو ان کا ایمان اور ان کا دل اور ان کا ضمیر لرز جائیگا اور وہ ایک بات کا اقرار بھی حلف سے نہ کر سکیں گے۔

اور کوئی مسلمان بھی جو مجھ سے مولانا کی طرح واقف ہے یہ حلف نہ اٹھا سکیگا۔

خط پر ایک نظر

اب ذرا اس خط پر غور کیجئے جس کو حسن نظامی کے انکار کی غلطی بنایا گیا ہے۔ ناظرین نے دیکھا ہوگا کہ خط [illegible] کا لکھا ہوا ہے یعنی اس خط کو لکھے ہوئے پورے آٹھ سال ہو گئے۔ مگر آٹھ برس تک حضرت مولانا محمد علی اور ان کے قوت بازو مہذب ڈاکو صاحب نے اس خط کی جاسوسی اور مخبری پر توجہ نہ فرمائی اور ان دونوں کو حضور نظام کے نقصان کا فکر نہ ہوا مگر آج ۱۹۲۵ء میں یکایک کیا سبب پیش آیا کہ حضرت اقدس مولانا محمد علی اور مہذب ڈاکو صاحب کو اس خط میں زہر نظر آنے لگا۔ اگر آپ خط کو سامنے رکھ کر ایک ایک فقرہ پڑھیں گے تو مولانا محمد علی کے ہر الزام کی غلطی کھل جائیگی۔ خط کا پہلا فقرہ یہ ہے۔

کیا عجب ہے گورنمنٹ نے لکھا ہو

اس فقرہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حسن نظامی نے کسی سوال کا جواب دیا ہے۔ یعنی مکتوب الیہ حسن نظامی سے بذریعہ خط دریافت کرتا ہے کہ

ظفر علی خاں حیدر آباد سے علیحدہ کر دیئے گئے معلوم نہیں اس کی کیا وجہ ہوئی شاید گورنمنٹ نے علیحدہ کرایا ہے۔

تو اس کے جواب میں حسن نظامی نے لکھا ہے کہ کیا عجب ہے گورنمنٹ نے لکھا ہو یعنی گورنمنٹ انگریزی نے حضور نظام کو لکھا ہو کہ ظفر علی خاں کو اپنے پاس سے علیحدہ کر دو۔

میرے اس خط کے فقرہ سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں اور دونوں سے مولانا محمد علی کے بہتان کی صاف تردید ہوتی ہے۔

ایک تو یہ کہ خط ظفر علی خاں کی نسبت تھا حضور نظام کی نسبت نہ تھا اور دوسرے یہ کہ یہ خط میں نے مہذب ڈاکو کے جواب میں لکھا تھا کیونکہ میرا فقرہ کیا عجب ہے گورنمنٹ نے لکھا ہو صاف ظاہر کر رہا ہے کہ میں سائل کے سوال کا جواب دے رہا ہوں۔ اس کے بعد یہ فقرہ ہے

مجھ سے چیف کمشنر صاحب دہلی نے مفصل حالات بیان کرائے [illegible] حضور نظام کو پان اسلامزم کے جو سبق دیئے جاتے تھے [illegible] اطلاع دی گئی۔

[illegible] لفظ [illegible] سکتے ہیں کہ حضور نظام کو اس بات

اسلامزم کے سبق دیئے جانے کے متعلق مفصل حالات کسی شخص [illegible] جس کو اب جواب دیا جا رہا ہے۔

باضابطہ کا لفظ

مولانا محمد علی نے زیادہ زور "باضابطہ" کے لفظ پر دیا ہے یعنی چونکہ حسن نظامی سرکاری مخبر تھا اس لئے اس نے اپنی نوکری کا اصطلاحی لفظ "باضابطہ" استعمال کیا ہے۔

مولانا محمد علی کا یہ مغالطہ ممکن ہے ان لوگوں پر اثر کرے جو خط کے تمام حالات پر غور نہ کر سکتے ہوں۔ مگر معقولیت سے سوچنے والے انجام فوراً سمجھ لیں گے کہ یہ لفظ میں نے اپنی جاسوسی یا مخبری کی حیثیت واضح کرنے کے لئے نہیں لکھا تھا کیونکہ مخبری یا جاسوسی کی حیثیت ایسی چیز نہیں ہے جس کا اظہار کسی شخص کے لئے بھی فخر کا باعث ہو۔ میرا مقصد صرف اس قدر تھا کہ میں نے چیف کمشنر دہلی سے جو کچھ کہا ہے وہ محض ایک سرسری اور لغو بھی گفتگو کے طور پر نہیں کہا ہے بلکہ نہایت سنجیدگی کے ساتھ اپنی پوری اہمیت دیکر بیان کیا ہے تاکہ اس پر حکومت کی جانب سے مناسب کارروائی کا عمل سامد یقینی ہو جائے اور یہ لفظ محض مکتوب الیہ کو یقین دلانے کے لئے لکھا گیا تھا۔ میری کتابوں اور اخباری مضامین کی عبارتوں میں ہمیشہ تاکیدی موقعوں پر باقاعدہ اور باضابطہ کے الفاظ میری قلم سے نکلا کرتے ہیں تو کیا میرے تمام مضامین اور میری سب کتابوں کی عبارتوں میں جہاں جہاں باضابطہ کا لفظ آیا ہے مولانا محمد علی اس کے جاسوسی ہی کے معنے لینگے۔ چونکہ مولانا ظفر علی خاں صاحب پنجاب کے باشندے تھے اور دہلی کے چیف کمشنر کا پنجاب کے صوبہ میں کچھ دخل نہ تھا اس لئے جب تک چیف کمشنر دہلی پنجاب گورنمنٹ کو باضابطہ اطلاع اس معاملہ کی نہ دیتے کوئی عملی اثر نہ ہوتا پس چیف کمشنر دہلی کی نسبت میرا باضابطہ لفظ کا استعمال ایک معمولی طرز تحریر ہے اور اس پر اعتراض یا شبہ کرنا اسی شخص کا کام ہو سکتا ہے جس کے دل میں چور رہو۔

مولانا محمد علی صاحب اس باضابطہ کے لفظ کو سمجھ گئے تھے کہ اس کا مفہوم اور خط کا سلسلہ عبارت وہ نہیں ہے جو مولانا محمد علی لکھ رہے ہیں مگر ان کو بہتان لگانا تھا اور بہتان کو خوب رنگین اور خوفناک بنانا تھا اگر خدانخواستہ وہ اپنی خواہش کے موافق ہندوستان کے راجہ بنجاتے تو شاید ایسے ہی انصاف بھی کرتے۔

خط چاک کردو

اب خط کے آخری حصہ کی بحث باقی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں:—

"یہ خط بالکل خانگی ہے اس کو چاک کر دیجئے اور اس کی اطلاع کسی کو نہ دیجئے۔ یعنی میرے اس کام کی خبر سوائے آپ کے اور کسی کو نہ ہو۔"

اس فقرہ پر مولانا محمد علی نے اتنی بغلیں بجائی ہیں کہ ان کے بازو اب تک دکھ رہے ہوں گے۔ انہوں نے اپنی سب قوتیں اس فقرہ سے بدگمانی پھیلانے کے لئے خرچ کر دیں۔

میرا جواب سنئے آپکو خود معلوم ہو جائے گا کہ مولانا محمد علی کا یہ [illegible] شور محض نادانی تھا وہ نہ اگر وہ غور کرتے کہ یہ خط کس زمانہ میں [illegible] تھا اور اس زمانہ میں ہندوستان کی کیا حالت [illegible]

کے خلاف اخبارات میں تہمت اور فساد مضامین شائع کرتے تھے تو مولانا خود ہی سمجھ لیتے کہ یہ فقرہ احتیاط کے تقاضے سے لکھا گیا تھا کہ مکتوب الیہ اگر اپنے احباب سے یا کسی اور شخص سے اس کا ذکر کریگا کہ حسن نظامی نے مولانا ظفر علی خاں کو حیدرآباد سے علیحدہ کرایا تو تمام ملک میں ظفر علی خاں سے ہمدردی پیدا ہو جائے گی۔

[illegible] کی نسبت لوگوں کو یاد ہوگا کہ تمام ہندوستان میں ایک ہلچل مچی ہوئی تھی اور ہندو مسلمانوں کے خیالات و جذبات مشتعل ہو رہے تھے اس وقت کسی شخص کو یہ تمیز نہ تھی کہ اچھا کام کونسا ہے اور برا کام کونسا ہے۔

ایسے وقت میں ہر شخص کو تحریر و تقریر کے وقت پوری احتیاط مدنظر رہتی تھی پس میں نے جب مہذب ڈاکو کو یہ لکھا کہ ظفر علی خاں کو حیدرآباد سے علیحدہ کرانے کے لئے میں نے کوشش کی تھی تو مجھے خیال ہوا کہ مکتوب الیہ بے احتیاطی سے کام نہ لیں اور اس خط کو اور اس کی عبارت کو جگہ جگہ کہتے اور دکھاتے نہ پھریں۔

چنانچہ خط کا یہ فقرہ کہ اس کام کی خبر سوائے آپ کے کسی کو نہ ہو؟ خود ہی منہ سے بول رہا ہے کہ ظفر علی خاں صاحب اور ان کے ہمخیال لوگوں سے اس حال کو مخفی رکھنا تھا۔

مہذب ڈاکو سے تعلق

مولانا محمد علی صاحب نے بار بار طعنے دیئے ہیں کہ جب آپ مہذب ڈاکو سے اور اس کی شرارتوں سے واقف تھے تو پھر اپنے تعلقات اس سے کیوں بڑھائے؟ اور اس سے اتنی زیادہ خط و کتابت کیوں جاری رکھی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے مجھے مہذب ڈاکو صاحب کے خطرناک ہونے کا کوئی علم نہ تھا اور مدت تک مجھے معلوم نہ ہوا کہ وہ اتنے شریر آدمی ہیں۔ ایک عرصہ کے بعد آہستہ آہستہ مجھے ان کی خصلت اور ان کے پیشہ اور ان کی کارستانیوں کا علم ہوا۔ مجھے علم غیب نہ تھا۔ انسان کو آزمائش اور امتحان کے بعد ہی تجربہ ہوا کرتا ہے۔

پس جب تک مجھے ان کی حالت پوری طرح معلوم نہ ہوئی اور ان کی خصلت میری ذاتی آزمائش میں نہیں آئی۔ میں ان سے خط و کتابت کرتا رہا اور جب مجھے ان کی حالت معلوم ہو گئی تو میں نے ان سے تعلقات قطع کر لئے۔ ظاہر ہے کہ اگر میں ان کی خصلت سے واقف ہوتا تو بجائے انہیں یہ ہدایت کرنے کے کہ خط کو پڑھ کر فوراً چاک کر دیجئے' میں انہیں خط ہی نہ بھیجتا۔

دلالی

مولانا محمد علی صاحب نے ایک اور خط چھاپا ہے جو بوہروں کے ملا صاحب اور سر آدم جی پیر بھائی کے لڑکوں کے جھگڑے کے متعلق ہے۔ جس میں سر آدم جی پیر بھائی کے لڑکوں نے میرے ذریعہ سے ملا صاحب کے خلاف ایک پمفلٹ مہذب ڈاکو صاحب سے لکھوانے کی خواہش کی تھی اور پانسو روپے اس پمفلٹ کا معاوضہ قرار پایا تھا جو [illegible] انہوں نے مہذب ڈاکو صاحب کو امپیریل ہوٹل دہلی میں پیشگی ادا کر دیا گیا تھا لیکن مہذب ڈاکو صاحب نے کوئی پمفلٹ نہ لکھا اور جس قدر [illegible]
[illegible]

ملا صاحب [illegible]
روپے بھی ہضم کر گئے اس واقعہ کے بعد سے [illegible] اور کینہ خصلتی کا تجربہ ہوا اور اس کے بعد سے [illegible] ان کو [illegible] کے خط لکھے اور کوئی تعلق میل جول و خط و کتابت کا باقی [illegible]

اب میں مولانا محمد علی کے اعتراض کا جواب دینا چاہتا ہوں جنہوں نے میرے اس کام کو دلالی کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور ایسے فحش الفاظ استعمال کئے ہیں کہ حلال خوروں کے شراب خانہ میں کسی کلال نے بھی ایسے الفاظ شراب پیئے ہوئے حلال خوروں سے نہ سنے ہوں گے۔ مگر میرا عمل کلام ربانی پر ہے جس میں ارشاد ہوا ہے کہ واذا مروا باللغو مروا کراما میں بدتہذیبی کا جواب بدتہذیبی سے نہیں دینا چاہتا اور اس واسطے مولانا محمد علی کی سخت کلامی کو معاف کر کے اصل جواب لکھ دینا کافی سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

بوہروں کے موجودہ ملا صاحب نے عربی زبان میں ایک کتاب لکھی تھی جس میں سیدنا حضرت سید جعفر شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کو نہایت سخت گالیاں دی گئی تھیں . . . .

اور سید جعفر شیرازی صاحب ایک صوفی بزرگ تھے جن کا احمدآباد گجرات میں مزار ہے اور سید جعفر صاحب نے لاکھوں شیعہ بوہروں کو اپنی تلقین و تبلیغ سے سنت جماعت بنا دیا تھا چنانچہ ان سنی بوہروں سے گجرات کے تمام بڑے بڑے شہر بھرے ہوئے ہیں اور بوہروں کے ملا صاحب نے سید جعفر شیرازی صاحب کو محض اس وجہ سے برا لکھا تھا کہ انہوں نے ملا صاحب کی جماعت کو شکست دیکر سنی بنا دیا تھا۔

لہذا مجھے ملا صاحب کے اس حملہ کا جو ایک صوفی اور سنی بزرگ پر کیا گیا تھا انتقام لینا ضروری ہوا اور میں کھلم کھلا ملا طاہر سیف الدین صاحب کے مقابلہ میں آیا اور میں نے پوری مضبوطی کے ساتھ ہندوستان کے تمام اخبارات و رسائل میں ان کے خلاف مضامین لکھے اور اکثر اخبارات کو سو سو روپے دو دو سو روپے دیکر مضامین لکھوائے اور ان سب مضامین کو ایک کتاب میں جمع کر کے شائع کیا جس کا نام ملا صاحب کے نام کی مناسبت سے "سیف بر دجال" رکھا گیا تھا اور جس کی پچیس ہزار کاپیاں ہندوستان میں تقسیم کی گئی تھیں۔

سر آدم جی پیر بھائی کے لڑکے بھی اور بہت سے بوہرے جو ملا صاحب کے خلاف ہیں اس جنگ میں میرے معاون اور مددگار تھے تو پس میں نے دلالی نہیں کی بلکہ اپنا کام سمجھ کر کیا اور وہ کام میرا ہی ذاتی کام نہیں تھا بلکہ تمام سنیوں اور تمام صوفیوں کا کام تھا چونکہ یہ پمفلٹ سر آدم جی پیر بھائی کے لڑکوں کی طرف سے اور ان کے خرچ سے لکھوانا تجویز ہوا تھا اس واسطے میں نے اپنے خطوط میں مہذب ڈاکو صاحب کو تاکیدیں لکھیں کہ [illegible] جلدی سے [illegible]

میرے ان خطوط کے بعض فقروں کو [illegible]
[illegible]

[illegible] مقابل میں خود تھا۔ ان کے مخالف [illegible]

[illegible] ہے۔

[illegible] بالفرض میں خود ان کے مقابلہ میں نہیں ہوتا تب بھی کسی دوست [illegible] کرنا دلالی نہیں ہو سکتی۔ ہاں اگر کوئی شخص بمبئی میں رہتا ہو اور دہلی میں [illegible] کوئی واقف کار نہ ہو اور وہ مولانا محمد علی کو لکھے کہ فلاں کتاب [illegible] کر بھیج دیجئے اور مولانا محمد علی اس کو بھیجوا دیں۔ یا اس کے لئے [illegible] کوشش کریں تو اس کو دلالی کہا جائے گا یا نہیں؟ میرا خیال تو یہ ہے کوئی احمق ہی آدمی اس کو دلالی کہیگا

میں پوچھتا ہوں کہ جب مہاراجہ نابھ نے مولانا محمد علی کو لکھا کہ میرا [illegible] انگریزوں کے پاس جاکر کر دیجئے اور محمد علی باوجود اس کے کہ انگریزوں کی صورت دیکھنی حرام سمجھتے تھے۔ دوڑے ہوئے وائسرائے کے سکریٹریوں کے پاس گئے اور اپنے عقیدہ کے حرام و حلال کو گھر کے طاق میں رکھ گئے کیونکہ مہاراجہ نابھ سے اپنی اس مفلسی کے زمانہ میں کچھ حاصل ہونے کی توقع تھی۔ تو کیا مولانا محمد علی نے مہاراجہ نابھ کی دلالی کی تھی اگرچہ اسے دلالی کہا جاسکتا ہے۔ مگر میں تو اسے بھی دلالی نہیں کہتا [illegible] ایک حاجتمند کی کام کرکے کچھ روپیہ پیدا کر لے اور خود مولانا محمد علی کے بیان کے موافق ۱۹۱۱ء میں جب مہاراجہ بڑودہ نے کنگ جارج کے دربار کے موقع پر کنگ جارج کے حضور میں بے ادبی کی حرکت کی اور انگریزوں کے ہاتھوں مہاراجہ پر آفت آنے کا اندیشہ ہوا تو مہاراجہ کی درخواست پر مولانا محمد علی نے ان کی حمایت میں دہواں دہار کوشش کی اور مولانا محمد علی کے بیان کے موافق جو پانچہزار روپے معاوضہ کے مہاراجہ سے قرار پائے تھے وہ مہاراجہ نے آج تک نہیں دیئے تو اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا مولانا محمد علی نے مہاراجہ بڑودہ کی دلالی کی تھی؟ مگر میں اس کو دلالی نہیں مانتا۔ تو پھر میں نے بوہروں کے ملا صاحب کے خلاف اگر بمبئی کے ایک دوست کی خواہش سے کوئی پمفلٹ لکھوانے کی کوشش کی تو یہ دلالی کیونکر ہو سکتی ہے۔

خط حضور نظام کے خلاف نہیں تھا

اس بات کے مزید ثبوت کے لئے کہ میرا یہ خط حضور نظام کے خلاف نہیں تھا بلکہ محض مولانا ظفر علی خاں کی نسبت تھا یہ کہہ دینا کافی ہے کہ میں جانتا تھا کہ جس شخص کو خط لکھ رہا ہوں اس کے سگے بھائی حضور نظام کے ہاں ایک اعلیٰ عہدہ پر مامور ہیں اگر حضور نظام کی مخالفت کا فقرہ میں ان کو لکھوں گا تو مہذب ڈاکو اپنے عہدہ دار بھائی کے ذریعہ ممکن ہے کہ حضور نظام تک پہنچا دیں، تو پھر بھلا ایسا کونسا عقلمند آدمی ہوگا جو مخبری اور جاسوسی جیسے مخفی کام سے اس شخص کو آگاہ کر دے گا جس کا بھائی حضور نظام کے ہاں اعلیٰ عہدہ دار ہو؟

حضور نظام نے پان اسلامزم کا کوئی کام نہیں کیا

[illegible] کہ جب حضور نظام نے کبھی پان اسلامزم کا کوئی عملی کام [illegible] کی حمایت انگریزوں سے کس بنا پر کرتا؟

ناظرین یاد کریں کہ میں نے یہ خط مہذب ڈاکو کو اگست ۱۹۲۱ء میں لکھا تھا جس کے بعد حضور نظام کے سب کام پان اسلامزم کے خلاف ہی ہوتے رہے حمایت میں کوئی نہ ہوا۔ مثلاً جب مولانا محمد علی کے خلافتی رفیقوں نے حیدر آباد میں سلطنت اسلام کے خلاف شورش کی تو حضور نظام نے ان سب کو جیل خانہ میں ڈال دیا جس کی وجہ سے مولانا محمد علی کے تمام حامی اخباروں نے حضور نظام کو نہایت سخت مغلظات گالیاں دیں مگر میں نے جو بقول مولانا محمد علی کے حضور نظام کا دشمن تھا اس بھڑکتی ہوئی آگ میں نظام کی حمایت کا کام کیا یعنی ایک پمفلٹ اختلاف کے نام سے لکھکر ہزار ہا کی تعداد میں تقسیم کرایا جس میں خلافت والوں کو نصیحت کی گئی تھی کہ وہ حضور نظام کی سلطنت میں خلافت کی شورش نہ پھیلائیں یہ پمفلٹ میرے پاس موجود ہے اور میں اس کی نقل اخبارات میں شایع کرا دوں گا جس سے معلوم ہوگا کہ مہذب ڈاکو صاحب کو جو خط میں نے لکھا تھا اگر وہ حضور نظام کی مخالفت میں ہوتا تو اس خط کے بعد جبکہ مولانا محمد علی کے ساتھیوں نے حضور نظام کی سلطنت میں فساد کرنے کی کوشش کی تھی تو میں نے حضور نظام کی حمایت کی یا فسادیوں کی حمایت کی۔ میرا پمفلٹ پڑھنے سے معلوم ہو جائے گا کہ میں نے تمام ہندوستان کی بھڑکتی ہوئی آگ میں اپنے آپ کو ڈالا اور حضور نظام کی سلطنت کو مولانا محمد علی کے ساتھیوں سے بچایا اور میرے سوا ایک شخص بھی حضور نظام کی حمایت کے لئے اس نازک زمانہ میں کھڑا نہ ہوا اور اس وقت مولانا محمد علی کے حامی اخباروں نے مجھ پر الزام لگائے کہ میں نے حضور نظام سے ۲۰ ہزار روپے لے لئے ہیں حالانکہ خود اعلیٰ حضرت نے ایک دفعہ اپنے دربار میں [illegible] خواجہ حسن نظامی پر اخباروں کا یہ الزام کہ میں نے ان کو ۲۰ ہزار روپے دئے محض غلط تھا میں نے ان کو ایک پیسہ بھی نہیں دیا تھا۔

رسالہ اختلاف لکھنے کے بعد میں نے مہاتما گاندھی اور حضرت مولانا عبدالباری صاحب سے تحریریں حاصل کیں کہ ویسی سیاستوں میں خلافت کا ایجی ٹیشن مناسب نہیں ہے اور پھر ایک دوسرا رسالہ شائع کیا جس کا نام مہاتما گاندھی کا فیصلہ تھا یہ رسالہ بھی میرے پاس موجود ہے۔ ہر شخص بلاقیمت منگاکر پڑھ سکتا ہے۔

فیصلہ ان واقعات سے کئی باتیں بطور نتیجہ کے ظاہر ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ حضور نظام نے پان اسلامزم کا کوئی کام ہی نہیں کیا بلکہ انہوں نے پان اسلامزم کے بانیوں یعنی خلافت والوں کو فساد کرنے کے جرم میں جیل خانہ پہنچا دیا اور دوسرے یہ کہ میں حضور نظام کا اس خط کے لکھنے کے بعد بھی مخالف نہ تھا بلکہ حامی اور مددگار رہا اور تیسرے یہ کہ آج جو مولانا محمد علی کسی کی توقع سے حضور نظام کے خیر خواہ بننا چاہتے ہیں اس وقت میں انہی کی جماعت نے حضور نظام کی اسلامی سلطنت کو زیر و زبر کرنے کا ارادہ کیا تھا۔

خطاب واپس کر دیا

اس ثبوت کے بعد [illegible] حضور نظام نے پان اسلامزم کا کوئی کام نہیں کیا یہ [illegible] کیا جاسکتا ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ [illegible]

یہی فساد پیدا کر سکتی تو خلافتی پارٹی کا دیا ہوا خطاب حضور نظام نے واپس کر دیا اور فرمان شائع کیا کہ میرے لئے "ہز اگزالٹڈ ہائنس" خطاب کافی ہے پس جاہ "خطاب اور برٹش گورنمنٹ کا "ہز اگزالٹڈ ہائنس" خطاب کافی ہے پس اگر حضور نظام پان اسلامزم کے حامی ہوتے تو خلافت والوں کا خطاب واپس نہ کرتے؛ انگریزوں کے دیئے ہوئے خطاب کی تعریف کرتے پس ناظرین ہی انصاف کریں کہ جب حضور نظام نے پان اسلامزم کا کوئی کام ہی نہ کیا تھا تو میں انگریزوں سے شکایت ہی کس بات کی کر سکتا تھا۔

آٹھ برس کے بعد

سب زیادہ غور کے قابل یہ مسئلہ ہے کہ اگر میں نے بقول مولانا محمد علی کے ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء کو دہلی کے چیف کمشنر سے "مخبری" کی اور حضور نظام کے خلاف انگریزوں کو بھڑکایا تو انگریزوں نے آٹھ برس تک میری مخبری پر عمل کیوں نہ کیا۔ اور اب ۱۹۲۶ء میں پورے آٹھ برس کے بعد ان کو یاد آیا کہ حسن نظامی نے حضور نظام کی شکایت کی تھی۔ لہذا اب حضور نظام کی گرفت کرنی چاہیئے۔ اس بات کو مولانا محمد علی جیسے عقل باختہ بزرگ ہی باور کر سکتے ہیں کہ انگریزوں نے حسن نظامی کی مخبری پر آٹھ برس کے بعد عمل کیا اور پورے آٹھ سال حضور نظام سے دوستی قائم رکھے رہے یہانتک کہ اس آٹھ سال کے زمانہ میں ان کو اعلیٰ درجہ کا خطاب بھی دیدیا۔ گویا میری مخبری ایسی بھاگوان ہے کہ اس کا نتیجہ بجائے نقصان کے یہ نکلتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کو ایک اعلیٰ خطاب مل جاتا ہے۔

مولانا محمد علی دشمن نظام

آج مولانا محمد علی حضور نظام کے دوست بنتے ہیں اور کل کی بات بھول گئے کہ مراد آباد کے جلسہ جمعیت العلماء میں جب حضرات علماء نے حضور نظام کے مطالبہ واپسی برار کی تائید میں ریزولیوشن پیش کیا تو یہی جناب ستم دوران سہراب زمان رستم تاخ ابہیم انتخوانی حضرت مولانا محمد علی مقدس بیابانی حضور نظام کی مخالفت کے لئے ایک شیر غراں کی طرح جلسہ میں کھڑے ہو گئے اور ایسے سخت الفاظ حضور نظام کی مخالفت کی کہ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ مولانا محمد علی بول رہے ہیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لالہ لاجپت رائے یا سوامی شردھانند یا پنڈت مالوی جی کی تقریر ہو رہی ہے انہوں نے اس تقریر میں بڑے بڑے علماء کو لالچی اور زر پرست اور حضور نظام کے نمک خوار وغیرہ مکروہ الفاظ سے مخاطب کیا جس کے جواب میں حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کھڑے ہوئے اور انہوں نے ایسے دندان شکن جواب دیئے کہ حضرت ارحم مآب ابہیم القاب محمد علی کے دانت کھٹے ہو گئے اور آپ کا ہیشہ پتا سے کی طرح لوہے کے کانٹوں پر لیٹنا پڑا یعنی حضرت مولانا نے واپسی برار کی جس قدر مخالفت کی اور ان کی پارٹی نے جتنا زور حضور نظام کی مخالفت اور مولانا محمد علی کی حمایت میں خرچ کیا وہ سب اکارت گیا اور حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیت علماء ہند کی پارٹی نے جناب مولانا محمد علی کو پوری شکست دیدی اور واپسی برار کا ریزولیوشن اتفاق رائے سے پاس ہو گیا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ آج مولانا محمد علی میری مخالفت اس وجہ سے کرتے ہیں کہ ان کے بیان کے موافق میں نے حضور نظام کی مخالفت

کی مخالفت میں [illegible] گذرگاہ ضمیر سے پوچھیں کہ اس نے برار کے ہندو مرہٹوں کو [illegible] لئے ایک مسلمان بادشاہ کی کس شدومد سے مخالفت کی؟ محض اس لئے کہ مسلمان بادشاہ کو اس کا موروثی ملک برار واپس نہ دیا جائے کیونکہ اس سے مولانا محمد علی کے محبوب و مقصود ہندو بھائیوں کو رنج پہنچے گا۔

لالچ

اس سلسلہ میں ایک بہت پوشیدہ اور بہت ساحلی لیکن نہایت مزیدار بات ناظرین کی اطلاع کے لئے شائع کرنی چاہتا ہوں جس سے مولانا محمد علی کے "لالچی کیرکٹر" اور "مطامع خصلت" کا اندازہ ہو جائے گا۔

اور وہ یہ ہے کہ مراد آباد کے جلسہ کے بعد جب میں حیدر آباد گیا تو ایک روز اعلیٰ حضرت حضور نظام نے افسوس کے لہجہ میں ارشاد فرمایا کہ:

"محمد علی کو مراد آباد کے جلسہ میں واپسی برار کی مخالفت زیبا نہ تھی"۔

جب میں حیدر آباد سے واپس آیا تو ایک روز تخلیہ میں مولانا محمد علی سے حضور نظام کے اس شکوہ کا ذکر کیا۔ جس کو سنکر مولانا کی زبان سے بیساختہ یہ فقرے نکلے:

"مجھ سے حضور نظام نے برار کے کام کے لئے کہا ہی کب تھا؟ وہ دوسروں کو لاکھوں روپے دیکر واپسی برار کا کام کر رہے ہیں مجھ سے کام لیتے اور کچھ خرچ کرتے تو ان کو واپسی برار میں مایوسی نہ ہوتی اور میں نے مراد آباد میں جو مخالفت کی اس کی بھی ایک مصلحت تھی: تم اعلیٰ حضرت کو لکھ دو کہ وہ واپسی برار کے لئے بے نتیجہ لوگوں کو روپیہ نہ دیں بلکہ ایسے لوگوں کو دیں جو برار کی واپسی کے لئے کوئی موثر اور مفید کام کر سکیں"۔

مولانا کے اس ارشاد میں ناظرین خود تلاش کر لینگے کہ لالچ اور طمع کہاں کہاں پوشیدہ ہے اور وہ حضور نظام سے واپسی برار کا کام کرنے کے لئے کس بیتابی کے ساتھ زبان حال سے روپے کے خواہشمند نظر آتے ہیں۔ اور اسی سلسلہ میں مولانا نے برار کے چند خلافتی آدمیوں کے نام بھی بتائے کہ ان کو روپیہ دیکر ان سے کام لیا جائے اور اس کے بعد ایک فقرہ ان کی زبان سے بے تکلف اندرونی جذبات کے تقاضے میں ایسا نکلا جس کو سنکر مجھے بہت تعجب ہوا اور وہ فقرہ یہ تھا "خدا نے یہ ایک دروازہ میرے لئے کھولا ہے"۔

یعنی واپسی برار کی کوشش کے سلسلہ میں حضور نظام کی کنگ کوٹھی کا دروازہ مولانا محمد علی کے لئے کھلا تھا تاکہ اعلیٰحضرت حضور نظام دروازہ پر آئیں اور سائل مولانا کی جھولی میں کچھ ڈال دیں۔

میں نے مولانا محمد علی کی خواہش کے موافق مولانا محمد علی کا جواب اعلیٰ حضرت نظام کو خط کے ذریعہ بھیجدیا مگر اعلیٰ حضرت نے اس خط کا کچھ جواب نہیں دیا کیونکہ حضور نظام جیسا عاقل و فرزانہ بادشاہ مولانا محمد علی کی [illegible] کو اور حرکتوں کو [illegible] [illegible] کو اس بنا کی خیر خواہی [illegible]

[illegible] کرکٹ کا نمبر ۵ [illegible]

...خواجہ حسن نظامی نے ... کا دعویٰ کب کیا تھا؟ یہ تو مولانا ... جنہوں نے ان سے کہا تھا کہ رسالہ پولیٹیکل گزٹ ... آیا اس کا مطلب یہ تھا کہ اپنے اہتمام سے چھپوایا یا یہ مطلب تھا کہ اپنے طریق سے چھپوایا۔

مولانا محمد علی سے درخواست

الزامات اور بہتانوں کا جواب دینے کے بجائے

مجھے حضرت اقدس امیدوار سلطنت ہند مولانا محمد علی صاحب سے بڑے ادب و احترام کے ساتھ یہ عرض کرنا ہے کہ آپ مسلمانوں کی حالت پر رحم فرمائیے اور فرقہ بندی کے اختلافات کا کام چھوڑ دیجئے کہ اس سے مسلمانوں کی قوت کمزور ہوتی ہے اور اسلام کے دشمنوں کو اسلام پر اور مسلمانوں پر چلنے کا موقع ملتا ہے۔

آج ہندوستان کا کوئی شخص جو کچھ کلام کرنا چاہتا ہو آپ کی نکتہ چینی اور نفرت و غصہ کے تیروں سے بچا ہوا نہیں ہے خود اپنی ذات کے علاوہ آپ کو دنیا کے کسی شخص میں کوئی خوبی نظر نہیں آتی۔ ابوالکلام آپ کو غیر محبوب۔ ظفر علی خاں آپ کے معتوب و مغضوب۔ انصاری آپ سے نالاں اجمل خاں آپ سے خائف و ترساں اب ان بڑی بڑی شخصیتوں سے گزر کر آپ نے غریب حسن نظامی کی طرف نگاہ التفات فرمائی ہے۔ کیا کبھی فرصت کے وقت آپ نے اس بات پر بھی غور کیا ہے کہ آپ ایک مضبوط عزم کے ساتھ ہندوستان کو آزاد کرانے کے لئے اٹھے تھے اور ہندوستان کی دفتری حکومت سے جسے آپ اکثر شیطانی حکومت کہا کرتے تھے آپ نے جنگ کی ٹھانی تھی اسے بہت زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہے اور آپ شیطانی حکومت کے بجائے رحمانی بندوں سے لڑنے لگے۔ احتیاج اور افلاس اکثر انسانوں کو حواس باختہ کر دیا کرتے ہیں۔ لیکن کم از کم آپ کی ذات اس سے بالاتر ہونی چاہئے تھی حسن نظامی جیسے فقیر سے الجھنا آپ کے [illegible] اور افسوس کے سوا اور کیا لیں گے۔ حضور نظام بھی اپنے روپے کا صحیح مصرف خوب جانتے ہیں اس لئے وہاں سے بھی توقعات قائم کرنی بیکار ہونگی۔ ما اپنے زور قلم پر بھروسہ کر کے مسلمانوں میں فتنہ و فساد پھیلانے کے بجائے اس ذات باری پر بھروسہ کیجئے کہ جس نے نہایت واضح الفاظ میں اطمینان دلا دیا ہے کہ "وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقہا" وہ رزاق حقیقی ہے اور ضرور رزق پہنچائیگا۔

اسلام کی کشتی تباہی کے بھنور میں پھنسی ہوئی چکر کھا رہی ہے اگر ملاح اسی طرح آپس میں دست و گریبان ہوتے رہے اور ان میں اسی طرح جوتیوں میں دال بٹتی رہی تو یہ کشتی اب ڈوبی اب ڈوبی خدا کے لئے مولانا! آنکھیں کھولئے اور دیکھئے کہ اب پانی سر سے گزرا ہی جاتا ہے۔ آپ کی ذات اور آپ کا قلم اب بھی قوم کے کام آسکتا ہے اگر آپ قومی ضرورت پر ذاتی اغراض کو ترجیح خدا کے لئے نہ دیا کیجئے۔ دشمنوں کے تیغ و تبر تو اس بدنصیب قوم پر چل ہی رہے ہیں کم از کم دوستوں کے ہاتھ تو کلہاڑے نہ چلائیں وما علینا الا البلاغ۔

انجام اس آخری درخواست کے بعد میں ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ چونکہ مسلمانوں کی خانہ جنگی میرے عقیدہ میں سخت گناہ ہے اس واسطے میں یہ جواب لکھنے کے بعد پھر اور کچھ نہ لکھوں گا۔ البتہ اگر مولانا محمد علی نے کوئی اور الزام لگایا اور وہ حد سے بڑھے تو پھر میں بھی مجبوراً بادل ناخواستہ ان کا مقابلہ کر کے آخر تک لڑوں گا۔ یہاں تک کہ مولانا محمد علی کی فتنہ انگیزیاں ختم ہو جائیں کہ فتنہ و فساد دور کرنا ہی میری زندگی کا مقصد ہے۔ والسلام

حسن نظامی ۲۵۔ نومبر ۱۹۲۶ء

مولانا محمد علی اور خواجہ حسن نظامی کے بیانات پر ایک نظر

(ایک غیر جانبدار کے قلم سے)

خواجہ حسن نظامی صاحب نے ایک خط اگست ۱۹۱۸ء میں لکھا تھا اور غالباً خط لکھتے وقت ان کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگا کہ آٹھ سال کے بعد ۱۹۲۶ء میں سلسلہ ارتقا کے ماتحت وہ اس قدر ترقی کرے گا کہ اس کی حیثیت ایک ہنڈکلیا مسری نشٹ کی سی ہو جائیگی اور ایک سے زیادہ اچھی خاصی مقتدر ہستیاں اسے بعد لینے کی آرزو کریں گی۔ اس خط اور اس کے متعلق اخبار ہمدرد کے ایک سے زیادہ مقالات افتتاحیہ کے پڑھنے کے بعد ہم چاہتے ہیں کہ ان تمام معاملات پر ایک منصفانہ اور بالکل غیر جانبدارانہ نظر ڈالی ... سے ہمارا مقصد ہرگز ہرگز کسی ایک فریق کی طرفداری کرنا نہیں ہے بلکہ ہماری کوشش یہ ہوگی کہ اس وقت تک طرفین کے بیانات کی بدولت جس قدر حالات اور واقعات بر روئے عام آچکے ہیں ان پر ناقدانہ نگاہ ڈالیں اور اپنی عقل اور اپنے علم کی بساط کے موافق صحیح نتیجہ اخذ کر سکیں اس قسم کے تبصرہ کے لئے ضروری ہے کہ خواجہ صاحب کا اصل خط پیش نگاہ ہو اس لئے ہم سب سے پہلے اس کی نقل ذیل میں شائع کئے دیتے ہیں

۷۸۶ از درگاہ شریف حضرت محبوب الٰہی دہلی

۱۴؍ اگست ۱۹۱۸ء

مکرمی سلام علیکم۔

[illegible] اور مصروفیت ہو اس کے [illegible]
کی کوشش کروں گا۔ نظام کا حساب جس طرح بھی دیکھو اگر اطلاع کر دوں گا۔
کیا عجب ہے گورنمنٹ نے لکھا ہو۔ میں نے چیف کمشنر صاحب دہلی کو مفصل حالات بیان کر دیئے تھے اور نظام کو پان اسلامزم کے جو سبق دیئے جاتے تھے ان کی بابت بطور اطلاع دے دی تھی۔ اور مجھے معلوم ہے کہ انہوں نے پنجاب گورنمنٹ کو اس خطرہ سے آگاہ بھی کیا تھا (یہ خط بالکل خانگی ہے اس کو چاک کر دیجئے اور اس کی اطلاع کسی کو نہ دیجئے یعنی میرے اس کام کی خبر سوائے آپ کے کسی کو نہ ہو)

حسن نظامی

خط حضور نظام کی نسبت نہیں تھا

مولانا محمد علی صاحب کو اس خط پر یہ اعتراض ہے کہ خواجہ صاحب نے حکومت ہند کے ایک جاسوس کی خدمت انجام دیکر ریاست حیدر آباد کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے اور اپنی اس کوشش کی اطلاع اس خط کے ذریعہ سے مکتوب الیہ کو دجو زید عمرو بکر کوئی بھی ہو دی ہے۔ بیک نگاہ مولانا محمد علی کا یہ الزام بہت کچھ صحیح اور درست معلوم ہوتا ہے اور مولانا کا وکیلوں جیسا طرز تحریر آسانی سے ذہن کو کسی اور طرف منتقل نہیں ہونے دیتا لیکن اگر ہم یہ خیال دل سے نکال دیں کہ مولانا محمد علی نے اس پر کیا اعتراض کیا ہے اور بالکل خالی الذہن ہو کر بطور خود اس کو پڑھیں تو سب سے پہلے تو اس کے انداز تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب نے یہ خط کسی ایسے شخص کو لکھا ہے جسے پہلے سے بھی ان باتوں کے متعلق کچھ علم ہے علاوہ بریں اس معاملہ کے متعلق بیشتر کچھ خط و کتابت ہو چکی ہے اس سے ہم بھی طور پر یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ خواجہ صاحب کا یہ فرمانا کہ خط وہ "مہذب ڈاکو" کے خط کے جواب میں لکھا گیا تھا صحیح اور قابل یقین ہے چونکہ خط سے یہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ مہذب ڈاکو نے اپنے خط میں خواجہ صاحب کو کیا لکھا تھا اس لئے ہم ابھی خواجہ صاحب کے اس بیان پر کوئی اعتبار نہیں کرنا چاہتے کہ مہذب ڈاکو نے انہیں یہ اطلاع دی تھی کہ مولانا ظفر علی خاں حضور نظام کو پان اسلامزم کے سبق پڑھایا کرتے ہیں۔

حضور نظام کو پین اسلامزم کے سبق ملنے کا ذکر خواجہ صاحب نے جن الفاظ میں لکھا ہے وہ یہ ہیں کہ "اور نظام کو پین اسلامزم کے جو سبق دیئے جاتے تھے" مولانا محمد علی ان الفاظ سے یہ معنی لینا چاہتے ہیں کہ یہ حضور نظام کی شکایت ہے جو خواجہ صاحب نے کی ہے، لیکن اردو زبان کا محاورہ کسی طرح بھی مولانا کے اعتراض کو بجا نہیں ٹھہراتا ہم اگر اپنے کسی دوست کے لڑکے کو کسی عاشق مزاج کے ساتھ دیکھیں اور اپنے دوست سے یہ کہیں کہ فلاں شخص آپ کے لڑکے کو عیاشی سکھا رہا ہے" "آپ کے لڑکے کو آجکل عیاشی کے سبق پڑھائے جا رہے ہیں" تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اپنے دوست سے اس لڑکے کی شکایت کر رہے ہیں بلکہ حقیقتاً اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ لڑکے کو بد معاشوں نے اپنے فریب میں پھنسا لیا ہے [illegible] کی ہمارا ارادہ ہے کہ اس صحبت سے علیحدہ کرنے کی ضرورت ہے اگر لڑکے کی شکایت مقصود [illegible]

[illegible] اور اسلامی [illegible] اس طرح [illegible] سے ساتھ [illegible] ہو [illegible] سیکھ رہا ہے" مولانا محمد علی صاحب نے اس فقرہ میں سے کہ ہندوستانی لباس کو اور کہ معظمہ جا کر ہندوستانی وضع و لباس کو اگر خیر باد کہہ دیا ہو تو اس کے معنی یہ ہرگز نہیں ہو سکتے کہ ہندوستانی عوام بھی اپنی مادری زبان کے محاورے کو بھول گئے ہیں اگر مولانا اردو زبان کو بھول نہیں گئے ہیں تو ہم مجبور ہو کر یہ نتیجہ نکالیں گے کہ انہوں نے قصداً کسی خاص مصلحت کی بنا پر عوام کو دھوکہ میں مبتلا کرنے کی کوشش کی ہے یقیناً یہ کسی طرح بھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ مولانا محمد علی جو ہمدرد جیسے اخبار کے ایڈیٹر ہیں اردو کے ان سیدھے سادے فقروں کا مطلب نہیں سمجھ سکے اگر یہ صحیح ہے تو پھر اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہتا کہ یہ یقین کیا جائے کہ مولانا نے کسی خاص مصلحت اور کسی خاص مقصد کو پیش نظر رکھکر عامۃ المسلمین کو اس اوبے مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے مولانا کا وہ مقصد خاص کیا ہے اس کا حال یا تو خود مولانا جانتے ہوں گے یا وہ علیم و خبیر اس سے آگاہ ہوگا جو ہر ایک دل کا حال جانتا ہے ہمارے سامنے صرف خواجہ صاحب کا خط ہے مولانا محمد علی صاحب کے اعتراضات ہیں اور خواجہ صاحب کا وہ بیان ہے جو انہوں نے مولانا کے جواب میں دیا ہے ہم کوشش کریں گے کہ ان ہی تینوں چیزوں سے اس قسم کا مواد فراہم کریں کہ جس طرح دو اور دو مل کر چار ہوتے ہیں اسی طرح ان کے ٹکڑے جوڑنے سے مولانا کے مقصد علی تک ہماری عقل کی رسائی ہو سکے

اگرچہ خط کے الفاظ ہی سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہو جاتی ہے کہ وہ حضور نظام کے خلاف نہیں ہے بلکہ پین اسلامزم کے سبق دینے والے کے خلاف ہے لیکن ہم صرف اس ثبوت کو ناکافی خیال کر کے مزید تحقیقات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اگر یہ خط مولانا محمد علی کے خیال کے مطابق حضور نظام کے خلاف ہے تو ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ خواجہ صاحب نے ایک اسلامی ریاست کے خلاف ایسا طرز عمل کیوں اختیار کیا ہے ظاہر ہے کہ ان کے ایسا کرنے کے صرف دو ہی سبب ہو سکتے ہیں یا تو یہ کہ وہ حضور نظام سے کسی بات کا انتقام لینا چاہتے تھے یا یہ کہ جیسا مولانا محمد علی صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ حکومت ہند کے جاسوس تھے۔

چونکہ ۱۹۱۳ء تک کہ جب یہ خط لکھا گیا ہے خواجہ صاحب کے ریاست حیدر آباد کے ساتھ کسی قسم کے بھی اچھے یا برے تعلقات قائم نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے یہ خیال تو بالکل ہی لغو معلوم ہوتا ہے کہ کسی قسم کا انتقام لینے کے لئے انہوں نے ایسا کیا۔ دوسری بات یعنی یہ کہ وہ سرکاری جاسوس تھے ضرور اس قابل ہے کہ اس پر پوری سنجیدگی کے ساتھ غور کیا جائے۔

جاسوسی ثابت نہیں ہوتی

تحریک ترک موالات کے عروج کے زمانہ میں دیکھا گیا ہے اور [illegible] اسی بات کو چاہتی ہے کہ حکومت کو جس شخص کی نگرانی مقصود ہوتی ہے اس کے لئے چھوٹا اسی کے سر پر مسلط کئے جاتے ہیں یہ کبھی نہیں ہوا کہ کشمیر کے کسی باشندہ کی جاسوسی پر سلہٹ کا رہنے والا [illegible] مقرر کر دیا جائے [illegible] ہیں اور کشمیر سے سینکڑوں کوس دور [illegible]

... کی جھگولی ہوکوئی بڑی بات تھا

...گئے جو اسی شہر میں رہتے تھے

...د کی جاسوسی پر خواجہ حسن نظامی کے

...بادسے صف اسی قدر واسطہ تھا کہ جتنا

...میں حیدر آباد کا نام پڑھ لینے کے بعد ہوتا

...کو یقین آسکتا ہے جو مولانا محمد علی کی طرح "عالی دماغ"

...انمل بے جوڑ کے جوڑ ملانے سے بالکل قاصر ہیں اور حکومت

...اس قدر بے وقوف نہیں ہے کہ خواجہ صاحب کی روشن ضمیری

...ات پر اعتماد کر کے انہیں دہلی میں بیٹھے بیٹھے حیدر آباد کی

...نرر کر دے۔

...علاوہ حکومت کے جاسوس اور خفیہ خبر رسانی کے محکمے کے افسر

...نہیں معلوم ہے اس قدر بے احتیاط اور بے پروا نہیں ہوا کرتے

...چکنے کے بعد اپنے اس کارنامے کا تفصیلی ذکر فخر کے لہجہ میں اپنے

...کیا کریں اسے تو مولانا محمد علی بھی ... کہ حکومت کا خفیہ

...منظم ہے اور جو لوگ ان خدمات پر مامور ہیں وہ کبھی کسی سامنے

...جا کر یہ کہتے کہ ہم نے فلاں شخص کے خلاف رپورٹ کی ہے چہ جائیکہ

...امور کو تحریر میں لانا اور حوالہ ڈاک کر دینا جس میں انہیں بہر وقت

...جانے کا اندیشہ ہو کیا کوئی شخص جسے خدا نے تھوڑی سی بھی عقل دی

...پر یقین کر سکتا ہے کہ حکومت کا ایک جاسوس اپنے کارناموں

...اطلاع اپنے دوستوں کو خط کے ذریعہ سے دینا گوارہ کرے گا؟ اب

...نہیں آتا کہ مولانا محمد علی جیسے عقلمند شخص پر یہ بدگمانی کریں کہ

...سی بات نہ سمجھ سکے یا پھر اپنے اسی خیال کو اور مضبوط کر لیں کہ

...ی خاص غرض سے عوام کو بے وقوف بنانے کی کوشش کی ہے۔

لفافہ کی بھول

...میں مولانا کے جدت پسند اور مضمون آفریں دماغ نے ایک نہایت

...و غریب بات اور پیدا کی ہے کہ جس پر ہم جیسے بے وقوفوں کو بھی ہنسی

...ن ہی مولانا کے ذہن میں یہ بات موجود تھی کہ لوگ اس بات

...یقین نہ کریں گے کہ حکومت کا ایک جاسوس اپنے جاسوسی کے کارنامے

...اپنے دوست کو کر رہا ہے اس لئے انہوں نے یہ نرالی منطق چھانٹی کہ

...مہذب ڈاکو کو نہیں لکھا گیا تھا بلکہ کسی دوسرے شخص کو لکھا گیا تھا

...اتفاقی غلطی کی وجہ سے خواجہ صاحب نے اسے لفافہ میں بند کر دیا

...اکو نے نام تھا اور اس طرح بالکل اتفاقیہ طور پر یہ خط مہذب ڈاکو کے

...ہاتھ میں مولانا ۱۹۲۸ء میں بیان فرماتے ہیں یا ۱۹۲۸ء میں کہ جب

...بوجھ بجھکر صاحب کی اس عقلمندی پر تمام کائنات حیرت زدہ رہ جایا

...ہاتھی کے پیروں کے نشانات کو دیکھ کر وہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ

بوجھ بجھکڑ بوجھئے اور نہ بوجھے کوئے
پیر میں چکی باندھ کے ہرن نہ کودا ہوئے

...انسانی عقل اس قدر ترقی پا چکی ہے مولانا محمد علی یہ امید

کر رہے ہیں کہ ان کی اس عجیب و غریب "سوجھ بوجھ" پر تمام ہندوستان
حیرت زدہ رہ جائیگا!

اگر مولانا محمد علی صاحب کی باایں ہمہ انکار و پریشانی کبھی ایک دفعہ بھی یہ "اتفاقی غلطی" نہ ہوئی کہ وہ "اخوان الشیاطین" کے ساتھ مجددیوں کے بجائے اپنا اور اپنے رفقا کار کا نام لکھ جاتے یا "مقدس ڈاکو" اور "دلالی پیشہ" جیسے مہذب اور "غیر عامیانہ" الفاظ کے ساتھ خواجہ حسن نظامی کے نام کے بجائے مولانا شوکت علی یا مولانا عبدالباری مرحوم کا نام تحریر کر جاتے تو حکومت کے جاسوسوں سے وہ کس طرح امید کرتے ہیں کہ ایسی خوشگوار اور منفعت بخش غلطی کے مرتکب ہوں گے۔ حکومت کے جاسوس تو مولانا محمد علی سے بہت زیادہ محتاط اور دور اندیش ہوا کرتے ہیں۔

خط کے اس طرح بدل جانے کی اگر کوئی صورت ہو سکتی تھی تو صرف یہی کہ مہذب ڈاکو کے قبضہ میں عمرو عیار کی زنبیل ہوتی اور وہ اس پر ہاتھ رکھ کر اور آنکھیں بند کر کے کہتے کہ یا باوا آدم اس میں سے خواجہ حسن نظامی کا وہ خط نکال دو جو انہوں نے نظام حیدر آباد کے خلاف فلاں شخص کو لکھا ہے لیکن جہاں تک ہمیں معلوم ہے خواجہ عمرو کے بانہائے عیاری مہذب ڈاکو صاحب کو ہر گز ورثہ میں نہیں ملے ہیں

اگر تھوڑی دیر کے لئے اس خیال کو بھی فرض کر لیا جائے کہ خواجہ صاحب کے لفافوں میں خط ڈالتے وقت ایسی ہی غلطی ہوئی تھی تب بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر وہ خط درحقیقت کس کے نام کا تھا کسی دوست کے نام تو ہو ہی نہیں سکتا۔ مجبوراً یہی کہنا پڑیگا کہ محکمہ کے کسی افسر کے نام تھا۔ اگر ایسا تھا تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ خواجہ صاحب نے خط کے آخر میں یہ تاکید کیوں لکھی کہ اس خط کو چاک کر دیا جائے کیا باضابطہ رپورٹوں کی باضابطہ اطلاعیں حکومت کے دفتروں میں چاک کر دی جایا کرتی ہیں؟ اتنا تو مولانا کو بھی معلوم ہوگا کہ سرکاری دفاتر میں ہر چھوٹی سی چھوٹی اور بظاہر بے حقیقت و غیر اہم تحریر بھی بڑی احتیاط کے ساتھ فائلوں کے اندر رکھی جاتی ہے اور سرکاری دفتروں کی الماریاں بالخصوص خفیہ محکمہ کی الماریاں اس قدر غیر محفوظ بھی نہیں ہوا کرتیں کہ جہاں سے تحریرات کے گم ہو جانے یا مخدوش ہاتھوں میں پہنچ جانے کا اندیشہ ہو۔

لفظ باضابطہ

مولانا نے خواجہ صاحب کے لفظ "باضابطہ" پر سب سے زیادہ زور قلم صرف کیا ہے اور صرف اس ایک لفظ کی مدد سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ باضابطہ کا مطلب یہ ہے کہ "محکمہ کے قوانین کے مطابق" اور اگر کسی اور بات سے یہ ثابت ہو سکتا کہ خواجہ صاحب نے درحقیقت حضور نظام کے خلاف جاسوسی کی تھی یا کسی قسم کا شک و شبہ بھی پیدا ہو سکتا تو یقیناً اس لفظ کے یہی معنے لئے جاتے اور دیگر شبہات کی موافقت میں یہ ایک زبردست ثبوت ہو سکتا تھا مگر بدقسمتی یا خوش قسمتی سے ایسا نہیں ہے خط کے متعلق مولانا کے تمام شبہات و اعتراضات بالکل بے بنیاد اور باور ہوا ثابت ہو چکے ہیں اس لئے دنیا کا کوئی قانون اور کسی ذی ہوش انسان کی عقل صرف اس ایک لفظ کی بنا پر خواجہ صاحب کو ملزم نہیں قرار دے سکتی ایسی صورت میں ہمارے لئے یہی چارہ کار باقی رہ جاتا

کہ خواجہ صاحب اپنے بیان پر اعتبار کر لیں کہ قلم برداشتہ لکھتے وقت وہ لفظ کو "سنجیدہ" یا "قابل لحاظ" کے معنوں میں استعمال کر گئے ہیں۔ مولانا محمد علی تو خواجہ صاحب کو اتنی بڑی بد احتیاطی کا اہل سمجھتے ہیں کہ باوجود خفیہ محکمہ سے تعلق رکھنے کے انہوں نے کسی کے نام کا خط کسی کے لفافہ میں ڈال دیا تو پھر تحریر کی ذرا سی بے احتیاطی کیوں ان سے مستبعد خیال کی جائے۔

مولوی ظفر علی خاں کا معاملہ

ان تمام باتوں کو سمجھ لینے کے بعد ہر منصف مزاج شخص کے نزدیک خواجہ صاحب پر صرف یہ دو الزام رہ جاتے ہیں کہ انہوں نے مولانا ظفر علی خاں ہی کے خلاف ایسی کارروائی کیوں کی اور ہمیں اسلامزم کی تحریک کو جو کہ حقیقتاً ایک نہایت عمدہ تحریک ہے برا کیوں ظاہر کیا۔

عقل ہمیں بتاتی ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کے خلاف کوئی کارروائی اسی وقت کیا کرتا ہے جب اسے اس دوسرے شخص سے کوئی صدمہ یا رنج پہنچا ہو ورنہ بے وجہ اور بلا کسی سبب کے کوئی کسی کا گلا کاٹنے پر آمادہ نہیں ہوا کرتا جب یہ تسلیم کر لیا گیا کہ خواجہ صاحب کا یہ خط حضور نظام کے خلاف نہیں بلکہ مولانا ظفر علی خاں کے خلاف تھا تو ہمیں صرف یہ معلوم کرنا باقی رہ جاتا ہے کہ ایسا کیوں کیا گیا اور خواجہ صاحب نے ایک مسلمان کے خلاف ایسی حرکت کہ جس سے اسے نقصان پہنچے کیوں کی۔ خواجہ صاحب خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مولانا ظفر علی خاں کی صوفیوں کے خلاف جدوجہد خواجہ صاحب کے لئے سخت تکلیف دہ چیز تھی اور اس موقع پر جہاں ان کے دل میں خیال تھا کہ ایک اسلامی سلطنت کو حکومت کی نگاہوں میں مشتبہ بلکہ معتوب و مغضوب ہونے سے بچایا جائے وہاں بہ مقتضائے بشریت ظفر علی خاں صاحب کے خلاف جذبہ انتقام بھی کام کر رہا تھا اور اس طرح ایک پنتھ دو کاج کے اصول پر عمل پیرا ہو کر خواجہ صاحب نے چیف کمشنر دہلی سے اپنی "باضابطہ" یا "بے ضابطہ" رپورٹ کی نقل جو بالکل ایسا ہی ہے کہ جیسے مہذب ڈاکو سے حاصل کر کے اس خط کی اشاعت سے مولانا محمد علی کے دل میں یہ دو امیدیں ہوں کہ ایک طرف تو خواجہ حسن نظامی کا قوم میں جو تھا ہوا وقار و اقتدار گھٹ جائے گا۔ اور دوسری طرف ہمدرد کی گھٹتی ہوئی اشاعت چراغ سحری کے آخری سانسوں کی طرح پھر ایک دفعہ کسی قدر چمک اٹھے تو یہ کوئی عجیب بات ہے نہ قابل اعتبار اور بظاہر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ اسے تسلیم کر لیا جائے جب اس کے خلاف کوئی شہادت ہمارے پیش نگاہ نہیں ہے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر خواجہ صاحب کو صرف ظفر علی خاں صاحب کو مالی نقصان پہنچانا اور حضور نظام کے ان کے پھندے سے چھڑانا مقصود تھا تو انہوں نے چیف کمشنر دہلی سے کچھ کہنے کے بجائے خود نظام حیدرآباد ہی کو یہ حالات لکھ کر کیوں نہ بھیجے اور انہی سے کیوں نہ یہ درخواست کی کہ مولانا ظفر علی خاں صاحب کو ریاست سے نکال دیا۔ لیکن پوچھنے والوں کو یہ پوچھنے سے پہلے اس بات پر بھی غور کر لینا چاہیے کہ ۱۹۱۸ تک خواجہ صاحب کو ملک میں جو شہرت اور مقبولیت حاصل تھی وہ محض ایک اچھے ادیب اور قابل مصنف کی حیثیت سے تھی مسلمانوں کی اصلاح اور تبلیغ اسلام کی کوششوں کی وجہ سے جو عزت و عظمت انہیں آج حاصل ہے وہ ۱۹۱۸ء میں نہ تھی اور اس وقت نظام حیدرآباد پر ان کے لکھنے کا اثر صرف اسی قدر ہو سکتا تھا کہ جیسے مولانا نیاز فتحپوری یا مولانا راشد الخیری جیسے لوگوں کے خواجہ صاحب کو کچھ لکھتے ہیں اگر خواجہ صاحب کے کچھ تعلقات حیدرآباد سے ہوتے تو غالباً وہ

بھی اسی کو پسند کرتے کہ مخالفت ظاہر کئے بغیر کام ہو جائے اور سانپ تو مرے لیکن لاٹھی نہ ٹوٹے مگر جو حالات کہ اس وقت موجود تھے ان میں اور جن جذبات سے وہ متاثر تھے ان کی ہدایات کے ماتحت وہ یہی کچھ کر سکتے تھے جو انہوں نے کیا۔ اور اگر مولانا محمد علی صاحب ترک موالات کا عہد نہ کر چکے ہوتے تو ان کو بھی یہی اور صرف یہی طرز عمل اختیار کرنا پڑتا۔

گواہی کا خط

اس ضمن میں ایک چیز اور بھی ہے جسے مولانا محمد علی صاحب نے بڑی شد و مد کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ خواجہ صاحب نے اپنی زبانی گفتگو میں مولانا محمد علی صاحب سے یہ کہا تھا کہ مہذب ڈاکو کا وہ خط جس کے جواب میں خواجہ صاحب نے یہ خط لکھا ان کے پاس ہے مگر بعد میں وہ اس خط کو پیدا نہ کر سکے اپنے الزامات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے مولانا محمد علی اس ذرا سی بات کو جس قدر چاہیں آسمان پر چڑھا دیں لیکن خود مولانا محمد علی یا کوئی صاحب بھی آٹھ برس کے پرانے خطوط آسانی سے نکال کر نہیں دکھا سکتے عام طور پر تو لوگ آئے ہوئے خطوط کو یونہی بے پروائی کے ساتھ ادھر ادھر ڈال دیا کرتے ہیں لیکن جو لوگ اس سے زیادہ محتاط ہیں وہ بھی صرف اتنا ہی کیا کرتے ہیں کہ ایک ہی تار میں جس کے ایک سرے پر لکڑی کا لٹو لگا ہوا ہوتا ہے خطوط کو نتھی کرا دیا کرتے ہیں۔ ان تاروں میں آٹھ سال کی مدت تک ایک خط کا محفوظ رکھا رہنا بالخصوص خواجہ صاحب کے یہاں محفوظ رہنا جن کی روزانہ ڈاک ایک اچھے خاصے دفتر کی برابر ہوتی ہے بہت دشوار ہے ہمارے خیال میں اس خط کا مل جانا اس کے نہ ملنے سے زیادہ تعجب انگیز ہونا چاہیے اگر خواجہ صاحب کو ۱۹۱۸ء میں یہ خیال ہوتا کہ ۱۹۲۲ء میں مولانا محمد علی کو یہ خط دکھانا ہو گا تو غالباً وہ اسے بہ احتیاط تمام اپنے کسی صندوقچہ میں بند کر کے رکھ دیتے۔ لیکن اس زمانہ میں خواجہ صاحب کو مہذب ڈاکو سے یہ توقع نہ تھی کہ وہ ان کے اس خط کو اس طرح حرز جان بنا کر رکھیں گے اور آٹھ برس کے بعد وہ جائداد کے قبالہ کی طرح دست بدست منتقل ہو کر مولانا محمد علی کے قبضہ میں پہنچ جائے گا۔ اس لئے مہذب ڈاکو کے خط کو کسی خاص انضباط کے ساتھ نہ رکھنا بالکل قدرتی اور معمولی بات ہے۔

ہمیں اسلامزم

اب رہی یہ بات کہ خواجہ صاحب نے ہمیں اسلامزم کو کیوں برا کہا اور اس کے خلاف کیوں کوشش کی اگر درحقیقت خواجہ صاحب نے ایسا کیا ہوتا تو ہم ان تمام واقعات پر اتنے لمبے چوڑے تبصرہ کی قطعاً کوئی ضرورت نہ سمجھتے اور شروع ہی میں یہ فیصلہ کر دیتے کہ خواجہ صاحب قصور وار ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ خواجہ صاحب کا ایسا کرنا کسی شہادت سے ثابت نہیں ہوتا۔ یہاں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ مولانا محمد علی صاحب نے اپنے زور تحریر سے کام لیکر خواجہ صاحب کے سر ایک زبردستی کا الزام لگانا چاہا ہے۔ مسلمان شراب کو برا خیال کرتے ہیں اور کبھی نہیں پیتے اور اگر کسی مسلمان کے متعلق یہ معلوم ہو جائے کہ وہ شراب پیتا ہے تو اسے بھی برا خیال کرنے لگتے ہیں۔ انگریز شراب کو بہت اچھا سمجھتے ہیں اور نہایت خوشی خوشی پیتے ہیں اب اگر کوئی انگریز کسی مسلمان کو بدنام کرنے کی غرض سے اس کی برادری والوں سے یہ کہے کہ فلاں شخص شراب پیتا ہے

[illegible] انگریز پر ہرگز یہ الزام نہیں لگا سکتے [illegible] ہے کہ اس نے مسلمانوں کے اس اعتقاد [illegible] ضرور اٹھایا مگر خود شراب کو بدنام کرنے [illegible] صورت یہاں بھی ہے۔ خواجہ صاحب نے انگریزوں [illegible] کہ پین اسلامزم ایک خطرناک چیز ہے فائدہ ضرور اٹھایا ہو [illegible] پین اسلامزم کو نہ برا کہا ہو نہ بدنام کیا ہے انہیں معلوم تھا کہ انگریز [illegible] زمانہ میں پین اسلامزم سے بہت خائف تھے اور انہیں یہ چیز ایک ہوا نظر آتی تھی اسی بنا پر خواجہ صاحب کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر مولانا ظفر علی خاں کا جادو حضور نظام پر چل گیا اور وہ پین اسلامزم کی تحریک سے دلچسپی لینے لگے تو گو یہ تحریک فی نفسہا کیسی ہی عمدہ اور بے ضرر کیوں نہ ہو لیکن انگریز ضرور ریاست کے دشمن ہوجائینگے اور ایک اسلامی سلطنت کو نقصان پہنچ جائیگا انہوں نے انگریزوں کے اس خوف سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور ریاست کو نقصان سے بچانے اور ظفر علی خاں کو نقصان پہنچانے کی غرض سے انہوں نے چیف کمشنر سے یہ رپورٹ کی کہ ظفر علی خاں ایک خطرناک آدمی ہیں اور وہ حضور نظام کو اپنی راہ پر لگانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اندیشہ ہے کہ اگر جلد تدارک نہ کیا گیا تو حضور نظام ان کے پھندے میں پھنس جائینگے اسلئے مناسب ہوگا کہ ظفر علی خاں کو حیدرآباد سے الگ کرا دیا جائے اب اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ نہ پین اسلامزم کی برائی کی گئی ہے نہ حضور نظام کی بلکہ ایک نہایت خوبصورت طریقہ پر حضور نظام کو آئندہ انگریزوں کی نگاہوں میں حقیر ہونے سے بچا دیا گیا۔ اور مولانا ظفر علی خاں کو بھی تھوڑا سا مالی نقصان پہنچا دیا گیا جو خواجہ صاحب کی دلی تمنا تھی۔

پین اسلامزم کو برا کہنا اور اس کے عیوب بیان کرنا اور چیز ہے اور اگر کوئی شخص اسے برا سمجھتا ہے یا اس سے ڈرتا ہے تو اس کے ان خیالات سے فائدہ اٹھانا دوسری چیز ہے۔ مولانا محمد علی صاحب یا تو خود اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں یا پھر ایک مرتبہ ہمیں اپنے اسی شبہ میں مبتلا ہونا پڑے گا کہ مولانا محمد علی صاحب کسی خاص مقصد سے عوام میں یہ غلط فہمیاں پھیلا رہے ہیں۔

فیصلہ

یہاں تک تو جو کچھ ہم نے عرض کیا وہ خواجہ صاحب کے خط اور اس کے متعلقات پر ایک تبصرہ تھا اور اب ہم کافی تحقیق و تدقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہیں کہ خواجہ صاحب خواہ بقول مولانا محمد علی کے "مقدس ڈاکو" ہوں یا ایک "پیشہ ور دلال" لیکن کم از کم اس خط کے متعلق ان بہتان الزامات میں سے ایک بھی عائد نہیں ہوتا جو مولانا محمد علی صاحب نے نہایت دریادلی اور فیاضی کے ساتھ ان پر لگائے ہیں۔ خواجہ صاحب پر اس معاملہ میں بڑے سے بڑا الزام جو عائد ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے ظفر علی خاں صاحب سے اسی طرح انتقام لیا جس طرح معمولی آدمی لیا کرتے ہیں۔ لیکن ہمیں معلوم ہے کہ خواجہ صاحب [illegible] فوق الانسان ہستی نہیں ہیں اور یقینی طور پر ان میں وہ تمام انسانی کمزوریاں [illegible] موجود ہیں جو مولانا محمد علی میں یا کسی اور انسان میں ہو سکتی ہیں [illegible] صاحب کے دل کو مولانا ظفر علی خاں کی تحریرات سے صدمہ پہنچا تھا اور [illegible] مالی نقصان کا صدمہ پہنچا کر بدلا لے لیا ہے۔

مہذب ڈاکو

خواجہ صاحب پر فرد جرم لگا چکنے کے بعد نامناسب نہ ہوگا اگر ہم ان کے ہاتھوں بعض دیگر ہستیوں کے کارناموں پر بھی ایک غلط انداز سی نگاہ ڈالیں جنہوں نے اس ڈرامہ میں حصہ لیا ہے۔ سب سے پہلے جس محترم ہستی پر ہماری نگاہ پڑتی ہے وہ مہذب ڈاکو صاحب ہیں جن سے خوش قسمتی سے ہمیں نیاز حاصل کرنے کا فخر کبھی نصیب نہیں ہوا ہے۔ آپ کے متعلق جو سوال سب سے پہلے ہمارے دل میں پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آخر آپ نے خواجہ صاحب کے اس خط کو آٹھ برس تک کلیجے سے لگا کر کیوں رکھا جس میں مجبوراً یہی کہا جائیگا کہ آپ اس سے خواجہ صاحب کے خلاف کام لینا چاہتے تھے۔ اگر مہذب ڈاکو کی نیت بخیر تھی اور آپ درحقیقت خواجہ صاحب کو ایک مقدس ڈاکو اور ان کے وجود کو قوم کے لئے مضرت رساں خیال کرتے تھے اور اگر درحقیقت آپ کے دل میں قوم کا درد تھا تو خواجہ صاحب کی رسی بقدر آٹھ سال کے دراز کر دینے کے کیا معنی؟ کیوں نہیں آپ نے اگست سنہ۱۹۱۸ء کے خط کو ستمبر سنہ۱۹۱۸ء شروع ہونے سے پہلے قوم کے سامنے پیش کیا؟ اور کیوں آپ نے خواجہ صاحب کو موقع دیا کہ مزید آٹھ سال تک وہ اپنے تقدس کا سکہ قوم پر ڈالتے رہیں؟ کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ آپ بھی ان ڈاکوؤں کے حاصل سے مستفید ہوا کرتے تھے اگر ایسا تھا تو آپ کی قومی ہمدردی کی حقیقت تو بخوبی آشکارا ہو گئی اگر ایسا نہ تھا تو دوسرا سبب اس خط کو بہ احتیاط تمام محفوظ رکھنے کا یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کسی مناسب موقع کے منتظر تھے اور اس سے معقول مالی فائدہ اٹھانا چاہتے تھے اور جب یہ آرزوئے دیرینہ پوری ہوتی نظر نہ آئی تو آپ نے چل کر اس سے مثالی کام لینا چاہا جو اب لیا گیا ہے۔ بہرحال اگر پہلی صورت صحیح ہے تب بھی آپ قوم کے مجرم ہیں اور دوسری صورت امر واقعہ ہے تب بھی آپ پر فریب دہی کا الزام عائد ہے۔

اپنے روپے سے حج کرنیوالے

ملک کی دوسری مایہ ناز ہستی جس کا دامن اس سازش میں ملوث نظر آرہا ہے مولانا محمد علی صاحب ہیں جو حال ہی میں "اپنے روپے سے اور بالاعلان اپنے روپے سے" حج بھی کر آئے ہیں حالانکہ دنیا دوسروں کے روپے سے حج کیا کرتی ہے۔ ہمارا خیال تھا اور اب بھی ہے کہ اس قسم کی سازش میں شریک ہونا مولانا کی شان سے بہت بعید ہے اور ان کی ذات اس قسم کی عامیانہ حرکات سے بہت ہی بالا ہے۔ لیکن واقعات سے چشم پوشی نہیں کی جا سکتی "ہمدرد" کے کالموں میں جو "حکمت و موعظت" کے عنوان کے ماتحت کلام پاک کی آیات اور ان کی تشریح سے شروع ہوتے ہیں مسلسل آٹھ روز تک جو جو ناگفتنی الفاظ مولانا کے قلم دشنام رقم سے نکلے ہیں وہ پڑھنے والے کو اس شبہ میں ڈال دیتے ہیں کہ آیا وہ ملک کے بہترین اردو اخبار ہمدرد کا مطالعہ کر رہا ہے یا پنجاب کے کسی سلگھٹی اخبار کا قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک "نو جینیس" کے انداز تحریر میں یہ عجیب و غریب تبدیلی کیسے پیدا ہو گئی اور مولانا محمد علی کے پایہ کا صحیفہ نگار اس قسم کی سوقیانہ باتوں پر کس طرح اتر آیا ہمیں خواجہ صاحب کے اس خیال سے ہرگز اتفاق نہیں ہے کہ مولانا نے جس طرح ریاست حیدرآباد سے کچھ توقعات قائم کی ہیں [illegible]

حیدرآباد میں وہ یہ اس فیاضی کے ساتھ نہیں لٹا کرتا۔ خواجہ صاحب بتاتے ہوئے اس دوسرے سبب کہ مولانا کو خواجہ صاحب کا فخر ہتا ہوا وقار ناگوار گذرا اگر کسی حد تک ہمیں اتفاق ہو مگر ہمیں اس کے ماننے میں بھی تامل ہے کہ صرف اس سبب مولانا گالم گلوچ پر اتر آئے۔ بہت کچھ غور و خوض کے بعد ہم نے بھی ایک رائے قائم کی ہے اور رائے قائم کرنے کا ہر شخص کو اختیار حاصل ہوا کرتا ہے۔

مولانا محمد علی صاحب جب سفر حج سے واپس تشریف لائے ہیں ایک نہایت اہم قومی کام میں مصروف ہیں اور وہ یہ ہے کہ جس طرح بھی ہو سکے مولانا ظفر علی خان صاحب کو نیچا دکھایا جائے کیونکہ سنا ہے کہ انہیں اونچا دیکھنے کی بیماری ہو گئی ہے اب ہمارے بطل حریت اور رئیس الاحرار حاجی محمد علی کا مقصد زندگی حکومت ہند سے جنگ یا طلب آزادی نہیں رہا ہے بلکہ اب آپ نے اپنی تمام باقی زندگی مولانا ظفر علی خان کی پگڑی اچھالنے اور انہیں منثور اور منظوم دونوں قسم کی گالیاں دینے کے لئے وقف کر دی ہے ضمناً اس مقصد عظیم کے ساتھ یہ مقصد بھی شامل ہے کہ سلطان ابن سعود کو معہ زن و بچہ حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دیں یا مہاراجہ محمود آباد کے گھسوٹ پر لٹوا ڈالیں۔ مولانا کو اپنی انشا پردازی کی قابلیت پر ناز تھا اور بجا ناز تھا آپ سمجھتے ہی نہ تھے بلکہ آپ کو کامل یقین تھا کہ زمیندار اور ظفر علی خان اور قہر اور سالک سب زیادہ سے زیادہ ایک چھڑپ کے ہیں ادھر میں نے گردن کی رگیں پھلا کر اپنے غیظ و غضب کی شان دکھائی اور ادھر یہ سب کے سب دم دبا کر بھاگے۔ مگر بدقسمتی سے یہ سب کے سب بھی گرگ ہائے باران دیدہ ثابت ہوئے اور کچھ ایسے پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑے کہ مولانا کو پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا مولانا جس اصول کی تبلیغ کر رہے ہیں وہ صحیح ہے یا غلط اس سے تو ہمیں بحث نہیں مگر یہ ہم نے ضرور دیکھا اور ہر اس شخص نے دیکھا ہو گا جو زمیندار اور ہمدرد کا مطالعہ

کیا کرتا ہے کہ آج تک مولانا ظفر علی خان پر ناظرین کی کیا چاہا ستم ... نہ بن پڑا اور ان کی آخری تحریرات سے تو بالکل صاف اور یقینی طور پر گھبراہٹ اور بدحواسی ظاہر ہو رہی ہے۔ ہندوستان کے جلیل صحافی نگار کے عجز و حالت عجز و مجبوری کو اپنے عجیب و غریب دماغ کی ہیچ مدانی کے باعث اطفال دبستان کے بالمقابل جدھر آدھر سے بالکل ایسی ہی ہوتی جا رہی تھی اور تھی کہ جیسی رستم کی حالت سہراب کے سامنے دماغ مختل ہو رہا تھا اور تمام جسم پر لرزہ طاری تھا کیونکہ اندیشہ ہو چلا تھا کہ ان پنجابی ڈھگوں کے ہاتھوں لیڈری اور صحافت کی کشتی عنقریب ڈوبا چاہتی ہے کہ یکایک متلاطم موجوں میں خواجہ حسن نظامی کا جھونپڑا نظر آیا اور آپ نے ڈوبنے والوں کی طرح خوب مضبوطی سے خواجہ صاحب کو پکڑ لیا زمیندار کی طرف رخ کرنے کی اب ہمت نہ رہی تھی کیونکہ ہر طرف ایک چھوڑ تین تین بے نیام شمشیر ہائے آبدار چمکتی نظر آتی تھیں اس لئے عزت و آبرو کے ساتھ زمیندار سے پیچھا چھڑانے کے لئے یہی مناسب تھا کہ محاذ جنگ بدل دیا جائے اور یہی آپ نے کیا اب یہ امر کہ عین اس وقت کہ جب ہر طرف مایوسی ہی مایوسی نظر آتی تھی مہذب ڈاکو صاحب نے خواجہ صاحب کا یہ خط آپ کی خدمت میں نذر کر دیا محض ایک "حسن اتفاق" تھا ہم ہرگز یہ کہنا نہیں چاہتے کہ یہ خط آپ کے پاس پہلے سے موجود تھا اور آپ موقع مناسب کے متلاشی تھے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اللہ اپنے نیک بندوں کی جو اپنے روپے سے حج کریں ایسے موقعوں پر ضرور مدد کیا کرتا ہے اس حسن اتفاق سے جسے مولانا نے حیرت انگیز انکشافات کے نام سے موسوم کیا ہے مولانا کو وہی خوشی ہوئی اور ہونی چاہئے تھی جو کو لمبس کو نئی دنیا کے ملنے سے مگر کاش یہ حسرت دیر پا ہوتی!!

(صاف گو)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا محمد علی اور حسن نظامی کا دربار الٰہی میں فیصلہ

مولانا محمد علی ایڈیٹر اخبار ہمدرد ۱۰ نومبر ۱۹۲۶ء سے خواجہ حسن نظامی کے خلاف اس بنا پر نہایت سخت مضامین لکھ رہے ہیں کہ حسن نظامی نے آٹھ سال پہلے حضور نظام کے خلاف دہلی کے چیف کمشنر سے جاسوسی اور مخبری کی اور حضور نظام کی موجودہ مشکلات اسی کی وجہ سے ہیں۔

اس کے بارے میں حسن نظامی نے ۱۴-۱۷ نومبر کو جواب شائع کر کے میں نے حضور نظام کے خلاف کوئی مخبری اور جاسوسی نہیں کی بلکہ حضور نظام کو اور ان کی اسلامی سلطنت کو ایک خطرہ سے بچانے کے لئے چیف کمشنر دہلی سے کہا۔

مگر مولانا محمد علی اور ان کے حمایتی اخبارات الامان۔ الجمعیۃ۔ مدینہ۔ خلافت وغیرہ وغیرہ حسن نظامی کے جواب کو قبول نہیں کرتے بلکہ حسن نظامی کے بیان کو جھٹلاتے ہیں

[illegible]

مسلمان ہیں لہٰذا ان سب کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرا لینا چاہئے جس میں ارشاد ہے البینة علی المدعی والیمین علی من انکر (ترجمہ مدعی پر لازم ہے کہ گواہ لائے اور مدعا علیہ پر لازم ہے کہ قسم کھائے) پس چونکہ مولانا محمد علی اور ان کے حمایتی مدعی ہیں تو ان کو گواہ پیش کرنے چاہئیں جن کے سامنے حسن نظامی نے مخبری و جاسوسی کی ہو مگر ان کے پاس میرے خط کے سوا کوئی گواہ نہیں ہے اور میں اس خط کے وہ معنی نہیں مانتا جو مدعی نے سمجھا یا بیان کئے ہیں لہٰذا حسب فرمان رسول خدا صلعم اب مجھ مدعا علیہ پر قسم واجب ... [illegible]

پس ... [illegible]

حسن نظامی کی شرعی قسم

... کا یہ مطلب نہیں تھا کہ میں ... اور ان کو نقصان پہنچانے کے لئے چیف کمشنر ... جاسوسی کی۔

... میں حسن نظامی اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ ... نظام حضور نظام یا کسی مسلمان بادشاہ کے خلاف چیف کمشنر ... یا گورنر یا کسی اور سرکاری افسر سے مخبری وجاسوسی نہیں کی

(۳) میں حسن نظامی اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے شروع سے آجتک کبھی کسی قسم کے محکمہ جاسوسی کا کوئی کام نہیں کیا۔ نہ اس محکمہ سے کبھی میرا کچھ تعلق رہا ہے۔

(۴) میں حسن نظامی اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے تمام عمر کسی مفید اسلامی تحریک کو کبھی کسی قسم کا نقصان پہنچانے کے لئے کوئی علانیہ یا خفیہ کام نہیں کیا۔

(۵) میں حسن نظامی اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میں نے اوپر کی چاروں قسموں میں کسی قسم کی چالاکی یا الفاظ کی ادل بدل یا حیلہ جوئی کی نیت رکھی ہو اور جھوٹ بولنے کا ارادہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی لعنت اس دنیا میں اور آخرت میں مجھ پر نازل ہو۔

مولانا محمد علی سے سوال

اب میں حسن نظامی مولانا محمد علی اڈیٹر ہمدرد اور ان کے حامی اخبارات الامان، الجمعیۃ، خلافت، مدینہ وغیرہ سے سوال کرتا ہوں کہ میں نے تو بحیثیت مدعا علیہ قسم کھالی۔ لیکن اگر آپ نے میری اس قسم کا اعتبار نہ کیا تو پھر میں مدعی ہو جاؤں گا اور آپ سب مدعا علیہ ہوں گے۔ اور میں واقعات کو گواہی میں پیش کروں گا کہ آپ سب نے میری تبلیغی خدمات اور میرے رسوخ کی دشمنی کے سبب یہ الزام مجھ پر لگایا اور آپ سب پر بحیثیت مدعا علیہ ایسی ہی قسم واجب ہوگی جیسی میں نے کھائی اور وہ یہ ہوگی۔

مولٰنا محمد علی اور اُن کے حامیتیوں کی قسمیں

(۱) میں محمد علی مع مذکورہ حامیتیوں کے اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ حسن نظامی نے چیف کمشنر دہلی کو وہ اطلاع جس کا ذکر ۱۲۔ اگست [illegible] کے خط میں ہے بحیثیت جاسوسی دی تھی۔

(۲) میں محمد علی مع مذکورہ حامیتیوں کے اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ مذکورہ خط حضور نظام کے خلاف تھا۔ اور اس خط سے ... نظام کو نقصان پہنچا

(۳) میں محمد علی مع مذکورہ حامیتیوں کے اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ... کہ حضور نظام کی موجودہ مشکلات جو اُن کو پیش آ رہی ... نظامی کے کسی خط یا حسن نظامی ہی کی کسی اور سازش سے

(۴) میں محمد علی مع مذکورہ حامیتیوں کے اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ حسن نظامی جاسوسی محکمہ سے تعلق رکھتا تھا یا رکھتا ہے

(۵) میں محمد علی مع مذکورہ حامیتیوں کے اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے جو مجھ حسن نظامی کے خلاف اخبار وں میں لکھا اور تقریروں میں کہا وہ محض اس خط کو جاسوسی کا خط سمجھ کر یا حسن نظامی کو مخبر وجاسوس خیال کر کے لکھا اور کہا اور میرے اور میرے حامیتیوں کے دل میں پہلے سے حسن نظامی کے خلاف اس کی تبلیغی خدمات اور اس کے رسوخ کے ساتھ کوئی انتقامی جذبہ موجود نہ تھا۔ اور میں نے اور میرے مذکورہ رفیقوں نے آریہ سماج یا کسی اور غیر مسلم قوم یا فرد کی سازش سے یہ الزام نہیں لگایا۔ نہ کسی در پردہ لالچ و توقع کا اس میں دخل ہے۔

اور اگر مجھ محمد علی نے مع مذکورہ حامیتیوں کے اوپر کی پانچوں باتوں میں حسن نظامی پر جھوٹا الزام لگایا ہو اور غیر مسلم سازش یا غیر مسلم اثر یا حسن نظامی کے تبلیغی کام کو مٹانے یا حسن نظامی کے رسوخ سے حسد کرنے کے سبب حسن نظامی پر مخبری وجاسوسی کا بہتان لگایا ہو تو مجھ محمد علی اڈیٹر ہمدرد اور میرے حامیتیوں اڈیٹران خلافت، الامان، الجمعیۃ، مدینہ وغیرہ پر اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی لعنت اس دنیا اور آخرت میں نازل ہو۔

اب ہر مسلمان پر فرض ہوگیا

کہ اس حلف نامہ کو خود بھی پڑھے اور دوسروں کو بھی سنائے۔ اور ہر مسلمان اخباروں پر فرض ہو گیا کہ اس حلف نامہ کو اپنے اخبارات میں شایع کریں اور ہر مسلمان پر فرض ہوگیا کہ اس اعلان کو پڑھنے اور سنانے کے بعد منظر عام پر چسپاں کر دے۔ اور ہر مسلمان پہ فرض ہوگیا کہ اگر مولانا محمد علی کے اخبار ہمدرد اور اخبار خلافت اور اخبار الجمعیۃ اور اخبار مدینہ اور اخبار الامان وغیرہ نے اس حلف نامہ کو شایع نہ کیا تو وہ ان اخبارات سے مطالبہ کرے کہ اس شرعی حلف نامہ کو شایع کیجئے اور حسن نظامی کی حلفیہ صفائی کی طرح آپ سب بھی حلفیہ بیان دیجئے ورنہ سمجھا جائیگا کہ مولانا محمد علی اور آپ سب حسن نظامی کے رسوخ واقتدار کے حاسد ہیں اور آپ سب حسن نظامی کے تبلیغی کام کو مٹانا چاہتے ہیں۔ لہذا آپ سب اسلام کے دشمن اور اسلام کے دشمنوں کے دوست اور خفیہ شریک حال ہیں۔ اور آپ سے قطع تعلق کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

حسن نظامی

ساکن درگاہ حضرت نظام الدین اولیا دہلی

۳ ردسمبر ۱۹۲۶ء

مسٹر محمد علی کی تبلیغ پر چڑھائی

مکتوب غریب

نام لیڈران و ایڈیٹران و جمیع خواص و عوام قوم مسلمین۔

سلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

بجھ غریب حسن نظامی کو اپنی مسلم قوم کی عدالت میں ایک مقدمہ عدل و انصاف کے لئے پیش کرنا ہے تاکہ ہر مسلمان اس پر غور کر کے رائے دے سکے اور کثرت رائے پر فیصلہ ہو جائے۔

مسٹر محمد علی ساکن رامپور ایک مسلمان ہیں جنہوں نے علیگڑھ و انگلستان میں تعلیم پائی۔ بڑودہ میں نوکری کی۔ پھر کلکتہ میں ایک انگریزی اخبار کامریڈ جاری کیا جس کی پالیسی ہندوؤں کی مخالفت اور انگریزوں کی حمایت تھی۔ ۱۹۱۱ء کے بعد کامریڈ دہلی میں آیا اور اس کی پالیسی انگریزوں کے خلاف ہو گئی۔ جنگ طرابلس و بلقان میں مسٹر محمد علی کی شہرت ہوئی اور جنگ یورپ کے شروع میں ان کو گورنمنٹ نے نظر بند کر دیا۔

چند سال کے بعد گاندھی جی کا عروج ہوا اور ان کی سرپرستی کے سبب مسٹر محمد علی تمام مسلم قوم کے لیڈر ہو گئے اور جب گاندھی جی کے اقتدار میں زوال آیا تو مسٹر محمد علی کا اقتدار بھی جاتا رہا اور اب مسٹر محمد علی دہلی میں اخبار ہمدرد کی ایڈیٹری کرتے ہیں۔

اور یہی مسٹر محمد علی اس مقدمہ میں مدعی ہیں

(۱) حسن نظامی درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا دہلی کا باشندہ رہنے سے موافق دیسی زبانوں سے معمولی طور پر واقف ہے۔ ۱۸۹۶ء سے مضامین بھی لکھتا تھا۔ ۱۹۰۵ء سے اس کی اردو نویسی مشہور ہوئی۔ ۱۹۱۱ء میں اس نے مصر و شام و فلسطین و حجاز کا سفر کیا جس کے بعد سے انگریزوں نے اس کی نگرانی شروع کی جو ستمبر ۱۹۱۸ء تک قائم رہی۔

کانپور کی مسجد کا جھگڑا ہوا تو حسن نظامی کی ایڈیٹری میں میرٹھ سے اخبار توحید نکلتا تھا جو مسجد کی حمایت کے سبب ضبط کر لیا گیا۔

حسن نظامی نے کانگریس و خلافت کی تحریکوں میں حصہ نہیں لیا اور نہ ان کی مخالفت میں شریک ہوا مگر ہندوؤں کی دوستی کا الزام اس وقت بھی اس پر لگایا جاتا تھا۔

پانچ برس ہوئے آریہ سماج نے شدھی اور ارتداد کا فتنہ جاری کیا۔ اور حسن نظامی نے مسلمانوں کو ارتداد سے بچانے کے لئے عملی میدان میں قدم رکھا۔ مسلمانوں کی مذہبی معلومات بڑھانے اور مالی حالت درست کرنے اور آریہ حملوں سے بچانے کے لئے مختلف اقسام کے اردو، ہندی، گجراتی وغیرہ اشتہارات ہر ہفتہ شائع کرنے شروع کئے اور اقسام اشتہارات کی تعداد گیارہ سو سے بڑھ گئی۔ اشتہارات کے علاوہ مذکورہ مقصد کے لئے پچاس سے زیادہ پمفلٹ اور کتابیں شائع کیں جن میں بعض کتابیں پانسو صفحات سے بھی زیادہ کی ہیں۔

یہ رسالے اور پمفلٹ اور کتابیں ہر زبان میں ہزاروں کی تعداد میں کئی کئی بار چھپائی اور تقسیم کی گئیں جس سے لاکھوں مسلمان ارتداد سے بچ گئے۔ ہزاروں نئے مسلمان بن گئے۔ اور ہزاروں مسلمان بیکاری سے نکل کر برسر روزگار ہو گئے۔

اسی سلسلہ میں قرآن مجید کے ہندی ترجمہ و تفسیر کا اہتمام کیا جو اب تیار ہے۔

حسن نظامی نے اس تبلیغی خدمت کے لئے رات دن محنت کی اور اس کا معاوضہ قوم سے نہیں لیا بلکہ علاوہ جسمانی محنت کے اپنی تجارتی آمدنی سے ڈھائی سو روپے ماہوار تبلیغی فنڈ کو دیئے اور مریدوں کی نذریں اور تعویذ گنڈوں کی نیازیں بھی اس فنڈ کو دیتا رہا۔

حسن نظامی کے تبلیغی کام کو مسلمانوں نے پسند کیا اور ہندوؤں نے ناپسند کیا اور ہندوؤں کے ہندی، اردو، گجراتی، بنگالی، مرہٹی، انگریزی اخبارات نے ایسی سخت مخالفت حسن نظامی کے تبلیغی کام کی کی اور ایسے فحش کارٹون اور دل آزار نظمیں اور توہین آمیز مضامین حسن نظامی کے خلاف شائع کئے کہ آج تک ہندوستان میں کسی مسلمان کی اتنی مخالفت نہیں ہوئی ہوگی اور مالوی جی، لالہ لاجپت رائے، سوامی شردھانند وغیرہ لیڈروں اور سب ہندو و آریہ تقریر کرنے والوں نے کوئی دقیقہ تبلیغ کی تقریروں میں حسن نظامی کی مخالفت کا باقی نہ چھوڑا یہاں تک کہ کئی بار حسن نظامی کی جان لینے کی کوشش بھی کی گئی۔

مگر مسٹر محمد علی اور ان کی پارٹی نے دیکھا کہ حسن نظامی کے تبلیغی کام کو کچھ چندہ دیا نہ کسی قسم کی تحریری یا زبانی امداد کی نہ مخالفوں کے حملوں سے بچانے کا ارادہ کیا بلکہ شروع سے آج تک مسٹر محمد علی اور ان کی پارٹی نے حسن نظامی کے تبلیغی کام کو اور اس کی وجہ سے جو رسوخ حسن نظامی کو ہو گیا تھا اس کو مٹانے کی کوششیں کیں لیکن حسن نظامی باوجود مسٹر محمد علی اور ان کی پارٹی کی علانیہ مخالفت کے کبھی ان کا مقابل نہیں بنا بلکہ ان علانیہ اور درپردہ مخالفتوں کو ظاہر بھی نہ ہونے دیا اور خانہ جنگی کے اندیشہ سے صبر کرتا رہا۔

اور یہی حسن نظامی مدعا علیہ ہے

مدعی کا دعویٰ یہ ہے کہ حسن نظامی نے حضور نظام کے خلاف دہلی کے چیف کمشنر کی مخبری کی اور حضور نظام کو موجودہ مشکلات اسی مخبری کی وجہ سے پیش آئی ہیں۔

مدعی نے اس دعویٰ کے ثبوت میں میرا ایک خط پیش کیا ہے جو میں نے ایبٹ آباد ضلع ہزارہ کے رہنے والے ضیاء الحق نامی کو ۱۲ اگست ۱۹۲۶ء کو لکھا تھا اور جو یہاں درج کیا جاتا ہے:

از درگاہ شریف حضرت محبوب الٰہی دہلی

۱۲ اگست ۱۹۲۶ء

مکرمی سلام علیکم

دو خط پہنچے۔ ابھی چار دن کی اور مصروفیت ہے اس کے بعد خط لکھنے کی کوشش کروں گا۔ لکھائی کا حساب رجسٹر میں دیکھ کر مطلع کروں گا۔

کیا عجب ہو کہ گورنمنٹ نے لکھا ہو میں نے چیف کمشنر صاحب دہلی [illegible] تھے اور نظام کو بات اسلام [illegible] تھے ان کی بابت [illegible] معلوم ہوا ہو کہ [illegible] کیا [illegible] چاہئے کہ دیکھے اور اس کی [illegible] کسی [illegible] میرا [illegible] کام [illegible] کسی کو نہ ہو۔

[illegible] حسن نظامی کے خلاف اپنے اخبار ہمدرد [illegible] ستمبر ۱۹۲۸ء کی تیسری تاریخ تک شایع ہوئے [illegible] وہ بے شمار الزامات نہایت غیر مہذب اور [illegible] کے ساتھ حسن نظامی پر لگائے جا رہے ہیں۔

[illegible] حسن نظامی ۱۹ ستمبر سے ۱۲ نومبر تک بمبئی کے سفر میں تھا اور واپس آیا [illegible] خواجہ باؤ کے نمونیہ میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے دہلی کے الزام کا جواب [illegible] ذ دے سکا اور اس لئے حسن نظامی کا جواب ۲۱ نومبر کو شایع ہوا اور اس [illegible] میں مدعی مسٹر محمد علی نے اپنی پارٹی کے کئی اخبارات سے بھی حسن نظامی کے خلاف اور اپنی حمایت میں مضامین شایع کرائے۔

مدعا علیہ حسن نظامی کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ حسن نظامی نے حضور نظام کی کوئی مخبری نہیں کی بلکہ حضور نظام اور ان کی اسلامی سلطنت کو خطرہ سے بچانے کے لئے دہلی کے چیف کمشنر سے یہ خواہش کی کہ وہ پنجاب گورنمنٹ کے ذریعہ پنجاب کے اس شخص کو حضور نظام کے پاس سے علیحدہ کرادیں جس کی نسبت باؤلا کے ضیاء الحق نے مجھے یہ لکھا ہے کہ وہ پنجابی شخص حضور نظام کو پان اسلامزم کے سبق دے رہے ہیں اور جب پنجاب کے وہ صاحب یکایک حیدرآباد سے علیحدہ کر دیئے گئے تو حسن نظامی نے باؤلا کے ضیاء الحق کو ان کے سوال کے جواب میں جبکہ انہوں نے پنجابی صاحب کی ایکا ایکی علیحدگی کی وجہ پوچھی اور یہ سوال کیا کہ کیا گورنمنٹ اور پنجابی شخص کی علیحدگی کا موجب ہوئی۔ تو حسن نظامی نے ۱۲ر اگست ۱۹۲۸ء کو جواب لکھا کہ کیا عجب ہے کہ گورنمنٹ نے علیحدہ کرایا ہو کیونکہ میں نے دہلی کے چیف کمشنر صاحب کو اس کی اطلاع دیدی تھی کہ وہ حضور نظام کو پان اسلامزم کے سبق دے رہے ہیں۔

اس جواب دعویٰ کو مسٹر محمد علی اور ان کی پارٹی کے اخبارات نے شایع نہیں کیا بلکہ مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالے رکھنے کے لئے نئے نئے الزامات شایع کرنے شروع کر دیئے جس کے لئے مدعی کے مکان میں روزانہ خفیہ جلسے ہوتے ہیں اور وہ سب متفقہ مشورے سے اس بات کی تیاریاں کر رہے ہیں کہ حسن نظامی کے تبلیغی کام کو نیست و نابود کر دیا جائے اور اسی لئے مدعی مسٹر محمد علی کے مضمون میں بار بار اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ حسن نظامی کے تبلیغی کام کو جڑ بنیاد سے [illegible] دیں گے۔

مدعا علیہ حسن نظامی نے اپنے جواب دعویٰ میں پانچ سوال مدعی اور [illegible] کے تھے جن کا مدعی نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ ان کو اپنے اخبار میں درج کیا۔ اس لئے میں آپ سب کے سامنے ان پانچ سوالات کو نقل کرتا ہوں تاکہ آپ مقدمہ کی تمام روئداد پر غور [illegible] کر سکیں اور ان سوالات کا جواب بھی اپنے ایمان اور ضمیر کو دے سکیں اور [illegible] کا ظاہری فیصلہ اس مقدمہ میں صادر کر دیں۔

وہ سوالات یہ ہیں

[illegible] یا اور کوئی شخص حلف سے کہہ سکتا ہو کہ میں نے چیف کمشنر دہلی کو [illegible] حیثیت میں اطلاع دی تھی (۲) کیا مولانا محمد علی یا اور کوئی شخص حلف [illegible] سکتا ہو کہ میرے اس خط سے حضور نظام کو کچھ نقصان پہنچا (۳) کیا مولانا [illegible] حلف سے کہہ سکتا ہو کہ اس وقت پنجابی [illegible] حضور نظام کو [illegible] (۴) کیا مولانا محمد علی یا اور کوئی شخص [illegible]

(۵) کیا مولانا محمد علی یا اور کوئی شخص حلف سے کہہ سکتا ہو کہ مولانا محمد علی نے [illegible] جن جذبات کا اظہار ہمدرد کے مضامین میں کیا ہو وہ سب اس خط کو دیکھنے سے پیدا ہوئے تھے اور پہلے سے کوئی جذبہ انتقام ان کے دل میں میرے خلاف موجود نہ تھا۔

مقدمہ کی روئداد دیکھنے اور میرے پانچ سوالوں پر غور کرنے کے بعد اگر آپ سب کا ایمان اور ضمیر یہ فیصلہ کرے کہ حسن نظامی واقعی "جاسوسی" اور مخبری کا مجرم ہے تو ایک قومی سزا مدعا علیہ کے لئے تجویز کر دیں اور وہ یہی ہو سکتی ہو کہ آیندہ حسن نظامی کو کسی ملکی اور قومی کام کی اجازت نہ دی جائے۔

جس وقت آپ سب حضرات کی کثرت رائے حسن نظامی کے خلاف فیصلہ کر دیگی تو حسن نظامی چونکہ سوائے تبلیغی کام کے اور کوئی ملکی اور قومی کام نہیں کرتا لہذا اس تبلیغی کام سے دست بردار ہو جائیگا جس نے پانچ برس کے عرصہ میں حسن نظامی کو رات دن کی محنت اور رات دن کے خلجان اور رات دن کے سفر کی وجہ سے ادھ موا کر دیا ہے اور جس کی وجہ سے حسن نظامی کو اپنے تجارتی کاروبار کی فرصت نہیں ملتی اور جس کے لئے ڈھائی سو روپے ماہوار جیب سے دینے پڑتے ہیں اور تبلیغی مسافرت میں جو کچھ خرچ ہوتا ہے وہ بھی اپنی ذات پر اٹھانا پڑتا ہے کیونکہ حسن نظامی کسی سفر کا خرچ تبلیغی فنڈ سے نہیں لیتا۔

پس جب آپ سب کی کثرت رائے حسن نظامی کے خلاف فیصلہ کر دیگی تو دوسرا فیصلہ آپ سب کو یہ کرنا ہوگا کہ آیا تبلیغی کام قطعاً بند کر دیا جائے یا کسی دوسرے کے حوالہ کر دیا جائے اگر آپ کی کثرت رائے بند کرنے کے حق میں ہوگی تو حسن نظامی بادل ناخواستہ اس کو بھی قبول کر لیگا اور اگر آپ سب کی کثرت رائے تبلیغی کام کے جاری رکھنے کے حق میں ہوگی تو پھر آپ جس شخص کو اس کام کا اہل کہیں اس کے یہ کام سپرد کر دیں اور حسن نظامی کو کوئی عذر نہ ہوگا مگر یہ تبلیغی کام مدعی مسٹر محمد علی کے حوالہ کر دیا جائے حسن نظامی یہ فیصلہ صادر ہوتے ہی اپنا تمام تبلیغی سرمایہ اور تبلیغی لٹریچر اور حساب و کتاب بجنسہٖ اس شخص کے حوالہ کر دیگا جس کو قوم کا متفقہ فیصلہ تبلیغی خدمت کے لئے نامزد کرے۔ لیکن اگر آپ سب کی کثرت رائے حسن نظامی کے حق میں فیصلہ کرے تو اس کا بھی فیصلہ ہونا چاہئے کہ مدعی مسٹر محمد علی کو اس بہتان اور طرز عمل کی سزا دی جائے اور وہ یہی ہوگی کہ آیندہ مسٹر محمد علی کو کسی قومی و ملکی کام کی اجازت نہ دی جائے۔

بس یہی اس خط کا جو حسن نظامی آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہے مقصد ہے اور حسن نظامی کو پورا یقین ہے کہ آپ سب موجودہ حالات اور واقعات اور مقدمہ کی روئداد پر اس طرح غور فرمائیں گے کہ آپ کے دل و دماغ میں کسی فریق کی رعایت اور مروت اور دوستی اور خوف یا دباؤ کا اثر نہ ہوگا اور جس طرح مسلمان قوم ہمیشہ سے حق پرست اور حق گو ہوتی آئی ہے اسی طرح وہ اس مقدمہ کا بھی فیصلہ صادر کر دے گی اور مسلمانوں کو ایک ایسی خانہ جنگی سے بچا لیگی جس پر تمام حریف اقوام آجکل ہنس رہی ہیں۔

مگر یہ بھی عرض کرنا ہے کہ میرے اس خط کا جواب جلد دینا چاہئے کیونکہ مجھے انسداد آتش بازی کا ابھی سے کام شروع کرنا تھا جس میں گزشتہ سال بہت بڑی کامیابی ہوئی تھی اور تاجران آتش بازی نے شکایت کی تھی کہ اگر ہم کو قبل از وقت معلوم ہو جاتا تو ہم آتش بازی ولایت سے نہ منگاتے اس لئے ضرورت ہے کہ ابھی سے انسداد آتش بازی کا کام شروع کیا جائے لیکن جب تک خلافت [illegible] حسن نظامی کو نہ انسداد آتش بازی کی فرصت ملیگی نہ کسی اور تبلیغی خدمت کا وقت ملیگا۔ لہذا جو فیصلہ جلدی ہو تاکہ حسن نظامی اس فیصلہ کے موافق آیندہ طرز زندگی اور طریق عمل اختیار کر سکے۔ راقم حسن نظامی

اردو گاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی [illegible]

ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر

[illegible]

پیشوا

جلد ۳	دہلی ۲۴ نومبر ۱۹۲۷ء مطابق ۲۸ جمادی الاول ۱۳۴۶ھ	نمبر ۱۰

شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

بدنصیب عبدالرشید رحمہ

۱۷ نومبر کو دن کے ۸ بجے دہلی جیل کے احاطہ میں جناب قاضی عبدالرشید صاحب کو سوامی شردھانند کے قتل کے جرم میں پھانسی دیدی گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قاضی صاحب جسوقت گرفتار کئے گئے ہیں اسوقت سے اُن کے خلاف اُن کی قوم کے خلاف اُن کے مذہب کے خلاف آریہ ہندو اخبارات نے ایک نہایت کینہ پروپیگنڈا شروع کر دیا تھا۔ جس سے قدرتاً مسلمانوں کو اُن سے ہمدردی پیدا ہوئی اور مسلمانوں کے غریب طبقہ نے اُن کے مقدمہ کی پیروی شروع کی۔ دوران مقدمہ میں جو خلاف قانون اور بے حد اشتعال انگیز مضامین آریہ اخبارات نے شائع کیے۔ انہوں نے مسلمانوں کو قاضی صاحب کی طرف زیادہ متوجہ کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ قاضی صاحب کا مقدمہ برطانوی عدالت کی آخری سیڑھی تک پہنچا اور افسوس کہ ۳۰ ہزار روپیہ مسلمانوں کا خرچ ہونے کے باوجود قاضی صاحب پریوی کونسل سے بری نہ ہو سکے۔

قاضی صاحب کو آخر وقت تک جرم سے انکار تھا اور جو واقعات مثل پر آئے ہیں، اور جو شہادتیں استغاثہ اور صفائی کی گذری ہیں اُن سے اُن کے پاگل پن اور اُن کے مظلوم ہونے پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

جبکہ قاضی صاحب کی مرضی کے خلاف ہز ایکسیلنسی وائسرائے کی خدمت میں رحم کی درخواست پیش کی گئی۔ اور وہ بھی مسترد ہو گئی تو ۱۷ نومبر قاضی صاحب کی پھانسی کے لئے مقرر ہوئی۔

[illegible] قاضی صاحب [illegible] صاحب اور [illegible] کے بھائی کو مقامی حکام نے طلب کر کے ایک حکم نامہ پر دستخط کرائے جس میں لکھا ہوا تھا کہ لاش کا کوئی جلوس نہیں نکالا جائیگا اور لاش جیلخانہ کے قریب جدید قبرستان میں دفن کی جائے گی۔

۱۷ نومبر کو ۵ بجے سے پولس نے دہلی جیل کا محاصرہ کر لیا اور تمام شہر کے تھانوں میں پولس جمع ہونی شروع ہو گئی جس سے دہلی کے مسلمانوں نے اندازہ کیا کہ آج شہر میں کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آنے والا ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل پر مسٹر ای۔ ایس لوئیس صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ اور مسٹر پی۔ ایل اورڈ صاحب سینیر سپرنٹنڈنٹ پولس اور جناب مخدوم [illegible] صاحب فرسٹ کلاس مجسٹریٹ اور حکیم اکرام الحق صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولس [illegible] صاحب [illegible] پھانسی کا وقت [illegible] پہلے شہر کی اسلامی آبادی میں غیر معمولی طریقہ سے کُل بازار بند [illegible] اور شہر اور بیرون شہر کی اسلامی آبادی ڈسٹرکٹ جیل کے سامنے [illegible] میدان میں جمع ہو گئی۔ جسکا اندازہ کسی حالت میں بھی [illegible] سے کم نہیں کیا جا سکتا۔

۸ بجے قاضی صاحب پھانسی کے تختے پر [illegible] پڑھنے لگے۔ اور کلمہ پڑھتے ہوئے روح کو جسم سے خالی کیا۔ [illegible] تک مجمع نے جنازہ کا انتظار کیا۔ مگر [illegible] معلوم ہو گئی کہ جنازہ مسلمانوں کو نہیں [illegible]

...عبداللہ صاحب چوہدری ہوا لے
... صاحب ... اکرام الحق صاحب اور دیگر حضرات
... اور اطمینان دلانے سے مجمع نے احاطۂ جیل کو خالی کر دیا۔

اس عرصہ میں مجمع نے جنازہ کی تدفین کے لئے درگاہ حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی اجازت چاہی مگر حکام نے درخواست مسترد کر دی۔ اور حفظ ما تقدم کے خیال سے مشین گنیں اور گورہ فوج طلب کرلی۔ جب ملٹری فورس آگئی تو مسٹر نوئیس نے مجمع کو خلاف قانون قرار دے کر دفعہ ۱۴۴ نافذ کی۔ اور لاش کو نہایت عزت کے ساتھ جیل کے دروازہ سے نکالا۔ بعض ناعاقبت اندیش مسلمان اچانک لاش کو خلاف توقع شہر کی جانب لیکر چلے۔ مسٹر نوئیس صاحب اور مخدوم صاحب اور مسٹر اور ڈ صاحب اور حکیم اکرام الحق صاحب اور شیخ نذیر الحق صاحب وغیرہ حکام نے پوری دلیری کے ساتھ خود اپنے تئیں خطرہ میں ڈالکر مجمع کو روکنے کی کوشش کی۔ مگر مجمع نہ رکا اور نہایت تیزی کے ساتھ شہر میں داخل ہوا۔ جسوقت لاش دہلی دروازہ سے باہر ہوئی تو جنازہ پر چند پتھر آئے۔ مگر مجمع میں کوئی اشتعال پیدا نہیں ہوا۔ اور نہ کوئی مخاصمانہ کارروائی جلوس نے کی۔ مجمع نہایت تیزی کے ساتھ جامع مسجد روانہ ہوا۔ راستہ میں متعدد مرتبہ حکام نے مجمع کو منتشر کرنے کی کوشش کی جس سے مجمع گھٹنا شروع ہوا۔ مگر بالکل منتشر نہ ہوا۔

خیال تھا کہ پُرجوش اور ناعاقبت اندیش مسلمان جنازہ کی نماز کے لئے جامع مسجد جائینگے جس کے بعد مجمع کا قابو میں آنا اور حکام کے لئے انتظام کرنا بہت آسان تھا۔ مگر مجمع جامع مسجد بھی نہ رکا۔ اور اور چاوڑی بازار کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں داخل ہوتے ہی مفسد ہندوؤں نے جنازہ پر پتھر پھینکے اور قاضی صاحب کو گالیاں دینی شروع کیں۔

پتھر اور گالیوں سے مجمع مشتعل ہوا۔ اور چند ناعاقبت اندیش مسلمانوں نے مشتعل ہو کر جواب دینا شروع کیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ متعدد ہندو مسلمان زخمی ہوئے جن میں ہندو زخمیوں کی تعداد زیادہ ہے اور ایک ہندو فوت ہوگیا۔ مجمع تیزی کے ساتھ درگاہ شریف حضرت خواجہ باقی اللہؒ کی طرف بڑھ رہا تھا کہ مسٹر مارگن صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے نہایت ہوشمندی اور دلیری کے ساتھ بنوک سنگین لاش ... کر لیا۔ اور جسقدر مسلمان اسوقت لاش کے ساتھ تھے اُن کو ... کر لیا۔ ... گرفتار شدگان کی تعداد شاید دس یا پندرہ ... درگاہ شریف پہنچ جانے وقوعہ سے تھوڑے فاصلہ پر ... تھے اور کچھ نماز میں مصروف ... گرفتار شدگان کی

تعداد سو سے متجاوز ہوگئی جن میں ضعیف العمر مسلمان بھی تھے نابالغ بچے بھی تھے اور یقیناً بہت سے ناکردہ گناہ مسلمان تھے۔

گرفتاریاں جاری تھیں کہ مسٹر مارگن صاحب نے نہایت پھرتی کے ساتھ قاضی صاحب کی لاش کی تدفین ان کے اعزہ سے مقررہ قبرستان میں کرا دی

میرے ساتھ ہزاروں سمجھدار مسلمان ان ناعاقبت اندیش مسلمانوں کے اس طرزِ عمل پر اظہارِ افسوس کرتے ہیں کہ وہ ورثاء میت کی مرضی کے خلاف اور حکام کی مصلحتوں کے خلاف جنازہ کو شہر میں لے گئے۔ جس کے نتیجہ میں آج صدہا مسلمانوں کے گھروں میں ماتم ہو رہا ہے اور نہ معلوم کتنے بے گناہ عدالتوں سے سزا پاکر چکیاں پیسینگے۔ اور ہزارہا روپے کی بربادی اور متعلقین کی پریشانی الگ ہی اگرچہ ان مشتعل شدہ بھائیوں کا یہ بیان اپنی جگہ کتنا ہی وزنی کیوں نہ ہو کہ جو حکومت سوامی شردھانند کے جلوس کا انتظام کرسکتی ہے اور جو حکومت نانک چند تیلی کی لاش کا جلوس نکالنے کی اجازت دیتی ہے۔ اور جو حکومت آریہ سماج کے جلوسوں کی روزانہ اجازت دے کر انتظام کرتی رہتی ہے اس سے مسلمان یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ اسکو قاضی عبدالرشید صاحب کے جنازہ کے لئے بھی انتظام کرنا چاہیئے۔

مگر میں اُن کے اس مطالبہ کو حق بجانب قرار دیتے ہوئے بھی ان کے اس رویہ کی تعریف نہیں کرسکتا جو ۱۴ نومبر کو ان سے ظہور پذیر ہوا۔ اور میں جنازہ کے جلوس کو حقیقتاً اسلامی تعلیم کے خلاف سمجھتا ہوں۔ نیز جس طرح جنازہ پر پھولوں کی بارش کی گئی ہے وہ بھی ہندوؤں کی ارتھی کی ایک بھونڈی سی نقل تھی جس کی اسلام کسی حالت میں بھی اجازت نہیں دیتا۔

دہلی میں فساد کیوں ہوا؟ اور فساد کی ذمہ داری کس پر ہے؟

دہلی میں چونکہ گڈھ مکٹیسر کی سنگدلی لوٹ اور ہولناک فساد کی وجہ سے مسلمان بہت مغموم اور رنجیدہ تھے

نیز پھانسی سے چند روز پیشتر دہلی کے مشہور آریہ سماجی اخبار تیج نے ایک نہایت اشتعال انگیز کارٹون قاضی صاحب کے پھانسی کے تختہ پر جانے کے متعلق شائع کیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اُس نے نہایت اشتعال انگیز طریقہ سے یہ بھی لکھا تھا کہ "لو بڑے خدا نے مسلمانوں کی نہیں سُنی" اس کے علاوہ قاضی صاحب کے متعلق آریہ اخبارات نے پاجی، کمینہ، نمک حرام، خبیث، نابکار وغیرہ کے اشتعال انگیز اور اہانت آمیز الفاظ لکھے تھے۔ جن کی متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ قاضی صاحب کے ورثا عدالت میں دعویٰ کرنے والے ہیں نیز دہلی کی آریہ کانگریس میں مسلمانوں اور اسلام کے خلاف نہایت اشتعال انگیز تقریریں کی گئیں۔ کلام اللہ کی ضبطی کا مضحکہ خیز مطالبہ کیا گیا۔ تو قاضی جی کے جنازہ پر ہندو آبادی نے جو پتھروں کی بارش کی تو اس سے بعض نا سمجھ مشتعل ہوگئے اور ۱۴ نومبر کو جو کچھ ہوا وہ صرف اسی اشتعال ...

جس کی ذمہ داری سے کسی حالت میں بھی دہلی کا آریہ پریس نہیں بچ سکتا جس نے ہندو اور مسلمانوں کو مشتعل کیا۔

فساد کے بعد جو رویہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو مشتعل کرنے کا اور نفرت پیدا کرنے کا مقامی ہندو پریس نے اختیار کیا ہے اور جس کا اتباع پنجاب کا آریہ پریس کرتا ہے وہ نہایت شرمناک ہے اور اس سے آئندہ کے لئے مزید فسادات کا اندیشہ ہے۔

تیج کا مطالبہ

ہے کہ جو افسران جیل پر تعینات تھے ان کی غفلت سے فساد ہوا۔ اور ان سے اس کی بازپرس کرنی چاہیئے وغیرہ ہفوات و خرافات۔ جن میں خصوصیت سے حکیم اکرام الحق اور شیخ نذیر الحق صاحب پر نہایت حملے کیے گئے ہیں۔ کاش اس کور چشم کو معلوم ہوتا کہ ۱۴ نومبر کے حادثہ کی ذمہ داری کسی طرح افسران متعلقہ پر عائد نہیں ہوتی۔ جبکہ افسران لاش کو شہر میں نہ لانے کا انتظام کر چکے اور قاضی صاحب کے اعزا ایک شرائط کے ماتحت شہر میں لاش نہ لانے پر راضی ہو گئے اور انہوں نے آخر وقت تک شرائط کی خلاف ورزی نہیں کی تو پھر کسطرح یہ خیال کیا جاسکتا تھا کہ لاش شہر میں جائیگی۔ اور جب لاش کے شہر میں نہ جانے کا انتظام ہو گیا تو پھر فساد کا احتمال کیا؟

چونکہ اچانک لاش شہر کی طرف روانہ ہو گئی اور حکام کو باہمی مشورہ کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اور حکام کے لئے سوائے اس کے اور کوئی صورت نہ رہی کہ مجمع کو منتشر کریں تاکہ کوئی غیر خوشگوار حالات پیدا نہ ہو۔ لہذا انہوں نے وہی کیا جو دانشمند افسروں کو کرنا چاہیے تھا۔ یعنی اسی ہزار کے پُر جوش اور مشتعل مجمع کو بغیر ایک متنفس کی نکسیر پھوٹے منتشر کر دیا جو مسٹر اورڈ اور مسٹر فیس کی اعلیٰ ترین انتظامی قابلیت کی دلیل ہے۔

جو قوم جنازوں پر سنگ باری کرنے کی عادی ہو اُسکا یہ مطالبہ کچھ انوکھا نہیں ہے کہ لاش پر اور اس کے ساتھ نہتے اور پُر امن مجمع پر حکام نے گولیوں کی بارش کیوں نہ کی؟ اور پھر جن حکام نے سوامی شردھانند اور راجپال جیسے تیلی کی لاش پر اور اس کے ساتھیوں پر گولیاں نہ چلائی ہوں ان کو کوئی حق نہ تھا کہ وہ قاضی عبدالرشید صاحب کی لاش پر گولیاں چلاتے۔

جب مسٹر نوئیس اور مسٹر اورڈ جیسے اعلیٰ حکام موجود ہوں تو پھر حکیم اکرام الحق اور شیخ نذیر الحق کی "مسلمانی" پر تیج مہاشہ کی خاص نظر کا ہونا کچھ معنی ضرور رکھتا ہے؟ اور ایسی حالت میں مسٹر اورڈ اور مسٹر جانسن کو اس پروپیگنڈہ پر خصوصیت سے نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ جبکہ شیخ نذیر الحق صاحب کے خلاف ایک کئی سال کے مقدمہ کی تفتیش میں رشوت خواری کا جھوٹا الزام مقامی ہندو پریس نے نہ صرف یہ کہ عائد کیا۔ بلکہ بر سر عدالت سوال کر کے شیخ صاحب کی نیک نامی کی شہرت کو صرف اس لئے برباد کرنے کی سعی باطل کی کہ وہ مسلمان کیوں ہیں؟ اور یہ کہ ان کا تبادلہ باوجود کوشش اور مطالبہ کے دہلی سے آجتک کیوں نہیں ہوا۔

ہے کہ مسلمان ان سے اس لئے [illegible] مسلمانوں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے بھی [illegible] ناراض ہیں کہ وہ مسلمان کیوں ہیں۔ اور کچھ ہندو مسلمان [illegible] ہونا لازمی ہے حالانکہ انہی دونوں [illegible] مسلمانوں کی شہادتوں پر [illegible] کو پھانسی کا حکم ہوا تھا۔ مگر تیج اور ارجن اور ہندوستان ٹائمز [illegible] ہیں کہ جس سازش کو ثابت کرنے کے لئے [illegible] وہ سازش اس لئے ناکام رہی کہ ابتدائی تحقیقات قتل شردھانند کی حکیم اکرام الحق اور [illegible] نے کی تھی۔

گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ اس سازش کا پتہ چلانے کی کوشش کرے جو ان نیکنام اور غیر متعصب اور دیانتدار افسروں کو بدنام کرنے کے لئے ہندوؤں کے ایک بڑے طبقہ میں اس کی خاموشی سے یہ کوشش جاری ہے۔

پیشوا کی ڈاک کا نیا انتظام

گذشتہ دو مہینے سے پیشوا کی ڈاک بے ایک سازش کے ماتحت ڈاکہ پڑ رہے ہیں۔ اور یہ کارروائی ایسے طریقہ سے ہوتی ہے کہ میں باوجود کوشش کے اس کا کوئی تدارک اسوقت تک نہ کر سکا۔ اب سے پہلے دفتر پیشوا میں خطوط کا روزانہ اوسط چالیس اور پچاس کے درمیان رہا ہے جن میں کم سے کم دس خطوط کتابوں کی فرمائش کے ہوا کرتے تھے۔ مگر اب کئی ہفتہ سے ڈاک کا اوسط دس خطوط روزانہ کا بھی نہیں ہے۔ بلکہ اکثر تاریخیں ایسی گذری ہیں کہ دو تین خطوط سے زیادہ نہیں آسے اور ان میں ایک پیسہ کی بھی فرمائش نہیں ہوتی جس سے ظاہر ہے کہ پیشوا کی موت اور زندگی کا سوال وابستہ ہو گیا ہے۔ میں ڈاک کی اس ابتری سے سخت پریشان تھا اور ہوں۔ کیونکہ یہ ایک لاعلاج اور تباہ کن مرض ہے۔ پہلے میں نے ناجائز طور سے گڑ کی ڈلی دینے کی بجائے جائز طریقہ سے گڑ کی بھیلی پسند کی اور تیرہ روپے خرچ کر کے ڈاکخانہ سے پوسٹ بکس لے لیا جس کا نمبر [illegible] ہے۔ اب پیشوا کی ڈاک دفتر پیشوا میں بجائے پوسٹ مین کے تقسیم کرنے کے پوسٹ آفس کے بکس میں ڈیلوری کلرک ڈالیگا۔ اور میں خود جا کر اس بکس کو کھولونگا یا میرا کوئی معتمد۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ جدید انتظام کہانتک مفید اور محفوظ ثابت ہوگا۔ کیونکہ پیشوا کے خلاف ایک گہری اور وسیع سازش ہے۔ [illegible] اس طرح بھی ڈاک محفوظ نہ ہوئی تو مجبوراً مجھ کو ان واقعات کو روشنی میں لانا پڑے گا۔ جن کی وجہ سے پیشوا کے کاروبار کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

بہر حال میں [illegible] کرتا ہوں کہ جو حضرات پیشوا [illegible] خط و کتابت کریں ان کا فرض ہے کہ وہ پوسٹ بکس [illegible] جن خطوط [illegible]

[illegible] درسگاہ ہے اور جب جناب
[illegible] صاحب [illegible] تشریف لائے ہیں اس کی تعلیمات
[illegible] ڈاکٹر صاحب اور جامعہ ملیہ کے بعض دوسرے اساتذہ قرن اول
کے مسلمانوں کے ایثار کا نمونہ ہیں جو بہت قلیل گذارہ پر جامعہ ملیہ کی خدمت کر رہے ہیں
[illegible] جامعہ کی آمدنی بہت قلیل ہے کیونکہ مسلمانوں نے عام طور سے اس
مفید درسگاہ کی امداد کی جانب توجہ نہیں کی۔

[illegible] ناممکن العمل ہندو مسلم اتحاد اور خوش کن سوراج کے
خواب دیکھنے اور [illegible] اپنے وقت عزیز کو ضائع کرنے کی بجائے جامعہ جیسی مفید درسگاہ
[illegible] توجہ کریں [illegible] مسلمان قوم میں ایک زبردست انقلاب پیدا ہو سکتا ہے
[illegible] تعلیم سے بہرہ ور ہو جائینگے تو یقیناً ہندو مسلم اتحاد بھی ہو جائیگا۔ اور سوراج
[illegible] بھی [illegible] ہوگا کیونکہ ایک طاقتور اور منظم اور تعلیم یافتہ جماعت نہ محکوم رہ سکتی
[illegible] اسکی [illegible] مخالفت ہو سکتا ہے۔ بہرحال ضرورت ہے کہ مسلمان اس مفید درسگاہ
[illegible] کی [illegible] ہوئی درسگاہوں کے نمونہ پر قائم کی گئی ہے توجہ کریں اور
اس [illegible] اسکو زندہ رکھنے کی کوشش کریں۔ جس کے زندہ رہنے کے ذرائع ہر
[illegible] یعنی سلطان العلوم تاجدار دکن اور فرمانروا جناب بھوپال اور نواب صاحب
بہاولپور [illegible] اور نواب صاحب رامپور وغیرہ کو خصوصیت سے اس
مفید درسگاہ پر توجہ کرنی چاہیئے۔

آریہ کانگریس

نومبر کا پہلا ہفتہ دہلی کے مسلمانوں کے لیے، ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے، ہندوستان کے امن وامان کے لیئے ایک کھلا ہوا چیلنج تھا کیونکہ آریہ کانگریس، نو آریہ کانفرنس، اچھوت ادہار، اور ذات پات توڑک منڈل کے جلسے ہوئے جس میں بھائی پرمانند، لالہ لاجپت رائے، پنڈت مدن موہن مالوی، پروفیسر رام دیو [illegible] پنڈت [illegible] شرما اور دوسرے [illegible] اکابرین نے سخت اشتعال انگیز اور امن سوز تقریریں کیں جس نے ہندوستان کے رہے سہے امن کو بھی غارت کر دیا

سب سے پہلے آریہ کانگریس کا جلسہ ہوا جس کے صدر مہاتما ہنسراج صاحب تھے جو آریہ سماج کے [illegible] کام کرنے والے ہیں انہوں نے اپنے خطبہ صدارت میں خلاف توقع اسلام اور [illegible] کے خلاف اشتعال [illegible] واقعات بیان کر کے خوب زہر اگلا حالانکہ کہا جاتا تھا کہ [illegible] آریہ لیڈروں کے مقابلے میں کچھ صلاحیت پسند ہیں۔

[illegible] اس جلسے [illegible] ہوئے ان کا خلاصہ یہ ہے کہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے جو فیصلہ [illegible] کے متعلق کیا ہے [illegible] بھیجا گیا۔ گورنمنٹ کو آریہ جلوسوں کی پابندی [illegible] تہذیب [illegible] کو سازش سے تعبیر کیا گیا۔ مساجد کے آگے باجہ [illegible] آریہ کاموں کے لئے دس ہزار [illegible] اور پچاس ہزار [illegible] چند آیات کی منسوخی کا چرچا ہونا۔

[illegible] آریہ کانگریس کے پنڈال میں ہوا۔ چند مرتدوں نے [illegible] اپنے معاشرتی مشکلات کا رونا رویا [illegible] تعلقات [illegible]

آریہ کانگریس کے پنڈال میں ذات پات توڑک منڈل کا اجلاس ہوا۔ اس شطرنج کی بساط پر بھی وہی آریہ کانگریسی مہرے تھے اور اچھوتوں کو گلے لگانے کا ڈھونگ تزویر جس میں ملامت کا نشانہ بے زبان مسلمانوں کو بنایا گیا۔

اگر دہلی کی حکومت اور دہلی کا محکمہ سی آئی ڈی ہمیشہ کے لئے دہلی اور تمام ہندوستان کو بدامنی اور فساد سے محفوظ رکھنا چاہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ آریہ سماج کے ان تمام لیکچراروں کو قانون کا آئینہ دکھائے جو نومبر کے پہلے ہفتہ میں دہلی میں آگ کے انگارے اچھال کر چلے گئے اس سلسلے میں دہلی کی گورنمنٹ کو ان لوگوں سے ضرور جواب طلب کرنا چاہیئے جنہوں نے آریہ کانگریس کو دہلی میں طلب کیا اور ان کے انتظامات کے لئے چندہ جمع کیا کیونکہ حقیقتاً اس آریہ کانگریس کے بعد جہاں جہاں فسادات ہونگے اس کی ذمہ داری سے یہ لوگ کسی طرح نہیں بچ سکتے۔

اگرچہ پنڈال کا داخلہ قطعی مسلمانوں پر بند تھا مگر میں نے بچشم خود وہاں کی حالت کو بنظر تعمق دیکھا جو آریہ ڈیلی گیٹ وہاں آئے تھے ان میں کام کرنے کا ولولہ تھا جاتی کے سیوا کا بہاؤ تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے بڑا حصہ سمجھدار، سنجیدہ لیڈروں کا اقتدار سے نکل چکا تھا۔ ان کا جوش جنون کی حد تک پہنچ گیا تھا۔ وہ حقیقتاً آریہ سماج کے لئے مرنے کے لئے تیار تھے۔ ان میں اخوت کا دریا موجزن تھا۔ ان کی سادہ معاشرت دیکھ کر میں نے اپنی بد نصیب قوم کی پراگندگی، پریشاں حالی اور افلاس میں پر تکلف زندگی پر غور کیا تو میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کہ اللہ اللہ جس متاع محبوب کے کبھی تنہا مسلمان مالک تھے۔ آج اس پر اغیار قابض ہیں۔

باہر سے وزیٹرز اس کثرت سے آئے کہ کارکنان کو مجبوراً دہلی کے ہندوؤں کے لئے داخلہ بند کرنا پڑا۔

بہرحال اگر بدبخت مسلمانوں کے لیڈر زندہ ہوں اور ان کی آنکھیں کھلی ہوئی ہوں اور ان کے دماغ میں بجائے بھیجے کے بھس نہ بھرا ہوا ہو تو وہ دیکھیں کہ قوم کس طرح بن رہی ہے اور اس کی رفتار ترقی کیا ہے اور اگر مسلمانوں نے اپنی حالت درست نہ کی تو اس ہندوستان میں ان کا کیا انجام ہونے والا ہے۔

ندوۃ العلماء کا اجلاس امرتسر

نومبر کے آخری ہفتہ میں ندوۃ العلماء کا اجلاس امرتسر میں منعقد ہوگا ندوہ دیوبند اور علیگڑھ کی درمیانی منزل ہے اور کچھ شک نہیں کہ جس ندوہ نے علامہ سید سلیمان صاحب جیسے عالم پیدا کئے ہوں وہ حقیقتاً اس بے توجہی کا مستحق نہ تھا جس کا ثبوت مسلمان ایک عرصے سے دے رہے ہیں۔

ترک موالات کے ہنگامہ سے پہلے گورنمنٹ ندوہ کو ایک معقول رقم دیا کرتی تھی جس سے اسکو مالی مشکلات پیدا نہ ہوتی تھیں مگر افسوس کہ ترک موالات کے عجیب و غریب فتوے نے مفلس ندوہ کو گورنمنٹ کی امداد سے محروم کر دیا اور اب اسکی یہ حالت ہے کہ ندوہ کی عمارت سالہا سال سے ایک غریب ہندو کے پاس رہن ہے۔

اس روپیہ کی ادائیگی کے لئے نہ ترک موالات [illegible]

اور نہ مولانا کی لیڈری کا سکہ جما ہے۔ اب بد نصیب ندوہ صاحب اپنے نادان دوستوں کی وجہ سے نزع کی حالت میں ہے جو یقیناً ادھو کے ان مدارس کے لئے جن کو لاکھوں سے ہزاروں روپیہ طوائفوں کو ملتا ہے۔ اور ہندوستان کے تمام باحیثیت مسلمانوں کے لئے شرمناک

ندوہ کا یہ اجلاس ایک عرصہ کے بعد ریاست بہاولپور کے ہز ہائینس صاحب کی صدارت میں پنجاب میں منعقد ہوگا۔ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ بقدر ندوہ کا یہ اجلاس پنجاب کی توجہ کا مستحق ہے اس کا کوئی اثر نظر نہیں آتا۔ پنجاب کی زندہ دلی اور سلامی پنجاب کی اولوالعزمی مشہور ہے۔ اس اجلاس میں اگر ندوہ کے ہمدردوں نے خاطر خواہ روپیہ ادا نہ ہوا تو تمام مسلمانوں کے لئے اور خصوصاً پنجاب کے مسلمانوں کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ ضرورت ہے کہ پنجاب کا اسلامی پریس اور عمائدین پنجاب ندوہ کو کامیاب بنانے کے لئے ہمہ تن مستعد ہو کر کام کریں۔

فرزندان اسلام زندہ باد

قارئین پیشوا اخبار اسکو بھولے نہ ہونگے کہ مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیت علماء ہند اور مولانا ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار کی گمراہ کن روش کے خلاف میں پیشوا میں کس قدر سختی سے نوٹس لیتا رہتا ہوں۔ مگر حق فراموشی ہوگی اگر میں آج مولانا احمد سعید صاحب کے اس مضمون کی تعریف نہ کروں جو انہوں نے لالہ لاجپت رائے اور آریہ اخبارات کے جواب میں شائع کیا ہے اسی طرح مولانا ظفر علی خاں صاحب کا ۱۰ نومبر کے زمیندار کا مضمون بھی مدلل اور قابل تعریف ہے جو قاضی عبدالرشید صاحب کی پھانسی کے متعلق لکھا گیا ہے۔ جزاہم اللہ خیر الجزا۔

میری تعریف اور گرفت صرف اسلامی مفاد کے لئے ہے۔ میں اگر مولانا احمد سعید صاحب اور مولانا ظفر علی خاں صاحب پر نکتہ چینی کرتا ہوں تو خدا شاہد ہے کہ صرف اس نقطۂ نظر سے کہ ان کے اعمال کو مسلمانوں کے لئے مضر سمجھتا ہوں۔ اور آج اگر تعریف لکھ رہا ہوں تو اس کی وجہ بھی محض یہی ہے کہ ان ہر دو نے مسلمانوں کی حمایت میں ایسے مدلل اور دندان شکن اور مسکت جواب دئیے ہیں کہ آریہ مہاشوں کے منہ پھر گئے ہونگے۔ اور اگر ان میں کچھ بھی غیرت و حمیت اور شرافت ہے تو آئندہ ایسے لغو اور بیہودہ اعتراضات نہ کرینگے۔

بہرحال میں نہایت خوشی کے ساتھ مولانا احمد سعید صاحب اور مولانا ظفر علی خاں صاحب کی خدمت میں اس خلوص اور سچائی کے ساتھ جس سے ان کی مسلم آزار روش پر نفرت کا اظہار کرتا ہوں اور اگر آئندہ بھی ضرورت ہوئی تو ملامت کا اظہار کئے بغیر نہ رہونگا ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کرتا ہوں۔ اور ظفر علی اور احمد سعید زندہ باد کا نعرہ لگاتا ہوں جنہوں نے اپنی دلیری سے یقیناً سوچے اور مالوی اور لالہ جی کو بتا دیا ہے کہ مسلمان اہل قلم کو شکستیوں کی موجودگی میں آوارہ سفر کس راستہ پہ جا رہی ہے۔

اخبار ریاست کا نیا ٹائٹل

سردار دیوان سنگھ صاحب نے اردو جرنلزم میں جیسے قدم رکھا ہے برابر ترقی کرتے جا رہے ہیں۔ ان کا اخبار اس وقت ہندوستان کا اول درجہ کا اخبار تسلیم کیا گیا ہے جس کا سہرا ان کی قابلیت کے سر ہے۔

ہیں سالانہ ... اور جلد آئندہ ... ہوگی مگر آج میں ان کی اس خدمت کا اعتراف کرتا ہوں جو انہوں نے اخبار نویس کے اخبار ریاست کے ذریعہ ایک عرصہ سے نہایت اولوالعزمی کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔ ہندوستان کے کسی پرچہ میں ایسا اخلاقی جرأت نہیں پایا جاتا۔ مہاراجگان اور برہنہ ... کا صرف کثیر برداشت کر کے ریاستیں دی جاتی ہیں اس کی مثال اخبارات تو کیا ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ یورپ اور امریکہ میں بھی تلاش کئے جا سکتے ہیں۔

تازہ اخبار ریاست کا ٹائٹل سردار صاحب کی اولوالعزمی کا نمونہ ہے جو آرٹ پیپر پر کئی رنگوں میں بلاک بنا کر چھاپا گیا ہے اور جو کسی حالت میں بھی ٹائمز آف انڈیا کے ٹائٹل سے کم نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہی سردار صاحب نے اخبار کا چندہ بھی اب دس روپیہ سالانہ کر دیا مگر نمونہ کی قیمت بھی چار آنے ہی کر دی ہے۔ خدا کرے ریاست دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرے اور سردار صاحب اسی دلیری کے ساتھ ریاستوں کی بے زبان رعایا کی خدمت میں ہمیشہ بلا خوف و خطر مصروف رہیں۔

شادی کی ضرورت

میرے ایک محترم دوست کو جو ایک دیسی ریاست میں سات سو روپیہ ماہوار پر ایک نہایت ذمہ دارانہ عہدہ پر مامور ہیں اور خطاب یافتہ ہونے کے ساتھ بڑے قوم پرست مسلمان ہیں۔ شادی کی ضرورت ہے۔ لڑکی پڑھی لکھی اور شریف خاندان کی مقبول صورت ہونی چاہئیے۔ جو صاحبان رشتہ کرنے کے خواہشمند ہوں ان کو مجھ سے خط و کتابت کرنی چاہئیے۔ تمام خط و کتابت راز میں رہیگی۔ اگر لڑکی کا فوٹو بھیج سکیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

ہندوؤں کو رواداری کا سرٹیفکیٹ

ملتان کے خونی ہنگامہ میں جس ہندو رواداری کا ثبوت برادران یوسف نے دیا تھا اس کا اعتراف اسپیشل سشن جج صاحب ملتان مظلوم مسلمانوں کو رہا کرتے ہوئے حسب ذیل الفاظ میں دیتے ہیں۔

"پنجاب کے ہندوؤں کے اندر یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے کہ وہ دوسروں کے جذبات کا لحاظ کرنے میں سست ہوتے ہیں"

کیا شیر پنجاب سن رہے ہیں کہ حاجی کی لاج رکھنے والے مہاشیر ہے اور شنگھٹن کی بے... میں سالس لے رہے ہیں۔ اوران کی اس وحشت و بربریت کا شکار بد نصیب ہندوستان کے امن و امان پر کیا اثر پڑتا ہے؟

جمعیتہ علماء ہند کا اجلاس پشاور

... مولانا احمد سعید ... ناظم جمعیت العلماء ہند ... لے گئے۔ اور جمعیتہ علماء ہند کا سالانہ اجلاس جو مارچ کے آخری ہفتہ میں ... منعقد کرنے کی تیاریاں شروع ہونگی۔

کامل ... امید کی جاتی ہے ... [illegible]

... [illegible]

[illegible] ہوا۔ اور الجمعیۃ کے گزشتہ سو [illegible] سے شرع اسلامی کے کس اصول [illegible] سے وصول شدہ روپے کا یہی مصرف [illegible] کی جائے۔ اور ایک مسلمان حلفیہ بیان شائع کرے [illegible] تا آخر وہ وقت کب آئے گا جب خداوندان جمعیۃ کے [illegible] اور حریت کے ہاتھ پہنچینگے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ جمعیت علماء کے مستقل صدر صاحب کے اس غاصبانہ طرزعمل کی بازپرس نہ کی جائے کہ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے اپنے لڑکے کو مولوی فاضل کا امتحان جمعیت علماء کے مسلمہ فتوے کے خلاف کیوں دلوایا۔؟

اپنوں کا گلہ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام کو بیرونی دشمنوں سے اتنا نقصان نہیں پہنچا جتنا اندرونی دشمنوں نے قرن اول سے پہنچایا ہے۔

کسی گزشتہ اشاعت میں قارئین پیشوا نے پڑھا ہوگا کہ شاہپورہ کے متعصب والی ریاست نے ایک قدیم مسجد کو منہدم کر دیا۔ جس پر حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ نے راجہ صاحب کو توجہ دلائی مگر راجہ صاحب نے نشۂ حکومت میں تعمیر مسجد کی درخواست کو ٹھکرا دیا۔ اس کے بعد مدینہ اور چند مسلم اخبارات میں ایک مضمون چند مسلمان ناموں سے شائع ہوا کہ انہدام مسجد کا واقعہ غلط ہے۔ اب مولوی محی الدین صاحب نے جو اجمیر شریف کے ایک قوم پرست اور ذمہ دار مسلمان ہیں۔ اس تردید کے تار و پود بکھیر کر انہدام مسجد کی تصدیق کرتے ہوئے ان وجوہات پر بھی روشنی ڈالی ہے جن کے باعث ان مسلمان نام رکھنے والوں نے واقعہ انہدام مسجد کی تردید کی تھی۔

میں ان کے اس رویہ پر اظہار افسوس کرتا ہوا پولیٹکل ایجنٹ راجپوتانہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کے اس زبردست مطالبہ پر فوراً توجہ کریں

میرا اصلی کام

آئندہ سال کے لئے پیشوا کے پروگرام میں یہ جدوجہد داخل کی گئی ہے کہ ننگ تصوف پیروں کی جھوٹی دوکانوں کے پھیکے پکوانوں سے ناواقف مسلمانوں کو بچایا جائے اور اصلی اور حقیقی مشائخ کی عزت کے تحفظ کے لئے پوری جدوجہد کی جائے۔ لہذا قارئین پیشوا سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقہ کے بناوٹی صوفیوں کے حالات جلد سے جلد مطلع فرمائیں۔ کہ میرا اصلی کام تصوف کی حمایت ہے۔

[illegible] خاص

[illegible] کے حالات پر آجکل اخبارات میں بہت کچھ لکھا جا رہا ہے گزشتہ ایام میں [illegible] تھے۔ اور اس کے بعد بڑے [illegible] ہونگے۔ [illegible] دلی [illegible]

بہت جلد تمام حقائق پوری ذمہ داری کے ساتھ پیش کئے جائینگے اور وہاں کی بدنظمیوں کے اصلی اسباب پر روشنی ڈالی جائے گی۔

ولیعہد ریاست ٹونک کا خون ناحق

ایک عرصہ سے یہ بحث اخبارات میں جاری ہے۔ میں نے بھی گزشتہ مہینوں میں اپنی معلومات کی بنا پر کچھ لکھا تھا۔ ایک دوست نے مجھے یقین دلایا کہ وہ وہاں خود جا کر حالات معلوم کرینگے۔ چنانچہ وہ دہلی واپس آ گئے ہیں۔ اور افسوس کہ نواب صاحب کی پرتکلف دعوتوں کا اثر انکی توندیات ان کے ایمان پر بھی پڑ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بہرحال میں بہت جلد چند اہم دستاویزات کی بنا پر حقائق و واقعات پر روشنی ڈالونگا۔ اور دنیا دیکھے گی کہ روپے کی بارش کے باوجود بھی خون ناحق نہ چھپ سکا۔

پیشوا کی بک ایجنسی

اگر ترقی کر جائے اور خریداران پیشوا تمام کے تمام اپنے عزیز رسالہ کے دفتر سے کتابیں منگوایا کریں تو میری مالی مشکلات کا بڑی حد تک خاتمہ ہو جائے۔ کیا وہ بھائی سن رہے ہیں جو پیشوا کے خریدار ہو کر دوسری جگہ سے کتابیں منگواتے ہیں۔

میں پیشوا کو اس سے زیادہ مفید اور دلچسپ بنانے کے لئے کوشش کر رہا ہوں۔ کاش آپ بھی جدید خریدار فراہم کرنے کے لئے تھوڑی سی کوشش کریں اگر آج تمام قارئین کرام صرف ایک ایک مسلمان سے دو دو روپے وصول کر کے بذریعہ منی آرڈر مجھے بھیج دیں تو کل سے پیشوا پچاس صفحوں پر شائع ہونے لگے۔ اور دوسری دلچسپیاں الگ رہیں۔

امید کہ پیشوا کے قدر دان میری درخواست پر توجہ فرمائیں گے۔ اور میں آئندہ اشاعت میں معاونین پیشوا کی ایک بڑی فہرست شائع کر سکونگا۔

پیشوا کا مقدمہ

۱۶ نومبر کو منظر الدین ایڈیٹر الامان کا مقدمہ بنام عزیز حسن وغیرہ مسٹر ای۔ ایس ولیس صاحب سٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوا۔ اور بغیر کوئی کارروائی ہوئے ۷ دسمبر کے لئے ملتوی ہو گیا۔

اسی طرح عزیز حسن بنام منظر الدین وغیرہ کا مقدمہ اسی عدالت میں پیش ہو کر ۱۱ دسمبر کے لئے ملتوی کیا گیا۔

سیرت باقی

الحمد للہ کہ میری عرصہ کی کوشش بار آور ہوئی۔ اور سیرت باقی۔ پریس میں چھپنے کے لئے بھیجدی گئی۔ جو انشاء اللہ دسمبر کے پہلے ہفتہ میں تیار ہو جائے گی۔ الحمد للہ علی احسانہ۔

سیرت باقی اردو زبان ہی میں نہیں بلکہ فارسی اور عربی وغیرہ میں بھی ایک جامع اور مکمل کتاب ہوگی جس میں نقشبندیہ سلسلہ کے اس آفتاب کے حالات پیدائش سے لیکر وفات تک کے درج ہونگے [illegible]

[illegible]

سیرت باقی میں حضرت خواجہ باقی باللہ کے تمام ملفوظات اور اوراد و وظائف اور اعمال و اشغال درج ہونگے۔ جو نہایت مستند ذریعہ سے حاصل کئے گئے ہیں۔ اور جن کے پڑھنے سے روحانی تسکین اور تسلی حاصل ہوگی۔ اور تمام مشکلات حل ہونگی۔ سیرت باقی میں خواجہ باقی باللہؒ کی تبلیغی اور روحانی کوششوں کا مفصل تذکرہ ہوگا اور آپ کے علمی کمالات پر مکمل بحث ہوگی۔

شروع میں روضہ شریف کا عکسی فوٹو دیا جائیگا۔ اور میں اپنا اور اپنے خاندانی حالات کا بھی تذکرہ لکھونگا۔ غرضکہ کتاب ہر حیثیت جامع مکمل اور بہترین ہوگی۔ ضخامت غالباً ایک سو پچیس صفحے ہوگی۔ سفید اعلیٰ درجہ کا چکنا ولایتی کاغذ ۲۰×۳۰/۸ تقطیع اور اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی۔ قیمت باوجود اسقدر خوبیوں کے صرف بارہ آنے علاوہ محصول ڈاک ہوگی۔ جو حضرات اس گوہر نایاب کو طلب کرنا چاہیں وہ ایک روپیہ کا منی آرڈر جلدی سے جلدی روانہ کردیں۔ تاکہ کتاب طبع ہوتے ہی ان کی خدمت میں روانہ کردی جائے۔ ورنہ ممکن ہے دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے۔ پس ایک روپیہ میں چار آنے محصول کے اور بارہ کتاب کے ہونگے

الامان کا گمراہ کن بیان

مظہر الدین کے اخبار الامان میں جسکی اشتعال دہی اور افترا پردازی ضرب المثل ہے شائع ہوا ہے کہ جسوقت قاضی عبد الرشید صاحب کا جنازہ زیر جامع مسجد پہنچا تو حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ ایک مکان کی کھڑکی کھولے ہوئے جھانک رہے تھے۔ اور لوگوں نے جب اعتراض کیا تو آپ نے کھڑکی بند کرلی"

الامان کی یہ تحریر بالکل جھوٹی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب نہ اسوقت دہلی میں تھے اور نہ وہ کسی کھڑکی میں سے جھانکے۔ یہ ساری شرارت محض حضرت خواجہ صاحب کو بدنام کرنے کے لیے کی گئی ہے۔

نہیں معلوم الامان کا نامہ نگار اسوقت کہاں گیا ہوا تھا جب ایک .... اپنے کھوئے ہوئے اقتدار کو بحال رکھنے کے لئے اور اپنی چھنی ہوئی لیڈری کو برقرار رکھنے کے واسطے جاہل مسلمانوں کو مشتعل کر رہا تھا کہ جنازہ کو شہر کی طرف لے جانا چاہیے۔ اور یہ سارا فساد ایسے ہی شرارتی گروہ کے اشتعال سے ہوا ورنہ اس سے پہلے کسی مسلمان کو شہر میں لاش لانے کا خیال بھی نہ تھا۔

نواب صاحب بھوپال اور شراب

نہایت افسوس کے ساتھ معلوم ہوا ہے کہ ہز ہائی نس نواب صاحب بھوپال نے اپنی محترم والدہ کے حکم امتناع شراب کو منسوخ کرکے شراب کی فروخت کی اجازت دیدی۔

نواب صاحب ایک نوجوان اور ہونہار اور تعلیم یافتہ رئیس ہیں [illegible]

[illegible]

اور افسوسناک ہے۔

میں بھوپال کے علماء کرام اور ریاست کے مفتی اعظم [illegible] کے ساتھ توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بادشاہ کو اسلامی احکام سنائیں۔ اور اس حکم کو منسوخ کرانے کی پوری طرح جدوجہد کریں جس کے جاری رہنے سے [illegible] کی نیک نامی پر حرف آتا ہے۔

نازک شاخ پر آشیانہ

اللہ اللہ ایک وقت تھا کہ مسلمان خواتین کا شرم و حیا اور غیرت و خود داری کا چرچا اقوام عالم میں تھا۔ اور ہندوستان کے مسلمان ان کے مذہبی احکام کی پابندیوں کو بطور مثال کے پیش کیا کرتے تھے۔

گزشتہ اشاعت میں ٹرکی سے اسلام کے اخراج کی داستان درد سنا چکا ہوں۔ آج بدقسمتی سے اسی قسم کا ایک غیر خوشگوار فرض پھر انجام دینا ہے۔ مصطفیٰ کمال پاشا نے جو بدترین نمونہ مغرب پرستی کا پیش کیا تھا اسکا اثر دیگر اسلامی تاجدار بھی قبول کر رہے ہیں اور جو تمدن یورپ اور امریکہ کے لیے وبال جان ہو رہا ہے اسکو اسلامی ممالک میں رواج ہو رہا ہے۔ جس تمدن کی برکات حرامی انسانوں کی پیدائش، طلاقوں کی کثرت، روپے کی بربادی اور سوشلزم، بالشویزم، انارکزم، اور نہلزم وغیرہ ہو۔ اور جس نے مغرب کے ساتھ وفا نہ کی تو وہ مشرق کے ساتھ کیا وفا کریگا۔

نہایت افسوس کے ساتھ معلوم ہوا کہ افغانستان نے بھی اپنی نازک شاخوں پر آشیانہ بنانا شروع کردیا ہے۔ مسٹر ڈاؤد واسن ایڈیٹر مسلم آؤٹ لک کے بیان کے مطابق افغانستان سے پردہ رخصت ہو رہا ہے غالباً دو سال میں پردہ کے اعتبار سے افغانستان میں اور یورپ میں کوئی فرق نہ ہوگا۔

مجھے افغانستان کے بیدار بخت اور جواں سال اور اولوالعزم تاجدار اور اس کی بہادر قوم سے بیحد محبت ہے۔ اور یہ محبت صرف اس لئے ہے کہ اس نے کلائی کی طاقت سے آزادی حاصل کی ہے۔ اور وہ مذہب کے نام پر اپنی جانیں فدا کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ البتہ اگر [illegible] کا یہی عالم رہا تو وہ وقت دور نہیں جب افغانستان سے بھی مذہب کا جنازہ نکلیگا۔ اور وہ وقت مسلمان قوم کے لئے انتہائی بدنصیبی کا ہوگا۔

بت پرستوں کی بت شکنی

آجکل ہندو قوم کے بعض [illegible]

[illegible]

[illegible]ملتان کی تازہ آزمائش

۱۱۔ نومبر کو مولانا حبیب شاہ صاحب اور مولانا سید حبیب شاہ صاحب کو حکومت پنجاب نے زیر دفعہ ایک سو چوبیس الف گرفتار کر لیا۔

اسوقت جسقدر مقدموں میں مولانا سید حبیب شاہ صاحب کو پھانسا گیا ہے اس کی نظیر اخباری دنیا میں تلاش کیجئے سے نہیں مل سکتی اور حقیقت یہ ہے کہ ان مصائب و آلام کو برداشت کرنے کے لئے ہاتھی کے دل اور شیر کے کلیجے کی ضرورت تھی۔ جو موصوف میں بحمداللہ موجود ہے۔

شاید اخبار بین حضرات کو معلوم نہ ہو کہ اسوقت سید صاحب پورے پچیس مقدمات کی زد میں ہیں۔ جن میں دیوانی فوجداری اور اپنوں اور غیروں کے سب ہی قسم کے مقدمات شامل ہیں اور سید صاحب مردانہ وار سالہا سال سے اپنے حریفوں سے کامیاب مقابلہ کر رہے ہیں۔

جب سے مسٹر آگلوی لاہور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مقرر ہوئے ہیں اور جب سے مسٹر آگلوی اور سید صاحب کے تعلقات غیر شگفتہ ہوئے ہیں سید صاحب پر مقدمات کی بارش ہو رہی ہے۔ اور یہ عجیب معمہ ہے کہ ایک طرف مسٹر آگلوی کے طرز عمل کی تحقیقات کا رزولیوشن پنجاب کونسل میں جاتا ہے اور دوسری طرف سید صاحب نہایت کس مپرسی کی حالت میں گرفتار ہوتے ہیں۔

مضمون مندرجہ میں نے نہیں دیکھا جس کا عنوان ستیاں بہنے کو توال بتایا جاتا ہے۔ تاہم مجھے سید صاحب سے اس تازہ ابتلا میں دلی ہمدردی ہے اور مجھے امید ہے کہ سید صاحب کے احباب روزنامہ سیاست کو اس حالت میں ہرگز بند نہ ہونے دینگے۔ میں اگر دہلی میں رہ کر کوئی خدمت روزنامہ سیاست کی کر سکتا ہوں تو اس کے لئے حاضر ہوں۔

نامناسب نہ ہوگا اگر میں اسوقت سید صاحب کے ان مسلمان مخالفین صاحبان کی خدمت میں جنہیں مجھے نیاز حاصل نہیں ہے یہ عرض کروں کہ خدا کے لئے اور خدا کے رسول کے لئے آپ اپنے ان مقدمات سے دست برداری دیجئے جو آپ نے سید صاحب کے خلاف دائر کر رکھے ہیں۔ اور جن میں آپ ہر چند خود کامیاب ہو جائینگے کہ اب حقیقتاً غریب سید کے ساتھ اس سے زیادہ اور کچھ ظلم نہ ہوگا کہ وہ اپنوں کی سازشوں کا شکار ہو۔

میں چاہتا ہوں اس درخواست پر خصوصیت کے ساتھ ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب، مولانا ظفر علی خاں صاحب اور مولانا عبدالقادر صاحب قصوری بھی توجہ فرمائیں۔ ممکن ہے مذکورہ حضرات میں سے کسی صاحب کو سید صاحب سے عقائد کا اختلاف ہو۔ یا سیاسی رائے سید صاحب کی ان سے [...] ان کو اپنے بغض و عناد کے نکالنے کا [...] ہاتھ [...] خاموشی کو توڑ کر میدان عمل میں آ جائیں۔ اور سید صاحب [...] کریں۔

مہاراجہ کپورتھلہ

پاکستان کے مہاراجہ کپورتھلہ جن کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ نو مہینے فرانس میں رہتے ہیں اور ہندوستان میں رہکر فرانس کا پانی پیتے ہیں۔ اور تین مہینے تبدیل آب و ہوا کے لئے ہندوستان میں تشریف لے آتے ہیں۔ اور جن کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ انتظام ریاست کو کبھی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے، اور جن کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنی جوبلی پر ہزار ہا فرنگ پیرس کے غرباء کو تقسیم کرتے ہیں، اور جن کی چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ ان کی رعیت کے گاڑھے پسینے کی کمائی پیرس کے عشرت خانوں میں صرف ہوتی ہے اور بدنصیب رعایا اپنے والی ریاست کی صورت دیکھنے کو ترستی ہے ان کی [...] سالہ جوبلی کا اہتمام ہو رہا ہے جس کے قصائد کے لئے پنجاب کے بعض "موقر" اور بزعم خود "بااصول" اخبار خرید لئے گئے ہیں۔

اس جوبلی کے لئے رعایا سے جس عجیب و غریب طریقہ سے روپیہ وصول کیا جا رہا ہے۔ اور مسجد کے نام سے جس طرح روپیہ لیا جا رہا ہے اس کا مفصل حال اور مہاراجہ صاحب کے دیگر اہم حالات کے متعلق پیشوا کی اشاعت میں تفصیل سے لکھونگا۔ اور پنجاب کے اخبارات میں جو کچھ شائع ہے اس پر بھی روشنی ڈالونگا۔ اور بتاؤنگا کہ موجودہ دیوان صاحب کی شان میں یہ قصیدہ خوانی کیوں ہے؟ اور انہوں نے اپنی وزارت کے دور میں کیا کارنمایاں انجام دیئے ہیں؟ اور ان کے دور وزارت میں ریاست نے کیسی ترقی کی ہے؟

ریاستوں میں ایک سرفروشانہ جدوجہد

ریاستوں میں قانون حوالگی جیسے غلط طریقے سے استعمال کیا گیا ہے۔ اور اس قانون کی موجودگی میں والیان ریاست نے جیسے ناجائز فائدے اٹھائے اس کی تازہ مثال صاحب اخبار ریاست کا مبتلائے مصائب و آلام ہو کر زندہ بچ جانا ہے۔

مجھے بڑی خوشی ہوئی جب میں نے مسٹر مہتہ جی اور ترن تار راجستان کے ایڈیٹر سے دہلی میں ملاقات کی۔ اور ان کی اس تازہ جدوجہد کا حال معلوم ہوا، جو وہ ہندوستان کے لیڈروں سے مل کر قانون حوالگی کے خلاف پریس اور اسٹیج سے شروع کرنے والے ہیں۔

مسٹر مہتہ جی ہندوستان کے ان مایہ ناز مجاہدین وطن میں سے ہیں۔ جن کی مخلصانہ سرگرمیوں پر ہندوستان کو بجا طور سے ناز ہے اور مجھے امید ہے کہ ان کی یہ تازہ جدوجہد ہندوستان کے آزاد اخبار نویسوں کو اس منحوس قانون کی زد سے بچانے میں قابل یادگار رہے گی۔

ایڈیٹر زمیندار کی گرفتاری

افسوس کہ [...] جیل کی گذشتہ [...] میں کمیں ہی تھے [...] ایڈیٹر زمیندار پر ہے جن کو کرتار [illegible] گرفتار کر [...]

آریہ کانگریس کا جلوس

حیات انسانی میں وہ وقت نہایت خطرناک نہایت مشکل اور نہایت اہم ہوتا ہے جبکہ تعلقات اور حق گوئی کی رسہ کشی ہوتی ہے۔ بہت کم ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اس خطرناک حالت سے جن میں کانٹے ہی کانٹے پڑے ہوئے ہوں اور اس وادیٔ پُرخار سے اپنے دامن کو بچا کر نکل جائیں۔

میری زندگی میں متعدد ایسے مواقع آئے ہیں اور مجھے یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ اگر وہ کارسازِ حقیقی میری امداد نہ کرتا تو میں حق گوئی کے راستے میں تعلقات کے کانٹوں سے الجھ کر رہ جاتا۔ وکفی بہ فخرا

سردار دیوان سنگھ صاحب ایڈیٹر اخبار ریاست میرے ان مخلص ترین دوستوں میں سے ہیں جن کے تعلقات پر مجھے فخر ہے اور جن کی ہمت پر مجھے کافی بھروسہ ہے۔ مگر یہ عجیب تماشہ ہے کہ باوجود اتحاد و یگانگت کے میرے ان کے خیالات میں زمین آسمان کا فرق ہے جس کا اظہار بے تکلف صحبتوں اور اخباری صفحات پر ہمیشہ ہوتا رہتا ہے اور مجھے یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ میں اپنے اس گمراہ بھائی کو مشعلِ راہ دکھانے کی ہمیشہ کوشش کرتا ہوں۔

۵۔ نومبر کا اخبار ریاست میرے سامنے ہے جس کے صفحہ ۹ پر سردار صاحب نے دہلی کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اس فیصلہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے جو انہوں نے آریہ کانگریس کے صدر کا جلوس روکنے کے متعلق دیا تھا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

"ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ جس صورت میں دہلی گورنمنٹ اپنی فوج اور پولیس کی حفاظت میں دہلی کے بازاروں میں سے گائے کے جلوس نکالنے کی اجازت دے سکتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ یہاں آریہ کانگریس کے جلوس کے متعلق حفاظت کے لئے حکومت اپنے آپ کو قطعی مفلوج سمجھتی ہے۔ اور انتظام کرنے کے قابل یقین نہیں کرتی "ریاست" کی جہاں تک پالیسی کا تعلق ہے نہ تو ہم گائے کے جلوس نکالنے کے حق میں تھے اور نہ کسی شدھی و تبلیغ یا سنگھٹن و تنظیم کے جلوس کی اجازت دینے کے حق میں ہیں۔ اور ان تمام کو ملک کی آزادی اور اتحاد و اتفاق کے لئے زہر یقین کرتے ہیں۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک ہی قسم کے مسئلہ میں حکومت کیوں دو اقوام سے مختلف سلوک کرتی ہے۔ ایک کو تو اجازت ہے کہ بر سر بازار دوسروں کے جذبات کو کچلتے ہوئے گائے کا جلوس [illegible] جب چند سو آریہ سماجی حضرات [illegible] سے گذریں تو حکومت کو [illegible] یہ سب [illegible] جہاں تک انصاف اور حق کا سوال ہے [illegible] کے اس غیر منصفانہ فیصلہ کی مخالفت کرتے [illegible] ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ آئندہ کو دونوں قوموں کے ساتھ مساوی سلوک کیا جائے۔"

(اخبار ریاست ۵ نومبر [illegible])

سردار صاحب اگر سمجھنا چاہتے ہیں تو میں ان کو سمجھاؤں [illegible] ذہنیت کی سمیت کا احساس ہو جائے گا تو وہ یقیناً سمجھ جائیں گے اور اپنی رائے تبدیل کرنے پر مجبور ہوں گے۔

یہ غلط ہے کہ گائے کا کوئی جلوس نکلتا ہے۔ اور پھر گائے جس راستہ سے گذرتی ہے اس کا فاصلہ بہت تھوڑا ہے۔ نیز گائے کے مقصد اور آریہ سماج کے جلوس کے مقصد میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ گائے کیلئے خدائے واحد کی راہ میں قربان کرنے کے لئے لے جائی جاتی ہے اور اس کے ساتھ نہ تو آتش فشاں مقرر ہوتے ہیں جو غیر مسلم اقوام کے جذبات کو اپنی امن سوز تقریروں سے مشتعل کرتے ہوں اور نہ اس کے ساتھ باجے کا شور ہوتا ہے جس سے طمانیتِ قلب رخصت ہو۔ اور نہ گائے کے ساتھ ہزاروں مشتعل [illegible] اور جابری مخبوط الحواس ہوتے ہیں جن سے فساد کا اندیشہ ہو۔ ایک گائے کے ساتھ زیادہ سے زیادہ سات آدمی جاتے ہیں جس کو نہ سجایا جاتا ہے نہ مہندی سے رنگا جاتا ہے اور نہ اس کے گلے میں کوئی پھولوں کا ہار ڈالا جاتا ہے۔ اس کے برخلاف آریہ جلوس کی نوعیت یہ ہوتی ہے کہ اس میں اشتعال انگیز گیت گائے جاتے ہیں۔ شرارت آمیز طریقہ سے مسجدوں کے سامنے عبادت کے وقت نعرے لگا کر اور باجے بجا کر عبادت کی آزادی کو سلب کیا جاتا ہے۔ اور ایسی اشتعال انگیز اور امن شکن تقریریں کی جاتی ہیں کہ جس کو سننے کے بعد ایک صحیح الدماغ آدمی بھی اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکتا۔ اگر سردار صاحب اپنی پُرفضا کوٹھی سے نکل کر مجنون ہندوؤں کی اس ذہنیت کو دیکھ لیں کہ وہ قصداً شرارت کرتے ہیں اور شرارت اس لئے کرتے ہیں کہ ان کے پاس چند [illegible] ان کی قوم میں اتفاق ہے اور ان کا پریس اور [illegible] ہے کہ وہ آج گورنمنٹ کی طاقتور مشینری کو [illegible] ذمہ وار ہے دھمکیاں دے رہے ہیں [illegible] گئے آریہ لیگ [illegible]

... مسلمان اسکو بخوشی برداشت کرنے کے لئے ... سمجھتے ہیں اور حقوق شہریت پر ایک کاری ضرب ... ہندو مسلمان ... بھنگروں پر گائے کی قربانی کی اجازت ہو تو وہ بڑی ... مسلمانوں نے ... خیرمقدم کریں۔ وہ کیسے تنگ صرف گورنمنٹ کی ناروا قیود ... پھر سارا شور و غل صرف مسلمانوں ہی کے لئے ہے۔ انگریزی ... میں روزانہ ہزاروں دودھ دینے والی جوان گائیں ذبح کی جاتی ہیں مگر ... ہندو سورما گورے سپاہیوں کے راشن پر کبھی اعتراض نہیں کرسکتے۔ اگر ان کو اعتراض ہے تو غریب مسلمانوں کے ایک مذہبی فرض کی ادائیگی پر۔ شرم! شرم!!

مسٹر جانسن صاحب ایک منصف مزاج کلکٹر کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہیں انہوں نے بلا ضرورت ہندو ولنٹیروں کے جلوس کی اجازت دے کر ہندو اشرار کی امن سوزی اور اشتعال انگیزی کو بچشم خود دیکھا ہے۔ وہ اپنی ذمہ داری کو جو پبلک مفاد اور قیام امن کے لئے ان پر عائد ہوتی ہے بخوبی سمجھتے ہیں اور میں ان کے اس مدبرانہ حکم اور دانشمندانہ امر پر ان کو حق بجانب سمجھتا ہوں اور ایسی حالت میں جبکہ ہزارہا مجنون اور غیر ذمہ دار آریہ دہلی میں جمع ہوں تو دہلی کو فساد و بدامنی سے محفوظ رکھنے پر میں مسٹر اوڈونیل سپرنٹنڈنٹ پولس اور مسٹر جانسن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دونوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کی خدمت میں نہایت خلوص سے مبارکباد عرض کرتا ہوں کہ انہوں نے دہلی کو ایک عظیم الشان فتنہ سے بچالیا۔

آریہ لیگ کی پہلی بھینٹ

۷ نومبر کو میلہ گڈھ مکتیسر پر ایک خطرناک فساد اور لوٹ ہوئی جس کے متعلق سرکاری بیان حسب ذیل ہے۔

"۷۔ نومبر کو گڈھ مکتیسر کے بازار میں چند مسلمان دوکانیں متفرق طور پر لوٹی گئیں۔ لیکن لوٹ فوراً روک دی گئی۔ ۸۔ نومبر کو ۱۱ بجے پھر لوٹ ہونے لگی جو زیادہ عام تھی اسوقت پولیس کی کچھ تعداد ہز ایکسیلینسی گورنر صاحب بہادر کی تشریف آوری کے انتظام کے لئے ہٹالی گئی تھی پولس کی واپسی پر بلوہ رک گیا اور ۲ بجے تک عام طور سے امن ہوگیا سو سے زیادہ گرفتاریاں کی گئیں اور بہت سا مال گرفتار شدہ آدمیوں کے پاس سے ... کی گھاس کھیتوں سے دستیاب ہوا میرٹھ ... کی امداد میں پہرہ وغیرہ کی تعینات کر دیئے گئے۔ ... کے بعد نقص امن نہیں ہوا۔"

... جو سرکاری طور پر ۹ نومبر کو شائع ہوئی۔ مگر دہلی کی ... اس غارتگری کو چھپانے کے لئے نہایت ... ہے کیسی لطیف ہے کہ مسلمانوں نے اس مقدس میلہ میں گائے کی ... کی ... گویا یہ کہہ کر چھپانا چاہا ہے کہ "مسلمان تماشہ والے ... مسلمان نے ایک جاٹ عورت کو چھیڑا تھا" وغیرہ عنوانات پر خرافات۔

سچ یہ ہے کہ جیسی سنگدلی قلابازیاں اس مالوی اور جو ... کی پالیسی کے نام لیوا (ہندوستان ٹائمز) نے اس سفاکانہ لوٹ اور غارتگری کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے لگائی ہیں، صحافت ہند میں اس کی نظیر ... سے نہیں ملتی۔ جھوٹ اور وہ بھی سفید جھوٹ ہندوستان ٹائمز کے صفحہ سے زیادہ کسی چانڈو خانہ میں بھی نہ بولا گیا ہوگا۔

اب چاہے کتنی ہی تاویلیں اس سفاکانہ قتل و غارتگری کے متعلق کیجئے مگر مظلوم و معصوم مسلمانوں پر انصاف پسند دنیا کوئی الزام عائد نہیں کرسکتی کیونکہ گڈھ مکتیسر پر جو کچھ ہوا اس کی ذمہ داری دہلی کی آرین لیگ پر ہے جہاں مجنون مذہبی دیوانوں کو مسلمانوں کے خلاف اسقدر مشتعل کر دیا گیا تھا کہ ان کا آپے میں رہنا ناممکن تھا۔

متعدد اخبارات میں شائع ہوا ہے کہ دہلی کی آریہ لیگ کے جوش میں بھرے ہوئے نوجوان میلہ میں پہنچے تو ایک منظم سازش کے تحت ... وقت پر سیوا سمتی کے رضاکاروں کی سرپرستی میں لوٹ مار شروع ہوگئی اگر یہ سچ ہے تو یقیناً اس لوٹ اور فساد کا پروگرام دہلی میں طے ہوا ہوگا اور اس فساد کی ذمہ داری سے وہ لوگ کسی طرح بری نہیں کئے جاسکتے جنہوں نے اشتعال انگیز تقریریں کیں اور مسلمانوں کے بائیکاٹ کی تلقین ...

مجھے سب سے زیادہ افسوس اس کا ہے کہ مسلمان دوکانداروں نے ... کی طرح اپنی موجودگی میں اپنے مال کو لٹتے دیکھا اور اپنے مال کی حفاظت ... کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اگر وہ اپنے مال کی حفاظت کے لئے تیار ہو جاتے تو بزدل حملہ آور ان کو تباہ نہ کرتے۔

خوشی کی بات ہے کہ فساد کی اطلاع پاتے ہی نواب محمد اسمعیل خاں صاحب بیرسٹر رئیس میرٹھ معہ اپنے دو ساتھیوں کے فوراً جائے وقوعہ پر پہنچے اور ان مظلوم مسلمانوں کی رپورٹیں پولیس میں درج کرائیں جنکو پولیس نے اپنی سنگدلی نوازی سے دھتکار دیا تھا اور فوراً ہی اپنی تحقیقات کی رپورٹ شائع کر دی جسکو پڑھ کر کوئی شریف انسان مسلمانوں کی مظلومیت پر نوحہ خوانی کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

مگر افسوس کہ اس موقع پر لیڈران کرام میں سے کوئی صاحب ... عمل میں نہ آئے اور بدنصیب اور ستم رسیدہ مسلمانوں کی خبرگیری نہ کی کاش بدبخت مسلمانوں کا کوئی نام نہاد لیڈر نہ ہوتا؟

اس کے ساتھ ہی جو اطلاعات پولیس اور حکام میلہ کے طرز عمل کے ... شائع ہوئی ہیں وہ بہت افسوسناک ہیں۔ حکومت یوپی کا فرض ہے کہ ... بہت جلد ایک غیر جانبدار کمیشن کے تقرر کا اعلان کرے جس ...

مسلمان [illegible] سرکاری اور غیر سرکاری حضرات شامل ہیں اور [illegible] متعدد کے طرز عمل اور روٹ [illegible] کی تحقیقات کر کے اپنی رپورٹ پیش کرے تاکہ ان حکام کے طرز عمل پر روشنی پڑ سکے۔ جو کتا کے نہبان [illegible] متعینات تھے۔ اور جن کی موجودگی میں مسلمانوں پر دن دہاڑے ڈاکے ڈالے گئے اور جب تک تحقیقات مکمل نہ ہو اسوقت تک ان تقاضی کمیش افسران کو کسی دوسرے ضلع میں منتقل کر دیا جائے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ بدنصیب اور بے یار و مددگار مسلمانوں کا اس لوٹ میں چار لاکھ سے زیادہ نقصان ہوا۔ اور بعضوں کے جسم پر تو کپڑا تک نہ تھا۔ جس میں دہلی کے مسلمان دوکانداروں کا بڑا حصہ شامل تھا۔ بعض [illegible]ی اخبارات نے ان مظلوموں کے بیانات شائع کرنے پر اکتفا کی [illegible] دہلی خلافت کمیٹی اور انجمن اسلامیہ نے اس مصیبت کے وقت کوئی امداد مسلمانوں کی نہیں کی۔ جو یقیناً افسوسناک ہی نہیں بلکہ شرمناک ہے اور اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں میں مخلص کام کرنے والوں کا کتنا کال ہے۔

رائل کمیشن اور مسلمان

جس رائل کمیشن کا ایک عرصے سے شور مچ رہا تھا۔ اور جس رائل کمیشن کو گمراہ کرنے کے لیے اکثر ہندو اکابرین بار بار لندن یاترا کو روانہ ہوتے تھے [illegible] جس رائل کمیشن کو کامیاب بنانے کے لیے ہز ایکسیلینسی لارڈ اروِن نے ہندوستانی لیڈروں کو دعوت اتحاد دیکر رام کرنا چاہا تھا اور جس رائل کمیشن کو بائیکاٹ کرنے کا مسلمانوں کا "دوست" "تیج" اور "ہندوستان ٹائمز" اور تمام سنگٹھنی لیڈر اور ایڈیٹر اس لئے مشورہ دے رہے ہیں کہ اس رائل کمیشن میں لالہ لاجپت رائے یا ان کے انگریز دوست جن کو ورغلانے کے لیے وہ متعدد مرتبہ انگلستان گئے شریک نہیں کیے گئے اور [illegible] کا اعلان کیا بلا شبہ رائل کمیشن میں کسی ہندوستانی کا نہ ہونا براعظم ہندوستان کی سب سے بڑی اور ناقابل معافی توہین ہے اور کوئی غیور ہندوستانی اپنی اس بے بسی اور محکومی کی لعنت پر [illegible] بغیر نہیں رہ سکتا مگر حق فراموشی ہوگی اگر آج ہم یہ ظاہر نہ کریں کہ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے وہ مالوی، لاجپت رائے، مونجے وغیرہ جیسے کسی ہندو کے تقرر کے مقابلے میں اپنے حقوق کو موجودہ پارلیمنٹری کمیشن کے ارکان کے ہاتھوں زیادہ محفوظ سمجھتے ہیں اور وہ نہ صرف اس سے خوش ہیں کہ [illegible] کمیشن میں کوئی سنگٹھنی ممبر نہیں لیا گیا۔ بلکہ وہ اس سے زیادہ خوش [illegible] ہیں کہ لارڈ ابورجیسے [illegible] نواز لیبر ممبر پارلیمنٹ کے قدم [illegible] قوم سے ہندوستان کی سرزمین محفوظ رہیگی۔ اور مسلمانوں کے حقوق [illegible] موجودہ ارکان کمیشن کی موجودگی میں زیادہ [illegible]

[illegible] اسوقت کمیشن کو بائیکاٹ [illegible] مگر مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ [illegible] کے دام تزویر سے اپنے تئیں محفوظ رکھیں [illegible] قوم کو ایک مرتبہ پھر موقع دیں کہ وہ مسلمانوں کے [illegible] ان کو واپس دے اور اگر انجہانی [illegible] مسلمانوں کے مطالبات تسلیم نہ کریں تو پھر پوری قوت اور [illegible] رائل کمیشن کے سامنے مسلمانوں کی داستان [illegible] کی جائے [illegible] صدی میں جو مظالم ہندو قوم نے مسلمانوں پر کئے ہیں ان کو نہایت تفصیل کے ساتھ سرکاری کاغذات کی مدد سے کمیشن سے بیان کیا جائے تاکہ ارکان پارلیمنٹ کو معلوم ہو جائے کہ ہندوستان کی ایک سابق حکمران قوم کو کچلنے میں بعض انگریز افسران کے ہاتھ کس طرح کام کر رہے ہیں۔ اور ہندوستان میں بدنصیب مسلمانوں کے لیے کس طرح عزت کی زندگی بسر کرنی مشکل ہو گئی ہے۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ مسلمان بیدار ہوں اور اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے میدان میں آئیں۔

کیا مسلم لیگ زندہ ہے؟

جس وقت مسلم لیگ کا اجلاس دہلی میں ہو رہا تھا اور اس کے لئے ایک سکریٹری کی تلاش تھی، تو اسوقت میں نے پہلی مرتبہ محترم جناب ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو سے بمنت درخواست کی تھی کہ مسلمانوں کو آج آپ جیسے سرگرم اور مخلص رہنما کی ضرورت ہے۔ لہٰذا آپ مسلمانوں کی اس درخواست کو مسترد نہ کیجئے اور آل انڈیا مسلم لیگ کی سکریٹری[illegible] کو منظور کر لیجئے۔ ڈاکٹر صاحب نے جلسہ کے اصرار پر یہ عہدہ منظور کیا تھا، مگر افسوس کہ جو توقعات ڈاکٹر صاحب کی سرگرمی سے [illegible] قائم کی تھیں وہ گذشتہ دس ماہ میں پوری نہیں ہوئیں۔

لاریب سالہائے گذشتہ کا ساجمود مسلم لیگ میں امسال نہ تھا، مگر کیا حقیقتاً مسلمانوں کی صحیح رہنمائی مسلم لیگ نے کی ہے؟ اور کیا واقعتاً اس نے دردمند اور مصیبت زدہ مسلمانوں کی امداد کی ہے؟ امید کہ ان سوالات کے جوابات کے لئے گذشتہ سال کے [illegible] اور اسلامی حقوق کی محافظت کو حقائق میں دیکھنا ہوگا۔

مجھ کو ڈاکٹر صاحب سے اس سے زیادہ سرگرمی کی توقع [illegible] اب میں پھر درخواست کرتا ہوں کہ وہ [illegible] کا اظہار کریں۔ اور [illegible] مجھے [illegible] سے کام لیں [illegible] امید کہ [illegible] [illegible]

پیشوائے اعظم

اے سیّد ابرار

(از جناب اسطر باسط علی صاحب بسوانی)

اے احمد مختار
اے سیّد ابرار
اے مطلع انوار — اے ابر گہربار
اے دین کے سردار — امت کے مددگار
مظلوم کے غم خوار — بے کس کے طرفدار
اے عدل کے معیار — رحمت کے سزاوار
اے احمد مختار
اے سیّد ابرار
اے آیہ تطہیر — اے پیکر تنویر
اے رحم کی تفسیر — اخلاق کی تصویر
اے صاحب توقیر — اے صاحب تسخیر
اے نائل تدبیر — اے قائل تقدیر
اے احمد مختار
اے سیّد ابرار
اے حامل قرآں — اے عاشق یزداں
اے صاحب ایماں — اے صاحب عرفاں
مسکیں کے ساماں — اے پیے سلطاں
خالق کے ثنا خواں — صدقے ہے دل و جاں
اے احمد مختار
اے سیّد ابرار
[illegible] ہے گنہگار — مجرم ہے خطادار
[illegible] ہے افسردہ — عاصی ہے سیہ کار
[illegible] سے ہے سرشار — کر دو اسے ہشیار
[illegible] ہے بیزار — عشق کا طلبگار
اے احمد مختار
اے سیّد ابرار

دنیا کا مکمل ترین انسان

(از جناب مولانا مولوی اسرار حسن خاں صاحب)

انسان کی قدر کرنا انسانی فطرت میں شامل ہے۔ دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں گذری جس نے اپنے ایسے افراد کی تعظیم و تکریم نہ کی ہو جو غیر معمولی طور پر نیک، لائق، بہادر، طاقتور، یا عقلمند ہوں یہ عام قاعدہ ہے کہ ادھر قوم میں کوئی غیر معمولی انسان پیدا ہوا اور ادھر تمام قوم کی قوم نے اسے اپنا پیشوا بنا لیا اور اس کے پیچھے پیچھے ہولی۔ اس غیر معمولی شخصیت سے محبت کرنا اسے سر آنکھوں پر بٹھانا اور اس کے ہر حکم کو بسر و چشم بجالانا تمام قوم کا فرض ہوجاتا ہے، اور اس کی تعریف کے گیت بچہ بچہ کی زبان پر چڑھ جاتے ہیں۔ یونان کے حکما محض اپنی مقبولیت عامہ اور ہردلعزیزی کی بدولت بادشاہوں کے محسود بنے ہے اور اکثر نے جلاوطنی اور حبس دوام کی سزائیں پائیں۔ عربوں کی ترقی کا دور آیا تو اُن کے بڑے بڑے علما، صوفیا، اور فلسفی بھی اسی طرح ہردلعزیز ہوگئے اور قوم کے دلوں پر حکمرانی کی۔ یہ تو زمانہ دراز کی باتیں ہیں۔ خود ہمارے زمانہ میں بہت سی ایسی مثالیں موجود ہیں جن میں سے اکثر زندہ ہیں۔ اور بعض قوم کے دلوں پر اپنی یاد کے کافی گہرے نقوش چھوڑ کر اس عالم سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوچکے۔ قوم نے ان سب کو سر اور آنکھوں پر بٹھایا اور حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک اگر ہندوستان کا نہیں، تو کم از کم اپنے صوبے کا یا اپنی قوم کا بے تاج کا بادشاہ رہ چکا ہے۔

یہ سب کے سب بلاشبہ غیر معمولی انسان تھے اور ہیں۔ اور ان کے دماغی اور روحانی قوتیں عام انسانوں کی بہ نسبت زیادہ مضبوط، اور زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔ جو کچھ انہوں نے کیا یا کرسکتے ہیں وہ ہر شخص نہیں کرسکتا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ قوم کے اکثر و بیشتر افراد نہیں کرسکتے اور اسی لئے ہم انہیں اپنے سے زیادہ کامل انسان تصور کرتے ہیں اور ان کے آگے ہمارے سر تعظیم کے لئے جھک جاتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ سب لوگ مکمل انسان تھے اور ہیں۔ اس کا جواب دینا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے۔ انسانی دماغ میں صرف ایک ہی قوت نہیں ہوتی بلکہ اس میں بہت سی مختلف قوتیں پوشیدہ ہیں۔ کامل اور مکمل انسان [illegible]

نہیں ہو سکتا ہے کہ جس کے تمام جوہر یکجا ہوں۔ اور ہر قوت غیر معمولی طور پر ترقی یافتہ ہو ہم دیکھتے ہیں کہ سقراط کامل ہوں یا سعدی عبدالکریم، اور ڈاکٹر سن یٹ سین ہوں یا کونٹ ٹالسٹائی ان سب کے قوائے دماغی میں سے صرف بعض بہت غیر معمولی طور پر ترقی یافتہ تھے کسی میں انسانی ہمدردی حد سے بڑھی ہوئی تھی اور کسی میں حب وطن اور کسی میں شجاعت و بسالت غیر معمولی طور پر زیادہ تھی اور کسی میں غیرت و ہمت لیکن ایسا کوئی ایک بھی نہ تھا جس کے تمام قویٰ عام معیار سے بہت بلند و بالا ہوں۔

ہم ہر ایسے شخص سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے تیار ہو جاتے ہیں جس میں ہمیں انسانیت کے صرف چند جوہر بھی غیر معمولی طور پر تاباں و درخشاں نظر آتے ہیں۔ اگر اتفاق سے ہمارے سامنے کوئی ایسا انسان آجائے جس کے دماغ اور روح کی ..... ہر قوت معمولی انسانوں سے سینکڑوں اور ہزاروں درجہ بلند تر ہو تو ہماری عقیدتمندی کی کیا حالت ہوگی اور ہمارا انسانی قدردانی کا جذبہ ہمیں کس حد تک اس انسان اعظم سے محبت کرنے اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کو اپنے لئے فخر سمجھنے پر مجبور کر دیگا؟ کیا آپ کو کبھی کوئی ایسا انسان کا بل ملا ہے؟ آیئے ہم آپ کا ایک ایسی شخصیت سے تعارف کرا دیں جس سے بہتر انسان نہ اس سے پہلے کبھی پیدا ہوا تھا اور نہ بعد میں ہوگا۔ آپ کو تھوڑی سی تکلیف ہوگی۔ اور اپنے جنت نشان ہندوستان کو چھوڑ کر ہمارے ساتھ ریگزار عرب میں بادیہ پیمائی کرنی پڑے گی۔ اور اب سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کا منظر نگاہ و خیال کے سامنے لانا پڑے گا۔ عرب کا زمانہ جاہلیت بھی اپنی نوعیت کے لحاظ سے ممتاز تھا اور دنیا کی کوئی قوم بمشکل اپنی وحشت اور بربریت کے ایسے عجیب و غریب کارنامے پیش کر سکتی ہے جو ان بادیہ نشینوں نے پیش کر دیئے ہیں۔ شراب خواری قمار بازی، عیاشی، خونریزی، جنگجوئی، ظلم، حسد، دغا، فریب، کینہ وری اور بددیانتی۔ غرضکہ ہر قسم کی بداخلاقی کی بدترین مثالیں اگر کہیں مل سکتی تھیں تو عرب میں اور انسانیت کے برے سے برے نمونے اگر کہیں دیکھے جا سکتے تھے تو اسی جزیرہ نما میں جو بحر ہند کو بحیرۂ قلزم سے جدا کرتا ہے۔ مگر خدا کی دین۔ اس نے اپنے برگزیدہ ترین اور محبوب پیغمبر کی پیدائش کے لئے یہی سرزمین منتخب فرمائی اور خاندان قریش کے ایک ممتاز اور سربرآوردہ فرد یعنی جناب عبداللہ کے گھر حضرت آمنہ کے بطن سے وہ عجیب و غریب ہستی اس دنیا میں رونق افروز ہوئی جس کا مثل دنیا نے کبھی نہ دیکھا تھا اور آیندہ بھی کبھی نہ دیکھے گی۔

ایک ایسی قوم جو ایسا ہے کہ جس میں پیدا ہونے والے بچے کو یہ توقع کرسکتا ہے کہ اس کے اخلاق و عادات بھی قوم سے ... اور غیر قطعیاً اثر رہنے سکتا اور وہ صرف اغلب ... بلند ترین تہذیب کا بانی ہو گا جسے دنیا کے کروڑوں انسان اپنا سکتے بناتے گے۔ مگر خالق عالم کی مشیت آپ کو اپنے ایک خاص کام کے لئے چن چکی تھی اور آپ کو ایک بداخلاق اور بد اطوار قوم میں پیدا ہی اسلئے کیا گیا تھا کہ جسم انسانیت کا جو سب سے زیادہ مریض عضو ہے پہلے اسی کا علاج کیا جائے اور پھر وہاں سے صحت اور تندرستی کی لہر باقی تمام اعضاء میں دوڑے۔ ظاہر ہے کہ ایک ایسی قوم جو معمولی انسانی اخلاق سے بھی عاری ہو وہ کسی ایسے شخص کی کیا قدر کر سکتی ہے جس میں صرف چند خوبیاں ہوں یا جو عام انسانی سطح سے بلحاظ اخلاق صرف کسی قدر بلند ہو اسکی نگاہ اونچا اگر کوئی شخص چراہ سکتا تھا تو وہی کہ جس کے اخلاق پر انہیں فرشتہ کا دھوکہ ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ طفولیت ہی سے ایسے عجیب و غریب اخلاق کا نمونہ پیش کیا جو آپ کی قوم کے لئے محیر العقول تھا۔ چند ہی روز میں آپ کی صداقت آپ کا عدل و انصاف آپ کی عقلمندی اور آپ کی ایمانداری مشہور خلائق بن گئی اور آپ کی ان اعلیٰ خوبیوں کا گھر گھر چرچا ہونے لگا۔ آپ کی خنداں پیشانی، تبسم لب اور محبت اور ہمدردی سے بھری ہوئی نگاہوں میں کچھ ایسا اثر تھا کہ ہر شخص کا دل آپ کی طرف کھنچتا تھا اور ہر شخص آپ پر اعتبار کرنے لگتا تھا۔ تمام قوم نے متفقہ طور پر آپ کو امین کا خطاب دے دیا تھا، اور آپ کے انصاف، ایمانداری اور شرف نگاہی پر سب کو اس قدر بھروسہ اور اعتقاد ہو گیا تھا کہ جن جھگڑوں کا بہ آسانی فیصلہ نہ ہو سکتا تھا وہ آپ کی عدالت عالیہ میں لائے جاتے تھے، غرضکہ ہر شخص آپ کا گرویدہ اخلاق تھا۔ اور ہر زبان پر آپ کی مدح و ثنا تھی۔

اپنے ستودہ خصائل اور حمیدہ اخلاق کی بدولت آپ نے اپنی قوم میں اس قدر عزت حاصل کر لی تھی کہ اگر آپ کوئی غلط بات بھی کہتے اور کوئی خراب اصول بھی قوم کے سامنے پیش کرتے تو انہیں ہرگز انکار کی جرات نہ ہوتی چہ جائیکہ آپ نے اسلام جیسا مذہب فطرت پیش کیا جس کے احکام سراسر وہی تھے کہ جن کی طرف انسانی فطرت خود رہنمائی کرتی ہے، اور جس کے اصولوں کی نمایاں خصوصیت سچائی اور سادگی تھی۔ عرب کے جاہل بدو اور انسان نما درندے چاروں طرف سے دوڑے اور اس عجیب ترین انسان کے گرد جمع ہونے شروع ہو گئے تاکہ اس کی اچھی اچھی باتیں سنیں اور اپنے دل و دماغ کو آراستہ اور روشن کریں۔ لوگ اپنے عروج کا ... کرتے تھے اور آپ کی زبان مبارک کا ایک ایک لفظ ... یا الہام الٰہی کی ایک آیت ... زندگی بھر رہتی تھی۔ ... چنانچہ ... اور ... آپ کی ...

[illegible] تھے۔ اور چند لمحوں میں
[illegible] ظالم خود غرض اور نفس پرست
[illegible] بھی آپ کا مضحکہ اڑانے کے تھے
[illegible] اور آپ کی ادنیٰ توجہ انہیں رحمدل، منصف مزاج
[illegible] حالت تھی اور وہ ہنسنے کی بجائے اپنی گزشتہ زندگی پر
[illegible] اور افسوس کرتے واپس جاتے تھے۔ آپ کی شروع سے
[illegible] تمام زندگی انسانیت کا بہترین نمونہ تھی۔ اور تمام عمر میں آپ سے
[illegible] بھی ایسی سرزد نہ ہوئی جو باعث شرم یا قابل افسوس ہو۔
چند سال کی قلیل مدت میں آپ نے اپنے فیض صحبت
سے ہزاروں پتھروں کو ہیرا اور ہزاروں سنگریزوں کو

پارس بنا دیا۔ جن سے چھو چھو کر لاکھوں اور کروڑوں لوہے کے
ٹکڑے خالص سونا بن گئے، بنتے جا رہے ہیں اور قیامت تک بنتے
رہیں گے۔ یہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ ہے
اور یہی اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ دنیا کے مکمل ترین انسان
تھے۔ ذات باری نے تمام اعلیٰ صفات انسانی آپ کی واحد
شخصیت میں جمع کر دی تھیں۔ جو کسی دوسرے انسان میں جمع ہونی
ناممکن ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم "مسلمان" جو اس پاک اور مقدس ترین ہستی
کے نام لیوا ہیں ایک دفعہ ذرا اپنے اپنے دل میں غور کر کے دیکھیں
کہ ان کی زندگیاں اس پاک زندگی سے کوئی مناسبت رکھتی
ہیں یا نہیں؟

مجاز و حقیقت

عطر مثنوی شریف

(از جناب مولانا نذر علی صاحب دردؔ کاکوروی)

مصطفٰے روزے بگورستاں برفت	با جنازہ مردے از یاراں برفت
مصطفٰے ایک دن قبرستان میں تشریف لے گئے	اپنے صحابیوں میں سے ایک کے جنازہ کے ساتھ
خاک را درگور او آگندہ کرد	زیر خاک آں دانہ اش را زندہ کرد
اس کی قبر کو خاک سے بھر دیا گیا	لیکن دیا طن اس دانے کو زمین میں بوکر زندہ کر دیا
ایں درختاں نند ہمچوں خاکیاں	دستہا برکردہ اندر خاکداں
یقین کے شکل کے یہ درخت	خاک سے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں

ان اشعار میں مولانا نے ایک قصہ کی طرف اشارہ کیا ہے واقعہ یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بار کسی صحابی کو دفن کرنے کے لئے قبرستان تشریف لے گئے۔ یوں تو بظاہر وہ صحابی کو اس کے ساتھ یعنی قبرستان میں دفن کر دیا گیا لیکن درحقیقت چونکہ حضور انور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو مٹی دی تھی دفن کیا تھا اسلئے حضور نے ان صحابی کو دفن کیا کیا بلکہ حیات جاوید بخشدی اسی واسطے کہا گیا ہے کہ المومنون لا یموتون بل ینتقلون من دار الی دار یعنی مومن مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر چلے جاتے ہیں (اصل واقعہ آگے آتا ہے)

صحابی یا وہ لوگ جو حضور انور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں رہے ہوئے ہیں ان کو ہر وقت فنا و بقا یعنی ہر وقت ان کو آنحضرت کی قربت میں حاصل ہے اور وہ فنا اسی حالت میں ان کو موت آگئی تو ایسے لوگوں کی صرف ایک قسم کی مکانی تبدیلی ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ حضور کی محبت میں زندہ ہیں ان کی یہ زندگی حیات ابدی ہے۔

خلاصہ یہ کہ اس طرح گویا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی کو زمین میں دانہ (درخت کے بیج) کی طرح دفن کر کے چھوڑ دیا کہ جس طرح دانہ زمین میں دفن ہونے کے بعد پھر زمین سے نکلتا ہے …

پھر شگوفہ کی صورت میں نظر آتا ہے جیسے خاک کا لباس پہنے ہوئے اسی طرح یہ بھی اگرچہ خاکی ہیں لیکن یہ خاک سے اسی طرح پیدا ہوتے ہیں جس طرح پھول۔

بازبان سبز و با دست دراز	از ضمیر خاک می گویند راز
ترجمہ۔ دراز دست اور سبز زبان سے	یہ خاکی ضمیر (دل) کا راز بتاتے ہیں
تیز گوشاں راز ایشاں بشنوند	غافلاں آواز ایشاں نشنوند
تیز گوش دل والے ان کے راز سن سکتے ہیں	لیکن غافل ان کی آواز نہیں سنتے

اب یہاں مولانا اسی سلسلے میں بہت ضروری باتیں ارشاد فرما رہے ہیں۔ یعنی اے فلسفیو اے جاہلو تم اولیا اللہ کے مزارات کی زیارت تو کرو جہالت کا پردہ تو ہٹا دو پھر وہ زبان سبز سے کیا ارشاد فرما رہے ہیں زبان کو سبز اس لئے کہا کہ وہ مثل پتے کے ہوتی ہے اور یہ (انسان صاحب) خود درخت یا پھول ہیں۔ ٹہنیوں کو ہاتھ اس لئے فرمایا کہ یہ شاخوں کے قائم مقام ہیں اب اس راز اس عرفانی درخت کی آواز کی طرف کان لگا کر کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

سنو! وہ انسان جو خاکی ہے جسے خدا نے مٹی سے پیدا کیا اسکی عظمت اس کا اقتدار تو دیکھو۔ اولیا اللہ کی زبان کو سبز اس لئے بھی فرمایا کہ وہ اسرار الٰہی سے پُر ہوتی ہے اور یہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طفیل ہے اور ان کے فیض کا صدقہ ہے اور یہ شغل پیش چونکہ حضور کے مقام سے خاص طور پر مشتق ہوتا ہے اس لئے بھی ان کی زبان کو سبز فرمایا کیونکہ آنحضرت کے باطنی مقام کا رنگ سبز ہے اور چونکہ اولیاء اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر … اس لئے اولیا اللہ کی زبان ہی کو سبز فرمایا …

[illegible] ہیں اور جسم کی صفتوں میں مبتلا ہیں
[illegible] ان کو کبھی اولیاء اللہ کی آوازیں سنائی
دیتی ہیں۔

[illegible] سر فرو بمدہ بہ آب | گشتہ طاؤساں و بودہ چوں غراب
[illegible] پانی کے نیچے رہ کر | یہ اگرچہ کوے کی طرح سیاہ تھے مگر مور بن گئے
[illegible] اگر محبوس کرد | ان غراباں را خدا طاؤس کرد
اگرچہ قبر میں قید رہے | لیکن قدرت نے ان کوؤں کو مور بنا دیا

یعنی شہداء ان بطخوں کی طرح ہیں جو پانی کے نیچے ہوتی ہیں وہ اگرچہ پانی میں جاتے وقت میلی کچیلی کوے کی طرح کالی تھیں لیکن جب پانی سے نکلیں تو بالکل صاف شفاف مور کی طرح ہو گئیں۔ یہی اولیاء اللہ کی حالت ہے کہ وہ ہم کو ہماری کم نظری کی وجہ سے ہی خراب نظر آئیں لیکن ان کی حالت یہ ہے کہ جہاں انہوں نے عرفانی دریا میں غوطہ لگایا مور بن گئے اس کے علاوہ یہ مطلب بھی ہے کہ وہاں تو نکتہ نوازی ہے فرض کرو ایک شخص نہایت بداعمال بد افعال ہے بلکہ اس کا ظاہر باطن بالکل کوے کی طرح سیاہ ہے لیکن چونکہ جناب باری کی رحمت وسیع ہے لہذا قبر میں پہنچنے کے بعد دفعتاً ایسا اللہ کا فضل شامل حال ہوا کہ نور علی نور ہو گیا۔

جملہ پندارند ایں خود دائم ست | در قدم ایں جملہ عالم قائم ست
لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ عالم ہمیشہ سے ہے | اور ہمیشہ اسی طرح قائم رہے گا

یہاں مولانا فلسفیوں کی تردید کر رہے ہیں فلسفی کہتے ہیں کہ قیامت حساب کتاب سب خیالی باتیں ہیں دوبارہ لوگ کیسے زندہ ہونگے کیونکہ ہمیشہ سے یہ عالم قائم ہے اور ہمیشہ قائم رہے گا۔ حالانکہ فلسفیوں کا یہ خیال بالکل غلط ہے

[illegible] اس عالم کی حالت متغیر ہوتی رہتی ہے اور جب متغیر ہوتی رہتی ہے تو عالم کی قدامت غلط ہو گئی اسلئے کہ فنا کی ہوئی ہو گر یہ عالم ہمیشہ سے اسی طرح ہوتا تو اسکو اور اسکی کسی چیز فنا ہی کیوں آتی اسلئے کہ خود حضور انور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ من مات فقد قامت قیامتہ مرا اسکی قیامت ہو گئی یعنی مرنے پر قیامت قائم ہو جاتی ہے اور وہ اسلئے کہ قیامت دو قسم کی ہے قیامت صغریٰ (چھوٹی قیامت) اور قیامت کبریٰ (بڑی قیامت)

یہ اسوجہ سے لکھا گیا کہ قبر میں جانے کے بعد مردہ زندہ کیا جاتا اور منکر نکیر سوال جواب کرتے ہیں یہ اسکی چھوٹی قیامت ہے اور جب حشر کے دن اسکو اٹھایا جائے گا تو وہ اسکی بڑی قیامت ہوگی اس کے علاوہ حدیث شریف میں یہ الفاظ بھی وارد ہیں یُحشَرُ النَّاسُ حُفَاةً عُرَاةً [illegible] یعنی حشر کے دن تمام آدمی ننگے پاؤں ننگے بدن اور بغیر ختنہ کئے ہوئے اٹھائے جائیں گے۔ یہاں تک کہ ختنہ والی کھال بھی اپنی جگہ چپکی ہوگی

غرض مولانا فلسفیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں کہ اگر یہ عالم قدیم ہے اور فانی نہیں تو یہاں ہر چیز کو فنا کیوں لگی ہوئی ہے اور یہ خیال غلط ہے کہ آسمانوں کی گردش سے موت زندگی ہے یہ ظاہری امور ہیں در اصل سب کچھ خدا کرتا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ سب فنا ہونے والا ہے اور اب تو جدید فلسفہ نے بھی دوربین کے ذریعہ ایسے وقت کا پتہ دیا ہے کہ آفتاب میں بالکل روشنی نہ رہے اس وقت اسمیں ایک سیاہ نقطہ پڑ گیا ہے وہ بڑھتے بڑھتے تمام آفتاب سیاہ کر دیگا جن ستاروں کی کشش سے آفتاب گردش کر رہا ہے انکی کشش ختم ہو جائے گی اور یہ تمام کارخانہ تہ و بالا ہو جائیگا۔ حقیقت میں اسی کا نام قیامت ہے صرف ذات پاک باقی رہنے والی ہے اسی لئے قرآن پاک نے فرمایا ہے

درسِ تبلیغ

اسلام اور رواداری

سرورِ عالم کا برتاؤ غیر مسلموں کیساتھ تحمل و رواداری کے حیرت انگیز واقعات

گذشتہ سے پیوستہ

"یہ خط ہے منجانب رسول اللہ (صلعم) بنام فرخ بن شخصان برادر سلمانؓ اور اس کے اہل خاندان اور اولاد کے لئے جو دنیا میں زندہ ہیں۔ خواہ وہ مسلمان ہو جائیں، یا اپنے دین پر قائم رہیں۔

تحقیق کہ ہے اس (فرخ بن شخصان) کے لئے خدا کی حفاظت نیز اسکی اولاد کے لئے ان کی جانوں کے متعلق اور ہر جگہ ان کی جائداد کے متعلق۔ جہاں کہیں وہ رہیں میدان میں یا جبل پر، اور جو کنوئیں اور چراگاہیں ان کے قبضہ میں ہیں ان پر انہیں آزادی حاصل رہیگی۔ ان کے ساتھ نہ بے انصافی ہونی چاہیئے اور نہ ظلم۔ اور جن لوگوں کے روبرو میرا یہ مکتوب پڑھا جائے انہیں چاہیئے کہ ان کی (یعنے فرخ بن شخصان اور ان کی اولاد کی) حفاظت کرے۔ انہیں آزاد رہنے دے۔ اور دوسروں کو بھی انہیں نقصان نہ پہنچانے دے۔ اور توہین وتشدد کے ذریعہ سے ان سے عداوت نہ ظاہر کرے۔ میں انکے مخصوص سر منڈانے اور زنار پہننے سے درگذر کرتا ہوں اور ادائیگی ٹکس بھی تا ایام حشر و نشر مع دیگر قیود و مکلفات کے معاف کرتا ہوں" (عہد نامہ شائع کردہ ایران لیگ بمبئی)

وہ بالکل آزادی سے اپنے آتشکدوں پر اور ان کے متعلق زمین اور دوسری املاک ملحقہ پر قابض رہینگے۔ ان کو لباس فاخرہ، استعمال رکاب تعمیر عمارات واصطبل، جنازوں کے لے جانے اور ہر اس کام کے کرنے سے جس کی ان کا مذہب اجازت دیتا ہو، کوئی شخص نہیں روک سکتا۔ انکے ساتھ ہر ذمی سے بہتر برتاؤ ہوگا ...... پس کسی کو میری اس وصیت کی جو میں نے سلمان (رضہ) کے ہم مذہبوں اور اُن کی آنے والی نسلوں کی آزادی حفاظت کے لئے کی ہے مخالفت نہ کرنی چاہیئے۔ بلا لحاظ اس کے کہ وہ اسلام لاتے ہیں یا اپنے دین قدیم پر رہتے ہیں۔ جو شخص میرے اس حکم کی اطاعت کریگا اس پر خدا کا کرم ہوگا۔ لیکن جو خدا اور اس کے رسول کی فرمان [illegible] روز قیامت تک لعنتیں رہیگا (ایضاً)

[illegible]

شخص کو اللہ کے ساتھ امر حاصل ہوگا۔ اور جو انہیں [illegible] ہے اور میں یوم قیامت اس کا دشمن ہوں گا۔ اس کی سزا [illegible] میں اس کی شفاعت سے بری ہوتا ہوں۔

اور لکھا اس مکتوب کو بحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ابن ابی طالب نے بہ موجودگی ابوبکر، عمر، عثمان، طلحہ، زبیر، عبد الرحمٰن بن عوف، سلمان، ابوذر، عمار، صہیب، بلال، مقداد بن الاسود و جماعت من المومنین رضوان اللہ علیہم وعلی الصحابۃ اجمعین،، (ایضاً)

حضرت عمرؓ نے مشورہ کے اصول کو یہاں تک وسیع کیا تھا کہ غیر مسلموں یا ذمیوں سے بھی مشورہ لیتے تھے۔ عراق کے بندوبست میں وہاں کے پارسی رئیسوں کو بلا کر مشورہ لیا۔ مصر کے انتظام میں مقوقس وہاں کے سابق حاکم سے مشورہ طلب کیا۔ اور ایک قبطی کو مدینہ میں بلوایا۔

(تاریخ خلافت راشدہ مولوی [illegible])

حضرت عمرؓ کی ہمدردی صرف مسلمانوں تک محدود نہ تھی۔ عیسائیوں اور دیگر غیر مسلم اقوام سے جن کا آپ سے ...... تعلق پڑا، ایسی ہی ہمدردی تھی بستر مرگ پر فرمایا کہ جو شخص میرے بعد خلیفہ ہو، میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ اہل ذمہ کے حقوق کا خاص خیال رکھے اور انہیں ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے۔ ذمیوں کی جان و مال کو مسلمانوں کی طرح قرار دیا۔ اگر مسلمان عیسائی کو قتل کر ڈالتا تو قاتل کو سزائے قتل دی جاتی معاملات ملکی میں ان سے مشورہ لیا جاتا۔ ایک دفعہ کسی سفر میں آپ نے دیکھا کہ چند ذمیوں کو جزیہ دینے کی وجہ سے ایذا دی جا رہی ہے۔ وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ وہ واقعی نادار ہیں آپ نے انہیں چھوڑ دینے کا حکم دیا مذہبی امور میں ان کو پوری آزادی حاصل تھی۔ ذمیوں کی سازشوں اور بغاوتوں پر اگر سزا بھی دی تو بہت ہلکی۔ ان کو شاہ نہ کرنا چاہا۔ [illegible] مسلمانوں کے زکوٰۃ کے مال سے آپ عیسائی فقرا کو [illegible] تھے۔ ایک بوڑھے عیسائی کو مانگتے دیکھا تو نہ صرف اس سے جزیہ [illegible] کر دیا بلکہ حکم دیا کہ اسے بیت المال سے وظیفہ دیا جائے [illegible] کہ یہ کیونکر انصاف ہے کہ ان لوگوں سے [illegible] [illegible]

[illegible] عیسائی [illegible] آنحضرت صلعم کو گالی دی تو ایک [illegible] عیسائی نے عمرو بن عاص سے شکایت کی صحابی نے کہا کہ یہ اپنے گرجا میں جو چاہیں کہیں۔ لیکن علی الاعلان انہیں صاحب کو گالیاں دینے کا حق نہیں۔" (ایضاً)

جزیہ کو ظلم قرار دینا محض ناواقفی ہے بسلمان جزیہ سے بڑھ کر زکوٰۃ ادا کرتے تھے، اور پھر فوجی خدمت بھی اُن سے لی جاتی تھی۔ آج کون سی گورنمنٹ ہے جو اپنی رعایا سے حفاظت ملک کے لیے ٹیکس وصول نہیں کرتی؟ متعدد مثالیں موجود ہیں کہ جہاں کسی قوم یا سردار نے حفاظت ملکی میں حصہ لینے کا وعدہ کیا تو اسے جزیہ سے مستثنیٰ کر دیا (ایضاً)

سلطنت عثمانیہ پندرہ بیس سال سے رفتہ رفتہ اپنی عیسائی رعایا کو بڑے بڑے عہدے دے رہی ہے اس واقعیت سے اسقدر متواتر انکار کیا گیا ہے، اور یہ بات کہ غیر مسلم رعایا کو اعلیٰ عہدے نہیں دیئے جاتے اسقدر اصرار سے کہی گئی ہے کہ اب اس کے متعلق کوئی سیدھا سادہ بیان کافی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے میں اس موقع پر جہانتک مجھ سے ممکن ہے ایک فہرست اُن لوگوں کی درج کرتا ہوں جو بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز کیے گئے ہیں۔ یہ فہرست بہت وسیع ہوسکتی ہے لیکن سوائے قسطنطنیہ کے اور کہیں صحت کے ساتھ تیار نہیں ہوسکتی۔ افسران مذکور اپنے اختیارات اور رسوخ سے سیکڑوں عیسائیوں کو چھوٹے چھوٹے عہدوں پر مامور کرلیتے ہیں، اور یہ لوگ اپنی لیاقت اور محنت سے مسلمانوں کو ہٹا کر اُن کی جگہ پر قابض ہوجاتے ہیں۔ محکمۂ ملکی، پبلک ورکس، محکمہ بحری، دارالضرب، ٹیلیگراف، ریلوے اور خاص باب عالی بھی ہر درجہ کے عیسائیوں سے پُر ہے اور اس دس سال کے عرصہ میں اس سلسلہ میں بہت کچھ ترقی ہوئی ہے۔

(اعظم الکلام فی ارتقاء الاسلام، مولوی چراغ علی مرحوم، جلد اوّل صفحہ ۸۰)

اسلامی سلطنتیں دنیا کے مختلف حصوں میں مذہبی آزادی دینے میں ہمیشہ مشہور رہی ہیں۔ اور ٹرک تو خصوصیت کے ساتھ اس معاملہ میں نہایت نیکنام ہیں۔ میں اس کے ثبوت میں ریورنڈ سائرس ہاملن کی شہادت پیش کرتا ہوں جو ایک زمانہ دراز تک ایک امریکن مشنری کی حیثیت سے ٹرکی میں رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے ایک لیکچر میں جو اکتوبر [illegible] میں بمقام بوسٹن دیا۔ یہ کہا۔

"ٹرکی افسر عموماً مہربان ہوتے ہیں۔ تمام تکالیف ومصائب جو پروٹسٹنٹ مشن کو ٹرکی میں جھیلنا پڑی ہیں اس کے بانی وہ عیسائی پیشوا اور مجالس کلیسا تھے جو پروٹسٹنٹوں کے مخالف ہیں۔ ترک فطرۃً متحمل مزاج واقع ہوئے ہیں قرآن میں خصوصیت کے ساتھ یہ حکم دیا گیا ہے کہ اہل کتاب یعنی اُن مذاہب کو جو الہامی کتب رکھتے ہیں، آزادی دینا چاہیئے۔ اس حکم کے بموجب عیسائیوں کے متعدد فرقے اور یہودی، سلطنت کی حفاظت میں آگئے ہیں۔

"روس اور ٹرکی میں یہی تو فرق ہے کہ ٹرکی میں عیسائیوں کے تمام فرقے مسلمانوں کی طرح آزادی کے ساتھ خاص اپنے مدرسہ اور کنیسہ قائم کرسکتے ہیں۔ لیکن روس میں کسی روسی کو یہ اجازت نہیں، کہ وہ سلطنت کے کلیسا سے منحرف ہوسکے۔ اور نہ کسی بُت پرست یا مسلمان تاتاری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ سوائے سلطنت کے کلیسا کے کوئی دوسرا مذہب قبول کرسکے ورنہ سزا کا مستوجب ہوگا مسیحی مذہب اور رعایا کے حق میں یقیناً یہ بہتر ہوگا کہ ترک یورپ میں رہیں، بہ نسبت اس کے کہ قسطنطنیہ پر روس قابض ہوجائے۔" (ایضاً، صفحہ ۸۰-۸۱)

"جب خدا کی دنیا مسلمان فتحمندوں کے ہاتھ میں دیدی گئی تھی، تو جن لوگوں نے ہزاروں چرچ اور گرجوں کی حفاظت کا قطعی معاہدہ لکھدیا وہ خلفائے راشدین تھے، جو ہر زمانہ میں مسلمانوں کے رہنمائے کل مانے گئے ہیں۔ کیا عمر بن عبدالعزیز جنہوں نے دمشق کے عامل کو فرمان بھیجا

(باقی آئندہ)

کیا وید مقدس الہامی کتب ہیں؟

کیا اگنی۔ وایو۔ وغیرہ رشی تھے؟

(از پنڈت آتمانند صاحب شاستر واچسپتی بانئے ست دہرم (آگرہ))

اس وقت میں اپنے معزز ناظرین کے سامنے ایک بنیادی اور اہم ترین غلطی جو مہرشی دیانند نے اگنی۔ وایو آدیتہ وغیرہ کو ویدوں کے ملہم رشی ماننے میں کھائی ہے۔ رکھنا چاہتا ہوں بحکمہ درشن ۵-۶-۴۴ میں جو ویدوں کو ان کے مصنفین کے نام نہ معلوم ہونے سے ازلی کہا گیا ہے۔ اس لئے غلط ہے۔ کہ دنیا میں برہمن گرنتھ سینکڑوں اپنشدیں بھی کہ مصنفوں کا نام مفقود ہونے سے جس طرح یہ کتابیں بعقیدہ آریہ سماج ازلی نہیں۔ اسی طرح وید بھی نامعلوم الاسم مصنف سے ازلی و ابدی نہیں ہو سکتے۔ مہرشی شری سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج نے ستیارتھ پرکاش میں بحوالہ شت پتھ برہمن ۱۱-۴-۲-۳ لکھا ہے "[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]:"

"پہلے کل یعنی پیدائش کے شروع میں پرماتما نے اگنی۔ وایو آدیتہ اور انگرا رشیوں کے آتما میں ایک ایک وید کو ظاہر کیا۔"

میں یہ تو کہنا صحیح نہیں سمجھتا کہ مہرشی موصوف نے دہوکہ دیا ہے مگر اتنا کہنے میں میں اپنے تئیں حق بجانب سمجھتا ہوں کہ مہرشی شری سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج نے اگر غلط فہمی نہیں پھیلائی تو کم ازکم خود سخت غلطی کھائی ہے۔ اور میں اپنے تمام آریہ بھائیوں کو نہایت عاجزی کے ساتھ چیلنج دیتا ہوں کہ وہ کسی بھی کتاب سے مہرشی دیانند جی مہاراج کی اس غلطی کی تصحیح یا تائید کر کے دکھلادیں میرا زبردست دعوے ہے کہ تینوں زمانوں میں کبھی بھی کوئی آریہ سماجی ہند العالم مہرشی دیانند سرسوتی جی مہاراج کی اس غلطی کو درست ثابت نہیں کر سکتا۔ لیجئے میں اپنے معزز ناظرین کی واقفیت کے لئے اصل حوالہ شت پتھ برہمن اور دوسرے برہمنوں کا دیتا ہوں جہاں سے مہرشی دیانند نے مذکورہ بالا لکھا ہے۔

ملاحظہ ہو۔ شت پتھ برہمن ۱۱-۴-۲-۳ (۱۱-۵-۸-۱-۵-۵) منتر ۱۲-۱۳ وغیرہ

प्रजापति [illegible] इदमग्र आसीत् [illegible]
लोऽकामयत बहु स्यां प्रजायेयेति। सो
ऽश्राम्यत् । स तपोऽतप्यत। तस्मात् [illegible]
[illegible] त्रयो लोका असृज्यन्त पृथिवी-
[illegible] द्यौः । स इमांस्त्रीं लोकानभितताप ।
तेभ्यस्तेभ्यो [illegible] ज्योतींषि [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] تین ہے

[illegible] [illegible] - [illegible]

معزز ناظرین ہے شت پتھ برہمن کا اصل [illegible] جس کے نیچے میں نے خط کھینچا ہے مہرشی دیانند سرسوتی مہاراج نے نقل کیا ہے اس کا ترجمہ ہے کہ "اس سرشٹی کے پہلے صرف پرجاپتی ہی تھا اس نے خواہش کی کہ میں گونا گون خلقت کو پیدا کروں اس نے ریاضت کی اور تپ تپا۔ اس ریاضت اور تپ سے تینوں لوگوں (طبقات) کو پیدا کیا یعنی پرتھوی (زمین) انترکش (طبقہ وسطی) اور دیو (طبقات بالا) کو اس نے ان طبقات کو بھی تپایا۔ ان کے تپنے سے تین جیوتیاں پیدا ہوئیں اگنی (آگ) جو پاک کرتا ہے وایو (ہوا) اور سورج پھر اس نے ان تینوں جیوتیوں کو بھی تپایا۔ ان کے تپنے سے تینوں وید پیدا ہوئے۔ آگ سے رگوید ہوا سے یجروید۔ سورج سے سام وید۔

(۲) ایتریہ برہمن گرنتھ ۲۵-۷ میں بھی لکھا ہوا ہے۔

प्रजापतिरकामयत प्रजायेय भूयान् स्यामिति
स तपो [illegible] [illegible] स तपस्तप्त्वा
इमाँल्लोकान् [illegible] [illegible] अन्तरिक्षं
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] । [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
ज्योतींषि [illegible] [illegible]
[illegible] वेदा अजायन्त [illegible] एवाग्ने
[illegible] यजुर्वेदो वायोः सामवेद आदित्यात्

ترجمہ پرجاپتی (برہما) نے خواہش کی کہ میں پرجا والا ہوں۔ چنانچہ اس نے تپ اس نے تپ کو تپ کر ان لوکوں (طبقوں) کو پیدا کیا۔ یعنی زمین۔ انترکش (طبقہ وسطی) اور دیو (طبقہ علوی بالا) کو۔ ان طبقوں کو بھی تپایا۔ پھر ان خوب تپے ہوؤں (طبقوں) سے تین جیوتیاں (انوار) پیدا کیں۔ اگنی (آگ) زمین سے پیدا ہوئی۔ وایو (ہوا) انترکش (طبقہ وسطی) سے اور آدیتہ (سورج) دیو (طبقہ علوی) سے پھر اس نے ان جیوتیوں کو بھی تپایا۔ اور ان خوب تپی ہوئی (جیوتیوں) سے تینوں وید پیدا ہوئے۔ رگوید اگنی (آگ) سے پیدا ہوا یجروید وایو (ہوا) سے اور سام وید آدیتہ (سورج) سے۔

معزز ناظرین غور فرمائیں۔ جس میں اگنی کو زمین سے وایو کو انترکش (طبقہ وسطی) سے اور آدیتہ کو دیو (طبقہ علوی) سے پیدا [illegible] مطلب ہے کہ [illegible] [illegible] [illegible] سورج طبقہ علوی [illegible] [illegible] دیانند سرسوتی [illegible] [illegible]

[illegible] کہ؟

[illegible] ک اگنی ۲ میں بھی لکھا ہے۔

" स भूयो ऽश्राम्यत् भूयो [illegible]
आत्मानं समतपत् स आत्मन [illegible]
रोऽभ्यतपत् पृथिवीमन्तरिक्षं दिवं [illegible]
खलु पादाभ्यामेव पृथिवीं निरमिमीत
उदराद् अन्तरिक्षम् मूर्ध्नो दिवम्। स तांस्त्रीं
ल्लोकान् अभ्यश्राम्यद् अभ्यतपत् समतपत् तेभ्यः
श्रान्तेभ्यस्तप्तेभ्यः संतप्तेभ्यस्त्रीन् दे
वान् निरमिमीत अग्निं वायुमादित्यमिति।
स खलु पृथिव्या एवाग्निं निरमिमीतान्तरि
क्षाद्वायुम् दिव आदित्यम्। स तांस्त्रीन् दे
वानभ्यश्राम्यद् अभ्यतपत् समतपत् तेभ्यः
श्रान्तेभ्यस्तप्तेभ्यः संतप्तेभ्यस्त्रीन् वेदान्निर
मिमीत ऋग्वेदं यजुर्वेदं सामवेदमिति
अग्नेर्ऋग्वेदं वायोर्यजुर्वेदं सामवेदमादित्यात्
सामवेदम्

ترجمہ۔ اس (پرجاپتی برہما) نے بار بار ریاضت اور تپ کیا اور اپنے آپ سے تین طبقوں کو بنایا۔ پرتھوی (زمین) انترکش (طبقہ وسطی) اور دیو (طبقہ علوی) کو بالیقین اس نے اپنے دونوں پاؤں سے ہی زمین کو بنایا۔ پیٹ سے انترکش (طبقہ وسطی) کو اور اپنے سر سے دیو کو۔ اس نے ان تینوں طبقوں کو بھی خوب تپایا۔ اور ریاضت کروائی۔ پھر ان ریاضت زدہ تپے ہوئے طبقوں سے تین دیوتاؤں کو بنایا یعنی اگنی (آگ) وایو (ہوا) اور آدیتیہ (سورج) کو اس نے بالیقین زمین سے ہی اگنی (آگ) کو بنایا۔ انترکش (طبقہ وسطی) سے وایو (ہوا) کو اور دیو (طبقہ علوی) سے آدیتیہ (سورج) کو پھر اس نے ان تینوں دیوتاؤں کو بھی خوب اچھی طرح سے تپایا اور ریاضت کروائی۔ اور ان بار بار تپے ہوئے (دیوتاؤں) سے تینوں ویدوں کو بنایا۔ یعنی رگوید۔ یجروید۔ اور سام وید کو۔ آگ سے رگوید کو۔ ہوا سے یجروید کو اور آدیتیہ (سورج) سے سام وید کو۔"

(۲) چھاندوگیہ اپنشد پرپاٹھک ۴ کھنڈ ۱۷ انوواک ۱ میں بھی لکھا ہے کہ

प्रजापतिर्लोकान् अभ्यतपत्,
तेषां तप्यमानानां रसान् प्रावृहद् अग्निं
पृथिव्याः वायुम् अन्तरिक्षाद् आदित्यं [illegible]
स एता देवता अभ्यतपत् [illegible]
तासां तप्यमानानां रसान् प्रावृहद् [illegible]
वायो [illegible]

ترجمہ۔ پرجاپتی (برہما) نے طبقوں کو خوب ہی تپایا۔ ان خوب ہی تپے ہوئے (طبقوں) سے اُن کا رس (عرق یا نچوڑ) نکالا۔ اگنی (آگ) کو زمین سے وایو (ہوا) کو انترکش (طبقہ وسطی) سے اور آدیتیہ (سورج) کو دیو (طبقہ علوی) سے پھر اُس نے ان تینوں دیوتاؤں کو بھی خوب ہی تپایا۔ اور ان خوب تپے ہوؤں (دیوتاؤں) سے ان کا رس (عرق) نچوڑا یعنی اگنی (آگ) سے رگوید وایو (ہوا) سے یجروید اور آدیتیہ (سورج) سے سام وید کو بنایا۔"

अग्नि वायु रविभ्यस्तु

منوسمرتی ۱-۲۳

त्रयं ब्रह्म सनातनं दुदोह यज्ञसिद्ध
यर्थ मृग्यजुः साम लक्षणम् ॥

ترجمہ۔ تکمیل یگیہ کے لئے اس قدیم برہما نے اگنی (آگ) وایو (ہوا) اور روی (سورج) ان تینوں سے رگ یجر اور سام وید کو نکالا۔ ان سب براہمن گرنتھوں چھاندوگیہ اپنشد اور منوسمرتی کے سیاق و سباق سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگنی۔ وایو۔ آدیتیہ ۔سوریہ۔ روی سے مراد آگ ہوا اور سورج ہیں۔ نہ کہ کوئی متبرک رشی۔ کیونکہ اگنی (آگ) کو زمین سے اور وایو (ہوا) کو انترکش (طبقہ وسطی) سے اور آدیتیہ (سورج) کو دیو (طبقہ علوی) سے پیدا شدہ مانا ہے۔ حالانکہ اگنی۔ وایو آدیتیہ نامی رشیوں کو آریہ سماجی اصحاب علی الترتیب زمین انترکش اور دیولوک میں سے پیدا شدہ نہیں مانتے۔

دوم یہ بات خاص طور پر قابل نوٹ ہے۔ کہ سام وید کی پیدائش شت پتھ براہمن میں "سورج" سے اور ایتریہ براہمن گوپتھ براہمن اور چھاندوگیہ اپنشد میں "آدیتیہ" سے اور منوسمرتی میں روی سے بتلائی گئی ہے۔ اور سورج آدیتیہ روی یہ تینوں ایک ہی کرہ سورج کے نام ہیں۔ اگر آدیتیہ کسی خاص رشی کا اسم معرفہ ہوتا تو اُس کا ترجمہ سورج اور روی نہ کیا جا سکتا۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ ویدوں اور برہمنوں میں آئے ہوئے ناموں اگنی۔ وایو آدیتیہ سورج وغیرہ سے کوئی انسان یا رشی مراد نہیں ہیں۔ بلکہ مادی دیوتا آگ ہوا اور سورج مراد ہیں جن کی پوجا و پرستش ویدوں میں پائی جاتی ہے جیسا کہ رگوید منڈل سوکت ۱۰۹ میں لکھا ہے

सूर्यो नो दिवस्पातु
वातो अन्तरिक्षात्। अग्निर्नः पार्थिवेभ्यः।

یعنی سورج دیولوک سے ہماری رکشا کرے۔ وایو (ہوا) انترکش (طبقہ وسطی) سے اور آگ زمین سے ہماری حفاظت کرے۔

نیز نرکت ادھیائے ۔ کھنڈ ۵ میں بھی اگنی (آگ) وایو (ہوا) اور سورج کو تین دیوتا مانکر ان کا جائے قیام علی الترتیب زمین انترکش اور دیولوک بتلایا ہے۔ اصل نرکت یوں ہے۔

" तिस्र एव देवता इत्युक्तं पुरस्तात्तासां
भक्ति [illegible] स्थानः अग्नि
[illegible] प्रथमं [illegible] इत्यादि

ترجمہ: آگ ہوا اور سورج تینوں ہی دیوتاؤں کی پرستش کا عمل آگ کے
لئے۔ آگ جس کی جائے قیام زمین ہے۔ پہلے ہم اگنی کا بیان کرتے ہیں۔
اس کا نام آگ کیوں ہوا چونکہ وہ شروع ہی میں آتا ہے۔ دیکھو رگوید
کا پہلا منتر ہے अग्निमीळे पुरोहितं وغیرہ۔ اسی طرح شروت
سوتروں میں جو ویدوں کی نہایت قدیم شرح ہیں سوتر ۲۱ کنڈ ۱۲ ادھیائے
اور سوتر کنڈ کا ۳ ادھیائے ۴ میں بھی صاف صاف لکھا ہے۔ کہ
अग्निमीळे یہ رگوید کا پہلا منتر مادی آگ کی پرستش بیان کرتا
ہے۔ ایسا ہی سائن اچاریہ جی نے بھی اپنے رگوید بھاشیہ میں مانا ہے
نیز گوپتھ براہمن ۱-۲۹ میں بھی لکھا ہوا ہے۔ کہ

कि देवतमित्यृचा मा निर्दैवत न्तदेव ज्यो
तिर्गायत्र छन्द: पृथिवी स्थानम् अग्नि मीळे
पुरोहितम् यज्ञस्य देव मृत्विजम् होतारं
रत्न धातममित्येव मादिं कृत्वा ऋग्वेद
मधीयते। यजुष वायुर्देवत न्तदेव ज्योति:
त्रैष्टुभं छन्दो ऽन्तरिक्षं स्थानम्। इषे
त्वोर्जेत्वा वायवस्थ देवो व: सविता प्रार्पयतु
श्रेष्ठतमाय कर्मण इत्ये वमादिं कृत्वा य
जुर्वेद म - धीयते। सा म्नामादित्यो दै
वतं तदेव ज्योति र्जागतं छन्दो द्यौ
स्थानम्। अग्न आयाहि वीतये गृणानो
हव्य दातये। नि होता सत्सि बर्हिषी
त्येवमादिं कृत्वा साम वेदम धीयते
इत्यादि

ترجمہ: کیا دیوتا ہے؟ جو رگوید کے منتروں کا اگنی (آگ) دیوتا وہی جیوتی کا
تری چھند۔ زمین جائے قیام ہے۔ "اگنی میلے" وغیرہ رگوید کے پہلے منتر کو اسطرح
شروع کرکے رگوید پڑھا جاتا ہے۔

یجروید کے منتروں کا وایو (ہوا) دیوتا۔ وہی جیوتی ترشٹپ چھند اور
انترکش (طبقہ وسطی) اس کا جائے قیام ہے۔ "ایشے توا" وغیرہ یجروید
کے پہلے منتر کو اسطرح شروع کرکے یجروید پڑھا جاتا ہے۔ سام وید کے منتروں
کا آدتیہ (سورج) دیوتا وہی جیوتی جگتی چھند اور دیو (طبقہ علوی) جائے
قیام ہے۔ "اگن آیاہی" وغیرہ سے شروع کرکے سام وید پڑھا جاتا ہے۔"
اگرچہ ناظرین! اس ویدک تاریخ کو پڑھتے پڑھتے اکتا گئے ہونگے۔ لیکن ویدوں
کے الہامی ثابت کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی حقیقت بتا دی جائے۔ ... [illegible]
[illegible]

... [illegible] کوئی انسان ... [illegible]

मा ... [illegible] ... [illegible]

ترجمہ: حق الیقین اسی کائنات سے پیشتر برہما ہوا۔ جس نے دیوتاؤں کو پیدا
کیا پھر دیوتاؤں کو پیدا کرکے ان لوکوں (طبقوں) میں قائم کر دیا یعنی بھور
(زمین) لوک میں اگنی (آگ) کو، وایو (ہوا) کو انترکش (طبقہ وسطی) میں اور سوَر
(طبقہ بالا) میں سورج کو۔

نیز یجروید ادھیائے منتر ۳۲ میں بھی انہی تینوں جیوتیوں (انوار) کا ذکر آتا ہے۔
جسکا ترجمہ مہرشی شری سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج نے "رگ آدی بھاشیہ بھومکا"
نامی کتاب میں آگ ہوا اور سورج ہی کیا ہے نہ کہ تین رشی یا انسان۔

ویدوں میں تحریف

آریہ سماجی خصوصاً اور ہندو احباب عموماً کہا کرتے ہیں کہ ویدوں میں تحریف نہیں
کی گئی ہیں ناظرین کی دلچسپی کے لئے ویدوں کی تحریف کا زبردست ثبوت نذر
کرتا ہوں۔ اور آریہ بھائیوں سے ملتمس ہوں کہ وہ بغور اسے ملاحظہ فرمائیں۔
رگوید کے سارے دس منڈلوں میں اسوقت ۲۰۰ دیوتا پائے جاتے
ہیں۔ اور اس کے منتر درشٹا رشیوں کی گنتی ۳۹۹ ہے مگر پلک اچاریہ نے
اپنے برکت کے اُتراِنک۔ دیوت کانڈ میں صرف ۱۰۱ دیوتا گنائے ہیں۔ ۹۹
۱۱۹ زائد دیوتاؤں کو لوگوں کے پیچھے من مانے دیوتا مانکر اور من مانے
منتر بنا کر سنگتا بھاگ میں گھسیڑ دیا ہے۔ یہی باعث ہے کہ رگوید منتر
سنگتا کی ہر ایک ایڈیشن میں منتروں کی گنتی میں خوفناک مگر دلچسپ
اختلاف دیکھنے میں آتا ہے۔ مثلاً سائین آچاریہ کے زمانہ میں رگوید کے
کل منتروں کی گنتی ۱۰۴۴۹ (دس ہزار چار سو انچاس) تھی اور سائین اچاریہ
نے صرف ۱۰۴۴۹ منتر ہی مان کر رگوید پر بھاشیہ کیا ہے۔ مگر مہرشی
دیانند سرسوتی جی مہاراج نے رگوید کے منتروں کی گنتی اپنے رگوید بھاشیہ
میں ۱۰۵۸۹ (دس ہزار پانچسو نواسی) مانی ہے اور ان کے خاکروب
شری پنڈت لیکھرام آریہ مسافر جی "تحقیق سلسلہ رگوید" میں دس ہزار پانسو
اٹھارہ ۱۰۵۱۸ منتر مانتے ہیں (یعنی تفاوت ... [illegible])
اور ... [illegible]
کی ... [illegible] صرف ۱۰۴۱۷ منتر ہیں ... [illegible]
دس ہزار پانسو ... [illegible] منتر ... [illegible]

... [illegible]

آثار عتیق

طلسم

(از جناب مولانا مولوی مسعود الرحمٰن خاں صاحب نتامذی)

زمانہ گذشتہ کی قابل قدر یادگارو! تم کو یاد کر کے ہم کہاں تک روئیں اور کیا کیا مرثیہ پڑھیں۔ زمانہ کے ناقدر ہاتھوں کی بدولت تم سب مٹتے اور پٹتے چلے جاتے ہو۔ زمین تم کو کھا گئی اور ان کو بھی کھا گئی جو تمہارے جاننے والے تھے۔ حتیٰ کہ تمہارے نشان تو نشان تمہارا نام تک مٹ گیا۔ افسوس!

خاک میں کیا صورتیں ہونگی جو پنہاں ہوگئیں

خلفائے بنی امیہ کے عہد میں جن دنوں عبدالملک بن مرّوان کی طرف سے اسکا بھائی عبدالعزیز بن مروان مصر کا گورنر تھا۔ ایک دن انکے حضور میں دفائن اور خزانوں (جو کہ تہ زمین تھے) کا حال بتانے والا ایک شخص حاضر ہوا۔ عبدالعزیز نے باتوں ہی باتوں میں اس سے کہا کسی دفینہ کا حال تو بتلائیے! جس کے جواب میں اس نے ایک قبر کا نام لے کر کہا کہ اس میں خزانہ ہے اور اس کی تصدیق اس طور سے ہو سکتی ہے کہ وہاں کی تھوڑی زمین کھودنے پر سنگ مرمر اور رخام کا فرش ملیگا جس کے نیچے پھر کھدائی ہوتے ہوتے ایک خالی اور بوسیدہ دروازہ پر ختم ہوگی۔ اس دروازے کے اکھڑنے پر سونے کا ستون نظر آئیگا جس کے بالائی حصہ پر ایک مرغ بیٹھا ہوگا۔ اس کی آنکھوں میں جو سرخ یاقوت جڑے ہیں وہ اسقدر قیمتی ہیں کہ ساری دنیا اس کے معاوضہ کے لئے کافی ہو تو ہو۔ اس کے دونوں بازو یاقوت و زمرد سے مرصع ہیں اور سونے والے ستون سے سونے کے پتروں کا کچھ حصہ نکل کر اس مرغ کے سر پر سایہ کئے ہوئے ہے۔

یہ تعجب انگیز گفتگو سن کر اس گورنر کا کچھ ایسا شوق بڑھا کہ عام طور پر حکم دیدیا کہ وہ مقام کھودا جائے۔ اور جو لوگ اس کو کھود دینگے وہ کام کرینگے ان کو ہزارہا درہم دیئے جائینگے۔ یہ مقام ایک اونچے ٹیلے پر واقع تھا۔ اسی وجہ سے بہت فاصلے سے کھدائی کا کام شروع ہوا۔ جو پتہ دینے والے نے سنگ مرمر اور سنگ رخام کے فرش وغیرہ کے بتائے تھے۔ چونکہ وہ دستیاب ہوتے جاتے تھے اس وجہ سے [illegible] اشتیاق روز بروز ترقی کرتا جاتا تھا اور اسی طریقہ سے [illegible] اس کے مصارف بڑھتے جاتے تھے۔ اس کھدائی کا کام [illegible] اور [illegible] رفتاری سے جاری تھا کہ یک بیک مرغ [illegible] آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی روشنی چاروں طرف پھیل گئی۔ یہ غیر معمولی روشنی اس مرغ کی آنکھوں سے نکل رہی تھی۔ دونوں آنکھوں میں بڑے بڑے دو یاقوت جڑے تھے جن کی یہ ساری تجلی منور تھی۔ زیادہ کھودے جانے پر اس کے دونوں مرصع بازو بھی نمودار ہوئے اور پھر اس کے پاؤں بھی اس مرغ والے سونے کے ستون کے علاوہ ایک اور ستون بھی نظر آیا جو بجائے خود ایک عمارت کا حکم رکھتا تھا۔ یہ عمارتی ستون مختلف پتھروں وغیرہ سے تعمیر کیا گیا تھا جن میں متعدد کمرے تھے اور چھتیں بالکل ڈاٹ دار تھیں۔ اس کے دروازہ پر بڑے اور مسلسل طاقوں کی ایک قطار تھی جو انتہائی حسن سلیقگی سے آراستہ کی گئی تھی۔ ان میں طرح طرح کی رکھی ہوئی مورتیں اور بنی ہوئی صورتیں بڑے لطف کے ساتھ اپنی بہار دکھا رہی تھیں۔ سونے اور مختلف جواہرات کے علیحدہ علیحدہ ڈھیر تھے عبدالعزیز بن مروان یہ خبر پاتے ہی فوراً سوار ہو کر بڑے ذوق و شوق کے ساتھ اس موقع پر پہنچے۔ اور جو حیرت انگیز طلسم وہاں ہو رہا تھا اس کو بہت دلچسپیوں کے ساتھ بہت دیر تک دیکھتے رہے تمام خلقت کا ہجوم تھا۔ اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ آج کوئی بہت ہی عالیشان میلہ اس جگہ لگا ہے۔ ایک مقام پر ڈھلے ہوئے تانبے کا زینہ لگا ہوا تھا۔ جو اوپر تک گیا تھا اس کو دیکھ کر ایک شخص جلدی جلدی اس پر چڑھنے لگا۔ سارے شائقین حیرت زدہ یہاں کی ہر چیز کو دیکھ رہے تھے۔ اس زینے کی چوتھی سیڑھی پر جب اس چڑھنے والے نے قدم رکھا ہے تو زینے کی دائیں اور بائیں طرف سے دو ننگی تلواریں اپنا کاٹ اور تڑپ دکھاتی ہوئی نکلیں۔ اور گو اس چڑھنے والے نے اپنے بچانے میں ہر ممکن کوشش کی مگر یہ دونوں نکلنے والی تلواریں مثل تقضائے مبرم کے دونوں ہاتھ جنہوں نے طرفۃ العین میں اس چڑھنے والے شخص کا کام تمام کر دیا۔ اور پھر یہ دیکھا گیا کہ اس شخص کے کٹ کٹ کر ٹکڑے نیچے گرے۔ اللہ اکبر۔ اسکے گرتے ہی وہ ستون جھوکے لے لے کر ہلنے لگا اور اس پر بیٹھا ہوا وہ مرغ کچھ عجیب شان سے اڑا کر دیکھنے والے حیرت زدہ دیکھتے ہی رہ گئے اور یہ صدائیں: ’وقس ہوا پر سوار ہو کر دور دور تک پھیل گئیں مرغ کے اڑتے ہی نہایت خوش نوا صدائیں اس میں سے نکلیں۔ پھر مرغ کے اڑ جانے کے بعد ہی ایک گرم ہوا چلی جس کی وجہ سے جمیع تماشائی و کارکنان سب اس طلسمی غار میں گر پڑے۔ [illegible] گڑھے کے اندر جسقدر بھی مزدور [illegible]

بیان کی جاتی ہے موجود تھے سب کے سب فوراً مر گئے۔ عبدالعزیز نے یہ حال دیکھ کر ایک چیخ ماری اور کہا۔ "یہ بھی عجیب دفینہ ہے ہمیں اس سے کیا امید رکھنی چاہیئے" نعوذ باللہ۔
اس کے بعد جسقدر بھی مٹی وغیرہ اس میں سے نکالی گئی تھی وہ سب

دفن میں ڈال دی گئی۔ اور وہ [illegible] کو پھینک دیا اور باقی خزانہ ظلم کی جگہ اچھا خاصہ گورغریباں بن گیا۔ گئے تھے دفینہ نکالنے کے لئے اور اپنی جانیں دفن کر آئے اور مصارف گھاٹے میں رہے افسوس۔

بغیر استاد کی مدد کے انگریزی سکھانے والی کتابیں

(مصنفہ جناب ماسٹر ذاکر حسین صاحب جعفری دہلوی)

۱۔ **اتالیق انگریزی جلد اوّل** یعنی مخزن الفوائد ۱۴۸ صفحے اس میں اردو نام و عبارت کو انگریزی میں لکھنے اردو سے انگریزی میں ترجمہ کرنے چٹھی لکھنے ہجے کرنے تلفظ کے فقرے انگریزی اردو بول چال کے کئی سو فقرے ایک ہزار دو فقرے قاعدوں کے ساتھ اور ۴۰ حکایتیں انگریزی میں ترجمہ کرنے کیلئے درج ہیں اس کتاب کے پڑھنے سے ایسا مبتدی بھی جو انگریزی کی الف بے تے سے بھی واقف نہیں بغیر استاد کی مدد کے قلیل عرصہ میں بہت خاصی استعداد حاصل کرسکتا ہے قیمت ۲؎

۲۔ **مخزن المحاورات**۔ یعنی اتالیق دوم ۱۲۱ صفحے اس میں ایکہزار دوسو انگریزی محاورے اور چھ سو انگریزی مثلیں معہ ترجمہ اردو ۱۵۰ اردو مصدر معہ ترجمہ انگریزی بہ ترتیب حروف تہجی اور تین چار ہزار کے قریب ایسے ناموں اور چیزوں کی انگریزی جن سے کام پڑتا ہے درج ہیں۔ قیمت ۲؎

۳۔ **ہادی الترکیب**۔ اتالیق جلد سوم ۱۲۰ صفحے اس میں ڈکٹیشن لکھنے کے انگریزی پڑھنے لفظوں کے صحیح ہجے کرنے اور صحیح تلفظ اور پارسنگ کے تمام قواعد ابتدا سے انتہا تک مثالیں اور نمونے دے کر دکھلائے ہیں قیمت صرف ۲؎

۴۔ **انگریزی بولنا** اتالیق جلد چہارم۔ اس میں تین ہزار بول چال کے فقرے معہ ترجمہ اور مخزن الفوائد کے تمام اردو جملوں کا ترجمہ ۲؎

۵۔ **اردو سے انگریزی ڈکشنری**۔ یعنی اتالیق جلد پنجم ۱۵۰ صفحے اس میں سات ہزار پانسو ایسے اردو لغت جو اکثر تحریروں اور تقریروں میں آتے ہیں بترتیب حروف تہجی اردو میں لکھے ہیں اور ان کے آگے ان کی انگریزی خط میں ہے سو انگریزی لغت جو اردو میں مستعمل ہیں جن کی اصل سے واقفیت ضروری ہے کئی سو ایسے مختلف متعلقات انگریزی کا بھی جو عموماً تحریر میں آتے ہیں درج ہیں قیمت ۲؎

۶۔ **کامل القواعد**۔ یعنی اتالیق جلد ششم جدید نو ترمیم ۲۴۴ صفحے اس میں صرف و نحو کے تمام و کمال جو ترجمہ کرنے اور انشا پردازی سے تعلق ہیں نہایت خوبی و وضاحت سے درج ہیں ۱۴۸ صفحے میں قیمت ۱؎

۷۔ **کامل القواعد**۔ یعنی اتالیق جلد ہفتم ۴۰ صفحے نو ترمیم اس میں بلندی کو پارسنگ کرنا بخوبی سمجھایا ہے۔ قیمت ۵؎

۸۔ **مینول گریمر کا ترجمہ** ۱۹۱۲ء کے نو ترمیم یعنی اتالیق جلد ہشتم کا پہلا جزو اس میں تمام ریتا گرانی اور اپنی مولوجی وغیرہ کا ترجمہ ہے ۵؎ (دوسرا جزو) اس میں تمام سنٹیکس کے قاعدوں اور نو لوں مثالوں اور پارسن اور کریکٹ کے فقروں کا ترجمہ ہے اور تمام کریکٹ کے فقروں کو کریکٹ کرکے بھی دکھلایا گیا ہے ہر دو جزو قیمت عہ

۹۔ **انگریزی خط و کتابت**۔ یعنی اتالیق جلد نہم ہر قسم کی چٹھیاں اور عرضیاں درخواستیں نوٹس اور ہر قسم کی تحریروں کے کامل قاعدے معہ ترجمہ اردو۔ قیمت ۴؎

۱۰۔ **ضمیمہ مخزن الفوائد**۔ یعنی اتالیق انگریزی جلد دہم ۱۲۵ صفحے اس میں اتالیق جلد اوّل یعنی مخزن الفوائد سے علاوہ ترجمہ کرکے ۱۴۴ اعلیٰ قاعدے سمجھا کر ترجمہ کے واسطے ایک ہزار فقرے اور بہت سی عبارتیں دی ہیں۔ طبع جدید میں علاوہ ترمیم کے انشا پردازی اور جواب مضمون وغیرہ کے متعلق بہت سے قواعد اور نمونے زیادہ کیے گئے ہیں۔ اور کئی سو نمبر یعنی مترادف ہم معنی الفاظ کا فرق بتلایا گیا ہے۔ قیمت ۱؎

۱۱۔ **اتالیق جلد یازدہم**۔ مخزن الحکایات عہ

۱۲۔ **اتالیق جلد دوازدہم**۔ مخزن المحاورات ۹؎

تذکرۃ الصالحین

سیرۃ غوث الاعظم

(گذشتہ سے پیوستہ)

اپنے دل کو اس کی جانب میل کرنے اور مصروف ہونے سے پاک کرلیتا ہے اسطرح شیطان کی مخالفت کرتا ہے۔ دنیا کو چھوڑ دیتا ہے۔ ہمسروں سے منہ موڑ لیتا ہے۔ مخلوق سے دور ہو جاتا ہے۔ یہ سب کچھ بحکم ربانی آخرت کی طلب کے واسطے کرتا ہے۔ اس کے بعد بحکم ربانی نفس اور خواہش کے ساتھ مزید جنگ کرکے قدم آگے بڑھاتا ہے۔ اب آخرت کو بھی چھوڑ دیتا ہے بلکہ اپنے مولا کے شوق میں جنت اور اس کی نعمتوں کو بھی۔ اب وہ کون و مکان سے نکل جاتا ہے۔ آلودگیوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ خالص پروردگار عالم کا ہوجاتا ہے۔ اس کے آگے اور بلند مراتب بیان فرمائے ہیں جو فہم عام سے بالا ہیں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

اس کے واسطے پانچ شرطیں ہیں۔ اول جس چیز کا حکم دے یا جس چیز سے منع کرے اس کا عالم ہو۔ دوئم خالصاً لوجہ اللہ امر یا نہی ہو اس سے مقصود دین کا اظہار امر الٰہی کی بلندی ہو۔ خودنمائی اور حمیت نفسانی کے لئے نہو۔ برائی کے زائل کرنے میں اس کی کوشش جب ہی کامیاب متصور ہوگی کہ وہ صادق اور مخلص ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ (اگر تم اللہ کی مدد کروگے وہ تمہاری مدد کریگا اور تمہارے قدم جما دے گا) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (اللہ ان کے ساتھ ہے جو پرہیزگار ہیں اور ان کے ساتھ جو نیک کردار ہیں) جب وہ شرک سے بچکر اور مدد کی طلب کرنے کے وقت مخلوق کی نگاہ سے قطع نظر کرکے اس کام کو پوری خوبی و اخلاص کے ساتھ کرے گا تو اس کی فتح ہوگی۔ اگر اس کی حالت اس کے خلاف ہوگی تو خود تو ناکام اور خوار و ذلیل و حقیر ہوگا۔ اور برائی [illegible] ہوگی بلکہ اور پھیلے گی اور زیادہ شدید ہو جائے گی۔ گنہگار گناہوں کے [illegible] اور زیادہ دوڑ پڑینگے۔ شیاطین جن و انس اللہ تعالیٰ کی مخالفت پر [illegible] اور محرمات کے ارتکاب پر اور زیادہ متفق ہونگے۔ سوئم امر اور نہی نرمی [illegible] کے ساتھ ہو۔ سخت کلامی اور سخت دلی کے ساتھ نہو بلکہ اپنے [illegible] ہمدردی و خیرخواہی کے لئے لطف و خلوص کے ساتھ ہو۔ اسکو [illegible] شیطان مردود سے وہ کسطرح موافقت کر رہا ہے۔ [illegible] ہو کر اس کے پروردگار کی نافرمانی کو اور حکم الٰہی کی مخالفت کو خوشنما صورت میں اس کے سامنے جلوہ گر کر رہا ہے۔ شیطان کا مقصود اس سے اس کو ہلاک کر دینا اور جہنم میں ڈالدینا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ (وہ اپنے یاروں کو اس لئے بلاتا ہے کہ جہنمی ہو جائیں) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنے نبی سے فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (تم اللہ کی رحمت سے ان کے واسطے نرم ہوگئے اگر تم سخت کلام اور سخت دل ہوتے تو وہ تمہارے پاس سے بھاگ جاتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ہارون کو فرعون کے پاس بھیجا تو فرمایا فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى (اس سے نرم بات کہنا تاکہ وہ نصیحت حاصل کرے اور ڈر جائے) حضرت اسامہ کی روایت کے بموجب حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کو درست نہیں کہ امر بالمعروف کرے اور نہی عن المنکر جب تک اس میں تین صفتیں نہوں جس بات کے کرنے کا حکم دیتا ہو اور جس بات سے منع کرتا ہو اس کی نسبت حکم الٰہی جانتا ہو۔ حکم دینے اور منع کرنے میں لطف کا برتاؤ کرے۔

چہارم: ناصح کو چاہیئے کہ صابر، حلیم و بردبار، متواضع۔ نفسانی خواہشوں سے یکسو، دل کا مضبوط اور برتاؤ کا نرم ہو۔ گویا طبیب ہو کہ مریض کا علاج کرتا ہے۔ حکیم ہو کہ خلل دماغ کا معالج ہے۔ پیشوا اور رہنما ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا۔ اور ہم نے ان میں سے پیشوا بنائے جو صبر کرکے ہمارے حکم کے مطابق ہدایت کرتے تھے یعنی جب انہوں نے اللہ کے دین کی نصرت و اعزاز اور اس کی حمیت پر قائم رہنے میں اپنی قوم کی ایذائیں اٹھائیں تو ہم نے ان کو پیشوا اور رہنما بنا دیا۔ جو دین کے اطبا اور اہل ایمان کے سردار تھے۔ اور اللہ تعالیٰ لقمان کے قصے میں فرماتا ہے وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ (اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے روک اور جو مصیبت تجھ پر پڑے اس پر صبر کر یہ اولوالعزمی کے کاموں میں سے ہے۔

پنجم۔ جس بات کا حکم دے اس پر خود بھی عامل ہو۔ اور جس بات سے منع کرے اس سے خود بھی پاک و صاف ہو۔ اس میں ملوث نہ ہو ورنہ [illegible] کھا جائیگا۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں مذموم ہوگا۔ اور ملامت کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ [illegible]

اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو اور حال یہ ہے کہ تم کتاب پڑھتے ہو آیا اس پر بھی نہیں سمجھتے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت انس بن مالکؓ نے روایت کی ہے کہ آپ نے معراج کی شب میں ایسے آدمی دیکھے جن کے ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جاتے تھے۔ پوچھا اے جبرئیل یہ کون ہیں۔ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا تمہاری اُمّت کے وہ واعظ ہیں جو لوگوں کو حکم دینگے اور اپنی جانوں کو بھلا دینگے۔ حالانکہ کتاب پڑھتے ہونگے۔ ایک شاعر کا قول ہے۔

لَا تَنْهَ عَنْ خُلُقٍ وَّتَاْتِیَ مِثْلَہٗ ؛ عَارٌ عَلَیْکَ اِذَا فَعَلْتَ عَظِیْمٌ

(جس بات کا تو خوگر ہے اس سے مخلوق کو منع مت کر اوروں کو منع کرے اور خود کرے یہ تو بڑی شرم کی بات ہے) حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں ہم سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ تورات میں لکھا ہے کہ آدم کا بیٹا لوگوں کو تو میری یاد دلاتا ہے مگر خود مجھ کو بھول جاتا ہے اوروں کو میری جانب بلاتا ہے مگر خود مجھ سے بھاگتا ہے۔ تمہارا ایسا ڈرانا بیکار ہے۔ اس ارشاد میں وہ لوگ مراد ہیں کہ دوسروں کو اچھی باتیں کرنے کا حکم دیں۔ بُری باتوں سے روکیں لیکن اپنے نفس کو چھوڑ رکھیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس کا سب سے زیادہ عالم ہے۔

آدابِ شرع کی نگہداشت

ہر مومن پر واجب ہے کہ ان آداب پر ہر حال میں عمل کرے اور اُن کو چھوڑے نہیں۔ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ تَاَدَّبُوْا ثُمَّ تَعَلَّمُوْا (پہلے ادب حاصل کرو پھر پڑھو) ابو عبداللہ بلخیؒ کا قول ہے۔ اَدَبُ الْعِلْمِ اَکْثَرُ مِنَ الْعِلْمِ۔ علم کا ادب علم سے زیادہ ہے۔ عبداللہ بن مبارکؒ کا قول ہے کہ جب میں سنتا ہوں کہ کسی شخص کو اگلوں اور پچھلوں کا سارا علم حاصل ہے تو مجھ کو اس سے نہ ملنے کا افسوس نہیں ہوتا لیکن جب یہ سنتا ہوں کہ فلاں شخص کو ادبِ نفس حاصل ہے تو اس کے ملنے کی تمنا ہوتی ہے اور نہ ملنے کا افسوس" جو شخص آداب کا لحاظ و اہتمام رکھتا ہے اس کی مثال ایسے شہر کی ہے جس کی پانچ شہر پناہیں ہوں پہلے سونے کی۔ دوسری چاندی کی۔ تیسری لوہے کی چوتھی پختہ اینٹ کی پانچویں کچی اینٹوں کی۔ جب تک شہر کے نگہبان کچی اینٹ کی شہر پناہ کی حفاظت رکھینگے دشمن پختہ اینٹ کی شہر پناہ کی ہوس نہ کریگا۔ لیکن اگر اس طرف سے اہتمام اٹھا لیا تو پھر دوسری شہر پناہ دشمن کی شکار ہوگی پھر تیسری یہانتک کہ سب شہر پناہیں تباہ ہو جائینگی اسی طرح ایمان پانچ شہر پناہوں کے اندر ہے۔ پہلی یقین۔ دوسری اخلاص تیسری ادائے فرائض۔ چوتھی سنتوں کی بجا آوری۔ پانچویں آداب (مستحبات) کی نگہداشت۔ جب تک بندہ مستحبات کے اہتمام و حفاظت میں ہے شیطان کو سنتوں کی طمع نہیں جب مستحبات ترک ہونے لگے تو سنتوں کو شیطان چھیڑیگا

پھر فرائض کو پھر یقین کو۔ پس انسان پر واجب ہے کہ سارے امور میں مستحبات کا لحاظ رکھے۔ وضو میں۔ نماز میں۔ بیع میں۔ شرا میں وغیرہ وغیرہ۔

حسد کی برائی

فتوح الغیب (مقالہ ۴۲) میں ارشاد ہے۔ اے شخص میں یہ کیوں دیکھتا ہوں کہ تو اپنے پڑوسی سے حسد کرتا ہے اس کے کھانے میں پینے میں لباس میں نکاح میں۔ مکان میں۔ دولت میں اور اس کے مولیٰ کی دی ہوئی دوسری نعمتوں میں جو اس کی قسمت میں اس کے مولیٰ کی جانب سے آئی ہیں کیا تو یہ نہیں سمجھتا کہ اس سے تیرا ایمان ضعیف ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے تو اپنے مولیٰ کی نظر سے گرتا ہے۔ اور تیرا حسد ربِ کریم کو تجھ سے ناراض کر دے گا۔ کیا تو نے یہ حدیث نہیں سنی اَلْحَاسِدُ عَدُوُّ نِعْمَتِیْ۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) حاسد میری (دی ہوئی) نعمت کا دشمن ہے۔ اور کیا تو نے یہ قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں سنا۔ ان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب (حسد نیکیوں کو یوں ..... کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو) پھر تو اے مسکین کس چیز پر اس سے حسد کرتا ہے۔ اس کی قسمت پر یا اپنی قسمت پر۔ اگر تجھ کو اس کی قسمت پر حسد ہے جو منجانب اللہ ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا (دنیاوی زندگی میں ان کی روزی ہم نے بانٹی ہے۔) تو اس پر تو ظلم کرتا ہے۔ ایک شخص اپنے مولیٰ تعالیٰ کی بخشی ہوئی اور قسمت میں لکھی ہوئی نعمتوں کو برت رہا ہے اس کے حصہ کی نعمتوں میں اللہ تعالیٰ نے نہ کسی اور کو شریک کیا ہے نہ حصہ دیا ہے ایسی حالت میں اگر تو حسد کرے تو تجھ سے زیادہ ظالم بخیل۔ رعونت پسند اور ناقص العقل کون ہوگا۔ اگر تجھ کو اپنی قسمت کی وجہ سے حسد ہے تو یہ تیرے جہل کی انتہا ہے۔ تیری قسمت نہ دوسرے کو مل سکتی ہے نہ تجھ سے منتقل کر کے دوسرے کی طرف جا سکتی ہے۔ حاشا للہ۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ (میرے یہاں بات بدلی نہیں جاتی اور نہ میں بندوں کے حق میں ظالم ہوں) اللہ تعالیٰ تجھ پر ظلم نہیں کریگا۔ جو تیرے حصہ اور مقدر کو لے کر دوسروں کو دیدے۔ یہ تیرا جہل ہے اور اپنے بھائی پر ظلم۔ آگے یہ بیان مفصل فرمایا ہے کہ تجھ کو کیا معلوم ہے کہ جس بھائی کے مال و دولت پر تجھ کو دنیا میں حسد ہے وہ کل قیامت کے دن حساب و کتاب کی مصیبت میں پھنسا ہوا ہو اور تو بے مائگی کی بدولت حساب و کتاب سے فارغ عرش کے سایہ میں بیٹھا ہو۔

سالک کا روحانیت کے زہر سے ... ہونا

[illegible] جب تک کہ تو اپنے آپ کا بالکلیہ دشمن نہ ہو جائے سارے اعضا اور جوارح سے قطع تعلق نہ کرلے۔ نیز اپنے وجود سے حرکات سے سکنات سے سمع سے بصر سے کلام سے گرفت سے سعی سے عمل سے عقل سے اور ہر اس چیز سے جو وجود روح سے پہلے تیری تھی اور جو وجود روح کے بعد تیری ہوئی اس لئے کہ یہ سب کے سب تیرے لئے تیرے رب سے حجاب ہیں۔ اب جبکہ تو بھیدوں کا بھید اور غیب کا غیب ہو کر ساری چیزوں سے اپنے باطن میں قطعاً جدا ہو جائے۔ سب کو دشمن اور حجاب خیال کرے جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا تھا فانھم عدو لی الا رب العالمین (پروردگار عالم کے سوا وہ سب میرے دشمن ہیں) اور یہ انہوں نے اصنام کی نسبت کہا تھا تجھ کو چاہیے کہ تو اپنی ساری ہستی اور اعضا کو اور ساری مخلوق کو بت قرار دے اور ان میں سے کسی کی فرمانبرداری مت کر اور نہ پیروی کر۔ اب تو اسرار علوم لدنی اور ان کے عجائبات پر امین کیا جائیگا اور مومنوں کو جنت میں جو قدرت تکوین اور خرق عادات کی بخشی جائیگی اسی قسم کی تجھکو یہاں عطا ہو جائے گی۔ تیری یہ حالت ایسی ہو گی کہ گویا تو آخرت میں مرنے کے بعد پیدا کیا گیا ہے۔ اور تیری ساری ہستی قدرت بن جائے گی تو اللہ کی قوت سے سنے گا تو اللہ کی قوت سے دیکھے گا تو اللہ کی قوت سے بولے گا تو اللہ کی قوت سے پکڑیگا۔ اللہ کی قوت سے چلیگا اللہ کی قوت سے سمجھیگا اللہ کی قوت سے اطمینان پائیگا اللہ کی قوت سے چین پائیگا۔ ماسوی اللہ سے اندھا ہو جائیگا بہرا ہو جائیگا اور غیر اللہ کا وجود تجھ کو نظر نہ آئیگا۔ باوجود ان سب حالات کے تجھکو حدود شرع کی حفاظت کرنی پڑیگی اور امر اور نواہی کا پابند رہنا ہوگا اگر تو اپنے اندر حدود شرعی کی بجا آوری میں کچھ بھی کوتاہی پائے تو تو سمجھ لے کہ تو خاطر العقل ہے۔ شیاطین نے تجھ کو اپنا کھلونا بنا لیا ہے لہذا تجھ کو حکم شرع کی جانب لوٹنا چاہیئے اور اس سے چمٹ جانا اور اپنی ہوا و ہوس کو چھوڑ دینا۔ جس حقیقت کی تصدیق شریعت سے نہ ہو وہ زندقہ (الحاد) ہے۔

تصوف اور اس کی بنیاد

(مقالہ ۵) میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ ان باتوں پر مضبوطی سے قائم رہ۔ اللہ کا خوف اور اس کی اطاعت۔ ظاہر شرع کی پابندی۔ سینے کی پاکیزگی نفس کی فیاضی کشادہ روی۔ مال کی سخاوت۔ ایذا دہی [illegible] اذیت اور افلاس کی برداشت۔ مشائخ کے ادب کی نگہداشت [illegible] معاشرت۔ چھوٹے اور بڑوں کی خیر خواہی۔ [illegible] لطف اور مدارا۔ ایثار کی پابندی۔ جوڑ جوڑ [illegible] نہیوں ان کی محبت

یہ چیز۔ دین اور دنیا کی ضرورتوں میں آدمیوں کی مدد۔

فقر یہ ہے کہ اپنے جیسے انسانوں کا محتاج نہ رہے۔ غنا یہ ہے کہ اپنے جیسے انسانوں سے مستغنی ہو جائے۔ تصوف قیل و قال سے حاصل نہیں ہوتا بھوک اور نفس کی مرغوب اور پسندیدہ چیزوں کے ترک کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

اولیاء کرام کو جہاں نصیحت فرمائی ہے وہاں فرماتے ہیں اے ولی جان لے کہ تجھ سے تیری .... حرکات و سکنات کا سلب ہوگا۔ جو بات فی الوقت بہتر ہے اس میں مصروف رہ۔ اعضا کے فضول تصرفات سے بچ۔ اللہ اور اس کے رسول اور اس کے دوستوں کی اطاعت واجب ہے اللہ کا جو حق تجھ پر ہے وہ ادا کر۔ تیرا جو حق اللہ پر ہے اسکو مت مانگ۔ اور ہر حال میں چھوڑ دے مسلمانوں کی نسبت اپنا گمان نیک رکھ اور نیت بخیر۔ ان کی بھلائی میں کوشش کر۔ تیری رات اس حالت میں نہ گزرے کہ تیرے دل میں کسی کی طرف سے شر ہو۔ یا حسد ہو۔ یا بغض جو تجھ پر ظلم کرے اس کے حق میں دعائے خیر کر۔ اور اللہ عزوجل کا مراقب رہ (مقالہ ۷۶)

حضرت نے اکیانوے برس کی عمر میں ۵۶۱ھ میں رحلت فرمائی۔ تاریخ وصال کمال عشق ہے۔ عمر مبارک کے سنین کی تعداد لفظ کامل سے واضح ہوتی ہے۔ حضرت کے بارہ فرزند تھے اور ایک دختر نیک اختر پانچویں برس کی خرابیاں دور فرما کر حضرت کا ظہور چھٹی صدی ہجری کے آغاز میں ہوا۔ حضرت نے تجدید دین فرمائی۔ اسی لئے محی الدین لقب شریف ہے علوم ظاہر و باطن میں جلالت مرتبہ جس پایہ پر تھی اس کو اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ اسی لئے ذوالفریقین۔ ذوالسراجین۔ ذواللسانین وغیرہ آپ کے القاب مبارکہ ہیں جو ظاہری و باطنی کمال کی خبر دیتے ہیں۔

اقوال مبارکہ سے کسی کو سرتابی کی مجال نہیں ہو سکتی۔ میں نے حضرت کے اقوال فیض اشتمال علماء مشایخ دونوں کے متعلق نقل کئے ہیں تاکہ ان دونوں گروہوں کے فرائض اور اوصاف عامۂ مسلمین کو معلوم ہو جائیں۔ اور اس معیار پر مدعیان علم تصوف کے دعوؤں کو جانچیں جو اصحاب حضرت کے مقرر فرمودہ معیار کے مطابق ہوں ان کے آگے سر تسلیم جھکا دیں۔ جو معیار پر ٹھیک نہ اتریں ان کو عالم مانیں نہ عارف اور متاع دین کو ان کے پنجے سے بچائیں۔ مولانائے روم رحمۃ نے آج سے صدہا برس پہلے لکھا تھا اور ہوشیار کیا تھا۔ ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ٭ پس بہر دستے نباید داد دست

میرے بیان بالا کا ماخذ۔ حضرت کی کتابیں غنیۃ الطالبین۔ اور فتوح الغیب ہیں۔ اور حضرت شیخ دہلوی کی [illegible]

بہجۃ الاسرار مولفہ شیخ نور الدین الشطنوفی۔ اور خلاصۃ المفاخر۔ امام یافعی کا فارسی ترجمہ ہیں جتی الامکان ترجمہ لفظی کیا ہے تاکہ میں تعرض سے محفوظ رہوں۔ حضرت کی نسبت کا فاروقی ہونا مولوی سید نور الحسن خاں

بھوپالی مرحوم سند سیادت سے ... کو اور تمام مسلمانوں کو بخشے۔ و ... العالمین۔

سیرت غوث اعظم

ضخامت ۳۵۶ صفحات

دنیا کا وہ کونسا گوشہ ہے جہاں محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام لیوا اور آپ کے عقیدتمند موجود نہیں۔ آپ کا ظہور بغداد کے اندر ایک ایسے اہم عہد میں ہوا جبکہ خلفائے عباسیہ کا دور دورہ تھا اہل زمانہ دنیا طلبی میں منہمک غرہ حکومت میں بدمست اور نشہ امارت میں سرشار تھے۔ معتزلہ اور مبتدعین نے الحاد و زندقہ جدا پھیلا رکھا تھا دنیا طلب اہل علم نے اپنی اور دوسروں کی مٹی جدا خراب کر رکھی تھی آپ نے تاتے ہی اللہ پر بھروسہ کرکے دین حق کی تبلیغ شروع کی۔ بھٹکے ہوؤں کو راہ بتلائی سوتے ہوؤں کو جگایا بھولا کو علماء اور علماء کو صاحبان عمل بنایا بگڑے ہوئے قلوب کو سنوارا مخلوق پرستوں کو توحید پرستی سکھائی آج آسمان ولایت پر یہ مقدس وجود اپنی روحانی طاقت اور اپنی سرتوڑ دینی خدمات کی وجہ سے شمس نصف النہار کی طرح شعاعیں مار رہا ہے اور آج تک اس مصلح اکبر اور اس عارف اعظم کے مفصل صحیح جامع و مانع حالات اردو میں قلمبند نہیں ہوئے تھے چنانچہ اس کتاب نے اس ضرورت کو پورا کر دیا۔ سیرت بالکل نئے اور دلکش طرز پر لکھی گئی ہے ابتداء میں منقبت دیباچہ نامہ عقیدت اور فاتحۃ الکتاب چھوڑ کر حصے قبل آپکے خاندان آپکے نانا آپ کی پھوپی آپکے والد ماجد اور آپ کی والدہ ماجدہ کے حالات قلمبند کیے گئے ہیں۔ پھر ان اولیاء اللہ کے اسمائے گرامی اور ان کی بشارت درج کی گئی ہے جنہوں نے آپ کی ولادت سے قبل آپکے ظہور کے متعلق خبریں دی تھیں بعد ازاں آپکی ولادت کی حیرت انگیز واقعات درج کیے گئے ہیں پھر آپکے سن تحصیل علم شریعت سفر بغداد تکالیف و مصائب کی برداشت خدا جو خلوت کشی وغیرہ کے حیرت انگیز واقعے والے حالات لکھے گئے ہیں بعد ازاں آپکے اوائل بیان تحصیل علم طریقت مجاہدات ریاضت عبادات شب بیداری نفس کشی شیاطین کے ساتھ مقابلے پچیس سال عراق کے بیابانوں کی سیاحت اور حضرت شیخ ابو سعید مبارک مخزومی کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر خرقہ خلافت حاصل کرنے کے حیرت العقول واقعات قلمبند کیے گئے ہیں پھر آپکے وعظ و تدریس و افتاء اور دونوں غداروں آپکے ہاتھ پر پانچ ہزار یہود و نصاریٰ کے حلقہ اسلام میں داخل ہونے اور ایک لاکھ فساق و فجار کی توبہ اور وعظ کے کئی ادمیوں کی جان بحق ہونے کے واقعات لکھکر آپ کا محی الدین لقب ہونے کا سبب بتلایا ہے اس کے بعد آپکے اس قول قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کو با دلائل ثابت کرکے اسکا صحیح مفہوم بیان کیا گیا ہے آپکے ازواج کے حالات نیز وفات کے عجیب و غریب کرامات خرق عادات آپکی عبادات عقائد لباس حلیہ۔ خوراک سواری اور سخاوت وایثار کے واقعات لکھے گئے ہیں تصانیف کے ضمن قصیدہ غوثیہ مکمل مع فارسی اشعار میں ترجمہ کے ساتھ اور چہل کاف کا ہر ایک شعر مع اس کے قریب اصطلاحات صوفیہ کی شرح لکھی گئی ہے پھر آپ کی ادعیہ آپ کا طریقہ مقامات صوفیہ پھر تمام سلوک قادریہ مفصل لکھ دیا گیا ہے۔ آپ کی اولاد و شاگرد خلفا وغیرہ کے مکمل حالات ہیں۔ غرضکہ ہر حیثیت سے کتاب جامع اور مکمل ہے۔

قیمت ... روپے

سیرت امام ربانی

کونسا شخص ہے جو امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی قدس سرہ العزیز کے اسم گرامی اور نام نامی سے واقف نہیں آپ تصوف کے امام اور مجدد تھے آپکا ظہور ایسے عہد میں ہوا جبکہ ہندوستان اپنی تاریکی کے انتہائی مدارج طے کر چکا تھا قصداً اُنہی ظلمتوں کو نور سے مبدل کر دیا مسلمانوں کو آستانہ احدیت کے سوا تمام آستانوں سے بے نیاز کر دیا۔ آج اس مقدس وجود کی حلقہ بگوشی کو دنیا کے صوفیائے کرام اپنے لئے باعث فخر سمجھتے ہیں اس مجسمہ روحانیت کی خوشہ چینی کو کافۃ المشائخ اپنی خوش قسمتی خیال کرتے ہیں مگر آج تک اس عظیم و بے عدیل ہستی کے مفصل جامع و مانع حالات اردو زبان میں قلمبند نہیں ہوئے تھے چنانچہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے آپ کی سیرت بالکل نئی طرز پر لکھی گئی ہے۔ ابتداء میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے سلسلہ نسب کے مشاہیر کے حالات لکھ کر آخر میں آپکے والد ماجد کے مفصل حالات قلمبند کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد ایک مقدمہ ضرورت مجدد پر لکھا گیا ہے جس میں حدیث مجدد کی تشریح کرکے تمام شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد آپ کی ولادت زمانہ طفولیت تحصیل علم شریعت و طریقت کے واقعات درج کیے گئے ہیں اس کے بعد تجدید کے تیئیس سالوں کے حالات ہر ایک سال کے علیحدہ علیحدہ ترتیب وار تحریر کیے گئے ان کے ضمن میں ہزارہا علمائے کرام و صوفیائے عظام کا آپکے حلقہ ارادت میں داخل ہونا آپ کا اکبر کے الحاد و زندقہ کو مٹانا جہانگیر کو مجدد کرنا۔ گوالیار کے قلعہ میں نظر بند جہانگیر کی معافی و انکی سرکوبی مکتوبات کی نشر و اشاعت اور وفات کے عجیب و غریب حیرت انگیز حالات قلمبند کر دیے گئے ہیں اس کے بعد اولیاء اللہ اور کرامات کے عنوان سے ایک مقدمہ لکھا گیا ہے جس میں اولیاء اللہ سے کرامات کا ظہور برحق ثابت کرکے مخالفین کے تمام اعتراضات حل کیے گئے ہیں بعدہ آپکی کرامات مکاشفات عبادات شبانہ روز کے اعمال و عقائد و پوشش و علیہ مخصوص کمالات شیوخ و سلاسل تصانیف اولاد و اصحاب خاندان اور چالیس مشاہیر خلفاء کے مفصل حالات درج کیے گئے ہیں ضخامت ۲۹۲ صفحے مجلد

ہدایۃ الطالبین

یہ کتاب عارف حقیقت قیوم دوران حضرت شاہ حافظ ابو سعید صاحب دہلوی نقشبندی مجددی نائب اللہ علیہ کی تصنیف ... کتاب کیا ہے تصوف کا ... ہے بلا مبالغہ کتاب ایسی ہے کہ اس ... غیر کسی پیر طریقت کے مقامات سلوک طے کر سکتا ہے۔ کتاب کیا ہے طریقت ... میں بند کر دیا ہے۔ اس میں اصطلاحات و سلوک نقشبندیہ کو اس خوبی سے شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اس کتاب کو مطالعہ کرنے سے ... کرکے یکایک حکم و دقائق اور حقائق و معارف کوٹ کوٹ کر بھر دیئے گئے ہیں

قیمت مجلد ... آنے

اِصلاحِ اعمال

اِبلیس کا خطبۂ صدارت

(گذشتہ سے پیوستہ)

کانفرنس ولیگ وجود ہی میں کیوں آئیں گورنمنٹ سے مسلمانوں کے تعلقات اچھے ہی کیوں ہوئے جو تقسیم بنگال وتسلیم حقوق وغیرہ کی نوبت آئی، اگر میری اصول کے مطابق ہر بات کی ابتدا ہی سے مخالفت کی جاتی تو جو پریشانی مجھے پچھلے دس سال میں ہوئی ہے وہ ہرگز نہ ہوتی اور میں اپنی توجہ دوسرے اہم امور کی طرف مبذول کرسکتا۔

اِسلامی انسٹی ٹیوشنوں کی تباہی کے لئے میری تین تجویزیں

حضرات! جس وقت ۱۸۶۱ء میں میں نے دوبارہ آکر چارج لیا ہے تو ملک کے حالات بغور دیکھنے کے بعد میں نے یہ رائے قائم کر مجھے سب سے پہلے اسلامی انسٹی ٹیوشنس کو تباہ کرنا چاہیئے۔ یہ کام کچھ آسان نہ تھا، اور یہ میری ہی ہمت تھی کہ اس قلیل عرصہ میں میں نے ان تمام چیزوں کی بنیادوں کو ہلا دیا جو چالیس برس میں تمام قوم اور سلطنت کی کوششوں سے وجود میں آئی تھیں۔ اس مقصد کے لئے میں نے اسوقت تین اصول طے کئے تھے جن کو میں اپنے ۱۸۶۱ء کے فرمان سے جو میں نے اپنی ذریات کے نام جاری کیا تھا، بجنسہ نقل کرتا ہوں تاکہ آپ لوگوں کو معلوم ہو کہ مسلمانوں کا تنزول میری تدابیر اور مسلسل کوششوں کا نتیجہ ہے نہ کہ محض اتفاقی واقعہ۔

(۱) سب سے پہلے پین اسلام ازم کی اشاعت کی جائے اور یہ بات مسلمانوں کے ذہن نشین کی جائے کہ تم عرب اور عجم کے رہنے والے ہو تمہیں اس ملک سے کیا علاقہ۔ یہاں تو تم فاتحانہ حیثیت سے آئے ہوئے ہو اور گو آج تمہاری سلطنت نہیں ہے تاہم اس واقعہ سے انکار نہیں ہوسکتا کہ تم انہیں مجاہدین کی اولادیں ہو جن کی ہیبت سے ایک عرصہ کی قوم صدیوں تک کانپتی رہی ان خیالات کی اشاعت کا یہ اثر ہوگا کہ مسلمان اپنی زندگی اور موت اسلامی سلطنتوں کی بقا پر منحصر سمجھیں گے اور جوں جوں ٹرکی، ایران، مراکش، مصر، طرابلس وغیرہ کی تباہی کی مکمل اسکیم تیار کرکے میں اپنی ذریات متعینہ کے ذریعہ سے آہستہ آہستہ یورپین اقوام کے قبضہ میں آتے جائیں گے

...... یہاں کے مسلمانوں پر مایوسی چھاتی جائے گی، اسلامی ممالک میں ہر روز ایک نہ ایک فتنہ کھڑا کیا جائے گا اور اس کی بدولت یہاں جوش اور انتشار کے جذبات نمایاں ہونگے اور سکون اُن سے بالکل جاتا رہیگا۔ یہ تو ناممکن ہے کہ وہ باہر والوں کی کچھ بھی مدد کرسکیں لیکن یہ یقینی ہے کہ اس غیر اطمینانی سے یہاں خود ان کا شیرازہ بکھر جائیگا اور اس وقت جتنے کام دلجمعی سے ہو رہے ہیں ان کی طرف سے قوم کی توجہ ہٹ جائیگی۔

دوسرا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ ہندوستان کو سرے سے اپنا ملک ہی نہ سمجھینگے اور ان کے نزدیک حب وطن ایک بے معنی لفظ ہوجائے گا اپنی اصلاح کی انہیں مطلقاً فکر نہ ہوگی اور دن رات اسی غم میں مبتلا رہینگے کہ آج ایران کے ٹکڑے ہوگئے، کل ٹرکی پر حملہ ہوگیا پرسوں طرابلس نکل گیا، وغیرہ وغیرہ، یہ بات ہمیں کسی وقت نہیں بھولنا چاہیئے کہ اسلامی سلطنتوں کی تباہی کی اسکیم کی کامیابی کا دارومدار بھی محض اس بات پر ہے کہ ہندوستان کے مسلمان غیر تعلیم یافتہ مفلس اور ذلیل رہیں اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کی تعداد اس ملک میں بہت زیادہ ہے یورپین ٹرکی، ایشیائے کوچک، آرمینیا، شام وعرب کی کل آبادی مسلم اور غیر مسلم دو کروڑ بارہ لاکھ تہتر ہزار آٹھ سو ہے (۲۱۲۷۳۸۰۰) اور اگر اس میں ایران و کابل بھی شامل کرلئے جائیں تو بھی مجموعی تعداد ہندوستان کے مسلمانوں کی نصف بھی نہیں ہوتی اس لئے اگر یہاں یہ لوگ ترقی کرگئے تو ان کا وقار قائم ہوجائیگا۔ ان کی گورنمنٹ جو تمام دنیا میں سب سے زیرک ہے ان کے جذبات کا لحاظ کرنے پر مجبور ہوگی اور خود اسلامی ممالک کی محافظ بن کر میری مجوزہ اسکیم میں مخل ہوگی۔ برخلاف اس کے اگر یہاں یہ قوم خود پستی کی حالت میں رہی تو اس کی زبانی ہمدردی مداخلت کی لمبی چوڑی درخواستیں قومی جلسوں کی تحریکات سب بے اثر ہونگی، علاوہ اس کے سات کروڑ افراد کے یکجا اور ایک سلطنت کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے یہ ممکن ہے کہ ان کی ایک متحد قومی پالیسی بن جائے اور وہ اپنی حالت کے سنبھالنے کی طرف متوجہ ہوجائیں اسلامی ممالک میں تو یورپین اقوام کی آئے دن کی مخالفت اور مداخلت کی وجہ سے کسی کو سکون نصیب نہیں ہوتا جو اصلاح کی تدابیر کی جائیں، اس پر جبریہ فوجی خدمت، بیرونی حملوں کا اندیشہ اور بے اطمینانی تمام رعایا کو ایک زلزلہ کی حالت میں رکھتی ہیں لیکن یہاں یہ ہرگز ممکن

نہیں ہے۔ ترقی کی راہیں ان پر کھلی ہیں تمام ملک میں امن وامان ہے اور سلطنت خود ان کی معین ومددگار۔ اس لئے یہاں اس بات کی سب سے زیادہ ضرورت ہے کہ بیجا جوش اور انتشار سے تمام قوم کے دل ہلا دیئے جائیں تاکہ وہ انگریزی حکومت کے برکات سے محروم رہے اور اس کا طریقہ بجز پین اسلامزم کی اشاعت کے اور کچھ نہیں ہے اس پالیسی کا یہ اثر ہوگا کہ ٹرکی، ایران، مصر، مراکو وغیرہ کے مصائب ان کے لئے ایسے ہی تکلیف دہ ہونگے جیسے خود وہاں کے باشندوں کے لئے اور اس بے چینی، روحانی تکلیف اور غم وغصہ کی حالت میں جو تدابیر کہ یہاں وہ اپنی ترقی کے لئے کرسکتے ہیں، اس سے محروم رہینگے میں اپنے تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ کچھ عرصہ سے یہ قوم واقعات کو پس پشت ڈالکر تخیلات کے پیچھے دوڑنے کی عادی ہوگئی ہے اس لئے یہ تحریک جس میں بظاہر اخوت اسلامی کا شائبہ پایا جاتا ہے نہایت کامیاب ثابت ہوگی اور کسی کو یہ گمان بھی نہ ہوگا کہ اس کا موجد میں ہوں۔

(۲) دوسرا اصول۔ آبروریزی جو بہت زیادہ قابل توجہ ہے یہ ہے کہ ان میں کوئی ایسا شخص لیڈر نہ رہنے پائے جس نے مدتوں قوم کی مسلسل خدمت کرنے کے بعد ملک میں اعتبار حاصل کیا ہو۔ بلکہ یہ کوشش کرنا چاہئے کہ مسلمانوں کی باگ ہمیشہ ان نوجوان وکلا، بیرسٹروں ولایت کے فیل شدہ طلبا، یا مایوس الملازمت اشخاص کے ہاتھ میں رہے جو اس دنیا میں کسی وجہ سے اپنے حصول مقاصد میں ناکامیاب رہے ہوں۔ تجربہ شاہد ہے کہ جب کسی قوم میں معمر اور قابل لوگ پیش پیش ہوتے ہیں تو اس کا سب سے پہلا اثر یہ ہوتا ہے کہ نااہلوں کے دل میں سرداری کی خواہش پیدا نہیں ہوتی اور جو لوگ سچ مچ طبعی طور پر اس عزت کے طالب ہوتے ہیں انہیں کسب کمال، بےجا ہمدردی، قومی خدمت اور ان اوصاف کے پیدا کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے جو ترقی کا اصلی زینہ ہیں، دوسرا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ باوقار اشخاص کا اعتبار قوم اور ملک میں زیادہ ہوتا ہے اور ان کی بات وقعت کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ مجھے ان ہردو فوائد سے مسلمانوں کو محروم کرنا ہے اور یہ اسوقت تک ناممکن ہے جب تک موجودہ کارکردہ لیڈروں کو ذلیل کرکے نوعمر لوگوں کو فروغ نہ دیا جائے کون نہیں جانتا کہ جو شخص اپنی ناقابلیت کی وجہ سے اس دنیا میں ناکامیاب رہتا ہے اس کو فطرتاً دیگر ذرائع سے عروج کی بہت زیادہ تمنا ہوا کرتی ہے اور وہ بھی اسقدر عجلت کے ساتھ کہ وہ سرے سے تدریجی ترقی کے قابل ہی نہیں رہتا۔

(باقی آئندہ)

[illegible] بابا چالیس چور

قومیت متحدہ اور پین اسلامزم کے اسٹیج پر

(جناب مولانا عکاس کے قلم سے)

چودھواں چور

"حضور" مولانا اپنی عبا کو جو کھدر کی تھی سنبھال کر بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ ان کے برابر ہی سے ایک اور شیطان کھڑا ہوا۔ جس کا حلیہ یہ تھا۔ لمبا قد۔ بہت موٹا جسم [illegible] آنکھیں جن کو گالوں کی فربہی کی وجہ سے چہرے پر تلاش کرنا پڑتا ہے۔ لمبی اکڑی ہوئی ناک نیویں۔ بلو سرج کا ٹرکش کوٹ۔ کانپور کی سفید فلالین کی پتلون۔ سر برہنہ۔ اس نے کھڑے ہوتے ہی سگریٹ سلگایا۔ اور نہایت بے پروائی کے ساتھ اپنے رفقاء کار کو مخاطب کرکے کہنا شروع کیا

میرے بھائیو! اس سے زیادہ مسرت کا موقع اور کیا ہوگا کہ آج ہم اس تاریخی شہر میں جمع ہوئے ہیں۔ ہمیں اپنی اس جوبلی پر جتنا بھی فخر ہو کم ہے۔ اور ہم آج اپنے سردار کا جس قدر شکریہ ادا کریں تھوڑا ہے۔

میری ابتدائی تعلیم ہندوستان کے اس مشہور شہر میں ہوئی جو ۱۸۵۷ء میں ایک خاص شہرت رکھتا تھا۔ میرے والدین متوسط درجہ کے شرفا میں شمار ہوتے تھے۔ انہوں نے مجھ کو بڑی مشکل سے انٹرنس تک تعلیم دلائی اور اس کے بعد میری تعلیم کا کوئی انتظام نہ کر سکے

اتفاق سے میرے تعلقات ...... کوکین فروش سے ہو گئے۔ جو ہندوستان میں اس تجارت کا بادشاہ کہا جاتا تھا۔ اس نے مجھ کو اپنے مطلب کا پا کر اپنے کام کے لیے انگلستان بھیجنا چاہا۔ مجھے تعلیم کا شوق تھا۔ میں نے کہا میں جانے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ مجھ کو تم بیرسٹری کا امتحان دلوا دو۔ وہ میرے اس خیال سے بہت خوش ہوا اور اس نے پوری طرح مصارف انگلستان کی ذمہ داری لے لی۔

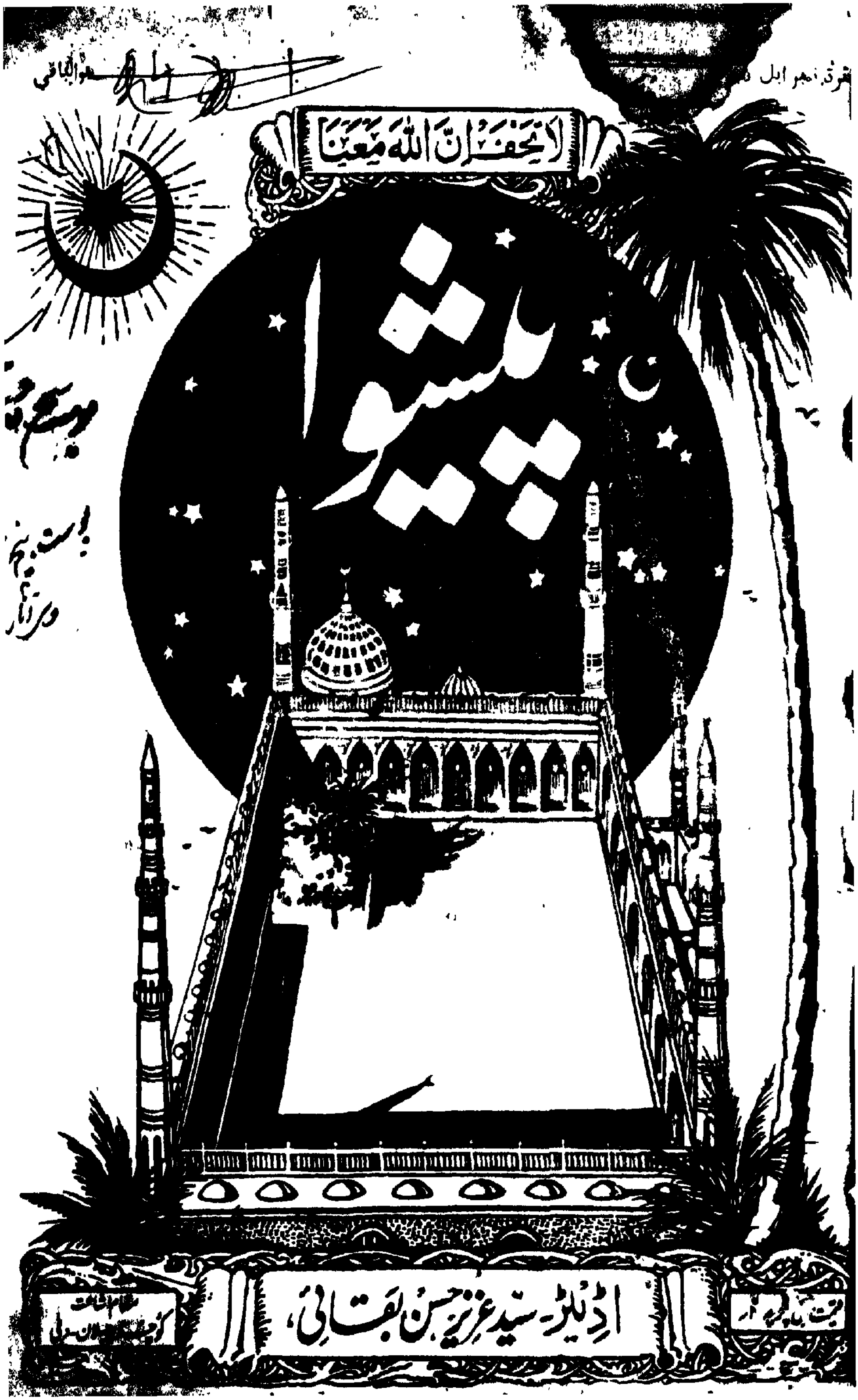
میں بڑی مشکل سے اپنے والدین کو راضی کرکے انگلستان روانہ ہو گیا اور وہاں سے میں نے نہایت ہوشیاری کے ساتھ اپنے فرائض کو انجام دیا۔ روپیہ خرچ کرنے کی کمی نہ تھی۔ جوانی کی امنگیں دب نہ سکیں۔ ایک میم سے تعلق ہو گیا اور اس تعلق کی یادگار بھی قیام انگلستان میں قائم ہو گئی۔ بیرسٹری کا کورس ختم ہو گیا۔ ڈنر دیئے جا چکے اور میں بیرسٹر بن کر ہندوستان کی واپسی میں مصروف ہوا۔ میری محبوبہ ہندوستان آنا چاہتی [illegible] کو میرے قیام انگلستان کا راز معلوم نہ ہو جائے [illegible] انگلستان میں اس شرط پر چھوڑ آیا کہ دو سو روپے [illegible] سے بھیجا کروں گا۔

میں بیرسٹر بن کر اپنے وطن آیا [illegible] بہت خوش تھے۔ کنبہ والے مسرت سے پھولے نہیں سماتے تھے۔ مگر میری حالت یہ تھی کہ باوجود سخت کوشش کے سو روپے ماہوار بھی پیدا نہ کر سکتا تھا۔ انگلستان سے خط پر خط آتے تھے۔ مگر میں مجبور تھا۔ آخر ایک روز میں نے تنگ آکر طلاق نامہ بھیج دیا۔

حسن اتفاق سے میرے معزز سردار آپ نے ہندوستان کی آزادی کا ایک خواب دیکھا اور ایسی پر فریب توقعات ہندوستان کو دلائیں۔ کہ میں پریکٹس چھوڑ کر آپ کے ساتھ ہندوستان میں دربدر مارا مارا پھرا۔ پریکٹس چھوڑنے کے وقت مجھے یہ خیال تھا کہ اس نئی قومیت کی تجارت میں پیٹ نہ بھرے گا مگر شکر ہے کہ میرا خیال غلط ثابت ہوا۔ اور نئی پریکٹس (چندہ خوری) نے مجھے نہ صرف ایک کامیاب بیرسٹر بنایا بلکہ ایک کامیاب لیڈر اور ایک کامیاب رئیس بھی بنا دیا۔ میں نے اپنی ڈیپوٹیشن پارٹی کے ساتھ ہندوستان کے مختلف دورے کئے اور ان دوروں میں اتنا کما لیا کہ میرے اصطبل میں چار چار گھوڑے بندھے رہتے تھے حالانکہ اس سے پہلے گدھا بھی سواری کے لئے میسر نہ تھا۔

"پلان" بدلتے ہی لوگوں میں چہ میگوئیاں ہوئیں۔ اور یہ چہ میگوئیاں اس حد تک بڑھیں کہ میرا آزادانہ طور پر شہر میں پھرنا دوبھر ہو گیا۔ اور میں نے اپنی سکونت صوبہ کے مرکزی مقام میں تبدیل کی۔ اسی زمانہ میں ہندوستان کے ایک مشہور تجارتی شہر میں زبردست ہندو مسلم فساد ہوا۔ قومیت کی پونگی بجتی نہ تھی۔ میں نے جھٹ کیمونل (فرقہ وارانہ) فضا میں سانس لینا شروع کیا اور یکدم نیشنلسٹ سے اسلام پرست بن گیا۔ اور پانچ سو روپے روزانہ پر میں نے وہاں کے مقدمات لیئے غریب مسلمان چندہ دیتے تھے۔ اور میں پریکٹس کے نام سے اپنی جیب بھرتا تھا۔ یہ فسادی مقدمات کئی مہینے رہے اور میں نے پچاس ہزار روپیہ سے زیادہ خرچ کے علاوہ بچا لئے۔ مسلمانوں کو اقدام قتل و ڈاکہ زنی میں سخت سزائیں ہوئیں جس میں علاوہ گورنمنٹ کی پالیسی کے بہت زیادہ میری نالائقی کو بھی دخل تھا۔ جب مقدمات ختم ہو گئے تو پھر میں صوبہ کے مرکزی مقام میں آ گیا۔ اب میری شہرت بہت خراب ہو گئی اس لئے میں تبلیغ کی نئی دوکان پر جانا چاہتا ہوں تاکہ اس بدگمانی کو دور کروں چنانچہ میں نے ڈورے ڈالنے شروع کئے ہیں اور امید ہے کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گا۔

دوستو! میرا نئے اڈے پر جانا اگرچہ محترم سردار کی منشاء کے خلاف ہے مگر کیا کروں [illegible] چلتی نہیں قومیت کی پونگی بجتی نہیں تو پھر کیا میں تبلیغ کی ڈفلی بھی نہ بجاؤں [illegible] میرے بھائیو۔ علی بابا نے سن کر ایک قہقہہ لگایا اور کہا مجھ سے [illegible] ہو [illegible] تھے تو یہ کیوں نہ کہا کہ اس چندے کے روپے ...... [illegible] تھا اور غریب کا [illegible] ہر مہینہ دو سو روپیہ [illegible] نہ ہوتا تھا [illegible] یہ تو سب مجھے پہلے ہی سے معلوم تھا۔ (باقی [illegible])


لا تحزن ان اللہ معنا
پیشوا
اڈیٹر۔ سید عزیز حسن بقائی،
مقام اشاعت

نتگ

ا پچوڑنے
یٹ نہ بھریگا
رہ خوری)
راور ایک
ندوستان

اسی زمانہ
ت ہندو مسلم فساد
زفرقہ وارانہ)
ے اسلام پرست
کر

حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی کی بنائی ہوئی

تاریخی اسلامی کتابوں کی فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامی تاریخ

اسلامی تاریخ کا پہلا حصہ ہے۔ ایک سو چھتیس صفحے ہیں۔ لکھائی چھپائی عمدہ ہے کاغذ سفید اور چکنا ہے۔ پانچ دفعہ چھپ کر [illegible] اندر [illegible] بکے ہیں۔ میلاد شریف کی محفلوں میں پڑھا جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت شریف کا پورا تاریخی تذکرہ ہے قیمت عہ

محرم نامہ

اسلامی تاریخ کا دوسرا حصہ ایک سو تینتیس صفحے کی کتاب ہے۔ چوتھا اڈیشن ہے لکھائی چھپائی صاف ہے کاغذ سفید ہے اور حسب ذیل بیانات ہیں۔ وفات رسول صلعم [illegible] حدیث قرطاس کی بحث۔ حضرت ابوبکر کی خلافت [illegible] حضرت عثمان اور حضرت علی کی خلافتیں اور [illegible] شروع اسلام کے چھ شہید۔ حضرت عثمان کی شہادت حضرت امام حسن کی شہادت۔ جمل اور صفین [illegible] خارجیوں کا خروج۔ حکومت اسلام کی پہلی [illegible] نشینی حضرت مسلم کی شہادت۔ ان کے دو بچوں کی شہادت۔ حضرت امام حسین کا سفر کوفہ۔ حضرت امام حسین کی شہادت اور [illegible] واقعات۔ یزید کے دربار میں فاطمی قیدیوں کا جانا قیمت عمر

یزید

ایک سو گیارہ صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی صاف کاغذ اعلیٰ درجہ کا اس کتاب میں بنی امیہ کی پوری تاریخ ہے اور ہر بادشاہ کی خانگی اور بیرونی زندگی کو وضاحت اور صفائی سے بیان کیا گیا ہے۔ اسلامی تاریخ کے یہ تینوں حصے اکثر مدارس میں لڑکوں اور لڑکیوں کو بطور کورس کے پڑھائے جاتے ہیں ان سب کی زبان نہایت آسان ہے اور واقعات نہایت معتبر تاریخوں سے چھانٹے گئے ہیں قیمت عہ

طمانچہ برخسار یزید

اسلامی تاریخ کا [illegible] ایک سو چالیس صفحے کی کتاب ہے لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ اور کاغذ نہایت دبیز اور عمدہ۔ اس کتاب میں بنی امیہ کے شریر لوگوں کی خفیہ چالاکیوں کا حال ہے [illegible] سب واقعات ایسے ہیں جو [illegible] نہیں ہیں سوائے چند واقعات کے۔ یہ کتاب ہر مسلمان کو ضرور دیکھنی چاہیے۔ کیونکہ [illegible]

دکن کی اسلامی تاریخ

حضرت خواجہ صاحب نے ہندوستانی تاریخ مسلمان طلبہ کے لئے ایسے طریقہ سے لکھنی شروع کی ہے جو عام فہم ہے۔ سلیس و صاف ہے اور جس میں تمام بڑے بڑے واقعات کا خلاصہ آ جائے۔ ارادہ کیا گیا ہے کہ ہر صوبہ کی تاریخ علیحدہ علیحدہ ہو۔ ابتدا صوبہ دکن سے کی گئی ہے۔ کیونکہ وہاں اللہ کے فضل سے ابتک اسلامی حکومت قائم ہے۔

اس تاریخ کا پہلا حصہ [illegible] سائز پر شائع ہوا ہے اور دوسرا حصہ چھپ رہا ہے۔ پہلے حصہ میں ہندوؤں کے وقت سے لیکر مغلیہ خاندان کے بادشاہوں تک کا مفصل تذکرہ ہے۔ ضخامت ۲۰۰ صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ ٹائٹل رنگین۔ خوبصورت۔ قیمت ۸

کرشن بیتی

ہندو تاریخ کی کتاب یہ ایک سو بانوے صفحے کی کتاب ہے اور دو دفعہ چھپی ہے۔ اس کا ترجمہ انگریزی۔ گجراتی۔ ہندی زبانوں میں ہو چکا ہے۔ اس میں ہندوؤں کے مشہور اوتار سری کرشن جی کی سوانح عمری ہے۔ کسی مسلمان نے آج تک سری کرشن جی کے حالات اس تفصیل اور صفائی سے نہیں لکھے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب بہت مقبول ہوئی۔ قیمت ۱۲

بیگمات کے آنسو

غدر دہلی کے افسانوں کا پہلا حصہ یہ وہ مشہور کتاب ہے جس کو حضرت خواجہ صاحب کی بہترین یا اعلیٰ درجہ کی تصنیف کہا جاتا ہے۔ ایک سو بہتر صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی صاف ہے کاغذ اور چھپائی اعلیٰ درجہ کی۔ ٹائٹل [illegible] نہایت ہی خوبصورت اور رنگین ہے۔ کئی رنگ میں چھاپا گیا ہے سات دفعہ چھپ چکی ہے [illegible] افسانے ہیں اور قیمت ۱۲

انگریزوں کی بپتا

غدر دہلی کے افسانوں کا دوسرا حصہ جس میں انگریزوں [illegible] اور بچوں کی ان مصیبتوں کا حال ہے جو ان کو غدر [illegible] پیش آئیں۔ ضخامت ۲۲ صفحے۔ لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ۔ کاغذ [illegible] خود بھی [illegible] قیمت ۸

ان خطوط کا مجموعہ شائع ہوا ہے
انگریزی فوج کے افسران نے دہلی کے
… کر بھیجے تھے۔ ان خطوط میں بعض
… بھی ہیں ضخامت ۸۰ صفحے لکھائی چھپائی
… اس کے اندر ہیں قیمت ۳/

… کا چوتھا حصہ
… کا مقدمہ
یہ دو سو اسی صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی
چھپائی بھی اچھی اور کاغذ بھی اچھا ہے
یہ غدر دہلی کے حالات میں نہایت

… کتاب ہے۔ اس میں اس مشہور مقدمہ کا حال ہے جو مغلوں کے آخری
… بہادر شاہ پر بالزام بغاوت چلایا گیا تھا اور جس کی پیشیاں
… تک ہوتی رہیں۔ ہندو مسلمانوں کی گواہیاں ہوئیں۔ خود بہادر شاہ
… بیان ہوا۔ اور دوران مقدمہ میں ایسے عجیب و غریب خفیہ راز منکشف
… جن کا حال کسی کو معلوم نہیں تھا۔ غرض یہ کتاب شروع سے آخر تک
… تاریخی سنسنی خیز مرقع ہے اور اسکو پڑھ کر ہر شخص کو معلوم ہو جاتا ہے
… بہادر شاہ کو کیسا آلہ کار بنایا گیا۔ اور پھر خود الگ ہو کر اس سارے سلطنت کا
… انگریزوں کے ہاتھ بک رہی ہے۔ قیمت ۱۲/

… دہلی کے افسانوں کا پانچواں حصہ
گرفتاری کے خطوط
اس مجموعہ میں وہ خط۔ کتابت شائع
کی گئی ہے جو غدر ۱۸۵۷ء میں
بہادر شاہ اور غدر کرنیوالوں کے

درمیان ہوئی اور جس کو قلعہ دہلی سے انگریزوں نے گرفتار کیا ۱۵۲
… کی کتاب ہے کاغذ بھی اچھا ہے اور لکھائی اور چھپائی بھی۔ اس
… غدر کی تمام خفیہ کارروائیاں نظروں کے سامنے آ جاتی ہیں
… غدر کے ہر ممبر کا طرز عمل علیحدہ علیحدہ تفصیل کے ساتھ معلوم ہو جاتا
ہے۔ نہایت دلچسپ ہے۔ اور نہایت موثر۔ قیمت ۸/

غدر دہلی کے افسانوں کا چھٹا حصہ
غدر دہلی کے اخبار
یعنی غدر ۱۸۵۷ء کے ان اخبارات
کے منتخب ساتھ جو زمانہ غدر اور
اس سے پہلے شائع ہوئے تھے اور

… انگریزی گورنمنٹ نے یہ الزام لگایا تھا کہ بغاوت کرانے میں ان کا ہاتھ
… تھا۔ ان سب کا مجموعہ ایک جگہ شائع کیا گیا ہے نہایت
… لکھائی چھپائی نفیس کاغذ نہایت اعلیٰ درجہ کا۔ قیمت ۴/

… کے افسانوں کا ساتواں حصہ یہ … صفحے کی کتاب ہے لکھائی چھپائی اور کاغذ …
… روزنامچہ غدر
… مرزا اسد اللہ خاں غالب کی تحریر یا
… کا ترجمہ ہے … تاریخ غدر دستنبو
… غدر … کے طرز ادا
… نہایت دلچسپ ہے …

جو دہلی والوں کو پیش آئے۔ ...
تصاویر نہایت نفیس اور بالکل اصلی۔ یہ کتاب حجم میں دہلی کے
مصائب کا تاریخی بیان ہے اور وہ خود انگریزوں کی لکھی ہوئی کتابوں
کے حوالے دیکر جمع کیا گیا ہے کوئی نہیں چھپی۔ عام لوٹ۔ عام قتل۔ ...
پھانسیاں۔ بہادر شاہ کی گرفتاری کا قصہ۔ ان کے لڑکوں کا قتل
کیا جانا اور ہڈسن صاحب کا خون پینا۔ عورتوں کا ڈوب کر مر جانا
اسیر بہادر شاہ بادشاہ۔ شہزادہ جواں بخت۔ مرزا اکبر ولیعہد۔ مرزا مغل
کمانڈر انچیف۔ حکیم اسد اللہ خاں۔ نواب حامد علی خاں۔ مرزا الٰہی بخش۔ نواب
محبوب علی خاں اور بادشاہ کے دربار عام کی تصاویر ہیں اور بہادر شاہ بادشاہ کی
وہ دردناک تصویر بھی ہے جو بحالت قید رنگون میں اس وقت لی گئی تھی۔ جبکہ وہ
جاں کنی میں مبتلا تھے اور جس کے چند منٹ بعد وہ مر گئے۔ قیمت ۱۲/

غدر دہلی کے افسانوں کا نواں حصہ
دہلی کا آخری سانس
ابھی حال میں چھپا ہے نہایت ہی
دردناک اور موثر و معتبر قیمت ۸/
دسواں حصہ بھی طیار ہے جسکا نام
"غدر دہلی کی صبح و شام" ہے۔ قیمت ۸/

ذکر غوث پاک محفلنامہ گیارہویں شریف
حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی کی مفصل سوانحعمری۔ اور گیارہویں شریف کی محفلوں میں
پڑھنے کے لئے سب سے زیادہ معتبر کتاب نظم و نثر سے آراستہ ۸۰ صفحے
کاغذ لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی قیمت ۱۲/

زنانہ تعلیم کی کتابیں
ذیل میں وہ کتابیں درج کی جاتی ہیں جو عورتوں اور بچوں کی تعلیم و تربیت کے واسطے
مفید ہیں اور سب خواجہ صاحب کی لکھی ہوئی ہیں۔

پہلا حصہ
بیوی کی تعلیم
یہ کتاب پانچ دفعہ چھپی ہے ضخامت ۲۱۶ صفحے کاغذ معمولی
لکھائی بہت کشادہ تاکہ عورتیں اور بچے پڑھ سکیں قیمت ۸/

زنانہ تعلیم کا دوسرا حصہ
بیوی کی تربیت
ضخامت ۱۴۴ صفحے۔ کاغذ درمیانہ لکھائی چھپائی
صاف۔ اس میں مختلف لوگوں کے بیان ہیں
مصنف کی بیوی خواجہ بانو صاحبہ نے حسب ذیل
سوال سوالات اخبارات میں شائع کرائے تھے۔ مشہور عورتوں نے ان کے جوابات
لکھے وہ سب اس کتاب کے اندر ہیں۔ قیمت ۱۲/

زنانہ تعلیم کا تیسرا حصہ
اولاد کی شادی
ضخامت ۱۲۰ صفحے لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا
شادی کی غرض۔ نسب و خاندان۔ دولت۔ تعلیم و
تربیت۔ صورت شکل۔ تندرستی۔ چال چلن اور مزاج و خصلت … کے
رشتے۔ دو سو انتقامات کے رشتے۔ قصبہ کے ذریعہ رشتے …
میں رشتے۔ یورپین عورتوں کے رشتے۔ بازاری عورتوں کے …
… عورتیں … حق … مختصر …
…

... بیوہ کی شادی طلاق کے مسائل ...
... قیمت ...

...کی کہانیاں باتصویر

ضخامت مع تصاویر ... صفحے یعنی ... صفحے تصویروں کے ... کاغذ اور لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی تصویریں مہاراجہ سرکشن پرشاد کی ... نہایت عمدہ اور بچوں کے لئے پسندیدہ۔ یہ کتاب ... خواجہ ... حسن نظامی کی لکھی ہوئی ہے اس میں وہ دلچسپ کہانیاں ہیں جو ... میں ننھے بچوں کے سامنے کہی جاتی ہیں۔ لڑکیاں اور لڑکے ... شوق سے پڑھتے ہیں۔ قیمت ۱۰/

...بیتی کہانیاں

ضخامت ... صفحے کاغذ عمدہ۔ چھپائی عمدہ لکھائی اچھی۔ اس میں حسب ذیل کہانیاں ہیں ... یا گیا ناتواں کی داستان۔ عطر اور دو انڈے۔ جادو کا کاغذ ... کرامت کی انگلی۔ دشت میں دو بلال۔ آنسو کا جھولا۔ مرتے ... روح کا خول۔ پیاری جھگڑالی۔ دکھیا شہزادی۔ بھولی بیگم
قیمت ۱۰/

...خطوط نویسی

ضخامت ۱۵۲ صفحے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی صاف پہلے حصہ اُستانی کی ... میں ... دوسرا حصہ ایک مجموعہ میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ خط کے لکھنے ... حسن نظامی کے عہد طفلی کا نمونہ تحریر۔ پھر سترہ برس کے بعد کے خطوط ... پھر دوسرے حصہ میں نامی مسلمانوں کے خطوط ہیں پہلے ... کے بعد حضرت اکبر الہ آبادی کے خطوط ہیں۔ پھر مولانا ابوالکلام کے ... شبلی کے۔ پھر ڈاکٹر اقبال کے۔ پھر نواب محسن الملک کے۔ پھر مرزا ... قادیانی کا۔ پھر حکیم نورالدین قادیانی کا۔ پھر مولوی ذکاء اللہ کا ... اس مجموعہ میں یہ ہے کہ ہر بزرگ کی دستخطی تحریر کا عکس بھی دیا گیا ہے ... حصہ میں تمام و کمال خواجہ حسن نظامی کے خطوط ہیں۔ جو بیوی کے ... کے نام دوستوں کے نام مریدوں کے نام بھیجے گئے ہیں۔ خطوط نویسی ... حصوں کے پڑھ لینے سے ہر شخص کو خط لکھنا آجاتا ہے۔ قیمت ہر ... کے مجموعہ کی ...

...کی عیدی

یہ عید بقر عید اور عید میلاد الرسول کے زمانہ میں بچوں کو بطور عیدی کے تقسیم ... ہے۔ ہر سال ہزاروں کی اشاعت ہوتی ہے۔ لکھائی چھپائی ... اچھا ٹائیٹل خوشنما جس پر مسجد نبوی کا نقشہ ... دکھایا گیا ہے۔ اس میں آنحضرت صلعم کے اخلاق۔ عید میلاد کی ... کلمات الرسول (عید ... کی ... جاتی ...) ... عید ...

بچوں کی تعلیم کے لئے

آسان قاعدہ

پہلا حصہ
یہ باتصویر خوبصورت ... شریف کی عربی عبارت ... خوشی خوشی پڑھتے ہیں۔ اور یہ قاعدہ پڑھتے ہی پھر بچہ کو قرآن ... عربی عبارت پڑھنی آجاتی ہے۔ قیمت ۸/

تعلیم القرآن

دوسرا حصہ
اس میں تمام قرآن شریف کے ضروری مضامین کا ... نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ اور ہر قسم کے ضروری احکام اسلام کی آیات باب قائم کر کے ایک جگہ جمع کی گئی ہیں ... مطلب بھی لکھا گیا ہے جنکو یاد کرنے کے بعد بچے قرآن شریف کے تمام ضروری مضامین کے حافظ ہو جاتے ہیں اور کمال یہ ہے کہ یہ سارا رسالہ صرف دو مہینے میں یاد کیا جا سکتا ہے۔ بڑی عمر والے بھی اس کو یاد کرتے ہیں۔ جنکو وعظ و لیکچر میں قرآنی آیات پڑھنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ یا وہ لوگ جو ایک مضمون کی بہت سی آیات ایک جگہ دیکھنی چاہتے ہیں۔ وہ بھی اس رسالہ کو یاد کر لینے میں تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا وہ تمام قرآن کے حافظ ہیں اور مطلب بھی نہایت آسان اور صاف زبان میں لکھا گیا ہے اور قیمت بھی بہت ہی کم یعنی ۸/

اردو سبق

تیسرا حصہ
یہ باتصویر رسالہ اس قدر دلچسپ ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں اس کی تصویریں اور اس کے افسانے اور ... مضامین دیکھکر باغ باغ ہو جاتے ہیں اور خوب دل لگا کر بغیر استاد کی تاکید کے پڑھتے ہیں۔ خصوصاً لڑکیوں کو یہ رسالہ بہت ہی پسند آتا ہے۔ قیمت ۸/ ان تینوں کتابیں اعلیٰ حضرت حضور نظام نے مملکت آصفیہ کے سرکاری مدرسوں میں بطور نصاب تعلیم کے لئے فرمان شاہی کے ذریعہ جاری کرادی ہیں۔

آپ بیتی حسن نظامی

یہ ایک سو چالیس صفحے کی کتاب ہے لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا ہے مصنف کی دو عکسی تصویریں بھی ہیں۔ اس میں مصنف نے اپنی پیدائش سے ... تک کے اپنے حالات زندگی خود لکھے ہیں اور ہر چھوٹی بڑی بات کو خواہ وہ کیسی ہی پوشیدہ ہو صاف ظاہر کر دیا ہے اور زندگی کے بعض ایسے تجربے بھی لکھے ہیں جن کے پڑھنے سے ... اس میں ... آخری حصہ ... آپ بیتی ... ذاتی ... کسی ... تفصیل ...

... متفرق کتابیں
اعلیٰ ...

[illegible] کی تصنیفات میں یہ تصنیف ہے

[illegible] بیتی

۔۔ صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی اچھی کاغذ اعلیٰ۔ چھٹے یہ آپ بیتی حسن نظامی کے [illegible] نایاب حضرت رسالہ کی شکل میں چھپی ہے۔ اس میں مبدأ [illegible] نفس انسانی کے اس کالبد خاکی میں جلوہ گر ہونے سے قبل [illegible] عالم ارواح کی سرگزشت۔ حضرۃ انسان کی لن ترانیاں الٰہ [illegible] الا شفاعت خیر البشر بحر توحید میں غوطہ زن ہو کر قرب [illegible] پہنچنے کا تذکرہ ہے۔ قیمت ۲

خدائی انکم ٹیکس ۔ سا

۔۔ صفحے کی کتاب ہے لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی اس میں مسئلہ زکوٰۃ کے تمام چھوٹے بڑے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ اور مسلمانوں کو اس کے ادا کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ اور زکوٰۃ کے تمام ضروری مصارف بیان کئے گئے ہیں لوگ اس کو خرید کر مفت تقسیم کرتے ہیں۔ قیمت ۱۰

شیطان کا طوطا

ضخامت ۶۰ صفحے لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ اعلیٰ۔ یہ ایک عبرت انگیز اور نہایت دلچسپ کہانی ہے۔ جس میں مغربی تعلیم و تہذیب کی برائیاں اور اسرار ہے بہت کشاکش پر ایک قصہ کے پیرایہ میں ظاہر کئے گئے ہیں قیمت ۲

قبروں کے غیبی نوشتے

۹۰ صفحے کی کتاب ہے لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی۔ اس میں نہایت دلچسپ طریقے سے مزارات کی خیالی لوحیں لکھی گئی ہیں۔ جن کے پڑھنے سے مذہبی و اخلاقی نتائج ظاہر ہوتے ہیں جسب ذیل لوحیں [illegible] ہیں (۱) لوح مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۲) لوح مزار صدیقہ اکبر (۳) حضرت علیؓ (۴) حضرۃ بی بی فاطمہؓ (۵) حضرت امام حسینؓ (۶) حضرت بی بی زینبؓ (۷) حضرت علی اکبرؓ (۸) حضرت علی اصغرؓ (۹) حضرۃ بی بی شہر بانو (۱۰) حضرت بلالؓ (۱۱) یزید (۱۲) الرجب (۱۳) ابن زیاد (۱۴) شمر (۱۵) عمر سعد (۱۶) حسن نظامی۔ پہلا قیمت ۸ تھی مگر اب ۴ کر دی گئی ہے۔

کرشمۂ موت

۱۲۰ صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ سفید دبیز [illegible] ہے۔ اس میں موت کے مضامین ہیں۔ زیست دنیا کی فنا اور حیات آخرت کی بقا سمجھنے سمجھانے والی کتاب ہے جس کا [illegible] دیتا سکھاتا ہے۔ حسب ذیل مضامین ہیں۔ دولہا دلہن کی موت۔ سکرات کی ہچکیاں۔ قبر کی آخر فیاں۔ بھیا دو۔ موت کی گھڑیاں [illegible] السلام۔ کلیسے کی موت۔ پیر کی موت اور مولود وست کی موت [illegible] اہل کی یاد۔ سکندر کا جنازہ۔ زندگی کی ہچکیاں۔ عورت [illegible] مرنے کا بیان۔ بادشاہوں کا آخری وقت۔ موت [illegible] نذیر احمد۔ مولانا حالی۔ نواب محسن الملک۔ مولانا [illegible] شبلی کے خیالات و اقوال بازی [illegible] مرتے وقت منہ سے نکلے۔ قیمت ۸ر

مرگ نامہ

یعنی تصوف تمام مضامین جس [illegible] نہایت عمدہ ہیں قیمت ۸ر [illegible]

سی پارۂ دل

یعنی مجموعہ مضامین حسن نظامی

ضخامت ۔۔ صفحے کاغذ اچھا۔ لکھائی چھپائی صاف۔ اس کتاب میں مجموعہ چھتیس مضامین ہیں۔ تین مرتبہ چھپا ہے ہر مضمون نہایت دلچسپ اور موثر ہے جو شخص ایک دفعہ اس کتاب کو پڑھ لے اس کو اردو لکھنی آجاتی ہے یہ کتاب پنجاب یونیورسٹی کے امتحان سرکاری آنرز میں شامل ہے۔ قیمت عا

چٹکیاں اور گدگدیاں

اردو زبان میں مہذب ظرافت کی سب سے پہلی کتاب۔ جس میں مذہبی ہنسی تمدنی ہنسی علمی اور ادبی ہنسی کے مضامین ہیں ضخامت ایک سو پندرہ صفحے۔ کاغذ سفید لکھائی چھپائی صاف تین دفعہ چھپی ہے قیمت صرف ۱۲ر۔ کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ ہر شخص پسند کرتا ہے۔

سفرنامہ مصر و فلسطین و شام

یہ باتصویر سفرنامہ ہے جس میں مصر بیت المقدس ملک شام اور حجاز کے مفصل حالات ضخامت ۱۹۰ صفحے۔ کاغذ اچھا لکھائی چھپائی صاف۔ تصویریں عکسی۔ قیمت عہ بلا تصویر عہ

سفرنامہ ہندوستان

سنہ ۱۹۱۰ء کا سفرنامہ ہے جس میں ہند کے تمام عجیب نظارے سومنات کے مندر کے حیرت انگیز حالات غازی محمود غزنوی کے جنگی میدان کے سین۔ ریاست مانگرول کا ٹھیاواڑ کے مشہور تبرکات۔ ریاست جوناگڈھ کے تاریخی مقامات احمد آباد گجرات کی تاریخی عمارات اور بزرگان دین کے مزارات ریاست بڑودہ کے عجیب و غریب قرآن شریف وغیرہ۔ یادگاروں کا مفصل تذکرہ۔ ضخامت ۹۶ صفحے۔ کاغذ چھپائی عمدہ تیسرا اڈیشن۔ قیمت ۱۲ر

لڑائی کا گھر

ضخامت ۵۵ صفحے۔ کاغذ لکھائی چھپائی صاف اور عمدہ۔ یہ چھوٹے چھوٹے رسالوں کا مجموعہ ہے۔ جس میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ توپ خانہ۔ بندوق۔ ٹرکی کا میدان جنگ ہوائی جہاز۔ جبرئیل اعلان جنگ۔ بم۔ جرمن شہزادہ کی لاش ایک دلچسپ دیباچہ کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ قیمت ۶ر

تسکین احساس

ضخامت ۴۴ صفحے۔ کاغذ و حرف چھپائی صاف اس کتاب کے اندر تصوف کے چند مسائل کا بیان ہے اور ان تمام پوشیدہ اشغال و اذکار اور مراقبوں کو علانیہ لکھ کر بتایا گیا ہے۔ جن میں سے ہر ایک چیز بارہ بارہ برس کی خدمت کرنے کے بعد مشائخ صوفیہ مشکل سے بتاتے ہیں اور بتاتے بھی ہیں تو صرف کان میں کہتے ہیں اردو زبان میں آج تک کوئی کتاب ایسی نہیں لکھی گئی ہے دوسرا اڈیشن قیمت ۶ر

فلسفۂ شہادت

ضخامت آٹھ صفحے۔ پہلے تقطیع چھوٹی تھی اب بڑی کر دی گئی ہے۔ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ۔ اس میں حضرت امام حسینؓ کی شہادت پر فلسفیانہ بحث کی گئی ہے بہت دلچسپ و موثر کتاب ہے قیمت ار

ملنے کا پتہ: حسن امین منیجر رسالہ پیشوا پوسٹ بکس نمبر ۱۰۵ دہلی

قرآن مجید اردو ... صفحہ۔ لکھائی چھپائی عمدہ ... صاحب کا وہ مشہور ... جسے لارڈ ... کا نام ... کی علاوہ مسجد کانپور کے زمانہ میں بڑی دھوم ہو چکی ہے۔ تین دفعہ چھپا ہے۔ قیمت ۲

مفلسی کا مجرب علاج } یہ خواجہ صاحب کی کمسنی کی لکھی ہوئی تصنیف ہے۔ گویا سب سے پہلی تحریر ان کے قلم سے نکلی تھی۔ یہ علامہ جلال الدین السیوطی کے ایک عربی رسالہ کا ترجمہ ہے جس میں ترقی رزق کی دعائیں اور اعمال درج کئے گئے ہیں۔ لکھائی چھپائی اچھی قیمت ۲

سیر دہلی کی معلومات } یہ خواجہ صاحب کی مشہور کتاب ہے جس میں دہلی شہر کی سیر اور شہر سے باہر کی پرانی عمارات دیکھنے کے لئے معلومات درج ہیں۔ دوبارہ چھپی ہے۔ چھپائی صاف ہے اس میں دہلی کے مشہور آدمیوں کا حال ہے۔ جن سے ایک سیاح کا ملنا ضروری ہے دہلی کی مشہور سوغاتوں کا حال ہے۔ دہلی کے بازاروں باغوں، حکیموں ڈاکٹروں کا تذکرہ ہے اور شاہی عمارات کی مختصر کیفیت ایسے دلچسپ طریقہ سے لکھی ہے کہ ہر چیز آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔ دوسرے اڈیشن میں دہلی کے لال قلعہ کے تاریخی حالات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اور اس قدر مفید معلومات سے لبریز ہے کہ لال قلعہ کی گذشتہ و موجودہ شان کا سمجھنا آسان ہوجاتا ہے۔ قیمت ۱۲ تھی مگر اب مسافروں کی فرصت کے خیال سے ۱۰ کردی ہے۔ ضخامت سو صفحے

حق پرستوں پر ستم } آنحضرۃ صلعم اور صحابہ کرام پر جو سختیاں کفار نے کیں اور جس ثابت قدمی سے انکو برداشت کیا گیا اس کا تذکرہ ہے ہر بزرگ کا علیحدہ علیحدہ حال ہے۔

دل کی عیدیاں } ۲ سو صفحے کی کتاب ہے۔ اسمیں خواجہ صاحب کے یہ مضامین جمع کئے گئے ہیں۔ آنسو کی عید اعصاب کی عید۔ بقر عید کے دن قربانی کی سری ایک افیونی اور برسات کی عید۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اچھا ہے۔ قیمت صرف ۵

روپیہ عالم سکرات میں } چھ دہ صفحہ کا رسالہ ہے۔ کاغذ اچھا چھپائی معمولی۔ اس رسالے میں روپے کے متعلق نہایت دلچسپ پیرایہ میں حضرت خواجہ صاحب نے اقتصادی مسائل کو بیان کیا ہے۔ قیمت صرف ۱

پھکنی اور دست پناہ } آٹھ صفحے کا رسالہ ہے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی اچھی۔ بہت دلچسپ انداز میں حضرۃ خواجہ صاحب نے اس مضمون کے اندر سیاست اور تصوف کے لطائف لکھے ہیں۔ قیمت ۱

تمباکو نامہ } سولہ صفحہ کا رسالہ ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا ہے۔ یہ ترک سگریٹ ... کی اقتصادی مذہبی اور طبی واقفیت اور ... کا بہت ہی دلچسپ مجموعہ ہے۔ قیمت ۳

**ہندو مسلم ... ** } سولہ صفحے کا رسالہ ہے۔ کاغذ اور ... چھپائی اعلیٰ درجہ کی۔ ... [illegible]

... [illegible] ... سانپوں بچھوؤں ... کی ... [illegible]
حضرۃ خواجہ صاحب نے اپنے خاص انداز میں ... [illegible]

اردو سکھانے کے مضامین } ایسے ... حضرۃ خواجہ صاحب کے ذریعے ... کے مضامین جمع کئے گئے ہیں جن کے پڑھنے سے خود بخود اردو نویسی کی مہارت پیدا ہوتی ہے اور انشا پردازی کا ولولہ خود بخود ... اور یہ وہ مضامین ہیں جنکی ... میں بہت دھوم ہو چکی ہے۔ مثلاً ستاروں کی گبر ... آنکھوں کی ... چنداں ماموں۔ ریل کے انجن سے عشق بازی ۲۰۴ صفحے ہیں۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ قیمت ۱۰

لے دور کا سلام } ایک امتی کی دلی کیفیات کا آئینہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں بہت موثر کرنے والی عبارت میں سلام کہا گیا ہے۔ قیمت ۱

تین شہید } ۲۲ صفحے کا رسالہ ہے۔ لکھائی چھپائی معمولی ہے کاغذ اچھا۔ اسمیں طرابلس الغرب کے عرب کی شہادت اور ایرانی مجتہد کی شہادت اور مراکش کے عرب کی شہادت کا تذکرہ ہے۔ یہ وہ مضامین ہیں جنکا غلغلہ جنگ طرابلس کے زمانہ میں ہندوستان کے ہر گوشہ میں ہو چکا ہے۔ قیمت ۳

چار درویشوں کا تذکرہ } ۲۰ صفحے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی معمولی اس میں اسپینی درویش حضرۃ ابن عربی اور ہندی درویش حضرت شیخ سلیم چشتی۔ اور یمنی درویش سیدی اویس اور مصری درویش سید توفیق بکری کے حالات ہیں۔ قیمت ۳

غزنوی جہاد } ضخامت ۲۴ صفحے کا غذ اچھا لکھائی چھپائی معمولی یہ ہندوستانی مسلمانوں کی جنگی تاریخ کا پہلا حصہ ہے۔ جس میں غازی سلطان محمود غزنوی کے اُن سترہ حملوں کا تاریخی تذکرہ ہے جو کہ ہندوستان پر ہوئے۔ ہر جہاد کی پوری کیفیت درج ہے۔ جس کو پڑھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی سرفروشیاں آنکھوں کے سامنے آجاتی ہیں۔ عورتوں اور بچوں کے پڑھانے اور سنانے کے قابل ہے۔ قیمت ۸

مسلمان بچوں کے دس سبق } ضخامت ۱۶ صفحے۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی۔ اس میں حضرت خواجہ صاحب نے مسلمان بچوں کے لئے حسب ذیل ... لکھے ہیں اللہ ایک ہے۔ اسلام اور ایمان۔ یتیم محمد کا ... یتیم باپ کا ... بچہ۔ نیم کے پھول۔ سگرٹ میاں کا ... بیرا من ... ان مضامین کو پڑھکر بچوں کے دلوں میں خود بخود مسلمانی ... پیدا ہوتے ہیں اور ... کی ... قیمت ...

ہندو مذہب کی معلومات } ... کتاب ... مسلمانوں ... [illegible]

[illegible] جاتا ہے کہ وہ بزرگ [illegible]
[illegible] کی اصولی تعلیم بھی اس
[illegible] اور بتوار عمل اخلاص
[illegible] قیمت ۸
[illegible] ضخامت [illegible] لکھائی چھپائی کاغذ اچھا۔ اس کتاب میں
[illegible] کے تمام تاریخی مذہبی اور تمدنی حالات بہت [illegible]
[illegible] جو اس قدر دلچسپ ہیں کہ ایک دفعہ شروع کر کے
[illegible] نہیں چاہتا۔ دعیان اسلام [illegible]

[illegible] اسلام ضخامت ۴۰ صفحے۔ یہ تیسرا ایڈیشن ہے جس میں ہر [illegible] کو داعی اسلام بنانے اور حفاظت و اشاعت اسلام کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں اور جس کا تمام ہندوستان میں [illegible] ہوا اور جس کے ترجمے ہندوستان کی ہر زبان میں ہو گئے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ معمولی۔ مبلغین اسلام کے کام کی چیز ہے۔

اسلامی توحید ضخامت ۴۰ صفحے اس رسالہ میں آیات قرآن مجید اور احادیث کے حوالوں سے غیر مذاہب کی توحید سے اسلامی توحید کو برتر ثابت کیا گیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں یہودیوں عیسائیوں زرتشتیوں ہندوؤں اور آریوں کے عقائد توحید کو بھی حوالوں کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ قیمت ۲

اسلامی رسول ضخامت ۴۰ صفحے۔ کاغذ لکھائی چھپائی معمولی ہے کتاب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے [illegible] و حالات جمع کئے گئے ہیں جن کے پڑھنے سے غیر مذاہب کے لوگوں پر آنحضرت کا اچھا اثر ہوتا ہے۔ قیمت ۳

جانباز مسلم ضخامت ۶۰ صفحے لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ قسم اس میں وہ واقعات جمع کئے گئے ہیں جن میں مسلمانوں کی اسلام کی خاطر جان بازی کا تذکرہ ہے کہ انہوں نے جانیں قربان کر دیں اور ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کیں مگر اسلام سے منہ نہ موڑا کئی زبانوں میں ترجمہ ہو گیا ہے۔ حال میں دوسرا ایڈیشن چھپا ہے قیمت

تاکید نماز ضخامت ۳۲ صفحے لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ۔ اس کتاب کی مقبولیت اسی سے ظاہر ہوتی ہے کہ کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اور ہندوستان کے باہر بھی اسلامی ملکوں میں اس کی مانگ ہے۔ قیمت ۳

اسلام کیونکر پھیلا ضخامت ۴۰ صفحے لکھائی چھپائی اور کاغذ اچھا۔ اس رسالہ میں مولینا سید سلیمان [illegible] [illegible] ہندوستان میں اشاعت اسلام کی تاریخ لکھی ہے [illegible] [illegible] مکمل جواب ہے۔ مبلغین اسلام کو ضرور پڑھنا چاہئے۔ قیمت

[illegible] ضخامت ۳۲ صفحے۔ کاغذ لکھائی چھپائی اعلیٰ اس رسالہ میں چودھری ملہام صاحب کوثری [illegible] کو جمع کیا گیا ہے۔ کتاب اتنی مقبول [illegible] حضرت خواجہ صاحب نے خود مفت تقسیم کی

اور مولینا [illegible]
قابل دید چیز ہے۔ قیمت ۲

حلوائی کی تعلیم ضخامت ۴۰ صفحے لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ ٹائٹل رنگین۔ اس کتاب میں حلوائی کی دکان کرنے کی مفصل ہدایات اور ہر قسم کی مٹھائیاں بنانے کی مکمل ترکیبیں۔ اعلیٰ درجہ کے استاذ حلوائیوں سے حاصل کر کے لکھی گئی ہیں۔ اور اگر کوئی شخص محض شوقیہ مٹھائیاں بنانی چاہے تو وہ بھی اس کتاب کی مدد سے بنا سکتا ہے۔ نیز اگر گھر کی مستورات کو یہ ہنر سکھانا ہو تب بھی یہ کتاب بہت کام دے سکتی ہے۔ قیمت ۸

پنواڑی کی دکان ضخامت ۳۲ صفحے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی معمولی۔ اس کتاب میں مسلمانوں کی مفلسی اور بیکاری دور کرنے کے لئے پنواڑی کی دکان کے مفصل طریقے اور ہدایات درج ہیں۔ ہندوستان میں بہت مقبول ہوئی ہے۔ اخبارات نے بہت اچھی رائے لکھی ہیں۔ قیمت ۳

تعلیم خدمتگاری ضخامت ۳۲ صفحے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی معمولی۔ اس کتاب میں مسلمانوں کی مفلسی اور بیکاری دور کرنے کے لئے اچھی خدمتگاری سکھانے کے اصول لکھے گئے ہیں جو شخص ایک سال پڑھ لیگا بیکار لڑکوں کو خدمتگاری کی تعلیم دے سکیگا۔ ۳

محمد کی سرکار ایک نامور سکھ نے نہایت خلوص و محبت سے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح عمری اردو زبان میں لکھی ہے جو پڑھنے کے قابل ہے۔ یہ سکھ لندن میں اخبار سنتھ کے اڈیٹر ہیں۔ اور یہ کتاب مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے اپنے اہتمام سے چھاپی تھی اور اس کی ایک روپیہ قیمت تھی مگر اب حضرت خواجہ صاحب نے تبلیغی مقصد کے لئے اس کو شائع کیا ہے اور ٹائٹل نہایت خوبصورت لگایا ہے اور قیمت آدھی کم کر کے صرف ۸ رکھی ہے۔

اولاد کے کان میں کہنے کی باتیں یہ کتاب حضرت خواجہ صاحب نے اپنی اولاد کے لئے بطور وصیت کے لکھی ہے۔ اور اس کا ڈھنگ بھی بطور روزنامچہ کے ہے ہر روز دنیا کے جو کچھ واقعات ان کو پیش آتے ہیں ان کے متعلق نہایت تجربہ کی حکمت اور لڑکوں کی زندگی سنوارنے اور آراستہ کرنے والی نصیحتیں لکھدی جاتی ہیں۔
اگرچہ کتاب حضرت خواجہ صاحب نے اپنی اولاد کو مخاطب کر کے لکھی ہے اور اس میں ایسی باتیں ہیں جو ماں باپ صرف اپنی ہی اولاد کے کان میں بطور نصیحت اور وصیت کے کہا کرتے ہیں۔ لیکن خواجہ صاحب کی ہر نصیحت اور وصیت ایک ایسا دلچسپ انداز ہے کہ یہ کتاب تمام ہندوستانیوں کو اپنی اولاد کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ بچوں کی ابتدائی تعلیم کے وقت یہ کتاب اگر بطور سبق کے پڑھائی جائے تو ہر بچہ کا کیرکٹر شروع ہی سے نہایت مضبوط ہو جائے [illegible] جو باتیں بڑی عمر میں ان کو نہیں پیش آنے والی ہیں۔ وہ [illegible]

... ہوں یاپ کو یہ کتاب خریدنی چاہیئے۔ چھوٹا سائز ہے۔ نہایت عمدہ لکھائی چھپائی ہے خوبصورت رنگین ٹائٹل ہے ۲۲۔ اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء سے ۲۱۔ دسمبر سنہ ۱۹۳۰ء تک گویا سوا دو مہینے کا مجموعہ ہے۔ قیمت ۸

شامی جہاد } ساڑھے پانسو صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی اچھی ہے مجلد بھی ہے۔ اس میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان لڑائیوں کا تذکرہ ہے جو ملک شام اور بیت المقدس کی ابتدائی فتوحات میں پیش آئی تھیں۔ ابھی حال میں حضرت خواجہ صاحب نے لکھکر شائع کی ہے۔ اس کتاب میں لاگت ڈیڑھ روپیہ فی کتاب کے قریب ہے۔ مگر قیمت بھی ڈیڑھ روپیہ رکھی گئی ہے کیونکہ اس سے تجارتی نفع حاصل کرنا نہیں ہے بلکہ اسلامی بجائے جھوٹے قصوں اور ناولوں کے تمام ... گھروں میں رائج کرنا ہے۔ قیمت ۱۸

اورنگ زیب کی حک... اصلی تاریخ } جناب نواب میرزا یار جنگ بہادر کی ... ہے۔ حضرت خواجہ صاحب نے اس پر دیباچہ لکھکر تبلیغی سلسلہ ... ع کیا ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ مضامین قابل دید ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے سے ان تمام الزامات کی تردید ہو جاتی ہے جو اورنگ زیب عالمگیر پر ...

نادان وہابی } وہ مشہور رسالہ ہے جسکو وہابی اور غیر وہابی سب ناپسند کرتے ہیں اور جس کی تحریر صرف اہل حق کو پسند ہے اور جو پانچہزار مفت تقسیم ہوا۔ اب دوبارہ چھپا ہے۔ قیمت ۱

تبلیغی مرثیے } نہایت درد ناک مرثیے ہیں۔ جنکے پڑھنے کے بعد کوئی مسلمان مرتد نہ ہوسکیگا۔ کئی بار چھپ چکی ہے اور کئی زبانوں میں ترجمہ بھی ہوا ہے۔ قیمت ۱

تذکرہ بابا نانک صاحب } یہ رسالہ مولوی صوفی غلام قاسم صاحب نے لکھا ہے۔ سکھوں کے گرو صاحب یعنی حضرت بابا نانک صاحب کی زندگی کے نہایت عمدہ حالات ہیں۔ ۶۰ صفحے کا رسالہ ہے۔ لکھائی چھپائی معمولی قیمت ۸

شراب خواری اور جوئے بازی کی خرابیاں } ۳۶ صفحے کا رسالہ ہے لکھائی چھپائی۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ سرورق نہایت خوبصورت رنگین۔ اس میں جوئے اور شراب کی خرابیاں بیان کی گئی ہیں۔ قیمت ۳

انسداد گداگری و اصلاح خیرات } ۴۰ صفحے کا رسالہ ہے لکھائی چھپائی معمولی سرورق نہایت خوبصورت اور رنگین۔ قیمت ۴

نمازوں کا بیان } ۲۴ صفحے کا رسالہ ہے لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت عمدہ سرورق رنگین۔ اس میں تمام ... شائع ہو چکا ہے قیمت ...

کا لکھا ہوا رسالہ ہے جسمیں ... لکھائی چھپائی ...

قرآن مجید کے بارہ موتی } یہ بھی مولانا سلیم صاحب کا لکھا ہوا رسالہ ہے ... کے لئے اس میں بہت اچھے مضامین ہیں لکھائی چھپائی اعلیٰ۔ قیمت ۲

قرآن مجید کے دیوانی قوانین } یہ بھی سلیم صاحب کا ہے۔ تمام قرآن مجید مطالعہ کرکے دیوانی قوانین ایک جگہ جمع کردئیے ہیں سرکاری وکیلوں کیلئے بھی مفید ہے اور عام مسلمانوں کیلئے بھی۔ لکھائی چھپائی بہت اچھی اور عام ضروریات کے خیال سے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے بغور مطالعہ کرنے کی چیز ہے۔ قیمت ۴

قرآن مجید کے فوجداری قوانین } یہ بھی سلیم صاحب کا لکھا ہوا رسالہ ہے جس میں نہایت تحقیق کے ساتھ قرآن مجید کے تمام فوجداری قوانین ایک جگہ جمع کردئے گئے ہیں۔ لکھائی چھپائی بہت اچھی ہے قیمت ۲

نظم تہجد } تہجد کے وقت پڑھنے کیلئے جناب ابوالاثر حفیظ صاحب جالندھری سے حضرت خواجہ صاحب نے لکھوائی ہے نہایت موثر چیز ہے۔ ۱۶ صفحے کا رسالہ ہے لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ قیمت ۱

محمد درشن } حضرت خواجہ صاحب کی لکھی ہوئی کتاب محمد درشن غیر مسلم اقوام میں کثرت سے تقسیم کی جانے کیونکہ اس کتاب کے مضامین غیر مسلم اقوام کو مد نظر رکھکر تیار ہوئے ہیں اور جو غیر مسلم ایک دفعہ اس کتاب کو پڑھ لیتا ہے اس کا عقیدہ درست ہو جاتا ہے۔ قیمت ۸

سیرت محمدیہ } شرمتی پرکاش صاحب کی لکھی ہوئی بہت مشہور اور مقبول کتاب ہے۔ حضرت خواجہ صاحب نے اس کا ہندی اڈیشن بھی شائع کیا ہے اور دوسرا ایڈیشن قیمت ۸

حمل سے وضع حمل تک } (مصنفہ ڈاکٹر سعید احمد صاحب) اردو زبان میں اس موضوع پر ایسی کوئی کتاب اس سے پہلے نہیں لکھی گئی تھی۔ مصنف نے نہایت قابلیت کے ساتھ تمام ضروری باتیں اور حمل کے متعلق تمام شکایتوں کے آسان علاج بتا دئے ہیں اور بڑے دلچسپ پیرایہ میں یہ بھی سمجھایا ہے کہ وضع حمل کے موقع پر کیا احتیاط کرنی چاہیئے۔ قیمت ...

مجالس حسنہ } جن عورتوں یا مردوں کو حضرت خواجہ حسن نظامی کی ... اور یکجائی ... کا شوق ہو وہ یہ کتاب مطالعہ کریں ... جس میں تمام باتیں ... قیمت ...

حضرت خواجہ حسن نظامی کی عالم فہم تفسیر قرآن

کے چھ ... تیار ... ہیں ...

... ہے ...

[illegible] ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر

[illegible]

پیشوا

جلد ۴ — ۸ جنوری ۱۹۲۸ء — نمبر ۱

شذرات

چوتھی جلد کا آغاز

کس منہ سے شکریہ ادا کروں اس قادر ذوالجلال کا جس کے فضل سے آج پیشوا کی چوتھی جلد کا آغاز ہوتا ہے۔

ابھی کل کی بات ہے کہ جنوری ۲۴ء میں پیشوا کا پہلا پرچہ ایک ذلیل اور عصیاں شعار، علم و عمل سے بے بہرہ، اثر و نفوذ کے لحاظ سے صفر، کمزور سے کمزور تر انسان نے محض خدائے حی القیوم پر بھروسہ کرکے اپنی ہمدم آسا صدائے اصلاح بلند کی۔ اور یہ خدا ہی کا فضل تھا جس نے اپنے اس کمزور بندہ کی آواز کو اتنا طاقتور بنا دیا کہ وہ خود اپنی اس جسارت اور اثر پر حیران ہے۔ کل جو تنہا میں نے سفر کا ارادہ کیا تھا، تو رفقاء سفر کی تلاش تھی۔ آج میں دیکھتا ہوں کہ میرے گرد زندہ اور حساس مگر غریب اور دردمند مسلمانوں کی ایک جماعت ہے جو اخلاص سے میری طرف دوڑتی ہے۔ اور اس کے کان میری آواز کو سننے اور زبان حق کی تلخی کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔

میں دیکھ رہا تھا کہ دنیا کے اسٹیج کی بہت بلند چوٹی پر تنہا کھڑا ہوں اپنی بکرمی، اور سب کسی سے ناواقف تھا۔ اور اس سے بھی چشم پوشی نہیں کرسکتا تھا کہ پیشوا کے ذریعہ جو پیغام دیتا ہوں، اس کا اعلان ہوتے ہی اس زمین پر بسنے والے تمام طاقتور انسان میرے خلاف متحد ہو جائیں گے۔ چنانچہ میرا خطرہ خیال نہ تھا۔ بلکہ حقیقتاً پیشوا کی صدائے حق سنتے ہی اپنوں اور بیگانوں نے، عزیزوں اور دوستوں نے، راہ گیروں اور رشتہ داروں نے، کمزوروں اور طاقتور انسانوں نے میری مخالفت پر کمر باندھی اور آج تک یورش میرے خلاف صرف اس لئے کر رکھی ہے کہ میں حق کہتا تھا، اور مسلمان اور غریب مسلمانوں کی بربادی اور ان کی حق تلفی کو میں برداشت نہ کرسکتا تھا۔ اور اس لئے بھی کہ میرا آقا، میرا مولا، میرا محسن بھی جس کے مکہ میں ایک عبادت گاہ کا امام تھا، وہ مجھ کو غریب مسلمانوں کی آواز بلند کرنے کے لئے اٹھانا چاہتا تھا۔ اس لئے میں اٹھا۔ اور میں نے پیشوا [illegible]

[illegible] کے جانبازوں نے محض تائید ایزدی سے قبول کیا۔

اب پیشوا کی زندگی کا یہ تیسرا سال شروع ہوتا ہے تو میں پھر ایک دفعہ اپنا سر عبودیت اس بارگاہ میں جھکاتا ہوں جہاں حاکم و محکوم ایک ہی صف میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ غریب مسلمانوں کی خدمت کی مجھے توفیق عطا فرمائے۔ اور مجھ کو ہمت دے کہ میں ملت اسلامیہ کے حقوق کی دفتری اقتدار سے سنگ دلی سرکار سے، اور لیڈران ستم شعار سے حفاظت کرسکوں۔ آمین بطفیل سید المرسلین۔

اس کے ساتھ ہی میں قارئین پیشوا سے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے ان ہزارہا خطوط سے جو مشورہ کے لئے طلب کئے تھے۔ آئندہ سال کے لئے تازہ دم ہو کر اور خوب غور کرکے پیشوا کی ترقی اور مسلمانوں کی بہبودی کے واسطے جو طریقہ مناسب سمجھا ہے، اسکو اختیار کرنے کا عہد کرلیا ہے۔

جو بھائی سال گزشتہ خریدار تھے۔ اور آئندہ سال خریدار نہیں رہنا چاہتے ان سے اپنی غلطیوں اور حق کی تلخیوں کے لئے معافی خواہ ہوں۔ اور جو بھائی اس رشتہ کو جو دو روپے سال کی حقیر رقم کے عوض قائم تھا آئندہ بھی قائم رکھنا چاہتے ہیں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ انشاء اللہ حتی الامکان پیشوا سے آئندہ سال ان کو شکایت کا موقع نہ ملیگا اور مجھکو وہ اپنے فرض سے غافل نہ پائیں گے۔ اپنی امداد کے لئے ایک سب ایڈیٹر کا انتظام کر رہا ہوں تاکہ پرچہ کو اس سے بہتر بنا سکوں۔

دفتر کے عملہ میں بھی مناسب تبدیلی کردونگا۔ آپ سے صرف اتنی درخواست ہے کہ آپ صرف خود آئندہ سال کے لئے پیشوا کے خریدار ہی نہ بنیں بلکہ پیشوا کی امداد کے لئے جس قدر ہوسکتا ہے [illegible] کا حلقہ وسیع کریں۔ [illegible] حقیر رقم [illegible] فضول خرچ کر [illegible]

[illegible] اسلام ۔ سحر حلال کے ابواب تو اس اشاعت میں [illegible] تھے
[illegible] سلسلہ بھی جلدی سے جلدی شروع ہوگا ۔ وما توفیقی الا باللہ ۔

[illegible] معاصرین پر نوازش ہائے خسروانہ

لاہور کے ایک [illegible] مدحین کے قریب [illegible] ناجائز لاٹری کے اشتہار شائع کرنے کے جرم میں حکومت [illegible] نے استغاثہ کر دیا ہے ۔ چونکہ مقدمہ عدالت میں ہے اس لئے [illegible] زنی نہیں کی جا سکتی ۔

اخبار نویسوں کی اتنی بڑی تعداد ملزم بنائی گئی ہے کہ شاید یک وقت انگریزی عہد حکومت میں یہ پہلی مثال ہوگی ۔ اور کوئی پڑھا لکھا انسان حکومت لاہور کو "ان مراحم خسروانہ" پر مبارکباد نہیں دے سکتا ۔

ضرورت ہے چند جان نثاروں کی

چند حق کے پیاروں کی، چند ناحق کے لئے مصائب برداشت کرنے والوں کی، چند نبی جی کے نام پر سر فدا کرنے والوں کی، چند حامیان طریقت و داعیان حقیقت کی ۔ جو لاہور کے مشہور اسلامی اخبار سیاست نامی کو تباہی سے بچانے کے لئے بلا خوف لومت لائم تیار ہو جائیں ۔ جس کے متعدد ایڈیٹر جیل میں ہیں، اور کچھ سپرد عدالت [illegible] اور جسکو پنجاب کے بعض مطلق العنان حکمران کچلنا چاہتے ہیں ۔ اور جس کے دلیر اور حق پرست مالک و ایڈیٹر نے اپنی تمام عمر کی پونجی قوم کے سپرد کر کے زندان فرنگ میں بند ہیں ۔

سیاست کو زندہ رکھنے کے لئے گزشتہ نومبر میں ڈیڑھ سو کے قریب اکابرین پنجاب نے ملک و قوم کے سامنے نہایت دردناک اپیل کی تھی ۔ مگر دسمبر کے آخری ہفتہ میں مجکو کارکنان سیاست سے یہ معلوم کر کے بیحد افسوس ہوا کہ اس اپیل کو مسلمانوں نے ایک کان سنا، اور دوسرے کان اڑا دیا ۔ سیاست اسوقت نزع کی حالت میں ہے، اور اسکی زندگی صرف پانسو جدید سالانہ خریداروں کی فراہمی پر قائم رہ سکتی ہے ۔ اور یہ ایک ایسی حقیر سے حقیر امداد ہے، جو مسلمانان لاہور، مسلمانان ہندوستان سے مولانا حبیب شاہ صاحب کے ایثار و قربانی کی یادگار میں طلب کی جاتی ہے، جو صرف لاہور سے پوری ہو جانی چاہیئے تھی ۔ مگر افسوس کہ جن معزز حضرات نے اپیل شائع کیا تھا ان میں سے چند نے بھی خود اس پر پہلے عمل نہیں کیا ۔ [illegible] اگر پہلے وہ خود خریدار ہو جائیں تو اس کا بہت اچھا اثر پڑ سکتا ہے [illegible] بہر حال مسلمانوں جیسی قوم میں سے اگر پانسو جدید خریدار [illegible] ہو سکے تو اس سے زیادہ شرمناک حالت اور [illegible] ، اور کام کرنے والے کس قدر دانی کے [illegible] ہیں ؟

کیونکہ یہ مسلمہ امر ہے کہ [illegible] [illegible] جیل خانہ میں پہنچے ہیں ۔ بیچکر یا چوری کر کے نہیں گئے ہیں ۔ بلکہ انھوں نے ملک کی خدمت کی ہے [illegible] مذہب کی خدمت کی ہے ۔ تصوف کی حمایت کی ہے ۔ اس لئے ان کے اخبار کی امداد کرنا مسلمانوں پر فرض ہے ۔ اور مجھے امید ہے کہ یہ قلیل تعداد بہت جلد فراہم ہو جائے گی ۔ ضرورت صرف احساس کی ہے ۔ اور دنیا کی کوئی زندہ قوم اپنے قومی کارکنوں کو بے کسی کی موت نہیں مرنے دیتی ۔

علی بابا چالیس چور

کا فسانہ اس اشاعت میں صرف اسلئے درج نہیں ہو سکا کہ اول تو مولانا علامہ صاحب ایک مہینہ کی رخصت پر ہیں، دوئم ابھی تک تمام قارئین کرام نے اپنی رائیں اس فسانہ کو جاری رکھنے یا نہ رکھنے کے متعلق نہیں بھیجیں اس لئے ...... کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکا ۔

لہذا مکرر عرض کرتا ہوں کہ جن بھائیوں نے ابھی تک علی بابا چالیس چور کے متعلق اور پیشوا کی نئی ترتیب کے متعلق اپنی رائے گرامی سے مجھے مطلع نہ کیا ہو وہ جلد سے جلد ایک پوسٹ کارڈ پر اپنی قیمتی رائے لکھکر بھیجدیں تاکہ میں کثرت رائے کے مطابق پیشوا کی ترتیب میں انقلاب کر سکوں ۔

اسوقت تک جو خطوط میرے پاس آئے ہیں، ان کی اکثریت علی بابا چالیس چور کے افسانہ کو جاری رکھنے اور موجودہ پالیسی کو برقرار رکھنے کے متعلق ہے ۔

تبلیغ کانفرنس

۵ و ۶ دسمبر ۲۹ء کو آل انڈیا تبلیغ کانفرنس کا اجلاس دہلی میں زیر صدارت رائٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے حاجی محمد فاروق صاحب ...... منعقد ہوا ۔ اور تین روز تک نہایت کامیابی کے ساتھ جاری رہ کر ختم ہو گیا ۔

سب سے پہلے خان بہادر پیرزادہ مولانا محمد حسین صاحب ایم اے سی آئی ای نے انگریزی میں مجلس استقبالیہ کے صدر کی حیثیت سے لارڈ صاحب اور ڈیلیگیٹ اور مسلمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے تبلیغ کی ضرورت اور دہلی کی تاریخی حیثیت اور اس کے عروج و زوال کا نقشہ کھینچا ۔ خان بہادر صاحب کا استقبالیہ خطبہ نہایت مشوروں پر مشتمل تھا ۔ جو بے حد پسند کیا گیا ۔

اس کے بعد صدر صاحب نے اپنا چھپا ہوا انگریزی کا خطبہ پڑھا جو نہایت عالمانہ، اور مدلل تھا ۔ اور جس کی اسپرٹ [illegible] تھی کہ اسلام کے حریفوں نے اسکی تعریف کی ۔ اور میرے خیال میں تبلیغ کانفرنس نے اگر کوئی کام کیا ہے، گو وہ بہی [illegible] میں ایسا شاندار خطبہ صدارت پڑھا گیا جو [illegible] کی بجائے اسلام کا پیغام [illegible]

[illegible] اسلامی [illegible]

تبلیغ کانفرنس کے [illegible] اجلاسوں میں میرے نقطۂ نظر سے کوئی پیغام عمل نہ تھا۔ اور میں اس اجلاس میں صرف دو ہی تقریروں کو ایسا سمجھتا ہوں کہ خود مجکو ان کے قلمبند نہ ہونے کا افسوس ہے۔ ایک جناب قاضی سلیمان صاحب منصور پوری پٹیالوی۔ اور دوسری حضرت مولانا عبدالماجد صاحب قبلہ بدایونی کی فاضلانہ اور عالمانہ تبلیغی تقریریں تھیں۔ جن کے مسکت اور مدلل اور معقول ہونے میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔

تبلیغ کانفرنس کے انتظامات جن ہاتھوں میں تھے۔ ان میں سے ایک نابکار نے شریف مسلمانوں اور شرکاء جلسہ کے ساتھ نہایت اہانت آمیز اور گستاخانہ طرز عمل اختیار کیا تھا۔ جس کے تمام شرکاء جلسہ شاکی تھے۔

نیز تبلیغ کانفرنس کے مہمان اس وقت حیرت میں رہ گئے۔ اور ان میں بے حد ہیجان پیدا ہوا جبکہ مولوی رنگا" نے ایک شریف النفس فاطمی زادہ کو صرف اس قصور میں گالیاں دیں کہ اس نے تبلیغ کانفرنس کو "اغلام گڑھ" بننے میں مزاحمت کی۔

کانفرنس کے دوران میں ایک "اشتہار" جناب مولانا "حضرت علامہ" مظہر الدین ایڈیٹر الامان کے الزام زنا کے متعلق جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب غوری کے نام سے شائع ہوا۔ جس میں نمائندگان تبلیغ اور کارکنان تبلیغ کانفرنس سے معافی چاہی گئی تھی کہ دہلی کے اکثر شرفاء اور علماء کی عدم شرکت کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ان کو تبلیغ جیسے اہم کام سے دلچسپی نہیں۔ بلکہ اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ "حضرت مولانا" مظہر الدین ایڈیٹر الامان کے ساتھ کام کرنا اپنی بے عزتی سمجھتے ہیں۔

تبلیغ کانفرنس کے اجلاس نے حکام اور برادران وطن کو بتا دیا ہوگا کہ اسلام اور دوسرے مذاہب میں کیا فرق ہے۔ آرین لیگ بھی اسی دہلی میں چند ہفتہ پہلے منعقد ہوئی تھی جس میں ہندوستان کے امن کو دہمکیاں دی گئیں۔ اور ہمسایہ قوم کے خلاف جارحانہ اقدام عمل کی تجاویز پاس کر کے خرمن امن پر بد امنی کی بجلیاں گرائی گئیں۔ اسکے بالمقابل تبلیغ کانفرنس میں ایک تقریر ایک تجویز ایسی پاس نہیں ہوئی جس پر کسی کو اعتراض ہو سکے۔

انڈین نیشنل کانفرنس

۲۷ دسمبر ۲۸ء کو انڈین نیشنل کانگریس کا اجلاس مدراس میں زیر صدارت جناب ڈاکٹر مختار احمد صاحب انصاری منعقد ہوا۔

خطبۂ صدارت بے حد مایوس کن تھا جس میں ملک کے لئے کوئی عمل [illegible] پروگرام اور باشندگان ہندوستان کے لئے کوئی موثر پیغام نہ تھا۔ [illegible] اور اعلاء [illegible] کو نیم ملکی آزادی کے طریق کار کی طرف توجہ دلائی گئی تھی۔

البتہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے پیشرو کی اور اپنے بیان کی تعریف [illegible] کانگریس کے چند رزولیوشن ضرور نقل کئے تھے، جو ہندو مسلم اتحاد کے سلسلہ میں کانگریس میں پاس ہوئے تھے۔

اسلامی حقوق کا جہانتک تعلق ہے، اس سے ڈاکٹر صاحب نے بالکل چشم پوشی برتی ہے، جس سے میری اس رائے کو مزید تقویت پہونچتی ہے کہ "ڈاکٹر صاحب کی صدارت کا زمانہ مسلم قوم کے لئے کٹر سے کٹر سنگھٹنی کی صدارت سے بھی زیادہ خطرناک ہوگا۔ خدا خیر کرے۔

امسال کانگریس میں مسلمان بہت کم تعداد میں شریک ہوئے۔ شاید اتنے بڑے مجمع میں مشکل سے سوڈیڑھ سو مسلمان شریک ہوئے ہونگے جس سے کانگریس کی اسلامی نیابت پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کی تجاویز دہلی اور کلکتہ کے اجلاس ہائے کی تجاویز گول میز کانفرنس اور ہندو مسلم اتحاد۔ اور غیر ممالک سے ہندوستانی افواج کی واپسی آئین سوراج وغیرہ کے رزولیوشن نہایت شاندار اور گرم تقریروں کے بعد پاس ہوگئے جس میں مختلف قسم کی دہمکیاں بھی شامل تھیں۔

جہانتک اسلامی حقوق کے تحفظ کا تعلق ہے، میرے خیال میں کانگریس کا اجلاس قطعی ناکام ہوا کیونکہ مسلمانوں کے سیاسی حقوق کا کوئی تصفیہ نہیں ہوا۔ خدا کرے کہ کانگریس کے ہندوؤں کی آنکھیں کھلیں، اور وہ مسلمانوں کو عزت کے ساتھ زندہ رہنے کا موقع دیں۔ اور مسلمان بھی اپنی عزت کے بقاء اور حقوق کے تحفظ کے لئے مصروف عمل ہوں۔

خلافت کانفرنس

۲۵ دسمبر ۲۸ء کو کانگریس کے پنڈال میں حاجی محمد شفیع صاحب داؤدی ممبر اسمبلی کے زیر صدارت منعقد ہوا۔

جناب صدر نے انہی خیالات کا اعادہ کیا، جو اخبارات ہمدرد اور خلافت میں ظاہر کئے جاتے ہیں۔ یعنی رائل کمیشن کا بائیکاٹ کرو، ہندو پر اعتماد کرو، اور سوراج سے پہلے تصفیہ حقوق کا نام نہ لو۔

اس کے علاوہ حجاز کی کلیتہً آزادی پر بھی اظہار خیالات کیا تھا۔ افسوس کہ ان کے خطبہ صدارت میں بھی بدنصیب مسلم قوم کے لئے نہ کوئی پروگرام تھا، اور نہ کوئی پیغام عمل۔

اس کے علاوہ جو رزولیوشن پاس کئے گئے ہیں۔ کاش ان میں سے ایک بھی پاس نہ ہوتا۔ اور گذشتہ اجلاس ہائے خلافت کے چند رزولیوشنوں کو پھر دہرا لیا جاتا [illegible]

...معاشرت رکھنے والے مخلص مگر
...نہیں کہا جا سکتا کہ وہ خلافت کمیٹی کو پہلی
...صورت میں پہنچا سکیں گے یا نہیں؟ اور کہ اس سال
...کمیٹی کانگریس کی حد لائے باز گشت ہوگی یا خالص اسلامی
...سیہ ہوگی۔ اور "رزولیوشن بازی" سے کچھ آگے بڑھ کر
...ہوگا۔ بظاہر تو کانگریس کی غلامی کا پٹہ لکھ لیا گیا ہے۔

مسلم تعلیمی کانفرنس

کا اجلاس ۲۸ دسمبر کو زیر صدارت خان بہادر سر عبد القادر صاحب بیرسٹر علی منعقد ہوا۔ صدر صاحب نے مسلمانوں کی تعلیمی پستی پر نہایت موثر طریقے سے اظہار خیالات کیا۔ مگر افسوس کہ ان کے خطبہ صدارت میں بھی کوئی زندگی نہ تھی۔ گذرے ہوئے زمانہ کا ماتم کبھی قوم میں قوت عمل پیدا نہیں کیا کرتا۔

قوموں کی زندگی کے لئے ایک طاقتور اور متحدہ آرگنائزیشن کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ اور نہ مسلمانوں کی سلسلہ تعلیمی پستی کو دور کرنے کے لئے کوئی قابل عمل تجویز پیش کی گئی۔ اور نہ میں آیندہ سال کے متعلق کوئی ابھی رائے قائم کر سکتا ہوں کہ سر عبد القادر کی صدارت میں ایجوکیشنل کانفرنس کوئی مفید کام کر سکے گی۔ کیونکہ سال گذشتہ کا سلسلہ لیگ کوئی اچھا تجربہ نہیں تھا۔

کاش مسلمان ان سنہری اور روپہلی پتلیوں کی طرف سے آنکھیں بند کر کے اپنی قوت کا صحیح اندازہ کریں۔

آگاہ ہو اپنی حالت سے تو اے دہقان ذرا
دانہ بھی تو کھیتی بھی باراں بھی تو

دلی کا چراغ گل ہوا ہے

۱۳۴۶ھ

مسلمانوں میں سنجیدہ اور ایماندار کارکنوں کا جسقدر قحط الرجال ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ اس حالت میں یہ خبر انتہائی افسوسناک ہے کہ مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب کا ۲۹ دسمبر ۲۷ء کو رامپور میں انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حکیم صاحب مرحوم سے میرے دیرینہ نیازمندانہ تعلقات تھے۔ جو ۲۲ سال تک قائم رہے۔ اور اشد ہی کا بگل بجتے ہی ان میں کشیدگی پیدا ہو گئی۔ جو تا زندگی رفع نہ ہو سکی۔ اور اس عرصہ میں متعدد مرتبہ ان کو مجھ سے اور مجھکو ان کے طرز عمل سے شکایت پیدا ہوئی۔ مگر آہ قلم لرزتا ہے ... جسم مجھتے ہوئے۔ اور کلیجہ کانپ جاتا ہے جب ان کی وفات ... کہ وہ کیا ہستی تھی جو قدرت نے ناقدروں سے چھین لی۔ ... نا انصافی ہوگی اگر آج میں علانیہ اعتراف نہ کروں کہ ان کی ... کو ایک عظیم الشان اور ناقابل تلافی نقصان پہنچا ... کے بعد کوئی شخص ایسا نظر نہیں معلوم ہوتا ... سمجھے جاتے ہوں

...وہ دہلی میں قدیم شرفاء کا ایک ... حکیم صاحب مرحوم کی ذاتی قابلیت اور شہرت سے چار چاند لگ گئے تھے۔ وہ عربی فارسی اردو کے بے مثل ادیب تھے۔ فارسی اور اردو کے بلند پایہ شاعر بھی تھے اور شیدا تخلص تھا۔

انہوں نے عراق عرب اور یورپ کا سفر بھی کیا تھا۔ تھوڑے عرصہ سے ان کی صحت بہت خراب ہو گئی تھی۔ اور عملاً وہ پبلک لائف سے ریٹائر ہو گئے تھے۔

ان کی یادگار جناب حکیم محمد جمیل صاحب اور دیگر صاحبزادوں کے علاوہ طبیہ کالج اور زنانہ شفاخانہ ہیں۔ نیز ہندوستان کا وہ بے مثل دیسی دواؤں کا شاندار ہندوستانی دواخانہ ان کے ایثار کا زندہ نمونہ ہے۔ جو ایک لاکھ روپے سالانہ سے زیادہ نفع کا کاروبار تھا جسکو حکیم صاحب نے طبیہ کالج کو معہ اپنے خاندانی نسخہ جات کے وقف کر دیا۔

آخری وقت میں جامعہ ملیہ کو نزع کی حالت میں دیکھکر اس کی سرپرستی فرمائی تھی۔ اگر دو چار برس اور زندگی وفا کرتی تو وہ اسکو بھی اپنے پیروں پر اپنے خداداد اثر سے کھڑا کر جاتے۔ جسکی زندگی بظاہر (خاکم بدہن) خطرہ میں ہے۔ اور جسپر توجہ کرنا مالدار مسلمانوں کا اولین فرض ہے۔

۸ بجے دہلی میں یہ المناک خبر پہنچی اور اسیوقت مسلمانوں کے بازار بند ہونے شروع ہو گئے۔ ہندوؤں نے اس ماتمی ہڑتال میں بحیثیت قوم بہت کم حصہ لیا۔ جو یقیناً نہ صرف افسوسناک بلکہ ہندو ذہنیت کی شرمناک مثال ہے۔ کیونکہ حکیم صاحب کی محترم شخصیت ہندو مسلم سوال سے بہت بلند تھی۔ اور انہوں نے بہت سے جاتور ہندوؤں اور مسلمانوں کو آدمی بنا دیا تھا۔ نیز وہ پیدائشی ہندو مسلم اتحاد کے حامی تھے۔ اور اپنے خیالات کے اظہار میں وہ اکثر مسلمانوں کو شکایت کا موقع دیدیا کرتے تھے۔ حالانکہ ان کے طرز عمل سے کسی ہندو کو کبھی کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔

۴ بجے جنازہ جامع مسجد پہونچا۔ جہاں امام صاحب نے پچاس ہزار مسلمانوں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازہ کے ساتھ چند شریف ہندو اور عیسائی اور سکھ بھی تھے۔ نماز کے بعد میت کو سید حسن رسول نما کے مشہور قبرستان میں اس زبردست ہستی کو سپرد خاک کیا گیا۔ جسکا ثانی گذشتہ نصف صدی میں پیدا نہیں ہوا۔ اور نہ آیندہ پیدا ہونے کی توقع ہے۔

مجھے اس سانحہ جانکاہ میں حکیم محمد جمیل خانصاحب سے جو حکیم صاحب مرحوم کے فرزند ہیں۔ اور جناب حکیم محمد احمد خاں صاحب اور جناب حکیم محمد ظفر خاں صاحب سے دلی ہمدردی ہے۔ جو کہ مرحوم حکیم صاحب کے حقیقی بھتیجے ہیں۔ اور جن کے خاندان کا آفتاب غروب ہو گیا۔

میری دلی دعا ہے کہ خدائے عزوجل حکیم صاحب کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ اور ان کے متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

میری رائے میں سب سے بڑی غلطی حکیم صاحب ...

بھی ملک کو [illegible] لیا۔ اور ان کا مرقد ایک طور پر علیہ کالج میں ہونا چاہیئے تھا جس کی شاندار عمارت کو ان کے روحانی فیوض حاصل ہوتے۔ اور جس طرح مسلم یونیورسٹی کو دیکھ کر زائرین اس کے بانی سرسید کے مزار کی زیارت ..... کرتے ہیں۔ اسی طرح علیہ کالج کے بانی کے مزار کی زیارت سے بھی مستفید ہوتے۔

مسٹر گاندھی کا نیا جنم

یاد رفتگان کبیر! مسٹر گاندھی نے آواگون کے چکر میں پڑ کر اب نیا جنم لیا ہے یعنی جو مسٹر گاندھی پہلے اردو سیکھ رہے تھے۔ اور ترک موالات کے زمانہ میں اردو میں تقریریں کرنی ضروری سمجھتے تھے اب وہ مدراس کانگریس میں اردو کی بیخ کنی میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اور ہندی کی ترویج پر زور دے رہے ہیں؛ اور ہندوستان کی مشترکہ زبان ہندی کو بنانے کے لئے زبردست وسائل اختیار کرنے کے لئے جد وجہد کر رہے ہیں۔ اور ہندی کو ہندو مسلم اتحاد کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔

نہیں معلوم ان غدار مسلمان لیڈروں کی آنکھوں پر سے کب پردہ اٹھے گا۔ اور وہ گاندھی اور مالوی کے امتیاز کو کب فراموش کرینگے؟

پیشوا کے وی پی آرہے ہیں

حسب ذیل حضرات — کے صرف نام اور نمبر خریداری اور مقام لکھے گئے ہیں کی میعاد خریداری ختم ہو گئی۔ اور اب ان کو ۲۴ جنوری ۳۶ء کے پیشوا کے وی پی کا انتظار کرنا چاہیئے۔ جو دو روپے سالانہ کا چندہ وصول کرنے کے لئے دفتر پیشوا سے روانہ ہونگے۔ اگر میری بدقسمتی سے مندرجہ حضرات آئندہ سال کے لئے تعلق منقطع کرنا چاہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ ۱۹ جنوری تک وی پی نہ بھیجنے کی اطلاع دیدیں۔ تاکہ میں ایک کثیر نقصان سے بچ جاؤں۔ ورنہ واضح رہے کہ جو حضرات بغیر اطلاع دیئے وی پی واپس کرینگے وہ خدائے قدوس کے ہاں کے میرے دیندار ہونگے۔ اور میں قیامت کے روز ان سے اپنے اس نقصان کا دادخواہ ہونگا صرف دو پیسے کے کارڈ پر اطلاع دیجئے۔ ورنہ آپکی خاموشی سے یہ سمجھا جائیگا کہ آپ آئندہ سال بھی پیشوا کی سرپرستی فرمائینگے زیادہ بہتر یہ ہوگا کہ دو روپے بذریعہ منی آرڈر [illegible]

نمبر خریداری	نام	مقام	نمبر خریداری	نام	مقام
۱۸۶۸	مولوی عبدالعزیز صاحب	ہنگولی	۱۹۰۱	ماسٹر سعد الدین صاحب	میرٹھ
۱۸۷۵	سید مرتضیٰ صاحب	پربھنی	۱۹۰۲	شیخ محمد رحمت علی صاحب	میرٹھ
۲۲۳۴	خان عبدالغفور خان	راولپنڈی	۱۹۰۶	محمد یعقوب صاحب	پشاور
۱۸۸۳	محمد منظور الدین صاحب	مظفرپور	۱۹۰۸	میر اکبر علی خان صاحب	حیدرآباد
۱۸۸۸	محمد اسمٰعیل صاحب	اجمیر شریف	۱۹۰۹	[illegible] ایم اے۔	[illegible]
۱۸۹۷	[illegible] صاحب	ملتان	۱۹۱۰	محمد عبداللہ [illegible] صاحب	جہلم
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] صاحب	[illegible]

نمبر خریداری	نام	مقام	نمبر خریداری	نام	مقام
۱۹۲۲	قاضی عبدالرحیم صاحب	[illegible]	۱۸۴۰	[illegible]	[illegible]
۱۹۲۸	محمد افضل صاحب	[illegible]	۱۸۴۶	نصیر الدین صاحب	[illegible]
۱۹۳۰	مسیح الرحمن صاحب	آرارہ	۱۸۶۱	مرزا محمد ابراہیم صاحب	[illegible]
۱۹۳۱	محمد عبدالستار صاحب	جگتدل	۱۸۶۲	محمد محبوب صاحب	[illegible]
۱۹۳۲	عبدالکریم صاحب	[illegible]	۱۸۶۳	محمد رسول صاحب	[illegible]
۲۲۶۹	عبدالکریم صاحب	سورت	۱۸۶۴	بابو عبدالغفور صاحب	[illegible]
۱۹۴۱	اسلم خان صاحب	لدھیانہ	۱۹۶۱	مستری عبدالغنی صاحب	[illegible]
۱۹۴۲	نواب بیگ بہادر صاحب	[illegible]	۱۹۶۲	قاضی ظہور الدین احمد صاحب	[illegible]
۱۹۴۴	جلال الدین کمال الدین	[illegible]	۱۹۶۳	ایس محمد اسمٰعیل [illegible]	[illegible]
۱۹۴۵	شیخ مٹے میاں صاحب	باندہ	۱۹۶۴	منشی غیاث الدین [illegible]	[illegible]
۱۹۵۴	حبیب احمد صاحب	[illegible]	۱۹۶۵	ایوب خان [illegible]	[illegible]
۱۹۵۵	محمد عبدالستار صاحب	نانڈیڑ	۱۹۶۶	[illegible] صاحب	[illegible]
۱۹۵۸	ڈاکٹر فیروز شاہ صاحب	الور	۱۹۶۷	ایس حسین صاحب	[illegible]
۱۷۷۷	مستری عبدالعزیز صاحب	ملتان	۱۹۶۸	غلام غوث صاحب	[illegible]
۱۷۷۸	اے اے [illegible]	[illegible]	۱۹۷۴	بابو محمد حیات صاحب	[illegible]
۱۸۰۶	سید حسام الدین صاحب	سرینگر کشمیر	۱۹۷۵	منشی حبیب اللہ صاحب	[illegible]
۱۸۳۰	سید غفور علی صاحب	راج پیپلا	۱۹۸۲	عبدالغفور صاحب	[illegible]
۱۸۳۳	منشی جلیل احمد صاحب	اجین	۱۹۸۳	پیر محمد بدیع الزمان [illegible]	[illegible]
۱۸۳۴	منشی حبیب احمد صاحب	میرٹھ	۱۹۹۰	ڈاکٹر صادق الحسن صاحب	[illegible]
۱۸۳۵	میاں سلطان علی صاحب	[illegible]	[illegible]	محمد قاسم صاحب	[illegible]
۱۸۴۵	ماسٹر قاسم شاہ صاحب	[illegible]	۱۹۹۶	سید غیاث الدین صاحب	[illegible]
۱۸۴۶	دوست محمد خان صاحب	[illegible]	۱۹۹۸	محمد حسن صاحب	[illegible]
۱۸۴۹	محمد عثمان صاحب	[illegible]	۲۰۳۳	مولوی محمد حسن الدین [illegible]	[illegible]
۱۸۵۰	کریم بخش صاحب	بروچ	۲۱۲۳	چودھری عبداللطیف [illegible]	[illegible]
۱۸۵۱	صدیق احمد صاحب	سیالکوٹ	۲۲۶۲	محمد شاہ علی صاحب	[illegible]
۱۸۵۳	عبدالرحمن صاحب	[illegible]	۲۲۶۷	حبیب خاتون صاحبہ	[illegible]
۱۸۵۴	سرور خان صاحب	[illegible]	۲۳۰۰	محمد بخش خان صاحب	[illegible]
۱۸۵۶	محمد ناصر الدین صاحب	مردان	۲۵۱۳	جان محمد صاحب	[illegible]
۱۸۵۷	نیاز الدین صاحب	[illegible]	[illegible]	سید عنایت حسین [illegible]	[illegible]
۱۸۵۸	سید مختار علی صاحب	کلکتہ	[illegible]	حسین خان صاحب	[illegible]
۱۸۵۹	[illegible] الدین صاحب	[illegible]			

[illegible] جھتے ہیں۔ ہندو والی ملک پر اتنا [illegible] کسی ملک اور اس کی رعایا کی بدنصیبی اور [illegible] والی باوجود زندہ ہونے کے اپنی سلطنت کے کاروبار [illegible] اور اس کی رعایا اس کے دوستوں کو ترسے۔

[illegible] کی بدنصیب رعایا میں سے ریاست کپورتھلہ کی رعایا بھی ہے [illegible] والی کی پچاس سالہ جوبلی گذشتہ دسمبر میں نہایت شان و شوکت [illegible] گئی۔ اور جس میں نیک دل لارڈ ارون اور متعدد والیان ریاست [illegible] غریب اور مظلوم اور بے زبان رعایا کی گاڑھے پسینہ کی [illegible] کی طرح بہائی گئی۔

ریاست کپورتھلہ کے والی کو کیا اپنی رعایا سے نفرت ہے جو [illegible] دس مہینوں میں فرانس ہی رہتے ہیں۔ اور اپنی ریاست کے [illegible] کی خبر تک نہیں لیتے کہ انہیں کیا اندھیر ہو رہا ہے۔

ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب کو فرانس کے پانی کا اتنا شوق ہے [illegible] ہندوستان میں کبھی دورہ پر آجاتے ہیں تو فرانس کے چشموں [illegible] پیتے ہیں۔ اور ایک لمحہ کے لئے بھی ان کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ [illegible] غریب رعایا کی کمائی کی بدولت میں اسقدر عیش کی زندگی بسر کر رہا [illegible] آخر اس کا بھی کچھ حق ہے۔ اور جس ریاست کی بدولت میں مہاراجہ [illegible] اس کے کام کی بھی نگرانی کرنی چاہیئے یا نہیں؟

ہز ہائی نس کے نام سے ایک مسجد ریاست کپورتھلہ میں زیر تعمیر ہے مسلمان نہیں چاہتے کہ یہ مسجد کسی ایسی جگہ تعمیر ہو جہاں مسلمانوں کو ادائے فریضہ میں دقت ہو۔ مگر کوئی دادرس ہو تو سنے۔ کوئی راعی ہو تو رعایا کی آواز اس تک پہونچے۔ اسی طرح جدید سڑکوں اور باغات کی تعمیر میں جو کچھ بدنصیب رعایا پر ظلم ہوا ہے وہ ناقابل تلافی ہے۔

اس لئے ضرورت ہے کہ چیف پولٹیکل سکریٹری صاحب مہاراجہ صاحب کپورتھلہ کی سیاحت یورپ کے شاہانہ مصارف کی فہرست طلب کریں [illegible] جلدی ہو سکے مہاراجہ صاحب سے جواب طلب کریں کہ ان کو ریاست کا کام نہ کرنے کی صورت میں اس سے روپیہ وصول کرنے اور [illegible] کا کیا حق ہے؟

کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ اس قسم کی فضول خرچیوں اور [illegible] کا خاتمہ کرنے کے لئے جد و جہد شروع کی جائے۔

[illegible] کانفرنس میں غیر خوشگوار واقعہ

بعض اوقات شریف سے شریف انسان [illegible] میں آجاتا ہے جس کی تازہ مثال یہ ہے کہ شریف [illegible] غلام بیگ صاحب نیرنگ وکیل [illegible] معلوم اپنی متانت اور سنجیدگی [illegible] کو چھوڑ کر لنگر لنگوٹ کس کے دہلی کے [illegible] دگر بیاں ہو گئے۔ جو یقیناً تبلیغ جیسے کام کرنے والوں کے لئے کسی طرح [illegible]

میر صاحب اگر مجھے معاف فرمائیں تو میں ان سے عرض کروں کہ انہوں نے تبلیغ کانفرنس کے کارکنوں میں انتخاب میں سخت غلطی کی۔ جسکا خمیازہ انکو بھگتنا پڑا۔ اور جسکا اعتراف انہوں نے خود بھی کر لیا۔ اور لطف یہ ہے کہ اس تجربہ کے بعد بھی وہ نہیں سنبھلے اور اپنی سلامت روی کے خلاف ایسی خفیف حرکتیں کر بیٹھے جو ان کے وقار اور ان کی عمر کے انسانوں کو ہرگز زیب نہیں دیتیں۔

جناب مولوی حافظ محمد صدیق صاحب ملتانی میونسپل کمشنر دہلی کی پنجابی قوم کے ایک نہایت ممتاز فرد ہیں۔ جو سالہا سال سے اپنے روپے اور اپنے دماغ سے مسلمانوں کی ہر تحریک میں امداد کرتے ہیں۔ وہ گذشتہ سال مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی استقبالیہ کیٹی کے سکرٹری تھے۔ اور دہلی کے اکثر اسلامی کام ان کے دماغ اور انکی جیب کے رہین منت ہیں۔

جس روز تبلیغ کانفرنس کی استقبالیہ کیٹی بنی اس روز ان سے دریافت کئے بغیر ان کو سکرٹری منتخب کر لیا گیا چونکہ مظہر الدین ایڈیٹر الامان کو بھی مجلس استقبالیہ کا سکرٹری منتخب کیا گیا تھا اس لئے حافظ صاحب نے مظہر الدین کے ساتھ کام کرنے سے انکی "مخصوص شہرت" کی وجہ سے انکار کر دیا۔ اور صاف صاف کہدیا کہ میں چندہ دینے کے لئے تیار ہوں۔ اور صدر بازار سے کھڑے ہو کر چندہ کرا بھی دوں گا۔ مگر جب تک مظہر الدین استقبالیہ کیٹی کے سکرٹری ہیں میں ان کے ساتھ کام نہیں کر سکتا۔

بعض کارکنوں نے ان کی اس جائز اور معقول درخواست کو قبول کر کے ان سے خواہش کی کہ آپ اپنی قوم سے چندہ کرانے کے لئے ہمیں وقت دیجئے۔ انہوں نے سو روپے اپنے پاس سے تبلیغ کانفرنس کی امداد کے لئے دیئے۔ اور ۱۱ دسمبر کی تاریخ صدر میں چندہ کرنے کے لئے مقرر کی۔ اس روز اتفاق سے ان کو یاد نہ رہا کہ اس تاریخ میں ان کو کچھ دیوانی مقدمات میں حاضر ہونا ہے۔ لہذا کارکنان تبلیغ کانفرنس ان کی دوکان پر تشریف لے گئے۔ اور وہ بوجہ کچہری کی مصروفیت کے دوکان پر نہ ملے۔ اس میں شک نہیں کہ کارکنان تبلیغ کو انتظار کی زحمت گوارا کرنی پڑی۔ مگر اس کے بعد ۱۲ دسمبر کو جناب میر صاحب نے اس سے متاثر ہو کر یا کسی اور نامعلوم وجہ سے حسب ذیل خط حافظ صاحب کو معہ یکصد روپے کے نوٹ کے جو تبلیغ کی امداد کے لئے انہوں نے دیا تھا واپس کر کے لکھا۔

بخدمت جناب حافظ محمد صدیق صاحب ملتانی میونسپل کمشنر و آنریری مجسٹریٹ۔ صدر بازار دہلی۔ مکرمی السلام علیکم

تمام حالات کو جو آپکے علم میں ہیں مدنظر رکھتے ہوئے اُن احباب نے جو آل انڈیا تبلیغ کانفرنس کے واسطے کام کر رہے ہیں [illegible]

... نے میں کسی قسم کی بھی تکلیف نہ دی جائے لہذا فیصلہ مذکورہ کی تعمیل میں آپکی رقم مبلغ یکصد روپیہ جو آپ نے بطور چندہ عطا فرمایا تھا نہایت ادب کیساتھ واپس ارسال خدمت ہے اور ساتھ ہی میں یہ معذرت بھی پیش کرتا ہوں کہ ہم لوگوں نے آپ کا بہت سا بیش قیمت وقت گفتگو اور اصرار میں ضائع کیا اسکو از راہ کرم معاف فرمائیں۔ زیادہ نیاز والسلام۔

بندہ غلام بھیک نیرنگ معتمد عمومی جمعیتہ مرکزیہ تبلیغ الاسلام

مبلغ یکصد روپے کا کرنسی نوٹ نمبر (8 98 501 ½) ارسال خدمت ہے۔ رسید جو دفتر سے دیگئی تھی واپس ارسال فرمائیں اگر رسید اتفاقاً دستیاب نہ ہوتی ہو تو دو حرف بطور رسید دلیسے ہی تحریر فرما دیں۔ فقط دستخط غلام بھیک نیرنگ

یہاں تک بھی کچھ زیادہ ہرج نہ تھا۔ حافظ صاحب اور میر صاحب کا معاملہ تھا۔ مگر اخبار نویسی کی بدترین مثال منظر الدین نے قائم کی کہ اس پرائیویٹ معاملہ کو نہایت غیر ذمہ داری کے ساتھ اخبار الامان میں حافظ صاحب کی شہرت کو حسب عادت نقصان پہنچانے اور ان کی توہین کرنے کی غرض سے شائع کر دیا۔

محمد صدیق ملتانی کی رقم واپس کردی گئی

محمد صدیق صاحب ملتانی میونسپل کمشنر نے بھی سو روپیہ عطا کئے تھے لیکن ان کا طرز عمل اسقدر تکلیف دہ تھا کہ کارکنوں نے وہ رقم واپس کردی۔ انہوں نے مسلمانان شہر کے فیصلہ کو ٹھکرا دیا، معززین شہر کے اصرار کو مسترد کیا اور ایک روز وعدہ کیا تو دکان سے غائب ہو گئے اور ان کے انتظار میں پیرزادہ محمد حسین صاحب سی آئی ای امام صاحب جامع مسجد سید غلام بھیک صاحب مولانا مظہر الدین ڈپٹی محمد مرزا صاحب اور مولوی سید عبدالحی صاحب تین گھنٹے مسلسل بیٹھے رہے اور وہ حسب وعدہ تشریف لائے۔ اسی طرح وفد کے کئی روز ان کی وجہ سے ضائع ہوئے

(الامان ۱۵ و ۱۹ دسمبر ۱۹۲۸ء صفحہ ۱۲ کالم ۱)

اس نوٹ کے شائع ہوتے ہی جناب صدر صاحب اور سکرٹری صاحب نے جسطرح اس شرارت پر جواب طلب کیا ہے اسکو تو منظر الدین کا دل جانتا ہوگا۔ مگر قارئین کرام کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ منظر الدین نے حافظ صاحب جیسے شریف اور نیک اور حیثیت دار مسلمان کو کس طرح مخاطب کیا ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ظرف میں پانی زیادہ بھر گیا ہے۔ اور کسی شریف آدمی کی عزت اس شخص کے ... میں اور ... کرنے میں دونوں طرح محفوظ نہیں۔ ... کرتا ہوں کہ کیا یہ نوٹ انکی مرضی سے شائع ہوا تھا۔ ... حرکت پر کیا جواب طلب کیا ؟

دھوکہ سے بچو

کانگریس کی آخری شاہ ... ہندو مسلم سمجھوتہ کے ... سے حسب ذیل قرارداد منظور ہوئی ہے۔

ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین سمجھوتے کی جو قرارداد کانگریس نے منظور کی۔ اس کا متن حسب ذیل ہے:

مشترک حلقہ ہائے انتخاب

کانگریس فیصلہ کرتی ہے کہ نظام حکومت کی آئندہ سکیم میں تمام صوبوں کی مجالس وضع قوانین اور مرکزی مجلس وضع قوانین کے سلسلے میں مشترک انتخاب کا طریقہ جاری کیا جائے۔ دو بڑی قوموں یعنی ہندوؤں اور مسلمانوں کو یہ یقین دلانے کے لئے کہ ان کے حقوق مجالس وضع قوانین میں محفوظ ہیں۔ موجودہ حالات میں مختلف قوموں کی آبادی کے لحاظ سے مختلف صوبوں کی مجالس کیلئے نشستوں کی تخصیص کر دی جائے۔ مرکزی مجلس وضع قوانین میں بھی یہی انتظام ضروری ہے لیکن شرط یہ ہو کہ پنجاب کی اقلیتوں کیساتھ باہمی رضامندی سے مراعات کا انتظام ہو جائے تاکہ انہیں (اقلیتوں کو) آبادی کے لحاظ سے جتنی نشستوں کا حق حاصل ہے۔ اس سے زائد نمائندگی دی جاسکے سکھ پنجاب کی ایک اہم اقلیت ہیں۔ اور اس صوبے میں نشستوں کی تخصیص کے وقت سکھوں کی نمائندگی کے مسئلہ پر خاص توجہ مبذول کی جائے گی۔

صوبہ سرحد بلوچستان میں اصلاحات

مسلمانوں نے تجویز پیش کی تھی کہ صوبہ سرحد اور برطانوی بلوچستان کو بھی دوسرے صوبوں کے مساوی اصلاحات دی جائیں کانگریس کی رائے میں یہ تجویز معقول ہے۔ اور اسپر عمل درآمد ہونا چاہیئے اس امر کا خاص خیال رکھا جائے کہ جتنی اصلاحات کیساتھ ساتھ وہاں ایک اچھے عدالتی نظام کا انتظام بھی ہونا چاہیئے۔

صوبہ سندھ کی علیحدگی

ایک تجویز یہ ہے کہ سندھ کو علیحدہ صوبہ بنا دیا جائے۔ کانگریس کی رائے میں وقت آگیا ہے کہ صوبوں کو زبانوں کی بنیاد پر اس اصول کے مطابق از سر نو تقسیم کیا جائے جس پر کانگریس عمل کر چکی ہے۔ کانگریس کی رائے میں یہ ضروری ہے کہ صوبوں کی از سر نو تقسیم کا کام فوراً شروع کر دیا جائے۔ اور جو صوبہ زبان کی بنا پر علیحدگی کا مطالبہ کرے اس کے مطالبہ پر توجہ مبذول کی جائے۔ اس کانگریس کی رائے میں یہ کام اندھرا، اتکل، سندھ اور کرناٹک کی علیحدگی سے شروع کر دینا چاہیئے۔

آزادی ضمیر

آئندہ آزادی ضمیر محفوظ ہوگی۔ اور کوئی صوبجاتی یا مرکزی مجلس وضع قوانین کوئی ایسا قانون بنانے کی مجاز نہ ہوگی جو آزادی ضمیر سے متصادم ہو۔ تشریح۔ آزادی ضمیر سے مقصود اعتقاد کی آزادی عبادات کی آزادی ... مذہبی شعائر کی آزادی۔ ... آزادی ... ہے لیکن دوسروں کے ...

[illegible] مطالبات

[illegible] فرقہ وار معاملات
[illegible] کی جگہ نہ زیر بحث
[illegible] کسی قوم کے نمائندگان مجلس وضع قوانین
[illegible] یا قرارداد یا تحریک یا ترمیم کے پیش کرنے
[illegible] کے مشکلات ہوں۔

[illegible] فرقہ وار معاملات سے مراد وہ معاملات ہیں جن کے فرقہ وار
[illegible] مجلس وضع قوانین کے ہندو اور مسلم نمائندوں کی مشترک کمیٹی
[illegible] مجلس وضع قوانین کے ہر اجلاس کے آغاز پر مقرر کی جائیگی۔

گائے اور باجے کے مسائل

[illegible] فیصلہ کرتی ہے کہ ہندو اور مسلمان جو حقوق پیش کرتے ہیں۔
[illegible] باجہ بجانے۔ اور جلوس نکالنے کے متعلق اور
[illegible] قربانی یا خوراک کیلئے گائے ذبح کرنے کے متعلق ان
حقوق کی [illegible] مسلمان [illegible] سے اپیل کریں کہ وہ گائے
کے معاملے میں [illegible] جذبات کا لحاظ رکھیں اور
[illegible] سے اپیل کریں کہ وہ مسجدوں کے روبرو باجوں کے متعلق
[illegible] مسلمانوں کے جذبات کا لحاظ رکھیں یہ کانگریس ہندو
[illegible] سے درخواست کرتی ہے کہ وہ ذبیحہ گاؤ کو بند کرانے یا مسجدوں
[illegible] تشدد یا قانونی ذرائع سے کام نہ لیں۔

تبدیل مذاہب

[illegible] فیصلہ کرتی ہے کہ ہر فرد یا جماعت ہر شخص کو دلیل یا
[illegible] اپنے مذہب میں داخل کرنے کی مجاز ہے لیکن کسی فرد یا جماعت
[illegible] ذرائع سے کام لیکر مثلاً مادی ترغیب سے
[illegible] حق حاصل نہیں۔ اٹھارہ سال سے کم عمر کے لڑکی کو
[illegible] کہ وہ اپنے والدین یا سرپرستوں
[illegible] سال سے کم عمر کا کوئی لڑکا یا
[illegible] کی جائے تو اسے
[illegible] تبدیل مذہب کے کسی واقعہ کے متعلق
[illegible] اور کسی ایسے واقعہ پر مظاہرہ
[illegible] معلوم ہو کہ تبدیل
[illegible] یا اس کے تشدد
[illegible]

اس قرارداد کو مسٹر سرکار [illegible]
میں "امام الہند" مولانا ابوالکلام آزاد نے بھی [illegible]

مولانا ابوالکلام آزاد نے ایک پر جوش تقریر میں قرارداد کی تائید کی
مولانا ئے موصوف نے بیچ قرارداد کے ایک ایک حصہ پر بحث کی اور فرمایا کہ
صوبے فرقہ وار بنیاد پر نہیں بلکہ لسانی بنیاد پر تقسیم ہونگے۔ باجے کا مسئلہ
نیا ہے۔ مختلف مقامات کے رواج مختلف ہیں لیکن گاؤکشی کا مسئلہ
پرانا ہے۔ قطعی طور پر اسی وقت حل ہو سکتا ہے جب کہ ہندوستان
بھر میں ایک گائے بھی ذبح نہ ہوگی۔ (انقلاب یکم جنوری ۱۹۲۸ء)

اس قرارداد کے پاس ہونے کے بعد بھی مسلمانوں کے مطالبات باقی ہیں۔ وہ مسلمانوں کا حکومت میں حصہ ہے۔ دفتروں میں تناسب آبادی کے لحاظ سے سرکاری و نیم سرکاری ملازمتوں میں مسلم عنصر کی کمی کا معاملہ ہے۔ اور میرے خیال میں یہی ایک سب سے بڑی خامی ہے جو اس سمجھوتہ کی قرارداد میں باقی ہے اور اسی کے لئے تمام سمجھدار مسلمان چلا رہے ہیں کہ پہلے پیٹ کا سوال حل کرو۔ اس کے بعد اتحاد، سمجھوتہ، یا یکانگت، قومیت کا نام لو۔ کیونکہ خالی معدہ بغاوت پر آمادہ کرتا ہے۔ اور کانگریس اور لیگ کے رہنماؤں نے اس اہم مسئلہ کو محض ہندو بھائیوں کو خوش کرنے کی وجہ سے چھوڑ دیا کاش ان "قال بجھکڑوں" کو معلوم ہوتا کہ ایک مسلمان کے ساتھ جو سلوک ہندو کسی دفتر میں کرتے ہیں۔ اس کا اثر کم سے کم دو سو متعلقین پر پڑتا ہے اس لئے سب سے پہلے اس مسئلہ کو طے کرنا چاہیئے تھا۔ کہ جب تک ہندو مسلمانوں کے غصب شدہ حقوق ان کو واپس نہیں دیتے اور دفتروں میں جو ناجائز قبضے انہوں نے کر رکھے ہیں۔ اس سے دستبردار نہیں ہوتے اس وقت تک تمام سمجھوتے اور تمام قراردادیں سطحی ہیں۔

نیز گاؤکشی اور باجہ کے متعلق قرارداد کا جو حصہ ہے اسکو پیش کرتے ہوئے مسٹر گاندھی اور مولانا ابوالکلام آزاد نے جو تقریریں کی ہیں، اس سے بہت غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔ انہوں نے باجے کے مسئلہ کو گاؤکشی جیسے اہم مذہبی فرض کے ساتھ برابر کرنے کی سعی باطل کی ہے جو ہمارے بھائیوں کی عیارانہ چال ہے گاؤکشی مسلمانوں کا مذہبی فرض ہے۔ اور یہ تیرہ سو سال سے فرض ہے۔ اور مسلمان کسی قیمت پر بھی اس سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔

باجہ کا مسئلہ محض ہندوستان میں آریہ سماج کے عیار لوگوں نے ابھی پیدا کیا ہے اور اس کا کوئی ثبوت دھرم شاستر سے ہندو نہیں دے سکے۔ اس لئے یہ ناقابل توجہ ہے۔

بقول مسٹر سرینواس آئنگر گاؤکشی کا ثبوت ہندوؤں کی قدیم مذہبی کتب سے مل سکتا ہے۔ پھر اگر یہ صحیح ہے تو خدا کے لئے ہمیں بتلاؤ کہ اس کے کیا معنی ہیں؟

[illegible] مسلمانوں [illegible] مذہبی [illegible]

سیرتِ باقی پر ایک نظم

(از ادیب الملک جناب پروفیسر اکبر خاں صاحب حیدری)

سیرت باقی کی ضخامت پر صرف چند ... [illegible] ... کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ... [illegible]
... جناب اکبر خاں صاحب حیدری کی نظم کو نقل کرتا ہوں ... [illegible]

دیدۂ حق بیں جہاں ہیں اور تا حوش فنا | اپنے مرکز سے ہٹی جاتی ہو دنیائے بقا
اہل عرفاں سر نگوں ہیں اہل حق تا فرش ہیں | کس مپرسی کے حوادث میں ہیں اب مبتلا

اہل باطل بنے خلعت تقلید پہ لیلا رہیں | کثرت و قوت سے اپنی مست ہیں سرشار ہیں
مال و دولت پر ہے ان کو آج بے اندازہ غرور | مسلم حق آشنا کے در پئے آزار ہیں

جانتے ہیں سب جسکو روحانیت اسلام کی | اب زمانے میں کہیں پرسش نہیں ہے نام کی
مسلم خستہ ہے اب افسردہ و رنجور ... | حضرتیں دل سے کرو ... آج یہ اللہ کی

اس کلیسہ خود غرض ہو ... [illegible] | خود پرستی کے سوا کچھ نہیں دنیا کا ہوش
محو دنیا ہے وہی ہیں جانشینان رسول | اہل دیں بنکر نکل آئے ہیں کچھ ایمان فروش

اہل مکر ... [illegible] ... اس عزم میں | پختہ کاری کچھ نظر آتی ہو جن کے عزم میں
جنکی حق گوئی ... [illegible] | استقامت جنکی فطرت ہو جہان نرم میں

جنکی نظروں میں ہی ... [illegible] | قابل تقلید ہو نا قابل رد و بدل
ہم سمجھتے ہیں کہ بیشک ... [illegible] | ہے مسلمان کیلئے بیحد ضروری آجکل

جنکے دلمیں ہو ابھی عزت دین اسلام کی | قدر و قیمت جانتے ہیں جو حضرات ...
جنکی ہستی سے ابھی وابستہ ہے شان حق | جنکی دنیا میں کوئی پرسش نہیں اس نام کی

وہ یہ کہتے ہیں کہ اب تبلیغ اور تنظیم میں | زندگی اور موت ہیں تنظیم و تعلیم میں
اہل باطن اور ارباب تصوف کا سبق | کیجئے داخل مسلمانوں کی ہر تعلیم میں

یہ وہ فرقہ ہے کہ جسکے کفر و باطل کا اثر | گویا دنیا سے زائل ... [illegible]
جسکے اک ادنی اشارے پر جہان کائنات | بے تکلف بے تامل ہو گیا زیر و زبر

ان بزرگان حقیقت آشنا میں لا کلام | ذکر کے قابل ہو ... [illegible]
جنکی چشم لطف سے ہندوستان کفر ... | ... [illegible]

حضرت باقی جہان قدس کے سرمایہ دار | کرکے ... حق پرستی ... [illegible]
اس صحیفہ میں ہے گویا انکی روداد حیات | ان کے حسن زندگی ... [illegible]

پہلو شے یزداں ہیں ... انکی پاک ہستی سے ملی | سرزمین ہند میں تخم سعادت ... [illegible]
کفر و باطل ہیں اگر آمادہ شر و فساد | اے بقائی سیرت باقی ... [illegible]

درس تبلیغ

اسلام اور رواداری

سرورِ عالم کا برتاؤ غیر مسلموں کے ساتھ

تحمل و رواداری کے حیرت انگیز واقعات

(گزشتہ سے پیوستہ)

بعض مسلمان مورخوں نے لکھا ہے کہ ہارون الرشید کے زمانہ میں ایک مسلمان نے کسی ذمی کو مار ڈالا۔ قصاص میں مسلمان ماخوذ ہوا لیکن کسی وجہ سے ہارون الرشید کو اسکی رعایت منظور تھی۔ اور اس لئے اس نے چاہا کہ قتل سے بچ جائے چنانچہ قاضی ابو یوسف کو بلا کر اسکی تدبیر پوچھی۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ شہادت سے یہ ثابت نہیں کہ وہ مارے جانے کے وقت بھی ذمی تھا۔ اگرچہ ہمارے نزدیک یہ واقعہ ثابت نہیں۔ تاہم اگر اسکو مان لیا جائے تب بھی یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ذمی کے قتل سے مسلمان کو بچانا ایک ایسا عظیم واقعہ تھا جسکے حیلہ پیدا کرنے کے لئے قاضی ابو یوسف جیسے شخص کی ضرورت پڑی اور وہ بھی اس کے سوا کچھ حیلہ نہ بتا سکے کہ اسکا ذمی ہونا مشتبہ ہے۔ (رسائل شبلی صفحہ ۵۱)

مال و جائداد کے حقوق جنکو انگریزی میں رائٹ آف پراپرٹی اور رائٹ آف لیبرٹی سے تعبیر کیا جاتا ہے ان میں بھی مسلمان اور ذمی برابر درجہ رکھتے تھے۔ ذمیوں کے قبضہ میں جس قدر زمینیں تھیں اسلام کے زمانہ میں عموماً بحال رکھی گئیں۔ یہاں تک کہ اگر خلیفہ وقت یا بادشاہ کو مسجد یا کسی اور عمارت کے لئے [illegible] سے زمین لینے کی ضرورت ہوتی تھی تو معاوضہ دیکر لیجاتی تھی۔ (ایضاً)

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک شخص نے دجلہ کے کنارے گھوڑوں کے [illegible] رمنہ بنانا چاہا تو آپ نے ابو موسیٰ اشعری کو جو بصرہ کے [illegible] لکھا کہ اگر وہ زمین ذمیوں کی نہ ہو اور اس میں ذمیوں کی [illegible] کا پانی نہ آتا ہو تو سائل کو زمین دیجائے۔ خلیفہ منصور نے جب بغداد کو دار الخلافہ بنانا چاہا تو آس پاس کی قومیں جو [illegible] ان سے قیمت دیکر زمین مول لی۔ حیرہ میں قدیم [illegible] تھے جو اسلام کے زمانہ میں ویران ہو چکے تھے [illegible] جامع مسجد بنی، اس میں کچھ ملبہ وہاں [illegible] کوئی وارث نہ تھا تاہم چونکہ

ذمیوں کی زمین میں تھا اس لئے ذمیوں کو ان کی قیمت ان کے جزیہ میں مجرا دی گئی۔ اس کے سوا سینکڑوں واقعات ہیں جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ذمیوں کے مال اور جائداد سے کبھی تعرض نہیں کیا گیا (ایضاً ۵۲-۵۳)

فقہ کا یہ مسئلہ ہے کہ اگر بادشاہ یا امام وقت کسی زمانہ میں زمین کو ذمیوں کے قبضہ سے نکالنا چاہے تو نہیں نکال سکتا۔ قاضی ابو یوسف کتاب الخراج میں لکھتے ہیں کہ امام وقت کو یہ اختیار نہیں کہ اس کے بعد ان سے زمین کو چھین لے۔ وہ زمین ان کی ملک ہے۔ ان میں نسلاً بعد نسل منتقل ہوتی رہے گی اور وہ اسکو خرید و فروخت کر سکتے ہیں۔ (ایضاً ۵۲)

رحم اپنی شان کمال پر اسوقت نظر آتا ہے جب صاحب رحم اپنے دشمن پر رحم کرتا ہے۔ دشمن پر رحم کرنا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ اور خاصکر اسوقت جب بدلہ لینے کا موقع حاصل ہو۔ آپ نے اہل مکہ کے ہاتھوں کیسی کیسی تکلیفیں اور اذیتیں اٹھائیں لیکن پھر بھی آپ خدا سے ان کی بھلائی اور بہتری ہی کی دعا مانگتے تھے۔ ایک مرتبہ بعض صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہ، ان دشمنوں کے حق میں بد دعا کیجئے تو فرمایا میں لعنت کرنے کے لئے نہیں آیا ہوں، بلکہ دنیا میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ جنگ احد میں کفار نے آپ کو زخمی کیا لیکن اس کے بدلہ میں آپ نے یہ دعا کی۔ اللہم اہد قومی فانہم لا یعلمون۔ یا اللہ میری قوم کو ہدایت کر (کیونکہ) یہ جانتے نہیں۔" (سراج منیر، منشی امتیاز علی فیض آبادی صفحہ ۲۹۵)

فتح مکہ کے دن فاتح مکہ کو اپنے پرانے دشمنوں اور ایذا دینے والوں سے بدلہ لینے کا پورا موقع اور اختیار حاصل تھا لیکن اس دن آپ کے رحم کا دریا جوش میں آتا ہے۔ آپ سب کو معاف کر دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں بھی آج تم سے وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے (جنہوں نے حضرت یوسفؑ کو تکلیفیں پہنچائی تھیں) کہا تھا۔ وہ یہ تھا۔ لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وہو ارحم الراحمین (سورہ یوسف) آج تم پر کچھ الزام نہیں، اللہ تم کو معاف کر دے، اور بیشک وہ تمام رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ غور کیجئے۔ آنحضرت معاف کرتے ہیں اور کسی پر کچھ احسان بھی نہیں رکھتے۔ فرماتے ہیں تم پر کچھ الزام نہیں۔ یہ شان رحمت کی جلوہ نمائیاں ہیں (ایضاً ...)

آنحضرت مجسم رحمت تھے کسی خاص فرقہ کے لئے نہیں کسی خاص گروہ کے لئے نہیں کسی خاص ملک کے لئے نہیں بلکہ سارے جہان کے [illegible] خدائے تعالیٰ آپ کی شان رحمت کی وسعت کو [illegible]

[illegible] ہے رحمت
بنا کر بھیجا ہے۔ [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ آپ
آفتاب رحمت کی شعاعیں ہر جگہ پہنچتی ہیں، ایک بے غرضانہ شفقت
تمام خلق اللہ پر ہے کافر اور مشرک سب ہی فیضیاب ہوتے ہیں۔ جانور
بھی محروم نہیں ہیں۔ آپ نے ایک پیاسے کتے کا قصہ بیان فرمایا تو
لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا جانوروں کی خدمت میں بھی ہمیں
ثواب ملیگا! فرمایا ہر جاندار کی خدمت میں ثواب ہے۔ آپ نے
اس شخص پر لعنت فرمائی، جو تفنن کی غرض سے کسی جاندار چیز کو نشانہ

بنایا [illegible]
میں [illegible]
ایک دن حضور انور نے [illegible]
کہا، تو انے حکم سے چیونٹیوں کا چھتہ جلا دیا [illegible]
دی [illegible] ایک چیونٹی نے [illegible]
جو اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔ آپ پیاسی [illegible]
اور جب تک وہ اچھی طرح پی نہ لیتی، برتن کو جھکائے رہتے
(رحمۃ للعالمین [illegible])

اکتالیس خوبیوں والا انجیلیں [illegible] معجزنما

عاشیہ جدید نئی شان کا قرآن مجید

بے مثل اعلان

جسکی ہر مسلمان کو ضرورت ہے مقدمہ میں ایسی خوبیاں جن کا مطالعہ مبلغین اسلام اور سچائی کے متلاشیوں کیلئے بیحد ضروری ہے [illegible] اور سو فی چھپائی کاغذ تقطیع متوسط ۷×۱۱ انچہ صحیح اور مستند حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ العالی کا سلیس عام فہم ترجمہ اور حاشیہ پر تفسیر [illegible] اس کلام مجید میں مندرجہ ذیل ۴۱ سے زائد ایسی خصوصیات ہیں جو دوسری جگہ نہیں مل سکتیں (۱) ہر پارہ کے شروع میں مقامات مقدسہ کا نقشہ معہ حالات دیا گیا ہے [illegible] تم کہ تیس نقشے فن مصوری کا نمونہ ہیں (۲) تمام مضامین قرآنی کی کل فہرست جو آیت چاہو فوراً نکال لو نیز فہرست رکوعات و آیات قرآنی جس کے ساتھ [illegible] کی ترتیب صحیح ہے جس سے یہ پتہ چلتا ہو کہ پہلے کونسی سورت نازل ہوئی (۳) ضروری مقامات کا شان نزول مطابق صحاح ستہ (۴) حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی [illegible] (۵) حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب کی تفسیر موضح القرآن کا خلاصہ حاشیہ پر (۶) ہر سورت کے متعلق نقش و تعویذ جو اولیاء اللہ کے معمولات ہیں (۷) آئینہ [illegible] (۸) فضائل [illegible] (۹) سورتوں کے خواص اور ان کے پڑھنے کا طریقہ (۱۰) قرآنی مسائل (۱۱) ایک آیت کا دوسری آیت کیساتھ ربط (۱۲) ایک سورت کا دوسری سورت کیساتھ ربط (۱۳) تلاوت قرآن کا طریقہ اور قرأت کے اصول جس کے بغیر صحیح تلاوت نہیں ہو سکتی (۱۴) چند ایسے مقامات کا ذکر جہاں کا املا اور ہے لیکن تلفظ اور [illegible] بچوں کیلئے مفید ہو (۱۵) پیغمبروں کی دعائیں (۱۶) ان انبیاء کرام کے حالات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۱۷) ان غیر مشترک حالات جنکا ذکر قرآن میں ہے [illegible] جن کا ذکر قرآن میں ہے (۱۹) ان قبیلوں کے حالات جنکا ذکر قرآن میں ہے (۲۰) دنیاوی مقامات کا حال جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۱) اخروی مقامات [illegible] میں ہے (۲۲) ان ستاروں کا حال جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۳) ان پرندوں کا حال جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۴) ان تیلوں کا حال جن کا ذکر قرآن [illegible] اوقات (۲۶) وہ خاص درود شریف جو اولیاء اللہ سے منقول ہے (۲۷) قرآن مجید کو دیگر الہامی اور غیر الہامی مختلف ادیان و مذاہب کی کتب پر ترجیح [illegible] (۲۸) وہ مقامات جہاں اعراب کی تبدیلی سے کفر لازم آتا ہو (۲۹) بسم اللہ شریف ہر جگہ نئی شان سے لکھی گئی ہو (۳۰) سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ [illegible] استاد منشی عبد الغنی صاحب مرحوم کے خلف رشید جناب منشی ممتاز علی صاحب نے بہت رقم صرف کر کے بڑی توجہ اور محنت کیساتھ لکھا ہے (۳۱) [illegible] قرآن صحیح [illegible] جن کی [illegible] ثبت ہیں (۳۲) ان انبیاء کے انقلاب کا بیان جنکا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے (۳۳) اس امر کا ثبوت کہ کلام [illegible] رسول عربی صلعم پر کیوں نازل ہوا (۳۴) قرآن مجید کے ظاہری و باطنی آداب (۳۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک عمر [illegible] (۳۶) قرآن [illegible] کا ثبوت (۳۷) قرآن مجید سمجھ کر پڑھنے کے احکام اور فضیلت (۳۸) قرآن شریف کے نقش اور ان کے عامل ہونے [illegible] [illegible] (۴۰) [illegible] تاریخی حالات کا بیان جن کا کلام مجید کے نزول سے تعلق ہے (۴۱) کلام مجید [illegible]
[illegible]

[illegible]

(... [illegible] صاحب ... [illegible])

[illegible] ہے اور انسان نے کہانے جلوسات [illegible] کیا ہے ، اسی دن سے جہان [illegible] ساتھ ایک جذبہ خدا نے [illegible] اس کے ساتھ ہم آغوش [illegible] میں انسان کہلانے کے مستحق [illegible] چیز کو تلاش کرنے میں منہمک اور سرگرم [illegible] چیز کے نام اگرچہ لوگوں نے اپنی اپنی مذاق [illegible] غور کرتے ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان سب کا مرجع [illegible] ایک ہی ہے یعنی وہ چھپی ہوئی مطلوب شے ایک بہت [illegible] طاقت ہے کہ جس کے اشارہ پر عالم امکان کے فنا و بقا کا دارومدار ہے [illegible] طاقت حقیقت میں ایک جیسے اعتماد ہے اس کے ساتھ تعلق پیدا [illegible] انسان تمام خطرات سے محفوظ ہو جاتا ہے کسی مادی طاقت [illegible] کے لئے بھی انسان کو خوف زدہ نہیں کرسکتا۔ وہ خفیہ [illegible] ایمان ہے۔ جب روح کا اس سے بلاواسطہ یا بالواسطہ [illegible] ہو جاتا ہے تو ہر قسم کی تکلیف اور دکھ سے روح پاک ہو کر ایک [illegible] ہو جاتی ہے۔ وہی خفیہ طاقت اصلی اور [illegible] انسان کا منبع ہے اور وہی اس کا مرجع ہے وہی خفیہ [illegible] مخلوقات کی جان [illegible] مالک۔ عزت [illegible] اس کے حکم اور اشارہ سے بڑے بڑے انقلابات [illegible] شہنشاہ اور فرمانروا ذلت اور فقر کی زندگی [illegible] تخت و تاج کے مالک بنجاتے ہیں [illegible] تعلیم کے نہایت ہی دبی زبان سے [illegible] اس مادی عالم سے بالا تر [illegible] ڈھونڈھتا ہے اور بالخصوص مرنے [illegible] تلاش کرتا ہے۔ اور اس بات کے لئے [illegible] وہ کسی طاقت کا کم از کم اقرار ضرور کرلے [illegible] طاقت کے نام مختلف ہیں لیکن ہم [illegible] اس طاقت کو لفظ اللہ یا خدا سے [illegible]

[illegible] علماء کی تلاش کرنے [illegible] مختلف طریقے [illegible]

اختیار کئے۔ یہی تلاش تھی [illegible] دنیا نے سمجھا کہ گرم کی پراسرار کل میں [illegible] مطلوب پنہاں ہے۔ اگر ہم نے بہت طریقے سے [illegible] اس حقیقی مطلوب سے ہم آغوش ہو جائیں گے۔ یہی وہ زبردست [illegible] تھی کہ جس کے صدقے میں دیوتا پرستی کی بنیاد رکھی گئی۔ بعض نادانوں نے یہ خیال کیا کہ اس دیوتا کے جسم میں وہ پراسرار عظیم طاقت موجود ہے اگر اس دیوتا کی پوجا کریں۔ اور اس کے ادنی اور چہرے جسم کے ذریعہ اس روحانی مطلوب تک پہنچ جائیں۔ دنیا نے اس معشوق حقیقی اور مطلوب حقیقی کی تلاش میں نہ صرف گرم کی سیوا اور دیوتاؤں کی پوجا ہی کی۔ بلکہ ہر مظہر کے ساتھ وہی نیاز مندانہ برتاؤ کیا۔ جو پہلے دو فرقوں نے اپنے گرو اور دیوتاؤں کے ساتھ کیا تھا۔ ایک زمانہ میں یہ خیال پختہ ہو گیا کہ درخت کے ہر پتے میں۔ زمین کے ہر ذرہ میں سورج کی ہر کرن میں اور بارش کے ہر قطرہ میں، دریا کی ہر ایک موج میں وہی مضمر ہے۔ عالم کی ہر ہر شے اسی کے چہرہ انور کے لئے ایک نقاب ہے۔ تو لوگوں نے اپنے اپنے مذاق کے مطابق دنیا کی ہر شے کو قابل پوجا سمجھ لیا۔ سورج کی روشنی میں خدا کی روشنی ذروں کی چمک میں اسی کی چمک۔ دریاؤں کی طاقت میں خدا کی طاقت اور درختوں کی تروتازگی میں اسی کی رحمت کی تلاش ہونے لگی۔ میں یہ کہنا نہیں چاہتا کہ ان تلاش کرنے والوں کو کچھ ملا۔ یا نہیں ؟ ہاں اتنا تو کم از کم سمجھدار آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ اگر ان تلاش کرنے والوں کو کچھ بھی نہ ملتا تو ناممکن تھا کہ دنیا کی کثیر التعداد آبادی اس غلطی پر لاکھوں برس قائم رہتی۔ ملا اور ضرور ملا۔ اگرچہ ان سے کم ملا۔ کہ جو خود اس مطلوب حقیقی کے بتائے ہوئے راستہ پر چلے اور انہوں نے خدا کو اس کی مرضی کے موافق تلاش کیا۔ انہوں نے خدا کو ڈھونڈا لیکن اس راستہ سے تلاش کیا کہ جس راستہ کو خدا نے خود اپنی ملاقات کے لئے مقرر کیا تھا۔ دنیا کے کروڑوں چاہنے والے انسانوں کی طرح وہ بھی ایک سڑک پر چلے لیکن ان کی سڑک اور راستہ وہی تھا جو حقیقی طور پر منزل مقصود پر پہنچتا تھا۔ چنانچہ دنیا ابھی تلاش میں تھی اور وہ اپنے مقصود میں کامیاب بھی ہو گئے۔ جن لوگوں نے ان کی بتائی ہوئی تعلیم پر عمل کیا وہ آج کامیاب ہیں۔ اور جو لوگ ان کی تعلیم سے دور ہیں وہ آج بھی حرماں نصیب ہیں۔ میں اس اجمال کی تھوڑی سی تفصیل کر کے اپنے مضمون کو ختم کر دوں گا۔

حقیقی وصال

اگرچہ اوپر کی تقریر سے میرا مطلب بہت کچھ واضح ہو گیا ہو گا لیکن پھر بھی مختصر سی تفصیل کی ضرورت ہے [illegible] تو معلوم ہو گیا ہے کہ ان کے متلاشیوں نے ہر مطلوب [illegible] کرنے کی کوشش کی۔ مثلاً آفتاب کی کرنوں [illegible]

[illegible]

کیا ... لیکن ہم ... اپنے ... [illegible]
... تمہاری ... بار ... اسی ... میں سے
ہر شخص ... بھی کسی حد تک کامیاب ہوا۔ لیکن میں دریافت کرتا ہوں
کہ کیا وہ محبوب جس کی تلاش میں تم اپنے گھروں سے نکلے تھے۔ کیا وہ محض
ایک قسم ہے کہ جس کا آفتاب کے پجاری قائل ہو سکتے ہیں؛ کیا وہ صرف
ایک طاقت ہے کہ جس سے دریاؤں کا تصور سیراب کر سکتا ہے؛ کیا اس کا
نام محض رحمت ہے جس سے درختوں کی سیرابی ... کر سکتی ہے؛ کیا وہ
کسی ... جسم کا تصور ہے جس سے کسی دیوتا کی پوجا بے پروا کر سکتی ہو
اور اگر یہ چیز نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے۔ کیونکہ جس کی تلاش میں ہم اور
تم نکلے ہیں وہ کسی ایک صفت کا نام نہیں ہے بلکہ وہ گوناگوں صفات
سے متصف ہے وہ ان صفات کا ایک مجموعہ ہے کہ جن صفات کے
شمار اور احساس سے ہماری تمہاری عقول متحیر ہیں۔ اسکی صفات تو ہمارے
تمہارے وہم وگمان اور عقل و ادراک سے بالاتر ہیں۔ سہ

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم — وز ہرچہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر — ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

اے منصف مزاج ... ! میں تم سے تمہارے انصاف کے واسطہ
پر اپیل کرتا ہوں۔ کیا کسی پردہ نشین معشوق کا دوپٹہ دیکھ لینے کا نام وصال
ہے یا کیا اس کے پاؤں کی جوتی کو دیکھ لینا وصال کے مترادف ہو سکتا ہے

[illegible]
کہ وہ خدا کے ... چاہیے ... [illegible]

میرے عزیزو! انبیاء ... [illegible]
کے لئے مبعوث ہوئے ہیں کہ ... [illegible]
میں اٹھائیں ... [illegible]
کے وصال کا مزہ چکھیں ... ہندوستان کی ...
نیند سو رہی ہے۔ میرے عزیزو! انبیاء علیہم السلام کے بتائے ہوئے راستہ
پر چلنے والے آج اس حقیقی امن اور شانتی کے دیوتا سے ہم آغوش
ہیں۔ اور دنیا کی ہر مخلوق کے سامنے سر جھکانے سے بے نیاز ہیں۔ وہ
ایک خدا کے سچے طالب ہیں۔ جو صحیح راستہ پر گامزن ہو کر اپنے مطلوب
کو حاصل کر چکے ہیں۔ اس وقت ان کا عمل درختوں اور دریاؤں اور
آفتاب کی کرنوں کی پوجا سے بالکل بے پروا ہے۔ کاش خدا تم کو بھی
صحیح راستہ پر چلنے کی توفیق عنایت کرے۔

میرے عزیزو! دنیا کے سچے آخری پیغامبر اور روحانیت کے سب
سے بڑے پیشوا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور وہ مقدس وجود حق
شناسی ... کی تعلیم ... کے لئے مبعوث ہوئے جن کو اولیاء
کرام کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

پس اگر تم ان محترم ہستیوں کے بتائے ہوئے راستہ پر خدا کی تلاش کرو تو وہ
معشوق حقیقی آج بھی تم کو نوازنے کے لئے تیار ہے۔

تخیلات لطیف

فلورا پارکنسن

ایک نہایت دلاویز افسانہ

(از جناب مولانا ملک محمد دین صاحب مدیر انقلاب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

پارکنسن۔ جب کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو۔ میرا دل بیکار نہیں ہو سکتا عاشق و معشوق جدا ہوئے۔ پارکنسن گھوڑے پر سوار ہو کر رات کی تاریکی میں غائب ہو گیا۔ البتہ اس کے اور اس کے محافظ دستے کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز دیر تک سنائی دیتی رہی۔ فلورا پر اسرار ستاروں کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھنے لگی۔

رات گزر گئی۔ دوسرا دن بھی گزر گیا۔ پھر رات ہوئی۔ تو مسٹر پارکنسن کا ذاتی ملازم عیسیٰ داس فلورا کے پاس حاضر ہوا۔ اس کے چہرے پر سے پسینہ ٹپک رہا تھا اور پریشانی کے آثار ہویدا تھے۔ اس نے اپنے مالک کی محبوب بیگم کے سامنے جھک کر سلام کیا۔ اور کہا "حضور۔ صاحب بہادر کا ایک پیغام لایا ہوں۔"

میم صاحب نے فرمایا: "اوداس۔ لاؤ وہ پیغام کہاں ہے"

عیسیٰ داس نے کہا: "حضور میم صاحب۔ آپ مجھے جانتی ہیں۔ میں صاحب کا اعتباری نوکر ہوں۔ صاحب کو ایک بہت بڑا حادثہ پیش آیا ہے"

فلورا۔ "یہ نہیں۔ کیا صاحب مر گئے؟"

اس وقت فلورا کو ایسا معلوم ہوا کہ دنیا پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اس کے کانوں میں سائیں سائیں کی آواز گونجنے لگی۔

عیسیٰ داس "نہیں حضور وہ زندہ ہیں۔ مگر ان کے ہاتھ پر زخم لگا ہے وہ لکھ نہیں سکتے۔ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں زبانی حضور تک پیغام پہنچاؤں۔ صاحب بہادر نے فرمایا۔ عیسیٰ داس جاؤ میری زندگی کے سب سے بڑے ... میرا پیغام پہنچا دو کہ وہ فوراً یہاں پہنچے۔ ... اس وقت ... حضور میم صاحب۔ میں حضور کے لئے ایک بند گاڑی ... آپ جلدی تیار ہو جائیے۔

... ... اور نوکروں کو حکم دیا کہ تھوڑا ... ...

جھٹ پٹ اسباب باندھ کر گاڑی میں رکھ دیا گیا۔ حسین فلورا نے اپنے جگمگاتے ہوئے لباس کے اوپر نہایت عمدہ شال اوڑھ رکھی تھی۔ وہ گاڑی میں داخل ہوئی۔ اور گھوڑے پوری تیزی سے چلنے لگے۔ اگرچہ گاڑی کی حرکت بہت آرام دہ تھی مگر فلورا کو نیند کیوں کر آتی۔ اس کا دل تو تشویش میں پڑا ہوا تھا۔

کوئی آدھ گھنٹے کے سفر کے بعد گاڑی رکی۔ اور عیسیٰ داس نے آکر عرض کیا۔ "حضور میم صاحب سخت سردی پڑ رہی ہے۔ میں یہ شراب کا ایک گلاس لایا ہوں اسے پی لیجیے۔ تاکہ سردی اثر نہ کرے"۔

فلورا نے گلاس لیا۔ اور غٹا غٹ چڑھا گئی۔ اس کے بعد نیند کا غلبہ ہوا۔ اور فلورا گاڑی میں لیٹ کر دنیا و مافیہا سے بے خبر سو گئی۔

(۵)

جب وہ سو گئی تھی۔ تو گاڑی کے پہیوں کی کھڑکھڑاہٹ اور گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز کانوں میں برابر پہنچتی تھی۔ لیکن جب بیدار ہوئی۔ تو بالکل خاموشی تھی۔ اور گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا رہا تھا۔ اور فلورا کو معلوم نہ تھا۔ کہ میں کہاں ہوں۔ لیکن آہستہ آہستہ معلوم ہوتا گیا۔ اردگرد بھاری پردے لٹک رہے تھے۔ اور ان میں سے نہایت دھندلی سی روشنی چھن چھن کر اندر آ رہی تھی۔ ایک کونے میں ایک سبز سا لیمپ جل رہا تھا۔ فلورا ریشم کے نہایت نرم گدیلوں پر پڑی تھی اور دیواروں پر نہایت ہلکا ہلکا ارغوانی رنگ نظر آ رہا تھا۔

فلورا نے جی میں کہا۔ کہ میں دوران سفر میں سو گئی تھی۔ جب یہاں پہنچی تو عیسیٰ داس نے مجھے جگانا مناسب نہ سمجھا ہوگا اور پارکنسن نے مجھے گاڑی سے اٹھا کر یہاں لٹا دیا ہوگا۔ وہ پاس ہی کے کمرے میں بیٹھا ہوگا۔ اور ابھی آتا ہوگا۔

ابھی اس قسم کے خیالات اس کے دماغ میں چکر لگا رہے تھے کہ ایک دم پردے جدا ہوئے۔ کمرے میں روشنی ہوئی۔ فلورا اٹھ بیٹھی اس کی شال کندھوں پر سے اتر کر گدیلوں پر گر پڑی۔ اور کمرے میں ایک دم روشنی ہو جانے سے اس کا چہرہ اور کھلے ہوئے شانے سفید ساٹن کی طرح چمکنے لگے۔

دروازے میں ایک سفید اور لمبی ڈاڑھی والا ہندوستانی کھڑا تھا۔ اگرچہ اس کا لباس معمولی اور سادہ تھا لیکن ... سکتا تھا۔ بالکل بادشاہوں کی سی تھی۔ فلورا کا دل ... ...

اور خوف ... [illegible] ... کی صورت ہی تھا اس کی ... [illegible] نکلا۔ "میرا شوہر کہاں ہے؟"

بوڑھے آدمی نے سلام کیا۔ مگر اس سلام میں رنگ اطاعت نہ تھا۔ بلکہ کچھ تمسخر سا جھلک رہا تھا۔ اس نے کہا "میم صاحب۔ مجھے تمہارے شوہر کا کچھ حال معلوم نہیں"۔

فلورا اٹھی۔ مگر پھر صوفے پر گر پڑی۔ دہشت سے اس کی آنکھیں باہر نکل آئیں اور خوف و ہراس نے اس کی روح پر قبضہ کر لیا۔ اس نے آنے والے پر اپنی نظریں گاڑ دیں۔ اس کا سفید اور سانچے میں ڈھلا ہوا سینہ زور زور سے ابھر رہا تھا۔

فلورا نے جی کڑا کر کے پوچھا "تم کون ہو؟ تمہیں کیا چاہیئے؟"

لیکن بڈھا یہ سن کر ہنس دیا۔ اور نہایت وقار کے ساتھ بھاری آواز میں کہنے لگا: "میں ریاست جھلمان کا مہاراجا ہوں"۔

فلورا کئی سال سے سہیل سنگھ کا واقعہ بھول گئی تھی۔ اب اسے پھر یاد آیا۔ کہ سہیل سنگھ ریاست جھلمان کے مہاراجہ کا لڑکا تھا۔ اس کی یاد کے ساتھ ہی فلورا کے ہوش اڑ گئے۔ اور وہ موت کے لئے بالکل تیار ہو بیٹھی۔

مہاراجا صاحب نے فرمایا: "اے گوری عورت! میں اس کا باپ ہوں۔ جسے تیرے ایک بے پناہ غمزے نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ میں اب تک انتقام کے موقع کا انتظار کر رہا تھا۔ شکر ہے کہ میری زندگی میں مجھے یہ موقع نصیب ہوا۔ کہ میں اپنے لخت جگر کی قاتلہ سے انتقام لوں"!

فلورا اٹھ کھڑی ہوئی۔ لیکن اس کے گھٹنے کانپ رہے تھے۔ اس نے کانپتی ہوئی مگر بلند آواز سے کہا "اس سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ تم مجھ سے مذاق کرتے ہو۔ کیا تم نہیں جانتے۔ کہ میرا شوہر مسٹر پارکنسن گورنمنٹ ......"

مہاراجا نے کہا "خاموش۔ او ظالم عورت۔ کیوں چیخ چیخ کر باتیں کرتی ہے۔ کیا یہی مور کی جھنکار جیسی آواز تھی۔ جس سے تو نے میرے بیٹے کو لبھا لیا۔ آہ! میرا اکلوتا بیٹا میری آنکھوں کا نور! میرے دل کی خوشی!!

مہاراجہ نے پردوں کو ایک طرف ہٹا دیا۔ اور شاہانہ انداز سے آگے بڑھا۔ لباس کی سادگی کے باوجود اس کی شکل و صورت سے رعب داب ٹپکتا تھا۔ فلورا سہمی ہوئی تھی۔ مہاراجہ نے اپنے ہاتھ فلورا کی طرف بڑھائے۔ وہ سہم کر ... [illegible] ... پر جا پڑی۔ ... آنکھیں پھاڑ کر ... [illegible]

نظر ڈالی آہ ... [illegible]

"میرا بیٹا ... [illegible] ... حسین ہے۔ جیسے تیری آنکھوں میں ... [illegible] ... شکل ... [illegible] ہے۔ تو مردوں کو اپنی خواہشوں کا کھلونا سمجھتی ہے ... [illegible] ہی بیوقوف تھا۔ اور اپنی بیوقوفی ہی کے سبب اس نے تیری آنکھوں پر جان دے دی"

فلورا نے پھر کچھ کہنے کی کوشش کی۔ "کیا؟ کیا کہا؟"

مہاراجا: "سن۔ تو جانتی ہے۔ میرا ایک ہی بیٹا تھا۔ ... [illegible] بیٹا۔ بڑے بڑے کارناموں والا بیٹا۔ عقلمند بیٹا۔ لیکن تو نے اسے احمق بنا دیا۔ او سفاک عورت کیا تیرا بھی کوئی بیٹا ہے؟ کیا وہ زندگی کا نور نہیں؟ کیا تو نے اسے اپنے ... [illegible] ... چھاتی پر ... [illegible] اس کے ننھے ننھے ہاتھ پاؤں پر پیار کی نگاہیں کبھی نہیں ڈالیں؟ ... [illegible] ایسا ہی میرا بھی بچہ تھا۔ اور وہ تیری خاطر ذلت کی موت مر گیا۔ ہم عورت کے لئے مرنا ذلت کی موت خیال کرتے ہیں اس لئے..."

فلورا نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے کہا۔ "مگر ... [illegible] یہ اس کا اپنا قصور تھا۔" اس کے آگے وہ کچھ نہ بول سکی۔ کیونکہ مہاراجا ... [illegible] مضبوط ہاتھ نے اس کی گوری گوری اور نازک کلائی کو زور سے پکڑ اور دھکیل کر پھر صوفے پر بٹھا دیا اس کے بعد اس نے کہا۔

"تو جھوٹ کہتی ہے۔ میرے پاس اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط موجود ہے۔ میں اس کا یقین کرتا ہوں۔ کیونکہ میرے بچے نے زندگی بھر مجھ سے جھوٹ نہیں بولا تھا۔ اس نے اپنی محبت تیرے قدموں پر نثار کی۔ اس احمق کو یہ غلط فہمی ہوئی۔ کہ انگریز عورتیں بھی عورت کے ... [illegible] ہیں۔ اور تو نے۔ او ناپاک عورت۔ او سفاک ... [illegible] میرے بچے کی تحقیر کی۔ تو نے اسے کالا آدمی کہا؟ تو اسے حبشی سمجھتی تھی؟۔

"وہ مر گیا۔ اس لئے کہ اس کی زندگی کے خون میں اس ... [illegible] وحشت کا اثر باقی نہ رہے۔ جو تیرے ہاتھوں ایک شہزادے کو برداشت کرنی پڑی۔ میں بھی اس کے ساتھ ہی زندہ درگور ہو گیا۔ ... [illegible] اسی کے لئے عمر بھر محنت کی۔ اپنی سلطنت کو ... [illegible] بنایا اور امید کی کہ پیارا سہیل سنگھ اس پر راج کرے گا! آہ وہ مر گیا اور تو ... [illegible] بچے کی موت کے فرشتے۔ ابھی تک زندہ ہے اور ... [illegible] مردوں کے دلوں کو تباہ و برباد کر رہی ہے"۔

فلورا نے کہا ... [illegible]

مہاراجہ ... [illegible]

... [illegible]

[illegible] ہر لڑکے کا
[illegible] پوشیدہ نہ رکھ سکے
[illegible] ایک سال۔ دو سال۔ دس سال
[illegible] آخر مجھے خبر پہنچی کہ تو نے لندن میں ایک شریف
[illegible] سے شادی کر لی۔ میں نے اس انگریز کا حال دریافت
کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ عنقریب ہندوستان آنے والا ہے۔ بس میں نے
[illegible] کہ اب میں اپنی انتقام لے سکوں گا۔ تیرے شوہر کے نوکر کو
[illegible] رشوت دی گئی۔ وہ مجھے یہاں میرے پاس لے آیا۔ بس اس طرح
میرا کام مکمل ہو گیا۔"

فلورا نے نہایت آہستہ اور خوف زدہ آواز میں پوچھا۔
"آخر اب تم کیا کرو گے؟"

مہاراجہ "کیا کروں گا؟ جو جی میں آئے گا۔ وہ کروں گا۔ اس کی زندگی
میرے ہاتھوں میں ہے۔ چاہوں، چھوڑ دوں۔ چاہوں نسل کے
بے نشان کر دوں۔ اے سنگ دل حسینہ۔ یاد رکھ مجھے سہیل سنگھ سے
اتنی محبت تھی کہ دنیا میں کسی زندہ ہستی سے اتنی محبت نہ ہوئی
ہوگی۔ آہ! پیارا بیٹا میرا سہیل۔ میری روح کا ستارا!
مہاراجہ کی آواز میں غم و ماتم کی جھلک تھی۔ وہ ادھر ادھر ٹہلنے
لگا اور بولا: میں بادشاہ ہوں۔ موت اور زندگی کا اختیار میرے
ہاتھوں میں ہے۔ مگر میرا بچہ یہاں سے سات سمندر پار مرا۔ لیکن آج
اس کی قاتلہ......"

یہاں مہاراجہ نے توقف کیا۔ اور پھر نہایت تیزی و تندی سے بولا
"سن ظالم آدمیوں کو تباہ کرنے والی۔ سن، اسی محل کے
دوسرے کمرے میں تیرا شوہر موجود ہے۔ وہ نیک اور شریف آدمی
بغیر جانے کہ کیونکر تیرے جال میں پھنس گیا؟
ابھی مہاراجہ کچھ کہنے ہی والے تھے۔ کہ فلورا شوہر کا نام سن کر
چلا اٹھی۔ "کیا میرا شوہر یہاں ہے؟ مجھے اس کے پاس لے چلو۔ میں
[illegible] کرتی ہوں"۔
مہاراجہ "سن نادان عورت۔ اس چار دیواری کے اندر میرا حکم
[illegible]۔ تیرا شوہر اسی محل کے اندر پڑا ہے۔ وہ بھی اسی طرح مار
[illegible] جس طرح میرا بچہ مرا تھا۔
[illegible] بہت فکر نہ کر۔ تیرا شوہر زندہ ہے۔
[illegible] آخر کیا فائدہ۔ یہاں کسی کی [illegible]
[illegible] انتقام

میں نے ارادہ کیا تھا کہ تیری جان [illegible] اپنے
ہاتھوں میں لے کر گھونٹ دوں۔ اور اپنی آنکھوں سے اس نظارے کو دیکھوں
کہ تیرے چہرے کا حسن کیونکر لحظہ بلحظہ زرد اور خوفناک ہوتا جاتا ہے۔
لیکن ممکن ہے تو بھی کسی سے سچی محبت کر سکتی ہو۔ اس لئے سن لے کہ
تیرا شوہر قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر......
فلورا بیتاب ہو گئی۔ اور آگے بڑھ کر پوچھنے لگی۔ "اچھا اچھا! لیکن
اگر...... کیا؟"
مہاراجہ۔ "لیکن اگر تو اپنی جان اس پر قربان کر دے تو وہ بچ سکتا
ہے۔ فلورا! تو بہت خوبصورت ہے۔ اور اگر میرا بھولا بھالا بچہ تیرے گیسوؤں
کا اسیر ہو گیا۔ تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ تیری شکل
و صورت کو اس قدر بگاڑ دوں۔ اور تجھے اس قدر خوفناک بنا کر دنیا میں
واپس بھیجوں۔ کہ لوگ تیری طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھ سکیں۔ ادھر آ"
مہاراجہ نے فلورا کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور اسے کھینچ کر پردوں کے اندر
لے گیا۔ فلورا کو گرمی سی محسوس ہونے لگی۔ کمرے کے ایک کونے میں ایک
چھوٹی سی انگیٹھی رکھی تھی۔ دو کالے بھجنگے خوفناک آدمی سنگ سیاہ کے
بت بنے ہوئے انگیٹھی کے پاس کھڑے تھے۔ مہاراجہ نے ان آدمیوں کو
حکم دیا۔ کہ "اپنا کام شروع کرو"۔
ان میں سے ایک جلاد آگے بڑھا۔ اس نے فلورا کو بالوں سے
پکڑ کر اس کے سر کو پیچھے کی طرف کھینچا۔ دوسرے نے انگیٹھی میں سے
دو لوہے کی سلاخیں نکالیں۔ جو آگ سے سرخ ہو رہی تھیں۔ جب یہ
سلاخیں۔ فلورا کے گالوں تک پہنچیں اور ان کی گرمی اسے محسوس ہوئی۔
تو وہ چلائی "اسے خدا کے لئے چھوڑ دو۔ خدا کے لئے"۔
مہاراجہ۔ "خدا کے لئے چھوڑ دو۔ اس وقت خدا یاد نہ تھا۔ جب میرے
نادان بچے کی محبت کو ٹھکرایا تھا۔ اب خدا یاد آیا ہے کمزور عورت۔ تو انکار
نہیں کر سکتی۔ یاد رکھ اگر تو یہاں سے بچ کر چلی گئی۔ تو تیرا شوہر زندہ
نہ رہے گا۔
اس کے بعد جب سرخ لوہے کی سلاخ فلورا کی طرف لائی گئی تو
اس نے اپنے آپ کو شوہر کی قربانی کے لئے پیش کر دیا۔ اس وقت اس پر
کوئی خوف طاری نہ تھا۔ اور اس کی ساری ہستی محبت کے نور سے منور [illegible]
اس نے کہہ دیا "میرے شوہر کی جان بچا لو۔ میں اپنی جان اس کے
لئے دینے کو تیار ہوں"۔
مہاراجہ "نہیں۔ ابھی نہیں۔ تو عورت ہے مگر [illegible]
آرام کرے۔ سوچ لے۔ پھر سوچ کہ اتنا بڑا [illegible]
ہو جائے۔
[illegible]

[illegible]

فلورا کے پیارے چہرے کو ... [illegible] ... سامنے

بھی کہا کہ ... [illegible] ... پارکنسن کی جان ... [illegible]

بھی حل کیا جا چکا تھا جو فلورا کے کمرے میں آیا اور اس نے بولا

فلورا تیرے ... میں بہت اعلیٰ جذبات کا دل ہے۔ میرا بیٹا

فی الحقیقت ... [illegible] ... اس میں ایک کی تھی۔ وہی تھی اسکی

موت کا باعث ہوئی۔ اب میں تجھے نہایت اعزاز کے ساتھ آزاد

کرتا ہوں۔

فلورا ... [illegible] ...

صاحب۔ میں ... [illegible] ...

[illegible] ... صاحب نے کہا ... [illegible] ...

حالات کے ساتھ ... [illegible] ... چاہا ... [illegible] ...

بے قرار دل کو تسکین دے۔ لیکن یہ بات ... [illegible] ... کہ

آدمی بھی اس قدر جذبات انتقام کے باوجود کسی قاتل کا قصور

معاف کر سکتا

بغیر استاد کی مدد کے انگریزی سکھانیوالی کتابیں

(مصنفہ ماسٹر ذاکر حسین صاحب جعفری دہلوی)

۱۔ **اتالیق انگریزی جلد اول یعنی مخزن الفوائد** ۲۲۴ صفحے اس میں اردو تمام عبارتوں کو انگریزی میں اور اردو سے انگریزی میں ترجمہ کرنے چٹھی لکھنے ہجے کرنے تلفظ کے طریقے انگریزی اور بول چال کے کئی سو فقرے ایک ہزار اردو فقرے قاعدے کے ساتھ اور ... حکایتیں انگریزی میں ترجمہ کرنے کے لئے درج ہیں اس کتاب کے پڑھنے سے ایسا مبتدی کہ جو انگریزی کی الف بے تے سے بھی واقف نہیں بغیر استاد کی مدد کے تھوڑے عرصہ میں بہت خاصی استعداد حاصل کر سکتا ہے قیمت ۲ر

۲۔ **مخزن المحاورات یعنی اتالیق دوم** ۱۸۴ صفحے اسمیں ایک ہزار دو سو انگریزی محاورے اور چھ سو انگریزی مثلیں مع ترجمہ اردو ... اور دو سو ... ترجمہ انگریزی بہ ترتیب حروف تہجی اور تین چار ہزار کے قریب ایسے ناموں اور چیزوں کی انگریزی جس سے کام پڑتا رہتا ہے۔ قیمت ۱ر

۳۔ **ہادی الترکیب** (اتالیق جلد سوم) ۱۲۰ صفحے اس میں ڈکشنری سمجھنے انگریزی پڑھنے لفظوں کے صحیح ہجے کرنے اور صحیح تلفظ اور اسپلنگ کے تمام قواعد ابتدا سے انتہا تک مثالیں اور نمونہ دیکر دکھائے ہیں۔ قیمت صرف ۸ آنے۔

۴۔ **انگریزی بولنا** اتالیق جلد چہارم۔ اس میں تین ہزار بول چال کے فقرے مع ترجمہ اور مخزن الفوائد کے تمام اردو جملوں کا ترجمہ قیمت ۱ر

۵۔ **اردو سے انگریزی ڈکشنری** یعنی اتالیق جلد پنجم ۱۵۰ صفحے اس میں سات ہزار لفظ ایسے اردو لغت جو اکثر تحریروں اور تقریروں میں آتے ہیں بہ ترتیب حروف تہجی اور ... [illegible] ... انگریزی لغت ... [illegible] ...

[illegible]

اسمیں صرف ونحو کے تمام مکمل قاعدے جو ترجمہ کرنے اور ... [illegible] ... سے متعلق ہیں نہایت خوبی و وضاحت سے درج ہیں۔ ۱۰۳ ... [illegible] ...

۷۔ **خلاصۃ القواعد یعنی اتالیق جلد ہفتم** ۹۳ صفحے زیر ترمیم اسمیں بلنگ پارسنگ کو بخوبی سمجھایا ہے قیمت ۸ر

۸۔ **مینول گرامر کا ترجمہ** ... کے زیر ترمیم یعنی اتالیق جلد ہشتم کا پہلا جزو اس میں تمام ارتھا گرافی اور ایٹمولوجی وغیرہ کا ترجمہ ہے ۸ر (دوسرا جزو) اسمیں تمام سنٹیکس کے قاعدوں اور ... مثالوں اور پارسن اور کرکیٹ کے فقروں کا ترجمہ ہے اور تمام کریکٹ فقروں کو کرکیٹ کر کے بھی دکھایا گیا ہے ۸ر (تیسرا جزو)

۹۔ **انگریزی خط وکتابت یعنی اتالیق جلد نہم** ہر قسم کی چٹھیاں اور عرضیاں درخواستیں نوٹس اور ہر قسم کی تحریروں کے کامل ... مع ترجمہ اردو۔ قیمت ۱ر

۱۰۔ **ضمیمہ مخزن الفوائد یعنی اتالیق انگریزی جلد دہم** ۲۰۰ صفحے اسمیں اتالیق جلد اول یعنی مخزن الفوائد سے علاوہ ترجمہ ... [illegible] ... قاعدے سمجھا کر ترجمہ کے واسطے ایک ہزار فقرے اور ... [illegible] ... دی ہیں۔ طبع جدید میں علاوہ ترمیم کے انشا ... [illegible] ... مضمون وغیرہ کے متعلق بہت سے قواعد ... [illegible] ... ہیں۔ اور کئی سو ... [illegible] ... قیمت صرف ... [illegible]

۱۱۔ [illegible]

تذکرۃ الصالحین

تذکرہ حضرت بابا فرید گنج شکرؒ

(از [illegible])

خاندانی حالات

آپ کا سلسلہ نسب امیر المؤمنین حضرت عمرؓ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے والد حضرت قاضی کمال الدین سلیمان فرخ شاہ کابل کی نسل سے تھے۔ سلطنت کی تباہی کے بعد آپ کے جد بزرگوار حضرت قاضی شعیبؒ سلطان محمود کے عہد سلطنت میں ہندوستان تشریف لائے۔ بادشاہ نے کمال عقیدت سے قصبہ کھوتوال (جو ملتان کے قریب واقع ہے) آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور آپ نہایت اطمینان سے اہل و عیال بفراغت رہنے لگے۔

حضرت شیخ کمال الدین سلیمانؒ کے تین صاحبزادے پیدا ہوئے۔ پہلے فرزند حضرت شیخ عزیز الدین محمودؒ، دوسرے حضرت فرید الدین مسعودؒ، تیسرے حضرت نجیب الدین متوکل تھے۔ یہاں صرف حضرت فرید الدین مسعودؒ کے حالات لکھتا ہوں جو چشتیہ خاندان کے آفتاب تھے۔

پیدائش و ابتدائی حالات

۵۶۹ھ میں قصبہ کھوتوال میں وہ آفتاب رشد و ہدایت طلوع ہوا جس کی ضیا پاشیوں سے دنیا کے ظلمت کدوں میں روشنی ہو گئی۔ آپ نے بہت چھوٹی عمر میں کلام اللہ حفظ کر لیا اور درسی کتابوں میں ترمذی شریف کا سبق ۱۸ سال کی عمر میں مولانا منہاج الدین صاحب سے لیتے تھے۔ جن پر صغر سنی کی غیر معمولی ذکاوت و ذہانت کا خاص اثر تھا۔

گنج شکر کی وجہ تسمیہ

ماں کی گود بچہ کی درسگاہ ہوتی ہے اور ابتدا ہی سے [illegible] کے عادات و خصائل کا اثر بچہ [illegible] عابدہ و صالحہ اور [illegible] نماز کا عادی کرنے کے لئے [illegible]

حضرت خواجہ قطب الدینؒ سے بیعت

علوم ظاہری کے ساتھ ہی آپ تزکیہ نفس اور باطنی علوم کی تکمیل میں بھی مصروف تھے جس کے لئے مرشد کامل کی ضرورت تھی [illegible]

ایک روز ملتان کی جامع مسجد میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ تشریف لے گئے۔ حضرت بابا صاحبؒ نے حضرت قطب صاحبؒ کے اقتدا میں نماز ادا کی۔ عشق الٰہی کا تیر سینہ میں لگا۔ سلام پھیرتے ہی آپ نے اپنا سر نیاز حضرت خواجہ صاحبؒ کے قدموں پر رکھ دیا۔ اور بیعت کی التجا کی جو قبول ہوئی۔ تھوڑے دنوں کے بعد حضرت خواجہ صاحبؒ دہلی روانہ ہونے لگے تو آپ نے بھی ہمرکاب ہونے کی درخواست کی جس کے جواب میں حضور خواجہ قطب صاحب نے فرمایا کہ "بابا فرید علوم ظاہری کی تحصیل میں مشغول رہو کیونکہ بے علم زاہد مسخرہ اور شیطان کا دوست ہوتا ہے" اسکے بعد دہلی آنا۔

چنانچہ آپ اپنے گرو اور مرشد کے حکم کے مطابق تحصیل علم کے لئے قندھار روانہ ہوئے جہاں پانچ سال تک آپ نے حضرت فرید الدین عطارؒ حضرت شیخ شہاب الدینؒ حضرت شیخ بہاؤ الدینؒ جیسے اقطاب حضرات سے تحصیل علم کے علاوہ روحانی فیض حاصل کیا اور اس کے بعد دہلی تشریف لائے۔ سب سے پہلے حضرت خواجہ قطب صاحبؒ سے قدمبوس ہوئے اور پیر و مرشد کے ارشاد کے مطابق حضرت کی خانقاہ میں اقامت گزین ہوئے کہ حق کا عرفان حاصل ہو۔ روحانیت کی تکمیل ہو۔ اور سلوک کی منزلیں طے کی جائیں۔ یہ سب کچھ بہت تھوڑے عرصہ میں ہوا کیونکہ مرشد کامل کی خاص نظر تھی۔

جب آپ کی ریاضت، اور عبادت کی شہرت ہوئی تو آپ کے پاس حصول سعادت و فیض باطنی کے لئے دور دور سے لوگ آنے لگے، مگر اس سے آپ کے مقررہ اشغال و اذکار میں فرق آتا تھا اس لئے آپ نے اپنے مرشد سے اجازت حاصل کر کے ہانسی میں قیام کیا تاکہ گمنامی کی وجہ سے استغراق و محویت میں فرق نہ آئے۔

حضرت خواجہ قطب الدین کا وصال

[illegible]

[illegible]

پہلے مزار مبارک پر حاضری دی۔ اس کے بعد حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کے صاحبزادوں اور حضرت قاضی حمید الدینؒ سے ملاقات کی۔ جنہوں نے حضرت قطب صاحبؒ کے ارشاد کے مطابق حضرت کا عصا مصلیٰ اور خرقہ مبارک دیا۔ جو حضور خواجہ غریب نوازؒ کی بارگاہ کا عطیہ تھا۔ اس طرح آپ کو تمام فقراء اور مشائخ نے بالاتفاق حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کا جانشین تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت کی خانقاہ میں قیام کیا سوائے جمعہ کے کسی روز خانقاہ سے باہر قدم نہ نکالتے اور رات دن عبادت الٰہی میں مصروف رہتے۔ ایک روز اپنی عادت کے مطابق جمعہ کے روز حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک مجذوب دروازہ کے آگے کھڑا ہے۔ اور رو رو کر کہتا ہے کہ ہانسی پکڑ یا شخص آپ کی مفارقت میں بے چین ہیں اور میں بھی اشتیاق دید میں ہانسی سے آیا ہوں۔

آپ نے اسی وقت حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کے صاحبزادگان سے عرض کیا کہ یہ نعمت مجھ کو اپنے پیر اور مرشد کے طفیل حاصل ہوئی۔ دہلی اور ہانسی میں کچھ فرق نہیں ہے۔ یہاں عوام کے ہجوم کے سبب میرے اشغال و اذکار میں بھی فرق آتا ہے لہٰذا اجازت کا خواستگار ہوں۔ مخدوم زادوں سے رخصت ہو کر آپ ہانسی پہنچے کچھ دنوں قیام کیا مگر خلقت کے اژدہام نے یہاں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ اور آپ شیخ جمال الدین ہانسویؒ کو خرقہ خلافت عطا فرما کے ہانسی سے رخصت ہوئے اور قصبہ اجودھن میں قیام کیا (جو پاک پٹن شریف کے نام سے مشہور ہے) آپ خلقت سے بھاگتے تھے اور گمنام رہنا چاہتے تھے۔ مگر مخلوق آپ کے ساتھ پروانوں کی طرح رہتی تھی۔ الغرض آپ کی شہرت دن دونی رات چوگنی ہوتی جاتی تھی۔

جب اجودھن جیسے غیر معروف قصبہ میں بھی خلقت کا اژدہام شروع ہوا تو آپ نے ترک سکونت کا ارادہ کیا مگر غیب سے آواز آئی کہ "مجذوب سالک ہو تحمل کر"۔ یہ آواز سنتے ہی آپ نے عزم سفر فسخ کیا اور خاص اجودھن میں ایک مسجد اور مکان تعمیر کرائے شادی کی اور معہ اہل و عیال کے سکونت اختیار کی۔

قاضی اجودھن کی حضرت بابا صاحب سے مخالفت

ایک عرصہ تک حضرت اسی طرح [illegible]

[illegible]

[illegible]

کہ [illegible]

یہاں اور [illegible]

چنانچہ اجودھن کے قاضی [illegible]

کہ جو شخص اہل علم ہو۔ اور [illegible]

اور جو کہ اس کے لئے شرعی احکام کیا ہیں [illegible]

حضرت بابا صاحبؒ کے علم و فضل سے واقف [illegible]

ہونے پر فتویٰ دینے سے انکار کر دیا۔ اس قاضی کا [illegible]

اجودھن آپ کے قتل کے درپے ہوا۔

آپ کے قتل کی سازش

حضرت سلطان الاولیاء محبوب الٰہیؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز جبکہ خانقاہ شریف میں میرے علاوہ کوئی بھی نہ تھا ایک فقیر آیا۔ اور حضرت کو آواز بلند سخت و سست کہنے لگا۔ حضرت اس وقت مناجات میں مصروف تھے۔ آپ نے اس کے فاسد ارادہ کو تاڑ لیا۔ فقیر معلوم کر کے مجھے اس کے تمام نشانات بتائے۔ اور کہا کہ اس کی کمر میں ایک چھری بھی لگی ہوئی ہے جو دیکھنے پر ظاہر ہوئی۔ آپ نے فرمایا اس سے کہو کہ اپنے ارادہ سے باز آئے۔ اور یہاں سے چلا جائے۔ ورنہ ذلیل ہوگا۔ میں نے حضرت شیخ کے ارشاد کی تعمیل کی اور وہ فقیر میرے کہنے پر سکتہ اور خوف زدہ ہو کر چلا گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ بھی قاضی کی سازش تھی۔

اس کے بعد قاضی نے حاکم اجودھن سے مل کر حضرت کے صاحبزادوں پر تشدد اور نامناسب سختی کی۔ جس کا حال معلوم ہونے پر آپ نے بھی کوئی [illegible] کی جس سے ہمیشہ کے لئے اس مخالفت کا خاتمہ ہو گیا۔

چند ملفوظات

جی تو چاہتا ہے کہ حضرت کے ملفوظات کے بیشتر حصے سے پڑھنے والوں کے صفحات کو زینت دوں مگر طوالت کے خوف سے نظر انداز کرتا ہوا چند ملفوظات پیش کرتا ہوں۔

ایک روز فرمایا کہ درویش پر دو پوشی ہے۔ درویش کو چار چیزیں چاہئیں۔ اول تو آنکھیں بند رکھے تاکہ کسی کا عیب نہ دیکھے۔ دوسرے کان بھی بند رکھے۔ تاکہ غیر بات کو نہ سن سکے [illegible] کو بند رکھے۔ تاکہ جو بات نہ کہنی ہو وہ نہ کہہ سکے [illegible]

کرے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی [illegible]

[illegible] کام پر [illegible] اور اپنے

[illegible] کا نام باقی ہے۔

[illegible] کی زندگی کی تمام کرامتیں لکھی جائیں تو ایک

وفات

مستقل تصنیف ہوگی مگر چیشیا کے محدود صفحات

[illegible] اجازت نہیں دیتے۔ اس لئے چند واقعے اور پیش کرتا ہوں [illegible] عبرت کے لئے صرف کرتا ہوں۔

حضرت مولانا اسحٰق بدر الدین اس زمانہ کے بہت بڑے عالم تھے دہلی کی ایک مشہور درسگاہ میں درس دیتے تھے۔ ایک پیچیدہ مسئلہ کے حل کرنے کے لئے اپنے وطن مالوف بخارا تشریف لے جاتے ہوئے پاک پٹن شریف سے گزرے۔ رفقائے سفر نے حضرت بابا صاحب سے ملاقات کی خواہش کی مگر مولانا اسحٰق صاحب راضی نہ ہوئے۔ اور طنزاً کہا میں نے بہت فقیر دیکھے ہیں وہ ایسی لیاقت نہیں رکھتے کہ کوئی شخص جاکر ان کی صحبت میں اپنا وقت ضائع کرے۔ مگر رفقا سفر اصرار کرکے حضرت بابا صاحبؒ کی خدمت میں لے گئے مولانا اسحٰق بدر الدینؒ نے فردی دربار میں اپنی علمی مشکلات اور وجہ سفر بیان کی۔ روحانیت کے بادشاہ نے مسکرا کر بغیر کسی وقت کے تمام اہم ترین مسائل ایک لمحہ میں حل کردیئے۔ حضرت مولانا پر آپ کے تبحر علمی اور باطنی فیض کا یہ اثر ہوا کہ وہ بے اعتقادی اعتقاد سے اس طرح تبدیل ہوئی کہ بخارا کا سفر ملتوی کیا۔ اور دہلی کا وہ زبردست عالم بجائے درس دینے کے حضرت بابا صاحب کے لنگر خانے کے لئے روزانہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر اپنے سر پر لاکر خوشی خوشی لاتا ہے اور تمام رات عبادت الٰہی میں بسر ہوتی ہے۔ پھر خلوص و عقیدت نے اس درجہ ترقی کی کہ حضرت مولانا نے اپنی صاحبزادی حضرت بابا صاحبؒ کی خدمت میں نکاح کے لئے پیش کی۔ اور رفاقت کا یہ عالم ہوا کہ تمام عمر [illegible] ہوئے۔

حضرت محبوب الٰہیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیخ مبارک سے [illegible] مبارک جدا ہوا تھا جسے اس کو اٹھاکر درخواست کی کہ اجازت ہو تو [illegible] رکھ لوں۔ اچھا۔ میں نے اس کو کاغذ میں لپیٹ کر

[illegible] اس شرط پر اس کو [illegible]

کہ ایک روز عجیب واقعہ پیش آیا کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور اپنے لڑکے کے واسطے جو بہت علیل تھا وہ تعویذ لینے آئے میں نے دیکھا تو تعویذ اپنی جگہ سے غائب ہے۔ بہت ڈھونڈا۔ [illegible] وہ مریض فوت ہوا۔ اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ تعویذ اپنی جگہ [illegible]

وفات

حضرت محبوب الٰہیؒ فرماتے ہیں کہ شوال [illegible] میں آپ نے مجھے دہلی چشم نم سپرد خدا کرکے روانہ کیا میں نے دہلی پہنچکر حضرت کی علالت معلوم کی بہت صدمہ ہوا۔

مرض ترقی کرتا گیا۔ ایک روز آپ نے حضرت مولانا اسحٰق بدر الدینؒ سے دریافت کیا کہ میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی۔ جواب اثبات میں تھا۔ مگر آپ نے نماز ادا کی متعدد بار اسی طرح دریافت فرماتے اور نماز پڑھتے۔ اس کے بعد حضرت مولانا اسحٰقؒ سے فرمایا کہ "میں بھی اپنے پیشوا اور مرشد کے وصال کے وقت ان کی خدمت میں نہ تھا۔ اور اس وقت مولانا نظام الدین بھی میرے پاس نہیں ہیں۔ پھر فرمایا کہ جو خرقہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ کا مجھکو اپنے پیر و مرشد سے پہنچا ہے۔ وہ مولانا نظام الدین کو پہنچانا۔ یہ کہکر وضو کیا۔ اور دوگانہ ادا کرکے سر سجدہ میں رکھا۔ اور اسی حالت نماز میں محرم کی پانچویں تاریخ [illegible]ھ جمعرات کے دن پچانوے سال کی عمر میں رُوح مبارک قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ اور روحانیت کا آفتاب غروب ہوگیا۔

پاک پٹن شریف میں حضرت کے جسد اطہر کو سپرد خاک کیا گیا۔ جہاں تاریخ مذکور پر بڑی دھوم دھام سے سالانہ عُرس شریف ہوتا ہے اور ہندوستان کے ہر حصہ سے اور بیرون ہندوستان سے بھی بڑا زائرین آکر مزار مبارک سے فیض پاتے ہیں۔

خانقاہ شریف کے متعلق بڑی جاگیر ہے۔ مگر افسوس کہ موجودہ دیوان صاحب کو درگاہ شریف کی ضروریات کی طرف توجہ نہیں۔ اس مسئلہ پر کسی آئندہ اشاعت میں تفصیل سے بحث کروں گا کہ اس روحانیت کے تاجدار کے جانشین کا آجکل کیا شغل ہے اور درگاہ کے حالات کس قدر خطرناک ہیں!

[illegible]

جذبات اکبر

(از ادیب الملک جناب پروفیسر اکبر خاں صاحب حیدری)

یوں ہوا اکبر ذی ہوش وطن سے رخصت
جس طرح ہو گل سر سبز چمن سے رخصت

ہائے کیا وقت تھا جب کوئی نو آموز وفا
ہو رہا تھا غم دنیائے کہن سے رخصت

مٹ گئے عہد جوانی میں امید و ارماں
موسم گل میں ہوئے پھول چمن سے رخصت

ہائے کس وقت ہوئے ضبط کے صادر احکام
آہ ہونے بھی نہ پائی تھی دہن سے رخصت

درد نے سیکھ لئے چارہ گری کے انداز
دل کو ہونا ہی پڑا رنج و محن سے رخصت

مجھ سے پیمان وفا باندھ رہی تھی دنیا
ہائے کس وقت ہوئی صبح بدن سے رخصت

اگر خدا نہ ملا

(اثر خامہ جناب مولانا ابو الاثر صاحب حفیظ جالندھری مدیر اعلیٰ مخزن)

ملا بھی درد بھرا دل تو کیا ملا نہ ملا ترس سکے عمر کٹی درد آشنا نہ ملا

اٹھو صنم کدے والو تماش للنم کر ادھر ہی لوٹ پڑینگے اگر خدا نہ ملا

کرم کیا دل بے مدعا دیا تو نے ترے کرم کا مگر کوئی مدعا نہ ملا

تمام زاد سفر راستے میں لٹ جاتا خدا نے فضل کیا کوئی رہنما نہ ملا

رسن کو توڑ کے بھاگے ہیں قیدیان بلا وفا تلاش میں نکلی مگر پتہ نہ ملا

نزاع شیخ و برہمن سے پاک و صاف رہی کوئی جگہ نہ ملی، اک شراب خانہ ملا

جنوں نے عشق دیا، وہ بھی للعلا حرص خدا سے ڈر بھی مانگا تو للدوانہ ملا

ہمیں وعظ کی مجلس ہو یا ہو بزم سرود پڑے بغیر کسی بات کا مزا نہ ملا

مرے گناہ کی پاداش مل گئی مجھکو وفا تمام اکارت گئی صلہ نہ ملا

برنگ شعلہ اڑا اب غریب بلبل کا رنگ
شراب تشنہ ملی تھی، مگر مزا نہ ملا

اصلاح اعمال

احمدی منزل

(از جناب مولانا سید ظہور احمد صاحب جعفری مدیر تجلی)

میر امداد علی حسب نسب کے تو اچھے تھے لیکن کئی پشت سے غریب ہو گئے تھے۔ ان کے والد غدر سے پہلے چار روپے ماہوار پر ایک نواب صاحب کے ہاں دربانی کی خدمت پر ملازم تھے اور انہوں نے جب ہوش سنبھالا تو عدالت دیوانی میں چپراسی ہو گئے۔ کچھ خام اور کچھ پختہ ایک چھوٹا سا مکان ان کی ملکیت میں تھا۔ اولاد تو بہت ہوئی لیکن بدقسمتی سے [illegible] ان کی تمام عمر کی کمائی میاں ارشاد علی تھے۔ جنکی عمر ابھی چودہ سال کی تھی کہ میر امداد علی بیٹے کی شادی بیاہ کی مسرتوں کا ارمان لئے ہوئے دنیا سے چل بسے۔ میر امداد علی نے اپنے بیٹے کو محلہ کے ایک مکتب خانہ میں بٹھا دیا۔ اور ابھی اس نے اردو نوشت و خواند میں مہارت حاصل نہیں کی تھی کہ دل اچاٹ ہو گیا۔ اور مکتب سے اسے نفرت ہو گئی۔ گیارہ بچوں میں یہ ایک بچہ زندہ رہا تھا اس لئے ماں باپ اس کی جا بے جا ہر ضد پوری کرتے تھے۔ اور اس لئے انہوں نے میاں ارشاد علی کی تعلیم و تربیت پر زیادہ زور نہیں دیا۔ جب میر امداد علی کا انتقال ہو گیا تو ارشاد علی اور ان کی والدہ دو آدمی گھر میں رہ گئے۔ ارشاد علی کے کنبہ میں صرف ایک ایک ماموں تھے جن کو ان کی فلاح و بہبود کا خاص طور پر خیال تھا اور اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنی لڑکی ارشاد علی سے منسوب کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے بہنوئی کے انتقال کے بعد ارشاد علی کو کوشش کر کے محافظ دفتر میں آٹھ روپے ماہوار پر ملازم کرا دیا۔ ارشاد علی نے اگرچہ تعلیم حاصل نہیں کی تھی لیکن نیکی اور سلامت روی اسے والدین سے [illegible] ملی تھی۔ اس کے مزاج میں جاہل لڑکوں کی طرح آوارگی اور [illegible] مطلق نہ تھی۔ اور یہ بات بھی نہ تھی کہ اپنی حیثیت سے زیادہ کھانے [illegible] شوق پیدا ہو بلکہ اس کی ماں جوش محبت میں کبھی اس کے لئے [illegible] بنانا چاہتی تو وہ اسے یہ کہکر روک دیتا کہ اماں! یہ بیکاری [illegible] ہے۔

(۴)

[illegible] ارشاد علی کی شادی ہونے والی تھی / [illegible] تھا [illegible] مبین و

احمدی جاہل نہ تھی لیکن بلا کی ذہین و دانشمند تھی۔ اس کے پڑوس میں ایک بیٹی تعلیم یافتہ اور قابل اور روشن خیال بی بی رہتی تھیں۔ احمدی نے چودہ سال سے ان کی خدمت میں حاضر رہکر تعلیم و تربیت کا فائدہ اٹھایا تھا۔ اور اسلئے نہ صرف اپنے بہن بھائی میں بلکہ اپنے سارے کنبہ میں سب سے بڑھکر عقلمند اور معاملہ فہم سمجھی جاتی تھی احمدی کو لکھنا تو نہیں آتا تھا لیکن قرآن شریف کے علاوہ اردو کی چند کتابیں بھی اس نے پڑھی تھیں۔ اور سب سے بڑی بات جو اس میں تھی وہ خیالات کی بلندی۔ عالی ہمتی اور روشن ضمیری تھی۔ اور یہ صفات اس میں اپنی استانی کی صحبت اور خدمت سے پیدا ہوئی تھیں۔ بہر حال چند روز کے بعد میاں ارشاد علی اور احمدی کی شادی ہو گئی۔ ارشاد علی کی والدہ نہایت سلیم الطبع اور کفایت شعار بی بی تھیں۔ ان کے پاس کئی سو روپے کا اندوختہ تھا کچھ زیور بھی تھا احمدی کو غریب باپ نے جہیز بہت کم دیا تھا لیکن یہ کمی ساس نے پوری کر دی۔ اور اپنا سب زیور بہو کو دے دیا۔ احمدی اور اس کا کنبہ ارشاد علی اور انکی والدہ کی نیکی اور حسن سلوک سے بہت خوش تھا۔ ارشاد علی کی تنخواہ میں دو روپے کا اضافہ بھی ہو گیا۔ اور یہ غریب لوگ آسائش کیساتھ تو نہیں لیکن پوری آسودگی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر رہے تھے۔

(۳)

گرمی کا موسم تھا ہوا رکی ہوئی تھی۔ ارشاد علی کا مکان ایک منزل کا تھا لیکن کھلی ہوئی چھتوں پر جانے کے لئے زینہ موجود تھا۔ میاں ارشاد علی اور ان کی بیوی شدید گرمی کی حالت میں اس چھت پر آرام کرتے تھے۔ ایک دن صبح کا وقت تھا سورج ابھی نہیں نکلا تھا لیکن روشنی پھیل گئی تھی۔ یہ دونوں میاں بیوی بیدار ہو چکے تھے۔ لیکن ابھی بستر سے نہیں اٹھے تھے۔ احمدی نے پڑوس کے ایک سربفلک مکان کو دیکھکر شوہر سے پوچھا کہ یہ کس کا مکان ہے؟ ارشاد علی نے جواب دیا کہ یہ ایک حاجی صاحب کا مکان ہے اس کے بعد میاں بیوی میں حسب ذیل گفتگو ہونے لگی۔

احمدی۔ بہت بڑا اور خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ ارشاد۔ ہاں

احمدی۔ آپ ایسا مکان نہیں بنوا سکتے۔

ارشاد (خوب ہنسکر) میں کیونکر بنوا سکتا ہوں دس روپے ماہوار تو میری آمدنی ہے۔

احمدی۔ کیا آمدنی کو بڑھا نہیں سکتے۔

ارشاد۔ دو سال میں دس روپے [illegible] ہے

احمدی۔ [illegible] نہیں؟

ارشاد۔ ہم [illegible] کی تجارت کرتے ہیں۔

احمدی۔ کیا آپ تجارت نہیں کر سکتے؟

ارشاد۔ روپیہ ہو تو کیوں نہیں کر سکتے؟ احمدی۔ کتنا روپیہ چاہیئے۔

ارشاد۔ دس بیس ہزار۔

احمدی۔ تو کیا جتنے سوداگر ہیں سب کے پاس اتنا ہی روپیہ ہے؟

ارشاد۔ اس سے بھی زیادہ۔

احمدی۔ تو شہر میں کوئی دکان اس سے کم کی نہیں ہے۔

ارشاد۔ ہے کیوں نہیں۔

احمدی۔ پھر اس کے لئے کتنا روپیہ چاہیئے؟

ارشاد۔ چار پانچ سو روپے۔

احمدی۔ اچھا اگر اس سے بھی کم ہو۔

ارشاد۔ تو کپڑے کی دوکان نہیں ہو سکتی۔ البتہ کپڑے کے ٹکڑوں کی تجارت ہو سکتی ہے۔

احمدی۔ اس کے لئے کتنا روپیہ چاہیئے؟

ارشاد۔ میرا ایک دوست ہے اس نے سوا سو روپے سے کام شروع کیا تھا۔

احمدی۔ انہیں کیا آمدنی ہو جاتی ہے؟

ارشاد۔ وہ تو کہتے تھے روپیہ سوا روپیہ روز مل جاتا ہے۔

احمدی۔ پھر آپ سے تو وہی اچھے ہیں۔ آپ کو پانچ آنہ روز ملتے ہیں۔ اور ان کو سو روپے لگا کر ایک روپیہ روز ملتا ہے۔ سو روپے تو آپ بھی خرچ کر سکتے ہیں پھر اس نوکری سے تو یہ کاروبار ہی اچھا ہے۔

اسقدر گفتگو کے بعد دونوں میاں بیوی بچے بعد گھر نیچے چلے آئے کیونکہ اب دھوپ اچھی طرح پھیل گئی تھی۔

(۴)

ارشاد علی کے دماغ سے تو بات نکل گئی لیکن احمدی تمام دن اس مسئلہ کو سوچتی رہی۔ اور شب کو یکجائی ہوئی تو اس نے پھر گفتگو کا سلسلہ چھیڑا۔ آخر کار کئی دن کی گفت و شنید کے بعد یہ طے پایا کہ ارشاد علی اپنے دوست کی وساطت سے سو روپے کا مال خرید کر صبح اور شام کو کچہری سے چھٹی ملنے پر بازار میں [illegible] فروخت کیا کرے۔ ارشاد علی نے ایسا ہی کیا اس کا مال ایک ماہ میں فروخت ہو گیا جس میں [illegible] منافع ہوا۔ [illegible] ہے۔ میاں بیوی اس کامیابی سے بہت خوش ہوئے [illegible]

(۵)

اور [illegible]
[illegible] تھے۔ اور شام تک وہ [illegible]

سال بھر کی جد و جہد میں تین سو روپے کا سرمایہ جمع ہو گیا [illegible] روپے کا مال نکل رہا لیکن ساتھ ہی کچہری میں [illegible] منصرم نے ارشاد علی کو بلا کر فہمائش کی کہ اگر تم آیندہ ایسا کرو گے تو برخاست کر دیئے جاؤ گے۔ ارشاد علی نے یہ سرگذشت بیوی کو سنائی [illegible] ملازمت کی تجویز ہوئی۔ ارشاد علی نے استعفا دے دیا۔ اور بازار میں ایک چھوٹی سی دکان کھول کر اپنا کام شروع کیا۔ اب وہ اپنے کاروبار میں کافی تجربہ کار ہو گیا کہ کسی کی رہنمائی کا محتاج نہ تھا۔ اور اپنے آپ [illegible] مال لے آتا تھا اور اس کا لایا ہوا مال بازار میں کافی مقبولیت حاصل کر چکا تھا۔

باقاعدہ اور مستقل دوکان ہو جانے کے بعد احمدی نے بھی اصلاح حالات میں حصہ لینا شروع کیا۔ گھر میں اُن چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کا جو فروخت ہونے سے بچ رہے تھے ایک انبار لگا ہوا تھا۔ احمدی نے ان کی کارآمد چیزیں بنائیں۔ پھولدار ٹکڑوں کے خوبصورت تکئے۔ میز پوش۔ غلاف پوش سئے۔ بچوں کی قمیص۔ صدریں۔ پاجامے اور کوٹ تیار کئے۔ جاڑوں کے موسم میں رضائی۔ گدے وغیرہ بنائے اور ان سب چیزوں کو فروخت کے لئے دکان میں رکھوا دیا۔ ٹکڑوں کی فروخت میں تو کچھ دقت بھی ہوتی تھی۔ لیکن یہ چیزیں ہاتھوں ہاتھ لوگوں نے خرید لیں۔ اور دکان اگرچہ تین سو روپے کے سرمایہ سے کھولی گئی تھی لیکن سال میں تین چار بار مال پھیرنے اور تیار شدہ اشیاء کے بکنے سے کافی منافع ہوا اور سال بھر کے بعد جب حساب کیا گیا تو معلوم ہوا کہ نقد رقم اور دکان کا مال ملا کر سب ایک ہزار کا سرمایہ موجود ہے۔

(۶)

میاں ارشاد علی کی آمدنی تو بڑھی لیکن معاشرت کو انہوں نے بدلنے نہیں دیا۔ وہی دس پچاس روپے ماہوار جو انہیں ملازمت کی حالت میں [illegible] کی حالت میں بھی گھر پر دیتے تھے۔ اور ان کی سلیقہ مند [illegible] کے ساتھ اس رقم میں کچھ اپنے پاس سے ملا کر کام چلا لیتی تھیں [illegible]

اور ترقی کے جو ممکن صنعت کی ملک میں
... کوشش سے ملک میں دیسی کپڑے کے استعمال کی
... تحریک کے پیدا ہوتے ہی انہوں نے اپنا مال اور نئے
... کر کے اور ان مقامات کا جہاں دیسی کپڑا بہت اچھا تیار
... مقصود وعدہ کر کے ایک ہزار کا مال خرید کیا یہ مال بازار میں
... موجود تھا خریدار ٹوٹ پڑے اور سب کپڑا پندرہ دن کے عرصہ
... فروخت ہو گیا۔ اب ارشاد علی کو خود جانے کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ
... خط و کتابت کے ذریعے انہوں نے اور مال منگوا لیا جب تک تاجر
... جو ہوں اور ان کپڑوں کے وسادوں کا پتہ لگائیں۔ ارشاد علی ہزاروں
روپے کا مال خاطر خواہ منافع پر فروخت کر چکا تھا اور اس طرح
... سال کے عرصہ میں اس کی دوکان کا سرمایہ پانچ ہزار سے متجاوز ہو چکا تھا

(۷)

کپڑے کی جس دکان میں پانچ ہزار کا مال ہو۔ جو ہوشمند تاجر نے ہر طرح
... چیل چن کیا ہو۔ اور کپڑا خوش وضع اور عام پسند ہو۔ اس کی کم سے کم
... میں سو روپے روز کی ہو گی۔ اور سو روپے پر اگر ایک آنہ فی روپیہ کم
سے کم خالص منافع تسلیم کیا جائے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ میاں ارشاد علی
کی موجودہ آمدنی دو سو روپے ماہوار سے کسی طرح کم نہ تھی۔ لیکن آمدنی کی
اس تبدیلی نے اب تک اس کے لباس و خوراک اور معاشرت میں کوئی
تبدیلی نہیں پیدا کی تھی۔ اس کے گھر کا خرچ ہنوز وہی دس روپے ماہوار
تھا اور آسائش و آرائش کے تمام جذبات ابھی اپنے گہرے خواب سے
بیدار نہیں ہوئے تھے۔ دوسرے سال دیسی مصنوعات کی تحریک کمزور ہو گئی
اور اس کے ساتھ ارشاد علی نے اپنی دوکان کا مال روپے کی صورت
میں بدلنا شروع کر دیا۔ رفتہ رفتہ اس کے پاس چار پانچ سو روپے کا سامان رہ گیا

(۸)

ارشاد علی کو اپنے کافی خواندہ نہ ہونے کی وجہ سے کاروباری حساب
کتاب اور خط و کتابت میں بڑی زحمتوں کا سامنا ہوتا تھا۔ بیس اس نے
... ایک منشی کو ملازم رکھ کر اپنی نوشت و خواند کا
... ایک سال تک کاروبار کی حالت بہت خراب رہی۔
... دیسی کپڑے کی ترغیب کم ہوتے ہوتے بالکل فنا ہو گئی

... اندازہ کی ترقی کا پھر بنیاد ... اندوختہ
دوبارہ دوکان میں لگا دیا۔ پھر ... دکان
چل نکلی۔ پانچ سال کے عرصہ میں ارشاد علی کی دکان کا سرمایہ پچیس ہزار
سے متجاوز ہو گیا۔ اس کی انتہائی نفس کشی اور معاشرت کی سادگی کی وجہ
سے منافع برابر شامل اصل ہوتا جاتا تھا۔ اور اس کے سرمایہ کو سال میں
الٹ پھیر کے اتنے موقع ملتے تھے جو دوسرے تاجروں کے ہاں کئی سال میں
ناممکن تھے۔

(۹)

جب آدمی ترقی کرتا ہے اور توفیق الٰہی اس کے شامل حال ہو جاتی ہے
تو معاش کی ہزاروں راہیں نظر کے سامنے آ جاتی ہیں عروج کی اس منزل
پر پہنچ کر میاں ارشاد علی نے نہ صرف اپنی دوکان کو ایک شاندار کوٹھی کی
صورت میں تبدیل کیا بلکہ اپنے معتمد اور متدین دوستوں اور عزیزوں کی
مدد سے دوسرے مفید اور زرخیز تجارتوں کی بھی سلسلہ جنبانی کی۔ اور چند
سال کی جد و جہد میں انہوں نے ہزاروں روپیہ کما لیا۔ اب ہر قدم پر
کامیابی ان کی رفیق تھی۔ بنکوں میں ان کے حساب کھلے ہوئے تھے اور لوہے
کی الماریاں اُن کے سرمایہ کی امانت دار تھیں۔ شوہر کو اس درجہ مالا مال
اور کامیاب دیکھ کر ایک دن احمدی نے کہا کہ میں آپ کو پہلے دن کی گفتگو
یاد دلاتی ہوں۔ جب میں نے آپ سے حاجی صاحب کے مکان کی طرف
اشارہ کر کے پوچھا تھا کہ آپ ایسا مکان بنوا سکتے ہیں۔ یا نہیں آپ نے
مایوسی ظاہر کی تھی۔ لیکن میں نے امید دلائی تھی۔ اور یہی گفتگو ہماری
ترقی کا باعث بنی تھی میں چاہتی ہوں کہ آپ سب سے پہلے حاجی صاحب
کے مانند ایک مکان تیار کرائیں۔ ارشاد علی نے بیوی کی فرمائش کو
دل و جان سے قبول کیا۔ اور چند روز کے عرصہ میں "احمدی منزل"
کے نام سے ایک عالیشان عمارت تیار ہو گئی۔ اب کفایت شعاری کی
ضرورت نہ تھی۔ اب ضبط نفس کی کوششیں غیر ضروری تھیں۔ محل
تیار ہوا۔ نوکر چاکر بھی رکھے گئے۔ سواری کا بھی انتظام کیا
گیا۔ اور یہ خوش نصیب کنبہ عیش و آرام کی زندگی بسر
کرنے لگا

پیچیدہ بجر

(از حضرت مولانا حکیم ناصر نذیر صاحب فراق دہلوی)

ہزاروں حسرتیں سر پیٹتی ہیں خانۂ دل میں
الٰہی دیکھئے اس گھر سے کب ماتم نکلتا ہے

خسرو آرا بیگم دلی کی نواب زادی تھیں اور بیاہی گئیں نواب سید جعفر علی خانصاحب رئیس اودھ کو ماں باپ نے ارب اور کھرب کا جہیز دیا اور خدا کے میاں کا گھر بھی دولت سے بھرا پُرا پایا پھر میاں ایسا ملا کہ پاؤں دھو دھو کر پیتا تھا سونا اور جڑا اللہ کا دیا سب کچھ موجود تھا اولاد ہونی شروع ہوئی تو ایک سال میں پانچ بیٹیاں ہوئیں گویا گھر کیڑوں سے بھر گیا جوانی ڈھلے پیچھے خدا نے چار بیٹے بھی دیے خسرو آرا بیگم کو سینے پرونے دھنک۔ ترنی چنپا۔ مرمرہ۔ سکر۔ ستارہ۔ چکن۔ مروڑی۔ تارکشی اور سونے کے سب کاموں کا بڑا شوق تھا اکثر جوہنت میں مغلانیاں اور وزنیں ان کے آگے کان پکڑتی تھیں ایک چھوڑ دو دو عورتیں سلائی پر نوکر تھیں وہ ایسے سے اچھا سی کر انہیں پہناتی تھیں مگر یہ اپنے شوق سے مجبور تھیں ہر وقت سوئی تاگا اور قینچی ہاتھ میں رہتی تھی نواب صاحب ان کے ہاتھ کے کڑھے ہوئے کرتے پہنکر باہر دیوان خانہ میں جاتے تو بڑے بڑے استاد سینے والے ان کے کام کو دیکھکر سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے اور دوست احباب جو ملنے آتے اور خسرو آرا بیگم کے سلیقہ کو دیکھتے تو کہتے اللہ اکبر لکھنؤ کی عورتیں تو چکن بوٹی کے بنانے میں مشہور ہیں مگر آپ کی بیوی کی دستکاری کو دیکھکر معلوم ہوتا ہے کہ فی الواقع دلی کپڑے کام میں لکھنؤ سے بڑھی چڑھی ہے ماشاءاللہ اور پتلے کی پانچ بیٹیاں ان کے جہیز سینے شروع ہوئے تو برسوں اس میں گزر گئے سب سے پہلے بڑی بیٹی کا بیاہ کیا جس کا نام ملکہ بیگم تھا جس تیاری اور دھوم سے یہ شادی ہوئی اسکی زیب و زینت کے بیان کے لئے ہمارے میر باقر علی صاحب دہلوی داستان گو کی گویائی درکار ہے ملکہ بیگم بڑی لایق فایق لڑکی تھی ہندوستانی اور انگریزی سلیقہ کے علاوہ اس نے انگریزی میں انٹرنس پاس کیا تھا۔

بیاہ سے سال بھر پیچھے ایک بچہ ملکہ بیگم کی کوکھ سے پیدا ہوا جانے کے لئے فرنگن آئی مگر خدا نے زچہ بچہ کو صحیح کیا بھونک پڑا کہ ملکہ بیگم کو بخار ٹھیر گیا نواب صاحب اور خسرو آرا بیگم [illegible] حکیم کے معتقد تھے ڈاکٹر [illegible] [illegible] پانی [illegible] [illegible]

اس گھر کے اندر ایک زچہ کی [illegible] بچہ [illegible] مر گئی تھی اور [illegible] روح بن گئی تھی اس بات کو پانچ سو برس ہو چکے ہیں مگر اس کا فطرت اب تک چلا آتا ہے وہ ہر ایک زچہ اور بچہ کی دشمن ہے وہی آپ کی صاحبزادی کو لپٹ گئی ہے تین سو چار سو روپیہ آپ کے خرچ ہونگے میں اس چڑیل کو پکڑ کر جلا دوں گا اور گرفت کروں گا نواب صاحب کی سرکار میں روپیہ النبار رہتا عامل صاحب نے جو مانگا وہ انہیں دیا گیا عامل صاحب نے ویسے تو بہت سے بکھیڑ پھیلائے مگر خصوصاً ایک دن صبح ہی محلسرا میں آ کر دس سیر کالے اوڑد منگوائے اور سل کے ایک بڑے برتن میں انہیں بھر دیا اور پانی ان میں ڈلوا کر باورچی خانہ میں چولہے پر چڑھا دیئے اور ان کے نیچے دھیمی دھیمی آنچ کرا دی یہاں تک کہ شام کے چار بج گئے اب عامل صاحب نے آگ زیادہ جلوائی اور اپنے منتر کو زور زور سے پڑھنے لگے اُڑدوں کا خاصہ ہے کہ جب یہ زیادہ پکائے جاتے ہیں تو یہ پلیٹ جاتے ہیں اور خون کی طرح لال ہو جاتے ہیں اور چاولوں کو بھی اگر زیادہ پکایا جاتا ہے تو بھی گلابی ہو جاتے ہیں اور دلی کی عورتیں کہتی ہیں چاولوں کو پالا مار گیا تو مغلانی جو بیٹھی آنچ کر رہی تھیں عامل صاحب نے ان سے کہا تم نے تماشہ دیکھا ہنڈہ خون سے بھر گیا ہے میرے موکل اس چڑیل کو پکڑ لائے اور انہوں نے اس کا گلا کاٹ کر ان اڑدوں میں اس کا بھرتہ کر دیا اب تم بیگم صاحب سے جا کر کہو کہ میں سر منہ لپیٹ کر بیٹھا جاتا ہوں آپ باورچی خانہ میں تشریف لائیں اور اپنی آنکھ سے دیکھ لیجے کہ میں نے استاد کے حکم سے اس چڑیل کا کام تمام کر دیا جب خسرو آرا بیگم نے یہ حال سنا تو وہ تھڑ دلی تو تھیں ہی ڈر کے مارے کانپ گئیں اور انہوں نے کانوں پر ہاتھ رکھکر کہا توبہ بچائیں پھر تئیں میں اس بلا کو ہرگز نہیں دیکھونگی میرا تو سننے سے ہی دم نکلا جاتا ہے شاہ صاحب سے دریافت کرو کہ اس کا اب کیا کریں گے عامل صاحب نے کہا دس آدمی اسے اٹھا کر جنگل میں لے جائیں گے اور دس گز گہرا گڑھا کھود کر اس کی گرفت کریں گے میں ساتھ جاؤں گا اور اسکو ملیامیٹ کر دوں گا [illegible] عامل صاحب نے اس خدمت کو اچھی طرح انجام کو پہنچا دیا [illegible]

آدمی نہ شود از راہ گوش ، جانور نہ شود از [illegible]

[illegible] بیگم نے [illegible] اپنی ماں [illegible] [illegible]

[illegible] اس کے گل کو زرچینی [illegible]

[illegible] دستکاری [illegible]

[illegible]

[illegible] دوا دی گئی مگر وہ اس

[illegible] کی پینک گئی ایک مشہور حکیم

صاحب پڑھے آدمی تھے انہوں نے نوابصاحب سے

[illegible] کا مرض درجہ ہو گیا ہے کہ دودھ کا انتظام کیجئے وہاں

[illegible] بکریاں طویلے میں لا کر باندھ دی گئیں اور جس طرح حکیم

[illegible] فرمایا تھا اسی طرح مریضہ کو گدھی کا دودھ دیا گیا مگر کچھ

[illegible] حکیم صاحب نے فرمایا مرض بہت بڑھ گیا ہے اب عورت

کے دودھ سے علاج کیا جائے گا حکیم صاحب کے اس ارشاد کی بھی تعمیل

کی گئی سینکڑوں ہزاروں روپیہ خرچ کر کے کئی اتائیں بٹھائی گئیں ان

عورتوں کا دودھ بجائے غذا اور دودھ کے دیا جاتا تھا مگر ملکہ بتاشہ

کی طرح بیٹھ گئی اور سوکھ کر انجر پنجر نکل آئے اس کے شوہر شوکت علی خاں

گھبرا گئے وہ جنگال میں ڈپٹی کلکٹر تھے بیچارہ دوڑے چلے آئے

آکر دیکھا تو معلوم ہوا بیوی اوپر کا دم بھر رہی ہیں اور چل چلاؤ

کا وقت قریب معلوم ہوتا ہے وہ سول سرجن صاحب کو بلانے گئے

سول سرجن نے کہا ہمیں چلنے میں کوئی عذر نہیں مگر تمہارے خسر نوابصاحب

بے حد ضعیف الاعتقاد آدمی ہیں ہم نے سنا ہے کہ جو دوا اطبا تجویز کرتے ہیں

وہ منگا لیتے ہیں مگر بیمار کو پلاتے نہیں ہیں دوا کا کام جادو سے لیتے

ہیں۔ سول سرجن صاحب تشریف لائے انہوں نے آلوں سے مریضہ

کے سینے وغیرہ کو جانچا تھرما میٹر لگایا اور فرمایا ان کا علاج یہ ہے کہ انہیں

[illegible] پہاڑ پہ بھیج دیا جائے توقع ہے کہ وہاں جا کر یہ سنبھل جائینگی

سول سرجن کے جانے کے بعد آغا شوکت علی خاں نے دو ہزار روپیہ

[illegible] جیب سے نکال کر ساس کے سامنے رکھدیئے اور کہا تھا

[illegible] میں خوب جانتا ہوں کہ ماشاءاللہ آپ کے

[illegible] کمی نہیں ہے مگر تھوڑی سی خدمت کا مجھے موقع دیجئے

[illegible] بیوی کے ساتھ پہاڑ پر چلوں اور آپ کا

[illegible] مجبوری ہے کہ رخصت نہیں ملتی ہے

[illegible] جیب میں ہی رکھ لو جو کچھ ہم

[illegible] خسر ملکہ بیگم نے جب کسی طرح

[illegible] شوکت علی خاں نے

[illegible]

[illegible] قسم قسم کے پودے شملے سے [illegible] انشاءاللہ ٹھیک

اور کہسار کی سبزہ زار یاں کی [illegible] نے دولت

حاصل کیا کہ اس کے دل کا کنول کھل گیا اور وہ بیماری کو بھول گئی فرنگی

ڈاکٹر کا علاج شروع ہوا اور روپیہ ٹھیکری ہونے لگا مگر صحت نہیں لگتی

ہے بی ملکہ بیگم کا وقت آ گیا کان کی لوئیں اور ناک کا بانسہ پھر گیا سانس

اکھڑ چلنے لگا آنکھوں سے نیل ڈھلنے لگا سانس رکنے لگا مرحومہ نے لڑکھڑاتی ہوئی

زبان سے کہا اماں جان میرا میاں میرا مجازی خدا ہے میں نے اسے

اپنا مہر بخشدیا۔ آپ اس پر دعویٰ نہ کریں جو جہیز اور گہنا میری

سسرال میں سب سے زیادہ منگوانا ہو دیا سو دیا اس کا پھیرنا بڑی

کم ہمتی ہے نواب صاحب خود وہمی آدمی تھے اور خسر و ماہیم

ان سے بڑھ کر وہمی تھیں بیٹی کو دم توڑتے دیکھکر وہ اس کے

پلنگ کو چھوڑ کر دوسرے کمرہ میں چلی گئیں چار نوکریں جو ساتھ

آئی تھیں ان کی پندرہ پندرہ بیس بیس برس کی عمریں تھیں اور

کام کرنے کے لیے چھانٹ چھانٹ کر لائی گئی تھیں سب کی سب الھڑ اور

انجان نہ کسی نے کنپٹیاں پکڑیں اور نہ کسی نے ڈھاٹا باندھا اور میت

کو سنبھالا اس لئے ملکہ بیگم کی آنکھیں اور منہ کھلا رہ گیا ایک ٹانگ بھی

سیدھی نہیں پاؤں کے انگوٹھے باندھنے کسی کو آتے ہی نہ تھے سارا

گہنا، ہاتھ پاؤں اور ناک میں رہا مرنے کے پیچھے کچھ سرد ہونے کا کر

اتارا گیا کچھ کھینچا تانی سے جدا کیا گیا مگر ناک کی کیل اترنی تھی نہ اتری

کفن کے لئے کپڑا تو بہار پور مل گیا مگر کوئی مسلمان درزی ایسا نہ تھا جو نہ نا نہ

کفن سینا جانتا ہو نواب صاحب نے بیوی سے کہا یہ پہاڑ نیا ہے

یہاں مسلمان لوگ بہت کم ہیں یہاں کوئی کفن سینے والا نہیں ہے تم آپ

ہی کفن سی دو تو خسروماہیم نے کہا الہی توبہ الہی توبہ میں اس کام سے

بالکل ناواقف ہوں تم باہر جاؤ اور کسی مرد مسلمان سے پوچھو کہ عورت کے

کفن کے کتنے پارچے ہوتے ہیں اور اگر کوئی سینے والا مرد بھی مل جائے تو

بڑی اچھی بات ہے۔ نوابصاحب باہر گئے اور ایک خانساماں سے پوچھا کہ

[illegible]

[illegible]

نشتر زار

(جناب ملا خرچی کے قلم سے)

دہلی جب دارالسلطنت بنی ہے یہاں "بھانت بھانت" کا جانور جمع ہو گیا ہے آج اگر لارڈ کرزن کے محکمہ آثار قدیمہ کی طرح لارڈ ارون بھی "نفسیات" کا محکمہ قائم کریں تو عجیب و غریب انکشافات ہوں۔

مثلاً دہلی میں ایک "مقنن" ہیں جن کی قانونی قابلیت سے تمام عدالتیں عاجز ہیں۔ جس مجسٹریٹ کی عدالت میں قدم رنجہ فرماتے ہیں وہ غریب صورت دیکھتے ہی

جل تو جلال تو آئی بلا کو ٹال تو

کا وظیفہ پڑھنے لگتا ہے۔ اور جس قدر بھی ممکن ہو سکتا ہو جلدی پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ دوسری بات ہو کہ اس مقدمہ کا ستیاناس ہو جاتا ہے اور وہ مقدمہ یقیناً خراب ہو جاتا ہو جس میں آنجناب "کے سبز قدم" ہوں۔ کیونکہ وہ اپنی زبان سے خود ایک عدالت میں فرما چکے ہیں کہ

در کوئے عقل و دانش مارا گذر نہ دادند

پھر کیا یہ "مقنن اعظم" اس قابل نہیں ہیں کہ ہندوستان کے کسی "چڑیا گھر" کو ان سے زینت بخشی جائے

گذشتہ اشاعت میں ایک والی ریاست کیلئے ...... کوار ادانے کا تذکرہ نکلا تھا۔ اس کے متعلق بہت سے استفسارات ہو رہے ہیں۔

ہمارا جواب صرف یہ ہو کہ "اسرار حرام پور" پڑھیئے۔ اور "طبیب حاذق" کا پتہ مرحوم مولانا عبد الحلیم شرر کی کتاب "حسن کا ڈاکو" میں ملے گا۔

ایک والی ریاست کے متعلق ایک معاصر نے ایک عجیب و غریب انکشاف کیا ہو۔ یعنی آپ اپنے "بزرگ سند یافتہ" ملازموں سے "مرغ بازی" کی گردان کرانے کے خاص طور پر شیدائی ہیں۔ اور اپنے اس "مخصوص کام" کے لئے ہندوستان کے ہر حصے سے مضبوط ملازموں کی کھیپ بہم پہنچاتے رہتے ہیں۔ اور ۳ ہزار سے عرصہ کے بعد سو جوانوں کے ایک بیار بکر ریاست سے کل جدید لذیذ کے شوق میں خارج کر دیئے جاتے ہیں۔

سنا جاتا ہو کہ ایک والی ریاست بڑے "دردن" اور "دیدگی" ہیں۔

ہندوستان کی ایک مسلمان ریاست جس کی [illegible] شہرت حاصل ہو [illegible]

[illegible]

اس ان لڑکیوں کو گھر کا کوڑا گھر بیں سے "پرمل" کے [illegible]

رائل کمیشن نے اسے کی کیا خبر اگر "لیڈی" کا [illegible]

حد ذلیل مرغی نے پھر پھیلا کر اذان دینی شروع کی۔

دہلی میں سر سی کی ایک مرغی نے "خاکی انڈا" دیا [illegible]

ان "وفادار لوگوں" سے پہلے مرتبہ سنا کہ "رائل کمیشن" کے آنے پر [illegible]

بہت سے برساتی کیڑے پیدا ہو گئے "ہم نے تو گذشتہ بھی [illegible]

کی سی اپنی دم میں ڈال کر بجا کہ گا تھا" تو کہی کہا تھا کہ "موسم بہار" آگیا ہے۔

دہلی ہندوستان میں انگریزی سلطنت کا دارالسلطنت [illegible]

اس سے پہلے دارالسلطنت تھا جہاں بلیک ہول کا ز [illegible]

انگریزوں کے دلوں کو ہندوستانیوں کے خلاف نفرت [illegible]

پیدا کرنے کا کام لیا جاتا ہے۔ دیکھیں اس سے کس [illegible]

زیر دفعہ ایک ترمیمی الف آتا ہے یا نہیں؟

۱۴ نومبر کے بلوہ میں جو لوگ گرفتار ہوئے [illegible]

ہے "بلیک ہول" میں بند کئے گئے تھے۔ جہاں وہ انسانوں کو [illegible]

سارڈین کی طرح بھیڑ بکری کی مانند ٹھونس دیا گیا۔ اس جگہ [illegible]

نہیں رہ سکتے۔ فرق اتنا ہے کہ کلکتہ کے "بلیک ہول" میں [illegible]

اور دہلی کے بلیک ہول میں "دیسی غلام" بند کئے گئے۔

ہماری رائے میں تو پولیس کی ان [illegible]

منظر ضبط کر لینا چاہیئے۔ جن سے اشارہ [illegible]

[illegible]

[illegible] ... کی مصیبت کے وقت ... بیان کریں تو ترک ... ہوں اگر میں نے حق کی ... مسلمانوں کے لئے کوئی کلمہ کہا تو "ہندو بھائی" ناراض ہو جائیں ... سے کرے ... ایک ... ہے۔

... ریاست ...... کے ساتھ کے لئے چاوڑی بازار کی ... "مہذب قوم" آئے۔ اور اس میں رقاصہ کو اپنے ... ملازمت کی چک کی ڈگری کے واسطے ایک ہزار روپے ماہوار سفر خرچ کا ... راضی کرنا چاہا، مگر اسکی عیار کشنی نے دیکھا کہ "تیر نشانہ" ... اس لئے حسب ذیل شرائط کے ساتھ مشروط رضامندی ظاہر کی۔

(۱) ریاست میں ... جو طوائفیں ہیں۔ ان سے قطع تعلق کیا جائے۔

(۲) ... اور مہاراجگان ...... کے ہاں ... ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ تمام پیغامات واپس لینے ... شادی نہ کرنے کا عہد کیا جائے۔

(۳) ... عہد ہوگا۔

(۴) ڈیڑھ ہزار روپے ماہوار اور سال کی چھ "فرمائشیں"۔

(۵) جن صاحب کی رائے سے مہاراج کا تعلق ہے وہ ... کر ... گے۔

(۶) دوسرے مہینہ ایک ہفتہ کے لئے "راج کی ... [illegible] ... کے پاس رہے گی، ... لڑکوں کو بیٹنے کے لئے)

یہ شرائط نامہ مہاراج کے ملاحظہ کے لئے گیا ہوا ہے۔ جو مہاراج کی بے قراری کو دیکھتے ہوئے یقیناً منظور ہوگا۔

کیا ... ریاست ...... کی تباہی میں کسی کو شبہ ہے؟

[illegible] ... کی ... ہمدانیت ... مسلمانوں کے جلسہ میں جناب ... ایک ... نظم پڑھی جس میں مسلم قوم کو اس کے ... سے آگاہ کرتے ہوئے علماء سوء کو خصوصیت سے مخاطب کیا تھا۔

یہ نظم کیا تھی ایک بم کا گولہ تھا، جو علماء سوء پر پڑا۔ اور جس کے سننے ہی اکثر بد معاش، زانی اور اغلامی اور چند وہ مولوی آپے سے باہر ہوگئے جن میں خصوصیت سے "مولوی خرفہ" اور "مولوی رنگا" قابل ذکر ہیں۔ "مولوی رنگا" کا چہرہ سفید پڑ گیا جب ہمارے دوست نے اسٹیج کی طرف منہ کرکے اور "مولوی رنگا" کی طرف ہاتھ کا اشارہ کرکے یہ مصرع پڑھا!

مولوی بن کر آگئے ہیں کچھ ایمان فروش

اس بند پر خصوصیت سے داد دی گئی۔ اور لوگوں نے اسٹیج پر انگلیاں اٹھا اٹھا کر بتا دیا کہ وہ ایمان فروش زانی اغلامی مولوی کون تھا!

"مولوی خرفہ" کی حالت یہ ہوئی کہ جس طرح سچا پانی "کھلونا" کو کھ بھرنے کے بعد ناچا کرتا ہے، اسی طرح یہ "زہد فروش" اسٹیج پر رقصاں تھا کیا اچھا ہو کہ یہ لوگ بجائے لاحول پڑھنے کے اپنی اصلاح کریں۔

شاید کولمبس کو اپنی تحقیقات پر اتنا ناز نہ ہوگا، جتنا ماہ حلت کو اس تحقیقات پر ہے کہ جو مشاعرہ دہلی کے "دو ادیبوں" اور "دو اخبار نویسوں" کی طرف سے ۱۲ تاریخ کو حضرت علامہ سیماب کی صدارت میں ہوا تھا۔

اس کے متعلق "ایک ادیب" اور "دو گمگے اخبار نویس"، اور بغیر قرآن حفظ کئے قاری" نے اطلاع دی ہے کہ وہ "تثلیثی مشاعرہ" میری بغیر اطلاع کے ہوا۔ اور جو لغو عبارت کارڈ پر لکھی گئی ہے، نہ صرف اس سے میرا کچھ تعلق نہیں بلکہ مشاعرہ کا علم بھی مجھے اسوقت ہوا جبکہ شام کو "چند ناخواندہ مہمانوں" کو میں نے دیکھا، کیا کوئی "ادبی جاسوس" اس حقیقت پر روشنی ڈالیگا۔

پیشوا

جلد ۴ — ۸ مارچ ۱۹۲۸ء — نمبر ۹

شذرات

(عزیز حسن بقائی)

میں نے صحافت کس سے سیکھی؟

یہ کچھ خودستائی نہیں ہے بلکہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے میری تحریر کو قبولیت دیکر میرے جہل کی پردہ پوشی کرلی ہے۔ اور ایسی حالت میں تو مجھے خود تعجب ہوتا ہے، جبکہ بڑے بڑے تعلیم یافتہ اور مشہور انشاء پرداز خدا کے اس انعام کی تعریف کرتے ہیں۔

یقین جانئے کہ جس وقت میں اپنے مضامین کی تعریف پڑھتا ہوں یا سنتا ہوں تو حیرت اور انفعال کے دریا میں غرق ہو کر اس ذرہ نواز کو سجدہ کرتا ہوں جس میں یہ قدرت ہے کہ وہ مجھ جیسے نالائق کے لئے اپنے لائق بندوں کے دل میں محبت کے جذبات پیدا کر دیتا ہے۔

تاریخ اس قسم کے واقعات سے بھری ہوئی ہے کہ جب کوئی انسان شہرت کے بام عروج پر پہنچتا ہے تو بعض حاسد اس کے کمالات کو اپنی جانب منسوب کرکے اسکی شہرت اور دماغی برتری اور ذہنی قابلیت کو ملیامیٹ کرنے کے لئے عجیب و غریب شیطانی طریقے استعمال کرتے ہیں۔ اور تعجب ہوتا ہے کہ ایسی حرکتیں وہ لوگ کرتے ہیں، جو اس کے دوست ہونے کے بھی مدعی ہوتے ہیں۔

اس قسم کی شکایات مجھ کو بھی اپنے بعض "عنایت فرماؤں" سے ہے جو باوجود پیشہ میں بچے ہونے کے اور باوجود علم و فضل کے دنیا بھر کے ایک قطرے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ اور میری کامیابی سے حسد کرتے ہیں۔ اور اپنے احباب میں میرے متعلق یہ مشہور کرتے ہیں کہ میں جو کچھ پیشوا میں لکھتا ہوں وہ میرا نہیں ہوتا۔ بلکہ "یہ میرے اعزا ان لکھتے ہیں۔" اور میں نے جو کچھ سیکھا ہے ان سے سیکھا ہے"۔

میں جانتا ہوں کہ جو لوگ میرے متعلق یہ افترا پردازی کرتے ہیں، انہوں نے بھی کسی سے کچھ پڑھا ہوگا۔ اور یہ کچھ عیب نہیں ہے کہ میں کسی کا شاگرد ہوتا مگر حقیقت یہ ہے کہ مجھے تکلیف اس سے ہوئی ہے کہ خلاف واقعہ غلط بیانی سے کام لیکر غلط طریقہ سے اپنی شہرت کی جاتی ہے۔

میں نے سیرت باقی کے آخر میں اپنی زندگی کا مختصر خاکہ درج کر دیا ہے، اور صاف صاف لکھ دیا ہے کہ میں نے کس سے تعلیم حاصل کی، اور کہاں تک میری عربی و فارسی تعلیم ہوئی۔ مگر ایک بات کی تفصیل رہ گئی تھی جس کے لئے میں اس وقت یہ سطریں لکھ رہا ہوں۔ سیرت باقی کے آئندہ ایڈیشن میں اس کی وضاحت کر دی جائے گی یعنی یہ کہ "میں مضمون نویسی میں کس کا شاگرد ہوں"

مجھ کو بچپن ہی سے اخبار بینی کا شوق تھا۔ اور میرے زیر مطالعہ ۱۹۱۲ء سے مولانا ابوالکلام آزاد کا اخبار "الہلال" اور حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی تحریرات رہتی تھیں۔ اور حقیقتاً یہ دونوں حضرات میرے معنوی استاد ہیں۔ ورنہ واقعہ تو یہ ہے کہ میں نے اخبار نویسی کسی سے نہیں سیکھی، مضمون لکھنے کا شوق مجھ کو ۱۹۱۵ء میں ہو گیا تھا۔ زمیندار، نئی روشنی، آگرہ، ہمدم لکھنؤ اور دیگر متعدد روزانہ و ہفتہ وار دیگر اخبارات و رسائل میں متعدد عنوانات پر میں نے قلم اٹھایا۔ اور خدا کا فضل ہے کہ آج میں یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہوں کہ بہت سے پیشے کے اخبار نویسوں سے زیادہ کامیاب اخبار نویس ہوں۔ اور مجھ کو قارئین پیشوا سے ناقدری کی شکایت نہیں ہے اور اپنے اس پیشہ میں کسی کا شاگرد نہیں ہوں نہ کسی سے شرف تلمذ حاصل نہیں البتہ کبھی کبھی جناب مولانا واحدی صاحب مدیر نظام المشائخ سے مشورہ لے لیا کرتا ہوں۔ جو میری پالیسی سے متفق نہ ہوسکنے کے باوجود کبھی کبھی میرے مضامین سنکر مجھ کو مفید ترین مشورے دیتے ہیں جن میں سے بہت کم پر عمل کرتا ہوں، اس لئے نہیں کہ مشورہ قابل عمل نہیں ہوتا بلکہ اس لئے کہ واحدی صاحب کا مشورہ پیشوا کی پالیسی میں دخل ہوتا ہے اور پیشوا کی پالیسی میں کسی قسم کا دخل کسی کا پسند نہیں کرتا۔

...اس غلط بیانی بیان کی شہرت ہے جو ان کا زعم ہے کہ وہ اپنی زبان پر قابو رکھیں۔ اور ایسی صریح غلط بیانی سے جس کی کچھ اصلیت ہی ... نہ ہو۔ ان کو آئندہ احتیاط برتنی چاہیئے۔

کبھی تم نے غور کیا ہے

کہ تمہارے محلہ میں جو بچے گیڑیاں، گلی ڈنڈا، کبڈی، کبھی پالا، پتنگ بازی وغیرہ جیسی خرافات میں مبتلا ہو کر فحش گالیاں بکتے ہیں یہ تمہارے لئے، تمہاری قوم کی آئندہ زندگی کے لئے، تمہاری آئندہ نسلوں کے لئے کس قدر تباہ کن نتائج کا پیش خیمہ ہے؟

کبھی تم نے اس پر بھی غور کیا ہے کہ تم جو ہٹے کٹے، سنڈے مسنڈے اور قابل مزدوری پیشہ ور گداگروں کو خیرات کے نام سے روپے اور پیسے اور روٹیاں دیتے ہو، اس کا اخلاقی اثر کیا ان پر ہوتا ہے؟

بہت سے ہونہار نوجوان ہمیشہ کے لئے گداگری کا مذموم پیشہ اختیار کر کے مسلمان قوم کے لئے ایک لعنت ہو جاتے ہیں۔

بہت سے محلہ کے غریب گھرانے جو تمہاری امداد کے مستحق تھے، وہ تمہاری امداد سے محروم ہو جاتے ہیں، اور اکثر گھروں کی پردہ نشین خواتین اور ان کے معصوم بچے تمہاری اس بے خبری اور شہرت پسندی کی وجہ سے فاقہ کشی میں مبتلا ہو گئے ہیں جس کی جواب دہی ایک روز مالک یوم الدین کے سامنے تمہیں کرنی ہوگی۔

کبھی تم نے اس پر بھی غور کیا ہے کہ انتشار ملت اور انشقاق بین المسلمین کا انجام ایک روز تمہاری ہندوستان سے اسی طرح جلاوطنی ہوگی جس طرح اسپین کے مسلمان اپنی خانہ جنگی کی بدولت ہمیشہ کے لئے اسپین سے جلاوطن کر دیئے گئے۔

جس وقت تم اپنے اچھے اچھے بستروں پر خدا کی بخشی ہوئی نعمتیں کھا کر لیٹتے ہو کیا اس وقت تم ایک لمحہ کے لئے بھی غور کرتے ہو کہ آج تمہارے محلہ میں آج تمہارے کنبہ میں، آج تمہاری بستی میں کتنے گھر ایسے ہونگے، جو سنت رسول (فاقہ) میں مبتلا ہونگے؟

جس وقت تم رمضان المبارک میں سحری کے وقت بہترین غذائیں کھاتے ہو، کیا تم نے ایک لمحہ کے لئے بھی غور کیا ہے کہ اس وقت تمہارے گھر سے دیوار بیچ تمہارے اسلامی بھائی کو سوکھی روٹی کے ٹکڑے بھی سحری کے لئے میسر نہیں اور وہ اور اس کے بچے صرف پانی کا گھونٹ پی کر روزہ پر روزہ رکھ رہے کیا ایسی حالت میں بحیثیت مسلمان ہونے کے بحیثیت غلام رسول ہونے کے تمہارے کچھ فرائض ہیں!

خدا کے لئے آنکھیں کھولو اور اپنے فرض کو بحیثیت ایک مسلمان کے، بحیثیت ایک انسان کے، اور بحیثیت ایک شہری کے، اور بحیثیت ہمسایہ کے پہچانو اور حقوق ہمسایگان، اور حقوق انسانیت اور حقوق شہریت اور حقوق اخلاقی کی انجام دہی کے لئے مستعد ہو جاؤ۔

بھائی پرمانند کی شعلہ فشانی

بھائی پرمانند جو دیوتا سروپ ہیں اور ایک زمانہ میں بڑے پکے قوم پرست رہ چکے ہیں، اور جن کی مزعومہ قوم پرستی ان کو انڈمان میں جلاوطن کرا چکی ہے، اور جن کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ سیاسیات میں حصہ لینے اور وطن عزیز کی غلامی کی بیڑیوں میں اضافہ کرنے کے خیال سے بیزار ہوتے ہیں، اور جن کا طرز عمل گذشتہ ۴ سال سے ہندوستان کے قوم پرستوں کے لئے چیستان بن گیا ہے۔ انہوں نے مدراس کانگریس کے خلاف علم بغاوت صرف اس لئے بلند کیا ہے کہ مدراس کانگریس میں ان کے خیال کے مطابق مسلمانوں کے ساتھ بڑی مراعات برتی گئی ہیں۔ اس لئے بھائی پرمانند صاحب نے جو سنگٹھنی فوج کے افسر ہیں، اور لالہ لاجپت رائے کے لفٹنٹ ہیں، کانگریس سے علم بغاوت بلند کرتے ہوئے لاہور کی ہندو سبھا کے اجلاس میں مسلمانوں کے خلاف وہ شعلہ فشانی کی ہے کہ اس کے بعد لاہور میں فساد کا نہ ہونا تعجب انگیز ہے۔

بھائی صاحب کی تقریر قومیت متحدہ کے پرستاروں کے نقطہ نظر سے بہت گری ہوئی ہے، مگر مالوی جی اور لاجپت رائے صاحب، اور دوسرے ہندو اکابرین میں سے کسی ایک کو بھی ہمت نہیں ہوتی کہ وہ اس سنگٹھنی شعلہ فشاں مقرر کے خلاف اظہار ملامت کریں۔ بھائی صاحب ایسی اتحاد شکن تقریر کے بعد بھی کانگریسی ہیں، جاتی کے سیوک ہیں۔ اور ان کی قوم ان کو نہ سرکاری جاسوس بتاتی ہے، نہ ان کو رجعت پسند کہتی ہے، نہ ان کو سرکار کا وظیفہ خوار ظاہر کرتی ہے، نہ ان کو خوشامدی کہکر ان کی دیش بھگتی پر خاک ڈالتی ہے۔ کیا ہندو قوم کے اس طرز عمل میں انتہا پسند مسلمانوں کے لئے کوئی درس عمل ہے؟ جو اپنے مخالفین کو دلائل سے قائل نہ کرنے کے بعد جاسوس اور خوشامدی کہکر بدترین اخلاقی گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔

دارالعلوم دیوبند کی موت اور زندگی کا سوال

دارالعلوم دیوبند کا تصفیہ اب مسلمانوں کی زیادہ توجہ کا مستحق ہو گیا ہے، کیونکہ "مقدسین دیوبند" اور علماء مستبدین نے قوم کے مطالبہ اصلاح کو نہایت تمرد و سرکشی کے ساتھ ٹھکرا دیا ہے۔

دیوبند میں کئی مہینہ سے پانسو کے قریب طلبا اسٹرائک کئے ہوئے ہیں، دارالعلوم کے مفتی اعظم اور صدر مدرس کو اس جرم میں اس دارالعلوم سے جبراً نکال دیا جاتا ہے جس سے مذکورہ بزرگوں کی زندگیاں ختم ہو گئیں، اور جس کے در و دیوار سے ان بزرگوں کو محبت نہیں بلکہ عشق ہے اور جن کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ موجودہ نظام میں اصلاح چاہتے ہیں۔

ارباب استبداد کی ظلم پرستی کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اب چندہ دہندگان کے ہاتھ بھی کھنچ رہے ہیں، جن کی روک تھام کے لئے دیوبند کے ارباب استبداد بار بار دہلی آتے ہیں، اور کبھی اسمبلی کے ناواقف مسلمان ممبران سے چندہ نہ روکنے کے لئے اپیل لکھوائے جاتے ہیں، اور کبھی جناب امام صاحب جامع مسجد اور حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب جیسے معاملات سے بے خبر اور صلح کل حضرات کو، ہو کہ دیکر اور ان کے پیروں پہ پگڑیاں رکھکر اعلان نکلوائے

جاتے ہیں کہ دیوبند کی امداد بند کی جائے۔

میں ان بزرگوں سے جن میں سے ایک نے یہ بیان کر کے ضمن اور انتظامی خرابیوں کی نہ تحقیقات کی ہے، اور نہ فاقہ کش طلباء اور حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب اور حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب سے ملکران کی جائز شکایات اور مطالبہ اصلاحات کو پورا کرایا ہے، یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جب دیوبند کی تعلیمی روح (حضرت مولانا انور شاہ صاحب) اور اس کا مفتی اعظم نکل چکا ہو اور اسٹرائک کی وجہ سے طلباء کا عدم وجود دارالعلوم میں برابر ہو تو خدا کے لئے مجھے بتلاؤ کہ دیوبند کے مدرسہ کے نام سے چندہ کیوں دیا جائے اور مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کو چندہ وصول کرنے کا حق کیا ہے، جبکہ ان کے سامنے کوئی مصرف نہیں ہے۔

اگرچہ مجھے معلوم ہے کہ قصر استبداد میں فاقہ کش طلباء اور مظلوم اساتذہ کے مطالبہ اصلاح سے زلزلہ آچکا ہے، اور چالاک حریف زیادہ عرصہ تک روپیہ کی تھیلیاں خرچ کر کے لیڈروں اور اخبار نویسوں کے بیان کو خرید کر ان کا منہ بند نہ رکھ سکے گا۔ مگر تاہم اگر وہ چندہ دہندگان، جو دیوبند کے منتظمین کو اس لئے چندہ دیتے تھے کہ اس سے طلباء کو کھانا دیا جائے، ان کے کپڑے اور دیگر ضروریات کا انتظام کیا جائے، اور ان پردیسی اور بے یار و مددگار طلباء کے لئے کتابوں اور تحصیل علم کا انتظام ہو تو ان کا فرض ہے کہ وہ منتظمین دارالعلوم کو اس وقت تک چندہ دینے سے صاف صاف انکار کردیں۔ جبتک دارالعلوم دوبارہ آباد نہ ہو۔ اسٹرائکر واپس نہ آجائیں، اور اصلاحی مطالبات پورے نہ کر دیئے جائیں۔ اور خیانت کا الزام غلط ثابت نہ ہو جائے۔ کیونکہ جس مقصد کے لئے چندہ دیا جاتا ہے، اب روپیہ اسمیں بہت کم صرف ہوتا ہے۔ بلکہ اخباروں اور لیڈروں کو رشوت دیتے ہیں، اور فسٹ کلاس کے کرایہ میں اور ناحق کو حق، اور ظلم کو انصاف ثابت کرنے میں ہزار ہا روپیہ غریب مسلمانوں کی کمائی کا تار و نیبر اور دوسرے ناجائز امور پر خرچ ہونے کی اطلاعات آرہی ہیں۔ لہذا جب تک تمام جائز مطالبات پورے نہ کئے جائیں، اور اس غدر شش کی یادگار منتظمہ کمیٹی کو خلفاء راشدین کے اسوہ حسنہ کے مطابق عام انتخاب سے منتخب نہ کیا جائے دارالعلوم دیوبند کے ادارہ اہتمام کی ہر قسم کی امداد ملتوی کر دی جائے۔ کیونکہ جب تک ان استبداد پسندوں کے پاس روپیہ چلا آئے گا، یہ اپنی ضد پر اڑے رہیں گے۔ اور تخت اہتمام سے ہرگز ہرگز دستبردار نہیں ہونگے۔ اور خود غرض انکو راہ راست پر نہ آنے دیں گے۔ پس اس وقت دارالعلوم دیوبند کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ مستبدین دیوبند کو عضو معطل کر دیا جائے جسکی بہترین تدابیر امدادی رقوم کا التواء ہے۔

پس اگر تم یہ چاہتے ہو کہ حضرت مولانا محمد قاسمؒ کی روح خوش ہو اور ان کا لگایا ہوا باغ سرسبز رہے، تو اس وقت چندہ کی امداد ملتوی کر دو۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب اور حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب اور دیگر قابل مدرسین پھر اس مسند ارشاد پر بیٹھیں تو اس وقت تک کے لئے چندہ ملتوی کرو جب تک مغرور ادارہ اہتمام مطالبات ملت کے آگے سرنگوں نہ ہو جائے۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ پانسو کے قریب طلباء فاقہ کشی کی لعنت سے نجات پائیں اور وہ بہت جلد تحصیل علوم کے لئے اپنے پیارے دارالعلوم میں واپس چلے جائیں تو چند دنوں کے لئے اپنے امدادی ہاتھ روک لو۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق جس طرح خلفاء راشدین کا انتخاب عام مسلمانوں کے مشورہ سے ہوا تھا، اسی طرح دارالعلوم کی مجلس انتظام اور ادارہ اہتمام کا انتخاب عمل میں آئے تو خدا کے لئے مجھے بتاؤ کہ چندہ ملتوی کرنے کے علاوہ اس مغرور اور مستبد جماعت کو جمہور کے مطالبات پر سر تسلیم خم کرانے کا اور کیا ذریعہ ہے؟

سنگھٹنوں کے چیتے

بہار کی مسلم ایسوسی ایشن نے ہز ایکسلنسی گورنر صاحب بہار کی خدمت میں "وفادارانہ" طریقہ سے بہار ہائیکورٹ میں مسلمان جج کے تقرر کی استدعا کی۔ گورنر صاحب نے مطالبہ حقوق کے طریقوں سے ناواقف مسلمانوں کو یہ کہکر ڈانٹ دیا کہ "صرف مسلمان ہونے کی وجہ سے عہدے نہیں دیئے جا سکتے۔ کیونکہ ان کے نزدیک" وہاں مقدمات کا تصفیہ کرنا ہوتا ہے" ہز ایکسلنسی کے اس ارشاد سے بہار کے چیتے ہو گئے۔ اور وہ جامہ میں پھولا نہیں سماتا،

بہار کے مسلمانوں کے "وفادارانہ" اور گدایانہ عرض معروض کا جو جواب ہز ایکسلنسی نے دیا ہے، وہ ایک زندہ اور حاکم قوم کے فرد کو دینا چاہئے تھا۔ کیونکہ مسلمانوں جیسی مردہ اور غلام اور طلب حقوق سے ناآشنا قوم اسی جواب کی مستحق تھی۔

میں گورنر صاحب بہار سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ ہندوؤں اور بنگالیوں کو بھی یہ جواب دینے کی جرات رکھتے ہیں؟ جو بہار کے مسلمانوں کو دیا۔ اور کیا ان کو نہیں معلوم کہ قدرت نے مسلمانوں کی بد اعمالی کی سزا میں جو اقبال مندی کا تاج آج ان کے سر پر رکھدیا ہے، کل تک اسی تاج و تخت کے اسی بہار کی سرزمین کے مسلمان مالک تھے۔ اور جس وقت ایک امینی حکومت کے وعدہ پر بہار کی عنان انتظام مسلمانوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے حوالہ کی۔ تھی تو عہد ناموں میں اسی مرکزی کمپنی نے جسکی قائمقام موجودہ برٹش گورنمنٹ ہے مسلمانوں کو پولیٹیکل اہمیت کے لحاظ سے خاص حقوق دینے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ ہز ایکسلنسی کو یہ بھی نہیں معلوم کہ بہار کے مسلمانوں کے خالص شرعی معاملات کو غیر مسلم جج سمجھ بھی نہیں سکتے۔ چہ جائیکہ ان کا قانون شرع کے مطابق فیصلہ کرنا۔ اور یہ تمام حالات ایسے ہیں کہ بہار میں مسلمان جج کی ضرورت کو تسلیم کرانے کیلئے انکی خدمت میں ... ہز ایکسلنسی کا فرض تھا کہ وہ مسلمانان بہار کے اس جائز مطالبہ پر ہمدردانہ غور کرتے۔ اور مسلمانان بہار کا بھی فرض ہے کہ وہ اس خشک جواب سے مایوس نہ ہوں، بلکہ چند اسلامی تاریخ سرفروشی پڑھیں۔ اپنے ... کی تاریخ ... پر نظر ڈالیں۔ ... [illegible]

[illegible] کے مطالبات کو تسلیم کرے کہ دنیا میں حقوق حاصل [illegible] ہیں۔ اور بیکاری و ہنگار رہ جاتے ہیں۔

قائم گنج کے بیر

میں پیرزادہ ضرور ہوں۔ مگر پیرزادگی میرا پیشہ نہیں ہے۔ اس لئے جب قارئین پیشوا میں سے کوئی بھائی کوئی تحفہ عنایت فرماتے ہیں تو بے حد شرمندہ ہوتا ہوں۔ اور ان کی محبت اور ناراضی کا خیال نہ ہو تو واپس کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہوں۔

۲۸ فروری کو دہلی کے ریلوے اسٹیشن سے اطلاع آئی کہ فلاں پارسل تمہارے نام آیا ہے اگر تم نے آج تک وصول نہ کر لیا۔ تو ڈیمرج دینا ہوگا" میں نے بلٹی کا انتظار کیا مگر بلٹی آج تک نہ آئی۔ اس لئے پارسل بغیر بلٹی کے بھیج کر آدمی کو بلا لیا گیا۔

پارسل کھلنے پر معلوم ہوا کہ قائم گنج سے کسی مخلص بھائی نے بیر بھیجے ہیں جنہوں نے اپنا نام بھی آج تک مجھ پر ظاہر نہیں ہونے دیا۔ میں نے اس محبت کے تحفہ کو سر پر رکھا۔ اور میں نے اور میرے متعلقین نے ان خوش ذائقہ بیروں کو بڑی خوشی سے کھایا" اور سب سے پہلے اس خدا کا شکریہ ادا کیا جس نے مجھ جیسے سیاہکار کو متعلقین و مخلص عطا فرمائے۔ اور اب اس تحریر کے ذریعہ اپنے ایسے گمنام بھائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جن کی محبت اور اخلاص کا گہرا اثر قلب پر پاتا ہوں۔ مگر ان کے نام تک سے ناواقف ہوں۔ اور ان سے درخواست کرتا ہوں کہ کم سے کم وہ مجھ کو اپنے نام سے تو باخبر کر دیں۔ اور آئندہ اگر ایسی تکلیف نہ کریں تو زیادہ شکرگزار رہوں گا۔ کہ اپنے تئیں اس اخلاص و محبت کا قطعی اہل نہیں پاتا۔

پیشوا کے وی پی آرہے ہیں

حسب ذیل حضرات جن کے صرف نام اور نمبر خریداری اور مقام لکھے گئے ہیں ان کی میعاد خریداری ختم ہو گئی اور سال نو کا ۲ مارچ ۳۶ء کے پیشوا کے وی پی ارسال کرنا چاہئے جو دو روپے سالانہ کا چندہ وصول کرنے کے لئے دفتر پیشوا سے روانہ ہونگے۔ اگر میری بدقسمتی سے مندرجہ حضرات آئندہ سال کے لئے تعلق منقطع کرنا چاہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ ۱۴ مارچ ۳۶ء تک وی پی نہ بھیجنے کی اطلاع دیدیں۔ تاکہ میں ایک کثیر نقصان سے بچ جاؤں۔ ورنہ واضح رہے کہ جو حضرات بغیر اطلاع دیئے وی پی واپس کریں گے وہ خدائے قدوس کے ان کے میرے دیندار ہونگے اور میں قیامت کے دن ان سے اپنے نقصان کا دادخواہ ہوں گا۔ آپ صرف دو پیسے کے کارڈ پر اطلاع دیجئے ورنہ آپ کی خاموشی سے یہ سمجھا جائے گا کہ آپ آئندہ سال بھی پیشوا کی سرپرستی فرمائیں گے زیادہ بہتر ہوگا کہ دو روپے بذریعہ منی آرڈر بھیج دئے جائیں۔

نمبر خریداری	نام	مقام	نمبر خریداری	نام	مقام
[illegible]	محمد عبدالرزاق صاحب	گورکھپور	۴۹۰	مظہر حسین صاحب	سسرام
[illegible]	حکیم فضل الدین صاحب	پٹیالہ	۴۹۱	خیرات علی صاحب	کانپور
[illegible]	[illegible] صاحب	امرتسر	[illegible]	محمد صمصام الحق صاحب	[illegible]

۵۰۷	حافظ محمد نسیم صاحب	دہلی	۶۵۷	محمد جمیل احمد صاحب	کلکتہ
۵۱۲	محمد سلیمان صاحب	ارکاٹ	۶۴۸	عبدالسلام صاحب	بنارس
۵۲۸	محمد ظفر صاحب	سہارنپور	۶۶۲	محمد حبیب اللہ خانصاحب	قائم گنج
۵۲۹	لطیف علی بیگ صاحب	گرکنور	۶۶۴	شیخ صدرالدین صاحب	حسن پور
۵۳۰	حافظ غلام نبی صاحب	جلالپور جٹاں	۶۶۵	محمد شریف خانصاحب	کھیواکلاں
۵۴۲	مولوی شمس الدین صاحب	کوپاگنج	۶۷۰	خواجہ غلام قادر صاحب	ڈوڈہ
۵۵۶	سید سردار علی صاحب	ملتان	۶۷۴	سید عبدالرحیم شاہ صاحب	پونچھ
۵۵۹	مولوی محمد علی صاحب	انبالہ	۶۷۷	مہدی حسین صاحب	شیرکوٹ
۵۸۰	منشی محمد مہرالدین صاحب	امرتسر	۶۸۰	چہیدی بخش صاحب	بلسر
۵۸۲	مرزا احمد صدیق صاحب	شیخوپورہ	۶۸۸	سید شبیر شاہ صاحب	احمدآباد
۵۸۳	نواب لیاقت جنگ بہادر	حیدرآباد دکن	۶۹۷	سید محمد یعقوب صاحب	مہوبہ
۵۸۴	سائیں محمد عبدالغنی صاحب	کراچی	۶۹۸	محمد انوار خاں صاحب	احمدنگر
۵۹۴	سردار احمد خانصاحب	امروہہ	۷۵۰	محمد شکور صاحب	ہوڈل
۵۹۵	علی محمد وکیل	نرسنگھپور	۷۵۹	بدیع الدین احمد صاحب	حیدرآباد
۵۹۸	سید ظہور احمد صاحب	پٹنہ	۷۷۴	حکیم رفیق احمد صاحب	نجیب آباد
۶۰۰	بلدار خانصاحب	بمبئی	۷۳۳	قدیر خانصاحب	سونی پت
۶۰۲	میاں عبدالسبحان صاحب	ارکاٹ	۷۸۰	نذر محمد صاحب	چھپاگاؤں
۶۰۵	مولوی سید آل محی الدین صاحب	بہاولپور	۷۸۲	مولوی غلام شرف الدین صاحب	بیگوسرائے
۶۰۷	سید مہر علی شاہ صاحب	پیرکوٹ	۷۸۳	الہ بخش صاحب	آگرہ
۶۱۰	علی حسین خانصاحب	ہوڑہ	۷۸۵	مولوی سید عمر صاحب	حیدرآباد
۶۱۱	عبدالرحمن شائق صاحب	بھوپال	۷۸۶	ابوالحسن خاں	رنگون
۶۱۵	ایم اے اختر	بھاگلپور	۶۵۳	شاہ محمد صدیق صاحب	ڈھاکہ
۶۱۷	سید انوار علی صاحب	حیدرآباد دکن	۶۹۹	پیر عبدالحمید صاحب	امرتسر
۶۱۸	میاں محمد دین صاحب	دہلی	۳	سید مختار احمد صاحب	[illegible]گاؤں
۶۲۱	حکیم محمد رحمت خاں	دیریکی	۷۹۶	ولایت شاہ صاحب	جہلم
۱۸۱۱	شیخ عطاؤ الدین صاحب	ہوشیارپور	۹۳۳	سید احمد اللہ صاحب	پرتاب گڈھ
۶۲۴	شیخ حسین صاحب	حیدرآباد دکن	۹۵۸	سید شاہ شبیب الرحمن احمد صاحب	حیدرآباد
۶۲۹	محمد عثمان خاں صاحب	نرسنگھپور	۹۶۳	مولوی فضل الرحمن صاحب	پشاور
۶۳۳	شیخ محمد اصغر علی صاحب	رسڑا	۹۷۷	شاہ حکیم نورالحسن صاحب	دربھنگہ
۶۳۶	شیخ محمد عبدالرحمن صاحب	احمدآباد	۱۰۳۷	عبدالحمید خانصاحب	بھوپال
۶۳۷	شیخ دادی صاحب	حیدرآباد دکن	۷۷۹	سید شاہ صلاح الدین صاحب	حیدرآباد
۶۳۸	محمد انوارالدین صاحب	حیدرآباد دکن	۲۱۶	سید سعید حسن صاحب	بھونڈہ
۶۴۳	شیر محمد خانصاحب	ناگپور	۲۸۶۸	شیخ ایوب صاحب	مدیاپور
۶۴۶	ایس ایم سلامت اللہ صاحب	کلکتہ	۲۹۹	محمد ہاشم صاحب	حیدرآباد
۶۴۷	سید علی صاحب پیرزادہ	اجمیر	۵۰۶	محمد صمصام الحق صاحب	[illegible]پور
۶۵۰	ڈاکٹر حکیم قمرالدین صاحب	حیدرآباد	۷۹۶	ولایت شاہ صاحب	جہلم
۶۵۵	جی این حکیم صاحب	[illegible]	۲۶۰۴	احمد حسین صاحب	[illegible]

کاغذ کا پرزہ

جسوقت جرمن فوجیں بلجیم کی حدود سے گزر کر فرانس پر حملہ آور ہونا چاہتی

تھیں تو اس وقت بلجیم صدقہ کا بکرا بنا" اور اس نے اپنی غیر جانبداری کو بنا ہنے کے لئے اس معاہدہ کی جانب جو جرمنی اور بلجیم کے درمیان طے ہوا تھا جرمن حکومت کو توجہ دلائی تو قیصر جرمن نے اس کو کاغذ کے پرزہ سے تشبیہ دی اور جرمن فوجیں غیر جانبدار علاقہ میں گھس گئیں برٹش گورنمنٹ نے انسانی ہمدردی اور معاہدات کا احترام کرنے کے لئے اپنے تئیں ایک ہولناک جنگ میں مبتلا کر دیا۔ اور اس عظیم الشان قتل و خونریزی اور تباہی و بربادی کے جواز کے لئے انہی معاہدوں کا احترام اور انکی عزت کے بنا کا راز بتایا تھا۔ جنکو قیصر جرمنی نے کاغذ کا پرزہ کہکر معاہدوں کو روندکر بلجیم کو لالہ زار بنا دیا تھا۔ اور برطانیہ کے اس جذبہ کی بعض یورپین اقوام نے قدر کرکے امداد کی تھی اور غالباً اسی وجہ سے امریکن گورنمنٹ کی امداد بھی برطانوی گورنمنٹ کو حاصل ہو گئی تھی۔

اگرچہ یہ بحث ایک جداگانہ مضمون چاہتی ہے کہ خود برطانوی والیان معاہدات کی خلاف ورزی کا قبرستان ہے خصوصاً ہندوستان اور اسلامی حکومتوں سے جو معاہدے ہوئے تھے وہ ایک دردناک حقیقت مگر کسے خبر تھی کہ ہندوستان میں وہی گورنمنٹ جس نے معاہدوں کے احترام کے لئے ایک ہولناک جنگ میں شرکت کی تھی آج ریاست نابھہ کے مسئلہ میں خود ان معاہدات کو کاغذ کے پرزہ سے زیادہ وقعت نہ دیگی۔ جس کا ثبوت سابق مہاراجہ نابھہ کی بیان کردہ دست برداری اور پھر نظربندی۔ اور اس کے بعد گرفتاری، خطابات کی ضبطی میں ایک المناک داستان مضمر ہے اس نے ریاستوں کے سامنے ایک اہم سوال پیدا کر دیا ہے۔ ملاحظہ ہوں وہ معاہدے جو ریاستوں اور بالخصوص ریاست نابھہ اور برٹش گورنمنٹ کے درمیان طے ہوئے تھے۔

ستلج کا علاقہ مالوہ و سرہند میں جتنے دیسی رؤسا ہیں ان سب کو (والی نابھہ سمیت) انگریزی حکومت نے ۱۸۰۹ء میں یہ عام اطلاع نامہ دیا تھا کہ

ان کو اپنے مقبوضات میں وہی حقوق اور حاکمانہ اختیارات حاصل رہیں گے جو برطانیہ کی صیانت میں آنے سے پہلے انہیں حاصل تھے۔

کمپنی کا عہد ختم ہونے کے بعد تاج برطانیہ کی جانب سے بھی ۱۸۶۰ء میں راجہ ملوندر بہادر اور ان کے جانشینوں کو حال و استقبال میں اپنے آبائی مقبوضات پر اطمینان اور کامل حفاظت کے ساتھ شاہی حقوق sovereignty استعمال کرنے کا حق ہوگا۔"

راجہ صاحب کے خاندان کی رعیت اور معافی داروں اور جاگیرداروں، ماتحتوں، ملازموں اور دیگر متوسلین کی نسبت کسی قسم کی شکایات پر بلا تفریق برطانوی حکومت کسی طرح کی سماعت نہیں کرے گی

اندرونی انتظام اور برادری، خاندان اور خانگی معاملات کے متعلق راجہ صاحب کے بنائے ہوئے قوانین کا پورا احترام کیا جائیگا اور برطانوی حکومت ان میں کبھی مداخلت نہ کرے گی۔

معاہدات کی ان دفعات میں کہیں بھی یہ نہیں لکھا ہوا کہ برٹش حکومت کو کسی والی ریاست کو عموماً اور خصوصاً مہاراجہ نابھہ کو جلاوطن کرنے، گدی سے اتارنے، خطابات ضبط کرنے۔ اور گرفتار کرنے کا حق حاصل ہے۔

بے شک ۱۸۶۰ء کے مذکورہ عہدنامہ میں والی نابھہ سے یہ اقرار لیا گیا تھا۔ کہ وہ ملکہ انگلستان اور ان کے جانشینوں کے وفادار رہیں گے اور انکی وفاداری کے صلہ میں انگریزی حکومت بھی انکی قدر و منزلت کی حفاظت کریگی (دفعہ ۵ و ۱۰)

جب تک یہ دفعات موجود ہیں اس وقت تک اس گورنمنٹ کو کیا حق ہے کہ وہ مہاراجہ گوربچن سنگھ کے متعلق وہ رویہ اختیار کرے جو اس نے ۱۹۲۳ء سے اختیار کر رکھا ہے۔

۱۹۲۳ء کی موعودہ دست برداری" اگر خود اختیاری تھی۔ تو حکومت کا فرض تھا، کہ جن حالات میں یہ خود اختیاری دست برداری اختیار کی گئی تھی، ان کا لحاظ رکھتے ہوئے معمر رسیدہ گوربچن سنگھ نہ چھیڑا جاتا۔ وہ اسیر ستم یورپ جانے کے لئے پاسپورٹ طلب کرتا ہے تو حریت پسند حکومت اس خوف سے پاسپورٹ نہیں دیتی

جب وہ حصول انصاف کے لئے برطانوی پارلیمنٹ سے رجوع کرنا چاہتا ہے حیرت انگیز طریقہ سے اس کو مزید نظر بند کر دیا جاتا ہے آخر یہ کیا ہے پھر اگر یہ سچ ہے کہ مہاراجہ نابھہ کا طرز عمل غیر وفادارانہ رہا ہے تو حکومت کا فرض ہے کہ وہ ایک ٹریبونل کے سامنے تمام شہادات رکھے تاکہ باضابطہ طور سے معزول مہاراجہ صاحب کے خلاف ثبوت بہم پہونچ سکے۔ کیونکہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ سابق مہاراجہ صاحب حکومت کے خلاف غیر وفادارانہ خیالات رکھتے تو میرے خیال میں کوئی معقول انسان مہاراجہ گوربچن سنگھ صاحب سے ہمدردی نہیں رکھ سکتا۔ اور جس وقت تک یہ بیان کردہ شہادات پیش نہیں کی جاتیں۔ پبلک یہ رائے قائم کرنے پر مجبور ہے کہ سابق والی نابھہ کے ساتھ بہت زیادتی کی گئی ہے اور برٹش گورنمنٹ کے پاس کوئی ثبوت مہاراجہ صاحب کے خلاف موجود نہیں ہے۔ کیونکہ پبلک کو خوب یاد ہے کہ مسز [illegible] اور [illegible]

...مولانا ابوالکلام آزاد اور مسٹر آصف علی... ...گورنمنٹ سے بغاوت کے الزام کا کافی ثبوت... ...اور جنہوں نے گورنمنٹ کو چیلنج دیا کہ اگر وہ اپنے... ...تو ...اس کے پاس حقیقتاً کوئی ثبوت ہے تو کھلی عدالتوں میں مقدمات قائم کرے۔ اور مجھکو معلوم ہے کہ گورنمنٹ نے کبھی اس چیلنج کو قبول نہیں کیا۔

لہذا آج بھی گورنمنٹ کو چیلنج دیا جا سکتا ہے کہ اگر اس کے پاس حقیقتاً کوئی ثبوت مہاراجہ گورچرن سنگھ صاحب کے خلاف موجود ہے تو وہ ان معاہدات کی موجودگی میں مہاراجہ گورچرن سنگھ صاحب پر کھلی عدالت میں مقدمہ چلائے اور دنیا کے سامنے پھر ایک مرتبہ کافرنس کے "پرزمدا" کے احترام کا مسئلہ آئین طریقہ سے اگر حل کے لئے برطانوی عدالتوں کے ذریعے طے ہو جائے۔

مجھے معلوم ہے کہ دہلی کے جلسہ میں مسٹر رگھو اچاریہ نے گورنمنٹ کو چیلنج دیا ہے کہ اس نے مہاراجہ گورچرن سنگھ صاحب کے ساتھ جو کارروائی کی ہے وہ بالکل غیر آئین ہے۔ اس جلسہ میں ہندوستان کے بہترین دل و دماغ اور حقیقتاً تمام ہندوستان کے نمائندہ حضرات موجود تھے۔ جن کی قانون دانی سے گورنمنٹ کے اعلیٰ مشیران قانونی بھی انکار نہیں کر سکتے۔ تو پھر کیا گورنمنٹ ہندوستان کے ان تمام نمائندوں اور ہندوستان کے اس سب سے بڑے قانون دان کا چیلنج قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔

دہلی کا ایوان والیان ریاست اگر "سنہری بتکدہ" نہیں ہے اور اس میں فروری کے آخری ہفتہ میں زندہ اور متحرک انسان جمع ہوئے تھے۔ تو اس کا فرض ہے کہ وہ مسئلہ نابھ کو اپنے ہاتھ میں لے کہ

فنا کی کشتی میں سب یار بیٹھے ہیں

والی ضرب المثل آج اگر کسی پر صادق آتی ہے تو وہ دیسی والیان ریاست ہی ہیں۔ جن میں کے بعض افراد کو گورنمنٹ نے ایک چپڑاسی سے زیادہ وقعت نہیں دی اور کان پکڑ کر ریاست کے تخت سے اتار کر ذلت کے گڑھے میں دھکیل دیا۔

اگرچہ حکومت نے نابھ ایجی ٹیشن کو روکنے کے لئے نابالغ ولی عہد کو انگلستان میں گارڈین متعین کر دیا ہے مگر مہارانی صاحبہ کو اپنے محترم شوہر کے دائرہ دگور ہونے کے تخیل سے جو صدمہ پہونچا ہوگا وہ یقیناً ناقابل تلافی ہے۔ اور میں نیک دل لیڈی اروِن صاحبہ سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے ضعیف طبقہ کی ایک بے کس اور مظلوم اور زندہ شوہر رکھنے والی بیوہ عورت کی داستان درد سنکر کوئی مناسب جدوجہد کریں۔ کہ وہ خود بھی شوہر والی ہیں۔

پیشوا کی مالی حالت خراب ہونے اور ہزارہا روپے کا نقصان برداشت کرنے کا تذکرہ ان صفحات

پر اتنی مرتبہ آیا ہے کہ اس کا ذکر کرتے ہوئے بھی تکلیف ہوتی ہے۔ کیونکہ جانتا ہوں کہ میری اپیلوں کا جواب قارئین کرام ایک زیر لب مسکراہٹ سے دینگے۔ اور اس کے بعد پھر ان کی بیزار سے اگر پیشوا بند ہو جائے۔

پیشوا جب سے جاری ہوا ہے گھر کا اندوختہ۔ جیب کی آخری پونجی بیوی اور بچی کا قیمتی ترین زیور سب ہی پیشوا کی بھینٹ چڑھ گیا۔ جب اس سے بھی کام نہ چلا تو قرض لینا شروع کیا جس کی تعداد اس وقت ڈھائی ہزار کے قریب ہے اور اس قرض کی ادائیگی کے خیال سے مجھ پر رات کی نیند حرام ہو گئی ہے جس کی ادائیگی کا سردست کوئی انتظام نہیں بلکہ قرض کا ہولناک اژدہا مجھے اور پیشوا کو ڈسنے کے لئے قریب آتا جاتا ہے

پیشوا کا جس وقت اجرا ہوا ہے تو میری صحت بہت اچھی تھی ڈھائی سال کے عرصہ میں شبانہ روز کی مصروفیت کی وجہ سے صحت نے بھی جواب دیدیا۔ اور دماغ کی تمام قوتیں خرچ کرنے کے باوجود پیشوا کے خریدار آج تین ہزار بھی نہیں ہیں۔ یہ ہے میری زندگی اور یہ ہے پیشوا کی مالی حالت جس کا مختصر الفاظ میں تذکرہ کر دیا۔

پیشوا کے اجرا سے پہلے میں حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی خدمت میں پچاس روپے ماہوار پر ملازم تھا۔ جہاں چار یا پانچ گھنٹے کام کرنے کے بعد نہایت اطمینان سے اپنے گھر آ جاتا تھا۔ نہ مجھ پر کوئی ذمہ داری تھی۔ اور نہ میں مقروض تھا۔ اور نہ میرے دشمن تھے اور نہ میں مریض تھا۔ اس دو سال کے عرصہ میں ان انگریز حکام سے تعلقات الگ کشیدہ ہوئے جو مجھ سے محبت سے پیش آتے تھے۔ اور وہ ہندو دوست الگ ناراض ہوئے جو میری کانگریسی زندگی سے واقف تھے نیز وہ مسلمان لیڈر خون کے پیاسے ہو گئے جو میرے پسینہ کی جگہ خون بہانے کے لئے تیار رہتے تھے۔ پھر کیا تم نے ایک لمحہ کے لئے بھی غور کیا ہے کہ کیا مجھکو دیوانے کتے نے کاٹ لیا تھا یا حقیقتاً میں دیوانہ ہو گیا تھا؟ سوائے اس کے اور کوئی جواب نہیں کہ مجھکو حق پسندی کا دورہ پڑا۔ جس سے اپنے بیگانے ہو گئے۔ دوست دشمن ہو گئے اور میری ہر دل عزیزی خاک میں مل گئی۔ مگر میں اس سودے کو کچھ مہنگا نہیں سمجھتا

ترک مال و ترک جان و ترک سر
در طریق عشق اول منزل ست

میں بھی ہوا کے رخ پر چلنا جانتا تھا۔ میں بھی جعلی پیشواؤں اور جھوٹے لیڈروں سے تعلقات رکھتا تھا۔ اور ان تعلقات کی بنا پر خلافت کمیٹی اور کانگریس کمیٹی اور مالدار ہندوؤں کے دسترخوان کے جھوٹے ٹکڑے اپنے بعض معاصرین کی طرح اٹھا کر کھا سکتا تھا۔ میں بھی ان ہتھکنڈوں سے واقف تھا۔ جو قوم پرست اخبارات کو

چلایا کرتی ہیں اور بادہ مصالحہ کی چاٹ کی دکان لگا سکتا تھا۔ مگر

کیا کروں طبیعت اودھر نہیں آتی

کسی گذشتہ اشاعت میں اپنا افسانۂ درد قارئین کرام کو اپنے ضمیر کو لعنت و ملامت کرکے سنایا تھا کہ جن کی خاطر میں نے اپنے آرام کو تج دیا جن کی وجہ سے مجھ پر فوجداری مقدمات قائم ہوئے جن کی وجہ سے میرا سکون رخصت ہوا جن کی وجہ سے میں مقروض ہوا۔ جن کی وجہ سے میں مطعون ہوا۔ ان کے سامنے پیشوا کی بُری بھلی حالت بیان کرکے ارباب کرم کا تماشہ دیکھوں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ میرے مخاطب زندہ انسان نہیں تھے۔ بلکہ برف کی مانند انسانوں کی متحرک لاشیں تھیں، جن پر میری اگر یہ وزاری کا کوئی اثر نہ ہوا۔ یعنی میری اس اپیل کا جس طرح قارئین پیشوا نے خیر مقدم کیا ہے وہ نہایت افسوسناک ہے جو امدادی رقومات اس سلسلہ میں آئی ہیں وہ پیشوا کی گذشتہ اشاعت میں درج کی جا چکی ہیں جن کی مجموعی مقدار بیان کرنے کے بھی قابل نہیں ہے۔

اگر آج پیشوا کے ناظرین میں سے ہر شخص زیادہ نہیں صرف ایک ایک روپیہ امدادی فنڈ میں ادائیگی قرضہ کے لئے دے اور ایک ایک جدید خریدار فراہم کرے، تو نہ صرف یہ کہ گذشتہ قرضہ کا پہاڑ میرے سر سے ہٹ جائے بلکہ پیشوا کی بنیاد ایسی مضبوط چٹانوں پر رکھدی جائے کہ اس کی زندگی پھر کبھی خطرہ میں نہ پڑے۔

پیشوا کے قارئین کرام اگر انصاف فرمائیں، تو شاید وہ یہ کہہ سکیں گے کہ پیشوا گذشتہ سال کے عرصہ میں کبھی تاریخ سے غیر حاضر نہیں ہوا۔ اور یہی صرف ایک ایسی خوبی ہے کہ ہندوستان کا کوئی پرچہ پیشوا کے مقابلہ میں نہیں آسکتا۔ پھر تنوع کی یہ حالت ہے کہ ہر ہفتہ ہوتی رہی پیشوا کو دیکھنے کے بعد ہندوستان کے رسائل تو الگ رہے اخبارات تک بے نیاز ہو جاتے ہیں پیشوا کا پہلا پرچہ سامنے رکھئے تو اس کی ضخامت صرف ۸ صفحے تھی اور آج بھی باوجود افلاس اور قرضداری کے میں اس کو باریک لکھائی کے چالیس صفحات پر شائع کر رہا ہوں جس میں مضامین حقیقتاً پچاس صفحات کے ہوتے ہیں پیشوا کی ترتیب کے وقت ہر قسم کا مذاق رکھنے والے حضرات کا خیال رکھا جاتا ہے غرضکہ پیشوا کو زندہ رکھنے کے لئے میرے امکان میں جو کچھ تھا وہ کر چکا۔ اب آپ جانیں اور آپ کا عزیز ترین پرچہ پیشوا کی موت اور زندگی آپ کی نظر کرم کی محتاج ہے آپ میں سے ہر خریدار نے اگر ذرا سی ہمت کرکے پیشوا کی امداد کے لئے ایک ہفتہ میں ایک روپیہ اور ایک خریدار بھیجا تو پیشوا کی زندگی خطرہ سے نکل جائے گا۔ ورنہ میرے وسائل نے مجھے جواب دیدیا ہے اور اگر پیشوا مالی مشکلات کی وجہ سے بند ہوگیا تو اس کی لاش پیشوا کے خریداروں کے کندھے پر ہوگی جو اس کے اصل مالک ہونے کے باوجود اس کی امداد سے پہلو تہی کر رہے ہیں۔

میں نے اپنی ضروریات اور اپنے خانگی اخراجات کے لئے اور اپنے متعلقین کے گذارہ کے لئے [illegible] ملازمت کرلی ہے اب پیشوا کے دفتر سے میں اپنے لئے اور اپنے اہل و عیال کے لئے جو تیس روپیہ ماہوار لیا کرتا تھا وہ فروری ۱۹۳۸ء سے نہیں لیا اور آئندہ اس کی آمدنی سے اپنی ذات کے لئے کوئی معاوضہ نہ لوں گا میرے گذارہ کے لئے ملازمت کی تنخواہ کافی ہے جو پیشوا کی آمدنی ہوگی وہ اس پر خرچ ہوگی۔ اگر قارئین پیشوا نے مجھ کو سچا سمجھ لیا اور عید کے غیر ضروری اخراجات میں سے صرف ایک روپیہ بچا کر پیشوا کو عیدی دیدی تو نہ صرف یہ کہ پیشوا کا گذشتہ قرضہ ادا ہو جائیگا بلکہ آئندہ کے لئے کافی فنڈ کی ایک بڑی مقدار جمع ہو جائے گی۔ تاکہ پیشوا کی ضخامت میں حسب دلخواہ اضافہ کیا جا سکے۔

میں آئندہ بھی پیشوا کا ایسا ملازم ہونگا جو تنخواہ تو نہ لے گا مگر اس کی وجہ سے قانونی ذمہ داریاں اور دماغی محنت کا بار ضرور اٹھائیگا اور میری اس حقیر خدمت کا اجر یہ ہے کہ آپ اس کی مالی حالت درست کرنے کے لئے کمر ہمت باندھ لیجئے۔

مجھے امید ہے کہ قارئین کرام اپنے محبوب پرچہ کو جسکو میں نے اپنی تمام عمر کی کمائی کھلا کر پالا ہے اور جس کی بُری بھلی خدمات سے آپ کو انکار نہیں کیا جا سکتا صرف ایک ایک روپیہ کے نذرانے زندہ درگور نہ ہونے دینگے اور عید سے پہلے پیشوا کی عیدی کا انتظام کرکے پیشوا کو خودکشی اور مجھکو رسوائی سے بچائیں گے۔ اور نیز کلام اللہ اور کتابوں کی خریداری کے وقت بھی دفتر پیشوا کو فراموش نہ کریں گے۔

پیشوا کے مقدمات کا خاتمہ

حضرت مولانا حسرت موہانی

صاحب اور لالہ دینا ناتھ صاحب ملا واحدی صاحب ایڈیٹر نظام المشائخ اور جناب لالہ کرم چند صاحب ایڈیٹر اخبار پارس اور حاجی عبد الغفار صاحب کی مساعی سے مجھ پر بحیثیت ایڈیٹر پیشوا۔ منظہر الدین ایڈیٹر اخبار الامان نے جو فوجداری دعویٰ کیا تھا اور میں نے ان پر بحیثیت ایڈیٹر الامان دعویٰ کیا تھا اس میں راضی نامہ عدالت میں داخل ہو گیا۔

حضرت مولانا حسرت موہانی صاحب ملک کی ان برگزیدہ ہستیوں میں سے ہیں، جن کے اخلاص اور ایثار کی وجہ سے میں اپنے دل میں ان کے لئے ایک غیر معمولی جذبہ محبت و عقیدت پاتا ہوں مجھے ان کی نیازمندی کا شرف سنہ [illegible] سے حاصل ہے وہ دو سال سے جب دہلی آتے ہیں تو منظہر الدین کے دفتر الامان میں قیام کرتے ہیں۔

منظہر الدین بھائی کیساتھ وابستگی ہے میرے مخلص ترین دوست جناب سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون ایڈیٹر ریاست نے بھی [illegible]

[illegible] کی حالت میں حاضر نگر رکھا تھا۔ ان کا کیس اس قدر مضبوط [illegible] تھا کہ فرد جرم لگنے سے پہلے جب عدالت عالیہ نے [illegible] مذکورہ عدالت سے مقدمہ تبدیل نہیں کیا۔ تو حضرت مولانا [illegible] مولانا صاحب دفتر نظام المشائخ میں تشریف لائے اور صلح کے متعلق مجھ سے اور سردار صاحب سے ارشاد فرمایا۔ سردار صاحب نے باوجود [illegible] اختلاف رائے کے مولانا اور مذکورہ حضرات کا ارشاد [illegible] نہیں کیا اور چونکہ اس قدر طاقتور مقدمہ کو مولانا حسرت موہانی [illegible] چھوڑ دیا، جس کی کامیابی کا دوستوں اور دشمنوں کو یقین تھا۔ میرے لئے اور مولانا حسرت موہانی کے ارشاد کو ٹالنا ناممکن تھا۔ حالانکہ اس سے پہلے اکابرین دہلی نے مجھ سے صلح کے متعلق خواہش کی تو میں نے صاف صاف انکار کیا تھا بہرحال [illegible] فرد جرم کو مذکورہ حضرات کی کوششوں سے ایسی حالت میں واپس نامہ داخل ہوا کہ نہ میری طرف سے صلح کے لئے کوئی شخص دفتر الامان میں گیا اور نہ دفتر الامان میں مجھکو یا میرے کسی نمائندہ کو جانے کی ضرورت تھی۔ اور نہ میری خواہش تھی۔

خدا کا شکر ہے کہ یہ سال بھی مقدمات سے خالی نہیں گیا اور اس نے اپنے فضل سے میرے پائے استقلال میں لغزش نہیں آنے دی اور عزت کے ساتھ مقدمات کا خاتمہ ہو گیا۔ جن میں مجھکو میری مرضی کے خلاف گھسیٹ لیا گیا تھا۔

میں مشکور ہوں، چند دوست سردار دیوان سنگھ صاحب کا جنہوں نے غیر مسلم ہونے کے باوجود اعلیٰ درجہ کا اسلامی کیرکٹر ظاہر کیا کہ ریف کو ایسی حالت میں جبکہ وہ پوری طرح انکے قابو میں تھا۔ بہادروں کی طرح چھوڑ دیا۔

دہلی میونسپل کمیٹی کا دنگل

۲۳ مارچ سے دہلی کی میونسپل کمیٹی کا دنگل ہوگا۔ پرانے پہلوانوں سے نئے پہلوانوں کی چند جوڑیں قابل تعریف ہونگی۔ جن میں خصوصیت کے ساتھ محمد فقیر سابق ممبر اور عبدالستار کا مقابلہ پہاڑ گنج میں ہوگا اور سوز نگراں اور چوڑی والاں وغیرہ میں حاجی محمد یوسف صاحب پائی والے حافظ سلیمان صاحب اور ابوالحسن خان صاحب سابق ممبر سے بڑا زبردست مقابلہ ہوگا۔ مسٹر آصف علی بیرسٹر اور حاجی محمد یوسف صاحب پائی والے کا مقابلہ بھی عقب کلاں مسجد وغیرہ کے علاقہ میں بہت دلچسپ ہوگا۔ رشید الدین صاحب وکیل اور حاجی محمد یوسف صاحب پائی والے [illegible] کلاں وغیرہ کے علاقہ میں بھی زور آزمائی کرینگے۔ حافظ محمد صدیق صاحب ملتانی سابق ممبر اور [illegible] صاحب برش والے کا مقابلہ بھی صدر بازار میں کرایا ہوگا۔

مقامی احباب کی خواہش ہے کہ میں اس مسئلہ پر اظہار خیال کروں تفصیل سے آئندہ لکھوں گا۔ اس وقت مختصر عرض کرتا ہوں کہ حافظ محمد صدیق صاحب نے گذشتہ سالوں میں مسلمانوں کے لئے بہت مفید کام کیا ہے ان کی حاضریاں کمیٹی میں ۹۰ فی صدی ہیں اور یہ مسلمانوں کی انتہائی بد قسمتی ہے کہ ان جیسا مخلص کارکن بلا مقابلہ نہ جا سکا۔ وہ انگریزی بہت اچھی جانتے ہیں اور سنا ہے کہ انکے حریف انگریزی سے ناواقف ہیں۔ یہ ممکن ہے تو علاقہ کے رائے دہندگان کے فرائض اور بڑھ جاتے ہیں اسلئے میری رائے میں حافظ محمد صدیق صاحب سے بہتر اس علاقہ کے لئے کوئی نمائندہ نہیں ہو سکتا۔

اسیطرح رشید الدین صاحب وکیل کا مقابلہ جن سے ہے وہ بی۔ اے وکیل ہیں۔ اور پہلے چونکہ انکے حریف انگریزی داں نہیں ہیں۔ اس لئے میری رائے میں رشید الدین صاحب کی موجودگی میں کسی غیر علاقہ کے غیر انگریزی داں کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ مقامی تعلیم یافتہ نوجوان مسلمانوں کے راستہ میں روڑے اٹکائے رشید الدین صاحب وکیل کو ضرور کمیٹی میں جانا چاہیے۔

مسٹر آصف علی بیرسٹر ہیں اور انکی گذشتہ ۶ سالہ نمائندگی پر جب غور کرتا ہوں تو باوجود اختلاف رائے کے انکی تعریف کرنے پر مجبور رہوں میونسپل کمیٹی میں ان کی دلیرانہ اور مدلل تقریریں اور مفید تجویزیں ان کی جانفشانی کو ہندو اور کانگریس حکومت یاد رکھتے ہونگے کلاں مسجد جیسے علاقہ سے آصف علی صاحب کا امیدوار ہونا علاقہ کے مسلمانوں کی انتہائی خوش قسمتی ہے اور ان کے علاقہ سے حاجی محمد یوسف صاحب پائی والے کا درخواست دینا اس علاقہ کے رائے دہندگان کی انتہائی توہین ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ حاجی صاحب انگریزی سے ناواقف ہیں اور خانصاحب کا خطاب انکو مل چکا ہے۔

محلہ سوز نگراں اور چوڑی والاں کے تین امیدوار ہیں پہلے تو سابق ممبر صاحب کہ گذشتہ تین سال کے عہد پر جب نظر ڈالتا ہوں تو انکے نام سے ایک رزولیوشن یا کسی رزولیوشن پر ترمیم یا تقریر نہیں ملتا۔ اس کے علاوہ ان کی عدم حاضری اور علاقہ کی ضروریات سے بے خبری۔ رائے دہندگان سے شہری کی شکایتیں آئی ہیں اور علاقہ کی بدترین حالت کی تمام ذمہ داری ابوالحسن خانصاحب پر عائد کی جاتی ہے البتہ یہ صفت ان میں ضرور ہے نواب صاحب لکھپتی آدمی ہیں اور گورنمنٹ کے پنشنر ہیں اگر صرف یہ دو صفتیں ممبری کے لئے کافی ہیں تو میں بھی سفارش کرتا ہوں خانصاحب حاجی محمد یوسف صاحب پائی والے سنتا ہوں کہ انکا کرایہ چار ہزار روپے ماہوار ہے خانصاحب ہو چکے ہیں غالباً بہت جلدی اپنی خدمات کے لحاظ سے خان بہادر ہو جائیں گے۔ اور عزت وجلو کی حرص انکو آنریری مجسٹریٹ اور سی۔ آئی۔ ای ہونے کے لئے مسلمانوں کی خدمات خصوصی انجام دلوائے گی۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے ان کی تعلیم مڈل تک بھی نہیں ہے۔ ان جیسی تعلیم کے آدمی کے لئے یہ انتہائی معراج ہے کہ وہ خان صاحب بنگئے۔ خدا کے سب کچھ یا ہم اگر مسلمانوں کو فائدہ پہونچانا چاہیں تو انجمن وکیل قوم پنجابیان اور یتیم خانہ مؤید الاسلام کے سکریٹری ہیں (اس یتیم خانہ کی حالت زار پر آئندہ تفصیل سے لکھوں گا) جامع مسجد کی تعمیری کمیٹی کے یاران سر پلو کے طفیل ممبر بن گئے ہیں۔ مگر یہ خان بہادری کے امیدوار بیتاب وار سالہا سال سے ممبری کے لئے کوشش کر رہے ہیں کہ انکے طفیل ہر ہفتہ ڈپٹی کمشنر صاحب کی زیارت ہو جایا کریگی اور ہر ہفتہ میں دو مرتبہ کعبہ مقصود (ڈپٹی کمشنر صاحب کی کوٹھی) کا طواف کرنے کا موقع ہاتھ آئیگا۔

حافظ محمد سلیمان صاحب جہانتک مجھے معلوم ہے نہ گورنمنٹ کے نمک خوار ہیں اور نہ خطاب یافتہ اور نہ کسی غیر علاقہ سے لوہے کے چنے کی طرح آ ٹپکے ہیں [illegible]

[illegible] مسلمانوں کے سامنے یہ ثابت کر سکا کہ میں نے اعلیٰ نمائندگی [illegible] کی ہے تو میں فوراً مستعفی ہو جاؤں گا۔

پیشوائے اعظم

پیشوائے اسلام

(از جناب مولانا عبدالرشید صاحب محمود انصاری)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم یہ کلیہ ہے کہ خشک سالی میں جب کہ زمین کے ذرات سے تر و تازگی رخصت ہو جاتی ہے۔ اور اس کی کل کائنات زبان حال سے العطش العطش کی صدائیں بلند کر کے سیرابی کی خواستگار ہوتی ہے تو یقیناً اللہ کے پیارے قانون "اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا" کے مطابق باران رحمت سے اسے تازگی بخشی جاتی ہے

عرب کی حالت بھی اسی کے مرادف تھی۔ گمراہی کی گھٹائیں جھوم جھوم کر آئیں۔ ضلالت کا سیلاب امنڈ امنڈ کر رہا۔ ایک طرف اگر معاصی نشاں ہوا تھی۔ تو دوسری طرف ظلمت والی بادِ صرصر کی لپیٹ۔ ایک جانب اگر جہالت کا بلاخیز طوفان تھا۔ تو دوسری جانب عصیان کی باد سموم کے جھونکے۔ ایک قبیلے نے اگر بیہودہ اور لغو باتوں کو اصل شریعت سمجھا۔ تو دوسرے نے "وما کان صلوٰتھم عند البیت الا مکاءً و تصدیۃ" کے مطابق تالیوں اور سیٹیوں کو مناسک حج کا ایک جز قرار دیا۔ طرز معاشرت اور معاملات میں اگر مختلف ایجادات کو جگہ دی گئی۔ تو دین ابراہیمی میں ترمیم و تنسیخ کے بغیر ہی نہ رہے۔ غرض سارے عرب میں ایک طوفان بپا تھا۔ مختلف باطل مذاہب کی تقلید اس دھڑلے سے کی جا رہی تھی کہ الامان الحفیظ۔ کہیں

کیف لا قوام اصناماً لھم بسجود و طواف و رمل

کے مطابق بت پرستوں کی جماعت اپنے ذلیل چہرے سجدے طواف اور رمل کر کے رگڑنے اور پرستش کرنے میں مصروف تھی۔

ثم بالتثلیث ضلت عصبۃ یجعلون الابن للہ الا جل

کے ماتحت ایک جماعت تین خدا کی قائل ہونے کی وجہ سے گمراہی کی محیط ظلمت میں ادھر سے ادھر سر ٹکراتی پھر رہی تھی۔

کہیں کوئی قوم

ثم قوم بالوقود تنتمی سعی وانارا لھبا تشتعل

کے مطابق آگ کی طرف منسوب تھی۔ یعنی آتش پرست کہلاتی تھی۔ دختر کشی کی رسم عام تھی۔ یتیم و لاوارث لڑکیوں اور بیوہ عورتوں کی حق تلفی نیک نامی اور شجاعت سمجھی جاتی تھی۔ غرض ظلم و تعدی کا ایک ظلمت خیز بادل تھا جو ان پر سایہ کئے ہوئے تھا۔ اور جہالت کی ایک تاریک گھٹا تھی جو ان پر چھائی ہوئی تھی۔ نہ عرب ہی میں کوئی ایسی جگہ تھی جو ہدایت کا سرچشمہ ہوتی نہ عجم ہی میں کوئی جگہ تھی جس پر اللہ کا غضب اور قہر محیط نہ ہوتا۔ سوائے ان لوگوں کے جو بیہادگی اچھوتیوں پر دین ابراہیمی کی تقلید میں مصروف تھے کل کائنات عرب و عجم مستحق غضب الٰہی تھی۔

دفعتہً مکہ کے افق مبین سے آفتاب رسالت طلوع ہوا۔ اور اپنی لمبی لمبی کرنوں سے حجازی ریگستان کے ذرے جگمگا دیئے۔ اور مولانا حالی مرحوم کے قول

وہ کڑکا تھا بجلی کا یا صوت ہادی ✽ عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی

کے مطابق ایک ہادی برحق کی آواز پہ لبیک کے نعروں سے آسمان عرب ہی نہیں گونجا بلکہ عجم میں بھی ایک تہلکہ پڑ گیا۔ اور پروانوں کی طرح اس شمع ہدایت کے گرد جمع ہو کر اس کے ایک ایک حکم کو چننا اور اس پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ اور لوگوں کی وہ کایا پلٹ ہوئی کہ تھوڑی دیر کی صحبت نے انہیں روحانی کمالات کے ان درجات سے عبور کرا دیا جو برسوں کے مجاہدے اور ریاضتوں سے بھی عبور نہیں ہوتے۔ اخوت و ہمدردی۔ محبت و انسانیت۔ ہوا اور انصاف۔ رحم و حلم۔ جود و سخا کے وہ حسنہ خصائل انہیں سکھائے جو حقیقت میں انہیں کے شایان شان تھے۔ غیر متغیر قانون قدرت اور لا تبدیل سنت الٰہی پر ایسا راسخ القدم بنا دیا جس سے ڈگمگانا محال تھا۔ صلاحیت اور قبول حق کا مادہ کچھ ایسا ودیعت ہو گیا جس نے نہ کسی رسم قبیح پر کاربند رکھا اور نہ کسی باطل عقیدے ہی پر ان کا قیام رہا۔ بلکہ تمام بدعات اور کل ظاہری و باطنی خرابیوں کو اس طرح مضمحل کر دیا جیسے آفتاب جہاں تاب کی آمد ستاروں یا تاریکیوں کے اضمحلال کے لئے لازم ہے۔

علم و فضل کا وہ حال کہ یا تو چند سال قبل جہالت کے بحر زخار میں غوطہ زن تھے۔ یا دنیائے اسلام کے پیشوا اور مقتدی بن گئے۔ جن کے متعلق ارشاد ہوتا ہے "اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم"۔ اخلاق حسنہ۔ ایثار و اطاعت۔ اور محبت و رضا کے ایسے صفات سے متصف ہوئے جن کو میں اجمالاً لکھ کر اپنے اس مختصر مضمون کو تمام کر دینے والا ہوں۔

صبر و تحمل کا یہ حال تھا کہ ابتدائے اسلام میں ایسے روح فرسا اور درد انگیز حادثے پیش آتے تھے کہ خیال سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں مگر وہ "کہ مجروح ہے خنجر تسلیم و رضا کے" نہ کبھی کسی اضطراب کو دخل دیتے نہ کوئی پریشانی ہی ان کو کبھی لاحق ہوتی۔ اطمینان اور سکون کے ساتھ سلسلۂ مصیبت کی ہر کڑی کو برداشت کرتے چلے جاتے تھے۔

بلال حبشی رضی اللہ عنہ جو اصل کسی کافر کے غلام تھے ہادی برحق کی صدائے دعوت حق سنکر اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ آقا نے سنا تو آگ بگولا ہو گیا۔ تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اور ...

[illegible] نے قریب [illegible] کردیا مصائب وشدائد کے تختۂ مشق [illegible] اور حق بشر اس حال میں بھی اسے گوارا نہ کیا کہ جس دین حق [illegible] ایک دفعہ بھی اس سے پھر جائے۔ اسی لئے صاف صاف الفاظ [illegible] کہہ دیا کہ یہ ممکن نہیں کہ میں اسلام کے سچے اصول سنوں اور تمہارے اس باطل مذہب پر اس کو ترجیح نہ دوں۔ میں اسلام لاچکا۔ یہی سچا دین ہمارا مذہب اور رہیگا۔ پھر کیا تھا ایذارسانی کا دروازہ کھل گیا جہد تعدی کا آغاز ہوگیا۔ کبھی اس کامل الایمان اور اسلام کے سچے پیرو کو گرم ریت پر لٹایا جاتا۔ کبھی گلے میں رسی ڈال کر کھینچا جاتا۔ کبھی پیر کے ساتھ نسے لگائے جاتے۔ کبھی گرم گرم پتھر سینے پر رکھکر چاروں طرف آگ جلوادی جاتی۔ شدت تپش سے زبان باہر نکل آتی۔ بدن سے خون کے فوارے چھوٹتے۔ مگر بیستے کہ احد احد کا کلمہ زبان پر جاری تھا اور رجوع کا وہم و گمان تک ہی نہیں۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ بھی ایک غلام تھے جو بلال رضؓ کی طرح جور و ستم کے تختۂ مشق تھے۔

ابو فکیہہ بھی انہی لوگوں کی طرح، اہل مکہ کے خونخوار جنگل کے شکار تھے۔ اور دوسری بہتیری بیکس عورتیں انہیں مصیبتوں میں گرفتار تھیں اور صبر و تحمل کی دشوار گھڑیاں گذار کر اپنی راسخ القدمی اور کامل الایمانی کا ثبوت دے رہی تھیں۔

یہ تو کمال ایمان اور صبر کا حال تھا۔ اب رسولؐ کی محبت واحترام اطاعت و عشا کو ملاحظہ فرمایئے کہ جنگ احد میں صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ڈھال بن گئے۔ تیروں اور پتھروں کا نشانہ بنے۔ ایک صحابی کا ہاتھ شل ہوگیا مگر اُف نہ کی۔ آنکھ میں تیر لگا۔ باہر نکل پڑی۔ مگر آہ نہ کی۔ اور چاروں طرف الٹی طرح سینہ سپر رہے۔

پھر صلح حدیبیہ میں عروہ ابن مسعود نے صحابہ کی جو کیفیت دیکھی اور قریشی لشکر میں جاکر بیان کی وہ بھی سنئے کہ اے اہل مکہ میں نے بڑے بڑے بادشاہوں کو دیکھا۔ قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار کی حالت معائنہ کی مگر محمدؐ کے ساتھ اس کے ساتھیوں کا جو برتاؤ دیکھا اور جو احترام کرتے پایا وہ کبھی نظر سے نہیں گزرا۔

میں نے دیکھا کہ محمدؐ کے وضو کا پانی اس کے ساتھیوں نے لوٹ لوٹ کر تقسیم کیا۔ اور اگر کسی کو نہ ملا تو صرف تری ہی سے دل کو ٹھنڈا کر لیا۔ بلند آواز سے سامنے بات تک نہیں کرتے۔ محمدؐ اگر کسی کام کا حکم دیتے ہیں تو سب دوڑ پڑتے ہیں۔

پھر اہل مکہ کو جب بیعت رضوان کی خبر پہنچی اور گھبرا کر صلح پر آمادہ ہوئے اور ایسی شرائط صلح پیش کیں جنہیں مسلمانوں کو ہر طرح دبایا [illegible] اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام شرائط منظور فرمالیں تو چاہیے تھا کہ صحابہ اگر منظور بھی کرتے تو ان شرائط کو جن میں انہیں [illegible] کسی رنج و قلق یا ادب کے دل سے منظور کرتے مگر نہیں

. . . .

انہوں نے ٹھیک ٹھیک "ثم الرضا بقضاء اللہ مبتہجا" کے مطابق اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کو بخوشی مان لیا اور ذرا بھی چون و چرا نہ کی۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سرزمین یثرب میں داخل ہوتے ہیں۔ اور محبین کے اصرار کو سنکر کسی ایک کو بھی دوسرے پر ترجیح نہ دیتے ہوئے جب اپنے قیام کو اونٹنی کے بیٹھ جانے پر موقوف فرمادیتے ہیں۔ اور پھر یہ لازوال نعمت حضرت ابوب انصاریؓ کے حصہ میں آتی ہے تو آپ بمقتضائے احترام بار بار عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ آپ بالاخانہ پر قیام فرمایئے اور بیتاب ہیں کہ کسی طرح آپ اس عرض کو منظور فرمالیں ورنہ کہیں گستاخی کا یہ ناداغ ہمارے قلوب کو سیاہ نہ کردے۔ اور اس کے بعد اگرچہ بتقاضائے "الامر فوق الادب" آپ سر تسلیم خم کرکے بالاخانہ ہی پر جا رہے۔ مگر ایک رات دفعتہً یہ خیال آ کر "کہ ہم اوپر اور دین و دنیا کے سردار نیچے" اتنے بیقرار ہوئے کہ صبح ہی مکان چھوڑ دیا۔ پھر باریک بینی، نکتہ سنجی اور نظام حکومت کو ملاحظہ فرمایئے کہ اونٹوں کے چرانیوالے جو شعر اور ہذلہ گوئی کے سوا کچھ جانتے ہی نہ تھے چند روزہ صحبت رسولؐ کے بعد آسمان تدبر و سیاست کے کیسے درخشندہ ستارے بن گئے۔ کہ یورپ کے بڑے بڑے سیاست داں بھی اُن کے اصُول سیاست کو مانے بغیر نہ رہ سکے۔ اور تسلیم کرلیا کہ ان جیسا مدبر اور مہمات ملکی کا انجام دینے والا دوسرا نہیں ہوا۔ میرے اس بیان کی تصدیق فاروق اعظمؓ کے سوانح دیکھکر کیجے۔ جنہوں نے نقل مشیں سلطنت میں کتنے اچھے تجربے استعمال کرکے اپنی ذاتی تدبیر اور حسن انتظام کا ثبوت دیا۔ اور آج ضرب المثل ہوگئے۔

پھر ایثار اور مکارم اخلاق کو ملاحظہ کیجیے کہ ایک معرکہ میں کوئی صحابی مقتولین کی جماعت میں اپنے کسی عزیز کو اس غرض سے تلاش کررہے تھے کہ اگر کچھ رمق باقی ہوئی اور پانی کی خواہش کی تو پلا دوں گا۔ دیکھا تو آخری سانس تھے۔ پانی کی خواہش کی ہی تھی۔ ایک دوسری طرف سے کسی نے پانی مانگا۔ اشارہ کیا ان کے پاس لیجاؤ۔ وہاں لےگئے تو ایک دوسرے نے آہ کی۔ انہوں نے بھی دوسرے کی طرف اشارہ کیا۔ پانی لے کر پہنچے تو معلوم ہوا کہ رخصت ہوچکے۔ واپس آئے تو یہ بھی زندہ نہ تھے۔ اپنے عزیز کے پاس پہنچے تو وہ بھی سدھار چکے تھے۔

یہ ہیں وہ مجسمۂ پاکیزہ اخلاق صحابہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ کی علت بعثت یعنی "لبعثت لاتمم مکارم الاخلاق" کے صحیح معنی میں معلول بن گئے۔

وماعلینا الا البلاغ

درس تبلیغ

التبلیغ

(از جناب مولانا قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری)

(گزشتہ سے پیوستہ)

میں یوحنا کے اس فقرے کو صحیح تسلیم کرتا ہوں کہ "جس طرح باپ نے مجھے بھیجا میں بھی تمہیں بھیجتا ہوں" اور اس امر کی شرح کہ باپ نے مسیح کو کس طرح بھیجا متی ۱۵ باب ۲۴ درس میں موجود ہے کہ میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ نتیجہ صاف ہے کہ عیسائیت کی تعلیم محض اسرائیلیوں کے لئے تھی۔

اور متی ۲۸ کے الفاظ "سب قوموں" کا مفہوم بھی صرف اسرائیل ہیں۔ مرقس و لوقا شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ انہوں نے متی و یوحنا کی عبارت کو دیکھ کر سمجھا اور اپنے مدعا کے لئے ناکافی پایا۔ تو انہوں نے اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ سے کیا ہے۔

مرقس ۱۶ باب ۱۵ و ۱۶ درس۔ اس نے انہیں کہا کہ تم تمام دنیا میں جا کے ہر ایک مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کرو جو کہ ایمان لاتا اور بپتسمہ پاتا نجات پائے گا۔

جناب مرقس نے تمام دنیا۔ ہر ایک مخلوق کے الفاظ کا خوب استعمال کیا ہے۔ لوقا میں ۲۴ باب ۴۷ درس میں ہے۔ یروشلم سے لیکر ساری قوموں میں توبہ اور گناہوں کی معافی کی منادی اس کے نام سے کی جائے۔

ہر ایک شخص جو مختلف الفاظ اور ان کی معانی پر غور کرسکنے کی قابلیت رکھتا ہے وہ چاروں انجیلوں کو دیکھے۔ اور غور کرے کہ کیا فی الواقع یہ عبارات مسیح کی اپنی تعلیم اور رائے اور عمل کو منسوخ کرسکتے ہیں یہ تو آپس ہی میں اتفاق نہیں رکھتے۔

مسیح کے بعد جو پہلا اختلاف ختنہ کے متعلق پطرس اور برنباس معہ شاگردوں مسیح کے اندر رہا۔ اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ اگر حضرت مسیح کے وقت میں عیسائیت کو تبلیغی مذہب قرار دیا گیا تھا۔ تو شاگردوں کو فوراً ہی اسرائیلیوں اور غیر اسرائیلیوں کے لئے جداگانہ احکام اور قواعد بنانے کی ضرورت لاحق نہ ہوتی۔

میں ان جملہ سندات سے اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہوں کہ مسیحیت خود حضرت مسیح کی نگاہ میں تبلیغی مذہب نہ تھا اور انہوں نے اس امر کا کسی جگہ دعویٰ ہی نہیں کیا۔

(۸) ہمارے زمانہ میں "شدھی" کا وجود ظہور میں لایا گیا ہے قانوناً ہر ایک قوم اپنے مت کا پرچار کرسکتی ہے مگر مضمون ہذا میں قانونی بحث مطلوب نہیں۔

آج تک کسی ہندو فاضل نے کسی وید، کسی شاستر سے ایسا کوئی حکم پیش نہیں کیا جو منو جی مہاراج کی سمرتی کو اور ان کی تعلیم کو غلط ٹھیرا دے۔ منو جی مہاراج کا چار ورنوں کی تقسیم فرمانا اور ہر ایک ورن کے جداگانہ فرائض قرار دینا اور کثرت سے اکثر دیگر اقوام کا وید سے محروم رکھا جانا اس امر کی کافی دلیل ہے کہ ہندو دھرم (یا ویدمت اور سناتن دھرم) کبھی بھی تبلیغی مذہب نہیں سمجھے گئے وہ ایک ارب کئی کروڑ سال کا زمانہ جو آریہ سماج کا قبول کردہ ہے ایسے طریق عمل کے پیش کرنے سے قاصر ہے کہ کہیں دیگر اقوام میں بھی وید کا پرچار کیا گیا ہو رواج اور عمل کا یہ مضبوط سلسلہ ان لوگوں کی دیانت داری سے برابر اپیل کرتا رہے گا۔ جو آجکل ویدوں اور شاستروں کو ان کے صحیح مسلک سے علیحدہ کرکے اس کا مفہوم حسب دلخواہ بنا رہے ہیں۔

اب بھی جیسا کہ شدھی کی ضرورت کو ہندوؤں نے تسلیم کرلیا ہے اور اس کے لئے اندرونی و بیرونی پروپیگنڈا جاری ہے۔ روٹی اور بیٹی کا سوال حل طلب باقی ہے اور یہی وہ امور ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ ہندومت کبھی تبلیغی مذہب نہ تھا۔

(۹) اسلام کے تبلیغی مذہب ہونے یا نہ ہونے کو بھی ہم ان ہی اصول بالا کے مطابق دیکھنا چاہتے ہیں۔ الف۔ حکم۔ ب۔ عمل

مندرجہ ذیل احکام پر غور کرو۔

۱۔ وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ (شعراء ع ۱۱)

مشہور ہے کہ اصلاح اپنے گھر سے شروع ہوتی ہے۔ آیت بالا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم ملا ہے کہ جو لوگ قرابت میں تجھ سے نزدیک تر ہیں ان کو تبلیغ کی جائے۔

۲۔ لِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا۔ شوری (ع ۱)

اقربین کے بعد خاص شہر کے باشندوں اور شہر کے بعد اطراف و نواحی کے باشندوں کا نمبر آتا ہے۔ حکم بالا میں یہی ہدایت ہے کہ تبلیغ کو مکہ اور اطراف مکہ تک پھیلاؤ۔

۳۔ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ۔ انعام (ع ۲)

یہاں حاضرین کے علاوہ غائبین تک تبلیغ کے پہنچانے کا حکم دیا گیا۔

۴۔ إِنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ۔ مائدہ (ع ۱۲)

رسول کا فرض ہی یہ ہے کہ وہ تبلیغ کو روشن اور واضح طریق سے عام کرے۔

[illegible] (۵:[illegible])

[illegible] پیغام الٰہی ہے۔

[illegible] کہہ دے کہ اے نسلِ انسانی کے بچو

[illegible] میں تم سب کی طرف اللہ

[illegible] کا رسول ہو کر آیا ہوں۔ وہ اللہ جو آسمانوں

[illegible] اور زمین کا مالک ہے جس کے سوا اور کوئی

بھی معبود نہیں۔ [illegible] (۲۰)

[illegible] بعثت اعلان ہے۔ اور جملہ اصناف و انواع بشری کو

[illegible] کر دیا گیا ہے۔

[illegible] کو خود ہی جمع کا لفظ ہے۔ اور اصناف انسانی پر حاوی [illegible] استغراق موجود ہے۔ اس کے بعد بھی لفظ جمیعاً توضیح [illegible] ساتھ لگا ہوا ہے۔

[illegible] ساتھ لہ ملک السموات والارض اور لا الٰہ الا ھو کے کلمات طیبات موجود ہیں۔ تاکہ پتہ لگ جائے کہ حکم بالا کی وسعت میں آسمان و زمین سب داخل ہیں۔ اور تاکہ ذہن نشین ہو جائے کہ جس طرح تمام خلق کا معبود واحد ہے۔ اسی طرح تمام مخلوق کے لئے رسول اللہ بھی واحد ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اختصار مضمون کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں انہی اسناد پر اکتفا کرتا ہوں اور ہر ایک مذہب [illegible] التماس کرتا ہوں کہ اگر اُن کا مذہب بھی تبلیغی ہے تو وہ بھی فرضیت تبلیغ کے لئے ایسے ہی اسناد اپنے مقدس نوشتوں سے نکال کر پیش کر دیں۔

اب میں صورت عملیہ کا ذکر کروں گا۔

۱۰۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابتدا ء نبوت ہی سے تبلیغ عام کا کام شروع کر دیا تھا۔ کبھی کوہ صفا کی چوٹی پر چڑھ کر یا اہل فہر و یا آل غالب کا آوازہ لگاتے۔ اور کبھی بطحا کے نشیب اور کبھی منیٰ کے بلند میدانوں میں دعوت الی الحق کا وعظ فرماتے۔

وہ سب سالانہ منڈیاں اور میلے جن میں باشندگان عرب کا اجتماع کلی ہوتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ و دعوت کے مرکز بن گئے تھے۔ عکاظ۔ مجنہ۔ ذوالمجاز ایسے میلے ہیں جن میں ہزاروں کا اجتماع ہوتا اور کئی کئی ہفتہ تک یہ ملکی نمائش گاہیں کھلی رہتیں۔

لوگ تو لہو و لعب۔ کھیل کود۔ اظہار تفاخر و تکاثر کے لئے آیا کرتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے ناآشنا کانوں میں الوہیت و عبودیت کے حقوق و فرائض کے معارف پہنچاتے۔

عرب میں مستقل آبادیاں بہت کم تھیں۔ اکثر قبیلے خانہ بدوش تھے۔ جہاں کہیں اُن کے مواشی کے لئے پانی اور چارہ مل جاتا۔ وہیں ڈیرے ڈال دیتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان خانہ بدوشوں کا پتہ لگاتے اور جہاں بیا[illegible] [illegible] ہوتے وہیں پہنچتے۔ اور تبلیغ فرمایا کرتے۔ اسی کوشش میں یمن و نجد

اور حجاز کا کوئی قبیلہ باقی رہ گیا ہوگا۔ جن کو توحید و رسالت کی منادی نہ کی گئی تھی۔

مندرجہ ذیل وہ قبائل ہیں جن کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس پہنچے اور اُن کو پیغام الٰہی پہنچایا۔ ان سفروں میں صرف ابوبکر صدیق حضور کے ہمرکاب ہوتے تھے۔

(۱) کندہ (۲) کلب (۳) بنو حنیفہ (۴) بنو عامر بن صعصعہ (۵) بنو عبس (۶) بنو سُلیم (۷) غسان (۸) بنو محارب (۹) فزارہ (۱۰) بنو نضر (۱۱) مرہ (۱۲) عذرہ (۱۳) حضارمہ (۱۴) بنو شیبان (۱۵) بنو بکر بن وائل۔

اگر عرب کے قدیم نقشہ پر نگاہ ڈالی جائے اور ہر ایک قبیلے کا وہ رقبہ جس کے اندر اندر اُن کی نقل و حرکت ہوا کرتی تھی معلوم کر لی جائے تو فوراً واضح ہو جائے گا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عرب کے گوشہ گوشہ میں اپنی صدا پاک کے پہنچانے کا اہتمام فرما لیا تھا۔

یہ قبائل تو خشک وادیوں کے رہنے والے تھے۔ حضور نے کوہستانی آبادی کو بھی دعوت الی اللہ پہنچانے کا اہتمام فرمایا۔ طائف پانچ ہزار فٹ کی بلندی پر سرسبز اور شاداب مقام ہے۔ حضور وہاں بھی پہنچے۔ اور وہاں کوہ میں بسنے والی آبادیوں کو بھی اپنے قدوم سے مشرف فرمایا۔

بحیرہ قلزم کے بندرگاہوں۔ سعیدہ۔ جدہ۔ ینبوع کے ساحل پر بسنے والوں کو بھی حضور نے بنفس نفیس اسلام کے ارکان و اصول سے روشناس فرمایا۔ تبلیغ کا یہ سلسلہ اتنا وسیع ہو گیا تھا۔ اور اس کا روزانہ کام اس قدر بڑھ گیا تھا کہ حضور جزیرہ نمائے عرب سے باہر تشریف نہ لے جا سکے۔

(۱۱) لہٰذا ممالک بیرونی کے لئے ایسے ایسے مبلغین کا انتخاب فرمایا۔ جو اُس ملک کی زبان اور وہاں کے مذہب اور رسم و رواج سے بخوبی آگاہ تھے۔ ان مبلغین نے وہاں کے حکمرانوں کو حضور کے فرامین پہنچائے۔ اور اُن کو ملک و قوم کی ہدایت کے فرض سے آگاہ کیا۔ اور پوری پوری ذمہ داری اُن پر عائد کرنے کے بعد پھر رعایا و برایا کو بھی احکام ربانی سنائے گئے۔ اور دین حقہ کا پیغام سب تک پہنچا دیا گیا۔

بادشاہ حبش اصحم بن الجبر کے پاس	عمرو بن امیہ الضمری سفارت لیگئے
شاہ بحرین المنذر بن ساوی کے پاس	علاء بن الحضرمی رضہ
ملک عمان جیفر بن جلندی کے پاس	عمرو بن العاص اموی
شاہ اسکندریہ جریج بن متی کے پاس	حاطب بن ابی بلتعہ رضہ
شہنشاہ روما۔ ہرقل کے پاس	عبداللہ بن حذافہ رضہ
فرمانروائے یمامہ ہوذہ بن علی کے پاس	سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ
فرمانروائے دمشق منذر بن حارث کے پاس	شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ عنہ

وغیرہ وغیرہ۔

یہ تمام سعی و کوشش اس امر کا کافی ثبوت ہے کہ اسلام تبلیغی مذہب ہے۔

(۱۲) ان مساعی جمیلہ کا نتیجہ یہ تھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی حیات

قدسیہ میں یہودی، عیسائی، بت پرست، پارسی، صابی، دہریہ، آزاد خیال وغیرہ وغیرہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے تھے۔

علمائے یہود

عبداللہ بن سلام (از نسل یوسف علیہ السلام)۔
یوسف بن عبداللہ
اُسَید و ثعلبہ فرزندان سعید
اُسَید بن عُبَید
اوس بن سمعان
اسد بن عبید القرظی
کعب بن سلیم القرظی

علمائے نصاریٰ

تمیم داری
جارود العبدی
طلق بن علی
طہفہ بن زید نہدی
عدی بن حاتم
عتر مہ بن ابی انس
بشر بن معاویۃ البکائی

بت پرستوں کے سرداروں لات، عزیٰ، مناۃ، شعریٰ، دوار، ہبل، ہم انس وغیرہ کے پرستاروں کی فہرست پیش کرنا بے سود ہے جبکہ معلوم ہے کہ عرب قبل از نبوت محمدیہ قاطبۃً بت پرست تھا اور حضور کی حیات طیبہ میں ایک بھی بت پرست باقی نہ رہا تھا۔

(۳) تبلیغ کا جو پاک اثر مختلف ممالک اور مختلف اقوام میں جاگیر و دلنشین ہو گیا تھا اُسی کا نتیجہ یہ تھا کہ مختلف ممالک سے مختلف زبانوں کے بولنے والے مختلف ادیان سے نسبت صحیحہ رکھنے والے مرکز اسلام میں اور دربار رسالت کی حضوری میں حاضر ہو گئے۔

حبش سے۔ (۱) اسلم الاسود (۲) ایمن بن عبید (۳) ذو مخمر بن اخی نجاشی
روم سے۔ (۱) باقوم (۲) صہیب بن سنان
افریقہ سے (۱) منذر
قبط سے (۱) اسلم ابو رافع
یمن سے (۱) یاسر بن عامر (۲) ابو موسیٰ اشعری وغیرہ
عمان سے مازن بن الغضوب الخطامی
فلسطین سے بشیر بن عقربہ
نوبہ (سوڈان) سے یسار مولی النبی صلے اللہ علیہ وسلم
حضر موت سے وائل بن حجر
ایران سے سلمان پارسی
خراسان سے فیروز دیلمی

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فدائیوں پر نظر اگر اُن کے اختلاف مراتب کی خاطر سے ڈالنا چاہو تو دیکھو۔

اصحمہ نجاشی۔ شاہ حبش
اکیدر۔ شاہ دومۃ الجندل
جیفر شاہ عمان

(باقی آئندہ)

اسلامی تعلیم

(از حضرت مولانا سید ... صاحب الوری)

باب نواقض الوضوء

(وضو توڑنے والی چیزیں)

سوال۔ جن چیزوں سے وضو اور تیمم ٹوٹ جاتا ہے ان کو بھی بیان کر دیجئے

جواب۔ اس باب میں ان تمام اسباب کو نمبر وار بیان کیا جائے گا جو وضو اور تیمم کو توڑ دیتے ہیں۔ بالغانہ۔ پیشاب۔ منی و ودی۔ مذی۔ کیڑا۔ پتھری یا انسان کی شرمگاہوں سے نکلنا وضو کو توڑ دیتا ہے۔ اگر کسی ختنہ شدہ کی شرمگاہ سے مذکورہ بالا چیزیں نکلیں مگر اس کی کھال کے اندر رہ گئیں تو بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔ یہی عورت کا حکم ہے جبکہ یہ چیزیں اسکی شرمگاہ کے باہر حصہ میں رہ جائیں۔ البتہ جو خالص رطوبت مستورات کو آتی رہتی ہے اس سے وضو نہیں جاتا اور نہ کپڑا ناپاک ہوتا ہے۔ (عالمگیری)

سوال۔ کیا شرمگاہ سے ہوا خارج ہونا بھی وضو کو باطل کر دیتا ہے۔

جواب۔ بیشک شرمگاہ سے ہوا نکلنا وضو کو توڑ دیتا ہے لیکن جو ہوا مرد یا عورت کے پیشاب گاہ سے نکلتی ہے اس سے وضو نہیں جاتا ہاں اگر کسی بیاہی عورت کی دونوں شرمگاہ ایک ہو جائیں اور پھر ہوا خارج ہو تو وہ خواہ پیشاب گاہ ہی سے نکلے اس صورت میں احتیاطاً وضو کرنا چاہیئے۔ (درمختار)

سوال۔ کیا حقنہ یا پیشاب گاہ میں دوا ڈالنے سے بھی وضو جاتا رہتا ہے

جواب۔ شرمگاہ میں دوا ڈالی اور وہ واپس آگئی تو وضو ٹوٹ جائے گا البتہ مرد کی پیشاب گاہ میں ڈالی ہوئی چیز لوٹ آئے تو اس سے وضو نہ ٹوٹیگا۔ (عالمگیری)

سوال۔ مرد نے پیشاب گاہ میں روئی داخل کی یا عورت نے کپڑا اسکی اگر وہ تر نکلیں تو کیا حکم ہے؟

جواب۔ ان کے نکالتے ہی وضو ساقط ہو جائے گا اور اگر خشک نکلیں تو نہ جائے گا۔ (درمختار)

سوال۔ زخم سے خون۔ یا پیپ یا زرد پانی بہا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ یہ چیزیں بہ کر ایسے مقام پر پہنچیں جن کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے۔ تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر صرف ابھرا اور بہا نہیں جیسے سوئی اور چاقو کی نوک لگنے سے چمک جاتا ہے مگر بہتا نہیں۔ یا خلال یا مسواک کی۔ یا دانت سے کوئی چیز کاٹی اور اسپر خون کا اثر پایا یا پلک میں انگلی ڈالی اور اسپر خون کا اثر تو تھا مگر بہنے کے قابل نہ تھا تو ان صورتوں میں وضو نہ ساقط ہوگا۔ اور اگر بہ گیا لیکن ایسے مقام پر نہ پہنچا جس کا وضو اور غسل میں دھونا فرض نہ تھا تو بھی وضو نہ ٹوٹے گا مثلاً آنکھ میں دانہ تھا اور ٹوٹ کر آنکھ کے اندر ہی پھیل گیا یا کان کے اندر دانہ ٹوٹ کر اندر ہی پھیل گیا تب بھی وضو نہ جائے گا۔ یہی حکم اس زخم کا بھی ہے جس میں گڑھا پڑ گیا ہو اور اس سے کوئی رطوبت نکلی مگر بہی نہیں۔ (عالمگیری)

سوال۔ زخم سے خون وغیرہ بہتا رہتا ہو اگر اس کو بار بار پونچھ دیا گیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ اس صورت میں غور کرنا چاہیئے۔ اگر صاف نہ کیا جاتا تو اس کی کیا حالت رہتی۔ اگر وہ بہ جاتا تب تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔ اور یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جبکہ اس خون وغیرہ کو راکھ یا مٹی ڈال کر خشک کیا ہو۔ (درمختار)

سوال۔ پھوڑے پھنسی کو دبانے سے خون بہا مگر وہ ایسا تھا کہ اگر نہ دبایا جاتا تو نہ بہتا ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیئے۔

جواب۔ اس صورت میں بھی وضو ٹوٹ جائے گا (عالمگیری)

سوال۔ آنکھ کان ناف۔ پستان۔ وغیرہ میں دانہ یا ناسور یا کوئی بیماری ہو اور اس وجہ سے آنسو یا پانی بہے اس کا کیا حکم ہے۔

جواب۔ اس آنسو یا پانی سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ ہاں اگر زخم یا کان ناک منہ سے کیڑا یا زخم سے گوشت کا ٹکڑا گرا اور اسپر کوئی نجس رطوبت یا خون پیپ قابل سیلان نہ تھی تو وضو نہ جائے گا۔ (عالمگیری)

سوال۔ کان میں تیل ڈالا اور ایک دن کے بعد کان یا ناک سے نکلا یا منہ سے خارج ہوا۔ یا معلوم ہوا کہ دماغ سے اتر کر معدہ میں گیا اور منہ سے ... تو ان صورتوں میں وضو رہیگا یا نہیں۔

جواب۔ معدہ میں جاکر واپس نکلنے کی صورت میں تو وضو ساقط ہو جا... باقی صورتوں میں نہ ٹوٹے گا (درمختار)

سوال۔ چھالا نوچ ڈالا یا منہ سے خون نکلا تو کیا کرنا چاہیئے۔

جواب۔ اگر چھالے کا پانی بہ گیا یا خون تھوک پر غالب تھا تو وضو باطل کر دے گا ورنہ نہیں۔ غلبہ کی شناخت یہ ہے کہ تھوک کا رنگ اگر سرخ ہو جائے تب تو خون غالب سمجھا جائے اور اگر زرد ہو تو مغلوب...

سوال۔ اگر جونک یا کسی دوسرے جانور نے اتنا خون چوس لیا کہ خود تو بہ جاتا اس کا کیا حکم ہے۔

جواب۔ اس صورت میں وضو ساقط ہو جائے گا۔ (درمختار)

سوال۔ اگر جوں، کھٹمل، مچھر، مکھی، پسو نے خون چوسا۔ یا ناک، کان کی
ہڈی اس میں سے جما ہوا خون نکلا یا ناروے ڈورا نکلا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ ان صورتوں میں وضو نہ ٹوٹے گا۔ البتہ اگر نارو سے رطوبت
نکلے گی تو وضو باطل ہو جائے گا۔ (عالمگیری)

سوال۔ اندھے کی آنکھ سے جو رطوبت بوجہ مرض نکلتی ہے کیا وہ بھی وضو
توڑتی ہے؟

جواب۔ ہاں اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (درمختار)

سوال۔ قے کا مفصل حکم بیان فرمائیے۔

جواب۔ قے منہ بھر کے وضو کو باطل کر دیتی ہے خواہ وہ کھانے کی ہو
یا پانی اور صفرے کی۔ منہ بھر کے یہ معنی ہیں کہ اُسے بے تکلف نہ روک سکے۔ اگر
بلغم کی قے ہو گی تو وہ کسی حالت میں بھی وضو کو نہیں توڑے گی۔ اور بہتے
خون کی قے سے وضو چلا جائے گا جبکہ تھوک سے مغلوب نہ ہو۔ اور جما ہوا
خون ہو تو اس وقت وضو نہ جائے گا جب تک کہ منہ بھر کر نہ ہو۔ (عالمگیری)

سوال۔ اگر پانی پیا اور معدہ میں جا کر اسی طرح نکل آیا یا سینہ تک پانی
پہنچا تھا کہ اچھو ہوا اور نکل آیا ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیئے۔

جواب۔ جو پانی معدہ سے آیا ہے وہ منہ بھر ہے تب تو وضو کو توڑ دیگا
اور وہ پانی ناپاک ہوگا اور جو اچھو کی وجہ سے نکلا ہے تو وہ پاک ہے اور
اس سے وضو بھی نہیں گیا۔ (عالمگیری)

سوال۔ اگر تھوڑی تھوڑی قے ہو تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب۔ قے تھوڑی تھوڑی چند بار آئی اُسے جمع کریں تو منہ بھر ہے
پس اگر ایک ہی متلی سے ہے تو وضو توڑ دے گی اور اگر متلی چلی گئی اور اس کا
اثر بھی نہ رہا پھر متلی شروع ہوئی اور قے آئی اور دونوں مرتبہ کی علیحدہ
علیحدہ منہ بھر نہیں مگر دونوں جمع کی جائیں تو منہ بھر ہو جائے تو یہ ناقض
وضو نہیں۔ پھر اگر ایک ہی مجلس میں ہے تو وضو کر لینا بہتر ہے۔ (درمختار)

سوال۔ قے میں سانپ یا کیڑے نکلے تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ صرف سانپ اور کیڑوں کے نکلنے سے وضو نہیں جاتا۔ ہاں
اگر ان کے ساتھ کچھ رطوبت بھی ہے تو دیکھا جائے گا کہ وہ منہ بھر ہے
تب تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔ (عالمگیری)

سوال۔ اگر سو جائے تو اس سے وضو جائے گا یا نہیں؟

جواب۔ ہاں سونے سے وضو باطل ہو جاتا ہے بشرطیکہ دونوں چوتڑ
خوب نہ جمے ہوں اور ایسی ہیئت پر سویا ہو جو غافل ہو کر نیند آنے کو مانع
ہو جیسے اکڑوں بیٹھ کر سویا۔ یا چت یا پٹ۔ یا کروٹ پر لیٹ کر یا ایک کہنی
پر تکیہ لگا کر یا بیٹھ کر سویا مگر ایک کروٹ کو جھکا ہوا کہ ایک یا دونوں سرین
اٹھے ہوئے ہیں۔ یا ننگی پیٹھ پر سوار ہے اور جانور ڈھال میں اتر رہا ہے
یا دو زانو بیٹھا اور پیٹ رانوں پر رکھا کہ دونوں چوتڑ جمے نہ رہے
یا چار زانو ہے اور سر رانوں یا پنڈلیوں پر ہے یا جس طرح عورتیں
سجدہ کرتی ہیں اسی ہیئت پر سو گیا ان سب صورتوں میں وضو جاتا
رہا۔ اور اگر نماز میں ان صورتوں میں سے کسی صورت پر قصداً سو گیا تو وضو
بھی گیا نماز بھی گئی۔ وضو کر کے شروع سے نماز پڑھے اور اگر بے ارادہ سو گیا
تو وضو ٹوٹ گیا لیکن نماز نہیں گئی وضو کر کے جس رکن میں سویا تھا وہاں سے
ادا کرے اور از سرِ نو پڑھنا بہتر ہے۔ (درمختار)

سوال۔ دونوں چوتڑ زمین، کرسی یا بنچ پر ہیں اور دونوں پاؤں ایک
طرف پھیلے ہوئے یا دونوں چوتڑ پر بیٹھا ہے اور گھٹنے کھڑے ہیں اور
ہاتھ پنڈلیوں پر محیط۔ خواہ زمین پر ہوں۔ یا سیدھا دو زانو بیٹھا ہو یا
چار زانو پالتی مارے یا زین پر سوار ہو یا ننگی پیٹھ پر سوار ہے مگر جانور
چڑھائی پر چڑھ رہا ہے یا راستہ ہموار ہے یا کھڑے کھڑے سو گیا یا رکوع
کی صورت پر مردوں کے سجدہ کی شکل میں سو گیا تو ان سب صورتوں میں کیا حکم ہے؟

جواب۔ ان صورتوں میں وضو نہ جائے گا اور یہ شکلیں نماز میں پیش
آئیں تو نہ نماز جائے اور نہ وضو ٹوٹے۔ ہاں اگر پورا رکن سوتے ہی ادا کیا ہو
تو اس کا لوٹانا ضروری ہے اور اگر جاگتے میں شروع کیا پھر سو گیا تو اگر
جاگتے میں بقدر کفایت ادا کر چکا ہے تو وہی کافی ہے ورنہ پورا کرے۔ (عالمگیری)

سوال۔ اگر اس شکل پر سویا جس سے وضو نہیں جاتا اور نیند کے اندر
وہ حالت ہو گئی جو وضو کو توڑتی ہے تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ اگر فوراً بلا وقفہ بیدار ہو گیا وضو نہ گیا ورنہ ٹوٹ گیا۔ (عالمگیری)

سوال۔ گرم تنور کے کنارے پاؤں لٹکائے سو گیا۔ یا بیمار لیٹ کر نماز پڑھتا
تھا کہ نیند آ گئی یا بیٹھے بیٹھے اونگھا یا جھونکے کھانے لگا یا جھوم کر گرا اور
فوراً آنکھ کھل گئی تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ گرم تنور کے کنارے پر سونے سے وضو کر لینا بہتر ہے۔ بیمار کا
وضو جاتا رہا۔ اونگھ اور جھونکے لینے سے وضو نہ گیا۔ نہ جھوم کر گرنے سے
وضو ٹوٹا۔ (درمختار)

سوال۔ بعض وقت خطبہ سننے یا نماز کے انتظار کرنے میں نیند کا غلبہ ہوتا
ہے ایسی حالت میں کیا کرے۔

جواب۔ اگر نیند کا غلبہ ایسا تھا کہ خطبہ بالکل نہ سنا یا کسی نے آواز دی
اور اسے خبر نہ ہوئی تو اس پر وضو لازم ہے۔ (عالمگیری)

سوال۔ غشی، بیہوشی، قہقہہ، جنون اور نشہ سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب۔ غشی، جنون، بیہوشی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور جب اتنا نشہ ہو
کہ پاؤں لڑکھڑائیں تو وہ بھی ناقض وضو ہے اور بالغ آدمی کی ہنسی جاگتے
میں اتنی ہو کہ آس پاس کے آدمی سن لیں اور وہ نماز رکوع اور سجدہ والی
ہو تو وضو اور نماز دونوں فاسد ہو جائیں گی۔ اور اگر نماز کے اندر سوتے میں
یا نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت کے اندر قہقہہ لگایا تو وضو نہیں جائے گا
البتہ نماز اور سجدہ بیکار ہو گا۔ (متون)

سوال۔ اگر نماز میں اتنی آ[illegible] سے ہنسا کہ خود نے سن لیا پاس والوں نے
نہ سنا یا مسکرایا کہ دانت نکلے [illegible] واز باطل نہیں [illegible] تو ٹوٹے گی یا کیا حکم ہے

جواب۔ محض خود [illegible] سنا تو وضو نہ جائے گا البتہ نماز جاتی [illegible]

[illegible] دستکرنے سے تو نماز اور وضو دونوں پر کچھ اثر نہیں ہوتا (عالمگیری وغیرہ)

سوال۔ مباشرت فاحشہ کسے کہتے ہیں اور اس کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ مرد و عورت کا باہم شرمگاہوں کو ملانا مباشرت فاحشہ کہلاتا ہے جس کا حکم یہ ہے کہ اگر مرد نے بحالت انتشار اپنی شرمگاہ کو عورت یا مرد کی شرمگاہ سے ملایا یا عورت عورت نے ملائیں تو اس فعل سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مرد کے لئے شرمگاہ کے انتشار کی شرط ہے عورت کے لئے نہیں اس کا ہر حالت میں وضو ساقط ہوگا۔ (در مختار)

سوال۔ بعض استنجا ڈھیلے سے کیا اور وضو کر لیا اس کے بعد یاد آیا کہ طہارت کرنی باقی ہے تو کیا کرے۔

جواب۔ وہ بعد میں پانی سے اسطرح طہارت کرے کہ پاؤں نہ پھیلائے اور منہ نیچے کو سانس کا زور دے۔ اور اگر پاؤں پھیلا کر اور سانس کا زور نیچے کو دیکر استنجا کرے گا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ مگر اس کو پھر وضو کر لینا بہتر ہے۔ (عالمگیری وغیرہ)

سوال۔ کیا اپنا اور غیر کا ستر دیکھنا بھی ناقض وضو ہے؟

جواب۔ ہرگز نہیں۔ یہ غلط مشہور ہے کہ گھٹنا اور ستر کے دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ بے ضرورت ستر کھلا رہنا ممنوع اور دوسرے کے سامنے کھولنا حرام ہے۔ (عالمگیری)

سوال۔ پھنسی اچھی ہوگئی مگر اس کا پوست باقی ہے جس کے اوپر منہ اور اندر جگہ ہے اس میں پانی بھر گیا اور پھر نکلا تو کیا حکم ہے؟

جواب۔ اس سے وضو نہ ٹوٹا اور نہ وہ پانی ناپاک ہے۔ ہاں اگر اس میں خون وغیرہ کی تری باقی ہے تو پانی نکلنے سے وضو جاتا رہا اور وہ پانی بھی ناپاک ہے۔

مسائل رمضان المبارک

رمضان المبارک کا مہینہ اسلامی برکات میں سے ایک عظیم الشان برکت کا مہینہ ہے اس مبارک مہینہ میں حق سبحانہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں کا بندوں پر نزول ہوتا ہے بہت خوش قسمت و مبارک ہیں وہ لوگ جو روزہ رکھیں اور اس پاک مہینہ کی برکات سے فائدہ اٹھائیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یوں تو ہر نیکی کے بدلے دس نیکیاں ضرور بقدر اخلاص سات سو گنے تک تو میں دیتا ہی ہوں مگر چونکہ روزہ خاص میری خوشنودی کے لئے رکھا جاتا ہے اس لئے اس کا بدلہ میں خود دونگا۔ اور فرمایا کہ روزہ عذاب دوزخ سے بچانے کی ایک ڈھال ہے اور فرمایا کہ روزہ دار کے منہ کی مہک خدا کے نزدیک مشک سے زیادہ محبوب و مقبول ہے اور فرمایا کہ جو شخص رمضان کے دنوں میں روزہ رکھے اور رات کو عبادت (تراویح وغیرہ) کرے اس کے پہلے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں اور فرمایا کہ روزہ دار سے اگر کوئی جاہل لڑنے جھگڑنے لگے تو کہدے بھائی میں تو روزہ سے ہوں۔ یعنی مجھے لڑائی جھگڑے سے معاف رکھو اور فرمایا کہ جس شخص نے بغیر عذر شرعی رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دیا تو پھر ساری عمر کے روزے بھی اس کے قائم مقام نہ بن سکیں گے یعنی ثواب و فضیلت میں ایک روزے کے برابر نہ ہوں گے۔

روزہ فرض ہونے کی شرطیں

مسلمان عاقل۔ بالغ۔ مقیم۔ تندرست ہونا اور عذروں سے خالی ہونا جن کی وجہ سے روزہ رکھنا مباح ہو جاتا ہے۔ ان عذروں کا آگے ذکر آتا ہے۔

روزہ کے صحیح ہونے کی شرطیں

نیت یعنی دل سے روزہ کا قصد کرنا اور زبان سے بصوم غد نویت من شہر رمضان کہنا مستحب ہے اگر نیت روزہ کی نہ کرے اور تمام دن نہ کھائے نہ پیئے تاہم روزہ صحیح نہ ہوگا۔ روزہ کی نیت سحری کھانے کے بعد کرلی لیکن ابھی صبح صادق سے پہلے کھانا پینا درست ہے رمضان کے ہر روزہ کی نیت ہر روز کرنی چاہئے۔ سحری کھانا نیت کے قائم مقام ہے۔

سحری کھانے کا بیان

سحری کھانے کی حدیث شریف میں بہت فضیلت آئی ہے اور اس کو انبیاء علیہم السلام کی سنت فرمایا گیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو۔ اس میں بہت برکت ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ پیٹ بھر کر ہی کھائے بلکہ جس قدر رغبت ہو کھا پی لے۔ ایک دو گھونٹ پانی کے ایک دو گھونٹ پی لینے سے ہی سنت ادا ہو جائے گی۔ سحری آخری وقت میں کھانا مستحب ہے۔ بشرطیکہ طلوع صبح صادق سے پہلے ختم کر دیا جائے۔ اگر صبح صادق ہو جانے کا شبہ ہو جائے تو پھر نہ کھائے۔ سحری کھانے کی اجازت صبح صادق سے پہلے تک ہے۔ کسی تاواقف مؤذن کی اذان سے سحری کھانا ممنوع نہیں ہو جاتا۔

افطار کا بیان

آفتاب غروب ہوتے ہی افطار کرنا مستحب ہے دیر کرنی نہ چاہئے۔ ابر کے دن احتیاطاً تھوڑی تاخیر بہتر ہے کھجور سے افطار مستحب ہے۔ کھجور نہ ہو تو پانی افضل ہے۔ اگر کسی اور چیز سے افطار کیا۔ جب بھی مضائقہ نہیں افطار کے وقت یہ دعا پڑھنا بہتر ہے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ ذَھَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

مستحبات روزہ

روزہ میں لغو اور فضول باتوں سے پرہیز کرنا کثرت سے عبادت کرنا شب بیداری کرنا۔ عشرہ اخیر کا اعتکاف کرنا۔

مکروہات روزہ

روزہ میں یہ چیزیں مکروہ ہیں ان میں سے کسی بات کے کرنے سے روزہ کا ثواب کم ہو جاتا ہے۔ غیبت کرنا۔ جھوٹ بولنا۔ چغلی کھانا۔ کسی کو برا کہنا۔ گالی دینا۔ بلا ضرورت کسی چیز کو چبا کر تھوک دینا۔ روزے کی حالت میں بلا ضرورت ناپاک رہنا۔ منہ میں قصداً تھوک جمع کرکے نگل جانا۔

مفسدات روزہ

قصداً کھا پی لینا۔ قصداً منہ بھر قے کرنا۔ کان یا ناک میں دوا ڈالنا۔ قصداً جماع کرنا۔ حلق کے راستے یا حقنے کے ذریعہ پیٹ میں دوا پہنچانا۔ روزہ یاد ہونے کی حالت میں کلی کرتے ہوئے بلا قصد حلق میں پانی چلا جانا۔ صبح صادق کے بعد رات سمجھ کر سحری کھا لینا دن میں یہ سمجھ کر کہ شام ہوگئی افطار کر لینا۔ ان سب چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا واجب ہوتی ہے۔ اور صرف اس صورت میں کہ کوئی غذا یا دوا قصداً کھا پی لے یا قصداً جماع کرے کفارہ بھی واجب ہوتا ہے۔

مستثنیات روزہ

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اور مکروہ بھی نہیں ہوتا۔ بھول سے کھا پی لینے یا جماع کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کان میں پانی چلا جائے۔ یا خود بخود قے ہو جائے۔ یا خواب میں احتلام ہو جائے۔ یا قے خود بخود آکر حلق میں لوٹ جائے۔ یا آنکھ میں دوا ڈالی جائے ان باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ روزہ میں مسواک کرنا۔ خوشبو سونگھنا سرمہ لگانا۔ سر میں تیل ڈالنا جائز ہے۔

روزے نہ رکھنے کے عذر

اگر مرض پیدا ہونے یا مرض بڑھ جانے کا اندیشہ ہو دودھ پلانے والی کو اپنی یا اپنے بچوں کی جان کا خوف ہو یا عورت حاملہ ہو اور روزہ سے نقصان کا خوف ہو یا مسافر ہو یا شدت بھوک و پیاس سے جان کا خوف ہو ان تمام حالتوں میں جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے اور مستقل

… [illegible] کرے۔ بعد حیض و نفاس کے باقی روزے
… چھوٹے روزے رکھے تو ہو جائے گا۔ اور اتنا بوڑھا کہ روزے
… کی طاقت ہے اور نہ آئندہ امید کہ طاقت ہو اسے جائز ہے کہ
روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلے ایک صدقہ فطر کی مقدار مسکین کو
دے۔

نماز تراویح

نماز تراویح رمضان شریف میں مرد اور عورت دونوں کے لئے سنت
موکدہ ہے۔ اور معلوم ہو کہ نماز تراویح روزہ کے تابع نہیں ہے۔ جو لوگ
کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں ان کو بھی تراویح پڑھنی سنت ہے
اگر نہ پڑھیں گے تو ترک سنت کا گناہ ان پر ہوگا۔ مسافر اور مریض
جو روزہ نہ رکھتا ہو اور اسی طرح حیض و نفاس والی عورت۔ اگر اول
کے وقت طاہر ہو جائے۔ اور اسی طرح وہ کافر جو اسلام لائے۔ ان
سب کو تراویح پڑھنا سنت ہے۔ اگرچہ ان لوگوں نے روزہ نہیں
رکھا۔ (مراقی الفلاح) تراویح کا وقت بعد نماز عشا کے شروع ہوتا ہے
اور صبح کی نماز تک رہتا ہے۔ نماز عشا سے پہلے اگر تراویح پڑھی جائے
تو اس کا شمار تراویح میں نہ ہوگا۔ بہرحال تراویح پڑھنا بہتر ہے اگر
پہلے پڑھے تب بھی درست ہے۔

اعتکاف

رمضان شریف کے اخیر عشرہ میں مسجد میں ٹھہرنا سنت موکدہ ہے۔
عورتوں کو اپنے اپنے گھروں میں اعتکاف کرنا چاہئے۔ بلا ضرورت
باہر نہ جائے۔ اعتکاف میں نفلیں و تسبیحیں۔ تلاوت قرآن شریف
کرنی چاہئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کا اہتمام خصوصاً اخیر
عشرہ میں زیادہ فرماتے تھے۔ تخصیص کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ
لیلۃ القدر غالباً اسی عشرہ میں ہوتی ہے جس کی نسبت قرآن شریف
میں وارد ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

صدقہ فطر

جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو۔ یا مال زکوٰۃ تو نہ ہو
مگر ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال اس کے پاس ہو جتنی
قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر صدقہ فطر دینا واجب ہے
صدقہ اپنی طرف سے اور باپ پر اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے دینا
واجب ہے۔ اگر نابالغ اولاد مالدار ہو تو ماں باپ پر واجب نہیں
بلکہ ان ہی کے مال سے دے۔ میاں پر بیوی کی طرف سے اور بیوی
پر شوہر کی طرف سے دینا واجب نہیں۔ دیدیں تو استحسانا جائز ہے
صدقہ فطر میں گیہوں یا اس کا آٹا دے تو انگریزی تول سے پونے
دو سیر دینا چاہئے۔ یا جو یا جو کا آٹا دے تو اس کا دوگنا۔ اگر کوئی
… دینا چاہے تو اتنا دے کہ اس کی قیمت پونے دو سیر
… کے برابر ہو۔ گیہوں وغیرہ کی قیمت دیدی جائے تو جائز ہے

ایک آدمی کا صدقہ ایک ہی فقیر کو دے یا کئی فقیروں کو اختیار ہے صدقہ
فطر کے مستحق وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں۔

سنن عید الفطر

غسل کرنا حتی المقدور عمدہ کپڑے پہننا۔ خوشبو لگانا کوئی میٹھی چیز کھا کر
جانا۔ ایک راستے جانا دوسرے سے واپس آنا۔ پیدل جانا۔ آہستہ
تکبیر کہنا۔

نماز عید الفطر

نماز کی نیت یہ ہے۔ نیت کی میں نے دو رکعت نماز عید الفطر واجب
کی ساتھ چھ تکبیروں کے پیچھے امام کے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ کر
ثنا پڑھے پھر تین مرتبہ اللہ اکبر کہتا ہوا کانوں تک ہاتھ اٹھائے
پہلی دو مرتبہ میں ہاتھ چھوڑ دے۔ تیسری بار باندھ لے۔ دوسری
رکعت میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے تین تکبیریں کہے۔ ہاتھ ہر
بار چھوڑ دے۔ چوتھی تکبیر کہتا ہوا۔ رکوع کرے۔ نماز کے بعد امام
دو خطبے پڑھے اور سب لوگ خاموشی سے سنیں۔ دور والے
لوگ جن کو آواز نہ پہنچے۔ وہ بھی خاموش بیٹھے رہیں۔ عید کی نماز میں
اذان اور تکبیر نہیں ہوتی۔

سیاسیات

جداگانہ اور مخلوط انتخاب پر ایک نظر

(از جناب مولانا شیخ محمد عبداللہ صاحب وکیل ایم ایل سی علیگڑھ)

مخلوط انتخاب اور تناسب آبادی کی ہندگی

موجودہ حالات میں مخلوط انتخاب مسلمانوں کے لئے کسی طرح مفید ثابت نہ ہوگا۔ صوبہ متحدہ میں مسلمانوں کے ووٹ دس فی صدی ہیں۔ اب اگر مخلوط انتخاب ہوجائیگا تو مسلمانوں کا ایک آدمی بھی منتخب نہیں ہوسکتا۔ مگر کانگرسی مسلمانوں نے ایک حیلہ شرعی مسلمانوں کو مغالطہ دینے کے لئے ایجاد کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ آبادی کی نسبت سے ہر قوم کے ممبروں کی تعداد مقرر کردی جائے اور منتخب کرنے والے مخلوط کر دئے جائیں۔ یعنی ہندو اور مسلمان دونوں مل کر دونوں قوموں کے امیدواروں کو منتخب کریں۔ میں تو اس تجویز کی نسبت بجز اس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کہ ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

میں اس تجویز سے بدرجہا یہ بہتر سمجھوں گا۔ کہ کونسلوں میں سب ہندو ہی ہندو ہوں اور ہماری کونسلیں آزاد انسانوں کی کونسلیں ہیں۔ اور ان میں غلامی کا عنصر بالکل نہ ہو۔ جس قوم کے دس فی صدی ووٹ ہوں اس کے افراد جب کونسلوں میں سو آدمیوں کے قائم مقام ہوکر جائیں گے تو کسی کی نیابت کا حق ادا کریں گے۔ ان کے منتخب کرنے والوں میں نوے ووٹ تو ہندوؤں کے ہوں گے اور دس مسلمانوں کے اب اگر سب کے سب ووٹ جائے انتخاب پر حاضر بھی ہوجائیں تو بھی ایک مسلمان امیدوار نوے ہندوؤں اور دس مسلمانوں کا نائب سمجھا جائے گا۔ اس کا فرض ہوگا کہ ہندوؤں کی اور مسلمانوں کی برابر نیابت کرے۔ اب فرض کرو کہ گاؤکشی کا مسئلہ پیش آگیا یا مسجد کے سامنے باجے کا مسئلہ پیش آگیا اور کونسل میں اس کی بحث چھڑ گئی تو پھر ہمارے راجہ صاحب محمود آباد یا سر علی امام یا مسٹر جناح یا ہمارے دوست مسٹر محمد یعقوب یا دیگر ممبران اسمبلی تبائیں کہ کونسل میں مسلمان ممبروں کا کیا عمل ہونا چاہئے۔ کیا ان کو نوے فی صدی ووٹ دینے والوں کا لحاظ کرنا چاہئے یا دس فی صدی والوں کا۔ درایسی حالت میں قدرتاً ہم کو مسلمان ممبروں سے بجز اس کے اور کچھ توقع نہیں ہوسکتی۔ کہ وہ خاموش بیٹھے رہیں اور غیر جانبدار ہوجائیں۔ کونسلوں میں اکثر مسلمانوں کی خاص تعلیمی ضرورتوں پر بحثیں چھڑ جاتی ہیں۔ یا ملازمت کے معاملات میں مسلمانوں کے حقوق کی بحث آجاتی ہے۔ ہمارے کانگرسی مسلمان ممبر تبائیں کہ مسلمان ممبروں سے ایسے موقعوں پر قوم کو کیا توقع رکھنی چاہئے۔ زیادہ سے زیادہ غیر جانب داری کی توقع ہوسکتی ہے اب تو غالباً کسی ناواقف سے ناواقف آدمی کو بھی شبہ باقی نہیں رہے گا۔ کہ مسلمان ممبر دوسروں کی غلامی کے طوق اپنے گلے میں ڈال کر کونسلوں میں جایا کریں گے۔ اس سے بہتر ہے کہ ہماری کونسلیں غلاموں سے بالکل پاک و صاف ہیں۔

مسلمان ممبر کن کے مندوب ہوں گے

ہم کانگرسی مسلمانوں سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ مخلوط انتخاب کے ذریعہ سے مسلمانوں کو کونسلوں میں پہنچانے میں کیا فائدہ ہے۔ مسلمان ممبر مسلمانوں کی نیابت تو ہرگز نہیں کریں گے۔ اگر وہ کریں گے تو نہایت سخت نالائقی کا کام کریں گے۔ کہ جن ووٹروں کی کثرت رائے سے وہ منتخب ہوئے ہیں ان ہی کی مرضی اور حقوق کے خلاف وہ وکالت کریں گے۔ اور بڑی بات تو یہ ہے۔ کہ ان مظلوموں پر منتخب کرنے والوں کا اس قدر دباؤ ہوگا۔ کہ وہ ان کی مرضی کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔ کانگرسی مسلمانوں میں اکثر حضرات وکالت پیشہ بھی ہیں ان کو تجربہ سے معلوم ہونا چاہئے تھا کہ ہر اہل معاملہ جس کو وکیل کرتا ہے۔ اس کو اپنے یا اپنے دوستوں کے مشورے اور مرضی سے کرتا ہے اور اپنے وکیل کے انتخاب میں کسی دوسرے فریق کا دخل نہیں چاہتا۔ ممبران کونسل کی بعینہ وہی حیثیت ہوتی ہے جو وکیل کی ہے اب اگر کونسلوں میں جانے سے یہ غرض ہو کہ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کی جائے تو میرے نزدیک مخلوط انتخاب سے یہ غرض ہرگز پوری نہیں ہوسکتی۔ اور برخلاف اس کے اگر چند ممبروں کو محض دکھانے کے لئے کونسلوں میں بھیجنا منظور ہو تو ممبران کو مسلمانوں کا نائب کہنا فضول ہے۔ مسلمان سیاسی اصول سے پورے طور پر واقف ہی نہیں اسی وجہ سے میں نے کہا۔ کہ کانگرسی مسلمانوں کی عجیب و غریب تجویز سے ان غریبوں کو سخت مغالطہ ہورہا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جب مسلمان ممبروں کی تعداد معین ہوجائے گی۔ تو پھر انتخاب جداگانہ کی ضرورت ہی کیا باقی رہے گی۔

لائق مسلمان بے بس ہوجائیں گے

مخلوط انتخاب میں ایک اور قباحت ہے۔ جو مسلمان قوم کے حقوق کی حفاظت کا خیال اپنے سامنے رکھ کر اپنا انتخاب چاہیں گے وہ ہرگز منتخب نہ ہوسکیں گے مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ گورنمنٹ کے اور ہندوؤں کے دونوں کے مقابلہ میں ضروری ٹھہرتا ہے گورنمنٹ کے مقابل میں تو ایسا ممکن ہے جس میں ہندو اور مسلمان دونوں مساوی حیثیت سے گورنمنٹ کے مقابل کھڑے ہوں گے جیسے کہ اس وقت تک برابر کھڑے رہے ہیں۔ لیکن جب کسی معاملہ میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان جھگڑے کی بحث پیش آئے گی۔ تو مسلمانوں کی قوم کو اپنے نائبوں کے ذریعہ سے [illegible]

...ہوگی۔ اب فرض کیجئے کہ ایک مسلمان ہر طرح سے لائق اور ...ت ہے۔ لیکن اس کے دل میں اپنی قوم یعنی مسلمانوں کی خاص ہمدردی ... وہ کونسل میں جانا چاہتا ہے۔ اور اس کے مقابل میں ایک ذلیل ہستی محض ... ہندو کی غرض سے کھڑی ہو جاتی ہے۔ اور وہ نوے فی صدی دوروں ... قومی محسوسات کو ختم کر دینا ہے۔ کہ جو شخص میرے مقابل میں کھڑا ہے۔ تو وہ لائق ہے۔ مگر کونسل میں جب موقع ملے گا۔ تو ہندؤں کی مخالفت کریگا لائق شخص جواب دیتا ہے۔ کہ خواہ مجھ کو منتخب کرو یا نہ کرو۔ لیکن میں مسلمانوں کے دائمی حقوق کے تحفظ میں کبھی وقیقہ اٹھا نہ رکھوں گا۔ مخلوط انتخاب کے حامی فرمائیں۔ کہ ان دونوں شخصوں میں سے کونسا شخص منتخب ہوگا۔ اس میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ کہ وہی شخص منتخب ہوگا جو ہندؤں کا ہر بات میں ان کی تائید کرنے کا وعدہ کرے گا۔ اور یہ یقینی امر ہے کہ کونسل میں مخلوط انتخاب کے ذریعے سے لائق سے لائق ہندو اور نالائق سے نالائق مسلمان جایا کریں گے۔ کوئی شخص اس بات کو پسند نہیں کرے گا۔ کہ ایک لائق مسلمان کو منتخب کر کے خواہ مخواہ اپنے لئے مخالفت کا سامان پیدا کرے ہندو ووٹر اس معاملہ میں قطعی حق بجانب ہوگا۔ کہ وہ کسی نالائق مسلمان کو ووٹ دے۔ پس کونسلوں میں عجیب نظارہ دکھائی دے گا۔ ہمارے سر فرد اور روشن قسمت ہندو بھائی سب کے سب لائق فائق کونسلوں کی سامنے کی کرسیوں پر بڑی شان سے بیٹھے دکھائی دیں گے۔ اور برخلاف اس کے پیچھے کی بنچوں پر چند مسلمان کرسیوں پر آرام سے بیٹھے یا اونگھتے دکھائی دیں گے کیونکہ ان کے لئے کرنے کا کوئی اور کام نہ ہوگا۔ اور علاوہ بریں وہ منتخب ہی اس واسطے کئے جائیں گے۔ کہ وہاں جا کر نہ کسی کی سنیں اور نہ کچھ کہیں۔ آرام سے سویا کریں۔ اسے کانگرسی مسلمان بھائیو۔ سچ بتاؤ کہ آپ صاحبان خود بھی سمجھتے ہیں یا نہیں کہ مخلوط انتخاب کا کیا نتیجہ ہونیوالا ہے۔

نشستوں کی تخصیص

اگر انتخاب جداگانہ چھوڑنے کی رائے دی جاتی ہے تو پھر مسلمان ممبروں کی جگہ مقرر کرانے کی رائے نہایت ناقص رائے ہے۔ ہمیں اسے ہندؤں کے رحم پر چھوڑ دینا چاہئے۔ تاکہ وہ اپنی ذمہ داری محسوس کریں۔ اور مسلمانوں کے حقوق پامال نہ کریں۔ اور حکومت میں آسانی ہو۔ ممبروں کی جگہ مقرر کرا کے مخلوط انتخاب کے ذریعہ سے ناقابل اور نام کے مسلمانوں سے کونسل کی کرسیوں کی تذلیل کے علاوہ ہندوؤں کے دل میں یہ کانٹا ہر وقت کھٹکتا ہو کہ مسلمان ہم پر اعتبار نہیں کرتے اور اپنی قوم کے ممبروں کے ذریعہ سے اپنی نیابت کرانا چاہتے ہیں۔ نیز اکثر مسلمان ممبروں کی ہی تائید اور ووٹ سے مسلمانوں کے حقوق کے خلاف قانون اور رزولیوشن پاس ہوا کریں گے تو بعد میں کہا جائیگا۔ کہ جب مسلمان ممبر خود اپنی رائے میں شریک تھے تو پھر مسلمانوں کو شکایت کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ مسلمانوں مہربانی سے کبھی تو اپنے نفع نقصان کی بات سوچنے کی کوشش کیا کرو

اصلاحِ نسواں

بیگم نذر سجاد حیدر

(از جناب مولانا مولوی مسعود الرحمٰن خانصاحب بیلی بھیت)
(گذشتہ سے پیوستہ)

"حرم" ایک زنانہ معتدل رسالہ ہے جسکا مقصد اپنے طبقہ کی خدمت مدنظر ہو مالکان حرم کی ہمارے دل میں بہت وقعت و عزت ہے مگر جو طریقہ اُنہے مضمون نگارہ بیگم صاحبہ کی ہمت و قدر افزائی کا اختیار کیا ہے وہ کسی طرح مستحسن نہیں۔ نذر سجاد حیدر صاحبہ کی بیشتر تحریرات ایسے آزاد اور مخرب اخلاق پیرایہ میں سپرد قلم کی جاتی ہیں جس سے نوجوان ناتجربہ کار لڑکیوں کے اخلاق و کیرکٹر پر برا اثر پڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ قبل اس کے کہ بیگم صاحبہ کی اس تحریر پر کچھ لکھا جائے جو ابھی تازہ "تہذیب النسواں" کے پرچے میں نظر سے گذرا۔ ضروری ہے کہ اپنا خیال مسئلہ تعلیم النسواں کے متعلق ظاہر کر دیا جائے۔

سلئے۔ میں ہر مرد و عورت کے لئے تعلیم کے انتہائی حامی۔ مگر اس طریقۂ تعلیم کا انتہائی شدت سے مخالف جو آجکل کی روشن خیال خواتین کے لئے سرمایۂ تفاخر و بہجت ہے۔ آجکل کی اصطلاح میں ایسی تعلیم سے مراد صرف انگریزی خوانی اور آزادی ہوا کرتی ہے۔ براہ کرم آپ مجھے معاف فرمائیں اگر میں اس موضوع پر ذرا صفائی سے اظہار خیال کروں۔ میرے نزدیک آجکل کی تعلیم سے مراد صرف تمنائے مرکوز کا حاصل کرنا ہے جس سے ایک عورت فراک، گاؤن اور اونچی ایڑی کی گرگابی، پیانو، ٹینس، بیڈمنٹن، شکار، تھیٹر، سینما، وغیرہ وغیرہ تک پہونچ سکے۔ اور سب سے بڑے "کفر" کا توڑنا جو ان آرزوں کو کامیاب کر دے یعنی پردہ!!

آج سینکڑوں گھرانے ہندوستان میں آپ کو ایسے ملیں گے جو بود و باش میں انگریزی پیروی طرز و لباس میں انگریزوں کی تقلید اور انداز و ادا میں انگریزوں کی نقالی اپنی زندگی کی بہترین سعادت جانتے ہیں۔ چنانچہ مختصر یہ۔ میں اس حد تک عورتوں کی تعلیم کا سختی سے حامی ہوں کہ وہ علم کو علم کے طور پر پڑھیں جس سے قوم و ملک کی ہمدردی وابستہ ہے یقیناً اب میرا عقیدہ تعلیم نسواں کے متعلق بہت کچھ سمجھ چکی ہوگی جذبۂ حمایت آزادی نسواں کا جو تلاطم آپ کے سینہ میں موجزن ہے خدا را اس کو قابو میں رکھئے اگر یہی شدت سے وہ موجزن رہا تو آج نہیں تو کل اس کے برباد کر دینا

آپ تو اور آپ کے طبقہ کو برداشت کرنے پڑیں گے جنکی وجہ سے حسن کرخت پر بھی آپ مصیبتوں کی ذمہ دار ہونگی۔ خدا را ٹھنڈے دل سے سوچئے اور نتائج پر ٹھنڈے دل و دماغ سے تفکر و تفحص فرمائیے۔ ۱۲ نومبر کا "تہذیب النسواں" میرے ایک پنجابی مکرم دوست مسٹر ثناء اللہ ایم اے نے مجکو دکھلایا اور کہا "دیکھئے ہندوستانی خواتین کا جذبہ آزادی دیکھا" تہذیب لیکر میں نے پڑھا جس شعر سے مضمون کی ابتدا ہوتی ہے۔ میں اس کو پڑھکر ہی مضمون کا مفہوم سمجھ گیا مگر تاہم لطف اور مسافت گذاری کے لئے مکمل تحریر پڑھی۔ آپ نے "دوزخ کا نظارہ" کے عنوان پر جو تحریر سپرد قلم فرمائی ہے وہ مغربی تہذیب و شائستگی کا مکمل نمونہ اور انداز ہندو سپردگی پر ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اصل مضمون کا ایک مختصر حصہ قارئین کی ضیافت طبع کے لئے پیش ہے، آپ پڑھکر خود فیصلہ فرمائیے کہ اس پروپگنڈے میں آپ کہاں تک حق بجانب ہیں اور یہ سیلاب فتنا آپ کو کہاں سے کہاں بہائے لے جا رہا ہے۔ ملاحظہ ہو

"صرف اتنے حوصلہ اور فراخدلی کی ضرورت ہے کہ اکثر تعلیمیافتہ اور روشنخیال خاندان جو پردے میں بہت کچھ کمی کر چکے ہیں وہ ان "اچھے" تعلیم یافتہ اور مہذب لڑکوں کو گھروں میں آنے دیں جنکو وہ دامادی کے لئے پسند کر سکتے ہیں۔

(اچھے تعلیم یافتہ کا معیار آپ نے مقرر فرما دیا ہوتا)

اور ان کے بعد متوسط درجہ کے لوگ جن میں تعلیم بھی متوسط ہے اور پردے کی شدت ہے۔

(ہمارے نزدیک تو یہی متوسط طبقہ جس میں پردے کی جائز شدت ہے انفس ترین انسان ہیں) وہ اتنی مہربانی کریں کہ لڑکی کے جوان ہوتے ہی ان کا خاندان کے لڑکوں چچازاد۔ ماموں زاد۔ خالہ زاد پھوپی زاد۔ بھائیوں سے پردہ نہ کرائیں بلکہ ان کو آپس میں ملنے جلنے دیں (اس ملنے جلنے کے جو نتائج نکلیں گے وہ اہل بصیرت پر روشن ہیں) اور خود ان کے رجحان خیالات اور میلان طبائع کا خیال رکھیں اور غور کرتے رہیں کہ کون سے بھائی کونسی بہن کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ کس کس کی بہت محبت ہے اور خاص پسندیدگی کو گھر بھر خوشگوار تعلقات کی بنا سمجھ کر منگنیاں کر دیں۔ اس صورت میں ان شدید پردہ دار گھرانوں کو غیر لڑکوں سے پسندیدگی کرانی نہ ہوگی۔ اگر قریبی رشتہ داروں میں اچھا لڑکا میسر نہ ہو تو

... ... کریں تو اپنے پہلے شادی شدہ لڑکوں اور لڑکیوں
کا ... والوں کو جو غیر ہیں دل لخت کر کے اپنا عزیز خیال کر لیں۔
... شدہ پیدا داروں کے لئے ورنہ آجکل جو اعلیٰ
تعلیم یافتہ طبقہ ہے وہاں قریب قریب یہ دامفقود ہے اور ان کو
ہر طرح آسانی حاصل ہے"۔
یہ ہیں وہ چند سطریں جو "آتشین" عنوان والے مضمون کا خلاصہ ہیں۔
اس کے معنی تو بالکل صاف ہیں یعنی کہ آپ حیا سوز کاموں کے لئے شرفاء
کے گھرانوں کو دعوت بربادی دے رہی ہیں۔ اس لئے کہ آپ نے اپنے اس
مضمون میں "اعلیٰ تعلیمیافتہ" طبقے نہیں بلکہ شدت پردہ کے حامی اور
متوسط الحال تعلیم یافتہ خاندانوں کی فلاح و بہبود کا بیڑا اٹھایا ہے۔

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

کیا یہ ہندوستانی شرفاء کے خاندانوں کو منظر عام پر لانے اور
خراب و رسوا کرنے کی تجاویز نہیں ہیں؟! دوسرے معنی میں ان تجاویز کو
"کورٹ شپ" کیوں نہ کہا جائے؟!! آپکا بھی تو یہی مقصود ہے نا ــ
فرمائیے!! کیا اسلامی تعلیم و تربیت کے یہی نتائج ہیں۔ آخر آپ حامی نسواں

حامی نسواں طبقہ پر انگریزی تقلید کا جذبہ غالب اسقدر کیوں طاری ہے
نذر سجاد حیدر صاحبہ اور ان کی ہمنواؤں کی آزادانہ روشوں و چشیوں
کی انتہا ہو گئی۔ قابل افسوس ہیں ملک کے وہ جرائد و اخبارات جو اس
قسم کی تحریرات کو اپنے قیمتی و گرانقدر کالموں میں جگہ دیکر ایک نئے فتنہ
کا آغاز کر رہے ہیں۔ خصوصاً وہ رسالے جن کا دعوی طبقۂ نسواں کی اصلاح
اور ان کی زندگی و معاشرت کو سنوارنا ہے۔ کیا اس سے جماعت نسواں کی
اصلاح ہوگی؟ ہمارے نزدیک تو یہ تخریب کا آغاز ہے۔ دلوں سے مخالفانہ
جذبات کو دور کیجئے اور پھر غور فرمائیے کہ یہ آپ کے آئین در اصل کہاں تک
شریف گھرانوں کے لائق توجہ و درخور قبول و عمل ہیں۔ مسلمانوں کے
شیرازے کی پراگندگی و انتشار کا تو یہ عالم ہے کہ خدا کی پناہ بقول مرزا غالب

ہوا مخالف و شب تار و بحر طوفان خیز
گسستہ لنگر کشتی و ناخدا خفت است

اسپر بھی کسی توجہ و تنظیم استوار کرنے کا خیال تو درکنار اور جدید فتنوں کا
آغاز بروئے کار لایا جا رہا ہے۔ خدا رحم فرمائے قوم کی جان ناتوان
اور اسکی خستہ حالی و درماندگی پر۔ ... بس ۞

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَ

اور زمین میں کوئی چلنے والا نہیں مگر یہ کہ اسے روزی دینا اللہ کے ذمہ ہے اور

يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ط كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝ وَهُوَ

وہ اس کے رہنے کی جگہ اور اس کے دفن ہونے کا مقام جانتا ہے (اور یہ) سب باتیں ایک واضح کتاب یعنی لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہیں

الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ

وہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا اور اس وقت اس کا عرش

وما من دابۃ۔ اس کے پہلے کی آیت میں حق تعالیٰ نے
اپنا عالم الغیب اور جمیع اشیاء سے واقف ہونا
بیان فرمایا تھا۔ اب اس آیت میں فرماتا ہے کہ زمین
پر جسقدر جاندار ہیں سب کا رزق ہمارے پاس ہے
جس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اگر وہ تمام اشیاء
کا عالم نہ ہوتا تو اس قدر بیشمار مخلوقات کو
رزق کس طرح دیتا۔
مستقر اور مستودع کے اصل معنی ایک ہیں
مگر روایات کے مصداق مفسرین نے ٹھہرنے میں مستقر
سے بعد پیدائش کے دنیا میں رہنے کی جگہ اور مستودع
سے دفن ہونیکا مقام مراد لیا ہے۔ اس کے بعد حق
تعالیٰ نے اپنی قدرت کے بڑے نشانات یعنی آسمان و زمین
کو پیدا کر کے بیان فرمایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب
فرمایا لکن کہا تم لیتی! وجود یکہ ہماری قدرت کے
اتنے بڑے بڑے آثار نمایاں ہیں پھر بھی
ان کا فرض ہے جب مردوں کے قیامت
میں زندہ کئے جانے کا ذکر کیا جاتا
ہے ۞

سب سے بڑی تفسیر والا قرآن شریف

تفسیر کی زبان اس قدر آسان اور دلچسپ ہے
کہ عورتیں اور کم پڑھے بچے بڑی آسانی سے
پڑھ اور سمجھ سکتے ہیں یہ قرآن مجید اپنی کتابت
کے اعتبار سے بھی لاجواب ہے کیونکہ اس زمانہ میں تو کوئی ایسا نسخہ نظر آتا ہی نہیں۔ نہ خط اتنا عمدہ اور خوشخط
لیتھو چھپائی اتنی صاف ہے کہ بالکل ٹائپ معلوم ہوتی ہے۔ ایسے کی چھپائی بس اتنی صاف ہو سکتی ہے۔ کتابت خوشنما
تقطیع ۱۳ انچ طویل اور ۱۰ انچ عریض جلد بہت چوڑی ... یہ ساتھ ہی اہم مضامین بہت ہی مفصل طور پر
اور قرآن شریف کے ساتھ اور جن چیزوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے یعنی آداب تلاوت ... و علامات ختم قرآن
وہ سب اس میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں اگر آپ یہ قرآن شریف ملاحظہ فرمائیں تو مبہوت رہ جائیں کہ
اتنا نایاب قرآن کیونکر اتنا سستا بک سکتا ہے اس کا ... آٹھ روپیہ ہے جو اسکی خوبیوں کے لحاظ سے
کچھ بھی نہیں لیکن صرف رمضان شریف بھر اسکا ... سات روپے محصولڈاک ... خریدار
ملنے کا پتہ: سید حسن انیس منیجر رسالہ پیشوا پوسٹ بکس ۱۰۵ دہلی

رباعیات سرمد ... قیمت ۱۲ر
منیجر پیشوا دہلی سے منگائیے

الہامی قصے

حضرت سلیمانؑ و ملکہ بلقیسؑ

(از جناب مولانا مولوی محمد عبد التواب صاحب مولوی عالم فاضل)

(گزشتہ سے پیوستہ)

عقاب نے کہا بس یہی کہا تھا۔ کہ میں ہدہد کو بہت مار دوں گا یا ذبح ہی کر ڈالوں گا ورنہ اپنی غیر حاضری کی کوئی معقول وجہ بیان کرے۔

ہدہد نے کہا۔ تو بس میں اب بچ جاؤں گا۔ کیونکہ میرے پاس غیر حاضری کی معقول وجہ موجود ہے۔

عقاب نے ہدہد کو سلیمان علیہ السلام کے حضور میں لا کھڑا کیا۔ ہدہد عتاب شاہی سے لرز رہا تھا۔ دونوں ہاتھ باندھے سر اٹھائے۔ دم دبائے۔ بازو جھکائے۔ نہایت عاجزی اور بے بسی کے عالم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے قدموں پر جا گرا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کو تاج سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا پھر فرمایا کہ تو ہمارے حضور سے بلا ہماری اجازت کے کیوں چلا گیا تھا۔

ہدہد نے عرض کیا کہ اے میرے آقا! میں آپ کا نہایت حقیر و ذلیل چھوٹا سا خادم ہوں۔ مجھ سے خطا ہوئی۔ میں دیر تک غیر حاضر رہا۔ اب میں معافی کا خواستگار ہوں۔ اگر حضور میری جان بخشی فرمائیں تو میں سب کچھ عرض کر دوں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ جو واقعات غیر حاضری کی حالت میں پیش آئے ہیں وہ سب بیان کر دو۔

ہدہد نے کہا۔ کہ اے حضرت! میں ملک سبا سے ایک ایسی مہتم بالشان خبر لایا ہوں۔ جسکی جناب کو آجتک اطلاع نہیں ہوئی۔

فَقَالَ اَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ	اور ہدہد نے کہا کہ میں جناب کے حضور
وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ	ملک سبا کی ایک واقعی خبر لیکر حاضر ہوا ہوں
(نمل۔ ع ۲ پ ۱۹)	جو ابتک حضور کو معلوم نہیں تھی۔

وہ خبر یہ ہے کہ میں نے ملک سبا میں ایک ملکہ بادشاہزادی کو دیکھا ہے جو نہایت جمیل و حسین دبدبہ والی مستقل عورت ہے۔ وہ وہاں کے باشندوں پر حکمرانی کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکو ہر قسم کے آرام و آسائش کے سامان عطا فرما رکھے ہیں۔ اسکی سلطنت بہت وسیع ہے۔ اور اس کا تخت نہایت عجیب و غریب جواہرات سے مرصع ہے۔ اس خوبی و شان و شوکت کا تخت میں نے آجتک کہیں نہیں دیکھا۔ وہ اور اسکی قوم کے تمام لوگ جہالت و لاعلمی کے باعث خدائے واحد کے سوا سورج کی پرستش کرتے اور سورج ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔

اِنِّىْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَ	میں نے ایک عورت کو دیکھا جو وہاں کے
اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ	لوگوں کی ملکہ ہے اور ہر طرح کا آسائش
عَظِيْمٌ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا	و آرام کے سامان اس کے لئے میسر ہیں اور
يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اس کا بہت بڑا تخت ہے۔ میں نے اسکو اور
وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ	اسکی قوم کو دیکھا ہے۔ خدا کو چھوڑ کر آفتاب کو
فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا	سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے کاموں کو
يَهْتَدُوْنَ (نمل ع ۲۔ پ ۱۹)	ان کے خیال میں عمدہ کر دکھایا ہے اور ان کو

سیدھے راستے سے روک دیا ہے پس وہ سیدھے راستے پر نہیں آسکتے۔

ہدہد جب یہ تقریر ختم کر چکا۔ تو سلیمان علیہ السلام نے کہا بہت اچھا۔ ہم ابھی معلوم کرلیں گے۔ تم سچے ہو یا جھوٹے۔ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ

ہدہد نے پانی بتلایا۔ سلیمان علیہ السلام نے وضو کیا۔ نماز پڑھی۔ بعد ادائے نماز فریضہ خداوندی سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کو ایک خط لکھا۔ جس کا مضمون یہ ہے:۔

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ سُلَيْمَانَ ابْنِ دَاوٗدَ	عبد اللہ سلیمان بن داؤد علیہ السلام کیطرف
اِلٰى بِلْقِيْسَ مَلِكَةِ سَبَا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ	سے یہ اعلان ملکہ بلقیس حاکم سبا کے پاس
الرَّحِيْمِ۔ اَلسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى	بھیجا جاتا ہے۔ شروع اللہ کے نام سے جو نہایت
اَمَّا بَعْدُ۔ فَلَا تَعْلُوْا عَلَىَّ وَاْتُوْنِىْ	مہربان اور رحم والا ہے جو راہ راست اتباع
مُسْلِمِيْنَ ۝	و پیروی کرے اسپر سلامتی ہو۔ البتہ ہمارے

مقابلہ میں اپنی بڑائی اور رعونت ظاہر نہ کرو۔ اور مطیع و فرمانبردار لوگوں کی طرح ہمارے دربار میں حاضر ہو جاؤ۔"

یہ تحریر ایک بیش قیمت کاغذ پر لکھی گئی۔ اور شاہی مہر لگا کر ہدہد کے حوالہ کی گئی۔

ہدہد کو حکم ہوا۔

اِذْهَبْ بِّكِتٰبِىْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ	یہ میرا نامہ لیجاؤ۔ ان کے پاس ڈالکر
ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا	پھر ان سے الگ ہٹ جاؤ۔ پھر دیکھو کہ وہ
يَرْجِعُوْنَ (نمل ع ۲ پ ۱۹)	کیا جواب دیتے ہیں۔

جس وقت ہدہد اپنی چونچ میں سلیمان علیہ السلام کا خط لیکر ملک سبا میں پہونچا ہے اسوقت ملکہ بلقیس قلعہ کے دروازے بند کئے اپنے قصر شاہی کے آرام کمرے میں سو رہی تھی۔

بلقیس نے سورج کی پرستش کے لئے ایک روشندان بنوا رکھا تھا جب آفتاب نکلتا تو روشندان کے ذریعہ دھوپ آتی اور ملکہ بلقیس اسوقت سورج کو سجدہ کرتی تھی۔

ہدہد اسی روشندان سے اندر داخل ہوا۔ اور ملکہ بلقیس کے سینہ پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط ڈال دیا۔ ملکہ چونکی کر اچھل پڑی اور خط دیکھنے لگی

...آئی۔ اعیان سلطنت کو جمع کر کے کہا (تفسیر حقانی)

...کتاب ... إِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ (نمل ع ۳ پ ۱۹)	اے دربار والو! میرے پاس ایک باوقعت خط ڈالا گیا ہے۔ وہ سلیمان کی طرف سے لکھا گیا ہے۔ اور وہ اللہ کے نام سے شروع ہے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔

جب ملکہ بلقیس اس خط کو پڑھ چکی تو اعیان سلطنت سے مشورہ طلب کیا کہ میں معاملہ میں کونسی تدابیر اختیار کروں۔ ع

چہ تدبیر سازم چہ چارہ کنم

میں تمہاری صلاح اور بغیر تمہارے مشورہ کے کچھ کرنا نہیں چاہتی۔ میرا دل میرے قابو میں نہیں ہے۔ باوجودیکہ یہ خط نہایت ہی مختصر ہے مگر معنی کے لحاظ سے پیام اعلان جنگ ہے لہٰذا سب اعیان سلطنت سوچ سمجھ کر اس معاملہ میں مشورہ دیں کہ کیا کیا جائے۔

يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي مَا كُنتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُونِ (سبا ع ۳ پ ۱۹)	اے اہل دربار! میرے معاملہ میں مجھے اپنی رائے بیان کرو جب تک تم میرے پاس موجود نہیں ہوتے۔ اس وقت تک میں کسی امر میں قطعی فیصلہ نہیں دیا کرتی۔

اس کے جواب میں اعیان سلطنت اور فوج کے سرداروں نیز قوم کے سربرآوردہ لوگوں نے کہا۔ کہ اگر سلیمانؑ جنگ کے لئے آمادگی ظاہر کرتے ہیں اور ان کا ارادہ لڑائی ہی کرنے کا ہے۔ تو ہم چوڑیاں پہنے نہیں بیٹھے۔ ہمارے پاس لشکر بھی ہے۔ شجاعت و دلیری میں ہم ضرب المثل ہیں۔ فنون حرب۔ لڑائی کے قواعد و ضوابط سے ہم بخوبی واقف ہیں۔ جہاں آپ کا پسینہ گرے گا وہاں ہم خون گرانے کے لئے تیار ہیں۔ اگر نبرد آزمائی کا خیال ہے تو ہم جنگ کے لئے تیار ہیں۔ اور اگر آپ مصالحت اور صلح کو پسند کرتی ہیں تو اس کے لئے ہمارا سر تسلیم خم ہے۔

اگر جنگ خواہی نبرد آوریم
دل دشمناں را بدرد آوریم
وگر صلح جوئی ترا بندہ ایم
بہ تسلیم حکمت سر افگندہ ایم

قَالُوا نَحْنُ أُولُو قُوَّةٍ وَأُولُو بَأْسٍ شَدِيدٍ وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ (نمل ع ۳ پ ۱۹)	درباریوں نے عرض کیا۔ کہ ہم بڑے طاقتور اور بڑے لڑنے والے ہیں۔ آگے حضور مالک ہیں جو حکم دیں اسے سوچ سمجھ لیں۔

جواب ملکہ بلقیس

قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ (نمل ع ۳ پ ۱۹)	ملکہ نے کہا بادشاہ جب کسی شہر میں (فاتحانہ) داخل ہوا کرتے ہیں۔ تو وہ اس شہر کو اجاڑ کر ویران اور برباد اور شہر کے معزز لوگوں کو ذلیل و رسوا کر دیتے ہیں۔ یہ بھی ایسا ہی کریں گے"

صاحب الرائے ملکہ نے فرمایا کہ اے سردارو! اس میں شک نہیں کہ تم سب کے سب وفادار عقیدت شعار ہو اور ہر طرح سے جاں نثاری کے لئے تیار ہو مگر میں

قرآن مجید

مترجم

ترجمہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب مع فوائد القرآن موضح القرآن اور مضامین قرآن مجید کی مفصل فہرست قرآن مجید کے ظاہری و باطنی آداب اور رموز اوقاف اور سوانحعمری رسول مقبول صلعم رسالہ بھی ساتھ شامل ہے مجلد چرمی نقرئی ضخامت ۶۰ وسیع کاغذ سفید مضبوط اور چکنا نہایت اعلیٰ ڈھلائی جلی ہے رعایتی قیمت ... محصول ... خریدار اس قرآن مجید کے علیحدہ علیحدہ پارے بھی موجود ہیں پورے ۳۰ پارے مجلد ہدیہ ... محصول ... خریدار ... ہدیہ رعایتی ...

شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ

مار سخت ہے واسطے ان مفلسوں وطن چھوڑنے والوں کے

الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَ

جو نکالے ہوئے آئے ہیں اپنے گھروں سے اور

أَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ

مالوں سے ڈھونڈتے آئے ہیں اللہ کا فضل

وَرِضْوَانًا وَيَنصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

اور اس کی رضامندی اور مدد کرنے کو اللہ کی اور اس کے رسول کی

یہ اور اس کے علاوہ ہر قسم کے قرآن مجید حمائلیں ارزاں قیمت پر

سید حسن انیس مینیجر رسالہ پیشوا پوسٹ ۱۵ دہلی سے منگوائیے

تاریخ اسلام

سلطان شہاب الدین غوری کے حملے ہندوستان پر

(از جناب مولانا اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی)

(گزشتہ سے پیوستہ)

حسین خرمیل نے بھی محصور ہو کر حق مدافعت ادا کر دیا اور بڑی جوانمردی کے ساتھ خسرو ملک کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ خسرو ملک قلعہ سیالکوٹ کو فتح نہ کر سکا اور مجبور ہو کر لاہور چلا آیا۔ مگر اس تمام علاقے پر جو شہاب الدین نے دوسری مرتبہ آکر فتح کیا تھا قبضہ کر لیا۔ پھر ۵۸۲ھ میں سلطان شہاب الدین نے لاہور پر حملہ کیا اور خسرو ملک کو گرفتار کر لیا۔ اس طرح تمام پنجاب سلطان شہاب الدین غوری کے قبضے میں آگیا۔ سلطان نے ملتان سے علی کرماخ کو لاہور طلب کر کے پنجاب و ملتان دونوں صوبوں کی حکومت اسکے سپرد کی اور طبقات ناصری کے مصنف منہاج سراج کے باپ مولانا سراج الدین کو لشکر ہندوستان کا قاضی اور امام مقرر کیا خسرو ملک کو اپنے ہمراہ غزنی لے گیا غزنی سے سلطان غیاث الدین کی خدمت میں مقام فیروزکوہ روانہ کیا جہاں پانچ سال قید رہ کر ۵۸۷ھ میں خسرو ملک اور اس کا بیٹا دونوں فوت ہوئے یا ہلاک کئے گئے خسرو ملک کی نسبت اوپر بیان ہو چکا ہے کہ اس نے اپنے ایام حکومت میں پنجاب کے مشرقی علاقے پر دہلی کے راجہ کو قبضہ کر لینے دیا تھا اور کوئی تدارک نہ کر سکا تھا اب جبکہ سندھ و ملتان و پنجاب کے صوبے بھی سلطان کے قبضے میں آچکے تھے تو یہ کسی طرح جائز نہ تھا کہ سلطنت محمودی کا ایک حصہ دہلی کے راجہ کو غصب کر لینے دیا جائے اور اس سے واپس نہ مانگا جائے جسپر کہ اس نے خسرو ملک کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر غاصبانہ قبضہ کر لیا تھا چنانچہ سلطان نے رائے پتھورا (پرتھی راج) حاکم دہلی و اجمیر کو خط لکھا کہ سلطنت غزنی کے علاقہ کو خالی کر دو اور جس طرح سلطان محمود غزنوی کے خاندان کی سیادت کو تسلیم کرتے تھے اسی طرح اب ہماری سیادت کو تسلیم کرو پرتھی راج نے بجائے اس کے کہ وہ مغصوبہ علاقہ سے دستبردار ہو جاتا اور مخالفت پر کمر باندھی سلطان کے خط کا جواب سختی سے دیا اور مقابلہ و مقاتلہ پر آمادگی ظاہر کی سلطان شہاب الدین غوری نے ۵۸۶ھ میں لاہور آکر حالات کی تحقیق کی اسکو معلوم ہوا کہ کرنال و تھانیسر تک کا علاقہ پرتھی راج کے قبضے سے نکالنا ضروری ہے چنانچہ اس نے لاہور سے روانہ ہو کے سرہند کے علاقہ کو پرتھی راج کے آدمیوں سے چھین لیا اور قلعہ سرہند میں طبقات ناصری کے مصنف منہاج سراج کے ایک قریبی رشتہ دار قاضی ضیاء الدین تولکی کو بارہ سو آدمیوں کے ساتھ قلعہ دار مقرر کیا اور اسی تصرف کو کافی سمجھ کر

اور قلعہ سرہند پر قبضہ قائم رکھنے کا انتظام کر کے لاہور کی طرف واپس ہوا۔ طبقات ناصری طبقات اکبری منتخب التواریخ خلاصۃ التواریخ وغیرہ اکثر کتابوں میں قلعہ سرہند لکھا ہے لیکن تاریخ فرشتہ میں اس قلعہ کا نام بھتندہ بتایا گیا ہے اس قلعہ سے لاہور کی جانب روانہ ہونے کے بعد سلطان نے سنا کہ پرتھی راج اور اس کا بھائی کھانڈے رائے مع بہت سے راجاؤں کے دو لاکھ سپاہی اور بہت سے جنگی ہاتھی لے سلطان کے مقابلہ کو آ رہے ہیں۔ سلطان اگرچہ اسوقت ہرگز پرتھی راج کے مقابلہ کی اس تعداد اور لڑائی کا ارادہ نہ رکھتا تھا کیونکہ اس کے ہمراہ تین چار ہزار سے زیادہ فوج نہ تھی مگر یہ سنکر کہ پرتھی راج لڑائی کے ارادہ سے نکلا ہے غیرت سلطانی نے گھوڑے کی باگ موڑی اور دشمن کے استقبال کو تھانیسر کی جانب روانہ ہوا پرتھی راج خود اجمیر میں رہتا تھا اور دہلی میں اپنی طرف سے اپنے ایک رشتہ کے بھائی کھانڈے رائے کو بطور نائب سلطنت مقرر کر رکھا تھا۔ یہ کھانڈے رائے پرتھی راج کی فوج کا سپہ سالار اعظم اور ہندوستان کا مشہور بہادر سردار سمجھا جاتا تھا۔

شہاب الدین اور پرتھی راج کا پہلا معرکہ

موضع ترائن میں جسکو بگڑ کر ترا وڑی کہتے ہیں دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ یہ مقام دریائے سرستی کے کنارے تھانیسر سے سات کوس اور دہلی سے چالیس کوس کے فاصلہ پر تھا سلطان اپنے مٹھی بھر ہمراہیوں کو میمنہ و میسرہ و قلب میں تقسیم کر کے ہندو فوج کے مقابلہ میں ڈٹ گیا سلطانی لشکر کی صحیح تعداد تو کسی مورخ نے نہیں لکھی لیکن اس میدان میں سلطانی لشکر تین چار ہزار سے زیادہ نہ تھا۔ ایک فروگذاشت یہ بھی ہوئی تھی کہ بارہ سو کی تعداد میں جو سب بہتر انتخابی سوار تھے وہ قلعہ سرہند میں قاضی ضیاء الدین تولکی کو سپرد ہو چکے تھے اور وہ اسوقت سلطانی لشکر میں شامل نہ تھے ہندو لشکر نے بڑے جوش و خروش سے حملہ کیا سلطان قلب لشکر میں موجود اور مصروف قتال تھا کہ ایک مصاحب نے سلطان کو اپنی طرف متوجہ کر کے کہا کہ میمنہ و میسرہ کی فوجیں فرار ہو چکی ہیں آپ کا یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے اسوقت یہاں سے بسلامت نکل جانا ہی مصلحت ہے تاکہ دوسرے وقت پوری تیاری اور جمعیت کے ساتھ آکر ہندوؤں کا مقابلہ کر سکیں سلطان نے کہا کہ میں میدان جنگ سے منہ موڑنا نامناسب سمجھتا ہوں اسی اثنا میں ہندو لشکر نے اسلامی لشکر کے دونوں بازوؤں

[illegible] نہایت سختی سے حملہ کیا اور قطب کی [illegible] جس میں سلطان بھی موجود تھا چاروں طرف سے [illegible] سلطان نے پہلے سے بڑھ کر شمشیر زنی شروع کی کھانڈے راے [illegible] سوار تھا اس نے سلطان کو سب سے زیادہ مصروف شمشیر [illegible] دیکھکر اپنا ہاتھی اسپر ریل دیا سلطان نے بھی چابک دستی و علاوہ کے [illegible] کوتاہی نہیں کی. کھانڈے راے اور سلطان کے وار ایک دوسرے [illegible] برابر ہوئے سلطان کا نیزہ بیہودہ کو سوراخ کرتا ہوا کھانڈے راے کے [illegible] تک پہنچا اور اس کے دو دانت اس نیزہ کی ضرب سے ٹوٹ کر [illegible] منہ میں گر گئے. کھانڈے راے کے نیزہ نے سلطان کے بازو کو زخمی کیا اور ساتھ ہی دوسرے ہندو سرداروں کے وار سلطان پر پڑے جس سے سلطان سخت زخمی ہوکر بے ہوش ہو گیا اور قریب تھا کہ گھوڑے سے گر پڑے اتنے میں پیچھے سے ایک خلجی بچے نے سلطان کی اس نازک حالت کو دیکھکر جرأت ہمت اور بے حد قابل تعریف ہوشیاری سے کام لیا کہ اچھل کر فوراً سلطان کے پیچھے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور سلطان کو کیلی میں بھر کر گھوڑے کو مہمیز کر دیا. گھوڑے کی جفاکشی و شہ زوری اس خلجی بچے کی چابک دستی سے بھی زیادہ وہ قابل تعریف ہے کہ دو آدمیوں کو لیکر اس ہجوم میں سے اس طرح بھاگا کہ کسی کو تعاقب کی جرأت نہ ہوئی. میدان جنگ سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر جا کر سلطان کو گھوڑے سے اتارا جہاں بعض مفرورین پہلے سے پہنچے ہوئے تھے سلطان کی حالت بہت نازک تھی سپاہیوں نے اپنے نیزے توڑ کر اور نیزوں کے بانسوں کو جوڑ کر سلطان کے لئے ایک ڈولی بنائی اور اس میں ڈالکر لاہور کی جانب لے کر چلے لاہور سے سلطان غزنی کی جانب گیا یہاں پرتھی راج نے تراوری کے میدان میں فتحمند ہو کر قلعہ سرہند پر حملہ کیا اور قاضی ضیاءالدین کو محصور کر لیا ضیاءالدین نے قلعہ بند ہو کر اس خوبی کے ساتھ مدافعت کی کہ پرتھی راج کی زبان پر چھٹی کا دودہ آ گیا تیرہ مہینہ تک محاصرہ جاری رہا مگر قلعہ فتح نہ ہو سکا آخر تیرہ مہینے کے بعد قاضی ضیاءالدین نے خود ہی صلح کے ساتھ قلعہ خالی کر دیا اور تمام سامان لیکر لاہور پہنچ گیا جبکہ سلطان بھی غزنی سے فوج لے کر ہندوستان واپس آ چکا تھا [illegible] لاہور اور ملتان کے حلقوں نے یہ بڑا کام کیا کہ مذکورہ قلعہ سرہند کے محاصرہ نے ہندوؤں کو اور کسی سمت سے قدم آگے نہیں بڑھانے دیا سلطان شہاب الدین کے زخمی ہونے اور میدان جنگ سے زندہ بچکر نکل آنیکا [illegible] حال درج ہوا اسمیں بہت ہی خفیف اور ناقابل التفات اختلاف [illegible] تمام مورخ متفق ہیں لیکن تاریخ زین المآثر کا یہ بیان یقیناً [illegible] کہ سلطان جب زیادہ زخمی ہوا تو بے ہوش ہو کر گھوڑے سے نیچے گر پڑا چونکہ سلطان کے جسم پر کوئی امتیازی لباس [illegible] شاہی نشان نہ تھا اس لئے کسی نے نہ پہچانا کہ یہ سلطان [illegible] ہے اور کوئی اسکی طرف متوجہ نہ ہوا اسلامی لشکر

کے بقیۃ السیف مفرورین نے سلطان کو شہید سمجھ لیا سلطان کے چند غلام جو میدان کے قریب کسی جگہ تھے جنگ میں آئے اور سلطان کی لاش کو تلاش کرنے لگے۔ سلطان کو لاشوں میں پڑا ہوا قریب المرگ حالت میں پایا وہاں سے اٹھا کر نوبت بہ نوبت اپنے کاندھوں پر بٹھاتے ہوئے رات بھر سفر کر کے ۴۰ کوس چل کر صبح ہوتے اس مقام پر پہنچے جہاں لشکر کے مفرورین جمع تھے وہاں نیزوں کی ڈولی بناکر اور اس میں سلطان کو ڈال کر لاہور کی جانب لے گئے۔

پرتھی راج کا کچھ حال

پرتھی راج کا اکثر حال اوپر بیان ہو چکا ہے اس جگہ یہ ظاہر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعد ہندو اور یورپی مورخین نے پرتھی راج اور جے چند کے متعلق بعض ایسی باتیں لکھی ہیں جن کا اس زمانہ کے قریب العہد مورخین نے کوئی تذکرہ نہیں کیا ہندوؤں کی نسبت ہر شخص جانتا ہے کہ انہوں نے اپنے بزرگوں کے صحیح حالات کبھی نہیں لکھے اور ہمیشہ فرضی کہانیوں اور جھوٹے افسانوں ہی سے دل بہلاتے رہے تاریخ کی طرف سے اس بے التفاتی کا افسوس جس قدر خود ہندوؤں کو ہوتا ہوگا اس سے بڑھکر ان لوگوں کو ہے جو قدیم ہندو راجاؤں اور ہندو رہبروں کے حالات معلوم کرنا چاہتے ہیں اور کہیں بھی حسب ضرورت سامان نہیں پاتے. بہرحال ہندو اتہاس کی کتابوں میں اگر کسی شخص کی عمر ۴ لاکھ سال کی بتائی جائے یا کسی مرد کو کسی جگہ کی آب و ہوا یا جادو کی تاثیر سے عورت بنا کر اس کے پیٹ سے بہت سے بچے بھی جنوا کر پھر اسکو مرد بنا دیا جائے یا کسی شخص کے جسم میں کثیر التعداد عورتوں کی شرمگاہیں پیدا کر دیجائیں یا کسی کی ہتھیلی پر سینکڑوں میل مکعب پہاڑ رکھکر ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا دیا جائے یا کسی ایک شخص کے دو پاؤں پر ایسا جسم بتایا جائے جس میں بیس ہاتھ اور دس گیارہ سر ہوں تو ہم کو نہ کوئی تعجب ہونا چاہئے نہ شکایات کرنی چاہئیے مگر تعجب اس بات پر ہے کہ ٹاڈ صاحب منٹر صاحب لیتھبرج صاحب. الفنسٹن صاحب وغیرہ یورپین مورخ اگر کہیں ان دور از عقل ہندو اتہاس کی کتابوں اور عقل سوز فرضی کہانیوں کو پا لیتے ہیں تو اس بات کی کوشش کرنے لگتے ہیں کہ ان ناقابل قبول باتوں کو لوگ وحی و الہام سمجھکر انپر ایمان لے آئیں اور کسی قسم کے شک و شبہ اور قدرتشہ کو [illegible] نہ بیٹھنے دیں اسی قبیل کی باتوں میں سلے ایک جے چند کی بیٹی کا سوئمبر (مجلس شوہر پسندی) اور پرتھی راج کا اسی تقریب کے موقع پر اسکو زبردستی قنوج کے محل شاہی سے نکال لے جانا ہے اسی طرح شہاب الدین غوری کا ایک دو مرتبہ نہیں سات مرتبہ پرتھی راج کے ہاتھ میں گرفتار ہونا ہے اس قسم کی بیہودہ اور دور از حقیقت باتوں کو درست اور صحیح یقین کر لینے کے لئے پرتھی راج کے کسی بھاٹ کی بنائی ہوئی نظم کا حوالہ دیا جاتا ہے انکی فہرست ہندو

مصنفین کی تاریخی تصانیف کرتنی قابل اعتماد اور لائق قبول ہے کہ ایک بھاٹ کی کبت پر ایمان لانے کی فرمائش کی جاتی ہے پرتھی راج اور جے چند کی بیٹی سنجوگتا کو زبردستی قنوج سے اٹھا لیا اور اپنی بیوی بنا لیا لیکن ہندوؤں اور چوہان راجپوتوں میں تو خالہ زاد بھائی کی بیٹی یعنی بھتیجی کو بیوی بنانا سخت معیوب سمجھا جاتا ہے چہ جائیکہ اس زبردستی اور دھینگا مشتی کی بد اخلاقی کا ارتکاب کیا جائے اور اس کو مستحسن سمجھا جائے ہاں اگر سندھ کے راجہ داہر کا طرز عمل ملحوظ رکھا جائے تو پرتھی راج پر کوئی الزام عائد نہیں ہوتا لیکن ہم تو اپنے اعتراض کا جواب موجودہ زمانہ کے ہندوؤں سے لینا چاہتے ہیں زمانہ حال کے چالاک اور ہوشیار ہندوؤں نے ایک ڈھکوسلا ہی تراش لیا ہے کہ جے چند نے سلطان شہاب الدین غوری کو پرتھی راج پر دوبارہ حملہ کرنے کی ترغیب دی تھی اور اسی نے سلطان کو دوبارہ بلا کر اور خود پرتھی راج کی اعانت سے محترز رہکر پرتھی راج کو ہلاک کرادیا لیکن وہ یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ پہلی لڑائی میں جو ۱۱۹۱ء میں بمقام تراوڑی ہوئی جے چند پرتھی راج کے ساتھ تھا کیونکہ اس وقت تک سنجوگتا کا بیاہ نہیں ہوا تھا اور جے چند و پرتھی راج کے درمیان نا اتفاقی و عداوت کا پیدا ہونا تراوڑی کی پہلی لڑائی کے بعد بتایا جاتا اور اسی کو دوسری لڑائی میں پرتھی راج کے مغلوب ہونے کی وجہ قرار دیا جاتا ہے۔

(باقی آئندہ)

تفریحات

جُلاہیات

"عندلیب گلستانِ معانی۔ اعنی بلبلِ باغ سخندانی۔ حضرت "نوربات" ایرانی مدظلہ العالی کے دلچسپ کلام پر ایک مختصر تبصرہ"

(جناب امجد حیرانی کے قلم سے)

(*)

مجھے آپ کے انسان ہونے میں شک ہوگا۔ اگر آپ مذکورہ بالا عنوان پڑھنے کے بعد حیرت زدہ نہ ہو جائیں۔ لہذا اپنی انسانیت کا ثبوت دیجئے اور حیران ہو جائیے..... کہئے اب عنوان کے متعلق کیا رائے ہے۔..

...... جس طرح حضرت ریاض خیرآبادی ہندوستان میں اپنی "خمریات" کی بدولت مشہور ہیں۔ اسی طرح حضرت "نوربات" اپنی "جلاہیات" کے لحاظ سے دنیا میں اپنا جواب نہیں رکھتے ...... یقیناً دعوی دلیل کے بغیر اعتبار سے ساقط ہے...... اس لئے میں کسی لمبی چوڑی تمہید کے بغیر حضرت "نوربات" کے کلام معجز نظام سے کچھ انتخاب پیش کرکے یہ دکھلانے کی کوشش کروں گا کہ شاعر اپنا کلام کس حد تک اپنی کاوشوں میں کامیاب ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو

حضرت نوربات فرماتے ہیں ؎

چھوڑ دے ساری کو پاجامہ بنا ٭ ہر جُلاہا اب تو علامہ بنا
اور میں لونگا میں بھی ٹوپی کھال کی ٭ میری خاطر بھی نہ عمامہ بنا

کون نہیں جانتا کہ ساری کے لئے پانچ گز اور عمامہ کے لئے کم از کم دو گز کپڑے کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت نوربات اپنی بیگم صاحبہ سے کہہ رہے ہیں کہ نہ تو اپنے لئے ساری بناؤ نہ میرے لئے عمامہ۔ اس لئے کہ ان دونوں میں چودہ گز کپڑا لگیگا۔ برخلاف اس کے تم پاجامہ بنالو جو صرف ڈیڑھ گز کپڑے میں بن جائے گا۔ اور میں کھال کی ٹوپی پہن لونگا۔ کیا اختصار کی اس سے بہتر مثال مل سکتی ہے؟..... ناممکن ہے.... اور یہ سب کیوں صرف اسلئے کہ اب چونکہ ہر جلاہا علامہ بن گیا ہے اس لئے جلاہے کے فرائض کہتا تمام دے گا۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے ؎

[illegible] جلاہا بن کے گر غزل ٭ کبھی کامیابی کا امکان ہی نہیں
[illegible] جلاہے کو باندھے ہیں ادیب ٭ سوراج کے خیال میں بے جان ہی نہیں

شاعر کی نگاہ و دید میں کتنی گہری پڑتی ہے۔ جب جلاہے علامہ اور ادیب بن گئے ہیں تو اب آپ ہی فرمائیے کھدر بُنے گا کون۔ مہاتما گاندھی سوت کات کات کر گھر میں رکھتے جائیں نہ کھدر تیار ہوگا نہ سوراج ملیگا۔

ارشاد ہوتا ہے ؎

اجرت بافندگی میں کچھ نہیں ہے امتیاز ٭ میکدے کا فرش ہو یا مسجد کی جانماز

یہ شعر واقعات کی کتنی سچی تصویر ہے۔ مسجدوں کے لئے جانماز بنوائیے یا میکدے کے لئے فرش تیار کرائیے مگر اجرت تو ایک ہی ہوگی۔ اس شعر میں ایک لطیف کنایہ اسطرف بھی ہے کہ جب یہ جلاہے جنہیں میکدے کے فرش اور جانماز کی اجرت میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ علامہ اور شاعر بن جاتے ہیں تو صرف اپنی اجرت کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ اب آپ کو اختیار ہے خواہ کافروں کیلئے نظمیں لکھوالیجئے خواہ "مسلمانوں" کے لئے ان کی نظروں میں دونوں برابر ہیں۔ مر کر دوزخ میں جائے یا بہشت میں۔ انہیں اپنے نفس سے کام ہے۔

ایسے جلاہے شاعروں کی نسبت پھر فرماتے ہیں ؎

نہ ان کو حشر کا کھٹکا نہ ڈرتے ہیں گناہوں سے ٭ ذرا ڈرتی رہے دنیا ان علامہ جلاہوں سے
شہرت پرست بھی ہیں غلام نمود بھی ٭ یہ علم دوست ہیں نہ ادب آشنا ہیں یہ
لغزش سے اس طرح لپٹتے ہیں ان کا کلام ٭ گانٹھ کھدر میں چھپاتے ہیں جلاہے جس طرح
شاعری لے زبان اس ور سے نکل ہیں ٭ موٹے موٹے لفظ چن کر شعر میں رکھدیئے
عقیدہ جنکا راسخ ہو جو بیٹھے ہیں قائم پر ٭ خدا محفوظ رکھے ایسے مذہب خیرخواہوں سے
یہ ساغر دوست دیوانے یہ فاقہ مست سودائی ٭ تعلق کو نبھاتے ہیں ریاکاری کی راہوں سے

ایک شعر میں اپنا تجربہ کیس شوخ انداز میں ظاہر فرمایا ہے ؎

تجربہ ہے یہ میرا تحقیق ٭ ہر جلاہا ہے شیخ صدیقی

حضرت "نوربات" کے کلام میں غزلیات کے علاوہ نظموں کا بھی ایک بڑا مجموعہ ہے یہ نظمیں ہر طرح مکمل اور دلچسپ ہیں۔ اور واقعات کی ایسی سنجیدہ و تصویر ذرا مشکل سے کھینچی جاتی ہے۔ ایک نظم بے ردیف و قافیہ ("بلینک ورس") ملاحظہ فرمائیے ؎

اک جلاہا گردش دنیا سے شاعر بن گیا ٭ اور اُسنے کھولدی بازار میں دکان شعر
ہر کس و ناکس نے اجرت دیکے لکھوائی غزل ٭ نظم کی فرمائشیں بھی آگئیں دس بیس تیس
سامنے دیوان رکھے۔ لی رسالوں سے مدد ٭ اس طرح نظمیں مرتب ہو کے سلری بن گئیں
چاہیئے جب ملے نوں پیٹ بھرنے کیلئے ٭ آدمی کم ظرف تھا اپنے سے باہر ہو گیا
ایک لونڈا مل گیا تقدیر سے جراح کا ٭ حسن بازاری تھا جسکا تیر دفتر سے سوا
غمزہ سنجی کے سکھانے اسکو سب زیر و زبر ٭ اور دی تعلیم ایسی دلربائی کے لئے
جس سے دنیائے ادب میں ایک بجلی پڑ گئی ٭ یعنی ہر شاعر کمال کار تھا مدہوش کیف

باقی دارد

ہیلن کا گمشدہ باپ

(جناب مولانا محمد ظفر صاحب ایم اے ایل ایل بی رئیس گڑگانوہ)

پہلا باب

نیکی کر اور دریا میں ڈال

ٹام! تم کیسے اچھے آدمی ہو!

یہ فقرہ ڈاکٹر کلور کی جوان بیوی کے منہ سے نکلا۔ اُسکی بھوری آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے اور اس کا شوہر زیر بحث خط کے متعلق کوئی تجویز پیش کر رہا تھا۔

ٹام۔ رہنے دو میری جان! اگر نیلی رشتہ میں کچھ بھی نہ ہوتی پھر بھی ہے تو وہ تمہاری منہ بولی بہن۔ تم دونوں کے کوئی بھائی نہیں۔ دنیا میں تم بے کس بے بس ہو۔ تکلیف و مصیبت میں تمہارے اور تمہارے شوہر کے سوا اور کس کی طرف اسکی نظر اٹھی؟

مسز کلور۔ ٹام۔ سب شوہر تم جیسے عالی حوصلہ نہیں ہوتے۔

ٹام۔ میری جان۔ تم یہ بات اپنے محدود تجربہ کی وجہ سے کہتی ہو کیونکہ اب تک تمہیں اکیلا میں ہی شوہر ملا ہوں۔

ٹام کی بیوی نے جلدی سے کہا۔ اب تک۔ اس سے کیا مطلب؟ او ہو میں سمجھ گئی۔ تمہارا مطلب ہے اگر میں بیوہ ہوتی۔ کیسا کم بخت آدمی ہے۔

یہ کہکے اس جوان خوبصورت اور ننھی نوپلی بیوی نے اپنے شوہر کے ہونٹوں پر ملامت کی نظر ڈالی۔ اس عاشق معشوقی کی نوک جھوک کے بعد اس نے کہا۔ میں کہہ نہیں سکتی۔ میں تمہاری بہت ہی شکر گزار ہوں۔ اگر تمہاری یہ مہربانی نہ ہوتی تو بیچاری نیلی کیا کرتی؟ اور اس کا پیارا بچہ۔ آہ! بے باپ سے بھی زیادہ۔

ڈاکٹر نے اطمینان سے کہا۔ ہاں۔ میں مسٹر سٹیفن ایکورٹ سے آدھ گھنٹہ پنچ کے طور پر گفتگو کروں گا۔ اس سے میرا دل ہلکا ہوجائیگا۔ میں چاہتا ہوں نیلی اُسے اس طرح اپنی ذمہ داریوں سے بچا ہونے کی بجائے مجھے اسکا پیچھا کرنے دے۔ جابیح گریشم خوشی سے اُس کی تلاش کرے گا۔ ایسے بدمعاش کو اسکی شرارتوں کا کافی نقصان سے مزا چکھانا چاہیئے۔

مسز کلور۔ (سادگی سے بات کاٹ کر) لیکن ٹام وہ تو کہتا ہے کہ میرے پاس پیسہ بھی نہیں۔

ڈاکٹر نے جھنجھلاکے جواب دیا۔ کہتا ہے! یہ اسکا بہانہ ہے۔ اگر دوست بھی ہوا اور اسکی جیب پر کسی قسم کا بوجھ نہیں پڑ سکتا تو اسکی کھال اسکی ہڈیاں اس کا مزا چکھیں گی۔ میں تو .... مسز کلور نے آنکھوں میں آنسو بھرے ہونے کے باوجود ہنسکے کہا۔ میں تمہارا مطلب سمجھ گئی تمہیں گرشم کی بات یاد ہے۔ اس نے تمہاری نسبت کہا تھا کہ تم بڑے سخت آدمی ہو۔ حریف پر موقعہ کی چوٹ کرنا تم۔

ڈاکٹر۔ کچھ بھی ہو۔ میں خاص آدمی پر چوٹ کیا کرتا ہوں۔ واقعی میرے ایسے آدمی کو ریچھ کے نہیں جانے دینا چاہیئے۔ اسمیں شک نہیں نیلی اور اسکے ننھے بچے کے لئے اس کا انتظام ہونے تک میرا گھر ہر وقت حاضر ہے لیکن اسطرح اُسے چھوڑ دینے سے تو بے وفا شوہروں کو بڑی آزادی ملتی ہے کہ وہ اپنی بیوی اور بچہ کو چھوڑ کے کھسک جائے اور کسی اور ملک میں دولت کے مزے اڑاتا پھرے۔

مسز کلور (حقارت سے) سٹیفن ایکورٹ اسقدر بے تدبیر اور غیر معتبر آدمی ہے کہ وہ کہیں دولت نہیں کما سکتا۔

ڈاکٹر۔ تمہیں کیا خبر۔ باہر جاکے ہر طرح کے آدمی دولت کما لیتے ہیں۔ بے تدبیری اور غیر معتبری بھی عین وقت پر ٹھیک طرح کام میں لانے سے بڑی فائدہ مند ثابت ہوتی ہیں۔ کیونکہ عموماً یہ باتیں اپنے موصوف کو تنگ خیالی سے بچاتی ہیں جو دوسروں کے دولت کمانے میں آڑے بن جاتی ہیں۔ کچھ سٹیفن نازک مزاج نہیں ہے۔

میری کلور۔ (حقارت سے) سٹیفن پاجی آدمی ہے۔ اسے ضرور سزا ملنی چاہیئے اور اسے اپنی بیوی اور بچہ کی دیکھ بھال پر ضرور مجبور کر جانا چاہیئے۔ لیکن تمہیں خبر بھی ہے نیلی کیا کہتی ہے؟

اس نے وہ خط اپنے شوہر کو دیدیا۔ اُس نے پڑھنا شروع کیا۔

.... بس میری خواہش تو یہ ہے کہ میں اپنی ہیلن سمیت ایسی جگہ روپوش ہوجاؤں جہاں اس کے کوشش کرنے پر بھی ہم اُسے نہ ملیں۔ اس خیال سے ہی میں کانپی جاتی ہوں کہ ہمیں اس زمانا میں جبکہ ہیلن کی سیرت اعلیٰ بتائی جانی چاہیئے وہ ایسے آدمی کی بُری صحبت میں پڑکے خراب ہو۔ اللہ کی اس چوڑی چکلی زمین میں مجھے ایک کونہ ایسا ضرور مل سکتا ہے جہاں میں اپنی بچی کے چپ چاپ اپنے لئے روزی کمایا کروں۔ ایک بات کا ارادہ میرے دل میں مصمم ہے۔ وہ یہ ہے کہ میری مرضی یہ ہے کہ ایسے شوہر کی جس نے اپنی بیوی کو چھوڑکے اسکی توہین کی ہے اور ایسے باپ کی جس نے اپنے بچہ کو چھوڑ دیا ہے کوئی تلاش نہ کی جائے۔

ڈاکٹر نے اس جوش میں بھرے ہوئے کسی قدر غیر مربوط خط کو دوبارہ پڑھتے ہوئے سوچا۔ یہ فضول قسم کی بلند خیالی ہے۔ لیکن اس نے اس خیال کو ظاہر کرکے اپنی سادہ دل بیوی کے دل کو صدمہ پہنچانا نہ چاہا۔ اسے معلوم تھا کہ نیلی خیالی دنیا میں رہنے والی ہے اور اس کے خیالات بہت بلند پرواز ہیں۔ اور اس کا صرف وہ فرض یہ ہے کہ اپنی پیاری بیوی کی ہنسی محبوب بہن کو جسطرح بنے پناہ دے اور آرام پہنچائے کیونکہ وہ بیچاری یکہ و تنہا بے یار و مددگار خیالات سے بال و طناب سے غرضکہ ہر طرح تباہ حال و خراب و خستہ چھوڑ دی گئی ہے۔

اس کے سبب ہے لیکن عملی دل کے سامنے صرف ایک راستہ تھا۔ نیلی اور اسکی ننھی بچی ردکلف اس کے گھر میں آ کے رد کھی سوکھی میں جو موجود ہے ان کے شریک ہو جائیں۔ وہ غریب آدمی تھا کیونکہ سال کے ختم ہونے پر کبھی آمد و خرچ برابر نہیں ہوتے۔ پہنچنے کا تو ذکر ہی کیا۔ شادی کر کے اپنے کنبے پر ایک بوجھ رکھنے کے علاوہ اب اس نے سٹیفن کی بیوی اور بچہ کی دستگیری کرنے کا بار اپنے اوپر اور لے لیا۔

ڈاکٹر کلور نے اس بے وفا شوہر کو کبھی دیکھا نہ تھا۔ گو اپنے پرانے دوست جارج گریشم سے اپنی بیوی کی بہن کی اس کے ساتھ شادی ہونے کے وقت یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ آوارہ مزاج نوجوان ہے۔ چنانچہ اب اس واقعہ نے ایک سال بعد ہی اس کی آوارگی کا عملی ثبوت دے دیا۔

ڈاکٹر نے اپنی بیوی کو وہ خط واپس دیتے ہوئے کہا۔ میں نیلی کے الگ تھلگ رہنے کی خواہش کو سمجھ گیا لیکن کاش اس بدمعاش شوہر کو میں سزا دے سکتا۔ خیر میں تمہارے خط میں اپنی طرف سے دو ایک سطر میں لکھ دوں گا۔ پھر ایک دن مقرر کر کے ہم دونوں اسے اور ہیلن کو لے آئیں گے۔

مسز کلور۔ ٹام۔ تم کیسے اچھے آدمی ہو۔ لیکن کیا تم اس بوجھ کو سنبھال سکو گے۔ تمہارے حالات کو دیکھتے ہوئے یہ بڑا کٹھن کام معلوم ہوتا ہے۔

یہ کہتے کہتے اسکی بھوری آنکھوں میں جو ٹام کو نہایت عزیز تھیں آنسو بھر آئے۔ اسنے لجاجت سے کہا۔ نہیں۔ میری۔ اسکی پروا نہ کرو۔ سب ٹھیک ہے۔ میری ڈاکٹری پہلے سے زیادہ ترقی کر جائے گی۔ اور ردکلف کم خرچ کی جگہ ہے۔ علاوہ اس کے یاد رکھو۔ نیکی کر اور دریا میں ڈال والی مثال ہے۔

بیوی نے اس کے بناوٹ سے پاک چہرہ پر بھروسے کی نظر ڈال کر کہا۔ ہاں۔ لیکن بہت دنوں بعد۔ ٹام تمہاری بات ہمیشہ سچ ہوا کرتی ہے:

(باقی آئندہ)

وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا مِنْكُمْ

اصلاحِ اعمال

علی بابا چالیس چور

"قومیت متحدہ اور دین اسلام" کے اسٹیج پر

(جناب مولانا ... کے قلم سے)

انیسواں چور اٹھارویں چور کی سرگزشت ختم ہوئی، تو ایک دبلا پتلا انسان کھڑا ہوا جس کا حلیہ یہ تھا کہ گندمی رنگ، خوشنما آنکھیں، کشادہ پیشانی، درمیانی ناک، ڈاڑھی صاف، عینک لگی ہوئی، انگریزی ٹوپی سر پر، جسم پر سوٹ۔

اس نے کھڑے ہوتے ہی گھبرا گھبرا کر چاروں طرف دیکھنا شروع کیا، اور کہا "علی بابا صاحب اور معزز حضرات۔

مجھے حیرت ہے کہ آپ لوگوں نے ہمکو "آج کیوں کھینچ بلایا ہے" ہم تو عرصہ ہوا کہ "ہاتھ پیر کی جھاڑ" لیں ہو کر چکے۔ مگر آپ "ہمارا پیچھا ہی نہیں چھوڑتے"

"ہم سے "خاندان والے صوبہ بہار کے ایک دیہات کے رہنے والے تھیا ہمارے والد صاحب نے ہمکو ابتدائی تعلیم قصبے کے ہائی اسکول میں دلوائی جب ہم اپنی نالائقی کی وجہ سے انٹرنس کے امتحان میں فیل ہوگئے تو انھوں نے ہمکو علیگڑھ کالج میں بھیجدیا۔ جہاں ہم نے انٹرنس اور ایف اے کے امتحان پاس کئے۔ اور علی گڑھ کے مست کھلنڈرے دل سے "بزاخفش" کا خطاب حاصل کیا۔

دماغ کی خرابی اور بری صحبت کی وجہ سے کئی سال کے بعد بھی بی اے کی ڈگری نہیں ملی۔ ہمارے والد صاحب نے ہمکو ولایت ڈاکٹری کا اعلیٰ امتحان دینے کے لئے بھیجدیا۔

ولایت میں زمین کی تنگی اور آبادی کی کثرت کی وجہ سے یہ قاعدہ ہے کہ اکثر طلباء اور سیاح اپنی رہائش کے لئے غریب شہریوں کے مکانات میں سکونت اختیار کرتے ہیں۔ جہاں کے اخراجات ہوٹل سے کسی حد تک کم ہوتے ہیں۔

ہمکو بھی ایک ایسے ہی خاندان کی تلاش ہوئی۔ اور اتفاق سے ہمکو ایک ایسی فیملی سے انٹرڈیوس ہوگیا، جو ہمارے مقیم ہونے کی اپنی ضروریات کی وجہ سے خواہشمند تھی۔ اس خاندان میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی اور ان تینوں بچوں کی سرپرست بیوہ ماں تھی۔ لڑکی کی عمر ۱۸ سال کی تھی، اور لڑکا ۱۰ سال اور ایک لڑکا کوئی ۸ سال کا ہوگا۔

ہمیں اس خاندان میں رہتے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ مس ... نے ہم ناچاروں کو مسخر کر لیا، اور ہم نے عشق ...

محبت کی ابتدائی منزلیں نہایت خاموشی کے ساتھ طے کرلیں۔ اور ہماری اس ناجائز محبت کی یادگار ایک جانور یا دگار لڑکی بھی پیدا ہوگئی جسکی ولادت کی خبر سے اس خاندان میں کہرام مچ گیا۔ اور مس روزا کا بڑا بھائی پھپھر ریوالور تان کر کھڑا ہو گیا۔ ہمارا ڈر کے مارے پیشاب نکل گیا روزا پیاری اپنے بھائی اور ہمارے درمیان دلیری سے کھڑی ہوگئی اور اس نے اپنے بھائی سے کہا کہ پہلے مجھکو اس کا نشانہ بناؤ۔ پھر مسٹر آر ایم خان کو مارو۔ مس روزا کی ضعیف ماں روتی ہوئی آئیں۔ اور انہوں نے ہمکو بچایا۔ ہم نے پختہ وعدہ کیا کہ ہم مس روزا کو ساری عمر نہیں چھوڑینگے۔

پانچ سال کے بعد ہمارا تعلیمی زمانہ ختم ہوا۔ اور مس روزا کو یہ فکر ہوا کہ وہ اب ہمارے ساتھ ہندوستان جائے گی۔ کیونکہ ہم نے اسکو یہ یقین دلایا تھا۔ مگر ہم نہایت خاموشی کے ساتھ سوئیٹزرلینڈ کی سیاحت کے بہانہ سے اسکو دغا دے کر ہندوستان روانہ ہوگئے۔ اور اپنے وطن پہونچے۔ جہاں ہمارے کام کے لئے بالکل موزوں جگہ نہ تھی۔

بہر حال تھوڑے عرصہ کے بعد ہم ہندوستان کے ایک مرکزی مقام میں آگئے۔ اور یہاں آکر ہم نے اپنا مطب شروع کیا۔ مطب کچھ زیادہ کامیاب نہ تھا کہ اس عرصہ میں ایک بڑی . . . . لڑائی شروع ہوگئی

محترم سردار آپ کی عنایت سے ہم اس طبی امدادی جماعت کے ساتھ لڑائی کے میدان میں پہونچے، اور وہاں بجائے اس کے کہ مجروحین کی خدمت کرتے خود اپنی خدمت انجام دی۔ جس سے ہمارے ساتھی ہم سے بہت ناراض ہوئے۔ اور قریب تھا کہ وہ ہمکو کسی خندق میں ڈال دیں کہ ..... سنساری نے ہمکو بچالیا۔ اور ساتھ والوں سے ہمیں معافی دلوادی۔

چونکہ آپ ہمیں بھیجتے تھے، اس کا بڑا حصہ تفریحی مشاغل اور دعوتوں اور اپنی فرضی خدمات کی تابازیوں پر صرف کرتے تھے۔

بہر حال ایک عرصہ کے بعد ہم پھر اپنی جائے رہائش پر آگئے اور یہاں کے اونچے طبقے میں آمد و رفت شروع کی۔ اور ایک لالہ صاحب کے ذریعے محبت سے "سوتی" تکال کرانے کی وجہ سے بہت بدنام ہوئے اور اس لنگوٹی کام کی یادگار ہیں اخبار نویسی شروع کی۔

چونکہ مطب خاصا چل گیا تھا، اس لئے بغیر ... قدرتی تھی کہ ... لیڈر بنانے کے لئے ... ایک سال کی ... مسعود ... اور ... کو حیرت تھی کہ ہم ... جب ... ہم نے ... لی ہے۔

جو حال چال علامت ظاہر کرتی ہیں ہم بہت قربت کا ہے [illegible] گیا۔ [illegible] ہی صلاحیت کی [illegible] کی لنگری [illegible] اور جیت [illegible] پکڑ [illegible] بن گیا۔

آجکل ایک .... میڈیکل افسر ہوں۔ اور اب [illegible] کی خوشامد کرکے اپنے آقا نے ولی نعمت کو بھی خوش رکھتا ہوں اور خود بھی آرام سے رہتا ہوں۔

[illegible] میری [illegible] مرکز لعنت میرے بھائیو۔ علی بابا نے ایک قہقہہ لگا کر کہا ایک بات [illegible] دی۔ وہ یہ کہ تم نے ہماری امداد کے لئے جو چندہ کیا تھا اس کے دس ہزار روپے کا حساب آج تک تم نے یاروں کو بھی نہیں دیا۔ یہ دس ہزار کہاں چلے گئے؟

انسپکٹر جو حدے تنک کر کہا کہ یہ روپے تم نے ہم سے متعدد دفعہ قرض لیکر وصول کر لئے۔ اور اب ہم سے جواب طلب کرتے ہو۔ دو چار روز اگر ہمارے پاس رہ جاتے تو کیا ستم آگیا۔ [illegible] گنگا تھی ہم نے بھی ہاتھ دھو لئے یہ سنتے ہی تمام ہال قہقہوں سے گونج گیا اور علی بابا نے نادم ہو کر ایک طرف دیکھا۔

(باز زندہ صحبت باقی)

اب کھیتی بننا دشوار نہیں

[illegible] ہو گیا

وسائل معاش

تازہ تصنیف مولوی سید ظہور احمد صاحب [illegible]

منگا کر ملاحظہ کیجیے کہ چند روز میں مالدار بنجائیے آجتک کوئی کتاب نہیں لکھی گئی جو عملی طور پر اسقدر مفید ہو اسکی قیمت دو روپے ہے یہ دو روپے خرچ کرکے آپ کتاب نہیں منگا رہے ہیں بلکہ ایک خزانہ کی کنجی حاصل کر رہے ہیں کتاب میں کیا کیا ہے اس کی فہرست ملاحظہ ہو

مسلمانوں کی موجودہ حالت
افلاس کا سبب
افلاس کیونکر دور ہو سکتا ہے
[illegible]
[illegible]
کامیابی [illegible]
کامیابی کی مدیں
[illegible] انتظار
کاروبار میں ناکامی کے اسباب
[illegible] کا مقابلہ
[illegible] کیا کرنا چاہیے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] کی تدبیریں
کامیابی کی مثالیں
ایک مزدور کیونکر لکھپتی بن سکتا ہے
کھیتی تجارت کو ذریعہ ترقی
[illegible] کے کاروبار سے کیونکر ترقی ہو سکتی ہے
جلد بندی کے ذریعہ کیونکر ترقی ہو سکتی ہے
[illegible] کے ذریعہ کیونکر ترقی ہو سکتی ہے
پرانی اور [illegible] اشیا کی فروخت سے کیونکر ترقی ہو سکتی ہے
[illegible] کے ذریعہ کیونکر ترقی ہو سکتی ہے
[illegible] کے ذریعہ کیونکر ترقی [illegible]
[illegible] کا سلسلہ تجارت
[illegible] کی تجارت
[illegible] کی تیاری اور تجارت
[illegible] کی تیاری اور تجارت
[illegible]
[illegible]

انڈے مرغی کی تجارت پرندوں کی تجارت
کستوری کی تجارت [illegible]
[illegible] لباس [illegible] بنانا اور دھونا
[illegible] اور [illegible] ریشمی کپڑوں پر سنہری
چھپائی کپڑے پر ابھرے ہوئے پھول بنانا
کپڑے کے پھول بنانا کپڑوں کی رنگائی
دیسی رنگ بنانے کی ترکیب
فرشوں اور لحافوں کی چھپائی
لوازم کی تیاری اور تجارت
[illegible] کی نواڑ کپڑوں کی [illegible]
پالونوں کی تجارت [illegible] تجارت
پالونوں کی منڈیاں [illegible] منگانا
[illegible] منگانے چاہئیں
[illegible] فروخت کرنے کا طریقہ
[illegible] کیوں کیسے جاتے ہیں
چھاپہ کی تجارت نئی پرانی چھاپہ کی شناخت
[illegible] چھاپہ کس طرح منگائی جاتی ہے
[illegible] فروخت [illegible]
[illegible]

[illegible] کی ترکیب خوشبو دار عطر کی ترکیب
تمباکو خوردنی کی تیاری کی تجارت
تمباکو خوردنی کے اقسام
تمباکو خوردنی ہر قسم کا بنانیکے نسخے
دو روپیہ سیر کا تمباکو چار روپیہ سیر کا تمباکو آٹھ روپیہ سیر کا تمباکو قوام اور گولیاں
پنساری کی دوکان سے معاش
پھیری والے پنساری
غریب مسلمانوں کے کرنے کے کام
دکانداری کا وقت۔
دوکان کا ضروری سامان [illegible] کام
خرید و فروخت پر اجرت [illegible]
کا کام سائن بورڈ جوتے بنانا
[illegible] کی تجارت [illegible]
[illegible] کے بستے [illegible]
[illegible] جواہرات کے بکس
[illegible] بنانا [illegible]
کمیشن پر مال فروخت کرنا
ملک کی قدرتی پیداوار اس کی تجارت شہروں [illegible]

[illegible] اور ان کی تجارت
ملک کی قدرتی پیداوار اور مصنوعات کی تفصیل
کون چیز کہاں مل سکتی ہے
ہندوستان کے کارخانے
جنگلات کے ٹھیکے
مکانوں کی تعمیر کا ٹھیکہ
پرانی اشیاء تعمیر کی تجارت
پرانی بوتلوں کی تجارت
پرانی کتابوں کی تجارت
قدیم کی مصنوعات کی تجارت
سامان آرائش کرایہ پر
کتابیں کرایہ پر
پرانے زیورات
[illegible] دھونے کا صابن
تجارت بذریعہ اشتہارات
اشتہاری گاڑی
سفری ایجنسی ۔ چھاپہ خانہ
قیمت فی جلد دو روپے
علاوہ محصول ڈاک

پیشوا

جلد ۴ — ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۲۸ء — نمبر ۶

شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

عید نمبر کیوں نہیں شائع ہوا؟

اکثر حضرات اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ سال گزشتہ کی طرح پیشوا کا باتصویر اور بہترین عید نمبر اس سال بھی شائع ہوگا۔ اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ قارئین کرام کی غلط فہمی رفع کرنے کے لئے اور بعد ازاں خطوط کے جوابات کی زحمت اور خرچ سے نجات پانے کے لئے کہہ دوں کہ اس سال نہ صرف یہ کہ پیشوا کا عید نمبر شائع نہیں ہوگا اور نہ عقیل نمبر شائع ہوگا۔ اور نہ شہید نمبر بلکہ صرف ایک رسول نمبر شائع ہوگا۔ اور خدا کا فضل اگر شامل حال رہا اور میں تندرست رہا تو انشاء اللہ اپنی تمام قوتیں مصارف کا خیال کئے بغیر دین و دنیا کے اس سب سے بڑے پیشوا کی یادگار میں شائع ہونے والے پرچہ کو بہترین پرچہ بنا کر شائع کرنے میں صرف کردوں گا۔

پیشوا کے رسول نمبر کی تیاری میں نے ابھی سے شروع کر دی ہے ضخامت کے لئے کوشش کروں گا کہ دو سو صفحے ہو جائیں اور متبرک مقامات حجاز کے فوٹو حاصل کر کے بلاک بنوانے کا بھی ارادہ ہے نیز مضامین حاصل کرنے کے لئے ابھی سے جد و جہد شروع کر دی گئی ہے۔ چنانچہ ہندوستان کے مشہور ترین شاعر جناب مولانا ابو الاثر حفیظ صاحب جالندھری مدیر مخزن نے اپنی بے انتہا مصروف زندگی کے بیش قیمت لمحات میں سے وقت نکال کر ایک اعلیٰ درجہ کی نظم میرے پاس بھیجدی ہے۔

پیشوا کا گذشتہ رسول نمبر آج تک طلب کیا جا رہا ہے مگر قارئین پیشوا کو یقین رکھنا چاہئے کہ جو تیاریاں میں کر رہا ہوں اگر وہ پوری ہو گئیں تو انشاء اللہ پیشوا کا یہ رسول نمبر ایسا شاندار ہوگا کہ اس کا مقابلہ چند [illegible] کوئی رسالہ و اخبار نہ کر سکے گا۔ اور میں اپنی زندگی کے اہم کارناموں میں سے اسکو ایک سمجھونگا۔ اور [illegible] اپنی محنت سے ثابت کر دونگا [illegible]

ضرورت صرف اسکی ہے کہ قارئین کرام اپنے فرض کو محسوس کریں اور پیشوا کی ترقی اشاعت کی کوشش کر کے صرف پانسو جدید خریدار فراہم کر دیں تاکہ میں رسول نمبر پر دل کھول کے روپیہ خرچ کر سکوں۔ اس رسول نمبر کی قیمت ایک روپیہ ہوگی۔ مگر پیشوا کے مستقل خریداروں کو مفت دیا جائیگا اور ان کو اسی دو روپے سالانہ کے چندہ میں یہ بہترین نمبر بھی مل جائیگا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ پیشوا کے معاونین اپنی سرگرمیوں کو دو چند کر دیں کیونکہ وہ جسقدر جدید خریدار فراہم کریں گے۔ مجھ میں کام کرنے کی اتنی ہی مستعدی پیدا ہوگی اور مزید توجہ کا اثر یقیناً پیشوا کے رسول نمبر کی ترتیب اور ضخامت پر پڑے گا۔

میں نے آپ سے پانسو جدید خریداروں کی درخواست کی ہے اگر اس کو پورا کیجئے پھر دیکھئے کہ پیشوا کا رسول نمبر کیسا ہوگا؟

ملکی آزادی میں سنگھٹنی روڑا

بالآخر لالہ لاجپت رائے کے متعلق بھائی پرمانند بہادر کی مساعی جلیلہ ہندو مسلم اتحاد کے لئے بڑی بھاری رکاوٹ ثابت ہو رہی ہیں اور یہ سنگھٹنی سورما اپنی آتش فشاں تقریروں اور نفاق انگیز [illegible] سے ہندو مسلم سمجھوتہ کا امکان کو ناممکن بنا رہا ہے۔

وہ [illegible] "ہندو جاتی کی دردشا" کا افسانہ "سنگھٹن [illegible]" [illegible] سنگھٹنی بنارس کے [illegible] ہوتے ہیں۔ اور اس طرح وطن عزیز کی آزادی کے راستہ میں یہ سنگھٹنی روڑا اپنی [illegible] ذہنیت کی وجہ سے اس لئے حائل ہو رہا ہے [illegible] عالمگیر جذبہ اخوت ان کے سر پر ہندوستان [illegible] جگہ [illegible] جاتا ہے۔

[illegible]

[illegible] سمجھا جاتا؟ مسلمانوں کو اچھوتوں کے برابر بھی حقوق نہیں دئیے جاتے، اس لئے وہ "جاتی کے حقوق" کی حفاظت کے بہانے سے [illegible] کے نام سے اچھالتا ہے۔ اور جاہل ہندؤں کی طاقت سے بڑے سے بڑے کانگرسی ہندو سے زیادہ ہندو حقوق کا محافظ بن جاتا ہے جو تماشہ جاتی پرمانند جی دکھا رہے ہیں مجھے اس کا بالکل افسوس نہیں کیونکہ ان سے جو کچھ ہو رہا ہے خلاف توقع نہیں۔

علاوہ قوم مسلمانوں کو عزت کے ساتھ زندہ رہنا کیونکر دیکھ سکتی ہے جو "ہندو جاتی کے انگ" اور "ہندو قوم کی سب بڑی محافظ فوج" اور ہندو آبادی کا سب بڑا حصہ "جس کی تکلیف میں ہندوؤں کی اکثریت کا راز مضمر ہے" وہ ان اچھوتوں کو جب ابتدائی حقوق شہریت و انسانیت بھی دینے کے لئے تیار نہیں، تو وہ ان "ملیچھ مسلموں" کے ساتھ کیا انصاف کریں گے جو باہر سے آکر یہاں حکمراں ہوئے۔ اور جن کے انگنت مظالم پر آنسو بہا بہا کر "ہندو جاتی میں جاگرتی" پیدا کی جاتی ہے۔

البتہ تعجب اس پر ہے کہ لالہ لاجپت رائے، پنڈت مالویہ، پنڈت موتی لال نہرو، مسٹر گاندھی جیسے اتحاد پسند اور وطن دوست ہندوؤں میں سے ایک ہندو لیڈر نے بھی اس سنگدلی، روشے کو آزادی کے راستہ میں سے ہٹانے کی جرأت یہ کوشش نہیں کی۔ اور اسکو سرکار کا نمک پروردہ غدار وطن وغیرہ، رجعت پسند وغیرہ کے خطابات دینے تو الگ رہے بلکہ اس شخص کی صریح گمراہ روش کے خلاف اظہار ملامت کرنے کی بھی جرأت کسی کو نصیب ہوئی۔ تو کیا یہ سب ہندو لیڈر ریاکاری سے ہندو مسلم اتحاد اور وطن عزیز کی آزادی کے خواہاں ہیں؟ اور کیا ہندو مہا سبھا جو کچھ آگ اچھال رہی ہے، وہ ان لیڈروں کے اشارے سے نہیں اچھال رہی۔

کیا دنیا ملک اور اس کے کاغذی گھوڑے ہمدرد، زمیندار دیکھ رہے ہیں کہ ہندو قوم کے ممتاز افراد کا طرز عمل چیستان ہے یا نہیں؟

مہاراجہ بھرتپور کی ہولی

مہاراجہ صاحب بھرتپور جن کی حالت اب سرزوال مہاراجہ اندور کی سی ہو گئی ہے، ہولی کے روز دہلی میں تھے۔ وہ اپنے انگریز دوستوں سے ہولی کے مصافحت کے لئے ٹیلیفون پر منظوری لینی چاہتے تھے مگر سیکرٹری کے کلرک نے یہ کہدیا کہ اسوقت صاحب آپ سے بات نہیں کر سکتے۔

اللہ اکبر انقلاب روزگار، کل تک یہی جاہ وال کا خلیفہ تھا جس نے مسلمانوں کی مسجد کو شہید کیا۔ اور آل انڈیا مسلم وفد کو نہایت حقارت کے ساتھ [illegible] مسلمانوں کی موت کے زعم میں ٹھکرا دیا تھا۔ اور خانہ خدا کو گودام بنا کر [illegible] نے "مسجد شکن مہاراجہ" کا خطاب حاصل [illegible]

[illegible] ہولی کے روز [illegible] بالکل [illegible] جاٹوں کا

مہاراجہ "مسجد شکن" جمعدار (جواب راجہ کشن ہے) کو نوازتا تھا اب اسقدر عاجز ہے کہ اس ریاست کے انگریز ملازم کو جس کا وہ تاجدار ہے ہولی کے اخراجات کی منظوری کے لئے طلب کرتا ہے تو وہ اس سے ملنے سے بھی انکار کر دیتا ہے ایسے ہی مواقع کے لئے قرآن حکیم میں ارشاد ہے کہ وتلک الایام نداولہا بین الناس۔ کاش مہاراجہ صاحب اب بھی آنکھیں کھولیں اور مسجد [illegible] کو اپنے روپے سے نہیں بلکہ مسلمانوں کے روپے سے بنوانے کا حکم صادر کرکے اس خدا سے ڈریں جو اتنا طاقتور ہے کہ تاجداروں کو ذلیل کر سکتا ہے۔ اور جس کے ایک ادنی قہر کی تاب مہاراجہ تو کیا دنیا کی کوئی زبردست سے زبردست طاقت بھی نہیں لا سکتی۔

اگر مہاراجہ صاحب اس خدا سے جس نے فرعون اور نمرود جیسی مستیوں کو فنا کر دیا ہے اپنی خطا معاف کرانی چاہتے ہوں تو اس کا فرض ہے کہ وہ اس کے آگے جھکیں جس کے آگے دنیا کے قہار و جبار حکمراں جھکے ہیں۔ اور جو اپنے آگے جھکانے کی طاقت رکھتا ہے۔ اور اس کے منہدم گھر کو بنانے کی مسلمانوں کو اجازت دیدیں۔

مسلمان لاکھ مفلس سہی۔ مگر وہ خانہ خدا کی تعمیر کے مصارف لاچار مہاراجہ سے نہیں لیں گے۔ بلکہ میں خود اور قارئین پیشوا کی کثیر جماعت تنہا اس کے مصارف برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔

پھر کیا مہاراجہ بہادر اس مخلصانہ گزارش پر توجہ دینے کے لئے تیار ہیں۔

سلطان العلوم کی معارف نوازی

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جس طرح خلفاء عباسیہ نے عربی زبان میں تراجم کے ذریعہ تمام علوم کو منتقل کرالیا تھا۔ اسی طرح تاجدار دکن سلطان العلوم اعلیٰ حضرت تاجدار ذی وقار میر عثمان علی خاں بہادر نے اس دور آخر میں مسلمانوں کی علمی روایات کی یاد اپنے شاندار علمی کارناموں سے تازہ کردی۔

کون نہیں جانتا کہ اگر دکن کا حکمراں بدنصیب اردو کی کس مپرسی پر توجہ نہ کرتا تو آج عثمانیہ یونیورسٹی جیسی مفید درسگاہ وجود میں نہ آتی۔

اعلیٰ حضرت نے مارچ کے پہلے ہفتہ میں اس اردو یونیورسٹی کی عمارت کیلئے ایک کروڑ روپے کے شاہانہ اور حاتمانہ عطیہ نے دنیائے علم میں جذبہ تشکر و امتنان پیدا کر دیا ہے، اور وہ اعلیحضرت کے کٹر مخالفین جو اعلیٰ حضرت کی صرف اس لئے مخالفت کیا کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت مسلمان کیوں ہیں۔ وہ بھی اس گرانقدر عطیہ پر ششدر رہ گئے۔

اس عطیہ کے ساتھ ایک ہزار ایکڑ زمین پودوں پر تجربہ کی کاشت کے لئے بھی حضور نے مرحمت فرمائی ہے۔

کیا وہ والیان ریاست جو لاکھوں روپیہ طوائفوں اور ان کے سازندوں اور ان کی کتیوں پر برباد کر رہے ہیں۔ اور وہ والیان ریاست جو لاکھوں روپے کتوں کی پرورش پر ضائع کر رہے ہیں۔ سن رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ اعلیٰ حضرت جو انہیں کی طرح ایک فرمانروا ہیں اپنی رعایا کیلئے

علوم و فنون کے دریا بہا رہے ہیں۔ کیا وہ بہر شہر رادر جونا گڈھ وغیرہ کے برابر بھی اپنے تفریحی مشاغل پر روپیہ نہیں خرچ کر سکتے۔ حالانکہ مذکورہ ریاستوں سے بہت زیادہ آمدنی رکھنے والی نہ معلوم کتنی ریاستیں اس سلطان ذی وقار کے ماتحت ہیں۔ مگر اعلیٰحضرت مسلمان ہیں۔ اعلیٰ حضرت فاطمی سید ہیں، اور انکی رگوں میں اس ذات اقدس کا خون ہے جسکی شان میں انا مدینۃ العلم وعلی بابہا آیا ہے۔ اس لئے ان کی یہ علم دوستی ایک نسلی ورثہ ہے، لہذا اعلیٰ حضرت تمام اسود کے بہی خواہوں وتمام ہندوستان کے والیان ریاست کے، اور تمام مسلمانوں کے، اور تمام شریف ہندو مسلمانوں کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ جن کی ذات ہمایونی کے طفیل عثمانیہ یونیورسٹی کے ذریعہ علوم و فنون کے دریا بہ رہے ہیں۔ قارئین پیشوا سے میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ اعلیٰحضرت کی صحت و سلامتی اور ترقی اقبال کی عید کے روز خصوصیت سے دعا کریں۔

دوستی کو خوش کرنے کے لئے مسلم لیگ کو ختم کر دیگا اور اس کے نتیجے میں کانگریس کی تجاویز پاس کرالیں، اور مسلمانوں کے مفاد کو اپنے ہاتھوں ختم کر دیا تو اس کے بعد وہ مطمئن تھے کہ شاید ہندو انکی اس کامیابی کو کبھی فراموش نہ کریں گے۔ مگر ہندو مہاسبھا نے وہ چپت رسید کیا کہ مسٹر جینا اور ان کے دوست اسکی چاشنی کو ساری عمر یاد رکھیں گے۔ اور یہی وہ سیاست ہے جس سے مسلمان نا آشنا ہیں کہ پہلے تو مسٹر جی نے ان جیسے سیاست داں مسلمانوں کو دم دلاسا دیکر دہلی میں مسلمانوں کے کم سے کم مطالبات سنے۔ اس کے بعد ان کو شملہ، کلکتہ اور مدراس میں چلکر اپنی ذمہ داری پر پاس کرالیا۔ اور جب مدراس میں تجاویز دہلی مسخ کر کے پاس کرالی گئیں تو اپنے نفشٹوں کے ذریعہ مہاسبھا کو اشارہ کر دیا تاکہ اس بہانے سے مسلمانوں کا گلا جتنا بچے اور دبایا جائے۔

ہندو مہاسبھا کے اس عیارانہ طرز عمل سے مسٹر جیناکی آنکھیں کھلیں۔ اور مسلمانوں کی طرف سے جب انپر حملے ہوئے تو انہوں نے اپنی لیگ کا ایک جلسہ دہلی میں جدید صورت حالات پر غور کرنے کے لئے بلایا جس میں شیخ حشمت سے لاہور کی لیگ کے ارکان کو بھی دعوت دی جسکی شرکت سے ارکان شفیع لیگ نے انکار کر دیا۔

میں نے جس طرح آل پارٹیز کانفرنس میں سر محمد شفیع اور انکی لیگ کے کارکنوں کی عدم شرکت پر اظہار افسوس کیا تھا، اسی طرح میں جینا لیگ میں سر محمد شفیع کے شریک نہ ہونے پر اظہار مسرت کرتا ہوں۔

آخر اس حرکت مذبوحی کی ضرورت کیا تھی؟ تمہارے اور ان کے مسلک میں زمین آسمان کا فرق ہے پھر تم ان کو مدعو کرنے والے کون ہو؟

میری رائے میں یہی وقت ہے کہ سر عبدالرحیم صاحب میدان میں آئیں اور قدرت کے اس عطیہ اور ہندو مہاسبھا کی شرارت سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کی سیاسی تنظیم کریں۔ لہذا یہ وقت قائدین کے لئے گھر میں بیٹھنے کا نہیں ہے۔ اگر مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرنا ہے اور ہندو ... اور حکومت سے اسلامی مطالبات تسلیم کرانے ہیں تو سر عبدالرحیم صاحب کی ... [illegible]

پیشوا کی عیدی

کا

ایک روپیہ نہ بھولئے

عید کے بہت سے فضول مصارف میں سے صرف ایک روپیہ کی بچت نکال کر پیشوا کے دفتر میں ایک روپیہ امدادی فنڈ میں منیآرڈر کی عیدی سمجھکر بھیج دیجئے۔ ڈہائی سال کے عرصہ میں پہلی مرتبہ آپ سے اعانت کی استدعا کی گئی ہے۔

خاکسار۔ عزیز حسن بقائی مدیر پیشوا

دنیا کی نمائش

ہز ہائنس مہاراجہ ... [illegible]

دنیا کے حکومت امسال اپریل کے آخری ہفتہ میں دتیا میں نہایت عظیم الشان پیمانہ پر نمائش ہوگی۔ نمائش میں آنے والے مال پر ہز ہائنس نے سو اگر دل کی ... اور صناعوں کی حوصلہ افزائی کے لئے محصول معاف کر دیا ہے اور یہی اولوالعزمی ہے جسکی مثال ریاستوں کی نمائش نہیں پیش کر سکتی ہے اور اس حوصلہ مندی کے لئے کار کنان نمائش اور تجارت پیشہ حضرات کے شکریہ کے مستحق ہیں۔

جب سے ریاست دتیا میں خان بہادر قاضی عزیز الدین صاحب دیوان ہوئے ہیں۔ ریاست دن بدن ترقی کی جانب نہ صرف قدم بڑھا رہی ہے، بلکہ تیزی کے ساتھ دوڑ رہی ہے اور یہ نمائش بھی ان ترقیوں میں سے ایک ہے جسکی اسکیم ہز ہائنس کی خدمت میں خان بہادر پیش کر چکے ہیں۔ اور جسپر بہت جلد عمل ہونیوالا ہے۔ میں نمائشوں میں اسباب تجارت لے جانے والے حضرات سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس نمائش میں بڑی کثرت کے ساتھ شریک ہوں۔ اور اپنی حفاظت اور مال کی حفاظت کی طرف سے بالکل مطمئن رہیں کہ ریاست دتیا کا محکمہ پولیس بڑی مستعدی کا جیتا نمونہ ہے۔ کیونکہ دتیا کے سپرنٹنڈنٹ پولیس یوپی پولیس کے ایک ... اور مستعد افسر ہیں جن کے حسن ... پر پورا بھروسہ کیا جا سکتا ہے اور اس کے علاوہ ... [illegible] ... ہونگے جنکی صرف ہمدردی پر کمال سے زیادہ اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

جینا لیگ کی حرکت مذبوحی

جبکہ ... میں مسٹر جینا نے ... [illegible]

اکال لیگ ... [illegible]

[illegible]

[illegible] صرف سے ہو چکا ہے۔ یہ ایجی ٹیشن بدنصیب [illegible] اس کے متعلق ابھی کوئی رائے نہیں قائم [illegible] ایجی ٹیشن جب تقسیم بنگال کی تنسیخ کرا سکتا ہے، اور [illegible] کو آزاد کرا سکتا ہے تو دنیا میں کوئی کام [illegible] نہیں ہے۔

مہاراجہ [illegible] سنگھ صاحب سے مسٹر [illegible] نے ملاقات کر کے [illegible] شائع کرائے ہیں، اگر وہ سچ ہیں تو نہایت دردناک اور افسوسناک ہیں۔ اور [illegible] انصاف پسند اور غیرت دار اور شریف ہندوستانی [illegible] مہاراجہ کی بے کسی اور غریب الوطنی اور اہل و عیال سے دوری [illegible] کرے گا۔ اور کوئی شخص حکومت ہند کو اس غلط قدم اٹھانے پر مبارکباد نہیں دے سکتا، اور کوئی صاحب اولاد مہاراجہ کی مصیبت میں دو آنسو گرائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور سنگین سے سنگین دل رکھنے والا انسان اور شقی سے شقی القلب انسان مہاراجہ کے ان الفاظ کو پڑھ کر بے چین ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ

"تاج لے لو اور میرے بیوی بچے دے دو"

یہ الفاظ ہی اس بدنصیب شخص کی حالت زار کے مظہر ہیں، جو کل تک نابھ کے تخت کا تنہا مالک تھا۔ اور جس کے ایک اشارہ پر ہزاروں انسان اپنی قیمتی جانیں دینے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ اور جس کی آج یہ حالت ہے کہ وہ اس مکان میں تنہا اپنے بیوی بچوں کی شکل دیکھنے کے لئے بے چین ہے جس سے بہتر اس کے ادنیٰ ملازموں کے پاس مکانات ہوں گے۔ اور جس کو خانگی زندگی سے لطف اندوز ہونے سے جبراً روک دیا گیا ہے۔

میری رائے میں اب بھی وقت ہے کہ ماڈریٹ لیڈر، دل اور دماغ والیان ریاست میں سے کوئی صاحب ہمت کر کے آگے بڑھیں اور حکومت سے کوئی باعزت سمجھوتہ اکالی ایجی ٹیشن کے شروع ہونے سے پہلے کرا دیا جائے۔

میرے خیال میں سر سنکرن نائر، اور مہاراجہ صاحب بیکانیر، اور خان بہادر قاضی عزیز الدین صاحب کو حکومت اور ملک کی بہترین خدمت کے لئے تھوڑی سی جرأت کرنی چاہیئے۔

انکشاف حقیقت

مقدسین دیوبند اور مستبدین اہتمام نے حضرت مولانا حسین احمد صاحب سے [illegible] مظالم و خیانات کی پردہ پوشی کے لئے شائع کرایا تھا [illegible] کہ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب، اور حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب اور حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی نے ایک طویل [illegible] مدلل جواب [illegible] ان تمام الزامات [illegible] باطل [illegible] حضرات کی [illegible] شائع کیا جا رہا ہے [illegible] [illegible] ہوں

اور [illegible] کی حمایت میں غلط قدم نہیں اٹھایا۔

اصلاح کی ضرورت اور ادارہ اہتمام کی مستبدانہ حرکات پر مفصل روشنی ڈالنے کے لیے ایک اور جداگانہ بیان کی توقع مذکورہ حضرات سے رکھتا ہے۔ جو امید ہے کہ بہت جلد شائع ہوگا۔

حیرت اور تعجب ہے کہ مولوی ظفر علی خاں اور حاجی محمد علی اور مولانا کفایت اللہ اور مولانا عبد القادر قصوری یہ تمام حضرات باوجود حالات سے باخبر ہونے کے نہیں بولتے۔ اور اپنی مجرمانہ خاموشیوں سے مستبدین دیوبند کو غلط بیانیوں اور گمراہ کن اطلاعات کی امداد دے رہے ہیں۔ آخر مولانا حسین احمد صاحب کی مروت اور دوستی کی بھی کوئی حد ہونی چاہیئے!

بہرحال میری رائے میں تمام امدادی رقومات اس وقت تک کے لئے قطعی طور پر بند کر دینی چاہئیں جب تک ایک کمیشن کے ذریعہ تمام الزامات کی تحقیقات نہ ہو جائے اور مستعفی شدہ حضرات اور طلباء دوبارہ دار العلوم میں داخل نہ ہو جائیں۔ اور موجودہ انتظامیہ جماعت کو جو حضرت امیر معاویہؓ کی سنت میں قائم ہے، توڑ کر خلفاء راشدین کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھ کر نیا انتخاب نہ کیا جائے۔ اور اہتمام کی موروثیت نہ توڑ دی جائے۔ اس وقت تک کے لئے ہر مسلمان پر فرض ہو جاتا ہے کہ وہ ایسے لوگوں کی اعانت کرنے سے انکار کرے۔ جو خلاف کتاب و سنت اور خلاف اسوۂ خلفاء راشدین مسلمانوں کے مطالبات کو نخوت و رعونت کے ساتھ ٹھکرا رہے ہیں۔

مجھے افسوس ہوگا اگر اکابرین قوم نے جلد سے جلد دیوبند کی عنان انتظام اپنے ہاتھ میں نہ لی۔ اور مسلمانوں میں سے کسی نے حکومت سے ایک سرکاری کمیشن قضیہ دیوبند کی تحقیقات کے لئے مقرر کرنے کی درخواست کی اگرچہ جانتا ہوں کہ مہتمم صاحب حکومت کے حاشیہ بردار ہیں مگر گورنمنٹ اس بے چینی اور بے اطمینانی سے آنکھیں نہیں بند کر سکتی جو ادارہ اہتمام کے متعلق عام طور پر پیدا ہو چکی ہے۔

اس لئے اکابرین کا فرض ہے کہ وہ حکومت کی دست اندازی سے پہلے (جس کا اسے خود کوئی حق نہیں ہے) کوئی قومی کمیشن اس قضیہ کے خاتمہ کے لئے مقرر کریں۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ حکومت دست اندازی کرے۔

بیرونی مریضوں کی مشکلات کا خاتمہ

مسیح الملک مرحوم سیاسی مصروفیت کی وجہ سے بہت کم دہلی میں رہتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ باہر کے مریضوں کو اکثر حکیم صاحب کی غیر طبی مصروفیات کی شکایت رہی۔

مگر مسیح الملک مرحوم کے جانشین جناب مولانا حکیم حاجی محمد احمد خاں صاحب نے خدمت خلق اور اپنی جدید ذمہ داریوں کو پیش نظر رکھ کر یہ ارادہ کیا ہے کہ ممدوح اس سال حسب معمول کوہ مسوری پر بھی تشریف نہیں لیجائیں گے۔

اس لئے جو مریض دہلی میں بغرض قیام و علاج آنے میں تامل کرتے ہوں، ان کو بلا تامل دہلی آنا چاہیئے اور قدرت کے بخشے ہوئے بہترین طبی ملکہ سے مستفید ہونا چاہیئے۔

شکر ہے اس خدائے عزوجل کا جس نے حکیم اجمل خاں صاحب کے جانشین حکیم محمد احمد خاں صاحب کو یہ قابلیت اور خدمت الناس کا جوش عطا فرمایا ہے کہ انہوں نے دوسروں کی راحت کے لئے اپنے آرام کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ اور اپنی خداداد ذہانت سے شریف خانی گدی کو رونق دے رہی ہے کہ مسیح الملک اور حاذق الملک کی روحیں اپنے اس جانشین کی طبی قابلیت پر فخر کرتی ہونگی جن کے مطب میں جاکر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علم و فضل اور تشخیص و تجویز کا ایک بحر بیکراں ہے۔ جو موجیں مار رہا ہے۔

اسلامی تعلیم

شکر ہے خدائے قادر و توانا کا کہ اسلامی تعلیم پانسو صفحوں پر ختم ہوئی۔ اور پریس سے چھپکر بھی آگئی۔

یہ کتاب ۱۸ × ۲۲ سائز پر چھپی ہے۔ اور اس میں ۱۶ پونڈ کا ولایتی سفید چکنا کاغذ لگایا گیا ہے۔ ضخامت پانسو صفحے ہے۔ اور قیمت لاگت پر بہت کم نفع رکھکر مقرر کی گئی ہے یعنی صرف تین روپے۔ کتاب مجلد ہوگی۔ اور انشاء اللہ اسکو پڑھنے کے بعد پھر آپ کو کسی مذہبی مسئلہ کے لئے کسی کتاب کے پڑھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔

اس کے ٹائٹل پر یہ بالکل سچ لکھا ہے کہ "مذہب اسلام کی انسائیکلوپیڈیا" اگر اس دعوی کا ثبوت دیکھنا ہو تو ایک کتاب طلب کر لیجئے۔

غرضکہ اسلامی تعلیم اس صدی کی بہترین مذہبی کتاب ہے، جو خدا کے فضل سے دفتر پیشوا نے زر کثیر صرف کرنے کے بعد شائع کی ہے۔ جن حضرات کو یہ مفید ترین کتاب طلب کرنی ہو وہ مینیجر صاحب دفتر پیشوا کرم چیلان دہلی سے طلب کر کے خدمت اسلام میں میرا ہاتھ بٹائیں۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ مسلمان وہی مرتد ہوگا۔ جو مذہب سے ناواقف ہوگا۔ اور چونکہ اب مسلمانوں میں عربی اور فارسی کا میلان نہیں رہا ہے اس لئے تمام مذہبی مسائل کو اردو زبان میں ایک کتاب میں صرف اس لئے جمع کر دیا گیا ہے کہ مسلمان اپنے مذہب سے ناواقف نہ رہیں۔

جہاں ارتداد کا خطرہ ہو وہاں اس کتاب کو پیش کر دیجئے۔ اگر تبدیل مذہب کسی لالچ کی وجہ سے نہیں ہے۔ تو مسلمان کے لئے ناممکن ہوگا کہ وہ اسلامی تعلیم پڑھنے کے بعد آریہ سماج کے دام تزویر میں پھنس جائے۔

سالنامہ مخزن

۱۲۴ صفحے کا سالنامہ ۴ بہترین قسم کی پاکیزہ تصویریں ۳۸ بہترین نظم و نثر مضامین ملک و ملت کے مشاہیر اہل قلم نے لکھے ہیں۔ اور قیمت باوجود اس قدر مصارف و محنت کے صرف چھ آنے۔

جب سے مخزن نے تیسری مرتبہ جنم لیا ہے، وہ اردو نظم و ادب کی ترقی میں نہایت متانت و سنجیدگی سے کوشاں ہے۔ اس کے فاضل مدیر جناب مولانا ابوالاثر صاحب حفیظ جو ملک کے بہترین شاعر اور افسانہ نگار تسلیم کئے جا چکے ہیں۔ اپنے اخلاص سے اپنے بلند پایہ مضامین [illegible] [illegible]

البتہ مخزن میں ایک کمی ضرور ہے اور وہ یہ کہ اس میں عاشقانہ اور ہیجان انگیز تصویریں اور غزلیں اور عاشقانہ نثر مضامین ہوتے ہیں۔ اور یہ کمی شاید مخزن میں ساری عمر رہے گی۔ کیونکہ فاضل مدیر حضرت مخزن کو اچھا باجا اور مہذب اور متین جرنل رکھنا چاہتے ہیں تاکہ آنکھیں بند کرکے شرفاء کے گھروں میں بیویوں اور بچیوں کو دیا جا سکے۔ اور یہ ساری خوبیاں مخزن کے زیر نظر سالنامہ میں موجود ہیں۔ اور میں ایسے مفید ترین پرچے کی خریداری کی قارئین کرام سے استدعا کرتے ہوئے حفیظ صاحب کو اس کامیاب سالنامہ پر مبارکباد دیتا ہوں۔

اردو اکادمی

جامعہ ملیہ دہلی نے اردو علم و ادب کی ترقی کے لئے ایک نہایت مفید قدم اٹھایا ہے۔ یعنی اپنے شعبہ تالیف و تراجم کو زیادہ باقاعدہ کرکے اس کا نام اردو اکادمی رکھا ہے اور یہ دلیرانہ اعلان شائع کیا ہے کہ مختلف مباحث پر سال میں کم از کم اردو میں چھ کتابیں شائع ہوں گی۔

اکادمی کی مالی حالت کی درستی کے لئے چوبیس روپے سال یکمشت یا بالاقساط امداد کرنے والے لوگ اس کے ممبر بنیں تو جامعہ اپنا پندرہ روزہ آرگن پیام تعلیم اور ماہوار مجلہ جامعہ مع چھ کتابوں کے ممبر صاحبان کی خدمت میں پیش کرے گی۔

بلاشبہ یہ ایک مفید تحریک ہے اور ارباب علم کو اس تحریک کا خیر مقدم کرنا چاہئے۔ اور کارکنان جامعہ کی ہمت افزائی کرنی چاہئے۔ جن کے کارنامے کی قدر کرنے کے لئے آج اسلامی سلطنتوں کو توجہ فرمانے کی ضرورت ہے اور افسوس کہ اس کا سب سے بڑا قدر شناس جو یقیناً ملک کا بے تاج بادشاہ تھا اس دنیا میں نہیں رہا۔ اور مسلمانوں جیسی بے حس قوم سے دریوزہ گری کے لئے جامعہ ملیہ کو چھوڑ گیا۔

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کا نیا کام

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب چونکہ [illegible] سے مفید ترین تبلیغی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ وہ ارباب دانش سے پوشیدہ نہیں۔ اور اس سلسلے میں جس قدر مفید لٹریچر حضرت خواجہ صاحب نے شائع کیا ہے اس کی مثال تو ہندوستان کا کوئی بڑے سے بڑا تبلیغی نظام بھی پیش نہیں کر سکتا۔

جس وقت پیرزادہ محمد صادق صاحب شہید ہوئے ہیں اور [illegible] مخالفت نے حضرت خواجہ صاحب کا خانگی سکون رخصت [illegible] کو خیال گذرا کہ شاید اب حضرت خواجہ صاحب اپنی تبلیغی مہم کو جاری رکھ سکیں گے۔

مگر حضرت خواجہ صاحب کے اس آنسو [illegible]

[illegible]

[illegible] فاری کے لئے اپنے تبلیغی رفیقوں میں تقسیم کر دیئے [illegible] کے ساتھ اصلاح مساجد کا کام شروع کر دیا گیا کہ [illegible] مسلمانوں کی بربادی مسجدوں کی ویرانی سے ہوئی ہے۔

[illegible] معلوم کر کے کس قدر افسوس ہوا کہ حضرت خواجہ صاحب نے [illegible] کام کے لئے ایک لاکھ روپے کی جو اپیل کی تھی اس پر مسلمانوں [illegible] توجہ کی۔

کیا مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ حضرت خواجہ صاحب خود اپنا وقت بھی دیں اور اپنی جیب سے روپیہ بھی خرچ کریں۔ آخر یہ کہاں کا انصاف ہے؟ یہ انتہائی ظلم ہے کہ کام تو حضرت خواجہ صاحب کریں سارے مسلمانوں کا اور چندہ دیں حضرت خواجہ صاحب کے مرید۔ اور اگر اعتراض کرنے کا موقع آئے تو وہ لوگ سب سے زیادہ بڑھ چڑھ کر بولتے ہیں جنہوں نے کبھی ایک پھوٹی کوڑی بھی حضرت خواجہ صاحب کو نہیں دی۔ اور نہ ان کے کام کی اہمیت کو تسلیم کر کے اسکی اخلاقی امداد کی۔

بہرحال ضرورت ہے کہ ہندوستان کے مسلمان حضرت خواجہ صاحب کا اس مفید کام میں نہایت جوش کے ساتھ ہاتھ بٹائیں۔ اور امدادی رقومات حضرت خواجہ صاحب کے نام ارسال کر کے ان کو سال بھر کے خرچ سے بے نیاز کر دیں۔ تاکہ وہ اطمینان کے ساتھ مسلمانوں کو مسلمان بنانے کا کام شروع کر سکیں۔ فطرہ اور زکوٰۃ کا روپیہ بھی اس نیک کام میں دیا جا سکتا ہے۔

عباسی تاجدار کی علم دوستی

الحمد للہ کہ عباسی تاجدار ہز ہائینس نواب صاحب بہاولپور نے عنان حکومت سنبھالتے ہی اپنے آباؤ اجداد کی طرح ریاست بہاولپور میں علوم و فنون کی ترقی کے لئے مفید تجاویز پر عمل شروع کر دیا۔

بہاولپور پنجاب کی سب سے بڑی اسلامی ریاست ہے۔ اس نے حال میں "جامعہ عباسیہ" کے نام سے ایک مفید ترین مشرقی و مغربی درسگاہ قائم کی ہے۔ اس درسگاہ میں اردو، فارسی، عربی، انگریزی، دینیات، ادبیات، معقولیات، ریاضیات کی مفید ترین تعلیم دی جاتی ہے۔

نونہال اور ہونہار عباسی تاجدار سے اس سے بھی زیادہ علم و فضل کی سرپرستی کی توقع ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ عنقریب بہاولپور میں دکن کی عثمانیہ یونیورسٹی کے نمونہ پر عباسی یونیورسٹی کے قیام کا اعلان ہوگا۔

زمیندار اور انقلاب

زمیندار کی نادہندی سے تنگ آ کر اس کے بہترین کارکن اور زمیندار کو چار چاند لگانے والے سالک و مہر علاوہ ازیں مستعفی ہوگئے اور انقلاب کے نام سے ایک روزانہ اخبار انہی دنوں میں لاہور سے شائع ہونے لگا۔

انقلاب بمجرد اشاعت ہوتے ہی سالک و مہر کے جوہر کھلے۔ اور مولانا [illegible] صاحب کی دکان کے پھیکے پکوان کو کسی نے دو کوڑی کو [illegible] پوچھا [illegible] "دال مزیدار" [illegible] مولانا ظفر علی خاں صاحب

جو ایک ہی وقت میں حضرت امام حسینؓ اور یزید دونوں کو خوش رکھ سکتے ہیں اور جو ایک ہی وقت میں اوڈوائر کی شان میں قصیدہ خوانی کرتے ہیں اور پھر بھی قوم پرست ہیں اور جو سیاست کو "دوراز کار" بتاتے ہوئے ہوم رول کی بے معنی تحریک سے الگ رہنے کا پہاڑی وعظ فرما کر بھی قوم پرست ہیں۔ اور جو اب بھی ایسے پولیٹیکل گرگٹ ہیں کہ ایک ہی وقت میں مسجد میں بھی سجدہ کرتے ہیں اور مندر کا گھنٹہ بھی پکڑ کر ہلا لیتے ہیں۔ اور جن کی ابن الوقتی کا یہ عالم ہے کہ جن خوشامدی اور سرکار پرستوں کو اخبار زمیندار میں گالیاں دی جائیں ان کی کوٹھیوں میں پہنچ کر ان کے سامنے سر نیاز جھکایا جائے اور جو آجکل کے نئے دور قوم پرستی کے زمانہ میں بھی مسٹر اوگلوی جیسے "نیک نام" مجسٹریٹ کو اپنی خدمات خصوصی کے لحاظ سے خوش رکھ سکتے ہیں۔ انہی حضرت مولانا "ظفر علی خاں" صاحب نے جب دیکھا کہ انقلاب میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو ایک قوم پرست اور مسلمان پرچہ میں ہونی چاہئیں۔ اور اس نے بہت جلد زمیندار کے حصار کو توڑ کر اپنے لئے ایک بڑا حلقہ پیدا کر لیا ہے، تو آپ نے زمیندار کی اخلاقی شکست کو زمیندار کی قیمت گھٹا کر تسلیم کر لیا۔ جانے دیجئے اسکو کہ وہ خسارہ سیٹھ برلا کے روپیہ سے پورا کیا گیا یا کسی اور طریقہ سے۔ مگر انقلاب نے اپنی شان قائم رکھنے اور اپنی اخلاقی برتری کا اظہار کرنے کے لئے انقلاب کی قیمت میں کوئی کمی نہیں کی۔ اور انقلاب کے طرفداروں نے اس "سستی روزی" پر تھوکا بھی نہیں۔

جب اس سے بھی کام نہیں چلا تو اس پولیٹیکل گرگٹ نے دوسرا پینترا بدلا۔ اور غریب انقلاب کو سرکار پرستوں کا اخبار اس جرم میں کہنا شروع کیا کہ وہ مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کیوں چاہتا ہے۔

مگر عام مسلمان اب اس قسم کے سیاسی شعبدوں میں نہیں آئیں گے وہ اپنے دوستوں اور دشمنوں کو پہچاننے کا ملکہ رکھتے ہیں۔ اور انہیں اب اخبار بینی کا بھی مذاق پیدا ہو گیا ہے۔ اس لئے میدان صحافت کے یہ نئے شہسوار پرانے پھکیت کو ایک روز چت ہی کریں گے۔ کیونکہ اب سرحد پرانی ساکھ سے کام نہیں چلے گا۔

زمیندار و انقلاب چونکہ دونوں وہابی عقیدہ کے پروپیگنڈسٹ ہیں۔ اس لئے تو مذہب کا جہاں تک تعلق ہے، میں دونوں پر لعنت بھیجتا ہوں مگر اسلامی حقوق کے لئے دلیرانہ اور عاقبت اندیشانہ اور مسکت طریقہ سے لکھنا انقلاب ہی کا حصہ ہے۔ اور بلحاظ اخباری حیثیت اور متانت کے وہ اس وقت بہترین پرچہ ہے جو پنجاب کے دو ہونہار نوجوانوں کی جگر کاوی کا نتیجہ ہے۔ اور اس جنگ میں بھی تو مذہب سے ہٹ کر میں انقلاب کو حق پر سمجھتا ہوں۔ اور مولانا ظفر علی خاں کی خفیف الحرکتیوں پر اظہار ملامت کرتا ہوں۔

ظفر علی خاں صاحب جیسی شخصیت کے لئے یہ شرم کا مقام ہے کہ جن لوگوں نے ان کو شہرت کے بام عروج پر پہنچایا اور جنہوں نے

ان کے اخبار کی خاطر چکیاں پیسیں اور کبھی جلوس نہ نکلوائے۔ اور نہ چندے لئے۔ اور جنہوں نے اپنی دماغ سوزی اور عرق ریزی سے زمیندار کو زندہ رکھا" اور اسکو چار چاند لگائے۔ ان کو ان کا حق محنت نہ دیا جائے۔ میرے خیال میں تو ایک سال کی مہلت بہت کافی ہوتی ہے۔ ضرورت ہے کہ تمام ہندوستان کے ہندوستانی اخبار نویس ظفر علی خاں صاحب کی اس نادہندی پر اظہار نفرت کریں۔ اور انکو مجبور کریں کہ وہ اپنے شاہانہ مصارف کم کر کے مستعفی شدہ عملہ کی تنخواہ جلد سے جلد ادا کریں۔

پیشوا کے وی پی آرہے ہیں

حسب ذیل حضرات جن کے صرف نام اور نمبر خریداری اور مقام لکھے گئے ہیں ان کی میعاد خریداری اس اشاعت سے ختم ہو گئی اور ان کو ۱۸ اپریل ۳۲ء کے پیشوا کے وی پی کے ذریعہ انتظار کرنا چاہیئے جو دو روپے سالانہ کا چندہ وصول کرنے کے لئے دفتر پیشوا سے روانہ ہونگے۔ اگر میری بدقسمتی سے مندرجہ حضرات آئندہ سال کے لئے تعلق منقطع کرنا چاہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ ۲۴ مارچ تک وی پی نہ بھیجنے کی اطلاع دیدیں۔ تاکہ میں ایک کثیر نقصان سے بچ جاؤں۔ ورنہ واضح رہے کہ جو حضرات بغیر اطلاع دیئے وی پی واپس کرینگے وہ خدائے قدوس کے ہاں کے میرے دیندار ہونگے اور میں قیامت کے دن ان سے اپنے نقصان کا داد خواہ ہونگا آپ صرف دو پیسے کے کارڈ پر اطلاع دیجئے۔ ورنہ آپ کی خاموشی سے یہ سمجھا جائے گا کہ آپ آئندہ سال بھی پیشوا کی سرپرستی فرمائینگے زیادہ بہتر یہ ہوگا کہ دو روپے بذریعہ منی آرڈر بھیجدیئے جائیں۔

نمبر خریداری	نام	مقام	نمبر خریداری	نام	مقام
۱۸۹۸	حبیب احمد خانصاحب	تلہ	۱۹۸۶	صوفی محمد فخر الدین صاحب	[illegible]
۱۹۲۳	قاضی نور احمد صاحب	[illegible]	۱۹۹۲	سیٹھ عبد اللہ حاجی حسن حاجی حبیب	جیسور
۱۹۲۴	چودھری محمد الدین صاحب	ڈوڈہ	۱۹۹۳	شیخ محمد بخش صاحب	وزیر آباد
۱۹۳۴	مہتمم صاحب کتب خانہ	حیدرآباد دکن	۱۹۹۴	حاتم علی صاحب	[illegible]
۱۹۳۵	مہتمم صاحب مدرسہ	حیدرآباد دکن	۱۹۹۷	عزیز الرحمن صاحب	دہلی
۱۹۳۶	مولوی محمد وزیر صاحب	حیدرآباد	۱۹۹۹	انوار الاسلام بن شمس الاسلام	[illegible]
۱۹۳۸	محمد جی سندھی صاحب	احمد آباد	۲۰۰۰	غالب حسن صاحب	[illegible]
۱۹۳۹	مولوی محمد صدیق صاحب	لکھنؤ	۲۰۰۸	سید حسن پیر صاحب	[illegible]
۱۹۴۰	مولوی غلام حیدر صاحب	[illegible]	۲۰۱۱	سید محمد ابراہیم صاحب	حیدرآباد
۱۹۴۷	عبد الغنی خانصاحب	کوئٹہ	۲۰۱۲	غلام حسن صاحب	بہاولپور
[illegible]	ایم مراد بیگ صاحب	[illegible]	۲۰۱۵	سلیمان صاحب	[illegible]
۱۹۷۸	نور محمد عبد الغفار صاحب	[illegible]	۲۶۳۱	محمد نور شاہ صاحب	میانوالی
۱۹۷۹	نور حسن خانصاحب	راولپنڈی	۲۰۱۷	ملک منشی محمد علی صاحب	شملہ
۱۹۸۲	منشی حبیب اللہ صاحب	[illegible]	۲۰۲۲	ملک خدا بخش صاحب	ملتان
۱۹۸۵	میاں فضل الٰہی صاحب	[illegible]	۲۰۲۵	محمد خیر الدین صاحب	امرتسر

۲۰۲۹	منشی غلام محمد صاحب	[illegible]	۲۱۰۸	مسٹر محمد حسین صاحب	[illegible]
۲۲۲۷	منشی حسین صاحب	[illegible]	۲۱۱۰	ای ناصر احمد اینڈ کو	[illegible]
۲۰۳۱	فقیر محمد صاحب	[illegible]	۲۱۱۱	محمد سیٹھ ابراہیم	[illegible]
۲۰۳۳	[illegible] الدین صاحب	[illegible]	۲۱۱۲	خدا محمد حضرت جی	[illegible]
۲۲۵۹	نعیم اشرف صاحب	[illegible]	۲۱۱۳	ملا گلاب خانصاحب	[illegible]
۲۲۲۱	مسٹر محمد اسمٰعیل صاحب	شملہ	۱۵۲۹	نور محمد صاحب	[illegible]
۲۰۳۷	محمد جعفر علی صاحب	حیدرآباد	۲۱۱۶	ایم عنایت کریم صاحب	[illegible]
۲۰۳۸	ایس ایم بی شاہ صاحب	[illegible]	۲۱۱۸	میاں کرم الٰہی	[illegible]
۲۰۴۱	اسلام الدین صاحب	الہ آباد	۲۱۳۱	عبد الحمید عبد الکریم صاحب	[illegible]
۲۰۴۲	فضل الٰہی صاحب	[illegible]	۲۱۱۹	ای ایم قریشی صاحب	[illegible]
			۲۱۲۶	سید [illegible] شاہ صاحب	[illegible]
۲۲۴۳	اکبر علی صاحب	بلیا	۲۱۲۷	منشی رمضان صاحب	[illegible]
۲۰۵۲	محمد اسمٰعیل صاحب	[illegible]	۲۱۲۸	محمد یوسف خانصاحب	[illegible]
۲۰۵۴	خدا بخش صاحب	کلکتہ	۲۱۲۹	راجہ ساعز خانصاحب	[illegible]
۲۰۵۹	سلیمان حسین راجہ صاحب	برہما	۲۱۳۰	سید عثمان صاحب	[illegible]
۲۰۶۰	محمد قاسم جمیل صاحب	برہما	۲۱۳۱	مولوی امیر علی صاحب	[illegible]
۲۰۶۱	رؤف ابراہیم قاسم جی صاحب	رنگون	۲۱۳۴	مسٹر فرید الدین صاحب	[illegible]
۲۰۶۲	سلیمان اسمٰعیل صاحب	برہما	۲۱۳۵	حبیب اللہ خانصاحب	[illegible]
۲۰۶۳	سردار خانصاحب اعظم خاں	[illegible]	۲۱۳۰	ایس ایم بی شاہ صاحب	[illegible]
۲۰۶۴	اصغر علی صاحب	[illegible]	۲۱۴۲	شیخ محمد حسن صاحب	[illegible]
۲۰۶۶	عبد العزیز صاحب	[illegible]	۲۱۴۳	نواب شیخ محمد جہانگیر میاں صاحب	[illegible]
۲۰۷۴	شیخ محمد صاحب	کراچی	۲۱۴۴	راجہ گورچرن سنگھ صاحب	[illegible]
۲۰۷۰	شیخ محمد علی میاں صاحب	[illegible]	۲۱۴۶	محمد ایوب صاحب	[illegible]
۲۰۷۶	نور محمد صاحب	[illegible]	۲۱۵۳	محمد طاہر صاحب	[illegible]
۲۰۷۷	عظمت صاحب	کرنال	۲۶۸۵	مسٹر عزیز الرحمن صاحب	[illegible]
۲۰۷۸	مولوی وسیع الدین صاحب	بمبئی	۲۱۵۵	پیر محمد صاحب	[illegible]
۲۰۷۹	ایس فضل حسین صاحب	[illegible]	۲۱۵۶	خواجہ عبد الغنی صاحب	[illegible]
۲۰۸۲	عبد اللہ قاسم صاحب	[illegible]	۲۱۵۸	محمد صدیق صاحب	[illegible]
۲۰۸۳	حامد حسین صاحب	سندیلہ	۲۱۶۳	حاجی محمد ایوب صاحب	[illegible]
۲۰۸۴	عزیز القدر صاحب	علیگڑھ	۲۱۶۴	محمد ادریس صاحب	[illegible]
۲۵۶۲	سید عبد السلام صاحب	ریاست	۲۱۶۵	شرافت حسین صاحب	[illegible]
۲۰۸۹	حاجی رفیع الدین صاحب	دہلی	۲۱۶۹	محبوب حسین خانصاحب	[illegible]
۲۹۵	محمد یوسف صاحب	پٹنہ	۲۱۷۰	تقیر محمد افضل خانصاحب	[illegible]
۲۹۷	ممتاز حسین صاحب	[illegible]	[illegible]	مولوی محمد حسن صاحب	[illegible]
۲۰۹۷	نواب عنایت حسین صاحب	[illegible]	۲۱۷۲	رشید احمد صاحب	[illegible]
۲۱۰۲	مسٹر ابراہیم جعفر صاحب	[illegible]	۲۱۷۴	ڈاکٹر محمد شفیع صاحب	[illegible]
۲۱۰۴	خان اسد اللہ خانصاحب	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

نمبر	نام	مقام	نمبر	نام	مقام	نمبر	نام	مقام
	[illegible] صاحب	[illegible]	٨١٨	ایس ایم ڈبلیو سلیس	چٹاگام	٢٥٩٦	[illegible] خاں صاحب	ڈبلیو گنج
	[illegible] صاحب	بمبئی	٨٢١	محمد عثمان جلال الدین	کراچی	٢٦١٠	[illegible] صاحب	ناظر [illegible]
٢٢٠٠	[illegible] شاہ [illegible] صاحب	[illegible]	٨٢٣	ای ای فزانچی	رنگون	٢٦١٣	محمد مجتبیٰ صاحب	گدہ کہنہ
[illegible]	[illegible] صاحب	شملہ	٨٢٥	امیر علی صاحب	حیدرآباد	٢٦٢٣	احمد علی صاحب	برہانپور
[illegible]	سید حسن [illegible] صاحب		٨٢٦	عبدالمجید صاحب	آرہ	٢٦٥٤	محمد اسحاق صاحب	کانپور
[illegible]	چوہدری [illegible] صاحب	گجرات	٨٣٨	محمد علی صاحب	لاڑکانہ	٢٦٦٥	میر نذیر علی صاحب	بشیر
[illegible]	محمد عبدالستار صاحب	[illegible]	٨٤٩	محمد منصور صاحب	[illegible]	٢٦٧٩	سنیہر صاحب	تری کابید
[illegible]	منشی عبدالرحمن صاحب	[illegible]	٨٥٠	حافظ دین محمد صاحب	ہوڑہ	٢٦٩٩	[illegible] الدین صاحب	راجڑ نانہ
[illegible]	ایس ایم وائی صدیق صاحب	[illegible]	٨٥١	حافظ عبداللہ وال	کلکتہ	٢٧٠٢	سردار محمد مجیب خاں	کمیرہ
[illegible]	سید اکبر علی صاحب	[illegible]	٨٥٨	میاں محمد امین	[illegible] شاہپور	٢٧٠٤	محمد سعادت خاں صاحب	امراوتی
[illegible]	مصطفیٰ احسن صاحب	[illegible]	٨٦٠	مسٹر سید منیر الدین صاحب	جالنہ	٢٧١٠	بڑی بی صاحبہ	ایٹاوہ
[illegible]	محمد عبدالمجید صاحب	[illegible]	٨٦٦	سید اصغر علی شاہ صاحب	جھیالہ	٢٧٦١	عبدالصمد صاحب	کوئٹہ
[illegible]	محمد قاسم صاحب	[illegible]	٨٧٧	رستم خاں صاحب	بنوں			
[illegible]	عزیز محمد صاحب	مالوہ	٨٨٣	شیخ شجاع الدین [illegible]	بیکانیر			
٢٢٠٠	عبدالعزیز خاں صاحب	[illegible]	٨٨٤	حافظ عبدالرشید خاں	مظفرپور			
[illegible]	عبدالصمد صاحب	[illegible]	٣٥٠	حرمت علی [illegible]	بنوں			
[illegible]	چوہدری حمیدالدین صاحب	[illegible]	٢٠٧	سید اکبر علی صاحب	احمدآباد			
[illegible]	[illegible] صاحب انجین	[illegible]	٨٩٢	شیخ شبراتی صاحب	جودھپور			
[illegible]	غلام محی الدین صاحب	[illegible]	٩٠٠	محمد فخرالدین صاحب	[illegible]			
[illegible]	سید اشتیاق حسین صاحب	[illegible]	٩٠٦	سی ڈی ایلیہ صاحب	برہما			
[illegible]	منشی قربان احمد صاحب	کلکتہ	٩١١	محمد حبیب اللہ خاں	[illegible]			
[illegible]	ایم بی رسول صاحب	کلکتہ	٩٢٢	سید احمد قادری	[illegible]			
[illegible]	کریم الرحمن خاں	[illegible]	٢١٥٥	سید ظہورالدین صاحب	[illegible]			
[illegible]	محمد نصیرالدین صاحب	[illegible]	٩٢٩	عبدالقاسم صاحب	[illegible]			
[illegible]	[illegible] صاحب	حیدرآباد	٢٠٩	محمد سعید صاحب	داناپور			
٢٣١٢	محمد یوسف خاں	پشاور	٣٣٣	منشی نظام الدین صاحب	بیکانیر			
[illegible]	محمد خلیل الرحمن صاحب	[illegible]	١٠٢٦	محمد رحمت اللہ خاں صاحب	اعظم گڑھ			
[illegible]	سید عبدالعزیز صاحب	بنارس	٨١٥	فصیح الحق سکرٹری	[illegible]			
[illegible]	[illegible] سعید صاحب	انبالہ	٢٢٦٢	محمد [illegible] صاحب	اندور			
[illegible]	مدرسہ اسلامیہ	[illegible]	[illegible]	محی الدین صاحب	[illegible]			
[illegible]	[illegible] ہوس	آگرہ	٢٠٣١	خواجہ حامد حسین صاحب	دہلی			
[illegible]	مبارک علی صاحب	[illegible]	٢٠٦٩	قاضی محمد شفیع اللہ صاحب	[illegible] گنج			
[illegible]	[illegible] محمد صاحب	[illegible]	١٠٧١	سید محمد امین صاحب	[illegible]			
[illegible]	ماسٹر فخرالدین صاحب	کراچی	[illegible]	رشید احمد صاحب	[illegible]			
[illegible]	[illegible] خاں	[illegible]	٥٠٢	منشی ایم اے صاحب	[illegible]			
[illegible]	[illegible] صاحب	کلکتہ	٥٠٠	سید محمد حسین صاحب	[illegible]			

ایک غلط فہمی جس کا رفع ہونا ضروری ہے

[illegible] مارچ سے پیشوا میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا گیا ہے جو محض تفریح کی غرض سے ہے۔ تفریح دلفش اسے علم ادب کا ایک خاص شعبہ ہے۔ اور اس فن میں لکھنا بہت مشکل ہے اسی لئے دور حاضرہ کے ادیب اس شعبہ لطیف پر بہت کم لکھتے ہیں۔

جس طرح محض گرمی محفل کے لئے شعرا نے "شیخ" اور "شیخ کے زہد" اور "شیخ کی ڈاڑھی" پر بہت کچھ خامہ فرسائی کی ہے اسی طرح "ابجد حیرانی" صاحب نے محض تفریحاً "نور باف" کو اپنا نشانہ بنایا ہے۔

مگر کس قدر حیرت اور افسوس کا مقام ہے کہ بعض خاص سمجھدار حضرات نے مجھے اس مضمون پر توجہ دلاتے ہوئے لکھا کہ اس سے جلاہوں کی سخت توہین ہوتی ہے!

حاشا وکلا میرا اور لکھنے والا کا ہرگز ہرگز یہ منشا نہیں ہے کہ خدانخواستہ جلاہے بھائیوں کی توہین کیجائے۔ اور نسبت غرض میں یہ مضمون شائع کیا گیا ہے۔

مجھے بہت افسوس ہے کہ بعض حضرات نے اس کے غلط معنی لیکر اپنا جی بھاری کیا، اور اس اسپرٹ میں اسکو نہ پڑھا جس میں یہ لکھا گیا تھا۔ وسیاہ ہو وہ مردود جس نے جلاہے بھائیوں کی اہانت کی غرض سے اسکو لکھا یا شائع کیا ہو۔ حالانکہ میں تو خود نور باف برادری کی ترقی اور بیداری کا خواہاں ہوں کہ اسلام کی یہی تڑپ انہیں پانا ہے۔

مجھے امید ہے کہ ان سطور سے نور باف بھائیوں کی غلط فہمی رفع ہو گئی ہوگی۔

پیشوا کا امدادی فنڈ

افسوس ہے کہ قارئین پیشوا نے پیشوا کے امدادی فنڈ پر بہت کم توجہ کی۔ قارئین پیشوا کی یہ سرد مہری اگرچہ میری توقع کے خلاف نہیں ہے، مگر خود ان کے لئے شرمناک ضرور ہے۔

خوب یاد رکھیے کہ اگر پیشوا کے امدادی فنڈ میں آپ نے عید کے روز صرف ایک دھیلہ بھیجکر امداد نہ کی تو نہ صرف یہ کہ مجھے مایوسی ہوگی۔ بلکہ پیشوا جیسے پرچہ کا زندہ رہنا مشکل ہے۔ ایک انسان سے آپ یہ توقع ضرور رکھ سکتے ہیں کہ وہ آپ کی خدمت کرے۔ اور اپنا پیٹ ملازمت کرکے بھرلے۔ مگر یہ توقع رکھنی کہ جو کچھ وہ اپنے بیوی بچوں کے لئے مزدوری کرکے لاتا ہے۔ اس سے ان کا پیٹ نہ بھرے۔ بلکہ پیشوا کے خسارہ میں اپنی مزدوری دیدے انتہائی ظلم ہے جسکی میں قارئین پیشوا سے ہرگز توقع نہیں رکھتا۔

میں اسکے لئے تیار ہوں کہ آپ پیشوا کے لئے مجھ سے خدمت لیں اور میں تمام قانونی ذمہ داریاں اپنے سر پر لینے کے باوجود پیشوا کے دفتر سے ایک پیسہ بھی اپنے لئے نہ لوں۔ مگر میرے لئے یہ ناممکن ہے کہ اپنا سب کچھ قربان کرنے کے بعد ان بچوں کی مزدوری سے جو میں کماتا ہوں وہ بھی پیشوا کی نذر کر دوں۔ میں ایک انسان ہوں اور سخت گنہگار انسان ہوں۔ اس سے زیادہ بوجھ اٹھانا میرے لئے ناممکن ہے اور اس سے زیادہ بوجھ مجھ پر ڈالنا [illegible]

[illegible] مجھے امید ہے کہ اپریل کے پرچہ میں پیشوا کے امدادی فنڈ میں حصہ لینے والوں کی ایک طویل فہرست [illegible]

سحر حلال

رہرو ہستی

(از جناب مولانا محمود صاحب اسرائیلی)

حسن گل و لالہ زار ———— رقص کناں جوئبار
شوخیٔ باد بہار ———— دلکشیٔ کوہسار
یاس سے تکتا ہوا اک قدم آگے بڑھا

بزم کی زیبائیاں ———— حسن کی رعنائیاں
عشق کی رسوائیاں ———— اور جبیں سائیاں
یاس سے تکتا ہوا اک قدم آگے بڑھا

خانۂ خمار کو ———— ساغر سرشار کو
بادۂ گلنار کو ———— رند قدح خوار کو
یاس سے تکتا ہوا اک قدم آگے بڑھا

بیکس و غمخوار کو ———— بے زر و زردار کو
عابد و دیندار کو ———— رہزن و عیار کو
یاس سے تکتا ہوا اک قدم آگے بڑھا

شوخیٔ واعظ کا رنگ ———— وسعت تخییل تنگ
جلوۂ مذہب جنگ ———— طرفہ کمانے کے ڈھنگ
یاس سے تکتا ہوا اک قدم آگے بڑھا

مسلک صوفی کے راز ———— نکتۂ عرفاں نواز
قول حقیقت طراز ———— فعل میں رنگ مجاز
یاس سے تکتا ہوا اک قدم آگے بڑھا

بسمل ناکام کو ———— قاتل بدنام کو
قتل کے انجام کو ———— خنجر و صمصام کو
یاس سے تکتا ہوا اک قدم آگے بڑھا

تاج شہ باوقار ———— تخت زمرد نگار
قلعۂ آتش نگار ———— عسکر ہمت شعار
یاس سے تکتا ہوا اک قدم آگے بڑھا

حالت بیمار غم ———— آنسوؤں سے چشم نم
نبض کی رفتار کم ———— آیا ہوا لب پہ دم
یاس سے تکتا ہوا اک قدم آگے بڑھا

مجمع حیرت فروش ———— میت بیکس بدوش
بے خبر عقل و ہوش ———— چشم تر و لب خموش
یاس سے تکتا ہوا اک قدم آگے بڑھا

مرقد بوسیدہ کو ———— سبزۂ روئیدہ کو
مست خوابیدہ کو ———— بیکس و غم دیدہ کو
یاس سے تکتا ہوا اک قدم آگے بڑھا

...ان نوجوانوں سے خطاب

(ترجمان کائنات جناب مولانا وحید الدین صاحب سلیم)

دل آئینہ ہو اسکو بگڑنے نہ دو کبھی ۔ گردِ ملال اس پر پڑنے نہ دو کبھی
خورشید کو بنا لیا جب مطمحِ نظر ۔ ذرات سے نگاہ کو لڑنے نہ دو کبھی
خالی نہ رکھو دل کو امنگوں سے غافلو ۔ اس شہر آرزو کو اُجڑنے نہ دو کبھی
راہ طلب میں آپ بنو اپنے دستگیر ۔ ہاتھ اپنا خضر کو بھی پکڑنے نہ دو کبھی
عزت کی آب و تاب میں آنے نہ دو فرق ۔ اس چاند کو خسوف میں پڑنے نہ دو کبھی
دیتے رہو زمانے کی ہر چال کا جواب ۔ نقشے کو زندگی کے بگڑنے نہ دو کبھی
قابو میں رکھو نفس کے سرکش سمند کو ۔ آسن کو زینہار اکھڑنے نہ دو کبھی
راہ طلب میں اپنے تئیں آبھم ورد ۔ ہمت کے قافلے سے بچھڑنے نہ دو کبھی
کشتی لڑو زمانے کی ناکامیوں سے تم ۔ غیرت کے ولولوں کو بچھڑنے نہ دو کبھی
دُھن میں ہو سفر کی جو ملاؤ سے ظفر ۔ دامن سے گردِ راہ کو جھڑنے نہ دو کبھی

ناکامیوں کا راز چھپا ہے نفاق میں
باہم دل و زبان کو جھگڑنے نہ دو کبھی

حدیث عشق

(انڈین شیکسپیئر آغا محمد حشر صاحب کاشمیری)

روتا ہے دل جفائے محبت سے ٹوٹ کے
اچھا ہے آبلہ جو یہ بہ جائے پھوٹ کے

دل چھیدتی ہے شرم سے سمٹی ہوئی نظر
خنجر بنی ہے آپ کی تلوار ٹوٹ کے

غمزے ہیں ان کے اور مرا سرمایۂ نشاط
حصے لگا رہے ہیں مرے دل کے لوٹ کے

لاکھوں گھٹائیں آئیں برس کر نکل گئیں
آنسو مگر مرے نہ تھمے تجھ سے چھوٹ کے

دل ہے ادا پرست تغافل بھی ہے ادا
عاشق ہیں ہم تو وعدہ وفا تیرے جھوٹ کے

اک لطف کی نظر ہے علاجِ شکستِ دل
جڑ جاتا ہے یہ آئینہ سو بار ٹوٹ کے

دیکھا فریب رہزنِ دنیا و دیں کو حشر ۔ یوں لٹ کے خوش ہو گویا کہ آیا ہو لوٹ کے

اصلاحِ معاشرت

بیٹے کی پیدائش باپ کی وفات

(از جناب مولانا سید ظہور احمد صاحب وحشی مدیر تجلی)

شادی کو تین سال کا زمانہ گزرا تھا کہ میاں علی مرزا کو معلوم ہوا کہ عنقریب اُن کے گھر میں نیا چراغ روشن ہونے والا ہے اور شاخ تمنا میں نیا پھول کھلنے والا ہے اِس مژدۂ روح افزا سے ان کو جس قدر مسرت ہونی تھی وہ کم تھی لیکن مسرت کی جگہ اُن کو غم ہوا اور جس حد تک جنین بطن مادر میں نشو و نما پاتا تھا اسی قدر ان کے قویٰ میں اضمحلال اور چہرہ پر پژمردگی پیدا ہوتی جاتی تھی۔

علی مرزا محکمۂ جنگلات کے صدر دفتر میں ستر روپے ماہوار کے ملازم تھے گھر میں اگرچہ دو تین آدمیوں سے زیادہ کا خرچ نہ تھا لیکن بیوی فضول خرچ تھیں اور اس آمدنی کا بیشتر حصہ ان کی تن پروری اور شکم پرستی پر اُٹھ جاتا تھا۔ علی مرزا کی سسرال والے بھی انتہائی مُسرف۔ ناعاقبت اندیش۔ رسم و رواج کے پابند اور پرانی لکیر کے فقیر تھے۔ لیکن اُن کی آمدنی علی مرزا سے بہت زیادہ تھی اور اس لئے وہ فضول خرچی اور عیش میں ہو کر رقص کرنے کے باوجود ہلاکت اور تباہی کی حدود تک نہیں پہنچتے تھے ان کی خواہش تھی کہ علی مرزا بھی اُنہی کی طرح دل کھول کر اور حاشیہ سے باہر ہوکر ہر ضروری اور غیر ضروری موقع پر روپیہ صرف کیا کریں۔ یہ بیچارے طعن و تشنیع اور رسوائی کے خوف سے ان کے مطیع فرمان تھے اور جو کچھ وہ کہتے تھے اسے طوعاً و کرہاً بجا لاتے تھے۔ اگرچہ بعض اوقات انہیں اُنکی خوشنودی کے لئے اتنے پاؤں پھیلانے پڑتے تھے کہ چادر کے ٹکڑے اڑ جاتے تھے۔ وہ اپنی بیوی اور سسرال والوں کی عادت سے واقف تھے اس لئے مولود مسعود کی آمد سے دل ہی دل میں کانپ رہے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھئے اس موقع پر کس طرح حجامت بنتی ہے اور کیونکر آبرو محفوظ رہتی ہے۔ ان کی آمدنی مصارف کو بمشکل کافی ہوتی تھی۔ کوئی اندوختہ اُن کے پاس نہ تھا کہ اس موقع پر کام آتا اور یہی سبب تھا کہ وہ بہت زیادہ پریشان رہنے لگے تھے۔

بہرحال میاں علی مرزا کی پریشانیوں کا خیال کئے بغیر ... لمحہ آ پہنچا بیچارے سے اور تو کچھ نہ ہو سکا۔ کہہ سُن کر دفتر کے خزانچی سے ایک ماہ کی تنخواہ پیشگی حاصل کر لی ولادت کے آثار نظر آتے ہی بیوی کی والدہ کو اطلاع دی گئی اور وہ دو تین عزیزوں کے ساتھ آ پہنچیں۔ چونکہ پہلا بچہ تھا بڑی مشکلات کا سامنا ہوا۔ چار روز تک ... خیال گزرتا کہ خدانخواستہ زچہ کا بچنا محال ہے اس لئے بیوی کا پھوڑا کٹ گیا ... ہوگیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ علی مرزا نے ستر روپے کی جو رقم مصارف زچگی کے لئے فراہم کی تھی وہ ان مہمانوں کی ضیافت میں صرف ہوگئی اور ولادت کے وقت اُن کے پاس ایک پیسہ نہ رہا۔ بڑی ذلتیں پیش آئیں عزیزوں اور دوستوں سے کچھ قرض لے کر کام چلایا۔ اب خوشدامن صاحبہ کا اصرار تھا کہ بچے کی چھٹی بڑی دھوم سے کی جائے کیونکہ خدا نے زچہ اور بچہ کو از سر نو زندگی عطا کی ہے اور اس لئے اپنی حیثیت سے بڑھ کر اظہار مسرت کرنا چاہیئے۔

علی مرزا بالطبع نہایت عاقبت اندیش اور اسراف کو بُرا سمجھنے والے تھے وہ کنجوس نہ تھے۔ لیکن غیر ضروری مصارف اور فضول خرچی سے سخت متنفر تھے اس لئے چھٹی کے مسرفانہ خیال سے اُن کا خون خشک ہوگیا۔ اگر وہ اپنی غربت کا اظہار کر کے اس تقریب سے انکار کر دیتے تو بدمزاج سسرال والے خدا جانے انہیں کتنا ذلیل و رسوا کرتے اور یہ بھی ممکن تھا کہ انہیں بیوی سے ہاتھ دھونے پڑتے۔ بہرحال وہ ان احکام کی تعمیل سے سرتابی نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن حیران تھے کہ روپے کی کیا سبیل کریں۔ خوشدامن صاحبہ نے جو اسکیم ظاہر کی تھی اُس کے لئے کم از کم چار پانچ سو روپے کی رقم درکار تھی۔ بیوی کے زیور سے یہ مطالبہ پورا ہو سکتا تھا لیکن وہ زیور کا نام بھی لیتے تو سسرال والے گھر میں طوفان بپا کر دیتے۔ آخر مایوس و مجبور ہو کر انہوں نے تین روپے سینکڑہ سود پر ایک مہاجن سے پانچسو روپے قرض لئے۔ ایک دوست کو ضامن قرار دیا۔ بارے عقیقہ بھی ہوا چھٹی بھی ہوئی تین روز رقص و سرود کا ہنگامہ بھی برپا رہا۔ اور اگرچہ علی مرزا کے دل و جگر میں خون کا ایک قطرہ باقی نہیں رہا لیکن طعن و تشنیع کے تیروں کو پیاس کی شکایت نہیں ہوئی۔

علی مرزا نے مہاجن سے یہ شرط کی تھی کہ پندرہ روپے ماہوار سود کی رقم ماہ بماہ ادا کی جائے گی اور اگر ایسا نہ ہوا تو سہ ماہی پر سود کا روپیہ شامل اصل ہو کر اس پر بھی تین روپے سینکڑہ سود دیا جائیگا ان کا خیال تھا کہ بیوی کو سمجھا بجھا کر کفایت شعاری پر آمادہ کر لوں گا اور تنخواہ میں سے پندرہ بیس روپے ... سود میں دیدیا کروں گا لیکن ایسی سوجھ بوجھ سے ... کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ علی مرزا کا خیال غلط ثابت ہوا۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد ایک انّا کا خرچ بڑھ گیا۔ کیونکہ ... دودھ نہ ہونے کے عذر سے دودھ پلانے سے انکار کر دیا۔ ... گذر گیا اور سود کی رقم ادا نہیں ہوئی جس کے ... پانچسو کی رقم ...

...گیا۔ نہ ...
... کی ... جو ... سے ... اور دس سو۔ تم بڑھتے بڑھتے ایک ہزار
... کی ... وہ ... سے ... رضا شروع کیا جس دوست نے
... بہت ... تھا وہ اس ... ... لانے اور شرمانے لگا۔ علی مرزا کا
موجودہ آمدنی ضروریات۔ ... سے مرجانا بہتر سمجھتے تھے۔
بغیر چارہ کار نہ تھا کہ وسعت آمدنی کی ... طرح کافی نہ تھی۔ اور ...
اتفاق سے محکمہ میں نیا کام شروع ہوا اور جنگل ... صورت اختیار کی جائے۔
... مستقل قیام کرنے کے لئے
چند آدمیوں کی ضرورت پیش آئی۔ سو روپے تنخواہ اور تیس روپے الاؤنس
مقرر کیا گیا۔ علی مرزا نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور بڑی جدوجہد کے بعد
یہ ملازمت حاصل کی۔ چونکہ جنگل کی آب و ہوا خراب تھی اس لئے لوگ
بمشکل آمادہ ہوتے تھے۔ اگر علی مرزا ان مصائب میں مبتلا نہ ہوتے اور

روپے کو جان کی طرح قیمتی نہ سمجھتے تو گھر کے ستر روپے پر جنگل کے سو اسو کو
ترجیح نہ دیتے۔ بہرحال وہ گھر کی راحتوں اور وطن کی بہترین آب و ہوا
کو خیرباد کہہ کے جنگل میں جا بسے۔ ایک مہینہ خیریت سے گزرا پچاس روپے
کی رقم قرضہ میں بھی دے دی لیکن دوسرے مہینہ علی مرزا لرزہ تپ میں مبتلا ہوگئے
ایک برس بلا سے تکلیف اٹھائی لیکن اپنی جگہ نہ چھوڑی۔ ملیریا کے مستقل
اور مسلسل حملوں نے طحال اور جگر کو از کار رفتہ کر دیا۔ تین ماہ میں حالت
بہت ردی ہوگئی اور علی مرزا علاج کے لئے چھٹی لے کر مکان پر آئے۔ حکیموں
اور ڈاکٹروں نے بہتیری کوشش کی لیکن جنگل کی زہریلی آب و ہوا کا اثر بدن
سے زائل نہ ہوا۔ طحال کے ورم میں تو کچھ کمی ہوگئی لیکن جگر کی مطلق اصلاح نہیں
ہوئی۔ اطراف اور چہرہ پر ایسا ورم تھا کہ صورت کا پہچاننا دشوار تھا۔ تین
چار ماہ تک یہی حالت رہی اور آخر کار یہ کشتۂ رسوم جان بحق تسلیم ہوا۔

تبلیغ کا سب سے بڑا کام عام فہم تفسیر ہے

عام فہم جیسی آسان تفسیر اردو میں آجتک شائع نہیں ہوئی۔ قرآن مجید عام فہم نازل ہوا ہے اس کی تفسیر اور ترجمہ بھی عام فہم ہونا چاہئے۔
خواجہ حسن نظامی کی عام فہم تفسیر میں ترجمہ اور تفسیر انتہا عام فہم ہے عام فہم تفسیر خواجہ صاحب کی سب سے بڑی یادگار ہے تبلیغ وہی کر سکتا ہے جو قرآن مجید کے احکام سے واقف ہو

عام فہم تفسیر اردو میں ہے آپ احکام قرآنی کو اس کے ذریعہ معلوم کیجئے

چودھویں صدی میں قرآن مجید کی اشاعت سب سے زیادہ عام فہم تفسیر کے ذریعہ ہوگی حضرت خواجہ حسن نظامی کا ترجمہ قرآن مجید
اور خواجہ صاحب کی عام فہم اردو تفسیر غیر مسلم لوگوں کو تحفہ میں دو۔ کوئی صوبہ ایسا نہیں ہے جہاں حضرت خواجہ حسن نظامی کی عام فہم
تفسیر لڑکوں اور لڑکیوں کو نہ پڑھائی جاتی ہو۔ بچے آسانی سے پڑھتے ہیں اور آسانی سے اس کے ذریعہ قرآن مجید کا مطلب سمجھ جاتے ہیں تم بھی ہر مکتب میں لڑکوں
لڑکوں اور لڑکیوں کو حضرت خواجہ حسن نظامی کی عام فہم تفسیر پڑھواؤ۔ عام فہم تفسیر کے سترہ پارے تیار ہو چکے ہیں۔ یعنی عام فہم تفسیر پارہ عم
عام فہم تفسیر الم۔ عام فہم تفسیر پارہ سیقول۔ عام فہم تفسیر پارہ تلک الرسول۔ عام فہم تفسیر پارہ لن تنالو۔ عام فہم تفسیر
پارہ والمحصنات۔ عام فہم تفسیر پارہ لایحب اللہ۔ عام فہم تفسیر پارہ واذا سمعوا۔ عام فہم تفسیر پارہ ولو اننا۔ عام فہم
تفسیر پارہ قال الملاء۔ عام فہم تفسیر پارہ واعلموا۔ عام فہم تفسیر پارہ یعتذرون۔ عام فہم تفسیر پارہ ومامن دابۃ۔
عام فہم تفسیر پارہ وما ابری نفسی۔ عام فہم تفسیر پارہ ربما۔ عام فہم تفسیر پارہ سبحان الذی۔ عام فہم تفسیر قال الم اقل
ہر پارہ کا ہدیہ ۸ آنہ علاوہ محصولڈاک جو حضرات پندرہ پارے اکٹھے طلب فرمائیں گے انہیں وہ مجلد بھیجے جائیں گے اور ان سے جلد کی اجرت
نہیں لی جائے گی۔ ملنے کا پتہ:۔ سید حسن انیس منیجر رسالہ منادی پوسٹ بکس ۱۰۵ دہلی

کمسن بچوں کی تعلیم کا نیا طریقہ — صرف پندرہ روز میں اردو پڑھنی آتی ہے

عام فہم قاعدہ

یہ قاعدہ حال ہی میں تصنیف کیا گیا ہے اس کے ذریعہ سے بچے بہت جلد اردو سیکھ سکتے ہیں یعنی صرف پندرہ روز کے عرصہ میں وہ اردو لکھنے پڑھنے
... کی پہچان یا جوڑ کے ملانے میں انہیں کچھ دقت پیش نہیں آئے گی یہ ایسا قاعدہ ہے کہ سال بھر کی لیاقت ایک
... سفید کاغذ پر چھاپا گیا ہے ۳۲ صفحہ کا قاعدہ ہے اور قیمت صرف ۲ر ایک روپیہ کی ...
... کے ساتھ منگائیے۔ ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ منادی پوسٹ بکس ۱۰۵ ...

عید کے دن شادی

(از عزیز حسن بقائی)

جمیلہ۔ میں کہتی ہوں کہ تم انہیں اپنے دوست کو کچھ نہیں سمجھاتے۔ آخر انہیں کیا خدا کی سنوار ہے کہ روز بیچاری بیوی کو دق کیا کرتے ہیں۔

عقیل۔ کون سے میرے دوست؟ کس کا ذکر کر رہی ہو۔

جمیلہ۔ یہی نفیسہ کے باپ اور کون۔ اور میں تمہارے دوستوں کو کیا جانوں۔

عقیل۔ کیا ہوا۔؟

جمیلہ۔ ہوتا کیا۔ نفیسہ کی ماں نے نفیسہ کی اوڑھنی کے لئے ان سے ریشمی بیل منگوائی تھی۔ انہوں نے اس کے بدلے دو تین پیسے گز والا فیتہ لا کے ڈال دیا۔ اور لائے بھی کل شام کو۔ اب آج عید کا دن ہے اتنا وقت بھی نہ تھا کہ وہ اسے پھروا دیتیں یا کسی اور سے بیل منگا لیتیں۔ اس پر وہ کچھ ناراض ہوئیں بس پھر کیا تھا اللہ دے اور بندہ لے۔ ناصر صاحب نے ایک ایک منہ میں سو سو صلواتیں سنائیں اور شاید مارا پیٹا بھی۔ کل دن بھر کا روزہ تھا اور شام کو پانی کے گھونٹ سے روزہ افطار کر کے وہ ویسی ہی پڑی ہوئی ہے اور اب تک نہ کچھ کھایا ہے نہ کچھ پیا ہے۔ ادھر وہ لڑکی بیچاری ماں کو اس طرح پڑا ہوا دیکھ کے رو رو کر اپنا خون کئے لیتی ہے۔ بچے ان باتوں کو کیا جانیں۔ اسے تو اپنی عید کی اور عید کے کپڑوں کی پڑی ہے۔ ناصر صاحب صبح سویرے ہی سے کہیں چلدیئے ہیں۔ اس گھر میں یہ کہرام مچا ہوا ہے۔

عقیل۔ مگر مجھے تو یاد پڑتا ہے کہ ابھی الوداع کے دن انہوں نے ریشمی بیل خریدی تھی اور میں نے پوچھا تو کہا بھی تھا کہ نفیسہ کی اوڑھنی کے لئے ہے۔ پھر تم کس طرح کہہ رہی ہو کہ بیل لاکر نہیں دی۔

جمیلہ۔ ہاں اس دن تو وہ بیل لائے تھے مگر اتفاق سے صغریٰ (نفیسہ کی ماں) چولہے کے پاس بیٹھی ہوئی اسے کھول کر دیکھ رہی تھیں کہ وہ ان کے ہاتھ سے چھوٹ کر انگیٹھی میں گر پڑی اور ایسی خوبصورت بیل نگوڑی سب کی سب جل گئی۔ اسی غصے کی وجہ سے ناصر صاحب نے پھر وہ بیل لاکر نہ دی اور جب صغریٰ نے کچھ شکایت کی تو اسے مارا۔

عقیل۔ تمہاری صغریٰ ہیں تو بڑی پھوہڑ۔ میں ان کے پھوہڑ پن کی بیسیوں باتیں سن چکا ہوں۔

جمیلہ۔ تم تو خواہ مخواہ اپنے دوست کی طرفداری کر رہے ہو۔ اب اتفاق سے بیچاری کے ہاتھ سے بیل انگیٹھی میں گر گئی تو اسے پھوہڑ ہی بنا دیا۔

عقیل۔ اتفاق تو اسے کہتے ہیں جو کبھی کبھی ہوتا ہے۔ بیگم صاحبہ کے ہاتھ سے تو روز مرہ ہی کچھ نہ کچھ نقصان ہوتا رہتا ہے۔ اس دن تم ہی کہہ رہی تھیں کہ ناصر صاحب بڑی خوبصورت چینی کی پلیٹیں لائے تھے اور ہفتہ وہاں [illegible]

چائے جاتی ہے اور کبھی یاد نہیں پڑتا کہ چائے کی پیالی کا کنڈا سلامت تھا حالانکہ پچھلے ہی جاڑوں میں ناصر نے کئی سیٹ چائے کے خریدے۔ پانی کے گلاسوں کا بھی ان کے یہاں یہی حال ہے خدا جھوٹ نہ بلوائے تو سال بھر میں کم سے کم سو تو ضرور ہی ٹوٹ جاتے ہیں اور سب اتفاق سے ہی ٹوٹتے ہیں۔ کپڑے کا خرچ آدمیوں کی تعداد کے لحاظ سے میرا اور ناصر کا برابر ہونا چاہیئے تھا مگر اس لئے بھی کہ ہم دونوں ایک ہی دکان سے ایک ہی طرح کا کپڑا خریدا کرتے ہیں۔ لیکن میں نے خود دیکھا ہے کہ تمہاری صغریٰ بیگم کے لئے تم سے چوگنا کپڑا لیا جاتا ہے۔ ان کے پاس کپڑا بھی اتفاق ہی سے زیادہ پھٹا کرتا ہے۔ پھر میں نے یہ بھی سنا ہے اور دو چار مرتبہ تجربہ بھی ہوا کہ کبھی ان کی ہنڈیا کا نمک ٹھیک نہیں ہوتا ایک دن اتفاق سے زیادہ ہو جاتا ہے اور ناصر کو بازار سے پوری وغیرہ منگا کر روٹی کھانی پڑتی ہے تو دوسرے دن اتفاق سے کم ہوتا ہے اور اوپر سے نمک ڈال ڈال کر کھانا پڑتا ہے۔ مرچوں کا بھی یہی حال ہے۔ کبھی تو اتفاق سے ایسی ہوتی ہیں کہ نوالہ منہ میں نہیں رکھا جاتا اور کبھی سالن بالکل پھیکا سا رہ جاتا ہے اب ان تمام باتوں کو تم اتفاق ہی کہو گی۔ نفیسہ کی صورت شکل ایسی اچھی ہے اور اسکی باتیں ایسی بھولی بھالی ہیں کہ سب کو اس پر پیار آتا ہے۔ مگر ایمان سے کہو کبھی کسی دن بھی تم نے اس کے کپڑے صاف دیکھے۔ اسے پیار کرنے کو جی چاہتا ہے مگر اس کے بالوں میں سے اس کے کپڑوں سے اور اس کے سارے بدن سے کچھ ایسی بساندی بو آتی ہے کہ گھن آنے لگتی ہے۔ اور یہ تمہیں خود معلوم ہے کہ نفیسہ کے پاس تمہاری حسینہ سے کپڑے کچھ زیادہ ہی ہیں کم نہیں ہیں۔ (ایک خاص انداز سے بیوی کی طرف دیکھ کر) حسینہ بھی کچھ بہت صاف ستھری نہیں رہتی مگر اتفاق سے نفیسہ سے ہمیشہ زیادہ صاف ہوتی ہے۔

جمیلہ۔ (تنک کر) اے ہے تو میں نے کب کہا تھا کہ میں سگھڑ ہوں جیسا کچھ مجھے آتا ہے میں حسینہ کو رکھتی ہوں۔ تم دیکھ کے کوئی سگھڑ لڑکی نہ کر لائے۔ بہرحال پھوہڑ میں بھی ہوں اور پھوہڑ صغریٰ بھی ہے۔ جیسے (خاص انداز سے مسکرا کر) تم ایک پھوہڑ کے ساتھ گزارا کر لیتے ہو ناصر صاحب کیوں نہیں کر سکتے۔ میں تو تمہارے ہاتھ سے کبھی نہیں پٹی وہ کیا روز ایک بیچاری کمزور عورت پر ہاتھ اٹھایا کرتے ہیں۔

عقیل۔ یہ یقیناً ان کی غلطی ہے۔ اور مارنا پیٹنا سخت بری بات ہے۔

جمیلہ۔ تو پھر تم انہیں سمجھاتے کیوں نہیں۔ یہ برس کے برس دن ان کے گھر میں قیامت برپا ہے یہ کوئی اچھی بات ہے۔ بیوی الگ فاقے سے پڑی ہوئی ہے لڑکی الگ رو رو کے اپنی جان ہلکان کئے لیتی ہے۔

عقیل۔ [illegible]

[illegible] دن بھر محنت مزدوری کرکے اور چوٹی [illegible] ہزار دقت و خرابی کے ساتھ روپیہ پیدا [illegible] ممکن ہے کہ اسے اپنی کمائی سے محبت نہ ہو اور وہ [illegible] خوشی سے گوارا کرلے جب کہ وہ خود اپنی بیوی اور بچوں کے لئے اس قدر مصیبت برداشت کرتا ہے تو قدرتی طور پر اس کی یہ خواہش ہونی چاہیئے کہ اسکی بیوی اپنی محنت اور لیاقت سے اس کے گھر کو جنت کا باغ بنادے۔ تمہاری صغریٰ کام تو سب کرتی ہیں روٹی بھی پکاتی ہیں جھاڑو بھی دیتی ہیں برتن بھی مانجتی ہیں کپڑے بھی سیتی ہیں اور بچہ کو بھی پالتی ہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ ان میں کسی کام کرنے کا نہ تو ڈھنگ ہے اور وقت پر کام کرلینے کی عادت اور سلیقہ۔ ان کی بے فکری اور بے پروائی کی وجہ سے صدہا قسم کے نقصانات ہوتے رہتے ہیں۔ ان کے برتن میلے اور بدقلعی رہتے ہیں ان کا مکان بالکل گندہ اور غلیظ رہتا ہے اور ان کے اور ان کی بچی کے کپڑے ہمیشہ میلے کچیلے رہتے ہیں اور ان تمام باتوں کا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ اور نفیسہ آئے دن بیمار رہتی ہیں اور تیسرے چوتھے دن ان کی ڈولی حکیم کے دروازہ پر کھڑی رہتی ہے۔ اگر روزانہ دوائی قیمت کا اوسط آٹھ ہی آنے ہو تب بھی ہر مہینے پندرہ روپے کی یہ رقم صرف ان کی سستی اور بے پروائی کی وجہ سے برباد ہوتی رہتی ہے اور وہ خود اور ان کی بچی بھی جو مصیبتیں اور تکلیفیں بیماری کی وجہ سے جھیلتی ہیں وہ الگ تمہارا ان کا دیوار بیچ کا ساتھ ہے۔ اتنی سی دور میں مکان کی آب وہوا تو نہیں بدل سکتی مگر خدا کا شکر ہے ہمارا گھر صاف رہتا ہے برتنوں پر قلعی بھی وقت پر ہوتی رہتی ہے آدمیوں کے بدن اور کپڑے بھی صاف رہتے ہیں اس لئے ہمارے گھر میں کبھی اتفاق ہی سے کوئی بیمار ہو جائے تو ہو جائے ورنہ برابر تندرست رہتے ہیں صبح کو وہ نو بجے کے قریب سوکر اٹھتی ہیں اور جلدی جلدی بھاگم بھاگ نامرکمل نا وقت پر دینے کے لئے ہر ایک کام ادھورا اور بری طرح کرتی ہیں اور ایسی جلد بازی اور گھبراہٹ میں کھانا بھی بدمزہ اور برا پکتا ہے اور برتن بھی بے شمار ٹوٹتے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ نماز پڑھتی ہیں مگر ایسی نماز سے کیا فائدہ کہ جب اس کا اصلی مقصد ہی جاتا رہے۔ صبح کی نماز اس لئے پڑھی جاتی ہے کہ انسان کو سویرے اٹھنے کی عادت پڑے اور وہ سست اور نکما نہ بننے پائے۔ دوپہر کو وہ پھر پڑ کے سو جاتی ہیں اور سوتی بھی ایسی ہیں کہ بس پھر شام ہی کی خبر لاتی ہیں۔ اب بتاؤ کہ گھر میں فرشتے تو آکر جھاڑو دینے سے رہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تمام گھر میں کوڑے کے انبار لگے رہتے ہیں جوٹھے برتن پڑے سڑتے رہتے ہیں اور اتنا وقت بھی نہیں ملتا کہ دو لوٹے پانی اپنے بدن پر ڈال لیں یا بچی ہی کا سر دھلا دیں۔ اگر تم روزمرہ نفیسہ کے بالوں میں کنگھی نہ کرو یا کرو تو چار ہی دن میں اس کے سر پر ایسے جھنڈ کھڑے ہو جائیں کہ اسکی صورت سے ڈر لگے جب وہ بچی کو ایسے حال سے رکھتی ہیں تو ظاہر ہے کہ خود بھی ایسی ہی گت سے رہتی ہونگی۔ اب ذرا تمہیں انصاف کرو کہ بیچارہ ناصر آخر انسان ہے۔ وہ کہاں تک اور کب تک ایک پھلی تولی بھتنی سے محبت کرسکتا ہے۔ میں پھر بھی کہتا ہوں کہ ناصر نے اگر انہیں مارا تو بہت ہی برا کیا لیکن خدا کیلئے یہ بھی تو دیکھو کہ وہ غریب کہاں تک ضبط کرے اور کب تک اپنی گاڑھی کمائی کا سینکڑوں اور ہزاروں روپیہ ایک جنگلی [illegible] پر صرف کئے جائے۔

[illegible] انہیں اچھی طرح سمجھا دوں گا لیکن اگر کسی طرح [illegible] صغریٰ میں تھوڑی سی بھی انسانیت آجائے تو [illegible] برس کے برس دن گھر میں قیامت بپا ہونے کی بجائے ہر [illegible] ان [illegible]

جمیلہ اچھا تم انہیں سمجھاؤ اور میں جسطرح بھی بن پڑے گا صغریٰ کو انسان [illegible] ناصر صاحب کی [illegible] دعوت کردو اور میں ان کی بیوی اور بچی کو [illegible] میں پردہ ڈالدیں گے اور ہم اپنے سامنے ایک دوسرے کی زبان سے [illegible] آئندہ کے متعلق ان کے عہد سنکر آپس میں صفائی کرا [illegible]

عقیل اچھی بات ہے۔

جمیلہ کی مشکل کی سلجھنے کی کوششیں بیکار رہ گئیں اور بالآخر ایک مہینے کی محنت کے بعد انہیں اس کامیابی ہو ہی گئی۔ صغریٰ نے اپنی تمام کمزوریوں کا نہایت سچے دل سے اعتراف کیا اور آئندہ کے لئے ایک اچھی بیوی بننے کا خلوص دل سے [illegible] کرلیا۔ ناصر نے نہایت کھلے دل سے اپنے گذشتہ برتاؤ کی معافی مانگی۔

شیر ببر کو چیتے سے دوچار دیکھئے
پیکار انقلاب و زمیندار دیکھئے۔



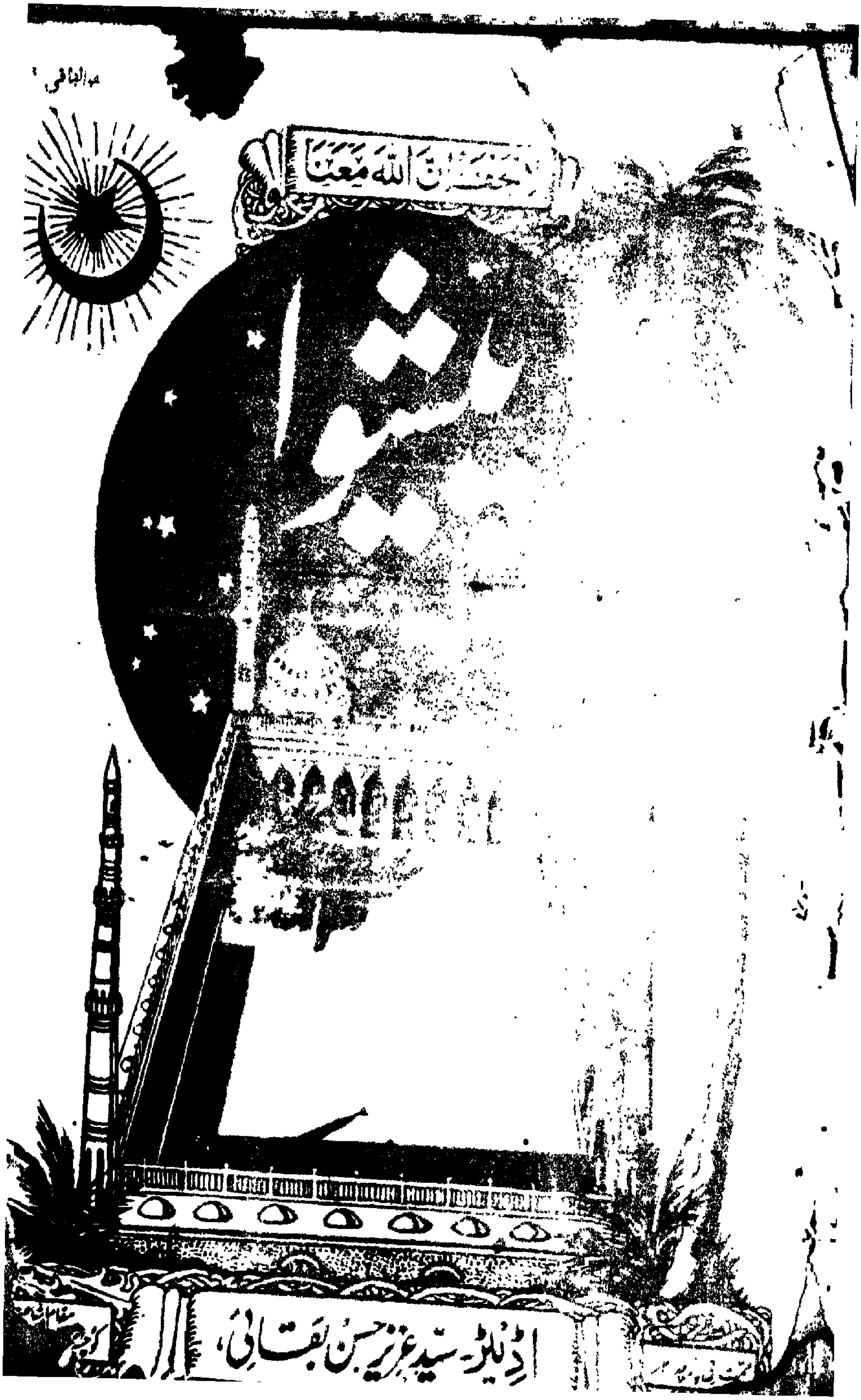
سیاب وار بھونک رہے ہیں یہ بد نہاد
ان دم بُریدہ کتوں کی رفتار دیکھئے

ممبری کا امیدوار ووٹروں کے سامنے
انتخاب سے پہلے



امیدوار ممبر۔ خدا کے لئے ایک مرتبہ تو مجھے سُرخ چمڑے کی کرسی پر بیٹھنے کا موقع دیدو۔ لو میں تمہارے قدموں پر ٹوپی رکھتا ہوں۔
ووٹر۔ تم خطاب حاصل کرنے کے لئے کمیٹی میں جانا چاہتے ہو۔ اس لئے ہم تم کو ہرگز ووٹ نہیں دیں گے۔

(رحم حسن بقائی پرنٹر و پبلشر نے محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپا کر دفتر رسالہ چنگاری ... سے شائع کیا)


ہو الباقی
اللہ معنا
ایڈیٹر سید عزیز حسن بقائی

مذہبی، سیاسی، تاریخی، اصلاحی رسالہ

پیشوا

ہر پندرھویں روز شائع ہوتا ہے

جلد ۴ — ۸ اپریل سنہ ۱۹۲۸ء — نمبر ۷

شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

مولانا ظفر علی خاں کی گرفتاری

سائمن کمیشن کے ورود لاہور پر ایک معمولی سا ہنگامہ لالہ چھبے شاہ صاحب ساہوکار کے مکان پر ہوگیا تھا جسکی پاداش میں عمائدین لاہور کو اور مولانا ظفر علی خاں صاحب کو گرفتار کرلیا گیا۔

مولانا اور ان کے رفقا ضمانتوں پر رہا ہیں۔ اور غالباً یہ خادمان قوم بہت جلد لاہور کی عدالتوں میں جرائم پیشہ لوگوں کی طرح کھڑے ہونگے۔

قارئین کرام کو معلوم ہے کہ میں سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کو جب تک ہندو مسلمانوں میں کوئی مضبوط اور باعزت سمجھوتہ نہ ہوجائے۔ مسلمان قوم کے لئے موجودہ حالات میں مضر سمجھتا ہوں۔ مگر اس کے ساتھ ہی حکومت کی موجودہ روش کسی حالت میں بھی مستحسن نہیں کہی جاسکتی کہ اس نے ایک ساہوکار کی رپورٹ پر لیڈروں کو گرفتار کرنا شروع کردیا، جو امن اور بد امنی کے نتائج سے ناواقف نہیں ہیں۔ اور فی الجملہ مولانا ظفر علی خاں صاحب کے بارے میں حکومت حامیان مقاطعہ کے سامنے آگئی جس کو میں حکومت کی ایک خطرناک غلطی سمجھتا ہوں۔

اگر حکومت کی دانشمندی کا دیوالہ نہیں نکلا ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ تا ثبات انضباط دقدم اٹھانے سے محتاط ہے اور تحریک مقاطعہ کو ایسی حرکات سے فائدہ نہ پہونچائے ورنہ اندیشہ ہے کہ حکومت کے تشدد سے تحریک مقاطعہ ترقی کرے گی۔

گرفتاران بالا کا فرض ہے کہ وہ بہترین قانونی امداد حاصل کرکے اس مقدمہ کا سامنا کریں اور الیے شغلہ [illegible]

جاپان وغیرہ ممالک میں بھیجی جائے۔ تاکہ آزاد ممالک کو معلوم ہوجائے کہ غلام ہندوستان اور مجبور ہندوستان میں قومی کارکنوں پر کس قسم کے مقدمات دائر ہوتے ہیں۔

میں اس گرفتاری پر ظفر علی خاں صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور اپنی دلی ہمدردی کا یقین دلاتا ہوں۔

راجپال کی شرارت کا نیا جنم

راجپال کتب فروش جس کے پاس ہر وہ مفسد سکھ ہندو کی ایک منظم سازش اسلامی لٹریچر کے خلاف موجود ہے اور جو محمد کائنات آقائے نامدار کے خلاف ایک ملعون کتاب شائع کرکے بہت بڑی شہرت اسلامی تاریخ میں حاصل کرچکا ہے۔ اس نے اس زمانہ میں جبکہ مسلمانان ہند اپنے آقا اور مولا کی توہین سے آگ کے انگاروں پر لوٹ رہے تھے۔ ایک دوسری کتاب پلیدی [illegible] شائع کی تھی جسکو حکومت پنجاب نے فوراً ضبط کرلیا تھا۔ مگر پنجاب میں ایک زبردست سازش مسلمانوں کے خلاف موجود ہے اور اسکی حمایت پنجاب کے بعض ہندو ساہوکار اور لیڈر کرتے ہیں۔ اس لئے ابھر رہے ہیں [illegible] کو دوسرا جنم دیا۔ اور پلیدیاں چرادی کی گرمیک [illegible] کے ذریعے [illegible] دیہاتوں میں ہندو اخبار مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کو مشتعل [illegible] میں فساد و بدامنی کی تخم ریزی کرلی۔

اخبارات میں اس شرارت کی خبریں شائع [illegible]

...کے لیڈر، مشتی رہنما سب اس تو خاموش ہیں۔ کسی میں اتنی جرأت نہیں ہوئی کہ ان مفسدوں کے خلاف اظہار ملامت کرنے کے لئے میدان میں آئے جو اپنے طرز عمل سے ہندوستان کے امن کو عرصہ سے دھکیل رہے ہیں۔ اور جنہوں نے اپنی شرارتوں سے ہندوستان کے شریف ہندو مسلمانوں پر امن اور چین کی زندگی حرام کر دی ہے۔

اگر پنجاب میں کانگریس کمیٹی زندہ ہے اور اس کے شاہ شطرنج والا جیت رانے کا ہاتھ اس کمینہ سازش میں نہیں ہے۔ تو اس کا فرض ہے کہ وہ اخلاقی جرأت کا اظہار کرے۔

اگر پنجاب کو ہندو مسلم اتحاد کی ضرورت ہے، تو سر ملکم ہیلی کی گورنمنٹ کو چاہیئے کہ وہ اس شرارت کو فوراً کچل دے جس سے اگر غفلت برتی گئی تو ایک روز پنجاب کے خرمن امن پر بد امنی کی بجلی گر کر رہے گی۔

حکومت کی ہندو نوازی

ناظرین جو "ہندو پٹھان" ڈاکٹر مونجے ڈنڈے باز کا وطن ہے، اور جہاں ایک منظم سازش کے ماتحت غریب اور قلیل التعداد مسلمانوں پر ایک عظیم بے خبری میں بلوا برپا کیا گیا تھا۔ اور جس میں قتل و غارت گری کے ایسے ہولناک واقعات پیش آئے تھے کہ ان کو سننے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اسی ناگپور میں ایک ہنگامے کے سلسلہ میں کچھ ہندو ماخوذ تھے۔ جن کو عدالت نے پھانسیوں کی سزائیں دی تھیں۔ مگر ہز ایکسیلنسی گورنر سے جب ہندوؤں نے درخواست کی تو پھانسیوں کے رسے توڑ دیئے گئے۔ اور پھانسیوں کی سزا کو حبس دوام سے تبدیل کر کے ہندو نوازی کی بدترین مثال قائم کی گئی۔

آہ بدنصیب لاہور کے مسلمان جن پر حکومت کی چشم عنایت وا نہ ہوئی، اور وہ پھانسیوں کے تختوں پر چڑھ گئے۔ اپنی اپنی قسمت اور اپنا اپنا عہدہ ہے۔

ڈاک اور نمک کے محاصل

اسمبلی کے گزشتہ اجلاس میں جب سر باسل بلیکٹ نے بجٹ پیش کیا تو خلاصہ سے آغاز کر چلک دوپہر کے زمانہ کا مقصد یاد و دلاکر نمک اور ڈاک کے محصول کم کرنے کی کرایا شاستر عار کی جو ہمیشہ کیطرح اس مرتبہ بھی ٹھکرا دی گئی۔

نمک اور ڈاک کا تعلق زیادہ تر غربا سے ہے، اس لئے حکومت نے کم محصول کی تحریک کو نامنظور کر کے غریب ہندوستانیوں کے ہاتھ اور مضبوط کرنے کی بجائے ناقابل تلافی کا ارتکاب کیا ہے۔

سر باسل بلیکٹ جانتے ہیں تو بھی کہ کیا اسباب تعیش کی ... پر محصول کا اتنا ذکر کے ... کر سکتے تھے۔ ... کے مال ... [illegible] ... اس لئے سر باسل بلیکٹ ... [illegible] ... اور اس سال بھی ایک پیسہ کا پوسٹ ... [illegible] ... اکثر اخبارات و رسائل اور ... [illegible] ... ہے۔

اگر ہندو مسلمانوں کو آپس میں دست و گریبان ہونے سے فرصت ہو تو کہے کہ ڈاک کے محصول کے خلاف سخت سے سخت ایجی ٹیشن کرنے میں متحد ہونے کی ضرورت ہے۔

بزرگ قوم کی وفات

۳۰ مارچ کی صبح کو خان بہادر پیرزادہ مولوی محمد حسین صاحب ایم اے سی آئی ای وسابق سشن جج و حال سکرٹری طبیہ کالج دہلی نے بعارضہ یرقان ایک عرصہ کی علالت کے بعد انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کا اصلی وطن اگرچہ ضلع رہتک تھا۔ مگر وہ ایک عرصے سے دہلی میں رہتے تھے۔ وہ اگر ایک طرف چیف کمشنر دہلی کے رازدار تھے، تو دوسری جانب مسیح الملک کے معتمد علیہ تھے۔

دہلی کے مسلمانوں کو ان کی ذات سے بہت فائدہ پہنچے۔ انہوں نے حکام کو صحیح حالات سے باخبر کرنے میں کبھی حکام کی ناراضی کا خیال نہیں کیا۔ وہ ہمیشہ مسلمانوں کی اڑے وقت بڑی دلیری سے کام آتے تھے۔ انہوں نے صدہا نوجوان مسلمانوں کی سفارشیں کر کے ان کو ملازمتیں دلوائیں۔ وہ ہمیشہ اسلامی حقوق کے لئے سینہ سپر ہو کر رہتے تھے۔ اور باوجود طبیہ کالج کے جوائنٹ سکرٹری ہونے کے ہمیشہ ان تحریکات میں شامل رہے، جو خالص اسلامی حقوق اور اسلامی مفاد کے لئے جاری ہوئیں۔ انہوں نے مسلمانوں کے مفاد کے لئے نہ حکومت کی ناراضی کا خیال کیا اور نہ قوم پرستوں سے مرعوب ہوئے۔ وہ بیحد صائب الرائے اور صحیح الدماغ بزرگ قوم تھے۔ انہوں نے آخر وقت میں متعدد مرتبہ میرے متعلق حکام کی غلط فہمیوں کو رفع کیا۔ وہ مجھ کو بہت عزیز رکھتے تھے، اور ہمیشہ بزرگانہ شفقت کے ساتھ مفید ترین مشورے دیا کرتے تھے۔ ان کا حکام میں غیر معمولی اثر و رسوخ تھا۔ وہ نہایت خاموش کارکن تھے، اور ان کی خدمات اسلامی یقیناً ناقابل فراموش ہیں، اور ان کی وفات سے مسلمانوں کو من حیث القوم ایک ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ اور مسلمان نوجوانوں کا اب کوئی ہیلپر نہیں رہا کہ ان کا ہاتھ پکڑ کر حکام بلا تک خاموشی سے بٹھا دے۔ اور حکام کو فنا تک ہندو اکثریت سے باخبر کر کے مسلمان توجہ مرکوز ... سرد کرے کے دھبے سے لگا دے۔ یہ واقعہ ہے کہ انہوں نے بہت سے گھر کو نقصان سے بچالیا۔

میں قارئین منادی سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی استدعا کرتا ہوں اور ان کے خلف الرشید پیرزادہ بشیر احمد صاحب بیرسٹر اور ان کے دیگر متعلقین سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے خدائے قدوس سے بطفیل فخر عالم آقائے کائنات دعا مغفرت کرتا ہوں۔

بات بھی کھوئی التجا کر کے

۸ مارچ کے پیشوا میں اپنے ضمیر کو لعنت ملامت کرتے ہوئے اپنی خودداری کی خود قبر کھود دی اور پیشوا کی اصلی حالت سے پیشوا کے اصلی مالک (خریداروں) کو باخبر کرتے ہوئے ڈیڑھ ہزار کے قرضہ کی ادائیگی کے لئے صرف ایک ایک روپیہ اور ایک ایک جدید خریدار کی استدعا کی، مگر افسوس کہ ... اس اپیل کا کوئی اثر قارئین کرام پر نہیں ہوا۔

میں چونکہ پیشوا کے قرضہ سے بہت پریشان تھا۔ اور امداد کی کوئی صورت میرے ذہن میں نہیں آئی تھی۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ قارئین کرام کی خدمت میں ایک دستی خط لکھا جس میں پیشوا کی حالت سے باخبر کرتے ہوئے عید کے روز صرف ایک روپیہ اور ایک جدید خریدار کی استدعا کی گئی۔ اس خط کی روانگی میں ساٹھ روپے کے ٹکٹ وغیرہ خرچ ہوئے مگر شکر ہے اس خط کا کافی اثر ہوا۔ اور قارئین کرام نے (جن کے نام اور ہمدردانہ خطوط آئندہ اشاعت میں شائع ہونگے) بیس روپے اس وقت تک بطور امداد کے بھیج دیئے۔

اگرچہ اعداد و شمار نہایت حوصلہ شکن ہیں اور ڈھائی ہزار کا قرضہ بیس روپیوں سے نہیں اترتا۔ مگر اس سرد مہری سے میں مایوس نہیں ہوا۔ کیونکہ میں مسلمانوں کی سہل انگاری سے واقف ہوں۔ اور ابھی تک روزانہ امدادی رقومات بھی آ رہی ہیں۔ اس لئے مجھے توقع ہے کہ میری درخواست بے کار نہ جائے گی۔ اور اگر پورا قرضہ نہ اتر سکا تو کچھ نہ کچھ بلاشبہ ادا ہو جائے گا۔

میں چاہتا ہوں کہ میری استدعا کو پوری طرح تمام خریدار منظور کریں تو میں پیشوا کو ایسی مضبوط بنیادوں پر کھڑا کر دوں کہ پھر بار بار اسکی مالی حالت کے خراب ہونے کا دکھڑا نہ سنانا پڑے۔

اگر سب بھائیوں نے میرے خط کے جواب میں ایک روپیہ بھیج دیا اور ایک جدید خریدار سے چندہ وصول کر کے مجھے روانہ کر دیا تو میں انشاء اللہ یا تو ہمیشہ کے لئے پیشوا کی ضخامت چالیس صفحے کر دوں گا یا پھر ہر اشاعت میں ایک عکسی تصویر شائع کرنے کا انتظام کر دوں گا۔

بہرحال میری پریشانیوں کا رفع کرنا اور پیشوا کی مالی حالت کی درستی اور پیشوا کی مزید ترقی میرے امدادی اپیل کے پورے ہونے پر ہے۔ اور مجھے قارئین کرام کے خلوص سے امید ہے کہ وہ اپنے دربانہ سے خالی ہاتھ نہ جانے دیں گے۔ اور ان کی ادنیٰ توجہ سے پیشوا پنجاب کے معدود رسائل کی صف میں کھڑا ہو سکے گا۔

[illegible] کہ مجھے پیشوا [illegible] سے اپنی ذات کے لئے ایک پیسہ بھی [illegible] بلکہ [illegible] ممکن ہے کہ اب [illegible] اپنی جیب سے [illegible]

اگر قرض نے میری کمر دوہری کر دی ہوتی تو یقین کیجئے کہ پیشوا [illegible] زندگی کا مقصد وحید سمجھتا ہوں۔ جس سے مجھے اولاد سے زیادہ محبت ہے اور جس کے زندہ رہنے کے لئے میں نے کم قربانیاں نہیں کی ہیں۔

اس لئے میں اُن بھائیوں سے جنہوں نے میرے دستی خط کے جواب میں ابھی تک نہ پیشوا کی عیدی کا روپیہ بھیجا ہے اور نہ ایک جدید خریدار سے چندہ وصول کیا ہے۔ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس تحریر کو ملاحظہ فرماتے ہی فوراً پیشوا کی عیدی کا ایک روپیہ اور ایک جدید خریدار بھیج کر مجھے نہ صرف ہمت افزائی فرمائیں۔ بلکہ پیشوا کو موت اور زندگی کی کشمکش سے نجات دلا کر اسکی بنیادیں اسقدر مضبوط کر دیں کہ پھر اسکو کوئی دشواری پیش نہ آئے۔

اگر پیشوا کو زندہ رکھنا ہے

تو پیشوا کی عیدی کا روپیہ جن بھائیوں نے نہیں بھیجا ہے ان کو فوراً بھیجنا چاہیئے۔ اور ہر خریدار کم سے کم ایک ایک جدید خریدار فوراً مہیا کرے۔ تاکہ پیشوا کا مستقبل شاندار ہو اور

پیشوا کے گلے میں ڈھائی ہزار کے قرضہ کی پھانسی

جو پڑ گئی ہے وہ اتر جائے۔ تو براہ کرم میری دستی چٹھی کا فوراً جواب دیجئے۔ اس وقت تک میری درخواست پر جو امدادی رقومات آئی ہیں۔ ان کی مجموعی تعداد بمشکل بیس ہے۔ مگر کیا اس سے ڈھائی ہزار کا قرضہ اتر جائے گا؟ یہ ایک ایسا سوال ہے کہ جسکا جواب قارئین کرام کو اپنی جد و جہد سے دینا چاہیئے۔

میں ان تمام بھائیوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے میری اپیل پر فوراً امدادی روپے بھی بھیجے۔ اور جدید خریدار بھی پیدا کئے جن حضرات نے ابھی تک امدادی رقومات نہیں بھیجی ہیں ان سے عرض کرتا ہوں کہ اگر وہ پیشوا کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں اور پیشوا کے گلے کو قرضہ کی پھانسی سے آزاد دیکھنا چاہتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ فوراً امدادی رقومات بھیجیں۔ اور جدید خریدار فراہم کریں۔

شکر گزار خادم

عزیز حسن بقائی

مدیر پیشوا

نیرنگ خیال کا عید نمبر

عید نمبر کی بدعت کا موجد تمام ہندوستان میں صرف لاہور کا مشہور ادبی مجلہ نیرنگ خیال ہے۔ جس نے حسب تحریک اس مرتبہ بھی نہایت شاندار نہایت ضخیم اعلیٰ درجہ کا مصور عید نمبر شائع کیا ہے۔

نیرنگ خیال کے عید نمبر میں سو عکسی تصویریں ہیں جن میں متعدد سہ رنگی تصاویر اور آرٹ کے بہترین شاہکار ہیں نیرنگ خیال کی ضخامت ۲۰۰ صفحے ہیں۔ سائز پیشوا کا ہے کاغذ سفید اعلیٰ درجہ کا چکنا ہے ہندوستان کے بہترین نگاروں کے نظم و نثر کے مضامین کے گلدستہ کو سجایا گیا ہے۔

میں اس بہترین عید نمبر کی اشاعت پر اپنے دوست حکیم محمد یوسف حسن صاحب کو جو نیرنگ خیال کے مدیر اعلیٰ ہیں مبارکباد دیتا ہوں۔ اس عید نمبر کی قیمت صرف ایک روپیہ ہے جو میرے خیال میں بہت کم ہے قارئین کرام میں سے جو صاحب اس بہترین عید نمبر کو ملاحظہ فرمانا چاہیں وہ منیجر صاحب رسالہ نیرنگ خیال لاہور کو خط لکھ کر ایک روپیہ میں طلب کریں۔

کامل لینڈی

جس طرح ہندوستان کے کئی کرچین ہندوستانی دستکار اور [illegible] اپنی [illegible]

[illegible] ہندوستان میں ایک نئی پیشہ [illegible]

[illegible]

[illegible] تفصیل حسب ذیل الفاظ میں ۱۳ اپریل کے ریاست میں [illegible] ہے۔

[illegible] مہاراجہ کے دوستوں نے جب وہ تین ملک کے لیڈر [illegible] متعلق وائسرائے سے ملنے کے لئے کہا تو ان لیڈروں [illegible] پانچ ہزار روپے نے دس ہزار اور [illegible] نے بیس ہزار روپیہ فیس وائسرائے سے ملنے کے لئے طلب کی۔ اور کہا کہ نتیجہ چاہے کچھ ہو۔ مہاراجہ کی تکالیف میں کمی ہو یا نہ ہو یہ فیس صرف وائسرائے سے ملنے اور مہاراجہ کی تکالیف کا ذکر کرنے کی ہے۔

ان تین لیڈروں میں سے ایک لیڈر ایسا بھی ہے، جو ایک سال کانگریس کا صدر بھی رہ چکا ہے۔ اور جس نے اپنی صدارت کے وقت گلا پھاڑ پھاڑ کر کہا تھا کہ اس کی زندگی کا مقصد ہی قومی خدمت ہے۔

جس ملک میں ایسے خود غرض بہکیرت کمینہ اور ذلیل لیڈر ہوں، اس کے لوگوں کو اماکین دفتری حکومت جسقدر بھی حقیر کریا کم ہے اور ہماری غلامی کی میعاد میں جسقدر بھی توسیع ہو کم ہے۔

یہاں لوگوں کی حالت ہے، جو ہندوستان کو سوراج دلانے کے مدعی ہیں، اور جو کہتے ہیں کہ ہم کونسلوں میں ملک کی خدمت کے لئے جاتے ہیں۔ اور جن کا دعویٰ ہے کہ وہ غریب ہندوستانیوں کے نمائندے ہیں۔ اور ان کی یہ حالت اس مخلص کے لئے جو ہندوستان کے ہندو مسلمانوں سکھوں اور پارسیوں کی آنکھوں کا تارا ہے، اور جس نے ان کمین اور ذلیل لیڈروں کے جہنم میں ہمیشہ کے لئے [illegible] ڈال دیا ہے اور جو دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے "قوم پرست" "محب وطن" "نیشنلسٹ" وغیرہ جیسے خطابات اپنے ناموں کے ساتھ [illegible] انگریزی یا نشہ عامہ کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اور جو انگریزوں کی نوازش [illegible] تمغہ [illegible] ہیں حالانکہ ان سے زیادہ خود غرض پرست ہیں۔

پھر جب ملک کی ذلیل [illegible] اور وطن دوستی کی حالت مہاراجہ نابھہ [illegible] ہے جس کے ٹکڑوں پر بیٹھے ہوئے کتوں کی طرح دم [illegible] کرتے تھے [illegible] جاؤ کہ یہ خود غرض [illegible] کے لئے کیا کرتے [illegible] اور کہا کہ یہ غریب الحال چپکے وہ نمائندوں کو اتنی گراں قیمت اپنی [illegible] بیان کرنے کی دینے کی جرأت کر سکتا ہے۔؟

[illegible] لیڈر جن کو ہمیشہ دیش بھگتی کی بدہضمی رہتی ہے، اگر کوئی [illegible] دیکھنا چاہے، تو یہ ایسے ذلیل قصبوں کو لیکر ہمارا [illegible] مشتری یا طوائف کے کوٹھوں پر یا اگر [illegible] دیکھ سکتا ہے۔

[illegible] ہرگز نہ ہوا تھا۔ البتہ [illegible]

ناموس شریعت خطرہ میں

کیونکہ پوشیدہ کی ریش بھگتیوں سے ایک روز باخبر ہو کر رہے گی۔

اسمبلی کا اجلاس ختم ہو گیا۔ حکومت نے دو مسودہ ہائے قوانین رائے عامہ کے لئے شائع کرنے، جن سے صریحاً ناموس شریعت پر حملہ ہوتا ہے۔

(۱) صغر سنی کی شادی کا انسداد۔ اور شادی کے لئے عمر کی قید۔

(۲) مسلم و مشرک مردوں اور عورتوں میں ازدواجی تعلقات کی قانونی صورت۔

بےشک ہندوؤں کو ایک ایسے قانون کی ضرورت ہے، جو چھ چھ سال کی بچیوں سے ساٹھ ساٹھ سال کے بڈھوں کو شادی کرنے سے روک سکے کہ ہندو لاء صغر سنی کی شادی کا انسداد نہیں کرتا۔ اور ہندو ساہوکار اس سے ناجائز فائدہ اٹھا کر ہندو کنیاؤں کی زندگیاں تباہ کرتے ہیں۔

مگر مسلمانوں کے لئے شریعت اسلامی نے سن بلوغ کی ایک حد مقرر کی ہے۔ اور اس سے پہلے نہ تو کوئی مسلمان شادی کرتا ہے۔ اور نہ کر سکتا ہے اور نہ مسلمانوں کو صغر سنی کی شادی کی شکایت ہے، جو اس کے انسداد کی ضرورت ہو۔ اور اس مسودہ کا پاس ہونا یقیناً شریعت اسلامی پر حملہ اور اس سے قطعی ناموس شریعت کو خطرہ ہے۔

بلاشبہ ہندوؤں کو سکھوں، جینیوں، بدھوں، برہمو سماجوں کے ساتھ شادی کرنے کے لئے ایک قانون کی ضرورت ہے، کیونکہ ہندو لاء سناتن دھرم والوں کو مذکورہ ہندو فرقوں سے ازدواجی تعلقات قائم کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

مگر اس کے بالکل برعکس اسلام نے مومن مرد پر مشرک عورت، اور مومن عورت پر مشرک مرد کو حرام کر دیا ہے۔ اس لئے اس قانون کا اجراء شریعت اسلامی میں ترمیم ہے، جسکو کوئی مسلمان کسی حالت میں برداشت نہیں کر سکتا۔

مجھے افسوس ہے کہ اس اہم مسئلہ پر جمعیت علماء ہند اور اس کے آرگن الجمعیۃ میں کچھ نہیں لکھا گیا۔ اور دیوبند کے مقدسین اور ان کے آرگن القاسم نے بھی سکوت اختیار کیا۔ اور مسلمان ممبران اسمبلی نے بھی صحیح اسلامی نقطہ نظر پیش نہیں کیا۔ البتہ اس اطلاع کے لئے مسلمانوں کو مشکور ہونا چاہیئے حاجی محمد علی صاحب ایڈیٹر ہمدرد کا جنہوں نے سب سے پہلے مسلمانوں کو اس اہم ضرورت پر توجہ دلائی۔

جناب مولانا احمد سعید صاحب کو از جمعیۃ علماء ہند کے لئے چندوں کی اپیلیں شائع کرنے سے فرصت ہو تو ان کا فرض ہے کہ وہ ناموس شریعت کے تحفظ کے لئے میدان عمل میں آئیں۔ اور سب سے پہلے منتخب کمیٹی کے ممبران سے ملکر صحیح اسلامی نقطہ نظر پیش کریں۔ اور اس کے بعد مسلمانوں کی رائے عامہ کو جلسوں اور اخباروں کے ذریعہ تیار کیا جائے۔ اور اس کے بعد شملہ کے اجلاس میں ایک مقتدر وفد علماء کرام کے ہر طبقہ اور ہر خیال کے افراد پر مشتمل ہز ایکسیلنسی وائسرائے اور ممبران اسمبلی سے ملکر ان کے سامنے کم سے کم اسلامی مطالبات رکھ دیئے جائیں۔ اور صاف صاف ان کو اپنی مذہبی مجبوریوں سے آگاہ کر کے کھلے طور پر کہہ دیا جائے کہ اگر یہ مطالبات تسلیم نہ کئے گئے تو ہم شریعت اسلا[illegible]

کے تحفظ کے لئے ہندوستان میں ایک ایسا زبردست ایجی ٹیشن کیا جائیگا جسکی نظیر خلافت و کانگریس کے عروج کے زمانہ میں بھی نہیں ملے گی۔

اور اس کے بعد دس کروڑ فرزندان اسلام کی مردم شماری کی کم سے کم دس لاکھ مسلمانوں کو اسلام کے لئے شہید ہونے کے واسطے شریعت نبوی کی حرمت کے قیام کے لئے پکارا جائے۔ تاکہ تمام ہندوستان میں ایک مقررہ تاریخ میں اور مقررہ وقت پر اس قانون کی خلاف ورزی کر کے دس لاکھ مسلمان نہایت امن کے ساتھ اپنے تئیں گرفتاری کے لئے پیش کر دیں۔ اور اس حکومت کو معلوم ہو جائے کہ جس راکھ کو ٹھنڈا سمجھکر ہاتھ ڈالا گیا ہے، اسمیں کچھ چنگاریاں بھی دبی ہوئی ہیں۔ جو ہاتھ میں چھالے ڈال سکتی ہیں،

خوب یاد رکھو کہ اگر تم نے کامل عزم اور پورے استقلال کے ساتھ شرعی قوانین میں ترمیم کو روکنا چاہا تو دنیا کی کوئی طاقت تمہارے مذہبی احکام میں مداخلت نہیں کر سکتی۔ اور اگر تم نے راجپال کی خباثت کی طرح یکجہتی کے ساتھ ایجی ٹیشن شروع کر دیا تو ہندوستان کا کوئی جیل خانہ دس لاکھ مسلمانوں کو اپنی کوٹھریوں میں بند نہیں کر سکتا۔ ضرورت صرف ارادہ اور استقلال اور اتحاد کی ہے۔ پھر کیا محترم اراکین جمیعت علماء سن رہے ہیں۔ اور ان کو معلوم ہے کہ اسوقت مذہب اور مسلمان ان سے کیا چاہتے ہیں۔ اور ان کی ایک کروٹ مسلمانوں میں کیسا زبردست انقلاب پیدا کر سکتی ہے۔

اگر الانصار کو اصلاح پسند جماعت کو گالیاں دینے سے فرصت ہو تو اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے آقایان ولی نعمت کو اسلام کی اس سب سے بڑی ضرورت پر توجہ دلائے مجھے یقین ہے کہ اگر صحیح اسلامی نقطۂ نظر پیش کر دیا گیا تو کسی ایجی ٹیشن کی ضرورت نہ ہوگی۔

اہم تبدیلیاں

دہلی کے چیف کمشنر صاحب کے رخصت پر جانے کی وجہ سے مسٹر جانسن صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ انکی جگہ عارضی طور پر چیف کمشنر مقرر ہوئے ہیں۔ اور انکی جگہ مسٹر انڈرسن کام کریں گے اور مسٹر اورڈ سینیر سپرنٹنڈنٹ پولس عارضی طور پر ڈپٹی انسپکٹر جنرل کے فرائض انجام دیں گے۔ اور دہلی پولس کی کمان مسٹر جعفری کے سپرد ہوگی جو ایک عرصہ تک دہلی پولس میں سی آئی ڈی کے سپرنٹنڈنٹ رہ چکے ہیں۔ اور جن کے زمانہ میں خان بہادر عبدالاحد کی لاش کا واقعہ پیش آیا تھا۔ جس میں مجھکو اور مولانا عبداللہ صاحب چوڑیوالے کو چھ مہینہ کی سزا ہوئی تھی۔

اگرچہ مجھکو اس مقدمہ میں سزا ہوئی تھی۔ مگر میں اس شریفانہ برتاؤ کا ہمیشہ مداح رہا جو مسٹر جعفری نے ملزمین کے ساتھ روا رکھا۔ اور مجھے امید ہے کہ انکے عہد حکومت میں مسلمانوں کے ساتھ ناانصافی نہ ہوگی۔ اور وہ جو کچھ کریں گے خود سمجھ کر کریں گے۔

نیز میں مسٹر جانسن صاحب کو بھی مبارکباد دیتا ہوں۔ جو اس ہفتہ سے دہلی کے حاکم اعلیٰ ہونگے۔ اور جو دہلی کی عنان حکومت ہاتھ میں لیتے ہی دیکھیں گے کہ اس اہم شہر میں صرف مسلمان کلرک ہیں جو [illegible] کے زمرہ میں ہیں [illegible]

اب سے نصف صدی پہلے اسلامی سلطنت کی قائم مقام حکومت کہا جاتا تھا۔ اور مسلمانوں کی پولیٹیکل اہمیت کے لحاظ سے اور رُوئے معاہدات ان کے ساتھ خاص سلوک ہونا چاہئے تھا۔ مگر ہند و گورنمنٹ نے ان پر ترقی کے دروازے بند کر رکھے ہیں۔

بہر حال مجھے آنریبل مسٹر جانسن صاحب کی دانشمندی اور انصاف پسندی پر پوری طرح بھروسہ ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ ان کے عہد حکومت میں مسلمانوں کے ساتھ ناانصافی نہ ہوگی۔ کیونکہ میں ان سے ذاتی طور پر واقف ہوں۔

ریاست چرکھاری کا نیا بیوپار

ریاست چرکھاری کے نوجوان حکمران نے ایک نئے بیوپار کی ابتدا کی ہے۔ جس میں وہ بنفس نفیس شریک ہوئے ہیں۔

یعنی تھیٹریکل کمپنیوں کے ذریعہ ریاست کے روپیہ کو تباہ کرنا۔

ایک پارسی کمپنی کو مسٹر لیڈی کی وجہ سے دو سال ہوئے کہ خرید چکے ہیں۔

اور اب سنا گیا ہے کہ کوئی دوسری کمپنی خاص ریاست میں مہاراجہ صاحب کی زیر نگرانی تیار ہو رہی ہے۔ جس میں "جنگلی" طوائف کے ساتھ مہاراجہ بہادر خود پارٹ کیا کرتے ہیں۔

اگر یہ واقعات صحیح ہیں تو میں مسٹر واٹسن صاحب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آخر اس نوجوان اور ناتجربہ کار والی ریاست کے ہاتھوں ریاست کی بربادی سے کب تک چشم پوشی کی جائے گی۔

مہاراج کے پاس پہلے ہی سے متعدد طوائفیں ملازم ہیں جن کے گرانبار اخراجات نے ریاست کا خزانہ خالی کر دیا ہے۔ اور اب اس ناٹکے کا روبار نے ریاست کا کچومر نکال دیا ہوگا۔

نوجوان والی ریاست نے آج تک ریاست میں کوئی ریفارم نہیں کی۔ نہ کوئی اسکول کھولا اور نہ کوئی اور رعایا کی بہتری کا کام کیا۔ البتہ تھیٹریکل کمپنیوں میں کئی لاکھ روپیہ ریاست کا محض ایکٹریس کے لئے برباد کر دیا۔ اور ہزارہا روپیہ طوائفوں پر برباد کر کے "طوائف شائقین" منزد قائم کر دی۔ اور یہ ایسے مشاغل ہیں کہ ان پر کوئی شریف انسان مہاراجہ بہادر کو مبارکباد نہیں دے سکتا۔

میں اس ریاست کے مفصل حالات اور طوائفوں اور ایکٹرسوں اور مصاحبوں کے مکمل حالات بہت جلد شائع کروں گا۔ سردست تو میں پولیٹیکل سکرٹری صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مہاراجہ صاحب کے اس تھیٹریکل کو جس میں خسارہ ہی خسارہ ہے فوراً روکیں۔ اور [illegible] جسقدر جلد ہی ہو سکے ناتجربہ کار اور نوجوان رئیس کو بچایا جائے [illegible] طوائف [illegible] کہ جس میں دہلی کی متعدد طوائفیں [illegible] کے خزانہ کو تباہی سے بچایا جائے۔ [illegible]

[illegible] پرنسپل سکرٹری نے جواب طلب نہ کیا [illegible] کے متعلق اور زیادہ وضاحت سے لکھنا ہوگا۔

دہلی کے میونسپل انتخابات پر ایک نظر

۲۴ مارچ سے دہلی کے میونسپل انتخابات [illegible] مسلمانوں کے صرف دو وارڈوں میں مقابلہ ہوا ایک وارڈ نمبر ۷ (عقب [illegible]) اور دوسرا وارڈ نمبر ۹ (پہاڑ گنج وغیرہ) میں وارڈ نمبر ۷ میں [illegible] صاحب حاجی محمد یوسف صاحب پانچ والے اور مسٹر آصف علی صاحب بیرسٹر میں مقابلہ ہوا اور مسٹر آصف علی صاحب ۳۰۰ ووٹوں سے اپنے حریف کے مقابلہ میں کامیاب ہوئے۔

حاجی محمد یوسف صاحب نے ۴ علاقوں سے ممبری کی درخواستیں "داشت آید بکار" کے مقولہ پر عمل کرنے کے لئے دی تھیں۔ اور دو جگہ معاملہ کر کے انہوں نے اپنی درخواستیں واپس لے لیں۔ مگر وارڈ نمبر ۸ میں انہوں نے حافظ محمد سلیمان صاحب کے مقابلہ میں ایڑیاں رگڑیں اور مقابلہ شروع ہونے سے پہلے فرار ہو گئے۔ البتہ وارڈ نمبر ۷ میں انہوں نے صبری اور دلیری سے مقابلہ کیا جس میں انہیں ناکامی ہوئی۔

حاجی صاحب نے اس الیکشن کے سلسلہ میں وہ قلابازیاں کھائی ہیں کہ انکی نظیر میونسپل تاریخ میں نہیں ملتی۔ انہوں نے اپنے دستور پر اعتماد نہیں کیا۔ اور ممبری کی تجارت شروع کر دی۔ ابتدا میں انکی خواہش تھی کہ حافظ محمد سلیمان صاحب کو بیں بٹھا دوں۔ جو مجھے اتنے ہی عزیز ہیں جتنا مجھے اپنا حقیقی چھوٹا بھائی ہو سکتا ہے اور اس محنت کی فیس پہلے انہوں نے دو سو روپے بھیجے اور اس کے بعد وہ پانسو روپیہ میں مجھکو خریدنے کے لئے تیار ہو گئے۔ مگر افسوس کہ یہاں بھی انہوں نے عقل سے کام نہیں لیا۔ اور ناکام ہوئے اور اپنے ساتھ انہوں نے امام صاحب جامع مسجد اور پیر جی میاں عبدالصمد صاحب فخری کو بھی ذلیل و رسوا کیا جب وہ ہی کی یہ مقدس ہستیاں علاقہ میں شکست کر کے ناکام و نامراد ہوئیں اور ہر طرف سے یہی جواب ملا کہ اگر حاجی صاحب میں کوئی خاص قابلیت ہوتی تو وہ اپنے علاقے کو چھوڑ نہ بھاگتے۔ ہمارے علاقہ میں اس شخص کے لئے جگہ نہیں ہو سکتی جس کی تعلیم پرائمری تک بھی نہ ہو۔ اور جس کا مقصد کمیٹی میں جانے سے خاندانی بہادری کے علاوہ کچھ نہ ہو۔ اسکو ہم کسی حالت میں بھی اپنے علاقہ سے نہیں جانے دینگے۔ کمیٹی امام صاحب اور میاں صاحب نے حق دوستی ادا کرنے کی پوری کوشش کی مگر علاقہ میں ایک ہفتہ تک دیکھ کر لینے کے بعد انہوں نے دونوں حضرات کو سلام کر لیا کیونکہ ان کو پتہ چل گیا ہے کہ فرشی گچ تکلف دعوتیں اور ملاقاتوں کی گرمیاں اور "تاجرانہ داؤ" اور سبز باغ اور نیلا تھوتھا ہی ممبر بنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ بلکہ کچھ لوگ اور بھی پیدا ہو گئے ہیں جو دنیا میں ان کے [illegible] کچھ اعلیٰ قوت بازو سے زندہ رہنے کا استحقاق حاصل کر چکے ہیں اور جن کے علاوہ قابلیت کی بھی ضرورت ہے۔

[illegible] حضرات ایک ہفتہ کے زور و شور کے بعد ناکام ہوئے [illegible] صاحب کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی۔ مگر حضرت [illegible] نے صاف صاف جواب دیدیا کہ "میں کسی حالت میں بھی عزیز حسن کے خلاف کام نہیں کروں گا"۔ حالانکہ میری نیازمندیوں کے مقابلہ میں بڑی بڑی شخصیتیں تھیں۔ جن میں سے ایک دو اپنی جگہ کافی وزنی تھیں۔ مگر حضرت خواجہ صاحب کے جواب نے ان کے گھٹنے توڑ دیئے۔ اور ان کی یہ آرزو دل کی دل میں رہ گئی کہ وہ میرے اور حضرت خواجہ صاحب کے تعلقات کو غیر خوشگوار کر سکیں گے۔ حالانکہ میں اس کے لئے تیار تھا کہ جس طرح امام صاحب کے خلاف میں کام کروں گا۔ اگر ضرورت ہوتی تو اسی طرح حضرت خواجہ صاحب کے خلاف تمام انسانی آداب کو قائم رکھتے ہوئے کام کروں گا۔ مگر حضرت خواجہ صاحب نے میری نیازمندیوں کی لاج رکھ لی۔ اور وہ وقت نہ آیا جس کے میرے "بعض دوست" منتظر تھے۔ اور جس کے لئے بعض عنایت فرما کوشاں بھی تھے۔ جب سب طرف سے مایوس ہو گئے۔ اور علاقہ کے ووٹروں نے بھی جواب دیدیا تو حاجی صاحب نے اس علاقہ سے بادل ناخواستہ استعفیٰ دیدیا۔ اور میرے عزیز حافظ سلیمان صاحب بغیر مقابلہ کے میونسپل کمیٹی کے ممبر منتخب ہو گئے۔ جن کی کامیابی کو میں اپنی کامیابی سمجھتا ہوں۔

اس علاقہ سے فرار ہونے کے بعد حاجی صاحب نے آصف علی صاحب کو للکارا۔ اور اپنی حمایت کے لئے ایسے ناجائز وسائل اختیار کئے کہ کوئی معقول اور شریف انسان ان وسائل کے اختیار کرنے پر حاجی صاحب کو مبارکباد نہیں دے سکتا۔ مسٹر آصف علی کے مقابلہ میں پانی کی طرح روپیہ بہایا گیا۔ بعض سادہ لوحوں کو رشوتیں دی گئیں۔ جنتی کا امام صاحب جامع مسجد جنہوں نے ۲۴ تاریخ کو دن بھر آصف علی صاحب کے لئے کام کیا تھا ان کو بصورت دیگر طریقہ سے غائب کر کے ان کے بڑے صاحبزادے حافظ سید حمید صاحب سے مسٹر آصف علی کے خلاف کام لیا گیا۔ اور حافظ صاحب نے اپنی ننھیال کو ورغلانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ سی آئی ڈی کے بعض ادنیٰ ملازمین سے کام لیا گیا۔ علاقہ کے چند بدمعاشوں کو شراب پلا کر غنڈہ بنایا گیا اور ظلم یہ ہوا کہ خادم القرآن کے چند گمراہ اور جاہل تبرکاتی [illegible] تعویذیوں کو ساتھ لیکر وہ بد تمیزیاں کی گئیں جو انسانیت کے لئے ننگ ہیں۔ ان بد تمیز قل اعوذیوں نے بیرسٹر صاحب پر شرع کی آڑ میں کوئی رکیک الزام ایسا نہ تھا جو نہ لگایا ہو۔ حتیٰ کہ غریب کو اسلام سے خارج کیا گیا۔ قرآن حکیم کا مخالف بتایا گیا۔ نمازوں کا منکر بتایا گیا۔ غرض کہ تمام [illegible] انتہا لگا یا گیا۔ اور علاقہ کے تمام [illegible] وضعدار، شریف اور سمجھدار ووٹروں نے پولنگ اسٹیشن پر بتا دیا کہ حق کی حمایت کس طرح کی جاتی ہے۔ اور پولنگ کے نتیجے نے حاجی صاحب کو ایسا سبق دیا ہوگا کہ وہ اپنی اولاد کے لئے وصیت لکھ جائیں گے کہ سب کچھ کرنا مگر میونسپل کمیٹی کی ممبری کی درخواست نہ کرنا۔ یہ دوسرا سبق ہے جو حاجی صاحب کو علاقہ ٹریٹ کے ووٹروں نے دیا۔ بیچاروں کو چند مجالس اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے ہر الیکشن پر ورغلا کر امید وار بنا دیتے ہیں حالانکہ وہ ہر سرسوں کے تیل میں اعلیٰ قسم کے چنبیلی کے تیل کے چند قطرے ڈال کر خوشبودار بنا کر اپنا الو سیدھا کر سکتے ہیں۔ اگر حاجی صاحب ذرا سمجھ سے کام لیں تو ان کو اس سبق کو ساری عمر نہ بھولنا چاہیئے۔ ان کو ناکام بنانے کے لئے وہ امام صاحب اور دوسرے حضرات کو پر تکلف دعوتیں [illegible]

جائیں کبھی ننکو خان بہادر ہو ہی جائینگے۔ کیا حاجی صاحب کو علم ہے کہ اکثر ہندو پنشن کو مستعفی ہو کر مسٹر ... سپرنٹنڈنٹ پولیس ... شملہ پر ... چکے ہیں۔

بہرحال مجھے جس طرح حاجی صاحب سے دلی ہمدردی ہے۔ اسی طرح فقیر محمد صاحب سابق انسپکٹر سی آئی ڈی سے ان کی ناکامی میں ہمدردی ہے جو ان کو حاجی عبداللہ صاحب کے مقابلہ میں ہوئی۔

اس شکست سے فقیر محمد صاحب کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ صرف دھونس سے ممبری محفوظ نہیں رہ سکتی۔ بلکہ علاقہ والے کام بھی دیکھا کرتے ہیں۔ اور کمیٹی میں حاضرباشی بھی ضروری ہے۔ جس کا شیخ صاحب کے عہد ممبری میں کال ہے۔

پیشوا کے وی پی آرہے ہیں

حسب ذیل حضرات جن کے صرف نام اور نمبر خریداری اور مقام لکھے گئے ہیں ان کی میعاد خریداری اس اشاعت سے ختم ہو گئی اور ان کو ۲۴ اپریل ۲۶ء کے پیشوا کے وی پی کا انتظار کرنا چاہئے جو دو روپے سالانہ چندہ وصول کرنے کے لئے دفتر پیشوا سے روانہ ہونگے۔ اگر میری بدقسمتی سے مندرجہ حضرات آئندہ سال کے لئے تعلق منقطع کرنا چاہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ ۱۹ اپریل ۲۶ء تک وی پی نہ بھیجنے کی اطلاع دیدیں۔ تاکہ میں ایک کثیر نقصان سے بچ جاؤں۔ ورنہ واضح رہے کہ جو حضرات بغیر اطلاع دیئے وی پی واپس کریں گے وہ خدائے قدوس کے ہاں کے میرے دیندار رہینگے۔ اور میں قیامت کے دن ان سے اپنے نقصان کا دادخواہ ہونگا آپ صرف دو پیسے کا کارڈ پر اطلاع دیجئے۔ ورنہ آپ کی خاموشی سے یہ سمجھا جائے گا کہ آپ آئندہ سال بھی پیشوا کی سرپرستی فرمائیں گے زیادہ بہتر یہ ہوگا کہ دو روپے بذریعہ منی آرڈر بھیجدیئے جائیں۔

نمبر خریداری	نام	مقام	نمبر خریداری	نام	مقام
۲۰۲۷	سید محمود حسین صاحب	بیربھوم	۹۲۳	شمشیر احمد خاں صاحب	جالندھر
۲۱۰۵	منشی محمد سلیمان صاحب	مدراس	۱۸۲۱	سید محمد حسین صاحب	بورلیور
۶۶۸	منشی عبدالغفور صاحب	شاہجہانپور	۷۰۳	منشی خلیل احمد صاحب	مرادآباد
۸۳۳	ماسٹر عبداللہ صاحب	ساگر	۹۲۷	مولوی امام الدین صاحب	رہتک
۸۳۲	محمد تقی صاحب	بلندشہر	۹۳۹	محمد اسمعیل صاحب	برہا
۸۴۳	مولانا عنایت اللہ صاحب	جھنڈ	۹۴۰	عبدالستار صاحب	تھانہ
۸۸۵	محمد حسین صاحب	بمبا	۱۵۱۳	سید محمود شطاری صاحب	حیدرآباد
۹۰۴	مولوی محمد صدیق صاحب	دہلی	۹۲۹	محمد عبدالحق صاحب	امرتسر
۹۰۶	سید ظفر علی صاحب	سیوستان	۱۸۲۳	راجہ ساغر ظفر صاحب	سرہند
۱۴۰۰	چودھری غلام رسول صاحب	[illegible]	۱۸۲۳	عبدالصمد صاحب	کوئٹہ

ولیعہد ریاست رامپور میراثن کی آغوش میں

محترم معاصر ... کے ... ولیعہد صاحب ریاست رامپور ... میراثن ... کے حالات نہایت تفصیل سے شائع ... [illegible]

مسلط کر دی گئی ہے۔ اور میں ولیعہد ریاست کی فلاح و بہبود یا صد قیمتی اور جس کی ہونہاری سے وابستگان دولت کو بڑی بڑی توقعات تھیں وہ بجائے ریاست کا کام کرنے کے ہر وقت اس ادھیڑ میراثن کی آغوش میں رہنا پسند کرتا ہے۔

اس کے علاوہ ریاست رامپور سے اور متعدد مراسلات بھی پہنچے ہیں جن میں اس میراثن کے مفصل حالات اور ولیعہد بہادر کی سرمستیوں پر وضاحت سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ جن پر آئندہ اشاعت میں بحث کروں گا۔

اگر یہ واقعات صحیح ہیں تو نہایت شرمناک ہیں اور ایسی حالت میں کہ ہز ہائی نس نواب صاحب حیات ہیں انکی زندگی میں ولیعہد بہادر کا آوارہ ہونا اور ریاست کے کاموں سے لاپروائی بہت کر اس خرافات میں مبتلا ہونا نہ صرف انکی زندگی کو تباہ کرے گا بلکہ ریاست برباد ہو جائے گی۔

میں پولیٹکل سکرٹری صاحب اور ہز ہائی نس نواب صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس ہونہار ولیعہد کو جس قدر جلدی ہو سکے اس میراثن سے علیحدہ کر دیں۔ اور ولیعہد بہادر کو اور ریاست کو تباہی سے بچائیں۔ کیا حکیم محمد جمیل صاحب کا بحیثیت طبیب ریاست یہ فرض نہیں ہے کہ اس ادھیڑ میراثن سے ولیعہد بہادر کی صحت کی حفاظت کرنے کے لئے اس میراثن کو علیحدہ کریں۔

میری علالت اور دفتر پیشوا کا بدانتظام

میں ۱۵ رمضان المبارک سے بہت علیل ہوں اور اسی حالت میں اپنی ملازمت کے فرائض کو انجام دینے اور پیشوا کے دفتر کی نگرانی اور پیشوا کی ایڈیٹری کے علاوہ مقامی میونسپل کمیٹی کے الیکشن نے بے حد مصروف رکھا۔ اس علالت کی حالت میں الیکشن کی جانگسل مصروفیت کی وجہ سے دو گھنٹے سونے کی فرصت بمشکل ملی ہوگی۔ اس سخت مصروفیت نے ایسا اثر کیا کہ علالت نے اور ترقی کی۔ آجکل جناب حکیم محمد احمد خاں صاحب جانشین مسیح الملک کے زیر علاج ہوں۔ اور مطب نے مسہل تجویز کئے ہیں۔ خدا کا فضل شامل حال ہو تو امید ہے کہ ایک مہینہ میں صحت کلی حاصل ہو جائے گی۔ بہت ضعیف ہو گیا ہوں اور اس کمزوری اور علالت کا اثر پیشوا کے کاروبار پر بھی پڑ رہا ہے کہ میں گذشتہ ایک مہینہ میں پیشوا کی ڈاک کی کافی نگرانی نہیں کر سکا۔ کیونکہ پیشوا کا پہلا محرر محمد محسن ملازمی بجرم خیانت علیحدہ کر دیا گیا تھا اس لئے میری کم فرصتی اور نئے عملہ کی ناتجربہ کاری سے متعدد خریداران پیشوا کو شکایت کا موقع ملا ہوگا۔ کیونکہ یہ یقین ہے کہ میری عدم نگرانی اور جدید عملہ کی ناتجربہ کاری سے ڈاک کی تعمیل میں دیر بھی ہوئی ہوگی۔ اور بہت ممکن ہے کہ تعمیل میں غلطیاں بھی ہوئی ہوں جس سے یقیناً خریداران پیشوا کو تکلیف ہوئی ہوگی۔

میں اپنے ان بھائیوں سے نہایت ادب سے معافی کا خواہ ہوں کہ اس عرصہ میں دفتر پیشوا سے کسی قسم کی شکایت پیدا ہوئی ہو ... تجربہ کار عملہ فراہم کر لیا ہے ... [illegible]

[illegible] کا مرقع بنا ہو۔

امید کہ قارئین پیشوا گزشتہ غلطیوں کو فراموش کر کے کتابوں اور کلام اللہ کی خریداری کے وقت پیشوا کے دفتر کو فراموش نہیں کریں گے۔ کیونکہ دفتر پیشوا سے کتابیں یا کلام اللہ طلب کرنا براہ راست پیشوا کی امداد کرنا ہے۔ اس لئے کہ کتابوں کی فروخت سے جو نفع ہوتا ہے وہ پیشوا کے خسارہ میں دیا جاتا ہے۔ یہ نہ سمجھئے کہ کتابوں کی قیمت پیشوا کا دفتر زیادہ طلب کرتا ہے۔ بلکہ دوسرے رسائل و اخبارات کے دفاتر سے جس قیمت پر کتابیں یا کلام اللہ روانہ کئے جاتے ہیں۔ اسی قیمت پر دفتر پیشوا بھی کتابیں اور کلام اللہ روانہ کرتا ہے۔ لہٰذا ایسی حالت میں کہ قیمتوں کی زیادتی بھی نہ ہو اور پیشوا کی امداد بھی ہو آپ کو پیشوا کے دفتر سے کتابیں اور کلام اللہ طلب کرنے میں کیا تامل ہو سکتا ہے؟

"حق نمک" اور "مقدس جھوٹ"

مقدسین دیوبند نے حق کو باطل اور باطل کو حق۔

ظلمت کو روشنی اور روشنی کو ظلمت ثابت کرنے کے لئے الانصار نامی ایک ہفتہ وار اخبار اس چندے کے روپے سے جاری کیا ہے، جو مسلمانوں کے گاڑھے پسینہ کی کمائی کا ہوتا ہے، اور جو دیوبند میں تعلیم پانے والے طلباء کے نام سے وصول کیا جاتا ہے۔ اس اخبار کے ایڈیٹر رسالت کلکتہ کے دیرینہ جناب ابو القاسم صاحب رفیق دلاوری ہیں۔ جو غالباً ایک سو روپے ماہوار پر ملازم ہیں اور یہ واقعہ ہے کہ جب سے رسالت بند ہوا ہے، رفیق صاحب کو ۵۰ روپے کی بھی ملازمت کسی اخبار کے دفتر میں نہیں ملی۔ البتہ مقدسین دیوبند نے اپنی افترا پردازی اور دروغ بافی کے لئے رفیق صاحب کو سو روپے ماہوار پر طلب کر لیا۔ جنہوں نے اخبار کے یوم پیدائش سے حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب، اور حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب، اور حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی وغیرہ قائدین اصلاح دیوبند کے خلاف سب و شتم کا ایک طومار باندھ رکھا ہے۔ اور مقدسین دیوبند کا حق نمک ادا کرنے میں اس قدر مقدس جھوٹ کی اشاعت کی ہے کہ اس سے پہلے شاید کسی اخبار نویس نے اپنے ضمیر اور ایمان کو اس قدر ارزاں فروخت نہ کیا ہو گا۔ جب اس بچارے کے ٹکڑے مذکورہ محترم حضرات کے گلا ندرہ کے ترجمہ سے کار کا غار کس میں ہے۔

میرا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ میں نے مقدسین دیوبند کے رشوت کے ہزاروں سو روپے لینے سے انکار کیا، اور صاف صاف کہدیا کہ میں اگرچہ غریب ہوں، اور یقیناً پیشوا کے قرضہ کی وجہ سے ضرورت مند بھی ہوں [illegible] اخبار نویس کا ایک کیریکٹر ہوتا ہے، اور وہ کیریکٹر کسی قیمت پر بھی [illegible] جو کچھ سمجھا ہوں وہ لکھوں گا۔ یہ ممکن ہے کہ [illegible] کے غلط لکھوں، البتہ یہ ناممکن ہے کہ ایک غلط چیز کو [illegible] کر رکھنے کے لئے چند روپے کے عوض صحیح ثابت [illegible] جب [illegible] اخبار نویس کی زبان [illegible]

کا ذکر آیا تو میں نے عرض کیا کہ اپنا اپنا اصول ہے یہ ضروری نہیں ہے کہ جو اصول بعض نام نہاد مولویوں، اور اخبار نویسوں نے حصول زر کے لئے مقرر کر لئے ہیں، ان کا اتباع میرے لئے ضروری ہو۔ میں بحیثیت اخبار نویس کے ہمالیہ پہاڑ کی ایک چوٹی ہوں۔ جس کا ہلانا ناممکن ہے۔ اور میرے لئے وہ روپیہ لینا قطعی حرام ہے، جو غریب الدیار طالب علموں کے نام سے وصول کیا گیا ہو، اسکی رشوت لینا اور دینا دونوں ایک بدترین معصیت ہیں۔

جب مقدسین دیوبند کو زر پاشی میں ناکامی ہوئی۔ اور میں نے پہلے سے زیادہ سختی سے ادارہ اہتمام پر پیشوا کی گزشتہ اشاعتوں میں نکتہ چینی کی، تو استبداد آباد دیوبند میں صف ماتم بچھ گئی۔ اور الانصار نے حار کی طرح چیخنا شروع کیا کہ:

> "پیشوا کے کالموں میں گالیوں کی گندگی اچھالنے والے اور واجب الاحترام وارثان علوم نبوت کو فرعون وہامان بتلانے والے خود لعینی اشرار ہیں۔ جو آجکل ان دونوں جریدوں میں کام کر رہے ہیں۔"

(الانصار صفحہ ۳ کالم ۳ یکم اپریل)

میں اس اندھے جج اور دروغباف اور بے اصول اخبار نویس کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر خدا اور رسول کا نام اس کے لئے کوئی قابل احترام چیز ہے تو اس کے واسطے و وسیلہ میں آئے، اور جو کچھ اس نے لکھا ہے اس کو ثابت کرے کہ "پیشوا کے دفتر میں لجنۃ الاتحاد کے ممبر کام کرتے ہیں" خدا گواہ ہے کہ اس عرصہ میں نہ میرے دفتر میں لجنۃ الاتحاد کا ممبر آیا، اور نہ میں نے دیوبند جا کر ان لوگوں سے ملاقات کی۔ اور میں تو حضرت مفتی صاحب، اور حضرت شاہ صاحب وغیرہ حضرات کی صورتوں تک سے بھی ناآشنا ہوں۔ پھر نہ معلوم اس صریح دروغبافی سے اس مفتری کا کیا مطلب ہے؟

نیز میں یہ بھی چیلنج دیتا ہوں کہ الانصار اور اس کے حامی پیشوا میں فرعون وہامان کے لفظ اگر لکھا دیں تو میں یقین کر لوں گا کہ اصلاح یافتہ جماعت گمراہ ہے اور الانصار کے دعاوی صحیح ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مقدس علماء کرام پر جھوٹے الزام عائد کرتے ہوئے اس مفتری کا قلب سیاہ ہو گیا ہے، جب ہی تو اسکو جھوٹ اور سچ میں کوئی امتیاز نہیں معلوم ہوتا۔ اور اصلاح پسندوں پر جھوٹے الزام لگاتے ہوئے سانپ کی لکڑی کی طرح غریب پیشوا پر بھی برس پڑا۔ اور جو پیشوا میں شائع نہیں ہوا۔ وہ اسکی طرف منسوب کر کے اخبار نویس کی مٹی پلید کی۔

میں الانصار کی حمایت کی مصلحتوں سے ناآشنا نہیں ہوں۔ مگر میرے سامنے جو صداقت اور ترجمان کے فائل رکھے ہیں جسمیں "طاہرات وطیبات" کے عنوان سے مغلظات اچھالی گئی ہیں کہ شیطان نے بھی پناہ مانگی ہوگی۔ پھر نہ معلوم کہ جو مقدس آج حضرت مولانا ابو الفضل مولانا حضرت ظہور الدین صاحب [illegible] حمایت کے لئے آمادہ ہو گئے ہیں اسی طرح وہ مشترک بھی [illegible]

پیشوائے اعظم

ازواج مطہرات کیساتھ محبت

(رقم زدہ حضرت مولانا مولوی محمد عظیم صاحب حنفی نقشبندی مدفیضہم)

(گزشتہ سے پیوستہ)

آپ جب کبھی سفر میں باہر جایا کرتے تھے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے کہ اپنے ساتھ کسے لے جاؤں یہ آپ کے عدل ومساوات کا حال تھا اور حضرت صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آپ جب بیماری کے بڑھ جانے سے بہت لاچار ہوگئے تو آپ نے میرے گھر میں رہنے کے واسطے اپنی تمام بیویوں سے اجازت مانگی انہوں نے اجازت دیدی اور آپ میرے گھر میں اخیر وقت تک تشریف فرما رہے. (بخاری شریف)

آپ نے کبھی اپنے ہاتھ سے اپنے خادم اور عورت کو نہیں مارا اور نہ کبھی لعنت کی (مسلم شریف)

حضرت ابوہریرہؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب کوئی شخص تم میں سے (اپنی بیوی بچوں یا غلام) کسی کو مارے تو چاہیئے کہ منہ پر مارنے سے بچے (بخاری شریف)

آپ کا ارشاد پاک ہے. عورت کو ایسا سمجھو جیسے پسلی کی ہڈی ہڈی کو اگر سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ بیٹھو گے. اور اگر اس سے کام لینا چاہو گے تو وہ ٹیڑھے پن ہی میں کام دے گی (بخاری شریف)

آپ نے اپنے اصحاب کو مخاطب کرکے فرمایا: جیسا تم آپ کھاؤ پہنو ویسا ہی اپنی بیویوں کو بھی کھلاؤ پہناؤ اور (خبردار) بہت مارو اور مت رکھو اور ان کو ذلیل حقیر مت کرو. اور ایک روایت میں ہے پورا مومن وہ ہے جو اچھے خلق والا ہو اور اپنی بیوی کے ساتھ اچھی طرح گزران کرنے والا ہو (مشکوٰۃ)

عورت کی عزت اور اختیارات کو حضور (صلے اللہ علیہ وسلم) نے یہاں تک وسیع کیا ہے کہ آپ نے فرمایا

المرأۃ راعیۃ علی بیت زوجہا وولدہ عورت اپنے شوہر کے گھر میں اور اولاد پر حکمران ہے (بخاری شریف)

حضرت نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نگاہ مبارک میں عورت نفاست ونزاکت اور ضعف خلقت کی وجہ سے ایسے سلوک واحسان کی مستحق ہے کہ وہ ہمیشہ آرام وآسائش میں رہے. عورتوں کے حقوق کی رعایت کے ایسے نمونے نہیں دکھا سکتے جیسا آپ نے دکھایا. ھاالو بر ھانکم ان کنتم صادقین

ایک دفعہ ایک سفر میں اونٹوں کے کجاووں میں عورتیں سوار تھیں ساتھ جو اونٹوں کو ہانکنے جاتا تھا. حدی خوانی کرنے لگا. حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا. دیکھ کانچ کے شیشوں کو توڑ پھوڑ نہ دینا (مسلم شریف)

آپ نے فرمایا کہ مجھے دنیا کی چیزوں سے تین چیزیں بہت مرغوب ہیں خوشبو. عورت اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز (مشکوٰۃ) یہ فرما آپکا عورت کی عزت وعظمت کا مل میں بٹھانا تھا.

آپ کو اپنے اخلاق کاملہ اور سیرت فاضلہ پر اس قدر اطمینان اور بھروسہ تھا کہ آپ نے اپنی ازواج مطہرات کو حکم دے رکھا تھا کہ جو کچھ وہ آپ سے دیکھیں انکو عام لوگوں تک پہنچائیں اور سچ تو یہ ہے کہ آپ کے متعدد نکاح کرنے کی ایک بھاری وجہ یہی تھی کہ آپ کی اندرونی معاشرت اور خانہ داری سے دنیا واقف ہوجائے.

حقیقت میں ازواج سے محبت آپ کو محض پسند تھی. باوجودیکہ بہت سی بیویاں آپ کے نکاح میں موجود تھیں مگر آپ خود خدیجہؓ کو بہت یاد فرمایا کرتے. چنانچہ سرد آہ بھرتے اور فرماتے " آہ! خدیجہ!! حضرت صدیقہؓ دریافت فرماتیں کہ کیا خدیجہؓ بوڑھی نہیں تھیں؟ آپ جواب میں فرماتے کہ " مجھے خدیجہؓ اس لئے یاد آتی ہیں کہ وہ سب سے پہلے مجھپر ایمان لائی تھیں" حضرت خدیجہؓ سے جب حضور نے شادی کی تھی تو ان کی عمر چالیس برس کی تھی. اور آپ کی عمر پچیس سال تھی. اس شادی سے آپ کا مقصود ایک تو عقد بیوگان کی ضرورت اور عظمت پر نمونہ دکھلانا اور عقد ثانی نہ کرنے کی مذموم رسم کو دور کرنا تھا. اور بعض دیگر باتوں میں ایک یہ بات بھی مقصود تھی کہ ہم مشاغل زندگی میں بھی شہوانی خیالات کے تقیہ سے آزاد رہ سکتے ہیں.

بعض نادان انسانوں نے اس مسئلہ میں غلطی کھا کر یہ سمجھا ہے کہ آپ کو اپنی بیویوں سے محبت نفسانی خواہش اور رغبت کے لئے تھی ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ بیشک دنیا اسی لئے کمائی جاتی ہے کہ اس سے انسان اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کو آسائش میں رکھے اور بادشاہانہ شان وشوکت دکھلائے. عیش وعشرت میں بسر کرے. اچھا کھائے اچھا پہنے. آرام سے رہے مگر تاریخ شاہد ہے کہ کبھی لگاتار تین دن بھی آپ نے روٹیاں نہ کھائیں کبھی شکم سیر ہوکر کھانا کھایا ... سوتے تھے. جس سے بدن پر نشان پڑ جاتے تھے. اگر آپ اپنے ادعائے نبوت میں نعوذ باللہ جھوٹے ہوتے تو جب اپنی رضامندی سے آپ کو بادشاہ بنا لینے کو تیار تھے اور ... کہ ہم کے مطابق سینکڑوں عورتیں ... [illegible]

... حضرت صدیقہؓ کے باقی سب عورتیں ... ہی کی ... میں تو پلی تھیں ان کو اپنے نکاح میں لانا ... کرنا اس راز کو سمجھنے کی تکلیف گوارا کرے تاکہ اس کو پتہ ... سمجھنے کی توفیق عطا ہو۔

... ہر ملک گردن قیاس کار پا کاں ہو وا ہے ہر حواس ... یہ وقت تھا کہ آپ کے تمام رفقا مالا مال ہو رہے ہیں۔ تمام انصار اور مہاجرین کے گھروں میں مال غنیمت کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ کسی چیز کی حاجت کسی کو باقی نہیں۔ اس فراخی اور کشادگی کے عالم میں ایک صحابی نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سوال کیا کہ آپ کے گھر میں کسقدر سا آئش اور راحت کے سامان موجود ہیں تو صدیقہؓ نے جواب میں فرمایا کہ خیبر سے فصل پر کچھ جو آجاتے ہیں جن کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے مختلف گھروں میں تقسیم فرما دیا کرتے ہیں۔ ان جووں کو ہم خود کوٹ پیس کر آٹا بنا لیتے ہیں اور منہ کی پھونک سے آرد جو پر سے بھوسی کو دور کر لیا جاتا ہے۔ کہیں کھجوریں میسر آگیا تو وہ سالن کا کام دے جاتے ہیں۔ والا فہر نان جویں پر ہی گزارہ ہو جاتا ہے۔

یہ ہے نقشہ اُس خدا کے پیارے محبوب کے گھروں کا جس سے کسی عقلمند کے لئے اس نتیجہ پر پہنچنا کیا مشکل ہے کہ آپ کو اپنی بیویوں سے محبت محض للہ تھی کبھی خواہش نفسانی پر مبنی نہیں تھی اس مسئلہ کو اور بھی واضح کرنے کے لئے حضور کی زندگی کے اُس مشہور واقعہ کا بیان کر دینا

اور بھی زیادہ مفید و نافع ہوگا کہ ایک دفعہ حضور کی بیویاں اپنے مقدس شوہر کی اُس داد و دہش کا عمل سُنکر جو آپ اپنے صحابہؓ اور عام فقرا و مساکین کے ساتھ روا رکھتے تھے عرض کرتی ہیں کہ حضور کچھ ہمیں بھی ملنا چاہئے بیوی سے بڑھکر کون حقدار ہے۔ مگر آپ اُن کے جواب میں فرماتے ہیں۔

ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا	(اے بیبیو!) اگر تم دُنیا کی زندگی اور اسکے
وزینتھا فتعالین امتعکن و	ساز و سامان کی طلبگار ہو۔ تو آؤ میں تمہیں
اسرحکن سراحا جمیلا	(کچھ) دے دلا کر خوش اسلوبی سے
(پ ۲۱ احزاب ع ۴)	رخصت کر دوں۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ اس حکم کو سُنکر میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں تو اللہ و رسول اور آخرت کو پسند کرتی ہوں اور پھر اور بیبیوں نے بھی ایسا ہی کہا (بخاری شریف کتاب تفسیر القرآن)

اب بھی اگر کسی نادان شخص کو اسپر ایمان نہ ہو کہ آپ کا محبت کرنا اپنی بیویوں سے محض للہ تھا اور آپ کے حسن اخلاق کا نتیجہ تھا تو سوائے اس کے کہ ان کے لئے دعائے ہدایت کی جائے اور کیا ہو سکتا ہے مسلمان اگر اس آئینہ حسن پر عمل پیرا ہوتے تو آج ان کے گھر جنت کا نمونہ نہ ہوتے اور دنیا کی قومیں ان کو دیکھکر اتنا کچھ شور اور واویلا تعدد ازدواج کے متعلق نہ مچاتیں جیسا کہ مچایا جاتا ہے۔ پس ایسے مسلمانوں کو بھی شرم کرنی چاہیئے کہ جو اس مسئلہ پر کئی طرح کی بیجا تاویلات کرتے ہیں یا اپنی بیویوں سے حسن سلوک اور عدل و انصاف سے کام ...

پیشوائے اعظم کے ارشادات عالیہ

(از جناب مولانا زاہد القادری صاحب)

(گزشتہ سے پیوستہ)

مومن صادق پر آتش دوزخ حرام ہے

معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا۔

من یشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و ان محمدا رسول اللّٰہ صدقا من قلبہ حرمہ اللّٰہ علی النار

جو شخص صدق دل سے اس حقیقت کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کا رسول ہے اللہ تعالیٰ اس شخص پر آتش دوزخ حرام کر دیتا ہے

محدثین نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ مومن صادق وہ ہے جو حق سبحانہٗ تعالیٰ کے احکام کی صدق و اخلاص کے ساتھ تعمیل کرے اور نافرمانی اور سرکشی سے محفوظ و مجتنب رہے۔

قبول اسلام ہجرت اور حج سے گزشتہ عمر کے گناہ معاف ہوتے ہیں

عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے ایک دن نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:-

ان الاسلام یھدم ما کان قبلہٗ و ان الھجرۃ تھدم ما کان قبلھا و ان الحج یھدم ما کان قبلہٗ (مسلم)

کچھ شک نہیں کہ اسلام قبول کرنا گزشتہ عمر کے گناہ دور کرتا ہے اور کچھ شک نہیں ہجرت سابقہ گناہ کو دور کرتی ہے اور کچھ شک نہیں کہ حج سے گزشتہ عمر کے گناہ دور ہوتے ہیں

راہ نجات

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دن نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا کہ یا حضرت! مجھے نجات کا راستہ بتایئے اور وہ عمل بتایئے کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل کرے اور دوزخ سے محفوظ رکھے حضور نے فرمایا:-

تعبد اللّٰہ ولا تشرک بہ شیئا و تقیم الصلوٰۃ و تؤتی الزکوٰۃ و تصوم رمضان و تحج البیت ثم قال الصوم جنۃ والصدقۃ تطفئ الخطیئۃ کما یطفئ الماء النار (ترمذی)

(صدق و اخلاص کے ساتھ) حق سبحانہٗ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور پابندی کے ساتھ نماز پڑھ اور زکوٰۃ ادا کر اور ماہ رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر پھر فرمایا کہ روزہ ایک قسم کی ڈھال ہے (یعنی اس کے سبب سے انسان گناہوں سے اور آتش دوزخ سے محفوظ رہتا ہے) اور اللہ کی راہ میں کچھ دینا آتش معصیت کو بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے

مومن کی بہترین خصلتیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے دریافت کیا کہ مومن کی بہترین خصلتیں کونسی ہیں؟ حضور نے فرمایا۔ [illegible]

تعمل لسانک فی ذکر اللّٰہ و ان تحب للناس ما تحب لنفسک و تکرہ لھم ما تکرہ لنفسک (مسند امام احمد بن حنبلؒ)

[illegible] کہ تو ہمیشہ اپنی زبان کو ذکر الٰہی میں مشغول رکھے اور [illegible] لوگوں کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور لوگوں کے لئے اس چیز کو ناپسند کرے جس کو اپنے لئے ناپسند کرتا ہو۔

سات مہلکات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:-

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم اجتنبوا السبع الموبقات قالوا یا رسول اللّٰہ وما ھن قال الشرک باللّٰہ وقتل النفس و اکل الربٰو و اکل مال الیتیم و قذف المحصنات المؤمنات والیمین الغموس و شھادۃ الزور (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا (اے لوگو!) سات مہلک باتوں سے بچو صحابہ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ وہ سات باتیں کیا ہیں؟ حضور نے فرمایا۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور ناحق کسی نفس کو قتل کرنا اور سود کھانا اور کسی یتیم کا مال ہضم کرنا اور پاکدامن مومنہ عورتوں کو زنا کی تہمت لگانا، اور جھوٹی قسم کھانا اور غلط شہادت دینا۔

منافق کی شناخت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا حضرت! منافق کی شناخت کیا ہے؟ حضور نے فرمایا:-

اٰیۃ المنافق ثلٰث اذا حدث کذب و اذا وعد اخلف و اذا ائتمن خان و ان صام و صلّٰی و زعم انہ مسلم (بخاری)

منافق کی تین علامتیں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے (ایسا شخص یقیناً منافق ہے) اگرچہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور یہ زعم کرے کہ میں مسلم ہوں۔

نفاق کی دو قسمیں ہیں "نفاق فی العقیدہ" اور "نفاق فی العمل" اس حدیث میں جس نفاق کا ذکر ہے وہ نفاق فی العمل ہے۔

چند پند

حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں دیر حاضر رہا جب سب لوگ رخصت ہو گئے تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! مجھے کچھ نصیحت کیجئے جس کو میں اپنی یادداشت میں لکھ لوں حضور نے فرمایا۔

لا تشرک باللّٰہ شیئا و لا تعقن والدیک و ان امراک ان تخرج من اھلک و مالک و لا تترکن صلوٰۃ مکتوبۃ متعمدا و لا تقربن خمرا فانہ راس کل فحشۃ و ایاک والمعصیۃ فان [illegible] سخط اللّٰہ

اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ کبھی کسی کو شریک نہ کر اور والدین کی کبھی نافرمانی نہ کر اگرچہ وہ تجھے اپنے اہل اور مال سے علیحدہ ہو جانے کا حکم دیں اور عمداً فرض نماز کو ترک نہ کر اور کبھی شراب کے قریب نہ جا کیونکہ [illegible] ہر برائی کی جڑ ہے اور معصیت سے [illegible] [illegible]

[illegible]

اسلامی تعلیم

(از حضرت مولانا سید محمود صاحب نذیری الوری)

بَابُ الغسل

(غسل کا بیان)

(گذشتہ سے پیوستہ)

سوال۔ اگر سر کے بال گندھے ہوں تو کیا ان کو کھولکر دھونا چاہئیے۔

جواب۔ اگر بال گندھے نہ ہوں تو ہر بال کو نوک سے جڑ تک دھونا چاہیئے۔ اور اگر گندھے ہوں تو مرد پہلے ان کو کھولکر دھونا فرض ہے مگر عورت پر فرض نہیں وہ صرف جڑ کو تر کرے اور اگر اس کے بال اتنے سخت گندھے ہوں کہ جڑیں تر نہ ہوسکیں تو اُسے بھی کھولنا چاہیئے۔ (در مختار وغیرہ)

سوال۔ جسکی ختنہ نہ ہوئی ہو اُسے کس طرح غسل کرنا چاہیئے۔

جواب۔ علاوہ تمام جسم دھونے کے اپنی شرمگاہ کا وہ چمڑا جو بے ختنہ لٹکتا ہے اگر وہ اوپر چڑھ سکتا ہے تو اسے چڑھا کر دھوئے ورنہ اندر پانی پہنچائے۔ (در مختار وغیرہ)

سوال۔ عورت کو غسل میں زیادہ کس بات کا خیال چاہیئے۔

جواب۔ عورت اپنی پستان کو جو ڈھلکی ہوئی ہے اٹھا کر دھوئے۔ پستان اور پیٹ کے شکن میں پانی پہنچائے۔ پیشاب گاہ کا خارجی حصہ دھویا جائے۔ پیشانی پر افشاں جمی ہو چھڑائے۔ (عالمگیری وغیرہ)

سوال۔ اگر زخم پر پٹی بندھی ہو یا چاقو لگا ہو تو غسل میں اُسے کس طرح دھوئے۔

جواب۔ اگر کسی عضو پر پانی بہنا نقصان کرتا ہے تو اس پورے عضو پر مسح کیا جائے اور اگر پٹی وغیرہ کھولنے میں ضرر یا حرج ہو تو پٹی پر مسح کافی ہے۔ جسقدر ضرورت ہو اتنی ہی پٹی باندھی جائے۔ زیادہ نہ ہو ورنہ مسح کافی نہ ہوگا جس عضو پر پٹی بندھی ہے اس کا دوسرا حصہ جو اچھا ہے مگر پٹی باندھنے میں وہ حصہ بھی بندھ گیا ہے اُسے کھولکر دھونا فرض ہے لیکن اگر کھولنے میں ضرر ہو تو معاف ہے (در مختار)

سوال۔ [illegible] زکام یا کھانسی اور بیماری ہو اور یہ خیال صحیح ہو کہ سر سے نہانے میں مرض زیادہ اور بیماری پیدا ہو جائے گی تو کس طرح غسل کرے۔

جواب۔ اگر بیماری کا خیال صحیح ہو تو کلی کرے ناک میں پانی ڈالے اور [illegible] تمام بدن پر پانی ڈالے اور سر کو چھوڑ دے صرف [illegible] (عالمگیری)

[illegible] اور [illegible] وغیرہ کی جسم پر پٹی

گلی ہو تو کیا ان کو علحدہ کر کے غسل کرے۔

جواب۔ غسل بے چھڑائے ہو جائے گا مگر معلوم ہونے کے بعد چھڑانا چاہیئے۔ (در مختار وغیرہ)

سوال۔ غسل میں کتنی سنتیں ہیں۔

جواب۔ غسل میں یہ سنت ہیں (۱) غسل کی نیت کرنا (۲) دونوں ہاتھ گٹوں تک تین مرتبہ دھونا (۳) شرمگاہ کو دھونا خواہ اسپر نجاست ہو یا نہ ہو (۴) بدن پر جہاں نجاست لگی ہو اُسے دھونا (۵) مثل نماز کے وضو کرنا اگر تختے وغیرہ پر ہو تو پاؤں بھی دھونا ورنہ نہیں (۶) بدن پر پانی سے تر کر کے ہاتھ پھیرنا (۷) تین مرتبہ دائیں کندھے پر پانی بہانا (۸) تین مرتبہ بائیں پر پانی ڈالنا (۹) سر اور بدن پر تین بار پانی بہانا (۱۰) جائے غسل سے الگ ہونا اور پاؤں دھونا اگر نہ دھوئے ہوں (۱۱) بحالت غسل قبلہ رو ہونا (۱۲) بدن پر ہاتھ پھیرنا (۱۳) بدن کا ملنا (۱۴) پردہ کی جگہ نہانا (۱۵) نہاتے ہوئے بات نہ کرنا (۱۶) بحالت غسل کوئی دعا وغیرہ نہ پڑھنا (۱۷) غسل کے بعد ہی کپڑا پہننا (متون)

سوال۔ کیا غسل میں ہر شخص کو پانی برابر لینا چاہیئے۔

جواب۔ جب انسان قد و قامت میں یکساں نہیں تو پانی مقدار میں کیسے برابر ہو سکتا ہے ہر شخص کو اپنی اپنی ضرورت کے موافق استعمال کرنا چاہیئے۔

سوال۔ غسل خانہ کی چھت نہ ہو تو برہنہ غسل کرنا کیسا؟

جواب۔ اگر حفاظت کی جگہ ہے تو کھلے مکان میں غسل کیا جاسکتا ہے لیکن عورت زیادہ احتیاط کرے۔

سوال۔ اگر بہتے پانی یا بارش میں کھڑے ہو کر نہایا تو تین بار دھونے کی سنت ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب۔ بہتے پانی اور بارش میں نہایا اور تھوڑی دیر ٹھیرا رہا تو یہ تین مرتبہ دھونے کے قائم مقام ہو جائے گا۔ اور سب سنت ادا ہو جائیگی

سوال۔ اگر تالاب وغیرہ ٹھیرے پانی میں نہائے تب بھی تین بار کی برابر ہوگا یا نہیں؟

جواب۔ یہ تین مرتبہ نہیں ہوگا۔ بلکہ تین بار حرکت دینے یا جگہ بدلنے سے سنت ادا ہوگی۔ اور بہتے اور ٹھیرے ہوئے پانی میں وضو کرنے کا بھی یہی طریقہ اور یہی حکم ہے (عالمگیری وغیرہ)

مُوجِبَاتُ الغُسل

(وہ اسباب جن سے غسل فرض ہو جاتا ہے)

سوال۔ وہ کیا سبب ہیں جن سے نہانا فرض ہو جاتا ہے۔

ب۔ یہ ہیں (۱) منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ پیشاب گاہ
ارج ہونا۔ (۲) خواب سے بیدار ہو کر بدن یا کپڑے پر منی یا مذی
ا (۳) بالغ مرد کی شرمگاہ کا سر بالغ عورت یا مرد کی شرمگاہ میں
ں ہونا (۴) عورت کا حیض سے فارغ ہونا (۵) نفاس کا ختم ہونا (حیض
اس کا بیان دوسری جگہ دیکھیں) (عالمگیری وغیرہ)
ل۔ جُنُب اور جنابت کس کو کہتے ہیں۔
ب۔ جو اسباب کہ اوپر تین نمبروں میں بیان ہوئے ہیں اُن کو
، اور جس پر غسل فرض ہے اُسے جُنُب کہتے ہیں۔
ل۔ منی بے شہوت کے اپنی جگہ سے بوجھ اٹھانے یا گرنے سے نکلی
ی کی وجہ سے مادہ رقیق ہو گیا اور بے شہوت نکلا یا پیشاب کے
چھ قطرے نکلے تو کیا حکم ہے۔
ب۔ ایسی حالت میں غسل فرض نہ ہوگا البتہ وضو ٹوٹ جائے گا۔ (درمختار وغیرہ)
ل۔ اگر مادہ شہوت کے ساتھ اپنے مقام سے جدا ہوا مگر خارج ہونے
ے شرمگاہ کے سر کو پکڑ لیا کہ مادہ رک گیا اور جب شہوت جاتی رہی
ج ہوا تو اس پر غسل ہوگا یا نہیں؟
ب۔ غسل فرض ہوگا کیونکہ مادہ اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ نکلا
(عالمگیری)
ل۔ کچھ مادہ نکلا اور کچھ باقی رہ گیا غسل کرے اور نماز پڑھے

کے بعد بقیہ حصہ پھر خارج ہوا تو نماز اور غسل کو لوٹائے یا نہیں؟
جواب۔ اگر پیشاب کرنے یا سونے یا چالیس قدم چلنے سے پہلے غسل
کر کے نماز پڑھی اور پھر مادہ خارج ہوا تو اس پر دوبارہ غسل فرض ہے۔
کیونکہ یہ بقیہ حصہ اول ہی کا ہے اس لئے پھر نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں
اور اگر چالیس قدم چلنے اور سونے یا پیشاب کرنے کے بعد خارج ہوا تو
غسل بھی ضروری نہیں۔ (عالمگیری وغیرہ)
سوال۔ ایک شخص بیدار ہو کر کپڑے کو تر پاتا ہے اور اُسے یقین ہے کہ
یہ پیشاب یا پسینہ یا ودی ہے اور ساتھ ہی اُسے احتلام یاد ہے تو
ایسی صورت میں کیا حکم ہوگا۔
جواب۔ اس پر غسل واجب نہیں کیونکہ اُسے تری کے مذی یا منی ہونے کا
یقین نہیں ہے۔ ہاں اگر اُسے مذی کا شک ہے اور منی نہ ہونے کا
یقین ہے مگر خواب میں احتلام ہونا یاد ہے تو غسل واجب ہوگا
اور اگر احتلام یاد نہ ہو تو غسل نہیں ہے۔ اسی طرح اگر احتلام یاد ہو
مگر اس کا اثر کپڑے وغیرہ پر نہیں یا سونے سے پہلے کسی کو شہوت تھی بیدار
ہونے پر کپڑا گیلا پایا مگر اس کے مذی ہونے کا گمان غالب ہے اور احتلام
بھی یاد نہیں تو بھی غسل واجب نہ ہوگا۔ (عالمگیری وغیرہ)
سوال۔ اگر لڑکا احتلام کے ساتھ بالغ ہوا تو اس پر غسل ہوگا یا نہیں؟
جواب۔ ہاں اس پر غسل ضروری ہے۔ (درمختار وغیرہ) (باقی آئندہ)

درس تبلیغ

التبلیغ

(از جناب مولانا قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری)

(گزشتہ سے پیوستہ)

فلاں ایک ہی ملک دامن میں سری رام چندر جی سنسکرت بول رہے ہیں اور سیتا جی پراکرت میں گفتگو کرتی ہیں۔ یعنی جن خادموں اور عورتوں کا یہ مرتبہ نہیں کہ وہ سنسکرت بول سکیں۔ خدام میں شودر، چنڈال سب داخل ہیں۔ محمد الباقر کی بہن متفرد رہیں تھی۔ انجیل کو عبرانی زبان میں پڑھنا ہے اور انگلستان کا ایک افسر ہے جو اس بتلاتا ہے۔

جاتا کو تم بدھ سنسکرت کو اس کے درجہ علیا سے گرا دیتا ہے اور تعلیم سنسکرت کی ممانعت کر دیتا ہے اور یہی امر اس مذہب کی مخالفت شدید کا موجب ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید نے ایک ہی حکم کے ساتھ اس اختلاف کو بالکل محو کر دیا اور محو کرنے میں وہ اسلوب بیان اختیار فرمایا جس میں سب کی عزت رہ گئی۔ فرمایا وَمِنْ آيَاتِهِ اخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ۔ بولیوں کا جدا جدا ہونا۔ لغات کا الگ الگ ہونا بجائے خود اللہ کی آیات (نشانات) میں سے ہے۔

از انجملہ اختلاف رنگ تھا جس نے بیسیوں اقوام کے دلوں میں بیسیوں اقوام کی حقارت محض اختلاف رنگ کی وجہ سے ڈال رکھی ہے

اختلاف رنگ کے کرشمے

امریکہ اپنی زبان سے تہذیب والنسانیت کے دعاوی جس قدر چاہے الاپا کرے۔ مگر امریکہ کے اصل سیاہ فام باشندوں کے ساتھ جو نفرت و عداوت ان کو اب تک ہے۔ اور بعض کالی رنگت والے مجرم کے ساتھ جو سخت ترین وحشیانہ سلوک وہ کر گزرتے ہیں وہ سب کو معلوم ہے۔

رگ وید منڈل چہارم منتر ۱۶۔ رچا ۱۱ میں ہے۔

رگ وید اندر نے پچاس ہزار سیاہ فام دشمنوں کو لڑائی میں تباہ و غارت کیا۔

نوآبادی والے کا سلوک

کنیا ٹال فری سٹیٹ وغیرہ نوآبادیوں میں سفید رنگ والوں کا سلوک و ضابطہ و قواعد بمقابلہ سیاہ رنگ والوں کے نبارہے ہیں۔ وہ عجیب تر یہ ہے کہ حبشی لوگ اپنے گھروں میں جب ... ہیں تو ... سفید رنگ کا انسان ظاہر کرتے ہیں ... پر حکم سنایا۔ کہ لا فضل لاحمر علی

اسود۔ ولا الاسود علی احمر۔ کسی سرخ سفید رنگت والے کو کسی کالے کلوٹے پر اور کسی کالے کلوٹے کو کسی سرخ و سفید پر کوئی فضیلت نہیں۔

خصوصیات ملکی کے اختلاف

از انجملہ خصوصیات ملکی کا امتیاز بھی باعث اختلاف تھا۔ گوڑ برہمن سارست پر۔ اور سارست برہمن گوڑ پر فضیلت رکھنے کے دعویدار ہیں۔ کشمیری پنڈت دکھنی پنڈتوں پر۔ اور دکھنی پنڈت کشمیریوں پر امتیاز خاص کے مدعی ہیں۔ وجہ صرف یہ کہ ایک شخص دریائے سرستی کے ورلے کنارے کا رہنے والا ہے۔ اور دوسرا شخص سرستی کے پرلے کنارے کا

بنی اسرائیل میں بھی امتیاز دریائے یارڈن کے متعلق سمجھا جاتا تھا۔ انہیں سے یارڈن کے باشندے آر دے یارڈن والوں سے خود کو اعلیٰ سمجھا کرتے تھے۔

ہندوستانی آریہ ورت کے رقبے کے اندر رہنے والے کو زیادہ معزز سمجھتے اور جنوبی و شمالی ہند کے باشندوں کو اپنے سے کمتر سمجھتے۔ نے ہمالیہ اور بندھیاچل کے درمیانی رقبہ میں رہنے والوں کو خاص عزت سے مشرف فرمایا۔ ادھر اہل عرب نے ماسوائے عرب کا نام عجم رکھا تھا۔ اور وہ اہل عجم کی انساب کی کوئی وقعت نہ سمجھتے تھے۔

اسلام نے اس اختلاف کو بھی مٹایا۔ اور یہ فرمان نبوی شائع لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی۔ کسی عرب والے کو عجم والے اور کسی عجم والے کو کسی عرب والے پر کوئی افضلیت نہیں قرآن مجید نے یہ حکم دیا۔ فلا تزکوا انفسکم (نجم ۲۶) تم اپنی پاکیزگی و برتری کا دعویٰ نہ کرو۔ اور پھر وہ خاص وجہ افضلیت بھی بتلا دی جو جملہ اصناف انسانی کے ساتھ مساوی نسبت رکھتی ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم جو کوئی شخص معرفت ربانی میں بڑھا ہوا ہے۔ وہ اللہ کے ہاں بڑا والا ہے۔

بلال وبا قوم ابوجہل و ابولہب

بلال کا حبشی اور رہا ہونے میں کیا ... اور ابولہب کا ہاشمی اور ابوجہل کا قریشی مکی ہونے سے کو نسا ...

پیدائشی حقوق

اختلاف دنیا لبغض و تحاسد کے ان اصولوں کی سربلند عمارت کو خاک کے بعد ہی اسلام نے اپنی کوشش مصالحت و مفاہمت کو ... اور معلوم کیا کہ قریباً ہر مذہب نے اپنے اندر ایک خاص قوم کو پیدائشی حقوق دے رکھے ہیں جن کو دیگر اقوام کے لوگ قابلیت و ریاضت کے بعد بھی حاصل نہیں کر سکتے

...میں نبو لادی	ہندوؤں میں برہمن
...یوں میں موبد	عیسائیوں میں پوپ

اور اس کے عمال ہی تقرب الی اللہ کا واسطہ سمجھے جاتے۔ انہیں ...مردوں کو سرگ و نرک میں دھکیلا جاتا۔ انہی کے توسل سے بخشش ...انی حاصل کی جاتی تھی۔ اور اسی کا نتیجہ یہ تھا کہ یہ لوگ نسل انسانی ...در برتر از طاقت بشری کے مدعی بن جاتے تھے۔

...اب اسلام نے جملہ مذاہب کے دعوی روحانیت و تقرب و عرفان پر ...لی اور یہ مسئلہ بھی دنیا کی جملہ اقوام میں بیگانگی و رواداری کا موجب تھا۔

...اقوام کی نگاہ میں معیار نبوت

بنی اسرائیل کا دعوی تھا کہ نبوت ربانی کا منصب ...اسرائیلیوں میں پایا جاتا ہے۔ دنیا کی اور جملہ ادیان و اقوام اس ...سے محروم ہیں۔ ایرانیوں کا دعوی تھا کہ جاماسپ وزرتشت کی ...دکے سوا اس لوس یزدانی کی عزت اور کسی قوم کو نہیں ملی۔

...ہندوؤں کا دعوی تھا کہ آریہ ورت میں رہنے والے ایرانیوں کے ...ا آکاس بانی کے درشن اور کسی کو نہیں ملی۔ مصریوں، چینیوں وغیرہ ...یہ بھی اس بارے میں تھا۔ اس دعوی سے صرف یہی نتیجہ نہیں نکلتا ...کہ کوئی ایک قوم اپنے تنہا شرف پر اکتفا کرے۔ بلکہ اس کا لازمہ یہ بھی ...ہر ایک قوم باقی دیگر ادیان و اقوام کو گمراہی و ضلالت اور جہل و ...نت کا الزام لگاتی تھی۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ بھی ہوتا تھا کہ اپنی قوم ...چند بزرگوں کے علاوہ باقی دنیا بھر کے بزرگ مقدسین و ہادی و ...بیین کو ناپاک الفاظ سے یاد کیا کرتے تھے۔

اسلام نے سب سے پہلے اپنی کتاب کا نام مصدقا لما بین یدیہ (البقرہ ع ۱) ...رکھا اور اپنے سے پہلوں کی راست بازی ہونے کا اعلان کیا۔ بعد ازاں ...ان من امة الا خلا فیہا نذیر) (سورہ فاطر ع ۳) کا منشور ربانی جاری ...یا اور بتلایا کہ اپنے اپنے عہد میں ہر ایک قوم اور ہر ایک مذہب میں اللہ ...پیام سنانے والے۔ راہ ہدایت دکھلانے والے۔ نوع انسان کو گمراہی ...ضلالت سے بچانے والے ہو چکے ہیں۔

یہ ایک بالکل جدید علمی انکشاف تھا اور اس کا مدعا باہمی منافرت و عداوت ...ناچرت کا دور کر دینا تھا۔ چنانچہ یہ مدعا پورا ہوا اور بااحسن وجوہ پورا ہوا۔

ان جملہ ابتدائی انتظامات کے بعد اسلام نے اس جہانگیر تعلیم ...پیش کیا۔ جو سادہ، آسان، اور سہل العمل تھی۔ اس نے تو کل خصوصیات ...جو بیشتر ازیں ہر ایک مذہب میں بہت زیادہ ملحوظ و مرعی تھیں نظر ...انداز کر دیا۔ اور ہمہ گیری کے طریقوں کو ترجیح دی۔

...حضرت موسی علیہ السلام اور خیمہ عبادت

سیدنا موسی علیہ السلام نے عبادت گاہ کے ...لئے بجھے ہوئے صندوق سالم ... کاہن اور کاہن کے ہاتھوں کی ...

[illegible]

کتاب الخروج میں موجود ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہود میں عبادت گاہوں کا قیام نہایت دشوار ہو گیا۔

اچارج دیانند اور سندھیا

پنڈت دیانند سرستی مہاراج نے سندھیا کے لئے ہون ضروری ٹھہرایا ہر ایک ہون میں گھی کے ۱۶ ایچے۔ ہر ایک چمچہ ۶ ماشہ کا تجویز کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سندھیا کا قیام اچھے اچھے گھروں میں بھی نہ ہو سکا۔ ادھر گھی کا نرخ بڑھتا گیا۔ ادھر مشکلات کا اضافہ ہوتا گیا۔

سندھیا تین وقت ہونی چاہئے۔ اور دو وقت تو لازمی ہے۔ دو وقتوں میں بھی ۶ تولہ گھی صرف ہون میں جلانے کے لئے ہونا ضروری ہے اب یہ مشکل کیونکر پوری ہو۔

سوختگی لاش اور رشی دیانند

ہر ایک لاش کے سوخت کرنے کے لئے بھی جسم سیر گھی ہونا چاہئے اگر سب دیارک پرش اس حکم کی تعمیل پر دل و جان سے آمادہ ہو جائیں اور گھی کا کھانا بس ترک کر دیں۔ پھر بھی ہندوستان اتنا گھی روزانہ سپلائی نہیں کر سکتا۔

روزانہ اشنان

بعض کتابوں میں روزانہ اشنان پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اور وہ بھی کسی دریا کا اشنان یا کوئیں کے تازہ پانی سے اشنان۔

اس حکم کی تعمیل گنگا جمنا کے درمیانی وادی کے باشندے اور وہ بھی تری باشندے تو کر سکتے ہیں۔ مگر اس حکم کو یورپ کے سامنے پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ ان ریگستانوں کے بسنے والوں سے اس پر عمل درآمد کی توقع کی جا سکتی ہے۔ جہاں پینے کا پانی بھی بہ دشواری میسر آ سکتا ہو۔

الغرض اسلام نے اپنی آپ کو عالمگیر و ہمہ گیر بنانے کے لئے ایسی ایسی رسمیات سے خود کو بالاتر رکھا۔

اسلام کے وہ اصول جو اس کی تعلیم کو ممتاز بنانے والے ہیں بہت ہیں۔ سب سے پہلے مسئلہ توحید کو لیجئے۔

آج تک کسی قوم نے بھی خواہ وہ شرک کی انتہائی پستی میں گری ہوئی ہو۔ اس مسئلہ کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے شرک ہی میں توحید ثابت کرنے کی مذبوحی حرکات کی ہیں۔

عیسائیوں کی تثلیث۔ باپ۔ بیٹا۔ روح القدس

آرین تثلیث۔ ایشور۔ مادہ۔ روح۔

ہندوؤں کی تثلیث۔ برہما۔ بشن۔ مہیش (ترسول اسی تثلیث کی یادگار ہے)

افلاطونیوں کی تثلیث۔ خدا، عقل، نفس کل۔ ...

آ ... عیسائی تثلیث سے صدیوں پہلے ... [illegible]

ہیں ... تثلیث ... [illegible]

...پیسے کی تین باتیں اس لئے مقرر کی گئی ہیں۔ کہ علم الاعداد سے ... کی التوحید۔ اور توحید فی التثلیث کی دلیل پکڑی گئی ہے۔ غیر تحجے ... ان کوششوں سے تعلق کچھ بھی نہیں کہتا ہے۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ توحید کا انکار کوئی قوم بھی نہیں کر سکتی۔

یہ مسلمہ ہے کہ ایسا متحدہ عقیدہ جس مذہب میں زیادہ واضح زیادہ روشن۔ زیادہ خالص پایا جائے گا وہی مذہب دیگر جملہ مذاہب سے بالاتر ثابت ہو جائے گا۔

مسئلہ توحید کا ثمرہ یہ ہے کہ انسان کو اپنا درجہ معلوم ہو جاتا ہے اُسے پتہ لگ جاتا ہے کہ وہ تمام مخلوق کا سردار ہے۔ بزنجیر پر اس کی حکومت ہے۔ زمین اور اُس کے طبقات۔ حار اور اس کا ماحول سب کچھ انسان کا مسخر انسان کا مطیع۔ انسان کا کارندہ ہے۔ اور کوئی مخلوق بھی ایسی نہیں جس کے سامنے اُسے جھکنا پڑے کوئی شے بھی ایسی نہیں جس کی عظمت کے سامنے انسان کو سرافگندہ ہونا پڑے۔

اس فخر اور علو جاہ کے بعد وہ دیکھتا ہے۔ کہ مالک الملک ر... خالق الکل کی عظمت و ہیبت کے سامنے ایک قطرہ سے ناچیز اور ایک ... سے بھی زیادہ عاجز ہے۔ اُس کے جسم کا کوئی بال۔ اُس کی آنکھ کی ... حرکت اُس کی سانس کی آمد و شد اُسی مالک کے قبضہ اقتدار میں ہے۔ ایسے انسان کا دل اپنے پیدا کرنے والے کی عظمت سے بھر جاتا ہے اس کے لاانتہا انعامات کو دیکھکر اُس کے دل میں لازوال محبت ... پذیر ہو جاتی ہے۔ اُس کی روح عرفان سے اور اس کے ارادے ... و اطاعت سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ ایسا انسان اب نہ سر دارِ عالم ... لقب سے مغرور بن جاتا ہے۔ اور نہ خلیفۃ الارض بن جانے سے تکبر ... خانہ اُس کے آئینہ خیال تک پہنچتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو بندہ۔ سر ا... عاجز۔ درماندہ مسکین۔ محتاج کہلانے کو دل سے پسند کرتا ہے ؛ (باقی آ...)

الہامی قصے

[حض]رت سلیمانؑ و ملکہ بلقیس

(جناب مولانا مولوی محمد عبد التواب صاحب مولوی عالم فاضل)

(گذشتہ سے پیوستہ)

[...]مستقرا عندہ [...]ا من فضل ربی [...]أأشکر ام اکفر [...]من فاِنما یشکر لنفسہ [...]فاِن ربی غنی کریم (جب سلیمان علیہ السلام نے) تخت کو اپنے پاس دھرا ہوا دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ بھی میرے خدا کا احسان ہے (اور) میرے امتحان کے لئے کہ آیا میں شکر کرتا ہوں۔ یا ناشکری کرتا ہوں اور جو شخص شکر کرتا ہے وہ اپنے بھلے کے [لئے کرت]ا ہے۔ اور جو شخص ناشکری کرتا ہے تو میرا پروردگار اس سے بے نیاز ہے [بڑا کرم کر]نے والا ہے۔

[اس کے بع]د سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ تخت کی ہیئت بدل دی جائے [تاکہ اس ا]مر کا اندازہ لگایا جاسکے کہ ملکہ کو سمجھ ہے یا نہیں۔ عقلمندی ہے [یا بے و]قوف۔

[قال نکر]وا لہا عرشہا ننظر [اتہتدی ا]م تکون من الذین [لا یہت]دون (نمل ع ۳ پ ۱۹) (سلیمان نے کہا کہ اس کے تخت کی صورت بدل دو۔ تاکہ ہم دیکھیں سنتے پر آتی ہے یا انہی لوگوں میں سے ہے جو راستہ نہیں پاتے۔

[جب بلقیس س]لیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ فوراً تاڑ گئی۔ کہ یہ [اسی کا] تخت ہے۔ مگر اس خیال سے کہ ممکن ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام [نے بھ]ی ویسا ہی تخت ہو۔ اپنے خیال کو کس خوش اسلوبی سے ادا کیا ہے۔

[فلما جاء]ت قیل اھکذا عرشک [قالت کان]ہ ھو ۚ واوتینا [العلم من] قبلہا وکنا مسلمین جب بلقیس حاضر ہوئی۔ تو اس سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ کا تخت بھی ایسا ہی ہے۔ وہ بولی کہ تو گویا (ہو بہو) وہی ہے ہم کو [اس سے] پیشتر آپ کی نبوت و بزرگی کا علم ہو گیا تھا۔ اور اسی وقت آپ کے فرمانبردار [ہو گئے] تھے۔

[جب] سلیمان علیہ السلام نے ملکہ کو محل میں آنے کی اجازت دی۔ راستہ [میں] پتھروں کے شیشے کا فرش تھا۔ دور سے پانی سا معلوم ہوتا تھا۔ ملکہ [نے] پائنچے اٹھا لئے۔ تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا پائنچے چڑھانے [کی] ضرورت نہیں۔ یہ تو شیش محل ہے۔ اس کا فرش بھی شیشوں سے [...]

[قیل لہ]ا ادخلی الصرح ۚ [فلما راتہ] حسبتہ لجۃ وکشفت [عن ساقیہ]ا [...] [بلقیس] سے کہا گیا۔ کہ آپ محل میں تشریف [لائیے ...] جب بلقیس نے محل میں پہنچنے [...] [illegible]

منضود من قواریر اور وہاں سے گزرنے کے لئے اپنی دونوں پنڈلیاں کھول دیں۔ اس وقت سلیمانؑ نے کہا کہ یہ تو ایسا محل ہے جس کے فرش بھی شیشوں سے منڈھے ہوئے ہیں۔

جس وقت ملکہ سلیمان علیہ السلام کے محل میں آپ کے تخت کے پاس پہنچی۔ فوراً ملکہ سے اسلام لانے کی درخواست کی گئی۔ ملکہ نے دعوت اسلام کو قبول کیا۔ شرک و کفر اور بت پرستی سے توبہ کی۔

قالت رب اِنی ظلمت نفسی واسلمت مع سلیمٰن للہ رب العٰلمین ۝ (نمل ع ۳ پ ۱۹) بلقیس نے کہا۔ اے میرے خدا! میں نے اب تک سورج پرستی کی وجہ سے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور اب میں سلیمان علیہ السلام کے ساتھ ہو کر اللہ رب العالمین پر ایمان لائی۔

جب ملکہ مسلمان ہو گئیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے نکاح کر کے اپنی بیبیوں میں داخل فرمایا۔ وہ چھ سات سال تک ملکہ سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں رہیں۔ اور مدینہ تدمر میں آپ کی وفات ہوئی۔ اِن فی ذٰلک لعبرۃ لاولی الالباب ۝

تاریخ اسلام

(مورخ اسلام جناب مولانا اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی)

سلطان شہاب الدین غوری کے حملے ہندوستان پر

(گزشتہ سے پیوستہ)

چنانچہ سلطان نے اپنی فوج خاصہ کے سردار قوام الملک رکن الدین حمزہ کو سفیر بنا کر پرتھی راج کے نام خط دیکر اجمیر کی جانب روانہ کیا رکن الدین حمزہ نے سلطان کا خط پرتھی راج کے پاس اجمیر پہنچایا۔ اس خط کا مضمون یہ تھا کہ سب راجہ دہلی چھوڑ دو اور سرہند و ہانسی کا علاقہ جو قدیم سے سلطنت اسلامیہ کا ایک حصہ ہے خالی کر دو اور جس طرح اجمیر کے راجا سلطان محمود غزنوی اور اس کی اولاد کے مطیع رہے تھے اسی طرح ہماری سیادت کو تسلیم کرو ورنہ پھر تلوار میدان جنگ میں اپنا فیصلہ صادر کر دے گی۔ پرتھی راج کو پہلے ہی سے سلطان کے پنجاب و ملتان میں آنے کا حال معلوم تھا اور وہ تراوڑی کی پہلی جنگ میں کامیاب ہونے کے بعد ہی سے بخوبی جانتا تھا کہ سلطان شہاب الدین یقیناً انتقامی حملہ کرے گا اور مسلمان اپنی شکست کی تلافی کے لئے ضرور دوبارہ یورش کریں گے۔ محمود غزنوی اور اس کی اولاد کے زمانہ میں چونکہ ہندو برابر اسلامی فوج میں کام کرتے رہے اور مسلمانوں کے طریق جنگ سے ہر طرح واقف و آگاہ ہو کر اپنے اندر جنگی قابلیت پیدا کر چکے تھے سب حال ہی میں وہ مسلمانوں کو ایک شکست دیکر اور بھی زیادہ جری ہو چکے تھے۔ لہٰذا پرتھی راج کی فوج کو اس ہندو فوج پر قیاس نہیں کرنا چاہیے جس نے محمد بن قاسم اور محمود غزنوی سے شکستیں کھائی تھیں پرتھی راج پہلے ہی سے جنگی تیاریوں میں مصروف تھا اس نے ہندوستان کے دوسرے راجاؤں کو اپنی امداد و اعانت پر آمادہ کر لیا تھا۔ اور ڈیڑھ سو راجا بذات خود اپنی اپنی انتخابی فوجیں لے کر پرتھی راج کے ساتھ میدان جنگ میں مسلمانوں کے مقابل داد شجاعت دینے پر آمادہ ہو چکے تھے لہٰذا پرتھی راج نے بڑی نخوت کے ساتھ نہایت سخت و درشت جواب سلطان کے پاس بھیجا اور لکھا کہ تمہاری خیر اسی میں ہے کہ یہیں سے الٹے غزنی کی جانب سدھار جاؤ ورنہ ہم اچھی طرح تم کو مزا چکھا دیں گے اور اس مرتبہ زندہ بچ کر جانے کا موقع بھی نہ دیں گے۔ اس خط و کتابت کے بعد پرتھی راج نے تراوڑی کے میدان جنگ کو جہاں وہ پہلے ایک مرتبہ [illegible] ہو چکا تھا مبارک سمجھ کر اسی جگہ اپنی فوجیں فراہم کرنی شروع [illegible] ہندو کے موافق دوسرے راجہ بھی اپنی اپنی فوجیں لیکر [illegible] سلطان نے بھی یہ بات کہ [illegible] سمجھ کر جس میدان میں اسکو ایک مرتبہ شکست ہو چکی تھی اسی میدان میں حریف کو شکست دے کر سرخروئی حاصل کرے چنانچہ حریف کے فوجی اجتماع کا حال سنکر وہ بھی لاہور سے تراوڑی کی جانب روانہ ہوا اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ پھر یہ بات یاد دلادی جائے کہ جے چند کی دختر کے اٹھا لیجانے کی کہانی بالکل فرضی اور سرتاپا غلط ہے اس قسم کی فرضی کہانیاں قدیم ہندو لٹریچر میں موجود ہیں جن کو کوئی بھی سمجھدار شخص صحیح سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا کوئی مسلمان مورخ حتی کہ فرشتہ تک بھی اس کا ذکر نہیں کرتا۔ مسلمان مورخوں کو چھوڑ کر سبحان رائے کو کس نے مجبور کیا تھا وہ بھی اس کا ذکر نہ کرے اگر یہ فرضی کہانی کوئی تاریخی حیثیت اور ذرا سی بھی اصلیت اپنے اندر رکھتی تو مسلمانوں کا کیا فرض تھا کہ وہ اس کا ذکر نہ کرتے اور ہندو مورخوں کو بھی مجبور کرتے کہ اسکا ذکر زبان تک نہ لائیں قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ وہ خوب مزے لے لیکر اس کا ذکر کرتے کیونکہ اب سے سوا دو سو برس پہلے تک کسی کو ان حالات اور ان خیالات و جذبات کا وہم و گمان بھی نہ تھا جو آجکل ہندو مسلمانوں کے درمیان بدقسمتی سے پیدا ہو چکے ہیں پرتھی راج نے جنگ تراوڑی کے بعد تیرہ مہینے تک قلعہ سرہند کا محاصرہ جاری رکھا طبقات ناصری میں منہاج سراج لکھتا ہے کہ:-

"رائے پتھورا بپائے قلعہ آمد و جنگ پیوست و مدت سیزدہ ماہ در پیش جنگ بداد"

سبحان رائے لکھتا ہے کہ:-

"رائے پتھورا بعد فتح در سرہند آمدہ قلعہ را از کسان سلطان بعد محاصرہ یک سال و یک ماہ تسخیر نمودہ بکسان خود سپرد"

فرشتہ لکھتا ہے کہ:-

"رائے پتھورا آمدہ قلعہ تبرہندہ را کہ ضیاء الدین تولکی در انجاہ بود یکسال و یک ماہ محاصرہ نمود و آخر بصلح گرفت"

غرض تمام مورخ اس پر متفق ہیں کہ پرتھی راج تیرہ مہینے قلعہ کے محاصرہ میں مصروف رہا اس قلعہ پر قبضہ پاتے ہی یا قبضہ پانے سے بھی پہلے ہی اس کو شہاب الدین غوری کے آنے کا حال معلوم ہوا وہ فوراً اجمیر گیا اور جنگی تیاریوں میں مصروف ہو گیا تراوڑی کی پہلی جنگ سے دوسری جنگ تک کا زمانہ ایک سال اور چند مہینے ہیں اس میں سے ابتدائی تیرہ مہینے جو قلعہ سرہند کے محاصرہ میں صرف ہوئے نکال دیئے جائیں تو [illegible] پھر سنجوگتا والی کہانی اور بندیلکھنڈ والوں کی فتوحات

پڑتا ہے. قصہ مختصر دونوں طرف کی فوجیں تراوڑی کے میدان میں ایک دوسرے کے مقابل چند کوس کا فاصلہ اور سرستی ندی کو بیچ میں حائل چھوڑ کر خیمہ زن ہوئیں۔ اسلامی لشکر کی کل تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی جس میں اسی ہزار پیادے اور چالیس ہزار سوار تھے اسلامی لشکر کی کل تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تو طبقات ناصری میں درج ہے لیکن سواروں پیادوں کی تقسیم اس میں نہیں بتائی گئی سواروں اور پیادوں کی الگ الگ تعداد منتخب التواریخ سے معلوم ہوتی ہے. پرتھی راج کے لشکر کی تعداد تاریخ فرشتہ اور دوسرے مورخین نے تین لاکھ سوار اور تین ہزار سے زیادہ جنگی ہاتھی بتائی ہے پیادوں کی صحیح تعداد کسی نے نہیں لکھی بلکہ تعداد بے قیاس کے الفاظ سے پیادوں کی کثرت کو ظاہر کیا ہے سرستی ندی کے کنارے پہنچ کر سلطان نے اتمام حجت کے لئے پھر ایک خط پرتھی راج کے پاس بھیجا اور وہاں سے وہی درشت و نادرست جواب آیا جس میں اپنی فوج کی کثرت اور جنگی ہاتھیوں سے ڈرایا گیا تھا. سلطان شہاب الدین غوری کے لئے اس مرتبہ بھی خطرات موجود تھے کیونکہ ہندو لشکر کی کثرت کے مقابلہ میں اسلامی لشکر کی کوئی حقیقت ہی نہ تھی. پرتھی راج کو اس مرتبہ پہلے سے بھی زیادہ اپنی فتح کا یقین تھا سلطان کے لشکر میں کسی اضافہ کا کوئی امکان نہ تھا اور ہندو فوجیں برابر آ آ کر شامل ہو رہی تھیں ہندو راجاؤں نے پرتھی راج کے سامنے جمع ہو کر بہادرانہ انداز میں قسمیں کھائیں کہ جب تک سلطان کو شکست دے کر فنا نہ کر دیں گے چین نہیں لیں گے اور کسی کو منہ نہ دکھائیں گے فرشتہ کے الفاظ یہ ہیں:۔

"راجہائے راجپوتیہ کہ بعد ازاں جماہ لشکری شدند تشنہ شجاعت برجبیں کشیدہ بقاعدہ معہودش سوگندہائے غلیظ و شدید یاد نمودند کہ تا ہم پشت از صیقۂ خاطر محو سازند و تا دفع خصم نکنند دست از کارزار برندارند"

پرتھی راج نے کھانڈے راؤ کو ہندو افواج کا سپہ سالار اعظم قرار دیا اور خود ڈیڑھ سو راجاؤں اور ان کے انتخابی سرداروں کے ساتھ قلب لشکر میں قائم ہوا راجاؤں میں قنوج کا راجہ جے چند موجود نہ تھا جس کا سبب یا تو پرتھی راج سے ایک قسم کی رقابت کا ہونا تھا جو اپنے نانا اننگ پال ثانی کی ریاست سے حصہ نہ پانے اور پرتھی راج کے متبنیٰ ہونے کی وجہ سے قرین قیاس ہے یا کوئی بیماری یا کسی دوسری مجبوری نے اس کو تراوڑی کے میدان میں پہنچنے سے باز رکھا ہو گا لیکن پرتھی راج اور جے چند کے درمیان ایسی عداوت ہرگز نہ تھی کہ جے چند پرتھی راج کے مقابلہ میں سلطان شہاب الدین غوری کا ہمدرد بن جاتا اگر ایسی عداوت ہوتی تو وہ ضرور دوسرے راجاؤں کو بھی روکتا اور پرتھی راج کا شریک نہ ہونے دیتا۔

(باقی آئندہ)

سیرت باقی

یعنی سالار سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی مکمل سوانح عمری

اس میں روحانیت کا مکمل درس ہے. اس میں دنیاداری کی صحیح تعلیم ہے اس میں دینداری کا سیدھا راستہ ہے. اس میں دلچسپ کہانیاں ہیں اس میں پاکبازی کے سچے قصے ہیں اس میں اور دو ظرافت ہیں اس میں بہتوں سے نجات حاصل کرنے کے طریقے ہیں غرضیکہ اس میں وہ سب کچھ ہے جس کے لئے ایک دیندار اور دنیادار مسلمان بہتر ہو سکتا ہے. کئی سال کی کوشش کے بعد یہ کتاب طبع ہوئی ہے اور بے شمار نایاب کتابوں کی مدد سے اس کے قیمتی اوراق کو سجایا گیا ہے جس کے پاس یہ کتاب ہوگی اس کی اخلاقی مذہبی اور دنیاوی حالت درست ہو جائے گی اس کے شروع میں آستانہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کا عکسی فوٹو دیا گیا ہے. کتاب کی فہرست مضامین یہ ہے:

آغاز کلام. سیرت باقی. حضور کے نسب شریف کا تذکرہ. نسب نامہ. حضور کی ولادت اور تعلیم و تربیت کا تذکرہ. حضور کی شادی خانہ آبادی کا تذکرہ. حضور کے صاحبزادوں کا تذکرہ. حضور کے خصائل و شمائل کا تذکرہ. صبر و تحمل اور انکساری کی مثال. بدگوئی اور غیبت سے اجتناب کی مثال. رحم اور شفقت کی مثالیں. سخاوت کی مثالیں. زہد و استغنا کی مثال. نیک خیالی کی مثال. حضور خواجہ کی بعض خصوصیات کا تذکرہ. حضور خواجہ کے بعض حضور خواجہ کی تصانیف. حضور کے ادبی ذوق اور شاعری کا تذکرہ. نقشبندیہ حضرات کا طریقہ. ذکر کا بیان. مراقبہ کا بیان. شیخ کامل کی صحبت کا بیان. کلمات قدسیہ مذکورہ کا بیان. پہلا کلمہ یادکرد. دوسرا کلمہ بازگشت. تیسرا کلمہ نگاہداشت. چوتھا کلمہ یادداشت. پانچواں کلمہ ہوش در دم. چھٹا کلمہ سفر در وطن. ساتواں کلمہ نظر بر قدم. آٹھواں کلمہ خلوت در انجمن. نواں کلمہ وقوف زمانی. دسواں کلمہ وقوف عددی. گیارہواں کلمہ وقوف قلبی. دن رات کے وظیفے. حضور کے خلفاء کا تذکرہ. حضرت شیخ تاج الدین سنبھلی کے حالات. حضرت شیخ الہداد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات. حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے حالات. حضرت خواجہ محمد نور رحمۃ اللہ علیہ کے حالات. مولانا تفسیر بسم اللہ کی تفسیر. الحمد کی تفسیر. قل اعوذ برب الناس کی تفسیر. سورۂ فلق کی تفسیر. سورۂ اخلاص کی تفسیر. حضور کے ملفوظات ارشادات. حضور کے مکتوبات. حضرت محمد صادق ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کے نام. حضور کے مکاشفات و کرامات کا تذکرہ. حضور خواجہ کے وصال کا تذکرہ. تاریخ طباعت. قیمت بارہ آنے (۱۲)

ملنے کا پتہ۔ سید حسن ذکی منیجر رسالہ پیشوا پوسٹ بکس ۲۵ دہلی

اِصلاحِ نسواں

الصراط السوی فی حلیۃ النساء

(از جناب مولانا مولوی حافظ محمد عبدالتواب صاحب چشتی عالم فاضل)

قرآن پاک کی آیت اَوَمَن یُّنَشَّؤُا الآیہ حدیث الذھب والحریر حل للاناث امتی وحرام علی ذکورھا سے زیوروں کی مقدار ان کی ساخت اوران کی کیفیت وضاحت سے معلوم نہیں ہوتی بلکہ اس سے یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کون کون سے زیور مسلمان عورتوں کو پہننے چاہئیں اور کون کون سے نہیں پہننے چاہئیں۔ اور محض سونے چاندی کے جواز سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ جو بھی چاہے گھڑ گھڑا کر عورتوں کو پہنا دیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تشریح کردی جائے۔

مقدس اسلام کسی مسلمہ عورت کو نا مشروع یا تصویروں والے زیور صلیب یا جاندار یا جوانی وغیرہ کی صورتوں سے منقش زیور پہننے کی اجازت نہیں دیتا۔ حالانکہ جوانی کی صورت صلیب وغیرہ سونے چاندی کی بنائی جاسکتی ہیں۔

چنانچہ بہت سی غیر مسلم قومیں پہنتی ہیں۔ بہرسو نے چاندی کی تصاویر صلیب اصنام وغیرہ سے پیشتر کے اکثر زیوروں کا استعمال شریعت غرا میں ممنوع قرار پانا۔ اس کا باعث یہی ہے کہ یہ دوسری غیر مسلم قوموں کے شعار میں داخل ہیں۔ جو مقدس اسلام (اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام) کے اصول کے مطابق جائز نہیں ہیں وہ خواہ چاندی یا سونا ایک صلیب ہی ہو یہی سونے چاندی کی حقیقت ایک بازو بند ایک بالی ہی موجود ہے۔

پس عورتوں کے لئے سونے چاندی کے جواز سے ہر قسم کے زیورات کا جواز ثابت نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا تشریح طلب اب یہ امر ہے کہ آجکل کے بعض مروجہ زیورات کا احادیث صحیحہ سے ثبوت ہے یا نہیں اور عورتوں کو بالخصوص ازواج مطہرات۔ اور حضور کی صاحبزادیوں نے کون کون سے زیور اور کس کس چیز کے زیور پہنے ہیں۔ وہی زیور ہماری عورتوں کو پہننے چاہئیں۔

جن زیوروں کا ثبوت نہیں ان کا استعمال خلاف سنت ہو کر موجب معصیت اور گناہ کا باعث ہے۔ جب ان کا استعمال موجب ... کے خلاف ... سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ... سنت نبوی ... جاتا ...

... تلاش سے ...

ہوجاتا ہے کہ سرزمین عرب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پیشتر اور آپ کے زمانہ میں تقریباً مندرجہ ذیل زیورات استعمال کئے جاتے تھے۔

(۱) شَنْفٌ۔ قُرْطٌ۔ رِعْثَۃٌ۔ خُرْصٌ۔ (گوشوارہ۔ بالی) (۲) وَقْفٌ قُلْبٌ۔ سُوَارٌ۔ جَبِیْرَۃٌ۔ (کنگن) (۳) قِلَادَۃٌ۔ مِخْنَقَۃٌ۔ مُرْسَلَۃٌ۔ وِشَاحٌ۔ (حمیل۔ گلو بند۔ ہار۔ بدھی) (۴) خَدَمَۃٌ۔ خَلْخَالٌ (پازیب یا کڑا) (۵) جَرَسٌ۔ جُلَاجِلٌ (جھانجن و گھنگرو) (۶) خَاتَمٌ (انگوٹھی) (۷) دُمْلُجٌ (بازو بند) (۸) حَلْقَۃٌ (نتھ) (۹) طَوْقٌ (گردن بند و توڑا) وغیرہ وغیرہ

ان میں سے جن زیوروں کا استعمال بالتصریح ممنوع قرار دیا گیا۔ وہ مع حوالہ حدیث درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) عَنِ الزُّبَیْرِ اَنَّ مَوْلَاۃً لَّھُمْ ذَھَبَتْ بِابْنَۃِ الزُّبَیْرِ اِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَفِیْ رِجْلِھَا اَجْرَاسٌ فَقَطَعَھَا عُمَرُ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَعَ کُلِّ جَرَسٍ شَیْطَانٌ (ابوداؤد شریف)

حضرت ابن زبیر سے روایت ہے کہ انکی آزاد کردہ باندی انکی لڑکی کو امیرالمؤمنین حضرت عمر بن الخطاب کی خدمت میں ابن زبیرؓ کی بیٹی کو لیگئی۔ لڑکی پاؤں میں گھنگرو پہنے ہوئے تھی حضرت عمرؓ نے گھنگرو کاٹ ڈالے اور فرمایا کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ ہر ایک جرس (گھنگرو یا جھانجن) کے ساتھ شیطان ہے۔

اس حدیث سے ہر ایک بجنے ہوئے زیور کی حرمت ثابت ہے۔

(۲) وَعَنْ بُنَانَۃَ مَوْلَاۃِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَیَّانَ الْاَنْصَارِیِّ کَانَتْ عِنْدَ عَائِشَۃَ اِذْ دَخَلَتْ عَلَیْھَا بِجَارِیَۃٍ وَعَلَیْھَا جَلَاجِلُ یُصَوِّتْنَ فَقَالَتْ لَا تُدْخِلْنَھَا عَلَیَّ اِلَّا اَنْ تَقْطَعْنَ جَلَاجِلَھَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَلٰئِکَۃُ بَیْتًا فِیْہِ جَرَسٌ (ابوداؤد)

حضرت عبدالرحمن بن حیان انصاریؓ کی آزاد کردہ باندی بنانہؓ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عائشہؓ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں اتفاقاً ان کے پاس ایک عورت ایک لڑکی کو لائی جو بجتی ہوئی جھانجن پہنے ہوئے تھی (اس لڑکی کو دیکھکر) حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ اس لڑکی کو اس وقت تک میرے پاس نہ لاؤ جب تک کہ اسکے جھانجن کو نہ کاٹ ڈالو۔ کیونکہ میں نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ جس گھر میں گھنگرو (جھانجن) ہوتے ہیں اس (گھر) میں رحمت کے فرشتے نازل نہیں ہوتے۔

(۳) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّحَلِّقَ حَبِیْبَہٗ حَلْقَۃً مِّنْ نَّارٍ فَلْیُحَلِّقْہُ حَلْقَۃً مِّنْ ذَھَبٍ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سرورِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے دوست (یا اپنے عزیز و اقارب) کو قیامت کے دن آگ کا حلقہ (نتھ ...

وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُطَوِّقَ حَبِيبَهُ طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَلْيُطَوِّقْهُ طَوْقًا مِنْ ذَهَبٍ. وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُسَوِّرَ حَبِيبَهُ سِوَارًا مِنْ نَارٍ فَلْيُسَوِّرْهُ سِوَارًا مِنْ ذَهَبٍ وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِالْفِضَّةِ فَالْعَبُوا بِهَا۔ (ابوداؤد شریف)

پہنانے کو پسند کرتا ہے۔ وہ اس (حبیب) کو سونے کا حلقہ (دنیا میں) پہنا دیا کرے۔ اور جو اپنے دوست کو (روز قیامت) آگ کا طوق (ہار وغیرہ) پہنانا اچھا جانتا ہے اسکو سونے کا طوق پہنانا چاہیے۔ اور جو شخص اپنے دوست کو (قیامت) میں آگ کا کنگن (یا کڑا) پہنانا چاہتا ہے اسکو چاہیے کہ (دنیا میں) سونے کا کنگن یا کڑا پہنایا کرے۔ تمہیں (جائز طور سے) چاندی کا استعمال کرنا چاہیے اور تصرف میں لانا چاہیے۔

فالعبوا بہا یعنی چاندی کے ساتھ لہو ولعب کرنے کے یہ معنی ہیں کہ اسمیں تصرف کرو۔ عورتوں کے لئے جائز قسم کے زیور جائز۔ مردوں کو مہر دینا تلوار و ہتھیار کے لئے بقدر ضرورت چاندی کا استعمال جائز ہے (ابن ملک از مظاہر حق)

(۴) وعن أسماء بنت يزيد أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أيما امرأة تقلدت قلادة من ذهب قلدت في عنقها مثلها من النار يوم القيامة وأيما امرأة جعلت في أذنها خرصا من ذهب جعل الله في أذنها مثله من النار يوم القيامة (ابوداؤد ونسائی)

بی بی اسماءؓ بنت یزید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو عورت سونے کا ہار پہنے گی۔ اسکی گردن میں قیامت کے دن اسی طرح آگ کا ہار پہنایا جائے گا۔ اور جو عورت اپنے کان میں سونے کی بالیاں یا بالا پہنے گی۔ اس کے کان میں اسی طرح قیامت کے دن آگ کی بالی ڈالی جائے گی۔

دونوں کانوں میں صرف ایک ایک بالی پہننی [illegible] علیہا السلام کی سنت ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا۔

(۵) عن عقبة بن عامر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يمنع أهل الحلية والحرير ويقول إن كنتم تحبون حلية الجنة وحريرها فلا تلبسوها في الدنيا (نسائی شریف)

عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اہل زیور اور ریشم پہننے والوں کو منع فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر تم جنت کے زیوروں اور جنت کے [illegible] اور جنت کے ریشم (پہننے) کو پسند کرتے ہو تو ان (دونوں) کو دنیا میں نہ پہنو۔

(اس حدیث کی فلاسفی خود سمجھ لیں)

اس حدیث شریف سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ اگر ہم جنت کے انعامات وکرامات حاصل کرنا چاہتے ہیں آخرت کے آرام و آسائش کے خواہاں ہیں اور وہاں کے زیوروں .... اور وہاں کے ریشم وحریر کی خواہش و تمنا ہے تو دنیا فانی میں ان چیزوں کی [illegible] کرنا بے سود ہے ؎

دار القرار خانہ جاوید آدمی است
ایں جائے رفتن است نہ جائے قرار کرد

ع انجام کار خاک کا بستر ہے اور ہم

مندرجہ بالا احادیث سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ کن کن زیوروں کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ یہ بھی احادیث صحیحہ اور کتب سیر و تواریخ سے بتلا دینا نہایت ضروری ہے کہ امم سابقہ کی مقدس بیبیوں اور قرون اولی کی محترم امہات المومنینؓ خلفاء کرامؓ صحابہ عظامؓ کی بیگمات نے کن کن زیوروں کا استعمال فرمایا ہے۔ (باقی آئندہ)

عجائبات ادب

مراۃ الغالب حضرت غالب دہلوی کا دیوان اردو میں حسن وعشق کا گلدستہ ہے یا غنچۂ شگفتہ ہے جس کے پھول کھلانے کے لئے اب تک متعدد شرحیں لکھی گئی ہیں۔ مگر جناب سید وحید الدین صاحب بیخود دہلوی جانشین حضرت داغ نے پرستاران غالب پر خاص احسان فرما کر ایک نئی شرح تحریر فرمائی ہے جس نے ہر لفظ اور ہر شعر کے ظاہر و باطن پر اس خوبی سے روشنی ڈالی ہے کہ ایک دفعہ پڑھ جانے کے بعد پھر شعر کا لطف تمام عمر نہیں بھولتا۔ لکھائی چھپائی [illegible] دیدہ زیب [illegible] پاکٹ ایڈیشن مجلد مطلا۔ قیمت صرف تین روپے۔ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

گیتا تجلی ہندوستان کے فلسفی اعظم جناب ٹیگور نے انگریزی زبان میں یہ موتیوں کی لڑی پروئی تھی مگر اردو والے اس سے محروم تھے۔ آخر حضرت نیاز فتحپوری نے ان موتیوں کو بھی پرو دیا۔ یہ نہ پوچھیے کہ کس [illegible] میں کیا ہے۔ اسمیں فلسفہ ہے، جذبات کا دریا لہریں لیتا ہے۔ بات بات پر پڑھنے والے کا دل چاہتا ہے کہ سر تسلیم خم ہو جائے اور [illegible] سر دھنا کرے۔ یہ ایک آئینہ ہے جس میں تمام انسانیت کی تصویر نظر آتی ہے۔ مجلد مطلا نہایت حسین کتاب ہے [illegible]

داستان غدر غدر کے افسانے بے شمار لکھے ہیں مگر انہیں پڑھنے سے جذبات کو برانگیختہ کرنے کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ غدر کے بعد انگریزوں نے کیا تباہی کی اور مغل شہنشاہی کے ستارے کیسے ڈوبے اور [illegible] پر کیا بیتا پڑی تو آپ داستان غدر مصنفہ [illegible] ظہیر دہلوی شاگرد رشید حضرت ذوق کے چشم دید واقعات جو ساتھ ساتھ اپنی سوانح عمری میں تحریر فرمائی ہیں [illegible] ۲۰۰ صفحے قیمت [illegible]

دربار اکبری حضرت آزاد دہلوی نے اکبر بادشاہ کا دربار اور اس کے درباریوں کی [illegible] میں دکھایا ہے۔ سیاست [illegible] دلچسپی کا سامان [illegible] ادب کے شائقوں کے لئے [illegible]

سحر حلال

قوم سے خطاب

(از جناب محمود حسن محمود اسرائیلی)

مشرق کا مہل گیا ستارہ - ہر ذرہ بنا ہے ماہ پارہ - ہے نام کو ظلمت آشکارہ
یہ بھی نہ رہیگی جو رہی ہے دنیا بیدار ہو رہی ہے

گلشن کا صبا نے رنگ بدلا - بلبل نے فغاں کا ڈھنگ بدلا - آئین محاذ جنگ بدلا
اے قوم مگر تو سو رہی ہے دنیا بیدار ہو رہی ہے

رفتار جہاں پر اک نظر کر - ہر قوم ہوئی ہے صلح پرور - ہے کشت مراد بار آور
تو تخم عنا د بو رہی ہے دنیا بیدار ہو رہی ہے

ہے بحر حیات و نوا خیز - یاران وطن نکل گئے تیز - کہہ کہہ تو حرف یاس انگیز
اپنی کشتی ڈبو رہی ہے دنیا بیدار ہو رہی ہے

ہر قوم ہے زندگی کی طالب آزادی و ہمسری کی طالب - تو بادہ بے خودی کی طالب
آنکھیں اشکوں سے دھو رہی ہے دنیا بیدار ہو رہی ہے

جرأت تھی جو کچھ دکھانیوالے - منزل پہ گئے وہ جانے والے - تجھ میں نہ تھے دکھ اٹھانیوالے
اپنی قسمت کو رو رہی ہے دنیا بیدار ہو رہی ہے

ہر تار نفس ہے ساز ہستی ہر نغمہ ہے اس کا راز ہستی اے قوم کر امتیاز ہستی
کیوں مفت یہ وقت کھو رہی ہے دنیا بیدار ہو رہی ہے

ہم سے اظہارِ مُدّعا نہ ہوا

(از رئیس الاحرار جناب مولانا حسرت موہانی صاحب)

تجھکو پاسِ وفا ذرا نہ ہوا
ہم سے پھر بھی ترا گِلا نہ ہوا

کٹ گئی احتیاطِ عشق میں عُمر
ہم سے اظہارِ مُدعا نہ ہوا

رُوبرو اُن کے کچھ نہیں معلوم
کیا ہوا بے خودی میں کیا نہ ہوا

حیف ہے اس کی بادشاہی پر
تیرے کوچے کا جو گدا نہ ہوا

جب تلک میرے دل میں جان رہی
دردِ مایوس مرحبا نہ ہوا

مل گئی مجھکو صبرِ عشق کی داد
وہ جو شرمندۂ جفا نہ ہوا

قانعِ رنجِ عشق تھا حسرتؔ
عیشِ دنیا سے آشنا نہ ہوا

بتوں کو دیکھ رہا ہوں فقط خدا کے لئے

(از جناب مولانا ابو الاثر صاحب حفیظ جالندھری)

مجاز عین حقیقت ہے باصفا کے لئے
بُتوں کو دیکھ رہا ہوں فقط خدا کے لئے

اثر میں ہو گئے کیوں سات آسماں حائل؛
ابھی تو ہاتھ اُٹھے بھی نہیں دُعا کے لئے

ہوا بس ایک ہی نالہ میں دم فنا اپنا
یہ تازیانہ تھا عُمرِ گریز پا کے لئے

الٰہی عشق کا انجام کار کیا ہوگا؟
کہ ابتدا ہی سے ہے فکر انتہا کے لئے

اسی کو راہ دکھاتا ہوں جو مٹائے مجھے
میں ہوں تو نور مگر چشم نقشِ پا کے لئے

یہ جانتا ہوں کہ ہے نصف شب مگر ساقی
ذرا سی چاہیئے اک مردِ پارسا کے لئے

تفریحات

ہر فرعونے را موسیٰ

(از جناب مولوی شیخ الطاف حسین صاحب)

عالیشان ہوٹل بمبئی کے ایک پُرتکلف کمرے میں حامد ایک کرسی پر نیم دراز حالت میں پڑا تھا۔ سگرٹ کے کش پر کش لیتا اور دھوئیں کو اُڑاتا۔ آرائشی سامان پر ایک حیران ہوتی نگاہ ڈال کر وہ حسرت سے ہر چیز کو دیکھتا اور اپنے تنگ و تاریک کمرے کا اس سے موازنہ کرتا۔ اُسے اپنی ٹوٹی پھوٹی چارپائی اور بوسیدہ سامان آرائش کا خیال آتا تو وہ آنکھیں بند کر لیتا تھا۔

وہ ایسے پُرتکلف کمرے میں ایک شاندار دعوت کھانے کے لئے مسٹر مسعود کا مرہون منت تھا۔ مسٹر مسعود سے اسکی ملاقات دو تین دن ہوئے اتفاقیہ ہو گئی تھی۔ اور مسعود کی طفیل وہ رات دن عیش و عشرت میں بسر کر رہا تھا۔ وہ اس کے ساتھ سایہ کی طرح لگا رہتا اور اپنی بیکاری میں اس ملاقات کو نعمت غیر مترقبہ سمجھتا تھا۔

وہ مسعود کے چائے ختم کرنے کا بے تابی سے انتظار کر رہا تھا کیونکہ مسعود نے اُسے چائے ختم کرنے کے بعد امارت دولت حاصل کرنے کا ایک مجرب عمل بتانے کا وعدہ کیا تھا۔

چائے کی پیالی ہاتھ سے رکھ کر مسعود نے چاندی کے سگرٹ کیس سے ایک سگرٹ نکالا اور اُسے سلگا کر حامد کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

سیٹھ رستم جی کو جانتے ہو نہ جیسے کہ ہیں؟

حامد: ان کو کیوں نہیں۔ میں اس کے پاس تین سال تک نوکری کر چکا ہوں مجھے بچوں کی طرح چاہتے تھے۔

مسعود: وہیں وہی سیٹھ رستم جی۔ جو کروڑ پتی ہے۔ اور جس نے چند ہی روز ہوئے اپنی بہو کے لئے وہ مشہور ہار خریدا تھا جس کا شہرہ بمبئی بھر میں ہے کوئی ڈیڑھ لاکھ میں خریدا تھا۔

حامد: خریدا ہوگا۔ پھر

مسعود: اور میں وہ ہار چاہتا ہوں۔

[illegible]

[illegible] دس ہزار روپیہ تمہارے [illegible] [illegible] تم غلسی کا چولہ اتار کر امارت کا [illegible] [illegible] اپنے گلے کے [illegible] [illegible] ..... کی [illegible] [illegible]

ہم دوسری جگہ پر ہونگا۔ دنیا کا کام اسی طرح چلتا ہے۔ ایسے ہونٹوں [illegible] ہم جیسے شریف آگر ایسی جرأت کے کام نہ کریں تو دلپذیر قدم بھی نہ دیکھنے پائیں تمہاری غریبی اور بیکاری کا یہی علاج ہے۔ اٹھو ہمت کرو۔

مسعود نے حامد کا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھایا اور کھینچتا ہوا باہر لے گیا۔

۲

رات کے بارہ بجے کا وقت ہوگا۔ سیٹھ رستم جی کی کوٹھی تاریکی اور سکوت میں ایک مدہم سا داغ معلوم ہوتی تھی۔

سڑک پر تھوڑی دیر کے بعد کوئی موٹر گاڑی شائیں شائیں کرتی ہوئی گزر جاتی تھی۔ سیٹھ صاحب اور ان کے متعلقین میٹھی نیند سو رہے تھے۔ مگر حامد تجوری کے سامنے کھڑا اس کے کھولنے کی تدبیر کر رہا تھا۔ کیونکہ وہ قفل کے نمبروں سے آگاہ تھا۔

آج کا بقیہ دن حامد نے سیٹھ صاحب کے ساتھ گزارا تھا۔ اور شام کو کھانا بھی وہیں کھایا جب وہ رخصت ہوا تو پھر چپکے سے واپس آکر ایک پردہ کے پیچھے رات بھر موقعہ کے انتظار میں چھپا رہا۔ کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اُسنے نمبر ملائے اور آہستہ آہستہ تجوری کا دروازہ کھولا۔ ہار سامنے پڑا جگمگا رہا تھا۔ اُس کا ہاتھ کانپا وہ کچھ ہچکچایا لیکن اب ضمیر کی سرزنشیں بیکار تھیں۔ دس ہزار کا بھوت سر پر سوار تھا۔ اُس نے ہار نکالا اور آہنی سیف کا دروازہ بند کیا ہی تھا کہ دوسرے پردے کے پیچھے سے ایک معمر آدمی پستول لئے باہر نکلا۔

نابکار۔ نابنجار۔ تم تم۔

حامد کا جسم لرزنے لگا۔ خوف و ہراس سے اسکی زبان بند ہو گئی اور زمین نے پاؤں پکڑ لئے۔ ہاتھ جوڑ کر بچوں کی طرح گڑگڑانے لگا۔

بس خاموش سے" اُس آدمی نے ہار اُس کے ہاتھ سے لیا۔ اور حامد سر پر پیر رکھکر بھاگا۔

معمر آدمی نے پستول جیب میں ڈالکر اپنی نقلی ڈاڑھی وغیرہ اتاری اور ہار کو دیکھکر کہا۔

حرامزادہ۔ دس ہزار کی رقم آسان سمجھا ہے۔ میں بیگنو ہوں۔ یہ دس ہزار میں وصول کروں گا۔ مجھے قفل کے نمبروں سے واقفیت نہ تھی اسی لئے میں نے مسعود کا بہیس بھرا۔ اور میں کامیاب ہوں۔

وہ جلدی سے باہر نکلا۔ کوٹھی سے تھوڑے فاصلہ پر ایک موٹر گاڑی تھی جس میں دو نقاب پوش آدمی بیٹھے ہوئے بیگنو یا مسعود کا انتظار کر رہے تھے انہوں نے ہار لیکر دو ہزار کے نوٹ بیگنو کے ہاتھ میں دیئے اور ہوا ہو گئے۔

۳

سیٹھ رستم جی نے صبح اٹھکر دیکھا تو تجوری کا منہ کھلا تھا اور ہار غائب [illegible]

ہیلن کا گمشدہ باپ

(از جناب مولانا محمد ظفر صاحب ایم اے ایل ایل بی رئیس گڑگانوہ)
(سلسلے کے لئے ملاحظہ ہو نمبر ۵ دیکھئے)

دوسرا باب

الطاف نازنین

روکلف بلاشبہ کم خرچ کی جگہ تھی لیکن تھی بڑی سرد اور ا جاڑ۔ نوجوان میری خوشگوار گرمی کے علاوہ ڈیون شائر کی پلی ہوئی تھی۔ اس کی صحت پر اس مقام کا برا اثر پڑا۔ نیلی اور ہیلن کے شریک زندگی ہونے کے بعد اس کی صحت دن بدن خراب ہوتی چلی گئی۔

ڈاکٹر کی توقعات کے خلاف اس کی طبابت میں ترقی نہ ہوئی اور جب سال ختم ہوا پہلے سے بھی زیادہ خرچ کی تکلیف تھی اور دو آدمیوں کے اضافہ سے آمدنی نے خرچ کا مقابلہ نہ کیا۔ نیلی نے ہر چند کوشش کی کہ کوئی ایسا کام مل جائے کہ وہ بھی دو روپے کمائے لیکن چونکہ وہ سادہ طبیعت کی سیاٹ عورت تھی اور اس میں کوئی خاص خوبی بھی نہ تھی اس لئے کوئی ذریعہ معاش اس کے ہاتھ نہ آیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا دل بیٹھنے لگا اور وہ ہر وقت غمگین رہتی۔

اس سے ڈاکٹر اور اس کی بیوی اور بھی کڑھتے مصیبت کبھی تنہا نہیں آتی میری کلور اپنی پہلی صورت کا ایک سایہ سا رہ گئی بچہ پیدا ہونے کے بعد تو اس کی رہی سہی طاقت بھی جاتی رہی زچگی کے بعد وہ جب کچھ چلنے پھرنے لگی تو اس کی چال ہی بدل گئی تھی۔ اس کی ترت پھرت جاتی رہی تھی۔ آہستہ آہستہ تکلیف سے چلتی تھی۔ اس کا شوہر اس کو دیکھ دیکھ کے مرا جاتا تھا۔ کمی معاش کا بھی اسے کبھی غم نہ ہوا۔ جتنا اب وہ غموں اور فکروں میں ڈوبا رہتا۔ اسے اپنی بہتری کی امید جاتی رہی لیکن اچانک گاؤں میں ایک قسم کا وبائی بخار نمودار ہوا۔ گو اس سے اس کی آمدنی بڑھ گئی لیکن اسکے گھر پر بھی مصیبت نازل ہو گئی سب سے پہلے میری کلور اس کا شکار ہوئی اور اسکے بعد ننھی سہمی نیلی نے بھی اپنی منہ بولی بہن کا ساتھ دیا اب ڈاکٹر کلور رہ گیا اور سنسان ویران گھر! آہ کیا مصیبت تھی۔

سات برس کی ایک خاموش لڑکی ادھر ادھر گھر میں گھومتی اور اپنی سیاہ آنکھوں سے اس گھر کی مصیبتوں کا بچپن کے تاسف سے نظارہ کرتی۔ اوپر کے کمرہ میں بے ماں کا دودھ پیتا بچہ رونے کی چیخوں سے گھر بھر کو سر پر اٹھا لیتا کسی سے خاموش نہ ہوتا لیکن اس پراس ننھی بچی کا کچھ ایسا اثر ہوا کہ جہاں اسنے اسے گود میں لے کے کوئی لوری گائی فوراً وہ چپ ہو کے سو جاتا۔ دایہ شکر کرتے اس چھوٹی بچی کو دیکھتی اور [illegible] اگر تم نہ ہوتیں تو میں کیا کرتی۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے یہاں پہنچ کر [illegible]

آخر وہ وقت آیا جب اس دایہ کی خدمات کی ضرورت نہ رہی [illegible] کا کرنا ایسا ہوا کہ ڈاکٹر کلور کی زندگی میں ایک انقلاب پیدا ہوا اسکے پچھلے اس کے لئے تیس ہزار روپیہ چھوڑ گئے یہ بیشک آمدنی ہے کہ تم نے جو اس مصیبت زدہ جفاکش آدمی کے لئے نعمت غیر مترقبہ تھے اس نے دوستانہ مشوروں پر عمل کرکے سینٹبری میں ایک مشہور ڈاکٹر کی طبابت خرید لی اور وہاں منتقل ہو گیا۔ اس وقت ہیلن کی عمر دسواں سال تھی اور اس کی بچی پرل کی آٹھویں سالگرہ ہونیوالی تھی۔

دایہ کی پابندیوں سے نجات پاکے اب ہیلن ڈاکٹر کے خانگی امور کی پکی منتظم اور پرل کی پیاری سہیلی بن گئی۔ اس جگہ ایک نہایت اچھا مدرسہ تھا۔ دونوں اس میں تعلیم حاصل کرتی تھیں اور گھر پہ ہیلن پہل کو پڑھائی سکھاتی جس نے پرل کی تعلیم آسان کر دی۔

پرل کا مزاج اور قسم کا تھا۔ وہ تیز سرکش اور ناقابل اعتبار مزاج لڑکی تھی۔ جس وقت بگڑ جاتی سارے گھر کو سر پر اٹھا لیتی۔ گھر میں صرف ایک ہستی ایسی تھی جو عموماً اس سرکش اور ضدی لڑکی پر قابو پا لیتی تھی۔ ہیلن کے مزاج میں محبت اور استقلال تھا اور بچپن میں یہ خصوصیتیں پورے طور پر اس سے ظاہر ہونے لگی تھیں وہ اس شوریدہ سر اور آشفتہ مزاج لڑکی پر غالب آ جاتی۔ گو ہمیشہ نہیں لیکن اکثر!

سینٹبری میں آکے پرل کو اپنی بہن (کیونکہ وہ اسے بہن ہی کہنے لگی تھی) پر زیادہ وہ سہارا ہوتا چلا گیا۔ کیونکہ وہ بچہ کی روزانہ ضرورتوں کو فوراً پورا کر دیتی تھی۔ وہ ڈاکٹر کو پیار سے چچا کہا کرتی تھی۔ وہ اس کے لئے بیٹی ہی برابر تھی۔ جوں جوں وہ بڑی ہوتی گئی اس کے گھر میں اس کی موجودگی اس کی نرمی توجہ بے غرضی ہوشیاری جفاکشی اور معاونت نے ڈاکٹر کو بالآخر اس کے اس قول کی صداقت کرنیکی کر اور دریا میں ڈال من وعن ثابت کرکے دکھا دی۔

بہت سے تعجب کرتے تھے کہ گھر میں دو یتیم بچیاں ہیں اور نہ صرف گھر میں بلکہ سینٹبری میں خوبصورت کنواریوں اور بیواؤں نے ڈاکٹر کو ازدواجی زندگی کے حوصلہ افزا امکانات بھی پیدا کئے لیکن ان سب سے اس کی بے ماں کی بچیوں کو پالنے کی امید والے بہکے کہ ہر لڑکی آ جاتی کے تو پہرہ اس کے اٹھتے ہوئے گھر کے آئندہ لہلہاتے حسن و جمال کیلئے اندھا اور اس ننھی سی کے متعلق وہ بے پرواہ تھا۔ سب [illegible] بچوں کی خبرگیری کے معاملہ میں اس پہ اعتماد تھا کہ وہ اس [illegible] ہونیوالی کی جگہ ایک عمدہ لطف آگین اور اعلیٰ خیالات کی عورت [illegible]
ایک مرتبہ جب ڈاکٹر کو بہت ہی تنگ کیا گیا [illegible]
محسوس ہو [illegible] وہ محروم [illegible]
چھین کر [illegible] دات کے [illegible]
[illegible]
[illegible]

...رت ایک مرتبہ ڈاکٹر نے ہیلن کے باپ کی کچھ سن گن پائی ...لن کی ماں کے مرنے کے بعد اس نے اس خیال کے تلاش ...کو ہی دل سے نکال دیا دونوں بچیاں بے ماں کی رہ گئی تھیں اب ...ان کو بہنوں کی طرح ہی پرورش پانے دینا چاہئے ایسی بہنیں جن کی ...ہیں تو اس دنیا سے اُڑ گئیں تھیں لیکن ان دونوں کا ایک باپ شفیق اور وفادار باپ رہ گیا تھا روکلف میں جب ڈاکٹر ان دونوں قبروں کے پاس کھڑا ہوا ہیں آنکھوں میں آنسو بھرے تھا۔ ان اپنی جان سے پیاری عورتوں سے اور خدا سے جنکے پاس اس کے اعتقاد کے مطابق دونوں کی روحیں موجود تھیں۔ عہد کیا تھا کہ ہیلن اس کی بیٹی ہے اس کی ہر حال میں شریک رہے گی وہ اس کی نگرانی کریگا۔ وہ اس سے اسیطرح نسبت اور اس کی ایسی ہی خبر گیری کریگا جیسے پرل کی وہ عہد اس نے لفظ بلفظ پورا کر دیا۔

ہیلن اسے باپ ہی سمجھتی تھی۔ اسے ابتدائی سالوں میں ایک شخص کی شکل یاد تھی جو خوبصورت اور بے فکر طبیعت کا آدمی تھا۔ ایک لمبا سا آدمی جو گھر میں کم نظر آتا تھا اور اس سے اسکو ایسی محبت نہ تھی جیسی ان بچوں کو ہوا کرتی ہے جن سے پیار کیا جاتا ہے ڈاکٹر کلور کے پاس اسے ہر چیز نصیب تھی۔ محبت نگرانی اور تعلیم اسکے محدود ذرائع کے مطابق کل بچپن کی خوشیاں اور سب سے بڑھکے محبت خوش و خرم گھر اچھی تربیت اور معمولی خوشیوں کے لئے وہ بہت زیادہ ڈاکٹر کی ممنون تھی۔ محبت سب سے بڑی نعمت تھی اور وہ دل و جان سے اس کا جواب محبت ہی میں دینا جانتی تھی۔

جب وہ ۱۸ برس کی ہوئی تو ڈاکٹر نے بغیر کسی غم و غصہ کے اظہار کے اسکی ماں سے اس کے باپ کی بیوفائی کا ماجرا سنایا لیکن یہ نہیں بتایا کہ وہ ایک عورت کے ساتھ جس نے اس کی زندگی تلخ کر دی تھی امریکہ چلا گیا تھا کیونکہ اس نے اس پاک و صاف خیالات کی لڑکی کے دل میں اس ذکر سے تکرار کرنا نہ چاہا اس دنیا کی بیوفائی کی جھلک وہ خود دیکھ لیگی۔ اس نے کہا کہ اب میں نے کلورا معاملہ سنا دیا ہے اگر تم اپنے باپ کی تلاش کرنا چاہو تو میں تمہیں نہیں روکونگا۔ کیونکہ مجھے تیر کوئی قانونی اختیار نہیں گو میں تم سے ایسی ہی محبت کرتا ہوں جیسی پرل سے۔

ہیلن نے اس کا ماتھا چوم کے جواب دیا کہ مجھے معلوم ہے جب میرے باپ نے ہمیں منجدھار میں چھوڑ دیا تھا تو تم نے ہمیں اپنی پناہ میں لیا۔ تمہیں سب سے پہلے مجھ پر اختیار ہے۔ یہی میرا گھر ہے۔ کیوں نہیں ہے؟

ڈاکٹر: بیشک اب بھی ہے اور جب بھی جب تم دنیا میں اپنا گھر خود بنا لو۔

ہیلن نے نہایت وفاداری سے اپنے ماں کے اور اپنے احسان کے بدلے میں اس شخص کی خدمات سے کبھی کوتاہی نہ کی تھی وہ ہر وقت اسکے فائدے اور آرام میں کوشاں ہوتی۔ وہ نہایت حسین تھی گو اتنی نہیں جتنی پرل وہ دلیر با ہمت پاکیزہ خیالات کی با اصول لڑکی تھی وہ اپنی عمر کے مقابلہ میں اپنی عزت قائم رکھنے کی زیادہ فکر میں تھی۔ اس قدر شیریں کلام تھی کہ ہر ایک کو مسحور کر لیتی۔ اس کی دوستی دیر میں حاصل ہوتی لیکن جب حاصل ہو جاتی تو پائیدار ہوتی۔ یکرنگ فرض شناس اور خدا ترس غرضکہ ہمہ صفت موصوف لڑکی تھی! اس وقت اس کی عمر ۲۰ سال کی تھی۔ باقی آئندہ

اصلاح معاشرت

تعلیم یافتہ میاں بیوی

(از جناب مولانا سید ظہور احمد صاحب ایڈیٹر تجلی)

ڈاکٹر عبدالرحیم اور مولانا عبدالکریم دو بھائی صوبۂ بہار کے ایک مشہور شہر میں رہتے ہیں۔ اگرچہ دونوں حقیقی بھائی ہیں لیکن حالات کے لحاظ سے باہم شدید اختلافات رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالرحیم کلکتہ میڈیکل کالج کے اسسٹنٹ سرجن ہیں، دولتمند ہیں، انگریزی معاشرت رکھتے ہیں بیوی بھی نئی روشنی کی ہیں۔ خدا نے اولاد نرینہ کی نعمت سے سرفراز کیا ہے مولانا عبدالکریم مدرسہ عالیہ کلکتہ اور دیوبند کے فارغ التحصیل عالم ہیں۔ باعمل ہیں۔ قرآن و حدیث کے سوا اُن کے ہاں کسی بات کا چرچہ نہیں۔ قدامت پسندی کا یہ عالم ہے کہ ہنوز اُن کے ہاں مٹی کا تیل استعمال نہیں کیا گیا۔ فتیل سوز اور دیئے گھر میں روشن ہوتے ہیں۔ مولانا عبدالکریم کی بیوی بھی انہیں کی طرح پرانے خیال کی ہیں۔ ان کے ہاں بچے تو کئی پیدا ہوئے لیکن صرف ایک لڑکی زندہ رہی جو والدین کی زندگی کا سہارا تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی اپنے والد کی طرح اپنے دونوں بچوں میں سے ایک کو انگریزی اور دوسرے کو عربی پڑھائی۔ بڑا لڑکا عبدالرحمن جب انٹرنس کا امتحان پاس کر چکا تو انہوں نے اُسے تکمیل تعلیم اور بیرسٹری کے لئے ولایت بھیجنا چاہا لیکن عزیزوں کی صلاح یہ ہوئی کہ ولایت بھیجنے سے قبل اس کی شادی ہو جانی چاہئے یہ بات طے شدہ تھی کہ عبدالرحمن کا عقد صغرا بیگم یعنی چچا کی اکلوتی بیٹی سے ہو گا پس کچھ زیادہ اہتمام اور انتظام کی ضرورت پیش نہیں آئی اور یہ تقریب انجام پا گئی۔ دولہا دلہن کی عمروں میں صرف دو سال کا تفاوت تھا۔ یعنی عبدالرحمن کی عمر اٹھارہ سال اور صغریٰ کی عمر سولہ سال تھی۔ دونوں حسین و خوبرو تھے اور اس لئے یہ رشتہ کیا عمر اور حالات ظاہری کی بنا پر ہر طرح مناسب تھا البتہ ایک بات کی ضرورت تھی جو آگے چل کر خطرناک ثابت ہونے والی تھی وہ یہ کہ عبدالرحمن تعلیم یافتہ تھا۔ انگریزی معاشرت کے گہوارہ میں اس نے پرورش پائی تھی۔ ولایت کا عزم رکھتا تھا اور اس لئے بیوی کی تعلیم و تربیت کے متعلق اس کا یہ تخیل تھا صغریٰ اس تخیل کے بالکل برعکس تھی اُسے قرآن کے چند مسائل کے ایک دو رسالوں کے سوا [illegible]

میں ہو تو اسے ایک محبت بھرا خط لکھ سکے۔ عبدالرحمن کو شادی ہوتے ہی بیوی کی یہ خامیاں معلوم ہو گئیں تھیں اور اس نے بہت افسوس کے ساتھ اپنی نارضامندی کا اظہار بھی کر دیا تھا لیکن صغریٰ کے پاس اس کے سوا اور کیا جواب تھا کہ ان خامیوں کے ذمہ دار اس کے والدین ہیں۔

۲

شادی کو ایک ماہ گزرا تھا کہ عبدالرحمن کم از کم پانچ سال کے لئے ولایت روانہ ہو گیا عبدالرحمن کے جانے کے بعد صغریٰ بدستور اپنے والدین کے ہاں رہنے لگی۔ اس کی ساس کبھی کبھی دو چار دن کے لئے اسے اپنے پاس بلا لیتی تھیں۔ صغریٰ نہایت ذہین۔ ہوشمند اور عاقبت اندیش لڑکی تھی۔ وہ ایک ماہ کے عرصہ میں شوہر کے مزاج سے اچھی طرح واقف ہو گئی تھی اور جانتی تھی کہ جب تک میں اس کی ہم خیال ہم رنگ اور ہم مذاق نہ بنوں گی اس وقت تک زندگی خوشگواری کے ساتھ بسر کرنا محال ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے اُسے تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت تھی۔ باپ سے تو وہ کچھ کہہ نہیں سکتی تھی لیکن ماں کو اس نے نشیب و فراز سمجھا کر اپنی تعلیم پر رضامند کر لیا۔ مولانا عبدالکریم کو اپنے والد کی جائداد سے جو حصہ ملا تھا اس کی آمدنی تقریباً سو روپے ماہوار تھی۔ ان کے اخراجات بہت محدود تھے اس لئے اتنی آمدنی بھی ضرورت سے زیادہ ثابت ہوتی تھی۔ مولانا صاحب کو آمد و خرچ سے کچھ سروکار نہ تھا۔ یہ سب انتظامات براہ راست بیوی کی ذات سے وابستہ تھے۔ پس اُن کو گنجائش تھی کہ دس بیس روپے ماہوار بیٹی کی تعلیم پر خرچ کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے پچیس روپے ماہوار اور خوراک پر ایک معلمہ حاصل کر کے صغریٰ کی باقاعدہ نوشت و خواند کا انتظام کر دیا۔

۳

صغریٰ میں وہ تمام خوبیاں تھیں جو ایک ہونہار طالب علم میں ہونی چاہئیں۔ وہ ذہین تھی۔ شوقین تھی۔ محنتی تھی اور ہی معلمہ کا خوشگوار نتیجہ یہ نکلا کہ چھ ماہ کے عرصہ میں اردو نوشت و خواند سے وہ اچھی طرح واقف ہو گئی۔ اب موجودہ معلمہ اس کے لئے بیکار تھی لہذا ایک دوسری معلمہ کو جو اردو کے ساتھ فارسی بھی جانتی تھی۔ پچیس روپے ماہوار [illegible]

[illegible]

[illegible] حاصل کرنے کے بعد صغریٰ نے کتب بینی شروع کی۔ زنانہ اخبارات رسائل اپنے نام جاری کرائے۔ مشہور مصنفین کی کتابیں منگائیں اور اس وسیع مطالعے سے اس کے دماغ نے بہترین تربیت حاصل کی۔ وہ عاقبت اندیش تو پہلے ہی سے تھی اب اعلیٰ درجہ کی روشن خیال بھی ہو گئی اخباری مطالعے سے اسے بہت فائدہ پہنچا۔ ہر دانشمند دوسروں کے حالات معلوم کر کے اور کتابیں پڑھکر سب سے پہلے اپنی ذات کو فائدہ پہنچاتا ہے پس صغریٰ نے دماغ کی روشنی میں سب سے پہلے اپنے آپ کو دیکھا اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میرا شوہر انگریزی تعلیم یافتہ ہے۔ اب وہ بیرسٹر بن کر آئے گا اور ولایت کی معاشرت اس کے دل و دماغ میں سرایت کر چکی ہوگی۔ ایسی حالت میں میرا کندہ ناتراش ہونا کسی طرح مناسب نہیں اگر وہ پانچ سال کے عرصہ میں بی اے اور بیرسٹر بن سکتا ہے تو میں پانچ سال کا قیمتی زمانہ کیوں ضائع کروں۔ میں اپنے گھر میں رہکر جو کچھ ترقی کر سکتی ہوں اس کے لئے ضرور کوشش کرنی چاہیے۔

۴

اردو فارسی میں بقدر ضرورت واقفیت حاصل کرنے کے بعد دوسرے سال صغریٰ نے انگریزی پڑھنے کا خیال ظاہر کیا لیکن کوئی مسلمان معلمہ نہ مل سکی مجبوراً ایک مشنری لیڈی کو بیس روپے ماہانہ پر دو گھنٹے کے لئے مقرر کیا۔ اس کا نام مس میری تھا نہایت خلیق خدا ترس اور ملنسار تھی اس نے بڑی شفقت کے ساتھ صغریٰ کو پڑھایا۔ اگرچہ وہ دو گھنٹہ کے لئے آتی تھی لیکن صغریٰ روزانہ سولہ گھنٹہ کام کرتی تھی۔ اس کے شوق کی کچھ حد نہ تھی اور بہترین تندرستی اس شوق کو عملی صورت میں لانے کیلئے ہر وقت تیار رہتی تھی۔ تعلیم کی صورت یہ تھی کہ مس میری سے تھوڑا پڑھتی تھی لیکن آسان انگریزی کتابیں ڈکشنری کی مدد سے بطور خود دیکھا کرتی تھی اور جس لفظ کا تلفظ یا صحیح مطلب سمجھ میں نہیں آتا تھا اُسے مس میری سے دوسرے دن دریافت کر لیتی تھی۔ ایک سال کی لگاتار محنت کا نتیجہ یہ ہوا کہ صغریٰ کو دو ڈھائی ہزار انگریزی الفاظ اور ان کا طریق استعمال معلوم ہو گیا۔ انگریزی کے مبصرین کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو دو ہزار انگریزی الفاظ معلوم ہوں تو وہ اظہار مدعا میں قاصر نہیں رہتا صغریٰ نے اس خیال کا عملی ثبوت پیش کیا یعنی وہ مس میری سے بے تکلف انگریزی بولتی تھی اس کا لہجہ بالکل انگلش لیڈیوں کی طرح تھا مس میری بی اے تھی اور پانچ سال ولایت میں رہ چکی تھی اس لئے وہ صغریٰ کی [illegible] کے لئے بہت کافی تھی۔ صغریٰ کو مس میری سے صرف علمی فائدہ ہی نہیں [illegible] نے انگریزی معاشرت کے متعلق بھی وسیع معلومات حاصل کی [illegible] مس میری کی رہنمائی کے مطابق بالکل انگریزی انداز پر [illegible] کی ترتیب دی۔ انگریزی کھانوں کی [illegible] مس میری سے معلوم [illegible]

رہکر اور یہ دیکھکر کہ صغریٰ اس حکے بغیر اپنی سسرال میں صابر و لعزیزی اور وقار حاصل نہیں کر سکتی انہوں نے کچھ مخالفت بھی نہیں کی۔

۵

صغریٰ کی طبیعت میں اخباری مذاق تو پیدا ہو چکا تھا۔ انگریزی پڑھکر اور مس میری کی صحبت میں رہکر اس مذاق نے اور ترقی کی۔ اس نے مس میری کے مشورے سے کئی انگریزی اخبار اور رسالے اپنے نام جاری کرائے اول اول وہ ان اخبارات کو بھی ڈکشنری کی مدد سے پڑھتی تھی لیکن چند ماہ کے بعد اُسے کافی مشق ہو گئی۔ دو سال کی کوشش و محنت نے صغریٰ نے ایسی استعداد بہم پہنچائی کہ وہ انگریزی میں مضمون لکھنے لگی۔ مس میری جو دو تین ناولوں کی مصنفہ تھی اور اعلیٰ درجہ کا ادبی مذاق رکھتی تھی ان مضامین کو درست کر کے اخبارات و رسائل میں اشاعت کے لئے بھیجدیتی تھی رفتہ رفتہ صغریٰ کو مضمون نویسی کی مہارت بھی ہو گئی۔ اس کے پاس رنگین خیالات اور تاریخی معلومات کی کمی تھی لیکن مس میری نے اُسے مضمون نویسی کے ایسے طریقے بتا دیئے تھے کہ اُسے کوئی زحمت واقع نہیں ہوتی تھی اس کے مضامین زیادہ ہندوستانی عورتوں کی معاشرت پر ہوتے تھے جس سے وہ خوب واقف تھی۔ یہ باتیں ہندوستانیوں کے لئے تو کچھ زیادہ موثر نہ تھیں لیکن انگریز خواتین کے لئے نہایت دلچسپ تھیں مس میری کے ذریعے صغریٰ کی شناسائی کئی مشنری اور عیسائی تعلیم یافتہ لیڈیوں سے ہو گئی تھی۔ مثلاً ڈاکٹر ولیم کی بیٹیاں۔ مسٹر کین جوائنٹ مجسٹریٹ کی بیوی اور سالی۔ مسز جورزن۔ مس جیرڈ وغیرہ اکثر اس کے پاس آتی تھیں۔ صغریٰ نے اس ملاقات سے فائدہ اٹھانے کی بہترین صورت یہ قائم کی کہ ایک انجمن کی بنیاد ڈالی جس کا جلسہ مہینہ میں ایک دفعہ منعقد ہوتا تھا اور ممبران انجمن مختلف عنوانوں پر تقریریں کرتے تھے۔ صغریٰ کو ابتدا میں تو کچھ پس و پیش ہوا لیکن رفتہ رفتہ وہ بھی تقریر کرنے لگی۔ اور سال بھر کے بعد تو یہ حالت تھی کہ اس کی تقریر سنکر انگریز خواتین حیرت زدہ رہ جاتی تھیں۔

۶

مسٹر عبد الرحمن نے ولایت پہنچکر آکسفورڈ یونیورسٹی سے بی اے کا امتحان پاس کیا اور اس کے بعد وہ قانون پڑھنے لگے۔ اس نو عمری کے باوجود اُن کے خیالات میں پختگی اور مزاج میں دور اندیشی تھی۔ ولایت کی آب و ہوا نے ان پر اثر کیا اور بیوی کے متعلق ان کا خیال پہلے سے زیادہ بلند ہو گیا۔ انہوں نے تعلیم یافتہ انگریزی خواتین کا مقابلہ اپنی ناخواندہ دہقانی بیوی سے کیا تو بے اختیار اُن کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوا کہ ولایت میں دوسری شادی کر کے اس رسم کو تازہ کریں جو بعض ناعاقبت اندیش مسلمان نوجوانوں کی زندگی برباد کر چکی ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایک مس صاحبہ سے تعلقات [illegible] کر لئے۔ لیکن معاملات شادی کے [illegible]

اور وہ بھی اس طرح کہ مس صاحبہ جب اپنے والد کے ہمراہ جو ہندوستان میں ایک بڑی فرم کے مینجنگ پروپرائٹر تھے ہندوستان آئیں تو اُس وقت یہ تقریب نکاح پائے گی۔ المختصر پانچ سال کے عرصہ میں اپنا تعلیمی کورس پورا کرکے اور انگلستان کے ساتھ ساتھ فرانس کے جال خیز رقبہ پر سرسری نظر ڈالتے ہوئے وہ ہندوستان واپس آئے۔ مسٹر عبدالرحمن کو واپسی کے وقت سب سے زیادہ جس بات کا خیال تھا وہ یہ تھی کہ انہیں ایک ناتعلیم یافتہ پرانی وضع کی ہندوستانی بیوی کے ساتھ زندگی بسر کرنی پڑے گی۔ اُن کو خبر نہ تھی کہ جس طرح پانچ سال کی مدت نے انہیں ایک معمولی طالب علم کی حدوں سے آگے بڑھا کر ایک عمل انسان بنا دیا ہے اُسی طرح اُن کی بیوی بھی اپنی اعلیٰ دماغی قابلیت اور کوشش و محنت کی بنا پر کچھ سے کچھ ہو گئی ہے۔

صغریٰ نے مسٹر عبدالرحمن کی آمد سے ایک ماہ پہلے سسرال میں رہنا شروع کیا تھا۔ اس نے ان کمروں کو جو اُس کے اور اُس کے شوہر کے لئے مخصوص کئے گئے تھے انگلش تکلفات سے آراستہ کیا تھا اور ان کو دیکھنے کے بعد یہ فیصلہ دشوار تھا کہ یہ ایک یوروپین گھر ہے یا ہندوستانی۔ خود اُس کا لباس بھی یوروپین تھا۔ اس پانچ سال کے عرصہ میں اُس کے حُسن و شباب نے غیر معمولی ترقی کی تھی اور اس لئے یوروپین لباس میں وہ بالکل یوروپین لیڈی نظر آتی تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ مسٹر عبدالرحمن اپنے ہمراہ ولایت سے کوئی میم کر لیتے آئے ہیں۔ مسٹر عبدالرحمن کی آمد پر اُس نے اپنی عیسائی سہیلیوں کو بھی بلا لیا تھا تاکہ وہ شان و شوکت کے ساتھ اپنے شوہر کو خیر مقدم کہہ سکے اور ایک مختصر دعوت کا بھی انتظام کیا تھا۔ مسٹر عبدالرحمن جب ان لوگوں سے ملا تو اپنی بیوی کو پہچان نہ سکا کیونکہ اسکی آنکھیں جس ہندوستانی دلہن سے آشنا تھیں وہ اب ایک انگریزی لیڈی بنی ہوئی تھی اور انگریزی میں بے تکلفانہ گفتگو کر رہی تھی۔ تھوڑی دیر تک اُس نے صبر کیا۔ اور بالآخر اس نے ان خواتین سے اپنی بیوی کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے اس سوال کا جواب لیڈیوں نے ایک فرمایشی قہقہہ سے دیا اور پھر صغریٰ نے آگے بڑھ کر متبسم لبوں اور شرارت آمیز آنکھوں کے ساتھ شوہر کو بتایا کہ

"آپ کی کنیز صغریٰ میں ہوں"۔

سیرت باقی پر اکابرینِ ملت و ممتاز اخبارات کی رائیں

دہلی کے مشہور رسالہ عصمت کی رائے:۔

سیرت باقی: حضرت خواجہ باقی باللہ دہلی میں ایک بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں حافظ سید عزیز حسن صاحب اڈیٹر پیشوا نے ان کے حالات زندگی بہت محنت و قابلیت سے جمع کر کے سیرت باقی کے نام سے شائع کئے ہیں۔ صوفیانہ مذاق رکھنے والوں کے لئے اس قابل قدر کتاب کا مطالعہ بہت کچھ باعث دلچسپی ہے کاغذ وغیرہ عمدہ ہے ضخامت ۱۲۰ صفحے ہیں قیمت ۱۲/ منیجر صاحب رسالہ پیشوا دہلی سے ملتی ہے۔

آریہ سماج کے مشہور اخبار پارس کی رائے:۔

سیرت باقی: حافظ عزیز حسن صاحب بقائی مدیر پیشوا دہلی بڑے زبردست لکھنے والوں میں سے ہیں آپ کی تحریروں میں ایک خاص خطیبانہ جوش پایا جاتا ہے جس سے انسان بہت مرعوب ہو جاتا ہے۔ "پیشوا" کے ذریعہ آپ مسلمانوں کی بڑی خدمت کر رہے ہیں۔ جس آزادی اور بے باکی سے اہم معاملات پر آپ قلم اٹھاتے ہیں وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ ابھی حال میں آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب کی مکمل سوانح عمری شائع کی ہے جس میں خواجہ صاحب کی زندگی کے حالات۔ خصائل و شمائل اور اشعار کو نہایت سلیس زبان میں قلمبند کیا ہے۔ خواجہ صاحب نقشبندیہ سلسلہ کے بہت بڑے بزرگ تھے اور آپ نے ہندوستان میں اشاعت اسلام کا بہت کام کیا ہے۔ بزرگ خواہ کسی مذہب کے ہوں۔ ان کے حالات زندگی اور کاموں سے استفادہ حاصل کرنا ہر انسان کے لئے ضروری ہے۔ ہم بقائی صاحب کو آپ کی اس نادر کتاب کی تصنیف پر ہدیہ مبارک پیش کرتے ہیں۔ کتاب میں خواجہ صاحب کے مزار کا فوٹو دیا گیا ہے بقائی صاحب نے اپنی زندگی کے مختصر حالات بھی مع فوٹو درج کئے ہیں۔ لکھائی چھپائی کاغذ نہایت اعلیٰ سرورق دبیز کاغذ پر چھپا ہے حجم ۱۱۶ صفحے قیمت ۱۲/ ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ پیشوا پوسٹ بکس نمبر ۱۰ دہلی۔

اخبار کشمیری کی رائے:۔

حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی اویسیؒ کے مکمل حالات (مصنفہ حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی نقشبندی اڈیٹر پیشوا دہلی) یہ کتاب ایسے ... [illegible] ... جن سے حضرت مجدد الف ثانیؒ ... [illegible] ... حاصل کیا تھا۔ ... [illegible] ... کے اخلاق و خصائل ... [illegible] ... اولیائے کرام ... [illegible] ... قوم کی ... [illegible] ... سکتے ہیں

ہے صوفیائے عظام کے سبق آموز سوانحات ضرور پڑھنے چاہئیں۔ لکھائی چھپائی نہایت روشن اور دیدہ زیب ہے۔ منیجر رسالہ پیشوا دہلی سے ۱۲/ کو منگوایئے۔

قادیانیوں کے مشہور اخبار پیغام صلح کی رائے:۔

سیرت باقی۔ اس کتاب میں حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر رسالہ پیشوا دہلی نے مختلف کتب سے مدد لیکر حضرت سید رضی الدین احمد المعروف بہ خواجہ غریب نواز باقی باللہ نقشبندی کے سوانح حیات۔ مجرب اعمال و اشغال اور اوراد و وظائف یکجا جمع کئے ہیں۔ کتاب کے بعض حصے نہایت ہی دلچسپ ہیں خصوصاً وہ حصے جہاں آپ کے حسن اخلاق کا ذکر ہے آپ کے بعض مشہور خلفا کے مختصر حالات بھی اس میں درج کئے گئے ہیں درگاہ خواجہ کی عکسی تصویر اور جناب خواجہ حسن نظامی کا دیباچہ شروع میں موجود ہے۔ آخر میں مؤلف نے اپنی مختصر سرگزشت اور عکسی تصویر دی ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ نفیس۔ ضخامت علاوہ سرورق ۱۱۶ صفحات قیمت صرف ۱۲/ ملنے کا پتہ یہ ہے: منیجر رسالہ پیشوا دہلی

الانصار دیوبند کی رائے:۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے اولیائے کاملین میں سے گزرے ہیں حضرت مرشد آفاق امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے شیخ تھے امام ربانی قدس سرہٗ اپنے مکتوبات کے شروع میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں لکھتے ہیں:۔

"ہو الشیخ الکامل المکمل الواصل الی اقصیٰ درجات الولایۃ الہادی الی طریق اندراج النہایت فی البدایۃ مؤید الدین الرضی شیخنا و امامنا الشیخ محمد الباقی النقشبندی الاحراری قدس اللہ الاقدس و بلغہ سبحانہ الی اقصیٰ ما یتمناہ۔"

حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی نقشبندی مدیر پیشوا دہلی نے سیرت باقی کے نام سے حضرت خواجہ کے سوانح حیات لکھے ہیں۔ یہ کتاب نہایت مفید، موجب ہدایت و انشراح صدر ہے۔ اس تالیف میں حضرت خواجہ کے مشہور خلفاء کا تذکرہ بعض سورۂ قرآنی کی صوفیانہ تفسیر کچھ ملفوظات و ارشادات اور چند مکتوبات کا ترجمہ ہے امید ہے کہ سالکین اس قیمتی تالیف سے فائدہ اٹھائیں گے۔ کتاب کی لکھائی چھپائی اور کاغذ سب دیدہ زیب ہے صفحات ۱۲۰ قیمت ۱۲/ سید حسن ... [illegible] ... منیجر رسالہ پیشوا پوسٹ بکس نمبر ۱۰ دہلی سے مل سکتی ہے۔

صوفیوں کے مشہور رسالہ نظام المشائخ کی رائے:۔

سیرت باقی: حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر رسالہ پیشوا دہلی ... [illegible] ... اس کتاب میں حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی ... [illegible] ...

شائع فرماتے ہیں اس زمانہ میں جبکہ صحیح احادیث اسلام کو لوگوں نے پس پشت ڈال دیا ہے اور ہر قسم کی لغویات اور خرافات اسلام کے نام سے اختیار کرتے جاتے ہیں ایسی کتابوں کی سخت ضرورت ہے جو مسلمانوں کو صراط مستقیم دکھا سکیں اور مقام مسرت ہے کہ حافظ عزیز حسن صاحب بقائی نے اپنے جد امجد کی سیرت لکھ کر وقت کی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہمیں حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی اس رائے سے کامل اتفاق ہے کہ "بقائی صاحب نے اس خدمت کو انجام دیکر نہ صرف اپنا خاندانی فرض پورا کیا ہے بلکہ اُن تمام مسلمانوں پر یہ ایک احسان ہے جو ہندوستان میں اور دنیا میں تصوف اور اہل تصوف کا بقا چاہتے ہیں۔"

جو چیز اس کتاب کو اسی قسم کے دوسرے تذکروں سے ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اس میں حضرت خواجہ باقی باللہ کی کرامات اور خرق عادات باتوں کا ذکر بہت کم ہے اور زیادہ تر آپ کی تعلیم، آپ کے اخلاق اور اشغال کا بیان ہے جس کی اس زمانہ کے مادہ پرست مسلمانوں کو زیادہ ضرورت ہے۔

سیرت باقی کی قیمت ۱۲؍ ہے اور دفتر رسالہ پیشوا دہلی سے ملے گی۔

وہابیوں کے مشہور اخبار توحید امرتسر کی رائے :-

"سیرت باقی" یہ کتاب حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر پیشوا دہلی کی تالیف ہے جس میں حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب نقشبندی قدس سرہ کی پاکیزہ زندگی کے حالات پوری شرح وبسط کے ساتھ اور دلچسپ پیرایہ میں درج کئے گئے ہیں اور اس کے ساتھ ان کے مجرب اعمال، اشغال، اوراد وظائف بھی دیئے ہیں۔

حضرت خواجہ صاحب کے حالات کے علاوہ آپ کے صاحبزادہ اور خلفائے خاص کے مختصر تذکرے بھی موجود ہیں کتاب اصل موضوع کے لحاظ سے قابل تحسین ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر اس کے شروع میں حضرت خواجہ رح اور حضرت مجدد رح کی زندگیوں کا مقابلہ نہ کیا گیا ہوتا۔ کتاب کی کتابت طباعت اچھی ہے کاغذ بھی عمدہ ہے قیمت ۱۲؍ ملنے کا پتہ منیجر رسالہ پیشوا دہلی

مخزن بجناب مولانا ابوالاثر صاحب حفیظ جالندھری مخزن کے سالگرہ نمبر میں ارشاد فرماتے ہیں :-

"سیرت باقی" سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر پیشوا دہلی نے اس کتاب میں قدوۃ السالکین خواجہ خواجگان حضرت خواجہ رضی الدین احمد عرف غریب نواز خواجہ باقی باللہ نقشبندی اویسی کے حالات زندگی قلم فرمائے ہیں ہم نے اس کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے۔ لائق مصنف نے حضرت خواجہ کے حالات بیان کرنے میں نہایت حسن عقیدت اور واقعہ نویسی کا ثبوت دیا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ حضرت خواجہ کے قابل قدر حالات پر اس سے بہتر کتاب [illegible] موجود نہیں ہے۔ بقائی صاحب [illegible]

کیا گیا ہے۔ الحق کہ ایسی کتاب کا انتساب ایسے بزرگ و محترم کے ساتھ بہت ہی مناسب تھا شروع میں حضرت خواجہ باقی باللہ رح کے مزار کا عکس ہے اور آخر میں مصنف کا فوٹو۔ کتاب ۲۰۰ صفحات پر ختم ہوئی ہے قیمت ۱۲؍ ملنے کا پتہ سید حسن انیس منیجر رسالہ پیشوا دہلی

لاہور کے مشہور ادبی رسالہ نیرنگ خیال کی رائے :-

سیرت باقی "جناب حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی نقشبندی مدیر پیشوا دہلی نے خواجہ خواجگان حضرت خواجہ رضی الدین احمد عرف خواجہ غریب حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی اویسی کے حالات زندگی لکھے ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ کے بانی کی یہ مستند سوانحعمری ہے۔ جس کے مطالعہ سے ایمان و اعتقاد میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور اسلام کی حقانیت دل میں مضبوطی سے جگہ پکڑ لیتی ہے بزرگان دین کے صحیح حالات کا مطالعہ ہر مسلمان پر فرض ہے اور پھر ایک ایسے بزرگ دین کے حالات جو ولی اللہ تھے۔ اور جنہوں نے ہندوستان میں اسلام کی برکات پھیلانے کا بہت بڑا کام کیا تھا سلسلہ نقشبندیہ کے ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ اپنے رہنما کے حالات کا بغور مطالعہ کرے۔ کاغذ لکھائی چھپائی خوب ہے۔ حجم سوا سو صفحہ۔ قیمت صرف ۱۲؍ مجلد ہے۔ حضرت باقی باللہ کے مزار شریف کی تصویر بھی شامل کتاب ہے۔ دفتر رسالہ پیشوا دہلی سے طلب کیجئے۔

جامعہ ملیہ کے آرگن جامعہ کی رائے :-

"سیرت باقی" مصنفہ سید عزیز حسن صاحب بقائی۔ حجم ۱۲۶ صفحہ قیمت ۱۲؍ ملنے کا پتہ:۔ سید حسن انیس صاحب منیجر رسالہ پیشوا۔ پوسٹ بکس ۲۸ دہلی

اس کتاب میں حضرت خواجہ باقی باللہ کی زندگی کے حالات سلیس عبارت میں بیان کئے گئے ہیں اور چند مکتوبات بھی ہیں جو مختلف بزرگوں کے نام لکھے گئے تھے کتاب سے پہلے مصنف کا دیباچہ ہے جس میں کتاب کے اغراض بتلائے گئے ہیں اور ایک مختصر سا تعارف خواجہ حسن نظامی صاحب کے قلم سے ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ قابل اطمینان ہے۔ جو حضرات تصوف کا مذاق رکھتے ہیں اُن کے لئے اس کتاب کا مطالعہ بہت دلچسپ ہے۔

علامہ سید سلیمان صاحب ندوی معارف اعظم گڑھ میں رقمطراز ہیں :-

سیرت باقی، اس نام سے جناب حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر پیشوا دہلی نے حضرت خواجہ باقی باللہ خواجہ رضی الدین دہلوی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی لکھے ہیں اور اس کی تالیف میں مختلف قلمی اور مطبوعہ کتابوں سے مدد لی ہے، عبارت صاف رواں ہے، سوانح کی ترتیب مناسب ہے [illegible] میں خواجہ صاحب کی تفسیر اور بعض مکتوبات کے ترجمے ہیں [illegible] کا ذکر ہے مصنف نے خواجہ صاحب کے حالات کے [illegible]



لا تحزن ان اللہ معنا
ایڈیٹر سید عزیز حسن بقائی
قیمت فی پرچہ

حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی کی
ادبی تاریخی اسلامی مذہبی
کتابوں کی فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی تاریخ

میلاد نامہ اسلامی تاریخ کا پہلا حصہ ہے۔ ایک سو چھتیس صفحے ہیں۔ لکھائی چھپائی عمدہ ہے کاغذ سفید اور چکنا ہے۔ پانچ دفعہ چھپا ہے۔ ایک ہی کتاب کے اندر دو حصے ہیں۔ میلاد شریف کی محفلوں میں پڑھا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت شریف کا پورا تاریخی تذکرہ ہے قیمت [illegible]

محرم نامہ اسلامی تاریخ کا دوسرا حصہ۔ ایک سو [illegible] صفحے کی کتاب ہے جو [illegible] لکھائی چھپائی صاف ہے کاغذ سفید ہے اور سب تفصیل بیانات یہ ہیں۔ وفات رسول صلعم اور خلافت کا جھگڑا۔ حدیث قرطاس کی بحث۔ حضرت ابوبکر کی خلافت حضرت عمر کی خلافت۔ حضرت عثمان اور حضرت علی کی خلافتیں اور تمام جھگڑوں کی تفصیل۔ شروع اسلام کے چھ شہید۔ حضرت عثمان کی شہادت حضرت علی کی شہادت حضرت امام حسن کی شہادت۔ جمل اور صفین کی لڑائیوں کا پورا بیان۔ خارجیوں کا خروج۔ حکومت اسلام کی [illegible] یزید کی تخت نشینی حضرت مسلم کی شہادت۔ ان کے دو بچوں کی شہادت حضرت امام حسین کا سفر کوفہ۔ حضرت امام حسین کی شہادت [illegible] کے تمام دردناک واقعات۔ یزید کے دربار میں فاطمی قیدیوں کا جانا قیمت [illegible]

یزید نامہ اسلامی تاریخ کا تیسرا حصہ۔ ایک سو اکیاون صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی صاف کاغذ اعلیٰ درجہ کا اس کتاب میں [illegible] کی پوری تاریخ ہے اور ہر بادشاہ کی زندگی [illegible] زندگی کو وضاحت و صفائی سے بیان کیا گیا ہے۔ اسلامی تاریخ کے یہ تینوں حصے اکثر مقامات میں لڑکوں اور لڑکیوں کو بطور کورس کے پڑھائے جاتے ہیں۔ ان سب کی زبان نہایت آسان ہے اور واقعات نہایت [illegible] قیمت [illegible]

[illegible] اسلامی تاریخ کا [illegible] ایک سو چالیس صفحے کی کتاب ہے [illegible]

دکن کی اسلامی تاریخ حضرت خواجہ صاحب [illegible] ہندوستانی تاریخ سلاطین [illegible] ذریعہ [illegible] کی ہے جو [illegible] تمام [illegible] کی تاریخ [illegible] کے فضل سے اب تک اسلامی حکومت قائم ہے۔

اس تاریخ کا پہلا حصہ [illegible] شائع ہوا ہے [illegible] ہندوستان کے وقت سے [illegible] مغلیہ خاندان کے بادشاہ تک کا مفصل تذکرہ ہے [illegible] لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا [illegible] قیمت [illegible]

کرشن بیتی ہندو بھائیوں کی کتاب۔ یہ ایک سو بانوے صفحے کی کتاب ہے اور [illegible] چھپی ہے۔ اس کا ترجمہ مرہٹی، گجراتی، ہندی زبانوں میں ہو چکا ہے۔ [illegible] مشہور [illegible] سری کرشن جی کی سوانح عمری ہے۔ کسی مسلمان نے [illegible] سری کرشن جی کے حالات اس تفصیل اور صفائی سے نہیں لکھے [illegible] یہ کتاب بہت مقبول ہوئی قیمت [illegible]

بیگمات کے آنسو غدر دہلی کے افسانوں کا پہلا حصہ [illegible]

[illegible]

[illegible] میں ان خطوں کا ترجمہ شائع ہوا ہے [illegible] انگریزی میں جسکا قرآن نے دہلی کے [illegible] بھیجے تھے۔ ان خطوں میں بعض [illegible] ضخامت ۲۲ صفحے لکھائی چھپائی [illegible] کے اندر ہیں قیمت ۳/

بہادر شاہ کا مقدمہ

[illegible] کا پہلا حصہ [illegible] دو سو اسی صفحے کی کتاب ہے لکھائی چھپائی بھی اچھی اور کاغذ بھی اچھا ہے۔ یہ غدر دہلی کے حالات میں نہایت دردناک کتاب ہے جس میں اس مشہور مقدمہ کا حال ہے جو مغلوں کے آخری شہنشاہ ابو ظفر بہادر شاہ پر بالزام بغاوت چلایا گیا تھا اور جس کی پیشیاں مدت تک ہوتی رہیں ہندو مسلمانوں کی گواہیاں ہوئیں۔ خود بہادر شاہ کا بیان ہوا۔ اور دوران مقدمہ میں ایسے عجیب و غریب خفیہ راز منکشف ہوئے جن کا حال کسی کو معلوم نہیں تھا۔ غرض یہ کتاب شروع سے آخر تک واقعات تاریخی کا حسرت ناک مرقع ہے جسکو پڑھکر ہر شخص کو معلوم ہو جاتا ہے کہ بہادر شاہ کو کیونکر رنجایا گیا۔ اور پھر خود [illegible] اسلامی سلطنت کا [illegible] کیا [illegible] ایک ہی ہے قیمت ۱۲/

گرفتار شدہ خطوط

غدر دہلی کے افسانوں کا پانچواں حصہ۔ اس مجموعہ میں وہ خط و کتابت شامل کی گئی ہے جو غدر ۱۸۵۷ء میں بہادر شاہ اور غدر کرنیوالوں کے درمیان ہوئی اور جس کو قلعہ دہلی سے انگریزوں نے گرفتار کیا ۱۵۲ صفحے کی کتاب ہے کاغذ بھی اچھا ہے اور لکھائی اور چھپائی بھی۔ اس کتاب سے غدر کی تمام خفیہ کارروائیاں نظروں کے سامنے آجاتی ہیں اور غدر کے ہر ممبر کا طرز عمل علیحدہ علیحدہ تفصیل کے ساتھ معلوم ہو جاتا ہے۔ نہایت دلچسپ ہے۔ اور نہایت موثر۔ قیمت ۸/

غدر دہلی کے اخبار

غدر دہلی کے افسانوں کا چھٹا حصہ۔ یعنی غدر ۱۸۵۷ء کے اُن اخبارات کے اقتباسات جو زمانہ غدر اور اس سے پہلے شائع ہوتے تھے اور [illegible] کہ اُن کا کیا حصہ بغاوت کرانے میں ان [illegible] دخل تھا۔ ان سب کا مجموعہ ایک جگہ شائع کیا گیا ہے نہایت [illegible] صفحے [illegible] کاغذ [illegible] اعلیٰ درجہ کا قیمت ۸/

[illegible] غالب کی تحریریں [illegible]

جو دہلی والوں کو پیش آئے۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ [illegible] نہایت نفیس [illegible] کتاب [illegible] مصائب کا تاریخی بیان ہوا ہے اور [illegible] کی لکھی ہوئی [illegible] جمع کیا گیا ہے [illegible] پھانسیاں۔ بہادر شاہ کی گرفتاری [illegible] ان کے لڑکوں کا قتل کیا جانا اور ہڈسن صاحب کا خون پینا۔ عورتوں کا فدیہ [illegible] اس میں بہادر شاہ بادشاہ۔ شہزادہ جواں بخت۔ میرزا فخرو ولیعہد [illegible] کمانڈر انچیف۔ حکیم احسن اللہ خان۔ نواب حامد علی خان۔ میرزا الٰہی بخش [illegible] محبوب علی خاں اور بادشاہ کے دربار عام کی تصاویر ہیں اور بادشاہ کی وہ دردناک تصویر بھی ہے جو بحالت قید رنگون میں اس وقت لی گئی تھی جبکہ وہ جاں کنی میں مبتلا تھے اور جس کے چند منٹ بعد وہ مر گئے۔ قیمت ۱۲/

دہلی کا آخری سانس

غدر دہلی کے افسانوں کا نواں حصہ ابھی حال میں چھپا ہے نہایت ہی دردناک اور موثر و معتبر قیمت ۸/ ۱۵
دسواں حصہ بھی تیار ہے جسکا نام "غدر دہلی کی صبح شام" ہے۔ قیمت ۸/

ذکر غوث پاک محفلنامہ گیارہویں شریف

حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی کی مفصل سوانح عمری۔ اور گیارہویں شریف کی محفلوں میں پڑھنے کے لئے سب سے زیادہ معتبر کتاب نظم و نثر سے آراستہ ۸۸ صفحے کاغذ لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی قیمت ۱۲/

زنانہ تعلیم کی کتابیں

ذیل میں وہ کتابیں درج کی جاتی ہیں جو عورتوں اور بچوں کی تعلیم و تربیت کے واسطے مفید ہیں اور سب خواجہ صاحب کی لکھی ہوئی ہیں۔

بیوی کی تعلیم

پہلا حصہ۔ یہ کتاب پانچ دفعہ چھپی ہے ضخامت ۲۱۶ صفحے کاغذ معمولی لکھائی بہت کشادہ تاکہ عورتیں اور بچے پڑھ سکیں قیمت ۱۲/

بیوی کی تربیت

زنانہ تعلیم کا دوسرا حصہ ضخامت ۱۲۰ صفحے کاغذ درمیانہ لکھائی چھپائی صاف۔ اس میں مختلف لوگوں کے بیان ہیں مصنف کی بیوی خواجہ بانو صاحبہ نے حسب ذیل سولہ سوالات اخبارات میں شائع کرائے تھے۔ مشہور عورتوں نے ان کے جوابات لکھے وہ سب اس کتاب کے اندر ہیں۔ قیمت ۸/

اولاد کی شادی

زنانہ تعلیم کا تیسرا حصہ ضخامت ۱۰۰ صفحے لکھائی چھپائی اعلیٰ کاغذ [illegible] شادی کے [illegible]

[illegible] مکمل [illegible] کی قابلیت [illegible] کی خاص [illegible]
[illegible] قیمت [illegible]

بچوں کی کہانیاں باتصویر

ضخامت مع تصاویر [illegible] صفحے بیس (۲۰) سے زیادہ تصویریں ہیں۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی۔ تصویریں جاپان میں بنا کر چھپوائی گئی ہیں۔ نہایت عمدہ اور بچوں کے لئے پسندیدہ۔ یہ کتاب [illegible] اہلیہ خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی ہے۔ اس میں وہ دلچسپ کہانیاں ہیں جو دہلی کے شریف گھرانوں میں ننھے بچوں کے سامنے کہی جاتی ہیں۔ لڑکیاں اور لڑکے شوق سے اُنکو پڑھتے ہیں۔ قیمت ۱۰/

جگ بیتی کہانیاں

ضخامت ۸۰ صفحے کاغذ عمدہ۔ چھپائی عمدہ۔ لکھائی اچھی۔ اس میں حسبِ ذیل کہانیاں ہیں۔ نبی کا فیضان۔ بانکا ماتا توں کی داستان۔ عطر اور دو انڈے۔ جادو کا قند کی کہانیاں۔ کرامت کی انگلی۔ دمشق میں دو بلال۔ آنسو کا جھولا۔ مرغیٔ کا پہلا تانا۔ روح کا خول۔ پیاری جھگڑی۔ دکھیا شہزادی۔ بھولی بیگم نکھا تی۔ قیمت ۱۰/

اتالیق خطوط نویسی

ضخامت ۱۵۲ صفحے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی صاف۔ پہلے حصہ "استانی کی مینا" میں
پہلا دوسرا اور تیسرا حصہ ایک مجموعہ میں
حسبِ ذیل مضامین ہیں۔ خط کے لکھنے کے طریقے۔ حسن نظامی کے عہدِ طفلی کا نمونۂ تحریر۔ پھر پندرہ برس کے بعد کے خطوط صفحہ [illegible] تک۔ پھر دوسرے حصہ میں نامی مسلمانوں کے خطوط دیئے ہیں پہلے دیباچہ ہے اس کے بعد حضرت اکبر الٰہ آبادی کے خطوط ہیں۔ پھر مولانا ابو الکلام کے پھر مولانا شبلی کے۔ پھر ڈاکٹر اقبال کے۔ پھر نواب محسن الملک کے۔ پھر مرزا غلام احمد قادیانی کا۔ پھر حکیم نور الدین قادیانی کا۔ پھر مولانا [illegible] کا۔ اللہ کا ایک خوبی اس مجموعہ میں یہ ہے کہ ہر بزرگ کی دستخطی تحریر کا عکس بھی دیا گیا ہے پھر تیسرے حصہ میں تمام و کمال خواجہ حسن نظامی کے خطوط ہیں۔ جو بیوی کے نام بچی کے نام دوستوں کے نام مریدوں کے نام بھیجے گئے ہیں۔ خطوط نویسی ان تینوں حصوں کے پڑھ لینے سے ہر شخص کو خط لکھنا آ جاتا ہے قیمت ہر سہ حصص کے مجموعہ کی [illegible]

رسول کی عیدی

یہ عید بقر عید اور عید میلاد الرسول کے زمانہ میں بچوں کو بطور عیدی کے تقسیم کی جاتی ہے۔ ہر سال ہزار ہا کی اشاعت ہوتی ہے۔ لکھائی چھپائی صاف کاغذ اچھا۔ ٹائیٹل خوشنما جس پر مسجد نبوی کا نقشہ اور [illegible] [illegible] آنحضرت صلعم کے اخلاق [illegible] عید میلاد کی [illegible]

بچوں کی تعلیم کے لئے

آسان قاعدہ

پہلا حصہ
یہ آسان [illegible] بچے [illegible] قرآن شریف کی عربی عبارت [illegible] خوبی کی پڑھتے ہیں۔ اور یہ قاعدہ پڑھتے ہی بچہ [illegible] قرآن شریف اور عربی عبارت پڑھ سکتے آ جاتی ہے۔ قیمت ۸/

تعلیم القرآن

دوسرا حصہ
اس میں تمام قرآن شریف کے ضروری مضامین کا خلاصہ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ اور ہر قسم کے ضروری احکام اسلام کی آیات باب قائم کر کے ایک جگہ جمع کی گئی ہیں۔ اور ان کا اردو مطلب بھی لکھا گیا ہے جنکو یاد کرنے کے بعد بچے قرآن شریف کے تمام ضروری مضامین کے حافظ ہو جاتے ہیں۔ اور کمال یہ ہے کہ یہ سارا رسالہ صرف دو مہینے میں یاد کیا جا سکتا ہے۔ بڑی عمر والے بھی اس کو یاد کرتے ہیں۔ جنکو وعظ و تقریر میں قرآنی آیات پڑھنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ یا وہ لوگ جو ایک مضمون کی بہت سی آیات ایک جگہ دیکھنی چاہتے ہیں۔ وہ بھی اس رسالہ کو یاد کر لیتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا وہ تمام قرآن کے حافظ ہیں اور مطلب بھی نہایت آسان اور صاف زبان میں لکھا گیا ہے اور قیمت بھی بہت ہی کم یعنی ۸/

اردو سبق

تیسرا حصہ
یہ باتصویر رسالہ اس قدر دلچسپ ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں اس کی تصویریں اور اس کے شبہات اور خوش کرنے والے مضامین دیکھکر باغ باغ ہو جاتے ہیں اور خوب دل لگا کر بغیر استاد کی تاکید کے پڑھتے ہیں۔ خصوصاً لڑکیوں کو یہ رسالہ بہت ہی پسند آتا ہے۔ قیمت ۸/ تینوں کتابیں اعلیٰ حضرت حضور نظام نے مملکت آصفیہ کے سرکاری مدرسوں میں بطور نصاب تعلیم کے لئے فرمان شاہی کے ذریعہ جاری کرا دی ہیں۔

آپ بیتی حسن نظامی

یہ ایک سو چالیس صفحے کی کتاب ہے لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا ہے مصنف کی دو عکسی تصویریں بھی ہیں۔ اس میں مصنف نے اپنی پیدائش سے [illegible] تک کے اپنے حالات زندگی خود لکھے ہیں اور ہر چھوٹی بڑی بات کو خواہ وہ کیسی ہی پوشیدہ ہو صاف ظاہر کر دیا ہے اور زندگی کے [illegible] تجربے بھی قلمبند کئے ہیں جن کے پڑھنے سے دوسرے [illegible] [illegible] آخری حصہ "لاہوری آپ بیتی" [illegible]
[illegible]

متفرق کتابیں

[illegible] صفحے کی کتاب ہے لکھائی چھپائی اچھی کاغذ اعلیٰ۔ یہ ہے آپ بیتی حسن نظامی کے [illegible] مسلسل شکل میں چھپی ہے۔ اس میں سید احمد [illegible] خواجہ حسن نظامی کی اس کتاب میں جلوہ گر ہو [illegible] [illegible] کی سرگذشت۔ حضرت انسان کی لن ترانیاں [illegible] خوبیاں [illegible] بحر توحید میں غوطہ زن ہو کر قرب [illegible] قیمت ۲

خدائی انکم ٹیکس

ہی صفحے کی کتاب ہے لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی اس میں مسئلہ زکوٰۃ کے تمام چھوٹے بڑے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ اور مسلمانوں کو اس کے ادا کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے اور مسئلہ زکوٰۃ کے تمام ضروری معارف بیان کئے گئے ہیں لوگ اس کو خرید کر مفت تقسیم کرتے ہیں۔ قیمت ۱۰

شیطان کا ٹوٹا

ضخامت ۹۶ صفحے لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ اعلیٰ۔ یہ ایک عبرت انگیز اور نہایت دلچسپ کہانی ہے جس میں مغربی تعلیم و تہذیب کی برائیاں اور [illegible] نتائج پر لطف و مضحکہ پیرایہ میں ظاہر کئے گئے ہیں قیمت ۲

قبروں کے غیبی نوشتے

۶۰ صفحے کی کتاب ہے لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی۔ اس میں نہایت دلچسپ طریقے سے مزارات کی خیالی لوحیں لکھی گئی ہیں۔ جن کے پڑھنے سے مذہبی و اخلاقی نتائج ظاہر ہوتے ہیں جسب ذیل لوحیں خاص ہیں (۱) لوح مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۲) لوح مزار [illegible] (۳) حضرت علیؓ (۴) حضرت بی بی فاطمہؓ (۵) حضرت امام حسینؓ (۶) حضرت بی بی زینبؓ (۷) حضرت علی اکبرؓ (۸) حضرت علی اصغرؓ (۹) حضرت بی بی شہر بانو (۱۰) حضرت بلالؓ (۱۱) یزید (۱۲) ابوجہل (۱۳) ابن زیاد (۱۴) شمر (۱۵) عمر سعد (۱۶) حسن نظامی۔

قیمت [illegible] [illegible] کر دی گئی ہے۔

کم و موت

۲۰ صفحے کی کتاب ہے لکھائی چھپائی [illegible] کاغذ سفید [illegible] ہے اس میں موت کے مضامین ہیں۔ زیست دنیا کی [illegible] حیات آخرت کی [illegible] سمجھانے والی کتاب ہے جس کا [illegible] حسب ذیل مضامین ہیں۔ [illegible] [illegible] آخری سانس [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] زندگی کی ہچکیاں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

مرگ نامہ

[illegible] تمام مضامین [illegible] [illegible] کاغذ اچھا [illegible]

سی پارۂ دل یعنی مجموعۂ مضامین حسن نظامی

چھپائی صاف۔ اس کتاب میں مجموعہ چھتیس مضامین ہیں۔ تیسری مرتبہ چھپا ہے ہر مضمون نہایت دلچسپ اور موثر ہے جو شخص ایک دفعہ اس کتاب کو پڑھ لے اس کو اردو لکھنی آجاتی ہے یہ کتاب یونیورسٹی کے امتحان سرکاری آنرز میں شامل ہے۔ قیمت [illegible]

چٹکیاں اور گدگدیاں

اردو زبان میں ظریفانہ ہنسی ظرافت کی سب سے پہلی کتاب۔ جس میں مذہبی ہنسی تمدنی ہنسی علمی اور ادبی ہنسی کے مضامین ہیں ضخامت اکثر پندرہ سے۔ کاغذ سفید لکھائی چھپائی صاف۔ تین دفعہ چھپی ہے قیمت صرف ۱۲ یہ کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ ہر شخص [illegible]

سفرنامہ مصر و فلسطین و شام

یہ باتصویر سفرنامہ ہے جس میں مصر بیت المقدس ملک شام اور حجاز کے مفصل حالات ضخامت ۱۰۰ صفحے کاغذ اچھا لکھائی چھپائی عمدہ۔ تصویریں عکسی۔ قیمت بلا تصویر [illegible]

سفرنامہ ہندوستان

[illegible] کا سفرنامہ ہے جس میں ہندوستان کے تمام دلچسپ نظارے سومنات کے مندر کے چشم دید حالات غازی محمود غزنوی کے جنگی میدان کے سین۔ ریاست مانگرول کا شیلا [illegible] کے مشہور تبرکات۔ ریاست جوناگڑھ کے تاریخی مقامات احمد آباد گجرات کی تاریخی عمارات اور بزرگان دین کے مزارات ریاست بڑودہ کے عجیب و غریب قرآن شریف وغیرہ۔ یادگاروں کا مفصل تذکرہ۔ ضخامت ۲۰۰ صفحے۔ کاغذ چھپائی عمدہ تیسرا اڈیشن۔ قیمت ۱۲

لڑائی کا گھر

ضخامت ۵۵ صفحے کاغذ لکھائی چھپائی صاف اور عمدہ یہ چھوٹے چھوٹے رسالوں کا مجموعہ ہے جس میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ توپ خانہ۔ بندوق۔ کیمپ کا میدان جنگ ہوائی جہاز۔ پھر اعلان جنگ۔ بم۔ جرمن شہزادہ کی لاش [illegible] ایک دلچسپ دیباچہ کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ قیمت ۶

تسکین احساس

ضخامت ۴۸ صفحے۔ کاغذ [illegible] چھپائی صاف اس کتاب کے اندر تصوف کے [illegible] کا بیان ہے اور ان تمام پوشیدہ اشغال و اذکار اور مراقبوں کو علانیہ لکھ کر بتایا گیا ہے جن میں سے ہر ایک چیز بارہ بارہ برس کی خدمت کرنے کے بعد مشائخ صوفیہ مشکل سے بتاتے ہیں اور بتاتے بھی ہیں تو صرف کان میں کہتے ہیں اردو زبان میں آج تک کوئی کتاب ایسی نہیں لکھی گئی۔ دوسرا [illegible]

فلسفۂ شہادت

ضخامت ۲۰ صفحے۔ [illegible] تقطیع چھوٹی [illegible] کر دی گئی ہے۔ لکھائی چھپائی و کاغذ عمدہ۔ اس میں حضرت امام حسینؓ کی شہادت پر فلسفیانہ کیفیت کی گئی ہے بہت دلچسپ [illegible] قیمت ۱

[illegible] ... کی چھپائی

زائرِ قبلہ و کعبہ اس میں خواجہ صاحب کے [illegible] جو [illegible] کی [illegible] ہیں۔ بچے اور بڑے [illegible] ... بہت دلچسپ چھپا ہے۔ قیمت ۲

مفلسی کا مجرب علاج } یہ خواجہ صاحب کی کرسی کی [illegible] ہے۔ جو چھپ چکی ہے اس کی تحریر ان کے قلم سے نکلی ہے علامہ جلال الدین سیوطی کے ایک عربی رسالہ کا ترجمہ ہے جس میں رزق کی ترقی کی دعائیں اور اعمال درج کئے گئے ہیں۔ لکھائی چھپائی اچھی ہے قیمت ۲

سیرِ دہلی کی معلومات } یہ خواجہ صاحب کی مشہور کتاب ہے جس میں دہلی شہر کی سیر اور شہر سے باہر کی پرانی عمارات دیکھنے کے لئے معلومات درج ہیں۔ دوبارہ چھپی ہے۔ چھپائی صاف ہے اس میں دہلی کے مشہور درگاہوں کا حال ہے جن سے ایک سیاح کا مل طور پر دہلی کی مشہور خانقاہوں کا حال ہے۔ دلی کے بازاروں باغوں، جھیلوں وغیرہ کا تذکرہ ہے اور شاہی عمارات کی مختصر کیفیت ایسے دلچسپ طریقہ سے لکھی ہے کہ ہر چیز آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔ دوسرے اڈیشن میں دہلی کے لال قلعہ کے تاریخی حالات کا اضافہ کیا گیا ہے اور اسی قدر مفید معلومات سے لبریز ہے کہ لال قلعہ کی گزشتہ و موجودہ شان کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ قیمت پہلے [illegible] تھی مگر اب مسافروں کی ضرورت کے خیال سے ۱۲ کر دی ہے ضخامت سو صفحے

حق پرستوں پر ستم } آنحضرۃ صلعم اور صحابہ کرام پر جو سختیاں کفار نے کیں اور جس ثابت قدمی سے انکو برداشت کیا گیا اس کا تذکرہ ہے ہر بزرگ کا علیحدہ علیحدہ حال ہے۔

دل کی عیدیاں } ۲۰۳ صفحے کی کتاب ہے۔ اسمیں خواجہ صاحب کے مضامین جمع کئے گئے ہیں۔ آنسو کی عید اعصاب کی عید۔ بقر عید کے دن قربانی کی سری ایک افیونی اور برسات کی عید۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اچھا ہے۔ قیمت صرف ۵

روپیہ عالمِ سکرات میں } چودہ صفحہ کا رسالہ ہے۔ کاغذ اچھا چھپائی معمولی۔ اس رسالے میں روپیہ کے متعلق نہایت دلچسپ پیرایہ میں حضرت خواجہ صاحب نے اقتصادی مسائل کو بیان کیا ہے قیمت صرف ۱

پھکنی اور دست پناہ } آٹھ صفحے کا رسالہ ہے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی اچھی۔ بہت دلچسپ ہے۔ اس میں حضرت خواجہ صاحب نے اس مضمون کے اندر سیاست اور تصوف کے لطائف لکھے ہیں قیمت ۱

[illegible] نامہ } سولہ صفحہ کا رسالہ ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا ہے۔ بزرگ [illegible] کی اقتصادی [illegible] اور [illegible] بہت [illegible] دلچسپ مجموعہ ہے۔ قیمت ۳

[illegible] } [illegible] صفحے کا رسالہ ہے کاغذ [illegible] چھپائی [illegible]

[illegible] ... چھپائی ... سانچوں [illegible] اور [illegible] حضرۃ خواجہ صاحب نے اپنے خاص انداز میں [illegible]

اردو سکھانے کے مضامین } [illegible] ہے [illegible] مضامین کے [illegible] بچے خود بخود مادری زبان کی مہارت پیدا کر لیتے اور انشاپردازی کا ولولہ ترقی پاتا ہے۔ اسپید مضامین [illegible] میں بہت مشہور ہو چکا ہے۔ مثلاً ستاروں کی کہر چین۔ آنکھ [illegible] چندان امن۔ ریل کے انجن سے عشق بازی۔ ۲۰۳ صفحے ہیں۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ قیمت ۶

بے دور کا سلام } ایک امتی کی دلی کیفیات کا آئینہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں۔ بہت موثر کرنے والی تحریرات ہیں سلام کہے گئے ہیں۔ قیمت ۱

تین شہید } ۲۲ صفحے کا رسالہ ہے۔ لکھائی چھپائی معمولی۔ کاغذ اچھا۔ اسمیں طرابلس الغرب کے عرب کی شہادت اور ایرانی مجتہد کی شہادت اور مراکش کے عرب کی شہادت کا تذکرہ ہے۔ یہ وہ مضامین ہیں جنکا غلغلہ جنگ طرابلس کے زمانہ میں ہندوستان کے ہر گوشہ میں ہو چکا ہے۔ قیمت ۳

چار درویشوں کا تذکرہ } ۰ صفحے کا کاغذ اور لکھائی چھپائی معمولی اس میں اسپینی درویش حضرۃ ابن عربی اور ہندی درویش حضرت شیخ سلیم چشتی۔ اور [illegible] اور مصری درویش سید توفیق بکری کے حالات ہیں قیمت ۳

غزنوی جہاد } ضخامت ۲۲ صفحے کاغذ اچھا لکھائی چھپائی معمولی۔ یہ ہندوستانی مسلمانوں کی [illegible] کا پہلا حصہ ہے جس میں غازی سلطان محمود غزنوی کے [illegible] کا تاریخی تذکرہ ہے جو کہ ہندوستان پر ہوئے۔ ہر جہاد کی [illegible] کیفیت درج ہے جس کو پڑھ کر جن کے سنگ [illegible] جو جنگ [illegible] کی سرفروشیاں آنکھوں کے سامنے آجاتی ہیں۔ [illegible] پڑھانے اور سنانے کے قابل ہے۔ قیمت ۸

مسلمان بچوں کے دل کا سبق } [illegible] چھپائی [illegible] اس میں حضرت خواجہ صاحب [illegible] اسلام اور ایمان [illegible] بچوں کے [illegible] اور [illegible] جسمیں اسلام [illegible]

[illegible] کی معلومات [illegible]

[illegible] جاتا ہے کہ وہ برہمن ہے
[illegible] مذہب کی اصولی تعلیم بھی اس
[illegible] مذہب کے دیوتاؤں اور تیرتھوں کی اصلی
[illegible] قیمت ۸

[illegible] ضخامت [illegible] صفحے لکھائی چھپائی کاغذ اچھا۔ اس کتاب میں
[illegible] کے مذہب کے تمام تاریخی مذہبی اور تمدنی حالات بہت محنت
[illegible] ہیں جو اس قدر دلچسپ ہیں کہ ایک دفعہ شروع کرکے
[illegible] ختم کئے بغیر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا [illegible]

داعی اسلام

ضخامت ۸۰ صفحے یہ تیسرا اڈیشن ہے جس میں مسلمانوں کو داعی اسلام بنانے اور حفاظت و اشاعت اسلام کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں اور جس کا تمام ہندوستان میں [illegible] ہوا اور جس کے ترجمے ہندوستان کی ہر زبان میں ہو گئے لکھائی چھپائی اعلیٰ کاغذ معمولی مبلغین اسلام کے کام کی چیز ہے۔

اسلامی توحید

ضخامت ۴۰ صفحے اس رسالہ میں آیات قرآن مجید اور احادیث کے حوالوں سے غیر مذاہب کی توحید سے اسلامی توحید کو برتر ثابت کیا گیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں یہودیوں عیسائیوں زردشتیوں ہندوؤں اور آریوں کے عقائد توحید کو بھی حوالوں کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ قیمت ۲

اسلامی رسول

ضخامت ۴۸ صفحے کاغذ لکھائی چھپائی معمولی ہے کتاب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے [illegible] و حالات جمع کئے گئے ہیں جن کے پڑھنے سے غیر مذاہب کے لوگوں پر آنحضرت کا اچھا اثر ہوتا ہے۔ قیمت ۴

جانباز مسلم

ضخامت ۷۰ صفحے لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ قسم اس میں وہ واقعات جمع کئے گئے ہیں جن میں مسلمانوں کی اسلام کی خاطر جان بازی کا تذکرہ ہے کہ انہوں نے جانیں قربان کر دیں اور ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کیں مگر اسلام سے منہ نہ موڑا کئی زبانوں میں ترجمہ ہو گیا ہے۔ حال میں دوسرا اڈیشن چھپا ہے قیمت

تاکید نماز

ضخامت ۴۸ صفحے لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ۔ اس کتاب کی مقبولیت اسی سے ظاہر ہوتی ہے کہ کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اور ہندوستان کے باہر بھی اسلامی [illegible] میں اس کی مانگ ہے۔ قیمت ۴

اسلام کیونکر پھیلا

ضخامت ۴۰ صفحے لکھائی چھپائی اور کاغذ اچھا۔ [illegible] سید سلیمان [illegible] [illegible] ہندوستان میں اشاعت اسلام کی تاریخ لکھی ہے [illegible] [illegible] مبلغین اسلام کو [illegible] قیمت [illegible]

[illegible] ضخامت ۴۰ صفحے کاغذ لکھائی چھپائی اعلیٰ [illegible] [illegible] صاحب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] اردو ترجمہ [illegible] قیمت ۴

حلوائی کی تعلیم

ضخامت [illegible] صفحے لکھائی چھپائی [illegible] عمدہ [illegible] اس کتاب میں حلوائی کی دکان کرنے کی مفصل ہدایات اور ہر قسم کی مٹھائیاں بنانے کی مکمل ترکیبیں اعلیٰ درجہ کے استاد [illegible] ہیں۔ اور اگر کوئی شخص محض شوقیہ مٹھائیاں بنانی چاہے تو وہ بھی اس کتاب کی مدد سے بنا سکتا ہے۔ نیز اگر گھر کی مستورات کو ہنر سکھانا ہو تب بھی یہ کتاب بہت کام دے سکتی ہے۔ قیمت ۸

پنواڑی کی دکان

ضخامت ۳۲ صفحے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی معمولی۔ اس کتاب میں مسلمانوں کی مفلسی اور بیکاری دور کرنے کے لئے پنواڑی کی دکان کے مفصل طریقے اور ہدایات درج ہیں۔ ہندوستان میں بہت مقبول ہوئی ہے۔ اخبارات نے بہت اچھی رائے لکھی ہیں۔ قیمت ۳

تعلیم خدمتگاری

ضخامت ۳۲ صفحے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی معمولی۔ اس کتاب میں مسلمانوں کی مفلسی اور بیکاری دور کرنے کے لئے اچھی خدمتگاری سکھانے کے اصول لکھے گئے ہیں جو شخص ایک سال پڑھ لیگا بیکار لڑکوں کو خدمتگاری کی تعلیم دے سکیگا۔ ۳

محمد کی سرکار

ایک نامور سکھ نے نہایت خلوص و محبت سے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح عمری اردو زبان میں لکھی ہے جو پڑھنے کے قابل ہے۔ یہ سکھ لندن میں اخبار ہمدرد کے اڈیٹر ہیں۔ اور یہ کتاب مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے اپنے اہتمام سے چھاپی تھی اور اس کی ایک روپیہ قیمت تھی مگر اب حضرت خواجہ صاحب نے تبلیغی مقصد کے لئے اس کو شائع کیا ہے اور ٹائٹل نہایت خوبصورت لگایا ہے اور قیمت آدھی کم کرکے صرف ۸ رکھی ہے۔

اولاد کے کان میں کہنے کی باتیں

یہ کتاب حضرت خواجہ صاحب نے اپنی اولاد کے لئے بطور وصیت کے لکھی ہے۔ اور اس کا بڑا حصہ بھی بطور روزنامچہ کے ہے ہر روز دنیا کے جو کچھ واقعات ان کو پیش آتے ہیں ان کے متعلق نہایت تجربہ کی نصیحتیں اور لڑکوں کی زندگی سنوارنے اور آراستہ کرنے والی نصیحتیں لکھی جاتی ہیں۔

اگرچہ کتاب حضرت خواجہ صاحب نے اپنی اولاد کو مخاطب کرکے لکھی ہے اور اس میں ایسی باتیں ہیں جو ماں باپ صرف اپنی ہی اولاد کے کان میں بطور نصیحت اور وصیت کے کہا کرتے ہیں لیکن خواجہ صاحب کی ہر نصیحت اور وصیت ایک ایسا دلچسپ انداز ہے کہ یہ کتاب تمام ہندوستانیوں کو اپنی اولاد کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ بچوں کی ابتدائی تعلیم کے متعلق یہ کتاب اگر بطور سبق کے پڑھائی جائے [illegible] [illegible] نہایت مفید [illegible] [illegible] بڑی عمر [illegible] آنے والی ہیں [illegible]

[illegible] ہاتھی پر ۲۲۔ [illegible] ۱۰۰ [illegible]

بیچنے کا مجموعہ ہے۔ قیمت [illegible]

شامی جہاد } ساڑھے پانسو صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی اچھی ہے مجلد بھی ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ان لڑائیوں کا تذکرہ ہے جو ملک شام اور بیت المقدس کی ابتدائی فتوحات میں پیش آئی تھیں۔ ابھی حال میں حضرت خواجہ صاحب نے لکھکر شائع کی ہے۔ اس کتاب میں لاگت ڈیڑھ روپیہ فی کتاب کے قریب ہے۔ مگر قیمت بھی ڈیڑھ روپیہ رکھی گئی ہے۔ کیونکہ اس سے تجارتی نفع حاصل کرنا نہیں ہے بلکہ اسلام بجائے جھوٹے قصوں اور ناولوں کے تمام اسلامی گھرانوں میں رائج کرنا ہے۔ قیمت [illegible]

اورنگ زیب کی حکومت کی اصلی تاریخ } جناب نواب مرزا یار جنگ بہادر کی تالیف ہے۔ حضرت خواجہ صاحب نے اس پر دیباچہ لکھکر تبلیغی سلسلہ میں شائع کیا ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ مضامین قابل دید ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے سے ان تمام الزامات کی تردید ہو جاتی ہے جو اورنگ زیب [illegible]

نادان ہادی } وہ مشہور رسالہ ہے جس کو دہلی اور حیدرآباد کی سب نا پسند کرتے ہیں اور جس کی تحریر صرف اہل حق کو پسند ہے اور جو پانچ ہزار مفت تقسیم ہوا۔ اب دوبارہ چھپا ہے۔ قیمت ۱/

تبلیغی مرثیے } نہایت درد ناک مرثیے ہیں۔ جن کے پڑھنے کے بعد کوئی مسلمان مرتد نہ ہو سکیگا۔ کئی بار چھپ چکی ہے اور کئی زبانوں میں ترجمہ بھی ہوا ہے۔ قیمت ۱/

تذکرہ بابا نانک صاحب } یہ رسالہ مولوی صوفی غلام قاسم صاحب کا لکھا ہے۔ سکھوں کے گرو صاحب یعنی حضرت بابا نانک صاحب کی زندگی کے نہایت عمدہ حالات ہیں۔ ۶۰ صفحے کا رسالہ ہے۔ لکھائی چھپائی معمولی قیمت ۸

شراب خواری اور جوے بازی کی خرابیاں } [illegible] صفحے کا رسالہ ہے لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ سرورق نہایت خوبصورت رنگین۔ اس میں جوئے اور شراب کی خرابیاں بیان کی گئی ہیں۔ قیمت ۳/

انسداد گداگری و اصلاح خیرات } [illegible] صفحے کا رسالہ ہے لکھائی چھپائی معمولی سرورق نہایت خوبصورت اور رنگین۔ قیمت [illegible]

نماز کی کہانیاں } [illegible] صفحے کا رسالہ ہے لکھائی چھپائی [illegible] نہایت [illegible] سرورق رنگین۔ [illegible]

[illegible]

قرآن مجید کے پارہ عم کی [illegible] } [illegible]

[illegible] مضامین ہیں لکھائی چھپائی [illegible] قیمت ۸

قرآن مجید کے دیوانی قوانین } [illegible] ہے۔ تمام قرآن مجید [illegible] معلوم کرکے دیوانی قوانین ایک جگہ جمع کرنے میں سرکاری وکیلوں کے لئے بھی مفید ہے اور عام مسلمانوں کے لئے بھی۔ لکھائی چھپائی بہت اچھی ہے اور عام ضروریات کے خیال سے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے [illegible] کرنے کی چیز ہے۔ قیمت ۳/

قرآن مجید کے فوجداری قوانین } [illegible] جس میں نہایت تحقیق کے ساتھ قرآن مجید کے تمام فوجداری احکام ایک جگہ جمع کر دئے گئے ہیں۔ لکھائی چھپائی بہت اچھی ہے۔ قیمت [illegible]

نظم تہجد } تہجد کے وقت پڑھنے کے لئے جناب ابوالاثر حفیظ صاحب جالندھری سے حضرت خواجہ صاحب نے لکھوائی ہے نہایت موثر چیز ہے۔ [illegible] صفحے کا رسالہ ہے لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ [illegible]

محمد درشن } حضرت خواجہ صاحب کی لکھی ہوئی کتاب محمد درشن غیر مسلم اقوام میں کثرت سے تقسیم کی جانے کے [illegible] اس کتاب کے مضامین غیر مسلم اقوام کو مد نظر رکھکر تیار ہوئے ہیں [illegible] غیر مسلم ایک دفعہ اس کتاب کو پڑھ لیتا ہے اس کا عقیدہ درست ہو جاتا ہے۔ قیمت ۸

سیرت محمدیہ } شریمتی پرکاش صاحب کی لکھی ہوئی بہت مشہور اور مقبول کتاب ہے۔ حضرت خواجہ صاحب نے اس کا ہندی ایڈیشن بھی شائع کیا ہے۔ [illegible] قیمت [illegible]

حمل سے وضع حمل تک } مصنفہ ڈاکٹر [illegible] اردو زبان میں [illegible] ایسی کوئی کتاب اس سے پہلے نہیں لکھی گئی تھی۔ مصنف نے نہایت قابلیت کے ساتھ تمام ضروری باتیں اور حمل کے متعلق تمام [illegible] کے آسان علاج بتا دئے ہیں اور بڑے دلچسپ پیرایہ میں بتایا گیا ہے کہ وضع حمل کے بعد کیا احتیاط کرنی چاہیے۔ قیمت [illegible]

مجالس حسنہ } جن میں قریباً [illegible] حضرت خواجہ [illegible] اور [illegible] [illegible]

[illegible]

حضرت خواجہ حسن نظامی کی [illegible]

[illegible]

پیشوا

جلد ۴ | ۲۴ اپریل سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۸

شذرات

اسلامی تعلیم کی قیمت میں کمی

اسلامی تعلیم تخمینہ کے مطابق پانسو صفحات پر ختم نہیں ہوئی۔ اور اس کی طباعت کتابت کاغذ وغیرہ مصارف کے بل بھی اسوقت تک نہیں آئے تھے۔ اس لئے سرسری تخمینہ لگا کر اسکی قیمت تین روپے مقرر کردی گئی تھی۔ جس سے تجارتی دنیا میں ہل چل مچ گئی۔ کیونکہ اسقدر ارزاں قیمت پر اس سے پہلے ایسی مفید کتاب کسی کتب فروش نے پیش نہیں کی تھی۔ اگر میرے سامنے اس کتاب کی اشاعت سے صرف تجارتی مفاد ہوتا تو مجھے اس کی قیمت دوسرے پبلشرز کی طرح چار روپے غیر مجلد کے اور مجلد کے پانچ روپے رکھنے چاہئے تھے۔ مگر میں نے بار بار عرض کیا ہے کہ میں تو

ترکردہ بہ آب می خورد میگذرد

پر عامل رہنا چاہتا ہوں۔ اس لئے میں نے مجلد اسلامی تعلیم کی قیمت صرف تین روپے رکھی۔ جس کی ارزانی پر تجارت پیشہ احباب ناراض بھی ہوئے۔ مگر میں نے ان سے بھی صاف صاف کہدیا کہ میرا مقصد صرف تجارت ہی نہیں ہے۔ بلکہ خدمت اسلام بھی ہے اور اس کے لئے میرے خیال میں اس سے بہتر کوئی صورت نہیں ہے کہ مفید کتابیں کم سے کم قیمت پر ہر مسلمان گھر میں پہنچادی جائیں۔

چنانچہ جب اسلامی تعلیم چھپ کر آئی تو پانسو صفحات کی ضخامت میں۔ مضمون کی کمی رہ گئی۔ اور جب اس کا حساب کیا تو میں نے دیکھا کہ کم نفع اور خدمت کا اصول فوت ہوتا ہے اس لئے میں نے اسلامی تعلیم کی قیمت میں مزید کمی پر غور کیا۔ چنانچہ اب میں اعلان کرتا ہوں کہ مجلد اسلامی تعلیم چمڑے کی جلد کا تین روپیہ میں دیجائے گی۔ اور پارچہ کی ڈھائی روپے میں اور جن بھائیوں کی خدمت میں اس سے پہلے تین روپے کا مجلد پارچہ کا وی پی جاچکا ہے ان سے التماس ہے کہ وہ اپنے نمبر وی پی اور تاریخ روانگی سے اطلاع دے کر اپنے آٹھ آنے جس طرح چاہیں طلب کریں۔ چاہے نقد وصول کریں اور چاہے آٹھ آنے کی کتابیں منگاتے وقت وضع کرالیں۔ گو میرے خیال میں یہ انتہائی بدمعاملگی تھی جسکو میں ختم کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ ہی بڑے دعوے سے اعلان کرتا ہوں

کہ اسلامی تعلیم اس صدی میں دینیات کی بہترین تعلیم ہے جسکی نظیر اردو زبان ہی میں نہیں، بلکہ دنیا کی کسی زبان میں نہیں مل سکتی۔ جسقدر ضروری مسائل جن کی ایک مسلمان کو اپنی زندگی میں ضرورت پڑسکتی ہے، اسلامی تعلیم میں جمع کردیئے گئے ہیں، وہ کسی دوسری کتاب میں ایک جگہ آج تک کسی نے ایسے مدلل طریقہ سے جمع نہیں کئے۔ نیز اسلامی تعلیم کی قیمت بھی اسقدر کم ہے کہ اتنی بڑی کتاب اسقدر ارزاں آج تک کسی پبلشر نے نہیں پیش کی۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اسلامی تعلیم کو ہر مسلمان گھر میں جسقدر جلد ہی ممکن ہوسکے پہونچا دیا جائے۔ کیونکہ عربی اور فارسی سے ناواقف مسلمان اس کتاب کو پڑھکر کسی حالت میں بھی آریوں اور عیسائیوں کے دام تزویر میں نہیں پھنسیں گے۔ تبلیغ اسلام کا اس سے زیادہ شاندار اور اہم کام کیا ہوسکتا ہے کہ مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچایا جائے۔ اور ان کو پکا مسلمان بنادیا جائے۔ اور یہ تمام ضرورتیں صرف اسلامی تعلیم سے پوری ہوجاتی ہیں۔ یہ مفید کتاب دفتر پیشوا پوسٹ بکس ۱۳۸ دہلی سے مل سکتی ہے۔

اپنوں کا ماتم

مدت سے خبریں آرہی ہیں کہ ایران مذہبی پابندیوں کی زنجیریں توڑنی چاہتا ہے، ترک اسلام کا طوق غلامی اپنی گردن سے اتارنا چاہتے ہیں۔ افغان بھی مذہب کا جوا اتارنے میں پیچھے نہیں رہنا چاہتا۔ ابن سعود وہابی کو قبوں اور مسلمانوں پر جہاد سے اگر فرصت ملتی ہے تو اپنے انگریز آقاؤں کی خوشنودی ضروری سمجھتا ہے اور اس وقت اسلام کی تلوار نظام حیدرآباد ہی جیسے آزاد مگر باطن غلام اسلامی تاجداروں کے ہاتھوں میں ہے جنپر ملت کی عزت اور اسلام کی فلاح کا انحصار رکھا جاتا ہے۔

میں نے ٹرکی میں دینیات کے مدارس بند ہونے کی خبر سنی مگر اپنے غمگین دل کو یہ کہکر اطمینان دلایا کہ ممکن ہے کہ اعدا کا پراپیگنڈا ہو۔ ٹرکی میں خانقاہوں کی ویرانی کا حال معلوم ہوا مگر یہ کہکر دل کو ڈھارس بندھائی کہ بعض نفس پرست پیروں نے اپنے گمراہ افعال سے نفس تصوف کو بدنام کررکھا ہے

کی طرف سے پھر کہ بسلسلہ میں مبارک کیا۔ میں ٹھنڈا سانس بھر کر خاموش ہوگیا۔ مگر اب اس سے بھی زیادہ جانگسل خبر یہ آئی ہے کہ ترکوں نے مذہب کو قومی اسلام کہہ دیا تھا۔ تو صدمہ ہوا کہ نوجوان ترکوں نے اسلام کا بائیکاٹ کردیا تھا مگر اب ان کو اسلام سے نفرت معلوم ہوتی ہے اور انہوں نے اعلان کیا ہے کہ "ترکی حکومت کا مذہب آئندہ اسلام نہ ہوگا"۔ نیاد ولیاد احتیاط

بس یہی وہ بدبختانہ فیصلہ ہے جس نے ترکی تدبر اور تفکر کے دیوالہ کا اعلان کیا ہے' اور یہی وہ نامردانہ فیصلہ ہے جس نے چالیس کروڑ فرزندان توحید کو ترکی سے علیحدہ کردیا' اور ہاں ہاں یہی وہ ناعاقبت اندیشانہ حرکت ہے جس پر نوجوان افغانستان چلنے کے لئے پہلا قدم پردہ شکنی اٹھانا چاہتا ہے۔

اعلیٰ حضرت تاجدار کابل نے جس وقت سفر مغرب کا ارادہ کیا ہے مجھے اسی وقت کھٹکا ہوا تھا کہ خدا خیر کرے۔ مغرب کے فیشن کی آندھی میں اسلامی حیا کی دھجیاں اڑتی نظر آرہی ہیں! چنانچہ خبریں آرہی ہیں کہ ملکہ افغانستان نے اسلامی پردہ کی دھجیاں فضائے مغرب میں اڑا کر فرانس کا اپٹوڈیٹ فیشن اختیار کرکے اعلان کیا ہے کہ "واپسی وطن پر افغانستان سے پردہ کا جنازہ نکالا جائے گا"۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میں نے شاہ امان کی ہمشیرہ عزیزہ کو (اہلیہ محترمہ ہز ایکسلنسی سید محمد قاسم صاحب قونصل جنرل افغانستان متعینہ دہلی) بے پردہ دیکھکر اندازہ کرلیا تھا کہ اب افغانستان اس تہذیب کے اعلیٰ مدارج طے کررہا ہے' جو متمدن ممالک کے لئے وبال جان ہوگئی ہے۔"

ابن سعود کی انگریز نوازی' قبہ شکنی' تاجدار افغانستان کی پردہ شکنی مصطفیٰ کمال کی مذہب اسلام سے بیزاری خون کے آنسو رلا رہی ہے۔ لہٰذا ہندوستان کے غلام مسلمانوں کو یہ غور کرنا چاہیئے کہ جس اسلام کے رشتہ کی وجہ سے وہ اپنے تئیں ممالک اسلامی کے مسلمانوں کے لئے تباہ کررہے تھے' اسی اسلام سے جوتے کو ترک و عرب و افغان و ایران ٹھکرا رہے ہیں۔ اس لئے مسلمانان ہندوستان کا فرض ہے کہ وہ سب طرف سے آنکھیں بند کرکے صرف اپنی بہبود اور تنظیم و تبلیغ کے لئے کام کرنا شروع کریں۔ اور خدا سے اپنے گمراہ بھائیوں کے راہ راست پر آنے کی دعا کریں۔ جن کے لئے کل تک اسلام کا طوق اسلامی سب سے بڑا عزت کا تاج تھا۔ اور اب اس طوق کو اپنی گردنوں سے اتارنا چاہتے ہیں۔

رامپوری ڈومنی

گذشتہ اشاعت میں ولی عہد بہادر رامپور سے ایک میراثن سے ناجائز تعلق کی خبر دی گئی تھی۔ اب تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ وہ ڈومنی ادھیڑ عمر کی نہیں ہے۔ بلکہ ۱۱ یا ۱۲ سال کی ہے۔ اور ہز ہائی نس ولی عہد بہادر اس کو اپنے محلات میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ اس ڈومنی کے دیکھنے والے دہلی میں موجود ہیں۔ جن کا بیان ہے کہ [illegible] میراثن کے ہمراہ اس گنتار رامپور کو ابھی دو برس بھی نہیں ہوئے کہ وہ [illegible] ولی عہد رامپور تعیل ہیں۔ دہلی میں مذکورہ ڈومنی کو [illegible] نہیں جاسکتا تھا۔ اور بعض اوقات تو صرف روٹیوں پر

رہ جاتی تھی۔ مگر اس ...... کے طفیل وہ اب ہز ہائی نس ولی عہد بہادر کی ساس بننے والی ہے۔ جس کے ریاست میں یہ ٹھاٹھ ہیں کہ چار سوار اس کے مکان پر پہرہ دار ہیں' تمام اخراجات خزانہ ریاست سے ادا کئے جاتے ہیں' اور پانسو روپے ماہوار بی نذیرا ڈومنی کو ریاست رامپور کے خزانہ سے ملتے ہیں۔

اگر یہ اطلاعات صحیح ہیں تو نواب صاحب اور ولی عہد صاحب دونوں کے لئے نہایت شرمناک ہیں۔ اور میرے خیال میں وہ وقت آگیا ہے کہ گورنمنٹ کے متوالی ولی عہد کو اس کم اصل میراثن کے دام تزویر سے بچانے کے لئے پولیٹیکل سکرٹری صاحب کو خصوصیت سے توجہ کرنی چاہیئے۔ تاکہ تخت رامپور کا شہزادہ "ڈومنی والا" نہ مشہور ہو۔ بلکہ ولی عہد بہادر کی شادی کسی شریف ال[illegible]ان لخت جگر سے کرکے ولی عہد بہادر کو بدنامی رسوائی اور ریاست کو تباہی سے بچایا جائے۔ میں نے اپنے معتمد احباب کو اس ڈومنی کے حالات [illegible] کے لئے رامپور لکھ دیا ہے۔ وصول ہونے کے بعد بہت جلد مفصل کوائف قارئین ریشیا کی خدمت میں پیش کئے جائیں گے۔

ریاست جوناگڈھ کی سگ پروری

ریاست جوناگڈھ کے نواب صاحب کو کتوں کے پالنے کا شوق مہاراجہ پٹیالہ سے کم نہیں ہے۔ اور اس شوق نے اسقدر ترقی کی ہے کہ ریاست کا لاکھوں روپیہ بے دریغ سگ پروری کی نذر کیا جاتا ہے۔ جو یقیناً اس لئے ہے کہ باشندگان ریاست کی فلاح و بہبود پر صرف کیا جائے۔

اس اسلامی ریاست کے دیوان صاحب نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے اجلاس کی صدارت بھی کی ہے اور سنتا ہوں کہ جب تک ایک طوائف کا گانا نہیں سن لیتے جسکو اس کام کے لئے نوکر رکھا ہے اسوقت تک ان کو نیند نہیں آتی اور شاید یہ دیوان صاحب کا فیض صحبت ہے کہ نواب صاحب کو ہز ہائی نس سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ وہ آج کل ایک ذلیل اور ادنیٰ ترین خدمتگار کی لڑکی کے خواہاں ہیں جس کے حاصل کرنے کے لئے ہزارہا روپے خرچ کئے جاچکے ہیں۔ اگر یہ واقعات صحیح ہیں تو نہ صرف نواب صاحب کے لئے اور دیوان صاحب کے لئے شرمناک ہیں بلکہ ریاست کے انگریز رزیڈنٹ کے لئے بھی کچھ کم افسوسناک نہیں ہیں۔

پولیٹیکل سکرٹری صاحب اگر حقیقتاً ریاستوں کی فلاح چاہتے ہیں' تو ان کا فرض ہے کہ وہ جوناگڑھ کے رئیس سے اس سگ پروری کے شاہانہ مصارف کا جواب طلب کریں۔ جو کہ رعایا کے گاڑھے پسینہ کی کمائی ایسے فضول اور لغو [illegible] سے برباد کی جاتی ہے۔ جس کے برباد کرنے کا ہز ہائی نس کو کوئی حق نہیں ہے۔ کیا دیوان صاحب بتا سکتے ہیں کہ جب سے وہ دیوان ہوئے ہیں' اور ہز ہائی نس تخت نشین ہوئے ہیں۔ ریاست میں کیا کیا اصلاحات ہوئیں؟ اور کتنے کنوئیں کھدوائے گئے۔ اور رعایا کی سود و بہبود کے لئے موجودہ رئیس نے کیا کیا کام [illegible] میں نے قابل وثوق ذرائع سے معلوم کیا ہے' تو سوائے کتوں کی پرورش اور [illegible] شادیوں کے ہز ہائی نس کا کوئی کارنامہ میرے علم میں نہیں۔ کوئی انسان دیوان صاحب کو مبارکباد نہیں دے سکتا جو حقیقتاً ریاستوں [illegible]

جو نالاؤ کے سیاہ وسپید کے مالک ہیں، اور جنہوں نے نالائق کارکنوں کی ایک فوج بھرتی کر رکھی ہے۔ جن کے کارناموں پر انشاء اللہ بہت جلد روشنی ڈالی جائے گی۔

ہندوستان کس کا ہے؟

مہاسبھائی ہندو یہ کہتے ہیں کہ ہندوستان ہندوؤں کا ملک ہے۔ اور مسلمان یا تو ہندوؤں کے غلام ہو کر رہیں، یا پھر عرب واپس چلے جائیں۔ بلکہ بعض بدلگاموں نے تو یہ بھی کہا کہ "سب مسلمانوں کو جبراً ہندو بنالو" اور باقی جو بچیں ان کو افغانستان کے پہاڑوں میں دھکیل دو کہ اس آریہ بھوی" میں "ملیچھ مسلے" نہیں رہ سکتے ان خیالات کی تائید اپنی خاموشی سے ہندوستان کے تمام مسلمہ مہاسبھائی اور سوراجی ہندوؤں نے کی مگر ... ہندو مہاسبھا کی صدارت کرتے ہوئے ڈنڈے باز مونجے" ہندو پٹھان مونجے "سنگٹھنی بلوان مونجے" نے کہا کہ "ہندو سوراج چاہتے ہیں، اگر مذہب کو قربان کر کے نہیں"۔ "اگر مسلمان ان کے ساتھ سودا کئے بغیر اس قومی جنگ میں متحد ہوں تو ہندو ان کے دوش بدوش ہیں، ورنہ ہندو آزادی حاصل کرنے کے لئے اس لحاظ سے کہ ہندوستان ہندوؤں کا ہے تنہا جنگ آزادی میں اترنے کے لئے تیار ہیں"

ڈاکٹر مونجے کی شخصیت ہندوؤں میں ایک بہت بڑے ذمہ دار لیڈر کی ہے، اور میں ان سے بحیثیت ایک مجذوب کے نہیں، بلکہ ہندو مہاسبھا کے صدر کے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جناب کو یہ خبط کب سے ہو گیا کہ ہندوستان ہندوؤں کا ہے۔ ہندوؤں سے مراد اگر موجودہ ہندو ہیں، تو ان کے متعلق تمام مورخین متفق ہیں کہ یہ مسلمانوں سے تھوڑے عرصہ پہلے وسط ایشیا، اور کعبہ سے آئے ہیں، جو مسلمانوں اور عیسائیوں کی طرح "بدیسی" ہیں اور اگر ان کی مراد ہندوؤں سے وہ بہت ہیں، جن کو شنکراچاریہ نے جبراً ہندوستان سے خارج کیا، تو وہ اب ہندوستان کے باشندے نہیں ہیں، اور اگر ان کی مراد ہندوستان کے قدیم ہندوؤں سے ہے، جو اپنے تئیں آدی ہندو کہتے ہیں، جن کی تعداد سات کروڑ ہے، اور جو برہمنوں کے مظالم سے تنگ آ کر اب اپنے ہندو ہونے سے انکاری ہیں، اور جو اب اسقدر بیدار ہو چکے ہیں کہ کونسلوں اور میونسپل بورڈوں اور سرکاری دفاتر میں اپنی جداگانہ نیابت کا مطالبہ کر رہے ہیں تو ان کے رہنما مسٹر راجہ ہیں، نہ کہ ڈاکٹر مونجے جو ان کے سایہ سے بھی بھاگتے ہیں، اور اگر ان کی مراد بھیلوں اور گونڈوں سے ہے جن کو ڈاکٹر صاحب کے ہم قوموں نے جنگلوں اور پہاڑوں میں دھکیل کر شرف انسانیت سے محروم کر دیا، تو ان کی قائمقامی کا حق نہ ہندو مہاسبھا کو ہے، اور نہ اس کے پردھان ڈاکٹر مونجے کو۔

ہندوستان میں داخلہ کا حق، اور ہندوستان کو اپنا وطن بنانے کا حق مسلمان اب سے سات سو سال پہلے اپنی خارا شگاف تلوار کی بدولت حاصل کر چکے۔ وہ انگریزوں کی طرح ہندوستان میں رہنے کے لئے نہیں آئے تھے۔ بلکہ ان کو ہندوستان سے اور ہندوستان میں بسنے والے انسانوں سے محبت تھی۔ اس لئے انہوں نے تلوار چلا کر وطنیت کے حقوق حاصل کر لئے جبکہ اس وقت کا سنگٹھنی لال باوجود اپنی انتہائی قوت کے نہ روک سکا۔ اگر ڈاکٹر صاحب کو میرے اس بیان میں شبہ ہو تو اس کا جواب تاریخ کے صفحات سے لیا جا سکتا ہے۔ اس کا جواب سندھ کے ریگزاروں اور سومنات اور بنارس کے کفرستانوں، اور پانی پت کے خون آشام میدانوں سے لو کہ وہ تمکو بتائیں گے کہ ہندوستان مسلمانوں کا ہے یا نہیں؟ یا پھر تمہارے سوال کا جواب انگریزی قوم دیگی جس نے مسلمانوں سے ایک ایجی حکومت کے وعدہ پر ہندوستان لیا ہے۔ شاید ڈاکٹر صاحب اسکو بھول گئے کہ تاریخ میں لکھا ہوا ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت سات سو سال رہی ہے۔

بہر حال اس سوال کے جواب کے بعد اور اس سوال کے جواب سے پہلے مسلمانوں کو اس سنگٹھنی سورما کو ایک متفقہ جواب دینے کی ضرورت ہے، اور وہ میرے خیال میں یہی ہو سکتا ہے کہ "مسلمان سوراج چاہتے ہیں مگر مذہب اور شعائر مذہب کو ہرگز قربان نہیں کر سکتے"۔ "مسلمان آزادی چاہتے ہیں مگر اپنے قومی حقوق کی حفاظت کے بغیر ایک ایسی عیار قوم پہ بھروسہ نہیں کر سکتے جس نے ہمیشہ مسلمانوں کو آگے بڑھا کر دھوکہ دیا ہو" اور مسلمان آزادی چاہتے ہیں لیکن خوراک کی آزادی چاہتے ہیں۔

مسلمان انگریزوں سے آزادی ضرور چاہتے ہیں، مگر ہندوؤں کے غلام بننے کے لئے ہرگز نہیں"۔ اور اگر آزادی کی جنگ ان کو تنہا لڑنی پڑے گی تو وہ لڑیں گے۔ اور دنیا دیکھ لیگی کہ بغیر دال خوروں کی امداد کے مسلمان ہندوستان کو آزاد کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں اور وہ غلامی کا طوق لعنت گلے سے اتارنے سے پہلے ... ہندوؤں کی غلامانہ ذہنیت کی تبدیلی کے منتظر ہیں۔

ریاست کشمیر اور حیدر آباد دکن

لاہور کے مشہور اسلامی روزنامہ انقلاب نے اس ریاست کشمیر کی فہرست ملازمان شائع کی ہے، جس کی پچانوے فیصدی آبادی مسلمان ہے، اور ساری کی ساری زراعت پیشہ ہے، اور اسی کے گاڑھے پسینہ کی کمائی نے کشمیر کو جنت نظیر بنا رکھا ہے۔ اور اسی پچت اور بے زبان اور مظلوم قوم کے روپے سے سارا نظام سلطنت قائم ہے۔ جس کا نظام حکومت میں اتنا بھی دخل نہیں جتنی ارد پر سفیدی ہوتی ہے، اور جس کے مسلمان باشندے کشمیری پنڈتوں کے سفاکانہ مظالم کا شکار ہو کر پنجاب کے گلی کوچوں میں در بدر بھیک مانگتے، اور لکڑیاں چیرتے۔ اور خدمت گاری کی ادنیٰ ملازمتیں کرتے پھرتے ہیں۔ اور جن کی زبون حالی اور جہالت اس درجہ تک پہنچ گئی ہے کہ وہ محض پیٹ کی روٹی اور شکم پوری کے لئے اپنی ناموس کو بھی بازار میں فروخت کرتے ہوئے نہیں شرماتے۔

کہا جاتا ہے کہ مہاراجہ سر ہری سنگھ بہادر جب سے سریر آرائے سلطنت ہوئے ہیں، کشمیر میں مسلمانوں کے ساتھ انصاف ہوتا ہے، اور [illegible]

[illegible] جلسے [illegible] ہیں۔ مگر ذیل میں جو اعداد و شمار دیئے جاتے ہیں [illegible] مہاراجہ صاحب کے "مراحم خسروانہ" پر اچھی طرح روشنی ڈالتے [illegible] یہ فہرست بتاتی ہے کہ کشمیر کی پچانوے فیصدی آبادی اپنے وطن میں کس قدر مظلوم ہے۔ اس فہرست کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ جس ملک پر صدیوں مسلمانوں نے حکومت کی ہو اس کے نظام سلطنت میں مسلمانوں کی حقیر ترین آواز بھی نہ ہو۔ اس فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بیسویں صدی میں مذہبی تعصب اور نسلی منافرت پرستاران توحید کو کس قدر ذلت کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر رہی ہے۔

میں زعماء ملت اور ایڈیٹران اخبارات سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کشمیر کے بدنصیب اور مظلوم مسلمان کب تک سنگدلوں کے رحم پر چھوڑے جائیں گے۔ اور کب کشمیر کے مدہوش مہاراجہ سے اس پچانوے فیصدی آبادی کے حقوق کے لئے موثر کوشش شروع کی جائے گی۔ اور آخر مہاراجہ بہادر کب تک اپنی مظلوم رعایا کی تباہ حالی کو دیکھنے کے لئے آنکھیں بند کئے رہیں گے۔

میں ان اعداد و شمار کی موجودگی میں اپنے ان ہندو اور سکھ دوستوں سے جو نظام دکن کے مفروضہ تعصب مذہبی کے شاکی رہتے ہیں۔ درخواست کرتا ہوں کہ اگر ان کے دل میں حقیقتاً انصاف ہے اور ان کی مراد رعایا اور حقوق طلبی سے ہندو نہیں ہے تو ان کو کشمیر کی اس فہرست پر بھی بنظر انصاف غور کرنا چاہیئے۔ اور اپنی انصاف پسندی اور بلا تعصبی کا ثبوت دینے کے لئے مہاراجہ بہادر کو توجہ دلانے کے علاوہ پولیٹیکل سکرٹری سے جواب طلب کرنا چاہیئے کہ آخر مسلمانوں کو کب تک اس ہندو ریاست میں کچلا جائے گا۔؟

میں اسے تسلیم کرتا ہوں کہ ریاست کشمیر ایک سرحدی مقام ہے اور بدقسمتی سے مسلمانوں کی اکثریت سے گورنمنٹ برطانیہ کو ایک وہمی اور فرضی خطرہ ہو سکتا ہے۔ مگر کیا لالہ کرم چند صاحب مدیر پارس اور سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون مدیر ریاست نے اپنی حق پسندانہ آواز ایک دفعہ بھی کشمیر کی پچانوے فیصدی اور مظلوم اور محروم الحقوق رعایا کے لئے بلند کی ہے جن کو اپنی حق پسندی پر ناز ہے۔ اور جن کو اپنی صداقت پرستی پر گھمنڈ ہے اور جو سلطنت نظام پر محض اس وہم میں سخت سے سخت نکتہ چینی کیا کرتے ہیں کہ ریاست دکن میں ہندوؤں کے حقوق محفوظ نہیں۔

میں ان دونوں محترم دوستوں اور ہندوستان کے تمام انصاف پسند ہندوؤں اور سکھوں اور عیسائی اخبار نویسوں کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ اس فہرست ریاست (کشمیر) اور اس متعصب ریاست (دکن) کے ملازموں کے اعداد و شمار سامنے رکھ کر فیصلہ کریں کہ آیا ہندوؤں کے ساتھ ناانصافی دکن میں ہوتی ہے یا مسلمانوں کے ساتھ انصاف کشمیر میں ہوتا ہے۔ اور [illegible] سے سازشیں کر کے اپنے ولی نعمت کے خلاف دکن میں [illegible] دکن کے باہر گمراہ کن اور مکروہ اور شرمناک پروپیگنڈا [illegible] دکن کو بدنام کرتے ہیں۔ اور مسلمانان کشمیر باوجود [illegible] کے اعلیٰ [illegible] حق تلفی کے آج تک اپنے فرمانروا کے خلاف نہ کشمیر کے نظام سلطنت کے سکون میں مخل ہوئے۔ اور نہ کشمیر کے باہر انہوں نے غلط پروپیگنڈا کیا۔ گمراہ کن اطلاعات شائع کرنی تو جدا ہیں صحیح معنوں میں انہوں نے والی ریاست کے خلاف کوئی کوشش نہیں کی۔ حالانکہ اس روشنی اور تمدن کے زمانہ میں جیسی حق تلفی ان کی ہو رہی ہے اسکی نظیر صلیبی جنگوں سے پہلے کہیں نہیں ملتی۔

میں ان اعداد و شمار پر سر ہری سنگھ بہادر کو خصوصیت کے ساتھ توجہ دلاتا ہوا عرض کرتا ہوں کہ مسلمانوں کی بدترین حق تلفی پر کوئی انصاف دوست مبارکباد نہیں دے سکتا۔ اور مسلمان اس سے مطمئن نہیں ہو سکتے کہ آپ عید کے روز عیدگاہ میں جلسے کے لئے رونق افروز ہوں گے۔ بھوکے کا پیٹ طفل تسلیوں سے نہیں بھرا کرتا۔ اور خالی معدہ بغاوت کے اسباب فراہم کرتا ہے۔ اس لئے جدید عیدگاہ بنانے سے پہلے سری نگر کی پتھر کی مسجد کو واگذار کیجئے۔ اور مسلمانوں کے اندرونی زخموں پر جو پتھر مسجد پر سرکاری قبضہ ہونے کی وجہ سے روزانہ نمک پاشی ہوتی رہتی ہے اس پر شفقت و محبت کا مرہم لگا کر اس مسجد کو اپنے شاہانہ اعلان سے واگذار کیجئے۔ اور ان بدنصیبوں کو ان کی آبادی کے لحاظ سے نظام سلطنت میں دخیل کیجئے۔ جو صرف مسلمان ہونے کے جرم میں اپنے ملک کی حکومت میں کسی قسم کا حصہ نہیں لے سکتے۔

میں پھر ہز ہائی نس کو مسلمانوں کی حق تلفی پر توجہ دلاتا ہوں۔ اور آپکی خدمت میں اور نیز تمام دنیا کے غیر مسلم انصاف دوستوں کی خدمت میں یہ اعداد و شمار پیش کر کے درخواست کرتا ہوں کہ مسلمانان کشمیر کب تک اپنے پیدائشی اور ملکی حقوق سے محروم رہیں گے۔؟

نمبر شمار	نام محکمہ	تعداد عہدیداران	قومیت: ہندو	مسلمان	انگریز	نمبر شمار	نام محکمہ	تعداد عہدیداران	قومیت: ہندو	مسلمان	انگریز
۱	اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ	۴	۴	۰		۱۷	مال	۵۳	۴۶	۷	۰
۲	صرف خاص	۱۳	۱۳	۰	۰	۱۸	سول میڈیکل	۱۹	۱۶	۲	۱
۳	ایگزیکٹو کونسل	۶	۴	۱	۱	۱۹	ملٹری میڈیکل	۵	۴	۱	۰
۴	وزارت خارجہ و تجارت	۴	۴	۰	۰	۲۰	عدالت	۴۱	۳۷	۴	۰
۵	وزارت حربیہ و مالیہ	۴	۴	۰	۰	۲۱	پولیس	۱۰	۸	۲	۰
۶	وزارت داخلہ وغیرہ	۱	۱	۰	۰	۲۲	انہار	۲	۲	۰	۰
۷	دفتر وزیر مال	۱	۱	۰	۰	۲۳	بجلی	۶	۶	۰	۰
۸	وزیر بہبود عامہ	۱	۱	۰	۰	۲۴	تعمیرات	۳	۲	۰	۱
۹	محکمہ صنعت و حرفت	۸	۷	۰	۰	۲۵	مکینکل انجینئرنگ	۲	۱	۰	۱
۱۰	محکمہ معدنیات	۴	۳	۰	۱	۲۶	میونسپلٹی	۴	۴	۰	۰
۱۱	حفاظت صحت و نگرانی [illegible]	۳	۲	۰	۱	۲۷	تار	۱	۱	۰	۰
۱۲	ریشم	۹	۵	۱	۳	۲۸	اکاؤنٹس	۶	۶	۰	۰
۱۳	جنگلات	۳	۶	۲	۲	۲۹	پریس	۳	۲	۰	۰
۱۴	تعلیم	۵۱	۴۴	۵	۲	۳۰	کسٹم (چنگی)	۳	۳	۰	۰
۱۵	ریسرچ	۱	۱	۰	۰	۳۱	کواپریٹو	۶	۳	۳	۰
۱۶	[illegible]	۱۰	۶	۱	۰	۳۲	متفرق	۵	۴	۱	۰

حیدرآباد دکن کا فرضی دادخواہ

دہلی کے مشہور اخبار ریاست میں حیدرآباد دکن کا متعلق

ایک قصہ شائع ہوا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے کسی مسلمان کو تا اطلاع ثانی قلمرو نظام میں رہنے کی ممانعت کی ہے۔

اس کہانی پر سردار دیوان سنگھ صاحب کا ایک پُردرد اور پُرجوش نوٹ ہے جس میں اعلیٰ حضرت نظام اور دیگر ریاستوں پر خوب لے دے کی گئی ہے۔ عجب اتفاق ہے کہ اس نوٹ کی اشاعت کے بعد میں اپنے مخلص دوست مفتون صاحب کی خدمت میں حاضر تھا کہ وہی دادخواہ صاحب تشریف لائے اور سردار صاحب کو اپنی کہانی سنا کر سرکار نظام کے خلاف مشتعل کرنا شروع کیا۔ سردار صاحب نے فرمایا کہ میں آئندہ بھی آپ کی امداد کروں گا۔ تازہ پرچہ میں لکھدیا ہے۔ اور آپ دہلی کے دوسرے اخبار نویسوں سے بھی ملئے خصوصاً انہوں نے میرا نام بھی لیا اسپر یہ دادخواہ صاحب فرمانے لگے کہ "میں چار مرتبہ عزیز حسن ایڈیٹر مشیر کے پاس گیا۔ انہوں نے کاغذات دیکھکر کہا کہ چونکہ نظام سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچتا رہتا ہے اس لئے ہم نظام کے خلاف کچھ نہیں لکھیں گے"۔ میں اس صریح دروغ بافی پر حیرت زدہ ہو گیا۔ اور بینے استعجاب کے ساتھ مکرر خود دریافت کیا۔ سردار صاحب اور دیگر غیر مسلم احباب نے بار بار کہا کہ آپ ایڈیٹر مشیر سے ملے تھے؟ تو اس کے جواب میں اس متعفنی دروغ ہو کر بازنے یہی کہا کہ میں مل چکا ہوں۔ اب مجھ سے ضبط نہ ہو سکا۔ اور میں نے ڈانٹ کر کہا کہ تم جھوٹے ہو۔ اور یقیناً بدمعاش بھی ہو اس لئے کہ میں نے آج تک تمہاری صورت نہیں دیکھی۔ تم سے کسی قسم کی تحریری واقفیت نہیں۔ تم نہیں بتا سکتے کہ مشیر کا دفتر کہاں ہے۔ اور تم میرے منہ پر سفید جھوٹ بولتے ہو۔ اور ان کے اس طرز عمل سے مجھے یقین ہو گیا کہ یہ ساری کہانی فرضی ہے اور محض حضور نظام کو بدنام کرنے کے لئے تصنیف کی گئی ہے۔ یا پھر یہ شخص حقیقتاً کوئی ایسا ہی آزار دہندہ ہو گا کہ اعلیٰ حضرت کو اس کو مفاد ملک و ملت کے لئے جلا وطن کرنا پڑا۔

نیز کیا میں اپنے محترم دوست سردار دیوان سنگھ صاحب سے دریافت کر سکتا ہوں کہ انہوں نے کشمیر کے بہت بڑے جاگیردار خواجہ غلام نقشبند کے واقعہ جلا وطنی اور ضبطی جاگیر وغیرہ پر بھی ایک لفظ لکھا تھا؟ جو وہ آج اس مفتری کے لئے انگریز حکام کو توجہ دلا کر اعلیٰ حضرت نظام کی بے انصافی کا رونا رو رہے ہیں۔

ایڈیٹر ریاست کے قتل کی سازش

۲۱ اپریل کے ریاست میں سردار دیوان سنگھ صاحب نے اس سازش کو طشت از بام کیا ہے جو ان کے قتل کے لئے ریاست پٹیالہ میں ترتیب دی جا رہی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ "بادلہ مرحوم کی طرح پٹیالہ نے ایڈیٹر ریاست کو قتل کرنے کے لئے کرایہ کے آدمی حاصل کر لئے ہیں"۔ چنانچہ اس سلسلہ میں سردار صاحب مسٹر فٹزرک پیٹرک صاحب ایجنٹ گورنر جنرل ریاستہائے پنجاب سے بھی ملاقات کر چکے ہیں۔ اور مسٹر فٹزرک پیٹرک صاحب نے پوری طرح اس سازش کے انکشاف کا وعدہ کر لیا ہے۔

اگر یہ واقعات سچ ہیں تو نہایت خطرناک ہیں۔ اور کوئی شریف انسان مہاراجہ پٹیالہ کو ایسے کمینہ انتقام پر مبارکباد نہیں دے سکتا۔

اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ سردار دیوان سنگھ صاحب نے مہاراجہ پٹیالہ پر سخت سے سخت نکتہ چینی کی ہے۔ اور اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ایڈیٹر ریاست نے مہاراجہ پٹیالہ پر ایسے سنگین الزامات لگائے ہیں، اور انکی صحت کے لئے پٹیالہ اور برٹش گورنمنٹ دونوں کو چیلنج دیئے ہیں کہ اگر ان کا چالیسواں حصہ بھی اعلیٰ حضرت نظام یا کسی دوسرے خود دار والی ریاست کے متعلق معلوم ہو جاتا تو "دستبرداری" ریاست کے لئے کافی تھا۔ اگر مہاراجہ صاحب پٹیالہ اور گورنمنٹ ہند کو یقین ہے کہ مہاراجہ پٹیالہ پر جسقدر الزامات معصوم عورتوں کی عصمت دریوں، اور ان عورتوں کے حصول میں جو لوگ مزاحم ہوئے ان کے قتل، اور جیل خانوں میں بے کس قیدیوں کیساتھ خلاف وضع فطری افعال، اور وحشیانہ طریقہ سے زد و کوب کے واقعات غلط ہیں، تو کیوں نہیں سردار صاحب پر ان کی خواہش کے مطابق ایکٹ تحفظ والیان ریاست کے مطابق مقدمہ چلایا جاتا، اور کیوں نہیں ایک آزاد کمیشن کے ذریعہ مظالم کی تحقیقات کی جاتی۔؟

اس میں شک نہیں کہ مہاراجہ نابھ کی تباہی سے مہاراجہ پٹیالہ کے حوصلے بہت بلند ہو گئے ہیں۔ مگر ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ سردار دیوان سنگھ صاحب بھی چکی کے دونوں پاٹوں کے لئے لوہے کے چنوں سے کم ثابت نہ ہونگے جنکو پیسنے میں چکی کی بھی خیر نظر نہیں آتی۔ یہ مہاراجہ نابھ نہ تھا کہ اسمبلی میں سوال نہیں ہو سکا۔ اور بغیر مقدمہ چلائے کوڈائکنال میں نظر بند کر دیا گیا۔

سردار صاحب برٹش گورنمنٹ کی رعایا ہیں، اور اخبار نویس برادری کے ایک ممتاز اور حوصلہ مند فرد ہیں، جنہوں نے اخبار ریاست کے اجراء سے ملک کی بہترین خدمت انجام دی ہے۔ اور ان کا وجود اور ان کی پُرجوش اور دلیرانہ تحریرات نے ظالم و جابر اور نالائق والیان ریاست کے بخئے ادھیڑ کر رکھدیئے ہیں، اور ان کی اس دلیرانہ اخبار نویسی سے اکثر والیان ریاست نے تنگ آکر ریاستوں میں اصلاح کرنی شروع کی ہے، اور ریاستوں کی بے زبان رعایا کے مظالم میں بھی کمی آگئی ہے، اور بعض کمینہ اور شیطان سیرت والیان ریاست سردار صاحب کی تباہی کے درپے ہو گئے ہیں۔ اس لئے گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ سردار صاحب کی حفاظت کے تمام ضروری انتظامات ابھی سے شروع کر دے۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ بمبئی کے حادثہ کی تجدید گورنمنٹ کی غفلت سے پھر ہو۔ اور ایک دلیر اخبار نویس کمینہ سازشوں اور کرایہ کے ٹٹوؤں کی بدولت ضائع ہو جائے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ سردار صاحب کو حفظ ماتقدم کے لئے فوراً ذاتی حفاظت کے لئے۔ ریوالور اور گھر کی حفاظت کے واسطے بندوقوں کے لائسنس دیکر دیگر حفاظتی تدابیر اختیار کی جائیں۔ تاکہ پبلک کو یہ کہنے کا موقع نہ ہو کہ حکومت ان لوگوں کی حفاظت سے پہلو تہی کرتی ہے جو اس پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔

میری دلی دعا ہے کہ خدا ئے عزوجل سردار صاحب کو [illegible]

…جو ان کے کینہ دشمن ان کی تباہی کے لئے ترتیب دے رہے ہیں۔ امید ہے کہ تمام اخبارات بلا لحاظ پالیسی اور بلا لحاظ مذہب اس کینہ سازش کے خلاف سخت سے سخت اور متحدہ طریقہ سے صدائے احتجاج بلند کریں گے۔ اور اس واقعہ سے کم سے کم اخبار بیں حضرات کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ ایک اخبار نویس کو حق پرستی اور صاف گوئی کی کیا قیمت دینی پڑتی ہے۔ اور بحیثیت اخبار نویس کے اس کی زندگی کس قدر خطرناک ہوتی ہے۔ اور اس کو کیسے کینہ دشمنوں سے سابقہ پڑتا ہے۔

فخر کائنات

یہ ۲۰×۳۰ سائز پر آقائے نامدار حضور انور فخر کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری ہے جس میں حضور کی زندگی کے تمام اہم واقعات لکھدیئے ہیں، جو خصوصیت سے عورتوں اور بچوں کے لئے میرے محترم جناب مولانا مسعود علی خاں ندوی نے لکھکر اس کا حق تصنیف دائمی طور پر مجھے مرحمت فرمادیا ہے۔

اس بہترین تالیف کا انتساب حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ سے کیا گیا ہے۔ بالکل اعلیٰ درجہ کا سفید چکنا ولایتی کاغذ لگایا گیا ہے، اور بہترین لکھائی چھپائی کے باوجود قیمت صرف چار آنے مقرر کی گئی ہے۔ تاکہ غریب سے غریب مسلمان بھی اپنے آقا اور مولا کے حالات سے مطلع ہوسکیں۔ غیر مسلم اقوام میں اس مدلل کتاب کی اشاعت بہت مفید ہوگی۔ اور مسلمان عورتوں اور بچوں کے نصاب تعلیم میں اس کا داخلہ بہترین نتائج پیدا کرے گا۔ مسلم دیسی ریاستوں کے اسلامی اسکولوں اور برٹش حکومت کے پرائمری اسکولوں میں اس بہترین کتاب کو داخل نصاب کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ قارئین پیشوا کو ایک ہفتہ کے بعد فخر کائنات کو طلب کرنا چاہیئے۔

اگر خدائے قدوس کا فضل شامل حال رہا تو انشاء اللہ اب ہر مہینے ایک نئی کتاب دفتر پیشوا سے شائع ہوگی، کہ کتابوں کی فروخت سے جو نفع ہوگا، وہ پیشوا کے نقصان میں دیا جائے گا۔ امید کہ قارئین کرام کتابوں اور کلام اللہ کی ضرورت کے وقت دفتر پیشوا کو ہرگز فراموش نہ کریں گے۔

ریاست چرکھاری کی رقاصہ

گذشتہ اشاعت میں ریاست چرکھاری کی طوائف نوازی کے جو حالات شائع کئے گئے تھے، ان کے متعلق تازہ معلومات یہ ہے کہ نوجوان والی ریاست اسقدر عقلمند ہیں کہ جب وقت طوائف کو ان کی خدمت میں پیش کیا گیا، تو آپ نے اس کو ناپسند کیا۔ اور ریاست سے چلے جانے کا حکم دیا مگر یہ طوائف بہت ہوشیار تھی، اس لئے بہانہ لیکچیا پن دکھایا، اور ایک ایسا اچھوتا تجربہ کار والی ریاست پر پڑا کہ مہاراجہ بہادر اس کا کلمہ پڑھنے لگے یعنی اس طوائف نے کہا کہ "مجکو تو مہاراجہ سے عشق ہوگیا ہے، اور میں تو اب اس ریاست سے مرکر نکلوں گی! مہاراجہ کا پیسہ مجھے نہیں چاہیئے۔ میں تو صرف محبت کی بھوکی تھی، سو بھی دیکھ لیا۔ دل شاد کیا" اور یہ کہکر ... مہاراجہ کی ڈیوڑھی پر دھونی رمائی۔ کئی روز نہ کھایا اور نہ جل پیا۔ چونکہ کچھ عیاش مصاحبین کو یہ حرافہ نواز چکی تھی۔ اس لئے مہاراجہ سے سفارشیں کی گئیں۔ عاشق نواز مہاراجہ نے اس کی بھی سنی، اور اس عاشق طوائف کو معشوق بنانے کے لئے ایک ہزار روپے ماہوار اور تمام خرچ ریاست کے خزانہ سے پورا کرنے کا حکم دیا گیا۔ اب یہ عاشق و معشوق کا جوڑا نئی کیبنی میں لیلیٰ مجنوں کا پارٹ کیا کرتا ہے۔

اگر یہ واقعات سچے ہیں، تو کیا وہ وقت نہیں آیا ہے کہ نوجوان والی ریاست سے لارڈ ارون کے اس سرکلیٹر کی روشنی میں جواب طلب کیا جائے جو حال میں والیان ریاست کے مصارف کم کرنے کے متعلق شائع کیا گیا ہے۔ میں رزیڈنٹ صاحب اور پولٹیکل سکریٹری صاحب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ غریب رعایا کے گاڑھے پسینہ کی کمائی کو ایک متنفس کی خوشنودی کے لئے کب تک برباد کرنے کی آزادی دی جائے گی۔ اور کیا ریاست کے خزانہ کی بربادی کی ذمہ داری رزیڈنٹ بہادر پر نہ ہوگی؟

بھیا احسان کے پہلے پیغام پر ایک نظر

جناب مولانا شیخ احسان الحق صاحب

عزت مآب بھیا فقیر عشقی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے دست راست ہیں، اور بحیثیت ذاتی دوست کے میں ان کو بہترین انسان سمجھتا ہوں۔ مگر بدقسمتی سے مجھے ان کے پبلک خیالات سے اتفاق نہیں۔ کیونکہ وہ گاندھی جی اور مالوی جی کے متعلق وہ رائے رکھتے ہیں، جس سے مجھے اختلاف ہے، اور ان کے کانگرسی خیالات کی وجہ سے میں ان کی انتہائی عزت کرنے کے باوجود ان کو مسلمانوں کے لئے موجودہ فضا میں مفید نہیں سمجھتا۔

ایک انسان کی زندگی میں ذاتی تعلقات اور پبلک فرائض کا حق ایسی متضاد کسوٹی ہے کہ اس پر بہت کم مدعیان حق پرستی پورے اترتے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ بھیا احسان حضرت خواجہ صاحب کے تعلق کی وجہ سے۔ اور خود اپنی فلسفیانہ قابلیت اور دوستانہ مروت اور اخلاص کی وجہ سے میرے لئے قابل احترام ہیں اور میں ان کی ذات کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں۔ مگر اس کے باوجود میرے ذمہ پبلک فرائض اور مسلمانوں کے حقوق بھی ہیں، جن کو میں ذاتی تعلقات کی بیڑیوں کے مقابلہ میں بہت وزنی سمجھتا ہوں۔ اور یہی وہ پبلک فرائض کا احساس ہے جو میں آج بھیا احسان صاحب کے پہلے پیغام کو نہایت گمراہ کن اور مسلم مفاد کے خلاف اور بھیا کے ان دعووں سے ہٹا ہوا پاتا ہوں۔ جو انہوں نے خود مجھ سے بحیثیت امیدوار میونسپل کمیٹی کئے تھے۔ ان کے پیغام کی اسپرٹ کا اظہار ان سطور سے ہوتا ہے، جن میں وہ ارشاد فرماتے ہیں۔ "مفید تحریکیں کو محض حاسدانہ جذبات کی بناء پر مسترد کردیا جائے کہ ان میں ایک فرقہ کا نفع کم اور دوسرے فرقہ کا نفع زیادہ ہے، مضر سے مضر تجویزوں کو اس وحشیانہ جذبہ کی بناء پر قبول کرلیا جائے کہ ان سے اپنے فرقہ کا نقصان کم ہے اور دوسرے فرقہ کا زیادہ"

بھیا جی کو معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ صرف مسلمانوں کے ووٹوں سے

میونسپل کیٹی میں مسلمانوں کے حقوق کی محافظت کے لئے گئے ہیں۔ اور انکو میونسپل کمیٹی میں کانگریس کمیٹی نے اپنے ٹکٹ پر نہیں بھیجا ہے۔ اور مسلمان ان سے مولانا نصیر الدین خاں صاحب کی سی ہمدردی اور نمائندگی کے متوقع ہیں۔ نہ کہ کانگریس پسندی کے۔

افسوس کہ میں بھیا کے پورے پیغام پر میشوا کی محدود ضخامت کی وجہ سے نظر نہیں ڈال سکتا۔ اور بحیثیت مجموعی ان کے پیغام کو پڑھ کر بہت مایوس ہوا اور مسلمانوں کے لئے اس پیغام کی روشنی میں ان کے طرز عمل کو مفید نہیں سمجھتا۔ اور اپنی اس حماقت پر افسوس کرتا ہوں کہ ان کے انتخاب کے گناہ میں میری بھی شرکت تھی۔ اور تین سال تک بدنصیب مسلمانوں کو ان کی اتحاد دوستی اور گاندھی بھگتی کے جہنم میں جلنا پڑے گا۔

ہندو مہاسبھا کا اجلاس جبلپور

ہندو مہاسبھا کا جو اجلاس ۷ اپریل کو زیر صدارت مسٹر کیلکر منعقد ہوا۔ اس میں جناب صدر نے شدھی اور سنگھٹن اور مدراس کانگریس اور تجاویز دہلی اور آل پارٹیز کانفرنس کے خلاف اپنے خطبہ صدارت میں نہایت شرمناک دروغ بافی کے ساتھ زہر اگلا۔ اور سندھ کی علیحدگی اور صوبہ سرحد میں اصلاحات کے خلاف آتش بیانی کرتے ہوئے اس کو ہندوؤں کے ساتھ ناانصافی ظاہر کیا۔

اس اجلاس میں سب سے زیادہ اتحاد کش اور امن سوز تحریک سندھ کی بمبئی سے علیحدگی کے خلاف آواز بلند کرنا تھی۔ جس میں مالوی جی نے ایسے پینترے کے ہاتھ دکھائے کہ بے اختیار ان کی دیش بھگتی کی داد دینی پڑتی ہے۔ انہوں نے ایک طرف سندھ کی علیحدگی کی موافقت بھی کی اور مخالفت بھی۔ اور اپنے منافقانہ طرز عمل سے شاید اپنے ان مسلمان دوستوں کی آنکھیں کھول دی ہونگی جو انپر اعتماد کرنے کے لئے ان کے پیروں پر سر رکھنے سے بھی احتیاط نہیں کرتے۔

بہرحال مہاسبھائی فتنہ نے ہندو مسلم اتحاد کی رہی سہی آرزو کا بھی خاتمہ کر دیا۔ اور خوشی کا مقام ہے کہ ہندو مسلم اتحاد کا جنازہ جبلپور میں مالوی جی اور راجہ نریندرناتھ جیسے سنگٹھنی امت کے کاندھوں پر اٹھا اور رجعت پسند مسلمان اس اتحاد کشی کے مرتکب نہ ہوئے۔

دو انتخابی انڈے اور دونوں گندے

بالآخر اہمیت پر نااہلی اور راستگوئی پر خوشامد کو فتح ہوئی۔ اور دہلی کی میونسپل کیٹی کے لئے مقامی حکومت نے میر محمد حسین صاحب اور خان بہادر شیخ عزیز الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ کو منتخب کرکے مسلمانوں کے جذبات کچل دیئے۔

میر محمد حسین صاحب سالہا سال سے کانگریس کے ٹکٹ پر میونسپل کیٹی میں جاتے تھے۔ اور اپنی "کھدر پسندی" اور "گاندھی بھگتی" کی وجہ سے مسلمانوں میں اس قدر بدنام تھے کہ ان کو انتخابی مقابلہ میں اپنی شکست نظر آئی، اور وہ مقابلہ کے لئے کھڑے نہ ہو سکے۔ مگر یہ طلسم اب تک نہ کھلا کہ ان جیسے کانگریس مین کو گورنمنٹ نے کیونکر اپنا آدمی بنا لیا۔ اور ان کی "دیش بھگتی" نے اس "کاسہ لیسی" کو کیونکر پسند کر لیا۔ جیسے مقامی قوم پرست اخبار کانگریس نے بھی سخت اعتراض کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ سمجھدار ضرور ہیں، مگر بحیثیت کانگریس مین میونسپل کمشنر کے وہ مسلمانوں کے لئے گذشتہ ۹ سال میں بجائے مفید ہونے کے مضر ہی ثابت ہوئے ہیں اور ان کو مسلمان بحیثیت ایک نیم ہندو ممبر کے میونسپل کیٹی میں دیکھتے رہے ہیں۔ خان بہادر صاحب وہ بزرگ ہیں جو ۰ سال سے گورنمنٹ کی وفاداری انجام دے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ باوجود کوئی اثر نہ رکھنے کے اور باوجود پرائمری تک تعلیم ہونے کے خان بہادر بھی ہیں اور آنریری مجسٹریٹ بھی ہیں۔ اور گذشتہ ۹ سال سے گورنمنٹ ان کو سرکاری ممبر نامزد کرتی ہے جس کے لئے ان میں سوائے خان بہادری کے کوئی قابلیت نہیں۔ اور دہلی کے مسلمان آنریبل مسٹر جونسن چیف کمشنر دہلی کو اس انتخاب پر تسلیمات میں بھی مبارکباد نہیں دے سکتے اور خان بہادر جیسی قابلیت کا ممبر دہلی میونسپل کیٹی کے لئے "باعث فخر" ہو تو ہو، مسلمانوں کے لئے نہ کبھی مفید ہوا اور نہ آئندہ مفید ہو سکتا ہے۔ البتہ اپنی ذات کے لئے ضرور فائدہ مند ہو سکتا ہے۔

مقامی آریہ سماجی تیج نے یہ غلط لکھا ہے کہ میر محمد حسین صاحب کی مخالفت کے لئے مسلمانان دہلی کا ڈیپوٹیشن چیف کمشنر دہلی کی خدمت میں گیا تھا۔ بلکہ واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ خان بہادر صاحب کے انتخاب کے خلاف مسلمانان دہلی کا ایک نمائندہ وفد گیا تھا اور اسکی خواہش تھی کہ مسٹر جونسن صاحب حسب وعدہ کسی پڑھے لکھے اور قابل مسلمان کو منتخب کریں گے۔ اگر وہ تلاش کرتے تو ان کو خان بہادر ڈپٹی بہاؤ الدین صاحب بی اے پنشنر ڈپٹی کلکٹر اور خان صاحب مولوی فضل الدین صاحب ایم اے سابق پرنسپل عربک کالج جیسے قابل اور معاملہ فہم "کاسہ لیس" مل سکتے تھے، جو یقیناً شیخ عزیز الدین صاحب سے زیادہ گورنمنٹ اور مسلمانوں کے لئے مفید ثابت ہوتے۔ اور جن کے انتخاب پر بلاشبہ مسلمان مقامی حکومت کو مبارکباد دیتے کہ وہ کم سے کم تعلیم یافتہ "کاسہ لیسوں" کی قدر کرتی ہے۔ مگر بقول نواب ابوالحسن خاں صاحب کے ان دونوں میں سے ایک شخص بھی ممبری کی نامزدگی کے لئے پگڑیاں پیروں میں ڈالنے کے لئے تیار نہ ہوتا۔

بہرحال یہ دونوں انتخابی انڈے مسلمانوں کے نقطہ نظر سے گندے ہیں۔ ایک اگر آنکھیں بند کرکے ہندوؤں کا ساتھ دے گا۔ تو دوسرے کی زبان میں گورنمنٹ کی آواز کے علاوہ دوسری آواز نہیں پہنچے گی۔ ایک اگر اپنی لیاقت سے مسلمانوں کو نقصان پہنچائے گا۔ تو دوسرا اپنے جہل سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے میں پیچھے نہیں رہے گا۔

اذان میکدہ کے بعد

جناب ساغر صاحب علیگڑھی مدیر پیمانہ جو اپنے تئیں امام العصر کہتے ہیں۔ اور لکھواتے ہیں۔ اور جن کے متعلق بعض حضرات کو یہ یقین ہے کہ وہ خود ایک حرف نہیں لکھتے۔ بلکہ جناب مولانا سیماب صاحب جن کے وہ "شریک زندگی" بتائے جاتے ہیں، ان کے نام سے نظمیں، غزلیں، فسانے شائع کرتے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ ان کی شاعری کس درجہ کی ہوتی ہے۔ اور ان پر جو الزام ہے وہ کس حد تک صحیح ہے کیونکہ میں خود شاعر نہیں ہوں، البتہ میرے بعض شاعر دوست حق کو مشاعرہ میں یہ کہہ کر داد دیتے ہیں کہ "آپ کی شاعری تو ردیف و قافیہ سے بے نیاز ہے" البتہ اتنا میں بھی جانتا ہوں کہ ساغر صاحب کے نام سے جو کچھ شائع ہوتا ہے وہ ہوتا نہایت مہمل اور نہایت لغو اور بے معنی ہے، اور اس کثرت سے اور ایسے گستاخانہ طریقے سے شرعی اصطلاحات کو طوائفوں اور شرابیوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے کہ ادب، طریقت، شریعت کی روح لرزنے لگتی ہے اور اس بے ہنگام لغویت پر لعنت بھیجنے کو بے اختیار جی چاہتا ہے۔ اور کم سے کم میں اپنے شاعر نہ ہونے پر فخر کرتا ہوں کہ ایسا لغو اور ایسا گستاخ شاعر اور بھانڈ کا شاعر ہونے سے تو نہ ہونا بہتر ہے۔

ابھی ایک سال بھی نہیں گزرا کہ ساغر صاحب نے اذان میکدہ کے نام سے ایک نہایت لغو اور گستاخانہ نظم شائع کی تھی جس پر مذہبی حلقوں میں ہلچل مچ گئی اور مذہبی اخبارات نے سخت نکتہ چینی کی۔ مگر ساغر صاحب کا وہ اسلام جو کفر میں امتیاز نہیں کر سکتا شریعت اسلامی کی اس توہین سے متاثر ہونے کی بجائے اور زیادہ عریانی اور بے ادبی کے ساتھ مصطلحات شرعیہ پر حملہ آور ہوا۔ چنانچہ ماہ اپریل کے انقلاب میں حسب ذیل تنقید شائع ہوئی ہے:-

"جناب سیماب اکبر آبادی (رہی ساغر سیمابی والے) کے شاگرد رشید جناب ساغر سیمابی (رہی سیماب اکبر آبادی والے) جو اپنے آپ کو کائنات ادب کا پیغمبر موعود اور اپنے استاد کو ہندوستان کا شاعر اعظم لکھا کرتے ہیں اجمیر کے ایک ادبی رسالہ کیف میں ایک نظم "حسن موسیقی" کے عنوان سے ارشاد فرماتے ہیں۔ موضوع نظم ایک گانے والی اور ستار بجانے والی عورت ہے۔ نظم جیسی کچھ ساغر صاحب لکھا کرتے ہیں ویسی ہی ہے۔ مثلاً

۱۔ آنکھیں جھکا کر۔ کاکل بنا کر۔ سرخی جما کر۔ مستی میں آ کر
۲۔ جسم متانت منبع عصمت مخزن فطرت۔ شعر مجسم
۳۔ ولولہ ناچیز جھکا کے ثانیہ سفاک شائیں۔ لے کی ادائیں

غزل ... قسم کے ہذیانات سے ہمیں سروکار نہیں ہے۔ لیکن ہمیں جو اعتراض ہے وہ اس بات پر کہ اس قسم کی حیا سوز اور رندانہ و بازاری نظم میں ایک گانے والی عورت کے متعلق بعض اسلامی اصطلاحات بے تکلفی سے استعمال کی گئی ہیں۔ مثلاً ارشاد ہوتا ہے:

۱۔ اے ترجمان موسیقی دل نغموں کی تو ہے گویا پیمبر
۲۔ تیری صدائیں مہبط رسالت۔ تیری نظر میں تبلیغ فطرت
۳۔ تو ساحرہ ہے جادو نوا ہے شان خدا ہے یا ذکر کیا ہے
۴۔ اترا ہے تجھ پر قرآن نغمہ

ممکن ہے جناب ساغر بیباکی اور بے احتیاطی کی اس منزل پر پہنچ چکے ہوں جہاں پیمبر رسالت۔ مرسل اور قرآن کی کوئی وقعت دل میں باقی نہیں رہتی لیکن مسلمان اس کو گوارا نہیں کر سکتے کہ ان کے محترم و مقدس الفاظ رنڈیوں پر چسپاں کیے جائیں۔ بعض ہندو اخبارات لکھ دیا کرتے ہیں "اتحاد ہندو مسلم کا پیمبر" جاتا تھا مذہبی" لیکن غالباً ایک ہی مسلمان ایسا نہ ہوگا جسے اس بے احتیاطی پر افسوس نہ ہوتا ہو۔

اگر ساغر صاحب صوفی ہیں تو ہوا کریں اور اگر کیف سلطان الہند غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ سے شائع ہونے کے باوجود رنڈیوں کی تعریفیں چھاپنا مناسب سمجھتا ہے تو سمجھا کرے لیکن مسلمان مذہب کے ساتھ اس قسم کی بیباکی ہرگز روا نہ رکھیں گے۔

جس مزار پر رنڈیوں کا ناچ بھی داخل عبادت اور باعث ثواب سمجھا جاتا ہو اس کے متوسلین کے رسالہ میں اگر کسی گانے والی کو پیمبر اور رسول لکھ دیا جائے اور اس پر نغمہ کا قرآن اتارا جائے تو کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ اہل حال کے نزدیک تو نغمہ کے مقابلہ میں قرآن کی چنداں حیثیت نہیں سمجھی جاتی ہم نے بعض صوفیوں کو دیکھا ہے کہ قرآن مجید کے رکوع کے رکوع ان کے سامنے پڑھے گئے تو ٹس سے مس نہ ہوئے قلب میں حرکت پیدا نہ ہوئی آنکھ سے ایک آنسو تک نہ آیا لیکن جہاں کسی قوال نے خوبصورت لڑکے نے ہاتھ اٹھا کے گانا شروع کیا ع

کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست

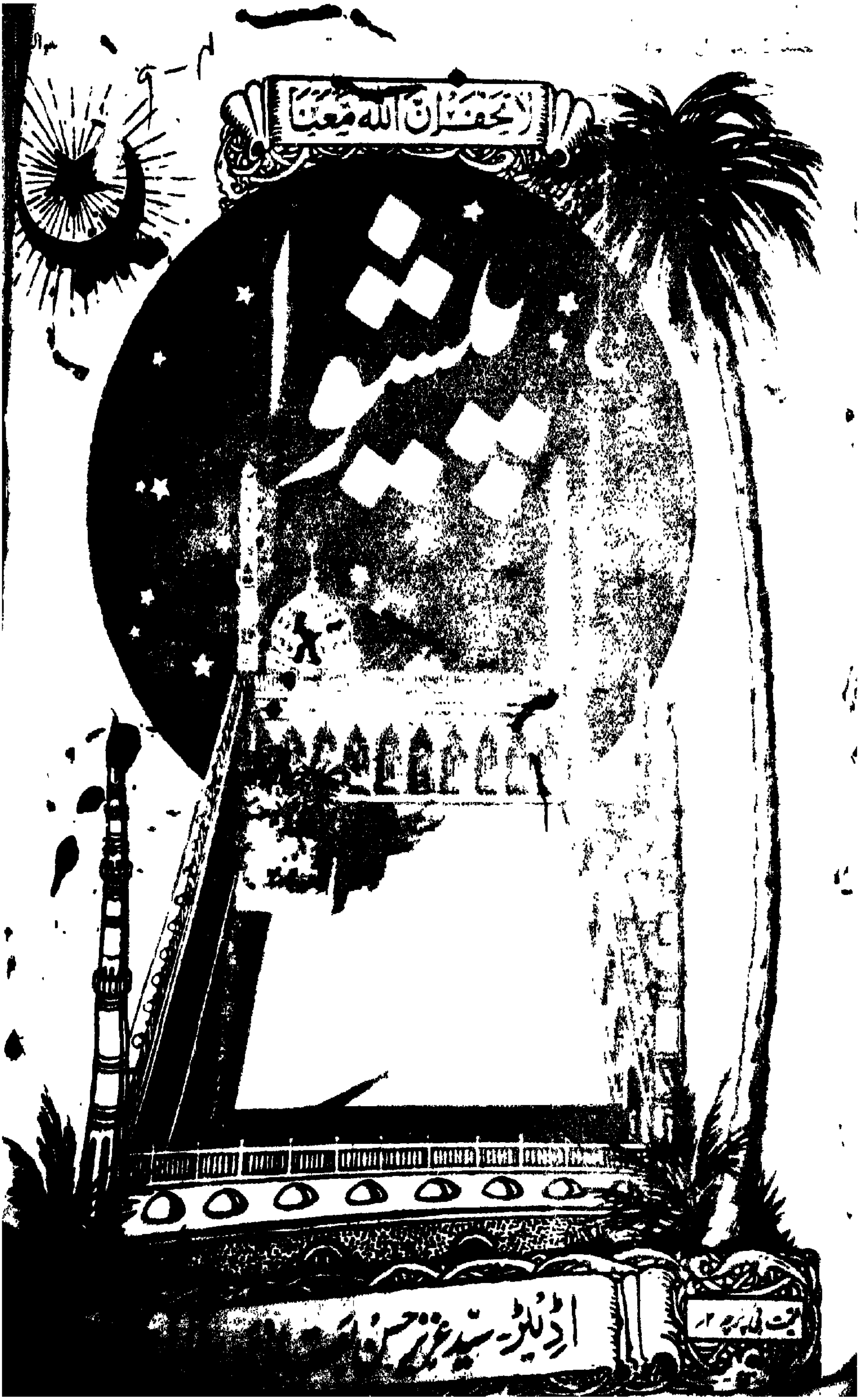
وہیں ایک کے محفل میں جا پڑے اور اس طرح مضطربانہ ناچنے لگے جیسے کسی نے مرچیں لگا دیں۔

یتخبطہ الشیطان من المس۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

ہمیں امید ہے کہ ساغر صاحب اور "کیف" کے مدیر صاحب آئندہ مذہب اسلام کو اپنی مجذوبیت سے معاف رکھیں گے۔"

میں نے ایڈیٹر صاحب انقلاب کو اندر لائق عبارت بجا سی دو ز ایک تحریر کے ذریعہ توجہ دلائی تھی کہ وہ حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری کی توہین اور کروڑوں عقیدتمندوں کی دل آزاری کے بغیر بھی ساغر صاحب کے گستاخانہ کلام پر تنقید کر سکتے تھے۔ اور یقیناً ان میں ایسی قابلیت ہے کہ وہ اس قسم کی نالائقی کا ثبوت دیئے بغیر آئندہ بھی ساغر صاحب کا بخیہ ادھیڑ سکتے ہیں۔ مگر ساغر صاحب کی آڑ میں خالص تصوف اور تصوف کی پاک تعلیم پر الفاظ کی غلاظت اچھالنا سالک صاحب کے لیے ایک خطرناک فعل ہے۔ کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ حضرت خواجہ غریب نواز کی تعلیمات میں کہاں لکھا ہے کہ طوائفوں کا ناچنا جائز ہے۔ اور کیا وہ اس کا جواب دے سکتے ہیں کہ آج کل کے معنوی پیروں کی خلاف شریعت حرکات کی ذمہ داری تصوف کی پاک تعلیم پر ہے؟

جس طرح بیگم امان اللہ خان کے پردہ اٹھا دینے سے اسلامی تعلیم نہیں بدل سکتی اسی طرح آج کل کے بعض نام نہاد صوفیوں کے غیر اسلامی طرز عمل سے تصوف کی تعلیم نہیں تبدیل کی جا سکتی۔



لا تحزن ان اللہ معنا
پیشوا
اڈیٹر سید عزیز حسن
قیمت فی پرچہ ۲ر

مذہبی سیاسی تاریخی اصلاحی رسالہ

پیشوا

ہر پندرھویں روز شائع ہوتا ہے

جلد ۴ — ۸ مئی سنہ ۱۹۲۸ء — نمبر ۹

شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

مولانا احمد سعید صاحب کی موالات پسندی

جناب مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند میرے استادزادے ہیں۔ اور ۲۵ سال سے میرے ان کے تعلقات ہیں' اور گذشتہ ۱۲ سال میں کانگریس اور خلافت کے عروج کے زمانہ میں جب کہ وہ بڑے آدمی نہیں ہوئے تھے' میں نے ان کے ساتھ اور انہوں نے میرے ساتھ وطن عزیز کی آزادی کے لئے کام کیا ہے' اور اب جبکہ میں کانگریسی معتقدات پر نفرین بھیج چکا ہوں' میرے یہ بے تکلف دوست ابھی تک کانگریس کی اس پرانی قبر پر سفیدی کرکے کبھی کبھی ہندو مسلم اتحاد کا غیر مہینہ عرس کر لیا کرتے ہیں اور تحریک ترک موالات جبکہ ہندوؤں کی عیاری اور انگریزوں کی خوش اقبالی سے دم توڑ رہی ہے' تو میرے یہ سیاسی رفیق ابھی پانسو علماء کے ناممکن العمل فتویٰ کو لئے بیٹھے ہیں۔

میں بارہا لکھ چکا ہوں کہ ایک اخبار نویس کے لئے وہ وقت بڑا کٹھن ہوتا ہے جبکہ اس کو اپنے احباب کے تعلقات کی زنجیریں توڑ کر حق پسندی کا طوق اپنے گلے میں ڈالنا پڑتا ہے' اور حق گوئی کی یہی وہ راہ ہے جس پر چلتے وقت تعلقات کے کانٹے چبھتے ہیں۔ اور اسی کو اخباری اصطلاح میں فرض شناسی کہتے ہیں۔ میں اس راستہ سے بارہا گزرا ہوں۔ اور بہت ممکن ہے کہ تعلقات کے کانٹوں میں الجھا بھی ہوں۔ مگر میں نے کوشش ہمیشہ یہی کی ہے کہ بلا کسی رو رعایت کے اپنے احباب پر نکتہ چینی کروں۔ اگرچہ مجھے یہ خوشگوار فرض انجام دینے کا نہایت تلخ تجربہ ہوا ہے' کیونکہ ہندوستانی اخبار نویس بالعموم احباب کے لئے ایک ترقی یافتہ مجاشہ سمجھا جاتا ہے۔ اور ہندوستانی صحافی کے احباب اسی سخت تنقید کے عادی نہیں جس کا ان کو عادی ہونا چاہیے اور جسکو میں ضروری سمجھتا ہوں' اور چونکہ میری گرفت احباب کی غلطیوں کے لئے زیادہ سخت ہوتی ہے' اس لئے میں اپنے احباب کو خوش نہیں رکھ سکتا۔ اور اسی قسم کا غیر خوشگوار فرض مجھے آج بھی انجام دینا ہے' اور جب تک میں زندہ ہوں۔ اس "غیر خوشگوار" فرض کو انجام دیتا رہوں گا اس لئے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی کا دوسرا نام اسلام ہے۔ اور یہی وہ دعوت ہے' جس کے احیاء کے لئے پیشوا عالم وجود میں آیا ہے۔

جناب مولانا احمد سعید صاحب کو گذشتہ مہینہ میں مسلم یونیورسٹی کورٹ کا ممبر منتخب کیا گیا ہے' جناب مولانا نے اپنے انتخاب کرنے والوں کا ایک تار پیغام کے ذریعہ شکریہ بھی ادا کیا تھا' اور علماء دین کے آرگن (الجمعیۃ) نے یہ توقع ظاہر کی تھی کہ "مولانا مسلم یونیورسٹی کے اس تاریخی اجلاس میں جو تحقیقاتی کمیشن کی رپورٹ پر غور کرنے کے لئے طلب کیا گیا ہے شرکت کرکے جمہور اسلام کے صحیح جذبات کی ترجمانی کریں گے۔"

اس واقعہ پر ایک مہینہ سے زیادہ عرصہ گذر چکا۔ مگر ہمدرد' انقلاب' زمیندار وغیرہ جیسے مدعیان حق پرستی اخبارات خاموش ہیں۔ ان میں سے کسی کو ہمت نہیں ہوئی کہ وہ استبداد پسندوں کو گالیاں دینے سے پہلے "حکومت کے ان پٹھوؤں" سے جواب طلب کریں کہ جس یونیورسٹی نے حضرت شیخ الہند رح کے پیغام کو ٹھکرایا' اور مولانا محمد علی ایڈیٹر ہمدرد اور ان کے رفقاء کو پولس سے جبراً نکلوایا' اور جس یونیورسٹی نے مسیح الملک اور شیخ الہند رح اور تمام حریت پسند تارکین موالات پر ملامت کا ووٹ پاس کیا اور جس یونیورسٹی کی تعلیم اور اسکی ممبری کو پانسو علماء کے فتوے نے اس لئے حرام قرار دیا کہ وہ سرکار سے امداد لیتی ہے۔ اس یونیورسٹی کی ممبری کو مولانا احمد سعید صاحب نے کیوں قبول کر لیا ہے۔

جمعیۃ علماء ہند کے صدر صاحب نے پہلے اپنے صاحبزادہ کو پنجاب یونیورسٹی کے امتحان میں شریک کرکے پانسو علماء کے اس فتویٰ کو جس کے وہ مصنف ہیں' پامال کیا [illegible]

[illegible] ایک ایسی بری مثال قائم کی ہے کہ اس کے بعد کسی تارک [illegible] یہ حق نہیں رہا کہ وہ سرکاری اور نیم سرکاری مجالس کی رکنیت [illegible] کرنے سے انکار کرے۔

میرے خیال میں وہ وقت آگیا ہے کہ علماء کو اعلان کر دینا چاہیے کہ [illegible] کا فتوی اب قابل عمل نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ خود اپنے طرز عمل سے اس کی تردید کر رہے ہیں۔ آخر ہزاروں مسلمانوں کی غلط رہنمائی کر کے ان کی زندگیاں کیوں اور کب تک تباہ کی جائیں گی؟

حاجی محمد علی یورپ جا رہے ہیں؟

مستند اور معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حاجی محمد علی ایڈیٹر اخبار ہمدرد مئی کے آخری ہفتہ تک یورپ روانہ ہو جائیں گے۔ اگرچہ ظاہر تو یہ کیا جائیگا کہ وہ اپنی درستی صحت کے لیئے یورپ جا رہے ہیں۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ راجپوتانہ کی ایک ریاست نے حال میں ان کو اپنی ریاست کی وزارت پیش کی تھی۔ اس لیے کہ اس طرح وہ پبلک لائف سے ریٹائر ہو جائیں گے۔ مگر اس کے بعد چند والیان ریاست کے مشورہ سے یہ طے پایا کہ حاجی صاحب کو بٹلر کمیشن کے سامنے والیان ریاست کے حقوق پیش کرنے اور مزدور ممبران پارلیمنٹ کو والیان ریاست کیلئے ہموار کرنے کے واسطے اور انگلستان کے پریس کو والیان ریاست کا ہمنوا کرنے کے واسطے یورپ روانہ کر دیا جائے۔ چنانچہ حاجی صاحب کو ابتدائی اخراجات اور ہمدرد کے قرضہ کی ادائیگی کے لیئے پچاس ہزار روپے دینے منظور کیے گئے جس میں سے پہلی قسط دس ہزار کی مئی کے پہلے ہفتہ میں حاجی صاحب کو وصول ہوئی بیان کی جاتی ہے۔

۱۷ مئی کو حاجی صاحب کی صاحبزادی کی شادی خانہ آبادی تھی جس میں آٹھ سو روپے کی رقم جامعہ ملیہ وغیرہ کو دی گئی۔

میں حاجی صاحب کو ان کی صاحبزادی کی خانہ آبادی اور اس تازہ شکار کے پھنسنے پر جس سے ان کے دلدر دور ہو جائیں گے۔ دلی خلوص کے ساتھ مبارکباد دیتا ہوں۔

آئندہ اشاعت میں انشاءاللہ بتاؤں گا کہ وہ کون کون سے والیان ریاست ہیں جو حاجی صاحب کے شاہانہ مصارف برداشت کریں گے۔

سید برادران کی رہائی

محب محترم جناب مولانا سید حبیب شاہ صاحب اور ان کے بھائی سید عنایت شاہ صاحب کو عدالت سشن نے ایک مدت کے قریب [illegible] ضمانت پر رہا کر دیا ہے۔ یہ دونوں بھائی مسٹر [illegible] کی [illegible] کے قتل کے [illegible]

[illegible]

باب لکھنا پڑے گا جس میں ان کی مظلومیت کے حروف زبان حال سے انکے سالہا سال کے مصائب بیان کریں گے۔

مولانا حبیب صاحب نے اپنی خودداری کو قائم رکھتے ہوئے مقامی حکام اور انکے گرگوں کے آگے سر نیاز نہیں جھکایا۔ اور سر آنے والی مصیبت کا باوجود مالی حالت درست نہ ہونے کے خندہ پیشانی سے خیر مقدم کیا۔ اسیر وہ جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔ اور میرے لیئے یہ مسرت کا مقام ہے کہ وہ صوفی مشرب اور فقیر دوست ہیں، اور انھوں نے مصائب و آلام کے وقت قدیم مشائخوں کا اسوۂ حسنہ پیش کیا۔ میں سید برادران کو ضمانت پر رہائی پر دلی خلوص سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور خدا ئے عزوجل سے دعا کرتا ہوں کہ وہ انکو عدالت سشن سے بالکل بری کرنے اور قارئین ریفارمر سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ریاست کی خریداری پر فوراً توجہ کریں کہ اسکی اعانت میری اعانت ہے۔

بخشی جانن شاہ کا تبادلہ

مقامی سنگھٹنی معاصرین میں روزانہ ان پارٹیوں کی خبریں شائع ہو رہی ہیں جو بخشی جانن شاہ صاحب سینئر کلکٹر انکم ٹیکس دہلی کے تبادلہ کے سلسلہ میں ہندوؤں کی جانب سے دی جا رہی ہیں۔

بخشی صاحب ایک ایسے کٹر اور سخت متعصب ہندو ہیں کہ انھوں نے دہلی کے زمانہ قیام میں مسلمان امیدواروں کو اپنی اقتدار گاہ میں قدم رکھنے نہیں دیا۔ ان کے وقت میں جسقدر اسامیاں خالی ہوئیں انپر سب ہندو مقرر رکھے گئے۔ لائق سے لائق مسلمان پر دفتر انکم ٹیکس کے دروازے بند تھے۔ اور نالائق سے نالائق ہندو کے لئے نہ صرف دفتر انکم ٹیکس کا دروازہ کھلا ہوا تھا بلکہ سنگھٹنی پریم کا پیالہ ہر وقت لبالب رہتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ۲۵ اسامیوں میں سے صرف ۲ اسامیوں پر مسلمان متعین ہیں حالانکہ دہلی کے محکمہ انکم ٹیکس کو مسلمانوں سے ہندوؤں کے مقابلہ میں کسی طرح کم ٹیکس وصول نہیں ہوتا ہے۔ جانن شاہ صاحب کی "کوشش" نہیں تھی تو اور کیا تھا کہ آج اس محکمہ میں [illegible] مسلمانوں کے علاوہ تیسرا مسلمان تلاش کرنے سے نہیں ملتا۔ اور مسلمان ٹیکس گزار جب محکمہ میں جاتا ہے تو اس پر تھوڑی [illegible] کے محکمہ میں کسی مسلمان کی صورت تک دیکھنے کو ترس جاتا ہے کیونکہ یہ مسلمہ امر ہے کہ اپنے ہم مذہب سے دل کھولکر گفتگو کی جاتی ہے اور درد دل کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔ اگر دہلی کے بدنصیب مسلمان جو ٹیکس دینے میں کسی طرح ہندوؤں سے کم نہیں۔ انکم ٹیکس کے محکمہ میں جا کر پانی پینے اور مسلمان کی صورت دیکھنے تک کو ترستے ہیں۔ اور یہ مسلمانوں کی انتہائی بدنصیبی ہے کہ ان پر انگریزوں کی حکومت کے علاوہ دہلی کے دفاتر میں ہندوؤں کی بھی حکومت ہے۔

بخشی صاحب کے جانے کے بعد اس محکمہ کا انچارج اصولاً وہ شخص ہونا چاہیئے تھا جو عرصہ سے بخشی صاحب کے ساتھ کام کر رہا ہے اور جو اپنی خاندانی وجاہت اور ذاتی لیاقت اور کارگزاری میں کسی طرح بخشی صاحب سے کیا پنجاب کے کسی ہندو انکم ٹیکس کلکٹر سے کم نہیں۔ مگر چونکہ بدقسمتی سے وہ مسلمان ہے اس لیئے اس شخص کو بخشی صاحب کا قائم مقام نہیں بنایا گیا۔ بلکہ پنجاب سے ایک دوسرا سنگھٹنی ہندو بھیجا گیا جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ سنگھٹنی [illegible] کی جڑیں کتنی دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اور مسلمان ماتحت تو [illegible]

مسلمان افسروں کی ترقی کس حد تک ہندوؤں کے رحم پر منحصر ہے۔

دہلی کی حکومت کا قاعدہ ہے کہ وہ اپنے افسران کو کارگزاری پر ترقی دیتی ہے۔ مگر ملک محمد اسلم صاحب بی اے انکم ٹیکس کلکٹر باوجود سالہا سال کا دہلی کا تجربہ رکھنے کے بخشی صاحب کے قائم مقام نہیں ہو سکے۔ مسلمانوں کو اس حق تلفی کا بہت افسوس ہے، اور وہ اس دو عملی حکومت میں اپنے حقوق کسی طرح بھی محفوظ نہیں دیکھتے۔ کیا دہلی کے بیدار مغز چیف کمشنر مسٹر جونسن اپنی مسلمان رعایا کے ساتھ انصاف کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور کیا وہ اس شدید حق تلفی پر پنجاب کے محکمہ انکم ٹیکس کے افسر اعلیٰ سے جواب طلب کر کے اپنی انصاف پسندی کا ثبوت دیں گے کہ کن وجوہات کی بناء پر ایک ہونہار نوجوان اور لائق اور مستعد اور کارگذار مسلمان کے ساتھ حق تلفی کی گئی۔ اور کیا دہلی کے لئے ہمیشہ ہمیش انکم ٹیکس کلکٹر ہندو بھیجنے کا تہیہ کر لیا گیا ہے۔ ضرورت ہے کہ شملہ کے اجلاس اسمبلی میں اس حق تلفی پر سوالات کئے جائیں۔

مولانا ظفر علیخاں کی سیاسی ہچکی

محترم معاصر انقلاب نے گذشتہ انقلاب میں حضرت "ظفر الملت والدین" جناب مولانا ظفر علی خاں صاحب مدیر زمیندار کا ایک خط شائع کیا ہے، جو انہوں نے پنجاب کے کسی اس "سر" کو اس وقت لکھا تھا، جس وقت کہ وہ کرم آباد میں نظر بند تھے۔ اس خط میں انسپکٹر جنرل پنجاب پولیس سے اس طرح ناک رگڑ رگڑ کر اور گڑگڑا کر رحم کی درخواست کی گئی ہے جس طرح کوئی کمین اور بزدل انسان کسی طاقتور کے پنجہ کی گرفت سے نکلنے کے لئے اسکی خوشامد کرتا ہے۔

حیرت ہوتی ہے کہ یہ اس شخص کی تحریر ہے، جو "جہاد حیدرآباد تحفہٗ ہندن" کا مصنف تھا۔ اور جس نے شملہ میں بارنے کتے کے کاٹنے کی عیاری سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کو سیاست کے دور از کار مباحث سے علیحدہ رہنے کی تلقین کی تھی۔ اور جس کے متعلق "پولیٹیکل گرگٹ" نامی کتاب بھی شائع ہوئی تھی۔ اور جو آج اپنی مفروضہ قوم پرستی کے جال میں ہر مسلمانوں کو پھانسنا چاہتا ہے، اور قوم پرستی کی لعنت اسپر ایسی برس رہی ہے کہ وہ غلام ہندوستان میں تبلیغ اسلام کو آزادی حاصل ہونے تک بند کر دینے کے مشورہ سے گریز نہیں کرتا۔ اور جو آج اپنے انہی "سر" آقا پر اسکی قلم کے تیر و نشتر چلا رہا ہے کہ سیٹھ برلا سے سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کی تائید کا مکالمہ کر چکا ہے۔ اسکی بلا سے مسلمانوں کے حقوق تلف ہوں۔ اسکی بیزار سے قصبہ اول ضلع متھرا اور دبنہ ضلع میرٹھ وغیرہ کے مقامات کے مسلمانوں کو ہندو جا وہ قتل کریں۔ ان کے مکانات لوٹیں، انکی معصوم اولادوں کو ان کے سامنے ذبح کرتے ان کے کفن کے تک لگائیں، اسکو تو سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کے لئے تحریر و تقریر اپنے آقا ولی نعمت کے حکم سے کرنی ہے۔

ظفر علی خاں کو سیاسی موت کا مرض اس روز سے لاحق ہے جس روز انھوں نے ہندوؤں سے شریفانہ سمجھوتہ ہوئے بغیر مسلمانوں کو شاہی کمیشن کے بائیکاٹ کی ناعاقبت اندیشانہ تحریک میں حصہ لینے پر آمادہ کیا۔ اور اس [illegible] خط کی اشاعت انکی سیاسی موت کی آخری ہچکی ثابت ہوگی۔ جو شخص ایک مرتبہ [illegible] میں پھنسا [illegible] کہ وہ آئندہ بھی خسروانہ مراحم "کا مصیبت کے وقت منتظر رہیگا۔ اور وقت پر وفادارانہ دے گا۔ مارگیا وہ بزدل انسان جس کا کوئی کیرکٹر نہ ہو اس قابل ہے کہ وہ مسلمانوں کا رہنما ہو سکے؟

میں ظفر علی خاں کو ایک اچھا ادیب اور ایک اچھا اخبار نویس سمجھتا ہوں۔ مگر انکی جبلی بزدلی اور بار بار امتحان سے بدلنے والی پالیسی ہرگز ان کو اس کا مستحق نہیں ٹھیراتی کہ وہ مسلمانوں کے رہنما ہونے کی بھی اہلیت رکھتے ہیں۔ اور مسلمان انکی قیادت میں اپنا سیاسی سفر طے کر سکتے ہیں۔ وہ ایک لچکنے والے نہری پرندے ہیں۔ اور مسلمانوں کو ایک ایسے فولادی پرزہ کی ضرورت ہے، جو لچکنے کی بجائے ٹوٹنا جانتا ہو۔

کیا مسلمانوں نے اسپر بھی غور کیا ہے کہ ظفر علی خاں صاحب کی اس سیاسی ہچکی پر جو خدا کرے کہ آخری ہو ان کے حلق میں پانی ٹپکانے کے لئے آریہ سماجی پریس نے کیسی شاندار جد وجہد کی ہے؟ اور یہ جد وجہد ظفر علی خاں کے سیاسی اقتدار کی بحالی کے لئے آریہ سماجی پریس کیوں کر رہا ہے؟ یہ ایسا سوال ہے جس کے دانشمندانہ جواب پر مسلمانوں کی فلاح وبہبود کا انحصار ہے۔

بہر حال اس خط کی اشاعت سے مدیران انقلاب نے ملک کی ایک بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔ تاکہ ملک و ملت کو ایسے غداروں کی شناخت میں آسانی ہو، جنہوں نے "سستے طریقے" سے شہرت حاصل کر کے اپنے ضمیر فروشی کے جسم پر قوم پرستی کی عبا ڈال لی ہے۔ اور میں اس انکشاف حقیقت پر انقلاب کے مدیر محترم کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

اصلی باشندگان دکن کے مطالبات

اپریل کے آخری ہفتہ میں اصلی باشندگان دکن نے انگریزی علاقوں (مدراس و سکندر آباد) میں جمع ہو کر برٹش گورنمنٹ سے مطالبہ کیا ہے کہ

(۱) بندرگاہ مسولی پٹم تاجدار دکن کو واپس کی جائے۔

(۲) والی حیدرآباد کو "ہز مجسٹی" کا خطاب مرحمت فرمایا جائے۔

(۳) برار کا علاقہ سرکار نظام کو واپس کر دیا جائے۔

میرے خیال میں یہ کم سے کم مطالبات ہیں جو اصلی اور حقیقی رعایا، حیدرآباد کی جانب سے کئے گئے ہیں۔ اور رعایا حیدرآباد جس میں ہندو مسلمان، پارسی عیسائی، سکھ ہیں کے ان جائز مطالبات سے ہندوستان کے ہر شریف انسان کو ہمدردی ہوگی۔ اور میرے خیال میں اب وقت آگیا ہے کہ [illegible] تمام ہندوستان میں اور ہندوستان کے ہر قصبہ میں دکن کی رعایا کے مطالبات سے ہمدردی کے جلسے کر کے ان کی روئداد برٹش پارلیمنٹ کے ممبروں [illegible] آفس کو اور ہز ایکسیلنسی وائسرائے [illegible] برطانوی اخبارات کو بھیجی جائیں۔ [illegible]

... ہندوستان کی اور انگلستان کی عام مروجہ زبانوں میں تفسیر کی جائے. کیا وہ ... ہے جس پر حکومت نظام نے ہمیشہ اپنا دست کرم دراز کیا ہے.؟ اور کیا ... نظام کا حق نمک ادا کرنے کے لئے وہ کوئی موثر جد وجہد شروع کرنے کی ہمت کریں گے.؟

کجا دانند حال ما سبکساران ساحل ہا

۸ ماہ کا فسانہ درد بٹنے کے بعد اور پرائیویٹ

خط وصول کرنے کے بعد آج تک پیشوا کے امدادی فنڈ میں ۴۳۴ روپے آئے ہیں اور ۱۴۰ حضرات نے امداد میں حصہ لیا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابھی قارئین کرام کی ایک بہت بڑی جماعت ہے جس پر پیشوا کی عیدی فرض ہے، جو آج اگر ایک روپیہ جیسی حقیر امداد پیشوا کے دفتر کو دیدے تو پیشوا کا قرضہ نہایت اطمینان سے اتر جائے. اور میری پریشانیاں بھی ختم ہو جائیں.

قرضہ ڈھائی ہزار ہے، اور اسوقت تک اس اپیل کے جواب میں ۴۳۴ روپے آئے ہیں جس کے معنی یہ ہوئے کہ ۲۰۶۶ روپے اگر اور وصول نہ ہوئے تو پیشوا کا دفتر بدستور مقروض رہے گا. اور مجھے جو اعتماد قارئین پیشوا کی ذات پر ہے، وہ غلط ثابت ہوگا.

ایک روپیہ جیسی حقیر رقم کا تمام خریداروں سے وصول نہ ہونا میری انتہائی ناکامی ہے، اور میرے لئے اس سے زیادہ تکلیف کا مقام اور کیا ہوگا کہ پیشوا کے خریدار اس کے دکھ درد میں شریک نہ ہوں. میں نے پیشوا کے لئے اپنی جیب کی آخری پونجی تک بھی خرچ کر دی معصوم بچی کا زیور اتار کر فروخت کرتے وقت میرا پتھر سے زیادہ مضبوط دل موم کی طرح پگھل گیا جب میں نے اس گیارہ سالہ معصومہ کو دیکھا کہ اپنی جان سے زیادہ عزیز زیور کی جدائی کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں آنسو بھرے تھے. آہ اسکو کیا خبر کہ اس کا ظالم اور مجنوں باپ اس کا زیور شراب خوری، قمار بازی، افیون خوری، رنڈی بازی غرضکہ کسی بازی کے لئے نہیں لے رہا. بلکہ اپنا خون جگر پلانے کے بعد، اپنی آزادی کو خطرہ میں ڈالنے کے بعد، اپنی ساری عمر کی کمائی کو خرچ کرنے کے بعد ایک سراسر نقصان والی تجارت میں لگانے کے لئے، دوستوں کو دشمن بنانے کے لئے اور مزید نقصان برداشت کرنے کے لئے اس کے باپ کو روپے کی ضرورت ہے، اور وہ ضرورت بغیر اس کے گلے اور کانوں، اور ہاتھوں سے زیورات اتارے نہیں پوری ہو سکتی. چنانچہ پتھر سنگدل نے اس معصوم کے رونے کی کوئی پروا نہ کی اور جو کچھ اس کے پاس اور اسکی ماں کے پاس تھا لے کر اس دعوت حق، اور امر بالمعروف نہی عن المنکر، اور پیغام رشد وہدایت پر جسکو پیشوا کے نام سے موسوم کرتے ہیں خرچ کر دیا. مگر اس کے بعد بھی پیشوا پر ڈھائی ہزار روپیہ کا قرض باقی ہے!

میں آج یہ نہیں کہتا کہ آپ میری وہ رقم دیدیجئے. جو میں نے پیشوا پر خرچ کی ہے. میں آپ سے اس زیور کا طالب نہیں جو میری اور بچی کا تھا اور جو پیشوا کے کام آیا. میں اپنی محنت کا کوئی صلہ آپ سے نہیں چاہتا. میں تو صرف یہ درخواست کرتا ہوں کہ پیشوا کی وجہ سے جو قرضہ مجھ پر ہو گیا ہے [illegible] اور اسکی ادائیگی کی تکلیف سے مجھے نجات دیدیجئے تاکہ میں سکون اور اطمینان کے ساتھ آپ کی خدمت کر سکوں. اور پیشوا اپنے پیروں پر کھڑا ہو سکے.

میں نے پیشوا کے لئے اپنی آزادی کو خطرہ میں ڈالا. اور بجائے ڈمی ایڈیٹر کے خود اس کا ڈکلریشن دیا. متعدد مقدمات آزادی بیانی کی وجہ سے قائم ہوئے. حتی کہ شب و روز کام کرنے کی وجہ سے میری صحت خطرہ میں پڑ گئی. مگر میں نے کبھی قارئین کرام کے آگے دست اعانت باوجود انہیں سے اکثر کی خواہش کے نہیں بڑھایا. مگر آج میں پیشوا کے قرض خواہوں سے اسقدر تنگ آ گیا ہوں کہ آپ کے آگے مجبوراً دست اعانت پھیلا رہا ہوں. کیا اتنی بڑی قربانیوں کے بعد بھی میں اس کا مستحق نہیں ہوں کہ آپ ایک روپیہ جیسی حقیر رقم اگر آپ نے ابھی تک نہیں بھیجی ہے، تو فوراً بھیجدیں.؟

میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ میں نے اپنے گذارہ کے لئے ایک ملازمت کر لی ہے، اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے اخراجات کا بار اب پیشوا پر نہیں ہے اس لئے آپ اسوقت جو کچھ بھی امداد کریں گے. وہ میری جیب میں نہیں آئیگی. بلکہ پیشوا کے قرضہ میں ادا کی جائے گی. اور میں پیشوا کی اعزازی خدمت انجام دوں گا، خطرات بھی پیشوا کے لئے برداشت کروں گا مگر ایک پیسہ پیشوا کے دفتر سے اپنی ذات کے لئے نہ لوں گا. اور پیشوا کو پیشوا کے اصلی مالکوں (خریداران) کے سپرد کر دوں گا. اور اسکی آمدنی اور خرچ کی ذمہ داری پیشوا کے خریداروں پر رہے گی.

میں ان بھائیوں کا بہت مشکور ہوں جنہوں نے ایک روپیہ سے زیادہ میری درخواست پر پیشوا کی امداد میں بھیجے. اور اپنے ان ایرانی اور آسامی اور رنگونی بھائیوں کا خصوصیت سے شکریہ ادا کرتا ہوں جو ایسے دور دراز ملک میں رہکر بھی پیشوا کو نہ بھولے. اور اسکی مصیبت کے وقت اس کے کام آئے.

نیز ان بھائیوں کا بے حد مشکور ہوں جنہوں نے میری ایک درخواست پر جب ایک روپیہ فوراً بھیجدیا. اور اس کے علاوہ محبت آمیز اور ہمت افزا خطوط لکھے اور جدید خریدار بھی فراہم کئے اور ان بھائیوں سے مکرر درخواست کرتا ہوں، جنہوں نے یہ غلط رائے قائم کر لی ہے کہ پیشوا بند ہو جائے گا. اس لئے اپنے ایک روپیہ کو کیوں خطرہ میں ڈالیں.

پیشوا کو جاری ہوئے آج ڈھائی سال کا عرصہ ہو گیا. پیشوا بڑے بڑے سرمایہ دار رسائل و اخبارات کے مقابلہ میں نہایت پابندی کے ساتھ ہر انگریزی مہینہ کی مقررہ تاریخ ۸ اور ۲۴ کو شائع ہوتا ہے. اور انشاء اللہ جب تک میں زندہ ہوں شائع ہوتا رہیگا. اس لئے اس خیال کو دل سے نکال کر فوراً اپنے ذمہ کا ایک روپیہ عیدی فنڈ میں مرحمت کیجئے. اور یقین رکھئے کہ پیشوا تمام مصیبتوں کا مقابلہ کرنے کے باوجود خدا کے فضل سے جاری ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی جاری رہے گا. اور آپ کی زر امداد آپ کا چندہ کسی حالت میں بھی خطرہ میں نہیں ہے.

میں ان بھائیوں سے نہایت شرمندہ ہوں جنہوں نے مجھے ہمت افزا خطوط بھیجے اور جنہوں نے میری درخواست پر ایک روپیہ سے زائد چندہ بھیجا

...ں گے۔ ایسے تمام احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میری مجبوریوں پر
نظر رکھتے ہوئے مجھے دوبارہ خط لکھیں، جس میں اسکی تفصیل ضرور ہو کہ انہوں نے
...خریدار کتنے دیئے۔ تاکہ میں آئندہ اشاعت میں ان کا تعارف قارئین کرام
...کراؤں، کیونکہ بدقسمتی سے عملہ کی تبدیلی کی وجہ سے وہ تمام خطوط گم ہوگئے جو
...ں نے میرے عریضہ کے جواب میں لکھے تھے اور جس کے باعث میں ہمدردان
...اسے بے حد نادم ہوں۔

سابق مہاراجہ اندور کا وظیفہ کیوں نہیں ضبط کیا جاتا

سابق مہاراجہ اندور کو جو ... پادلہ اور عشق ممتاز کی وجہ سے کافی شہرت رکھتے ہیں، اور جنہوں نے مس ملر کی شادی ... سلسلہ میں ایک غیر فانی شہرت حاصل کرلی ہے۔ انہوں نے ہندو مہاسبھا کے اجلاس ... ایک لاکھ روپیہ پورے اشدھی بازوں کو بھیجنے کے لئے دیا ہے۔ تاکہ مس ملر ... "تیتریاں" آسانی سے پھانس سکیں۔

سابق مہاراجہ اندور کو جو وظیفہ ملتا ہے اس کا بڑا حصہ مسلمانان اندور کی جیب سے ... ہے، جو کہ وہاں رعایا کی حیثیت سے رہتے ہیں، نیز سابق مہاراجہ جن کو راجہ اندور ... زیادہ موزوں ہوگا۔ اس روپے سے جو ان کی مسلمان رعایا سے بھی وصول ہوتا ہے ... ہی بازوں کی ہمت افزائی کر رہے ہیں، اور چونکہ آریہ سماج ایک سیاسی جماعت ہے جو ... گورنمنٹ کے خلاف نفرت وحقارت کے جذبات پھیلاتی ہے، آریہ سماج ایک جھگڑالو ... ت ہے، جو ہندو مسلمانوں میں فساد کا باعث بنی ہوئی ہے، جس کی وجہ سے ملک ... امن خطرہ میں ہے۔ اس لئے ایسی جماعت کی ہمت افزائی کرکے سابق مہاراجہ نے ... اختیارات اور اپنی پنشن کا غلط استعمال کیا ہے۔ اس لئے گورنمنٹ کے لئے ... اصلاح مفاد کے لئے اور ملک کے امن کے لئے ضروری ہے کہ سابق مہاراجہ کا وظیفہ ... کیا جائے۔ تاکہ مسلمانوں کی دل شکنی نہ ہو اور آریہ سماج کی ہمت افزائی نہ ہو، ... میں بدامنی اور فساد کا دور دورہ نہ ہو۔ کیا گورنمنٹ ہند کا فارن آفس اس ... "تجویز" پر آئندہ کے فتنوں کا سد باب کرنے کے لئے غور کرے گا؟

...غیر آئینی شورش کی ہمت افزائی

پارلیمنٹ کا اجلاس شروع ہوتے ہی نائب وزیر ہند ... مزدور جماعت کی جانب سے سابق مہاراجہ نابھہ کی جلاوطنی اور حکومت نابھہ سے ... دست برداری" کے متعلق سوالات کا ایسا طوفان اٹھا کہ بیچارے نائب صاحب ... کی گم ہوگئی۔ اور وہ کوئی اطمینان بخش جواب مزدور ممبران کو نہ دے سکے۔ ... نائب وزیر ہند کے خیال میں مہاراجہ نابھہ کا رویہ "غیر آئینی شورش پسندی ... کی ہمت افزائی کرتا ہے" اور "اخبارات کو روپیہ دے کر اپنے لئے پروپیگنڈا کرنا۔" ... ان جوابات سے مزدور ممبران پارلیمنٹ مطمئن نہیں ہوئے۔ اور انہوں نے گورنمنٹ کو ... چیلنج دیا کہ وہ اگر مہاراجہ صاحب کو باغی سمجھتی ہے اور اس کے پاس کوئی ثبوت ... ہے تو وہ ان پر کھلی عدالت میں مقدمہ قائم کرے۔

... اخبارات کو روپیہ دینے کا سوال سو اس کے متعلق جہاں تک پیشوا کا ... تعلق ہے، میں گورنمنٹ ہند کو مہاراجہ پٹیالہ کو اور ان کے تمام حامیوں کو چیلنج ... دیتا ہوں کہ وہ ثابت کریں کہ پیشوا کا اڈیٹر آج تک سابق مہاراجہ نابھہ ...

ماہوار ان کے ہاں چار نمک پلی ہو یا ان سے ایک پیسہ ان کے حق میں لکھنے کا لیا ہو حالانکہ جب سے پیشوا جاری ہوا ہے۔ اس نے مسلسل ڈھائی سال تک مہاراجہ نابھہ کی مظلومیت کے متعلق جو کچھ حق سمجھا لکھا۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی اس مظلوم مہاراجہ کی حمایت میں جو کچھ لکھ سکوں گا۔ اسمیں کوتاہی نہیں کروں گا۔

البتہ اس کا ثبوت موجود ہے کہ سابق مہاراجہ نابھہ کے مخالفین نے مجھے بعض دوسرے معاصرین کی طرح رشوت دینے کی کوشش کی۔ اور میں نے انکو دھتکار دیا۔ کیا وہ لوگ اس چیلنج کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں، جو سابق مہاراجہ نابھہ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ اخبارات کو روپیہ دیتے ہیں۔ حالانکہ قوم پرست اور آزاد خیال اخبارات کی امداد متمول اصحاب پر فرض ہے۔ اور اگر یہ کوئی جرم ہے تو اسکی مرتکب سب سے پہلے گورنمنٹ اور اس کے حمایتی اخبارات ہیں، جنکو پبلک کے گاڑھے پسینے کی کمائی میں حصہ دار کر لیا جاتا ہے آخری اطلاع ہے کہ اس سیزن کی ڈاک پر سنسر بٹھا دیا گیا ہے اور ... پابندیاں

اندھا ادیب اور جاہل طبیب

بعض ضرب الامثال کچھ اس طرح صحیح اترتی ہیں کہ ان پر الہام کا لفظ صادق آتا ہے۔ میں ہمکار کے اس مقولہ کا قائل نہیں تھا کہ "اندھا دوزخی ہوتا ہے۔ اور بہرا جنتی" مگر گزشتہ دو مہینہ سے ایک ایسا تجربہ ہوا ہے کہ بے اختیار اس ضرب المثل کو الہام کہنے کو جی چاہتا ہے، جو بڑے تجربہ کے بعد کہی گئی ہے۔

میرے کرمفرماؤں میں ایک کانٹھ کے پورے اور آنکھ کے اندھے ہیں جن میں متضاد خوبیاں جمع ہوگئی ہیں۔ یعنی اندھے بھی ہیں، اور ادیب بھی، جاہل بھی ہیں، اور طبیب بھی، حضرت بھی ہیں، اور مولانا بھی۔ سراج الاطباء بھی ہیں اور علامہ دوراں بھی۔ شاعر بھی ہیں اور فسانہ نگار بھی، واعظ بھی ہیں اور پیر بھی۔

خوش قسمتی سے کچھ پڑھے لکھے لوگوں کی صحبت میسر آگئی۔ یہ بے تمیز جیکو بات کرنیکا بھی سلیقہ نہیں اپنے تئیں ادیب سمجھ بیٹھا۔ قارورہ ہاتھ میں لیکر سونگھنے کے بعد اپنے تئیں سراج الاطباء کہنے لگا۔ داڑھی بڑھ گئی تو بیاسوں سے حضرت مولانا سلطان الواعظین اور لکھنؤ کے پیر جی عامل کی طرح "عمل باز" اور واعظ اسلام کہنا شروع کردیا۔ سیر کی ہنڈیا میں سوا سیر جو پڑا تو ابل پڑے۔ اور لوٹ پیٹ کر آپ ایک لونڈے پر عاشق ہوگئے چونکہ نسب میں اس نسل کا پیوند لگا ہوا ہے، جسکی تعریف سعدی علیہ الرحمۃ کر گئے ہیں۔ اسلئے آپکا "ابرانی مذاق" آجکل ترقی پر ہے۔ اور آگرہ اور دہلی کے درمیان میل ٹرین کے لئے انجن شنٹ کر رہا ہے۔

میں قبل اس کے کہ ان بزرگوار کے حالات پر تفصیل سے بحث کروں۔ لوکل گورنمنٹ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ایسے جاہل طبیبوں کو کب تک "خلق خدا کو برباد" کرنے کے لئے آزاد چھوڑا جائیگا؟ اور انسانی آبادی کے تحفظ کے لئے کب ایسے جاہل اور کندہ ناتراش اور عیار و مکار اعدد ہوکر بازوں کو قانون کے شکنجہ میں کسا جائیگا۔ جو نہ کسی مدرسہ کے سند یافتہ ہیں، اور نہ کسی خاندانی طبیب کے فیض یافتہ۔ اور بیہودگی سے مطب میں اس طرح بیٹھے ہیں جیسے طب کے منتہی ہوتے ہیں۔ اخبارات میں اپنے نام حرز دیر کو پھیلانے کے لئے نہایت مکاری کے ساتھ افلاطون زماں، مسیح وقت، سلطان الاطباء وغیرہ خرافات اپنے نام کے ساتھ منسوب کرکے لوگوں کو ... [illegible]

اور ناواقف مریضوں کی زندگی خطرہ میں ڈالکر روپے بٹورتے ہیں۔ اگر پولیس کے حکام توجہ کریں تو ایسے مجرم ضمیر دفعہ چار سو چھ تعزیرات ہند آتا ہے۔ جس میں ایسے جاہل طبیب و ڈاکٹروں کا چالان کیا جاسکتا ہے جن کے مطب سے انسانی جان خطرہ میں ہے۔ اگر پولیس کے اعلیٰ حکام چاہیں تو ذرا سی مستعدی سے ان پر سالی کیڑوں سے انسانی جانوں کی حفاظت ہوسکتی ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ اولین فرصت میں تفصیل سے اور بہ تمام اس مسئلہ پر لکھ سکوں۔

ایک نادر تاریخی یادگار

آج بڑی خوشی سے اعلان کیا جاتا ہے کہ حضرت اورنگزیب عالمگیر غازی شہنشاہ ہندوستان کے دست مبارک کا لکھا ہوا کلام اللہ تیار ہے۔ جو ایک طرف اہم تاریخی یادگار ہے۔ اور دوسری جانب اس عظیم الشان شہنشاہ کے ہاتھ کی تحریر ہے جو ایک وقت تخت حکومت پر بیٹھا تھا تو دوسرے وقت اپنا پیٹ بھرنے کے لئے مزدوری کرتا تھا جسپر جاہل اور متعصب ہندوؤں اور انگریزوں نے ایسا ظلم کیا ہے کہ اسکی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ کوئی مغل سے اعلیٰ اور چھوٹے سے چھوٹا الزام ایسا نہیں جو اس عزیب مغل شہنشاہ پر نہ لگایا گیا ہو جس کا قصور یہ ہو کہ اس نے ہندوستان میں ایسی حکومت کی بنیاد رکھی تھی کہ اگر اس کے جانشین نالائق نہ ہوتے تو آج اسپر الزام لگانے والے الزام لگانے کی ہمت نہ رکھتے۔

یہ نادر روزگار کلام اللہ ہز ہائی نس نواب صاحب مانگرول نے پچاس ہزار میں لیکر اسکو اغیار کی دستبرد سے بچالیا۔ اور اب اس قلمی کلام اللہ کا فوٹو چھاپا گیا ہے۔ جسپر زر کثیر صرف ہوا ہے۔ کاغذ ایسا اعلیٰ درجہ کا لگایا گیا ہے کہ آج تک ہندوستان میں ایسے بڑھیا کاغذ پر کلام اللہ طبع نہیں ہوا۔ چھپائی ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے کہ مشکل ہے یورپ کی بہتر سے بہتر طباعت اس کے مقابلہ میں پیش کی جاسکتی ہے خط کی پاکیزگی اور خوش اسلوبی کا تو کہنا ہی کیا علاوہ حضرت غازی اورنگزیب پیر کے مقدس ہاتھوں کی تحریر کے فن خوشنویسی کا بہترین نمونہ ہے مصری طرز کی اعلیٰ قسم کی سنہری بہت پختہ جلد بندھی ہوئی ہے۔ اور نمونہ کے لئے ایک صفحہ اس کی اشاعت میں لگادیا گیا ہے جسکو دیکھکر آپ سمجھ سکیں کہ کلام اللہ کی خوشنمائی کا اندازہ نہیں کرسکتی اس کلام اللہ کا مفصل اشتہار صفحہ ۔۔۔ پر درج ہے باوجود ان خوبیوں کے اس نادر روزگار کلام اللہ کا صرف پانچ روپے ہے جو لاگت کے مقابلہ میں بہت کم ہے امید کہ قارئین کرام اس تاریخی یادگار کو منیجر صاحب رسالہ پیشوا سے جلدی سے جلدی طلب کرکے اپنی آنکھوں سے اس بیش بہا تاریخی کلام اللہ کی زیارت سے محظوظ ہونگے۔

چودھویں صدی کے الانصار کی افترا پردازی

۱۸ اپریل کے پیشوا میں چودھویں صدی کے الانصار کی اس افترا پردازی کا جواب دے چکا ہوں کہ "پیشوا کے دفتر میں لجنۃ الاتحاد کے ممبر کام کر رہے ہیں"۔ اور ڈھائی سو روپے کی اس رشوت کا حال بھی قارئین کرام پڑھ چکے ہیں جو دارالعلوم کے ایک کارندے نے دہلی میں ایک دوست کی معرفت مجھے دینے کی کوشش کی۔

میری اس تحریر نے خلفشار بیزی کا کام دیا جس کے بعد الانصار کا وہ ایڈیٹر جسکی عادت کاروبار صرف افترا پردازی اور بہتان تراشی اور مہمل نویسی ہے مکرر اس طرح اداکرتا ہے کہ میرے اس چیلنج کو قبول نہیں کرتا۔ اور پیشوا کو "نزا ئیدہ" اور غیر وقیع ماہانہ رسالہ" ظاہر کرکے "ایک افغانی" کے نام سے جواب شائع کرکے قارئین کرام کو شرافت اور رذالت کے امتیاز کا موقع دیتا ہے۔

اگرچہ اس نمک حلال نے میرے بیان کی پوری طرح تردید نہیں کی۔ مگر بیچ سے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ "پیشوا کے ایڈیٹر کو ڈھائی سو روپے رشوت کے نہیں پیش کئے گئے"۔ میں پھر چیلنج دیتا ہوں کہ اگر الانصار اور اس کے آقا بچے ہیں تو دہلی میں میرے خرچ پر آجائیں۔ میں وہ شہادتیں پیش کرنے کے لئے تیار ہوں جو میرے دعویٰ کی سچائی کے لئے کافی ہیں۔ اور یہ معاملہ جناب مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء اور حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب اور جناب مولانا سید احمد صاحب امام صاحب جامع مسجد کے سپرد کردیا جائے۔ اور یہ بورڈ بعد تحقیقات جو فیصلہ کرے وہ منظور کر لیا جائے۔

رہا پیشوا کا نوزائیدہ ہونا تو صاحبزادے اس سے پہلے الانصار نوزائیدہ ہے جسکی عمر ابھی چار مہینے کی ہے اور پیشوا ڈھائی سال سے جاری ہے اور پیشوا ماہوار نہیں ہے بلکہ پندرہ روزہ ہے۔ پیشوا کی تحریرات کو غیر وقیع کہنا تم کی جیسے چمگادڑ صفت قبل آعوذیوں کا کام ہے جنکو دن میں سورج نظر نہیں آتا۔ اور جو غریب اور مسافر طلبہ پر ظلم کرتے کرتے اسقدر سیاہ قلب ہوگئے ہیں کہ ان کے لئے حق و باطل میں امتیاز ناممکن ہے۔

اگر حقیقتاً تم کو اس رشوت کے پیش کرنے کا علم نہیں ہے (اس لئے کہ تم ملازم ہو اور یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ملازم کو قابل بھروسہ بھی سمجھ لیا جائے) تو معاملہ پر روشنی ڈالنے کے لئے مولانا حبیب الرحمن صاحب اور مولانا احمد صاحب سے حسب ذیل سوالات کے جوابات دلواؤ۔ اور وہ جوابات حلفیہ ہوں۔

(۱) کیا یہ سچ ہے کہ دہلی کے ایک قل اعوذیئے کو پانسو روپے دارالعلوم کے خزانہ سے دیئے گئے۔

(۲) کیا یہ غلط ہے کہ دہلی کے ایک گلابی دہلی میونسپل کمشنر (حسب ضرورت بغیر حلف شہادت پیش کئے جائیں گے) کو ڈھائی سو روپے مولانا حبیب الرحمن صاحب نے اپنے ہاتھ سے اس کے ہاتھ بھیجے اور "اس غیر وقیع ماہانہ رسالہ" میں مخالفانہ مضامین بند کرانے کی خواہش کی۔

(۳) کیا اس الزام کے لئے کوئی شہادت پیش کی جاسکتی ہے کہ "پیشوا کے دفتر میں لجنۃ الاتحاد کے ممبر کام کر رہے ہیں"؟

اگر تمہارے آقایان ولی نعمت جن کا حق نمک اداکرنے کے لئے تم ضمیر اور ایمان کو بالائے طاق رکھ چکے ہو کمیشن کے تقرر کو منظور کریں تو میں کمیشن کے سامنے شہادت پیش کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ورنہ اگر انہوں نے مذکورہ سوالات کے صحیح جوابات دیدیئے تو مسلمان معاملہ کی تہ تک خود بخود پہونچ جائیں گے۔ اور اگر دونوں تجویزوں میں سے کسی ایک کو بھی "مقدسین دیوبند" اور "مستبدین اہتمام" نے قبول نہیں کیا تو مسلمانوں کو یہ رائے قائم کرنے کا حق ہوگا کہ تم جھوٹے ہو۔ اور جن کی حمایت میں تم نے یہ تہمتیں تراشی ہیں وہ بھی تمکو مفتری سمجھتے ہیں۔

حضرت خواجہ حسن نظامی پر تازہ یورش

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے جو گذشتہ بیس سال میں مخلصانہ تبلیغی خدمات انجام دی ہیں اس کے دوست اور دشمن سب

معترف ہیں۔ اور انکی خدمات کی مقبولیت کی سند یہ ہے کہ مخالفوں کی نگاہیں سب سے زیادہ حضرت خواجہ صاحب کے کام پر لگی رہتی ہیں، اور انہوں نے گذشتہ پانچ سال میں کوئی بھی ایسا بد تر الزام ایسا نہیں ہے جو حضرت خواجہ صاحب پر نہ لگایا ہو۔ عورتوں اور بچوں کا اغوا، قتل کی سازش، بلوؤں کا انتظام غرضکہ دنیا کا کوئی وحشیانہ فعل ایسا نہ تھا جو ہندوستان کے کسی شہر میں ہوا ہو اور اسکو حضرت خواجہ صاحب کے نامۂ اعمال میں نہ لکھا گیا ہو۔ جھوٹے مقدمات میں ان کو پھنسایا گیا۔ قاتلانہ حملہ ان پر کیا گیا۔ اور جب خدا نے ان کو ان تمام بلاؤں سے محفوظ رکھا، تو جان کے بعد مال پر حملہ کیا گیا یعنی گذشتہ اپریل میں ان کے کتب خانہ میں آگ لگالی گئی۔ اور جب خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے خواجہ صاحب کا لاکھوں روپے کا قیمتی کتب خانہ بچالیا تو اب اُن پر متعدد مقدمات قائم کئے گئے ہیں۔ جو اسقدر دلچسپ ہیں کہ بے اختیار ہنسی آتی ہے اور اس سے زیادہ دلچسپ آریہ اور بعض مسلمان اخبارات ہیں جنہوں نے ان خبروں کو بلا تصدیق شائع کرکے غیر ذمہ دارانہ صحافت کی ایک بدترین مثال پیش کی۔

سب سے پہلے تو حضرت خواجہ صاحب کی نسبت یہ خبر تیج میں شائع کی گئی کہ ان کو "خان بہادری" کا خطاب ملنے والا ہے، جبکی سفارش ہو چکی ہے اور جبکی خبر تیج کے "جاسوسی" نامہ نگار کو مل گئی ہے۔ اس کے بعد دوسری خبر نہایت اہتمام سے یہ شائع کی گئی کہ "حضرت خواجہ صاحب نے مسلح ہو کر خود اور اپنے مسلح رفقا کی امداد سے درگاہ شریف کی کسی مسجد کو شہید کیا جبکی وجہ سے وہ اور ان کے رفقا گرفتار کر لئے گئے"

یہ خبر ایک خاص اہتمام سے تمام ہندوستان کے اخبارات کو بھیجی گئی جو ایک حد تک پنجابی اہل قلم حضرات کی اصطلاح میں "سنسنی خیز" کہی جا سکتی ہے۔

اس خبر کو ہندوستان کے ان ذمہ دار مسلمان اخبار نویسوں نے بھی عجیب و غریب عنوانوں سے شائع کیا، جو دوسروں پر غیر ذمہ دارانہ صحافت نگاری کے اس لئے الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے جامعہ ملیہ کے پرنسپل کی تقریر کو بغیر تصدیق کے غلط شکل کر دیا۔ اور ان آنکھ کے اندھوں کو اپنی غیر ذمہ دارانہ روش کی خبر نہیں کہ ایسی حالتیں کہ ان کے دفتر میں بھی ٹیلیفون تھا اور حضرت خواجہ صاحب کے ہاں بھی ٹیلیفون تھا بلکہ نہایت شرمناک جھوٹ کو بجائے ٹیلیفون سے تصدیق کرنے کے تیج جیسے اسلام دشمن اخبار سے نقل کرکے شائع کر دیا جس سے ان کا تبادلہ بھی نہیں ہے اور پھر بھی ذمہ دار اخبار نویس ہیں۔ اس کے بعد یہ خبر شائع کی گئی کہ "چاوڑی بازار میں خواجہ حسن نظامی کا ایک خوبصورت لڑکی موتی جان طوائف کے مکان پر اس الزام میں گرفتار کیا گیا کہ وہ موتی جان طوائف کے مکان پر سرقہ اور زنا بالجبر کے ارادہ سے داخل ہوا تھا" یہ خبر "حضرت ظفر الملت والدین" مولانا ظفر علی خاں صاحب کے اخبار زمیندار نے شائع کی۔ اور آریہ اخبار نے اس خبر کو کسی مسلمان کے نام سے شائع کرایا ہے۔

یہ اس خرافات کا خلاصہ ہے، جو اپریل کے آخری ہفتہ میں نہایت منظم طریقہ سے تمام ہندوستان میں شائع کرائی گئی۔

حالت اسوقت یہ ہے کہ احمد علی کمبل پوش کا ملازم ظہیر نامی جناب پیرزادہ محمد اتفاق صاحب (حضرت خواجہ صاحب کے خسر) کے قتل کے الزام میں ماخوذ ہو کر سیشن سپرد ہو چکا ہے، اور حضرت خواجہ صاحب اور ان کے اہل و عیال پہلے سے زیادہ خطرہ میں ہیں احمد علی اور اس کے رفقا کا چال چلن نیک چلنی کی ضمانتوں اور مچلکوں کے لئے عدالت میں ہو چکا ہے اس کے بعد یہ تازہ یورش مقدمات اور پروپگنڈا کی حضرت خواجہ صاحب کے خلاف ایک زبردست اور اس خفیہ سازش کے ماتحت شروع کی گئی ہے جو حضرت خواجہ صاحب کے قتل اور ان کے مکان میں آگ لگانے کے لئے کی گئی تھی۔ اور جس کے اصل ملزم ابھی تک آزاد ہیں۔ اور جسوقت تک یہ آزاد ہیں اسوقت تک حضرت خواجہ صاحب اور ان کے اہل و عیال اور ان کے دوست احباب یقیناً ان خونی بھیڑیوں اور انکی عیاریوں سے خطرہ میں ہیں، جن کے پیش نظر حضرت خواجہ صاحب کا قتل ہے۔

دہلی ایسا شریف اور امن دوست انسان آج بھی اسی طرح بدمعاشوں، ٹھگوں اور قاتلوں اور لٹیروں کے ہاتھوں خطرہ میں ہے جبکہ قانون کا دیوتا ہر شریف انسان کو پیغام امن دے رہا ہے اور پولیس اور فوج کے گرانبار اخراجات اور عظیم الشان ذخائر حرب اور لاتعداد انتظامی اختیارات قیام امن کے لئے حاصل ہو چکے ہیں جس طرح اس دور مدنیت و عمران سے پہلے شرفا کی زندگی بدمعاشوں کے رحم پر تھی شریف اور امن پسندوں کی مظلومیت اور بدمعاشوں کی خیرہ چشمی کی یہ المناک داستان مقامی پولیس کے افسر اعلیٰ مسٹر جیفری سینیئر سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ڈپٹی کمشنر دہلی آنریبل مسٹر جونسن چیف کمشنر دہلی کی توجہات خصوصی کی مستحق ہے ورنہ اندیشہ ہے کہ مسلمانوں کا یہ محبوب رہنما جس نے حقوق اسلامی کے تحفظ اور فتنہ ارتداد کی یورش کے وقت سے اسلام کی شاندار خدمات انجام دی ہیں۔ کمین اور بدمعاش حریفوں کے ہاتھوں ضائع نہ ہو جائے (خاکم بدہن) جسکو ہر وقت قتل کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ اور جس کا مال اور جان اور اس کے اہل و عیال ہر وقت خطرہ میں مبتلا کر دیئے گئے ہیں۔

جب تک اس خفیہ نظام اور خفیہ سازش کرنے والوں کے اصلی مجرموں کو گرفتار نہیں کیا جائے گا۔ ہندوستان کا امن یقیناً خطرہ میں ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ حکام اعلیٰ خصوصیت کے ساتھ تازہ یورش پر نظر رکھیں۔

رامپوری ڈومنی کی زلف کے تازہ اسیر

رامپور کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ رامپور کے ولی عہد بہادر کی شادی نذیر ا ڈومنی سے ان تازہ شکاروں سے بچنے کے لئے کر دی گئی، جو ولیعہد بہادر کے بھائی ہیں، اور جو اس قتالہ کی زلف گرہ گیر کے اسیر ہو چکے ہیں اور جن کے متعلق طرح طرح کی خبریں دربار رامپور کو مل رہی تھیں، اس لئے آئندہ کے خطرات سے بچنے کے لئے فوراً شادی رچائی گئی۔ اور ولیعہد بہادر کے حریف دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔

صفحہ ۱۲ پر جو کارٹون بیہودہ شہزادگان　　کی حالت کو صاف صاف ظاہر کر رہا ہے۔ تفصیلی حالات آئندہ۔

سگ پرور نواب جوناگڈھ

ہز ہائی نس نواب صاحب جوناگڈھ کی سگ پروری کو چیوا کے کارٹونسٹ نے جس خوبی سے ظاہر کیا ہے، وہ ان ہی کا حصہ ہے۔ معصوم بیگم اس سگ پرور نواب کو اور اس کے کتوں کو حسرت کی نگاہوں سے دیکھتی ہے، اور سگ پرور سے ملتی ہو اور کہتی ہے کہ مجھ سے تو یہ کتے ہی بہتر ہیں جنھیں میرے مجازی حاکم مہربان ہیں کاش میں انسان ہوتی۔۔!

ضرورت ہے کہ پولیٹیکل ایجنٹ صاحب ہز ہائی نس بیگم صاحبہ کی حالت زار

یہ اور اس سلسلہ میں نواب سے جواب طلب کریں کہ وہ اپنے اور ریاستی اخراجات کی ایک فہرست پیش کرے تاکہ پولیٹیکل سکریٹری صاحب کو معلوم ہو سکے کہ رعایا کے گاڑھے پسینے کی کمائی کس طرح کتوں کی محبت پر خرچ کی جاتی ہے

فخر کائنات تیار ہے

۲۰×۳۰ کے ۴۰ صفحے ولایتی گلیز کاغذ بہترین کاغذ بہترین کتابت وطباعت اور اعلیٰ قسم کے آرٹ پیپر کے ٹائیٹل پر نہایت خوشنما چھپکر تیار ہے۔ باوجود ان خوبیوں کے قیمت صرف چھ آنے ہے۔

فخر کائنات کے مصنف ندوۃ العلماء کے فارغ التحصیل عالم اور بے مثل ادیب اور بیسیوں کتابوں کے مصنف اہل قلم جناب مولانا حکیم مسعود الرحمٰن خاں صاحب ندوی ہیں جنہوں نے ایک درجن کے قریب تاریخ وسیر کی کتابوں کی امداد سے فخر کائنات کو مرتب کیا ہے اور جنکی علمی قابلیت اسقدر مستند ہے کہ یوپی کی سرکاری اکیڈمی کے لئے ان کی خدمات حاصل کی گئی ہیں فخر کائنات ممدوح نے بچوں اور عورتوں کے لئے نہایت آسان زبان میں لکھی ہے۔ جاننے میں کتاب بالکل مفت ہے۔ دفتر پیشوا سے جلدی منگا لیجیے ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔ ایک ٹکٹ کا وی پی نہیں کیا جائیگا۔

کبھی آپنے غور بھی کیا ہے؟

پیشوا جس وقت جاری ہوا ہے تو اس کی ضخامت ۱۶ صفحے تھے۔ اور آجکل یہ چالیس صفحات پر شائع ہو رہا ہے۔ جو دگنی ضخامت سے بھی زیادہ ہے۔ اور اس طرح گویا ہر مہینہ بڑی تقطیع کے اسی صفحے دو روپے سالانہ جیسی حقیر رقم میں جو یقیناً کاغذ اور کتابت کے اخراجات کے لئے بھی کافی نہیں ہوتی کیونکر پیشوا کے مصارف پورے ہوتے ہونگے

اگر آپ چند لمحے اس پر صرف کریں تو یقیناً اس سوال کا جواب آپ اپنی شرافت اور ہمدردی سے اس طرح دے سکتے ہیں۔ کہ جب آپ کو یا آپ کے کسی دوست کو کسی کتاب یا قرآن شریف کی ضرورت ہو تو صرف پیشوا کے دفتر سے طلب کریں۔ کہ پیشوا کو اسقدر ضخیم اور شاندار شائع کرنے میں جو نقصان ہوتا ہے وہ کتابوں کی فروخت سے پورا کر دیا جاتا ہے۔ اور جب آپ کو کچھ خالی وقت ملے تو اسمیں پیشوا کے لئے جدید خریدار فراہم کیجیے تاکہ پیشوا کی اشاعت ترقی پر ہو۔ اور آپکے رسالہ کے ہم خیال زیادہ ہوں۔ اور میں مالی پریشانیوں سے محفوظ رہوں۔

اگر آپ ان دونوں تجویزوں پر عمل کرنے کا عہد کرلیں تو یقین جانئے کہ پیشوا اس سے بھی زیادہ ضخیم اور اس سے بھی زیادہ اعلیٰ درجہ کے مضامین اور اس سے بھی زیادہ شان سے شائع ہونے لگیگا۔ اور پھر مجھے کسی حالت میں بھی نقصان نہ ہوگا کہ میں اپنی ذات کا پیشوا کے دفتر پر کوئی بار نہیں ڈالنا چاہتا۔ اور اسکی آمدنی اسی پر خرچ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ کر رہا ہوں البتہ ڈھائی ہزار کے قرضہ کی ادائیگی کے لئے ان بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں جنہوں نے ابھی تک میری درخواست پر پیشوا کی عیدی کا ایک پیسہ بھی ادا نہیں کیا۔

اہل پنجاب کے نرغے میں

جناب مولانا ابو الاثر حفیظ صاحب جالندھری مدیر مخزن دہلی کی ساحرانہ نوا سنجیوں سے قارئین کرام ہمیشہ لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں۔ پنجاب کا یہ نوجوان شاعر ... شعراء کی صف اول میں ہیں اور اپنے خاص نغمہ پرور رنگ کے تنہا مالک ہیں کہ انپر نہ صرف پنجاب کو ناز ہے بلکہ ان کی بلند شخصیت پر ہندوستان ناز کر رہا ہے جیسی اچھوتی تشبیہیں اور آسان ترکیبیں شستہ اور سہل زبان لکھنے پر وہ قادر ہیں پنجاب کے شعراء میں بہت کم انکی صف میں کھڑے کئے جا سکتے ہیں۔

پھر اپنی اس خصوصیت میں تو وہ ہندوستان بھر کے مسلمان شعراء میں سب سے ممتاز ہیں کہ جب سے انہوں نے شعر کہنا شروع کیا ہے کمیونل مسائل میں انہوں نے کبھی علانیہ و خفیہ دلچسپی نہیں لی۔ وہ اپنی لٹریری خوبیوں کی وجہ سے جسقدر مسلمانوں میں ہر دلعزیز ہیں۔ اس سے کم شریف ہندوؤں میں انکی عزت نہیں ہوتی۔ بلکہ کرشن کنہیا اور مہا بھارت جیسی اعلیٰ پایہ کی نظمیں لکھکر انہوں نے شریف ہندوؤں کے دل موہ لئے ہیں۔

بدقسمتی سے بعض کمین اور حاسد اور ادنیٰ درجہ کے ذلیل سنگھٹنی ان کی اس ترقی کو نہ دیکھ سکے جو بحیثیت ایک شاعر کے انھوں نے کی ہے۔ اور جس سے متاثر ہوکر پنجاب کی محکمہ تعلیم نے ان کی بلا تعصبانہ نغمہ زار کو ایک خاص سرکلر کے ذریعہ اسکولوں اور لائبریریوں کے لئے منظور کرایا تھا۔ جانے دیجئے اسکو کہ اسوقت اس محکمہ تعلیم پنجاب سے ہندو کتب فروش زیادہ فائدہ اٹھا رہے ہیں یا مسلمان۔ یہ تو جسوقت اعداد و شمار شائع ہونگے اسوقت معلوم ہوگا کہ پنجاب کی مسلمان آبادی کو محکمہ تعلیم نے کس طرح کچلا ہے اور کس طرح ہندو پبلشروں کو موجودہ وزیر تعلیم پنجاب مسٹر منوہر لال کے زمانہ میں فائدہ پہنچایا جا رہا ہے۔

غرضکہ حفیظ غریب کی اس کتاب نغمہ زار پر جو بلا شبہ ایک لاکھ سے زیادہ ہندو مسلمانوں کی نظر سے گذر چکی ہے اور جسپر اب سے پہلے کسی ہندو مسلمان اہل قلم نے اعتراض نہیں کیا مگر جسپر بہاولگڑھ کے ایک غیر معروف اور اپنے تئیں تاریخ لکھنے والے پرلے درجہ کے سنگھٹنی ہندو اہل قلم نے جن کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ان کو بہادر شاہی سیو بہت عزیز ہیں۔ اور جن کی جنہ یا بہی صاف ہے اور جو جہل مرکب ہونے کی وجہ سے دہلی والوں کے لئے اور انکی زبان کے لئے ننگ ہیں۔ اور جنکو کبھی دہلی کے مشاعروں میں تھرڈ کلاس شاعر سے زیادہ اہمیت حاصل نہیں ہوئی۔ انہوں نے حفیظ صاحب کی شاعری پر اعتراضات کئے ہیں۔ اور حفیظ کے اشعار کو متعصبانہ اور مخرش ظاہر کرنے کی سعی باطل کی ہے۔ جانے دیجئے اسکو کہ وہ خود بھی ان اعتراضات کو سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں یا نہیں۔ یہ حقیقت اسوقت کھلیگی جب انکی قابلیت کے "ارمان" نکلینگے

قارئین کرام کی معلومات کے لئے صرف اتنا ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ خیر سے آپ ..... مورخ اعظم بھی ہیں۔ اور آپ کی تاریخ دانی کا یہ عالم ہے کہ غازی شہاب الدین غوری کو پچاس مرتبہ ہندوؤں کے ہاتھوں گرفتار کرا چکے ہیں۔ اور اس لڑائی میں "ایک ہندو ویر (جسکا سر ایک مسلمان کی تلوار سے بھٹے کی طرح اڑ گیا تھا) جسم پر سر کے بغیر مسلمانوں کے لشکر میں تلوار چلاتا ہوا گھس گیا۔ اور بہت سے مسلمانوں کو قتل کر دیا"

میں شاعر نہیں ہوں۔ اس لئے ان متعصبانہ اور زہر آلود نظموں پر خود کوئی تنقید نہیں لکھ سکتا جو اس سنگھٹنی خود علامہ نے دہلی کے اخبارات میں شائع کی ہیں۔ مگر اس کہنہ مشق مورخ کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر اس نے کچھ پڑھا لکھا ہے تو اپنی تمام تاریخیں لیکر میرے خرچ پر دہلی میں آ جائے یا جگہ مقرر کرے جہاں ایک بورڈ کے سامنے میں اسکی تاریخ دانی کا اور اسکی اردو دانی کا پول کھولنے کے لئے حاضر ہوں۔ اور سب کے سامنے یہ ثابت کر دونگا کہ اس شخص کو زبان اردو تو درکنار اسکا سلیقہ بھی نہیں۔ اور یہ شخص دہلی کے معمولی محاورات سے بھی واقف نہیں ....

....

اور اس نے جو کچھ تاریخ کے نام سے شائع کیا ہے وہ غلط ہے۔ کیا میرے اس چیلنج کو بہیشم اونا ...

اصلاحِ اعمال

فقیروں کی اصلاح

(ادیب الملک جناب مولانا اکبر خاں صاحب حیدری)

گداگروں کی یہ کثرت۔ یہ سائلوں کا ہجوم — شکستہ حال و برہنہ۔ فسردہ و مغموم
جنہیں نہ غیرتِ دنیا نہ پاسِ ننگ و نام — ہوئی ہے جن کی حمیت کچھ اس طرح معدوم
ہو جیسے دیدۂ نرگس نظر سے بیگانہ — دہن ہو غنچہ کا جس طرح نطق سے محروم

یہ ہٹے کٹے توانا و تندرست فقیر — تمہارے سامنے آتے ہیں بن کے جب مظلوم
خدا کے خوف سے تم ان پہ رحم کھاتے ہو — ستم تو یہ ہے کہ اتنا نہیں تمہیں معلوم
یہی تو ہیں کہ جنہوں نے وقارِ ملت کو — بنا دیا ہے نگاہوں میں غیر کی موہوم

خبر نہیں تمہیں خیرات کی غرض کیا ہے۔ — سمجھ سکے ہی نہیں تم زکوٰۃ کا مفہوم
یتیم و بیوہ و بے کس نحیف و زار و اسیر — تمہارے دستِ کرم سے ہیں آج تک محروم
مزے اڑاتے ہیں لیکن یہ پیشہ ور سائل — انہی کو ملتی ہیں خیرات کی تمام رقوم

خدا کے واسطے سنبھلو۔ سنبھالو مذہب کو — تمہارے ظلم کی شاکی ہے ملتِ مظلوم
ہزاروں مدرسے ایسے ہیں کس مپرسی میں — غریب کرتے ہیں جن میں کچھ اکتسابِ علوم
تمہارا فرض ہے دو ان کو ہر طرح امداد — فلاحِ قوم کی کوشش کرو مگر منظوم

انہی فقیروں کو تعلیم دستکاری دو — انہی غریبوں کو سمجھا دو زیست کا مفہوم
انہی سے خلقِ خدا کی خدمت لو — یہی ہوں خادمِ اسلام اور یہی مخدوم
انہی کو ہمت و محنت کی راہ پہ لاؤ — بناؤ عینِ بقا ان کی ہستیٔ موہوم

یہ کام کرنے کا ہے اب یہ کام ہو جائے
حیاتِ ملتِ بیضا کا نام ہو جائے

نشترکدہ

(جناب ملا طوجی کے قلم سے)

(۱)

کہتے ہیں "جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے۔" اور نہ ہی ڈبی کے "علامہ جہل" ذویں نے "علابیات" کا جواب "سقیات" کی مہمل اور بے معنی تحریر میں خالع کرکے اپنا "جہل مرکب" ہونا تسلیم کر ہی لیا ؎ "ہت تیرے گیدی کی دُم میں نمدا!"

(۲)

"افغانیات" کا عنوان حاضر ہے۔ ہاتھ اور منہ دونوں نہ بھر جائیں تو ہمارا ذمہ مواد کے لئے ساغری حوض میں غوطہ لگائیے۔ انشاء اللہ ناامیدی نہ ہوگی۔ نہیں اُمید کے استحکام کے لئے "اکبر آبادی متناطے" سے کہیے اپنے فرائض انجام دے۔ خدا نے چاہا تو گودڑی بھری نظر آئیگی ؎ ہاتھ نامرد و دکیوں کیسی کہی ؟

(۳)

ایک طرف علامہ اور شاعر اعظم ہونے کا دعویٰ اور دوسری طرف تقلید تحریر میں بھی کھوئے گئے۔ ایجاد تو کیا ہوتی برخوردار ابھی لکھنا پڑھنا سیکھو۔ "تقدیس استحکام" کا طمانچہ بھول گئے نصب العین کے آئینے میں اپنی صورت دیکھو .... کیا نظر آیا ؟

"بے غیرتی کی عریاں تصویر"

(۴)

علیگڈھی میزبان نے "آنکھ کے اندھے گانٹھ کے پورے مہمان" کو جلع زادی کی بے غرض خدمات سے مستفید کیا۔ خون کا رشتہ قائم ہوگیا۔ اب کسی آنکھوں والے کو اس حمایت اور امداد پر تعجب کیوں ہے۔ اب "مس اختر" اور "نواب چُلی" کا علیگڈھ۔ خانگی حسن کے لئے مشہور ہوا چاہتا ہے ؎

اہل دل منتظر رہیں اور مخمور

(۵)

ایک رند معتبر نے عین اس وقت جب یہ "نشتر" عالم وجود میں آرہا تھے اطلاع دی کہ "اب حسن فروشوں نے تصاویر پہ بے معنی اشعار لکھکر فروخت کرنا شروع کردیا ہے" اور یہ تصاویر ایک دوست کی عنایت سے ہم نے بھی دیکھ لیں۔ بھئی آخر اس میں نقصان کیا ہے اور اعتراض کیوں۔ "عورتوں" کو ذریعۂ معاش بنانے والے اگر عورتوں کی تصاویر فروخت کریں تو کیا بُری بات ہے ؎ نُر روٹی تو کما کھائے کسی طور مچھندر

(۶)

نیم حکیم خطرۂ جان۔ نیم ملا خطرۂ ایمان۔ اور علامہ ساد شاعر خطرۂ زبان۔ مانا کہ ترجمانات لکے ماہر ہو اور عقیدے کے راسخ۔ مگر ہو تو ہماری ایک عزیز اور بے تکلف دوست کے سالے۔ چونکہ ہم بھی تمہیں اپنے دوست کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ اس لئے ؎

اکبر دبے نہیں کبھی شیطاں کی فوج سے
لیکن شہید ہوگئے بیوی کی فوج سے

(۷)

آج تک سنتے تھے کہ زنانوں کا حامی زنانہ "تمہاری طفلانہ شوخیوں نے اس کی تصدیق کردی۔ "سالار جنگ" ہوش میں آؤ۔ ان شکم ام منافقوں کا پیشہ ہی یہ ہے اور یہی مشاطہ بازی ان کا ذریعہ معاش ہے۔ اپنے حید، آبادی اور حیدرآبادی رقیبوں کا انجام دیکھو۔ ان کے ہاتھوں کیا سے کیا ہوگئے۔ ایک مکان بیچ دینے کے بعد تو ہوش میں آؤ ؎

بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے شاعر

(۔)

کمسن بچوں کی تعلیم کا نیا طریقہ

صرف پندرہ روز میں اردو پڑھنی آجاتی ہے عام فہم واقف

یہ بینظیر قاعدہ حال میں تصنیف کیا گیا ہے اس کے ذریعہ بچے بہت جلد اردو لکھنے پڑھنے کے قابل ہو جائیں گے اور حرفوں کی پہچان یا جملوں کے بنانے میں انہیں کچھ وقت پیش نہیں آئیگی یہ ایسا قاعدہ ہے کہ سال بھر کی لیاقت ایک ماہ میں حاصل ہو سکتی ہے نہایت خوشخط اور بہت عمدہ سفید کاغذ پر چھاپا گیا ہے ۳۲ صفحہ کا قاعدہ اور قیمت صرف ۲ ہے کی درجن جلد ۱۲ سے کم کا دی پی روانہ نہیں ہوگا۔ ملنے کا پتہ:- مینیجر رسالہ پیشوا پوسٹ بکس ۱۰۵ دہلی

غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک نادر کتاب

تاریخ مدینہ منورہ

مع فوٹو شہر مدینہ و روضہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم و نقشہ غلاف روضہ مبارک و نقشہ مسجد نبوی

کون مسلمان ہے جسے آقائے نامدار حبیب کردگار حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے شہر مقدس یعنی مدینہ کے حالات پڑھنے کا شوق نہ ہو یقیناً ہر مسلمان جس کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے محبت ہے اسے شہر مدینہ کے تاریخی حالات پڑھنے کا شوق ہوگا لہذا ہم نے بصرف زر کثیر اس کتاب کو برادران اسلام کے لئے تیار کیا ہے۔ بیشمار تاریخ کی مستند کتابوں کی ورق گردانی کے بعد مدینہ کے صحیح صحیح حالات اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے عہد مبارک میں جو واقعات پیش آئے ان کا مفصل ذکر موجود ہے غرض یہ کہ آجتک کے تمام حالات درج ہیں عاشقان حضور صلعم کے لئے یہ کتاب ایک تحفہ بے بہا ہے لکھائی چھپائی اعلیٰ ٹائٹل رنگین قیمت ایک روپیہ۔ (تاریخ مدینہ منورہ کی فہرست مضامین ملاحظہ فرمایئے)

قیمت
فی جلد صرف ایک روپیہ

ملنے کا پتہ
مینیجر رسالہ مشیر پوسٹ بکس ۲۹ دہلی

دو روپے کے سرمایہ سے تجارت

اگر آپ تاجر ہیں یا تجارت کا شوق اپنے دل میں رکھتے ہیں تو میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ ہمیشہ کم سرمایہ سے تجارت کیجئے اور دو روپے خرچ کر کے آپ ان تمام باتوں کو پہلے حاصل کر لیجئے جو تمام دنیا کے تاجروں نے کروڑوں روپیہ برباد کر کے حاصل کی ہیں کیونکہ تجارت کے لئے سرمایہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ سب سے بڑی ضرورت تجربہ کی ہے تجربہ حاصل کرنے کے لئے کتاب **معلومات تجارت** سے بہتر آج تک اردو زبان میں کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ یہ کتاب یورپ و امریکہ کی صد ہا کتابوں کے مطالعہ کے بعد تالیف کرائی گئی ہے یہ وہ کتاب ہے جس کے ذریعہ سے صد ہا ناکام انسان اپنی زندگی کو کامیاب بنا چکے ہیں یہ وہ کتاب ہے کہ جس کے صد ہا صفحوں میں سے صرف ایک صفحہ ایک معمولی آدمی کی زندگی کو پلٹ سکتا ہے اور اسے مفلس سے لکھپتی بنا سکتا ہے اس کتاب کی مدد سے معمولی عقل و سمجھ کا شخص بہت کم سرمایہ سے بڑا نفع اٹھا سکتا ہے اور ایک سمجھدار شخص سرمایہ کے لاکھوں روپیہ پیدا کر سکتا ہے محض کتاب کا خاکہ ذہن نشین کرنے کی غرض سے کتاب کی فہرست کا کچھ حصہ نیچے درج کیا جاتا ہے۔
قیمت صرف دو روپے

فہرست مضامین

ملنے کا پتہ:۔ **مینیجر رسالہ پیشوا پوسٹ بکس ۱۰۵ دھلی**

ہر مجلس میں آپکی غیر معمولی عزت کیونکر

جہاں اور جس سے ملنے کے لئے آپ جائیں لوگ آپ کو آنکھوں پر بٹھائیں اور دلیں جگہ دیں آپ بادشاہوں سے ملیں وہ آپ کی عزت کریں۔ امراء سے ملیں وہ آپکا احترام کریں۔ حاکموں سے ملیں وہ آپ کے حکم بجا لائیں دوستوں سے ملیں وہ آپ کے پرستار ہو جائیں۔ بندگوں سے ملیں وہ آپ کی تعریف کریں۔ چھوٹوں سے ملیں وہ آپکا خیر مقدم کریں اس کے لئے کتاب

آداب مجلس

پڑھیئے یہ کتاب آپکے اندر لوگوں کی دلوں کی تسخیر کی ایک قوت پیدا کر دیگی آپکے ہر انداز میں کشش اور دلداری پیدا ہو جائے گی آپ کی گفتگو میں جادو کی تاثیر پیدا ہو جائے گی آپ کی ظاہری صورت ہی لوگوں کو اپنی طرف کھینچنے لگی غرضکہ مرد آپ کی عزت کریں گے عورتیں آپ سے محبت کریں گی۔ بچے آپکا احترام کریں گے۔ یہ لاجواب اور بے نظیر کتاب اردو زبان میں اپنے ڈھنگ کی پہلی عجیب و غریب کتاب ہے۔ اس کتاب کے خریدنے کے بعد انسان دنیاوی عزت خرید لیتا ہے اور ایسا عمل تسخیر حاصل ہو جاتا ہے جس کا مقابلہ تمام دنیا کے سحر [illegible] قیمت صرف ایک روپیہ (علاوہ [illegible])

ملنے کا پتہ:۔ **مینیجر رسالہ پیشوا پوسٹ بکس ۱۰۵ دہلی**

پیشوا کے وی پی آرہے ہیں

حسب ذیل حضرات جن کے صرف نام اور نمبر خریداری اور مقام لکھے گئے ہیں ان کی میعاد خریداری اس اشاعت سے ختم ہو گئی اور ان کو ۸ مئی و ۲۲ مئی کے پیشوا کے وی پی کا انتظار کرنا چاہئیے جو دو روپے سالانہ کا چندہ وصول کرنے کے لئے دفتر پیشوا سے روانہ ہونگے۔ اگر میری بدقسمتی سے مندرجہ حضرات آئندہ سال کے لئے تعلق منقطع کرنا چاہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ ۱۶ مئی ۱۹۲۵ء تک وی پی نہ بھیجنے کی اطلاع دیدیں تاکہ میں ایک کثیر نقصان سے بچ جاؤں۔ ورنہ واضح رہے کہ جو حضرات بغیر اطلاع دیئے وی پی واپس کریں گے وہ خدائے قدوس کے آگے میرے دیندار ہونگے اور میں قیامت کے دن ان سے اپنے نقصان کا داد خواہ ہونگا آپ صرف دو پیسے کے کارڈ پر اطلاع دیجئے ورنہ آپ کی خاموشی سے یہ سمجھا جائے گا کہ آپ آئندہ سال بھی پیشوا کی سرپرستی فرمائیں گے زیادہ بہتر یہ ہوگا کہ دو روپے بذریعہ منی آرڈر بھیج دیئے جائیں۔

نمبر خریداری	نام	مقام	نمبر خریداری	نام	مقام
۱۱۱۸	ماسٹر نفیس الحسن صاحب	جبلپور	۱۵۹۹	ڈاکٹر محمد عبدالحق صاحب	ویلور
۱۱۱۹	ایس ایم عبدالحی صاحب	وزیانگرم	۱۹۵۹	سید عبدالقادر صاحب	کریکل
۱۱۲۲	عبدالمجید خاں صاحب	باپورا	۲۰۹۹	سید صادق علی صاحب	نصیرآباد
۱۱۴۴	پیر سید اسیر علی صاحب	بروچ	۲۱۳۹	محمد اعظم شیخ چاند صاحب	رنگولہ
۱۱۴۶	ابوالہادی محمد عبدالباری صاحب	بہار شریف	۲۱۸۲	رشید احمد صاحب	بیکانیر
۱۱۵۰	مقصود علی خانصاحب	بسران	۲۱۸۳	حکیم حاذق ظہور احمد صاحب	ناجہ
۱۱۵۱	محمد ار جو میاں صاحب		۸۰۲	مبارک علی صاحب	رام نگر
۱۱۵۳	منشی لند محمد خانصاحب	جہلم	۱۵۶۶	محمد رحمت اللہ صاحب	اعظم گڑھ
۲۰۴۲	ایس۔ ایم فیکٹری	کلکتہ	۸۷۴	حافظ عبدالرشید خاں	مظفرپور
۱۱۵۶	ابراہیم صاحب	بنگلور	۲۵۸	محمد خلیل الرحمن صاحب	فیروزپور
۱۱۶۴	منظور حسن صاحب	کوہاٹ	۳۸۱	مولوی الیس علی خاں صاحب	ناگپور
۱۱۶۵	حافظ عظمت اللہ صاحب	سمرکی	۳۱۲	سید محمد علی قادری	احمدآباد
۱۱۲۲	احمد میاں صاحب	احمدآباد	۶۶۳	عباس بھائی داؤد بھائی	ایگت پوری
۱۱۷۲	سید عزیز حسن صاحب	ہردوئی	۵۰۳	محمد کرم اللہ صاحب	حیدرآباد
۱۱۸۳	محمد عمر خاں صاحب	برج بہیل	۱۲۸۹	عبدالامام الدین صاحب	پشاور
۱۱۸۶	مولوی نور علی صاحب	گوندیا	۲۳۴	محمد حنیف صاحب	کلکتہ
۱۱۹۱	نادر علی صاحب	لوہرڈاگہ	۱۳۰۲	مفتی انوارالحق صاحب	بھوپال
۱۲۲۱	حافظ عبدالرزاق صاحب	کوہاٹ	۳۳۵	محمد عثمان صاحب	کمبور
۱۲۲۲	نصیر ولد تاج کمپنی	میرٹھ	۲۳۲۴	ختی خاں صاحب	ہردوئی
۱۲۲۶	پی محمد سعید صاحب	برنام پیٹ	۹۸۳	محمد ایوب خانصاحب	ملتان
۱۳۵۷	علی احمد صاحب	آگرہ	۲۱۹۸	وحید یار جنگ صاحب	حیدرآباد
۱۳۶۱	عزیز الرحمن صاحب	ناگپور	۲۲۳۲	محمد انور خاں صاحب	پشاور
۱۵۲۰	محمد اخلاق حسین صاحب	حیدرآباد	۲۶۵۹	سید مظفر شاہ صاحب	مردان
۱۵۵۷	خواجہ محمد صاحب	سرینگر	۱۵۰۶	سید رفعت علی صاحب	الہ آباد
۱۵۵۸	ایچ فیروز خاں صاحب	منزلی	۲۲۸۵	منشی فاضل خانصاحب	آگرہ

نمبر خریداری	نام	مقام	نمبر خریداری	نام	مقام
۲۸۷۸	شیخ محمد صدیق صاحب	ڈالہ	۲۲۱۷	غلام محمود خانصاحب	میدک
۲۱۷۷	سید عظمت علی صاحب	ٹونک	۲۷۱۸	محمد یعقوب خانصاحب	دہلی
۲۳۲۱	سید عبدالقادر حسین صاحب	حیدرآباد	۲۲۷۵	محمد نعیم صاحب	خاندیش
۲۳۳۶	مولوی محمد ابراہیم صاحب	رام بن	۲۱۶۲	پیرزادہ سید [illegible] صاحب	جبیوسر
۹۵۳	علی میاں صاحب	بڑودہ	۲۲۰۱	حسن شبیر محمد صاحب	لاہور
۹۸۵	علی گوہر صاحب	کوہاٹ	۲۴۳	احمد علی عبدالرسول صاحب	جلپور
۹۸۶	محمد حسین صاحب	شاہ آباد	۲۷۳۳	ابوالہادی عبدالباری	بہار شریف
۹۹۳	طیب علی ملا اسمعیل جی	اندور	۱۰۰۴	حافظ امین الدین صاحب	بورٹاہ
۹۹۷	برکت علی شیخ صاحب	فیروزپور	۱۰۰۶	شیخ جمال محمد صاحب	سیالکوٹ
۱۰۰۰	سید دیوان جی حسین میاں	گرہی	۱۰۱۲	صدیق احمد صاحب	بلگرام
۱۰۲۲	عزیز احمد خاں صاحب	حیدرآباد	۱۰۲۰	منشی عبداللطیف صاحب	انبالہ
۱۰۴۳	سید حافظ خادم حسین شاہ	علیپور سیداں	۱۰۲۸	حاجی عطاء الرحمن صاحب	دہلی
۱۰۴۹	پیر جماعت علیشاہ صاحب	علیپور سیداں	۱۰۳۱	زینب بائی صاحبہ	سکندرآباد دکن
۱۰۵۱	رحمت اللہ صاحب	بردنی	۱۰۴۰	محفل زینت اسلام	کیمطور
۲۰۳۲	عزیز الدین صاحب	حیدرآباد	۱۰۸۳	بی خدابخش صاحب	کیچ رتہلہ
۱۰۷۶	میر وزیر خانصاحب	بلوچستان	۱۰۸۷	محمد حنیف صاحب	آبو
۲۱۳۳	عبدالوہاب خاں صاحب	[illegible]	۱۰۹۰	منشی محمد ممتاز حسین صاحب	کریکل
۱۲۱۴	مولوی شیخ محمد صاحب	کریکل	۱۰۹۲	الیس محمد محسن صاحب	شاہ آباد
۱۳۳۱	محمد یوسف صاحب	پٹنہ	۱۱۰۰	مونٹ ٹریننگ اسکول	گورکھپور
۲۶۴۴	عبدالسبحان صاحب	مدراس	۱۱۰۲	منشی عبدالخلیق صاحب	سورت
۲۶۶۷	رحیم بخش بذریعہ محمد احمد صاحب	سیالکوٹ	۱۱۰۹	مالک علیم بیکس صاحب	دہنبار
۲۶۸۵	محمد عبدالحق صاحب	چٹاگانگ	[illegible]	محمد حسین صاحب	احمدآباد
۲۷۱۱	کبیر احمد صاحب	دہلی	[illegible]	حاجی کرامت حسین صاحب	[illegible]
۲۷۱۲	عبدالکریم صاحب	ایبٹ آباد	[illegible]	چودھری محمد جبار صاحب	کھرگپور

پیشوا کا امدادی فنڈ

قرضہ ڈہائی ہزار
میزان گذشتہ چار سو سوکہ روپے

گذشتہ پندرہ روز میں حسب ذیل حضرات نے پیشوا کی عیدی مرحمت فرمائی:۔

[illegible] عزیز احمد خاں صاحب — عہ

محمد نورالحق صاحب — عہ

عبدالمجید صاحب پٹیالہ — عہ

اکبر علی خاں صاحب — عہ

شاہ زماں صاحب — عہ

مظفر علی صاحب — عہ

وجیہ الدین صاحب حیدرآباد — عہ

مولوی محمد محبوب صاحب — عہ

[illegible] عبدالحق صاحب امرتسر — عہ

غلام احمد صاحب — عہ

عبدالغفور صاحب بذریعہ غلام — عہ

محمد دین صاحب — عہ

محمد شفیع صاحب — عہ

محمد حسین صاحب — عہ

محمد نصیرالدین صاحب — عہ

حسن دین صاحب — عہ

رامپوری ڈومنی کی زلف میں تینوں نواب زادے پھنس گئے ہیں۔



سگ پرور نواب کی بیگم صاحبہ جو اپنی بدقسمتی اور کتوں کی خوش قسمتی کو باچشم گریاں دیکھ رہی ہیں۔



پرور نواب جوناگڑھ معہ اپنے رفیق کتوں کے جن کو وہ بیوی بچوں سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔





اندھا ادیب اور جاہل طبیب مع اپنی اندھی ٹولی کے



ادبیات

پیغام محبت

(از جناب مولانا اختر صاحب جوناگڈہی)

میں ایک پیغام بھیجنا چاہتا ہوں اس کو جسے میری روح غیر فانی محبت کے ساتھ ہمیشہ چاہتی رہی ہے، مگر آہ وہ تو اپنی آرام گاہ میں ایک کبھی نہ ٹوٹنے والے خواب راحت میں مصروف ہے، روشن سیاروں سے بھی دور، آہ اس قدر دور کہ جہاں میری آواز کی رسائی محال ہے۔

میں اسے ایک پیغام بھیجنا چاہتا ہوں، ایک سچا، شیریں اور درد محبت سے لبریز پیغام، میں چاہتا ہوں کوئی فرشتہ اسے لے جائے، اور اس کے قدموں میں لے جا کر رکھدے۔

موسم گرما کی ایک شام کو میں نے اپنا پیغام سپید بادل کے سینے پر رکھدیا، مگر وہ بادل اپنی سنہری جھلک دکھلا کر شفق آلود افق میں پنہاں ہوگیا۔

دوسرے دن صبح کو میں نے اپنا پیغام ایک لوتے کے سپرد کیا، اور جس قدر بلندی پر وہ اڑتا رہا میں اس کو دیکھتا رہا، مگر بالآخر وہ بال و پر شکستہ ہوگیا، اور وہاں سے خستہ ہو کر زمین پر گر پڑا میں مجذوبانہ جوش کے ساتھ چیخ اٹھا "کیا زمین پر ہی کوئی فرشتہ ایسا نہیں ہے جو میرے پیغام محبت کو اس تک پہنچا دے، جس کو بھیجنے کے لئے میرا دل تڑپ رہا ہے"۔

ناگہاں ایک نغمۂ خوشگوار میں نے سنا، جو اسقدر رصات شیریں اور پیارا تھا، میرے اضطراب میں سکون پیدا ہوگیا، اور میرے قلب مضطر کی دھڑک موقوف ہوگئی۔ میں اٹھا، اور آہستہ سے اپنے پیغام کو موسیقی کے وسیع البسط بازوں پر رکھدیا، میں اس موسیقی پران کو سنتا رہا اور جہاں تک نظر کام کرتی تھی اس کو دیکھتا رہا یہانتک کہ وہ نظروں سے غائب ہوگیا مجھے معلوم ہوگیا کہ میرا پیغام دروازہ زریں سے گذر گیا۔

اب میرا دل مضطرب نہیں ہے، اور شتاب میں طرف جواب کے انتظار پر قانع ہوں۔

افکارِ فکری

(جناب مولوی شریف صاحب فکری ہیرپالی)

چشم گریاں میں رہے یا دل مضطر میں رہے
تم اسی گھر کو جلاتے رہے جس گھر میں رہے

جان ارمان ہیں یہی رنج مسرت میں یہی
ناوک ناز جو مرے دل مضطر میں رہے

اے غم یار تجھے صحبت گلگوں کی قسم
ایک قطرہ بھی نہ باقی دل مضطر میں رہے

دیکھ لیتے ہیں بہر رنگ تجھے اہل نظر
عارض گل میں رہے یا رخ دلبر میں رہے

دل میں دائم وہ رہے جلوہ فگن اے فکری
مفت میں ہم حرم و دیر کے چکر میں رہے

اور وہ امور جو صحت میں مدد و معاون ہوتے ہیں وہ کسی دوسرے نمبر میں خدا نے چاہا تو بتائیں گے فی الحال اسی قدر لکھنا کافی ہے کہ تمام والدین ایک فرض سمجھ کر بچوں کی صحت و تندرستی کا لحاظ رکھیں۔ صفائی کا پورا بندوبست کریں غذا ادویہ میں احتیاط برتیں غیر معمولی گرمی سردی سے بچائیں گندگی اور غلیظ انسانوں سے پرہیز کریں اور بچوں کی صحت کے متعلق گھر کی بڑی بوڑھی عورتیں بھی خوب واقف ہوتی ہیں ان کی ہدایات پر بھی عمل کرلینا چاہیئے مگر سخت و غیر معمولی امراض میں صرف انہیں کے اوپر بھروسہ نہ کرلینا چاہیئے اور محض تعویذ گنڈے دم پر اکتفا نہ کرنا چاہیئے بلکہ حکیم ڈاکٹر کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے خصوصاً حکیموں کی طرف اس لئے کہ ڈاکٹری علاج ہماری طبائع کے ابھی تک اچھی طرح مناسب نہیں ہے۔

بچوں کے متعلق چند ہدایات

اگر مائیں بچوں کو دودھ نہ پلا سکیں تو ایسی انا تلاش کرنی چاہیئے کہ اس کے اخلاق اچھے ہوں صاف ستھری رہتی ہو دودھ اچھا ہو تازہ ہو بے حیا اور بدخصلت نہ ہو ان باتوں کا بچہ پر بہت برا اثر غیر محسوس طریقے سے پڑتا ہے بچوں کو ہر وقت گود میں نہ رکھنا چاہیئے اس سے وہ کمزور ہو جاتے ہیں۔ بچوں کے جسم پر تیل وغیرہ کی مالش مفید ہوتی ہے غذا بے اندازہ نہ کھلانی چاہیئے اگر کچھ سمجھدار ہوجائے تو کم کھانے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اس بات کا بہت لحاظ رکھنا چاہیئے کہ جو عورت کھلائی مقرر کی جائے وہ سلیقہ شعار اور اچھے کیرکٹر کی ہو تاکہ بچہ کو ہر وقت یہ عمدہ باتوں کی طرف خیال دلاتی رہے شرفاء کے بچوں کے ساتھ کھلائے نیچے طبقے کے بچوں کے ساتھ میل جول رکھنے سے باز رکھے اس لئے کہ اس طبقہ کے اخلاق عموماً خراب ہوتے ہیں اور اسی آب و ہوا میں انکی نشو و نما ہوتی ہے جس سے وہ ابتدا ہی سے خراب خستہ ہوجاتے ہیں ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ایسی صحبتوں سے روکیں کھلائی کو تاکید کریں کہ وہ بھی ہر وقت اس کا لحاظ رکھے موقع اور محل کے مناسب آداب و قاعدے اور نصیحتیں سکھلاتی رہے۔ بچوں کو عادت ڈالنی چاہیئے کہ وہ کسی سے کوئی چیز نہ مانگیں اور کسی کے پاس کوئی چیز دیکھکر اس کے لئے ضد نہ کریں اس سے طبیعت غیور ہوجائے گی اور عمدہ اوصاف پیدا ہونگے بچوں کو ڈرانا اور کسی چیز سے خوف دلانا سخت مضر ہے اس سے بچوں کے دلوں میں بزدلی اور کمزوری پیدا ہوتی ہے اُن کو ہمیشہ ہمت اور جرأت کی طرف توجہ دلانی چاہیئے اور ہمیشہ ایسے قصے افسانے اور حکایتیں بچوں کو سنانی چاہیئیں جن سے شجاعانہ جذبات پیدا ہوں بلند نظری اور ہمت و کوشش کے ولولے جاگزیں ہوں ایسی باتیں نہ کرنی چاہیئیں جس سے بچے کے دل میں ایسے خیالات راسخ ہوں کہ فلاں کام میں نہیں کرسکتا اور اس مرتبہ تک میری رسائی ممکن نہیں بلکہ اس طرح پر تربیت کرنی چاہیئے کہ مشکل سے مشکل کام بھی سعی و کوشش سے حل ہوجاتے ہیں اس نکتہ کے ذہن نشین کرانے میں مثالیں پیش کرنی چاہیئے۔ (باقی آیندہ)

خانہ داری

تہذیب معاشرت

(۲)

(از جناب مولانا واحدی صاحب ایڈیٹر نظام المشائخ)

تربیت صحیحہ

چونکہ مسلمانوں کی دنیا دین سے علیحدہ نہیں ہوتی اس لئے تربیت کا وہ حصہ جو بظاہر دنیا سے متعلق ہے وہ بھی آخرت کے کاموں میں شامل ہے اس بنا پر بچے کی پیدائش کے پہلے ہی دن سے جو نگہداشت و صحت و تندرستی کی خاطر کی جائے اس کو بھی ایک فرض شرعی سمجھنا چاہیئے اور ہرگز اس طرف سے غفلت و سہل انکاری نہ برتنی چاہیئے موسم کے تغیرات کے لحاظ سے صحت و مرض کا خیال بیش از بیش کرنا چاہیئے چونکہ بچوں کی صحت کا دارومدار ماں کی احتیاط پر منحصر ہے۔ جو مائیں محتاط ہوتی ہیں اور الم غلم نہیں کھاتیں ان کے بچے نسبتاً تندرست رہتے ہیں۔ خود صاف ستھرا رہنا اور بچوں کو صاف رکھنا یہ بھی صحت کا جزو اعظم ہے ماں باپ اور دیگر اعزہ کے اخلاق کا اثر بچوں پر بے انتہا پڑتا ہے خواہ اس کا اظہار کیا جائے یا نہ کیا جائے مگر اثر ضرور پڑتا ہے اس لئے والدین کے لئے بس ضروری ہے کہ وہ اپنے اخلاق کی لطافت و پاکیزگی کا خیال رکھیں تاکہ بچوں کے اخلاق بھی درست رہیں۔ عالم شیرخوارگی میں اس امر کا خاص طور سے لحاظ رکھنا چاہیئے کہ بچوں کو کسی قسم کی مسکرات نہ کھلائی جائیں ذرا سی تکلیف کی خاطر بچوں کی صحت برباد کر دینا کوئی عقلمندی کی بات نہیں تمام اطباء و ڈاکٹر اس بات پر متفق ہیں کہ بچوں کو افیون کھلانی سخت مضر صحت ہے ہماری عورتوں میں یہ ایک رسم عام ہو گئی ہے کہ وہ اس خیال سے کہ بچے نہ روئیں ابتدا ہی سے افیون کھلانی شروع کر دیتی ہیں اس سے بظاہر یہی فائدہ وہ محسوس کرتی ہیں کہ پاخانہ پیشاب بار بار نہ کریں لیکن وہ نہیں سمجھتیں کہ اس کا اثر بچے پر کس قدر خراب ہوگا۔ جو لوگ عالم شباب میں افیون کھاتے ہیں ان کی جو حالت ہو جاتی ہے ظاہر ہے حالانکہ ان کے قوی مضرات کی مدافعت کی زیادہ قوت و صلاحیت رکھتے ہیں پھر بھی وہ جس قدر نکمے اور بیکار ہو جاتے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں اب دیکھئے کہ اس لحاظ سے بچوں پر کیا اثر پڑتا ہوگا جن کی طبیعت ہر وقت ہر چیز کے قبول کرنے کے لئے مستعد رہتی ہے کس قدر جلد اس کے مضر اثرات سے متاثر ہوتی ہوگی اس کے علاوہ کہ صحت پر اس کا کیا اثر پڑتا ہے۔ آخر شریعت کا بھی تو کچھ پاس و لحاظ رکھنا چاہیئے افیون قطعاً حرام ہے اس کا استعمال بلا ضرورت شدیدہ کے گناہ کبیرہ ہے خواہ وہ تھوڑی ہو یا بہت جس طرح شراب کا ایک قطرہ اگرچہ کچھ اثر نہیں رکھتا لیکن قطعاً حرام ہے اسی طرح افیون کا استعمال بھی خواہ وہ کسی مقدار میں ہو قطعاً حرام ہے۔ عموماً بچوں کے کپڑوں کی صفائی وغیرہ کا بھی کچھ خیال نہیں رکھا جاتا خصوصاً وہ کپڑے جن پر بچے لٹائے اور سلائے جاتے ہیں وہ تو اس قدر گندے اور غلیظ ہوتے ہیں کہ ان کو دیکھ کر گھن آتی ہے ان کی عفونت سے دماغ پھٹنے لگ جاتا ہے۔ یہ کچھ ضروری سمجھ لیا گیا ہے کہ پھٹے پرانے کپڑوں کے دو تین پوتڑے اور نہالچے بنا لینے کافی ہیں اور وہ وقت ضرورت غلاظت غلیظ سے گھر ہی میں معمولی طور سے صاف کر لئے جائیں اور بس۔ باقی بچوں کی رال تھوک اور پیشاب سے صاف و ستھرا رکھنا کوئی ضروری بات نہیں اس کا اثر لازمی پڑتا ہے کہ بچوں کی صحت خراب ہو جاتی ہے اور عین نشو و نما کے وقت ان کے قوی ٹھٹھر کر رہ جاتے ہیں آج اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ گندگی اور غلاظت تمام امراض کی جڑ ہے بچوں کی اکثر بیماریاں اسی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں مگر اس کا مطلق خیال نہیں رکھا جاتا۔ صفائی اور گندگی کا اثر صرف صحت و تندرستی ہی پر نہیں پڑتا بلکہ بچوں کے اخلاق پر بھی اس کا غیر محسوس اثر پڑتا ہے کتنے افسوس کی بات ہے کہ فضول اور لغو رسومات میں تو مقدور سے کہیں زیادہ روپیہ خرچ کیا جائے چھٹی چلہ اور خدا معلوم کیا کیا رسمیں ہیں جن پر سینکڑوں روپیہ برباد کر دیا جاتا ہے جس سے نہ بچہ کو فائدہ پہونچتا ہے نہ والدین کو۔ مگر وہ اخراجات جن پر بچے کی صحت منحصر ہے اس میں اس قدر جزرسی برتی جاتی ہے کہ ایک نہالچہ بھی نئے کپڑے کا نہیں بنایا جاتا۔ ہاں بعض امرا کے ہاں بچوں کے لئے ریشمین پوتڑے اور نہالچے بنائے جاتے ہیں لیکن یہ اور بھی زیادہ مہمل و لغو طریق ہے اس لئے کہ وہ چند روز میں غلیظ ہو جاتے ہیں اور ان کی صفائی بطریق احسن اس وجہ سے نہیں ہو سکتی کہ وہ ایک ہی دفعہ کی صفائی میں تار تار ہو جائیں گے اس لئے ایسی غلاظت و گندگی میں بچے نشو و نما پاتے ہیں۔ ایک خرابی یہ بھی عام طور سے پھیل گئی ہے کہ بچوں کے دودھ دینے کا بھی کوئی وقت و مقدار معین نہیں کی جاتی جہاں ذرا بچہ رویا اور فوراً اسکو چپ کرانے کی ترکیب اختیار کی گئی اس کے بعد جہاں بچہ ذرا کھیر وغیرہ چاٹنے لگا بس پھر ایسی بری طرح سے عورتیں ان کو بھراتی ہیں کہ معاذ اللہ کوئی وقت ایسا نہیں ہوتا کہ بچہ کو کچھ نہ کچھ کھلایا نہ جائے اس سے بچے بہت جلد بیمار ہو جاتے ہیں اور ہمیشہ کے لئے روگی و مریض ہو جاتے ہیں مگر عورتیں بالکل اس کا خیال نہیں رکھتیں وہ صرف یہ سمجھتی ہیں کہ بچہ جس قدر زیادہ کھائے گا اسی قدر موٹا تازہ ہوگا۔ غرضکہ بچوں کی صحت کا پورا خیال رکھنا چاہیئے کہ تمام توقعات صحت کے ساتھ وابستہ ہیں اگر صحت ہی اچھی نہ رہی تو ان سے کیا توقع ہو سکتی ہے ہم اس مضمون میں صرف صحت و تندرستی کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں

ڈنر۔ ٹی پارٹی۔ تھیٹر۔ سینما۔ میلاد گرات۔ میں کبھی غیر حاضر ہوا ہوں۔

(۱) کیا کبھی تم میں سے کسی نے مجھے مسجد۔ خانقاہ۔ مقبرہ۔ عیدگاہ۔ محفل میلاد۔ مجلس عرس۔ عربی مدرسہ۔ یا غریب لڑکوں کی شادی وموت میں دیکھا ہے اگر ایک دفعہ بھی کسی نے ان مقامات پر دیکھا تو بلاشک تم اپنا لیڈر مجھ کو نہ بناؤ۔

(۸) کسی نے مجھے یتیم یا بیوہ یا مفلس یا مسافر یا غریب لڑکوں سے بات کرتے ہوئے دیکھا ہو تو میں گنہگار۔

(۹) یا میرے دسترخوان پر کبھی کسی شخص نے یہ سنا کہ کوئی غریب یا مجھ سے کم درجہ کا انسان میرے دسترخوان پر بیٹھا ہوا ہے۔

(۱۰) کیا تم لوگ یہ نہیں جانتے کہ میرا دسترخوان ہر وقت بہت زیادہ دولت مند کے قدوم کا ہر وقت منتظر رہتا ہے۔ حالانکہ اس قومی خدمت میں مجھے بہت سی ناقابل برداشت ذلتیں اٹھانی پڑتی ہیں اور اکثر اوقات میرا دیوالہ نکل جاتا ہے

(۱۱) کیا میں داڑھی ہی نہیں منڈاتا یا میرے پاس شیونگ کیس نہیں ہے۔

(۱۲) کیا میں میونسپل کمشنر بطور نامزدگی نہ ہوا تھا کیا پھر کونسل کا ممبر نامزد شدہ میں نہ تھا اس دفعہ اگر تم نے ووٹ نہیں دیئے۔ تو کیا پھر میں بلا تمہاری امداد کے نامزد نہیں ہو سکتا ہوں کیا تم اس وقت سے خوف نہیں کھاتے جبکہ میں آئندہ الکشن میں نامزد شدہ ممبر ہوں۔

(۱۳) کیا میں تعلیم نسواں کا حامی اور پردہ نسواں کا مخالف نہیں ہوں۔

(۱۴) کیا میں علیگڑھ کالج کا ٹرسٹی۔ اسٹینڈنگ کمیٹی کا ممبر۔ آل انڈیا لیگ کا ممبر۔ یونیورسٹی کا فیلو۔ خان بہادر نواب نہیں ہوں۔

(۱۵) کیا میں مسلم یونیورسٹی کا پسند کرنے والا نہیں ہوں۔

(۱۶) کیا مجھکو لکھوا کر کوئی تقریر کرنی نہیں آتی۔

(۱۷) کیا میں ہر انجمن اور کانفرنس ولیگ میں ہزاروں رزولیوشن نہیں پیش کرتا

(۱۸) کیا میں بھی وہی چاہتا ہوں۔ جو تم جاہل لوگ چاہتے ہو۔ کیا میں وہی کہتا ہوں جو تم ناعاقبت اندیش کہتے ہو۔

(۱۹) کیا بات خود چندہ دینے میں بہت ہی نازک اور دوسروں سے مانگنے میں نہایت چست وزبردست نہیں ہوں۔

(۲۰) کیا میری اولاد میں سے کسی نے بھی قرآن بچپنے میں پڑھا ہے۔ کیا اب وہ ولایت میں زیر تربیت نہیں ہیں۔

(۲۱) کیا میں بھی روزہ نماز حج زکوۃ کو تم جیسے غریب جاہلوں کی طرح فرض خیال کرتا ہوں۔

(۲۲) کیا میں کبھی ادہر متوجہ ہوا ہوں کہ تمہاری حقیقی ضروریات کیا ہیں۔

(۲۳) کیا میں نے کبھی کسی گروہ کی حمایت کی ہے۔ کیا میں دوستوں پر شیر اور دشمنوں کے آگے بکری نہیں ہوں۔

(۲۴) کیا میں کبھی کوئی اردو کتاب یا اخبار پڑھتا ہوں۔ یا اردو بولتا ہوں۔ یا لکھتا ہوں۔

(۲۵) کیا کبھی کسی فرد قوم کے درد دکھ میں عملاً شریک ہوا ہوں۔

(۲۶) کیا شراب زنا جوا انسانی فعل نہیں ہیں۔ کیا اسمیں تہذیب کا جدید رنگ نہیں ہے کیا مہذب لوگ ایسا کرنا نہیں جانتے۔

(۲۷) کیا میں بھی تمہاری طرح دیسی چیزیں کھاتا ہوں یا پہنتا ہوں۔ یا برتتا ہوں۔

(۲۸) کیا میں نے اپنی رنگت کو پوڈر سے کسی قدر سفید نہیں کر لیا ہے۔

(۲۹) کیا میری وائف کوئی ہندوستانی خیال کی ہے یا وہ پیانو بجانا نہیں جانتی۔ یا ڈانس میں شریک نہیں ہوتی یا میرے دوستوں کو سیر نہیں کرا سکتی۔

آخر خدا کے لئے بتلاؤ کہ مجھ میں کس چیز کی کمی ہے۔ اور تم کیوں مجھکو اپنا لیڈر نہیں تسلیم کرتے۔

دیکھو میں زبان حال سے صاف صاف کہتا ہوں کہ میں تمہارا لیڈر ضرور ہوں اور ہمیشہ رہوں گا۔

اپیل ختم ہوا اور لیڈر صاحب اپنے بنگلہ پہنچ گئے

تو ہم نے یہ بھی نہ دیکھا کہ کون آیا اور کون گیا۔ لڑکوں نے سمجھا کہ کوئی بہروپیا ہے حالانکہ وہ لیڈر صاحب تھے۔ داد داد از گردش گردوں گرداں داد داد۔

ماہ فروری ۱۹۲۵ء — ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ — ماہ رجب ۱۳۴۳ھ

رسالہ

جلد ۴ دین و دنیا نمبر ۱۱

حمد

(از مفتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر)

بن کے درختوں نے کہا ہم اونچے ہیں۔ من کی زبان نے کہا ان کا بنانے والا اونچا ہے، آسمان نے نیلی پیلی آنکھیں دکھا کر کہا کہ میں بڑا ہوں، ضمیر سنبھل کر بولا کہ غلط، اس پر حکومت کرنے والا سب سے بڑا ہے۔ پہاڑ کی اونچی اونچی چوٹیوں نے کہا کہ بلندی ہم ہی کو ملی ہے، عقل نے کہا کہ بلندی اُسے حاصل ہے جس نے ان کو بلندی دی ہے، انسان نے کہا کہ دنیا کی رونق ہمارے عقل و دماغ کا نتیجہ ہے، ہم نے ہی دنیا کو دنیا بنایا ہے دل نے کہا کیا تم پھول کھلا سکتے ہو، کیا تم ایک مکھی بنا سکتے ہو، عقل نے کہا نہیں" دل نے کہا پھر یہ فرعونی دعوے کیسا؟

ننھی ننھی کلیوں میں چھپ کر تو باغ عالم کا تماشا دیکھتا ہے، انسان کے خاکی جسم میں ضمیر بن کر تو سچائی کا راستہ بتاتا ہے، ایمان کے بھیس میں آ کر تو دلوں کو روشن کرتا ہے، دل روشن ہو کر تجھ سے لو لگاتے ہیں، آنکھیں منور ہو کر ہر شے میں تیرا ہی جلوہ دیکھتی ہیں، زبان کی گردشوں سے جو آواز پیدا ہوتی ہے وہ تیری حمد بن جاتی ہے۔ قدم تیرے فرماں بردار ہو کر تیری طرف بڑھتے ہیں، روح بے چین ہو کر تڑپتی ہے۔ اور اس خاک کے ڈھیر کو خاک کے لیے چھوڑ کر تیرے جلوے میں مل جاتی ہے۔ ع

تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

نعت

(از مفتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر)

معراج والے نبی، ختم الرسل کے تاج والے نبی۔ براق والے نبی، مسجد اقصٰی میں سب نبیوں کی امامت کرنے والے نبی، سدرۃ المنتہیٰ کی جڑوں سے میٹھا میٹھا دودھ پینے والے نبی، عرش پر آن کی آن میں پہنچ جانے والے نبی! ادن یا احمد ادن یا محمد ادن یا خیر البرایا کے محبت بھرے الفاظ سے مخاطب کیے جانے والے نبی، جمال الٰہی کا بے نقاب درشن کرنے والے نبی، گنہگار اُمت کو اس خاص وقت میں بھی یاد رکھنے والے نبی، ایک غریب اُمتی کی فریاد سُن، ایک غریب ہندی کی آواز سُن۔ ہند کی گلیوں سے جی گھبراتا ہے، مدنی سرتاج تمہارا بھی چاند سے مکھڑے کے دیکھنے کو جی چاہتا ہے۔ اندھیری رات ہے، سب سوتے ہیں، مدنی محبوب میری آنکھ کے جھروکے میں چھپ کر آ، پلکوں کا پردہ ہے آنسوؤں کی چلمن ہے، میں اپنی دکھ بھری کہانی سناؤں گا، داغ جدائی کے زخموں کو دیدار کے مرہم سے تسکین دوں گا۔ تم میری درد بھری کہانی سن کر سو جاؤ گے تو میں موتے کے زمانہ کا چروا بن کر ہاتھ پاؤں دباؤں گا، قدموں کی خاک کو آنکھوں سے لگاؤں گا، قدموں پر سر رکھوں گا۔ تلوؤں کا بوسہ دوں گا، زلفوں کو ... کروں گا، زلفوں کی خوشبو مجھے مست کر دے گی، بیہوش ہو جاؤں گا ایسا بے ہوش ہوں گا کہ کبھی ہوش نہ آئے گا اور مجھے زندگی کی معراج حاصل ہو جائے گی۔

تفسیر قرآن مجید

(گذشتہ سے پیوستہ)

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝

ترجمہ: اور ہم نے کہا اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور اسمیں سے جو چاہو چین سے کھاؤ اور اس درخت کے قریب نہ جاؤ نہیں تو اپنی حد پر نہ رہوگے۔

تشریح الفاظ: زوج۔ جوڑا، جفت۔ میاں بیوی دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اسکی بیوی یعنی حضرت حوا۔ اس سے مراد ہے جسطرح اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا اور ان کی آفرینش ماں باپ کے وسیلے کے بغیر وقوع میں آئی اسی طرح اس نے حضرت حوا کو پیدا کرکے اپنے قادر مطلق ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ بعض مفسرین کا بیان ہے کہ حضرت حوا حضرت آدم کے جنت میں جانے سے پہلے پیدا کی گئیں اور بعض کہتے ہیں کہ جنت میں پہونچنے کے بعد حضرت آدم جنت کی ہزار دلچسپیوں کے باوجود گھبراتے تھے اور چاہتے تھے کہ کوئی ہمجنس انیس خلوت ہو پس اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کو ان کی تفریح طبع اور دنیا میں پہونچکر توالد و تناسل کیلئے پیدا کیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت آدم محو خواب تھے جب آنکھ کھلی تو پہلو میں حضرت حوا کو جلوہ گر دیکھا۔ ان سے پوچھا نام کون ہو؟ جواب دیا کہ میں عورت ہوں حضرت آدم نے دریافت کیا تمہیں کس لئے پیدا کیا گیا؟ انہوں نے کہا "تاکہ تم مجھسے اور میں تم سے تسکین پذیر ہوں۔" اسکے بعد مشیت الٰہی کے مطابق حضرت آدم اور حضرت حوا کا نکاح ہوا اور وہ جنت میں آرام سے رہنے لگے۔ حوا حی (زندہ) سے مشتق ہے۔ چونکہ حضرت حوا انسانوں کے وجود میں آنے اور زندگی پانے کا باعث خاص ہیں اس لئے ان کا نام حوا قرار پایا۔ بعض کے نزدیک وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان کے چہرہ پر "حوہ" یعنی سیاہی مائل سرخی تھی۔ بعض کے نزدیک شہد کی پر اور بعض کے نزدیک لبوں پر۔ تفاسیر میں لکھا ہے کہ حضرت حوا حضرت آدم کی وفات کے بعد سات برس سات مہینے زندہ رہیں۔ حضرت آدم اور حضرت حوا کے واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ نکاح انسان کی فطرت ہے اور تمام سامان عیش مہیا ہونے کے باوجود بھی وہ بیوی کا محتاج ہے۔ کلام پاک میں خدا نے انبیاء کرام کی شادیوں کا اسی لئے تذکرہ کیا ہے کہ وہ نکاح کو پسند کرتا ہے۔ احادیث نبوی میں جابجا نکاح کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ایک متاہل انسان کو ایک مجرد پر وہی فضیلت حاصل ہے جو ایک مجاہد کو ایک خانہ نشین پر ہے۔ ایک متاہل کی ایک رکعت نماز مجرد کی ستر رکعتوں سے زیادہ ثواب رکھتی ہے۔ حضور رسالتمآبؐ نے تو مسلمانوں کو نکاح کی یہاں تک تاکید کی ہے اور نکاح نہ کرنے پر اس قدر عتاب فرمایا ہے کہ فلیس منی (پس وہ اس کا کوئی واسطہ مجھ سے نہیں)۔ جنت جیسی ہوئی جگہ۔ وہ باغ جو گنجان نخلوں اور درختوں کی پیوستہ شاخوں سے چھپا ہوا ہو۔ مفسرین کا بیان جنت کے متعلق مختلف ہے۔ معتزلہ کہتے ہیں کہ جنت فلسطین میں واقع ایک سرسبز مقام تھا۔ حضرت آدم کی ... بعض کا عقیدہ تھا لیکن جمہور اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ نہیں۔

انکے نزدیک جنت سے وہی دار القرار دار الثواب مراد ہے جسکا جابجا قرآن پاک میں تذکرہ ہے جو اگرچہ دنیا کی آلودگیوں اور کثافتوں سے پاک ہے لیکن اسمیں ہر طرح کے گل بوٹے۔ درخت۔ پھل میوے۔ آسائش و آرائش کے ایسے سامان جو اہل دنیا کے خیال میں بھی نہیں آسکتے موجود ہیں۔

کُلَا (از اکل۔ کھانا) تم دونوں کھاؤ۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت آدم اور حضرت حوا کو ان کی انسانی ضروریات خورد و نوش کے ساتھ جنت میں بھیجا گیا اور وہ محض روح لطیف اور جوہر مجرد کی حیثیت نہیں رکھتے تھے۔ دوسری بات جو اس لفظ سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مساوی طور پر زن و مرد کو معاشرت کے حقوق عطا کئے ہیں چنانچہ یکساں طور پر اس لفظ کے ساتھ حضرت آدم اور حضرت حوا کو مخاطب فرمایا جس سے اسکا منشا ہے کہ خورد و نوش اور بود و باش میں عورت اور مرد دونوں کو مساوی درجہ پر رہنا چاہئے پس جو مرد عورتوں کو اپنے سے کمتر خورد و نوش اور پست تر طریق ماند و بود پر مجبور کرتے ہیں وہ منشاء ایزدی اور فطرت کے خلاف راستہ پر چل رہے ہیں۔

رَغَدًا خوشگواری کے ساتھ۔ بے فکری کے ساتھ۔ فراخ حوصلگی کے ساتھ وزن و مقدار کی پروا کئے بغیر۔ محظوظ ہوکر چین سے۔

شجرہ اس درخت کے متعلق بھی بیانات مختلف ہیں بعض کے نزدیک انجیر بعض کے نزدیک انگور بعض کے نزدیک کوئی ایسا درخت تھا جسکا پھل کھانے سے وہ نجاستیں اور کثافتیں پیدا ہوتی تھیں لیکن اکثر مفسرین کا اتفاق اسپر ہے کہ وہ گیہوں کا درخت تھا۔

ظلم حد سے تجاوز ہونا۔ سرکشی کرنا جو امر جس موقع پر رہنا چاہئے اسکے خلاف کرنا۔

تفسیر: جب ملائکہ حضرت آدم کو سجدہ کرچکے اور ابلیس ملعون و مردود ہوچکا تو بارگاہ قدس سے حضرت آدم کو حکم ہوا کہ وہ اپنی بیوی حضرت حوا کے ساتھ بہشت بریں میں اقامت پذیر ہوں۔ کہتے ہیں کہ ان کو حضرت آدم بڑی تزک و احتشام کے ساتھ حکم الٰہی کے مطابق جنت میں داخل ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر طرح کی آزادی و آسائش عطا کی اور فرمایا کہ جنت کے پھلوں میووں غذاؤں اور نعمتوں کو جب چاہو اور جسطرح چاہو استعمال کرو۔ اور نہایت بے فکری اور عیش کے ساتھ برتو۔ دلمیں خیال بھی نہ لاؤ کہ کوئی چیز کم ہو جائیگی۔ یا کسی نعمت کو زوال ہوگا یا کوئی شئے وقت پر نہ ملیگی نہایت اطمینان اور چین کے ساتھ رہو۔ اور تم میاں بیوی دونوں جنت میں بیکبار لطف زندگی حاصل کرو۔ البتہ فلاں درخت (گیہوں) کو استعمال کرنا تو درکنار اسکے قریب بھی نہ جاؤ۔ اگر تم اسکے قریب جاؤگے تو تباہی میں مبتلا ہوجاؤگے۔ اور حکم الٰہی کی عدول و سرتابی کے نقصان اٹھاؤگے کسکی مجال ہے کہ مشیت کی رموز مصلحت سے بنائے بغیر آگاہی حاصل کرسکے لیکن جہانتک عقل محدود کو غور کا موقع ملتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم جنکو زمین کی خلافت کیلئے پیدا کیا گیا تھا پہلے جنت میں رکھنا۔ ان کی طبیعت کا اتنا کمزور ہونا کہ ایک لغزش کا ارتکاب کربیٹھیں پھر بارگاہ بے نیاز کا عتاب حضرت آدم اور حضرت حوا کا پردۂ دنیا پر آنا برسوں ایک دوسرے کی مفارقت اور جنت سے جدا ہونے کے صدمات۔ اپنی لغزش پر ندامت حد سے زیادہ شرمندگی

ابلیس کا خطبۂ صدارت

(جو پنجاہ سالہ جوبلی کے موقعہ پر آل انڈیا شیاطین کانفرنس میں بمقام دہلی پڑھا گیا)

(گزشتہ سے پیوستہ)

کیونکہ جوں جوں اس زمانے کو بُعد ہوتا گیا میرا حلقۂ اثر وسیع ہوتا رہا اور اب تو بلا مبالغہ یہ حالت ہے کہ مسلمانوں کے ملیے میں جو آوارہ بھگت میری ذریات کی ہے وہ کسی کی بھی نہیں۔ یہ انقلاب کوئی معمولی کامیابی نہیں اور اس پر میں جسقدر ناز کروں وہ کم ہے وہ قوم جو تھوڑے ہی عرصہ میں ایک بہت بڑے حصۂ زمین کی مالک ہو گئی ہو اور جس کے للہیت کا یہ عالم ہو کہ اپنے انتہائی عروج کے زمانہ میں بھی ایک لمحہ اپنے خالق کی یاد سے غافل نہ ہو اس کا تباہ کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ علم، دولت، سلطنت سبھی ان کے پاس تھے اور ان سب سے بڑھکر ان کی خدا پرستی تھی جو ابتدائی زمانہ میں اکثر میری ناکامی کا باعث ہوئی۔ یہ میرا ہی کام تھا کہ میں نے ان تمام چیزوں کو ایک ایک کرکے مٹا دیا۔

جسوقت میں ان تکالیف کو یاد کرتا ہوں جو پہلی صدی ہجری میں مجھے ان مسلمانوں کے ہاتھوں سے پہنچی ہیں جو بلا دلیل خدا رسول و کتب سماوی پر ایمان لے آتے تھے تو اب بھی میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپ لوگ اس کا صحیح اندازہ اس لئے اور بھی نہیں لگا سکتے کہ اس زمانہ کے مسلمانوں میں نہ قوت ایمانی ہے نہ ایسے راسخ العقیدہ لوگ باقی رہے۔ ابتدا میں تو یہ مصیبت تھی کہ جہاں کسی نے قال اللہ یا قال الرسول کہکر دو جملہ قرآن یا حدیث کے پڑھ دیئے پھر کسی مسلمان کو چون و چرا کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی تھی۔ یہ میری ہی کوشش و تدبیری کا نتیجہ تھا کہ پہلے اول اول بعض متکلمین کو یہ سبق دیا کہ مذہب کو عقل کے معیار پر جانچنا چاہیئے۔ یہ بڑا چلتا ہوا جادو تھا اور اس کا سب سے پہلا نتیجہ تو یہ ہوا کہ ہر شخص نے اپنی سمجھ اور قابلیت کے مطابق دینی مسائل کی توجیہات شروع کیں اور جو باتیں مافوق العادت تھیں یا خود ان کی سمجھ میں نہ آئیں ان سے انکار شروع ہوگیا۔ یہ امر تو مسلم ہے کہ میری برابر وسیع علم کسی انسان کا نہیں ہو سکتا چاہے اس میں غزالی ہوں یا رازی اس لئے جب میں کسی کو تقلید کے کوچہ سے نکال کر تحقیق کی طرف لے جاتا ہوں میں کامیاب ہو جاتا ہوں تو پھر منطقی اصطلاحات اور فلسفیانہ تخیلات کے گرداب سے اس کا نکلنا قریباً محال ہو جاتا ہے۔ میں اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں ہمیں اسی طرح کامیابی ہو سکتی ہے کہ پہلے ہم انہیں روحانیت اور عقیدت کے شکنجے سے نکال کر سائنس اور فلسفہ کے میدان میں لے آئیں اور پھر یہاں موم کی ناک کی طرح جس طرف چاہیں ان کا رخ پھیر دیں۔ مدتوں میرا اسی پر عمل رہا ہے اور آج میں نہایت فخر و مباہات کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میری کوششیں رائگاں نہیں گئیں مسلمان رفتہ رفتہ اپنے ہادی کی تعلیم سے ہٹ گئے۔ پہلے تحقیق و تفتیش شروع ہوئی پھر اجتہاد عامیانہ اس کے بعد دہریت اور صریح گمراہی اور بالآخر نتیجہ خدا کا یہ وعدہ کہ "اللہ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ خود اپنے آپ کو نہ بدلے" ان کے حق میں پورا ہو کر رہا۔ علم، دولت، سلطنت سب ہی ایک ایک کرکے رخصت ہوگئے اور آج روئے زمین پر کوئی قوم ان کی برابر ذلیل و خوار نہیں۔

ایک خاص پریشانی

یوں تو میں نے ساری دنیا کو ان کے خلاف ابھار ہی رکھا ہے اور یہ خیال کرنا کہ کبھی بھی کوئی صورت ان کے فلاح کی پیدا ہوگی بالکل بعید از قیاس ہے مگر اس وقت سب سے بڑی دقت یہ آن پڑی ہے کہ امریکہ کے پریسیڈنٹ ولسن نے ایک ایسا واہیات اصول نکالا ہے جس سے میں سخت پریشان ہوں وہ کہتا ہے کہ ہر قوم کو اختیار ہے کہ جس قسم کی گورنمنٹ چاہے قائم کرے دوسروں کو اس سے کچھ علاقہ نہیں جس کا مطلب سوائے اس کے میری سمجھ میں اور کچھ نہیں آتا کہ مصر، عرب، ایران، مراکش، طرابلس، حبش، زنگبار، روس، ترکستان وغیرہ میں مسلمان پھر بادشاہ ہو جائیں یوں تو اس سے پہلے بھی ہندوستان کے لوگوں نے حکومت خود اختیاری کا مطالبہ کیا تھا اور میں ان کے موئدین میں تھا کیونکہ میں خوب سمجھتا تھا کہ اس ملک میں اسلام کے فنا کرنے کا اس سے بہتر ذریعہ نہیں مگر اس نئے اصول سے مجھے مطلقاً اتفاق نہیں اور جہاں تک میرا امکان ہے میں صلح کی کانفرنس میں دنیا کی قدیم پالیسی کو قائم رکھنے کی کوشش کروں گا یعنی یہ کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس یہاں شاید آپ لوگوں میں سے بعض حضرات کو یہ خطرہ گذرا ہوگا کہ میرا وعدہ تو مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا ہے جس کا تعلق براہ راست دینی معاملہ سے ہونا چاہیئے ... ان کی ... [illegible]

یہ خیال محض ناتجربہ کاری پر مبنی ہے میں اپنے ہزاروں سال کے مشاہدہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ افلاس طرح طرح کے گناہوں کا سبب ہوتا ہے اور فارغ البال آسانی سے ہمارے دام میں نہیں آتے' دوسری مصیبت جو ان کے مذہب کی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ ان کے نزدیک دین و دنیا متناقض چیزیں نہیں ہیں بلکہ دونوں دوش بدوش چل سکتی ہیں' اور جب ثروت ہوگی تو عجب نہیں کہ ایک بار پھران کے مذہب میں جان پڑجائے' مجھے اس بات کے اظہار کی حاجت نہیں کہ میں ہر قوم کی دنیاوی ترقی کا حامی ہوں مگر مسلمانوں کے معاملہ میں میرا مسلک ہے کہ ان کا ہر کام چاہے وہ دنیا کا ہو یا دین کا بگاڑنا چاہیے۔ یہ ہیں وہ تفکرات جنہوں نے مجھ جیسی مستقل مزاج مخلوق کو بھی پریشان کر رکھا ہے اور آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ایسی حالت میں کسی مربوط و مسلسل خطبہ کا قلم بند کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔

مسلمانوں میں میری ذریات

ایہا الشیاطین! ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد مجھے بالکل اطمینان ہوگیا تھا کہ کم از کم پچاس سال ہندوستان میں حاکم و محکوم کے دل صاف نہ ہوں گے ایک دوسرے کو مشتبہ نظر سے دیکھتے رہیں گے اور حقیقی اعتبار تو کبھی بھی قائم نہ ہوگا۔ اس لئے میں نے یہ مناسب سمجھا کہ کچھ عرصہ کے لئے اب ساری توجہ ٹرکی و ایران و دیگر ممالک اسلامی کی طرف مبذول کرنا چاہیے اور اس ملک کا انتظام اپنے خاص معتمد خناس پر چھوڑ دینا چاہیے چنانچہ میں یہاں سے فوراً چلا گیا اور قسطنطنیہ میں صدر مقام بنا کر اپنے کام میں نہایت سرگرمی سے مشغول ہوا یہاں بالکل بے محل ہوگا اگر میں ان تمام کوششوں کا تفصیلی ذکر کروں جو مجھے ان اسلامی ممالک کے تباہ کرنے کے لئے کرنا پڑی ہیں کیوں کہ یہ اجلاس صرف ہندوستان سے متعلق ہے۔ البتہ وہ لوگ جنہیں اس معاملہ سے دلچسپی ہے وہ میری استنبول کانفرنس کے پریسیڈنشل اڈریس کو ملاحظہ کریں جو میں نے سلطان عبدالحمید خاں کی معزولی کے وقت' قسطنطنیہ میں دیا تھا اس کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ میں نے کس طرح رفتہ رفتہ حریت اور یورپ کی کورانہ تقلید کی تعلیم دی۔ معمر اور باثر اشخاص کو قوم فروش قرار دیکر ذلیل کیا۔ نوجوان ترکوں کو جو میرے ساختہ پرداختہ تھے عروج دیکر لیڈر بنایا اور پھر ان سے وہ کام لئے جو خود میری ذریات سے نہ ہوسکتے تھے۔ ۱۸۵۷ء سے لیکر ۱۹۰۷ء تک پورے پچاس سال میں ٹرکی اور ایران میں دورہ کرتا رہا اور میں نے رفتہ رفتہ ایک ایسی جماعت نوجوانوں کی تیار کی جو میرے اشاروں پر چلتی تھی'۔ (باقی آیندہ)

رگڑا

(از جناب پیرزادہ فضل احمد شاہ صاحب ناز)

احسان کا جھنڈا ہاتھ میں لے — ایمان کا جھنڈا ہاتھ میں لے — اسلام کا ڈنڈا ہاتھ میں لے
دم مست قلندر دھر رگڑا — مٹ جائے یہ کفر کا سب جھگڑا

دل کانپ گیا ہر کافر کا — جھٹ ٹوٹ گیا در خیبر کا — جب نعرہ یہ گونجا حیدر کا
دم مست قلندر دھر رگڑا — مٹ جائے یہ کفر کا سب جھگڑا

آفاق میں شور مچائے جا — تکبیر کی تان اڑائے جا — یہ گیت مزے سے گائے جا
دم مست قلندر دھر رگڑا — مٹ جائے یہ کفر کا سب جھگڑا

ہے تیغ تری تکبیر یہی — دیتی ہے پلٹ تقدیر یہی — کرتا نہیں کیوں تدبیر یہی
دم مست قلندر دھر رگڑا — مٹ جائے یہ کفر کا سب جھگڑا

اسلامیوں کا ہے کام یہی — دیتا ہے عرب پیغام یہی — ہر صبح یہی ہر شام یہی
دم مست قلندر دھر رگڑا — مٹ جائے یہ کفر کا سب جھگڑا

یثرب سے ندا آئی ہے کہ قُم — پھر کیوں نہ ہو ہستی کفر کی گم — اور ساتھ ہی اس کے گائے کی دُم
دم مست قلندر دھر رگڑا — مٹ جائے یہ کفر کا سب جھگڑا

بن کر نہ بگڑ اپنوں سے نہ لڑ — اور گھر کے کسی جھگڑے میں نہ پڑ — چُٹیا سے مگر شُدھی کو پکڑ
دم مست قلندر دھر رگڑا — مٹ جائے یہ کفر کا سب جھگڑا

جو سچے بھارت باشی ہیں — اسلام کے سب متلاشی ہیں — حیران بتانِ کاشی ہیں
دم مست قلندر دھر رگڑا — مٹ جائے یہ کفر کا سب جھگڑا

وہ شُدھی دَوڑی جاتی ہے — اور بیٹھتی جاتی چھاتی ہے — خود کہنے لگی اب جاتی ہے
دم مست قلندر دھر رگڑا — مٹ جائے یہ کفر کا سب جھگڑا

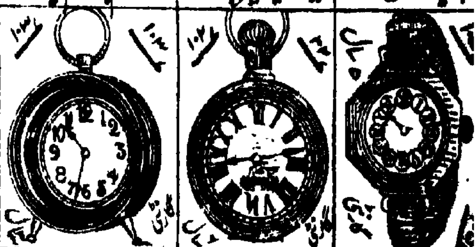
اسلام کا جام اڑاتا چل — ہاں پیتا چل پلواتا چل — اور دل کی لگی کو بجھاتا چل
دم مست قلندر دھر رگڑا — مٹ جائے یہ کفر کا سب جھگڑا

حیرت انگیز رعایت

پندرہ روپے کی تین گھڑیاں
صرف دس روپے میں
محصولڈاک اور پیکنگ بھی معاف

آپ کے لئے ۔ آپ کے کمرہ کے لئے ۔ بیوی کے لئے

البدیر گولڈن رسٹ واچ	ریلوے ریگولیٹر پاکٹ واچ	مشہور عالم بی ٹایم پیس حیرت میں مبتلا



البدیر گولڈن رسٹ واچ	ریلوے ریگولیٹر پاکٹ واچ	مشہور عالم بی ٹایم پیس
نئے فیشن کی نہایت خوشنما۔ کیس یا ماڈیہ ٹایم بتانے کی بیحد قیمت معہ استراپ سات روپے آٹھ آنہ محصولڈاک۔ پیکنگ۔ منی آرڈر فیس	نکل سلور کیس خوبصورت مضبوط ٹایم نہایت صحیح بتانیوالی قیمت صرف پانچ روپے آٹھ آنے محصولڈاک پیکنگ۔ منی آرڈر فیس	دیکھنے میں خوبصورت۔ چال کا اچھا۔ پرزوں کا مضبوط۔ ٹایم کا سچا۔ بہت سستا قیمت دو روپے۔ محصولڈاک۔ پیکنگ۔ منی آرڈر فیس ۹

یہ تینوں گھڑیاں اگر آپ یکشت طلب فرمائیں تو صرف دس روپے میں بھیجی جائیں گی یہ رعایت محض مال کی نکاسی اور فرم کی شہرت کی وجہ سے ہوا اور یہ رعایت اسی وقت تک رہیگی جب تک یہ گھڑیاں اسٹاک میں رہینگی۔ اسکے بعد ہم تعمیل سے معذور ہونگے آپ فوراً ہی آرڈر بھیجیں ایسا نہ ہو کہ اسٹاک ختم ہو جائے اور آپ کی فرمائش کی تعمیل نہ ہو سکے۔

نوٹ۔ ایک یا دو گھڑی کے خریدنے کے لئے کوئی رعایت نہیں ہے۔ ان سے پوری قیمت مندرجہ چارج کی جائے گی۔ اور محصولڈاک و پیکنگ وغیرہ بھی ان کو ادا کرنا ہوگا۔

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی کی گھڑیاں

دوست پاکٹ واچ چار یاقوت جویل والی لیور مشین نہایت مضبوط وقت بتانے کی سچی۔ گارنٹی ۴ سال ۱۸ سائز۔ قیمت بارہ روپے آٹھ آنے ۔ ۱۶ سائز صرف تیرہ روپے۔

انڈکس پاکٹ واچ سات یاقوت جویل والی۔ نکل کیس۔ لیور مشین پائدار۔ ٹایم بتانے کی سچی۔ گارنٹی ۵ سال ۱۶ سائز موٹے شیشے کی قیمت سولہ روپے۔ ۱۶ سائز پتلے شیشے کی قیمت سترہ روپے

میجلس پاکٹ واچ۔ سات یاقوت جویل والی لیور مشین۔ درست اور صحیح وقت بتانے والی پرزوں کی مضبوط گارنٹی ۵ سال ۱۸ سائز نکل سلور کیس قیمت اٹھارہ روپے۔ ۱۶ سائز نکل سلور کیس قیمت انیس روپے۔ ۱۶ سائز چاندی کے کیس کی قیمت پچیس روپے۔

اے ون ریگولیٹر پاکٹ واچ۔ تیرہ جویل یاقوت والی لیور مشین نہایت مضبوط سچا وقت بتانیوالی گارنٹی ۹ سال ۱۶-۱۸ سائز نکل سلور کیس قیمت اکیس روپے چاندی کے کیس کی اٹھائیس روپے۔

ریلوے سروس پاکٹ واچ۔ سات یاقوت جویل والی لیور مشین بیحد مضبوط۔ سچا وقت دینے والی نکل سلور کیس ۱۶-۱۸ سائز گارنٹی ۹ سال قیمت بائیس روپے۔ محصولڈاک وغیرہ ۸ر بذمہ خریدار۔

کمپٹیشن پاکٹ واچ۔ پندرہ یاقوت جویل والی لیور مشین نہایت اعلیٰ بخش صحیح ٹایم بتانے والی پرزوں کی پختہ ۱۶-۱۸ سائز نکل سلور کیس گارنٹی ۱۰ سال قیمت چھبیس روپے۔ محصولڈاک وغیرہ ۸ر بذمہ خریدار۔

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی کی کوئن ایبی رسٹ واچ
سات یاقوت جویل والی لیور مشین بہی مضبوط۔ سچا وقت بتانے والی گارنٹی سات سال قیمت معہ استراپ نکل سلور کیس اکیس روپے۔ رولڈ گولڈ کیس تیئیس روپے۔ محصولڈاک وغیرہ ۸ر بذمہ خریدار۔

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی کی کلائی کی گھڑیاں

لوئس رسٹ واچ ← پندرہ یاقوت جویلدار۔ لیور مشین۔ پرزے مضبوط۔ درستی ٹایم میں لاثانی۔ گارنٹی ۱۰ سال۔ قیمت معہ استراپ پچیس روپے ... کیس چھتیس روپے۔ ... منی آرڈر فیس ۸ر

میجلس رسٹ واچ۔ سات یاقوت جویلدار لیور مشین پائدار۔ صحیح وقت بتانے والی چھوٹا سائز گارنٹی ۸ سال قیمت معہ استراپ نکل سلور کیس چوبیس روپے سلور کیس اٹھائیس روپے رولڈ گولڈ کیس پینتیس روپے۔

سلینڈر رسٹ واچ۔ پندرہ یاقوت والی (فل جویل) لیور مشین نہایت مضبوط۔ ٹایم کی سچی۔ چھوٹا سائز گارنٹی ۹ سال قیمت معہ استراپ نکل سلور کیس اٹھائیس روپے سلور کیس ... روپے رولڈ گولڈ کیس ... روپے

کیپ سیک رسٹ واچ → پندرہ یاقوت (فل جویل) والی لیور مضبوط مشین درستی ٹایم میں لاثانی۔ خوشنما۔ گارنٹی دس سال قیمت معہ استراپ نکل سلور کیس چونتیس روپے سلور کیس اڑتیس روپے رولڈ گولڈ کیس بیالیس روپے سونیکی ویکرٹ کیس ...

مسماۃ شاکست ویسٹ اینڈ واچ کمپنی ۱۴۰ مقام دہلی

مظالم اشوک کی کہانی

لالہ لاجپت رائے کی زبانی

(جناب مولانا عصمت اللہ صاحب کے قلم سے)

پنجاب کیسری لالہ لاجپت رائے نے اپنی کتاب مہاراج اشوک نامی میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت عظمیٰ کے ساتھ راجہ اشوک کی سیرت کا مقابلہ کرکے راجہ اشوک کو فضیلت دینے کی رائیگاں کوشش کی ہے ہم راجہ اشوک کی زندگی کا تاریک پہلو روشنی میں لا کر لالہ جی سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہی مہاراج اشوک ہیں جن کی ذات گرامی پر آپ کو اسقدر ناز ہے کہ انہیں دنیا کا ادتیہ (بے نظیر) راجہ کہتے ہیں دھن ہیں آپ اور آپ کے مہاراج اشوک۔

ہم نے اس مضمون میں اس بات کا پورا پورا التزام کیا ہے کہ جو جو واقعات لکھیں وہ ہندو کتابوں ہی کی بنا پر لکھیں۔ کسی غیر ہندو تاریخ نویس کی کتاب کی طرف توجہ نہ دیں۔ راجہ اشوک راجہ بند وسار کا بیٹا تھا۔

(۱) سنگھالہ کے بودھ قصہ نویسوں کا بیان ہے کہ مہاراج بند وسار کے ۱۰۱ پتر تھے۔ جن میں سے ۹۹ کو اشوک نے قتل کرادیا۔ صرف ایک چھوٹے بھائی کو زندہ چھوڑا۔ (مہاراج اشوک صفحہ ۱۱۸)

(۲) مہاراج دیوانم پیا پیادرشی نے کلنگ کو اس وقت فتح کیا جب ان کے ابھی شیک (رسم تاجپوشی) کو آٹھ برس گزر چکے تھے، اس فتح پر ڈیڑھ لاکھ آدمی قید کئے گئے۔ ایک لاکھ آدمی قتل ہوئے اور اس سے کئی گنا زیادہ مر گئے (مہاراج اشوک ماخوذ از کتبہ ۱۳ صفحہ ۱۲۶)

مہاراج اشوک کی گوشت خوری (۳) اس طرح گوشت کے کھانے کے متعلق بھی انہوں نے صاف طور پہ لکھا کہ پہلے ان کے رسوئی خانہ کے لئے ہزاروں جانور روزانہ مارے جاتے تھے۔ پھر انہوں نے گھٹاکر صرف تین چار جانور ذبح کرنے کا حکم دیا یعنی دو طوطے اور ایک ہرن (مہاراج اشوک صفحہ ۱۲۶)

عالمان وید کی "عزت افزائی" (۴) تمام خیراتی مکانوں دھرم شالاؤں کے منتظمان کا یہ فرض ہے کہ جب کبھی کوئی باشندہ یا مسافر وہاں آکر رہے تو اسکی اطلاع گوپ یعنی تھانے دار کو دی جائے۔ سادھوؤں اور ویدوں کے ودوانوں یعنی عالموں کو صرف اس صورت میں رہنے دیا جائے جبکہ ان کی نسبت یہ علم ہو وہ قابل اعتبار ہیں۔ (مہاراج اشوک صفحہ ۱۴۳ ماخوذ از ارتھ شاستر) وہ یعنی تھانہ دار یا گوپ سادھوؤں اور ویدیک فاضلوں کو صرف اسی حالت میں رہنے دیں کے جبکہ وہ معتبر ... جا سکتے ہوں۔ (مہاراج اشوک حاشیہ صفحہ ۱۴۳)

(۵) یہ ماننا پڑتا ہے کہ انہوں نے یعنی مہاراج اشوک نے اپنی پولیٹکل طاقت کو ایک فرقہ کی ترقی اور مضبوطی کے لئے استعمال کیا اس طرفداری سے مہاراج اشوک اسی طرح کے صلح کل وسب عقیدوں کو ایک نظر سے دیکھنے والے نہیں رہتے (مہاراج اشوک صفحہ ۲۳۱)

ہولناک مظالم مذکورہ بالا حوالجات سے صاف عیاں ہے کہ لالہ جی کے ممدوح مہاراج اشوک اپنے ۹۹ بھائیوں کے قاتل تھے اور انہوں نے کلنگ کو فتح کرنے کے وقت ایک لاکھ آدمیوں کو قتل کردیا تھا اور ڈیڑھ لاکھ آدمیوں کو قید میں ڈال دیا تھا۔ اس پکڑ دھکڑ میں جو خود مر گئے ان کا کوئی حد وشمار ہی نہیں۔ نیز ان کے باورچی خانے کے لئے ہزاروں جانور روزانہ مارے جاتے تھے۔ اگرچہ آخرکار اس تعداد کو کم کردیا تھا پھر بھی تین چار جانور روزانہ ضرور مارے جاتے تھے ویدک فاضلوں اور سادھوؤں کو تفتیش حالات کے بغیر دھرم شالاؤں میں رہنے کی اجازت ہی نہ تھی۔ مہاراج موصوف حد سے زیادہ متعصب بھی تھے۔ اور اپنی پولیٹکل طاقت صرف ایک فرقہ ہی کی ترقی اور مضبوطی کے لئے استعمال کیا کرتے تھے۔ کیا ان اوصاف کا راجہ دنیا میں عادل ومنصف کہلانے کا حق رکھتا ہے۔ ہرگز نہیں تعجب کی بات ہے کہ لالہ لاجپت رائے جی ان اوصاف کے باوجود مہاراج اشوک کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

> "مہاراج اشوک ایسے مذہب کے معتقد تھے جو کسی طرح سے بدلہ لینا جائز نہیں سمجھتا۔ جو قاتل سے قاتل گنہگار سے گنہگار کے ساتھ بھی رحم سے پیش آنے کی تعلیم دیتا ہے جس میں قصاص ہرگز جائز نہیں"
>
> (مہاراج اشوک)

اب ناظرین خود انصاف فرما سکتے ہیں کہ لالہ جی کی یہ تحریر کس قدر صداقت سے دور ہے۔ اور مہاراج اشوک کا اپنا عمل اسکے کس قدر برخلاف ہے۔

ایسا راجہ جس کا قول اور عمل ایک نہ ہو اور جو اپنے بھائیوں تک کا قاتل ہو ویدک عالموں اور فاضلوں کو مسافر خانہ تک میں رہنے کی اجازت نہ دے۔ اور اپنے فرقہ کی مضبوطی کے لئے دوسری اقوام کو تباہ کرنے پر تلا رہتا ہو اس کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت سے کیا مقابلہ۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

ناستکوں کی منڈلی اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ یہ دھرم

[illegible] اخلاق کے آدمی تھے [illegible] نے دنیا میں کیسے کیسے کام کئے۔ اس سے ناظرین کو [illegible] کی راست گفتاری پر پورا پورا یقین آجائے گا۔ اور [illegible] شبہ باقی نہ رہے گا۔

(۱) چندر گپت کی رسوئی کے لئے ہر روز سینکڑوں جانوروں کا خون ہوتا تھا۔ اور چندر گپت بڑی شان و شوکت اور جلوس سے شکار کے لئے جاتا تھا۔ چندر گپت کی سزائیں نہایت وحشیانہ اور بے رحمانہ تھیں۔ (مہاراج اشوک صفحہ ۱۱)

(۲) مہاتما بدھ کا مشن رائج الوقت ہندو ازم کے برخلاف ایک قسم کی صدائے احتجاج تھی۔ ذات پات کی تفریق جانوروں کی قربانی، رسمیات کی بندشوں و ہٹ یوگ کی فضول فلاسفی نے مہاتما بدھ کو موجودالوقت ہندو ازم سے متنفر کر دیا تھا۔ (مہاراج اشوک صفحہ ۲۳)

(۳) بدھ دھرم کی کتابوں میں نند خاندان مگدھ پر بہت سی تہمتیں لگائی گئی ہیں جن کو مورخ نہایت شبہ و شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ (مہاراج اشوک صفحہ ۲۴)

(۴) برہمن مہاتما بدھ کو دہریہ کہتے تھے۔ اور ان کی تعلیم کو دہریت خیال کرتے تھے۔ (مہاراج اشوک صفحہ ۲۴)

(۵) مہاتما بدھ وید اور ایشور کو نہیں مانتا تھا (مہاراج اشوک صفحہ ۲۴)

(۶) چانکیہ رشی بہ ہول کے ظلم سے تنگ آکر تکشتی شلا میں روپوش ہوا (مہاراج اشوک صفحہ ۲۷)

(۷) چندر گپت بہت ظالم تھا اور اسکی پالیسی سختی کی تھی (مہاراج اشوک صفحہ ۴۲)

نئے شوالہ کی تعمیر

ہندو سبھا کا قیام اور اُس کے اثرات

(از جناب مولانا حاجی محمود حسن صاحب سرکل رکن ادارت ہمدرد)

فضائے ہند میں امن و الفت کا دور دورہ تھا — کہ لالہ لاجپت رائے کی اک تقریر ہوتی ہے
پہنچتے مالوی جی بھی ہیں انکی ہمنوائی کو — اور اک افسانۂ موہوم کی تشہیر ہوتی ہے
تعصب کے ہمالہ پر نیا بُت خانہ بنتا ہے — بہ الفاظ دگر "ہندو سبھا" تعمیر ہوتی ہے
پرستش کیلئے بُت "سنگھٹن" کا لا کے رکھتے ہیں — اور اسکے ساتھ "شدھی" کی ہی اک تصویر ہوتی ہے
پڑھائے جاتے ہیں "جلتی" کو "شبدا" ایسی تعصب کے — کہ جن سے دین فطرت کی بڑی تحقیر ہوتی ہے
کہا جاتا ہے مسلم سے کہ بھارت ورش سے نکلو — ہمیں اب ناگوار آذان اور تکبیر ہوتی ہے
کیا جاتا ہے دینداروں کو خوف و طمع سے مرتد — جو آمادہ نہیں ہوتے انہیں تعزیر ہوتی ہے
فضائے ہند میں نفرت کے شعلے اٹھنے لگتے ہیں — شرانگیزیوں کی بس یہی تاثیر ہوتی ہے
اُدھر مسلم کو کر دیتے ہیں یہ جذبات بے قابو — اُدھر ہندو کو خوئے جور دامنگیر ہوتی ہے
دکھائی دیتے ہیں شہروں میں کشت و خون کے نظارے — وطن کی سرزمین مقتل کی اک تصویر ہوتی ہے
اِدھر وحشی درندوں کی طرح لڑتے ہیں دیوانے — اُدھر دورِ غلامی کی کڑی زنجیر ہوتی ہے
غرض ہندو مسلمان دونوں ابنائے وطن ہیں — نہ کچھ تعظیم ہوتی ہے نہ کچھ توقیر ہوتی ہے

خود اپنی تیغ سے قاتل کو گھائل ہوتے دیکھا ہے
خدا ہی جانے کیا اس خواب کی تعبیر ہوتی ہے

م دسو

اصلاحِ اعمال

مولانا چندہ

(از جناب مولانا ابو الاثر صاحب حفیظ مدیر اعلیٰ مخزن)

جانا بھائی لانا چندہ
وہ آئے مولانا چندہ
قوم نے ان کو لیڈر مانا
اس کا ہے جرمانہ چندہ

آخر اک دن کر دیتا ہے
لیڈر کو دیوانہ چندہ

چلتے ہیں یہ کھدّر والے
سب کا تانا بانا چندہ
وہ ہر روز نئی تحریکیں
وہ مل کر کھانا چندہ
چھوٹے بھائی بڑے کو اک دن
چاہتے تھے سکھلانا چندہ
بولے بھیا قوم ہے بھولی
آسان ہے ٹھگیانا چندہ
آنکھیں تھوک سے تر کر لیجئے
ہو جو منظور اگانا چندہ
اور نہیں تو دیکھئے مجھکو
یوں لیتے ہیں دانا چندہ
تو ند بڑھائیں، تو ند بڑھائیں
چاہتے ہیں جو کھانا چندہ

علی بابا چالیس چور

قومیت متحدہ اور مین اسلاقوم کے اسٹیج پر

(جناب مولانا عکاس صاحب کے قلم سے)

چھٹا چور اس کا حلیہ یہ تھا کہ بہت لمبا قد، گندمی رنگ، لمبی اور ستی ہوئی ناک، سست آنکھیں، گلوں میں گڑھے پڑے ہوئے، جلی ہمواری کے واسطے ڈیڑھ پاؤ غیبہ کی ضرورت ہے کشادہ پیشانی، چگی اور چھدری ڈاڑھی۔ کمر پیچھے کو جھکی ہوئی، اور گھٹنے آگے کے رخ کمان بنے ہوئے، کھدر کا لمبا کرتا۔ اور ٹخنوں سے اونچا سقوں کی وضع کا پائجامہ، سر پر باگڑوں کی کھدر کی پگڑی باندھے ہوئے بالکل "بغدادی اونٹ" معلوم ہوتا تھا۔

اس نے گھبرا گھبرا کر چاروں طرف دیکھنا شروع کیا۔ اور ٹھیر ٹھیر کر "آپ بیتی" اس طرح بیان کی، کیونکہ اسکی زبان میں لکنت تھی۔

میرے معزز سردار اور بھائیو! میرے ماں باپ کا رکھا ہوا نام تو "نبی اسرائیل" ہے، مگر میں نے حیدر آباد کے قیام کے زمانہ میں جہاں دن رات میں "جنگ" اور "دولہ" اور "ملک" جیسے خطاب یا "خان کا" "زیر مشق" رہا کرتا تھا۔ اپنے لئے خود "فتح الملک" کا خطاب تجویز کیا تاکہ ناواقف حضرات رعب میں آجائیں، اور مجھکو سرکار نظام کا خطاب یافتہ سمجھنے لگیں۔

میری مختصر سرگذشت یہ ہے کہ میرے آبا و اجداد لکھنؤ کے باشندے تھے۔ میری مذہبی تعلیم معمولی ہے، البتہ انگریزی تعلیم بی اے تک ہے، اگرچہ بی اے پاس نہیں ہوں، مگر کیننگ کالج "کے" پاخانے" اور غسل خانے" اور بورڈنگ ہاؤس کی چار دیواریاں میری آوارگیوں کی اب تک گواہ ہیں۔

اس عمر میں مجھکو انگریزی لباس سے بڑا شوق تھا، ہمیشہ ہیٹ اور پتلون پہنتا تھا، تاکہ لوگ مجھکو "صاحب" سمجھیں۔ اگرچہ اس لباس سے میرے چہرہ کی "کلونس" کی وجہ سے لوگ مجھکو سمجھتے تھے کہ میں عیسائی ہو گیا ہوں، مگر حقیقتاً میں پیدائشی مسلمان تھا، اور کوٹ پتلون اور ہیٹ کے شوق نے مجھکو چار بنا دیا تھا۔ پتلون میں پیچھے صرف اپنی آسانی کے لئے "آگے اور پیچھے" "بٹن" لگوانے پڑتے تھے

[illegible] تھا تو میرے "ملنے والوں" میں ایک [illegible] حرکت بھی ہوا۔ خلیفہ کو مجھے اپنے پاس رکھنا چاہتے تھے اور حیدر عباس مجھے چھوڑنے پر رضامند نہ تھے۔ حیدر عباس اکثر محلس "بھانڈ وخانہ" کی آمدنی پر گزارہ کرتے تھے۔ مگر مجھے بلکہ شریف "منخاس" کے تمام شریف انہی کے بھانڈ وخانہ میں نہیں ہوسکتے تھے خلیفہ کو "مالدار" بھی تھے اور شہر کے مشہور بدمعاشوں میں بھی گنے جاتے تھے مگر چونکہ قصائی تھے اس لئے میں نے بھائی حیدر عباس کو پسند کیا اور وہ دن سے زیادہ خلیفہ کو سے "میرا تعلق" نہیں ہوا۔

میرے ہوش سنبھالتے ہی والدہ صاحب قبلہ کا انتقال ہو گیا اور میرے "ریٹائرڈ" ہوتے ہی بھائی حیدر عباس صاحب نے بھی "نیا چوزہ" "تلاش کرلیا۔ جب میں کسی کے "زیر سرکار" نہیں رہا۔ تو سیدھا حیدرآباد روانہ ہوا۔ مولانا شوق مرحوم اور مولوی عزیز مرزا مرحوم کی حیدرآباد میں بہت چل رہی تھی، اس لئے ان کی سفارش پر مجھے ایک بہت ہی حقیر جگہ مل گئی۔ اور میں نے آیندہ کی توقعات پر اسکو قبول کرلیا۔ اور یہیں سے میں نے اپنا نام تبدیل کیا، اور حیدرآباد کے امراء اور خطاب یافتگان کی طرح میں بھی اپنے تئیں "فتح الملک" کہنے لگا۔ رفتہ رفتہ لوگ میرا اصلی نام بھول گئے۔ اور اب مجکو "فتح الملک" کے نام سے پکارتے اور پہچانتے ہیں۔

حیدرآباد کے قیام میں میری شناسائی ظفر علی خاں حال اڈیٹر زمیندار سے بھی ہو گئی۔ مگر اس ملاقات کو زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ ظفر علی خاں، مولانا ظفر وغیرہ حضرات بیک بینی و دو گوش ۲۴ گھنٹہ کے نوٹس پر بلدہ سے نکالدیئے گئے۔ ان کے بعد میرا بھی کوئی پرسان حال نہ رہا، اور آیندہ کی توقعات کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ اس لئے میں بھی لکھنؤ آگیا، اور لکھنؤ کے قریب "مسعود آباد" کے رئیس کے یہاں "ارباب نشاط کا داروغہ" ایک سو روپے ماہوار پر مقرر ہو گیا۔ اس "قومی" کے عہدہ کی بدولت میں نے خوب روپیہ بھی پیدا کیا۔ اور شراب خوری اور رنڈی بازی کا تو ایسا لطف آیا کہ راجہ اندر بنا ہوا تھا۔ ہر طوائف کو پہلے میں "پاس" کرتا تھا پھر "مہاراجہ صاحب مسعود آباد" کی شب باشی کے لئے پیش کرتا تھا۔ یہ مہاراجہ صاحب قوم کے لیڈر بننا چاہتے تھے۔ اس لئے یہ کانگریس اور لیگ میں عرصہ تک شریک رہے اور آپ کو اور ہماری "چیٹی پارٹی" کے اکثر ممبروں کو ماہوار [illegible] کسی طرح کانگریس کا صدر ایک دفعہ بنوایا [illegible] بہت اثر تھا، اس لئے اعلیٰ انگریز [illegible] سے اکثر اپنے حسب منشا کام

لے لیا کرتے تھے۔

جب کانگریس کی صدارت میں ناکامی ہوئی تو گورنمنٹ کے انتظامی محکمہ میں ایک معزز عہدہ قبول کرلیا۔ اور اس طرح اس قوم پرستی کا بھانڈا پھوٹ گیا۔ آزاد اخبارات نے جن کے منہ میں سنہری لگام نہیں پڑی تھی اس پولیٹیکل قلابازی پر سخت مضامین لکھے۔ مگر ان کو پبلک کے حافظہ کا علم تھا، اس لئے انہوں نے اور ان کے حامی اخبارات نے گھنی سادھ لی۔

میں نے نینی تال کے پہاڑ سے ایک دوشیزہ پہاڑن "ہیرا" منگوائی اس قتالہ کو دیکھتے ہی میرے حواس گم ہو گئے۔ اور میں نے اسکو اپنے صرف میں لانا شروع کیا۔ مہاراجہ صاحب کو بھی کسی طرح خبر ہو گئی۔ مجھے بلایا، اور واقعہ دریافت کیا۔ میں نے ان سے انکار کیا۔ وہ خاموش ہو گئے۔ مگر ایک روز جب میں اس سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ تو وہ شراب میں مست میری کوٹھی میں جو ان کی کوٹھی کے قریب تھی بغیر اطلاع دیئے چلے آئے، اور مجھے اس کے ساتھ دیکھکر بہت برہم ہوئے میں نے بھی تیزی سے جواب دیا۔ جس سے وہ بہت ناراض ہوئے، اور اس ہیرا کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ اور میری مشکیں کسواکر جوتے لگانے کا حکم دیدیا۔ میں پٹتے پٹتے بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو دیکھا کہ کوٹھی کے باہر پڑا ہوں۔ اسیوقت ملازمت سے برطرفی کا حکم آگیا۔

میں وہاں سے پھر لکھنؤ آگیا۔ اور "دیکھنے والا" ماہوار رسالہ جاری کیا جسکا مقصد اگرچہ اردو علم ادب کی ترقی ہے، مگر واقعہ یہ ہے کہ اس رسالہ کے ذریعہ لوٹ کھسوٹ میں بڑی آسانی ہو گئی ہے جب مجھے ہیرا کی یاد نے زیادہ ستایا تو اطمینان قلب کے لئے میں حضرت مولانا عین القضاۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوا۔ حضرت کی صحبت کا یہ اثر ہوا کہ مجھے سکون حاصل ہو گیا۔ مگر راجہ صاحب مسعود آباد سے بدلہ لینے کا جذبہ مجھے اندر ہی اندر بے چین کئے دیتا تھا۔

محترم سردار! جب آپ تحفظ ہند کے ماتحت نظر بند کر دیئے گئے، اور مسلم یونیورسٹی کے حصول چارٹر کا مسئلہ پیش آیا تو میں نے اپنے سابق ولی نعمت سے بدلہ لینے کا وقت موزوں سمجھا، اور ایکدم یک اسٹیج پر مولانا حسرت موہانی صاحب کا رفیق کار بن گیا۔ اسعتزالی دنگل کا پالہ محض مولانا حسرت کی شخصیت کی وجہ سے ہمارے ہاتھ رہا۔ اور یہ ایسا بڑا داغ تھا، جسکو میرے سابق آقا کبھی نہیں مٹا سکتے۔

چونکہ اسوقت "مہاراجہ مسعود آباد" آپ کو ایک بڑی رقم نظر بندی کی حالت میں دے رہے تھے، اس لئے آپ کا ایک خط میرے ہاتھ آگیا۔ اور میں نے آپ کو بدنام کرنے کے لئے اور اپنی

بے ایمانی کو طشت از بام کرنے کے واسطے اس خط کو شائع کر دیا جس سے آپ کی قوم فروشی کا علم ہو گیا۔ اس کے بعد ظفر علی خاں اڈیٹر زمیندار کی رہائی پر ان کے خلاف میں نے پہلے چوروں سے سازش کرکے ایک پمفلٹ "الاشرار" کے نام سے شائع کیا۔ جس سے میں بڑا حق پرست اور قوم پرور مشہور ہو گیا۔ حالانکہ اس سے میرا مقصد صرف شہرت اور زرطلبی تھی۔ اس کے بعد میں نے "ڈاکٹر انصاری" کے خلاف سخت مضامین لکھے۔ اور مسٹر وزیر حسن سکریٹری مسلم لیگ کے خلاف ایسا سلسلہ مضامین شروع کیا کہ ان کو مستعفی ہونا پڑا۔

جب تحریک ترک موالات کا آغاز ہوا تو میں نے مسٹر گاندھی (جنہیں آپ "باپو" اور ہمارے "سردار" وغیرہ القابات سے مخاطب کرتے ہیں) کو صحابہ کرام اور مہدی زماں سے مشابہت ایک بھرے جلسہ میں دی۔ جس پر راجہ صاحب محمود آباد اور دیگر اکابرین لکھنؤ سخت ناراض ہوئے اور گورنر صاحب سے کہکر مجھے قید کرا دیا۔ جیل خانہ میں وہ راحت ملی کہ جیل خانہ کے باہر خواب و خیال میں نہ تھی۔ تین روپے روزانہ خرچ کے لئے مل جاتے تھے خدمت کے لئے قیدی ملنے پڑھنے کے واسطے اخبارات کتابیں۔ قلم دوات کاغذ سب کچھ موجود تھا۔

رہائی کے بعد میں حج کرنے کے لئے کعبۃ اللہ پہنچا۔ شریف حسین کی حکومت تھی اسکو میرے حالات کا علم تھا اس لئے اس نے مجھے دو ہزار روپے اپنے پروپگنڈہ کے لئے دیئے۔ میں اعتقاداً وہابی تھا اور نسلاً خارجی حالانکہ میں لکھتا اور کہتا یہی ہوں کہ میں "علوی" ہوں اس لئے میں نے شریف حسین کے خلاف حج کے بعد واپسی پر ایک سخت سلسلہ مضامین شروع کیا۔ اور اس روپے سے ابن سعود کے پروپگنڈہ کے لئے اخبار "جھوٹ" جاری کیا جسکو لوگ اپنی سادہ لوحی سے "سچ" سمجھتے ہیں۔

سال گزشتہ جب دہلی میں اسپیشل خلافت کانفرنس کا اجلاس ہوا تھا اور خلافت پارٹی نے تبلیغ سے مسلمانوں کو باز رکھنے کے لئے ایک نہایت ایلیسانہ فریب دیا تھا کہ اب خلافت کمیٹی ہندوستان میں تبلیغ و تنظیم کا کام کرے گی اور ہندوؤں کی روک تھام کریگی مسلمانوں کو غافل بنانے کی توقع دلائی تھی تو میں نے اپنی تقریر میں "ہندو دہلی" کا لفظ کہہ دیا خلیفہ بنانا لفظ سنتے ہی کہ مسلمان بہت مشتعل ہوئے اور آوازیں آئیں ہم نہیں سنتے "

"اسکو نکال دو" "یہ آشدہ ہو گیا ہے" اور اس طوفان کو بیچ کے ایک "جملا ہے" اور آپ نے اپنی تقریروں سے روکنا چاہا مگر جلسہ کا انتشار بڑھتا ہی رہا۔ بالآخر وہی جلسے کرنے والا اور لمبے بالوں والا صوفی جو آجکل آپ کا حریف ہے اور جس کو آپ "تبلیغ کا راجہ" کہتے ہیں۔ اور جو آج کل بے حد مسلمانوں میں ہر دلعزیز ہے۔ اور جسکی ہر دلعزیزی ہی اسکی عداوت کا باعث ہوئی ہے۔ اسٹیج پر آیا اور اس نے ایک ایسی تقریر کی کہ مسلمانوں کا اشتعال کم ہوا۔ اور انہوں نے میری تقریر کو سنا۔

اب جبکہ آپ کا اور اس پیر کا جھگڑا شروع ہوا تو میں نے محض آپ کے خط کی وجہ سے جو آپ نے میرے نام بھیجا تھا اس قضیہ میں دلچسپی لی۔ اور اس پیر کے خلاف زبردست سلسلہ مضامین "اخبار جھوٹ" اور "دیکھنے والے رسالے" میں شائع کرکے سخت محسن کشی کی۔

یہ ہے میری مختصر سرگذشت پیر جماعتیو! اس تقریر کو سنکر علی بابا نے غضب آلود نگاہوں سے اس چور کو دیکھا۔ اور کہا چوٹا ہے وہابی ہے اس کی تقریر "تلبیس الحق بالباطل" کا نمونہ ہے۔ یہ "کتمان حق" کرتا ہے۔

یہ اسوقت بھی ظفر علی خاں سے جو میرا دشمن ہے۔ ملا ہوا ہے۔ اس نے لکھنؤ کے جلسہ میں "پنجابی ٹولی" اور "بنگالی ٹولہ" کا ساتھ دیا۔ اور اس کا بھی خیال نہیں رکھا کہ ہمنے اس کو خلافت کمیٹی اودھ کا سکریٹری بناکر اپنے پیر و مرشد کو بہت ناراض کیا یہ اس واقعہ کو چھپا گیا کہ جب خلافت کمیٹی اودھ پر قبضہ کرنے کے لئے لکھنؤ میں ایک سازشی جلسہ کیا گیا تو ہمارے پیر و مرشد کے معتقدین نے ہمارے اور اس کے جوتے لگوانے کے لئے چند چار بھیجے۔ جن کے خوف سے میں اور یہ خود تہ خانہ میں جاکر چھپے اور جلسہ برخاست کرنا پڑا۔ اس کے بعد پھر "علی بابا" ہنسا اور کہا خیر دیکھا جائے گا۔ یار زندہ صحبت باقی۔

شکایت کسکو ہوتی ہے؟

... سلسلہ پیشوا کے لاکھوں سے شکایت ان کو ہوتی ہے۔ جو خط و کتابت میں پیشوا نمبر خریداری نہیں ... طلب ہونے کے بعد جوابی کارڈ یا لفافہ نہیں بھیجتے۔ ... خط طرہ وی کی ... ڈال دیئے جاتے ہیں سادہ ... کوئی توجہ نہیں ...

انتقادات

(از عزیز حسن بقائیؔ)

حجۃ الاسلام

۲۰ × ۲۶ سائز. سفید ولایتی چکنا کاغذ، اچھی لکھائی، عمدہ چھپائی، ضخامت سوا دو سو صفحے
قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ ملنے کا پتہ۔ مینیجر صاحب رسالہ عبرت نجیب آباد یو۔پی۔

اس کتاب کے مصنف ملک کے نامور اہل قلم حضرت مولانا اکبر شاہ خانصاحب ہیں، اُنکی مشہور تصنیف "آئینہ حقیقت نما" شائع ہو کر کافی سے زیادہ مقبول ہو چکی ہے، آئینہ حقیقت نما ایسی کتاب ہے جسکو ہر اعلیٰ تعلیم کا مسلمان پڑھکر ہندوؤں کے گمراہ کن تاریخی مغالطوں کا مدلل اور مسکت جواب دیسکتا ہے۔

اسی طرح حضرت شاہصاحب کی یہ دوسری تصنیف حجۃ الاسلام ہے جسکا دوسرا اڈیشن اسوقت میرے زیر مطالعہ ہے تحقیق المذاہب کے سلسلہ میں یہ ایسی تصنیف ہے کہ اس صدی میں اسکی نظیر نہیں ملتی۔

دنیا میں جسقدر مذاہب ہیں پہلے انکی تعلیمات کو انہی کی کتابوں سے لیا گیا ہے، اور اس کے بعد قرآنی آیات سے اُن تمام مذاہب کا نہایت فلسفیانہ طرز استدلال سے بعید خوش اسلوبی کے ساتھ رد کر کے اسلام کی برتری ثابت کی گئی ہے۔ اور اسلامی تعلیم پر یورپ و امریکہ اور ہندوستان کے مشاہیر کی رائیں نہایت عرقریزی سے حاصل کر کے شائع کی گئی ہیں۔

غرضکہ کتاب ہر حیثیت سے اس قابل ہے کہ اس سے مسلمانوں کا کوئی گھر خالی نہ رہنے پائے۔ اور اشاعت اسلام کالج لاہور کے احمدی کارکن اگر کچھ وسعت نظر سے کام لیں تو یقیناً ان کو یہ کتاب اشاعت اسلام کالج کے کورس میں داخل کرنی چاہیئے۔

موجودہ مبلغین اسلام بھی اس کتاب سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مسجدوں کے امام اگر اس کتاب کو پڑھ لیں تو یقیناً وہ اپنے قصبوں کو بغیر بیرونی مبلغین کی امداد کے ارتداد کے فتنۂ عظیم سے بچا سکتے ہیں۔

[illegible] بہترین تبلیغی خدمت پر حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں مبارکباد [illegible] درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس مفید کتاب [illegible] طلب کر کے مصنف کی ہمت افزائی کریں۔ کتاب [illegible] محنت اور تلاش اور اعلیٰ ترتیب کے لحاظ سے بہت کم ہے۔

قارئین پیشوا سے یہ بھی التماس کرتا ہے کہ وہ اسلام کے اس نامور مورخ اور راسخ العقیدہ مبلغ کی صحت کے لئے مخصوص اوقات میں ضرور دعا کریں۔ کہ ان کی صحت اسلام کی عظمت اور انصاف پسندی اور رواداری کی تشہیر کے لئے اشد ضروری ہے۔

مخزن لاہور

۲۰ × ۳۰۔۴ سائز، اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی، بہترین سفید چکنا کاغذ، ضخامت ۶۴ صفحے۔
قیمت سالانہ چار روپے، فی پرچہ چھ آنے۔

مخزن اردو کا اولین اور بہترین صحیفہ ہے جس نے اردو علم ادب کی ایسی خدمت کی ہے کہ اسکی نظیر نہیں ملتی۔ اور یہ اسی کی حوصلہ افزائی تھی کہ آج اردو کے بہترین اہل قلم مختلف طرز سے ملک کی ادبی خدمات میں مصروف ہیں۔ خان بہادر شیخ عبد القادر صاحب بیرسٹر کی مخزن سے علیحدگی اس کے لئے پیام موت ثابت ہوئی، اور اس کے بعد وہ متعدد مرتبہ نئے انتظامات سے شائع ہوا۔ مگر قابل ایڈیٹر نہ ملنے کی وجہ سے اپنی گزشتہ شہرت کو قائم نہ رکھ سکا۔ اور بہت جلدی اپنے شائقین کو داغ مفارقت دے گیا۔

مگر گذشتہ مارچ ۱۹۳۵ء سے اسکی ایڈیٹری نوجوان اور ہونہار اور ملک کے ممتاز اہل قلم جناب مولانا ابو الاثر صاحب حفیظ جالندھری کی خدمات ایڈیٹری کے لئے حاصل ہو گئی ہیں، اور انکی ایڈیٹری میں اسوقت تک تین پرچے شائع ہو چکے ہیں، جن میں کا ہر نمبر اپنے پیش رو سے ہر حیثیت سے بڑا چڑھا ہوتا ہے۔

حفیظ صاحب پیشوا کے معاون خصوصی ہیں، اور ادبی دنیا کے لئے ان کا نام کوئی نیا نام نہیں ہے وہ اپنی مرنجان مرنج پالیسی، اور ترنم ریزی کی بدولت پڑھے لکھے، جاہل و عوام، ہندو مسلمان اہل قلم سب میں ہر دلعزیز ہیں، انہوں نے شاعری میں باوجود نو عمر ہونے کے ایک نئی شاہراہ قائم کی ہے، جو بیحد مقبول ہے، اور اسوقت ان کا شمار چوٹی کے ادیبوں میں ہوتا ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ ان کی ادارت میں شائع ہونے والا [illegible] کیسا شاندار ہوگا۔ ہر اشاعت میں کئی اعلیٰ درجہ کی ہاف ٹون عکسی [تصاویر] ہوتی ہیں، اور مخزن کے قدیم مضمون نگاروں کے مضامین شا[ئع] [illegible] مشاہیر اہل قلم کے اعلیٰ پایہ فسانے نظمیں غزلیں تاریخی اور بہترین ادبی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ میں اس تمام کاسیابی [illegible]

قاضی عبد الرشید صاحب کو پھانسی کا حکم

دلی رنج و ملال اور انتہائی تکلیف اور درد کے ساتھ یہ اطلاع درج کرتا ہوں کہ عدالت عالیہ لاہور نے توقع کے مطابق قاضی عبد الرشید صاحب کو بالزام قتل سوامی شردھانند پھانسی کا حکم سنا دیا۔

تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ پھانسی کے دن شام کو اپنے اپنے شہروں اور قصبوں کی جامع مسجدوں میں جمع ہو کر غائبانہ نماز جنازہ قاضی صاحب کی پڑھیں۔ اور ان کے لئے دعائے مغفرت کر کے ہائیکورٹ کے فیصلہ پر عدم اعتماد کا اظہار کریں۔ اور قاضی صاحب کے اہل و عیال کے گذارہ کیلئے کوئی اطمینان بخش تجویز پر عمل کریں مفصل آئندہ۔ غمزدہ۔ بقائیؔ

فہرست مضامین کتاب اسلامی تعلیم

قیمت

فی جلد مجلد پارچہ ۴
مجلد چرمی ۳
دس جلد
مجلد چرمی
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ملنے کا پتہ:- سید حسن انیس منیجر رسالہ مشیر البوسٹ بکس ۔۔۔ ا ۔۔۔

صدائے ملت

پیشوا کے عیدی فنڈ میں کیا جمع ہوا؟

میں نے ۱۰ مارچ کے پیشوا میں فسانہ درد کے عنوان سے پیشوا کی ایسی بری حالت قارئین پیشوا کے سامنے رکھکر ڈہائی ہزار کے قرضہ کی ادائیگی کے لئے اپیل کی تھی جس کے جواب میں قارئین پیشوا نے سکوت اختیار کیا۔

۱۹ مارچ کو میں نے اپنے قلم سے حسب ذیل پرائیویٹ خط تمام خریداران پیشوا کی خدمت میں بذریعہ ڈاک روانہ کیا جس کے مصارف پچاس روپے سے زیادہ ہوئے۔ اور جو یقیناً عید سے ایک روز پہلے تمام بھائیوں کی خدمت میں پہنچ گیا ہوگا۔

الحمد للہ اس عریضہ کو پڑھکر قارئین کرام نے اپنی ذمہ داریوں کو اور پیشوا کی نازک حالت کو محسوس کیا۔ اور حسب ذیل رقومات عید کے دوسرے روز سے دفتر کو وصول ہونی شروع ہو گئیں۔

سب سے پہلے شکریہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ کا جنہوں نے باوجود اختلاف رائے کے پیشوا کی زندگی کو ضروری سمجھا اور پیشوا کے امدادی فنڈ میں ایک سو روپے کی گرانقدر امداد عطا فرما کر اپنے مریدین و معتقدین کے لئے ایک اسوۂ حسنہ قائم کیا۔ اس کے بعد شکریہ کے مستحق ہیں ایک مہاراجہ تانہ کی ریاست کے وزیر اعظم صاحب جو باوجود خطاب یافتہ ہونے کے اور انگریزی حکومت میں حد سے زیادہ باوثر ہونے کے پیشوا کی روش کو پسند کرتے ہیں اور اپنی عظیم ترین مصروفیتوں میں سے پیشوا کے مطالعہ کے لئے ضرور وقت نکالتے ہیں۔ اور اسکی زندگی ضروری سمجھتے ہیں ان وزیر اعظم صاحب نے امدادی امداد کا وعدہ کیا ہے اس کے بعد شکریہ کے مستحق ہیں جناب سردار دیوان سنگھہ صاحب ایڈیٹر اخبار ریاست جنہوں نے پیشوا کی پالیسی کو کبھی پسند نہیں کیا۔ مگر پیشوا کے ایڈیٹر کی نیازمندی کی ہمیشہ قدر کی وہ بھی پیشوا کی زندگی کو ضروری سمجھتے ہیں۔ انہوں نے باوجود خریدار نہ ہونے کے اور باوجود مسلمان نہ ہونے کے پچاس روپے پیشوا کے امدادی فنڈ کے لئے مرحمت فرمائے اور اس کے بعد نہیں بلکہ سب سے پہلے شکریہ کے مستحق ہیں میرے وہ غریب بھائی جنہوں نے میری صدائے اعانت پر لبیک کہا اور فوراً مطلوبہ اور مطلوبہ سے زیادہ رقمیں بھیجنی شروع کر دیں۔ اسوقت تک امدادی فنڈ میں ۴۱۶ روپے آچکے ہیں۔ اور قارئین پیشوا کو معلوم ہے کہ قرضہ کی رقم ڈہائی ہزار ہے۔ اس لئے ان بھائیوں سے مکرر درخواست کرتا ہوں جنہوں نے ابھی تک کھنی سادھ رکھی ہے اور ایک روپیہ جیسی حقیر رقم جس کو وہ پان سگریٹ جیسے فضول اخراجات کی غالباً روزانہ نذر کر دیا کرتے ہونگے۔ پیشوا کے دفتر میں ابھی تک نہیں بھیجی ہیں جس قدر جلدی ہو سکے وہ ایک روپیہ بھیجکر اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔ خوب یاد رکھو کہ بوندیاں بوندیاں کر کے تالاب بھر جائے گا۔ اور میرے سر سے ایک بڑا بوجھ اتر جائے گا۔ جو بغیر قارئین کی امداد کے نہیں اتر سکتا۔ فجزاہم اللہ خیر الجزا۔

۱۹ مارچ کو جو خط بھیجا گیا تھا وہ یہ ہے:—

حامی اسلام بھائی! السلام علیکم!

آپ نے ۱۰ مارچ کے پیشوا میں میرا فسانہ درد پڑھا ہوگا۔ یقیناً اسلامی بھائی چارہ کی وجہ سے آپ کو پیشوا کے نقصانات سے دلی ہمدردی ہوئی ہوگی۔ مگر اس سے زیادہ رنج اس خبر سے ہوگا کہ اس دردناک اپیل پر صرف ۲۵ روپے کچھ آنے آئے۔ حالانکہ قرضہ ڈہائی ہزار سے زیادہ ہے۔

میں نے اپنے گذارہ کے لئے ایک ملازمت کر لی ہے۔ اور میں یقین دلاتا ہوں کہ گذشتہ فروری سے میرا بار رسالہ پیشوا پر نہیں ہے۔ میں اپنی جیب کی آخری پونجی پیشوا کی نذر کر چکا۔ اور میں اس کے لئے بھی تیار ہوں کہ اتنا ذاتی روپیہ کبھی بھی پیشوا سے طلب نہ کروں۔ مگر میرے لئے یہ ناممکن ہے کہ ان قرضخواہوں کو روپیہ ادا کروں جن سے قرض لے کر میں پیشوا میں صرف کر چکا ہوں۔

پیشتر آپ سے درخواست کی تھی کہ عید کے فضول مصارف میں سے صرف ایک روپیہ بچا کر پیشوا کی عیدی کے لئے بھیجدیجئے۔ تاکہ میں ان قرضخواہوں سے نجات پاؤں جن کا روپیہ اگر جلدی سے جلدی ادا نہ کیا گیا تو میرے لئے ناقابل برداشت مشکلات کا سامنا ہوگا۔

[illegible] پہلی مرتبہ آپکو پرائیویٹ طریقہ سے آپ کی خدمت میں یہ عریضہ اس لئے بھیج رہا ہوں کہ اگر پیشوا کی زندگی چاہتے ہیں تو صرف [illegible] اس [illegible] نہ کیجئے۔ اور ایک نئے خریدار سے چندہ وصول کر کے مجھے بھیجدیجئے۔ تاکہ پیشوا موت کے منہ میں جانے سے بچ جائے۔ [illegible] پیشوا کے خریدار ہیں اس لئے پیشوا کی بدحالی میں شرکت آپ کا فرض ہے امید کہ آپ اس پہلی مرتبہ کی صدائے اعانت پر توجہ فرما کر عید کے روز پیشوا کی عیدی کا ایک روپیہ مجھے ضرور بھیجدیں گے۔ والسلام

آپ کا خادم
سید عزیز حسن بقائی مدیر پیشوا دہلی
۱۹ مارچ ۱۹۲۸ء

(عزیز حسن بقائی پرنٹر و پبلشر نے محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر رسالہ پیشوا کوچہ چیلان دہلی سے شائع کیا)

اسمائے گرامی	مقام	رقم
جناب المحترم حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب	دہلی	ما/ر
راجپوتانہ کی ریاست کے وزیر ساغر صاحب		ما/ر
جناب المحترم سردار دیوان سنگھ ایڈیٹر ریاست	دہلی	عشو
جناب المحترم احمد خاں صاحب	بہاولپور	عہ
جناب المحترم ڈاکٹر ودانی صاحب	مرادآباد	عا/ر
جناب المحترم سید آل محی الدین صاحب	بالاپور	عہ/ر
جناب المحترم سید کرم شاہ صاحب	سالالپور	عہ/ر
جناب المحترم ملا کر فاروق نظامی صاحب	اورنگ آباد	عقہ/ر
جناب المحترم جلیل خاں صاحب	حیدرآباد دکن	عہ/ر
جناب المحترم محمد رحمت علی صاحب	میرٹھ	عہ/ر
جناب المحترم ڈاکٹر تصدق صاحب	ملتان گیسا	عا/ر
جناب المحترم محمد صدیق صاحب		عہ/ر
جناب المحترم احمد صاحب ٹو کہرہ نششکل	میرٹھ	عہ
جناب المحترم حبیب اللہ خاں صاحب	بریلی	عہ/ر
جناب المحترم محمد طاہر لینڈ کو	مرادآباد	عا/ر
〃 عنایت خاں صاحب برگیک	آگرہ	عہ/ر
〃 تقی محمد خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ	دتیا	عا/ر
جناب المحترم میر فضل صاحب نون	ہزارہ	عہ/ر
〃 سراج الدین صاحب	رسالپور	عہ/ر
〃 احمد صاحب مٹیا برج	کلکتہ	عقہ/ر
〃 راجہ ساغر خاں صاحب	ارجنٹ بہار	عہ/ر
〃 عبدالرحمن حاجی اسمٰعیل	سورت	عہ
〃 مرتضیٰ خاں صاحب	فیض آباد	عہ/ر
〃 محمد علی صاحب انصاری	سکھر	عہ/ر
〃 محمد ابراہیم صاحب	بہاولپور	عہ/ر
〃 نور محمد عبدالستار صاحب	بمبئی	عہ/ر
〃 عبدالرحیم صاحب	ڈیرہ غازیخان	عہ/ر
〃 اخوند جان محمد صاحب جندہ اللہ یار	سندھ	عہ/ر
〃 محمد امتیاز علی صاحب	میرٹھ	عہ/ر
〃 محمد حسین صاحب	اوجین گوالیار	عہ/ر

اسمائے گرامی	مقام	رقم
جناب المحترم سلطان محمود صاحب	گوجرہ	عہ/ر
سید غیاث الدین احمد صاحب	احمد آباد	شے
منشی احمد خاں صاحب	چھاؤنی	عہ
محمد اکبر علی صاحب	بیجاپور	عہ/ر
〃 محمد خدا بخش ڈرائیور	ملتان	عہ/ر
〃 حافظ محمد علی شوکت علی صاحب	گوندہ	عہ/ر
〃 سید علی الدین صاحب	لوہا	عہ
〃 محمد حنیف آر آئی اے ایس	کوہاٹ	عہ/ر
〃 مولوی علی گوہر صاحب		عہ
〃 جی حسنین صاحب	کلکتہ	عہ/ر
〃 محمد اسحاق صاحب ریٹائرڈ	گوجرانوالہ	عہ/ر
〃 محمد یٰسین معرفت آنی لوکس صاحب	چتوڑ	عہ/ر
〃 ڈاکٹر شیخ محمد فضل صاحب	وزیرآباد	عہ/ر
〃 حاجی خلیل الرحمن صاحب	جلال آباد	عا/ر
〃 ہدایت حسین صاحب	جھنگ	عا/ر
〃 حکیم عمر الدین صاحب	ہوشیارپور	تمہ/ر
〃 مسماۃ حبیبہ بنت محمد صاحب		عہ/ر
جناب المحترم مقبول احمد صاحب	حیدرآباد سندھ	تمہ/ر
〃 محمد سلیمان صاحب	علیگڑھ	عہ/ر
〃 رحمت علی صاحب	کلکتہ	عہ/ر
〃 صدیق احمد صاحب	۲۳۰۱	عہ/ر
〃 حشمت علی صاحب رڑکی	رامپور	عہ/ر
〃 محمد حسین خاں صاحب	فرخ آباد	عہ/ر
〃 پیش امام مونڈہ	پونہ	عہ/ر
〃 قاضی محمد صاحب پٹواری	پشاور	عہ/ر
〃 مجیب الرحمن خاں صاحب	کھیڑی	عہ/ر
〃 سید حسن نظامی صاحب	بنارس	عہ/ر
〃 محمد عبدالرحیم صاحب	ہوڑہ	عہ
〃 الٰہی بخش صاحب	لبیا	عہ/ر
〃 محمد ہاشم صاحب	خیرآباد	عہ/ر

اسمائے گرامی	مقام	رقم
رحمت اللہ صاحب	گوہ چھپاشا	عہ/ر
محمد عبدالکریم صاحب	۱۸۱۵	عہ/ر
سید نظام الدین صاحب	احمد آباد	عہ/ر
شیخ لعل صاحب کھام گاؤں	برار	عہ/ر
ایک مسلمان خاتون	حیدرآباد دکن	عشہ
〃 خلیفہ صاحب شکوٹ	۱۲۳۳	عہ/ر
〃 محمد علی صاحب	گوڑ گانواں	عہ/ر
〃 غلام علی صاحب اوکاڑہ	منٹگمری	عا/ر
〃 ٹی ایچ قریشی	کوہاٹ	عہ/ر
〃 ایوب علی خاں صاحب	تھانہ گنج	عہ/ر
〃 حافظ عبدالجلیل صاحب	پلی بھیت	عا/ر
〃 غلام حیدر صاحب سبزوال	سیالکوٹ	عہ/ر
〃 سائیں عبدالغنی صاحب	کراچی	تمہ
〃 قاضی محمد عبدالفتاح صاحب	اعظم گڑھ	عہ/ر
〃 محمد رفیع صاحب	شاہ پور الٰہ آباد	عہ/ر
〃 نور محمد صاحب پرائمری اسکول	کوٹلہ	عقہ
〃 رسول جو صاحب	سرینگر	عہ/ر
〃 ایس یو رانی صدیق صاحب	جالندھر ۲۴۲	عہ/ر
〃 محمود احمد صاحب	بیکانیر ۱۶۵۳	عہ/ر
〃 محمد حسن صاحب	خیرپور بہاولپور ۱۲۳	عہ/ر
〃 عابد علی خاں صاحب	لکھنؤ ۱۲۱۷	عہ
〃 چوہدری عنایت اللہ صاحب	کوہاٹ ۱۹۴	عہ/ر
〃 ابراہیم یوسف منصور صاحب	رنگون ۱۱۱۴	عہ/ر
〃 بانی زینب ای صاحبہ	سکندرآباد	عا/ر
〃 محمود علی صاحب ہیڈ کلرک	فیروزپور چھاؤنی	عہ/ر
〃 محمد آدم خاں صاحب ایڈوکیٹ	حیدرآباد دکن	عہ/ر
〃 محمد عبدالکریم صاحب ۱۲۵	حیدرآباد دکن	عہ
〃 مقصود علی صاحب بسوان	سیتاپور	عہ
〃 ایم محمد خاں صاحب	ہنوماں گڑھ بیکانیر	تمہ
〃 سید عبدالمجید صاحب کرنال	فیلو	عہ/ر

اسمائے گرامی	مقام	رقم
〃 رحمت اللہ خاں صاحب	اللہ نگر	عہ/ر
〃 باقر علی خاں صاحب	اوناؤ	عہ/ر
〃 انعام الحق صاحب	بھوپال	عہ/ر
〃 احمد خاں صاحب	حیدرآباد دکن	عہ/ر
〃 غلام قادر صاحب مجھن ۹۷		عا/ر
〃 محمد ابراہیم صاحب ۲۳۳		عہ/ر
〃 حافظ علی بخش بجرائی سیتاپور ۲۲۱		عہ/ر
〃 ایم جنید احمد خاں صاحب	نینی تال	عہ/ر
〃 سی ایم شمس الدین صاحب		عا/ر
〃 علی حسین صاحب	مولمین	عا/ر
〃 سید اکرم عباس صاحب	اعظم گڑھ	عہ/ر
〃 نواب الدین صاحب	گورداسپور	عہ/ر
〃 ایف جی علیم واجد مرزا		عا/ر
〃 سید خشنود عالم صاحب	اعظم گڑھ	عشہ/ر
جناب المحترم منشی عبدالصمد صاحب	نیو آکریال	عشہ/ر
〃 تفضل حسین صاحب مانڈری	ازمنوا	عہ/ر
〃 محمد عبداللطیف صاحب	جہلم	عہ/ر
〃 رحمت حسین صاحب	سیالکوٹ	تمہ
〃 شاہ میر صاحب قادری	حیدرآباد دکن	عہ/ر
〃 نظام الدین صاحب	علیگڑھ	عہ/ر
〃 خواجہ محمود ظفر صاحب	ملتان	عہ
〃 عبدالعزیز صاحب	آبو	عہ/ر
〃 عبدالحلیم صاحب	سیالکوٹ	عہ/ر
〃 رشید خاں صاحب	بیکانیر	عہ/ر
〃 حمزہ خاں صاحب	جالندھر	عہ/ر
〃 ایس ایم فضل کریم صاحب	کلکتہ	عہ/ر
〃 رہبر علی صاحب	ناگپور	عہ/ر
〃 سید شاہ صلاح الدین صاحب	حیدرآباد دکن	عہ
〃 محمد صدیق صاحب شوپیاں	کشمیر	عہ
〃 احسن الدین صاحب جالندھر	پالن پور	عا/ر
〃 سید محمد شاہ دلی صاحب	حیدرآباد	عہ/ر

تفسیر الفاتحہ

مفتی شیخ محمد عبدہ کی مشہور تفسیر (اردو ترجمہ) اتنا بہتر ترجمہ ہے کہ اردو کا جامہ پہن لینے کے بعد بھی مفتی صاحب کی تفسیر کی شان موجود ہے اس قدر آسان زبان کہ شاید بچے کو بھی سمجھنے میں کوئی دقت نہ واقع ہو۔ سورۂ فاتحہ کی تفسیر پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ کلام الٰہی کو معجزہ کس لئے کہا جاتا ہے، مفسر نے اس خوبی کے ساتھ نکات اور باریکیاں سمجھائی ہیں کہ علامہ مفتی عبدہ سامنے بیٹھے ہوئے ہیں اور ہمیں تفسیر سمجھا رہے ہیں۔ ہر بات ہماری سمجھ میں آتے ہی معلوم ہوتا ہے کہ ایک تاریکی اور جہالت کا پردہ ہے جو ہٹا دیا گیا ہے۔ قیمت صرف آٹھ آنے (۸/۰) ملنے کا پتہ:- سید حسن انیس منیجر رسالہ پیشوا یوسف مارکیٹ دہلی

میاں بیوی یہ کتاب دراصل بے تکلف احباب کے لئے لکھی گئی ہے۔ اس کتاب میں زن و شوہر کے تمام تعلقات پر تنقید کی گئی ہے اور ان تعلقات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ جسے لوگ اپنی بیوقوفی سے خلافِ تہذیب سمجھتے ہیں۔ اس کتاب کا پڑھنے والا اپنی بیوی سے محبوبہ کی طرح لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ) فہرست مضامین میاں بیوی:- بنیادی خیال۔ عملی زندگی کا آغاز۔ بچارات۔ فطرت کا سربستہ لفافہ۔ جذبات میں لہریں کب اٹھتی ہیں۔ جذبات کا اظہار۔ لباس و زیور کی دلفریبی۔ بیوی محبوبہ کیونکر بن سکتی ہے۔ میاں بیوی میں شکر رنجی۔ بدمزاجی اور بدزبانی تیمارداری اور غمخواری۔ رشتہ داروں سے برتاؤ۔ بعض تشنیع۔ ساتھ سونا چاہئے یا علیحدہ۔ دنیا کی سب سے قیمتی شے۔ آداب مواصلت۔ محبت کے پہل پھول۔ عیال داری کی حالت میں بدکاری۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ (عہ)

دولہا دلہن یہ ان لذتوں سے آشنا کرے گی جن سے بڑے بڑے تجربہ کار ناواقف ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد مواصلت کی لذت دگنی اور چوگنی ہو جائے گی۔ باغ حسن کی گلچینی کا سلیقہ آجائے گا۔ تمام عمر مسک اور ملذذ دواؤں کی ضرورت نہ ہوگی۔ ڈاکٹروں کے مشورے کی کبھی حاجت نہ ہوگی۔ اس کتاب کے دوسو (۲۰۰) مضامین ہیں۔ جن میں سے چند درج کئے جاتے ہیں۔ تاکہ خاکہ ذہن نشین ہو سکے۔ قیمت صرف ایک روپیہ چار آنے (عہ) علاوہ محصولڈاک۔ فہرست مضامین دولہا دلہن جلد اول۔ تندرستی۔ حفظانِ صحت۔ شباب کے ولولے۔ مست شباب کی ہم آغوشی۔ لذتِ وصال۔ مواصلت کا نشہ۔ مواصلت کے اوقات۔ مواصلت میں آزادی نفس پرستی۔ عورت کے لئے دامِ محبت۔ گلچینی کی ہدایتیں شرابِ محبت کو دو آتشہ کرنا۔ خوباں سے چھیڑ چھاڑ میں نئے انداز۔ مواصلت کے قائم طریقے۔ مواصلت کے جدید طریقے۔ حمل کیلئے موثر تدابیر۔ حمل سے بچنے کی صورتیں۔ مواصلت کو دیر تک قیام۔ خیالات اور تنفس سے امساک۔ امساک کی دوسری تدبیر۔ مواصلت میں زیادتی۔ عیاشوں کی مواصلت۔ ہوس پرستی کا قمار۔ بدچلن عورتوں سے تعلق۔ بازاری عورتوں سے تعلق۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ چار آنہ (عہ)

زن و شوہر یہ طلسمی کتاب نئے شادی شدہ نوجوانوں کی زندگی کو راحتوں سے لبریز کردے گی۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد مرد ایک پرانے تجربہ کار کی طرح اسقدر عورتوں کی فطرت سے واقف ہو جاتے ہیں کہ وہ عورتوں کو ہو کا نگا رکھکر بھی خوش رکھ سکتے ہیں۔ مختصر فہرست مضامین ملاحظہ کیجئے۔ قیمت صرف ایک روپیہ (عہ) فہرست مضامین۔ شریک زندگی۔ زوجین میں اختلاط۔ بیوی کی اصلاح کے طریقے۔ عورت کے جذبات کا مطالعہ۔ عورت اور محبت۔ عورت پر تعریف کا اثر۔ عورتوں میں آرائش کا جذبہ۔ عورت کے ہر جذبہ کی تفصیل۔ عورت کی خیال آرائیاں۔ عورت کا قلب۔ عورت کیا ہے۔ اگر عورتیں نہ ہوتیں۔ عورت مرد کا تعلق۔ ارتباط مرد و زن۔ میاں بیوی کی محبت۔ میاں بیوی کے تعلقات۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ

مرد و عورت اس کتاب کے مطالعہ کے بعد مرد اپنی بیوی کی تمنا کو نہایت خوبی کے ساتھ پورا کر سکیں گے۔ آخر عمر تک زوجین تندرست رہیں گے اس کتاب میں عورت کے صنفی تعلق کے متعلق وہ تجارب ہیں جن سے اسی سال کے بوڑھے بھی ناواقف ہیں۔ اس کتاب میں ڈیڑھ سو کے قریب مضامین ہیں جن کی مختصر فہرست درج ہے۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے (عہ) فہرست مضامین۔ نتائج وصال۔ عیش پرستی کا خیال۔ محبت کیونکر حاصل ہو۔ نسوانی جذبات میں کہریں۔ عورت کی فطری خواہش۔ مرد کے شہوانی جذبات۔ تیز خواہش کی عورتیں۔ عورت کو آمادہ کرنا۔ مجامعت کی بہترین صورتیں۔ نامکمل مباشرت۔ جوش۔ حقیقی لذت کیونکر حاصل ہو۔ حمل کے زمانہ کی ہدایتیں۔ بچوں کی موت کا سبب۔ موجودہ شادیوں کے نقصانات۔ زوجین کی سربستہ لذتیں۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ (عہ)

عیش و نشاط یہ دولہا دلہن کا دوسرا حصہ ہے اور اپنی جگہ مستقل کتاب بھی ہے۔ اس کتاب میں شادی شدہ حضرات کے لئے وہ تجارب ہیں جن کے معلوم ہونے کے بعد عیش و لطف، کیف و تندرستی۔ تندرست اولاد۔ خوبصورت اولاد۔ لائق اولاد۔ لاانتہا لذتیں عورت کی گرویدگی۔ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ مصنف کا دعویٰ ہے کہ اس سے بہتر کتاب آجتک دنیا کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی اس کتاب کے پونے دوسو کے قریب مضامین ہیں جن کی فہرست درج کی جاتی ہے قیمت صرف ایک روپیہ چار آنے (عہ) فہرست مضامین بنائے نشاط عیش و عشرت کی بنیاد۔ محبت کا رشتہ۔ زندگی کا نیا گلشن۔ عورت کے احساسات۔ حسن اور اس کا استعداد اختلاط باہمی کی دلکشی۔ مرد کے جذبات کی لہریں۔ گھر اور گھر کی ملکہ۔ ملکہ حسن اور محبت۔ عورتوں کے دلی تقاضے۔ حسن آغوشِ محبت میں۔ آغوشِ محبت اور مواصلت۔ ناتجربہ کاروں کی مواصلت۔ مواصلت میں بیوی کے جذبات۔ [illegible] مواصلت۔ لطف مواصلت اور عورت۔ عالم میں ہدایتیں۔ باغ حسن کی پہلی بہار۔ زمانہ عروسی و ارمانوں کا [illegible] اظہار محبت کو شوہر۔ پہلی مواصلت اور پردہ دوشیزگی۔ حصول اولاد کی کوشش۔ تندرست اولاد کے لئے طریقے [illegible] کے خیالات کا اثر۔ خوبصورت و بدصورت اولاد۔ اولاد کی پرورش اور تربیت۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ (عہ)

ملنے کا پتہ

حسن [illegible] منیجر رسالہ [illegible] پوسٹ بکس ۱۵۱ دہلی

[illegible] مسلمان ہیں

[illegible] عالم کے حالات زندگی اور آپ کے پاکیزہ خصائل [illegible] آپ کی زندگی مبارک کے قابل [illegible] حالات آپ [illegible] جانتے ہیں تو برگزیدہ نبی کے برگزیدہ خصا[ئل] [illegible] مبارک کے حالات کو نہایت دلچسپ پیرایہ میں لکھا [illegible] کا مطالعہ اس کتاب [illegible] حضور سردار دوعالم کی [illegible] عادات و اطوار۔ آپ کی [illegible] معاشرت اور لباس۔ آپ کی [illegible] رحم و مروت فروتنی [illegible] ایفائے عہد [illegible] [illegible] عدل و انصاف۔ جود و سخا۔ استقلال [illegible] استقامت [illegible] عبادت و ریاضت [illegible] مزاح و تبسم غرض یہ کہ [حضور سر]دار دوعالم کی زندگی مبارک [illegible] کتاب آئینہ ہے۔ عبارت اتنی شستہ [illegible] اور عورتیں بڑی خوشی سے اسے پڑھتے ہیں [illegible] چھپائی [نہ]ہایت عمدہ۔ قیمت بارہ آنے (۱۲)

[illegible] سرداری [illegible] ہی

[illegible] پاک نے حضرت امام حسین [illegible] کربلا میں بے یار و مددگار [illegible] گئے تو اس وقت حضور سرور دو [illegible] مبارک [illegible] [illegible] عالم کی روح [illegible] کو بے چین کر دینے [illegible] [illegible] میں [illegible] شہادت کے سچے واقعات [illegible] کے [illegible] گئے ہیں اور ابتدا سے لیکر انتہا تک [illegible] کو نہایت [illegible] ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ [illegible] [illegible] حسن کو زہر [illegible] امام مظلوم کی [illegible] کی شہادت۔ ظالموں [illegible] تک کو [illegible] [illegible] عالم۔ یہ کتاب کربلا کی نہایت دردانگیز تاریخ [illegible] میں ڈوبا ہوا ہے زبان نہایت شستہ [illegible] ہوئے۔ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ ہے۔ [قیمت] بارہ آنے (۱۲)

آپ [illegible] کرنی [illegible] ہے

[illegible] دنیا سے محروم ہیں۔ [illegible] [illegible] کی قوت نہیں رکھتی۔ [illegible] الفاظ میں جادو کا اثر [illegible] ۳ ۳ ۵

[illegible] ہاتھوں پر [illegible] آپ کے الفاظ طلسم بن جائیں گے آپ کی گفتگو میں انتہا درجہ کی شیرینی پیدا ہو جائے گی۔ ہر جلسہ اور ہر محفل میں لوگ آپ کو آنکھوں پر بٹھائیں گے۔ آپ کی جادو بیانی احباب اور عزیزوں کے حلقہ ہی تک محدود نہیں رہے گی۔ بلکہ آپ ہزاروں کے مجمع میں بھی بیدھڑک تقریر کر سکیں گے۔ اہل مجمع کے دل آپ کے قبضہ میں ہوں گے۔ اس طرح آپ لوگوں کے دلوں پر قبضہ کریں گے قیمت مجلد آٹھ آنے (۸)

آپ سے کون خفا ہے

کون منانے سے نہیں منتا۔ آپ کس کو اپنا مطیع اپنا گرویدہ اپنا دیوانہ بنانا چاہتے ہیں۔ وہ کوئی عورت ہو، کوئی مرد ہو، کوئی بڑھا ہو کوئی آقا ہو، کوئی حاکم ہو، آپ کا مطیع و مسخر ہو سکتا ہے۔

اگر آپ اس عجیب و غریب طلسمی کتاب

فن تسخیر کو ملاحظہ کریں اور اسکی ہدایتوں پر عمل فرمائیں۔ اس کتاب میں جو عمل بتایا گیا ہے وہ نہایت صحیح اور موثر اور تیر بہدف ہے کبھی غلط ثابت نہیں ہو سکتا۔ پھر لطف یہ کہ عمل کی ترکیب نہایت آسان ہر شخص بڑی سہولت کے ساتھ عامل بن سکتا ہے۔ قیمت صرف ۸ر اگر دعویٰ غلط ہو تو صرف ایک کتاب بلکہ تینوں کتابوں کے دام واپس قیمت صرف [illegible]

میاں بیوی کے خطوط یہ کتاب ان موثر خطوط لکھنے کی تعلیم دیتی ہے جو میاں بیوی کی سچی محبت کا ایک نمونہ ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد کم تعلیم یافتہ بھی لاجواب خط لکھنے لگتے ہیں اور ان کی تحریر میں اس درجہ کی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ اگر چاہیں تو دوسرے کے دل کو بے چین کر سکتے ہیں۔ اس کتاب کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ دلچسپ خطوط کے ساتھ ساتھ اصلاحی خطوط اور کارآمد خطوط لکھنے آجاتے ہیں۔ گویا میاں بیوی کی [illegible] کی تعلیم کے لئے یہ بہترین کتاب ہے۔ قیمت آٹھ آنے (۸)

دولہا دلہن کے خطوط یہ شراب محبت میں ڈوبی ہوئی کتاب ان دلچسپ اور محبت سے لبریز خطوط لکھنا سکھاتی ہے جو سچے عاشق اپنی محبوبہ بیوی کو اور بیوی اپنے پیارے شوہر کو عالم محبت میں لکھا چاہتے ہیں اس کے بعد بہترین محبت میں ڈوبے ہوئے خط لکھنے آجاتے ہیں اس کتاب کے پڑھنے والے زوجین ایک دوسرے کو ایسے دلچسپ اور شوخ خط لکھ سکتے ہیں جو شاید بڑے بڑے [illegible] انشا پرداز بھی نہ [illegible] اس کتاب کی طلسمی عبارت میں فریق ثانی کے قلب کو کھینچ لینے کی قوت پوشیدہ ہے۔ قیمت آٹھ آنے (۸)

سے فوراً وصول کر لیتی ہیں۔

آجکل اخبار ہمدرد اور زمیندار میں اس مسئلہ پر دھواں دار مضامین شائع ہو رہے ہیں کہ علی برادران نے عزیز پاشا کے ذریعہ حکومت مصر کو حجاز پر حملہ آور ہونے کی دعوت دے کر ہندوستان کی امداد کا یقین دلایا۔ جناب مہر صاحب نے اخبار زمیندار میں ایک مراسلہ کے ذریعہ ارکین وفد حجاز، جمعیۃ علماء ہند اور خلافت کمیٹی سے دریافت کیا کہ حقیقت واقعہ کیا ہے؟ مولانا محمد علی صاحب نے حسب عادت ساتھ سات کالم کے کئی لیڈروں میں اس مختصری تحریر کا جواب دیا اور واقعہ سے انکار کیا۔ اور ایک عرصہ تک باہمی مشوروں کے بعد غالباً ایسی تحریر بھی پھر گئی جس میں مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب، اور مولانا محمد عرفان صاحب، مولانا عبد الحلیم صاحب نے مشترکہ بیان شائع کر کے اس واقعہ کی تردید کی، مگر مولانا احمد سعید صاحب کا ایک مضمون اور ان کے ایک پرائیویٹ خط نے تمام حقیقت آشکارا کر دی۔

واقعہ یہ ہے کہ جس روز وفود ہائے خلافت کمیٹی اور جمعیت علماء دہلی میں آئے تو میں حجاز کے حالات کے متعلق استفسار کرنے مولانا احمد سعید صاحب اور مفتی کفایت اللہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مولانا احمد سعید صاحب نے متعدد مسلمانوں کی موجودگی میں میرے استفسار پر منیٰ کے حادثہ کی تفصیل بیان کرنی شروع کی۔ اور اس میں انہوں نے مولانا شعیب صاحب قریشی کے حوالہ سے مولانا شوکت علی صاحب اور مولانا محمد علی صاحب کی اس گفتگو کا تذکرہ کیا، جو ان کی اور عزیز پاشا محل مصری کے کمانڈر سے حملہ حجاز کے متعلق ہوئی تھی اور جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے منیٰ کے حادثہ کا محرک بھی مولانا محمد علی و مولانا شوکت علی کو بتا کر ان کی اس غیر ذمہ دارانہ حرکت پر افسوس کیا۔ اس کے بعد میں مفتی کفایت اللہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، اور ان سے اس حادثہ کے متعلق ذکر آیا، تو انہوں نے بھی اسکی تائید کی۔

کس قدر حیرت اور استعجاب کا مقام ہے کہ جمعیۃ علماء ہند کے صدر، جمعیۃ علماء ہند کے دو حامی ناظم محض مولانا محمد علی صاحب کی ناراضگی کے خوف سے اتنے بڑے واقعہ کی تردید کر رہے ہیں، جسکو وہ خود متعدد مرتبہ بہت سے مسلمانوں کے سامنے دھرا چکے ہیں۔ حالانکہ ان کو صرف خدا کے خوف سے ڈرنا چاہیے تھا، جسکا وہ ہمیشہ درس دیتے ہیں۔ مقتدر پیشوایان اسلام کی یہ اخلاقی اور مذہبی کمزوری ایسی شرمناک ہے کہ اس پر جسقدر ماتم کیا جائے کم ہے۔ میرے اس بیان کی تائید میں اگر یہ حضرات چاہیں گے تو بہت سے مسلمانوں کی حلفیہ شہادتیں ہو سکتی ہیں، جن کے سامنے مفتی کفایت اللہ صاحب، مولانا احمد سعید صاحب نے یہ واقعہ مولانا شعیب صاحب قریشی کے حوالہ سے نقل کیا۔

میرے دل میں مذکورہ علماء اور علی برادران کے لئے بڑی عزت ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ ان محترم بزرگوں کی اس صریح دروغگوئی کا مجھے بید صدمہ ہوا [illegible]

ہستی سے معدوم ہو گئے ہیں۔ ہر قوم اپنے [illegible] اپنے ایسے بہترین نمونے [illegible] بدنصیب مسلمانوں کی [illegible] مسلمان من حیث القوم تباہی کے غار میں چلے جاتے ہیں، نہیں معلوم یہ آسمان اور زمین کس کے سہارے قائم ہے۔

تمام ہندوستان میں یہ خبر نہایت مسرت سے سنی جائے گی کہ دکن کی اسلامی سلطنت کے باب حکومت کے صدر اعظم ہندو نام صوفی منش، اسلام دوست مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر مقرر ہوئے۔

مہاراجہ صاحب کے تقرر میں دکن کے بعض دشمنان اعلیٰ حضرت و سلطنت دکن حائل ہوئے۔ اور ان کے روپے کا جال دہلی تک پہنچا، مگر دکن کے سنہری تاروں پر ناچنے والی پتلیوں کے تار ٹوٹ گئے۔

میں اپنی جانب سے اور پیشوا کے ہزارہا ناظرین کی طرف سے نہایت خلوص کے ساتھ یمین السلطنت راجہ راجان مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر چشتی نظامی سی آئی ای کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ ان کے عہد صدارت کو ملک دکن اور دکن کی ہندو مسلمان رعایا کے لئے فلاح و بہبود کا ذریعہ بنائے۔ اور ان کے دشمنوں کو بھی ہدایت دے کہ وہ آئندہ اپنی ناپسندیدہ حرکات سے باز آئیں خواہ وہ دکن میں ہوں یا دہلی میں۔

اسی طرح میں نہایت ادب اور خلوص کے ساتھ ہزارہا ناظرین پیشوا کی جانب سے اعلیٰ حضرت حضور نظام کے اس دانشمندانہ انتخاب پر جسکی انگریزوں نے آخر وقت تک مخالفت کی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ دکن کے شورش پسند ہندو اپنی انقلابی سرگرمیوں کے لئے اپنے ہم مذہب ہندو وزیر کے لئے مشکلات کا باعث نہ ہونگے۔

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ کی مسلسل اور شاندار تبلیغی خدمات کی وجہ سے عام مسلمان جن کے دل میں مذہب کی عزت اور تحفظ ناموس کی لگن سے زیادہ ضروری ہے، ان سے بید محبت کرنے لگے۔ آریہ سماج کا جیسا شاندار مقابلہ حضرت خواجہ صاحب نے سالہائے گزشتہ سے کیا ہے، اور اب کر رہے ہیں اسکی نظیر اسلامی ہند میں صدیوں سے نہیں ملتی جسکی وجہ سے عام مسلمانوں پر اسکا اچھا اثر قائم ہو گیا۔ اس لئے نہ صرف یہ کہ آریوں اور ہندوؤں کا بچہ بچہ خواجہ صاحب کا دشمن ہو گیا، بلکہ اکثر لیڈر پیشہ مسلمان بھی اپنی دوکان کے پھیکے پکوان کی خیر منانے لگے۔ اور رشک و حسد کی آگ کئی سال سے اندر ہی اندر سلگتی چلی آتی ہوئی۔ ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے سوامی شردھانند کی زبان میں داعی اسلام کتاب پر اظہار نفرت کیا گیا اور خفیہ طریقے سے یہ سازشیں کی جانے لگیں کہ جس طرح ہو سکے خواجہ صاحب کے اثر کو عوام پر سے دور کیا جائے۔ ان سازشوں میں وہ حضرات شریک ہوتے تھے جو خواجہ صاحب سے پرانی عداوت رکھتے تھے۔

ریاست نظام کے تحفظ کے لئے حضرت خواجہ صاحب نے دوران ملاقات میں جس گفتگو [illegible]

[illegible] کے تیام اور تحفظ کے لئے ارشد
[illegible] کا اقتدار نظام پر بڑھ جاتا، اور وہ اپنی
[illegible] کی وجہ سے کوئی حرکت ایسی کر گذرتے کہ جس سے نہ صرف
[illegible] ہوتے۔ بلکہ ریاست نظام جیسی جان بلکہ عرصے واسطے
[illegible] اقتدار میں نا اہل کی طرح آجاتی۔ اور آج جو لوگ نظام کے خیر خواہ
[illegible] آئندہ کے لئے توقعات قائم کرتے ہیں، بجائے انکی منہ زوری
[illegible] اسی طرح نظام کے معاملہ کو بگاڑتی جس طرح نابھہ کی زرفشانی کے
[illegible] پولٹک سے ٹکرا اور ان سے منہ زوری کرکے نابھہ کے معاملہ کو اور
پیچیدہ بنادیا۔

میں سمجھتا ہوں کہ خواجہ صاحب کا خطرہ کے وقت اپنی عزت اور پوزیشن [illegible]یال کئے بغیر سلطنت نظام کو بچانا ایسی اعلیٰ خدمت اسلام ہے کہ اسکی [illegible] تعریف کی جائے کم ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ طریق عمل اور طریق کار [illegible] بعض ان لوگوں کو اختلاف ہے جنکی ذاتی غرضیں ریاست سے وابستہ ہیں۔

اعلیٰ حضرت نظام کے جو لوگ آج ہمدرد بنکر مسلمانوں کے روپے [illegible] اپنی جیبیں پر کرنے کیلئے فریب دے رہے ہیں انہوں نے اسوقت [illegible] تحریک موالات زوروں پر تھی تو اس ریاست نظام کو انگریزوں کے [illegible]ات استعمال کرنے کے لئے ایک خفیہ سازش کی جسمیں مہاتما گاندھی اور [illegible] امداد شریک تھے۔ اور ترک موالات کا مدعا ریاست دکن میں قائم [illegible] کے اعلیٰ حضرت کو دکھ بھری میں سوار کرنے کی ابلہانہ کوشش کی۔ مگر [illegible] اعلیٰ حضرت نے اسوقت نہایت دانشمندی کے ساتھ اپنی ریاست میں [illegible] ترک موالات کے محرکین کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ اسوقت کانگریسی لیڈروں نے [illegible] کی ساری قوت اعلیٰ حضرت نظام کے خلاف خرچ کرنی چاہی، اور [illegible]یاست کے پالیٹکس کو فراموش کر کے اعلیٰ حضرت نظام کی مشکلات [illegible] میں اضافہ کیا کہ ان کے طرز عمل کے خلاف تمام ہندوستان میں جلسے [illegible] ریاست نظام سے گرمیوں کی چھٹی کی تیاریاں ہونی [illegible] ہو گئیں۔ اور نہایت کمینگی کے ساتھ سلطان العلوم کے خطاب کی [illegible] آوازیں بلند کرائی گئیں۔ یہ وقت، ریاست نظام اور اعلیٰحضرت [illegible] کے لئے سخت آزمائش کا تھا، اور گورنمنٹ موقع کی تاک [illegible] حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے اعلیٰ حضرت کی [illegible] کانگریسی لیڈروں کے انتہائی [illegible] حضرت مولانا [illegible] اور خود [illegible] لیڈران کانگریس سے محض اپنی ذاتی تعلقات کی [illegible] ترک موالات کی تحریک کو روکنے میں کامیاب [illegible] مسلمانوں کی [illegible] اور سب سے آخری اقبال مند

سلطنت کو خطرہ سے بچا کر نظام کی عزت اور تحفظ کے لئے اپنی عزت کی قربانی چڑھائی۔ یہی نام نہاد ہمدردان نظام اس وقت اعلیٰ حضرت سے بجد ناراض ہوئے، اور حضرت خواجہ صاحب کے اس طریق کار کی سخت مخالفت کی۔

بہرحال اس واقعہ کی اطلاع اس شخص کو بھی دیدی جسکا ذریعہ معاش پمفلٹ بازی ہے۔ یہ واقعہ اسوقت کا ہے جب حضرت خواجہ صاحب سے اور اعلیٰ حضرت نظام سے کچھ تعلقات نہ تھے۔ اس کے ایک عرصے کے بعد خواجہ صاحب کا وظیفہ ریاست نظام سے مقرر ہوا، اور ایک سال کے بعد وہ بند بھی ہو گیا اس عرصہ میں خواجہ صاحب سے اور اعلیٰ حضرت نظام سے تعلقات خوشگوار بھی ہوئے اور غیر شگفتہ بھی۔

اس کے بعد ریاست پٹیالہ کے متعلق خواجہ صاحب نے جد و جہد شروع کرنی چاہی۔ ریاست پٹیالہ نے نہایت چالاکی سے ایک اعلان شائع کر کے ایک نہایت عیارانہ سازش یو۔ پی کے اس شریف بدمعاش سے کی، جسکو خواجہ صاحب نے جھوٹے کمشنر کی ملاقات کے متعلق خط لکھا تھا۔ اور جو اپنے تئیں مسلمان بتاتا ہے۔ اس نے خواجہ صاحب کو لکھا کہ آپکا وہ خط مجھ سے.... .... مانگتے ہیں اور اس کے متعلق روپیہ بھی دیتے ہیں۔ آپ اگر مجھکو ...... روپیہ دیں تو میں یہ خط...... کو نہ دوں۔ خواجہ صاحب اس قسم کی ڈاکہ زنی کے ہمیشہ مخالف رہے تھے۔ اس لئے انہوں نے روپیہ دینے سے انکار کیا۔ ریاست پٹیالہ نے اس شخص کو اپنا آلۂ کار بنا کر مولانا محمد علی صاحب کے پاس بھیجا، راجہ صاحب محمود آباد کی امداد کے بعد بھی جب اخبار کامریڈ جاری نہ رہ سکا اور ایسی حالت میں کہ مولانا محمد علی صاحب کو بھی کامریڈ کے اجراء کے لئے دو ریاستوں کی زرفشان ہمدردی و اعانت حاصل ہوتی تھی اس لئے اپنی فطری جنگجویانہ خصلت کے مطابق آؤ دیکھا نہ تاؤ دوسرے کے پیٹ میں اعلائے کلمۃ الحق اور حق و صداقت کے نام سے بیرڈالدیا کہ آبیل مجھے مار۔ اور خواجہ صاحب کا وہ خط سرکئی مختلف مضامین کے شائع کر دیا۔

مولانا محمد علی صاحب خود لکھتے ہیں کہ دہلی میں رہنے والے "بعض پیشہ ور" لیڈروں کے مشورے کے بعد انہوں نے خواجہ صاحب کے خلاف سلسلہ مضامین شروع کیا ہے۔

میں جانتا ہوں کہ خواجہ صاحب کا خالص اسلامی معاملات میں پیش پیش رہنا، اور ہندؤں کی عیاریوں اور سازشوں کا بھانڈا پھوڑنا۔ سوراجیہ پارٹی کے خلاف بعض امیدواران اسمبلی کی حمایت کرنا۔ یہ ایسی چیزیں تھیں جنہوں نے سوراجیہ پارٹی کے مسلمان حامیوں کو حضرت خواجہ صاحب سے برگشتہ کر رکھا تھا اور سب سے بڑی بات تو یہ تھی کہ وہ حضرت خواجہ صاحب کے اثر و اقتدار کو مسلمانوں پر قائم ہوتا نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اور ان کو مولانا ظفر علی خاں سے خواجہ صاحب کی صفائی بھی پسند نہیں تھی۔

سوراجیہ پارٹی کے رہنما پنڈت موتی لال صاحب نہرو ہیں جنہوں نے

لیے روپیہ کی قوت سے ہندوستان کے اکثر پیشہ ور مسلمانوں کو خرید کیا ہو
بے آبرو باختہ لیڈر ہمیشہ اس دشمن اسلام جماعت کی تائید میں پروپیگنڈہ
کرکے مسلمانوں کو ہندوؤں کے ہاتھوں ذلیل کرنے کے عادی ہوگئے ہیں۔

جب کبھی ہندو مسلمانوں میں فساد ہوا یہ مسلمان نام رکھنے والے نام نہاد
مسلمان پیشوا بغیر سوچے سمجھے سب سے پہلے مسلمانوں کو برا کہنے کے لیے میدان
میں آکر حق نمک ادا کرتے ہیں۔ ہندوؤں سے مظلوم کی پردہ پوشی کو انہوں نے
ایک سازش کے ماتحت اپنا فرض سمجھ لیا ہے۔ اور اس طرح ان کے یکطرفہ
بیانات کا یہ اثر ہوتا ہے کہ جو مسلمان ماخوذ ہوتے ہیں، ان کو عدالتیں
سخت سے سخت سزائیں دیتی ہیں۔

بہت سے لوگ دریافت کرتے ہیں کہ مولانا ابوالکلام صاحب جن کا
بظاہر کوئی کاروبار نہیں، اور جن کے والد مرحوم نے ان کے لیے کوئی جاگیر بھی
نہیں چھوڑی وہ چھ سو روپیہ ماہوار کی کوٹھی میں شاہانہ زندگی کیونکر گذارتے ہیں؟

اسی طرح لوگوں کو حیرت ہو کہ اس وقت جبکہ اخبار ہمدرد کے ایک ہزار خریدار
بھی نہیں ہیں، اور کامریڈ اخبار بالکل بند ہے، مولانا محمد علی صاحب دو ہزار
روپیہ ماہوار کہاں سے خرچ کرتے ہیں۔

ان تمام سوالات کے جوابات اگر تم لینا چاہتے ہو، تو صرف سوراجیہ پارٹی
کی جدوجہد کو دیکھ سکتے ہو کہ کس طرح وہ روپیہ کو پانی کی طرح بہا کر مسلمانوں کو
خرید لی ہے۔

ممکن ہو کہ بعض بھائی مولانا محمد علی صاحب کے اس طرز عمل کے متعلق
یہ کہیں کہ سوراجیہ پارٹی کی مخالفت، مہاراجہ پٹیالہ اور اعلیٰ حضرت نظام سے
توقعات ان سب نے مگر خواجہ صاحب کی مخالفت کے خلاف مولانا محمد علی صاحب
کو آمادہ کیا۔ مگر میرا خیال یہ ہے کہ جنگ کرنا ان دونوں بھائیوں کی فطرت اور
پیشہ ہے، اور تحمل اور رواداری کی اسپرٹ ان میں مفقود ہے یہ اپنے دوستوں کو
بھی اپنی سچائی کے آگے جھوٹا کہہ کر دشمن بنا لینے کے عادی ہوگئے ہیں۔ اور
ان کی اس قبیح عادت نے ان کی اخلاقی حالت اس درجہ خراب کر دی ہے
کہ اخبار ہمدرد کے کارکن ان کے عزیز اور ادنیٰ ملازم سب ہی تنگ آ گئے
ہیں، دوستوں میں انہوں نے کبھی کسی شخص کو اپنے مزعومہ حق پرستی
کے آگے سچا نہیں سمجھا، اور پھر لطف یہ ہے کہ جو یہ سمجھیں وہ حق، اور جو دوسرا
سمجھے وہ باطل۔ اور دنیا میں صرف یہی دونوں بھائی حق پرست فرشتے پیدا
ہوئے ہیں جن سے غلطی کا ہونا ناممکن ہے۔ بہرحال ان کی جنگجوئی اس حد تک پہنچی
ہے کہ جب انکو لڑائی کے لئے کوئی نہیں ملتا تو یہ گھر کی بھنگن تک سے لڑ اٹھتے
ہیں۔ محلہ والے اور دفتر کے کارکن شاہد ہیں کہ بارہا مولانا محمد علی صاحب کو اپنی
بھنگن سے اس طرح لڑتا دیکھا ہے کہ پلٹ کا ایک حصہ بھنگن کے ہاتھ میں ہے
اور دوسرا مولانا کے۔ اور مولانا نہایت غیظ و غضب کی حالت میں اپنی مقابل
بھنگن کو ڈانٹ رہے ہیں۔ یہ اس شخص کی اخلاقی حالت ہے جو مسلمانوں میں

بہترین دماغ اور اعلیٰ ترین قابلیت کا مالک سمجھا اور بڑا ممتاز [illegible]
کے لیڈروں میں شمار ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ ان کا ناجائز غصہ اب اس حد پر
پہنچ گیا ہے کہ ان کے ڈاکٹر اور حکیم دوست اگر ان کے دماغ کا معائنہ کرنے کے
بعد ان کو چھ مہینہ تک آگرہ کے زنانہ وارڈ میں نہ رکھیں گے تو بہت ممکن ہے
کہ ان کی حالت زیادہ خراب ہو اور پھر وہ کسی حالت میں بھی مسلمانوں کے کام
نہ آ سکیں۔ البتہ ابھی تو ان کی درستی کی توقع ہو۔ مولانا کی اس خرابی دماغ
پر جسقدر بھی افسوس اور رنج کیا جائے کم ہے۔ میں نہایت خلوص سے دعا
کرتا ہوں کہ خدائے قادر و توانا مولانا کو اس مرض سے جلدی نجات دے کہ
مسلمانوں میں ایسی قابلیت کے آدمی بار بار پیدا نہیں ہوتے۔ پیشوا
کے ناظرین کا فرض ہے کہ وہ بھی مولانا کی درستی دماغ کے لئے دعاء خیر کریں۔

بعض بھائی اپنے اخلاص اور محبت کی وجہ سے عرصہ سے کہہ رہے ہیں کہ میں
پیشوا میں اپنی تصویر شائع کروں۔ مگر وہ اس پر یقین کریں کہ انکسار کے طور پر نہیں
حقیقتاً میری حیثیت شمار ہستی ہرگز ہرگز اس قابل نہیں کہ اس کی تصویر شائع
کی جائے۔ اور بعض بھائی تو غالباً میرے اس خشک جواب سے ناراض بھی ہوئے
ہونگے۔ مگر ان کی ناراضی میرے سر اور آنکھوں پر۔ میرے سامنے ایک اصول ہے
اور اس اصول کے ماتحت میں نے پیشوا اپنی تعریف اور تعارف کے لئے نہیں بلکہ
پیشوایان قوم کی خلاف اسلام تجاویز پر نکتہ چینی اور ان کے ذاتی اعمال کی اصلاح کے
لئے نکالا ہے۔

اس لئے اپنے ان تمام مخلص دوستوں اور بزرگوں سے معافی خواہ ہوں
جو ایک گنہگار انسان سے نہ معلوم کس توقع پر عقیدت رکھکر اسکی تصویر چاہتے ہیں
غالباً ان کو سراب پر چشمہ کا دھوکہ ہوا ہے، جس سے بچانا میرا فرض ہے اور
اس فرض کے احساس سے میں ان کی خواہش کی تعمیل سے معذور ہوں۔

جو سوالات گذشتہ پرچہ میں لکھے تھے، الحمد للہ کہ پیشوا کے ناظرین نے
نہایت آزادی سے ان سوالات کے جوابات دیئے۔ مگر ہزارہا ناظرین کرام
نے ابھی تک اس گزارش پر توجہ نہیں کی۔ براہ کرم اب توجہ فرمائیں۔
لگاتار خطوط کی بارش سے یہ معلوم کرکے بے انتہا مسرت ہوئی کہ
پیشوا کا حلقہ الحمد للہ پیشوا کو اپنا ذاتی پرچہ سمجھکر اس کی بری اور بھلی حالت
کا شریک رہنا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض بھائی اور خصوصاً جناب [illegible]
فضل الٰہی صاحب اس قدر مشتاق ہے کہ انہوں نے [illegible]
دس روپے سالانہ دینے کے لئے آمادہ ہیں [illegible]
ایک سو دس مسلمان ایسے مل جائیں جو پیشوا کی امداد ایک سال کے [illegible]
کی صورت میں دینے کے لئے تیار ہو جائیں، اور اس طرح کم از کم آئندہ سال کے
لئے پیشوا کے نقصان سے بچکر ایک ہزار کی امداد مل جائے گی۔ میں اس قسم
کے مخلص رفقاء کار کے ملنے پر سجدہ شکر ادا کرتا ہوں کہ میں ہرگز اس قابل نہ

[illegible] کی بابت عطا فرمانا ہے کے بعد میں
پھر ایک بار [illegible] عرض کروں گا کہ میں ہمیشہ اس قسم کی مالی
امداد کے خلاف رہا ہوں۔ جب میں نے ترک موالات کی ابتدا میں جیل خانہ
کیا تھا تو اس وقت بھی [illegible] مخالفت کی تھی اور احباب کی امداد سے انکار کر دیا تھا
کیونکہ میرے سامنے ایک اصول تھا اور اس اصول کے اتباع میں آج بھی آپ کی
امداد [illegible] قبول نہیں کروں گا۔ میری تو صرف اتنی درخواست ہے کہ آپ
بجائے [illegible] دس روپے سالانہ چندے کے جدید خریدار فراہم کر کے امداد کیجئے۔
اور جب آپ کو یا آپ کے کسی دوست کو کسی کتاب یا قرآن شریف کی ضرورت ہو
پیشوا کے دفتر کو لکھئے۔ بس مجھے یہی امداد کافی ہے اور آپ نے اگر تھوڑی سی
توجہ میری درخواست پر مبذول کر لی تو ان شاء اللہ میں پیشوا کا بار اپنی کفایت
شعاری اور جفاکشی اور مستعدی کی بنا پر آپ کی جیب پر نہیں ڈالوں گا۔

جو خطوط اس وقت تک میرے سوالات کے جوابات میں وصول ہوئے
چونکہ ان میں بڑا حصہ ایسا ہے جو پیشوا کو اسی پالیسی پر پندرہ روزہ ایک رنگ
کے اضافہ کے ساتھ دیکھنا چاہتے ہیں۔ میں پیشوا کی اس عام مقبولیت پر جس قدر
بھی شکر ادا کروں کم ہے۔ کہ محض خداوند تعالیٰ نے اپنے فضل سے اپنے ایک
ایسے بندے کی تحریرات کو پسند کرنے کی توفیق دی جس کے پاس نہ علم ہے نہ
طاقت الحمد للہ علی احسانہ۔

پیشوا کی آئندہ ترتیب کے متعلق میں پیشوا کے ناظرین کی اس رائے
سے متفق ہوں کہ پیشوا میں ایک صفحہ دلچسپ اور سنجیدہ ظرافت کے لئے مخصوص
ہو اور مجھے اس سے بھی اتفاق ہے کہ طویل مضامین شائع کرنے سے اجتناب
کیا جائے۔ چنانچہ سیارہ والے مضمون [illegible] صاحب سے اس [illegible] ختم کرا لیا ہے
اور انہوں نے ازراہ عنایت پیشوا کے آئندہ سال کے لئے ظریفانہ مضمون لکھنے
کا وعدہ فرما لیا ہے۔ نیز میں یہ خوشخبری بھی سنانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مختصر
[illegible] جنوری ۱۹۲۳ء سے میرے محترم جناب پروفیسر اکبر [illegible]
[illegible] گراں اوقات کا بڑا حصہ دینے کا وعدہ کر لیا ہے
[illegible] ہوگا جو [illegible] ان شاء اللہ [illegible] سے زیادہ
[illegible] فہرست میں چند اہل ادبی حضرات
[illegible] پیشوا میں
[illegible] کی صف [illegible]
[illegible]

مجھے افسوس ہے کہ جو اغراض پیشوا کو شائع کرتے وقت میرے سامنے
تھیں اور جو خدمت میں مسلمانوں کی پیشوا کے ذریعہ کرنا چاہتا تھا اس کا دوسرا
حصہ ابھی [illegible] ان کی وجوہات بتا چکا ہوں میں پھر عرض کروں گا کہ

میرے سامنے ضامن نہیں بلکہ مستقل ہے لہٰذا آئندہ سال کے لئے پیشوا کے [illegible]
سرپرستوں کو حسب ذیل عنوانات پر نظم و نثر مضامین بھیجنے چاہئیں۔

(۱) مسلمانوں کی موجودہ فرقہ وارانہ کشیدگی کے اسباب کیا ہیں؟ اور وہ کس
طرح رفع کئے جا سکتے ہیں؟

(۲) مسلمانوں کی جسمانی کمزوری کے اسباب اور اس کے دفعیہ کی تدابیر۔

(۳) ہندوستان میں بالخصوص اچھوت اقوام میں تبلیغ اسلام کے لئے کیا ذرائع
اختیار کئے جائیں۔

(۴) مسلمان بچوں کے لئے ایسی تاریخی اور جذبات کو اپیل کرنے والی لوریاں جو ان کو
آغوش مادر میں ایک ناقابل فراموش درس دے کر پکا اور پُرجوش مسلمان بنانے
میں مدد دیں۔

(۵) مسلمانوں میں اس طرح جو ابھی چھوت چھات رائج کی جائے جس سے ان کی مالی
حالت بھی درست ہو اور غیر مسلم اقوام کی دل آزاری بھی نہ ہو۔

(۶) موجودہ اردو علم ادب میں کیا خامیاں ہیں؟ اور ان کے دور کرنے کے لئے کیا وسائل
اختیار کرنے چاہئیں۔

ان تمام مضامین پر مختلف سونے کے تمغے ہیں جن بزرگ کا مضمون اول درجہ
کا منتخب ہوگا اُن کی خدمت میں ایک تمغہ پیش کیا جائے گا۔

ہندوستان میں اشاعت اسلام کے ذرائع پر سنہری تمغہ ہے جو حضرت خواجہ
حسن نظامی صاحب قبلہ کی جانب سے ہوگا۔

مسلمانوں کی موجودہ فرقہ وارانہ کشیدگی کے اسباب کیا ہیں اس مضمون پر
سنہری تمغہ کا حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے اعلان کیا ہے۔

مسلمانوں کی جسمانی کمزوری کو رفع کرنے کے اسباب والے مضمون پر حضرت
مولانا عبد الماجد صاحب کی جانب سے سنہری تمغہ پیش کیا جائیگا۔

مسلمانوں میں جو ابھی چھوت چھات کے رواج کے مضمون پر جناب مولانا [illegible]
صاحب کی جانب سے سنہری تمغہ کا اعلان ہے۔

مسلمان بچوں کے لئے لوریاں لکھنے والے بھائیوں کی خدمت میں محترمہ [illegible]
صاحبہ کی جانب سے سنہری تمغہ پیش کیا جائے گا۔

اردو علم ادب کی خامیوں اور آئندہ ترقی کے ذرائع والے مضمون پر جناب
پروفیسر اکبر علی صاحب حیدری کی جانب سے سنہری تمغہ پیش کیا جائے گا۔

مضامین کا انتخاب مندرجہ ذیل حضرات کی ایک کمیٹی کرے گی جس کے صدر حضرت
خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ ہوں گے۔

(۱) حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب
(۲) حضرت مولانا عبد الماجد صاحب بدایونی
(۳) حضرت مولانا حسرت موہانی صاحب
(۴) جناب ملا محمد واحدی صاحب ایڈیٹر درویش۔
(۵) جناب مولانا شیخ احسان الحق صاحب قادری مدیر حلقہ وحدت

ایک دکھیاری بد قسمتی کا عالم

(گزشتہ سے پیوستہ)

(از جناب مولانا سید محمد رؤف علی صاحب بیرسٹر)

اس ننھے سے درخت کی آبیاری کے لئے اس نے کو قصائی کے لڑکے کو دو پیسے دے کر کہلا بھیجا کہ کیلے سے دوسرے روز ایک آبخورے میں بکرے کا خون لیتا آئے۔ غرض اسی طرح الغرض آمین کرکے اس نے تین برس میں اس ننھے سے پودے کو اتنا بڑا کیا تھا اور اب اس دنیا کے نشیب و فراز سے ناواقف لڑکی کے دل کو یہ خوشی لگی ہوئی تھی کہ میری بیری اگلے برس پھل لائے گی۔ اسی لئے باپ نے اپنی بیوی کے کان میں تو یہ بات ڈالدی کہ ہم کو بہت جلد یہاں سے اٹھنا پڑے گا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی جتادیا کہ ابھی مخزن کو اس کا حال نہ معلوم ہو ورنہ اس کو سخت صدمہ پہنچے گا۔ لیکن باوجود اس کے ماں نے دوسرے روز مخزن کو پاس بلا کر یوں تمہید اٹھائی کہ بیٹی! تمہارے باپ کے کام کا تو مندا ہے اور کہیں اور جگہ سے آمدنی کی صورت نہیں۔ اب وہ یہ کہتے ہیں کہ میرے پاس اتنا نہیں کہ اس مکان کے چار روپے کرایہ دوں۔ مالک مکان کے پاس گئے تھے اور اس سے ساری حقیقت کہی کہ اس طرح کا معاملہ ہے۔ لالہ ولایت سے کام بنوا کر منگواتا ہے۔ بازار میں تار کی مانگ نہیں ہے۔ اس لئے جب تک یہ مندا ہے تم کرایہ کچھ ہلکا کر دو۔ دیکھو ہم اتنی مدت سے اس میں رہتے چلے آئے ہیں اور تمہارا کرایہ ہر مہینہ کی اول تاریخ کو پہنچا رہا ہے اس لئے تم کو کچھ نہ کچھ تو رعایت ضرور کرنی چاہیئے۔ اس پر وہ بولا کہ خاں صاحب! یہ بھی آپ کی خاطر ہے کہ میں چار روپے پر جیکا ہوں اور جب سے ہوس لگا ہے اپنی گرہ سے دے رہا ہوں۔ یہی سمجھ کر کہ آپ بھلے مانس ہیں کرایہ تاریخ پر پہنچا دیتے ہیں۔ دوسرے اتنی مدت سے رہتے چلے آئے ہیں۔ ورنہ آج اگر آپ اٹھیں گے تو کل ہی یہ مکان چھ روپے ماہوار کو جاتا ہے۔ تو صاحب مجھ میں اتنا دم نہیں کہ اپنی گرہ سے خرچ لئے جاؤں۔ سو بیٹی! تمہارے باپ یہ جواب سنکر چپ ہو رہے اور کہنے لگے کہ میں اور سستے سے مکان کی تلاش میں ہوں۔ تم مخزن سے نہ کہنا۔ مگر میں نے تم سے اس لئے کہہ دیا کہ بیٹی تم کو اول خبر ہو نہ آخر خبر ہوتی تو بہت سے کیا فائدہ۔ یہ ضرور ہے کہ بیری چھٹنے کا تم کو رنج ہو گا مگر اللہ رکھے تم خود ہوشیار ہو سب باتیں جانتی ہو تم کو چاہیئے کہ دل پر اس کا خیال نہ لاؤ۔ مخزن اوپر تو چپکی بیٹھی اپنی ماں کی نصیحت سنا کی مگر جب بیری کے چھٹنے کا ذکر آیا تو اس کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ اس وقت تو کچھ نہ بولی لیکن تھوڑی دیر کے بعد اپنی بیری کے پاس جا کر بے اختیار رونے لگی۔ اگرچہ بہتیرا ضبط کرنا چاہا مگر اس کے دل پر کچھ ایسا صدمہ بیٹھا تھا کہ آنسوؤں کا دریا امڈا چلا آ رہا تھا۔ یہانتک کہ روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ ماں نے غصہ ہو کر سمجھایا کہ "بیٹی تیرا نشل تو نہیں جاتی رہی ہے! کوئی بھی ایک ذرا سے درخت کے لئے اس طرح آنسو بہایا کرتا ہے کوئی اپنا پرایا سنیگا تو کیا کہے گا۔ لوگ تو ایک ذرا سی بات کا بتنگڑ بنا دیتے ہیں۔ کل النہ دی کی ماں کہہ رہی تھیں کہ اس بیری پر تو جن رہتا معلوم ہوتا ہے اگر وہ تجھکو روتا دیکھ لیں تو بیچ بیچ ان کے ہاتھ ایک بات لگ جائے اور سارے محلے میں کہتی پھریں کہ اکبر خاں کی بیٹی کے سر پر تو سید صاحب کا عمل ہے بیری کی جڑ میں بیٹھکر رویا کرتی ہے۔ اس لئے بیٹی تم اپنے دل کو ذرا سنبھالو مجھے تمہارا بیری کے لئے رونا اچھا نہیں معلوم ہوتا لوگ سچ کہتے ہیں کہ گھر میں بیری کا پیڑ ہونا نحوست کی نشانی ہے جب سے یہ لگا ہے سوائے تباہی کے کوئی آرام کی شکل ہی نظر نہ آئی۔ ان کے کام کا مندا ہوا سو الگ اور گھر سے ہر چیز کی برکت اڑ گئی سو جدا۔" مخزن النساء پر ماں کے کہے کا یہ اثر ہوا کہ اپنی آنکھیں پونچھ انگنائی میں سے اٹھ دالان میں آ گئی اور اپنا دبیان بٹانے کی خاطر بھائی کا کرتا سینے کو بیٹھی۔ شام کو جب اکبر خاں گھر آئے تو بیٹی کو خلاف معمول افسردہ پاکر بیوی سے پوچھنے لگے کہ "آج مخزن چپ چپ کیوں ہے؟" اس پر بیوی نے سارا حال کہہ سنایا۔ بیٹی کے رنج کا قصہ سنکر ان کو بھی بہت صدمہ ہوا۔ مگر اسکی تشفی کرنے کے لئے کہنے لگے کہ "بیٹی! خدا کے کارخانے میں کس کو دخل ہے! وہ جو کچھ کرتا ہے اپنے بندوں کی بہتری کے لئے کرتا ہے۔ کیا خبر ہے کہ اس مکان سے اٹھانے میں اسکی کوئی مصلحت ہو اور آیندہ کے لئے ہمارے حق میں کوئی بہتری کی صورت نظر آئے" باپ کے منہ سے یہ تسلی آمیز کلمہ سنکر مخزن کے دل کو بھی تقویت ہوتی معلوم ہوئی اور اس نے اپنے دل میں مضبوط ارادہ کر لیا کہ آیندہ جو کچھ پڑے گی اسکو صبر و شکر کے ساتھ جھیلوں گی۔ یہ دن تو یونہی گزر گیا۔ دوسرے دن جمعہ تھا۔ اکبر خاں نے یہ سوچا کہ آج کارخانے تو جانا نہیں۔ چلو مکان ہی تلاش کر لیں۔ اس لئے سویرے سے حجام کی دوکان پر گئے اور خط بنوا کر وہیں غسل کیا۔ گھر واپس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ میاں اصغر کو ماں نے نہلا دھلا کر پہلے ہی سے اجلا اجلا کپڑا پہنا رکھا تھا اور وہ راہ دیکھ رہا تھا کہ کب ابا آئیں اور کب ان کے ساتھ میں جامع مسجد جاؤں۔ یہاں سے وقت خانصاحب نے کہا کہ "بیٹا اصغر تم کو اس شرط پر لے چلتا ہوں کہ نماز پڑھکر میرے ساتھ گلی والوں تک گھومنا ہو گا تھک نہ جانا اس پر مچلنا۔" "نہیں ابا میں نہیں تھکنے کا۔" غرض کوئی پونے بارہ بجے کے قریب یہ دونوں باپ بیٹے اپنے گھر سے جامع مسجد کی طرف روانہ ہوئے اور راستے میں خانصاحب کو جو کچھ خیال آیا تو انہوں نے ایک گلی کا رستہ لیا کہ شاید

یہ چھا جمعہ مسجد تک ڈیڑھ سواری کا لیا لے گا۔ اس نے کہا میاں جی دو آنہ سے پیسے دینا اسپر خانصاحب بولے چھ پیسے دونگا چلتا ہے تو بولے" غرض یکے والا چھ ہی پیسوں پر راضی ہوگیا اور یہ دونوں اُس میں بیٹھ تھوڑی دیر بعد جامع مسجد جا اترے نماز میں ابھی آدھ گھنٹہ کی دیر تھی۔ انہوں نے حوض پر جاکر خود وضو کیا اور لڑکے کو کرایا پھر اندر کے دالان میں ایک صف میں جاکر بیٹھ گئے اور سنتیں پڑھنے کے بعد جیب میں سے تسبیح نکال کر درود شریف پڑھنے لگے۔ جب نماز وغیرہ سے فارغ ہوئے اور خطبہ بھی سُن سُنا چکے تو اصغر کی انگلی پکڑ کر کہنے لگے کہ" چلو بیٹا تم کو مولانا ابوالخیر کی زیارت کرادوں۔ وہ بڑے پہنچے ہوئے درویش ہیں" اور اس کو دالان کے کونے کی طرف لے گئے جہاں بہت سے آدمیوں کا مجمع تھا اور بیچ میں ایک سن رسیدہ بزرگ آنکھیں نیچی کئے یاد خدا میں مشغول تھے اور ان کے گرد حلقہ باندھے ان کے مرید دوزانو بیٹھے ہوئے تھے۔ بعض کے مُنہ پر چادریں پڑی ہوئی تھیں بعض عالم بیخودی میں جھوم رہے تھے اور اللہ ہو کے نعرے لگاتے جاتے تھے۔ اصغر چپکا کھڑا اس وارفتگی اور حقیقت کی ظاہری کیفیت کو تعجب و حیرت کی نگاہ سے دیکھتا رہا۔ جو کمسنی کا اقتضا ہے۔ مگر جب اس کے برابر ہی جو مرید صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ ہی اللہ ہو کا نعرہ لگا کر سنگ مرمر کے فرش پر ماہی بے آب کی طرح تڑپنا شروع کیا۔ تو خوف کے مارے اس کی چیخ نکل گئی۔ اس پر خانصاحب بھیڑ بھاڑ میں سے اس کو نکال کر باہر لائے۔ اور اس طرح سمجھانے لگے۔ کہ بیٹا اس طرح نہیں ڈرا کرتے یہ اللہ کے نیک بندے ہیں۔ ان پر اللہ میاں نے چودہ طبق روشن کر دیے ہیں۔ جب یہ خدا کا نور دیکھتے ہیں۔ تو اس کی تاب نہیں لا سکتے اور ان کا حال غیر ہو جاتا ہے"۔ اس پر اصغر نے اپنے بچپن کی سادگی کے لہجہ میں پوچھا کہ" ابا کیا اللہ میاں کے نور سے ان کے سر میں دُکھ ہوتا ہے؟" اسی اثنا میں چار پانچ اور آدمی وہاں آن کھڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک بولا۔ بڑے صاحب بچے فقیروں کے رموز کیا جانیں ان کو اس عمر میں ایسی باتیں سکھانی نہیں چاہئیں اس پر ایک اور صاحب بولے" دیکھئے" تا لڑکے کے دل میں سہم بیٹھ گیا۔ اکبرخاں اس پر کچھ خفیف سے ہوگئے" اور تھوڑی دیر ٹھیر کر وہاں سے دروازے کی طرف بڑھے جمعہ کے روز جامع مسجد کی سیڑھیوں پر اکثر قلفی کی برف والے اپنا اپنا

ہنڈا لے کر بیٹھ جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک اکبرخاں کو جانتا تھا اور جب ان کو اپنے بیٹے کی انگلی پکڑے سیڑھیوں پر سے اُترتا دیکھا تو آواز دی" اجی خانصاحب! خانصاحب!! اکبرخاں نے مڑ کر دیکھا تو برف والے کو پہچان کر اس کے پاس گئے۔ اور کہنے لگے" کہو بھئی سوا تجن اچھے ہو؟" وہ بولا" خاں صاحب آپ کی عنایت ہے آج میں نے آٹھ دس قلفیاں کھرچن کی جمائی تھیں۔ ان میں سے دو رہ گئی ہیں آپ کھرچن کے شوقین ہیں اس لئے میں نے آواز دے لی کہئے تو نکالوں" اس پر خانصاحب خود بھی وہیں سیڑھیوں پر بیٹھ گئے اور اصغر کو بھی اپنے پاس بٹھا کر اس کے ہاتھ میں اپنا رومال دیدیا کہ برف کی قلفی کو آسانی سے پکڑ سکے۔ جب دونوں باپ بیٹے اپنی اپنی قلفیاں ختم کرچکے۔ تو خاں صاحب نے دوانی برف والے کو دیکر اصغر سے کہا کہ" چلو بیٹا اب ذرا حویلی والوں کی طرف چلیں" وہاں جاکر جب خوب اچھی طرح کئی گلیوں میں چھان بین کرچکے۔ تو ایک مکان انکی پسند آیا اور انہوں نے دو روپے ماہوار پر مکاندار سے فیصلہ بھی کرلیا۔ اس گھر میں کوئی مشکل سے تین چارپائیوں کی گنجائش ہوگی اور فقط ایک دالان دو کوٹھڑیاں اور باورچی خانہ تھا جس کی وسعت ایک کوٹھی کے برابر تھی۔ وہاں سے جب واپس گھر آئے تو بیوی سے کہنے لگے کہ میں نے مکان لے لیا ہے۔ اب کوئی مبارک دن دیکھ کر وہاں چلے چلیں گے" بیوی نے کہا کہ" اگلی جمعرات ہی کیوں نہ چلے چلو۔ دن بھی اچھا ہے اور یہ مہینہ بھی پورا ہو جائیگا" قصہ مختصر خاں صاحب مقررہ تاریخ کو اپنے قدیم گھر کو جہاں ان کی جوانی کا بہت سا حصہ گذرا تھا۔ خیرباد کہہ اور بال بچوں کو ساتھ لے دوسرے مکان میں منتقل ہوگئے۔ چلتے وقت مخزن نے ایک حسرت بھری نظر اپنی بیری پر ڈالی۔ مگر آنسوؤں کو ضبط کرکے فوراً اماں کے ساتھ ڈولی میں سوار ہوگئی۔ اکبرخاں نے بدلنے کو مکان تو بدل دیا مگر تقدیر کا لکھا نہ بدل سکے۔ ان کا ستارہ کچھ ایسی گردش میں آیا تھا کہ جو سوچتے تھے وہ اُلٹی پڑتی تھی۔ مکان یوں بدلا کہ کرائے میں دو روپے کی بچت ہوگی۔ اس سے بچی کے ناک کان ڈھکنے میں مدد ملیگی۔ مگر بازار میں ایسا مندا ہونا شروع ہوا کہ اٹھنی کی مزدوری کی بجائے مشکل سے چھ آنے اور پانچ آنے کما کر گھر لاتے تھے:

(باقی آئندہ)

انتقادات

(از عزیز حسن بقائی)

بچون کی دیکھ بھال

سائز ۲۰×۳۰/۱۶ ضخامت ۴۸ صفحے کاغذ چکنا سفید، اچھی لکھائی، اچھی چھپائی، قیمت صرف آٹھ آنے۔ (۸/)

ملنے کا پتہ :- ڈاکٹر مجیب الدین صاحب ایل۔ ایم۔ پی۔ ٹمیا محل دہلی

دُنیا مین محکوم اور بے بس ہندوستان کے علاوہ اور دوسرا کوئی ملک ایسا نہیں، جہاں بچے اس کثرت سے مرتے ہون کہ تعداد اموات کو دیکھکر بلاشبہ اس ملک کو بچون کا قبرستان کہنا بجا ہے حکومت اگر فوج کے گرانبار بجٹ میں سے کچھ تخفیف کرکے اس ننی سی مخلوق کی نگہداشت اور حفاظت پر توجہ کرے تو بلاشبہ آج ہزارون بچے جو محض پرورش کی خامیون کی وجہ سے عالم شیر خوارگی مین تلف ہوجاتے ہیں۔ پروان چڑھتے نظر آئیں وہ بیچارے لال جو ماں باپ کی غلطیون کا شکار ہوکر موت کی گہری نیند میں سوتے ہیں، یا پھر اگر زندہ بھی ہیں، تو درحقیقت زندہ درگور ہونے کے برابر ہیں کسقدر دُکھ ہوتا ہے یہ دیکھکر کہ غلام ہندوستانیون کی جہالت اور ناواقفیت طریق پرورش اطفال کی وجہ سے نئی نسل نہایت کمزور ہوئی ہے تو جوانون کے چہرون پر سُرخی کی بجائے زردی ہوتی ہے اور تمام اعضاء رئیسہ بیحد کمزور ہوتے ہیں اور قبل از وقت سے پہلے ضعیف ہوجاتے ہین اور کون کہہ سکتا ہے کہ حکومت کی تغافل کیشی اور ہندوستانیون کی لاپرواہی کا انجام آئندہ نسلون کے لئے کسقدر خطرناک ہوگا۔

بہرحال خوشی کا مقام ہے کہ میرے محترم دوست جناب مولانا ڈاکٹر مجیب الدین صاحب ایل۔ ایم۔ پی نے اولاد کی نگہداشت کے لئے بچون کی دیکھ بھال کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جو وقت کی نہایت اہم ضرورت تو ان میں سے ایک ہے، اور جسمین بچون کے لئے، ابتدا سے لیکر سات سال کی عمر تک کے لئے تمام ضروری طبی ہدایات اور غذاؤں کا مکمل پروگرام ہے۔ ڈاکٹر صاحب اس سے پہلے سرکاری ملازمت میں تھے اس لئے اس سلسلہ مین ان کا تجربہ بہت وسیع اور انکی رائے نہایت وقیع ہے۔

مجھے امید ہے کہ اگر بچون کی دیکھ بھال یا حفاظت اولاد کی ہدایات پر عمل کیا گیا تو آئندہ نسلیں کمزور ہونے کی بجائے طاقتور اور بیمار کی بجائے تندرست ہونگی اور یقیناً بچون کی تعداد اموات مین حیرت انگیز کمی ہوجائے گی۔

ضرورت ہے کہ گورنمنٹ ہند تمام زنانہ مدارس میں خواہ وہ سرکاری ہون یا غیر سرکاری یہ کتاب درسی کتابون کے ساتھ پڑھانے کا حکم دیکر ملک کی سب سے بڑی خدمت انجام دے تاکہ وہ ائیان جو بچون کی دیکھ بھال سے ناواقف ہین اور وہ بچیان جو کل مائین بننے والی ہین اس سے مفید سبق لے سکین۔

یہ کتاب منیجر رسالہ پیشوا دہلی سے بھی آٹھ آنہ پر ملسکتی ہے۔

تاج مضامین

تقطیع ۲۰×۲۶/۸ سفید چکنا کاغذ، اچھی لکھائی اچھی چھپائی، ضخامت اکیسو صفحے۔

قیمت ایک روپیہ۔ ملنے کا پتہ جناب مولانا ضیاء القادری صاحب بدایونی

یہ لسان الحسان حضرت مولانا ضیاء القادری صاحب بدایونی کے افکار عالیہ کا مجموعہ ہے، جسکے شروع میں محترم و معظم حضرت مولانا شاہ عبدالماجد صاحب قبلہ، اور محترم حضرت مولانا عبدالحامد صاحب مدظلہ جیسے مشاہیر صوفی مشرب علماء کے دیباچے ہیں، اور جسمین حضرت مولانا مقتدر صاحبؒ کی حیات طیبہ کے مفصل اور مکمل حالات درج کرنے کے بعد حضرت مولانا ضیاء القادری کا مجموعۂ نظم ہے، جو زیادہ تر حضرت مولانا مقتدرؒ کی شان مین ہے۔

حضرت ضیاء صاحب میرے قلمی معاون ہیں انکا برگزیدہ کلام اکثر پیشوا میں چھپتا رہتا ہے، وہ ایک دُرّ السلام اور پختہ گو شاعر ہیں اور میں کہہ سکتا ہون کہ وہ پیدائشی شاعر ہیں، اور وہ فطری شاعر ہیں اور ان مین وہ تمام خوبیان ہیں، جو ایک اعلی درجہ کے صوفی مشرب عالم اور شاعر مین ہونی چاہیئے۔ ایک روپیہ ان موتیوں کی قیمت بہت کم ہے پیشوا کے ناظرین کو ضیاء صاحب کی ہمت افزائی کرنے کے لئے تاج مضامین کو ضرور پڑھنا چاہیئے۔

اصلاح میوات

سائز ۲۰×۲۶/۸ ضخامت ۴۰ صفحے۔ اچھی لکھائی چھپائی

ملنے کا پتہ :- مولانا عبدالشکور صاحب مقام نیمکا، ضلع گوڑگانوہ۔ علاقہ میوات۔ قیمت درج نہیں ہے۔

میواتی قوم کی بُری اور خارج از اسلام اور تباہ کن رسمون پر علماء کرام کے فتوی درج کرکے قرآن کریم و حدیث شریف سے استدلال کیا گیا ہے کتاب نہایت مدلل اور موثر ہے ضرورت ہے کہ دولتمند مسلمان اس کتاب کو خریدکر میواتیون مین مفت تقسیم کرکے داخل حسنات ہوں۔

چار نکاح کیجئے

دنیا کی حالت کو دیکھتے ہوئے آپ کو میری گزارش مبالغہ آمیز اور غلط معلوم ہوگی لیکن صرف ایک بات کہکر آپ کی تمام بدگمانیوں کو دور کر دینا چاہتا ہوں یعنی لعنت اللہ علی الکاذبین (جھوٹوں پر خدا کی لعنت) امید کہ اس آیت قرآنی کو درمیان میں لانیکے بعد آپ میرے بیان کو غلط اور مجھے عام جھوٹے اشتہار بازوں کی طرح لغو تصور نہ کرینگے اور میں اپنی حیرت انگیز ایجاد لطف شباب کے متعلق جو کچھ عرض کرونگا اسے حرف بحرف صحیح تصور کریں گے۔

لطف شباب کیا ہے؟

سفوف وطلا اس طلاء سے کجی لاغری دور ہوکر ہمواری اور یکسانگی پیدا ہو جاتی ہے اور اصلی قوت عود کر آتی ہے رگ پٹھوں کو اس قدر قوت بخشتا ہے اور سختی پیدا کرتا ہے کہ بلا مبالغہ فولاد بنا دیتا ہے سفوف سے بدن میں غیر معمولی طاقت پیدا ہوتی ہے خون صالح پیدا ہو کر رنگ نکھرتا ہے غلط کاریوں یا کثرت جماع کی وجہ سے جو طاقت زائل ہو چکی ہے وہ از سر نو واپس آجاتی ہے وہ تمام عوارض جو کثرت جلق یا اغلام یا جماع کی بے عنوانیوں وغیرہ شرمناک حرکات سے پیدا ہو گئے ہیں اس کے استعمال سے رفع ہو جاتے ہیں۔ دل میں نئی امنگ دماغ میں نئی جولانی اعضا میں نئی روح پیدا ہوتی ہے اور مادہ تولید کی ایسی کثرت ہوتی ہے کہ ایک بیوی پر قناعت دشوار ہے اسلئے آپ کسی کو صرف ہی اشخاص منگائیں جنکے مذہب میں ایک سے زیادہ رکھنے کی اجازت ہو قیمت رعایتی چار روپے محصول ۸ر جواب طلب کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ

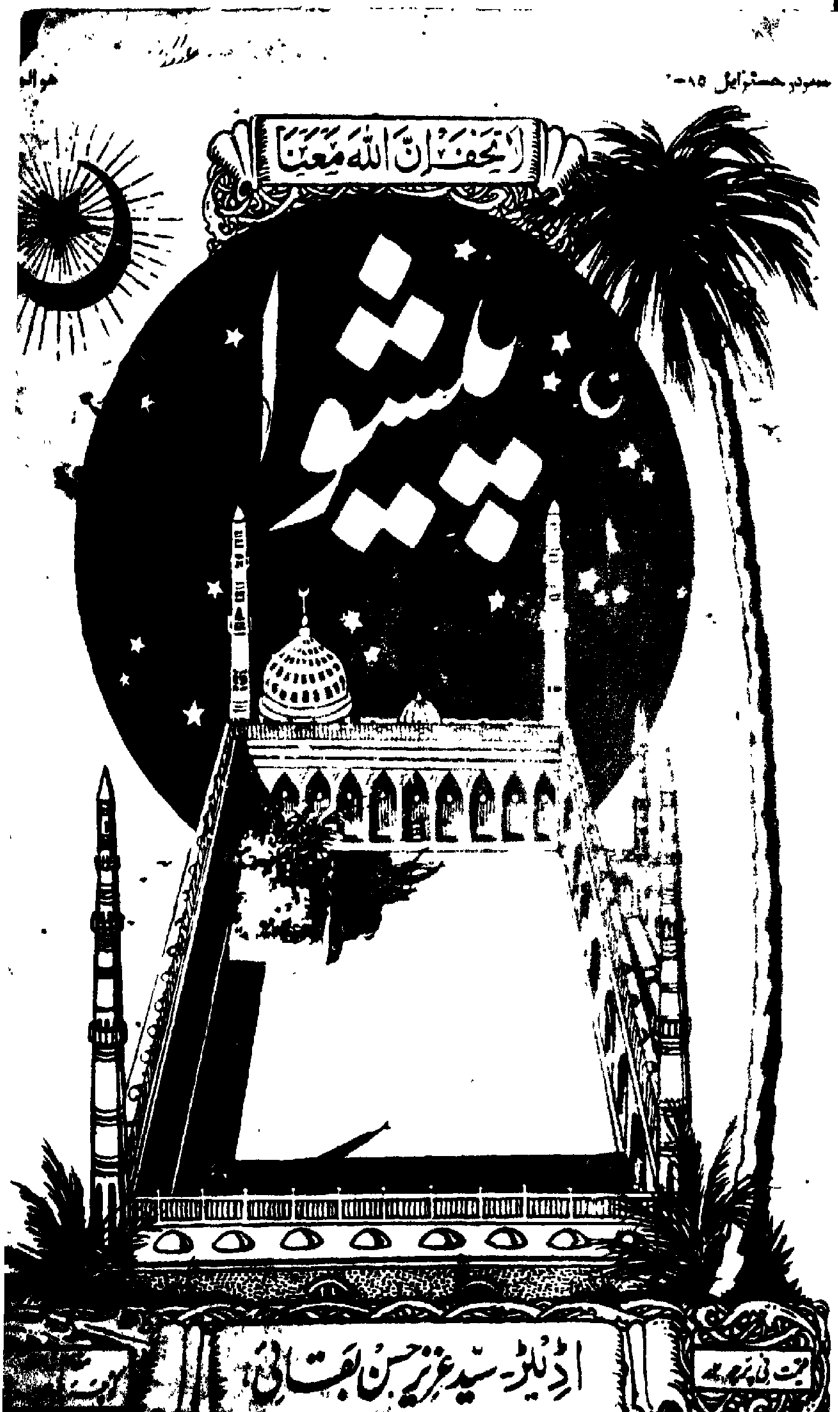
اکسیر جریان

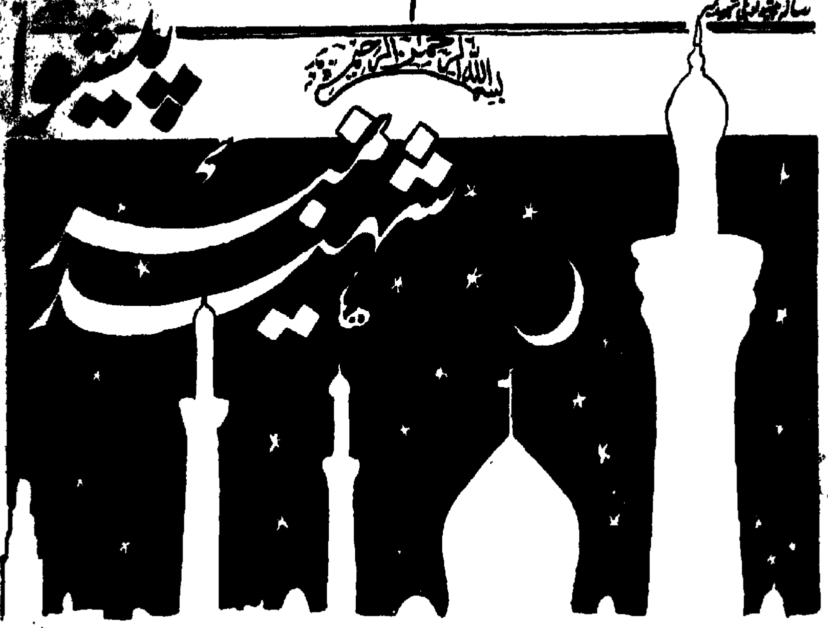
اگر تحریر کے موافق نہ ہو تو حلفیہ تحریر پر قیمت واپس

بفضلہ خدا کے فضل سے افعال و خواص میں جواب نہیں رکھتی۔ ہر موسم میں استعمال ہو سکتی ہے ہر عمر کے لوگ استعمال کر سکتے ہیں بعض [illegible] قیمتی کشتے [illegible] کے سامنے ہیچ ثابت ہوتے ہیں۔ اگر اشتہاری بے احتیاطی سے کام نہ لیا جاتا تو اس دوا کی بہت سی خوبیاں گنائی جا سکتی ہیں مگر بنظر اظہار حقیقت [illegible] کئے جاتے [illegible] (۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] (۴) [illegible] اتنی خوبیوں کے قیمت صرف [illegible]

مشتہر

حکیم مولوی نظیر علی لکھنوی کوچہ بنگش دہلی


لاتحزن ان اللہ معنا
پیشوا
اڈیٹر۔ سید عزیز حسن بقائی



نمبر ۱۲	فہرست مضامین رسالہ پیشوا بابت ۲۴ جون ۱۹۲۸ء مطابق ۵ محرم الحرام ۱۳۴۷ھ	جلد ۴

ماہِ محرم الحرام کی فضیلت

(از جناب مولانا واحدی صاحب ایڈیٹر نظام المشائخ)

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ۔ ترجمہ بے شک اللہ کے نزدیک اللہ کی کتاب میں مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے شہر مکہ مکرمہ جائے امان ہے اگر یہاں دشمن پر مقابل بھی جاتا ہے تو بدلہ نہیں لیا جاتا۔ ذی قعدہ۔ ذی الحجہ۔ محرم۔ رجب زمانہ جاہلیت میں بھی زیارت کے مہینے تھے۔ یہ چار مہینے ابتدائے وقت سے امان کے ہیں۔ اس زمانہ میں تمام ملک عرب کی راہیں کھل جاتیں۔ اور لڑائی موقوف رہتی اسی لئے یہ چار مہینے اشہر الحرام سے تعبیر کئے جاتے ہیں۔

مسائل سکھانے کا ثواب

حضرات! انہی واجب الاحترام مہینوں میں ایک مہینہ محرم الحرام ہے۔ یہ مہینہ تاریخی اور مذہبی اعتبار سے نہایت مقدس اور محترم مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں عام طور پر تمام شہروں اور قصبوں میں مجالس قائم کی جاتی ہیں۔ جن میں سے بعض تو بالکل غیر شرعی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور بعض بالکل شرعی ہوتی ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ہر معاملے میں سوچ سمجھ کر دینی حیثیت سے کام لیا کریں۔ اس ماہ مبارک کی عزت تو اسی میں ہے کہ عام طور پر مجالس وعظ و تلقین قائم کی جائیں۔ جن میں علاوہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واقعات و حالات شہدائے کربلا سنائے جائیں۔ مقررین و خطباء اور واعظین کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ ان مجالس میں زیادہ تر مسائل شرعیہ کے بیان کو مقدم کیا کریں۔ سامعین کا بھی یہ فریضہ مذہبی ہے کہ وہ ان مجالس وعظ میں شوق سے شریک ہو کر ثواب اخروی حاصل کریں۔ اور جس قدر مسائل سے واقفیت حاصل ہو۔ ان پر خود بھی عامل ہوں اور اپنے اہل و عیال اور اقربا و احباب کو بھی عمل کرنے کی تحریص و تشویق دلائیں۔ اور ان کے بتانے سے جو لوگ عمل کریں گے ان کے اجر کے برابر ان بتانے والوں کو بھی بارگاہ الٰہی سے ثواب و اجر عطا ہوگا۔ اور ان عمل کرنے والوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

وَ اَمَّا مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا

ترجمہ جو شخص اسلام میں کسی نیک طریقہ کو رواج دیگا وہ اس کا اجر لیگا اس کے علاوہ جو شخص اس طریقے پر عمل کریگا اس کے اجر کے برابر بھی وہ اجر لے گا" (مشکوٰۃ)

حضرت امام اعظمؒ کی روایت

حضرت امام الائمہ سیدنا امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نماز میں بوقت تکبیر اولیٰ کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھانے چاہئیں۔ کیونکہ اس کے متعلق یہی ایک مشہور حدیث معلوم ہے کہ قیامت کے دن ایک عاصی کو جو مستوجب عذاب ہوگا دوزخ کی طرف فرشتے لیجانے لگیں گے کہ بارگاہ ذوالجلال والاکرام سے حکم ہوگا۔ میرے بندے کو "اس کی ایک عبادت ایسی ہے جس کی اسکو خبر نہیں"۔ تکمیل فرمان فرشتے اسکو چھوڑ دیں گے۔ وہ شخص بارگاہ خداوندی میں عرض کریگا کہ الٰہی وہ کونسی طاعت تھی جس کے لئے یہ احسان عظیم و کرم عمیم فرمایا گیا۔ ارشاد ہوگا کہ "دنیا میں ایک دن پہلا ایک بندہ نماز پڑھنے کھڑا ہوا تھا۔ اور اس نے تکبیر کے لئے کندھوں تک ہاتھ اٹھائے تھے اور تو نے اسکو بتایا کہ کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھاؤ۔

بھائیو! اس سے سمجھ لینا چاہیئے کہ احکام کا بتانا اور اس پر عمل کرانا اور منہیات سے روکنا کس قدر ضروری اور موجب اجر جزیل ہے۔ ہم آج آپکو چند ضروری مسائل سناتے ہیں۔ آپ سب حضرات ان پر کاربند ہو کر رحمت ہائے خداوندی کے مستوجب و امیدوار ہوں۔ اور دوسروں کو بھی بتائیں۔

عاشورے کے روزے کی فضیلت

زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خالق اور دلوں اور مہینوں کے بنانے والے حکیم حقیقی نے اس ماہ مبارک محرم الحرام کو بڑی فضیلت عطا کی ہے۔ اسی ماہ میں یوم عاشورہ ہے۔ جو شخص اس دن خدائے پاک کی عبادت کرے بارگاہ الٰہی سے اس کے لئے بڑا اجر مقرر ہے روز عاشورہ وہ دن ہے کہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ و خلفائے کرام اور صوفیا و اولیا و علمائے عظام اور جملہ بزرگان اسلام اس دن کی بے حد عزت و توقیر کرتے اور روزہ رکھتے تھے۔

(۱) اس مہینے کے روزہ کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ "رمضان المبارک کے بعد کس مہینے کے روزے افضل ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ "ماہ محرم کے"

(۲) اسی ماہ مبارک کی دسویں تاریخ کو یوم عاشورا کہتے ہیں۔ اس روز روزہ رکھنا بہت بڑا ثواب ہے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں سب سے پہلے مسلمانوں پر اس دن کا روزہ رکھنا فرض ہوا تھا۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن روزہ رکھنے کا حکم عام اہل اسلام کو دیا۔ جب رمضان المبارک کے روزے فرض کئے گئے تو محرم کے روزے نفل ہو گئے۔

(۳) صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ایام بیض اور عاشورا کے روزے خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبل از ہجرت مکہ معظمہ میں بھی رکھا کرتے تھے۔ اور صرف آپ ہی نہیں بلکہ قریش کا بھی یہی معمول تھا۔ چنانچہ صحیحین میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ يَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهُ وَاَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تَرَكَ عَاشُوْرَاءَ

(بخاری و مسلم) ترجمہ۔ عاشورا کے دن قریش جاہلیت کے زمانہ میں روزہ رکھا کرتے تھے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قبل از بعثت روزہ رکھا کرتے تھے۔ جب آپ مدینہ (منورہ) میں آئے تو وہاں بھی آپ نے یہ روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی رکھنے کا حکم دیا۔ پھر جب آیت رمضان نازل ہوئی تو آپ نے عاشورا کا

روزہ ترک کردیا۔"

مجاہد! اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ روزہ عاشورا کا دستور پہلے سے چلا آتا تھا۔ اس دن کا روزہ بہت بڑی فضیلت رکھتا ہے چنانچہ ابی قتادہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں خداوند تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ عاشورا کے روزہ کو گذشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ کردے۔

(۵) دوسری حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس نے ماہ محرم میں تین دن یعنی جمعرات جمعہ اور ہفتہ کو روزے رکھے۔ اس کے لئے دو سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائیگا۔

(۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص عاشورا کے دن روزہ رکھے اسکو دس ہزار فرشتوں اور دس ہزار شہیدوں اور دس ہزار حج اور عمرہ کرنے والوں کا ثواب دیا جاتا ہے۔ اور جو شخص اس دن یتیم کے سر پر دست شفقت رکھے تو اس کے سر کے بالوں کے عوض اس کا ایک درجہ بہشت میں بلند کیا جائے گا، اور جس نے کسی مسلمان کا روزہ یوم عاشورا افطار کرایا گویا اس نے تمام امت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ افطار کرایا اور ان کو سیر کیا۔ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے عرض کی "یارسول اللہ! کیا خداوند تعالیٰ نے عاشورا کے دن کو تمام دنوں پر بزرگی دی ہے؟" آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ہاں کیونکہ خداوند تعالیٰ نے آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں، لوح محفوظ، عرش کرسی اور حضرت جبرئیلؑ اور تمام فرشتوں اور حضرت آدمؑ کو عاشورا کے دن ہی پیدا کیا ہے۔ اسی دن ان کی توبہ بھی قبول ہوئی۔ اور اسی دن ان کو بہشت میں داخل کیا تھا۔ اسی دن حضرت نوحؑ کی کشتی جودی پر آکر ٹھیری۔ اسی دن حضرت ایوبؑ نے بیماری سے شفا پائی۔ اور حضرت داؤدؑ کی لغزش معاف ہوئی حضرت ادریسؑ اور عیسیٰ (علیہم السلام) اسی دن پیدا ہوئے اور اسی دن آسمان پر اٹھائے گئے۔ اسی دن خداوند تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کو بادشاہی دی۔ یہی دن حضرت امام حسینؓ کے شہید ہونے کا قرار پایا۔ اور اسی دن قیامت بھی آئے گی۔"

(۷) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ماہ ذی الحجہ کے آخری دن اور محرم کی پہلی تاریخ روزے رکھے گویا اس نے گذشتہ سال روزے سے ختم کیا۔ اور نیا سال روزے سے شروع کیا۔ ان روزوں کو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سالہ قصوروں کا کفارہ کردیگا۔"

(۸) اس ماہ مبارک میں تین دن بڑے متبرک ہیں۔ پہلی اور دسویں اور آخری تاریخ ان تینوں دنوں کا روزہ رکھنا بہت سی برکات کا موجب ہے۔

(۹) امام الطریقت سلطان العاشقین رئیس الزاہدین حضرت خواجہ فرید الحق والدین مسعود گنج شکر اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اوراد میں فرماتے ہیں کہ "جو شخص محرم میں دن کو یا رات کو سو دفعہ کلمات ذیل پڑھ لیا کرے اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے اسے عذاب دوزخ سے آزاد فرمائے گا۔"

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ

قَدِیْرٌ۔ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَیْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ۔

(۱۰) جو شخص تمام رات عبادت کے لئے عاشورا کی رات کو جاگے گویا اس نے ساتوں آسمان والوں کے برابر عبادت کی۔ اس رات میں دو دو رکعت کرکے سو رکعتیں پڑھی جائیں ہر رکعت میں بعد الحمد کے تین بار سورہ اخلاص پڑھی جائے۔ ختم کرنیکے بعد ستر مرتبہ کلمہ تمجید پڑھا جائے۔

(۱۱) جو شخص شب عاشورا کے اخیر حصہ میں چار رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد سورہ اخلاص پچاس بار پڑھے تو اس کے پچاس سال گذشتہ اور پچاس سال آئندہ کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور خداوند تعالیٰ ملاء اعلیٰ میں اس کا گھر بناتا ہے۔

(۱۲) ایک حدیث شریف میں اس نماز نفل کی اس طرح ترکیب وارد ہے کہ چار رکعت دو سلام کے ساتھ پڑھی جائیں۔ اور ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ سورہ اذا زلزلت۔ اور قل یا ایہا الکافرون یا قل ہو اللہ احد ایک مرتبہ پڑھی جائے۔ اور بعد سلام ستر مرتبہ درود شریف پڑھا جائے۔

(۱۳) علمائے اسلام نے لکھا ہے کہ صرف یوم عاشورا کا روزہ رکھنا بوجہ مشابہت یہود کے مکروہ ہے۔ نویں گیارہویں تاریخ کو بھی روزہ رکھنا چاہیئے

عاشورہ کے اعمال و آداب

(۱) اخبار و آثار میں روزہ عاشورا کی فضیلتیں کثرت سے مذکور ہیں۔ سب دینی بھائیوں کو چاہیئے کہ تمام عشرہ مبارک اور خصوصاً نویں اور دسویں ماہ محرم الحرام کو روزے رکھکر معافی گناہ کا ذریعہ پیدا کریں۔ اور جو عبادات مالی و بدنی ہو سکیں بجا لاکر سعادت دارین حاصل کریں۔ اس دن کے آداب یہ ہیں۔

(۱) روزہ رکھنا (۲) عاشورا کے دن عیال کو وافر غذا دینا (۳) صدقہ دینا (۴) لغو اور فحش سے بچنا (۵) اقرباء سے ملنا (۶) زیارت قبور کرنا (۷) مسلمانوں کو سلام کرنا (۸) مصافحہ کرنا (۹) خوشبو لگانا (۱۰) شیر یا لقمہ کھانا (۱۱) افطار کرانا (۱۲) گمراہوں کی رہنمائی کرنا (۱۳) قرآن شریف پڑھنا (۱۴) ستر بار کلمہ تمجید پڑھنا (۱۵) یتیم کے سر پر دست شفقت رکھنا (۱۶) دو مخالفوں کے درمیان صلح کرانا (۱۷) والدین کی خدمت کرنا (۱۸) علماء دین کی زیارت کرنا (۱۹) خدا کے خوف سے رونا (۲۰) مریض کی عیادت کرنا (۲۱) پیاسوں کو پانی پلانا (۲۲) غسل کرنا (۲۳) آنکھوں میں سرمہ لگانا (۲۴) عبادت میں شب بیداری کرنا۔

(۱۴) بعض علماء اسلام نے احتیاطاً لکھا ہے کہ واقعہ شہادت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی وجہ سے جو امور موجب سرور و خوشی ہیں ان کو ترک کرنے میں کوئی ہرج نہیں لیکن بدعات سے مجتنب رہنا ہر حال میں ضروری و واجب ہے کیونکہ یہی وہ دن ہے جس میں سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام اور خاندان اہل بیت کو یزید پلید نے کربلا کے میدان میں بے غربت و بیکسی میں بھوکا پیاسا رکھکر شہید کیا تھا۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس دن کا احترام کریں اور آج لہو و لعب اور تفریحی مشاغل اور فضولیات میں وقت ضائع نہ کریں۔ امام مظلوم کے مصائب و تکالیف کو یاد کرکے غمگین رہیں۔ اور ان کے صبر و استقلال [illegible] [illegible] ہدایت لیں اور اثنا [illegible] سے سبق حاصل کریں [illegible] اور قوم و ملت کی بہتری کے لئے جان و مال یا عزت و ناموس و عیال [illegible]

... تیاریاں ... کر ... کی گئی کر جیسا ہیں آمادہ پھر نا وغیرہ سب امور شرع شریف میں ناجائز ہیں۔

(۳) جناب حضرت شیخ شہاب الدین ابن حجر ہیثمی مصری علیہ الرحمۃ اپنی کتاب صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں کہ:

یوم عاشوراء میں جو مصیبت امام حسین رضی اللہ عنہ پر نازل ہوئی وہ ایک شہادت ہے جو بلند درجات پیدا کرتی ہے۔ اب اگر کوئی شخص اس دن ان کے حالات کا ذکر کرے تو اسکو بموجب حکم خدائے عزوجل جو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کے اور کسی کام میں مشغول نہ ہونا چاہئے۔ انسان اس دن بجز طاعت و عبادت کے اور کچھ نہ کرے اسکو چھوڑ کر دوسرے بدعات میں مصروف ہونا ممنوع ہے ورنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا دن ان امور کے واسطے زیادہ افضل اور بہتر ہوتا۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس متبرک مہینے میں عبادت و طاعت میں مصروف رہیں اور جو بدعات و رسوم اس زمانہ میں رائج ہوگئے ہیں ان سے بچیں یہ تمام بدعات شریعت میں ممنوع اور حرام ہیں اور اس دن کو خوشی اور سرور میں یوم عید بنا لینا جاہلوں کا کام ہے۔

برادران اسلام! محرم کے متبرک ایام میں جو افعال خلاف شرع کئے جاتے ہیں خداوند تعالیٰ کی ناراضی کا موجب ہیں۔ حضرت سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے صبر، استقلال، صداقت، جوانمردی، شجاعت اور عالی ہمتی کا ایک اعلیٰ نمونہ پیش کرکے ہمکو سبق دیا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ انکی اتباع اور پیروی کریں۔ ان کے رنگ میں رنگے جائیں اور انکی سچی محبت کو دلمیں جگہ دیں۔ نہ کہ انکے اعمال و اخلاق کے برخلاف بے صبری اور خلاف شرع امور اختیار کریں۔

ان ایام میں تعزیوں کے باہم ... کی رسم جس سے کئی قسم کے فساد کا اندیشہ ہے۔ ایک بہت بری اور قبیح رسم ہے جسکا انسداد ہر مسلمان پر فرض ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ خدارا گوش ہوش سے سنیں اور ان پاک ایام کی سچی حرمت و عزت قائم رکھنے میں ساعی ہوں۔

ماہ محرم الحرام کی وجہ تسمیہ

اس ماہ مبارک میں چونکہ جنگ حرام تھی لہذا محرم نام رکھا گیا ماخوذ تحریم و حرمت سے ہی۔

اسلام میں چار مہینے حرام ہیں۔ (۱) رجب (۲) ذیقعدہ (۳) ذی الحجہ (۴) محرم ان میں جنگ و جدل اور حرب و ضرب جائز نہیں۔

عاشوراء کی وجہ تسمیہ

عاشوراء کی وجہ تسمیہ میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ اکثر تو فرماتے ہیں کہ یہ محرم الحرام کے دنوں میں سے دسواں دن ہے اس لئے عاشوراء کہلاتا ہے۔ اور بعضوں کا بیان ہے کہ اسکا نام عاشوراء اس لئے ہوا کہ خداوند تعالیٰ نے اس دن دس پیغمبروں کو دس بزرگیاں عنایت فرمائیں (۱) حضرت آدم (علیہ السلام) کی خداوند پاک نے توبہ قبول فرمائی۔ (۲) حضرت ادریس (علیہ السلام) کو بہشت کی طرف اٹھایا (۳) حضرت نوح (علیہ السلام) کی کشتی کوہ جودی پر ٹھہری (۴) حضرت ابراہیم (علیہ السلام) پیدا ہوئے۔ اور اسی دن آگ سے نجات پائی اور خداوند تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا (۵) حضرت داؤد (علیہ السلام) کی توبہ قبول ہوئی (۶) حضرت ایوب علیہ السلام نے بیماری سے شفا پائی (۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام ... نے فرعون سے نجات حاصل کی اور فرعون دریا میں غرق ہوا۔

(۸) حضرت یونس (علیہ السلام) نے مچھلی کے پیٹ سے نجات حاصل کی (۹) حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) آسمان کی طرف اٹھائے گئے (۱۰) حضرت سلیمان (علیہ السلام) کو بادشاہت ملی۔ اور رحمت الٰہی نازل ہوئی۔

محرم کی شہرت کی خاص وجہ

لیکن ان سب امور کے علاوہ اس ماہ محرم اور روز عاشوراء کی شہرت کی وجہ شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ ہے اس واقعہ ہائلہ کی وجہ سے جس قدر شہرت اس ماہ مبارک کو نصیب ہوئی۔ وہ کسی اور دن یا کسی اور ماہ کو ہرگز نہیں ملی کیونکہ واقعہ کربلا تاریخ اسلام کا بڑا اہم اور مشہور واقعہ ہے مسلمان تو خیر اپنے مذہبی تعلقات اور اس عقیدت کی وجہ سے جو بحیثیت کلمہ گو ہونے کے ان کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے پاک خاندان سے ہے) اس سانحہ جانگداز کو یاد رکھنے اور مظلوم شہدائے اسلام کی سوز و شیون کی داستان پر آنسو بہانے کے لئے مجبور ہیں مگر دیگر اقوام عالم بھی جن کو تاریخ اسلام سے کچھ بھی دلچسپی ہے۔ بیگناہ اور مظلوم امام کے مصائب اور شہادت کے دردناک و جگر پاش واقعات کو نظر انداز نہیں کر سکتیں۔ دنیا کے پیش نظر ظلم و ستم کے ایسے دلخراش نظارے بہت کم نظر آئیں گے۔ ممکن ہے کہ جور و جفا کی اس سے بڑھکر کوئی اور داستان نکل آئے۔ مگر بے گناہی اور اسیر صبر و تحمل کی جو تصویر یہ واقعہ پیش کرتا ہے اسکی نظیر ہرگز نہیں مل سکتی۔

یہ دن اس حادثہ عظیم الشان اور سانحہ صبر شکن کی یاد کو تازہ کر دیتا ہے جو ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبط اصغر جناب سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کو یزیدیوں کے ہاتھ سے شہادت کی صورت میں پیش آیا تھا۔

سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی شہادت ان المناک اور دردانگیز حوادث میں سے ہے جنکی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے عاجز ہے اور انسانی شقاوت اور بیرحمی کا ایسا نمونہ ہے کہ دنیا کی بیکسی و شرافت جسقدر بھی ماتم کرے کم ہے کیونکہ دشمنوں سے گزند و تکلیف کا پہنچنا ایک امر مسلمہ ہے لیکن دوستوں کی طرف سے ذرا سی زیادتی بھی ایک فسانہ غم ہوجایا کرتی ہے۔ یہ کیسی حیرتناک کہانی ہے کہ حسین انہی لوگوں کی شمشیر جفا سے قتل کئے گئے جو ان کے فضائل و محامد کے قائل تھے۔ انکے جد امجد کے کلمہ خواں تھے۔ اور ان کے والد ماجد (علی) اور انکی والدہ مکرمہ (فاطمۃ الزہراء) کی فضیلت سے اچھی طرح واقف تھے۔ ان کے اعلیٰ مدارج اور ان کے فضائل و مراتب کے معترف تھے مگر باوجود ان سب باتوں کے جگر گوشہ رسول و بتول کو خاک و خون میں ملا دیا۔

برادران اسلام! دنیا کی مختلف اقوام میں سال نو کی ابتداء خوشی و شادمانی کے ساتھ ہوتی ہے اور نوروز میں جلسے و دعوتیں نئے سال کی آمد کی خوشی میں کئے جاتے ہیں۔ مگر مسلمانوں کا سال نو ماہ محرم الحرام سے شروع ہوتا ہے اور جبکہ ظاہر پرست اقوام ابتدائے سال کو ظاہری خوشی سے مناتے ہیں مسلمان بظاہر غم سے اپنے سال کی ابتداء کرتے ہیں۔ دشمنان امام مظلوم چونکہ ظاہر پرست تھے ان کو اپنے نزدیک بہت بڑی فتح حاصل ہوئی۔ اور انھوں نے اس خوشی میں نوبت نقارے بجوائے۔ جلسے کئے اور کئی طرح کے سامان عیش و طرب مہیا کئے لیکن

وہ یہ نہ سمجھے کہ انہیں شکست فاش ہوئی اور حقیقی فتح حضرت سید الشہداء ہی کے حصے میں رہی۔ وہ کمبخت اس دھوکہ میں رہے کہ انہوں نے اپنے مد مقابل (حضرت امام حسین رضؓ) کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ لیکن ان کو اس کی خبر ہی نہ تھی کہ حضرت نے حیات ابدی حاصل کی ہے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

یزیدیوں نے بخیال خود بڑی بہادری کی ہزاروں سپاہیوں نے مل کر تقریباً ستر آدمیوں کو شہید کر ڈالا لیکن دنیا سمجھتی ہے کہ وہ شجاعت جو انسان کامل کی صفت ہے حضرت امام ہی سے ظاہر ہوئی۔ کہ انہوں نے وہ کر دکھایا جو مقبولان بارگاہ خداوندی کا خاصہ ہے۔ باوجود یہ معلوم ہونے کے کہ آپ تن تنہا ہیں اور دشمن ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ باوجود یزیدیوں کے مطالبہ اسلام کی مجاہدیں کے۔ باوجود یزیدیوں کی دھمکیوں اور لالچ دلانے کے آپ قدم راہ حق سے نہ ہٹے۔ یہی سبب ہے کہ آج تک راہ حق میں گردن کٹانے والے مسلمانوں کا خون پکار رہا ہے۔ اسلام پر جانیں فدا کرنے والے مظلوموں کا ابھر[illegible] مدتیں گزر گئیں۔ مگر تاریخ اسلام کے اوراق شہدائے کربلا کے دردانگیز قصہ کے بیانوں پر روتے ہیں۔ صدیاں گزر گئیں مگر جانبازان اسلام کی شجاعت کے حیرت انگیز تذکرے لگاتے دوام کے ساتھ محبت اور حسرت کا نہ مٹنے والا [illegible] غرض اس ماہ مقدس کی قابلقدر دو حیثیتیں ہیں۔ ایک وہ اخبار و آثار جو حرم عاشورا کی فضیلت سے متعلق ہیں۔ دوسرے وہ حادثہ عظمی جو دنیائے اسلام [illegible]

عاشورا

(از جناب مولانا عبدالماجد صاحب بی اے)

بندہ 'خدا کے ساتھ' روح جزئی' روح کل کے ساتھ' اپنے تعلق کو جب اور جہاں بھی تازہ کرتا رہے' باعث اجر ہے لیکن اس عام کلیہ میں بعض اوقات اور مقامات کو امتیاز و تخصیص بھی حاصل ہے۔ نماز ہر جگہ پاکیزہ ہے' لیکن مسجد میں پڑھی جائے تو پاکیزہ تر ہو جاتی ہے اور بعض خاص مسجدوں میں اور بھی پاکیزہ ہو جاتی ہے۔ دوپہر کی نماز ہفتہ میں جس روز بھی ادا کی جائے' اجر رکھتی ہے' لیکن جمعہ کی دوپہر کو جو نماز ادا کی جاتی ہے' اس کا اجر کہیں زائد ہے' روزہ جب کبھی بھی رکھا جائے' اچھا ہے' لیکن ماہ رمضان کے روزوں کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔ اسی طرح یوم عیدالفطر' یوم عید قربان' ایام تشریق بہت سے دن ایسے ہیں' جو اسلامی جنتری میں ایک خاص امتیاز رکھتے ہیں۔

اسی قسم کے متبرک اور مخصوص دنوں میں ایک دن ماہ محرم کا دسواں دن بھی ہے جسے یوم عاشورا کہتے ہیں۔ روایات حدیث میں اس تاریخ کی بہت سی فضیلتیں اور برکتیں منقول ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ خدا نے شروع ہی سے اس تاریخ کو اپنے فضل و انعام کے لئے چن لیا ہے۔ دوسرے واقعات سے قطع نظر کرکے' اس تاریخ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ فرعون جو مصر کا مشہور ظالم و جابر فرمانروا گذرا ہے' اسی تاریخ کو مع اپنے حاکمانہ شوکت و دبدبہ کے ہلاک و تباہ ہوا' اور ایک مظلوم و محکوم قوم' بنی اسرائیل نے اسی تاریخ کو اُس کے پنجۂ غضب سے رہائی پاکر آزادی کی سانس لی۔ چنانچہ قوم یہود' ہزاروں سال بعد تک اپنے اس یوم آزادی کی یادگار میں اس روز طرح طرح کی خوشیاں مناتی رہی۔

کئی ہزار سال بعد' ٹھیک اسی تاریخ کو دشت کربلا میں وہ واقعۂ خونین پیش آیا' جو تاریخ کی یاد سے شاید کبھی محو نہ ہوسکے۔ ایک ظالم و جابر' فاسق و فاجر بادشاہ' سرور کائنات صلعم کی مسند خلافت پر قابض ہوگیا تھا' اور سب کو اپنی بیعت و اطاعت پر مجبور کر رہا تھا۔ اللہ کے ایک نیک و برگزیدہ بندہ حسین بن علی نے اسکی بیعت سے انکار کیا۔ اس نے ایک لشکر جرار بھیج کر امام کو مع ان کے چند رفقا کے دشت کربلا میں گھیر لیا' اور شقاوت و بیدردی' سنگدلی و بے رحمی کے جملہ لوازم کے ساتھ' انہیں تہ تیغ کر ڈالا۔ حسین نے جان دے دینا گوارا کی' لیکن ظالم حکومت کو تسلیم کرنا گوارا نہ کیا۔ اپنا سر تن سے جدا کیا جانا قبول کر لیا' لیکن غیر خدائی قوت کے آگے اسے جھکانا قبول نہ کیا۔ حق و باطل' آزادی و غلامی' خلافت یزدانی و خلافت شیطانی کے درمیان معرکہ آرائی جس طرح حضرت موسیٰ کو ۱۰ محرم کو پیش آئی تھی' ٹھیک اسی طرح امام حسین کو ۱۰ محرم کو پیش آئی۔ پہلی صورت میں حق کی کامیابی سب کو نظر آگئی' دوسری صورت میں ظاہری و فوری ناکامی تھی۔ تاریخ عاشورا دونوں صورتوں میں مشترک رہی۔

کتب حدیث (خصوصاً صحاح ستہ) میں متعدد روایات اس مضمون کی موجود ہیں کہ رسول خدا صلعم ہمیشہ عاشورا کو روزہ رکھا کرتے تھے' اور اسکی اہمیت برابر ملحوظ رکھتے تھے۔ جب حضور مدینہ تشریف لائے ہیں تو لوگوں نے عرض کیا کہ یہ یہود کے روزہ کا دن ہے' اور اسکی وجہ بیان کی' یعنی فرعون کی غرقابی' اور موسیٰ کی کامیابی و فتحمندی۔ حضور نے یہ سنکر ارشاد فرمایا' کہ موسیٰ علیہ السلام کا حق تو ہم مسلمانوں پر کہیں زائد ہے (یعنی موسوی تو مسلمان ہیں نہ کہ یہود) اور یہ فرما کر خود بھی روزہ رکھا' اور دوسروں سے بھی روزہ رکھوایا۔ گویا ایک ظالم حکومت کے پنجہ سے ایک مظلوم قوم کی رہائی و آزادی' سرور کائنات صلعم کی نظر میں ایسی خفیف و غیر اہم نہ تھی جس کی یاد اب مٹ جانے دیتے۔ بلکہ آپ نے خود بھی اس مقدس دن کی مقدس یادگار کو برقرار رکھنا ضروری خیال فرمایا۔

ذی الحجہ کی دسویں تاریخ خلیل اللہ کی مقبولیت کی یادگار ہے' محرم کی دسویں تاریخ کلیم اللہ کی برگزیدگی کی یادگار ہے۔ عیدالاضحیٰ جانوروں کی قربانی کا دن ہے' عاشورا انسانی قربانی کی تاریخ ہے۔ ۱۰ ذی الحجہ کو خدا کے دوست نے مینڈھا خدا کی راہ میں قربان کیا تھا' ۱۰ محرم کو رسول خدا کے نواسے نے اپنی جان خدا کی راہ میں قربان کردی۔ ہم قربانی کے جانور ذبح کرکے سنت ابراہیمی کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں' چاہیئے کہ ماہ محرم میں خود اپنی جانیں راہ حق میں پیش کرکے سنت حسینی کو بھی زندہ رکھیں۔ رسول خدا صلعم جو صوم عاشورا کی اس قدر تاکید و اہتمام فرماتے تھے' سو اسکا مقصد بھی یہی ہے کہ اپنے نفس کی خواہشوں کو اللہ کی راہ میں قربان کیا جائے۔ اس لئے کہ روزہ شریعت اسلامی کی اصطلاح میں بجز اس کے کوئی معنی نہیں رکھتا کہ نفس کی خواہشوں کو اللہ کی راہ میں مغلوب اور قربان کیا جائے۔

عبرت اور صد ہزار عبرت کا مقام ہے' کہ جو دن روزہ اور عبادت کے لئے مخصوص ہونا چاہیئے تھا' اسکو ہم نے لہو و لعب' کھیل کود' باجا اور جلوس کے لئے مخصوص کر رکھا ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے شہادت کی رات اور وقت شہادت تک کا دن' یاد الٰہی میں گذارا تھا' ہمارے نادان بھائی یہ سارا وقت فضول خرچی اور نمائش کی نذر کرتے ہیں۔ امام مظلوم مع اپنے سارے خاندان کے بھوکے اور پیاسے دنیا سے رخصت ہوئے تھے' ہم عین اسی روز بجائے روزہ رکھنے کے طرح طرح کے حلوے اور طرح طرح کے شربت اور حلووں سے اپنے حلق و دہن کی ضیافت کرتے رہتے ہیں۔ شہید کربلا نے غیر اللہ کے سامنے سر جھکانا حرام سمجھا' ہم اسکی یادگار میں قائم کرتے ہیں کہ سارا وقت لہو و لعب میں صرف کرتے ہیں۔ اللہ کے اس پاک و پاکیزہ بندہ کے دل میں یہ لگن لگی ہوئی تھی کہ بجز خدا کے کسی کی غلامی باقی نہ رہنے پائے' ہم وہ سارا وقت اپنے نفس کی غلامی میں صرف کرتے ہیں' اور یہ سمجھتے ہیں کہ ان طریقوں سے ہم امام حسین کی روح مبارک کو خوش کر رہے ہیں' اور اُن سے نزدیک تر ہوتے جاتے ہیں۔

نقلاً یہ روز مبارک ہمیں روزہ و عبادت کے لئے مخصوص رکھنا چاہیئے جیسا کہ سرور کائنات صلعم

کا طریقہ عمل کیا تھا معلوم ہوا اس راز میں کہ ہمیں لازم ہے حسین شہید کربلا کے نقش قدم پر چلنے کی اور زیادہ کوشش کرنی چاہیے۔ یعنی خارج سے بالکل بے پروا ہو کر حق کی حمایت آزادی کی طلب خودمختاری کی کوشش باطل سے گریز غلامی سے نفرت مادی حکومتوں سے بیزاری برداشت مصائب اخلاص کی ترغیب خواہی۔ ہندوستان کا رواجی محرم اور رواجی عاشورا ایسی چیزیں ہیں جنکی تائید نہ عقل سے ہوتی ہے نہ نقل سے بلکہ بعض رسمیں اس حد تک ایسی کیجاتی ہیں کہ قرآن و حدیث سے تقریباً ان سب کی تردید ہی نکلتی ہے۔ سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ؛

کارے کہ حسین اختیارے کردی
در گلشن مصطفیٰ بہارے کردی
از ہیچ پیمبرے نہ آید ایں کار
واللہ کہ اے حسین کارے کردی

بغیر استاد کی مدد کے انگریزی سکھانے والی کتابیں مکمل سٹ قیمت ۵ ؎

اتالیق انگریزی جلد اول یعنی مخزن الفوائد ۱۲۸ صفحے اسمیں اردو نام و عبارت کو انگریزی میں لکھنے اور انگریزی میں ترجمہ کرتے وقت صحیح ہجے کرنے لفظ کے فقرے انگریزی اردو بول چال کے کئی سو فقرے انگریزی اردو دفترے قاعدوں کے ساتھ اور حکایتیں انگریزی میں ترجمہ کرنے کے لیے درج ہیں اس کتاب کے پڑھنے سے ایسا مبتدی بھی جو انگریزی کی الف بے تے سے بھی واقف نہیں بغیر استاد کی مدد کے قلیل عرصہ میں بہت استعداد حاصل کر سکتا ہے قیمت چھ آنے۔

مخزن المحاورات یعنی اتالیق دوم ۱۲۱ صفحے اسمیں ایک ہزار دو سو انگریزی محاورے اور چھ سو ضلیں مع ترجمہ اردو ۱۵۰۰ اردو مصادر مع ترجمہ انگریزی بہ ترتیب حروف تہجی اور تین چار ہزار کے قریب ایسے ناموں اور چیزوں کی انگریزی جن سے کام پڑتا ہے درج ہیں قیمت ۶ ر

ہادی الترکیب اتالیق جلد سوم ۱۲۵ صفحے اسمیں ڈکٹیشن لکھنے کے انگریزی پڑھنے کے الفاظ لفظوں کے صحیح ہجے کرنے اور صحیح تلفظ اور پوزرسنگ کے تمام قواعد ابتدا سے انتہا تک مثالیں اور نمونہ وغیرہ دکھائے ہیں قیمت

انگریزی بولنا اتالیق جلد چہارم اسمیں تین ہزار بول چال کے فقرے مع ترجمہ اور مخزن الفوائد کے تمام اردو جملوں کا ترجمہ قیمت چھ آنے (۶ر)

اردو سے انگریزی ڈکشنری یعنی اتالیق جلد پنجم ۱۵۰ صفحے اسمیں سات ہزار پانسو ایسے اردو لغت جو اکثر تحریروں اور تقریروں میں آتے ہیں بترتیب حروف تہجی اردو خط میں لکھے ہیں اور ان کے آگے انگریزی خط میں ہمسر انگریزی لغت جو اردو ترجمہ میں مستعمل ہیں جنکی اصل سے واقفیت ضروری ہے کئی سو ایسے مختلف محتقات انگریزی بھی جو عموماً تحریر میں آتے ہیں درج ہیں قیمت ۸ر

کامل القواعد اتالیق جلد ششم جدید نو ترمیم ۲۰۴ صفحے اسمیں صرف و نحو کے تمام و کمال جو ترجمہ کرنے اور انشا پردازی سے متعلق ہیں نہایت خوبی اور وضاحت سے درج ہیں ۱۶۷ صفحہ میں قیمت ۱۰ر

کامل القواعد یعنی اتالیق جلد ہفتم ۲۰۳ صفحے نو ترمیم اسمیں جمدی کو پارسنگ کرنا بخوبی سمجھایا ہے قیمت ۵

مینول آف کمپوزیشن کا ترجمہ ۱۹۱۳ء کی نو ترمیم کا یعنی اتالیق جلد ہشتم کا پہلا جزو اسمیں تمام اردو نہایت لائق اور ایٹی مولوجی وغیرہ کا ترجمہ ہے قیمت پانچ آنے (۵ر)

(دوسرا جزو) اسمیں تمام سنٹنس کے قاعدے اور نمونوں مثالوں اور پارسن اور کریکٹ کے فقروں کا ترجمہ ہے اور تمام کریکٹ کے فقروں کو کریکٹ کر کے بھی دکھایا ہے قیمت ۸ر

تیسرا جزو۔ قیمت ۸ر

۹ انگریزی خط و کتابت یعنی اتالیق جلد نہم ہر قسم کی چٹھیاں اور عرضیاں درخواستیں نوٹس اور ہر قسم کی تحریریں مع کامل قاعدے اور نمونہ مع ترجمہ اردو قیمت ۸ر

ضمیمہ مخزن الفوائد یعنی اتالیق انگریزی جلد دہم ۱۲۵ صفحے اسمیں اتالیق جلد اول یعنی مخزن الفوائد کے علاوہ وقت ترجمہ کرنے کے اعلیٰ قاعدے سمجھا کر ترجمہ کے واسطے ایک ہزار نحو اور بہت سی عبارتیں دی ہیں طبع جدید میں علاوہ ترمیم کے انشا پردازی اور ملا جواب مضمون وغیرہ کے متعلق بہت سے قواعد اور نمونے زیادہ کئے گئے ہیں اور کئی سو نمبر مترادفات وہم یعنی الفاظ کا فرق بتلایا گیا ہے۔ قیمت ۸ر

اتالیق جلد یازدہم مخزن الحکایات یعنی ۱۴۳ انگریزی کہانیاں مع اردو معنی و تلفظ قیمت ۵ر

اتالیق جلد دوازدہم یعنی ضمیمہ مخزن المحاورات اتالیق جلد دوم کے علاوہ دو ہزار محاورے اور دو سو کہاوتیں پہلے پوز فیشنل کے استعمال کے فقرے مع ترجمہ درج ہیں قیمت ۸ر

انگریزی خوشنویسی یعنی اتالیق حصہ سیزدہم جسمیں انگریزی لکھنے اور خوشنویسی کے تمام قواعد مع نمونوں اور تصویروں کے درج ہیں قیمت ۱ر آئینہ تاریخ ہند۔ یہ تاریخ ہند کا پورا خلاصہ بڑے کاغذ پر چھپا ہوا ہے۔ قیمت ۱ر

ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ پیشوا پوسٹ بکس ۲۵ دہلی

تین کتابیں

جی چاہتا ہے کہ ہر شخص ان کتابوں کا اشتہار چھپواؤں اور جی چاہتا ہے کہ ہر شخص ان کتابوں کو منگا کر پڑھے۔ کیونکہ ان کتابوں کے پڑھنے سے زندگی میں خوشگوار انقلاب پیدا ہونگے۔ یہ کتابیں غریبوں کو دولتمند بنائیں گی۔ ان سے اداس لوگوں کو خوشی اور شگفتگی حاصل ہوگی۔ یہ گناہگاریوں کو پرہیزگاریوں سے بدل دیں گی۔ یہ اجڑے ہوئے گھروں کو آباد کریں گی جن کو خدا نے اتنی مقدرت دی ہو کہ اپنی بھلائی کے لئے کچھ خرچ کر سکتے ہوں تو ان کتابوں کو ضرور منگائیں مجھے قوی امید ہے کہ یہ آپ کے لئے دینی و دنیوی فلاح کا ذریعہ ثابت ہونگی اور آپ دیکھیں گے کہ ان کے مطالعہ کے بعد آپ میں کیا تغیر پیدا ہوتا ہے۔ کتابوں کے نام اور قیمتیں یہ ہیں۔

درس عبرت ۸ر — تصویر معاشرت ۸ر — میاں بیوی ۸ر

ملنے کا پتہ سید حسن نظامی منیجر رسالہ پیشوا پوسٹ بکس ۲۵ دہلی

فضائل امامؑ

(از جناب مولوی سید ظفر الحسن صاحب جری مدیر اخبار نجف فاطمہ)

امام حسینؑ جناب سرورِ کونین کے ہم شبیہ تھے

جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا امام حسین علیہ السلام کو کھلانے اور سلانے کے وقت لوری کے طور پر یہ اشعار پڑھا کرتی تھیں:-

اَنتَ شَبِیہٌ بِاَبِی — **لَستَ شَبِیہاً بِعَلِی**

تو میرے باپ سے مشابہ ہے — تو (اپنے باپ) علی سے مشابہ نہیں

(ناسخ التواریخ جلد ۶ صفحہ ۲۸۔ ترمذی صـ۲۲۵۔ سیر الشہادتین صـ۳۶ شہید اسلام صواعق محرقہ صـ۱۰ ینابیع المودہ صـ۱۶۸)

امام حسینؑ کو کھلانے کے وقت آنحضرت کی دعا

ناسخ التواریخ میں ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم با ہر دو دست کف ہا امام حسین علیہ السلام را می گرفت و قدم ہائے او بر قدم رسولخدا می انداخت آنحضرت می فرمود حزقہ حزقہ ترق عین بقہ اللّٰہم انی احبہ فاحبہ و احبّ من یحبہ۔ اے کوچک اندک خطوہ اے کوچک چون چشم پشہ بالا بیا۔ بالا بیا۔ آنگاہ می فرمود الٰہی اُو را دوست می دارم تو ہم اُو را دوست دار و دوست دار تو او را کہ می را دوست دارد"

طبرانی نے معجم میں اور امام ابو عمر نے اسی مضمون کو ابوہریرہؓ کی اسناد سے لکھا ہے۔ ان کی اصل عبارت یہ ہے:-

"عن ابی ھریرۃ قال ابصرت عینای وسمعت اُذنای رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو آخذ بکفی حسین وقدماہ علی قدمی رسول اللہ وھو یقول حزقہ حزقہ ترق عین بقہ فرقی الغلام حتی وضع قدمیہ علی صدر رسول اللہ فقال افتح فاک و قبّلہ ثم قال اللّٰھم انی احبہ فاحبہ"

یعنی ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا اور اپنے دونوں کانوں سے سُنا کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں ہاتھ امام حسینؑ کے پکڑے ہوئے تھے اور امام حسینؑ کے دونوں قدم سینۂ مبارک پر تھے اور آپ فرما رہے تھے کہ اے مچھر کی سی آنکھ کی طرح ننھے سے بچے آگے بڑھ! آگے بڑھ! سچ سچ (راوی کا بیان ہے کہ) شاہزادہ آگے بڑھا کہ اُس کے دونوں قدم حضورؐ کے سینۂ منور پر رکھے گئے پھر آپ نے فرمایا کہ منہ کھول اور آپ نے اُن کے منہ کو چوما۔ پھر فرمایا۔ پروردگارا! میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اس کو محبوب رکھ۔

شہزادہ حسینؑ آنحضرت کے کندھوں پر سوار ہوا کرتے تھے

ایک دن حضرت عمرؓ خدمت رسول مقبولؐ میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حسینؑ آنحضرت کے کندھوں پر سوار ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ نے امام حسین علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرمایا نعم الجمل جملک یا اباعبد اللہ یعنی اے ابا عبد اللہ حسین! آپ کی سواری کا اونٹ کیا اچھا ہے۔ یہ سنکر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "نعم الراکب ھو" اے عمرؓ! یہ سوار بھی تو دیکھو کیسا اچھا ہے۔

(دیکھو ناسخ التواریخ۔ کشف المحجوب۔ وسیلۃ النجات ملا مبین فرنگی محلی صـ۲۶۷ و ینابیع المودہ صـ۱۴۳۔

جو حسینؑ کا دشمن ہو وہ رسولِ خدا کا دشمن ہے

جناب رسول خدا نے فرمایا ہے من احب حسنا وحسینا فقد احبنی ومن ابغضھما فقد ابغضنی۔ یعنے جو حسنؑ حسینؑ کا دوست ہے وہ میرا دوست ہے اور جو ان کا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے۔

(ملاحظہ ہو صحیح ترمذی صـ۲۱۵۔ تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی بحوالہ صحیح بخاری و صحیح نسائی۔ صواعق محرقہ۔ احمد حنبل۔ ابو یعلی۔ ابن ماجہ۔ المعجم حافظ ابونعیم۔ طبرانی۔ دیلمی۔ ناسخ التواریخ۔ مدارج النبوہ جلد اول۔ ینابیع المودہ صـ۱۹۶۔ وسیلۃ النجاۃ صـ۲۶۲)

امام حسینؑ سیّد اور سیّد کے بیٹے اور امام ابن امام ہیں

ینابیع المودہ صـ۱۶۸ اور مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی میں ہے:-

حضرت سلمان فارسی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا حسینؑ رسول اللہ کے زانو پر بیٹھے ہیں اور رسول حسینؑ کے رخساروں اور منہ کو چومتے ہیں اور فرماتے ہیں انت السیّد ابن السیّد واخو السیّد انت امام ابن امام واخو الامام وانت حجۃ وابن الحجۃ واخو الحجۃ وانت ابو تسعۃ حجج تاسعھم قائمھم یعنی اے حسین تو خود سیّد اور سیّد کا بیٹا اور سیّد کا بھائی ہے۔ تو خود امام امام کا بیٹا اور امام کا بھائی ہے۔ تو حجۃ خدا۔ حجۃ الٰہی کا بیٹا۔ حجۃ خدا کا بھائی اور تو حجۃ الٰہی کا باپ ہے کہ نو ان میں قائم آل محمد ہے (حضرت محمد مہدی آخر الزمان عجل اللہ ظہورہ)

حسینؑ کے رونے سے آنحضرت بے چین ہوتے تھے

ایک روز رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہؓ کے گھر سے نکلے کہ فاطمہؑ کے گھر سے حسینؑ کے رونے کی آواز آئی۔ بے قرار ہو گئے اور حضرت فاطمہؑ کے پاس جا کر فرمایا اے فاطمہؑ! اے نور دیدہ! حسینؑ کو بہلاؤ۔ خاموش کرو۔ کیا

حضرت عمر فاروق کے دل میں حسینؓ کی قدر و منزلت

وسیلۃ النجاۃ مولوی محمد مبین صاحب فرنگی محلی ص۲۱۰ اور سعادت الکونین فی فضائل الحسنین مولانا مفتی اکرام الدین صاحب ص۲۵ میں ہے کہ حضرت عمرؓ خلیفہ دوم کے پاس حسینؓ ملنے کے لئے تشریف لے گئے وہاں ان سے پہلے حضرت عمرؓ کے بیٹے عبداللہؓ موجود تھے اور ان کو اجازت حاضری نہیں ملی تھی (بروایت مسند خطیب معاویہ سے خلیہ تھا) حسینؓ یہ دیکھکر خود ہی بلا اطلاع کرائے اس خیال سے کہ مجکو بھی اجازت نہیں ملیگی واپس چلے آئے۔ اس کی اطلاع حضرت عمرؓ کو ہوئی کہ حسینؓ آئے تھے اور واپس چلے گئے تو آپ نے خود حسینؓ کی جستجو کی اور حسینؓ سے ملکر فرمایا۔ یا ابن اخی! آپ کیوں واپس چلے آئے؟ آپ کو اجازت لینے کی ضرورت کب ہے؟ فهل انبت الشعر على رؤسنا غیركم ہمارے سر و نیز یہ بال آپ کی بدولت نہیں اُگے؟ یہ عزت۔ یہ شرف۔ یہ اسلام کیا آپ ہی کے گھر سے ہم کو نہیں ملا؟ ؛

بائیں کہ حسینؓ کی محبت میں بیتاب ہو جاتا ہوں۔

(ملاحظہ ہو ینابیع المودۃ شیخ الاسلام قسطنطنیہ ص۲ قند وزی ص۲۶۰ ذخائر العقبیٰ علامہ محب ابن عبداللہ شافعی۔ نزل الابرار علامہ بدخشی۔ سعادت الکونین فی فضائل الحسنین ص۲۵ مفتی اکرام الدین نیز شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

ایک دوسری روایت میں حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ "دیدم در نزد رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم در غیر وقت انگور خوشہ انگور دیدم۔ فقال لی یا سلمان ائتنی بولدی الحسن والحسین لیاکلا معی من هذا الغیب۔ جناب رسول خدا فرمود اے سلمانؓ فرزندان من حسنؓ و حسینؓ را حاضر کن تا با من ازیں انگور بخورند من شتابیدم و بسرائے فاطمہ علیہا السلام رفتم۔ ایشان را نیافتم۔ بخانۂ ام سلمہؓ شتافتم۔ ایشان را ندیدم۔ لاجرم بحضرت رسولؐ آمدم و خبر باز دادم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مضطر شد و برخاست و گفت واولداہ وا قرۃ عیناہ من یرشدنی علیهما فله علی اللہ الجنۃ" پس پیغمبر صلعم بیغ خورد بر فرزندان خود و فرمود کسے را کہ دلالت کند مرا بایشاں بر عذاست کہ او را جا در بہشت بدہم (ملاحظہ ہو ناسخ التواریخ)

ہندوستان کا بادشاہ کون تھا؟ کون ہے؟ کون ہوگا؟

ہند پر نقشبندی حکومت تھی۔ نقشبندی حکومت آج بھی ہے اور نقشبندی حکومت قیامت تک بھی رہیگی

کہنے کو ہندوستانیوں کے جسموں پر انگریزوں کی حکومت ہے لیکن مشرق سے مغرب تک روحانیت کے علمبردار دیکھ لو نیز نقشبندی حکومت کے لوگوں کے دو نیز ہر دواں تھے۔ آج بھی اس مادیت کے دور میں روحانیت کے شہنشاہ خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے آستانہ مبارک پر ارباب حکومت کی پیشانیاں جھکی ہوئی دکھائی دیتی ہیں اگر آپ ہندوستان کے اس روحانی تاجدار کے مبارک حالات دیکھنا چاہتے ہیں تو-

سیرت باقی

پڑھیئے یہ روحانیت کا مکمل درس ہے یہ دنیاداری کی صحیح تعلیم ہے یہ دینداری کا سہارا ہے۔ اسمیں درویشی کہانیاں ہیں۔ اسمیں کبار کے سچے قصے ہیں اسمیں اوراد و وظائف ہیں۔ اسمیں مصیبتوں سے نجات حاصل کرنے کے طریقے ہیں۔ مختصراً اسمیں وہ سب کچھ ہے جس کیلئے ایک دیندار اور دنیادار مسلمان بھیجا ہے کئی سال کی مسلسل کوشش کے بعد یہ کتاب تیار ہوئی ہے اور اتقدر نایاب کتابوں کی مدد سے اس کے قیمتی اوراق کو سجایا گیا ہے۔ ظاہری آنکھ کے لئے یہ صرف حضرت خواجہ باقی باللہ کی سوانح مبارک ہے لیکن اہل نظر کے لئے اسمیں دنیا اور دین کے تمام معاملات ہیں جس کے پاس یہ کتاب ہوگی اسکی اخلاقی۔ مذہبی۔ دنیاوی حالت درست ہو جائیگی۔ اور مالی مشکلات سے نجات مل جائیگی کتاب کے شروع میں آستانہ شریف حضور خواجہ باقی باللہ کا عکسی فوٹو دیا گیا ہے۔ قیمت صرف بارہ آنے (۱۲) فہرست مضامین سیرت باقی یہ ہے :-

ملنے کا پتہ:- سید حسن [illegible]

شہادت

(از جناب مولانا عبدالماجد صاحب بی اے)

سب انسان جس طرح مادی و جسمانی حیثیت سے برابر نہیں ہوتے اسی طرح ذہنی و روحانی حیثیت سے بھی سب ایک سطح پر نہیں ہوتے۔ ایک طرف وہ بھی انسان ہی کہلاتے ہیں، جو چند پھول اٹھانے کی بھی طاقت نہیں رکھتے اور دوسری طرف رستم و سہراب اسفندیار و سام و نریمان بھی انسانوں ہی میں شمار ہوتے ہیں۔ ایک طرف وحشی قوموں کے وہ افراد بھی انسان ہی ہیں، جو معمولی گنتی تک نہیں سیکھ سکتے، دوسری طرف ارسطو و افلاطون بھی انسانوں ہی میں پیدا ہوتے ہیں۔ ٹھیک ایسا ہی، بلکہ اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز فرق انسانوں کے درمیان روحانی حیثیت سے نظر آتا ہے۔ ایک سرے پر ابراہیمؑ و موسیٰؑ ہارونؑ و عیسیٰؑ ابوبکرؓ و حسینؓ ہیں اور دوسرے سرے پر نمرود و فرعون، قارون و ابولہب ابوجہل وغیرہ۔

روحانی ترقی کے بالکل آخری زینہ کا نام، مرتبۂ نبوت و رسالت ہے۔ یہ مرتبہ عام سطح بشریت سے اس معنی میں بالاتر ہوتا ہے کہ یہاں پہنچکر انسان خود ہی کامل نہیں ہو جاتا، بلکہ اپنے ذریعہ سے دوسروں کو بھی کامل بنا سکتا ہے اور ایک ایسی نعمت (وحی الٰہی) کا حامل ہوتا ہے جسکی تاب دوسرے انسان نہیں لا سکتے۔ یہ مرتبہ خداداد ہوتا ہے، سعی و کوشش سے حاصل نہیں ہوتا۔ فطری و وہبی ہوتا ہے، کسبی و اختیاری نہیں ہوتا۔ اس سے اتر کر دو مرتبے اور ہیں، جو انسان اپنی سعی و کوشش سے حاصل کر سکتا ہے اور ختم نبوت کے بعد اب بھی دو مرتبے انسان کی اعلیٰ ترین روحانیت کے لئے باقی رہ گئے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام صدیقیت ہے اور دوسرے کا شہادت۔

زندگی بسر کرنے کی سیدھی راہ صرف ایک ہے اور اس کا نام اسلام ہے اسی سیدھی راہ پر چلنے سے عالم آب و گل کی موجودہ زندگی بھی بغیر کسی خوف و خطرہ کے پورے سکون و اطمینان قلب کے ساتھ بسر ہو سکتی ہے اور اس قالب خاکی کے چھوٹ جانے کے بعد اور جو زندگیاں پیش آنے والی ہیں، وہ سب خوشی کے ساتھ بسر ہو سکتی ہیں۔ لاخوف علیہم ولاھم یحزنون "ان لوگوں پر حرف [illegible] اسلام کی سیدھی راہ پر قائم رہتے ہیں۔ اس [illegible] حقیقی عنصر یہ ہے کہ انسان اپنے تئیں [illegible] دنیا میں اس غرض سے نہیں بھیجا گیا ہے کہ [illegible] سلطنتیں قائم کرے، نئے نئے آلات [illegible] بلکہ اس لئے [illegible] اور راہ بندگی پر [illegible] لیعبدون)۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ [illegible] حرام ہیں۔ نہیں بلکہ جس وقت مرتبۂ عبدیت [illegible] اس وقت بھی چیزیں اس کے لئے جائز ہی نہیں، واجب قرار پا جائیں گی، لیکن بغیر اس مقصد عبدیت کے، بغیر فرض خدمت حق کے، ان میں سے کسی شے کی جانب توجہ کرنا اس کے لئے قطعاً حرام ہے۔ جس روز سے وہ "مسلم" ہوا، اس نے اپنی گردن خدا کے آگے جھکا دی، اب کسی اور کے سامنے اس کی گردن جھکنے کا امکان ہی نہیں۔

اسلام نام ہے غلامی کا اور غلامی بھی کیسی، ہمہ گیر اور نہایت ہی سخت قسم کی۔ مسلم ہو جانے کے بعد، انسان کی کوئی شے بھی "اپنی" نہیں رہ جاتی۔ مسلمان کا نہ وقت اپنا ہوتا ہے، نہ مال اپنا ہوتا ہے، نہ اولاد اپنی ہوتی ہے یہاں تک کہ جان بھی اپنی نہیں رہ جاتی۔ ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم اموالہم بان لہم الجنۃ۔ مال و جان ہر شے خدا کی ہو جاتی ہے۔ اسلام کا کلمہ گویا ایک طرح کا بیعنامہ ہے، جس کے ذریعہ سے بندۂ مومن اپنی ہر شے اپنے مالک حقیقی کے نام بیع کر ڈالتا ہے، اور قیمت میں محض اسکی خوشنودی و رضامندی لکھا لیتا ہے۔

اس بیعنامہ یا معاہدہ کی تکمیل کے بعد جب اس کے نفاذ کا وقت آتا ہے تو بہت سے کمزور انسان نکل جاتے ہیں اور اپنی کسی شے کو اپنے قبضہ سے نکال کر خریدار کے سامنے پیش نہیں کر سکتے۔ صرف چند جوان مرد ایسے نکلتے ہیں، جو ہمت و مستعدی کے ساتھ اپنے عہد نامہ کی پابندی ضروری سمجھتے ہیں، وہ اپنی قوت، اپنا وقت، اپنا مال، سب کچھ راہ حق میں پیش کرتے گئے ہیں، یہاں تک کہ اپنی سب سے زیادہ عزیز اور قیمتی شے یعنی اپنی جان تک کو پیش کر ڈالتے ہیں۔ اسلام نام ہے خودی کے ایک مسلسل ایثار و قربانی کے نظام کا۔ اس نظام کا آخری سرا، اس زنجیر کی آخری کڑی، جان کا ایثار ہے اور اسی کا نام شہادت ہے۔

"شہید" عربی لغت میں اس کو کہتے ہیں جس کے لئے کوئی غیب نہ ہو۔ جو شخص اپنی جان خدا کی راہ میں قربان کر دیتا ہے، وہ اللہ کی فرمانروائی اور اپنی بندگی پر یقین کامل اور گویا مرتبۂ شہود رکھتا ہے، اس کے لئے یہ شے احتمالی و ظنی نہیں ہوتی۔ بلکہ صاف و صریح شاہدہ کے حکم میں داخل ہوتی ہے مرتبۂ ایمان کی یہ آخری سرحد ہے، اس سے بلند تر کوئی درجہ (بعد نبوت کے) انسان کے لئے نہیں۔ اس مرتبہ تک پہونچنے کے لئے مقتول ہونا لازمی نہیں جس کسی کا ایمان کامل ہے، اسے یہ مرتبۂ شہادت حاصل ہے والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم تاہم شہادت جلی کا لفظ اسی حالت میں بولا جائے گا، جب راہ حق میں قتل نصیب ہو۔ اور انسان اتفاقی طور پر نہیں، بلکہ خوب سمجھ بوجھ کر، اور تمام دشواریوں اور تکلیفوں کا اندازہ کر کے اپنی فانی زندگی کا خاتمہ امر حق کی تعمیل میں کر دے۔ قرآن مجید و فرامین احادیث شہدائے راہ حق کی [illegible]

سلام

(از خامہ مرزا ... ایرانی)

چراغ و رہبر راہ ہدیٰ سلام علیک
امام برحق و نور خدا سلام علیک

شہادت تو تتمہ بود رسالت را
ذبیح و کشتۂ تیغ جفا سلام علیک

نہند ارض و سما را اگرچہ در میزاں
کجاست خون ترا خونبہا سلام علیک

گریست چرخ بہ مظلومی تو اے مولا
غریب و بے کس و بے آشنا سلام علیک

بود بروضۂ پاکت نزول رحمت حق
فلک جناب شہ کربلا سلام علیک

بفطرت تو طفلیست شیوۂ تسلیم
رضائے تست بحکم قضا سلام علیک

بہ کشتگان رہ حق سلام بیحد باد
خصوص شافع روز جزا سلام علیک

سے لبریز ہے۔ حدیث میں صدہا تفصیلات موجود ہیں۔ قرآن پاک میں بلاغت کی اعجاز کے ساتھ یہ فرما دیا گیا ہے کہ شہیدوں کو مردہ دخیال کیا جائے نہ سمجھا جائے کہ ان کے قالب خاکی کے فنا ہونے سے ان کے احساسات فنا ہو گئے ہیں، ان کی زندگی کا چراغ گل ہو گیا ہے بلکہ یہ فانی زندگی کا دورہ کرکے سرمدی زندگی کے حدود میں داخل ہو گئے ہیں اور ان کے احساسات بجائے مردہ پژمردہ ہونے کے کہیں زائد لطیف، تازہ و پاکیزہ ہو گئے ہیں۔

اسلام نے اپنی ساڑھے تیرہ سو سال کی تاریخ میں ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں شہید پیدا کئے ہیں، لیکن دشت کربلا کے شہیدؑ کو ان سب میں ایک خاص امتیاز حاصل ہے۔ ایک ظالم و فاسق فرمانروا کی حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کرنا، اس جرم انکار کی پاداش میں ترک وطن پر آمادہ ہو جانا، ظالم حکومت کی جانب سے اسکی بھی اجازت نہ ملنا، بلکہ بے یار و مددگار کرکے ہر طرف سے گھیر لینا، محض معدودے چند رفقائے سفر کی ہمراہی میں شاہی فوج سے مقابلہ پر کمربستہ ہو جانا، سامان رسد بلکہ پانی تک کی نایابی سے انتہائی اذیت اٹھانا، اہل خاندان اور اولاد کو اپنے سامنے خاک و خون میں لوٹتے دیکھنا، اس قسم کے سارے واقعات و حالات نے ملکر حسینؓ ابن علیؓ کی شہادت کو دنیا کی تاریخ میں ایک اہم ترین واقعہ بنا دیا ہے۔ کاش ہم سب واقعۂ شہادت کربلا کو اس حیثیت سے دیکھتے اور اس سے اپنی زندگیوں کے لئے درس ہدایت حاصل کرتے۔

حسینؓ نے حق پر قائم رہنے کے لئے اپنی زندگی کی طرف سے جیسی بے پروائی برتی کیا ہم اس نقش قدم پر چلنے کو آمادہ ہیں؟ حسینؓ نے اپنی بے سروسامانی کا خیال نہ کرکے جس بیخوفی و بے جگری کے ساتھ عظیم الشان و پُر قوت دشمن کا مقابلہ کیا، کیا اسکو ہم نے اپنے لئے بھی نمونۂ عمل قرار دیا ہے؟ حسینؓ نے ظالم حکومت کے نہ تسلیم کرنے میں اپنی جس مردانگی و اعتماد علی اللہ کا ثبوت دیا کیا ہم نے کبھی اسکی پیروی کی کوشش کی ہے؟ کیا حسینؓ کی شہادت کا سبق ہمارے لئے بالکل بیکار ہے؟

امام حسین علیہ السلام کا عفو

ایک دن حضرت امام عالی مقام اُمرائے عرب کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ اور آپ اور آپ کے مہمان کھانا تناول فرما رہے تھے۔ خادمہ شوربا سے بھرا ہوا پیالہ لائی۔ رعب محفل سے اس کے پاؤں لڑکھڑائے اور شوربا سے بھرا ہوا پیالہ فرش پر گر کر چکنا چور ہوگیا۔ اور شوربہ کی چھینٹیں آپ کے ملبوس تن پر بھی پڑیں۔ آپ نے بہ نظر تادیب خادمہ کی طرف نظر کی۔ خادمہ نے رحم طلب نگاہ سے امامؑ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا والکاظمین الغیظ (غصہ کو پی جانے والے لوگ متقی ہیں)
امام حسینؑ: کظمت غیظی (غصہ کو پی گیا) خادمہ۔ والعافین عن الناس (لوگوں کے قصور معاف کرنے والے بھی اچھے ہوتے ہیں)
امام حسینؑ: عفوت عنک (میں نے دل و جان سے تجھ کو معاف کیا) خادمہ نے یہ کہتے ہوئے اس آیت کو پورا کر دیا۔ واللہ یحب المحسنین (خدا نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا "میں نے خدا کے لئے تجھ کو آزاد کیا اور تیری کفالت تا عمر اپنے ذمہ لی۔
اسی واقعہ کو نظم کی صورت میں بھی ملاحظہ فرمایئے گا۔

ایک دن خانۂ اطہر میں تھے مصروفِ طعام
خامس پنجتن پاک ؛ امام جمہور

آئے کچھ اہل عرب خوانِ کرم پر مہماں
میزبانی میں ہوئے شوق سے مشغول حضور

رکھ دیئے سامنے خدام نے الوانِ طعام
بس کہ تھی خاطرِ مہماں شہِ دیں کو منظور

آش گرم ایک پیالہ میں کنیزک لے کر
مطبخِ خاص سے آئی شہِ والا کے حضور

فرطِ عجلت میں ٹھکانے نہ رہے ہوش و حواس
رعبِ محفل سے مساعد نہ رہی عقل و شعور

ہاتھ کو لرزہ ہوا پاؤں میں لغزش آئی
دفعتاً چھوڑ دیا ظرف کو ہو کر مجبور

فرش پر گر کے پیالہ ہوا ٹکڑے ٹکڑے
جس سے آلودہ ہوا سب تنِ ملبوسِ حضور

نگہِ چشم سے دیکھا شہِ عالی نے اُسے
ڈر گئی وہم سیاست سے کنیزِ مقہور

پڑھی بے ساختہ قرآن کی وہ آیۂ پاک
جس میں کرتا ہے یہ ارشاد خداوندِ غفور

متقی وہ ہیں جو غصہ کو فرو کرتے ہیں
حد سے بڑھتے نہیں ہر چند کرے کوئی قصور

اس کو سن کر یہ دیا سبطِ پیغمبرؐ نے جواب
ضبطِ غصہ کو کیا میں نے بھی حتی المقدور

پھر وہ بولی کہ یہ ہے شیوۂ اہلِ تقوےٰ
درگذر کرتے ہیں لوگوں کی خطاؤں کو ضرور

بولے سرکار نہ ہو اپنی خطا پر نادم
غایتِ عفو سے میں نے تجھے رکھا معذور

پھر کہا اس نے کہ جن لوگوں کا احسان ہے شعار
دوست کو نین میں رکھتا ہے انھیں ربِ غفور

شہؑ نے ارشاد کیا جا تجھے آزاد کیا
آج کے دن سے میں آقا ہوں نہ تو ہے مامور

جب غم و عسرت عاجز ہو تو آنا میرے پاس
جب زر و مال کی حاجت ہو تو کرنا مذکور

... میں فقیروں کو کھلائیں نعمت
اس گھرانے کا یہ شیوہ ہے جہاں میں مشہور

... احساں چہ صغیر و چہ کبیر
ہیں سبھی آیۂ رحمت چہ اناث و چہ ذکور

(منقول از سیرۃ امام حسین مرتبہ [illegible])

قرآن مجید امامِ مظلوم کی شان میں

(از جناب مولوی میر ... الحسن صاحب جری مدیر الغیاب بنی فاطمہ)

پروردگارِ عالم نے جناب امام حسین علیہ السلام کو بحکم محکم آیۂ فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

یعنی پھر جو شخص اس بارے میں تجھ سے حجت کرے بعد اس کے کہ تیرے پاس علم آگیا ہے تو تو کہہ دے کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تمہارے بیٹوں کو (تم) اور اپنی عورتوں کو ہم بلائیں اور تمہاری عورتوں کو (تم) اور اپنے نفسوں کو ہم بلائیں اور اپنے نفسوں کو (تم بلاؤ) پھر دعا مانگیں پس لعنت بھیجیں اللہ سے جھوٹوں پر" فرزند رسولؐ مقبول قرار دیا ہے۔

چنانچہ تفسیر حسینی میں اس آیہ مباہلہ کی بابت تحریر ہے کہ:۔

اہل کذب کو جب یہ آیت نازل ہوئی حضرت رسالتؐ نے ایلچیانِ نجران کو طلب کرکے کہا کہ ہر چند ہم دلائل زیادہ لاتے ہیں عناد اور منازعت تمہاری بڑھتی ہے اب آؤ ہم تم تو مباہلت میں مشغول ہو ویں ہم تا صادق کاذب سے اور محق مبطل سے جدا ہو جاوے نصاریٰ نے اس صورت پہ راضی ہو کر وقت اور جگہ مقرر کی۔ دوسرے روز حضرت رسالتؐ نے حسینؑ کو گود میں لیکر اور ہاتھ حسنؑ کا پکڑ کر اور فاطمہ زہراؑ کو عقب میں اور علی مرتضیٰؑ کو ان کے پیچھے روانہ ہوئے اور خواجۂ عالم نے ان لوگوں سے فرمایا کہ جب میں دعا کروں تم آمین کہنا اس حال میں نصاریٰ نے مباہلہ سے پشیمان ہو کر صلاح کار اپنی صلح میں دیکھی اور باوجود اسکے پیغمبر کی برابر صف کھینچی جب سرداران نے حضرت سید عالمؐ کو مع اہلبیت کے دیکھا فرلمہ برلایا اور کہا اے یارو مباہلہ ان بزرگواروں سے پرہیز کرو قسم خدا کی میں وہ صورتیں دیکھتا ہوں کہ اگر خدا سے درخواست کریں تو پہاڑوں کو ان کی جگہ سے نیست و نابود کریں"

لہٰذا صاف ظاہر ہے کہ رسولؐ پاک نے بہ تعمیل حکم ابناءنا حسنؑ و حسینؑ کو اپنے ہمراہ لیا۔ پس اس عمل جیسا سے ظاہر ہوتا ہے کہ منشائے الٰہی کے مطابق حسینؑ کا شمار آنحضرتؐ کے فرزندوں میں ہے۔

حسینؑ بحکم خدا اہلبیت رسولؐ میں شامل ہیں

صحیح مسلم میں ہے۔ ان علیا و فاطمۃ و حسنا و حسینا جاؤ فادخلھم علیہ السلام فی کساء من شعر اسود کان علیہ ثم قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس

[illegible] علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام [illegible] رسول کے [illegible]

سب کو رسولؐ نے اس چادر میں لے لیا اور فرمایا کہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس الخ سوائے اس کے نہیں کہ خدائے جلیل نے تم سے رجس و ناپاکی کو دور فرمایا ہے اور تم کو پاک و پاکیزہ کر دیا ہے۔

مسند امام احمد حنبل میں بروایت صحیح ام المومنین حضرت ام سلمہ سے منقول ہے:۔ انہ علیہ السلام کان فی بیتھا فاتاہ علی و فاطمۃ وابناھما وجلس عندہ علی کساء خیبری فانزل اللہ ھذہ الایۃ فاخذ فضل الکساء وغطاھم بہ ثم اخرج یدہ والوی الی السماء وقال اللھم ھؤلاء اھل بیتی فاذھب الرجس عنھم وطھرھم تطھیرا قالت فادخلت راسی البیت فقلت وانا معکم یا رسول اللہ فقال انک الی خیر واحادیث التی ھی اصرح فی ھذا المعنی کثیرۃ" یعنی جناب رسالتمآب ام سلمہ کے گھر میں تشریف رکھتے تھے پس علی اور فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے آئے اور رسول اللہ کے پاس بیٹھے آنحضرتؐ ایک خیبری چادر اوڑھے ہوئے تھے پس خدا نے اس آیت کو (انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا) نازل فرمایا رسولؐ نے چادر ان کو اڑھا دی اور آسمان کی جانب رخ کرکے فرمایا اللھم ھؤلاء اھل بیتی فاذھب الرجس عنھم وطھرھم تطھیرا۔ خدایا یہی میرے اہلبیت ہیں پس ان سے رجس کو دور فرما اور ان کو پاک و پاکیزہ گردان۔ ام سلمہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنا سر داخل کرکے عرض کی یا رسول اللہ میں بھی آپ حضرات کے ساتھ ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تو خیر پر ہے۔ تو خیر پر ہے۔

زیادہ تفصیل اور دیگر حوالجات کی ضرورت ہو تو مناقب احمد حنبل صحیح ترمذی صفحہ ۵۳۰۔ صحیح مسلم صفحہ ۲۸۳ باب فضائل حسنین۔ تذکرہ خواص الامہ صفحہ ۱۳۲۔ صواعق محرقہ ص۱۴۳۔ ینابیع المودۃ ص۱۰۴۔ مودۃ القربیٰ ص۳۰۲۔ فصول المہمہ علی ابن محمد ابن صباغ المالکی ص۱۰۔ مطالب السؤل ابو طلحہ شافعی ص۲۵۔ تفسیر حسینی ملا حسین کاشفی ص۱۶۲۔ ابیات المسائل نواب صدیق حسن خاں صاحب مرحوم جلد پہلی ص۱۰۵۔ کتاب الشفاء حقوق المصطفیٰ قاضی عیاض جلد دوم ص۱۴۔ نیز ابن جریر و طبرانی [illegible]

خط و کتابت

[illegible]

آزادی کا دن

(از جناب مولانا عبدالرحمن صاحب نگرامی)

... فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی بدعت کسی قوم میں پیدا ہوتی ہے تو اس سے کوئی نہ کوئی سنت معاملہ اُٹھ جاتی ہے ہم آئے دن دیکھتے ہیں کہ ہمارے پہنچنے کے لئے ہر روز اور نت نئی تدبیریں دوسرے مذہبوں یا دوسرے قانونوں کو دیکھ کر کی جاتی ہیں وہ اُلٹی پلٹی پڑتی جاتی ہیں۔ جو کچھ بھی تھوڑا بہت ذخیرہ اصل عادتوں کا موجود ہے اسمیں کمی روز دن بدن کمی آتی جاتی ہے۔ کام کرنے کے نئے ڈھنگ اور نئے اسلوب اختیار کرنے کے خلاف کچھ نہیں کہنا چاہتے، ہر زمانہ میں کاموں کا طور طریقہ بدلا ہوتا ہے اور شریعت صرف چند چیزوں پر تنگی نہیں کرنا چاہتی اور نہ وہ انسانی دماغوں کی اس آزادی کو بند کرتی ہے جو خدا کی طرف سے اپنے کاموں کو سدھارنے اور بنانے کے بارے میں انہیں ملی ہے مگر یہ ضرور ہے کہ شریعت کی طرف سے کچھ نہ کچھ روک تھام ضرور کی گئی ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو خدا کی مرضی غیر خدا کی مرضی سے اور اس کی پسند دوسروں کی پسند سے کیونکر علیحدہ ہو۔ اور پھر انسان خود رائی کے پھندوں میں پھنس کر پہنچتیں اس طرح شیطان کے دام میں ڈال دے کہ اس سے چھٹکارا مشکل نظر آئے۔ اور اسی سلسلہ اور قسم کی چیزوں میں خدا کے اچھے اور پاک بندوں کی یادگار کا مسئلہ بھی ہے یادگاروں کا قائم کرنا محبت اور تعلق کی نشانی ہے مگر یادگاروں کو ایسا تو نہ ہونا چاہیے کہ وہ ان اچھے اور پاک بندوں کی محبوب چیزوں سے ٹکر کھاتی ہوں، یا اُن کے منانے پر ان چیزوں کو صدمہ پہنچتا ہو جن سے ان بزرگوں کی بزرگی اور بڑائی کا پورا گہرا تعلق ہے عام طور پر ہمارے ملک میں عشرۂ محرم بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے اور یاد کرنے والے اس زبردست اور اہم واقعہ کی یاد کا فرض اس طور پر ادا کرتے ہیں کہ خاص اس تاریخ کے متعلق رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام بھول جاتے ہیں اور جس بڑے واقعہ کی یاد کے طور پر اس دن کا روزہ رکھنے کا ثواب بیان کیا گیا ہے وہ تو یکسر دلوں سے مٹ گیا ہے۔ ابو داؤد میں یوم عاشورا کے متعلق جو حدیث آئی ہے اس کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے اس سے اصل حقیقت کھلتی ہے:-

ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضور نے دیکھا کہ یہودی (عاشورا کے دن) روزہ رکھتے ہیں۔ ان سے اسکی بابت سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ وہ دن ہے جب حق تعالیٰ نے موسیٰ کو فرعون پر فتح عطا فرمائی اور ہم اسکی تعظیم میں روزہ رکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم ... موسیٰ (کی تعظیم و خوشی) میں زیادہ مستحق ہیں ... اس دن کے روزہ رکھنے کا حکم فرمایا

قرآن کریم میں گذری ہوئی قوموں کے جو قصے بیان کئے گئے ہیں ان حالات اور اخلاقی اثرات اور اپنی طرح طرح کی کیفیت کے لحاظ سے جو اہمیت بنی اسرائیل کے حالات کو دی گئی ہے کسی دوسری قوم کی تفصیل کے ساتھ ایسی توجہ نہیں کی گئی ہے۔ اسرائیلیوں کی دردناک غلامانہ زندگی ان کی خستہ حالی، بربادی اور تباہی کے جو حالات قرآن مجید میں مذکور ہیں حضرت موسیٰؑ نے نبی ہو کر پہلا کام ہی یہ کیا کہ ایک بڑے انسانی گروہ کو جو بری طرح اپنے ہی ہم جنس دوسرے انسانوں کے بیجا ظلم و ستم کا شکار ہو رہا تھا، اور جنہیں صرف ایک پرانے خاندان یا چند پرانے سرداروں کی نفسانی خواہشوں اور جسمانی لذتوں کے پورا کرنے کا ذریعہ بنا لیا گیا تھا رہائی دلائیں۔ تائید غیبی نے ساتھ دیا۔ سرکش و جابر فرعون ہلاک کیا گیا اور اسکی جگہ کمزور و ناتوان اسرائیلی ان کے باغوں، عمارتوں اور نہروں کے وارث بنائے گئے تاکہ وہ اللہ کی مرضی کو قائم کریں۔ دین اسلام کی نگاہ میں ہر قوم اپنے اپنے حق کی مالک ہے۔ انسانوں کی ایک ... کو دوسری ... پر وہ کبھی ... بڑھانے اور دست درازی کرنے نہیں دیتا الا یہ کہ کوئی قوم صرف خدا کے قانون کو جاری کرنا چاہتی ہو اس وقت بھی حکومت خدا کے قانون کی ہوگی۔ کام کرنے والے اس کے ... صرف فرض کے ادا کرنے والے ہوں گے جن کی بھول چوک پر روک ٹوک ہو سکے گی جن کے ذمے کی ... ناپ تول ہو سکے گی اور جن سے کمی بیشی پر بڑی سخت بازپرس کی جائے گی۔ اسلام کی اسی فطرت کا تقاضہ ہے کہ اسلامی قانون و اسلامی کتاب کی ہمدردی ہر اس قوم کے ساتھ ہو جو ناحق روندی جا رہی ہو اور جسکو قانون الٰہی کے سوا کسی دوسرے کے ماتحت چلایا جا رہا ہو۔ یہودیوں کی ایک طرح پر نسلی اور قومی خوشی کہ یہ ان کی آزادی کا دن تھا شارع اسلام نے اپنے پاک مذہب کی ... ہمدردی اور دوسروں کے جائز حقوق کے حصول کی مسرت پر بہترین ... طریقے سے شامل ہونے کا حکم دیا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا جو فلاح ... کا ایک بڑا مرتبہ ہے۔ یہود کی اسی خوشی کے لحاظ سے اس دن کا دوسرا نام ... میں یوم الزینۃ "بھی آیا ہے حضرت ... خصوصیت کیساتھ اس دن کی طرف لوگوں کو رغبت دلاتے تھے اب یہ اتفاق ہے کہ اسی تاریخ کو عہد ... سے بعد ایک اور واقعہ پیش آیا جس کے غمناک اور الم ... ہونے میں شبہ نہیں مگر وہ واقعہ بھی اپنے اندر حق کی فتح کا ایک ... اور اگر واقعی ہمارے دلوں میں صاحب واقعہ ... رضی اللہ عنہ کی طرف سے کچھ بھی محبت کے جذبات پائے جاتے ہیں ... کہ ان کے مبارک نقش قدم کا اتباع کرتے ہوئے ...

اپنے چھینے ہوئے حقوق کے حاصل کرنے کی فکر میں مصروف ہوں اس طرح دونوں واقعوں کی ایک ساتھ یادگار منائی جاسکتی کیونکہ

ان دونوں اہم اور عظیم الشان واقعات کی مشترک مقدار یہی ہے کہ خدا کا بخشا ہوا حق جو چند ظالموں نے چھین لیا ہے ان سے واپس لیا جائے! ان مراسم سے الگ ہوکر جن میں شریعت سے ٹکر لگتی ہے حسین علیہ السلام کے نام پر ان مجلسوں ہی میں ہی کوئی کار خیر جو ریا اور دکھاوے سے دور ہو نمود و نمائش سے الگ ہو کیا جائے تو اس میں کچھ ثواب کی بھی توقع ہوسکتی ہے۔

شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ
دین است حسینؑ و دیں پناہ است حسینؑ
سر داد و نداد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ

سلام

(از جناب مولانا نذر علی صاحب درد کاکوروی)

امام دین غریب الوطن سلام علیک
شہید قوم حسینؑ و حسن سلام علیک
اسیر پنجۂ رنج و محن سلام علیک
مقیم منزل بیت الحزن سلام علیک
حسینؑ سبط رسول زمن سلام علیک
شہید مشہد دین حسن سلام علیک
بجائے پانی کے پیتے تھے آب خوں کے گھونٹ
یہ صبر! ہائے امام زمن سلام علیک
نہیں حضور کے تن پر قمیص خوں آلود
یہ ہے شہید وفا کا کفن سلام علیک
جسے کہ خون سے سینچا تھا اے علیؑ تم نے
اُجڑ گیا وہ تمہارا چمن سلام علیک
نیاز عشق لئے عرض کر رہا ہے درد
قبول کیجئے اے پنجتن سلام علیک

آج شبیر کا فاتحہ ہے

(از جناب مولانا نذر علی صاحب درد کاکوروی)

ہر طرف سے یہ آتی صدا ہے — آج شبیر کا فاتحہ ہے
سارے عالم میں ماتم بپا ہے — آج شبیر کا فاتحہ ہے

عرض کر لو اگر کچھ ہو حاجت — آئی محفل میں از بہر شرکت
آج روح رسول خدا ہے — آج شبیر کا فاتحہ ہے

بال سے ہے یہی راہ باریک — اور مسلم بھی خالق کے نزدیک
ہے وہی جو شہید وفا ہے — آج شبیر کا فاتحہ ہے

چاہتے ہو خوشی گر نبی کی — وقف کر دو جگر اور دل بھی
یہ سبیل شہ کربلا ہے — آج شبیر کا فاتحہ ہے

اصل میں رب کی نعمت یہی ہے — اپنا دل درد نذر علی ہے
آج رحمت کا ہر در کھلا ہے — آج شبیر کا فاتحہ ہے

اُسوۂ شبیر

(جناب صاحبزادہ ابو نعیم عبد الحکیم خاں صاحب نشتر جالندھری)

اُٹھ جذبۂ اسلام ہو کہ مردِ مسلماں — اے عاشقِ یزداں
ہاں سر سے کفن باندھ کے آ جا سرِ میداں — اے عاشقِ یزداں
ایمان سے پھر کفر ہوا برسرِ پیکار — ہوشیار ہو ہشیار
کر اہرمنی فوج کا شیرازہ پریشاں — اے عاشقِ یزداں
شبیرؑ کی مانند کٹا عشق میں گردن — کر دین کو روشن
ہو بندۂ تسلیم، فدا کر جگر و جاں — اے عاشقِ یزداں
ایثار کا لے درس حسینؓ ابن علیؓ سے — محبوب نبیؐ سے
سینچ اپنے لہو سے چمنستانِ شہیداں — اے عاشقِ یزداں
رکھ پیشِ نظر اُسوۂ شبیرؑ کو پیہم — ہر لحظہ و ہر دم
سر جائے تو جائے نہ جھکے پرچمِ ایماں — اے عاشقِ یزداں
ہے راہِ جناں راہِ شہادت گہِ اسلام — ہو آ میں سبک گام
جانبازی و ایثار ہے اس راہ کا ساماں — اے عاشقِ یزداں
شمشیر کا دامن نہیں ہے حور کی آغوش — ہو خون سے گل پوش
جینے کی تڑپ ہے تو رہِ دیں میں ہو قرباں — اے عاشقِ یزداں

شہسوارِ کربلا

(جناب مولانا ابو الاثر حفیظ جالندھری [illegible])

لباس ہے پھٹا ہوا — عبا بھی تار تار ہے
غبار میں اٹا ہوا — تو جسم بھی فگار ہے
تمام جسمِ نازنیں، چھدا ہوا کٹا ہوا — زمیں بھی تپتی ہوئی فلک بھی شعلہ بار ہے
یہ کون ذی وقار ہے — مگر یہ مردِ تیغ زن
بلا کا شہسوار ہے — یہ صف شکن فلک فگن
کہ ہے ہزاروں قاتلوں کے سامنے ڈٹا ہوا — کمالِ صبر و تن دہی سے محوِ کارزار ہے
یہ بالیقیں حسینؑ ہے — یہ بالیقیں حسینؑ ہے
نبیؐ کا نورِ عین ہے — نبیؐ کا نورِ عین ہے

اُدھر سپاہِ شام ہے
ہزار انتظام ہے
اُدھر شقی تمام ہیں — اِدھر فقط امام ہے
مگر عجیب شان ہے
غضب کی آن بان ہے
کہ جس طرف اٹھی ہے تیغ — بس خدا کا نام ہے
یہ بالیقیں حسینؑ ہے
نبیؐ کا نورِ عین ہے

کربلا میں دشمنانِ حسینؑ کی فوجوں کا ورود

(از جناب مولوی سید [illegible] حسن صاحب جری مدیر ناظم)

[illegible] کو کوفہ میں اس بات کی یقینی خبر پہنچ گئی کہ امام حسین کربلا پہنچ گئے [illegible] فوجیں اور رسالوں پر رسالے بھیجنے شروع کئے [illegible] تاریخوں میں فوج کی تعداد کی نسبت اختلاف ہے۔ ابو اعثم کوفی [illegible] ہزار، علامہ ابن جوزی ۶ ہزار، امام یافعی ۲۲ ہزار، علامہ ابو الفرج [illegible] ہزار اور ابن صباغ مالکی ۲۲ ہزار بتاتے ہیں لیکن بعضوں کا قول [illegible] ایک لاکھ تک ہے۔ ابن زیاد کی فوج کربلا میں کم از کم ۲۰ ہزار اور زیادہ سے زیادہ ۵۰ ہزار بتائی گئی ہے (دیکھو ناسخ التواریخ ص۲۲۲)

[illegible] ابن زیاد نے اس کثیر التعداد لشکر کو اس طرح ترتیب دیا کہ سب سے پہلے عمر بن سعد کو ۶۰ ہزار سوار دیکر روانہ کر دیا۔ پھر شیث ابن ربعی کو بلا کر ۴ ہزار سوار دیکر اسکو بھی عمر سعد کی ماتحتی میں دیا اور ایک نشان بھی عطا کیا۔ پھر سنان ابن انس نخعی کو بھی ایک علم اور ۴۰۰۰ سوار اور بعد اسکے دس ہزار سوار دیئے۔ پھر حصین ابن نمیر سکونی قادسیہ کو ۴ ہزار سواروں کے جدید اضافہ کے ساتھ کربلا کی روانگی کا حکم دیا۔ پھر شمر ذی الجوشن الضبابی کو بھی ۴ ہزار سوار دیئے (اسی نے حضرت کا سر تن سے کاٹا ہے) پھر مضائر ابن رہینۃ المازنی کو تین ہزار فوج دی۔ پھر یزید ابن رکاب الکلبی کو ۲ ہزار سوار دیئے۔ پھر محمد ابن اشعث کو ایک ہزار سوار دیئے پھر عبد اللہ ابن حصین کو ایک ہزار سوار دیئے۔ پھر خولی اصبحی کو سرداری کا علم اور دس ہزار سوار دیئے۔ پھر کعب ابن طلحہ کو تین ہزار سوار دیئے پھر حجار ابن ابجر کو ایک ہزار سوار دیئے۔

غرض ابن سعد اس طرح لشکروں کی ترتیب دیکر ۶ ہزار سواروں کیساتھ کربلا پہنچا اور پھر باری باری تمام افسران اپنی اپنی فوج لے کر کربلا پہنچ گئے۔

[illegible] کل فوج کی تعداد بہتر ہزار ہوتی ہے۔ اور امام حسینؑ کے ساتھ کل بہتر آدمی تھے اس لئے فی نفس ایک ہزار آدمی کا حساب پڑتا ہے [illegible]

جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنے خیمے کربلا پہنچنے کے بعد نہر فرات [illegible] لیکن ابن زیاد کے [illegible] سے آپ کے خیمے ہٹوا دیئے۔ اور [illegible] امام حسینؑ، ان کے اہلبیت اور ان کے اعوان و انصار [illegible] اور پیام دیا گیا کہ یا تو بیعت یزید کرو ورنہ قتل [illegible]

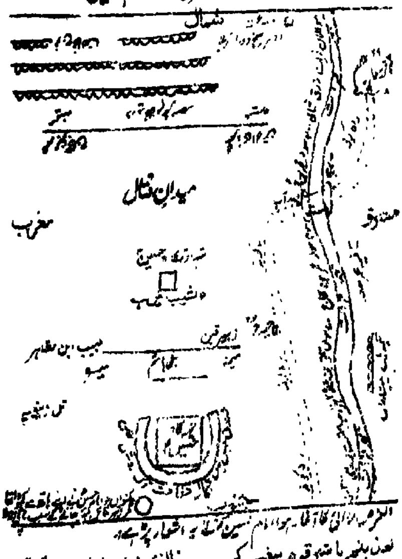
[illegible] علیہ السلام نے بھی اپنے اس چھوٹے سے لشکر کا انتظام [illegible] صبر و استقلال فرمائی۔

دسویں محرم اور آغاز جنگ

امام حسین سے مقابلہ کی تیاری ہوئی رسالۂ صلاح الشائقین کے مؤلف تاریخ طبری کی اسناد سے لکھتے ہیں کہ دسویں محرم جمعہ کے دن قبل زوال سے لڑائی کا آغاز ہوا۔ عمر سعد نے فوج کو یوں ترتیب دیا کہ اپنے لشکر کا علم اپنے غلام ذرید کو دیا اور میمنہ فوج پر عمرو بن حجاج کو میسرہ لشکر پر عزرہ ابن قیس کو اور فوج پیادہ پر شیث ابن ربعی کو اور سواروں پر خولی اصبحی کو امیر مقرر کیا۔

ادھر جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنے ۱۲۰ اعوان و انصار کی جماعت کو یوں آراستہ فرمایا کہ علم فوج اپنے چھوٹے بھائی جناب عباس کے سپرد کیا۔ میمنہ پر زہیر ابن القین کو اور میسرہ لشکر پر حبیب ابن مظاہر کو امیر مقرر فرمایا۔ مجاہدوں کی صفیں خیمہائے مبارک کے سامنے تھیں اور ان کے پیچھے خندق تھی جس میں آگ روشن کر دی گئی تھی تاکہ جنگ ایک ہی سمت سے ہو۔

ہم جناب امام حسینؑ اور دشمنان حسین کی ترتیب لشکر کا نقشہ بھی ذیل میں درج کئے دیتے ہیں تاکہ ناظرین بآسانی سمجھ سکیں۔



الغرض لڑائی کا آغاز ہوا۔ امام حسینؑ نے یہ اشعار پڑھے۔

عدن بلھم باستر قوم بغیکم	وخالفتموا فینا النبی محمدا
اماکان خیر الخلق اوصاکم بنا	اماکان جدی خیرۃ اللہ احمد

ماکانت الزہراء امی و والدی　　علی اخا خیر الانام المسدد
لعنتم واخزیتم قل لسبیکم　　ستصلون نارًا حرّھا قد توقدا

یعنی اے بدترین قوم! تم پر تمہاری بغاوت کے جرم میں عذاب ہوگا کہ تم نے جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو ہمارے بارے میں فرما گئے تھے مخالفت کی کیا اُس بہترین خلق نے ہمارے لئے وصیت نہیں فرمائی تھی؟ کیا ہمارے جد بزرگوار احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برگزیدۂ خدا نہیں ہیں؟ کیا فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ہماری مادر گرامی قدر نہیں ہیں؟ اور کیا ہمارے والد بزرگوار علی مرتضےٰ علیہ السلام نہیں ہیں جو جناب خیر الانام کے بھائی ہیں؟ پس لعنت اور ذلت ہو تم لوگوں پر کہ تم نے سب کچھ بھلا دیا۔ عنقریب تم نار دوزخ میں جاؤگے جس کے شعلے ہمیشہ کے لئے مشتعل ہونگے۔ ان اشعار کے بعد آپ نے خطبۂ ذیل پڑھا:-

"میں اُس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس نے دنیا کو پیدا کیا اور اُس کو دار فنا و زوال پذیر قرار دیا اور اُس کے باشندوں کو ایک حالت سے دوسری حالت میں اور ایک صورت سے دوسری صورت میں بدلنے والا پیدا کیا پس مغرور وہی شخص ہے جو دنیا پر مفتون ہو جائے اور شقی وہی شخص ہے جو دنیا کا عاشق ہو۔ ایہاالناس دنیا کے مکر و فریب میں نہ آؤ کیونکہ دنیا اس شخص کی تمام امیدوں کو قطع کر ڈالتی ہے جو اُسکی طرف رغبت کرتا ہے اور اب میں دیکھتا ہوں کہ جس امر پر تم لوگوں نے اتفاق کیا ہے وہ خداوند عالم کی ناراضی کا سبب ہے اور وہ اسوجہ سے تم لوگوں سے اپنا سر پھیر لیگا اور اپنا عذاب تم پر نازل فرمائیگا اور اپنی رحمت کو تم لوگوں سے دور کر دیگا۔ دیکھو خداوند عالم کیسا اچھا پروردگار ہے اور تم لوگ اُس کے کیسے بُرے بندے ہو کہ تم نے اُسکی رسالت اور شریعت کی تصدیق کی اور اُس پر ایمان لائے اور اُس کے رسول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کی اب اُسی کے اہلبیت پر فوج کشی کر رہے ہو اور اُن کے قتل پر مستعد ہو اسی وجہ سے شیطان تم پر غالب آگیا ہے۔ اور اُس نے تم کو ذکر خدا سے باز رکھا ہے۔ پس تم کو ہلاکت نصیب ہو یہ کیا ارادہ تم نے کیا ہے اناللہ وانا الیہ راجعون یہ وہی قوم ہے جو بعد ایمان لانے کے کافر ہو گئی۔ پس اس قوم ظالمین پر لعنت ابدی ہو۔"

جناب امام حسینؑ کا یہ مؤثر خطبہ سنکر عمر سعد کے کان کھڑے ہوئے اور سوچا کہ مبادا کہیں فوج پر اثر ہو گیا تو برا ہوگا۔ اُس نے فوراً فوج کو للکار کر آواز دی کہ تم جناب امام حسینؑ کو جواب دینے کی کوشش نہ کرو یہ سمجھ لو کہ حسین علیؑ کا بیٹا ہے، آج یہ موقوف نہیں اگر کل تک تم اُس سے یونہی گفتگو میں مصروف رہیگے تو وہ برابر ایسی ہی مسلسل تقریر کرتا رہیگا اور اُسکی زبان تمہارے جوابوں سے ہرگز بند نہ ہوگی۔

الغرض اس فوج نے امام حسین علیہ السلام کی ایک نہ سنی البتہ حُر ابن یزید ریاحی جو امام حسین علیہ السلام کو گھیر کر کربلا تک لائے تھے، مع اپنے بھائی اور اپنے غلام کے فوج اشقیا سے علیحدہ ہو کر امام حسینؑ سے آملے۔

لکھا ہے کہ عمر سعد نے سب سے پہلے امامؑ کی فوج پر تیر پھینک کر جنگ کی ابتدا کی ادھر سے بھی جاں نثاران حسینؑ میں سے یکے بعد دیگرے جا کر لڑنے اور شہید ہونے شروع ہوگئے۔

ان جاں نثاران حسینؑ کی فہرست یہ ہے:-

عبداللہ ابن عمیر۔ حضرت حُرؓ۔ حضرت مصعب برادر حُرؓ۔ بریرؓ ابن خضیر ہمدانی۔ وہبؓ ابن عبداللہ الکلبی۔ عمرؓ ابن خالد … حنظلہ قرشی۔ بشیر ابن عبداللہ … عمرؓ ابن خالد الازدی۔ حضرت مسلم ابن عوسجہ۔ بشر ابن عمرو حضرمی۔ … ابن ہلال۔ نعیم ابن عجلان الانصاری۔ عمر ابن المسیب ابن حارث۔ … والشیبانی۔ قاسم ابن حبیب۔ کنانہ ابن عتیق۔ عمرو ابن جنیدۃ … منزفاسہ ابن ملک۔ عامر ابن مسلم۔ سیفؓ ابن الملک النمری۔ … الازدی۔ جنادہ ابن عبداللہ الصائدی۔ حبابؓ ابن حارث السلمانی الازدی۔ … علاس ابن … الراسی۔ سوارؓ ابن ابی حمیر الفہمی الہمدانی۔ زہیر ابن عمرو۔ غلام عمر … الخزاعی۔ جبلہ ابن علی الشیبانی۔ … ابن ابی سلامۃ الدالانی۔ … مسعود ابن الحجاج۔ … زہیر ابن بشر الخثعمی۔ عمار ابن حسان … عبداللہ ابن عمیر۔ اسلم ابن کثیر الازدی الاعرج۔ … عبداللہ ابن … ابن عمیر القیسی۔ عبداللہ ابن عروہ غفاری۔ … غلام۔ ابو ثمامہ صیداوی۔ حبیب ابن مظاہر۔ زہیر ابن القین۔ ابو ثمامہ صیداوی۔ حجاج ابن مسروق مؤذن امام۔ … غلام حجاج۔ یحییٰ ابن کثیر۔ … ابن سلیم … حنظلہ ابن سعد شامی۔ عبدالرحمٰن ابن عبداللہ الیزنی۔ عمرو ابن قرظۃ الانصاری۔ جونؓ غلام ابی ذر غفاری۔ عمروؓ ابن خالد الصیداوی۔ سویدؓ ابن عمرو ابن ابی المطاع۔ قرہ ابن ابی قرۃ الانصاری۔ مالکؓ ابن انس المالکی۔ عمروؓ ابن مطاع الجعفی۔ جنادہؓ ابن حارث الانصاری۔ عمروؓ ابن جنادہ۔ عابسؓ ابن شبیب شاکری۔ عبداللہ و عبدالرحمٰن ابن عروہ انصاری۔ غلامؓ جناب امام زین العابدینؑ۔ یزیدؓ ابن زیاد ابن مہاصر۔ ابو عمرو نہشلی۔ یزیدؓ ابن ثبیط۔ سیفؓ ابن ابی الحارث ابن سریع۔ مالکؓ ابن عبداللہ ابن سریع۔ حضرت عبداللہ ابن مسلم۔ حضرت محمد ابن مسلم۔ حضرت عبدالرحمٰن ابن عقیل۔ حضرت عبداللہ ابن عقیل۔ حضرت موسیٰ ابن عقیل۔ حضرت محمد ابن عبداللہ ابن جعفر طیار۔ حضرت عون ابن عبداللہ ابن جعفر۔ حضرت قاسم ابن حسنؑ۔ حضرت عبداللہ الاکبر ابن حسنؑ۔ حضرت احمد ابن حسن۔ حضرت عبداللہ ابن علیؑ۔ حضرت جعفر الاکبر ابن علیؑ۔ حضرت محمد الاصغر۔ حضرت عثمان ابن علی علیہ السلام۔ حضرت عثمان ابن علی علیہ السلام۔ حضرت عباس ابن علی علیہ السلام۔ حضرت علی اکبر۔ علی اصغرؑ ابن امام حسین علیہ السلام۔ عبداللہ ابن حسینؑ۔

اب یہ نوبت پہنچی کہ حسین علیہ السلام یکہ و تنہا بے یار و مددگار رہ گئے اور یہ حالت ہوئی کہ ؎

نہ لشکر نہ سپاہ نہ کثرت الناس　　نہ قاسم نہ علی اکبر نہ عباس

تو آپ نے آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر فرمایا صبرًا علیٰ قضائک یا رب لا الٰہ سواک یعنی تیرے فرمان پر صبر، تیرے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں بالآخر آپ زخموں سے چور چور ہو گئے۔ تمام لشکر یزید نے آپ کو اسقدر مجروح کیا کہ آپ گھوڑے پر تشریف نہ رکھ سکے اور بیہوش ہو کر زمین پر تشریف لائے۔ اس موقع کو میر انیس نے اسطرح دکھایا ہے کہ ؎

قرآں رحل زیں سے سر فرش گر پڑا　　دیوار کعبہ بیٹھ گئی عرش گر پڑا

اس کے بعد شمر ملعون نے وہ بے ادبی کی جس سے سیاہ آندھیاں … شروع ہو گئیں حضرت ام سلمہؓ کے پاس جو مٹی آنحضرتؐ کی دی ہوئی تھی … شروع ہو گئی اور منادی آسمان نے ندا کی کہ قتل حسینؑ …

سلام

شبیہ امام زماں کھنچتے ہیں ۔۔۔ تصور میں تصویر جاں کھنچتے ہیں
بکا مول لی ہے ہزاروں کی خاطر ۔۔۔ زمیں پر سرِ شہ دیں نشاں کھنچتے ہیں
بہت ہم کو پیاسا ہے اک دن تجھے بھی ۔۔۔ شکنجہ میں اے آسماں کھنچتے ہیں
قریں سر کے ہے آفتاب قیامت ۔۔۔ لحد پر عبث سائباں کھنچتے ہیں
دکھادوں زمین نجف کی بلندی ۔۔۔ بہت آپ کو آسماں کھنچتے ہیں
تپ غم کی شدت سے کہتے تھے عابد ۔۔۔ عجب سختیاں استخواں کھنچتے ہیں
سبکساری امت جد کی خاطر ۔۔۔ ضعیفی میں بار گراں کھنچتے ہیں
زمیں کے تلے جن کو جانا ہے اک دن ۔۔۔ وہ کیوں سر کو تا آسماں کھنچتے ہیں
جھکاتے ہیں سر آستان علی پر ۔۔۔ سر فخر تا لامکاں کھنچتے ہیں
نکلیو نہ بدلی سے اے برق خاطف ۔۔۔ حسینؑ آہ آتش فشاں کھنچتے ہیں
عبث ہے عدو درپئے قتل اصغر ۔۔۔ یہ ایذا کہیں بے زباں کھنچتے ہیں
زمیندار سیراب ہیں کربلا کے ۔۔۔ اذیت امام زماں کھنچتے ہیں
ادھر خشک ہے فاطمہؓ کی زراعت ۔۔۔ وہ کھیتوں میں آب رواں کھنچتے ہیں

ہوا لگنے دیتی تھی جن کو نہ بلبل
وہی گل جفائے خزاں کھنچتے ہیں

(منقول از مراثی انیس جلد دوم)

صدائے کشفی

(از جناب مولانا سید محمد اشرف صاحب کشفی نظامی صدر مجلس تنظیم مئو یا)

مسلم جوہر کے ماتم گسار مسلم!

اگر تو شدھی باز مونجے کہتا ہے کہ ہندوستان ہندو قوم کا ہے تو کہنے دے اگر لالہ ہر دیال یورپ سے خط لکھ لکھکر اپنی قوم کو جوش دلا رہا ہے کہ ہند سے مسلمانوں کا نام و نشان مٹا کر افغانستان پر بھی قبضہ کرلو تو کہنے دے اگر لیکر تجھکو ہندوستان سے مٹانا چاہتا ہے تو پرواہ نہ کر اور لالہ لاجپت رائے اور بھائی پرمانند رات دن تجھکو تباہ و برباد کرنے کی سازشیں کرتے رہتے ہیں تو کرنے دے اگر پنڈت مالویہ شدھی سنگٹھن کر کے تیرے مقابلہ پر آنا چاہتا ہے تیرے بچوں کی ہر مقام پر قربانی چاہتا ہے تو شہادت کے خون سے ہند کو لالہ زار ہونے دے اگر مسٹر گاندھی سوراج کا دیوتا تیرے مقابلہ کے واسطے اچھوت قوم کو تیار کر کے لانا چاہتا ہے تو آنے دے اگر پنڈت جواہر لال نہرو ہندو مذہب کا نام و نشان مٹا دینا چاہتا ہے تو اس کو مت روک۔ اگر مسٹر گاندھی جو باتوں کر کے بھائی کی دعوت دیتا ہے تو ان کو بیتاب ہونے دے تجھ کو کوئی حق نہیں کہ تو ان کی دیویوں کو اس بارے میں روک سکے۔

اے ہند کے مسلم تو ان سب باتوں سے بے پروا ہو جا تو اس کا خیال تک بھی اپنے پاس نہ آنے دے۔ ان تو اگر سوتا ہے تو بیدار ہو جا اگر بیدار ہے تو ہوشیار ہو جا اگر ہوشیار ہے تو تیار ہو جا۔ اگر تیار ہے تو چل پڑ اور اس منزل پر پہنچ جا جس پر تیرے آباء و اجداد پہنچے تھے۔

عرب کی سرزمین میں انقلاب ہو چکا۔ ایران نے انقلاب حاصل کر کے آزادی کا چہرہ دیکھ لیا۔ یورپ کے مریض ترکوں کی طرف دیکھ وہاں انقلاب نے کیسا سماں پیدا کر دیا۔ آج تمام یورپ کانپ رہا ہے افغانستان کے نوجوان بادشاہ کی طرف غور کر اس نے انقلاب پیدا کر کے آج تمام دنیا کے شہنشاہوں سے عقیدت کا خراج حاصل کر لیا۔ مصر، مراکش، طرابلس کے مسلمان انقلاب میں مشغول ہیں مگر اے ہند کے مسلم تو اب تک کیوں خاموش ہے۔

اے ہند کے مسلم تیرا انقلاب وہ انقلاب ہونا چاہیئے کہ جس سے تمام دنیا میں ایک انقلاب برپا ہو جائے تجھے اس منزل کو حاصل کرنا ہے جو سرف تیرا ہی ورثہ ہے۔

سن اور غور کر! اسلام کو دنیا سے مٹانے کے واسطے تاتاری فتنہ برپا ہوا تھا اس نے خلافت عباسیہ کا خاتمہ کر دیا تھا مسلمان بے یار و مددگار تھے لیکن خدا کی رحمت سے انقلاب پیدا ہوا دنیا نے دیکھ لیا کہ وہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور آج تک اسلام کا جھنڈا بلند کئے ہوئے ہیں۔ اب تیرا فرض ہے کہ تو بھی رحمت الٰہی کو جوش میں لا کر پھر دوبارہ وہی انقلاب پیدا ہو جائے دنیا کی کوئی طاقت تیرے اس مستحکم عزائم کو ... تیرا ان کا فرض ہے جبکہ تیرے اس ارادہ میں کانگریسی مسلمان مسئلہ خلافت کہنے والے مسلمان بھی تیرے مقابلہ کے واسطے آ رہے ہیں اور ... میں وہ تجھ کو شکست دینے کی کوشش کریں گے مگر تو ان کے واسطے دعا ... [illegible]

وہ تجھکو بدنام کر سکتے ہیں بیشک وہ تجھپر حملہ کر سکتے ہیں بیشک وہ ہند میں تیرے واسطے کربلا برپا کر سکتے ہیں مگر تو ہراساں نہ ہو تیرا توکل تیرا بھروسہ خدا کی ذات پر ہو نہ کہ مسٹر گاندھی اور مالویہ کے قدموں میں۔

اے ہند کے مسلم میدان میں آجا۔ انقلاب برپا کر دے۔ وہ انقلاب کامیاب انقلاب ہونا چاہیئے تو یورپ کے میدان میں ایشیا کے جنگلوں میں ہر ایک مقام پر انقلاب برپا کر دے۔

تو ترکوں پر اور افغانوں پر نکتہ چینی کرنی چھوڑ دے تو ابن سعود کو گالیاں دینی بند کر دے تو وہ کر جو تیرے آباء و اجداد نے کیا تھا۔ تو آپس کے جھگڑوں کو چھوڑ دے تو منظم ہو جا۔

تو داعیان اسلام کی فوج مرتب کر وہ جو ہر مصائب کو برداشت کر سکیں وہ تمام تکلیف کا مردانہ وار مقابلہ کریں ان کو ہر علاقہ میں تبلیغ اسلام کے واسطے بھیجدے تو دنیا کے ہر ایک گھر میں توحید کی آواز پہنچا دے تاکہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہو جائے کہ دنیا سے تمام کفر و ظلمات کی آندھیاں دور ہو جائیں تاکہ تمام دنیا میں جو انسانی خون گرایا جا رہا ہے بند ہو جائے تاکہ دنیا امن و امان کی زندگی بسر کر سکے۔

تو میدان میں آجا! خدا تیری بدر و احد کی طرح امداد کریگا وہ رحمت کے فرشتوں کو تیری مدد کے واسطے بھیجے گا۔ تو حضرت خواجہ معین الدین کا اتباع کر تو داتا گنج بخش کی طرح میدان میں آ۔ تو شہاب الدین سہروردی کی طرح توحید کا علم اٹھا تو حضرت غوث الاعظم کی طرح مردانہ وار کفر و ظلمات کا مقابلہ کر کے توحید کی دلکشی گھر گھر پہنچا دے۔ تو حضرت نظام الدین اولیاء کی طرح داعیان اسلام کی فوج مرتب کر کے ہر ایک علاقہ میں پہنچا دے۔

اے ہند کی تبلیغی جماعتو! آگے بڑھو اے تنظیم کے علمبردارو! میدان میں آؤ قدرت ربانی تمہاری امداد کے واسطے تیار ہو گئی ہے اب تو بھی تیار ہو جا۔ اے خلافت والو! گاندھی اور مالویہ کی اتباع چھوڑ دو اسلام کا اتباع کرو اسلام ہی آزادی دلائیگا۔ اسلام سے ہی دنیا میں امن و امان قائم ہوگا۔ اسلام ہی بیماری سے نجات دلائیگا۔ اسلام ہی سے سربلند ہوئے تھے اسلام ہی سربلند کرے گا۔ کہو اور نعرہ لگاؤ۔ اللہ اکبر۔

اے گروہ علماء! میدان عمل میں آجا۔ خوابیدہ مسلمانوں کو بیدار کرنے کی کوشش کر۔ اور علم سے مسلمانوں کو سیراب کر دے۔ جو مسلمان جہالت کی وجہ سے ارتداد میں پھنس رہے ہیں ان کو بچا لے۔

اے مرکزی تبلیغی جماعت! ... [illegible]

[illegible] مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع کر دے۔

[illegible] میں اسلام کا جھنڈا بلند کرنے والی احمدی جماعت! اپنے میں اور [illegible] کر ندہ سب سے زیادہ میدان میں نکل ابھی تمام یورپ خالی پڑا ہے۔ اہل یورپ کو اسلام کی ضرورت ہے قرآن کے گھر گھر توحید کی مدفنی پھیلا دے۔

اے فرزندان اسلام کب اپنے حجروں سے نکلو گے دنیا مادی طاقت پر فریفتہ ہو رہی ہے مذہب کو [illegible] پیدا کرا ابھار رہا ہے۔ شیطانی گرد دنیا پر چھایا جا رہا ہے اسوقت تم [illegible] جانکنی کی حالت میں ہو رہے ہیں اٹھو۔ حجروں سے باہر نکلو۔ روحانی طاقت سے جسطرح تمہارے مرشدان دین نے دنیا میں روحانیت کے دریا بہا دیئے تم بھی دنیا کو سیراب کر دو میدان میں آؤ اور اللہ ہو کے نعرے لگاتے ہوئے دنیا کو اسلام کا حلقہ بگوش بنا لو۔ اے اسلام کے سیاسی لیڈرو اگر دنیا میں سر بلندی چاہتے ہو اور دنیا میں حکومت کرنی چاہتے ہو تو یہ خیال چھوڑ دو کہ تم ہندوؤں کی غلامی کر کے آزادی حاصل کر دگے ہرگز نہیں کبھی نہیں۔ یہ بھی خیال نکال دو کہ تم موجودہ حکومت سے دشمنی کر کے حکومت حاصل کر سکو گے ہرگز نہیں اور کبھی نہیں ہو سکیگا۔ آؤ اگر سر بلندی چاہتے ہو تو اگر حکومت کی خواہش رکھتے ہو تو صحابہ کرام کی اتباع کرو۔ اسوہ حسنہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرو اسلام کا توحیدی پیغام ہندو اور انگریزوں کو پہنچا دو۔ دونوں کو اپنا کر دونوں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنا لو گزشتہ صدیوں میں بھی ایسا ہی کیا گیا تھا اب بھی ایسا ہی کر کے بتا دو۔

اے ہندوستان کی اسلامی ریاستو اپنی ہمسایہ ہندو ریاستوں کی طرف دیکھو وہ کس قدر شدھی کے واسطے روپیہ بہا رہی ہیں اور ہر ایک اپنی طاقت کو شدھی پر خرچ کر رہی ہیں۔ تم کیوں خاموش ہو تم کیا چاہتے ہو کونسا دن دیکھنا چاہتے ہو۔ خدا نے اسواسطے تم کو حکومت دی ہے اس واسطے سر بلند کیا ہے کہ اسلام کی خدمت کرو نہ کہ عیش و عشرت میں پڑے رہو۔ تیار ہو جاؤ اسلام کی خدمت کیواسطے کمربستہ ہو جاؤ ورنہ خدا تمہاری جگہ کسی اور کو دیگا اسلام کی خدمت لیگا وہ ابابیلوں سے بھی خدمت لے لیا کرتا ہے۔

اے ہند کے مسلم دولتمندو! یہ خدا کی دی ہوئی دولت اسلام کے واسطے وقف کر دو اسکو اسلام کی اشاعت پر خرچ کرو۔ بالشویک تمہیں گھیر رہے ہیں وہ ان سب سے کنارہ کش ہو جاؤ وہ وقت آیا چاہتا ہے کہ سرمایہ داری کا خاتمہ ہو جائیگا اور دولت باقی نہ رہے گی [illegible] مسلمانوں کے حوالہ کردیگی جو اشاعت اسلام میں اسکو خرچ کریں

اے اسلامی [illegible] فرزندو! اسلام کا نام تم سے ہے اسلام غریبوں سے ہی دنیا میں پھیلا اور غریب ہی اس کو دنیا کے گھر گھر پہنچا دیں گے یہ خیال مت کرو کہ تم غریب ہو یہ خیال ہرگز مت آنے دو کہ تم میں دولت نہیں تمہارے دل میں سرمایہ داری کا [illegible] ہو [illegible] باہر نکال لو دنیا کی ہر ایک سعادت اسلام کی اشاعت کیواسطے قربان کر دو [illegible] تمہاری غلام ہو جائیگی ایسا ہی اسلام کے ابتدا میں ہوا تھا ایسا [illegible] ہونے والا ہے۔

[illegible] اسلامی اخبارو! آپس میں جھگڑے کرنے چھوڑ دو۔ اب گھر کی خانہ جنگی [illegible] ختم کر دو۔ اب کفر کی آندھیاں ہند میں آ رہی ہیں [illegible] تیار ہو گئے ہیں اب وقت ہے اب اسلام

[illegible] سے خدمت لینا چاہتا ہے۔ اے زمیندار۔ انقلاب۔ کارواں۔ انقلاب۔ ہمدرد مدینہ۔ نجات۔ منادی۔ مسلم آؤٹ لک۔ ینگ مسلم۔ عصر جدید۔ نئی دنیا وغیرہ کے ایڈیٹرو تم دنیا کو بہت کچھ سنا چکے اب تم خود ہی سن لو کہ تمہاری دولت کا ایک ایک قطرہ تمہارے قلم سے لکھا ہوا ایک ایک لفظ تمہارے اخبار کے تمام کا غذ پر سوائے اشاعت اسلام کے اور کچھ نہیں ہونا چاہئیے۔ اے اسلامی ماہوار اور ہفتہ وار اخبارو تم بھی سن لو اور اپنے آپ پورے طور سے متفق ہو کر کفر کا مقابلہ کرو اور خوابیدہ مسلمانوں کو بیدار کر کے اسلام کی خدمت کے واسطے تیار کرو۔

اے یورپ کے نومسلم انگریزو! قدرت باری نے یہ کام تمہارے سپرد کر دیا ہے وہ تم سے کام لینا چاہتا ہے یہاں دوسرے مسلمان غفلت میں ہیں تم بیدار ہو اسلام کی خدمت اسی واسطے تمہارے سپرد کی گئی ہے تم توحید کی آواز یورپ کے ہر ایک گھر میں پہنچا دو اور سب سے بڑی یورپ کی طاقت انگلستان کو حلقہ بگوش اسلام بنا لو۔

اے مبلغ اعظم خواجہ حسن نظامی! دیکھ اور سن کہ جب دشمنوں کی گولیاں تیرا کچھ نہیں کر سکیں جب خدا نے تجھکو گولیوں سے بچا لیا جب تیرے گھر میں آگ لگائی گئی تو خدا نے تمام قیمتی تبلیغی کتابوں کو بچا لیا اور دشمن منہ دیکھتا رہ گیا جیسا احد اور بدر کے میدان میں خدا نے اسلام کی امداد کی تھی ایسی ہی تیری امداد کر رہا ہے تو تمام صوفیوں کو حجروں سے باہر نکال کر اسلام کی اشاعت پر لگا دے اور ان سب کو میدان میں لے آ اور مسلمانوں کو مساجد میں جمع کر دے کیونکہ اسلام مسجد ہی سے نکلکر دنیا پر چھایا تھا اور اب بھی خدا تجھ سے وہی کام لیتا ہے اسواسطے اہل اسلام کو مساجد میں جمع کر دے تاکہ دوبارہ دنیا میں اسلام چھا جائے اور ہر جگہ کفر کے قلعے سرنگوں ہوں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا جھنڈا بلند ہو جائے اور ہند کی زبردست حکومت خود بخود حلقہ بگوش اسلام ہو جائے آمین۔ یا اللہ تو میری نیت کو اور میرے عمل کو دیکھنے والا ہے اور تو میری طاقت اور میری حالت کو بھی جانتا ہے۔ میں نے تیرے فضل اور تیرے کرم سے تیرے پسندیدہ دین اسلام کی خدمت کے لئے کمر باندھی ہے مجھے توفیق دے کہ میں اس نازک وقت میں ایک ہولناک خطرے سے اسلام کو اور مسلمانوں کو بچا سکوں اور تو مجھے ہدایت کر کہ ہر قسم کے فتنہ و فساد سے اور کسی کی دل آزاری سے محفوظ رہوں آمین۔ اور یا اللہ جتنے تیرے بندے میرے اس کام میں زبان سے دل سے ہاتھ پاؤں سے حصہ لے رہے ہیں ان سب سے راضی ہو اور اپنے فضل و کرم سے ان کو برساد اور انکی دینی و دنیوی مرادیں پوری کر اور قیامت کے دن جب یہ سب میرے ساتھ حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوں تو سرخرو ہو کر عرض کر سکیں کہ یا رسول اللہ ہم نے ہندوستان میں آپکے دین کی ایک نازک وقت میں مدد کا فرض ادا کیا تھا اور ہم اپنی طاقت کے بموجب مال اور زبان کے جہاد میں پورے سرگرم رہے تھے اور یا اللہ جو مسلمان یا اور لوگ مجھ سے میرے اس کام میں اختلاف رکھتے ہوں اور دوسروں کو مخالفت کی ترغیب دیتے ہوں انکو بھی اس گناہ سے بچا اور سمجھ دے کہ وہ میری ذاتی ناقابلیت یا ذاتی برائیوں کو نہ دیکھیں بلکہ میری نیت اور میرے ارادہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے میری امداد [illegible] کریں موجودہ نازک وقت میں مخالفت کر کے دشمنوں کو ہنسنے کا موقعہ نہ دیں اور یا اللہ [illegible]

[illegible] اور اس گناہ سے [illegible] ہوتا ہے [illegible] محفوظ رکھ اور نجات دے اور انکو قوت عطا کر [illegible]

شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

حضرت خواجہ حسن نظامی کا مکتوب گرامی

۲۴ مئی اور ۸ جون کے پرچوں میں اردو خطبوں کی تحریک پر اپنے خیالات کا اظہار کر چکا ہوں۔ اور بظاہر اس مسئلہ پر مجھے کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء و دیگر علماء کرام نے مذہبی استدلال کے ساتھ تردیدی مضامین لکھنے کا وعدہ فرما لیا تھا۔

مگر جون کا منیرا حضرت خواجہ صاحب نے ملاحظہ فرمانے کے بعد حسب ذیل مکتوب میرے نام بھیجا ہے جسکو میں بجنسہٖ شائع کرتا ہوں۔

اردو زبان کے خطبہ کی بحث

جناب ایڈیٹر صاحب رسالہ منیرا دہلی

السلام علیکم۔ تازہ پرچہ منیرا میں وجدی صاحب ایم اے کا خط اور آپ کا نوٹ پڑھ کر بڑا اچنبھا ہوا۔ مجھے وجدی صاحب کے طرز ادا سے اتفاق نہیں ہے میں عربی زبان کو مردہ زبان سمجھتا ہوں بلکہ میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ عربی زبان آج بھی زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گی۔

مینے اردو خطبہ کی تحریک شروع کرنے سے پہلے عربی کے تحفظ پر اچھی طرح غور کر لیا ہے۔ اور آپ بھی اسکو تسلیم کریں گے کہ عربی خطبہ کے رواج پر عربی زبان کا تحفظ منحصر نہیں ہے کیونکہ صدیوں سے عربی خطبے پڑھے جاتے ہیں مگر آجتک کوئی امام عربی خطبہ پڑھ دینے سے عربی داں نہیں ہوا بلکہ جو ہزاروں عربی مدرسے مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ خرچ کرکے ہر سال سینکڑوں مولوی تیار کرتے ہیں ان میں بھی فی صدی پانچ مولوی ایسے نہیں بنتے جو عربی میں بات کرسکیں یا عربی خط لکھ سکیں۔ عربی زبان کا تحفظ تو عربی زبان کی عمدہ باقاعدہ تعلیم سے ہوسکتا ہے نہ کہ عربی زبان میں خطبے پڑھنے سے۔

آپنے اس پر زور دیا ہے کہ میں عوام کے زور پر کام نہ کروں بلکہ علماء کا فتوی حاصل کیا جائے اور انکی رائے سے کام کیا جائے!

مجھے اس خیال سے اتنا ہی اتفاق ہے جتنا آپکو ہے مگر ایسے دیندار علماء تو دکھا دیجیے جو سچے دل سے اسلام کے اور مسلمانوں کے دینی اور دنیاوی مفاد کو اپنے ذاتی مفاد و مصالح سے مقدم سمجھتے ہوں۔ مجھکو تو اپنی کم علمی کے سبب ایسے مخلص علماء سے بہت ہی کم واقفیت ہے اگر مخلص علماء کو آپ اس ضروری معاملہ کی طرف متوجہ کرسکیں تو آپکو بڑا ثواب ہوگا۔

آپ جانتے ہیں کہ اردو خطبوں کی تحریک میں میرا کوئی ذاتی فائدہ نہیں ہے نہ میں اس تحریک سے کوئی ذاتی فروغ و رسوخ حاصل کرسکتا ہوں۔ بلکہ مسلمانوں کے اس طبقہ کی اصلاح جو مسجد میں آتا ہے مجکو مقصود اور منظور ہے تاکہ جمعہ کے دن وہ جماعت مسجد میں منبر سے اپنے دینی اور دنیاوی ضروریات کو معلوم کرلیں۔

چونکہ مینے یہ پہلو پر غور کرنے کے بعد اور مسلمانوں کی بہتری کو مد نظر رکھکر یہ تحریک شروع کی ہے اسواسطے میں علماء کی تشریف آوری کا انتظار نہیں کرسکتا۔ اگر وہ تشریف لے آئیں گے اور مسلمانوں کی مدد کریں گے تو ان کا یہ فرض ہوگا اور تشریف نہ لائیں گے اور مخالفت کرتے رہیں گے تو میں اللہ تعالیٰ کی مدد پر توکل کرکے آگے بڑھا چلا جاؤں گا۔ اور ایک منٹ کا توقف بھی میری رفتار میں نہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ وحسبی اللہ ونعم الوکیل

حسن نظامی دہلی

۱۹ ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ

حضرت خواجہ صاحب قبلہ خود اور میرے اور ان کے احباب اس سے ناواقف نہیں ہیں کہ میرے دل میں حضرت خواجہ صاحب کی کتنی عزت ہے' حضرت خواجہ صاحب مجھے معاف فرمائیں اگر میں یہ عرض کروں کہ میں ان کے اس والا نامہ سے بالکل مطمئن نہیں ہوا۔ کیونکہ اسمیں میرے ان خدشات کا جواب نہیں ہے جن کا اظہار میں ۲۴ مئی اور ۸ جون کے پرچوں میں پیش کر چکا ہوں۔

البتہ یہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس تحریک کے شروع کرنے میں حضرت خواجہ صاحب کا کچھ بھی ذاتی فائدہ نہیں ہے۔ مگر کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ حضرت سے اجتہادی غلطی سرزد ہو رہی ہو؟

اگر علماء کرام میں اخلاص ہوتا' اور انہوں نے زمانہ کی رفتار کو پہچان لیا ہوتا تو پھر کہنا ہی کیا تھا' مصیبت تو یہ ہے کہ خود غرض اور ناعاقبت اندیش مولویوں نے مذہب کو بازیچۂ اطفال بنا رکھا ہے۔ اور جو چیز وہ مذہب کے نام سے پیش کرتے ہیں' اس کو مذہب سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ اور ان کی یہ خود غرضی اور زمانہ سے بے خبری ملت اسلامیہ کے لئے سب سے بڑی لعنت ہے۔ البتہ مخلص اور زمانہ شناس علماء مفقود بھی نہیں۔

حضرت خواجہ صاحب کے اس والا نامہ اور زبانی گفت و شنید سے یہ ضرور واضح ہوگیا کہ حضرت خواجہ صاحب بالکل عربی خطبوں کو ترک کرنا نہیں چاہتے۔ بلکہ وہ عربی خطبے کے بعد اس عربی خطبہ کا اردو میں ترجمہ چاہتے ہیں۔ اور ایسی صورت میں صرف جزئی اختلاف رہ جاتا ہے۔ جسکو میں تفصیل کے ساتھ منیرا کی آئندہ اشاعت میں پیش کروں گا۔

مالیرکوٹلہ کا سازشی مقدمہ

بالآخر مالیرکوٹلہ کے اس مشہور مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا گیا جو کئی مہینہ سے راجا جیون صاحب کیلکر بی اے سیشن جج مالیرکوٹلہ کی عدالت میں زیر سماعت تھا۔ فیصلہ کی ... کو ہندوستان کے تمام اخبارات نے تسلیم کیا ہے۔ ہندوستان میں جس طرح سازشیں قائم ہوتی ہیں اس کا ... ابھی پنجاب ... [illegible] ... افسوس ہے کہ ... نہیں کہا جا سکتا کہ ... [illegible]

...ی وی پی آرہے ہیں

حسب ذیل حضرات جن کے صرف نام اور نمبر خریداری اور مقام لکھے گئے ہیں ان کی میعاد ... اشاعت سے ختم ہو گئی اور ان کو ۸ جولائی ... کے پیشوا کے ... ایک روپیہ ... سالانہ کا چندہ وصول کرنے کے لئے دفتر ... روانہ ہوں گے۔ اگر کسی بدقسمتی سے مندرجہ حضرات آئندہ سال کے لئے پیشوا ... منقطع کرنا چاہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ یکم جولائی ... تک وی پی ... کی اطلاع دے دیں۔ تاکہ ہم ایک کثیر نقصان سے بچ جاویں۔ ... جو حضرات بغیر اطلاع دیئے وی پی واپس کریں گے وہ خدائے قدوس کے ہاں ... ذمہ دار ہوں گے اور ہم قیامت کے دن ان سے اپنے نقصان کا داد خواہ ہوں گا۔ آپ صرف دو پیسے کے کارڈ پر اطلاع دیجئے ورنہ آپ کی خاموشی سے یہ سمجھا جائے گا کہ آپ آئندہ سال بھی پیشوا کی سرپرستی فرمائیں گے زیادہ بہتر یہ ہوگا کہ دو روپے چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیئے جائیں۔

نمبر خریداری	نام	مقام	نمبر خریداری	نام	مقام
۲۲۴۱	منشی اسمٰعیل صاحب	بنارس	۲۲۰۳	سید محبوب شاہ صاحب	سری نگر
۲۲۴۹	ملک شیخ محمد صاحب	گوہاٹی	۲۲۰۷	ایم حنیف احمد صاحب	نینی تال
۲۲۳۸	قاضی حبیب اللہ صاحب	اندور	۲۲۲۳	عبدالمجید صاحب	کلکتہ
۲۲۳۰	مولوی شیخ سراج الحق صاحب	دہلی	۲۲۲۴	سید عبدالعزیز شاہ صاحب	جہلم
۲۲۳۹	میر فضل صمدان	ہزارہ	۲۲۲۵	سید ... ولایت شاہ صاحب	جالندھر
۲۲۴۰	محمد علی صاحب مسلم	کلکتہ	۲۰۳۳	مولوی سردار محمد صاحب	ہنمکنڈہ
۲۲۴۱	سید احمد اسکوائر	الورہ	۲۳۳۰	شیخ محمد عمر صاحب	[illegible]
۲۲۴۵	شیخ عبدالکریم صاحب	بہرائچ	۲۳۰۱	عبدالرؤف شاہ صاحب	مالوہ
۲۲۵۴	محمد عبدالعلی صاحب	ناگپور	۲۳۰۲	عبدالکریم صاحب انصاری	سیتاپور
۲۲۵۸	سید محبوب علی صاحب	ناگپور	۲۳۰۴	عبدالرحیم خدا بخش صاحب	رانچی
۲۲۶۲	ایم لطافت حسین صاحب	ہنمکنڈہ	۱۱۰	محبوب بخش صاحب	[illegible]
۲۲۶۰	جان علی صاحب	بنارس	۲۲۹۰	محمد روشن عالم صاحب	پٹنہ
۲۲۶۵	شیخ محبوب عالم صاحب	کلکتہ	۲۲۹۸	غلام رسول صاحب	کلکتہ
۲۲۶۶	محمد نذیر صاحب	بانکی پور	۲۲۹۵	منشی آل محمد صاحب	[illegible]
۲۳۰۹	عبدالعزیز صاحب	کلکتہ	۲۳۲۴	ڈاکٹر افتخار الدین صاحب	ڈھاکہ
۲۳۰۵	عبدالعلیم صاحب	پٹنہ	۱۹	قاضی نصیر الدین احمد صاحب	تھانہ
[illegible]	محمد شمس الحسن صاحب	کانپور	۲۴	ممتاز احمد خان صاحب	رتن گڑھ
[illegible]	مرزا خورشید علی صاحب	بیجاپور	۵۷	پروفیسر اظہر علی صاحب	دہلی
[illegible]	ابو الفضل الرحمن صاحب	حیدرآباد	۱۲۰	اکبر علی صاحب	[illegible]
[illegible]	شیخ محمد امین صاحب	بنگلور	[illegible]	پیر سید علی احمد صاحب	فیروزپور
[illegible]	[illegible] صاحب	ناگپور	۸۸	سلیم خان بن محمد اکبر خان صاحب	[illegible]
[illegible]	[illegible] صاحب	دہلی	[illegible]	فرزانہ حسین صاحب	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۰۰	عطاء اللہ خان صاحب	میانوالی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	بابا خان محمد صاحب	کلکتہ

نمبر خریداری	نام	مقام	نمبر خریداری	نام	مقام
۱۱۰	غلام علی صاحب	منٹگمری	۲۳۰۵	ریاض الدین نظام الدین	حصار
۲۶۳۲	ڈاکٹر صوفی غلام علی صاحب	لاہور	۲۴۴۴	عبدالکریم صاحب	بڑودہ
۲۳۴۴	محمد لطیف صاحب	علیگڑھ	۲۴۹۳	نظام الدین صاحب	بستی
۱۳۸	مولوی یار محمد علی صاحب	فرخ آباد	۱۵۴۶	عبدالحی طیب جی صاحب	اندور
۱۳۹	میاں شیر محمد صاحب	مانکپور	۱۶۰۵	فیض محمد صاحب	کانگڑہ
۱۵۰	سید منظور علی صاحب	خورجہ	۱۶۱۸	سید اعظم علی صاحب	مالوہ
۱۵۳	محمد بشیر صاحب	سلطانپور	۱۶۲۳	مولوی نظام الدین صاحب	گجرات
۱۵۵	سالکہ خاتون صاحبہ	حیدرآباد	۱۶۲۶	مستری محمد بخش صاحب	برہما
۱۶۸	میاں خلیل الرحمن صاحب	احمد آباد	۱۶۳۰	سید نصیر الدین نجم الدین صاحب	بھروچ
۱۸۸	بابو عنایت خان صاحب	آگرہ	۱۶۳۳	ایم خلیب صاحب	رتناگری
۱۹۶	مسٹر محمود خان صاحب	بیانہ	۱۶۳۴	نورالدین صاحب	رتناگری
۱۹۷	شیخ ممتاز الدین صاحب	دہلی	۱۶۴۴	مولوی عبدالکریم صاحب	حیدرآباد
۲۰۴	ایم عمرالدین صاحب	لاہور	۱۰۱۳	عزیز الرحمن صاحب	کلکتہ
۲۱۸	عبدالکریم صاحب	آگرہ	۲۰۶۶	عبداللطیف صاحب	جبلپور
۲۲۰	حکیم عبدالکریم صاحب	[illegible]	۱۶۵	منشی محمد نذیر صاحب	پونہ
۲۲۱	محمد علی اسلم صاحب	کلکتہ	۱۶۵۸	منشی بہرالدین صاحب	اودے پور
۲۴۲	حکیم شیخ محمد یوسف صاحب	لاہور	۱۶۲۲	ایم یوسف صاحب	رنگون
۲۴۳	منشی قدیر محمد صاحب	جہلم	۱۶۴۴	مستری شیخ عبداللہ صاحب	بمبئی
۶۰	محمد جان میاں صاحب	آسام	۱۶۶۶	شہید الوحید خان صاحب	جالون
۱۲۸۳	محمد یوسف صاحب	حیدرآباد	۱۶۶۸	محمد حسین صاحب	رانچی
۱۵۶	سید عبدالرحمن صاحب	حیدرآباد	۱۶۹۰	عبدالرزاق صاحب	حیدرآباد
۴۶۴	محبوب علی صاحب	لکھنؤ	۱۷۰۰	سعداللہ خان صاحب	اورنگ آباد
۲۰۲	ملک شرف الدین صاحب	[illegible]	۱۹۴۳	نقیر محمد صاحب	کانگڑہ
۱۸۰۰	نور حسین صاحب	[illegible]	۳۰۶۱	محمد علی صاحب	لدھیانہ
۸۶	محمد یاسین خان صاحب	علیگڑھ	۱۶۷۸	شیخ عبدالکریم صاحب	بہرائچ
۵۷	عبدالمجید صاحب	آسام	۲۶۶۴	سید عبداللہ صاحب	[illegible]
۱۷۱	عبدالشکور صاحب	[illegible]	۳۰۸۹	رحمت اللہ ثناء اللہ صاحب	بنگلور
۱۸۵	ناظر حسین خان صاحب	گیا	۱۶۸۵	قاضی محمد علی صاحب	بیکانیر
۱۳۹۳	گل محمد صاحب	[illegible]	۱۶۹۰	عبدالجواد صاحب	حیدرآباد
۱۳۱۰	محمد علی خان صاحب	بنارس	۱۶۹۷	جیا و جان صاحب	رنگون
۱۳۱۷	ذوالفقار حسین خان صاحب	شاہجہانپور	۱۶۸۸	سید مزاج احمد صاحب	شملہ
۱۳۱۸	حاجی رحمت اللہ صاحب	برہما	۱۴۸۶	قاضی مختار احمد صاحب	[illegible]
۱۳۱۵	طالب میاں صاحب	راجکوٹ	۱۸۰۷	شیخ عبدالصمد صاحب	[illegible]
۱۳۲۳	مولوی سراج بخش صاحب	راولپنڈی	۱۸۰۵	شیخ ابراہیم عبداللہ صاحب	[illegible]
۱۳۴۳	صوفی محمد نور الدین صاحب	مانکپور	۱۸۰۳	نور محمد صاحب	[illegible]
۱۳۴۴	محمد مسعود صاحب	[illegible]	۱۸۰۹	محمد عمر صاحب	[illegible]

نمبر	نام	مقام	نمبر	نام	مقام
[illegible]	عبدالحی صاحب	بیجاپور	۲۲۴۳	حکیم احمد میاں صاحب	بمبئی
[illegible]	سید محمد حنیف صاحب	[illegible]	۲۲۴۵	مظفر حسین صاحب	[illegible]
[illegible]	محمد اسمعیل خانصاحب	[illegible]	۲۲۰۲	شیخ فضل الرحمن صاحب	اعظم گڑھ
۱۹۱۰	شیخ عبدالرحیم صاحب	اکولہ	۲۲۱۰	حاجی یوسف خانصاحب	دہلی
۹۲	آغا علی عباس صاحب	دہلی	۲۲۱۱	محمد یوسف	دہلی
۱۹۹	حافظ محمد یعقوب صاحب	دہلی	۲۲۱۲	وزیر خاں امیر خانصاحب	پٹنہ
۲۱۱	حاجی محمد صدیق صاحب	دہلی	۲۲۱۹	ملک محمد حیات محمد شفیع صاحب	[illegible]
۲۲۲۳	سید شمشاد علی صاحب	نارنول	۲۲۳۴	سید ابراہیم ابوالخیر صاحب	کلکتہ
۲۲۴۳	سید بشیر الدین احمد صاحب	ناسک	۲۲۳۴	شیخ تاج الدین رجب صاحب	ستاوڑہ
۲۲۴۲	شیخ فخر الدین صاحب	انبالہ	۲۲۳۳	محمد اعظم علی صاحب	برما
۲۲۴۹	مولوی ڈاکٹر احمد حسن صاحب	مراد	۳۳۳۳	مولوی عزیز الدین صاحب	فیروزپور
۲۲۵۱	سید احمد علی صاحب	بڑودہ	۲۲۳۴	محمد خانصاحب	[illegible]
۲۲۵۲	قدرت علی صاحب	براکر	۲۲۳۵	حسین صاحب	[illegible]
۲۲۵۳	خان غلام احمد صاحب	مہو	۲۰۲۳	محمد عبدالجبار خانصاحب	[illegible]
۲۲۵۴	منشی لقاء اللہ صاحب	ایٹہ	۲۲۳۶	سید نظام الدین صاحب	احمد آباد
۲۲۵۵	منشی عبدالرشید خانصاحب	ایٹہ	۲۲۳۸	حاجی نبی احمد صاحب	بریلی
۲۲۵۹	شیخ موسیٰ صاحب	بمبئی	۲۲۴۴	سید کریم صاحب	[illegible]
۲۲۶۰	مولوی سید منعت الدین صاحب	جالنہ	۲۲۳/۸	سیٹھ طیب علی رسول بھائی صاحب	جبلپور
۲۲۶۱	مولوی محمد ہاشم صاحب	جالنہ	۲۲۴۵	شیخ محبوب اختر احمد صاحب	دہولیہ
۲۲۶۲	محمد اسمعیل صاحب	رانیر	۲۲۵۳	نجیب اللہ محمد حسین صاحب	[illegible]
۲۲۶۵	محمد عبدالرحمن صاحب	ناندیڑ	۲۲۶۵	انیس موسیٰ صاحب	مدراس
۲۲۶۷	سعادت خانصاحب	بنارس	۲۲۶۲	قاضی ہاشم صاحب	مالیگاؤں
۲۵۵۷	ڈاکٹر تصدیق حسین صاحب	آسام	۲۲۸۰	عبدالرحیم سلیم صاحب	حیدرآباد
۲۵۰۱	سید ہاشم عباس صاحب	اعظم گڑھ	۲۲۹۱	شیخ احمد الدین صاحب	جھنگ
۲۲۸۵	شیخ دستگیر صاحب	بیجاپور	۲۵۷۱	سید شمشاد علی صاحب	[illegible]
۲۲۰۳	عبداللطیف صاحب	جبلپور	۲۵۰۲	محمد دین صاحب	[illegible]
۲۲۸۴	عبدالحلیم خانصاحب	مونگیر	۲۲۲۳	اکبر علی صاحب	بہاولپور
[illegible]	عبدالجلیل خانصاحب	[illegible]	۳۰۱	حافظ عبدالرشید صاحب	جالندھر
[illegible]	محمد عبدالستار صاحب	حیدرآباد	۲۲۳۰	نیاز دین صاحب	سیوان
[illegible]	محمد عبدالوہاب عبدالعزیز صاحب	[illegible]	۲۷۰۲	محمد لطیف صاحب	علیگڑھ
[illegible]	عباس خانصاحب	بنوں	۱۳۰۲	سید بدیع الدین صاحب	اکولہ
[illegible]	محبوب خانصاحب	[illegible]	۲۲۹۹	سید اختر حسین صاحب	اعظم گڑھ
[illegible]	محمد نواب خان صاحب	بنوں	[illegible]	امیر علی خاں صاحب	بلند شہر
[illegible]	محمود علی صاحب	[illegible]	[illegible]	سید علی صاحب	اجمیر
[illegible]	محمد شفیق بیگ صاحب	[illegible]	[illegible]	محمد حق صاحب	لاہور
[illegible]	[illegible] خانصاحب	[illegible]	[illegible]	نواب علی صاحب [illegible]	[illegible]
			[illegible]	[illegible] صاحب	[illegible]

غلطی ہائے مضامین مت پوچھ

[illegible]

ملک غریب اسد و ترقی یافتہ زبانوں کی صحت میں نہیں آسکتی۔

پیشوا جب سے شائع ہو رہا ہے اس کی ہر اشاعت میں غلطیوں کا ایک انبار ہوتا ہے غلط نامہ اس لئے نہیں لکھا کہ وہ بھی غلط شائع ہوگا۔ اس طرح جو کچھ شائع ہو جاتا ہے اسکو قارئین کرام کی علمیت پر بھروسہ کر کے خاموش ہو جاتا ہوں۔ اکثر اوقات آیات کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ ایسی غلط شائع ہو جاتی ہیں کہ بعض اوقات ان کے معانی تک بدل جاتے ہیں۔ اور میں اس معصیت کی اشاعت سے کانپنے لگتا ہوں۔ مگر خدائے علیم و خبیر میری بے بسی سے ناواقف نہیں ہے اس لئے اسکی رحمت پر بھروسہ کر کے سکھ سے عفو میں گرتا ہوں۔

سال گذشتہ ایک بھائی نے پیشوا کی غلطیوں پر توجہ دلائی تھی اور میں نے لکھا تھا کہ میرے لئے یہ بہت آسانی کے ساتھ ممکن ہے کہ ۲۴ گھنٹہ میں رات دن کام کر کے پیشوا جیسے پرچہ کو مرتب کروں مگر حاشا و کلا ممکن ہے کہ پیشوا میں ایک سطر کی صحیح اشاعت کی ذمہ داری لے سکوں۔ کیونکہ ایک انسان کے امکان میں جو کوشش پیشوا کی صحت کے لئے ہو سکتی ہے وہ کرتا ہوں۔ مگر پھر بھی پیشوا کی غلطیوں کو پڑھکر جی جلکر خاک ہو جاتا ہے۔ میرے مضامین پر سب سے پہلے عنایت تو کاتب صاحب کی ہوتی ہے اس کے بعد سنگساز صاحب کے قلم اور حروف تراش کی چھری چلتی ہے اور اس کے بعد اگر بدنصیبی سے کہیں پتھر چھپتے چھپتے ہلکا ہو گیا تو مشین مین صاحب کی قابلیت کا ستارہ کھلتا ہے ان تمام مراحل سے گذرنے کے بعد جو کچھ شائع ہوتا ہے اسکی اخلاقاً اور قانوناً ذمہ داری مجھپر ہوتی ہے۔

گزشتہ اشاعت میں صفحہ ۵ کالم ۲ سطر ۵ میں میں نے لکھا کہ "بھائی چھدا سنگھ" کاپی نویس صاحب نے اسکو "بھائی چھدا سنگھ" لکھدیا۔ میں نے کاپی پڑھتے وقت صحت کی، مگر عجب اتفاق ہے کہ وہ غلطی بننے سے رہ گئی، اور میں نے اس لغو ترین نظم کو اسوقت تک سمجھا جب میرے محترم دوست جناب سردار دیال سنگھ صاحب مفتون نے مجھے اس کے پنجابی معنی بتلائے جو نہایت فحش تھے۔ اور یہ شرمساری سے گردن جھکالی اور مجھے دو نقطوں کے اضافہ سے اس لفظ کے اتفاقی طور سے پنجابی بن جانے اور پیشوا میں شائع ہو جانے پر بے حد افسوس ہوا۔ اسی وقت سے متعدد واقعات کو اپنے پنجابی نہ جاننے اور اس لفظ کی غلط اشاعت پر اظہار افسوس کی اطلاع دی۔ میں سردار صاحب کا شکر گزار ہوں اور اپنے احباب کا آئندہ بھی ممنون ہونگا اگر مجھے ایسی غلطیوں پر متنبہ کیا جایا کرے۔

اسی طرح اسی اشاعت میں صفحہ ۶ پر لہ آتش نزرقت مہا بکا باب کی کی بجائے اسے ناآتش نزرقت مہا بکا باب کوئی شائع ہو گیا ہے۔ جو نقصان ہیں ان غلطیوں کی طرح افسوس ناک ہے مگر مجھکو رسانی پہنچاتا ہے۔

صدائے [illegible]

[illegible]

[illegible] یعنی جن کی مساعیٔ جمیلہ
[illegible] تبلیغی مشن جس کی وسعت
[illegible] اور جو آریہ سماج کے خلاف
[illegible] ہے کہ اس کی گہرائیوں تک عوام آسانی
[illegible] جناب کشفی شاہ صاحب نظامی کی مالی
[illegible] رہا ہے۔

[illegible] فرزند توحید ایک عرصے رنگون میں مقیم ہے، [illegible] ہندوستان میں کوئی مذہبی یا ملی تحریک ایسی نہیں ہے جسکی امداد اس ناظم زادہ [illegible] نہ کی ہو۔

اب تک تو اسلامی ہند کو یہی معلوم تھا کہ کشفی شاہ صاحب ایک درد مند اور [illegible] مسلمان ہیں جو اسلام کی ضروریات کے لئے شاہانہ امداد دیا کرتے ہیں مگر ندائے کشفی کی اشاعت سے انہوں نے اپنے زبردست انشاپرداز ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے جسمیں وہ ایک زبردست خطیبانہ جوش کے ساتھ مسلمانوں کی پراگندگی پر سینہ کوبی کرتے ہوئے اتحاد بین المسلمین کے لئے ہر خیال اور ہر طبقے کے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم اور ایک اسٹیج پر بلا رہے ہیں اور آنے والے خطرہ کا علاج صرف تبلیغ و تنظیم کو بتاتے ہیں۔

مجھے یہ پیغام اسقدر ضروری معلوم ہوا کہ محض اسکی اشاعت کے لئے ایک کاپی اس اشاعت میں بڑھائی، ابعاد شہادت کربلا کے متعلق ضروری مضامین روک کر اس اہم مضمون کو نہ صرف یہ کہ پیشوا میں جگہ دی۔ بلکہ میں خود ان کے اس پیغام سے اتنا متاثر ہوا کہ میں نے عملاً اس پیغام کی تائید کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ اور انشاءاللہ پیشوا کا ہر صفحہ آیندہ مقاصد اسلام اور تبلیغ اسلام اور اتحاد بین المسلمین کے لئے وقف ہوگا۔

مجھے بہت افسوس ہے کہ مولانا شوکت علی صاحب نے ایک درد مند اور مخلص مسلمان کے اسلام پرستانہ جذبات کی ایسے بھونڈے طریقے سے مخالفت کی کہ اسلام کو شرم آنی چاہیئے۔ انہوں نے ندائے کشفی پر تبرا بھیجکر کشفی شاہ صاحب کی اس پیشین گوئی کو جو اس پیغام میں سوراجی پیپرز کے متعلق تھی الہام کا درجہ دیدیا۔

بہرحال میری قارئین کرام سے گزارش ہے کہ وہ پیغام کشفی کو متعدد بار پڑھیں اور اس دردمندانہ صدا پر لبیک کہتے ہوئے کشفی شاہ صاحب کے پروگرام پر عمل کرنے کے لئے ہمہ تن مستعد ہو جائیں کہ کشفی شاہ صاحب کی قلم سے جو کچھ نکلا ہے، وہ ایک [illegible] درد مند مسلمان کی صدا ہے جسکو ہر مسلمان کو نہایت خلوص سے قبول کرنا چاہیئے کہ اسلام کی اور مسلمانوں کی آیندہ بہتری کشفی شاہ کے پیغام [illegible] مضمر ہے۔

پیشوا کا رسول نمبر کس طرح غیر مسلموں تک پہنچ سکتا ہے

[illegible] تمام ہندوستان کے اسلامی [illegible] رسول نمبر کی اہمیت بعد تک [illegible] پیشوا "فخر کائنات" کے

عشاق کے اس مطالبہ کو پورا نہ کر سکا۔

اس سال خدائے عزوجل نے محض اپنے فضل سے ایسے اسباب مہیا کر دیئے ہیں کہ میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ پیشوا کا یہ رسول نمبر رنگیلا رسول گنسی اور رسوائے عالم کتاب کا جواب ہوگا جو شریف ہندوؤں اور سکھوں اور عیسائیوں کی طرف سے ہندوستان کی اس شرارت پیشہ قوم کو دیا جائیگا جو چالیس کروڑ مسلمانوں کے آقا و مولا کو گالیاں دیکر اپنی [illegible] سمجھتی ہے

میں پیشوا کے رسول نمبر کو کامیاب بنانے کے لئے اپنی انتہائی کوشش صرف کر دوں گا۔ اور انشاءاللہ ہندوستان کا کوئی شریف ہندو آریہ سکھ عیسائی اہل قلم ایسا نہ رہے گا، جو عقیدت و محبت کے پھول مزار رسالت پناہ پر نہ چڑھائے اور صحیح معنوں میں اس کلنک کے ٹیکہ کو مٹانے کی کوشش کی جائے گی جو بعض پیشہ ور مفسدوں اور بدمعاشوں نے ہندو مسلمانوں کے تعلقات خراب کرنے کے لئے شریف ہندوؤں کے ماتھے پر رنگیلا رسول کی اشاعت کا لگایا تھا

یہ رسول نمبر اتنا شاندار ہوگا کہ آپکا وہم و گمان بھی نہیں پہنچ سکتا۔ ڈیڑھ سو صفحوں کی ضخامت اور کم سے کم ۱۲ صفحوں پر مقدس اور تاریخی مقامات کے عکسی فوٹو ہونگے۔ اور ٹائیٹل کے لئے بھی دو رنگ کا بلاک بنوایا جا رہا ہے۔

غرضکہ خرچ اور محنت کا جہانتک تعلق ہے، اسمیں کوئی کوتاہی نہ ہوگی

خدا کے فضل سے پیشوا کے رسول نمبر کے مصارف کے لئے ابھی سے مخلص اہل درد مسلمانوں نے میری ہمت افزائی شروع کر دی ہے۔ یعنی اس وقت تک سو پرچوں کی خریداری کے لئے میرے ایک محترم بزرگ نے سو روپے بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔ جو پیشوا کے اس رسول نمبر کو خرید کر اپنے غیر مسلم دوستوں میں تقسیم کریں گے۔ اگر اسی طرح کچھ عاشقان رسول نے اور ہمت افزائی کی تو انشاءاللہ اس رسول نمبر پر پانچ ہزار روپے سے زیادہ خرچ کروں گا۔ اور انشاءاللہ یکم صفر [illegible] تک رسول نمبر کو شائع کر دوں گا، تاکہ آیندہ میلاد النبی کی تقریب پر تمام ہندوستان میں یہی رسول نمبر پڑھا جائے۔

میں قارئین کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے احباب کو خصوصیت سے پیشوا کی خریداری پر آمادہ کریں۔ کیونکہ اس رسول نمبر کی قیمت عام طور سے ان حضرات سے جو مستقل خریدار نہیں ہیں، ایک روپیہ لی جائے گی۔ اور جو حضرات [illegible] تک پیشوا کے سالانہ خریدار ہو جائیں گے۔ ان کو رسول نمبر مفت بھیجا جائے گا۔

اس لئے یہ ایک بہترین موقع ہے، جو خدا نے اپنے فضل سے پیشوا کی بنیاد کو مستحکم کرنے، اور "فخر کائنات" حضرت محمد رسول اللہ کی سیرت کو جس کا بڑا حصہ شریف غیر مسلموں نے لکھا ہو غیر مسلم بھائیوں میں تبلیغ اسلام کی غرض سے مفت تقسیم کرنے کے واسطے بہم پہنچایا ہے۔ اس لئے میں قارئین کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ جسقدر جلدی ہو سکے نئے خریداروں سے چندہ وصول کر کے پیشوا کے دفتر میں بھیجدیں۔ اور خود بھی ایک ایک دو دو پرچے خرید کر غیر مسلم بھائیوں میں حسب استطاعت مفت تقسیم کریں۔ اور اپنے متمول احباب کو رسول نمبر کی خریداری اور غیر مسلم بھائیوں میں تقسیم کے لئے ترغیب دیکر جلد مجھے مطلع فرمائیں کہ میں پیشوا کا رسول نمبر کتنی تعداد میں [illegible]

زیادہ [illegible] سے سب سکتے ہیں جو [illegible] ہیں گے اور کئی ایسے ہیں جو
حکومت کے اسباب [illegible] ہو چکا ہے جو ہندو مسلمانوں کے خطرہ کا باعث ہے۔

شیطان کے بھائی

۲۴ جون کے ملاپ میں رسوائے عالم ننگ صحافت، مفسدہ پرداز، فتنہ ساز، شریر، بدتمیز ایڈیٹر تیج کے اس گستاخانہ اور شرارت آمیز اور اشتعال انگیز مضمون پر جو [illegible] مسلمانوں کی توجہ دلا چکا ہوں، جو ۱۴ جون کے تیج میں شائع ہوا ہے، اور جس میں نزعمی دعویٰ سے زیادہ خدائے قدوس کی توہین کی گئی ہے۔ اس وقت میں نے اسلامی پریس سے درخواست کی تھی کہ وہ متفقہ طور سے اس خباثت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرے۔ مگر افسوس کہ سوائے سیاست لاہور، الامان اور مبلغ اور منادی دہلی کے کسی نے بھی توجہ نہ کی۔

جب کسی قوم کے مٹنے کا وقت قریب آ جاتا ہے، تو یہ سنت الہیہ ہے کہ اس کی عقل سلب ہو جاتی ہے اور اس میں حمیت نام کو باقی نہیں رہتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا وقت آخری قریب آگیا ہے، اسی لئے قوم کی بے حمیتی کا یہ عالم ہے کہ ایک آریہ سماجی چھوکرا اٹھتا ہے اور خداوند عزوجل کی شان میں بدترین گستاخی کرتا ہے اور مسلمانوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ میں ان مسلمان اخبارات سے دریافت کرتا ہوں جو اس شدید ترین گستاخی پر بھی خاموش رہے کہ کیا اگر یہی الفاظ تمہارے یا تمہارے باپ کے متعلق کہے جاتے تو کیا تم پر ایسی ہی موت کی خاموشی طاری رہتی، جیسی کہ خالق کائنات کی توہین کے بعد تم پر متفقہ طریقے طاری و ساری ہے؟

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے مسلمانوں کو اس شرارت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کے لئے کہا اور مسلمان اتنے بیدار تو نہ ہوئے جتنا ان کو بیدار ہونا چاہیے تھا مگر مسلمان خاموش بھی نہ رہے۔ البتہ اس بے ہودہ ننگ اور کور [illegible] ایڈیٹر نے حضرت خواجہ صاحب کے خلاف ۱۷ جون کے تیج میں کیسا طویل لیڈنگ آرٹیکل لکھ کر مسلمانوں کی رگ حمیت کو پھر ابھار لگائی ہے:

"تیج نے بہبودی خلق نیز اسلام کی بہتری کے لئے خواجہ صاحب کا اصلی روپ دنیا پر روشن کرنے میں دیگر اخبارات کی نسبت کہیں زیادہ حصہ لیا ہے"

"ہم خواجہ صاحب سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ قادر مطلق خداوند تعالیٰ کو کفالت ناموس کے لئے ان کی امداد کی کب سے ضرورت لاحق ہوگئی؟"

اس کے علاوہ اس طویل آرٹیکل میں بجائے اظہار ندامت کے اس شرارت پیشہ نے مختلف طریقوں سے اسلامی معتقدات کا مضحکہ اڑایا ہے اور پہلے سے زیادہ بدتمیزی کے ساتھ حضرات اسلام کی توہین کی ہے۔

[illegible] کے بہتری چاہنے والے اس شیطان کے بھائی اور بیہودہ [illegible] جاہل سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں سے آپ [illegible] ہو جاتے کب درخواست کی کہ آپ ان کی [illegible]۔
[illegible] اسلام [illegible] ایک شہری [illegible] حضرت خواجہ صاحب
[illegible]

آپ [illegible] اسکول [illegible]
اخیر کے میں تفصیل سے اس [illegible]
کر یہ شیوں کے کلمات بہت [illegible] ہیں البتہ تمام اسلامی پریس سے
اپیل ہے درخواست کرتا ہوں کہ وہ خدائے عزوجل کی انتہائی [illegible]
مسلمانوں کی دل آزاری کرنے والے اخبار کے خلاف متفقہ صدا [illegible]
[illegible] دریافت کریں نیز تمام مسلمانوں سے بھی التجا کرتا ہوں [illegible]
[illegible] کے تحفظ کے لئے بیدار ہوں، اور حضرت خواجہ صاحب کی تحریر کے مطابق جگہ جگہ جلسے کر کے اس ملعون مضمون پر اظہار نفرت کریں اور حکومت دہلی سے تیج پر مقدمہ چلانے کی درخواست کریں۔

ملناودر میں ایک مخلص اور بہی خواہ اسلام جماعت

[illegible] ملناودر میں

جیسا کہ زمانہ آجکل ایک مسلمان خاتون ہیں، جو گجرات کی ریاستوں میں سب سے پہلی مسلمان حکمران ہیں، اور جنہوں نے اپنی ریاست کا ایسا اعلیٰ انتظام کیا ہے کہ ہندو مسلمان غریب امیر سب خوش ہیں۔ اسی ریاست میں ایک انجمن [illegible] کے نام سے قائم ہوئی ہے جس نے نہایت خاموشی اور مستعدی اور اخلاص کے ساتھ غریب مسلمانوں کی خدمت کرنی شروع کر دی ہے، اور جس کی ہمت افزائی کو علیہ بیگم صاحبہ نے اس کے سالانہ جلسے کی صدارت قبول فرمائی [illegible] جناب نواب غلام معین الدین صاحب نظامی نے اپنی تقریر میں کارکنان اخوان الصفا کی ان کوششوں کو بہت سراہا جو وہ غریب مسلمان طالبعلموں کو خلاف دیگر ان کے لئے حصول تعلیم میں سہولت بہم پہنچانے کے لئے انجمن کرتی ہے۔ اور اس پر بھی اظہار مسرت کیا کہ کارکنان انجمن نے اخوان الصفا کے [illegible] کے لئے انجمن کے سرمایہ سے ایک اسٹور ریاست میں کھول لیا ہے، جو اسقدر [illegible] ہے کہ اس سے عہدہ داران ریاست اور ملناودر کا تمام شاہی خاندان اسباب خرید کر اس کی ہمت افزائی کرتا ہے، اور اس طرح انجمن کو غریب مسلمانوں کی خدمت کا موقع ملتا ہے۔

میں اس انجمن کی کامیابی پر سرکار عالیہ کو اور دلی عہد بہادر کو مبارکباد دیتا ہوں جنکی سرپرستی اور ہمت افزائی سے انجمن کو مسلمانوں کی خدمت گذاری کا موقع ملا۔

راعی اور رعایا کی کشمکش

[illegible] خوشی کا مقام ہے کہ [illegible] اور مظلوم [illegible] اور ملنساری کے ساتھ حکومت [illegible] کے مقابلے میں [illegible] کام لے رہے ہیں خدا کے فضل سے امید ہے کہ [illegible] دہلی کا نپٹل کی رہائی میں [illegible] درخواست ہے کہ وہ اسی طرح متفقہ طور سے [illegible] آپ [illegible]
[illegible]

سرورِ عالم کے حالات زندگی اور آپ کے پاکیزہ خصائل ہی سے ہیں تو ہر ایک مسلمان پر آپ کی زندگی مبارک کے قابل تقلید اور دلچسپ حالات آپ پڑھنا چاہتے ہیں تو برگزیدہ ہستی کے برگزیدہ خصائل پڑھئے اس میں دلچسپ پیرایہ میں لکھا گیا ہے یہ نہایت مستند کتب کا عطر ہے اس کتاب کے پڑھنے سے حضور سرور دو عالم کی قابل تقلید عادات آپ کا حلیہ مبارک۔ رحم و مروت فروتنی و انکسار، ایفائے عہد، امانت و دیانت، عفت و عصمت، عدل و انصاف عبادت و ریاضت حسن سلوک، مزاح و تبسم، غرض یہ کہ حضور سرور دو عالم کی زندگی مبارک کا یہ کتاب آئینہ ہے عبارت بڑی خوشی سے اسے پڑھتے ہیں لکھائی چھپائی نہایت عمدہ۔ قیمت صرف بارہ آنے (۱۲)

کیا آپکو دعا مانگنی آتی ہے؟

اگر آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے واقف ہیں تو آپ کی ہر دعا قبول ہو سکتی ہے اور آپ کی ہر مراد پوری ہو سکتی ہے اگر خدانخواستہ آپکی دعائیں بے اثر ہوں تو سمجھ لیجئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں پہلے دعا مانگنے مراد پوری کرنے کے طریقے معلوم کیجئے اس کے بعد دعا مانگئے انشاء اللہ اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہو جائیں گے اگر آپ غریب ہیں تو آپ کی غریبی دور ہو جائیگی اگر آپ پر قرضہ کا بار ہے تو آپ بہت جلد سبکدوش ہو جائیں گے۔ اگر آپ پیچیدہ معاملات کی وجہ سے پریشان ہیں تو آپ کی پریشانی رفع ہو جائے گی اس مقصد کے لئے آپ کتاب **کلید مراد** کے مطالعہ کی ضرورت ہے جس میں دعا مانگنے اور مراد حاصل کرنے کے طریقے کلام مجید اور احادیث سے اخذ کئے گئے ہیں۔ کلید مراد کے بتائے ہوئے طریقہ پر اگر آپ دعائیں مانگیں گے تو ان کی مقبولیت یقینی ہے یہ دعائیں ہزار ہا بار تجربہ میں آ چکی ہیں قیمت صرف آٹھ آنے (۸)

...کی روح بے چین تھی

جب یزید ناپاک نے حضرت امام حسینؑ کو کربلا میں بے یار و ... تو اس وقت حضور سرور دو عالم کی روح مبارک بے چین تھی۔ سرور دو عالم ... دلگداز واقعہ کو اگر آپ پڑھنا چاہتے ہیں تو ... جس میں شہادت کے یہ واقعات نہایت تحقیق و تصدیق کے بعد درج ... ابتداء سے لیکر انتہا تک اس دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان ... یزید کی ... حضرت امام حسن کو زہر دیا جانا، ترک وطن، امام مظلوم کی مکہ کو روانگی ... ظالموں کا معصوموں تک کو چن چن کر جام شہادت پلانا، اہل بیت پر مظالم ... تاریخ ہے زبان نہایت شستہ اور سلیس ہے قیمت ۱۲

جو چاہوگے ہو جائیگا

مصیبت سے نہ گھبراؤ، پریشانی کے وقت استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دو، اسی طرح ... ہمت کرکے آگے بڑھو جو چاہو گے ہو جائے گا۔ کامیابی کی شاہراہ ... گی مصیبت راحت سے بدل جائے گی۔ بلائیں رحمت بن جائیں گی، پریشانیاں ... گی، اور اطمینان قلب تمہیں حاصل ہوگا۔ بشرطیکہ تم آیۃ الکرسی کا عمل پڑھنا جانتے ہو۔ آیۃ الکرسی کا عمل وہ زبردست عمل ہے کہ اسمیں آسمانی توفیق پوشیدہ ہیں۔ اس کے ذریعے غریب آدمی امیر بن جاتا ہے، بیمار تندرست ہو جاتا ہے غرضکہ انسان جو چاہے ہو جاتا ہے اگر مصیبت کے وقت آیۃ الکرسی کا عمل پڑھا جائے تو یہ عمل رحمت بنکر انسان کے سر پر چھا جاتا ہے اگر تم بھی آیۃ الکرسی کا عمل پڑھنا چاہتے ہو تو **فیضان قدسی** پڑھو جس میں آیۃ الکرسی شریف کے پڑھنے کے نہایت صحیح اور مجرب اعمال درج ہیں پڑھنے کا طریقہ نہایت آسان ہے اگر کوئی شخص اس کا معمول کرلے تو تمام عمر اطمینان و آرام سے زندگی بسر کر سکتا ہے قیمت صرف آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

کیا آپکو بات کرنی آتی ہے؟

اگر خدانخواستہ آپ تقریر کی جادو بیانی سے محروم ہیں۔ اگر آپ کی گفتگو شیریں نہیں ہے۔ اگر آپ کی گفتگو لوگوں کے دلوں کو تسخیر کرنے کی قوت نہیں رکھتی۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ سحر و جادو کا اثر رکھیں تو کتاب **فن تقریر** ملاحظہ فرمایئے اور اسکی ۳۲۰ ہدایتوں پر عمل کیجئے اور پھر دیکھئے کہ آپ کے الفاظ طلسم بن جائیں گے آپ کی گفتگو میں انتہا درجہ کی شیرینی پیدا ہو جائے گی ہر مجلس اور ہر محفل میں لوگ آپ کو آنکھوں پر بٹھائیں گے۔ آپ کی جادو بیانی احباب اور عزیزوں کے ... نہ رہیگی بلکہ آپ ہزاروں کے مجمع میں بھی بے دھڑک تقریر کر سکیں گے۔ اہل مجمع کے دل آپ کے قبضہ میں ہونگے۔ اسطرح آپ لوگوں کے ... کر سکیں گے قیمت ... صرف آٹھ آنے۔ علاوہ محصول۔

آپ سے کون خفا ہے؟

کون منانے سے نہیں منتا۔ آپ کسی کو اپنا فریفتہ اپنا دیوانہ بنانا چاہتے ہیں وہ کوئی عورت ہو کوئی مرد ہو۔ کوئی بوڑھا ہو۔ کوئی آقا ہو۔ کوئی حاکم ہو۔ آپ ... کتاب **فن تسخیر** کو ملاحظہ فرمائیں اور اسکی ہدایتوں پر عمل کریں۔ اس کتاب میں جو عمل ... نہیں ہو سکتا ہر عمل کی ترکیب نہایت آسان ہے قیمت فی جلد آٹھ آنے (۸) جلد منگالیں۔ وقت صرف یہ پتہ یاد رکھنا چاہیئے۔

... الیوسٹ بکس ۱۲۵ دہلی

علامہ راشد الخیری کی تصنیفات

اندلس کی شہزادی

اندلس جس ... سلطنت ... جب ... [illegible]

قیمت ۸

جوہر عصمت

۳ ادبی دردناک فسانے

مظلوم بیوی کا ایک جذبہ ... [illegible] ... بے گناہ کا قتل، بھابی کا کینہ ... ضخامت ۱۷۲ صفحے

قیمت

نادرہ تصانیف

سیلاب اشک

مصور غم علامہ راشد الخیری مرحوم ... [illegible] ... سیلاب اشک ... افسانوں کا مجموعہ ہے ... قیمت ...

امین کا دم واپسیں

شہنشاہ ہارون الرشید کے
لخت جگر اور اس کی مشہور ملکہ
زبیدہ خاتون کے بطن سے شہزادہ
امین الرشید کا دردناک قتل
اسلامی تاریخ کا ... واقعہ ہے ... [illegible]
... ہے، قصے دلچسپ پیرایہ
میں ہارون الرشید اور زبیدہ کے
حالات اس خوبی سے لکھے گئے ہیں کہ
... [illegible]

قیمت ۲

ودیا کی سرگزشت

[illegible]

ستونتی

[illegible]

[illegible]

حضرت خواجہ حسن نظامی کی تصانیف

تاریخ سلاطین چغتیہ

[illegible]

طمانچہ بر رخسار یزید

یہ کتاب بھی حضرت خواجہ صاحب کی بہترین تصنیف ہے اور دل کے لکھی گئی ہے۔ اس میں بنی امیہ کی تاریخ اور لوگوں کی خفیہ چالبازیوں کے سب واقعات شامل ہیں سب اصلی ہیں لیکن سبق بھی ہیں۔ ... قیمت

یزید نامہ

محرم نامہ پڑھنے کے بعد اس کتاب کو ضرور پڑھنا چاہئے۔ اس میں واقعۂ کربلا کے بعد کے واقعات اور شاہان بنی امیہ کے تحقیقی حالات نہایت خوبی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔
حجاج بن یوسف کی مکہ معظمہ پر چڑھائی بیت اللہ شریف کی بربادی، حضرت عبداللہ ابن زبیر کی شہادت اور صحابیوں کا قتل و خون خصوصیت کے ساتھ دیکھنے کے قابل ہیں۔ امام حسین کے قاتلوں کا عبرتناک انجام بھی دکھایا گیا ہے۔ قیمت ...
منیجر ... دہلی سے منگائیے

محرم نامہ

[illegible]

دہلی میں غدر

... افسانے جو خواجہ صاحب نے مرتب کئے ہیں، وہ اس کتاب کے علاوہ کہیں نہیں مل سکتے۔ اس میں ... افسانے ہیں ... شاہی بیگمات کے ... حالات ... ان شاہی بیگمات سے ... اور گھروں کے ... قیمت ...

عورتوں کے حالات

حالات پہنچے ہیں۔ یہ کتاب عورتوں کو ضرور دکھانی چاہیے کیونکہ اس میں ان ... عورتوں کے حالات ہیں ... قیمت ...

کرشن بیتی

تعلیم یافتہ لوگ ... قوم کی انجمیں اگر ... رکھتی ہیں تو ... کہ مسلمان ہندو ... دوسری اقوام کی ... ہستیوں کے حالات واقعات کیونکر لکھتے ہیں۔ اس میں سری کرشن بھگوان کے پیدائش سے ... تک کے حالات ...
قیمت ...

دکن کی اسلامی تاریخ

[illegible]

اولاد کی شادی

[illegible]

بیوی کی تربیت

ضخامت ... صفحے کاغذ چھپائی ... اس میں مختلف لوگوں کے بیانات ہیں اور ... کی بیوی خواجہ بانو صاحبہ نے ... سوال اخبارات میں شائع کرائے تھے ... مشہور ... سے ... جوابات لکھے وہ سب اس کتاب کے اندر ہیں۔ جوابات لکھنے والوں ... نواب ... خان ... صاحبہ ... بیگم صاحبہ ... صاحبہ ... وغیرہ ...

بیوی کی تعلیم

[illegible]

قرآن شریف

[illegible]

محصول ڈاک ذمہ خریدار [illegible] منیجر رسالہ پیشوا پوسٹ بکس ۱۰۶۶ دہلی

سب سے بڑی ضرورت

ایک مسلمان کے لئے یہ ہے کہ وہ اپنے مذہب کا حقہ واقف ہو لیکن افسوس کہ دنیوی مصروفیتوں کی وجہ سے لوگوں کو اس کا موقع حاصل نہیں کہ آٹھ دس سال کا زمانہ عربی اور دینیات کی تعلیم میں صرف کریں۔ پس اس ضرورت کو پیش نظر رکھکر سالہا سال کی کوشش کے صرف زر کثیر کے بعد کتاب

اسلامی تعلیم

طیار کی گئی ہے جس میں اہلسنت والجماعت کے مکمل عقائد اور مفصل اسلامی احکام درج کئے گئے ہیں

کتاب کیا ہے مذہب اسلام کی مکمل انسائیکلوپیڈیا ہے

[illegible] جس قدر مسائل کی ضرورت پیش آسکتی ہے وہ سب اس کتاب اسلامی تعلیم میں درج ہیں۔ یہ کتاب فقہ اور حدیث کی صدہا مستند کتابوں کا خلاصہ اور ایک متبحر عالم کی تالیف ہے

اسکی گھر میں موجودگی آپ کو عالموں اور مفتیوں سے مستغنی کر دیگی

اسلامی تعلیم کی مدد سے آپ مذہب کی صحیح معلومات اور نجات کا صحیح راستہ معلوم کر سکتے ہیں

[illegible] مردوں۔ عورتوں۔ اور ہر عمر والوں کے لئے یکساں مفید ہے

[illegible] ملاحظہ کیجیے اور اندازہ کیجیے کہ کسطرح

[illegible] کوزہ میں بند کیا گیا ہے؟

ملنے کا پتہ مہتمم رسالہ پیشوا دہلی

فہرست مضامین کتاب اسلامی تعلیم

ملنے کا پتہ منیجر

صفحہ	مضمون